سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2010

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2010

(منگل5، بدھ6، جمعرات7، جمعتہ المبارک8، سوموار11۔اکتوبر2010)

(یوم الثلاثہ25، یوم الاربعاء26، یوم الخمیس27، یوم الجمع28 شوال، یوم الاثنین 2۔ذیقعد1431ھ)

پندرھویں اسمبلی: بیسواں اجلاس

جلد20:(حصہ اول):شمارہ جات : 1تا5

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

بیسواں اجلاس

منگل،5۔اکتوبر2010

جلد 20:شمارہ 1

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ	----------	1
2۔	ایجنڈا	----------	3
3۔	ایوان کے عہدے دار	----------	5
4۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	----------	11

5۔	دعائیہ کلام	12
6۔	چیئرمینوں کا پینل	13
	حلف	
7۔	نومنتخب ممبران اسمبلی کا حلف	13

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	تعزیت	
8۔	سابق ممبر اسمبلی انیس الدین فاروقی (مرحوم)، سانحہ کربلا گامے شاہ لاہور کے شہداء، سیلاب سے ہلاک ہونے والوں ڈرون حملوں میں جاں بحق ہونے والوں اور اسسٹنٹ سیکرٹری پنجاب اسمبلی نعیم اختر کی والدہ مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت	14
	سوالات (محکمہ جات مال و کالونیز)	
9۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	21
10۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	52
11۔	غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	82
	پوائنٹ آف آرڈر	
12۔	پنجاب کے تعلیمی اداروں کو پرائیویٹ کرنے پر طلباء واساتذہ کا احتجاج	84
13۔	وزارت داخلہ کا علماء کی زندگی کو خطرے سے حکومت پنجاب کو مطلع کرنا	85
14۔	تعلیمی اداروں میں ریشلائزیشن پالیسی سے اساتذہ کو پریشانی کا سامنا	92
15۔	تعلیمی اداروں میں نئی پالیسی کے تحت کئی سال قبل بھرتی ہونے والے ہزاروں اساتذہ صرف تھرڈ ڈویژن کی بنیاد پر ترقی سے محروم	95
16۔	زرعی ترقیاتی بنک کی جانب سے قرضہ جات نہ ملنے کی وجہ سے پنجاب کے کاشتکاروں کو پریشانی کا سامنا	100
	تحاریک استحقاق	
17۔	ڈی ایس پی شاہکوٹ کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ	104

18۔	ایس ایچ او مڈھ رانجھا کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ ---------- تحاریک التوائے کار	107
19۔	اعظم مجید میڈیکل کمپلیکس فیصل آباد کے ڈاکٹر کی غفلت اور لیبارٹری کی غلط رپورٹ سے سینکڑوں مریضوں کی جان کو خطرہ(۔۔۔جاری) ----------	110

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

20۔	بیرون ممالک سے ایم بی بی ایس کرنے والے اکثر طلباء یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کے ٹیسٹ میں فیل ہونے سے طلباء اور والدین کو پریشانی کا سامنا----------	112
21۔	جائیداد کی خرید و فروخت میں زبانی انتقالات کے طریقہ کی قباحتیں ----------	115
22۔	تحصیل بورے والا میں نصب صاف پانی کے ٹیوب ویل ٹی ایم اے کے عدم تعاون کی بناء پر چالو نہ ہونے کی وجہ سے عوام کو پانی کی شدید قلت کا سامنا----------	116
	غیر سرکاری ارکان کی کارروائی	
	قراردادیں(مفاد عامہ سے متعلق)	
23۔	امریکہ اور مغربی ممالک سے دہشتگردی کی جنگ میں تعاون کے باوجود سویلین نیوکلیئر انرجی اور گیس سے محروم ہونے کی بناء پر پاکستان کی خارجہ پالیسی پر نظر ثانی کا مطالبہ ----------	119
24۔	کالا باغ ڈیم کی جلد از جلد تعمیر کا مطالبہ ----------	122
25۔	عربی زبان کو کلاس اول سے لازمی قرار دینا ----------	126
26۔	صوبہ کے شہروں اور قصبوں میں بننے والے بائی پاسوں سے ملحقہ ایریا کو کمرشلائزنہ کرنے کا مطالبہ ----------	128
27۔	صوبہ میں بی اے تک تعلیم مفت کرنے کا مطالبہ ----------	133
28۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ----------	138
	قرارداد	
29۔	ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو امریکہ میں دی گئی سزا کی پُرزور مذمت ----------	139

30۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	142
	قرارداد	
31۔	مقبوضہ کشمیر میں جاری بھارتی جارحیت کی پُرزور مذمت اور آزادی کشمیر کی تحریک کی مکمل سفارتی واخلاقی حمایت کا اعلان	143
32۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	146

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

بدھ،6۔اکتوبر2010

جلد 20:شمارہ 2

33۔	ایجنڈا	149
34۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	151
35۔	نعت رسول مقبول ﷺ	152
	سوالات (محکمہ آبکاری ومحصولات)	
36۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	153
37۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	191
	تحاریک استحقاق	
38۔	(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)	217
	تحاریک التوائے کار	
39۔	تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال بورے والا میں میڈیکل سپیشلسٹ نہ ہونے کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا	218
40۔	تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال بورے والا کو حکومت کی منظوری کے باوجود اپ گریڈ نہ کرنا	219
41۔	شوگر ملوں کے مالکان کی جانب سے گنے کے کاشتکاروں کو بروقت ادائیگی نہ کرنا	220

42۔	جڑانوالہ کے شہری صاف پانی نہ ملنے کی وجہ سے موذی بیماریوں میں مبتلا	226
43۔	میو ہسپتال لاہور کا گیٹ بند ہونے سے لواحقین اور مریضوں کو پریشانی کا سامنا	227
44۔	قصابوں کی جانب سے لاہور میں مضر صحت، مردار، بیمار، کم عمر جانوروں اور پانی ملا گوشت فروخت کرنا	228

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
45۔	شمالی لاہور میں عوام کی سہولت کے لئے روٹ جاری کرنے اور بسیں چلانے کا مطالبہ	229
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
46۔	پنجاب کے امور کے متعلق پالیسی اصولوں کی پاسداری اوران پر عملدرآمد کی رپورٹ برائے سال2008کا ایوان میں پیش کیا جانا	230
47۔	پنجاب بیت المال کونسل کی سالانہ کارکردگی رپورٹ برائے سال2008کا ایوان میں پیش کیا جانا	230
48۔	پنجاب بیت المال کونسل کی سالانہ کارکردگی رپورٹ برائے سال2009کا ایوان میں پیش کیا جانا	231
49۔	ادارہ محتسب پنجاب کی سالانہ رپورٹ برائے سال2009کا ایوان میں پیش کیا جانا	231
	مسودہ قانون (جو متعارف ہوا)	
50۔	مسودہ قانون (ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ2010	231
	بحث	
51۔	سیلاب متاثرین کے ریلیف اور بحالی پر عام بحث	232

	رپورٹیں(جو پیش ہوئیں)(۔۔۔جاری)	
52۔	تحاریک استحقاق بابت سال09-2008اور2010کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹوں کاایوان میں پیش کیاجانا	257
53۔	مسودہ قانون(ترمیم)جنگلات مصدرہ2010کے بارے میں مجلس قائمہ برائے فاریسٹری وفشریز کی رپورٹ کاایوان میں پیش کیاجانا	258
54۔	سیلاب متاثرین کے ریلیف اور بحالی پر عام بحث(۔۔۔جاری)	258

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	رپورٹ(میعاد میں توسیع)	
55۔	19۔جولائی2010کو جاری ہونے والے اعلامیہ میں وضع کردہ مواد پر ہونے والی بحث کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	262
56۔	سیلاب متاثرین کے ریلیف اور بحالی پر عام بحث(۔۔۔جاری)	263
	جمعرات،7۔اکتوبر2010	
	جلد 20:شمارہ 3	
57۔	ایجنڈا	284
58۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	286
59۔	نعت رسول مقبول ﷺ	287
	تعزیت	
60۔	سابق ممبر اسمبلی چودھری لیاقت علی کے والد اور ڈاکٹر ہارون الرشید کی وفات پر دعائے مغفرت	288

	سوالات (محکمہ امداد باہمی)	
61۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات	288
62۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات (جوایوان کی میز پر رکھے گئے)	327
	توجہ دلاؤ نوٹس	
63۔	(کوئی توجہ دلاؤ نوٹس پیش نہ ہوا)	343
	تحاریک استحقاق	
64۔	(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)	343

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

	تحاریک التوائے کار	
65۔	سینٹ ڈینس گرلز ہائی سکول کشمیر پوائنٹ مری کو جلائے جانے سے سینکڑوں بچیوں کا مستقبل تاریک ہونے کا خدشہ (۔۔۔جاری)	344
66۔	حکومت کی جانب سے بادشاہی مسجد لاہور سے چوری ہونے والے نعلین مبارک کی بازیابی کے لئے ٹھوس اقدامات نہ اٹھانا	345
67۔	چک عمر سکھالا دھوکا (دیپالپور) میں تعینات نہری پٹواری کا پانی کی وارابندی میں من مانی سے چھوٹے کاشتکاروں کو مشکلات کا سامنا	346
68۔	میو ہسپتال لاہور کی طرح لاہور اور صوبہ کے دوسرے سرکاری ہسپتالوں میں بھی کمپیوٹر سافٹ ویئر لگانے کا مطالبہ	348
69۔	پنجاب میں جنگلات حکومتی عدم توجہ کی بناء پر بُری طرح متاثر اور جنگلات کی زمینوں پر غارت گروں کا قبضہ	350
	پوائنٹ آف آرڈر	
70۔	قذافی سٹیڈیم لاہور میں ٹوٹنی ٹونٹی کرکٹ ٹورنامنٹ کے لئے گیٹ بند	

	کرنے سے ہزاروں لوگوں کا روزگار متاثر ہونے کا خدشہ ----------	352
71۔	حکومتی چیک کیش نہ ہونے کی وجہ سے ٹھیکیداروں کو پریشانی کا سامنا ----------	356
	رپورٹ (میعاد میں توسیع)	
72۔	مسودہ قانون انڈسٹریل ریلیشنز پنجاب مصدرہ2010 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے محنت وانسانی وسائل کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ----------	363
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
73۔	قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 میں ترمیم کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون وپارلیمانی امور کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ----------	364
74۔	تحریک التوائے کار نمبر 09/117 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ----------	364

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
75۔	سیلاب متاثرین کے ریلیف اور بحالی پر عام بحث (۔۔۔جاری) ----------	365
	جمعۃ المبارک، 8۔اکتوبر2010	
	جلد 20: شمارہ 4	
76۔	ایجنڈا ----------	407
77۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ ----------	409
78۔	نعت رسول مقبول ﷺ ----------	410
	تعزیت	
79۔	ممبر پنجاب اسمبلی جناب عامر حیات خان روکھڑی کی والدہ ماجدہ کی وفات پر دعائے مغفرت ----------	411

	سوالات (محکمہ جیل خانہ جات)	
80۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات	411
81۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات (جوایوان کی میز پر رکھے گئے)	459
	پوائنٹ آف آرڈر	
82۔	پنجاب کے تمام مزارات اور حضرت علی ہجویری رح کے مزار کی سکیورٹی بڑھانے کا مطالبہ	475
83۔	شوگر ملوں کے مالکان کی جانب سے گنے کے کاشتکاروں کو بروقت ادائیگی نہ کرنا	479
	رپورٹیں (میعاد میں توسیع)	
84۔	تحاریک استحقاق بابت سال09-2008اور2010کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	493

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
85۔	مسودہ قانون (ترمیم) اریگیشن اینڈ (ڈرینج) اتھارٹی پنجاب مصدرہ2008 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے اریگیشن اینڈ پاور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	494
86۔	مسودہ قانون (ترمیم) نجی قرض دہی کی ممانعت پنجاب مصدرہ2007 کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	495
87۔	حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال05-2004, 03-2002, 01-2000 اوران پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں PAC-I کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	496
	تحاریک استحقاق	
88۔	(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)	502

سوموار،11۔اکتوبر2010

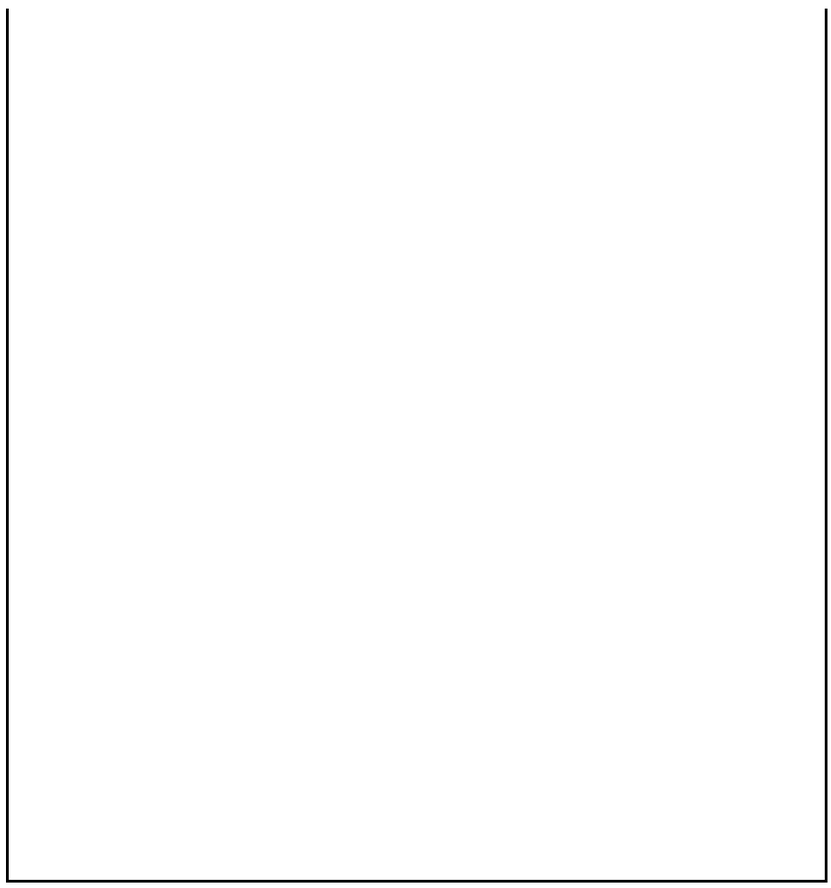
جلد 20:شمارہ 5

89۔	ایجنڈا	----------	508
90۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	----------	510
91۔	نعت رسول مقبول ﷺ	----------	511
	سوالات (محکمہ جات ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)		
92۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	----------	512
93۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	----------	552
94۔	غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب	----------	572
	پوائنٹ آف آرڈر		
95۔	لاہور میں 8۔مارچ کو بم دھماکے میں ہلاک ہونے والے عباس علی کے لواحقین کو مالی امداد کی فراہمی	----------	573

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
96۔	بورے والا شہر میں واٹر سپلائی سکیم میں ناقص مٹیریل استعمال ہونے کی تحقیقات	----------	573
97۔	پینے کے صاف پانی والے ٹیوب ویلوں کی تشہیر کا مطالبہ	----------	574
	رپورٹیں (میعاد میں توسیع)		
98۔	پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر۔II کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	----------	576
99۔	سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	----------	577
	توجہ دلاؤ نوٹس		
100۔	یوحنا آباد نشتر ٹاؤن لاہور کے وکرم مسیح کا دوران ڈکیتی قتل	----------	581

101۔	رضامندی کی شادی کے باوجود شور کوٹ کے عمران کے خلاف مقدمہ اوراس کی فیملی پر تشدد	582
	پوائنٹ آف آرڈر	
102۔	بند کئے گئے جان کی دیوی ہسپتال کو دوبارہ کھولنے کا مطالبہ	587
103۔	پروفیسرز ایسوسی ایشن کے ممبران کی وزیر قانون سے ملاقات	587
104۔	نیشنل فرٹیلائزر کارپوریشن کی طرف سے لاہور میں اٹھائیس کنال اراضی غبن کرنے کی کوشش	588
105۔	کوٹ مومن تحصیل ہیڈکوارٹر میں ڈاکٹروں کی عدم دستیابی	589
106۔	جناح ہسپتال لاہور کے ICUاور CCUکے واش رومز کی تعمیر نو	590
	تحاریک استحقاق	
107۔	(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)	591
	تحاریک التوائے کار	
108۔	میو ہسپتال لاہور کی جدید پی سی آر (مشین) بند ہونے سے ہیپاٹائٹس کے مریضوں کو ٹیسٹ کروانے میں دشواری کا سامنا(۔۔۔جاری)	592

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
109۔	تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال بورے والا میں میڈیکل سپیشلسٹ نہ ہونے کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا(۔۔۔جاری)	594
110۔	میو ہسپتال لاہور کا گیٹ نمبر4بند ہونے کی وجہ سے لواحقین اور مریضوں کو پریشانی کا سامنا(۔۔۔جاری)	594
111۔	پولیس میں بھرتی سے قبل نگرانی کا نظام رائج کرنے کی تجویز	596
112۔	کورم کی نشاندہی	600
113۔	انڈکس	



1

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(87)/2010/269. Dated. 27th September, 2010. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

> In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan,
> **I, Salmaan Taseer**, Governor of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on Tuesday, 5th October, 2010 at 3.00 p.m. in the Provincial Assembly Chambers Lahore.

Dated Lahore, the 27th September, 2010.

SALMAAN TASEER
GOVERNOR OF THE PUNJAB"

3

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،5۔اکتوبر2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور دعائیہ کلام

سوالات

(محکمہ جات مال وکالونیز)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں)

(منگل20۔جولائی2010کی نشست کے دوران زیر التواء رکھی گئی قرارداد)

رانا محمد افضل خان: اس ایوان کی رائے ہے کہ وفاقی حکومت War on Terror پر امریکہ اور مغربی طاقتوں کے ساتھ جو تعاون کر رہی ہے، اس کی وجہ سے پاکستان کی معیشت کو40۔ارب ڈالر سے زیادہ نقصان ہو چکا ہے اور ہزاروں افراد شہید ہو چکے ہیں۔ یہ ایوان سمجھتا ہے کہ پاکستان کو اپنی Energy کی ضرورت میں امریکہ اور مغربی طاقتوں سے اسی طرح کا تعاون حاصل کرنا چاہئے جو وہ ہم سے War on Terror پر حاصل کر رہے ہیں لیکن اس کے برعکس ابھی تک ہمارے تمام راستے بند کئے گئے ہیں۔ ہمیں سویلین نیوکلیئر انرجی سے محروم رکھا جا رہا ہے اور اب امریکی Sanctions کے ذریعہ پاکستان کی ایران کے ساتھ Gas ڈیل کو بھی پابندیوں کی زد میں لایا جا رہا ہے۔

یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ پاکستان کی قومی سلامتی کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس اہم موضوع سمیت حکومتِ امریکہ سے تمام شعبوں میں اپنے تعلقات Review کرے اور پاکستان کی معیشت اور بنیادی اہمیت کے معاملات بالخصوص ہر قسم کی Energy کی

ضروریات کو اپنی خارجہ پالیسی کا اولین مقصد بنا کر نئے سرے سے مذاکرات کئے جائیں اور اپنا حق حاصل کیا جائے۔ گیس ڈیل اور Civilian Nuclear Power پر ہر قسم کی پابندی کو ختم کروایا جائے۔

4

(موجودہ قراردادیں)

1. ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: یہ ایوان حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ڈاکٹرز اور اساتذہ کو دوران ڈیوٹی، سرکاری فرائض بطور طریق احسن انجام دینے کے لئے ہر قسم کا تحفظ، اعتماد اور ماحول دیا جائے۔ اگر کوئی فرد/افراد ڈاکٹرز اور اساتذہ کو دوران ڈیوٹی ہراساں کرتا ہے، ڈراتا ہے، دھمکاتا ہے یا ان پر حملہ کرنے کی کوشش کرتا ہے یا تشدد کرتا ہے تو اس کے خلاف فوری کارروائی کا اہتمام کیا جائے۔

2. چودھری ظہیر الدین خان: یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ماہرین کے مطابق کالا باغ ڈیم کا بنانا چونکہ قابل عمل اور پورے پاکستان کے لئے سود مند ہے اس لئے اس کی تعمیر جلد از جلد شروع کرنے کے لئے چاروں صوبوں میں اتفاق رائے پیدا کرنے کے لئے اپنی کوششوں کا آغاز کرے۔

3. ملک محمد جاوید اقبال اعوان: یہ ایوان اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ عربی زبان کو کلاس اول سے لازمی قرار دیا جائے۔

4. جناب طاہر اقبال چودھری: اس ایوان کی رائے ہے کہ آئندہ صوبہ پنجاب کے اندر بننے والے شہروں اور قصبوں کے bypasses کو Limited Access Road کے طور پر declare کیا جائے اور ان کو Commercialize نہ کیا جائے۔ نیز جو bypasses بن چکے ہیں ان کے ساتھ ساتھ 220 فٹ تک کسی قسم کی عمارت بنانے کی اجازت نہ دی جائے تاکہ bypasses پر ٹریفک کے smooth flow کو یقینی بنایا جا سکے۔

5. سیدہ ماجدہ زیدی: اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت صوبہ میں طلباء طالبات کے لئے بی اے تک مفت تعلیم کا اہتمام کرے۔

5

صوبائی اسمبلی پنجاب

1۔ ایوان کے عہدے دار

جناب سپیکر : رانا محمد اقبال خان

جناب ڈپٹی سپیکر : رانا مشہود احمد خان

قائد ایوان : میاں محمد شہباز شریف

قائد حزب اختلاف : چودھری ظہیر الدین خان

2۔ چیئرمینوں کا پینل

1۔ رانا محمد افضل خان ایم پی اے، پی پی۔66

2۔ ڈاکٹر اسد اشرف ایم پی اے، پی پی۔138

3۔ ملک محمد عباس راں ایم پی اے، پی پی۔201

4۔ محترمہ انبساط حامد ایم پی اے، ڈبلیو۔359

3۔ کابینہ

1۔ راجہ ریاض احمد : سینئر وزیر، آبپاشی و قوت برقی، کانیں، معدنی ترقی*

2۔ محترمہ نیلم جبار چودھری : وزیر بہبود آبادی

3۔ جناب تنویر اشرف کائرہ : وزیر خزانہ، منصوبہ بندی و ترقیات*

4۔ چودھری عبدالغفور : وزیر خوراک، صنعتیں*

5۔ جناب محمد اشرف خان سوہنا : وزیر محنت وانسانی وسائل

- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-21/2008 مورخہ 13۔جون2009 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (5۔اکتوبر تا22۔اکتوبر2010) تفویض کیا گیا۔
- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر SO(CAB-.II)2-21/2008 مورخہ 29۔جون2010 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (5۔اکتوبر تا22۔اکتوبر2010) تفویض کیا گیا۔

6

6۔ حاجی احسان الدین قریشی : وزیر مذہبی امور واوقاف اور بیت المال*

7۔ ملک ندیم کامران : وزیر زکوٰۃ وعشر

8۔ ملک احمد علی اولکھ : وزیر زراعت، امداد باہمی، لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ جنگلات، ماہی گیری و جنگلی حیات اور سیاحت وترقی تفریحی مقامات

9۔ سردار دوست محمد خان کھوسہ : وزیر تجارت وسرمایہ کاری

10۔ ملک محمد اقبال چنڑ : وزیر جیل خانہ جات

11۔ جناب کامران مائیکل : وزیر انسانی حقوق، اقلیتیں، ترقی خواتین اور سماجی بہبود*

12۔ راناثناءاللہ خان : وزیر قانون و پارلیمانی امور، زکوٰۃ و عشر*

ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی، داخلہ، پبلک پراسیکیوشن *اور مواصلات و تعمیرات*

13۔ جناب تنویرالاسلام : وزیر کھیلیں، امور نوجوانان وثقافت

14۔ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن : وزیر آبکاری و محصولات، ہائر ایجوکیشن و سکول ایجوکیشن، خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم، ٹرانسپورٹ*

15۔ جناب فاروق یوسف گھرکی : وزیر انفارمیشن ٹیکنالوجی

16۔ حاجی محمد اسحاق : وزیر مال و بحالی اور کالونیز

- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-21/2008 مورخہ 13۔جون2009 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (5۔اکتوبر تا22۔اکتوبر2010) تفویض کیا گیا۔
- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر SO(CAB-.II)2-21/2008 مورخہ 29۔جون2010 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (5۔اکتوبر تا22۔اکتوبر2010) تفویض کیا گیا۔
- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر SO(CAB-.II)2-21/2008 مورخہ 21,23۔جولائی2010 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (5۔اکتوبر تا22۔اکتوبر2010) تفویض کیا گیا۔

7

4۔ پارلیمانی سیکرٹریز

1۔ راجہ طارق کیانی : محنت

2۔ چودھری عبدالرزاق ڈھلوں : مقامی حکومت وکمیونٹی ڈویلپمنٹ

3۔ سردار کامل گجر : مال

4۔ جناب کرم الٰہی بندیال : کوآپریٹوز

5۔ جناب عبدالحفیظ خان : زکوٰۃ وعشر اوربیت المال

6۔ جناب ظفر اقبال ناگرا : ہاؤسنگ وشہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ

7۔ جناب افتخار احمد خان : مذہبی امور و اوقاف

8۔ سردار محمد ایوب خان گادھی : تحفظ ماحولیات

9۔ محترمہ نازیہ راحیل : خصوصی تعلیم

10۔ جناب محمد سعید مغل : خوراک

11۔ جناب محمد آجاسم شریف : آبکاری ومحصولات

12۔ جناب محمد تجمل حسین : صنعت

13۔ رانامبشر اقبال :

14۔ جناب محمد خرم گلفام : ٹرانسپورٹ

15۔ جناب غلام نبی :

16۔ رانا محمد ارشد : سیاحت

17۔ جناب احسن رضا خان : خواندگی وغیر رسمی بنیادی تعلیم

- بذریعہ قانون و پارلیمانی امور گورنمنٹ آف پنجاب نوٹیفکیشن نمبر2009/42-4:No.Legis مورخہ 31۔جنوری2009 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

8

18۔ جناب عامر سعید انصاری : جیل خانہ جات

19۔ ڈاکٹر محمد اختر ملک : خزانہ

20۔ جناب نشاط احمد خان ڈاہا : کان کنی و معدنیات

21۔ جناب شہزاد سعید چیمہ : منصوبہ بندی و ترقیات

22۔ ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال :

23۔ سردار میر بادشاہ خان قیصرانی : جنگلات

24۔ سردار شیر علی خان گورچانی : کالونیز و اشتمال اراضی

25۔ ملک احمد کریم قسور لنگڑیال : لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ

26۔ چودھری ممتاز احمد ججہ : ایجوکیشن

27۔ جناب آصف منظور موہل : زراعت

28۔ چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) :

29۔ میاں محمد اسلم (ایڈووکیٹ) : سپورٹس

30۔ انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں : بہبود آبادی

31۔ محترمہ نرگس فیض ملک : انفارمیشن ٹیکنالوجی

32۔ محترمہ صغیرہ اسلام : ترقی خواتین

33۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری : ثقافت و امور نوجوانان

34۔ محترمہ فائزہ احمد ملک : آبپاشی وقوت برقی

35۔ جناب خلیل طاہر سندھو : انسانی حقوق و اقلیتیں

• بذریعہ قانون و پارلیمانی امور گورنمنٹ آف پنجاب نوٹیفکیشن نمبر2009/42-4:No.Legis مورخہ 31۔جنوری2009 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

5۔ ایڈووکیٹ جنرل

خواجہ حارث احمد

6۔ ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی : جناب مقصود احمد ملک

سپیشل سیکرٹری : ڈاکٹر ملک آفتاب مقبول جوئیہ

11

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا بیسواں اجلاس

منگل،5۔اکتوبر2010

(یوم الثلاثہ،25۔شوال المعظم1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 4 بج کر 55 منٹ پر زیر صدارت

جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالماجد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ
الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ
وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ﴿١٥٥﴾ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ ۙ قَالُوا
إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿١٥٦﴾ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن
رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ﴿١٥٧﴾

سُوْرَۃُ البَقَرَۃ آیات155 تا157

اور ہم کسی قدر خوف اور بھوک اور مال اور جانوں اور میووں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کریں گے۔ توصبر کرنے والوں کو(اللہ کی خوشنودی کی)بشارت سنادو۔(155)ان لوگوں پر جب کوئی مصیبت واقع ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کا مال ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔(156)یہی لوگ ہیں جن پر ان کے پروردگار کی مہربانی اور رحمت ہے اور یہی سیدھے رستے پر ہیں(157)

وماعلینا الالبلاغo

حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے دعائیہ کلام پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔

دعائیہ کلام

کرم مانگتا ہوں عطا مانگتا ہوں
الٰہی میں تجھ سے دعا مانگتا ہوں
عطا کر علی کی ولائیت کا صدقہ
کرم کر دے زہرا کی چادر کا صدقہ
رحم کر نبی ﷺ کے نواسوں کا صدقہ
بس اتنی سی تجھ سے دعا مانگتا ہوں
جو کمزور ہیں ان کو قوت عطا کر
جو مفلس ہیں ان کو دولت عطا کر
جو بیمار ہیں ان کو صحت عطا کر
مریضوں کی خاطر شفا مانگتا ہوں
الٰہی ہمیں شاد و مسرور رکھنا
بلاؤں کو ہم سے بہت دور رکھنا
پریشانیاں ہم کو گھیرے ہوئے ہیں
پریشانیوں سے پناہ مانگتا ہوں
کرم مانگتا ہوں عطا مانگتا ہوں
الٰہی میں تجھ سے دعا مانگتا ہوں

چیئرمینوں کا پینل

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ پینل آف چیئرمین کا اعلان کریں۔

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب، مصدرہ 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اس اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز ممبران پر مشتمل پینل آف چیئرمین نامزد فرمایا ہے:۔

1۔ رانا محمد افضل خان ایم پی اے پی پی۔66
2۔ ڈاکٹر اسد اشرف ایم پی اے پی پی۔138
3۔ ملک محمد عباس راں ایم پی اے پی پی۔201
4۔ محترمہ انبساط حامد ایم پی اے ڈبلیو۔359

حلف

نومنتخب ممبران اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر: مجھے بتایا گیا ہے کہ تین نومنتخب ممبران ملک غلام رضا، پی پی۔13، جناب اعجاز احمد کاہلوں پی پی۔34، محترمہ حمیرہ اویس شاہد، ڈبلیو۔361 حلف لینے کے لئے چیمبر میں تشریف فرما ہیں۔ میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ حلف لینے کے لئے اپنی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں اور اس کے بعد حلف کے رجسٹر پر اپنے دستخط ثبت فرمائیں۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر نے تینوں نومنتخب ممبران اسمبلی سے حلف لیا)

جناب سپیکر: آپ تمام ممبران کو میری طرف سے اور ہاؤس کی طرف سے مبارک ہو۔ اب آپ اپنے sign کرنے کے لئے table پر تشریف لائیے گا۔

(اس مرحلہ پر نومنتخب ممبران اسمبلی حلف کے رجسٹر پر دستخط کرنے کے بعد جناب سپیکر سے گلے ملے)

جناب سپیکر: جی، محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!

تعزیت

سابق ممبر اسمبلی انیس الدین فاروقی (مرحوم) سانحہ کربلا گامے شاہ لاہور کے شہداء، سیلاب سے ہلاک ہونے والوں ڈرون حملوں میں جاں بحق ہونے والوں اور اسسٹنٹ سیکرٹری پنجاب اسمبلی نعیم اختر کی والدہ مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ہماری ساتھی ایم پی اے محترمہ آصفہ فاروقی جن کا تعلق جھنگ سے ہے، ان کے بھائی انیس الدین فاروقی سابق ایم پی اے کا انتقال ہوا، 21۔رمضان المبارک کو ہونے والے سانحہ کربلا گامے شاہ کے شہداء اور سیلاب سے ہلاک ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! صوبہ پنجاب اور پورے پاکستان میں جو افراد سیلاب کی وجہ سے جاں بحق ہوئے ان کے لئے اور ہمارے ایک اسسٹنٹ سیکرٹری نعیم اختر ہیں ان کی والدہ ماجدہ کا بھی انتقال ہوا ہے، ان کے لئے بھی دعائے مغفرت کی جائے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ڈرون حملوں میں ہلاک ہونے والوں کے لئے بھی دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ آصفہ فاروقی صاحبہ کے بھائی کے لئے، سیلاب کی وجہ سے اس دنیا سے رخصت ہونے والوں اور ڈرون حملوں میں جاں بحق ہونے والوں کے لئے بھی دعا کی جائے۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے محترم غلام رضا صاحب، محترم جناب اعجاز احمد کاہلوں اور محترمہ حمیرا اویس شاہد کو اپنی جانب سے اور اپنی پارلیمانی پارٹی کی جانب سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں امید کرتا ہوں کہ ان ممبران کی آراء سے یہ معزز ایوان مستفید ہو گا۔ان ممبران کا منتخب ہو کر اس معزز ایوان کی زینت بننے سے اور ان کی قابلیت سے ایوان کے کام کو آگے بڑھانے میں مدد ملے گی۔

جناب سپیکر! میں آج ہی کے دن اسی حوالے سے اس بات پر بھی جناب عارف نظامی کو خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے پرنٹ میڈیا میں آج ایک نئے باب کا اضافہ کیا ہے کہ آج ایک

نئے اخبار"Pakistan Today"کا آغاز کیا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ جس طرح سے حمید نظامی صاحب نے قائداعظم کے حکم پر اخبار "نوائے وقت" کا اجراء کیا۔ "نوائے وقت" نے پاکستان کی تخلیق میں اور بعد میں ہمیشہ جمہوری روایات کو پیش نظر رکھا۔ مجید نظامی صاحب اور عارف نظامی صاحب نے اس مشن کو بہت ہی اچھے انداز میں آگے بڑھایا کہ آج انہوں نے ایک نئے اخبار کا اجراء کیا ہے۔ میں اس ہاؤس کی جانب سے انہیں مبارکباد بھی پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ ان کی یہ کاوش جمہوری روایات کو آگے بڑھانے کے لئے اور Rule of Law کو آگے بڑھانے کے لئے مؤثر ثابت ہو گی۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، راجہ ریاض احمد صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں جناب غلام رضا صاحب، چودھری اعجاز کاہلوں اور محترمہ حمیرا اویس شاہد کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ وہ اس ہاؤس کے ممبران بنے ہیں۔ میں خاص طور پر اعجاز کاہلوں صاحب کی بات کرتا ہوں کہ جو آزاد منتخب ہوئے اور بعد میں انہوں نے جناب آصف علی زرداری صاحب اور وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی صاحب کی قیادت پر اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے پاکستان پیپلز پارٹی میں شامل ہونے کا اعلان کیا۔ میں اپنی طرف سے، اپنی پارلیمانی پارٹی کی طرف سے اور اپنی قیادت کی طرف سے انہیں خوش آمدید کہتا ہوں اور مبارکباد بھی پیش کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ لوگ جو ہماری طرف انگلیاں اٹھاتے تھے، وہ لوگ جو پیپلز پارٹی کی حکومت کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں، وہ لوگ جو آمروں کے ساتھی ہیں، وہ لوگ جو آمروں کے کندھوں پر بیٹھ کر اس ایوان میں آتے ہیں اور وہ لوگ جو رات کے اندھیروں میں ڈاکا ڈال کر جمہوریت کو ختم کرتے ہیں میں ان لوگوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی اس ملک کی سب سے بڑی سیاسی جماعت ہے جس کو چاروں صوبوں میں عوام کی حمایت حاصل ہے۔ یہ کل کمزور تھی نہ یہ آج کمزور ہے اور انشاء اللہ مستقبل میں بھی اس کا ستارہ آسمانوں پر چمکتا رہے گا۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے خلاف سازشیں کرنے والو! دیکھ لو آج بھی آزاد لوگ جیت کر پاکستان پیپلز پارٹی کی طرف آ رہے ہیں اور کہیں نہیں جا رہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عوام میں آج بھی ہماری پارٹی زندہ ہے اور انشاء اللہ زندہ رہے گی۔ ان لوگوں کو، بے چاروں کو اور ان یتیموں کو میں بتانا چاہتا ہوں کہ اب آپ کی باری کبھی نہیں آنی۔ اس پرویز مشرف کو جو اس ملک کا غدار ہے، جو اس ملک کو تباہ کرنے والا ہے، جو جمہوریت کا قاتل ہے، جس نے اس ملک کے بچوں کو یتیم کیا، جس نے اس ملک کی بچیوں کو باہر کے ملکوں کو دیا، اس بے غیرت کو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تم پاکستان نہیں آ سکتے۔ پاکستان میں انشاء اللہ تعالیٰ جمہوریت رہے گی، یہاں

جمہوریت کی شمع روشن رہے گی۔ میں ان لوگوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پاکستان میں جمہوریت ختم نہیں ہو گی، یہاں جمہوریت رہے گی، یہاں جمہوری ادارے رہیں گے، یہاں جمہوریت کو ماننے والے رہیں گے، یہاں جمہوریت پر یقین رکھنے والے رہیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ آصف علی زرداری صاحب، وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی کی قیادت میں جمہوریت کا جہاز چلتا رہے گا، اڑتا رہے گا اور آسمانوں تک جائے گا۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب سپیکر! میں ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارے ایک ایم پی اے ساتھی کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے اور یہاں سہولیات بہت کم ہیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ وقفہ سوالات شروع کیا جائے اور جن لوگوں کا ذکر راجہ صاحب نے کیا ہے اُن لوگوں کو ٹائم نہ دیا جائے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! نہیں۔ پلیز! تشریف رکھیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں مبارکباد دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں ان کو سب کی طرف سے مبارکباد دیتا ہوں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ہمارے قائد حزب اختلاف مبارکباد دینا چاہتے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف بات کرنے کے لئے کھڑے ہیں۔ آپ اس طرح نہ کریں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، میں ان کو ٹائم دیتا ہوں پہلے میری بات تو سن لیں۔

جناب محمد یٰسین سوہل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! مجھے صرف ایک منٹ بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: سوہل صاحب! آپ تشریف رکھیں، میں آپ کی بات سنتا ہوں لیکن ابھی مجھے بات کرنے دیں۔ تمام ممبران تشریف رکھیں قائد حزب اختلاف کھڑے ہیں ان کی پہلے بات سننے دیں۔ جی، چودھری صاحب! صرف مبارکباد کی حد تک ہی رہئے گا، باقی معاملات کو چھوڑیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے نومنتخب ساتھی حمیرا اویس صاحبہ، غلام رضا صاحب اور اعجاز کاہلوں صاحب کو حلف اٹھانے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں صرف اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اتحادی حکومت تین بجٹ استعمال کر چکی ہے اس لئے بہت مشکل وقت میں انہوں نے حلف اٹھایا ہے۔ انہوں نے آج حلف یہ بھی اٹھایا ہے کہ وہ ہمیشہ سچ کا ساتھ دیں گے، اس صوبے کے عوام کے لئے کام کریں گے اور Rules and Regulations کو بھی obey کریں گے۔ میں اپنے تینوں ساتھیوں سے یہی گزارش کروں گا کہ اپنے حلف کی پاسداری کرنی ہے باقی جذباتی باتیں تو ہوتی رہتی ہیں اور لوگ کرتے بھی ہیں۔ میں صرف مبارکباد دینے کی حد تک یہ گزارش کرتا ہوں کہ ایک طرف اداروں کی شکست وریخت کا دور گزر رہا ہے اور ایک طرف سیلاب کی تباہ کاریوں کے ساتھ ساتھ ہر شخص اس وقت سڑکوں پر ہے۔ کیا ڈاکٹر، کیا وکیل، کیا جج، کیا کلرک بلکہ سب لوگ سڑکوں پر ہیں۔ اس ابتلا کے زمانے میں آج یہ تینوں ہمارے ساتھی آئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو کامیاب وکامران کرے۔ خدا حافظ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

جناب محمد یٰسین سوہل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: بات سنیں۔ مجھے ان کو ٹائم دینے دیں جو آج پہلے دن ہمارے اس ہاؤس کے معزز ممبر تشریف لائے ہیں۔

جناب محمد یٰسین سوہل: صرف ایک منٹ بات کروں گا۔

جناب سپیکر: سوہل صاحب! آپ ایسا نہ کریں۔ اس طرح بات ٹھیک نہیں لگے گی۔

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب سپیکر! ایک منٹ سے زیادہ نہیں لوں گا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب سپیکر!ہمارے ایک ایم پی اے ذوالقرنین ساہی صاحب کو heart attack ہوا ہے ان کو ہم ہسپتال لے کر گئے ہیں۔ میں آپ کے علم میں صرف یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ جس ایمبولنس میں ہم گئے ہیں اس کا horn ہے، hooter ہے، AC ہے اور نہ ہی ہمیں کوئی سٹریچر ملا ہے۔ جس طرح ہم ان کو ہسپتال لے کر گئے ہیں ہمیں اس کا پتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی جان بچالی ہے لیکن اگر ان کو کچھ ہو جاتا تو میں یہ سمجھتا کہ آج اس ایمبولنس کی وجہ سے ہونا تھا۔ خدا کے لئے، خدا کے لئے اس کا notice لیں۔

جناب سپیکر: جی، اس کو note کیا جائے اور فوری action لیا جائے۔

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب سپیکر! notice لینے کے ساتھ ڈاکٹر صاحب سے بھی پوچھیں کہ انہوں نے ایمبولنس خراب کیوں رکھی ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، میں نے کہہ دیا ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ وہ اب ٹھیک ہیں۔ نئے آنے والے معزز ممبران سے میں گزارش کرتا ہوں کہ اگر وہ کوئی بات کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ جی، پہلے کون شروع کریں گے؟

ملک غلام رضا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں اپنی طرف سے اس معزز ایوان میں بیٹھے تمام منسٹر صاحبان، ایم پی اے صاحبان، معزز خواتین اور جتنے بھی لوگ جہاں تک میری آواز پہنچ رہی ہے ان سب کو سلام اور خیر سگالی کا جذبہ پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے بعد میں اپنے قائد میاں محمد نواز شریف صاحب، میاں محمد شہباز شریف صاحب اور اپنے حلقے کے عوام کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جس طرح میرے قائدین نے مجھ پر اعتماد کا اظہار کیا انشاء اللہ تعالیٰ ان کے اعتماد کو کبھی ٹھیس نہیں پہنچاؤں گا۔ چونکہ آج کے اجلاس میں میری پہلی حاضری ہے لیکن دکھ کے ساتھ میں یہ بھی کہوں گا کہ اتنے بڑے ہاؤس میں معزز ممبران اسمبلی ایک دوسرے کو برداشت کرنے کا بھی حوصلہ پیدا کریں، تعمیری تنقید کریں اور ضرور کریں۔ میں اپنی طرف سے اپنے تمام دوستوں اور ممبران اسمبلی کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہمیشہ اچھے سے اچھا تعاون ہو گا اور اپنی بہترین صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے خدمت کروں گا۔ شکریہ

محترمہ فوزیہ بہرام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ محترمہ! کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا۔ میں نے floor نو منتخب ممبر کو دے دیا ہے۔ کاہلوں صاحب! آپ بولیں۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قابل احترام جناب سپیکر رانا اقبال صاحب، انتہائی قابل احترام سینئر منسٹر راجہ ریاض صاحب اور تمام معزز ممبران! السلام وعلیکم۔

جناب سپیکر: وعلیکم السلام۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آج اپنے سرگودھا کی غیور عوام کا انتہائی مشکور ہوں کہ انہوں نے باوجود اس کے کہ پنجاب حکومت نے جو روّیہ، جو پالیسی، سرگودھا میں وزراء کی فوج کا ردعمل، سرکاری مشینری کا استعمال اور دھاندلی کے تمام plans کو رد کرتے ہوئے مجھے کامیابی سے ہمکنار کیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آج اس ایوان میں پاکستان پیپلز پارٹی کے بانی چیئرمین شہید ذوالفقار علی بھٹو اور محترمہ شہید بے نظیر بھٹو کے جمہوری استحکام، ان کی ملک و قوم کی خدمت اور ان کی جانوں کے نذرانوں کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے زبردست خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ (آمین)

جناب سپیکر! اس کے بعد میں عزت مآب صدر پاکستان جناب آصف علی زرداری صاحب، عزت مآب جناب یوسف رضا گیلانی صاحب، پاکستان پیپلز پارٹی کے تمام قائدین اور ان کے vision کو بروئے کار لاؤں گا۔ میں پاکستان میں اپنے ملک و قوم کی خدمت کروں گا، انشاء اللہ اپنے سرگودھا کے غیور عوام کے ہمیشہ ساتھ رہوں گا اور ان کی خدمت بھی بجالاؤں گا۔ آج پاکستان پیپلز پارٹی میں شامل ہو کر میں نے ایک ضمیر کا فیصلہ کیا ہے اور مجھے اپنے صدر، وزیراعظم اور اپنے قائدین پر پورا اعتماد ہے۔ آخر پر میں تمام بھائیوں کا انتہائی مشکور ہوں کہ مجھے آج بات کرنے کا موقع دیا۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، حمیرا اویس شاہد صاحبہ!

محترمہ حمیرا اویس شاہد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں سب سے پہلے اللہ سبحانہ کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ اقتدار صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اور اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ "جو دروازہ میں بند کر دوں وہ کوئی کھول نہیں سکتا اور جو میں کھول دوں اسے کوئی بند نہیں کر سکتا۔" اس کے بعد میں اس ایوان کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں یہاں پر میرے بہن بھائی بیٹھے ہیں اور political لیڈر شپ جن کی وجہ سے میں یہاں پر ہوں۔ میں آپ کو کچھ سال پیچھے اپنے پرانے tenure میں لے کر جانا چاہوں گی کہ:

I am extremely and immensely proud of the fact

کہ اس ایوان نے یہ precedent set کیا تھا۔۔۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! سمجھ نہیں آ رہی۔

جناب سپیکر:No cross talk منڈا صاحب!آپ ایسی باتیں نہ کریں اور تشریف رکھیں۔

محترمہ حمیرا اویس شاہد:جناب سپیکر!اگر سمجھ نہیں آ رہا تو میں repeat کر دیتی ہوں اور اپنے معزز بھائی سے یہ کہنا چاہوں گی کہ اس ایوان کو ایک fish market بنانے کی بجائے ہم قائداعظم صاحب جو اس ملک کے لیڈر اور ایک silent spectator ہیں کی تصویر کی طرف دیکھیں کہ اب تک ہم نے ان کی visions پر کیا implement کیا، کیا ہم نے اپنی ذمہ داریاں اس طرح نبھائیں جیسے کہ نبھانی چاہیئں اور کیا ہم اس طرح کارآمد ہیں کہ نہیں ہیں؟ میری یہ دعا ہے کہ ہم سب کو اللہ تعالیٰ اس چیز کی توفیق عطا فرمائیں۔(آمین)

جناب سپیکر!دوسرا میں یہ کہنا چاہوں گی کہ مجھے pride اس چیز کی ہے کہ میں نے پچھلے tenure میں ایک Bill move کیا تھا جو کہ probably historical event کے حساب سے چار سال کمیٹیوں میں رہا،اس کی اٹھائیس میٹنگز ہوئیں اور بارہ دفعہ اس ایوان سے توسیع لی گئی اور جب وہ اس ایوان میں پیش کیا گیا تو اس ایوان نے پارٹی politics سے بالاتر ہو کر اپنے conscious پر اسے ووٹ دیا۔اسی پارٹی نے عوام کیا، عوام کے مسئلوں کو اہمیت دی اور اپنے personal differences کو defuse کیا اور میں اس چیز کو acknowledge کرتی ہوں نہ کہ میں اپنی credibility یا اپنی credentials یہاں پر گنوا رہی ہوں۔ میں اس کا credit اس ایوان کو دیتی ہوں اور I am extremely proud of the fact کہ ایک پرائیویٹ ممبر نے اس ایوان کی مدد سے اس چیز کو history بنایا کہ اس ایوان پر میری dependency تھی اور انہوں نے یہ history بنائی تو میری دعا ہے کہ ہم سب اپنے ذاتی differences اور پارٹی differences سے اوپر جا کر اس طرح کے اور precedents set کریں۔ شکریہ

جناب سپیکر:اب میری بات غور سے سنیں کہ میں آپ تمام سے ملتمس ہوں کہ ہماری بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں ہونے والے فیصلوں کے مطابق وقفہ سوالات کے دوران کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا، تین سے زیادہ ضمنی سوالات نہیں ہوں گے۔ محرک اپنا سوال کرے گا اور وہ دوسرا ضمنی سوال کرے گا اور تیسرا سوال میں جسے اجازت دوں وہ کر سکے گا۔۔۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب سپیکر!آپ نے ابھی فرمایا ہے کہ وقفہ سوالات کے دوران کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا تو آپ نے بالکل ٹھیک کہا ہے چونکہ ابھی وقفہ سوالات شروع نہیں ہوا تو میں نے آپ سے پچھلے اجلاس میں بھی التجاء کی تھی اور آج بھی آپ نے مہربانی کی ہے تو میں صرف ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ بلوچستان میں پنجابیوں کے قتل عام ہوتے ہوئے کیا اس اسمبلی کا کوئی اور اس سے زیادہ ضروری کام ہے کہ اس پر توجہ دی جائے؟ پنجابیوں کی املاک لوٹی جارہی ہیں اور انہیں قتل کیا جارہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس کا نوٹس وہاں کے وزیر اعلیٰ نے خود لے لیا ہے۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!کوئی نوٹس نہیں لے رہا۔۔۔

سوالات

(محکمہ جات مال وکالونیز)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: شیخ صاحب!آپ تشریف رکھیں،آپ کی بڑی مہربانی۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ مال وکالونیز کے سوالات کئے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں۔ آج کا پہلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔جی، میاں صاحب!

میاں نصیر احمد: شکریہ۔جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 1103 ہے۔

12½ ایکڑ زمین الاٹ کرنے کی تفصیلات

*1103: میاں نصیر احمد: کیا وزیر مال وکالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 2002 سے 2007 تک محکمہ کالونیز کی اراضی 12½ ایکڑ کے حساب سے مختلف لوگوں کو الاٹ کی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ کالونیز کی اراضی اب بھی تقسیم کی جارہی ہے؟

(ج) اگر درج بالا سوال کا جواب اثبات میں ہے تو کس criteria اور policy کے تحت محکمہ کالونیز کی زمینیں 12½ ایکڑ کے حساب سے تقسیم کی گئی ہیں مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) حکومت پنجاب نے یکم ستمبر 2003 کو کالونی اضلاع میں وزیر اعلیٰ سکیم برائے بے زمین شروع کی جس میں بے زمین مزارعان یا 4۔ایکڑ سے کم کے مالکان کو 12½ ایکڑ الاٹ کی گئی ہے۔

(ب) درست نہ ہے کیونکہ حکومت پنجاب نے اراضی کی الاٹمنٹ کے لئے درخواستیں جمع کروانے کی آخری تاریخ 10۔5۔2004 دی تھی اور اس تاریخ کے بعد درخواستوں کی وصولی نہیں کی گئی۔

(ج) یکم ستمبر 2003 کی پالیسی کے تحت الاٹمنٹ کی گئی ہے اور اس سکیم کا نام "Land for Landless Tenants" ہے۔

میاں نصیر احمد: میرا سوال تھا کہ 2002 سے 2007 تک محکمہ کالونیز کی اراضی تقریباً بارہ ایکڑ کے حساب سے مختلف لوگوں کو الاٹ کی گئی ہے اور جواب میں بتایا گیا ہے کہ یکم ستمبر 2003 کو ایک سکیم کا آغاز ہوا تھا اور تقریباً چھ ماہ یہ سکیم چلتی رہی اور پھر اس سکیم کو بند کر دیا گیا۔ میرا وزیر موصوف سے یہ سوال ہے کہ چھ مہینے کے بعد اس سکیم کو بند کیا گیا تو کیا اس کے بعد پنجاب کی اراضی ختم ہو گئی تھی یا اس کو لینے والے tenants ختم ہو گئے تھے، یہ سکیم کیوں بند کی گئی؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! وہ پوچھ رہے ہیں کہ یہ سکیم کیوں بند ہوئی اور کیا لینے والے ختم ہو گئے تھے یا زمین ختم ہو گئی تھی؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): شکریہ۔ جناب سپیکر! پچھلی گورنمنٹ نے یہ زمین الاٹ کی اور پھر اسی نے یہ سکیم چھ ماہ بعد ختم کر دی تھی اور اس کے بعد یکم ستمبر 2010 کو دوبارہ یہ سکیم شروع ہوئی ہے جس میں مختلف اضلاع میں کالونی ڈسٹرکٹ میں یہ زمین الاٹ کی جا رہی ہے اور الاٹ ہو بھی چکی ہے جس کی تفصیل میرے پاس موجود ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! جز(ج) میں میرا سوال تھا کہ اگر یہ جواب ہاں میں ہے تو یہ کس criteria اور پالیسی کے تحت چھ مہینے کے اندر زمین الاٹ کی گئی تھی اور اس کی مکمل تفصیلات سے آگاہ کیا جائے۔ مجھے جواب بتایا گیا ہے کہ اس سکیم کا نام land for landless tenants ہے۔ میں نے سوال میں پالیسی اور criteria کی تفصیل پوچھنے کی کوشش کی تھی۔ اس کے اندر tenants بتائے گئے ہیں، شہر بتایا گیا، جگہ بتائی گئی اور جگہ کا status بھی نہیں بتایا گیا۔ میں نے سوال کیا ہے کہ مکمل تفصیل سے آگاہ کیا جائے کہ وہ کس طرح کے tenants تھے اور وہ کون لوگ تھے جنہیں یہ زمین دی گئی ہے تو وہ list اس ایوان کے اندر کیوں نہیں دی گئی؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! جو بھی landless چار ایکڑ سے کم زمین کا مالک ہو، اسی ضلع اور تحصیل سے اس کا تعلق ہو، اس کو زمین آبادکاری کے سلسلہ میں الاٹ کی جاتی ہے۔ یہی ایک پالیسی ہے جس کے تحت اب یہ زمین دی جا رہی ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں نے پالیسی پوچھی ہے یہ اس کی تفصیل بتا دیں۔ جواب میں منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ land for landless tenants یہ کیا ہے؟ tenants کا پتا ہے، جگہ کا اور نہ ہی شہر کا پتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! نقل موجود ہے اور ایوان کی میز پر رکھی ہوئی ہے۔ جو بے زمین ہو، مزارع ہو اور پچھلے پانچ سال سے زمین کاشت کرتا ہو، چار ایکڑ سے کم کا مالک ہو تو اسے زمین الاٹ کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے criteria بتا دیا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرے سوال کرنے کا مقصد یہی تھا کہ چھ مہینے کے اندر جن لوگوں نے اس سکیم سے ہاتھ رنگے ہیں ان کے نام اس ایوان کے اندر آنے چاہئیں تھے اور جب میں نے سوال کے اندر پوچھا ہے کہ criteria اور پالیسی کیا ہے اور اس کی تفصیل بیان کی جائے تو کیا یہ تفصیل ہے کہ land for landless tenants? یہ جس شہر میں کی گئی اس شہر کا نام، کس tenant کو دی گئی اس کا نام، کتنی land الی گئی اس land کی تفصیل ہونی چاہئے تھی لیکن اس میں ایک بھی ایسی چیز بیان نہیں کی گئی۔

میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ دانستہ طور پر اس طرح کا جواب دیا گیا ہے اس لئے اگر جناب منسٹر صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ اس کی تفصیل ان کے پاس ہے تو اگلے محکمہ کالونیز کا جب دن آئے گا تو اس میں وہ تفصیل ایوان کے اندر پیش کریں۔

جناب سپیکر: چاہئے تو یہ تھا کہ ایوان کی میز پر سوال کا جواب مکمل طور پر رکھ دیتے۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! انہوں نے جو سوال پوچھا تھا وہ جواب دے دیا گیا ہے لیکن ان کی تفصیل یہاں ایوان کی میز پر لانا تو ممکن نہیں ہے۔ اگر یہ کچھ اور دیکھنا چاہتے ہیں تو ریکارڈ میں دکھا دیا جائے گا۔ لاکھوں ایکڑز مین ہے ان کا ریکارڈ کیسے لایا جائے گا یہ ممکن نہیں ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! دو سال پہلے ایک سوال ہوا اور سوال میں واضح طور پر پالیسی، criteria اور تفصیل پوچھی گئی۔ میری ان سے گزارش یہ ہے کہ اگر انہوں نے یہ الاٹ بھی نہیں کی اور ان کو ان کے بارے میں کچھ پتا بھی نہیں ہے تو پھر یہ سوال دو سال تک کہاں پر گردش کرتا رہا اگر یہ بھی نہیں بتا سکتے کہ چھ ماہ میں کتنی land، کس شہر کی land اور کس کو دی گئی ہے؟ اس کے لئے اگر ان کو ٹائم چاہئے تو کم از کم یہ یہاں promise کریں کہ اسی ایوان میں تفصیل دیں گے۔ میں نے ان کے آفس میں یہ لسٹ لینے کے لئے نہیں جانا، اسی ایوان کے اندر مجھے یہ لسٹ چاہئے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اس کی تفصیل آپ ایوان کی میز پر لائیں، آپ کو لانی پڑے گی۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! جو موجودہ زمینیں دی گئی ہیں اس کی تفصیل میرے پاس موجود ہے۔

جناب سپیکر: وہ تفصیل آپ دے دیں۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! تمام زمینیں حکومت پنجاب کی ملکیت تھیں جو پٹہ اور لیز پر دی جاتی ہیں۔

میاں محمد نصیر: سابقہ لسٹ آپ کے ڈیپارٹمنٹ کے پاس کیوں نہیں ہے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): ڈیپارٹمنٹ کے پاس تو موجود ہے لیکن انہوں نے ایوان میں منگوائی ہے اور نہ اس جواب میں ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!اس ایوان کے اندر وہ لسٹ پیش کر دی جائے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب!آپ وہ لسٹ یہاں پیش کر دیں۔

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق): ٹھیک ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!ابھی منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ ستمبر میں یہ سکیم دوبارہ چل پڑی ہے۔ میں جناب کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ اگر یہ سکیم دوبارہ چل پڑی ہے تو یہ تمام auction properties میں کیوں نہیں آتیں، اس کو discretion پر کیوں رکھا گیا، میں پہلے بھی ثابت کر سکتا ہوں کہ کالونیز کی زمین میں گڑبڑ ہوئی ہے ان سے یہ پوچھا جائے کہ یہ اس کو auction میں کیوں نہیں لا رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر!فاضل ممبر نے کہا ہے کہ یہ ویسے discretion ہے کہ اسے الاٹ کر دیں۔ ان کے علم میں ہے اور ہاؤس کے علم میں ہے کہ جتنی زمینیں بھی پٹہ پر دی جا رہی ہیں اس کی مسجد میں بیٹھ کر نیلامی ہو رہی ہے اور ڈی ڈی او (آر) خود جا کر وہاں پر نیلام کروا رہے ہیں۔ ان کی باقاعدہ ویڈیوز بھی بنی ہوئی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!منسٹر صاحب کا یہ کیا argument ہے کہ مسجد میں ہوتا ہے، کیا مسجد میں سارے کام صحیح ہوتے ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم صحیح طریقے سے دے رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا!اس کا اخبار میں auction آنا چاہئے اور اس auction کے تحت باقاعدہ ساٹھ دنوں کا period دیں۔ یہ اس کو باقاعدہ طور پر auction میں لائیں۔ تمام زکوٰۃ کمیٹیاں مسجد میں بنتی ہیں کیا سب میں صحیح کام ہو رہا ہے، یہ کیا argument ہے؟

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2457 ہے۔

جناب سپیکر: کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ضلع قصور میں سرکاری اراضی کی تفصیلات

*2457: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع قصور میں حکومت پنجاب کی ملکیتی اراضی کتنی ہے؟

(ب) ضلع قصور میں سرکاری اراضی کس کس موضع میں کتنی کتنی ہے؟

(ج) پچھلے پانچ سالوں میں ضلع قصور میں سرکاری اراضی کتنے لوگوں کو لیز پر دی گئی؟

(د) پچھلے پانچ سالوں میں ضلع قصور میں سرکاری اراضی کتنے لوگوں کو الاٹ کی گئی؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) قصور کی رپورٹ کے مطابق ضلع قصور میں حکومت پنجاب کی کل ملکیت اراضی 60342 کنال 15 مرلے ہے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع قصور میں سرکاری اراضی کی موضع وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) چونکہ سال 2003 سے پٹہ داری پر پابندی ہے اس لئے کسی شخص کو بھی ضلع قصور میں سرکاری اراضی لیز پر نہ دی گئی ہے۔

(د) ضلع قصور میں پچھلے پانچ سالوں میں تین فوجی افسران کو موضع رکھ بت تحصیل کوٹ رادھا کشن میں سرکاری رقبہ الاٹ کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے جز (ب) میں سوال کیا تھا کہ ضلع قصور میں سرکاری اراضی کس کس موضع میں ہے اور کتنی ہے؟ اس میں مجھے جو لسٹ فراہم کی گئی ہے اس میں کئی موضع جات ایسے ہیں جن کی تفصیل مجھے فراہم نہیں کی گئی۔ دوسرا میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (د) میں جن تین فوجی افسران کا ذکر کیا گیا ہے کہ ان کو زمین الاٹ کی گئی ہے تو وہ زمین کس criteria کے تحت الاٹ کی گئی اور کس رقم کے عوض دی گئی نیز حکومت کو اس سے کیا آمدن ہوتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! میرے پاس جو تفصیل جواب کے مطابق ہے اس میں ضلع قصور کی تینوں تحصیلوں چونیاں، پتوکی اور کوٹ رادھا کشن کی تفصیل موجود ہے وہ ایوان کی میز پر رکھی ہوئی ہے اور میرے پاس سے بھی وہ دیکھ سکتی ہیں۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اگر ان کے پاس تفصیل موجود ہے تو یہ مجھے موضع ٹھاکرہ کی تفصیل دے دیں اور یہ ضلع قصور کی ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ان کو بتائیں۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! تحصیل قصور کے تمام موضع جات کی تفصیل موجود ہے اور میں ان کو دے دیتا ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: اللہ اکبر۔ شاہ صاحب! ضمنی سوال ادھر سے آئے گا آپ کی طرف سے نہیں آئے گا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے اس کے ساتھ ہی یہ سوال کیا تھا کہ جز(د) میں جن فوجی افسران کو زمین الاٹ کی گئی وہ کس criteria کے تحت الاٹ کی گئی تھی، کتنی رقم کے عوض دی گئی تھی اور حکومت کو اس سے کیا آمدن ہو رہی ہے؟

جناب سپیکر: انہوں نے جز(د) میں اس کا جواب دیا تو ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! انہوں نے صرف یہ جواب دیا ہے کہ تین افسران کو دی گئی تھی۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! یہ پانچ سالہ سکیم کے تحت الاٹ کی گئی ہے اور 4404 کنال چار مرلہ اراضی تنتالیس افراد کو لیز پر دی گئی ہے جس پر 2 کروڑ 32 لاکھ 33 ہزار 405 روپے وصول کئے گئے ہیں جو میرے پاس ریکارڈ میں ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ضمنی سوال آپ پوچھ لیں۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! مجھ پر کوئی دھونس تو نہیں ہے کہ آپ ضرور کہیں گے کہ میں پوچھوں۔۔۔

(اذان مغرب)

جناب سپیکر: مغرب کی نماز کے لئے 20 منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے۔ 6 بج کر 10 منٹ پر دوبارہ اجلاس کی کارروائی شروع ہو گی۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لئے 20 منٹ کے لئے ایوان کی کارروائی ملتوی کر دی گئی)

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 8 بج کر 13 منٹ
پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! منسٹر صاحب کہاں ہیں؟

جناب سپیکر: تھوڑا سا انتظار کیجئے۔ منسٹر صاحب آ رہے ہیں۔ ریونیو منسٹر صاحب! اگر اپنے کمرے میں ہیں تو جلدی تشریف لائیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب والا! ابھی تو پچھلے سوال کا جواب بھی آنا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب والا! میں نے تو اس پر ضمنی سوال کرنا ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے جواب دے دیا ہے۔ اب اس کو نہیں چھیڑا جا سکتا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جیسے آپ فرمائیں۔

جناب سپیکر: جو دوسرا سوال آئے گا۔ آپ اس کا جواب لیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب والا! میں اس سے مطمئن نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: وہ ختم ہو گیا ہے۔ Next question, no supplementary question on that. جی، انہوں نے satisfy کیا ہے۔ آپ next question بولئے گا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں اس جواب سے satisfy نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: بہر حال انہوں نے اپنی بات ختم کر لی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میرا اگلا سوال 2458 ہے۔

ضلع سرگودھا میں ناگہانی آفات سے نمٹنے کے لئے انتظامات کی تفصیلات

*2458: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں کسی بھی ناگہانی آفت سے نمٹنے کے لئے حکومت کے پاس کیا انتظامات ہیں؟

(ب) متذکرہ ضلع میں قدرتی آفات یا حادثاتی طور پر رونما ہونے والے واقعات کے لئے 08-2007 میں رکھی گئی رقم کہاں کہاں خرچ کی گئی، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ج) متذکرہ ضلع میں کن کن لوگوں کی اس مد میں امداد کی گئی، ان کے نام وپتا جات کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق):

(الف) ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر سرگودھا کی رپورٹ کے مطابق ضلع سرگودھا میں کسی بھی ناگہانی آفت سے نمٹنے کے لئے سول ڈیفنس کے 200رضاکار ہمہ تن تیار رہتے ہیں علاوہ ازیں خیمے، لائف جیکٹس، سرچ لائٹس اور اس کے علاوہ ناگہانی آفت سے نمٹنے کے لئے مناسب ساز و سامان موجود ہے۔اس کے علاوہ پنجاب ایمرجنسی سروس کے تحت ریسکیو1122 کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔

(ب) ضلع سرگودھا میں 08-2007 میں کوئی قدرتی آفت یا حادثاتی واقعہ نہیں ہوا۔تاہم چک نمبر108/ایس بی میں کچا مکان گرنے سے دولت بی بی نامی عورت فوت ہوئی تھی جس کے لواحقین کو امداد کے لئے ایک لاکھ روپے کی گرانٹ دی گئی۔

(ج) ضلع سرگودھا میں08-2007 میں فقیر حسین ولد دوست محمد ساکن چک نمب108/ ایس بی کی والدہ مسماۃ دولت بی بی کچا مکان گرنے سے ہلاک ہوئی اس کی امداد کے لئے ایک لاکھ روپے کی گرانٹ دی گئی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: سوال کے جز(ب)میں یہ پوچھا گیا تھا کہ متذکرہ ضلع میں قدرتی آفات یا حادثاتی طور پر رونما ہونے والے واقعات کے لئے08-2007میں کتنی رقم مختص کی گئی تھی؟

جناب سپیکر: جی، بتائیں ضلع سرگودھا کے لئے کتنی رقم رکھی گئی تھی؟

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! معزز ممبر نے پوچھا ہے کہ کتنی رقم رکھی گئی تھی؟ اس میں رقم نہیں رکھی جاتی case to case consider کیا جاتا ہے پھر اس سلسلے میں امداد دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: اس میں ایک گاؤں جو انہوں نے بتایا ہے کہ چک نمبر108/ایس بی میں کچا مکان گرنے سے دولت بی بی نامی عورت فوت ہوئی تھی جس کے لواحقین کو امداد کے لئے ایک لاکھ روپے کی گرانٹ دی گئی۔

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق):جی ہاں ایک لاکھ روپے کی گرانٹ دی گئی۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!اگر رقم مختص نہیں کی جاتی تو وہ کس طرح یا کس فنڈ کے ذریعے سے دی جاتی ہے اور میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(الف) میں انہوں نے جن رضاکاران کا ذکر کیا ہے ان کو کیا کیا سہولیات دی جاتی ہیں؟اس میں انہوں نے کہا ہے کہ دو سو رضاکار ہمہ تن تیار رہتے ہیں ان کو کیا کیا سہولیات دی جاتی ہیں اور ان کی ٹریننگ کا کیا کیا انتظام ہے؟

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق):جناب سپیکر!یہ fresh question بنتا ہے لیکن اس کے باوجود میں جواب دینا چاہوں گا کہ یہ سول ڈیفنس کے ملازمین ہوتے ہیں اور وہی ان کو تنخواہ دیتے ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!رضاکاران ملازمین نہیں ہوتے اور ان کی بھرتی بھی نہیں ہوتی ہے۔

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق):جناب سپیکر!سکاؤٹس کی بھرتی نہیں ہوتی،رضاکاران کی ہوتی ہے۔آپ کو نہیں پتا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!آپ دیکھ لیں کہ میرے دونوں سوالوں کا کیا جواب دے کر مجھے فارغ کر دیا ہے۔

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق):جناب سپیکر!سول ڈیفنس والے رضاکاران کو ڈسٹرکٹ گورنمنٹ والے بھرتی کرتے ہیں،وہی ان کو payment دیتے ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!رضاکاران کو کب payment کی جاتی ہے،ایک طرف آپ انہیں رضاکار کہہ رہے ہیں اور ایک طرف ان کو payment کر رہے ہیں؟

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق):ان کا اعزازیہ ہوتا ہے۔ناگہانی آفت میں ایمرجنسی میں جو بھی لوگ بھرتی کئے جاتے ہیں ان کو ان کے مطابق اعزازیہ دیا جاتا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:کتنا اعزازیہ دیا جاتا ہے اور کس criteria کے تحت ان کو بھرتی کیا جاتا ہے اور ان کو ٹریننگ کیسے دی جاتی ہے؟

جناب سپیکر:جی،بتائیں!وہ trained ہوتے ہیں یا untrained ہوتے ہیں ان کو کیسے ٹریننگ دی جاتی ہے؟

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر!یہ میرے محکمے سے متعلقہ نہیں ہے۔ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ان کو رکھتی ہے یا سول ڈیفنس والوں کے وہ رضاکار ہوتے ہیں، محکمہ ریلیف اور محکمہ ریونیو ان کو نہیں رکھتا۔اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

محترمہ سیمل کامران: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! شکریہ۔اس میں جواب جو دیا گیا ہے اس میں یہ کہا گیا ہے کہ خیمے، life jackets, search lights اور بہت سارے equipments کا انہوں نے ذکر کیا ہے جس کی detail یہ ہے کہ کوئی بھی قدرتی آفت یا کوئی ناگہانی آفت آجاتی ہے تو اس کو counter کرنے کے لئے یہ تمام چیزیں ہیں لیکن recently ابھی جب flood آیا ہے تو ضلع سرگودھا کی جو تحصیل بھلوال ہے، پھر ساہیوال ہے تو پھر ان تمام تحصیلوں میں یہاں تک کہ شاہ پور میں بھی یہ حال تھا کہ بُری طرح سے سیلاب سے لوگ affect ہو رہے تھے۔یہ چیزیں اگر تھیں تو کہاں تھیں وہ وہاں پر کہیں نظر نہیں آئیں حتیٰ کہ آرمی کے وہ لوگ جو وہاں پر rescue operation کے لئے آئے ہوئے تھے ان کے پاس بھی صرف دو کشتیاں تھیں۔

جناب سپیکر: یہ کب کی بات آپ پوچھ رہی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!ابھی جو سیلاب آیا ہے میں ابھی کی بات کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: یہ 08-2007 کی بات ہو رہی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!اگر یہ 08-2007 میں تھیں تو کیا آج نہیں ہیں؟اگر ہیں تو وہ اس وقت کہاں تھیں جب ابھی سیلاب آیا ہے؟

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! جس طرح ان کے سوال کے جواب میں آیا ہے کہ ڈی سی او اور جو سابقہ ڈی سی ہیں ان کے نمائندے ہوتے ہیں۔ان کی ذمہ داری ہوتی ہے اگر کسی جگہ پر ایسی کوتاہی ہوئی ہے تو اس کی نشاندہی کی جا سکتی ہے۔ سیلاب کی صورت میں محکمہ سول ڈیفنس ان لوگوں کے under ہوتا ہے۔

محترمہ شہزادی عمر زادی ٹوانہ: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گی کہ۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! میرے خیال میں آپ بعد میں آئی ہیں۔ہمارا جو فیصلہ ہوا ہے میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ایک سوال پر۔۔۔

محترمہ شہزادی عمر زادی ٹوانہ: جناب والا!میں ان کو علاقوں کا نام بتانا چاہتی ہوں کیونکہ سیلاب میرے علاقہ میں آیا ہے۔(قطع کلامیاں)

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! جواب تو وزیر موصوف نے دینا ہے۔اگر ان کو اتنا شوق ہے تو یہ منسٹر چیمبر میں جا کر ان کو brief کریں۔(قطع کلامیاں)

محترمہ شہزادی عمر زادی ٹوانہ: گورنمنٹ نے بہت امداد کی ہے۔وہاں پر کشتیوں کا سوال تھا اور نہ ہی وہاں پر کشتیوں کی ضرورت تھی۔اگر آپ کو علاقوں کا نہیں پتا تو پلیز!فضول سوال نہ کریں۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔Time is over now. No supplementary question on this. اگلا سوال نوید انجم صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: On his behalf سوال نمبر 2551(معزز ممبر نے جناب محمد نوید انجم کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

مہر اشتیاق احمد: On his behalf سوال نمبر 2551

جناب سپیکر: فیصلہ کر لیں کہ On his behalf دونوں میں سے کون ہے؟(قطع کلامیاں) تشریف رکھیں۔No cross talk. جی، آپ تشریف رکھیں۔اب ہم دوسرے سوال پر جا رہے ہیں۔

صوبہ میں 6700 کنال اراضی 47 سویلین افسروں کو الاٹ کرنے کی تفصیلات

*2551: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایک مصدقہ ذرائع کے مطابق صوبہ میں 6700 کنال اراضی 47 سویلین افسروں کو الاٹ کی گئی، جبکہ یہ اراضی شہیدوں کے اہل خانہ اور جنگوں میں شریک رہے فوجیوں کے لئے مختص تھی؟

(ب) یہ اراضی کس کس ضلع میں کتنی کتنی تھی؟

(ج) یہ اراضی جن سویلین ملازمین کو الاٹ کی گئی ہے ان کے نام، عہدہ، گریڈ، جگہ تعیناتی، ڈومیسائل،پتاجات اوران کو یہ اراضی کن خدمات کے صلہ میں الاٹ کی گئی؟

(د) کیاحکومت ان سویلین ملازمین کوالاٹ کردہ اراضی کینسل کر کے غریب اور مستحق کسانوں کوالاٹ کرنے کاارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تواس کی وجوہات کیاہیں؟

وزیر مال وکالونیز(حاجی محمد اسحاق):

(الف) حکومت پنجاب کالونیز ڈیپارٹمنٹ نے پاک فوج کو رقبہ سرکار تعدادی 51868ایکڑ برائے الاٹمنٹ آرمی ویلفیئر سکیم کے تحت منتقل کیا تھا۔آرمی ویلفیئر سکیم کے تحت الاٹمنٹ کا اختیار پاک فوج کو ہے، پاک آرمی نے 47افسران کو جس میں زیادہ تر کسی نہ کسی طور پر سکیم کے عملدرآمد میں معاون رہے ان کو بھی یہ اراضی الاٹ کی ہے۔

(ب) 6700کنال اراضی کی ضلع وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

پاکپتن شریف	65 k – 11M
خانیوال	2300K– 00M
ساہیوال	34k– 09M
رحیم یار خان	300K – 00M
مظفر گڑھ	1100K– 00M
بہاولنگر	1500 K– 00M
بہاولپور	1400K–00M
کل	6700 K–00M

(ج) بمطابق پالیسی الاٹمنٹ کا مکمل اختیار پاک فوج کو ہے، بورڈ آف ریونیو پنجاب صرف اس الاٹمنٹ کا عملدرآمد کرتا ہے، تاہم متعلقہ اضلاع سے حاصل شدہ معلومات کے مطابق 47 افسران /اہلکاران کوالاٹمنٹ کی گئی ہیں، تفصیلات جھنڈی(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) حکومت پنجاب کالونیز ڈیپارٹمنٹ نے بذریعہ چٹھی مورخہ 2010-3-22 الاٹمنٹ ہائے منسوخ کر دی ہیں۔ جھنڈی(ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے،اب یہ زمین دوبارہ آرمی شیڈول میں موجود رہے گی، جس کی الاٹمنٹ مطابق پالیسی آرمی ویلفیئر سکیم ہو گی۔

جناب سپیکر: جناب اعجاز احمد خان صاحب! آپ سوال پوچھ رہے ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! I'll be grateful. میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جز(الف) میں پوچھا گیا ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ ایک مصدقہ ذرائع کے مطابق صوبہ میں سر سٹھ سو کنال اراضی سینتالیس سویلین افسران کو الاٹ کی گئی جبکہ یہ اراضی شہداء کے اہل خانہ اور جنگوں میں شریک رہنے والے فوجیوں کے لئے مختص تھی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حکومت پنجاب کالونیز ڈیپارٹمنٹ نے پاک فوج کو رقبہ سرکار تعدادی 51868 ایکڑ برائے الاٹمنٹ آرمی ویلفیئر سکیم کے تحت منتقل کیا تھا۔ آرمی ویلفیئر سکیم کے تحت الاٹمنٹ کا اختیار پاک فوج کو ہے۔ پاک آرمی میں سینتالیس افسران کو جس میں زیادہ تر کسی نہ کسی طور پر سکیم کی عملدرآمد میں معاون رہے ان کو بھی یہ اراضی الاٹ کی ہے۔ اب جز(د) میں یہ کہا گیا ہے کہ کیا حکومت ان سویلین ملازمین کو یہاں انکار کر رہے ہیں کہ کسی سویلین کو کوئی زمین الاٹ نہیں ہوئی۔ جز(د) میں یہ ہے کہ سوال یہ کیا گیا تھا کہ کیا حکومت ان ملازمین کو الاٹ کردہ اراضی کینسل کر کے غریب اور مستحق کسانوں کو الاٹ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟ اس میں یہ کہتے ہیں کہ حکومت پنجاب کالونیز ڈیپارٹمنٹ نے بذریعہ چٹھی مورخہ اتنے الاٹمنٹ ہائے منسوخ کر دی ہیں اگر الاٹ نہیں ہوئی تھی تو منسوخ کیسے ہوئی؟ ایک ضمنی سوال یہ ہے۔

میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جو 51868 ایکڑز مین آرمی ویلفیئر سکیم کے تحت دی تھی۔ میں چاہوں گا کہ وزیر موصوف ایوان کو بتائیں کہ آرمی ویلفیئر سکیم کے تحت کون سے آرمی کے افسران مستحق ہیں۔ آپ جواب میں فرماتے ہیں کہ سینتالیس افسران کسی نہ کسی طور پر سکیم پر عملدرآمد کروانے میں معاون رہے۔ میری اطلاع کے مطابق سکیم پر عملدرآمد کروانے والے اس کے مستحق نہیں ہیں۔ آرمی کو جو زمین الاٹ ہوتی ہے یہ discrimination کیوں ہے جبکہ 1965 کے بعد کوئی جنگ نہیں ہوئی پھر آرمی میں ہونے کی بناء پر عوام کے وسائل آرمی کو کیوں دیئے جائیں؟ وزیر موصوف میرے ان سوالوں کے جوابات دے دیں۔

معزز ممبران: 1971 کے بعد کوئی جنگ نہیں ہوئی۔

MR. IJAZ AHMAD KHAN: I am sorry. Thank you very much for correction

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! یہ زمین آرمی ویلفیئر ٹرسٹ کو الاٹ کی گئی ہے. اور ان کی باہمی negotiation اور ان کی صوابدید پر الاٹ کی جاتی ہے۔انہوں نے یہ زمین حکومت پنجاب سے لی ہے آگے آرمی آفیسر الاٹ کرتے ہیں۔اگر سویلین کو کوئی الاٹمنٹ ہوئی ہے تو وہ آرمی کے حکم سے ہوئی ہے لیکن اس الاٹمنٹ کو کینسل کرنے کا اختیار بورڈ آف ریونیو کے پاس ہے کہ وہ کسی بھی رقبے کو شیڈول سے نکال سکے یا شیڈول میں واپس لے لے۔وہ سویلین جو ان کے معاون تھے انہیں بھی جنرل مشرف کے کہنے پر زمین الاٹ کی گئی ہے۔ان سینتالیس افسران میں سے بارہ کی دفعہ (2)32 کے تحت الاٹمنٹ کینسل کی گئی ہے اور ان کے کیس ہائیکورٹ میں stay کی حالت میں چل رہے ہیں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! انہوں نے زمین دینے کا criteria نہیں بتایا لیکن جو لسٹ ایوان کی میز پر رکھی ہے اگر غور کریں تو اس میں کوئی ڈی او آر آتا ہے، کوئی ای ڈی او آر آتا ہے اور کوئی پٹواری آتا ہے۔یہ ساری زمین محکمہ مال کے لوگوں کو ہی دی گئی ہے، جو زمین آرمی کو دی گئی ہے اس میں کوئی ایوان صدر کا مالی ہے اور وہاں کے باقی چھوٹے افسروں میں یہ زمین بانٹی گئی ہے۔پہلی بات تو یہ ہے کہ وزیر صاحب اس کا criteria بتائیں۔وہاں پر جو پرانے ڈی ڈی او آر لگے ہوئے تھے وہ خود ہی بندر بانٹ کر رہے تھے۔ اگر یہ زمین الاٹ نہیں کی جا سکتی تھی اور اب یہ کینسل کی گئی ہے تو جنہوں نے یہ زمین الاٹ کی تھی ان کے خلاف انہوں نے کیا کارروائی کی ہے اگر ابھی تک کوئی کارروائی نہیں کی تو اب کیا کریں گے ؟

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! معزز ممبر کو سوال کے مطابق ہی جواب دیا گیا ہے کہ الاٹمنٹ آرمی کا صوابدیدی اختیار ہے جو انہیں negotiation سے ملتے ہیں۔جو افسران ان کے معاونین بنے اور انہیں رقبہ دکھایا ان کو حکومت کی ہدایت پر آرمی نے زمین الاٹ کی ہے لیکن ان کی وہ زمین کینسل کرنے کے لئے بورڈ آف ریونیو باقاعدہ ہائیکورٹ میں گیا ہے کہ پنجاب گورنمنٹ کی ملکیتی زمین سویلین کو نہیں دے سکتے۔وہ شیڈول واپس لیا گیا ہے اور ان میں سے بارہ آدمیوں کو notice جاری کئے گئے ہیں۔اب ہائیکورٹ کے فیصلے کے بعد ہی کارروائی کی جا سکے گی۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ اراضی کن خدمات کے صلے میں الاٹ کی گئی ہے،اس میں کیا مذائقہ ہے یہ بتا دیں کہ ان کی کیا خدمات ہیں اور الاٹمنٹ کا کیا criteria ہے، مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ یہاں پر گول مول جواب دے کر وقت کیوں ضائع کیا جا رہا ہے ؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! معزز ممبر کہہ رہے ہیں کہ گول مول جواب ذرا clear کریں۔

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر!میں نے صحیح جواب دینے کی کوشش کی ہے۔جب بھی کوئی کسی کا شریک کار ہوتا ہے جس کو جگہ دیتے ہیں یاد لاتے ہیں، میں اس floor پر بھی کہہ رہا ہوں کہ ان معاونین کا حق نہیں بنتا لیکن یہ زمین آرمی نے الاٹ کی ہے اس لئے یہ آرمی سے ہی پوچھا جا سکتا تھا۔ یہ زمین اس دور میں نہیں بلکہ پہلے دور میں الاٹ ہوئی اور اس میں کوئی شک والی بات نہیں ہے اور یہ زمین جنرل مشرف نے ان سویلین کو الاٹ کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری(چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): اس بارے میں قرار داد پاس کی جائے کہ انہیں یہ زمین الاٹ نہیں ہونی چاہئے۔

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق): یہ ایوان قرار داد پاس کرے یا فیصلے کرے لیکن بالکل یہ زمین ان کو الاٹ نہیں ہونی چاہئے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!۔۔۔۔

جناب سپیکر: اب ایک ضمنی سوال ہو گا۔

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر اب فوج ویلفیئر کے لئے ان سے اور زمین مانگے گی تو کیا یہ پھر دے دیں گے ؟جب انہوں نے پہلے زمین دی تھی تو کیا اس وقت کوئی قانون موجود تھا کہ فوج ویلفیئر کے لئے ان سے زمین مانگے اور یہ دے دیں اور کیا آئندہ بھی دے دیں گے ؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! پالیسی بتائیں۔

معزز ممبران: یہ fresh question بنتا ہے۔

رانا محمد افضل خان: یہ Fresh question نہیں ہے۔میں ریکارڈ کی بات کرتا ہوں جو میرے علم میں ہے، یہ 1935 میں دوران جنگ یا سفر میں اگر کسی جگہ پڑاؤ ڈالا گیا تو وہ زمین بھی یہاں کی آرمی نے acquire کر لی تھی اور اس پر قبضہ کر لیا تھا۔۔۔(شور وغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔جی، منسٹر صاحب!

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق): ابھی تک آرمی کے پاس وافر زمین ہے اس لئے میرے خیال میں انہیں کبھی اور کسی صورت میں بھی الاٹ نہیں کی جانی چاہئے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! مجھے بھی موقع دیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آرمی ویلفیئر سکیم کے تحت کون لوگ زمین لینے کے مستحق ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! معزز ممبر پوچھ رہے ہیں کہ آرمی ویلفیئر سکیم کے تحت کون سے اشخاص مستحق ہو سکتے ہیں، اگر آپ کو اس بات کا پتا ہے تو بتا دیں۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! آرمی کے ارباب اختیار لوگ ہی اس کے حق دار ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال میاں نصیر صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3279 ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

این آر او کے تحت محکمہ کے آفیسران و اہلکاران کی سزائیں ختم کرنے کی تفصیلات

*3279: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں این آر او کے تحت بدعنوانی کے مرتکب محکمہ مال کے افسران و اہلکاران کی سزائیں ختم کی گئی ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو متعلقہ افسران و اہلکاران کے نام اور ان پر لگنے والے الزامات کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) صوبہ پنجاب میں بدعنوانی کے مرتکب محکمہ مال کے کسی بھی تحصیلدار کی سزا این آر او کے تحت ختم نہ کی گئی ہے۔

(ب) ۔ایضاً۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یہ بڑا اہم issue ہے لیکن چونکہ آپ کی طرف سے دو ضمنی سوالوں کی اجازت ہے لہذا میں ایک ہی سوال کروں گا اگر اس میں کوئی کمی کوتاہی رہ جائے تو وہ آپ منسٹر صاحب سے خود ہی پوچھ لیجئے گا تاکہ میرا اگلا سوال بچا رہے۔

جناب سپیکر: جی۔

میاں نصیر احمد: چونکہ آپ نے دو ضمنی سوالوں کی اجازت دی ہے لیکن بعض سوال ایسے ہیں جن میں زیادہ سوالوں کی ضرورت پڑتی ہے تو آپ خود ہی سوال کر کے ذرا تسلی بخش جواب لے لیجئے گا۔

جناب سپیکر: میں خود کیسے سوال کروں؟

میاں نصیر احمد: پھر آپ دو سوال بڑھا دیں۔

جناب سپیکر: آپ سوال کریں۔

میاں نصیر احمد: سوال جز (الف) تھا کہ کیا صوبہ پنجاب میں این آر او کے تحت بد عنوانی کے مرتکب محکمہ مال کے افسران واہلکاران کی سزائیں ختم کی گئی ہیں اس میں میں افسر اہلکار، گزیٹڈ اور نان گزیٹڈ کا پوچھا گیا تھا لیکن مجھے جواب دیا گیا ہے کہ صوبہ پنجاب میں بد عنوانی کے مرتکب محکمہ مال کے کسی بھی تحصیلدار کی سزا معاف نہیں کی گئی کیا افسران واہلکاران سے مراد تحصیلدار ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): پرنٹنگ کی کوئی غلطی ہو گی لیکن اہلکاران میں صرف تحصیلدار نہیں بلکہ اہلکاران میں تمام لوگ آ جاتے ہیں چاہے وہ پٹواری ہو یا کلیریکل سٹاف ہو وہ اہلکاروں میں آئے گا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! دیکھ لیں، کچھ باتیں میرے علم میں بھی ہیں۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): میرے علم میں بھی ہے اور میں اسی لئے جواب دے رہا ہوں۔ میں نے جو جواب دیا ہے اس پر میں مطمئن ہوں۔

میاں نصیر احمد: ہم نے منسٹر صاحب کی یہ بات بھی مان لی کہ پرنٹنگ کی غلطی ہو گئی ہے۔انہوں نے خود پرنٹنگ کی غلطی کی تصدیق کر دی ہے کہ کسی افسر، تحصیلدار یا پٹواری کی سزا معاف نہیں کی گئی۔میرے پاس ایک لسٹ ہے اسی لسٹ کے تحت سپریم کورٹ آف پاکستان نے صدر پاکستان کے سوئس کیسز

کھولنے کے لئے کہا،نیب کی ویب سائٹ پر بھی یہی لسٹ ہے۔اس لسٹ میں ان کے 9اہلکار ہیں جن میں پٹواری اور تحصیلدار بھی شامل ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب!پلیز۔

میاں نصیر احمد: میں نے نیب کی آفیشل ویب سائٹ سے یہ لسٹ لی ہے جس میں پنجاب نیب نے لکھا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں نام نہ پڑھیں۔

میاں نصیر احمد: اس لسٹ میں 9اہلکار بتائے گئے ہیں اور 13 دوسرے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ بات میرے علم میں آئی ہے کہ اس بارے میں آپ کی جو information ہے that is not correct.

میاں نصیر احمد: تو میری یہ گزارش ہے کہ یہ بڑا sensitive issue ہے لہذا اس سوال کو اس وقت تک pending کیا جائے جب تک کہ اس کا صحیح جواب موصول نہیں ہو جاتا۔

جناب سپیکر: جی،اگر اس سوال کا صحیح جواب نہیں دیا جاتا تو پھر میں اس کو pending کرنے پر مجبور ہوں گا۔اس سوال کا جواب جس نے بھی دیا ہے وہ غلط دیا ہے۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر!انہوں نے اپنے سوال میں پوچھا ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں NRO کے تحت بدعنوانی کے مرتکب محکمہ مال کے افسران و اہلکاران کی سزائیں ختم کی گئی ہیں؟"تو میں نے اس کے جواب میں عرض کیا ہے کہ NRO کے تحت کسی کی کوئی سزا ختم نہیں کی گئی۔ جن لوگوں کو ہائیکورٹ نے سزا دی ہے یا جن کی سپریم کورٹ میں appeals چل رہی ہیں ان کی تفصیل میرے پاس موجود ہے۔دفتر نے مجھے جو جواب دیا ہے اس میں ان لوگوں کے نام،ولدیت،سزا اور جرمانے کی تفصیل سب درج ہے۔ان کی سزا میں اگر کوئی کمی کی گئی ہے تو وہ سپریم کورٹ کی طرف سے کی گئی ہے۔NRO کے تحت ان کی سزا میں کوئی کمی نہیں کی گئی۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!Ministry of Law and Justice کی طرف سے تین دفعہ یہ فہرست جاری ہوئی ہے جس میں ان کے عہدے،نام اور ان کے crimes کی تفصیل بھی موجود ہے۔اگر وزیر صاحب اس تفصیل کو challenge کرتے ہیں کہ یہ ٹھیک نہیں ہے تو پھر میں اس کو prove کرتا ہوں۔ میں یہ کہوں گا کہ اس سوال کو pending فرمایا جائے اور اس کا صحیح جواب طلب کیا

جائے۔ جن لوگوں نے وزیر صاحب کو غلط جواب مہیا کیا ہے ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ صدر پاکستان کو تو استثنیٰ حاصل ہو سکتی ہے لیکن پٹواری اور تحصیلدار کی استثنیٰ میری سمجھ سے باہر ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ اس سوال کو مجلس قائمہ برائے ریونیو کے سپرد کر دیا جائے، وہ اس حوالے سے investigate کر لے کیونکہ وزیر صاحب بھی confident ہیں کہ ان کو محکمہ کی طرف سے جو جواب ملا ہے وہ درست ہے اور ہمارے محترم ممبر صاحب بھی اس بات پر بضد ہیں کہ ان کے پاس جو فہرست ہے وہ صحیح ہے۔ ریونیو کمیٹی ان دونوں records کو دیکھ کر فیصلہ کر لے گی کہ صحیح کیا ہے؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں ہم اس سوال کو pending کر دیتے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ سوال آپ مجلس قائمہ برائے ریونیو کو کیوں نہیں بھیج رہے، اس میں کیا امر مانع ہے؟ ہم بھی اس ہاؤس کے ممبر ہیں، ہماری بات بھی کبھی مان لیا کریں۔

جناب سپیکر: جی، میں آپ کے کہنے پر نہیں بلکہ قواعد کے مطابق چلتا ہوں۔ محترمہ! sorry تشریف رکھیں۔ میاں نصیر احمد صاحب کے سوال نمبر 3279 کو pending کیا جاتا ہے۔ جب دوبارہ اس محکمے کی باری آئے گی تو اس کا صحیح جواب دیا جائے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! بہت شکریہ

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! ان لوگوں کو ہائیکورٹ نے سزا دی ہے لیکن سپریم کورٹ نے ان کی سزا کو معطل کیا ہے یا انہیں relief دیا ہے۔ NRO کے تحت کسی کی سزا معاف نہیں کی گئی۔

جناب سپیکر: میں نے یہ سوال pending کر دیا ہے۔ اب آگے چلتے ہیں۔ اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے کیا وہ تشریف فرما ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 3331 ہے۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ ان کے behalf پر سوال نہیں پوچھ سکتے۔ آپ کو بھی اس بات کا علم ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مجھے علم نہیں ہے اگر اس حوالے سے rules میں کوئی ممانعت ہے تو مجھے بتادیں؟

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ یہ بات اپنے قائد سے پوچھیں جو کہ Business Advisory Committee میں جاتے ہیں، جنہوں نے اس حوالے سے فیصلہ کیا ہوا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر rules میں کوئی ممانعت نہیں ہے تو پھر مجھے یہ سوال پوچھنے دیں کیونکہ یہ کوئی سیاسی مسئلہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ کی مہربانی رہنے دیں۔ یہ سیاسی نہیں بلکہ اصولی بات ہے۔ آپس میں ہمارے جو اصول طے ہوتے ہیں ان پر آپ کو بھی کاربند رہنا چاہئے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر آپ نے ان رولز پر عمل نہیں کرنا تو پھر ان کو تبدیل کر دیں۔

جناب سپیکر: چلیں، آئندہ اس کو بھی دیکھ لیں گے۔ چودھری ظہیر الدین صاحب! آپ ان سے اجازت لے کر جایا کریں کہ Business Advisory Committee میں آپ نے کیا بات کرنی ہے اور کیا نہیں کرنی۔ لغاری صاحب! افسوسناک بات ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! میں چودھری محمد اسد اللہ کے ایماء پر سوال کرنا چاہتا ہوں۔ (معزز ممبر نے چودھری محمد اسد اللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، آپ سوال نمبر بولیں۔

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! سوال نمبر 3331۔

جناب سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب اللہ رکھا: جی ہاں! اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

12½ ایکڑ زرعی اراضی کے قرضہ جات کی معافی

*3331: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع راجن پور کو سال 2008 میں سیلاب کی وجہ سے آفت زدہ قرار دے کر ان علاقہ جات کا زرعی انکم ٹیکس اور آبیانہ معاف کئے گئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 12½ایکڑ زرعی اراضی کے قرضہ جات کو معاف کرنے کے کیس صوبائی حکومت کے زیر غور تھے کیا وہ معاف کر دیئے گئے ہیں؟

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق):

(الف) لینڈ ایڈمنسٹریشن مینول کے مطابق کسی موضع / ریونیو اسٹیٹ میں جہاں کسی قدرتی آفت کی وجہ سے فصلوں کو50فیصد یا اس سے زیادہ نقصان ہو جائے تو پنجاب نیشنل کلیمیٹیز(پریوینشن اینڈ ریلیف)ایکٹ1958کے تحت اسے آفت زدہ قرار دیا جاتا ہے۔اس سلسلہ میں محکمہ مال وانہار کے افسران کینال اینڈ ڈرینج ایکٹ1873کے تحت مشترکہ طور پر سروے کرتے ہیں۔آفت زدہ علاقہ قرار دینے پر مندرجہ ذیل سرکاری واجبات معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

1۔ زرعی انکم ٹیکس 2۔ آبیانہ
3۔ ترقیاتی محاصل 4۔ لوکل ریٹ

مزید برآں بنکوں کے سربراہان سے درخواست کی جاتی ہے کہ آفت زدہ قرار دیئے گئے علاقوں میں زرعی قرضہ کی وصولی مؤخر کر دی جائے اور اگلی فصل کی بوائی کے لئے کسانوں کو مزید قرضہ جات فراہم کئے جائیں۔

یہ درست ہے کہ سال2008میں سیلاب کی وجہ سے ضلع راجن پور کے 139 مواضعات جو کہ بری طرح متاثر ہوئے تھے اور فصلوں کو50فیصد سے زیادہ نقصان ہوا ان کو بذریعہ نوٹیفکیشن CR-III/266/2008-486آفت زدہ قرار دے دیا گیا تھا اور ان علاقہ جات کا زرعی انکم ٹیکس،آبیانہ،ترقیاتی محاصل اور لوکل ریٹ کلی طور پر معاف کر دیئے گئے تھے۔

(ب) یہ درست ہے کہ 12½ایکڑ زرعی اراضی کے قرضہ جات مبلغ -/65,91,52,451روپے جو کہ علاقہ کے کسانوں نے فصل خریف 2008کے لئے مختلف بنکوں سے لئے تھے کی معافی کے لئے محکمہ خزانہ پنجاب کے زیر غور تھی اور ان قرضہ جات کی معافی کے لئے محکمہ خزانہ پنجاب نے فنانس ڈویژن اسلام آباد سے یہ معاملہ اٹھایا تھا لیکن فنانس ڈویژن اسلام آباد کی ایڈوائس کے مطابق حکومت پنجاب ان قرضہ جات کی معافی کے لئے وزیر اعظم پاکستان سے رابطہ کر رہی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! میں اس کے جواب سے بالکل مطمئن ہوں۔ یہ پہلا سوال ہے کہ جس کا بالکل صحیح جواب دیا گیا ہے۔ شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کیا اب میں اس پر ضمنی سوال پوچھ سکتا ہوں یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، آپ ضمنی سوال پوچھ سکتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس سوال میں پوچھا گیا ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ 12½ ایکڑ زرعی اراضی کے قرضہ جات معاف کرنے کے کیس صوبائی حکومت کے زیر غور تھے اور کیا وہ معاف کر دیئے گئے ہیں؟" اس کے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ "محکمہ خزانہ پنجاب نے فنانس ڈویژن اسلام آباد سے یہ معاملہ اٹھایا تھا لیکن فنانس ڈویژن اسلام آباد کی ایڈوائس کے مطابق حکومت پنجاب ان قرضہ جات کی معافی کے لئے وزیر اعظم پاکستان سے رابطہ کر رہی ہے۔" یہ جواب 13۔اگست 2009 کو آیا ہے۔ آج 5۔اکتوبر 2010 ہے۔ یہ جواب ایک سال پہلے آیا تھا کہ وزیر اعظم سے یہ بات کی جا رہی ہے کہ 2008 والے سیلاب کے سلسلے میں یہ relief دی جائے تو کیا اب 2008 والے سیلاب کے سلسلے میں ان متاثرہ لوگوں کو relief دی جائے گی، کیا اب 2010 کے سیلاب سے متاثرہ لوگوں کو بھی اسی طرح دو تین سال انتظار کرنا پڑے گا؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! حکومت پنجاب کی طرف سے relief کے سلسلے میں آبیانہ اور زرعی انکم ٹیکس کی معافی دی جاتی ہے، جہاں تک زرعی قرضہ جات کا تعلق ہے تو اس حوالے سے فیصلہ وفاقی حکومت کرتی ہے۔ وفاقی حکومت نے اُس وقت زرعی قرضہ جات کو چھ ماہ کے لئے pending کر دیا تھا۔ ان زرعی قرضوں کی معافی کے لئے پنجاب حکومت صرف وفاقی حکومت کو لکھ سکتی ہے۔

جناب سپیکر: وزیر اعظم صاحب کی طرف سے اس حوالے سے آپ کو کوئی جواب موصول ہوا ہے یا نہیں، اگر کوئی جواب موصول نہیں ہوا تو پھر آپ نے اس حوالے سے انہیں کوئی دوبارہ request بھجوائی ہے یا نہیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! یہ سوال پچھلے اجلاس میں بھی take up ہوا تھا۔ اس کا جواب اس ایوان میں پیش کرنے کے لئے ہم نے انہیں دوبارہ reminder دیا تھا کہ ان قرضہ جات کی معافی کا کیا فیصلہ کیا گیا ہے؟ ابھی تک اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: یہ کسی ایک آدمی کا معاملہ نہیں ہے بہت سارے لوگوں کا معاملہ ہے۔پورے پنجاب کے لوگوں کا معاملہ ہے لہذا حکومت پنجاب کو اس حوالے سے وفاقی حکومت سے دوبارہ رابطہ کرنا چاہئے تھا۔

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق):جناب سپیکر!میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ زرعی قرضہ جات کی معافی کے لئے حکومت پنجاب صرف وفاقی حکومت کو لکھ سکتی ہے۔چار ماہ پہلے اسمبلی سوال کے جواب کے لئے انہیں reminder بھیجا گیا تھا کہ ان قرضہ جات کی معافی کے بارے میں کیا فیصلہ کیا گیا ہے؟ ابھی تک اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب محمد محسن خان لغاری:کیا حکومت پنجاب کا اس حوالے سے وفاقی حکومت کو دوبارہ reminder بھجوانے کا کوئی پروگرام ہے یا نہیں؟

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق):جناب سپیکر!ہم نے جولائی میں وفاقی حکومت کو دوبارہ خط لکھا ہے لیکن اس کا ابھی تک جواب موصول نہیں ہوا۔انشاءاللہ تعالیٰ اب آپ کے حکم کے مطابق دوبارہ وفاقی حکومت کو reminder بھجوایا جائے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے وزیر صاحب سے گزارش کروں گا کہ وزیر اعظم کے دفتر کو ہمارے اس ہاؤس کا اس بات پر displeasure convey کریں کہ جب ہمارے ہاؤس کی طرف سے کوئی سوال یا کوئی دوسری چیز جاتی ہے تو وزیر اعظم کا دفتر اس کا جواب دینا ہی مناسب نہیں سمجھتا حالانکہ ہمارا یہ ایوان پاکستان کے سب سے بڑے صوبے کا ایوان ہے۔

جناب سپیکر:Displeasure convey نہیں کرنا بلکہ ان کو دوبارہ request بھیجی جائے۔

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق):جی،بہتر ہے ان کو دوبارہ request کی جائے گی،reminder بھجوایا جائے گا۔

جناب سپیکر:اگلا سوال ملک جہانزیب وارن صاحب کا ہے۔تشریف نہیں رکھتے۔dispose of کیا جاتا ہے۔جی،جناب محمد یار ہراج صاحب!

جناب شیر علی خان:جناب سپیکر!On his behalf, Question No. 3562(معزز ممبر نے جناب محمد یار ہراج کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

سال09-2008،ریونیو کی مقررہ ہدف سے کم وصولیوں کی تفصیلات

*3562:جناب محمد یار ہراج:کیاوزیر مال وکالونیزازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ رواں مالی سال کے پہلے دس ماہ میں مقررہ ہدف میں سے صرف46.23 فیصد ریونیو(receipt recovery)کی وصولی ہو سکی ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ وصولی کا ہدف revenue receipts کی مد میں مجموعی طور پر 50۔ارب5کروڑ70لاکھ53ہزار روپے مقرر کیا گیا تھا جبکہ یکم جولائی تا 30۔اپریل 2009صرف25۔ارب92کروڑ2لاکھ98ہزار کی وصولی ہوئی؟

(ج) ریونیو وصولیوں کا مقررہ ہدف حاصل نہ کرنے کی وجوہات کیاہیں اوراس کے ذمہ دارافراد کے خلاف کیاکارروائی کی گئی ہے،مکمل تفصیل سے ایوان کوآگاہ کیاجائے؟

وزیر مال وکالونیز(حاجی محمد اسحاق):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ رواں مالی سال کے پہلے دس ماہ میں وصولی46.23فیصد رہی ہے بلکہ اس دوران میں80فیصد وصولی کی گئی جس کی تفصیل فلیگ(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ بھی درست نہ ہے کہ گورنمنٹ آف پنجاب محکمہ فنانس نے بورڈآف ریونیو کو مالی سال 09۔2008 میں 50۔ارب 5کروڑ70لاکھ53ہزار کا ہدف برائے وصولی دیا بلکہ مالی سال 09۔2008میں بورڈآف ریونیو کو20۔ارب99کروڑ2لاکھ روپے کا ہدف دیا گیا تھا مگر بعد میںrevised budgetکا ہدف15۔ارب7کروڑ4لاکھ روپے کیا گیاماہ جون2009تک بورڈآف ریونیو نے16۔ارب9لاکھ روپے وصول کرکے سرکاری خزانہ میں جمع کروائے جوکہ مقررشدہ ہدف کا106فیصد بنتاہے جس کی تفصیل فلیگ(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس ضمن میں عرض ہے کہ بورڈآف ریونیو پنجاب نے صوبے کے تمام کمشنر صاحبان، DCOصاحبان اور دیگر افسران کو وصولی 100 فیصد کرنے کے لئے بار بار یاددہانی کروائی تھی۔

جناب شیر علی خان:جناب سپیکر!سوال یہ کیا گیا تھاکہ کیایہ درست ہے کہ رواں مالی سال کے پہلے دس ماہ میں مقررہ ہدف میں سے صرف46.23فیصد ریونیو(receipt recover)کی وصولی ہو سکی

ہے؟انہوں نے اس کا جواب دیا ہے کہ 80 فیصد recovery ہوئی ہے جبکہ ان کے اپنے figures کے مطابق budget estimate کا صرف 57 فیصد recover ہوا ہے۔ میرا ان سے ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا اپریل2009 میں یہ revised estimate بن گیا تھا؟ جز (ب) میں یکم جولائی سے 30۔اپریل2009 کا ریکارڈ مانگا گیا تھا اور انہوں نے جون2009 تک کا جواب دیا ہے اور اس میں انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے 106 فیصد recovery کی ہے حالانکہ یہ 26 فیصد recovery ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مال!

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! گورنمنٹ target دیتی ہے اور بجٹ میں estimate بنتا ہے۔ ہمارے revenue کا سارا دارومدار پچھلے سال کو مدنظر رکھ کر کیا جاتا ہے۔ پچھلے سال 20۔ارب کا target دیا گیا تھا اور دس ماہ میں اس کی وصولی 15۔ارب اور 7 کروڑ روپے ہوئی، بعد میں revised budget کا ہدف 15۔ارب 7 کروڑ اور 4 لاکھ روپے مقرر کیا گیا۔ جون2009 تک بورڈ آف ریونیو نے 16۔ارب اور 9 لاکھ روپے وصول کئے جو revised budget کا 106 فیصد بنتا ہے جو ہمارے ہدف سے بھی زیادہ ہے۔

جناب سپیکر: Next question سردار خالد سلیم بھٹی کا ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4332 ہے۔

ضلع وہاڑی میں محکمہ کے ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4332: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ مال ضلع وہاڑی میں اس وقت کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ب) کتنے ملازمین کے خلاف کس کس بناء پر انکوائریاں چل رہی ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی بیان کریں؟

(ج) کتنے ملازمین انڈر suspension ہیں؟

(د) کیا حکومت جن کے خلاف انکوائریاں چل رہی ہیں ان کو suspend کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق):

(الف) ملازمین کی کل تعداد560ہے۔

(ب) کل8ملازمین کے خلاف انکوائری زیر سماعت ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ الطاف حسین نائب تحصیلدار(BS-14)میلسی

نائب تحصیلدار کا تبادلہ مورخہ03۔03۔25کو وہاڑی سے ملتان ہوا جو بورڈ آف ریونیو نے مورخہ03۔04۔10کو منسوخ کر دیا۔نائب تحصیلدار نے حکم منسوخی تبادلہ مورخہ 03۔04۔10کی تعمیل نہ کی۔

2۔ لیاقت علی جونیئر کلرک / بہبود فنڈ کلرک نے مسماۃ کشور سلطانہ کا برائے حصول گرانٹ کفن دفن کا کیس تاخیر سے میٹنگ میں پیش کیا۔

3۔ مبارک علی پٹواری(BS-7)حلقہ WB/211میلسی۔بوجہ غلط اندراج انتقال۔

4۔ محمد امین پٹواری(BS-7)حلقہ موضع پناں تحصیل میلسی۔بوجہ غلط اندراج انتقال۔

5۔ (i) مارک ٹیلی خاکروب(BS-2)

(ii) الماس مسیح خاکروب(BS-2)

(iii) شہزاد انجم خاکروب(BS-2)

مذکورہ اہلکاران صبح صفائی کے بعد گھر چلے جاتے ہیں دوبارہ واپس نہ آتے ہیں اور کار سرکار میں بھی دلچسپی نہ لیتے ہیں۔

(ج) محمد انور سابقا پٹواری حلقہ EB/439بورے والا جو کہ ملازمت سے برخاست کیا گیا تھا اس کی اپیل جناب سینئر ممبرBORکے پاس زیر سماعت ہے۔پٹواری مذکور عدالت عالیہ ملتان کے حکم کے مطابق تا فیصلہ اپیل زیر سماعت سینئر ممبر بورڈ آف ریونیوsuspendرہے گا۔

(د) جن ملازمین کے خلاف انکوائری جاری ہے ان کوsuspendکیا جانا ضروری نہ ہے۔تاہم وہ بعد انکوائری قصوروار پائے جاتے ہیں تو ان کوsuspendکر کے مزید انضباطی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

سردار خالد سلیم بھٹی:جناب سپیکر!اس سوال کا غلط جواب دے کر پورے ایوان کو گمراہ کیا گیا ہے کیونکہ اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ پورے ضلع میں آٹھ آدمیوں کے خلاف انکوائری چل رہی ہے۔ شاہد لک ڈی ڈی او(آر)اس وقت کرپشن کا بادشاہ ہے اس کے خلاف ایک انکوائری انٹی کرپشن کے پاس چل رہی ہے اور ڈی سی او صاحب نے میری درخواست پر تین ای ڈی اوز کی ڈیوٹی لگائی ہے کہ ریسرچ

لیبارٹریز والوں کو ساتھ لے کر سڑک کا معائنہ کریں کہ یہ 5 کروڑ روپے کا بجٹ کہاں پر خرچ ہوا ہے۔ ضلع وہاڑی کے تمام پٹواریوں نے کالی پٹیاں باندھ کر اس ڈی ڈی او (آر) کے خلاف ہڑتال کی اور ایک پمفلٹ چھاپا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ تحصیل بورے والا میں ہر پٹواری سے ایک ہزار روپیہ ماہانہ وصولی کرتا ہے اور اس سوال کے جواب میں شاہد لک کا نام بھی نہیں ہے جبکہ تین خاکروبوں کا نام دے دیا گیا ہے۔ وزیر صاحب سے میری درخواست ہے کہ ایک کمیٹی بنائیں جو دیکھے کہ اس سوال کا جواب صحیح ہے یا غلط ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مال!

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! معزز ممبر نے جس وقت یہ سوال کیا تھا اس وقت کے مطابق اس سوال کا جواب موصول ہوا ہے۔ شاہد لک صاحب ڈی ڈی او (آر) بورے والا لگے ہوئے ہیں ان کا تبادلہ اس سوال کا جواب آنے کے بعد وہاں پر ہوا ہے اور جہاں تک ڈی ڈی او (آرز) اور پٹواریوں کا تعلق ہے وہ اس ہاؤس کے علاوہ دنیا کے ہر بندے کو پتا ہے۔ شاہد لک کے خلاف انکوائری چل رہی ہے اس کا جو بھی فیصلہ ہو گا اس پر عمل کیا جائے گا۔ میں معافی چاہتا ہوں کہ ڈی ڈی او (آرز) اور ای ڈی او (آرز) میں خال خال ہی کوئی ایماندار شخص ملے گا۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! وزیر صاحب On the floor of the House کہہ رہے ہیں کہ کرپشن ہو رہی ہے تو کیا وہ اس کرپشن کے خلاف کچھ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، سلیم صاحب! اس پر آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا پٹواری صاحبان کا کوئی tenure مقرر ہے کہ ایک پٹواری کتنے عرصہ تک پٹوار سرکل میں تعینات رہ سکتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مال!

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! رولز کے مطابق تین سال تک ایک پٹواری ایک پٹوار سرکل میں رہ سکتا ہے۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! میرے حلقے میں پانچ سات سال رہنے والے پٹواری بھی ہیں۔

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق):جناب سپیکر!اگر کسی کے stay میں فرق آ جائے یعنی ایک دفعہ ٹرانسفر ہوا ہو گا تو پھر اس کا period ختم ہو گیا ہو گا اور وہ پانچ سال رہا ہو گا۔ تین سال سے زائد نہیں رہتے۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! میری اس وقت بھی منسٹر صاحب سے یہ درخواست ہے کہ یہ تمام اضلاع کی فہرست منگوالیں جن میں ان کی تعیناتی کے عرصے کے متعلق تفصیل ہو۔ جہاں تک میں جانتا ہوں میرے اضلاع میں پٹواری سات سات اور دس دس سالوں سے لگے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کوئی particular بات کریں،اس سوال کے متعلقہ بات کریں اور تقریر نہ کریں۔آپ تشریف رکھیں۔جی، سردار سلیم بھٹی صاحب آپ کا اگلا سوال ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! کیا آپ نے پہلے والے سوال کی کوئی کمیٹی بنائی ہے؟

جناب سپیکر: اس کی انکوائری چل رہی ہے۔انکوائری کی رپورٹ آئے گی تو پھر دیکھیں گے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: مہربانی۔

جناب سپیکر: آپ کا اگلا سوال ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: سوال نمبر 4333۔

ضلع وہاڑی میں سرکاری اراضی کی تفصیلات

*4333: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع وہاڑی میں سرکاری اراضی کس کس موضع اور چک میں کتنی کتنی ہے؟

(ب) کتنی اراضی لیز/ ٹھیکہ /پٹہ پر کس کس شخص کو سالانہ کتنی رقم کے عوض دی گئی ہے؟

(ج) اس اراضی سے حکومت کو سالانہ کتنی آمدن ہوتی ہے؟

(د) کتنی اراضی پر کس کس شخص نے قبضہ کر رکھا ہے، ناجائز قابضین سے قبضہ کب تک واگزار کروالیا جائے گا؟

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق):

(الف) تفصیل بر "Annex –A" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) بورڈ آف ریونیو کی ہدایات نمبری223-210/118-CLI،222-2010/117-CLI اور224-2010/119-CLI مورخہ 13-01-2010 کی تعمیل میں سابقہ پٹہ داران سے15 فیصد سالانہ اضافہ کے ساتھ الاٹیان کا پٹہ جات تجدید ہوئے اور جو رقبہ نئی نیلامی میں پٹہ داران نے حاصل کیا،اس کی تفصیل(Annex-B)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) کل آمدنی مبلغ-/3,64,57,575روپے سالانہ ہو گی۔

(د) زیر ناجائز قبضہ اراضی کی نیلامی عارضی کاشت مطابق ہدایات بورڈ آف ریونیو کر دی گئی ہے۔ لہذااب کوئی ناجائز کاشت نہ ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! جز(د) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ کسی جگہ پر ناجائز کاشت نہ ہے۔ میری تحریک التوائے کار نمبر 814/09 کے بارے میں میرے پاس محکمہ تعلیم کا لکھا ہوا ایک ثبوت ہے۔ انہوں نے admit کیا ہے کہ آٹھ قابضین 4 کنال 9 مرلے 4 سرسائی صرف ایک سکول کی جگہ پر قابض ہیں۔ یہ ہمارے ضلع کی بات کر رہے ہیں یہاں کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں سرکاری جگہ پر قبضہ نہ ہو۔ انہوں نے یہ جواب سارا ہی غلط دیا ہے۔ اس کی انکوائری کروائی جائے اور ان کو سزا بھی دی جائے۔ انہوں نے سکول کی جگہ تو چھوڑی نہیں اور کاشتکاری کی جگہ کا حساب ہی عجیب ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مال!

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ یہ سوال 2009 میں دیا گیا تھا، ستمبر 2009 کے بعد کی پالیسی کے مطابق جتنے بھی ناجائز کاشتکاری کے رقبے تھے جو لیز پر تھے اور جو قابض تھے ان سے پرانے لگان کی صورت میں وصولی کر کے دوبارہ ان رقبوں کو auction کر دیا گیا ہے۔ جن کے پاس وہ قبضہ جات تھے ان سے 10 فیصد زائد لے کر زمین ان کو دی ہے اور وہ متواتر پانچ چھ سال ناجائز کھاتے رہے ہیں جس وجہ سے یہ ban لگا تھا۔ اب ستمبر 2009 سے جو پالیسی شروع ہوئی ہے اس کے مطابق تمام زمینیں جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا باقاعدہ نیلام ہوئی ہیں اور جو لوگ اس ٹھیکے کی extension چاہتے تھے ان سے گورنمنٹ کے واجبات وصول کرنے کے بعد زمینیں الاٹ کی گئیں لیکن اگر کوئی ایک کنال یا چند کنال کا خالی پلاٹ شہری حدود میں ہو گا تو اس کا یہاں پر کوئی تذکرہ یا ذکر نہیں ہے جس کے بارے میں بھٹی صاحب کہہ رہے ہیں لیکن جہاں تک زرعی رقبے کا تعلق ہے تو وہ تمام نیلام ہو چکے ہیں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! محکمہ تعلیم نے تحریک التوائے کار میں جواب دیا ہے کہ آٹھ آدمیوں نے سکول کی جگہ پر قبضہ کیا ہے۔ میرے پاس یہ ثبوت ہے۔ اگر سکول کی جگہ نہیں چھوڑی گئی تو باقی دیہاتوں میں توانہوں نے جگہ جگہ دکانیں بنا رکھیں ہیں۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! یہاں محکمہ تعلیم کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ particular case کے بارے میں انہیں بتائیں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میں ثبوت دینے کو تیار ہوں۔ آپ ان کی انکوائری کے لئے کمیٹی بنادیں۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! جہاں تک زرعی زمین کا تعلق ہے اور انہوں نے جو بات پوچھی ہے جیسے شاہد لک کا اس کے علاوہ معاملہ تھا کہ وہ اس وقت کے بعد کا DDO(R) ہے۔ اگر ان کے نوٹس میں کسی سکول کی جگہ ہے تو ہم یہاں زرعی رقبے کی بات کر رہے ہیں اگر محکمہ تعلیم کا رقبہ ہے تو وہ محکمہ تعلیم کو ٹرانسفر کیا گیا ہو گا۔

جناب سپیکر: اس کا بہترین حل میں سمجھتا ہوں کہ آپ دونوں صاحبان اکٹھے بیٹھیں، سردار صاحب آپ کو پوائنٹ آؤٹ کریں گے کہ یہ معاملہ اس طرح سے خراب ہو رہا ہے۔ اس کو درست کرنے کے لئے آپ اقدامات کریں۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جی، بہتر ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ملک جہانزیب وارن صاحب کا ہے، وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

قصبہ مبارک پور، بہاولپور کو سب تحصیل کا درجہ دینے کا مسئلہ

*3432: **ملک جہانزیب وارن:** کیاوزیر مال وکالونیزازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کیا حکومت پی پی۔269 بہاولپور کے سب سے بڑے قصبہ مبارک پور کو عوامی مفاد کے تحت سب تحصیل کا درجہ دینے کاارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تواس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال وکالونیز (حاجی محمد اسحاق):

قصبہ مبارک پور کو سب تحصیل کا درجہ دینے کی کوئی بھی تجویز محکمہ مال، حکومت پنجاب کے زیر غور نہ ہے۔

مزید یہ کہ نئے بلدیاتی نظام حکومت کے تحت سب تحصیل کا کوئی تصور نہ ہے۔ کیونکہ سب تحصیل بنانے کے لئے ایک عدد ریزیڈنٹ مجسٹریٹ کی تعیناتی کی جاتی تھی۔ اس موجودہ حکومتی نظام کے تحت یہ عہدہ (POST) موجود نہ ہے۔

کپاس کی فصل پر وائرس حملہ کی تفصیلات

*4392: **ملک جہانزیب وارن:** کیاوزیر مال وکالونیزازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ امسال کپاس کی فصل وائرس کے حملہ کی وجہ سے تباہ ہو گئی ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ اس وائرس کی وجہ سے وہاڑی، ساہیوال، خانیوال، بہاولپور اور دیگر کاٹن ایریامیں کھڑی فصلوں پر مجبوراً کسانوں نے ہل چلادیئے؟

(ج) کیاحکومت کاٹن ایریاکا سروے کرنے اور متاثرہ کسانوں کو ریلیف دینے کاارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تواس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال وکالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) محکمہ زراعت کی رپورٹ کے مطابق یہ درست ہے کہ اس سال کاٹن ایریامیں وائرس کا حملہ ہوا اور فصل خراب ہوئی جس کی مندرجہ ذیل وجوہات ہیں:-

i. کپاس کی اگیتی کاشت کی وجہ سے وائرس کے vector یعنی سفید مکھی کے حملے میں شدت

ii. سفید مکھی کو وقت سے پہلے اپنا بہترین ہوسٹ یعنی کپاس مل گئی جس کی وجہ سے اس کی بڑھوتری میں بہت زیادہ اضافہ ہوا۔

iii. وائرس susceptible ورائٹی BT-121 کی وسیع پیمانے پر کاشت پیداواری ٹیکنالوجی سے عدم واقفیت۔

iv. گزشتہ سالوں میں ملی بگ کے شدید حملے کی وجہ سے سفید مکھی کو کنٹرول کرنے والی زرعی زہروں یعنی امیڈاکلو پرڈاور ایسٹامیپرڈ کے خلاف سفید مکھی کو قوت مدافعت میں اضافہ۔

v. کپاس پر زیادہ نائٹروجن کھاد ڈالنے کی وجہ سے وائرس کے DNA کی بھی ڈوپلیکیشن زیادہ ہوئی۔

vi. اس سال درجہ حرارت سابقہ سال کے مقابلے میں زیادہ رہا جبکہ مجموعی طور پر پانی کی کمی رہی جس کی وجہ سے فصل وائرس کا صحیح طور پر مقابلہ نہ کر سکی۔

(ب) اس سلسلہ میں ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسرز وہاڑی، ساہیوال، خانیوال، بہاولپور کو متاثرہ علاقہ جات کا سروے کرنے کی ہدایات دی گئیں جس پر ان علاقہ جات کا سروے کیا گیا سروے رپورٹس کی تفصیلات درج ذیل ہیں:-

وہاڑی: عملہ فیلڈ کی سروے رپورٹ کے مطابق اس علاقہ میں کوئی خرابہ نہ ہے۔

ساہیوال: سروے رپورٹ کے مطابق اس علاقہ میں فصل پر اتنا نقصان نہیں ہوا کہ ضلع کے کسی موضع کو آفت زدہ قرار دیا جاسکے۔

خانیوال: سروے کے مطابق ضلع خانیوال میں کپاس کی فصل وائرس سے تقریباً 35 تا 40 فیصد متاثر ہوئی ہے۔

بہاولپور: ضلع بہاولپور کے کچھ علاقہ جات میں فصل کپاس وائرس کی وجہ سے متاثر ہوئی ہے۔اس ضلع میں پہلے سے ہی سروے کیا جا چکا ہے اور بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر 409/2009-535 CR-III/ مورخہ 31-12-2009 مندرجہ ذیل موضع جات کو جہاں 50 فیصد یا اس سے زیادہ نقصان ہوا آفت زدہ قرار دیا جا چکا ہے۔

i-	نورپور	ii-	عاقل پور
iii-	قطب پور	iv-	جمال پور
v-	محمد پور	vi-	لڈن

(ج) لینڈ ایڈمنسٹریشن مینول کے مطابق اگر کسی موضع / ریونیو اسٹیٹ میں کسی قدرتی آفت (مثلاً سیلاب، قحط، ٹڈی دل، ژالہ باری، آگ، وسیع پیمانے پر پھیلی ہوئی بیماری یا ایسی کوئی آفت یعنی زلزلہ وغیرہ جو کہ صوبہ کے وسیع حصہ کو نقصان پہنچائے) کی وجہ سے فصلوں کو 50 فیصد یا اس سے زیادہ نقصان ہو جائے تو پنجاب نیشنل کلیمیٹیز (پریوینشن اینڈ ریلیف) ایکٹ 1958 کے

تحت اسے آفت زدہ قرار دیا جاتا ہے۔اس سلسلہ میں محکمہ مال وانہار کینال اینڈ ڈرینج ایکٹ 1873 کے تحت مشترکہ طور پر سروے کرتے ہیں۔آفت زدہ قرار دینے پر مندرجہ ذیل سرکاری واجبات معاف کر دیئے جاتے ہیں:۔

(i) زرعی انکم ٹیکس (ii) آبیانہ

(iii) ترقیاتی محاصل (iv) لوکل ریٹ

مزید برآں بنکوں کے سربراہان سے درخواست کی جاتی ہے کہ آفت زدہ قرار دیئے گئے علاقوں میں زرعی قرضہ جات کی وصولی مؤخر کر دی جائے اور اگلی فصل کی بوائی کے لئے کسانوں کو مزید قرضہ جات فراہم کئے جائیں۔

چونکہ ضلع بہاولپور کے کچھ موضع جات کے علاوہ کسی اور ضلع میں 50 فیصد سے زیادہ نقصان نہیں ہوا اس لئے مندرجہ بالا ریلیف فراہم نہیں کیا جا سکتا۔

بہر حال آفت زدہ قرار دیئے گئے موضع جات کا زرعی انکم ٹیکس، آبیانہ، ترقیاتی محاصل اور لوکل ریٹ معاف کر دیا گیا ہے اور بنکوں سے کہا گیا ہے کہ ان علاقوں کے زرعی قرضہ جات کی وصولی مؤخر کر دی جائے اور اگلی فصل کی بوائی کے لئے مزید قرضہ جات فراہم کئے جائیں۔

ضلع منڈی بہاؤالدین،الاٹیز کو گھر خالی کرنے کے نوٹسز و دیگر تفصیلات

*4442:ڈاکٹر سامیہ امجد:کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے جناح آبادی سکیم 1986 کے تحت ہیڈ فقیریاں ضلع منڈی بہاؤالدین نہر پر تقریباً 350 بے گھر افراد کو پلاٹ برائے مکانات لیٹر نمبر II H/1958/88/2270 بورڈ آف ریونیو پنجاب مورخہ 17۔ ستمبر 1988 الاٹ ہوئے تھے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ الاٹمنٹ کی اسناد اس وقت کے وزیر اعلیٰ میاں نواز شریف کی جانب سے دی گئی تھیں جس پر پختہ تعمیرات بصورت مکانات تعمیر ہو چکی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکیم کے الاٹیز میں سے 40 افراد کو ناجائز قابضین کے حوالے سے نوٹس موصول ہوا ہے۔زیر دفعہ 32،34 کالونیز ایکٹ بابت لینڈ ایکٹ 1912 کے تحت 7 یوم کے اندر اندر تعمیر شدہ گھر خالی کرنے کا کہا گیا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت جاری کئے گئے نوٹسز کو واپس لینے کو تیار ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے کیونکہ ان کو رقبہ زائد از الاٹمنٹ گرانے کا کہا گیا ہے۔

(د) اگر زائد از الاٹمنٹ رقبہ خالی کر دیں تو نوٹس واپس لینے میں کوئی اعتراض نہ ہے۔

(نوٹ) ایکسیئن محکمہ نہر لوئر جہلم کی طرف سے ناجائز قابضین کی لسٹ موصول ہوئی تھی جن کو 34/32 کالونیز ایکٹ 1912 کے تحت نوٹس جاری کئے گئے تھے قابضین کو سماعت کرنے کے بعد طے پایا تھا کہ نشاندہی کروا کر زائد الاٹمنٹ رقبہ خود خالی کر دیں ورنہ گرا دیا جائے گا ابھی نشاندہی کی کارروائی جاری تھی کہ عدالت عالیہ لاہور کی طرف سے حکم امتناعی موصول ہوا جس پر کارروائی روک دی گئی اگر الاٹیاں حسب نشاندہی کروا کر زائد از الاٹمنٹ رقبہ خالی کر دیں تو نوٹس واپس لئے جا سکتے ہیں۔

تحصیل کھاریاں میں پٹواریوں اور گرداوروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4477: **چودھری عرفان الدین:** کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) تحصیل کھاریاں میں محکمہ مال (سیٹلمنٹ) میں کل کتنے پٹواری اور گرداور ہیں اور کب سے تعینات ہیں ہر ایک کا عرصہ تعیناتی الگ الگ بتایا جائے؟

(ب) تحصیل کھاریاں میں تعینات پٹواری اور گرداوروں کی کل سروس کتنی کتنی ہے؟

(ج) تحصیل کھاریاں میں کل کتنے پٹوار سرکل اور قانونگوئیاں ہیں اور ہر سرکل میں کتنے کتنے پٹواری اور گرداور تعینات کئے جاتے ہیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ قواعد و ضوابط کے مطابق ایک حلقہ میں پٹواری کی تعیناتی تین سال سے زیادہ نہیں ہو سکتی؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو عرصہ تین سال سے زائد تعینات پٹواریوں کو قانون کے مطابق تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) تحصیل کھاریاں میں کل 15 گرداور اور 95 پٹواریان تعینات ہیں فہرست تعیناتی جھنڈی (الف) اور (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تحصیل کھاریاں میں تعینات پٹواریان اور گرد اور ان کی کل سروس کی تفصیل جھنڈی (ج) اور (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تحصیل میں کل 104 پٹوار سرکل اور 12 قانونگو سرکل ہیں۔ ہر قانونگو سرکل میں ایک گرداور تعینات کیا جاتا ہے جبکہ قانونگو سرکل میں واقع پٹوار سرکل کے مطابق تقریباً 9/8 یا زائد پٹواری تعینات کئے جاتے ہیں۔

(د) ٹرانسفر پالیسی 1981 کے مطابق ہر ایک ملازم کا عرصہ تعیناتی ایک جگہ تین سال مقرر ہے جبکہ گورنمنٹ آف پنجاب سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ کی چٹھی مورخہ 18۔جنوری 2005 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے کے مطابق ایک ملازم کا ایک جگہ عرصہ تعیناتی ایک سال کر دیا گیا ہے بہر حال مفاد عامہ اور انتظامی امور کو بھی مد نظر رکھتے ہوئے ایک ملازم کو مطلوبہ عرصہ سے پہلے بھی تبدیل کیا جا سکتا ہے۔

(ہ) حکومت پنجاب نے تبادلہ جات پر پابندی عائد کر رکھی ہے۔ جونہی پابندی ختم ہو گی۔ تمام پٹواریان تعیناتی زائد عرصہ تبدیلی کے لئے متعلقہ ڈی ڈی او آر (انچارج تحصیل) کی رائے کے بعد مفاد عامہ اور بکار سرکار کو مد نظر رکھتے ہوئے حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

ضلع گجرات میں 2002 کے بعد بھرتی ہونے والے پٹواریوں کی تفصیلات

*4478: چودھری عرفان الدین: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع گجرات میں 2002 کے بعد پٹواری بھرتی کئے گئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پٹواری کی تعیناتی کے لئے ضروری ہے کہ وہ متعلقہ ضلع کا رہائشی ہو؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع گجرات میں دوسرے اضلاع سے بھی پٹواری تعینات کئے گئے ہیں جو کہ جعلی یا ضلع گجرات کا ڈومیسائل حاصل کر کے بھرتی ہوئے ہیں؟

(د) 2002 کے بعد ضلع گجرات میں کل کتنے پٹواری بھرتی ہوئے، گجرات کے علاوہ دوسرے اضلاع سے جعلی یا گجرات کا ڈومیسائل حاصل کر کے کتنے لوگوں کو بھرتی کیا گیا تعداد بتائی جائے نیز جعل سازی سے یا دو نمبر ڈومیسائل سے بھرتی ہونے والے افراد کے خلاف آج تک کیا کارروائی کی گئی، اگر نہیں کی گئی تو اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) جی ہاں

(ب) مطابق پنجاب محکمہ مال (ریونیو انتظامی اسامی ہائے) رولز 1990 اور دستور العمل کاغذات زمین کے پیرہ 3.12 کے تحت پٹواری اسامی تحصیل کیڈر کی ہے۔

(ج) اس بارے میں وضاحت ہے کہ تمام پٹواریان ریکروٹمنٹ پالیسی 2004 کے تحت بھرتی کئے گئے تھے جن کے ڈومیسائل جعلی ثابت ہوئے ان کو ملازمت سے برخاست کر دیا گیا ہے۔

(د) 2002 کے بعد ضلع گجرات میں کل 137 پٹواریان بھرتی ہوئے تھے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

سال	تحصیل گجرات	تحصیل کھاریاں	تحصیل سرائے عالمگیر	میزان
2003	08	02	01	11
	57 بندوبست ضلع گجرات			57
2005	14	10	01	25
2007	25	17	02	44

ریکروٹمنٹ پالیسی 2004 کے تحت بھرتی شدہ پٹواریان سے جن کے ڈومیسائل جعلی ثابت ہوئے ان چار پٹواریان کو ملازمت سے برخاست کر دیا گیا ہے۔

صوبہ میں سرکاری اراضی کو لیز/ ٹھیکہ پر دینے کی تفصیلات

*4552: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے صوبہ میں واقع تمام سرکاری اراضی کی لیز/ ٹھیکہ/ پٹہ جات 2003 میں کینسل کر دیئے تھے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کے بعد سے آج تک سرکاری رقبہ جات کو پٹہ / لیز / ٹھیکہ پر نہ دیا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس وجہ سے حکومت کو سالانہ اربوں کا نقصان ہو رہا ہے؟

(د) کیا حکومت سرکاری رقبہ جات کو پٹہ / لیز / ٹھیکہ پر دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) درست ہے کہ حکومت نے 2003 میں تمام لیز / پٹہ جات کی توسیع اور الاٹمنٹ پر پابندی عائد کر دی تھی۔

(ب) یہ درست ہے تاہم نئی پالیسی مورخہ 13-01-2010 کو جاری کر دی گئی ہے جس کے تحت عارضی کاشت پر زرعی زمین لیز پر دی جائے گی۔

(ج) یہ درست ہے کہ اس پابندی کی وجہ سے نقصان ہو رہا تھا لیکن نئی پالیسی کے مطابق ان پٹہ جات کی توسیع کی جائے گی اور بقایا جات وصول کئے جائیں گے۔

(د) جواب جز (ب) میں دیا گیا ہے۔

لاہور میں ڈی ایچ اے میں سرکاری اراضی شامل کرنے کی تفصیلات

*4553: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈی ایچ اے لاہور کی حدود میں آج تک کس کس موضع کا رقبہ شامل کیا گیا ہے، ان کے نام اور رقبہ جات کی تفصیل بتائیں؟

(ب) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ ڈی ایچ اے کی حدود میں آنے والے ان مواضعات کا پرائیویٹ رقبہ کے علاوہ سرکاری رقبہ جات شاملات دیہہ، سڑکوں اور کھالہ جات کے لئے مختص رقبہ جات کو بھی ڈی ایچ اے نے ہاؤسنگ سکیموں میں زبردستی شامل کر لیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان رقبہ جات سے ڈی ایچ اے کو اربوں روپے حاصل ہوئے ہیں جبکہ حکومت پنجاب کو جو کہ اصل مالک ہے کو ایک پیسہ بھی ڈی ایچ اے نے جمع نہ کروایا ہے؟

(د) کیا حکومت اس سلسلہ میں انکوائری کمیٹی بنانے اور ڈی ایچ اے سے اربوں روپے اس مد میں حاصل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق):

(الف)

جھگیاں الفلا	659K-12M-214sqft
گوہاوا	2820K-12M
چوہنگ خورد	2214K-19
کیر خورد	290K-03M
چرڑ	21742K-00
امر سدھو	2865K-
سمجپال	2215K-10M
اراضی سمجپال	6310K-09M
ملک پور	2987K-16M
شیوپورہ کلاں	842K-05M
گوبندپورہ	3715K-16M
بھنگالی	8265K-11M
جلال آباد	5984K-11M
چک دھیرہ	4760K-06M
ہیرا سنگھ والا	2447K-04M
لہنا سنگھ والا	3170K-03M
چک بھڑت	1481K-04M
حسن آباد	796K-0
فتح جنگ سنگھ والا	6889K-17
کماہاں	1806K-04M
بخشیش پورہ	3039K-19M
لیل	1089K-08M
دولو خورد	631K-04M
بلسڑ	3401K-12M
دیو خورد کلاں	9860K-04M
کوٹ ودھاوا سنگھ	1222K-14M
جٹھول	620K-03M
کرباٹھ	5315K-18M
سنگت پورہ	4224K-0

ہرپالکے	3995K-16M
روڑانوالہ	2768K-16M
پٹھان والا	1401K-15M
نتھا سنگھ والا	1700K-00
سوتا سنگھ والا	1158K-
ڈیرہ چاہل	5612k-10M
کھیٹھر	3235k-

(ب) یہ درست ہے کہ دوسری ہاؤسنگ کالونیوں کی طرح ڈی ایچ اے کی حدود میں بھی کھالہ جات، راستہ جات اور شاملات دیہہ کا رقبہ آ چکا ہے۔

(ج) حکومت نے تمام ضلعی آفیسران (ریونیو) کو ہدایات جاری کی ہیں کہ تمام ہاؤسنگ کالونیوں میں آنے والے رقبہ کا تعین کریں اور ان کی قیمت کا تعین کر کے ہاؤسنگ سوسائٹیوں سے رقم وصول کریں۔ جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) جیسا کہ جز (ج) میں واضح کیا گیا ہے کہ حکومت تمام سوسائٹیوں سے کھالا جات وغیرہ کے رقبہ کی قیمت وصول کرنے کے لئے اقدامات کر رہی ہے۔

سال2009، سرکاری زمین قبضہ گروپوں سے واگزار کروانے کی تفصیلات

*4684: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب حکومت نے سال2009 کے دوران کتنی سرکاری زمین قبضہ گروپوں سے واگزار کرائی؟

(ب) پنجاب حکومت نے سال2009 کے دوران لاہور شہر میں کن کن علاقوں میں قبضہ گروپ سے سرکاری زمین واگزار کرائی؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) حکومت پنجاب نے صوبہ پنجاب میں 26495 ایکڑ سرکاری زمین قبضہ گروپوں سے واگزار کروائی، ضلع وار تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پنجاب حکومت محکمہ مال نے شہر لاہور میں 1497 کنال 3 مرلے سرکاری زمین واگزار کروائی، تفصیل جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تحصیل بھلوال، سرکاری اراضی کی تفصیلات

*4719: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیاوزیر مال وکالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل بھلوال میں محکمہ مال کی اراضی کس کس موضع چک اور شہر میں ہے تفصیل موضع وار بتائیں؟

(ب) کتنی اراضی لیز/پٹہ/ٹھیکہ پر دی گئی ہے نیز اراضی کتنے عرصہ کے لئے دی گئی ہے اور اس سے حکومت کو کتنی آمدن سالانہ ہوئی ہے؟

(ج) کتنی اراضی پر کن کن لوگوں نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے ان کے نام، ولدیت، پتا جات اور زیر قبضہ اراضی کی تفصیل بتائیں؟

(د) ان لوگوں سے سرکاری اراضی واگزار کروانے کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر مال وکالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) تحصیل بھلوال میں سرکاری اراضی 6954 کنال 17 مرلے ہے موضع وار تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) عارضی کاشت سکیموں میں 1244 کنال 13 مرلے زمین الاٹ ہوئی تھی جن کی سال 2010 تک توسیع کر دی گئی ہے اور سابقہ بقایا جات کی مد میں مبلغ -/4739906 روپے جمع کروا دیئے گئے ہیں اور اس طرح سابقہ الاٹمنٹ کے 24 کیسز فائنل کر دیئے گئے ہیں۔

(ج) تحصیل بھلوال میں 5062 کنال 14 مرلے سرکاری اراضی پر مختلف لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے نام اور ولدیت کی تفصیل جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) نئی سکیم مجریہ 13۔جنوری 2010 کے تحت ناجائز قابضین کو بولی میں حصہ لینے کی اجازت ہے۔اس طرح وہ پچھلی رقم ادا کر کے پٹہ دار بن سکتے ہیں۔

جی سی یونیورسٹی لاہور کی اراضی کو واگزار کروانے کا مسئلہ

*4805: جناب محمد نوید انجم: کیاوزیر مال وکالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 50 ایکڑ رقبہ جی سی یونیورسٹی لاہور کے لئے راجہ صاحب کی ملکیتی اراضی جو کہ ہربنس پورہ لاہور میں واقع ہے، الاٹ کی گئی ہے؟

(ب) اس وقت کتنی اراضی مذکورہ یونیورسٹی کے قبضہ میں ہے؟

(ج) کتنی اراضی پر سکیمیں بن رہی ہیں اور یہ سکیمیں کس کس نے ڈویلپ کی ہیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ اس یونیورسٹی کے لئے مختص رقبہ پر محکمہ مال کے افسران کی ملی بھگت سے بااثر افراد نے قبضہ کر لیا ہے اور اس پر ہاؤسنگ کالونی بنا کر فروخت کی جا رہی ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس یونیورسٹی کے لئے مختص رقبہ ناجائز قابضین سے واگزار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) ہاں! یہ درست ہے کہ جی۔ سی یونیورسٹی لاہور کے نام 50 ایکڑ رقبہ موضع ہربنس پورہ میں واقع ہے جو بروئے انتقال نمبر 23524، 23525 تبدیل حقوق قبضہ خانہ ملکیت سنٹرل گورنمنٹ وخانہ کاشت ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ برائے لاہور کالج خواتین یونیورسٹی کے نام درج رجسٹرڈ ہو کر مورخہ 2006۔05۔04 کو منظور ہوا۔

(ب) اس وقت یونیورسٹی کے قبضہ میں کوئی رقبہ نہ ہے۔ کیونکہ کالونیز ڈیپارٹمنٹ نے انہیں متبادل رقبہ دے دیا ہے۔

(ج) 50 ایکڑ میں سے 6 ایکڑ پر لیاقت علی وغیرہ نے ہاؤسنگ سکیم بنائی ہوئی ہے جس کا کیس روحیل اصغر بنام سرکار چیف سیٹلمنٹ کمشنر کے پاس زیر سماعت ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے کہ محکمہ مال کے افسران کی ملی بھگت سے بااثر افراد نے قبضہ کر لیا ہے۔ رقبہ مذکورہ 50 ایکڑ میں سے 25 ایکڑ پر پرانی آبادی ڈیرہ حسن دین اور رانی پنڈ (رحمان پورہ) بنی ہوئی ہے اور یہی لوگ بذریعہ اشٹام رقبہ فروخت کرتے ہیں جس کا محکمہ مال کے ریکارڈ میں کوئی اندراج نہ ہوتا ہے۔

(ہ) ہاں! حکومت رقبہ قبضہ مافیا سے واگزار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اور رقبہ واگزار کروانے کے لئے کوششیں کی جا رہی ہیں جو کوئی بھی اس رقبہ پر تعمیر کرتا ہے اس پر متعلقہ تھانہ میں FIR درج کروا دی جاتی ہے رقبہ مذکورہ کا مقدمہ عدالت عالیہ لاہور ہائیکورٹ جناب جسٹس ثاقب نثار کی عدالت میں زیر سماعت ہے جس کی رٹ پٹیشن نمبر 67۔R/06، 363۔R/06 ہیں اور حکم امتناعی جاری شدہ ہے جس میں آئندہ تاریخ پیشی 2010۔01۔23 مقرر ہے بعد فیصلہ عدالت عالیہ کارروائی کی جائے گی اور ناجائز قابضین سے رقبہ مذکورہ بالا واگزار کروایا جائے گا۔

تحصیل میاں چنوں میں لمبر داروں کی تفصیلات

*4807:رانا بابر حسین:کیاوزیر مال وکالونیزازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل میاں چنوں کے کس کس موضع / چک میں لمبر دار کام کر رہے ہیں؟

(ب) کتنے لمبر داروں کے پاس لمبر داری سکیم کے تحت 12½ ایکڑ رقبہ ہے اور کس کس نمبر دار کے پاس یہ رقبہ نہ ہے؟

(ج) جن لمبر داروں کے پاس یہ رقبہ ہے ان میں سے کس کے پاس عارضی ہے اور کس کے نام پر مستقل ہے یا اس کو حقوق ملکیت مل چکے ہیں؟

(د) کیا حکومت جن لمبر داروں کے پاس اس سکیم کا رقبہ نہ ہے ان کو رقبہ دینے اور جن کو حقوق ملکیت ابھی تک نہ ملے ہیں ان کو حقوق ملکیت دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال وکالونیز(حاجی محمد اسحاق):

(الف) تحصیل میاں چنوں میں کل 174 چکوک / موضعات ہیں جن میں 306 لمبر داران کام کر رہے ہیں۔

(ب) کل 131 لمبر داران کو رقبہ مل چکا ہے اور 175 لمبر داران کو لمبر داری سکیم کے تحت رقبہ نہ ملا ہے۔

(ج) تحصیل میاں چنوں میں کل 8 لمبر داران کو حقوق ملکیت مل چکے ہیں۔

(د) اس ضمن میں عرض ہے کہ حکومت پنجاب نے حال ہی میں نمبر داری پالیسی مورخہ 17-01-2006 ہمراہ 22-10-2007 جاری کی ہیں جن کی رو سے ایسے تمام اہل نمبر داران جو اسی چک یا ملحقہ چک جہاں رقبہ سرکار موجود ہو استفادہ حاصل کر سکتے ہیں۔ جہاں تک نمبر داری سکیم میں آئندہ مالکانہ حقوق دینے کا سوال ہے تو متذکرہ بالا نوٹیفکیشن مورخہ 17-01-2006 نے پچھلے تمام لمبر داری نوٹیفکیشن ہائے کی جگہ لیتے ہوئے مالکانہ حقوق کے تصور کو ختم کر دیا ہے۔

تحصیل دیپال پور ضلع اوکاڑہ میں پٹواریوں کے بغیر موضع جات و دیگر تفصیلات

*4892:شیخ علاؤالدین:کیاوزیر مال وکالونیزازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل دیپال پور ضلع اوکاڑہ کتنے موضع جات میں کون کونسے پٹواری کتنے کتنے عرصہ سے ایک ہی جگہ پر اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں اور کتنے موضع جات پٹواریوں کے بغیر چل رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ قواعد وضوابط کے برعکس اکثر موضع جات کے پٹواری تین سال سے زائد عرصہ سے ایک ہی جگہ پر کام کر رہے ہیں، ایسا کس اتھارٹی کی اجازت سے ہو رہا ہے اور کیوں، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ج) کیا متعلقہ انتظامیہ جو پٹواری عرصہ تین سال سے ایک ہی جگہ پر کام کر رہے ہیں ان کو فوری طور پر وہاں سے ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) مذکورہ تحصیل میں پٹواریوں نے اپنی اجارہ داری قائم کی ہوئی ہے، چھوٹے کسان و کاشتکار ان کی بے قاعدگیوں سے بے حد تنگ ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں کل پٹوار سرکل 145 ہیں جن میں سے 27 پٹوار سرکل بوجہ عدم بھرتی پٹواریاں خالی ہیں۔تاہم ان کا اضافی کام بھی دیگر پٹواریوں کو عارضی طور پر سونپا گیا ہے۔لسٹ پٹواریاں تحصیل دیپالپور بابت عرصہ تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ 52 پٹواریاں کی تعیناتی زائد از سہ سال ہے جن کا تبادلہ بھی زیر غور ہے مگر پٹواریاں کے تبادلہ جات پر بروئے چٹھی نمبری I-EF-2388/2009-3335-NO مورخہ 17۔نومبر 2009 آمدہ بورڈ آف ریونیو پنجاب، پابندی عائد ہے بدیں وجہ تبادلہ جات زیر التواء ہیں۔

(ج) جیسا کہ جز(ب) میں تفصیل بیان کی گئی ہے تبادلہ جات پٹواریاں بوجہ پابندی زیر التواء ہیں۔

(د) کچھ پٹواریاں کے زائد از سہ سالہ تعیناتی کی حد تک تو درست ہے مگر نشاندہی / شکایت بر خلاف پٹواریاں پر فوری حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

موضع ڈنگہ (گجرات) میں کی گئی غیر قانونی الاٹمنٹ کی تفصیلات

*4903: میاں طارق محمود: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع ڈنگہ (ضلع گجرات) میں کھتونی نمبر2765تا10/2906کے تحت رقبہ تعدادی2423کنال ایک مرلہ رجسٹر حقداران زمین سال20۔1919سے شاملات دیہہ چراگاہ کااندراج چلاآرہاتھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس رقبہ کااب statusتبدیل کر کے آسائش دیہہ چراگاہ کر دیا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کاstatusتبدیل کر کے اب مذکورہ رقبہ کی خلاف ضابطہ الاٹمنٹ کی جارہی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ مال ڈنگہ (گجرات) کے اہلکاران وافسران کی اس خلاف ضابطہ الاٹمنٹ پر سینئر ممبر بورڈآف ریونیو پنجاب کو درخواست دی گئی؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ سینئر ممبر بورڈآف ریونیو پنجاب نے اس خلاف ضابطہ الاٹمنٹ کو کینسل کرنے کا حکم صادر فرمایا؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ ای۔ڈی۔او(آر) گجرات نے اس خلاف ضابطہ الاٹمنٹ کو مورخہ 09۔10۔12کو کینسل کر دیا مگر بعدازاں اپنے ہی آرڈر مورخہ 09۔10۔22کو کسی پریشر اور مالی لالچ میں آکر اسی آفس نے اپنے آرڈر واپس لے لئے؟

(ز) کیا حکومت اس سلسلہ میں ممبران صوبائی اسمبلی پنجاب پر مشتمل ایک کمیٹی بنانے اور خلاف ضابطہ الاٹمنٹ کینسل کروانے اور متعلقہ ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے کاارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تواس کی وجوہات کیاہیں؟

وزیر مال وکالونیز(حاجی محمد اسحاق):

نوٹ: سوال کا جواب درج کرنے سے پیشتر یہ وضاحت کرنی ضروری ہے کہ رقبہ زیر بحث اراضی سرکار(state land)نہ ہے۔بلکہ شاملات دیہہ ہے جو مالکان دیہہ کی مشترکہ ملکیت ہوتی ہے۔

(الف) یہ درست ہے کہ رجسٹر حقداران زمین (مسل میعادی)سال 11۔1910کے تحت رقبہ تعدادی2423کنال 1مرلہ کااندراج خانہ ملکیت میں شاملات دیہہ چلاآرہاہے جبکہ موجودہ رجسٹر حقداران زمین سال 02۔2001کے کھیوٹ نمبر1017، کھتونی نمبر2765تا 10/2906 خانہ ملکیت میں اندراج آسائش دیہہ چراگاہ درج تھا۔تاہم جناب ایگزیکٹو

ڈسٹرکٹ آفیسر صاحب(ریونیو)، گجرات نے مورخہ 2006۔10۔03 کو موضع ڈنگہ کے ریکارڈ مال کی پڑتال کی اور نوٹ پڑتال میں تحریر کیا کہ آسائش دیہہ چراگاہ کا رقبہ منتقل نہ ہو سکتا ہے۔ نوٹ پڑتال کی ایک کاپی بجانب ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) کھاریاں اس ہدایت کے ساتھ ارسال کی کہ ان قصور واران کے خلاف کارروائی ضابطہ کریں جنہوں نے آسائش دیہہ کا رقبہ منتقل کیا۔

اس پر اس وقت کے ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) کھاریاں نے اپنی رپورٹ بخدمت جناب ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) گجرات ارسال کی اور تحریر کیا کہ مسلحقیت بندوبست سال 11۔1910 سے 61۔1960 تک رقبہ مذکورہ کی بابت اندراج شاملات دیہہ کا چلا آرہا ہے جبکہ سال65۔1964 بدوں کسی حکم کے اس وقت کے عملہ مال نے اندراج شاملات دیہہ سے تبدیل کر کے آسائش دیہہ چراگاہ کر دیا تھا۔ لہذا بمطابق اندراج مسلحقیت بندوبست، موجود اندراج آسائش دیہہ چراگاہ کے بجائے شاملات دیہہ بصیغہ صحت اندراج درستی کی جانی مناسب ہے۔ رپورٹ موصول ہونے پر اس وقت کے ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) گجرات نے مورخہ 2006۔10۔18 کو اندراج کی درستی کی جاکر شاملات دیہہ کا اندراج کرنے کا حکم دیا۔ اس حکم کے تحت انتقال نمبر12582 درج ہو کر مورخہ 2006۔11۔13 کو منظور ہوا۔

(ب) یہ درست نہیں کہ اب اسکا اندراج(status) تبدیل کر کے آسائش دیہہ چراگاہ کر دیا گیا ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ رجسٹر حقداران زمین (مسلحقیت) سال 11۔1910 سے رجسٹر حقداران زمین سال 61۔1960 تک اندراج شاملات دیہہ قائم رہا جبکہ رجسٹر حقداران زمین 65۔1964 میں بلا حکم اور بدوں جواز اندراج اس وقت کے عملہ مال نے شاملات دیہہ سے تبدیل کر کے آسائش دیہہ چراگاہ کر دیا۔ مابعد سال 2006 میں (جیسا کہ اوپر تفصیل سے بیان کیا جا چکا ہے) جناب ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) گجرات نے موضع ڈنگہ کے ریکارڈ مال کی پڑتال کرتے ہوئے آسائش دیہہ چراگاہ کے رقبہ کی منتقلی روک دی اور رقبہ منتقل کرنے کے ذمہ دار ان کے خلاف تادیبی کارروائی کے لئے ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) کھاریاں کو ہدایت کی۔ جن کی رپورٹ موصول ہوئی کہ مذکورہ بالا رقبہ کا اندراج رجسٹر حقداران زمین سال65۔1964 میں بلا حکم شاملات دیہہ سے آسائش دیہہ چراگاہ تبدیل کر دیا گیا تھا جس کی

درستی اندراج کا حکم مورخہ 06۔10۔18 کو ہوا جس کے تحت انتقال نمبر12582 درج ہو کر مورخہ 06۔11۔13 کو منظور ہوااور اندراج کی درستی کی گئی۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ اس رقبہ کی الاٹمنٹ کی جارہی ہے۔ جیسا کہ جواب کے آغاز میں یہ وضاحت کر دی گئی ہے کہ رقبہ زیر بحث اراضی سرکار state land نہ ہے بلکہ شاملات دیہہ ہے۔ جس میں اس متعلقہ موضع کے مالکان اراضی ہی برابر بمطابق حصص مالکان ہوتے ہیں اور قبل از تقسیم اراضی مشترکہ ملکیت ہی تصور ہوتی ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ میاں امجد محمود (برادر حقیقی ایم پی اے صاحب) نے ایک درخواست برائے درستی اندراج جناب سینئر ممبر صاحب، بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور کو پیش کی جنہوں نے اس پر ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) گجرات کو بمطابق قانون کارروائی کے لئے تحریر کیا۔ اس درخواست پر ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) کھاریاں سے رپورٹ طلب کی۔ رپورٹ موصول ہونے پر بخدمت جناب ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) گجرات کوارسال کی کیونکہ سابقہ حکم ان کی ہدایت پر جاری ہوا تھا۔ جناب ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) گجرات نے سابقہ حکم کی نظر ثانی کی اجازت دی۔ سائل نے حقائق اخفاء میں رکھ کر سابقہ حکم کی نظر ثانی کروالی۔ جو کہ خلاف واقعات تھا جس پر حقائق سامنے آنے پر سابقا حکم مورخہ 09۔10۔12 کو واپس لے کر حکم مورخہ 06۔10۔18 کو بحال رکھتے ہوئے اندراج شاملات دیہہ ہی رکھے جانے کا حکم صادر کیا۔

(ہ) یہ درست نہ ہے۔ جناب سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو پنجاب میاں امجد محمود (برادر حقیقی ایم پی اے صاحب کی درخواست پر DO(Revenue)/To Proceed as per law کا حکم صادر کیا تھا۔ کسی حکم کالعدم کرنے کا تحریر نہ کیا ہے اور نہ ہی شاملات دیہہ کی بابت کوئی حکم صادر فرمایا ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) یہ درست نہ ہے۔ جیسا کہ جز(ہ) کے جواب میں تحریر کیا گیا ہے۔ میاں امجد محمود (برادر حقیقی ایم پی اے صاحب) کی درخواست پر سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو پنجاب نے بمطابق قانون کارروائی کے لئے ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) گجرات کو تحریر کیا۔ درخواست ہذا پر رپورٹ ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) کھاریاں حاصل کی گئی برائے حصول اجازت نظر ثانی بخدمت جناب ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) گجرات ارسال کی کیونکہ سابقہ حکم ان کی ہدایت پر جاری ہوا

تھا اور پیش رو کے حکم کی نظر ثانی کے لئے لینڈ ریونیو ایکٹ کی دفعہ 163 کے تحت اپنے سے سینئر ریونیو آفیسر کی اجازت ضروری ہے۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اپنے ہی حکم کو واپس لیا تو پہلا حکم مورخہ 09۔10۔12 حقائق کو اخفاء میں رکھ کر جاری کروایا گیا۔ تاہم جب تمام حقائق علم میں آئے تو اپنے حکم پر نظر ثانی کر دی گئی کیونکہ یہ واقعات و حقائق کے برعکس تھا۔ اس معاملے میں کوئی پریشر اور مالی لالچ کو ملحوظ نہ رکھا گیا ہے۔ اراضی زیر بحث state land نہ ہے بلکہ شاملات دیہہ کی ملکیت ہے اور تقسیم سے قبل، مالکان دیہہ کی مشترکہ ملکیت ہوتی ہے۔

(ز) متعلقہ صوبائی اسمبلی پنجاب ہے۔

میاں چنوں شہر، جی ٹی روڈ کی چوڑائی کم کرنے کی تفصیلات

*4904: جناب عبدالوحید چودھری: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میاں چنوں شہر (ضلع خانیوال) سے گزرنے والی جی ٹی روڈ کی چوڑائی کاغذات میں قیام پاکستان سے قبل سے 110 فٹ چلی آ رہی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سڑک کی دورویّہ تعمیر کی وجہ سے اس کی چوڑائی محکمہ مال کے اہلکاران و افسران نے دکانداروں سے مل کر 110 فٹ سے کم کر کے 80 فٹ کر دی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کی چوڑائی کم کرنے سے اس سڑک کی دورویّہ تعمیر کی افادیت ختم ہو جائے گی؟

(د) کیا حکومت متعلقہ محکمہ مال کے سرکاری ملازمین کے خلاف کارروائی کرنے اور اس سڑک کی چوڑائی 110 فٹ کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) یہ درست ہے کہ مطابق شجرہ پارچہ فیلڈ بک بوقت بندوبست سال 63۔1962 سڑک کی چوڑائی 110 فٹ تھی۔ نمبر خسرہ 102 نمبر خسرہ 15 نمبر خسرہ 20 نمبر خسرہ 103 کی چوڑائی مطابق فیلڈ بک شجرہ پارچہ 110 فٹ پائی جاتی ہے۔ مگر نمبر خسرہ 1568 جو کہ تھانہ چوک میاں چنوں سے شروع ہو کر جانب غرب ٹی چوک تک محیط ہے اس نمبر خسرہ میں سڑک کی چوڑائی جانب شرق 94 فٹ اور جانب غرب 84 فٹ ہے جو کہ بر قبہ 11 کنال 6 مرلے

2سرساہی پر محیط ہے اس نمبر خسرہ کا رقبہ مطابق جمعبندی سال43۔1942میں بھی تاحال بدستور11کنال6مرلے2سرساہی چلاآرہاہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ بروئے فیلڈ بک مساوی بندوبست سال63۔1962سڑک ہذا کی چوڑائی کسی نے کم نہ کی ہے۔

(ج) سڑک کی چوڑائی مطابق ریکارڈ سال43۔1942تاحال بدستور چلی آرہی ہے۔کسی نے کمی بیشی نہ کی ہے۔ رقبہ بدستور 11کنال 6مرلے 2سرساہی ہے۔ ثبوت میں نقل رجسٹر حقداران زمین سال43۔1942اور سال53۔1952تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) مطابق ریکارڈ سال63۔1962محکمہ مال کے اہلکاران نے سڑک کی چوڑائی میں کمی بیشی نہ کی ہے۔

لاہور میں قبرستان کے رقبہ کو واگزار کروانے کا مسئلہ

*4972: محترمہ نسیم لودھی: کیاوزیرمال وکالونیزازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ لاہور میں واقع ستوکتلہ قبرستان کی کل اراضی 81کنال 16مرلے پر مشتمل ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ قبرستان پر قبضہ مافیانے قبضہ کر رکھاہے،کیاحکومت اسے واگزار کروانے کاارادہ رکھتی ہے؟

وزیرمال وکالونیز(حاجی محمد اسحاق):

(الف) بمطابق ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)لاہور قبرستان کا کل رقبہ 79K–15Mہے اور یہ سرکاری زمین نہ ہے۔بلکہ پرائیویٹ آسائش دیہہ کی ملکیت ہے چونکہ قبرستان کی چار دیواری نہ ہے جس کی وجہ سے لوگ ناجائز قابض ہوئے ہیں۔

(ب) بمطابق ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)لاہور موقع پر مندرجہ ذیل لوگ ناجائز قابض ہیں:-

1۔	محمد یونس ولد شاہ محمد کا رقبہ	1K–17M
2۔	اصغر علی ولد بسے خان	0–13
3۔	محمد بابر ولد محمد لطیف	0–2
4۔	شکیل ولد محمد لطیف	0–1–112

5۔	جاوید مسیح	0-11-113
6۔	جیرا مسیح وغیرہ	0-13-0
7۔	محمد اشرف ولد عبدالعزیز	0-11-0
8۔	یعقوب مبارک پسران صادق	0-10-0
9۔	منشاء ولد اصغر علی	1-6-0
10۔	ریاست علی	0-0-6
11۔	شوکت مسیح وغیرہ	1-18-0
	کل رقبہ میزان:	8K-1M

قابضین نے پختہ تعمیرات تیار کی ہیں اور ان میں رہائش پذیر ہیں۔

ان ناجائز قابضین نے بعدالت محمد آصف سول جج لاہور سے حکم امتناعی حاصل کیا ہوا ہے جس کا مقدمہ نمبری C۔5833 مورخہ 25-02-2010 ہے اور اس کی آئندہ تاریخ پیشی 05-07-2010 مقرر ہے۔بعد فیصلہ عدالت ان کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

ضلع فیصل آباد / ٹوبہ ٹیک سنگھ، گھوڑی پال سکیم کے تحت اراضی کی الاٹمنٹ

*5040: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد اور ٹوبہ ٹیک سنگھ میں گھوڑی پال سکیم کے تحت کتنی اراضی الاٹ کی گئی تھی؟

(ب) کتنے اور کس کس الاٹی کو حقوق ملکیت منتقل ہو چکے ہیں اور کس کس الاٹی کو ابھی تک حقوق ملکیت نہیں ملے؟

(ج) کیا حکومت باقی الاٹیز کو حقوق ملکیت دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) گھوڑی پال سکیم کے تحت ضلع فیصل آباد میں رقبہ بقدر K۔21241 الاٹ شدہ ہے تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کوئی رقبہ الاٹ نہ ہے۔

(ب) ضلع فیصل آباد میں ابھی تک کسی الاٹی کو حقوق ملکیت منتقل نہ ہوئے ہیں اور نہ ہی ایسی کوئی پالیسی موجود ہے جس کے تحت مالکانہ حقوق دیئے گئے ہوں۔

(ج) جواب جز (ب) میں دے دیا گیا ہے۔

فیصل آباد میں سرکاری اراضی اور ناجائز قابضین کی تعداد و تفصیل

*5045: خواجہ محمد اسلام: کیاوزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں سرکاری زمین کتنی ہے اور کس کس جگہ ہے؟

(ب) کتنی زمین پر کن کن لوگوں نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے؟

(ج) ان ناجائز قابضین کے نام اور پتاجات بتائیں؟

(د) ان ناجائز قابضین سے آج تک تاوان کی کتنی رقم وصول ہوئی اور کن کن کے ذمہ تاوان بقایا ہے؟

(ہ) کیا حکومت ناجائز قابضین سے تاوان کی رقم وصول کرنے اور ان سے سرکاری اراضی واگزار کروانے کاارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) ضلع فیصل آباد میں کل سرکاری اراضی 1653A-7K-10M ہے جن چکوک میں واقع ہے تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 5104 ایکڑ رقبہ پر ناجائز قابضین نے قبضہ کر رکھا ہے۔

(ج) ناموں کی تفصیل جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ناجائز قابضین سے مبلغ۔/1066928 روپے تاوان وصول کیا گیا ہے اور بقایا ناجائز قابضین کے خلاف تاوان وصولی کی کارروائی جاری ہے۔ تفصیل جھنڈی (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) حکومت ناجائز قابضین سے رقم وصول کر رہی ہے تاہم کالونیز ڈیپارٹمنٹ کے نوٹیفکیشن مجریہ 13۔جنوری 2010 ناجائز قابضین سے پچھلے بقایاجات وصول کر کے ان کو بولی میں حصہ لینے کا موقع فراہم کیا ہے تاکہ وہ حکومت کے پٹہ دار بن سکیں۔

ضلع سرگودھا میں اشٹام فروشی کے لائسنس جاری کرنے کی تفصیلات

*5154: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیاوزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں اشٹام فروشی کے لائسنس کس کس کے پاس ہیں؟

(ب) کتنے افراد نے یکم جنوری2009 سے آج تک اشٹام فروشی کے لائسنس کے لئے درخواستیں دیں ان کے نام، ولدیت اور پتاجات بتائیں؟

(ج) کتنے افراد کو لائسنس جاری کئے گئے ہیں اور کتنے افراد کو ابھی تک لائسنس جاری نہیں ہوئے؟

(د) یکم جنوری2008 سے آج تک اس ضلع کو کتنی مالیت کے اور کتنی کتنی مالیت کے اشٹام جاری ہوئے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) بمطابق ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو ضلع سرگودھا میں اشٹام فروشوں کی تعداد 261 ہے ان کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یکم جنوری2009 سے آج تک 39 افراد نے اشٹام فروشی کے لئے درخواستیں دیں جن کے نام ولدیت اور پتاجات کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) 11 افراد کو لائسنس جاری ہوئے 28 افراد کو لائسنس جاری نہ ہوئے۔

(د) ڈسٹرکٹ اکاؤنٹ آفیسر سرگودھا سے تفصیل حاصل کی گئی جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع رحیم یار خان، لمبرداری رقبہ الاٹ کرنے کی تفصیلات

*5217: میاں شفیع محمد: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ آف پنجاب کالونیز ڈیپارٹمنٹ کے نوٹیفکیشن مورخہ 06-1-17 اور 07-10-22 کے مطابق ہر اہل لمبردار کو صوبائی حکومت کا رقبہ جو زیر بار نہ ہو لمبرداری گرانٹ پر دیا جاتا ہے؟

(ب) لمبردار کی اہلیت کا معیار اور لمبرداری گرانٹ کی الاٹمنٹ کا طریق کار کیا ہے؟

(ج) مذکورہ بالا الاٹمنٹ صوبہ کے کتنے اور کون کون سے اضلاع میں نافذ العمل ہے؟

(د) ضلع رحیم یار خان میں اب تک کتنے موضع جات اور چکوک کے لمبردار اس سکیم سے مستفید ہو رہے ہیں نام مع موضع جات کی تفصیل بتائیں نیز ضلع کے جن لمبرداروں کو یہ الاٹمنٹ نہیں ہوئی، کیا ان کو مطلوبہ معیار پورا کرنے پر حکومت رقبہ الاٹ کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک نہیں تو کیوں؟

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق):

(الف) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ آف پنجاب نے بروئے نوٹیفکیشن نمبر CV۔50/2006۔81 مورخہ 2006۔01۔17 کے تحت فری لیز سکیم میں ہر مستقل لمبردار کو 00۔100 کنال رقبہ لمبرداری گرانٹ بصورت دستیابی کالونی چکوک میں دینے کی پالیسی جاری کی ہے۔

(ب) گرانٹی چک / موضع کا مستقل لمبردار ہو اور 00۔100 کنال رقبہ اسی چک / موضع میں بقایا سرکار ہو اور ہر لحاظ سے پاک و صاف ہو، کسی بھی عدالت سے کوئی حکم امتناعی جاری شدہ نہ ہو۔

(ج) مذکورہ سکیم پنجاب کے تمام اضلاع جہاں رقبہ صوبائی حکومت موجود ہے نافذالعمل ہے۔

(د) ضلع رحیم یار خان میں اب تک چکوک میں لمبرداری کو فری لیز سکیم کے تحت رقبہ دیا جا چکا ہے ان کی تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔مزید برآں جن لمبرداران کو تاحال الاٹمنٹ نہ ہوئی ہے اگر مطابق پالیسی معیار پر پورا اترتے ہیں تو وہ DOR کو اس کے لئے درخواست دے سکتے ہیں تاہم سکیم نافذالعمل ہے۔

چک نمبر 43 سرگودھا، کچی آبادیوں کے مالکانہ حقوق کا مسئلہ

*5396: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ النور کالونی اور مدینہ کالونی چک 43 گھسنانوالہ ضلع سرگودھا کے مکین عرصہ سے مذکورہ رہائشی کالونیوں کو مالکانہ حقوق دینے کا مطالبہ کر رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کالونیاں کچی آبادی ایکٹ کی تمام شرائط پر پورا اترتی ہیں اگر ہاں تو ان کو اب تک مالکانہ حقوق نہ دینے کی کیا وجوہات ہیں، تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق):

(الف) النور کالونی اور مدینہ کالونی چک 43 گھسنانوالہ ضلع سرگودھا کو تاحال ڈائریکٹوریٹ جنرل کچی آبادیز لاہور نے باضابطہ طور پر کچی آبادیز کی ڈیکلریشن کا نوٹیفکیشن جاری نہ کیا ہے۔اس ضمن میں ڈائریکٹوریٹ کچی آبادیز نے ڈی سی او سرگودھا کو مطلوبہ معلومات کی فراہمی کے لئے مورخہ 20-05-2010 کو تحریر کیا ہوا ہے۔(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

جب ان دونوں کچی آبادیوں کا ڈیکلریشن نوٹیفکیشن جاری ہو جائے گا مابعد بورڈ آف ریونیو پنجاب یہ جگہ TMA کے نام منتقل کر دے گا۔پھر وہاں کے مکین حقوق ملکیت حاصل کرنے کے اہل ہونگے۔

(ب) ڈائریکٹوریٹ کچی آبادیز میں یہ کیس زیر غور ہے اور مکمل معلومات فراہم ہونے پر ڈائریکٹوریٹ فیصلہ کرے گا۔

ڈی او(آر)رحیم یار خان کے پاس کیسز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5449: محترمہ مائزہ حمید: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈی او(آر)رحیم یار خان کے پاس اس وقت کل کتنے کیسز ہیں اور یہ کتنے کتنے عرصہ سے زیر سماعت ہیں؟

(ب) 2008 سے آج تک کتنے کیسز پر فیصلے ہو چکے ہیں اور کتنے ابھی تک زیر التواء ہیں یہ کب تک نمٹا دیئے جائیں گے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق):

(الف) ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو کی عدالت میں 269 زیر سماعت ہیں عرصہ بابت رہنے زیر سماعت کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال 2008 سے سابقہ 103 کیسز تھے 2008 سے 31۔مارچ 2010 تک 641 نئے کیس دائر ہوئے کل 744 کیس اور ان میں سے 475 کیسز کا فیصلہ ہو چکا ہے۔269 کیس ابھی تک زیر سماعت ہیں جن کا فیصلہ جلد کر دیا جائے گا۔

قصور موضع ٹھاکرہ میں سرکاری زمین، قابضین سے واگزار کروانے کی تفصیلات

*5539: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) موضع ٹھاکرہ تحصیل و ضلع قصور کا کل رقبہ زرعی کتنا ہے؟

(ب) اس میں سرکاری رقبہ کتنا ہے؟

(ج) کھتونی نمبر 49،42،9،922،94،78 کا تقریباً 900 ایکڑ رقبہ ریکارڈ کے مطابق کس کی ملکیت ہے؟

(د) 900 ایکڑ رقبہ مطابق ریکارڈ کس کا ہے؟

(ہ) موقع پر کس کا کتنے عرصہ سے قبضہ ہے نام اور ولدیت بیان فرمائیں، ناجائز قابضین سے واگزار کروانے کاارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) موضع ٹھاکرہ میں کل زرعی رقبہ 227ایکڑ ہے۔

(ب) اس موضع میں سرکاری رقبہ 25ایکڑ ہے۔

(ج) کھتونی نمبر9، 42، 49، 78 کا کل رقبہ 97کنال 14مرلے ہے جبکہ کھتونی نمبر94اور 922 ندارد ہیں۔مذکورہ رقبہ میں 67کنال 9مرلے نجی مالکان کی ملکیت ہے اور 30کنال 5مرلے غیر ممکن سڑک ملکیتی صوبائی حکومت ہے۔

(د) موضع ٹھاکرہ میں اتنی مقدار میں کوئی رقبہ نہ ہے۔

(ہ) کوئی سرکاری رقبہ مذکورہ ممبران میں کسی کے زیر قبضہ نہ ہے۔

ضلع رحیم یار خان، لینڈ ریکارڈ کمپیوٹرائز کرنے کی تفصیلات

*5543: میاں شفیع محمد: کیاوزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ سابقہ حکومت نے صوبہ بھر میں لینڈ ریکارڈ کمپیوٹرائز کرنے کے منصوبہ کا آغاز کیا تھا؟

(ب) مذکورہ منصوبہ اب تک کن کن اضلاع میں شروع کیا گیا ہے؟

(ج) ضلع رحیم یار خان میں محکمہ کا کتنا لینڈ ریکارڈ کمپیوٹرائز کیا جا چکا ہے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) صوبے کے 18اضلاع میں لینڈ ریکارڈ کمپیوٹرائز کرنے کا منصوبہ سال 2007میں ورلڈ بنک کے تعاون سے شروع کیا گیا تھا۔تاہم تکنیکی وجوہات کی بنا پر اولین سالوں میں یہ منصوبہ کسی ضلع میں شروع نہ ہو سکا۔منصوبے کا دائرہ اب صوبے کے تمام اضلاع پر پھیلا دیا گیا ہے۔اس توسیع شدہ منصوبے کی منظوری 20-08-2009 کو دی گئی۔

(ب) متذکرہ بالا منصوبے کو تجرباتی بنیادوں پر پہلے تین اضلاع میں شروع کیا جا رہا ہے جو درج ذیل ہیں:۔

1۔ لاہور 2۔ لودھراں 3۔ حافظ آباد

(ج) رحیم یار خان کے کل 1150 مواضعات کے ریکارڈ میں سے 566 مواضعات کا ریکارڈ مکمل طور پر اور 259 مواضعات کا ریکارڈ جزوی طور پر تجرباتی بنیاد پر کمپیوٹرائز کیا گیا تھا۔تاہم سافٹ ویئر کے مسائل کی بنا پر یہ استعمال نہیں کیا جا سکا۔اب اسی کمپیوٹرائز شدہ ریکارڈ کے استعمال کے لئے طریق کار وضع کیا جا رہا ہے۔

ضلع گوجرانوالہ میں پٹواریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5563: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں کتنے پٹواری کام کر رہے ہیں؟

(ب) اس ضلع میں پٹواریوں کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں، کتنی خالی پڑی ہیں، کتنے پٹواریوں کے پاس ایڈیشنل چارج ہے؟

(ج) کتنے پٹواریوں کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ اور قانونی کارروائیاں چل رہی ہیں؟

(د) یکم جنوری 2009 سے آج تک اس ضلع میں کتنے پٹواریوں کو بھرتی کیا گیا ان کے نام، عہدہ، گریڈ بتائیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں کام کرنے والے پٹواریوں کی تعداد 232

(ب)

i) ضلع گوجرانوالہ کی 5 تحصیلوں میں پٹواریوں کی منظور شدہ اسامیاں 266

ii) ضلع گوجرانوالہ میں پٹواریوں کی خالی اسامیاں 34

iii) ضلع گوجرانوالہ میں جتنے پٹواریوں کے پاس ایڈیشنل چارج ہے۔ 52

(ج)

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں درج ذیل 11 پٹواریوں کے خلاف محکمانہ کارروائی چل رہی ہے:-

1۔ عبدالمنان پٹواری تحصیل صدر گوجرانوالہ کے خلاف موضع تھیڑی سانسی ضلع گوجرانوالہ میں واقع رقبہ کا انتقال نمبر 3379 غیر قانونی طور پر سب رجسٹرار صدر لاہور سے تصدیق شدہ رجسٹری نمبری 4134 مورخہ 1994-5-5 کی رو سے درج کرنے کے الزام کے تحت محکمانہ انکوائری زیر کارروائی ہے۔

2۔ محمد امین سابقہ پٹواری حلقہ گوجرانوالہ زرعی نے محمد اعظم ولد محمد منیر کے ملکیتی رقبہ کی فردات ملکیت دیگر افراد کو جاری کیں۔رقبہ گوہر علی کے نام منتقل ہوگیا۔اس الزام کے تحت اس پٹواری کے خلاف مقدمہ نمبر668مورخہ 17-10-2009زیر دفعہ 468/420-471ت پ درج ہوااور محکمانہ انکوائری بھی زیر کارروائی ہے۔

3۔ محمد اعظم سابقہ پٹواری حلقہ کھیالی شاہ پور کے خلاف مندرجہ ذیل الزامات کے تحت محکمانہ انکوائری زیر کارروائی ہے۔

(i) کہ اس نے موضع پپلی گورائیہ کا رجسٹر گرداوری دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے مجاز اتھارٹی کو رپورٹ بھجوانے کی بجائے از خود نیا رجسٹر گرداوری تیار کیا۔

(ii) رجسٹر گرداوری موضع کھیالی شاہ پور کے خانہ ملکیت میں درج نمبران خسرہ 1736-1737 کی جمع بندی کے ساتھ مطابقت نہ تھی اس کے علاوہ مختلف خسرہ نمبران کا رقبہ بھی جمعبندی کے رقبہ کے ساتھ مطابقت نہ رکھتا تھا۔

(iii) اس موضع کھیالی شاہ پور کی گرداوری نہ کی جو دوران پڑتال نامکمل رجسٹر گرداوری سے عیاں ہوااور موقع ملاحظہ سے چیک کیا گیا۔اس کے علاوہ رجسٹر گرداوری میں غلط اندراج کیا گیا۔

(iv) اس نے موضع پپلی والا کی گرداوری کے متعلق رجوع نہ کیا۔

(v) اس نے جن گرداوریوں کا روز نامچہ واقعاتی میں اندارج کیا وہ غلط اور نامکمل تھیں۔

4۔ محمد جاوید پٹواری (حلقہ کوٹ قاضی) کو گندم کی خریداری کے سلسلہ میں زمینداروں کی فہرست میں غلط نام درج کرنے کے الزامات ثابت ہونے پر کارروائی عمل میں لائی گئی اور اس کو نوکری سے برخاست کیا گیا۔

5 جبار احمد پٹواری (حلقہ سابقہ کامونکی) کے خلاف غلط فرد جاری کرنے کے الزام پر انکوائری ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (جنرل) گوجرانوالہ کے پاس زیر سماعت ہے۔

6۔ مسکین علی پٹواری (حلقہ ڈھولن) کے خلاف بروقت رجسٹر حقداران زمین (جمعبندی) تیار نہ کرنے اور وصولی واجبات سرکار میں دلچسپی نہ لینے پر کارروائی زیر سماعت ہے۔

7۔ شہزادہ آصف پٹواری (حلقہ سابقہ منڈیالہ پونانچ) کے خلاف گل نواز کی درخواست پر رشوت لینے کے الزام میں انکوائری ریونیو آفیسر حلقہ واہنڈو کے پاس زیر سماعت ہے۔

8۔ ارشاد احمد پٹواری (حلقہ سموں والا) کے خلاف بروقت رجسٹر حقداران زمین (جمعبندی) تیار نہ کرنے اور وصولی واجبات سرکار میں دلچسپی نہ لینے پر کارروائی عمل میں لائی گئی اور اس کی 5 سال کی سروس اور 5 سال کی سالانہ ترقیاں ضبط کی گئیں۔

9۔ شوکت علی پٹواری (حلقہ گلوکی) کے خلاف بروقت رجسٹر حقداران زمین (جمعبندی) تیار نہ کرنے اور وصولی واجبات سرکار میں دلچسپی نہ لینے پر کارروائی عمل میں لائی گئی اور اس کی ایک سال کی سروس اور ایک سال کی سالانہ ترقی ضبط کی۔

10۔ اخلاق احمد پٹواری (حلقہ چنڈالہ) کے خلاف بروقت رجسٹر حقداران زمین (جمعبندی) تیار نہ کرنے اور وصولی واجبات سرکار میں دلچسپی نہ لینے پر کارروائی عمل میں لائی گئی اور اس کی ایک سال کی سروس اور ایک سال کی سالانہ ترقی ضبط کی گئی۔

11۔ افتخار احمد پٹواری (حلقہ پل شاہدولہ) کے خلاف بروقت رجسٹر حقداران زمین (جمعبندی) تیار نہ کرنے اور وصولی واجبات سرکار میں دلچسپی نہ لینے پر کارروائی عمل میں لائی گئی اور اس کی ایک سال کی سروس اور ایک سال کی سالانہ ترقی ضبط کی گئی۔

(ب) ضلع گوجرانوالہ میں درج ذیل دو پٹواریوں کے خلاف قانونی کارروائی چل رہی ہے۔:

1۔ محمد امین پٹواری حلقہ گوجرانوالہ زرعی کے خلاف سائل محمد اعظم ولد محمد منیر قوم شیخ ساکن مدنی محلہ گھنٹہ گھر گوجرانوالہ کی درخواست پر مقدمہ نمبر 668 مورخہ 7-10-2009 بجرم 471/468/420 ت پ تھانہ سول لائن گوجرانوالہ میں درج رجسٹر ہوا کہ سائل موضع کنگنی والا مالک اراضی تھا جس نے پٹواری کو کہا میرے بغیر فرد جاری نہ کی جائے تاہم پٹواری مذکورہ کے فردات جاری کرنے کی وجہ سے سائل کا رقبہ محمد نواز بھنڈر وغیرہ نے ملی بھگت کر کے اپنے بیٹے گوہر علی کے نام کروالیا۔

2۔

(i) محمد اعظم پٹواری کھیالی شاہ پور کے خلاف الزام ہے کہ موضع پپلی والا کا رجسٹر گرداوری دستیاب نہ تھا اور مذکورہ رجسٹر کے گم ہونے کی بابت مجاز اتھارٹی کو رپورٹ نہ کی گئی تھی تاہم ایک نیا رجسٹر گرداوری تیار کر رہا تھا۔

(ii) رجسٹر گرداوری موضع کھیالی شاہ پور کے خانہ ملکیت میں خسرہ نمبران 1737-1736 کی جمعبندی کے ساتھ مطابقت نہ تھی اس کے علاوہ مختلف خسرہ نمبران کا رقبہ بھی جمعبندی کے رقبہ کے ساتھ مطابقت نہ رکھتا تھا۔

(iii) موضع کھیالی شاہ پور کی گرداوری نہ کی گئی ہے جو نامکمل رجسٹر سے عیاں ہوا ہے اور موقع ملاحظہ سے چیک کیا گیا ہے رجسٹر گرداوری میں غلط اندراج کیا گیا ہے۔

(iv) موضع پپلی والا کی گرداوری کے متعلق رجوع نہ کیا گیا ہے۔ جن گرداوریوں کا روزنامچہ واقعاتی میں اندراج کیا گیا ہے وہ غلط اور نامکمل ہیں۔

(د) ضلع گوجرانوالہ میں یکم جنوری2009 سے جو پٹواری بھرتی ہوئے، ان کے نام اور گریڈ:۔

	نام	گریڈ
1۔	محمد شفیق ولد قطب دین، سکنہ نوشہرہ ورکاں	9
2۔	آصف اقبال ولد محمد صادق سکنہ غیبی تحصیل نوشہرہ ورکاں	9
3۔	سید محسن عباس ولد سید سجاد حسین سکنہ وزیرآباد	9

ضلع گوجرانوالہ میں نائب تحصیلداروں اور تحصیلداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5564:ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں نائب تحصیلدار اور تحصیلدار کی کتنی اسامیاں ہیں اور کتنی اسامیاں کب سے خالی ہیں؟

(ب) ان اسامیوں پر کون کون سے افراد کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ج) کتنے ملازمین تین یا اس سے بھی زائد عرصہ سے اسی ضلع میں کام کر رہے ہیں؟

(د) کیا حکومت اس ضلع میں خالی اسامیاں جلد از جلد پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں تحصیلدار کی 5 اور نائب تحصیلدار کی 16 منظور شدہ اسامیاں ہیں۔ اس وقت صرف نائب تحصیلدار کی تین اسامیاں خالی ہیں جو کہ مورخہ 2007۔12۔10، 2010۔01۔30 اور 2010۔03۔02 سے خالی ہیں۔

(ب) تحصیلدار اور نائب تحصیلدار کی اسامیوں پر تعینات اہلکاران کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ تحصیلداران

نام	عہدہ/جائے تعیناتی	گریڈ
جاوید سرور	تحصیلدار سٹی گوجرانوالہ	16
رانا محمد جمیل	تحصیلدار صدر گوجرانوالہ	16
فرخ رضا	تحصیلدار کامونکی	16
جاوید اقبال	تحصیلدار نوشہرہ ورکاں	16
محمود احمد بھٹی	تحصیلدار وزیرآباد	16

(2)نائب تحصیلداران

نام	عہدہ / جائے تعیناتی	گریڈ
محمد عباس چیمہ	نائب تحصیلدار آفس گوجرانوالہ	14
شرجیل پرویز فاروقی	نائب تحصیلدار سٹی گوجرانوالہ	14
محمد منشاء چیمہ	نائب تحصیلدار (صدر) گوجرانوالہ	14
میاں محمد نذیر	نائب تحصیلدار (صدر) گوجرانوالہ	14
مہربان علی	نائب تحصیلدار نوشہرہ ورکاں	14
محمد رفیق	نائب تحصیلدار کامونکی	14
محمد اکرم	نائب تحصیلدار وزیرآباد	14
محمد اکبر	نائب تحصیلدار وزیرآباد	14
محمد ارشد وڑائچ	نائب تحصیلدار وزیرآباد	14
محمد مظہر اقبال	نائب تحصیلدار وزیرآباد	14
عثمان غنی	نائب تحصیلدار (زیر تربیت)	14
ہمایوں خالد	نائب تحصیلدار (زیر تربیت)	14
محمد سرفراز	نائب تحصیلدار (زیر تربیت)	14

(ج)

نام تحصیلدار / نائب تحصیلدار	ضلع گوجرانوالہ میں تعیناتی تاریخ
رانا محمد جمیل تحصیلدار صدر گوجرانوالہ	14-12-2005
محمد عباس چیمہ نائب تحصیلدار آفس گوجرانوالہ	28-03-2006
شرجیل پرویز فاروقی، نائب تحصیلدار سٹی گوجرانوالہ	20-09-2004
منشاء چیمہ نائب تحصیلدار صدر گوجرانوالہ	22-02-2003
میاں محمد نذیر نائب تحصیلدار (صدر گوجرانوالہ)	01-07-1999
مہربان علی نائب تحصیلدار نوشہرہ ورکاں	20-04-2002
محمد رفیق نائب تحصیلدار کامونکی	29-10-2002
محمد اکبر نائب تحصیلدار وزیرآباد	09-07-2001
محمد اکرم نائب تحصیلدار وزیرآباد	18-01-2001
مظہر اقبال نائب تحصیلدار وزیرآباد	24-10-2001
محمد ارشد وڑائچ نائب تحصیلدار وزیرآباد	20-11-2005

(د) نائب تحصیلدار کی خالی اسامیاں پُر کرنے کے لئے مجاز اتھارٹی کام کر رہی ہے اور پروموشن کیس زیر کارروائی ہے خالی اسامیاں جلد پُر کر دی جائیں گی۔

لاہور کی حدود میں قائم ہاؤسنگ سوسائٹیوں کی بے قاعدگیاں

*5649:انجینئر قمرالاسلام راجہ: کیاوزیر مال وکالونیزازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ لاہور کی حدود میں واقع نجی ہاؤسنگ سوسائٹیاں زمین کی ٹرانسفر کی مد میں تمام فیس خود وصول کر رہی ہیں؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ یہ نجی سوسائٹیاں تمام رقم خود وصول کر کے پلاٹوں کی ٹرانسفر کی مد میں سرکاری خزانے میں کوئی رقم جمع نہیں کرواتیں اوراس طرح سرکاری خزانے کو بھاری نقصان ہوتاہے؟

(ج) کیاپرائیویٹ ہاؤسنگ سوسائٹیوں میں پلاٹوں کی ٹرانسفر کروانے والوں کے لئے یہ لازمی ہے کہ وہ دو فیصد سٹیمپ ڈیوٹی سرکاری خزانے میں جمع کروائے؟

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق):

(الف) یہ درست ہے کہ لاہور میں واقع کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز، ایل ڈی اے سے منظور شدہ ہاؤسنگ سوسائٹیز،ڈیپارٹمنٹل ہاؤسنگ کالونیزودیگر نجی رہائشی سوسائٹیز،تمام ٹرانسفرز پر دو فیصد سٹیمپ ڈیوٹی وصول کر رہی ہیں جو کہ خزانہ حکومت پنجاب کے جاری کردہ اکاؤنٹ نمبر BO2720میں جمع کروارہی ہیں۔البتہ چند ایک نجی ہاؤسنگ سوسائٹیاں خرید وفروخت بذریعہ رجسٹری منتقلی کر رہی ہیں۔

بورڈ آف ریونیو کی جانب سے تشکیل شدہ Special Inspection Teams ان کا آڈٹ کرتی ہیں اور خُورد بُرد کی صورت میں ان کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی کی جاتی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔مزید یہ کہ بورڈ آف ریونیو کی جانب سے تشکیل شدہ Special Inspection Teams ان کا آڈٹ کرتی ہیں اور خُورد بُرد کی صورت میں ان کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی کی جاتی ہے۔

(ج) حکومت پنجاب نے بذریعہ فنانس ایکٹ 2008 سٹیمپ ایکٹ 1899 کے ترمیمی شیڈول-1، آرٹیکل A-63 کے تحت ڈویلپمنٹ ہاؤسنگ اتھارٹی، کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کمپنی اور ڈویلپرز کی پراپرٹی کی ٹرانسفر پر دو فیصد سٹیمپ ڈیوٹی مورخہ 01-07-2008 سے نافذ کی گئی ہے۔ پرائیویٹ ہاؤسنگ سوسائٹی میں پلاٹوں کی ٹرانسفر کروانے والوں پر لازم ہے کہ وہ سرکاری خزانے میں دو فیصد کے حساب سے سٹیمپ ڈیوٹی جمع کروائیں۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ڈی او(آر) / ڈی ڈی او(آر) کے اختیارات اور رجسٹری کے مراحل کی تفصیل

192: **جناب شاہان ملک:** کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا ڈی او(آر)، سب رجسٹرار ڈی ٹی او(آر) کی موجودگی میں اور بغیر کسی عذر کے رجسٹریاں کرنے کا مجاز ہے؟

(ب) قواعد کے مطابق اس بارے مکمل معلومات فراہم کی جائیں؟

(ج) رجسٹری انتقال کن مراحل سے گزر کر پایۂ تکمیل کو پہنچتی ہے، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) ڈی او(آر) بطور ڈسٹرکٹ رجسٹرار کے فرائض انجام دیتا ہے اور ماتحت سب رجسٹرار صاحبان کے کام کی نگرانی اور ضروری احکام جاری کرنے کا مجاز ہے۔

2۔ زیر دفعہ 30۔رجسٹریشن ایکٹ ڈسٹرکٹ رجسٹرار بغیر کوئی وجہ بتائے اپنے ضلع کے کسی بھی سب رجسٹرار کے دائرہ اختیار میں جو دستاویزات آتی ہوں، ان کی رجسٹری کرنے کا مجاز ہے۔

(ب) جیسا کہ اوپر جز(الف) میں بیان کیا جا چکا ہے۔

(ج) بوقت رجسٹری سب رجسٹرار انتقال فیس موقع پر وصول کر لیتا ہے اور دستاویز کی ایک نقل متعلقہ ریونیو آفیسر کو برائے انتقال اندراج کے لئے بھیج دیتا ہے۔

مارکیٹ ریٹ سے کم قیمت پر اراضی کی رجسٹریوں کی روک تھام

193: **جناب شاہان ملک:** کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جائیداد / زمین کی مارکیٹ ریٹ سے انتہائی کم قیمت کو ظاہر کر کے رجسٹریاں کی جاتی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایسا کرنے سے سرکاری خزانے کو شدید نقصان پہنچایا جا رہا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس میں ملوث سرکاری اہلکاران / افسران کے خلاف تادیبی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔اگر ہاں تو کیسے اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

(د) حکومت اس بارے میں کیا اقدامات اٹھا رہی ہے، مکمل تفصیل ایوان میں پیش کیا جائے؟

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق):

(الف) جائیداد /زمین کی مارکیٹ ریٹ سے کم قیمت ظاہر کر کے رجسٹریوں کے سد باب کے لئے ضلعی کلکٹر صاحبان کو زیر دفعہ A۔27اشٹام ایکٹ اختیارات دیئے ہیں کہ وہ اپنے ضلع کے تمام اربن علاقوں کی ویلیوایشن مرتب کریں لہذا رجسٹریوں پر بحساب مالیت ویلیوایشن ٹیبل جاری کردہ ضلع کلکٹر کے مطابق اشٹام ڈیوٹی وصول کی جاتی ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے بلکہ سرکاری خزانے کو نقصان سے بچانے کے لئے ضلعی کلکٹر صاحبان کو زیر دفعہ A۔27اشٹام ایکٹ 1899 یہ اختیارات تفویض کئے گئے ہیں کہ وہ جائیداد کی خرید وفروخت کے لئے بذریعہ ویلیوایشن ٹیبل مارکیٹ ویلیو مقرر کریں۔

(ج) اگر کوئی سرکاری اہلکار /افسر مقرر کردہ ویلیوایشن ٹیبل سے کم قیمت پر رجسٹری کرنے میں ملوث ہو تو ان کے خلاف تادیبی کارروائی کی جاتی ہے اور ان کے خلاف پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں بھی معاملہ اٹھایا جاتا ہے۔

(د) ہر سال جائیداد کی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ کو مدنظر رکھتے ہوئے ضلعی کلکٹر صاحبان اسی حساب سے نئے سرے سے ویلیوایشن ٹیبل میں جائیداد کی قیمت ترتیب دیتے ہیں۔

ضلع فیصل آباد،پٹواری،قانونگو و نائب تحصیلدار کی اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

197: میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں پٹواریوں کی کل کتنی اسامیاں ہیں؟

(ب) ان اسامیوں میں سے کتنی اسامیاں کب سے خالی ہیں؟

(ج) قانونگو اور نائب تحصیلدار کی کتنی اسامیاں ہیں اور کتنی کب سے خالی ہیں؟

(د) اس محکمہ میں آخری محکمانہ ترقی کی میٹنگ کب ہوئی تھی، قانون کے مطابق یہ میٹنگ کتنے کتنے وقفہ سے ہونی چاہئے؟

(ہ) کیا مجاز اتھارٹی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے مستقبل قریب میں محکمانہ ترقی کے لئے میٹنگ کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق):

(الف) ضلع فیصل آباد میں پٹواریوں کی کل اسامیاں 314 ہیں۔

(ب) اسامیوں کے خالی ہونے کا تناسب پٹواریوں کی ریٹائرمنٹ / برخاستگی / دوران سروس وفات یاان کی بطرف قانونگو ترقی سے سال بہ سال تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔تاہم اس وقت ضلع ہذامیں29اسامیاں خالی ہیں جو تقرری کی منتظر ہیں۔

(ج) قانونگو کی کل تعداد43ہے ۔ مگر اس وقت 24قانونگو کام کررہے ہیں ۔ باقی 15اسامیاں پٹواریوں سے بذریعہ ترقی کئے جانے کی منتظر ہیں جو کہ بذریعہ سفارش (محکمانہ ترقی کی خاطر بنائی گئی) کمیٹی کے اجلاس میں پُر کی جاتی ہیں۔جہاں تک نائب تحصیلدار کی اسامیوں کا تعلق ہے تو وہ فیصل آباد ضلع میں کل 28ہیں جن میں سے بی کلاس 9اسامیاں خالی ہیں جو کہ بذریعہ محکمانہ ترقی پُر کی جاتی ہیں اور ترقی کے لئے قانونگو کے سنیارٹی کم فٹنس کو مدنظر رکھا جاتا ہے ۔ نائب تحصیلدار کی خالی اسامیوں پر ترقی کے لئے مورخہ 2010۔01۔15 کو میٹنگ برائے ترقی قانونگو مقرر کی گئی۔ مگر ریونیو ایڈمنسٹریشن سروس رولز میں ترمیم کی وجہ سے اس عہدہ پر ترقی نہ ہو سکی کیونکہ اب ترقی کے امیدواران کا کمپیوٹر جاننا ضروری ہے۔کمپیوٹر کی بابت سوال پُر کرنے پر کوئی امیدوار اس معیار پر پورا نہ اترا اور امیدواران کو اگلی میٹنگ تک کمپیوٹر سیکھنے کا موقع دیا گیا ہے۔

(د) اس محکمہ میں آخری ترقی کی میٹنگ مورخہ 2010۔01۔15 کو ہوئی تھی۔ ترقی کے لئے میٹنگ کا کوئی وقفہ مقرر نہ ہے۔جب اسامیوں کی تعداد اس قدر ہو کہ پُر کرنا ضروری ہو تو میٹنگ منعقد کر لی جاتی ہے اور تقرریاں کر دی جاتی ہیں۔

(ہ) مجاز اتھارٹی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا مستقبل قریب میں ارادہ رکھتی ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

پنجاب کے تعلیمی اداروں کو پرائیویٹ کرنے پر طلباء واساتذہ کا احتجاج

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں دو معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ایک وجہ وہ ہے جس وجہ سے آج کا اجلاس دیر سے شروع ہوا ہے۔ میں، میرے ساتھی اور منسٹر صاحبان بھی یہاں تشریف لا رہے تھے تو مال روڈ کو block کیا ہوا تھا۔ مال روڈ پر سکول کی وردیاں

پہنے ہوئے پھولوں جیسے بچے لیٹے ہوئے تھے۔ ویسے تو آج کل سڑکوں پر تقریباً ہر شعبہ زندگی کے لوگ آئے ہوئے ہیں۔ آج احترام استاد کا عالمی دن ہے، اس دن ہی ان کے مطالبات یہ ہیں کہ تعلیمی اداروں میں جو بورڈ آف گورنرز بنائے جارہے ہیں اور اداروں کو پرائیویٹائز کیا جارہا ہے اس کا سارے کا سارا بوجھ فیسوں کی صورت میں والدین پر آ جاتا ہے۔ یہ معاملہ ایسا ہے کہ اس سے لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بھی پیدا ہوتی ہے اور معاملات بڑھتے ہی چلے جارہے ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سلام ٹیچر یا احترام ٹیچر کا دن غلام ٹیچر کے طور پر منایا جارہا ہے کہ باہر بسوں پر طلباء آئے ہیں۔ اس انتظامی قدم کو پروفیسرز، ٹیچرز، سٹوڈنٹس اور سول سوسائٹی مسترد کر رہی ہے اور وہ سڑکوں پر ہے۔ میرا یہاں پر کردار یہی ہے کہ میں حکومت کو اپنی تجاویز دوں اور ان پر وہ کچھ بہتر کر سکے جس سے لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بہتر ہو اور لوگوں کی بے چینی دور ہو سکے۔

وزارت داخلہ کا علماء کی زندگی کو خطرے سے حکومت پنجاب کو مطلع کرنا

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب بھی یہاں تشریف فرما ہیں اور میں دوسری بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ آج کے روزنامہ "ایکسپریس" کے مطابق وزارت داخلہ نے ایک خط حکومت پنجاب کو لکھا ہے کہ دو بزرگ تبلیغی رہنما مولانا عبدالوہاب صاحب اور مولانا طارق جمیل صاحب کی زندگی کو خطرہ ہے، چار اشخاص کے بارے میں بتایا گیا ہے اور ان کے پاسپورٹ نمبر بھی دیئے گئے ہیں اور کچھ guidelines بھی دی گئی ہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ پہلے بھی خطوط لکھے جاتے رہے ہیں اور خطوط حادثات ہونے کے بعد متنازعہ چیزیں بن جاتی رہی ہیں کہ ہم نے لکھا وہاں پر پہنچا یا نہیں پہنچا۔ اب چونکہ یہ معاملہ میڈیا میں آ گیا ہے اس لئے میں آپ کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ یہ نہایت ہی اہمیت کا حامل معاملہ ہے۔ یہ تبلیغی بزرگ قوم کا اثاثہ ہیں اگر حکومت کچھ کر رہی ہے تو خوشی کی بات ہے ورنہ میں یہ توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ مرکز کی جانب سے آئے ہوئے اس خط کو seriously لیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک معزز قائد حزب اختلاف کی بات ہے تو دونوں شخصیات مولانا عبدالوہاب صاحب اور مولانا طارق جمیل صاحب یقیناً انتہائی قابل

احترام علماء کرام ہیں۔ان کی اسلام کے لئے بڑی خدمات ہیں اور ہمیشہ ان کا اسلام کی خدمت کاaspect رخ غیر سیاسی ہوتا ہے۔وہ غیر متنازعہ لوگ ہیں۔

جناب سپیکر!میں سمجھتا ہوں کہ آج جو خبر اخبار کی زینت بنی ہے۔انہوں نے جس رپورٹ کا حوالہ دیا ہے ہم اس کا پوری تفصیل سے جائزہ لیں گے کیونکہ بعض اوقات وزارت داخلہ کی طرف سے ہمیں ایسی رپورٹس بھی موصول ہوئی ہیں کہ جن کا بعد میں کوئی سر پیر trace نہیں ہوا اور intelligence agencies کی رپورٹیں صرف ایک sourceہوتی ہیں۔وہ ایک امکانی صورتحال کو ظاہر کرتی ہیں اور قیاس کی بنیاد پر ہوتی ہیں۔ان پر اس طرح سےdefinitely باتwithout verification کرنی مناسب نہیں ہوتی۔میرا اپنا یقین ہے کہ یہ دونوں صاحبان مولانا عبدالوہاب صاحب اور مولانا طارق جمیل صاحب کا اسلامی خدمت کا رخ میں نہیں سمجھتا کہ وہ کسی کی بھی دل آزاری کا باعث بنتے ہوں گے یا ان کو کسی سے کوئی خطرہ ہو گا لیکن تاہم قائد حزب اختلاف نے یہ بات جو کی ہے تو ان دونوں صاحبان سے رابطہ کر کے معلوم کیا جائے گا تو وہ جس قسم کی سکیورٹی چاہتے ہیں یا جس قسم کا خطرہ محسوس کرتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ ان کو اس قسم کی سکیورٹی فراہم کرے۔

جناب سپیکر!دوسری بات قائد حزب اختلاف نے طلباء کے احتجاج کے بارے میں کی ہے جو اس وقت چل رہا ہے۔اس میں بورڈ آف گورنرز کا معاملہ ہے لیکن دراصل اس کا بنیادی مقصد اداروں کوinstitutionalized کرنا،independent کرنا اور ان کو حکومت کے سرخ فیتے سے آزادی دلانا ہے لیکن اس میں جو procedure طے ہوا ہے اس پر بعض لوگوں کو بعض reservations ہیں۔ اس پر محکمہ ان کے ساتھ بیٹھ کر بات کر رہا ہے اور بالآخر جو ایک consensus point ہو گا اس پر انشاء اللہ تعالیٰ اس معاملے کو طے کیا جائے گا اور اس پر اگر قائد حزب اختلاف یا اپوزیشن کا کوئی دوسرا ممبر رہنمائی کرنا چاہے تو اسے محکمہ تعلیم welcome کرے گا اور اگر وہ مجھے حکم کریں گے تو میں اس چیز کو coordinate کر دوں گا۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ میری عدم موجودگی میں یہاں پر NRO کے حوالے سے بات ہوئی ہے تو میں ایک پالیسی سٹیٹمنٹon behalf of Government دینا چاہتا ہوں کہ NRO کا کوئی beneficiary ہماری سیاسی ٹیم میں موجود نہیں ہے۔ایک صاحب سعید مہدی تھے جن پر NRO کا مقدمہ تھا تو انہوں نے اسی وقت اپنے قائدین کے کہنے پر resign کر دیا تھا۔باقی اگر بیوروکریسی میں کوئی

آدمی ہے جس کی آج غالباً یہ بات ہوئی ہے کہ اس چیز کو verify کر کے محترم ریونیو منسٹر اس بارے میں بتائیں گے۔اگر کوئی beneficiary ہوا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کو آگاہ کرنے کے لئے جو لسٹ یہاں پر پیش ہو گی اس کو پیش کرنے سے پہلے اس آدمی کو قانون کے مطابق جو اس کی جگہ بنتی ہو گی اس جگہ پر اس کو بھیج دیا جائے گا اور قطعی طور پر اسے انتظامیہ کا حصہ نہیں رہنے دیا جائے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: محترمہ نرگس فیض ملک!

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب!ایک منٹ۔ محترمہ بڑی دیر سے کھڑی ہیں۔آپ فکر نہ کریں آپ کو موقع دیا جائے گا۔آپ کو کس چیز کی گھبراہٹ ہے اور اب تو آپ نے ماشاءاللہ عینک بھی اتار دی ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: ٹھیک ہے۔جناب!

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر!میں آپ کی بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔آج کا انتہائی اہم دن ہے کہ 5۔اکتوبر کو جناب آصف علی زرداری صدر پاکستان جو ایک جمہوری طریقے سے منتخب ہوئے ہیں اور ان کی صدارت کو آج دو سال مکمل ہو گئے ہیں جس پر میں ان کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں اور میں سمجھتی ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں جناب آصف علی زرداری صاحب نے جو کردار جمہوریت کو بچانے، جمہوریت کو کامیاب کرنے اور اداروں کے استحکام کے لئے ادا کیا وہ قابل تحسین ہے کیونکہ آج تک اس ملک میں جو لوگ بھی ڈکٹیٹروں کے ذریعے آئے اور ڈکٹیٹروں کا سہارا لیتے رہے تو میں سمجھتی ہوں کہ آج جناب آصف علی زرداری صاحب کا نام تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی،اس پر بہت باتیں ہو چکی ہیں،اب اس کو آپ نے کیا کرنا ہے۔آپ نے جو بات کرنی تھی وہ کر لی۔پلیز تشریف رکھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،رانا صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر!بہت شکریہ۔میں آج بات کرنا چاہتا ہوں جو چند دن پہلے پاکستان کی سرزمین ایف سی چیک پوسٹ پر نیٹو کے جہازوں نے میزائل حملہ کیا جس میں ہمارے سپاہی مارے گئے اور نقصان پہنچا،اس پر پاکستان کی حکومت نے stand لیتے ہوئے جو نیٹو کی سپلائی بند کی وہ

قابل تحسین ہے اور جو حملہ نیٹو نے کیا وہ قابل مذمت ہے۔ صرف یہاں تک ہی نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اب اخباروں میں آ رہا ہے کہ نیٹو چیف نے معافی مانگ لی ہے۔ اب آدمیوں کو مار کر کسی ملک کی خود مختاری پر حملہ کر کے صرف معافی مانگنا ہی کافی ہے تو پھر ہمارے ملک کو بھی اجازت دی جائے کہ ہم بھی ان کے ملک پر حملہ کر کے ان سے معافی مانگ لیں۔ یہی کافی نہیں ہونا چاہئے بلکہ ہمیں یہاں سے ایک آواز اٹھانی چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، آپ مل کر اس حوالے سے قرارداد لائیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! ہم یہاں سے آواز اٹھائیں تاکہ وفاق کے ہاتھ مضبوط ہوں اور وہ بیٹھ کر نیٹو کے ساتھ ایک پالیسی طے کریں۔ آئندہ اگر ایسا حملہ ہوتا ہے تو اس کے جواب میں اس ملک کی فوج نے کیا کردار ادا کرنا ہے، اس ملک کی عوام نے کیا کردار ادا کرنا ہے اور جو نقصان ہوا ہے اس کا ہرجانہ کیسے پورا ہونا ہے؟ میری یہ خواہش ہے بلکہ مجھے امید ہے کہ اس ایوان کی بھی یہ خواہش ہو گی کہ ڈاکٹر عافیہ اور ڈرون حملوں کے متعلق بھی ہماری حکومت اسی طرح سخت روّیہ اختیار کرے جس طرح انہوں نے ابھی تک اس نیٹو کے حملے پر کیا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ میری یہ تجویز ہے کہ جب ڈرون حملے ہوتے ہیں تو اخباروں میں آتا ہے کہ آٹھ/دس دہشت گرد مارے گئے لیکن جو ان حملوں میں مرتے ہیں کیا ان کی تفصیل اخباروں میں شائع کی جا سکتی ہے کہ کون سے آدمی مرے ہیں اور ان پر دہشت گردی کی کیا کیا چیزیں تھیں تاکہ پتا چلے کہ آیا وہاں پر بے گناہ آدمی مارے جا رہے ہیں یا واقعی دہشت گرد مارے جا رہے ہیں؟ میرے خیال میں اس حوالے سے اگر پورے ہاؤس کی طرف سے ایک متفقہ قرارداد آئے تو بہت اچھا ہو گا۔

جناب سپیکر: آپ اپنے ساتھیوں سے مشورہ کر لیں اس کے بعد پھر بات کریں گے۔

سید احمد مجتبیٰ گیلانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید احمد مجتبیٰ گیلانی: شکریہ۔ جناب سپیکر! ملتان کے حوالے سے میری ایک تجویز ہے کہ انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں چیف ایگزیکٹو آفیسر اور دوسرے افسران کو suspend کیا گیا ہے اور انکوائری اب hold کی گئی ہے۔ چیف ایگزیکٹو آفیسر جب صبح اپنے گھر سے دفتر جانے کے لئے نکلے تو ان کو اطلاع ملی کہ آپ دفتر نہیں جا سکتے اور ساتھ ہی انہوں نے ان کے کمرے کو تالا لگا دیا۔

جناب سپیکر: کس نے تالا لگا دیا؟

سید احمد مجتبیٰ گیلانی: officials نے لگا دیا۔

جناب سپیکر: تو آپ اتنا کنٹرول نہیں کر سکے۔

سید احمد مجتبیٰ گیلانی: جناب سپیکر! میری یہ تجویز ہے کہ اس طرح سے آفیسرز کو humiliate اور ان کی تضحیک نہ کی جائے۔ اس matter کو دیکھا جائے کہ ان کو انکوائری سے پہلے suspend اور اس طرح سے humiliate کیوں کیا گیا؟

جناب سپیکر: شکریہ۔ راناصاحب! ایک تو یہ بتائیے گا کہ آپ کی مولانا عبدالوہاب صاحب یا مولانا طارق جمیل صاحب سے کوئی telephonically بات ہوئی ہے جس بارے میں قائد حزب اختلاف نے point out کیا اور اخبار میں بھی یہ بات آئی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں میری یہ رائے ہے کہ ان کے احترام کے پیش نظر کسی آفیسر کے ذمے لگایا جائے گا کہ وہ جا کر ان سے ملیں۔ ہمیں یہ نہیں معلوم کہ وہ اس چیز کو پسند بھی کرتے ہیں یا نہیں کرتے۔

جناب سپیکر: جی، یہ ان کی اپنی صوابدید ہے لیکن آپ کو اپنا فرض ادا کرنا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! وہ آفیسر جا کر ان سے اس بارے میں بات کریں گے تو اگر انہوں نے اجازت دی تو پھر جس قسم کی سکیورٹی کا وہ کہیں گے ان کا انتظام کر دیا جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایس پی لیول کا آفیسر خود جا کر ان سے مل لے اور پھر جیسے ہی وہ حکم کریں گے اس کے مطابق ہم انشاء اللہ سکیورٹی فراہم کر دیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! آپ کو آج کیا ہو گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! صرف ایک منٹ بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! پچھلے دنوں سیالکوٹ میں جو انسانیت سوز وقوعہ ہوا ہے اس سے میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف ہمارے ملک کے سب سے بڑے صوبے کی تضحیک ہوئی ہے بلکہ پوری دنیا میں مسلمان ملک ہونے کے ناتے ہماری بڑی جگ ہنسائی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ان معاملات پر ہم آ رہے ہیں اور آگے چل کر اس پر بات کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! صرف ایک منٹ بات کر کے میں ختم کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ایڈمنسٹریٹو یونٹ کے سب سے بڑے آفیسر آئی جی صاحب کی اس واقعہ میں کوئی کوتاہی شامل ہے۔ میری یہ request ہو گی کہ انکوائری سے اس ہاؤس کو بھی آگاہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: ابھی ہماری لاء اینڈ آرڈر پر بھی بحث ہونی ہے اس دن آپ اس مسئلے کو اٹھائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! میری یہ بھی request ہو گی کہ آئی جی صاحب کے خلاف بھی کارروائی کی جائے کیونکہ آج پنجاب کی جو صورتحال ہے وہ اس کے ذمہ دار ہیں۔ اب تو وہ ریٹائر ہونے والے ہیں۔

جناب سپیکر: جب تک انکوائری رپورٹ ان کے خلاف نہیں آ سکتی تب تک ہم کیا کر سکتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! وہ دو تین ماہ میں ریٹائر ہونے والے ہیں اور وقت سے پہلے وہ کوئی اور نیا چاند نہ چڑھوا دیں۔

جناب سپیکر: چلیں، اللہ خیر کرے۔ آپ بس دعا کریں۔ میرے خیال میں آپ کو اس کے حقائق کا بھی پتا ہونا چاہئے۔

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں مختصر سا عرض کرنا چاہوں گا جس طرح پہلے میجر عبدالرحمٰن صاحب نے بھی کہا۔ اس وقت سب سے اہم issue یہ ہے جواب ہمارے سَر کو آگ لگی ہے کہ ہمارے تین جوان سپاہی شہید ہوئے ہیں اور آج نیٹو چیف معافی مانگ رہا ہے لیکن نیٹو فورسز نے so-called جنگ بنا رکھی ہے، اس پر سب سے پہلے تو میں یہ کہتا ہوں کہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی جو کہ ہم سب کی بیٹی ہے تو اس کے لئے یہاں سے قرارداد آنی چاہئے۔۔۔

جناب سپیکر:اس حوالے سے معاملہ ابھی آ رہا ہے۔ آپ تشریف رکھیں اور اس حوالے سے قرارداد متفقہ طور پر پاس ہو کر جائے گی۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: شکریہ۔ جناب سپیکر! جس طرح میرے بھائی نے پولیس کے بارے میں بات کی ہے تو میں صرف ایک واقعہ لاء منسٹر صاحب کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ تھانہ شور کوٹ کینٹ کے علاقہ میں کچھ لوگ ڈاکا ڈال رہے تھے کہ چک نمبر 497 کے لوگوں نے ڈاکوؤں کا پیچھا کیا اور منصب علی ولد بشیر احمد نامی ایک ڈاکو کو پکڑ کر پولیس کے حوالے کیا اور وہاں سعید نامی ایس ایچ او۔۔۔

جناب سپیکر: کاٹھیا صاحب! آپ اس بارے میں کچھ لکھ کر لا رہے ہیں یا پہلے کچھ تحریری طور پر دیا ہوا ہے؟

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: نہیں سر! میں صرف واقعہ آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ سعید نامی ایس ایچ او نے تین دن اس ڈاکو کو حوالات میں رکھا اور پھر رشوت لے کر ڈاکو کا اسلحہ اپنے پاس رکھ کر اسے چھوڑ دیا۔ اس واقعہ کے بارے میں پوچھ لیں۔ اگر اس طرح کے واقعات ہوں گے کہ پولیس ڈاکو کو تین دن تھانے میں رکھ کر رشوت لے کر انہیں آزاد کر دے گی اور بغیر کسی ایف آئی آر درج کرنے اور بغیر سزا کے چھوڑ دے گی تو ڈاکوؤں کو سر عام مارنے کے واقعات تو ہوں گے اور عوام انہیں سر عام مارے گی۔ میری لاء منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ وہ اس بارے میں پتا کروالیں کہ ایک ڈاکو منصب علی ولد بشیر احمد قوم قریشی کو لوگوں نے پکڑ کر تھانہ شور کوٹ کینٹ کی پولیس کو دیا اور کیا انہوں نے تین دن حوالات میں رکھنے کے بعد رشوت لے کر چھوڑ دیا تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اسے کیوں چھوڑا گیا؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پہلے تو ہمیں افسوس ہے کہ آپ کے خاوند فوت ہو گئے ہیں اور ہم نے ان کی روح کے ایصال ثواب کے لئے دعا تو کر دی تھی لیکن یہ تو اللہ کی مرضی ہے۔ جی، فرمائیں!

تعلیمی اداروں میں ریشنلائزیشن پالیسی سے اساتذہ کو پریشانی کا سامنا

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! پہلے تو میں آپ سب کی شکر گزار ہوں کہ آپ سب لوگ میرے اس بہت بڑے غم میں شریک ہوئے۔اس سے بڑا عوامی غم بھی تو ہو سکتا ہے۔ پچھلے دنوں محکمہ تعلیم میں ایک ایسی ظالمانہ پالیسی بنائی گئی کہ سینئر پی ٹی سی ٹیچرز جن کی ریٹائرمنٹ میں دو دو سال ہیں، کو دور دور ٹرانسفر کر دیا گیا ہے۔ میرے وزیر قانون رانا ثناء اللہ صاحب بھی بیٹھے ہیں جو کہ ماشاء اللہ بڑے رحم دل ہیں تو میں ان کے علم میں لانا چاہتی ہوں کہ ایک دل اور شوگر کی مریضہ اور بہت بیمار ٹیچر کو ٹرانسفر کر کے بڑی دور پھینک دیا گیا۔ وہ بے چاری میرے پاس آ کر روئی اور چلائی تو میں اس کے لئے ای ڈی او سکولز فیصل آباد کے پاس جا کر روئی اور چلائی اور اسے کہا کہ جناب یہ بیمار اور دل کی مریضہ ہے اور بیوہ بھی ہے جسے سکول میں لے جانے اور لانے والا کوئی نہیں ہے لہذا اس پر ترس کھایا جائے اور اسے ٹرانسفر نہ کیا جائے تو ای ڈی او کہنے لگا کہ "بی بی ایتھے تے سارے ای بیمار نیں"۔(قہقہے)

میں پھر ڈی سی او فیصل آباد نسیم صادق صاحب جو نئے آئے ہیں جو کہ بہت بڑے "صادق" ہیں، کے پاس گئی اور انہیں کہا کہ یہ خاتون ٹیچر بیماری دل کی مریضہ ہے۔

(اذان عشاء)

جناب سپیکر! میں نے ڈی سی او صاحب سے کہا کہ یہ عورت بے چاری بیمار و دل کی مریضہ ہے اور بیوہ بھی ہے جو کہ دور نہیں جا سکتی اور اگر آپ نے اپنی پالیسی کے تحت ٹرانسفر ہی کرنا ہے تو کہیں نزدیک کر دیں کیونکہ یہ بے چاری بیمار عورت ہے تو ڈی سی او صاحب نے بھی یہ جواب دیا کہ بی بی!

"ایتھے تے سارے ای بیمار نیں"

جناب سپیکر! میں نے ڈی سی او صاحب سے کہا کہ آپ سب کا نام مت لیجئے کیونکہ اس میں آپ بھی آتے ہیں۔

جناب سپیکر: ہیں جی،(قہقہے)

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! جب آپ ادھر (اپوزیشن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) دیکھتے ہیں تو سب کچھ بھول جاتے ہیں۔(قہقہے)

جناب سپیکر: دیکھیں، ادھر بھی میری بہنیں اور بیٹیاں ہیں اور ادھر بھی ہیں۔آپ کیا کرتی ہیں؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے اور اس وقت آپ اس طرف دیکھ رہے تھے اس لئے میں نے یہ بات کی ہے۔

جناب سپیکر: میں تو آپ کی طرف دیکھ رہا ہوں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!آپ جدھر مرضی دیکھ لیں کیونکہ آنکھیں دیکھنے کے لئے ہیں۔ میرا مطلب یہ ہے کہ ڈی سی او صاحب نے کہا کہ سب بیمار ہیں اور میں نے کہا کہ سب کا نام مت لیجئے کیونکہ اس میں آپ بھی آتے ہیں۔اگر ڈی سی او صاحب بھی بیمار ہیں تو پھر ان کا علاج ہونا چاہئے اور ان کا علاج اس لئے بھی ہونا چاہئے کہ یہ کیسے judge کرتے ہیں کہ سارے بیمار ہیں؟۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ اپنا مؤقف بیان کریں کہ آپ کیا کہنا چاہتی ہیں اور کیا مانگنا چاہتی ہیں؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میرا مطالبہ یہ ہے کہ ٹرانسفر کی اپنائی گئی پالیسی میں نرمی اختیار کی جائے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! مجھے بتائیں کہ وہ پالیسی کون سی ہے؟

HONOURABLE MEMBERS: Rationalization policy.

جناب سپیکر: آپ خاموش رہیں اور چپ کر جائیں۔جی، محترمہ!آپ پالیسی کا نام بتائیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!یہ ٹرانسفر کی پالیسی ہے ادر دور دور پھینکنا ان ٹیچروں کے ساتھ زیادتی ہے اور پھر عورتوں کو۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس پالیسی کا نام بتائیں؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! جن بے چاری خواتین ٹیچرز کے ریٹائرمنٹ میں دو دو سال باقی ہیں انہیں ٹرانسفر کر کے دور دور پھینکنا سراسر زیادتی ہے لہذا انہیں قریب کے سکول میں ٹرانسفر کر دیا جائے تاکہ وہ audit objection سے بچ جائیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! مجھے وہ پالیسی بتائیں جس کا آپ ذکر کر رہی ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!ایجوکیشن کی پالیسی ہے۔

جناب سپیکر: کون سی ہے اور اس کا نام کیا ہے؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! سینئر اساتذہ کو ٹرانسفر کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، کیا کہا؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! سرپلس سٹاف کی ٹرانسفر پالیسی۔(قہقہے)

جناب سپیکر: اچھا جی، ٹھیک ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ یہ پالیسی عورتوں کے لئے بڑی ظالم ہے کیونکہ مرد تو سائیکلوں پر بھی چلے جائیں گے، چنگ چی پر چلے جائیں گے اور کسی کا سہارا لے کر چلے جائیں گے لیکن وہ عورتیں جو ریٹائرمنٹ کے قریب ہیں اور وہ گوڈے گٹوں سے رہ جاتی ہیں اور جن کے ریٹائرمنٹ میں دو دو سال باقی ہیں کو دور دور ٹرانسفر کر دیا ہے اور ای ڈی او صاحب کا یہ حال ہے کہ انہوں نے جوان جوان کو تو اپنے پاس بٹھایا ہوا ہے، میں آپ کو ثبوت دیتی ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، مہربانی بہت شکریہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ! آپ بات کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس وقت میں ایوان کی توجہ ایک ایسے issue کی طرف دلانا چاہتی ہوں جو خواتین سے related ہے۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اٹھارہویں ترمیم کی بات ہو رہی ہے تو اس میں reserved seats کو ختم کرنے کے لئے خواتین کی بھی بات ہو رہی ہے۔ میں اس ایوان کی وساطت سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ reserved seats system اس قدر perfect ہے کہ مردوں کی elected seats ختم کر دینی چاہئیں اور ان کو بھی reserved seats پر لانا چاہئے۔ اس سے وڈیرہ پن بھی ختم ہو گا اور اخراجات بھی کم ہوں گے۔ میری آپ سے التجاء ہے کہ پنجاب کی خواتین کی طرف سے آواز اٹھائی جائے کہ باون ممالک میں اس وقت جو system رائج ہے مردوں کو بھی reserved seats پر لایا جائے اور الیکشن کے سسٹم کو ختم کر دیا جائے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آج انٹرنیشنل ٹیچرز ڈے ہے۔ آج محترمہ ڈار صاحبہ نے بھی ٹیچر ہی کی ایک problem کے بارے میں اظہار خیال کیا۔ میں اسی کو آگے چلاتے ہوئے عرض کرتا

ہوں کہ حکومت پنجاب نے ایک نئی rationalization کی پالیسی بنائی ہے۔ جہاں سو students کے پیچھے ایک Teacher ہو گا۔

جناب سپیکر: نہیں، چالیس students کے پیچھے۔۔۔

تعلیمی اداروں میں نئی پالیسی کے تحت کئی سال قبل بھرتی ہونے والے ہزاروں اساتذہ صرف تھرڈ ڈویژن کی بنیاد پر ترقی سے محروم

جناب محمد محسن خان لغاری: جی، sorry۔ چالیس students کے پیچھے ایک Teacher ہو گا۔ ہمارے دور دراز علاقوں اور دیہات میں بچوں کی تعداد کم ہوتی ہے وہاں پر سکولوں کو ختم کر دیا گیا ہے، ان کو ضم کر دیا گیا ہے اور ٹیچروں کو دور دراز علاقوں میں بھیج دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہوا یہ ہے کہ ٹیچروں کی absent sum بڑھ جاتی ہے۔ یہ realities ہیں کہ جب بہت دور جانا ہوتا ہے تو اکثر لوگ نہیں جاتے۔ دوسری بات جو میرے حلقے کے بہت سے لوگوں نے بھی بات کی ہے کہ اساتذہ صاحبان کی DPCs ہو رہی ہیں جن میں ان کے promotion cases آ رہے ہیں۔ اگر ان ٹیچروں کے تعلیمی ریکارڈ میں کسی کی third division ہے تو ان کی promotion نہیں ہو گی۔ بیس پچیس سال پہلے جس وقت ان کو نوکری دی گئی تھی اس وقت اس قسم کا کوئی criteria نہیں تھا۔ during the course of their service آپ rules کو تبدیل کر کے ان کی promotion deny کر رہے ہیں۔ مہربانی کر کے جب بھی اس قسم کے فیصلے کئے جائیں تو میری گزارش ہے کہ اس ایوان اور اس ایوان کی کمیٹی کو اس میں شامل کیا جائے۔ یہ ٹاسک فورسز مل کر اس طرح کے فیصلے کر رہی ہوتی ہیں جن کا عوام سے کوئی رابطہ نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: وہ تو انہوں نے ختم کر دیئے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ابھی یہ فیصلہ آخر ہوا ہے۔ یہ فیصلہ کسی ایسی جگہ ہوا ہے جہاں پر اس ہاؤس کا کوئی عمل دخل نہیں تھا۔ عوام کے elected representatives نے ان فیصلوں میں اپنی کوئی input نہیں دی۔ ہم وہ لوگ ہیں جن کا عوام کے ساتھ رابطہ رہتا ہے اور عوام کے مسائل ہماری زبان سے نکلتے ہیں اور ہم نے یہاں آ کر ان کو پیش کرنا ہوتا ہے۔ ان فیصلوں پر میری گزارش ہے چونکہ ہمارے شاید ایجوکیشن منسٹر full time تو ہیں نہیں، میں آپ کے توسط سے لاء منسٹر صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ ابھی DPCs میرا خیال ہے کہ 20 تاریخ کو ہونی ہیں۔ وہ لوگ جو بیس سال سے

نوکری کر رہے ہیں ان کی اگر کسی وقت third division تھی تو وہ لوگ اب promotion سے رہ جائیں گے۔ جس وقت ان کو نوکری دی گئی تھی اس وقت یہ rules نہیں تھے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! پہلی بات تو یہ ہے کہ جو ٹوبہ ٹیک سنگھ، شور کوٹ کی نشاندہی کی گئی ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں کاٹھیا صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ اگر یہ ہاؤس میں نہیں لانا چاہتے تو یہ مجھے تحریری طور پر دیں تاکہ میں اس کا جواب حاصل کر کے ان کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔ اگر یہ مطمئن ہوئے تو ٹھیک ہے ورنہ جو بھی اس کا کوئی procedure ہے اس کے مطابق اس کو local level یا اس level پر اگر انکوائری کی ضرورت ہوئی تو اس کو بھی ہم دیکھ لیں گے۔ جناب محسن لغاری صاحب نے بھی اساتذہ کی بات کی ہے، محترمہ ڈار صاحبہ نے بات کی اور آج ٹیچرز ڈے بھی ہے۔ میں اس حوالے سے یہ گزارش کروں گا کہ لغاری صاحب اس سلسلے میں کوئی چیز لے آئیں۔ یہ Adjournment Motion یا Resolution لے آئیں اور میں اس بات کو concede کرتا ہوں کہ اس معاملہ میں اگر ان کے پاس کوئی facts and figures ایسے ہیں جس سے یہ محسوس ہو رہا ہو کہ اس سے ٹیچروں کی performance میں بہتری کی بجائے تنزلی آئے گی تو ٹھیک ہے ہم اس کو سٹینڈنگ کمیٹی کو refer کر دیں گے۔ وہاں پر معزز ممبران بیٹھیں اور بیٹھ کر اس کو دیکھیں۔ اس کے بعد وہ جو بھی سفارشات اس سلسلے میں مرتب کریں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر عمل کرنے میں حکومت کو قطعی طور پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ جہاں تک ڈار صاحبہ نے بات کی ہے تو میں آپ کی وساطت سے کیونکہ آپ بھی ہمیشہ inclined ہوتے ہیں ڈار صاحبہ کی گفتگو سننے میں بھی اور اسے ماننے میں بھی۔۔۔

جناب سپیکر: کیونکہ مجھے ان سے بہت ہمدردی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): میں کل ای ڈی او ایجوکیشن فیصل آباد کو بلاؤں گا اور وہ اجلاس کے بعد 2 بجے یہاں پر موجود ہو گا۔ ڈار صاحبہ آئیں اور جس ٹیچر کا وہ حوالہ دے رہی ہیں اگر وہ آ سکتی ہیں تو ان کو بلا لیں ورنہ ان سے ان کے کوائف منگوا لیں۔ اگر واقعی ان کی ریٹائرمنٹ میں دو سال رہتے ہیں اور وہ عمر رسیدہ خاتون ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ڈار صاحبہ کا جو مطالبہ ہے اور جس چیز کی وہ نشاندہی کر رہی ہیں وہ بالکل صحیح ہے۔ اس سلسلے میں ان کو ریلیف لے کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ کی بہت مہربانی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب کی بہت بہت شکر گزار ہوں کہ اتنی جلدی ایکشن لے لیا۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ بات بہت ضروری تھی اس لئے میں کر رہا ہوں ویسے تو آپ کے پاس ٹائم نہیں ہوتا کہ آپ کسی کو ہاؤس میں بات کرنے کی اجازت دیں۔ Rationalization کے حوالے سے میرے بھی تحفظات ہیں۔ میرے ضلع میں بھی یہ ہو رہی ہے جس سے اساتذہ انتہائی پریشان ہیں۔ ہمارے سکولوں میں جہاں اساتذہ کی مزید ضرورت ہے وہاں سے بھی ٹیچروں کو شفٹ کر رہے ہیں۔ یہ صرف اس لئے ہو رہا ہے کہ اساتذہ کی کمی ہے اور bureaucrats خود ہی بیٹھ کر یہ پالیسی بنا لیتے ہیں کہ چالیس طالبعلموں کے اوپر ایک استاد ہو گا۔ اگر پالیسیاں بھی انہی bureaucrats نے بنانی ہیں، بجٹ بھی انہی لوگوں نے بنانا ہے تو 371 کے اس ہاؤس کا پھر کیا فائدہ ہے؟ جس دفتر میں ہم پہنچتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جناب یہاں پر یہ پالیسی بن گئی ہے۔ کون ہوتے ہیں وہ پالیسیاں بنانے والے؟ وہ ملازم ہیں اور انہیں ملازم کا کردار ادا کرنا چاہئے نہ کہ وہ وہاں بیٹھ کر قانون اور پالیسیاں بناتے رہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس پر اب آپ نے حکم فرمایا ہے کہ لغاری صاحب کوئی Resolution لے آئیں یا کوئی اس پر Adjournment Motion دے دے۔ یہ Adjournment Motion اور یہ سارا کچھ آپ کے سیکرٹریٹ کی صوابدید پر ہے کہ وہ کوئی کاغذ ہاؤس میں آنے دیں یا نہ آنے دیں، یہ ان کی مرضی پر ہے۔ جب آپ یہ لال کتاب اٹھا کر علیحدہ رکھ دیتے ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ ہماری کمیٹی میں اور ادھر میرے چیمبر میں بیٹھ کر یہ decide ہو گیا ہے تو اب ہاؤس اس کے مطابق چلے گا۔ اگر آپ rules of procedure کے علاوہ Business Advisory Committee کے سر پر ہاؤس چلا سکتے ہیں تو یہاں پر یہ فیصلہ بھی Adjournment Motion کے بغیر ہو سکتا ہے کہ پالیسیاں بنانا ہمارا عوامی نمائندوں کا کام ہے نہ کہ افسروں کا کام ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جس وقت تک ہم ان کی غلامی سے آزاد نہیں ہوں گے اس وقت تک پنجاب ترقی نہیں کر سکتا۔ انہی الفاظ کے ساتھ میں اجازت چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، میں آپ کو جواب دوں گا۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!آپ کو جواب نہیں دینا چاہئے، جواب تو حکومت دیتی ہے۔آپ نے مجھے بھی سننا ہے اور حکومت کو بھی سننا ہے۔

جناب سپیکر: میرے تک جو بات ہے اس کا جواب تو میں نے دینا ہے۔آپ نے بڑے اچھے انداز میں بات کی ہے میں پہلے ان کا جواب دے لوں۔ کون سا bureaucrat میرے پاس اندر آکر بیٹھتا ہے جب ہم اپنی کمیٹی کی میٹنگ کرتے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: میں نے آپ کے پاس بیٹھنے کا نہیں کہا کہ کوئی bureaucrat آپ کے پاس بیٹھتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کہتے ہیں کہ violation کر کے۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: میں نے Business Advisory Committee کی بات کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: Business Advisory Committee میں نمائندے ہوتے ہیں اور وہ آپ کے نمائندے ہوتے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!میں نے کب کہا ہے؟یہی تو بات ہے کہ آپ اس کو personal لے لیتے ہیں۔ میں نے تو پالیسی کے بارے میں کہا ہے جو ایجوکیشن والوں نے announce کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔آپ مجھے بھی کہہ رہے ہیں کہ۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں اس معاملے کو حل کر دیتا ہوں کہ جو حسن مرتضیٰ صاحب بات فرما رہے ہیں وہ غالباً بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی بات کر رہے ہیں ۔ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں اپوزیشن، گورنمنٹ اور جتنے بھی پارلیمانی لیڈر ہوتے ہیں ان کی طرف سے ایک نمائندگی ہوتی ہے۔ وہاں پر جو فیصلے ہوتے ہیں انہی فیصلوں پر سپیکر آفس اور اسمبلی سیکرٹریٹ عمل کرتا ہے۔اگر کسی معاملے پر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو آج بھی میٹنگ ہوئی ہے اور وہاں پر وہ بات ہو سکتی تھی۔ حسن مرتضیٰ صاحب نے جو بات کی ہے کہ اگر پالیسی وہ بنائیں گے اور ان کی غلامی سے ہم آزاد نہیں ہوں گے حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں ہے اور یہ ایجوکیشن پالیسی کا حصہ نہیں ہے ۔ یہ جو transfer posting یا rationalization ہے یہ انہوں نے ایک executive order کیا ہے اور اس کے

مطابق حالت یہ تھی کہ جو سکول شہر کے نزدیک ہیں وہاں پر چار سوstudentsاور چالیسTeachers ہیں اور جو شہر سے دور ہیں وہاں پر کوئی جانا نہیں چاہتا اور اگر دو سوstudentsہیں تو تینTeachers ہیں تو اس کوrationalizationمیں لا کر اس صورتحال کو بہتر کرنے کے لئے یہ ایکexecutive orderہے لیکن اگر اس معزز ایوان کے ممبران جو کہ بالکل یہ ایکHouse sovereignہے اور ان کی اتھارٹی ہے کہ وہ ہرexecutive order or policy matterکو یہاں پرdiscussکریں۔آپ ایجوکیشن پر بحث کے لئے کوئی دن مقرر کر دیں اورtransfer posting rationalization orکے متعلق جوrulesہیں یا جو اس میں انہوں نے کارروائی کی ہے وہ ساری ان کے سامنے لا کر رکھ دیں گے اس کو یہdiscussکریں، سیکرٹری ایجوکیشن یہاں پر بیٹھا ہو گا اور جن خیالات کا یہ اظہار کریں گے ان کے مطابق جوamendmentچاہئے ہو گی وہ کر لیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی!اس ایجوکیشن پالیسی پر بحث کے لئے ایک دن رکھیں۔۔۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی!سارے بولیں اور سب کے لئے اجازت ہے۔کیا آپ مجھے ایجنڈا کے مطابق نہیں چلنے دیں گے؟

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر!ایجوکیشن پالیسی کے لحاظ سے ہم سب لوگوں کے حلقے کے عوام کا مسئلہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: حضرت!میں نے اس سلسلے میں کہہ دیا ہے کہ ایک دن ایجوکیشن پر بحث کے لئے رکھ دیں اور اس حوالے سے ہم ایک دن بحث کے لئے رکھ رہے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے پہلے بات کر لی ہے اب کسی اور کو بھی باری دیں۔یہ میرا اور آپ کا حق نہیں ہے کسی اور کا بھی حق ہے۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!بحث کے لئے کوئی دن مقرر کر دیں۔

جناب سپیکر: جی!میں نے اس کے لئے کہہ دیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس وقت ہاؤس میں جتنے معزز ممبران کو اس rationalizations کے متعلق reservations ہیں ان کے آپ نام announce کریں یا یہ مجھے نام لکھ کر دے دیں۔ کل میں دو، اڑھائی بجے اس بات کو manage کر دیتا ہوں کہ سیکرٹری ایجوکیشن یہاں پر آئیں اور ان کو پوری طرح سے brief کریں۔ اس کے بعد اگر یہ اس کو ہاؤس میں discuss کرنا چاہتے ہیں تو ہاؤس میں discuss کر لیں۔ اگر وہاں پر کوئی تجویز یا رہنمائی دینا چاہتے ہیں تو وہاں پر دے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، وہاں پر جو آپ کی discussion ہو گی اس کا تو ہاؤس کو پتا نہیں چلے گا کہ کیا discussion ہوئی ہے اور اس کو ہاؤس میں debate کے لئے آنے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں تو اس پر تیار ہوں اور میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ آپ اس کے لئے ٹائم رکھ دیں اور اس پر بحث کروائیں اور جو اس کا فیصلہ ہوتا ہے اسی کے مطابق سب کچھ ہو گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب! کیا یہ ایجنڈا رہنے دیں؟ اب میرے پاس 20 منٹ باقی ہیں اور اس کے بعد میں نے آپ کی Resolutions بھی لینی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مجھے 3 منٹ دے دیں۔ میں پہلے بھی آپ سے ٹائم مانگ رہا تھا اور 3 منٹ سے زیادہ ٹائم نہیں لوں گا۔

جناب سپیکر: جی، آپ بولیں۔

زرعی ترقیاتی بنک کی جانب سے قرضہ جات نہ ملنے کی وجہ سے پنجاب کے کاشتکاروں کو پریشانی کا سامنا

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ زرعی ترقیاتی بنک نے کسانوں کو قرضہ دینا بند کیا ہوا ہے اور حالات یہاں تک پہنچ گئے ہیں کہ میرے اور آپ کے حلقے کے علاوہ پورے پنجاب میں زرعی ترقیاتی بنک

intentionallyپنجاب کے کسانوں کو قرضے نہیں دے رہااور جو گرین ٹریکٹر سکیم ہے اس کا پیسا بھی نہیں دے رہا۔اس پر اور المیہ یہ ہوا کہ انہوں نے ایک فورم پر کہہ دیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر:بس ٹھیک ہے،آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!میری عرض تو سن لیں۔مجھ پر تو آپ کا زور چلتا ہے باقی370 ممبران کو بھی تو دیکھیں۔میں آپ کی بات مانتا ہوں لیکن آپ یہ میری بات سن لیں کہ اس نے علی اکبر والوں کو ایک فکس ریٹ پر کہا کہ آپ-/882روپے میں یوریا کی کھاد کی بوری لیں اور کسان اس وقت رُل رہا ہے اس کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے۔میں چاہتا ہوں کہ آپ اس پر فوری ایکشن لیں کیونکہ نہ تو زرعی بنک قرضے دے رہا ہے اور وہ صرف یہی کہتا ہے کہ علی اکبر کے پاس جاؤاور جا کر یہ لے لو تو میں یہ کہتا ہوں کہ جب پنجاب حکومت گرین ٹریکٹر سکیم کے لئےsubsidized کر رہی ہے تو کیا یہMonopoly Act کی خلاف ورزی نہیں ہے؟اور ہم سب بیٹھ کر دیکھ رہے ہیں اور کسان کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟زرعی ترقیاتی بنک صرف یہ پنجاب میں کر رہا ہے،آخر کیوں کر رہا ہے اور سندھ میں کیوں نہیں کر رہا؟

جناب سپیکر:جی، فنانس منسٹر صاحب!زرعی ترقیاتی بنک آف پاکستان کے حوالے سے میں کیا کہوں؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):جناب سپیکر!جو میرے معزز ممبر نے کہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر:میرے خیال میں اس حوالے سے جو کچھ ہو رہا ہے تو اس پر ہاؤس کی طرف سے ایک Resolutionآنی چاہئے۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):جناب سپیکر!ٹھیک ہے Resolutionلے آئیں لیکن یہ چیک کر لیتے ہیں کہ جو کچھ یہ فرما رہے ہیں وہ درست ہے کہ نہیں۔

جناب سپیکر:جی،آپ یہ پتا کریں،ہم آپ کو دو دن دیتے ہیں اور اس کے بارے میں پوری تفصیل ان سے لے لیں کہ کیا آپ پنجاب level پر کسانوں کو قرضہ جات جاری کر رہے ہیں،کتنا قرضہ منظور ہوا ہے اور کتنا جاری کیا ہے؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):جناب سپیکر!میرے معزز بھائی جو کہہ رہے ہیں اس کو ہم چیک کرا کر ہاؤس میں پیش کر دیتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!میں بھی باقاعدہ ہاؤس میں ثبوت دے دوں گا۔۔۔

جناب سپیکر: جی!آپ بھی اپنا سارا ثبوت ہاؤس میں لے کر آئیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں بھی اس حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: جی!اس حوالے سے بات ہو گی اور آپ بھی اس میں participate کرنا۔۔۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں آپ کو بتا دوں کہ Industrial loan بھی نہیں ہو رہے اور تمام Institutions نے loans بند کئے ہوئے ہیں جو کہ بہت بڑی زیادتی ہے۔ Federal Financial Institutions سارے نہیں کر رہے ہیں، kindly اس پر وضاحت لیں۔

جناب سپیکر: آپ بھی اس پر اپنا کچھ نہ کچھ لکھ کر لائیں۔ میرے خیال میں آج Private Members' Day ہے۔۔۔

جناب شاہ رخ ملک: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔ شاہ رخ صاحب منسٹر کی جگہ سے بول رہے ہیں۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں۔ جس جگہ پر آپ کھڑے ہیں آپ اس جگہ سے بول ہی نہیں سکتے۔

جناب شاہ رخ ملک: جناب سپیکر! میں ایک انتہائی اہم معاملے کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں جو کہ میڈیکل کالج کے مسئلہ کے حوالے سے ہے۔۔۔

جناب سپیکر: ایک منٹ میری بات سن لیں، ہم سیلاب سے متعلقہ کل بحث شروع کرائیں گے۔

جناب شاہ رخ ملک: جناب سپیکر! میڈیکل کالج میں جو پولیس گردی ہوئی ہے اور اس میں جو ڈی پی او نے کردار ادا کیا ہے۔ ہمارے بہاولپور کے لئے ڈی پی او نہیں بھیجا گیا بلکہ وہاں کے لوگوں کو ذلیل کرنے کے لئے یہ ایک غنڈہ بھیجا گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نوٹ کریں کہ جمعہ والے دن ہم نے ہیلتھ پر بحث سننی ہے اور کروانی ہے۔۔۔

جناب شاہ رخ ملک: جناب سپیکر! اس پر میں صرف آپ کو وہ حقائق بتا رہا ہوں کہ وہ پولیٹیکل لوگوں کے نام لے کر ان کو disgrace کرتا ہے اور اس ایوان کو disgrace کرتا ہے۔ اس میں، میں صرف پیپلز پارٹی کی بات کر رہا ہوں، میں (ن) لیگ کی بات کر رہا ہوں اور نہ میں (ق) لیگ کی بات کر رہا ہوں۔ وہ منسٹرز، چیف جسٹس آف پنجاب اور سب کے نام لے کر بات کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ایس ایچ او

لاہور کسی کی پروا نہیں کرتے اور بہاولپور کے لوگ میرے ساتھ کیوں اس طرح بات کرتے ہیں؟ وہ میاں محمد شہباز شریف کے بارے میں بھی بات کرتا ہے کہ جب گورنرruleلگا تھا تو ایس پی ان کے گھر گیا تو میاں صاحب تھڑکنے لگ گئے تھے۔ بہاولپور میں غنڈہ بٹھایا ہوا ہے اور اس کے سامنے کسی کی عزت واحترام نہیں ہے۔ وہ اپنے منہ سے کہتا ہے کہ جب میں نے کیس رجسٹرڈ کروایا تھا میں نے 9ہزار تفتیشی کو دیئے تھے۔۔۔

جناب سپیکر: ہاؤس میں جمعہ کو بحث ہو گی، آپ اس پوائنٹ کو بحث میں لے آئیں اور اس پر پھر ایکشن کروائیں گے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! شکریہ۔ اٹھارویں ترمیم کے حوالے سے بات ہو رہی تھی۔ خواتین آبادی کا نصف ہیں اور ہمیشہ women empowerment کی بات ہوتی ہے۔ ابھی معزز ممبر نے یہ کہا کہ وڈیروں اور جاگیرداروں کو بھی reserved seats پر لے آئیں۔ میں بالکل اس سے agree نہیں کرتی ہوں۔ اس Hon' able House کی تمام women Parliamentarian کی یہ سوچ نہیں ہے بلکہ میں آپ کے توسط سے سپریم کورٹ سے یہ request کرتی ہوں کہ ہم تمام خواتین جو اس political process کا حصہ ہیں اور تمام political parties کو اس بات کا پابند کیا جائے کہ وہ بھی ایک percentage fix کریں۔ یہ بات غلط ہے کہ ہم reserved seats پر آئی ہیں اور اس لئے ہم اپنے Hon' able بھائیوں کے طعنے سُنتی ہیں۔ کیا ہم یہی چاہتے ہیں کہ ہمارے معزز بھائی بھی کل کو یہی طعنہ سُنیں کہ یہ خیراتی سیٹوں پر آئے ہوئے ہیں۔ یہ بات غلط ہے ہم سب لوگوں کو، gender کو بالکل ignore کرنا ہے، اس political process کا حصہ تمام لوگ اور تمام political parties اس بات کی پابند ہونی چاہیئں کہ وہ ایک percentage fix کریں اور اتنی سیٹیں خواتین کو دیں۔

جناب سپیکر: بھئی! آپ بھی اس میں جا کر پارٹی بن جائیں۔ میں آپ کو کب روکتا ہوں؟

محترمہ سیمل کامران: میں اس پارلیمانی پارٹی کی بات نہیں کر رہی۔

جناب سپیکر: تمام پارٹیز نہیں، جو وہاں درخواست دے گا پارٹی بنے گا، وہی اس کو پارٹی بنائیں گے۔ جی، محترم ٹی ٹی سنگھ محمد رفیق صاحب! یہ last ہے، اس کے بعد ہم تحریک استحقاق لیں گے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بے حد شکریہ۔education, rationalization پر بہت سارے معزز ممبران نے بھی بات کی ہے۔۔۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: جی، ایجوکیشن کے لئے ہم نے ایک دن مختص کیا ہے۔اس دن آپ بھی اس پر ضرور بات کریں۔اب میرے خیال میں ہمیں ایجنڈے کے مطابق چلنا چاہئے۔

اب تحاریک استحقاق کا وقت شروع ہوتا ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 26 سید رفیع الدین بخاری صاحب کی طرف سے ہے۔ان کی طرف سے درخواست آئی ہے اس پر ان کے sign تو نہیں ہیں ۔مجھے لگتا ہے کہ کسی اور صاحب نے لکھی ہو گی۔اب انہوں نے اس کی التواء کی درخواست کی ہے۔ میں اس کو 11۔اکتوبر تک adjourn کرتا ہوں۔اب منور حسن منج صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔تشریف فرما ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس کو pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کو pending کیا جاتا ہے۔اب رانا محمد ارشد صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔کیا تشریف فرما ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! جی۔

جناب سپیکر: جی، پڑھئے گا۔

ڈی ایس پی شاہکوٹ کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویّہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 3۔ ستمبر 2010 کو بوقت 3 بجے سہ پہر میری گاڑی نمبر FD-350 میرے دفتر واقع لاہور پولی ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ شاہ کوٹ کے باہر کھڑی تھی جس میں میرا چھوٹا بھائی رانا صفدر ہمراہ گن مین بیٹھے ہوئے تھے۔ اسی دوران حلقہ شاہ کوٹ کا ڈی ایس پی مسٹر شعیب اپنی گاڑی میں گزرا جس کو دیکھ کر میرا بھائی گاڑی سے باہر نکلا۔اس پر ڈی ایس پی نے انتہائی کرخت لہجہ میں کہا آپ نے گاڑی باہر کیوں کھڑی کی ہوئی ہے جس پر میرے بھائی

نے تعارف کروایا کہ میں ایم پی اے کا بھائی ہوں اور یہ ہمارا دفتر ہے۔اس پر ڈی ایس پی نے کہا میں کسی ایم پی اے کو نہیں جانتا اور نہ میں اجازت دیتا ہوں کہ سکیورٹی گارڈ رکھو۔اس پر وہ ہتک آمیز روّیہ اختیار کرتے ہوئے چلا گیا۔ یہ تمام صورتحال میرے بھائی نے مجھے بتائی تو میں نے ڈی ایس پی سے فون پر بات کی کہ کیا وجہ ہو گئی ہے کہ آپ ناراض ہو گئے ہیں، کیا آپ مجھے نہیں جانتے کہ میں اس حلقہ کا ایم پی اے ہوں اور یہ میرا دفتر ہے ؟اس پر ڈی ایس پی مزید سیخ پا ہوا اور کہنے لگا میں کسی ایم پی اے کو نہیں جانتا اور نہ ہی آپ کے دفتر کو جانتا ہوں۔ میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ میں اس حلقہ کا ڈی ایس پی ہوں اور میری جو مرضی ہو گی وہی میں کروں گا۔اس نے مزید کہا آپ ایم پی اے ہونے کا رعب جماتے ہو، آپ کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ میرے بھی اعلیٰ شخصیات سے تعلقات ہیں جنہوں نے میری انسپکٹر سے ڈی ایس پی پروموشن کروائی۔ بہرکیف میں آپ کو وارننگ دیتا ہوں کہ آپ سکیورٹی گارڈ لے کر پھر سکتے ہیں اور نہ رکھ سکتے ہیں۔ جس پر میں نے کہا کہ میرے حلقہ میں مختلف مقدمات میں ملوث اشتہاری کھلے عام پھر رہے ہیں، ان کو علاقے کی پولیس ابھی تک گرفتار نہیں کر سکی، میں نے اپنی حفاظت کے لئے سکیورٹی گارڈ رکھے ہیں، آپ کیسے روک سکتے ہیں ؟اس پر موصوف ڈی ایس پی مزید غلیظ الفاظ کہتا رہا کہ میں کسی ایم پی اے کو نہیں جانتا۔ آپ سے جو کچھ ہوتا ہے کر لیں، میرا تبادلہ کروا دیں۔ میں وہی کروں گا جو مجھے اچھا لگے گا۔ موصوف ڈی ایس پی کے ہتک آمیز روّیہ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! یہ وہ واقعہ ہے جو میں نے ابھی اختصار کے ساتھ پیش کیا ہے۔آدھا گھنٹہ اس نے میرے ساتھ فون پر بات کی۔ میرے گاؤں میں دو افراد قتل ہوئے ہیں ،482/10 مقدمہ جو 30۔اگست کو درج ہوا۔روڈ بلاک تھا میں کسی ضمنی الیکشن میں تھا اس وقت مجھے متعلقہ پولیس اور ڈی پی او کہتے ہیں کہ روڈ کھلوائیں اور میں نے روڈ کھلوایا۔اب وہ مقدمہ درج ہو گیا اور اب اس کو دو مہینے ہو گئے ایک بھی ملزم گرفتار نہیں ہوا۔آخر وہ میرا گاؤں ہے، اگر میرے گاؤں میں قتل عام ہو اور اس کا کوئی ملزم گرفتار نہ ہو سکے تو میں نے کس کو کہنا ہے، میں نے مقامی پولیس کو کہنا ہے۔اس کے بعد 303 مقدمہ ہے جس کا چیف منسٹر صاحب کو خود پتا ہے کہ اس گھر کے دس افراد قتل ہوئے اور اس گھر کا آخری فرد بھی قتل ہو گیا۔اگر میں نے اس مقدمے کی بات کی جو میں نے اس تحریک استحقاق میں نہیں لکھا، تو اس نے کہا کہ تم کون ہوتے ہو یہ کہنے والے کہ ملزم گرفتار کرو، مجھے پتا ہے میں حلقے کا ڈی ایس پی

ہوں۔ میں کسی کو گرفتار کروں یا نہ کروں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پولیس ہمارے لئے قابل احترام ہے لیکن پولیس کے افسران کو سب کی عزت کرنی چاہئے۔ان کو کسی کا استحقاق مجروح کرنے کا حق نہیں۔ اس نے مجھے اور بھی بہت کچھ کہا کہ آپ میرا تبادلہ کروادیں آپ کے ایم این اے نے بھی کہا تھا تبادلہ کروانے کا،اب آپ بھی کروادیں۔ میں نے کہا آپ کے تبادلے کی میں بات کرتا ہوں نہ مجھے ضرورت ہے۔ہمارا حلقہ اشتہاریوں نے گھیرا ہوا ہے آپ مہربانی کریں۔ اس کے علاوہ ایک ہفتہ پہلے 10/597 مقدمہ درج ہوتا ہے وہیں پر دو افراد کو گھر بیٹھے ہوئے دوپہر کو قتل کر دیا جاتا ہے۔ متعلقہ پولیس نے ہی ان لوگوں کو گرفتار کرنا ہے اور ہمیں بھی تحفظ دینا ہے۔ ہمیں نہ پولیس تحفظ دے اور وہ اشتہاری سر عام پھر رہے ہیں۔اب اگر ایک آدمی وردی میں بیٹھ کر وہاں پر سیاست چمکانے کی کوشش کر رہا ہے۔ جو candidate مجھ سے ہارا ہے اس کا وہ partner ہے۔ وہاں سے اشتہاری پکڑے جاتے ہیں۔ مقدمہ 303 جس کو چیف منسٹر صاحب خود look after کر رہے ہیں اس کا ایک اعجاز نامی مجرم مجھ سے ہارے ہوئے candidate کے دفتر سے پکڑا جاتا ہے اور وہ ان کی پشت پناہی اس طرح کرتا ہے کہ جو آٹھ آدمی کے قتل میں ملوث ہوتا ہے اس کو فوری طور پر interrogate کئے بغیر جیل سے بھیجتا ہے تو ایسا ڈی ایس پی جو ملزموں کی پشت پناہی کرے اور جو اشتہاریوں کا ساتھ دے اور جو انصاف کے تقاضے پورے نہ کرے میں کہتا ہوں کہ کم از کم اس کو پوچھنا ضرور چاہئے۔ مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں وہ وہاں رہے وہ جہاں مرضی رہے۔ مجھے اس کے تبادلے کی کوئی ضرورت نہیں لیکن کم از کم اس کو تمام ایم پی ایز،ایم این ایز اور ہر فرد کی عزت کرنی چاہئے۔ یہ میری گزارش ہے کہ اس کو استحقاقات کمیٹی کے سُپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس کا نوٹس مجھے آج ہی موصول ہوا ہے۔ اس کو ایک دو دن کے لئے pending فرمادیں،اس کا جواب لے کر جس طرح سے رانا صاحب کہیں گے اگر اس کو کمیٹی کے سُپرد کرنا ہے تو کمیٹی کے سُپرد کر دیں گے۔

جناب سپیکر: اس کو جمعرات تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!یہ پارلیمانی سیکرٹری ہو کر تحریک استحقاق لائے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ استحقاق مجروح ہوا ہے اور اتنی لمبی لمبی تقریریں کر رہے ہیں۔ یہ بڑی عجیب بات ہے۔یہاں پر یہ نیا رواج قائم ہو گیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے تو وہ دن بھی دیکھے ہیں جہاں پر منسٹرز کا یہ حال میں نے دیکھا ہے تو اس بارے میں کوئی بات نہیں ہے جو بھی آدمی خواہ پارلیمانی سیکرٹری ہو، سٹینڈنگ کمیٹی کا چیئرمین ہو یا منسٹر ہو اس کا ممبر صوبائی اسمبلی کے طور پر اپنا ایک بنیادی تشخص ہے۔ اگر وہ اپنے حلقے میں کسی چیز کا نوٹس لیتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ جس بھی طریقے سے rules allow کرتے ہیں اسے ہاؤس کے نوٹس میں لانا چاہئے۔ اس میں کوئی حرج والی بات نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! آپ کی وساطت سے میری وزیر قانون سے اور محترم پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے بھی یہ گزارش ہے کہ ایسی باتیں اگر وہ اپنی پارلیمانی پارٹی میٹنگ میں کر لیا کریں تو زیادہ بہتر ہو گا کیونکہ اس سے حکومت کی embarrassment ہوتی ہے کہ حکومتی ممبران کے ساتھ یہ کچھ ہو رہا ہے۔ اس طرح حکومت embarrassment سے بچ جائے گی۔ دوسری میری گزارش یہ ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری حکومت کا حصہ ہیں۔ He is the part of Government. حکومتی باتیں حکومتی سطح پر ہو جائیں تو زیادہ اچھی بات ہے۔ انگریزی میں جیسے کہتے ہیں کہ dirty linen کو public میں نہیں دھونا چاہئے۔ سب کے سامنے بات کرنے کی بجائے یہ وہاں پر اپنی بات کر لیا کریں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! انہوں نے ٹھیک بات کی ہے۔

جناب سپیکر: اس ایوان کی عزت سب کی عزت ہے۔ اس پر مزید بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر29 چودھری محمد اویس مڈہانہ!

ایس ایچ او مڈھ رانجھا کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز روّیہ

چودھری محمد اویس اسلم مڈہانہ: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں نے 22۔ ستمبر 2010 کو حلقہ کے ایک جائز کام کے سلسلہ میں ایس ایچ او مڈھ رانجھا اویس گجر کو فون کیا۔ پہلے تو اس نے فون سننے سے ہی گریز کیا پھر میرے بار بار فون کرنے پر فون سنا اور انتہائی نازیبا الفاظ استعمال کئے جو کسی بھی وضعدار اور معزز شہری کے لئے ناقابل برداشت ہیں اور قانون و انصاف کے لئے کافی تضحیک آمیز روّیہ ہے۔ جس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک

کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا!اس تحریک کو بھی آپ جمعرات تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: جمعرات تک کے لئے pending کر دیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جی ہاں۔

چودھری محمد اویس اسلم مڈہانہ: جناب سپیکر! مجھے چند منٹ عنایت فرما دیں۔ میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ یہ جو pending کرنے والا مسئلہ ہے یہ ٹھیک نہیں ہے۔ یہ House ہمارا مان ہے آپ Custodian of the House ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں!آپ میری بات سنیں۔ وزیر قانون کو اس تحریک کا نوٹس مل گیا ہے انہوں نے اس پر جمعرات تک کا وقت لیا ہے وہ جمعرات کو اپنی بات کریں گے اگر آپ جواب سے مطمئن نہیں ہوں گے تو House جیسے کہے گا اس کے مطابق عمل کریں گے۔

چودھری محمد اویس اسلم مڈہانہ: نہیں۔ جناب! میں اس واقعہ کا پس منظر بھی بیان کرنا چاہتا ہوں۔ میری گزارش یہ ہے کہ تھانہ مڈھ رانجھا کے علاقہ بدر رانجھا میں دو ڈکیتی کی وارداتیں ہوئیں جن میں مشہور و معروف ڈکیتی کا ملزم میاں مغل پولیس والے لے آئے، چار دن انہوں نے اس کو تھانے میں رکھا بغیر کچھ کہے سیاسی سفارشات پر اسے چھوڑ دیا گیا اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔ دو چار دن کی delay کا جو concept پیش کیا جا رہا ہے یہ کوئی اچھا شگون نہیں ہے۔ اگر ہمارے حلقوں میں اس طرح سے ہوتا رہے گا تو ہم کہاں تک عوام کو انصاف فراہم کر سکیں گے؟

مٹ جائے گی مخلوق تو انصاف کرو گے
منصف ہو تو تم حشر اٹھا کیوں نہیں دیتے

جناب سپیکر: اس تحریک استحقاق کو جمعرات تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب اس کے بعد ہم تحاریک التوائے کار کو take up کرتے ہیں۔ **محترمہ رفعت سلطانہ ڈار** کی تحریک التوائے کار pending چلی آ رہی تھی۔ آئندہ کے لئے میں یہ اصول بتانے لگا ہوں اور سب نے جو فیصلہ کیا ہے اس کے مطابق جتنی بھی تحاریک التوائے کار ہوں گی وہ اسی اجلاس میں پیش ہو جائیں گی اگلے اجلاس میں وہ پیش نہیں ہوں گی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں تو عدت میں تھی۔

جناب سپیکر: میں آئندہ کے لئے بتا رہا ہوں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میری مجبوری تھی میں عدت میں تھی۔

جناب سپیکر: آپ کی تو مجبوری تھی ٹھیک ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! یہ تو جوں کی توں ہی رہی کسی نے اس پر غور ہی نہیں کیا کہ وہ نہیں ہے تو چلو ہم ہی اس کو نمٹا دیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! تحریک التوائے کار نمبر 104 رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ کی ہے۔ یہ پیش ہو چکی ہے، اب اس کا جواب ہی آنا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار میرے خیال میں پڑھی نہیں گئی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں نے یہ تحریک پڑھ دی تھی۔ اس کو پڑھے ہوئے بھی چھ مہینے ہو گئے ہیں اور اس طرح سے چھ مہینے اور گزر جائیں گے۔

جناب سپیکر: یہ پڑھی جا چکی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 104 تو سید حسن مرتضیٰ صاحب کی ہے اور محکمہ صحت سے متعلق ہے۔ اس کا آپ نمبر چیک کر لیں۔

جناب سپیکر: نمبر یہی ہے اور یہ پڑھی جا چکی ہے۔

اعظم مجید میڈیکل کمپلیکس فیصل آباد کے ڈاکٹر کی غفلت
اور لیبارٹری کی غلط رپورٹ سے سینکڑوں مریضوں کی جان کو خطرہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!اس کا جواب میرے پاس موجود ہے میں اسے پڑھ دیتا ہوں۔بچی علیشاہ کو ایک پرائیویٹ ہسپتال اعظم مجید میڈیکل کمپلیکس سوساں روڈ فیصل آباد میں پیٹ کی تکلیف کے باعث داخل کروایا گیا اس کا معائنہ کرنے کے بعد ڈاکٹر نے appendix کا درد بتاتے ہوئے آپریشن تجویز کیا تاہم لیبارٹری کی TLC رپورٹ کے باعث یہ آپریشن نہ کیا گیا۔اس ضمن میں مزید عرض یہ ہے کہ appendix کے مرض کا تعین کلینیکل معائنہ پر ہی کیا جاتا ہے۔لیبارٹری اور الٹراساؤنڈ رپورٹ ڈاکٹر کو diagnose کرنے کے لئے مزید مرض کا تعین کرنے کے لئے مددگار ہوتی ہے۔تاہم اس بات کا خیال ضرور کیا جاتا ہے کہ غیر ضروری آپریشن نہ کیا جائے۔ماضی میں پرائیویٹ ہسپتالوں اور لیبارٹریوں کو چیک کرنے کے سلسلے میں قانون موجود نہ ہونے کی وجہ سے ایسے ہسپتال اور لیبارٹریوں کے خلاف تادیبی کارروائی کرنا ممکن نہ تھا۔تاہم جہاں تک اس واقعہ کا تعلق ہے اس سلسلے میں EDO(Health) فیصل آباد کے ذریعے معاملہ کی چھان بین کی جارہی ہے اور کسی کوتاہی کے مرتکب شخص/ڈاکٹر کے خلاف مروجہ قوانین کے تحت کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔یہاں یہ بھی عرض ہے کہ ایسے ناخوشگوار واقعات کا تدارک کرنے کی غرض سے وزیراعلیٰ پنجاب کی خصوصی ہدایت کے تحت Health Care Bill کے تحت، یہ بات تو جواب میں بھی درج ہے کہ ان کے خلاف انکوائری رپورٹ کے بعد تادیبی کارروائی عمل میں لائی جائے گی لیکن اس کارروائی سے متعلق میرے خیال میں inform نہیں کیا گیا اس لئے میری یہ گزارش ہوگی کہ اس کو آپ pending فرمادیں تاکہ اگر کوئی تادیبی کارروائی ہوئی ہے تو وہ سامنے آسکے۔

جناب سپیکر:کب تک؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):اس کو آپ جمعہ تک کے لئے مؤخر کر دیں کیونکہ اس تحریک کو پیش ہوئے چھ ماہ ہو گئے ہیں۔اگر تو اس پر کوئی تادیبی کارروائی ہوئی ہے تو ای ڈی او(ہیلتھ)اس بارے میں آکر جواب دے اور اس سے معزز ممبر کو inform کیا جائے گا۔

جناب سپیکر:اس تحریک کو جمعہ تک کے لئے مؤخر کیا جاتا ہے۔سید حسن مرتضیٰ کی تحریک التوائے کار نمبر399/10پڑھی جا چکی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب والا!وہ تشریف نہیں رکھتے۔

جناب سپیکر:پھر اس کو dispose of کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):اس کو پھر dispose of کر دیں۔

جناب سپیکر:اس تحریک کو dispose of کیا جاتا ہے۔ابھی تو وہ یہاں بیٹھے ہوئے تھے۔میرے خیال میں وہ آجائیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب والا!اگر وہ آجائیں گے تو اپنی تحریک دوبارہ داخل کر دیں گے۔

جناب سپیکر:اب ہم نئی تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔شیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر538ہے۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک:جناب والا!میری تحریک التوائے کار نمبر482ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی:میری بھی ایک تحریک التوائے کار نمبر486ہے۔

جناب سپیکر:وہ اسی اجلاس کی ہے یا پہلے اجلاس کی ہے؟

محترمہ زوبیہ رباب ملک:پچھلے اجلاس کی ہے۔

جناب سپیکر:وہ آہستہ آہستہ آئیں گی،ابھی وہ دور ہیں۔اجلاس کا وقت آدھ گھنٹہ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

بیرون ممالک سے ایم بی بی ایس کرنے والے اکثر طلباء یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کے ٹیسٹ میں فیل ہونے سے طلباء اور والدین کو پریشانی کا سامنا

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ وہ طلباء جو کروڑوں روپے کا زر مبادلہ خرچ کر کے میڈیکل کی تعلیم لینے کے لئے تقریباً19 مختلف ممالک میں گئے۔ان میں سے 526 طلباء میں سے صرف 52 یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کا ability test پاس کر سکے تاکہ وہ اس ملک میں پریکٹس کر سکیں۔یہ المیہ ہے کہ چین سے 157 طلباء نے MBBS کی تعلیم حاصل کی اور جب ٹیسٹ ہوا تو اس میں سے صرف 22 پاس ہوئے۔قازقستان سے 120 طلباء نے میڈیکل کی تعلیم حاصل کی اور صرف 8 پاس ہوئے،83 میں سے 14 پاس ہو سکے۔روس، یوکرائن اور بنگلہ دیش سے صرف ایک طالب علم پاس ہو سکا۔یہاں تک کہ افغانستان سے 62 لوگوں نے میڈیکل کی تعلیم حاصل کی اور ان میں سے بھی صرف ایک پاس ہو سکا۔سوچنے کا مقام یہ ہے کہ ان طلباء کے والدین کا کروڑ ہا روپیہ جو زر مبادلہ میں تھا کس کھاتے میں جائے گا۔آج بھی ان ممالک کے agents اخبارات میں اشتہارات شائع کروا رہے ہیں کہ تھرڈ ڈویژن پاس شدہ طلباء بھی داخلہ لے لیں اور ان کو کوئی نہیں پوچھتا کہ ان بچوں کے مستقبل کے خواب کیسے ٹوٹ جائیں گے۔ان پر حقائق واضح ہوں گے، لوگوں کو فوری طور پر اس اہم مسئلہ پر educate کرنے کی اشد ضرورت ہے اور اس لوٹ کھسوٹ کو فوری طور پر بند کرنا چاہئے۔اس پر ہر معزز ممبر کا اظہار خیال ہونا بھی ضروری ہے۔لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! آج کے اخبار میں۔۔۔

جناب سپیکر: اس میں شارٹ سٹیٹمنٹ نہیں ہوتی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ ہمیشہ مہربانی کرتے ہیں، میں صرف ایک فقرہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج کے اخبار میں دیکھیں کہ PMDC نے کتنے MBBS لوگوں کے سرٹیفکیٹ اس لئے واپس کئے ہیں کہ وہ یہاں سے پڑھ کر آئے تھے اور انہوں نے ہیرا پھیری سے پریکٹس کرنے کے اختیارات لے لئے تھے۔یہ قوم کا اربوں روپیہ ضائع ہو رہا ہے اور ظلم علیحدہ ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ کے پاس تحریک التوائے کار نمبر 538 کا جواب موجود ہے یا ابھی لینا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کچھ پچھلے اجلاس سے بھی pending ہیں اگر ان کو علیحدہ علیحدہ take up کر لیا جائے تو بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: علیحدہ علیحدہ ہی لے لیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 538 نئی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پچھلی تو تمام قتل عام کی نذر ہو گئی ہیں۔

جناب سپیکر: جی تقریباً ہو گئی ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محکمے کی طرف سے یہ جواب آیا ہے کہ موضوع زیر بحث محکمہ صحت حکومت پنجاب کے دائرہ اختیار میں نہ ہے بلکہ بیرون ملک سے MBBS کے مساوی امتحان پاس کر کے آنے والے گریجویٹ حضرات کو پاکستان میں پریکٹس کرنے کے لئے پاکستان میڈیکل و ڈینٹل کونسل ان سے امتحان لیتی ہے جو کہ ایک وفاقی ادارہ ہے۔اس بارے میں پاکستان میڈیکل وڈینٹل کونسل ہی اختیار رکھتی ہے کہ وہ ایسے ایجنٹ حضرات کے لئے کوئی ضابطہ اخلاق وضع کرے اور غیر مستند اداروں میں داخلوں کا بروقت سد باب کرے۔حکومت پنجاب محکمہ صحت اس بارے میں وفاقی حکومت اور پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل کو مناسب ہدایات جاری کرنے کے لئے باضابطہ طور پر مراسلہ لکھ رہی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ خود انصاف سے بتاد یجئے کہ محکمہ صحت سے جواب آیا ہے اور کیا آپ اس سے مطمئن ہیں؟

جناب سپیکر: آپ سن نہیں رہے تھے وہ وفاقی حکومت کو لکھ رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ فیڈرل کا مسئلہ نہیں ہے۔یہ روزانہ بیسز لگ رہے ہیں، اخباروں میں آ رہا ہے اور پنجاب کے لوگ لٹ رہے ہیں، پنجاب کے بچوں کا مستقبل تباہ ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: راناصاحب! پلیز اس میں خصوصی دلچسپی لیں۔اس معاملے میں کافی خرابیاں ہیں لہذا آپ اس معاملے کو خود چیک کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو لوگ بیرون ملک تعلیم حاصل کرنے جاتے ہیں ٹھیک ہے شیخ صاحب اس کے ایک پہلو کے بارے میں درست فرما رہے ہیں کہ بیرون ملک سے بعض جگہوں سے ایسی تعلیم حاصل کی جاتی ہے جو standard کے مطابق نہیں ہوتی لیکن لوگ بیرون ملک سے بہت اعلیٰ درجے کی تعلیم بھی حاصل کر کے آتے ہیں اس لئے سب کو ایک ہی طریق کار

کے مطابق deal نہیں کیا جا سکے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ شیخ صاحب پاکستان میڈیکل کونسل سے رابطہ کریں اور میں بھی ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ سے کہہ کر کوشش کرتا ہوں کہ وہ اس میں کوئی طریق کار وضع کریں پھر اگر کوئی آدمی یا کوئی ایجنٹ اس طریق کار کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کوئی اشتہار بازی کرتا ہے تو اس کے خلاف تادیبی کارروائی کی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! رانا صاحب نے بالکل ٹھیک کہا ہے میں ان ممالک کی ڈگریوں کی بات نہیں کر رہا، میں British کی بات نہیں کر رہا اور USA کی بات نہیں کر رہا لیکن جن ممالک میں لوٹ مار ہو رہی ہے اس سلسلے میں حکومت پنجاب ایجوکیشن کے لئے اپنے regular advertisement میں یہ لکھنا شروع کر دے کہ ان ممالک میں تعلیم لینے کے لئے پہلے ہم سے رابطہ کریں۔اگر حکومت پنجاب اور کچھ نہیں کر سکتی تو اپنے regular advertisement میں۔۔۔

جناب سپیکر: بہت کچھ کرے گی۔آپ آپس میں بیٹھ کر بات کر لیں تو معاملہ ٹھیک ہو جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پھر آپ اس کے لئے رولنگ دیں۔ PMDC یا ہیلتھ والوں کو بلائیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے آپ کو suggest کر دیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ add ہیلتھ کی advertisement میں آ جائے۔ جیسے سگریٹ نوشی مضر صحت ہے اس طرح کا ہی add آ جائے تاکہ لوگ تھوڑا سا educate تو ہو جائیں۔

جناب سپیکر: وہ آپ کے لئے مضر صحت ہے لیکن کچھ کے لئے نہیں ہے۔لہذا آپ اس بات کو چھوڑ دیں۔

شیخ علاؤالدین: آپ اور میں اسی لئے گاڑی میں سفر نہیں کرتے چونکہ مجھے پتا ہے کہ سگریٹ نوشی آپ کی صحت کے لئے مضر نہیں لیکن میری صحت کے لئے خرابی ہے۔اب آپ کیا چاہتے ہیں کہ ساری قوم سگریٹ پیئے؟

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ ان کے ساتھ مل بیٹھ کر بات کر لیں۔

شیخ علاؤالدین: پھر آپ کہیں کہ ہیلتھ والوں کو بلائیں۔

جناب سپیکر: میں نے ان سے کہہ دیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ

جناب سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار بھی آپ کی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر ہے تو بہت اچھی بات ہے ورنہ میری تحاریک التوائے کار کے لئے تو آپ نے catcher لگائے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: اب آپ اپنی تحریک پیش کریں۔

جائیداد کی خرید و فروخت میں زبانی انتقالات کے طریقہ کی قباحتیں

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ زمینوں و جائیدادوں کی تبدیلی ملکیت میں ایک ایسا ظالمانہ طریق کار ہے جس کی وجہ سے ایک طرف جائز وارثان اور حقداران اپنے ورثہ سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو رہے ہیں۔ دوسری طرف حکومت کو رجسٹری کی فیس کی شکل میں ملنے والے اربہا روپے سے بھی مسلسل محروم کیا جا رہا ہے۔ یہ طریقہ زبانی انتقالات کا ہے جو ریونیو عملہ و افسران کے لئے سونے کی وہ کان ہے جس کا اندازہ ایک زمیندار یا مالک جائیداد ہی کر سکتا ہے۔ایک طرف سادہ لوح اور ان پڑھ لوگوں کے انگوٹھے لگوا کر یہاں تک کے مرحومین کے جعلی انگوٹھے لگوا کر نہ ختم ہونے والی مقدمہ بازی میں وارثان کو دھکیل دیا جاتا ہے اور ان کی اربوں روپے کی جائیداد سے انہیں محروم کر دیا جاتا ہے۔ دوسری طرف پٹواری اپنی مرضی سے دو سو فیصد اور کہیں پانچ سو فیصد تک زائد فیس وصول کرتا ہے۔وقت آ گیا ہے کہ ایک لمحہ ضائع کئے بغیر فوری طور پر زبانی انتقالات ختم کر دیئے جائیں اور تمام انتقالات اراضی صرف اور صرف رجسٹرڈ Sale Deed کے ذریعے کئے جائیں۔لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محکمے کی طرف سے اس کا یہ جواب آیا ہے کہ تصدیق انتقالات زبانی دیہی علاقہ جات کا موضوع پہلے بھی دفتر مجلس مال پنجاب میں زیر غور رہا ہے اور اس بارے میں فاضل کمشنر صاحبان سے آراء حاصل کر کے اس وقت کے ناظم کاغذات زمین پنجاب نے ایک رپورٹ مرتب کی ہے جس کی روشنی میں موجودہ نظام کا برقرار رہنا ہی مناسب قرار دیا گیا ہے۔ جہاں تک اس کے منفی اثرات کا تعلق ہے اس بارے میں دستور العمل کاغذات زمین میں طریق کار کی وضاحت موجود ہے جس پر عمل کرنے کی مجلس مال نے ماتحت عدالت ہائے کو ہدایات جاری کر رکھی ہیں۔

جناب سپیکر!ریونیو ریکارڈ کمپیوٹرائز کرنے کا معاملہ چل رہا ہے لیکن جب تک یہ ریکارڈ کمپیوٹرائز نہیں ہوتا اس وقت تک پٹواری اور لمبردار کی شکایات برقرار رہیں گی اور اس میں زبانی انتقال کرنا یا ایک بیع نامہ رجسٹر کروانا فریقین جائیداد فروخت کرنے والے اور خریدنے والوں کی اپنی صوابدید ہوتی ہے۔اس میں کسی کو compel نہیں کیا جا سکتا کہ وہ رجسٹری کروائے یا زبانی انتقال کروائے تو یہ دونوں طریق کار چل رہے ہیں۔اگر یہ revenue record computerized ہو جاتا ہے تو پھر یہ طریق کار شاید دوسرے سے بھی زیادہ safe اور بہتر ہو جائے گا۔

جناب سپیکر:اس میں تھوڑا سا کام اور بھی خراب ہو گیا ہے کہ جائز وارثان کو جو حبہ کرتے ہیں اس پر بھی اتنا ہی ٹیکس لگ گیا ہے۔اس بارے میں کاشتکار بے چارے بڑے پریشان ہیں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!یہ ایک خوش قسمتی ہے کہ آپ اس معاملے کو بہت سمجھتے ہیں۔زبانی انتقال فساد کی بہت بڑی جڑ ہے۔Thumb impression کو prove کرنے کے لئے ایک لمبا عرصہ چاہئے۔اگر جعلی انگوٹھا لگ گیا ہے،آدمی مر گیا ہے یا عورت مر گئی ہے تو پھر 70 سال میں بھی وہ prove نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب!وزیر قانون صاحب نے آپ کی بات سن لی ہے،اب تشریف رکھیں۔وزیر قانون صاحب نے جو بات کہی ہے وہ ٹھیک ہے،آپ بھی اس بات کو سمجھ لیں اور اپنی تحریک پر مزید زور نہ دیں۔

شیخ علاؤالدین:جی،ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر:اگلی تحریک التوائے کار نمبر544/10،سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی طرف سے ہے۔معزز ممبر اپنی تحریک پیش کریں۔

تحصیل بورے والا میں نصب صاف پانی کے ٹیوب ویل ٹی ایم اے کے عدم تعاون کی بناء پر چالو نہ ہونے کی وجہ سے عوام کو پانی کی شدید قلت کا سامنا

سردار خالد سلیم بھٹی:جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ PP-233 تحصیل بورے والا کی عوام کے لئے حکومت نے صاف پانی کے حصول کے لئے

24ٹیوب ویلوں کی منظوری دی اور ان ٹیوب ویلوں پر 25لاکھ روپے فی ٹیوب ویل کے حساب سے لاگت آئی۔اب یہ 24ٹیوب ویل بالکل تیار ہو گئے ہیں لیکن TMA کے عدم تعاون کی بناء پر ان کو چالو نہیں کیا جارہاہے۔ٹیوب ویلوں کو چلانے کے لئے میرے حلقہ کی عوام نے احتجاج بھی کیا لیکن ان ٹیوب ویلوں کو نہیں چلایا جارہاہے۔ تحصیل بورے والا کی عوام پہلے ہی پانی کی عدم دستیابی کی بناء پر پریشان ہیں اوراب حکومت نے 24ٹیوب ویل بنادیئے ہیں اور یہ ٹیوب ویلTMA اور محکمہ پبلک ہیلتھ وہاڑی کے ذمہ داران کی ہٹ دھرمی کے باعث نہیں چل رہے ہیں۔ٹیوب ویل نہ چلنے کی وجہ سے عوام کو شدید پانی کی قلت کا سامنا کرنا پڑرہاہے اور عوام سراپا احتجاج بنے ہوئے ہیں۔اب ضرورت اس امر کی ہے کہ جو ٹیوب ویل مکمل ہو چکے ہیں اور ان کو انتظامیہ کی غفلت کے باعث چلایا نہیں جارہاہے،ان ٹیوب ویلوں کو فوری چالو کرنے کے لئے حکومت فوری طور پر نوٹس لے کہ ٹیوب ویلوں کو نہ چلانے کے کیا محرکات ہیں اور اصل ذمہ داران کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے اس لئے ضروری ہے اسمبلی دخل اندازی کر کے یہ معاملہ حل کروائے،ٹیوب ویلوں کے نہ چلنے کے باعث بورے والا کی عوام میں سخت بے چینی اور اضطراب پایا جاتاہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی،راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کا جواب ابھی تک موصول نہیں ہوا لہذا آپ اسے next week تک کے لئےpending فرمادیں۔

جناب سپیکر: چلیں،ٹھیک ہے۔اس تحریک کو next week تک کے لئےpending کیا جاتا ہے۔اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتاہے۔میاں رفیق صاحب!آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!بے حد شکریہ۔شیخ علاؤالدین صاحب نے اپنی تحریک التوائے کار میں جو بات کی ہے میں اس کی بھرپور حمایت کرتاہوں۔اصل میں بات یہ ہے کہ زبانی انتقال ایک طرح سے سونے کی کان ہے۔یہ تحصیلدار یا انتقال کو منظور کرنے والے کے لئے ایک سونے کی کان ہے۔ محکمہ کی طرف سے جو جواب آیاہے،وزیر قانون نے بھی اس کی حمایت کی ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ حصہ رسدی کہاں تک پہنچتاہے؟اصل میں اس کے پس منظر میں یہ بات ہے کہ اس سونے کی کان کا حصہ رسدی ہر جگہ پہنچتاہے اس لئے وہ اس زبانی انتقال کو ختم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔بہت شکریہ

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! زبانی انتقال کو روک دیا جائے تو محکمہ مال میں آدھی کرپشن رُک جائے گی اور آدھی litigation ختم ہو جائے گی۔اس حوالے سے آپ کی طرف سے فوری طور پر کوئی ruling آنی چاہئے۔اس زبانی انتقال کو اب ختم ہونا چاہئے،اب وہ دور گزر گیا ہے۔ میرے نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے اور قرآن پاک میں بھی آیا ہے کہ جو بھی معاہدہ کرو، جو کوئی بھی اقرار نامہ کیا جائے وہ لکھ کر کیا جانا چاہئے۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

قرارداد یں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔تشریف رکھیں۔آپ اس میں ترمیم کروالیں، یہ آپ کے اختیار میں ہے۔ مجھے اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔رانا محمد افضل صاحب زیر التواء رکھی گئی قرارداد پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی قرارداد پیش کریں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں اپنی قرارداد پیش کرنے سے پہلے دو منٹ کے لئے اپنا وضاحتی بیان دینا چاہتا ہوں۔اگر آپ اس کی اجازت دے دیں تو مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میری آج کی یہ قرارداد پاکستان میں energy shortage کے بارے میں ہے اور کسی بھی ملک کی معیشت میں energy کا کردار نہایت اہم ہوتا ہے۔آج جبکہ میں اس ایوان میں آپ کے سامنے کھڑا ہوں تو پانچ ہزار mega watt بجلی کی shortage ہے اور مختلف علاقوں میں 12 سے 18 گھنٹے لوڈ شیڈنگ ہو رہی ہے جس کی وجہ سے ہماری صنعتیں بند ہیں اور وہ اشیاء جو کہ ہم export کر سکتے ہیں وہ بھی نہیں کر پا رہے، ملک کے عوام اس energy crisis کا شکار ہیں۔اس اہم موضوع پر قرارداد پیش کرنے کی اجازت دینے پر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں اپنی قرارداد پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، قرارداد پیش کریں۔

امریکہ اور مغربی ممالک سے دہشتگردی کی جنگ میں تعاون کے باوجود سویلین نیوکلیئر انرجی اور گیس سے محروم ہونے کی بناء پر پاکستان کی خارجہ پالیسی پر نظر ثانی کا مطالبہ

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:۔

اس ایوان کی رائے ہے کہ وفاقی حکومت War on Terror پر امریکہ اور مغربی طاقتوں کے ساتھ جو تعاون کر رہی ہے، اس کی وجہ سے پاکستان کی معیشت کو 40۔ارب ڈالر سے زیادہ نقصان ہو چکا ہے اور ہزاروں افراد شہید ہو چکے ہیں۔یہ ایوان سمجھتا ہے کہ پاکستان کو اپنی energy کی ضرورت میں امریکہ اور مغربی طاقتوں سے اسی طرح کا تعاون حاصل کرنا چاہئے جو وہ ہم سے War on Terror پر حاصل کر رہے ہیں لیکن اس کے برعکس ابھی تک ہمارے تمام راستے بند کئے گئے ہیں۔ہمیں Civilian Nuclear Energy سے محروم رکھا جا رہا ہے اور اب امریکی sanctions کے ذریعہ پاکستان کی ایران کے ساتھ Gas deal کو بھی پابندیوں کی زد میں لایا جا رہا ہے۔

یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ پاکستان کی قومی سلامتی کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس اہم موضوع سمیت حکومت امریکہ سے تمام شعبوں میں اپنے تعلقات review کرے اور پاکستان کی معیشت اور بنیادی اہمیت کے معاملات بالخصوص ہر قسم کی energy کی ضروریات کو اپنی خارجہ پالیسی کا اولین مقصد بنا کر نئے سرے سے مذاکرات کئے جائیں اور اپنا حق حاصل کیا جائے۔Gas deal اور Civilian Nuclear Power پر ہر قسم کی پابندی کو ختم کروایا جائے۔

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

اس ایوان کی رائے ہے کہ وفاقی حکومت War on Terror پر امریکہ اور مغربی طاقتوں کے ساتھ جو تعاون کر رہی ہے، اس کی وجہ سے پاکستان کی معیشت کو 40۔ ارب ڈالر سے زیادہ نقصان ہو چکا ہے اور ہزاروں افراد شہید ہو چکے ہیں۔یہ ایوان سمجھتا ہے کہ پاکستان کو اپنی energy کی ضرورت میں امریکہ اور

مغربی طاقتوں سے اسی طرح کا تعاون حاصل کرنا چاہئے جو وہ ہم سے War on Terror پر حاصل کر رہے ہیں لیکن اس کے برعکس ابھی تک ہمارے تمام راستے بند کئے گئے ہیں۔ ہمیں Civilian Nuclear Energy سے محروم رکھا جا رہا ہے اور اب امریکی sanctions کے ذریعہ پاکستان کی ایران کے ساتھ Gas deal کو بھی پابندیوں کی زد میں لایا جا رہا ہے۔

یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ پاکستان کی قومی سلامتی کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس اہم موضوع سمیت حکومت امریکہ سے تمام شعبوں میں اپنے تعلقات review کرے اور پاکستان کی معیشت اور بنیادی اہمیت کے معاملات بالخصوص ہر قسم کی energy کی ضروریات کو اپنی خارجہ پالیسی کا اولین مقصد بنا کر نئے سرے سے مذاکرات کئے جائیں اور اپنا حق حاصل کیا جائے۔ Gas deal اور Civilian Nuclear Power پر ہر قسم کی پابندی کو ختم کروایا جائے۔

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

اس ایوان کی رائے ہے کہ وفاقی حکومت War on Terror پر امریکہ اور مغربی طاقتوں کے ساتھ جو تعاون کر رہی ہے، اس کی وجہ سے پاکستان کی معیشت کو 40۔ارب ڈالر سے زیادہ نقصان ہو چکا ہے اور ہزاروں افراد شہید ہو چکے ہیں۔ یہ ایوان سمجھتا ہے کہ پاکستان کو اپنی energy کی ضرورت میں امریکہ اور مغربی طاقتوں سے اسی طرح کا تعاون حاصل کرنا چاہئے جو وہ ہم سے War on Terror پر حاصل کر رہے ہیں لیکن اس کے برعکس ابھی تک ہمارے تمام راستے بند کئے گئے ہیں۔ ہمیں Civilian Nuclear Energy سے محروم رکھا جا رہا ہے اور اب امریکی sanctions کے ذریعہ پاکستان کی ایران کے ساتھ Gas deal کو بھی پابندیوں کی زد میں لایا جا رہا ہے۔

یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ پاکستان کی قومی سلامتی کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس اہم موضوع سمیت حکومت امریکہ سے تمام شعبوں میں اپنے تعلقات review کرے اور پاکستان کی معیشت اور بنیادی اہمیت کے معاملات بالخصوص ہر قسم کی energy کی ضروریات کو اپنی خارجہ پالیسی کا اولین مقصد بنا کر

نئے سرے سے مذاکرات کئے جائیں اور اپنا حق حاصل کیا جائے۔Gas deal
اورCivilian Nuclear Power پر ہر قسم کی پابندی کو ختم کروایا جائے۔
(قرارداد منظور ہوئی)

MIAN NASEER AHMAD: I oppose it, sir.

جناب سپیکر: اب اس کا کیا فائدہ؟ آپ پہلے بولے ہی نہیں ہیں۔ قرارداد تو منظور ہو چکی ہے، چلیں آپ بات کریں کیا کہنا چاہتے ہیں؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ قرارداد آج سے تقریباً چار ماہ پہلے جمع کرائی گئی تھی۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس قرارداد کے اندر War on Terror کی بات کی گئی ہے جو اس ایوان کی طرف سے ایک message جا رہا ہے War on Terror کے اندر بے شمار ایسی چیزیں شامل ہو گئی ہیں جو اس قرارداد کا حصہ نہیں بنیں اور اس میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آج سے چند دن پہلے پاکستان کی چیک پوسٹ پر بمباری کی گئی اس سے ہمارے نوجوان شہید ہوئے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ آج کا latest issue اس قرارداد کے اندر شامل نہیں کیا گیا کہ نیٹو کے وہ ٹرالر جو پاکستان کی راہداریوں کو استعمال کرتے ہوئے اربوں روپے کا سامان لے کر جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جو بات اس قرارداد میں شامل نہیں کی گئی اور آپ وہ بات اس قرارداد میں شامل کرانا چاہتے ہیں تو آپ نئی قرارداد لے کر آئیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں چاہ رہا ہوں کہ ان چیزوں کو اس قرارداد کا حصہ بنا دیا جائے اور اس کو مکمل قرارداد کے طور پر پیش کیا جائے۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ ہاؤس آپ کا پابند نہیں ہے۔ چلیں، آپ کی تجویز ہم نے سن لی ہے اگر آپ اس پر اپنی طرف سے کوئی نئی قرارداد لے کر آئیں گے تو پھر اس پر بات کریں گے۔ اگلی قرارداد ڈاکٹر محمد اشرف چوہان کی طرف سے ہے لیکن وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا اس قرارداد کو next weak کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی قرارداد چودھری ظہیر الدین کی طرف سے ہے۔

کالا باغ ڈیم کی جلد از جلد تعمیر کا مطالبہ

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ماہرین کے مطابق کالا باغ ڈیم کا بنانا چونکہ قابل عمل اور پورے پاکستان کے لئے سود مند ہے اس لئے اس کی تعمیر جلد از جلد شروع کرنے کے لئے چاروں صوبوں میں اتفاق رائے پیدا کرنے کے لئے اپنی کوششوں کا آغاز کرے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ماہرین کے مطابق کالا باغ ڈیم کا بنانا چونکہ قابل عمل اور پورے پاکستان کے لئے سود مند ہے اس لئے اس کی تعمیر جلد از جلد شروع کرنے کے لئے چاروں صوبوں میں اتفاق رائے پیدا کرنے کے لئے اپنی کوششوں کا آغاز کرے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس بات پر بالکل consensus ہے کہ چاروں صوبوں میں اتفاق رائے پیدا ہونا چاہئے اور اس اتفاق رائے کو پیدا کرنے کے لئے کوششوں کا بھی آغاز ہونا چاہئے تو اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ ان کوششوں کا آغاز چودھری صاحب سے ہی کیا جائے اور Leader of the Opposition کی سربراہی میں اس ایوان کی ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو ان کوششوں کے آغاز کے طور پر باقی تینوں صوبوں کا دورہ کر کے وہاں پر متعلقہ لوگوں سے مل کر اس بات پر قائل کرے کہ کالا باغ ڈیم بننا چاہئے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! میرے خیال میں وزیر قانون کی تجویز اچھی ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! وزیر قانون نے جو ارشاد فرمایا ہے میں اس پر اپنی رائے دینا چاہتا ہوں۔ اس قرارداد میں وفاقی حکومت سے یہ سفارش کی گئی ہے کہ وہ اپنی کوششوں کا آغاز کرے۔ وزیر قانون مجھے وفاقی حکومت میں کوئی ایسا عہدہ دلا دیں جس وجہ سے میں ان کی نمائندگی کر سکوں تو میں بخوشی قبول کروں گا لیکن اس کے باوجود اگر آپ یہ چاہیں کہ یہاں پر ہاؤس کوئی ایسی کمیٹی بنائے اور مجھ ناچیز کو اس کا head بنائے تو میں اس کو قبول کرتا ہوں اور میں اس کے لئے اپنی کوششیں شروع کروں گا۔ میں یہاں پر چند ایک باتیں کہنا چاہتا ہوں کہ کچھ misconceptions

ہیں جس کی وجہ سے national project کو روکا گیا مثلاً یہ کہہ کر روکا گیا کہ پہلے بھاشا ڈیم بنالیا جائے۔ میں چار دریاؤں کا نام لے رہا ہوں سوان، سوات، چترال اور کابل، ان دریاؤں کا پانی بھاشا ڈیم کے اندر جا ہی نہیں سکتا ان کا پانی صرف کالا باغ ڈیم کے اندر ہی جا سکتا ہے۔ بھاشا ڈیم نے جس جگہ پر بننا ہے اس کی height اس سے کہیں زیادہ ہے اور اس کے ساتھ ساتھ نیلم، جہلم، کالا باغ، اکوڑی، منڈا اور بھاشا، ان سب کو ملا کر اس میں 31 ملین ایکڑ فٹ پانی کی گنجائش ہے۔

جناب سپیکر: اجلاس کا وقت 15 منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! اس دفعہ دو اندازوں کے مطابق ایک میں 48 ملین ایکڑ فٹ اور ایک میں 38 ملین ایکڑ فٹ پانی سمندر میں پھینکا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، "ہم نے پانی میں سے زندگی پیدا کی" اور ہم نے اس دفعہ 41 ملین ایکڑ فٹ اپنی زندگی سمندر میں پھینک دی اس کے لئے ہمارے پاس reservoirs موجود ہیں اور یہ consensus تو اچھی چیز ہے اور اس کو پیدا کرنے کے لئے مجھے اس کی ذمہ داری کے قابل سمجھا گیا میں اس کو قبول کرتا ہوں اور آپ کے حکم سے حکومت اور وزیر قانون کی طرف سے ایک proper forum بنایا جائے اور میں اس ذمہ داری کو قبول کرنے کے لئے تیار ہوں۔ میں ہاتھ جوڑوں گا، منت کروں گا اور میں پنجاب کی طرف سے تینوں صوبوں کے پاس یہ بات لے کر جاؤں گا کہ اسے national project کے طور پر لے لیا جائے اس کے تمام ثمرات دوسرے تینوں صوبے لے لیں لیکن اس کی بجلی پاکستان کے industrialists کو ملنی چاہئے، اس بجلی سے industries چلنے سے بے روزگاروں کو روزگار ملنا چاہئے، اس سے بھوکے پیٹوں کے اندر روٹی جانی چاہئے اور اس سے ٹھنڈے چولے چلنے چاہئیں۔ پنجاب کے لوگ اس کا پانی نہیں لیں گے لیکن اس سے بجلی بنائی جائے۔ اگر آج ان پانچوں ڈیموں پر کام شروع کر دیا جائے اور ہماری زندگی کے لئے یہ reservoirs بنائے جائیں میں اسی بات پر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور لاء منسٹر صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ حکومت نے مجھے اس قابل سمجھا کہ یہ develop consensus کرنے میں، میں کوئی کردار ادا کر سکتا ہوں۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے یہ بالکل درست فرمایا کہ ہم نے ان کو اس قابل سمجھا، یقیناً یہ اس قابل ہیں اور ویسے بھی انہوں نے جو فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے تو چودہ سو سال پہلے فرمایا تھا یہ پچھلے پانچ سال جو حکومت میں رہے ہیں اس

سے پہلے کا فرمایا ہوا ہے۔ وہ پانچ سال تو انہیں یہ بات بالکل یاد نہیں رہی اور اس دوران چاروں صوبوں میں اور وفاق میں ان کی حکومت تھی۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ایسے نہ کریں۔ آپ میری بات سنیں اور ایسی بات نہ کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس consensus کو پیدا کرنے کے لئے وفاق میں عہدہ کی ضرورت نہیں ہے۔ قائد حزب اختلاف کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنائیں اور وزیر آبپاشی راجہ ریاض صاحب کو بھی اس کمیٹی میں رکھیں وفاقی حکومت میں ان کا اثر ورسوخ ہے۔ یہ کمیٹی بے شک دو رکنی کمیٹی بنا دیں اور ہر اجلاس میں ان سے یہ رپورٹ طلب کی جائے کہ انہوں نے اس بارے میں کیا efforts کی ہیں کیونکہ یہ قرارداد صرف قرارداد ہی نہ رہ جائے اس پر پوری طرح سے کام ہونا چاہئے۔ انہوں نے پہلے کافی وقت ضائع کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: ہم اس پر فی الحال قرارداد پاس کرتے ہیں۔ ہم کمیٹی کی بات بیٹھ کر طے کریں گے۔ میں ابھی کمیٹی کی بات نہیں کر رہا صرف اس قرارداد کی حد تک بات کر رہا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری ایک گزارش ہے کہ یہ اتنا اہم معاملہ ہے اس پر ہاؤس میں ایک دن مقرر کر کے بحث ہونی چاہئے۔ جس میں ہم اس کی ٹیکنیکل باتوں کا ذکر کریں اور جو دوسرے جیسے صوبہ خیبر پختون خواہ اور صوبہ سندھ کے بھائیوں کے concerns کو بھی address کریں۔

جناب سپیکر: اگر پنجاب سے کمیٹی جائے گی تو اس میں آپ کو بھی میں ضرور شامل کروں گا۔ میں رانا صاحب کو یہ بھی کہتا ہوں کہ ایسے طعنے نہ دیئے جائیں کیونکہ صبح کا بھولا شام کو گھر آ جائے تو اس کو پھر کچھ اور نہیں کہنا چاہئے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایوان۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر صبح کا بھولا شام کو گھر آ جاتا تو ہم اسے بھولا نہ کہتے یہ تو رات دو بجے گھر واپس آ رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب نے پانچ سال کا ذکر کیا ہے لیکن کالا باغ ڈیم کی ضرورت بڑی دیر سے ہے یہ 1985 سے لے کر آج تک یہ

دو اتحادی حکومت اپنے اقتدار میں رہی پانچ سال سے پہلے کے دور کو بھی دیکھ لیں ہم تو الزام تراشیوں میں آنا نہیں چاہتے۔ یہ بھی بہت وقت ضائع کر کے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ سب مل کر بنائیں، سارے صوبے مل کر ڈیم بنائیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! جب کوئی قرارداد پاس ہو جاتی ہے تو اس کے بعد کمیٹی بنانے پر اس کا Rules کے تحت mandate کیا ہو گا، کیا آپ implementation کے لئے کمیٹی بنائیں گے اس بات کو پیش نظر رکھا جائے؟

جناب سپیکر: یہ کمیٹی ہم دوسرے صوبوں کو ملنے کے لئے بنا رہے ہیں۔ ہماری قرارداد وفاقی حکومت کو جا رہی ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہو گی کہ اپوزیشن کے فاضل ممبر جناب محسن لغاری صاحب نے جو تجویز دی ہے تو صوبہ خیبر پختون خواہ اور صوبہ سندھ کے اعتراضات پہلے ہی ساری قوم کے سامنے ہیں۔ یہاں detailed اور exhaustive بحث ہونے کے ساتھ ہم جو message اس ایوان سے بھیجیں گے وہ کمیٹی سے زیادہ strong ہو گا۔ میری گزارش بھی یہی ہو گی کہ اس پر بحث کے لئے ایک دن مختص کیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ اس پر بحث کیسے ہو گی۔ اب میں سوال put کرتا ہوں، اگر آپ oppose کر سکتے ہیں تو کریں۔

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ماہرین کے مطابق کالا باغ ڈیم کا بنانا چونکہ قابل عمل اور پورے پاکستان کے لئے سود مند ہے اس لئے اس کی تعمیر جلد از جلد شروع کرنے کے لئے چاروں صوبوں میں اتفاق رائے پیدا کرنے کے لئے اپنی کوششوں کا آغاز کرے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں تھوڑا سا اضافہ کرنا چاہتا ہوں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں بھی اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اب ملک جاوید اقبال صاحب کی قرارداد ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں ریکارڈ پر یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ کالا باغ ڈیم کی 1952 میں feasibility report بنی تھی اور جو جو لوگ اس میں ملوث رہے ہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ملوث نہیں بلکہ جن کی کوشش رہی ہے یا جن لوگوں نے اس کے بنانے میں حصہ ڈالا ہے۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! آپ اپنی قرارداد پڑھیں۔

عربی زبان کو کلاس اوّل سے لازمی قرار دینا

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ عربی زبان کو کلاس اول سے لازمی قرار دیا جائے۔"

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: I oppose it

MR. IJAZ AHMED KHAN: I oppose it

MIAN MUHAMMAD RAFIQUE: I oppose it

MR. KHALIL TAHIR SINDHU (Parliamentary Secretary for Human Rights & Minorities): I oppose it

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آج کل کے حالات میں عربی زبان کو جو پہلی جماعت سے لازمی قرار دینے سے بچوں پر جو تعلیمی بوجھ ہے اس سے مزید بوجھ شامل کرنے والی بات ہو جائے گی۔ جہاں تک ہمارا ثقافتی اور مذہبی لگاؤ جو عربی زبان کے ساتھ ہونا بالکل اپنی جگہ پر درست ہے لیکن آج کے دور میں ہمیں ضرورت سائنس، ٹیکنالوجی اور ان علوم کی ہے جو اس دنیا میں ہماری قوم کو آگے لے کر چلیں اور ہمارے لئے کارآمد ہوں۔ ابھی بچے پہلے ہی اتنا کچھ پڑھ رہے ہیں، ان کا اتنا بھاری بستہ ہوتا ہے اس بستے میں ہم ایک اور کتاب کو شامل کر کے ان کی زندگی میں مزید مشکلات پیدا کر دیں گے۔ ابھی بچے جو علوم پڑھ رہے ہیں پہلے وہ تو اچھی طرح پڑھ لیں۔ جس نے عربی پڑھنی ہوتی ہے وہ سینئر کلاسوں میں

وہ اختیاری مضمون کے طور پر پڑھ لیتے ہیں اور وہ option ان کے پاس ہوتا ہے اس لئے میں نے اس قرارداد کو oppose کیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے اس سلسلے میں ملک جاوید اقبال اعوان صاحب سے بات کی ہے تو اس میں کلاس اول کی حد تک کے بارے میں جیسے لغاری صاحب اور دوسرے معزز ممبران نے جو concern show کیا ہے وہ تقریباً justified معلوم ہوتا ہے۔ آپ اس قرارداد کو pending فرمادیں۔ اگر قرارداد میں سینئر کلاسوں سے عربی زبان کو شروع کرنے کی بات کی جائے تو وہ زیادہ بہتر ہو گا کیونکہ عربی بہر حال ہماری ایک مذہبی زبان ہے اور اسے بچوں کو پڑھنا بھی چاہئے اور سیکھنا بھی چاہئے۔

جناب سپیکر: اس کو کب تک pending کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگلے اجلاس تک کر دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اس قرارداد کو اگلے اجلاس تک pending کرتے ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب کی بات سے بالکل اتفاق ہے لیکن جن لوگوں نے یہاں پر قرارداد پیش ہونے کے بعد oppose کیا ہے ان کا مافی الضمیر سامنے آ جانا چاہئے اور پھر اس کے بعد لاء منسٹر صاحب conclude کرتے تو زیادہ مناسب ہوتا۔

جناب سپیکر: آپ کا مطلب ہے کہ ہم اس بات کے مخالف ہیں، آپ کا note آ گیا ہے، اب اس میں آپ کیا نئی بات کرنا چاہتے ہیں؟ لاء منسٹر صاحب نے اب اس کو pending کروا دیا ہے۔ جب دوبارہ ٹائم آئے گا تو پھر بات کر لیجئے گا۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! ہم نے اس کو oppose کیا ہے لیکن ہمارا مافی الضمیر اس پر اگر آج ہے تو ہو سکتا ہے کہ یہ ہاؤس better sense کی طرف travel کر سکے۔ جس دن یہ دوبارہ re-agitate اور take up ہو گی تو اس دن کر لیں گے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے اور سب اس بات پر اتفاق کرتے ہیں۔ اگلی پانچویں قرارداد سیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ کی طرف سے ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! اس سے پہلے قرارداد چودھری طاہر اقبال صاحب کی طرف سے ہے جسے سیمل کامران صاحبہ move کریں گی۔ ہم نے یہ لکھ کر دیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر:Power of attorney۔جی، محترمہ!پیش کریں۔

صوبہ کے شہروں اور قصبوں میں بننے والے بائی پاسوں سے ملحقہ ایریا کو کمرشلائزنہ کرنے کا مطالبہ

محترمہ سیمل کامران:جناب سپیکر!میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

''اس ایوان کی رائے ہے کہ آئندہ صوبہ پنجاب کے اندر بننے والے شہروں اور قصبوں کے bypassesکو limited access roadکے طور پر declare کیا جائے اور ان کو commercializedنہ کیا جائے۔نیز جو bypassesبن چکے ہیں ان کے ساتھ ساتھ 220فٹ تک کسی قسم کی عمارت بنانے کی اجازت نہ دی جائے تاکہ bypasses پر ٹریفک کے smooth flow کو یقینی بنایا جا سکے۔''

جناب سپیکر:جی، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

''اس ایوان کی رائے ہے کہ آئندہ صوبہ پنجاب کے اندر بننے والے شہروں اور قصبوں کے bypassesکو limited access roadکے طور پر declare کیا جائے اور ان کو commercializedنہ کیا جائے۔نیز جو bypassesبن چکے ہیں ان کے ساتھ ساتھ 220فٹ تک کسی قسم کی عمارت بنانے کی اجازت نہ دی جائے تاکہ bypasses پر ٹریفک کے smooth flow کو یقینی بنایا جا سکے۔''

SHEIKH ALA-UD-DIN: I oppose.

RANA MUHAMMAD AFZAL KHAN: I oppose.

MR IJAZ AHMED KHAN: I also oppose.

جناب سپیکر:جی، تینوں ممبر اس کوopposeکر رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!پہلے محترمہ اس پر اپنے argumentsدے لیں پھر بات کرتے ہیں۔

جناب سپیکر:جی، وہ دے رہی ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!ٹریفک کے بہاؤ کو regulate کرنے کے لئے اور حادثات سے بچنے کے لئے bypasses بنائے جاتے ہیں یعنی bypasses بنانے کا مقصد یہی ہے کہ شہروں سے باہر bypasses بنیں اور اگلے شہر یا قصبے کی طرف جو بھی ٹریفک جارہی ہے وہ بغیر کسی رکاوٹ کے اس کا smooth flow چلتا رہے۔

جناب سپیکر: جی،15 منٹ وقت بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!ابھی practice یہی چل رہی ہے کہ bypasses بنا تو دیئے جاتے ہیں لیکن کچھ عرصہ کے بعد وہ ایک بازار کی شکل اختیار کر لیتے ہیں جس کی سب سے بڑی مثال جی۔ٹی روڈ ہے اس پر گوجرانوالہ اور گجرات کے جو bypasses بنے ہوئے ہیں ان کو بنانے کا مقصد فوت ہو کر رہ گیا ہے۔اس وقت موجودہ صورتحال یہی ہے کہ پرانا جی۔ٹی روڈ اور ان bypasses میں کوئی فرق نظر نہیں آرہا۔ میرے بھائی شیخ علاؤالدین صاحب کا show room بھی bypass کے بالکل پاس ہے لیکن ہمیں اپنے اپنے show rooms کو اور اپنی personal liking and disliking کو ایک طرف رکھتے ہوئے یہ دیکھنا ہے کہ bypasses بنانے کا مقصد کیا ہے؟

جناب سپیکر: جو بندہ اپنے مفاد کا خیال نہیں کرتا وہ پھر کیا کرے گا؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!ہم یہاں پر اپنے پنجاب کے عوام کو represent کر رہے ہیں لہذا پہلے ہمیں ان کے مفادات کا خیال رکھنا چاہئے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!انہوں نے اب بات کی ہے تو میں یہ بات on record لانا چاہتا ہوں کہ میں نے 12۔کروڑ روپے کی زمین صرف وزیراعلیٰ پنجاب کے کہنے پر دی ہے اور اس بنیاد پر flyover کے لئے قربانی دی ہے جو مائی کا لال دے نہیں سکتا تھا اور تین سال میں نے bridge روکا ہے۔ محترمہ جو بات کر رہی ہیں تو میری وہ بلڈنگ اول تو bypass پر ہی نہیں تھی۔آپ کو بھی پتا ہے اور ریکارڈ پر موجود ہے کہ وہاں پر کیا ہوا تھا اور آج تک مجھے 12 پیسے نہیں ملے۔ یہ میں نے صرف اس عوام کے لئے برداشت کیا۔ان لوگوں کو مجھے عوام کا درد نہیں بتانا چاہئے جن کو اپنا درد نہیں معلوم۔

جناب سپیکر: جی،اس بات کو چھوڑیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرے بھائی کی problem یہ ہے کہ وہ بات کو سنے بغیر پہلے ہی decide کر لیتے ہیں کہ اگلا بندہ کیا کہنا چاہ رہا ہے؟ میں تو ان کو appreciate کرنا چاہتی تھی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!اب پھر بہن اور بھائی کا چکر شروع ہو گیا ہے۔ میں نے پہلے بھی اس floor پر کہا تھا کہ میں اپنی پانچ بہنوں کے علاوہ چھٹی بہن کو نہیں مانتا۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب!یہ الفاظ اچھے نہیں ہیں اور آپ pre-mature بات نہ کیا کریں۔ محترمہ کی پہلے بات سن لیں اور اگر آپ کو پسند نہیں آئے گی تو بات کر لینا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!اگر پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ میں یہ قربانیوں کی دہائیاں دیں تو شاید وہ زیادہ بہتر ہو گا۔ مجھے بات کرنے کا حق ہے کیونکہ میری یہ قرارداد ہے۔ پہلے قائد حزب اختلاف صاحب بات کر لیں تو پھر میں بات کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی،چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ یہاں پر rules کو observe کیا جانا زیادہ مناسب ہے۔ جب محترم شیخ علاؤالدین صاحب اسے oppose کر چکے ہیں تو ان کی اس پر بات کرنے کی باری آنی ہے تب وہ کر لیں۔ یہ جواب الجواب شروع ہو جاتا ہے پھر درمیان میں آپ کی وضع داری آڑے آتی ہے لہذا اپنی باری پر بولنا ہی مناسب ہے۔ یہ پہلے بھی دو تین دفعہ کہہ چکے ہیں کہ مجھے کوئی بھائی نہ کہے تو میرا خیال ہے کہ ان کے اس فرمان کو بھی honour کیا جانا چاہئے اور آئندہ انہیں مسٹر شیخ علاؤالدین کہا جائے کیونکہ وہ خود فرما چکے ہیں تو ان کے حکم اور ارشاد کے مطابق تعمیل کرتے ہوئے ان کو اب بھائی کوئی نہ کہے۔ شکریہ

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!میں جو بات کر رہی تھی اس کا مقصد صرف یہی تھا کہ اس صوبہ پنجاب میں There are very few people جو معزز ممبر شیخ علاؤالدین صاحب کی طرح ہیں جو اپنی property کو surrender کر دیں ورنہ کوئی بھی اپنی commercial property کسی bypass، کسی حکومت یا کسی public interest کے لئے surrender نہیں کرتا۔ معزز ممبر شیخ علاؤالدین صاحب سے میری یہ گزارش ہو گی کہ آئندہ یہ اپنی باری پر بات کریں تو بہتر ہو گا۔ کبھی یہ کسی منسٹر کی جگہ پر اور کبھی کسی کی بات پر جواب دینا شروع کر دیتے ہیں لہذا جتنے ہاؤس کے معزز ممبر یہ ہیں اتنے ہی باقی لوگ بھی ہیں۔اس طرح سے میرا بھی استحقاق مجروح ہوتا ہے جب انہوں نے دوسری دفعہ اسی ہاؤس میں اسی floor پر اس طرح سے بات کی ہے۔

جناب سپیکر: آپ relevant ہو جائیں اور اس بات کو چھوڑ دیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں تو relevant ہو جاؤں گی لیکن kindly یہ ہدایات آپ ان کو بھی pass کیا کریں کہ وہ بھی relevant ہوا کریں اور اپنی باری کا انتظار کیا کریں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ان bypasses کو بنانے کا مقصد یہی تھا کہ ٹریفک کے smooth flow کو ensured کیا جائے جو آئے دن حادثات ہوتے ہیں، ٹریفک جام ہوتی ہے اور اس bypass کو cross کر کے آگے جن قصبوں اور شہروں میں ٹریفک جانی ہوتی ہے وہ without any haste بحال رہے لیکن دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ جب commercialization ہو جاتی ہے، دکانیں اور بازار بن جاتے ہیں تو ٹریفک کے حادثات بھی ویسے ہی ہوتے ہیں اور ٹریفک بھی جام رہتی ہے تو پھر bypasses کے بنانے کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ ہم صوبہ پنجاب کی بات کر رہے ہیں تو پنجاب کے عوام کے خون پسینے اور ان کے دیئے گئے ٹیکسوں پر جو کمائیاں ہوتی ہیں ان سے یہ bypasses بنائے جاتے ہیں جن کا کوئی مقصد نہیں رہتا۔ گوجرانوالہ یا گجرات کے جی۔ٹی روڈ کی مثال آپ کے سامنے ہے۔ اس وقت وہ پرانے جی۔ٹی روڈ ہیں اور ان کو اگر آپ compare کریں تو ان میں کوئی difference نظر نہیں آئے گا لہذا یہ بات بڑی اہم ہے کہ جتنے بھی bypasses ہیں ان کو limited access road declared کیا جائے کیونکہ اگر limited access road declared نہیں کیا جائے گا تو اس کے ارد گرد جو سہولیات ہوں گی اس کی وجہ سے ٹریفک کا سارا بوجھ اس bypass پر آ جائے گا۔

جناب سپیکر! انسانی جان سے قیمتی چیز دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ ٹریفک کے حادثات میں ایک indicator کی چھوٹی سی negligence بھی انسانی جان کو ختم کر دیتی ہے اور ایک انسان چاہے وہ آدمی ہے یا عورت تو اس کی پوری family پر کس طرح سے اثر پڑتا ہے۔ آپ دیکھیں کہ جب گاڑیوں کے حادثات ہوتے ہیں تو بہت سے لوگ disable بھی ہو جاتے ہیں۔ ان bypasses پر جب دکانیں یا بازار بن جاتے ہیں تو اس کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ اس حوالے سے یا تو ایک قرارداد یہ لائی جائے کہ آئندہ صوبہ پنجاب میں کوئی bypass نہ بنے۔ اگر bypasses بننے ہیں اور بعد میں وہاں پر بازار بنا کر ان کو commercial ہی کرنا ہے تو پھر ان کے بنانے کا کیا فائدہ ہے؟ اگر ہم یہ کہتے ہیں کہ bypasses نہیں بننے چاہئیں، ان کو limited access road declare نہیں کرنا چاہئے تو پھر میرا نہیں خیال کہ

پنجاب کے غریب عوام کی خون پسینے کی کمائیوں سے مزید bypassesاس صوبے میں بننے چاہیئں۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس پر تھوڑی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر میں departmentکا version پڑھ دوں تو میں سمجھتا ہوں کہ دونوں اطراف کے ممبران کو کافی استفادہ ہوگا اور اس کے بعد اگر اسے اس انداز میں amendکر لیا جائے یا اسے pendingکر لیا جائے یا واپس لے لیا جائے تو میرا خیال ہے کہ ہم غیر ضروری بحث سے بچ جائیں گے۔

جناب سپیکر! محکمہ مواصلات و تعمیرات مختلف شہروں کے لئے آئندہ بننے والے bypasses کو limited access roadکے طور پر ڈیزائن کرنے کے حق میں نہ ہے کیونکہ اس صورت میں carriage way mainکے دونوں اطراف سروس روڈ بنانا ہوں گی جس سے تخمینہ لاگت میں بہت زیادہ اضافہ ہوگا۔ پھر یہ ایسے ہی ہوگا کہ آپ ایک bypassنہیں بنا رہے بلکہ تین bypassesکا خرچہ برداشت کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں آرڈیننس 1959 اور Amendment Act 1976 کی clause 8 کے تحت کسی بھی bypassیا ہائی وے کے centre سے 220 فٹ تک کوئی تعمیر نہیں ہو سکتی اور اگر یہ اتنی جگہ چھوڑی جائے اور اس کے اندر تعمیر نہ ہو تو پھر یقیناً جس problemکا محترمہ ذکر کر رہی ہیں وہ پیدا نہیں ہوتا۔ Problemوہاں پر ہوا ہے کہ جہاں پر لوگوں نے اس ruleپر عمل نہیں کیا اور 220 فٹ جگہ چھوڑے بغیر اس کے اندر بالکل on the roadلوگوں نے تعمیرات کر لیں جس کی وجہ سے یہ مشکل پیش آئی ہے تو اس سلسلے میں اس ruleپر مؤثر عملدرآمد کرنے کے لئے departmentنے ایک علیحدہ سیل تشکیل دیا ہے اور آئندہ کے لئے اس بات کو یقینی بنایا جائے گا کہ کسی بھی bypassپر اس کے centre سے 220 فٹ کے اندر اندر کسی قسم کی تعمیر نہ کی جائے تاکہ یہ problemپیدا نہ ہو۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! اگر آپ کی اجازت ہو تو میں لاء منسٹر صاحب کے محکمہ کی طرف سے پڑھے گئے جواب کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس قرارداد کے دو حصے ہیں جس میں محکمہ ایک کے ساتھ partially agree کر رہا ہے اور ایک کے ساتھ disagree کیا ہے۔ منسٹر صاحب نے اپنے ارشادات میں فرمایا ہے کہ اسے pending کر دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ اسے pending فرمادیں تاکہ ہم اپنی معروضات دوسرے کے بارے میں بھی کہہ سکیں اور اس کے بعد House میں consensus کے ساتھ فیصلہ ہو جائے گا تو لاء منسٹر صاحب کے کہنے کے مطابق اسے pending فرمادیا جائے۔

جناب سپیکر: اسے اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی قرارداد سیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ کی ہے۔ جی، محترمہ!

صوبہ میں بی اے تک تعلیم مفت کرنے کا مطالبہ

سیدہ ماجدہ زیدی: میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت صوبہ میں طلباء وطالبات کے لئے بی اے تک مفت تعلیم کا اہتمام کرے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت صوبہ میں طلباء وطالبات کے لئے بی اے تک مفت تعلیم کا اہتمام کرے۔"

MAJOR (RETD) ABDUL REHMAN RANA: I oppose it

MR. IJAZ AHMED KHAN: I oppose it

MIAN NASEER AHMAD: I oppose it

جناب سپیکر: جی، محترمہ! اسے oppose کیا گیا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میرا مقصد یہ ہے کہ حکومت کے 60 فیصد سکولوں کی upgradation ہو چکی ہے جہاں پر ایف اے تک تعلیم دی جارہی ہے اور اگر ان سکولوں میں مفت تعلیم ہو گی تو ہمارے غریب طلباء اور طالبات میٹرک کے بعد وہاں ایف اے بھی کر سکتے ہیں اور آگے اگر بی اے تک یہ تعلیم ہو جائے تو اس سے غریب لوگوں کو بڑا فائدہ ہو گا۔ اس میں ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہمارے پاس فنڈز

نہیں ہیں تو یہ بڑا ضروری ہے اور اگر آپ کو اپنے صوبہ اور ملک کا literacy rate up کرنا ہے اور اپنے بچوں کو تعلیم یافتہ بنانا ہے تو ہمیں یہ سہولت انہیں دینی چاہئے جبکہ پچھلی حکومت نے میٹرک تک تعلیم مفت کی تھی اس لئے اب ہمیں ذرا آگے چلنا چاہئے اور ایک قدم مزید آگے بڑھا کر بچوں کے لئے بی اے تک تعلیم مفت کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، میاں نصیر احمد صاحب!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یہاں پر جس قرارداد کو پاس کرنے کا کہا گیا ہے تو اگر پنجاب میں پرائمری سکولوں میں ہونے والی رجسٹریشن کے facts & figures دیکھے جائیں تو اس رجسٹریشن کا صرف 10 فیصد گریجویشن کے لئے جاتا ہے اور اگر گریجویشن طلباء کی cost دیکھی جائے تو تقریباً اس ایک گریجویٹ student کی cost میں 50 بچے پرائمری تک تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔یہاں میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میری بہن نے literacy rate کی بات کی تو اس سے مراد گریجویشن نہیں ہے بلکہ ایک میٹرک پاس بندہ بھی literacy rate کی server ratio کے اندر آتا ہے اور پوری دنیا کے اندر اگر تعلیم کا نظام دیکھا جائے تو کہیں بھی ہائر ایجوکیشن مفت نہیں دی جاتی بلکہ تمام تر focus پرائمری اور سیکنڈری ایجوکیشن پر ہوتا ہے تو ہماری بنیادی طور پر 100 فیصد رجسٹریشن پرائمری میں ہوتی ہے اور اس کے بعد سیکنڈری میں تعداد جاتی ہے۔ پنجاب وہ صوبہ ہے جہاں پر salaries دینا مشکل ہو رہا ہے اور وہاں پر تعلیم کا بجٹ انتہائی چار یا پانچ فیصد سے زیادہ نہیں ہے تو اس کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ گریجویشن تک بچوں کو مفت تعلیم دی جائے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو بجٹ ہم نے بی اے کے طلباء کے لئے دینا ہے جو کل رجسٹریشن کا صرف 10 فیصد ہے، وہ تمام بجٹ پرائمری کی رجسٹریشن اور ان علاقوں پر لگایا جائے جہاں ہم ایجوکیشن کی سہولت فراہم نہیں کر پا رہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: اعجاز احمد خان صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! کاش ہمارے صوبہ کی معیشت اتنی مضبوط ہوتی کہ اس قسم کی خواہش کی support کی جاتی۔یہاں صورتحال تو یہ ہے کہ اس صوبہ میں 65 ہزار کام کرنے والے پرائمری، ایلیمنٹری اور میٹرک سکولوں میں missing facilities اور بنیادی requirements بھی پوری نہیں ہیں۔ میٹرک تک مفت تعلیم دینے کا فیصلہ بھی سیاسی تھا اور اس وقت بھی ان missing facilities کو provide کرنے کے لئے کوئی substantial effort نہیں کی گئی۔آج جب اس بات

کا مطالبہ کیا جائے کہ بی اے تک مفت تعلیم کر دی جائے تو اگر ہم اپنے محدود وسائل کو میٹرک تک تعلیم فراہم کرنے والے اداروں کو equip کر کے انہیں focus کر لیں تو وہ زیادہ قومی خدمت ہو گی۔

دوسری بات یہ ہے کہ پہلے ہی یہ credit حالیہ حکومت کو جاتا ہے کہ Punjab endowment fund قائم ہوا ہے اور 2۔ارب روپے کی خطیر رقم اس میں سالانہ شامل ہوتی ہے۔ ابھی تین سالوں میں وہ رقم 6۔ارب روپے ہو چکی ہے اور یہ رقم ان ہونہار طلباء وطالبات کے لئے ہے جنہوں نے میٹرک میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے، اچھے نمبر لئے تو انہیں آگے تعلیم حاصل کرنے میں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ پہلے ہی ریاست اور صوبائی حکومت اس میں patronized کر رہی ہے تو ایسے کسی جذباتی فیصلے پر ہم implement نہیں کر سکیں گے لہذا ہمیں بڑی ہوش اور دانشمندی کے ساتھ اپنی معیشت کے حالیہ حالات کو دیکھتے ہوئے اور جو national disaster ہم آج face کر رہے ہیں کہ سارے وسائل کا رخ ہم نے متاثرین سیلاب کی طرف کیا ہوا ہے تو ایسے حالات میں قطعی طور پر یہ ممکن نہیں ہے اس لئے میں ان معروضی حالات کی روشنی میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسے turn down کیا جانا چاہئے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس قرارداد کو پیش کرنے والی محرکہ نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے تو میرا خیال ہے کہ انہیں خود پتا نہیں ہے کہ وہ کیا کہنا چاہتی ہیں کیونکہ انہوں نے ایک طرف literacy rate کی بات ہے اور دوسری طرف کہا ہے کہ سکول کے اندر گیارہویں اور بارہویں کی کلاسیں لگی ہوئی ہیں اور وہ مفت ہونی چاہیئں۔ وہ یہ کہہ رہی ہیں کہ بی اے تک تعلیم مفت ہونی چاہئے تو کسی سکول میں بی اے تک تعلیم نہیں ہے اس لئے انہیں چاہئے کہ وہ اس پر دوبارہ غور کریں اور ساتھ ہی دوسری بات کہ تخیلاتی طور پر تو یہ بات ٹھیک ہے کہ بی اے، ایم اے نہیں بلکہ پی ایچ ڈی تک مفت تعلیم ہونی چاہئے لیکن ground realties کو بھی دیکھا جائے۔

جناب سپیکر: House کا وقت مزید 15 منٹ بڑھا دیا جائے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! بنیادی تعلیم کے لئے حکومت کا فرض بنتا ہے کہ وہ عوام کو بنیادی تعلیم مفت دے اور وہ میٹرک تک ہے۔ میٹرک کے بعد اگر کہیں کہ جن سکولوں میں گیارہویں اور بارہویں کی کلاسیں لگتی ہیں تو وہاں پر بھی تعلیم مفت کر دی جائے تو وہ ہم ماننے کو تیار ہیں کہ ٹھیک ہے لیکن جب اعلیٰ تعلیم کی بات آتی ہے تو جو لوگ afford کرتے ہیں وہی اعلیٰ تعلیم اپنے بچوں کو

دلاتے ہیں اور حکومت پہلے ہی انہیں subsidized کر رہی ہے اور یہ نہیں ہے کہ سارا بوجھ طلباء پر ہے۔ سب سے پہلے ہماری ترجیحات یہ ہونی چاہیئں کہ بنیادی تعلیم عوام کو مفت ملے اور ایک معیاری تعلیم ملے اس پر حکومت کام کر رہی ہے۔ جب وہ پورا ہو جائے تو پھر یہ قرارداد لے آئیں تو میرا خیال ہے کہ وہ اس قرارداد پر عملدرآمد کرنے کا مناسب وقت ہو گا ۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو مفت تعلیم کا معاملہ ہے تو Constitution کے آرٹیکل 37(b) کے تحت وہاں پر باقاعدہ درج ہے کہ میٹرک تک مفت تعلیم مہیا کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اب اس کے برعکس Resolution آئین کی اس شق سے متصادم ہو گا۔ اس کے لئے پھر آئین میں amendment کی ضرورت ہو گی۔ باقی جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ میٹرک کے بعد جو سٹوڈنٹس ایف اے، بی اے یا دوسری professional Degrees حاصل کرتے ہیں اس کے لئے جیسا یہاں پر اعجاز خان صاحب نے ذکر کیا کہ اس وقت تک اس Endowment Fund میں 6۔ ارب روپے کی رقم جمع ہو چکی ہے اور آنے والے سالوں میں جب یہ رقم 10۔ ارب روپے سے اوپر جائے گی تو یقیناً ہر وہ بچہ جو تعلیم حاصل کرنے کی استعداد رکھتا ہے اور اچھے گریڈز میں ہے اس کو حکومت کی طرف سے وظیفہ دیا جا سکے گا۔ اس وقت بھی کروڑوں روپے مختلف students کو جن کے ایف اے، بی اے میں گریڈز بہتر ہیں اور وہ سینئر کلاسوں میں حصہ لے رہے ہیں ان کو تعلیم مفت مہیا کی جا رہی ہے۔ ان کے اخراجات کے مطابق ان کو وظائف اور مالی امداد دی جا رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بجائے اس Resolution کو turn down کیا جائے میری محترمہ سے گزارش ہے کہ اس سلسلے میں حکومت already کام کر رہی ہے اور آئین میں already یہ بات درج ہے۔ کوئی ایک صوبہ Constitution کی violation کرتے ہوئے اپنے طور پر علیحدہ سے کوئی ماحول create نہیں کر سکتا اس لئے بہتر ہو گا کہ اس کو withdraw کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ بتائیں کہ اس پر کیا کرنا چاہئے؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! Constitution کی violation تو ہم کبھی بھی نہیں چاہتے لیکن جو oppose کرنے والے میرے ایک دو مہربانوں نے بات کی ہے۔ اس قرارداد سے یہی اظہار کیا گیا ہے اور جو message گیا ہے کہ بنیادی تعلیم میٹرک تک کے بعد چونکہ

selective education آجاتی ہے اس کے بعد غریب کا بچہ اگر effort نہ کر سکے تو ہائر ایجوکیشن کے لئے نہیں جا سکتا اس کے لئے ان کو کچھ نہ کچھ کرنا چاہئے تھا۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! Let me correct you

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): ہم آپ پر چھوڑتے ہیں۔ اگر یہ آئین سے متصادم ہے تو اس کا فیصلہ آپ فرما دیجئے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، جو بھی غریب بچہ ہو، talented ہو اور وہ اپنی تعلیم جاری رکھنا چاہتا ہو تو اس کے لئے میری معلومات کے مطابق پنجاب حکومت نے ان بچوں کے لئے تقریباً 2۔ارب روپیہ رکھا ہوا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! جو بچے پچاس فیصد نمبر لیتے ہیں ان کو آگے مفت تعلیم دے دیں۔ اس میں کوئی condition لگا دیں لیکن ان کو ریلیف ملنا چاہئے۔

جناب سپیکر: یہ اگر پوزیشن ہولڈر کے لئے ہے تو پھر سب کو محنت کرنی چاہئے۔ میرے خیال میں اس کو واپس لیا جائے یہ بہتر ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! اس کو conditional کر دیں۔ بی اے تک نہیں تو کم از کم ایف اے تک کر دیں۔ کوئی condition لگا کر کوئی نئی سہولت طالب علموں کو دیں۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ پھر بعد میں منسٹر صاحب سے discussion کر لیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں بھی اس پر بات کرنا چاہتا ہوں اور میں اس پر بہتر تجاویز دوں گا۔

جناب سپیکر: No, I am sorry شکریہ۔ رانا صاحب کی طرف سے قواعد کی معطلی کی تحریک ہے۔ وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان، سینئر وزیر راجہ ریاض احمد اور لیڈر آف دی اپوزیشن چودھری ظہیر الدین خان، مخدوم سید احمد محمود ایم پی اے اور جناب علی حیدر نور خان نیازی ایم پی اے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو ہونے والی سزا کے سلسلہ میں تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس طرح سے بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں decide ہوا تھا اور یہ دونوں تحریک متفقہ طور پر تھیں۔ ایک تحریک ٹریژری بنچوں کی طرف سے اور دوسری اپوزیشن کی طرف سے پیش ہونا تھی۔ میرے پاس جو فولڈر آیا ہے وہ کشمیر سے متعلق جو تحریک ہے میں اسے پیش کرنے جا رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کشمیر سے متعلق تحریک پیش کریں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پہلے یہ decide ہوا تھا کہ پہلے وہ پیش کریں گے لیکن اس کے بعد انہوں نے یہ والا فولڈر میرے پاس بھیجا ہے۔ جیسے آپ کہیں۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! انہوں نے ہماری request کو honour کیا ہے۔ ہمارے ساتھی ڈاکٹر عافیہ والی قرارداد پڑھیں گے۔ آپ کو ہم نے message دیا تھا اور آپ نے مہربانی فرمائی وہ ان کو بھیج دیا گیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): اس کا مطلب ہے کہ کشمیر والی میں نے پڑھنی ہے۔

جناب سپیکر: جناب شیر علی خان! آپ پڑھیں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو ہونے والی سزا کے سلسلہ میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو ہونے والی سزا کے سلسلہ میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو ہونے والی سزا کے سلسلہ میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو امریکہ میں دی گئی سزا کی پُرزور مذمت

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان ایک من گھڑت اور انتہائی کمزور کیس میں امریکی عدالت کی جانب سے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو 86 برس کی قید کی سزا کی پُرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس سزا نے انسانی حقوق بالخصوص خواتین کے حقوق کے چیمپیئن ہونے کے دعویدار ملک امریکا کے انسانی حقوق کے تحفظ کے دعوؤں کی قلعی کھول دی ہے اور اس کے نام نہاد انصاف پسند چہرے کو بھی بے نقاب کر دیا ہے۔ پنجاب اسمبلی کا یہ نمائندہ ایوان قرار دیتا ہے کہ یہ سزا ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو نہیں بلکہ پوری پاکستانی قوم اور پوری مسلم امہ کو دی گئی ہے کیونکہ اس سزا کا مقصد دین اسلام اور اسلامی معاشرے پر کاری ضرب لگانا ہے جس کے لئے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو بطور symbol اس کے جرم بے گناہی کی ناقابل یقین سزا دی گئی ہے۔ اس وقت قوم سخت رنج و تکلیف میں ہے اور ڈاکٹر عافیہ کے خاندان کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کرتے ہوئے سوگ میں ڈوبی ہوئی ہے۔ ڈاکٹر عافیہ کی سزا کے خلاف ملک گیر احتجاج کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے اور اس وطن عزیز کا ہر خاندان ڈاکٹر عافیہ کے خاندان کے دکھوں میں برابر کا شریک ہے۔ یہ ایوان مطالبہ کرتا ہے کہ ڈاکٹر عافیہ کی غیر انسانی اور غیر فطری سزا کے خلاف وفاقی حکومت عملی اقدامات کرے اور قوم کی بیٹی کی باعزت وطن واپسی کو یقینی بنائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان ایک من گھڑت اور انتہائی کمزور کیس میں امریکی عدالت کی جانب سے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو 86 برس کی قید کی سزا کی پُرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس سزا نے انسانی حقوق بالخصوص خواتین کے حقوق کے چیمپیئن ہونے کے دعویدار ملک امریکا کے انسانی حقوق

کے تحفظ کے دعوؤں کی قلعی کھول دی ہے اور اس کے نام نہاد انصاف پسند چہرے کو بھی بے نقاب کر دیا ہے۔ پنجاب اسمبلی کا یہ نمائندہ ایوان قرار دیتا ہے کہ یہ سزا ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو نہیں بلکہ پوری پاکستانی قوم اور پوری مسلم امہ کو دی گئی ہے کیونکہ اس سزا کا مقصد دین اسلام اور اسلامی معاشرے پر کاری ضرب لگانا ہے جس کے لئے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو بطور symbol اس کے جرم بے گناہی کی ناقابل یقین سزا دی گئی ہے۔ اس وقت قوم سخت رنج و تکلیف میں ہے اور ڈاکٹر عافیہ کے خاندان کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کرتے ہوئے سوگ میں ڈوبی ہوئی ہے۔ ڈاکٹر عافیہ کی سزا کے خلاف ملک گیر احتجاج کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے اور اس وطن عزیز کا ہر خاندان ڈاکٹر عافیہ کے خاندان کے دکھوں میں برابر کا شریک ہے۔ یہ ایوان مطالبہ کرتا ہے کہ ڈاکٹر عافیہ کی غیر انسانی اور غیر فطری سزا کے خلاف وفاقی حکومت عملی اقدامات کرے اور قوم کی بیٹی کی باعزت وطن واپسی کو یقینی بنائے۔"

اس کی مخالفت تو کسی نے نہیں کی ہے۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان ایک من گھڑت اور انتہائی کمزور کیس میں امریکی عدالت کی جانب سے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو 86 برس کی قید کی سزا کی پرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس سزا نے انسانی حقوق بالخصوص خواتین کے حقوق کے چیمپیئن ہونے کے دعویدار ملک امریکا کے انسانی حقوق کے تحفظ کے دعوؤں کی قلعی کھول دی ہے اور اس کے نام نہاد انصاف پسند چہرے کو بھی بے نقاب کر دیا ہے۔ پنجاب اسمبلی کا یہ نمائندہ ایوان قرار دیتا ہے کہ یہ سزا ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو نہیں بلکہ پوری پاکستانی قوم اور پوری مسلم امہ کو دی گئی ہے کیونکہ اس سزا کا مقصد دین اسلام اور اسلامی معاشرے پر کاری ضرب لگانا ہے جس کے لئے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو بطور symbol اس کے جرم بے گناہی کی ناقابل یقین سزا دی گئی ہے۔ اس وقت قوم سخت رنج و تکلیف میں ہے اور ڈاکٹر عافیہ کے خاندان کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کرتے ہوئے سوگ میں ڈوبی ہوئی ہے۔ ڈاکٹر عافیہ کی سزا کے خلاف ملک گیر احتجاج کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے اور

اس وطن عزیز کاہر خاندان ڈاکٹر عافیہ کے خاندان کے دکھوں میں برابر کا شریک ہے۔ یہ ایوان مطالبہ کرتا ہے کہ ڈاکٹر عافیہ کی غیر انسانی اور غیر فطری سزا کے خلاف وفاقی حکومت عملی اقدامات کرے اور قوم کی بیٹی کی باعزت وطن واپسی کو یقینی بنائے۔"

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں اس کے خلاف تو نہیں ہوں لیکن اس پر تھوڑی سی بات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں بات کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ان کو بات کرنے دی جائے۔ جی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں پہلے نمبر پر اس قرارداد کی بطور پاکستانی مسیحی ہوتے ہوئے بھرپور حمایت کرتا ہوں اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہتا ہوں کہ جو عملی اقدامات کئے ہیں اس کو ذرا change کر دیا جائے کہ حکومت یہ کرے اور فلاں یہ کرے۔ اس میں تھوڑا اس طرف آنا چاہئے کہ فیڈرل گورنمنٹ کو اس میں وہاں پر ابھی اپیل کے chances ہیں۔ ایک تو پہلے انسانی حقوق کی خلاف ورزی یہ ہے کہ جہاں سے کسی کو گرفتار کیا جاتا ہے اور وہیں پر اسی کا trial ہوتا ہے اور پہلی violation یہی ہوئی ہے اور دوسرا اس میں، میں اس ایوان کی وساطت سے صوبائی حکومت سے یہ مطالبہ کرنا چاہتا ہوں کہ فیڈرل حکومت سے یہ مطالبہ کیا جائے کہ پاکستان میں بہت اچھے وکلاء ہیں اور ایک پینل وہاں پر جائے، اس کیس کو مزید وہاں پر اپیل میں لے جائے اور اگر صرف یہاں پر احتجاج کرتے رہے تو اپیل کا وقت بھی گزر جائے گا اور یہ بھی بتایا جائے کہ کہاں سے اسے پکڑا گیا اور کس کے دور میں پکڑا گیا؟ یہ سب بے شک نہ کریں لیکن یہ ضرور کریں کہ فیڈرل گورنمنٹ ایک اچھے وکلاء کا پینل بنا کر وہاں بھیجے کیونکہ یہ انسانی حقوق کی violation بھی ہے جس طرح شیر علی صاحب نے کہا یہ اسلامی وقار پر ایک آنچ ہے۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں لیکن پاکستان میں رہتے ہوئے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اسی طرح ہمارے دل بھی آپ کے ساتھ دھڑکتے ہیں۔ یہ ایک انسان کا معاملہ ہے وہ بے شک امریکہ کی بھی citizen ہیں اور پاکستان کی بھی citizen ہے لیکن

وہاں پر اس کے لئے وکلاء کی ایک ٹیم بنا کر بھیجی جائے۔secondly میں اس کی مخالفت نہیں کر رہا بلکہ میں اس کی حمایت کر رہا ہوں اور اس حوالے سے جو ہمارا نقطہ نظر ہے میں سمجھتا تھا اور میرا ضمیر کہتا تھا کہ میں اس کو پیش کروں۔آپ کا بہت شکریہ

جناب سپیکر:آپ اور مسیحی برادری کا بہت شکریہ اور جو باتیں آپ نے ہمیں بتائی ہیں وہ یقیناً آپ کی ہمدردیاں اور آپ کی محبت پاکستان اور پاکستان کی عوام سے ہے۔ڈاکٹر عافیہ کے کیس میں آپ ہمارے ساتھ برابر کے شریک ہیں ہم آپ کے شکر گزار ہیں جہاں تک آپ نے وکلاء کے پینل کی بات کی ہے تو میں اس میں گزارش کروں کہ عملی اقدامات کا مطلب بھی یہی ہے کہ جو بھی آپ کرنا چاہتے ہیں اور وہاں کسی Barrister کو بھجوانا چاہتے ہیں یا کوئی ٹیم بھیجنا چاہتے ہیں وہ بھجوائیں۔

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

رانا محمد افضل خان:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: بھائی!ابھی بہت کام باقی ہے اور ایک بہت ضروری قرارداد بھی ہے۔وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان، سینئر وزیر راجہ ریاض احمد، قائد حزب اختلاف چودھری ظہیر الدین خان، مخدوم سید احمد محمود ایم پی اے اور جناب علی حیدر نور خان نیازی ایم پی اے نے "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے مقبوضہ کشمیر میں جاری بھارتی جارحیت کے سلسلے میں ایک قرار داد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے "محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے مقبوضہ کشمیر میں جاری بھارتی جارحیت کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے مقبوضہ کشمیر میں جاری بھارتی جارحیت کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے مقبوضہ کشمیر میں جاری بھارتی جارحیت کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: محرک اپنی قرارداد پیش کرے۔

قرارداد

مقبوضہ کشمیر میں جاری بھارتی جارحیت کی پُرزور مذمت اور آزادی کشمیر کی تحریک کی مکمل سفارتی واخلاقی حمایت کا اعلان

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

''صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان مقبوضہ کشمیر میں جاری بھارتی جارحیت کی پُرزور مذمت کرتا ہے۔ آج آزادی کشمیر کی تحریک بام عروج پر ہے۔ کشمیری آزادی کے لئے بے دریغ قربانیاں دے رہے ہیں۔ چار ماہ سے جاری ''بھارتیو کشمیر چھوڑ دو'' تحریک کے دوران ڈیڑھ سو کے قریب شہادتیں ہو چکی ہیں۔ زخمیوں کی تعداد پندرہ سو اور ساڑھے تین ہزار کشمیریوں کو جیلوں میں ٹھونسا گیا۔ کشمیری آزادی کے لئے اپنے حصے کا کردار بخوبی ادا کر رہے ہیں۔ اب پاکستان کی طرف سے کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے۔ آج پاکستان کی طرف سے کشمیریوں کی بھرپور مدد کی ضرورت ہے۔ یہ ایوان بھارت کی جانب سے مزید فوج کی تعیناتی کی بھی بھرپور مذمت کرتا ہے اور وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ کشمیریوں کی مکمل

سفارتی اور اخلاقی حمایت کا ایک بار پھر اعادہ کرے اور عالمی برادری سے اس سلسلے میں اپنا کردار ادا کرنے کی اپیل کرے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان مقبوضہ کشمیر میں جاری بھارتی جارحیت کی پُرزور مذمت کرتا ہے۔ آج آزادی کشمیر کی تحریک بام عروج پر ہے۔ کشمیری آزادی کے لئے بے دریغ قربانیاں دے رہے ہیں۔ چار ماہ سے جاری "بھارتیو کشمیر چھوڑ دو" تحریک کے دوران ڈیڑھ سو کے قریب شہادتیں ہو چکی ہیں۔ زخمیوں کی تعداد پندرہ سو اور ساڑھے تین ہزار کشمیریوں کو جیلوں میں ٹھونسا گیا۔ کشمیری آزادی کے لئے اپنے حصے کا کردار بخوبی ادا کر رہے ہیں۔ اب پاکستان کی طرف سے کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے۔ آج پاکستان کی طرف سے کشمیریوں کی بھرپور مدد کی ضرورت ہے۔ یہ ایوان بھارت کی جانب سے مزید فوج کی تعیناتی کی بھی بھرپور مذمت کرتا ہے اور وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ کشمیریوں کی مکمل سفارتی اور اخلاقی حمایت کا ایک بار پھر اعادہ کرے اور عالمی برادری سے اس سلسلے میں اپنا کردار ادا کرنے کی اپیل کرے۔"

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ اس میں کچھ کہنا چاہیں گی؟

صاحبزادی نرگس ظفر: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں آزاد کشمیر کی رہائشی ہوں اور اس ایوان کی ممبر ہوں۔ میرا فرض بنتا ہے کہ کشمیر کی موجودہ صورتحال اور جو نہتے کشمیریوں پر ظلم ہو رہا ہے اس سلسلے میں ایوان میں آواز اُٹھاؤں۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے مسئلہ کشمیر کو عالمی سطح پر اُجاگر کیا اور عملی طور پر عوام کو نمائندگی کا حق دیا۔ میرے والد محترم صاحبزادہ محمد اسحاق ظفر (مرحوم) آزاد کشمیر کے سپیکر، سینئر وزیر، پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ کے عہدوں پر فائز رہے، انہوں نے مسئلہ کشمیر کو عالمی سطح پر اور ہر سیاسی پلیٹ فارم پر اُجاگر کیا۔ انہوں نے جنیوا کانفرنس، کشمیر انٹرنیشنل کانفرنس میں اپنے قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کا دوٹوک مؤقف اختیار کیا۔ ہم کشمیریوں سے بہتر کوئی نہیں جانتا کہ مسئلہ کشمیر کے سلسلے میں کون کون مخلص ہے۔ یورپین ممالک میں اگر ایک کتا بھی مر جائے تو وہاں پر ہنگامی صورتحال نافذ ہو جاتی ہے۔ مقبوضہ کشمیر میں نہتے مسلمانوں کی آئے دن قتل و غارت کی جاتی ہے اس پر اقوام متحدہ خاموش ہے۔ میری اس ایوان میں موجود تمام جماعتوں سے

گزارش ہے کہ وہ مسئلہ کشمیر کے سلسلے میں اقوام متحدہ کے دفاتر میں جاکر قرارداد پیش کریں تاکہ جو عالمی برادری سوئی ہوئی ہے وہ جاگے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان مقبوضہ کشمیر میں جاری بھارتی جارحیت کی پُرزور مذمت کرتا ہے۔ آج آزادی کشمیر کی تحریک بام عروج پر ہے۔ کشمیری آزادی کے لئے بے دریغ قربانیاں دے رہے ہیں۔ چار ماہ سے جاری "بھارتیو کشمیر چھوڑ دو" تحریک کے دوران ڈیڑھ سو کے قریب شہادتیں ہو چکی ہیں۔ زخمیوں کی تعداد پندرہ سو اور ساڑھے تین ہزار کشمیریوں کو جیلوں میں ٹھونسا گیا۔ کشمیری آزادی کے لئے اپنے حصے کا کردار بخوبی ادا کر رہے ہیں۔ اب پاکستان کی طرف سے کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے۔ آج پاکستان کی طرف سے کشمیریوں کی بھرپور مدد کی ضرورت ہے۔ یہ ایوان بھارت کی جانب سے مزید فوج کی تعیناتی کی بھی بھرپور مذمت کرتا ہے اور وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ کشمیریوں کی مکمل سفارتی اور اخلاقی حمایت کا ایک بار پھر اعادہ کرے اور عالمی برادری سے اس سلسلے میں اپنا کردار ادا کرنے کی اپیل کرے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اب محمد محسن خان لغاری صاحب کی قرارداد ہے۔ جناب محمد محسن خان لغاری ایم پی اے نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے سیلاب زدہ علاقوں کے کسانوں کی مالی معاونت کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

جناب محمد محسن خان لغاری: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:۔

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے سیلاب زدہ علاقوں کے کسانوں کی مالی معاونت کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے سیلاب زدہ علاقوں کے کسانوں کی مالی معاونت کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کی کاپی آپ کو ملی ہے۔ مجھے تو ابھی تک اس کی کاپی بھی نہیں ملی۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب کو اس کی کاپی دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ویسے بھی آج بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں یہ طے ہوا ہے کہ اگلے دو روز، بدھ اور جمعرات کو flood پر بحث ہو گی۔ اس کے بعد جو بھی ایوان کی رائے ہو گی اس کے مطابق اگر لغاری صاحب کوئی قرارداد بھی لانا مناسب سمجھیں تو لے آئیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: میں نے پہلے سے جمع کروائی ہوئی تھی۔ مجھے نہیں پتا تھا کہ آج بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں کیا طے ہوا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جی، یہ دو روز بدھ اور جمعرات اس کے لئے طے ہوئے ہیں۔ کل آپ آغاز کریں، اگر لیڈر آف دی اپوزیشن آپ کو اجازت دیں تو آپ کی طرف سے اس بحث کا آغاز ہو اس کے بعد پورا ہاؤس اس پر اپنا اظہار خیال کرے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آدھا منٹ راناصاحب کا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آج اس ہاؤس نے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے بارے میں قرارداد پاس کی۔۔۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب بات کر لیں پھر میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں اپنے ساتھی سے request کرتا ہوں کہ وہ آج اس پر press نہ کریں ہم آج اس کو پیش نہیں کرتے لیکن ایک استدعا ہے کہ کل اس پر سیر حاصل گفتگو کرنے کے لئے وقت دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ آج ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے بارے میں ہاؤس نے جو قرارداد پیش کی وہ پورے پاکستان کے اس وقت کے عوام کی سوچ کی ترجمانی ضرور کرتی ہے لیکن میرے ذہن میں چند سوال ہیں اگر پاکستان کی سپریم کورٹ میں کوئی کیس چل رہا ہو اور امریکہ کی کوئی state اسمبلی میں Resolution پاس کرے تو کیا پاکستان کی سپریم کورٹ کو اس اسمبلی کی Resolution کا نوٹس لینا چاہئے؟ میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی ملک کے لئے ویزے کی درخواست دیتا ہے تو وہ اس ملک کے قانون کے تابع ہونے کے دستخط کرتا ہے کہ اگر میں اس ملک میں جاؤں گا تو میں اس ملک کے قانون کے تابع ہوں گا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: یہ بات چھوڑ دیں، اب یہ بات نہیں ہے، ethics کی بات ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! ٹھیک ہے منظور ہو گئی۔ میں صرف ایوان کو چند باتیں سوچنے کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا بہت شکریہ۔ میرے خیال میں اب اس بات کو چھوڑ دیں۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا۔ اب اجلاس کل 6۔اکتوبر 2010 صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔ شکریہ

149

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،6۔اکتوبر2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ آبکاری ومحصولات)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

سرکاری کارروائی

1۔ پنجاب کے امور سے متعلق پالیسی اصولوں کی پاسداری اوران پر عملدرآمد کی رپورٹ برائے سال2008ایوان کی میز پر رکھنا

ایک وزیر پنجاب کے معاملات سے متعلق پالیسی اصولوں کی پاسداری اوران پر عملدرآمد کی رپورٹ برائے سال2008ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

2۔ پنجاب بیت المال کونسل کی سالانہ کارکردگی رپورٹ برائے سال2008ایوان کی میز پر رکھنا

ایک وزیر پنجاب بیت المال کونسل کی سالانہ کارکردگی رپورٹ برائے سال2008ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

3۔ پنجاب بیت المال کونسل کی سالانہ کارکردگی رپورٹ برائے سال2009ایوان کی میز پر رکھنا

ایک وزیر پنجاب بیت المال کونسل کی سالانہ کارکردگی رپورٹ برائے سال2009ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

4۔ ادارہ محتسب پنجاب کی سالانہ رپورٹ برائے سال2009ایوان کی میز پر رکھنا

ایک وزیر ادارہ محتسب پنجاب کی سالانہ رپورٹ برائے سال2009ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

5۔ مسودہ قانون(ترمیم)مقامی حکومت پنجاب2010(مسودہ قانون نمبر21بابت2010) ایک وزیر مسودہ قانون(ترمیم)مقامی حکومت پنجاب2010ایوان میں پیش کریں گے۔

6۔ سیلاب متاثرین کے ریلیف اور بحالی پر عام بحث۔

151

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا بیسواں اجلاس

بدھ،6۔اکتوبر2010

(یوم الاربعاء،26۔شوال المعظم1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح10بج کر58منٹ پر زیر صدارت

جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالماجد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

مَآ أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ
فِي ٱلۡأَرۡضِ وَلَا فِيٓ أَنفُسِكُمۡ إِلَّا فِي كِتَٰبٍ مِّن قَبۡلِ أَن نَّبۡرَأَهَآ إِنَّ
ذَٰلِكَ عَلَى ٱللَّهِ يَسِيرٌ ﴿٢٢﴾ لِّكَيۡلَا تَأۡسَوۡاْ عَلَىٰ مَا فَاتَكُمۡ وَلَا تَفۡرَحُواْ
بِمَآ ءَاتَىٰكُمۡ ۗ وَٱللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخۡتَالٍ فَخُورٍ ﴿٢٣﴾ ٱلَّذِينَ
يَبۡخَلُونَ وَيَأۡمُرُونَ ٱلنَّاسَ بِٱلۡبُخۡلِ ۗ وَمَن يَتَوَلَّ فَإِنَّ ٱللَّهَ هُوَ

الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۴﴾

سُوْرَةُ الحَدید آیات22 تا24

کوئی مصیبت ملک پر اور خود تم پر نہیں پڑتی مگر پیشتر اس کے کہ ہم اس کو پیدا کریں ایک کتاب میں (لکھی ہوئی) ہے۔(اور) یہ (کام) اللہ کو آسان ہے۔(22) تاکہ جو (مطلب) تم سے فوت ہو گیا ہے اس کا غم نہ کھایا کرو اور جو تم کو اس نے دیا ہو اس پر اِترایا نہ کرو۔ اور اللہ کسی اترانے اور شیخی بگھارنے والے کو دوست نہیں رکھتا(23) جو خود بھی بخل کریں اور لوگوں کو بھی بخل سکھائیں۔اور جو شخص رُوگردانی کرے تو اللہ بھی بے پرواہ (اور) وہی سزاوارِ حمد (وثناء) ہے(24)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

یوں تو سارے نبی محترم ہیں مگر سرور انبیاء تیری کیا بات ہے
والیٔ دو جہاں آپ کی ذات ہے ایہہ حبیب خدا تیری کیا بات ہے
حضرت آمنہ کے دُلارے نبیؐ غم زدہ امتوں کے سہارے نبی
روزِ محشر کہے گی یہ خلقِ خدا سب کے مشکل کشا تیری کیا بات ہے
رحمتِ دو جہاں کا خزینہ ملے جب گلے سے ہوائے مدینہ ملے
عرشیوں کی ندا فرشیوں کی صدا ایہہ دُرِ مصطفیٰؐ تیری کیا بات ہے

سوالات

(محکمہ آبکاری و محصولات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ آبکاری و محصولات سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔۔۔ وہ تشریف فرما نہیں ہیں تو یہ dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی انہی کا ہے اور یہ بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محمد یار ہراج صاحب کا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! On his behalf۔ سوال کا نمبر 3561 ہے اور جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے جناب محمد یار ہراج کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سال 09-2008، وصولیوں کی تفصیلات

*3561: جناب محمد یار ہراج: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رواں مالی سال 09۔2008 کے لئے محکمہ ایکسائز میں وصولیوں کا ہدف 15۔ارب 10 کروڑ روپے رکھا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گزشتہ 10 ماہ میں صرف 7۔ارب 90 کروڑ کی ریکوری ہو سکی؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو اتنی کم ریکوری (وصولی) کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے کہ رواں مالی سال 09-2008 کے لئے محکمہ ایکسائز و ٹیکسیشن میں وصولیوں کا ہدف 15۔ارب 14 کروڑ 5 لاکھ 69 ہزار روپے رکھا گیا تھا۔

(ب) درست یہ ہے کہ گزشتہ 10 ماہ میں صرف 7۔ارب 37 کروڑ 41 لاکھ 68 ہزار ایک سو 92 روپے کی ریکوری کی گئی ہے۔

(ج) کم ریکوری (وصولی) کی وجوہات درج ذیل ہیں:-

جھنڈی(الف)

1۔ پراپرٹی ٹیکس:

مالی سال09-2008 کا ہدف مندرجہ ذیل اصلاحات پر دیا گیا جو پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکیں۔

(الف) 116 ریٹنگ ایریاز میں سروے کا انعقاد۔

(ب) ذاتی استعمال اور کرایہ پر دی گئی جائیدادہائے سے متعلق نکات بابت ویلوایشن ٹیبل میں ترامیم۔

(ج) توسیع ٹیکس دائرہ کار بابت غیر تشخیص شدہ ایریاجات۔

(د) ٹیکس سے معافی کے دائرہ کار میں مزید لچک /چھوٹ۔

2۔ موٹر وہیکل ٹیکس:۔

موٹر وہیکل ٹیکس کی مد میں تجویز شدہ ٹارگٹ سے کم وصولی کی درج ذیل وجوہات ہیں:

1) گاڑیوں کی رجسٹریشن پر ود ہولڈنگ ٹیکس کا لگایا جانا۔

2) سالانہ ٹوکن ٹیکس کی ادائیگی پر ایڈوانس انکم ٹیکس میں اضافہ۔

3) گاڑیوں کی لیزنگ اور فنانسنگ پالیسی میں سختی۔

4) گاڑیوں کی امپورٹ پر تین سال سے زیادہ پرانی گاڑی کی شرط کا نفاذ۔

5) مزید کھپت کی گنجائش کا نہ ہونا۔

6) گاڑیوں کی قیمت میں اضافہ۔

7) لگژری ٹیکس کا نفاذ۔

8) گاڑیوں کی لیٹ رجسٹریشن پر پینلٹی کا نفاذ۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس جواب کے جز(الف) میں بتایا گیا ہے کہ 15۔ارب 14 کروڑ 5 لاکھ 69 ہزار روپے کا ٹارگٹ رکھا گیا تھا جس میں سے دس ماہ میں 7۔ارب 37 کروڑ 41 لاکھ 68 ہزار 192 روپے کی recovery کی گئی ہے جو کہ تقریباً آدھے سے بھی کم ہے کیونکہ 15۔ارب میں سے صرف 7۔ارب روپے کی recovery کی گئی ہے اور اس کے بعد جواب میں کہا گیا ہے کہ recovery کی کمی کی تفصیلات دی گئی ہیں۔ مالی سال 09-2008 کا ہدف مندرجہ ذیل اصلاحات پر دیا گیا تھا جو پایۂ تکمیل تک نہ پہنچ سکیں اگر نہیں پہنچ سکیں تو کیوں نہیں پہنچ سکیں؟ مہربانی کر کے ان کی وجوہات بتادیں۔ آج ان کا یہ status ہے جن پر یہ base کیا گیا تھا کہ سروے کئے جائیں گے، different

steps لئے جائیں گے آج وہ کہاں تک پہنچے ہیں؟اسی طرح پھر آگے جاکر موٹر وہیکل ٹیکس کی وصولی کی کمی میں لکھا گیا ہے کہ گاڑیوں کی import پر تین سال سے زیادہ پرانی گاڑیوں کی شرائط کے نفاذ کی وجہ سے ٹیکس اکٹھا نہیں ہو سکا۔مزید کھپت کی گنجائش،اس کھپت کا مطلب کیا ہے،کیا لوگوں نے مزید گاڑیاں خریدنی بند کر دی تھیں کہ گاڑیوں کی مزید کھپت نہیں ہو رہی ہے؟

جناب سپیکر: لغاری صاحب!کیا یہ ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!یہ ضمنی سوال ہی ہے۔جو انہوں نے جوابات دیئے ہیں اور وجوہات بیان کی ہیں یہ ساری لفاظی کی گئی ہے۔اس پر مہربانی کر کے ہمیں بتائیں کہ لگژری ٹیکس کا جو نفاذ کیا گیا یہ حکومت نے کیا غلط پالیسی بنائی تھی؟

جناب سپیکر: لغاری صاحب!آپ particular ایک سوال پوچھیں اور ان سے اس کا جواب لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!پھر میرا particular سوال یہ ہے کہ جو وجوہات بتائی گئی ہیں کہ ٹیکس collect نہیں ہو سکا تو اب ان کا کیا status ہے؟دوسرا میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب!دوسرا سوال بعد میں کر لینا۔جی،منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!جیسا کہ معزز ممبر نے پوچھا یہ ہمارا 09-2008 کا ٹارگٹ تھا جو 15۔ارب 14 کروڑ 5 لاکھ 69 ہزار روپے تھا۔جیسا کہ پوری detail دی ہوئی ہے اگر آپ کہیں تو یہ میں پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔اس میں ہم نے نئے rating areas include کرنے تھے،پھر taxation کے table valuation میں تبدیلیاں لا رہے تھے۔اس وقت بھی ہمارا سلسلہ۔۔۔

جناب سپیکر: ایک منٹ ذرا ٹھہریں۔لغاری صاحب!یہ ساری چیزیں ان کو پڑھنی چاہئیں،کیا آپ پڑھوانا چاہتے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!یہ 09-2008 کی بات تھی،اب ہمارا 11-2010 کا سال چل رہا ہے۔انہوں نے جو یہ سارے کام کرنے تھے جن کی وجہ سے اس وقت ان کے ریونیو اکٹھے ہو سکے اور انہوں نے آدھے سے بھی کم collect کئے تو اس وقت ان کا کیا status ہے،کیا انہوں نے سروے کر لئے ہیں،جو تبدیلیاں کرنی تھیں کر لی ہیں اور دو سال گزرنے کے بعد اب یہ کہاں تک پہنچے ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب!وہ موجودہ پوزیشن پوچھ رہے ہیں۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!اس سال بھی ہم آدھے سے کم پر نہیں تھے۔ان کی جو پچھلی حکومت تھی اس سے ہم نے 1.25 بلین روپے زیادہ ریونیو اکٹھا کیا تھا۔ سال09-2008 کا سالانہ کل ریونیو 9.2 بلین روپے تھا اور اس سال 10-2009 کا ہمارا ٹارگٹ 11.366 بلین روپے تھا۔ ہم نے الحمد للہ اس دفعہ 11.433 بلین روپے اکٹھا کیا۔ محکمہ ایکسائز نے پچھلے تقریباً دس سالوں میں recovery+100 کی،اس مشکل ترین وقت میں جب ہر طرف کسی بھی صوبے اور فیڈرل نے اپنے taxes پورے اکٹھے نہیں کئے لیکن ہم نے اپنا ریونیو 101 percent اکٹھا کیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے ہمارے ڈیپارٹمنٹ کو appreciation بھی دی کہ اتنے مشکل وقت میں ایکسائز محکمے نے یہ کام کیا۔ اب ہمارا اگلے سال کا ٹارگٹ 13.5 بلین روپے کا ہے اور اس کے مطابق ہم new rating areas پر بھی کام کر رہے ہیں اور موٹر رجسٹریشن میں بھی جو سکیم ہم نے پچھلے سال launch کی تھی اس میں بھی کافی ریونیو generate ہوا۔ ہمیں امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہمارا محکمہ realistic target جو 13.5 بلین روپے ہے اس کو ہم اس سال achieve کریں گے۔

جناب سپیکر: جی،لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!اس سوال کا جواب نہیں آیا۔ منسٹر صاحب نے اتنی لمبی چوڑی performance بتائی۔۔۔

وزیر مذہبی امور واوقاف اور بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): کافی جواب آگیا ہے۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: منسٹر صاحب! بات نہیں کاٹتے۔۔۔

جناب سپیکر: Please no cross talk منسٹر صاحب! No cross talk۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: یہ منسٹر [*****] ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ایسا نہ کہا جائے۔آپ یہ الفاظ واپس لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!ان کا طریق کار آپ کے سامنے ہے۔۔۔

جناب سپیکر: ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری گزارش یہ تھی اور میرا سوال یہ تھا کہ 09-2008 کی بات ہو رہی تھی۔۔۔(قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: Order please, Order please.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جب ہم بچپن میں امتحان دینے جایا کرتے تھے تو استاد بار بار یہ کہتے تھے کہ جو سوال پوچھا جائے اس کا جواب دیا جائے۔ یہ نہیں ہونا چاہئے کہ جو میں نے رٹا لگایا ہوا ہے وہ لکھ دوں۔ جو کچھ منسٹر صاحب کو لکھ کر دے دیا گیا ہے وہ نہ پڑھیں بلکہ مہربانی کر کے اپنا ذہن استعمال کریں اور اپنے دماغ کو استعمال کرتے ہوئے 09-2008 جس کی بات کی گئی ہے وہاں تک بات کو رکھیں۔ یہ 11-2010 کی باتوں میں نہ آئیں۔ 09-2008 میں یہ recovery پچاس فیصد سے بھی کم کی گئی ہے اور اس کی وجوہات جو بتائی گئی ہیں وہ عجیب و غریب قسم کی ہیں۔ گاڑیوں کی لیٹ رجسٹریشن پر penalty سے کیا ریونیو کم ہو جائے گا، penalty سے تو ریونیو بڑھ جانا چاہئے، لگژری ٹیکس کے انعقاد سے کیا ریونیو کم ہو جائے گا، اس سے تو بڑھ جانا چاہئے، ان میں سے کوئی بھی ایسی وجہ نہیں ہے جس کی وجہ سے ریونیو کم ہو گا۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں! لگژری ٹیکس کی وجہ سے یقیناً ان کی آمدن کم ہوئی تھی اور لوگ پنجاب کی بجائے دیگر صوبوں میں جا کر اپنی رجسٹریشن کرواتے تھے۔ یہ تو آپ کو بھی پتا ہو گا۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ کی بات سو فیصد درست ہے۔ اول تو ان کو خود جواب دینا چاہئے تھا، آپ کی بات سر آنکھوں پر۔ کیا پھر یہ حکومت کی غلط پالیسی تھی، ایک نااہلی تھی، حکومت اپنا failure مان رہی ہے کہ انہوں نے غلط فیصلہ کیا تھا اور اس پر جو نقصان ہوا اس کا ذمہ دار کون ہے اور آپ کہہ رہے ہیں اس کی وجہ سے ریونیو کم ہوا ہے اگر کم ہوا ہے تو اس نقصان کا ذمہ دار کون ہے، وہ فیصلہ کرنے والا کون تھا جس کی وجہ سے حکومت پنجاب کو یہ نقصان ہوا؟

جناب سپیکر: اگر کہیں ہو گیا تھا تو اب اس کو درست بھی کر لیا گیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: اس کے نقصان کا ذمہ دار کون ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! حکومت کی کوئی غلط پالیسی نہیں تھی، ہم نے بالکل ٹھیک لگژری ٹیکس لگایا تھا۔ بڑی بڑی گاڑیوں میں جو بڑے بڑے لوگ پھرتے ہیں ان پر

بالکل لگژری ٹیکس لگنا چاہئے۔ ہمارے چیف منسٹر کا لگژری ٹیکس لگانا بالکل ٹھیک تھا ان لوگوں پر جو 50 لاکھ روپے سے لے کر تین تین، چار چار، پانچ پانچ کروڑ روپے کی گاڑیوں میں پھرتے ہیں۔ جس وقت وہ لگژری ٹیکس کو levy کیا گیا تھا اس وقت فیڈرل گورنمنٹ کو کہا تھا کہ وفاق بھی لگژری ٹیکس لگائے اور باقی صوبوں میں بھی لگژری ٹیکس لگایا جائے مگر اس کا نفاذ نہیں کیا گیا۔ صرف پنجاب میں لگژری ٹیکس تھا جس کی وجہ سے ہماری یہاں کی گاڑیاں اسلام آباد اور دوسرے صوبوں میں جا رہی تھیں اس لئے ہم نے اس چیز کو دیکھتے ہوئے لگژری ٹیکس ختم کر دیا اور لگژری ٹیکس کی مد میں بھی ہم نے پچھلے تین سال کی 78 کروڑ روپے سے زیادہ کی ریکارڈ recovery کی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد محسن خان لغاری: یہ recovery زیادہ ہونی چاہئے تھی اس کی وجوہات بتائیں؟ اگر منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ recovery زیادہ کی ہے تو پھر تو یہ 15۔ارب روپے سے زیادہ کی وصولی ہونی چاہئے تھی۔ یہ ان کے پاس additional revenue آیا ہے۔۔۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! معزز ممبر کو میں بتانا چاہوں گا کہ recovery ہم نے اس سال میں کی ہے۔ یہ خود تو ہمیں یہ کہہ رہے ہیں کہ 09-2008 کی بات کریں اور اب یہ پھر اگلے سال پر بات لے آئے ہیں۔ ہم نے recovery اس سال میں کی ہے۔ میں on the floor of the House یہ کہہ رہا ہوں کہ ہم نے 50 فیصد recovery نہیں کی اور جس سال کا یہ بتا رہے ہیں اس سال ہم نے 9.2 بلین روپے recovery کی ہے۔ ہمارا ٹارگٹ ضرور 15 بلین روپے کا تھا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! انہوں نے جواب میں 15۔ارب 14 کروڑ 5 لاکھ روپے کا لکھا ہے۔۔۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! انہوں نے اس وقت کا پوچھا تھا کہ اب تک کتنی recovery ہوئی ہے؟ پورے سال میں ہماری 9.2 بلین روپے کی recovery ہوئی تھی۔ 15۔ارب روپے ہمارا پچھلا ٹارگٹ جو تھا وہ ٹارگٹ ڈبل کیا تھا۔ اس میں ہم نے ساری details دی ہیں۔ یہ مجھ سے جتنی مرضی debate کرنا چاہیں کر لیں اور میرے ساتھ بیٹھ جائیں مجھے ان سے کوئی خوف نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: دونوں صاحبان House کا ٹائم بچائیں۔

وزیر آبکاری و محصولات(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!ہم نےrating areasکرنا تھے، ہم نے نیاvaluation tableلانا تھا،ان وجوہات کی بناء پر یہ نہیں ہو سکا۔

جناب سپیکر: چلیں چھوڑیں، بات آ گئی ہے۔اگلا سوال بھی ہراج صاحب کا ہے۔

DR. SAMIA AMJAD: On his behalf Question No. 3365 answer is taken to be read.

(معزز خاتون ممبر نے جناب محمد یار ہراج کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع خانیوال میں گاڑیوں کی ٹوکن فیس کی تفصیلات

*3665:**جناب محمد یار ہراج:** کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع خانیوال میں08-2007اور09-2008میں گاڑیوں کی ٹوکن فیس کی مد میں کتنا ریونیو اکٹھا ہوا اور کتنی گاڑیوں کو ٹوکن فیس کی ادائیگی نہ ہونے پر بند کیا گیا؟

(ب) مذکورہ ضلع میں مذکورہ عرصہ کے ٹوکن ادا نہ کرنے کی وجہ سے کئے گئے جرمانہ کی کل رقم کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع خانیوال میں08-2007اور09-2008میں گاڑیوں کی ٹوکن فیس کی مد میں ریونیو کی تفصیل بالترتیب درج ذیل ہے:-

1۔ 22,308,505/-روپے

2۔ 23,563,080/-روپے

3۔ بند کی گئی تعداد گاڑیاں:215اور326

(ب) مذکورہ ضلع میں مذکورہ عرصہ کے دوران وصول کئے گئے جرمانہ کی تفصیل بالترتیب درج ہے:

1- 115,993/-روپے 2- 235,425/-روپے

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!کوئی ضمنی سوال نہ ہے۔

جناب سپیکر: شاباش۔جی،اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! شکریہ۔سوال نمبر3738ہے اور پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع لاہور۔زون2اور8میں پراپرٹی ٹیکس کی مد میں آمدن و دیگر تفصیلات

*3738: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور کی دونوں زون2اور8میں پراپرٹی ٹیکس کی مد میں دو سال08-2007میں آمدن کا کیا ٹارگٹ تھا؟

(ب) متذکرہ دونوں زونوں2 اور8 میں کتنی اپیلیں directors کے آفس میں pending ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع لاہور کی دونوں زون2اور8میں پراپرٹی ٹیکس کی مد میں سال08-2007میں آمدن کا ٹارگٹ اور ریکوری مندرجہ ذیل تھا۔

زون	ٹارگٹ	ریکوری
2	132.245(ملین)	33.888(ملین)
8	140.879(ملین)	32.332(ملین)

(ب) ضلع لاہور کی دونوں زون2اور8میں اس وقت مندرجہ ذیل اپیلیں pending ہیں۔

زون	اپیلیں pending
2	20
8	18

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(الف) میں ٹارگٹ دیا گیا تھا تو اس کی recovery تقریباً99ملین روپے کم ہے، اس کمی کی وجوہات کیا ہیں اور کیا ان وجوہات کو ختم کرنے کے لئے حکومت کوئی اقدامات کر رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!ان کے سوال کے حوالے سے کہتا ہوں کہ ہمارے لاہور کے 2۔زون تھے اس وقت کی جو ڈسٹرکٹ گورنمنٹ یا میٹروپولیٹن کارپوریشن کہہ لیں ان کو یہ trial basis پر shift کئے گئے تھے۔ان کا بھی rating areas کا مسئلہ ہے اس میں extending areas تھے جن میں جلو،واہگہ،باٹاپور شامل ہیں اور یہ میں زون۔2 کے حوالے سے بتا رہا ہوں جس میں معزز ممبر بتا رہی ہیں اس میں ہمارے arrears کافی زیادہ تھے یہ جو یہاں پر ٹارگٹ دیا گیا ہے اس میں arrears included ہوتے ہیں۔زون۔2 میں پانچ مرلہ کے گھر بہت زیادہ ہیں تو اس وجہ سے وہ بھی ہم نے اس میں include کیا ہوا تھا اور اس کی وجہ recovery نہیں آئی۔اس میں کچھ ایریا ایسے ہیں جہاں پر ہائیکورٹ میں litigations ابھی تک چل رہی ہیں اور اس وقت جو litigations چل رہی تھیں کچھ ختم ہو چکی ہیں اس کی وجہ سے یہ ہماری recovery تھی جن کے متعلق انہوں سوال 08-2007 کا کیا ہے وہ نہیں ہو سکی۔

جناب سپیکر:جی،اگلا ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!سوال کے جز(ب) کے بارے میں انہوں نے بتایا ہے کہ بیس اپیلیں pending ہیں تو یہ جواب 18۔دسمبر 2009 کو موصول ہوا ہے اور تقریباً ایک سال گزر گیا ہے تو میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ اب اپیلوں کا کیا status ہے؟

جناب سپیکر:جی،وزیر موصوف!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!جب ان کا سوال آیا تھا وہ جو بیس اپیلیں تھیں ان میں سے بہت سی اپیلیں disposed of ہو چکی ہیں۔اس وقت جو ہمارے ڈیپارٹمنٹ کی existing position ہے تو زون۔2 میں پچیس اپیلیں اس وقت pending ہیں جن پر اس وقت انکوائریاں چل رہی ہیں اور زون۔8 میں لوگوں کی پنتیس اپیلیں چل رہی ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!اگر وہ disposed of ہوئی ہیں تو پھر وہ کم ہونی چاہئیں تھیں اور میں یہ پوچھوں گی کہ جو disposed of ہوئی ہیں ان کا کیا فیصلہ ہوا ہے؟

جناب سپیکر:جی،وہ کہہ رہی ہیں کہ پہلے والی اپیلوں کا کیا فیصلہ ہوا اور موجودہ کا کب تک فیصلہ ہو گا؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!جب اپیل لوگ فائل کرتے ہیں تو کچھ کی پراپرٹی ٹیکس کے حوالے سے ہوتی ہے،کسی کی پانچ مرلہ کے حوالے سے ہوتی ہے اور وہ case

to case ہیں۔ اگر یہ اس کی ساری تفصیل چاہتی ہیں تو میں ان کو تفصیل مہیا کر دوں گا جو بیس اپیلوں سے جتنی disposed of ہوئی ہیں، اس وقت existing position یہ ہے، زون۔2 میں پچیس اور زون۔8 میں پینتیس اپیلیں under process ہیں۔

جناب سپیکر: جی، next question خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے، تشریف رکھتے ہیں؟۔۔۔ نہیں ہیں۔ جی، سوال نمبر 3863 dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 3864 بھی خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے یہ بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ next question نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! On his behalf.(معزز ممبر نے جناب محمد نوید انجم کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

MIAN NASEER AHMAD: On his behalf.

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ ادھر سے پہلے کھڑے ہوئے ہیں اور انہوں نے مجھے آپ سے پہلے اشارہ کیا ہے۔ جی، فرمایئے گا۔

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! سوال نمبر 3979 ہے۔ اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں شراب بنانے والی فیکٹریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3979: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں شراب بنانے والی فیکٹریاں کتنی اور کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان میں شراب کی کون کون سی اقسام تیار کی جاتی ہیں؟

(ج) ان فیکٹریوں سے سالانہ کتنا ٹیکس حکومت کو وصول ہوتا ہے؟

(د) ان فیکٹریوں سے تیار کردہ شراب کن کن اداروں ہوٹلوں اور فرموں کو فروخت کی جاتی ہے؟

(ہ) کیا حکومت ان شراب کی فیکٹریوں کو بند کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) صوبہ پنجاب میں شراب بنانے والی صرف ایک فیکٹری ہے۔ جس کا نام Murree Brewery Co. ہے اور وہ نیشنل پارک روڈ راولپنڈی میں واقع ہے۔

(ب) اس میں جن اقسام کی شراب تیار کی جاتی ہے اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) راولپنڈی میں Murree Brewery Co. سال2008-09 میں حکومت کو 183,100,000 روپے ٹیکس وصول ہوا ہے۔

(د) اس فیکٹری سے تیار کردہ شراب مندرجہ ذیل ہوٹلوں کو فراہم کی جاتی ہے۔

1- آواری ہوٹل لاہور
2- پرل کانٹی نینٹل ہوٹل لاہور
3- ہولی ڈے ان لاہور
4- ایمبیسیڈر ہوٹل لاہور
5- پرل کانٹی نینٹل ہوٹل مری
6- پرل کانٹی نینٹل ہوٹل راولپنڈی
7- سیرینا ہوٹل فیصل آباد
8- رمدہ ہوٹل ملتان

ان کے علاوہ سندھ، بلوچستان، اسلام آباد اور آزاد کشمیر میں جن کو لائسنس جاری ہوئے ہیں صرف ان کو شراب فروخت کی جاتی ہے۔

(ہ) لائسنس حدود آرڈیننس 1979 کے تحت جاری کئے گئے ہیں[**********]

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! سوال کے جز(الف) میں پوچھا گیا ہے کہ صوبہ میں شراب بنانے والی فیکٹری کتنی اور کہاں کہاں واقع ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو کمپنی ہے آیا یہ سرکاری ہے یا پرائیویٹ؟ اور جز(ج) میں میرا سوال یہ ہے کہ اس میں جو سالانہ ٹیکس کی شکل میں recovery کی جاتی ہے وہ اٹھارہ کروڑ اکتیس لاکھ روپے ہے تو بتا دیا جائے کہ جو ٹیکس کی شکل میں recovery کی جاتی ہے یہ کہاں خرچ کی جاتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! مری بروری پرائیویٹ کمپنی ہے اور پاکستان میں کافی عرصہ سے کام کر رہی ہے اور جو انہوں نے دوسرا سوال پوچھا ہے۔۔۔

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 216 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: پرانے زمانے میں اس کے متعلق جو سوال ہم نے پڑھا تھا وہ کسی نے نہیں پڑھا ہو گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! وہ بتا دیں۔

جناب سپیکر: وہ میں یہاں پر بتا نہیں سکتا۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! وہ میں نے عرض کیا ہے کہ یہ پاکستان بننے سے پہلے کی قائم شدہ ہے اور دوسرا انہوں نے سوال کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ پیسا گورنمنٹ کے اکاؤنٹ میں جاتا ہے۔

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! یہ تو ظاہر ہے کہ جو بھی ٹیکس آئے گا وہ تو گورنمنٹ کے خزانے میں جائے گا اور خزانے میں جانے کے بعد وہ کہیں خرچ بھی ہوتا ہے اور میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وہ خرچ کہاں کیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: اس کا جواب وزیر خزانہ صاحب دے سکتے ہیں اور اگر آپ ان سے پوچھنا چاہیں گے تو پھر پوچھ لینا۔ اس کا جواب یہ نہیں دے سکتے۔

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! ابھی میرا سوال ختم نہیں ہوا تھا۔ میں تین ضمنی سوال تو کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ دو سوال کر سکتے ہیں اور دو سوال آپ کے مکمل ہو گئے ہیں۔

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! میرا سوال ایک پہلے ہوا تھا اور دوسرا تو ابھی میں نے کرنا ہے۔

جناب سپیکر: پھر جلدی کر لیں۔

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! یہ جو شراب تیار کی جاتی ہے اس میں الکوحل کی کتنی مقدار ہوتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس کی مختلف اقسام ہوتی ہیں اور ہر قسم میں علیحدہ علیحدہ اس کی مقدار استعمال کی جاتی ہے۔ کسی میں percentage different ہوتی ہے اور کسی میں different ہوتی ہے اور جو استعمال کرتے ہیں وہ زیادہ بہتر طریقے سے بتا سکتے ہیں۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال آپ کی طرف سے آ رہا ہے۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جیسا کہ اللہ رکھا صاحب نے پوچھا ہے کہ یہ رقم کہاں خرچ کی جاتی ہے میرے خیال میں منسٹر صاحب کو اس کا پتا ہونا چاہئے اور یہ بتادیں کہ کہاں خرچ ہوتی ہے، اگر نہیں پتا تو میری تجویز ہے کہ جس طرح یہ مخصوص طبقہ کے لئے رکھی گئی ہے اسی پر یہ آمدن خرچ ہونی چاہئے نہ کہ مسلمانوں پر خرچ کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، جب منسٹر فنانس آئیں گے تو اس کے بعد دیکھیں گے۔ مخصوص طبقہ کوئی نہیں ہے، سارے پنجاب کی بات ہے۔

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، اب اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں ہوگا، آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال محترمہ سیمل کامران صاحبہ کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! شکریہ۔ سوال نمبر 3990 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور ریجن (سی) 09-2008 میں وصولی کی تفصیلات

***3990: محترمہ سیمل کامران:** کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور ریجن (سی) کو مالی سال 09-2008 میں 3.5۔ارب روپے وصولی کا ہدف دیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ رقم میں سے صرف ایک ارب 82 کروڑ روپے کا ہدف حاصل کیا گیا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ہدف سے کم وصولی کی کیا وجوہات ہیں نیز حکومت ہدف کی مکمل وصولی کے لئے آئندہ کون سے خصوصی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ لاہور ریجن (سی) کو مالی سال 09-2008 میں 3.5 روپے وصولی کا ہدف دیا گیا تھا۔

(ب) ریجن (سی) لاہور نے مالی سال 09-2008 میں مختلف ٹیکسوں کی مد میں -/1,840,259,844 روپے وصول کئے۔

(ج) موٹر وہیکل ٹیکس کی وصولی میں کمی کی مندرجہ ذیل وجوہات ہیں:۔

1۔ گاڑیوں کی رجسٹریشن پر ود ہولڈنگ ٹیکس کا لگایا جانا۔
2۔ سالانہ ٹوکن ٹیکس کی ادائیگی پر ایڈوانس انکم ٹیکس میں اضافہ۔
3۔ گاڑیوں کی لیزنگ اور فنانسنگ پالیسی میں سختی۔
4۔ گاڑیوں کی امپورٹ پر تین سال سے زیادہ پرانی گاڑی کی شرط کا نفاذ۔
5۔ مزید کھپت کی گنجائش کا نہ ہونا۔
6۔ گاڑیوں کی قیمت میں اضافہ۔
7۔ لگژری ٹیکس کا نفاذ۔
8۔ گاڑیوں کی لیٹ رجسٹریشن پر پینلٹی کا نفاذ۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال بولیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(الف) میں پوچھا گیا ہے کہ 3.5۔ارب کی وصولی کا حدف تھا اور جواب ہے کہ جی ہاں درست ہے جبکہ جز(ب) میں دوسری figures دی گئی ہیں کہ ایک ارب بیاسی کروڑ کا حدف حاصل کیا اور جز(ج) میں اس کی وجوہات پوچھی گئی ہیں تو جز(ج) کی جو انہوں نے وجوہات بیان کی ہیں اس میں انہوں نے بتایا ہے کہ FBR نے انکم ٹیکس اور withholding tax لگایا ہے۔ ایک تو بات یہ ہے کہ provincial revenue پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ at the same ایک تو انہوں نے یہ کہا ہے کہ luxury tax کا نفاذ اور گاڑیوں کی لیٹ رجسٹریشن پر penalty کا نفاذ ہے تو جب penalty وصول کی جاتی ہے اور یہ luxury tax لگایا جاتا ہے تو صوبے کا جو revenue ہے یہاں پر revenue generate ہو رہا ہے اور revenue decrees نہیں ہو رہا۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا بنا؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہاں پر جو انہوں نے reasons بتائی ہیں اور جن وجوہات کی بناء پر ان کا جو اپنا ٹارگٹ تھا وہ حاصل نہیں کر سکے۔ انہی کی دی ہوئی وجوہات میں انہوں نے کہا ہے کہ جو گاڑیوں کی لیٹ رجسٹریشن ہے اس پر penalty لگائی گئی ہے۔ پھر انہوں نے یہ کہا کہ luxury tax کا نفاذ کیا گیا ہے تو ان چیزوں سے revenue generate ہوتا ہے اور decrees نہیں ہوتا تو میرا سوال منسٹر صاحب سے یہ ہے کہ جب بجٹ میں یہ لوگ اپنے target set کرتے ہیں تو کیا کوئی vision ہوتی ہے اور کیا چیزیں اس وقت overview کر دی جاتی ہیں؟ اس طرح سے تو یہی لگتا ہے کہ irrational

target یہ دے دیتے ہیں اور اٹے سٹے کی بنیاد پر یہ بجٹ بک بن جاتی ہے اور جس بجٹ دستاویزات کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں! بجٹ کہتے کس کو ہیں؟ آپ کو بھی تو اس بات کا پتا ہونا چاہئے۔

محترمہ سیمل کامران: مجھے تو پتا ہے لیکن جب محکمہ خود ایک غلط جواب دے رہا ہے۔ کہیں نہ کہیں کوئی تخمینہ یا یہ چیزیں کیا ان کے mind میں اس وقت نہیں تھیں؟

جناب سپیکر: جی، اندازہ لگایا جاتا ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! انہوں نے جو ساری باتیں کیں وہ یہاں پر explain ہو چکی ہیں۔ پچھلے سوال میں بھی جو پوچھا تھا اس میں بھی موٹر وہیکل کے حوالے سے explanation دے دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: پڑھ تو انہوں نے بھی لیا ہے لیکن اس کے بعد کوئی بات نہیں بن رہی۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! سب سے پہلی چیز میں ان کو یہ بتانا چاہوں گا کہ کچھ market forces ہوتی ہیں، جو گاڑیاں لوگوں نے purchase کرنی ہوتی ہیں، انہوں نے 09-2008 کا سوال کیا ہے اس میں پاکستان کی motor industry میں overall recession تھا اور اس وجہ سے ہماری 44 فیصد رجسٹریشن کم ہوئی ہے۔ ہمارے manufacturers کی overall چوالیس فیصد گاڑیاں بھی کم بکی ہیں۔ یہ بے شک 09-2008 میں ہماری لوکل موٹر وہیکل انڈسٹری کا ریکارڈ نکال کر دیکھ لیں۔ گاڑیاں ہی کم بکی ہیں شاید لوگوں کی buying power میں تھوڑی کمی آئی ہے۔ لیزنگ کے سلسلہ میں فرق آیا ہے اس وجہ سے ہم اپنے target سے نیچے آئے ہیں۔ ہمارا vision ہوتا ہے اور اس کے مطابق targets رکھے جاتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ بیٹھیں، وہ سوال کر رہی ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے hon'able Minister صاحب سے ہرگز یہ سوال نہیں کیا تھا۔ میں نے ان ہی کے دیئے گئے جواب میں سے صرف دو لائنیں جو انہوں نے لکھی ہیں، میں اس کو لائنیں ہی کہوں گی کیونکہ میری نظر میں یہ جواب غلط ہے۔ انہوں نے اپنے targets کو

achieve نہ کرنے کی جو وجوہات بتائی ہیں ان میں انہوں نے ایک وجہ یہ بتائی ہے کہ انہوں نے گاڑیوں کی late registration پر مزید penalty بھی لگا دی ہے۔ دوسری وجہ انہوں نے یہ بتائی ہے کہ luxury tax بھی لگا دیا ہے تو اس سے revenue generate ہوتا ہے، اس سے revenue decrease نہیں ہوتا تو جب revenue generate ہو رہا ہے تو پھر اتنا ہدف کس طرح سے، کیوں نہیں پورا ہو سکا اور اس سے پیسے میں اضافہ ہونا چاہئے تھا، کمی کیوں آ رہی ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! انہوں نے luxury tax کے حوالے سے بات کی ہے وہ میں نے ابھی آپ کو explain کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وہ سب نے سُنی تھی لیکن یہ اس وقت نہیں تھیں۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی، یہ اس وقت یہاں پر موجود نہیں تھیں۔ اس پر بڑی detail سے بات ہوئی تھی اگر کہیں تو میں دوبارہ بتا دیتا ہوں اور جو withholding tax کے حوالے سے بات کی گئی ہے اس کی amount بہت زیادہ ہے مگر وہ Federal Government کا ٹیکس ہے جو ہم وصول کر رہے ہیں، یہ بھی 09-2008 میں لگایا گیا تھا اور اس کی وصولی محکمہ ایکسائز کرتا ہے مگر وہ فیڈرل گورنمنٹ کے head میں جاتا ہے، وہ ٹیکس provincial government کا نہیں ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! withholding tax and income tax یہ FBR نے لگایا ہے اور یہ فیڈرل گورنمنٹ کے پاس جاتا ہے، یہ نئی چیز نہیں ہے جو منسٹر صاحب مجھے بتا رہے ہیں، یہ میں پہلے ہی کہہ چکی ہوں۔ میں نے جن دو ٹیکس کی بات کی ہے ان کے اس جواب سے میں satisfy نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: آپ اس سے satisfy نہیں ہوں گی لیکن یہ House اس سے satisfied ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: ان کے دو ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔ تیسرا میں کسی اور کو دینا چاہتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے مجھے دینا ہے۔ آپ نے مجھے کہا تھا کہ ابھی ذرا ٹھہریں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب کھڑے ہیں۔ ذرا ان کی بات سُن لیں۔

شیخ علاؤالدین:.Thank you sir میرا منسٹر صاحب سے سوال ہے کہ یہ جو late registration پر penalty لگا رہے ہیں وہ کس قانون کے تحت لگا رہے ہیں، میں بتاؤں گا کہ اس کی وجہ سے پنجاب کو کیا losses ہو رہے ہیں، یہ فنانس بل کا حصہ تو نہیں ہے، یہ recovery کہاں سے ہو رہی ہے اور اگر ہو رہی ہے تو اس کے losses میں بتاتا ہوں کہ کیا ہو رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، بتائیں کس قانون کے تحت penalty لگائی جا رہی ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ جو penalty لگائی جاتی ہے یہ ہمارے ڈیپارٹمنٹ کی discretionary power ہے اور بالکل یہ ہمارے law میں موجود ہے اگر یہ دیکھنا چاہتے ہیں تو ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کا ایکٹ میں ان کو دکھا دوں گا اس میں 25 فیصد سے لے کر 100 فیصد تک ہم penalty لگا سکتے ہیں۔ جو لوگ اپنی گاڑیاں ٹائم پر رجسٹر نہیں کرواتے اور پھر اس کے بعد جو ٹائم پر ٹوکن ٹیکس pay نہیں کرتے تو ان کو penalty imposed کی جا سکتی ہے۔ پچھلے دِنوں ہم نے اس حوالے سے ایک نئی سکیم بھی launch کی تھی جس میں ہم نے 100 فیصد favour دیا تھا پھر اس کے بعد 90 فیصد کیا تھا جس میں کافی recovery ہوئی تھی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ یہ بالکل ایکٹ کا حصہ ہو گا یہ ہر سال جو ہم یہاں اربوں روپے کا بجٹ پاس کرتے ہیں اس کے اندر کوئی اس کی approval نہیں ہے اور سب سے بڑا اس کا نقصان یہ ہو رہا ہے کہ لوگ رجسٹریشن ہی نہیں کروا رہے۔ میں نے منسٹر صاحب سے اور جو اس محکمے کے اربابِ اختیار ہیں ان سے کہا ہے کہ آپ one time exemption کریں۔

جناب سپیکر: آپ suggestion بعد میں دیں، ابھی اس بارے میں ضمنی سوال پوچھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہی بتانا چاہ رہا ہوں اس کی وجہ سے یہاں پر رجسٹریشن نہیں ہو رہی۔ گاڑیاں بغیر نمبر کے چلائی جا رہی ہیں اور اس penalty کی وجہ سے پنجاب کو نقصان ہو رہا ہے۔ کیا ان کا کوئی خیال ہے کہ یہ پندرہ دن، تیس دن یا ساٹھ دن کی exemption دیں گے تاکہ یہ گاڑیاں net میں آئیں اور یہ رجسٹرڈ ہوں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ان کا رجسٹریشن کے حوالے سے سوال ہے تو جس وقت محکمے کی طرف سے رجسٹریشن کی نئی سیریز آتی ہیں تو اس وقت الحمدللہ پورے پنجاب کے چھتیس اضلاع میں ہمارا کمپیوٹرائزڈ سسٹم ہے اور ہم اس پر ورکنگ کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: سب اضلاع میں مکمل ہو گیا ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی، سب اضلاع میں مکمل ہو گیا ہے، جب ہماری گورنمنٹ آئی تھی تب پچیس اضلاع میں کمپیوٹرائزڈ سسٹم تھا۔ اب الحمد للہ چھتیس اضلاع میں online رجسٹریشن کا کمپیوٹرائزڈ سسٹم ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ تشریف تو رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: میں اسی زمرے میں بات کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، اب میں نے آپ کی بات نہیں سُننی۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): اس میں پہلے تیس دن تھے اب ہم نے propose کیا ہے کہ اس کو تیس دن سے بڑھا دیا جائے تاکہ ایک سیریز ختم ہونے کے درمیان میں لوگ کم از کم گاڑیوں کی رجسٹریشن کروالیں۔

جناب سپیکر: جی، اب اگلا سوال ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: No please اب اس پر بات نہیں ہو گی۔

شیخ علاؤالدین: جناب! ایک بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: نہیں، بس اب آپ کا ٹائم ختم ہو گیا۔ اب رانا بابر حسین صاحب کا سوال ہے۔ جی، رانا بابر صاحب!

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جناب سپیکر! On his behalf. (معزز ممبر نے رانا بابر حسین کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولئے۔

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جناب سپیکر! سوال نمبر 4035 ہے۔ اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ڈپلیکیٹ رجسٹریشن بک جاری کرنے کی تفصیلات

*4035:رانا بابر حسین:کیاوزیرآبکاری ومحصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ حکومت کی نئی رجسٹریشن پالیسی کے تحت گاڑیوں کی رجسٹریشن کے بعد اصل کاغذمالک کوواپس کردیئے جاتے ہیں؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ رجسٹریشن بک کی چوری / گمشدگی کی صورت میں مالک گاڑی کوڈپلیکیٹ رجسٹریشن بک جاری کروانے کے لئے ازسر نو اصل کاغذات جن کی پہلی رجسٹریشن کے وقت ڈیمانڈ کی جاتی ہے پھر دوبارہ مہیا کرنے کا کہا جاتا ہے؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ اصل کاغذات کم ہونے کی صورت میں ڈپلیکیٹ رجسٹریشن بک جاری نہیں کی جاتی جب تک مالک اصل کاغذات محکمہ کو مہیانہ کردے حالانکہ محکمہ کے پاس ان تمام کاغذات کی کاپیاں پہلے سے موجود ہوتی ہیں؟

(د) کیاحکومت ڈپلیکیٹ رجسٹریشن کاپی کے اجراء کے لئے اصل کاغذات کی شرائط ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تواس کی وجوہات کیاہیں؟

وزیرآبکاری ومحصولات(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پنجاب کے 25اضلاع میں گاڑیوں کی کمپیوٹرائزڈرجسٹریشن کانظام نافذہے اوررجسٹریشن کے بعد ان اضلاع میں اصل کاغذات مالک کوواپس کردیئے جاتے ہیں جبکہ باقی اضلاع میں ایسا نہیں ہے۔

(ب) پنجاب کے جن اضلاع میں کمپیوٹرائزڈرجسٹریشن کانظام نافذہے وہاں اصل کاغذات طلب کئے جاتے ہیں کیونکہ اصل کاغذات بوقت رجسٹریشن مالک کوواپس کردیئے جاتے ہیں۔

(ج) پنجاب کے 25اضلاع میں کمپیوٹرائزڈرجسٹریشن کانظام نافذہے وہاں اصل کاغذات طلب کئے جاتے ہیں کیونکہ محکمہ کے پاس صرف فائل کاعکسی ریکارڈ موجود ہوتاہے اس لئے ڈپلیکیٹ رجسٹریشن بک جاری کرتے وقت اصل کاغذات طلب کئے جاتے ہیں تاکہ مالک گاڑی کے علاوہ کوئی دوسرا شخص ڈپلیکیٹ رجسٹریشن بک حاصل نہ کرسکے۔

(د) چونکہ محکمہ کے پاس صرف فائل کاعکسی ریکارڈ موجود ہوتاہے اس لئے ڈپلیکیٹ رجسٹریشن بک جاری کرتے وقت اصل کاغذات طلب کئے جاتے ہیں تاکہ مالک گاڑی کے علاوہ کوئی دوسرا شخص ڈپلیکیٹ رجسٹریشن بک حاصل نہ کرسکے۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جناب سپیکر! جز(د) میں بتایا گیا ہے کہ اگر کاغذات نہ ہوں تو پھر ڈپلیکیٹ رجسٹریشن بک نہیں مل سکتی تو کوئی ایسا mechanism ہے کہ اگر واقعی کسی کے کاغذات گم ہو جائیں تو پھر اس کا کیا سد باب ہے، وہ کدھر جائے، اس کے لئے کیا options ہیں؟

جناب سپیکر: جی، بتائیں گمشدگی کی صورت میں کیا کیا جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جس وقت یہ question put کیا گیا تھا تب میں نے پہلے ہی عرض کر دیا تھا کہ پچیس اضلاع میں ہمارا کمپیوٹرائزڈ سسٹم ہے۔ اب ہمارا چھتیس اضلاع میں کمپیوٹرائزڈ سسٹم ہو گیا ہے۔ اس میں لوگوں کی شکایت بالکل بجا ہے ہم اس کو بالکل review کر رہے ہیں۔ اب چونکہ کمپیوٹرائزڈ سسٹم ہے اس میں ہم کاغذ scan کر کے اس کی کاپی اپنے پاس رکھ لیتے ہیں۔ اس کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جو ہماری لوکل انڈسٹری ہے جس میں ٹیوٹا، ہونڈا اور سوزوکی ہے اگر کسی کے کاغذ گم جائیں تو وہ ڈپلیکیٹ بنا دیتے ہیں اور لوگ وہاں سے ڈپلیکیٹ کاغذ بنوا کر لاتے ہیں اور پھر ہم سے ڈپلیکیٹ رجسٹریشن کروا لیتے تھے اس بارے میں ہم سوچ رہے ہیں کیونکہ ہمارا سسٹم اب کمپیوٹرائزڈ ہو گیا ہے۔ کاغذوں کی detail ہمارے پاس آ جاتی ہے اگر کسی کے گم جائیں تو محکمہ facilitate کرنے کے بارے میں سوچ رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اب اگلا سوال سیمل کامران صاحبہ کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 4094 ہے۔ جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پراپرٹی ٹیکس کی تشخیص کا طریق کار و دیگر تفصیلات

*4094: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پراپرٹی ٹیکس کی تشخیص کا موجودہ طریق کار کیا ہے؟

(ب) غلط یا زیادہ ٹیکس لگ جانے کی صورت میں اپیل کے لئے ٹیکس کی رقم کا کتنے فیصد جمع کروانا ضروری ہوتا ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یکم جنوری 2002 سے نافذ کردہ تشخیصی نظام کے تحت پراپرٹی ٹیکس کی تشخیص علاقہ وار valuation table کی بنیاد پر کی جاتی ہے جس میں کل رقبہ، تعمیر شدہ رقبہ، نوعیت استعمال کلیدی حیثیت رکھتے ہیں۔

(ب) تشخیص کے خلاف اپیل 60 دنوں کے اندر بغیر ادائیگی ٹیکس کی جاسکتی ہے۔ تاہم اپیل کی موجودگی محکمہ کو بقایاجات کی وصولی میں رکاوٹ نہ بن سکتی ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جز(ب) میں یہ پوچھا گیا تھا کہ غلط ٹیکس یا زیادہ ٹیکس لگ جاتا ہے تو اس صورت میں اپیل کا کیا procedure ہے اور کتنے دن میں ہوتی ہے تو اس کا جواب غلط ہے؟

جناب سپیکر: آپ کے نزدیک ان کا کوئی جواب صحیح بھی ہے یا نہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں خود آپ کے سامنے اس کی مثال موجود ہوں۔ میرے اپنے ساتھ یہ ہو چکا ہے کہ میرے اپنے گھر کا ٹیکس غلط لگا اس کے لئے جب ہم ڈیپارٹمنٹ کے پاس گئے تو انہوں نے کہا کہ آپ یہ tax pay کر دیں اس کے بعد ہم فیصلہ کر لیں گے اور آپ کی اپیل پر غور کر لیں گے اور جب فیصلہ ہو جائے گا تو آپ کو reimburse ہو جائے گا۔ یہ evaluation کس طرح سے ہوتی ہے؟ میں تھوڑی سی اس کی بھی وضاحت کرنا چاہوں گی کہ ان کے جو so-called Inspectors ہیں وہ evaluation کس طرح سے کرتے ہیں، میں جس سوسائٹی میں رہ رہی ہوں وہ اس سوسائٹی کے آفس میں آکر بیٹھ جاتے ہیں اور وہاں کے سٹاف سے پوچھتے ہیں کہ کس کے گھر میں tenant رہ رہا ہے اور کون اپنے گھر میں خود رہ رہا ہے اور جن گھروں میں tenants رہتے ہیں میرے پاس ایسی مثالیں موجود ہیں ان کو موبائل نمبرز پر فون کئے جاتے ہیں کہ آپ کا 22 ہزار روپے کا ٹیکس بنا ہے اور اپنا نمبر بھی چھوڑا جاتا ہے تاکہ اس نمبر پر جب وہ کال کریں تو وہ آپس میں settlement کر لیں اور ٹیکس کم کر کے ان کو reasonable tax لگا دیا جائے، کیا یہ باتیں بھی good governance کا حصہ ہیں؟ میں اپنا دوسرا ضمنی سوال بعد میں کروں گی۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! میرا معزز ممبر سے یہ سوال ہے کہ کیا انہوں نے ساٹھ دن کے اندر اپیل دائر کی تھی یا ساٹھ دن کے بعد ہمارے محکمہ سے رجوع کیا تھا؟

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! جوں ہی مجھے ٹیکس والا پیپر ملا تھا very next day صبح سوا نو بجے میں بذات خود ان کے دفتر میں گئی تھی۔

جناب سپیکر: آپ کی application within time گئی تھی؟

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! جس دن ہی مجھے وہ ٹیکس کا پیپر ملا، ٹیکس چالان ملا تو اگلے دن صبح سوا نو بجے میں بذات خود وہاں پر موجود تھی۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! اپیل دائر کرنے کے لئے پیشگی ٹیکس ادائیگی ضروری نہیں ہے اور یہ بات محکمہ کے قانون میں ہے۔ اگر انہوں نے ٹیکس جمع کروایا ہے اور کسی نے ان سے کہا ہے کہ ٹیکس جمع کروا دیں کیونکہ ان دنوں میں ہماری recovery کی مہم چل رہی تھی۔ انہوں نے سمجھا ہو گا کہ شاید یہ ٹیکس دے سکتی ہیں اس لئے انہوں نے advanced tax جمع کروا دیا۔ اگر آپ محکمے میں اپیل کرتے ہیں اور جب تک اس کا فیصلہ on merit نہیں ہو جاتا تب تک ٹیکس جمع کروانا ضروری نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہی ہیں کہ evaluation آپ کیسے کرتے ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! اس سلسلے میں evaluation table موجود ہے اور اس میں A,B,C,D,E,F,G تک ہماری مختلف categories ہیں، اس میں rental, commercial اور self occupied ہیں۔ ان تین categories کا evaluation table بنا ہوا ہے اور اگر یہ کہیں تو اس کی کاپی بھی ان کو دے دیتا ہوں۔ یہ خود بھی دیکھیں یا کمپیوٹر پر online جائیں ہمارے محکمے کی web site پر جائیں تو ان کو پتا چل جائے گا۔ یہ اپنے گھر کا exact tax وہاں سے دیکھ سکتی ہیں کہ ان کے گھر کا ٹیکس کتنا بنتا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! پہلی بات تو یہ ہے کہ میں tax pay کر سکتی ہوں اور میں ٹیکس ادا کرتی ہوں اور وہ ٹیکس ادا کرتی ہوں جو میں نے ادا کرنا ہے، غلط ٹیکس میں کبھی ادا نہیں کروں گی۔ دوسرا میں اپنے بھائی سے یہ کہوں گی، ویسے بھائی کہنا کل سے ممانعت ہے، قابل احترام وزیر صاحب کو یہ بھی پتا ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: نہیں، باقیوں کی ممانعت نہیں ہے۔

محترمہ سیمل کامران: صرف شیخ صاحب کے لئے ممانعت ہے۔ مجھے تو لگا تھا کہ تمام مسلمان آپس میں بہن بھائی ہیں۔

جناب سپیکر: ہاں With the exception of one. باقی سب کو آپ کہہ سکتی ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! بات یہ ہے کہ معزز ممبر کو یہ بھی سوچنا چاہئے کہ صوبہ پنجاب کے کتنے لوگ ہیں جن کو internet یا کمپیوٹر تک access حاصل ہے، تیسری بڑی اہم بات میں نے evaluation کے حوالے سے پوچھی تھی کہ evaluation کی آڑ میں جو corruption ہو رہی ہے اس کے بارے میں انہوں نے کیا سوچا ہے، کیا ہم یہ سوچ کر digest کر لیں کہ یہ good governance کا حصہ ہے اس لئے ہم چپ کر جائیں اور وزیر موصوف اس بارے میں کوئی وضاحت فرمائیں گے؟

جناب سپیکر: وزیر موصوف نے تو جواب دے دیا ہے، کرپشن کی بات آپ نے کی ہے اگر آپ کوئی specific مثال quote کرتیں تو بہتر تھا۔ چلیں وزیر موصوف کی بات سنتے ہیں۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں پہلے تو ان کو یہ بتانا چاہوں گا کہ انہوں نے good governance اور کرپشن کے متعلق بات کی ہے۔ اگر یہ transparency international کی رپورٹ اٹھا کر دیکھ لیں تو صوبہ پنجاب میں ان کے دور حکومت کے مقابلے میں کرپشن میں کمی واقع ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: یہ اس حکومت میں نہیں تھیں۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): مگر حکومت تو انہی کی تھی، ان کی جماعت کی گورنمنٹ تھی۔

جناب سپیکر: ان کی حکومت نہیں تھی، چلیں اب اس بات کو چھوڑیں اور جواب دیں۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! دوسری جو انہوں نے evaluation table کے حوالے سے بات کی، evaluation table کے بارے میں ان کی اس بات سے متفق ہوں کہ ہمارے محکمے کے اندر کالی بھیڑیں ہیں اور ہم ان کے خلاف وقتاً فوقتاً کارروائی بھی کرتے رہتے ہیں کیونکہ یہ محکمہ revenue collecting agency ہے اور جہاں پر آپ پیسے اکٹھے کر رہے ہوں وہاں پر

کرپشن ضرور ہوتی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ہمارے محکمے سے کرپشن ختم ہو گئی ہے مگر میں یہ ضرور کہتا ہوں کہ پچھلے دو سالوں میں ہم نے کرپشن کو کم ضرور کیا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! یہ کون decide کرے گا کہ اس وقت کرپشن تھی اور اس وقت نہیں ہے؟ انہوں نے تو خود ہی جواب دے دیا ہے کہ جہاں پیسا involved ہوتا ہے وہاں پر کرپشن ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! time over ہو گیا ہے۔ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

میاں نصیر احمد: On her behalf سوال نمبر 4227۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! محترمہ تشریف رکھتی ہیں۔

جناب سپیکر: وہ خود ہی بیٹھ گئے ہیں، ان کو اس بات کی سمجھ آ گئی ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: سوال نمبر 4227 کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے اور میں جواب سے بھی مطمئن ہوں اس لئے اس پر میرا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شاباش۔ جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

شادی ہالوں کی بکنگ پر ٹیکس کی وصولی کی تفصیلات

*4227: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے شادی ہالوں کی بکنگ پر بھی ٹیکس لگایا ہوا ہے؟

(ب) شادی ہالوں کی بکنگ پر حکومت کس شرح سے ٹیکس وصول کرتی ہے، آگاہ فرمائیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن نے شادی ہالوں کی بکنگ پر کوئی ٹیکس عائد نہ کیا ہے۔

(ب) جز (الف) میں جواب دے دیا گیا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب والا! میرا اس پر ضمنی سوال ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: جن کی property ہے انہوں نے تو کہہ دیا ہے کہ میرا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب والا! انتہائی اہم سوال ہے اس لئے مجھے اس پر ضمنی سوال کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: چلیں، اجازت دے دیتے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب والا! سوال کے جواب میں کہا گیا ہے کہ شادی ہال پر انہوں نے کوئی ٹیکس نہیں لگایا ہوا۔ میں وزیر موصوف کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ چونکہ ان ہال کا نام شادی ہال رکھا گیا ہے اس مد میں حکومت پنجاب کو کروڑوں روپے کا نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے جس طرح لاہور شہر اور لاہور شہر سے باہر تھیٹروں کی چونکہ کمی ہے ان شادی ہالوں کے اندر صرف شادیاں نہیں ہوتیں باقی تفریحی پروگرام بھی ہوتے ہیں کیونکہ تھیٹروں پر ٹیکس زیادہ لگایا جاتا ہے اس لئے اس ٹیکس سے بچنے کے لئے ان شادی ہالوں کے اندر دوسرے تفریحی پروگرام بھی کرائے جاتے ہیں۔ کیا وزیر موصوف کے علم میں ہے کہ یہ جو ہمیں کروڑوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے اور پروگرام تھیٹرز میں ہونے تھے وہ ان شادی ہالز کے اندر ہو رہے ہیں اس ٹیکس کی recovery کے لئے ان کا کیا پروگرام ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! ان کا جو سوال تھا وہ یہ تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے شادی ہالوں کی بکنگ پر ٹیکس لگایا ہوا ہے؟ بتانا یہ تھا کہ بکنگ پر محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کا کوئی ٹیکس نہیں ہے مگر ان شادی ہالوں سے پراپرٹی ٹیکس کی مد میں ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔ دوسری جو انہوں نے بات کی ہے کہ وہاں پر تفریحی پروگرام ہوتے ہیں تو میں عرض کروں گا کہ ہمارے محکمے کے لوگ وقتاً فوقتاً اس چیز کو دیکھ رہے ہوتے ہیں جیسے ہی ہمارے علم میں آتا ہے تو 20 فیصد کے حساب سے ہم ان تھیٹرز سے Entertainment Tax وصول کرتے ہیں، اسی حساب سے اگر کسی شادی ہال میں اس طرح کا کوئی function جیسے کوئی فیشن شو یا کوئی ڈرامہ ہو رہا ہو تو اس پر بھی ہم وہ ٹیکس وصول کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! شادی ہال کے حوالے سے یہاں پر بات ہو رہی ہے تو میں بھی وزیر موصوف سے ایک سوال پوچھنا چاہوں گی کہ ون ڈش کی پابندی ہونے کے باوجود بھی کیونکہ ون ڈش کا مقصد یہ تھا کہ اخراجات میں بھی کمی واقع ہو۔

جناب سپیکر: کیا فرمایا ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا!ون ڈش رکھنے کا مقصد یہ تھا کہ اخراجات میں کمی واقع ہو لیکن اس کے باوجود شادی ہال والے ون ڈش کے بھی 800 سے لے کر 1500 روپے per head تک charge کر رہے ہیں، کیا حکومت کے پاس کوئی ایسی تجویز زیر غور ہے کہ ان اخراجات میں بھی کمی کی جا سکے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! یہ میرے محکمہ سے متعلقہ سوال نہیں ہے اس پر یہ fresh question کر لیں کہ prices ہم نے set نہیں کرنی ہوتیں، یہ consumer اور شادی ہال والوں کا معاملہ ہے اور یہ جو prices بتا رہی ہیں یہ five star hotel کی prices ہیں، عام شادی ہالوں کی نہیں ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: انہوں نے بتا دیا ہے کہ یہ ان کے بس کی بات نہیں ہے۔ اگلا سوال بھی محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: سوال نمبر 4231 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور میں موٹر برانچوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4231: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

لاہور میں محکمہ ایکسائز کی کل کتنی موٹر رجسٹریشن برانچیں کہاں کہاں واقع ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

لاہور میں محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی موٹر رجسٹریشن برانچ 2۔اے فرید کوٹ روڈ پر واقع ہے اور اس میں موٹر رجسٹرنگ اتھارٹی (MARs) کی تعداد چار ہے۔ نیز ایک نئی برانچ DHA (Cantt) میں بھی کھولی جا رہی ہے جس کا عنقریب افتتاح متوقع ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب اللہ رکھا: جناب والا!اس سوال کا جواب 7۔ ستمبر 2009 کو موصول ہوا ہے اور اس کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ عنقریب نئی برانچ کا افتتاح کر دیا جائے گا یا متوقع ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ متوقع افتتاح ہو گیا ہے یا نہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! معزز ممبر نے درست نشاندہی کی ہے جس وقت یہ سوال آیا اس وقت ہم اپنے آفس کو ڈیفنس میں establish کر رہے تھے۔ 16۔فروری سے اس کا properly افتتاح بھی ہو چکا ہے اور اس وقت ہمارا محکمہ وہاں پر کام کر رہا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! مجھے ضمنی سوال کی اجازت دے دیں، اس کا جو اصل سوال ہے وہ رہ جائے گا کیونکہ یہ تو سب کو معلوم ہے کہ اس کا افتتاح ہو گیا ہے، اگر آپ کی اجازت ہو تو میں پوچھ لوں؟

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ میرا وزیر موصوف سے یہ سوال ہے کہ یہ جو ابھی نیا آفس بنا ہے اور اس سے پہلے بھی جو رجسٹریشن کا آفس ہے ان پر کروڑوں روپے کا خرچہ ہوا ہے۔ دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں ہے جہاں پر رجسٹریشن کا یہ طریقہ ہو، وہاں پر رجسٹریشن at source ہو رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ اسی سوال کا ضمنی سوال ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب والا! اسی کا ضمنی سوال ہے۔ اب ایک نیا آفس بنایا گیا ہے حالانکہ پہلے آفس کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ یہ سسٹم صرف پاکستان میں چل رہا ہے کہ پیپر لے جا کر دفتر میں گاڑی رجسٹر کرائی جائے، یہ گاڑی جہاں سے deliver ہوتی ہے وہیں رجسٹر ہو سکتی ہے۔ آپ یقین کریں کہ اگر یہ آج ایک روپیہ خرچ کر رہے ہیں تو یہی کام دس پیسے میں ہو سکتا ہے اور recovery hundred time ہو سکتی ہے۔ وزیر موصوف بتائیں کہ اسے شروع کرنے کا کوئی پروگرام ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! محترم شیخ صاحب نے جو فرمایا ہے اس سلسلے میں عرض ہے کہ ہمیں ڈیپارٹمنٹ میں drastic changes لانا پڑیں گی۔

جناب سپیکر: جی، اللہ رکھا صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):ہم اس وقت موجودہrules and regulationکے مطابق رجسٹریشن کر رہے ہیں۔ہمیں اس کے لئے باقاعدہ قانون سازی کرنی پڑے گی تب ہم اس چیز کوchangeکر سکیں گے۔

جناب سپیکر:آپ جب قانون سازی کریں تو شیخ صاحب کو بھی ساتھ رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ بات سمجھ جاتے ہیں۔کل بھی زبانی انتقالات کے بارے میں یہی ہوا تھا۔آپ جدی پشتی زمیندار ہیں اس لئے جو اس میں ہو رہا ہے اس کا آپ کو پتا ہے۔وہchangeکیوں نہیں ہو رہا؟ میں آجon the floor of the Houseیہ عرض کرتا ہوں کہ ان کے پاس ایسے لوگ موجود ہیں اور اس وقت بھی گیلری میں بیٹھے ہیں جو جانتے ہیں کہ میں بالکل صحیح کہہ رہا ہوں۔میں کہتا ہوں کہ یہ کبھی بھی نہیں ہو گا کیونکہ اس میں اربوں روپیہ کھایا جاتا ہے انہوں نے جس دن یہ کام کر لیا تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہhundred timeبہتر recoveryہو گی اور ان کے خرچے بھی ختم ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔اگلا سوال سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوالdisposed ofکیا جاتا ہے،اگلا سوال بھی انہی کا ہے یہ بھیdisposed ofکیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر4403ہے، میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

نارووال میں گاڑیوں کی کمپیوٹرائزڈ رجسٹریشن کی تفصیلات

*4403: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نارووال میں گاڑیوں کی کمپیوٹرائزڈ رجسٹریشن کا اجراء ہو چکا ہے؟

(ب) نارووال میں گاڑیوں کی کمپیوٹرائزڈ رجسٹریشن کب شروع کی گئی؟

(ج) نارووال میں گاڑیوں کی کمپیوٹرائزڈ رجسٹریشن کے ابتدائی مراحل میں موٹر کار، ٹریکٹر و کمرشل گاڑیوں، رکشے اور سرکاری گاڑیوں کی کس حساب سے سیریل شروع کی گئی ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے کہ ضلع نارووال میں گاڑیوں کی کمپیوٹرائزڈ رجسٹریشن کا اجراء ہو چکا ہے۔

(ب) ضلع نارووال میں گاڑیوں کی کمپیوٹرائزڈ رجسٹریشن مورخہ 09-08-20 سے شروع کی گئی ہے۔

(ج) ضلع نارووال میں گاڑیوں کی کمپیوٹرائزڈ رجسٹریشن ابتدائی مراحل میں مورخہ 09-08-20 سے درج ذیل سیریل نمبرز مع اقسام گاڑی شروع کی گئی ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

اقسام گاڑی		جس سیریل نمبر سے گاڑیوں کی رجسٹریشن شروع ہوئی
(1)	موٹر سائیکل	NLK-09
(2)	ٹریکٹر/کمرشل گاڑیاں	NLS-09
(3)	موٹر کار	NLA-09
(4)	رکشا	NLU-09
(5)	سرکاری گاڑیاں	NLG-09

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! ایک سال سے کمپیوٹرائزڈ رجسٹریشن شروع ہوئی ہے اس دوران کتنا ریونیو اکٹھا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: یہ fresh question بنتا ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ fresh question بنتا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ملک محمد عامر ڈوگر صاحب کا ہے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 4620 میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے ملک محمد عامر ڈوگر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ملتان، دفاتر کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4620: ملک محمد عامر ڈوگر: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ کے ملتان میں کتنے دفاتر ہیں ان میں گریڈ ایک تا17 کے کتنے ملازمین ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں؟

(ب) ان میں کتنی منظور شدہ اسامیاں ہیں، کتنی خالی ہیں ان کو کب تک پر کر دیا جائے گا؟

(ج) ان دفاتر میں (گریڈ16تا19) کے کتنے ملازمین ڈیپوٹیشن پر کام کر رہے ہیں ان کے ناموں و محکمہ جات کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(د) 2007-08 محکمہ کو ملتان میں کتنی آمدنی ہوئی، آمدن کا ٹارگٹ کیا تھا اگر ٹارگٹ سے کم آمدن ہوئی تو اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف)

(1) محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن پنجاب کے ضلع ملتان میں تین دفاتر ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے: -

I. دفتر ڈائریکٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ملتان
II. دفتر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر ضلع ملتان
III. ذیلی دفتر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن تحصیل شجاع آباد

(2) مذکورہ ضلع کے ان دفاتر میں گریڈ (1تا17) کے کل 164 ملازمین ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

گریڈ	تعداد ملازمین
1تا9	112
10تا15	38
16تا17	14
کل	164

(ب) ان دفاتر میں کل منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 202 ہے جبکہ 36 اسامیاں خالی ہیں جو حکومت پنجاب کی پالیسی کے مطابق پر کی جائیں گی۔ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

گریڈ	منظور شدہ تعداد ملازمین	موجود تعداد اہلکاران	خالی اسامیاں
1تا9	129	112	17
10تا15	54	38	16
16تا17	17	14	3
18تا19	2	2	-
کل	202	166	36

(ج) ان دفاتر میں گریڈ(16تا19)کا کوئی بھی ملازم ڈیپوٹیشن پر کام نہیں کر رہا۔

(د) سال2007-08 میں محکمہ آبکاری و محصولات ملتان کی آمدن کا ٹارگٹ اور کل آمدن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	ٹارگٹ	آمدن وصولی
2007-08	702,706,000روپے	447,090,615روپے

ٹارگٹ سے کم آمدن کی وجوہات درج ذیل ہیں:۔

1۔ پراپرٹی ٹیکس:

مالی سال2007-08کا ہدف مندرجہ ذیل اصلاحات پر دیا گیا جو پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔

I. ریٹنگ ایریاز میں سروے کا انعقاد۔
II. ذاتی استعمال اور کرایہ پر دی گئی جائیدادہائے سے متعلق نکات بابت ویلوایشن ٹیبل میں ترامیم۔
III. توسیع ٹیکس دائرہ کار بابت غیر تشخیص شدہ ایریا۔
IV. ٹیکس سے معافی کے دائرہ کار میں مزید لچک /چھوٹ۔

2۔ موٹر وہیکل ٹیکس:

موٹر وہیکل ٹیکس کی مد میں تجویز شدہ ٹارگٹ سے کم وصولی کی درج ذیل وجوہات ہیں:۔

i. گاڑیوں کی رجسٹریشن پر وہولڈنگ ٹیکس کا نفاذ۔
ii. گاڑیوں کی قیمت میں اضافہ۔
iii. گاڑیوں کی امپورٹ پر تین سال سے زیادہ پرانی گاڑی کی شرط کا نفاذ۔

3۔ کاٹن فیس:

کپاس کی فصل کم ہونے کی وجہ سے کاٹن فیس کا ہدف حاصل نہ ہو سکا۔

4۔ تفریحی ٹیکس:

سنیماہالوں پر ٹیکس ختم ہونے سے تفریحی ٹیکس میں کمی آئی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

مہر اشتیاق احمد: سوال کے جز(ب) میں تھا کہ کتنی منظور شدہ اسامیاں ہیں، کتنی خالی ہیں اور ان کو کب تک fill کر دیا جائے گا اس کے جواب میں درج ہے کہ دس سے پندرہ گریڈ کی 54 اسامیاں تھیں filled 38 ہیں اور 16 خالی ہیں۔اس سوال کا جواب 2009 میں آیا تھا لہذا میری گزارش ہے کہ یہ اسامیاں fill کرنے میں مزید کتنے سال لگیں گے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ اسامیاں fill کرنے کے لئے time to time پبلک سروس کمیشن کے through ہماری add آتی رہتی ہے اور لوگ ڈیپارٹمنٹ میں آتے رہتے ہیں۔اسی طرح ہمارے ڈیپارٹمنٹ سے بھی مختلف cadres کے لوگ promote ہوتے رہتے ہیں۔کہیں پر 60/40 کی ratio اور کہیں پر 40/60 کی ratio سے promotions کی جاتی ہیں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! کوئی نہ کوئی شیڈول تو ہو گا اور ان کو پتا ہو گا کہ پبلک سروس کمیشن کے ذریعے یہ اسامیاں کب تک fill ہو سکتی ہیں لہذا میں نے پوچھا ہے کہ مزید کتنی دیر لگے گی؟ انہوں نے targets سے کم آمدن کی جو وجوہات لکھی ہیں میرے خیال میں ان میں ایک یہ وجہ بھی درج کر لیں کہ اسامیاں کم ہیں اس لئے کم recovery ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! معزز ممبر کہہ رہے ہیں کہ چونکہ آپ نے آدمی appoint نہیں کئے اسی وجہ سے آپ کی income کم ہو رہی ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! یہ درست کہہ رہے ہیں۔ ہم ڈیپارٹمنٹ کی capacity building میں جا رہے ہیں اور ہماری revenue generation almost double پر چلی گئی ہے اس کے لئے ہمیں واقعی capacity building کرنی پڑے گی اور ہمیں ڈیپارٹمنٹ میں مزید لوگوں کی بھی hiring کرنا پڑے گی۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ یہ بتائیں کہ اس سلسلے میں آپ کا جلدی کوئی تحرک کرنے کا ارادہ ہے یا نہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہمارے پاس لوگ آ چکے ہیں اور میں ان کو exact figures دے دیتا ہوں۔پبلک سروس کمیشن کے ذریعے لوگوں کو آنے میں تین سے چار ماہ لگتے ہیں اور کئی دفعہ چھ ماہ بھی لگ جاتے ہیں لہذا اس وقت exact figure different ہو گی۔میں ان کو exact figure دے دوں گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال انجینئر قمر الاسلام راجہ صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں

رکھتے یہ بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے یہ بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال شاہجہان احمد بھٹی صاحب کا ہے۔

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 5264 ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ننکانہ صاحب، 2005 سے 2006 میں پرکشش نمبرز کی نیلامی کی منسوخی کی تفصیلات

*5264: جناب شاہجہان احمد بھٹی: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع ننکانہ صاحب 2005 سے 2006 تک پرکشش نمبرز کی کتنی دفعہ نیلامی کی گئی؟

(ب) ان میں سے کون کون سی نیلامی کس کس بناء پر منسوخ کی گئی، اس کی وجوہات کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع ننکانہ صاحب 2005 سے 2006 تک تین دفعہ پرکشش نمبرز کی نیلامی کی گئی۔

(ب) ضلع ننکانہ صاحب میں پرکشش نمبروں کی پہلی نیلامی مورخہ 2006۔05۔29 کو ہوئی جو کہ بوجہ نیلامی رقم معقول نہ ہونے کی وجہ سے مجاز اتھارٹی نے منسوخ کر دی۔ دوسری مرتبہ نیلامی کی تاریخ مورخہ 2006۔07۔10 مقرر کی گئی مگر نیلامی میں حصہ لینے والے امیدواروں کی تعداد کم ہونے کی وجہ سے یہ نیلامی ایک بار پھر منسوخ کر دی گئی۔ تیسری مرتبہ ماسوائے رجسٹریشن نمبر 1۔NB بقیہ پرکشش نمبروں کی نیلامی مورخہ 2006۔09۔18 کو کی گئی۔ نیز رجسٹریشن نمبر 1۔NB کی نیلامی کے دوران دو امیدواروں کے درمیان مسئلہ پیدا ہو گیا جس کی بناء پر ایک امیدوار عدالت عالیہ سے حکم امتناعی لے آیا اور بحکم عدالت عالیہ لاہور رجسٹریشن نمبر 1۔NB کی نیلامی کی نئی تاریخ کا اعلان کیا گیا جو کہ بحکم عدالت عالیہ لاہور سیکرٹری ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن صاحب کے دفتر میں مورخہ 2007۔05۔26 کو ہوئی۔ (کاپی حکم عدالت عالیہ لاہور ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جناب سپیکر! رجسٹریشن ND-1 کا جو مسئلہ پیدا ہوا ہے کیا یہ جو 29-05-06 کو نیلامی ہوئی تھی اس میں ہوا تھا یا جو نیلامی 18-9-2006 کو ہوئی تھی اس میں ہوا تھا؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ نے سن لیا ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ضلع ننکانہ صاحب میں ND-1 کی تین دفعہ auction ہوئی۔ بالکل پہلی اور دوسری دفعہ ان کی problem آئی تھی اور تیسری دفعہ یہ نمبر auction ہوا تھا۔

جناب شاہجہان احمد بھٹی: پہلی دفعہ جو نیلامی منسوخ ہوئی تھی اس میں یہ وجہ بتائی گئی ہے کہ رقم معقول نہیں تھی۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب یہ نمبر نیلام ہوا تو محکمے کے مطابق معقول رقم موصول ہوئی؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں تھوڑا سا پڑھ دیتا ہوں کہ ND-1 کی نیلامی کے دوران دو امیدواروں کے درمیان مسئلہ پیدا ہو گیا جس کی بناء پر ایک امیدوار عدالت عالیہ سے حکم امتناعی لے آیا اور بحکم عدالت عالیہ لاہور رجسٹریشن نمبر ND-1 کی نیلامی کی نئی تاریخ کا اعلان کیا گیا جو کہ بحکم عدالت عالیہ لاہور، سیکرٹری ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے دفتر میں موجود ہے۔ اس کی final نیلامی 26-05-2007 کو ہوئی۔

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جناب سپیکر! بات clear نہیں ہوئی۔ میرا سوال یہ ہے کہ جو نیلامی ہوئی اس میں وجہ یہ بتائی گئی کہ معقول رقم موصول نہیں ہوئی تھی اس لئے اس کو کینسل کیا گیا اور دوبارہ نیلامی کی گئی، کیا دوسری نیلامی پر محکمہ مطمئن ہے کہ انہیں معقول رقم موصول ہو گئی ہے اور جو نیلامی 26-05-07 کو ہوئی تھی کیا محکمے کے پاس اس کی proceedings کا ریکارڈ ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! 26-05-07 کو جو نیلامی ہوئی تھی بالکل اس کی proceedings محکمے کے پاس ہیں اور عدالت کے حکم کے مطابق وہ auction کی گئی تھی اور اس auction میں جو بھی highest bidder تھا ہم نے اسے عدالت کے حکم کے مطابق وہ نمبر دے دیا۔

جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔ بس بات ختم۔ اگلا سوال محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! On her behalf

محترمہ سیمل کامران: وہ ہماری پارٹی کی ہیں اس لئے میں سوال دریافت کرنا چاہوں گی۔

جناب سپیکر: جی، جی۔آپ کی پارٹی کی ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 5352 میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز خاتون ممبر نے محترمہ نسیم لودھی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔سال2009 میں پراپرٹی ٹیکس نادہندگان سے متعلقہ تفصیلات

*5352: **محترمہ نسیم لودھی:** کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

محکمہ ایکسائز لاہور نے سال 10-2009 میں کتنے پراپرٹی ٹیکس نادہندگان کے خلاف کارروائی کی اور کتنے پراپرٹی ٹیکس نادہندگان کو گرفتار کیا، تفصیل مینہ وار اور ٹاؤن وار فراہم کریں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

محکمہ ایکسائز لاہور نے سال 10۔2009 میں پراپرٹی ٹیکس نادہندگان کے خلاف کارروائی کی اور پراپرٹی ٹیکس نادہندگان کو گرفتار کیا، تفصیل مینہ وار اور ٹاؤن وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! 10-2009 کے پراپرٹی ٹیکس نادہندگان کے خلاف جو کارروائی کی گئی اس کی ماہانہ تفصیل پوچھی گئی ہے۔اس تفصیل کے مطابق جولائی 2009 اور اگست 2009 میں کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔معزز وزیر اس کی وجہ بتادیں کہ ان دو مہینوں میں کوئی کارروائی کیوں نہیں کی گئی چونکہ یہ سارا blank ہے؟ میں دوسری یہ وضاحت چاہوں گی کہ اس میں no of arrest لکھا ہوا ہے میں ستمبر کی بات کر رہی ہوں کہ جتنے لوگوں کو arrest کیا گیا ہے وہ 106 ہیں لیکن number of actions taken میں 412 ہیں۔اسی طرح مہینہ وار number of arrests کم ہیں اور number of actions taken زیادہ ہیں لہذا یہ بھی وضاحت فرمادیں کہ ان کے خلاف کیا action لیا گیا ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہمارے جو لوگ پراپرٹی ٹیکس نادہندگان ہوتے ہیں ان کو گرفتار کرنے سے پہلے notices جاری کئے جاتے ہیں، پھر ایک final notice دیا جاتا ہے اور اس کے بعد پھر property کی attachment بھی ہوتی ہے اور بڑے نادہندگان کو گرفتار کرنے کا اختیار بھی محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے پاس ہے۔ محکمہ کی طرف سے اس سوال کے جواب میں ساری detail provide کر دی گئی ہے۔ دوسرا معزز ممبر نے جولائی اور اگست کے بارے میں پوچھا ہے تو ان مہینوں میں ہمارے پاس کوئی کارروائی نہیں ہوئی ہو گی اسی لئے یہاں پر اس کی detail نہیں دی گئی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! سوال میں سال 10-2009 کے بارے پوچھا گیا تھا اور میں معزز وزیر صاحب سے یہ expect کرتی ہوں کہ وہ مجھے ایک authentic جواب دیں گے۔ خیال ظاہر نہ کریں بلکہ مجھے اپنے سوال کا ایک proper answer چاہئے۔ اگر آپ باقی مہینوں کی details دیکھیں تو اس میں کم از کم 500 plus اور زیادہ سے زیادہ 2000 کو یہ figure touch کر رہی ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ 500 سے لے کر 2000 میں یہ figure vary کر رہی ہے اور ان پورے دو مہینوں جولائی اور اگست میں ان کے سامنے کوئی نادہندگان نہ آیا ہو، وزیر صاحب مجھے اس بارے میں ایک proper answer دے دیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں معزز ممبر کو اس کی تفصیل ابھی تھوڑی دیر میں مہیا کر دوں گا۔ مجھے یہاں پر یہ figures misprint لگ رہے ہیں۔ میں معزز ممبر سے agree کرتا ہوں کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ دو ماہ میں کوئی نادہندگان سامنے نہ آیا ہو۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ایک تو مجھے یہ عرض کرنا تھی کہ نسیم لودھی صاحبہ کے بارے میں آپ بھی جانتے ہیں کہ وہ کس پارٹی سے ہیں۔ اب مجھے اس پر صرف ایک ضمنی سوال کر لینے دیں۔

جناب سپیکر: مجھے معلوم نہیں کہ وہ کس پارٹی سے ہیں، البتہ آپ ضمنی سوال پوچھ سکتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وزیر صاحب نے آج ایک سوال کے جواب میں یہ کہا ہے کہ 14 کروڑ روپے target میں سے 3 کروڑ روپے کی وصولی ہوئی ہے تو کیا محکمہ اس بارے میں flat rate لگانے کا ارادہ رکھتا ہے تاکہ ان کے عملے کا assessee سے تعلق نہ رہے اور recovery بہتر ہو جائے۔ آپ

اندازہ لگائیں کہ 14 کروڑ روپے کا target اور صرف 3 کروڑ روپے کی recovery ہوتی ہے تو کیا محکمہ property کو level کر کے اس پر flat rate لگانے کا کوئی ارادہ رکھتا ہے؟

جناب سپیکر: شیخ صاحب! یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا اس پر flat rate لگانے کا کوئی ارادہ ہے تاکہ آپ کی recovery زیادہ ہو جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں ہو سکا کہ شیخ صاحب کس سوال کے بارے میں ضمنی سوال پوچھ رہے ہیں؟

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ یہ بتائیں کہ کس سوال کی بابت آپ ضمنی سوال پوچھ رہے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں سوال نمبر 3738 کے بارے میں ضمنی سوال پوچھ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ ادھر کیسے پہنچ گئے ہیں؟ وہ سوال تو کب کا گزر چکا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس کا جواب تو وزیر صاحب نے آج ہی دیا ہے۔ اس سوال کے جواب میں کہا گیا ہے کہ 132.245 ملین روپے کا target تھا جبکہ recovery صرف 33.888 ملین روپے کی ہو سکی ہے۔ اگر یہ کوئی پرائیویٹ کمپنی ہوتی تو اپنے ملازمین کو اٹھا کر باہر پھینک دیتی۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! اس وقت سوال نمبر 5352 چل رہا ہے جبکہ آپ سوال نمبر 3738 کے بارے میں ضمنی سوال پوچھ رہے ہیں۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! اس سوال کو تو گزرے ہوئے آدھا گھنٹہ ہو گیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کچھ لوگوں کو تو ویسے ہی اعتراض برائے اعتراض کی عادت ہوتی ہے لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ target تو 14 کروڑ روپے کا ہے جبکہ recovery صرف 3 کروڑ روپے ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! اس وقت یہ سوال زیر غور نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال بھی محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 5366۔ (معزز خاتون ممبر نے محترمہ نسیم لودھی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ سیمل کامران: جی، ہاں! اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔نومبر 2009 میں پراپرٹی ٹیکس نادہندگان کی تعداد و تفصیل

*5366: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ ایکسائز نے لاہور میں ماہ نومبر 2009 میں کتنے پراپرٹی ٹیکس نادہندگان کے خلاف کارروائی کی اور جائیدادیں سیل کیں، تفصیل ٹاؤن وار بیان فرمائیں؟

(ب) محکمہ ایکسائز نے لاہور میں ماہ نومبر 2009 میں کتنے پراپرٹی ٹیکس نادہندگان سے کتنا ٹیکس وصول کیا، تفصیل ٹاؤن وار بیان فرمائیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) محکمہ ایکسائز نے لاہور میں ماہ نومبر 2009 میں پراپرٹی ٹیکس نادہندگان کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے جائیدادیں سیل کیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام ٹاؤن	پراپرٹی ٹیکس نادہندگان	سیلڈ پراپرٹیز
راوی ٹاؤن	1245	87
داتا گنج بخش ٹاؤن	3031	338
شالامار ٹاؤن	723	27
سمن آباد ٹاؤن	1712	292
واہگہ ٹاؤن	120	32
عزیز بھٹی ٹاؤن	330	29
گلبرگ ٹاؤن	1466	88
علامہ اقبال ٹاؤن	1109	294
نشتر ٹاؤن	740	46
ٹوٹل	10476	1233

(ب) محکمہ ایکسائز نے لاہور میں ماہ نومبر 2009 میں پراپرٹی ٹیکس نادہندگان سے ٹیکس وصول کیا، جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام ٹاؤن	پراپرٹی ٹیکس نادہندگان	ٹیکس کی وصولی روپے
راوی ٹاؤن	1245	5,131,742
داتا گنج بخش ٹاؤن	3031	40,120,489
شالامار ٹاؤن	723	3,736,176
سمن آباد ٹاؤن	1712	7,930,858

ولگھہ ٹاؤن	120	460,502
عزیز بھٹی ٹاؤن	330	1,352,895
گلبرگ ٹاؤن	1466	14,497,505
علامہ اقبال ٹاؤن	1109	6,310,479
نشتر ٹاؤن	740	5,583,311
ٹوٹل	10476	85,123,957

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جز(الف) کا جواب محکمہ نے دیا ہے کہ نومبر2009 میں پراپرٹی ٹیکس نادہندگان کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے جائیدادیں سیل کی گئیں اور ان کی تفصیل بھی دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات
(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

جھنگ، فیصل آباد 07۔2006 کے دوران گاڑیوں کی ٹوکن فیس کی مد میں آمدنی و دیگر تفصیل

*76: **سید حسن مرتضیٰ:** کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جھنگ اور فیصل آباد 07-2006 کے دوران گاڑیوں کی ٹوکن فیس کی مد میں کتنی آمدنی ہوئی تفصیل سال وار فراہم کی جائے؟

(ب) گاڑیوں کی ٹوکن فیس قومی خزانے میں جمع کروائی جاتی ہے یا محکمے کے اپنے اکاؤنٹ میں، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جھنگ، فیصل آباد اضلاع میں 07-2006 کے دوران گاڑیوں کی ٹوکن فیس کی مد میں آمدنی کی تفصیل سال وار درج ذیل ہے:۔

ضلع	سال	آمدن
جھنگ	2006	2,67,30,976روپے
	2007	3,09,70,751روپے
فیصل آباد	2006	20,26,12,184روپے
	2007	20,27,47,631روپے

(ب) گاڑیوں کی مذکورہ بالا فیس حکومت پنجاب کے اکاؤنٹ میں جمع کروائی جاتی ہے اس ضمن میں محکمہ کا کوئی اکاؤنٹ نہ ہے۔

2005 سے آج تک محکمہ آبکاری و محصولات میں بھرتی افراد و دیگر معاملات کی تفصیلات

*80: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2005 سے آج تک محکمہ آبکاری و محصولات میں کتنے افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور ڈومی سائل کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ب) اگر ان کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ فراہم کی جائے؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام عہدہ اور گریڈ کی تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یکم جنوری 2005 سے آج تک محکمہ آبکاری و محصولات میں جتنے افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام / ولدیت / عہدہ، گریڈ / تعلیمی قابلیت اور ڈومیسائل کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) بمطابق میرٹ بھرتی کیا۔ گیا میرٹ کا طریق کار گورنمنٹ پنجاب کا مجوزہ ہے۔ میرٹ کا طریق کار لسٹ میں مندرج ہے۔ میرٹ لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جو کہ اکتالیس صفحات پر مشتمل ہے۔

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام افسران	عہدہ	گریڈ
	دفتر ڈائریکٹر جنرل ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن پنجاب		
1	سکندر سلطان راجہ ڈائریکٹر جنرل ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن پنجاب لاہور	چیئرمین اینڈ اپائنٹنگ اتھارٹی	20
2	جاوید اشرف ڈار، ایڈیشنل ڈائریکٹر جنرل ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن پنجاب	اپائنٹنگ اتھارٹی	20
3	راجہ محمد حفیظ اختر، ڈائریکٹر ہیڈ کوارٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن، پنجاب	ممبر	18
4	فضل عباس، ڈپٹی سیکرٹری (ایڈمن) ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن، پنجاب	ممبر	18
5	محمد اقبال ناصر، ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر (ہیڈ کوارٹر) پنجاب	ممبر	17
6	نوید احمد، اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ای اینڈ اے) ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن پنجاب	ممبر	17
7	شیخ محمد سلیم، سسٹم اینالسٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن پنجاب	ممبر	16

ڈائریکٹر ایکسائز فیصل آباد میں 2007تا2009 فراہم کردہ بجٹ اور استعمال

*3863: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈائریکٹر ایکسائز فیصل آباد کو مالی سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران کتنی رقم سالانہ فراہم کی گئی؟

(ب) کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے/ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(ج) کتنی رقم یوٹیلٹی بلز کی ادائیگی پر خرچ ہوئی تفصیل سال وار بتائیں؟

(د) کتنی رقم ان سالوں کے دوران ڈائریکٹر کے دفتر کی تزئین و آرائش پر خرچ ہوئی؟

(ہ) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول پر خرچ ہوئی؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ڈائریکٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن فیصل آباد کو سال 08-2007 اور 09-2008 میں جتنی رقم تنخواہوں اور دیگر اخراجات کے لئے فراہم کی گئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	رقم
2007-08	1426783/- روپے
2008-09	1479976/- روپے

(ب) ان سالوں کے دوران جتنی رقم تنخواہوں اور ٹی اے/ڈی اے پر خرچ ہوئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال			تفصیل اخراجات	
2007-08	دفتر ڈائریکٹر	فیصل آباد	جھنگ	ٹوبہ ٹیک سنگھ
تنخواہیں	885772	22768045	5740879	3879590
ٹی اے/ڈی اے	47071	145388	177257	92293

سال			تفصیل اخراجات	
2008-09	دفتر ڈائریکٹر	فیصل آباد	جھنگ	ٹوبہ ٹیک سنگھ
تنخواہیں	842960	29441667	5775267	4460876
ٹی اے/ڈی اے	13464	180856	154504	73754

(ج) جتنی رقم مذکورہ سالوں میں یوٹیلٹی بلوں کی ادائیگی پر خرچ ہوئی اس کی تفصیل

2007-08

مد	دفتر ڈائریکٹر	دفتر فیصل آباد	دفتر جھنگ	دفتر ٹوبہ ٹیک سنگھ
بل بجلی	-	195068	94372	31985
بل ٹیلیفون	48261	74869	34005	12599
بل گیس	-	-	8640	-
بل پانی	-	70210	-	-

2008-09

بل بجلی	-	152291	125615	44994
بل ٹیلیفون	36001	112259	52354	21497
بل گیس	-	-	12515	-
بل پانی	-	105000	-	-

(د) ان سالوں کے دوران ضلعی دفتر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن فیصل آباد بشمول دفتر ڈائریکٹر جو رقم فراہم کی گئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سال	رقم	جس ادارہ نے خرچ کی
2007-08	96638.07	ورکس اینڈ سروسز ڈیپارٹمنٹ
2008-09	Nil	

(ہ) فیصل آباد ڈویژن میں جنتی رقم سال2007-08اور 2008-09 میں سرکاری گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول پر خرچ ہوئی:-

2007-08

تفصیل مد			جو رقم خرچ ہوئی	
	دفتر ڈائریکٹر	فیصل آباد	جھنگ	ٹوبہ ٹیک سنگھ
گاڑیوں کی مرمت	19858	159185	58232	49831
پٹرول	91943	199352	103690	79960

2008-09

گاڑیوں کی مرمت	49490	221804	54389	49406
پٹرول	67730	327860	134353	89000

ڈائریکٹر ایکسائز فیصل آباد میں تعینات آفیسرز کی تعداد و تفصیل

*3864: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈائریکٹر ایکسائز فیصل آباد کے ماتحت گریڈ16 اور اوپر کی کتنی اسامیاں گریڈوار ہیں؟

(ب) ان اسامیوں پر تعیناتی کے لئے تعلیمی قابلیت، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ج) ان اسامیوں پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور عرصہ تعیناتی بتائیں؟

(د) کتنے ملازمین کے خلاف یکم جنوری2009 سے آج تک شکایات کس کس بناء پر موصول ہوئی ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی بتائیں؟

(ہ) کتنے ملازمین کو یکم جنوری2009 سے آج تک کیا کیا سزائیں دی گئی ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ڈائریکٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن فیصل آباد کے ماتحت گریڈ 16 اور اوپر کی اسامیوں کی تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان اسامیوں پر تعیناتی کے لئے تعلیمی قابلیت اور عہدہ اور گریڈ جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان اسامیوں پر تعینات ملازمین کے نام عہدہ گریڈ اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل جھنڈی (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ملازمین کے خلاف یکم جنوری2009 سے آج تک جو شکایات موصول ہوئیں ان کی تفصیل جھنڈی (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) ملازمین کے خلاف یکم جنوری2009 سے آج تک جو سزائیں ہوئیں ان کی تفصیل جھنڈی (ہ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع وہاڑی میں محکمہ کے دفاتر و دیگر تفصیلات

*4374: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع وہاڑی میں محکمہ ایکسائز کے کتنے دفاتر کس کس جگہ قائم ہیں؟

(ب) ان دفاتر کو سال 08۔2007اور 09۔2008 کے دوران کتنی رقم سالانہ فراہم کی گئی تفصیل ضلع وار بتائیں؟

(ج) ان دفاتر میں کتنے ملازمین کس کس جگہ کام کر رہے ہیں، تفصیل گریڈ9اور اوپر کی فراہم کی جائے؟

(د) ان ملازمین کے ان دو سالوں کے تنخواہ اور ٹی اے / ڈی اے کے اخراجات بتائیں؟

(ہ) ان دفاتر میں کتنی گاڑیاں ہیں ان کے نمبر اور ماڈل بتائیں؟

(و) ان گاڑیوں کے اخراجات دو سالوں کے بتائیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع وہاڑی میں محکمہ ایکسائز کے تین دفاتر مندرجہ ذیل مقامات پر قائم ہیں۔

1۔ دفتر ڈسٹرکٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر ضلع وہاڑی، عقب جنرل بس سٹینڈ خانیوال روڈ وہاڑی

2۔ ذیلی دفتر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن تحصیل بورے والا سول لائن نزد لاہور روڈ بورے والا

3۔ ذیلی دفتر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن تحصیل میلسی متروروڈ میلسی۔

(ب) ضلع وہاڑی کے ان دفاتر کو سال 08-2007اور 09-2008 کے دوران سالانہ فراہم کی گئی کل رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	سالانہ فراہم کردہ کل رقم
2007-08	5,722,906روپے
2008-09	5,813,181روپے

(ب) ضلع وہاڑی کے ان دفاتر میں گریڈ9اور اس سے اوپر گریڈ کے 10 ملازمین کی تفصیل مع جگہ تعیناتی درج ذیل ہے:۔

دفتر ڈسٹرکٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر وہاڑی

دفتر / عہدہ ملازم	گریڈ	تعداد
ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	BPS-17	1
اسسٹنٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	BPS-16	1
ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن انسپکٹرز	BPS-14	3

ذیلی دفتر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن تحصیل بورے والا

اسسٹنٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	BPS-16	1
ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن انسپکٹرز	BPS-14	3

ذیلی دفتر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن تحصیل میلسی

ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن انسپکٹر	BPS-14	1

(د) ان ملازمین کے سال2008-09/2007-08 کے دوران تنخواہوں اور ٹی اے/ڈی اے کے اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سال	تنخواہ ملازمین	ٹی اے/ڈی اے
2007-08	Rs. 1,287,408	Rs. 16,370
2008-09	Rs. 1,584,576	Rs. 18,710

(ہ) دفتر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ضلع وہاڑی میں ایک عدد جیپ پوٹھوہار ہے جس کا نمبر MNN-6000 اور ماڈل 1992 ہے۔

(و) اس گاڑی کے دو سال کے اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	پٹرول	مرمت	کل اخراجات
2007-08	Rs. 245,000	Rs.70,340	Rs. 315,346
2008-09	Rs. 309,500	Rs. 59,859	Rs. 369,359

ضلع وہاڑی میں موٹر رجسٹریشن برانچ میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4375: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع وہاڑی میں موٹر رجسٹریشن برانچ میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ب) مذکورہ ضلع میں سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران موٹر رجسٹریشن کی مد میں کتنی آمدن ہوئی؟

(ج) ان سالوں کے دوران مذکورہ ضلع میں کتنی گاڑیاں رجسٹرڈ ہوئیں؟

(د) ان دو سالوں کے دوران کتنی گاڑیاں جعلی کاغذات پر رجسٹریشن کرواتے ہوئے، پکڑی گئیں؟

(ہ) مذکورہ ضلع میں کتنے ملازمین کے خلاف کارروائی کس کس بناء پر ہوئی؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع وہاڑی موٹر رجسٹریشن برانچ میں چھ آفیسرز/آفیشیلز کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	1
اسسٹنٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	1
ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن انسپکٹر	1
ڈیٹا انٹری آپریٹر	1
کلرک	1
کانسٹیبل	1

(ب) مذکورہ ضلع میں سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران موٹر رجسٹریشن کی مد میں آمدن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سال	کل آمدنی
2007-08	10,892,026 روپے
2008-09	20,770,733 روپے

(ج) ان دو سالوں کے دوران مذکورہ ضلع میں مندرجہ ذیل گاڑیاں رجسٹرڈ ہوئیں۔

سال	کل رجسٹر شدہ گاڑیاں
2007-08	18255
2008-09	

(د) ان دو سالوں کے دوران کوئی بھی گاڑی جعلی کاغذات پر رجسٹریشن کرواتے ہوئے نہیں پکڑی گئی۔

(ہ) مذکورہ ضلع میں سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران کسی ملازم کے خلاف کسی بھی وجہ سے کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔

ضلع چنیوٹ میں محکمہ ایکسائز کے آفس کا قیام

*4724: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چنیوٹ کو حکومت نے ضلع کا درجہ دیا ہے، اس بارے میں نوٹیفکیشن 26۔جنوری 2009 کو جاری ہوا تھا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ 9ماہ کا عرصہ گزرنے کے بعد بھی چنیوٹ میں ایکسائز کا دفتر گاڑیوں کی رجسٹریشن شروع نہ کر سکا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت کی عدم دلچسپی کی وجہ سے محکمہ ایکسائز مکمل طور پر قائم نہ ہو سکا جس کے ذمہ داران متعلقہ حکام ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ ایکسائز کی طرف سے گاڑیوں کی رجسٹریشن کا کام شروع نہ کرنے کی وجہ سے ضلع کی عوام انتہائی پریشانی اور اضطراب میں مبتلا ہے اور حکومت کو کروڑوں روپے کا مالی نقصان ہو رہا ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت جلد از جلد محکمہ ایکسائز کو قائم کرنے کو تیار ہے تو کب تک، تاکہ عوام گاڑیوں کی رجسٹریشن نہ ہونے کی پریشانی سے بچ سکے اور حکومت بھی کروڑوں روپے کے نقصان سے بچ سکے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے کہ چنیوٹ کو ضلع کا درجہ بذریعہ مذکورہ نوٹیفکیشن دیا تاہم اس کا اطلاق مورخہ 01-07-2009 سے کیا گیا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ چنیوٹ میں موٹر گاڑیوں کی رجسٹریشن شروع ہو چکی ہے اور مخصوص نمبروں کی نیلامی بھی مورخہ 02-12-2009 کو ہو چکی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔کیونکہ ضلعی دفتر باقاعدگی سے کام کر رہا ہے۔

(د) چنیوٹ میں موٹر گاڑیوں کی رجسٹریشن شروع ہو چکی ہے اور عوام الناس اس سے استفادہ کر رہے ہیں۔

(ہ) جواب جز(ج)اور(د)میں دیا جا چکا ہے۔

پراپرٹی ٹیکس کے بقایاجات اور وصولی سے متعلقہ تفصیلات

*4843:انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ بھر میں پراپرٹی ٹیکس کی مد میں نادہندگان کے ذمے اربوں روپے کے بقایاجات موجود ہیں اور اگر درست ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں اور اس کے ذمہ دار افسران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صرف راولپنڈی میں قریباً ڈیڑھ ارب روپے کے پراپرٹی ٹیکس کے بقایاجات ہیں کیا حکومت ان بقایاجات کی وصولی کا کوئی ارادہ رکھتی ہے تو اس سلسلے میں کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں اور ذمہ داروں کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے کہ صوبہ بھر میں پراپرٹی ٹیکس کی مد میں نادہندگان کے ذمے یکم مارچ2010 تک-/2648982268 روپے واجب الادا تھے جس میں سے مبلغ -/689487051 روپے متعلقہ تاریخ تک وصول کئے جا چکے ہیں اور -/1959459217روپے بقایاجات موجود ہیں جن کی وصولی کے لئے قانون کے مطابق مختلف نوٹسز کا اجرأاور پراپرٹی سیل کرنے کے اقدامات کئے جانے کا عمل جاری ہے-پراپرٹی ٹیکس ڈیمانڈ اور بقایاجات کی ضلع وار تفصیل کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-پراپرٹی ٹیکس کی مد میں نادہندگان کے ذمے واجب الادا بقایاجات کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:-

1) پراپرٹی ٹیکس کے بقایاجات میں اپیل معافی میں متنازعہ رقوم اور پانچ مرلہ کی ذاتی رہائش کے ذمے 2004-05 سے قبل کی رقوم شامل ہیں۔
2) ایسی جائیداد جن کے مالکان کے درمیان وراثت یا ملکیت کے تنازعات ہیں۔
3) ایسی جائیداد جن کے مالکان بیرون ملک یا شہر سے باہر رہائش پذیر ہیں۔
4) ایسی جائیداد جس کے حق میں عدالت نے فیصلہ ہونے تک ٹیکس کی وصولی روکنے کے احکامات جاری کئے ہوں۔

تاہم مذکورہ بالا بقایاجات کی وصولی کے لئے محکمہ ہذا کا عملہ تن دہی سے کوشاں ہے اور اس ضمن میں کوتاہی کے مرتکب افسران واہلکاران کے خلاف ضابطے کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے راولپنڈی میں یکم مارچ2010 تک پراپرٹی ٹیکس کی مد میں نادہندگان کے ذمے-/750937647 روپے کی کل ڈیمانڈ واجب الادا تھی جس میں سے مبلغ -/139331050روپے متعلقہ تاریخ تک وصول کئے جا چکے ہیں اور-/611606597روپے کے بقایاجات موجود ہیں۔ محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن راولپنڈی نے ان بقایاجات کی وصولی کے لئے خصوصی مہم کا آغاز یکم اکتوبر2009 سے شروع کر دیا تھا اس سلسلے میں اشتہارات کے ذریعے لوگوں کو بروقت ٹیکس کی ادائیگی کی ترغیب دینے اور نادہندگان کے خلاف قانونی

کارروائی کرتے ہوئے پراپرٹی سیل اور جائیداد کی قرقی جیسے اقدامات شامل ہیں۔مزید برآں پراپرٹی ٹیکس کے بقایا جات کی وصولی کی مہم زور و شور سے جاری ہے۔اس سلسلہ میں راولپنڈی شہر کے لئے پانچ ٹیمیں تشکیل دی گئی ہیں جن میں ہر ٹیم کا انچارج ایک AETO ہے۔قوی امید ہے کہ رواں مالی سال کے اختتام تک پراپرٹی ٹیکس کے بقایا جات کی وصولی کے اہداف کو حاصل کر لیا جائے گا۔اس سلسلے میں جن افسران واہلکاران کی وصولی تسلی بخش نہ ہو ان کی جواب طلبی کی جاتی ہے اور قانون کے مطابق تادیبی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

ضلع حافظ آباد۔پر کشش نمبرز کی نیلامی کی تفصیلات

*5219:چودھری محمد اسد اللہ:کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

ضلع حافظ آباد میں2008 سے اب تک کتنے پر کشش نمبروں کی نیلامی کی گئی،اس سے کتنی آمدن ہوئی؟

وزیر آبکاری و محصولات(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

ضلع حافظ آباد میں 2008 سے اب تک صرف ایک پر کشش نمبر HZA-08-01 نیلام کیا گیا ہے اور اس سے مبلغ-/16000 روپے آمدن ہوئی ہے۔

گوجرانوالہ اور حافظ آباد میں شراب فروخت کرنے کی تفصیلات

*5220:چودھری محمد اسد اللہ:کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع گوجرانوالہ اور حافظ آباد میں شراب بغیر لائسنس کے سرعام فروخت کی جارہی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا صورتحال ڈیوٹی پر موجود ایکسائز عملہ کی ملی بھگت سے ہو رہی ہے وہاں پر تعینات ایکسائز کے اہلکاران وآفیسران کے ناموں،عہدہ جات وعرصہ تعیناتی سے بھی آگاہ کریں؟

وزیر آبکاری و محصولات(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع گوجرانوالہ اور حافظ آباد میں شراب فروخت کرنے کا کوئی لائسنس جاری نہ کیا گیا ہے اور نہ ہی بغیر لائسنس کے کہیں شراب فروخت کی اجازت دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ ضلع گوجرانوالہ اور حافظ آباد میں شراب کی فروخت محکمہ ایکسائز کے عملہ کی ملی بھگت سے ہو رہی ہے۔ گوجرانوالہ اور حافظ آباد میں کسی بھی ہوٹل کو شراب فروخت کرنے کا لائسنس جاری نہ کیا گیا ہے اور نہ ہی ان ہوٹلوں میں کوئی عملہ تعینات ہے۔ شراب اور منشیات کی روک تھام کے لئے محکمہ ایکسائز کے علاوہ پولیس اور دوسری ایجنسیاں بھی کام کرتی ہیں۔ موجودہ مالی سال کے دوران صرف محکمہ ایکسائز نے منشیات کے 17 کیسز پکڑے ہیں۔

ایکسائز برانچ ضلع گوجرانوالہ میں رانا اورنگ زیب AETO مورخہ 2009۔08۔05اور ظہیر اختر بٹ جونیئر کلرک مورخہ 2009۔10۔03 سے تعینات ہیں۔

ایکسائز برانچ ضلع حافظ آباد میں محمد افضل گورائیہ AETO مورخہ 2005۔12۔24،ملک طاہر شہزاد ETI مورخہ 2009۔10۔01اور حامد حیات کانسٹیبل مورخہ 2009۔10۔10 سے تعینات ہیں۔

ضلع گوجرانوالہ، شراب فروخت کرنے کی تفصیلات

*5547:ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں کن کن اداروں / افراد کو شراب فروخت کرنے کا اختیار ہے، ان کے نام اور پتا جات بتائیں؟

(ب) اس ضلع میں حکومت نے کتنے افراد کو شراب کے استعمال کی اجازت دی ہوئی ہے؟

(ج) ان افراد کو ماہانہ کتنی مالیت کی شراب مہیا کی جاتی ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں کسی بھی ادارے / افراد کو شراب فروخت کرنے کا کوئی بھی لائسنس جاری نہ کیا گیا ہے۔

(ب) اس ضلع میں 152 غیر مسلم افراد کو شراب استعمال کرنے کا پرمٹ جاری کیا گیا ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) شراب کے مختلف برانڈ ہیں اور ان کی قیمت بھی مختلف ہے۔یہ پرمٹ ہولڈر پر منحصر ہے کہ وہ کون سا برانڈ پیتا ہے چونکہ ضلع گوجرانوالہ میں کسی ادارے / افراد کو شراب فروخت کرنے

کالائسنس جاری نہ کیا گیا ہے۔نان مسلم پرمٹ ہولڈر راولپنڈی، فیصل آباد، لاہور سے خرید کرتے ہیں اس لئے ماہانہ مالیت کا تعین ممکن نہ ہے۔

ضلع گوجرانوالہ میں ہوٹلوں کو شراب فروخت کرنے کی تفصیلات

*5548:ڈاکٹر محمد اشرف چوہان:کیاوزیرآبکاری ومحصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں حکومت کن کن ہوٹلوں کو شراب فراہم کرتی ہے،ان کے نام اور ماہانہ کتنی مالیت اور کتنے یونٹ شراب فراہم کرتی ہے؟

(ب) سال09۔2008اور10۔2009کے دوران ان ہوٹلوں کو کتنی مالیت کی شراب فروخت کی گئی،حکومت کو کتنا ٹیکس حاصل ہوا؟

(ج) ان کی چیکنگ کے لئے محکمہ کے کون کون سے افراد اس ضلع میں کام کر رہے ہیں؟

(د) ان میں سے کن ملازمین کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ کارروائیاں چل رہی ہیں؟

وزیرآبکاری ومحصولات(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں کسی بھی ادارے/فرد کے پاس شراب فروخت کرنے کا کوئی لائسنس ہے اور نہ ہی کسی ادارے یافرد کو شراب فروخت کرنے کا اختیار ہے۔

(ب) ضلع گوجرانوالہ میں کسی بھی ہوٹل/ادارہ کو شراب فروخت کرنے کا لائسنس نہیں دیا گیا لہذا اس مد میں ٹیکس وصول نہیں کیا گیا۔

(ج) ضلع گوجرانوالہ میں کسی بھی ادارے/فرد کے ذریعے بذریعہ لائسنس شراب فروخت نہ ہوتی ہے لہذااس سلسلہ میں کوئی عملہ تعینات نہ کیا گیا ہے اور نہ ہی کسی ملازم کے خلاف اس سلسلے میں کوئی کارروائی کی گئی۔

(د) جواب جز(ج)میں دے دیا گیا ہے۔

لاہور میں پراپرٹی ٹیکس نادہندگان کے خلاف کارروائی کی تفصیلات

*5659:انجینئر قمرالاسلام راجہ:کیاوزیرآبکاری ومحصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ لاہور میں پراپرٹی ٹیکس کے نادہندگان کی تعداد ہزاروں میں ہے اوران نادہندگان کے خلاف کارروائی ہورہی ہے کل کتنے افراد کو سال2009میں نادہندگی کی وجہ سے گرفتار کیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بڑے نادہندگان زیادہ تر ریجن (بی) میں ہیں اور ان کے ذمے لاکھوں روپے کے بقایاجات ہیں جبکہ ریجن (اے) میں اکثریت ان علاقوں کی ہے جہاں غریب اور متوسط لوگ رہتے ہیں؟

(ج) اگر یہ درست ہے تو کتنے ایسے نادہندگان کو گرفتار کیا گیا جن کے ذمے ایک لاکھ یا اس سے اوپر کے بقایاجات ہیں اور کتنے ایسے نادہندگان کو گرفتار کیا گیا جن کے ذمے بیس ہزار یا اس سے کم کے بقایاجات ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں! جبکہ تمام پراپرٹی ٹیکس نادہندگان کے خلاف کارروائی جاری ہے اور یہ کہ 2009 میں 788افراد کو نادہندگی کی وجہ سے گرفتار کیا گیا، جس میں سے ریجن (اے) لاہور نے مالی سال 09۔2008 کے دوران 93افراد کو گرفتار کیا۔ جبکہ ریجن (بی) لاہور نے کیلنڈر سال 2009 کے دوران 695افراد کو گرفتار کیا۔

(ب) دوسرے ریجن کی طرح ریجن (بی) میں بھی بڑے نادہندگان موجود ہیں جن کے ذمے واجبات کی ادائیگی کے لئے بھرپور مہم جاری ہے جبکہ ریجن (اے) میں ایسے علاقے موجود ہیں جہاں غریب اور متوسط لوگ رہتے ہیں۔

(ج) ایک لاکھ روپے سے اوپر کے 192 نادہندگان کو گرفتار کیا جبکہ بیس ہزار روپے سے کم کے 452افراد کو گرفتار کیا گیا۔

بہاولپور میں ٹیکس کی مد میں وصولی کی تفصیلات

*5898: حاجی ذوالفقار علی: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بہاولپور میں یکم جنوری 2008 سے آج تک محکمہ ہذا کو کتنا ٹیکس کس کس مد میں وصول ہوا، تفصیل سال بہ سال بتائیں؟

(ب) پراپرٹی ٹیکس کے سلسلہ میں کتنے مرلے تک ٹیکس فری ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع بہاولپور میں یکم جنوری 2008 سے جون 2010 تک محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن نے ٹیکس وصول کیا جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام مد	وصولی جنوری2008 سے جون2009تک	وصولی جولائی2009 سے جون2010تک	ٹوٹل
پراپرٹی ٹیکس	47,896,721	40,830,268	88,726,989
موٹر ٹیکس	129,148,585	109,018,748	238,167,333
پروفیشنل ٹیکس	6,800,1	5,796,963	12,597,070
انٹرٹینمنٹ ڈیوٹی	52,865	43,700	96,565
ایکسائز ڈیوٹی	1,845,013	1,487,175	3,332,188
ہوٹل ٹیکس	1,331,719	1,212,437	2,544,156
کاٹن فیس	64,074,143	38,998,010	103,072,153
ٹوٹل			448,536,454

(ب) پانچ مرلے تک رہائشی مکان ٹیکس فری ہے۔

بہاولپور میں رجسٹرڈ گاڑیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5899: حاجی ذوالفقار علی: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بہاولپور میں محکمہ ایکسائز سے رجسٹرڈ گاڑیوں کی کل تعداد کتنی ہے؟

(ب) یکم جنوری2008 سے آج تک کتنی گاڑیاں رجسٹرڈ ہوئیں اور ان سے کتنا ٹیکس وصول ہوا ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع بہاولپور میں 19-05-2010 تک محکمہ ایکسائز سے 203391 گاڑیاں رجسٹرڈ ہوئی ہیں۔

(ب) یکم جنوری2008 سے 19-05-2010 تک 58846 گاڑیاں رجسٹرڈ ہوئیں اور ان سے مبلغ -/125956393 روپے ٹیکس وصول ہوا ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

اقسام گاڑی	تعداد گاڑی	ٹیکس کی وصولی	رجسٹریشن فیس
کار	2121	1314639	17905670
موٹر سائیکل	53464	64156900	28834165
ٹریکٹر	1917	0	9695187
کمرشل گاڑیاں	212	128538	1152156
رکشا	908	91518	1008130
سرکاری/نیم سرکاری گاڑیاں	224	267715	1401884
کل	58846	65959201	59997192

سال09-2008، فیصل آباد میں ریونیو اکٹھا کرنے کی تفصیلات

*5926:رانا محمد افضل خان:کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ ایکسائز نے سال09-2008 میں فیصل آباد میں کتنا ریونیو اکٹھا کیا، تمام مدوں میں علیٰحدہ علیٰحدہ ریونیو کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) محکمہ ایکسائز فیصل آباد نے سال09-2008 میں کتنی مالیت کی منشیات پکڑیں اور کتنے افراد کے خلاف مقدمات درج ہوئے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) محکمہ ایکسائز نے سال09-2008 میں فیصل آباد میں جتنا ریونیو اکٹھا کیا اس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

	نام مد	وصولی
-1	پراپرٹی ٹیکس	309170968
-2	موٹر وہیکل ٹیکس	286741052
-3	تفریحی ٹیکس	6792126
-4	پروفیشنل ٹیکس	31893110
-5	کاٹن فیس	4945717
-6	ایکسائز ڈیوٹی	63564269
-7	ہوٹل ٹیکس	12993264
	کل وصولی	716100586

(ب) محکمہ ایکسائز فیصل آباد نے سال09-2008 میں جتنی مالیت کی منشیات پکڑیں اور جتنے افراد کے خلاف مقدمات درج ہوئے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

قسم منشیات	مقدار	افراد جن کے خلاف مقدمات درج ہوئے
چرس	10.505کلوگرام	54
ہیروئن	1.035کلوگرام	41
شراب	65لیٹر	04
پوست	43.000کلوگرام	02

مذکورہ بالا منشیات کی مالیت تقریباً-/595000روپے ہے۔

فیصل آباد۔انڈسٹریل یونٹ کی مد میں پراپرٹی ٹیکس کی وصولی

*5927:رانا محمد افضل خان:کیاوزیرآبکاری ومحصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) فیصل آباد میں کتنے انڈسٹریل یونٹ پراپرٹی ٹیکس کی مد میں آتے ہیں؟

(ب) ان یونٹس پر ٹیکس کا کیا فارمولہ ہے اور اس مد میں 08-2007 اور 09-2008 کے دوران کتنا ٹیکس وصول کیا گیا؟

وزیرآبکاری ومحصولات(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) فیصل آباد میں انڈسٹریل یونٹ جو پراپرٹی ٹیکس کی مد میں آتے ہیں ان کی تعداد 18118 ہے۔

(ب) ان یونٹس پر پراپرٹی ٹیکس نکالنے کا فارمولہ درج ذیل ہے:۔

(GARV) سالانہ تشخیص=(زمین کا رقبہ گزوں میں + تعمیر شدہ مربع فٹوں میں)x ذیل میں دیئے گئے ریٹ x12 خالص تشخیص=(ARV) سالانہ تشخیص 10 فیصد

ٹیکس کی شرح:اگر خالص تشخیص=20000 یا 20000 سے کم ہو تو ٹیکس 20 فیصد شرح سے لیا جائے گا اگر خالص تشخیص 20000 سالانہ سے زائد ہو تو ٹیکس کی شرح 25 فیصد ہو گی۔

ان یونٹس پر پراپرٹی ٹیکس ہر علاقہ کے ویلیویشن ٹیبل کے ریٹ کے مطابق وصول کیا جاتا ہے۔ان یونٹس پر ماہانہ پراپرٹی ٹیکس کا فارمولہ درج ذیل ہے:۔

مین روڈ		آف روڈ			
جگہ فی مربع گز 500 مربع گز تک	تعمیر شدہ رقبہ فی مربع فٹ 3000 مربع گز تک	جگہ فی مربع گز 500 مربع گز تک		تعمیر شدہ رقبہ فی مربع فٹ 3000 مربع گز تک	
سرگودھا روڈ	کرایہ پر	2.50	2.50	2.00	2.00
	ذاتی	0.25	0.25	0.20	0.20
شیخوپورہ روڈ	کرایہ پر	2.00	2.00	1.50	1.50
سمندری روڈ	ذاتی	0.20	0.20	0.15	0.15
مقبول روڈ					
ستیانہ روڈ					
غلام محمد آباد					
فیض آباد					
منصورہ آباد					
رضاآباد					
جھنگ روڈ					

جھمرہ روڈ	کرایہ پر		1.50	1.50	1.50	1.50
	ذاتی		0.15	0.15	0.15	0.15
مین روڈ				آف روڈ		
جگہ فی مربع گز500	تعمیر شدہ رقبہ فی مربع			جگہ فی مربع گز	تعمیر شدہ رقبہ فی مربع فٹ	
مربع گز سے زائد	فٹ3000مربع گز سے زائد			500مربع گز سے زائد	3000مربع گز سے زائد	
سرگودھا روڈ	کرایہ پر	2.00		2.00	1.50	1.50
	ذاتی	0.20		0.20	0.15	0.15
شیخوپورہ روڈ	کرایہ پر	1.50		1.50	1.60	1.60
سمندری روڈ	ذاتی	0.15		0.15	0.15	0.15
مقبول روڈ						
ستیانہ روڈ						
غلام محمد آباد						
فیض آباد						
منصورہ آباد						
رضاآباد						
جھنگ روڈ						
جھمرہ روڈ	کرایہ پر	1.00		1.00	1.00	1.00
	ذاتی	0.10		0.10	0.05	0.05

اس مد میں سال08-2007 میں۔/26969218اور سال09-2008 میں ۔/34129316روپے پراپرٹی ٹیکس وصول کیا گیا۔

ضلع گجرات-پراپرٹی ٹیکس اور موٹر رجسٹریشن سے آمدن کی تفصیل

*6416: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے کل کتنے دفاتر ہیں؟

(ب) ضلع گجرات میں پراپرٹی ٹیکس کی مد میں سال09-2008 میں کتنا ریونیو حاصل ہوا؟

(ج) موٹر رجسٹریشن کی مد میں سال09-2008 میں کتنا ریونیو حاصل ہوا؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع گجرات میں ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے پانچ دفاتر ہیں۔

(ب) ضلع گجرات میں پراپرٹی ٹیکس کی مد میں سال 09۔2008 میں مبلغ۔/70,880,708 روپے ریونیو حاصل ہوا۔

(ج) ضلع گجرات میں موٹر رجسٹریشن کی مد میں سال09۔2008 میں مبلغ۔/76,582,913 روپے ریونیو حاصل ہوا۔

ایک کنال سے کم گھر پر پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کی تفصیلات

*6616:ڈاکٹر سامیہ امجد: کیاوزیرآبکاری ومحصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کے ذاتی ایک کنال سے کم گھر پر کتنا پراپرٹی ٹیکس وصول کیا جارہا ہے؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ ریٹائرڈ سرکاری ملازم نے اگرایک کنال سے کم ذاتی گھر کے کسی پورشن کو کرایہ پر دے رکھا ہو تو اس سے محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی طرف سے assess کردہ ویلیو کا29 فیصد بطور پراپرٹی ٹیکس وصول کیا جاتا ہے؟

(ج) اگر مندرجہ بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ریٹائرڈ سرکاری ملازم کے ایک کنال سے کم گھر پر چاہے اس کا کوئی پورشن کرایہ پر بھی ہو پراپرٹی ٹیکس سے مستثنیٰ کرنے کاارادہ رکھتی ہے؟

وزیرآبکاری ومحصولات(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ریٹائرڈ سرکاری ملازم کے ذاتی ایک کنال کے گھر پر سے کوئی پراپرٹی ٹیکس وصول نہیں کیاجارہاہے۔

(ب) بحوالہ حکومتی ہدایات نمبر S.O.Tax(E&T)A.Q.NO.3352 مورخہ04۔ 02۔ 24، ریٹائرڈ سیرکاری ملازم کے ایک کنال سے کم ذاتی گھر کا جتناپورشن کرایہ پر دے رکھا ہو تو اس پورشن کی تشخیص کردہ ویلیو کے مطابق ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔

(ج) یہ معاملہ قانون سازی کے متعلقہ ہے لہذا ریٹائرڈ سرکاری ملازم کے ایک کنال سے کم گھر پر چاہے اس کا کوئی پورشن کرایہ پر بھی ہو پراپرٹی ٹیکس سے مستثنیٰ کرنے کی ابھی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔

فیصل آباد-پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کی تفصیلات

*6618:چودھری ظہیر الدین خان: کیاوزیرآبکاری ومحصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) فیصل آباد سے پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے سال2008اور2009-10 کا ٹارگٹ کیا مقرر کیا گیا تھا؟

(ب) اس عرصہ کے دوران سال وار کتنا پراپرٹی ٹیکس وصول ہوا؟

(ج) اس عرصہ کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے متعین ملازمین کے نام، گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اس عرصہ کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی صحیح تشخیص نہ کرنے پر کتنے ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائی کی گئی؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) فیصل آباد ڈویژن میں پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کا ٹارگٹ برائے سال 09۔2008 اور 10۔2009 درج ذیل ہے:۔

سال	ٹارگٹ
2008۔09	473,464,415
2009۔10	529,862,136

(ب) سال09۔2008اور10۔2009 میں پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	وصولی
2008۔09	31,91,70,968
2009۔10	27,13,19,511
	(ماہ مارچ2010تک)

(ج) پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے09۔2008اور10۔2009 میں جو ملازمین تعینات تھے، ان کے نام، گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) سال09۔2008اور 10۔2009 کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی صحیح تشخیص نہ کرنے پر درج ذیل ملازمین کے خلاف کارروائی کی گئی:۔

نمبر شمار	نام اہلکار	عہدہ
1	افتخار حسین	انسپکٹر
2	محمد ارشاد	سینئر کلرک
3	بابر نسیم	جونیئر کلرک

محکمہ ایکسائز۔تبادلہ جات کی تفصیلات

*6832:جناب علی حیدر نور خان نیازی:کیاوزیرآبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ڈی جی ایکسائز پنجاب کتنے عرصہ سے موجودہ پوسٹ پر تعینات ہیں؟

(ب) ان کی تعیناتی کے دوران کس کس گریڈ کے کتنے ملازمین کے تبادلہ جات کس کس بناء پُر کئے گئے،ان کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) سال09۔2008اور10۔2009کے دوران لاہور میں کون کون سی کتنی خالی اسامیاں پُر کی گئیں گریڈوار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(د) اس وقت لاہور میں محکمہ کی کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی کہاں کہاں پر خالی ہیں،ان کو پُر نہ کرنے کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیرآبکاری و محصولات(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ڈی جی ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن پنجاب مورخہ18-12-2009 سے موجودہ پوسٹ پُر تعینات ہیں۔

(ب) ڈی جی ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن پنجاب کی تعیناتی کے دوران جن ملازمین کے تبادلہ جات کئے گئے ان کی تفصیل گریڈوار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سال09-2008اور 10-2009 کے دوران لاہور میں جو خالی اسامیاں پُر کی گئیں ان کی تفصیل گریڈوار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اس وقت لاہور میں محکمہ کی جو اسامیاں خالی ہیں ان کی تفصیل گریڈوار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ان خالی اسامیوں کو حکومت پنجاب کی پالیسی کے مطابق پُر کیا جائے گا۔

خواجہ عمران نذیر:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی،فرمائیں!

خواجہ عمران نذیر:جناب سپیکر!آج کے اخبارات میں ماضی کے ایک بدنام ڈکٹیٹر پرویز مشرف کی statement شائع ہوئی ہے جس نے ایک جرمن اخبار سے بات کرتے ہوئے ہمارے محسنِ پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے بارے میں بیان دیا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان اس ایوان

کے اندر اور اس ایوان سے باہر بیٹھے ہوئے ہر شخص کا ہیرو ہے۔ان کے بارے میں پرویز مشرف نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں وہ انتہائی نامناسب ہیں۔ پرویز مشرف نے تحریک آزادی کشمیر کو اپنے دور حکومت میں بھی نقصان پہنچایا تھا اور آج پھر جب تحریک آزادی دوبارہ انگڑائی لے کر بیدار ہوئی ہے تو اس کو نقصان پہنچانے کے لئے انہوں نے ایک statement دی ہے جس کی تائید بھارتی دفتر خارجہ نے بھی کی ہے۔ میں اس پورے ایوان کی طرف سے ان کے اس بیان کی مذمت کرنا چاہوں گا۔انہوں نے ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف صاحب کو اپنا دشمن کہا ہے۔ہاں،اگر پرویز مشرف کی حرکتیں،ان کے ماضی کے اقدامات اور بیانات کی روشنی میں ملک کو نقصان پہنچا ہے تو ہم تمام لوگ ان کے دشمن ہیں اور پورا پاکستان ان کا دشمن ہے۔

جناب سپیکر: خواجہ عمران نذیر صاحب!آپ اس حوالے سے کوئی تحریری شکل میں نوٹس وغیرہ دیں،ایسے مناسب نہیں ہے۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر!جب یہ وقفہ سوالات چل رہا تھا تو اس میں ایک سوال نمبر 3979 تھا جس کے جز(ہ) میں محکمہ کی طرف سے جواب دیا گیا ہے کہ "لائسنس حدود آرڈیننس 1979 کے تحت جاری کئے گئے ہیں جو کہ صرف غیر مسلم ملکی و غیر ملکی افراد کے لئے شراب کی فروخت واستعمال کی اجازت دیتے ہیں کیونکہ آئینی طور پر غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا"یہاں پر منسٹر موصوف تشریف نہیں رکھتے۔

جناب سپیکر: تو اب کیا کریں،جب منسٹر صاحب یہاں موجود تھے تو اس وقت آپ کہاں تھے ؟

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر!میں اس وقت آپ سے صرف ایک چھوٹی سی عرض کرنا چاہتا ہوں۔ محکمہ کا اس حوالے سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ جس کو اقلیتوں کے حقوق کا خیال ہے۔

جناب سپیکر: وہ کون سا ایسا محکمہ ہے کہ جو اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ نہیں رکھتا؟ایسی بات نہ کریں۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر!پاکستان کے آئین کی ایسی کون سی شق ہے کہ جس کے تحت غیر مسلم کو شراب فروخت کرنے کی اجازت دی گئی ہے ؟ محکمہ کی طرف سے یا تو مجھے آئین کی وہ شق بتا دی جائے یا پھر محکمہ اس جواب پر معذرت کرے۔یہ بہت let down کرنے والی بات ہے۔

جناب سپیکر: آئین کے مطابق پاکستان کے تمام شہریوں کے حقوق بلاتفریق برابر ہیں۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! یہاں محکمہ کی طرف سے یہ جواب دیا گیا ہے کہ "آئین کے مطابق پاکستان میں غیر مسلم افراد کو شراب فروخت کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔"

جناب سپیکر: آپ اس حوالے سے کوئی تحریری نوٹس یا سوال دیں۔ یہ وقفہ سوالات نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، خلیل طاہر سندھو صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں بڑے احترام اور عزت کے ساتھ آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ میں اپنے بھائی جوئیل عامر سہوترا صاحب کی بات کو support کرتا ہوں۔ یہاں House میں اکثر یہ بات کی جاتی ہے۔ یہ بڑی غلط بات ہے کہ کسی بھی مذہب کے بارے میں اس طرح سے کہنا کہ ان کو شراب فروخت کرنے کی اجازت ہے۔ Article-17 امتناع منشیات اور حدود آرڈیننس PEHO-1979 ہے جو کہ ضیاء الحق صاحب نے بنایا تھا اور اس کے Article-17 کے مطابق صرف non-Muslims کو نہیں بلکہ باقی دوسرے لوگوں کو بھی شراب کی فروخت کی جاتی ہے۔ مثلاً جن لوگوں کی medicines کی کمپنیاں ہیں اور جن کی laboratories ہیں ان کو بھی شراب فروخت کی جاتی ہے۔ ان سب کے پاس لائسنس ہیں۔ صرف ساڑھے چھ ہزار permits اقلیتوں کے پاس ہیں باقی 17 ہزار permits دوسرے لوگوں کے پاس ہیں اس لئے کسی ایک مذہب کے حوالے سے محکمہ کی طرف سے اس طرح سے بات کرنا بہت بڑی زیادتی ہے۔

Mr. Speaker! You are the Custodian of the House. If every member is equal in the eye of law then there will be equal treatment for all persons.

میرا یہی objection ہے اور میں اپنے بھائی جوئیل عامر سہوترا کی بات کو support کرتا ہوں۔ جب صرف یہ لفظ پاکستان تھا تو ہم اس وقت سے اس کے ساتھ ہیں۔ میں نے اس سے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ آپ جس نشست پر براجمان ہیں اور بہت اچھے لگ رہے ہیں اسی نشست پر دیوان بہادر ایس۔پی سنگھا بیٹھے ہوئے تھے اور انہی کے casting vote کی وجہ سے آج ہم سب ممبران یہاں پنجاب اسمبلی میں بیٹھے ہیں ورنہ یہ پنجاب انڈیا کا حصہ ہوتا، پاکستان کا حصہ نہ ہوتا۔ اس لحاظ سے کسی ایک

مذہب کو بار بار نشانہ بنانااور خاص طور پر میں محکمہ کے منسٹر صاحب سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس کا سخت action لیا جائے کیونکہ یہ بڑی غلط بات ہے۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب!آپ اپنے سب departments کو letter بھیجیں کہ آئندہ اس قسم کے جواب سے اجتناب کیا جائے۔ جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!میں آپ سے ایک ضروری بات پوچھنا چاہوں گی کہ آپ نے House کا کوئی business pending کیا ہوا اور اس کے pending کی کوئی تاریخ بھی دی ہو یا اس کو next session تک pending کیا ہوا اور اس کے ہوتے ہوئے کیا آپ کوئی fresh business لے سکتے ہیں؟آپ نے پچھلے اجلاس کی کافی ساری تحاریک التوائے کار اس اجلاس تک pending کی تھیں ان کے pending ہونے کی وجہ سے پہلے وہ take up ہونی چاہیئں تھیں یا fresh Adjournment Motions take up ہونی چاہیئں تھیں،pending تحاریک التوائے کار کو تو چھوڑ دیا گیا کیونکہ وہ ایجنڈے پر نہیں آئیں اور شاید وہ کبھی آئیں گی بھی نہیں لیکن fresh تحاریک التوائے کار take up ہوتی جارہی ہیں تو pending تحاریک کا ہم کیا کریں گے؟

جناب سپیکر: محترمہ!آپ کو پتا ہے کہ میں نے کیا کیا ہے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!مجھے نہیں پتا،اسی لئے تو پوچھ رہی ہوں۔

جناب سپیکر: بڑے افسوس کی بات ہے۔اصولی طور پر ان تحاریک کو ختم ہو جانا چاہئے تھا لیکن میں نے جن تحاریک کو pending کیا تھا وہ تحاریک اس اجلاس میں آرہی ہیں اور ان کی ترتیب کچھ اس طرح سے کی ہے کہ کچھ تحاریک ان میں سے لے رہے ہیں اور کچھ نئی تحاریک میں سے لے رہے ہیں اور آپ کو اس بات کا پتا ہونا چاہئے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!جو تحاریک pending کی گئی تھیں ان میں سے کوئی تحریک بھی نہیں لی گئی۔

جناب سپیکر: کون کہتا ہے کہ کوئی pending تحریک نہیں آئی؟ مجھے خود پتا ہے کہ ان میں سے دو تحاریک آئی ہیں۔آپ کو کسی بات کا پتا ہی نہیں ہے۔ جی، کاٹھیا صاحب!

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! کل میں نے آپ سے ایک گزارش کی تھی تو آپ نے مہربانی کی اور میں نے وہ question وزیر قانون کو دے دیا تھا انہوں نے کہا تھا کہ میں کل اس کا جواب دے دوں گا۔ اگر اس کا جواب آگیا ہو اور آپ مناسب سمجھیں تو وزیر قانون اس کا جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب! انہوں نے کل شور کوٹ کے ڈاکو کے حوالے سے ایک بات کی تھی اگر اس کا جواب آگیا ہے تو وہ آپ دے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کاٹھیا صاحب نے کل جو واقعہ لکھ کر بھیجا تھا وہ میں نے متعلقہ DPO کو بھجوایا ہے اس کا جواب موصول ہوتا ہے تو میں پھر عرض کر دوں گا۔

جناب سپیکر: چلو، ٹھیک ہے۔ مجتبیٰ صاحب! آپ کی عدم موجودگی میں آپ کے محکمے سے متعلق ایک بات ہوئی ہے۔ آپ کے محکمے نے categorically لکھا ہے کہ شراب کے لائسنس ہوتے ہیں اور انہوں نے خصوصی طور پر اقلیت کا ذکر کیا ہے۔ میرے خیال میں ایسی باتوں سے اجتناب کیا جائے۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ٹھیک ہے، میں انہیں exact figures بھی بتادوں گا کہ لائسنس کتنے ہیں اور کس کس کے پاس ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پرویز صاحب!

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! شکریہ۔ ایک بات تو یہ ہے کہ آپ نے جو بات کی ہے very sorry to say کہ اسے وزیر موصوف سمجھ نہیں سکے۔ بات نکلے گی تو بہت دور تلک جائے گی۔ سہوتر اصاحب نے بھی بات کی اور یقین کریں کہ میں اس چیز کے حق میں نہیں ہوں کہ میں اکیلا اقلیت کی طرف سے اپنی رائے دوں کہ شراب پر پابندی لگائی جائے۔ اس کا فیصلہ اس معزز House نے کرنا ہے کہ اس صوبہ میں شراب پر پابندی لگائی جائے یا نہیں۔ میرے مؤقف کے حوالے سے میری قرارداد pending ہے کہ یہ چیز ختم کی جائے۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں، میرے خیال میں کوئی مذہب ایسا نہیں ہے جو کہے کہ برائی ٹھیک ہے۔ اگر کسی نے Christians کے بارے میں کوئی بات کر دی ہے یا اگر اس community کے بارے میں آپ کو اس قسم کا کوئی ابہام ہے تو میں کہتا ہوں کہ کوئی مذہب ایسا نہیں ہے جو کہے کہ شراب پی جائے۔ سکھ، ہندو یا مسلم، کسی بھی مذہب میں شراب جائز نہیں ہے۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر!آپ بالکل بجافرمارہے ہیں۔یہاں پرآئینی اور قانونی حوالے سے بات ہو رہی ہے۔ جب ہم آئین اور قانون کو دیکھتے ہیں اور جب یہاں پر مختلف عقائد بیٹھے ہوئے ہیں تو ان کے اپنے cultures ہیں جس طرح اسلام میں بہت ساری چیزوں کے concerns ہیں اسی طرح دوسرے عقائد کے بھی اپنے concerns ہیں۔ ہمارا مؤقف یہ ہے کہ اس معزز ایوان کو کسی چیز پر پابندی لگانے یا کسی چیز کی اجازت دینے کا حق ہے۔ میرا مؤقف میری قرارداد کے ذریعے واضح ہوتا ہے اور اگر ہم اس قرارداد کو متفقہ طور پر لے آتے ہیں کہ کم از کم religious discrimination کی بنیاد پر ایسی کوئی چیز جو تمام مذاہب میں منع ہے اس کی اجازت تو سرے سے بالکل ہی نہیں ہونی چاہئے تو آپ اس کو قانونی اور آئینی شکل دے رہے ہیں اور غیر مسلموں کو degrade کر رہے ہیں۔ سہو تر اصاحب نے جو بات کی اور یہاں پر لکھا ہوا ہے کہ فروخت کرنے، بیچنے اور لینے کی اجازت ہے تو جب آپ ایک چیز کو کسی ایک عقیدے سے منسلک کر دیتے ہیں کہ اس کو مل سکتی ہے اور اس کو نہیں مل سکتی تو یہ controversial approach ہے جس کی آئین، قانون اور being a human and being a citizen of this country and being a Muslim or non Muslim جس طرح آپ نے بھی فرمایا کہ بُرے کام کی اجازت نہیں دی جا سکتی ہے، ہمارے جذبات مجروح ہوئے ہیں ایک تو محکمہ in writing اس کی معذرت کرے اور دوسرا آپ مجھے اپنی قرارداد پیش کرنے کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر: پرویز صاحب!آپ قرارداد کی بات کو چھوڑیں۔ میں وزیر صاحب سے بھی کہتا ہوں کہ انہیں آئندہ سختی سے اس بات سے منع کیا جائے کہ اس قسم کی تحریر House میں نہیں آنی چاہئے اور جو تحریر یہاں پر آچکی ہے اس تحریر کا ایسا حصہ جس پر ان کو اعتراض ہے اس کو کارروائی سے delete کیا جاتا ہے۔اب ہم تحریک استحقاق لیتے ہیں۔ جی، شوکت بھٹی صاحب شاید کوئی بات کرنا چاہ رہے ہیں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر!آپ کی بہت مہربانی۔آپ کے توسط سے اور یہاں House میں بیٹھی ہوئی تمام سیاسی جماعتوں کے توسط سے میری یہ گزارش ہے کہ آج کل ہر طرف Print Media and Electronic Media پر یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ اس ملک کا political system کسی accident کا شکار ہونے کو جا رہا ہے تو میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ اس House میں بیٹھی ہوئی تمام سیاسی جماعتیں اس سیاسی اور جمہوری نظام کے حق میں ہیں، اس میں سے کوئی یہ نہیں چاہتا کہ کوئی bureaucratic way یا کوئی بنگلہ دیش کا نظام یا کوئی ایسا سسٹم جو ان کٹھن حالات سے گزرنے کے بعد یہ نظام معرض وجود میں آیا ہے اس کو کسی حادثے کا شکار کرے۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہاں بیٹھے

ہوئے عوام کے حق کو لے کر یہاں پر آنے والے اس حق میں ہوں گے کہ یہ گاڑی کسی accident کا شکار ہو، یہ جو خواہ مخواہ کی rumours چل رہی ہیں میں اپنے ساتھی تمام ممبران کی طرف سے اس بات کو سخت condemn کرتا ہوں کہ ان حالات کو مت تقویت دی جائے اور اس بات پر کان نہ دھرا جائے کیونکہ مشکل مراحل سے نکل کر، لیڈران کی قربانیاں دے کر اور ہزاروں ورکروں کے کوڑے کھانے کے بعد یہ نظام یہاں تک پہنچا ہے اس کو تقویت ملنی چاہئے اور عوامی رائے کا قتل کوئی نہیں ہونے دے گا، چاہے وہ پنجاب کی اسمبلی ہے، چاہے وہ سندھ کی اسمبلی ہے، چاہے وہ سرحد کی اسمبلی ہے، چاہے بلوچستان کی اسمبلی ہے، چاہے وفاق ہے اور سب کے سب اس ایجنڈے پر اکٹھے ہیں لہذا ان افواہوں پر کوئی کان نہ دھرے اور پنجاب اسمبلی مشترکہ طور پر اس rumour کو condemn کرتی ہے۔

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب سپیکر: بھٹی صاحب! یہ بات لکھی پڑھی ہونی چاہئے ایسے تو کوئی فائدہ نہیں ہے۔اب منور حسن منج صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں، یہ تحریک پہلے سے بھی pending آ رہی ہے۔ رانا صاحب! اس تحریک کو کب تک pending کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اس تحریک کو next session تک کے لئے pending کر دیں کیونکہ اس سے متعلق کوئی request نہیں آئی۔

جناب سپیکر: چلیں، اس تحریک کو next session کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں لیکن اس سے پہلے کہ ہم تحاریک التوائے کار پر کارروائی کا آغاز کریں میں ممبران کی توجہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 83(E) کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں جس میں تحریر ہے کہ ایسی تحاریک التوائے کار جن میں اٹھائے گئے معاملے پر بحث کے لئے پہلے سے تاریخ مقرر کی جا چکی ہو وہ اسمبلی میں پیش نہ کی جا سکتی ہیں چونکہ سیلاب متاثرین کی مدد اور بحالی پر بحث کے لئے آج کی تاریخ مقرر ہو چکی ہے لہذا مندرجہ ذیل تحاریک التوائے کار ایوان میں پیش نہیں ہوں گی۔ خواجہ اسلام کی تحریک نمبر 551 ہے، دوسری تحریک نمبر 564

محسن خان لغاری صاحب کی ہے، تیسری تحریک نمبر572 شیر علی خان صاحب کی ہے،اس کے بعد سید حسن مرتضیٰ کی تحریک نمبر583 ہے، چودھری عبداللہ یوسف صاحب کی تحریک نمبر585 ہے، محترمہ ثمینہ خاور حیات کی تحریک نمبر591 ہے، چودھری ظہیر الدین کی تحریک نمبر608 ہے، تحریک نمبر 635 طاہر اقبال صاحب کی ہے اور چودھری ظہیر الدین کی ایک اور تحریک نمبر651 ہے۔اب ہم چنیوٹی صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر477 لیتے ہیں۔۔۔ موجود نہیں ہیں،of disposed۔اگلی تحریک محترمہ زوبیہ رباب ملک کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں،of disposed۔اگلی تحریک بھی ان کی ہے لہذا of disposed۔اگلی تحریک نمبر486 سردار خالد سلیم بھٹی کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں،disposed of اگلی تحریک نمبر545 بھی سردار خالد سلیم صاحب کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں،of disposed۔ اگلی تحریک نمبر546 بھی سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی ہے اب وہ ایوان میں تشریف لے آئے ہیں۔ جی، بھٹی صاحب!

تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال بورے والا میں میڈیکل سپیشلسٹ نہ ہونے کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا

سردار خالد سلیم بھٹی: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ کہ حکومت پنجاب نے تحصیل ہیڈ کوارٹر بورے والا کو upgrade کرنے کے اعلان کے ساتھ یہ بھی نوید سنائی کہ ہسپتال میں Medical Specialist بھی دیا جائے گا ایمرجنسی میں جو مریض آتے ہیں ان کی بہتر treatment ہو سکے گی۔اس وقت بورے والا تحصیل ہیڈ کوارٹر میں ایمرجنسی کی یہ حالت ہے کہ کوئی Medical Specialist نہ ہے اور مریضوں کو عام Medical Officer ہی check کرتا ہے۔ زیادہ خطرے کی حالت میں مریضوں کو وہاڑی یا دوسرے بڑے شہر لے جانا پڑتا ہے۔ بعض اوقات زیادہ serious cases کے مریضوں کو ایمرجنسی میں دیکھا ہی نہیں جاتا، وہ مریض کسی اچھے ہسپتال میں Medical Specialist کو دکھانے کے لئے پہنچ ہی نہیں پاتے اور راستہ میں ہی دم توڑ دیتے ہیں۔ تحصیل بورے والا کی عوام کو بہتر صحت عامہ کی سہولیات دینے کے لئے ضروری ہے کہ بورے والا ہسپتال میں فوری طور پر ایک Medical Specialist لگایا جائے تاکہ لوگوں کا بہتر علاج معالجہ ہو سکے اس لئے ضروری ہے کہ اسمبلی دخل اندازی کرے تاکہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال

بورے والا کی ایمرجنسی میں فوری طور پر ایک Medical Specialist مل سکے۔ بورے والا میں صحت کی عدم سہولت کے باعث عوام میں سخت بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ طور پر قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! اس تحریک کا جواب آگیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کا جواب فی الحال موصول نہیں ہوا لہذا اس تحریک کو next week کے لئے pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی، اسے next week تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 547 بھی سردار صاحب کی ہے۔ جی، سردار صاحب! اس تحریک التوائے کار کو بھی آپ پڑھ دیں۔

تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال بورے والا کو حکومت کی منظوری کے باوجود اپ گریڈ نہ کرنا

سردار خالد سلیم بھٹی: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے حکومت پنجاب نے تحصیل ہیڈ کوارٹر بورے والا جو 60 beds پر مشتمل ہے اس ہسپتال کو upgrade کر کے اس میں 150 beds کر دیئے ہیں اور ان beds کی باضابطہ منظوری دے دی اور حکومت نے ان beds کے لئے 5 کروڑ روپے منظور کر کے فنڈز بھی مختص کر دیئے ہیں جس پر بورے والا کی عوام نے حکومت کو اظہار تشکر کیا اور عوام میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، اب اس ہسپتال کو نامعلوم وجوہات کی بناء پر upgrade نہیں کیا جا رہا ہے اور انتظامیہ کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کو upgrade نہیں کیا جا رہا ہے اور حکومت نے beds کی تعداد بڑھانے کے لئے 5 کروڑ روپے منظور کئے ہوئے ہیں اور فنڈز بھی مختص کئے ہوئے ہیں لیکن انتظامیہ اس پر عملدرآمد نہیں کر رہی ہے۔ تحصیل بورے والا کی عوام کا ایک عرصہ دراز سے حکومت سے مطالبہ تھا کہ ان کو صحت کی سہولیات بہتر طریقے سے نہیں مل رہی ہیں اس لئے ضروری ہے کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال بورے والا کو upgrade کر دیا جائے اور حکومت نے یہ مطالبہ مانتے ہوئے تحصیل ہیڈ کوارٹر کو upgrade کرنے کی منظوری دے دی اور beds کی تعداد بھی بڑھا کر 150 کر دی اور ساتھ ہی 5 کروڑ روپے دے دیئے۔ اب پتا نہیں کون

سے آہنی ہاتھ ہیں جو تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال کو upgrade کر رہے اور نہ ہی beds کی تعداد بڑھانے دے رہے ہیں۔اب ضرورت اس امر کی ہے کہ پہلے حکومت نے میرے حلقہ کی عوام کو ہسپتال کو upgrade کرنے کی نوید سنائی اور اس کے لئے فنڈز بھی مختص کئے اور اب اس ہسپتال کو upgrade نہیں کیا جارہے اس لئے ضروری ہے اسمبلی دخل اندازی کر کے تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال بورے والا کو upgrade کرنے میں حائل رکاوٹیں دور کرواکے اس معاملہ کو حل کروائے۔مذکورہ ہسپتال کو upgrade نہ کرنے کے باعث بورے والا کی عوام میں سخت بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کا جواب میرے پاس موجود ہے کہ گورنمنٹ آف پنجاب نے تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال بورے والا جو کہ ساٹھ beds پر مشتمل ہے اس کو Chief Minister's Southern Punjab Development Programme 2009-10 کے تحت upgrade کر کے اس میں ایک سو پچاس beds کرنے کی باضابطہ منظوری دے دی ہے اور حکومت نے اس سکیم کے لئے 5 کروڑ روپے کے فنڈز بھی مختص کر دیئے ہیں اس سلسلے میں عرض ہے کہ مبلغ 54.420 ملین روپے کا PC-1 تیار کیا گیا ہے اور اس کو ڈی ڈی او وہاڑی کے ذریعے administrative approval کے لئے کمشنر ملتان ڈویژن کو بھیجا گیا۔کمشنر ملتان ڈویژن نے اپنے لیٹر نمبری Dir:(D&F)DDWP/09/135 بتاریخ 14-12-2009 کے تحت منظوری دے دی ہے اور محکمہ خزانہ نے بذریعہ چٹھی نمبری B-III-21(51)2010-11 مورخہ 9۔اگست 2010 کو 30 لاکھ 94 ہزار روپے جاری کر دیئے ہیں اور کام in progress ہے۔

جناب سپیکر: جی، بھٹی صاحب! اب تو آپ کا مسئلہ حل ہو گیا ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جی، شکریہ

جناب سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 548 رائے اعجاز حسین صاحب کی ہے۔

شوگر ملوں کے مالکان کی جانب سے گنے کے کاشتکاروں کو بروقت ادائیگی نہ کرنا

رائے اعجاز حسین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ آٹھ ماہ گنے کے

سیزن کو ختم ہوئے ہو چکے ہیں لیکن اس کے باوجود شوگر ملوں نے ابھی تک زمینداروں کو پیسے نہ دیئے ہیں جس کی وجہ سے زمینداروں کو ناقابل تلافی نقصان ہو رہا ہے۔ مل مالکان ایک سے دوسری مل تو لگا لیتے ہیں لیکن زمیندار مل کر چکر لگا لگا کے تھک گئے ہیں جس کی وجہ سے زمینداروں کے پاس پیسے نہ ہونے سے ان کی اگلی فصلیں متاثر ہو رہی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: رائے صاحب!پلیز ایک منٹ رکنا۔ اگر وزیر زراعت میری بات سن رہے ہیں تو House میں جلد تشریف لائیں۔ جی،رائے صاحب!

رائے اعجاز حسین: زمینداروں کے پیسے دلوائے جائیں۔ جو مل مالکان زمینداروں کو روپے نہیں دیتے ان کے خلاف باضابطہ کارروائی کی جائے تاکہ زمینداروں کو ان کی payment ہو سکے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی،رانا صاحب!اس کا جواب آگیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی،آگیا ہے۔ جناب سپیکر!یہ بڑی اہم تحریک التوائے کار ہے اور میں معزز ممبران سے گزارش کروں گا کہ اس کے جواب کو ذرا غور سے سنیں تاکہ اس سلسلے میں انہیں مکمل آگاہی بھی ہو سکے اور جو further steps اس سلسلے میں اٹھانے ضروری ہوں تو ان کے متعلق ان سے رہنمائی بھی حاصل کی جا سکے۔

کرشنگ سیزن۔2009-10 میں پنجاب کی شوگر ملوں نے کل 2 کروڑ 7 لاکھ 11 ہزار 654 میٹرک ٹن گنے کی خرید کی جس کی مالیت 90۔ارب 93 کروڑ 68 لاکھ 88 ہزار 713 روپے بنتی ہے۔ امروزیہ 2010-8-24 تک کا جواب ہے۔ گنے کی کل قابل ادائیگی قیمت کے مقابلے میں 86۔ارب 50 کروڑ 70 لاکھ 11 ہزار 544 روپے کی رقم کی ادائیگی کسانوں کو ہو چکی ہے جو کہ کل رقم کا 95.13 فیصد بنتی ہے۔ پنجاب کی 45 شوگر ملوں میں سے 16 نے 100 فیصد ادائیگی کر دی ہے جبکہ دس ملیں 95 فیصد سے زیادہ رقم ادا کر چکی ہیں اور اب صرف انیس ملیں ایسی ہیں جنہوں نے ابھی تک 90 فیصد یا اس سے کم کی رقم کی ادائیگی کی ہے۔ کین کمشنر پنجاب نے کسانوں کی رقم کی ادائیگی وقت پر نہ کرنے پر نادہندہ شوگر ملوں کو اب تک مروجہ قوانین کے تحت چار سو بائیس لیگل نوٹس، بیالیس شوکاز اور نوے ایف آئی آر کی رجسٹریشن کے اندراج کے order کئے ہیں جس کے نتیجے میں گنے کی 44 کروڑ 38 لاکھ 3 ہزار روپے کی رقم کی ادائیگی ہونا تھی۔ اب کین کمشنر پنجاب کی قانونی کارروائیوں کے نتیجے میں اب تک کسانوں کو ان 44 کروڑ میں سے 28 کروڑ 14 لاکھ 84 ہزار روپے کی ادائیگی کروائی جا چکی ہے اور بقایا رقم

کی ادائیگی کے لئے اس وقت بھی کوشش کی جارہی ہے اور انشاء اللہ اس کرشنگ سیزن شروع ہونے سے پہلے پہلے اس کو مکمل کروالیا جائے گا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! یہ کروڑوں کی بات تو ہے کہ ابھی اتنے کروڑوں کی ادائیگی باقی رہ گئی ہے۔ کچھ کاشتکار بے چارے ایسے بھی ہیں جن کی پونجی ان کو تقریباً ایک سال سے ملی ہی نہیں ہے۔ ایک سال مکمل ہونے کو ہے تو وہ بے چارے کہاں سے کھاد، بیج اور ادویات لیں گے اس لئے کین کمشنر صاحب سے کہیں کہ وہ case to case amount بتادیں کہ کتنی بقایا رقم رہ گئی ہے اور جن بے چاروں کی بقایا رقم رہ گئی ہے وہ تو چھوٹے کاشتکار ہیں لہذا آپ کو case to case پتا کرنا چاہئے۔ مجھے ذاتی طور پر پتا ہے اور میرے پاس روزانہ آدمی آتے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہماری ادائیگی ابھی بقایا رہتی ہے لہذا ہمیں ادائیگی کروائیں کیونکہ ہمارا بیج اور کھاد وغیرہ نہیں آرہی۔

رائے اعجاز حسین: جناب سپیکر! شوگر ملوں نے 70 فیصد ادائیگی ابھی تک نہیں کی۔ باقی ملوں کا تو مجھے نہیں پتا لیکن جڑانوالہ میں تقریباً 70 فیصد ادائیگی نہیں ہوئی۔

مخدوم سید احمد محمود: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر! میری معزز لاء منسٹر صاحب سے یہ request ہوگی کہ اگر وہ ان ملوں کا نام بھی بتادیں جنہوں نے پنجاب کے غریب کاشتکاروں کے اب تک پیسے دینے ہیں۔ حالانکہ آپ کو معلوم ہے کہ اب نیا سیزن شروع ہونے والا ہے۔ جن ملوں نے غریب کاشتکاروں کی ایک سال سے رقم اپنے پاس دبائی ہوئی ہے ان کے نام بھی kindly بتادیں۔

حاجی لیاقت علی: پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے ذرا مخدوم صاحب کی بات کا جواب دے لینے دیں اس کے بعد معزز ممبر بھی جو فرمائیں گے میں اس کا بھی جواب دے دوں گا۔

جناب سپیکر! یہ تقریباً کوئی 10/12 کروڑ روپے کی رقم بنتی ہے لیکن یہ 90 out of 93 ارب کروڑ روپے ہے تو اس میں جہاں تک کین کمشنر یا متعلقہ محکمہ کی کاوشوں کا تعلق ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی شک والی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: راناصاحب!آپ کین کمشنر صاحب کو کل یہاں بُلائیں اور وہ لسٹ بھی مکمل لے کر آئیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اگر آپ حکم کرتے ہیں تو ہم کل ان کو بھی بُلا لیتے ہیں اور ساتھ مخدوم صاحب نے جو بات کی ہے ان ملوں کی لسٹ بھی ایوان کے سامنے رکھ دی جائے گی جنہوں نے اس میں ادائیگی 90 فیصد سے کم کی ہے لیکن یہ درست نہیں ہے کہ بعض ملوں نے 70 فیصد ادائیگی نہیں کی۔ادائیگی تقریباً90 فیصد کے لگ بھگ سب کی ہو چکی ہے۔کچھ نے 100 فیصد کر دی ہے اور کسی جگہ پر پانچ یا سات فیصد ادائیگی رہتی ہے۔کل ان ملوں کے نام بھی پیش کر دیئے جائیں گے اور کین کمشنر کو جس وقت آپ کہتے ہیں بُلا لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

حاجی لیاقت علی: جناب سپیکر!شوگر مل مالکان سارا سال زمیندار سے راء مٹیریل مفت میں لیتے ہیں۔ جو راناصاحب نے figure بتائی ہے وہ ٹھیک ہے لیکن میری سمجھ میں یہ نہیں آیا۔۔۔

جناب سپیکر: عام طور پر تو یہ حوصلہ افزا بات ہے لیکن کئی کیس ایسے ہیں جن بے چاروں کا دارومدار ہی اسی بات پر ہے۔

حاجی لیاقت علی: جناب سپیکر!میں خاص طور پر آج اسی معاملے کو point out کرنے کے لئے آیا ہوں کہ کریسنٹ شوگر مل فیصل آباد نے اپنے ہال کرائے پر دے دیئے ہیں،ملازمین کی کالونی خالی کروالی ہے اور لوگوں کے پیسے دینے ہیں۔اگر وہ بھاگ گئے تو ان سے پیسے کون لے کر دے گا اور زمیندار بے چارہ دربدر پھر رہا ہے۔

رائے محمد شاہجہاں خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،ایک اور مظلوم بھی ادھر سے بول رہے ہیں ان کو بھی بولنے دیں۔

رائے محمد شاہجہاں خان: شکریہ۔جناب سپیکر!میں ایک بڑا اہم نکتہ اٹھانا چاہتا ہوں کہ زمینداروں کا یہ problem کوئی ایک دن کا نہیں ہے بلکہ یہ سالہا سال کا problem ہے۔اس اسمبلی کے اندر بہت سارے قوانین حکومت کی طرف سے لائے جاتے ہیں جیسے بنکوں کے کاروبار کے defence کے لئے لائے جاتے ہیں اور mortgage کا قانون موجود ہے۔

جناب سپیکر: آپ بحث کو دوسری طرف نہ لے جائیں۔

رائے محمد شاہجہاں خان: جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ بات کرتا ہوں۔ چیک کا قانون موجود ہے جس کو negotiable instrument کا درجہ حاصل ہے، LC کو negotiable instrument کہتے ہیں۔ کیا زمینداروں کے CPR کو negotiable instrument کا درجہ نہیں دیا جا سکتا تاکہ ان کے سَر سے یہ ذمہ داری اترے کہ ہم نے اتنی payment کروا دی ہے اور اتنی نہیں کروائی۔ زمینداروں کے CPR کو negotiable instrument کا درجہ دیا جائے یعنی دوسرے لفظوں میں چیک کا درجہ دیا جائے تاکہ یہ مسئلہ ہمیشہ کے لئے حل ہو اور اس کے لئے میں وزیر قانون صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ proper قانون سازی کی جائے۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسا نہ کروائیں۔

رائے محمد شاہجہاں خان: اگر حکومت کی یہ will ہے کہ اس مسئلے کو حل کیا جائے اور کاشتکار کو معاوضہ مل جائے تو اس کے لئے قانون سازی کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر: اس سے کاشتکار کو کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

رائے محمد شاہجہاں خان: جناب سپیکر! میرا وزیر قانون صاحب سے یہ سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا سوال آ گیا ہے۔

حاجی لیاقت علی: جناب سپیکر! CPR میں لکھا ہوا ہے کہ پندرہ دن میں ادائیگی کرنی ہے لیکن وہ نہیں کرتے۔ یہاں دفعہ 144 لگا دیتے ہیں کہ گنے کو آپ بیل نہیں سکتے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! انہوں نے لکھ کر دیا ہوتا ہے بقول ان کے کہ پندرہ دن کے اندر ہم نے ادائیگی کرنی ہے تو اس پر سختی سے پابندی کروائی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تمام گفتگو بڑی relevant ہے لیکن کل آپ نے جب کین کمشنر کو طلب فرمایا ہے تو ساتھ ہی متعلقہ سیکرٹری خوراک یا سیکرٹری انڈسٹری کو بھی بُلا لیتے ہیں چونکہ معزز ممبران کی طرف سے اٹھائے جانے والے تمام points relevant ہیں اور ان کے ساتھ بیٹھ کر discuss کر کے اگر ان کی feasibility بنتی ہوئی تو حکومت کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے بلکہ حکومت کی تو یہ منشا، commitment اور کوشش ہے کہ جتنی جلدی ممکن ہو کسانوں کو ادائیگی ہو۔ اگر پندرہ دن کا ٹائم ہے تو پندرہ دن میں ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: دوسری تحریک التوائے کار بھی رائے صاحب کی ہے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! مجھے ایک ایسی بات کا علم ہے جس سے معزز ایوان کو بڑا فائدہ ہو گا اور آپ کے بھی علم میں یہ بات آ جائے گی۔

جناب سپیکر: یہ شوگر سے متعلق بات ہے؟

میاں محمد رفیق: جی، جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: کل ہم نے کین کمشنر اور سیکرٹری انڈسٹری کو بھی بلایا ہے جو وہاں بیٹھ کر بات کریں گے۔ آپ اسے چھوڑ دیں اور تشریف رکھیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر![********](قہقہے)

جناب سپیکر: یہ الفاظ غیر مہذب ہیں اور میں انہیں حذف کرواتا ہوں۔آپ الفاظ کو سوچ سمجھ کر استعمال کیا کیجئے۔

رائے اعجاز حسین: جناب سپیکر!آپ اس چیز کو یقینی بنائیں کہ سیزن چلنے سے پہلے یہ ادائیگی کر دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، ہم اس بارے میں کل مکمل بات کریں گے۔اسے dispose of کیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!آپ کے بھی علم میں ہے کہ برادر شوگر ملز نے کتنی ادائیگی کرنی ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! مجھے نہیں پتا اور میں کچھ نہیں کہتا۔اگلی تحریک التوائے کار رائے اعجاز حسین صاحب کی نمبر 549 ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جڑانوالہ کے شہری صاف پانی نہ ملنے کی وجہ سے موذی بیماریوں میں مبتلا

رائے اعجاز حسین: شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ پبلک ہیلتھ پنجاب نے2006میں جڑانوالہ میں9کروڑ روپے کی لاگت سے واٹر سپلائی سکیم شروع کی جس کی مدت تکمیل 2009 تھی۔اس سکیم کے لئے پچیس ٹیوب ویل لگائے گئے جس سے شہریوں کو صاف پانی مہیا کرنا تھا۔اس سکیم کو ابھی تک چالو نہ کیا گیا بلکہ ان ٹیوب ویلوں کے لئے لگنے والے لاکھوں روپے کے قیمتی ٹرانسفارمر لوگ چوری کر کے لے گئے ہیں اور محکمہ نے اس پر کوئی دھیان نہ دیا جس کی وجہ سے شہریوں کو صاف پانی نہ مل رہا ہے جس سے لوگ ہیپاٹائٹس اور جگر و معدہ کی بیماریوں میں مبتلا ہو رہے ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔شکریہ

جناب سپیکر: جی،رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!مالی سال 10-2009 کی سکیم کی تکمیل کے لئے درکار فنڈز مہیا کئے گئے۔اسی دوران سات عدد ٹرانسفارمر چوری ہوئے جن کی ایف آئی آر نمبر 832 مورخہ 3-12-2008 تھانہ جڑانوالہ درج کروائی اور ٹرانسفارمر دوبارہ نصب کروا دیئے گئے ہیں۔ سکیم 30-6-2010 کو مکمل ہو گئی ہے اور ٹیسٹ کرنے کے بعد اس وقت چالو حالت میں ہے کیونکہ اس کی دیکھ بھال کرنا،اسے چلانا اور واٹر کنکشن دینا TMA جڑانوالہ کی ذمہ داری ہے اور ڈی سی او فیصل آباد کے فیصلہ کے مطابق TMA جڑانوالہ کو یہ سکیم hand over کی جا رہی ہے۔

رائے اعجاز حسین: جناب سپیکر!شہریوں کو پانی نہیں مل رہا ہے۔یہ hand over ہوئی ہے اور نہ ہی چالو حالت میں ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب!اس کی latest position کا کل تک پتا کریں اور وہ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ یہ hand over نہیں ہوئی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!یہ سکیم مکمل ہو چکی ہے اور اس کی handing over اور taking over جلد کروا دیتے ہیں۔

رائے اعجاز حسین: جناب سپیکر!انہوں نے ایک دو ٹیوب ویل چلائے ہیں جن کی لیکیج کی وجہ سے TMA hand over نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر:اگلی تحریک التوائے کار خواجہ اسلام صاحب کی ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتے تو dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی بھی انہی کی ہے تو یہ بھی dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے۔

میو ہسپتال لاہور کا گیٹ بند ہونے سے لواحقین اور مریضوں کو پریشانی کا سامنا

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق "میو ہسپتال کا گیٹ بند ہونے سے مریضوں کے لواحقین کو شدید پریشانی "تفصیل کچھ یوں ہے کہ میو ہسپتال آنے کے لئے میو ہسپتال چوک کی طرف کے گیٹ کو دوبارہ بند کرنے کے خلاف مریضوں کے لواحقین نے شدید احتجاج کیا ہے اور کہا ہے کہ ہمیں اب اپنے مریضوں کی ادویات اور دوسرا سامان لینے کے لئے باہر جانے کے لئے لمبا چکر کاٹنا پڑتا ہے اور اس لمبے چکر کی وجہ سے بعض اوقات دیر بھی ہو جاتی ہے جس کی بناء پر مریض کو بروقت ادویات کی فراہمی نہ ہونے سے مریضوں کو شدید تکلیف اور پریشانی اٹھانا پڑتی ہے اور اس گیٹ کے بند ہونے کی وجہ سے خصوصاً خواتین کو نہ صرف اپنے لئے بلکہ اپنے مریضوں کو بروقت طبی امداد نہ ملنے کی وجہ سے شدید پریشانی کا سامنا ہے۔ میو ہسپتال کی انتظامیہ کی طرف سے گیٹ بند ہونے سے نہ صرف مریضوں کے لواحقین بالخصوص خواتین میں شدید غم وغصہ واضطراب پایا جا رہا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی،رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اسے اگلے ہفتے تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر:Pending till next week اگلی تحریک التوائے کار نمبر 557 بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ ہی کی ہے۔

قصابوں کی جانب سے لاہور میں مضر صحت، مردار، بیمار، کم عمر جانوروں اور پانی ملا گوشت فروخت کرنا

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق "250 کلو مضر صحت گوشت اور بیمار بھینس لے جاتے ہوئے قصاب گرفتار، سیف اللہ عرف بھولا قصائی اور اس کا ساتھی رحمت شاہ پور کا نجراں کے ناکے پر پکڑے گئے۔" تفصیل کچھ یوں ہے کہ مضر صحت، مردار، بیمار، پانی ملا اور کم عمر جانوروں کا گوشت فروخت کرنے والے قصابوں کے خلاف مہم کے دوران سیف اللہ عرف بھولا قصائی اور اس کے ایک ساتھی رحمت کو 250 کلو گرام غیر قانونی ذبح شدہ گوشت اور ایک بیمار زخمی بھینس کو فروخت کرنے کے لئے بھائی پھیرو سے لاہور لاتے ہوئے شاہ پور کا نجراں کے ناکے پر ویٹرنری ڈاکٹر شکیل احمد نے گاڑی کو چیک کیا تو اس میں سے مضر صحت گوشت کے علاوہ ایک بیمار زخمی بھینس برآمد ہوئی جسے قبضے میں لے کر ملزمان کو گرفتار کر لیا گیا۔ ملزم سیف اللہ متعدد بار پکڑے جانے کے باوجود ہر دفعہ طریقہ واردات تبدیل کر کے مختلف شہروں میں مضر صحت گوشت سپلائی کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ صوبہ پنجاب کی عوام میں مضر صحت، مردار، بیمار اور پانی ملا گوشت فروخت کرنے پر شدید بے چینی اور اضطراب پایا جا رہا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اسے بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: یہ بھی آئندہ ہفتے کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے۔ چونکہ وقت ختم ہو رہا ہے اس لئے آدھے منٹ میں جلدی جلدی پڑھ دیں۔

شمالی لاہور میں عوام کی سہولت کے لئے روٹ جاری کرنے اور بسیں چلانے کا مطالبہ

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ چند پرائیویٹ ٹرانسپورٹ کمپنیوں نے کچھ قانونی پیچیدگیوں کا فائدہ اٹھا کر لاہور شہر میں اپنی اجارہ داری قائم کر رکھی ہے،منفعت بخش روٹوں پر اپنی بسیں چلانے کے لئے یہ کمپنیاں متعلقہ محکموں کے افسران واہلکاران کی ملی بھگت سے درکار اجازت نامے و منظوریاں حاصل کر لیتی ہیں اور یہ کمپنیاں ان منفعت بخش روٹوں پر دستیاب دیگر ٹرانسپورٹ کی سہولیات مثلاً ویگن، چنگ چی وغیرہ کو سرکاری محکموں کے افسران واہلکاران کے تعاون سے غیر محسوس طریقے سے ختم کرا لیتی ہیں جبکہ وہ تمام روٹ جن پر شاید بہت زیادہ فائدہ نہ ہو یا وہاں کوئی اور پیچیدگی پائی جاتی ہو وہاں کوئی بھی کمپنی اپنی بسیں نہیں چلاتی ہے، محکمہ ٹرانسپورٹ کو چاہئے کہ عوام کے مفاد کی حفاظت کرے اور ان کمپنیوں کو جو منفعت بخش روٹوں پر اپنی بسیں چلا رہی ہیں پابند کرے کہ وہ ان روٹوں پر بھی اپنی بسیں چلائیں جہاں پر کہ شاید بہت زیادہ منافع موجود نہ ہے۔اس کی سب سے بڑی مثال یہ ہے کہ شمالی لاہور قریباً15 لاکھ سے زیادہ کی آبادی کے لئے شاید ہی کوئی بس روٹ موجود ہو۔تمام موجودہ روٹس شمالی لاہور کی حد کے باہر یا شمالی لاہور میں گزرنے والی چند بڑی شاہراہوں تک محدود ہیں۔شاد باغ، وسن پورہ، مصری شاہ، بھگت پورہ، بادامی باغ، گھوڑے شاہ، میراں حسین، چائنہ سکیم، وسن پورہ سکیم نمبر2 وغیرہ کے لئے ایک بھی بس روٹ موجود نہ ہے۔حیران کن امر یہ ہے کہ یہ بس کمپنیاں خطیر منافع کما رہی ہیں اور اس کے باوجود حکومت سے سبسڈی بھی مانگ رہی ہیں لیکن عوام کی سہولت کے لئے کسی بھی کم آمدنی والے بس روٹ پر بس چلانے کے لئے تیار نہ ہیں۔محکمہ ٹرانسپورٹ پابند ہے کہ عوام کی سہولیات کے لئے پالیسیاں بنائے وہ شاید "بوجہ "خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اسے بھی next week تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی،اس تحریک کو بھی اگلے ہفتے تک pending کیا جاتا ہے۔

رپورٹیں
(جو پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: آج کے ایجنڈے پر درج ذیل کارروائی ہے۔

Laying of Report on the Observance and Implementation of Principles of Policy in relation to affairs of the Punjab for the Year 2008. Minister for Law!

پنجاب کے امور کے متعلق پالیسی اصولوں کی پاسداری اور ان پر عملدرآمد کی رپورٹ برائے سال2008کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFIARS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move to lay the Report on the Observance and Implementation of Principles of the Policy in relation to affairs of Punjab for the Year 2008.

MR. SPEAKER: Report on the Observance and Implementation of Principles of Policy in relation to affairs of the Punjab for the year 2008 has been laid.

Now, laying of Annual Performance Report of Punjab Bait-ul-Maal Council for the year 2008. Minister for Law!

پنجاب بیت المال کونسل کی سالانہ کارکردگی رپورٹ برائے سال2008کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFIARS (Rana Sana Ullah Khan):Sir, I move to lay the Annual Performance Report of Punjab Bait-ul-Maal Council for the year 2008.

MR. SPEAKER: The Annual Performance Report of Punjab Bait-ul-Maal Council for the year 2008 has been laid.

Now, laying of Annual Performance Report of Punjab Bait-ul-Maal Council for the year 2009. Minister for Law!

پنجاب بیت المال کونسل کی سالانہ کارکردگی رپورٹ برائے سال2009کاایوان میں پیش کیاجانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFIARS (Rana Sana Ullah Khan):Sir, I move to lay the Annual Performance Report of Punjab Bait-ul-Maal Council for the year 2009.

MR. SPEAKER: The Annual Performance Report of Punjab Bait-ul-Maal Council for the year 2009 has been laid.

Now, laying of Annual Report of the Punjab Office of the Ombudsman for the year 2009. Minister for Law!

ادارہ محتسب پنجاب کی سالانہ رپورٹ برائے سال2009کاایوان میں پیش کیاجانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFIARS (Rana Sana Ullah Khan):Sir, I move to lay the Annual Report of the Punjab Office of the Ombudsman for the year 2009.

MR. SPEAKER: The Annual Report of Punjab Office of the Ombudsman for the year of 2009 has been laid.

Now, we take up the Punjab Local Government (Amendment) Bill, 2010. Minister for Law!

مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

مسودہ قانون(ترمیم)مقامی حکومت پنجاب مصدرہ2010

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFIARS (Rana Sana Ullah Khan):Sir, I move to introduce the Punjab Local Government (Amendment) Bill, 2010.

MR. SPEAKER: The Punjab Local Government (Amendment) Bill, 2010 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and it is

referred to the Standing Committee on Local Government and Rural Development for report upto 23rd November 2010.

بحث

سیلاب متاثرین کے ریلیف اور بحالی پر عام بحث

جناب سپیکر: اب سیلاب کے بارے میں بحث شروع کی جاتی ہے۔ لاء منسٹر صاحب! آپ کچھ پالیسی پیش کرنا چاہیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں پالیسی دینا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: میں معزز ممبران کو بتادوں کہ جو صاحبان اس میں participate کرنا چاہتے ہیں وہ اپنے نام مجھے بھجوادیں۔ جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آج flood affectees، وہاں پر ہونے والی ریلیف اور rehabilitation کی کوششیں یا struggle کے متعلق کچھ facts and figures اس معزز ایوان کے سامنے رکھنا چاہوں گا تاکہ انہیں اس بحث میں حصہ لینے اور اپنی تجاویز پیش کرنے میں آسانی رہے۔

جناب سپیکر! یہ سیلاب جو پاکستان کی ہی نہیں بلکہ شاید دنیا کی تاریخ میں انتہائی تباہ کن سیلاب تھا اس سے متعلق یہ بالکل درست کہا گیا کہ اس کا جو نقصان ہے وہ آزاد کشمیر میں آنے والے زلزلے اور سونامی سے بھی زیادہ ہے۔ یہ بات کسی پاکستانی لیڈر یا کسی ایسی شخصیت نے نہیں کی کہ جس کا تعلق صرف پاکستان یا اس حوالے سے ہو بلکہ اس بات کو سیکرٹری جنرل UNO نے نہ صرف admit کیا بلکہ پوری دنیا کے سامنے برملا اس کا اظہار کیا کہ یہ بہت بڑی تباہی تھی جس سے پاکستان کے عوام اور قوم متاثر ہوئی۔

جناب سپیکر! میں پنجاب کی حد تک facts and figures معزز ایوان کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں اس میں گیارہ اضلاع میانوالی، لیہ، بھکر، مظفر گڑھ، ڈیرہ غازی خان، راجن پور، رحیم یار خان، جھنگ، سرگودھا، خوشاب اور ملتان متاثر ہوئے۔ اس میں جو موضع جات ہیں جن کو ہم village یا گاؤں کہتے ہیں ان کی تعداد ایک ہزار سات سو اٹھتر ہے اور جو household families ہیں ان کی تعداد آٹھ لاکھ پچاس ہزار ہے۔ Population جو متاثر ہوئی ہے وہ 6.2 بلین ہے۔ اس میں جو اموات ہوئی ہیں وہ ایک سو دس ہیں۔ اس میں affected area جو ہے وہ 5.23 ملین ایکڑ ہے اور جو گھر تباہ

ہوئے ہیں وہ5+لاکھ ہیں۔اب اس میں جو سترہ لاکھ سے زائد ایکڑ رقبہ پر کھڑی فصلات تباہ ہوئی ہیں جن کا تخمینہ تقریباً81۔ارب روپے لگایا گیا ہے۔اس تباہی میں سب سے پہلے ریلیف کا مرحلہ شروع ہوااور اس مقصد کے لئے تین سو ستائیس ریلیف کیمپ گورنمنٹ آف پنجاب کی طرف سے قائم کئے گئے۔ان کیمپوں کے علاوہ ایک ہزار ریلیف پوائنٹس قائم کئے گئے۔ان ریلیف کیمپوں اوران پوائنٹس پر سیلاب متاثرین کو پکا ہوااور خشک راشن فراہم کیا جاتا رہا۔اس کے علاوہ پچین ہزار خیمے سیلاب متاثرین میں تقسیم کئے گئے اور تقریباً ایک ہزار پانچ سو پچاس ٹرک امدادی سامان گورنمنٹ آف پنجاب کی طرف سے اس علاقے میں بھجوایا گیا۔اس کے علاوہ ایک لاکھ دس ہزار راشن پیکٹ جو کہ ایک خصوصی فوڈ پیکج رمضان المبارک کے سلسلہ میں بنایا گیا تھا تقسیم کئے گئے۔اس کے علاوہWater Filtration Plants اورGenerators فراہم کئے گئے۔پندرہ لاکھ مریضوں کو طبی سہولیات مہیا کی گئیں،اس کے علاوہ vaccinationکی گئی۔Vaccinationکی موبائل ٹیموں نے ہر جگہ پر جاکر لوگوں کوvaccinate کیا۔نہ صرف انسانوں کوvaccinationکی گئی اوران میں خوراک تقسیم کی گئی بلکہ جانوروں کو بھی vaccinationکی گئی اوران کے لئے خوراک ونڈا گورنمنٹ کی طرف سے تقسیم کیا گیااور یہی وجہ ہے کہ جو سیلاب کے بعد اس بات کا بہت زیادہ خدشہ ظاہر کیا جارہا تھا کہ کوئی نہ کوئی بیماری انسانوں اور جانوروں میں پھوٹ پڑے گی تواللہ تعالیٰ نے مہربانی کی اوران کوششوں کی وجہ سے کوئی ایسا حادثہ پیش نہیں آیا۔سیلاب متاثرین مزید کسی مشکل یامصیبت سے محفوظ رہے۔اس سلسلے میں ریلیف کی مد میں پنجاب گورنمنٹ نے اب تک4۔ارب روپے کی خطیر رقم خرچ کی ہے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ میں تھوڑا سا بتانا چاہوں گا کہ اس میں پنجاب گورنمنٹ نے ایک Disaster Management Cellقائم کیااوراس کا ایک انتہائیefficient officerخالد شیر دل کو بطور ڈی جی مینجمنٹ سیل تعینات کیا ہے۔وہ آج خود بھی یہاں پر آفیسر گیلری میں موجود ہیں تاکہ معزز ممبران اس بارے میں جو بھی رہنمائی دیں گے تو وہ اوران کا سٹاف ان کو نوٹ کرے گا۔آئندہ کی جو rehabilitationکی کوششیں ہیں اس میں ان کی رہنمائی سے بھرپور طور پر استفادہ کیا جائے گا۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ میں وطن کارڈ کے بارے میں معزز ایوان کو آگاہ کرنا چاہوں گا کہ ہمارے پروگرام کے مطابق184831وطن کارڈ تقسیم ہوں گے جو کہ انشاءاللہ تعالیٰ اس ماہ کے آخر تک وطن کارڈ کی تقسیم کا مرحلہ مکمل کر لیا جائے گا۔کارڈ کے ذریعہ20ہزار فی خاندان دیا جائے گا۔اس میں اب تک 1.41 بلین روپے کی رقم لوگوں میں تقسیم ہو چکی ہے یعنی کارڈ تقسیم ہونے کے اڑتالیس

گھنٹوں بعد یہ activate ہوتے ہیں اور لوگ اپنے پیسے نکلوا سکتے ہیں تو اس میں روزانہ 16ہزار 4سو 49کارڈ جاری کئے جارہے ہیں اور اس سلسلے میں ستائیس سنٹر قائم ہیں جو کہ اس ہفتہ کے اختتام تک وہ گیارہ اضلاع میں کام کرنا شروع کردیں گے تو اس طرح سے اس ماہ کے آخر تک تمام کارڈز فلڈ متاثرین میں تقسیم ہو جائیں گے اور رقم ان تک پہنچ جائے گی۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ rehabilitation میں جہاں یہ بیس ہزار روپے کی مدد دی جا رہی ہے۔ اس پر تقریباًپندرہ سولہ بلین کے قریب رقم خرچ ہو گی جس میں پچاس فیصد صوبائی گورنمنٹ contribute کرے گی اور پچاس فیصد فیڈرل گورنمنٹ اس میں مدد دے گی اس کے علاوہ rehabilitation میں ہم نے ایک model village کا concept introduce کروایا ہے تاکہ اس علاقے کی زندگی کو transform کیا جائے اور اس علاقے میں ایسے گاؤں جو کہ بالکل صفحہ ہستی سے مٹ گئے ہیں اور ان کا جو damage اس طرح کا نہیں ہے کہ کسی گھر کو دوبارہ بنانے کی گنجائش ہو تو ان میں سے ہم نے 204 گاؤں select کئے ہیں اور وہ ان تمام اضلاع میں ہیں جو بری طرح متاثر ہوئے تھے۔ 204 گاؤں اس طرح کے گاؤں ہوں گے کہ وہاں پر باقاعدہ طور پر پختہ مکان ہوں گے، سٹرک اور پختہ گلی ہو گی اور اس کے علاوہ اس گاؤں میں ایک پرائمری سکول ہو گا، وہاں پر ایک ڈسپنسری ہو گی اور وہاں پر ہر تین گاؤں میں جانوروں کے لئے ایک ہسپتال ہو گا اور ایک ٹریننگ سنٹر ہو گا۔ یہ تخمینہ اس طرح سے ہے کہ اگر ایک گاؤں پچاس گھروں کا ہے تو اس کا تخمینہ 1.5 کروڑ ہے اور اگر 100 گھر کا ایک گاؤں ہے جو کہ average size ہے تو اس کا تخمینہ تین کروڑ ہے اور اس میں جو سب سے بڑی کامیابی کی بات ہے وہ یہ ہے کہ اس سکیم کے تحت ایک روپیہ بھی گورنمنٹ فنڈ سے خرچ نہیں کیا جارہا۔ یہ سارے کا سارا پیسا ہم نے اس طرح سے manage کیا کہ جو مخیر حضرات اندرون ملک اور بیرون ممالک بھی ہیں ان تک ہم نے approach کیا اور ان تک ہم پہنچے ہیں۔ ان کو ہم نے اس بات پر قائل کیا ہے کہ وہ اس سلسلے میں مدد کریں اور ویسے بھی لوگ اس بارے میں زیادہ interested ہیں کہ خود اپنے ہاتھوں سے کسی کی مدد کریں یا وہ کسی کو گھر بنا کر دیں یا گاؤں بنا کر دیں۔ اس مقصد کے لئے بعض مخیر حضرات اور بعض بیرون ملک جو ہمارے پاکستانی بھائی ہیں جن کی وہاں پر پاکستانی ریجن سوسائٹی بنی ہوئی ہے جس میں وہاں کے غیر ملکی لوگ بھی شامل ہیں تو انہوں نے اس میں بڑا interest show کیا ہے۔ ایک بڑی ہی کامیاب ڈونر کانفرنس کا انعقاد اسلام آباد میں کیا گیا تھا جس میں غیر ملکی سفیر اور بیرونی ممالک سے مندوبین اور اندرون ملک کے جو ہمارے مہمان تھے ان سب نے اور تقریباً کوئی دو سو تیرہ کے قریب

لوگ وہاں پر موجود تھے۔ وہاں پر تقریباً پچیس سو گھر pledge ہوئے یعنی اگر آپ اس کو average size میں لیں تو پچیس گاؤں بن جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! باقی اس سلسلے میں جو وزیر اعلیٰ پنجاب نے فلڈ ریلیف فنڈ کا اکاؤنٹ کھولا تھا اس میں بھی تقریباً ایک ارب سے زیادہ رقم جمع ہو چکی ہے اور میں آج اس معزز ایوان کی وساطت سے ان تمام مخیر حضرات کا جنہوں نے وزیر اعلیٰ پنجاب کے ریلیف فنڈ میں رقم جمع کروائی ہے شکریہ بھی ادا کرتا ہوں اور یہ ہمیں امید ہے کہ جب یہ چیز سامنے آئے گی تو اس میں انہی مخیر حضرات میں سے جو لوگ ہیں جیسے بحرین چیمبر آف کامرس ہے تو انہوں نے کہا ہے کہ ہم ایک گاؤں شروع کرنے والے ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ کم از کم دس گاؤں بنائیں گے اور اس سلسلے میں ہم لوگوں کو persuade کریں گے۔ ہماری وہاں پر جو سوسائٹی ہے ان کا ایک چیمبر آف کامرس ہے تو اس کے لوگ اس میں حصہ لینے کو تیار ہیں۔ اس میں اس علاقے کی جو دیہی زندگی ہے وہ transform ہو گی، وہاں پر ایک انقلاب کی صورتحال پیدا ہو گی جبکہ وہاں پر اسی قسم کا کوئی دور دور تک تصور نہیں ہے کہ ہر گاؤں میں ایک سکول ہو، وہاں پر صحت کی سہولتیں ہوں، وہاں پر ویٹرنری ہسپتال ہوں، وہاں پر اس قسم کے گاؤں بنیں گے۔ اس کے علاوہ اس میں یہ بھی ہے کہ بعض بیرونی ممالک میں جس طرح سے بحرین ہے، د.بئی کے لوگ ہیں، ناروے کے لوگ ہیں تو انہوں نے یہ کہا کہ جب ہم یہ گاؤں تعمیر کر دیں گے تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ ہر گھر سے ایک آدمی جو اس گھر کا کفیل ہو گا اس کو ہم بحرین میں روزگار بھی لے کر دیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت بڑی exercise ہے جو اس پورے علاقے کے حالات کو transform کرے گی اور وہاں پر ایک نئی زندگی اور نئے انقلاب کا آغاز ہو گا۔ اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے اب تک تقریباً اڑتیس مرتبہ ان فلڈ ایریاز کا ذاتی طور پر visit کیا ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے منسٹر صاحبان اور ایم پی ایز صاحبان نے وہاں پر سینکڑوں visit کئے ہیں۔ عید کی خوشیاں بھی ان کے ساتھ share کی ہیں اور ہمیں امید ہے کہ اگر یہ efforts اسی commitment کے ساتھ اور نیک نیتی کے ساتھ جاری رہی تو انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے ان پاکستانی بھائیوں کو جنہیں اتنا نقصان اور صدمہ برداشت کرنا پڑا ہے تو آنے والے دنوں میں وہ پہلے سے بہتر زندگی گزارنے کے قابل ہو جائیں گے۔ میں معزز ممبران سے یہ گزارش کروں گا کہ ان figures کو جو وہاں پر rehabilitation and relief کے حوالے سے کوششیں جاری ہیں ان کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ اپنی قیمتی آراء سے ہمیں نوازیں اور انشاء اللہ تعالیٰ future in ان آراء سے رہنمائی لے کر اس کام کو اور بھی بہتر طریقے سے سرانجام دینے کی کوشش کریں گے۔ بہت شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!وزیر قانون نے ابھی جو اعداد و شمار بولے ہیں اگر مہربانی کر کے ان کو circulate کر دیا جائے تو ہمارے ہاتھ میں کوئی لکھی ہوئی چیز ہو گی جس پر ہم آگے built کر سکیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! DG Disaster Management نے مجھے speech کے لئے یہ notices دیئے تھے میں انہیں کہتا ہوں وہ ان کی کاپیاں کروا کر تھوڑی دیر تک معزز ممبران کو دے دیں گے۔

جناب سپیکر!میں تھوڑی سی correction چاہوں گا کہ میں شاید ان figures کو درست طور پر بیان نہیں کر سکا۔ کل وطن کارڈز جو تقسیم ہونے ہیں ان کی تعداد 8,33,000 ہے اور اب تک 1,84,831 وطن کارڈز تقسیم ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! شکریہ۔ابھی وزیر قانون نے اس آفت کے حوالے سے بات کی جو اس پوری قوم کے اوپر آئی ہے اور صوبہ پنجاب بھی اس میں involve ہے تو متاثرین کی بحالی کے لئے اپنی حکومت کی کارکردگی بیان کی ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ جب traditionally اس Chair سے بحث کا آغاز کیا جاتا ہے تو اس کے بعد wind up کرنے کے لئے وزیر قانون یا Leader of the House تشریف رکھتے ہیں تو جس دن یہ debate wind up ہو اس دن بھی یہ یہاں پر تشریف فرما ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!انتہائی معذرت کے ساتھ مجھے قائد حزب اختلاف کی بات کو interrupt کرنا پڑ رہا ہے کہ قائد حزب اختلاف اس بحث کا آغاز کر ہی رہے ہیں تو اس سلسلے میں قائد ایوان نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ خود ایوان میں آ کر اس بحث کو conclude کریں گے۔اگر کل in time یہ بحث conclude ہوئی تو کل ورنہ وہ پرسوں انشاء اللہ تعالیٰ ایوان میں آ کر اس بحث کو conclude کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں وزیر قانون کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ میں نے اپنی معروضات کے اوائل میں ہی یہ تجویز دی کہ یہاں قائد ایوان تشریف لا کر حالات سے

آگاہ کریں تو انہوں نے ہماری اس تجویز کو پذیرائی بخشی اور قبول کیا۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مرکز میں سید یوسف رضا گیلانی نے ایک بہت ہی اچھی روایت ڈالی ہوئی ہے کہ جب سے یہ اسمبلی معرض وجود میں آئی ہے کوئی disaster ہو یا کوئی چیز بھی ہو وہ ایوان میں موجود ہوتے ہیں اور ہماری بھی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ہمارے قائد ایوان بھی یہاں تشریف فرما ہوں اور چونکہ ان کی ایک اتحادی حکومت ہے اور اس دفعہ انہوں نے وطن کارڈ بھی اکٹھے تقسیم کئے ہیں تو ان کا politically deliverance attitude بھی ایک جیسا ہی ہو جائے گا اور وہ گیلانی صاحب کی پیروی کرتے ہوئے یہاں ایوان میں موجود رہیں گے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ سیلاب کی ان تباہ کاریوں پر اگر ہم بغور نظر کریں تو شروع سے سارے پاکستان کے اندر جو ایک practice رہی ہے کہ مارچ اور اپریل کے دِنوں میں DC/DCO's ایک exercise کرواتے تھے کہ riverine area districts اور ان کے قریبی districts کے لوگ ایک میٹنگ کرتے تھے اور اس میں کہتے تھے کہ اگر سیلاب آ گیا تو اس کے لئے، یہ سکول خالی کرائے جائیں گے، low lying area کے لوگوں کو vacate کر کے وہاں پر لایا جائے گا۔ پہلے وہاں پر کوئی قنات، چارپائی اور کچھ خوراک کا بندوبست ہو گا۔ ان کی valuables کو لانے کے لئے یہ بندوبست ہو گا۔۔۔

(اذانِ ظہر)

جناب سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ اس routine practice کے ہمیشہ اچھے نتائج نکلتے رہے ہیں۔ اگر انتظامیہ پہلے سے prepare ہو تو متاثرین کی تعداد کم اور ان کے دُکھ تقریباً نہ ہونے کے برابر رہ جاتے ہیں۔ تمام اضلاع کا اس دفعہ کا ریکارڈ گواہ ہے کہ کسی DCO یا کسی District Administration نے کوئی میٹنگ نہیں کی اور صوبہ پنجاب کے اندر پہلے سے کسی قسم کا کوئی plan تیار نہیں تھا کہ اگر سیلاب آتا ہے تو کون کون سی nearest sites ہوں گی جن کی چھت کے اندر لوگ بیٹھ سکیں۔ یہاں پر ایک اور بھی افسوسناک بات ہے کہ جب کالام اور سوات میں سیلاب آیا تو ٹیلیویژن اور میڈیا کے ذریعے پتا چل رہا تھا کہ پانی کے اندر اتنا زیادہ کرنٹ تھا کہ بڑی بڑی عمارات جو کناروں پر کھڑی تھیں ان کی بنیادیں سامنے سے کٹ ہو رہی تھیں اور ان کے کٹ جانے کے بعد میڈیا نے ان کے گرنے کا منظر بھی دکھایا اور وہ سارا پانی کسی اور جگہ نہیں جانا تھا کیونکہ وہاں پانی کی

گزرگاہیں روایتی ہیں اور ان گزرگاہوں سے پانی گزرتے ہوئے کتنا ٹائم لیتا ہے، اب میں دوسرے صوبے کی بات تو نہیں کروں گا کہ نوشہرہ کے قریب پانی پہنچا تو کیا ہوا کیونکہ ہمیں صوبائی خود مختاری کے حساب سے وہ بات بھی نہیں کرنی چاہئے لیکن وہاں سے پنجاب کے low lying areaمیں پانی آنے کے لئے سات دن سے زیادہ کا وقت لگتا ہے اور جب وہاں سے اتنا زیادہ پانی آرہا تھا جو پانچ لاکھ کیوسک وہاں پر ریکارڈ ہو گیا تھا تو یہ ایک یقینی امر تھا کہ ایک بہت بڑا ریلا تباہی لے کر پنجاب کے اندر سے گزرنے والا ہے جو کہ میانوالی، کلور کوٹ، کوٹ ادو، سناواں، مظفر گڑھ اور ڈی جی خان کو تباہ کرتے ہوئے سندھ میں داخل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: آپ اس سلسلے میں پریس کانفرنس کرتے یا اخبار میں دیتے یا ان سے میٹنگ کر لیتے، آپ کو تو پھر یہ تجویز دے دینی چاہئے تھی تو آپ اس میں خاموش کیوں رہ گئے؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! میں اپنی معروضات پیش کر رہا ہوں۔ اس وقت کے ہمارے اخباری بیانات گواہ ہیں کہ ہم بار بار یہ کہہ رہے تھے کہ ایک طوفان آرہا ہے جس کے لئے اجلاس بلایا جائے اور جناب کی صدارت میں بلایا جائے اور اس کو بلانے کے بعد لوگوں کو اس سے آگاہ کیا جائے شاید وہ کوئی اچھی تجاویز اس پر دے سکیں۔ اس پر میں بعد میں عرض کروں گا۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ جو آٹھ نو دن کا lapseہے اور پنجاب کے اندر انتظامیہ کی جو نیند کی سی صورتحال ہے اس کا ذمہ دار کون ہے؟ اس کی ذمہ داری fixکرنے کے لئے ابھی تک کوئی ادارہ موجود نہیں ہے اور جو ادارہ اس کے لئے موجود ہے اس کو ابھی تک اعتماد میں نہیں لیا گیا۔

جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر سیلاب کی پیشگی اطلاع موجود تھی کیونکہ خیبر پختون خواہ کے اندر تباہی ہو چکی تھی اور اگر officiallyان کی انتظامیہ یہاں پر کام کر رہی ہوتی تو یہ یقینی طور پر اس سیلاب سے تباہی کم ہوتی لیکن یہ ایک غیر ذمہ دارانہ attitude تھا، ذمہ داری کا ثبوت نہیں دیا گیا اس کی وجہ سے تباہی بڑھی ہے اور اس کی بہت سی وجوہات ہیں۔ ہم نے پہلے بھی یہ مطالبات کئے ہیں کہ اس پر کمیشن بنایا جائے۔ اس پر میں آگے چل کر بات کرتا ہوں، میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ بندوں اور پشتوں کی جو مرمت ہے وہ ایک مسلسل عمل ہے جو کہ جاری و ساری رہتا ہے۔ محکمہ آبپاشی یا اس سے متعلقہ جتنے بھی محکمے ہوتے ہیں وہ کام کر رہے ہوتے ہیں۔ ہم نے پچھلی حکومت میں جب چارج لیا تھا تو ہم نے الزام تراشی کی بجائے نئے ادارے کھڑے کرنے کی کوشش کی اور الحمد للہ ریسکیو

1122اس کا ایک ثبوت ہے جس نے اس disasterکے اندر بھی بہت کام کیا اور انہی چیف ایگزیکٹو صاحب کی مہربانی کے ساتھ وہ ان کو ساتھ لے کر چلتے رہے ہیں اور انہوں نے کام کیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: ان کی کل کی کارکردگی اگر یہ Houseآپ کو بتائے تو پھر کیا ہو گا؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! آپ کا منصب ایسا ہے کہ میں تو آپ کی بات سن سکتا ہوں جواب نہیں دے سکتا۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! آپ کی تشریف آوری سے پہلے وزیر قانون کی آگاہی کے بعد میں چند ایک اپنی گزارشات کر رہا تھا کہ آپ تشریف لائے ہیں ۔ میں اس جگہ پر پہنچا تھا کہ ہمیں اس بات کا accountable ٹھہرایا جانا چاہئے کہ ہمارے پشتے اور بند کی اڑھائی سال میں مرمت کا کوئی map plan کیوں نہیں تھا، ان کی تعمیر اور انہیں اچھی طرح سے دیکھنے کے لئے کوئی کام کیوں نہیں کیا گیا؟ مجھے بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ سیلاب سے متاثرین کی بحالی کے بارے میں ایوان کو اتنی دیر تک لاعلم رکھا گیا اور اس ایوان کو انہی دنوں میں بلا لیا جانا چاہئے تھا جس سے بہت زیادہ فوائد حاصل ہوتے کیونکہ مقامی لوگ اور سیاسی لوگ جو باتیں بتا سکتے ہیں وہ انتظامیہ نہیں بتا سکتی۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ انتظامیہ کا بھی ایک roleہوتا ہے لیکن انتظامیہ کو اگر کام کرنے دیا جائے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے چیف ایگزیکٹو جب بھی دوروں پر گئے تو تقریباً کوئی ایسا ضلع نہیں چھوڑا جہاں کی انتظامیہ کو معطل نہیں کر دیا اور انہیں معطل کرنے کے بعد وہاں پر کام کرنے والا کوئی نہیں تھا اور 82لاکھ متاثرین کو کھانا کھلانے کے لئے وہ ایک کشتی لے کر خود نکل پڑے جو کہ قابل تحسین ہے کہ اتنی بڑی تعداد کو ایک کشتی کے اوپر کھانا کھلانے گئے۔ یہ جذبہ تو واقعی قابل تعریف ہے اگر وہ اپنے دفتر میں بیٹھ کر ایک جامع پالیسی بنا کر انتظامیہ کو کام کرنے دیتے تو اس سے ریلیف زیادہ بہتر ہوتا اور زیادہ بہتر طریقے سے ان کے دکھوں کا مداوا ہو پاتا۔

جناب سپیکر! میں قدم قدم پر رہنمائی کرنے کے لئے میڈیا کا بہت شکر گزار ہوں کیونکہ میں یہاں پر جو باتیں کر رہا ہوں ان میں سے بہت ساری چیزیں ایسی ہیں جو میڈیا کے کیمرے کی آنکھ سے دیکھی ہوئی ہیں۔ میڈیا وہاں وہاں پر پہنچا جہاں ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کا ہیلی کاپٹر یا ان کا موٹر سائیکل نہیں پہنچ سکا تھا، وہاں پر بھی میڈیا کا کیمرہ پہنچا اور انہوں نے وہاں کے حالات سے آگاہی دی۔

جناب سپیکر! سیاسی بنیادوں پر بند توڑنے کی اطلاعات دل دکھانے کے علاوہ اور اس میں کچھ نہیں ہے۔ وزیر آبپاشی صاحب نے غیر قانونی نہر کے متعلق انکشاف کیا تھا تو یہ ایوان اس سلسلے میں مزید تفصیلات سے آگاہی چاہتا ہے کہ ایک ذمہ دار وزیر نے کہا ہے کہ غیر قانونی نہر تھی جس کے بارے میں اخبارات میں بیان شائع ہوا ہے تو اس کے بارے میں بتایا جائے جو بند توڑے گئے اور کہا گیا ہے کہ تونسہ بیراج کا جس سائیڈ کا توڑنا چاہئے تھا اور بناتے وقت یہ written down بھی کیا گیا تھا کہ اگر کبھی پریشر بڑھے تو اسے right frank سے توڑا جائے تاکہ وہ اپنا taking its own course پھر دریا کے اندر آ جائے تو اس کے الٹ کرتے ہوئے کیوں توڑا گیا؟ جو تباہی کوٹ ادو اور مظفر گڑھ نے دیکھی ہے، جو دنیا سے چلے گئے انہیں تو کوئی واپس نہیں لا سکتا لیکن ان کی بحالی کے لئے جب بحالی کا عمل شروع ہو کیونکہ relief کا عمل تو تقریباً پایہ تکمیل تک پہنچنے کے قریب ہے اور اس میں تمام شعبہ ہائے زندگی کے لوگوں، ہمارے منتخب لوگوں اور غیر منتخب لوگوں کے علاوہ civil society نے بھی حصہ لیا جو کہ قابل تحسین ہے لیکن میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس تباہی کے بعد جب آپ ریلیف اور بحالی کی طرف آئیں تو وہ equitable ہونی چاہئے بالکل ایک جیسی ہونی چاہئے کیونکہ جو گاؤں گرے ہیں مثال کے طور پر اگر کہیں 100 گاؤں گرے ہوئے ہیں تو اگر ایک گاؤں کو ماڈل بنا دیا جاتا ہے تو باقی لوگوں کی heart burning ہو گی جس کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی ایک ماڈل گھر بنایا جائے، میں نے وہاں جا کر قاسم آباد میں دیکھا ہے کہ رینجرز گھر بنا رہے تھے اور وہ دو دو کمروں کا گھر بنا رہے تھے اور انہوں نے خواہ تھوڑے بنانے ہیں لیکن سٹینڈرڈ یہی رکھا ہے کہ ہم نے پہلا ایک مکان بنایا ہے تو دوسرا بھی اسی طرح کا ہو گا اور انہوں نے ایک pattren یہ رکھا کہ جس کے لئے گھر بنا رہے ہیں ان کے مرد حضرات کو کہتے تھے کہ اگر آپ اس پر کام paid کرنا چاہیں تو آپ کر سکتے ہیں تاکہ آپ کے روزگار کا بھی کوئی سلسلہ بن جائے۔

جناب سپیکر 20 ہزار روپے عید الفطر سے قبل ادا کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا جو کہ تاحال پورا ہونا تو درکنار اس کی رجسٹریشن بھی ابھی تک نہیں ہو سکی اور بہت اچھا ہوا کہ وزیر قانون نے یہاں پر ایک تصحیح بھی کر دی کہ انہوں نے پہلے کہا تھا کہ ڈیڑھ لاکھ متاثرین ہیں اور میرا خیال ہے کہ وہ misprint تھا۔ پڑھنے سے پتا چلا کہ آٹھ لاکھ ہیں تو آٹھ لاکھ گھروں کو انہوں نے کارڈ جاری کرنے ہیں اور میں یہ authentic report آپ کی وساطت سے ایوان میں پیش کر رہا ہوں کہ نادرا نے تاحال پورے ملک میں صرف تین لاکھ کارڈ بنائے ہیں، پنجاب کے اندر آٹھ لاکھ کارڈ انہوں نے تقسیم کرنے ہیں اور نادرا

کہتا ہے کہ ہم zero error policy پر کام کر رہے ہیں خواہ کتنا زیادہ وقت لگ جائے "مٹ جائے گی مخلوق تو انصاف کرو گے"۔ میرا خیال ہے کہ اس کے لئے چیف ایگزیکٹو کو drastic measures لیتے ہوئے ایک اپنا system ساتھ club کرنا چاہئے جس سے جلدی سے جلدی relief مل سکے کیونکہ late جتنا relief ہوتا ہے تکلیف کی شدت اتنی ہی بڑھتی چلی جاتی ہے اس لئے اس سلسلے میں ایک deadline دی جائے کہ کب تک وطن کارڈ جاری ہونے کا کام مکمل ہو گا اور متاثرین کو امداد ملے گی۔ میری یہ بھی تجویز ہے کہ متاثرین کو فی خاندان پانچ لاکھ روپے دیئے جائیں۔

جناب سپیکر! ایک اور گزارش بھی میں کرنا چاہتا ہوں پنجاب کے اندر ایک بات جو بار بار دہرائی گئی ہے کہ متاثرین کے علاقے میں گندم کا بیج کھاد اور الائیڈ قرضہ جات ان کو مہیا کئے جائیں گے۔ آپ بھی زمیندار ہیں، جانتے ہیں کہ اکتوبر کا دوسرا ہفتہ آنے کو ہے جن areas میں یہ سیلاب آیا ہے وہاں پر یہ ساری کی ساری early varities لگتی ہیں۔ اب جبکہ گندم کی بوائی کا آغاز ہو چکا ہے تو پھر مفت بیج دینے اور کھاد پہنچانے کا سسٹم کیا ہے، کب ان کو فراہم کیا جائے گا؟ اگر یہ نومبر cross کر گیا تو یہ بالکل لا حاصل ہو گا اور yield بھی نہ ہونے کے برابر ہو گی اور انتظار کی گھڑیاں بھی ان لوگوں کے لئے بہت زیادہ تکلیف دہ ہوں گی۔ وطن کارڈ کے بارے میں یہ عام طور پر آ رہا ہے کہ پسند اور ناپسند کی بنیاد پر یہ کام ہو رہا ہے اس کی تقسیم کے لئے میں یہاں پر یہ تجویز دینا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: across the board تقسیم ہونے چاہئیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں؟

جناب علی حیدر نور خان نیازی: نہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): اس وقت میرے پاس ایک اخباری تراشا پڑا ہوا ہے کہ "وطن کارڈ کے لئے پولیس تشدد سہنے والا خاندان کا واحد کفیل چل بسا۔" وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ کی کوٹ ادّو آمد پر پولیس نے لاٹھیاں برسائیں۔ چونکہ یہ ہمارے دونوں لیڈران تھے شاید ان کے دیدار کے لئے زیادہ رش ہو گیا ہو گا؟ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وطن کارڈ کی بہتر تقسیم اور بحالی کے لئے ایوان کو مطلع کیا جائے اور چیف ایگزیکٹو اس ایوان سے مشاورت کا بھی ایک سلسلہ جاری کر لیں۔ ہماری اطلاع کے مطابق تاحال سیلاب متاثرین کی مدد صرف زکوٰۃ کی 1.14۔ارب روپے کی رقم سے کی گئی ہے۔ یہ سب کو پتا ہے کہ اس رقم پر یتیموں، بیوگان اور مساکین کا حق ہے۔ یہ حق حقداروں کو دیا جائے اور سیلاب متاثرین کی مدد حکومت اپنے دوسرے ذرائع سے کرے۔ جو یہ خرچ کیا گیا ہے اس میں کوئی اپنی

منطق ہو گی لیکن میرے خیال میں شاید ان میں سے کچھ ایسے لوگ ہوں جو زکوٰۃ کا پیسا نہ لینا چاہتے ہوں چونکہ یہ ایک مذہبی معاملہ بھی ہے۔1.14۔ارب روپے جو کہ یتیموں اور مساکین کا حق تھا وہ اس طرف لگ گیا ہے۔شاید یہ ایمرجنسی کی وجہ سے ہوا ہے لہذا یہ اپنے فنڈ سے cut کر کے اس کے Head کے اندر واپس کریں۔

جناب سپیکر!وزیر اعلیٰ صاحب نے فرمایا کہ میرے اپنے نام کے اکاؤنٹ میں لوگوں نے ایک ارب روپیہ دیا ہے اور میں اسے خرچ کروں گا۔

معزز ممبران:ایک ارب دس کروڑ روپے ہے۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان):میں ایک ارب 11 کروڑ روپے کہہ دیتا ہوں۔کہنا ہی ہے،آپ نے کہہ دیا تو میں بھی کہہ دیتا ہوں۔چودھری نثار صاحب انہی کی پارٹی کے ہیں اور قومی اسمبلی میں اپوزیشن لیڈر ہیں۔آرمی کے اکاؤنٹ میں جو پیسے جمع ہوئے تھے انہوں نے اس اکاؤنٹ پر objection کیا ہے۔انہوں نے کہا کہ جب آرمی آفیسر یہ پیسا خرچ کریں گے تو اس پر مجھے اعتبار نہیں ہے لہذا اسے transparent بنانے کے لئے auditable کیا جائے اور اس کے طریق کار پر مجھے پوری نظر رکھنے کا حق ملنا چاہئے اور یہ الفاظ استعمال کئے گئے تھے کہ اسے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کی زد میں لایا جائے۔میں ایک سسٹم کے تحت یہاں پر چیئرمین پبلک اکاؤنٹس کمیٹی ہوں،بے شک اس کی زد میں نہ لایا جائے لیکن ایک transparent system بنا لیا جائے اور یہ auditable ہو۔بے شک کمیٹی کے ذریعے اس کا آڈٹ نہ کیا جائے لیکن آڈٹ ہونا چاہئے اور یہ زیادہ ضروری ہے چونکہ جتنے بڑے عہدے ہوتے ہیں انہیں اتنا ہی transparent system کا سہارا لینا پڑتا ہے اور لینا چاہئے۔

جناب سپیکر!سیلاب سے متاثرہ اضلاع کے عوام کی مدد اور ان کی بحالی کے لئے متعلقہ اضلاع کے ممبران اسمبلی پر مشتمل ریلیف کمیٹیاں بنائی جائیں چونکہ وہاں کے منتخب لوگ ہی بہتر طریقے سے بتا سکتے ہیں۔میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ ایک سال کے لئے پنجاب کے اندر لوکل باڈیز سسٹم بحال کر دیا جائے۔یونین کونسل میں 13 منتخب نمائندے ہوتے ہیں وہ اپنی ہی گلی اور اپنے ہی محلے کے لوگوں سے بد دیانتی نہیں کر سکتے۔پٹواریوں اور دوسروں پر اعتماد کرنے اور پھر تنقید کا نشانہ بننے کی بجائے ان پر ہی اعتماد کیا جائے۔انہوں نے جو اپنے اکاؤنٹ میں رقم اکٹھی کی ہے اس کی تقسیم کے لئے اس علاقے سے منتخب اپنی پارٹی کے بندوں کو confidence میں لیا جائے اور ان سے کام کرایا جائے جو اس ایوان کو جواب دہ ہیں۔

جناب سپیکر! میں چاہوں گا کہ جب لاء منسٹر صاحب یا قائد ایوان wind up کریں تو وہ زکوٰۃ کی رقم کے علاوہ کوئی amount بتائیں کہ اپنے اخراجات میں کوئی cut لگا کر austerity derive سے جو پیسے بچائے گئے ہیں وہ کون سے Head میں جمع کئے گئے ہیں اور کس Head سے کاٹے گئے۔زکوٰۃ کا تو 1.14۔ارب روپیہ آ چکا ہے۔مجھے امید ہے کہ کسی نہ کسی شکل میں دوسری جگہ سے پیسے اکٹھے کر کے زکوٰۃ کے مستحقین کے پیسے انہیں ضرور واپس کریں گے جو ایمر جنسی میں استعمال کر لئے گئے ہیں۔یہ بھی بتائیں کہ حکومت پنجاب نے purely اپنی طرف سے manage کر کے کیا کیا ہے ؟میں یہ بھی گزارش کرنا چاہوں گا کہ سیلاب زدگان کی بحالی کا کام کب تک مکمل ہو جائے گا چونکہ حکومت کے پاس بہت تھوڑا وقت رہ گیا ہے یہ تین بجٹ استعمال کر چکے ہیں اب ان کے پاس صرف دو بجٹ رہ گئے ہیں اور یہ ایک بہت بڑا disaster سر پر آن پڑا ہے۔یہاں پر کافی تجربہ کار اور ذمہ دار منسٹر صاحبان بھی موجود ہیں۔ میری خواہش اور استدعا ہے کہ اسے focus کر کے چلیں اور اس کی rehabilitation کو equitable کیا جائے اور یہ بتایا جائے کہ ان کی بحالی کا کام مکمل کرنے کا target کیا ہے، tentatively کچھ بھی ہو سکے اس کے متعلق بتایا جائے ؟

جناب سپیکر! میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ جتنے بھی متاثرہ خاندانوں کے ذمہ قرضہ جات ہیں وہ معاف کر دیئے جائیں۔وہ اتنی بڑی تباہی سے گزرے ہیں یہ صوبہ 60 percent of Pakistan ہے اور اس کے اپنے بھی بہت وسائل ہیں۔اس کے لئے ایک تھوڑا سا اور overdraft ہو جائے تو ان کے سارے قرضے معاف کئے جا سکتے ہیں۔پہلے بھی سیلاب آتے رہے ہیں لیکن لاء منسٹر صاحب نے بالکل بجا فرمایا کہ یہ unprecedent تھا شاید پوری دنیا میں اتنی تباہی کبھی نہ ہوئی ہو۔جب تک ہم پانی کو باندھنے کا بندوبست نہیں کرتے اور Federation کے اندر جتنا بڑا federating unit ہے اس کی اتنی ہی بڑی ذمہ داری ہوتی ہے۔پہلے 35 ملین ایکڑ فٹ پانی آتا تھا جو کہ سمندر میں چلا جاتا تھا لیکن اس دفعہ دو ذرائع ہیں ایک نے 38 ملین ایکڑ فٹ کہا اور ایک نے 41 ملین ایکڑ فٹ کہا ہے۔اس دفعہ 41 ملین ایکڑ فٹ پانی سمندر میں گیا ہے۔ہمارے پاس reservoirs بنانے کے جو بڑے پانچ catchment areas ہیں نیلم، جہلم، اکوڑی، منڈا، بھاشا اور کالا باغ ڈیم کو ملا کر ہم 31 ملین ایکڑ فٹ پانی reserve کر سکتے ہیں۔میں آپ کی وساطت سے نہایت ادب سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ دنیا میں ایسے ممالک موجود ہیں جنہوں نے اپنے پانی کو اکٹھا کیا ان کے ڈیم بھرے پڑے تھے اور ویسٹ جرمنی کو تو آٹھ سال تک ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی لیکن انہوں نے اپنے reservoirs رکھے۔انہوں نے دو کام کئے ایک تو وہ

reservoirsقحط سالی کے لئے تھے اور دوسرا جس تباہی سے ہم دوچار ہوئے ہیں وہ اس سے محفوظ رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کو قدم آگے بڑھانا چاہئے۔ میں نے کل بھی کہا تھا کہ اگر کالا باغ ڈیم بنا دیا جائے تو چیف ایگزیکٹو صاحب یہ offer کر دیں کہ ہم اس کے تمام ثمرات تینوں صوبوں کو دیں گے۔پانی بھی سندھ لے لے۔اب سارا پانی جانے کے بعد جب ربیع کی فصل کے لئے پانی کی ضرورت پڑے گی تو reservoirs میں پانی نہیں ہے۔سندھ پھر خشک سالی کا شکار ہو گا اور ہمارے لئے یہ بہت بڑے دکھ کی بات ہے کہ سندھ کے پاس جھیلیں ہیں یا خشک سالی کو برداشت کرنا پڑتا ہے اور یہ سارے کے سارے reservoirs سندھ کے کام آ سکتے ہیں لہذا میری پھر گزارش ہو گی کہ reservoirs کے جو ثمرات ہیں پانی نیچے دے دیا جائے اور اس کی رائلٹی کے بارے میں بھی share رکھ لیا جائے لیکن پنجاب پاکستان کو مضبوط کرنے اور ان تباہیوں سے بچنے کے لئے پانی کے ذخائر ضرور بنائے اور پانی کو آگے بڑھایا جائے۔

جناب سپیکر! میں آپ کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے میری معروضات سنیں اور مجھے اتنا زیادہ وقت دیا۔میں حکومتی بنچوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سینئر منسٹر صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف چودھری ظہیر الدین صاحب اس House کو یہ بتائیں کہ انہوں نے سیلاب سے متاثرہ لوگوں کی امداد کے لئے کس جگہ جا کر کام کیا ہے؟ میں ان سے دوسری انتہائی ادب سے یہ گزارش کروں گا کہ ایک آمر 9 سال اس ملک پر قابض رہا ہے چاروں صوبوں میں ان کا قبضہ تھا مرکز میں بھی ان کا قبضہ تھا اور یہ جو چاہتے تھے وہی چاروں صوبوں اور مرکز میں ہوتا تھا۔ان حزب اقتدار کے بنچوں پر چودھری ظہیر الدین صاحب لڈیاں ڈالتے تھے۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے سینئر منسٹر صاحب سے صرف یہ کہوں گا کہ وہcassette بدل لیں،ٹیپ ریکارڈر پر ایک ہی کیسٹ بار بار چلا دیتے ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی(راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!یہ ابھی ذرا صبر کریں اور تحمل سے میری بات سنیں۔ہم جو بات پچھلے آٹھ سالوں سے کہہ رہے تھے وہی بات انہوں نے کل دہرائی ہے۔کل انہوں نے کوئی نیا سانپ نہیں نکالا۔میں اپنے میڈیا کے دوستوں کے علم میں بھی یہ بات لانا چاہوں گا کہ انہوں نے کل اپنی قرارداد میں یہ کہا ہے کہ "یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ماہرین کے مطابق کالا باغ ڈیم کا بنانا چونکہ قابل عمل اور پورے پاکستان کے لئے سود مند ہے اس لئے اس کی تعمیر جلد از جلد شروع کرنے کے لئے، چاروں صوبوں میں اتفاق رائے پیدا کرنے کے لئے اپنی کوششوں کا آغاز کرے"۔ہم یہی بات پچھلے دس سالوں سے بار بار کہہ رہے ہیں کہ آج اگر سارے صوبے متفق ہو جائیں تو ہمیں کالا باغ ڈیم بنانے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر!میں سیلاب کے دنوں میں متاثرین کے relief کے لئے جہاں بھی گیا ہوں یا ہم نے جہاں بھی امدادی کام کئے ہیں میرے پاس اس کا پورا ریکارڈ موجود ہے۔میں چودھری ظہیر الدین خان صاحب سے پھر یہ پوچھنا چاہوں گا کہ وہ اس House کو یہ ضرور بتائیں کہ وہ متاثرین سیلاب کے relief کے لئے کہاں گئے ہیں؟ میرا ان سے دوسرا سوال یہ ہے کہ 9 سال تک جب ان حزب اقتدار کے بنچوں پر آپ ایک آمر کے لئے لڈیاں ڈالتے رہے ہیں تو کیا اس وقت آپ کو یاد نہیں آیا کہ ہمارا پانی ضائع ہو رہا ہے،اس ضائع ہونے والے پانی کو ذخیرہ کرنا چاہئے، محفوظ کرنا چاہئے اور اس ملک میں Dams بننے چاہئیں؟آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے کہ اس ملک میں Dams بننے چاہئیں کیونکہ Dams ہماری ضرورت ہیں۔ابھی حالیہ سیلاب میں ہمارا اربوں ڈالر کا پانی ضائع ہوا ہے۔میں یہ مانتا ہوں کہ یہ اکیلے قصوروار نہیں ہیں بلکہ اس میں ہم سب کی غلطی ہے۔میں یہ مانتا ہوں کہ اس سے پہلے ہماری بھی حکومت رہی ہے، مسلم لیگ (ن) کی بھی حکومت رہی ہے لیکن کسی نے بھی اس بارے میں سنجیدگی کے ساتھ نہیں سوچا۔ہم نے اربوں ڈالر کا پانی سمندر میں پھینک دیا ہے۔ایک طرف تو سیلاب نے تباہی مچائی ہے اور دوسری طرف ہمارا پانی ضائع ہوا ہے۔

جناب سپیکر!انڈیا میں بھی بہت زیادہ بارشیں ہوئی ہیں لیکن انہوں نے پانی ذخیرہ کرنے کے لئے بہت سے Dams بنائے ہوئے ہیں اور انہوں نے اس مرتبہ سیلاب کے دنوں میں صرف 30 ہزار

کیوسک پانی دریائے ستلج میں چھوڑا ہے،ان کے پاس جتنے بھی Dams تھے وہ انہوں نے سب کے سب بھر لئے ہیں۔اگر ہمارے پاس بھی Dams ہوتے اور ہم یہ ضائع ہونے والا پانی ذخیرہ کر لیتے تو چار سال تک وہ ہماری زرعی اور دوسری ضروریات کے لئے کافی تھا مگر ہم بد قسمت قوم ہیں، یہ ہم سب کی بد قسمتی ہے کہ ہمارے پاس پانی کی ایک نعمت آئی اور ہم اس نعمت کو سنبھال نہیں سکے۔ہم نے اربوں ڈالر کا پانی سمندر میں پھینک دیا ہے۔

جناب سپیکر!صرف دو مہینے بعد صوبوں نے پانی کے لئے آپس میں لڑنا ہے۔سندھ والوں نے کہنا ہے کہ ہمارا پانی پنجاب چوری کر رہا ہے اور بلوچستان والوں نے کہنا ہے کہ سندھ ہمارا پانی استعمال کر رہا ہے۔ہم وہ بد قسمت قوم ہیں کہ ہم معاشی طور پر بھی کمزور ہیں، غیروں کے پاس جا کر امداد مانگ رہے ہیں جبکہ اپنے ملک میں اربوں ڈالر کا پانی ہم نے ضائع کر دیا ہے، سمندر میں پھینک دیا ہے۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ہم یہ پانی محفوظ کر سکتے تو اس ملک سے غربت کا خاتمہ شروع ہو جانا تھا۔میں اپنی وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتوں کو بھی التجا کرتا ہوں کہ یہ Dams ہماری ضرورت ہیں۔اگر ہم نے اس ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنا ہے،اگر ہم نے اس ملک میں معاشی انقلاب لانا ہے تو پھر ہمیں اپنے پانی کو محفوظ کرنا ہو گا اور اس کے لئے Dams بنانے از حد ضروری ہیں۔

جناب سپیکر!آپ حیران ہوں گے کہ میرے پاس روزانہ کم از کم سو درخواستیں آتی ہیں کہ ہم نے زمین آباد کر لی ہے لہذا ہمیں پانی کے لئے نیا موگہ دیا جائے۔آپ یہ سن کر بھی ضرور حیران ہوں گے کہ پچھلے تقریباً دس سالوں سے نئے موگے کی منظوری پر پابندی ہے۔لوگوں کی ایک بڑی تعداد پانی مانگ رہی ہے لیکن ہم انہیں پانی نہیں دے رہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ بد قسمتی سے ہم نے ابھی تک اپنی line درست نہیں کی ہے۔یہاں پر آمر آتے رہے اور وہ اس ملک کو لوٹتے رہے لیکن ملک میں Dams کی تعمیر کی جانب کسی نے توجہ نہیں دی۔انڈیا میں آج تک کوئی آمر نہیں آیا اور وہاں پر Dams کی بہت بڑی تعداد ہے۔انڈیا دریائے چناب پر تین Dams بنا چکا ہے اور مزید سات Dams بنانے کے لئے انہوں نے منصوبہ بندی کر لی ہوئی ہے۔آج میں پوری قوم کو سات سال پہلے بتا رہا ہوں کہ جس دن یہ Dams بن گئے تو پھر دریائے چناب کا حال بھی راوی اور ستلج جیسا ہو گا۔آج بھی ہمیں سبق سیکھ لینا چاہئے،آج بھی ہماری وفاقی اور صوبائی حکومتیں اس بارے میں فوری طور پر سوچ و بچار کریں کہ ہم پانی کو ذخیرہ کرنے کے لئے، پانی کو محفوظ کرنے کے لئے Dams بنائیں۔یہی Dams ہمارے معاشی انقلاب

کاایک ذریعہ بنیں گے۔آج ہم جو پانی محفوظ نہیں کر سکے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہم سب کی غلطی ہے اور ہمیں اس بارے میں اپنی اصلاح کرنی چاہئے۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: مخدوم سید احمد محمود صاحب!

مخدوم سید احمد محمود: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! شکریہ۔میں دیانت داری اور ایمانداری سے کوشش کروں گا کہ یہ جو قیامت خیز اور دل ہلا دینے والا عذاب اللہ کی طرف سے ہم پر نازل ہوا ہے اس کے بارے میں اپنے حلقہ، اپنے عوام اور South Punjab کی ترجمانی کر سکوں۔سب سے پہلے تو میری آپ سے یہ گزارش ہو گی کہ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم پر عذاب نازل کرتا ہے تو وہ اس کی اصلاح کے لئے ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ اس لئے عذاب نازل کرتا ہے کہ یہ قوم مجھ سے رجوع کرے گی، یہ مجھ سے معافی مانگے گی اور اپنی اصلاح کرے گی۔آپ نے دیکھا کہ اس ملک میں unprecedented زلزلہ آیا اور اس پوری قوم نے کھڑے ہو کر اس زلزلے سے متاثرہ علاقہ کے لوگوں کی rehabilitation میں ساتھ دیا لیکن میری نظر میں ہم نے اللہ سے رجوع نہیں کیا، ہم نے اپنے قبلہ کو درست نہیں کیا۔اب یہ سیلاب کی صورت میں ایک دوسرا بہت بڑا عذاب ہم پر نازل ہوا ہے۔میں نے اپنی زندگی میں اتنا بڑا عذاب نہیں دیکھا۔محکمہ آبپاشی کے مطابق ہمارے علاقے سے 14 لاکھ 70 ہزار کیوسک پانی گزرا ہے لیکن میرے اندازے کے مطابق یہ 16 لاکھ کیوسک سے بھی زیادہ پانی تھا۔میں نے وزیر آبپاشی سے 27 جولائی کو بات کی تھی اور میری خواہش تھی کہ یہ میرے ساتھ چلیں، ہم دونوں کا plan بھی بن چکا تھا۔میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بہت بڑا عذاب تھا جو کہ ہمارے اوپر نازل ہوا ہے۔میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں من حیث القوم اپنا قبلہ درست کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جناب سپیکر! میں سیلاب کے سلسلے میں یہ گزارش کروں گا کہ میری اس House، اس حکومت اور آپ سے یہ توقع تھی کہ آج یہاں ایوان میں C&W کے منسٹر بیٹھے ہوتے، میری توقع تھی کہ محکمہ صحت کے وزیر صاحب یہاں پر تشریف فرما ہوتے، میری توقع تھی کہ تعلیم اور لوکل گورنمنٹ کے وزراء صاحبان بھی یہاں House میں بیٹھے ہوتے، میری توقع تھی کہ سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو یہاں پر بیٹھے ہوتے اور وہ ہماری گزارشات کو غور سے سنتے۔شکر ہے کہ وزیر آبپاشی صاحب یہاں پر تشریف فرما ہیں۔کاش باقی وزراء بھی اس وقت House میں موجود ہوتے۔میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ کل جب سیلاب کے حوالے سے بحث ہو رہی ہو تو ensure کیا جائے کہ یہ تمام کے تمام وزراء

صاحبان یہاں پر موجود ہوں۔ میں وزیر اعلیٰ، قائد ایوان صاحب سے ذاتی طور پر خود بھی اس حوالے سے بات کروں گا۔

جناب سپیکر! سیلاب کے سلسلے میں پانچ subjects ہیں جن پر میں آج بات کروں گا۔ نمبر ایک پر prevention ہے۔ نمبر 2 پر rescue ہے، نمبر 3 پر relief، نمبر 4 پر rehabilitation اور نمبر 5 پر Law and Order ہے۔ میری نظر میں سب سے اہم point جو ہے وہ Law and Order کا ہے۔

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے prevention کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا۔ جب ہم نے رحیم یار خان میں سنا کہ نوشہرہ کے انڈس میں پانچ لاکھ کیوسک پانی آ رہا ہے تو ہم بہت زیادہ پریشان ہو گئے۔ جب ہم ایچی سن کالج میں پڑھا کرتے تھے تو وہاں پر ہر صوبہ سے طالب علم ہوتے تھے، وہاں ہماری دوستی ہے، واقفیت ہے اور ہمارا آپس میں رابطہ رہتا ہے تو مجھے نوشہرہ سے 26۔ جولائی کو خبر ملی کہ نوشہرہ انڈس میں پانچ لاکھ کیوسک پانی آ رہا ہے۔ یہ unprecedented تھا۔ انہوں نے کبھی ایک لاکھ کیوسک سے زیادہ نوشہرہ انڈس میں پانی نہیں دیکھا تھا۔ جب ہمیں یہ خبر ملی تو ہم بڑے پریشان ہوئے اور میں نے اسی وقت چیف سیکرٹری پنجاب سے رابطہ کیا۔ میں نے وزیر آبپاشی سے رابطہ کیا اور میں prevention کے سلسلے میں یہ عرض کر دوں کہ میں اس بیوروکریسی کو سلام پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جس پر ہم نے خود بھی بڑی تنقید کی ہے۔ چیف سیکرٹری، کمشنر بہاولپور، ڈی سی اور رحیم یار خان نے prevention کے سلسلے میں دن دیکھا اور نہ رات۔ وہ بندوں پر دن رات کھڑے رہے۔ ان کو جو assistance چاہئے تھی وہ ہم نے provide کی انہوں نے خود بھی اس میں حصہ ڈالا اور وہ دن رات بندوں کی نگرانی کرتے رہے۔ میں آپ کو ایک اور حیران کن بات بتاؤں کہ محکمہ پولیس جو کہ ہمارے معاشرے کا سب سے زیادہ بدنام محکمہ ہے انہوں نے اس دفعہ prevention کے سلسلے میں اپنی goodwill show کی ہے اور ڈی پی او، ڈی آئی جی، کمشنر، ڈی سی او سب نے چیف سیکرٹری صاحب کی ہدایت پر دن رات محنت کی ہے۔ میں رحیم یار خان کی بات کر رہا ہوں کہ ان سب افسران نے وہاں پر کمال محنت کی، اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے prevention کے لئے بہت زیادہ کام کیا ہے۔ ہم نے آپس میں بیٹھ کر ایک میٹنگ کی تھی۔ میں نے کمشنر صاحب سے ایک گزارش کی تھی اور آج میں آپ کے ساتھ بھی یہ بات share کرنا چاہوں گا۔ اس میں بالکل کوئی exaggeration نہیں ہے، اس میں کوئی جھوٹ نہیں ہے۔ میں نے ایک خواب دیکھا کہ چاچڑاں، میرا اپنا گاؤں جمال دین والی

اور بھونگ ڈوب گئے ہیں تو میں نے کمشنر صاحب سے درخواست کی کہ میں نے خواب دیکھا ہے اور میرے اکثر خواب سچے ثابت ہوتے ہیں تو میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ آپ چاچڑاں کو سنبھالیں۔ میں اپنے علاقے جمال دین والی کو سنبھالتا ہوں اور ڈی سی او صاحب بھونگ کو سنبھالیں۔ آپ میری بات سن کر حیران ہوں گے، میں یہ بات اس لئے بھی کر رہا ہوں کہ جن لوگوں نے محنت سے کام کیا ہے ان کے کام کو appreciate بھی کرنا چاہئے۔ کمشنر صاحب نے دن رات محنت کر کے چاچڑاں کو safe کیا۔ خدانخواستہ اگر چاچڑاں میں breach ہوتا تو بہت زیادہ نقصان ہونا تھا۔ ہم بہت end پر ہیں، رحیم یار خان نقصان کے حوالے سے end پر ہے، جس وجہ سے رحیم یار خان میں کم نقصان ہوا ہے، میں وہ آپ کو بتا رہا ہوں۔ کمشنر نے چاچڑاں کے بند پر دن رات کام کیا اگر خدانخواستہ چاچڑاں بند breach ہوتا تو خان پور، رحیم یار خان اور صادق آباد یہ تینوں شہر ڈوب جاتے۔ جمال دین والی کو ہم نے خود سنبھالا، اپنے وسائل کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے لوگوں نے بڑی مدد کی، وہاں پر پانچ چھ ہزار آدمی دن رات کام کرتے رہے۔ وہاں پر حالات یہ تھے کہ ہم چھ انچ بند کو اوپر چڑھاتے تھے اور ساتھ ہی ساتھ دریا بھی چڑھ رہا ہوتا تھا، پھر ہم اگلے دن چھ انچ بند کو مزید اونچا کرتے تھے اور دریا بھی پھر چھ انچ مزید چڑھ جاتا تھا۔ جس طرح گلاس کو آپ بھر دیں اور وہ چھلک رہا ہوتا ہے اسی طرح پانی چھلکتا رہا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے ہمیں اور ہمارے علاقے کو بچا لیا۔ بھونگ میں ڈی سی او رحیم یار خان سے جب میری آخری بات ہوئی تو میں نے کہا کہ ڈی سی او صاحب آج رات خطرناک رات ہے۔ آپ نے دفتر واپس نہیں جانا۔ آپ نے رات بھونگ میں گزارنی ہے۔ میں کوئی منسٹر ہوں نہ ہی میرے پاس کوئی عہدہ ہے لیکن اس نے میری گزارش کو حکم سمجھ کر مانا اور رات کو تین بجے اس نے مجھے فون کر کے کہا کہ we give up بھونگ کا بند اب کسی بھی منٹ ٹوٹنے والا ہے اور میں آپ کو یہ بُری خبر دے رہا ہوں کہ بھونگ کو ہم نہیں بچا سکے لیکن اس نے بڑی محنت اور کوشش کی لیکن ہمارا بھونگ ڈوب گیا، سب کے سامنے ڈوبا۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ بڑی اچھی بیوروکریسی ہے اگر اس سے کام لیا جائے تو ان میں بڑے اچھے لوگ بھی ہیں اور ان کی ٹیم بہت اچھی بن سکتی ہے۔ prevention کے حوالے سے رحیم یار خان میں بہت اچھا کام ہوا۔ چودھری ظہیر صاحب نے جو بات کی میں ان سے بھی ایک حد تک اتفاق کرتا ہوں۔ اگر اس طرح کا کام پورے پنجاب میں ہوتا تو یقین مانئے اس نقصان کو minimize کیا جا سکتا تھا۔ اگر یہ کام ہو جاتا جس طرح سے ہم نے کیا۔ پہلے میانوالی میں ہوتا، پھر نچلے علاقوں تک ہوتا تو یہ نقصان minimize ہو سکتا تھا۔ میں آپ کو اپنا scenario بتا رہا ہوں کہ اگر چاچڑاں بند میں یا بنگلہ اچھا

جمال دین والی میں breach ہوتا تو بہت بڑی تباہی آنی تھی جس کو انتظامیہ کے لوگوں نے، پنجاب حکومت کے لوگوں نے اور عوام نے مل کر بچایا جس پر میں انہیں سلام پیش کرتا ہوں۔

جناب والا! ریسکیو کے حوالے سے جب سیلاب نے بندوں کو توڑ کر نقصان کیا۔ میں یہاں یہ بتاتا ہوں کہ جب میں ناظم تھا تو میں نے ایک سپر بند بنوانے کے لئے پنجاب حکومت سے 44 کروڑ کا فنڈ لیا تھا وہ بنتا چلا گیا اور کہیں کہیں پر stay order مل گیا۔ اس سیلاب سے جو رحیم یار خان میں تباہی ہوئی ہے ایک انچ بھی زمین تباہ نہ ہوتی ایک گھر بھی تباہ نہ ہوتا اگر وہ stay orders نہ ہوتے۔

جناب والا! آج میں آپ کے توسط سے یہ پیغام ان سول ججز کو بھی دینا چاہتا ہوں کہ جنہوں نے ایک بہترین fort after منصوبے کو جس کا PC-I بڑی سمجھداری سے بنایا گیا تھا جس پر stay orders جاری کئے گئے۔ آج پتا نہیں وہ ججز کہاں ہوں گے لیکن میری خواہش ہے کہ میرا پیغام آپ کے توسط سے ان ججز کو پہنچے کہ جنہوں نے ایک بہترین ڈویلپمنٹ کے پروگرام پر stay orders جاری کئے اور اس کی وجہ سے لاکھوں کی تعداد میں لوگ تباہ ہوئے۔ جہاں جہاں بند نہیں تھا وہاں سے تو پانی نے آنا ہی تھا اور جب پانی آیا تو اس وقت میں وہیں پر تھا تو وہ منظر قیامت کا منظر تھا۔ میں نے ماؤں کو دیکھا، کسی کو اتنے پانی کی امید ہی نہ تھی حالانکہ ہم نے بہت awareness پھیلانے کی کوشش کی لیکن ہماری طرف دو کچے کے علاقے ہیں، ایک ہے کچا کچا جو بالکل کچا ایریا ہے اور ایک ہے کچا پکا۔ ہم نے سب میں جا کر awareness پھیلائی لیکن وہاں کے لوگوں کی جو دریائے سندھ کے دونوں اطراف میں رہتے ہیں ان کی سوچ ایسی ہے کہ وہ پانی کو اتنا mine نہیں کرتے کہ اگر سات آٹھ فٹ پانی آ بھی جاتا ہے تو وہ گھروں میں بیٹھ جاتے ہیں، اپنے مویشیوں کو باہر نکال دیتے ہیں لیکن اپنے گھروں کی حفاظت کے لئے بیٹھے رہتے ہیں لیکن اتنا پانی آنا تھا اس کا احساس کسی کو نہیں تھا۔

جناب والا! قیامت کا منظر تھا میں نے خود ماؤں کو اپنے مردہ بچوں کو ہاتھ میں اٹھائے باہر نکلتے دیکھا اور جب ہم نے ان ماؤں کو کہا کہ ان بچوں میں جان نہیں ہے آپ ان کو دوسرے لواحقین کے حوالے کریں تاکہ وہ ان کے کفن دفن کا انتظام کر سکیں تو وہ بے چاری مائیں یقین کرنے کو تیار نہیں تھیں۔ میں ایک ماں کی بات نہیں کر رہا، میں نے کم از کم ذاتی طور پر ایسی پانچ ماؤں کو دیکھا جن کے بچے پانی کی وجہ سے وفات پا چکے تھے اور ان کی گود میں تھے۔ وہ بڑا عجیب اور بھیانک منظر تھا۔ ہمارے ڈی سی او اور کمشنر کے پاس rescue کے لئے کوئی کشتی نہیں تھی اور ہمیں معلوم تھا کہ اس طرح کے سینکڑوں لوگ اپنے گھروں میں پھنس چکے ہیں اور گھروں کی چھت ناکافی تھی کیونکہ پانی کی انچائی گھروں کی چھتوں سے

اوپر تھی اور لوگ درختوں اور چند اونچی جگہوں پر پناہ لینے کے لئے مجبور تھے۔ ہمارے لئے rescue ایک امتحان بن گیا اس وقت پھر میرے connections نے اللہ کی مہربانی سے کام کیا۔ ہمارے ایک سینئر اسفندیار پٹودی صاحب تھے یہاں محسن لغاری صاحب اور شیر علی خان صاحب بیٹھے ہیں ہم سارے اکٹھے پڑھتے رہے ہیں۔ وہ اس وقت کراچی میں GOC ہیں میں نے ان کو فون کیا کیونکہ کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا کیا جائے۔ میں آپ کے توسط سے on the floor of the House اس مرد مجاہد جنرل اسفندیار پٹودی کو بھی سلام پیش کرتا ہوں جس نے بارہ گھنٹوں کے اندر اندر اپنی کشتیاں سندھ سے نکال کر مجھے بھیجیں اور میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم نے ان کشتیوں کے ذریعے دو دنوں میں 7300 مرد و خواتین کو rescue کیا اور شکر ہے کہ ہمارا rescue کامیاب ہوا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس rescue effort کو قبول فرمائے اور اس میں بچنے والے لوگوں کی دعاؤں کے صدقے اسفندیار پٹودی کو اللہ تعالیٰ اپنی امان میں رکھے اور اسے خوشیاں اور ترقیاں دے۔

جناب والا! اس کے بعد ریلیف کا مرحلہ آیا۔ یہ ایک بہت mammoth task تھا۔ میں یہاں پر یہ عرض کر دوں کہ شروع میں بہت تکلیف تھی اور سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ میں ایک دن اپنی گاڑی پر بھونگ کی طرف جا رہا تھا تو مجھے اللہ کی قسم کہ جس نے مجھے پیدا کیا ہے میں نے اتنا بھیانک منظر کبھی زندگی میں نہیں دیکھا تھا۔ ہم 1947 کی فلمیں ٹی وی پر دیکھتے ہیں کہ لوگ اپنا ساز و سامان ٹرالیوں، چھکڑوں اور جس طرح سے بھی وہ لے کر نکلے تھے بالکل وہی منظر تھا اور دنیا جس کی تعداد اگر لاکھوں میں نہیں تو ہزاروں میں تھی جو پکے کے علاقے کی طرف migrate کر رہی تھی۔ ہمیں سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ اتنی عوام کو کس طریقے سے handle کیا جائے گا کیونکہ آپ کو یاد ہو گا کہ جب اتنا بڑا natural disaster آتا ہے جیسے امریکہ کی Losiana state میں cyclone آیا تھا وہ بہت امیر ملک ہے لیکن آپ نے دیکھا کہ وہ بھی بے بس ہو گئے تھے تو یہی ہماری helplessness کی حالت تھی کہ ہمیں سمجھ نہیں آتی تھی کہ ان لوگوں کو ہم کس طرح سے handle کریں گے۔ وہ قیامت کا منظر تھا لیکن میں یہاں پر چیف منسٹر کو یہ ضرور کہوں گا کہ ان کی شروع میں visibility زیادہ تھی اور ability کم تھی لیکن وہ ان کا قصور نہیں تھا۔ میں نے ایک دن چیف منسٹر صاحب کو کہا کہ آپ اپنی visibility کو کم کریں کیونکہ آپ کی visibility کو دیکھ کر لوگ سمجھ رہے ہیں کہ ہم تک چیز کیوں نہیں پہنچ رہی۔ یہاں کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ایک بہت بڑا mammoth task تھا جس کو ہم سب نے مل جل کر کیا۔ میں یہاں پر ریلیف کے کام میں سب سے پہلے وفاقی حکومت کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے ریلیف میں کام کیا، یوسف رضا

گیلانی نے رحیم یار خان کی طرف جو سامان بھیجا میں ان کا ذاتی طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں چیف منسٹر پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور ان کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے realize کیا کہ یہ کتنا بڑا task ہے اور پھر انہوں نے جس طرح کی بھی ریلیف ہم تک پہنچائی تو میرا فرض بنتا ہے کہ میں ان کا شکریہ ادا کروں اور میں ان کو خراج تحسین پیش کروں کیونکہ وہ بہت concerned تھے۔ مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ concerned ہیں، کاش! جتنا انہوں نے اکیلے کام کیا ہمیں کم از کم ایک ہزار شہباز شریف اس وقت چاہئے تھے لیکن ہمیں ایک شہباز شریف میسر تھا۔ کاش! اللہ تعالیٰ 999 شہباز شریف اس وقت پیدا کر دیتا لیکن ایک شہباز شریف نے جتنا کام کیا ہے اتنا ہی ہو سکا۔ میں آپ کے توسط سے اس House کے floor سے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ پاکستان آرمی نے ریلیف کے کام میں بہت زیادہ تندہی سے ایک vision کے تحت، ایک منصوبہ بندی کے تحت اور ایک بہترین انتظام کے ساتھ ریلیف کا کام کیا۔ میں آپ کے توسط سے اس House اور اپنی طرف سے پاکستان آرمی کے ان جوانوں کو جنہوں نے ریلیف میں کام کیا انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب والا! سول سوسائٹی نے چاہے وہ سنٹر پنجاب کی تھی، چاہے وہ ساؤتھ پنجاب کی تھی سب نے مل جل کر ایمانداری سے کہنے والی بات ہے بہت زیادہ ہماری مدد کی۔ میں اس House کی طرف سے اپنی طرف سے اور اپنی جماعت کی طرف سے آپ کے توسط سے ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! NGOs نے بہت زیادہ کام کیا میں ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ انتظامیہ نے چیف سیکرٹری سے لے کر پٹواری تک، آئی جی سے لے کر سپاہی تک نے دیانتداری سے کام کیا اور بہت زیادہ محنت کی میں ان کو بھی سلام پیش کرتا ہوں کہ ہماری رائے اکثر ان کے بارے میں ان کے خلاف ہی ہوتی ہے لیکن اس دفعہ سیلاب کی وجہ سے شاید ان میں کوئی ایسا جذبہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کر دیا کہ آئی جی سے لے کر سپاہی تک، چیف سیکرٹری سے لے کر پٹواری تک جنہوں نے بھی اللہ کی رضا کے لئے ہماری مدد کی میں ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! اس House کے تمام ممبران نے چاہے ان کا تعلق کسی بھی جماعت سے ہے تمام نے اپنی ایک مہینے کی تنخواہ دی ہے۔ میں اس House کے تمام ممبران کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے بھی اس کار خیر میں اپنا حصہ ڈالا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اجر دے۔

جناب سپیکر! میں اپنی بات مختصر کرتے ہوئے اب rehabilitation کی طرف آتا ہوں یہ سب سے اہم issue ہے۔ میں نے اس سلسلے میں چیف منسٹر صاحب سے بھی بات کی ہے۔ میری اپنی ذاتی خواہش ہے کہ rehabilitation equitable کی جائے۔ آپ کے پاس سو روپیہ ہے اور سو متاثرین ہیں تو آپ ایک ایک روپیہ سب کو دے دیں، اگر آپ کے پاس دس روپیہ ہے اور سو متاثرین ہیں تو آپ اسی تناسب سے برابر سب کو دے دیں۔ میں نے چیف منسٹر صاحب سے بھی سنا اور اخباروں میں اشتہار بھی دیکھے مسلم لیگ (ن) کی ڈونرز کانفرنس میں بھی میں نے یہ بات سنی کہ شاید کوئی گھر بنانے کا منصوبہ ہے۔ اگر گھر بنانا ہے تو پھر سب کا گھر بنایا جائے، نہیں تو جو بھی پیسا حکومت پنجاب کے توسط سے، شہباز شریف صاحب کے توسط سے، اس House کے توسط سے، سرکاری ملازمین کے توسط سے، NGOs کے توسط سے اور ڈونرز کے توسط سے اکٹھا ہوا ہے اس کو برابر تقسیم کرنا ضروری ہے۔ اگر آپ نے اس کو اپنے style میں تقسیم کیا یا اپنی صوابدید پر تقسیم کیا تو اس کا بہت بُرا اثر پڑے گا۔ میں یہاں on the floor of the House پوری ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں۔ اگر اس کو equitable طریقے سے تقسیم نہ کیا گیا کیونکہ تمام متاثرین ایک جیسے ہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ میں اور محسن لغاری ڈوبے ہوئے ہیں اور محسن لغاری کا گھر بن جائے اور میرا نہ بنے تو یہ نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ ہو گا تو پھر کیا ہو گا؟ ہم دونوں میں animosity بڑھے گی۔ ہم دونوں میں خوامخواہ کی animosity آ جائی گی اور جو بھی گھر بنوا کر دے گا اس کو ہم معاف نہیں کریں گے لہذا میری گزارش بار بار یہ ہے اور مجھے پتا ہے کہ شاید میری گزارش نہ مانی جائے لیکن پھر بھی میرا یہ فرض بنتا ہے کہ میں آپ کے توسط سے حکومت پنجاب اور شہباز شریف سے ہاتھ جوڑ کر یہ گزارش کروں کہ جو بھی rehabilitation میں آپ کے پاس پیسا ہے اس کو equitable طریقے سے خرچ کیا جائے، اس کو دیانتداری سے خرچ کیا جائے، اس کو ایمانداری سے خرچ کیا جائے اور دیانتداری اور ایمانداری کا تقاضا ہے کہ جو مجھے ملے وہی محسن لغاری کو ملے۔ یہ نہیں ہونا چاہئے کہ آپ یہاں بیٹھ کر یا اسلام آباد میں بیٹھ کر ایک ایسی پالیسی بنا لیں کہ مجھے زیادہ ملے اور محسن لغاری کو کم ملے۔ ہم دونوں متاثر ہوئے ہیں اس لئے برابر ایمانداری سے تقسیم ہونی چاہئے۔ اگر کوئی NGO گھر بنا کر دینا چاہتی ہے تو وہ جائے اور اپنی ذمہ داری پر بنائے لیکن اگر اس کام کا بیڑہ شہباز شریف صاحب نے اٹھایا ہے تو ایک خیر خواہ کی حیثیت سے میں ان کو بتا رہا ہوں کہ پہلے ہی ان کی ساؤتھ پنجاب میں سیاسی حیثیت اتنی مضبوط نہیں ہے جتنی ہونی چاہئے۔ اگر انہوں نے فنڈز کی non equitable distribution کی تو یہ پوزیشن مزید خراب ہو گی، باقی ان کی اپنی مرضی ہے۔ میں نے

اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ میں rehabilitation کے سلسلے میں یہاں کس سے بات کروں ؟یہاں نہ سی اینڈ ڈبلیو کا منسٹر بیٹھا ہے، سڑکیں ٹوٹی پڑی ہیں اور سی اینڈ ڈبلیو کا منسٹر نہیں بیٹھا۔ جب سی اینڈ ڈبلیو کا منسٹر ہی نہیں بیٹھے گا تو آپ مجھے بتائیں کہ میری سڑکیں کون repair کرے گا، ہماری جو سڑکیں سیلاب سے بہہ گئی ہیں ان کو کون repair کرے گا؟ یہاں سیکرٹری سی اینڈ ڈبلیو بیٹھا ہے اور نہ ہی منسٹر بیٹھا ہے، ان کو یہاں ہونا چاہئے تھا۔ آج کی اس debate پر پورے ساؤتھ پنجاب کی نظر ہے۔ اس debate پر ان غریب، لاچار، مسکین اور دکھی لوگوں کی نظر ہے جو کئی کئی دن بھوکے پیاسے دھوپ کی شدت میں پڑے رہے۔ جن لوگوں کے گھر ڈوب گئے ان کی اس debate پر نظر ہے۔ اس debate پر ان لوگوں کی نظر ہے جن لوگوں کی سڑکیں ٹوٹ گئیں۔ اس debate پر ان لوگوں کی نظر ہے جن کے سکول تباہ ہو گئے۔ اس debate پر ان لوگوں کی نظر ہے جن کے ہسپتال میں آج دوائی ہے اور نہ ڈاکٹر ہیں۔ اس debate پر ان لوگوں کی نظر ہے جن کی فصلیں تباہ ہو گئی ہیں۔ اگر حکومت پنجاب کا یہی حال ہے تو پھر اللہ مالک ہے۔ اتنی اہم debate ہے اور یہاں پر C&W کا منسٹر، سیکرٹری موجود ہے، صحت کا منسٹر اور سیکرٹری، تعلیم کا منسٹر اور سیکرٹری، لوکل گورنمنٹ کا منسٹر اور سیکرٹری اور نہ ہی سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو یہاں پر موجود ہیں۔ میں آپ سے یہ احتجاج کرتا ہوں اور وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی میں اس بارے میں ذاتی طور پر بات کروں گا۔ میری گزارش صرف اتنی ہے کہ rehabilitation میں صرف گھر بنانا کافی نہیں ہو گا، صرف امداد دینا کافی نہیں ہو گا، صرف کھاد اور بیج دینا کافی نہیں ہو گا بلکہ rehabilitation کا پورا ایک vision بنانا پڑے گا کیونکہ سڑکوں کی مرمت اور سکولوں کی تعمیر نو ہے۔ میں ان سکولوں کی بات کر رہا ہوں جن کی عمارتیں مسمار ہو گئی ہیں۔ میرے پاس تو data نہیں ہے کہ کتنے پرائمری سکول، کتنے مڈل اور کتنے ہائی سکول مسمار ہوئے ہیں۔ اب تک یہ ساری باتیں اس House کے سامنے آ جانی چاہئیں تھیں کہ سیلاب کی وجہ سے کتنے سکول ختم ہوئے ہیں لیکن ابھی تک ہمیں نہیں بتایا گیا۔ میری یہ گزارش ہے کہ rehabilitation کی effort سب سے اہم ہے اور اگر کوئی سمجھداری سے ایک vision and policy کے تحت سرانجام دیا جائے تو یہ کوئی بڑا task نہیں ہے۔ ابھی سکول بھی تعمیر کرنے ہیں، سڑکیں، بنیادی مراکز صحت، دیہی مراکز صحت، farm to market roads اور لوکل گورنمنٹ کی چھوٹی سڑکوں کو بھی ٹھیک کروانا ہے اس لئے یہ بہت اہم issue ہے۔ میری آپ کے توسط سے حکومت پنجاب سے خاص طور پر رانا ثناء اللہ صاحب سے یہ گزارش ہے کہ اس بارے میں اس

House کو آگاہ کریں کہ کتنے سکول اس rehabilitation کی effort میں تعمیر ہوں گے، کتنے مراکز صحت اور کتنے کلو میٹر کی سڑکیں rehabilitation کے حوالے سے تعمیر ہوں گی؟

جناب سپیکر! میں آخر میں لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے بات کروں گا کیونکہ یہ بہت بڑا issue ہے۔ سیلاب نے اتنے لوگوں کو displace کیا ہے اور unprecedented scale پر displace کیا ہے کہ کچے کے لوگوں کو پکے میں آنے کے لئے مجبور کیا ہے اور کئی ایسی hideouts تھیں جہاں پر پہلے پولیس نہیں جا سکتی تھی اور اب ان hideouts سے بھی لوگ نکل کر اس طرف آئے ہیں یعنی notorious قسم کے لوگ جو لاء اینڈ آرڈر کو اپنے ہاتھ میں رکھتے ہیں اور لوگوں کو یرغمال بنا کر رکھتے ہیں وہ بھی پکے کی طرف آئے ہیں۔ میں نے تو اپنی طرف سے DIG کے ساتھ میٹنگ کر کے ایک رضاکار فورس بنائی ہے اور تقریباً کوئی 100 کلو میٹر کی پٹی کے اوپر دس آدمی اپنے اور پولیس کے ایک آدمی کی ratio سے فورس بنائی ہے لیکن ابھی بھی مجھے reports مل رہی ہیں کیونکہ ہمارا connection اپنے علاقوں سے بڑا قریبی connection ہے۔ ہمارا راوی اڈا ایک علاقہ ہے جہاں سے کل دو آدمی ہماری اس prevention کے باوجود کلاشنکوف کے زور پر اغواء کئے گئے ہیں۔ میری لاء منسٹر صاحب سے یہ گزارش ہو گی کہ post flood law and order کی ایک میٹنگ بلائی جائے اور تمام DPOs کو لاء اینڈ آرڈر سنبھالنے کی ذمہ داری دی جائے۔ یہ routine میں نہیں ہو گا کیونکہ اس کے لئے extra effort کرنا پڑے گی، اس کے لئے رضاکار فورس بنانا پڑے گی اور اس کے لئے انہی لوگوں سے مدد حاصل کرنا پڑے گی جن کی آپ مدد کرنے کو جا رہے ہیں۔ کچے کے لوگ ہی اس حوالے سے آپ کی مدد کریں گے۔ ہم نے اپنی رضاکار فورس کو اسلحہ اٹھانے کی اجازت دی ہے اور ایک خاص period کے لئے cards بنوا کر دیئے ہیں۔ پٹرولنگ کے لئے زیادہ تر پرائیویٹ گاڑیاں اور کچھ پولیس کی گاڑیاں ہیں کیونکہ آپ کو پتا ہے کہ پولیس کے پاس بھی پورا ساز و سامان نہیں ہے اس لئے ہم نے کچھ گاڑیاں پٹرولنگ پر لگائی ہیں اس کے باوجود اغواء برائے تاوان ہماری طرف شروع ہو گیا ہے۔ لوگوں کی جو displacement ہوئی ہے اس کے لئے ایک rehabilitation vision چاہئے اور مجھے شہباز شریف صاحب کی صلاحیتوں پر یقین ہے کہ وہ ضرور اس بات پر سوچ رہے ہوں گے لیکن آج کی debate کے توسط سے میں چاہتا ہوں کہ لاء منسٹر ان باتوں کو note کر لیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں اس امید کے ساتھ کہ اس flood کی وجہ سے ہمیں اللہ تعالیٰ نے جو سبق دیا ہے اس سے کچھ سیکھیں گے، اللہ تعالیٰ سے رجوع کریں گے، اپنے قبلے کو درست کریں گے،

اپنے ایمان کو مضبوط کریں گے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کریں گے۔ میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔ بہت بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں دو چیزوں پر explanation اپنے بھائی کو دینا چاہوں گا۔ ایک تو میری مؤدبانہ گزارش ان سے یہ ہو گی کہ اس ایوان میں ہونے والی بحث سے رہنمائی اور قیمتی آراء سے استفادہ پنجاب حکومت نے کرنا ہے تو پنجاب حکومت اور کابینہ under the Leadership of Chief Minister ایک individual نہیں بلکہ collective responsibility ہے۔ کسی کی غیر حاضری کو میں defend نہیں کرتا لیکن میں ان سے یہ عرض کرتا ہوں کہ انہوں نے جتنی تقریر کی ہے وہ میرے ذہن میں اس طرح سے محفوظ ہے کہ وہ اگر کہیں تو میں ان کو ساری سنا سکتا ہوں اس لئے انہوں نے جن points پر بات کی ہے اس پر ان کا بہت شکریہ اور ان کو بالکل carefully note بھی کیا گیا ہے۔ دو دن House میں اس پر بحث ہونی ہے اور تیسرے دن وزیر اعلیٰ صاحب خود اس کو wind up کریں گے تو وہ انشاء اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جواب دیں گے۔ باقی کچھ facts and figures ایوان کے سامنے رکھے تھے مثال کے طور پر انہوں نے تعلیم کا کہا تو Schools completely damaged 702, partially damaged 3144, Colleges damaged 4 ہیں۔ اسی طرح سے صحت اور مواصلات و تعمیرات damage ہے یعنی Roads affected 975, Lands 3750 ہیں جس کی کاپی میں سب کو دے رہا ہوں۔ دوسری انہوں نے جو بات کی ہے میں اس کی وضاحت پیش کر رہا ہوں لیکن جب باقی دوستوں کی آراء آئیں گی تو اس پر غور کیا جائے گا۔ Rehabilitation phase جس میں public access سے پیسا خرچ ہونا ہے اس میں سے ایک روپیہ بھی اس rehabilitation aspect جو کہ Modal village ہے اس پر خرچ نہیں ہو گا۔ یہ ایسے ہے کہ بعض donors یا مخیر حضرات کی یہ خواہش تھی یا وہ اس کو زیادہ نیکی سمجھتے تھے کہ ہم اپنے طور پر کچھ بنانا چاہتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ ہم کسی بزرگ یا اپنے شہر کے نام پر یہ چیز بنانا چاہتے ہیں۔ ہم نے اب وہاں پر دیکھا کہ وہاں پر ایک ڈسپنسری پر کتنا خرچہ آئے گا، بنیادی مرکز صحت، سکول، animal centre، ایک گھر یا پچاس گھر پر کتنا خرچہ آئے گا جس کا ہم نے estimate بنا لیا ہے۔ وہاں پر اب کچھ مخیر حضرات اپنے طور پر اپنے پیسے سے گاؤں بنا کر دینا چاہتے ہیں لیکن اس میں بھی ہم یہ خیال رکھ رہے ہیں کہ جو گاؤں بنے گا وہ سب کا بنے گا۔ اس میں یہ نہیں ہو گا کہ آپ ایک گاؤں بنا رہے ہیں تو

پچاس لوگوں کے لئے گھر بنا دیئے اور پچاس کے چھوڑ دیئے۔ جو گاؤں بنے گا وہ سب کا بنے گا۔ اس rehabilitation aspect میں کوئی public money نہیں ہو گی۔ ایسا پیسا جو کہ لوگوں کے ٹیکس سے collect ہوتا ہے وہ جن کو بھی تقسیم ہو گا بالکل مساوی ہو گا، اس میں ایک روپے کی بھی اونچ نیچ نہیں ہو گی لیکن اگر مخدوم صاحب اپنے طور پر اپنے شہر، علاقے یا اپنے حلقے میں کسی کو دینا چاہتے ہیں، میں دینا چاہتا ہوں یا کوئی اور دینا چاہتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح سے اگر ہم ان کے اوپر قدغن لگائیں گے تو شاید وہ بات پھر مؤثر نہ ہو۔ صرف اور صرف donor حضرات اپنے طور پر کام کر رہے ہیں۔ باقی جو جو چیزیں damage ہوئی ہیں ان کی کاپی میں تقسیم کروا دیتا ہوں۔

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

(۔۔۔جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: بحث کو آگے چلانے سے پہلے کچھ رپورٹیں House میں پیش ہونی ہیں تو ملک محمد وارث کلو صاحب تحاریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں، میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔

تحاریک استحقاق بابت سال 09-2008 اور 2010 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

ملک محمد وارث کلو: شکریہ۔ جناب سپیکر!

میں تحاریک استحقاق نمبر 49,51/08 اور 55/09 اور 7,9,12,13,14,15 اور 16/10 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رپورٹیں پیش ہوئیں۔

اس وقت جناب محمد فیاض صاحب مجلس قائمہ برائے فاریسٹری اینڈ فشریز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں تو میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون(ترمیم)جنگلات مصدرہ2010کے بارے میں
مجلس قائمہ برائے فاریسٹری وفشریز کی رپورٹ کاایوان میں پیش کیاجانا

جناب محمد فیاض: شکریہ۔جناب سپیکر!میں
Forest (Amendment) Bill, 2010, (Bill No 20 of 2010)
کے بارے میں مجلس قائمہ برائے فاریسٹری اینڈ فشریز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتاہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،رپورٹ پیش ہوئی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،فرمائیں!

سیلاب متاثرین کے ریلیف اور بحالی پر عام بحث
(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس ایوان میں جو data،انفارمیشن یا figures distributeکروائے گئے ہیں میں اس حوالے سے معزز ممبران کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر اس انفارمیشن کے علاوہ بھی انہیں کسی بھی قسم کی کوئی انفارمیشن درکار ہو تو وہ نوٹ کر کے بھیج دیں وہ بھی مہیا کر دی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: احمد مجتبیٰ گیلانی صاحب!

سید احمد مجتبیٰ گیلانی: شکریہ۔جناب سپیکر!حالیہ سیلاب کی دو سو سالہ تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی جس میں ملک کا1/5 حصہ پانی سے متاثر ہوا ہے اور ہونے والے نقصان کی ابھی تک realization نہیں ہو سکی کیونکہ اس کی severityاتنی زیادہ تھی کہ اس نے کسی کو سنبھلنے ہی نہیں دیا۔وفاقی حکومت اور پنجاب حکومت نے فیصلہ کیا کہ پہلے متاثرین کو سر دست بیس ہزار روپے فی خاندان دیا جائے اور بعد میں یہ رقم بڑھا کر ایک لاکھ روپے کر دی جائے۔پہلا مرحلہ مکمل ہونے پر دوسرا مرحلہ شروع ہو گا۔

کوٹ اّدو میں وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی صاحب اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب اکٹھے گئے جس کا لوگوں پر بہت اچھاimpact پڑااور realizationہوئی کہ دونوں آئے ہیں جس سے خلفشار اور غلط فہمیاں بھی دور ہوئیں اور لوگوں نے ان دونوں کے حق میں نعرے لگانے

کے علاوہ انہیں appreciate بھی کیا۔اسی طرح اس سیلاب میں این جی اوز، مخیر حضرات اور ڈونرز نے within the country اور باہر سے کافی امداد دی ہے جس سے میں سمجھتا ہوں کہ خاطر خواہ فائدہ ہو گا اور متاثرین کو ان کی دہلیز پر امداد ملے گی۔

حالیہ سیلاب سونامی سے زیادہ خطرناک تھا کیونکہ سونامی ایک مخصوص علاقے میں آیا تھا جس کے متاثرین کی پورے پاکستان کے لوگوں نے مدد کی تھی لیکن یہاں جیسے پہلے میں نے عرض کیا کہ ملک کا 1/5 حصہ پانی میں گھرا ہوا تھا اور لوگ امداد اس طرح سے نہیں دے سکے جس طرح انہوں نے سونامی میں کی تھی۔ سیلاب میں پہلا مرحلہ ریسکیو کا تھا جس میں وفاقی اور صوبائی حکومت نے بڑی جانفشانی اور ایمانداری سے ریسکیو کا کام کرتے ہوئے کئی قیمتی انسانی جانیں بچائیں۔اگلا مرحلہ متاثرین کو خوراک اور ادویات کی فراہمی کا تھا جو کہ اللہ کے فضل سے بخوبی انجام پایا۔ اسی طرح پھر متاثرین کی rehabilitation تھی جنہیں کیمپوں میں رکھا گیا اور میں اس سلسلے میں ملتان کی مثال دوں گا کہ وہاں پر مخیر حضرات نے متاثرین کی جو مدد کی اس کی مثال نہیں ملتی کیونکہ وہاں انہیں خوراک کے علاوہ دودھ، پھل اور بے شمار دیگر چیزیں دی گئیں جس سے ان میں "کسی نے پوچھا نہیں "کا تاثر ختم ہوا اور انہیں فائدہ ہوا۔

جناب سپیکر!اس سیلاب میں دو کروڑ سے زائد لوگ متاثر ہوئے ہیں اور اکیلی صوبائی یا وفاقی حکومت اتنا کچھ نہیں کر سکتی،اس میں مخیر حضرات اور ہمارے دوست within the country or out of the country ان کو ہماری بھرپور مدد کرنی چاہئے تاکہ ہم دکھی انسانیت کی خدمت کر سکیں۔یہاں گھر بنانے کی بات ہو رہی تھی تو ہم گھر نہیں بنا رہے بلکہ ہم نے irrespective of کہ یہ کچا مکان تھا یا پکا ہر متاثرین کو ایک لاکھ روپے فی خاندان دینے کا وعدہ کیا ہے اور انشاء اللہ اسے پورا کریں گے۔

ملتان میں اکسٹھ مواضعات زیر آب آئے ہیں، جلالپور پیر والا جہاں سے میں منتخب ہوا ہوں وہاں بائیس مواضعات زیر آب آئے ہیں اور شجاع آباد میں تیئس مواضعات متاثر ہوئے ہیں تو ہماری یہی کوشش رہی ہے کہ ہم ان متاثرین کو ان کی دہلیز تک medication اور خوراک مہیا کریں اور اس کا ہم نے خاطر خواہ انتظام کیا ہے۔اس سیلاب میں development کے کاموں پر 30 percent cut لگا ہے تاکہ پہلے سیلاب زدگان کی امداد کی جائے اور پھر ڈویلپمنٹ والا کام شروع کیا جائے،اس سے انشاء اللہ متاثر ہونے والے میرے دوستوں، بھائیوں اور بہنوں کو فائدہ ہو گا۔

یوسف رضا گیلانی صاحب وزیر اعظم پاکستان ملتان تشریف لائے تو انہوں نے ایک general invitation دیا جس میں تمام جماعتوں کو on board کیا گیا تاکہ سیلاب زدگان کی مدد کی جائے اور اسی جذبے کے لئے انہوں نے سب کو call دی تھی۔یہاں کالا باغ ڈیم کی بات ہوئی۔ پاکستان پیپلز پارٹی کالا باغ ڈیم کی مخالف نہیں ہے مگر یہ بھی نہیں چاہتی کہ اس issue کو چھیڑ کر ملک کو destabilized کیا جائے۔ ہماری دعا ہے کہ چاروں صوبے اگر consensus سے اس بات پر قائل ہیں اور وہ آتے ہیں تو ہم بصد شوق اور خوشی سے یہ کام کرنے کے لئے تیار ہیں۔ میں جہاں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں، House کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں وہاں میں تمام ڈسٹرکٹ کی administration، کمشنرز، پاکستان آرمڈ فورسز اور تمام کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جس طریقے سے، جس خندہ پیشانی سے اور ایمانداری سے سیلاب زدگان کی خدمت کی ہے میں ان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ میرے پاس لسٹ بہت لمبی ہے اور مجھے یہاں چٹیں آ رہی ہیں کہ مجھے پہلے موقع دے دیں۔ میرے پاس جو لکھا ہوا ہے میں اسی حساب سے سب کو بلاؤں گا کیونکہ ان کا حق پہلے ہے جنہوں نے پہلے نام بھیجا ہے۔ چونکہ لسٹ بہت لمبی ہے اس لئے ایک ممبر کے لئے پانچ منٹ کا ٹائم ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ دوست اس پر بات کر لیں۔ محترمہ ماجدہ زیدی!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، جناب اعجاز احمد خان!

جناب اعجاز احمد خان: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! ایک ایسا سانحہ جس نے پاکستان کو ہلا کر رکھ دیا۔ پاکستان کی history میں کبھی شاید اتنا بڑا سیلاب نہ آیا ہو گا جس پر بات کرنے کے لئے آپ نے مجھے اس معزز House میں موقع فراہم کیا ہے۔ اس سیلاب کے بعد جو تباہ کاری ہوئی ہے اس میں بہت ساری قیمتی جانوں کا ضیاع ہوا ہے، بہت سارے لوگوں کے مکانات تباہ ہوئے ہیں، کھڑی فصلات برباد ہوئی ہیں، بہت سارے جانور دریا برد اور پھر سمندر برد ہوئے۔ اس پر جو response آیا ہے اس میں فوری طور پر پنجاب بھر میں ریسکیو کے لئے کئے گئے اقدامات کی تھوڑی سی تصویر میں آپ کے سامنے رکھوں گا۔ جب یہ سیلاب خیبر پختونخواہ سے پنجاب کی طرف بڑھ رہا تھا تو اس کی تباہ کاریوں کا لوگوں نے خود مشاہدہ کیا۔ دریاؤں کے ساتھ جو شہر آباد تھے وہاں کے مکانات دیا سلائی کی ڈبیوں کی طرح دریا میں تھا۔ تباہی کے ہولناک مناظر ہمارے ان پاکستانیوں کو جو وہاں سے دور تھے ان کے دلوں کو شکستہ کر رہا تھے۔ متاثرین کے حالات کیا ہوں گے اس کا آپ اندازہ کر سکتے ہیں۔ جب یہ پنجاب میں داخل ہوا تو پہلا ضلع

میانوالی متاثر ہوا۔ وہاں پر چیف منسٹر صاحب فوری طور پر پہنچے۔ میں نے خود وزیر اعلیٰ صاحب کی ہدایت پر موقع پر جا کر اس ریسکیو اور ریلیف کا مشاہدہ کیا ہے۔ وہاں کی تین تحصیلیں میانوالی، عیسیٰ خیل اور پپلاں متاثر ہوئیں۔ ریسکیو کے لئے جو زیادہ سے زیادہ انتظامات ہو سکتے تھے وہ کئے۔ ہم نے ہیلی کاپٹر کے ذریعے سے لوگوں تک خوراک پہنچائی، cooked food فراہم کی۔ ککڑوں والی جیسا علاقہ جو چاروں طرف سے پانی میں گھرا ہوا تھا اور لوگ وہاں سے نکلنے کے لئے بھی تیار نہیں تھے ان لوگوں کو کشتیوں کے ذریعے نکالا اور لوگوں کو کھانا اور dry food فراہم کی گئی۔ اس کے علاوہ انہیں ٹینٹس اور medical facility بھی فراہم کی گئی۔ یہ وہ قومی ذمہ داری تھی جو حکومت وقت کے چیف ایگزیکٹو نے بھرپور انداز سے perform کرنے کی کوشش کی۔ میں ایک واقعہ یہاں پر معزز House کے سامنے رکھنا چاہوں گا۔ وہاں پر محکمہ آبپاشی نے کہا کہ جو جناح بیراج ہے اس کے ساتھ سیفٹی بند ہے جس سے میانوالی protect ہوتا ہے یہ بچ نہیں سکتا کیونکہ اس میں سکت نہیں ہے کہ یہ اتنے بڑے سیلاب کا سامنا کر سکے لیکن وہاں کی پولیس، انتظامیہ اور چیف منسٹر صاحب خود پہنچے انہوں نے فیکٹریوں سے لوگ لئے اور ایک ہزار سے زیادہ افراد نے دن رات ایک کر کے اس بند کو مضبوط کرنے کی کوشش کی۔ اللہ کا کرم ہوا کہ وہ بند بچا رہا جس سے میانوالی اور اس سے ملحقہ علاقے محفوظ رہے۔ کچھ واقعات ایسے بھی تھے جیسے بعض جگہوں پر یہ ہوا کہ دروازے نہیں کھل سکے جس کی وجہ سے پانی باہر نہیں نکلا۔ جہاں یہ سیلاب بہت سارے دل خراش واقعات چھوڑ کر گیا وہاں پر قومی سطح پر کچھ lessons بھی دے کر گیا ہے۔ اگر ہم نے ان lessons کو آج follow نہیں کیا اور ان کو سامنے رکھ کر decision نہیں لئے تو مستقبل میں حالات زیادہ خراب ہو سکتے ہیں۔ ابھی یہاں پر بات کی گئی کہ reservoirs موجود نہیں ہیں۔ یہ بدقسمتی ہے کہ اپوزیشن نے اور آمر نے دس سال تک کچھ نہیں کیا۔ میں اس House میں پوری ذمہ داری سے یہ عرض کروں گا کہ پاکستان کی history میں کسی آمر نے آج تک کوئی ایسا کارہائے نمایاں سرانجام نہیں دیا جس پر قوم اپنا سر فخر سے بلند کر سکے۔ آج جب پیپلز پارٹی کے وزیر اعظم نے یہ کہا کہ ہمیں اس بات پر بڑا افسوس ہے کہ یہاں reservoirs بننے چاہئیں تھے اور یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ وہ نہیں بنے۔ میں پوچھتا ہوں کہ یہ reservoirs کس نے بنانے ہیں، ماضی میں اگر نہیں بن سکے؟۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ wind up کر لیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں wind up کرتا ہوں یہ تو موجودہ حکومت نے steps لینے ہیں۔اب جبکہ صوبہ پنجاب سے ایک resolution بھی جا چکی ہے تو میری یہ گزارش ہو گی کہ فوری طور پر فیڈرل گورنمنٹ صوبوں کو خود invite کرے۔ایک serious discussion کو آگے بڑھائے اور کالا باغ ڈیم جیسے اہم منصوبے کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب پر لوگوں نے بڑا اعتماد کیا، مخیر حضرات نے بھی بہت اعتماد کیا۔انہوں نے ایک ارب دس کروڑ روپے ریلیف فنڈ میں جمع کروائے۔اس کے استعمال کے لئے میں یہاں مختصر تجویز یہ دینا چاہوں گا کہ infrastructure کی بہت بربادی ہوئی ہے۔ جو common جگہیں ہیں جیسے سکول، ڈسپنسریاں اور affected areas میں مفاد عامہ کے منصوبہ جات کو اگر take up کر لیا جائے تو یہ بہت بڑی کامیابی ہو گی اس کمزور معیشت میں ہم شاید اس کو rebid تو نہ کر سکیں لیکن یہ پیسا consume کر کے فوری response دیا جا سکتا ہے۔

رپورٹ

(میعاد میں توسیع)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔آپ کا پانچ منٹ کا ٹائم تھا یہ ٹائم اوپر ہو گیا ہے اب آپ تشریف رکھیں۔اب جناب محمد اعجاز شفیع سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔جی،اعجاز شفیع صاحب!

19۔جولائی2010 کو جاری ہونے والے اعلامیہ میں وضع کردہ مواد پر ہونے والی بحث کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب محمد اعجاز شفیع: شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"To discuss the matter mentioned in the notification dated 19th July 2010

کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"To discuss the matter mentioned in the notification dated 19th July 2010

کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"To discuss the matter mentioned in the notification dated 19th July 2010

کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جناب شیر علی خان صاحب!

سیلاب متاثرین کے ریلیف اور بحالی پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے ٹائم کی اتنی سخت پابندی کر دی ہے تو میں اس لئے تمہید نہیں باندھوں گا اور میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جو ریلیف کا کام ہوا ہے اس میں جو تمام پاکستانی بھائیوں نے حصہ لیا ہے، چاہے جس پارٹی سے بھی ان کا تعلق تھا یا جو این جی اوز تھیں تمام نے اپنی استعداد کے مطابق کوششیں کیں کیونکہ یہ disaster اتنا بڑا تھا کہ جو کسی گورنمنٹ یا کسی این جی اوز کے بس کی بات نہیں تھی کہ اس پر اکیلے قابو پا سکے۔

جناب سپیکر! میں دو تجاویز دینا چاہوں گا کہ ایک تو جو ہمارے فلڈ وارننگ سنٹر ہیں اس فلڈ میں ہم نے ان کا failure دیکھا۔ یہ جو احمد محمود صاحب نے tail, end کی بات کی اور جب رحیم یار خان تک فلڈ پہنچا تو لوگوں کو پتا تھا کہ فلڈ آ رہا ہے لیکن جب اٹک میں فلڈ آیا تو کسی کو پتا نہیں تھا کہ فلڈ آ رہا ہے کیونکہ ہم پنجاب کے اس سرے پر ہیں جہاں پر Indus River and Kabul River نوشہرہ پر ملتا ہے تو اس کے بعد ضلع اٹک شروع ہو جاتا ہے۔ رات کو اتنا پانی آیا کہ ہمیں بزرگ بتاتے ہیں کہ انہوں نے بھی اپنی یادوں میں نہیں دیکھا کہ جی ٹی روڈ کے اوپر پانی آ گیا ہو۔ جب اچانک اتنا پانی آیا تو اس

سے پہلے کوئی کسی قسم کی وارننگ نہیں دی گئی تھی۔فلڈ وارننگ کی اب جو ماڈرن ٹیکنالوجی آ گئی ہے یہ ہمیں adopt کرنی چاہئے تاکہ اس طرح کا کوئی بھی disaster آنے سے پہلے کم از کم پتا ہونا چاہئے جس طرح سے سندھ کو ٹائم مل گیا اور انہوں نے لوگوں کو vacate کر لیا۔ اس طرح جو لوگ ان دریاؤں کے سرے پر بیٹھے ہیں ان کو بھی warn کر دیا جائے تاکہ وہ اپنے علاقے خالی کر سکیں اور اس طرح کی تباہی سے بچ سکیں۔ شاید املاک کی تباہی سے تو نہ بچ سکیں لیکن انسانوں اور جانوروں کی تباہی سے تو بچا جا سکتا ہے۔اس حوالے سے اگر ایک جدید سسٹم install کر دیا جائے تو اس تباہی سے بچا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر! دوسری میری گزارش یہ ہو گی کہ رانا ثناء اللہ صاحب نے کہا کہ جو public money ہے اس سے ہم کوئی گاؤں نہیں بنائیں گے، جو مخیر حضرات یا لوگ donations کے ساتھ وہ گاؤں بنا رہے ہیں میری اس میں گزارش یہ ہے کہ جو فلڈ ریلیف فنڈ قائم کئے گئے ہیں یا گورنمنٹ نے جو بھی بنائے ہیں اس کے اندر جو پیسا جمع ہوا ہے۔Is that public money اور اگر وہ public money ہے تو پھر یہ کس طرح کہہ رہے ہیں، جو مخیر حضرات پیسا دیں گے اور اس میں اگر کوئی بھی executing authority گورنمنٹ ہے یا تو کوئی privately جا کر کسی کا گھر بنائے تو اس میں کوئی کسی قسم کی پابندی نہیں ہے مگر گورنمنٹ جب بھی کوئی اس طرح کے کام میں حصہ لے گی تو وہ گورنمنٹ کی ذمہ داری ہو گی اور اس کا audit ہونا اور اس کا چیک رکھنا بھی بہت ضروری ہے تاکہ اس بات کا پتا چلے کہ کیا تمام لوگوں کو یکساں ریلیف دی گئی یا کسی علاقے کو زیادہ تو نہیں دے دی گئی اور کسی علاقے کو کم دے دی گئی ہو۔اس ریلیف کا جو کام ہونے جا رہا ہے اس میں اگر منصفانہ تقسیم نہ ہوئی تو اس کی وجہ سے لوگوں میں احساس محرومی زیادہ بڑھے گا اس لئے اس میں بہت ضروری ہے کہ اس ریلیف کا evenly and equally تمام لوگوں کو ریلیف ملنا چاہئے۔

جناب سپیکر! جہاں تک کالا باغ ڈیم کا ذکر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس فلڈ کی وجہ سے کم از کم اتنا تو ہوا کہ جو شور میں اس ایوان میں کافی عرصہ سے مچا رہا تھا اور اس وقت لوگ مجھے بات نہیں کرنے دیتے تھے آج وہی لوگ، آج ہمارے اریگیشن منسٹر راجہ ریاض احمد یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ کالا باغ ڈیم بنانا بہت ضروری ہے حالانکہ انہی کی پارٹی کے جو ہمارے پانی اور بجلی کے وفاقی وزیر راجہ پرویز اشرف ہیں وہ کہتے تھے کہ ہم نے اس کو دفن کر دیا اور آج وہ بھی یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ کالا باغ ڈیم بننا ضروری ہے۔Reservoirs اگر بنے ہوتے تو یہ بہت سارا پانی save کر لیا جاتا اور آج بھی ٹائم ہے کہ ہم اس پر توجہ دیں اور کسی کو blame کرنے سے اپنی ذمہ داری ختم نہیں ہو جاتی۔ یہ blame کرتے ہیں کہ پچھلی

گورنمنٹ نے نہیں بنایا یا اس سے پچھلی گورنمنٹ نے نہیں بنایا یا کس نے بنایا اور کس نے نہیں بنایا۔ یہاں کہا گیا کہ ڈکٹیٹر کے ادوار میں کوئی ایسا منصوبہ نہیں بنا تو میرا خیال ہے کہ فیلڈ مارشل ایوب خان کے زمانے میں تربیلا ڈیم، منگلا ڈیم اور چشمہ یہ تمام reservoirs ایک ڈکٹیٹر کے دور میں ہی بنے تھے، ہمیں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہئے کہ کس نے بنایا اور کس نے نہیں بنایا۔ ہم نے جو کرنا اور آئندہ نسلوں کے لئے چھوڑ کر جانا ہے ہمیں اس کی نشاندہی کرنی چاہئے اور اس کے لئے کوشش کرنی چاہئے اور کسی سے جھگڑا کر کے ہم نے ڈیم نہیں بنانا بلکہ consensus build کر کے یہ ڈیم بنانا ہے۔ ان کے تحفظات ہیں وہ ہم نے دور کرنے ہیں کہ یہ ڈیم صرف صوبہ پنجاب کا ڈیم نہیں ہے بلکہ پاکستان کا ڈیم ہے اور اس ڈیم کے بننے سے اریگیشن، بجلی اور اس کے علاوہ ہمارے ملک کے اور بھی بہت سارے مسائل حل ہوں گے۔

جناب سپیکر! جس طرح راجہ ریاض صاحب نے کہا ہے کہ ہم مزید چناب پر ڈیم بنانے جا رہے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہمارے پاس جو انڈس کا پانی ہے اس کو ہم محفوظ کریں اور یہی اریگیشن سسٹم جو ہمارے پاس available ہے اس کو supplement کر کے اس سے بہتر فائدہ اٹھا سکیں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ رانا محمد افضل خان صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ مجھ سے پہلے حاضر مقررین نے فلڈ کے سلسلے میں جو پنجاب حکومت نے اقدامات اٹھائے اس پر کافی تفصیل سے بات کی۔ میں یہاں چیف منسٹر پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں اس نکتہ سے کہ انہوں نے ایک precedent set کیا اور ان کے ذاتی precedent کے بعد حکومتی افسران، وزراء اور ہمارے ایم پی ایز صاحبان تمام کو جو guidance ملی اور تمام نے جو ایک example set کی اس کی تقلید کرتے ہوئے جو ایک فلڈ ریلیف efforts کے اندر ایک movement اور ایک flow آیا تو اس کی وجہ سے میں سمجھتا ہوں کہ بہت ساری چیزیں بروقت ہونے سے مزید نقصان سے بچ گئے۔ جیسا کہ میرے ساتھی میانوالی کا ذکر کر رہے تھے، میری ڈیوٹی بھی عیسیٰ خیل میں تھی اور یہ حقیقت ہے کہ وہاں کے لوگ اس چیز کے معترف ہیں کہ اگر اس دن میاں محمد شہباز شریف وہاں پر نہ پہنچے ہوتے اور وہاں کی سیمنٹ فیکٹری کی مشینری اور ان کے مزدور بروقت کام نہ کرتے اور عوام اور اس بند کو بچانے میں اگر انہوں نے اپنا ذاتی کردار ادا نہ کیا ہوتا تو میانوالی بھی ڈوب چکا ہوتا اور بے پناہ تباہی آتی۔ میں directly ان چند چیزوں کی طرف جانا چاہوں گا جو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اپنی مستقل پلاننگ کا حصہ بناتے ہوئے آئندہ کسی آنے والے disaster کی تیاری کرنی چاہئے کیونکہ اس flood کے بارے میں بے شمار جو انٹرنیشنل رپورٹس دی گئیں

ان میں یہ ہے کہ یہ flood پچھلے دو سو سال میں ایک بڑا flood تھا لیکن اس میں climate change کا اثر ہے، اس میں بدلتی ہوئی heat waves اور heat cycle کا اثر ہے جس سے ہمیں یہ نہیں سوچ لینا چاہئے کہ آنے والے سالوں میں اس طرح کا flood نہیں آئے گا اور جب ایک benchmark set ہو جاتا ہے تو اس کی آئندہ کی پلاننگ 15 یا 20 فیصد زیادہ کے لئے کی جاتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں جو ڈسٹرکٹس کو ایک دوسرے کا ذمہ دار بنا دیا گیا، فیصل آباد کو میانوالی ڈسٹرکٹ کا ذمہ دار بنا دیا گیا۔ اسی طرح باقی ڈسٹرکٹس کو دوسرے ڈسٹرکٹس کی ذمہ داری دی گئی یہ ایک احسن اقدام تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ان کو permanent basis پر لانا چاہئے کہ کبھی کسی ڈسٹرکٹ میں disaster ہو تو بغیر کسی کے بتائے، اُس دوسرے کی administration کو پتا ہو کہ ہم نے فوری طور پر وہاں پہنچنا ہے اور ریلیف دینا ہے۔ میں یہاں خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گا فیصل آباد ڈسٹرکٹ کے تاجروں کو، شہریوں کو، این جی اوز کو فیصل آباد اول پوزیشن میں آیا اور ہم نے امداد کے سینکڑوں ٹرک نہ صرف پنجاب کے ہر affected district کو بھیجے بلکہ دوسرے صوبوں کو بھی بھیجے اور آج تک بھیج رہے ہیں، جو بے شمار پیسے اکٹھے ہو رہے ہیں، جو 110 کروڑ روپیہ اکٹھا ہوا اس کے اندر consensus کے ساتھ گھروں اور دوسری چیزوں کے لئے کئی منصوبے بنائے جا رہے ہیں۔ میں حکومت کو تجویز دینا چاہوں گا کہ developed countries کا ماڈل دیکھتے ہوئے آج امریکہ، یورپ نے نیوکلیئر جنگ کے لئے nuclear shelters بنا لئے ہیں۔ میں یہاں تجویز دوں گا کہ یہاں پر بھی permanent earthquake affectees disaster management shelters کا حصہ ہونے چاہئیں کہ ہم flood affectees کے لئے، shelters developed کریں اور ان shelters کی شکل بڑی useful ہوتی ہے۔ آپ سکول کے اندر halls develop کرتے ہیں، آپ سٹیڈیم کے اندر spaces create کرتے ہیں، آپ گوداموں کے اندر spaces create کرتے ہیں اور ان کو اس طریقے سے develop and distribute کرتے ہیں کہ flood کے دور میں ان کا dual role استعمال کرتے ہوئے لوگوں کو اس وقت accommodate کیا جائے۔ جب آپ shelters allocate کر لیں گے تو پھر آپ evacuation plan بنا سکیں گے کہ ہر شہر، ہر گاؤں، ہر ضلع کا evacuation plan ہونا چاہئے۔ تباہی earthquake کے ذریعے آ سکتی ہے، تباہی flood کے ذریعے آ سکتی ہے، کوئی اور آفت آ سکتی ہے۔ یہ ہمارا standing operating procedure ہونا چاہئے کہ چاہے اس علاقے میں تاریخی طور پر تباہی نہیں آئی لیکن ان کا ایک disaster management

plan ہونا چاہئے کہ ان کے شہریوں کو کسی آفت کے اندر کہاں move کرنا ہے اور اس کے لئے یہ جس طرح ہم نے اس دفعہ emergency measures دیئے ان measures کو لینے کی ضرورت نہیں پیش آئے گی۔ Foreign assistance ایک village global کی ذمہ داری ہے اور ہمیں کوئی عار نہیں ہونی چاہئے کہ آج دنیا اگر ہماری مدد کر رہی ہے تو آنے والے وقت میں اور ماضی میں ہم نے بھی دنیا کی مدد کی ہے لیکن اس دفعہ جو ایک خاص بات توجہ طلب ہے جس پر ہمیں بحیثیت قوم غور کرنا ہے، میں اس کا ذکر ہیلری کلنٹن کی اس امریکن اپیل سے شروع کروں گا جو اس نے امریکہ کے عوام سے کی اور ان الفاظ سے کی کہ "یہ میں جانتی ہوں کہ آپ کے تحفظات پاکستان کی حکومت کی کرپشن کے بارے میں اتنے زیادہ ہیں کہ آپ aid نہیں دے رہے لیکن ہمارا رشتہ پاکستان کے عوام کے ساتھ ہے آپ ان تحفظات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے پاکستان کے مجبور عوام کی مدد کریں۔" اس سٹیٹمنٹ کے اندر ایک بہت بڑا پیغام ہے۔ میں یہاں پر کھڑے ہو کر یہ نہیں کہہ سکتا کہ حکومت میں کتنی کرپشن ہے اور کہاں کہاں کرپشن ہے لیکن میں یہاں کھڑے ہو کر یہ کہہ سکتا ہوں کہ بے پناہ کرپشن کا جو تاثر ہے، اس تاثر کی وجہ سے ہوا یہ کہ ہمیں انہوں نے direct aid نہیں دی، انہوں نے ہمیں خیمے بھیجے۔ اگر انہوں نے ایک ملین ڈالر کے خیمے بھیجے تو وہ ایک ہزار ڈالر کا خیمہ یا بارہ سو ڈالر کا خیمہ ہمیں ایک لاکھ روپے میں cost کیا، وہ پاکستان میں پانچ ہزار روپے کا بنتا ہے، جو aid انہوں نے material کی شکل میں بھیجی اس کی ground reality کے اوپر حیثیت پانچ فیصد سے بھی کم ہے تو ان تاثرات کو، کرپشن کو ہمیں ختم کرنا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی قوم اور مرکزی حکومت کے لئے یہ سب سے بڑا چیلنج ہے۔

ایک آخری نکتہ یہ بیان کرنا چاہوں گا کہ حکومت پنجاب نے بہت اچھا قدم اٹھایا کہ Disaster Management Cell بنایا۔ یہ ایک مستقل Cell ہونا چاہئے جیسے ہم نے National Highway Authority بنائی ہوئی ہے، Disaster Management Cell کے ساتھ ہمیں National Waterways Management Cell بنانا چاہئے تاکہ ہم دیکھیں کہ جن کو ہم دریائی راستے کہتے ہیں، جن کو ہم کچے کا علاقہ کہتے ہیں، جن کے اندر ناجائز تعمیرات ہوئیں، جن کے اندر ناجائز بند بنائے گئے، جن کے اندر ناجائز زمینوں کو کاشت کرنے کے لئے protection کے لئے بند بنائے گئے اس کے اوپر کوئی تو آنکھ ہو جو ان چیزوں کو کنٹرول کرے اور ان کو دیکھے اور ان کو روکے۔

آخر میں، میں سمجھتا ہوں کہ اس آفت کے بعد اگر سندھ سے یہ آواز آئے کہ کالا باغ ڈیم بناؤ کیونکہ پنجاب سے زیادہ سندھ نے suffer کیا ہے، پنجاب نے بھی suffer کیا ہے، فرنٹیئر نے بھی suffer کیا ہے۔ میں حکومت وقت، اپوزیشن اور تمام جماعتوں کو یہ مؤدبانہ درخواست پیش کرتا ہوں کہ آج شاید لوگوں کے دل نرم ہوں اور آج آپ جائیں اور میرے قائد میاں محمد شہباز شریف جائیں، لیڈر آف دی اپوزیشن جائیں، تمام لوگ جائیں اور اس لئے ہاتھ جوڑ کر consensus پیدا کریں کیونکہ معیشت ہمارے ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے اور معیشت کے لئے کالا باغ ڈیم بہت ضروری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ہاؤس کا وقت آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔ جی، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب سپیکر!

نہ میں تولہ
نہ میں ماشہ
ہن گل رتیاں تے آئی ھوُ
اللہ ھوُ، اللہ ھوُ

آج ہم یہاں کھڑے اپنا اپنا وزن کر رہے ہیں جب بھی ہم بات کرتے ہیں تو ہر کوئی "میں" کی کہانی سناتا ہے کہ میں نے یہ کیا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ بھی ہم نے ان ساٹھ سالوں میں اپنا وزن بنایا تھا وہ اس سیلاب کی وجہ سے بہت کم ہوا۔ ضروری یہ ہے کہ میں نے ایک کافی کے دو بول بولے ہیں اس میں فلاسفی یہ نہیں ہے کہ ہم کیا تھے اور کیا ہو گئے؟ بات یہ ہے کہ ہمارا غرور بھی کیا تولے اور ماشے سے نکل کر اب رتیوں پر آیا ہے یا نہیں؟ یہ وہ پیغام ہے جو میں سیاسی جماعتوں کو across the board دینا چاہتی ہوں کہ بات تو تب بنے گی جب ہر کوئی اپنے آپ کو رتیوں کے برابر اور لکھوں کے برابر کر کے اپنے غرور کو اور اپنی "میں" کو اور اپنی کہانی کو چھوڑ کر اس قوم کی خدمت کرنے کو اترے گا کیونکہ اس قدر massive destruction اور اتنا بڑا المیہ، اتنا بڑا سانحہ شاید ہی ملکوں کی تاریخ میں آئے۔ ہم بدقسمت ہیں کہ یہ دوسری دفعہ ہوا کہ پہلے ہم زلزلے سے ابھی سنبھلے نہ تھے تو ہمیں اب اس flood کو face کرنا پڑا۔

جناب والا! باتیں تو کرنے والی بہت ہیں اور ہر شخص جو یہاں بیٹھا ہے وہ اپنے اپنے تجربہ کے مطابق بات کر رہا ہے۔ میں ہیلتھ سیکٹر کے بھی ایک بہت چھوٹے حصے پر concentrate کروں گی۔ ایک چھوٹی سی بات اور اپنا تجربہ سنا کر، اس عورت کے بارے میں بتا کر ختم کروں گی۔ ایک عورت جو مجھے سوات میں ملی، ایک سڑک کے کنارے پر بیٹھی اور اس کے قریب اس کے تین چھوٹے چھوٹے بچے بیٹھے تھے۔ وہ عورت وہاں سے جاتی نہیں تھی اور بار بار سڑک پار کر کے اپنے بچوں کو چھوڑ کر ایک ایسی دیوار کے پاس چلی جاتی تھی جس کے نیچے اس کا ایک بچہ دب کر مر چکا تھا۔ وہ اس جگہ پر دو تین دن سے بیٹھی تھی اور کوئی اسے convince نہیں کر پا رہا تھا کہ وہ وہاں سے چلی جائے۔ میں نے اس سے کہا کہ یہ جو بچے زندہ ہیں تم اس طرف توجہ کرو ، ان کے ساتھ کسی کیمپ میں چلی جاؤ، کہیں جا کر rehabilitate ہو۔ کہنے لگی باجی میں کیا کروں جب میں ان زندہ بچوں کے پاس جاتی ہوں تو کتے میرے اس مردہ بچے کے جسم کو نوچتے ہیں۔ اس روح پرور بات کے بعد ہم نے اپنی ذمہ داریوں کو گننا شروع کرنا ہے۔ نہ صرف اس ماں کی طرح ان زندہ بچوں کی طرف تڑپ کر جانا ہے بلکہ اسی طرح ننگے پاؤں، آنکھوں میں آنسو لئے، بال کھلے چھوڑ کر اسی ماں کی طرح اس مرے ہوئے بچے کے حق کو بھی ادا کرنا ہے جس کو وہ اس لئے دفن نہیں کر پا رہی تھی کہ وہ ایک ملبے کے نیچے دبا ہوا تھا اور کتے اس کو نوچ رہے تھے۔

جناب والا! Scientifically اگر میں اپنی کتاب میں سے بھی نکالوں تو ہم نے اپنے جو مردے ہیں، جن کو دفن کرنا ہے وہ بے شک ہماری پہلی ذمہ داری ہے۔ آج ابھی احمد صاحب نے بھی اپنی تقریر میں کہا کہ مائیں اپنے بچوں کو گود میں لے کر آئیں جن کو یقین بھی نہیں تھا کہ یہ بچے مر گئے ہیں۔ ہمیں سب سے پہلے انتہائی احترام اور تکریم سے اس تدفین کے عمل کو مکمل کرنا ہے اور اپنا حق ادا کرنا ہے۔ وہ لاشیں جو سیلاب میں بہہ گئیں اور پانی اترنے کے بعد نکلیں گی ان کو بھی recover کر کے ان کی تدفین اپنے living shelter سے دور کرنا ہے اور وہ اس لئے کرنا ہے کیونکہ وہ بیماری کا باعث بنیں گے۔ اس کے علاوہ بہت سارے جانوروں کی لاشیں اور لوگوں کی لاشیں drinking water کے ponds میں اور کنوؤں میں اور گلیوں میں بھی پڑی ہیں اس سے جو تعفن پھیلتا ہے اس سے خطرناک بیماریاں جنم لیتی ہیں اور وہ آگے آئیں گی لہذا جونہی یہ پانی اترتا ہے تو ہماری جو میونسپل کمیٹیاں ہیں ان کے لئے میری ایک suggestion ہے کہ وہ سب سے پہلے ان مردہ جانوروں کو دور کہیں پر دفن کریں۔ ان کی یہ ذمہ داری ہونی چاہئے کیونکہ یہ اس لئے ضروری ہے کہ Plague اور ایک اور بیماری

Encephalitis ہے جو بہت خطرناک حد تک پھیل جاتی ہے اس لئے میری گزارش ہو گی کہ تمام Municipalities کو اس کے لئے mobilize کرنا انتہائی ضروری ہے۔

جناب والا!اب زندوں کی طرف آ جائیں۔مجھے صرف یہ کہنا ہے کہ اتنی بڑی ہماری یہ disease آئی تو آج رانا صاحب نے بڑی آسانی سے کہا کہ vaccination کا انتظام ہو گیا ہے اور ادویات چلی گئی ہیں جبکہ ہم سب جانتے ہیں کہ جہاں پر actual tragedies strike کیں وہاں پر راستے بند تھے اور وہاں تک ڈاکٹروں کی ٹیمیں نہیں پہنچ سکیں۔لوگوں کو پتا ہے کہ میں ایک NGO کی صدر بھی ہوں اور Pakistan Academy of Family Physician بانوے لوگوں کا delegation لے کر ہم جگہ جگہ گئے اور ہم نے اپنی services دیں اور اب بھی یہ process continued ہے۔ دیکھنے میں یہ آیا کہ ادویات کم پڑ رہی ہیں اور فوری طور پر جن بیماریوں کو ہم نے deal کرنا تھا وہ جو ادویات تھیں اور جو diseases تھیں وہ Measles اور سانس کی بیماریاں اور Diarrhea اور اس کے علاوہ dehydration اور اس کے علاوہ بچوں کی جو massive death ہے اس کو ہم نے face کرنا تھا۔اس کی ادویات کو available کرنے کے لئے آج میں میو ہسپتال کی مثال دیتی ہوں کیونکہ گورنمنٹ کے level پر ان ہسپتالوں سے دوائیاں mobilize کی گئی ہیں لیکن اس کے علاوہ عوام نے اور pharmaceuticals نے، پرائیویٹ ڈاکٹروں نے بھی بے تحاشا human resource اور ادویات بھیجی ہیں لیکن ان چار پانچ بیماریوں کی طرف ادویات کو مزید بھیجنا بہت ضروری ہے۔یہ چند لاکھ bags سے کچھ نہیں ہو گا۔ایک لاکھ دس ہزار بیگوں کا یہ کہہ رہے ہیں کہ food bags ہیں جبکہ تین کروڑ افراد affected ہیں۔اسی طرح ادویات کی رقم بھی بہت کم ہے۔دوسری بات جو بہت ضروری میں نے کرنی ہے وہ یہ ہے کہ overcrowding اور جو یہ camps بنے ہیں ان کی وجہ سے hygiene کم ہونے کی وجہ سے Tuberculosis, Parasites یعنی کیڑے جو پیٹ میں پیدا ہو جاتے ہیں اس کے علاوہ جوئیں، Fleas اور Malaria یہ تین بیماریاں جن کو ہم نے deal کرنا ہے اس کے علاوہ جو emotional stress ہے اس کے لئے ہم نے اقدامات اٹھانے ہیں۔اس میں vaccination کا کوئی role نہیں ہے، vaccination میں cold chain موجود نہیں ہے اور آپ thermos to thermos, vaccine transport نہیں کر سکتے۔اس کے علاوہ vaccinator بھی available نہیں ہو سکتے۔بیماریوں کو دور کرنے کی ضرورت ہے، vaccination کی ضرورت نہیں ہے۔

آخر میں، میں نے یہ بھی کہنا ہے کہ تین سے ساڑھے تین لاکھ بلیاں اور کتے جو کہ زندہ حالت میں موجود ہیں ۔ اس کے علاوہ cattle یعنی یہ جو بھیڑ بکریاں ہیں لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں، پولٹری جس میں مرغیاں ہیں اس میں Veterinary Department کو move کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ ابھی ایک قصہ آیا تھا کہ کتوں کے ایک گروپ نے Rabies کے infection کی وجہ سے بچوں پر حملہ کر دیا۔اس میں Rabies Leptospirosis, Encephalitis Rickettsiosis, اور یہ جو infections ہیں یہ انتہائی خوفناک اس کی sequalae ہیں جن کا تدارک کیا جائے۔

میں چاہتی تھی کہ کاش! مجھے اس پر بات کرنے کے لئے ایک گھنٹہ ملتا اور میں پورے ہیلتھ سیکٹر کو cover کر سکتی لیکن اتنی سی بات پر اور اس example سے مجھے یہ کہنا ہے کہ صرف اپنی اپنی ذات کے گرد دو کلو میٹر کے فاصلے میں ہر شخص چاہے وہ کوئی بھی کیوں نہ ہو اگر اپنا فرض ادا کرے گا تو پھر ہی کہانی بنے گی۔ Point scoring کی بجائے ہر کوئی اپنا فرض ضرور ادا کرے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔انجینئر بلال احمد کھر صاحب!

ملک بلال احمد کھر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o شکریہ۔ جناب سپیکر!سب سے پہلے میں سیلاب کی تباہ کاریوں میں جناب وزیر اعظم پاکستان سید یوسف رضا گیلانی صاحب اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب اور ان کی پوری ٹیم نے جس انداز کے ساتھ لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے، لوگوں کو ان کے گھروں میں دوبارہ بحال کرنے کے لئے اور لوگوں تک rescue مراحل سے لے کر بحالی تک جو خدمات سرانجام دی ہیں انہیں میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور ان غیور لوگوں کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں جو اس سیلاب کی تباہ کاریوں میں متاثر ہوئے اور جونہی ان علاقوں سے پانی اترا وہ اپنے گھروں میں دوبارہ واپس گئے اور اپنے اس علاقے کے ساتھ اپنے اس وسیب کے ساتھ اور اپنی اس پہچان کے ساتھ محب وطنی کا ثبوت دیا میں انہیں بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر!سب سے پہلے میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ جنوبی پنجاب میں جس طرح سے سیلاب آیا اور لوگوں کا سب کچھ بہا کر لے گیا، مظفر گڑھ وہ بد قسمت ضلع ہے جس کی تمام 93 یونین کونسلیں اس آفت سے متاثر ہوئیں۔ جس علاقے میں flood آتا تھا جو flood area تھا وہاں پر تو flood نہیں آیا بلکہ وہ جو شہری آبادی تھی وہاں پر flood آیا۔آخر اس کی کیا وجوہات تھیں، کیوں pond area کو بچا کر اس کا رخ شہری آبادی کی طرف کیا گیا؟ میں وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ محکمہ آبپاشی سے اس بات کی وضاحت طلب کی

جائے اور وہ pond area جو دریائے سندھ کے مغربی علاقے پر ہے اور ہزاروں ایکڑ پر محیط ہے اور اس پر 22/R ہے، 1992 میں بھی اس بند کو توڑا گیا تھا اور وہ پانی pond areas سے ہوتا ہوا دریائے سندھ کے تونسہ بیراج سے گزر جاتا تھا لیکن اسے نہیں توڑا گیا جس کی وجہ سے عباس والا spur جو دریائے سندھ کے مشرقی کنارے پر واقع ہے اس پر seepage ہوئی، سیکرٹری آبپاشی کے نوٹس میں یہ بات لائی گئی لیکن کسی نے بھی اس بات کی طرف توجہ نہ دی۔ ڈی آئی جی صاحب کے نوٹس میں بھی یہ بات لائی گئی، کمشنر ڈیرہ غازی خان کے نوٹس میں بھی یہ بات لائی گئی لیکن انہوں نے بھی بے بسی کا ثبوت دیا اور کسی نے بھی اس بند کو بچانے کے لئے کوشش نہ کی جس پر seepage جاری تھی بلکہ ایک اوور سیئر اور دو بیلدار اس بند پر کام کر رہے تھے اور سیکرٹری صاحب کی طرف سے ہمیں یہ جواب ملا کہ یہ بند مضبوط ہے اور شیشم کے درخت کے ساتھ لگا کر اس بند کو مزید مضبوط کر دیا جائے گا جو کہ چھ سات گھنٹے بعد ٹوٹ گیا۔ وہی پانی تحصیل کوٹ ادو کی پوری تحصیل کو برباد کرتے ہوئے علی پور تک پہنچا اور لاکھوں لوگوں کو اس نے بے گھر کیا۔ اس کی وجوہات کیا ہیں اور pond areas والے بند کو کیوں نہیں توڑا گیا، شہری آبادی والے بند کو تو توڑا گیا یا وہ ٹوٹ گیا؟ میری آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ پنجاب سے یہ گزارش ہے کہ جوڈیشل انکوائری کے ساتھ ساتھ اس House کی طرف سے ایک کمیٹی بنائی جائے جو اس پر پوری انکوائری کرے اور جو ذمہ داران ہیں انہیں قرار واقعی سزا دی جائے۔ اس کے ساتھ ہی آج بھی بحالی کا کام جس طرح سے ہو رہا ہے اس پر میں وزیر اعلیٰ صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ شہری علاقوں سے پانی اتر گیا مگر دیہات میں پوزیشن یہ ہے کہ اب بھی وہاں پر دو دو فٹ تک پانی کھڑا ہوا ہے اور لوگوں کے 95 فیصد گھر منہدم ہو چکے ہیں۔ کچے مکان تو بالکل موجود ہی نہیں ہیں اور جو پکے گھر تھے وہ زلزے کی وجہ سے crack ہو گئے ہیں اور وہ بھی اب رہائش کے قابل نہیں ہیں۔ سب سے بڑا مسئلہ جو وہاں پر درپیش ہے وہ ٹینٹوں اور shelters کا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے مخیّر حضرات سے اور تمام ڈونرز سے یہی گزارش کروں گا کہ ہمیں وہاں پر shelter کی بہت زیادہ ضرورت ہے اس لئے جتنا بھی ممکن ہو سکے تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ میں ہمیں ٹینٹ مہیا کئے جائیں کیونکہ سردیاں آ رہی ہیں اور لوگ وہاں پر کھلے آسمان کے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں ٹینٹوں کی بہت کمی ہے۔ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے بھی بہت زیادہ ٹینٹ مہیا کئے ہیں، پنجاب حکومت نے بھی دیئے ہیں، وفاقی حکومت نے بھی مہیا کئے ہیں لیکن چونکہ تباہ کاری اتنی زیادہ ہوئی ہے کہ 95 فیصد لوگوں کے گھر گر چکے ہیں۔ کم از کم ایک خاندان کو ایک ٹینٹ دیا جائے تاکہ وہ اپنی مدد آپ کے تحت یا حکومت کی طرف سے جو امداد ملے گی اس کو گھر بنانے میں ابھی دو تین ماہ کا عرصہ

درکار ہوگا۔انہیں اپنے بچوں کا بدن ڈھانپنے اور اپنا سر چھپانے کے لئے ٹینٹس مہیا کئے جائیں تاکہ وہ سردی کی راتوں میں گزارہ کر سکیں۔ابھی تک مختلف علاقوں میں پانی کھڑا ہوا ہے اگر اس پانی کی dewatering نہ کی گئی تو لوگ گندم کاشت نہیں کر سکیں گے۔اگر گندم کاشت نہ ہو سکی تو پھر وہاں پر ایک اور بحران پیدا ہو گا چونکہ جنوبی پنجاب کے علاقے میں سب سے زیادہ گندم کاشت ہوتی ہے،اس سے پہلے ہماری چاول اور کپاس کی فصل بالکل تباہ ہو چکی ہے،اب اگر گندم بھی کاشت نہ کر سکے تو پھر مسئلہ بنے گا لہذا dewatering ضرور کی جائے۔

جناب سپیکر!میں مزید استدعا کروں گا کہ وہاں water logging ہو رہی ہے۔پچھلی حکومت نے اس غرض سے لگائے گئے سکارپ ٹیوب ویل ختم کر دیئے تھے لہذا میں اب آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ پنجاب سے گزارش کروں گا کہ سکارپ ٹیوب ویلوں کے ذریعے water logging ختم کرنے میں مدد ملتی تھی انہیں فی الفور بحال کیا جائے تاکہ وہاں پر جو سیم کا دباؤ بڑھ رہا ہے وہ ختم کیا جا سکے۔ اس کے علاوہ وہاں پر زرعی قرضے فی الفور معاف کئے جائیں اور جیسے وزیر اعلیٰ صاحب نے اعلان کیا ہے کہ 25 ایکڑ تک کے کاشتکاروں کو بیج اور کھاد مہیا کئے جائیں گے وہ بھی ایمرجنسی بنیادوں پر مہیا کئے جائیں تاکہ لوگ بروقت اپنی فصلات کاشت کر سکیں۔

جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے حکومت کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ نادرا کی لسٹوں میں تقریباً 60 فیصد لوگوں کے نام نہیں ہیں اور وہ لوگ نادرا کے سنٹروں پر لائن بنا کر دو دو،تین تین راتیں وہاں انتظار کرتے ہیں اور اس کے بعد انہیں جواب ملتا ہے کہ آپ کا نام نہیں ہے جبکہ ان کے کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈ بن چکے ہیں لہذا نادرا کو ہدایت کی جائے کہ ان لوگوں کے نام update کئے جائیں اور متاثرین کو وفاقی اور پنجاب حکومت کی طرف سے جو بیس ہزار روپے مل رہے ہیں وہ انہیں فی الفور ملنے چاہئیں تاکہ وہ اپنے گھر بنا سکیں۔

جناب سپیکر!میں آخر میں آپ کی وساطت سے استدعا کرتا ہوں کہ جن مواضعات کے نام شامل نہیں کئے گئے ان کو بھی متاثرہ علاقوں میں شامل کیا جائے۔بہت مہربانی شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر:بہت شکریہ۔محترمہ خدیجہ فاروقی صاحبہ!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔محترمہ حمیرا اویس صاحبہ!

محترمہ حمیرا اویس شاہد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ایگریکلچر اکانومی پر تھوڑی سی بات کرنا چاہوں گی اور میرے خیال میں اس وقت سب سے بڑا مسئلہ demarcation of land کا ہے۔ چونکہ diffusions ختم ہو گئی ہیں اگر اب نئے سرے سے demarcation of lands ہوں گی تو حکومت ان کی transparency اور corruption free کس طرح ensure کرے گی؟ جب تک demarcation of land نہیں ہوتی اس وقت تک چھوٹے کسان اپنا کام شروع نہیں کر سکتے لہذا اس پر خاص توجہ دینی چاہئے۔

جناب سپیکر! میرے خیال میں estimates conduct کرنے پڑیں گے law and resources کے حساب سے فرٹیلائزر بیج اور دیگر facilities جو کہ ایک عام کسان deprive ہو گیا ہے اسے کس طرح available کی جائیں کیونکہ ابھی تو کسی کے پاس بھی estimates نہیں ہیں کہ کس کا کتنا نقصان ہوا ہے، کس کی کتنی land demarcate ہو گی؟ یہ estimates آپ کی ریسرچ کے fun Damentals ہوں گے اور آپ اس کی بنیاد پر relief programmes prescribe کر سکیں گے۔ چھوٹے کسان کی تو پہلے بھی بہت بری حالت تھی لیکن اب اس کا گھر لٹ گیا، بچے ختم ہو گئے، اس کے سارے resources ختم ہو گئے اور اس کے جانور بھی ختم ہو گئے۔ وہ اس وقت بہت بُرے حالات میں ہیں۔ اس نے آڑھتیوں، مڈل مین اور ایجنٹوں سے سودی قرضے لئے ہوئے تھے وہ اس وقت اپنے چھرے نکال کر انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں کہ وہ ان کی کھال کیسے ادھیڑیں۔ خوش قسمتی سے میرا Prohibition of Private Money Landing Act ان چھوٹے کسانوں کو protection دیتا ہے اس کے مطابق وہ ان سے سود نہیں لے سکتے۔ میں دو ہفتے سے اپنے اخبار کے ذریعے اس پر ایک میڈیا campaign بھی چلا رہی ہوں۔ میں آپ کو بتا بھی نہیں سکتی کہ اس کی complaints کا turnover کیا ہے؟ میں نے ابھی اسے میڈیا میں نہیں دیا لیکن I will be doing in next two weeks لیکن مجھے پنجاب حکومت کی طرف سے support اور enforcement of this law چاہئے۔ یہی وقت ہے کہ ہم اس چھوٹے کسان کو بچالیں وہ تو لٹا پٹا ہوا ہے اور اس کے پاس جو بچا ہے وہ آڑھتی لے جائیں گے۔ Prohibition of Private Money Landing Act کے تحت نہ صرف اسے protection ملے گی بلکہ میں تو یہ تجویز بھی پیش کرنا چاہتی ہوں کہ جب آپ estimation کر لیں گے تو آپ ان کے نقصان کے حساب سے یا انہوں نے جو re-cultivation کرنی ہے آپ انہیں interest free loans مہیا کریں۔ اب نہ صرف donor agencies بلکہ یو ایس ایڈ اور بہت

ساری کمپنیز اور ایجنسیز سب پروگرام مانگ رہے ہیں لیکن ہم without estimation کہیں بھی نہیں کھڑے کہ کس کو کیا دینا چاہئے۔

جناب سپیکر! I believe this is the time کہ ایک comprehensive agriculture policy ہو کیونکہ ہم نے نہ صرف re-cultivate اور re-construct کرنا ہے بلکہ ہم تو ایک ایسے wishes title میں پھنسے ہوئے ہیں اور ہماری ایگریکلچر اکانومی interest based system میں ڈوبی ہوئی ہے۔اگر آپ micro economic میں جائیں تو ہم قرضے دینے کے لئے قرضے لے رہے ہیں۔ہم اس وقت پچھلے قرضوں کے سود دینے کے لئے بے حساب قرضے لے رہے ہیں۔آپ کالا باغ ڈیم کی بات کر لیں،آپ reconstruction of economy کی بات کر لیں لیکن آپ کچھ نہیں کر پائیں گے جب تک آپ ایک ایسی economy نہیں بناتے جو revenue generate کرے اور revenue تب generate ہو گا جب آپ سارے resources استعمال کریں گے لہذا حکومت پنجاب کو میری تجویز ہے کہ ایک interest free agriculture economy کی بنیاد رکھنے کا یہ بہت صحیح ٹائم ہے۔میں اس کے لئے آپ کے سامنے بے سلم سسٹم رکھنا چاہتی ہوں۔ بے سلم حضرت محمد ﷺ کا سسٹم ہے اور اسے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے نافذ کیا تھا۔یہ وہ سسٹم ہے جس نے اس وقت عرب میں اتنا affluence create کیا تھا کہ زکوٰۃ لینے والا بندہ نہیں ملتا تھا۔آج آپ interest free economy کی بات کرتے ہیں تو لوگ کہتے ہیں کہ That can't exist یہ possible نہیں ہے کہ interest free economy ہو۔

I know that already the world is working on the options of the assets based economy

اگر آپ نے اس وقت اپنی economy کی corrections نہ کیں تو We will lose it all of it. بے سلم سسٹم میں گورنمنٹ farmers سے اس کی فصل 50 فیصد ایڈوانس میں خریدے۔جب آپ کسان کو 50 فیصد ایڈوانس دیں گے تو پھر اسے کسی سودی قرضے کی ضرورت نہیں ہے۔وہ اس payment کے ساتھ کھاد خریدے گا،بیج خریدے گا،فصل کے تمام اخراجات پورے کرے گا اور باقی کی 50 فیصد فصل تیار ہونے کے بعد مارکیٹ ریٹ پر بیچے گا۔بے سلم سسٹم کی شقیں مشارقہ اور مضاربہ پر ہیں اور یہ وہی ہیں جو میرے نبی پاک ﷺ کے ہاتھوں سے لکھی ہوئی ہیں اور وہ available ہیں۔دنیا کے تمام Think Tank اسلامک فنانشل سسٹم کی بات کر رہے ہیں۔آٹھ ماہ پہلے ویٹی گن میں پوپ

نے بیان دیا تھا کہ Islamic Bond Sukuk کاrevival ہونا چاہئے۔ اس وقتIslamic Financial System پوریworld economy کوsave کر سکتا ہے لیکن ہماری بد قسمتی یہ ہے کہ ہم مسلمان ہونے کے باوجود اپنے نبی ﷺ کی، اپنے اسلام کیBasic Ethical Essence Financial System کیteachings بھول چکے ہیں۔ اس کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جب حکومت اس فصل کیdirect buyer ہو گی توprice and inflation کنٹرول ہو گی hoarding نہیں ہو گی۔یہ دو ایسی چیزیں ہیں جو آپ کیagriculture economy کھا گئی ہیں۔ یہ ایک پورا mechanism ہو گا اس کے علاوہ نبی پاک ﷺ کے دور میں جو سوشل ویلفیئر کا سسٹم تھا جس طرح زکوٰۃ واجب ہے اسی طرح عشر بھی واجب ہے۔اگر آپ صرف عشر کاmechanism create کر دیں تو آپ کا سالانہ 300 ملین روپے کاrevenue generate ہو سکتا ہے۔I know it کہ یہbig picture ہے لیکنbig picture کے بغیر آپ کی چھوٹی چھوٹیpockets of reconstruction نہیں ہو پائیں گی۔مغرب اس سسٹم کو اسلام کا نام نہیں دینا چاہتا وہ اس کوAssets Based Economy کہتے ہیں It is very economical fashionable terms Assets Based Economy لہذا یہ جو ہے اس کاcircle نہ صرفjobs create کرتا ہے بلکہrevenue بھیgenerate کرتا ہے۔ Because it is a divine system آپ سوچ ہی نہیں سکتے کہ اس کے فائدے کتنے ہیں۔چند سالوں بعد جب پوری دنیا کے پاسchoice نہیں رہے گی تو The world will revert back to this system. لیکن ہمارے لئے یہ ایکgolden chance ہے کیونکہ ہماری agricultural economy devastate ہو گئی ہے،zero ہو گئی ہے۔اس کو ہم نے دوبارہ کھڑا کرنا ہے۔ میں اس ایوان میں ایکResolution پیش کروں گی جو کہ بے سلم سسٹم کیdetailed working کے اوپر ہو گی۔ میں چاہوں گی کہ House کے معزز ممبران اس بارے میں سوچ بچار کریں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ رائے صفدر عباس بھٹی صاحب!۔۔۔وہ موجود نہیں ہیں۔ ملک محمد وارث کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے سیلاب کے حوالے سے بات کرنے کا موقع فراہم کیا ہے۔یہ جو سیلاب آیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے اوپر ایک unprecedented آفت تھی۔یہ un-imaginable ہے۔اس کی تشبیہ کسی سونامی سے دی جا سکتی ہے اور نہ ہی کسی زلزلے سے دی جا سکتی ہے۔ ہمارے پچھلے دو سو سال میں جو سیلاب آئے ہیں نہ ہی

ان سے اس کی تشبیہہ دی جاسکتی ہے۔یہ یک دم ایک ناگہانی مصیبت آئی ہے۔یہ ایسے ہی تھا جیسا کہ کسی پورے گاؤں کو آگ لگ جاتی ہے، کہیں کوئی بڑاaccident ہو جاتا ہے۔اس میں ہوتا یہ ہے کہ بغیر کسی فرق کے، بغیر کسی سیاست کے، یہ دیکھے بغیر کہ آیا یہ مسلمان ہے یا ہندو یا اس کا تعلق کس فرقے کے ساتھ ہے ہر کوئی مدد کرنے کے لئے بھاگ پڑتا ہے۔اس وقت ایک ہی رشتہ مدنظر ہوتا ہے اور وہ رشتہ انسانیت کا ہوتا ہے۔اس انسانیت کے رشتے کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ہر آدمی ادھر مدد کرنے کے لئے بھاگ پڑتا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ اس ناگہانی آفت میں بالکل غیر ارادی طور پر لوگوں نے بھرپور طریقے سے مثاترین کا ساتھ دیا ہے۔میری بھی چار یونین کونسلیں سیلاب سے متاثر ہوئی ہیں۔ہم لوگ یہ کہتے تھے کہ ہمارے ہاں کم تباہی ہوئی ہے اور ہمارے ہاں کم سیلاب ہے۔آپ لوگ لیہ، مظفر گڑھ اور بھکر میں جائیں کیونکہ وہاں تباہی زیادہ ہوئی ہے۔میں آپ کی وساطت سے فیصل آباد، لاہور، سیالکوٹ اور گوجرانوالہ کے شہری حلقوں کا انتہائی ممنون ہوں، ہم لوگ سول سوسائٹی کے لوگوں کے انتہائی ممنون ہیں۔تاجروں کے انتہائی ممنون ہیں کہ جنہوں نے ہمیں کافی زیادہ مدد پہنچائی ہے۔اس کے علاوہ میں یہاں پر اس حوالے سے میڈیا کے کردار کو بھی سراہنا چاہوں گا، انہیں خراج تحسین پیش کروں گا کہ میڈیا نے بھرپور طریقے سے اس تباہی کے بارے میں لوگوں کو آگاہ کیا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے کوئی exaggerate نہیں کیا، جو بھی true picture تھی میڈیا نے وہ ساری پیش کی ہے۔وہاں پر میڈیا کے لوگ پہنچے اور انہوں نے اس کو پوری طرح سے highlight کیا ہے۔اس rescue and relief کے وقت کئی ایجنسیوں نے بڑی محنت سے کام کیا ہے۔پولیس نے اپنا کام کیا، انتظامیہ نے اپنا کام کیا، 1122 نے اپنا کام کیا۔چونکہ فوج کے پاس وسائل بہت زیادہ تھے اس لئے سب سے زیادہ کام فوج نے کیا ہے۔فوج نے ان سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں rescue and relief کے حوالے سے بھرپور کام کیا ہے۔میں آج اپنے دوستوں کو اس forum پر یہ کہوں گا کہ اس issue کے حوالے سے ہم نے consensus کے ساتھ اپنی direction طے کرنی ہے۔ہم لوگ یہاں پر جو تنقید کے نشتر چلاتے ہیں اس issue پر ایسا نہیں کرنا چاہئے۔جس طرح میرے ایک بھائی ابھی تنقید کے نشتر چلا کے چلے گئے ہیں۔یہ وقت ان باتوں کا نہیں ہے۔ابھی تک ہم اس stage سے باہر نہیں نکلے، ابھی ہم اسی stage کے اندر ہی ہیں۔ابھی تو ہم صرف rescue and relief سے باہر نکلے ہیں۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ prevention کے تحت اٹھائے گئے اقدامات کی وجہ سے بہت کم نقصان ہوا ہے۔میں خاص طور پر پنجاب کے حوالے سے بات کروں گا کہ یہ کم نقصان ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب کے اقدامات کی وجہ سے ہوا

ہے۔ میں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب کو خراج تحسین پیش کروں گا۔اس وقت flood warning system کی بات ہو رہی تھی ،وہ تو پوری طرح ناکام ہو گیا تھا۔ ہمیں 15/16 گھنٹے پہلے معلوم ہوا کہ 12لاکھ کیوسک پانی آ رہا ہے۔اگر اس وقت وزیر اعلیٰ پنجاب اپنے ٹھنڈے کمرے میں سوئے رہتے اور یہاں سے اس حبس کے موسم میں ہمارے ہاں میانوالی نہ پہنچتے تو بہت زیادہ نقصان ہو جاتا۔ میں قسم اٹھا کر کہتا ہوں، بالکل flattering نہیں کر رہا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے تین دن تک وہاں رُک کر اور اوپر کھڑے ہو کر کام کروایا۔انہوں نے داؤد خیل فیکٹری والوں سے کہا کہ تم اگر ہمیں اپنی پوری لیبر اور مشینری نہیں دو گے تو پھر میں تم سب کو اندر کر دوں گا۔وزیر اعلیٰ صاحب نے ان سب لوگوں سے یہ بھی کہا کہ میں تمھیں payment کروں گا لیکن ہم نے پورے پنجاب کے علاقوں کو بچانا ہے۔انہوں نے وہاں تین دن رہ کر کام کروایا۔وہاں پر جناح بیراج ٹوٹ رہا تھا۔آپ imagine نہیں کر سکتے کہ اگر اس وقت جناح بیراج ٹوٹ جاتا تو پھر یہاں سندھ سے زیادہ تباہی ہوتی۔ خوشاب، میانوالی، بھکر اور لیہ کے علاقوں میں بہت نقصان ہوتا اور پھر دریائے سندھ اور دریائے جہلم ایک ہوتے۔یہاں 12لاکھ کیوسک پانی نہیں سنبھالا جا سکتا تھا تو میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ پنجاب، میاں محمد شہباز شریف صاحب کا انتہائی ممنون ہوں۔ بھکر، میانوالی، لیہ اور جھنگ کے اضلاع کے عوام کی طرف سے بھی میں وزیر اعلیٰ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے بھرپور طریقے سے اپنا کردار ادا کیا ہے۔

جناب سپیکر!وزیر اعلیٰ صاحب نے جو کام کیا وہ سب کے سامنے ہے لیکن یہ ایک بات پوری طرح کھل کر میڈیا میں آئی اور نہ ہی کسی اور کو پوری طرح سے سمجھ آ سکی تھی کہ یہ کتنا بڑا کام تھا جو کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے کیا ہے۔12لاکھ کیوسک پانی پہاڑوں سے اُتر کر ،چودھری شیر علی صاحب کے علاقے سے آ کر وہاں hit کرتا ہے۔اگر وہاں سے نیچے جناح بیراج ٹوٹ جاتا تو پھر ہم لوگ نہیں بچ سکتے تھے،انسانی جانی نقصان بہت زیادہ ہو جاتا۔اب ہم rescue and relief کے کام سے باہر آ چکے ہیں۔ میاں محمد شہباز شریف صاحب نے پورے پنجاب میں rescue and relief کے حوالے سے جہاں جہاں کام کیا ہے وہ نظر آ رہا ہے وہ کسی تعریف کا محتاج نہیں ہے۔

جناب سپیکر!میں یہاں پر یہ بھی کہوں گا کہ اس حوالے سے society کے ہر فرد اور segment نے بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ بین الاقوامی ڈونرز نے بھی بہت زیادہ مدد کی ہے۔یہ جو trust deficit کا ایک imagine ابھرا تھا میں اس کو تسلیم نہیں کرتا۔یہاں کوئی trust deficit نہیں

ہے۔اگر کسی کو میرے اوپر trust نہیں ہے تو وہ خود آ کر یہ کام کر لے۔اگر ہم پر اعتماد نہیں ہے تو وہ یہ کام کسی اور طریقے سے بھی کر سکتا ہے۔لوگوں نے واقعی کام کیا ہے۔ابھی میرے ایک بھائی ہیلری کلنٹن کی بات کر رہے تھے۔ہم تو اس مذہب کے پیروکار ہیں جو کہ ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ اگر کسی کی مدد کرو تو ایسے ہاتھ سے دو کہ کوئی دیکھ نہ سکے۔ہیلری کلنٹن تو ہماری تضحیک کر رہی تھی،وہ ہماری تذلیل کر رہی تھی۔میں تو ہر مرتبہ کہتا ہوں کہ ہمیں ایسی مدد کی ضرورت ہی نہیں ہے جو کہ ہمیں ذلیل کر کے دی جائے۔اگر عزت کے ساتھ ،انسانیت کی بنیاد پر کوئی ہماری مدد کرے گا تو وہ ہمیں قبول ہے۔اگر کوئی ہماری تضحیک کر کے ایسا کرنا چاہے گا تو ہمیں یہ منظور نہیں ہے۔ہمیں مر جانا پسند ہے لیکن ایسی امداد ہمیں نہیں چاہئے۔ایک طرف ہمیں امداد دیں اور دوسری طرف ہماری بیٹیوں کو بغیر گناہ کے 86/86 سال کی سزا سنا دیں،ان لوگوں کی ایسی امداد ہمیں نہیں چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک وارث کلو صاحب!آپ کا وقت ختم ہو چکا ہے،ذرا wind up کر لیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر!اب rehabilitation کا مرحلہ آ رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: House کا وقت آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔کلو صاحب!kindly wind up کر لیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر!اب rehabilitation کا وقت آ گیا ہے۔پہلے جب rescue and relief کا کام ہوتا رہا ہے تو اس وقت بھی جب ٹرک جاتے تھے تو ہم سب لوگوں نے دیکھا،ہر جگہ دیکھا گیا کہ جب ٹرک جاتے تھے،جب ہم وہاں جاتے تھے تو کچھ ایسے swindlers بھی متاثرین کی شکل میں enter ہو جاتے تھے جو کہ متاثرین نہیں ہوتے تھے اور وہ خوراک لے جاتے تھے۔اب چونکہ direct امداد کی جا رہی ہے تو اس میں actual متاثرین کو identify کرنا بہت ضروری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کلو صاحب!میری request یہ ہے کہ چونکہ میں نے پورے House کا خیال رکھنا ہے اگر آپ کے پاس کوئی زیادہ باتیں کرنے والی ہیں تو وہ لکھ کر Law Minister کو دے دیں کیونکہ اس طرح سے تو باقی ممبران بھی کہیں گے کہ جی میرا ٹائم بڑھایا جائے اس لئے میں نے ایک equality رکھنی ہے لہذا آپ کی مہربانی ہے۔اب اپنی بات کو wind up کر دیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر!آپ نے روک دیاتوwind up ہوگیا۔آپ ہر دفعہ روک دیتے ہیں، ہم رک جاتے ہیں، ہم آپ کے سامنے کیا کر سکتے ہیں۔اگر آپ یہ کہیں گے کہ بھئی!آئندہ آپ بولا ہی نہ کرو تو ہم بولیں گے ہی نہیں۔آپ کی کرسی کی شان ہی ایسی ہے کہ آپ کے سامنے ہم کیا کر سکتے ہیں۔ہم تو آپ کے اس House میں contribute کرتے ہیں لیکن آپ چونکہ ہر دفعہ cut لگا دیتے ہیں تو ہم چپ کر کے بیٹھ جاتے ہیں لیکن:

یہ دستورِ زباں بندی ہے کیسا تیری محفل میں
یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جناب عامر چیمہ صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔ڈاکٹر فائزہ اصغر!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔جناب خالد جاوید اصغر گھرال صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔رانا محمد ارشد صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر!آپ کی مہربانی ہے کہ آپ نے مجھے سیلاب پر بحث کرنے کا ٹائم دیا۔آج متاثرین سیلاب اور relief پر بات ہو رہی تھی اور مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی ہے کہ اس پورے دو مہینوں میں جس طرح خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے اپنے قائد میاں محمد نواز شریف کے vision کو لے کر پورے پنجاب میں دن رات ایک کیا۔کہنے اور کرنے میں زمین آسمان کا فرق پایا گیا کہ میاں محمد شہباز شریف نے پونے دو مہینوں میں اڑتیس دن مختلف اضلاع کا دورہ کیا اور ان جگہوں پر پہنچے جہاں پر عام آدمی کا پہنچنا مشکل تھا۔گو، یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھا لیکن وہاں پر وزیر اعلیٰ پنجاب کا جانا ان کے لئے خوشی کا باعث بنا اور وہاں پر جانے سے وہاں کے لوگوں کو جو relief ملا وہ بہت زیادہ ہے اور میں یہ کہنا چاہوں گا کہ میانوالی میں جس طرح فلڈ کے پانی کا بہاؤ تھا اگر میاں محمد شہباز شریف وہاں نہ پہنچتے تو وہاں بہت زیادہ نقصان ہونا تھا لیکن میاں محمد شہباز شریف وہاں پہنچے اور اپنے تمام تر ضمنی انتخابات کو بھی ایک طرف رکھا اور ان پاکستانی بھائیوں کے بنیادی مسائل کو ترجیح دی جو دو کروڑ کے قریب ہمارے پاکستانی بھائی سیلاب سے بُری طرح متاثر ہوئے۔

جناب سپیکر!یہ کہنا بڑا آسان ہے کہ متاثرین سیلاب کی مدد کی جا رہی ہے لیکن مجھے افسوس ہے کہ ابتدائی دنوں میں جو معاملات تھے اس میں ہمیں جس طرح support ملنی تھی اس طرح سے حکومت پنجاب کو وہ support نہ ملی لیکن میاں محمد شہباز شریف نے اپنے وزراء، ایم پی ایز اور ایم این ایز کی ڈیوٹی لگائی اور یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ عید الفطر پر میاں محمد شہباز شریف relief لے کر مظفر گڑھ گئے اور وہاں

پر عید گزاری، انہیں عید گفٹ دیئے اور پورے پاکستان کے چاروں صوبوں میں ہمارے ایم پی ایز اور ایم این ایز گئے۔ جس طرح یہ گیارہ اضلاع damage ہوئے ہیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں محکمہ تعلیم کے تقریباً سات سو کے قریب سکول damage ہوئے۔ اب میں ان کی بحالی کی طرف آتا ہوں کہ میاں محمد شہباز شریف نے جس طرح کام کیا ہے اور لوگوں نے ان کے ذاتی فنڈ میں ایک ارب 10 کروڑ روپے کے قریب پیسے اکٹھے کئے ہیں اور وہ حکومت پنجاب کے پیسے نہیں ہیں وہ مخیّر حضرات، مسلم لیگیوں اور ان درد دل رکھنے والے لوگوں نے پیسے دیئے ہیں جو ان سیلاب متاثرین کے ساتھ پوری محبت اور پیار رکھتے ہیں۔ میاں محمد شہباز شریف نے کسانوں کے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ چھوٹے کسان جن کی ایک مربع زمین ہے ان کو ہم کھاد اور بیج دے رہے ہیں اور جس طرح سروے ٹیم بنا کر سروے کیا گیا ہے اس ٹیم میں محکمہ ریونیو کا ممبر، ایک ہیڈ ماسٹر، افواج پاکستان کا ایک نمائندہ، یوتھ کمیشن کا ایک نمائندہ اور نمبر دار تھا تاکہ کسی بھی جگہ پر کوئی گڑبڑ نہ ہو۔ اب جو 1,84,000 کے قریب وطن کارڈ issue ہو چکے ہیں ان لوگوں کو یہ بڑی خوشی ہوئی ہے کہ میاں محمد نواز شریف نے جو وعدہ کیا تھا خادم اعلیٰ پنجاب نے اس پر عملدرآمد کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کے ساتھ ہر طرح کی مدد کرنے کے لئے تیار ہیں۔ گو یہ 20 ہزار روپے ان لوگوں کے لئے بہت کم امداد ہے لیکن یہ وہ ابتدائی امداد ہے جو ان کی بحالی کے لئے سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ ابھی ہمیں بہت کچھ کرنا ہے جو ایک ہزار سات سو کے قریب دیہات بُری طرح damage ہوئے ہیں ان کی بحالی کی طرف آنا ہے اور جو 20/20 ہزار روپے دیا جا چکا ہے اس میں تقریباً 8۔ ارب روپے کے قریب حکومت پنجاب share کر رہی ہے اور اتنے ہی پیسے ہمیں وفاقی حکومت ادا کرے گی۔

جناب سپیکر! ہم سمجھتے ہیں کہ کم از کم ایک لاکھ روپیہ فی گھر ہمیں دینا چاہئے اور انشاء اللہ اس پر عملدرآمد کروانے کے لئے میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف نے efforts شروع کی ہوئی ہیں اور 30۔ ستمبر کو میاں محمد شہباز شریف نے جو Donors Conference کی ہے وہاں پر بھی مخیر حضرات نے دل کھول کر چندہ دیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی دو کروڑ عوام کی بحالی حکومت پنجاب اور مسلم لیگ (ن) کی اولین ذمہ داری ہے۔ میں اپوزیشن کے دوستوں، مسلم لیگ (ن) کے وزراء، ایم پی ایز، ایم این ایز اور تمام مخیّر حضرات کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے اپنی اپنی ذمہ داری بھی نبھائی اور خادم اعلیٰ پنجاب کے لئے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت بھی دے جنہوں نے دن رات ایک کیا ہوا ہے اور ابھی بھی کام پر لگے ہوئے ہیں۔ بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔اب میاں محمد رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! چونکہ کل بھی یہ بحث جاری رہے گی میں چاہوں گا کہ میں کچھ documents کے ساتھ اس بحث میں حصہ لوں اس لئے مجھے کل کا ٹائم عنایت فرمایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ کو پھر کل کے لئے رکھ لیتے ہیں۔ان کے بعد مہر محمد فیاض!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ملک جہانزیب وارن!۔۔۔ موجود نہیں ہیں تو آج کی لسٹ ختم ہو چکی ہے کل کے لئے جن معزز ممبران نے نام دیئے ہوئے ہیں کل ان سے آغاز ہو گا اس لئے اب آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس کل بروز جمعرات مورخہ 7۔اکتوبر2010 صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

284

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 7۔اکتوبر2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ امداد باہمی)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

سیلاب متاثرین کے ریلیف اور بحالی پر عام بحث جاری رہے گی۔

286

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا بیسواں اجلاس

جمعرات، 7۔اکتوبر2010

(یوم الخمیس، 27۔شوال المعظم1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 15 منٹ پر زیر صدارت

جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

إِنَّ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ لَهُم
مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ﴿١٢﴾ وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ ۖ إِنَّهُ عَلِيمٌ
بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿١٣﴾ أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ﴿١٤﴾
هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُولًا فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا
مِن رِّزْقِهِ ۖ وَإِلَيْهِ النُّشُورُ ﴿١٥﴾

سُوْرَةُ المُلک آیات12 تا15

(اور)جو لوگ بِن دیکھے اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کے لئے بخشش اور اجر عظم ہے(12)اور تم (لوگ) بات پوشیدہ کہو یاظاہر وہ دل کے بھیدوں تک سے واقف ہے(13)بھلا جس نے پیدا کیا وہ بے خبر ہے؟ وہ تو پوشیدہ باتوں کا جاننے والا اور (ہر چیز سے)آگاہ ہے(14)وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو نرم کیا تو اُس کی راہوں میں چلو پھرو اور اللہ کا (دیا ہو)رزق کھاؤ اور (تم کو)اسی کے پاس (قبروں سے)نکل کر جانا ہے(15)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

سائے میں تمہارے ہیں قسمت یہ ہماری ہے
قربان دل و جان کیا شان تمہاری ہے
کیا پیش کریں تم کو کیا چیز ہماری ہے
یہ دل بھی تمہارا ہے یہ جان بھی تمہاری ہے
صورت تیری ایہہ جاناں یوں دل میں اتاری ہے
دیکھے ہیں حسیں لاکھوں پر کیا بات تمہاری ہے
ہم چھوڑ کے اس در کو جائیں تو کہاں جائیں
یہ عمر تمہارے ہی ٹکڑوں پہ گزاری ہے
گو لاکھ بُرے ہیں ہم کہلاتے تمہارے ہیں
اک نظر کرم کرنا یہ عرض ہماری ہے

تعزیت

سابق ممبر اسمبلی چودھری لیاقت علی کے والد
اور ڈاکٹر ہارون الرشید کی وفات پر دعائے مغفرت

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب سے پہلے میں مولانا صاحب سے گزارش کروں گا کہ ہمارے ایک سابق ایم پی اے چودھری لیاقت علی صاحب اور اب ان کی بیگم صاحبہ اس معزز ایوان کی ممبر ہیں، ان کے والد صاحب قضائے الہٰی سے فوت ہو چکے ہیں ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے نیز ڈاکٹر ہارون الرشید صاحب کے لئے بھی دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

سوالات

(محکمہ امداد باہمی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ امداد باہمی سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال چودھری عبداللہ یوسف صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! on his behalf.(معزز خاتون ممبر نے چودھری عبداللہ یوسف کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)(شور وغل)

MR. SPEAKER: On his behalf. Order please, order please.

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! سوال نمبر 1902 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پراونشل کوآپریٹو بنک میں بھرتی کی تفصیلات

*1902: چودھری عبداللہ یوسف: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لاہور میں یکم جنوری2005 سے آج تک جتنے افراد کو بھرتی کیا گیا، ان کے نام، عہدہ، گریڈ، ولدیت، تعلیمی قابلیت، پتا جات اور جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر یہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں اشتہارات کے بعد کی گئی تو ان اخبارات کی نقل مع تاریخ اور نام کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) اگر تمام ملازمین کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ لسٹ فراہم کی جائے نیز میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ تشکیل دینے والے افسران کے نام اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کتنے افراد کو قواعد میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا قواعد میں نرمی کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ میں یکم جنوری2005 سے آج تک کوئی Direct بھرتی نہیں کی گئی۔ صرف Deceased Employees Children Quota میں بنک رولز / پالیسی کے تحت بھرتی کی گئی ہے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ میں یکم جنوری 2005 سے آج تک نہ تو کوئی direct بھرتی ہوئی اور نہ ہی اخبار میں اس سلسلہ میں کسی قسم کا کوئی اشتہار دیا گیا۔ جبکہ Deceased Employees Children Quota میں بنک رولز / پالیسی کے تحت اخبار اشتہار کی ضرورت نہ ہے۔

(ج) دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک میں یکم جنوری2005 سے آج تک نہ تو کوئی direct بھرتی ہوئی اور نہ ہی اس سلسلہ میں کوئی ریکروٹمنٹ کمیٹی بنائی گئی۔

(د) دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ میں یکم جنوری2005 سے آج تک نہ تو کوئی direct بھرتی ہوئی اور نہ ہی قواعد میں نرمی کی گئی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس سوال میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کی تھوڑی سی جو background تھی وہ یہی تھی کہ پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ بڑے heavy قرضے کے under تھا جس کی recovery کے لئے یہ ایک انتہائی اہم issue ہے اور بہت سارے لوگ اس میں

بے روزگار بھی ہوئے ہیں۔پورے 8۔ارب روپے کا یہ مسئلہ تھا جس کی recovery کی تھی اور گورنمنٹ نے 4۔ارب روپے recover کر لئے ہیں ۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایک سو اکتالیس ملازمین جو برطرف کئے گئے ہیں ان کو بحال کرنے کا آپ کا کیا پروگرام ہے ؟اسی کے اندر آپ نے کہا ہے کہ ہم نے نئی بھرتیاں نہیں کیں تو میرا سوال یہ ہے کہ اب جبکہ اس کی recovery ہو رہی ہے تو ان نئی بھرتیوں کے بارے میں ان کی کیا پالیسی ہے کہ ان کو دوبارہ بھرتی نہیں کیا جائے گا،اس میں انہوں نے کیا change لائی ہے کیونکہ انہوں نے کہا ہے کہ جو deceased ہیں یا جن کے والدین فوت ہو گئے ہیں ان بچوں کو صرف چار پانچ سال میں نوکری پر رکھا ہے۔ مجھے یہ پوچھنا ہے کہ اب جبکہ recovery ہو رہی ہے اور اس پراجیکٹ میں گورنمنٹ interest لے رہی ہے تو اب ان کی کیا پالیسی ہے کہ جو ملازمین برطرف ہوئے تھے ان کی پالیسی میں کیا کوئی change لائے ہیں یا نہیں ؟

جناب سپیکر: جی،ماشاءاللہ ضمنی سوال بہت چھوٹا سا ہے تو اس کا جواب آپ بھی مختصر دے دیں۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ پچھلے دور حکومت میں پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ 8۔ارب روپے کا default کر گیا، سٹیٹ بنک آف پاکستان نے اس کی credit line discontinue کر دی اور guideline دی کہ اس guideline کے مطابق یا تو اس کو پنجاب بنک میں merge کر دیں یا اس کو wind up کر دیں۔ جب موجودہ حکومت برسر اقتدار آئی تو اس وقت یہ کمیٹی constitute کی گئی اور اس پر غور و خوض کیا جا رہا تھا۔اس وقت بھی ان کا یہی مؤقف تھا اور اس پر پھر باقاعدہ میٹنگ کرنے کے بعد اللہ کا شکر ہے کہ جس طرح معزز ایم پی اے صاحبہ نے کہا ہے تو اس میں مسلسل محنت کر کے اور سٹیٹ بنک کی guideline پر عمل کرتے ہوئے financial discipline قائم کیا گیا۔Financial discipline قائم کرنے کے بعد جو 8۔ارب روپے کا default تھا اس میں 3۔ارب 55 کروڑ روپے اب تک جمع کروا دیئے ہیں اور اب 44 کروڑ روپے واجب الادا ہیں۔ 2۔ارب 34 کروڑ روپے سود کے بھی واپس ادا کر دیئے ہیں اسی طرح سود کی بھی باقی رقم کم بچ گئی ہے۔ان حالات میں ہماری حکومت آنے سے پہلے جو فیصلہ ہو چکا تھا کہ اس بنک کو پنجاب بنک میں merge کر دیں یا wind up کر دیا جائے تو ہم نے بڑی fight کی کہ یہ مائیکرو فنانس کا بنک ہے،چھوٹے کسانوں کو چھوٹے قرضے دیتا ہے اور former friendly ہے تو اس کو wind up نہ کیا جائے۔اللہ کا شکر ہے کہ اس کی وجہ سے اب یہ بحال ہو رہا ہے۔ محترمہ نے اس حوالے سے جو سوال کیا ہے کہ بھرتی پر پابندی کیوں ہے تو 1996 میں بھرتی پر پابندی عائد کی گئی تھی اور ابھی تک تاحال جاری ہے کیونکہ پہلے جو

guideline تھی اس کے مطابق یہ تھا کہ اس میں District TR کی ضرورت نہیں تھی اور ضلع میں ایک کوآپریٹو کا ڈسٹرکٹ آفیسر ہوتا تھا اور اب District TR ضلع میں ختم کر دیئے ہیں تو اس سے ہمارا سٹاف surplus ہو گیا ہے جب District TR ختم کئے ہیں اور سٹاف surplus ہوا ہے تو اس لئے نئی بھرتی کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر نئی بھرتی کی جائے گی تو یہ خواہ مخواہ فنانشل بوجھ ہو گا۔ جب یہ بنک اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے گا تو پھر پابندی ہٹا دی جائے گی۔

جناب سپیکر: ایک سو اکتالیس ملازمین کے مستقبل کے بارے میں جو پوچھ رہے ہیں ان کا کیا ہو گا؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! جز(الف) میں انہوں نے یہی کہا تھا کہ ہم نے پالیسی کے تحت نئی بھرتیاں نہیں کیں جو کہ انہوں نے اب خود بھی کہا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ اس کا آگے مستقبل یہی ہے کہ ہم merge کر دیں۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی پالیسی یہ ہے کہ اب جو ملازمین ہیں ان کو lay aside کر دیا جائے گا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے یہ عرض کیا ہے کہ یہ ہماری حکومت کے آنے سے پہلے فیصلہ ہوا تھا کہ اس کو merge کیا جائے، موجودہ چیف منسٹر میاں محمد شہباز شریف نے ایک کمیٹی constitute کی، اس کی بہت ساری میٹنگز ہوئیں، اس وقت میں منسٹر نہیں تھا، اس میٹنگ میں، میں بھی گیا تھا تو یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ اس کو پنجاب بنک میں merge نہ کیا جائے بلکہ اس کو فنانشل ڈسپلن میں لانے کے لئے اور اقدامات کئے جائیں اس کے لئے ایم ڈی تعینات ہوا ہے، پہلے اس میں ایک میٹرک پاس کلرک بھرتی ہوتا تھا اور وہ جی ایم بن جاتا تھا۔ اب جو بنک کے طریق کار ہیں، جس طرح سٹیٹ بنک کی ہدایات ہیں ان کے مطابق ایم ڈی تعینات ہوئے ہیں، پروفیشنل تعینات ہوئے ہیں، بنک کو باقاعدہ ایک بنک کی شکل دی جا رہی ہے تاکہ جو سٹیٹ بنک کی observations ہیں ان کے مطابق ہماری credit line بحال ہو جائے، ابھی تک پراونشل کوآپریٹو بنک کی ہماری credit line بحال نہیں ہوئی تو ہمارے پاس کوآپریٹو بنک کے resources نہیں ہیں، ہم تو اسے سٹیٹ بنک سے قرض لے کر چلا رہے تھے اور اب بھی انشاء اللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ جب یہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے گا تو اس بنک کو باقاعدہ ایک بہت بڑا بنک بنایا جائے گا جس سے کاشتکاروں کو بہت مدد ملے گی۔ جس طرح میں نے کہا ہے کہ ابھی بھی ہم نے سٹیٹ بنک کے 4۔ارب، 44 کروڑ روپے بے باک کرنے ہیں۔ ہم نے 3۔ارب، 55 کروڑ روپے اپنے resources سے ادا کر دیئے ہیں اور یہ huge amount ہے۔ پھر یہ

ہے کہ میں آپ سے یہ عرض کر دوں کہ ہم نے اس میں بڑی سختی کی ہے، ہمارے جو بقایا جات قرضے تھے ان کی وصولی کے لئے ہم نے بائیس ہزار کیس دائر کئے ہیں، اس میں بڑی سختی کے ساتھ جو recovery ہوئی ہے اس سے بنک کی حالت بہتر ہو رہی ہے اور جب یہ بنک اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے گا تو پھر جو دوسرے بنک ہیں، پنجاب بنک ہے، اور بنک ہیں اس طرز پر نئے لوگ جو آئیں گے وہ پروفیشنل ہوں گے، ان کو adjust یا بھرتی کیا جائے گا، نہ کہ پہلے ماضی میں سیاسی بھرتیاں ہوتی رہی ہیں، کلرک بھرتی ہوتے رہے اور وہ منیجر بنتے رہے۔ وہ بنک کی شکل نہیں تھی، اس سے پراونشل کوآپریٹو بنک کا ستیاناس ہو گیا تھا۔ اس بنک کو ایک بنک کی شکل میں اپنے پاؤں پر کھڑا کیا جائے گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! مجھے وزیر صاحب کی اور حکومت کی نیک نیتی پر کوئی شک نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے، جلدی کریں، ایک منٹ میں ختم کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! مجھے ان کی نیک نیتی پر کوئی شک نہیں ہے۔ مجھے صرف یہ پوچھنا ہے کہ ابھی انہوں نے کہا ہے کہ ہماری پالیسی ہے کہ ہم بھرتی نہیں کریں گے تو تعیناتی کس لئے کر دی ہے، وہ کس پالیسی کے تحت کر دی ہے، وہ کون exports لوگ ہیں جن کی ابھی انہوں نے اپنی بات میں commitment کی ہے کہ بھرتیوں کی پالیسی تو ہم نے ختم کر دی ہے کیونکہ بنک خسارے میں ہے۔ ابھی ہم کوشش کر رہے ہیں لیکن ابھی انہوں نے کہا ہے کہ کچھ تعیناتیاں کی گئی ہیں تاکہ اس بنک کو ہم revive کریں۔ Kindly وہ پالیسی بتائیں، یہی تو میں پوچھ رہی ہوں کہ وہ کیا پالیسی ہے کہ جس کے تحت انہوں نے یہ تعیناتیاں کی ہیں، وہ کون لوگ ہیں جن کے حوالے یہ سارا مشن کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے تفصیل کے ساتھ جواب بتایا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس میں کوئی بات ادھوری رہ گئی ہو۔ سٹیٹمنٹ کی جو requirement تھی، جتنے یہ ادارے ہیں، جو بنکنگ کرتے ہیں وہ سٹیٹ بنک کے ماتحت ہیں۔ سٹیٹ بنک کی direction تھی کہ یہاں پر ایک چیف ایگزیکٹو ایم ڈیز میں سے رکھا جائے وہ تعینات کیا گیا ہے۔ اس کے لئے باقاعدہ ایک transparent طریقے سے ایک کمیٹی بنائی گئی اور اس کو advertise کیا گیا تو سٹیٹ بنک کی direction کے مطابق جو procedure ہوتا ہے وہ fit and proper criteria ہے اور یہ

سٹیٹ بنک کا مقرر شدہ ہے اس کے مطابق یہ تعیناتی کی گئی ہے لہذا یہ بالکل ایک شفاف طریقے سے تعیناتی کی جارہی ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!۔۔۔

MR SPEAKER: No, Sir!…Thank you. Thank you…

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!بات تو سن لیجئے۔

جناب سپیکر:نہیں،نہیں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!آپ نے خود رُولنگ دی ہے کہ یہ ابھی چلتا رہے گا اور یہ واقعی important question ہے۔۔۔

جناب سپیکر:کیا چلتا رہے گا؟

شیخ علاؤالدین:یہ سوال۔

جناب سپیکر:نہیں،میں نے مائیک کی بات کی تھی۔بھائی!آپ سمجھ نہیں پائے ہیں۔۔۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!یہ important question ہے،اس کو چلنے دیں۔

جناب سپیکر:جی،نہیں۔اب میں آگے چل رہا ہوں۔آپ کا سوال ختم ہو گیا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر:محترمہ!نہیں،ایسے نہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!یہ خود commit کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر:انہوں نے ساری بات بتادی ہے۔اب اس کے بعد گنجائش نہیں ہے۔محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ!

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!On her behalf(معزز ممبر نے محترمہ عائشہ جاوید کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر:جی،On her behalf , Question No بولئے گا۔

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: Mr. Speaker! Question No.3162.

پنجاب کوآپریٹو بنک سے کلاس IV کے ملازمین کو نوکری سے فارغ کرنے کی تفصیلات

*3162: **محترمہ عائشہ جاوید:** کیاوزیرامداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ کوآپریٹو بنک پنجاب نائب قاصد، بل ہیلپر و دیگر کلاس IV کے تقریباً 143 ڈیلی ویجز، کنٹریکٹ ملازمین کو فارغ کر رہا ہے، اس کی وجوہات بیان فرمائیں؟

(ب) ان کلاس فور کے ملازمین کو نوکری سے فارغ کرنے کے احکامات کس اتھارٹی نے کئے، اس کے نام اور عہدہ سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) کیا موجودہ حکومت ان ڈیلی ویجز، کنٹریکٹ ملازمین جو بی اے اور ایم اے پاس نائب قاصد، بل ہیلپر کے طور پر اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں ان کو ملازمت سے فارغ نہ کرنے کے بارے میں غور کر رہی ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیرامداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) بنک ہذا کی Restructuring/Right Sizing کے نتیجہ میں ایک سواکتالیس ڈیلی ویجز ملازمین کو بنک ملازمت سے فارغ کیا گیا ہے۔ سٹیٹ بنک نے بنک کی کریڈٹ لائن بند کی ہوئی ہے جس کی وجہ سے بنک خسارے میں ہے۔

(ب) مذکورہ بالا کلاس IV کے ملازمین کو نوکری سے بنک ہذا کے جنرل منیجر جناب پرویز طارق ڈار نے صدر بنک ہذا/رجسٹرار کوآپریٹوز پنجاب جناب مقصود قادر شاہ اور بنک ہذا کے ایڈمنسٹریٹر جناب خالد پرویز سیکرٹری کوآپریٹوز پنجاب کی منظوری کے بعد فارغ کیا ہے۔

(ج) کنٹریکٹ والے کسی ملازم کو فارغ نہ کیا گیا ہے۔ تمام ملازمین ڈیلی ویجز میں سے فارغ کئے گئے ہیں مزید کوئی پالیسی زیر غور نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! معزز ممبر بیٹھی ہوئی ہیں۔

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے نشاندہی کر دی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ضمنی سوال یہ پوچھا گیا ہے کہ کوآپریٹو بنک میں نائب قاصد، ہیلپر اور دیگر کلاس IV کے ایک سواکتالیس لوگ جو ڈیلی ویجز پر تھے ان کو فارغ کر دیا گیا ہے اور اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ بنک خسارے میں ہے اس وجہ سے ان کو فارغ کر دیا گیا ہے۔ ڈیلی ویجز والا

ایک جو ہیلپر ہے اس کو تو فارغ کر دیا گیا ہے اور یہ جو مہنگے مہنگے لوگ ہیں، جو زیادہ تنخواہوں والے ہیں ان نئے لوگوں کو رکھ لیا گیا ہے۔انہوں نے کہا ہے کہ نئے appoint کر دیئے گئے ہیں تو یہ جو تضاد ہے یہ کیوں ہے؟ ان 141 غریب لوگوں کے گھروں کے چولہے بند ہو جائیں اور یہ جو بڑے بڑے لوگ ہیں یہ وہاں پر آ کر بیٹھ جائیں۔ من پسند لوگوں کو آپ نے بٹھا دینا ہے۔ پچھلے سوال کے جواب میں کہا گیا ہے کہ کسی کو بھرتی نہیں کیا گیا۔ پھر پچھلے سوال کی بات شروع ہو جائے گی۔ جز(ب) میں کہا ہے کہ نہیں کیا گیا اور وزیر صاحب نے کہا ہے کہ ہم نے اس کی جگہ نئے لوگ appoint کر دیئے ہیں۔ایم ڈی appoint کر دیا ہے، فلاں appoint کر دیا ہے تو یہ 141 لوگوں کو نکالنے سے بنک کو تنخواہوں میں کتنا فائدہ ہو گیا، اس کا خسارہ کتنا کم ہوا اور نئے لوگوں کو بھرتی کرنے سے ادارے پر کتنا مالی بوجھ پڑے گا؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! انہوں نے دو points raise کئے ہیں ایک تو پچھلے سوال کا حوالہ دیا ہے کہ جب پابندی تھی تو یہ بھرتی کئے گئے ہیں۔یہ سوال 19-11-2008 کو آیا تھا اس وقت کے مطابق جواب پرنٹ ہو کر آیا ہے اس وقت کوئی بھرتی نہیں کی گئی، ایم ڈی کی تعیناتی اس کے بعد ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: اب بات clear ہو گئی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! انہوں نے وجہ نہیں بتائی۔

جناب سپیکر: میری بات سُنیں جن کا یہ سوال ہے وہ خود یہاں تشریف فرما ہیں۔آپ دیکھ لیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! جن کا سوال ہے اگر وہ ٹائم پر نہیں آئیں تو ہم کیا کریں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں On her behalf ہوں۔اب یہ میرا سوال ہے۔

جناب سپیکر: آپ ایک سوال کر سکتے ہیں باقی دو سوال وہ کریں گی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ جس ایم پی اے کا سوال ہے ان سے authority لیں۔

جناب سپیکر: نہیں، شیخ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ بتائیں کہ بنک خسارے میں ہے اس لئے ان کو نکالا گیا ہے؟ اب ان 141 لوگوں کو نکالنے سے بنک کے کتنے پیسے بچے ہیں اور یہ جو نئے لوگ رکھے گئے ہیں ان کی وجہ سے بنک کے اوپر کتنا مزید مالی بوجھ پڑا ہے؟ سادہ سا سوال ہے انہوں نے figures بتانے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ اب آپ کا ضمنی سوال ہے۔آپ نے سوال کر لیا ہے اس کے بعد آپ کو باری نہیں ملے گی۔وہ تشریف فرما ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!اس کا جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: جی،وہ جواب دے رہے ہیں۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): میں جواب دیتا ہوں۔پہلے سوال میں انہوں نے پابندی کا پوچھا ہے اور کہا ہے کہ پابندی ہے اور پابندی کے باوجود بھرتی کیا گیا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: نہیں، میں نے یہ نہیں پوچھا۔میں نے کہا ہے کہ ان کو نکالنے سے کتنا فائدہ ہوا ہے اور نئے لوگ بھرتی کرنے سے کتنا مالی بوجھ پڑا ہے؟اس کا جواب دے دیں۔لمبی بات کر کے وقت ضائع نہ کریں۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!ان سے کہیں کہ یہ جواب دینے دیں۔

جناب سپیکر: جی،آپ مجھے جواب دیں۔(قطع کلامیاں)

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!ان سے کہیں کہ cross talk نہ کریں۔

MR SPEAKER: Order please.

MINISTER FOR COOPERATIVE (Malik Ahmad Ali Aulakh): Let me allow to complete my answer please.

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!سوال کے دوران پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔یہ کس طرح پوائنٹ آف آرڈر مانگ رہے ہیں؟

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے نہیں، نہیں کی نعرہ بازی)

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): یہ پرویز مشرف کے [******] ہیں۔یہ پرویز مشرف کے [******] ہیں۔یہ پرویز مشرف کے [******] ہیں،یہ ان بنچوں پر کھڑے ہو کر کہتے تھے کہ ہم پرویز مشرف کو دس دفعہ وردی میں منتخب کروائیں گے۔[**********]

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 297 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: بس کریں، بس کریں۔ بڑی مہربانی!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ مجھے یہ بتادیں کہ یہ سوالات کے دوران کس طرح سے پوائنٹ آف آرڈر کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، نہیں کر سکتے، میں نے کب اجازت دی ہے؟ میں نے اجازت نہیں دی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: ان کا mike کس نے on کیا ہے؟

جناب سپیکر: mike پتا نہیں کیسے on ہو گیا ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ الفاظ کارروائی سے حذف کروائے جائیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ آپ کیسے بول رہی ہیں، آپ کس حیثیت میں بول رہی ہیں؟ ان کے سوال کا جواب آنے دیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! راجہ ریاض صاحب جب بھی بات کرتے ہیں، بدتمیزی سے بات کرتے ہیں۔ آپ ان کے الفاظ کارروائی سے حذف کروائیں۔ ان کو یہ اختیار کس نے دیا ہے کہ hon'able members کے خلاف اس طرح کے الفاظ استعمال کریں۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: میں نے ان کی بات سُنی ہی نہیں ہے میں کیسے حذف کروں؟ میں ان کی بات نہیں سُن سکا۔ آرڈر پلیز! جی۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! معزز ممبر نے دو سوال کئے ہیں۔ پہلے یہ کہا ہے کہ جب پابندی ہے تو ان کو کیوں لگایا گیا؟ میں نے اس سلسلے میں عرض کیا ہے کہ اس سوال کا جواب 30۔ ستمبر 2008 کو دیا گیا اس وقت یہ بھرتی نہیں ہوئے تھے۔ ایم ڈی کی بھرتی جیسا کہ میں نے بتایا ہے 8۔ اگست 2009 میں ہوئی ہے جبکہ سوال 2008 کا ہے۔ جب اس سوال کا جواب دیا گیا تھا تو اس وقت یہ بھرتی نہیں ہوئی تھی۔ اب بات رہ گئی نکالنے کی اور لگانے کی۔۔۔

جناب سپیکر: اگر کارروائی میں ایسے الفاظ آئے ہیں جو میں نہیں سُن پایا، اگر وہ نازیبا الفاظ ہیں تو ان کو حذف کر دیا جائے۔ جی۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں نے کوئی غلط الفاظ استعمال نہیں کئے۔

جناب سپیکر: اگر کوئی نازیبا الفاظ ہیں تو وہ حذف کر دیئے جائیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اس نے اس ملک میں آمریت قائم رکھی ہے۔ یہ سب باتیں صحیح ہیں۔ کیا انہوں نے یہ نہیں کہا کہ دس دفعہ وردی میں منتخب کروائیں گے ؟[**********] میں نے اگر ایک بھی بات غلط کی ہو اور ان کی زبان سے نہ نکلی ہو تو میں اس پورے ہاؤس سے معافی مانگوں گا۔ یہ تمام باتیں انہوں نے اسی جگہ بیٹھ کر کی ہیں اس لئے آج اِن کو سُننی پڑیں گی۔[*********]

جناب سپیکر: ان کے کہنے کی کیا بات ہے ؟اس کو چھوڑیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! سب سے بڑا لوٹا کون ہے ؟NRO کے ذریعے کون آیا ہے ؟

جناب سپیکر: اس بات کو چھوڑیں۔ مجھے جواب لینے دیں۔ یہ Question Hour ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر ! میرے سوال کا جواب ابھی تک نہیں آیا۔ مجھے بتائیں کہ 141 لوگوں کو نکال کر کتنے پیسے بچائے گئے اور نئے لوگ بھرتی کرنے سے کیا فرق پڑا ہے ؟(شور وغل)

جناب سپیکر: آپ سُنیں گے تو بتائیں گے "ناں" اگر آپ سُنیں ہی ناں تو پھر کیسے بتائیں ؟آرڈر پلیز!

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ انہوں نے دونوں سوالوں کو اکٹھا کیا ہے، پہلا سوال 1902 ہے اور دوسرا سوال 3162 ہے۔ پہلے سوال کا جب جواب مانگا گیا تھا تو اس وقت یہ 30۔ ستمبر 2008 کو جواب دیا گیا تھا، اس وقت کوئی نئی بھرتی نہیں ہوئی تھی۔ اب جو ایم ڈی appoint ہوا ہے وہ 8۔اگست 2009 کو ہوا ہے، جب سوال کا جواب آیا تھا تو اس وقت کوئی appointment نہیں ہوئی تھی۔ پہلی بات تو یہ ہے۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ جو ایم ڈی بھرتی کیا گیا ہے اس کی تعیناتی حکومت پنجاب نے اپنی مرضی یا اپنی خوشی کے لئے نہیں کی، یہ سٹیٹ بنک کے کہنے پر، ان کی direction پر کی ہے۔ جہاں تک بات ہے کہ جن لوگوں کو ہٹایا گیا ہے۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ان سے کہیں کہ figures بتائیں۔

جناب سپیکر: وہ figures پوچھ رہے ہیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!جو ایک سواکتالیس افراد ہٹائے گئے ہیں وہ ڈیلی ویجز پر تھے۔اس میں روزانہ کی تنخواہ ہوتی ہے۔اس سے 86لاکھ روپے سالانہ کی بچت ہوئی ہے۔ڈیلی ویجز پر ایک سواکتالیس افراد تھے ان میں سے باقاعدہscrutinyہوئی ہے،ابھی بھی وہاں پر99بندے ڈیلی ویجز پر موجود ہیں۔ڈیلی ویجز والا سرکاری ملازم نہیں ہوتااس کوconsiderکیاہی نہیں جاتا،وہ کنٹریکٹ پر تھے نہ وہ ریگولر ملازم تھے،وہ تو ڈیلی ویجز پر تھے۔یہ جو 141 افراد ہٹائے گئے ہیں اس سے 86لاکھ روپے کی بچت ہوئی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب والا!مجھے جو بات سمجھ آئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر:انہوں نے یہ بات کی ہے کہ جو لوگdaily wagesپر رکھے جاتے ہیں وہ سرکاری ملازم نہیں ہوتے۔دوسراوہ یہ فرمارہے ہیں کہ یہ ہم نے خود نہیں رکھے بلکہ سٹیٹ بنک کیdirection پر رکھے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب والا!میرا سوال یہ تھا کہ ان کو نکالنے سے کتنے پیسے بچے ہیں،وہ سرکاری ملازم ہیں یانہیں ہیں؟

جناب سپیکر:یہ انہوں نے بتادیاہے۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):جناب والا!اس سے86لاکھ روپے کی بچت ہوئی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب والا!جو نئے لوگ رکھے ہیں ان کا کتنا خرچہ ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):جناب والا!وہ ہم نے سٹیٹ بنک کی direction پر رکھاہے اور ان کیsalary 3,75000 MP – Iہے۔انہوں نے ہی کہاہے کہ بنک کی کارکردگی بہتر بنانے کے لئے بنکار بھرتی کیاجائے۔

جناب سپیکر:بس ٹھیک ہے۔شیخ علاؤالدین!

شیخ علاؤالدین:شکریہ۔سوال کے جز(الف)کے جواب میں کہاگیاہے کہ بنک ہذاکی Restructuring/Right Sizingکے نتیجہ میں 141ڈیلی ویجز،ملازمین کو بنک ملازمت سے فارغ کیاگیاہے۔سٹیٹ بنک نے بنک کی کریڈٹ لائن بند کی ہوئی ہے جس کی وجہ سے بنک خسارے میں ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر:معزز ممبران میں بار بار کہہ رہاہوں کہorder, orderلیکن اس کے باوجود بھی معاملات ٹھیک نہیں ہورہے۔مہربانی فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب والا! جز(الف) میں جو کہا گیا ہے اور جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ بنک ہذا کی Restructuring/Right Sizing کے نتیجہ میں ایک سو اکتالیس ڈیلی ویجز ملازمین کو بنک ملازمت سے فارغ کیا گیا اور اس کے ساتھ ہی یہ کہا گیا کہ سٹیٹ بنک نے بنک کی credit line بند کی ہوئی ہے اور وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ یہ جو ایک سو اکتالیس بندے نکالے گئے ہیں یہ سٹیٹ بنک کی direction پر نکالے گئے ہیں۔ میں پوری ذمہ داری سے یہ کہتا ہوں کہ سٹیٹ بنک ایسا کوئی کام نہیں کہتا کہ بندے نکال دیں اور یہ جو credit line خراب ہوئی ہے یہ bad debt سے ہوئی ہے۔ ان ملازموں کی وجہ سے نہیں ہوئی۔ وزیر موصوف بتائیں کہ بنک کے bad debt کتنے ہیں۔ بنک سے تو آٹھ نو فیصد کمایا جا رہا ہے، bad debt کیسے آ گئے اور یہ بھی بتائیں کہ بنک کا paid up capital کس نے کھایا ہے؟

جناب سپیکر: دیکھیں! جہاں تک بات ہے سٹیٹ بنک کے نکلوانے کی تو انہوں نے سٹیٹ بنک کے متعلق یہ نہیں کہا۔

شیخ علاؤالدین: میں پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ میری بات سنیں گے یا نہیں؟ وہ کہہ رہے ہیں کہ ایک سو اکتالیس یا جتنے بندے بھی ہم نے نکالے ہیں اس کے لئے سٹیٹ بنک نے ہمیں یہ نہیں کہا۔۔۔

شیخ علاؤالدین: آپ ان کا جواب پڑھ لیں۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ جو loss ہو رہا ہے وہ ان ایک سو اکتالیس بندوں کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ اس کی sense دیکھیں۔

جناب سپیکر: نہیں، sense اور بات ہے۔ آپ تشریف رکھیں اور وزیر صاحب کا جواب سنیں۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! یہ جو ایک اکتالیس افراد نکالے گئے ہیں یہ ہم نے bill collection کے لئے رکھے تھے۔ یہ تمام افراد daily wages پر تھے۔ بنک میں ڈسٹرکٹ منیجر کا ایک شعبہ تھا جس کو ہم نے ختم کر دیا ہے اور وہاں پر سٹاف surplus ہو گیا ہے اس سٹاف کو بھی ہم نے کہیں پر adjust کرنا تھا۔ اس restructuring کی وجہ سے daily wages والے لوگوں کو ہٹایا گیا ہے۔ وہ چونکہ daily wages ملازمین تھے ان کو سرکاری ملازم تصور نہیں کیا جاتا وہ سٹیٹ بنک کی direction نہیں تھی بلکہ وہ غیر ضروری سٹاف تھا اور اس سے ہماری 86 لاکھ روپے کی بچت بھی ہوئی

ہے اور اس کے علاوہ ڈسٹرکٹ منیجر کا جو شعبہ ہم نے ختم کیا ہے اس سٹاف نے برانچوں میں آ کر یہ کام سنبھال لیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: میں صرف ایک بات کہہ کر اپنی بات ختم کرنا چاہتا ہوں اور یہ بات ریکارڈ پر بھی لانا چاہتا ہوں کہ سٹیٹ بنک ان کو 8 فیصد پر پیسا دے رہا ہے یہ خود مانتے ہیں کہ سٹیٹ بنک discount rate پر پیسا دے رہا ہے اس کے باوجود یہ بنک profit میں نہیں آ رہا۔ میں بتانا یہ چاہ رہا ہوں کہ اس کے جو bad debt ہیں اس کی وجہ سے بنک بیٹھا ہے۔ جناب! 9 فیصد بہت بڑا منافع ہے جو یہ لے رہے ہیں اور ان کو اب اسی لئے سٹیٹ بنک پیسا نہیں دے رہا۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! ہم کوئی profit نہیں لے رہے، 9 فیصد پر سٹیٹ بنک قرضہ دے رہا ہے، آگے ہمارے بنک کی cost چھ فیصد ہے، ہمیں 15 فیصد پر پڑ رہا ہے اور ہم اسے 16 فیصد پر دے رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: چلیں! یہ بتائیں کہ دوسرے بنکوں کو سٹیٹ بنک کتنے فیصد پر loan دے رہا ہے؟ ان کو وہ ساڑھے تیرہ فیصد پر دے رہا ہے، ان پر سٹیٹ بنک کتنی مہربانی کر رہا ہے پھر بھی ان کا بنک اٹھ نہیں رہا تو پھر یہ کیا ہو رہا ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ ہماری حکومت آنے سے پہلے credit line بند تھی، ہم نے یہ بند نہیں کروائی۔ ہم نے تو اس سلسلے میں گورنر سٹیٹ بنک سے میٹنگ بھی کی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! پھر یہ بتائیں کہ بنک کا پیسا کون لے گیا؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): دیکھیں! جو ہمارے بنک کے defaulters تھے ان سے ہم وصول کر رہے ہیں۔ ہم نے 22 ہزار cases دائر کئے ہیں ، ہم تو ان کی وصولی کر رہے ہیں۔ وصولی کرنے سے بنک کی حالت بہتر ہوئی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! اب آپ میری بات سمجھ گئے ہیں؟

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ جی، سوہل صاحب!

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے ان ایک سو اکتالیس غریبوں کی روزی چھینی ہے حالانکہ وہاں پر انہوں نے ایڈمنسٹریٹر لگائے ہیں اور وہ وہاں پر کام کر رہے ہیں یہ سارا نزلہ ان غریبوں پر کیوں گرا ہے، اب ان کا کون پرسان حال ہے، وہ

بے چارے کہاں سے اپنا پیٹ پالیں گے، سارے غریبوں کو انہوں نے نکال دیا ہے اور بڑے بڑے لوگ وہاں پر مزے لے رہے ہیں، کیا ان میں سے بھی انہوں نے کسی کو فارغ کیا ہے؟

جناب سپیکر: سوہل صاحب! یہ کوئی سوال بنتا نہیں ہے۔

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب والا! آپ خود ہی دیکھیں، سارے daily wages والے غریبوں کو نکال دیا ہے۔

جناب سپیکر: وہ پہلے بھی بتا چکے ہیں۔ میں بھی آپ کو بتا رہا ہوں۔ وہ لوگ daily wages پر تھے۔ وہ ان کے بنک کے ملازم نہیں تھے۔ اگلا سوال میاں نصیر صاحب!

میاں نصیر احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر!۔ سوال نمبر 3287 ہے۔

کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی بنانے کا طریق کار و دیگر تفصیلات

*3287: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی بنانے کا طریق کار کیا ہے اور ہاؤسنگ اتھارٹی بنانے کا طریق کار کیا ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز کو ہاؤسنگ اتھارٹیز میں تبدیل کیا جا رہا ہے؟

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کب تک تمام کوآپریٹو سوسائٹیز کو ہاؤسنگ اتھارٹیز میں تبدیل کر دیا جائے گا۔ اگر جواب ناں میں ہے تو ہاؤسنگ سوسائٹیز کو ہاؤسنگ اتھارٹیز میں تبدیل نہ کرنے کی وجوہات سے آگاہ فرمایا جائے نیز جن کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز کو ہاؤسنگ اتھارٹیز میں تبدیل کیا گیا ہے ان کی فہرست فراہم کی جائے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) کوآپریٹو سوسائٹیز بنانے کا طریق کار کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925 کی دفعہ 9 میں دیا گیا ہے تاہم طریق کار کے مطابق رجسٹرار صاحب کو کم از کم 50 افراد کی دستخط شدہ درخواست دی جائے گی جس میں درج ذیل کوائف درج/لف ہوں گے۔

(الف) مجوزہ سوسائٹی کا پتا۔

(ب) پچاس افراد کے شناختی کارڈ کی کاپی مہیا کی جائے گی۔

(ج) سوسائٹی ممبر کی عمر کم از کم 18 سال ہو گی۔
(د) پاکستان انوائر منٹل پروٹیکشن ایکٹ 1997 کی دفعہ 12 کے تحت مجاز اتھارٹی کی منظوری۔
(ر) مجوزہ بائی لاز کی کاپی۔

جہاں تک ہاؤسنگ اتھارٹی کے بنانے کے طریق کار کا تعلق ہے اس بابت تصریح کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925 میں نہ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔
(ج) محکمہ امداد باہمی کے پاس اس وقت ایسی کوئی تجویز نہ ہے جس کے تحت کسی ہاؤسنگ سوسائٹی کو ہاؤسنگ اتھارٹی میں تبدیل کیا جارہا ہو اب تک صرف لاہور کینٹ کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کو ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی میں تبدیل کیا گیا۔ جس کا اجراء بذریعہ ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی آرڈیننس 1999 گورنر پنجاب کے حکم کے تحت مورخہ 29۔ ستمبر 1999 کو کیا گیا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں نصیر احمد: جز (الف) میں یہ سوال پوچھا گیا تھا کہ کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی بنانے کا طریق کار کیا ہے اور ہاؤسنگ اتھارٹی بنانے کا طریق کار کیا ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟ اس کے جواب میں مجھے یہ کہا گیا ہے کہ کوآپریٹو سوسائٹیز بنانے کا طریق کار کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925 کی دفعہ 9 میں دیا گیا ہے تاہم طریق کار کے مطابق رجسٹرار صاحب کو کم از کم پچاس افراد کی دستخط شدہ درخواست دی جائے گی جس میں درج ذیل کوائف درج / لف ہوں گے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی اور کوآپریٹو سوسائٹی بنانے کا طریق کار ایک ہے یا اس میں کوئی فرق ہے؟ اگر فرق ہے تو مجھے صرف کوآپریٹو سوسائٹی بنانے کا طریق کار بتایا گیا ہے کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کا طریق کار نہیں بتایا گیا۔ وزیر صاحب بتادیں دونوں کا طریق کار ایک ہی ہے یا اس میں کوئی فرق ہے؟

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی بنانے کے لئے تو آپ نے یہ شرط رکھی ہے اور عام جو کوآپریٹو سوسائٹی بنتی ہے اس کا کیا طریق کار ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! کوآپریٹو سوسائٹی ایک تو کسانوں کی ہے جو کسانوں کو قرضے دیتی ہے اس کے ممبران کی تعداد تیس ہوتی ہے، اس کی اپنی شرائط ہیں اور اس کو جب رجسٹرڈ کیا جاتا ہے تو ہمارا جو کوآپریٹو ایکٹ ہے اس کی دفعہ 9 اور 10 کے تحت رجسٹرڈ کیا جاتا ہے۔ اس کی شرائط بھی

اس ایکٹ میں دی ہوئی ہیں۔اس میں یہی ہے کہ اس کی عمر18سال ہو اور بالغ و عاقل ہو اور تیس آدمیوں کی سوسائٹی بن سکتی ہے۔جہاں تک ہاؤسنگ سوسائٹی کا تعلق ہے تو اس کے ممبران کی تعداد پچاس ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے،وہ سمجھ گئے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب والا!میں نے سوال پوچھا ہے کہ کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کس طرح سے بنتی ہے؟اس کا مجھے جواب نہیں دیا گیا۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا!اس میں پچاس افراد شامل ہوتے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب والا!میں کچھ اور پوچھ رہا ہوں،میں کسانوں والی سوسائٹی کا تو پوچھ نہیں رہا،میں نے تو کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کا پوچھا ہے۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا!اس میں پچاس لوگ شامل ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: جواب میں لکھا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب والا!میں کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کا پوچھ رہا ہوں لیکن مجھے جو جواب دیا گیا ہے وہ کسانوں والی سوسائٹی کا دیا گیا ہے۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا!جواب میں دونوں کا لکھا ہوا ہے جو ہماری کسانوں کی سوسائٹی ہے اس کے ممبران کی تعداد تیس ہوتی ہے جبکہ کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کے لئے ممبران کی تعداد پچاس ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے۔اگلا سوال اگر کوئی ہے تو ٹھیک ہے ورنہ آگے چلیں۔

میاں نصیر احمد: جناب والا!میرا اس پر ایک اور ضمنی سوال ہے کہ مان لیا کہ کوآپریٹو سوسائٹی کے لئے یہی rule apply ہوتا ہے۔اس کے اندر فرمایا گیا ہے کہ:

(الف) مجوزہ سوسائٹی کا پتا۔
(ب) پچاس افراد کے شناختی کارڈ کی کاپی مہیا کی جائے گی۔
(ج) سوسائٹی ممبر کی عمر کم از کم 18 سال ہو گی۔
(د) پاکستان انوائرمنٹل پروٹیکشن ایکٹ 1997 کی دفعہ 12 کے تحت مجاز اتھارٹی کی منظوری۔
(ر) مجوزہ بائی لاز کی کاپی۔

میرا سوال یہ ہے کہ جب کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی بنائی جاتی ہے تو وہ کسی زمین پر بنائی جاتی ہے تو کیا یہ ہاؤسنگ سوسائٹی بنانے کے لئے زمین کا ہونا یا نہ ہونا ضروری نہیں ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): اس کے لئے کوئی ایسی شرط نہیں ہے کہ جس میں زمین کا ہونا ضروری ہو، جب وہ کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی بنتی ہے، جب وہ رجسٹرڈ ہوتی ہے تو اس کے بعد وہ اپنا تمام ریکارڈ لاتے ہیں اور اس کو رجسٹرار رجسٹرڈ کر دیتا ہے۔ کوآپریٹو ایکٹ میں اس کی شرائط دی ہوئی ہیں اس کے مطابق اس کو رجسٹرڈ کیا جاتا ہے لیکن اس کے لئے زمین کی شرط نہیں ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب والا! میں نے ہاؤسنگ سوسائٹی کے بنانے کا rule پوچھا ہے اور اس کے اندر یہ فرمایا گیا ہے کہ زمین کا ہونا ضروری نہیں ہے تو میرے سوال کا مقصد ہی فوت ہو گیا ہے کہ کسی کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کے لئے زمین کا ہونا ضروری نہیں ہے تو پھر وہاں پر کون سی کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی بنے گی؟

جناب سپیکر: جب زمین ہی نہیں ہو گی تو پھر ہاؤسنگ سوسائٹی کیسے بنے گی؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! رجسٹریشن کے لئے کوئی شرط نہیں ہے، جب سوسائٹی رجسٹرڈ ہو جائے گی، جب سوسائٹی بن جائے گی تو پھر اس نے سوسائٹی کا پورا plan دینا ہے۔

جناب سپیکر: بعد میں زمین لیں گے۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جی اس کو بعد میں دیکھیں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا! ہمارے صوبہ پنجاب میں غیر قانونی ہاؤسنگ سوسائٹیاں تو چل رہی ہیں ان کے بارے میں انہوں نے کچھ نہیں بتایا۔

جناب سپیکر: آپ اس پر نیا سوال کریں اس کے بعد اس کا جواب دیں گے۔ اگلا سوال محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ!

محترمہ عائشہ جاوید: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3769 ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

رجسٹرار آفس میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3769: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اس وقت رجسٹرار آفس امداد باہمی میں گریڈ18 اور اس سے اوپر کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں؟

(ب) ان اسامیوں پر تعیناتی کے لئے تجربہ، تعلیمی قابلیت اور گریڈ کی تفصیل بتائیں؟

(ج) ان اسامیوں پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت کی تفصیل بیان کریں؟

(د) ان اسامیوں پر جو ملازمین ایسے ہیں جو مطلوبہ تعلیمی قابلیت، تجربہ اور گریڈ کے حامل نہ ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور اسامی کی تفصیل بیان کریں؟

(ہ) جو افراد مطلوبہ تعلیمی قابلیت، تجربہ اور گریڈ کے حامل نہ ہیں کیا حکومت ان کو ٹرانسفر کر کے ان کی جگہ مطلوبہ تعلیمی قابلیت، تجربہ اور گریڈ کے حامل ملازمین تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ پنجاب گورنمنٹ کی میرٹ پالیسی پر عمل کیا جا سکے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) دفتر رجسٹرار کوآپریٹوز (محکمہ امداد باہمی) میں اس وقت گریڈ18 اور اس سے اوپر آٹھ منظور شدہ اسامیاں ہیں جن کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) رجسٹرار کوآپریٹوز اور دو جوائنٹ رجسٹرارز (گریڈ19) کی تعیناتی محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی بذریعہ ٹرانسفر کرتا ہے جبکہ دوسرے دو جوائنٹ رجسٹرارز سنیارٹی اور کم از کم پانچ سالہ تجربہ گریڈ18 کی بنیاد پر بذریعہ ترقی تعینات ہوتے ہیں۔تین ڈپٹی رجسٹرارز (گریڈ18) سنیارٹی اور کم از کم پانچ سالہ سروس گریڈ17 کی بنیاد پر تعیناتی کی جاتی ہے۔یہ تعیناتی سیکرٹری کوآپریٹوز کے دائرہ اختیار میں ہے۔تعلیمی قابلیت اور گریڈ کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) دفتر رجسٹرار کوآپریٹوز میں تعینات افسران مع عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت بمطابق تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(د) اس ضمن میں عرض ہے کہ جو افسران اپنے گریڈ سے اوپر کی اسامی پر تعینات ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نام	عہدہ	گریڈ	تفصیل
مسٹر تنویر احمد وڑائچ	جوائنٹ رجسٹرار(انتظامیہ)	بی ایس17	یہ اسامی گریڈ19 کی ہے۔
مسٹر محمد عثمان معظم	جوائنٹ رجسٹرار(جنرل)	بی ایس18	یہ اسامی گریڈ19 کی ہے۔

(ہ) میسر ہونے پر حکومت مطلوبہ تعلیمی قابلیت، تجربہ اور گریڈ کے حامل ملازمین کی تعیناتی کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ میرٹ پالیسی پر عملدرآمد ہو سکے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ جس وقت رجسٹرار کو آپریٹو کو ترقی دی گئی تھی تو اس وقت ان کا کیا گریڈ تھا؟

جناب سپیکر: وہ گریڈ17 سے19 میں گئے ہیں؟

محترمہ عائشہ جاوید: جی،ان کو ترقی کیسے دی گئی،abruptlyاتنا زیادہdifferenceکیوں ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): رجسٹرار گریڈ19 کا بھی ہو سکتا ہے اور گریڈ20 کا بھی ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! مجھے سمجھ نہیں آئی۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! محترمہ نے رجسٹرار کوآپریٹو کے بارے میں پوچھا ہے؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): رجسٹرار کوآپریٹو کی سیٹ پر گریڈ19 کا اور گریڈ 20 کا افسر بھی تعینات ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کو سمجھ آ گئی ہے؟

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میرا دوسرا سوال ہے کہ موجودہ جوائنٹ رجسٹرار کو ترقی کیوں نہیں دی گئی؟

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ عائشہ جاوید: جب رجسٹرار تعینات کیا گیا تو اس وقت جو جوائنٹ رجسٹرار موجود تھے انہیں ترقی کیوں نہیں دی گئی، کیا وہ ان کے criteria پر پورا نہیں اتر رہے تھے یا یہ اپنی مرضی سے تعیناتی کرنا چاہ رہے تھے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! رجسٹرار گورنمنٹ appoint کرتی ہے اور گورنمنٹ کی یہ discretion ہے کہ جو بندہ qualification پوری کرتا ہو اور اس کا گریڈ بھی مکمل ہو تو وہ بطور رجسٹرار appoint ہو سکتا ہے، وہ کوآپریٹو بنک سے بھی ہو سکتا ہے اور باہر سے بھی ہو سکتا ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میرا آخری ضمنی سوال ہے کہ انہوں نے جواب کے جز (د) میں جو تفصیل دی ہے میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے گریڈ 17 سے کیسے upgrade کر کے گریڈ 19 میں تعینات کر دیا، کیا یہ ممکن ہے؟

جناب سپیکر: کیا ممکن ہے؟

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! کیا گریڈ 17 سے گریڈ 19 میں تعیناتی ممکن ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! محترمہ پوچھ رہی ہیں کہ کیا گریڈ 17 سے گریڈ 19 میں جانا ممکن ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! چار جوائنٹ رجسٹرار ہوتے ہیں، دو ڈیپارٹمنٹ سے ہوتے ہیں اور دو گورنمنٹ دیتی ہے۔ جو گورنمنٹ کی طرف سے دیئے جاتے ہیں وہ S&GAD دیتا ہے۔ انہوں نے دو جوائنٹ رجسٹرار بھیجے ہیں، ان میں ایک گریڈ 18 کا اور دوسرا گریڈ 17 کا ہے۔ ہم نے S&GAD کو لیٹر لکھا ہے کہ ہمیں proper qualification and grade کا جوائنٹ رجسٹرار دیا جائے، اب وہ proper grade کا جوائنٹ رجسٹرار دیں گے۔

جناب سپیکر: مہربانی، شکریہ۔ اگلا سوال محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔

چودھری سرفراز افضل: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: آپ پہلے تو بولتے نہیں ہیں۔ اب نہیں ہو سکتا، اگلے سوال پر آئیں۔

چودھری سرفراز افضل: جناب سپیکر! ایک سال کے بعد سوال کا جواب آیا ہے، اگر آج نہیں پوچھنے دیں گے تو کیا ہم پھر ایک سال انتظار کریں گے؟

جناب سپیکر: یہ آپ کا سوال نہیں ہے، آپ سوال دے دیں۔ جن کا سوال تھا انہوں نے اپنے سوال پوچھ لئے ہیں۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! یہ میرا سوال ہے اور میں جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ جواب سے مطمئن ہو چکی ہیں۔

چودھری سرفراز افضل: جناب سپیکر! یہ بہت ضروری سوال ہے۔

جناب سپیکر: میرے بھائی اس سوال کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

چودھری سرفراز افضل: انہوں نے جس شخص کو وہاں بٹھایا ہوا ہے وہ لال مسجد کے واقعہ میں بھی ملوث تھا۔۔۔

جناب سپیکر: وہ لال مسجد والے کون ہیں؟ ہمیں نہیں پتا۔اگلا سوال نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4201 ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ نے نمبر 1 بھی پڑھ لیا ہے یا صرف 420 پڑھا ہے؟

جناب محمد نوید انجم: جی، کیا؟

جناب سپیکر: 420 سے آگے کیا ہے؟

جناب محمد نوید انجم: نمبر 1۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

کوآپریٹو بنک کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے چناؤ کا طریق کار و دیگر تفصیلات

*4201: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب کوآپریٹو بنک کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کا چناؤ کس طریق کار کے تحت کیا جاتا ہے؟

(ب) بورڈ آف ڈائریکٹرز کے ممبران کے نام، پتا جات بتائیں ان میں کتنے سرکاری ملازم ہیں، کتنے پرائیویٹ افراد؟

(ج) بورڈ آف ڈائریکٹرز کی میٹنگ سال میں کتنی دفعہ ہونا لازمی ہے اور یہ میٹنگ کون کال کرتا ہے، اس کا نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(د) رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹی پنجاب بلحاظ عہدہ اس بنک کے کون کون سے فرائض سرانجام دیتا ہے؟

(ہ) بنک ہذا سے اس کو ماہانہ کتنی تنخواہ اور دیگر کیا کیا مراعات حاصل ہیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) بنک کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کا چناؤ تین سال کے لئے بنک کے بائی لاز کے تحت ہوتا ہے۔

(ب) بنک کا بورڈ آف ڈائریکٹرز 2004 سے تحلیل ہو چکا ہے اور ایڈمنسٹریٹر مقرر ہے لہذا بورڈ آف ڈائریکٹرز کے نام نہیں دیئے جا سکتے۔

(ج) سال میں بورڈ آف ڈائریکٹرز کی میٹنگ بلانے کا کوئی تعین نہ ہے۔البتہ بورڈ آف ڈائریکٹرز کی میٹنگ مناسب آئٹمز ایجنڈا ہونے پر سات دن کے نوٹس پر بلائی جاتی ہے تاہم کسی انتہائی اہم معاملے کی صورت میں یہ کسی بھی وقت تین دن کے نوٹس پر بلائی جا سکتی ہے جو بنک کے Ex-Officio صدر کی اجازت سے طلب کی جاتی ہے۔ بنک کے موجودہ Ex-Officio صدر کا نام مقصود قادر شاہ ہے۔جو رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز پنجاب ہیں اور حکومت پنجاب کے گریڈ 19 کے آفیسر ہیں۔

(د) رجسٹرڈ کوآپریٹو سوسائٹیز بلحاظ عہدہ بورڈ آف ڈائریکٹرز کے چیئرمین اور بنک کے Ex-Officio صدر ہیں وہ بطور چیئرمین بورڈ اور CEO بنک فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

(ہ) انہیں بنک سے کوئی تنخواہ نہیں ملتی۔بطور چیئرمین بورڈ اور Ex-Officio صدر انہیں یوٹیلٹی بلز کی مراعات حاصل ہیں۔جس کی حد مبلغ-/30000 روپے ماہانہ ہے۔علاوہ ازیں انہیں بنک کی طرف سے ایک گاڑی مع ڈرائیور اور پٹرول (حسب ضرورت) کی سہولت بھی حاصل ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!انہوں نے جواب کے جز (ب) میں کہا ہے کہ بنک کا بورڈ آف ڈائریکٹرز 2004 سے تحلیل ہو چکا ہے اور پھر یہ جز (الف) میں کہتے ہیں کہ بورڈ آف ڈائریکٹرز تین سال کے لئے چنے جاتے ہیں۔اس کا مطلب ہے کہ چھ سال سے اس بورڈ کے ڈائریکٹرز بنائے ہی نہیں گئے۔میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ بورڈ کیوں توڑا گیا؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب!معزز ممبر پوچھ رہے ہیں کہ یہ بورڈ کیوں توڑا گیا ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!یہ بورڈ 2005 میں توڑا گیا تھا،اس وقت ہم نہیں تھے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: یہ تو کوئی جواب نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جہاں آپ کو تکلیف آتی ہے وہاں کہتے ہیں کہ یہ کوئی بات نہیں ہے۔آپ بیٹھے بیٹھے بات نہ کیا کریں۔پلیز ان کو بات کرنے دیں۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!میرے پاس bylaws ہیں ان میں provision موجود ہے کہ اگر بورڈ آف ڈائریکٹرز کام کر رہا ہے اور بوجہ الیکشن نہیں ہو سکا تو پھر رجسٹرار اسے extension دیتا ہے۔اگر extension دینے کے بعد وہ سمجھتا ہے کہ بعض وجوہات پر بورڈ آف ڈائریکٹرز کا انتخاب نہیں ہو سکتا تو وہ bylaws کی دفعہ 34 کے تحت ایڈمنسٹریٹر مقرر کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ یہ کہہ کر بات ختم کریں کہ ان کے اختیار میں ہے۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جی،ان کے اختیار میں ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔۔۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!میرا سوال یہ تھا کہ بورڈ کیوں توڑا گیا تھا؟انہوں نے اس کا تو جواب نہیں دیا بلکہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ ہم ایڈمنسٹریٹر مقرر کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے جواب دیا ہے کہ بورڈ 2005 میں ٹوٹ گیا تھا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!اس میں 2004 لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: 2004 ہے یا 2005 ہے بہر حال ان سے پہلے یہ بورڈ ٹوٹ گیا تھا۔پلیز جدھر کی بات ہے ادھر ہی جانے دیں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر!میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: پہلے منسٹر صاحب کو تو بتا لینے دیں۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!میں دوبارہ عرض کر دیتا ہوں۔2005 میں بورڈ تحلیل ہوا تھا لیکن جب موجودہ گورنمنٹ آئی تو سٹیٹ بنک کی direction تھی کہ بنک کی restructuring کی جائے۔پہلے ہر ضلع سے ایک ڈائریکٹر منتخب ہوتا تھا اور ان کی تعداد 39 تھی۔جس پر

سٹیٹ بنک کی observation آئی کہ آپ غلط کر رہے ہیں باقی بنکوں کے تو چار پانچ ڈائریکٹرز ہیں جبکہ پراونشل کوآپریٹو بنک کا بورڈ آف ڈائریکٹرز 39 افراد پر مشتمل ہے۔اس direction کے مطابق غور کر کے اب اس کی تعداد کم کر کے سات کی جارہی ہے اس کے لئے نئے regulation بنے ہیں،اس کے لئے bylaws بنے ہیں،اب وہ process میں ہے لیکن ہائیکورٹ نے stay دے دیا ہے۔ہم الیکشن میں جارہے تھے اور نئے بورڈ آف ڈائریکٹرز کا الیکشن کروارہے تھے لیکن سوسائٹیز ہائیکورٹ میں گئی ہیں اور معزز ہائیکورٹ نے stay دیا ہے۔رٹ پٹیشن نمبر 16926 ہے،اسی میں stay چل رہا ہے اس کی 10-08-02 کو پیشی تھی اگر معزز ہائیکورٹ سے stay جلد vacate ہو جائے گا تو فوراً الیکشن کروادیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔مہربانی۔نوید انجم صاحب!اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!سوال نمبر 4202 ہے۔میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے اور میں اس کے جواب سے پوری طرح مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، مہربانی۔

سال 2008، پنجاب کوآپریٹو بنک قرض کی فراہمی کی تفصیلات

*4202: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک قرض کن کن مدات میں کس شرح سود پر فراہم کرتا ہے اور کن کن اداروں / فرموں / اشخاص کو کن کن شرائط پر فراہم کرتا ہے؟

(ب) یکم جنوری 2008 سے آج تک ضلع لاہور کی حدود میں کن کن افراد کو کتنا کتنا قرض کن کن مدات میں فراہم کیا گیا ہے؟

(ج) اس وقت ضلع لاہور میں بنک ہذا کے defaulters کے نام، پتا جات اور رقم کی تفصیل بتائیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ کی طرف سے چھوٹے کاشتکاروں کی زرعی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے جن مدات میں قرض فراہم کرتا ہے ان کی شرائط شرح مارک اپ کی تفصیل ازتتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یکم جنوری2008 سے تاتاریخ ضلع لاہور کی حدود میں جاری کئے گئے قرضہ کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

مدات قرضہ	تعداد مقروضان	رقم قرضہ
فصلی قرضہ	چھ سوا ٹھائیس	مبلغ ایک کروڑ نوے لاکھ تراسی ہزار چار سو
گولڈلون	چونتیس	مبلغ بیس لاکھ انتیس ہزار
لائیوسٹاک قرضہ برائے خرید بھیڑ بکری وغیرہ	چھ	مبلغ پانچ لاکھ تیس ہزار

برائے تفصیل ستمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع لاہور کے موجودہ ڈیفالٹرز کے نام، پتاجات اور رقم کی تفصیل ستمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کیا کر رہے ہیں؟ مہربانی کریں اور آگے چلنے دیں۔ اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4501 ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وقت پر قرضے واپس نہ کرنے کی سزا کی تفصیلات

*4501: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ جن کاشتکاروں کو فصل ربیع کے لئے قرضے جاری کرتا ہے بروقت واپسی نہ ہونے پر کس قانون کے تحت کارروائی عمل میں لاتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بنک کاشتکاروں کو دیئے گئے فصل ربیع کے قرضوں کے غلط استعمال پر بھی جرمانہ کرتا ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ کاشتکاروں کو برائے فصل ربیع و خریف قرضہ جات جاری کرتا ہے اور ان قرضہ جات کی بروقت واپسی نہ ہونے پر رجسٹرار کوآپریٹوز کی عدالت میں برائے وصولی قرضہ زیر دفعہ 54 کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925 ثالثی کا کیس دائر کرتا ہے

اوراس کاایوارڈ بحق بنک جاری ہونے پر قرضہ کی وصولی زیر دفعہ 59 کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925 کرتاہے۔

(ب) بنک کاشتکاروں کو فصلی قرضہ کے غلط استعمال پر کوئی جرمانہ عائد نہیں کرتا۔تاہم قرضہ کے غلط استعمال کی صورت میں بنک اپنے قرضہ مع مارک اپ کی فوری طور پر واپسی کا مطالبہ کرتا ہے اور کاشتکار اس مطالبے پر بروئے ہدایات رقم قرضہ فوری طور پر مع مارک اپ تاتاریخ ادائیگی واپس کرنے کا پابند ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اب تک کتنے کاشتکار defaulter ہیں جن سے وصولی نہیں کی گئی اور جو قرضہ دیا جاتا ہے اس کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ حد کیا ہے؟

جناب سپیکر: کتنے کاشتکاروں سے وصولی نہیں ہوئی؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جو defaulter ہیں۔

جناب سپیکر: defaulter کا مطلب بھی وہی ہے۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): ایکٹ کے سیکشن 54&56 میں default کرنے کے لئے defaulter کو تین نوٹس serve کئے جاتے ہیں پھر ایک ثالثی کونسل بنتی ہے،اس کونسل کا ہیڈ اسسٹنٹ رجسٹرار ہوتا ہے وہ کیس کی سماعت کرتا ہے پھر اسے تین نوٹس serve کرنے پڑتے ہیں، پہلا نوٹس پندرہ دن کے بعد پھر دوسرا اور پھر تیسرا نوٹس جاری کیا جاتا ہے۔اس process کے بعد سماعت شروع ہوتی ہے۔پہلے صرف چھ ہزار کیس دائر تھے لیکن ہم نے 22 ہزار کیسز وہاں درج کرائے ہیں اب 17 ہزار کیسز پر باقاعدہ فیصلے ہو چکے ہیں اور انہیں expedite کیا جارہا ہے۔7۔ارب روپے کا default تھا ہم نے اسے کم کیا ہے اور اب اسے ختم کرنے کے لئے پوری طرح کارروائی کی جارہی ہے۔ابھی کورٹ میں چھ ہزار کیسز pending ہیں۔فیصلے کے بعد land arrears کے طور پر یہ وصولیاں کی جائیں گی۔بہت تیزی سے وصولی کی جارہی ہے اور ہمارا default کم ہو گیا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے اس کے ساتھ ہی یہ سوال بھی پوچھا تھا کہ جو قرضہ دیا جاتا ہے اس کی زیادہ سے زیادہ اور کم از کم حد کیا ہے، زیادہ سے زیادہ کتنا اور کم از کم کتنا قرضہ دیا جا سکتا ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! کوآپریٹو سوسائٹی کی مختلف shapes ہیں۔جو Farmers Cooperative Society ہے اس کے لئے قرضے کی حد دو لاکھ روپے ہے جبکہ ٹریکٹر

کی سکیم کے لئے حد مختلف ہے۔اس کی مختلف سکیمیں ہیں۔لائیو سٹاک سکیم کے لئے اور شرائط ہیں جبکہ crop loan کے لئے دوسری شرائط ہیں۔اسی طرح خواتین کے قرضے کے لئے علیحدہ شرائط ہیں۔ خواتین کے قرضوں کے لئے حد دولاکھ روپے ہے اور کوآپریٹو سوسائٹی کے قرضے کی حد بھی دولاکھ روپے ہے۔وہاں پر کوآپریٹو سوسائٹی کی limit بنتی ہے۔جب limit بن کر بنک میں آتی ہے تو پھر بنک اس کی ادائیگی کر دیتا ہے۔اس میں بیس آدمی قرضہ حاصل کر سکتے ہیں اور فی آدمی 10ہزار روپے قرضہ حاصل کرتا ہے۔تیس آدمیوں کی سوسائٹی میں سے بیس آدمی قرضہ حاصل کر سکتے ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!یہ جو قرضہ دیا جاتا ہے اس پر کتنا mark up لیا جاتا ہے اور کیا اس mark up کی شرح کو کم کرنے کے لئے State Bank سے کوئی مذاکرات کئے گئے ہیں،کیا حکومت اس mark up کی شرح میں کمی کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ پہلے State Bank نے کچھ رعایتیں دی ہوئی تھیں اب وہ سب ختم کر دی گئی ہیں۔2007میں ہم نے آخری مرتبہ State Bank سے قرضہ حاصل کیا تھا۔اب State Bank نے چونکہ credit بند کر دی ہے اور ہمارے پاس اپنے resources کم تھے۔ہمارے پراونشل کوآپریٹو بنک کے پاس کوئی ذریعہ آمدنی نہیں ہے۔State Bank کی شرح 9فیصد ہے،6 percent cost of fund ہے جو کہ ملازمین کی تنخواہیں،عمارت کا کرایہ اور بجلی کے bills وغیرہ ہیں تو یہ قرصہ 15فیصد پر ہمیں خود پڑتا ہے۔چونکہ ہمارے پاس اپنے resources نہیں ہیں کہ اس interest کو کم کیا جائے۔2007سے State Bank نے یہ قرضہ دینا بند کر دیا ہے۔کوآپریٹو بنک کے اپنے وسائل نہیں ہیں کہ وہ قرضہ دے۔جب ہمیں 9فیصد پر State Bank سے قرضہ ملے گا اور 6فیصد ہماری اپنی cost of fund ہے،اخراجات کو شامل کر کے ہمیں یہ قرضہ 15فیصد پر پڑتا ہے۔ہم مزید ایک فیصد شرح وصول کر کے 16فیصد پر یہ قرضہ دے رہے ہیں۔ اسی طرح لائیو سٹاک کا قرضہ 13فیصد پر دیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: اب اگلے سوال کو لیتے ہیں۔اگلا سوال شیخ علاؤالدین صاحب کا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!سوال نمبر4545۔

جناب سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

شیخ علاؤالدین: جی،ہاں اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

کوآپریٹو بنک حویلی لکھا برانچ میں بے قاعدگیوں کی تفصیلات

*4545: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کوآپریٹو بنک حویلی لکھا برانچ میں یوٹیلٹی بلز کی ادائیگیاں بروقت متعلقہ واپڈا حکام کو نہ کرنے کی وجہ سے علاقے میں شریوں نے برانچ منیجر کے خلاف شدید احتجاج کیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ برانچ منیجر نے متعدد یوٹیلٹی بلز کی لاکھوں روپے کی رقم اپنے زیر استعمال رکھی؟

(ج) مذکورہ برانچ کا منیجر کتنے عرصہ سے اس برانچ میں ڈیوٹی سرانجام دے رہا ہے؟

(د) مذکورہ آفیسر کی تعیناتی سے لے کر آج تک اس کے خلاف کتنی انکوائریاں ہوئیں اور کن کن وجوہات کی بنا پر ہوئیں اور اس پر کیا کیا سزائیں دی گئیں؟

(ہ) مذکورہ بالا گھپلوں کی وجہ سے منیجر و دیگر اہلکاران کی انکوائری کس آفیسر کے پاس چل رہی ہے اور یہ انکوائری کن مراحل میں ہے اور کب تک مکمل ہو جائے گی اس سلسلہ میں اب تک برانچ منیجر و دیگر اہلکاران نے کتنی رقم واپس بنک کو جمع کروادی ہے؟

(و) کیا مذکورہ بالا بے قاعدگیوں میں موجودہ ایم ڈی واعلیٰ حکام نے ڈسٹرکٹ منیجر و قائم مقام زونل چیف کو کوئی وارننگ لیٹر جاری کئے؟

(ز) کیا حکومت پنجاب و ایم ڈی مذکورہ بالا حالات کے پیش نظر ڈسٹرکٹ منیجر، زونل چیف و برانچ منیجر کو فوری طور پر تبدیل کر کے ایماندار افسران کو تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے بلکہ کیشئر حویلی لکھا برانچ نے متعدد یوٹیلٹی بلز کی لاکھوں روپے کی رقم اپنے زیر استعمال رکھی اور برانچ منیجر برانچ کے معاملات کو کنٹرول کرنے میں کوتاہی کا مرتکب ہوا۔

(ج) مذکورہ برانچ منیجر مسمی مظہر اقبال خان بطور قائم مقام منیجر عرصہ سات سال سے حویلی لکھا میں تعینات تھا۔

(د) مذکورہ آفیسر کی تعیناتی کے بعد صرف کیشئر نے یوٹیلٹی بلز کی رقم خُورد بُرد کی،اس کے علاوہ منیجر کے خلاف کوئی انکوائری نہیں ہوئی، البتہ انسپکشن کے دوران روٹین کی غلطیاں سامنے آنے پر شوکاز جاری ہوئے تھے جو کہ بعدازاں وارننگ کے ساتھ داخل دفتر ہو گئے۔

(ہ) جونہی یوٹیلٹی بلز کی رقوم خورد برد کرنے کا وقوعہ نوٹس میں آیا تو قائم مقام چیف منیجر،آئی ٹی اور قائم مقام سینئر منیجر آڈٹ ہیڈآفس لاہور کو ابتدائی انکوائری کے لئے مقرر کیا گیا۔جنہوں نے مورخہ 23-07-2009 کو برانچ حویلی لکھا میں انکوائری کی اور رپورٹ دی کہ برانچ کے کیشئر نے واقعی یوٹیلٹی بلز کی رقوم خُورد بُرد کیں اور یوٹیلٹی بلز کی رقوم متعلقہ محکموں کو بروقت بھیجنے کے بجائے اپنے ذاتی استعمال میں رکھیں جبکہ برانچ مینجر مجرمانہ غفلت کا مرتکب ہوااور اس کی کوتاہی کی وجہ سے کیشئر رقوم خورد برد کرنے میں کامیاب ہوا۔اب یہ انکوائری جنرل منیجر بنک ہذا کے پاس برائے فیصلہ ہے جنہوں نے برانچ مینجر اور متعلقہ کیشئر کو ذاتی شنوائی کے لئے کافی دفعہ بلوایا مگر کیشئر برائے ذاتی شنوائی پیش ہونے کی بجائے مسلسل چھٹیاں ہمراہ میڈیکل سرٹیفکیٹ بھیج رہا ہے۔اس انکوائری کا فیصلہ بنک کے وکیل سے رائے لینے کے بعد بہت جلد کر دیا جائے گا۔مزید برآں اس سلسلہ میں خُورد بُرد ہونے والی کل رقم مبلغ-/382517روپے میں سے مبلغ-/322356روپے کی رقم بذریعہ بلز جمع ہو چکی ہے۔بقایا6 بلز کی رقوم مبلغ-/60161روپے کی وصولی ہونا باقی ہے۔

(و) چونکہ قائم مقام ڈسٹرکٹ منیجر اور قائم مقام زونل چیف براہ راست یوٹیلٹی بلز کی رقوم کی خُورد بُرد میں ملوث نہیں پائے گئے اس لئے تاحال ان کو وارننگ لیٹر جاری نہیں کئے گئے۔ البتہ اگر کسی مرحلہ پر ان کا اس معاملے میں ملوث ہونا سامنے آیا تو ان کے خلاف بھی بنک کے قواعد وضوابط کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

(ز) برانچ منیجر ومتعلقہ کیشئر کو فوری طور پر معطل کر دیا گیا جبکہ ڈسٹرکٹ منیجر اور زونل چیف کے تبادلہ کے بارے میں بنک کے مفاد کو مدنظر رکھ کر 31-12-2009 کے بعد فیصلہ کیا جائے گا کیونکہ بنک نے قرضہ جات کی ریکوری کے عمل کو فعال بنانے کے سلسلہ میں بنک سٹاف کی ٹرانسفر پر 31-12-2009 تک پابندی عائد کی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! محکمہ نے جز(الف) کے بارے میں تسلیم کیا ہے کہ میرا سوال درست ہے، ایسا ہی ہوا ہے۔ جز(ب) کے حوالے سے میرا ضمنی سوال ہے۔ منسٹر صاحب یہ بتا دیں کہ اس مذکورہ برانچ میں embezzlement کا جو واقعہ ہوا ہے کیا اس کی اطلاع State Bank کو دی گئی تھی؟ under the banking laws یہ پابندی ہے کہ تمام banks and financial ادارے State Bank کو فوراً اطلاع دیں، چاہے -/10 روپے کا فراڈ ہو جائے۔ کیا اس واقعہ کی State Bank کو اطلاع دی گئی، آڈیٹر کا نام بتائیں، اگر آڈٹ ہوا تو کیا اس نے objection کیا اور یہ آڈٹ ٹیم کب آئی تھی؟ ایک internal auditor ہوتا ہے اور دوسرا external auditor ہوتا ہے ان دونوں نے کیا رپورٹ دی ہے اور وہاں پر جو losses ہوئے وہ کیسے ہوئے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! کوآپریٹو بنک حویلی لکھا برانچ میں یوٹیلٹی بلز کی collection ہوتی ہے۔ اس برانچ کے cashier نے -/382517 روپے کے یوٹیلٹی بلز کی رقم وصول کر کے جمع نہیں کروائی۔ جونہی پتا چلا تو اس بارے میں انکوائری کی گئی۔ اس انکوائری ٹیم میں محمد رفیق اور بشیر صاحب شامل تھے جو کہ چیف مینجر آڈٹ ہیں۔ اس کمیٹی نے 23-7-2009 کو انکوائری مکمل کی ہے جس کے نتیجہ میں مظہر بشیر، cashier کو dismiss کیا گیا ہے اور مینجر مظہر اقبال کی دو increments بند کی گئی ہیں۔ دوسرا معزز ممبر نے یہ پوچھا ہے کہ کیا اس واقعہ کی اطلاع State Bank کو دی گئی تھی یا نہیں تو اس کے جواب میں یہ عرض ہے کہ State Bank کو اطلاع دی گئی تھی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ بھی سمجھ گئے ہوں گے کہ یہ ball roll ہو رہی ہے، اس طرح تو کبھی end نہیں ہو گا۔ میں نے تو بڑا simple سوال پوچھا ہے کہ کیا سٹیٹ بنک کو اطلاع دی گئی یا نہیں، کیا سٹیٹ بنک کا auditor آیا یا نہیں آیا؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! سٹیٹ بنک کو اطلاع دی گئی تھی۔

شیخ علاؤالدین: اگر سٹیٹ بنک کو اطلاع دی گئی تھی تو پھر آڈٹ رپورٹ کے بارے میں بتائیں، میں ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ اگر سٹیٹ بنک کو اطلاع دی جائے تو چوبیس گھنٹے کے اندر وہاں سے آڈیٹر آ جاتے ہیں۔ میں ثابت کر سکتا ہوں کہ سٹیٹ بنک کو اطلاع نہیں دی گئی۔ یہ مجھے اپنے آڈیٹر کا نام بتا

دیں، سٹیٹ بنک کے پورے پاکستان میں بیس آڈیٹر ہیں۔یہ مجھے آڈیٹر کا نام بتائیں تو میں کل ایوان کے سامنے آڈٹ رپورٹ لاکر رکھ دوں گا۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! internal audit ہوا جس کے مطابق مظہر بشیر، کیشئر نے -/382517 روپے کی رقم خُورد بُرد کی تھی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں کسی ملک بشیر وغیرہ کا نہیں پوچھ رہا، میں تو ایک system کی بات کر رہا ہوں کہ بنک کی جڑوں میں کیسے بیٹھا گیا ہے؟ 60 percent banking spread کما کر بھی بنک نہیں اُٹھ رہا۔یہ مجھے سٹیٹ بنک کے آڈیٹر کا نام نہیں دے رہے، یہ سٹیٹ بنک کی رپورٹ کے بارے میں بھی مجھے نہیں بتا رہے۔آپ مجھے اشارہ کر دیتے ہیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں کیونکہ میں آپ کے حکم کا پابند ہوں۔آپ اشارہ کر دیں گے تو میں بیٹھ جاؤں گا لیکن یہ ظلم ہے۔

جناب سپیکر: سوال پوچھنا آپ کا حق ہے، میں آپ کو اس سے نہیں روک رہا۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں عرض کر رہا ہوں لیکن شیخ صاحب تھوڑا صبر کریں اور مجھے اپنی بات مکمل تو کرنے دیں۔گزارش یہ ہے کہ ایک internal inquiry کروائی گئی جس میں مظہر بشیر، کیشئر قصوروار ٹھہرا ہے۔internal inquiry کرنے والے لوگوں کے میں نے نام بھی بتائے ہیں، ان میں ایک چیف آڈیٹر، رفیق صاحب اور دوسرے بشیر صاحب شامل ہیں۔یہ دونوں ایچ آر کے head ہیں۔اس انکوائری میں ثابت ہوا ہے کہ کیشئر نے -/382517 روپے کی embezzlement کی ہے اور اسی وجہ سے اس کیشئر کو نوکری سے dismiss کر دیا گیا ہے۔اس برانچ کے مینجر کی دو increments بند کر دی گئی ہیں۔اب یہ کیشئر لیبر کورٹ میں appeal میں ہے کیونکہ محکمہ کے اندر اس کی تمام appeals خارج ہو گئی تھیں۔دوسرا اس حوالے سے سٹیٹ بنک کو اطلاع دی گئی تھی لیکن سٹیٹ بنک ہمارے ماتحت نہیں ہے، اس میں وقت لگتا ہے۔جب سٹیٹ بنک کی طرف سے اس حوالے سے کوئی جواب یا آڈٹ رپورٹ آئے گی تو شیخ صاحب کو بتا دیا جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ خود ذرا ایک لمحے کے لئے غور فرمالیں۔یہاں جواب میں لکھا ہوا ہے کہ "اس انکوائری کا فیصلہ بنک کے وکیل سے رائے لینے کے بعد بہت جلد کر دیا جائے گا۔" کیشئر صاحب تو پیش ہی نہیں ہونا چاہتے، وہ تو میڈیکل سرٹیفکیٹ بھیج رہا ہے، معلوم نہیں کہ ان کو کیا بیماری ہے؟ وہ تو آ ہی نہیں رہا۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! کیشئر تو dismiss ہو گیا ہے اور ان کے واجبات سے وصولی کی جا رہی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! banking laws میں dismissal کوئی چیز نہیں ہوتی۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اگر ایک آدمی 50 کروڑ روپے کا فراڈ کر کے dismissal پر چلا جائے تو اس کو کیا فرق پڑے گا؟

جناب سپیکر: شیخ صاحب! وقت ختم ہو رہا ہے ذرا جلدی کر لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس سوال کا جواب صحیح نہیں ہے، آپ اس کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، اس کو pending نہیں کیا جا سکتا۔

شیخ علاؤالدین: اچھا، جناب! میں ایک بات اور پوچھتا ہوں۔ چلیں، آپ خود فیصلہ کر لیں۔ جواب نہیں آیا، میں صرف یہ پوچھتا ہوں کہ اس کا جز (د) دیکھ لیں۔ اس کے اندر وہ کہتے ہیں کہ ہم نے مینجر کے خلاف کارروائی نہیں کی کیونکہ وہ involve نہیں تھا۔ میں منسٹر صاحب سے پوچھتا ہوں کہ کیا وہ مینجر day end پر دستخط نہیں کرتا تھا؟

جناب سپیکر: جی، اولکھ صاحب!

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! inquiry report میں یہ طے ہوا ہے کہ مینجر اس میں involve نہیں ہے لیکن پھر بھی اس کی دو increments روک دی گئی ہیں، اب وہ مینجر نہیں رہا، اب صرف آفیسر ہے تو یہ اس کو سزا دی گئی ہے لیکن embezzlement کرنے میں صرف کیشئر ملوث تھا اس سے پیسے بھی recover کئے گئے ہیں اور نوکری سے برخاست بھی کر دیا گیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ اس پر تو حکم دے دیں کہ میں کیا کروں؟ اگر آپ مطمئن ہیں تو میں پہلے ہی مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: انہوں نے بات تو ٹھیک کر دی ہے، اب اس میں سے آپ کیا نکالنا چاہتے ہیں؟ شیخ صاحب! اب اگلے سوال پر آ جاتے ہیں وہ بھی آپ کا ہے۔

شیخ علاؤالدین: سوال نمبر 4546۔

ضلع اوکاڑہ میں بنک برانچوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4546: شیخ علاؤالدین: کیاوزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع اوکاڑہ میں کوآپریٹو بنک کی کتنی برانچیں کام کر رہی ہیں؟

(ب) ان برانچوں نے 2002 تا 2004 کل کتنا قرضہ کسانوں و دیگر شہریوں کو جاری کیا۔ علیٰحدہ علیٰحدہ بنک وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) ان میں کتنے کسانوں و دیگر شہریوں نے قرضے کی واپسی کی مدت ختم ہونے کے باوجود قرضہ واپس نہیں کیا اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(د) ان بنکوں کی انتظامیہ نے کتنے ڈیفالٹرز کے خلاف کارروائی کی، کتنے reminder جاری کئے ان کی علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل سے ایوان کو بھی آگاہ فرمائیں؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ ان بنکوں کے منیجر حضرات نے قرضہ کی واپسی کے لئے آج تک کوئی عملی اقدامات نہیں اٹھائے بلکہ ان نادہندہ حضرات سے ملی بھگت کر کے ان کو چھوٹ دی جاتی رہی ایسا کرنے پر اعلیٰ حکام نے ان مینجر حضرات کے خلاف کوئی کارروائی کی، اگر نہیں تو کیوں؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان منیجر حضرات کے غیر ذمہ دارانہ عمل کی وجہ سے کوآپریٹو بنک و محکمہ کروڑوں / اربوں روپے کے خسارے میں جارہا ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع اوکاڑہ میں اس وقت پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کی کل 7 برانچیں کام کر رہی ہیں۔

(ب) ان برانچوں نے سال 2002 تا 2004 جتنا قرضہ جاری کیا ہے اس کی برانچ وار تفصیل اس طرح ہے:

سیریل نمبر	نام برانچ	اجراء قرضہ 2002تا2004	تعداد انجمن ہائے	تعداد مقروضان
1	حجرہ شاہ مقیم	11کروڑ39لاکھ06ہزار246روپے	593	5265
2	بصیرپور	08کروڑ58لاکھ93ہزار302روپے	389	3126
3	حویلی لکھا	16کروڑ46لاکھ05ہزار790روپے	603	5418
4	اوکاڑہ	17کروڑ52لاکھ67ہزار198روپے	1019	5805
5	رینالہ خورد	12کروڑ92لاکھ33ہزار113روپے	668	7173
6	دیپالپور	22کروڑ33لاکھ51ہزار908روپے	908	8603
7	منڈی احمد آباد	13کروڑ96لاکھ27ہزار541روپے	767	5641
	میزان	01ارب03کروڑ18لاکھ85ہزار098روپے	4947	41031

(ج) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کی ان برانچوں کے ذریعے ضلع اوکاڑہ میں 4947 انجمن ہائے کی وساطت سے ان کے 41031 ممبران کو قرضہ جات فراہم کئے گئے جن میں سے 194 انجمن ہائے کے 490 ممبران نے قرضہ کی واپسی کی مدت ختم ہونے کے باوجود قرضہ جات واپس نہیں کئے۔ قرضہ جات کی واپسی بروقت نہ ہونے میں مقروضان کی مالی حالت کمزور ہونا، فصلات کا خراب ہو جانا یا دیگر عوامل بشمول موسمی حالات کا سازگار نہ ہونا جیسی وجوہات ہو سکتی ہیں تاہم مقروضان کی بروقت ادائیگی نہ کرنے میں ان کی ذاتی نیت کا بھی عمل دخل ہوتا ہے۔

(د) ضلع اوکاڑہ کی بنک برانچز کی انتظامیہ کی طرف سے ڈیفالٹرز کے خلاف کی گئی کارروائی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) یہ درست نہ ہے بلکہ اس کے برعکس شخصی قرضہ جات کی وصولی کے لئے مینجر حضرات کو ذاتی طور پر وصولی کے لئے ہدف دیا جاتا ہے اور اس ضمن میں ہدف سے کم وصولی پر ان سے باز پرس بھی کی جاتی ہے جبکہ کوآپریٹو سوسائٹیز کے قرضہ جات کی وصولی کے لئے محکمہ امداد باہمی کے میدانی عملہ کو قرضہ جات کی وصولی کا ہدف دیا جاتا ہے۔ نادہندگان سے کسی قسم کی رعایت نہیں برتی جاتی اور نہ ہی انہیں کسی قسم کی چھوٹ دی جاتی ہے وصولی نہ ہونے کی صورت میں متعلقہ ذمہ داران کے خلاف بنک اور محکمہ امداد باہمی کے قواعد کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ اس ضمن میں محکمہ امداد باہمی کے عملہ کو وصولی کے عمل کو فعال بنانے کے لئے تقریباً ہر ضلع سے دو دو جیپیں بھی فراہم کی گئی ہیں۔

(و) یہ درست نہ ہے کہ بنک منیجرز کے غیر ذمہ دارانہ طرز عمل کی وجہ سے بنک خسارے میں گیا ہے۔ بلکہ بنک کے خسارے میں جانے کی بڑی وجہ سٹیٹ بنک آف پاکستان کو مارک اپ کی مد میں مبلغ۔/1,98,47,60,061 روپے کی جانے والے ادائیگی ہے جس میں گزشتہ سالوں کا مارک اپ بھی شامل ہے مزید برآں بنک کو سٹیٹ بنک نے فنڈز 9 فیصد پر فراہم کئے ہیں اور بنک کی کاسٹ آف فنڈز تقریباً 7 فیصد ہے کل ملا کر بنک کو فنڈز 16 فیصد پر پڑ رہے ہیں جبکہ بنک کسانوں کو نسبتاً رعایتی نرخوں پر 13 فیصد تا 16 فیصد پر فراہم کر رہا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!اس کے اندر انہوں نے یہ کہا ہے کہ ہم نے reminder بھی دیئے لیکن default پھر بھی ہوا۔ میرا ان سے سوال یہ ہے کہ bad collateral کا ذمہ دار کون ہے انہوں نے collateral دیکھے بغیر پیسا کیسے دیا اور bad collateral کس نے لیا؟ Who is the responsible?

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! موجودہ حکومت 2008 میں برسر اقتدار آئی اور یہ معاملات پہلے سے ہیں اور ان کے خلاف جو کارروائی ہو رہی ہے اس کی detail آگے موجود ہے۔ defaulters کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا ایک طریق کار ہے اور 1925 کے ایکٹ کی دفعہ 59 کے تحت وصولی کی جاتی ہے۔ میں مانتا ہوں کہ پہلے کسی نے اس کے بارے میں پوچھا نہیں لیکن موجودہ حکومت میں بائیس ہزار سوسائٹیوں کے خلاف کارروائی کی جارہی ہے لیکن قانون کے مطابق کارروائی کا طریق کار اتنا lengthy ہے کیونکہ پہلے اسسٹنٹ رجسٹرار پندرہ دن میں وصولی کے لئے notice serve کرتا ہے، پھر پندرہ دن کا دوسرا notice چلا جاتا ہے، پھر پندرہ دن کا تیسرا notice دیا جاتا ہے، پھر کورٹ میں ایک ثالثی ہوتی ہے اور defaulter کو موقع دیا جاتا ہے اور کورٹ میں کسی کے ساتھ کوئی رعایت نہیں ہو رہی۔ بائیس ہزار میں سے اٹھارہ ہزار کیسوں کے فیصلے ہو چکے ہیں اور جو چار ہزار کیس بقایا ہیں وہ بھی under process ہیں بلکہ انہیں تو موجودہ حکومت کی کارکردگی کو appreciate کرنا چاہئے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!آپ کو سمجھ آئی ہے کہ میرا سوال کیا ہے اور انہوں نے جواب کیا دیا ہے؟ میں نے بڑا simple سوال کیا ہے کہ bad collateral پر قرضے دیئے گئے ہیں۔ میرا سوال بڑا simple ہے۔ ایک credit committee ہوتی ہے اور اس میں شامل لوگ bad debts کے ذمہ دار ہوتے ہیں کیا ان کے خلاف کوئی کارروائی ہوئی؟ دوسری بات یہ ہے کہ جب ان کے پاس solid collateral نہیں تھا تو انہوں نے کیوں قرضہ دیا؟ پھر انہوں نے سٹیٹ بنک کو 2۔ارب روپے دیئے ہیں اس کا مطلب ہے کہ میرے جیسا ایک ان پڑھ آدمی بھی ایک منٹ میں حساب کر لے گا کہ انہوں نے 3.5۔ارب روپے کمائے ہیں تب انہوں نے 2۔ارب روپے سٹیٹ بنک کو دیئے ہیں تو وہ 1.50۔ارب کہاں گیا، اس کا مطلب ہے کہ کچھ ہوا ہے؟

جناب سپیکر: جی، اولکھ صاحب!

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے اپنے ڈیپارٹمنٹ اور کوآپریٹو بنک کی میٹنگ لی ہے، اس کی researching ہوئی ہے، نئے لوگ آئے ہیں، میں نے سختی سے direction دی ہے کہ تمام کیس نکال کر ان کا analysis کیا جائے کہ یہ قرضہ دینے کے کون لوگ ذمہ دار ہیں اور بنک کے افسران نے یہ کیس دبائے ہوئے تھے اب وہ کیس نکال کر تعین کیا جا رہا ہے کہ جو لوگ اس collateral bad میں ملوث ہوں گے جنہوں نے ان کے کاغذات باقاعدہ check نہیں کئے ان کی سکروٹنی ہو رہی ہے اور ان کے خلاف کارروائی بھی ہو رہی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں ایک بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ سٹیٹ بنک جس ریٹ پر ان سے مہربانی کر رہا ہے اگر یہ بنک اس ریٹ پر بھی نہیں چل سکتا تو پھر اسے بند کر دیں اور یہی ہمارے لئے بہتر ہو گا۔ 9 فیصد پر پیسا لے کر ان سے بنک نہیں چل رہا، لائیں میں 13 فیصد پر پیسا لے کر یہ بنک چلا دیتا ہوں۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! کوآپریٹو بنک کے مقابلے میں تمام بنکوں کے rates high ہیں۔

جناب سپیکر: آپ آپس میں بیٹھ کر بات کر لیں۔ Next question ڈاکٹر محمد اشرف چوہان صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں، disposed of اس سے اگلا سوال بھی ڈاکٹر صاحب کا ہے، disposed of اس سے اگلا سوال سیدہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ!

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! سوال نمبر 4650۔

ضلع بہاولپور کوآپریٹو بنک کی برانچوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4650: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع بہاولپور میں دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ کی کتنی شاخیں ہیں اور کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) سال 2006 تا 2008 کسانوں اور عوام کو کتنی مالیت اور کن کن مقاصد کے لئے قرضہ جات دیئے گئے؟

(ج) بنک کن کن مقاصد کے لئے قرضہ فراہم کرتا ہے، قرضہ کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ حد کیا ہے؟

(د) سال2006تا2008 میں کتنی درخواستیں برائے قرضہ موصول ہوئیں، کتنی منظور اور مسترد کی گئیں، مسترد کرنے کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع بہاولپور میں دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کی کل 6 برانچیں ہیں جو کہ بہاولپور، نورپور نورنگا، احمدپور شرقیہ، یزمان، حاصل پور اور خیرپور ٹامیوالی کے مقام پر واقع ہیں۔

(ب) ضلع بہاولپور میں پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک نے سال2006 تا 2008 کے دوران کسانوں اور عوام کو جتنے قرضہ جات جاری کئے ہیں ان کی سال وار تفصیل اس طرح ہے:

عرصہ		رقم قرضہ
سال2006	(01-01-2006 -31-12-2006)	29,71,05,721/-
سال2007	(01-01-2007 -31-12-2007)	31,90,64,193/-
سال2008	(01-01-2008 -31-12-2008)	27,48,36,209/-
میزان		89,10,06,123/-

برائے تفصیل مقصد قرضہ و سکیم وار رقم قرضہ تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک نے چھوٹے کاشتکاران کے لئے قرضہ جات کی متعدد سکیمیں متعارف کروا رکھی ہیں جن کے ذریعے کاشتکاران کو مختلف مقاصد کے حصول کے لئے قرضہ جات کی سہولت فراہم کی جاتی ہے جن کی تفصیل اس طرح ہے۔

نمبر شمار	نام سکیم	مقصد قرضہ برائے خرید	قرضہ کی حد
01	فصلی قرضہ (برائے فصل ربیع و خریف)	زرعی مداخل، کھاد بیج ادویات وغیرہ	محکمہ امداد باہمی کی منظور شدہ حد قرضہ کے مطابق جس کی حد ممبران کی تعداد کے مطابق بحساب 25ہزار فی ممبر مقرر کی جاتی ہے۔
02	فصلی قرضہ (برائے ربیع و خریف ریوالونگ)	زرعی مداخل، کھاد بیج ادویات وغیرہ	بمطابق حد قرضہ انجمن
03	ٹریکٹر لون (بذریعہ کوآپریٹو سوسائٹیز)	ٹریکٹر و زرعی آلات	پانچ لاکھ روپے
04	ٹریکٹر لون (شخصی)	ٹریکٹر و زرعی آلات	پانچ لاکھ روپے
05	لائیو سٹاک ریوالونگ لون (سوسائٹیز)	دودھیلے جانور گائے بھینس وغیرہ	آٹھ لاکھ روپے بحساب ایک لاکھ روپے فی ممبر

06	لائیوسٹاک ریوالونگ لون (سوسائٹیز)	دودھیلے جانور گائے بھینس وغیرہ	چالیس لاکھ روپے بمطابق پانچ لاکھ روپے فی ممبر
07	لائیوسٹاک پراجیکٹ فنانس (شخصی)	دودھیلے جانور گائے، بھینس وغیرہ	پانچ لاکھ روپے
08	لائیوسٹاک بھیڑ بکری سکیم	بھیڑ بکری وغیرہ	ایک لاکھ روپے
09	قرضہ برائے مستورات انجمن	برائے بیوٹی پارلر، ٹیوشن سنٹر، سلائی مشین، جنرل سٹور، بیکری، سکول کینٹین وغیرہ	دولاکھ روپے فی انجمن بحساب بیس ہزار روپے فی ممبر

(د) سال2006 تا 2008 کے دوران پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک ضلع بہاولپور کی برانچوں میں4610 درخواستیں برائے قرضہ موصول ہوئیں جو کہ منظور کی گئیں کوئی بھی درخواست مسترد نہ ہوئی ہے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! انہوں نے جز(ج) کے جواب میں قرضوں کی جو detail بتائی ہے۔ میں معزز وزیر سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جو قرضے دیئے گئے ہیں ان کی recovery کی کیا پوزیشن ہے، کیا ان میں سے کچھ قرضے معاف کئے گئے ہیں، اگر معاف کئے گئے ہیں تو وہ کس category کے تحت معاف کئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: وہ recovery کی پوزیشن اور معاف کئے گئے قرضوں کے بارے میں پوچھ رہی ہیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! کوئی قرضہ معاف نہیں کیا گیا۔156 لوگ default کر گئے ہیں جن میں 13 کیسوں کا فیصلہ ہو گیا ہے اور 143 کیس زیر سماعت ہیں۔ 21 ملین روپے کی وصولی ہو چکی ہے، بقایا وصولی کی جا رہی ہے اور کوئی قرضہ معاف نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر: Question Hour ختم ہوتا ہے۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع گوجرانوالہ میں کوآپریٹو بنک کی شاخوں کی تعداد ودیگر تفصیلات

*4624:ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیاوزیرامداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں کوآپریٹو بنک کی شاخیں کس کس جگہ چل رہی ہیں؟

(ب) ان بنکوں کی سال08۔2007 اور09۔2008 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل سال وار بتائیں؟

(ج) ان بنکوں سے سال08۔2007اور09۔2008 کے دوران کتنی رقم بطور قرض کسانوں کودی گئی؟

(د) یہ رقم کس کس مقصد کے لئے فراہم کی گئی؟

(ہ) اس وقت ان بنکوں کے ڈیفالٹرز کی تعداد کتنی ہے؟

وزیرامداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کی شاخیں گوجرانوالہ ،وزیرآباد، علی پور چٹھہ،نوشہرہ ورکاں اور کامونکی کے مقام پر کام کررہی ہیں۔

(ب) ضلع گوجرانوالہ کی ان شاخوں کی سال08۔2007اور09۔2008 کی آمدن اوراخراجات کی سال وار تفصیل اس طرح ہے:

نام برانچ	سال	آمدن	اخراجات
گوجرانوالہ	08-2007	1,91,16,573/-	1,27,56,730/-
	09-2008	1,93,01,846/-	1,45,07,238/-
وزیرآباد	08-2007	85,99,831/-	20,77,656/-
	09-2008	1,01,48,504/-	24,02,842/-
علی پور چٹھہ	08-2007	67,55,371/-	14,78,570/-
	09-2008	70,59,826/-	18,19,383/-
نوشہرہ ورکاں	08-2007	76,68,107/-	20,68,250/-
	09-2008	85,84,120/-	25,23,465/-
کامونکی	08-2007	1,05,79,395/-	21,88,400/-
	09-2008	1,36,51,130/-	29,84,056/-

(ج) ضلع گوجرانوالہ کی ان شاخوں میں سال 08۔2007اور 09۔2008کے دوران کسانوں کو دی گئی قرضہ کی رقم کی سال وار تفصیل اس طرح ہے:

نام برانچ	سال	تفصیل رقم جو بطور قرض دی گئی۔
گوجرانوالہ	2007۔08	7,85,25,365/۔
	2008۔09	7,68,25,368/۔
وزیرآباد	2007۔08	4,95,25,365/۔
	2008۔09	4,89,32,657/۔
علی پور چٹھہ	2007۔08	4,30,25,698/۔
	2008۔09	4,25,36,987/۔
نوشہرہ ورکاں	2007۔08	4,70,25,365/۔
	2008۔09	4,65,23,589/۔
کاموںکی	2007۔08	4,08,16,544/۔
	2008۔09	3,90,31,049/۔

(د) یہ رقم قرضہ کسانوں کو برائے خرید زرعی مداخل کھاد، بیج، زرعی ادویات وغیرہ اور برائے خرید بھیڑ بکری فراہم کی گئی ہے۔

(ہ) اس وقت ان شاخوں میں ڈیفالٹرز کی کل تعداد 1290 ہے جس کی برانچ وار تفصیل اس طرح ہے:

نمبر شمار	نام برانچ	تعداد ڈیفالٹرز سوسائٹیز:	تعداد ممبران ڈیفالٹرز سوسائٹیز:	تعداد ڈیفالٹرز انفرادی قرضہ	کل تعداد ڈیفالٹرز
1	گوجرانوالہ	86	210	452	662
2	وزیرآباد	40	47	59	106
3	علی پور چٹھہ	20	61	64	125
4	نوشہرہ ورکاں	35	210	53	263
5	کاموںکے	25	57	77	134
	میزان:	206	585	705	1290

ضلع گوجرانوالہ، کسانوں کو قرضہ جات فراہم کرنے کی تفصیلات

*4625: **ڈاکٹر محمد اشرف چوہان:** کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں پنجاب کوآپریٹو بنک کے انچارج صاحبان کے نام، عہدہ جات اور گریڈ بتائیں؟

(ب) ان بنکوں سے سال08-2007اور09-2008کے دوران ٹریکٹر اور زرعی آلات کے لئے کتنی گرانٹ بطور قرض کسانوں کو فراہم کی گئی؟

(ج) یہ گرانٹ کس شرح سود پر کسانوں کو فراہم کی گئی؟

(د) یہ گرانٹ کس مجاز اتھارٹی کی منظوری سے دی گئی؟

(ہ) برانچ مینیجر کو کتنی گرانٹ بطور قرض دینے کا اختیار ہے؟

(و) ان بنکوں کے پاس کون کون سی سرکاری گاڑیاں ہیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کی شاخوں میں تعینات انچارج صاحبان کے نام، عہدہ جات اور گریڈ کی تفصیل اس طرح ہے:-

نمبر شمار	نام برانچ	نام انچارج	عہدہ	بنک گریڈ
01	گوجرانوالہ	سلیم حسن چیمہ	قائم مقام منیجر	5
02	وزیرآباد	خالد محمود وڑائچ	قائم مقام منیجر	5
03	علی پور چٹھہ	فاروق احمد فاروقی	قائم مقام منیجر	5
04	نوشہرہ ورکاں	محمد منشاً	قائم مقام منیجر	5
05	کاموکی	سید مجاہد حسین شاہ	قائم مقام منیجر	5

(ب) بنک ہذا کی ان شاخوں میں سال08-2007اور09-2008کے دوران ٹریکٹر اور زرعی آلات کے لئے فنڈز کی کمی کی وجہ سے کوئی قرضہ جاری نہیں کیا گیا۔

(ج) بنک ہذا نے سال08-2007اور 09-2008کے دوران خرید ٹریکٹر اور زرعی آلات کے لئے کوئی قرضہ جاری نہیں کیا تاہم اس قرضہ کی موجودہ شرح مارک اپ 16 فیصد ہے۔

(د) جز(ب) میں وضاحت کر دی گئی ہے۔

(ہ) برانچ مینیجر کو انجمن ہائے کی منظور شدہ حد قرضہ برائے فصلی قرضہ جات و طلائی زیورات کی کفالت کے عوض مبلغ-/1,00,000روپے تک کا قرضہ جاری کرنے کا اختیار ہے۔

(و) ضلع گوجرانوالہ میں زیر استعمال سرکاری گاڑیوں کی تفصیل اس طرح ہے۔

نمبر شمار	تفصیل گاڑی	زیر استعمال	مقصد
01	ہنڈا سوک، ماڈل2006	زونل چیف	برائے انسپکشن
	رجسٹریشن نمبرLWH 8255		برانچز وصولی قرضہ
02	سوزوکی جیپ پوٹھوہار،	برائے وصولی فیلڈ ڈیوٹی	برائے وصولی قرضہ
	ماڈل2006، رجسٹریشن		
	نمبرLWE 8805		

03	سوزوکی جیپ پوٹھوہار، ماڈل2001، رجسٹریشن نمبر LXW 3216	ڈسٹرکٹ مینجر /کوآپریٹو فیلڈ سٹاف	برائے انسپکشن برانچز وصولی قرضہ

ضلع سرگودھا، کوآپریٹو سوسائٹیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4716: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں امداد باہمی کے تحت کتنی کوآپریٹو سوسائٹیاں چل رہی ہیں؟

(ب) کوآپریٹو سوسائٹی بنانے کے لئے کیا کیا requirements ہیں؟

(ج) یکم جنوری2009 سے آج تک کس کس کوآپریٹو سوسائٹی کو رقم بطور قرض فراہم کی گئی ان کے نام و پتاجات اور قرض کی تفصیل بتائیں؟

(د) اس ضلع میں کل کتنی کوآپریٹو سوسائٹیاں defaulter ہیں؟

(ہ) ڈیفالٹر سوسائٹیوں سے کتنی رقم وصول کرنی ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع سرگودھا میں امداد باہمی کے تحت 1027 سوسائٹیاں کام کر رہی ہیں جن کی برانچ وار تفصیل اس طرح ہے:-

نمبر شمار	نام برانچ	تعداد سوسائٹی
01	سرگودھا	441
02	شاہپور	50
03	ساہیوال ضلع سرگودھا	69
04	بھلوال	160
05	کوٹ مومن	165
06	بھیرہ	142
	میزان	1027

(ب) کوآپریٹو سوسائٹی بنانے کے سلسلہ میں کسی ایک موضع کے کم از کم 30 ممبران جن کا کاشتکاران / مالکان اراضی ہونا ضروری ہے جن کی شمولیت سے انجمن تشکیل پاتی ہے۔ان کی عمر 18 سال سے کم نہ ہو اور وہ اس سے پہلے کسی دیگر انجمن کے ممبر نہ ہوں۔ یہ تمام افراد مل کر ایک درخواست برائے تشکیل رجسٹریشن سوسائٹی بنام اسسٹنٹ رجسٹرار، کوآپریٹو سوسائٹیز (متعلقہ) کو دیتے ہیں جو اس سوسائٹی کو کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925 کے تحت حاصل شدہ اختیارات کے تحت رجسٹر کیا ہے۔

(ج) ضلع سرگودھا میں پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کی چھ برانچوں نے یکم جنوری2009 سے آج تک مبلغ-/7,89,57,653 روپے قرضہ فراہم کیاہے۔جن کوآپریٹو سوسائٹیز کو رقم بطور قرض فراہم کی ان کے نام،پتاجات ورقم قرضہ کی تفصیل تتمہ (ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ضلع سرگودھا میں اس وقت ڈیفالٹر کوآپریٹو سوسائٹیز کی تعداد 86 ہے جس کی برانچ وار تفصیل اس طرح ہے:۔

نمبر شمار	نام برانچ	تعداد ڈیفالٹر کوآپریٹو سوسائٹیز:
1	سرگودھا	50
2	ساہیوال ضلع سرگودھا	4
3	بھلوال	9
4	کوٹ مومن	21
5	بھیرہ	3
	میزان	87

(ہ) ضلع سرگودھا میں ڈیفالٹر کوآپریٹو سوسائٹیز سے واجب الوصول رقم مبلغ-/1,16,09,593 روپے ہے جس کی برانچ وار تفصیل تتمہ (ہ)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تحصیل بھلوال میں کوآپریٹو بنکوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4723: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیاوزیرامداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل بھلوال میں کوآپریٹو بنک کی کتنی برانچیں کس کس جگہ کام کر رہی ہیں؟

(ب) ان برانچوں کی سال09۔2008اور10۔2009 کی آمدن اور اخراجات بتائیں؟

(ج) ان برانچز کے انچارج کے نام،عہدہ،گریڈ بتائیں؟

(د) ان برانچوں سے یکم جنوری2008 سے آج تک کتنے افراد کو کس کس مقصد کے لئے قرض جاری کیا گیا؟

وزیرامداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) تحصیل بھلوال میں کوآپریٹو بنک کی دو برانچیں بھلوال اور بھیرہ کے مقام پر کام کر رہی ہیں۔

(ب) تحصیل بھلوال کی ان برانچوں کی سال09-2008اور10-2009 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل اس طرح ہے۔

نمبر شمار	نام برانچ	سال	آمدنی	اخراجات
01	بھلوال	2008-09	5942366/-	2879077/-
	01-07-09to31-12-09	2009-10	2908824/-	1563984/-
02	بھیرہ	2008-09	3236823/-	2178800/-
03	01-07-09to31-12-09	2009-10	20,10,422/-	11,49,871/-

(ج) تحصیل بھلوال کی ان برانچوں کے انچارج کے نام عہدہ، گریڈ کی تفصیل اس طرح ہے۔

نمبر شمار	نام برانچ	نام انچارج	عہدہ	بنک گریڈ
1	بھلوال	مسٹر حق نواز	منیجر	6
2	بھیرہ	مسٹر نصر اللہ خان	قائم مقام منیجر	5

(د) تحصیل بھلوال کی ان برانچوں نے یکم جنوری 2008 سے آج تک انفرادی مقروضان کو بھی قرضے جاری کئے ہیں اور انجمن ہائے کے ذریعے بھی جاری کئے ہیں جتنے قرضے جاری کئے ہیں ان کی برانچ وار تفصیل اس طرح ہے۔

نمبر شمار	نام برانچ	تفصیل قرضہ	تعداد مقروضان انفرادی قرضہ	تعداد مقروض انجمن ہائے	رقم قرضہ
1	بھلوال	1۔فصلی قرضہ	-	266	4,93,89,210/-
		2۔ریوالونگ فصلی قرضہ	-	2	5,28,180/-
		3۔لائیو سٹاک ریوالونگ	-	2	2,00,700/-
		4۔گولڈلون	615	-	3,46,17,500/-
		5۔قرضہ برائے خرید بھیڑ بکری	34	-	40,32,300/-
			649	270	8,87,67,890/-
2	بھیرہ	1۔فصلی قرضہ	-	236	3,03,28,800/-
		2۔ریوالونگ فصلی قرضہ	-	22	31,87,907/-
		3۔لائیو سٹاک ریوالونگ	-	31	37,73,198/-
		4۔گولڈلون	446	-	98,08,146/-
		5۔قرضہ برائے خرید بھیڑ بکری	35	-	3,16,800/-
			481	289	4,74,14,851/-

سال 2009-10، کاشتکاروں کو قرضے جاری کرنے کی تفصیلات

*4789: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک نے سال 2009-10 میں کاشتکاروں کے لئے کل کتنی رقم رکھی؟

(ب) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک نے سال10-2009 کے دوران کاشتکاروں کو کن کن فصلوں کے لئے کتنے قرضے جاری کئے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک نے سال10۔2009 میں کاشتکاروں کو قرضہ جات کی مد میں فراہم کرنے کے لئے مبلغ۔/7000.000 ملین روپے مختص کئے ہیں۔

(ب) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک نے سال10۔2009 کے دوران کاشتکاروں کو فصل خریف 2009اور ربیع10۔2009 کے لئے قرضہ جات جاری کئے ہیں۔ فصل ربیع 10۔2009 کے لئے قرضہ جات کا اجراء تاحال جاری ہے۔ فصل وار اجراء کی تفصیل اس طرح ہے:

نمبر شمار	نام فصل	رقم اجراء قرضہ
1	خریف2009	2,35,64,67,302/۔روپے
2	ربیع10۔2009	1,49,62,94,231/۔روپے

ضلع فیصل آباد میں کوآپریٹو بنک کی شاخوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4984: **چودھری ظہیر الدین خان:** کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ کی کتنی شاخیں کس کس جگہ کام کر رہی ہیں؟

(ب) یکم جنوری2008 سے آج تک ان برانچوں سے کسانوں اور عوام الناس کو کتنی مالیت کے قرضہ جات کن کن مقاصد کے لئے جاری کئے گئے ہیں تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) ان قرضہ جات کی منظوری دینے والی اتھارٹی کا نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع فیصل آباد میں دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کی کل 8 برانچیں کام کر رہی ہیں جن کی تفصیل اس طرح ہے۔

نمبر شمار	نام برانچ	پتاجات
1	فیصل آباد	قیصری گیٹ، ریل بازار، فیصل آباد
2	چک جھمرہ	غلہ منڈی، چک جھمرہ
3	ڈجکوٹ	سمندری روڈ، ڈجکوٹ۔
4	جڑانوالہ	واٹر ورکس روڈ، جڑانوالہ
5	کھرڑیانوالہ	جڑانوالہ روڈ کھرڑیانوالہ

6	سمندری	غلہ منڈی، سمندری
7	تاندلیانوالہ	غلہ منڈی،تاندلیانوالہ
8	ماموں کانجن	بنک بازار،ماموں کانجن

(ب) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ ضلع فیصل آباد کی ان برانچوں میں یکم جنوری سے2008 سے آج تک مبلغ81کروڑ66لاکھ22ہزار5سو47روپے کسانوں کو فراہم کئے گئے جس کی برانچ وار،مدوار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک ضلع فیصل آباد کی برانچوں میں قرضہ جات کی منظوری دینے والی اتھارٹی کانام عہدہ اور گریڈ کی تفصیل اس طرح ہے۔

نمبر شمار	نام برانچ	نام قرضہ منظور کردہ افسر	عہدہ	گریڈ
1	فیصل آباد	ملک امیر افضل	منیجر	2
2	چک جھمرہ	نصرت عباس شاہ	قائم مقام منیجر	3
3	ڈجکوٹ	محمد انور بیگ	قائم مقام منیجر	3
4	جڑانوالہ	ارشاد احمد ملک	منیجر	2
5	کھرڑیانوالہ	محمد سلیم	منیجر	2
6	سمندری	عبدالمجید	قائم مقام منیجر	3
7	تاندلیانوالہ	لیاقت علی	قائم مقام منیجر	3
8	ماموں کانجن	محمد اقبال	قائم مقام منیجر	3

ضلع اوکاڑہ میں کی کوآپریٹو بنکوں کی برانچوں میں جعلی ناموں سے کھاتے کھول کر قرضے فراہم کرنے کی تفصیلات

*5276:جناب علی حیدر نور خان نیازی:کیاوزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ 2002تا2008 کے دوران ضلع اوکاڑہ میں قائم کوآپریٹو بنکوں کی تمام برانچوں میں جعلی ناموں سے کھاتے کھول کے قرضے دیئے گئے ہیں؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ انسپکشن ٹیم نے انکوائری بھی کی لیکن تاحال اعلیٰ حکام نے ان پر کوئی کارروائی نہ کی،اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ کوآپریٹو بنک حویلی لکھا برانچ میں 2002 سے2008 کے دوران سینکڑوں جعلی ناموں سے قرضے فراہم کئے گئے؟

(د) مذکورہ بالا عرصہ کے دوران حویلی لکھا برانچ کا کتنی دفعہ آڈٹ کیا گیا،آڈٹ ٹیم میں کون کون سے آفیسران شامل تھے،ان کے نام وعہدوں سے آگاہ فرمائیں؟

(ہ) کیا موجودہ ایم ڈی مذکورہ برانچ کا سپیشل آڈٹ کروانے کا ارادہ رکھتے ہیں تاکہ لاکھوں کروڑوں روپے کے گھپلوں کو سامنے لایا جاسکے؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ برانچ میں لاکھوں کروڑوں روپے کے گھپلوں کا انکشاف ہوا لیکن اس کے تاحال کوئی نتائج سامنے نہیں آئے متعلقہ انتظامیہ ایسا کیوں کر رہی ہے اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ 2002 تا2008 کے دوران ضلع اوکاڑہ میں قائم پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنکوں کی تمام برانچوں میں جعلی ناموں سے کھاتے کھول کر قرضہ جاری کئے گئے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کیونکہ 2002 تا2008 کے دوران نہ ہی جعلی ناموں سے کھاتے کھول کر قرضہ جاری کیا گیا اور نہ ہی اس ضمن میں کوئی انکوائری ہوئی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ حویلی لکھا برانچ میں 2002 تا2008 کے دوران سینکڑوں جعلی ناموں سے قرضے فراہم کئے گئے ہیں۔

(د) 2002 تا2008 کے دوران دیگر برانچوں کی طرح حویلی لکھا برانچ کا ہر سال باقاعدہ آڈٹ ہوتا رہا ہے جس میں ہیڈ آفس کے سینئر آڈٹ افسران نے آڈٹ کیا جس کی تفصیل اس طرح ہے:

نمبر شمار	نام آفیسر	عہدہ
1	محمد رفیق	منیجر آڈٹ
2	چودھری اعجاز احمد	سینئر منیجر آڈٹ
3	خالد رضا میر	سینئر منیجر آڈٹ سیل
4	چودھری عبدالمجید	سینئر منیجر آڈٹ سیل

(ہ) ضلع اوکاڑہ کی حویلی لکھا برانچ کا سپیشل آڈٹ از سال 2009، 2005 مکمل ہو چکا ہے۔ آڈٹ رپورٹ کے مطابق جن ملازمین نے ہیڈ آفس کی ہدایات کے برعکس غلطیاں کی ہیں ان کے خلاف قواعد وضوابط کے مطابق تادیبی کارروائی عمل میں لائی جارہی ہے۔

(و) دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ حویلی لکھا برانچ میں 2002 تا2008 کسی قسم کا گھپلا نہ ہوا ہے تاہم 2009 میں سابقا کیشئر مظہر بشیر ڈولہ نے بجلی کے بلوں کی مد میں 4,10,910/- روپے کا فراڈ کیا تھا جس میں سے 3,50,749/- روپے کی رقم وصول کر لی

گئی ہے بقایا رقم۔/60,161روپے مذکورہ کیشئر کے ذمہ ہے مذکورہ کیشئر کی غلطی کی سنگینی کو مدنظر رکھتے ہوئے بنک انتظامیہ نے اس کو ملازمت سے برخاست کر دیا ہے۔

سال2008-09،کسانوں کو قرضے فراہم کرنے کی تفصیلات

*5277:جناب علی حیدر نور خان نیازی:کیاوزیرامداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 2008-09 کے دوران کوآپریٹو بنک حویلی لکھا برانچ ضلع اوکاڑہ نے کتنے کسانوں کو قرضے فراہم کئے،ان کے علیٰحدہ علیٰحدہ نام وپتاجات سے آگاہ کریں؟

(ب) یہ قرضہ جات کتنے فیصد سود پر دیئے گئے اور یہ کس اتھارٹی کی اجازت سے فراہم کئے گئے؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ ان قرضہ جات کی ادائیگی پر متعلقہ بنک انتظامیہ نے ہزاروں روپے اپنا کمیشن بھی وصول کیا؟

(د) 2009 کے دوران جن لوگوں کو قرضے فراہم کئے گئے کیا اعلیٰ حکام ان کو طلب کر کے انکوائری کرنے کو تیار ہیں تاکہ متعلقہ بنک انتظامیہ کی بے قاعدگیاں سامنے آسکیں؟

وزیرامداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ حویلی لکھا برانچ میں سال 2008کے دوران مبلغ ۔/5,04,56,000روپے کے قرضہ جات جاری کئے گئے جبکہ سال2009کے دوران مبلغ ۔/6,29,46,400روپے کے قرضہ جات کسانوں کو فراہم کئے گئے۔مجموعی طور پر دوسال میں مبلغ ۔/11,34,02,400روپے کے قرضہ جات جاری کئے گئے جس کی سال وار تفصیل تتمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران جن مدات میں جس شرح مارک اپ پر قرضہ جات جاری کئے گئے اس شرح مارک اپ کا تعین ایڈمنسٹریٹر بنک ہذا نے کیا ہے جنہیں بروئے بنک بائی لاز بورڈ آف ڈائریکٹرز کے اختیارات حاصل ہیں اور بنک ہذا کے قرضہ جات پر شرح مارک اپ کے تعین کرنے کا اختیار بورڈ آف ڈائریکٹرز کو حاصل ہے تفصیل حسب ذیل ہے:

نمبر شمار	قسم قرضہ / سکیم قرضہ	شرح مارک اپ
1	گولڈ لون	16فیصد
2	فصلی قرضہ جات	15فیصد
3	لائیو سٹاک بھیڑ بکری	13فیصد

(ج) یہ درست نہ ہے کیونکہ بنک انتظامیہ نے قرضہ جات کے اجراء کے سلسلہ میں کسی قسم کا کمیشن حاصل نہ کیا ہے۔

(د) بنک کے قرضہ جات تمام تر جانچ پڑتال کے بعد پالیسی کے مطابق کوآپریٹو فیلڈ سٹاف کی سفارشات پر جاری کئے جاتے ہیں۔اگر کسی برانچ میں کسی قسم کی بے قاعدگی کی گئی ہو تو دوران آڈٹ ایسی بے قاعدگی خود بخود سامنے آجاتی ہے جس پر متعلقہ ذمہ دار بنک افسران کے خلاف تادیبی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے تاہم بے قاعدگی کو سامنے لانے کے لئے جن لوگوں نے قرضے حاصل کئے ہیں ان کو طلب کر کے انکوائری کرنے کی ضرورت نہ ہے۔

ضلع رحیم یار خان، کوآپریٹو سوسائٹیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5463: محترمہ مائزہ حمید: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع رحیم یار خان میں کل کتنی کوآپریٹو سوسائٹیاں کس کس نام سے کام کر رہی ہیں؟

(ب) ان سوسائٹیوں سے حکومت کو کیا فوائد حاصل ہیں، ان کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) 2008-09 اور 2009-10 کے دوران ان سوسائٹیوں کی کارکردگی کیا رہی، اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(د) کیا مذکورہ عرصہ میں ان سوسائٹیوں کا آڈٹ ہوا اگر ہاں تو اس کی رپورٹ لف کریں؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف)

ایگریکلچرل ان لمیٹڈ سوسائٹیز:	1049
ایگریکلچرل لمیٹڈ سوسائٹیز:	26
کوآپریٹو ویلج آرگنائزیشن برائے تحفظ	45
خوراک و فروغ پیداوار لمیٹڈ سوسائٹیز:	01
ضلعی فیڈریشن	
میزان	1121

(ب)

1۔ امداد باہمی کی انجمن ہائے چھوٹے زمینداروں اور کاشتکاروں کی فلاح و بہبود کے لئے خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔

2۔ جملہ چھوٹے زمینداروں /کاشتکاروں کوان کی زرعی ضروریات از قسم کھاد،بیج،زرعی ادویات و دیگر آلات کی خرید کے لئے قرضہ جات جاری کئے جاتے ہیں۔

3۔ قرضہ جات محدود پیمانے پر اور زرعی ضروریات کے تحت نقد ادا کئے جاتے ہیں تاکہ یہ طبقہ نقد رقومات کی ادائیگی کے بعد معیاری زرعی اشیاء ارزاں نرخوں پر خرید کر سکیں۔ بصورت دیگر ادھار پر حاصل کردہ زرعی اشیاء غیر معیاری اور مہنگے داموں خرید کرنے کے لئے یہ طبقہ مجبور ہوتا ہے۔

4۔ علاوہ ازیں ٹریکٹرز و دیگر زرعی آلات کی خرید کے علاوہ ڈیری ڈویلپمنٹ کے طویل مدتی اور آسان اقساط پر قرضہ بھی اسی جذبہ کے تحت جاری کئے جاتے ہیں۔

5۔ حکومت کو بھی اس سے فوائد حاصل ہیں۔ان قرضہ جات سے امداد باہمی کی انجمن ہائے کے ذریعے چھوٹے زمیندار ان اور کاشتکار ان کو معاشی استحصال سے بچایا جاتا ہے جس کی وجہ سے امداد باہمی کی یہ انجمن ہائے زرعی پیداوار میں اضافہ کے لئے نمایاں خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔

6۔ ان انجمن ہائے کے ذریعہ کسان اپنے معاشرتی ومالی مسائل اپنی مدد آپ کے تحت خود حل کر رہے ہیں جو کہ اسلام کی اصل روح ہے۔

(ج) تفصیل چلت قرضہ برائے سال09۔2008

رقم چلت قرضہ (in lac)	تعداد انجمن ہائے	تعداد مقروضان
1684.99	785	7117

برائے سال10۔2009

رقم چلت قرضہ (in lac)	تعداد انجمن ہائے	تعداد مقروضان
1589.63	753	7114

تفصیلی وصولی قرضہ برائے سال09۔2008

رقم وصولی قرضہ (in Lac)

1682.99

برائے سال10۔2009

رقم وصولی قرضہ (in Lac)

1585.63

(د) آڈٹ پوزیشن آف سوسائٹیز ضلع رحیم یار خان:

سال09۔2008

آڈٹ واجب	آڈٹ کئے گئے	آڈٹ بقایا
1121	1121	NIL

سال10۔2009

آڈٹ واجب	آڈٹ کئے گئے	آڈٹ بقایا
992	882	110

نوٹ: کوآپریٹو سوسائٹیز کے بقایا110آڈٹ مورخہ 2010۔06۔03تک مکمل ہوں گے۔

فیصل آباد میں کوآپریٹو سوسائٹیز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5711: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد میں محکمہ امداد باہمی کے تحت کوآپریٹو سوسائٹیز کتنی ہیں؟

(ب) یکم جنوری2009سے آج تک ان سوسائٹیز کو کتنا قرض دیا گیا؟

(ج) یہ قرض کس کس مقصد کے لئے فراہم کیا گیا؟

(د) یہ قرض کس شرح سود پر دیا گیا؟

(ہ) اس ضلع میں کون کون سی سوسائٹیز ڈیفالٹر ہیں اور ان کے ذمہ کتنا قرض ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) فیصل آباد میں محکمہ امداد باہمی کے تحت کام کرنے والی کوآپریٹو سوسائٹیز کی تعداد 2151ہے۔

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران ان کوآپریٹو سوسائٹیز کو مبلغ42کروڑ34لاکھ24ہزار758روپے کا قرض دیا گیا۔

(ج) یہ قرضہ برائے خرید زرعی مداخل کھاد بیج، زرعی ادویات وغیرہ، برائے مال مویشی و دودھیلے جانور و صنعت کاری کی ترقی کے لئے دیا گیا۔

(د) یہ قرضہ برائے خرید زرعی مداخل کھاد بیج، زرعی ادویات وغیرہ16فیصد، برائے مال مویشی و دودھیلے جانور13فیصد و صنعتکاری کی ترقی کے لئے16فیصد مارک اپ پر دیا گیا۔

(ہ) ضلع فیصل آباد میں ڈیفالٹر کوآپریٹو سوسائٹیز کی تعداد472ہے جن کے ذمہ قرضہ مبلغ9کروڑ 17لاکھ 29ہزار 805روپے بقایا ہے جس کی سوسائٹی اور برانچ وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

فیصل آباد۔ محکمہ امداد باہمی کے دفاتر کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5712: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد میں محکمہ امداد باہمی کے کتنے دفاتر کس کس جگہ چل رہے ہیں؟

(ب) فیصل آباد محکمہ امداد باہمی کو سال09۔2008 اور10۔2009 کے دوران کتنی گرانٹ فراہم کی گئی؟

(ج) کتنی رقم ترقیاتی کاموں پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم غیر ترقیاتی کاموں پر خرچ ہوئی؟

(ہ) اس ضلع میں محکمہ ہذا کے کتنے ادارے کس کس جگہ چل رہے ہیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف)

1۔ ڈسٹرکٹ آفیسر کوآپریٹوز بمقام جیل روڈ بالمقابل الائیڈ ہسپتال فیصل آباد۔
2۔ ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر کوآپریٹوز بمقام جیل روڈ بالمقابل الائیڈ ہسپتال فیصل آباد
3۔ اسسٹنٹ رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز فیصل آباد --ایضاً--
4۔ انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز فیصل آباد صدر --ایضاً--
5۔ انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز نشاط آباد فیصل آباد --ایضاً--
6۔ انڈسٹریل اسسٹنٹ رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز فیصل آباد --ایضاً--
7۔ انڈسٹریل انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز فیصل آباد I --ایضاً--
8۔ انڈسٹریل انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز فیصل آباد II --ایضاً--
9۔ کوآپریٹو ٹریننگ کالج سرگودھا روڈ فیصل آباد
10۔ لیڈی انسپکٹریس کوآپریٹو سوسائٹیز فیصل آباد بمقام مکان نمبر180 گلبرگ۔اے فیصل آباد
11۔ اسسٹنٹ رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز سمندری بمقام فارم سروس سنٹر تاندلیانوالہ روڈ سمندری
12۔ انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز مرکز سمندری بمقام فارم سروس سنٹر تاندلیانوالہ روڈ سمندری۔
13۔ انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز مرکز تاندلیانوالہ بمقام غلہ منڈی تاندلیانوالہ
14۔ انسپکٹر کو کوآپریٹو سوسائٹیز مرکز بالک بمقام غلہ منڈی تاندلیانوالہ
15۔ انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز مرکز ماموں کانجن
16۔ انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز مرکز گڑھ
17۔ اسسٹنٹ رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز جڑانوالہ بمقام چک نمبر240 موڑ جڑانوالہ
18۔ انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز مرکز جڑانوالہ --ایضاً--
19۔ انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز مرکز لنڈیانوالہ تحصیل جڑانوالہ
20۔ انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز مرکز کھرڑیانوالہ تحصیل جڑانوالہ
21۔ انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز مرکز ستیانہ تحصیل جڑانوالہ

22۔ انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز مرکز چک جھمرہ بمقام غلہ منڈی چک جھمرہ۔
23۔ انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز مرکز ڈجکوٹ اڈا تحصیل فیصل آباد
24۔ انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز مرکز ٹھیکریوالہ تحصیل فیصل آباد

(ب)

سال09۔2008	سال10۔2009	میزان
19808761/۔	21469514/۔	41278275/۔

(ج) کوئی نہیں۔

(د)

سال09۔2008	سال10۔2009	میزان
19484715/۔	19217423/۔	38702138/۔

(ہ) اس ضلع میں 2151 کوآپریٹو سوسائٹیز رجسٹرڈ ہیں جن کی تفصیل تحصیل وار درج ذیل ہے۔

نام تحصیل	تعداد کوآپریٹو سوسائٹیز
1۔ فیصل آباد بشمول چک جھمرہ	655
2۔ سمندری بشمول تاندلیانوالہ	837
3۔ جڑانوالہ	659
میزان	2151

اس کے علاوہ ضلع ہذا میں پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ کا زونل آفس اور برانچز موجود ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔ زونل آفس دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ فیصل آباد بمقام ریل بازار فیصل آباد۔
2۔ دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ فیصل آباد برانچ ۔۔۔ایضاً۔۔۔
3۔ دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ ڈجکوٹ برانچ
4۔ دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ سمندری برانچ۔
5۔ دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ تاندلیانوالہ برانچ۔
6۔ دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ ماموں کانجن برانچ۔
7۔ دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ گڑھ برانچ
8۔ دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ جڑانوالہ برانچ۔
9۔ دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ کھرڑیانوالہ برانچ۔

پنجاب لیکویڈیشن بورڈ کے ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6184: محترمہ سیمل کامران: کیاوزیرامداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب لیکویڈیشن بورڈ میں کام کرنے والے عملے کی تعداد، نام، عہدہ، گریڈاور حاصل کی جانے والی تنخواہ و دیگر مراعات کی مکمل تفصیلات بیان فرمائیں؟

(ب) مذکورہ بورڈ کی کل کتنی پراپرٹی راولپنڈی، اسلام آباد اور لاہور میں موجود ہے، جس پر ناجائز قابضین موجود ہیں، مکمل تفصیلات سے آگاہ کیا جائے، قابضین کے نام کب سے قابض ہیں اور ان کے خلاف کی گئی کارروائی سے مطلع کیا جائے؟

وزیرامداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ساہیوال، ڈپٹی رجسٹرار کوآپریٹو کا دفتر قائم کرنے کی تفصیلات

*6789: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیاوزیرامداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ ساہیوال کو ڈویژنل ہیڈکوارٹر کا درجہ دیا جاچکا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو ساہیوال میں ڈپٹی رجسٹرار کوآپریٹو کا دفتر ابھی تک قائم نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں نیز مذکورہ دفتر کب تک قائم کر دیا جائے گا؟

وزیرامداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ہاں! یہ درست ہے کہ ساہیوال کو حکومت پنجاب کے جاری کردہ نوٹیفکیشن نمبر-1002 2008/334/DIR/RD مورخہ 05-11-2008 کے تحت ڈویژنل ہیڈکوارٹر کا درجہ دیا جاچکا ہے-

(ب) ساہیوال میں ڈپٹی رجسٹرار کوآپریٹوز کا دفتر قائم کرنے کے لئے، ڈسٹرکٹ آفیسر/ڈپٹی رجسٹرار کوآپریٹوز ساہیوال ڈویژن ساہیوال مع ماتحت عملہ کی اسامیوں کی منظوری کے لئے محکمہ خزانہ حکومت پنجاب کو بذریعہ چٹھی نمبر E&A (COOP)3-20-2009 مورخہ 18-02-2010 تحریر کیا جاچکا ہے۔ جونہی محکمہ خزانہ کی طرف سے منظوری ہو جائے گی ساہیوال میں ڈسٹرکٹ آفیسر/ڈپٹی رجسٹرار کوآپریٹوز کا دفتر قائم کر دیا جائے گا-

جناب سپیکر: اولکھ صاحب! آپ شیخ علاؤالدین صاحب سے بھی coordinate کر لیں، آپ کو کوئی فائدے کی بات بتادیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ان کے پاس درانی صاحب جیسا بندہ اب ہے، یہ اسی سے استفادہ کر لیں۔

توجہ دلاؤ نوٹس

(کوئی توجہ دلاؤ نوٹس پیش نہ ہوا)

جناب سپیکر: اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔ محمد شفیق خان کا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 510 ہے، کیا وہ تشریف رکھتے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ان کے خاندان میں کوئی فوتیدگی ہو گئی تھی۔ اگر رولز اجازت دیتے ہیں تو آپ اسے pending کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر کوئی ان کے behalf پر اس توجہ دلاؤ نوٹس کو take up کرنا چاہتا ہے تو ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: ایسا نہیں ہو سکتا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پھر اس کو dispose of کر دیں۔

جناب سپیکر: یہ توجہ دلاؤ نوٹس dispose of کیا جاتا ہے۔ دوسرا توجہ دلاؤ نوٹس چودھری ظہیر الدین خان صاحب کا ہے، وہ بھی تشریف نہیں رکھتے اس لئے یہ بھی dispose of کیا جاتا ہے۔

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب سپیکر: اب تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ رانا ارشد صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 28 کا جواب آنا تھا۔ رانا ارشد صاحب ابھی یہاں تھے لیکن اب موجود نہیں ہیں۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 29 چودھری محمد اویس اسلم مڈہانہ صاحب کی ہے، وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ دونوں صاحبان موجود نہیں ہیں اس لئے یہ تحاریک استحقاق pending کر لیتے ہیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ شیخ علاؤالدین صاحب کی دو تحاریک التوائے کار ہیں ایک کا نمبر488اور دوسری کا490ہے،ان کے جواب آنے تھے۔

شیخ علاؤالدین: یہ pending ہیں،ان کا جواب آنا ہے۔

جناب سپیکر: جی،راناصاحب!

سینٹ ڈینس گرلزہائی سکول کشمیر پوائنٹ مری کو جلائے جانے سے سینکڑوں بچیوں کا مستقبل تاریک ہونے کا خدشہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر!اس کا جواب محکمہ کی طرف سے موصول ہوا ہے اس کے مطابق سینٹ ڈینس گرلزہائی سکول کشمیر پوائنٹ کر سچئین سوسائٹی کے زیر اہتمام چل رہا ہے،اس سکول کا محکمہ تعلیم راولپنڈی سے کوئی تعلق نہ ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ وہی سکول ہے جس کے بارے میں، میں نے عرض کیا تھا۔ لاء منسٹر صاحب جیسے کہہ رہے ہیں کہ اس سکول کا تعلق محکمہ تعلیم سے نہیں ہے لیکن یہ حکومت پنجاب کی jurisdiction میں ہے جیسا کہ آپ سے میں نے عرض کیا تھا کہ یہ ساڑھے تین سو کنال زمین کا معاملہ ہے۔اب آپ جو مناسب سمجھتے ہیں وہ فیصلہ کر لیں۔

جناب سپیکر: جہاں تک تو محکمہ تعلیم پنجاب حکومت کا معاملہ ہے تو یہ ادارہ محکمہ تعلیم کے ماتحت نہیں ہے۔ میرے خیال میں آپ راناصاحب سے علیحدہ بیٹھ کر میٹنگ کر لیں تو بہتر رہے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر490 بھی شیخ صاحب کی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ منرل واٹر کے بارے میں تھی۔اس کو آپ دیکھ لیجئے کیونکہ اس پر کل بھی اخباروں میں خبریں شائع ہوئی تھیں کہ منرل واٹر کا قوم سے فراڈ کیا جارہا ہے۔

جناب سپیکر: جی،وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر490 کا جواب موصول نہیں ہوا،اس کو اگلے ہفتے تک pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے،اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک pending کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 565/2010 حاجی میاں محمد اعظم چیلہ صاحب کی ہے، موجود نہیں ہیں اس لئے یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 566/2010 محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی ہے۔جی، محترمہ!

حکومت کی جانب سے بادشاہی مسجد لاہور سے چوری ہونے والے نعلین مبارک کی بازیابی کے لئے ٹھوس اقدامات نہ اٹھانا

محترمہ سیمل کامران: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔معاملہ یہ ہے کہ روزنامہ "ایکسپریس" مورخہ 10-07-19 کی خبر کے مطابق صوبہ پنجاب کے شہر لاہور میں واقعہ بادشاہی مسجد سے چوری ہونے والے نعلین مبارک کی بازیابی کے لئے حکومت نے اب تک کوئی مؤثر اقدامات نہیں اٹھائے بلکہ کیس کو داخل دفتر کر دیا ہے۔ذرائع کے مطابق نعلین مبارک کی تفتیش کا بنیادی نکتہ محکمہ اوقاف کے حکام بالا سے ہے کیونکہ نعلین مبارک محکمہ اوقاف کی تحویل سے چوری ہوئے۔یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ نعلین پاک کو چوری ہوئے آٹھ سال کا طویل عرصہ گزر گیا مگر آج تک کوئی مؤثر پیشرفت نہیں ہوئی لیکن قانون نافذ کرنے والے اداروں نے کوئی عملی اقدامات نہ اٹھائے جس سے ہر کلمہ گو کے جذبات کو ٹھیس پہنچی ہے کیونکہ نبی ﷺ کے تبرکات ملت اسلامیہ کے لئے عقیدت و محبت اور وابستگی کی علامت ہیں اس لئے پاکستان اور صوبہ پنجاب کے مسلمانوں میں بے چینی اور اضطراب کی لہر پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کی اجازت دی جائے۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس افسوسناک واقعہ جس کی نشاندہی اس تحریک التوائے کار میں کی گئی ہے اس مقصد کے لئے دو تفتیشی ٹیمیں حکومت پنجاب اور محکمہ داخلہ کے

تحت بنائی گئی ہیں جس میں جناب نوید الٰہی، ڈپٹی ڈائریکٹر انٹیلی جنس بیورو پنجاب، جناب افتخار حسین شاہ، اسسٹنٹ ڈائریکٹر ایف آئی اے کرائم سرکل اور محمد عمر ورک، ڈی ایس پی پر مشتمل ایک joint investigation team بنائی گئی ہے۔ اس کے علاوہ Deputy Inspector General Police Investigation Lahore نے بھی ایک ٹیم تشکیل دی ہے جس میں چودھری مسعود عزیز S.P Organized Crime محمد عمر ورک، انسپکٹر خالد اور اس طرح سے تقریباً آٹھ کے قریب سینئر اور تجربہ کار پولیس افسران شامل ہیں۔ یہ دونوں تفتیشی ٹیمیں اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اس واقعہ کی تفتیش کر رہی ہیں لیکن سر دست اس کا کوئی سراغ نہیں ملا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! یہ اس طرح کا issue ہے کہ جن لوگوں کی موجودگی میں یہ چوری ہوئی تھی کیا ان کے خلاف کوئی کارروائی ہوئی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں تمام لوگوں کو interrogate کیا گیا ہے یعنی investigation کے تمام circles میں جو لوگ بادشاہی مسجد اور اس محکمے سے متعلقہ ہیں لیکن اس کا سرِ دست کوئی سراغ نہیں مل سکا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جس طرح لاء منسٹر صاحب بتا رہے ہیں تو میرے خیال میں کوشش ہو رہی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب کا یہ دینی فریضہ بھی ہے تو اس بات پر اسے dispose of کیا جاتا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں بس یہی گزارش کرنی چاہوں گی کہ اس میں جو لوگ بھی قصوروار ہیں ان کو کڑی سے کڑی سزا دینی چاہئے کیونکہ اس سے تمام مسلمانوں کو عقیدت و احترام ہے اور ان سب کے جذبات شدید مجروح ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شکریہ۔ یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک 574/10 محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی ہے۔ تشریف نہیں رکھتیں، dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک 575/10 سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی ہے۔ جی، سردار صاحب!

چک عمر سکھالا دھوکا (دیپالپور) میں تعینات نہری پٹواری کا پانی کی وارابندی میں من مانی سے چھوٹے کاشتکاروں کو مشکلات کا سامنا

سردار خالد سلیم بھٹی: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اس

وقت صوبہ بھر میں دھان کی فصل کچھ کاشت ہو چکی ہے اور کچھ ہو رہی ہے اور دھان کی فصل کی کاشت کے وقت اور بعد میں پانی کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ اگر کسان/کاشتکار کو پانی فراہم نہ کیا جائے تو نہ صرف دھان کی فصل کو ہی نقصان ہوتا ہے بلکہ کسان کے لئے ایک خودکشی سے کم نہ ہے جس سے کسان نہ صرف پریشان ہوتا ہے بلکہ فصل نہ ہونے کے باعث وہ سارا سال فاقہ کشی کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ایسی صورتحال نہری پٹواری اپنی من مانیاں کر کے ایسے کسانوں/کاشتکاروں کے لئے پیدا کر دیتے ہیں جو پیسے نہیں دیتے جیسا کہ چک عمر سکھالا دھو کا تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ اور اس کے دیگر ونواح مواضعات میں مسٹر اکبر ڈوگر نامی نہری پٹواری نے کی ہوئی ہے۔ موصوف پٹواری کے خلاف اہل دیہہ کے کسانوں/کاشتکاروں نے اعلیٰ حکام کو شکایت بھی کی، مذکورہ پٹواری اپنی مرضی سے امیر کاشتکاروں کو پانی دیتا ہے اور ان کی فصلات کو پانی لگانے کا وقت بھی اپنی مرضی سے دیتا ہے، اگر غریب کاشتکار کا اپنی فصل کو پانی لگانے کا وقت دن کے وقت مقرر ہے تو اس کو رات کے دوسرے حصہ کا یا آخری حصہ کا پانی دیتا ہے۔ اگر وہ کاشتکار احتجاج کرے تو اس کو کہتا ہے کہ میں اپنی مرضی کروں گا بلکہ اس کاشتکار کو پانی نہیں لگانے دیتا اور یہ بات بھی علم میں آئی ہے کہ مذکورہ پٹواری دو سے اڑھائی لاکھ روپے کے عوض امیر کاشتکاروں کی وارابندی کر دیتا ہے ان کو کئی گھنٹوں تک پانی مقررہ وقت سے کئی گنا زیادہ لگانے کی اجازت دے دیتا ہے۔ اس ناانصافی کے بارے میں اہل دیہہ اور دیگر مواضعات کے کسانوں/کاشتکاروں نے محکمہ آبپاشی کے اعلیٰ افسران کے علم میں لائے لیکن کوئی شنوائی نہ ہوئی ہے۔ یہ صورتحال اس قدر سنگین ہے کہ اسمبلی دخل اندازی کرے تاکہ یہ معاملہ حل ہو سکے اور اس پٹواری کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جو جواب موصول ہوا ہے اس کے مطابق محمد اکبر نہری پٹواری حلقہ وٹوآنہ کنگن پور سب ڈویژن میں تعینات ہے اس کے خلاف ایک شکایت منجانب ظفر اقبال وٹو اور حصہ دار موگہ برجی نمبر 5210/R راجباہ لالو دیپالپور ضلع اوکاڑہ موصول ہوئی اور ضلع دار نے ابتدائی تحقیقات کی۔ ضلع دار کے رُوبرُو شکایت کنندہ ظفر اقبال وٹو و دیگر حصہ داران موگہ نے اپنا بیان دیا کہ پٹواری مذکورہ کے خلاف درخواست غلط فہمی کی بناء پر مخالفین کے اُکسانے پر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر! یقیناً معزز ممبر نے اس تحریک التوائے کار میں جس مسئلے کو identify کیا ہے یہ درست ہو گا لیکن بعد میں جب اس کی شکایت کی گئی تو اس نے manage کر لیا اور اس آدمی نے آ کر بیان دے دیا۔ میرا خیال ہے کہ معزز ممبر آج کے اجلاس کے بعد میرے پاس آ جائیں تو ان کی شکایت کے حوالے سے میں یہ کوشش کروں گا کہ اس معاملے کو resolve کروا دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! آپ لاء منسٹر صاحب سے مل لیں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جی، میں مل لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک نمبر 577/10 ڈاکٹر سامیہ امجد، ڈاکٹر فائزہ اصغر، جناب شیر علی خان، جناب محمد شفیق خان اور محترمہ خدیجہ عمر کی طرف سے ہے۔

میو ہسپتال لاہور کی طرح لاہور اور صوبہ کے دوسرے سرکاری ہسپتالوں میں بھی کمپیوٹرسافٹ ویئر لگانے کا مطالبہ

جناب شیر علی خان: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق پنجاب کے سرکاری ہسپتالوں میں جدید ترین کمپیوٹرائزڈ سافٹ ویئر کے منصوبوں پر عملدرآمد ہونے کی وجہ سے ہسپتالوں کی ایمرجنسیوں میں لائے جانے والے مریضوں کا ریکارڈ موجود نہیں ہے۔ ہسپتالوں کی ایمرجنسیوں میں آنے والے روزانہ 4 لاکھ مریضوں کا ریکارڈ ایک دن میں ہی ضائع ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے پنجاب میں بیماریوں کی شرح کو کم کرنے کے لئے کوئی بھی حتمی منصوبہ پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچتا۔ تفصیل کے مطابق دنیا بھر میں سرکاری ہسپتالوں میں لائے جانے والے مریضوں کا ریکارڈ کئی برسوں بعد بھی چیک کیا جا سکتا ہے مگر پنجاب کی 9 کروڑ آبادی کے 352 سرکاری ہسپتال بغیر کسی کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ کے ہی چل رہے ہیں۔ سابقہ دور حکومت کے لاہور کے میو ہسپتال میں دو بار سافٹ ویئر لگانے کی منصوبہ بندی کی گئی جس کے لئے سوا کروڑ روپے کے کمپیوٹر اور سافٹ ویئر بھی خریدے گئے مگر ان کو نصب کرنے کے باجود سافٹ ویئر نہ چل سکا کیونکہ اس بارے میں ڈاکٹروں کے ساتھ مشاورت نہیں کی گئی تھی۔ یہی کمپیوٹر آج بھی جنرل ہسپتال کی ایمرجنسی کے فرسٹ فلور کے ایک روم میں پڑے ہوئے ہیں۔ حال ہی میں کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کے ڈاکٹر زاہد پرویز کو بلا معاوضہ فراہم کیا ہے جس کی وجہ سے میو ہسپتال میں مریضوں کی رجسٹریشن اور ان کے کوائف کو اکٹھا کرنے کے

لئے کمپیوٹرائزڈ سافٹ ویئر قائم کر دیا گیا اور دو ماہ سے یہ سافٹ ویئر کام کر رہا ہے۔ جناح ہسپتال میں بھی سافٹ ویئر لگایا ہوا ہے مگر اس کا انٹرنیٹ سے کنکشن نہیں ہے۔ گنگا رام ہسپتال، جنرل ہسپتال، گلاب دیوی ہسپتال، چلڈرن ہسپتال، لیڈی ایچی سن ہسپتال اور لیڈی ولنگڈن ہسپتال سمیت پنجاب کے باقی شہروں کے ہسپتال اس سہولت کے بغیر ہی چل رہے ہیں۔ اس قسم کے سافٹ ویئر کو ایمرجنسی میں لگایا جاتا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ آنے والے ایمرجنسی کے مریضوں کے کوائف اکٹھے کئے جا سکیں اور ادویات کی چوری کو روکا جا سکے۔ اس خبر سے عوام میں تشویش پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب پڑھنے سے پہلے میں آپ کے اور یہاں پر موجود معزز ممبران کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ کل یہاں پر شوگر ملز کی ادائیگی سے متعلق معاملات جو کسانوں کو درپیش ہیں ان پر بات ہوئی تھی۔ فیصلہ یہ ہوا تھا کہ کین کمشنر اور سیکرٹری خوراک کو کل بلایا جائے اور وہ ممبران کے ساتھ بیٹھ کر اس سارے معاملے کو discuss کر کے ممبران کی بہتر تجاویز کے مطابق اس معاملے کو حل کیا جائے۔ کل اس معاملے پر کچھ دوستوں نے ہاؤس میں بات کی تھی تو لغاری صاحب نے بھی کی تھی لیکن ان کے علاوہ اس وقت مجھے باقی دوست نظر نہیں آ رہے اس لئے اگر آپ اس کو announce فرما دیں تو ایک بجے کمیٹی روم (اے) میں سیکرٹری خوراک اور کین کمشنر موجود ہوں گے لہذا جو صاحبان وہاں پر جا کر تجاویز دینا چاہیں یا ان سے inquire کرنا چاہیں تو اس کے مطابق یہ میٹنگ ہو جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے بات تو کر دی ہے بہر حال ایک بجے کمیٹی کی میٹنگ میں جو ممبران جانا چاہیں وہ چلے جائیں اور جو بات یہاں پر on the floor of the House ہوئی تھی اس کو کمیٹی میں discuss کریں۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! پوائنٹ آف آرڈر تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہونے کے بعد ہو گا۔ رانا صاحب! تحریک التوائے کار نمبر 577 کا جواب دے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محکمے نے جواب تو کافی detail میں دیا ہے لیکن اس کا relevant portion یہی ہے کہ میو ہسپتال لاہور میں جدید سافٹ ویئر نصب کر دیا گیا ہے اور تمام ضروری معلومات کو محفوظ کیا جا رہا ہے۔ اسی طریق پر لاہور کے تمام بڑے ہسپتال بشمول جناح ہسپتال، گنگا رام ہسپتال، جنرل ہسپتال اور سروسز ہسپتال کو computerize data storage کے لئے upgrade کیا جا رہا ہے تاکہ ان تمام ہسپتالوں کے مریضوں کے متعلق ضروری معلومات محفوظ کی جا سکیں اور بوقت ضرورت اس کو استعمال میں لایا جا سکے۔ محکمہ صحت کے ٹیچنگ ہسپتالوں میں data base computer software pilot project launch کیا گیا ہے جس کے تحت مختلف مرحلہ وار پروگرام کے تحت تمام ہسپتالوں کو کمپیوٹرائز کرنے کا عمل جاری ہے۔ اس سلسلے میں کام ہو رہا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ بہت جلد مکمل ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے عنقریب کہا ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! اگر عنقریب کو define کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! Within this financial year یہ complete ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Within this financial year یہ تحریک بھی dispose of کی جاتی ہے on the assurance of Law Minister. اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 584/10 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

پنجاب میں جنگلات حکومتی عدم توجہ کی بناء پر بُری طرح متاثر اور جنگلات کی زمینوں پر غارت گروں کا قبضہ

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایوان کے ہر معزز ممبر کے علم میں ہے کہ پنجاب میں جنگلات بُری طرح تباہ ہو چکے ہیں بلکہ یہ کہنا بجا ہو گا کہ دانستہ ختم کر دیئے گئے ہیں اور آج حالت یہ ہے کہ اب جنگلات کی زمین بھی غارت گروں اور قبضہ گروپوں سے محفوظ نہ ہے۔ یہ المیہ نہیں تو کیا ہے کہ آج حقیقتاً جنگل نام کی کوئی چیز صرف کاغذات ہی میں رہ گئی ہے۔ چین میں جنگلات پر ہونے والی ایک جدید ریسرچ کی بنیاد پر چائنیز حکومت نے بہت

سے علاقوں پر ہوائی جہاز کے ذریعے مختلف درختوں کے بیج سپرے کئے ہیں اور خاص طور پر ان علاقوں میں جہاں پچھلے پانچ سال میں سیلاب آئے ہیں۔ علاقے کی آب و ہوا اور زمین کو مدنظر رکھتے ہوئے بڑی تعداد میں نیم کے درختوں کا بیج بھرپور انداز میں سپرے کیا ہے۔ حکیم جالینیوس نے کہا تھا کہ جس گھر میں نیم کے چند پتے ہیں تو مجھے تعجب ہے کہ وہاں کوئی بیمار ہے۔ قطع نظر اس عظیم فرمان کے ایسے تمام درختوں کی اقسام جن میں جامن اور کھجور شامل ہیں تحقیق کے مطابق قدرت کا انمول تحفہ ہیں اور اس طرح ان کے بیج کو پورے پنجاب میں جنگی بنیادوں پر سپرے کیا جانا چاہئے اور خاص طور پر ان علاقوں میں جہاں سیلاب نے تباہی مچائی ہے۔ چائنیز حکومت کی مشاورت سے ان علاقوں میں زیادہ سے زیادہ درخت لگانے کی حکمت عملی اپنائی جائے اور جنگلات کی تعداد جو حقیقتاً قوم کی صحت کا ضامن ہیں کو جنگی بنیادوں پر بڑھایا جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اسے next week کے لئے pending فرمادیں اور ویسے میری یہ بھی گزارش ہو گی کیونکہ سیلاب پر عام بحث ہو رہی ہے اور یہ تجویز بھی اسی سے متعلقہ ہے تو اگر اس بحث میں حصہ لیتے ہوئے اپنی یہ تجویز اور دوسری تجاویز کو بھی نوٹ کروالیں تو یہ بھی بہتر ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس تحریک کو اگلے ہفتے تک pending کیا جاتا ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ایک روز قبل حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا صاحب ایم پی اے پی پی۔79 کے ایک پوائنٹ آف آرڈر کو in order فرمایا گیا تھا جس میں کہا گیا تھا کہ ایک ڈاکو منصب علی ولد بشیر احمد کو جدید اسلحہ سمیت پکڑ کر ایس ایچ او تھانہ شور کوٹ کینٹ کے حوالے کیا۔ ایس ایچ او نے تین دن تک اس ڈاکو کو تھانے میں بند رکھا اور تین دن کے بعد بھاری رشوت لے کر اسلحہ اپنے پاس رکھ کر ڈاکو کو چھوڑ دیا۔

جناب سپیکر! اس پر رپورٹ اور جواب طلب کیا تھا جو کہ اس طرح سے ہے کہ مورخہ 27-09-2010 کو ایک مشکوک شخص جس کا نام بعد میں انصر عباس عرف گوگا ولد بشیر احمد قوم قریشی سکنہ تحصیل چوک گلی نمبر 4 شور کوٹ سٹی معلوم ہوا کو گرفتار کیا گیا جس کے قبضہ سے ایک پسٹل 30 بور،

رنگ سیاہ پاک میڈ دستہ برآمد ہوا جس کا مذکورہ کوئی لائسنس یا اجازت نامہ پیش نہ کر سکا جس پر اسلحہ ناجائز پسٹل 30 بور بذریعہ فرد قبضہ پولیس میں لیا گیا اور ملزم کے خلاف مقدمہ نمبر 224 مورخہ 28-9-2010 بجرم 65/20/13 آرمز آرڈیننس درج کر کے چالان مرتب کیا گیا اور مقدمہ مذکورہ کو زیر سماعت عدالت مجاز چالان بھجوایا جا رہا ہے۔اس کی کاپی اپوزیشن لیڈر تو اس وقت ایوان میں موجود نہیں ہیں لہذا میں محسن لغاری صاحب کو بھجوا دیتا ہوں۔

پوائنٹ آف آرڈر

قذافی سٹیڈیم لاہور میں ٹونٹی ٹونٹی کرکٹ ٹورنامنٹ کے لئے گیٹ بند کرنے سے ہزاروں لوگوں کا روزگار متاثر ہونے کا خدشہ

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے لاء منسٹر صاحب کے notice میں ایک چیز لاؤں گا کہ قذافی سٹیڈیم کے اندر ایک بہت بڑا کمرشل کمپلیکس بھی ہے جہاں ہزاروں لوگوں کا روزگار وابستہ ہے۔ ابھی لوکل ڈومیسٹک کرکٹ کا ایک ٹونٹی ٹونٹی کرکٹ ٹورنامنٹ ہو رہا ہے جس کی تفصیل آج کے اخبار میں ہے کہ دس پندرہ دن جب وہ ٹورنامنٹ رہے گا تو فیروز پور روڈ اور لبرٹی والے دونوں گیٹ بند کر دیئے جائیں گے۔ وہاں پر ہوٹل، دکانیں، بک شاپس اور گیلریز وغیرہ سے وابستہ لوگوں کا روزگار اتنے دن تک متاثر ہو جائے گا۔ سکیورٹی بالکل ضروری چیز ہے مگر سٹیڈیم چونکہ بہت بڑا ہے تو اس کے اندر جانے والوں کے لئے تو ضرور ہو لیکن اگر وہ بند کر دیا جائے گا تو دس پندرہ ہزار لوگوں کا روزگار بند ہو جائے گا۔ مہربانی کر کے اس سلسلے میں CCPO صاحب سے discuss کریں۔ سکیورٹی پلان ضرور بنیں لیکن ان دس پندرہ ہزار لوگوں کا روزگار متاثر نہ کریں کیونکہ کرکٹ ٹورنامنٹ تو لوکل ہر وقت ہوتے رہیں گے اور قذافی سٹیڈیم استعمال ہوتا رہے گا لیکن ان لوگوں کا روزگار متاثر نہ ہو لہذا میری گزارش ہے کہ اس چیز پر غور کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر لغاری صاحب اپنا قیمتی وقت تھوڑا سا spare کریں تو میں CCPO لاہور سے کہتا ہوں کہ وہ ان کے ساتھ بیٹھ جائیں اور اس سکیورٹی پلان میں اگر یہ کچھ input دیں اور ان کی advice اور رہنمائی سے اس میں کوئی ایسی بہتر improvement

ہو سکے جن کا آپ ذکر کر رہے ہیں ان لوگوں کا نقصان نہ ہو اور اگر اس میں کوئی تبدیلی لائی جا سکتی ہو کیونکہ کرکٹ میچوں اور دیگر میچوں میں سکیورٹی concern اس وقت قدرے زیادہ ہے تو اگر یہ اس سلسلے میں مقامی سول ایڈمنسٹریشن کی رہنمائی کریں تو ہمیں اس پر بڑی خوشی ہو گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! فورٹریس سٹیڈیم اس سے بڑا کمرشل ایریا ہے اور وہاں پر لوگ زیادہ اکٹھے ہوتے ہیں لیکن وہاں تو کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ کرکٹ ٹورنامنٹ کے میچ دیکھنے کے لئے آج کل اتنے لوگ آتے ہی نہیں اور اگر کوئی انٹرنیشنل میچ ہوتا۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک فورٹریس سٹیڈیم کی بات ہے تو اگر آپ کو کہیں شام کے وقت جانا ہو تو وہاں پر سکیورٹی بہت زیادہ سخت ہے اور وہاں پر تو اتنی زیادہ search کرتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ شاید more than necessity ہوتی ہے بہر حال آپ آئیں اور بیٹھیں اور اگر آپ اس میں contribute کریں تو ہمیں خوشی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! واقعی یہ بہت بڑا issue ہے۔ سکیورٹی ضرور کریں مگر گیٹ کے اندر entry بند نہ کریں اور لغاری صاحب کے ساتھ ساتھ وہاں کے لوکل ایم این اے اور ایم پی ایز کو بھی بلائیں تاکہ ان کی طرف سے input آ جائے اور آپ ٹائم بھی بتا دیں تاکہ اس وقت بیٹھ کر یہ معاملہ sort out ہو جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر اس علاقے کے ایم این اے اور ایم پی اے صاحبان نے بھی ساتھ بیٹھنا ہے تو کل پھر CCPO صاحب کو ادھر بلا لیں گے۔ ابھی اجلاس ختم ہونے کے بعد میرے چیمبر میں لغاری صاحب تشریف لے آئیں تو کل کا ٹائم رکھ لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔

جناب پرویز رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب پرویز رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں راناثناء اللہ صاحب سے آپ کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ شیخ علاؤالدین صاحب نے ایک تحریک التوائے کار پیش کی تھی تو میں اس وقت مداخلت نہیں کر سکا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی مداخلت بنتی بھی نہیں تھی۔

جناب پرویز رفیق: سینٹ ڈینس گرلز ہائی سکول مری میں کشمیر پوائنٹ پر جواب تھا کہ محکمہ تعلیم میں یہ نہیں آتا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آئین پاکستان تمام شہریوں کی جان و مال اور املاک کے تحفظ کی یقین دہانی کرواتا ہے۔ میں لاء منسٹر صاحب سے یہ وضاحت لینا چاہتا ہوں کہ آیا Law & Order کی ذمہ داری براہ راست ہم پر آتی ہے یا نہیں ؟اگر یہ واقعہ ہوا ہے جس کے بارے میں تحریک التوائے کار پیش کی گئی ہے، اس پر ایف آئی آر درج ہوئی، حکومت نے کوئی action لیا، کوئی investigation ہوئی اور آگے اس کی کیا صورتحال ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا تو تحریک التوائے کار میں جواب آ گیا ہو گا۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! نہیں آیا۔ انہوں نے جو جواب دیا اس میں انہوں نے کہا کہ یہ مشنری سکول تھا، یہ کرسچئین سکول تھا، یہ ایجوکیشن کے محکمے میں نہیں آتا۔ اس پر سپیکر صاحب نے کہا تھا کہ ان سے بند کمرے میں مل لیں۔ میں صرف یہ وضاحت چاہتا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پرویز رفیق صاحب! میری بات سنیں۔ آپ ان کے ساتھ بیٹھ کر بات کر لیں اور اگر آپ مطمئن نہیں ہوتے تو پھر ہاؤس کے سامنے لے آئیں۔ جب سپیکر صاحب اس وقت اپنی observation دے چکے ہیں تو پھر آپ ان سے مل لیں۔ ملنے کے بعد بھی اگر کوئی مسئلہ حل نہیں ہوتا تو پھر آپ on the floor of the House لے کر آئیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں تحریک التوائے کار کے حوالے سے نہیں، میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ اس سے related ہی ہے۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! Minorities کی یا ہر شہری کے protection کی ذمہ داری کیا گورنمنٹ کی نہیں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بالکل گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! محکمے نے جو جواب دیا ہے وہ غلط ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو اس وقت point out کرنا چاہئے تھا۔ اب تحریک التوائے کار کا وقت بھی ختم ہو گیا اور وہ تحریک بھی چلی گئی اس لئے اب آپ ان سے مل کر پھر بتائیے گا۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! اگر منسٹر صاحب وضاحت کر دیں تو میرے خیال میں بہتر ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، اس طرح وضاحتیں نہیں ہوتیں۔ پلیز، تشریف رکھیں۔ آپ کی مہربانی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میری آپ سے درخواست ہے کہ میں ایک تحریک التوائے کار out of turn پیش کرنے کی اجازت طلب کرنا چاہتی ہوں۔ تقریباً چھبیس کالجوں پر حکومت کی طرف سے بورڈ آف گورنرز مقرر کئے گئے ہیں اس پر اساتذہ کو بہت زیادہ تحفظات ہیں۔ اس کے لئے انہوں نے احتجاجی جلوس بھی نکالے جس کے نتیجے میں ان کے ٹرانسفر بھی کئے گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! یہ سارا کچھ ٹھیک ہے، اخباروں میں بھی آ رہا ہے اور اس پر مذاکرات بھی ہو رہے ہیں۔ آپ منسٹر ایجوکیشن سے مل لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ان لوگوں میں بہت اضطراب پایا جاتا ہے اس حوالے سے میں نے یہ تحریک جمع کروائی ہے اس کو out of turn پیش کرنے کی اجازت مرحمت فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بلکہ آپ کی بات سے مجھے یاد آیا۔ ابھی مجھے کامران مائیکل صاحب کی چٹ بھی آئی ہے لہذا اب کامران مائیکل صاحب، محترمہ آمنہ الفت اور سوہنا صاحب، آپ لوگ باہر جا کر سٹوڈنٹس سے بات کریں کیونکہ وہ بورڈ آف گورنرز کے خلاف اپنے کچھ مطالبات لے کر آئے ہوئے ہیں۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! وزیر تعلیم کو بھی بھیج دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر ایجوکیشن موجود نہیں ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! وہ موجود ہی نہیں ہوتے۔

وزیر محنت و افرادی قوت (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں تو مظاہرین کے مؤقف کا حمایتی ہوں، مجھے آپ نہ بھیجیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو ٹھیک ہے۔ اچھی بات ہے، جو بھی چیز ہے وہ یہاں لے کر آئیں۔ کامران مائیکل صاحب، گاڈی صاحب اور آمنہ الفت صاحبہ جا کر ان سے مذاکرات کر کے ہاؤس کو بتائیں۔

وزیر محنت و افرادی قوت (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! کچھ بچے کھڑے ہیں اور آپ نے کل ان سے متعلق کچھ کمیٹی بنانے کی commitment کی تھی۔ اس وقت احتجاج تو نہیں ہو رہا ہے۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، مجھے ابھی چٹ آئی ہے لہذا یہ تینوں جا کر ان سے مذاکرات کریں اور ہاؤس کو بتائیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مہربانی کر کے ایجوکیشن منسٹر کی تو یہاں حاضری ensure کروائیں۔ ابھی ہم flood پر بحث کر رہے ہیں اور اس پر محکمہ آبپاشی کا بہت اہم role ہے لیکن وہ بھی یہاں نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی اس طرف بھی آتے ہیں، ڈاکٹر صاحبہ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! راناثناء اللہ صاحب باہر چلے گئے ہیں یہ ان سے related تھا۔ اگر کوئی منسٹر اس کی ذمہ داری لے یا آپ کسی منسٹر کو bound کریں کہ وہ میری اس بات کو نوٹ کر لیں کیونکہ یہ بہت اہم issue ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہاں پر چودھری غفور صاحب بیٹھے ہیں۔۔۔

حکومتی چیک کیش نہ ہونے کی وجہ سے ٹھیکیداروں کو پریشانی کا سامنا

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ مجھے چودھری غفور صاحب پر اعتماد ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ City 42 پر نجم ولی صاحب شام کو ایک پروگرام کرتے ہیں۔ اس پروگرام کی وساطت سے بھی اور ٹیلیفون پر بھی کچھ contractors نے مجھ سے contact کیا ہے۔ انہیں کے قریب contractors جیل میں ہیں اور کئی contractors ایسے ہیں جو اپنے گھروں سے باہر چھپتے پھر رہے ہیں کیونکہ ان کے خلاف ایف آئی آر کٹی ہے۔ بات اس طرح سے ہے کہ حکومت کے cheques bounce ہو رہے ہیں۔ یہ رقم جو bounce ہو رہی ہے وہ 30 یا 31۔ارب روپے کے لگ بھگ بتائی گئی ہے۔ ان لوگوں نے میڈیا پر آ کر یہ خود بھی بتائی ہے اور میں بڑی ذمہ داری سے بتا رہی ہوں۔ اگر کسی کا چیک dishonor ہوتا ہے تو اس کے خلاف ایف آئی آر بھی کٹ جاتی ہے اور وہ جیل میں بھی چلا جاتا ہے لیکن جب گورنمنٹ کا چیک bounce ہو تو گورنمنٹ کو پوچھنے کا کیا طریقہ ہے؟ آپ یقین کریں کہ یہ ایکسیئن اور پنجاب کے DCOs وغیرہ سارا procedure follow کر رہے ہیں، contractors سے کام لیا جاتا ہے اور ان کو چیک دیئے جاتے ہیں۔ Proper procedure follow کرنے کے بعد بھی جب contractor اس چیک کو لے کر بنک میں جاتا ہے تو وہ چیک bounce ہو جاتا ہے۔ اس کو چیک اینڈ بیلنس کرنے کا کوئی طریقہ نہیں ہے۔ انتہا یہ ہے کہ فنانس ڈیپارٹمنٹ میں ایک سپیشل ایڈیشنل سیکرٹری

رکھا گیا ہے اگر اس کا ٹیلیفون جائے تو وہ چیک کیش ہوتا ہے ورنہ نہیں ہوتا۔ یہ 30۔ارب روپے اور تقریباً 15ہزار contractors کی بات ہے، ان کی فیملی کی بات ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid ہے لیکن بہت لمبی بات ہو گئی ہے۔اس پر چودھری غفور صاحب گورنمنٹ کا point of view لے کر ہاؤس کو بتائیں گے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ کب جواب دیں گے ؟یہاں commitment کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کل ہی ہاؤس میں جواب دیں گے۔جی، سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! کل ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے سوال تھے اور honourable منسٹر صاحب نے بھی ایک commitment کی تھی کہ ابھی تھوڑی دیر میں، میں جواب دیتا ہوں۔آج پورا ایک دن گزر جانے کے بعد بھی وہ تھوڑی دیر پوری نہیں ہوئی۔ I hope کہ منسٹر صاحب اس کا جواب جلدی دے دیں گے، recently ہماری اسمبلی نے ہیلتھ کا بل پاس کیا ہے۔یہاں پر ڈاکٹر سعید الہیٰ صاحب بھی تشریف فرما تھے وہ بھی چلے گئے۔ یہ جتنا important department ہے اتنی ہی important بات یہ ہے کہ اس کا کوئی منسٹر نہیں ہے۔چیف منسٹر صاحب خود اس کو دیکھتے ہیں۔ہمارے best brains تقریباً بارہ سو ڈاکٹروں کا ملک چھوڑ کر چلے جانا اس ہیلتھ کیئر بل کی میں سمجھتی ہوں کہ سب سے بڑی ناکامی ہے۔ جس طرح بارہ سو ڈاکٹروں پر مشتمل یہ گروپ سعودی عرب چلا گیا ہے اس طرح ان کو دیکھتے ہوئے اور ڈاکٹر بھی جائیں گے۔اس پر ہم ڈاکٹروں کو blame نہیں کر سکتے کیونکہ ہسپتال سے میرا پچھلے ڈیڑھ مہینے سے بہت زیادہ واسطہ پڑا ہوا ہے۔وہاں پر جس طرح کا سلوک مریضوں کے ساتھ ہوتا ہے اس پر میں ڈاکٹروں کو ذمہ دار نہیں ٹھہرانا چاہتی کیونکہ جس طرح سے وہ victimize ہو رہے ہیں، بارہ گھنٹے، چھتیس گھنٹے تک تو وہ duties کرتے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! ایک بات ہے آپ بالکل valid بات کر رہی ہیں لیکن پوائنٹ آف آرڈر پر you have to be very precise۔اب آپ یہ بتائیں کہ آپ کہنا کیا چاہ رہی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! point یہ ہے کہ ultimately مریض suffer کر رہے ہیں۔یہاں پر ڈاکٹرز باہر چلے جائیں گے، لوگوں کو ڈاکٹر نہیں ملے گا تو ہماری اس legislation کا کیا فائدہ، اس ہیلتھ کیئر بل کا کیا فائدہ جو ڈاکٹروں کی problem کو sort out نہیں کر رہے ہیں؟ ہسپتال میں حال یہ ہے

کہ ICU کے مریض کی call کسی ڈیپارٹمنٹ، ایکسرے یا الٹرا ساؤنڈ کے لئے تین تین دن تک attend نہیں ہوتی۔ حالانکہ ICU میں وہ مریض ہوتے ہیں جس کو ہر چیز ایمرجنسی میں required ہوتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! پھر اس ہیلتھ کیئر بل کا کیا فائدہ؟ جب مریض کے ساتھ یہ ہو رہا ہے، ڈاکٹروں کے ساتھ یہ ہو رہا ہے اور جو main stakeholders ہیں ان کے ساتھ یہ ہو رہا ہے۔ گورنمنٹ کی طرف سے اس پر نظر ثانی کی جانی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے ایک یہ عرض کرنا تھی کہ ابھی ہماری فاضل ممبر نے جو چیک کے بارے میں کہا ہے میں اس میں صرف ایک چیز کی addition چاہتا ہوں۔ آپ ان کو یہ بھی کہہ دیں کہ جو چیکس bounce ہوئے ہیں ان کے ساتھ بنک جو objection slip لگاتا ہے وہ بھی منسٹر صاحب کو دیں کیونکہ وہ case to case vary کرتا ہے تاکہ وہ صحیح جواب دے سکیں۔ یہ ضروری بات ہے default پر فیصلہ کرنے سے پہلے یہ دیکھا جائے کہ اگر beneficiary کا fault ہے تو اس میں حکومت کو کہا جائے تو زیادتی ہو گی۔ ایک تو اس کی default slip دے دیں۔ اس کے علاوہ جو دوسری بات ہماری محترمہ نے ڈاکٹروں کے بارے میں کہی ہے میں اس میں تھوڑا سا اضافہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کے علم میں بھی ہے کہ یہ والا معاملہ میں نے بہت دفعہ اٹھایا ہے۔ 93-1992 کی سپریم کورٹ کی judgement ہے جس کے تحت خواتین کو یہ کہا گیا تھا کہ ان کو میڈیکل کالجوں میں اوپن میرٹ کے تحت داخلہ دیا جائے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ پچھلے tenure میں بھی میں نے یہ مسئلہ اٹھایا اور اب بھی اٹھایا اور میرا آج بھی یہی مؤقف ہے کہ 65 فیصد گریجویٹس ایم بی بی ایس خواتین شادی کے بعد کام نہیں کرتیں جس کی وجہ سے بہت بڑا gape آیا۔ محترمہ نے یہ بالکل ٹھیک کہا کہ بارہ سو ڈاکٹروں کو محکمہ صحت نے NOC دیا ہے۔ ایک طرف ہمارے male ڈاکٹروں کو NOC مل رہا ہے، وہ باہر جا رہے ہیں اور female ڈاکٹر کام نہیں کر رہی ہیں۔ آج حالت یہ ہے کہ بارہ سو ڈاکٹر جو اس وقت کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں پڑھ رہے ہیں اور ان کا badge ابھی نکلے گا۔ اس badge میں 670 لڑکیاں ہیں اور میں

دعوے سے کہتا ہوں کہ ان 670 میں سے 600 کی شادیاں ہو رہی ہیں یا ہو چکی ہیں اور انہوں نے کام نہیں کرنا ہے۔ جب انہوں نے کام نہیں کرنا اور آپ کو یاد ہو گا پچھلے tenure میں بھی آپ یہاں تشریف فرما تھے اس وقت بھی خواتین نے اس پر بڑا شور مچایا تھا۔ آج میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مہربانی کریں یا اس petition کو review کریں جو سپریم کورٹ کا آرڈر ہے اور جو قوم کے لئے سخت نقصان دہ ہے یا پھر وفاقی حکومت کو کہیں کہ اس پر law amend کریں تاکہ جو لڑکے ایک ایک، دو دو نمبروں سے رہ کر ساری عمر کلرکی کر رہے ہیں، جس کی وجہ سے یہ بے چارے کرغزستان جا کر فراڈ ڈگریوں کے لئے قتل ہو رہے ہیں اور ڈاکٹر available ہیں اور نہ ہی ہوں گے کیونکہ یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ کچھ خواتین کے علاوہ باقیوں نے کام نہیں کرنا جب ان کی سیٹیں ان کو مل جاتی ہیں اور یہ پھر اس کو بھول جاتی ہیں۔ آج میں بہت خوش ہوں کہ ایک خاتون نے یہ مسئلہ اٹھایا ہے کہ ڈاکٹر short ہیں۔ اب یہ سمجھ رہی ہیں کہ کیا ہو رہا ہے لیکن جب میں نے چار سال پہلے کہا تھا کہ اس کا review کر لیں یا lost پر لے آئیں یا review petition دائر کر دیں تو یہ سب میرے خلاف تھے۔ آج آپ اس پر کچھ کریں تاکہ لوگوں کو ڈاکٹر ملیں ورنہ ڈاکٹر نہیں ملیں گے۔ بہت شکریہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں شیخ علاؤالدین کی شکر گزار ہوں کہ وہ ہمیشہ بہت interesting logical گفتگو کرتے ہیں۔ پہلی بات کا جواب یہ ہے کہ میرا ابھی یہی پوائنٹ آف آرڈر ہے کہ جو کچھ بھی requirements پوری کر کے ان چیکوں کو چیک کرنا ہے۔ گورنمنٹ پر check and balance کون کرے گا؟ یہی میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے کہ اس کی requirements اور اتھارٹی بھی پوری کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے وہ تو ہو گیا اور اگلا point کیا ہے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! دوسری بات جو انہوں نے لڑکیوں کے in balance کی کہی ہے۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ لڑکیاں ہیں ہی زیادہ لائق اور یہ تو ان کی لیاقت ہے کہ وہ ہر فیلڈ میں مردوں سے آگے بڑھ چکی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ بڑی زیادتی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:ایک منٹ میری بات بھی سن لیں، میں نے آپ کی بات سنی ہے۔ بات یہ ہے کہ سیمل کامران نے یہ کہا ہے کہ باہر contract پر جانے والے جو لوگ ہیں وہ لڑکے ہیں اور لڑکوں کو روکیں۔ لڑکیاں تو پھر بھی شادی کرنے کے بعد بھی میٹرنٹی ہوم اور جنرل ہسپتال میں کام کر رہی ہیں۔ مجھ سے figures لے لیں اور میں آپ کو 125000GP addresses اور پنجاب کے 40000GP کے ہسپتال کے نام دے سکتی ہوں جن کو لڑکیاں چلا رہی ہیں اور کسی نہ کسی form میں کام کر رہی ہیں لیکن لڑکے ملک کو چھوڑ چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں۔ اس کے check and balance پر بھی بات کی جائے کہ male doctors کو بھی کوئی روکنے کا طریقہ ہونا چاہئے اور صرف خواتین پر بات کر کے اپنی کمزوری کو ظاہر مت کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس پر۔۔۔

محترمہ ساجدہ میر:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب محمد اعجاز شفیع:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر:اعجاز شفیع صاحب!ایک منٹ میں آپ کو floor دیتا ہوں چونکہ میں ہاؤس کو اوپر سے بیٹھ کر دیکھ رہا ہوں کہ کس نے کس وقت ٹائم مانگا تھا۔let me do that اب آپ نے کیا ہے اور میں آپ کو بھی floor دوں گا۔اس پر میری ذرا بات سن لیں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر! مجھے اس کی بات کا جواب تو دینے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!آپ اس پر ذرا بات کر لیں اور اس کے بعد میں صرف یہ کہتا ہوں کہ یہ ایک بڑا اہم issue ہے۔اگر یہ ہمارے male doctors بھی جا رہے ہیں اور اگر female doctors بھی کسی وجہ سے کام نہیں کر رہی ہیں تو اس پر basically جو حکومت کا اتنا پیسا لگتا ہے اور اتنے سال لگتے ہیں اگر ان لوگوں سے پاکستان کو فائدہ نہیں ہو رہا یعنی ہماری عوام کو فائدہ نہیں ہو رہا تو واقعی اس پر ایک جامع پالیسی آنی چاہئے۔ Basic crux of the matter یہ ہے کہ اس پر ایک پالیسی بننی چاہئے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!جہاں تک ڈاکٹر سامیہ امجد نے قابلیت کا کہا ہے تو میں مانتا ہوں کہ ڈاکٹر سامیہ امجد بالکل قابل ہیں لیکن across the board یہ کہہ دینا کہ ہمارے لڑکے یا مرد ڈاکٹر حضرات جو ہیں وہ ان کے مقابلے میں قابل نہیں ہیں یہ بڑی زیادتی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر:ڈاکٹر صاحبہ!.no cross talk پہلی بات یہ ہے کہ ہمارا جو آئین ہے ہمارے اس آئین کے اندر کوئی discrimination نہیں ہے۔Article(25) sub clause(2) جو کہتی ہے کہ:

There will be no discrimination between sexes.

اب اس پر ہم یہ بات کہیں کہ فلاں یہ ہے، فلاں وہ ہے۔اس topic کو ہمیں کم از کم اسمبلی کے floor پر discourage کرنا چاہئے۔ ہمیں صرف یہ کرنا ہے کہ ہم ایک پالیسی بنائیں۔ ہم لوگ ماشاءاللہ Constituent Assembly کے ممبر ہیں اور اس ہاؤس کے پاس اختیار ہے اور قانون ساز ادارہ ہے۔ آپ ایسی پالیسی اور ایسا قانون بنائیں جس سے ملک کے جو مسائل ہیں ان کا حل ہو۔اس پر میں مزید بحث کی اجازت نہیں دوں گا کیونکہ اب اس کے اوپر اگر سارے ممبران بات کرنا چاہتے ہیں تو آپ آپس میں بات کر کے اس پر ایک دن رکھ لیں تاکہ اس پر بات کریں اور اس کے مطابق اس پر قانون لے کر آئیں۔ اب جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ سیلاب متاثرین کی مدد اور بحالی پر عام بحث کا آغاز کل مورخہ 6۔اکتوبر 2010 کو ہوا تھا اور بحث کا آغاز وزیر قانون کی تقریر سے ہوا تھا۔ مورخہ 7۔اکتوبر 2010 کی مرتب کردہ لسٹ میں اٹھارہ ممبران کے نام موجود ہیں۔ پہلے اس ترتیب سے نام پکارے جائیں گے تاہم اگر ان کے علاوہ کوئی بھی معزز ممبر بحث میں حصہ لینا چاہتا ہے تو اپنا نام مجھے بھجوا دے۔ شکریہ

اب بحث کا آغاز محسن لغاری صاحب کریں گے بلکہ ایک منٹ آپ بُرا نہ مانیں اور ایک منٹ تشریف رکھئے گا کیونکہ تھوڑا سا بزنس آف ہاؤس بھی ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ ساجدہ میر صاحبہ کی بات ضرور سن لیں وہ خواتین کے بارے میں ہمیشہ اچھی بات کہتی ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر:اس ہاؤس کو سفارش کی بنیاد پر نہیں چلایا جاتا۔ ساجدہ میر صاحبہ! میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

(اذان ظہر)

میاں محمد رفیق:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر:چلیں! میں نے آپ کو پہلے کہا تھا تو آپ بات کر لیں۔

محترمہ ساجدہ میر:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر:چلیں! میاں صاحب! ان کی بات ہو جائے پھر میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر!مجھے اسی موضوع پر بات کرنی ہے جس کی اب میٹنگ شروع ہورہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:کس پر بات کرنی ہے؟

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر!جس میٹنگ کا اعلان وزیر قانون صاحب کر کے گئے ہیں وہ گنے کی قیمت کی وصولی کے بارے میں ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ اس میٹنگ میں جائیں۔

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر!میں کیسے جاؤں گا؟میں نے تو یہاں بھی بولنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ کا ٹائم ابھی بعد میں آئے گا۔

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر!نہیں،نہیں۔میں چاہتا ہوں کہ کم از کم اس میٹنگ کا وقت آج کا نہیں رکھنا چاہئے تھا کیونکہ آج عام بحث ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جن ممبران نے اس میٹنگ میں جانا ہے وہ جا چکے ہوئے ہیں اور اپنی باری پر آ بھی جائیں گے اگر آپ بھی جانا چاہتے ہیں تو آپ بھی چلے جائیں۔

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر!انہوں نے یہاں نہیں بولنا تھا اور مجھے صرف ریکارڈ پر اتنی ہی بات لے آنے دیں کہ ایک قانون موجود ہے جس کے ذریعے سے یہ شوگر ملز والوں سے گنے کی قیمت مع سود وصول کی جا سکتی ہے۔میں حیران ہوں کہ اس سے کوئی مدد حاصل کرتا ہے اور نہ ہی کوئی اس قانون کو عمل میں لا رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:دیکھیں،میاں صاحب!اب بات یہ ہے کیونکہ ہاؤس کا ٹائم بڑا قیمتی ہے اور کمیٹی بیٹھ چکی ہوئی ہے۔آپ نے وہاں پر بات کرنی ہے تو جائیں کر لیں اور ہمیں ہاؤس چلانے دیں۔جی، محترمہ!آپ نے جو بات کرنی ہے جلدی سے wind up کریں۔

محترمہ ساجدہ میر:جناب سپیکر!انہوں نے کہا ہے کہ خواتین کام کم کرتی ہیں۔میں سمجھتی ہوں کہ خواتین کی protection کے بارے میں بھی ذرا سوچیں کہ تحصیل کی سطح پر جو ڈاکٹر ہیں اور وہ وہاں جاتی ہیں تو ان کی protection کا حکومت کیا کرتی ہے؟دوسری بات یہ ہے کہ وہاں پر medico legal کا مسئلہ ہے کہ آپ دیکھیں کہ کسی کے ساتھ violence ہوتا ہے یا کوئی عورت کا قتل ہوتا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ تحصیل کی سطح پر ہمارے پاس وہ medico legal کا طریق کار ہی نہیں ہے،ہمارے پاس

عورتیں کام کرنا چاہتی ہیں پھر انہوں نے جو بات کی ہے کہ بُک ہیں تو ان کی مجھے سمجھ نہیں آتی کہ وہ کہاں پر بُک ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، بالکل ٹھیک ہے۔ ملک فیاض احمد صاحب مجلس قائمہ برائے محنت و انسانی وسائل کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔ جی، ملک فیاض احمد صاحب!

رپورٹ
(میعاد میں توسیع)
مسودہ قانون انڈسٹریل ریلیشنز پنجاب مصدرہ2010 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے محنت وانسانی وسائل کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

ملک فیاض احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"The Punjab Industrial Relation Bill 2010. (Bill No. 18 of 2010)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے محنت وانسانی وسائل کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30۔نومبر 2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"The Punjab Industrial Relation Bill 2010. (Bill No. 18 of 2010)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے محنت وانسانی وسائل کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30۔نومبر 2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"The Punjab Industrial Relation Bill 2010. (Bill No. 18 of 2010)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے محنت وانسانی وسائل کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30۔نومبر2010تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب جناب پرویز رفیق مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔جی، پرویز رفیق صاحب!

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 میں ترمیم کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب پرویز رفیق: شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

Notice of the motion to amend the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 under Rule 244(a) of the said rules

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔

اب جناب شاہ رخ ملک مجلس قائمہ برائے ہوم افیئرز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔جی، جناب شاہ رخ ملک!

تحریک التوائے کار نمبر 117/09 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب شاہ رُخ ملک: شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

Adjournment Motion No. 117/09 moved by Sheikh-Ala-ud-Din MPA pp-181.

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہوم افیئرز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔

سرکاری کارروائی

بحث

سیلاب متاثرین کے ریلیف اور بحالی پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب بحث کا آغاز ہوتا ہے۔ جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ میں اس کو بہت زیادہ brief رکھنے کی کوشش کروں گا۔ پہلے میں اپنی خواہش کا اظہار کر دوں کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے میں تمام ممبران کو بتا دوں کہ پانچ منٹ کا ٹائم ہے اور آپ نے پانچ منٹ میں wind up کرنا ہے۔ یہ آپ ٹائم نوٹ کرنا شروع کر دیں۔ ان کا ٹائم اب سے نوٹ کیجئے گا۔ جی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پہلے تو میں اپنی خواہش کا اظہار کر دوں کہ کاش! Concern ministers یہاں بیٹھے ہوتے۔ ہمارے ministers کے level interest کا یہاں سے پتا لگتا ہے کہ یہ کتنے interested ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ یہ دیکھیں کہ کل آپ نے جو بات کی تھی تو آج اس وقت سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو، سیکرٹری اریگیشن اور باقی تمام لوگ آپ کی بات سُننے کے لئے یہاں پر موجود ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: تو ہم نے یہ بات طے کر لی کہ جو بیوروکریسی ہے وہ تو اپنی ذمہ داری نبھانے کے لئے آ گئی لیکن ہمارے جو بھائی ہیں، جو ہماری پیٹی برادری ہے ان کو اس میں interest نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کے سامنے ابھی رانا ثناء اللہ صاحب اس کمیٹی کے اندر گئے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اریگیشن منسٹر صاحب کہاں ہیں؟ یہ اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کا سب سے بڑا failure ہے۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! ہم points note کرنے کے لئے یہاں پر موجود ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا۔ لغاری صاحب! اب آپ points کی طرف آ جائیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پہلے پہل تو یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ بہت بڑا سانحہ ہو گیا ہے اس کو بار بار دہرانے کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ کتنی بڑی بات ہے۔ ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے failures کہاں پر ہوئے ہیں اور ان کو ہم نے آگے address کیسے کرنا ہے؟ میں سب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ 21۔جون 2010 کو Pakistan Meteorological Department نے وارننگ دی تھی کہ جولائی اور ستمبر کے دوران flash floods آنے کا اندیشہ ہے کیونکہ سائنس اتنی ترقی کر گئی ہے کہ موسمی حالات کو دیکھتے ہوئے ہم آگے predictions کر سکتے ہیں تو 21۔جون کی جو Meteorological Department کی وارننگ تھی اور اگر آپ کو یاد ہو تو جولائی کے آخری ہفتے اور اگست میں floods آئے ہیں۔ ہمارے پاس جون سے لے کر جولائی تک کا پورا ایک مہینہ تھا اس میں ہماری وفاقی حکومت ہو، ہماری صوبائی حکومت ہو کسی نے بھی اس سلسلے میں کوئی اقدامات نہیں کئے اور نہ public at large کو یہ بتایا گیا کہ یہ چیز ہونے والی ہے۔ دریاؤں کے کچے کے علاقے میں جو لوگ رہتے تھے پانی نہ آنے کی وجہ سے اب وہاں permanent residences بنتی گئی تھیں ان کو وہاں سے ہٹانے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی آخر کوئی تو اس کا ذمہ دار ہے، کسی کو تو اس کی ذمہ داری لینی چاہئے تھی۔ ہم نے اس سلسلے میں کچھ بھی نہیں کیا، اب یہ وقت اس بات کا ہے کہ ہم یہ چیز determine کریں کہ کون لوگ اس کے ذمہ دار تھے۔ کس کی یہ ذمہ داری تھی کہ یہ اتنے بڑے سانحے کو آگے لے کر چلتا۔ اتنے بڑے سانحے کا، اتنے بڑے مالی نقصان کا، کسی نہ کسی کو جب تک ہم اس کا ذمہ دار نہیں ٹھہرائیں گے اور کسی کو اس پر reprimand نہیں کیا جائے گا یہ چیزیں چلتی جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ جس نے ہم انسانوں کو بنایا ہے اس نے بھی ہمارے لئے سزا اور جزا کا concept رکھا ہے۔ جنت اور جہنم، آپ اگر اچھا کام کرو گے تو آپ کو جنت ملے گی، آپ اگر بُرا کام کرو گے تو آپ کو جہنم میں جانا پڑے گا۔ اس مالک نے جو ہماری فطرت جانتا ہے، جس نے ہماری فطرت بنائی ہے اس نے بھی ہماری سزا اور جزاء کا ایک نظام رکھا ہے۔ جب floods آنا شروع ہوئے تو پنجاب والوں کو تو تقریباً ایک ہفتہ مزید وارننگ

مل گئی کیونکہ جب اوپر سے دریاؤں میں پانی آنا شروع ہوا تو اس کے تقریباً ہفتہ بعد ہمارے تک پہنچا۔اس ایک ہفتہ کے اندر بھی ہم نے کچے کے علاقے میں سے لوگوں کو نہیں نکالا۔ ہم نے اس سلسلے میں کچھ نہیں کیا۔ میں آپ کو اپنی constituency کی مثال دوں۔ میری ڈیرہ غازی خان کی constituency پی پی۔245 ہے، میں دریا سے تھوڑا دور ہو جاتا ہوں، ہمارے یہاں دریا کا نہیں hill torrents کا flood آیا۔پہاڑی بارشوں کا ایک سلسلہ شروع ہوا۔بلوچستان میں بارشوں کا سلسلہ بارکھاں اور رکنی سے شروع ہوا۔نالائقی کی انتہا، معذرت کے ساتھ میرا یہ لفظ سخت ہے، نالائقی کی انتہا یہ کہ کسی نے geography نہیں دیکھی، کسی کو اس چیز کا علم نہیں کہ یہ جو بلوچستان کے پہاڑوں میں بارشیں ہو رہی ہیں اس پانی نے تین چار روز میں نیچے آکر ڈیرہ غازی خان اور شیر علی خان یہاں بیٹھے ہیں ان کے حلقے اور میرے حلقے کو آکر لگنا ہے، لاہور سے یہ حکم صادر ہوا کہ ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کے اندر ضلع کی ریلیف کا جو سامان رکھا ہوا ہے اس کو بلوچستان بھیج دیا جائے۔بینر لگائے گئے، تصویریں کھینچی گئیں کہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ کی طرف سے بلوچستان کے بھائیوں کے لئے تحفہ اور ہوا یہ کہ جب تین چار دِنوں کے بعد وہ پانی ہمارے یہاں پہنچا تو ہمارے ضلعوں کے اندر ریلیف کی کوئی چیز نہیں تھی کیونکہ وہ ٹرکوں میں بھر کر ہم نے بلوچستان بھجوادی تھی۔بہت اچھی بات ہے، ہمیں اپنے بھائیوں کا خیال رکھنا چاہئے لیکن اپنا جغرافیہ دیکھتے ہوئے، اپنے زمینی حقائق دیکھتے ہوئے، ہمیں اپنے ضلع کے لوگوں کے لئے بھی اور اپنوں کے لئے بھی رکھنا چاہئے تھا۔یہ جو مصیبت آئی ہے اس میں سب سے زیادہ small farmer affected ہوا ہے۔ جس کو زرعی ترقیاتی بنک سے قرضہ لینے میں مشکل پیش آتی ہے۔ حکومت اعلان کر رہی ہے کہ زرعی ترقیاتی بنک قرضے معاف کر دے گا، وہ سود معاف کر دے لیکن زرعی ترقیاتی بنک سے کم از کم بیس گنا، پچاس گنا زیادہ ایک مارکیٹ ہے جو informal lending کے اوپر چل رہی ہے۔ جو آڑھتی سے اُدھار لے کر اور بہت زیادہ interest rates کے اوپر اور مڈل مین جو pesticide کا ڈیلر ہے، جو کھاد کا ڈیلر ہے اس سے -/800 روپے کھاد کی بوری -/1400 روپے کی ملتی ہے کیونکہ وہ کہتا ہے کہ فصل پر پیسے میں دوں گا۔ ساری rural economy اس بات پر چلتی ہے کہ informal sector کے اندر lending ہوتی ہے اور بہت زیادہ interest rate پر ہوتی ہے جو کہ ہماری حکومت پنجاب کے Money Lending Act, 2007 کے خلاف ہے۔اس سلسلے میں ہمارا جو چھوٹا فارمر ہے وہ سب سے زیادہ affected ہے اس کے لئے کچھ کرنے کی ہمیں بہت سخت ضرورت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جلدی کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!ابھی تو بات شروع بھی نہیں ہوئی تھی اتناimportant issueہے۔اٹھارہ لوگ ہیں، میرے خیال میں یہ بہت سارے لوگ ہیں اور یہ بیٹھیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:ایک وقت مقرر کیا ہے،اس طرح disparityہو جائے گی۔آپ kindlyاس کو wind upکریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!بس میں دو منٹ لوں گا۔میں اپنے لاہور والے بھائیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ہمارے اس مشکل وقت میں وہ ہمارے علاقوں میں آئے اور انہوں نے آکر ہمارے ساتھ ٹائم گزارا اور ہمارے لوگوں کے پاس گئے۔ہمارے ڈیرہ غازی خان میں بھی لوگ آئے، راجن پور میں بھی آئے، مظفر گڑھ میں بھی آئے۔.I am really grateful to them لیکن میری پھر ایک چھوٹی سی گزارش تھی کہ اگر آپ آئے ہیں تو لوکل آدمی آپ کو زیادہ بہتر بتا سکتا تھا۔اگر ڈیرہ غازی خان میں آئے ہیں،اگر میرے حلقے میں سیلاب آیا ہوا ہے ویسے تو میرے حلقے کے ساتھ حکومت کی خاص مہربانی تھی کہ کچھ نہیں کیا گیا شاید میں اپوزیشن میں ہوں اس لئے لیکن اگر آئے تھے تو مجھے ساتھ لے کر جاتے تو میں زیادہ بہتر بتا سکتا تھا کہ یہاں پر زیادہ نقصان ہوا ہے، یہgenuine floodکے ڈوبے ہوئے لوگ ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو کہ floodکا سُن کرroadsکے اوپر آ گئے ہیں اور یہ امداد اصل affectees تک نہیں پہنچ رہی۔مقامی گائیڈز کی بڑی سخت ضرورت ہوتی ہے۔ان کے جذبے کو سلام، بہت اچھا انہوں نے کام کیا۔ہمارے شہروں میں فیصل آباد،لاہور، گوجرانوالہ،پنڈی ہر جگہ سے تاجروں نے بہت زیادہ امداد بھیجی لیکن ان کیdisbursementکے لئے مقامی آدمی کا ان کے ساتھ ہونا بہت سخت ضروری تھا تاکہ وہ ان کو appropriately guide کر سکے۔ابھی ایک وفاقی حکومت کی طرف سے flood taxکی بات ہوئی اور ہماری حکومت پنجاب نے، وزیر اعلیٰ صاحب نے یکسر اس کوrejectکر دیا یہ ایوان اور کابینہ مل کر اس چیز کے اوپر فیصلہ کریں کہ یہ ٹیکس کس قسم کا ہو گا۔ فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے یہone time taxہے۔میری اس میں گزارش یہ ہے کہ جمہوریت کی روح کے مطابق یہ ایوان اور کابینہ مل کر اس پر کوئی فیصلہ کریں کہ یہ ٹیکس کس قسم کا ہو گا کیونکہ یہone time taxہے امیر لوگوں پر ٹیکس ہے جس کا چار کنال کا گھر ہے، مرسیڈیز گاڑی ہے ان لوگوں پر ٹیکس ہے۔لگژری ٹیکس بھی تو ہم نے لگایا تھا،اسی حکومت نے گاڑیوں پر لگژری ٹیکس لگایا تھا اور وہ بھی اس سوچ کے ساتھ لگایا تھا کہ جو لوگ استعداد رکھتے ہیں، جن کے پاس پیسے ہیں وہ ان لوگوں کے لئے ٹیکس دیں جن کے پاس پیسے نہیں ہیں۔اسی طرح اسone time flood taxکو ہم یکسرrejectکر دیں، اس

پر یہاں debate کر لیں، ہم کابینہ میں اس کو discuss کر لیں اور ان چیزوں کو آگے لے کر چلیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

دوسری میری ایک اور گزارش ہے اور I will be very grateful کہ اگر سب لوگوں کو زیادہ ٹائم دیا جائے کیونکہ یہ issues بہت اہم ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اب wind up کر لیں۔آپ کی مہربانی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ یہ سیلاب دوبارہ بھی آ سکتا ہے۔ فیڈرل گورنمنٹ میں ہماری ایک National Disaster Management Authority بنی ہے اور اسی طرح صوبے میں بھی بنی ہے لیکن ان کو کوئی legal cover نہیں ہے۔وہ جنرل پرویز مشرف کے آرڈر پر ہی قائم ہوئی تھی اور اب ہم اس غلط بحث میں نہیں پڑتے۔اس قسم کی bodies کی ضرورت ہے۔قومی سطح پر ہو، صوبائی سطح پر ہو اور ڈسٹرکٹ سطح پر ہو کیونکہ ناگہانی مصیبتیں آتی رہتی ہیں اس کے لئے ہم نے اپنے آپ کو plan کر کے رکھنا ہے۔دوسری میری ایک گزارش یہ تھی کہ coordination کے ساتھ ہی relief efforts ہوں، haphazard طریقے سے ہو رہا ہے۔Model villages بنائے جانے کی بات کی جا رہی ہے، ہمارے علاقے میں یہ رواج ہے کہ کہیں پر بھی بڑی آبادی نہیں ہوتی بلکہ آبادی کا cluster ہوتا ہے۔ان لوگوں کے لئے اگر آپ village model بنا دیں گے تو وہ قبول نہیں کریں گے۔ہر قسم کے life style کے ساتھ ان کی مدد کرنی چاہئے۔مدد کرنے کا جذبہ بہت زیادہ ہے لیکن اس میں coordination ہونی چاہئے اور سب کو ساتھ لے کر چلنا چاہئے۔اپوزیشن اور حکومت کی ذہنیت سے خدارا باہر نکل کر سوچیں اور جو بھی اس سلسلے میں contribute کر سکتا ہے اس کو ساتھ لے کر چلیں اور مقامی آدمی اس سلسلے میں بہتر contribute کر سکتی ہے اس لئے میری گزارش ہو گی کہ ان کو ساتھ لے کر چلا جائے۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

جناب عبدالوحید چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! تشریف رکھیں۔No point of order. جی، وزیر قانون!

جناب عبدالوحید چودھری: جناب والا! میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ لغاری صاحب نے جو کہا ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! تشریف رکھیں۔ وزیر قانون صاحب کھڑے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں ایک تو یہ بات آپ کے نوٹس میں لانا چاہوں گا کہ میری ابھی تھوڑی دیر پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب سے بات ہوئی ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ اگر آج اس قسم کا ماحول ہے کہ زیادہ دوست بات کرنا چاہتے ہیں اور وقت کی قلت کی وجہ سے اگر وہ بات نہ کر پائیں تو بے شک آپ اس کو دو دن کی بجائے تین دن پر لے جائیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ ایک بڑا بنیادی issue ہے اور اس پر تمام ممبر جو بات کرنا چاہتے ہیں ان کو ایک تو ٹائم ملنا چاہئے اور دوسری جو لغاری صاحب نے بات کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ انہوں نے اب میڈیا سے متاثر ہو کر اس بات کو چلتے چلتے touch کر دیا ہے۔ اس پر بے شک یہ آج بات کر لیں یا کل کر لیں۔ اس پر حکومت چاہے گی کہ یہ clear cut guidance دیں۔ حکومتی پارٹی کے ممبران بھی اور اپوزیشن کے ممبران بھی اس پر بات کریں پھر اس کے بعد جو ایک سوچ بنے اور ایک ایسا ماحول بنے جس سے یہ ٹیکس لگایا جائے اگر یہ ٹیکس لگانا ہے تو اس کے لئے ایک خاص ماحول کی بھی ضرورت ہے کیونکہ پھر اس پر مختلف انداز میں criticism آنا شروع ہو جاتا ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ لغاری صاحب نے جو بات کی ہے اس particular معاملے پر آج یا کل ایک گھنٹہ کا ٹائم مختص کر دیں اور اس پر پورا House تمام پارلیمانی پارٹیاں جو موجود ہیں ان کی طرف سے ایک clear cut رائے آ جائے تاکہ اس کے مطابق گورنمنٹ آگے کوئی step اٹھا سکے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! میں وزیر قانون کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جمہوریت کی روح یہی ہے۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں، فیصلے مشترکہ ہونے چاہئیں، سب کو مل کر یہ فیصلے کرنے چاہئیں۔ I am grateful to you.

جناب ڈپٹی سپیکر: اب کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا۔ وزیر قانون کا جو point آیا ہے اس کو آج یا کل فائنل کر لیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کل چونکہ جمعہ ہے اور کل وقت کم ہو گا۔ یا تو یہ ہے کہ کل صبح دس بجے اجلاس شروع ہو جائے پھر تو میرا خیال ہے کہ کوئی ایک گھنٹہ مل جائے گا کیونکہ کل ٹائم کم ہے اس لئے کل کا دن بھی ہم سیلاب کی بحث میں لے جائیں اور کل جو ایک گھنٹہ یا ڈیڑھ گھنٹہ ملے تو specific بات پر کہ کیا flood tax لگنا چاہئے یا نہیں لگنا چاہئے؟ اس پر House کی رائے آ جائے تو پھر وزیر اعلیٰ اپنی policy statement یا wind up speech اگلے ہفتے کر دیں۔

وزیر انسانی حقوق، اقلیتی امور، ترقی خواتین اور سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! آپ کی ہدایت پر ابھی ایک کمیٹی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کامران مائیکل صاحب! ایک منٹ تشریف رکھیں۔ میرے خیال میں پہلے ہم اس کو فائنل کر لیں اس کے بعد میں آپ کی بات سنتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا۔ کل بھی ہم اس discussion کو carry forward کریں گے اور جو ممبران اس میں بات کرنا چاہیں وہ flood tax کے حوالے سے تیار ہو کر آئیں کہ وہ ہونا چاہئے یا نہیں ہونا چاہئے۔ کامران مائیکل صاحب! اب آپ کمیٹی کے بارے میں بتا دیں۔

وزیر انسانی حقوق، اقلیتی امور، ترقی خواتین اور سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! آپ کی ہدایت پر جو کمیٹی ان طالب علموں کو ملی ہے ان کے کچھ تحفظات تھے اور وہ بورڈ آف گورنرز کے حوالے سے تھے کہ اگر یہ کالجوں کے حوالے سے بورڈ آف گورنرز بنتا ہے تو اس سے فیسیں بڑھ جائیں گی اور جو غریب طبقہ سے طالب علم ہیں وہ پڑھ نہیں سکیں گے۔ ان کا نقطہ نظر یہ تھا کہ ہمارے ساتھ کسی نے negotiation نہیں کی، table talk نہیں کی تاکہ اس کا کوئی مثبت حل نکل سکے۔ ہم نے ان کو ایک assurance دی تھی کہ ہم آپ کی ایک باضابطہ میٹنگ کروائیں گے جس میں ہمارے متعلقہ وزیر صاحب ہوں گے اور سیکرٹری ہوں گے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہماری ابھی تک کسی نے بات سنی نہیں۔ بات سن لیں تاکہ ہمارے تحفظات دور کئے جا سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس سلسلے میں سوموار کو میٹنگ رکھ لیں۔ وزیر قانون صاحب متعلقہ سیکرٹری اور وزیر موصوف کی ان سے میٹنگ arrange کروا دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں پہلے تو اس بات کا تعین ہو کہ ان کی طرف سے نمائندگی کون کرے گا؟ اب ہر آدمی، سو لوگوں کو اکٹھا کر کے جلوس لے کر آ جائے اور کہہ دے کہ میرے ساتھ بیٹھیں اور negotiation کریں اس طرح تو پھر negotiation ہی چلتی رہے گی۔ وہ اپنی طرف سے کوئی نمائندہ باڈی یا وہ ٹیچرز یا وہ لیکچرار ان کو جو force کر کے بھیجتے ہیں کہ جائیں آپ وہاں جا کر protest کریں یا پھر جو کمیٹی آج بات کرنے گئی تھی آج بات کر لے، کل بات کر لے، ان لوگوں کا تعین کر دے جو نمائندہ حیثیت میں بیٹھ کر گورنمنٹ کے ساتھ negotiation کر سکیں۔ سیکرٹری ایجوکیشن ہیں، میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کے پاس محکمہ تعلیم کا چارج ہے وہ بیٹھ جائیں۔

میں بیٹھ جاؤں گا،آپ اس میں بیٹھ جائیں اور ان کی جو یہ غلط فہمی ہے،ان کی جو یہ دلیل ہے اس کی کوئی بنیاد نہیں ہے وہ سارے لوگ جو اس معاملے کے پیچھے لگے ہوئے ہیں وہ باقاعدہ politically motivated ہیں اور اس میں قطعی طور پر ایسا معاملہ نہیں ہے۔ تعلیم کا معیار بہتر بنانا ہے اس کوشش کا اصل مقصد ہے اور کوئی فیسیں بڑھنے والی بات نہیں ہے۔ اگر وہ بیٹھ کر اس بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں اور اگر وہ لوگ موجود ہیں تو یہ جا کر ان کے نمائندہ لوگوں کے نام لے لیں کیونکہ پانچ دس لوگوں سے یا بارہ تیرہ لوگوں سے تو مذاکرات ہو سکتے ہیں،ڈیڑھ دو سو لوگوں سے مذاکرات نہیں ہو سکتے۔ یہ ان سے ٹائم لے لیں اس کے مطابق پھر arrange کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ان کے نمائندوں سے بات کر لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا!میں بھی اسی سلسلے میں یہ گزارش کرنا چاہوں گی کہ ان کا ایک مطالبہ یہ ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون کی بات بھی ٹھیک ہے،آپ بھی اس کمیٹی کی ممبر ہیں،آپ بھی ان کے ساتھ بیٹھ جائیں اور ان کے جو اصل نمائندے ہیں اور ان کو بلائیں،ان کی میٹنگ ہم کروا دیتے ہیں۔ جب ان کے نمائندے یہاں موجود نہیں ہیں تو floor of the House اس کو discuss کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔آپ کامران مائیکل سے مل کر ان سے بات کر کے House کو بتا دیں کہ ان کے نمائندے کون ہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا!ان کے کچھ مطالبات۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ!آپ ان کے ساتھ جا کر بات کر لیں۔ڈاکٹر اختر ملک صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): شکریہ۔ جناب سپیکر!جیسا کہ سب دوستوں نے بات کی کہ یہ سیلاب ناگہانی آفت اور لوگوں کی بے بسی یہ ساری چیزیں discuss ہو چکی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ technically ہمارے اداروں نے بڑا اچھا کام کیا لیکن یہ ساری چیزیں unexpected تھیں۔ بارشیں جو ایک سال میں ہونی تھیں وہ مقدار چھ دنوں میں پوری ہو گئی۔اس کے علاوہ افغانستان میں بھی ان دنوں بارشوں کا سیزن نہیں تھا وہاں پر بھی بہت بارشیں ہوئیں اور all of a sudden یہ ساری ایمرجنسی بھی create ہو گئی اور یہ سب کچھ unexpected تھا جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ دس پندرہ سالوں سے سیلاب نہیں آیا۔ ساری چیزیں unexpected ہوئیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جس

طریقے سے وفاقی حکومت نے اور صوبائی حکومت نے اپنا کردار ادا کیا وہ بھی قابل ستائش ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ پچھلے دس سالوں میں repairs کے فنڈز، بند کی repairs کے فنڈز، بیراج کی repairs کے فنڈز میرے خیال میں یہ ہر سال کے اخراجات میں لگے ہوئے ہیں اور اگر موقع پر جا کر دیکھا جائے تو وہ کام شاید نہیں ہوا۔ جتنی maintenance proper چاہئے تھی وہ نہیں ہوتی رہی۔ ڈیپارٹمنٹ کو ہر سال فنڈز ملتے ہیں اور ان کی یہ routine ہوتی ہے، سیلاب سے پہلے ڈسٹرکٹ کی سطح پر میٹنگیں ہوتی ہیں اور گورنمنٹ کی سطح پر بھی میٹنگ ہوتی ہے وہ میرے خیال میں ہم پوری طرح سے اس کو کر نہیں سکے۔ میری اب آپ کی وساطت سے یہ request ہے کہ جو تباہی ہونی تھی وہ تو ہو گئی لیکن کم از کم liabilities لوگوں پر fix کرنی چاہئے تھی کہ کن لوگوں نے کوتاہی برتی اور کن لوگوں کی کوتاہی سے یہ سارا معاملہ aggravate ہوا۔ بے بسی کے ایسے مناظر دیکھنے میں آئے کہ والدین کے سامنے ان کے بچے پانی میں بہہ گئے اور جوان اولاد کے سامنے والدین پانی میں بہہ کر چلے جا رہے ہیں اور وہ بے بس بیٹھے ہیں۔ پاکستان آرمی نے، پنجاب گورنمنٹ نے اور وفاقی حکومت کا جو National Disaster Management Cell تھا اس نے بھی اپنا پورا کردار ادا کیا۔ ابھی یہاں پر کل یہ ذکر ہوا کہ صوبائی سطح پر بھی National Disaster Management Cell تشکیل دیا گیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ Cell اگر کچھ عرصہ قبل یا پانچ دس سال پہلے تشکیل دیا ہوتا تو اس میں ہمیں ان ناگہانی آفات کو manage کرنے میں آسانی ہوتی۔ دوسری بات جو مجھے اس سارے process میں نظر آئی، میری خواہش تھی کہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب ان مشکل حالات میں ایک ہنگامی اجلاس call کرتے، سارے ایم پی ایز اور اسمبلی کو on board لیتے اور باقاعدہ ان کی ڈیوٹیاں لگائی جاتیں تو میرے خیال میں ہم اس کو بہتر طریقے سے manage کر سکتے تھے۔

معزز ممبران: بلاتے رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): پیپلز پارٹی والوں کو کسی نے بلایا اور نہ ہی کسی نے انہیں اس چیز سے آگاہ کیا ہے۔ جب سیلاب نے کوئی پارٹی نہیں دیکھی تو میرے خیال میں یہاں پر بھی پارٹی سسٹم کو نہیں دیکھنا چاہئے تھا، یہ تو پوری قوم پر امتحان کا وقت تھا اور سب لوگوں کو اکٹھے مل کر کام کرنا چاہئے تھا۔ میرے اپنے حلقے میں پانچ ہزار کے قریب سیلاب متاثرین تھے، ہم لوگوں سے جو کچھ ہو سکتا تھا ہم نے manage کر کے انہیں دیا ہے۔ میں دوسری یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ اگر اجلاس call نہیں کر سکتے تھے تو کم از کم ڈویژن سطح پر سب کو invite کر کے انہیں مشورے میں شامل کرنا چاہئے

تھااور سب لوگوں کوon board لینا چاہئے تھا۔وزیر اعظم صاحب وہاں دو یا تین دفعہ گئے ہیں اور انہوں نے وہاں پر سب جماعتوں کے ممبران کوinvite کیا، سب کے مسائل سنے اور کوشش کی کہ سب کوon board لیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پارٹیوں سے بالا تر ایک امتحان تھا اگر ہم مل کر اسے tackle کرتے تو ہم زیادہ آسانی اور بہتر طریقے سے کر سکتے تھے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر ماڈرن ویلجز کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ دریا کیbeat میں رہنے والے لوگ بھی ہر ایک کی طرح اپنے گھروں سے محبت کرتے ہیں، ایڈمنسٹریشن کی طرف سے کافی شکایات ملیں کہ ان لوگوں کو آگاہ کیا گیا لیکن پھر بھی وہ اپنے گھر چھوڑ کر نہیں نکلے۔ میری استدعا ہے کہ اگر ماڈرن ویلجز بنانے ہیں تو ان لوگوں کوon board لیں۔ جہاں پر ان لوگوں کے پرانے گھر ہیں اگر وہ انہیں repair کروانا چاہتے ہیں یا وہ تھوڑا سا elevation دے کر وہاں گھر بنانا چاہتے ہیں تو میرے خیال میں وہ بہتر طریقے سے manage کر سکتے ہیں۔ ہم پچھلے کئی سالوں سے جناح آبادیوں والا تجربہ دیکھتے آ رہے ہیں کہ وٹو صاحب کے دور میں جناح آبادیاں بنائی گئی تھیں لیکن لوگ انہیں بارہ پندرہ دفعہ آگے فروخت کر کے چلے گئے ہیں اور وہاں پر وہ لوگ موجود نہیں ہیں جن کو وہ گھر الاٹ ہوئے تھے لہذا میری استدعا ہے کہ اگر ان لوگوں کوinvolve کر کے اور ان کے مشورے سے یہ ماڈرن ویلجز بنائے جائیں تو اس میں بہتری آ سکتی ہے۔ میں دوسری یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آخری بات۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! اس سیلاب کےafter affects اب سامنے آنے ہیں لہذا میری استدعا ہے کہ ایڈمنسٹریشن کو ہدایات دی جائیں کہ سب کوon board لیں اور تمامparliamentarians کوon board لیں اور ان کے مشورے سے ان کے علاقوں کے مسائلacross the board deal کریں۔ جس طرح انہیں خوراک چاہئے تھی اور بیماریوں سے تحفظ چاہئے تھا اسی طرح سکولز کی بھی ایمرجنسی ہے، سکولز کے لئے کوئیalternate بندوبست کیا جائے تاکہ جن لوگوں کے مکان گر گئے ہیں یا ان کا کچھ بھی نہیں رہا ان لوگوں کے بچوں کے پڑھائی کے سال ضائع نہ ہوں۔

جناب سپیکر! میں آخری بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ امیر لوگ جوaffording ہیں اگر ان پر فلڈ ٹیکس لگا دیا جائے تو اس میں کوئی برائی نہیں بلکہ اس سے صوبے اور صوبے کی عوام کا فائدہ ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ سیمل کامران صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب خلیل طاہر سندھو صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): شکریہ۔ جناب سپیکر! کل اور آج جب سیلابی صورتحال کے بارے میں بحث شروع ہوئی تو مجھے ایک بات کا بڑا دکھ لگا۔ میں سمجھ رہا تھا کہ اگر کوئی اجتماعی آفت آتی ہے تو اس کا اجتماعی طور پر مقابلہ کیا جاتا ہے لیکن یہاں بیٹھ کر اس قسم کی باتیں کرنا اور سیلابی سیاست کرنا کہ جناب تصاویر بنوائی گئی، ہیلی کاپٹرز پر گئے ہیں، ہیلی پیڈز پر گئے ہیں، فلاں کیا ہے، یہ کیا ہے اور وہ کیا ہے۔ (قطع کلامیاں)

منڈا صاحب! پلیز ایک منٹ میری بات سپیکر صاحب تک جانے دیں۔

جناب سپیکر! بہت ساری چیزوں کو مذاق کی صورت میں لیا گیا اور کل مجھے بڑا دکھ ہوا اور یہ میرے لئے ایک سانحہ تھا کہ اپوزیشن سے ہمارے بہت سارے بھائیوں نے اسے بالکل ہی سیاست کی نذر کرنے کی کوشش کی۔ میں ان کے لئے صرف یہ کہہ سکتا ہوں کہ:

اکثر دھوکا دے جاندے نیں شکلوں ویکھے جاچے لوگ
تے سانوں آ کے راہواں دسن اپنے گھروں گواچے لوگ

جناب سپیکر! جب بھی کوئی آفت آتی ہے، کیلی فورنیا میں ہو یا پوری دنیا میں ہو آپ دیکھیں کہ وہاں پر بھی ہزاروں دیہاتوں اور شہروں میں ان کی بہت سی روحیں جسموں سے علیحدہ ہو جاتی ہیں، نقصانات ہوتے ہیں لیکن پنجاب اور خاص طور پر پورے پاکستان میں جو یہ سیلابی ریلا آیا ہے۔ جیسے ابھی میرے بھائی فرما رہے تھے کہ وزیر اعظم صاحب تین دفعہ گئے اسی طرح خادم اعلیٰ پنجاب جن کو میں حقیقی خادم اعلیٰ پنجاب کہتا ہوں وہ ساری ٹیم کو ساتھ لے کر چونتیس بار گئے ہیں، ان کی ٹیم میں وہاں کا ڈی سی او، وہاں کا ڈی آئی جی، وہاں کا ڈی پی او، تمام سیکرٹریز اور سیکرٹری ہیلتھ ساتھ ہوتے تھے۔ ہم ہمیشہ ناقدین رہتے ہیں اور تنقید کرتے ہیں۔ جب بھی کوئی قدرتی آفت آتی ہے تو اسے دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ پہلا حصہ یہ ہوتا ہے کہ فوری طور پر انہیں کیا ریلیف دیا جا سکتا ہے جس سے ان کی روح اور جسم کا رشتہ قائم رہ سکے اور پھر دوسری بات یہ ہوتی ہے کہ sustainable development کے لئے کیا کام کیا جا سکتا ہے تاکہ پھر انہیں مستقل روزگار اور گھر ملیں۔ یہ بات سچ ہے کہ ہم نے وہاں پر ایسے مناظر دیکھے ہیں بہت سارے ایسے بچے ہیں جن کے ماں باپ ان سے روٹھے ہیں، ان بچوں کی زندگی زمینی محور

سے کٹ گئی ہے،ان کی مسکراہٹیں ختم ہو چکی ہیں۔ابھی حقیقی خادم نے،ان کی پوری ٹیم نے حتیٰ کہ پولیس نے بھی جس پر ہم ہمیشہ تنقید کرتے ہیں، ان سب نے مل کر یہ کام کیا ہے تو انہیں خراج تحسین پیش کیا جانا چاہئے تھا۔اختلاف کا مطلب صرف یہ نہیں ہوتا کہ ہر بات پر صرف اختلاف ہی کیا جائے اور یہاں پر یہ بات کی گئی تھی کہ رائے دی جائے۔میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہمارے ممبران، وزراء اور دوسرے لوگ جن کے ہم تاحیات شکر گزار ہیں وہ چار چار فٹ پانی میں جا کر کام کرتے رہے ہیں۔ابھی راجن پور کی بات ہو رہی تھی وہاں کے نمائندے جو تقریر کر کے چلے گئے ہیں وہ خود وہاں پر موجود نہیں تھے لیکن ہم میں سے بہت سارے لوگ وہاں موجود تھے اور لوگوں نے ان کی شکایت لگائی کہ یہ وہاں پر موجود نہیں ہیں۔ سب سے آسان کسی پر تنقید کرنا ہوتا ہے۔میری humble submission یہ ہو گی کہ آج ایک دفعہ پھر سب کو مل کر کام کرنا ہے۔یہ جو انقلابی قدم اٹھایا گیا ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب کا وہاں پر چونتیس دفعہ جانا اور وہاں لوگ سے ملنا، کہتے ہیں کہ اگر خوشی تقسیم کی جائے تو خوشی بڑھ جاتی ہے اور اگر دکھ تقسیم کئے جائیں تو وہ کم ہو جاتے ہیں۔ آج یہاں پر یہ کہنا کہ ذمہ داری fix کی جائے اور یہ کیا جائے حالانکہ چاہئے تو یہ تھا کہ جو آنے والی sustainable development ہے اس کا حل کس طریقے سے نکال سکتے ہیں؟

جناب سپیکر!یہاں پر کل اور پرسوں بھی بات کی گئی تھی اور اب بہت سارے لوگ کالا باغ ڈیم کے حوالے سے چیچی کٹوا کر شہیدوں میں نام لکھوانا چاہتے ہیں حالانکہ چاروں صوبوں، مرکز میں ان کی نو سال تک حکومت رہی ہے اور سینیٹ میں بھی ان کی اکثریت رہی ہے لیکن اس وقت کسی نے کالا باغ ڈیم کی بات نہیں کی۔ایک عورت کسی شادی پر جا رہی تھی دوسری نے کہا کہ -/20 روپے میری طرف سے بھی لکھوا دینا تو اس نے ایک روپیہ جیب سے نکال کر کہا کہ یہ لو اکیس دونوں کی طرف سے۔اب اس طرح کام نہیں چلے گا۔کہتے ہیں جب تک عمل نہیں ہو گا۔

بے عمل دل ہو تو جذبات سے کیا ہوتا ہے
دھرتی بنجر ہو تو برسات سے کیا ہوتا ہے
ہے عمل لازمی تکمیل تمنا کے لئے
ورنہ رنگین خیالات سے کیا ہوتا ہے

جناب سپیکر!ابھی ذمہ داری fix کرنے کی بات نہیں ہے۔ہم ہمیشہ اس بیوروکریسی سے ناراض رہتے ہیں لیکن اس آفت میں جس طرح سے بیوروکریسی کے لوگوں نے،افسران نے team

work کے ساتھ کام کیا ہے وہ قابل ستائش ہے۔ ہم نے مظفر گڑھ کے علاقے میں دیکھا ہے کہ ایک ڈی پی او صاحب خود پانی میں جا رہے تھے، سیکرٹریز خود سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں گئے ہیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے ان علاقوں میں جا کر دن رات کام کیا ہے۔ میری آپ سے صرف یہ گزارش ہو گی کہ جن لوگوں کو ابھی تک آشیانے نہیں مل سکے ان کے دکھوں کا ہمیں مداوا کرنا ہو گا، ان کے دکھ بانٹنے ہوں گے اور یہ سب کچھ missionary spirit کے ساتھ ممکن ہو گا، تنقید کرنے سے نہیں ہو گا۔ وہ لوگ جو کہ بار بار تنقید کرتے ہیں کہ تصویریں بن رہی ہیں، یہ ہو رہا ہے، وہ ہو رہا ہے اور کالا باغ ڈیم کی بات کرتے ہیں میں آخر میں آپ کی وساطت سے ان سے مخاطب ہوتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ:

تم نے ہر کھیت میں انسانوں کے سر بوئے ہیں
اب زمین خون اُگلتی ہے تو شکوہ کیسا

آپ سب کا بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شکریہ۔ الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ جو حالیہ بارشیں اور سیلاب تھا ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ایک قدرتی آفت تھی اور پوری قوم کی آزمائش ہے۔ صوبہ پنجاب کی حد تک وزیر اعلیٰ پنجاب کی کوششوں کو میں ضرور سراہتا ہوں کیونکہ وہ خود اپنی ٹیم کو ساتھ لے کر ان سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں پہنچے ہیں۔ سیکرٹری سے لے کر چھوٹے سے چھوٹا عملہ وہاں پر ان متاثرہ علاقوں میں پہنچا ہے۔ انہوں نے جن لوگوں کو یہاں لاہور میں چھوڑا ہوا تھا ان کو وہ براہ راست ہدایات دیتے رہے کہ یہ سامان فلاں جگہ پہنچائیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب چونکہ بذات خود ان مصیبت زدہ علاقوں میں موجود تھے، وہاں پانی کو روکنا، بند توڑنا اور لوگوں کو بچانا یہ سب کام انہوں نے اپنی ذاتی نگرانی میں کروائے ہیں۔ جس طرح صوبہ سرحد کے علاقوں میں نقصان ہوا ہے یہاں پنجاب میں وزیر اعلیٰ کی ذاتی نگرانی کی وجہ سے اتنا نقصان الحمد للہ نہیں ہوا۔ وزیر اعلیٰ کے یہ سب کام قابل ستائش ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہاں پر field میں کام کرنے والا سارا عملہ، ہمارے سیکرٹریز صاحبان بھی قابل تعریف ہیں کیونکہ ان سب نے بہت زیادہ محنت کی ہیں۔ ہم یہ دیکھتے تھے کہ ان دنوں میں لاہور خالی تھا اور تمام کا تمام عملہ وہاں سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں کام کر رہا تھا۔

جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ گزارش کروں گا کہ ضلع جھنگ جو کہ ہمارا پڑوسی ضلع ہے اس میں ایک موضع سلیانہ ہے، وہاں سے ایک شخص حاجی ریاض صاحب کا مجھے بار بار message آتا

تھا کہ ہم بے سروسامان بیٹھے ہوئے ہیں، ہمارے پاس کوئی خیمے وغیرہ نہیں ہیں اس لئے ہمارے لئے خیموں کا کوئی بندوبست کر دیا جائے۔ میں نے کمشنر فیصل آباد کے دفتر میں رابطہ کیا، پہلے فون کئے، پھر messages بھجوائے۔اس کے علاوہ میں نے اسی حوالے سے ڈی سی او جھنگ کو بھی messages بھیجے۔وزیر اعلیٰ صاحب کو بھی لکھا کہ اس علاقے کی مدد کی جائے اور ان کو خیمے مہیا کئے جائیں لیکن ان دیہاتیوں کی یہ شکایت ہے کہ ہمارے پاس ابھی تک کوئی امداد پہنچی ہے اور نہ ہی کوئی عملہ وہاں پر گیا ہے۔اس قسم کے محروم لوگوں نے مجھے ایک فہرست بھی دی ہے جو کہ میں نے کل وزیر اعلیٰ صاحب کے دفتر میں پہنچائی ہے تو میری یہ خواہش ہے کہ ان محروم لوگوں کو بھی اس امداد میں شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر!الحمدللہ، ثم الحمدللہ کہ ہمارا چنیوٹ اگرچہ دریائے چناب کے کنارے پر ہے لیکن وہاں پر کوئی زیادہ جانی نقصان نہیں ہوااور فصلیں تباہ ہوئی ہیں۔ میرے حلقے میں تقریباً ایک کروڑ روپے مالیت کی فصلیں تباہ ہوئی ہیں۔ ہمارے لوگوں کا کوئی اتنا بڑا مطالبہ بھی نہیں ہے۔الحمدللہ اس کے بالمقابل ہمارے دوستوں نے کافی سارا سامان وہاں پر پہنچایا ہے۔ایس۔ایم منیر صاحب جو کہ ہمارے چنیوٹ سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے ایک کروڑ 10 لاکھ روپے صوبہ پنجاب کے متاثرین کو بھجوائے ہیں اور اسی طریقے سے ایک کروڑ 10 لاکھ روپے صوبہ سندھ کے متاثرین کو بھجوائے ہیں۔ ہمارے وہاں کے چودھری مسعود اقبال صاحب نے بھی 70 لاکھ روپے پنجاب کے لئے بھجوائے ہیں اور 125 مکانات تعمیر کرنے کی ذمہ داری بھی انہوں نے اٹھائی ہے۔ ہمارے ایم۔پی۔اے صاحبان، ایم این اے صاحبان اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے دوسرے لوگوں نے اس کام میں جس طرح سے تعاون کیا ہے ہم ان سب کے شکر گزار ہیں۔

جناب سپیکر! کچی آبادیوں کے مکانات تعمیر کرنے کے حوالے سے مشاورت ہو رہی ہے۔ دوسرے ممالک کے donors اور N.G.Os ایک کالونی کی شکل میں یہ مکانات بنانا چاہتے ہیں۔اگر یہ مکانات ایک کالونی کی شکل میں بن جائیں تو بڑی اچھی بات ہے کیونکہ اس طرح وہاں تمام سہولیات میسر آ سکیں گی۔ کالونی کی صورت میں وہاں پر سکول، میڈیکل سنٹر، مساجد اور دوسری بنیادی سہولتیں مہیا ہو جائیں گی۔ ہماری حکومت اس حوالے سے جو تعاون کرنا چاہتی ہے اس بارے میں میری گزارش یہ ہے کہ متاثرہ علاقے کے مقامی نمائندوں پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی جائے تاکہ وہاں پر غریب سے غریب تر لوگ تلاش کئے جائیں جو کہ اب اپنی مدد آپ کے تحت مکان تعمیر نہیں کر سکتے۔ پہلے ان غریب لوگوں

سے تعاون کیا جانا چاہئے،انہیں مکانات بنا کر دیئے جائیں۔اس کے بعد درجہ بدرجہ باقی لوگوں کی بھی مدد کی جائے۔

جناب سپیکر!آباد کاری کے حوالے سے صرف مکانات تعمیر کرنا ہی کافی نہیں ہے بلکہ اس علاقے کی تمام ضروریات کو پورا کیا جانا چاہئے۔مثلاً صحت کی سہولتیں،سکول اور دوسری بنیادی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے منصوبہ بندی کی جانی چاہئے۔

جناب سپیکر!پچھلے دو سال سے میں ایک مسئلے کی جانب حکومت کی توجہ دلا رہا تھا۔دریائے چناب نے جہاں سے گزر کر جھنگ میں تباہی مچائی ہے وہاں پر ہمارا ایک بہت بڑا علاقہ ہر سہ شیخ ہے۔وہاں سے ایک بہت بڑا دریا کا نالہ گزرتا ہے۔اس دریا کے پیٹ میں پندرہ بیس دیہات آباد ہیں۔ وہاں گزرگاہ کے لئے لوگوں کو بڑی تکلیف ہوتی ہے،لوگ کشتیوں کے ذریعے وہاں پر جاتے ہیں۔میں پچھلے دو سال سے گزارش کر رہا ہوں،وزیر اعلیٰ صاحب جب چنیوٹ تشریف لائے تھے تو اس وقت بھی میں نے گزارش کی تھی کہ وہاں اس سیم پر ایک پُل بنا دیا جائے جو کہ غالباً ڈیڑھ دو کروڑ میں بن جائے گا اور اس کی وجہ سے اٹھارہ بیس دیہات فیض یاب ہو سکیں گے۔وہ علاقہ چوری اور ڈکیتی کی آماجگاہ بن چکا ہے۔وہاں پر پُل نہ ہونے کی وجہ سے کروڑوں روپے کی اجناس اور فصلیں تباہ ہو گئی ہیں اس لئے میری یہ خواہش ہے کہ جلد از جلد اس پُل کی تعمیر کا بندوبست کیا جائے۔

جناب سپیکر!جیسا کہ یہاں پر ذکر ہوا کہ یہ واقعتاً قدرتی آفات ہیں۔آئندہ کے لئے ہمارے تمام محکمہ جات کو چوکس اور چوکنا کیا جائے۔سیلاب آنے کے موسم میں عوام کو پہلے آگاہ کیا جائے تاکہ وہ اپنا بروقت تحفظ کر سکیں اور نقصان کا احتمال کم از کم ہو۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں محمد رفیق صاحب!آپ کے پانچ منٹ شروع ہو گئے ہیں،ذرا جلدی کر لیں۔

میاں محمد رفیق: پانچ منٹ میں کیا ہو سکتا ہے؟یہ تو زیادتی ہے۔جب اظہار خیال کا موقع دیں تو اس میں اظہار پورا تو آنا چاہئے۔

جناب سپیکر!آپ کا شکریہ۔میرا اظہار افسوس ہے اور پوری قوم کی طرح میں بھی دکھی ہوں کیونکہ اس سیلاب سے ہمارے بہت سے علاقے متاثر ہوئے ہیں اور تباہ کاری ہوئی ہے۔Infrastructure تباہ ہوا ہے،سڑکیں،سکول،عمارتیں اور جانی و مالی نقصان ہوا ہے۔یہ سیلاب ایک دریائی سیلاب نہیں تھا۔میرا ادراک اور vision یہ ہے کہ دریائے سندھ کا پانی نوشہرہ،چارسدہ،سوات اور نہ ہی یہ کالام پر چڑھا ہے۔اصل بات یہ ہے کہ گلیشئر پگھلا ہے یا پھر کسی سازش کے تحت پگھلایا گیا ہے۔اس کے پیچھے کوئی

سازش ہے یا جو کچھ بھی ہے یہ گلیشئر کا پانی تھا اور اس کے ساتھ ساتھ heavy rain تھی۔اس نے کالام سے آکر سوات اور چارسدہ کو تباہ کیا۔اس کے بعد پھر یہ پانی نوشہرہ کو تباہ کرتا ہوا آگے دریائے سندھ میں آیا اور پھر آگے دریائے سندھ کے پورے belt میں اس پانی نے تباہی مچائی ہے۔آپ کو یاد ہو گا، پریس والے بھی یہ جانتے ہوں گے کہ گزشتہ سالوں میں یہ باتیں ہوتی رہی ہیں کہ پانی کی شدید قلت ہے اس لئے گلیشئر کو پگھلا لیا جائے۔اس کے بعد پھر یہ خدشات بھی شائع ہوتے رہے ہیں کہ اگر یہ گلیشئر زیادہ پگھل گیا تو بہت زیادہ تباہی لائے گا۔یہ تجزیے اور خبریں پڑھ کر میں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ یہ محض دریائے سندھ کا پانی نہیں تھا بلکہ یہ گلیشئر کا پانی تھا۔چاہے یہ خود پگھلا ہے یا کسی سازش کے تحت پگھلایا گیا ہے۔بہر حال اس سے جو تباہ کاری ہوئی ہے اس پر مجھے بہت زیادہ دُکھ اور افسوس ہے۔

جناب سپیکر!اب میں ان مخیر حضرات،تاجر تنظیموں،ایم پی اے اور ایم این اے حضرات کی تحسین کرتا ہوں کہ جنہوں نے اس کار خیر اور رفاہی کاموں میں بڑھ چڑھ کا حصہ لیا ہے۔میں خاص طور پر وزیر اعلیٰ پنجاب کا ذکر کرنا چاہوں گا کہ جنہوں نے مسلسل اڑتیس روز تک اس سارے متاثرہ علاقے کا جائزہ لیا۔ہم لوگوں کو بھی ہدایات دیں،ہماری ٹیمیں بنائی گئیں۔ٹوبہ ٹیک سنگھ میں دو ٹیمیں بنیں۔ایک جنید انوار چودھری ایم این اے صاحب اور میرے ساتھ بیٹھے ہوئے کرنل (ریٹائرڈ) محمد ایوب خان گادھی صاحب کی ٹیم تھی اور دوسری ٹیم ہماری مسلم لیگ (ن) کے ضلعی صدر اور اس خاکسار محمد رفیق کی ٹیم تھی،ہماری ٹیم نے تقریباً70لاکھ روپے کی امداد ان سیلابی علاقوں میں اپنے بھائیوں تک پہنچائی۔اس وقت یہاں پر ڈاکٹر سامیہ امجد موجود نہیں ہیں یہ خصوصی ان کی نذر ہے:

نہ میں تولہ، نہ میں ماشہ، نہ میں رتی

جناب سپیکر!میں تو ایک ڈاکیا تھا، میں مخیر حضرات کی ڈاک کو اکٹھا کرتا تھا اور ہماری ٹیم کی ڈیوٹی کروڑ میں لگی تھی تو ہم نے وہ ڈاک اپنے ہاتھوں سے تقسیم کی۔ہمیں یہ فخر ہے کہ 70لاکھ روپے کی یہ ڈاک ہم نے تقسیم کی ہے۔سارے ضلع سے مجموعی طور پر اڑسٹھ ٹرک گئے ہیں جو DCO کی طرف سے جاری کردہ website پر دیکھے جا سکتے ہیں۔اس کے علاوہ دیگر مخیر حضرات بھی تھے جنہوں نے انفرادی طور پر امداد اکٹھی کر کے ان relief camps میں بھیجی ہے۔

جناب سپیکر!میں اس کے بعد rehabilitation پر بات کرتا ہوں کہ مجھے کوئی اعتراض نہیں کہ آپ rehabilitation میں بھلے NGO's, model villages بنائیں، سرکار بنائے، وزیر اعلیٰ پنجاب بنائے یا وزیر اعظم بنائے، بہر حال مجھے ایک بات کا خدشہ ضرور ہے اور میں اپنی رائے کا اظہار

کرنے میں اپنے آپ کو آزاد سمجھتا ہوں۔ وہ بات یہ ہے کہ کچے کے لوگ جس کلچر میں رہائش رکھتے ہیں وہ رہائش کے لئے ایک ڈیرہ چاہتے ہیں، مال ڈنگر کے لئے بھی جگہ چاہتے ہیں، توڑی، چارہ اور دانہ دُنکا رکھنے کے لئے وہ ایک کھلا ڈلا ماحول چاہتے ہیں اس لئے وہ model village کا قید خانہ شاید قبول نہ کریں۔ آپ کو یاد ہو گا کہ وزیر اعظم جونیجو (مرحوم) نے بیوگان کے لئے جو گھر بنائے تھے آج وہ کھنڈر کا نمونہ پیش کر رہے ہیں اس لئے مجھے یہ خدشہ ہے کہ جو model village بنائے جائیں گے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ جونیجو (مرحوم) کے بنائے گئے گھروں کی طرح کھنڈرات میں تبدیل ہو جائیں اور کچے کے لوگ ان میں جا کر نہ بسنا چاہیئں اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ model village بنانے کی رقم ان لوگوں کو نقد دے دی جائے وہ اپنی مرضی سے اپنی ضرورت کے مطابق گھر بنالیں۔

جناب سپیکر! ایک آخری بات نہایت ضروری ہے مجھے اسے کرنے کا موقع دے دیں۔ میں نے امریکہ میں ایک تنظیم Mr. Big Green, Emergency Relief Manager, Disaster International Fund for Animals Welfare USA کو چٹھی لکھی انہوں نے آنے کی خواہش کا اظہار بھی کیا تھا لیکن انہیں کوئی سکیورٹی فراہم نہ کی گئی ورنہ وہ خود پاکستان آ کر ہمیں کہیں زیادہ امداد فراہم کر سکتا تھا۔ تاہم اس نے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ایک مسیحی این جی او "راوی فاؤنڈیشن" کو 8 ملین روپے کی رقم بھیجی اور اس این جی او کے focal person اشفاق فتح نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ضلع لیہ اور مظفر گڑھ میں سولہ ہزار سے زائد جانوروں کو چارہ، توڑی، ونڈا اور پانی پلانے کے لئے ٹب بھی بھیجے ہیں اس طرح سے ہمارے مسیحی بھائیوں نے اس آفت کے دوران اپنی خدمات انجام دی ہیں اور ان لوگوں نے ہمارے ساتھ بھی ایک ڈاکئے کا سا کام کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ آپ نے 5 منٹ سے اوپر ٹائم لے لیا ہے۔ جناب ثناء اللہ خان مستی خیل!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب علی اصغر منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مجھ سے پہلے میرے colleagues نے بہت اچھی اچھی باتیں کی ہیں تو میں اس موقع پر سب سے پہلے اپنے صوبہ کے Chief Executive میاں محمد شہباز شریف اور ان کی ٹیم، اپنے صوبہ پنجاب کی انتظامیہ، چیف سیکرٹری سے لے کر نائب قاصد تک اور آئی جی سے لے کر ایک سپاہی تک جنہوں نے اس بہت بڑی آفت سے نمٹنے کے لئے اپنے گھر بار اور اپنے دفاتر چھوڑ کر میدان عمل میں جا کر پوری محنت اور جانفشانی سے شب و روز کام کیا ہے میں سب سے پہلے ان کی عظمت کو سلیوٹ اور خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور جن کارکنان، سول

سوسائٹی، این جی اوز اور دیگر سیاسی جماعتوں کے کارکنوں نے اس ناگہانی آفت کے دوران اپنی خدمات سرانجام دی ہیں میں ان کو بھی سلام اور خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔اس سیلاب نے یہ ثابت کر دیا کہ پاکستانی قوم ایک ہے، یہ ہر ناگہانی آفت سے نمٹنے کے لئے ہر وقت تیار ہے لیکن میں اس موقع پر ایک دو گزارشات کرنا چاہوں گا کہ ہمارے ملک میں فلڈ ہر دس پندرہ سال بعد آتا رہتا ہے لیکن جب فلڈ چلا جاتا ہے اور تازہ تازہ صورتحال ہوتی ہے تو ہمارے جذبات بہت بلند و بالا ہوتے ہیں لیکن سال چھ ماہ گزرنے کے بعد ہمیں فلڈ والی تمام صورتحال بھول جاتی ہے۔ ہمیں آئندہ اس کی planning کرنی چاہئے کیونکہ ہر کام میں بہتری کی گنجائش ہر جگہ پر موجود ہے ہم نے لاکھ کوشش کی لیکن پھر بھی کہیں نہ کہیں کوئی کمی رہ گئی، کہیں نہ کہیں کوئی بہتری کی گنجائش ہے ہمیں اس بہتری کی گنجائش میں بہتر اقدامات فوری طور پر بروئے کار لانے چاہیئں اور مستقل بنیادوں پر اس پر کام کرنا چاہئے اس سے میری مراد پنجاب اور پورے پاکستان کے اندر بڑے بڑے ڈیم بنانے چاہیئں جس میں سب سے پہلے صوبوں کے خدشات اور تحفظات کو فوری طور پر دور کر کے اور ان کو اعتماد میں لے کر کالا باغ ڈیم شروع کرنا چاہئے۔ یہ پنجاب کی نو کروڑ عوام کا مطالبہ بھی ہے اور یہ پاکستان کی سولہ کروڑ عوام کا مطالبہ بھی ہے۔ میں جناب کے توسط سے وفاقی حکومت سے یہ بھرپور مطالبہ کرتا ہوں کہ کالا باغ ڈیم پر فوری طور پر کام شروع کیا جائے اور میں سمجھتا ہوں کہ دنیا میں کوئی بھی ایسا مسئلہ نہیں ہے جس کو دور نہیں کیا جا سکتا۔ اگر کسی بھی مسئلے کو table پر بیٹھ کر نیک نیتی کے ساتھ حل کرنے کی کوشش کی جائے تو دنیا میں آج تک کوئی بھی ایسا مسئلہ نہیں ہے جو دور نہیں ہو سکا یا حل نہیں ہو سکا۔

جناب سپیکر! میرے فاضل دوست مخدوم احمد محمود صاحب بتا رہے تھے اور بھی دوستوں نے فرمایا ہے کہ چناب اور راوی پر جس طرح ہمارے ہمسایہ ملک نے بے شمار تعداد میں ڈیم تعمیر کر دیئے ہیں ہمیں بھی اپنے دریاؤں پر فوری طور پر ڈیم تعمیر کرنے چاہیئں تاکہ آئندہ آنے والے وقتوں میں جو سیلاب آئیں گے جس طرح محکمہ موسمیات اور دوسرے resources forecasting بتا رہے ہیں کہ آئندہ بھی بارشیں ہوں گی اور زیادہ سیلاب آئیں گے اس پر ہمیں فوری طور پر کام کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں دوسری عرض model village کے بارے میں کروں گا۔ میں کہتا ہوں کہ model village اگر ہماری NGOs، سول سوسائٹی اور بڑے بڑے مخیر حضرات بنانا چاہ رہے ہیں تو ان کو بالکل نہیں روکنا چاہئے۔یہاں ایوان میں ابھی اس پر بات چل رہی ہے۔یہاں House consensus بھی آنا چاہئے۔ میری اس میں رائے یہ ہے کہ model village بننے

چاہیئں اور اس میں جو گلے شکوے اور خامیاں ہیں وہ کم از کم ہونی چاہیئں اور جن کو جو اعتراضات اور تحفظات ہیں وہ بتائیں، ان کو دور کرنا چاہئے۔ یہ Model village مقامی نمائندوں اور مقامی لوگوں کی coordination کے ساتھ اور تمام دوستوں کو ساتھ ملا کر بننے چاہیئں کیونکہ کچھ لوگوں نے بڑے بھرپور طریقے سے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ اگر Model village بنائیں گے تو ہم اتنے سو گھر بنائیں گے۔ میرے ساتھ بھی ایک دو دوستوں نے رابطہ کیا ہے، میرے ساتھ بھی کچھ NGOs اور سول سوسائٹی کے لوگوں نے رابطہ کیا ہے کہ ہمیں بھی اگر گورنمنٹ facilitate کرتی ہے، اگر حکومت پنجاب ہمارے ساتھ coordination کرتی ہے اور ہمیں land acquire کر کے دیتی ہے، وہاں پر سیوریج، سڑکوں اور سولنگ کے حوالے سے facilitate کرے گی تو ہم بھی وہاں جا کر free of cost model village بنانے کے لئے تیار ہیں۔ اس میں میری گزارش یہ ہے کہ model village پر اسمبلی کا consensus آنا چاہئے اور گلے شکوے دور کرنے کے بعد جو اسمبلی کا consensus ہو اس پر فوری طور پر عمل کرنا چاہئے کیونکہ سچی بات یہ ہے کہ سردی کا موسم اب بہت نزدیک ہے۔ وہ لوگ بے یار و مددگار، بغیر چھت کے کھلے آسمان تلے ہماری طرف دیکھ رہے ہیں، اس ہاؤس کی طرف دیکھ رہے ہیں اور ہماری حکومت کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ ہمیں فوری طور پر ان کو چھت مہیا کرنی چاہئے۔ ان کی rehabilitation کا فوری طور پر انتظام کرنا چاہئے۔ میں آخر میں پھر ایک دفعہ پنجاب کی انتظامیہ، وزیر اعلیٰ صاحب، ان کی ٹیم، NGOs، سول سوسائٹی، اور مخیر حضرات جنھوں نے سیلاب کی ناگہانی آفت میں کام کیا ہے ان کی عظمت کو سلام پیش کرتا ہوں اور ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ سکینہ شاہین خان صاحبہ!

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب سپیکر! میرے صوبہ کے بارہ اضلاع سیلاب سے متاثر ہوئے ہیں۔ ان اضلاع میں کہیں زیادہ اور کہیں کم آبادی متاثر ہوئی ہے۔ یہ تاریخ کا بدترین سیلاب تھا جس میں کئی مائیں اپنے بچوں سے بچھڑ گئیں، بچے ماؤں سے بچھڑ گئے، کئی کے والدین بہہ گئے، مویشی بہہ گئے، گھر بہہ گئے اور بے سروسامانی دیکھنے میں آئی۔ یہ ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ ہمیں آئندہ کے لئے کوئی ایسا لائحہ عمل اختیار کرنا چاہئے۔ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے جس طرح سے کام کیا، انہیں چاہئے کہ کوئی ایسی ٹیم، ایسے observer جو کہ ہمارے لئے مستقبل میں بہترین لائحہ عمل مرتب کر سکیں۔ ہمیں اس سیلاب کی وجہ سے ہونے والے نقصان کو بھول کر نہیں بیٹھنا چاہئے بلکہ ہمیں اس سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ میں یہ

سمجھتی ہوں کہ Model village ٹھیک ہیں جہاں ضرورت ہے وہاں بننے چاہیئں لیکن جو امداد اور فنڈز گورنمنٹ کے پاس ہیں ان کو بھی کمیبو ٹرائز طریقے سے جیسے وطن کارڈ تقسیم کئے جارہے ہیں اس طرح سے لوگوں میں تقسیم ہونا چاہیئے۔ وہ لوگ گھروں کے علاوہ بھی ہماری طرف دیکھ رہے ہیں کیونکہ اب ہم لوگ چادروں اور رضائیوں کی طرف آرہے ہیں کیونکہ جو نیلی چھت کے نیچے بیٹھے ہیں ان کو رضائیاں بھی درکار ہیں، ان کے بچوں کو کپڑے بھی درکار ہیں۔ ہمارے وزیر اعلیٰ نے، ہماری ٹیم نے، ہمارے ممبران نے، NGOs نے اور مخیر حضرات نے بے شک بے شمار کام کیا ہے لیکن ابھی بھی بے شمار کام کرنے کی ضرورت ہے اور وہاں بے شمار ضروریات ہیں، بیماریوں کو کنٹرول کرنے کی ضرورت ہے اور وہاں کے بچوں کی تعلیم کی طرف بھی فکر کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میں یہی کہوں گی کہ ہمیں اس سیلاب سے سبق سیکھنا چاہیئے اور جو کرتے دھرتے لوگ جو اس سیلاب میں نقصان کی وجہ بنے ہیں اگر ہم انہیں سزا نہیں دے سکتے تو کم از کم ہمیں اس سے سبق ضرور حاصل کرنا چاہیئے اور مستقبل میں ایسے سیلاب جو کہ متوقع ہیں وہ زحمت کی بجائے ہمارے لئے رحمت بن جائیں۔ یہ پانی جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیا جس کا ضیاع بھی ہوا اور وہ ہمارے لئے زحمت بھی بن گیا، مستقبل میں بہترین پلاننگ کے ساتھ ہمیں اس کو اپنے لئے رحمت بنانا ہے، اس کے لئے ہمیں ڈیموں کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں اپنے ایم پی ایز، ایم این ایز، NGOs، مخیر حضرات اور خاص طور پر وزیر اعلیٰ کے اقدامات کو سراہتے ہوئے اپنی بات کو ختم کرتی ہوں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ۔ اس سیلاب کے بارے میں بہت سی discussion ہو چکی ہے اور اس کی technicalities discuss ہو چکی ہیں۔ میں اس کی detail میں نہیں جاؤں گی لیکن یہ ہمارے لئے historically بہت بڑا سیلاب تھا۔ اس قسم کے دنیا کے جو بڑے حادثات یا natural disasters ہوئے ہیں یہ ان میں سے ایک تھا۔ اس نے سونامی، کترینا اور زلزلے کی یاد بھی بھلا دی۔ مجھے بہت خوشی ہے کہ جتنا بہترین طریقے سے ہم اس کے اوپر کام کر سکتے تھے اس کی ہماری حکومت نے بھرپور طریقے سے کوشش کی اور بہت حد تک ہم لوگ کامیاب بھی ہوئے۔

جناب سپیکر!میں اس میں کچھ facts and figuresضرور سامنے لانا چاہوں گی کیونکہ کل چودھری ظہیر صاحب کی تقریر میں انہوں نے کچھ تحفظات کا ذکر کیا تھا اور ان کے figures luckily میرے پاس موجود ہیں۔I would like to bring them to your notice انہوں نے وطن کارڈ کی بات کی تھی اور انہوں نے کہا تھا کہ تقریباً800ہزار لوگوں کو دینے کی ضرورت ہے جبکہ ہمارے figureکے مطابق833ہزار لوگوں کو دینے ہیں جس کے لئے16۔ارب یعنی16 بلین روپے دیئے جائیں گے۔ہم alreadyدولاکھ کارڈ دے چکے ہیں جن کی مالیات4۔ارب روپے بنتی ہے۔ انشاءاللہ20 سے25۔اکتوبر تک باقی کے کارڈ بھی تقسیم کر دیئے جائیں گے۔اس کے لئے ہم نے دو بنکوں کو involveکیا ہے پہلے صرف ایک بنک کو involveکیا گیا تھا اب ہم نے اس عمل کو تیز کرنے کے لئے دو بنکوں کو involveکیا ہے۔ہمیں یقینی طور پر اس کے لئے appreciationکی ضرورت ہے، ہمیں cooperationکی ضرورت ہے اور اپوزیشن کی cooperationیہی ہوتی ہے کہ وہ ہمیں appreciateکرے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ ہر کسان کو فی ایکڑ ایک یوریا، ایک DAPکی بوری ملے گی اور 50 کلو گرام بیج ملے گا۔انہوں نے کل مفت بیج کی بات کی تھی and I think I should bring it to your notice کہ وہ مہیا کئے جا رہے ہیں۔اس کے اوپر already ہم کام کر رہے ہیں۔اس کام کے لئے حکومت8۔ارب روپے کی رقم خرچ کر رہی ہے۔نو سو پچہتر سڑکیں زیر تعمیر ہیں یا مرمت کی جا رہی ہیں جو کہ ایک بہت بڑا figureہے اگر آپ اس پر غور کیجئے کہ نو سو پچہتر سڑکیں جنہیں ہم دیکھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر!ابھی سکولوں کی بات کی گئی کہ تین ہزار آٹھ سو سکولوں کی مرمت کی جا رہی ہے جو کہ جزوی یا مکمل طور پر تباہ ہو چکے تھے۔میں ان چیزوں کو سامنے لانا چاہتی ہوں کہ 1780 گاؤں کی تباہی کے بعد ہم چاہتے ہیں کہ ان کو ہم Model villagesمیں convert کریں کیونکہ یہ criticism کیا جاتا ہے تو میرے خیال سے ان figuresکو سامنے لانا بہت ضروری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ!اب آپ wind upکر دیں کیونکہ bellبج چکی ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر!میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ Model villages کے conceptکو براہ مہربانی appreciateکیا جائے، وجہ یہ ہے کہ یہ historyنہیں ہے، آپ historyکو ضرور محفوظ کریں لیکن to go forwardجب تک آپ Model villagesنہیں بنائیں گے تب

تک آپ اپنی قوم کو ترقی کے راستے پر گامزن نہیں کر سکتے۔ یہ بہتر ہے کہ Model villages بنائے جائیں جن میں بہتر canal system اور sewer system and everything should be there. اس کے اوپر اچھی طرح غور کیا جائے اور Model villages کو according to the income appreciate کیا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں اس ملک کے باسیوں کے اس جذبے کو سلام پیش کرتی ہوں جنہوں نے اپنے ان متاثرہ بھائیوں کے لئے دن رات کام کیا، کیمپ لگائے، تمام سیاسی پارٹیوں سے ہٹ کر اپنے سیلاب سے متاثرہ پاکستانی بھائیوں کی مدد کے لئے فنڈز اکٹھے کئے اور وہاں پہنچ کر کام کیا۔ ریسکیو کا کام پہلے سے کر لیا گیا ہے لیکن اب ہمارا فرض بنتا ہے کہ وطن کارڈ کے اجراء کے حوالے سے کام کریں۔ میں یہاں ہاؤس میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ وطن کارڈ کے اجراء پر دس ہزار روپے صوبہ اور دس ہزار روپے مرکز دیتا ہے، یہ نہیں کہ مرکز نے کسی صوبے کی مدد نہیں کی۔ میں سمجھتی ہوں کہ حکومت پاکستان نے صوبوں کے ساتھ تعاون کیا اور جس جگہ پر وزیر اعلیٰ صاحب گئے وہاں پر وزیر اعظم صاحب بھی گئے۔ اب ایک تو disaster management کے حوالے سے ہمارے پاس training ہے، ہمیں trained کیا گیا ہے اور نہ ہی عوامی نمائندوں کو اس طرف لانے کی کوشش کی گئی ہے۔ (شور وغل)

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! ذرا ایک منٹ۔ معزز ممبران سے میری گزارش ہے کہ اگر کسی نے کوئی اہم بات کرنی ہے تو باہر لابی میں جا کر کر لیں۔ شکریہ

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ وہاں پر کچھ لوگوں کی دستاویزات گم ہوئی ہیں کیونکہ سیلاب آتا ہے تو وہ سب کچھ بہا کر لے جاتا ہے۔ جن کی دستاویزات سیلاب کی نذر ہو گئی ہیں تو ان کو اگر پٹواریوں کے حوالے کیا جائے گا تو میں سمجھتی ہوں کہ ان کے لئے بڑی مشکلات پیدا ہوں گی اس لئے آپ اس حوالے سے ایسی ٹیم بنائیں جس میں کوئی مسئلے مسائل پیدا نہ ہوں۔ پہلے ملک اختر صاحب بات کر کے گئے ہیں کہ یہاں پر ہمارے ساتھ کوئی coordination نہیں ہوا کہ ہمیں کسی مشاورت میں شامل کر لیا جاتا کہ ہم نے کس طریقے سے کام کرنا ہے۔ شناختی کارڈ کا اجراء وفاقی حکومت کرتی ہے اور کر بھی رہی ہے۔ وطن کارڈ کے بارے میں بھی لوگوں کو یہ نہیں بتایا گیا کہ حکومت پاکستان کتنے پیسے دے رہی ہے اور حکومت پنجاب کیا کر رہی ہے؟ میں سمجھتی ہوں کہ سب نے مل جل کر کام کیا ہے اور

اب آگے ہم نے ان کو چھت بھی مہیا کرنی ہے۔جب تک ہم ان کو ان کے گھروں میں واپس بٹھا نہیں لیتے تب تک ہمارا فرض پورا نہیں ہو گا لہذا ہمارا فرض ہے کہ ہم ان سیلاب سے متاثرہ لوگوں کو ان کے گھروں میں واپس بٹھائیں۔یہ ٹھیک ہے کہ Model villages بنائیں گے اور NGOs نے بھی وہاں پر بڑا کام کیا ہے لیکن ہمیں وہاں پر بیٹھ کر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ ہماری وہاں کی لوکل انتظامیہ favouritism کر رہی ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ وہاں پر پسند ناپسند کا بھی سیلاب آیا ہوا ہے۔کچھ لوگوں کو سمجھا جاتا ہے کہ متاثرین سیلاب ہیں اور کچھ لوگوں کو نہیں سمجھا جاتا، جنہیں کہا جاتا ہے کہ آپ کا ID card کہاں ہے لہذا آپ اپنے ثبوت لے کر آئیں۔ میں یہ خود مظفر گڑھ جا کر دیکھ آئی ہوں کہ مظفر گڑھ میں سناوا کے علاقے میں لوگوں کے شناختی کارڈ نہیں تھے اس لئے لوکل انتظامیہ نے ان کے ساتھ ایسا تعاون نہیں کیا لیکن کچھ NGOs جو سامان لے کر گئی ہیں انہوں نے وہاں پر بڑا کام کیا ہے۔ وہاں پر کافی بھکاری آئے ہیں جو لے کر چلے گئے ہیں۔سب سے بڑا مسئلہ آج یہ ہے کہ home based industry تباہ ہوئی ہے اور ان کی حکومت پاکستان یا حکومت پنجاب کیا مدد کرے گی اور پرائیویٹ سکولوں کو بنانے کے لئے کیا مدد کی جائے گی جو گرے ہیں؟

جناب سپیکر!اس کے بعد تیسرا کام میں سمجھتی ہوں کہ ادویات اور موبائل ہسپتال نہیں ہیں۔ تحصیل سطح پر ایسے کوئی ہسپتال نہیں ہیں کہ اگر فوری طور پر کسی متاثرہ شخص کو ہارٹ اٹیک ہو جاتا ہے تو اس کو کہاں لے جایا جائے گا اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ یہ ساری چیزیں انہیں مہیا کی جائیں تاکہ ان کی زندگی بچ سکے۔ایک disaster سے وہ بچ گئے ہیں لیکن اگلے disaster میں وہ کہیں ان چیزوں میں بہہ نہ جائیں۔ اب پورے ملک کی معیشت سیلاب میں تباہ ہو گئی ہے لہذا ہمیں مل جل کر اپنے بھائیوں کی مدد کرنی چاہئے، جذبہ پیدا کرنا چاہئے اور عمل سے ثابت کرنا چاہئے کہ ہم نے واقعی ان کے لئے کام کیا ہے۔ کوئی ایسا سسٹم ہونا چاہئے کہ ہم ایسے لوگوں کو بھیجیں جن سے لوگ نفرت نہ کرتے ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہ لوگ جو صرف اخبار میں نظر آئے لیکن عملی طور پر کوئی کام نہ کیا تو ایسے لوگوں کو ہرگز نہ بھیجیں۔ ایسے لوگوں کو وہاں بھیجا جائے جو جذبے سے کام بھی کریں اور عمل سے بھی ثابت کریں تب ہی ہمارے متاثرین سیلاب اپنی چھتوں کے نیچے بیٹھ سکیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔چودھری ندیم خادم صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے پریس گیلری میں بیٹھے صحافی بھائیوں اور میڈیا کے صاحبان سے یہ بات share کرنی چاہوں گا کہ اس وقت ایک چینل پر اس قسم کی خبر چل رہی ہے کہ اس وقت متاثرین سیلاب کی rehabilitation سے متعلق ایک انتہائی اہمیت کا حامل معاملہ discuss ہو رہا ہے اور ایوان میں حاضری نہ ہونے کے برابر ہے، اس وقت کوئی تقریباً تیس کے قریب ممبران ہاؤس میں بیٹھے ہیں، بیس کے قریب لابی میں بیٹھے ہیں اور کچھ دوسرے دفتروں میں بھی بیٹھے ہیں لیکن وہ یہیں پر موجود ہیں۔ کسی بھی اہمیت کے حامل معاملے کے اوپر بحث کے لئے وہی لوگ بیٹھا کرتے ہیں جنہوں نے اس بحث میں حصہ لینا ہوتا ہے۔ میڈیا اور پریس گیلری عوام اور اس ایوان کے درمیان وہ bridge ہے جس کے ذریعے ایوان کے خیالات عوام تک پہنچتے ہیں۔ ماسوائے قانون سازی کے جبکہ کورم کی constitutional اور legal requirement ہے تو اس کے علاوہ یہ ضروری نہیں ہوتا کہ ہر آدمی ایوان میں بیٹھ کر تقریریں سنے حالانکہ وہ اگلے دن اخبار میں بھی پڑھ سکتا ہے، کسی چینل پر بھی دیکھ سکتا ہے، کسی بھی منسٹر کے دفتر میں یا کانفرنس روم میں بیٹھ کر بھی ایوان کی کارروائی دیکھ سکتا ہے۔ باقی جہاں تک حکومت کی ذمہ داری کا تعلق ہے تو کل یہاں پر D.G disaster management موجود تھے تو کچھ معزز ممبران نے یہ گلہ کیا کہ باقی محکموں کے سیکرٹری صاحبان بھی موجود ہونے چاہئیں۔ آج جتنے بھی محکمے چاہے وہ C&W ہے، ایجوکیشن ہے، لوکل گورنمنٹ ہے یا سوشل ویلفیئر ہے تو اس وقت تمام کے تمام سیکرٹری صاحبان گیلری میں موجود ہیں اور ممبران اس بارے میں جو بھی بات کر رہے ہیں وہ ایک ایک بات کو note کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ جب کل یہ بحث conclude ہو گی تو ایک ایک point پر وزیر اعلیٰ صاحب اس ہاؤس کو بھی اپنی پالیسی سٹیٹمنٹ دیں گے اور اس کے علاوہ اگلے ہفتے اس کو conclude بھی کریں گے۔ میری پریس گیلری میں بیٹھے احباب اور آپ سے بھی یہ request ہو گی کہ آپ بھی اس موضوع پر ان سے request کریں کہ ایسا تاثر جس سے یہ معلوم ہو کہ یہ جمہوری ایوان یا حکومت اتنی اہمیت کے حامل معاملے کی طرف شاید پوری توجہ نہیں دے رہی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ تاثر نہ صرف ڈیموکریٹک سسٹم کے لئے بلکہ صوبے اور ملک کے لئے بھی مناسب نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ لاء منسٹر صاحب! میں بھی یہ سمجھتا ہوں کہ جو role سیلاب کے حوالے سے ہمارے اس معزز ایوان کے ممبران نے ادا کیا ہے یعنی اپنی تنخواہیں دینے اور عید کے دن ان علاقوں میں گزارنے کے علاوہ جس طرح دن رات کام کیا ہے تو میرے خیال میں کوئی negative vides ان

لوگوں میں نہیں جانی چاہیئں جن کو آج ہماری ضرورت ہے۔ میڈیا کو اس ایوان کی کاوشوں کو صحیح معنوں میں عوام کے سامنے لے کر آنا چاہیئے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پاکستان مسلم لیگ(ن) سے تعلق رکھنے والے لاہور کے ایک محترم ممبر ہمارے ہاں ڈیرہ غازی خان آکر متاثرین سیلاب کے سلسلے میں ہماری بڑی مدد کر رہے تھے۔ بات ہو رہی تھی کہ میرے علاقے میں حکومت کی طرف سے کام ذرا کم ہو رہا ہے تو انہوں نے اپنے ذاتی پیسوں میں سے ایک اچھی خاصی رقم مجھے سیاست سے بالاتر ہو کر متاثرین کی مدد کے لئے دی۔ میں اپنا تجربہ بتا رہا ہوں ایسا اور بہت سے لوگوں کے ساتھ بھی ہوا ہو گا۔اس flood relief effort کے اندر اللہ تعالیٰ نے ہماری بہترین خوبیوں کو بھی باہر لانے کے لئے ایک موقع عطا فرمایا اور لوگوں نے واقعی بہت کام کیا۔ دنیا کا سب سے آسان کام criticize کرنا اور criticism تو ساری دنیا کرتی ہے لیکن اچھے کام کو سراہنا بھی چاہیئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری ندیم خادم صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ملک جہانزیب وارن صاحب!

سردار ملک جہانزیب وارن: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! وہاں پر تعلیم اور صحت کے ادارے تباہ ہوئے ہیں اور میں نے وہاں ذاتی طور پر جا کر دیکھا ہے کہ ہمارے مختلف محکموں کے سیکرٹری صاحبان وہاں موجود تھے اور انہوں نے کام بھی بہت اچھے کئے جنہیں میں سراہتا ہوں۔ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب دن رات محنت اور لگن سے کام کر رہے ہیں جس کی پنجاب میں یہ پہلی مثال ہے اور ساتھ ہی ساتھ میں یہ ضرور کہوں گا کہ کالا باغ ڈیم ضرور بننا چاہیئے۔ میں نے بعض میڈیا چینلز اور اخبارات میں یہ پڑھا کہ لاکھوں ایکڑ فٹ پانی ضائع ہوا ہے۔ اگر ہم اسے سٹور کر لیتے تو ہماری آنے والی نسلیں اور خاص طور پر اس وقت یہ پانی ہماری بجلی کی موجودہ صورتحال کو بہتر بنانے کے لئے کافی تھا۔ اس پر بھی ہمیں ایک قوم کی حیثیت سے سوچنا چاہیئے اور یہ نہیں کہ علیحدہ علیحدہ سوچ رکھ کر بلکہ اگر آئندہ کوئی ایسا مسئلہ درپیش ہو تو اس کا حل مل بیٹھ کر سوچیں۔ ہماری پلاننگ نہ ہونے کی وجہ سے بہت زیادہ نقصان ہوا ہے کیونکہ اگر پلاننگ صحیح ہوتی اور ڈیم ہوتے تو یہ نقصان کبھی نہ ہوتا۔

جناب سپیکر! الحمد للہ میرے علاقے میں دریائے ستلج بائیس سال بعد چلا ہے اور ہمارے زمینی پانی کا level بہت نیچے چلا گیا تھا جو کہ الحمد للہ اب اوپر آ گیا ہے۔ دریائے ستلج میں پانی آنے کے بعد میں نے وہاں جا کر دیکھا کہ لوگ خوشیاں منا رہے تھے کہ ہمارے دریا میں بائیس سال بعد پانی آیا ہے۔ ہمیں as a قوم سوچنا چاہیئے اور آنے والے وقت میں ہمیں ایسے کام کرنے چاہیئں اور ہم باہر جا کر

دیکھتے ہیں کہ وہ as a قوم سوچ رہے ہوتے ہیں جبکہ ہم صرف ایک ضلع، ایک صوبہ اور ایک قوم کی سوچ پر ٹھہرے ہوئے ہیں۔ پاکستان ایسے ہی نہیں بنا تھا بلکہ ہمارے بزرگوں کی خون کی ہولیاں کھیلنے کے بعد یہ پاکستان بنا تھا تو ہم بحیثیت قوم سارے مل بیٹھ کر سوچیں اور اس پر کام کریں کہ اگر ہم نے بھی ترقی کرنی ہے تو بحیثیت قوم سب کو ایک جگہ بٹھائیں اور اگر کوئی کہے کہ اس کا نقصان ہو رہا ہے تو اس کے نقصان کا کسی اور حوالے سے یا کوئی طریقہ ڈھونڈ کر اسے پورا کیا جائے لیکن پانی کے ضیاع کو بچانا چاہئے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: مہر اعجاز احمد اچلانہ صاحب!

مہر اعجاز احمد اچلانہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہوں گا کہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی کی وجہ سے ہم اس قابل ہوئے کہ اتنی بڑی مصیبت میں ہمارے حوصلے پست ہوئے اور نہ ہماری کوششوں میں کوئی کمی واقع ہوئی۔ اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ پنجاب کا میں خصوصی طور پر شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ جنہوں نے متاثرہ اضلاع میں نہ صرف visit کئے بلکہ ہدایات جاری کیں جس سے فوری طور پر وہاں کے لوگوں کو ریلیف ملا۔

جناب سپیکر! جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ سیلاب کی زد میں پورا پاکستان آیا اور کوئی ایسا صوبہ نہیں ہے جہاں سیلاب کی تباہ کاریاں نہ ہوئی ہوں لیکن خصوصاً پنجاب میں وہ belt جسے ہم سرائیکی belt یا جنوبی پنجاب کا نام دیتے ہیں اور جو پہلے ہی پسماندہ belt تھی اور اس سیلاب کی تباہ کاریوں میں بھی وہ belt سب سے زیادہ متاثر ہوئی ہے۔ خصوصاً ڈیرہ غازی خان ڈویژن جس سے میرا تعلق ہے وہ سب سے زیادہ سیلاب کی تباہ کاریوں کی نذر ہوئی ہے۔ سیلاب کی تباہ کاریوں کا سامنا کرنے والے لوگوں کی حوصلہ افزائی کے لئے نہ صرف حکومت پنجاب، وفاقی حکومت، مخیر حضرات، این جی اوز بلکہ پنجاب کے تمام محکمہ جات خاص طور پر صحت، تعلیم، مواصلات و تعمیرات، ریونیو وغیرہ تمام نے بے پناہ کام کیا جس کے لئے میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ان تمام محکموں کے احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اسی طرح سوشل ورکر، پولیٹیکل ورکر اور ہمارے ممبران اسمبلی جس طرح آپ فرما رہے تھے تو ہمارے ضلع لیہ میں لاہور سے تعلق رکھنے والے ممبران اسمبلی، وہ صوبائی اسمبلی کے ارکان ہوں، منسٹر صاحبان ہوں یا ارکان قومی اسمبلی ہوں، ہمارے ساتھ انہوں نے عید گزاری ہے۔ اس سلسلے میں صرف یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ کافی جگہیں flooded areas ہیں اور جہاں پر پہلے بھی سیلاب آتے تھے لیکن اس دفعہ کچھ ایسے علاقے بھی سیلاب سے متاثر ہوئے کہ جہاں پر کبھی سیلاب نہیں آیا تھا خصوصاً ضلع مظفر گڑھ میں سیلاب

کی تباہ کاری سے urban areas بھی محفوظ نہیں رہ سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں پر اس کی اور وجوہات ہوں گی وہاں محکمہ آبپاشی کی ایک بہت بڑی کوتاہی بلکہ میں اسے مجرمانہ غفلت کہتا ہوں، وہ بھی شامل تھی۔

جناب سپیکر! وہاں کے flood protection بند کا سسٹم تونسہ بیراج ڈویژن کے نام سے جانا جاتا ہے جو لیہ، مظفر گڑھ اور ڈیرہ غازی خان تین اضلاع پر fall کرتا ہے۔ تونسہ بیراج کی اہمیت سے کون آگاہ نہیں ہے لیکن وہاں پر کوئی ایکسیئن نہیں تھا اور ایک SDO جس کے پاس دو سب ڈویژنوں کا چارج تھا اور ساتھ ہی اسے ایکسیئن کا بھی چارج دیا گیا تھا جو تونسہ بیراج پر کام کر سکتا تھا اور نہ ہی دوسرے اضلاع میں flood protection بند پر کام کر سکتا تھا۔ اس سلسلے میں جب وزیر اعلیٰ صاحب ہمارے ہاں لیہ تشریف لائے تو انہیں بھی یہ بتایا گیا کہ تمام محکمہ جات یہاں پر تعاون کر رہے ہیں لیکن محکمہ آبپاشی کا ایکسیئن جو سب ڈویژنل آفیسر تھا اور اس کے پاس ایکسیئن کا چارج تھا وہ کام نہیں کر رہا تو وزیر اعلیٰ صاحب نے خصوصی ہدایات دیں اور اسے معطل کر دیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک سب ڈویژنل آفیسر جس کے پاس دو سب ڈویژنوں کا چارج ہو اور ایکسیئن کا چارج بھی اس کے پاس ہو تو میرا خیال ہے کہ وہ اپنی مرضی سے نہیں لگا ہو گا اور اس سلسلے میں ایک انکوائری ہو رہی ہے جس میں تمام چیزیں سامنے آ جائیں گی۔ میں صرف چند تجاویز دینا چاہتا ہوں کہ ہمارا ضلع لیہ دریائے سندھ پر واقع ہے اور لیہ میں ہی دوسرے دریا سے متاثرین سیلاب کو زمینیں الاٹ کی گئی ہیں لیکن دریائے سندھ کے متاثرین کو وہاں پر کوئی زمین نہیں دی گئی۔ ضلع لیہ میں دریائے راوی، منگلا ڈیم اور تربیلا ڈیم سے متاثرہ لوگوں کو زمینیں الاٹ کی گئی ہیں لیکن یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہمارے ضلع لیہ کے ہی flood affected لوگوں کو کوئی زمین نہیں دی گئی۔ میری تو یہ تجویز ہے کہ ماڈل ویلج بنانے سے بھی یہ زیادہ ضروری ہے کہ ہمارے flooded areas میں، نشیبی علاقوں میں اور دریائے سندھ کے ساتھ رہنے والے لوگوں کو، ایسے لوگوں کو جو میں سمجھتا ہوں کہ landless ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ wind up کر دیں۔

مہر اعجاز احمد اچلانہ: جناب سپیکر! میں wind up کر رہا ہوں۔ جو landless ہیں، جن کے پاس اپنی کوئی زمین نہیں ہے، جو گورنمنٹ کی زمین پر بیٹھے ہوئے ہیں یا کسی اور کی زمین پر بیٹھے ہوئے ہیں یا ایسے لوگ جن کی تمام زمینیں دریا برد ہو گئی ہیں انہیں کم از کم بیٹھنے کے لئے ان علاقوں میں زمین دی جائے جہاں پر سیلاب نہیں آتا۔ اسی طرح جو وطن کارڈ ہیں ان میں شناختی کارڈ کے ذریعے پیسے مل رہے

ہیں لیکن ہمارے کافی لوگ ایسے ہیں جن کے کارڈز پر اس موضع کا صحیح اندراج نہ ہونے کی وجہ سے انہیں وطن کارڈ کی رقم نہیں مل رہی ہے۔ اسی طرح میں سمجھتا ہوں کہ جو ہمارے اضلاع ہیں، جو flood affected areas ہیں، جو بہت زیادہ متاثر ہوئے ہیں ان کے development funds ہوں یا وہاں کی recruitment ہو اس پر سے فوری طور پر پابندی ہٹالینی چاہئے کیونکہ وہ لوگ پہلے سے ہی متاثر ہیں اور ان کی economy تباہ ہو چکی ہے، کچھ development کے کام ہونے سے اور recruitment ہونے سے انہیں کوئی روزگار میسر نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ ٹائم بہت اوپر ہو گیا ہے۔

مہر اعجاز احمد اچلانہ: جناب سپیکر! میں آخری بات یہ کرنا چاہوں گا کہ اگر لیہ اور انڈس ہائی وے کے درمیان river انڈس پر پل بنا دیا جائے تو ہمارا ضلع ہمیشہ کے لئے سیلاب کی تباہ کاریوں سے محفوظ ہو سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ سردار شیر علی گورچانی!

سردار شیر علی گورچانی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا تعلق ضلع راجن پور سے ہے۔ اس وقت پنجاب کا سب سے زیادہ affected district راجن پور ہے اور اس کے بعد مظفر گڑھ ہے۔ ضلع راجن پور میں تحصیل جام پور پچھلے تین مہینے سے flood کی زد میں ہے۔ یکم جولائی سے لے کر آج کی تاریخ تک ہمارا تقریباً آدھے سے زیادہ ضلع سیلاب ہی کی زد میں ہے۔ Hill torrents کا flood آیا ابھی اس پر ریلیف کا کام جاری ہی تھا کہ دریائے انڈس نے تباہی مچادی۔ 5 تاریخ کو جب یہ flood جام پور شہر جو کہ ایک لاکھ آبادی کا شہر ہے اس میں داخل ہوا تو وہاں ہر طرف افراتفری کا عالم تھا۔ آپ یقین کریں کہ وہ منظر قیامت سے کم نہیں تھا۔ ایک لاکھ آبادی کا شہر جب خالی ہوا تو آپ خود سوچ سکتے ہیں کہ وہاں پر کیا پوزیشن ہو گی۔ انڈس ہائی وے پر لوگ دیوانوں اور پاگلوں کی طرح بھاگ رہے تھے۔ باپ کو بیٹے کا پتا تھا نہ ماں کو بیٹی کا پتا تھا۔ انڈس ہائی وے پر تین تین فٹ پانی بہہ رہا تھا۔ جام پور میں میرے اپنے ذاتی دو گھروں میں چار چار، پانچ پانچ فٹ پانی کھڑا ہو گیا۔ اس حالت میں مجھے پتا چلا کہ خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف مظفر گڑھ آئے ہوئے ہیں اور وہ بائی ائر کوٹ چھٹہ ڈیرہ غازی خان میں تشریف لا رہے ہیں۔ میں وہاں پر پہنچا، وہاں پر میری ملاقات سردار محسن لغاری صاحب سے ہوئی تھی۔ پتا چلا کہ میاں محمد شہباز شریف صاحب کا ہیلی کاپٹر موسم کی خرابی کی وجہ سے نہیں اڑ رہا ہے اور میاں صاحب بائی روڈ ڈیرہ غازی خان آئیں گے اور وہاں سے واپس لاہور چلے جائیں گے کیونکہ ان کی

وہاں کوئی important meetings ہیں۔ میں گاڑی بھگا کر وہاں پر پہنچا اور انہیں کہا کہ میاں صاحب جام پور شہر ڈوب رہا ہے، آپ مہربانی کریں اور جام پور شہر چلیں۔ ہیلی کاپٹر نہ اڑنے کی وجہ سے یہ سفر بہت زیادہ تھا لیکن میاں صاحب نے کہا کہ مجھے کوئی پروا نہیں ہے۔ انہوں نے اپنی ساری meetings cancel کیں اور سیدھا جام پور شہر پہنچے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جب انہوں نے شہر کی حالت دیکھی تو وہ خود تین تین فٹ پانی میں کھڑے ہو گئے۔ جب لوگوں نے ان کو دیکھا تو لوگوں کو اپنی تکالیف بھول گئیں۔ میں آپ کو یہ facts بغیر کسی خوشامد کے بتا رہا ہوں۔ جب لوگوں نے میاں محمد شہباز شریف صاحب کو دیکھا تو انہیں اپنی تکلیف بھول گئی۔ لوگوں نے کہا کہ میاں صاحب اب آپ آ گئے ہیں اب ہمارا گھر ڈوبے، ہم سارے تباہ ہو جائیں لیکن ہمیں پتا ہے کہ میاں محمد شہباز شریف یہاں پر موجود ہے اور ہمیں اپنی ساری تکلیف بھول گئی ہے۔

جناب سپیکر! میاں صاحب نے وہاں پر کھڑے ہو کر اعلان کیا تھا کہ میرا آپ لوگوں کے ساتھ وعدہ ہے کہ جام پور شہر پر یہ آفت خدا کی طرف سے آئی ہے لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ جام پور شہر کا اور اس کی تحصیل کا جب تک آخری بندہ اپنے گھر میں نہیں جائے گا میاں محمد شہباز شریف اپنے گھر میں نہیں بیٹھے گا۔ میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں میاں محمد شہباز شریف صاحب کو۔ انہوں نے چودہ دفعہ جام پور شہر کا دورہ کیا۔ جب وہ پہلی دفعہ آئے تھے تو 90 فیصد شہر میں پانی تھا، 90 فیصد لوگ شہر چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ جام پور شہر کی گلیوں میں آٹھ آٹھ فٹ پانی تھا اور ہم نے لوگوں کو boat کے ذریعے جام پور شہر کی گلیوں سے نکالا تھا۔ آج مجھے کہتے ہوئے انتہائی خوشی ہوتی ہے کہ جہاں پر آٹھ آٹھ فٹ سیلاب کا پانی کھڑا تھا محض بیس دنوں میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے اپنی نگرانی میں وہاں کھڑے ہو کر پانی نکلوایا۔ آج جام پور شہر میں ایک انچ بھی پانی نہیں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! وہاں کی سو فیصد آبادی اپنے اپنے گھروں کو واپس چلی گئی ہے۔ میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے بھی وہاں کا وزٹ کیا تھا اور آپ نے عید کی نماز بھی وہیں پر ہی پڑھی تھی۔ اس وقت وہاں یہ آثار نہیں لگتے ہیں کہ جام پور شہر میں پانی آیا ہے۔ وہاں پر سیلاب کے دنوں میں خادم اعلیٰ پنجاب نے سترہ دستر خوان ہمیں دیئے اور لوگوں کو مفت کھانا دیا گیا۔ جہاں پر ایک دستر خوان پر پانچ سو، چھ سو آدمی ایک وقت کا کھانا کھاتا تھا۔ ہمیں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب کی طرف سے بہت زیادہ خوراک مہیا کی گئی۔ میں یہاں پر آپ کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ یہاں پر ہمارے ایک بھائی پیپلز پارٹی کے

یہ کہہ کر چلے گئے کہ ہمارے ساتھ کسی قسم کی کوئی coordination نہیں ہے۔ میں اپنے ضلع کی بات کروں گا کہ ہماری جتنی بھی میٹنگیں district level کی ہوئی ہیں، وہ تو divisional کا کہہ کر گئے ہیں، جتنی بھی ہماری district level پر میٹنگیں ہوئی ہیں ان میں پیپلز پارٹی کے سردار امان اللہ خان دریشک صاحب، سردار اطہر گورچانی کو جتنا ہماری نشاندہی پر ہمیں سامان دیا گیا ہے اتنا ہی انہیں بھی ان کی نشاندہی پر سامان دیا گیا ہے۔ قطعاً پارٹی level سے ہٹ کر، قطعاً ہر چیز سے ہٹ کر جتنی امداد ہمیں ملی ہے اتنی ہی امداد پیپلز پارٹی کے دوستوں کو ملی ہے۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے ہمیں اپنا ذاتی ہیلی کاپٹر دیا کہ جاؤ جہاں پر راستے کٹے ہوئے ہیں آپ وہاں لوگوں کو خوراک پہنچائیں۔ میں میاں محمد شہباز شریف کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور یہاں اس موقع پر کھڑے ہو کر اپنی پارٹی کے قائد میاں محمد نواز شریف کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے راجن پور کے تین دورے کئے۔ وہ اپنی سکیورٹی کو ایک طرف رکھ کر ایک ایک گھر، ایک ایک بستی میں گئے۔ وہ کوٹ مٹھن کی بستی میں گئے اور میانی محلہ میں گئے۔ انہوں نے وہاں جا کر ایک بڑھیا کے گھر کا visit کیا جو سارا تباہ ہو گیا تھا۔ وہاں پر انہوں نے model village کا افتتاح کیا اور اس بڑھیا کو تسلی دی کہ اماں اب آپ فکر نہ کرو، آپ کا نیا گھر بنے گا۔ اس بڑھیا نے کہا کہ میاں صاحب! اب مجھے گھر کی ضرورت نہیں ہے۔ میاں محمد نواز شریف میرے دکھ میں آ گئے ہیں، اب مجھے گھر کی ضرورت نہیں ہے۔ اب میرے لئے محل بھی بن جائے تو مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ میاں محمد نواز شریف میرے گھر پر چل کر آ گئے ہیں۔ میں میاں محمد نواز شریف صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں راجن پور کی عوام کی طرف سے، جام پور کی عوام کی طرف سے اور ان کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے ان کا پیغام یہاں پر پہنچانا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ میاں محمد نواز شریف صاحب، میاں محمد شہباز شریف صاحب! راجن پور کی غیرت مند عوام آپ کا یہ احسان زندگی بھر نہیں بھول سکتی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں آخر میں اپنے لاہور سے آئے ہوئے دوستوں کا جن میں جناب بھی شامل تھے، ایجوکیشن منسٹر میاں مجتبیٰ صاحب بھی شامل تھے، میاں نصیر احمد صاحب، یٰسین سوہل صاحب، رمضان بھٹی صاحب، حاجی اللہ رکھا صاحب، چودھری شہباز صاحب اور ان تمام دوستوں کا جو لاہور سے آئے

تہہ دل سے مشکور ہوں۔انہوں نے اپنے بچوں کو چھوڑ کر ہمارے ساتھ عید پڑھی اور ہمارے دکھ درد میں شریک ہوئے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی،ڈاکٹر فائزہ اصغر صاحبہ!

ڈاکٹر فائزہ اصغر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر!میں صرف چند focus points پر discussion کرنا چاہ رہی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف اتنی بڑی آزمائش بھیجی ہے لیکن کوئی determine نہیں ہے کہ یہ کوئی آخری آزمائش ہے۔ ہمیں اپنے آپ کو prepare کرنا چاہئے کہ اگر اگلے سال اس نوعیت کا اللہ نہ کرے لیکن جب بھی کوئی disaster ہو تو اس کے لئے ہم prepared ہوں جیسے ہماری ایک National Management Authority بنی ہوئی ہے اسی طرح legislation اور legal cover کے through provincial disaster management or committees اور local level پر بھی یہ کمیشن ہونے چاہئیں کیونکہ اس وقت اتنی امداد آئی اور اتنے لوگ مدد بھی کر رہے تھے لیکن سب سے جو مسئلہ درپیش ہو رہا تھا وہ direction coordination and کا تھا کیونکہ کسی کو یہ معلوم نہیں تھا کہ کس جگہ پر کیا چیز چاہئے، کتنی چاہئے اور کب پہنچنی چاہئے۔ جب ہم نے خود disaster میں حصہ لیا تو دیکھا کہ جہاں ہم ایک چیز پہنچا رہے ہیں تو وہاں پہلے بھی وہ چیز پہنچی ہوئی ہے تو ان committees کا legislations کے through pass ہونا بہت ضروری ہے تاکہ آئندہ اگر کبھی بھی اس طرح کا disaster آئے یا اس سے کم جو بھی ہو تو اس پر کم از کم ہماری proper response ہو کیونکہ اس طرح disaster کی وجہ سے جو نقصان ہوتا ہے وہ بہت کم ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی آفات پر تو ہمارا کنٹرول نہیں ہے لیکن اس کے آگے جو damage control ہے وہ اس طریقے سے بہت کم ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر!اسی میں یہ چیز ہے کہ ایک چیف منسٹر صاحب جتنا مرضی کام کر لیں وہ enough نہیں ہوتا۔اگر ہماری local bodies government تھیں وہ اسی چیز کے لئے بنائی گئی تھیں کہ ایک یونین کونسل level کے اوپر تیرہ تیرہ focal persons تھے۔اگر ان local bodies کو ختم نہ کیا جاتا اور وہ تیرہ تیرہ focal persons کی ٹیم اپنے اپنے علاقے میں proper طریقے سے لوگوں کو direct کرتی اور لوگوں کو یہ بتاتی کہ کہاں جانا اور کس طرح اس چیز کو handle کرنا ہے تو پھر بھی یہ جتنا ہمارا نقصان ہوا ہے اس میں بہت کمی ہوتی تو جو ہماری پچھلی لوکل گورنمنٹ ہیں ان کو کم از کم ایک سال کے لئے بحال کیا جائے اور جیسے مجھے یاد ہے کہ جب لوکل گورنمنٹ کو ختم کیا جا رہا تھا اور اس کا ایک

different طریق کار وضع کیا جارہا تھا اور بتایا جارہا تھا کہ چھ مہینے میں الیکشن کا ٹائم دیا جائے گا تو تب بھی میں نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ یہ جو چھ مہینے کے بعد آپ نے ٹائم دینا ہے تو اس کو آپ ابھی سے دیکھ لیں کہ اس کی intention یہی ہے کہ یہ آگے چھ مہینے سے بڑھ کر سال اور دو سال ہو گا اور وہی ہوا کہ ابھی بھی ایک سال تک الیکشن کا ٹائم determine نہیں ہے یہ بہت اہم بات ہے کہ local level پر لوگوں کو اجازت دی جائے کہ وہ proper طریقے سے کام کریں تاکہ اس قسم کی چیز کو proper طریقے سے handle کیا جائے۔ اسی لئے یہ ہے کہ اس میں coordination کی بہت ضرورت ہے کہ جیسے ڈسٹرکٹ میں اس طرح کے disaster shelter کو قائم کیا جائے۔ اگر ایک disaster آئے تو لوگ ادھر ادھر نہ بھاگیں اور سب کو پتا ہو کہ سکولز اور گورنمنٹ عمارتیں فوری طور پر خالی ہوں گی اور لوگ وہاں پر پہنچیں گے لیکن یہ coordination تبھی ہو سکتی ہے جب local level پر لوگ اس چیز کے incharge ہوں اس طرح وہ اسے پایۂ تکمیل تک پہنچا سکیں گے۔

جناب سپیکر! دوسرا یہ کہ politics سے بالاتر ہو کر ہم سب کو سوچنا چاہئے کہ اس وقت حالانکہ اتنا پانی اور اتنا سیلاب آیا لیکن پھر بھی ارسانے اس وقت declare کیا ہے کہ next wheat crop ہے وہ اٹھارہ فیصد پچھلے سال کے مقابلے میں کم ہو گی۔ یہ اس قدر افسوس کی بات ہے کہ بجائے اس کے کہ ہم lay blame کریں کہ کس گورنمنٹ نے کالا باغ ڈیم نہیں بنایا تو ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اتنا پانی ہونے کے باوجود storage کی capacity نہ ہونے کی وجہ سے ہم پھر پانی کے لئے ترسیں گے اور پھر ہماری crops میں پانی کی کمی کی وجہ سے اٹھارہ فیصد کمی جو already announce ہوئی تو شاید اس سے بھی زیادہ ہو۔ یہ صوبائی حکومتوں اور فیڈرل گورنمنٹ کو مل کر سوچنا چاہئے کہ ڈیم اور سٹوریج جو ہیں یہ پورے ملک کے لئے فائدہ مند ہیں، اس میں سندھ اور پنجاب کے لوگوں کا فائدہ ہے، اس میں اتنی studies ہو چکی ہیں کہ اس چیز کو back burner پر رکھنے کی بجائے اس پر فوری طور پر بحث کی جائے اور سارے صوبوں کو بلایا جائے اور اس کے اوپر consensus develop کیا جائے۔ جب intentions اور کام کرنے کی نیت ہو تو consensus develop کرنے کے بہت سارے طریقے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر! مزید یہ ہے کہ بجائے ہم foreign government سے aid مانگیں ہماری گورنمنٹ کیوں نہیں انہیں کہتی کہ ہمارے جو پچھلے loans ہیں ان کو معاف کریں تاکہ ان loans کے اوپر ہم جو اربوں روپے سود دیتے ہیں تو ہم خود اس پیسے کے ساتھ اپنی rehabilitation کریں اور ایک

نئے loans اور نئی امداد ہم ان لوگوں سے نہ مانگیں۔ ان چیزوں کے اوپر ہمیں focus کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! مزید یہ ہے کہ جو ہماری public کی awareness ہے اور جس طرح ایک Civil Defence Programme ہوتے ہیں۔ اس طرح سکول level سے شروع کر کے upper level تک ایک disaster Development or Disaster Response Programme ہمیں کرنے چاہئیں تاکہ ہر level پر انسان کو پتا ہو کہ کس طریقے سے ہم نے یہ کرنا ہے۔ اب اس وقت یہ ہے کہ بہت ساری این جی اوز ہیں اور بہت سارے لوکل لوگ ہیں جو اور بھی کام کرنا چاہ رہے ہیں لیکن ہمارے پاس کوئی ایسی focus direction نہیں ہے کہ کہاں پر کس طرح سے کام کرنا ہے تو یہ Coordination Government and Media کے درمیان ہونی چاہئے کہ جیسے ہی کوئی ایسی چیز ہو فوراً ٹی وی پر میڈیا response بتائے کہ اس ایریا میں اتنے لوگ، اتنی چیزوں کی ضرورت ہے۔ ایک اور چیز یہ کہ اب چونکہ یہاں سیلاب کی وجہ سے جو Land Revenue Department تھا اور جو land کی demarcations تھیں وہ ختم ہو چکی ہیں۔ اب یہ دوبارہ سے demarcations ہوں گی تو ابھی تک تو ہر چیز کاغذوں پر لکھی ہوتی تھی اور اس وقت یہ بہت سنہری موقع ہے کہ ان سب چیزوں کو computerized کر دیا جائے تاکہ خدانخواستہ آئندہ کبھی ایسا مسئلہ ہو تو ہر چیز کو اینچی ٹیپ لے کر ماپنا نہ پڑے اور ہمیں یہ معلوم ہو کہ کون سی چیز کس جگہ ہے۔ بس یہ میری چند تجاویز تھیں اور لوگوں نے جتنا اس کار خیر میں حصہ ڈالا ہے اللہ تعالیٰ ان سب کو جزا دے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب ملک احمد حسین ڈیہر صاحب!

جناب احمد حسین ڈیہر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے میں آپ سے درخواست کرنا چاہوں گا کہ جس issue کو آپ نے چھیڑا ہے اس کے لئے پانچ منٹ بہت کم ہیں اور تھوڑا سا اس میں اگر میں بڑھ جاؤں تو مہربانی کیجئے گا۔ سب سے پہلے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ جو آفات ہوتی ہیں یہ آفات اصل میں امتحان ہوتا ہے اور امتحان ہم لوگوں کا ہوتا ہے اور ایسے مشکل وقت میں اصل میں دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ کس طرح ہم اتفاق کا مظاہر کرتے ہوئے بجائے اس کے کہ ایک دوسرے پر تنقید، ایک دوسرے کو برا بھلا کہہ کر اور کوشش کی جائے کہ اس میں پولیٹیکل یا دوسرے اپنے مفادات حاصل کئے جائیں تو یہ کوشش کی جائے کہ ہم ان لوگوں کو جن کے ساتھ ظلم ہوا ہے ان کی جو اصل ضرورت ہے وہ انہیں پہنچا سکیں۔

جناب سپیکر! میں کوشش کروں گا کہ to the point بات کروں اور وہ مسائل یا خوبیاں بتاؤں جو ہمارے ساتھ وہاں پر ہوئی ہیں۔ سب سے پہلے یہ جو آفت آئی ہے اس میں، میں سمجھتا ہوں کہ ہماری بنیادی منصوبہ بندی کی کافی کمی رہی ہے کیونکہ ہمارے پاس کوئی reservoirs نہیں تھے اور پچھلے کئی سالوں سے جب سے پاکستان بنا ہے reservoirs پر توجہ نہیں دی گئی اور اس کی main وجہ سمجھی جاسکتی ہے کہ اگر reservoirs ہوتے تو یہ نقصان نہ ہوتا۔ دوسرا میں سمجھتا ہوں کہ جو بندوں کی حالت تھی وہ بہت خراب تھی۔ اب اس بحث میں جانے کے لئے ٹائم نہیں ہے کہ جو basically بندوں کی مضبوطی ہوتی ہے تو میری یہ رائے ہے کہ وہ شجر کاری سے ہوتی ہے۔ جب تک بند کے اوپر درخت نہیں ہوگا اس وقت تک آپ کروڑوں اربوں روپے خرچ کر لیں آپ کا بند مضبوط نہیں ہو سکتا یہ ایک technical point ہے۔ شجر کاری کے بارے میں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سب سے زیادہ جو درخت چوری ہوتے ہیں یہ اس درخت چوری اور درخت کاٹنے کی وجہ سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو بندوں پر درخت ہیں وہ نظر نہیں آتے اور میں مطالبہ کروں گا کہ درختوں کی چوری کو روکنے کے لئے کوئی سخت قوانین بنائے جائیں اور ایکشن لئے جائیں کہ جو چند درخت بچ گئے ہیں انہیں تو بچایا جائے۔ بند ٹوٹنے کی بے شمار اور وجوہات بنادی گئی ہیں یا شاید پتا نہیں ہیں اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ بند توڑے گئے ہیں، کچھ کہتے ہیں کہ اس پارٹی نے توڑے ہیں اور کچھ کہتے ہیں کہ انہوں نے توڑے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ ہمیں ان چیزوں میں جانا چاہئے۔ بند ٹوٹنے کی وجوہات یہ ہیں کہ یہاں پر درخت کم ہیں اور جو فنڈز پچھلے دور میں دیئے گئے ہیں وہ صحیح طرح استعمال میں نہیں لائے گئے۔ اس کے لئے میں یہ تجویز دینا چاہوں گا کہ آئندہ کے لئے جو planning کی جائے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب سپیکر! خاص طور پر میں یہ کہوں گا کہ ایوان جو یہاں پر فنڈز اور منصوبے دیئے جاتے ہیں ان پر بجٹ میں عملدرآمد ہوتا ہے اور بجٹ میں جو ہم approval کرتے ہیں تو اس کے بعد اس پر عملدرآمد ہوتا ہے یا نہیں ہوتا اس پر بھی check and balance قائم کیا جائے۔ مثلاً شجر کاری کے لئے جو پیسے دیئے جاتے ہیں کیا واقعی وہ شجر کاری پر خرچ بھی ہوتے ہیں؟ شجر کاری کے لئے جو فنڈز خرچ ہوتے ہیں کیا ان پر عمل ہوتا ہے؟ کیا جو پیسے بند کی تعمیر کے لئے دیئے گئے ان کے اوپر خرچ ہوا؟ اس کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ کوئی ایسی کمیٹی بھی ہونی چاہئے، اس ایوان میں اس کا جائزہ لیا جائے کہ جو کچھ آپ ان کو منصوبے بجٹ میں دیتے ہیں ان پر عملدرآمد ہوتا ہے یا نہیں؟ ابھی

میرے بھائی نے بات کی تھی کہ لوگوں کو صحیح طور پر اطلاع نہیں دی گئی اور لوگوں کو نکالا نہیں گیا۔ میں چونکہ خود اس چیز کا گواہ ہوں کہ ہمارے اس علاقے میں ہیڈ محمد والا bridge کے بننے سے بھی اور ویسے بھی ملتان کے اس ایریا میں اتنا زیادہ سیلاب آیا کہ پندرہ پندرہ، بیس بیس فٹ تک پانی تھا – وہاں سے دس boats ہمیں فوج کی طرف سے ملیں اور انتظامیہ نے پورا تعاون کیا میں اس موقع پر فوج کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور ملتان کی انتظامیہ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ہم سے بڑا تعاون کیا لیکن لوگ خود نہیں نکلتے تھے لوگوں کو یقین نہیں تھا کہ اتنا بڑا سیلاب آئے گا۔ ہم جب لانچوں پر جا کر لوگوں کو گھروں سے نکالتے تھے تو لوگ وہاں سے آنے کو تیار نہیں تھے اس میں لوگوں کی بھی غلطی ہے۔ میں خود ایک جگہ گیا لوگ وہاں سے نہیں نکلتے تھے تو میں ان کے دو ماہ کے تین ماہ کے بچوں کو لانچ میں لے آیا اس کے بعد وہاں سے عورتیں اور بچے نکلے تو اس طرح کے بھی واقعات ہیں۔ آپ صرف سیاسی مخالفت کی بات نہ کیا کریں۔ حقیقت بھی دیکھا کریں کہ وہاں پر کیا مسائل پیدا ہوئے ہیں۔ اس کے بعد میں کہتا ہوں کہ ہم لوگ ایک دوسرے پر تنقید کرنے کے بادشاہ ہیں، جو اچھے کام ہوں ہمیں وہ بھی کہنے چاہئیں۔ میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ اس دفعہ سیلاب کے اس پورے انتظام میں سب سے کم بیماریاں پھیلی ہیں۔ کسی نے اس طرف توجہ نہیں دی اور اس کا میں کریڈٹ دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے جو سیکرٹری پبلک ہیلتھ ہیں انہوں نے بڑا ایکشن لیا ہے، انہوں نے وزیر اعلیٰ صاحب کی ٹیم کے ساتھ مل کر بہت کام کیا ہے، جو سچ ہے وہ کہنا چاہئے۔ انہوں نے صاف پانی فراہم کیا ہے اس صاف پانی سے جو کم بیماریاں ہوئی ہیں اس کا کریڈٹ دینے کے لئے یہاں کوئی تیار نہیں ہے۔ اچھائی کی بات کرنے کو کوئی تیار نہیں ہے اور ساتھ ہی جو کچھ نہ کچھ بیماری وہاں پر پیدا ہوئی بھی ہیں تو وہ جو camps میں toilets بنے تھے ان کے گندے پانی سے ہوئی ہیں۔ وہ تفصیل کی بات ہے میں ادھر نہیں جانا چاہتا۔

دوسرا میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ public representation بہت کم تھی خاص طور پر جن این جی اوز نے کام کیا ہے وہ صحیح سمت میں نہیں ہوا کیونکہ اس میں public representations کو نہیں پوچھا گیا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آگے جو منصوبہ بندی کی جائے تو جو دریا کے علاقے ہیں ان میں جو دیہات ہیں وہاں boats فراہم کی جائیں تاکہ آئندہ جب کوئی خطرناک صورتحال ہو تو وہاں پر boats موجود ہوں کیونکہ جو local boats ہوتی ہیں انہوں نے وہاں لوگوں کو blackmail کیا ہے اور پچاس پچاس، تیس تیس ہزار لے کر ان کو باہر نکالا گیا ہے دوسرا وہاں پر trainings کروائی جائیں اور میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ زیر زمین پانی کی سطح اور یہ دریاؤں میں مختلف جگہ پر reservoirs بنوالیں خاص طور پر

جہاں پر بہت ہی زرخیز علاقے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ زیر زمین پانی وہاں پر جمع ہو جایا کرے گا اور زیر زمین پانی اوپر آ جائے گا۔ دوسرا جو ڈیموں کی بات ہو رہی ہے تو بجائے اس کے کہ ہم ان مسئلوں میں پڑیں ہم کیوں نہ خود ایوان کی ایک کمیٹی بنائیں جو مختلف صوبوں میں جا کر ممبران کو ملے اور وہ کمیٹی ان ممبران کو قائل کرے کہ اس میں ہم کوئی سیاسی فائدہ نہیں اٹھانا چاہتے ہم صرف مل کر یہ چاہتے ہیں کہ پاکستان کا فائدہ ہو۔

دوسری میں نادرا کی بات کروں گا میں اس میں خراج تحسین پیش کروں گا وزیر اعظم صاحب کو، وزیر اعلیٰ صاحب کو کہ انہوں نے مل کر جس طرح نادرا کے یہ کام چلائے ہیں ہمیں اس پر خراج تحسین پیش کرنا چاہئے جس میں دس ہزار فیڈرل کا تھا اور دس ہزار پنجاب کا تھا اس میں سوات میں 8۔ارب روپے نادرا نے بڑے شفاف طریقے سے اور 40۔ارب روپے پورے پاکستان میں دے رہے ہیں۔ یہ بہت بڑا کریڈٹ ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ واحد نادرا کا جو کام ہے اس پر انٹرنیشنل فورسز نے بھی اعتماد کیا ہے۔ اس میں، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ محکمہ مال کو یہ ہدایت کی جائے کہ اس میں کچھ ایسے problems create ہو رہے ہیں جس میں وہ یہ کر رہے ہیں کہ موضع level پر لوگوں کو امداد دی جا رہی ہے لیکن اسی موضع کا آدھا حصہ جو دریا کے یا بند کے اس طرف ہے وہ affected نہیں ہے، آدھا حصہ affected ہے جبکہ پورے موضع کو مل رہا ہے اب اس کو differentiate کیا جائے کیونکہ کسی غلط بندے کو جو سیلاب سے متاثر نہیں ہوا اس کو اگر کچھ مل جائے گا تو اس سے لوگ زیادہ disheart ہوں گے اور ان کا حق بھی نہیں بنتا اس کے لئے کوئی خصوصی اقدامات کئے جائیں تاکہ انہی لوگوں کو امداد ملے جو حقدار ہیں۔ آخر میں، میں پھر خراج تحسین پیش کرتا ہوں وزیر اعظم صاحب کو، وزیر اعلیٰ صاحب کو، نواز شریف صاحب کو اور زرداری صاحب کو اور ہمیں ان سارے ایم پی ایز کو اور ان سارے آفیسرز کو خراج تحسین پیش کرنا چاہئے جو وہاں پر کام کرتے رہے ہیں۔ میری درخواست یہ ہے کہ ہمیں ہر وقت negative نہیں سوچنا چاہئے positive بھی سوچنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ ڈاکٹر زمرد یا سمین صاحبہ!

ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا: جناب سپیکر! یہ قیامت خیز اور دل دہلا دینے والا سیلاب، یہ تباہی جو اس کی وجہ سے آئی وہ یقینی طور پر بہت بڑی ہے۔ اس سے بڑی تباہی شاید اس دنیا میں پہلے کبھی نہیں آئی۔ پاکستان کا 1/5 حصہ اس میں ڈوب گیا۔ دو کروڑ سے زیادہ لوگ اس سے متاثر ہوئے ہیں اس نقصان کی severity کا یقینی طور پر شاید احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے یہ ساری تباہی دیکھی ہے۔ کہیں

کوئی بیٹا اپنی بیمار اور ضعیف ماں کو اپنے کندھوں سے لگا کر سیلاب کے پانی کے ساتھ برسرپیکار تھا اور کہیں کوئی بھائی اپنی بہن کو چھت فراہم کرنے کے لئے اِدھر اُدھر بھاگتا پھرتا ہوا نظر آ رہا تھا۔ کہیں کوئی ماں اپنے مردہ بچے کو اپنے ہاتھوں میں پکڑے اس بات پر یقین کرنے کو تیار نہیں تھی کہ اس کا بچہ مر چکا ہے اور کہیں کوئی باپ اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کی انگلیاں تھامے ایک نامعلوم منزل کی طرف رواں دواں تھا۔ یقیناً یہ ایک بہت مشکل task تھا۔ یہ کام rescue, relief, or rehabilitation ان میں سے کوئی بھی کام آسان نہیں تھا۔ یہ کام اگر کیا گیا تو بہت زیادہ جانفشانی اور محنت سے کیا گیا جس کو definitely appreciate کیا جانا چاہئے۔ جس طرح سے ہمارے قائد سی ایم پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب نے پوری انتظامیہ کے ساتھ منتخب نمائندوں کے ساتھ، غیر منتخب نمائندے، سول سوسائٹی، این جی اوز ان سب نے جس طرح سے کام کیا یقیناً اس کی کوئی مثال نہیں ملتی لیکن اس بات نے یہ چیز ثابت کر دی کہ ہم لوگ زندہ قوم ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ باوجود چاہنے کے جو ہمارے دشمن ہیں وہ اس میں کوئی کرپشن کا element نہیں نکال سکے اس کے لئے انہوں نے لاکھ کوششیں کیں، لاکھ اس میں نقائص نکالنا چاہے لیکن اس میں وہ کامیاب نہیں ہوئے لیکن اب آخری بات rehabilitation کی ہے اس وقت یہ سب سے مشکل مرحلہ ہے۔ اگر دیکھا جائے تو سخت سردیوں کی آمد آمد ہے، لوگ کھلے آسمان تلے پڑے ہیں۔ ہماری مائیں، بہنیں، بیٹیاں، بچے بہت مشکل حالات میں ہیں یقیناً ہماری حکومت پنجاب نے جو کام کیا ہے اس سے ہمیں ایک step آگے بڑھ کر جانا ہو گا۔ سب سے پہلے تو یہ کہ ہمیں ان کا emotional stress کم کر کے ختم کرنا ہے۔ ان لوگوں کے لئے جو بھی امداد دی جائے اس میں جتنی بھی جلدی ہو سکے کرنی چاہئے اس لئے کہ انتظار کی گھڑیاں ان لوگوں کے لئے انتہائی تکلیف دہ ہیں۔ کچھ چیزوں کا ذکر میں اس میں کرنا چاہوں گی ہمارے قائد سی ایم صاحب کی ہدایت پر جس طرح سے وبائی امراض کی روک تھام کے لئے جو کوششیں کی گئیں وہ یقیناً قابل ستائش ہیں۔۔ اگر خدانخواستہ وہ وبائی امراض یہاں پر پھیل جاتیں جن میں Cholera, skin diseases, Gastroenteris Hepatitis ہو سکتی تھیں تو یہ ایک بہت بڑا disaster ہوتا جو بعد میں شاید قابو نہ آتا۔ پولیس کو اگر دیکھیں تو پولیس کا محکمہ لاکھ بدنام سہی لیکن یہاں پر انہوں نے جتنی جانفشانی سے کام کیا ہے وہ بھی بہت اہم ہے۔ اب میں تھوڑی سی یہ بات کرنا چاہوں گی کہ ہماری حکومت جس طرح سے گندم کا بیج، کھاد، قرضہ جات فراہم کر رہی ہے اس میں جتنی جلدی ہو سکے وہ کیا جانا چاہئے۔ یہاں پر بہت سارے لوگ اس طرح کے تھے جن کی گزر بسر صرف ان لائیو سٹاک کے اوپر تھی ان کے پاس جانور تھے

انہی کا دودھ بیچ کر اپنا گزارا کرتے تھے تو جہاں پر ہماری حکومت یہ کوشش کر رہی ہے کہ باقی جس طرح سے پہلے بیس ہزار روپے وطن کارڈ کے ذریعے تقسیم کئے جا چکے اور اب اس رقم کو ایک لاکھ تک بڑھا کر ان کو دیا جائے گا تو اس میں میری یہ گزارش ہے کہ اگر ان کو ایک ایک جانور فراہم کر دیا جائے تو شاید وہ ان کے لئے زیادہ بہتر ہو گا۔ اب جس طرح سے پہلے محکمہ صحت نے کام کیا اس میں ایک اور چیز میں شامل کرنا چاہوں گی کہ وہاں پر چونکہ ہسپتال اور ہیلتھ سنٹر پوری طرح سے تباہ ہو چکے ہیں تو اگر وہاں پر Mobile Health Services Unit جتنی جلدی اور جہاں جہاں پر ممکن ہو وہ ہونے چاہئیں اس لئے کہ وہاں پر بھی لوگ ہیں، وہاں پر ابھی بھی انسان بستے ہیں، وہ بیمار بھی ہوں گے اور ان کو مسائل بھی آئیں گے تو شاید ہیلتھ کی وہ facilities available نہیں ہوں گی اس لئے یہ کوشش کی جانی چاہئے کہ ان علاقوں میں maximum تعداد میں fully equipped Mobile Health Service Units provide کئے جائیں اور اگر ممکن ہو تو ان کی امداد کی رقم ایک لاکھ روپے سے بڑھا کر دو لاکھ روپے کر دیں تاکہ جہاں پر وہ اپنے لئے چھت تعمیر کریں اس کے ساتھ اپنا چھوٹا موٹا کاروبار بھی شروع کر سکیں۔ ٹھیک ہے محکمہ صحت نے بہت کام کیا ہے لیکن ابھی بھی ہمیں ایک step آگے جانا ہو گا۔ مختلف بیماریوں کی ویکسینیشن کی ابھی بھی وہاں پر بہت زیادہ ضرورت ہے۔ جس طرح سے باقی چیزیں مہیا کی گئیں اسی طرح ویکسینیشن کو وہاں پر ensure کروانا چاہئے۔

آخر میں ایک بات جو میں کہنا چاہوں گی کہ کالا باغ ڈیم کا بننا یقیناً قابل عمل ہے اور پورے پاکستان کے اندر سود مند ہے۔ ہمیں technical points پر لوگوں کو convince کرنا ہو گا۔ ہمیں اپنی تمام توجہ کالا باغ ڈیم پر مرکوز رکھنی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جلال الدین ڈھکو صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہے۔ رانا منور غوث صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ رفعت ڈار صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے وقت دیا۔ لیڈیز کے لئے پانچ منٹ اور مردوں کے لئے بے شک پندرہ منٹ ہو جائیں۔ میرے تمام بھائیوں نے سیلاب سے پیدا ہونے والے مسائل پر بڑے اچھے انداز میں گفتگو کی اور اس سے پیدا ہونے والے مسائل کے حل کے لئے تجاویز بھی دے دیں مگر بعض ایسے گھمبیر مسائل بھی ہوتے ہیں جن کو مدنظر رکھنا بہت ضروری ہوتا ہے۔ میں ایک عورت ہونے کے ناتے ایک عورت کا درد سمجھتی ہوں جس کی طرف کم توجہ دی جا رہی ہے کہ سیلاب زدگان کے لئے جو کیمپ لگائے گئے ہیں زچہ بچہ کو جن مسائل کا سامنا ہے اس کی طرف بہت کم توجہ دی جا

رہی ہے۔Modern Village ہم بنا رہے ہیں اگر اس Modern Village میں نہ گھر والا ہو گا نہ گھر والی ہو گی تو وہ village کیا کریں گے ؟ بہتر ہے کہ ان گھروندوں کے لئے زچہ بچہ کو بھی بچایا جائے تاکہ گھر بار چل سکے اس کے لئے ضروری ہے کہ ڈاکٹروں کی موبائل ٹیمیں ہر وقت تیار رہنی چاہیئں، ایمرجنسی کسی وقت بھی ہو سکتی ہے۔آپ مسکرائیں نہیں یہ انتہائی اہم بات ہے اور میرے کسی بھائی نے بھی اس کا ذکر نہیں کیا، ڈاکٹر صاحبہ نے بھی اس کا ذکر نہیں کیا، تھوڑا سا افسوس ہوا ہے کوئی بات نہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کیا یہ مسئلہ ضروری ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے میں عرض کر دوں کہ یہ Model Village ہے، Modern Village نہیں ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! Model Village ہے۔ میں نے ماڈرن کہہ دیا ہے تو کیا ہے میں اب ماڈل کہہ دیتی ہوں۔اس طرح ڈبل ہو جائے گا۔(قطع کلامیاں)

میں تو مختصر بات کرتی ہوں کیونکہ مجھے تو بولنا ہی نہیں آتا۔ میں آپ سب کو، وفاقی حکومت کو، پنجاب حکومت کو فوٹو سیشن کے علاوہ بڑی تعریف کے قابل سمجھتی ہوں، وہ قابل تعریف کام کر رہے ہیں۔ مجھے بس فوٹو سیشن پسند نہیں، مجھے کام چاہئے بلکہ ہم سب کو کام چاہئے اور دونوں حکومتوں نے مل کر جو کام کیا ہے یہ ایک بہت اچھا مظاہرہ کیا ہے۔ میرے ایم پی اے بھائیوں نے بھی اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے اور یہاں پر بڑھ چڑھ کر بتایا گیا کہ ہم گئے تھے یہاں پر ایک مخدوم صاحب نے کہا کہ مجھے پہلے خواب آ جاتے ہیں۔انہوں نے فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا میرا خواب بھی پورا ہوتا ہے ایسے ایسے بھی ہیں جو ٹائم ضائع کرتے ہیں اور عوام کے مقصد کی طرف تو آتے ہی نہیں ہیں ٹائم خود ضائع کر دیتے ہیں بلکہ ہمارا ٹائم بھی لے لیتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ چاہتی ہوں کہ زچہ بچہ کی خاص ادویات کا انتظام کیا جائے۔ موبائل ٹیمیں بھی وہاں پر بھیجی جائیں۔ ہم جو Model Village بنانا چاہتے ہیں تو یہ Village انہی سے ہی چلنے ہیں۔ منرل واٹر کا بھی انتظام کیا جائے، وہاں پر یہ بھی نہ دیکھا جائے کہ "بی بی آئی ایس تیرے کول کارڈ ہے کہ نئیں" نہیں ہے تے چل پرے ہو۔

جناب والا! وہاں پر یہ بات تو نہیں ہونی چاہئے ایک تو وہ تکلیف میں ہو اور اوپر سے کارڈ کارڈ ہو رہا ہو، وطن کارڈ اگر نہیں ہے تو تین بندوں کی گواہی لے لیں کہ واقعی یہ مستحق ہے، یہ واقعی سیلاب متاثرین میں سے ہے۔ تین مردوں کی گواہی میں اتنا زور ہوتا ہے چلو عورتوں کی گواہی تو آپ نے بتا دیا کہ

آدھی بھی نہیں ہوتی یا کسی جگہ تسلیم کر لی جاتی ہے اور کسی جگہ تسلیم ہی نہیں کی جاتی اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ وہاں پر لیڈیز کی تذلیل نہ ہونے دی جائے اور اس کو اس سے بچایا جائے۔ دوسری میری یہ گزارش ہے کہ سیلاب زدگان کے لئے بجلی اور سوئی گیس کے بل تین مہینوں کے معاف کر دیئے جائیں۔ تیسری میری گزارش یہ ہے کہ ان کو صاف پانی مہیا کیا جائے اس کے لئے فلٹر پلانٹ لگائے جائیں۔ اس سلسلے میں پنجاب حکومت بھی بڑی کوشش کر رہی ہے میں وزیر اعلیٰ کو خراج تحسین پیش کروں گی کہ وہ اس طرف خصوصی توجہ دے رہے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! سیلاب تو سب کچھ بہا کر لے گیا اب آئندہ کے لئے ہمیں اپنے اعمال بھی ٹھیک کر لینے چاہئیں۔ حیٰ علی الصلوۃ، حیٰ علی الفلاح کی طرف آ جانا چاہئے۔ اگر ہم پاکستان کو بچانا چاہتے ہیں، پاکستان کو بچانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم coalition میں ہی رہیں، ان مسائل کا حل مل جل کر ہی ہو گا۔ کئی لوگوں نے تو اپنی نئی پارٹیاں بھی بنالی ہیں، بجائے اس طرف آنے کے انہوں نے اپنی نئی پارٹی کا بھی اعلان کر دیا ہے، بلیک اینڈ وائٹ تصویر دکھادی گئی جو اُلو کی نظر آتی ہے اور اُلو کی نشانی بے وقوفی ہے۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ بے وقوفوں کی پھر حکومت آئے؟

جناب سپیکر! میں زیادہ نہیں بولوں گی۔ ہمیں اپنے مسائل مل جل کر حل کرنے چاہئیں اسی لئے ہم سب کو پیار محبت سے اور سب کو ساتھ لے کر چلنا چاہئے، ایک دوسرے کی تذلیل سے ہمیں گریز کرنا چاہئے اور پیار محبت سے رہنا چاہئے۔ یہ سیلاب کیا ہے؟ پیار محبت کا سیلاب اس سیلاب سے زیادہ طاقت ور ہے۔ اگر ہم متحد نہ رہے تو پاکستان کا نام روشن نہیں رہے گا، پاکستان دنیا کے نقشے سے مٹ جائے گا۔ خدا کے واسطے اپنے اعمال کو صحیح کر لیں اور حیٰ علی الصلوۃ، حیٰ علی الفلاح پر عمل کریں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محمد حفیظ اختر چودھری صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ احسن رضا خان صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، جو لسٹ آج آئی تھی وہ complete ہو گئی ہے۔ میاں محمد رفیق صاحب! آپ کوئی بات کرنا چاہتے تھے؟ ایک منٹ کی بات کر لیں، آپ کا مجھے message بھی آیا تھا۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! بے حد شکریہ۔ ایک منٹ سے تو شاید زیادہ ہی لگ جائے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میرے حلقہ پی پی۔90 ٹوبہ ٹیک سنگھ میں تحصیل کمالیہ کا ایک حصہ در کھانہ قانونگوئی میں شامل ہے جس میں سے دو بڑی نہریں تریموں سدھنائی لنک کینال اور حویلی لنک کینال گزرتی ہیں ان دو نہروں نے بیس پچیس دیہاتوں میں عذاب پیدا کر دیا ہے۔ Water logging اور seepage کی وجہ

سے وہاں پر بڑے مسائل پیدا ہوئے اس کے علاوہ وہاں پر heavy rains بھی ہوئیں۔ایک درکھانہ نہر ٹوٹ گئی تین اس میں سے drains گزرتی ہیں گوجرہ،اکھوڑہ ڈرین، درکھانہ ڈرین اور اروکی ڈرین ان drains نے بھی overflow ہو کر بیس پچیس دیہاتوں میں تباہی مچادی اور چار پانچ فٹ تک کا پانی جمع رہا۔دریا کے پانی کے بغیر بھی وہاں پر سیلاب رہااور بیس پچیس دن وہاں پر پانی کھڑا رہا۔پانی کا نکاس کرنے کے لئے مقامی ڈی سی او نے بھی بڑا تعاون کیااور محکمہ صحت نے بھی وہاں پر کافی مدد کی جس کی وجہ سے لوگ وبائی امراض سے بچ گئے۔ان تکالیف کی وجہ سے بے شمار لوگ وہاں سے نقل مکانی بھی کر گئے اور لوگوں کی فصلیں بھی تباہ ہو گئیں۔میرا کہنے کا مقصد یہ تھا کہ سیکرٹری آبپاشی یہاں پر موجود ہیں ان کو یہ دیکھنا ہو گا کہ وہاں سے جو دو بڑی نہریں گزرتی ہیں لنک کینالز ہیں وہاں کے رہنے والے لوگوں کا کیا گناہ ہے کہ ان کی cost پر یہ پانی دریائے راوی میں اور سدھنائی میں ڈال کر آگے پہنچایا جارہا ہے۔اگر آپ نے پانی آگے پہنچانا ہے تو ان بیس پچیس دیہاتوں کو بچانے کے لئے بھی سوچنا ہو گا۔یہ سکارپ کے جو ٹیوب ویل ہیں،محکمے کے ساتھ مل کر جو چوری ہو گئے ہیں ان کو بھی بحال کروانا ہو گا یا پھر نئی ڈرین کو بنانا ہو گا۔ان بند ڈرینوں کو بھی چلتے رکھنا ہو گا تاکہ وہاں پر پانی جمع نہ ہو۔آپ حیران ہوں گے کہ سیلاب کا جو واویلا مچا ہے اور جس جگہ کی میں نے نشاندہی کی ہے یہاں پر بغیر دریائی پانی کے سیلاب کی کیفیت آج بھی موجود ہے اور وہ جاکر دیکھی جاسکتی ہے۔سیکرٹری آبپاشی خود جاکر دیکھ کر آئیں۔بے حد شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز جمعتہ المبارک مورخہ 8۔اکتوبر2010 صبح 9:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

407

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،8۔اکتوبر2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جیل خانہ جات)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

سرکاری کارروائی

سیلاب متاثرین کے ریلیف اور بحالی پر عام بحث جاری رہے گی

اور بعدازاں اس کا اختتام ہو گا۔

409

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا بیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک،8۔اکتوبر2010

(یوم الجمع،28۔شوال المعظم1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح10 بج کر10 منٹ پر زیر صدارت

جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا نُودِىَ لِلصَّلَوٰةِ مِن يَوۡمِ
ٱلۡجُمُعَةِ فَٱسۡعَوۡاْ إِلَىٰ ذِكۡرِ ٱللَّهِ وَذَرُواْ ٱلۡبَيۡعَ ذَٰلِكُمۡ خَيۡرٞ لَّكُمۡ إِن
كُنتُمۡ تَعۡلَمُونَ ۝٩ فَإِذَا قُضِيَتِ ٱلصَّلَوٰةُ فَٱنتَشِرُواْ فِى ٱلۡأَرۡضِ
وَٱبۡتَغُواْ مِن فَضۡلِ ٱللَّهِ وَٱذۡكُرُواْ ٱللَّهَ كَثِيرٗا لَّعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُونَ ۝١٠
وَإِذَا رَأَوۡاْ تِجَٰرَةً أَوۡ لَهۡوًا ٱنفَضُّوٓاْ إِلَيۡهَا وَتَرَكُوكَ
قَآئِمٗاۚ قُلۡ مَا عِندَ ٱللَّهِ خَيۡرٞ مِّنَ ٱللَّهۡوِ وَمِنَ ٱلتِّجَٰرَةِۚ
وَٱللَّهُ خَيۡرُ ٱلرَّٰزِقِينَ ۝١١

سُوۡرَةُ الجُمُعَة آیات9 تا11

مومنو!جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے تو اللہ کی یاد (یعنی نماز) کے لئے جلدی کرو اور (خرید و) فروخت ترک کر دو۔اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے(9) پھر جب نماز ہو چکے تو اپنی اپنی راہ لو اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت بہت یاد کرتے رہو تاکہ نجات پاؤ(10) اور جب یہ لوگ

سودا بکتا یا تماشا ہوتا دیکھتے ہیں تو اُدھر بھاگ جاتے ہیں اور تمہیں (کھڑے کا) کھڑا چھوڑ جاتے ہیں۔ کہہ دو کہ جو چیز اللہ کے ہاں ہے وہ تماشے اور سودے سے کہیں بہتر ہے۔ اور اللہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے(11)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

دلوں سے غم مٹاتا ہے محمدؐ نام ایسا ہے
نگر اجڑے بساتا ہے محمدؐ نام ایسا ہے
انہی کے نام سے پائی فقیروں نے شہنشاہی
خدا سے بھی ملاتا ہے محمدؐ نام ایسا ہے
محبت کے کنول کھلتے ہیں ان کو یاد کرنے سے
بڑی خوشبوئیں لاتا ہے محمدؐ نام ایسا ہے
مدد حاصل ہے مجھ کو ہر گھڑی شاہِ مدینہ کی
میری بگڑی بناتا ہے محمدؐ نام ایسا ہے
میں فخری فکر دنیا آخرت سب بھول جاتا ہوں
مجھے جب یاد آتا ہے محمدؐ نام ایسا ہے

تعزیت

ممبر پنجاب اسمبلی جناب عامر حیات خان روکھڑی کی والدہ ماجدہ کی وفات پر دعائے مغفرت

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب سے پہلے میں قاری صاحب سے کہوں گا کہ ہمارے معزز ممبر جناب عامر حیات خان روکھڑی کی والدہ صاحبہ اس دنیائے فانی سے رخصت ہو چکی ہیں تو ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر جناب عامر حیات خان روکھڑی کی والدہ ماجدہ کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

سوالات

(محکمہ جیل خانہ جات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ جیل خانہ جات سے متعلق سوال پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال محترمہ سیدہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ کا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! On her behalf. Question No 992 answer be taken as read.(معزز ممبر نے معزز خاتون ممبر سیدہ بشریٰ نواز گردیزی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

کوٹ لکھپت جیل لاہور میں غیر ملکی خواتین اسیران کی تعداد و تفصیل

*992: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کوٹ لکھپت جیل لاہور میں غیر ملکی خواتین اسیران کی موجودہ تعداد کیا ہے اور کن جرائم کی پاداش میں مقید ہیں اور عرصہ اسیری بھی بیان کیا جائے نیز ان کے ساتھ قید بچوں کی تعداد بھی بتائی جائے؟

(ب) کوٹ لکھپت جیل میں Class-A اسیران کی کتنی گنجائش ہے اور کتنے اسیران اس وقت مقید ہیں، ان کی تفصیل میں نام، ولدیت، جرم کی نوعیت اور عرصہ اسیری بیان کیا جائے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) سنٹرل جیل کوٹ لکھپت لاہور کی خواتین وارڈ میں مقید غیر ملکی خواتین کی تعداد 19 ہے اور ان خواتین اسیران کی تفصیل جرم عرصہ اسیری اور ساتھ مقید بچوں کی تعداد ضمیمہ (الف) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سنٹرل جیل لاہور میں Class-A وارڈ میں صرف ایک اسیران رکھنے کی گنجائش ہے فی الوقت Class-A وارڈ میں کوئی اسیر مقید نہ ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جز(ب) میں سوال پوچھا گیا ہے کہ کوٹ لکھپت جیل میں کلاس (اے) کے اسیران کی گنجائش کتنی ہے اور کتنے اسیران اس وقت مقید ہیں، ان کی تفصیل بیان کی جائے تو میرا سوال وزیر موصوف سے یہ ہے کہ کلاس "اے" کیا ہوتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! (اے) اور (بی) کلاسیں جیل میں ہوتی ہیں اور اس وقت اس جیل میں (اے) کلاس میں صرف ایک بندے کے رہنے کی گنجائش ہے جہاں پر اسے خبریں پڑھنے کے لئے اخبار، کھانے پکانے کے لئے باورچی ملتا ہے جسے مشقتی کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ وہاں پر اس کے status کے مطابق تمام سہولتیں ملتی ہیں لیکن اس کے لئے شرط ہے کہ وہ قیدی زرعی زمین کا مالک ہو اور انکم ٹیکس دیتا ہو، بی اے پاس ہو اور معاشرے کا ایک اچھا شہری ہو۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس جیل میں کلاس (اے) کے صرف ایک قیدی کی گنجائش کیوں رکھی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! انہوں نے صرف (اے) کلاس کا پوچھا ہے تو اس میں صرف ایک ہی قیدی کی گنجائش ہے جبکہ (بی) کلاس میں زیادہ قیدیوں کو رکھنے کی گنجائش ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں نصیر احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! کیا کلاس (اے) کے قیدیوں کو موبائل اور ٹیلیویژن رکھنے کی سہولت دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! جو قیدی (اے) یا (بی) کلاس لینا چاہتا ہو وہ ٹی وی کی سہولت حاصل کرنے کے لئے ہوم ڈیپارٹمنٹ کو apply کرتا ہے یا پھر عدالت سے direction لے کر آتا ہے تو جیل والے اسے یہ سہولت دیتے ہیں لیکن موبائل فون کی سہولت قطعاً نہیں دی جاتی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی سیدہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ کا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! On her behalfr. Question No. 993 answer be taken as read. (معزز ممبر نے معزز خاتون ممبر سیدہ بشریٰ نواز گردیزی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل بہاولپور میں ملاقاتیوں کے لئے سہولیات فراہم کرنے کا مسئلہ

*993: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل بہاولپور میں قیدیوں کے دور دراز سے آنے والے ملاقاتیوں کے بیٹھنے، پینے کے پانی اور گرمی، سردی سے بچاؤ کے لئے کسی قسم کا بندوبست نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جیل کا عملہ ملاقاتیوں سے رشوت لئے بغیر ملاقات کی اجازت نہیں دیتا؟

(ج) مذکورہ بالا جیل سے ملحقہ زمین پر کیا کاشت کیا جاتا ہے اور وہ کس مقصد کے لئے استعمال ہو رہا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) نیو سنٹرل جیل بہاولپور میں قیدیوں کی ملاقات کے لئے آنے والے ملاقاتیوں کے لئے چار عدد شیڈز موجود ہیں۔ان میں دو شیڈز عورتوں اور دو شیڈز مردوں کے لئے ہیں۔گرمیوں کے لئے ان شیڈوں میں پنکھے اور بیٹھنے کے لئے بینچ موجود ہیں اور سردیوں کے لئے دھوپ میں بیٹھنے کے لئے لان میں بھی بنچ موجود ہیں۔صفائی کا مناسب بندوبست ہے۔اس کے علاوہ ٹھنڈے پانی کے لئے دو عدد الیکٹرک واٹر کولر بھی موجود ہیں۔

(ب) ملاقاتیوں سے نہ ہی کسی قسم کی رشوت کا مطالبہ کیا جاتا ہے اور نہ ہی ان کو تنگ کیا جاتا ہے۔صاف شفاف ملاقاتیں کروائی جاتی ہیں۔ملاقات انچارج آفیسر پوری دیانت داری سے اپنے فرائض سرانجام دیتا ہے اور لوگوں کی complaint کے لئے شیڈ میں Complaint Box بھی موجود ہے۔سپرنٹنڈنٹ اور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ صاحب باقاعدگی سے ملاقات شیڈ کا visit کر کے لوگوں کے مسائل سن کر حل کرتے ہیں۔

(ج) جیل باغیچہ میں اسیران کے لئے موسم کے مطابق سبزیوں کی کاشت کی جاتی ہے۔اگر زمین سبزیوں کی کاشت سے زائد ہو تو گندم بو دی جاتی ہے اور تمام پیداوار اسیران کے لئے استعمال ہوتی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!اس سوال کے جز(ج) میں پوچھا گیا ہے کہ جیل سے ملحقہ زمین پر کیا کاشت کیا جاتا ہے اور وہ کس مقصد کے لئے استعمال ہو رہا ہے تو میرا وزیر موصوف سے یہ سوال ہے کہ اس جیل کا کل کتنا رقبہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر!اس جیل کا کل رقبہ 43 ایکڑ 4 کنال اور 6 مرلے ہے جہاں پر گندم اور موسمی سبزیاں کاشت کی جاتی ہیں جو کہ جیل کے اندر استعمال ہو جاتی ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!یہ زمین تقریباً دو مربع بنتی ہے تو اتنی زیادہ زمین پر کاشت ہونے والی سبزی صرف قیدی کھا جاتے ہیں؟

جناب سپیکر: ان کی جو ضرورت ہو گی وہ اس کے مطابق استعمال کرتے ہوں گے اور باقی فروخت کر دیتے ہوں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! نہیں، وہ کہتے ہیں کہ استعمال ہو جاتی ہے لیکن میرا یہ کہنا ہے کہ جیل کا عملہ گھر لے جاتا ہو گا یا کوئی اور استعمال ہے تو یہ بتادیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! گندم اور موسمی سبزیاں کاشت ہوتی ہیں جو کہ جیل کے قیدیوں کی خوراک کے لئے استعمال ہو جاتی ہیں اس کے علاوہ چارہ کاشت کیا جاتا ہے جسے نیلام کر کے جیل کے سرکاری خزانے کی مد میں جمع کروا دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! On his behalf, answer be taken as read. (معزز ممبر نے چودھری عامر سلطان چیمہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

اڈیالہ جیل راولپنڈی میں قابل ضمانت قیدیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1243: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) اڈیالہ جیل راولپنڈی میں جولائی 2006 تک کتنے ایسے ملزمان قید تھے جن کا جرم قابل ضمانت ہے لیکن ان کے لئے ضمانت کا انتظام کرنے والا کوئی نہیں؟

(ب) اگر ایسے کچھ قیدی ہیں جن کی ضمانت کا انتظام کرنے والا کوئی نہیں تو کیا حکومت ان کے لئے کوئی متبادل سوچ رہی ہے؟

(ج) معمولی جرائم میں جیل سے رہا کرنے کے اختیارات کس کے پاس ہیں اور اس کا طریق کار کیا ہے نیز معمولی جرائم میں کون سے جرائم شمار ہوتے ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) اڈیالہ جیل راولپنڈی میں جولائی 2006 تک کوئی ایسا ملزم قید نہ تھا جس کا جرم قابل ضمانت تھا لیکن اس کی ضمانت کا انتظام کرنے والا کوئی نہیں۔

(ب) لاوارث اسیران کو ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج صاحبان کی طرف سے سرکاری وکیل فراہم کیا جاتا ہے اس کے علاوہ مختلف NGOs اور بار تنظیمیں بھی وکیل فراہم کرتی ہیں۔

(ج) معمولی جرائم میں ملوث ملزمان کو رہا کرنے کے اختیارات جس ضلع کے مقدمات ہوں اس ضلع کے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج صاحب کو ہوتے ہیں اور ہر ماہ کے آخر میں ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج صاحب جیل کا دورہ کرتے ہیں اور معمولی جرائم میں ملوث ملزمان کو ذاتی مچلکہ پر رہا کیا جاتا ہے۔درج ذیل جرائم معمولی جرائم میں شمار ہوتے ہیں:

(1) قلندرہ151/107

(2) قلندرہ109/65،55/20/13

(3) 3/4منشیات،5بوتل تک شراب

(4) (CNSA)9-A 100گرام تک منشیات

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!اس میں میرا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب سپیکر: یہ of dispose کیا جاتا ہے۔اگلا سوال مسز ناظمہ جواد ہاشمی صاحبہ کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتیں،of dispose کیا جاتا ہے۔اگلا سوال بھی انہی کا ہے اور یہ بھی of disposeہوا۔اس سے اگلا سوال محترمہ ثمینہ خاور حیات کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتیں لہذا یہ بھی of dispose ہوا۔اگلا سوال بھی انہی کا ہے اور یہ بھی of dispose کیا جاتا ہے۔اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔۔۔وہ بھی تشریف فرما نہیں لہذا یہ بھی of dispose کیا جاتا ہے۔اس سے آگے بھی انہی کا سوال ہے اور یہ بھی of dispose کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ کا ہے۔۔۔تشریف فرما نہیں ہیں لہذا of dispose کیا جاتا ہے۔اس سے اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین کا ہے۔۔۔وہ بھی تشریف نہیں رکھتیں لہذا of dispose کیا جاتا ہے۔اس سے اگلا سوال بھی انہی کا ہے یہ بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ کا ہے۔۔۔مگر وہ تشریف نہیں رکھتیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔اس سے اگلا سوال ڈاکٹر فائزہ اصغر صاحبہ کا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!کیا میں یہ سوال لے سکتا ہوں؟

جناب سپیکر: لغاری صاحب!چونکہ آپ دو سوال پہلے پوچھ چکے ہیں اس لئے آپ مزید نہیں کر سکتے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!آپ مالک ہیں اور اجازت دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔میں ایسے مالک بن کر اجازت نہیں دے سکتا۔ڈاکٹر فائزہ اصغر کا سوال of dispose کیا جاتا ہے اور اس سے اگلا سوال بھی انہی کا ہے اور وہ تشریف نہیں رکھتیں لہذا یہ بھی

dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ملک محمد عامر ڈوگر صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! لگتا ہے کہ منسٹر صاحب نے ممبران کو فون کر کے آج اسمبلی میں آنے سے منع کیا ہے تاکہ ان کا وقفہ سوالات آسانی سے گزر جائے اور یہ ان کی ملی بھگت ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے اور مجھے اس بات پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اگلا سوال ملک محمد عامر ڈوگر صاحب کا ہے۔

رانا محمد افضل خان: On his behalf جناب سپیکر! سوال کا نمبر 4644 ہے۔ اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے ملک محمد عامر ڈوگر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

شیخوپورہ، قیدیوں کی دیکھ بھال و خوراک پر خرچ ہونے والے بجٹ کی تفصیلات

***4644: ملک محمد عامر ڈوگر:** کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں 07-2006 اور 08-2007 کو کتنا بجٹ فراہم کیا گیا اس میں سے کتنا قیدیوں کی خوراک و دیکھ بھال پر خرچ ہوا اور کتنا ملازمین کی تنخواہوں پر خرچ ہوا، مکمل تفصیل سال وار آگاہ فرمائیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

ٹوٹل بجٹ 07۔2006 :	48,153,424/- روپے
قیدیوں کی خوراک و دیکھ بھال پر خرچہ	24,525,524/- روپے
ملازمین کی تنخواہوں پر خرچہ:	23,627,900/- روپے
ٹوٹل بجٹ 08۔2007 :	60,833,269/- روپے
قیدیوں کی خوراک و دیکھ بھال پر خرچہ	33,559,539/- روپے
ملازمین کی تنخواہوں پر خرچہ:	27,273,730/- روپے

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے سوال یہ ہے کہ یومیہ ایک قیدی پر۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ سوال نہیں لے سکتے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، اگر ان کی پارٹی سے کوئی نہیں ہے تو پھر وہ کر سکتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: آپ ہمارے ساتھ تو ایسا نہیں کرتے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کے ساتھ ہم نے کبھی بھی ایسا نہیں کیا۔ جب آپ کی باری آئے گی تو اپنے ساتھیوں سے پوچھ لینا اگر کوئی کرنا چاہے گا تو مجھے کیا اعتراض ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اسی پاکستان مسلم لیگ (ن) یا پیپلز پارٹی والے کسی ممبر کا سوال لیتے ہیں تو آپ کہتے ہیں کہ صرف اپنی پارٹی والے لیں۔ رانا افضل صاحب پاکستان مسلم لیگ (ن) کے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! میں نے آپ کو کہہ دیا ہے، بس ٹھیک ہے۔ جی، رانا صاحب!

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایک قیدی پر ایک دن کی خوراک کا average کتنا خرچہ آتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! تقریباً پچاس روپے یومیہ آتا ہے۔ سابقہ دور میں قیدیوں کے لئے menu بہت خراب تھا۔ ان کے لئے روٹی کا وزن کم تھا لیکن جب سے عوامی حکومت آئی ہے میاں محمد شہباز شریف کے حکم سے ناشتے میں قیدیوں کے لئے 70 گرام کا ایک پراٹھا، ایک کپ چائے، ہفتے میں چار دن چکن اور دو دن beef دیا جاتا ہے۔ گرمیوں میں تین بجے کے بعد ایک گلاس شربت اور سردیوں میں ایک کپ چائے دی جاتی ہے۔ اس طرح ایک قیدی پر تقریباً 51 روپے خرچہ آ جاتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، شاباش۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا محترم وزیر جیل خانہ جات سے یہ سوال ہے کہ تمام جیلوں میں مجموعی طور پر ایک عام شکایت ہے کہ قیدیوں کو جو خوراک مہیا کی جاتی ہے اس میں بھی ایک بہت بڑی کرپشن ہے اور جیل menu کی خوراک میں کٹوتی کر کے ان کو خوراک دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!آپ particular کسی ایک جیل کی بات کریں۔یہ تو کوئی سوال نہیں بنتا۔

انجینئر شہزاد الہیٰ: جناب سپیکر!منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ جب سے عوامی حکومت آئی ہے جیل میں قیدیوں کے لئے بڑے اچھے ناشتے کاانتظام اور کھانے کاانتظام ہوتاہے۔ میرا خیال ہے کہ ابھی recently ایک واقعہ ہواہے کہ انسانی پنجہ بھی اسی حکومت میں دیا جارہاہے۔

جناب سپیکر: نہیں،وہ رپورٹ ٹھیک نہیں تھی۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر!میں ان کا جواب دیتاہوں۔وہاں ایک حوالاتی تھا جس کا دماغی توازن درست نہیں تھا۔اس نے بلاوجہ ایک خبر باہر بھجوادی اور یہ خبر "نوائے وقت" میں لگ گئی۔اس پر ڈی آئی جی،ہوم ڈیپارٹمنٹ اور چیف منسٹر صاحب نے انکوائری کروائی اور Human Rights کی کمیٹی نے بھی انکوائری کروائی۔اس گوشت کا باقاعدہ ڈی این اے ٹیسٹ کروایا گیااور یہ ٹیسٹ فیصل آباد سے کروایا گیا۔ٹیسٹ میں رپورٹ یہ آئی کہ یہ گوشت بھینس کا ہے انسان کا گوشت نہیں ہے۔ جس حوالاتی نے یہ خبر دی تھی اس کے لئے ڈاکٹروں کی باقاعدہ ایک کمیٹی بیٹھی اور ڈاکٹروں نے کہا کہ اس کا دماغی توازن درست نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میری اطلاع کے مطابق وہ چربی کا ٹکڑا تھا جو اس طرح کا لگتا تھا۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر!ڈی این اے ٹیسٹ میں رپورٹ آچکی ہے کہ وہ بھینس کا ٹکڑا تھا۔

جناب شاہ رخ ملک: جناب سپیکر!میرا ایک سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

جناب شاہ رخ ملک: جناب سپیکر!جتنی بھی پنجاب میں جیلیں ہیں ان میں قیدیوں کے پاس موبائل فون بھی آجاتاہے،وہاں قیدیوں کے پاس نشہ بھی برآمد ہوتاہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس کے لئے نیا سوال دیں، پھر اس کا جواب لیں گے، تشریف رکھیں۔اگلا سوال سردار خالد سلیم بھٹی کا ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر!میرا سوال نمبر4910 ہے۔

جناب سپیکر: کیااس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

سردار خالد سلیم بھٹی: جی، جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

سنٹرل جیل ساہیوال کا بجٹ و دیگر تفصیلات

*4910: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سنٹرل جیل ساہیوال کو مالی سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران کتنی رقم سالانہ ملی؟

(ب) کتنی رقم قیدیوں / حوالاتیوں کی خوراک، کپڑوں، جوتوں پر خرچ ہوئی؟

(ج) کتنی رقم اس جیل میں تعینات ملازمین کی تنخواہوں پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم اس جیل کے سپرنٹنڈنٹ، ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ اور اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹس کی تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(ہ) اگر اس جیل کا ان دو سالوں کا آڈٹ ہوا ہے تو آڈٹ میں کتنی رقم خُورد بُرد کرنے کا انکشاف ہوا؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف)

مالی سال 08۔2007 = 11,73,45,705/- روپے

مالی سال 09۔2008 = 15,49,26,507/- روپے

(ب)

مالی سال 08۔2007 = 4,45,76,277/- روپے

مالی سال 09۔2008 = 7,32,78,767/- روپے

(ج)

مالی سال 08۔2007 = 5,53,69,002/- روپے

مالی سال 09۔2008 = 6,15,63,142/- روپے

(د)

مالی سال 08۔2007 = 19,13,062/- روپے

مالی سال 09۔2008 = 22,83,728/- روپے

(ہ) جیل ہذا کا سالانہ آڈٹ برائے سال 08۔2007 اور 09۔2008 ابھی تک نہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! انہوں نے جواب میں کہا ہے کہ حوالاتیوں کی خوراک، جوتی کپڑوں پر اتنی رقم خرچ ہوتی ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ یہ خوراک جیل کا عملہ سپلائی کرتا ہے یا ٹھیکے پر دیتے ہیں، اگر ٹھیکے پر دیتے ہیں تو ٹھیکیدار کی کوئی لسٹ ہو گی اور اگر خود کرتے ہیں تو سپلائی کا کیا طریق کار ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اس کے لئے باقاعدہ اخبار میں اشتہار آتا ہے۔ گوشت، گھی، چاول دالوں وغیرہ کے لئے ہم باقاعدہ اخبار میں اشتہار دیتے ہیں۔ جس کی bid کم ہوتی ہے اس کو ہم ٹھیکہ دیتے ہیں۔ پھر وہ سامان سپلائی کرتا ہے اور اس کا باقاعدہ معائنہ کیا جاتا ہے کہ اس سامان کا معیار کیا ہے، معیاری سامان لینے کے بعد پھر کھانا پکا کر قیدیوں کو دیتے ہیں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وہ معیار جیل کا عملہ چیک کرتا ہے یا اس کے لئے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی کوئی ٹیم آتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اس میں جیل کا میڈیکل ڈاکٹر جو MO ہوتا ہے، سپرنٹنڈنٹ جیل، سٹور کیپر اور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کی ایک کمیٹی ہوتی ہے۔ یہ کمیٹی روزانہ گوشت وغیرہ کا معیار چیک کرتی ہے۔ جیل کا ڈاکٹر جو میڈیکل آفیسر ہوتا ہے وہ اس بورڈ کا ممبر ہوتا ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: میرے سوال کا یہ جواب نہیں ہے۔ میں نے پوچھا ہے کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے نمائندے ای ڈی او (ہیلتھ)، ڈی ایچ او وغیرہ چیک کرتے ہیں یا جیل کا عملہ ہی چیک کرتا ہے؟

جناب سپیکر: MO جیل کے عملے میں شامل نہیں ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! پندرہ دن میں ایک دفعہ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج ہر جیل میں آتا ہے۔ وہ بھی کچن، سٹور اور لنگر خانے کا وزٹ کرتے ہیں۔ مہینے میں دو بار ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج آتے ہیں اور دونوں بار وزٹ کرتے ہیں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان کے جواب میں ہے کہ جیل ہذا کا سالانہ آڈٹ برائے سال 08-2007اور 09-2008ابھی تک نہ ہوا ہے۔ کیا یہ معمول ہے کہ جیل کا دو دو سال تک کوئی آڈٹ نہیں ہوتا یا یہ سپیشل ساہیوال جیل کے لئے اجازت ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! آڈٹ کے دو طریقے ہیں ایک آڈٹ آڈیٹر جنرل پنجاب کرتا ہے، وہ باقاعدہ ہمیں شیڈول دیتا ہے، ہر جیل کا وزٹ کرتا ہے اور اس کا آڈٹ کرتا ہے۔ دوسرا آئی جی internal ہر سال آڈٹ کرتا ہے۔ internal اور external دو آڈٹ ہوتے ہیں اور دونوں شیڈول کے مطابق ہوتے ہیں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: پھر یہ دو سال سے آڈٹ کیوں نہیں ہوا، اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! Internal آڈٹ ہر سال ہوتا ہے اور جو آڈیٹر جنرل کرتا ہے وہ باقاعدہ اپنا شیڈول بھیجتا ہے اور اس کے مطابق ہر جیل کا آڈٹ کرتا ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ نے جواب میں لکھا ہے کہ جیل ہذا کا سالانہ آڈٹ برائے سال 08-2007اور 09-2008ابھی تک نہ ہوا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں نے پہلے بتایا کہ آئی جی باقاعدہ internal آڈٹ کرتا ہے اگر کوئی رہ گیا ہے تو اس کا آڈٹ ہو جائے گا۔ اگر انہیں کوئی complaint ہے تو یہ مجھے آکر چیمبر میں مل لیں میں اس جیل کا آڈٹ کروالیتا ہوں اور انہیں ہم صحیح facts and figures بتا دیتے ہیں۔

MR. SPEAKER: Minister Sahib! Why should he come to your office?

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! جو آڈٹ ہوتا ہے وہ تو پنجاب کے آڈیٹر جنرل کرتے ہیں۔ ہم اپنے طور پر بھی کرتے ہیں اور ہم نے یہ اسی سال شروع کیا ہے کہ internal آڈٹ بھی ہونا چاہئے۔ اگر نہیں ہوا تو ہم کروائیں گے۔

جناب سپیکر: بھٹی صاحب! ان کی بات کرنے کا مقصد یہ ہے، انہوں نے آپ سے کوئی بات چھپائی نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان سالوں کا آڈٹ ہو نہیں پایا اور وہ آڈیٹر جنرل نے کرنا ہوتا ہے وہ اپنی ٹیم بھیجتے ہیں۔

باقی جو اپنے طور پر کرتے ہیں وہ تو کرتے ہی ہیں۔اصل چیک ان پر آڈیٹر جنرل کا ہے،آڈیٹر جنرل کو انہیں ٹائم دینا چاہیئے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: سوال کے جواب میں وزیر صاحب نے پہلے تو کہا کہ آئی جی آڈٹ کریں گے پھر انہوں نے کہا آڈیٹر جنرل کرے گا۔انہوں نے ایک ہی جواب میں دو مختلف باتیں کی ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔یہ تو وہ اپنے طور پر کرتے ہیں اور آئی جی اپنے طور پر کرتے ہیں۔اصل آڈٹ آڈیٹر جنرل کرتا ہے۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ آج کل ایک پالیسی بن رہی ہے جس میں بڑے شہروں میں دو دو جیلیں بن رہی ہیں۔پہلے ایک موجود ہے اب نئی جیلیں بن رہی ہیں۔میری request یہ ہے کہ پالیسی ایک بنائی جائے کیونکہ بڑے شہروں میں چھوٹے شہروں سے پچاس پچاس، ساٹھ ساٹھ کلو میٹر قیدیوں کو لے آتے ہیں اور بڑے شہروں میں دو جیلیں بنانے کی بجائے ان چھوٹے ضلعوں میں جیلیں بنائی جائیں تاکہ جیلوں کا مسئلہ بھی حل ہو اور وہ قیدی بھی وہیں پر سارے serve ہوں۔میں آخری بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جب سے موجودہ آئی جی صاحب آئے ہیں تو قیدیوں کے حالات میں بہت بہتری آئی ہے۔ہم لوگ تعریف نہیں کرتے اور ہم لوگ ہمیشہ شکایت کرتے ہیں اس لئے ہم ان کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، یہ نہ تو سوال بنتا ہے اور نہ ہی ضمنی سوال بنتا ہے جب نیا بجٹ بنے گا تو اس میں آپ یہ تجاویز دیں تو پھر اس کو incorporate کریں گے۔جی،اگلا سوال بھی سردار خالد سلیم بھٹی صاحب آپ کا ہے۔سوال نمبر بولئے گا۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! سوال نمبر 4911 ہے۔

جناب سپیکر: پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

سردار خالد سلیم بھٹی: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

سنٹرل جیل ساہیوال کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*4911: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سنٹرل جیل ساہیوال کا کل رقبہ کتنا ہے کتنے پر جیل کی عمارت ہے اور کتنا رقبہ زرعی مقاصد کے لئے استعمال ہوتا ہے؟

(ب) یہ جیل کتنے کمروں اور بیرکس پر مشتمل ہے؟

(ج) اس میں کتنے قیدی / حوالاتی گنجائش سے زیادہ ہیں؟

(د) گنجائش سے زیادہ قیدی / حوالاتیوں کی وجہ سے جیل انتظامیہ کو کن کن مشکلات کا سامنا ہے؟

(ہ) حکومت اس جیل کی عمارت میں توسیع کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) سنٹرل جیل ساہیوال کے کل رقبہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام جگہ	مرلے	کنال	ایکڑ
1	جیل عمارت	00	00	55
2	زرعی رقبہ	04	03	17
3	ہائی سکیورٹی جیل	00	00	98
4	جیل سٹاف کالونی	00	00	60
5	جیل سٹاف ٹریننگ کالج	05	05	39
6	گورنمنٹ سرٹیفائیڈ سکول	00	00	10
7	ساہیوال میڈیکل کالج	00	00	50
	کل رقبہ	09	00	330

(ب)

1	سنٹر سیکشن بیرکس	8عدد	کمرے24
2	سی پی وارڈز	5عدد	سیل94
3	وارڈ نمبر2,4,6	3عدد	سیل92
4	حفاظتی بلاک وارڈز	3عدد	سیل72
5	سکیورٹی وارڈA-B	2عدد	سیل12
6	ہسپتال وارڈ	2عدد	سیل13
7	لنگر اسیران	1عدد	کمرے4

8	ڈی سیکشن بیرکس	6عدد	کمرے17
9	بیرک9۔نیوملاحظہ	1عدد	کمرہ1
10	خواتین وارڈز	3عدد	سیل2

(ج)

کل گنتی:	4013
گنجائش:	1565
گنجائش سے زائد:	2448

(د) بیرک میں اسیران کے لئے سونے کی گنجائش انتہائی کم ہے جس کی وجہ سے انتظامی اور حفظان صحت کے مسائل کا سامنا ہے۔

(ہ) نئی بیرکس کے لئے ADP سکیم 10۔2009 کے تحت حکومت نے احسن اقدامات کئے ہیں۔ ملاقات شیڈ، انتظار گاہ، 400 عدد لیٹرینس / غسل خانوں کی تعمیر کا کام تیزی سے جاری ہے اور ہائی سکیورٹی جیل میں 1000 اسیران کے رکھنے کی گنجائش ہو گی، بھی زیر تعمیر ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(الف) جواب نمبر 2 میں انہوں نے زرعی رقبہ 17 ایکڑ بتایا ہے تو یہ ذرا 17 ایکڑ کی تفصیل بتادیں کہ اس میں جیل کا عملہ خود کاشت کرتا ہے اور جو چیز اس میں کاشت کی جاتی ہے، اس کی بچت بھی ہوتی ہے یا نقصان ہوتا ہے اور 17 ایکڑ زمین کسی کو ٹھیکہ پر دی ہے تو کس شرح سے دی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اس جیل کا کل رقبہ 330 ایکڑ ہے اور اس میں کچھ جیل کی 55 building ایکڑ پر مشتمل ہیں، 17 ایکڑ زرعی رقبہ زیر کاشت ہے۔ اس کو ہمارا محکمہ جیل کاشت کرتا ہے اس میں گندم اور سبزیاں کاشت کی جاتی ہیں۔ اس کے بعد ہائی سکیورٹی جیل 98 ایکڑ پر تعمیر ہو رہی ہے اور اس کے علاوہ 50 ایکڑ رقبہ میڈیکل کالج ساہیوال کو دیا گیا ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! ساہیوال میڈیکل کالج کو جو رقبہ دیا ہے وہ کن شرائط پر دیا گیا ہے، قیمت میں بیچ دیا ہے یا لیز پر دیا ہے اور اس کے لئے کیا طریق کار اختیار کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! کیونکہ یہ رقبہ حکومت پنجاب کا ہے۔

جناب شاہ رخ ملک: جناب سپیکر! منسٹر صاحب جو کچھ بول رہے ہیں ہمیں کوئی سمجھ نہیں آ رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آرام سے بولئے گا اور ان کو سمجھائیں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! یہ رقبہ صوبائی حکومت کا تھا اور انہوں نے ایک نیک مقصد اور نیک کام کے لئے میڈیکل کالج ساہیوال کو donate کیا ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! یہ کب دیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: وہ سُن پوچھ رہے ہیں کہ کب دیا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! محکم حکومت پنجاب یہ رقبہ میڈیکل کالج کو ٹرانسفر ہو چکا ہے کیونکہ وہاں میڈیکل کالج کی ضرورت تھی، یہ ایک نیک مقصد کے لئے دیا گیا ہے اور اسی سال یہ رقبہ منتقل ہوا ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! سوال کے جواب جز (الف) میں ہائی سکیورٹی جیل کے لئے انہوں نے اس کا رقبہ 98 ایکڑ بتایا ہے، اس کے آخر میں لکھتے ہیں کہ ہائی سکیورٹی جیل میں ایک ہزار اسیران کے رکھنے کی گنجائش ہو گی اور ابھی زیر تعمیر ہے جس میں جیل بنی ہوئی ہے وہ 55 ایکڑ پر مشتمل ہے جس میں چار ہزار تیرہ قیدیوں کی گنجائش ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہائی سکیورٹی جیل میں کس قسم کے حوالاتی یا مجرم رکھے جاتے ہیں، 98 ایکڑ پر جو جیل بن رہی ہے تو کیا وہاں کوئی خاص قیدی رکھے جاتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! ہائی سکیورٹی جیل میں بمبار، خود کش، دہشتگرد اور تخریب کار اور جو بہت criminal mind کے لوگ رکھے جاتے ہیں، ان کے لئے ہائی سکیورٹی بیرک الگ بنائی جا رہی ہیں اور ان کے لئے عملہ بھی الگ کیا جا رہا ہے۔ مین گیٹ ایک ہو گا لیکن اندر کی بیرکیں ان کے لئے الگ کی جا رہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! On his behalf.(معزز ممبر نے خواجہ محمد اسلام کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولئے گا۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 4977 ہے اور اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد۔جیلوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

***4977: خواجہ محمد اسلام:** کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) فیصل آباد میں کتنی جیلیں ہیں؟

(ب) ہر جیل کا رقبہ کتنا ہے؟

(ج) ہر جیل کے پاس کتنی زرعی اراضی ہے؟

(د) ہر جیل میں تعینات سپرنٹنڈنٹ اور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کے نام، عہدہ، گریڈ بتائیں؟

(ہ) مذکورہ کتنے آفیسرز کے خلاف انکوائریاں کس کس بناء پر چل رہی ہیں؟

(و) ان ملازمین کے زیر استعمال سرکاری گاڑیوں کے نمبر اور سال 2008-09 کے پٹرول / ڈیزل / مرمت کے اخراجات سے آگاہ کریں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) فیصل آباد میں جیلوں کی تعداد درج ذیل ہے:۔

(1) سنٹرل جیل فیصل آباد

(2) ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد

(3) بورسٹل جیل فیصل آباد

(ب)

(1) سنٹرل جیل فیصل آباد کا کل رقبہ 125 ایکڑ 4 کنال 5 مرلہ ہے۔

(2) ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد کا کل رقبہ مع باغیچہ 39 ایکڑ ایک کنال پر محیط ہے۔

(3) بورسٹل جیل فیصل آباد کا کل رقبہ 50 ایکڑ 03 کنال 17 مرلہ ہے۔

(ج)

(1) سنٹرل جیل فیصل آباد پر 36 ایکڑ زرعی اراضی ہے۔

(2) ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد کی کل زرعی اراضی 4 ایکڑ ہے۔

(3) بورسٹل جیل فیصل آباد کی زرعی اراضی 13 ایکڑ ہے۔

(د)

(1)سنٹرل جیل فیصل آباد

طارق محمود خان بابر	سپرنٹنڈنٹ جیل	گریڈ19
اطہر جان	ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل(ایگزیکٹو)	گریڈ17
مہر محمد اشرف	ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل(ڈویلپمنٹ)	گریڈ17
محمد انصر	ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل(جوڈیشل)	گریڈ17

2۔ بورسٹل جیل فیصل آباد

کامران انجم	سپرنٹنڈنٹ جیل	گریڈ18
عطاء اللہ ناز	ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل(J&D)	گریڈ17

3۔ ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد

رضااللہ خان	سپرنٹنڈنٹ جیل	گریڈ18
ریاض احمد خان	ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل(ایگزیکٹو)	گریڈ17
اظہر پرویز خان	ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل(ڈویلپمنٹ)	گریڈ17
میاں زاہد محمود	ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ(جوڈیشل)	گریڈ17
مس فریحہ اشرف	لیڈی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل	گریڈ17

(ہ) انکوائری کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و)

(i) سنٹرل جیل فیصل آباد

سوزوکی بولان گاڑی نمبرFSD-249

سوزوکی بولان گاڑی نمبرFSD-6900

ایمبولینس گاڑی نمبرFDG-1049

ان کا پٹرول کا خرچہ برائے سال09۔2008 ۔/48648

مرمت کا خرچہ ۔/42350

(ii) ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد

سوزوکی پک اپ بولان نمبرFSD-5900

سوزوکی ایمبولینس نمبرFDG-1050-08

مذکورہ گاڑیوں پر سال09۔2008 کے درمیان مبلغ-/37,000 کا پٹرول خرچ ہوا تھا اور عنوان بالا گاڑیوں پر سال09۔2008 کے درمیان مرمت وغیرہ پر کل رقم مبلغ-/46,485 روپے خرچ ہوئی تھی۔ جس میں ایک گاڑی میں سی این جی کٹ لگوائی تھی جس پر مبلغ

-/30,000روپے خرچ ہوئے تھے اوران گاڑیوں کی مرمت پر مذکورہ سال کے دوران مبلغ -/16,485روپے خرچ ہوئے تھے۔

(iii) بور سٹل جیل فیصل آباد

سوزوکی بولان نمبرFSD-8810

پٹرول/سی این جی پر خرچہ۔/14743

مرمت پر خرچہ -/19,987

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!منسٹر صاحب سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ فیصل آباد کی جیل روڈ جس پر جیل واقع ہے وہ لاہور کی جیل روڈ جتنی اہم سڑک ہے اور فیصل آباد میں یونیورسٹی کے گیٹ سے لے کر بلال چوک تک جیل والوں نے گرین بیلٹ پر قبضہ کیا ہوا ہے جس کی وجہ سے اس اہم شاہراہ کو انہوں نے مخدوش کیا ہوا ہے تو منسٹر صاحب سے میرا سوال یہ ہے کیا یہ اس گرین بیلٹ کو خالی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور جو اس پر یہ مزید تعمیرات کر رہے ہیں کیا یہ ان تعمیرات کو روکیں گے؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر!یہ ان کا فریش سوال بنتا ہے اور ان کا یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔ یہ فریش سوال دے دیں اور اگر گرین بیلٹ پر قبضہ کیا ہوا ہے تو اس سلسلے میں جواب آ جائے گا۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!125ایکڑ پر یہ جیل ہے اور یہ زمین بھی ایگری کلچر یونیورسٹی کے ساتھ disputed ہے جس پر جیل بنی ہوئی ہے اب انہوں نے گرین بیلٹ پر بھی قبضہ کر لیا ہے اور اس گرین بیلٹ کے اندر مزید تعمیرات کر رہے ہیں۔ میری اطلاع کے مطابق ان تعمیرات کا نقشہ بھی ضلعی حکومت سے انہوں نے پاس نہیں کروایا۔ یہ ایک serious matter ہے اور violation of government rules ہے۔

جناب سپیکر: گورنمنٹ آف پنجاب کو اس کا نوٹس لینا چاہئے، منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہیں، اس کی مکمل طور پر تحقیق کر لیں۔ گرین بیلٹ کو خراب نہیں ہونا چاہئے اور اگر گرین بیلٹ کو خراب کر رہے ہیں تو میرے خیال میں زیادتی ہو رہی ہے۔ وزیر صاحب یہ میرے اور آپ کے نوٹس میں آ گئی ہے، اس کی تحقیق کریں۔ جی!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! یہ بات میرے نوٹس میں بھی آ گئی ہے۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ رانا صاحب سے بات کر لوں گا۔ ہم بیٹھ کر مسئلہ حل کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! منسٹر صاحب assurance دیں کہ اس serious matter کو وہ take up کریں گے اور اگر 125 ایکڑ زمین میں بھی ان کا گزارہ نہیں ہوتا کیونکہ شہر کے سنٹر میں یہ جیل ہے پھر تو معاملات ٹھیک ہونے چاہئیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ آپ جا کر ان کے ساتھ میٹنگ کر لیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو انہوں نے جز(ج) میں جواب دیا ہے کہ 36 ایکڑ باغیچہ کے لئے زرعی اراضی موجود ہے ان کے پاس فری لیبر اور 36 ایکڑ زمین موجود ہے اور یہ ایگری کلچر زرعی یونیورسٹی کی زمین کے ساتھ بہترین زمین ہے۔ یہ اس پر سبزیاں اور پھل اگا سکتے ہیں، اس زمین کو انہوں نے کس طرح سے استعمال کیا اور اس سے انہوں نے کیا آمدن حاصل کی؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! انہوں نے جو ضمنی سوال کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس زرعی زمین پر ہم باقاعدہ قیدیوں کی خوراک کے لئے سبزیاں اور گندم کاشت کرتے ہیں اور کوئی بھی ناکارہ زمین خالی نہیں پڑی ہے۔

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ملک غلام عباس راں صاحب! جلدی کریں ٹائم ختم ہونے والا ہے۔

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! انہوں نے جواب دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مذکورہ سال کے دوران خوراک کے بارے میں آج تک کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے تو میں ان سے پوچھتا ہوں کہ جو قیدی کھانے کھاتے ہیں شکایت تو انہوں نے کرنی ہے کہ کھانا صحیح ہے یا خراب ہے یا اس کی کیا quality ہے۔ اگر وہ شکایت کریں گے تو ان کو سپرنٹنڈنٹ جیل صاحب ٹک ٹکی پر لگا دیتے ہیں تو وہاں پر کھانے کی شکایت کون کرے گا اور جو میرا دوسرا سوال ہے کہ منسٹر صاحب نے جو جیل کے بارے میں بتایا ہے کہ وہاں پر صبح کو چائے دی جاتی ہے اور جس طرح کھانے کی انہوں نے تعریف کی ہے تو یقین

جانئے کہ میرا بھی دل کر رہا ہے کہ کچھ دن کے لئے آپ مجھے honorary طور پر جیل بھجوادیں تاکہ میں وہ کھانا check کر کے بتا سکوں۔(قہقہے)

جناب سپیکر: نہیں، آپ کو inspection کے لئے بھجوا سکتے ہیں۔

ملک محمد عباس راں: جی، بھجوادیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ inspection کے لئے جا سکتے ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں انہیں خوش آمدید کہتا ہوں۔ یہ ضرور آئیں اور آکر as a MPA visit کریں، ویسے بھی ممبر صوبائی اسمبلی کا استحقاق ہے کہ وہ جیل کا visit کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں نے ان کو کہہ دیا ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ یہ آئیں اور جیل کا surprise visit کریں۔

جناب سپیکر: جی، آپ اچانک دورہ کریں اور پھر اس ہاؤس میں رپورٹ دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ وزیر صاحب اس طرف ہو کر بیٹھ جائیں تاکہ چٹ آرام سے آئے۔ درمیان میں سے جب اٹنڈنٹ آتا ہے تو ساروں کی attention divert ہوتی ہے۔ قریب بیٹھیں گے تو چٹ جلدی جلدی آئے گی۔

جناب سپیکر: جی، وہ ان کا internal matter ہے میں کیا کر سکتا ہوں۔ اب اگلا سوال خواجہ اسلام صاحب کا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! On his behalf

جناب سپیکر: آپ نے دو سوال کر لئے ہیں اب On his behalf نہیں ہو سکتا۔ شکریہ۔ It is disposed of. اب انجینئر قمر الاسلام راجہ صاحب! جی سوال نمبر بولئے گا۔

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جناب سپیکر! On his behalf. سوال نمبر 5076 ہے اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے خواجہ محمد اسلام کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب کی جیلوں میں قیدیوں کی تعداد، گنجائش سے زائد ہونے کی تفصیلات

*5076:انجینئر قمرالاسلام راجہ: کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کی جیلوں میں قیدیوں کی تعداد گنجائش سے بہت زیادہ ہے جس کی وجہ سے قیدی اور جیل کا عملہ دونوں مشکلات کا شکار ہیں، کیا حکومت نے نئی جیلوں کی تعمیر یا پرانی جیلوں میں گنجائش بڑھانے کا کوئی منصوبہ بنایا ہے اور اس سلسلے میں اب تک کیا پیشرفت ہوئی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

جی ہاں! اس وقت پنجاب کی جیلوں میں 143 فیصد اسیران گنجائش سے زائد مقید ہیں جس سے بیرک میں اسیران کے لئے سونے کی گنجائش انتہائی کم ہے جس کی وجہ سے انتظامی اور حفظان صحت کے مسائل کا سامنا ہے۔ ماسوائے مندرجہ ذیل جیلوں میں over crowding نہیں ہے۔

1۔ وومن جیل ملتان
2۔ بورسٹل جیل بہاولپور
3۔ بورسٹل جیل فیصل آباد

حکومت پنجاب نے نئی جیلوں کی تعمیر اور پرانی جیلوں میں گنجائش بڑھانے کا منصوبہ بنایا ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

ترقیاتی سال 10۔2009 میں 27 جیلوں میں 2572 اضافی ٹائلٹس کی تعمیر ڈسٹرکٹ جیل گجرات میں 20 بستروں پر مشتمل ہسپتال اور کچن کی تعمیر، 48 عدد ڈیتھ سیل کی تعمیر سنٹرل جیل لاہور میں 2 عدد بیرکس فی بیرک 60 اسیران کی ڈسٹرکٹ جیل مظفر گڑھ میں زیر تعمیر ہیں اور قصور، شیخوپورہ جیلوں میں ڈیتھ سیلز کی تعمیر، علاوہ ازیں مندرجہ ذیل نئی جیلوں کی تعمیر کے بارے میں رپورٹ حسب ذیل ہے:۔

1۔ ڈسٹرکٹ جیل، حافظ آباد (زیر تعمیر)
2۔ ہائی سکیورٹی جیل ساہیوال (زیر تعمیر)
3۔ ڈسٹرکٹ جیل خانیوال (زیر تعمیر)
4۔ ڈسٹرکٹ جیل لودھراں (زیر تعمیر)
5۔ ہائی سکیورٹی جیل میانوالی (زیر تعمیر)

6۔ نیو ڈسٹرکٹ جیل راجن پور (زیر تعمیر)
7۔ ڈسٹرکٹ جیل نارووال (زیر تعمیر)
8۔ ڈسٹرکٹ جیل اوکاڑہ (زیر تعمیر)
9۔ ڈسٹرکٹ جیل لیہ (زیر تعمیر)
10۔ ڈسٹرکٹ جیل پاکپتن (زیر تعمیر)
11۔ ڈسٹرکٹ جیل بھکر (زیر تعمیر)
12۔ ہائی سکیورٹی بیرک، سنٹرل جیل لاہور (تعمیر مکمل ہو چکی ہے)
13۔ ہائی سکیورٹی بیرک، سنٹرل جیل راولپنڈی (زیر تعمیر)
14۔ سب جیل چکوال (پرائیویٹ لینڈ ایکوایئر کی جا رہی ہے)

مذکورہ ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل کے بعد تقریباً11500اسیران کی اضافی گنجائش پیدا ہو جائے گی جس سے over crowding کا مسئلہ کافی حد تک حل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جناب سپیکر! اس کا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت ضلع ننکانہ صاحب کے لئے بھی کوئی نئی جیل تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور اگر نہیں تو کیا sub jail بنانے کا کوئی پروگرام بن سکتا ہے؟

جناب سپیکر: اس سے متعلقہ آپ کا کیا سوال ہے؟

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جناب سپیکر! اس میں نئی جیلیں بنانے اور over crowding کا ذکر نہیں ہے۔ ننکانہ صاحب کے قیدیوں کو روزانہ ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ سے ڈسٹرکٹ کورٹ ننکانہ صاحب میں لایا جاتا ہے اور وہاں تقریباً ایک ہزار پندرہ سو کے قریب ننکانہ صاحب کے قیدی موجود ہیں۔ ان کو ہر روز تاریخوں کے لئے ڈسٹرکٹ کورٹ ننکانہ صاحب کافی دشواری میں لایا جاتا ہے پھر اسی حساب سے وہ واپس چلے جاتے ہیں ادھر ابھی تک حکومت نے کوئی پروگرام بنایا ہے نہ کوئی اس طرح کا سلسلہ شروع ہوا ہے لیکن یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ چند ایک نئی ڈسٹرکٹ جیل زیر تعمیر ہیں تو سوال یہ ہے کہ ضلع ننکانہ صاحب میں بھی ڈسٹرکٹ جیل بنانے کا ارادہ ہے اور اگر نہیں تو sub jail کی facility provide کرنے کا ارادہ ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):جناب سپیکر!آبادی بڑھ چکی ہے،آبادی زیادہ ہو گئی ہے۔چودہ جیلیں پنجاب میں نئی تعمیر ہو رہی ہیں اور ننکانہ کے لئے ہم جگہ تلاش کر رہے ہیں۔یہ جگہ کی نشاندہی کر دیں اور جگہ میں ہمارے ساتھ معاونت کریں تو بہت جلد ننکانہ میں بھی جیل بن جائے گی۔

جناب شاہجہان احمد بھٹی:جناب سپیکر!ننکانہ صاحب میں پنجاب حکومت کا کافی رقبہ موجود ہے اگر وزیر جیل خانہ جات مناسب سمجھیں گے تو میں ان کو تجویز کر دوں گا۔وہاں پر یہ اپنا سروے کروائیں۔ یہ ایک انتہائی ضروری اقدام ہو گا۔

جناب سپیکر:جی،ٹھیک ہے۔

چودھری جاوید احمد(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں پاکپتن جیل کے بارے میں بات کرنے کی اجازت چاہوں گا۔یہاں پر لکھا ہوا ہے کہ زیر تعمیر ہے۔میں اپنے بھائی کی توجہ یہاں پر مبذول کروانا چاہوں گا کہ یہ گزشتہ چھ سالوں سے زیر تعمیر ہے اور اپنے ٹائم پر پورا نہ اترنے کی وجہ سے اس کی cost بڑھ گئی ہے بلکہ جو میری انفارمیشن ہے اس کے مطابق ٹھیکیدار ایڈوانس پیسے لے کر جا چکا ہے۔کام نامکمل ہونے کی وجہ سے ہماری حکومت کو اور ہماری عوام کے پیسے کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ایک تو نامکمل ہونے کی وجہ سے وہاں کے لوگوں کو تکالیف ہیں دوسری طرف ہمارے حکومتی خزانے کو نقصان پہنچ رہا ہے کیونکہ اس کی cost بڑھ رہی ہے۔میں اپنے بھائی سے پوچھنا چاہوں گا کہ ڈسٹرکٹ جیل پاکپتن کب تک مکمل ہو جائے گی؟

جناب سپیکر:جی،بتائیں اس کی کیا پوزیشن ہے،کہاں تک پہنچ چکی ہے اور کتنے فیصد کام ہو گیا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات(ملک محمد اقبال چنڑ):جناب سپیکر!کام جاری ہے اس کے لئے فنڈز بھی آ چکے ہیں اور انشاءاللہ بہت جلد یہ کام مکمل ہو جائے گا۔

چودھری جاوید احمد(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!یہ مجھے کوئی date دے دیں۔یہ تو گزشتہ چھ سالوں سے زیر تعمیر ہے۔

وزیر جیل خانہ جات(ملک محمد اقبال چنڑ):جناب سپیکر!تاریخ بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ نے دینی ہے، ایکسیئن نے دینی ہے اس میں ہمارے محکمے کا کوئی عمل دخل نہیں ہے،اس میں جیل والوں نے کچھ نہیں کرنا ہوتا۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر:.No supplementary questionاس میں بہت ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔ تیسرا اُدھر سے آگیا ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر !بس اتنا پوچھ دیں کہ یہ اسی مالی سال میں مکمل ہو جائے گی، کیا سارے فنڈز آ گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):جناب سپیکر!فنڈز تو آ گئے ہیں۔ میں نے پہلے کہا ہے کہ یہ بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کا کام ہے ۔ یہ میرے پاس آ جائیں بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ سے بات کر لیتے ہیں۔وہ time limitبتادیں گے کہ کتنا ٹائم لیتے ہیں اس کے مطابق میں انہیں بتا سکتا ہوں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): یہ آپ کا ڈیپارٹمنٹ ہے، آپ نے بتانا ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کام کو expediteکروائیں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):جناب سپیکر!تعمیر کرنا یا نہ کرنا بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کا کام ہے۔ جیل ڈیپارٹمنٹ کا کام نہیں ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: چلیں!وہ تو مکمل ہو گئے ہیں۔آپ زیادتی کر رہے ہیں، کر لیں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! شکریہ۔ جیل ڈیپارٹمنٹ نے جواب میں لکھا ہے کہ پنجاب کے اندر 48عدد ڈیتھ سیلز کی تعمیر۔۔۔ جواب سے یہی ظاہر ہو رہا ہے کہ جاری ہے، کیا یہ جو 48عدد ڈیتھ سیلز ہیں ان کے تناسب سے باقی facilitiesبھی زیر تعمیر ہیں اور کیا صرف maximum ڈیتھ سیلز ہی تعمیر کرنے ہیں یا باقی facilitiesبھی زیر تعمیر ہیں؟

جناب سپیکر: آپ کا سوال ہاؤس نے سُن لیا ہے۔ میں ہاؤس سے پوچھ لیتا ہوں کہ آپ کا سوال بنتا ہے یا نہیں؟

معزز ممبران: یہ سوال نہیں بنتا۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): میں دوبارہ بول دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، اب رہنے دیں آپ کی مہربانی۔ آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال انجینئر قمر الاسلام راجہ صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے .It is disposed of اگلا سوال محترمہ مائزہ حمید صاحبہ کا ہے۔

محترمہ غزالہ سعد رفیق: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 5459 ہے۔ اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے محترمہ مائزہ حمید کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

فشجناب سپیکر: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل رحیم یار خان میں قیدی بچوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5459: محترمہ مائزہ حمید: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ جیل رحیم یار خان میں کل کتنے بچے قیدی ہیں؟

(ب) کیا متعلقہ انتظامیہ ان بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے کوئی اقدامات اٹھا رہی ہے، اگر ہاں تو ان کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) اس وقت ڈسٹرکٹ جیل رحیم یار خان میں 14 بچے بند ہیں، جن کی عمریں 18 سال سے کم ہیں۔

(ب) ڈسٹرکٹ جیل رحیم یار خان میں مذکورہ بچوں کے لئے تعلیم و تربیت کا بندوبست کیا ہوا ہے اور انہیں جیل میں دینی و دنیوی تعلیم باقاعدگی سے دی جا رہی ہے نیز ان بچوں کو دوسرے اسیران سے بھی علیٰحدہ رکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی!

محترمہ غزالہ سعد رفیق: جناب سپیکر! اس سوال کے جز(ب) میں یہ لکھا ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل رحیم یار خان میں مذکورہ بچوں کے لئے تعلیم و تربیت کا بندوبست کیا ہوا ہے اور انہیں جیل میں دینی و دنیوی تعلیم باقاعدگی سے دی جا رہی ہے تو میں اس سلسلے میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا باقاعدہ وہاں پر ٹیچرز رکھے جاتے ہیں، ان کو اس بارے میں معلوم ہے یا جیل سپرنٹنڈنٹ ان کو پڑھاتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، بچوں کو جو تعلیم دی جاتی ہے اس بارے میں بتائیں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر !اس وقت رحیم یار خان ڈسٹرکٹ جیل میں تقریباً14 بچے ہیں۔ مذہبی ٹیچر ان کو تعلیم دیتے ہیں ان کے لئے کلاس رومز ہیں، ان کے لئے کتابیں ہیں، ان کے لئے یونیفارم اور شوز ہیں۔ ہر سہولت موجود ہے کیونکہ حکومت پنجاب کی priority education ہے۔ جیل میں ہم نے ان کی اصلاح کرنی ہے۔ ہم نے انہیں جرم سے نفرت کے لئے درس دینا ہے۔ ہمارے بچوں کے لئے تمام تر اقدامات وہاں موجود ہیں اور بچے تعلیم کے زیور سے آراستہ ہو رہے ہیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، یہ بہت دیر سے کھڑے ہوئے ہیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ رحیم یار خان میں 14 بچے کون سے جرائم میں بند ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): یہ fresh question بنتا ہے لیکن میں بتا دیتا ہوں کہ جو بچے قید ہو جاتے ہیں ان کے لئے پنجاب میں دو جیلیں ہیں ایک بورسٹل جیل بہاولپور میں ہے اور ایک بورسٹل جیل فیصل آباد میں ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں نے ان کے جرم کے بارے میں پوچھا ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ fresh question دیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! شیخ صاحب بہت دیر سے کھڑے ہیں۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا منسٹر صاحب سے سوال ہے کہ ان بچوں کی جو future life ہے اس کے لئے جیلوں میں کیا ہو رہا ہے؟ جب یہ یہاں سے نکلیں گے ان کے لئے یہ وہاں پر کوئی بندوبست کر رہے ہیں کیونکہ ان بچوں کا یا ایسے قیدی جو بار بار جیلوں میں آ رہے ہیں، میں نے اسی floor پر کئی دفعہ کہا ہے کہ ان کا follow up بھی ہونا چاہئے کہ ان کو کون جرائم کروا کر یہاں بھیج رہا ہے۔ کیا محکمہ جیل خانہ جات ان بچوں کے لئے کوئی ایسا کام کر رہا ہے جس سے یہ main streamline

of the life میں آئیں اور عزت کی زندگی گزاریں اور اگر محکمہ کچھ اقدامات کر رہا ہے تو وہ کس کس سیکٹر میں کر رہا ہے، وہ یہاں سے جب باہر نکلیں گے تو وہ کیا کریں گے یا پھر ہر دو مہینے بعد واپس آئیں گے ؟

وزیر مذہبی امور واوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! وزیر صاحب کو بتادیں کہ سوال بنتا ہے یا نہیں تو میں ان سے مذہبی امور کے سوال پوچھ لیتا ہوں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب والا! شیخ صاحب کا سوال تو fresh بنتا ہے لیکن میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ ان بچوں کو ہم تعلیم دے رہے ہیں اور انہیں skilled کر رہے ہیں، ہنر مند بنا رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! مذہبی تعلیم تو یہ بہت زیادہ دے رہے ہیں، سارے ہی مولوی بنا کر بھیج رہے ہیں۔ میں نے یہ پوچھا ہے کہ ان کے لئے روٹی روزگار کا کوئی بندوبست کر رہے ہیں یا کوئی ایسا کام کر رہے ہیں جس سے وہ باہر آکر باعزت روزگار کما سکیں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب والا! ہم انہیں skilled کر رہے ہیں۔ انہیں کمپیوٹر کی تعلیم دے رہے ہیں، انہیں ٹیلرنگ سکھا رہے ہیں، ہم انہیں پڑھا رہے ہیں، انہیں درس دے رہے ہیں اور ہمارا باقاعدہ ایک لیکچرار جاتا ہے اس کے علاوہ سائیکالوجسٹ جاتا ہے جو ان بچوں کو درس دیتا ہے کہ آپ نے سوسائٹی میں positive role ادا کرنا ہے اور باہر جاکر اپنے والدین کی خدمت کرنی ہے قوم اور ملک کی بھی خدمت کرنی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! ایسا بالکل نہیں ہو رہا۔ یہ بار بار کہہ رہے ہیں کہ ہم پڑھا رہے ہیں اور درس دے رہے ہیں۔ میں درس کی بات نہیں کر رہا، میں ان کی روٹی روزگار کی بات کر رہا ہوں اور ان کو کوئی ٹیکنیکل کام سکھایا جا رہا ہے یا نہیں ؟

جناب سپیکر: یہ تو انہوں نے بتادیا ہے اب آپ اور کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب والا! آپ ان کے جواب سے مطمئن ہیں؟ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ان بچوں کا follow up ہونا چاہئے اور ان کو mainstream of the life میں لانے کے لئے باعزت روزگار کی بات کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم ان کو ہنر مند بنا رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: کس چیز میں ہنر مند بنا رہے ہیں، جیب کاٹنے میں؟ میں یہی تو پوچھ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، اب اس پر ٹائم نہ ضائع کیا جائے، پلیز چھوڑیں۔ اگلا سوال طاہر نوید صاحب!

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! میرا ایک ضمنی سوال ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: اس پر اب ضمنی سوال نہیں ہو گا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! بچے تو ایک جیسے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: طاہر نوید صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب وسیم قادر صاحب!

جناب اللہ رکھا: جناب والا! On his behalf سوال نمبر 5776 (معزز ممبر نے جناب وسیم قادر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب اللہ رکھا: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

پنجاب کی جیلوں میں قیدیوں کے ہیپاٹائٹس، ایڈز کے ٹیسٹ کروانے کی تفصیلات

*5776: جناب وسیم قادر: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کیا حکومت پنجاب کی تمام جیلوں میں موجود قیدیوں کے ہیپاٹائٹس، ایڈز اور دوسرے ضروری میڈیکل ٹیسٹ کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

حکومت پنجاب کی تمام جیلوں میں موجود تمام قیدیوں (44757) کے ہیپاٹائٹس، ایڈز اور ٹی بی کے امراض کے میڈیکل ٹیسٹ محکمہ صحت پنجاب کے تعاون سے کروا چکی ہے۔ میڈیکل رپورٹس کے مطابق ان بیماریوں میں مبتلا پائے جانے والے قیدیوں کی تفصیل اس طرح ہے:-

HIV ایڈز	255
HBV	1979
HCV	5223
TB	483

تمام قیدیوں کے HIB کی ویکسین کر دی گئی ہے۔ محکمہ صحت پنجاب کے تعاون سے ان بیماریوں میں مبتلا قیدیوں کا علاج معالجہ باقی Specialized Test کرنے کے بعد کیا جارہا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب اللہ رکھا: اس سوال کے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ محکمہ صحت پنجاب کے تعاون سے ان بیماریوں میں مبتلا قیدیوں کا علاج معالجہ specialized tests کرنے کے بعد کیا جارہا ہے۔ میرا اس میں سوال یہ ہے کہ کیا specialized test مکمل ہو گئے ہیں، ان کے موجودہ status سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اس جیل میں تین طرح کے بیمار حوالاتی قیدی موجود ہیں۔ ایڈز کے مریض بھی اس میں شامل ہیں، ٹی بی کے مریض بھی ہیں اور اس کے علاوہ ہیپاٹائٹس کے مریض بھی شامل ہیں۔ ان کا باقاعدہ PCR کروایا جاتا ہے، ان کے مختلف ٹیسٹ کروائے جاتے ہیں اور میڈیکل آفیسر اگر سمجھے تو پھر وہ باہر سے فزیشن کو یا سرجن کو یا پورے بورڈ کو بلاتا ہے اور ان کی ہدایت کے مطابق ان کا علاج معالجہ کروایا جاتا ہے اور اگر ان کا جیل میں علاج نہ ہو سکے تو پھر انہیں وہاں کے DHQ میں refer کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی۔۔۔

جناب اللہ رکھا: جناب والا! میں ان کے جواب سے مطمئن نہیں ہوا۔ اس میں وزیر موصوف نے جو بات کی ہے کہ ٹیسٹ کئے جاتے ہیں۔ میں نے یہ پوچھا تھا کہ جن لوگوں کو یہ مرض ہے اس کے بعد ایک specialized test کیا جاتا ہے اس کی تو vaccination ہو گئی ہے انہوں نے کر دی ہے لیکن اس کے بعد بھی ایک specialized test کیا جاتا ہے کہ آیا وہ ٹیسٹ مکمل ہو گئے ہیں؟

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ ان کے specialized tests مکمل ہو گئے ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): تقریباً مکمل ہو گئے ہیں اور ان کا علاج معالجہ بھی ہو رہا ہے۔

جناب اللہ رکھا: جناب والا! چھ مہینے پہلے بھی ان کا جواب یہی تھا اور آج بھی یہی ہے۔ موجودہ صورتحال کی تفصیل بتا دیں کہ کتنے لوگوں کے ٹیسٹ ہو گئے ہیں اور کتنے لوگوں کے رہ گئے ہیں اس کی مجھے figures بتا دیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب والا!اس کی تفصیل کے لئے یہ نیا سوال دے دیں کہ کتنے مریض اس جیل میں ہیں تو ہم جواب دے دیں گے۔

جناب سپیکر: چلو ٹھیک ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے اور جو کچھ مجھے محکمہ نے بتایا ہے اس کے مطابق تمام ٹیسٹ مکمل ہو چکے ہیں اور ان کا علاج معالجہ بھی ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال۔

جناب اللہ رکھا: On his behalf Question No. 5777. جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز ممبر نے جناب وسیم قادر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب کی جیلوں میں گائنی آپریشن کی سہولیات فراہم کرنے کی تفصیلات

*5777: جناب وسیم قادر: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا پنجاب کی تمام جیلوں کے ہسپتالوں میں گائنی کے آپریشن کرنے کی سہولیات موجود ہیں؟

(ب) کیا حکومت صوبہ کی تمام جیلوں میں گائنی آپریشن کے لئے لیڈی ڈاکٹرز کی تعیناتی کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) پنجاب کی کسی جیل کے ہسپتال پر گائنی کے آپریشن کی سہولت موجود نہ ہے۔

(ب) محکمہ جیل خانہ جات نے گائناکالوجسٹ کی پوسٹ کی منظوری کے لئے حکومت پنجاب کو مراسلہ نمبر 16814 مورخہ 2010-03-24 ارسال کیا ہے تاکہ جیلوں میں موجود خواتین اسیران کا علاج معالجہ کیا جا سکے۔ البتہ گائنی کے آپریشن کے لئے خواتین اسیران کو جیل کے باہر DHQ ہسپتال قواعد و قانون کے مطابق منتقل کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب اللہ رکھا: جناب! جواب کے جز(ب) میں کہا گیا ہے کہ محکمہ جیل خانہ جات نے گائناکالوجسٹ کی پوسٹ کی منظوری کے لئے حکومت پنجاب کو مراسلہ نمبر16814 مورخہ 2010۔03۔24ارسال کیا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ آیا اس کی منظوری ہو چکی ہے یا نہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب والا! اس کی ابھی approval ہونی ہے اور ہم اس کو pursue کر رہے ہیں اور جو خاتون اس مرض میں مبتلا ہیں ان کے لئے ہم DHQ سے گائناکالوجسٹ لیڈی ڈاکٹر منگوا لیتے ہیں اور وہ لیڈی ڈاکٹر ہفتہ میں چار بار آ کر visit کرتی ہیں۔

جناب اللہ رکھا: جناب والا! اس کی منظوری کے لئے اور کتنے سال چاہئیں؟ یہ چھ مہینے پہلے کی بات ہے۔

جناب سپیکر: وزیر موصوف اس کو pursue کریں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب والا! میں ان کا ضمنی سوال سمجھا نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ اس کی منظوری کو ابھی اس میں کتنا عرصہ اور لگے گا۔ چھ مہینے پہلے ہی گزر چکے ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): میرے خیال میں ایک دو ماہ میں لیڈی ڈاکٹر تعینات ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ اگلا سوال چودھری طاہر محمود ہندلی صاحب کا ہے۔

محترمہ دیبا مرزا: On his behalf Question No. 5904. (معزز خاتون ممبر نے چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ) کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ دیبا مرزا: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ میں قیدیوں کی اموات و دیگر تفصیلات

*5904: چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ میں سال 09-2008 کے دوران کتنے قیدیوں کی طبعی موت ہوئی؟

(ب) سال2009 کے دوران ہلاک ہونے والے قیدی کن کن امراض میں مبتلا تھے نیزان کے علاج پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ج) کیایہ درست ہے کہ جیل میں قیدیوں کو مفت ادویات فراہم نہیں کی جاتیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ میں سال09-2008 کے دوران12 قیدیوں کی طبعی موت ہوئی۔

(ب) سال 2009 کے دوران ہلاک ہونے والے 8قیدی عارضہ قلب میں مبتلا تھے اور ہارٹ اٹیک کی وجہ سے ہلاک ہوئے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ولدیت	وجہ موت	تاریخ موت
1	الیاس ولد غلام رسول	ہارٹ اٹیک	27-03-2009
2	بشیر ولد فیض احمد	ہارٹ اٹیک	12-04-2009
3	عارف ولد بوٹا	ہارٹ اٹیک	02-06-2009
4	محمد اسلم ولد شکر دین	ہارٹ اٹیک	30-06-2009
5	فریاد ولد اشرف	ہارٹ اٹیک	07-07-2009
6	جعفر ولد شوکت	ہارٹ اٹیک	11-07-2009
7	محمد شاہد ولد نذیر	ہارٹ اٹیک	09-08-2009
8	سکندر ولد نذیر	ہارٹ اٹیک	10-09-2009

نیزان سب کا علاج معالجہ سرکاری خرچ پر ہوا۔

(ج) یہ درست نہ ہے تمام اسیران کو جیل میں مفت ادویات فراہم کی جاتی ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ دیبا مرزا: جناب والا!اسی سوال کے جز(ج) میں پوچھا گیا ہے کہ کیایہ درست ہے کہ جیل میں قیدیوں کو مفت ادویات فراہم نہیں کی جاتیں؟ جواب میں کہا گیا ہے کہ یہ درست نہ ہے تمام اسیران کو جیل میں مفت ادویات فراہم کی جاتی ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے اور میری اطلاع کے مطابق ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ میں اسیران کو مفت ادویات فراہم نہیں کی جاتیں، کیاوزیر موصوف اس کی وضاحت کریں گے کہ اس کی وجوہات کیا ہیں، میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ جو محکمے کی طرف سے جواب دیا گیا ہے یہ درست نہیں ہے اور وہاں پر مفت ادویات فراہم نہیں کی جاتیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! ہر جیل میں میڈیکل آفیسر ہوتے ہیں اور تمام قیدیوں اور حوالاتیوں کو ادویات مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ اگر کوئی دوائی سٹور میں موجود نہ ہو تو سپرنٹنڈنٹ جیل کو یہ اختیار ہے کہ وہ ایمرجنسی طور پر باہر سے دوائی خرید سکتا ہے۔

جناب سپیکر: بات سنیں۔ انہوں نے particular خاص جگہ کی بات کی ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب والا! میں سیالکوٹ کے متعلق بات کر رہا ہوں کہ وہاں پر بھی ادویات مفت فراہم کی جاتی ہیں۔

جناب سپیکر: آپ معلوم کر لیں اور اس کے متعلق آپ اس ایوان میں رپورٹ دیں گے۔ جو شکایت انہوں نے یہاں پر کی ہے کہ ان کی اطلاع کے مطابق آپ کی رپورٹ غلط ہے۔ اس کا جواب آپ اس House میں آکر دیں گے اور اس کے لئے ہم آپ کو اگلے جمعہ تک کے لئے مہلت دیتے ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): ٹھیک ہے۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب والا! محکمہ نے جو جواب دیا ہے وہ غلط ہے۔

جناب سپیکر: وہ جب ثابت ہو گا تو پھر۔۔۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب والا! اس کی انکوائری کروالی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وہ کروائیں گے اور کروا کر اس ایوان کو بتائیں گے۔

محترمہ دیبا مرزا: شکریہ

محترمہ غزالہ سعد رفیق: جناب والا! میں کوٹ لکھپت جیل کے حوالے سے آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ اگلے ہفتے ہم 60 ہزار روپے کی ادویات لے کر نجی طور پر جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: کیا فرمایا ہے؟

محترمہ غزالہ سعد رفیق: جناب والا! کچھ ہماری فرینڈز ہیں انہوں نے پچھلے ہفتے کوٹ لکھپت جیل کا دورہ کیا تھا کچھ ضروریات زندگی کی چیزیں وہاں پر جو قیدی خواتین ہیں ان کو وہ provide کر کے آئی ہیں۔ اب وہاں سے ادویات کے لئے demand آئی ہے کہ کچھ ادویات چاہئیں جو کہ Zaka Pharmacy سے خرید لی گئی ہیں اور 60 ہزار روپے کی وہ ادویات ہیں۔ منگل کا شاید پروگرام بنا ہے اس میں انہوں نے مجھے بھی request کی ہے کہ آپ چلیں اور یہ ادویات ہم ان کو دے کر آتی ہیں۔ پچھلے ہفتے میں کیمپ جیل

میں بھی گئی تھیں اور ہم کچھ چیزیں وہاں پر بھی دے کر آئی ہیں۔اب یہ ادویات والی بات انہوں نے کی ہے کہ چونکہ وہاں ادویات مفت دی جاتی ہیں اور علاج مفت کیا جاتا ہے تو اس سلسلے میں پھر وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ وہ کبھی جیلوں کے دورے پر گئے ہیں اور کیا انہوں نے ان چیزوں کو چیک کیا ہے ؟ باہر کے لوگ humanity basis پر دے رہے ہیں، کوئی جا رہا ہے کہ ہم کسی کے لئے کچھ کرنا چاہتے ہیں۔اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے یہ نہیں کہا کہ گورنمنٹ دے رہی ہے بلکہ انہوں نے کہا ہے کہ ادویات مفت دی جاتی ہیں، ان میں این جی اوز بھی آتی ہیں۔

محترمہ غزالہ سعد رفیق: میں یہ clear کرنا چاہ رہی ہوں کہ وزیر موصوف ہاؤس کو یہ fence clear کر دیں کہ کوئی بھی دے سکتا ہے یا گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے کہ وہ دے ؟

جناب سپیکر: جی، دے سکتے ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں نے جیلوں کا وزٹ کیا ہے وہاں خصوصی لنگر خانے جہاں کھانا پکتا ہے پھر ہسپتال / ڈسپنسری جہاں ڈاکٹر بیٹھتے ہیں اور میڈیکل سٹور کا بھی وزٹ کیا ہے وہاں ہر دوائی موجود ہے، ان کا رجسٹر مکمل ہے اور میں نے ہر مریض سے، ہر قیدی سے اور ہر حوالاتی سے پوچھا کہ کیا آپ کو کوئی دوائی باہر سے منگوانا پڑتی ہے تو انہوں نے کہا کہ ہمیں جیل کے ہسپتال سے مفت ادویات مل رہی ہیں۔اگر کوئی donate کرنا چاہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔جی، محترمہ!

ڈاکٹر فائزہ اصغر: جناب سپیکر! فیصل آباد کی بورسٹل انسٹیٹیوشن میں پچھلے دو سالوں یا پچھلے سال میں 18 سال سے کم عمر کے چار ایسے قیدی تھے جنہیں ہیپاٹائٹس (سی) تھا لیکن EDO ہیلتھ یا کسی اور کی طرف سے یہ rule پہلے ہی جاری کیا گیا ہے کہ جو قیدی 18 سال سے کم عمر کا ہو گا اس کا علاج نہیں کروایا جائے گا۔میں نے بارہا ہیلتھ منسٹر صاحب کو یہ درخواست بھیجی تھی کہ اگر 18 سال سے کم عمر کے قیدی کو ہیپاٹائٹس (سی) ہے تو اس کا علاج کیوں نہیں کروایا جائے گا جبکہ 18 سال سے زیادہ عمر کے قیدیوں کا علاج کروایا جاتا ہے۔اگر آپ ابھی بھی وہاں جا کر دیکھیں گے تو آپ کو وہاں جیل میں بچے ملیں گے جن کو ہیپاٹائٹس (سی) ہے لیکن ان کا علاج نہیں کروایا جا رہا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! محترمہ بورسٹل جیل فیصل آباد کی بات کر رہی ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں نے پچھلے ہفتے بور سٹل جیل فیصل آباد کا visit کیا ہے میں ان کی بیرکس میں بھی گیا ہوں۔ ہم نے انہیں بیڈ دیئے ہوئے ہیں، انہیں سامان رکھنے کے لئے الماری دی ہوئی ہے۔ میں ان کے کلاس روم میں گیا ہوں، ان کے پلے گراؤنڈ میں گیا ہوں، ہسپتال میں صرف دو مریض داخل تھے اور وہ بھی اس مرض میں مبتلا نہیں تھے۔ اگر کوئی ایسی بات ہے تو میری بہن مجھے بتادیں تو ہم باہر سے کوئی سینئر ڈاکٹر منگوا کر ان کے ٹیسٹ بھی کروالیتے ہیں اور پھر ان کا علاج معالجہ بھی شروع کروادیتے ہیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے بور سٹل جیل فیصل آباد کی نشاندہی کر دی ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں اسی کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ چیک کروائیں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): میں نے پچھلے ہفتے خود وہاں visit کیا ہے اور میں نے فرداً فرداً ہر بچے سے ان کی مشکلات معلوم کی ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔ اگلا سوال بھی چودھری طاہر محمود ہندلی صاحب کا ہے۔

جناب پرویز رفیق: On his behalf سوال نمبر 5905 ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ) کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سال 2009، سیالکوٹ جیلوں میں ہنگاموں کی تفصیلات

*5905: چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2009 سے آج تک سیالکوٹ کی جیلوں میں کتنے ہنگامے ہوئے ہیں، ان کی وجہ سے ان میں جانی و سرکاری املاک کو کتنا نقصان ہوا ہے تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) حکومت نے اب تک ان ہنگاموں کو روکنے کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) یکم جنوری2009 سے آج تک ڈسٹرکٹ جیل، سیالکوٹ میں کوئی ہنگامہ نہ ہوا ہے اور نہ کوئی جانی و سرکاری املاک کو نقصان پہنچا ہے۔

(ب) جیسا کہ جز(الف) کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل سالکوٹ میں2009 سے آج تک کوئی ہنگامہ نہ ہوا ہے۔تاہم ہنگاموں کو روکنے کے لئے حکومت پنجاب نے بہت سے اقدامات کئے ہیں، جس میں سٹاف کی نفری بڑھائی گئی ہے۔اس طرح صفائی کے لئے سینٹری ورکرز بھرتی کئے گئے ہیں نیز(Scanning Machines)تلاشی وغیرہ کرنے کے لئے لگائی گئی ہیں۔ملاقاتوں کا انتظام اچھا کیا گیا ہے نیز اسیران کے جائز مطالبات سپرنٹنڈنٹ جیل موقع پر حل کرا رہے ہیں۔اس کے علاوہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ صاحبان جیل پر اچانک وزٹ کر رہے ہیں اور پکوائی کے انتظام و دیگر مسائل حل کر رہے ہیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر!انہوں نے جز(الف) میں جواب دیا ہے کہ یکم جنوری2009 سے آج تک ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ میں کوئی ہنگامہ ہوا ہے اور نہ ہی کوئی جانی اور سرکاری املاک کو نقصان پہنچا ہے۔میں آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب کی درستی کر دوں کہ جنوری2009 میں ایک مسیحی لڑکا جسے ایک ایسے کیس میں پکڑا گیا جو میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب کے لئے قابل مذمت ہے گو اس نے کیا نہیں تھا۔وہ لڑکا دو دن جیل میں رہا ہے اور خودکشی کا ڈرامہ رچا کر اسے قتل کر دیا گیا لیکن محکمے نے جواب دیا ہے کہ کوئی جانی و سرکاری املاک کو نقصان نہیں ہوا۔میں منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر جیل میں کوئی خودکشی ہوتی ہے تو اس کا ذمہ دار کون ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر!اگر جیل میں کوئی خودکشی کرتا ہے یا طبعی موت مرتا ہے تو سپرنٹنڈنٹ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کو لکھتا ہے کہ فلاں بندہ expire ہو گیا ہے تو وہ باقاعدہ جوڈیشل انکوائری کراتے ہیں، سول جج یا مجسٹریٹ جیل میں آ کر انکوائری hold کرتے ہیں۔اس وقت تک سیالکوٹ جیل میں کوئی ایسا ہنگامہ نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: وہ فانس مسیح کے بارے میں کہہ رہے ہیں کہ خودکشی کا بہانا بنا دیا گیا۔آپ اس بارے میں بتائیں۔

وزیر جیل خانہ جات(ملک محمد اقبال چنڑ):جناب سپیکر!میں نے عرض کیا ہے کہ باقاعدہ جوڈیشل انکوائری ہوتی ہے،اس کا پوسٹ مارٹم کرایا جاتا ہے cause of death معلوم کی جاتی ہے کہ آیا اس کی death weapon سے ہوئی ہے، خودکشی سے ہوئی ہے، کسی نے گلا دبایا ہے یا اس نے کوئی چیز inhale کی ہے۔پوسٹ مارٹم کے بعد باقاعدہ جوڈیشل انکوائری ہوتی ہے اس کے بعد فیصلہ ہوتا ہے۔ انہوں نے جس بندے کا ذکر کیا ہے اس کا باقاعدہ پوسٹ مارٹم ہوا ہے اور ڈاکٹر نے کہا ہے کہ اس نے خودکشی کی ہے۔

جناب پرویز رفیق:جناب سپیکر!میں منسٹر صاحب کے جواب سے اس لئے مطمئن نہیں ہوں کہ میں نے یہ بھی سوال کیا تھا کہ فرض کریں اگر medically یہ بھی approve ہو گیا کہ اس نے خودکشی کی ہے تو Who has provided instruments or tools اسے رسہ کس نے دیا؟ بتاتے ہیں کہ اس نے اپنے آپ کو لوہے کی کسی چیز سے باندھ کر لٹکا لیا۔ہم موقع پر پہنچے اور اس وقت وہاں پر موجود ڈی پی او سیالکوٹ نے معائنہ کروایا، میڈیکلی یہ prove ہو گیا کہ اس پر torture ہوا ہے اور اس کے بدن پر کافی زخم تھے۔میں نے اپنی آنکھوں سے دس زخم دیکھے تھے۔

جناب سپیکر:ایک منٹ۔اس کی جوڈیشل انکوائری ہوئی ہے؟

جناب پرویز رفیق:جوڈیشل انکوائری چل رہی ہے۔

جناب سپیکر:under process ہے؟

جناب پرویز رفیق:جی under process ہے۔

جناب سپیکر:پھر میرے خیال میں ابھی اس پر بحث نہ کریں۔

جناب پرویز رفیق:میں اس پر بحث نہیں کر رہا بلکہ میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر:رپورٹ آئے گی تو پھر بات کرنا۔

جناب پرویز رفیق:میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر بندے نے خود بھی کیا ہو لیکن ایک mishap ہوا ہے انہوں نے کوئی action لیا ہے؟

جناب سپیکر:جب انکوائری رپورٹ کسی کو guilty قرار دے گی تو پھر ہی اس کے خلاف کوئی action لیا جائے گا۔اس سے پہلے تو کچھ نہیں کیا جا سکتا۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! پنجاب کی مختلف جیلوں میں قیدی سزا کاٹ چکے ہیں لیکن جرمانہ ادا نہ کرنے کی صورت میں ان کو ابھی تک رہائی نہیں ملی۔ پنجاب حکومت کی طرف سے ان کے لئے امدادی سکیم ہوتی ہے جس میں جرمانہ ادا کیا جاتا ہے اور ان کو رہائی ملتی ہے۔ وزیر موصوف بتائیں کہ ابھی تک اس سلسلے میں کیا اقدامات کئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: کہاں کے قیدی؟

حاجی ذوالفقار علی: میں نے خاص طور پر بہاولپور میں پتا کیا ہے؟

جناب سپیکر: کون کون سے کیسز ہیں ان کے نام بتائیں۔ ایسے تو نہیں؟

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! مختلف کیسز ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اپنی جنرل پالیسی بتا دیں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج مہینے میں دو بار visit کرتے ہیں جو miner جرائم کے لوگ ہوتے ہیں انہیں فوری طور پر رہا کر دیا جاتا ہے۔ جو لاوارث ہیں ان کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے اس مد میں تقریباً اڑھائی کروڑ روپے رکھے ہیں پھر ڈونرز بھی لاوارث قیدیوں کے لئے باقاعدہ donate کرتے ہیں اگر یہ نیا سوال کریں تو میں لسٹ دے سکتا ہوں کہ ہم نے 2009-10 میں ایسے کتنے قیدی رہا کئے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! جب ٹائم ختم ہو جاتا ہے پھر آپ اٹھتی ہیں، یہ تو ٹھیک نہیں ہے۔ اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے۔

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جناب سپیکر! On his behalf (معزز ممبر نے چودھری محمد اسد اللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: آپ نے پہلے On his behalf کتنے سوال کئے ہیں؟

جناب شاہجہان احمد بھٹی: چار سوال کئے ہیں۔ جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 5948 ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

حافظ آباد ڈسٹرکٹ جیل کی تعمیر کی تفصیلات

*5948:چودھری محمد اسد اللہ: کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیایہ درست ہے کہ حافظ آباد میں ڈسٹرکٹ جیل کی تعمیر ہورہی ہے ؟

(ب) مذکورہ جیل کی تعمیر کا تخمینہ لاگت کیاہے اوریہ کب تک مکمل کرلی جائے گی ؟

(ج) مذکورہ جیل کی بلڈنگ کا رقبہ اور جیل کالونی کے لئے کتنی جگہ مختص کی گئی ہے ؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ضلع حافظ آباد میں ایک نئی جیل کی تعمیر ہورہی ہے۔

(ب) اس کا تخمینہ مبلغ 1299.057 ملین ہے ۔ فنڈز بروقت اور پورے مہیا کردیئے جائیں تو یہ سال 12۔2011 میں مکمل ہوسکتی ہے۔ ہر سال جو فنڈز دیئے گئے اور جو خرچہ ہوااس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

سال	الاٹمنٹ فنڈز	خرچہ مع فیصد
2006۔07	100.000(M)	57.888(M) 58فیصد
2007۔08	5.000(M)	2.931 (M) 59فیصد
2008۔09	40.000(M)	40.000(M) 100فیصد
2009۔10	115.000(M)	215.817(M) 17فیصد

(ج)

	ایکڑ	کنال	مرلے
جیل بلڈنگز	33	05	0
جیل کالونی	07	0	0
وارڈلائنز، پریڈ گراونڈ، چلڈرن پارک	9	0	13
جیل باغیچہ	10	0	0
کل رقبہ جیل	59ایکڑ	5کنال	13مرلے

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جز(ب) میں انہوں نے جو گزشتہ چار سالوں کی لسٹ دی ہے اس میں جو فنڈز دیئے گئے ہیں ان کی ٹوٹل رقم 260 ملین روپے بنتی ہے لیکن ان کا خرچہ 315 ملین روپے بنتا ہے۔ وزیر صاحب ذرا اس کی وضاحت کر دیں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! مجھے سوال نمبر بتادیں کہ معزز ممبر کس سوال سے متعلق ضمنی سوال پوچھ رہے ہیں؟

جناب سپیکر: یہ سوال نمبر 5948 ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! معزز ممبر نے ابھی جو ضمنی سوال پوچھا ہے وہ اس سوال سے related نہیں ہے، اگر یہ fresh question دے دیں تو اس کا جواب آ جائے گا۔

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جناب سپیکر! چار سالوں میں ان کو 260 ملین روپے کے فنڈز مہیا کئے گئے ہیں جبکہ ان کا خرچہ 300 ملین روپے سے زیادہ ہوا ہے۔ تو کیا ان کو extra/additional funds مہیا کئے گئے تھے یا پھر یہاں پر figures کی غلطی ہے؟ وزیر صاحب ذرا اس کی وضاحت کر دیں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اس سوال کو آپ pending فرما دیں کیونکہ اس کا مکمل جواب موصول نہیں ہوا۔ آپ اس کو جمعہ تک یا اگلے اجلاس تک pending فرما دیں تاکہ اس کا مکمل جواب حاصل کیا جا سکے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ سوال نمبر 5948 کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ سیمل کامران صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 6185 (معزز خاتون ممبر نے محترمہ سیمل کامران کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جی ہاں! اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔جیلوں میں ہیپاٹائٹس کے مریض قیدیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6185: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیمپ جیل لاہور اور کوٹ لکھپت جیل لاہور میں کتنے قیدی ہیپاٹائیٹس کے مرض میں مبتلا ہیں؟

(ب) کیا حکومت جیلوں میں اس مرض کی روک تھام کے لئے اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ابتدائی سکریننگ ٹیسٹ کے مطابق کیمپ جیل لاہور اور کوٹ لکھپت جیل لاہور میں 573 مریض ہیپاٹائیٹس سی اور 182 مریض ہیپاٹائیٹس بی میں مبتلا پائے گئے ہیں۔

(ب) ان قیدیوں کے علاج کے سلسلے میں مندرجہ ذیل اقدامات کئے گئے ہیں۔

1۔ تمام قیدیوں کی ہیپاٹائیٹس "بی" کی ویکسینئن محکمہ ہیلتھ پنجاب کے تعاون سے ہو چکی ہے۔

2۔ مریضوں کی گروپ بندی کر کے پہلے گروپ کے PCR ٹیسٹ مفت کروا دیئے گئے ہیں۔

3۔ جن مریضوں کو PCR ٹیسٹ رپورٹ کے مطابق علاج کی ضرورت تھی ان کو انٹرفران انجکشن اور دیگر ادویات مفت فراہم کی جا رہی ہیں۔

4۔ بیماری کے مزید پھیلنے سے روک تھام کے لئے ضروری اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال جز(ب) نمبر4 کے حوالے سے ہے۔اس میں لکھا گیا ہے کہ "بیماری کے مزید پھیلنے سے روک تھام کے لئے ضروری اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں" تو وہ کون سے اقدامات ہیں جو اٹھائے جا رہے ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! ٹی بی کے مریضوں کو الگ رکھا جاتا ہے اور دوسرے امراض کے مریضوں کو الگ رکھا جاتا ہے۔وہاں پر بیرک کی صفائی کا انتظام کیا گیا ہے۔روزانہ ڈاکٹر کا visit ہوتا ہے۔باہر سے ڈاکٹروں کی team بھی آ کر ان مریضوں کا visit کرتی ہے۔ان کے علاج معالجہ کے لئے میڈیکل آفیسر اور سپرنٹنڈنٹ جیل دن رات کام کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ سوال ہیپاٹائیٹس کے بارے میں ہے جبکہ وزیر صاحب مجھے کچھ اور ہی جواب دے رہے ہیں۔میڈیکل سے related جتنے بھی سوالات آج آئے ہیں، چاہے وہ گائنی سے متعلقہ تھے یا ہیپاٹائیٹس سے related، ان سب کے انہوں نے بڑے ہی دلچسپ طریقے سے جوابات دیئے ہیں۔اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جیل خانہ جات میں health پر قطعاً کوئی خاص توجہ نہیں دی جا رہی۔اب ان کو یہ معلوم ہی نہیں ہے کہ ہیپاٹائیٹس کی کیا احتیاطی تدابیر ہوتی ہیں۔انہوں نے کہہ دیا ہے کہ

مختلف امراض کے مریضوں کو مختلف وارڈوں میں رکھا جاتا ہے۔یہ درست جواب نہیں ہے۔میں وزیر صاحب سے کہوں گی کہ آپ مجھے اس کا جواب دوبارہ سے دیں کہ ہیپاٹائیٹس کی بیماری کے مزید پھیلنے سے روک تھام کے لئے کیا ضروری اقدامات اٹھائے جارہے ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر!ان مریضوں کی vaccination کی جاتی ہے اور ہر مریض کا لیبارٹری سے PCR ٹیسٹ کروایا جاتا ہے۔لیبارٹری کے result کے بعد پھر ہم میڈیکل ٹیم منگواتے ہیں جو کہ اس بات کا تعین کرتی ہے کہ آیا اس کا علاج جیل کے اندر ممکن ہے یا پھر باہر کسی ہسپتال میں اس کو بھجوایا جائے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!یہ تو انہوں نے جز(ب) کے نمبر3 پر لکھا ہوا جواب پڑھ دیا ہے۔یہ ہم نے بھی پڑھ لیا ہے کہ ان مریضوں کی اس طرح سے vaccination ہوتی ہے۔نمبر4 پر ہے کہ "اس بیماری کو مزید پھیلنے سے روکنے کے لئے ضروری اقدامات اٹھائے جارہے ہیں"تو وہ کیا اقدامات ہیں؟ vaccination تو اس کی prevention ہے لیکن اس بیماری کے مزید پھیلنے سے روکنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے جارہے ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر!باقاعدہ جیل میں ڈاکٹر ہر بیمار قیدی یا حوالاتی کا معائنہ کرتا ہے۔اگر ڈاکٹر یہ سمجھے کہ جیل میں اس کا علاج ممکن نہیں ہے تو پھر باہر سے باقاعدہ ایک ٹیم منگوائی جاتی ہے۔قیدیوں کی صحت کا بہت زیادہ خیال رکھا جاتا ہے۔انجکشن کے لئے نئی سرنج استعمال کی جاتی ہے۔ہر جیل میں صفائی کا مکمل انتظام موجود ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!میں بھی اسی سوال کے حوالے سے ضمنی سوال پوچھنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، جلدی سے پوچھ لیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!منسٹر صاحب یہ بتادیں کہ ان مریضوں میں سے علاج کے بعد اب تک کتنے لوگ cure ہو چکے ہیں؟دوسرا انہوں نے جواب کے جز(ب) نمبر 2 میں لکھا ہے کہ "جن مریضوں کو PCR ٹیسٹ رپورٹ کے مطابق علاج کی ضرورت تھی ان کو انٹرفران انجکشن اور دیگر ادویات مفت فراہم کی جارہی ہیں"تو کیا اس سے پہلے جیل میں مریض قیدیوں کا مفت علاج نہیں ہوتا تھا ذرا اس کی وضاحت فرمادیں؟

وزیر جیل خانہ جات(ملک محمد اقبال چنڑ):جناب سپیکر!یہ اس کے لئے fresh question دے دیں۔ میں cure ہونے والے مریضوں کی تعداد محکمہ سے معلوم کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔اگلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!سوال نمبر 6374۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

میاں نصیر احمد: جی،ہاں اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ کی جیلوں میں قیدیوں کے ریکارڈ کو کمپیوٹرائز کرنے کا معاملہ

*6374: میاں نصیر احمد: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب کی تمام جیلوں میں قیدیوں کا کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ مرتب کیا جاتا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو تمام جیلوں میں کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ کے طریق کار کے متعلق مکمل وضاحت سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(ج) اگر ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ نہیں کیا جا رہا تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے نیز حکومت تمام جیلوں میں ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات(ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) درحقیقت PMIS پنجاب پریزنز مینجمنٹ انفارمیشن سسٹم پراجیکٹ محکمہ انفارمیشن ٹیکنالوجی نے 05۔2004 میں شروع کیا تھا لیکن software رپورٹ جنریٹ نہ کر سکا۔ سیکرٹری انفارمیشن ٹیکنالوجی نے وعدہ کیا ہے کہ software کو اپ ڈیٹ کرتے ہوئے جلد ہی آپریشن لائزڈ کیا جائے گا۔

(ب) Software کی درستی اور اپ گریڈیشن کے بعد تمام جیلوں سے سسٹم لاگو کر دیا جائے گا۔

(ج) حکومت کا مصمم ارادہ ہے کہ ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کر دیا جائے اور اس سلسلے میں ہوم ڈیپارٹمنٹ اور انفارمیشن ٹیکنالوجی ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ رابطے میں ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! جواب کے جز(الف) میں بتایا گیا ہے کہ PIMS پنجاب پریزنز مینجمنٹ انفارمیشن سسٹم پراجیکٹ 05-2004 میں شروع کیا گیا تھا لیکن softwareرپورٹ generate نہ کر سکا۔اس کے بعد یہ پروگرام پانچ سال چلتا رہا۔اب جواب آیا ہے کہ یہ پروگرام قابل عمل نہ ہو سکا۔اس پروگرام کو شروع کرنے کے لئے 03-2002 کے اندر بھی ایک feasibility بنائی گئی تھی اور پھر اس پراجیکٹ کو 05-2004 میں شروع کیا گیا۔تو اُس وقت 03-2002 میں اس کا کتنا بجٹ مختص کیا گیا تھا اور آج پانچ سال کے بعد اس کے لئے کتنا بجٹ رکھا گیا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات(ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! یہ سابقا حکومت کا پروگرام تھا لیکن ہماری حکومت کی بھی خواہش ہے کہ اس system کو جاری کریں۔ابھی تک یہ معاملہ pending ہے۔آپ اس کے لئے مجھے کچھ وقت دے دیں تاکہ میں محکمہ ہوم سے معلوم کر سکوں کہ یہ پراجیکٹ کس stage پر ہے۔

جناب سپیکر: جی،ہاں آپ ہوم ڈیپارٹمنٹ کو اس حوالے سے لکھیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس کے تینوں اجزاء میں بتایا گیا ہے کہ یہ پراجیکٹ ابھی تک چل رہا ہے،یہ معاملہ pending نہیں ہے۔یہاں جواب میں لکھا ہوا ہے کہ software کو update کرتے ہوئے جلد ہی یہ system operational کر دیا جائے گا تو پھر pending کیا چیز ہے؟

وزیر جیل خانہ جات(ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! چونکہ ابھی کام مکمل نہیں ہوا،مجھے اس حوالے سے latest صورتحال معلوم کرنے کے لئے ہوم ڈیپارٹمنٹ سے رابطہ کرنا ہو گا۔

میاں نصیر احمد: چلیں،منسٹر صاحب اتنا فرما دیں کہ اس پراجیکٹ کو مکمل کرنے کے لئے کتنا بجٹ مختص کیا گیا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات(ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! یہ اس کے لئے fresh question دے دیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! اگر اجازت دیں تو میں اسی سوال کے حوالے سے ایک نشاندہی کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر!اس سوال کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ "درحقیقت PIMS پنجاب Prisons Information Management System پراجیکٹ محکمہ انفارمیشن ٹیکنالوجی نے شروع کیا تھا۔"یہاں پر انگریزی کے کچھ الفاظ تواردو میں لکھے ہوئے ہیں اور کچھ انگریزی میں ہی لکھے گئے ہیں یا تو انگریزی کے الفاظ انگریزی میں لکھے جائیں یا پھر اردو زبان استعمال کی جائے۔منسٹر صاحب ذرا مجھے یہ الفاظ پڑھ دیں کیونکہ مجھے تو سمجھ نہیں آئی۔

وزیر جیل خانہ جات(ملک محمد اقبال چنڑ):جناب سپیکر!یہ "Prisons Information Management System" پراجیکٹ لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر:شاباش۔اگلا سوال محترمہ سیمل کامران صاحبہ کا ہے۔

جناب سپیکر:Next Question No. 6387 محترمہ سیمل کامران!

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!On her behalf Question No. 6387 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے محترمہ سیمل کامران کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر:جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔قیدی خواتین کے لئے لیڈی ڈاکٹرز اور ایل ایچ ویز کی تعیناتی

*6387: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور کی جیلوں میں قید خواتین کی تعداد کیا ہے؟

(ب) مذکورہ جیلوں میں ڈاکٹرز اور LHVs کی تعداد کیا ہے، مکمل تفصیل جیل وار بیان کی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ سنٹرل جیل لاہور میں لیڈی ڈاکٹر اور LHV کی پوسٹ عرصہ دراز سے خالی ہے، اگر ہاں تو کب سے اور کیوں نیز حکومت قیدی خواتین کو بہتر طبی سہولیات فراہم کرنے کے لئے، ڈاکٹرز اور LHV تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو مکمل تفصیلات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر جیل خانہ جات(ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ڈسٹرکٹ جیل لاہور میں خواتین وارڈ نہ ہے تاہم سنٹرل جیل لاہور میں 138 خواتین بند ہیں۔

(ب)

نام جیل	میڈیکل آفیسر کی کل تعداد		حاضر سروس میڈیکل آفیسر		LHV کی تعداد	حاضر سروس LHV
	مردانہ	زنانہ	مردانہ	زنانہ		
سنٹرل جیل لاہور	02	02	02	00	01	01
ڈسٹرکٹ جیل لاہور	02	00	02	00	00	00

(ج) سنٹرل جیل، لاہور پر لیڈی میڈیکل آفیسرز کی دو اسامیاں مورخہ 2006۔07۔17 کو منظور کی گئیں ان میں سے ایک اسامی تاریخ منظوری سے خالی پڑی ہے جبکہ دوسری اسامی پر گورنمنٹ پنجاب، ہوم ڈیپارٹمنٹ نے مورخہ 2007۔10۔10 کو لیڈی میڈیکل آفیسر تعینات کی جس نے مورخہ 08۔05۔24 کو استعفیٰ دے دیا۔ یہ پوسٹ بھی 08۔05۔24 سے خالی پڑی ہے۔ ان اسامیوں پر لیڈی میڈیکل آفیسر کی تعیناتی کے لئے گورنمنٹ آف پنجاب، ہوم ڈیپارٹمنٹ نے بذریعہ چٹھی نمبری SO(Prs)2-30/2005 مورخہ 09۔11۔26 کے ذریعے صوبہ پنجاب کے تمام ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسرز کو میڈیکل آفیسرز (مردانہ اور میڈیکل آفیسرز (زنانہ) کی بھرتی کا حکم دیا لیکن ابھی تک کسی بھی میڈیکل آفیسر کی تعیناتی نہ ہوئی ہے۔ تاہم عارضی طور پر جنرل ہسپتال سے وومن میڈیکل آفیسر جیل ہذا میں قید خواتین کے معائنہ کے لئے تشریف لاتی ہیں۔ تاہم سنٹرل جیل لاہور پر لیڈی میڈیکل آفیسر کے لئے رہائش گاہ تیار کر دی گئی ہے۔

سنٹرل جیل لاہور میں LHV کی ایک پوسٹ ہے جس پر LHV مورخہ 2009۔11۔18 سے تعینات ہے اس طرح وہاں پر کوئی پوسٹ خالی نہ ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! سنٹر جیل لاہور اور ڈسٹرکٹ جیل لاہور کی بات ہو رہی ہے جو main جیلیں ہیں جہاں پر خواتین کو رکھا گیا ہے۔ انہوں نے جز (ب) میں کہا ہے کہ چار خواتین ڈاکٹرز کی اسامیاں خالی ہیں۔ 2006 میں یہ اسامیاں منظور ہوئی تھیں، 2008 میں استعفیٰ ہو گیا اور 2009 کو انہوں نے چٹھی لکھی اور آج 2010 ہو گیا ہے لیکن کوئی ڈاکٹر appoint نہیں ہوئی۔ کل ہی یہاں پر بات ہو رہی تھی کہ خواتین ڈاکٹرز اتنی surplus ہیں کہ بہت زیادہ خواتین ڈاکٹرز بن رہی ہیں لیکن ان جیلوں میں کوئی لیڈی ڈاکٹر نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، چنڑ صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! یہ بات درست ہے کہ لیڈی ڈاکٹرز کی posts خالی پڑی ہیں ہم نے باقاعدہ اخبار میں اشتہار بھی دیا ہوا ہے اگر ان کے پاس کوئی لیڈی ڈاکٹرز موجود ہیں تو لے آئیں ہم ان کی appointment کر دیتے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ کیا بات ہوئی کہ میں ڈاکٹر لے کر جاؤں اور یہ بھرتی کریں۔

جناب سپیکر: محترمہ! انہوں نے advertise کیا ہے اب کوئی آئے گا تو یہ اسے بھرتی کریں گے۔ جی، محترمہ خدیجہ عمر!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! سوال نمبر 6419۔

قیدیوں کی سزا کے قانون، تشدد سے متعلقہ تفصیلات

*6419: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ بھر کی جیلوں میں قیدیوں کو جو سزا دی جاتی ہے وہ کس قانون کے تحت دی جاتی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جیلوں میں قیدیوں پر تشدد کیا جاتا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ جیل کے اندر ایک جیل ہوتی ہے اس کو 14 نمبر کہتے ہیں؟

(د) 14 نمبر جیل میں قیدی کو کس وجہ سے کس قانون کے تحت بند کیا جاتا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) صوبہ بھر کی جیلوں میں اسیران کو سزا پاکستان پریزن رولز 235، 240، 583 اور 584 کے تحت دی جاتی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ جیلوں میں قیدیوں پر تشدد کیا جاتا ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ ہر جیل میں ایک جیل ہوتی ہے جسے 14 نمبر کہتے ہیں۔ درحقیقت جیل میں نظم وضبط برقرار رکھنے کے لئے جو اسیران جیل قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہیں انہیں Punishment Block میں الگ بند کیا جاتا ہے۔

(د) جیل میں اسیران کو قوانین کی خلاف ورزی کرنے پر جیل رولز 235، 240، 583 اور 584 کے تحت Punishment Block میں بند کیا جاتا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! انہوں نے جز (ب) میں لکھا ہے کہ یہ درست نہ ہے کہ جیلوں میں قیدیوں پر تشدد کیا جاتا ہے۔ یہ تو ویسے ہی جھوٹ پر مبنی بات ہے کیونکہ جتنے بھی قیدی باہر نکلتے ہیں وہ سب

سے پہلے یہ شکایت کرتے ہیں ان کے ساتھ انتہائی تشدد بھی کیا جاتا ہے بلکہ وہاں پر جو مریض قیدی ہوتے ہیں جن کے لئے ACاور پنکھوں کا انتظام ہے وہاں مریض کی بجائے attendants سو رہے ہوتے ہیں تو براہ مہربانی یہ وضاحت کریں کہ اس کو check کرنے کا کوئی طریق کار ہے کہ قیدیوں کا بیان different ہوتا ہے جبکہ یہاں پر ان کا بیان different ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب! آپ کے جواب کے جز(ب) پر ذرا اعتراض ہے۔ یہ درست نہ ہے کہ جیلوں میں قیدیوں پر تشدد کیا جاتا ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! جیلوں میں پہلے والا concept ختم ہو گیا ہے مثلاً جیلر اور کوڑے وغیرہ۔ اب یہ اصلاح گھر ہیں اور اگر کوئی قیدی یا تخریب کار جیل میں کوئی تخریب کاری کرتا ہے جو Jail Manual کے تحت جیل سپرنٹنڈنٹ کو اختیار حاصل ہے کہ وہ اسے کوٹھی میں بند کر دے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب Question Hour ختم ہوتا ہے۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

اڈیالہ جیل میں خواتین قیدیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1485: مسز ناظمہ جواد ہاشمی: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

اڈیالہ جیل میں کتنی خواتین قیدی ہیں، ان خواتین کے ساتھ کتنے بچے ہیں، ان بچوں کے لئے کیا سہولیات فراہم کی گئی ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

جیل ہذا میں کل خواتین کی تعداد 152 ہے جن کی تفصیل اس طرح ہے:-

حوالاتی قیدی	سزائے موت
102	50

ان میں سے 11 قیدی خواتین کے ساتھ بچے ہیں جن کی تعداد 14 ہے۔

اڈیالہ میں بند خواتین اسیران کے ساتھ بچوں کو مندرجہ ذیل سہولتیں فراہم کی گئی ہیں:۔

1- نرسری کی تعلیم آڈیو وڈیو کی سہولت کے ساتھ۔
2- پانچ سے چھ سال کی عمر کے بچوں کے لئے جیل سٹاف کالونی میں واقع پرائمری سکول میں تعلیم حاصل کرنے کی سہولت۔
3- بچوں کی کتابیں، کاپیاں اور یونیفارم کی مفت سہولت۔
4- بچوں کے لئے کھیل کا میدان جھولے وغیرہ
5- چائلڈ سپیشلسٹ کا باقاعدگی سے معائنہ کرنا۔
6- موسم کے مطابق کپڑے، جوتے اور کھلونوں کی فراہمی۔
7- سپیشل خوراک بمطابق پریژن رولز (i)489 بچوں کو دی جاتی ہے کا پی رولز ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

اڈیالہ جیل میں سیاسی قیدیوں کی تعداد

*1486: مسز ناظمہ جواد ہاشمی: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

2002 سے 2007 تک اڈیالہ جیل میں کتنے سیاسی قیدی رکھے گئے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

1۔آصف علی زرداری
2۔سید یوسف رضا گیلانی
3۔مخدوم جاوید ہاشمی
4۔حاجی نواز کھوکھر

قصور کیمپ جیل کے آڈٹ کی تفصیلات

*1940: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کیمپ جیل قصور کا کبھی آڈٹ نہ کروایا گیا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت کیمپ جیل قصور کا آڈٹ کروانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ضلع قصور میں کیمپ جیل نہ ہے بلکہ ڈسٹرکٹ جیل قصور ہے جس کا آڈٹ ہر سال باقاعدگی سے شیڈول کے مطابق ہوتا ہے اور آخری سالانہ تفصیلی آڈٹ مورخہ 08-04-08 کو ہوا ہے۔

(ب) ڈسٹرکٹ جیل قصور کا سالانہ آڈٹ ہر سال باقاعدگی سے آڈٹ ڈیپارٹمنٹ کے شیڈول کے مطابق ہوتا رہتا ہے۔

قصور 2007 سے رہا کئے گئے قیدیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1948: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیمپ جیل قصور سے سال 2007 کے دوران کتنے قیدی عیدالفطر پر رہا کئے گئے، رہا کئے گئے قیدیوں کی تعداد اور ان کے نام مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیمپ جیل قصور میں رہا کئے گئے سال 2007 کے دوران قیدیوں کا جرمانہ کس نے اور کتنا ادا کیا، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) 11 نفر قیدیان عیدالفطر پر رہا کئے گئے جن کے نام، ولدیت مندرجہ ذیل ہیں:-

1۔ غلام رسول ولد قاسم
2۔ غلام رسول ولد یوسف
3۔ عبدالستار ولد صفدر
4۔ عبدالرشید ولد مراد
5۔ عرفان ولد عنایت
6۔ نور خان ولد نور بہادر
7۔ رفیع اللہ ولد خدا محمد
8۔ عارف ولد سرور
9۔ راحیل احمد ولد احمد دین
10۔ جاوید ولد کرم الہیٰ
11۔ فاروق ولد غلام محمد

(ب) جرمانہ مبلغ-/33117روپے ادا کیا گیا۔ادا کرنے والوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں:-

1۔ صغیر احمد نقی قصور

2۔ محمد یوسف پاک بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور

3۔ ذوالفقار علی بگڑ ریلوے روڈ قصور

4۔ اماں نشاط بیگم ممبر ڈسٹرکٹ کونسل قصور

آئی جی جیل خانہ جات کے دفتر میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2194: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) آئی جی جیل خانہ جات کے دفتر میں گریڈ18،19اور20 کی منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل گریڈوار اور اسامی وار بتائیں؟

(ب) آئی جی اور ڈی آئی جی کی کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی ہیں؟

(ج) ان اسامیوں پر تعیناتی کے لئے تعلیمی قابلیت، گریڈ اور تجربہ کی تفصیل بتائیں؟

(د) ان اسامیوں پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور تجربہ کی تفصیل بتائیں؟

(ہ) ان میں سے کتنے ملازمین کے خلاف محکمانہ انکوائریاں چل رہی ہیں؟

(و) ان ملازمین کو سالانہ کتنی رقم تنخواہ اور ٹی اے/ڈی اے کی مد میں سال07-2006اور 08-2007 کے دوران ملی، تفصیل علیحدہ علیحدہ بتائیں؟

(ز)ان ملازمین کے زیر استعمال سرکاری گاڑیوں کے نمبر زاور ماڈل کی تفصیل بتائیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف)

2007-08-2006-07

گریڈ نمبر	تعداد اسامی
18	06
19	02
20	01

(ب)

آئی جی گریڈ20	01
ڈی آئی جی گریڈ19	02

(ج) مذکورہ افسران بطور سپرنٹنڈنٹ جیل بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن گریڈ17 میں جس کے لئے تعلیم ایم اے ہے بھرتی ہوئے۔ ان کی تعیناتی بطور آئی جی / ڈی آئی جی بذریعہ پروموشن کی جاتی ہے۔

(د)

2007۔08۔2006۔07

سرفراز احمد مفتی=آئی جی۔ گریڈ20۔ تعلیم بی اے۔ تجربہ 34 سال سروس۔
میاں فاروق نذیر=آئی جی (ایڈیشنل چارج) گریڈ19(OPS) تعلیم ایم اے۔ تجربہ 16 سال
عبدالستار عاجز=ڈی آئی جی (ہیڈکوارٹرز) گریڈ19 تعلیم ایم اے۔ تجربہ 35 سال
میاں سالک جلال=ڈی آئی جی (انسپکشن) گریڈ18(OPS) تعلیم ایم اے ایل ایل بی تجربہ 14 سال

(ہ)

میاں فاروق نذیر	=	آئی جی (ایڈیشنل چارج) یوسف کذاب کے قتل کے کیس میں ایک سال ترقی بند ہوئی۔
میاں سالک جلال	=	ڈی آئی جی (انسپکشن) سنٹرل جیل فیصل آباد۔ دو قیدیوں کے فراری کے کیس میں censure ہوئی۔

(و) سال2006۔07

تنخواہ اور ٹی اے کی تفصیل فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سال2007۔08

تنخواہ اور ٹی اے کی تفصیل فلیگ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ز)

2004Model -5557 -LRW I.G Prisons

2004Model -1647-LRZ DIG(Headquarter)

2004Model -1652-LRZ DIG(Inspection)

دفتر آئی جی جیل خانہ جات کی گاڑیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2195: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) آئی جی جیل خانہ جات کے دفتر میں کتنی سرکاری گاڑیاں ہیں، ان کے نمبرز اور ماڈل کی تفصیل بتائیں؟

(ب) اس دفتر کے سال07۔2006اور08۔2007 کے سالانہ اخراجات کی تفصیل مد وار اور سال وار بتائیں؟

(ج) ان سالوں کے دوران کتنی رقم اس دفتر کے یوٹیلٹی بلز کی ادائیگی پر خرچ ہوئی، تفصیل سال وار بتائیں؟

(د) ان سالوں کے دوران کتنی رقم اس دفتر کے ٹیلی فون بلز پر خرچ ہوئی اور سب سے زیادہ بل کن کن ٹیلیفون کا تھا اور یہ کس کے استعمال میں ہیں؟

(ہ) ان سالوں کے دوران کتنی رقم اس دفتر کی تزئین وآرائش پر خرچ ہوئی؟

(و) کتنی رقم ان سالوں کے دوران اس دفتر کی گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول/ڈیزل پر خرچ ہوئی؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) تفصیل گاڑیاں برائے سال08-2007، 07-2006فلیگ (الف) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب)

1- سال07-2006 کے سالانہ اخراجات کی تفصیل مدوار فلیگ (ب) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

2- سال08-2007 کے سالانہ اخراجات کی تفصیل مدوار فلیگ (پ) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سال07-2006

بجلی -/4,99,915روپے

سوئی گیس -/64,481 روپے

سال2007-08

بجلی -/8,87,828روپے

سوئی گیس -/56,133روپے

(د) تفصیل ٹیلیفون بلز برائے سال2006-07فلیگ (ت) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تفصیل ٹیلی فون بلز برائے سال2007-08فلیگ (ٹ) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔سب سے زیادہ خرچہ ٹیلیفون ایکسچینج کا ہے۔

(ہ) ان سالوں کے دوران دفتر ہذا کو اس مد میں کوئی بجٹ نہ دیا گیا ہے۔

(و) گاڑیوں کی مرمت کا خرچہ

سال2006-07 -/3,61,920روپے

سال2007-08 -/2,64,845روپے

پٹرول/ڈیزل کا خرچہ

سال2006-07 -/673,160روپے

سال2007-08 -/599,005روپے

کیمپ جیل لاہور میں قیدیوں کو ناقص کھانا دینے کی تفصیلات

*2463: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کیمپ جیل لاہور میں معقول فنڈ ہونے کے باوجود قیدیوں کو دیا جانے والا کھانا ناقص ہوتا ہے؟

(ب) کیمپ جیل لاہور میں قیدیوں کو دیئے جانے والے کھانے کا ہفتہ وار مینو کیا ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ قیدیوں کو آویزاں شدہ مینو کے مطابق کھانا فراہم نہیں کیا جاتا؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ کیمپ جیل لاہور میں قیدیوں کو دیا جانے والا کھانا ناقص ہوتا ہے بلکہ انتہائی معیاری اور حفظان صحت کے اصولوں کے عین مطابق تیار کیا جاتا ہے اور کھانے کے متعلق آج تک اسیران نے کسی قسم کی کوئی شکایت نہ کی ہے۔کیمپ جیل پر ہر روز کوئی نہ کوئی حکومتی

شخصیت، سرکاری افسران، معزز عدالتی افسران، این جی اوز مختلف طبقہ فکر کے زعما تشریف لاتے ہیں۔صحافی برادری بھی ہمہ تن موجود رہتی ہے اور تمام کھانے کی تعریف کرتے ہیں۔

(ب) مینو ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) قیدیوں کو وضع شدہ مینو کے مطابق کھانا فراہم کیا جاتا ہے جس میں کوئی کوتاہی یا غلطی کی گنجائش نہ ہے۔

کوٹ لکھپت جیل لاہور قیدی بچوں کی تعداد

*2801: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کوٹ لکھپت جیل لاہور قیدی بچوں کی کل تعداد کتنی ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) سال2008 کے دوران متذکرہ جیل میں کل کتنے بچے لائے گئے، ان کو کیا سہولیات فراہم کی جاتی ہیں، آگاہ فرمائیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) کوٹ لکھپت جیل میں قیدی بچے مقید نہ ہیں۔

(ب) چونکہ جیل ہذا پر قیدی بچوں کی وارڈ موجود نہ ہے لہذا جیل ہذا پر کوئی قیدی بچہ نہ لایا گیا۔

کوٹ لکھپت جیل لاہور میں بیرکوں کی تعمیر کی تفصیلات

*2802: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کوٹ لکھپت جیل لاہور میں سال2007 اور2008 کے دوران کتنی نئی بیرکیں تعمیر کی گئیں؟

(ب) مذکورہ بالا عرصہ کے دوران قیدیوں کی نئی بیرکوں پر کل کتنی رقم خرچ کی گئی؟

(ج) کوٹ لکھپت جیل لاہور میں سال2007اور2008 میں کل کتنی خواتین قیدی عورتیں لائی گئیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) کوٹ لکھپت جیل پر دوران سال08-2007ہائی سکیورٹی جیل تعمیر کی گئی۔

(ب) ہائی سکیورٹی جیل کی تعمیر پر مبلغ61.000 ملین روپے خرچ ہوئے۔

(ج) کوٹ لکھپت جیل میں سال2007اور2008 میں کل1984 خواتین اسیران لائی گئیں۔

کیمپ جیل لاہور2008میں ہنگاموں کی صورتحال

*3265: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری2008 میں کیمپ جیل لاہور میں کتنے ہنگامے ہوئے، ان میں کتنے قیدی وحوالاتی اور اہلکار زخمی ہوئے اور کتنی املاک کو نقصان ہوا؟

(ب) متذکرہ عرصے کے دوران ان ہنگاموں کی وجہ سے کن کن کے خلاف تادیبی کارروائی ہوئی اور کس کس کے خلاف تادیبی کارروائی زیرالتواء ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) یکم جنوری2008 میں کیمپ جیل لاہور میں نہ تو کوئی ہنگامہ ہوا اور نہ ہی کوئی اہلکار، قیدی وحوالاتی زخمی ہوئے۔

(ب) کوئی نہیں۔

پیرول اور پروبیشن پر رہنے والے قیدیوں کی تفصیلات

*3943: ڈاکٹر فائزہ اصغر: کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیاپیرول اور پروبیشن پر قیدیوں کے معاملات کو ڈیل کرنے کے لئے کوئی علیٰحدہ ونگ محکمہ داخلہ میں موجود ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو اس ونگ میں سٹاف کی کل تعداد کیا ہے نیز ان کے عہدے، گریڈ اور عرصہ تعیناتی بیان کی جائے؟

(ج) پچھلے دو سالوں میں کتنے افراد پروبیشن اور پیرول پر رہے؟

(د) مذکورہ جز(ج) میں کتنے افراد ایسے تھے جن کی عمر18 سال سے کم تھی؟

(ہ) جن افراد کا ذکر جز(ج) اور (د) میں کیا گیا ہے ان کے لئے کتنے فنڈز پچھلے دو سالوں میں مختص کئے گئے اور اخراجات کی تفصیل کیا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) محکمہ داخلہ حکومت پنجاب کے ماتحت صوبائی سطح پر ایک ملحقہ ادارہ ڈائریکٹوریٹ آف ریکلیمیشن اینڈ پروبیشن کے نام سے کام کر رہا ہے۔

(ب) ڈائریکٹوریٹ آف ریکلیمیشن اینڈ پروبیشن پنجاب کے سٹاف کی تعداد اور تفصیل ضمیمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) محکمہ داخلہ حکومت پنجاب کے ماتحت صوبائی سطح پر ایک ملحقہ ادارہ ڈائریکٹوریٹ آف ریکلیمیشن اینڈ پروبیشن کے نام سے کام کر رہا ہے جس کی زیر نگرانی پروبیشن اور پیرول پر رہا شدہ قیدی اپنا عرصہ پروبیشن /پیرول گزار رہے ہیں۔

1۔ جنوری 2007 سے دسمبر 2007 تک 02 قیدی پیرول پر رہا ہوئے اور 5450 پروبیشن پر ہیں۔

2۔ جنوری 2008 سے دسمبر 2008 تک 51 قیدی پیرول پر رہا ہوئے اور 5983 پروبیشن پر ہیں۔

(د)

1۔ سال 2007 میں شامل افراد جن کی عمر 18 سال سے کم تھی 12 افراد پروبیشن پر رہا ہوئے جبکہ پیرول پر کوئی رہا نہیں ہوا۔

2۔ سال 2008 میں شامل افراد جن کی عمر 18 سال سے کم تھی 37 افراد پروبیشن پر ہیں جبکہ پیرول پر کوئی رہا نہیں ہوا۔

(ہ) سال 08۔2007 میں ڈائریکٹوریٹ آف ریکلیمیشن اینڈ پروبیشن پنجاب کا سالانہ مختص شدہ بجٹ 29.88 ملین روپے تھا جس میں سے 29.78 خرچ ہوئے جبکہ سال 09۔2008 کا مختص شدہ بجٹ 35.89 ملین روپے تھا جس میں سے 35.61 ملین روپے خرچ ہوئے۔

صوبہ کے بورسٹل انسٹیٹیوشنز میں ووکیشنلز انسٹیٹیوٹ کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3945: ڈاکٹر فائزہ اصغر: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ کے بورسٹل انسٹیٹیوشنز میں کل کتنے ووکیشنلز انسٹیٹیوٹ قائم ہیں اور ان میں تعینات ٹیچرز کی تعداد، نام، گریڈ اور جگہ تعیناتی سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

(ب) کتنی اسامیاں پر ہیں اور کتنی ابھی خالی ہیں اور کب سے، خالی اسامیوں کو پر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) پچھلے دو مالی سالوں میں فی بچہ کے حساب سے بچوں کی ووکیشنل ٹریننگ اور تعلیم و تربیت پر جو خرچہ ہوا اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) کتنے بچوں کو پچھلے دو سالوں میں ریکارڈ کے مطابق Tetanus,Hepatitis سے بچاؤ کی ادویات اور ٹیکہ جات لگائے گئے تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ ساہیوال میں واقع سر ٹیفائیڈ سکول کو بند کر دیا گیا ہے اس کے بند کرنے کی وجوہات کیا ہیں اور کیا حکومت اس انسٹیٹیوشن کو دوبارہ کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) بورسٹل جیل فیصل آباد:

بورسٹل جیل فیصل آباد میں ایک ووکیشنل انسٹیٹیوٹ ہے جس میں دو ٹیچرز تعینات ہیں۔ رفیع اللہ ٹیلر ماسٹر پے سکیل پانچ۔ خرم شہزاد بینڈ ماسٹر پے سکیل چار۔

بورسٹل جیل بہاولپور:

بورسٹل جیل بہاولپور میں بچوں کے لئے تین انسٹیٹیوشنز قائم ہیں جن میں بچوں کو درج ذیل تعلیم اور ہنر سکھایا جاتا ہے۔

1۔ تعلیم (رائج الوقت سرکاری نصاب)
2۔دینی تعلیم 3۔کمپیوٹر کی تعلیم 4۔ووکیشنل/فنی تعلیم (ٹیلرنگ)

ٹیچرز کی تعداد 1 سکیل 12

ٹیچر برائے ٹیلرنگ 1	سکیل 5
ٹینٹ ماسٹر 1	سکیل 5
کارپینٹر ماسٹر 1	سکیل 5
لیدر ماسٹر 1	سکیل 5

(ب) بورسٹل جیل فیصل آباد:

بورسٹل جیل فیصل آباد پر کوئی اسامی خالی نہ ہے۔

بورسٹل جیل بہاولپور:

ہیڈ ماسٹر 1	سکیل 12
ٹیچرز 4	سکیل 12

(ج) بورسٹل جیل فیصل آباد:

پچھلے دو سال سے بچوں کی ووکیشنل ٹریننگ پر سرکاری فنڈ سے ایک روپیہ بھی خرچ نہ ہوا ہے بلکہ سپرنٹنڈنٹ جیل کی دن رات کی کوششوں سے مخیر حضرات سے تقریباً آٹھ لاکھ روپے کا خرچہ قیدیوں کی تعلیم و تربیت ووکیشنل ٹریننگ پر کروایا۔

(د) بورسٹل جیل فیصل آباد:

پچھلے دوسالوں میں 87بچوں کو Tetanus سے بچاؤ کے ٹیکے لگائے گئے اور 85بچوں کو Hepatitis-B کا مکمل کورس کروایا گیا۔

بورسٹل جیل بہاولپور:

بچوں کو مندرجہ ذیل تاریخوں میں ہیپاٹائٹس کے ٹیکے لگائے گئے۔

1۔مورخہ 08۔02۔21 پہلی ڈوز(36نفر)

2۔مورخہ 08۔03۔23 دوسری ڈوز

3۔مورخہ 08۔08۔21 تیسری ڈوز

4۔مورخہ 09۔08۔03

1۔مورخہ 09۔08۔03 پہلی ڈوز(50نفر)

2۔مورخہ 09۔09۔03 دوسری ڈوز(51نفر)

3۔ٹیٹنس کسی بچے کو لگانے کی ضرورت نہیں پڑی۔

(ہ) یہ درست نہ ہے۔ ساہیوال میں سرٹیفائیڈ سکول کا کنٹرول ڈائریکٹر پیرول و پروبیشن کے پاس ہے۔

شیخوپورہ، قیدیوں پر تشدد و دیگر تفصیلات

*4643: **ملک محمد عامر ڈوگر**: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ کے قیدیوں نے سپرنٹنڈنٹ کے ناروا سلوک کے خلاف متعدد بار احتجاج کیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اکثر قیدیوں کو جیل میں تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے، اگر اس سلسلہ میں کسی قیدی کی طرف سے احتجاج کیا جاتا ہے تو اسے مزید تشدد کیا جاتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سپرنٹنڈنٹ ایک سیاسی شخصیت کے ایماء پر سیاسی مخالف قیدیوں پر تشدد کرواتا ہے؟

(د) کیا جیل حکام مذکورہ بالا صورتحال کے پیش نظر سپرنٹنڈنٹ کی انکوائری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ چودھری اصغر اعجاز کی بطور سپرنٹنڈنٹ تعیناتی سے لے کر آج تک اسیران نے اس کے رویے کے خلاف احتجاج نہیں کیا۔

(ب) یہ بھی درست نہ ہے کہ مذکورہ جیل میں کسی حوالاتی یا قیدی پر تشدد کیا جاتا ہے۔ بلکہ جیل انتظامیہ (نفرت جرم سے ہے انسان سے نہیں) کے ماٹو پر عمل پیرا ہے اور ہر ماہ دو مرتبہ جانب ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج صاحبان شیخوپورہ ننکانہ صاحب ہمراہ تمام جوڈیشل آفیسرز ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر اور ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر جیل کا دورہ کرتے ہیں اس کے علاوہ آئی جی اور ڈی آئی جی صاحبان بھی دورہ کرتے ہیں۔ اگر کسی کو کوئی شکایت ہو تو مذکورہ بالا اعلیٰ افسران کو بتا سکتا ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ سپرنٹنڈنٹ جیل کا کسی بھی سیاسی شخصیت سے تعلق ہے اور قانون کے دائرے سے باہر کسی کا کوئی کام کرتا ہے۔

(د) کسی درخواست کی عدم موجودگی میں محکمہ داخلہ میں کوئی انکوائری زیر التواء / کارروائی نہ ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد میں بیرکس کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4978: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد میں کتنی بیرکس اور سیل ہیں؟

(ب) اس جیل میں قیدیوں اور حوالاتیوں کی تعداد کتنی ہے؟

(ج) اس جیل میں قیدیوں / حوالاتیوں کی خوراک پر سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(د) یہ خوراک کسی ٹھیکیدار کے ذریعے فراہم کی جاتی ہے؟

(ہ) اس جیل میں قیدیوں کی خوراک کے بارے میں سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران کتنی شکایات موصول ہوئی ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف)

ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد میں کل بیرکوں کی تعداد:14عدد

ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد میں کل سیلوں کی تعداد:78عدد

(ب) ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد میں موجودہ قیدیان وحوالاتیان کی تعداد1789ہے۔

(ج) ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد میں سال08۔2007میں اسیران کی خوراک پر -/2,85,59,908 روپے خرچ ہوئے۔

ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد میں سال09۔2008میں اسیران کی خوراک پر -/4,86,52,931 روپے خرچ ہوئے۔

(د) تفصیل ٹھیکیداران بابت سال08۔2007

اس سلسلہ میں کوئی مخصوص ٹھیکیدار نہیں رہا۔اشیاء خوردونوش کے لئے ہر سال ماہ مئی۔ جون میں اخبار اشتہار کے ذریعے ٹینڈرز طلب کئے جاتے ہیں اور کمیٹی کی سفارشات کے بعد لاٹ نمبر1کے ٹھیکے منظور کئے جاتے ہیں۔سال08۔2007میں مندرجہ ذیل فرموں / ٹھیکیداروں نے اشیاء خوردونوش کی سپلائی کے ٹھیکے حاصل کئے۔

1۔ میسرز ذوالفقار علی اینڈ سنز،ڈجکوٹ روڈ، فیصل آباد

2۔ میسرز ارشد علی اینڈ اصغر علی،اکبری منڈی لاہور

3۔ میسرز شیخ فیض اللہ اینڈ کو،لالہ موسیٰ

4۔ میسرز صوبے دار خان سکنہ سالم سرگودھا

5۔ میسرز محمد افضال اینڈ برادرز ٹوبہ روڈ، جھنگ

6۔ میسرز زرانار یاض اینڈ کو، ساہیوال

7۔ میسرز انڈس انٹرپرائیزز نعمت کالونی، فیصل آباد

8۔ میسرز نذیر اینڈ آئل ملز، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور

تفصیل ٹھیکیداران / فرمز بابت سال09۔2008

1۔ میسرز مبارک علی کمیشن شاپ،غلہ منڈی فیصل آباد

2۔ میسرز انڈس انٹرپرائیزز نعمت کالونی فیصل آباد

3۔ میسرز سلطان علی، سکنہ اکبر آباد فیصل آباد

4۔ میسرز شیخ فیض اللہ اینڈ کو،لالہ موسیٰ، گجرات

5۔ میسرز ذوالفقار علی اینڈ سنز، ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد
6۔ میسرز سنی ٹریڈرز، غلہ منڈی فیصل آباد
7۔ میسرز مدینہ فوڈملز، مکوانہ فیصل آباد
8۔ میسرز زرب نواز خان اینڈ کو، نوری گیٹ سرگودھا
9۔ میسرز طاہر عمر انڈسٹریز، لاہور
10۔ میسرز گل برادرز، فسٹ فلور آدم خیل اینڈ سنز، شاہراہ اقبال کوئٹہ

(ہ) اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مذکورہ سالوں کے دوران خوراک کے بارے میں آج تک کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

سال2009، اڈیالہ جیل راولپنڈی کے قیدیوں کی تفصیلات

*5243: انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب کی جیلوں میں بند حوالاتیوں اور قیدیوں کو جیل سے باہر سرکاری ہسپتالوں میں داخل کروانے کا طریق کار کیا ہے اور اس سلسلے میں مجاز اتھارٹی کون ہے؟

(ب) سال2009 میں اڈیالہ جیل راولپنڈی سے کل کتنے قیدیوں اور حوالاتیوں کو کن کن امراض کی بناء پر کن کن ہسپتالوں میں کتنے کتنے عرصے کے لئے داخل رکھا گیا ان قیدیوں اور حوالاتیوں کے ناموں ان کے خلاف درج مقدمات کی دفعات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) بیمار قیدیوں اور حوالاتیوں کو میڈیکل آفیسر جیل اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر آئے ہوئے سپیشلسٹ ڈاکٹرز کی ماہرانہ رائے اور میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر کی تصدیق کے بعد جیل سے باہر منتقل کرنے کے لئے کیس باقاعدہ منظوری کے لئے انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات کی وساطت سے مجاز اتھارٹی ہوم سیکرٹری گورنمنٹ آف پنجاب لاہور کے پاس بھیج دیا جاتا ہے جہاں سے منظوری کے بعد بیمار حوالاتی یا قیدی کو جیل سے باہر منتقل کیا جاتا ہے۔ تاہم ایمرجنسی کی صورت میں میڈیکل آفیسر جیل کی سفارش پر مریض کو سرکاری ہسپتال میں منتقل کرنے کے بعد Formal Sanction مجاز اتھارٹی سے درج بالا طریقہ کے مطابق لے لی جاتی ہے۔

کسی قیدی مریض کو علاج کے بعد واپس بھجوانے کا اختیار متعلقہ سرکاری ہسپتال کے سپیشلسٹ اور میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کا ہوتا ہے۔اس میں محکمہ جیل خانہ جات کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔

(ب) سال2009 میں جو ملزمان سنٹرل جیل راولپنڈی سے سرکاری ہسپتالوں میں بجھوائے گئے تھے ان کے نام، ولدیت، بجرم، ہسپتال اور امراض کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پنجاب کی جیلوں میں قید بچوں اور عورتوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5728: جناب طاہر نوید: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ کی جیلوں میں اس وقت کل کتنے بچے اور عورتیں بند ہیں تفصیل جیل وار بتائیں؟

(ب) اس وقت کتنے بے گناہ بچے مجبوراً اپنی والدہ کے ساتھ کس کس جیل میں بغیر کسی قانون و جواز کے بند ہیں؟

(ج) اس وقت کتنی حاملہ خواتین کس کس جیل میں قید ہیں؟

(د) کیا کسی بے گناہ بچے اور گنہگار حاملہ خاتون کو جیل میں رکھا جا سکتا ہے اگر نہیں تو پھر ان کو کس قاعدہ کے تحت جیلوں میں رکھا ہوا ہے کیا حکومت ان کو فوراً Release کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) پنجاب کی جیلوں میں کل 657 عورتیں بند ہیں۔

1۔ عورتیں بغیر بچوں کے =562

2۔ عورتیں بمعہ بچے =95

کل تعداد =657

ان میں 95 خواتین کے ساتھ 110 بچے بند ہیں جیل وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس وقت 110 بچے اپنی ماؤں کے ساتھ بند ہیں تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس وقت 14 خواتین حاملہ پنجاب کی جیلوں میں بند ہیں تفصیل جیل وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) بچوں کا کوئی جرم نہ ہے بلکہ ان کی مائیں جرم کی وجہ سے جیل میں بند ہیں جن کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس طرح حاملہ خواتین بھی مختلف جرموں میں بند ہیں تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاقات لیتے ہیں لیکن اس سے پہلے شیخ علاؤالدین صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر آ گئے ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

پنجاب کے تمام مزارات اور حضرت علی ہجویری رح کے مزار کی سکیورٹی بڑھانے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کل کراچی میں حضرت عبداللہ شاہ غازی کے مزار پر پھر دھماکہ ہوا ہے اور آپ کو یاد ہو گا کہ میں نے آج سے آٹھ نو ماہ قبل اسی Floor پر پنجاب میں تمام مزارات اور خاص طور پر حضرت علی ہجویریؒ، داتا گنج بخشؒ کے مزار کے بارے میں یہ عرض کیا تھا کہ یہاں security reasons کی وجہ سے حکومت کو چاہئے کہ جس طرح ترکش حکومت نے حضرت ایوب انصاری کے مزار کا انتظام کیا ہوا ہے اسی طرح کا انتظام یہاں بھی کیا جائے ورنہ یہاں پر بھی حادثات ہوتے ہیں اور اتنے لوگ موت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ آج ہی آپ کہیں کہ حکومت اس پر ابھی کمیٹی بنائے اور آج شام سے پہلے پہلے اس کا فیصلہ کر لیں کہ پنجاب کے سارے مزارات کو کس طرح law and order میں لیا جائے گا تاکہ بہت بڑے حادثات سے بچا جا سکے اگر ہم اس کو ignore کرتے چلے جائیں گے تو یہ معاملہ اسی طرح بگڑتا چلا جائے گا۔ آپ سے میری استدعا ہے کہ آپ اس میں personal interest لیں اور آج ہی فیصلہ کریں کیونکہ ہم نے ہر حال میں بزرگوں کے مزارات کا تقدس برقرار رکھنا ہے۔ کہیں کسی بزرگ نے نہیں کہا تھا کہ دھمالیں ڈالی جائیں اور کہیں کسی بزرگ نے یہ بھی نہیں کہا تھا کہ تعویذ دیئے جائیں۔ میں اس detail میں نہیں جانا چاہتا کہ وہاں پر جس قسم کے قبیح کام ہو رہے ہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ جس طرح استنبول میں ترکش گورنمنٹ نے ایوب انصاری کے مزار کا انتظام کیا ہوا ہے اس کو سامنے رکھ کر اس پر فیصلہ کر دیں اور یہ فیصلہ آج ہی کر دیں ورنہ یہ معاملہ مذہبی طور پر بھی اور Law and Order کے حساب سے بھی انتہائی خطرناک ہے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین صاحب نے جو point اٹھایا ہے یہ اتنا simple نہیں ہے کہ ان کے صرف point of order پر اس کو respond کیا جا سکے اس کے بارے میں اگر واقعی ان کی کوئی reservations یا کوئی تجاویز ہیں تو یہ طریق کار کے مطابق تحریری طور پر House میں لے آئیں تو میں اس پر ڈیپارٹمنٹ کا جواب بھی عرض کر دوں گا اور اس بارے میں House کی directions کو بھی follow کیا جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ریکارڈ نکال لیجئے اور آپ کو اختیار ہے آپ میری Adjournment Motion کو alive کر دیں اور اس بنیاد پر اس کا فیصلہ کر دیں۔ اس کی کمیٹی بنا دیں یا آپ اس کو پہلے سے موجود Religious Committee کو دے دیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! پہلے آپ کوئی چیز لکھ کر لائیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! 30۔ارب روپے کی contractors کو payment کا معاملہ تھا کہ گورنمنٹ کے issue کئے ہوئے cheques bounce ہو رہے تھے اور جو contractors defaults ہو رہے ہیں وہ جیلوں میں پڑے ہیں اور کچھ گھروں سے نکل کر چھپے ہوئے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ گورنمنٹ کا ایک cheque issue کرنے کا کیا اخلاقی جواز ہے جس کو انہوں نے honour نہیں کرنا۔ اس سوال کا جواب کل چودھری عبدالغفور کے ذمے لگا تھا اور انہوں نے آج Floor پر اس بات کا جواب دینا ہے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے کل بھی بات کی تھی اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ انہیں خواب میں نزول ہوتا ہے یا یہ کہاں سے facts and figures لیتے ہیں۔ یہ بالکل بے بنیاد بات ہے اور اس میں کوئی سچائی نہیں ہے۔ میں نے کل ڈیپارٹمنٹ کو directions دے دی تھیں کیونکہ کل تنویر اشرف کائرہ، فنانس منسٹر موجود نہیں تھے وہ اس پر working کر رہے ہیں، انشاءاللہ Monday کو وہ actual and factual position کے بارے میں عرض کریں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے عرض کیا تھا کہ جو cheque bounce ہوتا ہے اس کے ساتھ ایک bank objection slip لگتی ہے۔ حکومت کو بدنام کرنا ان کا فرض ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا

ہے کہ جب کوئی cheque bounce ہوتا ہے اور کل آپ کی جگہ ڈپٹی سپیکر تشریف فرما تھے میں نے اسی Floor پر کہا تھا کہ اس کی bouncing slip لائی جائے تو یہ bouncing slip گورنمنٹ کو دے دیں اگر ایک cheque ایک کروڑ کا issue ہوا ہے اور بنک کے پاس شیڈول نہیں آیا تو وہ bounce ہو گا کوئی بات نہیں پھر کیا ہوا، شیڈول آئے گا تو اس کی payment ہو جائے گی لیکن جب میں نے یہ بات کی تھی تو ڈپٹی سپیکر صاحب نے یہ بات کہی تھی کہ ہاں جی، یہ لے آئیں۔ یہ کچھ لائیں تو سہی اور شکر ہے آپ مسکرا رہے ہیں ورنہ مجھے تو خطرہ ہوتا ہے کہ میں بات کروں گا تو کچھ اور نہ ہو جائے۔ حکومت کو شرمندہ کرنے کا بالکل ان کو حق ہے لیکن کوئی bouncing slip تو لے کر آئیں کہ default کہاں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ ان دونوں کی باتیں سر آنکھوں پر لیکن میں خواب دیکھتی ہوں، جھوٹ بیان کرتی ہوں اور نہ ہی میں گورنمنٹ کو بدنام کرتی ہوں۔ میں اس عوام کی بات کر رہی ہوں جو اس سے affected ہیں۔ یہ بات City42 کے پروگرام میں contractors نے آ کر commit کی تھی۔ انھوں نے ہائی کورٹ میں رٹ کی اور لاہور ہائی کورٹ کا یہ فیصلہ تھا کہ پرسوں اس کی تاریخ expire ہو گئی کہ ایک ماہ کے اندر اندر ان contractors کو ادائیگی کی جائے۔ وہ contractors اب بھی موجود ہیں۔ وہ ٹی وی پروگرام اور اخبار بھی موجود ہیں۔ میرا کوئی رشتہ دار ان میں نہیں ہے۔

جناب سپیکر: انھوں نے کہہ دیا ہے کہ Monday کو وہ مکمل طور پر آپ کو بتا دیں گے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرا بنیادی کام ہے کہ میں گورنمنٹ کو criticize کروں اور یہ میرا فرض بھی ہے[*******]

جناب سپیکر: میں ان الفاظ کو حذف کرتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر![*******]

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر![*******]

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 478 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ No cross talk آپ بیٹھیں۔ دونوں ممبران کے الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ رانجھے کی ونجلی کی تان سن کر ہیر تو قربان ہو گئی تھی۔ آج ساری قوم بجلی کے بلوں پر قربان کی جارہی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بسراء صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! دونوں ہمارے معزز ممبران ہیں۔ ابھی جس گفتگو کا مظاہرہ ایوان میں کیا گیا ہے۔ پورا پنجاب بلکہ پورا پاکستان ہماری باتوں کو سن رہا ہے اور پوری دنیا میں یہ proceeding جارہی ہے۔ میری بڑے ادب کے ساتھ گزارش ہے کہ کل بھی یہ ہوا کہ ذاتی تنقید کچھ اس طرح کی جاتی ہے کہ ہم سیاستدان اس بات پر بدنام ہو رہے ہیں۔ بیوروکریٹ، فوج اور تمام ادارے ایک دوسرے کو protect کرتے ہیں اور ہم لوگ اپنے آپ کو خود بدنام کرنے پر تلے ہوئے ہیں تو میڈیا ہمیں کہاں معاف کرے گا۔ میڈیا جو سنتا ہے وہ اسی کو project کرتا ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ ہم تمام لوگوں کو اپنی جماعتوں کے منشور کو آگے لے کر اپنے اپنے گریبان میں جھانکنا چاہئے۔ ڈاکٹر صاحبہ ہماری معزز بہن ہیں اور شیخ صاحب ہمارے بھائی ہیں۔ یہاں ہر اجلاس میں یہ ہوتا ہے کہ ہم اپنے ہی کپڑوں پر کیچڑ اچھالتے ہیں اور اپنے آپ کو ہی بے عزت کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں بڑے ادب کے ساتھ گزارش کروں گا کہ ایسے ممبران جو ہاؤس کی کارروائی کے دوران ایک دوسرے کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کریں ان پر پابندی لگائی جائے اور پورے اجلاس کے لئے انھیں ہاؤس کے اندر نہیں آنے دینا چاہئے۔

جناب سپیکر! ابھی میں لابی میں بیٹھا تھا اور جو harsh الفاظ ہم نے سنے ہیں تو یقین مانئے گا کہ ہمارا سر شرم سے جھک گیا جب ہماری بہن ہمارے بھائی کے ساتھ یہ الفاظ استعمال کرے یا بھائی بہن کے ساتھ یہ الفاظ استعمال کرے تو میرے خیال میں ہمیں شرم سے ڈوب کر مر جانا چاہئے کہ ہم لوگ

باہر جاکر کسی کو کیا منہ دکھائیں گے۔ ہمیں تو پہلے ہی لوگ معاف نہیں کرتے اگر ہم ایک دوسرے کو گالیاں دینا شروع کر دیں گے تو میری جناب سے یہ گزارش ہے کہ یا تو یہ دونوں کھڑے ہو کر ایک دوسرے سے معافی مانگیں، پورے ہاؤس سے معافی مانگیں ورنہ ان دونوں کو ہاؤس سے باہر نکال دیا جائے۔

جناب سپیکر: میں تمام معزز ممبران کو warn کرتا ہوں کہ مہربانی فرمائیں، اس قسم کی آوازیں کسنا اور اس قسم کے الفاظ استعمال کرنا یقیناً نازیبا ہیں۔ اگر مستقبل میں مجھے کوئی ایسا قدم اٹھانا پڑا، میں نہیں چاہتا کہ میں کوئی ایسا قدم اٹھاؤں لیکن مجبوراً مجھے ایسا قدم اٹھانا پڑا تو میں اٹھاؤں گا۔ شکریہ

شوگر ملوں کے مالکان کی جانب سے گنے کے کاشتکاروں کو بروقت ادائیگی نہ کرنا

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہوں گا کہ آج سے دو روز قبل sugar cane کی قیمتوں کی ادائیگی کے سلسلے میں یہاں پر کافی بات ہوئی تھی۔ بعض ممبران نے اپنا concern show کیا تھا۔ اس روز بھی بات ایسے ہی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر actual and factual figures کو سامنے رکھ کر بات کی جائے۔ اگر کسی کے پاس نہیں ہے تو وہ ان کو طلب کر لے اور اس پر بات کی جائے تو زیادہ بہتر انداز سے اس صوبے، عوام اور ہاؤس کی خدمت کی جا سکتی ہے۔ اس روز جو صورتحال تھی اس پر پھر یہاں بات ہوئی اور آپ نے یہ حکم فرمایا تھا کہ جن ملوں نے ادائیگی نہیں کی ان کے نام بھی یہاں پیش کئے جائیں اور جو کلی طور پر صورتحال ہے اس کے متعلق بھی ایوان کو آگاہ کیا جائے۔

جناب سپیکر! میرے پاس تفصیلی رپورٹ موجود ہے۔ اس کے salient features میں عرض کر دیتا ہوں۔ Sugar Cess کی مد میں total recovery ہو چکی ہے۔ اس سال کی 78 کروڑ 69 لاکھ 79 ہزار 4 سو 42 روپے کی کل رقم بنتی تھی۔ جس میں سے 77 کروڑ 85 ہزار 4 سو 3 روپے وصول ہو چکے ہیں اور معمولی سی رقم تین ملوں کے ذمہ بقایا ہے۔ ان کو اس بقایا کے برابر جرمانہ ڈال دیا گیا ہے۔ اس مہینے کے آخر تک ان سے recovery ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! payment to growers میں 97.2 فیصد ادائیگی ہو چکی ہے۔ اس میں جن ملوں نے سو فیصد ادائیگی کر دی ہے ان کی تعداد 21 ہے، 13 ملوں نے 95 فیصد سے زائد کی ہے، 7

نے90 فیصد سے زائد کی ہے،ایک نے 80 فیصد سے زائد کی ہے اور 3 ملوں نے 80 فیصد سے کم ادائیگی کی ہے۔یہاں خاص طور پر رمضان شوگر مل اور چودھری شوگر مل ٹوبہ ٹیک سنگھ کا ذکر ہوا تھا تو ان کی سو فیصد cess کی مد میں کاشتکاروں کو ادائیگی بھی ہو چکی ہے۔اس رپورٹ کی کاپیاں میں نے ایوان کی میز پر رکھ دی ہیں جو بھی معزز ممبران سے استفادہ کرنا چاہے وہ کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر!میں آپ کے اور معزز ایوان کے علم میں ایک بات لانا چاہوں گا کہ کل اس معزز ایوان کے مطالبے پر سیکرٹری خوراک اور کین کمشنر کو طلب کیا گیا تھا۔ مجھے افسوس ہے کہ دو گھنٹے معزز ممبران جن کا یہ مطالبہ تھا ان کا انتظار کیا گیا اور جب وہ available نہ ہوئے تو پھر میں نے ان کو آپ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ وہاں آپ اور جو معزز ممبران بیٹھے تھے ان کے ساتھ بیٹھ کر گفتگو ہوئی۔اس میں ایک تجویز جو یہاں ایوان میں آئی تھی کہ payment کی slip کو negotiable instrument کا درجہ دے دیا جائے تاکہ وہ ایک cheque کی صورت اختیار کر لے۔اس پر کل آپ کی موجودگی میں یہ فیصلہ ہو گیا تھا اور محکمہ next season میں negotiable instrument قرار دیئے جانے سے متعلق summary take up کر رہا ہے اور اس کا فیصلہ ہو جائے گا۔

MR. SPEAKER: I think that's good.

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!آپ تشریف رکھیں اور مجھے بات کرنے دیا کریں،یہ بات آپ کی کوئی اچھی نہیں ہے۔جب میں بات کرتا ہوں تو آپ فوری طور پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کل ہم نے کین کمشنر اور سیکرٹری خوراک کو بلایا تھا تو وہاں پر ہمارے کچھ معزز ارکان اور لاء منسٹر صاحب بھی موجود تھے تو اس کے لئے فیصلہ ہوا ہے کہ ادائیگی کے لئے negotiable instrument کے طور پر استعمال کیا جائے۔ میرے خیال میں اس سے کاشتکار کا یہ معاملہ یقینی طور پر 100 فیصد ٹھیک ہو جائے گا جو خوش آئند بات ہے۔ باقی انہوں نے ساری progress میری موجودگی میں بتائی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!جن لوگوں کی طرف سے یہاں پر اس حوالے سے تجاویز آئی ہیں ان لوگوں کا بھی ریکارڈ میں ذکر آنا چاہئے کیونکہ یہ تاریخی اقدام ہو گا اور اگر ایسا ہو گیا تو پھر کل کو پوچھ سکتے ہیں کہ یہ تجاویز آپ کو کس نے دی تھیں؟

جناب سپیکر: جی،آپ بھی اس تجویز میں شامل ہیں،میں کب کہتا ہوں کہ آپ شامل نہیں ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پھر بھی یہ ریکارڈ پر آنا چاہیئے۔ میں آج یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ آج آپ کو اس ہاؤس کا تقدس برقرار رکھتے ہوئے as Custodian of the House دیکھنا چاہیئے تھا کہ آج شروعات کس نے کی ہیں اور اس پر action لینا چاہیئے تھا۔ اگر میں نے بات شروع کی ہے تو میرے خلاف action لینا چاہیئے تھا۔

جناب سپیکر: جی، آئندہ سوچ کر کریں گے اور میں نے warn بھی کیا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں نے پہلے کوئی بات نہیں کی اور مجھے [**] کہنے والا بھی وہی کچھ ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں نے وہ الفاظ کارروائی سے حذف کروا دیئے ہیں۔ اب میرے خیال میں شوگر ملوں والے معاملے پر سب کو مطمئن ہونا چاہیئے کیونکہ یہ کسان کی بہتری کے لئے اچھا کام ہوا ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! جو cheque bounce ہو جاتے ہیں ان کو چھوڑیں کیونکہ cheque تو bounce ہو جاتا ہے لہذا pay order issue کئے جائیں کیونکہ pay order پیسے دے کر ہی issue کروایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا مقصد آپ کو interrupt کرنے کا تھا اور نہ میں ایسا کرتا ہوں لیکن موقع محل کے مطابق یہ ضروری تھا کہ وزیر قانون صاحب نے جو فرمایا ہے کہ ہم کل دو گھنٹے انتظار کرتے رہے۔ کل ڈپٹی سپیکر صاحب Chair کر رہے تھے تو میں نے یہ درخواست کی تھی کہ دو کام ایک ہی وقت کیسے ممکن ہیں کہ ایوان کے اندر سیلاب پر عام بحث جاری تھی اور اُدھر کین کمشنر اور سیکرٹری خوراک کو بھی بلایا گیا تھا اس لئے میں نے یہ درخواست کی تھی کہ ان کے ساتھ میٹنگ کو ملتوی کیا جائے یا پھر یہاں کا پروگرام ملتوی کیا جائے کیونکہ ہم دو جگہ پر کیسے حاضر ہو سکتے تھے۔ میری گزارش یہ ہے کہ شوگر کین کے بارے میں گنے کی جو قیمت کاشتکاروں کو ادا نہیں ہوتی وہ مل والے گنے کی قیمت پر ہی کاروبار کرتے ہیں۔ وہ loan لیتے ہیں پھر deposit کرتے ہیں اور وہاں سے بھی کمائی کرتے ہیں جبکہ

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 478 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

کاشتکار کو گنے کی قیمت بروقت ادا نہیں کرتے۔ حالانکہ اس کے لئے قانون بھی موجود ہے کہ مع سود ان سے پیسا وصول کیا جا سکتا ہے کیونکہ اس میں کین کمشنر مدد کرتا ہے، سیکرٹری خوراک اور نہ ہی حکومت مدد کرتی ہے۔

جناب سپیکر: میری اطلاع کے مطابق انہوں نے تقریباً 142 ایف آئی آر درج کروائی ہیں جو مل مالک یا ملوں کے جی ایم وغیرہ کے خلاف ہیں اس لئے یہ بات بڑی حوصلہ افزا ہے جو ہم نے کل کام کیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کی یادداشت کو fresh کرتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ کل ایک اور بھی بڑا اہم فیصلہ ہوا تھا کہ تین شوگر ملیں جنہیں default تو نہیں کہا جا سکتا لیکن انہوں نے ادائیگی 80 فیصد سے کم کی ہے اور ان کے گوداموں میں جو سٹاک پڑا ہے اس حوالے سے ایک دفعہ انہیں notice دیں لیکن پھر بھی اگر کوئی response نہ ہو تو اس کو ساتھ attach کر دیں۔ بقایا رقم انشاء اللہ تعالیٰ ہفتہ یا دس دن میں recover ہو جائے گی۔

MR SPEAKER: That's also good.

رائے اعجاز حسین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رائے اعجاز حسین: جناب سپیکر! یہ جو کل فیصلہ ہوا ہے تو کیا ساری ادائیگی ہو جائے گی کیونکہ گنے کا سیزن شروع ہونے والا ہے؟

جناب سپیکر: جی، انشاء اللہ مکمل ہو گی۔

رائے اعجاز حسین: جناب سپیکر! ابھی تو کافی وقت لگے گا۔

جناب سپیکر: میں نے خود figures دیکھے ہیں اور بہت تھوڑی رقم رہ گئی ہے۔

رائے اعجاز حسین: جناب سپیکر! زمینداروں کو سیزن شروع ہونے سے پہلے ادائیگی ملنی چاہئے۔

جناب سپیکر: انشاء اللہ ملے گی اور آئندہ کے لئے بھی ہم اس کا لائحہ عمل بنا رہے ہیں۔

رائے اعجاز حسین: جناب سپیکر! کیا ان کے ہوتے ہوئے یہ بات طے ہوئی ہے کہ گنے کا سیزن شروع ہونے سے پہلے تمام ادائیگی زمینداروں کو مل جائے گی؟

جناب سپیکر: جی، وہ بہت جلد ادائیگی کروا رہے ہیں۔

رائے اعجاز حسین: جناب سپیکر! اس بارے میں رانا صاحب بتا دیں۔

جناب سپیکر: بہت جلد ادائیگی کروا رہے ہیں۔ انہوں نے کہہ دیا ہے کہ اگر ادائیگی نہیں ہو گی تو پوری کارروائی ہو گی اور attachment ہو گی۔

رائے اعجاز حسین: ابھی تو بہت payment رہتی ہے اس حوالے سے رانا صاحب ذرا بتا دیں۔

جناب سپیکر: جی، بہت نہیں ہے اور جتنی باقی amount رہتی ہے سارے figures انہوں نے بتا دیئے ہیں۔

محترمہ حمیرا اویس شاہد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! میں یہ request کرنا چاہتی ہوں کہ میرے Prohibition of Private Money Lending Act پر اس ہاؤس میں دو گھنٹے کی debate رکھی جائے اور کل میں نے معزز لاء منسٹر صاحب سے بھی بات کی تھی کیونکہ اس law کی enactment میں جو بھی مشکلات پیش آ رہی ہیں تو میں چاہتی ہوں کہ میرے تمام معزز ممبران اس پر بحث کر سکیں کیونکہ ان کے اپنے اپنے حلقوں میں یہی implement ہوں گے اس لئے اس Act پر thorough debate ہو تاکہ ہم اس کی پہلے سے بنی کمیٹی میں تمام recommendations compile کر سکیں گے۔

جناب سپیکر: محترمہ! میں آپ کی کچھ باتیں سمجھ نہیں پایا ہوں۔

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! میں چاہتی ہوں کہ Prohibition of Private Money Lending Act پر ہاؤس میں دو گھنٹے کی debate رکھی جائے۔

جناب سپیکر: کس پر رکھی جائے؟

محترمہ حمیرا اویس شاہد: یہ جو نجی سود خوری کا law ہے اس پر بحث رکھی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں معاملہ یہ ہے کہ محترمہ کی ہی کاوش سے Private Money Lending Bill enact ہوا تھا اس میں اس بات پر prohibition ہے کہ جیسے پرائیویٹ لوگوں نے کسی کو دس ہزار روپے دیئے تو سود میں اس سے پچاس ہزار لے کر اصل دس ہزار روپے اپنی جگہ پر برقرار رہتے ہیں یعنی یہ استحصال کی انتہائی بدترین شکل ہے۔ میں اس Act پر ان کو reward دیتا ہوں کہ انہوں نے پچھلی اسمبلی میں ایک Private Members Bill پیش کیا تھا جس پر یہ Bill enact ہو گیا لیکن اب اس کی implementation نہیں ہو رہی۔ محترمہ کل مجھ

سے ملی تھیں اور ان کا یہ کہنا تھا کہ اس پر implementation نہیں ہو رہی جس پر میں نے ان سے یہ عرض کیا تھا کہ اب لوگوں نے اپنا طریق کار بدل لیا ہے کہ وہ جس آدمی کو پچاس ہزار روپے قرضہ دیتے ہیں تو اس سے اسٹامپ پر ایک لاکھ روپے کی پراپرٹی لکھوا لیتے ہیں جس میں وہ دکان، مکان یا سونا رکھ لیتے ہیں پھر وہ کہتے ہیں کہ ہمارا یہ سودا ہوا ہے اور ہم نے legal agreement کیا ہے اس لئے ہم نے اسے enforce کرنا ہے۔ اب یا تو قرضہ لینے والا آدمی پچاس ہزار روپے کے بدلے ایک لاکھ روپے دے گا یا پھر ایک لاکھ روپے کی پراپرٹی ان کے حق میں ڈگری ہو جائے گی۔ میں نے محترمہ سے یہ کہا تھا کہ آپ کا چونکہ ایک group of newspaper بھی ہے اس میں بھی آپ awareness کا کوئی سلسلہ چلائیں اور اگر آپ مناسب سمجھتی ہیں تو تحریک التوائے کار لے آئیں اس پر اگر ہاؤس کی sense ہوئی تو اس پر دو گھنٹے کی debate کروا دیں گے تاکہ لوگوں کو آگاہی ہو اور وہ اس قسم کا کام نہ کریں۔ جب ایک آدمی ایک معاہدہ کرتا ہے اس کے بعد اس میں پھنس جاتا ہے تو پھر اس کی کوئی legal help نہیں ہو سکتی۔

دوسری بات یہ ہے کہ لوگوں کے لئے کوئی window بھی کھولی جائے مثلاً ایک آدمی جس کو دس، بیس یا پچاس ہزار روپے کی ضرورت ہے تو اگر اس کو اس مصیبت سے بچانا ہے کہ ایسے پرائیویٹ لوگوں میں وہ اپنی گردن نہ پھنسائے لیکن کم از کم کوئی ایسا طریق کار ہونا چاہئے، چاہے وہ Banks یا NGOs ہی اس بات کو سامنے لائیں۔ ڈاکٹر ثاقب صاحب نے ایک NGO بنائی ہوئی ہے جس میں دس سے پچیس ہزار روپے کی سہولت حاصل ہے۔ کچھ ایسے لوگ سامنے آئیں تاکہ جن لوگوں کو پیسے کی ضرورت ہے تو وہ اپنی ضرورت وہاں سے پوری کریں اور سود خور لوگوں کے پاس نہ پھنسیں۔ محترمہ اگر چاہتی ہیں کہ اس پر debate ہو تو وہ تحریک التوائے کار لے آئیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ بہت ضروری اور اچھی بات ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں اس میں ایک چیز add کرنا چاہوں گا کہ سیلاب کی وجہ سے جن علاقوں میں تباہی آئی ہوئی ہے جس طرح وہاں کے چھوٹے کاشتکاروں نے کسی آڑھتی سے یا ادویات کے ڈیلروں سے بہت زیادہ سود پر مال اٹھایا ہوا ہے اور اب انہوں نے ان کو پیسے واپس کرنے ہیں اس وجہ سے بھی وہ لوگ بہت تنگ ہیں اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ اس پر تحریک التوائے کار لائی جائے اور اسے بھی شامل کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ہم ایک دن دو گھنٹے کے لئے اس پر بحث رکھیں گے آپ تحریک التوائے کار لے آئیں۔ اس کے علاوہ پتا چلا ہے کہ already یہ issue کمیٹی کے پاس ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ سیکرٹری اسمبلی سے پوچھیں کہ اس حوالے سے میری ایک تحریک التوائے کار pending ہے اور محسن لغاری صاحب کو آپ کو بتانا چاہئے تھا کہ اس issue پر meetings ہو چکی ہیں۔ یہ میری تحریک التوائے کار تھی جس پر ہم نے بہت کام کیا ہے اور آپ اسی کمیٹی کو کہیں کہ وہ اس کا فیصلہ کرے۔ یہ بھی پوچھیں کہ ابھی تک فیصلہ کیوں نہیں ہو رہا؟

جناب سپیکر: آپ بھی اس کمیٹی کے ممبر ہیں اور لغاری صاحب بھی ممبر ہیں۔ ابھی مجھے سیکرٹری صاحب بتا رہے ہیں کہ لغاری صاحب کنوینر ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! لغاری صاحب ہی تو اس کمیٹی کو Chair کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ ہی تو اس کو convene کر رہے ہیں۔

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! اگر اس پر House میں debate ہو جائے اور اس کے بعد طے کر لیں۔۔۔

جناب سپیکر: جب ایک معاملہ کمیٹی کے سپرد ہو چکا ہے تو پھر اس پر کیسے debate ہو گی؟

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! کمیٹی سے رپورٹ تو لیں ناں۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ کمیٹی کی رپورٹ دیں گے تو پھر ہم اس کے بعد فیصلہ کریں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اب آپ اپنی موجودگی کا بتانا چاہتی ہیں کہ میں موجود ہوں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میری تو طبیعت خراب ہے اور میں گزشتہ دو تین دنوں سے بات ہی نہیں کر رہی لیکن کل ایک بہت ہی اہم بات۔۔۔

جناب سپیکر: ماشاء اللہ طبیعت تو ٹھیک ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! صحت تو ٹھیک ہے لیکن گلا خراب ہو سکتا ہے اور سانس کی problem ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر: اچھا، ٹھیک ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! گزارش یہ تھی کہ کل ایک بہت ہی اہم معاملہ تھا جس کے لئے میں نے کھڑے ہو کر جب بات کی تو رانا مشہود صاحب نے ایک کمیٹی بنادی تھی۔ مسئلہ یہ تھا کہ 26 کالجز کے بورڈ آف گورنرز بنانے کے خلاف پروفیسرز، ٹیچرز اور اساتذہ احتجاج کر رہے ہیں اور اس احتجاج کے نتیجے میں بھی کچھ پروفیسرز کا تبادلہ بھی کر دیا گیا تھا تو ڈپٹی سپیکر صاحب نے مہربانی فرماتے ہوئے ایک کمیٹی بنائی جس میں اشرف سوہنا صاحب اور کامران مائیکل صاحب کے علاوہ مجھے بھی شامل کیا تھا۔ کمیٹی کو کہا گیا کہ وہ جا کر ان لوگوں کے نمائندوں سے مذاکرات کریں۔ پروفیسرز ایسوسی ایشن کی طرف سے آنے والے نمائندوں کے ساتھ ہم نے میٹنگ کی اور سپیکر صاحب کے ساتھ confirm کرنے کے بعد آج 11 بجے کا وقت رکھ لیا تھا۔ اب وہ لوگ آ کر بیٹھے ہوئے ہیں اور میں وزیر قانون رانا ثناء اللہ صاحب کے نوٹس میں یہ بات بھی لائی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس حوالے سے میرے ساتھ ان کی بات ہو گئی ہے اور وہ اس وقت صرف میڈیا کے لئے بات فرما رہی ہیں تو آپ ان کی پوری بات سن لیں تاکہ بات ادھر بھی pick ہو جائے۔ باقی میٹنگ کے حوالے سے ان کے ساتھ میری بات ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! already کچھ چیزیں ہمارے پاس موجود ہیں اور باتیں کرنے کے لئے ہمیں میڈیا میں جانا اتنا کوئی مشکل نہیں ہے۔ بات صرف commitment کی ہے۔

جناب سپیکر: ماشاء اللہ میڈیا تو آپ خود ہی ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ کل ان کے ساتھ commitment کی گئی تھی کہ 11 بجے آپ آئیں اور مذاکرات ہوں گے۔

جناب سپیکر: جی، وہ آئے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! رانا صاحب کا کہنا یہ ہے کہ سیکرٹری اور ایجوکیشن منسٹر نہیں ہیں تو اب وہ لوگ انتظار کر رہے ہیں۔ میں نے یہ گزارش کرنی تھی کہ ہم نے انہیں کب تک انتظار کروانا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وہ بات کر لیتے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!وہ ایک عرصے سے سراپا احتجاج ہیں تو میں یہ چاہتی ہوں کہ اس commitment کوhonor کیا جائے۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر!پتا نہیں وزیر قانون صاحب نے اتنا معصوم بیان کیسے دے دیا ہے۔ کل احتجاج ہو رہا تھا اور ہمیں ڈپٹی سپیکر صاحب نے بھیجا اور ہم نے ان سے بات کی، ان سے ٹائم طے کیا، ان کا احتجاج ختم کروایا اور انہیں یہاں لے کر آئے۔ اب آپ اور وزیر قانون صاحب کہہ رہے ہیں کہ آپ میڈیا کے لئے یہ گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ ہم میڈیا کے لئے نہیں بلکہ احتجاج کرنے والے لوگوں کے لئے معاشرے کے مقدس لوگ ٹیچرز جب آکر سڑکوں پر احتجاج کریں تو خدا کے لئے اس میں ہماری توہین نہ کریں کہ ہم میڈیا کے لئے کر رہے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: سوہنا صاحب!میں نے تو انہیں کہا ہے کہ آپ خود میڈیا ہیں۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): نہیں۔جناب سپیکر!آپ نے یہ کہہ کر میری بہن کی توہین کی ہے آپ میڈیا کے لئے statement دے رہے ہیں۔ ہم ایک گھنٹہ ان کے ساتھ کھڑے رہے۔۔

جناب سپیکر: میں نے یہ نہیں کہا بلکہ میں نے تو کہا کہ ماشاءاللہ آپ تو خود میڈیا ہیں اور آپ کو کیا ضرورت ہے میڈیا پر جانے کی۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر!ہم خود ایک گھنٹہ سڑک پر کھڑے رہے اور انہیں convince کیا ہے کہ راستہ کھولو ہم بات کرواتے ہیں۔ بورڈ آف گورنرز کا issue اگر اس اسمبلی کے اندر discuss کیا ہوتا، کابینہ کے اندر discuss کیا ہوتا، وزراء کی کسی کمیٹی کے اندر discuss کیا ہوتا تو میں اسے defend کرتا۔ یہ تو میں نے بھی حکومت کا حصہ ہوتے ہوئے ایک دن پڑھا ہے کہ ہائر ایجوکیشن کے اندر یہ فیصلہ ہو گیا ہے۔ ہائر ایجوکیشن کے اندر ایک بادشاہ سلامت بیٹھے ہیں اور میں نہیں سمجھتا کہ کس اتھارٹی کو اعتماد میں لے کر اتنے بڑے فیصلے کئے جا رہے ہیں۔ اس اسمبلی کو اعتماد میں لے کر اتنے بڑے فیصلے کئے جا رہے ہیں اور جب ہم عوام کے ساتھ آواز ملاتے ہیں تو وزیر قانون کہتے ہیں کہ میری بات ہو گئی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! دیکھیں جب لوگ احتجاج کرتے ہیں تو ہم یہ کہتے ہیں کہ ان کا نمائندہ کون ہے اور جب ہم احتجاج میں شامل ہوتے تھے تو ہم کہتے تھے کہ یہ سب نمائندے ہیں۔ وہاں بیٹھ کر اور یہاں بیٹھ کر رویّوں میں فرق کو خدا کے لئے سیاسی قیادت کو یہ تضاد ختم کرنا پڑے گا اور ہم نے ان بچوں کے پاس جا کر بات کر کے سڑک اور ٹریفک کھلوائی ہے۔ ابھی انہوں نے کہا کہ ہماری بات ہو گئی ہے حالانکہ کل انہوں نے اعلان یہ کیا تھا کہ ان کے نمائندے لوگوں کو بلائیں میں سیکرٹری ایجوکیشن اور منسٹر ایجوکیشن کو بلاتا ہوں اور اس کا کوئی راستہ نکالتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں حکومت کا شخص آپ کے سامنے یہ کہہ رہا ہوں کہ بورڈ آف گورنرز بنا کر پاکستان کے غریب بچوں کو جہالت کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔ ان اداروں کے اندر جتنی فیسیں بڑھائی جائیں گی اور education improvement کے نام پر education کو پنجاب میں ختم کیا جا رہا ہے۔ میں آپ کے ساتھ اس پر پوری ایک بحث کرنے کے لئے تیار ہوں۔ آپ بورڈ آف گورنرز بنا رہے ہیں اور آپ کہہ رہے ہیں کہ ہم انہیں مالی خود مختاری دیں گے۔ اب مالی خود مختاری جب آپ دیں گے تو ان کے پاس کون سے ذرائع ہوں گے کہ سوائے اس کے کہ وہ فیسوں میں اضافہ کریں اور کوئی غریب آدمی ریڑھی تانگے والا ان اداروں کی طرف دیکھ نہ سکے۔

جناب سپیکر! خدا کے لئے اس اسمبلی کے وجود کو تسلیم کریں۔ اتنے اہم فیصلے اسمبلیوں کے اندر discuss کریں اور پھر جب لوگ مظاہرہ کریں تو ہم وہاں ان کے ساتھ بات کریں کہ یہ اسمبلی نے فیصلہ کیا ہے۔ احتجاجی لوگوں کی نمائندگی کرتے ہوئے جب ہم اسمبلی کے اندر بات کریں تو آپ کہیں کہ میڈیا کے لئے ہے اور میری بات ہو گئی ہے۔ اب میں اس پر کیا کہوں۔

جناب سپیکر: جو آپ کا دل کہے وہی کریں۔ میں آپ کو کیا کہہ سکتا ہوں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سوہنا صاحب نے اپنا بیان مکمل کر لیا لیکن یہ سمجھے ہی نہیں اور یہ سمجھے بغیر میرا خیال ہے کہ وہ یہ تقریر پہلے سے تیار کر کے لائے تھے اور انہوں نے آ کر اسے نشر کر دیا۔ گزارش یہ ہے کہ کل یہ بات ہوئی تھی کہ باہر احتجاج ہو رہا تھا جسے ایک کمیٹی جس میں تین چار لوگ تھے اور سوہنا صاحب کا مجھے نہیں معلوم کہ یہ بھی اس میں تھے کہ نہیں۔ کمیٹی نے جا کر ان سے بات کی اور پھر جب واپس آئے تو انہوں نے کہا کہ ہم نے ان سے بات کی ہے کہ ان کے ساتھ بیٹھ کر مذاکرات کئے جائیں۔ میں نے یہ عرض کیا کہ آپ ایسا کریں کہ ان میں سے جو لوگ ان کے نمائندے ہیں ان دو چار یا دس آدمیوں کو بلا لیں تاکہ ان کے ساتھ بیٹھ کر بات کی جا سکے۔ اب کل کی باقی

development کا مجھے نہیں پتا کہ بعد میں سوہنا صاحب نے باہر جا کر کیا کیا یا ان سے کیا بات ہوئی؟ ابھی یہاں House میں محترمہ آمنہ الفت میرے پاس یہاں تشریف لائیں اور کہا کہ وہ لوگ آ گئے ہیں تو میں نے ان سے کہا کہ آپ مجھے اب بتا رہی ہیں اور اگر مجھے کل یا صبح بتا دیا ہوتا تو میں سیکرٹری ایجوکیشن یا منسٹر ایجوکیشن کا پتا کر لیتا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ ان کا پتا کر لیں۔ میں نے کہا کہ آپ ایسے کریں کہ ان میں سے دو تین لوگوں کو بلوا لیں میں ان کے ساتھ بیٹھ کر بات کر لیتا ہوں اور in the meantime میں معلوم کرتا ہوں کہ سیکرٹری ایجوکیشن اور منسٹر ایجوکیشن بھی اگر مل جائیں تو انہیں بھی ساتھ بٹھا کر بات کر لیتے ہیں۔ اس کے بعد ان کا ایک لیٹر پیڈ میرے پاس لائیں کہ یہ لوگ ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ ان میں سے آپ ان کے صدر اور جنرل سیکرٹری یا وائس پریذیڈنٹ دو آدمیوں کو بلا لیں۔ انہوں نے کہا کہ نہیں جی، تین آدمیوں کو بلا لیں۔ ان تین آدمیوں سے متعلق ان کے نام سیکرٹری اسمبلی کو دیئے گئے کہ یہ انہیں اندر بلا لیں اور ابھی یہاں سے فارغ ہوں گے تو بیٹھ کر ان کے ساتھ بات کرتے ہیں۔ اب اس صورتحال میں، میں نہیں سمجھتا کہ دوبارہ انہیں بات کرنے کی ضرورت تھی، اگر انہیں اس بات کو یعنی public کرنا تھا یا ایوان کے علم یا پریس گیلری کے علم میں لانا تھا، وہ تو درست ہے لیکن میرے ساتھ یہ بات ہونے کے بعد اب انہیں اور بات کرنے کی گنجائش تھی اور نہ ہی سوہنا صاحب کی تقریر کی کوئی گنجائش تھی جو انہوں نے فرمائی ہے۔ جب ان کے ساتھ بیٹھنے کو تیار ہیں، بات کرنے کو تیار ہیں، بات سننے کو تیار ہیں اور جو بھی پھر رپورٹ ہو گی اسے ایوان کے سامنے رکھیں گے۔ اس وقت سوہنا صاحب نے جو تقریر فرمانی تھی وہ فرمالی۔

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں آپ سے رولنگ چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: کس بات کی؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): کیا وزیر قانون کو یہ اختیار ہے کہ وہ کسی شخص کو یہ کہیں کہ انہیں بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے؟ آپ مجھے بتائیں کہ کیا وزیر قانون مجھے یہ کہہ سکتے ہیں کہ مجھے یہ بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے؟

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ انہوں نے بات یہ کی ہے کہ جب میرے ساتھ ان کی بات ہو گئی ہے، محترمہ نے بھی میرے ساتھ بات کر لی ہے اور میں متعلقہ منسٹر اور سیکرٹری کو بھی بلوا لیتا ہوں۔ یہاں سے فارغ ہو کر ان سے بات کر لیتے ہیں تو اس میں برائی کی کیا بات ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):جناب سپیکر!انہوں نے یہ کہا کہ اس کے بعد سوہناصاحب کو بات کرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!آپ یہ سوہنا صاحب کی ذرا correction کریں۔ یہ اختیار کی بات کر رہے ہیں، دراصل ان کو میرا خیال ہے کہ اپنے اختیار پر بہت زیادہ گمان ہو گیا ہے۔ یہ مجھے بتائیں کہ کیا یہ کسی دوسرے ممبر کو رائے دینے سے روک سکتے ہیں؟ میری یہ رائے ہے کہ جب میری آپ سے بات ہو گئی ہے، جب میں آپ کے ساتھ آپ کی term پر تیار ہوں تو پھر اس بات کو آگے بڑھانے کی کیا ضرورت ہے، اگر یہ میری رائے ہے تو کیا یہ کسی ممبر کو رائے دینے سے روک سکتے ہیں؟ یہ باتیں بڑی کرتے ہیں کہ جی، وہاں پر نہیں ہوا، وہاں پر نہیں ہوا۔ ایک ہفتہ قبل جو کیبنٹ میٹنگ ہوئی تھی وہاں پر یہ بات کر لیتے۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):جناب سپیکر!میں ادھر کھڑا ہوں، جب تک وزیر قانون یہ نہیں مانیں گے کہ میں نے یہ کہا ہے کہ "انہیں بات کرنے کی کیا ضرورت تھی؟"اس وقت تک میں یہاں کھڑا رہوں گا۔ میں یہاں ہی کھڑا ہوں، میں یہاں عزت کے لئے آتا ہوں بے عزتی کرانے کے لئے نہیں آتا۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر:آپ اکیلے ہی نہیں بلکہ سارے عزت کے لئے آتے ہیں۔۔ محترمہ!آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میری بات سن لیں۔ میں نے نہ کوئی اختیار کی بات کی ہے، ماسوائے چیئر کے اس معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے کسی فرد کو کسی قسم کا کوئی اختیار حاصل نہیں ہے۔ میں نے اپنی رائے دی ہے، میری رائے یہ ہے کہ جب محترمہ نے میرے ساتھ بات کر لی، بات طے ہو گئی تو پھر اس بات کو مزید بڑھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ میری رائے ہے اور میں اپنی رائے پر قائم ہوں۔

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):جناب سپیکر!رانا صاحب نے یہ کہا کہ "میری اس بات کے بعد سوہنا صاحب کو یہ بات کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔"یہ رائے نہیں ہے بلکہ یہ فیصلہ سنا رہے ہیں کہ مجھے یہ بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کیسے تعین ہو سکتا ہے، کیسے کوئی شخص میرے۔۔۔

جناب سپیکر:نہیں، وہ فیصلہ نہیں کر سکتے۔۔۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں ادھر کھڑا ہوں جب تک راناصاحب اپنی بات واپس نہیں لے لیتے اس وقت تک میں ادھر ہی کھڑا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں تو اللہ کے فضل سے اپنی اس رائے پر قائم رہوں گا، سوہنا صاحب سے کہیں کہ پھر یہیں کھڑے رہیں، جائیں نہ یہاں سے، یہ ہاؤس prorogue بھی ہو جائے پھر بھی یہیں کھڑے رہیں، یہاں سے یہ جائیں نہ۔ ان کو اس بات پر ذرا اپکا کر لیں۔

جناب سپیکر: راناصاحب! نہیں، ایسا نہ کریں۔ (قطع کلامیاں)

راناصاحب! بات سنیں، پلیز۔۔۔ سوہناصاحب! آپ کیا کرتے ہیں؟۔۔۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! جب تک اجلاس ہو رہا ہے میں یہاں کھڑا ہوں اور جب اجلاس ختم ہو جائے گا تو پھر میں راناصاحب کے پیچھے پیچھے جاؤں گا۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ میری بات سنیں، آپ تشریف رکھیں مجھے بات کرنے دیں۔ راناصاحب! اگر آپ کی وجہ سے سوہناصاحب کی کوئی دلآزاری ہوئی ہے تو یہ آپ کا colleague ہے، اس معزز ہاؤس کا معزز ممبر ہے تو اگر ان کی دلآزاری ہو گئی ہے تو آپ کو اس میں کیا حرج ہے۔۔۔ آپ ان کو کہہ دیں کہ اگر دلآزاری ہوئی ہے تو۔۔۔۔ (نعرہ ہائے تحسین)

دونوں معزز ممبر ہیں۔ وہ بھی معزز ممبر ہیں، یہ بھی معزز ممبر ہیں اور آپ کے colleague بھی ہیں۔۔۔ راناصاحب! On my behalf آپ بات کریں کہ اگر میری بات سے ان کی دلآزاری ہوئی ہے تو۔۔۔ چھوڑیں اس بات کو جانے دیں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کس بات پر دلآزاری ہوئی ہے؟ (قہقہہ)

جناب سپیکر: اگر ان کی دلآزاری ہوئی ہے اس بات سے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): نہیں، نہیں، ان کی دلآزاری کسی اور بات سے ہوئی ہے، کہیں باہر ہوئی ہے۔ یہ باہر میرے ساتھ بیٹھ کر بات کر لیں۔ میں نے یہاں پر کوئی ایسی بات نہیں کی جس سے ان کی دلآزاری ہوئی ہو۔

جناب سپیکر: رانا صاحب!اب میں آپ کو کہہ رہا ہوں۔آپ میرے لئے یہ کہہ دیں، مہربانی کریں۔ اگر ان کی دلآزاری ہوئی ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کس بات پر دلآزاری ہوئی ہے؟ کیا یہ معزز ایوان بچوں کی طرح ضد کرنے کے لئے ہے؟ یہ کوئی ضد والا معاملہ تو نہیں ہے۔

جناب سپیکر: سارے بچے ہی ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تو پھر کھڑا ہی رہنے دیں، بٹھانے کی کیا ضرورت ہے؟ (قہقہہ)

جناب سپیکر: نہیں، یہ معزز ممبر ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ویسے بھی سوہنا صاحب میرے بھائی ہیں۔اگر وہ یہاں بیٹھنے کی بجائے کھڑے رہیں تو یہ ان کی صحت کے لئے بڑا بہتر ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں، مجھے ان سے بات کرنے دیں۔

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں مسئلہ حل کر دیتا ہوں۔ ایک ہوتا ہے اقرار جرم، ایک ہوتا ہے احساس جرم۔اب اگر انہیں یہ احساس جرم ہی نہیں ہے تو میں اپنا مطالبہ واپس لیتا ہوں۔اگر انہیں یہ احساس ہی نہیں ہے کہ انہوں نے میری دلآزاری کی ہے تو میں اپنا مطالبہ واپس لیتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: بہت شکریہ، آپ دونوں کا بہت شکریہ۔اب ملک وارث کلو صاحب تحریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحاریک استحقاق بابت سال09-2008اور2010کے بارے میں
مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

ملک محمد وارث کلو: شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر6,35اور51بابت سال2008۔ 19,23,25,28,31 42,50,57, اور 60بابت سال 2009۔ 1,2,5,8,10,11,19,20,21, 23,24اور25بابت سال2010کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ دسمبر2010تک توسیع کردی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر6,35اور51بابت سال2008۔ 19,23,25,28,31 42,50,57, اور 60بابت سال 2009۔ 1,2,5,8,10,11,19,20,21, 23,24اور25بابت سال2010کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ دسمبر2010تک توسیع کردی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر6,35اور51بابت سال2008۔ 19,23,25,28,31 42,50,57, اور 60بابت سال 2009۔ 1,2,5,8,10,11,19,20,21, 23,24اور25بابت سال2010کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ دسمبر2010تک توسیع کردی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: طلعت صاحبہ!آپ اجلاس کے بعد مجھے ملیں، میں نے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔ملک محمد عباس راں مجلس قائمہ برائے Irrigation and Power کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی پنجاب مصدرہ 2008 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے اریگیشن اینڈ پاور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

ملک محمد عباس راں: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"The Punjab Irrigation and Drainage Authority (Amendment) Bill 2008. (Bill No. 16 of 2008) moved by Mr. Muhammad Mohsin Khan Laghari MPA PP-245.

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے Irrigation and Power کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"The Punjab Irrigation and Drainage Authority (Amendment) Bill 2008. (Bill No. 16 of 2008) moved by Mr. Muhammad Mohsin Khan Laghari MPA PP-245.

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے Irrigation and Power کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"The Punjab Irrigation and Drainage Authority (Amendment) Bill 2008. (Bill No. 16 of 2008) moved by Mr. Muhammad Mohsin Khan Laghari MPA PP-245.

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے Irrigation and Power کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: محترم محسن خان لغاری سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) نجی قرض دہی کی ممانعت پنجاب مصدرہ 2007 کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"Amendment in the Punjab Prohibition of Private Money Lending Act 2007

کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"Amendment in the Punjab Prohibition of Private Money Lending Act 2007

کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"Amendment in the Punjab Prohibition of Private Money Lending Act 2007

کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جی، دوسری بھی انہی کی ہے محمد محسن خان لغاری صاحب Public Accounts Committee-1 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال,2000-01,2002-03 2004-05اوران پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں PAC-I کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال ,2000,2001-,2002,2003 2004, 2005اوران پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں Public Accounts Committee-1 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 28-نومبر2010 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: ایک سال کی توسیع۔۔۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہی لکھ کر دیا گیا ہے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں آپ سے ایک بات کرنے کے لئے اجازت چاہتا ہوں جو کہ اسی رپورٹ کے سلسلے میں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کو پتا ہونا چاہئے کہ اس دوران بات نہیں ہو سکتی۔۔۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ میں اپنی opinion دینا چاہتا ہوں کیونکہ آپ ہم سے رائے مانگ رہے ہیں کہ اس میں توسیع کی جائے یا نہ کی جائے۔ Public Accounts committee-1 کے چیئرمین قائد حزب اختلاف ہیں اور یہ جو رپورٹس ,2000,2001,2002 2003,2004اور2005اور اس کے لئے کیا Public Accounts Committee-1 اتنی [***] ہو چکی ہے کہ یہ ایک سال کی توسیع مانگ رہی ہے۔ دس سال یہ اس آمر جنرل پرویز مشرف کی حکومت کے حسابات۔۔۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں معزز ممبران کے بارے میں ایسے الفاظ مت کہیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی:جناب سپیکر!نہیں تو یہ کام کیا کر رہے ہیں اور یہ صرف ٹی اے ڈی اے لینے کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر:نہیں، میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔اس کا مائیک بند کریں اور یہ[****]الفاظ حذف کئے جائیں۔۔۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی:جناب سپیکر!میں اس ایوان کے ممبر ہونے کی حیثیت سے یہ جاننا چاہتا ہوں کہ یہ Public Accounts Committee-1کام کیا کر رہی ہے کہ یہ ایک سال کی توسیع مانگ رہے ہیں اور یہ میٹنگ بُلا کر نہ کوئی کام کرتے ہیں۔ یہ کیا ایک آمر جنرل مشرف کی کی گئی بے ضابطگیوں پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی جارہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر:جی،وہ رپورٹ آئے گی اور آپ دیکھ لینا۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی:جناب سپیکر!میں اس ایوان سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ ہم یعنی یہ ایوان جاننا چاہتا ہے کہ اس دور کے اندر کیا کیا بے ضابطگیاں ہوئیں اور Public Accounts Committee-1 جس کے چیئرمین قائد حزب اختلاف صاحب ہیں وہ کیوں میٹنگ نہیں بلا رہے اور کیوں کام نہیں کر رہے ؟ میں اس ایوان سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ ہم ایک سال کی extension دینے سے انکار کریں اور انہیں بتایا جائے کہ ایک مہینہ میں کام مکمل کریں۔۔۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر:علی حیدر نور خان نیازی صاحب!آپ نے جو اس معزز ہاؤس کے ممبران کے بارے میں تضحیک آمیز الفاظ استعمال کئے ہیں میں آپ کو آئندہ کے لئے warn کرتا ہوں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی:جناب سپیکر!آپ بتائیں کہ میں نے کون سا ایسا لفظ استعمال کیا ہے۔

جناب سپیکر:نہیں،آپ نے[***]کہا ہے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی:جناب سپیکر![***]لفظ کون سا تضحیک آمیز لفظ ہے اگر کوئی بندہ کام نہیں کرتا تو اسے کیا کہا جائے ؟ میں اپنے الفاظ پر قائم ہوں اور جو بندہ کام نہیں کرتا اسے extension کیوں دیں؟

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: دیکھیں! معزز ممبر کو[***] کہنا آپ کو زیب نہیں دیتا۔ یہ الفاظ حذف کئے جائیں۔

مہر اشتیاق احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، مہر اشتیاق احمد پوائنٹ آف آرڈر پر آ گئے ہیں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میں بھی چونکہ Public Accounts Committee-1 کا ممبر ہوں تو میرا خیال ہے بھائیوں کے اندر کوئی غلط فہمی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جتنا اس PAC-1 نے کام کیا ہے شاید اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ جو رپورٹیں ہمارے سامنے پیش ہوئیں، پہلے 01-2000 کی تھی ہم نے کوشش کی کام نمٹایا جائے اور صرف اگر کمیٹی کی میٹنگ نہیں ہو سکی تو یہ پچھلے دو ماہ نہیں ہو سکی کیونکہ یہ تمام سیکرٹری صاحبان فلڈ کے اندر مصروف تھے لہذا یہ کوئی بات نہیں ہے کہ وہاں پر کام ہو ہی نہیں رہا لیکن پہلے تو چونکہ Public Accounts Committee .بنی لیٹ ہے اور جب بن گئی ہے تو پچھلا کام اتنا اکٹھا ہو گیا ہوا ہے تو ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اسے جلد از جلد نمٹایا جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

> "حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 2000,2001,2002,2003, 2004,2005 اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں Public Accounts Committee-1 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 28-نومبر 2010 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

> "حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 2000,2001,2002,2003, 2004,2005 اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں Public Accounts Committee-1 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 28-نومبر 2010 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! نہیں، آپ کا ایوان کہہ رہا ہے نہیں۔ آپ انہیں time limit دیں اور ایک سال کی توسیع نہ دیں۔ آپ انہیں دو مہینہ کی time limit دیں اور آپ کا ایوان کہہ رہا ہے نہیں۔ آپ اس پر voting کرائیں۔

جناب سپیکر: میں ابھی voting کروالیتا ہوں لیکن آپ کو پھر شرمندگی ہو گی۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! آپ ایوان کی رائے تو لیں۔

جناب سپیکر: آپ کو پھر شرمندگی ہو گی، آپ کیا کرتے ہیں؟ آپ کو کسی بات کا پتا نہیں ہوتا۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ) جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): بات یہ ہے کہ ابھی جو بات اشرف سوہنا صاحب اور راناثناء اللہ صاحب کے درمیان ہو رہی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: وہ بات اب ختم ہو گئی۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ) جناب سپیکر! ایجوکیشن کا جو معاملہ ہے میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں اور ان کے درمیان والی بات نہیں کرنا چاہتا۔ میری اس میں بڑے ادب کے ساتھ گزارش یہ ہے کہ کیونکہ بورڈ آف گورنر اور تعلیم کی نجکاری کا سلسلہ چل رہا ہے۔ یہ بہت ہی اہم issue ہے۔ میری آپ کے توسط سے حکومت سے گزارش ہے کہ ہاؤس میں اس پر بحث کے لئے ایک دن کا ٹائم نہیں تو کم از کم آدھے دن کا ٹائم مقرر کیا جائے تاکہ ہم لوگ اس پر اپنا input دے سکیں کیونکہ ایک طرف تو ہم لوگ دانش سکول بنانے جا رہے ہیں اور جہاں پر ہم غریبوں کو مفت تعلیم دیں گے تو میری یہ گزارش ہے کہ کوئی ٹائم مقرر کر دیں، بے شک آج کر دیں، کل کر دیں یا پرسوں کر دیں۔ یہ نجکاری اور بورڈ آف گورنر کے حوالے سے ہمارا input لیں تاکہ جب ہم on board ہوں گے کیونکہ یہ ایجوکیشن کا معاملہ ہے، یہ قوم کے مستقبل کا معاملہ ہے، یہ غریب بچوں کا معاملہ ہے، یہ ہمارے صوبے کا معاملہ ہے اور یہ ہمارے ملک کا معاملہ ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!general discussion کے متعلق ایک طریق کار ہاؤس کی approval سے وضع ہوا ہے کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں اس کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ میں اپنے محترم بھائی بسراء صاحب سے گزارش کروں گا کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی کا اجلاس سوموار کو دوبارہ ہونا ہے اس میں یہ اپنے پارلیمانی لیڈر راجہ ریاض صاحب یا کائرہ صاحب سے بات کر لیں۔ next weak میں یا اس سے اگلے ہفتے میں کیونکہ کچھ دن ہم نے عام بحث کے لئے رکھے ہوئے ہیں۔ اگر ایجوکیشن پر ان کی طرف سے general discussion کی proposal آئے تو کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔اس پر اگر بحث ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کی بہتر guidance ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: چلیں!Monday کو بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں معاملہ لے آئیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!دوسری میری یہ گزارش ہے کہ آخر اس معزز ایوان نے جمہوری روایات کے مطابق آگے بڑھنا ہے۔ بات یہ ہے کہ آج مجھے یہ محسوس ہوا ہے اور پوچھا گیا ہے کہ توسیع کر دی اور کہا گیا ہے توسیع کر دی جائے اور میرا خیال ہے کہ اب وہ وقت نہیں رہا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!ہماری جو Standing Committees ہیں اس میں PAC-1&2, ہیں Privilege Committee اور باقی Standing Committees کے تو ہر روز اجلاس ہی نہیں ہوتے۔اب جن کے regularly اجلاس ہوتے ہیں اور یہاں پر تحریک استحقاق تین تین، چار چار سال پڑی رہتی ہیں اور PAC کا کام جس طرح مہر اشتیاق صاحب نے بات کی ہے تو ان کے تو علم میں ہے کیونکہ وہ اس کے ممبر ہیں باقی ایوان کے علم میں نہیں ہے تو اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ آئندہ سے آپ اس کا انتظام فرمادیں کہ جو کمیٹی اپنے اجلاس میں جو کام کرے اور جو رپورٹ پیش ہو تو اس کام کا اب ایک بریف ہاؤس میں circulate ہو تاکہ لوگوں کو پتا ہو کہ وہاں پر کوئی کام ہو رہا ہے تو میرا خیال ہے کہ اس سے پھر اس قسم کی confusion نہیں ہوا کرے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر:پندرہ منٹ ٹائم بڑھا دیا جائے۔

جناب شیر علی خان:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی،چودھری صاحب!

جناب شیر علی خان:جناب سپیکر!رانا صاحب نے کہا ہے کہ ایجوکیشن پر ٹائم رکھا جائے گا۔اس دن انہوں نے commit کیا تھا جب rationalizationاور ٹیچرز کی پروموشن کا یہاں پر ذکر ہوا تھا تو انہوں نے کہا تھا کہ اس پر بحث کے لئے اسی ہفتہ دو گھنٹے ٹائم رکھا جائے گا اور یہ ہفتہ تو ختم ہو گیا۔اب kindlyاس پر ضرور غور کیجئے گا اور وہ ان کے نوٹس میں ہے۔

جناب سپیکر:جی، محترمہ آپ فرمائیں!

محترمہ شگفتہ شیخ:جناب سپیکر !محکمہ کی غفلت اور عدم دلچسپی کی وجہ سے صوبہ بھر میں جو ادویات فروخت ہو رہی ہیں ان میں شدید قلت پیدا کی گئی ہے۔یہ زندگی بچانے والی ادویات جو کہ انسانی جان کے لئے ضروری ہیں ان میں شدید قلت پیدا کر کے دل، سانس اور دماغ کے مریضوں کو پریشان کیا جا رہا ہے۔مارکیٹ میں موجود سٹاک کے باوجود ان ادویات میں قلت پیدا کر کے۔۔۔

جناب سپیکر:آپ کسی طریقے سے آئیں۔کوئی چیز لے کر، کچھ لکھ پڑھ کر لائیں۔آپ پوائنٹ آف آرڈر پر کیا کر رہی ہیں؟ابھی تک آپ کو سمجھ نہیں آئی، مجھے افسوس ہے۔

رائے محمد اسلم خان:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی!

رائے محمد اسلم خان:جناب سپیکر!یہ بڑی اہم بات ہے اور پنجاب کے فائدے کی بات ہے۔محترم لاء منسٹر نے فرمایا ہے کہ Public Accounts Committeeاور Privilege Committee کے علاوہ باقی کمیٹیوں کا اجلاس ہی نہیں ہوتا اور بلاشبہ پورے دو سالوں میں بہت کم اجلاس ہوئے تو جب ان کی ضرورت نہیں، جب انہیں اختیارات نہیں دینے، جب انہیں پاورز نہیں دینی اور جب ان کی صلاحیتوں سے فائدہ نہیں اٹھانا تو میری گزارش ہے کہ باقی کمیٹیاں توڑ دی جائیں۔پنجاب کے غریب لوگوں کے ٹیکس سے وصول کی گئی رقم کیوں ضائع کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر:آپ اپنے والی تڑوانا چاہتے ہیں؟

رائے محمد اسلم خان:جی۔

جناب شیر علی خان:جناب سپیکر!یہ اپنی کمیٹی سے استعفیٰ دے دیں۔

محترمہ آمنہ اُلفت:جناب سپیکر!جو بات ابھی میرے بھائی نے کی ہے اگر آپ اس پر ہاؤس کا consensusلے لیں تو اکثریت یہ کہے گی کہ جن کمیٹیوں میں کام نہیں ہو رہا ان کو بنانے کا فائدہ کیا

ہے ؟ بلاوجہ کا لیبل لگا دیا جاتا ہے کہ یہ سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین ہیں یہ اس کے ممبران ہیں، یہ oblige کرنے کا سلسلہ ختم کرنا چاہئے اور کمیٹیوں پر ورکنگ کے لئے ایک ٹائم فریم ہونا چاہئے کہ یہ کمیٹی مہینے میں یا دو مہینے میں لازمی اجلاس کروائے، جو کمیٹیاں بنائی گئی ہیں ان سے مستفید ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ان کو ایک ٹائم فریم دے دیا جائے کہ فلاں کمیٹی جو ہے اس نے سال میں اتنی میٹنگز لازمی کرنی ہیں اور اس کمیٹی نے اس relevant subject پر کام کرنا ہے۔

جناب سپیکر !آپ میری بات نہیں سُن رہے میں آپ کی توجہ کی طالب ہوں، یہ بہت اہم بات ہے۔کمیٹیوں کے rules amend کرنے کی ضرورت ہے۔

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب سپیکر: جی، محترمہ!rules amend کر رہے ہیں۔اب رانا ارشد صاحب کی تحریک استحقاق نمبر28 تھی،راناصاحب!اس کا جواب آنا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر !رانا ارشد صاحب کو جو complaint تھی ان ڈی ایس پی صاحب کو میں نے آج بلایا ہے ان کا جواب بھی آگیا ہے تو آپ اس کو next week تک pending کر دیں۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ آج یہ معاملہ resolve کر دیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر !مجھے کسی چیز کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں ایک سیاسی کا ممبر ہوں اور اگر میں 9 سال ایک آمر کے خلاف لڑ سکتا ہوں، مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں آپ اس ڈی ایس پی کو ڈی پی او لگا دیں یا آئی جی لگا دیں مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں۔ مگر کم از کم اگر مجھے دو لاکھ آدمی نے ووٹ دیا ہے تو میری اپنی عزت نفس ہے۔ جو ڈی ایس پی میری گاڑی check کرتا ہے میرے دفتر کا اس کو علم نہیں اور وہ فون پر مجھے یہ کہتا ہے کہ فلاں شخصیت نے مجھے انسپکٹر سے ڈی ایس پی کیا ان سے بات کریں، فلاں شخصیت نے مجھے ڈی ایس پی کیا ان سے بات کریں اور میرا تبادلہ کروادیں جبکہ آپ کے ایم این اے کو بھی میں نے کہا تھا کہ تبادلہ کروادیں۔ میں تبادلہ کی بات ہی نہیں کرتا مجھے تبادلہ کروانے کی ضرورت ہی نہیں ہے لیکن اگر میرے گاؤں میں 30۔اگست کو دو قتل ہوتے ہیں اور میں ایک ضمنی الیکشن میں ڈیوٹی پر ہوں وہاں روڈ بلاک ہوتا ہے تو ڈی پی او مجھے فون کرتا ہے کہ روڈ بلاک ہے اور وہاں معذرت سے minority کے ایک غریب ریٹائرڈ فوجی کا ایک بیٹا قتل

اور دوسرا زخمی ہوتا ہے تو پورے ضلع کی minority روڈ بلاک کر دیتی ہے تو اس وقت مجھے فون کرتے ہیں کہ روڈ کھلوائیں اور میں نے روڈ کھلوایا۔اب اگر میں ان سے کہوں کہ ملزم پکڑلیں تو میں نے کون سا جرم کر دیا؟اگر میں یہ کہتا ہوں کہ میرے حلقے میں اشتہاری پھر رہے ہیں،اسلحہ لے کر پھر رہے ہیں اور وہ مجھے فون پر threat کرتے ہیں تو میں نے کون سا ظلم کر دیا؟آپ دو مہینے کی رپورٹ منگوالیں کہ میرے حلقے میں کتنے قتل ہوئے اور کیا اشتہاری وہاں ڈکیتیاں کر رہے ہیں یا نہیں کر رہے،وہاں حالات کیا ہیں ؟اگر یہ میرا جرم ہے کہ میں فون کر کے ایک ڈی ایس پی صاحب کو یہ عرض کر رہا ہوں تو وہ مجھے یہ جواب دے رہے ہیں کہ میرا تبادلہ کروادیں میں سپاہی تھا تو میں ڈی ایس پی ہو گیا ہوں۔ مجھے بتادیں کہ اگر ایک سیاست دان غلطی کرتا ہے تو وہ سزا بھگتتا ہے اور اگر ایک بیوروکریٹ غلطی کرتا ہے تو اس کو آپ پروموٹ بھی کر دیں تو مجھے اعتراض نہیں۔اگر کچھ نہیں ہونا تو میں اس Privilege Motion کو واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ کس نے آپ کو کہا ہے ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد):اگر وہاں ڈی ایس پی نے بیٹھ کر 302 کے ملزم نہیں پکڑنے، ڈکیت اور اشتہاریوں کو نہیں پکڑنا تو جو مرضی وہ وہاں کرے لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ اگر میں ایم پی اے ہوں تو میں بھی حکومتی ایم پی اے ہوں اور اگر وہ سرکاری ملازم ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اب آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد):جناب سپیکر! میری بات سُنیں۔ میں اپنے چیف منسٹر صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جو دِن رات اپنی ڈیوٹی دیانت داری سے نبھا رہے ہیں اسی طرح ہمیں بھی اپنی ڈیوٹی دیانت داری سے نبھانی ہے۔اگر میں being an MPA صحیح کام نہیں کروں گا تو میں بھی احتساب کے لئے حاضر ہوں اور اسی طرح ایک سرکاری ملازم بھی احتساب کے لئے حاضر ہے۔ کوئی کسی کی آنکھیں بند نہیں کر سکتا۔ جو حکم ہے اگر کسی کی insult ہوئی ہے تو میں اس پر معذرت خواہ ہوں لیکن کم از کم مجھ جیسے ایک کا ممبر کی اگر عزت محفوظ نہیں تو میں بھی کب تک قید کی زنجیروں میں جکڑ کر دوسروں کی عزت کرتا رہوں گا؟اللہ حافظ!

جناب سپیکر: جی،رانا صاحب!

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):جناب سپیکر! میں ایک منٹ لینا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: جی،آپ ایک منٹ ٹھہریں۔ مجھے راناصاحب سے بات کرنے دیں۔جی،راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر !راناارشد صاحب میرے بھائی ہیں اور اس ایوان کے معزز ممبر ہیں انہوں نے جو بات کی ہے اس بات سے آپ کو بھی معاملے کی تھوڑی بہت سمجھ لگ گئی ہو گی کہ اس میں ایک murder case ہے اور اس کی تفتیش کا معاملہ ہے۔اس میں رانا صاحب کی کچھ reservations ہیں میں یہ چاہتا ہوں کہ اس معاملے کو ابھی بیٹھ کر resolve کر دیا جائے تاکہ ان کی reservations کا بھی ازالہ ہو اور باقی جو نکتہ Privilege Motion میں اُٹھایا گیا ہے اس کو بھی take care کیا جائے کہ اس کو Privilege Committee کے حوالے کرنے سے تو مجھے کوئی عذر نہیں ہے لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ انہوں نے جو دو تین باتیں اپنی تقریر میں بھی کی ہیں۔ میرا خیال ہے اور مناسب بھی یہی ہے کہ ان کا فوری طور پر ازالہ کیا جائے ورنہ Privilege Motion پر رپورٹ آتے آتے اگر چھ ماہ یا تین ماہ لگیں گے تو میرے بھائی کی جو observations and reservations ہیں ان کو صحیح طور پر address نہیں کیا جا سکے گا اس لئے میں نے آپ سے کہا ہے کہ اس کو pending فرما دیں انشاء اللہ تعالیٰ یہ معاملہ resolve ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب! میرے خیال میں Monday تک اس کو pending فرما دیں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں ایک منٹ چاہوں گا۔

جناب سپیکر: جی۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر !ابھی جب مختلف کمیٹیوں کے کام کرنے کی میعاد میں اضافہ کی بات ہو رہی تھی تو جناب وزیر قانون نے بڑی اصولی بات کی کہ کیوں آپ اس کی میعاد بڑھاتے ہیں ان کمیٹیوں کو وقت پر کام کرنا چاہئے۔اب یہ جو تحریک استحقاق pending کرنے کے لئے کہہ رہے ہیں اس کا کیا اخلاقی جواز ہے۔ خود یہ وقت پر کام نہیں کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: نہیں ،اس میں اچھائیاں آ جائیں گی، کچھ اس میں بہتری آئے گی. Don't worry جی، چودھری محمد اویس اسلم مڈہانہ صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 29 ہے۔ جی،راناصاحب!اس کا کیا کرنا ہے بتائیں۔ جواب آ گیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں چاہوں گا کہ ان کے معاملے کو بھی جو جواب آیا ہے اس کی صورت میں، اس کو پہلے بیٹھ کر resolve کر لیا جائے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ اس کو بھی آپ pending فرمادیں۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جواب پڑھ دیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): نہیں، سوہنا صاحب! اگر میں نے اس کا یہاں پر جواب پڑھا تو۔۔۔

جناب سپیکر: آپ انہیں address نہ کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): اس کے متعلق کوئی بات کی تو پھر میں نہیں سمجھتا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ادھر بات نہ کریں، بس ٹھیک ہے۔ اب اس تحریک استحقاق کو سوموار تک کے لئے pending کرتے ہیں اس کے بعد انشاء اللہ اس پر فیصلہ ہو گا۔ ٹھیک ہو گا اور جو بھی ہو گا بہتر ہو گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو complication ہے اس کے پیش نظر اگلے ہفتے میں بھی آپ پہلے دو تین دن دیں تاکہ میں مڈہانہ صاحب کے ساتھ بیٹھ کر اس معاملے کو resolve کرواؤں اس کے بعد اس معاملے کو House میں take up کیا جائے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ اس کو بدھ یا جمعرات تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! میری ایک چھوٹی سی گزارش ہے۔

جناب سپیکر: جلدی جلدی فرمالیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: کل وزیر قانون صاحب نے ایک بہت ہی اچھی بات یہاں پر کی تھی میری نظر میں تو ان کا مقام بہت بڑھ گیا ہے جب انہوں نے یہ کہا کہ Flood Tax کو ہم اس House میں debate کر کے اس پر فیصلہ کریں گے۔ جناب! آج تو ٹائم ختم ہو گیا ہے میری یہ گزارش ہے کہ اس کو سوموار پر رکھ لیا جائے۔

جناب سپیکر: کون سا؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! سیلاب پر ایک ٹیکس لگانے کی تجویز ہے اس پر یہ House فیصلہ کرے کہ ہم یہ لگائیں گے یا نہیں لگائیں گے اور کس طریقے سے ہو گا؟ اس پر آج بحث ہونی تھی لیکن وقت ختم ہو گیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آج ایک تو اجلاس بھی دیر سے شروع ہوا ہے اور اس وقت time over ہو گیا ہے یہ discussion جو جناب محسن لغاری صاحب فرما رہے ہیں اس کو بھی سوموار تک ملتوی کر دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اس کو سوموار تک کے لئے مؤخر کرتے ہیں۔ آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 11۔اکتوبر2010 سہ پہر 3 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

508

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،11۔اکتوبر2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

1۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 میں ترمیم

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب میں قبل بجٹ بحث سے متعلق مجوزہ ترمیم، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے قانون و پارلیمانی امور نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، کو فی الفور زیر بحث لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مجوزہ ترمیم منظور کی جائے۔

2۔ سیلاب متاثرین کے ریلیف اور بحالی پر عام بحث جاری رہے گی اور بعد ازاں اس کا اختتام کیا جائے گا۔

510

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا بیسواں اجلاس

سوموار، 11۔اکتوبر2010

(یوم الاثنین، 2۔ذیقعد1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر3بج کر55منٹ پر زیر صدارت

جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالماجد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا
وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى
وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا
مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا
فَخُوْرَۨا ۝ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَ
يَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ
عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝

سورۃ النِّسَاء آیات36تا37

اور اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور رشتہ دار ہمسائیوں اور اجنبی ہمسائیوں اور رفقائے پہلو (یعنی پاس بیٹھنے والوں)اور مسافروں اور جو لوگ تمہارے قبضے میں ہوں سب کے ساتھ احسان کرو کہ اللہ(احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور) تکبر کرنے والے بڑائی مارنے والے کو دوست نہیں رکھتا(36) جو

خود بھی بخل کریں اور لوگوں کو بھی بخل سکھائیں اور جو (مال) اللہ نے ان کو اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے اسے چُھپا چُھپا کے رکھیں اور ہم نے ناشکروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے (37)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

رسولِ مُجتبیٰ کہیے محمد مصطفیٰ کہیے
خدا کے بعد بس وہ ہیں پھر اُس کے بعد کیا کہیے
جب اُن کا ذکر ہو دنیا سراپا گوش ہو جائے
جب اُن کا نام آئے مرحبا صل علیٰ کہیے
میری سرکار کے نقشِ قدم شمع ہدایت ہیں
یہ وہ منزل ہے جس کو مغفرت کا راستہ کہیے
محمدؐ کی نبوت دائرہ ہے نُورِ وحدت کا
اِسی کو اِبتدا کہیے اِسی کو اِنتہا کہیے
شریعت کا ہے یہ اصرار خاتم الانبیاء کہیے
محبت کا تقاضا ہے کہ محبوبِ خدا کہیے
مدینہ یاد آتا ہے تو پھر آنسو نہیں رُکتے
میری آنکھوں کو ماہر چشمہ آبِ بقا کہیے

سوالات

(محکمہ جات ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج محکمہ ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال جناب وسیم قادر صاحب کا ہے۔

جناب وسیم قادر: سوال نمبر 2312 ہے۔

لاہور میں جعلی ہاؤسنگ سکیموں کے خلاف کارروائی کی تفصیل

*2312: جناب وسیم قادر: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں بہت سی جعلی ہاؤسنگ سکیمیں شروع ہو چکی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان جعلی ہاؤسنگ سکیموں کے خلاف محکمہ آٹھ ماہ سے اخبار میں اشتہار دے رہا ہے، لیکن جعلی ہاؤسنگ سکیموں کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہوئی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سابقہ ڈی جی، ایل ڈی اے لاہور نے شہریوں کی شکایات پر لاہور میں جعلی ہاؤسنگ سکیموں کے خلاف کارروائی کا آغاز کیا اور 131 جعلی سکیموں کی فہرست ایل ڈی اے کو دی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ جعلی سکیموں کی فہرست پیش کرنے اور ان کے خلاف کارروائی کرنے پر سابقہ ڈی جی، ایل ڈی اے کا تبادلہ کر دیا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) یہ درست نہ ہے اصل صورتحال یہ ہے کہ گورنمنٹ آف پنجاب نے پہلی دفعہ پنجاب سائٹ ڈویلپمنٹ ہاؤسنگ سکیمز رولز 2005 میں پورے پنجاب کے لئے بنائے اور نافذالعمل کئے جس کے تحت محکمہ ایل ڈی اے نے اپنے کنٹرولڈ ایریا جو کہ ضلع لاہور کا صرف 30 فیصد ہے سختی سے عملدرآمد کرایا اور کوئی جعلی سکیم نہ بننے دی یہاں یہ ذکر لازم ہو گا کہ لاہور میں ایل ڈی اے نے اپنے طور پر 2008 میں سروے کیا اور اس کے تحت پورے لاہور میں

131 سکیمیں غیر منظور شدہ پائی گئیں۔محکمہ ایل ڈی اے نے ان غیر منظور شدہ سکیموں کے خلاف اخبارات میں اشتہار بھی دیئے اور عوام کو مطلع کیا گیا کہ ان غیر منظور شدہ سکیموں میں خرید وفروخت نہ کریں اور کسی بھی پرائیویٹ سکیم میں پلاٹ خریدنے سے پہلے ایل ڈی اے سے رجوع کریں۔مزید برآں ان غیر قانونی سکیموں کے خلاف قانونی کارروائی کے لئے سینئر سپیشل مجسٹریٹ ایل ڈی اے کو چالان بھیجے گئے۔یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ گورنمنٹ آف پنجاب نے مارچ2010 میں پنجاب پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیمز اینڈ لینڈ سب ڈویژن رولز2010 نافذالعمل کئے ہیں۔ جس کے تحت ایل ڈی اے اپنے controlled area میں پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیموں کا کنٹرول کرنے کا اختیار رکھتا ہے اور باقی ایریا(ضلع لاہور) کا کنٹرول ٹاؤنز کے سپرد ہے۔ محکمہ ایل ڈی اے نے اپنے زیر انتظام علاقہ میں کوئی نئی غیر قانونی سکیم نہیں بننے دی۔

(ب) جز(الف) میں تفصیل سے جواب دیا جا چکا ہے۔

(ج) ۔ایضًا۔

(د) یہ درست نہ ہے۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! جز(ب) کے آخر میں، میں نے پوچھا تھا کہ "لیکن جعلی ہاؤسنگ سکیموں کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہوئی" جس کے جواب میں یہ لکھتے ہیں کہ "ان غیر منظور شدہ سکیموں میں خرید وفروخت نہ کریں اور کسی پرائیویٹ سکیم میں پلاٹ خریدنے سے پہلے ایل ڈی اے سے رجوع کریں۔ مزید برآں ان غیر قانونی سکیموں کے خلاف قانونی کارروائی کے لئے سینئر سپیشل مجسٹریٹ ایل ڈی اے کو چالان بھیجے گئے۔"اس سوال کو دیئے ہوئے دو سال ہو گئے ہیں اور اس کا جواب آئے ہوئے بھی ایک سال نو ماہ ہو گئے ہیں۔ میں ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ اس پر کوئی کارروائی ہوئی ہے اور کیا کسی کو کوئی جرمانہ یا سزا ہوئی ہے؟لوگ لٹ گئے ہیں۔یہاں پوزیشن یہ ہے کہ کوئی دو مرلے کا گھر بنالے تو ایل ڈی اے گرانے کے لئے آ جاتا ہے لیکن یہاں پر تو ایکڑوں میں سکیمیں بنی ہیں۔ یہ اس کا مجھے جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر!ایل ڈی اے نے اپنے طور پر 2008 میں سارے ضلع لاہور کا سروے کیا تھا۔ جس طرح 131 سکیمیں جو غیر منظور شدہ پائی گئیں ان کے چالان کئے گئے ان میں سے 72 کو چالان کے نتیجے میں

جرمانہ کیا گیا اور 2لاکھ 25ہزار روپے محکمہ ایل ڈی اے کے خزانہ میں جمع کرائے گئے۔59 چالان ابھی متعلقہ عدالت میں زیر سماعت ہیں۔

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ 131 سکیموں کو غیر قانونی قرار دیا گیا ہے، کیا جن 131 سکیموں کو غیر قانونی قرار دیا گیا ہے ان سکیموں کو ختم کر دیا گیا ہے یا ابھی تک وہ ویسے کی ویسے ہی ہیں۔اس کے علاوہ اگر ان کو ختم کر دیا گیا ہے تو جن لوگوں نے ان سکیموں میں پلاٹ خریدے ہیں ان کا status کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! یہ جو 131 سکیمیں ہیں ان کا 2008 میں سروے کیا گیا تھا، ان کے خلاف جو چالان زیرِ سماعت ہیں ان میں سے 72 کا فیصلہ ہوا ہے اور 59 ابھی زیر سماعت ہیں۔ محکمہ ایل ڈی اے نے ان کے خلاف قانون کے مطابق محکمہ ریونیو کو لکھا ہے کہ ان کی منتقلی جائیداد نہ کی جائے اور بارہا دفعہ اخبارات میں بھی دیا تاکہ لوگ ان کالونیوں میں پلاٹ نہ خریدیں اور اگر خریدنے ہیں تو پہلے محکمہ ایل ڈی اے سے رابطہ کریں اور اس بارے میں پوچھ کر پھر پلاٹ خریدیں۔

جناب سپیکر: وہ یہ پوچھ رہے ہیں کہ جن آدمیوں نے پہلے ان سے پلاٹ خرید لئے ہیں ان کا کیا بنے گا اور کیا ان کی رقم کس طرح سے واپس ملے گی، کیا آپ کے پاس ایسے کیس آئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! محکمہ ایل ڈی اے سے جو سکیمیں منظور شدہ نہیں ہیں تو جن لوگوں نے پلاٹ خریدے ہیں وہ خود ذمہ دار ہیں۔ جب محکمہ ایل ڈی اے نے یہ سکیمیں منظور ہی نہیں کیں تو محکمہ اس کا ذمہ دار نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، مہر صاحب!

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہاں پر لکھا ہے کہ ایل ڈی اے کا 30 فیصد controlled area ہے اور باقی 70 فیصد ہے۔ میں اپنے بھائی سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ کیسے پتا چلے گا کہ یہ ایل ڈی اے کا controlled area ہے اور یہ دوسرا ایریا ہے؟ یہاں صورتحال یہ ہے کہ ایک ہی جگہ پر ٹاؤن کے لوگ پیسے لینے چلے جاتے ہیں اور پھر اسی جگہ پر ایل ڈی اے کے لوگ بھی چلے جاتے ہیں۔

میری گزارش ہے کہ عام بندے کو کیسے پتا چلے گا کہ یہ ایل ڈی اے کا controlled area ہے اور یہ نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! ایل ڈی اے کا controlled area لاہور میں 30 فیصد ہے اور 70 فیصد ٹاؤنز کے پاس ہے۔ ایل ڈی اے کے 30 فیصد controlled area میں 2010 میں رولز بنانے کے بعد کوئی بھی غیر قانونی کالونی نہیں بننے دی گئی اور جو علاقے ٹاؤنز میں آتے ہیں وہ define کئے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ یہ کیسے پتا چلے گا کہ ایل ڈی اے کا controlled area کون سا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! ایل ڈی اے کا دفتر موجود ہے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! controlled area کا پتا ہی نہیں چلتا۔ آپ نے ایک سکیم تو announce کر دی جیسے یہ سبزہ زار سکیم ہے اور یہ ایونیو ہے۔ ہمیں یہ تو پتا چل گیا لیکن سڑک پر جاتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ یہ ایل ڈی اے کا controlled area ہے تو یہاں میری گزارش یہ ہے کہ کیا انہوں نے کوئی نقشہ بنایا ہوا ہے جس سے عام لوگ دھوکا نہ کھائیں اور انہیں معلوم ہو کہ ہم نے ایل ڈی اے کے پاس جانا ہے یا ٹاؤن کے پاس جانا ہے؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں بورڈ لگوا دینے چاہئیں تو زیادہ بہتر ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! ایل ڈی اے کا نوٹیفکیشن ہے۔ اگر میرے بھائی ایل ڈی اے کے دفتر آئیں تو میرے ساتھ رابطہ کریں ہم ان کو بتا دیں گے کہ یہ 30 فیصد ایل ڈی اے کا controlled area ہے۔

(اذانِ عصر)

جناب سپیکر: اگلا سوال محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: سوال نمبر 2390۔

پی پی۔145-شادی پورہ تا سلامت پورہ لاہور میں سیوریج کی تفصیلات

*2390:جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ واسا لاہور نے شادی پورہ تا سلامت پورہ حلقہ پی پی۔145 لاہور میں 72انچ کا سیور کا پائپ بچھانا شروع کیا تھا؟

(ب) اگر ہاں تو یہ منصوبہ کب شروع ہوا اور کب مکمل ہونا تھا؟

(ج) اب تک اس منصوبہ پر کتنی رقم خرچ ہوئی ہے اور کتنا کام موقع پر مکمل ہوا ہے؟

(د) یہ منصوبہ کتنی لاگت کا تھا؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس منصوبہ پر کام بند کر دیا گیا ہے اور اس کے لئے جو پائپ موقع پر آئے تھے وہ یہاں سے کسی دوسری جگہ منتقل کر دیئے گئے ہیں؟

(و) اس منصوبہ پر کام بند کرنے کی وجوہات کیا ہیں اس کا ٹھیکہ کس کو الاٹ ہوا تھا؟

(ز) حکومت یہ منصوبہ کب تک مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) یہ درست نہ ہے۔البتہ واسا لاہور نے کرول گھاٹی تا محمود بوٹی 72انچ کا سیور کا کام کچھ عرصہ قبل الاٹ کیا تھا جو کہ محکمہ مواصلات و تعمیرات کی اجازت نہ ملنے کے باعث شروع نہ ہو سکا تاہم اب ایک نیا ترمیم شدہ منصوبہ برائے بچھائی سیور 72انچ از شادی پورہ تا سلامت پورہ بنایا گیا ہے جس کی منظوری حکومت پنجاب نے دے دی ہے جس پر 751.014 ملین روپے خرچ ہوں گے۔اس سکیم پر 13۔مارچ 2009 سے کام شروع ہو چکا ہے۔

(ب) الاٹ شدہ کام رنگ روڈ کی سروس روڈ میں ہونا تھا جس کی اجازت محکمہ مواصلات و تعمیرات نے نہ دی۔

(ج) اس منصوبہ پر عملدرآمد نہ ہو سکا اس لئے اس پر کوئی رقم خرچ نہیں ہوئی۔

(د) اس منصوبہ کی کل لاگت 99.250 ملین روپے تھی۔

(ہ) ہاں یہ درست ہے کہ محکمہ مواصلات و تعمیرات کی طرف سے رنگ روڈ کی سروس روڈ میں پائپ بچھانے کی اجازت نہ ملنے کے باعث منصوبہ پر کام بند کر دیا گیا تھا۔موقع پر جو پائپ

لائے گئے تھے چونکہ وہ ٹھیکیدار کے تھے اس لئے اس نے موقع سے اٹھوالئے اور اس مد میں کوئی ادائیگی نہیں کی گئی تھی۔

(و) اس منصوبہ پر کام بند کرنے کی وجہ محکمہ مواصلات و تعمیرات کی طرف سے رنگ روڈ کی سروس روڈ میں پائپ بچھانے کی اجازت نہ دینا تھا۔

(ز) حکومت پنجاب کی ہدایات کی روشنی میں اب ایک نیا ترمیم شدہ منصوبہ برائے بچھانا سیور 72 انچ از شادی پورہ تا سلامت پورہ بنایا گیا ہے۔جس میں پائپ کے بچھانے کا مختلف راستہ تجویز کیا گیا ہے۔اس سکیم کی منظوری حکومت پنجاب نے دے دی ہے۔جس پر 751.014 ملین روپے خرچ ہوں گے۔اس سکیم پر 13۔مارچ 2009 سے کام شروع ہو چکا ہے جو کہ آئندہ چھ ماہ میں مکمل ہو جائے گا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جز(الف) میں کہتے ہیں کہ اس project میں 72 انچ لائن کی پنجاب حکومت کی طرف سے منظوری نہیں ملی، اس لئے اس پر کام شروع نہیں ہو سکا۔

جناب سپیکر! کہتے ہیں کہ یہ محکمہ مواصلات و تعمیرات نے رنگ روڈ گزاری ہے اور جز(ب) میں اس کا جواب دیا گیا ہے کہ اس محکمہ نے سروس لین میں سے سیوریج کی لائن کو گزارنے کے لئے permission نہیں دی۔یہ 2005 کا project ہے۔اس وقت 11 کروڑ روپیہ ADP میں لگا، رنگ روڈ کو گزار دیا گیا، ایک کلومیٹر دور 1996 میں ڈسپوزل سٹیشن لگا جسے محمود بوٹی ڈسپوزل سٹیشن کہتے ہیں۔اس کی تین سو کیوسک پانی lift کرنے کی capacity ہے جو اس وقت 224 کیوسک پانی lift کر رہا ہے۔اس پائپ لائن نے وہاں تک پہنچنا تھا لیکن بروقت نہ لگانے کی وجہ سے اس کے لئے ایک نیا ڈسپوزل سٹیشن لگانا پڑا جس پر دس کروڑ روپیہ حکومت کا خرچ آیا۔اس کے لئے الگ سے زمین خریدنا پڑی، جس پر حکومت پنجاب کا الگ سے خرچ آیا۔اس کے لئے enforcement line لگانی پڑی اور تقریباً 30 کروڑ روپے کا نقصان صرف permission نہ دے کر کیا گیا۔اس کا کون ذمہ دار ہے اور اس کے ذمہ داران کو کیا سزا ملے گی یا یونہی دندناتے پھریں گے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! محکمہ مواصلات نے اس کی اجازت نہ دی تو پھر حکومت پنجاب نے 751.014 ملین روپے

کی لاگت سے ایک نیا منصوبہ بنایا جو کہ 13۔مارچ2009 سے شروع ہے اور اب اس علاقے کو مستفید کرنے کے لئے 60 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے جبکہ 40 فیصد کام باقی ہے۔ جونہی فنڈز مہیا ہوتے ہیں باقی کام بھی مکمل ہو جائے گا۔ جو 60 فیصد کام مکمل ہے وہ چالو حالت میں ہے جس سے علاقہ مستفید ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ 30 کروڑ روپے جو زائد خرچ ہوئے ہیں ان کے ذمہ داران کون ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! اس میں محکمہ واسا ذمہ دار نہیں ہے بلکہ محکمہ مواصلات والے ذمہ دار ہیں۔ اگر یہ ان کے خلاف کوئی درخواست دیں تو ان کے خلاف انکوائری ہو سکتی ہے۔ محکمہ واسا نے تو پوری کوشش کی ہے کہ یہ نظام چلے لیکن محکمہ مواصلات نے اجازت نہیں دی اس لئے وہی ذمہ داران ہیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں یہ درخواست منسٹر صاحب کو دوں یا کسی اور کو دوں؟

جناب سپیکر: مواصلات سے متعلقہ منسٹر نہیں ہیں؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! یہ صرف ایک negligence کی وجہ سے 30 کروڑ کا نقصان ہوا ہے۔ حکومت پنجاب نے اسے take up کیا اب جو مکمل ہو چکا ہے۔ محترم پارلیمانی سیکرٹری صاحب کہہ رہے ہیں کہ 60 فیصد مکمل ہے لیکن یہ تو 100 فیصد مکمل ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ کسی اور جگہ پر درخواست دیں یا ادھر ہاؤس میں کسی طریقے سے لے کر آئیں جس پر کوئی بحث ہو سکے لیکن اس طرح نہیں ہو گا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! 72 انچ کی پائپ لائن 100 فیصد lay ہو چکی ہے اور اس کے ساتھ برانچ لائنیں بھی میاں محمد شہباز شریف صاحب کی شفقت سے مکمل layout ہو چکی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، اس حوالے سے اگلا سوال ابھی تو دُور ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں اسی پر ضمنی سوال کر رہا ہوں۔ یہ اس سوال کے جز (ز) میں کہتے ہیں کہ 13۔مارچ2009 سے کام شروع ہو چکا ہے جو آئندہ چھ ماہ میں مکمل ہو جائے گا۔ اب یہ کام 100 فیصد مکمل ہو چکا ہے جو صرف سیوریج کا کام ہوا ہے لیکن جو roads کاٹے گئے ہیں انہیں restore نہیں کیا گیا۔ میرے بھائی سے میرا سوال ہے کہ یہ roads کب تک restore کئے جائیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! میں نے یہی تو بتایا ہے کہ 40 فیصد کام جو بقایا رہتا ہے اسی عرصے میں یہ roads بھی clear ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: لیکن پیسے ملنے پر ہو گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جی، جناب!

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! چھ ماہ تو سیوریج کی completion کا ٹائم ہے۔ انہوں نے جواب میں لکھا ہے کہ اس سکیم پر 13۔مارچ 2009 سے کام شروع ہو چکا ہے جو آئندہ چھ ماہ میں مکمل ہو جائے گا۔ چھ ماہ کا ٹائم سکیم کے مکمل ہونے کا تھا جو مکمل ہو چکی ہے۔ اب چھ ماہ تو مزید گزر چکے ہیں لیکن road کی restoration کا کام شروع نہیں ہوا۔ میرے بھائی یہ بتا دیں کہ وہ road کی restoration کا کام کب سے شروع کریں گے، اس کی وہ کوئی تاریخ بتا دیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! سیلاب آنے سے اور فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے کام رُکا ہوا ہے اور جونہی فنڈز release ہوتے ہیں تو یہ کام شروع ہو جائے گا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! جن انجینئرز نے یہ سکیم design کی ہے اگر انہوں نے road کاٹا ہے تو road کے پیسے اس سکیم میں شامل ہونے چاہئیں تھے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! یہ پہلے نہیں ہوتے۔ اس سکیم میں مختص 751.014 ملین روپوں میں roads کی rehabilitation شامل ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! یہ کب تک اس road کی restoration کا کام شروع کروا دیں گے؟

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ پیسے release ہوتے ہیں تو کام شروع کروا دیتے ہیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ محترم پارلیمانی سیکرٹری صاحب صرف یہ بتا دیں کہ کام تین، چار یا چھ ماہ تک مکمل ہو جائے گا، کوئی تاریخ تو بتا دیں؟

جناب سپیکر: یہ آپ کو بھی پتا ہے کہ کس وجہ سے رُکے ہوئے ہیں؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب مجھے یہ بتادیں کہ جولائی2011 میں شروع ہو جائے گا تو ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: بہر حال وہ کہہ رہے ہیں کہ جلدی کروائیں گے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔سوال نمبر پکاریں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: سوال نمبر2462۔جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور-ایل ڈی اے ایونیو۔I تفصیلات

*2462: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے ایونیو۔I میں ڈسٹرکٹ ناظم لاہور نے اپنے انسٹیٹیوٹ کے لئے400 کنال جگہ الاٹ کروائی ہوئی ہے؟

(ب) ایل ڈی اے ایونیو سکیم کب شروع ہوئی اور یہ کہاں پر واقع ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے ایونیو میں فوجی افسران کو بھی پلاٹ دیئے گئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) ریکارڈ کے مطابق ڈسٹرکٹ ناظم لاہور کو ایل ڈی اے ایونیو۔1 میں کوئی زمین الاٹ نہیں کی گئی۔

(ب) ایل ڈی اے ایونیو۔1 ہاؤسنگ سکیم2002 میں شروع کی گئی تھی اور یہ رائیونڈ روڈ ٹھوکر نیاز بیگ سے6 کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔

(ج) ایل ڈی اے ایونیو۔1 ہاؤسنگ سکیم چونکہ خالصتاً سرکاری و نیم سرکاری ملازمین کے لئے بنائی گئی ہے اس لئے تمام ایسے محکمہ جات کے درخواست گزاران جن میں افواج پاکستان بھی شامل ہیں کو قرعہ اندازی کے ذریعے پلاٹ الاٹ کئے گئے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے پوچھا تھا کہ سکیم کب شروع کی گئی تھی، جواب دیا گیا کہ 2002 میں شروع کی گئی تھی۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا ڈویلپمنٹ کا کام مکمل ہو چکا ہے، نہیں تو کتنے فیصد مکمل ہو گیا ہے؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال بھی اسی میں add کر دیں تو مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: ابھی ان کے سوال کا جواب آنے دیں اس کے بعد آپ کیجئے گا۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! یہ سکیم 2002 میں شروع کی گئی ہے۔ کچھ blocks میں 2484 مالک ایسے ہیں جنہوں نے عدالتوں سے stay لیا ہوا ہے اور مقدمات زیر سماعت ہیں، ان blocks میں کام مکمل نہیں ہوا، باقیوں میں 90 فیصد کام مکمل ہو گیا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہ جواب غلط ہے۔ وہاں پر ڈویلپمنٹ کا کوئی کام نہیں ہوا جو میں ثابت کر سکتی ہوں۔ وہاں پر 40 فیصد بھی کام مکمل نہیں ہوا۔ جن غریبوں اور بیواؤں کو پلاٹ دیئے گئے تھے ان کو ابھی تک قبضے نہیں ملے بلکہ باہر کے لوگوں نے قبضے کر لئے ہوئے ہیں۔ وہاں پر تو ابھی تک boundary ہی نہیں بنی۔ میں ان سے اگلا سوال پوچھوں گی کہ 2004 میں جو تخمینہ لاگت تھا وہ کتنا تھا اور اب اس کی ڈویلپمنٹ پر کتنی لاگت آئے گی؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! بتائیں کہ پرانی لاگت کیا تھی اور اب کتنی لاگت آئے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! یہ سکیم 2002 میں شروع کی گئی تھی جس میں 11862 پلاٹس ہیں جن میں ایک کنال کے پلاٹوں کی تعداد 5596، دس مرلہ کے پلاٹوں کی تعداد 6266 اور اسی طرح الاٹ شدہ پلاٹوں کی کل تعداد 10983 تھی۔ الاٹی نے ایک کنال کے پلاٹ کی رقم نقد کی صورت میں 4 لاکھ 96 ہزار روپے اور اقساط میں 5 لاکھ 40 ہزار روپے دینے تھے اور اس سے ڈویلپمنٹ پر کام ہونا تھا۔ ان blocks میں تقریباً 90 فیصد کام مکمل ہو گیا ہے لیکن کچھ blocks میں 2484 پلاٹ ایسے ہیں جو اعلیٰ عدالتوں میں زیر سماعت ہیں اسی لئے وہاں پر کام مکمل نہیں ہو سکا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!وہاں پر ڈویلپمنٹ کا90فیصد کام مکمل نہیں ہوا۔ مجھے یہ بتادیں کہ کیا کیا کام مکمل ہو گیا ہے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب!وہ کہہ رہی ہیں کہ وہاں پر ڈویلپمنٹ کا کام 40 فیصد بھی مکمل نہیں ہوا،اس کا جواب کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر!میں اپنی بہن سے request کروں گا کہ وہ میرے ساتھ میری گاڑی پر چلیں تو میں ان کو check کروا دیتا ہوں کہ کام مکمل ہے یا نہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!یہ اس معاملے کو serious لیں۔ میں ان سے یہ کہنا چاہ رہی ہوں کہ جن بے چارے غریب اور بیواؤں کو پلاٹ الاٹ ہوئے تھے ان کو قبضہ تک ہی نہیں ملا بلکہ دوسرے لوگوں نے قبضہ کر لیا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ!تھوڑی سی تکلیف آپ بھی کریں کہ جن جن لوگوں کو پلاٹ نہیں ملے ان کے حوالے سے آپ کے پاس بھی کم از کم information ہونی چاہئے۔ آپ یہاں پر particular نام بتائیں تاکہ میں پھر ان سے پوچھوں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!میں یہاں پر چار سے چھ نام لے دیتی ہوں لیکن یہ اس مسئلے کا حل نہیں ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب وہاں جا کر انکوائری کریں اور دیکھیں کہ 90 فیصد کام کس base پر کہہ رہے ہیں جبکہ میں ثابت کر سکتی ہوں کہ وہاں پر 40 فیصد تو کیا30 فیصد کام بھی مکمل نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب!آپ خود اپنے طور پر جا کر check کریں۔ اگر محکمے نے جواب غلط دیا ہے تو پھر اس کی ذمہ داری آپ پر آئے گی۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!آج سال2010 ہے تو ان چھ سالوں میں وہاں پر کچھ بھی نہیں ہوا۔ جو پیسا اس کے لئے رکھا گیا تھا وہ کہاں جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: ناگرا صاحب!آپ اس حوالے سے خود جا کر تکلیف کریں اور پھر ہاؤس میں آ کر بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر!میں خود جا کر check کروں گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

MR. SPEAKER: Supplementary from this side.

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔جناب سپیکر! جز(ج) میں انہوں نے کہا ہے کہ پلاٹ فوجیوں کو بھی الاٹ کئے گئے ہیں۔ بتایا جائے کہ جو پلاٹس فوجیوں کو دیئے گئے ہیں وہ کتنے تھے، کتنے رقبے پر تھے اور کس criterion پر دیئے گئے ہیں نیز میرا اس حوالے سے ایک ضمنی سوال یہ بھی ہے کہ اس محکمہ ہاؤسنگ کا وزیر کون ہے؟

جناب سپیکر: کیا کہہ رہی ہیں؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ بھی بتادیں کہ محکمہ ہاؤسنگ، شہری ترقی کا وزیر کون ہے، مجھے دراصل پتا نہیں ہے اس لئے یہ بھی بتادیا جائے کہ اس کا وزیر کون ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! یہ جو کالونی بنائی گئی تھی اس میں تمام محکمہ جات کے ایک سے 22 گریڈ کے افسران درخواست دے سکتے تھے۔ فوجی افسران کو 1280 پلاٹ قرعہ اندازی کے تحت الاٹ کئے گئے ہیں اور باقی دیگر افسران کو الاٹ کئے گئے ہیں۔ 11 فیصد فوجی افسران کو اور 89 فیصد دوسرے افسران کو قرعہ اندازی کے ذریعے الاٹ کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ افواج پاکستان کے بارے میں پوچھ رہی ہیں کہ ان کو کتنے فیصد پلاٹ اس میں سے دیئے گئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! قرعہ اندازی میں افواج پاکستان سے جن ملازمین نے درخواست دی تھی ان میں سے 1280 پلاٹ ان کو الاٹ ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: کیا ان پلاٹوں میں سب شامل ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! ان 1280 میں سب شامل ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ بھی بتایا جائے کہ اس محکمے کا وزیر کون ہے؟

جناب سپیکر: اگر کوئی ہوتا تو اس کا notification آپ کے پاس بھی آتا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!اڑھائی سال تک انہوں نے ابھی تک اس محکمے کا وزیر ہی نہیں بنایا۔

جناب سپیکر: آپ کو تو بنائیں گے نہیں باقی اور کوئی جو مرضی بن جائے۔

رانا محمد افضل خان: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا محمد افضل خان: انہوں نے جواب میں فرمایا ہے کہ تقریباً25 فیصد پلاٹوں پر stayاور مقدمات ہیں تو کیا یہ stay wrong allotment یا زمین کی غلط خریداری کی وجہ سے ہیں،اس میں کس کی ذمہ داری ہے کہ اتنے لوگ agitate ہوئے کہ 25 فیصد پلاٹوں پر وہ مقدمات لڑ رہے ہیں اور انہیں پلاٹ نہیں مل رہے تو اس میں ایل ڈی اے کا کیا role ہے، زمین خریدنے میں گھپلا ہوا یا زمین کی الاٹمنٹ میں گھپلا ہوا؟ What is the problem?

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر!2487 پلاٹوں کے مالکان کے مقدمات عدالتوں میں زیر سماعت ہیں اور یہ کام عدالتوں کی وجہ سے ادھورا پڑا ہے۔ قرعہ اندازی کے ذریعے انہیں پلاٹ دیئے گئے لیکن اس کے باوجود انہوں نے غلط طریقے سے عدالتوں میں کوئی case کئے ہوئے ہیں اور اس پر ہماری ذمہ داری نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! سوال نمبر 2483 ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور پی پی۔145 میں واسا کے ٹیوب ویلز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2483: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پی پی۔145 لاہور میں واسا کے کتنے ٹیوب ویلز واٹر سپلائی کے لئے کہاں کہاں لگے ہوئے ہیں؟

(ب) ان ٹیوب ویلز میں سے کتنے کب سے خراب ہیں؟

(ج) کیا یہ ٹیوب ویلز اس حلقہ کی آبادی کے مطابق پانی فراہم کر رہے ہیں؟

(د) اگر اس حلقہ کی آبادی میں مزید واٹر سپلائی کے ٹیوب ویلز لگانے کی ضرورت ہے تو حکومت کب تک مزید ٹیوب ویلز اس حلقہ میں لگانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) پی پی۔145 لاہور میں واسا کے 16 عدد ٹیوب ویلز مندرجہ ذیل جگہوں پر لگے ہوئے ہیں:-

(1)	گوالہ کالونی	(2)	افتخار پارک ہربنس پورہ
(3)	فتح گڑھ تکیہ	(4)	فتح گڑھ ڈسپنسری
(5)	گلشن پارک	(6)	فیصل چلڈرن پارک
(7)	سلامت پورہ تکیہ	(8)	کریم نگر راج باہ روڈ
(9)	سلامت پورہ نمبر5 راج باہ روڈ	(10)	شاہ دین پارک
(11)	دھوبی گھاٹ جی ٹی روڈ	(12)	باباگاڈھی شاہ
(13)	سراج پورہ	(14)	روڈ پیر دربار
د(15)	مومن پورہ	(16)	نادیہ گھی ملز

(ب) سارے ٹیوب ویلز چالو حالت میں ہیں اور کوئی ٹیوب ویل خراب نہیں ہے۔

(ج) یہ ٹیوب ویلز اس حلقہ کی آبادی کے مطابق پانی فراہم کر رہے ہیں لیکن کچھ علاقوں میں جن میں گلشن پارک، مسکین پورہ، لال پل اور فتح گڑھ شامل ہیں گرمیوں میں پانی کی کمی ہو جاتی ہے۔

(د) اس حلقے کی آبادی میں مزید واٹر سپلائی کے ٹیوب ویلز لگانے کی ضرورت ہے اور حکومت پنجاب نے سال ہی میں دو نئے ٹیوب ویلز مسکین پورہ اور فتح گڑھ میں لگا دیئے ہیں جو اس وقت چالو حالت میں ہیں۔ان ٹیوب ویلوں کے چلنے کے بعد گلشن پارک، مسکین پورہ، لال پل اور فتح گڑھ کے علاقوں سے پانی کی کمی کی شکایت دور ہو گئی ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! جز(الف) کے جواب میں کہتے ہیں کہ 16 ٹیوب ویلز لگے ہوئے ہیں اور جز(ب) میں کہتے ہیں کہ تمام چالو حالت میں ہیں لیکن ٹیوب ویل نمبر3 فتح گڑھ تکیہ، ٹیوب ویل

نمبر5 گلشن پارک اور ٹیوب ویل نمبر16 نادیہ گھی ملز تینوں ہی بند ہیں تو یہ جواب غلط دیا گیا ہے اور یہ House کو misguide کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! وہ کہتے ہیں کہ تین بند ہیں اور انہوں نے ان کے نام بھی لئے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! تینوں کی انکوائری کروالیتے ہیں اور اگر بند ہوئے تو ان کے خلاف کارروائی ہو گی۔

جناب سپیکر: اگر انکوائری میں ثابت ہوا کہ تینوں نہیں چل رہے تو آپ پھر محکمہ کو کیا penalty ڈالیں گے یعنی غلط جواب دینے پر کس کو penalty ڈالیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! یہ جواب تو چھ ماہ پہلے کا آیا ہوا ہے اور اگر آج یہ ٹیوب ویلز بند ہیں تو پھر فوراً انہیں چالو کروایا جائے گا کیونکہ خراب ہوتے رہتے ہیں اور پھر انہیں چالو کر دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جس دن آپ کے سوال کا جواب آیا ہے تو کیا یہ اس دن خراب تھے یا صحیح تھے؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو update ہو کر House میں آنا چاہئے۔ اگر یہ تیار ہو آتے تو ٹھیک تھا کیونکہ یہ دو سال پہلے کا جواب آیا ہوا ہے مگر یہ دو سال پیچھے ہیں۔

جناب سپیکر: ان کی جگہ پر آپ بھی ہوتے تو آپ نے بھی اسی طرح کہنا تھا جو انہوں نے کہا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس علاقے کے زیادہ تر area میں واٹر سپلائی میں سیوریج واٹر mix ہو کر آ رہا ہے۔

جناب سپیکر: یہ بات میرا خیال ہے کہ دل کو ہلا دینے والی ہے کیونکہ سیوریج اور واٹر سپلائی کے mixture کا بہت زیادہ نقصان ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! ایسی کوئی بات نہیں ہے اور اگر کہیں پانی mix ہو کر آتا ہے تو شکایت آنے پر فوری طور پر محکمہ اس لائن کو تبدیل کر دیتا ہے۔ اگر میرے بھائی کوئی نشاندہی کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ فوراً محکمہ واسا تبدیل کر دے گا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!ایم ڈی واسا ابھی گیلری میں بیٹھے ہیں اور میں تقریباً ایک سو درخواستیں دکھا سکتا ہوں جو میں ان کے علم میں متعدد بار لایا ہوں۔ فتح گڑھ کے علاقہ میں 80 فیصد لوگ سیوریج والا پانی پی رہے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں۔ یہ ابھی اس پر انکوائری کروائیں کہ اگر وہاں سیوریج والا پانی نہیں آتا تو میں اس floor سے resign کر دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! میں اس واقعے کی انکوائری کرواتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ اس واقعہ کی مکمل طور پر انکوائری کروائیں اور پھر اس کی رپورٹ اس ایوان میں آپ کو پیش کرنی ہو گی۔ اگر آپ کے محکمہ کا اس طرح کا کوئی غلط انتظام ہے تو یہ انتہائی شرمناک بات ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! بالکل ٹھیک ہے۔ انکوائری کروا کر انشاء اللہ اگلے سیشن میں اس کی رپورٹ پیش کی جائے گی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3473 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ایل ڈی اے پلازہ لاہور، آگ لگنے کی وجوہات

*3473: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے پلازہ لاہور میں لگنے والی آگ میں جلنے والی فائلز پی ایم سی، جنرل سیکشن (ایس / جی) اور بجٹ کے متعلق تھیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ آگ لگنے کے دوران سکیورٹی کیمرے خراب تھے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ آگ جان بوجھ کر کرپشن کے کیس چھپانے کے لئے لگائی گئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) درست نہ ہے۔دراصل ایل ڈی اے پلازہ کے آٹھویں فلور پر واقع نجی ٹی وی کے چینل کے دفتر میں آگ لگی تھی جس پر قابو پالیا گیا،ایل ڈی اے اور نہ ہی کسی دوسرے سرکاری دفتر واقع ایل ڈی اے پلازہ میں آگ لگی اس وجہ سے کسی قسم کے قیمتی سامان کے ضائع ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(ب) درست نہ ہے تفصیل ضمن(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) درست نہ ہے تفصیل ضمن(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!چونکہ میرے پچھلے سوال کا بھی کوئی تسلی بخش اور مکمل جواب مجھے نہیں دیا گیا تو میں احتجاجاً اس پر ضمنی سوال نہیں کروں گی۔

جناب سپیکر: چلیں جی، ٹھیک ہے آپ کی مرضی۔اگلا سوال وسیم قادر صاحب کا ہے۔

جناب وسیم قادر: شکریہ۔جناب سپیکر!میرے سوال کا نمبر 3790 ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پی پی۔144 لاہور نیو کرول مسلم آباد پارک کی نالیوں اور پارکس کی تفصیلات

*3790: جناب وسیم قادر: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی پی۔144 لاہور یو سی 37 میں نیو کرول مسلم آباد پارک میں نالیوں کا گندا پانی کھڑا رہتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہارٹیکلچر والوں نے پارک میں گھاس و پودے ختم کر دیئے ہیں؟

(ج) 2009-10 میں پارک کی خوبصورتی کے لئے کتنی رقم رکھی گئی ہے اور مذکورہ پارک میں کب تک گھاس و پودے لگا دیئے جائیں گے؟

(د) اس پارک کی دیکھ بھال کے لئے کتنے مالی و دیگر عملہ تعینات ہے ان کے نام اور کام کی تفصیل فراہم کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) یہ درست نہ ہے حال ہی میں واسا ایل ڈی اے نے بڑے سیوریج پائپ بچھا کر نکاسی آب کا بہترین بندوبست کر دیا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے نالیوں کا گندا پانی واسا کی غفلت کی وجہ سے پارک کو خراب کرنے کا باعث بنا۔ PHA نے تین لاکھ روپے لگا کر اسے دوبارہ قابل استعمال بنانے کے لئے مٹی ڈلوائی تاکہ پودے لگا کر اس کا اصل حسن بحال کر دیا جائے جس کے لئے estimate کو process کیا جا رہا ہے۔ تاہم اہل محلہ کا خیال ہے کہ پارک میں مزید مٹی ڈال کر اونچا کیا جائے لیکن اس سے برساتی پانی ارد گرد کے گھروں کے لئے نقصان کا باعث ہو گا۔مزید فنڈز مہیا ہوتے ہی مکمل کر دیا جائے گا۔

(ج) سال 10-2009 میں پارک کی خوبصورتی کے لئے تقریباً آٹھ لاکھ روپے مزید کا تخمینہ ہے۔ فنڈز مہیا ہوتے ہی ترقیاتی کام مکمل کر دیا جائے گا۔

(د) اس پارک کی دیکھ بھال کے لئے تین آدمی عمران میٹ، محمد عاشق اور اللہ دتہ مالی تعینات ہے۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میں آج صبح اس پارک سے ہو کر آیا ہوں جس کی پوزیشن یہ ہے کہ 09-2008 میں پی ایچ اے کے ساتھ مل کر میں نے اس کے لئے 16 لاکھ روپے مختص کروائے۔ اس کے بعد خدا جانے یہ رقم تین لاکھ تک چلی گئی اور جس کا ذکر بھی ہے کہ اس میں مٹی ڈال دی گئی مگر اسے آج بھی دیکھیں تو اس میں کم از کم چھ سے سات فٹ مٹی اور ڈالنی چاہئے۔ مختلف جوابات میں یہ بتاتے ہیں کہ وہاں پر پانی کھڑا نہیں ہوتا لیکن صورتحال یہ ہے کہ بارشوں میں اس قدر پانی کھڑا تھا کہ مچھلی تو وہاں پر خیر نہیں ملتی لیکن مچھر اور مینڈک بہت زیادہ ہیں جو کہ پورے علاقے کو تنگ کرتے ہیں اور وہاں پر چار ملازم ہیں جن میں سے مجھے دو صبح ملے ہیں جنہوں نے بتایا کہ وہ یہاں پر چار لوگ ملازم ہیں، پودے نام کی وہاں پر کوئی چیز نہیں ہے جبکہ سیوریج کا نظام بالکل ٹھیک نہیں ہے اور لوگ بارہا دفعہ احتجاج کر چکے ہیں اور محکمہ کی طرف سے ہمیشہ جواب غلط دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! نیو کرول پارک مسلم آباد 18 کنال رقبہ پر مشتمل ہے جو کہ سطح زمین سے تقریباً پانچ فٹ گہرا ہے جس کے ارد گرد گنجان آبادی ہے جہاں سیوریج سسٹم بھی موجود تھا۔۔۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ سوال پہلے بھی ایک دفعہ آیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! یہ سوال پہلے بھی آیا ہے۔ باقی حصے میں اوپن ڈرین سسٹم تھا۔ پارک کے ساتھ ساتھ ایک نالہ میں قریبی نالیوں کا پانی آتا تھا جب پانی زیادہ ہو جاتا تو overflow ہو کر پارک میں آ جاتا تھا۔ واسا نے مارچ 2009 تا مئی 2009 پنجاب حکومت کے حکم پر چار لاکھ روپے کی لاگت سے اس پارک کے ارد گرد 12 انچ قطر کا 300 فٹ لمبا سیور پائپ ڈال کر نالہ کو ختم کر دیا۔ یہ واسا سیور سکیم 24 لاکھ 96 ہزار روپے کی لاگت سے مکمل ہوئی اور اس طرح اس پارک میں گٹروں کا پانی ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا ہے البتہ نشیبی ہونے کی وجہ سے بارش کا پانی اس پارک میں کھڑا ہو جاتا ہے۔ اہل علاقہ کا مطالبہ ہے کہ اس پارک میں بھل ڈال کر اسے سطح زمین تک اونچا کر دیا جائے تاکہ اس میں بارشوں کا پانی نہ رُک سکے اور پودے و گھاس وغیرہ ضائع نہ ہوں۔ اگر بھل ڈال کر پارک سطح زمین کے برابر کر دیا جائے تو برساتی پانی قریبی گٹروں میں داخل ہونے کا خدشہ ہے اس لئے پی ایچ اے اس پارک کی سطح کو دو یا تین فٹ اوپر لانا زیادہ مناسب خیال کرتی ہے۔ تقریباً 15 ماہ قبل اس میں بھل ڈالنے کا تخمینہ لگایا گیا تھا جس کی لاگت 8 سے 10 لاکھ روپے تھی۔ اگر دو سے اڑھائی فٹ تک بھل ڈال دی جائے تو موجودہ تخمینہ تقریباً 14 سے 15 لاکھ روپے بنتا ہے۔ اس پارک میں بھل ڈالنے میں درج ذیل دو مشکلات بھی ہیں۔

پہلی وجہ اس پارک کا محل وقوع ہے کہ اس پارک کا راستہ اتنا تنگ ہے کہ اس میں سے ڈمپر وغیرہ کا گزرنا ممکن نہیں ہے۔ بھل ڈالنے کے لئے پہلے بھل کو کہیں باہر ڈالنا پڑے گا۔۔۔

جناب سپیکر: ناگرا صاحب! میرا خیال ہے کہ اتنا بڑا تو ان کا سوال بھی نہیں ہو گا جتنا لمبا آپ جواب دے رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! میں اس سوال کی مکمل تفصیل دے رہا ہوں کیونکہ یہ سوال پہلے بھی آیا ہے اس لئے تفصیل کے ساتھ جواب دینا ضروری ہے اور دوسری دفعہ یہ سوال ہوا ہے۔ میں انہیں مطمئن کرنا چاہتا ہوں۔ پھر چھوٹی ٹرالیوں سے پارک میں مٹی لانا پڑے گی اور اس صورت میں دوسری طرف کی ہر طرح کی ٹریفک کو بند کرنا پڑے گا اور اخراجات بھی زیادہ ہوں گے۔

جناب سپیکر! دوسری مشکل مالی نوعیت کی ہے کہ پی ایچ اے اس وقت مالی بحران کا شکار ہے اور اس کی آمدنی کے بڑے ذرائع جن میں تشہیری بل بورڈ، پارک، داخلہ و پارکنگ فیس وغیرہ مکمل طور پر ختم ہو چکی ہیں۔ پی ایچ اے روزمرہ کے اخراجات بمشکل پورے کر رہی ہے اور اگر اس پارک میں مٹی

ڈال کر اسے اونچا کرنا مقصود ہے تو متعلقہ ایم پی اے صاحب اپنے ترقیاتی فنڈز میں سے مطلوبہ رقم اس پارک کے لئے مختص کر دیں۔ دوسری صورت میں اہل علاقہ کو اس وقت تک انتظار کرنا ہو گا جب تک پی ایچ اے کے پاس فنڈز نہیں آ جاتے۔

پارکوں میں بارش کے پانی کے اکٹھا ہونے کے سلسلے میں ایک بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ لاہور شہر کی آبادی تقریباً ایک کروڑ نفوس پر مشتمل ہے اور زیادہ تر رقبہ سڑکوں، فٹ پاتھوں اور پختہ گھروں و گلیوں پر مشتمل ہے۔ بارش کا سارا پانی نالیوں اور سیور کے پائپوں کے ذریعے دریائے راوی میں پھینک دیا جاتا ہے نتیجتاً ہمارا water level روز بروز نیچے جا رہا ہے اور ملک کا اس وقت سب سے بڑا مسئلہ پانی پینے اور پودوں و فصلوں کو سیراب کرنے کا ہے۔(شور وغل)

جناب سپیکر: بات کہاں ختم ہوتی ہے، اب سنیں، آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔۔ یہ معاملہ اس وقت ٹھیک ہو گا جب آپ اپنے فنڈ میں سے ان کو پیسے دیں گے۔ اس سے پہلے یہ معاملہ ٹھیک ہوتا مجھے نظر نہیں آتا۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! اگر ڈیپارٹمنٹ مجھے آج سے دو سال پہلے کہہ دیتا، جہاں پر میاں صاحبان نے اتنی مہربانی کی کہ 46 کروڑ روپے کی لاگت میرے علاقے میں۔۔۔

جناب سپیکر: تو تھوڑی سی تکلیف آپ بھی کر لیں۔۔۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! یہ عرصہ دو سال سے بارہا کہہ رہے ہیں کہ تعمیر ہو جائے گا لیکن یہ پانچ فٹ مٹی نہیں ڈلوا سکے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ اگلا سوال ڈاکٹر محمد اشرف چوہان کا ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! On his behalf (معزز ممبر نے ڈاکٹر محمد اشرف چوہان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، سوال کا نمبر پکاریں۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! یہ سوال نمبر 4596 ہے۔

جناب سپیکر: کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

رانا تنویر احمد ناصر: جی، ہاں! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

گوجرانوالہ شہر-واٹر سپلائی کے لئے ٹیوب ویلز لگانے کی تفصیلات

*4596:ڈاکٹر محمد اشرف چوہان :کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) گوجرانوالہ شہر میں واٹر سپلائی کے لئے کتنے ٹیوب ویل کس کس جگہ لگائے گئے ہیں؟

(ب) کتنے ٹیوب ویل چالو حالت میں اور کتنے خراب ہیں؟

(ج) ان ٹیوب ویلوں سے روزانہ کتنے گیلن پانی اس شہر کو فراہم کیا جاتا ہے؟

(د) اس شہر کی آبادی کے لئے روزانہ کتنے گیلن پانی کی ضرورت ہے؟

(ہ) کتنے گیلن کم پانی فراہم کیا جارہا ہے؟

(و) کیا حکومت اس شہر میں مزید ٹیوب ویل برائے واٹر سپلائی لگانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) گوجرانوالہ شہر میں 45 عدد ٹیوب ویل نصب ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(ب) تمام ٹیوب ویل چالو حالت میں ہیں-

(ج) گوجرانوالہ شہر میں نصب شدہ 45 ٹیوب ویلوں سے 29 ملین گیلن روزانہ پانی فراہم کیا جاتا ہے-

(د) گوجرانوالہ شہر میں روزانہ 105 ملین گیلن پانی کی ضرورت ہے-

(ہ) گوجرانوالہ شہر میں روزانہ 76 ملین گیلن کم پانی فراہم کیا جارہا ہے-

(و) حکومت اس شہر میں مزید ٹیوب ویل لگانے کا ارادہ رکھتی ہے-اس ضمن میں سال 08-2007 اور 09-2008 میں 21 عدد نئے ٹیوب ویل 2 منصوبہ جات کے تحت لگائے جا رہے ہیں جن کی تخمینہ لاگت 194 ملین روپے ہے جو جون 2010 تک مکمل ہو جائیں گے- اس کے علاوہ متعدد واٹر سپلائی سکیمیں زیر غور ہیں-

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال جز(و) کے بارے میں ہے کہ جو 21 نئے ٹیوب ویل لگائے جارہے تھے وہ کتنے ملین گیلن پانی فراہم کریں گے اور جو پراجیکٹ جون 2010 تک مکمل ہونے تھے کیا وہ پراجیکٹ مکمل ہو چکے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! گوجرانوالہ شہر میں جو 21 عدد نئے ٹیوب ویل لگائے گئے ہیں ان سے مزید اٹھارہ ملین گیلن پانی کا اضافہ ہو گیا ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! جو پراجیکٹس جون 2010 تک مکمل ہونے تھے کیا وہ مکمل ہو گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! 2010-06-30 تک جو پراجیکٹس مکمل ہونے تھے 21 کے 21 ہی لگ چکے ہیں، 13 چالو حالت میں ہیں اور 8 ابھی چالو نہیں ہوئے ہیں جونہی بقیہ فنڈز آتے ہیں وہ چالو کر دیئے جائیں گے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، میاں نصیر احمد!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! جز (د) میں پوچھا گیا تھا کہ شہر کی آبادی کے لئے روزانہ کتنے گیلن پانی کی ضرورت ہے، جواب میں بتایا گیا کہ روزانہ 105 ملین گیلن پانی کی ضرورت ہے۔ اس ضرورت کا آپ نے کیسے اور کس بنیاد پر اندازہ لگایا ہے، کیا اس میں residential اور کمرشل دونوں شامل ہیں، اگر دونوں شامل ہیں تو اس کی assessment آپ نے کس بنیاد پر کی؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! گوجرانوالہ شہر میں 105 ملین گیلن پانی کی ضرورت ہے۔ اب تک 58 ملین گیلن پانی گوجرانوالہ شہر کو ٹیوب ویلز کے ذریعے فراہم ہو رہا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ گوجرانوالہ شہر sweet water zone میں آتا ہے اور اس شہر میں پینے کے پانی کا اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے۔ جن علاقوں میں پانی کی ضرورت ہے وہاں ٹیوب ویل لگائے گئے ہیں، جہاں ٹیوب ویل لگانے کی ضرورت نہیں ہے، وہاں sweet water zone ہے، وہاں پانی میٹھا ہے، وہ لوگ خود استعمال کرتے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا سوال ہے کہ گوجرانوالہ کو 105 ملین گیلن پانی کی ضرورت ہے تو یہ assessment انہوں نے کیسے کی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):
جناب سپیکر! گوجرانوالہ شہر کی آبادی کے حساب سے assessment کی ہے۔

جناب سپیکر: گوجرانوالہ شہر کی آبادی کے حساب سے انہوں نے حساب کتاب کیا ہے۔اب جانے دیں، مہربانی کریں۔اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ کا ہے۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! On his behalf (معزز ممبر نے چودھری محمد اسد اللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، مہر صاحب! سوال کا نمبر پکاریں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! یہ سوال نمبر 4748 ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے؟

ایل ڈی اے سے منظور شدہ سکیموں کی تعداد اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*4748: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے 2005 میں پہلی دفعہ پورے ضلع لاہور میں پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیموں کو پاس کرنے کا اختیار قانونی طور پر ایل ڈی اے کو دے دیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایل ڈی اے نے لاہور میں کچھ پرائیویٹ سکیمیں پاس / منظور کی ہیں اگر ہاں تو 2002 سے اب تک کتنی سکیمیں منظور / پاس کی ہیں ان کے نام اور منظور کروانے والے ادارے / اشخاص کے نام کیا ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بعض پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیموں میں بغیر منظوری / پاس کے پلاٹ فروخت کر دیئے گئے اور کچھ میں ابھی بھی پلاٹ فروخت کئے جا رہے ہیں اگر ہاں تو ایل ڈی اے ان کے خلاف کیا اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتا ہے اور کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) یہ درست ہے کہ 2005 میں ضلع لاہور میں پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیموں کو پاس کرنے کا اختیار قانونی طور پر ایل ڈی اے کو دیا گیا ہے۔

(ب) ایل ڈی اے نے اب تک 213 سکیمیں منظور کی ہیں۔لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ایل ڈی اے میں سی ایم پی سیل پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیموں کے نقشہ جات جانچ پڑتال کرنے کے بعد حتمی منظوری کے لئے ڈائریکٹر جنرل ایل ڈی اے کے پاس بھیجتا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ کچھ پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیمیں منظوری کے بغیر پلاٹ فروخت کر رہی ہیں / کر دیئے ہیں۔ان کے خلاف چالان کر کے ایل ڈی اے کے مجسٹریٹ صاحبان کو بھیجے جاتے ہیں جو ان کے خلاف قانونی کارروائی کرتے ہیں۔مزید برآں ایل ڈی اے نے عوام الناس کی اطلاع کے لئے بارہا ان غیر قانونی سکیموں کے بارے میں اشتہارات اخبارات میں بھی دیئے ہیں۔(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ج) میں کہا گیا ہے کہ جو غیر قانونی ہاؤسنگ سکیمیں تھیں ان کے خلاف کارروائی کی گئی۔ میری گزارش ہے کہ اس کا latest status کیا ہے کیونکہ انہوں نے 2008 میں اشتہار دیا تھا اب دو سال ہو گئے ہیں وہ کس stage پر ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! 2008 میں ضلع لاہور کا سروے کیا گیا تھا۔ میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ جو 131 غیر قانونی سکیمیں منظور شدہ تھیں ان کے چالان کئے گئے جو جوڈیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں زیر سماعت تھے۔ ان میں 72 چالانوں کا فیصلہ ہو چکا ہے اور ان کو جرمانے ہو چکے ہیں۔ 59 سکیموں کا مقدمہ زیر سماعت ہے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ ان کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے کتنی دیر مزید چاہئے کیونکہ مجسٹریٹ تو ایل ڈی اے کے اپنے ہیں، دو سال تو already ہو گئے ہیں جبکہ identify انہوں نے 2005 میں کیا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ کتنا وقت درکار ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! یہ مقدمات تو زیر سماعت ہیں ان کا فیصلہ جوڈیشل مجسٹریٹ صاحب نے کرنا ہے۔ میاں محمد

نواز شریف صاحب کے لانگ مارچ کے بعد اب عدالتیں آزاد ہیں وہ خود فیصلہ کریں گی، ہم نے تو ان سے فیصلہ نہیں کروانا ہے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! بات پھر وہیں پر ہے کہ غیر قانونی سکیموں کا جب تک فیصلہ نہیں ہوتا اور لوگوں نے پلاٹ خریدے ہوئے ہیں ان کا کیا بنے گا اور سوال یہ ہے کہ اگر ان کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے اتنی دیر لگے گی تو پھر وہ کیا کریں گے ؟

جناب سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! ہم عدالتوں کے کام میں کوئی مداخلت نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: عدالتوں کے کام میں مداخلت نہیں کر سکتے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! اگر عدالت نے بند کیا ہوا ہے تو رجسٹریاں تو ساری کالونیوں میں ہو رہی ہیں جتنی بھی میرے علاقے میں مہر فیاض کالونی اے، بی، سی بلاک میں ہیں، جتنی بھی پرائیویٹ ہاؤسنگ کالونیاں ہیں ان سب میں رجسٹریاں ہو رہی ہیں اور بھائی کہتا ہے کہ ان کو روکا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: وہ آپ ہاؤس میں لکھ کر لائیں پھر ہم اس کا جو بھی انتظام کر سکتے ہیں وہ کریں گے۔ اگلا سوال بھی چودھری محمد اسد اللہ کا ہے۔

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جناب سپیکر! On his behalf (معزز ممبر نے چودھری محمد اسد اللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اپنا سوال نمبر پکاریں۔

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جناب سپیکر! یہ سوال نمبر 4751 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔آبادی کے حساب سے سیوریج سسٹم میں توسیع کے منصوبہ جات

*4751:چودھری محمد اسد اللہ:کیاوزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ لاہور شہر کے پھیلاؤ کی وجہ سے موجودہ سیوریج سسٹم ناکافی ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ لاہور میں سیوریج کے نظام کو بہتر بنانے کے لئے کچھ منصوبہ جات زیر غور ہیں اگر ہاں تو ان منصوبہ جات میں شامل سکیموں کے نام اور اس پر لاگت کا تخمینہ کیا ہے، تفصیل بیان کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) یہ درست ہے کہ لاہور شہر کی بڑھتی ہوئی آبادی کے لحاظ سے موجودہ سیوریج سسٹم ناکافی ہے۔واسانے سیوریج سسٹم 3.5 ملین آبادی کے لئے لگایا تھا جبکہ اس وقت اس سہولت سے مستفید ہونے والی آبادی 5.387 ملین ہے۔

(ب) لاہور میں سیوریج کے نظام کو بہتر بنانے کے لئے اس وقت تین منصوبے زیر تکمیل ہیں جن کی مالیت 3155 ملین روپے ہے اور یہ منصوبے سال 2013 میں مکمل ہو جائیں گے ان کی تفصیل (F/A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔قلیل المدتی منصوبے جو زیر غور ہیں یا عنقریب شروع ہونے والے ہیں ان کی تعداد 13 ہے اور ان منصوبوں کی مالیت 1324 ملین روپے ہے۔یہ منصوبے سال 2011 میں شروع ہونے متوقع ہیں اور ان کی تکمیل مدت دو سال ہے ان کی تفصیل (F/B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر:کوئی ضمنی سوال؟

جناب شاہجہان احمد بھٹی:جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ لاہور کی سیوریج یقیناً دریائے راوی میں جاتی ہے۔کیا حکومت دریائے راوی پر کوئی treatment plant لگانے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ جن اضلاع سے پانی گزرتا ہے ان تک آلودہ پانی نہ جائے؟

جناب سپیکر:جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

جناب سپیکر!لاہور میں سیوریج نظام کی بہتری کے لئے پنجاب حکومت اپنے وسائل کے علاوہ بھی

بین الاقوامی ذرائع کے تعاون کے حصول کے لئے کام کر رہی ہے۔ اس سلسلے میں حکومت فرانس اور حکومت جاپان کی مدد سے مندرجہ ذیل منصوبے تیار کئے گئے ہیں جن پر عملدرآمد کے لئے اقدامات کئے جارہے ہیں۔ حکومت فرانس کی مدد سے شمالی لاہور میں گندے پانی کے treatment کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔ یہ treatment plant ابتدائی تخمینہ کے مطابق تقریباً 10 کروڑ یورو، جو تقریباً 11۔ارب روپے بنتے ہیں، میں مکمل ہو گا جس میں سے 70 فیصد رقم حکومت فرانس آسان قرضے کی شکل میں مہیا کرے گی۔ اس منصوبہ کی feasibility study of tender و دستاویزات کی تیاری کے لئے فرانس کی ایک مشاورتی فرم کی خدمات حاصل کر لی گئی ہیں۔ حکومت جاپان لاہور میں بابو صابو کے مقام پر گندے پانی کے treatment plant اور بستی لاہور کے سیوریج۔۔۔

جناب سپیکر: یہ پڑھنے کی بجائے آپ خود ہی بتادیں کہ اتنے عرصے میں یہ کام شروع ہو جائے گا اور ہمارا اس پر اتنا خرچہ ہو گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! یہ دونوں منصوبے حکومت فرانس اور جاپان کی مدد سے انشاء اللہ جلد از جلد شروع ہو جائیں گے اور لاہور کی آبادی کو مدنظر رکھتے ہوئے کام کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ کی مہربانی ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا یہ ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، No supplementary آپ کی بڑی مہربانی۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! شہر کی ایک کروڑ کی آبادی ہے اور سیوریج کا بڑا sensitive مسئلہ ہے اس لئے اس کو discuss ہونا ضروری ہے۔ ابھی ایک سوال ہوا ہے اور میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (الف) میں فرمایا گیا ہے کہ جب سیوریج کا یہ نظام بنایا گیا تھا تو 3.5 ملین آبادی کے لئے بنایا گیا تھا جو کہ اس شہر کے لئے ناکافی ہے جبکہ جو آبادی اس سیوریج سے سہولت لے رہی ہے وہ 5.3 ملین ہے۔ جس طرح ابھی سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ نیا منصوبہ شروع کر دیا گیا ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو سیوریج کا نیا منصوبہ شروع کیا گیا ہے وہ کتنی آبادی کو cater کرے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! حکومت فرانس اور جاپان کی مدد سے جو منصوبے شروع ہو رہے ہیں وہ پورے ایک کروڑ کی

آبادی کو cater کریں گے۔اس کے علاوہ حکومت پنجاب نے پہلے بھی تین منصوبے جاری کئے ہوئے ہیں،ایک منصوبہ 1068 ملین کی لاگت سے شروع ہوا ہے، دوسرا 1336 ملین اور تیسرا 751 ملین کی لاگت سے شروع ہوا ہے۔

جناب سپیکر: یہ سارا کچھ ان کو پتا ہے لیکن وہ جان بوجھ کر آپ سے پوچھ رہے ہیں۔جی،اگلا سوال سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کا ہے۔سوال نمبر بولئے گا۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4909 ہے۔اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ضلع وہاڑی، سیوریج بچھانے و دیگر ترقیاتی منصوبوں کی تفصیلات

*4909: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع وہاڑی میں پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کو مالی سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران کتنی رقم ضلعی حکومت اور کتنی صوبائی حکومت کی طرف سے موصول ہوئی؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنی رقم کس کس ترقیاتی منصوبہ پر خرچ ہوئی؟

(ج) کتنی رقم کس کس جگہ واٹر سپلائی و سیوریج بچھانے پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں / ٹی اے / ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) ضلع وہاڑی میں پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کو صوبائی حکومت کی طرف سے مالی سال 08-2007 میں 88.188 ملین روپے اور 09-2008 میں 155.540 ملین روپے موصول ہوئے جبکہ ضلعی حکومت کی طرف سے کوئی رقم موصول نہیں ہوئی۔

(ب) مالی سال 08-2007 کے دوران مختلف ترقیاتی منصوبوں پر 84.009 ملین روپے اور مالی سال 09-2008 میں 146.129 ملین روپے خرچ ہوئے۔

(ج) سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران 28 واٹر سپلائی سکیمیں شروع کی گئی تھیں ان میں 9 سکیمیں مکمل ہو گئی تھیں جو کہ اب چل رہی ہیں اور باقی سکیمیں اگلے مالی سال میں جاری ہیں۔مالی سال 08-2007 اور 09-2008 میں مکمل ہونے والی سکیموں کے نام ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(د) مالی سال08-2007 میں سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے،ڈی اے پر-/4703283 روپے اور مالی سال09-2008- میں-/7069064 روپے خرچ ہوئے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال بولیں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! انہوں نے اس سوال کا جو جواب دیا ہے اس میں جز(ج) کے متعلق میرے دو ضمنی سوال ہیں۔ انہوں نے جو ایوان میں لسٹ رکھی ہے اس میں میرے حلقہ کی تین سکیمیں آتی ہیں جن کے نمبر 23، 18، 15 ہیں۔ نمبر 23 اربن واٹر سکیم بورے والا سے متعلق ہے اس کے متعلق میرے دو ضمنی سوال ہیں۔10-2009 کے منصوبے میں اربن ایریا کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی ہے اور کتنی خرچ کی گئی ہے، اس وقت منصوبہ پر کتنا کام مکمل ہو چکا ہے، کتنا کام باقی ہے اور باقی کام کب تک مکمل ہو گا؟

جناب سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! مالی سال 10-2009 میں 13 واٹر سپلائی اور 5 عدد سیوریج ڈرین کے منصوبے جاری تھے جن کی لاگت 588.500 ملین روپے تھی اور اس کے لئے حکومت پنجاب نے 192.162 ملین روپے جاری کئے۔ پورے سال کے دوران 176.471 ملین روپے خرچ ہوئے۔ مالی سال 10-2009 میں دس عدد واٹر سپلائی اور ایک ڈرین سکیم مکمل ہوئی۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! ابھی کتنا کام باقی ہے؟

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ ابھی کتنا کام باقی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! دس عدد واٹر سپلائی اور ایک عدد ڈرین سکیم مکمل ہوئی ہیں اور باقی سکیمیں جونہی حکومت پنجاب کی طرف سے فنڈز ملیں گے وہ جلد از جلد مکمل ہو جائیں گی۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! اس کے مکمل ہونے کی کوئی time limit ہے؟

جناب سپیکر: جی، وہ پوچھ رہے ہیں کہ یہ کب تک مکمل ہوں گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! اسی مالی سال کے اندر مکمل ہوں گی۔

جناب سپیکر: امید ہے کہ آپ اس مالی سال کے دوران مکمل کر لیں گے ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):
جناب سپیکر! انشاء اللہ مکمل کر لیں گے۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ کی مرضی ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! بورے والا شہر میں واٹر سپلائی کے چوبیس ٹیوب ویل مکمل ہو چکے ہیں جن کو ابھی تک چالو نہیں کیا گیا، اس کی کیا وجوہات ہیں؟ بورے والا کے شہریوں سے سوتیلی ماں جیسا سلوک کیوں کیا جا رہا ہے جبکہ فنڈز بھی موجود ہیں؟

جناب سپیکر: یہ مسئلہ بڑی دیر سے چل رہا ہے، کبھی اس پر تحریک التوائے کار آتی ہے اور کبھی اس پر سوال آتے ہیں لیکن میرے خیال میں یہ جہاں تھا وہیں کا وہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):
جناب سپیکر! 2010-11 میں ضلع وہاڑی اور ضلع بورے والا میں کام جاری ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ اس کو اتنا لمبا نہ کریں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ چوبیس ٹیوب ویل لگ چکے ہیں اور وہ operational کیوں نہیں ہو رہے، کب ہوں گے اور کیسے ہوں گے ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):
جناب سپیکر! سیلاب کی وجہ سے فنڈز رکھے ہوئے ہیں اور جونہی فنڈز کی دستیابی ہو گی جلد از جلد اسی مالی سال کے دوران چالو کر دیئے جائیں گے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! 25 لاکھ روپیہ فی ٹیوب ویل اس پر خرچ آ چکا ہے اور چالو نہیں کئے جا رہے اس کی وجہ بتا دیں؟

جناب سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):
جناب سپیکر! میرے بھائی کہہ رہے ہیں کہ چوبیس ٹیوب چالو کیوں نہیں کئے جا رہے، حکومت پنجاب پہلے ان لوگوں کا خیال کر رہی ہے جن کو سیلاب کی وجہ سے پینے کا پانی نہیں مل رہا۔ یہی وجہ ہے کہ پہلے ان علاقوں پر توجہ دی جا رہی ہے اور ان کو تو پہلے ہی زیادہ سہولتیں ہیں اور وہ بھی مل جائیں گی۔

سردار خالد سلیم بھٹی:جناب سپیکر!یہ ٹیوب ویل بھی پھر اکھاڑ کر وہاں پر لے جائیں جہاں پر ان کی زیادہ ضرورت ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ پیسے خرچ ہو چکے ہیں، عمارتیں بن چکی ہیں اور تمام سامان لگ چکا ہے۔اب انہوں نے کنکشن لینے ہیں اور کام چالو کرنا ہے۔کیا وہاں پر کسی VIP کی آمد ہے جس نے اس کا افتتاح کرنا ہے، ہمیں کوئی وجہ تو بتائی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر!میرے بھائی جو بورے والا میں چوبیس ٹیوب ویلوں کی بات کر رہے ہیں ہمارے محکمہ واسا نے کنکشن کے لئے واپڈا والوں کو رقم ادا کر دی ہے۔ واپڈا والوں کی لوڈ شیڈنگ کے بارے میں بھی آپ کو پتا ہے۔یہ کنکشن نہ لگنے کی وجہ سے بند ہیں اور جونہی واپڈا والے کنکشن لگا دیں گے تو وہ چالو ہو جائیں گے۔

سردار خالد سلیم بھٹی:جناب سپیکر!آپ ہمیں فنڈز دے دیں، وہاں پر کنکشن کی کوئی problem نہیں ہے۔آپ اس کو own تو کریں اور اگر آپ نہیں کر سکتے تو بلدیہ کو ہدایت کر دیں کہ اس کے کنکشن چالو کروائیں اور یہ ہمارا issue ختم کروا دیں۔

جناب سپیکر:جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر!فنڈز محکمہ واپڈا کو دیئے گئے ہیں، ان کو اس کی کاپی فراہم کر دیتے ہیں، یہ خود چالو کروا دیں۔

سردار خالد سلیم بھٹی:جناب سپیکر!آپ کسی محکمہ کو کہیں کہ اس کو own کر کے apply کریں اور اگلے دن ہم ان کو کنکشن لے کر دیں گے۔ بجلی اتنی بھی کم نہیں ہے کہ آپ کو کنکشن نہ مل سکیں۔

جناب سپیکر:وہ کہہ رہے ہیں کہ میں بھی اپنی طرف سے کوشش کرتا ہوں اور آپ بھی اپنی طرف سے کوشش کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر!ہم ان کی مشاورت سے کام مکمل کر لیں گے۔

جناب سپیکر:جی، بہت مہربانی۔اب محمد محسن خان لغاری صاحب کا سوال ہے۔

جناب شیر علی خان:جناب سپیکر!.On his behalf

جناب سپیکر:وہ ابھی تو خود یہاں تشریف فرما تھے اب کدھر گئے ہیں؟

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! وہ کہیں تشریف لے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: تو پھر رہنے دیں اور میری بات سنیں۔ اگر وہ خود یہاں نہ ہوں تو پھر On his behalf. ٹھیک ہے اور جب وہ یہاں موجود ہوں تو پھر On his behalf کیسے؟

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! لغاری صاحب آ گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، اب بتائیں؟ لغاری صاحب! سوال نمبر بولئے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: سوال نمبر 5064 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

لاہور۔ایل ڈی اے کے 23 بلڈنگ انسپکٹرز کی سبکدوشی کی تفصیلات

*5064: جناب محمد محسن خان لغاری: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے کے اعلیٰ حکام نے ٹاؤن پلاننگ و کمرشل برانچ میں برسوں سے تعینات تقریباً 23 بلڈنگ انسپکٹروں کو سبکدوش کر دیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ فیلڈ سٹاف نہ ہونے کے باعث غیر قانونی تعمیرات کے واقعات بڑھ گئے ہیں؟

(ج) مذکورہ سبکدوش افسروں کے خلاف کیا الزامات تھے اور کیا باقاعدہ انکوائری کی گئی اور کن کن اہلکاروں کے خلاف الزامات ثابت ہوئے، مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) یہ درست ہے کہ 23 بلڈنگ انسپکٹروں کو سبکدوش کر دیا گیا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے نئے بھرتی کئے گئے اسسٹنٹ ڈائریکٹرز کو فیلڈ کی ذمہ داری بھی دی گئی ہے اور تمام غیر قانونی تعمیرات پر نوٹس اور مسماری کی کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے۔

(ج) سبکدوش افسران کے خلاف غیر قانونی تعمیرات میں ملوث ہونے کے الزامات تھے باقاعدہ انکوائری انٹی کرپشن میں جاری ہے جن اہلکاروں کے خلاف الزامات ثابت ہوئے ہیں ان میں قاضی مسعود اور آفتاب احمد خان شامل ہیں باقی افسران پر انکوائری فی الحال جاری ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال بولیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس کے جز(ب) میں جواب دیا گیا ہے کہ نئے بھرتی کئے گئے اسسٹنٹ ڈائریکٹر کو فیلڈ کی ذمہ داری بھی دی گئی ہے اور تمام غیر قانونی تعمیرات پر نوٹس اور مسماری کی کارروائی عمل میں لائی جارہی ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو نئے لوگ بھرتی کئے گئے ہیں، کب بھرتی کئے گئے ہیں، ان کا تعلیمی معیار کیا تھا اور کس قسم کے لوگوں کو بھرتی کیا گیا؟ پھر اس میں لکھا گیا ہے کہ ان پلازوں کی مسماری کی جو مہم ہے وہ جاری ہے۔ ہمیں تو پلازے مسمار ہوتے ہوئے نظر نہیں آرہے۔ پہلے تو نظر آرہے تھے کہ ڈیوس روڈ پر مسمار کئے جارہے ہیں اور مین بلیوارڈ پر مسمار کئے جارہے تھے لیکن پچھلے چھ آٹھ ماہ سے کہیں پر یہ عمل ہوتا ہوا نظر نہیں آرہا۔ جن جن buildings پر اب یہ کارروائی کی جارہی ہے ان کی مہربانی کر کے ہمیں تفصیل بتادیں؟

جناب سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! سپریم کورٹ آف پاکستان نے لاہور میں تعمیر شدہ کمرشل پلازوں اور غیر قانونی تعمیرات کو چیک کرنے کے لئے ایک کمیشن تشکیل دیا تھا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے پوچھتا ہوں کہ میں نے سپریم کورٹ کے فیصلے کی بات نہیں پوچھی۔ میں نے تو یہ پوچھا ہے کہ یہاں پر building inspectors کو نکال کر اسسٹنٹ ڈائریکٹر بھرتی کئے گئے ہیں ان کا تعلیمی معیار کیا ہے، کس پالیسی کے تحت وہ بھرتی کئے گئے ہیں اور ان کا کوئی اشتہار آیا، inspectors کا کام اسسٹنٹ ڈائریکٹر کریں گے؟ اس میں میرا دوسرا سوال یہ تھا کہ کارروائی عمل میں لائی جارہی ہے، میں نے کہا کہ وہ ہمیں نظر نہیں آرہی، اس کی ہمیں لسٹ بتادیں، سپریم کورٹ کے فیصلے والی پرانی کہانی کو چھوڑ کر جو سوال پوچھا گیا ہے اس کا جواب دیں۔

جناب سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! محترم لغاری صاحب پہلے جواب سن لیں اور اگر مطمئن نہ ہوں تو۔۔۔

جناب سپیکر: آپ contempt کی کوشش نہ کریں، کہیں معاملات خراب نہ ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!سپریم کورٹ کے فیصلے کا میرے جواب سے کوئی تعلق نہیں ہےاور یہ تو پھر محمد بن قاسم سے شروع نہ کریں۔ میں پرانی تاریخ میں جانے کی بات نہیں کر رہا، میں ابھی کی بات کر رہا ہوں کہ ابھی اس کی کیا صورتحال ہے؟

جناب سپیکر:جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):
جناب سپیکر!لغاری صاحب کو پوری وضاحت دینا چاہتا ہوں کہ کمیشن بنایا گیا تھا، جس کی سربراہی لاہور ہائی کورٹ کے سابق جج جسٹس ریاض کیانی صاحب کر رہے تھے اور دو ماہرین تعمیرات شامل تھے اور 550 پلازے تھے جن میں سے 400 کو غیر قانونی قرار دیا گیا، وہ اعلیٰ عدالتوں میں زیر سماعت ہیں اس لئے ان کے خلاف کارروائی نہیں کی جارہی۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!میں نے یہ سوال پوچھا ہے کہ انسپکٹروں کی جگہ جو اسسٹنٹ ڈائریکٹر بھرتی کئے گئے ہیں ان کے بارے میں بتائیں۔

جناب سپیکر:جی، بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):
جناب سپیکر!اسسٹنٹ ڈائریکٹر کی بھرتی کے حوالے سے انہوں نے جو سوال کیا ہے وہ fresh question بنتا ہے۔ یہ fresh question دیں اس کا مکمل جواب دے دیا جائے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!جواب میں درج ہے، میں جواب میں سے پوچھ رہا ہوں۔ میرے سوال میں کوئی ایسا subject نہیں ہے جو دیئے گئے جواب میں نہ ہو۔انسپکٹر اور اسسٹنٹ ڈائریکٹر کیا ایک ہی کام کرتے ہیں؟ دیکھیں!پرچی آرہی ہے۔

جناب سپیکر:آجانے دیں اس پر آپ کو کیا اعتراض ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!بوٹی آرہی ہے۔

محترمہ سیمل کامران:جناب سپیکر!پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو جواب نہیں آتا۔

جناب سپیکر:یہ بات نہ کیا کریں،آپ کی یہ بات مناسب نہیں ہے۔ بڑی مہربانی۔ وہ جو جواب دینے لگے ہیں وہ سُنیں۔

مہر اشتیاق احمد:جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: آپ کیسے ضمنی سوال کر سکتے ہیں؟ انہیں جواب دینے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! 23 بلڈنگ انسپکٹر اور sub-engineers کو high rise building commission کی سفارشات کی روشنی میں عہدوں سے فوری طور پر ہٹا دیا گیا ہے۔ مذکورہ اہل کاران میں سے زیادہ تر sub-engineers ہیں جنہیں ٹاؤن پلاننگ میں عملہ کی کمی کی وجہ سے بلڈنگ انسپکٹر کے عہدے پر تعینات کیا گیا تھا۔ حال ہی میں اٹھائیس اسسٹنٹ ڈائریکٹروں کو شعبہ ٹاؤن پلاننگ میں NTS test کے ذریعے اور انٹرویو لے کر بھرتی کیا گیا ہے اور اب انہوں نے field کا کام سنبھال لیا ہے۔ اس لئے وہ بلڈنگ انسپکٹر عملہ کی کمی کی وجہ سے تھے، وہ انسپکٹر نہیں تھے، وہ sub-engineers تھے اب ان کو اپنی جگہ بھیج دیا گیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب ابھی تک نہیں آیا۔ جو انسپکٹر کی job تھی اب کیا وہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر کریں گے؟

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: مہر صاحب! آپ تشریف رکھیں، اُن کا سوال ہے وہ اپنے سوال کا جواب لے رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مہر صاحب کو سوال کرنے دیں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! ایک انسپکٹر کے خلاف کارروائی کی گئی اور وہ بے گناہ ثابت ہوئے ہیں کیا ان کو بحال کر دیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، اُن کی کوئی انکوائری ہوئی ہو گی، ان میں سے جو بے گناہ ثابت ہوئے کیا ان کو بحال کر دیا گیا ہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! 23 بلڈنگ انسپکٹر تھے ان میں سے 14 انسپکٹر قصوروار تھے ان کو suspend کیا گیا ان کے خلاف محکمانہ کارروائی جاری ہے اور باقیوں کو بحال کر دیا گیا ہے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں ایک انسپکٹر کا نام بتاتا ہوں، اس کا نام فیاض ظہور ہے۔ میری اطلاع کے مطابق آج تک انکوائری میں اس کے خلاف کوئی جرم ثابت نہیں ہوا۔ وہ بے گناہ

تھا لیکن اس کے مطابق بھی اسے بحال نہیں کیا گیا۔ یہ اس کی انکوائری کروالیں اور اس کے بعد یہ ہاؤس میں بتائیں۔ میرے خیال میں یہ صحیح جواب نہیں دے رہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! ان کی انکوائری چل رہی ہو گی، اگر انکوائری میں ثابت ہوا ہے کہ وہ بے گناہ ہیں تو ان کو بحال کر دیا جائے گا۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میرے نوٹس کے مطابق گزشتہ تین ماہ پہلے جو PEEDA کی انکوائری تھی اس میں انہوں نے کہا کہ یہ بے گناہ ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ ان دِنوں میں جب اس پر allegation لگا وہ وہاں پر تعینات ہی نہیں تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! میرے بھائی انسپکٹر کے ساتھ انکوائری میں آئیں پھر اگر بے گناہ ہوں گے تو بحال کر دیئے جائیں گے۔ اگر ان کو اتنی ہی ان کے ساتھ ہمدردی ہے۔

جناب سپیکر: جی، آج ہی ان کا کیس دیکھیں۔ آپ کو جو نشاندہی کی گئی ہے اس کے مطابق ان کا کیس آج ہی منگوائیں۔ اگر وہ بے گناہ ہے تو اس کو بحال کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! جب وہ انسپکٹر انکوائری میں پیش ہوں گے اس کے بعد جو بھی فیصلہ ہو گا اس کے مطابق ہی ان کو بحال کیا جائے گا۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا ہوں کہ وہ انکوائری میں بے گناہ ثابت ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، اس انسپکٹر کا نام فیاض ہارون ہے، اس کا نام لکھیں۔ اگر یہ انکوائری میں exonerate ہوا ہے تو پھر آپ اس کو کیوں بحال نہیں کرتے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! اس کو check کر لیتے ہیں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! دو تین مہینے پہلے فیصلہ ہو گیا ہے مگر وہ ابھی تک بحال نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: جی، انشاء اللہ بحال کریں گے اور آپ کو بتائیں گے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میرا ایک بہت ضروری ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر:اب تو bell بھی ہو گئی ہے۔آپ اب ضمنی سوال لے کر آ گئے ہیں۔ چلیں،آپ کی مرضی ہے۔

جناب اعجاز احمد خان:جناب سپیکر!پارلیمانی سیکرٹری موصوف سے میرا سوال یہ ہے کہ جز(ج) کے جواب میں انہوں نے کہا ہے کہ انکوائری انٹی کرپشن میں pending ہے۔ دو افسران کے خلاف الزامات ثابت ہوئے ہیں باقی still pending ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا انٹی کرپشن ڈیپارٹمنٹ میں کوئی ایف آئی آر درج ہوئی تھی،اگر ہوئی تھی تو وہ کتنے لوگوں کے خلاف ہوئی تھی،دو guilty prove ہوئے ہیں باقیوں کے بارے میں Inquiry Officer کا opinion نہیں آیا؟یہ وضاحت کریں،یہ vague بات ہے اور میرے فاضل بھائی نے ابھی جو ایک بندے کے بارے میں کہا ہے ہاؤس اس بات کی تفصیل چاہتا ہے کہ جو لوگ قومی مجرم ہیں جنہوں نے پلازوں کی تعمیر کے اندر اپنے ہاتھ کرپشن سے رنگے ہیں۔ان کے حوالے سے صرف دو لوگوں کا guilty ہونا اور باقی کے بارے میں مبہم جواب ہونا،یہ بڑی عجیب بات ہے۔اس کے بارے میں ہاؤس کو اعتماد میں لیں اور اس میں تفصیلاً بتائیں کہ وہ کونسی ایف آئی آر تھی اور اس میں Inquiry Officer کا opinion کیا ہے؟بہت شکریہ

جناب سپیکر:ماشاءاللہ آپ وکیل بھی ہیں تو کیا یہ fresh question نہیں بنتا؟

جناب اعجاز احمد خان:جناب سپیکر!یہ relevant ہے۔

جناب سپیکر:نہیں۔ جس طرح سے دوسرے دوست محنت کرتے ہیں آپ بھی تھوڑی سی محنت کر لیا کریں۔تکلیف کریں۔

جناب اعجاز احمد خان:جناب سپیکر!اگر آپ قبول فرمائیں تو میں نے عرض یہ کیا ہے کہ ابھی یہاں انہوں نے کہا ہے کہ دو guilty ہوئے ہیں باقی کی انکوائری pending ہے۔

جناب سپیکر:جی،ہم ان سے جواب لیتے ہیں۔منسٹر صاحب!جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ،شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):
جناب سپیکر!دو کے خلاف انکوائری ثابت ہو گئی ہے باقی کے خلاف انکوائریز زیر سماعت ہیں۔ جونہی فیصلہ ہو گا پھر ہی پتا چلے گا۔اگر یہ تفصیل چاہتے ہیں تو fresh question دیں۔پوری تفصیل ایوان میں پیش کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر:جی،ٹھیک ہے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر !ایک ڈائریکٹر جس کا نام محمد اکرم تھا جن کو گنہگار ثابت کیا گیا۔ان کی incrementکاٹ لی گئی وہ بھی یہاں پر درج نہیں ہے تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو بے گناہ تھا اسے تو بحال نہیں کیا گیا اور جو گنہگار تھا اس کی صرف incrementکاٹی ہے۔ عجیب سی باتیں ہیں۔یہاں پر اس کا نام بھی نہیں درج میں نے اس کا نام بتا دیا ہے، محمد اکرم ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر !اس سوال کو مہربانی کر کے pending consider کیا جائے اور وزیر صاحب اس کا ہاؤس کو مکمل طور پر جواب دیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں اس کو pending نہ کیا جائے اس پر ہم ان سے مکمل جواب لیں گے۔یہ ہاؤس میں آکر مکمل جواب دے دیں گے۔اس کی پوری طرح تحقیق کی جائے۔ سوال pending نہیں ہو گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!On his behalf

جناب سپیکر: کون سے والا؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! سوال نمبر 5067 ہے۔

جناب سپیکر: حضرت صاحب! میں نے تو ابھی کوئی نام ہی نہیں پکارا۔ادھر گھڑی کی طرف دیکھیں اور اپنی چال کی طرف دیکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر !ابھی دو منٹ رہتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر !ابھی دو منٹ رہتے ہیں اس لئے میں چاہتا تھا کہ یہ سوال کر لوں۔

جناب سپیکر: آپ کتنے بجے تشریف لائے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں پتا کرتا رہتا ہوں کہ آپ ہاؤس میں کب تشریف لائے، کیا ہوا؟

جناب سپیکر: انجینئر صاحب تشریف فرما ہیں۔جی، انجینئر صاحب!

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر !اگر شیخ صاحب بہت ضروری سمجھتے ہیں تو میرے behalf پر وہ یہ سوال کر لیں۔(قہقہہ)

جی، سوال نمبر 5067 ہے اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

واسالاہور کے خسارہ وبقایاجات کی تفصیلات

*5067:انجینئر قمرالاسلام راجہ :کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

کیا یہ درست ہے کہ محکمہ واسالاہور کا خسارہ/بقایاجات بڑھ کر ایک ارب روپے کے قریب پہنچ گیا ہے،ان بقایاجات کی ریکوری کے لئے کیا اقدامات اٹھائے جارہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

مورخہ31-12-2008 تک مبلغ-/2023597327 روپے بقایاجات کے ضمن میں بذمہ صارفین تھے جن میں سے مبلغ-/579250843 روپے سال2009 تک وصول کر لئے گئے-مزید برآں6935 عدد کنکشن پانی و سیور پکڑے گئے جن کو محکمہ کی پالیسی کے مطابق ریگولرائیز کرتے وقت سابقہ ایک سال کے بل کے برابر جرمانہ لاگو کیا گیا جس کی وجہ سے محکمہ کے ریونیو میں اضافہ ہوااور بقایاجات بھی بڑھ گئے جو31-12-2009 تک مبلغ -/2117578589 روپے ہیں جس کی بلحاظ ٹاؤن تفصیل درج ذیل ہے:-

نام ٹاؤن	31-12-2008 تک بقایاجات	31-12-2009 تک وصولی	31-12-2009 کو نئے کنکشنوں کے اضافہ کے ساتھ کل بقایاجات
علامہ اقبال	-/307183528	-/99954598	-/342364642
عزیز بھٹی	-/48962953	-/68107804	-/51002788
شالیمار	-/218751711	-/192653981	-/224900980
گنج بخش	-/593153000	-/94984000	-/605174000
راوی ٹاؤن	-/544810135	-/77586460	-/625040179
نشتر ٹاؤن	-/310736000	-/45964000	-/269096000
میزان	-/2023597327	-/579250843	-/2117578589

جناب سپیکر: جی۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ :اس میں میرا ضمنی سوال صرف یہ ہے کہ یہ جتنےtowns ہیں ان میں recovery کا بتایا گیا ہے۔اگر ہر سال میں دیکھیں تو پچھلے سال08-12-31 کی نسبت09-12-31 کی recovery کے جو کل بقایاجات ہیں وہ بڑھ گئے ہیں۔ میرا مختصر اسوال یہ ہے کہ کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس بات کا جواب دیں گے کہ WASA defaulter friendly کی کارکردگی اس سال میں

بہتر ہوئی ہے یا پچھلے سال کی نسبت اس سال اس نے ناقص کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے؟ بقایاجات کی روشنی میں مجھے جواب دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! مالی سال 10-2009 میں سابقہ مالی سال 09-2008 کی نسبت 12 فیصد وصولی زیادہ کی گئی ہے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! میں نے بقایاجات کے حوالے سے سوال کیا تھا کہ تمام میزان بھی دیکھ لیا جائے اور تمام بقایاجات بھی دیکھ لیں کہ 08-12-31 کی نسبت 09-12-31 میں سوائے نشتر ٹاؤن کو چھوڑ کر تمام ٹاؤنز میں بقایاجات پچھلے سال کی نسبت بڑھ گئے ہیں۔ میرا یہ سوال ہے کہ آیا یہ کارکردگی کو کہاں place کریں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! صارفین کی طرف پچھلے مالی سال 09-2008 اور 10-2009 کے درمیان جو بقایاجات تھے ان کی پچھلے سال کی نسبت 12 فیصد زیادہ وصولی کی گئی ہے۔ 10-09-23 تک مبلغ 9 کروڑ 11 لاکھ 3394 روپے نادہندہ صارفین سے وصول کئے گئے جن کے ذمہ 2 کروڑ 4 لاکھ 95024 روپے تھے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ کہاں سے figures پڑھ رہے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب! وہ اس کو devalue کر کے بتا رہے ہیں ویسے وہ 2۔ارب روپے ہیں۔ (قہقہے) جناب سپیکر! میں ایک ضمنی سوال کر لوں۔

MR SPEAKER: Time is over now.

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آج تو بڑا مبارک دن ہے۔ ایک سوال کا تو آپ مجھے کہہ چکے تھے۔

MR SPEAKER: No, thank you. Time is over now.

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع سرگودھا۔سال2007-08اور2008-09میں فراہم کی گئی رقم ودیگر تفصیلات

*5157: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ضلع سرگودھا کو سال2007-08اور2008-09کے دوران کتنی رقم کس کس مد کے لئے موصول ہوئی؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنی رقم کن کن سیوریج سکیموں پر خرچ ہوئی،ان سکیموں کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ج) کتنی رقم پرانی سکیموں کی بحالی اور مرمت پر خرچ ہوئی،ان کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

(د) کتنی رقم نئی سکیموں پر خرچ ہوئی،ان سکیموں کے نام اور تخمنیہ لاگت بتائیں؟

(ہ) اس وقت کتنی سکیموں پر کام جاری ہے ان سکیموں کے نام بتائیں نیز یہ کب تک مکمل ہوں گے؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈویژن سرگودھا کو سال2007-08سکیموں کی مد میں مندرجہ ذیل رقوم وصول ہوئیں:-

1۔اربن واٹر سپلائی سکیم	Rs. 25.705 Million
2۔اربن سیوریج،ڈرینج سکیم	Rs. 48.400 Million
3۔رولرواٹر سپلائی سکیم	Rs. 23.731 Million
4۔رولر سیوریج،ڈرینج سکیم	Rs. 167.705 Million
کل رقم	Rs. 265.541 Million

2008-09سکیموں کی مد میں مندرجہ ذیل رقوم وصول ہوئیں:-

اربن واٹر سپلائی سکیم	Rs. 3.560 Million
اربن سیوریج،ڈرینج سکیم	Rs. 34.000 Million
رولرواٹر سپلائی سکیم	Rs. 122.397 Million
رولر سیوری،ڈرینج سکیم	Rs. 145.462 Million
کل رقم	Rs. 301.417 Million

(ب)

سال2007-08

نام سکیم	تخمینہ لاگت	خرچہ2007-08
1۔اربن ڈرینج سکیم میانی(Revised)	Rs. 10.263 Million	Rs. 9.737 Million
2۔اربن ڈرینج سکیم بھیرہ(Revised)	Rs. 21.983 Million	Rs. 22.048 Million
3۔آر سی سی پائپ"72فرام سلانوالی روڈ	Rs. 47.323 Million	Rs. 26.907 Million
4۔کمپری ہنسو سیوریج ڈرینج سکیم کوٹ مومن	Rs. 57.175 Million	Rs. 27.500 Million
کل رقم	Rs. 136.747 Million	Rs. 86.192 Million

سال2008-09

نام سکیم		
آر سی سی پائپ"72فرام سلانوالی روڈ	Rs. 47.323 Million	Rs. 36.884 Million
کمپری ہنسو سیوریج ڈرینج سکیم کوٹ مومن	Rs. 57.178 Million	Rs. 51.487 Million
رولر سیوریج ڈرینج سکیم دود	Rs. 9.990 Million	Rs. 6.003 Million
کل رقم	Rs. 114.491 Million	Rs. 94.374 Million

(ج)

سال2007-08نام سکیم	تخمینہ لاگت	خرچہ
نہ ہے	نہ ہے	نہ ہے
سال2008-09نام سکیم	تخمینہ لاگت	خرچہ
1۔بحالی ومرمت واٹر سپلائی سکیم اجنالہ	Rs. 2.766	Rs. 1.333
2۔بحالی ومرمت واٹر سپلائی سکیم چک نمبر13.ASB	Rs. 1.290	Rs. 1.581
3۔بحالی ومرمت واٹر سپلائی سکیم چک نمبر60-NB	Rs.2.553	Rs. 2.277
4۔بحالی ومرمت واٹر سپلائی سکیم چک نمبر16.SB	Rs. 5.920	Rs. 4.830
5۔بحالی ومرمت واٹر سپلائی سکیم دیووال	Rs. 6.314	Rs. 0.879
6۔بحالی ومرمت واٹر سپلائی سکیم چک نمبر9-ML	Rs. 6.031	Rs. 4.863
7۔بحالی ومرمت واٹر سپلائی سکیم استقلال آباد	Rs. 9.908	Rs. 9.144
8۔بحالی ومرمت واٹر سپلائی سکیم چک نمبر87-NB	Rs. 2.000	Rs.1.781
9۔بحالی ومرمت واٹر سپلائی سکیم چک نمبر48.NB	Rs. 3.547	Rs. 1.676
10۔بحالی ومرمت واٹر سپلائی سکیم چک نمبر50.NB	Rs. 18.692	Rs. 15.381
11۔بحالی ومرمت واٹر سپلائی سکیم چک نمبر107.SB	Rs. 2.762	Rs. 2.316
12۔بحالی ومرمت واٹر سپلائی سکیم چک نمبر113.SB	Rs. 4.300	Rs. 1.911
13۔بحالی ومرمت واٹر سپلائی سکیم چک نمبر115.SB	Rs. 5.556	Rs. 4.817
14۔بحالی ومرمت واٹر سپلائی سکیم چک نمبر126.SB	Rs.4.388	Rs. 2.832
15۔بحالی ومرمت واٹر سپلائی سکیم چک نمبر125.SB	Rs. 5.832	Rs. 4.651
16۔بحالی ومرمت واٹر سپلائی سکیم سیال شریف	Rs. 1.982	Rs. -----

17-بحالی ومرمت واٹر سپلائی سکیم ہنگ	Rs. 4.120	Rs. ----
18-بحالی ومرمت واٹر سپلائی سکیم مانگوالی	Rs. 3.764	Rs. 1.770
19-بحالی ومرمت واٹر سپلائی سکیم علی پور سیداں	Rs. 10.732	Rs. ----
20-بحالی ومرمت واٹر سپلائی سکیم نواب پور	Rs. 2.616	Rs. 0.310
21-بحالی ومرمت واٹر سپلائی سکیم کالرہ	Rs. 4.442	Rs. 0.432
کل رقم	Rs. 109.745	Rs. 62.757

(د) نئی جاری سکیموں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) سکیموں کی مطلوبہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور میں قواعد کے برعکس پلازوں کی تعمیر ودیگر تفصیلات

*5230:انجینئر قمرالاسلام راجہ :کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں ایل ڈی اے کے زیر کنٹرول تقریباً چار سو کے قریب پلازے اور کثیر المنزلہ عمارتیں ایسی ہیں جن میں منظور شدہ نقشوں اور تعمیراتی قواعد کے برعکس تعمیرات اور تبدیلیاں کی گئیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ سب کچھ ایل ڈی اے کے عملہ کی نااہلی اور ملی بھگت کا نتیجہ ہے اگر یہ درست ہے تو ذمہ داران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست ہے کہ لاہور میں ایل ڈی اے کے زیر کنٹرول تقریباً چار سو کے قریب پلازے اور کثیر المنزلہ عمارتیں ایسی ہیں جن میں منظور شدہ نقشوں اور تعمیراتی قواعد کے برعکس تعمیرات اور تبدیلیاں کی گئی ہیں۔غیر قانونی پلازے ایل ڈی اے کے زیر کنٹرول ایریا میں تعمیر ہوئے جن کے خلاف کارروائی عمل میں لائی گئی اور ان میں سے بہت سے پلازوں پر demolition کی کارروائی عمل میں لائی جاچکی ہے۔

(ب) درست ہے کہ یہ سب کچھ ایل ڈی اے کے عملہ کی نااہلی اور ملی بھگت کا نتیجہ ہے ذمہ داران کے خلاف انٹی کرپشن میں انکوائری جاری ہے جن میں سے بہت سے بلڈنگ انسپکٹرز بھی شامل ہیں۔

جناح باغ اور ڈی گراؤنڈ پارک فیصل آباد کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*5566: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جناح باغ اور ڈی گراؤنڈ پارک فیصل آباد کتنے رقبہ پر مشتمل ہیں؟

(ب) ان میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ج) ان پارکوں کی دیکھ بھال پر سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران کتنی رقم خرچ کی گئی ہے؟

(د) ان پارکوں کو مزید develop کرنے کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) رقبہ جناح باغ 50 ایکڑ 0 کنال 13 مرلے ہے جبکہ رقبہ ڈی گراؤنڈ 8 ایکڑ 7 کنال ہے۔

(ب) عملہ باغبانی کی شدید کمی کے باوجود باغ جناح میں 58 اہلکار اور ڈی گراؤنڈ پارک میں 13 اہلکار کام کرتے ہیں۔

(ج) خرچہ برائے سال 08-2007 جناح باغ

خرچہ تنخواہ عملہ جناح باغ 08-2007	5375904/- روپے
متفرق خرچہ جناح باغ 08-2007	410623/- روپے
کل	5786527/- روپے

خرچہ برائے سال 09-2008 جناح باغ

خرچہ تنخواہ عملہ جناح باغ 09-2008	6444264/- روپے
متفرق خرچہ عملہ جناح باغ 09-2008	732919/- روپے
کل	7177183/- روپے

خرچہ برائے سال 08-2007 ڈی گراؤنڈ پارک

خرچہ تنخواہ عملہ گراؤنڈ	1428000/- روپے
متفرق اخراجات ڈی گراؤنڈ	1729791/- روپے
کل	3157791/- روپے

خرچہ برائے سال 09-2008 ڈی گراؤنڈ پارک

خرچہ تنخواہ عملہ گراؤنڈ	1524000/- روپے
متفرق اخراجات ڈی گراؤنڈ	276411/- روپے
کل	1800411/- روپے

(د) جناح باغ کی ڈویلپمنٹ کا PC-I تیار کیا جارہا ہے۔

پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی فیصل آباد کا قیام و دیگر تفصیلات

*5567: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی فیصل آباد کا قیام کب عمل میں آیا؟

(ب) اس کی تحویل میں کتنے پارک کس کس جگہ ہیں؟

(ج) ان پارکوں کا رقبہ کتنا ہے، تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ بتائیں؟

(د) اس کے قیام سے آج تک انہوں نے کتنے پارکس فیصل آباد میں develop کئے ہیں اور کتنے نئے قائم کئے ہیں؟

(ہ) اس کو سال 10۔2009 کو کتنا بجٹ فراہم کیا گیا؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پارکس اینڈ ہارٹیکلچر ایجنسی کا قیام مورخہ 1-07-2009 کو عمل میں آیا۔

(ب) اس کی تحویل میں کل 217 پارک ہیں۔لسٹ تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پارکوں کل کل رقبہ 385 ایکڑ 6 کنال اور 10 مرلے ہے اور محل وقوع کے حوالہ سے تفصیلی لسٹ تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) جڑانوالہ روڈ پر ایک فواروں والا نیا پارک قائم کیا گیا ہے جبکہ ایجنسی کے قیام پذیر ہونے پر جتنے پارک ٹی ایم ایز اور ایف ڈی اے سے ڈویلپڈ تحویل میں آئے ان کی maintenance شدید قلت عملہ (سپروائزری و دیگر سٹاف) احسن طریقہ سے کی جارہی ہے۔ گرین بیلٹس الائیڈ روڈ، جیل روڈ لیاقت روڈ کوتوالی روڈ، بلال روڈ، کچہری روڈ، لاری اڈا روڈ، مال روڈ، جڑانوالہ روڈ، ستیانہ روڈ، طارق روڈ، صدیقیہ مسجد تلپہاڑی گراؤنڈ، سوساں روڈ، پہاڑی گراؤنڈ تا کوہ نور چوک، جھنگ روڈ، ہلال احمر چوک، جی ٹی ایس چوک، ریلوے سٹیشن چوک، چناب کلب چوک و دیگر تکونیوں کی نہ صرف ری ڈویلپمنٹ کی گئی ہے بلکہ ان علاقہ جات میں واقع باغبانی کے رقبہ و گرین بیلٹس میں زیبائشی گھاس اور پودے لگا کر ٹیکنیکل طریقہ سے لینڈ اسکیپنگ

کر دی گئی ہے اور مزید بہتری کی کوشش کی جارہی ہے۔پانچ اہم چوکوں / مقامات پر فوارے بھی لگائے ہیں جن کو عوام الناس میں خوب پذیرائی ہوئی ہے۔

نہری پانی کی شدید کمی اور زمینی پانی کے کڑوا ہونے کی وجہ سے علاقہ جات باغبانی کی سیرابی میں شدید مشکلات کا سامنا ہے۔علاقہ کو پانی بذریعہ واٹر باؤزرز اور واٹر لاریز دیا جاتا ہے اس ضمن میں استعمال ہونے والی مشینری کی شدید کمی ہے جس کے لئے صوبائی حکومت سے مدد کی درخواست کی جاتی ہے۔

(ہ)

(الف)	نان ڈویلپمنٹ فنڈز	50ملین	ازاں حکومت پنجاب
(ب)	ڈویلپمنٹ فنڈز سکیم ٹو سکیم	200ملین	ازاں حکومت پنجاب
(ج)	بجڑی سپورٹ	50ملین	ازاں فیصل آباد ترقیاتی ادارہ فیصل آباد
	کل	300ملین	

شاد باغ لاہور۔گندے نالے پر چھت مکمل کرنے کا مسئلہ

*5633: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹھیکیدار شاد باغ کے علاقے وسن پورہ سکیم نمبر2 کے گندے نالے پر چھت کا کام ادھورا چھوڑ کر رفوچکر ہو گیا ہے؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ نالے پر فوری چھت مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے۔مذکورہ ڈرین کی کل لمبائی 3000 رننگ فٹ ہے جس میں 2720 رننگ فٹ ڈھانپی جا چکی ہے۔مختلف اوقات میں مختلف ٹھیکیداروں کو وسن پورہ سکیم نمبر2 کے گندے نالے پر چھت ڈالنے کا کام دیا گیا جو کہ مکمل کر دیا گیا۔اس وقت موقع پر کوئی کام بھی زیر التواء نہیں ہے۔

(ب) مذکورہ نالے پر چھت ڈالنے کا جو کام ابھی ہونا باقی ہے وہ 280 رننگ فٹ ہے۔اس کا تخمینہ لاگت۔/871100 روپے لگایا گیا ہے۔فنڈز کی فراہمی ہوتے ہی اس کام کو ترجیحی بنیادوں پر مکمل کر دیا جائے گا۔

لاہور میں پارکوں، سیر گاہوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5647: محترمہ سیمل کامران : کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) لاہور میں ایسے پارکوں، سیر گاہوں کی تعداد کیا ہے جہاں ٹکٹ لگائی گئی ہے ؟

(ب) لاہور میں ایسے کتنے تفریحی مقامات (پارک، سیر گاہیں) ہیں جو بغیر ٹکٹ کے ہیں؟

(ج) کیا حکومت لاہور شہر میں مزید پارک، سیر گاہیں بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے معزز ایوان کو آگاہ کیا جائے ؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی لاہور کے زیر نگرانی اس وقت کوئی ایسی پارک نہیں ہے جہاں ٹکٹ لگائی گئی ہو۔

(ب) لاہور میں پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی کے زیر انتظام 850 پارکوں میں داخلہ ٹکٹ نہیں ہے۔

(ج) پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی لاہور شہر میں مزید پارکس بنانے کا ارادہ اور استعداد رکھتی ہے تاہم یہ تب ہی ممکن ہے جب پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی کو حکومت، دیگر محکمہ، سوسائٹی یا کسی فرد کی طرف سے زمین اور فنڈ مہیا ہوں۔

لاہور کے شہری آمیزش شدہ بدبودار پانی پینے پر مجبور و دیگر تفصیلات

*5648: محترمہ سیمل کامران : کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر میں واٹر سپلائی اور سیوریج کا نظام انتہائی ناقص ہے جس کی وجہ سے لاہور شہر کے عوام سیوریج پائپ لائن اور واٹر سپلائی لائن کا آمیزش شدہ بدبودار پانی پینے پر مجبور ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ زنگ آلودہ، بدبودار اور گندا پانی پینے کی وجہ سے عوام معدہ جگر، ہیپاٹائٹس اے، بی، سی جیسی موذی امراض میں مبتلا ہو رہے ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سیوریج پائپ لائن اور واٹر سپلائی لائن کے نظام میں بہتری کے لئے اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے۔لاہور کے عوام کو پینے کے صاف پانی کی فراہمی واسا کی اولین ترجیح ہے۔واسا میں 706 کلو میٹر لمبی واٹر سپلائی کی لائنیں ایسی تھیں جو یا تو ناکارہ ہو چکی تھیں یا اپنی میعاد پوری کر چکی تھیں ان میں سے 532 کلو میٹر لمبی واٹر سپلائی لائنوں کو گیسٹرو ہیکج کے تحت 678.346 ملین روپے کی لاگت سے تبدیل کیا جا چکا ہے جبکہ مزید 174 کلو میٹر لمبی لائنوں کی تبدیلی ہونا ابھی باقی ہے۔ان کو رواں مالی سال میں تبدیل کر دیا جائے گا۔اگر کسی علاقے سے گندے پانی کی فراہمی کی شکایت آئے تو واسا کی ٹیم جو کہ کیمسٹ کے زیر نگرانی کام کرتی ہے متعلقہ علاقے کے پانی کے نمونے حاصل کرتی ہے ان نمونوں کو واسا کی لیبارٹری میں ٹیسٹ کیا جاتا ہے اور اگر پانی میں کسی قسم کی آلودگی ہو تو متعلقہ سب ڈویژن کے متاثرہ علاقے میں واٹر سپلائی کی لائنوں کی فلشنگ، صفائی اور کلورینیشن کو یقینی بنایا جاتا ہے۔پھر دوبارہ لیبارٹری میں ان علاقوں کے پانی کے نمونوں کی ٹیسٹنگ کی جاتی ہے۔یہ بات قابل ذکر ہے کہ پانی کے نمونوں کی ان فٹ ہونے کی وجہ زیادہ تر صارف کے سروس پائپوں کا بوسیدہ ہونا ہے۔

(ب) واسا اپنے صارفین کو صاف پانی کی فراہمی کو مسلسل اور یقینی بنانے کے لئے اقدامات اٹھا رہا ہے۔واسا میں پینے کے پانی کے متعلق جونہی کوئی شکایت موصول ہوتی ہے لیبارٹری فوراً اس علاقے سے پانی کے نمونے حاصل کر کے ان کا تجزیہ کرتی ہے اور متعلقہ حکام کو مطلع کیا جاتا ہے اور اس علاقے پر مسلسل نظر رکھی جاتی ہے جب تک پانی کے بارے میں شکایت کا ازالہ نہیں ہو جاتا۔تاہم یہ بات قابل ذکر ہے کہ ہیپاٹائٹس بی اور سی جیسے موذی امراض پانی کے ذریعے نہیں پھیلتے۔

(ج) لاہور میں لوگوں کو صاف پانی کی فراہمی کے لئے جو اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں ان میں پانی میں ہائپو کلورائیٹ محلول ملانا، پرانی و ناکارہ واٹر سپلائی لائنوں کو تبدیل کرنا، پائپ لائنوں کو گاہے بگاہے صاف کرنا اور رات کو پائپ لائنوں میں مثبت دباؤ رکھنا شامل ہیں۔پائپ لائنوں کی تبدیلی کے لئے اس سال حکومت پنجاب نے 159.002 ملین روپے مختص کئے ہیں۔69

عدد پرانے ٹیوب ویلز جن کی میعاد ختم ہو چکی تھی ان کو مالی سال09-2008اور10-2009 میں 494.647 ملین روپے کے اخراجات سے تبدیل کر دیا گیا ہے تاکہ لوگوں کو وافر مقدار میں صاف پانی مہیا کیا جا سکے۔لاہور میں سیوریج کے نظام کو بہتر بنانے کے لئے اس وقت تین منصوبے زیر تکمیل ہیں جن کی مالیت 3155 ملین روپے ہے اور یہ منصوبے سال2013 میں مکمل ہو جائیں گے ان کی تفصیل(F/A)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع لاہور میں واسا کا سٹاف و دیگر تفصیلات

*5753: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لاہور میں واسا کا کل کتنا فیلڈ سٹاف ہے؟

(ب) ضلع لاہور میں واسا میں پائے جانے والے فیلڈ سٹاف میں کون کونسے عہدے ہیں نیز ان عہدوں پر کون کون کام کر رہا ہے، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ضلع لاہور میں واسا کے فیلڈ سٹاف کو ریکوری کے لئے اعزازیہ بھی دیا جاتا ہے؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) واسا لاہور میں فیلڈ سٹاف کی کل تعداد4785 ہے۔

(ب) واسا لاہور میں پائے جانے والے فیلڈ سٹاف کے عہدے اور ان عہدوں پر کام کرنے والوں کی مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔

شیخوپورہ روڈ فیصل آباد پر پارک کو سہولیات فراہم کرنے کی تفصیلات

*5820: رانا محمد افضل خان: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شیخوپورہ روڈ پر کریسنٹ سپورٹس کمپلیکس کے ساتھ۔پارک PHA فیصل آباد کے زیر کنٹرول ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو اس پارک میں پبلک ٹائلٹ بنانے و دیگر سہولیات فراہم کرنے کا کوئی منصوبہ زیر غور ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) کریسنٹ سپورٹس کمپلیکس کے ساتھ پارک PHA فیصل آباد کے زیر کنٹرول نہ ہے۔

(ب) اس جگہ کا کوئی PHA، PC-1 کے زیر غور نہیں ہے۔

پی پی۔125 سیالکوٹ میں واٹر سپلائی سکیموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5911: چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔125 ضلع سیالکوٹ میں کتنی واٹر سپلائی کی سکیمیں کس کس جگہ چل رہی ہیں؟

(ب) ان میں سے کتنی چالو حالت میں ہیں اور کتنی بند ہیں؟

(ج) جو سکیمیں بند پڑی ہیں وہ کب سے بند ہیں؟

(د) ان سکیموں کو چلانے کے لئے کتنی گرانٹ درکار ہے حکومت ان سکیموں کو چلانے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پی پی۔125 سیالکوٹ میں مندرجہ ذیل واٹر سپلائی کی سکیمیں چل رہی ہیں۔

نمبر شمار	نام سکیم	نمبر شمار	نام سکیم
1	واٹر سپلائی سکیم رائے پور	6	واٹر سپلائی سکیم وریو پھیچھر والی
2	واٹر سپلائی سکیم پٹھان والی	7	واٹر سپلائی سکیم گھڑی ملیاں
3	واٹر سپلائی سکیم گوپال پور	8	واٹر سپلائی سکیم پٹرتاں والی
4	واٹر سپلائی سکیم ویرم	9	واٹر سپلائی سکیم بھاگووال
5	واٹر سپلائی سکیم بھروکے	10	واٹر سپلائی سکیم کالاہراواں
		11	واٹر سپلائی سکیم لنگڑے والی

(ب)

(i) چالو حالت میں = 9 عدد سکیمیں چالو حالت میں ہیں۔

(ii) بند حالت میں = 2 عدد بند ہیں (جن کی تفصیل درج ذیل ہے)

(ج)

(i) واٹر سپلائی سکیم بھاگووال1994ء سے بند ہے۔

(ii) واٹر سپلائی سکیم کالاہراواں2001ء سے بند ہے۔

(د)

(i) W/S سکیم بھاگووال کے لئے۔/52,70,000روپے درکار ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

(a) Replacement of Transformer Rs.5,00,000/-

(b) Tube well Boring Rs.12,00,000/-

(c) Replacement of machinery Rs.10,00,000/-

(d) Replacement of Pipeline .Rs 25,00,000 /-

(e) Payment of WAPDA dues Rs.70,000/-

(ii) W/S سکیم کالاہراواں کے لئے۔/17,30,000روپے درکار ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

(a) Replacement of Transformer Rs.2,50,000/-

(b) Repair of machinery Rs.4,15,000/-

(c) Replacement of Pipeline .Rs 10,00,000/-

(d) Payment of WAPDA dues Rs.65,000/-

محکمہ ہذا نے ان سکیموں کو چالو کرنے کے لئے Estimate تیار کر دیئے ہیں جونہی فنڈز مہیا کئے جائیں گے سکیموں پر کام شروع کر دیا جائیگا۔

گاؤں ہنجر وال کے کاشتکاروں کے رقبہ پر قبضہ کی تفصیلات

*6023: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے نے کئی زمینداروں کی زمین اپنے قبضے میں لے لی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جوہر ٹاؤن میں پنڈ ہنجر وال نیاز بیگ کا بہت زیادہ کاشتکاروں کا رقبہ سکیم میں آگیا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ جن کاشتکاروں کا رقبہ ایل ڈی اے کی سکیم جوہر ٹاؤن میں ہے، ان لوگوں کو معاوضہ نہیں دیا گیا؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے لوگوں کو رہائش کی سہولیات فراہم کرنے کے لئے ہاؤسنگ سکیمیں بناتا ہے اور لاہور شہر کی حدود میں مناسب جگہ /ایریا کا انتخاب کر کے ہاؤسنگ سکیم کا اعلان کرتا ہے۔ جہاں تک جوہر ٹاؤن سکیم کا تعلق ہے اس کا باقاعدہ نوٹیفکیشن سیکشن 6(1) ایل ڈی اے ایکٹ 1973 کے تحت مورخہ 5۔فروری 1981 کو اس وقت کے ڈپٹی کمشنر لاہور کے دستخطوں سے شائع ہوا مذکورہ بالا نوٹیفکیشن کی کاپی تتمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ بات بھی درست ہے کہ جوہر علی ٹاؤن سکیم میں دیگر موضع جات کے ساتھ ساتھ موضع ہنجروال کا رقبہ بھی سکیم میں شامل شدہ ہے جس کی تفصیل جواب (الف) میں دیئے گئے نوٹیفکیشن مورخہ 5۔فروری1981 میں شامل ہے علاوہ ازیں کچھ رقبہ جو کہ مذکورہ نوٹیفکیشن میں شامل نہ تھا وہ بذریعہ corrigendum مورخہ 1983۔11۔16 نوٹیفکیشن کے تحت شامل کیا گیا تھا(corrigendum) کی کاپی(ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ بات حقیقت پر مبنی نہ ہے کیونکہ ایل ڈی اے نے جن کاشتکاروں /مالکان کا رقبہ سکیم میں شامل کیا گیا ان کا باقاعدہ ایوارڈ سنایا گیا اور جو مالکان اراضی اپنے رقبہ کے عوض ڈویلپڈ پلاٹ حاصل کرنا چاہتے تھے ان کو ایل ڈی اے کی ایگزیمپشن پالیسی کے مطابق 30 فیصد کے حساب سے اور ترقیاتی اخراجات جمع کرانے پر ڈویلپڈ پلاٹ دیئے جاتے ہیں اور جو مالکان پلاٹ کی صورت میں ایگزیمپشن حاصل نہیں کرنا چاہتے ان کو لینڈ ایکوزیشن ایکٹ 1894 کے مطابق معاوضہ دیا جاتا ہے اور اب تک کافی زیادہ مالکان اراضی کو ان کی زمین کے بدلے پلاٹ دیئے جا چکے ہیں کیونکہ مجاز اتھارٹی نے درخواست بابت معاوضہ پلاٹ مورخہ 10-03-2005 مقرر کر رکھی تھی اس تاریخ تک جن مالکان نے درخواست گزاری ہے وہ بمطابق ایگزیمپشن پالیسی پلاٹ لینے کے حق دار ہیں۔ تاہم جن مالکان کے رقبہ کے بارے میں کسی عدالت میں کیس وغیرہ زیر کارروائی ہے۔ وہ مجاز عدالت سے فیصلہ کی روشنی میں نقد معاوضہ یا پلاٹ حاصل کرنے کا حق دار ہو گا۔

ضلع لاہور میں ہاؤسنگ سکیموں کی تفصیلات

*6131: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں مارچ2008 تا یکم جنوری2010 کل کتنی پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیمیں بنائی گئیں؟

(ب) پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیموں کے مالکان کے نام کیا ہیں؟

(ج) کتنی ہاؤسنگ سکیمیں گورنمنٹ کی منظور شدہ ہیں اور کتنی غیر قانونی ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ایل ڈی اے ضلع لاہور میں اپنے کنٹرولڈ ایریا میں 2008 سے جنوری 2010 تک 15 پرائیویٹ سکیموں کی منظوری دی جن کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ایل ڈی اے صرف پرائیویٹ سکیموں کی منظوری دیتا ہے سکیموں میں ڈویلپمنٹ کا کام سکیم کا مالک منظوری کے بعد کرتا ہے۔

(ب) لف شدہ لسٹ میں سکیموں کے مالکان کے نام بھی درج ہیں۔

(ج) ایل ڈی اے نے 215 پرائیویٹ سکیموں کی منظوری دی ہے جو ایل ڈی اے کے کنٹرولڈ ایریا میں واقع ہیں ایل ڈی اے کو جب 2005 میں پہلی دفعہ حکومت پنجاب پرائیویٹ سائٹ ڈویلپمنٹ سکیم ریگولیشن کے تحت ضلع لاہور میں پرائیویٹ سکیموں کا اختیار دیا تو ایل ڈی اے نے سروے کیا اور 131 غیر منظور شدہ / غیر قانونی سکیمیں پائی گئیں۔ ایل ڈی اے نے ان کے بارے میں اخبارات میں اشتہار دیئے تاکہ عوام الناس ان غیر منظور شدہ سکیموں میں پلاٹوں کی خرید و فروخت نہ کریں اب مارچ2010 میں حکومت پنجاب نے پنجاب پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیم اینڈ سب ڈویژن رولز نافذ العمل کیا ہے جس کے مطابق ایل ڈی اے کو صرف اپنے کنٹرولڈ ایریا میں سکیمیں پاس کرنے کا اختیار ہے جو کہ ضلع لاہور کا 30 فیصد ہے۔

سرکاری محکموں کے لئے ہاؤسنگ کالونی بنانے کا طریق کار و دیگر تفصیلات

*6405: میاں نصیر احمد: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سرکاری محکمے کے لئے ہاؤسنگ کالونی بنانے کا طریق کار کیا ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(ب) 2000 سے 2010 تک کتنے سرکاری محکموں کو ہاؤسنگ سوسائٹی بنانے کے لئے اجازت دی گئی، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ ہذا غریب عوام کے لئے سستے مکانات کی تعمیر کے لئے پلاٹوں کی فراہمی کی مختلف ہاؤسنگ سکیمیں تیار کرتا ہے، جس کا طریقہ درج ذیل ہے:۔

سکیم کی ضرورت	شہر میں کتنے ہاؤسنگ یونٹ ہیں اور کتنی کمی ہے۔
سکیم کی منظوری	متعلقہ ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ کمیٹی سے سکیم اور جگہ کی منظوری لی جاتی ہے۔
زمین کی خریداری وغیرہ کے لئے PC-I کی تیاری	متعلقہ ادارے سے PC-I کی منظوری
زمین کا قبضہ	بمطابق متعلقہ (Sections) ایکٹ 1894 زمین کی ایکوزیشن کی جاتی ہے جس میں قبضہ زمین شامل ہے۔
ڈویلپمنٹ پی سی ون کی تیاری	متعلقہ ادارے سے پی سی ون کی منظوری اور ٹھیکیداروں سے ٹینڈرز کی فراہمی
پلاٹوں کی الاٹمنٹ	Disposal of land by Development Authorities (Act-1998)Rules2002 کے تحت پلاٹوں کی الاٹمنٹ۔
PC-IV	سکیم کی تکمیل کے بعد PC-IV تیار کیا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ محکمہ ہذا سرکاری محکموں کو تکنیکی معاونت فراہم کرتا ہے اور ڈیپازٹ ورک کے طور پر ان محکموں کی سکیمیں بھی تیار کرتا ہے۔

(ب) پنجاب ہاؤسنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ایجنسی نے کسی مرکزی محکمہ کو 2000 سے 2010 تک ہاؤسنگ سوسائٹی بنانے کی اجازت نہیں دی ہے۔

ملتان میں ایم ڈی اے میں کرپشن کی تفصیلات

*6924: ملک محمد عامر ڈوگر: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ایم ڈی اے میں کتنے ایسے آفیسرز ہیں جن پر کرپشن اور بے قاعدگیوں کے کیسز چل رہے ہیں ان کے نام وعہدوں سے آگاہ کریں؟

(ب) ان کے خلاف کیسز کب سے چل رہے ہیں اور کتنے زیر التواء ہیں، ان کی انکوائریاں کون کون سے آفیسرز کر رہے ہیں ان کے نام وعہدوں سے آگاہ کریں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ جن آفیسرز کے خلاف کرپشن و بے قاعدگیاں ثابت ہو گئی ہیں اس کے باوجود وہ انہی پوسٹوں پر کام کر رہے ہیں، ایسا کیوں کیا جا رہا ہے؟

(د) ایم ڈی اے میں کتنے اہلکاران و آفیسرز ڈیپوٹیشن پر کام کر رہے ہیں ان کے نام وعہدہ جات سے آگاہ کریں؟

(ہ) حکومت ان کو کب تک ان کے متعلقہ محکمہ میں بھیجنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف)

(1) مسٹر احمد مستنیر ڈپٹی ڈائریکٹر اسٹیٹ مینجمنٹ، محمد ایوب ہیڈ کلرک و عبدالغفار جونیئر کلرک کے خلاف پلاٹ نمبر 160/156 لودھی کالونی ملتان کی بوگس الاٹمنٹ کے الزام میں انکوائری شروع کی گئی جو عدالت عالیہ ملتان بنچ سے حکم امتناعی جاری ہونے کی وجہ سے زیر التواء ہے۔

(2) مسٹر شوکت حسین سندیلہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر اسٹیٹ مینجمنٹ، مسٹر لیاقت علی آفس سپرنٹنڈنٹ، راؤ عابد حسین ہیڈ کلرک اور قیصر شہزاد سینئر کلرک کے خلاف پلاٹ نمبر H-6 شاہ ممبر عالم کالونی ملتان کو غیر قانونی طور پر ٹرانسفر کرنے کے الزام میں انکوائری مورخہ 10-04-13 کو شروع کی گئی مگر الزام علیہان نے لیبر کورٹ سے حکم امتناعی حاصل کیا جو اب مورخہ 10-06-26 کو خارج ہو چکا ہے لہذا انکوائری آفیسر نے انکوائری کی کارروائی شروع کر دی ہے۔

(ب)

(1) مسٹر احمد مستنیر ڈپٹی ڈائریکٹر اسٹیٹ مینجمنٹ، محمد ایوب ہیڈ کلرک و عبدالغفار جونیئر کلرک کے خلاف پلاٹ نمبر 160/156 لودھی کالونی ملتان کی بوگس الاٹمنٹ کے الزام میں انکوائری بروئے حکم مورخہ 05-10-13 سے شروع کی گئی۔

جو عدالت عالیہ ملتان بنچ سے حکم امتناعی جاری ہونے کی وجہ سے زیر التواء ہے۔ انکوائری کمیٹی درج ذیل افسران پر مشتمل ہے:-

1۔ چودھری محمد طیب ڈائریکٹر کنوینئر
2۔ چودھری محمد اصغر ڈپٹی ڈائریکٹر ممبر

2۔ مسٹر شوکت حسین سندیلہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر اسٹیٹ مینجمنٹ ، مسٹر لیاقت علی آفس سپرنٹنڈنٹ، راؤ عابد حسین ہیڈ کلرک اور قیصر شہزاد سینئر کلرک کے خلاف پلاٹ نمبر H۔6 شاہ ممبر عالم کالونی ملتان کو غیر قانونی طور پر ٹرانسفر کرنے کے الزام میں انکوائری مورخہ 10۔04۔13 کو شروع کی گئی جو کہ مسٹر نعیم حیدر عابدی، سٹاف آفیسر کے پاس بطور انکوائری آفیسر زیر کارروائی ہے۔ مگر الزام علیہاں نے لیبر کورٹ سے حکم امتناعی حاصل کیا جو اب مورخہ 10۔06۔26 کو خارج ہو چکا ہے لہذا انکوائری آفیسر نے انکوائری کی کارروائی شروع کر دی ہے۔

3۔ مسٹر اعجاز احمد ایکسئین، ریاض احمد SDO، خالد فاروق سب انجینئر کے خلاف نااہلی اور غفلت کے مرتکب ہونے کے الزام میں تادیبی کارروائی مورخہ 10۔02۔20 سے جاری ہے۔ ملک اللہ یار سپرنٹنڈنگ انجینئر پبلک ہیلتھ سرکل بہاولپور انکوائری آفیسر مقرر ہیں۔

4۔ مسٹر ممتاز حسین ایڈمنسٹریٹر شاہ شمس پارک اور چار سکیورٹی گارڈز کے خلاف نااہلی اور غفلت کے مرتکب ہونے کے الزام میں تادیبی کارروائی مورخہ 10-07-02 سے جاری ہے۔ مسٹر نعیم حیدر عابدی، سٹاف آفیسر ایم ڈی اے بطور انکوائری آفیسر کام کر رہے ہیں۔

(ج) یہ درست نہیں ہے کہ جن آفیسران کے خلاف کرپشن و بے قاعدگیاں ثابت ہو گئی ہیں انہیں دوبارہ ان ہی پوسٹوں پر تعینات کر دیا گیا ہے۔ جن آفیسران کو انکوائری کے نتیجے میں قواعد کے تحت سزا دی گئی ان کے نام اور پوسٹنگ کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

1۔ مسٹر محمد طاہر ڈائریکٹر اسٹیٹ مینجمنٹ کو پلاٹ نمبر 1-E/17 آفیسرز کالونی کے 4 مرلہ رقبہ کی غلط الاٹمنٹ کرنے کے الزام میں تادیبی کارروائی کی گئی اور انکوائری رپورٹ کی روشنی میں ایک سال ترقی روک لی گئی۔ اس نے اس کے خلاف اپیل کی اور اپیلٹ اتھارٹی نے سزا بڑھا دی۔ اب موصوف اسٹیٹ مینجمنٹ سے تبدیل ہو کر شعبہ ٹاؤن پلاننگ میں کام کر رہے ہیں۔

2۔ مسٹر احمد مستنیر ڈپٹی ڈائریکٹر اسٹیٹ مینجمنٹ کی درج بالا الزامات کے ثابت ہونے پر تین سال کی ترقی روکی گئی اس نے بھی اس کے خلاف اپیل دائر کی جس پر اپیلٹ اتھارٹی نے سزا بڑھا دی وہ اب شعبہ لینڈ مینجمنٹ میں کام کر رہے ہیں۔

(د) ایم ڈی اے میں اس وقت سات آفیسرز ڈیپوٹیشن پر کام کر رہے ہیں جن کے نام اور عہدہ جات درج ذیل ہیں:۔

نام	عہدہ	تاریخ پوسٹنگ ایم ڈی اے
1-سید تصدق حسین بخاری	ڈائریکٹر جنرل	21-05-2008

2- مسٹر علی اکبر بھٹی	ڈائریکٹر اسٹیٹ مینجمنٹ	30-04-2010
3- ملک محمد سلیم	ڈپٹی ڈائریکٹر ایڈمن	15-12-2009
4-کنور محمد نواز	اسسٹنٹ ڈائریکٹر اسٹیٹ مینجمنٹ	19-02-2009
5-مسٹر خالد محمود	اسسٹنٹ ڈائریکٹر فنانس	18-12-2008
6-مسٹر شعیب بوسن	لینڈ ایکوزیشن کلکٹر	09-01-2009
7-ڈاکٹر ارشد حسین	میڈیکل آفیسر	14-02-2009

(ہ) گورنمنٹ پالیسی کے مطابق ڈیپوٹیشن پیریڈ تین سال تک ہوتا ہے اس کے بعد ان آفیسران کو واپس اپنے محکموں میں بھیجا جاتا ہے تاہم گورنمنٹ ان کو قبل از وقت بھی بلوا سکتی ہے یا ان کے ڈیپوٹیشن پیریڈ میں اضافہ بھی کر سکتی ہے۔مذکورہ بالا کسی بھی آفیسر کا ڈیپوٹیشن پیریڈ ابھی ختم نہیں ہوا۔یہ افسران حکومت کی طرف سے جاری کردہ احکام پر MDA میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں اور قواعد کے تحت متعین ڈیپوٹیشن کوٹا کے اندر کام کر رہے ہیں۔

ملتان ایم ڈی اے میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6925:**ملک محمد عامر ڈوگر**: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ایم ڈی اے میں گریڈ11 سے گریڈ20 تک کتنی منظور شدہ اسامیاں ہیں ان میں سے کتنی ڈائریکٹ کوٹا اور کتنی پروموشن کوٹا کی ہیں؟

(ب) ان میں 09-2008 اور 10-2009 کے دوران کتنے اہلکاران و آفیسرز کو کس کس اسامی پر پروموٹ کیا گیا، ان کے نام و عہدوں سے آگاہ کریں؟

(ج) ایم ڈی اے میں کون کون سے آفیسرز کتنے کتنے عرصہ سے ایک ہی جگہ پر تعینات ہیں؟

(د) ان میں سے کتنے آفیسرز ہیں جو عرصہ دس سال سے زائد ایک ہی جگہ پر تعینات ہیں کیا یہ قواعد کی خلاف ورزی نہ ہے، ان کے نام و عہدوں سے آگاہ کریں؟

(ہ) کیا حکومت ان کو فوری طور پر یہاں سے ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ایم ڈی اے میں گریڈ11 سے گریڈ20 تک 205 اسامیاں ہیں۔ان میں سے 85 ڈائریکٹ، 110 پروموشن کوٹا اور 10 اسامیاں ڈیپوٹیشن کی بنیاد پر پُر کی گئی ہیں۔جس کی تفصیل Annex "A" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 2008-09اور2009-10 کے دوران ادارہ ہذا میں 46آفیسران واہلکاران کو ترقی دی گئی ہے۔جن کے نام وعہدہ"B" Annexایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ایم ڈی اے میں جتنے آفیسرز ایک جگہ پر جتنے عرصہ سے تعینات ہیں وہ عرصہ ہر نام کے آگے درج ہے ان کی تفصیل"C" Annexایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ایم ڈی اے میں عرصہ 10 سال یا اس سے زائد عرصہ کے صرف دو آفیسرز ہیں جو شعبہ ٹاؤن پلاننگ میں ایک جگہ پر تعینات ہیں۔ان کے نام"C" Annex میں درج ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ٹاؤن پلانر ہیں اور ان کا دیگر شعبہ جات میں تبادلہ نہ ہو سکتا ہے۔

(ہ) 10 سال سے زائد ایک ہی شعبہ میں تعینات ان دو آفیسران کو کسی دوسری جگہ ٹرانسفر نہیں کیا جا سکتا۔کیونکہ یہ ایم ڈی اے کے مستقل ملازمین ہیں اور ٹاؤن پلاننگ کے شعبہ کے ٹاؤن پلانرز ہیں۔دونوں اپنے فرائض بااحسن وخوبی سرانجام دے رہے ہیں۔ان کی اسامیاں Non Transferableہیں۔

پی پی۔45 میانوالی، واٹر سپلائی کے لئے لگائے گئے ٹیوب ویلز کی تعداد ودیگر تفصیلات

*6929: جناب علی حیدر نور خان نیازی: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔45 میانوالی میں واٹر سپلائی کے لئے کتنے ٹیوب ویلز کس کس جگہ نصب ہیں؟

(ب) کتنے ٹیوب ویلز کب سے خراب ہیں ان کو چالو کرنے کے لئے کیا کیا مشکلات درپیش ہیں؟

(ج) اس حلقہ کی کتنی آبادی کو سرکاری پانی فراہم کیا جا رہا ہے اور کتنی آبادی سرکاری پانی سے محروم ہے؟

(د) باقی آبادی کو پانی کی سپلائی کے لئے مزید کتنے ٹیوب ویلز لگانے کی ضرورت ہے، حکومت کب تک یہ ٹیوب ویل لگانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پی پی۔45 میانوالی میں واٹر سپلائی کے لئے کل 58ٹیوب ویلز نصب ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 14ٹیوب ویلز کے بند ہونے کا سال، تفصیل وجوہات اور ان کو چلائے جانے پر آنے والے تخمینہ جات سامنے درج ہیں۔ اگر ان تمام ٹیوب ویلز کو چلانے کے لئے حکومت پنجاب مبلغ15کروڑروپے مہیاکرے تو یہ ٹیوب ویلز چل سکتے ہیں۔

نمبر شمار	نام سکیم	تعداد	کب سے بند ہے	موقع پر جو کام درکار ہے۔	رقم
1	ٹیوب ویل واں بھچراں	02۔Nos	2002	تنصیب ٹیوب ویل، مشینری، پائپ لائن، چیمبر، ڈی سسٹم	20.00ملین
2	ٹیوب ویل کھاں والا	01۔No	2004	تنصیب ٹیوب ویل، مشینری، پائپ لائن، بجلی ٹرانسفارمر	14.00ملین
3	ٹیوب ویل بازی خیل	03۔Nos	2002	تنصیب ٹیوب ویل، مشینری، پائپ لائن، چیمبر، بجلی	25.00ملین
4	ٹیوب ویل سلطان والا شرقی	01۔No	2006	تنصیب ٹیوب ویل، مشینری، پائپ لائن، چیمبر، بجلی	9.50ملین
5	ٹیوب ویل پکہ ساندانوالہ	01۔No	2002	تنصیب ٹیوب ویل مشینری مرمت، پائپ لائن، بجلی ٹرانسفارمر	10.15ملین
6	ٹیوب ویل کٹھ خیلانوالہ	01۔No	2005	تنصیب ٹیوب ویل، مشینری، پائپ لائن	8.500ملین
7	ٹیوب ویل ابا خیل	01- NO	2001	تنصیب ٹیوب ویل، مشینری، پائپ لائن	10.00ملین
8	ٹیوب ویل پاروانڈھی	02۔Nos	2001	تنصیب ٹیوب ویل، مشینری، پائپ لائن، چیمبر، بجلی	20.00ملین
9	ٹیوب ویل موسیٰ خیل	02۔Nos	2001	تنصیب ٹیوب ویل، مشینری، پائپ لائن، چیمبر، بجلی	20.00ملین

(ج) اس حلقہ میں کل72گاؤں ہیں جن میں سے36دیہہ کو واٹر سپلائی کا پانی مل رہا ہے اور ان کی آبادی202216ہے۔36گاؤں سرکاری پانی سے محروم ہیں اور ان کی آبادی198338ہے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) باقی36دیہہ آبادی کو پانی مہیا کرنے کے لئے تقریباً42ٹیوب ویلز کی ضرورت ہے اگر حکومت پنجاب فنڈز مہیا کرے تو ان پر جلد کام شروع کیا جا سکتا ہے۔

ضلع میانوالی میں سیوریج سکیموں کی تفصیلات

*6930:جناب علی حیدر نور خان نیازی:کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع میانوالی میں09۔2008اور10۔2009کے دوران کتنی رقم کن کن سیوریج سکیموں پر خرچ ہوئی،ان سکیموں کے نام و تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ب) کتنی رقم پرانی سکیموں کی بحالی اور مرمت پر خرچ ہوئی،ان کے نام و تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ج) کتنی رقم نئی سکیموں پر خرچ ہوئی،ان سکیموں کے نام اور تخمینہ لاگت سے آگاہ کریں؟

(د) اس وقت کتنی سکیموں پر کام جاری ہے ان سکیموں کے نام بتائیں یہ کب تک مکمل ہوں گی؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع میانوالی میں سال09۔2008اور10۔2009میں کل چار سکیمیں مکمل کی گئی ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

2008۔09

I۔اربن سیوریج ڈرینج سکیم پپلاں تخمینہ لاگت14.924ملین روپے
لاگت خرچہ16.473ملین روپے

II-سیوریج سکیم کمر مشانی تخمینہ لاگت7.558ملین روپے
لاگت خرچہ7.063ملین روپے

2009۔10

I۔سیوریج ڈرینج سکیم دلیوالی تخمینہ لاگت2.145ملین روپے
لاگت خرچہ1.904ملین روپے

II-سیوریج سکیم دادو خیل تخمینہ لاگت1.00ملین روپے
لاگت خرچہ1.118ملین روپے

(ب) کوئی رقم خرچ نہ ہوئی

(ج) Comprehensive W/S & Sewerage Scheme Mianwali(میگا پراجیکٹ)کا تخمینہ 350.800ملین ہے جس میں سیوریج سکیم میانوالی پر مبلغ 271.273ملین روپے

خرچ ہوں گے جن میں سال10۔2009 میں صرف سیوریج سکیم پر6لاکھ خرچ کئے گئے ہیں۔

(د) Comprehensive W/S & Sewerage Scheme Mianwali(میگا پراجیکٹ) پر کام جاری ہے۔اگر حکومت پنجاب فنڈز مہیا کرتی رہی تو یہ پراجیکٹ تین سال میں مکمل ہوگا۔

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

بستی سیدن شاہ لاہور میں سیوریج کے مسائل

137:رانا آصف محمود:کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اقلیتی آبادی بستی سیدن شاہ لاہور کی گلی نمبر2اور اس کی ملحقہ گلیوں میں سیوریج کب ڈالا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ سیوریج بہت پرانا اور تنگ ہونے کی وجہ سے اکثر بند رہتا ہے جس کی وجہ سے گلیوں میں تعفن پھیلا ہوا ہے؟

(ج) کیا حکومت اس سیوریج سسٹم کو فوری طور پر تبدیل کرنے کو تیار ہے،اگر ہاں تو کب تک،اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) بستی سیدن شاہ لاہور کی گلی نمبر2کا سیوریج تقریباً25سال قبل ڈالا گیا تھا۔

(ب) یہ درست ہے کہ متذکرہ سیوریج بہت پرانا ہے تاہم جب بھی سیوریج بند ہونے کی شکایت موصول ہوتی ہے تو اسے بروقت کھول دیا جاتا ہے۔

(ج) اس سیوریلائن کو تبدیل کرنے کا تخمینہ لگایا جارہا ہے۔اس کے فنڈ ملنے کے بعد نیا سیوریلگا دیا جائے گا۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی:پوائنٹ آف آرڈر۔

پوائنٹ آف آرڈر

لاہور میں 8۔مارچ کو بم دھماکے میں ہلاک ہونے والے عباس علی کے لواحقین کو مالی امداد کی فراہمی

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر !میں نے ایک بہت اہم مسئلہ کی نشاندہی کرنی ہے ۔ علی نور نیازی صاحب سے میری درخواست ہے کہ بڑا نیکی کا کام ہے صرف ایک منٹ مجھے دے دیں۔8۔مارچ کو لاہور میں جو بم دھماکا ہوا تھا اس میں عباس علی نامی ایک غریب نوجوان لڑکا سائیکل پر وہاں سے گزر رہا تھا وہ اس بم دھماکے کا شکار ہو گیا۔بد قسمتی سے اس کی dead body نہیں مل سکی اور اس کا ڈی این اے ٹیسٹ کروایا گیا تو پھر کافی procedure کے بعد اس کی موت کی تصدیق ہو سکی لیکن افسوسناک بات یہ ہے کہ اب تک اس غریب کے گھر والوں کو جن کے پاس شاید اگلے وقت کی روٹی خریدنے کے بھی پیسے نہیں ہوتے ان کو اب تک ہم امداد نہیں دے سکے چونکہ اس کی dead body نہیں مل سکی تھی تو میری آپ سے درخواست ہے کہ اس مسئلہ پر وزیر قانون کو خصوصی ہدایت کی جائے کہ اس عباس علی کے ورثہ کو مالی امداد کا جو Cheque ہم دیا کرتے ہیں وہ لازمی مل جائے یقیناً یہ بڑی نیکی کا کام ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: آپ بھی وزیر قانون صاحب سے رابطہ فرمائیں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ بھی پوائنٹ آف آرڈر پر آ گئے ہیں۔آپ کا سوال بھی لمبا چوڑا تھا۔

بورے والا شہر میں واٹر سپلائی سکیم میں ناقص مٹیریل استعمال ہونے کی تحقیقات

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب والا!ہمارے شہر بورے والا میں 07-2006 میں واٹر سپلائی کے لئے ایم این اے کی گرانٹ آئی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: پبلک ہیلتھ والے یہ سنتے جائیں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب والا! پانچ کروڑ روپے کی گرانٹ آئی تھی محکمہ لوکل گورنمنٹ نے اس پر کام شروع کیا اور اپنے خاص بندوں کو ٹھیکے دیئے۔ جن سکیموں کو انہوں نے declare کیا تھا ان کو آج تک چالو نہیں کیا گیا، وجہ اس کی یہ ہے کہ ان سکیموں میں بہت زیادہ کرپشن پائی گئی۔ وہاں پر ناقص

مٹیریل استعمال کیا گیا ہے وہ اس ڈر سے اس سکیم کو چالو نہیں کر رہے کہ اگر اس میں پانی چھوڑا گیا تو ان کا پول کھل جائے گا لہذا میری آپ سے یہ استدعا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس کیس کو دیکھیں، بار بار آپ کے محکمے کی بات ہو رہی ہے، آپ پلیز ان کو satisfy کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب والا! میٹنگ کر کے اس کو دیکھ لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: ان کے ساتھ میٹنگ کر لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! اگر اجازت ہو تو۔۔۔

جناب سپیکر: فرمائیں!

پینے کے صاف پانی والے ٹیوب ویلوں کی تشہیر کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب والا! میں چاہتا تھا کہ آپ میرا ایک چھوٹا سا سوال سن لیتے لیکن آپ نے نہیں سنا، آپ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو ایک منٹ کے لئے روک لیں، میں ان کے بارے میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں اور صرف ایک منٹ لوں گا، اس میں پورا پنجاب involve ہے۔ صرف لاہور میں دس سے بارہ ارب روپے کا جعلی منرل واٹر۔۔۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! تشریف رکھیں اور ان کی بات سن کر جائیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! جعلی اور صحیح دونوں طرح کا منرل واٹر لاہور میں بک رہا ہے اور پنجاب میں یہ تعداد بیس سے پچیس ارب روپے تک جا چکی ہے۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں، آپ بھی بہت باہر پھرتے رہتے ہیں، visits بھی کرتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: معاف کرنا، میں آوارہ نہیں پھرتا۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! visit سے مراد یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: میں کام کے لئے کہیں جاتا ہوں، آوارہ نہیں پھرتا ہوں۔ مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: چلیں، جناب! آپ میرے لئے جاتے ہیں، خوشی کی بات ہے۔ میں یہ کہہ رہا تھا کہ آج صرف ایک مہربانی کر دیں کہ حکومت کو یہ کہیں کہ لاہور کے علاوہ بھی مختلف شہروں میں جن

ٹیوب ویلوں کا پانی fit for drinking ہے اس کو یہ باقاعدہ announce کریں اور publish کریں تاکہ لوگوں کے اربوں روپے بچ سکیں۔ جعلی منرل واٹر اصل منرل واٹر سے زیادہ بک رہا ہے اور میں آپ کو کیا بتاؤں اس میں کتنا heavy margin اس غریب قوم سے لیا جا رہا ہے۔2۔ارب کا deficit انہوں نے صرف لاہور میں دکھایا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آج آپ یہ مہربانی کر دیں گورنمنٹ کو کہیں کہ فلاں فلاں ٹیوب ویل کا پانی fit for drinking ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا، آپ بھی دیکھتے ہوں گے باہر لکھا ہوتا ہے کہ یہ جو پانی ہے fit for drinking ہے یا This is not fit for drinking . This is for shaving purpose only. یہ تو آپ دیکھ سکتے ہیں اور shave کرنا کوئی بُری بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اچھی بات ہے۔آپ اس پر تھوڑی محنت کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! روزانہ جعلی منرل واٹر پکڑے جا رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب والا! جو صحیح ہیں ان کا اخبار میں اشتہار دے دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! یہ اپنے اشتہاروں میں لکھ دیں کہ ان ٹیوب ویلوں کا پانی fit for drinking ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب والا! پورے پنجاب کے لئے کر دیتے ہیں اور اشتہار میں اس کی تفصیل لکھ دیتے ہیں کہ ان ٹیوب ویلوں کا پانی fit for drinking ہے۔

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر۔II کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی۔ سید عبدالقادر گیلانی صاحب پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر۔II کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔ سید عبدالقادر گیلانی صاحب اپنی رپورٹ پیش کریں۔

سید عبدالقادر گیلانی: شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 04-2003 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبرII کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 28۔نومبر2010 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 04-2003 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبرII کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 28۔نومبر2010 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب شیر علی خان: جناب والا! اتنی زیادہ توسیع نہ دی جائے۔

سید عبدالقادر گیلانی: جناب والا! میں ان کی respect کرتا ہوں۔ میری اس میں تھوڑی سی گزارش یہ بھی ہے کہ یہ 04-2003 audit paras کے ہیں، یہ کوئی میں نے backlog اکٹھا نہیں کیا بلکہ یہ مشرف کے ٹائم کا ہے، جب آمریت کا دور آتا ہے تو یہ جمہوری کمیٹیاں function نہیں کرتیں۔

جناب سپیکر: اب بولیں توسیع کر دی جائے؟

سنیئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی: جناب والا! توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں نے فیصلہ اکثریت کی رائے کے مطابق کرنا ہے۔

جناب شیر علی خان: ان کو بھی تین سال ہو گئے ہیں۔

سید عبدالقادر گیلانی: صرف تین مہینے کام نہیں ہوا، دو مہینے flood کی وجہ سے اور بقایا اجلاس کی وجہ سے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔آپ تشریف رکھیں۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 04-2003 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر II کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 28۔نومبر 2010 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

میرے خیال میں زیادہ آواز یہ آئی ہے کہ توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ لاہور شہر کے اندر کربلا گامے شاہ کا جو واقعہ ہوا ہے اس پر چالیس روز گزر چکے ہیں۔ میری گزارش صرف یہ ہے کہ اس کے جو متاثرین تھے ان کے چیک کیش نہیں ہوئے۔

سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔اس کا ایک طریق کار ہے آپ وہ اختیار کریں۔ مہر اشتیاق احمد صاحب سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مہر اشتیاق احمد: شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قرارداد نمبر 92 بابت سال 2010 پیش کردہ سید حسن مرتضیٰ ایم پی اے کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔دسمبر 2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قرارداد نمبر 92 بابت سال 2010 پیش کردہ سید حسن مرتضیٰ ایم پی اے کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔دسمبر 2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قرارداد نمبر 92 بابت سال 2010 پیش کردہ سید حسن مرتضیٰ ایم پی اے کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔دسمبر 2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مہر اشتیاق احمد: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ یہ تحریک اسمبلی کوارٹرز کی بابت تھی۔

جناب سپیکر: غریب آدمیوں کے بارے میں ہے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آج پوری قوم یہ سوچ رہی ہے کہ انڈیا اور پاکستان اکٹھے آزاد ہوئے لیکن اب انڈیا ترقی میں ہم سے بہت آگے ہے لیکن ہم ترقی، تعلیم، صحت اور ان تمام چیزوں میں انڈیا سے پیچھے ہیں۔جب ان سب چیزوں کو غور سے دیکھا جاتا ہے تو یہ نظر آتا ہے کہ پاکستان میں جو ترقی نہیں ہو سکی، تعلیم میں جو نمایاں ترقی نہیں ہو سکی، جو صحت بہتر نہیں ہو سکی، جو ادارے مضبوط نہیں ہو سکے ان تمام برائیوں کی جڑ آمریت ہے۔آمریت نے اس ملک کو بے شمار نقصان پہنچائے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: وہ NRO ہے۔

MR. SPEAKER: Please no cross talk, no comments.

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اس ملک میں جمہوریت قائم کی، ان کے بعد پھر ضیاء الحق آیا اس نے جمہوریت ختم کی، اس کے بعد پرویز مشرف آیا اور اس کے ساتھ اس ملک کے کچھ نام نہاد لیڈر جن کو تانگہ پارٹی کہا جاتا تھا وہ اس کے ساتھی بنے اور انہوں نے ساتھی بن کر پرویز مشرف کو سہارا دیا، اس آمریت کو سہارا دیا اور اس آمر کے ساتھ انہوں نے اپنا کندھا لگایا۔میں محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کو سلام پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنی دور اندیشی، ہمت اور اپنی قائدانہ صلاحیتوں کی وجہ سے پرویز مشرف کے خلاف میدان جنگ لگایا، انہوں نے پرویز مشرف کو چیلنج کیا کہ میں ملک میں آؤں گی اور اس ملک میں جمہوریت لاؤں گی۔

معزز ممبران حزب اختلاف: وہ NRO ہے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): اب اس ملک میں جمہوریت کو کوئی نہیں روک سکتا۔اس کے بعد پوری دنیا نے دیکھا کہ وہ کراچی میں تشریف لائیں تو سینکڑوں لوگ محترمہ پر قاتلانہ حملے میں شہید کر دیئے گئے لیکن وہ ڈری نہیں بلکہ وہ اگلے دن ہی ہسپتالوں میں گئیں، انہیں وارننگ دی گئی کہ آپ کی زندگی کو سخت خطرہ ہے، آپ نہیں بچ سکتیں لیکن انہوں نے کہا کہ اگر مجھے اس ملک اور اس ملک میں جمہوریت کی خاطر جان بھی دینا پڑی تو میں دوں گی ۔ اس کے بعد جس دن ایمرجنسی لگی محترمہ بے نظیر بھٹو اسی دن پاکستان آئیں اور انہوں نے کہا کہ میں اس ملک میں جمہوریت اور ملک کی بقا کی جنگ جاری رکھوں گی چاہے مجھے موت بھی آ جائے۔آج اس ملک میں جو جمہوریت قائم ہے اس کو قائم کرنے میں سب سے بڑا کردار محترمہ بے نظیر بھٹو شہید ہیں۔

جناب سپیکر! صدر پارلیمنٹ کا حصہ ہیں، اگر کوئی صدر پر تنقید کرے گا، اگر کوئی صدر کے خلاف سازش کرے گا، اگر کوئی صدر کو نشانہ بنانے کی کوشش کرے گا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ پارلیمنٹ پر حملہ ہے، وہ جمہوریت پر حملہ ہے اس لئے میں ان تمام سیاسی قوتوں کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ صدر پر حملہ پارلیمنٹ پر حملہ سمجھا جائے گا اور اسٹیبلشمنٹ کے کچھ لوگ پارلیمنٹ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں اور وہ صدر پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ میں ان کو کہنا چاہتا ہوں کہ خدا کا خوف کھائیں اور اس ملک میں جمہوریت کو قائم رہنے دیں ، اس ملک میں جمہوریت رہے گی تو یہ ملک ترقی کرے گا ۔ میں اُن اسٹیبلشمنٹ کے لوگوں کو پیغام دینا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ اب آپ کو اس ملک میں ناکامیابیاں نہیں ہوں گی۔اگر کامیابیاں ہوں گی تو وہ جمہوری اداروں کو ہوں گی، وہ جمہوریت کو ہوں گی، فتح جمہوریت کی ہو گی اور انشاء اللہ تعالیٰ اس ملک میں پارلیمنٹ بھی قائم رہے گی اور پارلیمنٹ کا حصہ جو سب سے بڑا عہدہ ہے صدر آصف علی زرداری بھی اپنی کرسی پر قائم رہیں گے ۔ کسی میں یہ جرأت نہیں کہ ان کی طرف ہاتھ اٹھا سکے چونکہ یہ پارلیمنٹ کا حصہ ہے اور جس کسی نے پارلیمنٹ کی طرف انگلی اٹھانے کی کوشش کی تو ہم اس کی انگلی کاٹ دیں گے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! ہمیں اجازت ملے گی ؟

جناب سپیکر: چھوڑیں۔آپ کا توجہ دلاؤ نوٹس ہے۔

جناب شیر علی خان: یہ بڑی زیادتی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں کوئیcontroversialبات نہیں ہونی چاہئے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! سینئر منسٹر صاحب حکومت کا حصہ ہیں لیکن یہ ہمیشہ ہاؤس کا ٹائم ضائع کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے کسی کے بارے میں کچھ نہیں کہا۔آپ اس بات کو چھوڑیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: یہ ہاؤس کا ٹائم ضائع کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس take up کرتے ہیں۔ محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ کا توجہ دلاؤ نوٹس ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پلیز مجھے اجازت دیں۔

جناب شیر علی خان: یہ زیادتی ہے۔ان کو ٹائم نہ دیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! آنٹی ڈار صاحبہ کو ٹائم دیں۔

جناب سپیکر: .No point of orderاب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لے رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر آپ مہربانی کر دیں تو میں عرض کرتا ہوں کہ میرے بھائی راجہ ریاض صاحب نے اتنی اچھی باتیں کی ہیں، واقعی جمہوریت ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو floor نہیں دیا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ لوں گا۔آج انہوں نے ہندوستان کی بات کی ہے تو میںon the floor of the House بتانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں پوچھنا نہیں چاہتا اور آپ بتانا چاہتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: انہوں نے آج جو باتیں کی ہیں یہ مہربانی کر کے بتا دیں کہ انڈیا کے معاملے میں trade policy کس نے دی ہے؟ یہ دو ہزار فیصد انڈیا کے حق میں ہے۔پاکستان میں انڈیا کے اکیاون چینل چل رہے ہیں اور انڈیا میں ہمارا ایک چینل بھی نہیں چل رہا۔خدا کے لئے آج ان سے کہیں کہ یہ اور کچھ نہیں کر سکتے تو کم از کم انڈیا کے چینل ہی بند کروا دیں۔

جناب سپیکر: جی، عائشہ جاوید صاحبہ!

شیخ علاؤالدین: اگر کوئی ہندوستان کے بارے میں یہ کہے کہ وہ ہم سے آگے ہے تو وہ ہمارے ساتھ زیادتی کرتا ہے۔ہمارے اپنوں کے کئے دھرے کی وجہ سے ہندوستان ہم سے آگے ہے ورنہ خدا کی قسم ہندوستان کوئی چیز نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے، آپ تشریف رکھیں۔عائشہ جاوید صاحبہ!

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! بی بی ڈار صاحبہ کو ٹائم دے دیں۔ہم بھی کسی سے کم نہیں ہیں۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: جی نہیں۔میں ٹائم نہیں دیتا۔آپ تشریف رکھیں۔انہوں نے مجھ سے ٹائم لینا ہے یا آپ سے ؟آپ کیا کرتے ہیں؟ جی توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 548 محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ کا ہے۔محترمہ! آپ اپنا توجہ دلاؤ نوٹس پڑھیں۔

یوحنا آباد نشتر ٹاؤن لاہور کے وکرم مسیح کا دوران ڈکیتی قتل

محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایک مؤقر اخبار کی خبر مورخہ 9-10-2010 کے مطابق نامعلوم افراد نے یوحنا آباد نشتر ٹاؤن لاہور کے رہائشی وکرم مسیح کو دوران ڈکیتی فائرنگ کر کے قتل کر دیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ علاقے کے لوگوں نے وکرم مسیح کی نعش سڑک پر رکھ کر ملزمان کو گرفتار کرنے کے لئے احتجاج کیا؟

(ج) متعلقہ تھانہ کی پولیس نے مذکورہ واقعہ کے بارے میں آج تک کیا کارروائی کی، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب کچھ یوں ہے کہ :۔

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔

(ج) مقتول کے بھائی زوہیب مسیح کے بیان پر مقدمہ درج رجسٹر ہوا اور ابتدائی تفتیش عمل میں لائی گئی۔ موقعے سے فی الحال کوئی چشم دید گواہ میسر نہ آیا۔شبہ کی بناء پر اور مدعی کی نشاندہی پر ایک کس وزیر مسیح کو حراست میں رکھ کر interrogation جاری ہے۔مقتول کے

ٹیلیفون کی detail حاصل کی جارہی ہے اور پوسٹ مارٹم رپورٹ سے بھی مدد لی جارہی ہے۔مدعی کی مشاورت سے ہر پہلو پر تفتیش جاری ہے اور مشکوک افراد کو شامل تفتیش کیا جارہا ہے۔انشاءاللہ وکرم مسیح کے قاتلوں کو گرفتار کر کے کیفرِ کردار تک پہنچایا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر545 حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا صاحب کا ہے، وہ اسے پیش کریں۔

رضامندی کی شادی کے باوجود شور کوٹ کے عمران کے خلاف مقدمہ اور اس کی فیملی پر تشدد

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شور کوٹ میں ایک لڑکے عمران نے شازیہ نامی لڑکی کے ساتھ باہمی رضامندی سے شادی کی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ شازیہ کے رشتہ داروں نے مع بارہ مسلح افراد عمران کے گھر حملہ کر کے ایک عورت اور ایک بچی کو زبردستی اٹھالیا اور ان کے ساتھ ریپ کرتے رہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ لڑکی کے والدین بڑے بااثر ہیں اور انہوں نے شادی ہونے کے باوجود پولیس کی ملی بھگت سے عمران کے خلاف پرچہ درج کروایا اور ابھی تک وہ لڑکا تھانہ شور کوٹ سٹی میں بند ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ متعلقہ ایس ایچ او نے ان بارہ مسلح افراد سے بچی اور عورت برآمد کی لیکن آج تک پولیس نے ان بااثر درندوں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈی ایس پی کبیر والا ضلع خانیوال ملزمان کا قریبی عزیز ہے جس نے عمران نامی لڑکے کو پکڑ کر شور کوٹ پولیس کے حوالے کر دیا اور اس کی بیوی کو پکڑ کر اس کے والدین کے حوالے کر دیا؟

(و) حکومت نے اس گھناؤنے جرم پر اب تک ملزمان اور پولیس کے خلاف کیا کارروائی کی ہے، اگر نہیں تو حکومت ان کے خلاف کب تک کارروائی کرے گی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب اس طرح سے ہے کہ:

(الف) یہ درست نہ ہے۔ عمران نے آج تک کوئی ثبوت نکاح وغیرہ پیش نہ کیا ہے۔ یہ درست ہے کہ ملزمان ارشد وغیرہ بارہ کس کے خلاف مقدمہ نمبر1008 مورخہ 17-09-10 بجرم 365,337,148,149 ت پ تھانہ شور کوٹ سٹی میں درج ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ ملزمان نے کسی عورت یا بچی کے ساتھ کوئی ریپ کیا ہے اور نہ ہی ملزمان ان کے گھر سے عورت یا بچی کو اٹھا کر لے گئے ہیں۔

(ج) عمران کے خلاف مقدمہ نمبر1003 مورخہ 16-09-2010 بجرم 365/B ت پ تھانہ شور کوٹ سٹی درج ہے جس میں مذکورہ مورخہ 4-10-2010 کو حوالات جوڈیشل بھجوایا جا چکا ہے اور وہ شازیہ کے ساتھ شادی کا کوئی ثبوت پیش نہ کر سکا ہے۔

(د) یہ غلط ہے۔ بچی اور عورت کو پولیس نے قطعی طور پر برآمد نہ کیا ہے۔ مدعی کی درخواست پر مقدمہ نمبر1008 مورخہ 17-09-2010 تھانہ شور کوٹ سٹی میں درج ہوا اور دو کس ملزمان کو گرفتار کر کے مورخہ 1-10-2010 کو حوالات جوڈیشل بھجوایا جا چکا ہے۔ بقایا ملزمان کی گرفتاری کے لئے مقامی پولیس کوشش کر رہی ہے۔

(ہ) یہ درست نہ ہے، بلکہ عمران کو مقامی پولیس نے از خود گرفتار کر کے جوڈیشل حوالات بھجوایا ہے جبکہ مسماۃ شازیہ والدین کے پاس ہے۔

(و) مقامی پولیس نے ملزمان کے خلاف مقدمات درج رجسٹر کر دیئے ہیں اور مقدمات کی تفتیش حقائق پر جاری ہے۔ ہر دو مقدمات کو جلد از جلد حقائق پر، merit پر تفتیش کر کے یکسو کیا جائے گا اور چالان عدالت میں پیش کر دیا جائے گا۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! میں آپ اور اس ایوان کو سلام پیش کرتا ہوں کہ اتنی بڑی زیادتی ہوئی لیکن آج تک کوئی کارروائی نہیں ہوئی تھی جب پولیس کو یہ پتا چلا کہ آج ہم نے وزیر قانون صاحب کے پاس پیش ہونا ہے تو آج ہی ایک دو ملزمان کی گرفتاری عمل میں آئی ہے۔ دوسرا وزیر قانون صاحب نے کہا ہے کہ اس کی شادی نہیں ہوئی ہے اور نہ ہی اس کے پاس کوئی ثبوت ہے۔ میرے پاس یہ اس کا نکاح نامہ موجود ہے۔ اس کی شادی کو پانچ ماہ ہو گئے ہیں اور اس کا بچہ پیدا ہونے والا ہے۔

(معزز ممبر نے نکاح نامہ ایوان میں لہرا کر دکھایا)

جناب سپیکر!صرف ایس ایچ او کی بے ایمانی اور سازش سے یہ سب کچھ ہوا ہے۔ایس ایچ او نے دوسرے دن خود جا کر ان کے گھر سے عورت کو برآمد کیا ہے۔ایس۔ایچ۔او اپنی پولیس پارٹی کے ساتھ ان کے گھر گیا جسے وہاں پر بہت سے لوگوں نے دیکھا ہے۔انہوں نے آدھا گھنٹہ وہاں پر فائرنگ کی ہے۔عمران اس لڑکی کا شوہر ہے اور پانچ ماہ سے اس نے اس کے ساتھ شادی کی ہوئی ہے۔اس کے خلاف 365/B کا پرچہ درج کروایا گیا ہے۔میں آپ کی خدمت میں یہ نکاح نامہ پیش کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر نے نکاح نامہ کی نقل جناب سپیکر تک پہنچائی)

پولیس والے وہاں پر آدھا گھنٹہ فائرنگ کرتے رہے،دہشت گردی کی اور ان کے گھر میں سے لڑکیوں کو اٹھا کر لے گئے جن کے ساتھ آٹھ لوگوں نے ریپ کیا۔

جناب سپیکر!آپ دیکھ لیں،مجھے سامنے گیلری میں نظر آ رہا ہے کہ وہ ایس ایچ او آج بھی طلب کرنے کے باوجود یہاں پر نہیں آیا۔وہ اتنا منظور نظر ہے کہ تین ماہ سے ایس ڈی پی او کا چارج بھی اسی کے پاس ہے۔تین ماہ سے کوئی ایس ڈی پی او وہاں نہیں ہے۔اسی ایس ایچ او کے پاس ہی ایس ڈی پی او کا چارج بھی ہے۔وہ اس وقت بھی تھانے میں بیٹھا ہوا ہے۔اس نے وزیر قانون صاحب کے حکم کے باوجود یہاں پر آنا مناسب نہیں سمجھا۔ڈی پی او صاحب تو دور کی بات ہے۔وہ ایس ایچ او بھی یہاں پر نہیں آیا۔اس نے اپنا اے ایس آئی بھجوا دیا ہے۔مجھے اور مدعی حضرات کو خدشہ ہے کہ اس نے عمران کی بیوی کو اس کے رشتہ داروں کے ساتھ مل کر کاری کروا کر مروا دیا ہے کیونکہ وہ کسی عدالت میں پیش نہیں ہوئی جبکہ انہوں نے اس کو برآمد کیا ہے۔ضلع وہاڑی میں ایک موضع وجھیاں والا ہے وہاں وہ بچی اور اس کا شوہر عمران نامی رہ رہے تھے۔وہاں پر تیس پینتیس لوگ گاڑیوں پر گئے،انہوں نے حملہ کیا اور انہیں وہاں سے اٹھایا گیا۔ضلع خانیوال میں ایک موضع دادوآنہ میں انہیں دو دن تک رکھا گیا،پھر وہاں سے انہیں ایک دن کے لئے موضع دوراں پورہ میں لایا گیا اور پھر انہوں نے خود لا کر ایس ایچ او کو handover کیا ہے۔یہ سب میں نے آپ کو حقائق بتائے ہیں۔

جناب سپیکر!میری آپ سے گزارش ہے کہ جس طرح توجہ دلاؤ نوٹس کی وجہ سے ان کی کچھ حق رسی ہونا شروع ہوئی ہے تو اس معزز ہاؤس کی ایک کمیٹی بنائی جائے جو کہ ایسے کرپٹ افسر کے خلاف،ایسے گندے ایس ایچ او کے خلاف انکوائری کرے کہ جس نے اتنی بڑی زیادتی کی ہے۔میرا خیال ہے کہ اس ایس ایچ او کی وجہ سے وہ بے چاری بچی مار دی گئی ہے لہذا اس ایس ایچ او کے خلاف ابھی کوئی نہ کوئی ضرور action لیا جائے۔ان لوگوں نے اپنی درخواست میں سارے حقائق لکھ کر دیئے تھے لیکن

ایس ایچ او نے وہ درخواست پھاڑ دی اور صرف کارروائی ڈالنے کے لئے اپنے ہاتھ سے ایک درخواست لکھ کر ایف آئی آر درج کی ہے۔یہ لوگ پانچ مرلہ کے گھر میں رہنے والے ہیں، یہ زمین ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے انہیں دی تھی۔اب صرف اس ایس ایچ او کی بدمعاشی کی وجہ سے وہ ضلع بدر ہو چکے ہیں۔وہ ضلع جھنگ میں کہیں نہیں مل رہے۔وہ مدعی بھی ہیں اس کے باوجود ان کے ساتھ زیادتی کی جارہی ہے،ان کی تین عورتیں بھی اٹھائی گئی ہیں۔وہاں پر police state بنی ہوئی ہے۔میری آپ کی وساطت سے وزیر قانون صاحب سے گزارش ہے کہ اس ایس ایچ او کے خلاف ابھی action لیں اور ان لوگوں کو انصاف دلوائیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ توجہ دلاؤ نوٹس بڑی اہم چیز ہوتی ہے۔جس طرح میرے معزز ممبر نے اس طرف توجہ دلائی ہے کہ چونکہ آج توجہ دلاؤ نوٹس take up ہونا تھا تو اس ضلع کے پولیس کے اعلیٰ افسران کو یہاں پر موجود ہونا چاہئے تھا لیکن آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہاں گیلری میں اس ضلع کا ڈی پی او موجود ہے اور نہ ہی کوئی دوسرے senior پولیس کے افسران موجود ہیں۔یہاں گیلری میں متعلقہ تھانے کا ایس ایچ او موجود ہے،ایس ڈی پی او موجود ہے اور نہ ہی ضلع کا ڈی پی او موجود ہے۔اس ایوان کے تقدس کا آپ نے خیال رکھنا ہے۔آپ یہ چیز ensure کریں اور پوچھا جائے کہ کیا پولیس اتنی سرکش ہو چکی ہے کہ اس ایوان میں بلانے کے باوجود آج صرف ایک ڈی ایس پی انوسٹی گیشن اور ایک اے ایس آئی کو توجہ دلاؤ نوٹس کا جواب دینے کے لئے بھیجا گیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ گیلری میں کون صاحب موجود ہونے چاہئیں اور کون صاحب موجود نہیں ہونے چاہئیں، میں سمجھتا ہوں کہ اس کا اس معزز ایوان کی کارروائی سے تعلق نہیں ہے۔اس معزز ایوان کو حکومت جوابدہ ہے۔میں نے on behalf of Chief Minister اس بات کا جواب دینا ہے۔

(اذان مغرب)

جناب سپیکر: جی،راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس میں مجھے کسی officer کی assistance درکار ہے یا نہیں ہے اس کا فیصلہ میں نے کرنا ہے اور DPO, Jhang

کو یہاں آنے پر کوئی اعتراض ہو سکتا ہے اور نہ ہی وہ اس بات سے روگردانی کر سکتے ہیں۔ معاملہ یہ ہے کہ DPO, Jhang کو آج ہی قومی اسمبلی کی Privileges Committee نے طلب کیا ہوا ہے، وہ وہاں پر حاضر ہیں اور اس notice کی کاپی میرے پاس ہے۔ اس توجہ دلاؤ نوٹس کے سلسلے میں میری ان سے بات بھی ہوئی ہے اور کاٹھیا صاحب نے جن خدشات کا اظہار کیا ہے میں نے وہ سارے ان کے ساتھ discuss کئے ہیں۔ اب دیکھیں، اگر ایک طرف ایک صاحب اس عورت کے خاوند ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں تو دوسری طرف بھی وہ لوگ ہیں جو اس عورت کے ماں باپ ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس معاملے میں اتنی detail میں جا کر اپنا interest show نہیں کرنا چاہئے۔ یہ دونوں مقدمات درج ہیں دونوں مقدمات کی انشاء اللہ تعالیٰ merit پر انوسٹی گیشن ہو گی، جو شخص اپنے آپ کو اس عورت کا شوہر کہلوا رہا ہے آیا اس آدمی کا version درست ہے یا اس عورت کے ماں باپ کا version درست ہے۔

جناب سپیکر! جہاں تک ایس ایچ او کا معاملہ ہے اگر اس کی وہاں پر کوئی accesses ہیں تو مجھے اس کے متعلق یہ complaint دیں اس کی علیحدہ سے Vigilance Cell سے انکوائری کروائی جائے گی اور اگر اس کا کوئی معاملہ ہوا تو اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: وزیر قانون اس کے خلاف notice لیں گے۔ اب آدھے گھنٹے کے لئے نماز مغرب کا وقفہ ہوتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لئے آدھ گھنٹہ کے لئے ایوان کی کارروائی ملتوی کی گئی)

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر 6 بج کر 24 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحریک استحقاق لیتے ہیں۔ یہ تحریک رانا محمد ارشد کی ہے لیکن ابھی لاء منسٹر موجود نہیں ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جب تک لاء منسٹر نہیں آتے تو کیا میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر سکتا ہوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بالکل، شیخ صاحب! جب تک لاء منسٹر نہیں آتے آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر سکتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!ان کاانتظار کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں،آپ بات کریں۔

بند کئے گئے جان کی دیوی ہسپتال کو دوبارہ کھولنے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب سپیکر!میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ جان کی دیوی ہسپتال جو اچانک بند کر دیا گیا ہے اور یہ آپ کے علم میں بھی ہے کہ وہ لاکھوں خواتین کو میٹرنٹی کی سہولت دے رہا تھا۔یہ بھی آپ کے علم میں ضرور ہو گا کہ 1993 میں وہ پنجاب حکومت کی ملکیت جگہ تھی جو بعد میں ویلفیئر ٹرسٹ بورڈ کو دی گئی۔میری گزارش ہے اور میں اس پر آپ کی توجہ بھی چاہتا ہوں کہ اس پر آپ کی طرف سے کوئی ایسی instruction بھی آ جائے۔اب اس ہسپتال کو بند کرنے کے بعد اس کو مختلف اداروں کو دینے کی بات ہو رہی ہے جو کہ بہت بڑا ظلم ہو گا۔خاص طور پر ان خواتین کے ساتھ جو low income group سے ہیں اور وہ سپیشلسٹوں کی فیسیں نہیں دے سکتیں۔اس کو پنجاب حکومت خود takeover کر لے کیونکہ وہ 1993 میں دیا گیا تھا۔اس کو چلا لیا جائے وہ کوئی اتنا مشکل کام نہیں ہے۔چونکہ اس کی پراپرٹی بہت زیادہ valuable ہے اس لئے میں یہ چاہوں گا کہ جیسے ہی لاء منسٹر آتے ہیں یا جو آپ مناسب سمجھتے ہیں اس کا حل کر لیجئے کیونکہ وہاں سے پورا city wall اور south لاہور مستفید ہو رہا تھا لہذا اس کے لئے کچھ کر لیجئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔جی،آمنہ الفت صاحبہ!

پروفیسرز ایسوسی ایشن کے ممبران کی وزیر قانون سے ملاقات

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔جناب سپیکر!میں نے ایک دن بورڈ آف گورنرز کے حوالے سے point raise کیا تھا کیونکہ ٹیچرز اور پروفیسرز احتجاج پر تھے۔اس پر آپ نے ایک کمیٹی بنا دی تھی۔اس کے بعد اس کمیٹی نے ان سے بات چیت کی اور وہ لوگ اسمبلی میں بھی آئے۔اس دن کی کارروائی بھی آپ کے سامنے ہوئی اور آپ کو معلوم بھی ہے جو کچھ ہوا۔بہر حال وزیر قانون کے چیمبر میں پروفیسرز ایسوسی ایشن کے ممبران تھے اور ان کے روبرو طے یہ پایا تھا کہ پی اے ٹو وزیر قانون وہ ان سب سے coordinate کر کے جو بھی ٹائم رکھا جائے گا پیر والے دن ہمیں بتائیں گے۔جب میں نے پی اے صاحب سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ہمارے پاس ان پروفیسرز ایسوسی ایشن کے ممبران کے

ٹیلیفون نمبرز ہی نہیں ہیں۔ حالانکہ ان ممبران کی جب ہم نے لاء منسٹر کے چیمبر میں وزیر قانون صاحب سے میٹنگ کروائی تھی تو اس دن ان لوگوں کے نمبرز بھی دیئے گئے اور وزیر قانون صاحب کی موجودگی میں طے یہ پایا تھا اور انہوں نے اپنے PA کو ہدایت کی تھی کہ آپ نے سب کے ساتھ coordinate کر کے جو time settle ہو سب کو inform کرنا ہے۔ آج میری اطلاع کے مطابق جب میں نے PA صاحب سے دریافت فرمایا تو ان کی طرف سے جواب آیا ہے کہ وزیر قانون صاحب نے وزیر تعلیم صاحب سے بات کر لی ہے اور ابھی وہ بتائیں گے۔ دوسری بات انہوں نے یہ کی ہے کہ ان لوگوں کے نمبرز اگر آپ کے پاس ہیں تو ہمیں دے دیں۔ یہ چیز روّیہ کی غیر سنجیدگی show کرتی ہے اور ان کے نمبرز رکھنا ان کی ذمہ داری تھی نہ کہ میں انہیں provide کروں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ چونکہ آپ بھی کمیٹی کی ممبر ہیں، اگر آپ کے پاس نمبرز ہیں تو آپ دے دیں۔ ہمیں تو مسئلہ کا حل چاہئے، اس کا اگر کوئی حل نکل آتا ہے تو اس میں کوئی اعتراض کی بات نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بہر حال میرا مقصد تو یہی ہے کہ ان کا مسئلہ حل ہونا چاہئے۔ آپ نے جیسا حکم فرمایا ہے ویسا میں کر دوں گی۔ دوسری میری آپ سے گزارش یہ تھی کہ ابھی قائد حزب اختلاف نے ایک اہم مسئلہ کی طرف توجہ دلائی تھی کہ مولانا عبدالوہاب اور مولانا طارق جمیل صاحب کی جان کو خطرہ ہے اور کچھ لوگ اس ناپاک مقصد کے لئے لاہور میں داخل ہو گئے ہیں تو اس پر آپ نے وزیر قانون صاحب کو ہدایت کی تھی اور وزیر قانون صاحب نے یقین دلایا تھا کہ ہم ایک SP level officer کو ان کے پاس سکیورٹی کے مقصد کے لئے بھیج دیں گے تو مہربانی کر کے اس سلسلے میں ہاؤس کو ذرا بتا دیا جائے کہ کیا اقدامات کئے گئے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وہ آتے ہیں تو یہ بات بھی کر لیتے ہیں۔ جی، رانا صاحب!

نیشنل فرٹیلائزر کارپوریشن کی طرف سے لاہور میں اٹھائیس کنال اراضی غبن کرنے کی کوشش

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے کہ ایک بہت اہم معاملہ ہے، لاہور شہر میں یہاں NESPAK کا دفتر ہے، پنجاب یونیورسٹی سے جو اکبر چوک کو سڑک جاتی ہے۔ اٹھائیس کنال زمین کئی سال پہلے حکومت پنجاب نے بلکہ LDA نے National Fertilizer

Corporation کو دفاتر بنانے کے لئے دی۔ National Fertilizer Corporation کی پانچ ملیں تھیں جو نیلام ہو گئیں اور ان کا ایک مرکزی دفتر ہے جو شاید الفلاح بلڈنگ میں ہے، اس کے چیئرمین ابھی تک appoint ہو رہے ہیں اور 97 فیصد عملہ گولڈن شیک ہینڈ لے کر یا اپنی ریٹائرمنٹ کے ساتھ فارغ ہو گیا۔ اب وہ جو اٹھائیس کنال زمین ہے وہ 2 سے 3۔ارب روپے کی ہے۔ آج سے چند دن پہلے 25۔ ستمبر کو محترم چیئرمین صاحب نے اخبار میں اشتہار دیا کہ جو سابقہ ملازمین ہیں وہ درخواست دیں کہ اس جگہ پر بلڈنگ تعمیر کر کے ان کو flats دیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر! یہ ایک خُورد بُرد کا طریقہ ہے، سارے سابقا ملازمین اپنے benefits لے کر ریٹائر ہو گئے، اپنے گھروں کو چلے گئے اور ادارہ بند ہو گیا۔ اب وہ کئی ارب روپے کی لاہور شہر کے سنٹر میں جو زمین ہے اس کو ہڑپ کرنے کا منصوبہ بنایا جا رہا ہے تو اس پر میں نے ایک تحریک التوائے کار جمع کرائی ہے اور اگر آپ اجازت دیں تو اس کو out of turn پیش کر لوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ سیکرٹری صاحب سے مل کر بات کر لیں۔ اس کو بالکل ہم take up کر لیں گے کیونکہ اس کا ایک طریق کار بنایا گیا ہے اور اگر آج نہیں تو کل وہ ضرور کروالیں گے۔ سندھو صاحب! اب آپ بات کر لیں پھر لاء منسٹر صاحب بات کریں گے۔

کوٹ مومن تحصیل ہیڈ کوارٹر میں ڈاکٹروں کی عدم دستیابی

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں نہایت احترام سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میرا حلقہ کوٹ مومن تحصیل ہیڈ کوارٹر ہے ویسے اگر میں یہ کہوں کہ میں پچھلے تین سال میں اپنے گاؤں میں بھی ڈاکٹر نہیں لگوا سکا، اکثر BHUs بند پڑے ہیں، تحصیل ہیڈ کوارٹر میں صرف ایک male ڈاکٹر ہے تو مجھے یہ بتائیں کہ میں لوگوں کو کیا جواب دوں؟ سیکرٹری ہیلتھ سے بھی میں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں، پہلے جو چیف سیکرٹری تھے ان سے بھی کہا تھا انہوں نے کہا کہ مجھے چھ مہینے کا ٹائم دیں اور اب تو اس بات کو بھی دو سال گزر گئے ہیں۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ میرے لئے یہ انتہائی شرمندگی کا باعث ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب genuinely public بڑی suffer کر رہی ہے اور بیوروکریسی کی تو مجھے سمجھ نہیں آتی کہ وہ کیا کرتے ہیں کیونکہ جب میں سیکرٹری صاحب کے پاس جاتا ہوں تو وہ کہتے ہیں کہ ڈاکٹر آپ لے آئیں آرڈر میں کر دیتا ہوں، اب ڈاکٹر میں کہاں سے لاؤں؟ میری آپ سے گزارش ہے کہ خصوصی طور پر مہربانی فرمائی جائے، اس وقت لاء منسٹر صاحب تشریف رکھتے ہیں، منسٹر ہیلتھ موجود نہیں ہیں تو

اس کا کوئی جواب دیں، کوئی commitment دیں اور ہاؤس کو کچھ بتائیں کہ یہ ہمارا مسئلہ کب تک حل ہو جائے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب! ان کا مسئلہ یہ ہے کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ کوئی پچھلے دو سال سے میرے BHUs خالی پڑے ہیں اور وہاں پر کوئی ڈاکٹر نہیں ہے اور وہ کہتے ہیں کہ اس سلسلے میں، میں کئی دفعہ سیکرٹری ہیلتھ کو بھی ملا ہوں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر یہ سمجھتے ہیں کہ یہ معاملہ اتنی ہی اہمیت کا حامل ہے جیسا کہ انہوں نے ابھی فرمایا ہے تو اس کو کسی صورت میں یہ in black and white میں لے آئیں تاکہ اس پر محکمہ سے جواب لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب وہ On the floor of the House تو لے کر آئے ہیں اب میں سمجھا نہیں کہ وہ کیا کریں؟

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! میں اس پر تحریک التوائے کار لے آتا ہوں آپ اسے out of turn take up کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تحریک پیش کر دیں ہم کل اس کو out of turn لے لیں گے۔ جی، اعجاز احمد خان صاحب!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ ہاؤس کیسے چل رہا ہے اور کچھ باتیں ہوتی ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہمارے پاس ایک rules of procedure موجود ہے ہم نے اس کو follow کرنا ہے تحریک التوائے کار آئے تو ہم اس پر کچھ بنا لیں گے اور کچھ باتیں ہوتی ہیں تو ان کو اس حساب سے ہم دیکھ لیں گے۔ آپ تشریف رکھیں، بہت شکریہ

جناح ہسپتال لاہور کے ICU اور CCU کے واش رومز کی تعمیر نو

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! جناح ہسپتال لاہور کے ICU کے ملحقہ علاقے میں پچھلے مہینے آگ لگی جس کے نتیجہ میں ICU کا واش روم اور second floor کے اوپر CCU کا واش روم بھی خراب ہو گیا۔ مجھے حال ہی میں وہاں پر جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں پر مسئلہ یہ ہے کہ وہ لوگ جن کو دل کا عارضہ ہوتا ہے ان کو وہاں سے بہت دور جانا پڑتا ہے اور چونکہ جو دل کے مریض ہیں وہ move بھی نہیں کر سکتے

اور ہر مریض کے ساتھ ڈاکٹر صاحب جا بھی نہیں سکتے اور کسی بہت بڑے حادثے کا خطرہ تھا تو میں نے ایم ایس سے بات کی اور میں نے انہیں کہا کہ آپ نے یہ واش روم اتنے ہفتے گزرنے کے باوجود تاحال مرمت کیوں نہیں کرائے تو انہوں نے کہا کہ ہیلتھ سیکرٹری نے روکا ہوا ہے۔

جناب سپیکر! یہ اہم نوعیت کا معاملہ ہے جو کہ گھنٹوں میں war footing پر resolve ہونا چاہئے، وہاں پر لوگوں کی جانیں انتہائی خطرے میں ہیں، وہاں پر اس جگہ کو تعمیر کرنے کے لئے وہاں کا عملہ جو ڈاکٹر ہیں وہ donation مانگ رہے ہیں۔ اتنے چھوٹے معاملے میں فوری طور پر ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو intervene کرنا چاہئے اور اس مسئلہ کو حل ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! دوسری بھی ہیلتھ سے متعلق ہے تو دونوں ممبران کو بلا کر ان سے بات کر لیں اور اس مسئلے کا حل نکالیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ٹھیک ہے، میں سیکرٹری ہیلتھ کو دونوں ممبران کے جو خدشات ہیں وہ ان کو پہنچا دیتا ہوں اور ان سے کہتا ہوں کہ وہ اس معاملے کو ذاتی طور پر چیک کریں۔

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیں گے۔ سب سے پہلے تحریک استحقاق نمبر 28 رانا محمد ارشد صاحب کی ہے۔ یہ pending کی گئی تھی۔ اس کا جواب آنا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو چکا ہے۔ آپ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق چودھری محمد اویس اسلم صاحب کی ہے اور یہ جمعرات تک کے لئے pending ہے۔ اب اگلی تحریک استحقاق نمبر 30 جناب نجف عباس خان سیال صاحب کی ہے، موجود نہیں ہیں تو یہ dispose of کی جاتی ہے۔ اس کے بعد حفیظ اختر چودھری صاحب کی تحریک استحقاق ہے انہوں نے درخواست کی ہے کہ اس کو بھی اگلے سیشن تک کے لئے pending کیا جائے۔ اب تحاریک استحقاق ختم ہو گئی ہیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔پہلی تحریک التوائے کار نمبر104/10 محترمہ رفعت سلطانہ ڈار کی ہے۔۔۔وہ موجود نہیں ہیں تو میں اس کو dispose of کر دوں گا اس کے بعد اگلی تحریک التوائے کار نمبر 490/10 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے اور یہ بھی pending ہوئی تھی اس کا جواب آگیا ہوا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بھی پھر اگلے ہفتہ تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔اس کے بعد اگلی تحریک التوائے کار محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ کی ہے اور ان کی درخواست آئی ہوئی ہے۔ یہ بھی اگلے اجلاس تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اس کے بعد محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر497/10 ہے اور یہ بھی pending ہوئی تھی کیا اس کا جواب آگیا ہے؟

میو ہسپتال لاہور کی جدید پی سی آر (مشین) بند ہونے سے ہیپاٹائٹس کے مریضوں کو ٹیسٹ کروانے میں دشواری کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر497 ہے۔ قومی ادارہ صحت کے تحت influenza کی تحقیق شروع کی ہے تاکہ اس مرض کے بارے میں تفصیل سے جانا جا سکے کہ یہ مرض کیوں ہر سال وبائی شکل میں پھیلتا ہے۔ ماہرین کو خوف ہے کہ یہ مرض مستقل بنیادوں پر دنیا میں وبائی شکل نہ اختیار کر جائے اس سلسلہ میں ایک پراجیکٹ کے تحت پاکستان میں influenza کی تحقیق کے لئے چار سنٹر یعنی لاہور، کراچی، پشاور اور کوئٹہ میں قائم کئے گئے ہیں۔لاہور کا یہ سنٹر خصوصی طور پر کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی کے شعبہ پیتھالوجی میں قائم کیا گیا ہے۔ کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی میڈیکل ایجوکیشن اور تحقیق کے ساتھ ساتھ مریضوں کو ہیلتھ سروسز بھی مہیا کرتی ہے۔ قومی ادارہ صحت اسلام آباد مذکورہ تحقیق اور تشخیص لیبارٹری کے ذریعے influenza کے مشتبہ مریضوں کی رطوبتوں میں موجود وائرس کی بذریعہ پی آر سی جانچ کر رہا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے اپنی تحریک میں ایک مشین کا ذکر کیا تھا جو کہ donate کی گئی تھی۔اس پر ہیپاٹائٹس اور HIV کے ٹیسٹ بند کر دیئے گئے تھے۔ میں نے اس تحریک میں یہ کہا تھا کہ وہ ٹیسٹ کیوں بند کر دیئے گئے ہیں کیونکہ اس سے عوام کو کافی مشکلات کا سامنا ہے۔ وہ مشین کمرے میں بند کر کے رکھ دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،specific تو یہی سوال پوچھا گیا تھا کہ اس مشین پر یہ ٹیسٹ کیوں نہیں ہو رہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ جو دونوں ٹیسٹ ہیں ان کو انہوں نے differentiate کیا ہے۔اس کے مطابق یہ ہے کہ دو سال سے شعبہ پیتھالوجی لیب نے اس ادارے کے تعاون سے influenza کے مریضوں کی تشخیص اور تحقیق کے لئے ایک پروگرام کا آغاز کیا تھا۔ شروع میں اس مرض کے مشتبہ کے ٹیسٹ اسلام آباد بھیجے جاتے تھے۔ اس لیبارٹری کے قیام کے بعد تمام ٹیسٹ اب یہاں ہو رہے ہیں، ان ٹیسٹوں سے متعلقہ chemicals and kits قومی ادارہ صحت اور سی ڈی سی، یو ایس مہیا کر رہا ہے۔ چونکہ یہ لیب صرف influenza کی تشخیص اور تحقیق کے لئے قائم کی گئی ہے اس لئے فی الحال دوسرا ٹیسٹ نہیں کیا جا سکتا۔ جیسے ہی تحقیق کا مقصد پورا ہو جائے گا تو اس لیب کو فیڈرل گورنمنٹ کی اجازت کے بعد کینسر اور ہیپاٹائٹس جیسے موذی امراض کی تحقیق کے لئے بھی استعمال کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: phase wise ہے وہ کہہ رہے ہیں کہ آگے اس کو شروع کر دیں گے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! پہلے اس میں ایک دو ماہ تک ٹیسٹ ہوتے رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ یہی بتا رہے ہیں کہ اس میں چونکہ ریسرچ ہے تو وہ ریسرچ کر کے اس میں gradually phase wise شروع کر دیں گے۔آپ کا بہت شکریہ۔اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 10/512 محترمہ انجم صفدر صاحبہ کی ہے،اس کو بھی pending کیا گیا تھا۔اس کا جواب آ گیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اب تحریک التوائے کار نمبر 10/544 سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی ہے۔ یہ 10-10-05 کو move ہوئی تھی اور یہ اس ہفتے کے لئے pending کی گئی تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی دوسری تحریک التوائے کار نمبر546کا جواب موصول ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:چلیں! تحریک التوائے کار نمبر544والی next week تک کے لئے pending کی جاتی ہے اور تحریک التوائے کار نمبر546جو پیش ہو گئی تھی اس کا جواب آپ پڑھ کر بتادیں۔

تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال بورے والا میں میڈیکل سپیشلسٹ نہ ہونے کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!یہ تحریک التوائے کار نمبر546 ہے۔ گزارش ہے کہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ آف دی پنجاب نے آرڈر نمبر such and such مورخہ 13-07-2010 کے تحت ڈاکٹر اسد محمود کو تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال بورے والا میں بطور فزیشن میڈیکل سپیشلسٹ تعینات کر دیا ہے۔مزید برآں ڈاکٹر اسد محمود نے تحصیل ہیڈ کوارٹر بورے والا میں بطور فزیشن مورخہ 26-07-2010 کو قبل از دوپہر اپنی حاضری رپورٹ بھی پیش کر دی ہے اس طرح تحصیل بورے والا کی عوام کو فزیشن کی سہولت میسر آ گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی، بھٹی صاحب!آپ کے علاقے میں فزیشن آ گئے ہیں؟

سردار خالد سلیم بھٹی:جناب سپیکر!ابھی میرے علم میں نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:آج جا کر check کر لیجئے گا۔

سردار خالد سلیم بھٹی:جی، صبح انشاء اللہ confirm کر لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر:ٹھیک ہے۔یہ dispose of کی جاتی ہے۔اب تحاریک التوائے کار نمبر553/10 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے۔یہ بھی move ہو چکی تھی،اس کا جواب pending تھا۔

میو ہسپتال لاہور کا گیٹ نمبر4 بند ہونے کی وجہ سے لواحقین اور مریضوں کو پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار نمبر553 ہے۔ عرض ہے کہ میو ہسپتال لاہور کا گیٹ نمبر4 جو کہ مسافر خانہ کے ساتھ واقع ہے سکیورٹی کیمرہ کی تنصیب کے لئے عارضی طور پر divert کیا گیا تھا۔ کیمرہ تنصیب کے بعد فوری طور پر یہی سہولت عام لوگوں کے لئے بحال کر دی گئی ہے لہذا گیٹ بند ہونے کی خبر درست نہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے، بہت شکریہ۔ یہ dispose of کی جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر10/557 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے۔ یہ جواب کے لئے pending تھی۔ اس کا جواب آگیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جی، نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بھی next week کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 10/559 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے، یہ بھی next week کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر10/584 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ شیخ صاحب! یہ next week تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب تحریک التوائے کار نمبر10/587 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ یہ پیش کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میری گزارش یہ ہے کہ مجھے اس کی جگہ تحریک التوائے کار نمبر 10/638 پڑھ لینے دیں کیونکہ وہ مسئلہ بہت زیادہ اہم ہے۔ میں اپنی تحریک التوائے کار نمبر10/587 کی جگہ تحریک التوائے کار نمبر10/638 پڑھنا چاہوں گا۔ تحریک التوائے کار نمبر10/587 کو کل پر رکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ کل پر نہیں اب یہ تحریک التوائے کار نمبر10/638 کی جگہ پر چلی جائے گی۔ جب اس کی باری آئے گی تو تحریک التوائے کار نمبر10/587 پڑھی جائے گی۔

شیخ علاؤالدین: ٹھیک ہے۔ چلیں!ایسا کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، تحریک التوائے کار نمبر10/587کو تحریک التوائے کار نمبر10/638کی جگہ رکھ لیں اور شیخ صاحب اب تحریک التوائے کار نمبر10/638پیش کریں۔

پولیس میں بھرتی سے قبل نگرانی کا نظام رائج کرنے کی تجویز

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ بڑھتے ہوئے جرائم کی ایک بڑی وجہ خود پولیس فورس میں موجود جرائم پیشہ لوگوں کی موجودگی اور مسلسل بلا روک ٹوک بھرتی کی نگرانی کا کوئی نظام نہ ہونا ہے۔یہ افسوسناک حقیقت ہے کہ پچھلے دس سال میں پولیس ملازمین کی نگرانی نہ ہونے کی وجہ سے ایسے بے شمار واقعات جن میں سنگین جرائم میں خود پولیس ملازمین رنگے ہاتھوں بھی پکڑے گئے ہیں۔آج اس ایوان کے ہر معزز ممبر کے لئے سوچنے کا مقام ہے کہ پولیس میں بھرتی کے لئے کسی بھی شخص کا پس منظر، خاندانی حقائق یا کسی جرم میں ملوث ہونے کی کسی آزاد ادارے سے تصدیق کی کوئی ضرورت کبھی نہ سمجھی گئی ہے۔ایسے تمام پولیس ملازمین قطع نظر عہدہ کتنے ہوں گے جو اپنے Known Income Sources میں زندگی گزار رہے ہوں گے۔ آج تمام Civilized دنیا بشمول امریکہ میں پولیس فورس میں اوسطاً بھرتی کے لئے پچاس ہزار ڈالر فی کس Pre Qualification Secret Information کے لئے خرچ کئے جا رہے ہیں۔پولیس فورس کی تنخواہوں پر اربہوں روپے اضافی خرچہ کا اس لئے کوئی خاطر خواہ نتیجہ نکل سکا اور نہ ہی اس وقت تک کبھی نکلے گا۔ایسے جرائم پیشہ عناصر کا پولیس فورس میں موجود ہونا اچھے دیانتدار اور قابل افسران و ماتحت عملہ کے لئے بھی نہایت ضروری ہے کیونکہ محرک یہ سمجھتا ہے کہ ان جرائم پیشہ لوگوں کے پولیس میں ہوتے ہوئے پولیس میں موجود اچھے اور دیانتدار افسران بھی کوئی مثبت نتائج کبھی دے سکیں گے اور نہ ہی پولیس عوام میں کبھی بھی نیک نامی کما سکے گی لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر!میں اس میں صرف ایک منٹ لوں گا۔دو دن پہلے ایک ایسا واقعہ ہوا کہ ایک لڑکی کے ساتھ ایک تھانیدار صاحب شراب نوشی فرما رہے تھے تو لڑکی کی ماں کا فون آ گیا۔یہ معاملہ دو دن پہلے بڑا highlight بھی ہوا ہے۔لڑکی کی ماں نے naturally اس کو برا بھلا کہا کیونکہ اس کی بیٹی تھی۔

تھانیدار نشے میں دھت بمعہ اپنے چار پانچ لوگوں کے گیا اور جاکر اس کی والدہ کو قتل کر دیا۔ وہ بے چاری عورت اس وقت بھی pregnant تھی اور صرف اپنی بچی کو روکنے کی کوشش کر رہی تھی۔

جناب سپیکر! یہ پہلا کیس نہیں ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ مہربانی کر کے اس تحریک کو منظور کر لیں اور اس کو ایوان میں بحث کے لئے لائیں۔ میں بہت سے حقائق بتاؤں گا، میں یہ بھی بتاؤں گا کہ اگر پولیس کی scrutiny نہ ہوئی تو یہ معاملہ کبھی بھی سنبھل نہیں سکے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ہمارے لاہور میں بھی جتنے guest Houses ہیں وہاں شراب بک رہی ہے، منشیات کا کام ہو رہا ہے، آپ یقین کریں پورے پنجاب میں یہی کچھ ہو رہا ہے۔ آج شریف ایس ایچ او وہ ہے جو صرف دو تین جعلی بوتلوں کی فیکٹریوں سے حصہ لیتا ہے یعنی یہ پیپسی، کوکا کولا وغیرہ کی جعلی فیکٹریوں سے حصہ لیتا ہے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ آپ اس تحریک کو admit کر لیں۔ تمام معزز ممبران چاہیں گے کہ اس پر اظہار خیال کریں۔ اس سلسلے میں پولیس کی scrutiny ہونی چاہئے اور آج میں آپ کو ایک بات اور بتا دوں کہ ہم پر اور آپ پر بہت زیادہ pressure ہوتا ہے کہ خالی سپاہی بھرتی کروا دیں۔ حالانکہ تنخواہوں کے حساب سے دیکھا جائے تو اتنی تنخواہ نہیں ہے۔ میں عرض کروں گا کہ آخر یہ pressure کیوں آ رہا ہے کہ صرف سپاہی بھرتی کروا دیا جائے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ میری اس تحریک کو admit کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، آپ کی بات بڑی important ہے اور واقعی جو اس وقت حالات ہیں وزیر قانون صاحب بتائیں گے کہ اس تحریک کا اُن کے پاس جواب آ گیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا! اس تحریک التوائے کار کا جواب میرے پاس موجود ہے۔ اس میں شیخ صاحب نے دو چیزوں کی نشاندہی کی ہے۔ ایک تو انہوں نے بھرتی کے متعلق کی ہے۔ اس کے متعلق تو میں یہ عرض کروں گا کہ اس وقت پولیس میں بھرتی جن رولز کے مطابق ہو رہی ہے وہ بڑے مؤثر ہیں، comprehensive ہیں اور قطعی طور پر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ پچھلے دو اڑھائی سالوں میں جتنی بھی پولیس میں بھرتی ہوئی ہے اس میں کسی بھی قسم کی irregularity commit ہوئی ہے بلکہ ایک آدمی جس نے اپنے بیٹے کا صرف ڈومیسائل غلط رکھا تھا اور اس کی بنیاد پر اس کی بھرتی کروائی تھی تو اس میں ڈی آئی جی رینک سے لے کر ڈی ایس پی تک چار آفیسرز کو سزا ہوئی۔ اسی طرح سے اے ایس آئی اور اس سے اوپر کی جو بھرتی ہے وہ تمام معاملہ پبلک سروس کمیشن کے سپرد ہے

اور جتنے لوگ بھی بھرتی ہوئے ہیں، اے ایس آئی یا سب انسپکٹر وہ پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہوئے ہیں۔

دوسری انہوں نے یہ بات کی ہے کہ کوئی ایسا نظام ہونا چاہئے کہ جس میں پولیس ملازمین کی scrutiny کی جائے۔ اس میں ایک نظام تو ان کے محکمے کے اندر موجود ہے اور جو سینئر آفیسرز ہیں ان کا یہی کام ہے کہ وہ اپنے ماتحتوں کے متعلق اس قسم کی رپورٹیں حاصل کریں اور اس کے مطابق ان کے خلاف action لیں اور تمام اضلاع میں RPO اور DPO جو ہیں across the board اس معزز ایوان میں بیٹھے ہر شخص کو پتا ہے کہ انہیں میرٹ پر بھرتی کیا جائے۔ یہ sole criterion ہے کہ وہ لوگ honest اور dedicated ہوں، اسی بنیاد پر ہی ان کو لگایا گیا ہے۔ اب اگر ایک آدمی میرٹ کی بنیاد پر، دیانتداری کی بنیاد پر جا کر اپنے نیچے کی بد دیانتیوں کو چیک نہ کرے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کی دیانتداری کا اس صوبے کی عوام کو اور لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اس میں جہاں تک بحث کا تعلق ہے میں اس کو oppose بالکل نہیں کرتا لیکن امن عامہ کی بحث کے لئے پہلے ہی ایک دن بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں مختص ہو چکا تھا لیکن پھر سیلاب پر بحث linger on کرتی گئی اور آج تک آ گئی ہے۔ اس ہفتے میں امن عامہ پر بحث کے لئے ایک دن طے کر لیتے ہیں۔ یہ بھی چونکہ law and order کے متعلقہ چیز ہے اور یہ organ ہی law and order سے متعلقہ ہے اور اس دن انشاء اللہ میں اس بات کو manage کروں گا کہ آئی جی صاحب اور اس محکمے کے جو دوسرے لوگ ہیں وہ بھی اور اس کے علاوہ ہوم سیکرٹری بھی یہاں گیلری میں موجود ہوں، جو آراء ممبران کی طرف سے آئیں گی ان کو نوٹ کریں گے اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جو کچھ وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ اس وقت بھرتی کا جو معاملہ چل رہا ہے لیکن میں ثابت کر سکتا ہوں کہ اسی کے اندر جرائم پیشہ لوگ آ رہے ہیں اور دوسری ایک انتہائی اہم بات جناب اور اس معزز ایوان کے علم میں لانے لگا ہوں کہ DPO اس وقت بااختیار نہیں ہیں کہ وہ انسپکٹر کو suspend کر سکیں۔ اگر کسی تھانے میں انسپکٹر لگا ہوا ہے وہ جو مرضی کر لے وہ اسے معطل نہیں کر سکتا۔ ڈی پی او اس وقت مجبور ہے کہ وہ یا تو وہاں پر سب انسپکٹر تعینات کرے، اس کے علاوہ میں نے اپنی تحریک التوائے کار میں یہ بات کی ہے above the known sources خرچ کی اور تیسری میں بات کرنے لگا ہوں جو آپ کے علم میں بھی ضرور ہے کہ fool proof تو نہیں ہے لیکن کسٹم میں vigilant wing آج سے پچاس سال پہلے کیوں بنایا گیا تھا، انہوں نے vigilant wing اس لئے بنایا

تھا، گو میں یہ بھی مانتا ہوں کہ اس پر پوری طرح سے عمل نہیں ہو سکا لیکن جناب vigilant wing اسی لئے بنایا گیا تھا کہ جو appraiser مال چھوڑتا ہے آگے دو چار کلو میٹر پر جا کر container کو vigilant check کرتا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اس میں کیا حرج ہے کہ اس کو بحث کے لئے علیحدہ سے رکھا جائے۔ میں اس میں تجاویز دوں گا اور یہاں پر بہت اچھے ممبران تشریف رکھتے ہیں۔ میں بتاؤں گا کہ اس کا vigilant wing ہونا چاہئے اور اگر vigilant wing نہ ہوا، اگر پولیس میں vigilant کا علیحدہ محکمہ نہ بنا اور وہ واقعی طاقت ور محکمہ نہ ہوا، جس کے ہاتھ میں یہ چیک کرنے کا اختیار ہو کہ تم یہ کہاں سے لائے ہو یا کیسے رہ رہے ہو تو اس پولیس ڈیپارٹمنٹ سے کبھی عوام کو فائدہ نہیں ہو گا۔ میری آپ سے بار بار یہ گزارش ہے کہ اس کو آپ علیٰحدہ سے بحث کے لئے admit کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے اور جو بات آپ کہہ رہے ہیں میں اس سے بالکل متفق ہوں۔ میں کیا پورا House اس سے agree کرتا ہے کہ frankly پہلے جو پولیس کو سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کیا جاتا تھا اگرچہ اس کو اب سیاسی مقاصد کے لئے استعمال نہیں کیا جا رہا لیکن police accesses کی بہت زیادہ رپورٹیں آ رہی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں وزیر قانون کی اس بات سے بھی agree کروں گا کہ بات ایک ہی ہے کہ آپ چاہے اس پر voting کروا کر دو گھنٹے مختص کروا لیں یا پھر ایک دن بیٹھ کر طے کر لیں کہ اس دن جو بحث ہونی ہے اس کے اندر پورا ایوان اپنا point of view دے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے یعنی House کی جو بھی sense ہے اس کے مطابق ہو جائے لیکن general discussion کا جو concept ہے وہ بھی wide ہے۔ اس میں آپ یہاں پر چار گھنٹے یا پانچ گھنٹے debate کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ پھر متعلقہ لوگ بھی یہاں پر موجود ہوں گے۔ اس میں تمام لوگ حصہ لے سکتے ہیں اور اگر تحریک التوائے کار کو admit کرتے ہیں تو پھر بڑا limited سا scope ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! جب اسے call کیا گیا تھا تو اس وقت آپ موجود نہیں تھیں لہذا اسے کل کے لئے pending کیا گیا ہے۔ کل ہم آپ کی تحریک ہی take up کریں گے اس کے بعد شیخ علاؤالدین صاحب کی پھر باقی take up کریں گے۔ اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔

Amendment in the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997

اس کے بعد سیلاب پر بحث ہے ہم اسے continue کریں گے۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! سرکاری کارروائی شروع کرنے سے پہلے کورم پورا کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب کو بات کر لینے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! Amendment of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 پر میری قائد حزب اختلاف سے بات نہیں ہو سکی۔ میں انہیں دیکھتا رہا ہوں لیکن شاید وہ آج تشریف نہیں لائے اس لئے میرے خیال میں اسے next day پر لے جائیں اور آج فلڈ پر بات جاری رکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو pending کر کے سیدھا فلڈ کی بحث پر آ جائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ pending کی جاتی ہے۔اب آپ فلڈ کی بحث پر بھی کورم point out کرنا چاہتی ہیں؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ہم نے سیلاب پر اتنی اہم بحث کرنی ہے لہذا ہم پہلے اپنے ممبر تو مکمل کریں۔ وزیر قانون صاحب نے کہا تھا کہ اس بحث کو خادم اعلیٰ صاحب wind up کریں گے۔اب تو میں نے کورم point out کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کورم point out ہوا ہے لہذا گنتی کی جائے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: یہ پہلے اپنا کورم تو پورا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Order in the House لاء منسٹر صاحب کی بات سن لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ بات on record لانا چاہتا ہوں کہ فلڈ پر بحث ہماری خواہش نہیں تھی بلکہ قائد حزب اختلاف کی خواہش تھی۔اس کے بعد جب دو دن یہ بحث ہو گئی اور اگلے دن قائد ایوان وزیر اعلیٰ پنجاب نے اسے conclude کرنا تھا تو یہ تجویز ہماری طرف

سے نہیں بلکہ اپوزیشن کی طرف سے آئی تھی اور محسن لغاری صاحب تجویز دینے والے تھے کہ ہمیں ٹیکس کے متعلق ایک specific دن دیں ہم اس دن ٹیکس پر بات کریں گے اور اس کے بعد اسے conclude کیا جائے۔پھر میں نے ان سے یہ عرض کیا کہ ٹھیک ہے کہ کل جمعہ کا دن ہے آپ اسے conclude کر لیں اور اس کے بعد اگلے ہفتے میں وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے پالیسی سٹیٹمنٹ دے دی جائے گی۔چونکہ جمعہ کے دن ٹائم نہ بچا اس لئے ٹیکس کے حوالے سے بحث آج پر آ گئی۔فلڈ ٹیکس لگنا چاہئے یا نہیں، تجویز بھی اپوزیشن کی طرف سے ہے اور اس پر بات بھی اپوزیشن نے ہی کرنی ہے۔ گورنمنٹ کی طرف سے تو فلڈ ٹیکس کی بات کو ایک دفعہ رد کر دیا گیا ہے لیکن ہم نے محسن لغاری صاحب کی وجہ سے یہ دن رکھا تھا۔اگر یہ آج بحث conclude کرتے ہیں تو یقیناً فائدا یوان وزیر اعلیٰ پنجاب اسی ہفتے میں آ کر اس پر اپنی پالیسی سٹیٹمنٹ بیان کر دیں گے،اگر ratio کا حساب رکھنا ہے تو ان کی بھی دیکھ لیں۔ان کی تجویز پر بحث رکھی،ان کی تجویز پر دو دن سے چار دن ہوئے اور اس کے بعد ان کا عمل دیکھیں۔ اسمبلی میں بیٹھے ممبران کی ratio کو بھی مدنظر رکھئے گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!کورم point out کرنے کے بعد جو بولا جاتا ہے وہ کارروائی کا حصہ نہیں بن سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ!میری بات سن لیں۔آپ نے کورم point out کر دیا rules and procedure کے مطابق بالکل اب گنتی ہو گی لیکن آپ کے پارلیمانی لیڈر ہمارے چیمبر میں آ کر جو طے کرتے ہیں آپ ان کا بھی خیال رکھ لیا کریں۔میں ٹیکنیکل یہ بات سمجھتا ہوں کہ جن ممبران نے چار دن یہاں بات کی ہے آج وہ اپنی بات کر کے جا چکے ہیں اب انہیں آج یہاں پر بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: یہ ساری غیر قانونی کارروائی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے میری بات سن لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: پہلے کورم پورا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں جی،گنتی کریں۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

گنتی کے بعد اس وقت ہاؤس کے اندر 84 ممبران موجود ہیں جن میں سے 80 حکومت کے اور چار اپوزیشن کے ہیں۔چونکہ کورم پورا نہیں ہے اس لئے اجلاس کل بروز منگل مورخہ 12۔اکتوبر2010 صبح 10:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2010

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2010

(منگل12، بدھ13، جمعرات14، جمعتہ المبارک15، سوموار18۔اکتوبر2010)
(یوم الثلاثہ3، یوم الاربعاء4، یوم الخمیس5، یوم الجمع6، یوم الاثنین9۔ذیقعد1431ھ)

پندرھویں اسمبلی: بیسواں اجلاس

جلد20(حصہ دوم): شمارہ جات 6تا10

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

بیسواں اجلاس

منگل،12۔اکتوبر2010

جلد 20:شمارہ 6

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	ایجنڈا	----------	604
2۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	----------	606
3۔	نعت رسول مقبول ﷺ	----------	607
	سوالات (محکمہ سکولز ایجوکیشن)		
4۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات	----------	608
5۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات (جوایوان کی میز پر رکھے گئے)	----------	645

6۔	غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب ----------	664
7۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ----------	668

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	قرارداد	
8۔	آئین کی پامالی اور غداری کے مرتکب ڈکٹیٹر پرویز مشرف کو وطن واپس لاکر مقدمہ چلانے کا مطالبہ ----------	669
	تحاریک التوائے کار	
9۔	اعظم مجید میڈیکل کمپلیکس فیصل آباد کے ڈاکٹر کی غفلت اور لیبارٹری کی غلط رپورٹ سے سینکڑوں مریضوں کی جان کو خطرہ(۔۔۔جاری) ----------	698
10۔	تعلیمی بورڈوں کا انرولمنٹ کی مد میں-/700روپے وصول کرنے سے طلباء وطالبات کو پریشانی کا سامنا ----------	703
11۔	تعلیمی بورڈوں کی جانب سے مبلغ-/450روپے برائے اجراء اسناد مقرر کرنے سے طلباء وطالبات کو پریشانی کا سامنا ----------	704
12۔	پولیس ویلفیئر فنڈ سے آئی جی آفس پر خطیر رقم خرچ کرنا ----------	705
13۔	یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز لاہور کا ماسٹر ڈگری کے پروگرام ختم کرنے سے ڈاکٹروں کو پریشانی کا سامنا ----------	706
14۔	باغبانپورہ لاہور کے ایس ایچ او کا جرائم پیشہ افراد کی سرپرستی کرنے پر شہریوں کا احتجاج ----------	707
	غیر سرکاری ارکان کی کارروائی	
	مسودہ قانون(جو متعارف ہوا)	
15۔	مسودہ قانون(ترمیم)استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ2010 ----------	709
	قراردادیں(مفاد عامہ سے متعلق)	
16۔	پی پی۔147لاہور میں قائم ڈسپنسریوں کو اپ گریڈ کرنے کا مطالبہ ----------	711

17۔	مخیر حضرات کی مدد سے قرآن یونیورسٹی قائم کرنے کا مطالبہ ----------	712
18۔	سرکاری سکولوں میں طلباء کے لئے شلوار قمیض بطور یونیفارم رائج کرنے کا مطالبہ ----------	713
19۔	بورے والا شہر میں ڈائلسز سنٹر کے قیام کا مطالبہ ----------	715

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

بدھ،13۔اکتوبر2010

جلد 20:شمارہ 7

20۔	ایجنڈا ----------	720
21۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ ----------	722
22۔	نعت رسول مقبول ﷺ ----------	723
	تعزیت	
23۔	معزز ممبر اسمبلی محترمہ سکینہ شاہین کے ماموں اور معزز ممبر اسمبلی محترمہ سیمل کامران کی خوشدامن کی وفات پر دعائے مغفرت ----------	724
	سوالات (محکمہ اوقاف)	
24۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ----------	724
25۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ----------	764
	پوائنٹ آف آرڈر	
26۔	سرگودھا ڈویژن میں ہائی کورٹ بنچ کے قیام کا مطالبہ ----------	776
27۔	سکولوں اور کالجوں میں بورڈ آف گورنرز بننے کے خلاف احتجاج کرنے والوں کے خلاف حکومتی انتقامی کارروائی ----------	783
28۔	زرعی ترقیاتی بنک کی جانب سے قرضہ جات نہ ملنے کی وجہ سے پنجاب کے کاشتکار کو پریشانی کا سامنا ----------	790
	تحاریک استحقاق	

29۔	ڈی ڈی او(آر)وہاڑی کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز رویہ تحاریک التوائے کار	795
30۔	سیالکوٹ میں دو بھائیوں کی پولیس کی زیر نگرانی ہلاکت اور نعشوں کی بے حرمتی	799

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر	
31۔	جناح ہسپتال لاہور کے ہاؤس آفیسر ڈاکٹر علی عبداللہ کو متعلقہ تھانہ میں اطلاع دیئے بغیر ایجنسی کا گرفتار کرنا	804	
32۔	صوبہ میں کھلے آسمان تلے پڑی گندم کو محفوظ مقامات پر نہ رکھنے سے لاکھوں ٹن گندم خراب ہونے کا خدشہ	807	
33۔	کورم کی نشاندہی	808	سرکاری کارروائی
	قواعد میں ترمیم(جوزیر غور لائی گئی)		
34۔	قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997	809	
	مسودہ قانون(جوزیر غور لایا گیا)		
35۔	مسودہ قانون(ترمیم)جنگلات مصدرہ2010	811	

جمعرات،14۔اکتوبر2010

جلد 20:شمارہ 8

36۔	ایجنڈا	824
37۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	826
38۔	نعت رسول مقبول ﷺ	827
	پوائنٹ آف آرڈر	
39۔	وقفہ سوالات کے دوران متعلقہ سیکرٹری صاحبان کو آفیسر زگیلری	

	میں بلانے کا مطالبہ	828
40۔	ڈینگی مچھر کے خلاف ہونے والے سپرے میں جعلی ادویات کا استعمال	831
	سوالات (محکمہ صحت)	
41۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	835
42۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	885
43۔	غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	908

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
44۔	مسودہ قانون (ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ 2010 اور نشان زدہ سوال نمبر 334 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا	913
45۔	نشان زدہ سوال نمبر 279 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا	913
46۔	مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 2008 نمبر 15 و 17 آف 2008 اور نمبر 6 آف 2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	914
	پوائنٹ آف آرڈر	
47۔	ضلع جھنگ کے ترقیاتی منصوبوں کو بند کرنا	917
48۔	صوبہ میں پرائیویٹ سکولوں کا فیسوں میں سو فیصد اضافہ کرنے سے والدین کو مالی پریشانی کا سامنا	923
	توجہ دلاؤ نوٹس	
49۔	شیخوپورہ پولیس کی فائرنگ سے نوجوان کی ہلاکت و دیگر تفصیلات	927
	تحاریک استحقاق	

50۔	سیکرٹری سکولز کا معزز ممبر اسمبلی کا فون سننے سے انکار	929
	تحاریک التوائے کار	
51۔	سنٹرل جیل کوٹ لکھپت لاہور میں قیدیوں کو دیئے گئے کھانے میں انسانی اعضاء کی موجودگی پر قیدیوں کا احتجاج	933
52۔	پنجاب حکومت کا کیٹل اینڈ پولٹری فیڈ ملز شاہ کوٹ کو سکریپ قرار دے کر فروخت کرنے کا فیصلہ	933

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
53۔	لاہور سے باہر ٹرانسفر ہونے والے افسران کو گھر رکھنے کی اجازت دینا، سول سیکرٹریٹ اور پنجاب اسمبلی و ہائیکورٹ کے افسران کی الاٹمنٹ میں تضاد	936
54۔	سیالکوٹ میں 15 سالہ نوجوان سے اوباشوں کی زیادتی اور رسیوں سے باندھ کر نہر میں پھینکنا	939
55۔	لاہور واپڈا سٹی پراجیکٹ سے سر آغا خان ٹرسٹ کی علیحدگی سے منصوبہ ختم ہونے کا خدشہ	941
56۔	پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سر گودھا کا فنڈز ملنے کے باوجود بند رورل واٹر سپلائی سکیموں کو بحال نہ کرنا	943
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
57۔	صحت پر عام بحث	946

58۔	ایجنڈا	995
59۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	997
60۔	نعت رسول مقبول ﷺ	998
	سوالات (محکمہ داخلہ)	
61۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات	999
62۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات (جوایوان کی میز پر رکھے گئے)	1038
	پوائنٹ آف آرڈر	
63۔	سگیاں پل سے لاہور میں داخل ہونے والی سڑک کو پولیس دفاتر کے قریب بند کرنے سے طالبعلموں اور مسافروں کو پریشانی کا سامنا	1062

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
64۔	پی پی۔145 لاہور کے تھانوں کی پولیس کاڈ کیتی کی وارداتوں کو چوری میں تبدیل کرنا	1063
	تحاریک استحقاق	
65۔	ایس ایچ او مڈھ رانجھا کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ (۔۔۔جاری)	1068
	تحاریک التوائے کار	
66۔	نوری گیٹ تا سلانوالی سرگودھا روڈ کی تعمیر بند ہونے سے عوام کو پریشانی کا سامنا	1069
67۔	کوٹ مومن بھاگٹانوالہ تالاہور روڈ اور دورویہ روڈ مین بازار تکمیل سے قبل ہی ٹوٹ پھوٹ کا شکار	1070
68۔	مٹھالک مائنز از 47 شمالی تا سرگودھا بائی پاس سڑک کی تعمیر بند اور عوام کے احتجاج کے باوجود محکمہ کی عدم دلچسپی	1071
69۔	صوبہ کی جیلوں میں قیدیوں کو ناقص اور غیر معیاری کھانے کی فراہمی	

	اور ماہانہ کروڑوں روپے عملہ وافسران کی جیبوں کی نذر	1073
70۔	فائرنگ اور آتش بازی پر پابندی کے باوجود بلال پارک سنگھ پورہ لاہور میں باراتیوں کی فائرنگ سے تیرہ سالہ بچہ ہلاک	1074
71۔	ڈی او(آر) بھکر کا خلاف پالیسی محکمہ جنگلات کی دو ہزار ایکڑ اراضی کی الاٹمنٹ	1075
72۔	پنجاب حکومت کا شاہراہ پنجاب یونیورسٹی تا اکبر چوک لاہور پر واقع اربوں روپے کی اٹھائیس کنال اراضی پر نیسپاک کے دفاتر اور ایل ڈی اے کے فلیٹس این ایف سی کو الاٹ کرنا	1077
73۔	صوبہ میں ملکی وغیر ملکی دواساز کمپنیوں کی لوٹ کھسوٹ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا	1078
74۔	پنجاب بنک میں کرپشن کو بے نقاب کرنے والے افسران کو جھوٹے مقدمات میں پھنسانا	1080
75۔	بلاک نمبر3، گلی نمبر1 میں واقع امام بارگاہ قیصر ابی طالب سرگودھا پر اسسٹنٹ پبلک پراسیکیوٹر فیصل آباد کا ناجائز قبضہ	1081
76۔	صوبہ کے مختلف علاقوں میں ڈینگی وائرس سے عوام ڈینگی بخار میں مبتلا اور مطلوبہ ادویات کی عدم فراہمی	1082
77۔	مجالس قائمہ برائے ترقی خواتین، سماجی بہبود اور بیت المال کی چیئرپرسن کے استعفٰے سے خالی ہونے والی نشست کو پُر کرنے کی تحریک	1084
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
78۔	ضروری اشیاء کی مہنگائی پر عام بحث	1087

سوموار،18۔اکتوبر2010

جلد 20:شمارہ 10

79۔	ایجنڈا	1099
80۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	1101
81۔	نعت رسول مقبول ﷺ	1102
	پوائنٹ آف آرڈر	
82۔	جیو، دنیااور وقت چینلز کا معزز ممبر اسمبلی کے خلاف جھوٹی خبر کا نشر کرنا	1103
	تعزیت	
83۔	کراچی میں جمہوریت کے لئے شہید ہونے والوں اور محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) کے لئے دعائے مغفرت	1105
	سوالات (محکمہ جات جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری)	
84۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات	1106
85۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات (جوایوان کی میز پر رکھے گئے)	1140
86۔	غیر نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات	1166

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	رپورٹیں (میعاد میں توسیع)	
87۔	نشان زدہ سوال نمبر1619اور2211کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ وپبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	1171
88۔	نشان زدہ سوال نمبر1749کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	1172
	پوائنٹ آف آرڈر	
89۔	ڈی سی او، ڈی پی او ودیگر افسران کا معزز ممبران اسمبلی سے استحقاق کے مطابق پیش آنے کا مطالبہ	1175
90۔	کورم کی نشاندہی	1188

توجہ دلاؤ نوٹس
91۔ شیخوپورہ،ڈکیتی کے دوران شہری کی ہلاکت کی تفصیلات ---------- 1189
92۔ لاہور، گڑھی شاہو میں ڈکیتی کے دوران دو افراد کے قتل کی تفصیلات---------- 1190
پوائنٹ آف آرڈر
93۔ سپریم کورٹ بار کے صدر کی جانب سے اسمبلیوں اور معزز ممبران
کے خلاف نازیبا زبان استعمال کرنے پر مشترکہ قرارداد لانے کا مطالبہ ---------- 1193
تحاریک استحقاق
94۔ ڈی ڈی او(آر)وہاڑی کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز رویہ(---جاری)
---------- 1196
95۔ سیکرٹری سکولز کا معزز ممبر اسمبلی کا فون سننے سے انکار(---جاری) ---------- 1198
96۔ انڈکس

604

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،12۔اکتوبر2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ سکولزایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

حصہ اول

(مسودہ قانون جو پیش کیا جائے گا)

THE PROVINCIAL ASSEMBLY OF THE PUNJAB PRIVILEGES (AMENDMENT) BILL 2010 (Bill No. 22 of 2010)

Mrs Kamran:	**Seemal**	To move that leave be granted to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2010.
Mrs Kamran:	**Seemal**	to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2010.

حصہ دوم

(مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں)

(منگل5۔اکتوبر2010کے ایجنڈے سے زیرالتواء رکھی گئی قراردادیں)

1. ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: یہ ایوان حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ڈاکٹرز اور اساتذہ کو دوران ڈیوٹی، سرکاری

فرائض بطور طریق احسن انجام دینے کے لئے ہر قسم کا تحفظ، اعتماد اور ماحول دیا جائے۔ اگر کوئی فرد/افراد ڈاکٹرز اور اساتذہ کو دوران ڈیوٹی ہراساں کرتا ہے، ڈراتا ہے، دھمکاتا ہے یا ان پر حملہ کرنے کی کوشش کرتا ہے یا تشدد کرتا ہے تو اس کے خلاف فوری کارروائی کا اہتمام کیا جائے۔

605

2. محترمہ سیمل کامران: اس ایوان کی رائے ہے کہ آئندہ صوبہ پنجاب کے اندر بننے والے شہروں اور قصبوں کے bypasses کو Limited Access Road کے طور پر Declare کیا جائے اور ان کو Commercialize نہ کیا جائے۔ نیز جو bypasses بن چکے ہیں ان کے ساتھ ساتھ 220 فٹ تک کسی قسم کی عمارت بنانے کی اجازت نہ دی جائے تاکہ bypasses پر ٹریفک کے Smooth flow کو یقینی بنایا جاسکے۔

(موجودہ قرار دادیں)

1. جناب محمد نوید انجم: یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ پی پی۔145 لاہور کے علاقوں فتح گڑھ اور سلامت پورہ میں واقع ڈسپنسریوں جو قیام پاکستان سے قبل سے قائم ہیں کو اپ گریڈ کر کے 20/15 بیڈز کے ہسپتال بنائے جائیں کیونکہ اس علاقہ میں کوئی سرکاری ہسپتال نہ ہے۔

2. میاں شفیع محمد: یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ کوئلے کے ذخائر سے بجلی پیدا کرنے کے لئے فوری طور پر اقدامات کئے جائیں تاکہ پاکستان کو اندھیروں میں ڈوبنے سے بچایا جاسکے۔

3. چودھری مونس الہیٰ: یہ ایوان حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ سرکاری سرپرستی میں مخیر حضرات کی مدد سے قرآن یونیورسٹی کے نام سے ایک یونیورسٹی قائم کی جائے جس میں سائنٹیفک طریق پر قرآن حکیم کی تحقیق اور قرآن حکیم کی تفسیر اور تجدید سے متعلق تعلیم و تحقیق کا اہتمام ہو۔

4. سیدہ ماجدہ زیدی: اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت تمام سرکاری سکولوں میں طلباء کی یونیفارم پینٹ شرٹ کی بجائے شلوار قمیض رائج کرنے کے احکامات جلد از جلد صادر کرے۔

5. سردار خالد سلیم بھٹی: اس ایوان کی رائے ہے کہ تحصیل ہیڈکوارٹر بورے والا شہر میں گردوں کے مفت علاج کے لئے ڈائلسز سنٹر قائم کیا جائے تاکہ بورے والا کے ایسے مریضوں کو علاج کی سہولت میسر آسکے جو ڈائلسز کی سہولت نہ ہونے کے باعث مارے مارے پھرتے ہیں اور ان میں سے اکثر علاج کروانے کی سکت نہ رکھنے کے باعث انتقال کر جاتے ہیں۔

606

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا بیسواں اجلاس

منگل،12۔اکتوبر2010

(یوم الثلاثہ،3۔ذیقعد1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بج کر5منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝١ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝٢ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝٣
لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝٤ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ
سٰفِلِيْنَ ۝٥ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ
اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝٦ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۝٧ اَلَيْسَ اللّٰهُ
بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۝٨

سُوْرَۃُ التِّین آیات1 تا8

انجیر کی قسم اور زیتون کی (1)اور طور سینین کی (2)اور اس امن والے شہر کی (3)کہ ہم نے انسان کو بہت اچھی صورت میں پیدا کیا ہے (4)پھر (رفتہ رفتہ)اس (کی حالت) کو(بدل کر)پست سے پست کر دیا(5)مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لئے بے انتہا اجر ہے (6)تو(اے آدم زاد)پھر تو جزا کے دن کو کیوں جھٹلاتا ہے ؟(7)کیا اللہ سب سے بڑا حاکم نہیں ہے ؟(8)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

صلی اللہ علیک یا رسول اللہ
وسلم علیک یا حبیب اللہ

میری زندگی میری آبرو یہ عطائے یاد رسول ہے
جو یہ درد ہے تو قرار جاں ہے اگر یہ زخم ہے تو پھول ہے
جو تیری نگاہ میں آ گیا وہ بڑی پناہ میں آ گیا
تیرے واسطے سے ہے مطمئن تیرے واسطے ہی ملول ہے
نہ کسی کے حال پہ طنز کر نہ کسی کے غم کا مذاق اڑا
جسے چاہیں جیسے نواز دیں یہ مزاج عشق رسول ہے
تیرے ذکر کی ہیں یہ برکتیں میرے بگڑے کام سنور گئے
جہاں تیری یاد ہے دلنشیں وہیں رحمتوں کا نزول ہے

سوالات

(محکمہ سکولز ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ سکولز ایجوکیشن سے متعلقہ سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!آج سے تین چار روز پہلے ایک تحریک التوائے کار میں سکول اساتذہ سے متعلق rationalization policy پر بات ہوئی تھی۔ معزز ایوان میں دونوں اطراف سے حکومتی اور اپوزیشن کے ممبران نے اس بات کی خواہش کا اظہار کیا تھا کہ اس سلسلے میں وزیر تعلیم اور سیکرٹری سکولز بیٹھ کر بات کریں تاکہ ان کی قیمتی آراء سے بھی استفادہ کیا جا سکے اور اس ساری پالیسی کے متعلق ان کو بہتر طور پر سمجھ آ سکے۔

جناب سپیکر!دو دن قبل سیکرٹری سکولز میرے پاس آئے تھے لیکن اس دن ان ممبران کی availability ممکن نہ ہو سکی اس لئے میری آج یہ گزارش ہے کہ جو ممبران اس سلسلے میں contribute کرنا چاہیں اگر وہ اپنے نام آپ کو بھجوا دیں کیونکہ آج سیکرٹری سکولز بھی یہاں موجود ہیں بلکہ ان کا سٹاف بھی سکولز ایجوکیشن سے متعلقہ سوالات کی وجہ سے ان کے ساتھ یہاں موجود ہے اور وزیر صاحب بھی موجود ہیں۔اگر وقفہ سوالات کے بعد یہ میٹنگ ہم کر لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ معزز ممبران کے جو خدشات یا ابہام ہیں وہ دور ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: کیا آپ میٹنگ کرنا چاہتے ہیں یا بحث کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس دن یہی بات ہوئی تھی کہ rationalization policy کے متعلق دوست بیٹھ کر دیکھ لیں اور اپنی input وہاں پر دے دیں۔ اس کے بعد اس کی روشنی میں اگر یہاں پر بحث کرنا بھی مقصود ہوا تو اس میں بھی کوئی اعتراض نہ ہو گا لیکن میرا خیال ہے کہ شاید اس میٹنگ سے معاملہ redress ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جو میٹنگ میں شامل ہونا چاہتے ہیں وہ اپنے نام بھجوا دیں۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر!rationalization تو ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: آپ وہاں کوئی اچھی تجویز دیں گے؟

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! اچھی تجویز تو یہی ہے کہ جو rationalization ہوئی ہے چلیں یہ بہتر ہوئی ہے اور اچھا ہو گیا ہے کہ جہاں سکولوں میں تیس بچے تھے اور سات استانیاں تھیں حکومت نے اچھا اقدام کیا لیکن اس سے جو سکول merge ہوئے ہیں اس کا ہمیں نقصان ہوا ہے کہ ایک سکول جو پہلے قریب تھا اب وہ دو سو کلو میٹر پر چلا گیا ہے۔ ہمیں یہ نقصان ہوا ہے، اگر اس پر بحث کی جائے تو زیادہ فائدہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری اس میں یہی گزارش تھی کہ جو اچھا ہو گیا ہے وہ ٹھیک ہے لیکن جو اچھا نہیں ہوا اسے بہتر کرنے میں تو کوئی حرج نہیں ہے اس لئے یہ میٹنگ میں discussion کے بعد ہی ہو سکے گا۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں جو میٹنگ میں جانا چاہتے ہیں وہ اپنے نام سیکرٹری اسمبلی کو دے دیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں بھی اس میں کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! میری بات سنیں۔ مجھے صرف یہ بتا دیں کہ میں آپ کو کتنی دفعہ یہ گزارش کروں کہ میں بار بار کہتا ہوں کہ خدارا وقفہ سوالات کے دوران کوئی پوائنٹ آف آرڈر یا بات نہ کیا کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں بورڈ آف گورنرز کے حوالے سے بات کرنا چاہ رہی ہوں۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب نے صرف ایک وضاحت دی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بورڈ آف گورنرز کے سلسلے میں ایک کمیٹی بنائی گئی تھی اس حوالے سے بات کرنے کے لئے میں کھڑی ہوئی ہوں۔

جناب سپیکر: یہ بات بھی آپ آج کی میٹنگ میں کر لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں چونکہ شامل نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ بھی اس میٹنگ میں شامل ہو جائیں۔ میٹنگ میں محترمہ کو بھی بلا لیا جائے۔ پہلا سوال محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا ہے۔ نمبر پکاریں۔

محترمہ آمنہ الفت: سوال نمبر308۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور کیئر فاؤنڈیشن نامی این جی او کے زیر کنٹرول چلنے والے سکولز کے معاملات

*308: **محترمہ آمنہ الفت:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کے متعدد سکولوں کو کیئر فاؤنڈیشن نامی این جی او کے سپرد کیا جا چکا ہے، مذکورہ این جی او کے کنٹرول میں جو سکول ہیں ان کے نام اور پتاجات سے متعلق فہرست ایوان میں فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کیئر فاؤنڈیشن سرکاری سکولوں کے بچوں کی تعداد ظاہر کر کے زکوٰۃ و مالی امداد (اندرون ملک و بیرون ملک) حاصل کرنے کے لئے اشتہاروں اور سائن بورڈز کا سہارا لیتی ہے، اگر ہاں تو اشتہاروں اور سائن بورڈز پر کئے گئے خرچے کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کیئر فاؤنڈیشن جن سکولوں میں قابض ہے وہاں کے تمام مالی وانتظامی امور مذکورہ این جی او ہی چلاتی ہے؟

(د) کیا محکمہ تعلیم کی جانب سے کیئر فاؤنڈیشن کا آڈٹ کروایا جا سکتا ہے، اگر جواب ہاں میں ہے تو کیا کبھی آڈٹ ہوا ہے تو اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور میں ایک باضابطہ معاہدہ کے تحت کیئر این جی او نے 165 سکولوں کو adopt کیا ہوا ہے۔ معاہدے کی کاپی اور سکولوں کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ہر این جی او اپنے source سے خود فنڈ اور امداد مختلف donners سے حاصل کرتی ہیں جس کا محکمہ کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ ہر ادارے کے مالی اور انتظامی امور اس ادارے کا سربراہ چلاتا ہے۔ تمام مالی معاملات ادارے میں قائم سکول کونسل چلاتی ہے جس میں ادارے کا چیئرمین سربراہ ہوتا ہے اور معززین علاقہ اس کے ممبر ہوتے ہیں البتہ این جی اوز کا ایک نمائندہ اس میں ممبر ہوتا ہے۔ چونکہ کیئر فاونڈیشن کو کوئی سرکاری فنڈز مہیا نہیں کئے جاتے اس لئے آڈٹ کی ضرورت نہ ہے۔

(د) جز(ب) کی روشنی میں مزید وضاحت نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں نے جز (الف) میں پوچھا تھا کہ لاہور کے متعدد سکولوں کو کیئر فاؤنڈیشن نامی این جی او کے سپرد کیا جا چکا ہے جس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ 165 سکول اس این جی او کو دیئے گئے جبکہ پہلے بھی میں نے اس سلسلے میں سوال دیا تھا تو انہوں نے کہا تھا کہ 166 سکول ہیں بہر حال جتنے بھی ہیں اس کو چھوڑیں۔ اس کے بعد انہوں نے لکھا ہے کہ سکولوں کی فہرست اور معاہدے کی کاپی بھیجی ہے لیکن معاہدے کی کاپی ہمیں نہیں دی گئی۔ دوسری چیز یہ ہے کہ میں نے جز (ب) میں ان سے پوچھا تھا کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ کیئر فاؤنڈیشن سرکاری سکول کے بچوں کی تعداد ظاہر کر کے زکوٰۃ و مالی امداد (اندرون ملک و بیرون ملک) حاصل کرنے کے لئے اشتہاروں اور سائن بورڈز کا سہارا لیتی ہے، اگر ہاں تو اشتہاروں اور سائن بورڈز پر کئے گئے خرچے کی تفصیل فراہم کی جائے؟ یہ سیدھا سا سوال تھا جس کا محکمے کی طرف سے اس کا جواب "ہاں" یا "ناں" میں آنا چاہئے تھا۔ محکمہ اس کا جواب یہ دے رہا ہے کہ ہر این جی او اپنے source سے خود فنڈ اور امداد مختلف donors سے حاصل کرتی ہے جس کا محکمے کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہے۔ اب میرا سوال کچھ اور ہے لیکن جواب کچھ اور ہے۔ میرا ان سے ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ زکوٰۃ اور خیرات اکٹھی کرتے ہیں، کیا سرکاری سکولوں میں پڑھنے والا ہر بچہ زکوٰۃ اور خیرات کا مستحق ہے، اس کے علاوہ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا اس کا آڈٹ کیا جا سکتا ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ پندرہ سولہ ضمنی سوال کر لیں گی تو پھر وہ جواب کیسے دیں گے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! وہ میرے پہلے سوال کا جواب دے دیں پھر میں اگلا سوال کر لیتی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ ان سے ضمنی سوال کریں تاکہ میں ان سے جواب لوں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! منسٹر صاحب مجھے اس کا جواب دے دیں کہ کیا سرکاری سکولوں میں پڑھنے والے تمام بچے زکوٰۃ اور خیرات کے مستحق ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پہلے میں معزز ممبر کو یہ بتانا چاہوں گا کہ ان کے سوال آنے کے بعد جب ہم نے جواب کے لئے بھیجا تو ایک سو پینسٹھ سکول لاہور میں ایسے تھے جو کیئر فاؤنڈیشن نے adopt کئے ہوئے تھے لیکن اس وقت ان کی تعداد ایک سو باون ہے کیونکہ ہم نے merge کئے ہیں جس کا ذکر ایک معزز ممبر بھی کر رہے تھے۔ لاہور شہر میں merge کرنے کے بعد اب ایک سو باون سکول ایسے ہیں جو کیئر فاؤنڈیشن نے adopt کئے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے جز(ب) میں سوال کیا تھا کہ این جی اوز فنڈز کہاں سے اکٹھا کرتی ہیں؟ انہوں نے پوچھا ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ کیئر فاؤنڈیشن سرکاری سکولوں کے بچوں کی تعداد ظاہر کر کے زکوٰۃ و مالی امداد (اندرون ملک و بیرون ملک) حاصل کرنے کے لئے اشتہاروں اور سائن بورڈز کا سہارا لیتی ہے، اگر ہاں تو اشتہاروں اور سائن بورڈز پر کئے گئے خرچے کی تفصیل فراہم کی جائے؟" دراصل کچھ دوسری این جی اوز نے بھی throughout the Punjab ہمارے سکول adopt کئے ہوئے ہیں مگر یہ کیئر فاؤنڈیشن کے حوالے سے سوال تھا اس لئے میں یہاں پر یہ بتانا چاہوں گا کہ وہ اپنے فنڈز جس طرح سے بھی اکٹھے کرتے ہیں ہمیں اس بارے میں کوئی detail نہیں دی جاتی۔ این جی اوز ہمیں بالکل نہیں بتاتیں کہ ان کے sources کیا ہیں اور وہ کہاں سے fund raising کر رہے ہیں؟ بیرون ملک سے بھی اگر انہیں فنڈز آ رہے ہیں تو اس کے بارے میں بھی وہ ہمارے محکمے کو کوئی information نہیں دیتے۔ بہر حال جب سے ہماری حکومت آئی ہے تو ہم کوشش کر رہے ہیں کہ یہ این جی اوز ہمیں proper بتائیں کہ وہ کہاں سے اپنے فنڈز اکٹھا کرتی ہیں؟ جہاں تک محترمہ نے زکوٰۃ کے حوالے سے سوال کیا ہے تو حکومت پنجاب سرکاری سکولوں کے بچوں پر زکوٰۃ کی مد میں کوئی پیسے خرچ نہیں کر رہی لیکن جہاں تک ان این جی اوز کا تعلق ہے اور وہ جہاں سے اپنا fund raising کر رہی ہیں اس حوالے سے وہ ہمیں کوئی detail نہیں دیتیں۔ ہم اب کوشش کر رہے ہیں کہ اس کا ایک لائحہ عمل بنایا جائے اور ہمیں شاید باقاعدہ اس پر قانون سازی بھی کرنی پڑے کیونکہ یہ ہمارے دائرہ اختیار میں نہیں آتیں۔ جہاں تک انہوں نے معاہدے کی کاپی کی بات کی ہے تو وہ میں ان کو مہیا کر دوں گا۔ انہوں نے بڑے سنجیدہ معاملے پر یہ سوال کیا ہے۔ پچھلے دورِ حکومت میں اُس وقت کے صدر پاکستان کے ایک قریبی ساتھی جن کے کہنے پر ان این جی اوز کو

سکول دیئے گئے، میں ان کو معاہدے کی کاپی دوں گا جو دس سال کا معاہدہ ہوا ہے، جو آج تک کبھی اس طرح نہیں ہوا کہ دس سال کا معاہدہ اکٹھا ہی کر دیا جائے۔ اگر اس معاہدے کی کاپی ان تک نہیں پہنچی تو وہ بھی میں ان کو دے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس کی کاپی ایوان کی میز پر رکھی گئی ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جواب میں لکھا ہوا ہے کہ سکولوں کی لسٹ اور معاہدے کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے لیکن معاہدے کی کاپی نہیں دی گئی لہذا آپ کے محکمے کی طرف سے غلط لکھا گیا ہے کہ فراہم کر دی گئی ہے۔ مہربانی کر کے جو غلط لکھا گیا ہے اس کا notice لیں کیونکہ بار بار جواب غلط ہی آ رہے ہیں اور یہ ہمارے ہاؤس کی ایک tradition بن گئی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! انہوں نے جواب دیا ہے کہ محکمہ اس کا آڈٹ نہیں کر سکتا۔ پچھلی دفعہ سوال نمبر 2522 محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ کی طرف سے آیا تھا جس میں انہوں نے بھی یہی پوچھا تھا لیکن محکمے کی طرف سے جواب آیا تھا کہ محکمہ سماجی بہبود اس کا آڈٹ کر سکتا ہے۔ اس دفعہ جواب آیا ہے کہ محکمہ آڈٹ نہیں کر سکتا، بتائیں کہ صحیح اور غلط کیا ہے کیونکہ میں نے اس پر بہت محنت کی ہے۔ پچھلی دفعہ جب آپ نے کمیٹی بنائی تھی تو آپ نے مجھے شامل کیا تھا، محکمے نے مجھے میٹنگ میں ایک دفعہ بلایا، دوسری دفعہ باہر کر دیا اور دوبارہ نہیں بلایا۔ مجھے پیسے نہیں چاہئیں کیونکہ میں محنت کرنے اور کام کرنے کی غرض سے آتی ہوں۔ مجھے میٹنگ attend کرنے کا کوئی معاوضہ نہیں چاہئے لیکن خدارا اس پر میں نے کام کیا ہوا ہے اس لئے میں معاشرے میں بہتری چاہتی ہوں۔ آخر کیا وجہ ہے کہ مجھے میٹنگ میں ایک دفعہ بلا کر بعد میں شامل نہیں کیا گیا؟ میں اس سلسلے میں آپ کو بہت سارے حقائق بتا سکتی ہوں۔

جناب سپیکر: میٹنگ جب دوبارہ ہو گی تو محترمہ کو اس میں ضرور بلایا جائے۔ مجھے check کر کے بتائیں کہ ایوان کی میز پر کاپی رکھی گئی ہے کہ نہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اگر یہ کاپی نہیں آئی تو میں ابھی provide کر دیتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس کی کاپی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! بات یہ ہے کہ ایوان کی میز پر آپ کا جو کاغذ آتا ہے وہ اس ہاؤس کی پراپرٹی بنتا ہے۔ جنہوں نے سوال دیا ہوتا ہے وہ اس کو check کرتے ہیں کہ آیا اس سوال کے جواب صحیح آئے ہیں یا

غلط آئے ہیں لہذا آپ کو یہ پہلے بھیجنا چاہئے تھا بہر حال آئندہ سے ایسا نہ کریں اور ایوان کی میز پر دس کاپیاں دینی ہوتی ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! محترم وزیر نے خود اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ یہ بہت important matter ہے۔اس میں محکمے نے ایک جگہ یہ بھی کہا ہے کہ این جی اوز سکولوں کے معاملات میں دخل اندازی نہیں کرتیں اور محکمے کا سربراہ ہی انتظامی امور چلاتا ہے جبکہ اس معاہدے کی کاپی میرے پاس موجود ہے جو Minutes of the meeting with Care under the chairmanship of Executive District Officer (Education) City District Government, Lahore ہے۔

جناب سپیکر: ویسے آپ کے سوال کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرے پاس اس کے proof موجود ہیں۔

جناب سپیکر: آپ یہ کاپی مجھے دے دیں، میں ادھر بھجوا دیتا ہوں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ میرے پاس minutes of the meeting کے ثبوت ہیں جن میں باقاعدہ انتظامی امور اور کیئر فاؤنڈیشن کو highlight کیا ہوا ہے لیکن محکمہ جواب دے رہا ہے کہ ہم انتظامی امور میں مداخلت نہیں کرتے جبکہ یہ تبادلے بھی کرتے ہیں اور سب کچھ کرتے ہیں۔minutes کے حوالے سے میرے پاس proof موجود ہیں، انہیں آپ دیکھ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! میں اس کی کاپی آپ کے پاس بھجواتا ہوں، آپ اسے check کر کے دیکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: ویسے سوال کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ایک چھوٹا سا comment ہے کہ donor کے spelling ہی غلط لکھے ہوئے ہیں، مہربانی کر کے وزیر صاحب اس کے spelling بتا دیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اسے میں نے دیکھ لیا ہے اور یہ typing mistake ہے۔ میں اسے ٹھیک کروا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: وہ آپ کو پڑھا نہیں رہے بلکہ اپنا مقصد بتا رہے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر جناب سپیکر! میں آمنہ الفت صاحبہ سے کہوں گی کہ وہ اسے عدالت کے ذریعے ختم کروالیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سیدہ ماجدہ زیدی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے یہ سوال ہے کہ انہوں نے Care Foundation کو 165 سکول دیئے ہیں تو یہ اس کے چیئرمین یا چیئرپرسن کا نام بتائیں کہ کون ایسا خاص آدمی ہے جسے اتنے زیادہ سکول دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس کی چیئرپرسن سیما عزیز صاحبہ ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔

حاجی ذوالفقار علی: On his behalf جناب سپیکر! اس سوال کا نمبر 767 ہے۔ (معزز ممبر نے سید حسن مرتضیٰ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

لاہور گورنمنٹ ہائی سکول نیو کرول شالامار ٹاؤن یو سی 37 میں ٹیچرز کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد

*767: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ ہائی سکول نیو کرول شالامار ٹاؤن یو سی 37 لاہور میں ٹیچرز کی منظور شدہ اسامیاں کتنی اور کس کس گریڈ کی ہیں؟

(ب) اس سکول میں ہیڈ ماسٹر اور ڈپٹی ہیڈ ماسٹر کی اسامیاں کس کس گریڈ کی ہیں؟

(ج) ان اسامیوں پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت بیان کریں؟

(د) کیا ان اسامیوں پر کام کرنے والے ملازمین مطلوبہ تعلیمی قابلیت اور گریڈ کے حامل ہیں اگر نہیں تو ان کو وہاں سے ٹرانسفر کرنے اور مطلوبہ تعلیمی قابلیت اور گریڈ کے حامل ملازمین کب تک تعینات کر دیئے جائیں گے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ ہائی سکول نیو کرول شالامار ٹاؤن یو سی 37 لاہور میں ٹیچرز کی منظور شدہ اسامیاں 22 ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1	سینئر ہیڈ ماسٹر BS-18	1	5	پی ای ٹی BS-09	1
2	ایس ایس ٹی (آرٹس) BS-16	1	6	عربی ٹیچر BS-09	1
3	ایس ایس ای (سائنس) BS-16	2	7	پی ٹی سی BS-07	10
4	ایس وی (ای ایس ٹی) BS-14	6	8	ایس ایس ٹی (آئی ٹی) BS-16	1

(ب) اس سکول میں ہیڈ ماسٹر کی اسامی گریڈ 18 کی ہے جبکہ ڈپٹی ہیڈ ماسٹر کی کوئی اسامی نہ ہے۔

(ج) فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان اسامیوں پر مطلوبہ تعلیمی قابلیت اور گریڈ کے حامل ملازمین ہی کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ نے اس سوال سے متعلق ہی ضمنی سوال کرنا ہے۔

حاجی ذوالفقار علی: جی، بالکل میں اسی سے متعلقہ سوال کروں گا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایک سال قبل upgrade ہونے والے سکولوں میں اساتذہ کی اسامیاں ابھی تک خالی ہیں اور انہیں fill نہیں کیا گیا تو یہ کب انہیں fill کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! rationalization کی پالیسی سے ہمارے پاس surplus staff اکثر اضلاع میں آیا ہے جنہیں ایسے سکولوں میں adjust کر رہے ہیں اور کچھ سکولوں کی اسامیوں کی SNEs محکمہ خزانہ کو بھیجی ہوئی ہیں جہاں سے کچھ delay ہے اور جونہی SNEs approve ہوتی ہیں تو ان سکولوں میں بھی سٹاف آ جائے گا۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! کب تک کر دیں گے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب!اس معاملے میں سپیکر کی بھی سفارش کر دیں گے ؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب ٹھیک ہے۔ ہماری کوشش ہے کہ جلد از جلد اساتذہ کی تعداد کو سکولوں میں پورا کیا جائے اور اس کے لئے محکمہ بھرپور کوشش کر رہا ہے۔

جناب وسیم قادر: ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب وسیم قادر: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال کے جز (الف) میں پوچھا گیا ہے کہ ٹیچرز کی کتنی تعداد ہے تو جواب میں ہے کہ بائیس اسامیاں ہیں اور جب میں انہیں calculate کرتا ہوں تو یہ تیئس لوگ بنتے ہیں تو مہربانی کر کے اسے یہ دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس وقت rationalization کی پالیسی کے بعد ان سکولوں میں اساتذہ کی تعداد میں اور زیادہ اضافہ ہو چکا ہے کیونکہ نمبر 2 میں دیکھیں کہ BS-16 ایس ایس ٹی پہلے یہاں پر ایک تھے اور اب یہاں پر سات ہو چکے ہیں۔ نمبر 4 پر ای ایس ٹی BS-14 کے چھ ٹیچرز تھے اور اب گیارہ ہو چکے ہیں تو اس وقت یہاں ٹیچرز کی تعداد overall تیئس نہیں ہے بلکہ plus چالیس کے قریب ہیں۔

جناب سپیکر: چالیس plus ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی، جناب!

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! یہاں لکھا ہوا ہے کہ بائیس اسامیاں ہیں لیکن جب میں نے انہیں جمع کیا ہے تو تیئس لوگ بنتے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، کوئی بات نہیں، calculation میں کوئی mistake ہو گئی ہو گی۔

جناب وسیم قادر: چلیں، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): On his behalf جناب سپیکر! سوال نمبر 768 ہے۔

(معزز ممبر نے سید حسن مرتضیٰ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

ضلع جھنگ میں مڈل، ہائی، ہائر سکولز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*768: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع جھنگ میں کتنے مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولز ہیں، ان کے نام اور جگہ کی تفصیل فراہم کریں؟

(ب) ان میں سے کتنے سکولز میں ہیڈماسٹر / ہیڈمسٹریس کام کر رہے ہیں اور جن میں ہیڈماسٹر / ہیڈمسٹریس نہ ہیں ان کے نام اور جگہ کی تفصیل بتائیں، نیز ان سکولز میں ہیڈ ماسٹر / ہیڈمسٹریس تعینات نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) حکومت ان سکولز میں ہیڈماسٹر / ہیڈمسٹریس کب تک تعینات کر دے گی؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع جھنگ میں مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولز کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ضلع	ہائر سیکنڈری سکولز		ہائی سکولز		مڈل سکولز	
	بوائز	گرلز	بوائز	گرلز	بوائز	گرلز
ضلع چنیوٹ	32	41	40	16	02	02
ضلع جھنگ	08	06	77	31	96	97
میزان	40	47	117	47	98	99

(ب) جن مدارس میں ہیڈماسٹر / ہیڈمسٹریس کام کر رہے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ضلع	ہائر سیکنڈری سکولز		ہائی سکولز		مڈل سکولز	
	بوائز	گرلز	بوائز	گرلز	بوائز	گرلز
ضلع چنیوٹ	00	00	26	10	19	25
ضلع جھنگ	07	03	57	23	79	86
میزان	07	03	83	33	89	11

جن مدارس میں ہیڈماسٹر / ہیڈمسٹریس تعینات نہ ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

	ہائر سیکنڈری سکولز		ہائی سکولز		مڈل سکولز	
	بوائز	گرلز	بوائز	گرلز	بوائز	گرلز
چنیوٹ	00	00	16	06	13	15
جھنگ	01	03	20	08	18	11
میزان	01	03	36	14	31	26

خالی اسامیوں پر بذریعہ پروموشن اور ریکروٹمنٹ کے تقرریاں کی جائیں گی۔

(ج) محکمہ تعلیم حکومت پنجاب نے پبلک سروس کمیشن کو خالی اسامیوں پر بھرتی کا کہا ہے اور اس نے بذریعہ اشتہار بھرتی کے لئے درخواستیں طلب کی ہیں۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال ایسا کرنا کہ جو مجھے سمجھ آ جائے۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ پنجاب کے سکولوں میں ہیڈ ماسٹر اور ہیڈ مسٹریس کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے کوئی حتمی تاریخ دی جا سکتی ہے اور اگر دی جا سکتی ہے تو کب تک؟

جناب سپیکر: سوال بہت اچھا ہے لیکن یہ بتائیں کہ آپ کا ضمنی سوال اس سوال سے متعلقہ ہے؟

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اسی سوال سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: منڈا صاحب! آپ کا ضمنی سوال اس سے متعلقہ ہے یا آپ اپنی تقریر مکمل کرنا چاہتے ہیں کہ میں پورے پنجاب کی نمائندگی کر لوں This is no supplementary اس کے متعلق اگر آپ پوچھنا چاہتے ہیں تو پوچھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! این جی اوز سے متعلقہ سوال کے بارے میں list ابھی میرے پاس آئی ہے تو جس میں ایک سو پینسٹھ سکولوں کا ذکر ہے جبکہ جواب میں ایک سو باون کا ذکر نہیں ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اسے دیکھیں اور جواب دیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ ایک سو باون سکول ہیں جن کے مختلف تاریخوں میں agreements ہوئے ہیں اور یہ ایک سے زیادہ agreements ہوں گے۔ چونکہ آپ اس وقت مجھے اگلے سوال پر لے گئے اور میں اس کے لئے بالکل معذرت کرتا ہوں اور میں محکمہ کی طرف سے آنے والے جواب کو دیکھوں گا کہ سوال میں لکھا گیا تھا تو agreement کی کاپی پہلے کیوں نہیں دی گئی اور ایوان کی میز پر بھی کیوں نہیں رکھی گئی؟

جناب سپیکر: لغاری صاحب! اس وقت انہوں نے بتا دیا تھا لیکن آپ سن نہیں رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت ان کی تعداد ایک سو پینسٹھ نہیں بلکہ ایک سو باون ہے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں یہ کل کی پوزیشن بتا رہا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ غلط جواب ہے کیونکہ ہمارے پاس ایک سو پینسٹھ تعداد ہے۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! انہوں نے correct کروا دیا ہے اس لئے آپ تشریف رکھیں اور یہ غلط جواب نہیں ہے کیونکہ جس وقت یہ جواب دیا گیا تھا تو اس وقت اتنی ہی تعداد تھی لیکن اب نہیں ہے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! ضلع چنیوٹ کے مڈل سکولوں کے بارے میں لکھا ہوا ہے کہ ٹوٹل بوائز مڈل بھی دو اور گرلز مڈل بھی دو ہیں اور نیچے جز(ب) میں لکھا گیا ہے کہ جن مدارس میں ہیڈ ماسٹر اور ہیڈ مسٹریس کام کر رہے ہیں اس میں ضلع چنیوٹ کے مڈل بوائز سکولوں میں انیس ہیڈ ماسٹر کام کر رہے ہیں اور پچیس گرلز سکولوں میں ہیڈ مسٹریس کام کر رہی ہیں جبکہ سوال میں کل تعداد دو بوائز اور دو گرلز ہیں۔ اگر دو بوائز اور دو گرلز سکول ہیں تو انیس اور پچیس ہیڈ ماسٹر اور ہیڈ مسٹریس کہاں سے آ گئے ہیں؟ یہ جواب غلط ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جز(الف) میں ضلع چنیوٹ کے مڈل سکولوں کی بات ہے تو یہاں پر بوائز کے بتیس سکول ہیں اور گرلز کے اکتالیس سکولز ہیں اور آگے انہوں نے پوچھا ہے کہ جن مدارس میں ہیڈ ماسٹر اور ہیڈ مسٹریس۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! شاہ صاحب تشریف لے آئے ہیں اور اب وہ بھی آپ سے سوال پوچھنا چاہیں گے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! میرے سوال کا منسٹر صاحب نے ابھی جواب نہیں دیا۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں کیونکہ اس سوال کے اصل مالک آ چکے ہیں۔ جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔جناب سپیکر! جز(الف) میں دیئے گئے جواب کہ "ضلع چنیوٹ میں دو مڈل سکولز بوائز کے ہیں اور دو گرلز کے ہیں۔ نیچے جواب میں بوائز کا کوئی سکول نہیں، گرلز کے کوئی سکول نہیں ہیں۔۔۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!یہ جو دو سکولوں کی بات کر رہے ہیں یہ ہائر سیکنڈری سکول ہیں اور یہ مڈل سکول کا ذکر کر رہے ہیں۔ان سے پہلے والے معزز ممبر بھی یہی فرما رہے تھے اور یہ بھی مڈل سکول کا فرما رہے ہیں۔وہاں پر مڈل سکول بوائز کے بتیس اور گرلز کے اکتالیس ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!انہوں نے مڈل سکول کا لکھا ہوا ہے کہ دو بوائز کے اور دو گرلز کے ہیں۔ یہاں انہوں نے جس ہیڈ ماسٹر اور ہیڈ مسٹریس کا ذکر کیا ہے وہاں پر انیس بوائز اور پچیس گرلز کے ہیں۔ اس کا ذرا بتادیں کہ یہ اتنا فرق کیوں ہے؟

جناب سپیکر:جی،منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!اس میں printing mistake ہے اور میں پھر بتا رہا ہوں کہ دو مڈل بوائز اور دو گرلز سکول لکھے ہوئے ہیں، وہ actual نہیں ہیں۔دو سکول ہائر سیکنڈری سکول فار بوائز ہیں اور دو ہائر سیکنڈری سکول فار گرلز ہیں۔یہ آپس میں switchover ہو گئے ہیں اور یہ پرنٹنگ کی غلطی ہے۔

جناب سپیکر:منسٹر صاحب!جنہوں نے اس سوال کا جواب غلط دیا ہے "مار نہیں پیار" کے اصول کو وہاں الٹ کر دیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!میرا خیال ہے کہ یہ یہاں اسمبلی سیکرٹریٹ کی printing mistake ہے کیونکہ محکمے نے جو آپ کے پاس کاپی بھیجی ہے میرے پاس بھی وہی کاپی ہے اور اس میں ٹھیک لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر:آپ کے پاس ٹھیک لکھا ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!میرے پاس محکمے کی کاپی ہے میں اسی میں سے پڑھ رہا ہوں اور اس فائل میں ٹھیک لکھا ہوا ہے،یہی کاپی آپ کو بھیجی گئی تھی۔ میرا خیال ہے

کہ یہ یہاں اسمبلی میں printing میں ہائر سیکنڈری سکولز اور مڈل سکولز آپس میں interchange ہو گئے ہیں۔ میں پھر بھی چیک کر لیتا ہوں، اگر محکمے کی غلطی ہوئی تو ہم بالکل اس پر ایکشن کریں گے۔

جناب سپیکر: میں سیکرٹری اسمبلی کو کہوں گا کہ وہ چیک کر کے مجھے بتائیں ورنہ یہ principal آپ پر لاگو ہو گا۔

سید مخدوم ارتضیٰ: جناب سپیکر! اگر سٹاف کی غلطی ہوئی تو کیا ان پر لاگو ہو گا؟

جناب سپیکر: اگر اسمبلی سٹاف کی غلطی ہوئی تو ضرور کروں گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ بڑا واضح لکھا ہوا ہے کہ دو مڈل سکولز بوائز کے اور دو گرلز کے ہیں۔ یہاں پر ہیڈ ماسٹر اور ہیڈ مسٹریس انیس اور پچیس ہیں۔ یہ تو بڑا صاف لکھا ہوا ہے، پتا نہیں انہوں نے گھر جا کر کیا تیاری کرنی ہے اور پتا نہیں یہ Question Hour کے بعد گھر جا کر تیاری کرتے ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ انتہائی معزز ممبر ہیں، ان کو یہاں اس معزز ایوان کا خیال کرنا چاہئے۔ یہ خود تیاری کر کے آئے نہیں ہیں اور ان کو پتا نہیں ہے۔ میں بار بار بتائے جا رہا ہوں کہ یہ printing error ہے اور ان کو exact figures دی جا رہی ہیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! وہ کہتے ہیں کہ ہماری طرف سے صحیح جواب آیا ہے لیکن یہاں اسمبلی سیکرٹریٹ میں اس میں کچھ غلطی ہو گئی ہے۔ اگر اسمبلی میں غلطی ہوئی تو اس کی معذرت سیکرٹری صاحب آپ سے کریں گے اور باقی معاملہ میں خود کروں گا کہ ان کے ساتھ جو سلوک میں نے کرنا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! وہ معذرت تو سیکرٹری صاحب کر لیں گے لیکن جو انہوں نے کہا ہے کہ یہ تیاری کر کے نہیں آیا۔ یہ انتہائی زیادتی ہے، یہ میری تیاری چیک کر لیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کی تیاری ہوتی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں پانچ دن اسمبلی نہیں آیا، میں تیاری کرتا رہا ہوں اور آج یہ کہہ رہے ہیں کہ میری تیاری نہیں ہے۔ (قہقہہ)

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! انتہائی افسوس کی بات ہے کہ ان کو اپنے ضلع کے مڈل سکولز کی تعداد کا نہیں پتا۔ اگر یہاں پر غلط misprint ہو گیا ہے تو ان کو خود تو پتا ہونا چاہئے کہ ان کے ضلع میں مڈل سکول کتنے ہیں؟ یہ بار بار اسی غلط چیز کو insist کرتے جا رہے ہیں۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! سید حسن مرتضیٰ صاحب کے حلقے میں ایک سکول میں نو نو ہیڈ ماسٹر ہیں حالانکہ میرا ابھی وہی رنگ ہے، بے شک آپ دیکھ لیں same colour ہے اور میرے سکول ابھی تک ہیڈ ماسٹر سے خالی پڑے ہیں۔ یہ امتیاز کیوں ہے؟(قہقہہ)

جناب سپیکر: ماشاء اللہ دونوں کا colour بھی برابر ہے اور دونوں کے کپڑے بھی آج برابر ہیں۔ آپ دونوں ہی میرے لئے خوبصورت ہیں۔

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ یہ printing mistake ہے تو پھر یہ نیچے ٹوٹل کون کرتا رہا ہے؟ ایک سو گیارہ اور نواسی تو محکمے والوں کا ٹوٹل بنتا ہے۔ اگر یہ printing mistake ہوتی تو نیچے کا ٹوٹل تو different ہونا چاہئے تھا۔ یہ محکمے کی mistake ہے، اسمبلی سٹاف خود ہی تو ٹوٹل نہیں کرتا رہا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، اس کو چیک کرا لیتے ہیں، میں اپنے آپ کو کیوں کہوں کہ میری غلطی نہیں ہے۔ اگر ہماری غلطی ہوئی تو ہم تسلیم کریں گے۔ اگلا سوال محترمہ عارفہ خالد پرویز کا ہے۔

ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا: جناب سپیکر! On her behalf(معزز خاتون ممبر نے محترمہ عارفہ خالد پرویز کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، سوال کا نمبر پکاریں۔

ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا: جناب سپیکر! سوال نمبر 948 ہے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا: جناب سپیکر! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

محکمہ تعلیم کے اہلکاران کو تدریسی عملے میں شامل کرنے کا مسئلہ

*948: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی حکومت محکمہ تعلیم میں تعلیم یافتہ اہلکاران کو اپنے ہی محکمہ میں ان کی تعلیمی قابلیت کے مطابق تدریسی عملے میں شامل کر کے تدریسی ذمہ داری سونپنے کا ارادہ رکھتی ہے نیز کیا ایسے اہلکاران کے لئے بھی کوئی سپیشل کوٹا مقرر کیا جارہا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک اس منصوبے پر عملدرآمد شروع کر دے گی اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست نہ ہے۔ محکمہ تعلیم میں تعلیم یافتہ اہلکاران نان ٹیکنیکل سٹاف اپنے ہی محکمہ میں ان کی تعلیم قابلیت کے مطابق تدریسی عملے میں شامل کرنے اور تدریسی ذمہ داری سونپنے کے مطابق کوئی پالیسی نہ ہے۔ اب اساتذہ کے گریڈ میں اضافہ کر کے تمام پوسٹیں میرٹ پر کی جاتی ہیں۔ جس میں پہلے سے کام کرنے والے اہلکار میرٹ پر شامل ہو سکتے ہیں۔ البتہ انہیں ہائر پوسٹ پر درخواست کی صورت میں تجربے کے نمبر ریکروٹمنٹ پالیسی کے مطابق دیئے جاتے ہیں۔

(ب) اس سوال کا جواب جز(الف) میں دے دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! جس طرح محکمہ تعلیم میں تعلیم یافتہ اہلکار technical اور technical staff ظاہر ہے وقتاً فوقتاً بھرتی ہوتے رہتے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ہمارے چیف منسٹر صاحب کے ٹھوس اقدامات کی وجہ سے اور جو انہوں نے کاوشیں کی ہیں ان سے سرکاری سکولوں کا رزلٹ قدرے بہتر ہو گیا ہے۔ حکومت کا اربوں روپیہ ان سکولوں کا معیار بہتر کرنے کے لئے صرف کیا جارہا ہے لیکن اس میں ایک بات بہت important ہے۔ سرکاری سکولوں کی نسبت پرائیویٹ سکولوں میں بچے داخل ہونے کی تعداد زیادہ ہے۔ بے شک پرائیویٹ سکول چھوٹے چھوٹے، ایک ایک، دو دو کمروں کے ہوتے ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ ضمنی سوال پر آئیں اور اس سوال کے متعلقہ ضمنی سوال کریں ورنہ میں ایسے آپ کو اجازت نہیں دوں گا۔

ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا: جناب سپیکر!اس سوال کے متعلق ہی ہے،آپ میری بات تو پوری سن لیں۔ لوگ ایک ایک،دو دو کمروں کے پرائیویٹ سکولوں میں اپنے بچوں کو preference دیتے ہیں۔اب یہ جو اربوں روپے خرچ کیا جارہا ہے اس کے باوجود بھی سکولوں میں بچوں کی تعداد نسبتاً کم ہوتی جارہی ہے۔یہ محکمہ تعلیم اس صورتحال سے نمٹنے کے لئے کیا اقدامات کر رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی،منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ ضمنی سوال اس سے related نہیں ہے لیکن یہ جو پوچھنا چاہ رہی ہیں کہ بچوں کی تعداد سرکاری سکولوں میں کم ہو رہی ہے تو میں بتانا چاہوں گا کہ موجودہ حکومت کی Education Reform Policy کی وجہ سے ہر سال ہمارے گورنمنٹ سکولوں میں بچوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔اگر یہ اس کی exact details چاہیں تو میں ان کو فراہم کر سکتا ہوں مگر چونکہ یہ اس سوال سے related نہیں ہے اس لئے میں اس وقت وہ وضاحت نہیں دے سکوں گا۔

جناب سپیکر: میری تمام معزز ممبران سے گزارش ہے کہ جو سوالات سے متعلقہ ضمنی سوال ہوں وہ تو ضرور کیجئے مگر مہربانی کریں اتنی لمبی تقریر میں آئندہ کسی سے نہیں سنوں گا،میں آپ کو بتا رہا ہوں۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! جو میری محترمہ بہن نے کہا ہے یہ اسی سے related ہے کہ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کی تعلیم دوست پالیسی کے تحت ہمارے گورنمنٹ کے سکولوں میں کمپیوٹر لیب اور پہلی سے لے کر میٹرک تک انگریزی کی تعلیم دی جارہی ہے جس کی وجہ سے ہمارے سکولوں میں بچوں کی تعداد بڑھ رہی ہے بلکہ ہمارا اب شکوہ یہ ہے کہ چونکہ اب وہاں بچوں کی تعداد بڑھ رہی ہے اور وہاں داخلے محدود ہیں۔اب ان کے داخلوں کی تعداد زیادہ کی جائے۔۔۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب!جب تجویز دینے کا سیشن آئے گا تب آپ یہ تجویز دینا۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!اگر آپ اجازت دیں تو میں انہیں تھوڑا سا explain کر دوں۔ ہم نے پچھلے academic year میں تین اضلاع لاہور، ملتان اور فیصل آباد کے سکولوں کو انگلش میڈیم کیا تھا۔ وہاں پر ہمارے بچوں کی تعداد میں بہت زیادہ تیزی سے اضافہ ہوا

ہے۔اب next academic year میں ہم پورے پنجاب کے چھتیس اضلاع میں تمام سکولوں کو انگلش میڈیم کر رہے ہیں جس سے ہمارے سکولوں میں بچوں کی تعداد میں بہت تیزی سے اضافہ ہو گا۔

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے۔اگلا سوال محترمہ طلعت یعقوب کا ہے۔

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1307 ہے۔

جناب سپیکر: کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ طلعت یعقوب: جی، جناب! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

قومی تحویل میں لئے گئے تعلیمی اداروں کی واپسی کی تفصیلات

*1307: **محترمہ طلعت یعقوب:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ قومی تحویل میں لئے گئے، تعلیمی ادارے ان کے اصل مالکان / اداروں کو واپس کئے گئے ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو سال 2000 سے 2007 تک واپس کئے گئے تعلیمی اداروں کے نام مع تاریخ واپسی کی تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) حکومت نے صرف قومیائے گئے مشنری تعلیمی اداروں کی انتظامیہ کو واپس دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

(ب) سال 2000 سے 2007 تک واپس کئے گئے مشنری کئے گئے مشنری تعلیمی اداروں کے نام مع تاریخ واپسی کی تفصیل ڈسٹرکٹ وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! میرے سوال کے جواب میں کہا گیا ہے کہ حکومت نے صرف قومیائے گئے سکول مشنری تعلیمی اداروں کی انتظامیہ کو واپس دینے کا فیصلہ کیا ہے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔اس بارے میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایوان کی میز پر رکھی گئی لسٹ میں سیریل نمبر 12 میں گورنمنٹ ماڈل ہائی سکول بھکر اور سیریل نمبر 21 میں گورنمنٹ پرائمری سکول تحصیل گوجرہ اور ضلع لاہور میں چار سکول واپس کئے گئے ہیں کیا یہ سکول مشنری اداروں کے تھے؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ایک میرا بھی ضمنی سوال ہے جو اس سے ہی related ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! سوال یہ ہے کہ جن کے لئے یہ مشنری سکول واپس کئے گئے ہیں یہ وہ کر سچیئن ہیں جو ان سکولوں میں اپنے بچوں کی فیسیں ہی نہیں دے سکتے۔ جیسے سینٹری ورکرز ہیں۔ اگر گورنمنٹ چاہے تو کیا ان کو واپس لینے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ پچھلے دور میں کچھ ملکیت کے حوالے سے کچھ مشنری سکول واپس کئے گئے تھے مگر جو جواب یہاں پر دیا گیا ہے تو میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ اس کی تفصیل properly محکمہ کی طرف سے فراہم نہیں کی گئی۔ اگر آپ اس کو pending کر دیں تو میں اس کا proper تفصیل سے جواب دینا چاہوں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں وزیر صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اس سوال کو اس بحث میں شامل کیا جائے جو آج سیکرٹری ایجوکیشن کے ساتھ میٹنگ ہو رہی ہے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں اس کا کل پوری تفصیل کے ساتھ جواب دے دوں گا۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں بھی ایک clarification کرنا چاہتا ہوں کہ بھکر ماڈل سکول، مشنری سکول نہیں ہے اور وہ گورنمنٹ آف پنجاب کا سکول ہے۔ میری گزارش ہے کہ جو جواب میں لکھا گیا ہے اس کو clarify کر لیں۔

جناب سپیکر: جی۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جس طرح مستی خیل صاحب نے فرمایا ہے اور میں نے already کہا ہے میں خود جواب سے مطمئن نہیں ہوں اسی لئے میں نے آپ سے درخواست کی ہے کہ اس کو pending کر دیں، میں پرسوں اس کا جواب آپ کو دے دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال محترمہ طلعت یعقوب صاحبہ کا ہے۔

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! میرا سوال 1308 ہے، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پبلشرز کو رجسٹر کرنے کا طریق کار و دیگر تفصیلات

*1308: **محترمہ طلعت یعقوب:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ اضافی کتب کی اشاعت کے لئے پبلشرز کو رجسٹر کرتا ہے، اگر ہاں تو رجسٹر کرنے کے لئے کیا معیار / تجربہ مقرر کیا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سال 2005 تا 2007 پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے کچھ پبلشرز کو رجسٹر کیا، اگر ہاں تو ان کے نام مع پتاجات کیا ہیں، آیا وہ مطلوبہ قواعد و ضوابط پر پورا اترتے تھے نیز ایسے رجسٹرڈ ادارے جو دوران پڑتال فرضی ثابت ہوئے، ان کے نام اور ان کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ اضافی کتب کی اشاعت کے لئے نئے پبلشرز کو رجسٹر نہیں کرتا بلکہ پہلے سے رجسٹر پبلشرز کو یہ کام تفویض کیا جاتا ہے۔

(ب) سال 2005 تا 2007 کے دوران 16 ناشرین کی رجسٹریشن عمل میں لائی گئی۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہ پبلشرز قواعد و ضوابط کے مطابق رجسٹر کئے گئے جبکہ دوران پڑتال کوئی پبلشر فرضی ثابت ہوا اور نہ ہی کسی کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں لائی گئی۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! جز(ب) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ سال 2005 تا 2007 کے دوران سولہ ناشران کی رجسٹریشن عمل میں لائی گئی، جن کے نام کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ میرا اس بارے میں ضمنی سوال یہ ہے کہ ان سولہ ناشران کو رجسٹرڈ کرتے وقت کیا criteria اختیار کیا گیا تھا یا یہ کہ یہ سفارشی تھے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر ایجوکیشن!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ناشران کی رجسٹریشن کی جاتی ہے اس کا ایک proper criteria بنا ہوا ہے اور اس criteria پر عمل کرتے ہیں۔ میں اس کی تفصیل ان کو مہیا کر دیتا ہوں جو کہ ہمارا criteria ہے اس میں کوئی سفارشی نہیں ہوتا جو اس criteria پر پورا اترتے ہیں اس کے مطابق ان کی رجسٹریشن کی جاتی ہے۔ میرے پاس اس کے فارم بھی ہیں جو وہ fill up کرتے ہیں، اس میں اپنی پوری تفصیل دیتے ہیں اور محکمہ اس پر پوری تحقیق کر کے جو کہ انہوں نے مہیا کی ہوتی ہیں اس کے بعد ان کی رجسٹریشن کی جاتی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: دونوں آپس میں فیصلہ کر لیں کہ کس نے سوال کرنا ہے۔ چلیں، ایک سوال آپ کر لیں اور ایک سوال وہ کر لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پہلے میں سوال کر لوں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ اپوزیشن پر بھی نظر کرم فرمائیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کو اصولوں کا پتا ہے اور کچھ اصول ہوتے ہیں۔ میں اپوزیشن کا کیا کروں؟ یہاں اپوزیشن اور گورنمنٹ کی بات نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! سوال کے جز (الف) میں جواب دیا گیا ہے کہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ اضافی کتب کی اشاعت کے لئے پبلشر کو رجسٹرڈ نہیں کرتا بلکہ پہلے سے رجسٹرڈ پبلشرز کو ہی کام دیا جاتا ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ free competitions کے زمرے میں آتا ہے اور نئے لوگوں کو شامل نہیں کیا، وہی پرانے لوگ ہیں، ان کی monopoly ہے اور ان کے لئے کہا گیا ہے کہ ہم انہی کو موقع دیتے ہیں تو کیا جو free competitions بزنس کے لئے ملنا چاہئے اس میں یہ بات شامل ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہمارے ڈیپارٹمنٹ کے پاس جو یہ ٹوٹل رجسٹرڈ فرمز ہیں کیونکہ جس معزز ممبر اسمبلی کا سوال ہے اس نے اس سوال میں 2005 تا 2007 کا پوچھا تھا تو اس میں، میں نے سولہ ناشران کا بتایا۔ Overall ہمارے Punjab Text Book Board

کے پاس چار سوfirms رجسٹرڈ ہیں اور ان چار سوfirms کے درمیانcompetition کروانے کے بعد ان کو آگے کام دیا جاتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس پالیسی کے اندر ایک نشاندہی کرنی تھی کہ اس میں پبلشرز کے100 میں سے20 نمبرshow room کے ہیں اور اس کیprinting facilities جو کہ سب سے اہم چیز ہونی چاہئے تھی اس کے صرف 17 نمبر ہیں۔ اس کے بعد public financial position کے 25 نمبر ہیں اور public experience کے 30 نمبر ہیں، ان میں جو سب سے اہم چیز ہے اس کے سب سے کم نمبر رکھے گئے ہیں۔ شورُوم ہونا زیادہ اہم ہے یا اس کیprinting facilities ہونا زیادہ اہم ہے۔ اس کے بعد جب ہم اس کی لسٹ دیکھتے ہیں تو اس لسٹ میں ہمارے سارے کے سارے سوائے ایک کے باقی لاہور کے پبلشرز ہیں، کیا ملتان ،بہاولپور ،راولپنڈی، اٹک اور ساؤتھ پنجاب میں کوئی پبلشر اس قابل نہیں ہے، کیا اس میں کوئیdiscrimination تو نہیں ہو رہی ہے؟

جناب سپیکر: اگرdiscrimination ہو رہی ہے تو اس کی نشاندہی کریں، ہم ابھی پوچھ لیتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ میں نے نشاندہی تو کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ کوئی نشاندہی نہیں ہے۔ آپ کے پاس کوئی ایسی مثال ہے کہ کوئی بندہ آپ کے پاس آیا ہو کہ میری درخواست اس میں شامل نہیں کی گئی؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ جو پالیسی بنائی گئی ہے اس میں 20 نمبر شوروم کے رکھے گئے ہیں۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: اب آپ تشریف رکھیں اور ان کا سوال آنے دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب سپیکر: بہت شارٹ ہو اور اسی سے متعلقہ ہو۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں دیکھتا رہتا ہوں کہ آپ جب یوں کرتے ہیں تو لوگ derail ہو جاتے ہیں اور آپ مجھے تو نہ ڈرائیں اور کچھ یاد ہی نہیں رہتا۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں شروع کروں؟

جناب سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ منسٹر صاحب نے ابھی جز(ب) کے جواب میں یہ کہا ہے کہ جبکہ دوران پڑتال کوئی پبلشر فرضی ثابت ہوااور نہ کسی کے خلاف کارروائی ہوئی۔اب میری گزارش یہ ہے کہ سولہ ناشران کی رجسٹریشن کی گئی، میرا سوال یہ ہے کہ monitoring authority کون ہے؟ میں ثابت کر سکتا ہوں کہ اس میں ہمیشہ pool ہوتا ہے اور یہ pool کی وجہ سے کتابوں کی قیمتیں بڑھ رہی ہیں، گورنمنٹ اپنی publishing کیوں نہیں کر رہی، یہ printing کوئی مشکل کام ہے؟اس کے اندر کم از کم چار اور پانچ سو فیصد پر کام ہو رہا ہے؟ یہ کیوں نہیں pool کو توڑ سکتے یہ pool اسی لئے ہو رہا ہے کہ یہ fresh رجسٹریشن نہیں کر رہے۔یہ fresh رجسٹریشن نہ ہونے کی وجہ بھی monopoly act کے تحت جرم ہے تو آپ بتائیں کہ یہ pool کیوں نہیں ٹوٹتا اور اگر نہیں ٹوٹتا تو یہ خود printing پر چلے جائیں۔

MR. SPEAKER: Very important point.

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! معزز ممبر نے یہ بڑی اہم بات کی اور یہ جو pool ہے اس بارے میں تو ہمارے knowledge میں بھی یہ باتیں آتی تھیں مگر ہمارے پاس ان کا کوئی proof نہیں ہے اگر ان کے پاس کوئی ثبوت ہے تو یہ لے آئیں کیونکہ جو contractors یا publishers ہوتے ہیں اگر وہ آپس میں کوئی pool کرتے ہیں تو ہمارے محکمہ کے سامنے نہیں کرتے۔ اگر وہ آپس میں کوئی pool کر کے جو ہماری مختلف کتابیں چھپ رہی ہیں، جن کی تعداد واقعی زیادہ ہے اور ہم ایک ارب روپے کی کتابیں پبلش کر کے پنجاب کے سکولوں میں بچوں کو فراہم کر رہے ہیں اور دوسرا میں ان کو تھوڑا سا یہ بتانا چاہوں گا کہ میں نے خود ذاتی طور پر اس ڈیپارٹمنٹ کو دیکھا ہے اگر ہم باقی تینوں صوبوں کو دیکھیں تو ہمارے پنجاب میں یہ Punjab Text Book Board بڑا بہتر طریقے سے کام کر رہا ہے اور ہم بہت سستی اور معیاری کتابیں یہاں پنجاب میں بچوں کو فراہم کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، انہوں نے ایک اور بات کہی ہے کہ یہ خود کیوں نہیں printing کا کام کرتے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہماری capacity اتنی نہیں ہے کیوں کہ ہمیں لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں کی تعداد میں کتابیں printing کروانی پڑتی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ان سے رابطہ کر لیں کہ شاید یہ آپ کو بغیر سود کے کچھ دے دیں۔

شیخ علاؤالدین: یہ ایک بات تو ریکارڈ پر آ گئی کہ منسٹر صاحب helpless ہیں اور pool کو نہیں توڑ سکتے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ اگر آپ کے پاس اس کا کوئی proof ہے تو وہ مجھے دیں۔ میں اس کو دیکھنے کے لئے تیار ہوں۔ ہم ان کو نہیں پکڑ پائے کیونکہ ہمارے سامنے کوئی ایسی مثال نہیں آئی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! منسٹر تو یہ ہیں۔۔۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ بار بار جو کہہ رہے ہیں کہ pool ہوتا ہے، Pool تو مختلف جگہوں پر ہوتا ہے، جہاں بھی contractors بیٹھے ہوں۔ مختلف جگہوں پر pool کرتے ہیں مگر وہ officially نہیں ہوتا وہ unofficially ہوتا ہے۔ اگر وہ پیچھے بیٹھ کر کوئی pool کر لیتے ہیں تو اس میں ہم کیا کر سکتے ہیں؟ اگر تو ہمارے پاس کوئی proof ہو تو اس کے خلاف ہر قسم کی کارروائی ہو سکتی ہے۔ گورنمنٹ کے پاس اتنے اختیارات ہوتے ہیں۔ اگر ان کے پاس کسی contractor کا کوئی proof ہے تو یہ بتا دیں کہ یہ pool بنا ہوا ہے۔ یہ ہمیں in writing کچھ دے دیں۔ جس طرح ایک طریق کار ہوتا ہے اس کے مطابق پھر ہی ہم اس پر کارروائی کر سکتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری بات سُن لیں۔ میں کسی swimming pool کی بات نہیں کر رہا۔ میں cartel کی بات کر رہا ہوں۔ میں pool کا لفظ ہی نہیں بولتا۔ میں cartel کی بات کر رہا ہوں۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں، آپ کو بھی ایک سیکنڈ میں سمجھ آ جائے گی، فرض کیجئے کہ اس کی cost ایک روپیہ ہے، میں اس کی cost نکالتا ہوں اور اب میں ٹینڈر float کرتا ہوں تو اس کی bid مجھے -/5 روپے آتی ہے۔ اتنی عقل تو میرے میں ہونی چاہئے کہ میں اس کا آرڈر ڈیڑھ روپے میں کروں، -/5 روپے میں نہ کروں اور میں پھر کہوں کہ میں pool نہیں توڑ سکتا۔ کتنی زیادتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب یہ نئی رجسٹریشن کھولیں گے، نئے لوگ آئیں گے تو لوگوں کو فائدہ ہو گا۔ کتابیں سستی ہوں گی۔ آپ ان کو یہ کیوں نہیں کہتے کہ یہ نئی رجسٹریشن کو کھولیں؟

جناب سپیکر: آپ یہ پابندی توڑنا چاہتے ہیں یا نہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی بالکل۔ میں نے already بتایا ہے کہ 400 firms already registered ہیں اور لغاری صاحب نے جو سوال کیا تھا کہ لاہور سے باہر کی

firmsاس میں نہیں ہیں تو وہ جو400 firms ہمارے پاس publishersکی registeredہیں تو ان 400 firms میں لاہور سے باہر کی firmsبھی ہیں اور جس طرح شیخ صاحب نے فرمایا اگر محکمے میں سے کوئی بندہ involveہے تو اس کا بھی ہمیں بتائیں، ہم اس کے خلاف بھی کارروائی کریں گے۔

جناب سپیکر چلیں، اب اس کا ٹائم بھی ختم ہو گیا ہے، بہت مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہی تو قابلیت کی بات ہے کہ pool کو توڑا جائے۔

جناب سپیکر: جی، مجھے آگے چلنے دیں۔ شیخ صاحب آپ بیٹھیں۔ اب اگلا سوال میاں طارق محمود صاحب کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! سوال نمبر 1320 ہے۔ اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پی پی۔113 گجرات، گرلز/بوائز سکولوں کی بنیادی سہولیات کی فراہمی

*1320: میاں طارق محمود: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔113 کھاریاں ضلع گجرات میں کتنے گرلز و بوائز سکولوں کی چار دیواری نہیں ہے، ان کے نام اور جگہ بتائیں؟

(ب) کتنے سکول ایسے ہیں جن میں ابھی تک بجلی کی سہولت نہیں ہے ان کے نام اور جگہ بتائیں؟

(ج) کیا حکومت پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت ایسے سکولوں کی چار دیواری تعمیر کرنے اور بجلی فراہم کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) حلقہ پی پی۔113 کھاریاں ضلع گجرات میں مندرجہ ذیل سکولوں کی چار دیواری نہ ہے۔

5۔بوائز ہائی سکول

1۔بوائز ایلیمنٹری سکولز

10۔پرائمری سکولز

فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) حلقہ پی پی۔113 میں 01بوائز ہائی سکول، 01بوائز ایلیمنٹری سکول، 09پرائمری سکولز، 20 گرلز پرائمری سکولز میں بجلی کی سہولت نہ ہے ان کے نام کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) فنڈز کی دستیابی پر missing facilities پوری کر دی جائیں گی۔

جناب سپیکر: جی، اس پر اپنا ضمنی سوال کریں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں نے سوال میں یہ پوچھا تھا کہ "کتنے سکول ایسے ہیں جن میں ابھی تک بجلی کی سہولت نہیں ہے ان کے نام اور جگہ بتائیں"؟ اس میں جو لسٹ دی گئی ہے وہ ایوان کی میز پر رکھی گئی ہے۔ میں جناب وزیر تعلیم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ لسٹ درست ہے، اگر درست ہے تو ایک ایسا سکول ہے جس کا نام "ایلیمنٹری گرلز سکول کرنانہ" ہے اور وہاں پر بجلی کی سہولت نہیں ہے، اس کو کیوں نہیں شامل کیا گیا؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! معزز ممبر نے جو فرمایا ہے اس میں ہمارے پاس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے یہ details آئی ہیں کیونکہ ان کا یہ سوال پی پی۔113 کھاریاں، ضلع گجرات ان کی constituency کے حوالے سے ہے۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اگر یہ بتا رہے ہیں کہ ایک سکول اس میں شامل نہیں ہے تو میں اس کو check کر لیتا ہوں کہ وہ سکول جواب میں کیوں نہیں شامل ہو سکا؟ یہ بتا رہے ہیں کہ یہاں پر بجلی نہیں ہے۔ میرے پاس یہاں پر جو تفصیل آئی ہے کل جب میں نے اس کو اپنے طور پر verify کیا تھا تو اس میں مجھے محکمے کی طرف سے یہ بتایا گیا تھا کہ یہ تفصیل ٹھیک ہے، اگر اس میں کوئی غلطی ہے تو ہم بالکل اس کو دیکھ لیتے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: آپ مہربانی کریں، آپ کا تو سوال ہی نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنے کا حق رکھتی ہوں۔ یہ ہماری پارٹی کے ممبر کا سوال ہے۔

جناب سپیکر: آپ کو پتا ہی نہیں ہے کہ کدھر سے سوال آ رہا ہے۔ آپ بیٹھیں۔ جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!اس سوال کے جواب میں منسٹر صاحب کے محکمے نے لکھا ہے کہ فنڈز کی دستیابی پر missing facilities پوری کر دی جائیں گی تو کیا missing facilities کے لئے کوئی فنڈز مختص کئے گئے تھے؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر!میں دو ضمنی سوال کر سکتا ہوں،ابھی تو ایک ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی،آپ کے دو سوال ہو سکتے ہیں۔ابھی آپ کو موقع دیتے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ missing facilities کے لئے بجٹ میں کوئی فنڈز مختص کئے گئے تھے،ان کی کوئی ڈویژن تھی ،district wise یا کسی اور طرح ، ضلع میں missing facilities کے لئے کتنے فنڈز دیئے گئے تھے؟

جناب سپیکر: شاہ جی!یہ تو آپ خود سوچ سکتے ہیں۔آپ بس پالیسی بتادیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی، بالکل بجٹ میں ہم نے missing facilities کے لئے فنڈز مختص کئے تھے اور district wise بھی کئے تھے اور اگر یہ اس کی تفصیل چاہتے ہیں تو یہ fresh question بنتا ہے۔یہ fresh question کر دیں یا آپ حکم فرما دیں تو کل میں ان کو thoroughly detail provide کر دوں گا۔میں یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ موجودہ سیلاب کی وجہ سے ہمارے ترقیاتی کام properly دوبارہ سے شروع نہیں ہوئے اور جیسا کہ بات ہوئی کہ شاید ہمیں اپنے بجٹ میں cut بھی لگانا پڑے۔

جناب سپیکر: جی،یہ آپ کو بتادیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!یہ total بتادیں کہ انہوں نے بجٹ میں ترقیاتی کاموں کے لئے کتنے پیسے مختص کئے تھے؟میں تفصیل نہیں پوچھ رہا۔مجھے بس یہ بتادیں۔

جناب سپیکر: جی،آپ allocation of budget دیکھیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر!یہ جو لسٹ دی گئی ہے اس میں ایک ہائی سکول ٹھٹھہ پور ہے،یہ کم از کم تیس سال پرانا ہے۔

جناب سپیکر: جب آپ بات کرتے ہیں تو منہ آپ دوسری طرف کر لیتے ہیں تو پھر مجھ تک آواز نہیں پہنچتی۔

میاں طارق محمود: چلیں، میں کوشش کرتا ہوں کہ آپ تک آواز پہنچ جائے۔

جناب سپیکر: جی۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر !میں وزیر تعلیم صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ٹھٹھہ پور ہائی سکول، محکمہ تعلیم حکومت پاکستان کی یہ پالیسی ہے بلکہ انہوں نے یہ clear کر دیا ہوا ہے کہ ہر ہائی سکول میں کمپیوٹر لیب دی گئی ہے تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ تیس سال پرانا سکول ہے اگر آج تک اس میں بجلی نہیں ہے تو کمپیوٹر لیب کیسے چل رہی ہو گی ؟اگر یہ سب کچھ نہیں ہے تو پانچ ہائی سکول ایسے ہیں جن کی ابھی تک چار دیواریاں ہی نہیں ہیں۔اگر آگے جائیں تو جو سوال انہوں نے table کیا ہے اس کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ گیارہ ایلیمنٹری اور پرائمری سکول ایسے ہیں جن میں بجلی نہیں ہے۔اس سے ایک لسٹ اور آگے جائیں تو اس میں بیس سکول ایسے ہیں جن میں ابھی تک بجلی کی سہولت نہیں ہے۔کیا محکمہ تعلیم کے لئے اتنے سکولوں میں بجلی اور چار دیواری نہ ہونا باعث تشویش نہیں، کیا اس سے ضروری کوئی اور کام ہے، یہ اس کے جواب میں صرف اتنا کہہ کر کہ فنڈز کی دستیابی پر missing facilities پوری کر دی جائیں گی مناسب سمجھتے ہیں اور یہ کب پوری کر دی جائیں گی ؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر !کھاریاں میں جتنے بھی گرلز سکول ہیں ان سب کو ہم نے چار دیواری provide کی ہے۔اِدھر لسٹ دی ہوئی ہے یہ بوائز سکول کی ہے ان کی ابھی چار دیواری بننی ہے اور جہاں تک بجلی کا تعلق ہے اس میں انہوں نے خاص طور پر ایک سکول کا ذکر کیا ہے، وہ ذرا آبادی سے ہٹ کر ہے، اس کی cost کافی زیادہ آ رہی تھی۔

جناب سپیکر: اصل بات تو وہ یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ جہاں بجلی نہیں ہے وہاں پر computer labs کیسے چل رہی ہیں ؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پنجاب میں اس وقت کافی سارے سکول ایسے ہیں جن میں ابھی ہم نے computer labs نہیں دی ہیں۔جتنے بھی ہمارے ہائی سکول ہیں چار ہزار دو سو اڑسٹھ سکولوں میں ابھی ہم نے computer labs دی ہیں۔چند سکول ابھی ایسے ہیں جن کی مثال انہوں نے ابھی آپ کے سامنے پیش کی ہے، اس سکول میں بجلی نہیں ہے تو یہاں پر بھی ہم نے ابھی computer lab نہیں دی۔

جناب سپیکر: وہ بیٹری سے چل سکتے ہیں ؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر! جہاں پر ہم نے computer labs کی facility دی ہے وہاں UPS کی facility بھی دی ہے۔

محترمہ آمنہ اُلفت:جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

میاں طارق محمود:جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کے وزیر تعلیم فرمارہے ہیں کہ یہ گاؤں سے کافی دور ہے۔یہ سکول گجرات سٹی سے صرف چار کلو میٹر دور ہے۔یہ بتادیں کہ یہ گاؤں سے کتنا دور ہے، یہ کہتے ہیں کہ بہت زیادہ دور ہے، یہ کتنا دور ہے؟ صرف یہ بتادیں۔

جناب سپیکر:آپ کو یہ بتانا کوئی ضروری نہیں ہے۔جی۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر! یہ تھوڑا سا ہی دور ہے لیکن یہ گاؤں سے باہر نکل کر ہے۔

جناب سپیکر:ٹھیک ہے،اس بات کو چھوڑیں۔

محترمہ آمنہ اُلفت:جناب سپیکر! مجھے ضمنی سوال کرنے دیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل:جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر:اب اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں ہوگا۔

محترمہ آمنہ اُلفت:جناب سپیکر! ایک آخری سوال ہے۔

جناب سپیکر:نہیں۔جی،وسیم قادر صاحب!

جناب وسیم قادر:جناب سپیکر! شکریہ۔سوال نمبر 1608 ہے۔اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:ٹھیک ہے۔اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گورنمنٹ قادریہ سکول واہگہ ٹاؤن لاہور کے مسائل

*1608:جناب وسیم قادر:کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ قادریہ سکول یو سی 37 واہگہ ٹاؤن لاہور کتنے رقبہ پر تعمیر کیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سکول کی زمین پر بااثر لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول کی چار دیواری چھوٹی ہونے کی وجہ سے نشئی دیوار پھلانگ کر سکول کے اندر آجاتے ہیں اور سکول کی چیزیں چوری کر کے بیچ دیتے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول کے سامنے گورنمنٹ کی جگہ خالی ہے کیا حکومت یہ جگہ سکول کو دینے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک ؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) رقبہ ایک کنال 14 مرلے ہے۔

(ب) درست نہ ہے اس لئے کہ سکول کرائے کی عمارت میں چل رہا ہے۔ سکول کی اراضی پر کسی کا قبضہ نہ ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔

(د) سکول کرائے کی عمارت میں چل رہا ہے اس لئے گراؤنڈ نہیں بنایا جا سکتا۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میں سوال کے جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، مہربانی۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال کس پر ہے ؟

میاں محمد رفیق: جناب والا! وسیم قادر صاحب کے سوال نمبر 1608 پر ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: جناب والا! mover نے یہ زحمت گوارا کی اور نہ ہی جواب دینے والوں نے یہ زحمت گوارا کی کہ گورنمنٹ قادریہ سکول یو سی 37 کے بارے میں یہ پتا نہیں ہے کہ یہ پرائمری سکول ہے، مڈل سکول ہے یا ہائی سکول ہے، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ بھوتوں کا سکول ہے ؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! معزز ممبر نے جو سوال پوچھا ہے یہ وسیم قادر صاحب کا حلقہ ہے اور یہ پرائمری سکول ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! میں وزیر موصوف کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تو ہوں گے بھی نہیں۔ جب انہوں نے categorically قادریہ سکول کے بارے میں بتا دیا ہے تو اب آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب والا!انہوں نے سوال کے جواب میں اس کا رقبہ لکھا ہے کہ کتنا ہے۔اس کے ساتھ یہ نہیں لکھا کہ یہ پرائمری سکول ہے،مڈل سکول ہے یاہائی سکول ہے۔

جناب سپیکر: معزز ممبر نے جو پوچھا ہے اس کا جواب انہوں نے دے دیا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! میرا سوال یہ تھا کہ یہ پرائمری سکول ہے،مڈل سکول ہے یاہائی سکول ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا!میں معزز ممبر کو دوبارہ بتا دیتا ہوں، ویسے میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے، یہ میرے محترم بزرگ ہیں، سن نہیں سکے کہ یہ پرائمری سکول ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ب) میں جو یہ جواب دیا گیا ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ سکول کی زمین پر بااثر لوگوں کا قبضہ ہے؟محکمے نے جواب دیا ہے کہ بااثر لوگوں کا قبضہ نہیں ہے اور یہ درست نہ ہے۔ جہاں تک میری اطلاع کا تعلق ہے کہ یو سی 37 میں یہ سکول کرول باغ کے قریب ہے اور اس کا جو actual owner ہے، جو اس کا اصل مالک ہے وہ ملک سے باہر ہے اور اس پر واقعی لوگوں نے قبضہ کیا ہوا ہے اس لئے میں یہ کہوں گی کہ اس کا جواب درست نہیں ہے۔

دوسرا سوال انہوں نے جز(ج) میں پوچھا ہے کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول کی چار دیواری چھوٹی ہونے کی وجہ سے نشئی دیوار پھلانک کر سکول کے اندر آ جاتے ہیں اور سکول کی چیزیں چوری کر کے بیچتے ہیں۔ یہ بات بالکل صحیح ہے،محکمے نے جواب غلط دیا ہے،اس سکول سے کئی دفعہ ڈیسک چوری ہو چکے ہیں اور تو اور ٹائلٹ میں جو لوہے کے دروازے لگے ہوئے تھے وہ تک چوری ہو چکے ہیں۔ اب انہوں نے اس کی جگہ لکڑی کے پھٹے ٹائپ کے دروازے لگائے ہوئے ہیں۔اس کے علاوہ وہاں پر کوئی چوکیدار ہے اور کوئی گارڈ ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ محکمے نے کیا جواب دیا ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!میں اس کی تھوڑی سی تفصیل بتانا چاہوں گا۔پہلی بات جو انہوں نے جز(ب) کے متعلق کہی ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ سکول کی زمین پر بااثر لوگوں نے قبضہ کیا ہوا ہے"؟میں یہ وضاحت کرنا چاہوں گا کہ یہ سکول اس وقت کرایہ کی عمارت میں چل رہا ہے اور سکول کی اراضی پر بھی کسی قسم کا کوئی قبضہ نہیں ہے۔ جتنی کرایہ پر ہم نے جگہ لی ہوئی ہے اس میں یہ سکول چل رہا ہے۔ پھر جز(ج) کے بارے میں انہوں نے جو بات کی ہے اس کی تفصیل میں ان کو بتا دوں کہ سکول کے تین اطراف میں بلڈنگ ہے۔انہوں نے فرمایا ہے کہ سکول کے اندر

نشئی آ جاتے ہیں اور وہاں سے چوریاں ہوتی ہیں اس کا جواب میں ان کو پیش کر دیتا ہوں کہ سکول کے تین اطراف پر بلڈنگ ہے اور سامنے مغرب کی طرف گیٹ کی دیوار ہے جو کہ چھ فٹ اونچی ہے۔ ہم نے یہ direction دی ہوئی ہے کہ دیوار چھ فٹ اونچی ہونی چاہئے۔ چھ فٹ دیوار کو پھلانگنا اتنا آسان نہیں ہوتا اور شمال کی طرف تھوڑے سے حصے میں دیوار ہے اور ایک چھوٹا گیٹ لگا ہوا ہے باقی اطراف میں بلڈنگ ہے لہذا کوئی نشئی دیوار پھلانگ کر سکول کے اندر داخل نہیں ہو سکتا اور جہاں تک سکول کے اندر چوری کے حوالے سے انہوں نے بات کی ہے ہمارے علم میں as such کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ وہاں پر large scale پر کوئی چوری ہوئی ہو۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ routine میں توڑ پھوڑ ہوتی ہے وہ ہوئی ہو گی۔ ڈیسک اور دروازوں کی routine کی توڑ پھوڑ ضرور ہوئی ہو گی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ انجم صفدر صاحبہ کا ہے۔

محترمہ انجم صفدر: سوال 1759 ہے، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب ایگزامینیشن بورڈ کا قیام و دیگر تفصیلات

*1759: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب ایگزامینیشن بورڈ کا قیام کب عمل میں آیا، اس بورڈ کے قیام کے اغراض و مقاصد کیا ہیں اور اس کے قیام کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟

(ب) امسال پرائمری اور مڈل کے امتحانات میں صوبہ بھر کے کتنے سکولوں کے کتنے طلباء شریک ہوئے اور ان کا رزلٹ کیا رہا؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ امسال بہت سے سکولوں کا نتیجہ انتہائی خراب بلکہ صفر فیصد بھی رہا؟

(د) اگر جز(ج) کا جواب درست ہے تو کیا ایسے سکولوں کے اساتذہ اور ان کے انچارجوں کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی، اگر ہاں تو تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پنجاب ایگزامینیشن یکم جنوری 2006 کو بمطابق مجریہ نمبری No.(PEC)1-1/2006(Schools) مورخہ یکم جنوری 2006 کو قائم ہوا (منسلکہ الف) یہ ادارہ یونیسیف کی تکنیکی معاونت سے قائم کیا گیا ہے جس کے اغراض و مقاصد مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ ان امتحانات یعنی گریڈ5اور گریڈ 8کا انعقاد کروانا جو بورڈ آف انٹر میڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن نہیں لے رہے۔
2۔ طریقہ ہائے امتحانات کی تحقیق کرنا۔
3۔ تعلیم کے مختلف پہلوؤں یعنی نصاب، طریقہ تدریس، امتحانات وغیرہ میں تحقیق کا استعمال۔
4۔ طلبہ کی تعلیم و تربیت کو بہتر بنانے کے لئے اقدامات کرنا۔ پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کے قیام سے پیشتر یہ ضلع میں محکمہ تعلیم کے ضلعی افسران جماعت پنجم اور ہشتم کے امتحانات کا انعقاد کرواتے تھے اور ہر ضلع کا امتحانی طریقہ اور معیار مختلف ہوتا تھا۔ ماہرین تعلیم نے ان امتحانات کا جائزہ لیا اور تحقیق کر کے ثابت کیا یہ طریقہ غیر معیاری اور جدید طریقہ ہائے سے بہت کم درجہ پر ہے۔ ماہرین تعلیم نے حکومت پنجاب کو سفارشات پیش کیں کہ ایک ایسا خود مختار ادارہ قائم کیا جائے بین الاقوامی معیار کے مطابق ایلیمنٹری کی سطح پر امتحانات منعقد کروائے اور طلبہ کی ذہنی سطح کا صحیح اور درست انداز لگا کر طلبہ والدین اساتذہ اور دیگر متعلقہ اداروں کو آگاہ کرے تاکہ ان کی صحیح سمت میں ذہنی نشوونما بہتر انداز میں ہو سکے۔

(ب) اس سال پرائمری اور مڈل کے امتحانات میں صوبہ پنجاب کے 73315 پرائمری اور 27235 مڈل سکولوں کے بالترتیب 015، 44، 10 اور 073، 67، 7 طلباء و طالبات شریک ہوئے۔ رزلٹ کی ضلع وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کے مطابق پرائمری کا رزلٹ 96.03 فیصد اور ہشتم 96.43 فیصد رہا۔

(د) چونکہ مذکورہ بالا سوال کا جواب ہاں میں نہ ہے لہذا کارروائی کا جواز پیدا نہیں ہوتا۔ تاہم وضاحت کی جاتی ہے کہ پنجاب ایگزامینیشن کمیشن ایک مشاورتی اتھارٹی ہے۔ اساتذہ اور انچارج صاحبان یا دیگر اہلکاران کے خلاف کارروائی کرنا اس کے دائرہ اختیار میں نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ انجم صفدر: جناب والا! جز(ج) میں یہ پوچھا گیا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ امسال بہت سے سکولوں کا نتیجہ انتہائی خراب بلکہ صفر فیصد بھی رہا؟ اس کا جواب انہوں نے دیا ہے کہ یہ درست نہ ہے پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کے مطابق پرائمری کا رزلٹ 96.03 فیصد اور ہشتم 96.43 فیصد رہا۔

انہوں نے اس کی کاپی بھی مجھے بھیجی ہے۔ میں نے اس سال کے رزلٹ کے حساب سے پوچھا تھا لیکن انہوں نے مجھے مختلف اضلاع کی جو percentage بتائی ہے یہ نہیں بتایا کہ یہ کون سے سال

کا رزلٹ ہے۔ دوسرا وزیر موصوف سے میرا سوال ہے کہ جن سکولوں کا رزلٹ صفر فیصد ہے ان سکولوں کے اساتذہ اور جو وہاں کے انچارج ہیں ان کے خلاف محکمہ تعلیم نے کوئی action لیا ہے یا نہیں ؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! محکمہ نے اس سوال کا جو جواب دیا ہے میں ذاتی طور پر بھی اس سے مطمئن نہیں ہوں اس لئے میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اس سوال کو آپ pending کر دیں۔ پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کا جو ادارہ ہے یہ ہمارا ایک خود مختار ادارہ ہے اس کی تفصیل لے کر میں ان کو properly provide کر دوں گا اس کے لئے مجھے ٹائم درکار ہے۔ یہ بات بالکل ٹھیک ہے کہ ہمارے کچھ اداروں کا رزلٹ zero percent آتا ہے اور جن سکولوں کا رزلٹ zero percent آتا ہے وہاں پر کارروائی بھی کی جاتی ہے، ہیڈ ماسٹروں کو تبدیل کیا جاتا ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ مجھے اس کے لئے ٹائم دے دیا جائے تاکہ میں ان کو proper جواب دے سکوں۔

جناب سپیکر: جی آپ کو ٹائم دے دیتے ہیں۔

محترمہ انجم صفدر: جناب والا! یہ تھوڑی سی وضاحت کر دیں کہ انہوں نے مجھے کون سے سال کا جواب دیا ہے؟

جناب سپیکر: وزیر موصوف نے آپ کو اس سوال کے بارے میں بتا دیا ہے۔ اس سوال کا جواب وہ آپ کو دیں گے۔ اس سوال کو میں pending نہیں کرتا اس کا جواب بھی وہ آپ کو دیں گے اور House کو بھی inform کریں گے۔

محترمہ انجم صفدر: جناب والا! یہ کب جواب دیں گے ؟

جناب سپیکر: اسی اجلاس میں بتائیں گے، آپ فکر نہ کریں۔

محترمہ انجم صفدر: پہلے ہی مجھے دو سال کے بعد اس کا جواب ملا ہے، یہ نہ ہو کہ اسمبلی ختم ہو جائے اور پھر اس کا جواب ملے۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسا نہیں ہو گا۔ اسمبلی کو ختم نہ کریں، مہربانی کریں۔ وزیر موصوف صاحب بتاتے ہیں کہ کتنے دن کے اندر اس کا جواب آ جائے گا۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! چونکہ یہ بڑا اہم issue ہے اور اگر ان کو میں نے ایسے ہی جواب دینا ہوتا تو دے سکتا تھا۔ مگر میں ان کو exact figures دینا چاہتا ہوں اور میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ اس معزز ایوان کو exact پتا چلنا چاہئے کہ پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کس طرح

سے کام کر رہا ہے۔اسی لئے میں نے آپ سے request کی تھی کہ اس سوال کو pending کر دیا جائے تاکہ میں کل یا پرسوں exact جواب دے سکوں۔

جناب شیر علی خان: جناب والا!اسی سوال کے اندر میری بھی ایک چھوٹی سی گزارش ہے۔

جناب سپیکر: آپ جلدی سے اپنی بات ختم کر لیں۔

جناب شیر علی خان: جناب والا!انہوں نے جواب میں لکھا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: وزیر موصوف نے کہا ہے کہ میں اس جواب کو تفصیلاً House میں پیش کروں گا۔

جناب شیر علی خان: میں یہ بتانا چاہوں گا کہ جواب میں انہوں نے غلط لکھا ہے۔اس میں لکھا ہے کہ:

> (الف) پنجاب ایگز امینیشن یکم جنوری 2006 کو بمطابق مجریہ نمبری No.(PEC)1-1/2006(Schools) مورخہ یکم جنوری 2006 کو قائم ہوا۔۔۔

جناب سپیکر: جس دن education day ہو گا اس دن وزیر موصوف جواب دیں گے۔جی،فرمائیں!

جناب شیر علی خان: جناب والا!انہوں نے اس میں لکھا ہے کہ (الف) پنجاب ایگز امینیشن کمیشن بمطابق مجریہ No.(PEC)1-1/2006(Schools) مورخہ یکم جنوری 2006 کو قائم ہوا اور جو انہوں نے چٹھی ساتھ لگائی ہے اس پر 16 تاریخ لکھی ہوئی ہے۔اب یہ کہیں گے کہ printing mistake ہے۔میں کہتا ہوں کہ printing mistake نہیں ہے انہوں نے غلط جواب دیا ہے اور یہ ان کا record بتا رہا ہے۔

جناب سپیکر: میں یہ وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ سوال نمبر 768 جو آپ اسمبلی سٹاف کے ذمہ لگا رہے تھے اسمبلی سیکرٹریٹ نے اس کی تحقیق کی ہے،آپ کے محکمے کی طرف سے ہی ایسا جواب آیا ہے،وہ کہہ رہے ہیں ہم قصوروار نہیں ہیں۔

جناب شیر علی خان: جناب والا!ان کا ریکارڈ ہی یہ کہہ رہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اس سوال کا جواب آنا ہے،اس کی وضاحت بھی ساتھ ہی آ جائے گی۔آئندہ جس دن محکمہ تعلیم کے سوالات ہوں گے اس سوال کا جواب دوبارہ آئے گا۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب والا!جس سوال کا یہ بتا رہے ہیں میں اس کو دیکھ لیتا ہوں۔

جناب شیر علی خان:جناب والا!ابھی انہوں نے جس سوال کا جواب دیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر:سوال نمبر1759۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!میں نے تو پہلے ہی عرض کی ہے کہ میں تو خود ہی اس سوال کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔

جناب سپیکر:میں نے ان کو بتا دیا ہے۔

جناب شیر علی خان:جناب والا!میں جواب کی بات نہیں کر رہا بلکہ انہوں نے سوال کے ساتھ جو ریکارڈ دیا ہے اس پر تاریخ اور ہے یہاں پر جو جواب پرنٹ ہوا ہے اس پر تاریخ ہی اور ہے۔ان کو کم از کم ریکارڈ کے مطابق جواب دینا چاہئے۔

جناب سپیکر:تشریف رکھیں۔Question Hour is over now.

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!شیر علی صاحب انتہائی محترم ہیں میں ان سے کہوں گا کہ یہ نوٹیفکیشن کی پہلی لائن ہی پڑھ لیں اس میں یہی لکھا ہوا ہے کہ:

> Dated 01-01-2006 Governor of the Punjab is pleased to constitute an establishment Punjab Examination Commission consisting of governing council on the following composition with immediate effect

ذرا اس کو پڑھ لیں پھر بات کریں۔

جناب سپیکر:آپ اس کو چھوڑ دیں۔اس پر آرڈر ہو چکا ہے۔اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):یہ خود تو پڑھتے نہیں ہیں۔میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر:جی،بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

قصور شہر کے سیکنڈری سکولز میں سائنس ٹیچرز نہ ہونے کا مسئلہ

*1817: محترمہ ثمینہ خاور حیات :کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) قصور شہر میں کتنے ایسے سیکنڈری سکولز ہیں جہاں پر سائنس کے اساتذہ نہ ہیں؟

(ب) قصور شہر میں سیکنڈری سکولز میں کب تک سائنس ٹیچرز کی اسامیاں پر کر دی جائیں گی،آگاہ کریں؟

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) قصور شہر میں صرف گورنمنٹ گرلز ہائی سکول قصور میں سائنس ٹیچر کی ایک اسامی خالی ہے۔

(ب) قصور شہر کے سیکنڈری گرلز و بوائز سکولوں میں سائنس اساتذہ کی منظور شدہ کل اسامیاں 22ہیں جن میں سے21اسامیوں پر سائنس اساتذہ کام کر رہے ہیں۔ صرف گورنمنٹ گرلز ہائی سکول قصور میں ایک اسامی خالی ہے جبکہ اس سکول میں تین سائنس ٹیچرز موجود ہیں جو کہ خالی اسامی کی کمی کو پورا کر رہے ہیں البتہ نئی بھرتی کے دوران یہ خالی اسامی پر کرنے کی کوشش کی جائیگی۔

لاہور،پی پی۔145 میں سکولز کی تفصیلات

*1905: جناب محمد نوید انجم: کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔145 لاہور میں بوائز پرائمری مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولز کے نام اور جگہ کی تفصیل بتائیں؟

(ب) کون کون سے سکولز سرکاری عمارات میں اور کون کون سے پرائیویٹ عمارات میں کام کر رہے ہیں؟

(ج) کن کن سرکاری سکولز کی عمارات نئی تعمیر کی گئی ہیں اور کن کن کی عمارات خستہ / خطرناک حالت میں ہیں؟

(د) خستہ / خطرناک عمارات والے سکولوں کی عمارات کی تعمیر کب تک پنجاب سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت ہو گی؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پی پی۔145 لاہور میں کل سکولوں کی تعداد 19 ہے جو کہ کچھ یوں ہے۔
ہائر سیکنڈری سکول (کوئی نہیں) ہائی سکول (2) مڈل سکول (4) پرائمری سکول (13) ٹوٹل سکولز کی تعداد (19)

(ب) گورنمنٹ گارڈن پرائمری سکول سلامت پورہ کرائے کی بلڈنگ میں چل رہا ہے۔ باقی تمام سکول سرکاری عمارات میں چل رہے ہیں۔

(ج) (1) سی ڈی جی ایل پرائمری سکول المدینہ ٹاؤن لاہور 2007 میں تعمیر کیا گیا۔

(2) گورنمنٹ پرائمری سکول شادی پورہ کی عمارت renovation اور تین نئے کمرے اور مٹی بھروانے کے لئے مبلغ 24 لاکھ 7 ہزار 700 روپے کا منصوبہ منظور کیا گیا تھا اور estimate کے مطابق کام مکمل ہو چکا ہے۔

(3) 4 نئے سکول تعمیر کئے گئے ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ پی پی۔145 میں قائم تمام سرکاری سکول کی عمارات خستہ نہ ہیں۔

(د) جز (ج) کی روشنی میں غیر متعلقہ ہے۔

پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز کے تحت مختص رقم و دیگر تفصیلات

*1906: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مالی سال 06-2005، 07-2006 اور 08-2007 کے دوران پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت کتنی رقم مختص کی گئی تھی، تفصیل سال وار فراہم کی جائے اس میں سے کتنی رقم سال وار غیر ملکی امداد کی تھی؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنی رقم خرچ ہوئی اور کتنی lapse ہوئی یا خرچ نہ ہو سکی؟

(ج) کیا پوری رقم خرچ نہ کرنے پر حکومت نے کسی متعلقہ سرکاری ملازم کے خلاف ایکشن لیا تو کتنے ملازمین کے خلاف ایکشن لیا گیا؟

(د) مالی سال09-2008 میں اس پروگرام کے تحت کتنی رقم مختص کی گئی ہے اور اس کو خرچ کرنے کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) حکومت پنجاب کی طرف سے پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت مالی سال 06۔2005، 07۔2006 اور 08۔2007 کے لئے علی الترتیب 7677.3 ملین، 6856.5 ملین اور 6855.6 ملین روپے کی رقم مختص کی گئی تھی جس کی تفصیل منسلکہ گوشوارہ میں موجود ہے۔ یہ رقم حکومت پنجاب کی طرف سے PMIU-PESRP کو بجٹ کی شکل میں فراہم کی گئی تھی۔

(ب) پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت مالی سال 06۔2005، 07۔2006 اور 08۔2007 کے دوران علی الترتیب 4475.5 ملین، 1412.4 ملین اور 5,786.8 ملین روپے کی رقم خرچ ہوئی اور انہی سالوں کے دوران جو رقم خرچ نہ ہو سکی وہ بالترتیب 06۔2005، 07۔2006 اور 08۔2007 یہ ہے 4475.5، 1412.4 اور 1068.8 ہے جو محکمہ خزانہ کو سرنڈر کر دی گئی۔ یوں کوئی رقم lapse نہیں ہوئی۔ جملہ تفصیل منسلکہ گوشوارہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) حکومت کی طرف سے ایسا کوئی ایکشن نہیں لیا گیا کیونکہ ایسی کوئی بے ضابطگی نہ پائی گئی تھی اس لئے کسی ایکشن کا کوئی جواز نہ تھا۔ صوبائی حکومت جو رقم پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارم پروگرام کے تحت ضلعوں منتقل کرتی ہے اور non lapseable ہوتی ہے اس لئے lapse ہونے کا کوئی جواز نہیں ہے اور یہ رقم ongoing سکیم میں اگلے مالی سال میں خرچ کر دی جاتی ہے۔

(د) مالی سال 09۔2008 میں پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت 6,189.8 ملین روپے کی رقم مختص کی گئی تفصیل منسلکہ گوشوارہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول سنگھ پورہ کی تفصیلات

*2049: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول سنگھ پورہ (باغبانپورہ) لاہور میں طالبات کے کتنے سیکشنز ہیں، ان سیکشنز میں تعلیم حاصل کرنے والی طالبات کی کتنی تعداد ہے؟

(ب) متذکرہ سکول میں طالبات کے لئے کتنے کلاس رومز ہیں نیزان کلاس رومز میں کیا فرنیچر کی تمام سہولیات میسر ہیں؟

(ج) متذکرہ سکول میں سائنس لیبارٹری کے لئے کتنے کمرے مختص کئے گئے ہیں نیز لیبارٹری میں کیا طالبات کے لئے پریکٹیکل کی تمام سہولیات میسر ہیں؟

(د) متذکرہ سکول میں تعینات اساتذہ کی کتنی تعداد ہے نیز سائنس اور آرٹس کے الگ الگ اساتذہ کی تعداد مع نام، عہدہ اور گریڈ تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) سیکشنز کی تعداد 44 ہے لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
ہائی 2299 ہائر (فرسٹ ائر) 252 ہائر (سیکنڈ ائر) 289 ٹوٹل 2840

(ب) کلاس رومز کی تعداد 44 ہے۔ان کلاس رومز میں فرنیچر کی تمام سہولیات میسر ہیں۔

(ج) لیبارٹری پانچ کمروں پر مشتمل ہے جس میں ہائر ونگ کے لئے تین کمرے اور ہائی ونگ کے لئے دو مختص ہیں نیز پریکٹیکل کی تمام سہولیات میسر ہیں۔

(د) اساتذہ کی کل تعداد 87 ہے جس میں سائنس کی 5 اور آرٹس کی 22 ہیں تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور میں پی پی۔144-143 میں پرائمری سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2050: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔143-144 میں کتنے پرائمری سکول ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سکولوں میں انگریزی ٹیچرز کی چند اسامیاں خالی ہیں نیز یہ اسامیاں کب سے خالی ہیں، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکولوں میں انگریزی ٹیچر کی خالی اسامیوں کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) حلقہ پی پی۔144-143 میں کل 24 پرائمری سکول ہیں۔فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق تمام انگلش ٹیچر مڈل اور ہائی سکولوں میں شفٹ کر دیئے گئے ہیں۔ پرائمری سکولوں میں انگلش ٹیچروں کی کوئی پوسٹ نہ ہے۔

(ج) جز(ب) کی روشنی میں غیر متعلقہ ہے۔

ضلع راولپنڈی، سائنس ٹیچرز کی ٹرانسفر کی تفصیلات

*2072: انجینئر قمرالاسلام راجہ: کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 30۔جون2008 کے بعد ضلع راولپنڈی کے ہائی سکولوں سے کتنے سائنس ٹیچرز ٹرانسفر ہوئے ان میں سے کتنے اساتذہ کو مناسب متبادل مہیا کرنے کے بعد تبدیل کیا گیا؟

(ب) جن سکولوں سے یہ اساتذہ تبدیل کئے گئے ان سکولوں میں مناسب متبادل مہیا کرنے میں کتنا وقت درکار ہے؟

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع راولپنڈی کے ہائی سکولوں میں سے 9 سائنس ٹیچرز زنانہ /مردانہ کو متبادل مہیا کئے بغیر تبدیل کیا گیا تھا۔ فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جن ہائی سکولوں سے ایس ایس ٹی (سائنس) ٹیچرز کا تبادلہ کیا گیا تھا ان سکولوں کو متبادل مہیا کر دیئے گئے۔ فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع راولپنڈی میں بغیر عمارات سکولز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2074: انجینئر قمرالاسلام راجہ: کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل کلر سیداں ضلع راولپنڈی میں گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کلریاں بغیر کسی عمارت کے چل رہا ہے، سکول میں بجلی تک نہیں ہے اور موسم گرما اور سرما کے دوران کلاسز کو کھلے میدان میں بٹھایا جاتا ہے؟

(ب) کیا اس سکول کو ان سکولوں کی فہرست میں شامل کیا گیا ہے جن کی تجدید ہونا باقی ہے اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

(ج) ضلع راولپنڈی میں کتنے سکول بغیر عمارات کے چل رہے ہیں اور یہ صورتحال کب تک بہتر ہو گی؟

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کلریاں تحصیل کلر سیداں ضلع راولپنڈی کا8کنال رقبہ ہے اور اس کی عمارت 9کمروں،4واش رومز، برآمدہ اور باؤنڈری وال پر مشتمل ہے۔اس سکول کے پانچ کمرے محکمہ بلڈنگ کی طرف سے خطرناک قرار دیئے جاچکے ہیں۔مذکورہ سکول میں بجلی کی سہولت موجود ہے۔

(ب) مذکورہ سکول میں 6کلاس رومز،ہال،سٹاف روم اور باتھ رومز تعمیر کرنے کے لئےPC-I بنایا گیا ہے جس کی مالیت9.009ملین روپے ہے اور یہ بذریعہ EDO/E/D-1/605 مورخہ 11-02-2010 کو ڈسٹرکٹ آفیسر (پلاننگ) کو روانہ کر دیا گیا۔فنڈز کی دستیابی پر کام شروع ہو جائے گا۔

(ج) ضلع راولپنڈی میں5ہائی سکولوں کی اپنی عمارت نہ ہے اور یہ کرائے کی عمارت میں چل رہے ہیں فنڈز کی دستیابی پر ان سکولوں کو اپنی عمارات فراہم کر دی جائیں گی۔سکولوں کی فہرست درج ذیل ہے:۔

1۔ گورنمنٹ عزیز نیشنل ہائی سکول ڈھیری حسن آباد
2۔ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول ڈھیری حسن آباد
3۔ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول،ٹنج بھاٹہ
4۔ گورنمنٹ لیاقت گرلز ہائی سکول،مغل آباد
5۔ گورنمنٹ بوائز ہائی سکول،بھاٹہ راولپنڈی

گورنمنٹ گرلز کر سچیئن ہائی سکول سیالکوٹ کی تفصیلات

*2092: محترمہ نسیم ناصر خواجہ:کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز کر سچیئن ہائی سکول حاجی پورہ سیالکوٹ کو مکمل طور پر کر سچیئن کمیونٹی کے حوالے کر دیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول کی مسلم طالبات کا کوئی متبادل انتظام نہ کیا گیا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مسلم طالبات کے لئے کوئی علیٰحدہ سکول بنانے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر ہاں تو کب تک سکول بن جائے گا؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) کر سچیئن کمیونٹی کے حوالے نہ کیا گیا ہے۔

(ب) سکول کر سچیئن کمیونٹی کے حوالے ہی نہیں کیا گیا لہذا مسلم طالبات کو کوئی متبادل انتظام کی ضرورت نہ ہے۔ سرکاری سکول تمام کمیونٹیز کے لئے بنائے جاتے ہیں نیز کوئی سرکاری یا غیر سرکاری ادارہ مذہبی بنیادوں پر کسی طالب علم کے ساتھ امتیازی سکول روا نہیں رکھ سکتا۔

(ج) جز(ب) کے جواب میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

پنجاب کے پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی من مانیوں کی تفصیلات

*2093: محترمہ نسیم ناصر خواجہ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے مالکان اپنی منشأ اور مرضی کے مطابق جب چاہتے ہیں فیسوں میں اضافہ کر لیتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں دی جانے والی تعلیم اور وصول کی جانے والی فیسوں کے حوالے سے ان اداروں کو چیک کرتی ہے، اگر حکومت چیکنگ کرتی ہے تو اس کے متعلق تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا حکومت ایسا قدم اٹھانا چاہتی ہے کہ پرائیویٹ تعلیمی ادارے حکومت کی منشأ کے بغیر فیسیں نہ بڑھا سکیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) رائج قانون کے تحت پرائیویٹ ادارے مناسب حد تک فیس لے سکتے ہیں۔

(ج) حکومت نیا قانون لا رہی ہے جس میں چیکنگ کا نظام مؤثر کیا جا سکے گا۔

پی ٹی سی اور سی ٹی پاس بے روزگار افراد کی تفصیلات

*2102: جناب وسیم قادر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 2002 سے قبل پرائمری سکولوں میں میٹرک پی ٹی سی اور مڈل سکولوں میں ایف اے سی ٹی پاس افراد کو ٹیچر بھرتی کیا جاتا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبہ بھر میں میٹرک پی ٹی سی اور ایف اے سی ٹی پاس افراد کی تعداد ہزاروں میں ہے جو اب بھی بے روزگار ہیں؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ محکمہ نے2002 کی بھرتی میں پرائمری اور مڈل سکول ٹیچر کے لئے بنیادی تعلیم بی اے مقرر کر دی ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پرائمری اور مڈل سکول ٹیچر کے لئے بی اے کی شرط ختم کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔

(ب) حکومت پنجاب کی نئی ریکروٹمنٹ پالیسی کے تحت محکمہ تعلیم معیار تعلیم کی بہتری کے لئے اعلیٰ تعلیم یافتہ اساتذہ کی بھرتی عین میرٹ کے مطابق کر رہی ہے۔ میٹرک پی ٹی سی اور ایف اے سی ٹی امیدواروں کو چاہئے کہ کوالیفکیشن improve کر کے compete کریں۔

(ج) حکومت پنجاب محکمہ تعلیم نے بچوں کو بہتر تعلیم مہیا کرنے کے لئے اعلیٰ تعلیم یافتہ / ڈگری ہولڈرز جوانوں کو بھرتی کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس کے بہتر نتائج برآمد ہو رہے ہیں۔

(د) حکومت کے پاس تعلیمی معیار کو نیچے لانے کے بارے میں کوئی منصوبہ زیر غور نہ ہے۔ کیونکہ تعلیمی معیار کو بہتر بنانے کے لئے بہتر تعلیم کے حامل اساتذہ کا تقرر ضروری ہے۔

مراعاتی پیکج کے تحت 50 فیصد انگلش ٹیچرز کو سکیل 15 دینے کا مسئلہ

*2152: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(لف) کیایہ درست ہے کہ حکومت نے ٹیچرز کے دیرینہ مطالبات پر ایک مراعاتی پیکج کا اعلان کیا تھا؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پیکج کے تحت 50 فیصد انگلش ٹیچرز کو سکیل نمبر 15 دیا جانا تھا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ پیکج کے تحت انگلش ٹیچرز کو سکیل 15 دینے کو تیار ہے تو کب تک؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) مذکورہ پیکج کے تحت ضلعی سطح پر50فیصد انگلش ٹیچرز کو سکیل 15دینے کے لئے باقاعدہ سنیارٹی لسٹیں تیار کر کے کیسز متعلقہ DPC کے سامنے رکھنے کے لئے تیار کئے جارہے ہیں نصف سے زائد اضلاع میں DPC کی میٹنگز ہو چکی ہیں جبکہ باقی میں کام جاری ہے۔

گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول کھڑک تحصیل نوشہرہ، گوجرانوالہ کی اپ گریڈیشن

*2224: محترمہ عائشہ جاوید: کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول موضع کھڑک تحصیل نوشہرہ ضلع گوجرانوالہ میں بچیوں کو پرائمری تعلیم مکمل کرنے کے بعد تحصیل کا مونکی میں داخلہ لینا پڑتا ہے اور موضع کھڑک سے تحصیل کا مونکی کا فاصلہ 12 کلو میٹر ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول موضع کھڑک کو اپ گریڈ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔

(ب) گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول کھڑک تحصیل نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ کی زمین صرف 2مرلہ ہے۔ حکومت کی اپ گریڈیشن پالیسی کے مطابق پرائمری سے مڈل سکول بنانے کے لئے20مرلہ زمین کا ہونا ضروری ہے۔ جبکہ سکول مذکورہ کا رقبہ مطلوبہ معیار سے کم ہے۔ اگر مقامی آبادی / مخیر حضرات مطلوبہ زمین فراہم کر دیں تو ضلعی حکومت گرلز مڈل سکول کا اجراء کر سکتی ہے۔

پرائمری سکولوں میں تعینات امام معلمین کی تنخواہ میں اضافہ

*2301: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 1983 میں پرائمری سکولوں میں امام معلم رکھے گئے، ان کی تنخواہ کتنی تھی، کیا ان کی تنخواہ میں مہنگائی کے حساب سے کوئی اضافہ کیا گیا تھا؟

(ب) ان کی موجودہ تنخواہ کتنی ہے، کیا محکمہ ان کی تنخواہ میں اضافہ کا ارادہ رکھتا ہے، اگر ہاں تو کب تک اور نہیں تو کیوں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔ان کا اعزازیہ =/250روپے ماہانہ تھا۔ابھی تک اضافہ نہیں کیا گیا۔

(ب) ان کا موجودہ ماہانہ اعزازیہ =/250روپے ماہانہ ہے۔

حکومت اپنے دستیاب وسائل کے اندر رہتے ہوئے وقتاً فوقتاً اساتذہ کرام کی تنخواہوں اور دیگر مراعات میں مناسب اضافہ کرتی رہتی ہے جو آئندہ بھی صوبہ کی مالی حالت کو پیش نظر رکھتے ہوئے زیر غور لایا جاتا رہے گا۔

حلقہ پی پی۔251 مظفر گڑھ اپ گریڈڈ سکولوں سے متعلقہ تفصیلات

*2317:ملک احمد یار ہنجرا:کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔251 مظفر گڑھ میں گزشتہ پانچ سال میں کتنے بوائز اور کتنے گرلز سکول اپ گریڈ کئے گئے ہیں؟

(ب) ان میں کتنے گرلز اور کتنے بوائز سکولز ہیں؟

(ج) حلقہ پی پی۔251 میں ہائی سکولز میں سائنس اساتذہ کی تعداد اور عرصہ تعیناتی بیان کریں؟

(د) کیا حکومت سکولز میں اساتذہ کی کمی اور missing facilities کو پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پی پی۔251 میں گزشتہ پانچ سال میں ایک بوائز پرائمری سکول، دو گرلز پرائمری سکول بطور مڈل سکول اپ گریڈ ہوئے اور ایک بوائز ہائی سکول بطور ہائر سیکنڈری سکول اپ گریڈ ہوا ہے۔

(ب) ایک بوائز پرائمری سکول بطور مڈل اور ایک بوائز ہائی سکول بطور ہائر سیکنڈری سکول اور 2 گرلز پرائمری سکول بطور مڈل سکول اپ گریڈ ہوئے ہیں۔

(ج) پی پی۔251 میں ہائی سکول بوائز کی تعداد 10 اور اساتذہ کی تعداد 21 ہے جبکہ ہائی سکول گرلز کی تعداد 6 اور اساتذہ کی تعداد بھی 6 ہے۔نیز ان ہائی سکولز میں سائنس اساتذہ کا عرصہ تعیناتی 2 سال سے 10 سال سے اپنے فرائض منصبی سرانجام دے رہے ہیں۔

(د)

(i) ریشنلائزیشن کے ذریعے سٹاف اساتذہ کی کمی سکولوں میں پوری کی جارہی ہے۔

(ii) ضلع ہذا میں 47 سکولوں کو 09۔2008 اور 10۔2009 میں missing facilities دی جارہی ہیں۔ اور ضرورت کے مطابق بھی missing facilities صوبائی حکومت کی گرانٹ کے مطابق مکمل کی جارہی ہیں۔

راولپنڈی کے ہائی سکولز میں سائنس لیبارٹریز کی سہولیات کی فراہمی

*2332: مسز ناظمہ جواد ہاشمی: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راولپنڈی کے بیشتر ہائی سکولز میں سائنس لیبارٹریز کی سہولت میسر نہ ہے، وجوہات بیان کریں؟

(ب) اگر یہ درست ہے تو محکمہ تعلیم اس سلسلے میں کیا اقدامات کر رہا ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے کہ راولپنڈی کے بیشتر سکولز میں باقاعدہ سائنس لیبارٹریز کی سہولت میسر نہ ہے اس کی بنیادی وجہ فنڈز کی عدم دستیابی ہے۔

(ب) محکمہ تعلیم نے ان سکولز کو missing facilities کی فہرست میں شامل کر کے ہائر اتھارٹیز کو بھیج دیا ہے۔

قصور۔پی پی 176 سکولز کی اپ گریڈیشن و دیگر تفصیلات

*2346: ملک اختر حسین نول: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔176 ضلع قصور میں سال 2002 تا 2007 جو سکول اپ گریڈ کئے گئے ان کے نام اور تفصیل مہیا کی جائے؟

(ب) کیا اپ گریڈ کئے گئے سکولوں کی عمارات مکمل ہو گئی ہیں، اگر ہوئی ہیں تو ہر سکول کی عمارت پر کتنی لاگت آئی ہے اور کیا تعمیر سے قبل ٹینڈر طلب کئے گئے تفصیل دی جائے؟

(ج) کیا اپ گریڈ ہونے والے سکولوں میں عملہ تعینات کر دیا گیا ہے؟

(د) حکومت نے مذکورہ حلقہ کے لئے کتنے فنڈز سکولوں کی عمارات کی مد میں سال 09-2008 میں رکھے ہیں؟

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) حلقہ پی پی۔176 ضلع قصور میں سال2002تا2007تین سکول اپ گریڈ کئے گئے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

گورنمنٹ بوائزHSS بھمبہ کلاں، ہائی سے ہائر، گورنمنٹ گرلزHSS بھمبہ کلاں ہائی سے ہائر، گورنمنٹ گرلز ہائی سکول بابلیانہ، اوتاڑ، ایلیمنٹری سے ہائی اپ گریڈ ہوئے ہیں۔

(ب) تینوں عمارتیں مکمل ہو چکی ہیں۔ تفصیل لاگت درج ذیل ہے:-

1- گورنمنٹ بوائزHSS بھمبہ کلاں، قصور، 6.852ملین

2- گورنمنٹ گرلزHSS بھمبہ کلاں قصور 6.526ملین

3- گورنمنٹ گرلز ہائی سکول بابلیانہ اوتاڑ 0.990 ملین۔ کل لاگت سکولز 14.368 ملین، ٹینڈرز اور دیگر کارروائی بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ نے مکمل کی ہے۔

(ج) گورنمنٹ بوائز ہائر سیکنڈری سکول بھمبہ کلاں ضلع قصور، گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول بھمبہ کلاں ضلع قصور میں عملہ تعینات کر دیا گیا ہے۔ کلاسز جاری ہیں اور گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری سکول بابلیانہ اوتاڑ کی SNE منظور نہیں ہوئی ہے۔

(د) حکومت نے مذکورہ حلقہ کے لئے سکولوں کی عمارات کی مد میں سال09-2008 میں 4.770 ملین رکھے ہیں۔

گورنمنٹ بوائز ہائی سکول کھرڑیانوالہ فیصل آباد میں سہولیات کی فراہمی

*2347: ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کھرڑیانوالہ (فیصل آباد) میں گورنمنٹ بوائز ہائی سکول کی چار دیواری نہیں ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول میں فرنیچر کی سہولت بھی نہیں ہے اور بچے زمین پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کرنے پر مجبور ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول میں دیگر سہولیات (پینے کا پانی، پنکھے اور لائبریری) کا بھی مسئلہ ہے؟

(د) اگر جواب اثبات میں ہیں تو کیا حکومت مذکورہ سکول میں پوائنٹ آؤٹ کی گئی چیزوں کو پورا کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) مذکورہ سکول (گورنمنٹ بوائز ہائر سیکنڈری سکول، کھرڑیانوالہ) کو بنیادی سہولیات کی فراہمی کی سکیم PESRP فیز V برائے سال 10۔2009 کے تحت مبلغ 13.653 ملین (capital)+ مبلغ 0.800 ملین برائے خرید فرنیچر فنڈز فراہم کئے گئے ہیں جن کے تحت چار دیواری مکمل کر دی گئی ہے۔ تفصیل منسلکہ (الف)(ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ سکول نے مبلغ آٹھ لاکھ روپے کے فراہم کردہ فنڈز سے فرنیچر خرید لیا ہے جس سے سکول میں فرنیچر کی کمی دور ہو گئی ہے۔

(ج) مذکورہ بالا فنڈز سکول میں بنیادی سہولیات کی فراہمی کے لئے مہیا کئے گئے ہیں جن سے اب تک مبلغ 5.786 ملین روپے خرچ کر کے بنیادی سہولیات فراہم کی جا چکی ہیں۔ بقایا فنڈز سے تعمیراتی کام جاری ہے۔ سکول میں مہیا کردہ فنڈز سے 8 نئے کلاس روم اور 4 دوبارہ تعمیر کردہ کلاس روم تیار کئے جا رہے ہیں ان میں سے ایک کمرہ میں لائبریری قائم کی جائے گی۔

(د) چار دیواری مکمل کر دی گئی ہے اور فرنیچر کی کمی بھی پوری کر دی گئی ہے۔ پوائنٹ آوٹ کی گئی باقی چیزوں میں سے بنیادی سہولیات فراہم کی جا چکی ہیں اور کلاس رومز مہیا کردہ فنڈ سے تیار کئے جا رہے ہیں ان میں سے ایک کمرے میں لائبریری قائم کی جائے گی۔

گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کھرڑیانوالہ فیصل آباد میں بنیادی سہولیات کی فراہمی

*2348: ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کھرڑیانوالہ (فیصل آباد) میں گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کی چار دیواری نہیں ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول میں فرنیچر کی سہولت بھی نہیں ہے اور بچے زمین پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کرنے پر مجبور ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول میں دیگر سہولیات (پینے کا پانی، پنکھے اور لائبریری) کا بھی مسئلہ ہے؟

(د) اگر جواب اثبات میں ہیں تو کیا حکومت مذکورہ سکول میں پوائنٹ آؤٹ کی گئی چیزوں کو پورا کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) مذکورہ سکول (گورنمنٹ گرلز ہائی سیکنڈری سکول، کھرڑیانوالہ) کو بنیادی سہولیات کی فراہمی کی سکیم PESRP فیز IV برائے سال 09۔2008 کے تحت مبلغ 9.939 ملین (Capital)+ مبلغ 0.800 ملین برائے خرید فرنیچر فنڈز فراہم کئے گئے ہیں جن کے تحت چار دیواری مکمل کر دی گئی ہے۔ تفصیل منسلکہ (الف،ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ سکول نے مبلغ آٹھ لاکھ روپے کے فراہم کردہ فنڈز سے فرنیچر خرید لیا ہے جس سے سکول میں فرنیچر کی کمی دور ہو گئی ہے۔

(ج) مذکورہ بالا فنڈز سکول میں بنیادی سہولیات کی فراہمی کے لئے مہیا کئے گئے ہیں جن سے اب تک مبلغ 5.786 ملین روپے خرچ کر کے بنیادی سہولیات فراہم کی جا چکی ہیں۔ بقایا فنڈز سے تعمیراتی کام جاری ہے۔ سکول میں مہیا کردہ فنڈز سے 8 نئے کلاس روم اور 4 دوبارہ تعمیر کردہ کلاس روم تیار کئے جا رہے ہیں ان میں سے ایک کمرہ میں لائبریری قائم کی جائے گی۔

(د) اسمبلی سوال میں پوائنٹ آؤٹ کی گئی تمام چیزوں کو پورا کیا جا رہا ہے۔

حلقہ پی پی۔147 لاہور میں قائم تعلیمی اداروں سے متعلقہ تفصیلات

*2405: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔147 لاہور میں کتنے سکول ہائی ہیں اور کتنے مڈل اور پرائمری علیٰحدہ علیٰحدہ تعداد بیان فرمائیں؟

(ب) پی پی۔147 لاہور کے گزشتہ پانچ سال میں جن پرائمری سکولوں کو اپ گریڈ کیا گیا، ان کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا ان سکولوں میں بچوں کو "پڑھا لکھا پنجاب" کے پروگرام کے ذریعہ کتابیں دی گئیں اگر نہیں تو اس کی وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) حلقہ پی پی۔147 لاہور میں کل 27 سکول ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

ہائی	مڈل	پرائمری	ٹوٹل
16	06	05	27

(ب) سی ڈی جی ایل پرائمری سکول باجالائن کو مڈل کا درجہ دیا گیا ہے۔

(ج) تمام سکولوں کو کتابیں "پڑھا لکھا پنجاب پروگرام" کے تحت مفت فراہم کی گئی ہیں۔

فیصل آباد چک نمبر66ج،ب دھاندرہ گرلز ہائی سکول میں سائنس ٹیچرز کی اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2435: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) چک نمبر66ج،ب، دھاندرہ گرلز ہائی سکول فیصل آباد میں سائنس ٹیچرز کی کتنی اسامیاں ہیں؟

(ب) مذکورہ اسامیوں پر تعینات ٹیچرز کے نام کیا ہیں اور کب سے یہاں تعینات ہیں؟

(ج) کیا مذکورہ سکول میں سائنس ٹیچرز کی اسامیاں خالی بھی ہیں اگر ہیں تو کب سے اور کیوں خالی ہیں اور کیا حکومت خالی اسامیوں کو fill کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) مذکورہ سکول میں ریشنلائزیشن سے پہلے سائنس ٹیچر کی ایک اسامی تھی۔ حال ہی میں اس سکول کو ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دے دیا گیا ہے اور ریشنلائزیشن کے تحت ایس ایس (سائنس) کی چار مزید اسامیاں دے دی گئی ہیں۔

(ب) مذکورہ سکول میں ریحانہ نعیم (SSE(SC مورخہ 2009۔09۔24 سے تعینات ہے۔

(ج) مذکورہ سکول میں سائنس ٹیچر کی کوئی اسامی خالی نہ ہے۔

پی پی۔147 رجسٹرڈ و غیر رجسٹرڈ پرائیویٹ سکولز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2464: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی پی۔147 لاہور میں پرائیویٹ رجسٹرڈ سکولوں کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) متذکرہ حلقہ میں کتنے ایسے سکولز ہیں جو رجسٹر نہ ہیں اور حکومت ان کو رجسٹر کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) حلقہ پی پی۔147 میں پرائیویٹ رجسٹرڈ سکولوں کی تعداد 53 ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) حلقہ پی پی۔147 میں پرائیویٹ غیر رجسٹرڈ سکولوں کی تعداد 07 ہے ۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ۔ حکومت نے ان سکولوں کو رجسٹر کروانے کے لئے نوٹس جاری کر دیئے ہیں کہ جلد از جلد سکول رجسٹریشن کے لئے محکمہ تعلیم کو درخواست جمع کروائیں۔ رجسٹریشن کے لئے درخواست دینا مالک سکول کی اپنی ذمہ داری ہے تاہم محکمہ نے تمام ای ڈی او(ایجوکیشن) کو واضح احکامات دیئے ہیں کہ جو لوگ اپنے سکول رجسٹر کروانا چاہتے ہیں موقع پر جاکر ان کی بلاتامل فوری رجسٹریشن کی جائے۔

پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا قیام ودیگر تفصیلات

*2531: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے پرائیویٹ سکولز سیکٹر کو پروموٹ کرنے کے لئے پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا ہوا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ فاؤنڈیشن کے زیر انتظام بہت سے سکول قائم ہو چکے ہیں، جہاں پر بچوں کو مفت کتابیں، وردی اور تعلیم دی جارہی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے یہ اقدام بچوں کی شرح داخلہ میں اضافہ کے لئے کیا تھا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ فاؤنڈیشن کے تحت قائم ہونے والے سکولوں کی وجہ سے پہلے سے موجود سرکاری پرائمری ومڈل سکولوں میں زیر تعلیم بچوں کی شرح داخلہ میں بہت حد تک کمی آئی ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سرکاری سکولوں میں طلبہ طالبات کی تعداد میں اضافہ کرنے کے لئے کوئی ٹھوس اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک نہیں تو وجہ کیا ہیں؟

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے۔ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے زیر انتظام صوبہ پنجاب کے 29 اضلاع میں مجموعی طور پر 2200 پارٹنر سکول کام کر رہے ہیں۔ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن اپنے پارٹنر سکولوں میں طالب علموں کی ماہانہ فیسوں کی ادائیگی کے علاوہ نصابی کتب کی فراہمی اور اساتذہ کی پیشہ ورانہ استعداد کار میں اضافہ اور سائنس و انگلش کے مضامین کے لئے ماسٹر ڈگری ہولڈر سبجیکٹ سپیشلسٹ کی مفت خدمات بھی مہیا کرتی ہے۔ حال ہی میں پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کی جانب سے اپنے پارٹنر سکولوں کو لائبریری کتب بھی مفت مہیا کی گئی ہیں۔تاہم یہ واضح رہے کہ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کی جانب سے طالب علموں کو یونیفارم مہیا نہیں کی جاتی۔

(ج) درست ہے۔

(د) درست نہ ہے۔

(ہ) حکومت نے اس سلسلے میں میٹرک تک مفت تعلیم، مفت کتابیں، بورڈ فیس معاف کی ہوئی ہے۔15 پسماندہ اضلاع میں آٹھویں تک کی بچیوں کو -/200 روپے ماہوار وظیفہ بھی دیا جا رہا ہے اس کے علاوہ 109711 کنٹریکٹ اساتذہ کو مستقل کر دیا گیا ہے۔

ضلع راولپنڈی، گورنمنٹ گرلز ہائی سکول گلزار قائد کی تفصیلات

*2535: صاحبزادی نرگس ظفر: کیا وزیر سکول ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول گلزار قائد ضلع راولپنڈی کی عمارت کافی عرصہ سے مکمل ہے تاحال کلاسز کا اجراء نہیں ہوا، اس کی کیا وجوہات ہیں؟

(ب) کب تک کلاسز کا اجراء ہو جائے گا سکول میں سٹاف کی تفصیل کیا ہو گی؟

(ج) اس سکول میں کلاسز کے اجراء میں اگر محکمانہ غفلت شامل ہے تو ان کے خلاف کیا ایکشن لیا گیا ہے، آگاہ فرمائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول گلزار قائد ضلع راولپنڈی کی عمارت پچھلے سال کے آخر میں مکمل ہو گئی ہے اور وہاں کلاسز کا اجراء بھی ہو چکا ہے۔

(ب) مذکورہ سکول میں کلاسز کا اجراء ہو چکا ہے اور اس میں منظور شدہ اسامیوں کی کل تعداد 20ہے جن میں سے 18اسامیاں پُر ہیں اور 2اسامیاں DMاورSV کی خالی ہیں تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جواب بالا کی روشنی میں کسی قسم کی غفلت نہ ہوئی ہے اور کسی قسم کے ایکشن کی ضرورت نہ ہے۔

جہلم میں کمیونٹی ماڈل سکول ٹوبہ تحصیل پنڈ دادن خان کی تفصیلات

*2543: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بوائز کمیونٹی ماڈل سکول ٹوبہ تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم کب بنایا گیا تھا، اس کے مقاصد کیا تھے؟

(ب) اس ماڈل کمیونٹی سکول میں کتنے بچے زیر تعلیم ہیں، تفصیل کلاس وار بتائیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ای ڈی او جہلم نے مذکورہ بوائز کمیونٹی ماڈل سکول کو گورنمنٹ گرلز ہائی سکول ٹوبہ میں ضم کر دیا ہے، اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا حکومت اس سکول کو ضم کرنے کے فیصلے کو واپس لینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) اس سکول کا اجراء مورخہ 1995۔11۔14 کو ہوا اور مورخہ 2010۔04۔1 کو ایلیمنٹری کا درجہ دیا گیا۔ علاقے کے بچوں، بچیوں کے لئے بہتر تعلیمی سہولیات کی فراہمی کے لئے یہ سکول کھولا گیا۔

(ب)

نرسری	اول	دوم	سوم	چہارم	پنجم	ہشتم	میزان
47	50	35	40	33	38	25	268

(ج) سکول کو ضم نہیں کیا گیا۔

(د) جز(ج) کے جواب کے بعد مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

پنجاب کے مشنری اداروں کی تفصیلات

*2592: محترمہ جوئیس روفن جولیس: کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیایہ درست ہے کہ جب پنجاب کے مشنری تعلیمی ادارےnationalize کئے گئے تھے اس وقت مسیحیوں کی آبادی کے تناسب سے سو فیصد طالب علم زیر تعلیم تھے اور مسیحی اساتذہ بھی برسرروزگار تھے؟

(ب) اب nationalization کے 35 سالہ دورانیہ میں مسیحی طالب علموں کی مشنری اداروں میں کتنے فیصد تعداد ہے اور اگر کم ہوئی ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست نہ ہے۔1972 سے قبل پنجاب کے 23اضلاع میں1643 مشنری ادارے قائم تھے جہاں مسیحیوں کی آبادی زیادہ تھی۔ سٹاف زیادہ تر مسیحی تھا مگر طلباء میں کچھ تعداد مسلمانوں کی بھی تھی۔1972 میں نیشنلائزیشن کے بعد حکومت نے کسی طالب علم یا استاد کو ادارہ چھوڑنے پر مجبور نہیں کیا تاہم ان اداروں کے حکومتی تحویل میں آنے سے مسلمان طلباء اور سٹاف کی تعیناتی بھی ہونے لگی۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) نیشنلائزیشن کے بعد آبادی کی شہروں اور دیہاتوں میں منتقلی کی بناء پر اور پھر مشنری اداروں کا خالص مشنری درجہ بحال نہ رہنے کی وجہ سے مسیحی طلباء کا رجحان بٹ گیا اور انہوں نے مختلف اداروں میں داخلہ لینا شروع کر دیا۔ اس وقت پنجاب کے تمام اداروں میں مسیحی طلباء کو داخلے کے یکساں حقوق حاصل ہیں اور وہ اپنی رہائش کے قریبی سکولوں میں داخل ہو کر آزادی سے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ جو مشنری ادارے دوبارہde-nationalize ہوئے ہیں یا اس عرصہ میں نئے مشنری ادارے قائم ہوئے ہیں وہاں البتہ مسیحی طلباء کی تعداد زیادہ ہے۔

پی پی۔106 میں پرائمری، مڈل، ہائی سکولوں کی تفصیلات

*2601: چودھری محمد اسد اللہ: کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔106 میں کچھ پرائمری، مڈل اور ہائی سکولوں کی چار دیواری اور ایک سے زیادہ کمرے نہ ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو ان سکولوں کے نام مع موجودہ پوزیشن کیا ہے نیز ان سکولوں کی چار دیواری اور مزید کمرے کب تک تعمیر کر دیئے جائیں گے ؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔

(ب) سنگل روم اور چار دیواری کے بغیر سکولز کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ فنڈز کی دستیابی پر چار دیواری اور کمرے تعمیر کر دیئے جائیں گے۔

غیر نشان زدہ سوال اور اُس کا جواب

رحیم یار خان گورنمنٹ پرائمری سکول بستی مورن کی اپ گریڈیشن کا مسئلہ

89 مخدوم سید احمد محمود: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ سکول بستی مورن تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان کافی عرصہ سے پرائمری سکول چلا آ رہا ہے ؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سکول سے کئی کئی کلو میٹر دور تک کوئی مڈل اور ہائی سکول نہ ہے ؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول کی اپ گریڈیشن کے معیار پر پورا اترتا ہے ؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کو اپ گریڈ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات بتائی جائیں ؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ مذکورہ سکول کے نزدیک تین کلو میٹر کے فاصلے پر گورنمنٹ ماڈل سکول صادق آباد، گورنمنٹ ہائی سکول اجمل باغ، پانچ کلو میٹر کے فاصلے پر گورنمنٹ مڈل سکول چک نمبر 145 /پی اور گورنمنٹ ہائی سکول چندرامی واقع ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ مذکورہ سکول اپ گریڈیشن کے معیار پر پورا نہ اترتا ہے۔

(د) مذکورہ سکول کے طلباء کی تعداد اپ گریڈیشن کے معیار سے بہت کم ہے اس کے نزدیک ترین مڈل اور ہائی سکول پہلے سے موجود ہیں لہذا مذکورہ سکول اپ گریڈیشن کے لئے موزوں نہ ہے۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔میں نے ان کو floor دیا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔جناب سپیکر! میں معزز وزیر سے یہ استدعا کرنا چاہتی ہوں کہ یہ تیاری کر کے آیا کریں۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی۔No comments دیکھیں! وہ کتنا fair چل رہے ہیں لیکن آپ اس میں interfere کر رہی ہیں۔جی، رانا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ 12۔اکتوبر 1999 کو ایک ڈکٹیٹر نے پاکستان کی جمہوری حکومت پر شب خون مارا اور آج گیارہ سال ہو گئے ہیں کہ وہ جمہوریت جو ہم نے 12۔اکتوبر 1999 کو چھوڑی تھی۔آج پاکستان اس کا خمیازہ بھگت رہا ہے۔پاکستان کے نو قیمتی سال لینے والا مشرف اب پاکستان چھوڑ کر بھاگ گیا ہے۔آج پورا پاکستان اور بطور سیاسی کا ممبر میں مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ مشرف جس نے مسلح افواج کے درمیان بغاوت کی، وہ مشرف جس نے۔۔۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے سیاسی بھگوڑے، سیاسی بھگوڑے کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: آپ کیا کر رہے ہیں؟ میں آپ کو بھی floor دوں گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): وہ مشرف جس نے لال مسجد کی بچیوں کو شہید کیا، وہ مشرف جس نے پاکستان کے آبی ذخائر کو انڈیا کے سامنے بیچا، آج پاکستان کی انڈسٹری تباہ ہو چکی ہے، آج پاکستان میں لوڈ شیڈنگ ہے، آج پاکستان کی آرمی حالت جنگ میں ہے۔میں اپنے تمام معزز بہنوں، بھائیوں اور پارلیمنٹیرین سے مطالبہ کروں گا کہ یہ پاکستان جمہوریت کے نام پر بنا تھا، یہ اسلام کے نام پر بنا تھا۔یہ کسی بندوق کی نوک پر نہیں بنا تھا اور اس پاکستان کی بقا بھی جمہوریت میں ہے۔میں میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے ایک آمر کے سامنے سر نہیں جھکایا اور آج پاکستان کے اندر جمہوریت قائم ہے۔مشرف پاکستان سے بھاگ گیا، شوکت عزیز بھاگ گیا اب وہ نہیں آئیں گے۔ وہ پاکستان کی 17 کروڑ عوام کے مجرم ہیں، پاکستان کا آئین معطل کرنے پر مشرف کے خلاف آرٹیکل 6 کے تحت مقدمہ درج کیا جائے اور اسے سزا دی جائے۔آج پاکستان کا ہر شہری مشرف کی گرفتاری کا مطالبہ کرتا ہے۔ انشاء اللہ یہ پاکستان رہنا ہے، یہ اسلام کے نام پر بنا تھا،

جمہوریت کے نام پر بنا تھا اور جتنے معزز ممبران بیٹھے ہیں یہ بھی پاکستان کے اندر جمہوری نظام کا استحکام چاہتے ہیں۔ہم سب کو اپنا اپنا تاریخی کردار ادا کرنا ہے، علامہ اقبال اور قائد اعظم کے افکار کی پابندی کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!اس میں کوئی دوسری رائے ہی نہیں ہے کہ جمہوریت سے بڑی کوئی نعمت نہیں ہے لیکن مجھے اپنے بھائیوں کی باتیں سن کر حیرت ہوتی ہے کہ ان کے قول وفعل میں کتنا تضاد ہے۔مشرف یا کوئی بھی آمر، کوئی بھی ڈکٹیٹر سب قابل نفرت ہیں، چاہے وہ سول ڈکٹیٹر ہوں، چاہے وہ وردی والے، بوٹوں والے ڈکٹیٹر ہیں۔میرے بھائی مجھے بتائیں کہ آپ کی کیا مجبوریاں ہیں جن کی وجہ سے آپ نے ایک ڈکٹیٹر کو پھولوں کے ہار پہنا کر رخصت کیا؟

جناب سپیکر: محترمہ !پلیز اب بس کریں۔

محترمہ سیمل کامران: میں ان سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ ان کی وہ کون سی مجبوریاں ہیں؟۔۔۔

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!ابھی مشرف کی باقیات موجود ہیں۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

خواجہ محمد اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): پوائنٹ آف آرڈر۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب!آپ کیا کرتے ہیں؟ دونوں نے تقریریں کر لی ہیں، اب آپ مہربانی کریں۔اگر آپ نے اس پر کوئی قرارداد لانی ہے تو لائیں لیکن ایسے کیا کرتے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے floor دیا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔میں نے floor نہیں دیا۔اپنی طرف سے ہی ایسے نہ کیا کریں۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر!میں پوائنٹ آف آرڈر پر دو منٹ لوں گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب!آپ ابھی ٹھہریں۔

وزیر خوراک(چودھری عبدالغفور): بہت شکریہ۔ جناب سپیکر!میں آج کوئی ایسی متنازعہ بات نہیں کرنا چاہتا جس سے اسمبلی میں بیٹھے ہوئے ہمارے کسی بھائی یا بہن کو تکلیف ہو لیکن بطور پاکستانی as a part of the government میں اس اسمبلی کا حصہ ہوں۔میرا یہ ضرور حق بنتا ہے چونکہ میرے خاندان نے اس ملک پاکستان کے لئے بہت قربانیاں دی ہیں۔میں میو راجپوت فیملی سے تعلق رکھتا ہوں اور ہمارے میو راجپوت فیملی کا ایک گھر بھی ایسا نہیں ہے جس کے بزرگوں نے اپنا خون اس ملک کی بنیادوں میں نہ بھرا ہو۔میرے اپنے خاندان کے چوبیس لوگوں کا خون اس ملک کی بنیادوں میں ہے لیکن میں آج پاکستان کی بات کرنا چاہتا ہوں۔میں آج اس ملک کے سسٹم کی بات کرنا چاہتا ہوں، ہمیں چاہئے کہ آج ہم سب مل کر پاکستان کی بات کریں، اس قوم کی بات کریں، اس قوم کے ان بچوں کی بات کریں جس قوم کی مائیں اپنی تین تین بیٹیوں کو زہر دے کر اس لئے مار دیتی ہیں کہ انہوں نے چھ دن سے روٹی نہیں کھائی۔آج 12۔اکتوبر ہے پرویز مشرف ڈکٹیٹر نے۔۔۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔بہت شکریہ

وزیر خوراک(چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر!مجھے ان پر افسوس ہے کہ یہ مشرف کے ساتھی بن رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ ان کی طرف اشارہ نہیں کر سکتے۔آپ مجھ سے بات کریں۔پلیز!آپ بس کریں۔بہت شکریہ

وزیر خوراک(چودھری عبدالغفور): میری استدعا ہے کہ ان کو پھانسی پر لٹکایا جائے۔مجھے سمجھ نہیں آتی کہ۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب!آپ کی مہربانی۔آپ اس ہاؤس کا کچھ خیال کریں۔بڑی مہربانی۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب!پھر ایجنڈا کیسے تکمیل تک پہنچے گا؟جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!ہم آمریت کے سب سے بڑے victim ہیں لیکن آپ ہمیں بات کرنے کی بھی اجازت نہیں دے رہے۔یہاں تقریریں بھی ہو رہی ہیں اس طرف سے بھی ہو گئی ہیں اور ادھر سے بھی ہو گئی ہیں۔تحریک استحقاق سے زیادہ ضروری ہے کہ 12۔اکتوبر کے حوالے سے آپ ایک

ڈکٹیٹر،ایک آمر کے خلاف سب کو بات کرنے کا موقع دیں تاکہ ہم اپنی قوم پر وہ دن اجاگر کر سکیں جب اس پر نحوست کے بادل منڈلائے تھے لہذا ہمیں اس پر بات کرنے کی اجازت دیں۔ تحاریک استحقاق کوئی ضروری نہیں وہ کل take up ہو جائیں گی، نہ بھی ہوئیں تو کوئی بات نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری اس سلسلے میں یہ گزارش ہو گی کہ اگر ہاؤس کی یہ sense بنتی ہے تو پھر آج کے دن کے حوالے سے میں ایک Resolution پیش کر دیتا ہوں۔اس پر جو معزز ممبران بات کرنا چاہیں وہ کر لیں اور اس کے بعد اس پر voting ہو جائے گی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ ٹھیک ہے، راناصاحب قرارداد پیش کر دیں لیکن اس پر ہم سب لوگ بات کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے 12۔اکتوبر 1999 میں جمہوریت کے خاتمے اور آمریت کے سیاہ دور کے آغاز کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: آج کے دن کے حوالے سے یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے 12۔اکتوبر 1999 میں جمہوریت کے خاتمے اور آمریت کے سیاہ دور کے آغاز کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے 12۔اکتوبر 1999 میں

جمہوریت کے خاتمے اور آمریت کے سیاہ دور کے آغاز کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جی، راناصاحب! اب آپ اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

آئین کی پامالی اور غداری کے مرتکب ڈکٹیٹر پرویز مشرف کو وطن واپس لاکر مقدمہ چلانے کا مطالبہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان آج 12۔اکتوبر کی مناسبت سے، آج ہی کے دن 1999 میں جمہوریت کے خاتمے اور آمریت کے سیاہ دور کے آغاز کو پاکستان کی تاریخ کا بدترین سانحہ قرار دیتا ہے۔ یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ آئین کی پامالی اور غداری کے مرتکب ڈکٹیٹر پرویز مشرف کو انٹرپول کے ذریعے فوری طور پر وطن واپس لاکر مقدمہ چلایا جائے کیونکہ اس ڈکٹیٹر نے ماضی میں آئین، ریاست اور عوام کے خلاف سنگین جرائم کا ارتکاب کیا ہے اور اب وہ بیرون ملک پاکستان کی قومی سلامتی کے منافی بیان دے کر ملکی مفادات کو ناقابل تلافی نقصان اور ٹھیس پہنچا رہا ہے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان آج 12۔اکتوبر کی مناسبت سے، آج ہی کے دن 1999 میں جمہوریت کے خاتمے اور آمریت کے سیاہ دور کے آغاز کو پاکستان کی تاریخ کا بدترین سانحہ قرار دیتا ہے۔ یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ آئین کی پامالی اور غداری کے مرتکب ڈکٹیٹر پرویز مشرف کو انٹرپول کے ذریعے فوری طور پر وطن واپس لاکر مقدمہ چلایا جائے کیونکہ اس ڈکٹیٹر نے ماضی میں آئین، ریاست اور عوام کے خلاف سنگین جرائم کا ارتکاب کیا ہے اور

اب وہ بیرون ملک پاکستان کی قومی سلامتی کے منافی بیان دے کر ملکی مفادات کو ناقابل تلافی نقصان اور ٹھیس پہنچا رہا ہے۔"

MRS SEEMAL KAMRAN: Sir, I oppose it.

جناب سپیکر: محترمہ سیمل کامران صاحبہ نے اس قرارداد کو oppose کیا ہے اس لئے انہیں اس پر بات کرنے کا حق ہے۔ جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! مجھے اس قرارداد سے کوئی اختلاف نہیں ہے۔ میں تو یہ کہتی ہوں کہ 1999 سے نہیں بلکہ قیام پاکستان سے لے کر آج تک اس ملک میں جتنے بھی ڈکٹیٹر گزرے ہیں، چاہے وہ وردی اور بوٹوں والے ڈکٹیٹر تھے یا وہ جمہوریت کے رُوپ میں سول ڈکٹیٹر شپ تھی ہمیں ان سب کو condemn کرنا چاہئے کیونکہ جمہوریت سے بڑی کوئی نعمت نہیں ہے۔ میں وزیر قانون سے یہ درخواست کروں گی کہ جہاں پر انہوں نے یہ ذکر کیا ہے کہ پرویز مشرف کو انٹرپول کے ذریعے پاکستان میں واپس لایا جائے وہاں پر ان الفاظ کا اضافہ کیا جائے کہ "وہ لوگ جنہوں نے ان کے ساتھ سیاسی deals کیں، وہ لوگ جنہوں نے ان کو گلاب کے پھولوں کے ہار پہنا کر، گارڈ آف آنر دے کر اسلام آباد سے رخصت کیا ہے"۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ آپ نے اس قرارداد کو oppose کیا ہے لہذا اسی قرارداد کے حوالے سے بات کریں۔ (قطع کلامیاں)

Order please, Order please. محترمہ! یہ مناسب نہیں ہے، آپ تشریف رکھیں۔ ان کا مائیک بند کر دیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس طرح میرا مائیک بند نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر: کیوں بند نہیں ہو سکتا، کیا آپ میری authority کو challenge کر رہی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے اس قرارداد کو oppose کیا ہے So I have a right to speak.

جناب سپیکر: محترمہ! آپ بات کر چکی ہیں۔ اگر آپ relevant رہیں گی تو میں آپ کو اجازت دوں گا ورنہ نہیں دوں گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں بہت مؤدبانہ طریقے سے گزارش کرتی ہوں کہ میں کسی کے دل و دماغ کے مطابق بات نہیں کر سکتی۔ میں نے اپنے دل و دماغ کے مطابق بات کرنی ہے۔ مجھے اس

قرارداد میں جو چیز غلط لگی ہے میں نے اسے point out کر دیا ہے۔میں نے یہ قرارداد اس لئے oppose کی ہے کہ جو لوگ اس کے movers ہیں وہ دہرے معیار کی سیاست کرتے ہیں۔ان کے قول و فعل میں تضاد ہے۔ان کو ایسی باتیں کرنے کا کیا right ہے جبکہ وہ اسی شخص کے ساتھ سیاسی deals کرتے رہے ہیں،اس کے ساتھ معاہدے کر کے رات کی تاریکیوں میں بھاگتے رہے ہیں،یہ وہی لوگ ہیں جو کہ اسی ڈکٹیٹر کو عزت و احترام دے کر،اس کے ساتھ deal کر کے N.R.O. جاری کرواتے رہے ہیں۔ان کے قول و فعل میں تضاد ہے اسی لئے یہ پچھلے تین سالوں میں عوام کو کچھ deliver نہیں کر سکے ہیں۔آج بھی انہوں نے اپنی غلطیوں سے کچھ نہیں سیکھا۔آج بھی یہ وہی غلطیاں دہراتے جارہے ہیں۔صرف قرارداد پاس کرنے سے جمہوریت نہیں آتی ہے۔

(اس مرحلہ پر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف ایوان میں تشریف لائے)

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "دیکھو دیکھو کون آیا، شیر آیا شیر آیا" کے نعرے)

جناب سپیکر: محترمہ!آپ اپنی بات جلدی مکمل کر لیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!یہاں ہاؤس سے ایک متفقہ قرارداد پاس کر دینے سے جمہوریت نہیں آتی۔جمہوریت تب آئے گی جب آپ ملک میں خوشحالی لے کر آئیں گے،آپ صوبے کے حالات کو بہتر کریں اور آپ لوگوں کو prove کریں کہ ہم اس ڈکٹیٹر سے بہتر ہیں۔جمہوریت ڈکٹیٹر شپ سے بہتر ہوتی ہے لیکن اس وقت جو صوبے کا حال ہے وہ بہت قابل افسوس ہے اور صوبہ کہاں سے کہاں پہنچ گیا ہے۔ایک غریب آدمی کو ایسی جمہوریت نہیں چاہئے کہ اس کے پیٹ میں پہلے جو دو روٹی کے نوالے جاتے تھے وہ بھی چھن جائیں۔یہاں پر انہوں نے ہاؤس کو مچھلی منڈی بنایا ہوتا ہے۔یہ coalition partners ہر روز ایک دوسرے کی عزتیں اچھال رہے ہوتے ہیں۔یہ کس قسم کی جمہوریت ہے؟

جناب سپیکر!یہ ایوان کوئی سیاسی اکھاڑا نہیں ہے کہ ایک دن یہاں پر بابر اعوان،وزیر قانون آتا ہے اور وہ اپنا شکوہ کر کے چلا جاتا ہے اور دوسرے دن پنجاب کے وزیر قانون جواب شکوہ کر رہے ہوتے ہیں۔یہاں تو ہاؤس کا قیمتی وقت ضائع کیا جاتا ہے۔اس صوبے کے پاس لوگوں کی فلاح کے لئے پیسے نہیں ہیں، overdraft پر یہ صوبہ چل رہا ہے اور یہ مقروض صوبہ ہے۔اگر یہ اجلاس چل رہا ہے تو اس میں لوگوں کی فلاح کے لئے بات کرنی چاہئے۔ہم آئے دن 1999 کو روتے رہے ہیں۔ہم نے ان غلطیوں سے کیا سبق سیکھا ہے،کیا ہم نے اپنے attitude کو تبدیل کیا ہے؟آج بھی ہم سیاسی جماعتیں ایک دوسرے کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ایسا کیوں ہے،جب ہم سب پاکستانی ہیں،ہم اس

ملک کے باشندے ہیں تو پھر ہم پہلے پاکستان کی بات کیوں نہیں کرتے ؟آج بھی ہم اپنی اپنی ضد پر اڑے ہوئے ہیں۔ایک ڈکٹیٹر کو ڈیڈی کہنے والے لوگ، خود ایک ڈکٹیٹر کو روحانی باپ کہنے والے لوگ اس تیسرے ڈکٹیٹر کی مذمت کرتے ہیں کیونکہ ان سے ان کی نہیں بنتی،ان سے ان کو personal grudges ہیں۔یہ اپنا ماضی کیوں بُھول جاتے ہیں؟ یہ چاہتے ہیں کہ ان کے 1999 سے پہلے کے سارے کام صاف ہو جائیں،delete ہو جائیں۔یہ چاہتے ہیں کہ Ctrl-Alt+delete press کر دیں اور ساری دنیا کی ان کے حوالے سے یادداشت صاف ہو جائے۔ایسا نہیں ہوتا۔اگر ہم اپنے آپ کو بہتر ثابت کرنا چاہتے ہیں تو وہ ہم اپنے قول و فعل سے ثابت کر سکتے ہیں۔قراردادیں پاس کر دینے سے،ایک دوسرے کی پگڑیاں اچھال کر ہم اپنے آپ کو ان ڈکٹیٹروں سے،ان بوٹوں والوں سے بہتر ثابت نہیں کر سکتے۔وہ بوٹوں والے کبھی خود آ کر نہیں بیٹھتے۔ہم سیاست دان رات کی تاریکیوں میں ان سے جا کر ملاقاتیں کرتے ہیں۔ہم سیاست دان ان کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں تو پھر ہم انہیں blame کیوں کریں؟ہم وہ سیاست دان ہیں جو کہ ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنے کے لئے جا کر ان ڈکٹیٹروں سے ملاقاتیں کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، خلیل طاہر سندھو صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر! میں حیران ہوں کہ آپ نے جب اس Resolution کے لئے voting کروائی اور سب نے اس کو unanimously pass کیا۔اپوزیشن کے لوگوں نے بھی یہ قرارداد اس آمر کے خلاف پاس کی جس نے عافیہ صدیقی کو امریکہ کے حوالے کیا، جس نے لال مسجد میں قرآن پاک پڑھتی ہوئی بچیوں کو شہید کروایا، جس نے 12۔اکتوبر1999 کو شب خون مارا اور ملک کے ایک منتخب وزیر اعظم اور خوشحالی کے پیامبر کو ہتھکڑیاں لگوائیں،آج یہ اس کی بات کرتے ہیں اور میں اس پر بے شمار لعنت بھیجتا ہوں۔وہ اپنی کتاب کے صفحہ نمبر299 پر لکھتا ہے کہ میں نے 659 لوگ پکڑے اور 298 لوگ امریکہ کو ڈالروں کے عوض بیچ دیئے۔وہ مشرف، وہ لعنتی مشرف ان کو مبارک ہو کیونکہ ہمیں ایسا آمر نہیں چاہئے بلکہ ہمیں جمہوریت چاہئے اور یہ جس طرح کی سیاست کر رہے ہیں کہ ان کے بڑے تو اس کے خلاف بیان دے رہے ہیں جو ساری زندگی اس سے مفاد اٹھاتے رہے اور آج پنجاب کی خوشحالی کی بات کرتے ہیں جب کالا باغ ڈیم کا مسئلہ تھا، چاروں صوبوں میں ان کی حکومت تھی اور مرکز میں بھی ان کی حکومت تھی ان کو اس وقت اس بات کی جرأت نہیں ہوئی کہ کالا باغ ڈیم بنانے کی بات کریں۔میں یہاں پر برہنہ سچائیاں بیان کر

رہا ہوں اور ہمیں ان برہنہ سچائیوں کا سامنا کرنا پڑے گا لہذا میں اس کی پُرزور مذمت کرتا ہوں اور میرا خیال ہے کہ next election میں عوام ان کی مذمت کے علاوہ ان کی مرمت بھی کریں گے۔ یہ کیا بات ہوئی کہ آج عافیہ صدیقی کی ماں اور عافیہ کی بہن سڑکوں پر رو رہی ہیں۔ کشمیر کی یتیم بچیاں لال مسجد میں قرآن پاک پڑھ رہی تھیں انہیں بھی انہوں نے شہید کروایا تو خوشحالی کا سفر روکنے والے اس آمر پر ہم بے شمار لعنتیں بھیجتے ہیں اور میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں:

اُتوں وڈیاں ہور وی سنگنا ہو جانا ایں
ظلم دا بُوٹا وڈھنا ای تے مڈوں وَڈھ
ایویں بوکے کڈھ کڈھ پیا مشقت کرنا ایں
کھوہ نوں کرنا ای پاک تے وچوں کتا کڈھ
(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: خواجہ صاحب! کچھ خیال کریں، مہربانی کریں۔ آپ اجازت کے بغیر نہیں بول سکتے۔ ساجدہ میر صاحبہ! میں نے پہلے قائد حزب اختلاف کو موقع دینا ہے اس کے بعد آپ کی بات ضرور سنوں گا۔ جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع عنایت فرمایا اور خصوصاً اس وقت مجھے موقع عنایت فرمایا جب قائد ایوان محترم میاں محمد شہباز شریف صاحب یہاں تشریف فرما ہیں اور آپ نے مجھے میرے privilege کے مطابق اجازت دی۔ ہر ایک کی اپنی رائے ہوتی ہے اور یہ بھی جمہوریت کے اندر ہے کہ دوسرے کی رائے کا احترام کیا جائے۔ مسلم لیگ (ن) کی طرف سے جو بھی آراء آئی ہیں یا آئیں گی ہم ان آراء کا احترام کرتے ہیں اور یہ ان کی اپنی آراء ہیں لیکن ہم اپنی رائے رکھتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج کا دن واقعی جمہوریت کی تاریخ میں ایک سیاہ دن تھا اس کو condemn کرنے کے ساتھ ساتھ ہمیں اس قرارداد کے اندر وہ تینوں تواریخ لکھنی چاہئیں تھیں جن تواریخ کو وہ مارشل لاء لگے تھے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! ایک منٹ میری بات سنئے۔ اگر آپ اس حوالے سے Resolution یا کوئی اور چیز لانا چاہتے ہیں تو آپ کی مرضی ہے آپ اگر اس کو تحریک کے طور پر لے کر آئیں گے۔۔۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! ہم وہ بھی لا سکتے ہیں، ہمیں ایسی کوئی چیز لانے سے کوئی منع نہیں کرتا لیکن چونکہ میں یہاں پر کچھ گزارشات کرنا چاہتا ہوں۔ 12۔اکتوبر کو جب

جنرل مشرف نے take over کیا تو اس کے بعد وہ تین سال تک سیاہ و سفید کا مالک رہا اور اس وقت کچھ political forces ملک سے باہر تھیں اور کچھ ملک کے اندر تھیں انہوں نے اپنا pressure on رکھا اور وہ election کروانے پر مجبور ہوا اور election کروانے کے بعد کچھ جماعتیں ایم ایم اے، مسلم لیگ (ق) اور ایم کیو ایم نے حکومت بنائی اور کچھ جماعتیں جیسے پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) اپوزیشن میں بیٹھیں۔ اس کے بعد وہ pressure on رہا تو اس نے severe قسم کی غلطیاں بھی کیں، مرکز میں بھی کچھ غلطیاں کیں، جب میڈیا نے ان غلطیوں کو اجاگر کیا اور اس وقت vibrate media ہو چکا تھا جس کو اسی دور میں ہی شروع کیا گیا تھا اس کے بعد جنرل مشرف نے جب دوسرا election کرایا تو اس میں ماسوائے جماعت اسلامی اور عمران خان کے تمام پارٹیوں نے حصہ لیا تو اس election کے نتیجے میں حکمران جماعت اپوزیشن میں آ گئی اور اپوزیشن کی پارٹیاں حکمران بن گئیں اور یہ دونوں election جنرل مشرف نے کروائے تھے اور اس کے سارے کے سارے beneficiaries اس وقت یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس وقت اگر میں یہ کہوں تو یہ بعید نہیں ہو گا کہ اس وقت یہ House 371 ارکان سے بھرا ہوا ہے تو اگر technically کہا جائے تو تین آمروں کی باقیات کسی نہ کسی عہدے کی شکل میں یہاں پر بیٹھی ہوئی ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ روّیوں کی وجہ سے ان ایوانوں کے مقدر میں تسلسل ختم ہونا لکھا جا چکا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ روّیوں میں کوئی تبدیلی نظر نہیں آتی۔ آج ایک طرف یوم سیاہ منایا جا رہا ہے تو ملک کے اندر 12۔اکتوبر 1999 والے روّیے ہی کارفرما ہیں حکومت اور عدلیہ کا اسی طرح کا ٹکراؤ ہے۔ اتحادی جماعتیں ایک دوسرے کے خلاف Long Marches کی دھمکیاں دے رہی ہیں یعنی ایک دوسرے کے خلاف صف آراء ہیں۔ جب حکومتی پارٹیاں ایک دوسرے کے خلاف صف آراء ہو جائیں تو مجھ سے زیادہ زیرک اشخاص یہاں پر تشریف فرما ہیں اور میرے سامنے بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ہی ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ابھی کچھ نہیں بگڑا، انتقامی کارروائیوں کو ختم کیا جائے۔ میں نے کبھی floor پر یہ بات نہیں کی، میں خود انتقامی کارروائیوں کا شکار ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: چودھری شفیق صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ Leader of the Opposition بول رہے ہیں پھر آپ ان کو interrupt کرتے ہیں، یہ اچھی بات نہیں ہے. Let him speak جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! جب کوئی crime ہوتا ہے تو اس کو ڈھونڈنے کا سب سے پہلا طریق کار یہ ہوتا ہے کہ اس کا beneficiary کون ہے؟ NRO ایک سیاہ

قانون ہے اور NRO کے beneficiaries کو تلاش کیا جائے تو اس سے بنوانے والے اس کو لے کر آئیں گے تو سارے کے سارے سامنے آ جائیں گے۔ NRO کا دینا اور اس کو Guard of Honour کے ساتھ بھیج دیا جانا اور پھر یہاں پر سب کچھ سیاہ و سفید کے مالک ہوتے ہوئے صرف یوم سیاہ منانا اور اس کے خلاف کسی قسم کا کوئی مقدمہ درج نہ کرنا، عوام پوچھتے ہیں کہ ہم ہی اب target ہیں۔ میں انتقامی کارروائیوں کی بات کر رہا تھا میرے بھائی یہاں پر کھڑے ہو گئے تو میں خاموش ہو گیا شاید یہ چیز حکمرانوں کے علم میں نہ ہو کہ مجھے target کیا جاتا ہے لیکن میں یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ جو مجھے target کیا جا رہا ہے یہ چھوٹے چھوٹے officers کی جرأت نہیں ہے تو دھیان اسی طرف جاتا ہے لیکن میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ شاید روّیے تبدیل ہو چکے ہوں اور یہ افسران شاید اپنے طور پر کر رہے ہوں اس لئے ہم خاموش رہتے ہیں اور میں نے آج تک اس کا ذکر نہیں کیا میں indirect ذکر کر رہا ہوں کہ اگر Leader of the Opposition محفوظ نہیں ہے تو پھر یہاں پر کون محفوظ ہے؟ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس قرارداد میں تینوں ڈکٹیٹروں کے نام لکھے جائیں۔ میں جناب قائد ایوان کا خصوصاً اس بات پر مشکور ہوں کہ انہوں نے تحمل کے ساتھ میری باتیں سنیں۔ بہت بہت شکریہ

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں سب سے پہلے اپنے وزیر اعلیٰ صاحب کو یہاں ہاؤس میں آنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ آج کا دن جو یوم سیاہ کے طور پر منایا جا رہا ہے، وہ اس لئے منایا جا رہا ہے کہ ایک ڈکٹیٹر نے ملک میں وہ فسادات شروع کرائے، ہر گھر کو تباہ کیا، قرآنی ادارے جلا دیئے اور وہ اس گھر کو آگ لگا کر باہر دوڑ گیا۔ اب وہ دوبارہ اس ملک میں آنے کی جرأت کر رہا ہے، گھسنے کی جرأت کر رہا ہے۔ وہ اس لئے جرأت کر رہا ہے کہ اس کو ڈھیل دی گئی ہے۔ میں کہتی ہوں کہ اسے ڈھیل نہیں ملنی چاہئے۔ مجھے ایک بات کا افسوس ہے کہ ہاؤس میں کسی نے آواز نہیں اٹھائی۔ میں نے دو چار دن پہلے ٹی وی کی پٹی پر یہ پڑھا کہ مشرف نے بیان دیا ہے کہ نواز شریف اور شہباز شریف کے طالبان کے ساتھ تعلقات ہیں۔ یہ بڑے دُکھ کی بات ہے کہ اس پر آواز کیوں نہیں اٹھائی گئی؟ یہ زبان اسی وقت روک دی جاتی کہ انہوں نے ایسے الفاظ کیوں استعمال کئے ہیں۔ ان شریف انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر میں پناہ دی اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے دن گزارے۔ اب پاکستان آنے کے لئے

مشرف امریکہ، برطانیہ کی جوتیاں چاٹ رہا ہے۔ ہم اس پر پُرزور احتجاج کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس انسان کو فوری طور پر arrest کر کے لایا جائے اور جو بھی سزا ہو وہ دی جائے۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے اپنے وزیر اعلیٰ صاحب سے ایک اور درخواست کرنا چاہتی ہوں کیونکہ وہ ہمدردانہ دل رکھتے ہیں، یہ عوام کے محترم وزیر اعلیٰ ہیں، ان کو خادم اعلیٰ بھی کہتے ہیں اس لئے میں اپنے خادم اعلیٰ سے مؤدبانہ گزارش کرتی ہوں کہ فیصل آباد میں اس وقت ایک تحریک زوروں پر ہے کہ فیصل آباد میں ہائیکورٹ بنچ کا قیام نہایت ضروری ہے اس لئے وکلاء بھی سڑکوں پر نکل آئے ہیں یہاں تک کہ وکلاء نے خودسوزی کی دھمکیاں بھی دے دی ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ وکلاء جس طرف رخ کر لیتے ہیں تو کبھی واپس پلٹ کر نہیں دیکھتے اور وہ کام ہو کر رہتا ہے اس لئے ایسی نوبت نہیں آنی چاہئے کہ فیصل آباد میں دنگا فساد شروع ہو جائے۔ میری وزیر اعلیٰ صاحب سے گزارش ہے کہ فوری طور پر فیصل آباد میں ہائیکورٹ بنچ کا قیام عمل میں لایا جائے کیونکہ غریبوں کو یہاں لاہور آنے میں بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ اب میں زیادہ وقت نہیں لیتی۔ میری یہ استدعا قبول کی جائے۔ شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز و اشتمال (سردار شیر علی خان گورچانی): جناب سپیکر! میں بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں آپ کی بات سنوں گا۔ سردار صاحب کھڑے ہیں پہلے انہیں بات کرنے دیں۔ جی، سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب!

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں۔ ہمارے نوجوان ساتھی کو ضرور موقع دیجئے گا کہ وہ بھی اس ڈکٹیٹر کے ہاتھوں بہت سارے مظالم کا سامنا کرتے رہے ہیں۔ ان کے والد اور باقی خاندان کے افراد ظلم کا نشانہ بنے تھے۔ آج یہاں جب وزیر قانون نے آپ کی اجازت سے یہ قرارداد پیش کی تو (ق) لیگ کی طرف سے ایک خاتون ممبر نے اس قرارداد کو oppose کیا اور جب آپ نے ان کو تقریر کرنے کا موقع دیا تو انہوں نے کہا کہ مجھے اس قرارداد سے تو اتفاق ہے لیکن ان تین ڈکٹیٹروں کا نام بھی لینا چاہئے کہ جنہوں نے ماضی میں اس ملک پر آئین کو توڑ کر مارشل لاء نافذ کیا تھا۔ میں آپ کی وساطت سے ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا انہوں نے اس دور کو دیکھا ہے یا اس ہاؤس میں کتنے ایسے ممبر بیٹھے ہیں جنہوں نے ایوب خان کا مارشل لاء دیکھا ہے، یحیٰ کا مارشل لاء دیکھا ہے، جس نے ضیاء کے مارشل لاء میں جیل بھگتی اور پرویز مشرف کے دور میں بھی جیل بھگتی۔ ان میں سے یہاں کتنے بیٹھے ہیں۔ میں ان چاروں ڈکٹیٹروں کو دیکھ چکا ہوں۔ میں اس وقت

بھی اسمبلی کا ممبر تھا جو اس وقت West Pakistan Assembly کہلاتی تھی۔ مجھے تو وہ دن بھی یاد ہے کہ جب محترمہ فاطمہ جناح جنہیں قوم نے مادر ملت کا خطاب دیا وہ اس آمر کے خلاف الیکشن میں کھڑی ہوئی تھیں۔ میں پوچھ سکتا ہوں کہ یہاں کتنے لوگ ہیں یا یہاں بیٹھنے والوں کے کتنے بزرگ تھے جنہوں نے اس ڈکٹیٹر کے خلاف محترمہ فاطمہ جناح کا ساتھ دیا تھا۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔جی، سردار صاحب!

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ وہ سارے کے سارے مارشل لاء ڈکٹیٹر قوم کے مجرم ہیں، یہ درست ہے کہ انہوں نے ملک کے ساتھ زیادتیاں کیں، انہوں نے آزادی کو ختم کیا، انہوں نے صحافت پر پابندی لگائی، اس وقت میڈیا محدود ہوتا تھا لیکن جو تھا اس پر بھی انہوں نے قید لگائی، گفتار پر قید لگائی اور سیاست پر قید لگائی۔ یہ سب باتیں درست ہیں لیکن کیا عالمی سطح پر کوئی ایسا ملک ہے کہ جس میں چیف جسٹس آف پاکستان کو گرفتار کیا گیا۔(شیم، شیم)

کیا کہیں ایسی کوئی مثال ملتی ہے کہ ان کے بچوں کو سکول جانے سے روک دیا گیا ہو اور کہیں ایسی کوئی مثال ملتی ہے کہ ساٹھ ججوں کو قلم کی ایک جنبش سے برخاست کر کے گھر بھیج دیا گیا ہو؟ یہ اس قوم اور ملک کے ساتھ وہ مظالم ہیں جن کی ماضی میں بھی مثال نہیں ملتی۔ آج اس کے دفاع میں جو یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ان کا حساب لیا جائے اور پھر اس کا حساب لیا جائے تو آپ کو کس نے روکا تھا کہ جب آپ اس ڈکٹیٹر کے سائے تلے اسی اسمبلی میں rule کر رہے تھے اور یہاں آپ نے دس مرتبہ اس کو وردی میں elect کرنے کے دعوے کئے تھے، آپ کو کس نے روکا تھا کہ ماضی کے ڈکٹیٹروں کا حساب نہ لیں، آپ کو کس نے کہا تھا کہ ان ڈکٹیٹروں کا نام نہ لیں؟ اگر یہ اس وقت نام لیتے تو ہم اس قرارداد پر ان کے ساتھ ہوتے۔ یہ اس وقت تو ملٹری ڈکٹیٹر کی عیش لوٹ رہے تھے۔ ان کی چاروں صوبوں میں حکومت تھی اور مرکز میں بھی ان کی حکومت تھی۔

جناب والا! آج یہاں کالا باغ ڈیم کا ذکر ہوتا ہے تو اس وقت ان کو کیا ہو گیا تھا؟ جیسا کہ سرائیکی میں کہتے ہیں کہ اس وقت ان کو سانپ سونگھ گیا تھا اور یہ کالا باغ ڈیم کی بات نہیں کر سکے۔ ان کو آج یہ سارے قومی مفادات یاد آ رہے ہیں۔ ہمیں افسوس اس بات کا ہوتا ہے کہ اگر میری جماعت نے کسی وقت میں غلطی کی تھی تو میرے قائدین اس کی معذرت کر چکے ہیں اور انہیں احساس ہے کہ مارشل لاء نے ملک کا نقصان کیا ہے۔ ہم یہ بات کہنے میں حق بجانب ہیں اور یہ آج اس کو تسلیم نہیں کرتے کہ ان کے دور

میں جو نقصانات ہوئے ہیں اس سے ملک بیس سال پیچھے چلا گیا ہے اور ان نقصانات سے نکلنے میں مزید بیس سال لگیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہاں مساجد میں گھس کر لوگوں کو صرف گرفتار نہیں کیا گیا بلکہ قتل کیا گیا، بچیوں کو قتل کیا گیا، حفاظِ قرآن کو قتل کیا گیا اور کیا کیا مظالم یہاں کئے گئے۔ان ڈکٹیٹروں کے دور انتہائی منحوس دور تھے میں ماضی میں بھی کہتا رہا ہوں اور بار بار کہتا رہوں گا لیکن ایسا منحوس دور نہیں تھا کہ قرآن شہید کئے گئے ہوں اور حفاظِ قرآن شہید کئے گئے ہوں۔ مساجد کے اندر خون بہایا گیا ہو۔ایسا دور مسلمانوں کے کسی ملک میں نہیں آیا جو ان کے دور میں دیکھا گیا ہے۔ میں آج بڑے دکھ سے یہ کہتا ہوں کہ اسی ہاؤس کا سہارا لیتے ہوئے دس مرتبہ وردی میں elect کرنے کی باتیں کی گئیں اور یہاں قرارداد منظور کی گئی۔ ہم تو قرارداد اس کی مذمت کرنے کے لئے لائے ہیں اور یہ اس کی مذمت نہیں کرنا چاہتے کیونکہ اسی ہاؤس میں ان کا جو لیڈر ہے یا کم از کم تھا آج یہ اس سے بھی انحراف کر چکے ہیں۔ جب لندن میں وہ پریس کانفرنس بلاتا ہے تو ان کی پارٹی کے کچھ لوگ اس وقت بھی وہاں موجود تھے لیکن وہ اس کی پریس کانفرنس میں نہیں جاتے۔ چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ انہی کے تھے اور چاروں گورنران کے لیڈر کے مقرر شدہ تھے لیکن آج اس دور کے چاروں وزرائے اعلیٰ میں سے کتنے ان کے ساتھ ہیں، انہوں نے وزیراعظم یکے بعد دیگرے دو تین، چار یا پتا نہیں کتنے بنائے تھے، بتائیں کہ ان میں سے کتنے ان کے ساتھ ہیں؟ان کو خود احساس ہونا چاہئے، میں ایک لفظ "شرم" کا کہنے لگا تھا لیکن میں آپ کے احترام میں نہیں کہتا۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! ان کو خود احساس ہونا چاہئے کہ ایسا منحوس دور پاکستان کی تریسنٹھ سالہ تاریخ میں پہلے کبھی نہیں آیا۔ ہماری پاکستان مسلم لیگ(ن) کی قیادت اور پوری پارٹی انشاء اللہ العزیز اس عہد کے ساتھ قائم ہے کہ ہمارا خون کا آخری قطرہ اس ملک کی خاطر بہہ جائے گا لیکن ان کے ڈکٹیٹر کو ہم یہاں نہیں آنے دیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہاں ایک اور چیلنج کرتا ہوں کہ اگر منحوس پرویز مشرف اپنی شہریت کا حق استعمال کرنا چاہتا ہے تو میں یہ درخواست کروں گا کہ وہ یہاں آئے اور پنجاب میں آکر اترے کیونکہ پنجاب میں پاکستان مسلم لیگ(ن) اور پاکستان پیپلز پارٹی کی مخلوط حکومت ہے لہذا

اسے کوئی نہیں روکے گا، اسے کوئی گرفتار نہیں کرے گا، کوئی اس کو دوسرے جہاز پر چڑھا کر جدہ نہیں بھیجے گا۔۔۔

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "مشرف کا جو یار ہے، غدار ہے غدار ہے" کی نعرہ بازی)

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میرے خیال میں یہاں اُس کا کوئی یار نہیں ہے۔ جی، کھوسہ صاحب!

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! اس نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ یہاں آئے گا اور پاکستان کی سیاست میں حصہ لے گا۔ وہ جہاں سے اپنے کاغذات نامزدگی فائل کرنا چاہے تو میں آپ کی وساطت سے اس floor پر کھڑے ہو کر اسے چیلنج دے رہا ہوں کہ وہ پنجاب کے کسی بھی حلقے سے انتخاب کے کاغذات نامزدگی جمع کرائے۔۔۔

(اذان ظہر)

جناب سپیکر: جی، کھوسہ صاحب!

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے مسلم لیگ (ن) کی طرف سے پرویز مشرف کو یہ چیلنج دینا چاہتا ہوں کہ وہ پنجاب کا کوئی بھی حلقہ انتخاب چُن لے۔

جناب سپیکر: اس کی اہمیت تو آپ خود ہی بڑھا رہے ہیں۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! نہیں بلکہ میں اس کی اہمیت اِن کو بتانا چاہتا ہوں کہ وہ بے شک ان کے موجودہ قائد چودھری پرویز الٰہی کا حلقہ لے لے تو اگر یہ آج بھی اس کو اپنا قائد سمجھتے ہیں تو میں اپنی قیادت سے request کروں گا کہ وہ مسلم لیگ (ن) کا ایک ادنیٰ کا ممبر بھی کھڑا کریں گے تو پھر بھی انشاء اللہ العزیز اس کو منہ کی کھانا پڑے گی اور اس کو پاکستان میں منہ چھپانے کی جگہ بھی نہیں ملے گی۔

جناب سپیکر: یہ آپ کو کس نے اطلاع دی ہے کہ اس نے انتخاب کے لئے کھڑے ہونا ہے؟ انشاء اللہ وہ اس قابل ہی نہیں ہو گا۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): ہم چاہتے ہیں کہ ایک دفعہ قوم اس کو اپنا فیصلہ سنا دے۔ بہت شکریہ

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: کائرہ صاحب! پہلے مجھے یہ قرارداد پیش کر لینے دیں اس کے بعد میں سب کی بات سنتا ہوں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں نے بھی کچھ بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کو بھی موقع دوں گا ابھی ٹھہریں۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان آج 12۔اکتوبر کی مناسبت سے آج ہی کے دن 1999 میں جمہوریت کے خاتمے اور آمریت کے سیاہ دور کے آغاز کو پاکستان کی تاریخ کا بدترین سانحہ قرار دیتا ہے۔ یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ آئین کی پامالی اور غداری کے مرتکب ڈکٹیٹر پرویز مشرف کو انٹرپول کے ذریعے فوری طور پر وطن واپس لا کر مقدمہ چلایا جائے کیونکہ اس ڈکٹیٹر نے ماضی میں آئین، ریاست اور عوام کے خلاف سنگین جرائم کا ارتکاب کیا ہے اور اب وہ بیرون ملک پاکستان کی قومی سلامتی کے منافی بیان دے کر ملکی مفادات کو ناقابل تلافی نقصان اور ٹھیس پہنچا رہا ہے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز واشتمال (سردار شیر علی خان گورچانی): پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں بھی کھڑی ہوں۔

جناب سپیکر: طریقے سے چلتے ہیں کیونکہ بڑی دیر پہلے برخوردار اٹھا تھا اور میں نے اس وقت ٹائم نہیں دیا تھا۔ ان کے بعد کائرہ صاحب پھر ڈاکٹر صاحبہ اور ان کے بعد باری باری چلتے جائیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز و اشتمال (سردار شیر علی خان گورچانی): بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں انتہائی معذرت کے ساتھ اپنے بزرگ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ کی تقریر کے بعد بات کر رہا ہوں۔ جب 12۔اکتوبر 1999 کو جنرل پرویز مشرف نے ملک میں مارشل لاء لگایا تو اس نے میرے خاندان گورچانی قبیلے پر ظلم کے پہاڑ توڑے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے قائدین کے ساتھ ثابت

قدم رکھا اور مشرف کے آگے نہ جھکے۔ 25۔جولائی 2005 کو رینجرز کے آٹھ سو لوگوں کے ہمراہ ایک حاضر سروس بریگیڈئر میرے گھر کو گھیرے میں لے کر میرے والد سردار پرویز اقبال گورچانی صاحب کو ہتھکڑی لگا کر اپنی گاڑی میں بٹھا کر لے گیا اور رات کو ڈیرہ غازی خان کے سرکٹ ہاؤس میں ان کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر ایک صوفے پر بٹھائے رکھا اور اگلے دن ان کو نامعلوم مقام پر لے گئے۔ تین مہینے بارہ دن تک میرے والد صاحب کا کوئی پتا نہیں تھا کہ آیا وہ زندہ بھی ہیں یا ان کو مار دیا گیا ہے۔آج یہ جو بات کرتے ہیں تو ان کی پارٹی کے پچھلے دور کا سابقہ فنانس منسٹر جس کا باپ قومی اسمبلی میں Chief Whip تھا، وہ میرے پاس آیا اور مجھے آکر کہا جنرل گارنٹی مانگتا ہے تم وائٹ پیپر پر لکھ دو کہ تم مسلم لیگ (ن) چھوڑ دو گے، نواز شریف کا ساتھ چھوڑ دو گے تو تمہارے والد صاحب کل ہی واپس آ جائیں گے۔ میں سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب کا تہہ دل سے مشکور ہوں کیونکہ اس وقت یہ خود میرے گھر میرے پاس آئے تھے، تسلی دی تھی اور قائدین کا پیغام دیا تھا کہ گورچانی صاحب آپ کی مہربانی کہ آپ ہمارے ساتھ کھڑے ہوئے ہیں تو انشاءاللہ تعالیٰ ظلم کی یہ سیاہ رات جلد چھٹ جائے گی۔

جناب سپیکر! تین ماہ اور بارہ دن کے بعد میرے والد صاحب کو جس سوٹ میں لے کر گئے تھے اسی سوٹ میں سرگودھا میں release کیا گیا اور ایک کرنل جو ابھی بھی حاضر سروس ہے، نے آکر مجھ سے معذرت کی تو میں نے کہا کہ میرے والد صاحب کا قصور کیا تھا؟ اس نے جواب دیا کہ سردار صاحب! وہ آپ کو بھی پتا ہے اور ہمیں بھی پتا ہے۔آپ کے والد صاحب بے گناہ ہیں اور آپ انہیں ساتھ لے جائیں۔(شیم، شیم)

جناب سپیکر! میں زیادہ ٹائم نہیں لینا چاہتا اور صرف یہاں پر یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح اس نے ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف صاحب کی حکومت کا 12۔اکتوبر 1999 کو تختہ الٹا اور ایک آئینی حکومت کو برطرف کیا تو پرویز مشرف کے اوپر اس کا بھی پرچہ دینا چاہئے اور میں وفاقی حکومت سے پُرزور مطالبہ کرتا ہوں کہ انٹرپول کے ذریعے پرویز مشرف کو واپس لائے اور میرے والد صاحب کے اغواء کا مقدمہ بھی پرویز مشرف کے خلاف درج کیا جائے اور میں اس کا مدعی بنوں گا۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، تنویر اشرف کائرہ صاحب!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): شکریہ۔جناب سپیکر! آج اس قرارداد اور اس سیاہ دور کے حوالے سے میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ جب ہم سیاست کی بات کرتے ہیں تو جمہوریت کے لئے جو پاکستان پیپلز پارٹی کی قربانیاں ہیں وہ کسی اور کی نہیں۔جب آئین بنا تو ہماری جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت تھی

اور ہم نے جمہوریت کے لئے کام کیا لیکن جب بھی اقتدار میں نہیں رہے تو سارا وقت ہم نے جمہوریت کے لئے اور آمریت کے خلاف جدوجہد جاری رکھی جس کے لئے شہید ذوالفقار علی بھٹو نے اپنی جان کا نذرانہ دیا اور اس جمہوریت کی خاطر اور آمریت کے خلاف شہید محترمہ بے نظیر بھٹو نے اپنا خون دیا۔

جناب سپیکر! یہ وہ پارٹی ہے جس نے ہمیشہ جمہوریت کی خاطر اپنی قربانیاں جاری رکھیں اور جمہوریت کی خاطر کام کیا۔ اگر ہم مقدمات کی بات کریں جو صدر پاکستان کے خلاف، جو وزیر اعظم کے خلاف تھے، وہ بھی آمریت تھی اور آمریت کا ہم آج بھی مقابلہ کرتے ہیں اور ہمیشہ ہم آمریت کے خلاف رہیں گے اور جو ڈکٹیٹر پہلے آئے ہیں اور آئندہ کوئی بھی ڈکٹیٹر آنے کی کوشش کرے گا تو پاکستان پیپلز پارٹی انشاء اللہ اس کے خلاف سیسہ پلائی دیوار بن کر کھڑی ہو گی۔

جناب سپیکر! آج این آر او کی بات ہوتی ہے تو کون سا ایسا مقدمہ ہے جو کہ politically motivated ہے؟ آج اگر اپوزیشن میں یہ بیٹھے ہیں تو این آر او کی وجہ سے ہی بیٹھے ہیں، آج اگر جنرل پرویز مشرف یا آمریت سے چھٹکارا ہوا تو یہ این آر او کی وجہ سے ہوا۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ کسی بھی ادارے کے سہارے سے آئے ہیں اور نہ ہی ہم کسی ادارے کے سہارے رہیں گے۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے ہمیشہ عوام کی سیاست کی اور آئندہ بھی ہمیشہ انشاء اللہ عوام کی سیاست کرے گی۔ ہم جیلوں سے ڈرتے ہیں نہ آمروں سے ڈرتے ہیں بلکہ ہم عوام کے ساتھ ہیں چونکہ عوام ہی طاقت کا سرچشمہ ہیں اور ہم ہمیشہ انہی کے ساتھ رہیں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: نور خان نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس موضوع پر مجھے اظہار خیال کا موقع دیا۔ آج میں اس معزز ایوان کو اس سیاہ دن کی قرارداد مذمت منظور کرنے پر بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جس دن اس ملک میں جمہوریت اور جمہوری حکومت کے اوپر شب خون مارا گیا اور جس دن ایک جرنیل نے اس ملک میں بندوق کے زور پر جمہوری حکومت کو ہٹا کر قبضہ کر لیا۔

جناب سپیکر! میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ آج یہ اس ایوان میں جو قرارداد مذمت منظور کی ہے وہ کم از کم ہمیں ایک سو بار دوبارہ منظور کرنی چاہئے تاکہ اس پنجاب اسمبلی پر ماضی میں جو ایک دھبہ لگ گیا تھا کہ اس نے ایک باوردی جرنیل کے حق میں دس بار اسے وردی میں منتخب کرنے کی قرارداد منظور کی تھی

تاکہ ہم اس دھبے سے اس اسمبلی کو دھو کر سو بار اس قرارداد کو منظور کر کے اس داغ سے ہم نجات حاصل کر سکیں۔

جناب سپیکر! میں آج اس ملک کے اندر جب دہشت گردی ہوتے دیکھتا ہوں، میں آج اس ملک میں جب سانحہ داتا دربار ہوتے دیکھتا ہوں، میں آج اس ملک میں جب سانحہ کربلا گامے شاہ ہوتے دیکھتا ہوں، میں آج اس ملک میں جب مہنگائی کے طوفان کو دیکھتا ہوں، میں آج اس ملک میں جب توانائی کے بحران کو دیکھتا ہوں اور میں آج اس ملک کے عوام کو درپیش جتنی مصیبتیں اور مصائب دیکھتا ہوں تو میرے دل میں صرف یہ آتا ہے کہ کاش!12۔اکتوبر1999 کو ایک جرنیل نے اس ملک پر قبضہ نہ کیا ہوتا تو شاید ہم ان مشکلات کا شکار آج نہ ہوتے اور ہمارا ملک ان مشکلات سے شاید آج نہ گزر رہا ہوتا۔ میرے اپوزیشن کے بھائی بہنیں آج یہ اعتراض کر رہے ہیں تو میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ یہ بار بار ماضی کی بات کرتے ہیں اور ماضی کے ڈکٹیٹروں کی بات کرتے ہیں تو آئیں آج ہم ایک نئے پاکستان کی بنیاد رکھیں۔ جن جن لوگوں نے کسی ڈکٹیٹر کی اگر کوئی حمایت کی تو ہر ایک یہ کہہ چکا ہے کہ انہوں نے غلطی کی تو آپ لوگ اپنی غلطی کیوں تسلیم نہیں کر رہے اور آپ اس کا ساتھ کیوں نہیں دیتے؟ کم از کم آپ لوگ اس بات کو تسلیم تو کریں کہ آج اس ملک پر جو جو مصیبتیں ہیں وہ آپ لوگوں کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے ہیں۔ آئیں آج اس ملک کی ایک نئی بنیاد رکھیں اور تمام سیاسی جماعتیں مل کر اس ملک میں یہ عہد کریں کہ آئندہ ہم کسی غیر جمہوری قوت کے کسی غیر جمہوری اقدام کا ساتھ نہیں دیں گے اور اس ملک کے اندر آئندہ کسی ڈکٹیٹر اور کسی جرنیل کو قبضہ کرنے نہیں دیں گے۔ آئیے ہم ایک نئے پاکستان کی بنیاد رکھیں۔

جناب سپیکر! آج بھی میری یہ بہنیں اور بھائی کسی نئے جرنیل کے انتظار میں بیٹھے ہیں تو میں انہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اب وہ دور گزر گیا۔ اب اس ملک کی سیاسی جماعتیں بیدار ہو چکی ہیں، اب اس ملک میں میڈیا بیدار ہو چکا ہے اور اب اس ملک کی عدلیہ آزاد ہے تو اب یہ کسی نئے جرنیل کا انتظار کرنا چھوڑ کر جمہوریت اور جمہوری قوتوں کا ساتھ دیں کیونکہ ان کی کسی نئے جرنیل کے آنے کی خواہش کہ وہ انہیں پھر اقتدار میں بٹھائے گا، کبھی یہ خواہش پوری نہیں ہو سکے گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرے پاس یہ rules کی کتاب ہے جس میں کہیں نہیں لکھا کہ ایک قرارداد پاس کرنے کے بعد اس طرح تقاریر کی جائیں۔ آپ مجھے بتادیں کہ کیا اس کی اجازت ہے یا اس ایوان کو ہم نے point scoring کے لئے جلسہ گاہ بنانا ہے یا ان rules کے مطابق کارروائی کو آگے بڑھانا ہے؟ مہربانی کر کے مجھے یہ بتایا جائے کیونکہ یہ سب لوگ اس وقت نمبر ٹانکنے کے لئے ایسی باتیں کر رہے ہیں اور مہربانی کر کے اس practice کو discourage کریں۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! مجھے افسوس ہی ہوتا ہے اور میں افسوس ہی کر سکتا ہوں کیونکہ جب rules معطل ہوں تو پھر ایسے ہی ہوتا ہے اور کیا آپ کو اس کا پتا نہیں ہے؟ جی، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

نہ میں تولہ نہ میں ماشا
ہن گل رتیاں تے آئی ہو

آج اس ایوان میں اس شعر کو بار بار پڑھنے کا مقصد اس کے فلسفے کو بیان کرنا ہے۔ بات وہی ہے جو کہی گئی اور محسن بھائی نے بھی کہی ہے کہ یہاں ہر کوئی اپنے آپ کو تولنے کے چکروں میں ہے۔ یہ کرتے کرتے جو تولہ تھا وہ رتیوں پہ آگیا۔ بات جسٹس کی ہوئی ہے اور بات تولنے کی ہوئی ہے۔ ہم اس قرارداد کے حق میں اس حد تک ضرور ہیں کہ یہاں پر جسٹس کی بات ہوئی اور ایک غلط کردار ادا کرنے والے آمر کے خلاف یہ باتیں لائی گئیں۔ شکر ہے کہ اڑھائی سال کے بعد یہ اور کچھ نہیں تو ایک resolution تو لائے۔ اس کی تائید کرتے وقت ہماری پارٹی اس چیز کی demand بھی کرتی ہے کہ اس کے ساتھ ساتھ جتنے بھی آمروں نے پہلے یہاں پر یہ سب کچھ کیا ان کی بھی اسی طرح بلوائی کی جائے اور ان کی بھی غلطیوں کو اسی طرح تولہ جائے۔ ان کا تولہ، رتی اور ماشا بھی دیکھا جائے کہ انہوں نے کیا کیا؟ اس وقت تو افسوس مجھے یہ ہو رہا ہے کہ اگر یہ resolution لائی گئی ہے اس میں ایک لفظ غلط ہے اور وہ لفظ "انٹرپول" ہے۔ ہمیں انٹرپول کی ضرورت کیوں پڑی؟ آج معید اور مبین کا خون پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ اس حکومت کی ہتھکڑیوں میں طاقت نہیں، ان کے پاس انصاف نہیں، ان کی پولیس ختم ہے، لوگوں کو انصاف نہیں مل رہا ہے، خون بہہ رہا ہے، چوریاں ہو رہی ہیں، چیک bounce کر رہے ہیں، جھوٹ پر جھوٹ بولا جا رہا ہے اور انٹرنیشنل پولیس کو بلایا جا رہا ہے کہ آؤ ہمیں بچاؤ۔ کاش! انہوں نے یہ کہا ہوتا کہ پنجاب میں مقدمہ درج ہو گا ہم ان کا ساتھ دیتے۔ یہاں ادھر جو کچھ ہوا ہے، جو تمام آمروں نے کیا ہے

ان کے بارے میں ہم ان کا ساتھ دیتے۔انٹرپول کا لفظ بولتے وقت آپ نے اپنی کمزوری کا اقرار کیا ہے اور دکھ کی بات یہ ہے کہ صرف بھائی نے بھائی کو، یہ جو coalition میں بھائی بھائی بنے ہیں ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے اور power politics کا پتا پھینکنے کے لئے اس resolution کو لایا گیا ہے۔ میں دیکھوں گی کہ کیا اس resolution کے پاس ہونے کے بعد یہ حکومت پنجاب مقدمہ بھی قائم کرے گی، این آر او کے تمام مقدمے (ن) لیگ نے قائم کئے تھے اور کس نے قائم کئے تھے؟ آج اکٹھے ہو کر بیٹھنے سے اپنی مزید کمزوری کا یہ اعتراف ہے۔ دوبارہ نئی resolution لائیں، تمام آمروں کی بات کریں اور اپنی ہتھکڑیوں میں لوہا ڈال دیں۔ آپ تو بہت بڑے لوہے کی سٹیل انڈسٹری کے مالک ہیں، کیا وہاں ہتھکڑیاں نہیں بنیں جو ہم انٹرپول کو آواز دیتے ہیں؟ آپ لوگوں نے جتنا مشرف کا قد اونچا کیا ہے اتنا کسی اور نے نہیں کیا۔ ہر بات مشرف پر، بارش ہوئی تو مشرف نے کی، بریک ڈاؤن ہوا تو مشرف کی وجہ سے ہوا، آپ نے کیا ٹھیک کیا؟ اڑھائی سال سے تیسرا سال آ گیا، تین بجٹ ختم ہو گئے لیکن صرف آئی تو ایک resolution اور وہ بھی نامکمل۔ ہم آپ سے demand کرتے ہیں کہ دوبارہ resolution لائیں ہم اس کی بھی تائید کریں گے لیکن اس میں کچھ اپنی طاقت کی بات کریں۔ صرف بھائی بھائی کو نیچا دکھانے کے لئے اس قسم کی resolution لا کر ایک political کارڈ نہ پھینکیں۔ لائیں اور مقدمہ درج کریں۔ میں شہباز شریف کو چیلنج کرتی ہوں کہ کب اس نے عدالت میں جا کر یہ مقدمہ لانا ہے؟ اب تو "نواز عدلیہ" موجود ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ! میری بات سنیں، احترام کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں، آپ کی مہربانی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں احترام کرتی ہوں لیکن یہ میرے جذبات تھے، یہ چیلنج ہے کہ آپ مقدمہ درج کریں۔

جناب سپیکر: محمد علی لایکا!

میاں محمد علی لا لیکا: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج 12۔اکتوبر کا دن، آپ نے کہا کہ میں مشرف کا نام اپنی زبان سے لینا گوارہ نہیں کرتا لیکن جہاں رحمان کا ذکر ہوتا ہے وہاں شیطان کا ذکر بھی ہوتا ہے۔ یہاں میں ایک بات کا ذکر کرتا چلوں کہ مشرف دور میں جب پولیس آرڈیننس 2002 آیا جس میں مجسٹریسی نظام کو ختم کیا گیا اور اس کے ساتھ ساتھ ایسے ایسے اثرات قوم کو بھگتنے پڑ رہے ہیں۔ میں آپ سے گزارش کرتا چلوں کہ میرے حلقہ چشتیاں میں جو پولیس گردی کا واقعہ ہوا، میں میڈیا کے دوستوں سے بھی یہ وضاحت چاہوں گا کہ وہاں پر پولیس گردی کو دکھایا گیا کہ یہاں پر ڈاکو مارے گئے ہیں لیکن حضور

اس
کے حقائق بالکل برعکس ہیں، وہاں ڈاکو نہیں بلکہ وہاں شریف شہری مارے گئے ہیں جن کے خلاف کوئی ایف آئی آر درج نہ تھی۔

جناب سپیکر! یہ واقعہ ایک معمولی جھگڑے پر ہوتا ہے اور دفعہ 337 لگتی ہے۔ امیراں بی بی جو غریب خاتون ہے اور تنور پر روٹیاں لگاتی ہے۔ اس کے بیٹے کے ساتھ اس محلے کے غنڈے لڑتے ہیں اور اس کے against وہ خاتون انصاف کی بھیک مانگنے کے لئے ڈی ایس پی چشتیاں کے پاس جاتی ہے، ایف آئی آر درج کرواتی ہے اور درخواست دیتی ہے۔ درخواست نمبر 513-5-C مورخہ 04-10-2010 لیکن اس کے against اس کو انصاف نہیں ملتا۔ وہ خاتون پھر جاتی ہے 22-A کے تحت ڈسٹرکٹ۔۔۔

جناب سپیکر: یہ آپ قرارداد کے بارے میں کیا کہہ رہے ہیں؟۔۔۔

میاں محمد علی لا لیکا: جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ مشرف کا کالا قانون جو وہ پولیس آرڈیننس 2002 لے کر آیا یہ ناگزیر ہو چکا ہے۔ آج اس میں ترمیم کی جائے اور سابقہ مجسٹریسی نظام کو بحال کیا جائے۔ وہ خاتون 22-A کے تحت ایڈیشنل سیشن جج کی عدالت میں درخواست دائر کرتی ہے اور اس کو 14-10-2010 کو بحث کے لئے رکھ لیا جاتا ہے۔ اس دوران جو واقعہ پیش آتا ہے وہ یہ ہے کہ 10-10-2010 کو پولیس کہتی ہے کہ تم عدالت کے آرڈر نہ لے کر آؤ، تم ہمارے پاس 10 تاریخ کو تھانے میں آؤ ہم پنچائیت رکھتے ہیں۔ افسوس کی بات ہے کہ 9 اور 10 تاریخ کی درمیانی رات کو ساڑھے دس بجے سے لے کر 11 بجے تک پولیس نے ان کے گھر میں غنڈہ گردی کی۔ سادہ کپڑوں میں ملبوس پولیس کے اہلکار دفعہ 337 کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ان کی چادر اور چار دیواری کا تقدس پامال کرتے ہوئے ان کے گھروں میں جاتے ہیں۔ وہاں جا کر اس خاتون کے بیٹے کو پہلے فائر کر کے ہلاک کرتے ہیں اس کے بعد اس کا بوڑھا خاوند اس کو نہیں معلوم کہ پولیس اہلکار ہیں یا سادہ کپڑوں میں ڈاکو ہیں۔ وہ اس کے against فائرنگ کرتا ہے جس سے تین چار پولیس کے اہلکار جاں بحق ہوتے ہیں۔ اس بزرگ، بوڑھے اور اس تنور پر روٹیاں لگانے والی کے خاوند کو پولیس کی طرف سے یقین دہانی کرائی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ ہم آپ کے خلاف قانونی کارروائی کریں گے کوئی انتقامی کارروائی نہیں کریں گے آپ ہتھیار پھینک دو۔ جب وہ ہتھیار پھینکتا ہے تو کیا ہوتا ہے؟ ڈی ایس پی آرڈر دیتا ہے کہ اس کو encounter کر دیا جائے۔

جناب سپیکر!میں آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ خدارا میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور چیف جسٹس آف پنجاب ہائیکورٹ کو درخواست کرتا ہوں کہ اس معاملے کی جوڈیشل انکوائری کی جائے۔یہ وہی ایک آمر کا دیا ہوا سیاہ قانون ہے جو اب ناگزیر ہو چکا ہے کہ آئین میں ترمیم سازی کی جائے۔آئین میں ترمیم کر کے پولیس آرڈیننس2002 کے اس سیاہ قانون کے خلاف میں اس ہاؤس کی وساطت سے اپیل کرتا ہوں کہ اس خاتون کو۔۔۔

جناب سپیکر:آپ میری بات سنیں۔

میاں محمد علی لا لیکا: جناب سپیکر!میں اپنی بات کو ختم کر رہا ہوں۔ میں کوئی political game نہیں کر رہا ہوں۔وہاں پر جو یہ واقعہ ہوا ہے اس کے خلاف پورا شہر سوگ میں ہے۔یہ واقعہ سیالکوٹ کے واقعہ سے کم نہ ہے۔پولیس کے اہلکاروں کے لئے تو تیس تیس لاکھ روپے دیئے جاتے ہیں اور جنہوں نے دہشت گردی کی، جنہوں نے غنڈہ گردی کی اور اس خاتون کے لئے جو تنور پر روٹیاں لگاتی ہے جس سے اس کا لخت جگر چھین لیا گیا، جس سے اس کے سر کا تاج چھین لیا گیا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ہم نے بھی خدا کو جان دینی ہے، ہم نے بھی اپنے اعمال نامے آگے دکھانے ہیں۔ میں آج اگر اس ایوان میں منتخب ہو کر آیا ہوں تو ان غریبوں کی وجہ سے اور ان بیواؤں کی وجہ سے آیا ہوں۔ میری وزیر اعلیٰ پنجاب سے استدعا ہے کہ خدارا آپ خود اس جگہ پر جائیں۔ میری استدعا اپنے سینئر وزیر راجہ ریاض صاحب سے بھی ہے جو ہمارے پارلیمانی لیڈر ہیں کہ وہ بھی خود تشریف لے کر جائیں کیونکہ اس خاتون کا، اس یتیم بچی کا کوئی پُرسان حال نہیں ہے۔ میں استدعا کرتا ہوں خادم اعلیٰ پنجاب سے کہ ان کے لئے نوکریوں کے مواقع فراہم کئے جائیں۔ میں آخر میں پھر یہی بات کہوں گا کہ خدارا، خدارا، خدارا اس پولیس آرڈیننس 2002 کے خلاف آئین سازی کریں اور اس میں ترمیم کریں۔پولیس جو اس وقت بے لگام گھوڑا بن چکی ہے اس کے خلاف ہمیں کچھ کرنا ہو گا۔یہ کالا قانون اسی مشرف، اسی شیطان، اسی آمر اور اسی ڈکٹیٹر کا دیا ہوا ہے۔خدارا اس میں ترمیم کریں اور اب ترمیم کرنا ناگزیر ہو چکی ہے۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے بھائی نے چشتیاں کے incident کے حوالے سے جو بات کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں وہ توجہ دلاؤ نوٹس لائیں پھر اس کا جواب دیا جائے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر یہ توجہ دلاؤ نوٹس لے آئیں تو پھر بھی اس واقعہ کی پوری تفصیلات اس معزز ایوان کے سامنے پیش کر دی جائیں گی لیکن چونکہ اس وقت وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب جو اپنے چیمبر میں موجود ہیں انہوں نے یہ بات سنی ہے۔انہوں نے یہ کہا ہے کہ اس معاملے کی جوڈیشری انکوائری کروائی جائے گی اور جو لوگ ذمہ دار ہوں گے ان کو قرار واقعی سزا دی جائے گی۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔Very good, very good۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!۔۔۔

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: رانا افضل خان صاحب! آپ تشریف رکھیں۔جی۔

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! آپ کے حکم کے مطابق۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر۔پلیز، آرڈر۔ میری بات سنیں جو participate کرنا چاہتے ہیں منسٹر صاحب ان کا نام بول رہے ہیں۔

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہمارے پاس ستائیس لوگوں کے نام آئے ہیں اور جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا تو سیکرٹری تعلیم اور دیگر سٹاف کمیٹی روم (اے) میں ہے، جو لوگ rationalization اور ہماری دیگر پالیسی پر بات کرنا چاہتے ہیں تو وہ کمیٹی روم (اے) میں تشریف لے آئیں اور آ کر بات کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ ذرا ان کے نام بول دیں۔

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میرے پاس دیگر نام ہیں، ملک اعتبار صاحب، عائشہ جاوید صاحبہ، نور خان صاحب، ملک احمد یار ہنجرا صاحب، میاں نصیر احمد صاحب، احمد خان صاحب، انجینئر قمر الاسلام صاحب، میاں طارق صاحب، مہر اشتیاق صاحب، اللہ رکھا صاحب، رمضان صدیق بھٹی صاحب، دیبا مرزا صاحبہ، راحت اجمل صاحبہ اور شمیلہ اسلم صاحبہ، انجم صفدر صاحبہ، نسیم خواجہ صاحبہ، محمودہ چیمہ صاحبہ، رائے محمد اسلم کھرل، میاں محمد اعظم چیلہ صاحب، سید حسن مرتضیٰ صاحب اور شیر علی خان صاحب!

جناب سپیکر: جی، چودھری شیر علی خان کا نام آگیا ہے لیکن محسن لغاری صاحب کا نام نہیں آیا۔ محسن لغاری صاحب اور آمنہ الفت صاحبہ کا نام بھی شامل کر لیں کیونکہ آمنہ الفت صاحبہ کا سوال بھی تھا۔

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! محمد محسن خان لغاری اور محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا نام بھی شامل کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا محمد افضل خان صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آج جو 12۔اکتوبر کے حوالے سے بحث ہو رہی تھی تو اس میں پہلے قائد حزب اختلاف اور اس کے بعد محترم وزیر خزانہ نے یہ بات کی کہ آج کی اسمبلی NRO کی مرہون منت ہے اور اگر NRO نہ آیا ہوتا تو آج ہم یہاں اسمبلی میں نہ ہوتے۔۔۔

جناب سپیکر: میں ان کی بات سن نہیں پایا ہوں اور میں نے ویسے بات سنی نہیں ہے یا میری توجہ اور طرف تھی۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! اس سے پہلے مشرف نے لندن میں یہی بیان دیا کہ میں نے اپنے جو جمہوری قدم تھے اس کے تیسرے فیز میں NRO کی وجہ سے الیکشن کروایا۔۔۔(شور وغل)

MR. SPEAKER: Order, order.

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! وہ کوئی لوہے کی بنی ہوئی چیز نہیں تھی جو ہٹ نہیں سکتی تھی جس کی وجہ سے آج جمہوریت بحال ہوئی ہے۔ میرا صرف کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس گندے راستے سے گزرنے کی بجائے اگر ہم چھ سات مہینے اپنی سیاسی جدوجہد اور جاری رکھتے تو پرویز مشرف کو بہر حال جانا ہی تھا۔ اگر آج ہم سیاسی لوگ یہ بات کرتے ہیں کہ اس NRO کی وجہ سے ایک الیکشن ہوا، اس کے اندر تمام لوگوں نے حصہ لیا تو اس میں انہوں نے اس چیز کو accept نہیں کیا کہ وہ ڈکٹیٹر ہے، عوام نے فیصلہ دیا کہ اس کا وجود غلط ہے، اس کی پارٹی اور اس کے وجود کو ہٹا دیا جائے تو آج ہم NRO کے مرہون منت نہیں ہیں۔ آج جو NRO گندہ راستہ اختیار کیا گیا ہے اس پر ہماری جنگ جاری ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں کچھ باتیں ایسی ہیں جو کورٹ میں ہیں، ان کو نہ چھیڑا جائے۔

رانا محمد افضل خان: یہ کہہ دینا کہ آج ہم NRO کے مرہون منت ہیں یہ غلط تاثر دیا جا رہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، مولانا چنیوٹی صاحب بھی بڑی دیر سے کھڑے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر:جناب سپیکر!میں کافی دیر سے کھڑی ہوں اور آپ نے کہا تھا کہ میں آپ کو کچھ دیر بعد ٹائم دیتا ہوں تو مہربانی کریں۔۔۔

جناب سپیکر:سارے ممبرز کافی دیر سے کھڑے ہوئے ہیں اور پتا نہیں کتنی کتنی دفعہ کھڑے ہوتے ہیں اور میں اپنے حساب سے دیکھ رہا ہوں۔۔۔

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر!میری باری کب آئے گی؟

جناب سپیکر:آپ کی باری بھی رکھیں گے، میرے ساتھ لڑتے کیوں ہیں؟سب کو باری دیں گے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی:جناب سپیکر!بہت شکریہ۔12۔اکتوبر کے حوالے سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ پرویز مشرف نے رات کے اندھیرے میں ایک چلتی ہوئی جمہوری حکومت پر شب خون مارا اور جہاز والا ایک ڈرامہ رچایا جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں تھا اس کی پہلی فوٹو جو اخبارات کی زینت بنی،اس نے اپنی بغل میں کتے اٹھائے ہوئے تھے۔۔۔

جناب سپیکر:جناب سرفراز خان صاحب کہیں تشریف رکھتے ہیں؟اگر وہ لابی میں ہیں تو پانچ منٹ بعد میرے چیمبر میں تشریف لے آئیں۔جی،الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی:جناب سپیکر!اس نے بغل میں کتے دبائے ہوئے تھے اور اپنے لئے اس نے کمال اتاترک کو آئیڈیل قرار دیا اور وہ کمال اتاترک جس نے ترکی کی بچیوں کے سروں سے دوپٹے اتارے اور عربی زبان کو تبدیل کیا۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایسا شخص جس نے پاکستانی بے گناہ لوگوں کو پکڑ پکڑ کر امریکہ کے حوالے کیا،جامع حفصہ کی بے گناہ بچیوں،علماء کو مروایا اور عدلیہ پر شب خون مارا۔اس کے خلاف آج جو قرارداد پاس کی گئی ہے میں اس کی بھرپور تائید کرتا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایسا شخص ملک و ملت کا غدار ہے اور کسی طریقے سے اس کو پاکستان کی سیاست میں اجازت نہیں دی جاسکتی۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر:جی،محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ!ویسے آپ سے پہلے میرے پاس جو چٹ آئی ہوئی ہے وہ محترمہ نرگس ظفر کی ہے لیکن پہلے آپ بول لیں کیونکہ آپ بڑی ہیں اس لئے میں floor آپ کو دے رہا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین(محترمہ صغیرہ اسلام):جناب سپیکر!شکریہ۔آج 12۔اکتوبر کے حوالے سے۔۔۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!بات یہ ہے کہ میں نے آپ سے ایک گھنٹہ پہلے پوائنٹ آف آرڈر مانگا تھا اوراس وقت بھی آپ نے مجھے یہی اشارہ کیا تھا کہ لیکن اب آپ نے جو کیا ہے یہ بڑی زیادتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر:میں نے کون سا اشارہ کیا ہے؟

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!میں آپ کے اشارے سمجھتا ہوں،مجھ سے زیادہ اس پورے ہاؤس میں آپ کے اشارے کوئی نہیں سمجھتا۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین(محترمہ صغیرہ اسلام):جناب سپیکر!12۔اکتوبر کے حوالے سے اس ہاؤس میں جو آج قرارداد پیش کی گئی ہے میں خود بھی اس قرارداد کی حمایت کرتی ہوں۔میں سمجھتی ہوں کہ یہ جمہوریت کسی بھی قوم کے لئے روح کی حیثیت رکھتی ہے اور جب بھی کسی جمہوری حکومت کو ختم کیا جائے تو اس سے بڑی بد قسمتی کسی قوم کی نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر!جمہوری حکومت کو چاہے تو بوٹ والے ختم کریں یا جمہوری حکومت کو جمہوریت کے چیمپئن بیٹھے ہوئے ہیں وہ ختم کریں تو میرا خیال ہے کہ یہ ایک جیسی بات ہے۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،محترمہ!اپنی بات جاری رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین(محترمہ صغیرہ اسلام):جناب سپیکر!سب سے پہلے تو میں آپ کو یہاں آنے پر خوش آمدید کہتی ہوں۔یہاں آج یہ بحث ہو رہی تھی کہ مشرف نے کس طرح جمہوری حکومت ختم کی۔یقینی بات ہے کہ وہ ڈکٹیٹر تھا تو ڈکٹیٹر کا کام ہمیشہ جمہوری حکومت کو ختم کرنا ہی ہوتا ہے لیکن اس کے علاوہ اس نے جو بھی اقدامات کئے وہ قابل مذمت ہیں۔سب سے پہلا تکلیف دہ اقدام لال مسجد میں قرآن مجید اور حافظ قرآن کی بے حرمتی تھا۔

جناب سپیکر!اس نے اس ملک میں ہیروئن جیسی لعنت روشناس کرائی،اس نے یہاں پر دہشت گردی کا چرچا کروایا کیونکہ وہ ایک ڈکٹیٹر اور آمر تھا لیکن جب ہم ایک ڈکٹیٹر کی تعریف کرتے ہیں تو ہم دوسرے ڈکٹیٹر کو بھول جاتے ہیں۔میرا خیال کہتا ہے کہ ضیاء الحق سے بڑا ڈکٹیٹر کوئی نہیں تھا جس نے اس ملک میں جمہوریت کو ختم کیا،اس نے ملک میں جمہوری اداروں کو ختم کیا،اس نے ذوالفقار علی بھٹو(شہید) جیسے عظیم انسان کو عدلیہ کے ذریعے قتل کروایا۔میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ جو

ایک عدلیہ کے ذریعے قتل کرانا تھا یہ ایک انتہائی دکھ کی بات تھی اور وہی عدلیہ نے اس بات کو تسلیم بھی کیا کہ یہ ایک سیاسی قتل تھا۔

جناب سپیکر! پاکستان پیپلز پارٹی تاریخ کی وہ واحد پارٹی ہے جنہوں نے ہمیشہ ڈکٹیٹروں سے مار کھائی اور پاکستان پیپلز پارٹی کے جتنے زیادہ لوگ پھانسی پر لٹکائے گئے وہ ایک ڈکٹیٹر کی حکومت میں ہوئے ۔ جتنے زیادہ پھانسیوں پر لٹکے ،جتنے زیادہ کوڑے کھائے اور جیلیں برداشت کیں وہ پاکستان پیپلز پارٹی کے لوگ تھے۔اسی ضیاء الحق کی قبر پر کھڑے ہو کر آج جمہوریت کے چیمپئن یہ کہتے ہیں کہ میں شہید ضیاء الحق کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ یہ ہمارے چسروں کے دہرے معیار ہیں۔ایک طرف ایک ڈکٹیٹر کو ہم شہید کہتے ہیں،دوسرے ڈکٹیٹر کو ہم ڈکٹیٹر کہتے ہیں۔ڈکٹیٹر،ڈکٹیٹر ہوتا ہے چاہے وہ ضیاء الحق ہو یا مشرف ہو جو ملک میں جمہوریت کی پٹڑی کو چلنے نہ دے اس سے بڑا ڈکٹیٹر بھی کوئی اور نہیں ہوتا۔ آئے دن اس جمہوری حکومت کے خلاف جس طرح پراپیگنڈا کیا جا رہا ہے یہ قابلِ مذمت ہے۔ مجھے دُکھ اس بات پر ہے کہ ہم یہاں coalition گورنمنٹ میں بیٹھے ہوئے ہیں، ہم سے تو آج تک کبھی کسی بات میں مشورہ نہیں کیا گیا۔اگر مرکز میں ایک چپڑاسی بھی لگایا جاتا ہے تو اس کے اوپر لانگ مارچ کی دھمکی دی جاتی ہے۔لانگ مارچ اتنا آسان نہیں ہے،انہیں شاید یہ نہیں پتا کہ پاکستان پیپلز پارٹی ان لانگ مارچوں سے ڈرتی ہے اور نہ ہی ڈرنے والی ہے۔انہیں کہیں کہ اپنے روّیوں کو تبدیل کریں کیونکہ یہ بھی سب سے بڑا ڈکٹیٹر شپ کا ایک انداز ہے کہ جمہوری حکومت کے خلاف آئے دِن کوئی نہ کوئی نیا پراپیگنڈا کیا جائے۔ میں ان ڈکٹیٹروں کو جو بوٹوں کے ساتھ آئے ان کی بھی مذمت کرتی ہوں اور ان کی بھی مذمت کرتی ہوں جو دہرے معیار رکھتے ہیں اور جو جمہوری حکومت کے خلاف بات کرتے ہیں اور آئے دن لانگ مارچ کی دھمکیاں دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے سب کے نام لکھ لئے ہیں۔ میں سب کو floor دوں گا۔اب نرگس ظفر صاحبہ ہیں۔ان کے بعد خواجہ اسلام صاحب ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مجھے ایک ضروری بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!ان کے بعد میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں بھی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،آپ بھی ہیں۔یہ سپیکر صاحب کے ہاتھ سے لکھے ہوئے نام ہیں۔جی، شیخ صاحب! فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا نام اس میں یقیناً نہیں ہو گا کیونکہ میں نے نام نہیں دیا ہوا۔ میں نے کوئی ایک گھنٹہ بیس منٹ پہلے پوائنٹ آف آرڈر مانگا تھا اور میں نے اب آپ سے یہ عرض کرنی ہے کہ اگر تو وہ کل والی Adjournment Motion جو کہ بہت اہم تھی اس پر کوئی کام ہونا ہے، اگر اس کے بعد آپ نے House adjourn کرنا ہے تو میں صرف ایک بات کی اجازت چاہوں گا وہ میں کر لوں اس کے بعد پھر ظاہر ہے کہ آپ House adjourn کر دیں گے۔اگر آپ اجازت دیں تو میں بات کر لوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل آپ بات کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ ہم یہاں اس لئے آتے ہیں اور عوام نے ہمیں اس لئے ووٹ دیئے تھے کہ ہم ان کا خیال کریں۔جب چیف منسٹر صاحب یہاں تشریف فرما تھے تو میں نے اس وقت ٹائم مانگا تھا لیکن مجھے اس وقت ٹائم نہیں دیا گیا۔ میں صرف دو معاملات کی طرف توجہ چاہوں گا۔اس وقت تو کوئی منسٹر صاحب بھی نہیں ہیں لیکن آپ الحمدللہ ساری بات سمجھ جاتے ہیں۔کل نیو کیمپس کینال بنک روڈ پر سات گھنٹے ٹریفک بند رہی۔یہ لاہور کی main artery ہے، جو کچھ وہاں ظلم ہوا کتنی ambulances تھیں، کیا حال ہوا؟آج کسی نے اس پر بات نہیں کی، وہ لاہور کی main entrance ہے اور وہاں کتنا بُرا حال ہوا آپ تصور نہیں کر سکتے۔رات ایک بجے تک لوگ پھنسے رہے ہیں۔ نجانے کتنے مریض تھے، لوگوں کا کیا حال ہوا، عورتوں اور بچوں کا کیا حال ہوا؟ وہاں کوئی پوچھنے والا نہیں تھا۔ ہوا یہ تھا کہ پنجاب یونیورسٹی کے طلباء نے بسیں کھڑی کر کے سڑک بلاک کر دی تھی اور وہاں وائس چانسلر کے خلاف دھرنا دیا گیا تھا۔آپ بھی لاہور سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہم اس کی widening نہیں کر سکے کیونکہ "لاہور بچاؤ" ایک این جی او ہے اس نے سپریم کورٹ میں درختوں کے کاٹنے کے خلاف ایک stay order لیا اور اس کو دو سال ہو گئے ہیں۔ پنجاب حکومت اس سڑک کی widening نہیں کر سکی کیونکہ اس پر ایک status quo ہے۔آپ سمجھتے ہیں کہ لوگوں نے کل وہاں پر کیا language استعمال کی، کیا حالات تھے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ نہر کے اوپر آسٹریلین طرز کا ایک فلائی اوور بنایا جائے اور اس کا کوئی حل نہیں ہے۔یہ ہمیشہ کے لئے بہت بُرا مسئلہ ہے۔ جس لاہور کی entrance کا یہ حال ہے exit کا کیا حال ہو گا؟ تمام سکیمیں ادھر بن رہی ہیں اور کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔آپ جانتے ہیں کہ EME

society کہاں تک چلی گئی ہے، رائیونڈ روڈ کہاں تک چلا گیا ہے اور لاہور کی main entry کیا ہے۔ کل سات گھنٹے ٹریفک بند رہی ہے۔ ایک بات تو یہ تھی۔ آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے میری بات سُن لی۔

دوسری بات میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ کل سات جوان لڑکیاں ملت پارک تھانہ فیصل آباد نے برآمد کی ہیں جن کو زنجیروں سے جکڑا ہوا تھا اور جن پر جنسی تشدد کیا جا رہا تھا۔ آپ کی مہربانی ہے، آپ کو یاد ہو گا کہ کچھ دن پہلے میں نے لاہور کے گیسٹ ہاؤسز پر اور پورے پنجاب کے گیسٹ ہاؤسز پر یہ کہا تھا کہ یہ نوجوان لڑکیاں جس میں ہر ضلع کا، ہر شہر کا بھی علم میرے پاس ہے، میرے پاس figures ہیں کہ ظلم بڑھتا جا رہا ہے، اب یہ لڑکیاں اس اسلامک سٹیٹ میں جس کو ہم نے اللہ کی بڑائی کی خاطر اور اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا کہ اللہ ہمیں ملک دے دے اور یہاں پر یہ کام ہو رہا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ خُدا کے لئے گیسٹ ہاؤسز کی رجسٹریشن کر دی جائے۔ یہ ناممکن ہے کہ کسی تھانیدار کو یہ پتا نہ ہو کہ کون Brothel Houses چلاتا ہے، کون منشیات بیچتا ہے۔ اس واقعے کو ایک ٹیسٹ کیس بنا لیں۔ آج میری صرف یہی دو گزارشات ہیں اس پر آپ کچھ کر دیں۔ مجھے پتا ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے کوئی نہیں بیٹھا لیکن آپ دردِ دل رکھتے ہیں لوگوں کے لئے بھی اور پنجاب کے پورے عوام کے لئے بھی۔ آپ مجھے بتائیں جس شخص نے میو ہسپتال پہنچنا تھا، جناح ہسپتال پہنچنا تھا، گنگا رام پہنچنا تھا اس کا کیا حال ہوا ہو گا۔ جو پنڈی، پشاور، خانیوال یا ملتان سے چلا ہو گا، اس کا کیا حال ہوا ہو گا؟ کل جو حال تھا خدانہ کرے کسی ایمرجنسی میں اگر روڈ بلاک ہوا لاہور سے کوئی نکل سکے گا اور نہ آ سکے گا۔ یہی میری دو گزارشات ہیں۔ آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے سُن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب! میں نے آپ کی جو تحریک التوائے کار کل سے آج پر رکھی تھی اس کو پھر اس لئے رکھ رہا ہوں کیونکہ میں بھی اور ہاؤس بھی یہ سمجھتا ہے کہ یہ بہت اہمیت کی حامل ہے اور خاص طور پر آج ہمیں ان کا قبلہ درست کرنے کی ضرورت ہے۔ میں اس کو کل پر جب آپ کی تحاریک التوائے کار شروع ہوں گی تو اس کو کل پر لے جائیں گے تاکہ اس پر یہاں پر کوئی بات بھی ہو سکے اور اس پر کوئی عمل بھی ہو سکے۔

شیخ علاؤالدین: جی، بہت شکریہ۔ آپ کے آنے سے چند منٹ پہلے یہاں ایک صاحب چشتیاں کے ایم پی اے نے جو کچھ بتایا ہے وہ بھی اسی کا حصہ ہے اور میں کچھ اور بھی figures دوں گا۔ آپ اسے کل پر رکھ دیں۔ شکریہ

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

سردار خالد سلیم بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ سارے ممبران تحمل سے بیٹھیں چونکہ نرگس ظفر صاحبہ کو floor دیا ہوا تھا اب وہ بات کریں گی۔

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خان صاحب! میں آپ کو ان کے بعد floor دیتا ہوں۔ میں نے already floor نرگس ظفر صاحبہ کو دیا ہوا ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنی ہے۔ میں نے تقریر نہیں کرنی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اب یہ Chair کا اختیار ہے کہ وہ کب آپ کو پوائنٹ آف آرڈر دے۔ میں ان کے بعد آپ کو floor دوں گا۔

صاحبزادی نرگس ظفر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں 12۔اکتوبر کے حوالے سے بات کرنا چاہتی ہوں کہ 12۔اکتوبر کے حوالے سے جو قرارداد پیش کی گئی ہے اس کی میں مکمل حمایت کرتی ہوں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میں نے صرف یہ پوچھنا ہے کہ اس کے بعد تحاریک التوائے کار چلنی ہیں یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں گی۔ بالکل چلیں گی۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! مجھے ایک ضروری بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو میں floor دیتا ہوں، کیا ہو گیا ہے؟

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! بہت ضروری بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کے بعد آپ کو floor دیتے ہیں۔ جی، محترمہ!

صاحبزادی نرگس ظفر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں 12۔اکتوبر کے حوالے سے بات کرنا چاہتی ہوں کہ 12۔اکتوبر کے حوالے سے جو قرارداد پیش کی گئی ہے میں اس کی مکمل حمایت کرتی ہوں۔ پاکستان پیپلز پارٹی ایک جمہوریت پسند جماعت ہے اور پاکستان پیپلز پارٹی نے جمہوریت کے لئے جو قربانیاں دی ہیں۔

وہ سیاسی تاریخ میں اس کا روشن باب ہے اور ایک سیاسی کا ممبر کی حیثیت سے میں 12۔اکتوبر 1999 کے جنرل پرویز مشرف کے اقدام کی بھرپور مخالفت کرتی ہوں۔ ہم لوگوں کو عوام نے منتخب کیا ہے۔ آج کے دن ہم نے اپنی کارکردگی بھی دیکھنی ہے کہ جمہوریت پسند قوتوں نے کس طرح deliver کیا ہے۔ ہمیں شخصی فیصلے نہیں کرنے چاہیئں بلکہ عوامی فیصلوں کو تقویت دینی چاہیئے۔ آئین توڑنے والوں کے خلاف آرٹیکل 6 کے تحت مقدمہ چلائیں، جمہوریت کو مضبوط کرنے کے لئے پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت نے دیگر جماعتوں کے ساتھ مل کر اپنے اختیارات اٹھارہویں ترمیم کے ذریعے پارلیمنٹ کو منتقل کئے ہیں چونکہ پاکستان پیپلز پارٹی جمہوری سیاسی جماعت ہے اور پارلیمنٹ کی بالادستی پر یقین رکھتی ہے۔ ہماری قائد شہید محترمہ بے نظیر بھٹو نے اس آمریت کے خلاف جدوجہد کی ہے اور اپنی جان کا نذرانہ دے کر جمہوریت کو بحال کیا ہے۔ آج کی قرارداد کی مذمت میں نے اپنی پارٹی کے حوالے سے پیش کی ہے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، خواجہ اسلام صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب والا! میں نے بھی بات کرنی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں، سب کی باری آجائے گی، آپ بے فکر رہیں۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! آج پوری قوم سراپا احتجاج ہے اور وہ یوم سیاہ منا رہی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ پاکستان کے عوام کی بدقسمتی ہے کہ آج اس بدنما tumor کے واپس آنے کی بات کر رہے ہیں جنہوں نے پاکستان مسلم لیگ کی دو تہائی اکثریت والی حکومت کو شب خون مارتے ہوئے اور پاکستان کے آئین کو بوٹوں تلے روندتے ہوئے اس پر غاصبانہ قبضہ کیا۔ میں تو یہ کہنا چاہوں گا کہ اس شخص کو اتنی عبرت ناک سزا ملنی چاہئے کہ جو تاریخ کا بدنما tumor تھا اس کو تاریخ اتنے ہی زور سے سزا دے۔ میں اس کے ساتھ ساتھ یہ کہنا چاہوں گا کہ پاکستان میں جو کچھ اس نے لال مسجد میں کیا، پاکستان میں یتیم بچیوں کے ساتھ جو کچھ کیا اور اس نے جو پاکستان مسلم لیگ (ن) کو نشانہ بنایا آج پاکستان مسلم لیگ (ن)، میں سمجھتا ہوں کہ یہ ببانگ دہل کہہ رہی ہے کہ:

جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا
وہ شان سلامت رہتی ہے

پاکستان مسلم لیگ (ن) میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کا ہر کا ممبر میں یہ سمجھتا ہوں کہ جنہوں نے آئی ایس آئی، ایم آئی اور پاکستان کی شاید کوئی جیل بھی ایسی نہیں ہو گی جو مسلم لیگ (ن) کے کارکنوں نے نہ دیکھی ہو گی۔ ابھی میرے بھائی بات کر رہے تھے کہ یہ NRO کی وجہ سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ نہیں، میں یہ بات ببانگ دہل کہتا ہوں کہ یہ مسلم لیگ (ن) کے کارکنوں کی قربانیاں اور مسلم لیگ (ن) کے کارکنوں کی اس محنت کے نتیجہ میں آج یہاں پر بیٹھے ہیں۔ میں یہ بات بھی یہاں پر کہنا چاہوں گا کہ آج سے ہم نے یہ عہد کرنا ہے کہ آج کے بعد کسی ڈکٹیٹر کو پاکستان میں آنے کی تو دور کی بات ہے یہ سوچنا بھی نہیں چاہئے۔ یہ مسلم لیگ (ن) اور پاکستان صرف اور صرف جمہوریت کے لئے بنا ہے۔ اس کا مستقبل صرف اور صرف جمہوریت میں پنہاں ہے۔ میں اسی بات پر اکتفا کروں گا اور اس کے ساتھ ہی میں یہ عرض کروں گا کہ شیخ علاؤالدین صاحب نے جو یہ کہا ہے، فیصل آباد میں تھانہ نشاط آباد میں یہ واقعہ ہوا ہے میں اس کی تفصیل منگوا رہا ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ کل تحریک التوائے کار لائیں گے۔ میں آپ سے یہ درخواست بھی کروں گا کہ اس پر بھی نوٹس لیا جائے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا منور غوث صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! میں نے بھی بات کرنی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! تشریف رکھیں ۔ پہلے تھوڑا سا گورنمنٹ بزنس مکمل کر لیں۔ House کا بزنس مکمل کر کے میں آپ کو ابھی floor دیتا ہوں۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! میں نے میٹنگ میں شرکت کرنی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کو تھوڑی دیر میں floor دیتا ہوں ۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ اس میں پہلی تحریک التوائے کار نمبر 104/2010 محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ کی ہے ۔ یہ تحریک پیش ہو چکی ہے۔ رانا صاحب! یہ آج جواب کے لئے pending ہوئی تھی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! یہ پہلے بھی pending کروائی گئی تھی، اب پھر یہ نہ کہہ دیں کہ اگلے دن کے لئے pending کرتے ہیں۔ چھ مہینے تو پہلے ہی اس تحریک التوائے کار کو ہو گئے ہیں، چھ مہینے اب اسی طرح گزر جائیں گے۔

اعظم مجید میڈیکل کمپلیکس فیصل آباد کے ڈاکٹر کی غفلت اور لیبارٹری کی غلط رپورٹ سے سینکڑوں مریضوں کی جان کو خطرہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آج ان کو جواب دیتے ہیں۔ یہ تحریک التوائے کار نمبر 104/2010 ہے اس کے متعلق عرض ہے کہ بچی علیشا کو ایک پرائیویٹ ہسپتال اعظم مجید میڈیکل کمپلیکس سوساں روڈ فیصل آباد میں پیٹ کی تکلیف کے باعث داخل کروایا گیا، اس کا معائنہ کرنے کے بعد ڈاکٹر نے appendix کا درد بتاتے ہوئے آپریشن تجویز کیا تاہم لیبارٹری کی TLC کی مشکوک رپورٹ کے باعث یہ آپریشن نہ کیا گیا۔ اس ضمن میں مزید عرض ہے کہ appendix کے مریض کے آپریشن کا کلینیکل معائنہ پر ہی تعین کیا جاتا ہے۔ لیبارٹری اور الٹراساؤنڈ کی رپورٹ صرف ڈاکٹر کو diagnose مزید confirm کرنے کے لئے مددگار ہوتا ہے۔ تاہم اس بات کا خیال ضرور کیا جاتا ہے کہ غیر ضروری آپریشن نہ کیا جائے۔ مزید برآں اس امر کا تعین کرنا کہ لیبارٹری رپورٹ صحیح ہے یا نہیں بہت مشکل ہے کیونکہ اس کے لئے blood sample کی خصوصیات مختلف اوقات میں مختلف ہوتی ہیں۔ ماضی میں پرائیویٹ ہسپتال اور لیبارٹری کو چیک کرنے کے سلسلہ میں قانون موجود نہ ہونے کی وجہ سے ایسے ہسپتالوں اور لیبارٹریوں کے خلاف تادیبی کارروائی کرنا ممکن نہ تھا۔ تاہم جہاں تک اس واقعہ کا تعلق ہے اس سلسلے میں ای ڈی او (ہیلتھ) فیصل آباد کے ذریعے معاملہ کی چھان بین کی جا رہی ہے اور کسی کوتاہی کے مرتکب شخص ڈاکٹر کے خلاف مروجہ قوانین کے تحت کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ ایسے ناخوشگوار واقعات کا تدارک کرنے کی غرض سے وزیر اعلیٰ پنجاب کی خصوصی ہدایات کے تحت ہیلتھ کیئر کمیشن بل پنجاب اسمبلی سے پاس کروایا گیا ہے جس کے تحت قانون سازی کا عمل جاری ہے۔ اس کے تحت پرائیویٹ ہسپتال اور لیبارٹریوں کی کارکردگی اور معیاری services کو مہیا کرنے اور check and balance کا سسٹم متعین کیا جا رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اس کا سسٹم بہتر کر رہے ہیں جس طرح وزیر قانون صاحب نے بتایا ہے۔۔۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! کیسے سسٹم ٹھیک ہونا ہے؟ مجھے بتائیں تو سہی۔ کیا ڈاکٹروں کو الٹا لٹکائیں گے یا ان کو چائے پلائیں گے؟ چھ مہینے تو پہلے ہی ہو چکے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راناصاحب! الٹا لٹکانا ہے یا چائے پلانی ہے؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: بچے جوان ہو گئے مگر ڈاکٹر جوں کے توں ہی رہے۔ اگر ان کو پوچھ لیا ہوتا تو بہتر ہوتا، نجانے انہوں نے اس کے بعد بھی کتنے لوگوں کی چیر پھاڑ کی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! تحریک التوائے کار کے اندر جو طریق کار ہے اس کے اوپر گورنمنٹ کا جو stance ہے وہ سامنے آگیا ہے اس کو مزید بہتر کریں گے اگر آپ کو دوبارہ محسوس ہو تو آپ اس کو دوبارہ پیش کر دیجئے گا۔ بہت شکریہ

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! اس ڈاکٹر کو بلا کر اس کی لیبارٹری کو ختم کرنا چاہئے۔ یہ سسٹم میں آنا چاہئے۔ لیبارٹری تو ختم نہیں ہوئی اور وہ سسٹم تو جاری ہے۔ اس کے علاوہ پھر ہم کون سا سسٹم لائیں گے؟ یہ لیبارٹری کا معاملہ ہے اور لیبارٹری نے یہ واضح طور پر بتایا ہوا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ نے۔۔۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! آپ بجا فرما رہے ہیں اور آپ کبھی غلط نہیں بولیں گے میں ہی غلط ہوں جو یہ تحریک التوائے کار پیش کر رہی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، آپ بالکل غلط نہیں ہیں۔ حکومت کی طرف سے جو جواب آیا ہے وہ جواب آپ نے سن لیا ہے اور سمجھ لیا ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب! میں نے سمجھ لیا ہے ایک دفعہ پھر وہ سنا دیں تو شاید پتا چل جائے کہ سسٹم میں کیا تبدیلی لانی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، وہ in writing اس کی کاپی آپ کو دے دیں گے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: نہیں۔ جناب! آپ میری بات تو سنیں۔ میں مؤدبانہ گزارش کرتی ہوں کہ جو ایسی لیبارٹریاں ہیں ان کو بالکل ختم کر دیا جائے۔ ہم نے ان کو چھوٹ دے رکھی ہے اس لئے وہ اپنی من مانیاں کرتے جا رہے ہیں۔ چھ مہینے گزر گئے میری تو بچی بڑی ہو گئی اور پتا نہیں ان چھ مہینوں میں کتنے بچوں کو انہوں نے ذبح کیا ہو گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! قانون کے مطابق اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔ آپ نے ایک تحریک move کی، اس پر حکومت کی طرف سے جواب آگیا ہے۔۔۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! میں جواب سے مطمئن ہی نہیں ہوں۔ آپ کہتے ہیں کہ نظام بدلیں گے، میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ آپ کیسے نظام بدلیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اس کا جو طریق کار ہے وہ دوسرا ہے۔ وزیر قانون صاحب آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں محترمہ کو یہ بات عرض کی گئی ہے اور یہ ان کو میں سمجھتا ہوں کہ باور کروانے کی ہے کہ واقعی پرائیویٹ ہسپتالوں میں، پرائیویٹ کلینکس پر لیبارٹریوں پر کوئی already system ایسا موجود نہیں ہے جس کے تحت ان کو اس طرح کی سزا دی جا سکے کہ جس پر ان کا صحیح معنوں میں احتساب ہو سکے یا لیبارٹریوں کو بند کیا جا سکے یا پرائیویٹ کلینک کو بند کیا جا سکے۔ اسی سارے معاملے کو regulate کرنے کے لئے ہیلتھ کیئر بل لایا گیا ہے اور اس پر پورا ایک سال محنت ہوئی ہے، اس کی ایک ایک شق پر ڈاکٹر صاحبان نے اعتراض کیا، جلوس نکالے اور یہاں پورا سال اس مسئلے پر disturbance رہی لیکن بالآخر یہ پنجاب گورنمنٹ کی اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی اور ایک commitment تھی کہ ہم نے اس قسم کا قانون ہر قیمت پر لانا ہے تو بالآخر پچھلے اجلاس میں یہ ہیلتھ کیئر بل پاس ہوا ہے۔ اب اس کے تحت جو ادارے ہیں جو کہ ان چیزوں کو regulate کریں گے، monitor کریں گے، وہ بنائے جا رہے ہیں جونہی وہ in place ہوتے ہیں اور وہ انشاء اللہ تعالیٰ اس سال کے آخر تک، دسمبر تک in place ہو جائیں گے تو پھر آپ کے پاس ایک سسٹم ہو گا کہ اگر کسی پرائیویٹ لیبارٹری، پرائیویٹ کلینک اور پرائیویٹ ہسپتال کے خلاف کوئی شکایت آتی ہے تو۔۔۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: تو اس کو فوری طور پر بند کر دیا جائے گا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): پہلے درجہ پر تو اس کو بند نہیں کیا جا سکے گا۔ بہر حال ایسی penalties ہیں کہ اگر کوئی ایک دفعہ اپنے آپ کو درست نہیں کرتا تو next time اس کو close کیا جا سکتا ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اس پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا، میں آپ کو بعد میں floor دے دوں گا۔ پلیز! تشریف رکھیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: فوری طور پر وہ لیبارٹری seal کر دی جائے۔ وزیر قانون بتائیں کہ ان کے لئے ایسا کیا قانون بنائیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ قانون بنادیا گیا ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! پھر وہ لاگو کیوں نہیں کیا گیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ان کو ملیں، وہ آپ کو سارا سمجھاتے ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! میری دفعہ یہ نرمی کی گولیاں کھالیتے ہیں۔ اس کو آپ پڑھ کر تو دیکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، اب اس میں پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ پلیز تشریف رکھیں۔ تحریک التوائے کار پر کچھ نہیں ہو سکتا۔ تشریف رکھیں۔ یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے اور اب اس کے بعد اگلی تحریک التوائے کار نمبر 514/2010 چودھری ظہیر الدین خان، سردار محمد یوسف خان لغاری اور یہ سب لوگوں نے move کی ہوئی ہے، یہ تحریک التوائے کار بھی pending کی گئی تھی، اس کا جواب آچکا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا! یہ pending نہیں تھی، یہ تو ابھی پڑھنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ پہلے پڑھی جاچکی ہے، اس کو pending کیا گیا تھا اور اس کا جواب ابھی آنا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 514 کا معاملہ وفاقی حکومت سے متعلق بنتا تھا انہوں نے اپنے جواب میں یہ کہا ہے کہ The Afghanistan Pakistan Transit Trade Agreement پر ابھی تک دستخط نہیں ہوئے۔ افغان وزیر تجارت ڈاکٹر انوار الحق احدی نے افغان وفد کے ہمراہ مذاکرات کے ساتویں دور کے لئے 16تا18۔ جولائی 2010 کو اسلام آباد کا دورہ کیا تاکہ APTA جس پر دونوں ممالک مئی 2009 سے غور کر رہے ہیں کو حتمی شکل دی جاسکے۔ APTA کے بارے میں حقائق کچھ اس طرح سے ہیں کہ 1965 کے معاہدے کے مطابق افغانستان کو بھارتی سامان کی ترسیل پاکستان کے علاقے سمندری راستے سے ہو رہی ہے۔ نئے معاہدے کے مطابق یہ برقرار رہے گی اس بارے میں میڈیا میں بہت سی افواہیں ہیں کہ افغانستان کو بھارت سے سامان کی درآمد واہگہ بارڈر سے کرنے کی اجازت دے دی گئی ہے جو کہ غلط ہے۔ 1965 کے معاہدے کے مطابق افغانستان کی اشیاء بھارت کو واہگہ کے راستے برآمد کی جاتی ہیں، اب افغانی ٹرکوں کو واہگہ تک آنے اور سامان کو وہیں اتارنے کی اجازت دی گئی ہے۔ وہاں سے بھارت کو سامان کی ترسیل باقاعدہ نگرانی کے

تحت کی جائے گی۔یہ رعایت باہمی طور پر دی گئی ہے۔اب پاکستانی ٹرک بھی برآمدگی سامان افغانستان کے راستے وسطی ایشیائی ریاستوں تک لے جا سکیں گے۔نئے معاہدے کے بارے میں مذاکرات کے دوران غیر روایتی تجارت یعنی سمگلنگ جو کہ ہماری معیشت پر اثر انداز ہو کر ہماری مقامی صنعت اور آمدن کے ذرائع کو نقصان پہنچا رہی ہے اس مسئلہ پر پاکستان کی تشویش کا اظہار کیا گیا ہے۔ہم نے گفت وشنید کے اوائل میں ہی افغان دوستوں کو آگاہ کر دیا تھا کہ معاہدہ اسی صورت میں قابل قبول ہو گا جب ہم ٹرانزٹ ٹریڈ کا دونوں ممالک میں موجود مفاد پرست عناصر کے ہاتھوں غیر قانونی استعمال روکنے کے لئے مؤثر اقدامات کریں گے۔وزارت تجارت پر اعتماد ہے کہ ہماری بین الاقوامی ذمہ داریوں اور سمندری راستے کے بغیر زمینی سرحدوں میں گھرے ہوئے ملک افغانستان کے بین الاقوامی حقوق کے تناظر میں نیا معاہدہ اس خطے میں امن اور آشتی کو فروغ دینے کا باعث بنے گا۔

جناب سپیکر!یہ جواب وزارت تجارت کی طرف سے موصول ہوا ہے چونکہ افغانستان land lock country ہے اس لئے اسے اقوام متحدہ کے regulations اور انٹرنیشنل لاء کے تحت بھی حق حاصل ہے کہ وہ پاکستان کے ذریعے سے تجارت کر سکتا ہے اور ہم اسے انٹرنیشنل رولز اور لاء کی رو سے روک نہیں سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب کے جواب کے ساتھ ہی یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 10/515 جناب محمد محسن خان لغاری صاحب کی ہے وہ بھی اسی سے identical ہے لہذا وہ Rules of Procedure کے سیکشن 83(d) کے تحت dispose of کی جاتی ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 516/2010 میاں محمد رفیق صاحب کی ہے اور یہ pending ہوئی تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!ابھی اس کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا اسے اگلے ہفتے تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ اگلے ہفتے کے لئے pending کریں یا اگلے اجلاس کے لئے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اگلے ہفتے کے لئے pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! تحریک التوائے کار نمبر 516/2010 اگلے ہفتے کے لئے pending کی جاتی ہے۔رانا صاحب!میں نے تحاریک التوائے کار شروع ہونے سے پہلے شیخ علاؤالدین صاحب کی

تحریک التوائے کار جو کل سے آج پر pending کی تھی اسے کل تک کے لئے pending کر دیا ہے تاکہ اس پر بات ہو سکے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2010/587 بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔شیخ صاحب موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار of dispose کی جاتی ہے۔اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 2010/588 چودھری علی اصغر منڈا صاحب کی ہے۔

تعلیمی بورڈوں کا انرولمنٹ کی مد میں -/700 روپے وصول کرنے سے طلباء وطالبات کو پریشانی کا سامنا

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے تعلیم کو عام اور سہل کرنے کے لئے میٹرک کے امتحان کے لئے رجسٹریشن فیس ختم کر دی تھی لیکن پنجاب بورڈز کمیٹی آف چیئرمین کے فیصلے اور حکومت پنجاب کی ہدایت کا حوالہ دیتے ہوئے لاہور بورڈ نے نوٹیفکیشن نمبر 34 ڈی ایس ایف مورخہ 2۔اگست 2010 کے تحت سیکنڈری سکول سالانہ امتحان 2010 وما بعد مبلغ -/450 روپے فی کس سرٹیفکیٹ فیس عائد کی ہے جس کا قبل ازیں کوئی وجود نہیں تھا۔علاوہ ازیں وزیر اعلیٰ کی معاف کردہ رجسٹریشن فیس کو انرولمنٹ فیس کے نام سے مبلغ -/700 روپے فی کس کی شرح سے وصول کیا جا رہا ہے۔داخلہ فارم کی قیمت مبلغ -/50 روپے سے بڑھا کر -/100 روپے کر دی گئی ہے۔اسی طرح امتحانی فیس برائے سائنس مضامین -/350 روپے سے بڑھا کر -/600 روپے اور برائے آرٹس -/550 روپے کر دی گئی ہے۔اس طرح ہر شعبے میں نہ صرف 100 فیصد یا اس سے زیادہ اضافہ کر دیا گیا ہے بلکہ سرٹیفکیٹ فیس کے نام سے ایک اضافی بوجھ غریب طلباء وطالبات کے والدین پر ڈال دیا گیا ہے جس سے تعلیمی انحطاط میں اضافہ ہو گا بلکہ غریب والدین کے لئے پریشانیاں پیدا ہوں گی۔یہ معاملہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے بلکہ معاشرے کی اکثریت سے متعلقہ ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار اگلے ہفتے تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 589/2010 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی ہے۔موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار of dispose کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 590/2010 بھی محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی ہے لیکن وہ موجود نہیں ہیں لہذا یہ بھی of dispose کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 592/2010 بھی محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی ہے یہ بھی of dispose کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 593/2010 بھی محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی طرف سے ہے یہ بھی of dispose کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 603/2010 محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی ہے، موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار بھی of dispose کی جاتی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 604/2010 بھی محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی ہے یہ بھی of dispose کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 607/2010 سید حسن مرتضیٰ صاحب کی ہے، موجود نہیں ہیں لہذا یہ بھی of dispose کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 609/2010 چودھری ظہیر الدین، سردار محمد یوسف خان لغاری صاحب اور باقی سب کے نام ہیں ڈاکٹر صاحبہ آپ کا نام بھی ہے لہذا آپ یہ پیش کر دیں۔

تعلیمی بورڈوں کی جانب سے مبلغ -/450 روپے برائے اجراء اسناد مقرر کرنے سے طلباء وطالبات کو پریشانی کا سامنا

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 12۔اگست 2010 کی خبر کے مطابق بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن لاہور کے حکام نے امتحانات میں کامیابی حاصل کرنے والے امیدواران کی اسناد کے اجراء کے ضمن میں -/450 روپے کی جو فیس اچانک مقرر کی ہے اس پر والدین نے شدید تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ افسروں کے اگر دفتری اخراجات پورے نہیں ہوتے تو پنجاب حکومت سے فنڈز لیں۔ پنجاب حکومت بھی اس کا کوئی نوٹس لے جبکہ بورڈ ملازمین نے بھی اس کی مخالفت کی ہے۔ان کا کہنا ہے کہ یہ کروڑوں روپے کی رقم بورڈ حکام کے اعلیٰ افسروں کے شاہانہ اخراجات پورے کرے گی۔غریب ملازمین کو اس میں سے کچھ نہیں ملے گا۔اس خبر سے طلباء میں خصوصاً اور عوام میں عموماً تشویش پائی

جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! اس کا جواب آیا ہوا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار منڈا صاحب کی تحریک کے ساتھ identical ہے لہذا اسے بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک التوائے کار بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 610/2010 رانا منور حسین صاحب کی ہے۔رانا صاحب موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 611/2010 بھی رانا منور حسین صاحب کی ہے یہ بھی dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 612/2010 چودھری ظہیر الدین خان صاحب، سردار محمد یوسف خان لغاری اور باقی نام بھی ہیں۔ سیمل کامران صاحبہ کا نام موجود ہے وہ تحریک پیش کریں۔

پولیس ویلفیئر فنڈ سے آئی جی آفس پر خطیر رقم خرچ کرنا

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 13۔اگست 2010 کی خبر کے مطابق چھوٹے درجے کے پولیس ملازمین کی فلاح و بہبود کے لئے قائم پولیس ویلفیئر فنڈز سے آئی جی پنجاب طارق سلیم ڈوگر کے حفاظتی انتظامات پر رقم خرچ کی جارہی ہے۔ تفصیل کے مطابق آئی جی آفس کی تزئین و آرائش پر اب تک 15 ملین روپے خرچ کئے جاچکے ہیں۔ایک ایڈیشنل آئی جی نے کہا کہ اس وقت پنجاب پولیس بار بار یہ کہہ رہی ہے کہ بڑھتے ہوئے جرائم کے خاتمے کے لئے جدید ترین آلات کی ضرورت ہے۔یہ بات ناقابل قبول ہے کہ اتنی رقم تزئین و آرائش پر خرچ کر دی جائے۔اس خبر سے عوام میں تشویش پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کو next week تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ یہ تحریک التوائے کار نمبر612/10، اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر613/10 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی طرف سے ہے وہ موجود نہیں ہیں اس لئے اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اگلی تحریک التوائے کار نمبر614/10 بھی چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی طرف سے ہے اسے بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر620/10 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحب کی ہے وہ موجود نہیں ہیں اس لئے dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر627/10 چودھری ظہیر الدین خان، سردار محمد یوسف خان لغاری اور دوسرے بہت سے ممبران کی طرف سے ہے اسے کون پیش کرے گا؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں پیش کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پیش کریں۔

یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز لاہور کا ماسٹر ڈگری کے پروگرام ختم کرنے سے ڈاکٹروں کو پریشانی کا سامنا

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 21۔اگست 2010 کی خبر کے مطابق یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز نے ایک صدی سے جاری ماسٹر آف سرجری، ڈاکٹر آف میڈیسن اور ماسٹر آف فلاسفی پروگرام ختم کرنے کا اعلان کیا ہے جس سے مستقبل میں قوم میڈیکل، سرجری اور دیگر شعبوں میں مہارت رکھنے والے ڈاکٹروں سے محروم ہو جائے گی۔ ڈاکٹر برادری نے اس کے خلاف بھرپور تحریک شروع کرنے کی دھمکی دے دی ہے اور وزیر اعلیٰ پنجاب سے مطالبہ کیا ہے کہ ہیلتھ یونیورسٹی کے اس اقدام کا فوری نوٹس لیں۔ لاہور جنرل ہسپتال میں منعقدہ اجلاس میں زیر تعلیم ایم ایس، ایم فل اور ایم ڈی طلبہ اور ینگ ڈاکٹرز کی بڑی تعداد نے شرکت کی اور متفقہ طور پر ڈاکٹر عمران باجوہ اور ڈاکٹر رائے کھرل پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی جو وزیر اعلیٰ پنجاب سے ملاقات کر کے ہیلتھ یونیورسٹی کے اس ملک دشمن فیصلہ سے آگاہ کرے گی کیونکہ یونیورسٹی کا فیصلہ کسی طرح سے بھی ملکی مفاد میں نہیں ہے۔ اجلاس میں یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کے اس فیصلہ کو ملک اور قوم دشمنی پر مبنی قرار دیتے ہوئے تشویش کا اظہار کیا گیا کہ مذکورہ

پروگرام ایک صدی سے جاری ہیں اور ان شعبوں میں سپیشلائزیشن کرنے کے بعد ڈاکٹر ملک کے اندر اور بیرون ملک خدمات انجام دے رہے ہیں۔اس وقت جبکہ وطن عزیز میں تجربہ کار اور سپیشلائزیشن کرنے والے ڈاکٹروں کی پہلے ہی کمی ہے، یونیورسٹی کا فیصلہ کسی طرح بھی ملکی مفاد میں نہیں ہے۔اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ اگر مذکورہ یونیورسٹی نے فیصلہ واپس نہ لیا تو ڈاکٹر برادری اس کے خلاف بھرپور تحریک چلائے گی۔اس خبر سے عوام اور ڈاکٹر صاحبان میں تشویش پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ درست نہ ہے کیونکہ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز نے ماسٹر آف سرجری، ڈاکٹر آف میڈیسن اور ماسٹر آف فلاسفی پروگرام ختم نہیں کئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب کی طرف سے on the floor of the House یقین دہانی آ گئی ہے کہ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز نے ماسٹر آف سرجری، ڈاکٹر آف میڈیسن اور ماسٹر آف فلاسفی پروگرام ختم نہیں کئے اس لئے یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 628/10 بھی چودھری ظہیر الدین خان صاحب، سردار محمد یوسف خان لغاری اور دوسرے معزز ممبران کی طرف سے ہے۔اسے کون پیش کرے گا؟

باغبانپورہ لاہور کے ایس ایچ او کا جرائم پیشہ افراد کی سرپرستی کرنے پر شہریوں کا احتجاج

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 20۔اگست 2010 کی خبر کے مطابق باغبانپورہ لاہور کے علاقے میں جرائم پیشہ افراد نے شہریوں کا جینا محال کر دیا ہے اور ایس ایچ او باغبانپورہ جرائم پیشہ افراد کی سرکوبی کرنے کی بجائے مبینہ طور پر سرپرستی کر رہا ہے۔اہلیان باغبانپورہ کے مطابق دہشت گردی، لڑائی جھگڑوں، ناجائز اسلحہ اور اغواء کے مقدمات میں ملوث محمد عاصم، قسمت خان، ماجد علی، میاں فاروق، شفاعت علی، ناصر عباس، تنویر سعید، محمد امجد، محمد عظیم، محمد وسیم وکی، واجد خان، محمد اعجاز، اقبال حیدر اور برطرف شدہ پولیس کانسٹیبل فیضان بلانے علاقے میں گینگ تشکیل دے رکھا ہے۔ان ملزمان کے خلاف تھانہ قلعہ گجر سنگھ، تھانہ ہربنس پورہ، تھانہ باغبانپورہ، تھانہ گجرپورہ میں اداکارہ صائمہ خان پر قاتلانہ

حملے اور ناجائز اسلحہ کے بارہ مقدمات درج ہیں جبکہ وسیم وکی کے خلاف تھانہ باغبانپورہ میں ڈکیتی، فیضان بلاکے ون ویلنگ اور قاتلانہ حملوں اور حفیظ کے خلاف تھانہ مناواں میں لڑکی کے اغواء کے مقدمات بھی درج ہیں۔اہل علاقہ کا کہنا ہے کہ مذکورہ اشتہاری ملزمان ہر وقت ایس ایچ او باغبانپورہ ملک مبشر کے ساتھ پائے جاتے ہیں۔پولیس اور جرائم پیشہ افراد کے گٹھ جوڑ کی وجہ سے شہریوں کی زندگی اجیرن ہو چکی ہے۔اہلیان باغبانپورہ نے آئی جی پنجاب سے اپیل کی ہے کہ ایس ایچ او باغبانپورہ ملک مبشر اور اشتہاری ملزموں کی سرکوبی کی جائے۔اس خبر سے اہل باغبانپورہ لاہور میں خصوصاًاور عوام میں بالعموم تشویش پائی جاتی ہے لہذااستدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان):جناب سپیکر!اس تحریک کا تعلق Law and Order سے ہے۔Law and Order پر بحث کے لئے دن fix تھا لیکن سیلاب پر بحث ذرا طویل ہو گئی ہے، یہ دن اب refix ہونا ہے اس لئے ایسی تمام تحاریک کہ جن کا تعلق Law and Order کے ساتھ ہے ان کو اگر dispose of کر دیا جائے تو مناسب ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، چونکہ Law and Order کے حوالے سے بحث ہونی ہے اس لئے اس تحریک کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 630/10 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے وہ موجود نہیں ہیں لہذااس کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر631/10 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے اسے بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر632/10 بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے اسے بھی dispose of کیا جاتا ہے۔تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

جناب ڈپٹی سپیکر:اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔آج کے ایجنڈے پر درج ذیل کارروائی ہے:

(1) مسودہ قانون جو پیش کیا جائے گا۔

(2)مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں۔

توسب سے پہلے محترمہ سیمل کامران

May move the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2010 (Bill No. 22 of 2010)

مسودہ قانون(ترمیم)استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ2010

MRS SEEMAL KAMRAN: Sir, I move;

> "That leave be granted to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2010."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That leave be granted to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2010."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب نے اس کوoppose کیا ہے۔جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!قوانین لوگوں کوfacilitate کرنے کے لئے بنائے جاتے ہیں۔یہ amendment پنجاب اسمبلی کے معزز ممبران کو جو نمبر پلیٹ مہیا کی جاتی ہیں اس کے حوالے سے ہے۔Privileges Act,1972 میں یہ تحریر کیا گیا ہے کہ معزز ممبران نمبر پلیٹ کو within three daysاسمبلی سیکرٹریٹ میں واپس جمع کروائیں گے۔میں یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ صوبہ پنجاب صرف لاہور کی حد تک محدود نہیں ہے۔پنجاب اٹک سے لے کر رحیم یار خان اور راجن پور تک پھیلا ہوا ہے۔بعض اوقات کچھ لوگ اپنی نجی مصروفیات کی وجہ سے یاout of country ہونے کی وجہ سے three days میں وہ نمبر پلیٹ واپس نہیں کر سکتے۔روایت یہی رہی ہے کہ کوئی تین دن میں واپس کر دیتا ہے، کوئی چار دن میں واپس کر دیتا ہے لیکن بات یہ ہے کہ جب قوانین بنائے جاتے ہیں تو وہ logical and implementable ہونے چاہئیں۔خصوصی طور پر ایکlegislator کو اس طرح سے force نہیں کرنا چاہئے کہ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی قوانین کوviolate کرے اس لئے میری گزارش

یہ ہے کہ ان three days کو seven days میں تبدیل کر دیا جائے،اس کو amend کر دیا جائے۔اس طرح معزز ممبران کو ایک reasonable time مل جائے گا اور وہ اپنی اس ذمہ داری کو بروقت ادا کر سکیں گے۔بجائے اس کے کہ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی rules کو violate کریں اور ایک گناہ ان کے ہاتھوں سرزد ہو جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر!اس میں محترمہ نے جو بات کی ہے کہ اگر کوئی بیرون ملک گیا ہو یا otherwise کوئی circumstances ہوں تو پھر کیا صورتحال ہو گی؟اس حوالے سے یہ عرض ہے کہ اگر کوئی بیرون ملک گیا ہے یا پھر کوئی otherwise circumstances ہوں تو وہ reasonable cause دے سکتا ہے،اسمبلی سیکرٹریٹ میں یہ نمبر پلیٹ جمع کروانی ہوتی ہے اور یہاں پر as such کوئی penalty بھی نہیں ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ تین دن کا وقت کافی reasonable ہے اس میں تین کو سات کرنے سے purpose serve نہیں ہوتا۔

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That Leave be granted to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges Amendment Bill 2010."

(The motion was lost.)

قرار دادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں لیں گے۔اس میں سب سے پہلے زیر التواء قرار دادیں ہیں ان میں پہلی قرار داد ڈاکٹر محمد اشرف چوہان کی ہے لیکن ان کی request آئی ہوئی ہے کہ میری قرار داد 19۔اکتوبر تک pending کی جائے تو یہ قرار داد 19۔اکتوبر تک pending کی جاتی ہے۔اس کے بعد اگلی زیر التواء قرار داد محترمہ سیمل کامران کی ہے۔وہ اپنی قرار داد پیش کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!میری یہ resolution pending ہوئی تھی اور اس وقت بھی اس کا جو portion oppose کیا گیا تھا وہ یہ تھا کہ by passes کو Limited Access Roads declare کیا جائے تو کچھ honourable Members نے اس portion کو oppose کیا تھا تو اس

کے بعد یہی decide ہوا تھا کہ اس کو چھوڑ کر باقی resolution pending ہو جائے گی لیکن یہاں پر وہی resolution repeat ہو گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ!آپ نے اسمبلی سیکرٹریٹ کو نوٹس دینا تھا تو پھر اس قرارداد میں amendment ہونی تھی،آپ نے نوٹس ہی نہیں دیا اس کو اب 19۔اکتوبر کے Private Members Day کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ آپ اس کا نوٹس دے کر اس میں باقاعدہ amendment کروائیں۔اس کے بعد آج کے ایجنڈے کی قراردادیں لیتے ہیں۔پہلی قرارداد جناب محمد نوید انجم کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

پی پی۔147 لاہور میں قائم ڈسپنسریوں کو اپ گریڈ کرنے کا مطالبہ

جناب محمد نوید انجم: میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ پی پی۔147 لاہور کے علاقوں فتح گڑھ اور سلامت پورہ میں واقع ڈسپنسریوں جو قیام پاکستان سے قبل قائم ہیں کو upgrade کر کے 15/20 beds کے ہسپتال بنائے جائیں کیونکہ اس علاقہ میں کوئی سرکاری ہسپتال نہ ہے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ پی پی۔147 لاہور کے علاقوں فتح گڑھ اور سلامت پورہ میں واقع ڈسپنسریوں جو قیام پاکستان سے قبل قائم ہیں کو upgrade کر کے 15/20 beds کے ہسپتال بنائے جائیں کیونکہ اس علاقہ میں کوئی سرکاری ہسپتال نہ ہے۔"

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! I oppose it

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!فرمائیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!میں نے اس قرارداد کو اس لئے oppose کیا ہے کہ اس میں صرف ایک پی پی۔147، specific کا ذکر ہے، صرف پی پی۔147 میں ہی سرکاری ہسپتال کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اس میں honourable Member سے یہ request کرنا چاہتی ہوں کہ اس

resolution میں صرف اتنا change کر لیں کہ صوبہ پنجاب میں تمام وہ علاقے جہاں پر سرکاری ہسپتال موجود نہیں ہیں وہاں پر یہ facility provide کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، انہوں نے تو اپنے specific حلقے کے حوالے سے بات کی ہے تو آپ اپنے حوالے سے پورے پنجاب کے لئے کوئی قرارداد لے آئیں اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ پی پی۔147 لاہور کے علاقوں فتح گڑھ اور سلامت پورہ میں واقع ڈسپنسریوں جو قیام پاکستان سے قبل قائم ہیں کو upgrade کر کے 15/20 beds کے ہسپتال بنائے جائیں کیونکہ اس علاقہ میں کوئی سرکاری ہسپتال نہ ہے۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب دوسری قرارداد میاں شفیع محمد صاحب کی ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں، disposed of۔ اس کے بعد تیسری قرارداد چودھری مونس الہیٰ صاحب کی ہے۔ اس کو خدیجہ عمر پیش کریں گی۔

مخیر حضرات کی مدد سے قرآن یونیورسٹی قائم کرنے کا مطالبہ

محترمہ خدیجہ عمر: میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"یہ ایوان حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ سرکاری سرپرستی میں مخیر حضرات کی مدد سے قرآن یونیورسٹی کے نام سے ایک یونیورسٹی قائم کی جائے جس میں سائنٹیفک طریق پر قرآن حکیم کی تحقیق اور قرآن حکیم کی تفسیر اور تجدید سے متعلق تعلیم و تحقیق کا اہتمام ہو۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ سرکاری سرپرستی میں مخیر حضرات کی مدد سے قرآن یونیورسٹی کے نام سے ایک یونیورسٹی قائم کی جائے جس میں سائنٹیفک طریق پر قرآن حکیم کی تحقیق اور قرآن حکیم کی تفسیر اور تجدید سے متعلق تعلیم و تحقیق کا اہتمام ہو۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!اس میں جو جواب آیا ہے وہ چونکہ relevant ہے میں اسے پڑھ دیتا ہوں اور میں اس کو oppose نہیں کرتا۔ حکومت پنجاب پہلے ہی قرآن کے تمام موضوعات اور عصر حاضر کے مختلف مسائل کے حل کے لئے جدید خطوط پر تحقیق کے لئے قرآن کمپلیکس اور سیرت اکیڈمی کے نام سے ایک ادارے کے قیام کے لئے کام کر رہی ہے۔663.879 ملین روپے کی لاگت سے ایک عمارت زیر تعمیر ہے جس کی تکمیل 30۔جون 2011 تک ہو جائے گی۔ ادارے کے Project Director کے انتخاب کے لئے محکمہ اوقاف اپنی سفارشات جلد حکومت کو پیش کر دے گا۔چونکہ اس کے اوپر already کام ہو رہا ہے تو میں اس کو oppose نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر:یہ قرارداد oppose نہیں کی گئی اس لئے یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ سرکاری سرپرستی میں مخیر حضرات کی مدد سے قرآن یونیورسٹی کے نام سے ایک یونیورسٹی قائم کی جائے جس میں سائنٹیفک طریق پر قرآن حکیم کی تحقیق اور قرآن حکیم کی تفسیر اور تجدید سے متعلق تعلیم و تحقیق کا اہتمام ہو۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر:اب اس کے بعد چوتھی قرارداد سیدہ ماجدہ زیدی کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

سرکاری سکولوں میں طلباء کے لئے شلوار قمیض بطور یونیفارم رائج کرنے کا مطالبہ

سیدہ ماجدہ زیدی:میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت تمام سرکاری سکولوں میں طلباء کی یونیفارم پینٹ شرٹ کی بجائے شلوار قمیض رائج کرنے کے احکامات جلد از جلد صادر کرے۔"

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose.

MR IJAZ AHMAD KHAN: I oppose it, sir!

جناب ڈپٹی سپیکر:جی، محترمہ!

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! یہ قرارداد پیش کرنے کا میرا مقصد یہ ہے کہ کچھ سکولوں میں یونیفارم پینٹ شرٹ ہے اور سرکاری سکولوں میں بچے شلوار قمیض پہن کر جاتے ہیں تو اس سے بچوں میں احساس کمتری پیدا ہوتا ہے کہ کچھ سکولوں میں پینٹ شرٹ ہے۔ ہمارے سرکاری سکولوں میں درمیانے طبقے کے لوگ اپنے بچوں کو تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیجتے ہیں۔ شلوار قمیض ہمارا قومی لباس بھی ہے اور ایک سادہ لباس بھی ہے۔ یہ ایک غریب آدمی کی پہنچ میں ہوتا ہے۔ اس قرارداد سے میرا یہی مقصد ہے کہ تمام لوگوں کے لئے ایک ہی چیز ہونی چاہئے۔ سرکاری سکولوں میں دہرا معیار نہیں ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، اعجاز احمد خان!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! یہ ایک ایسا issue ہے جو ہماری practices کے ساتھ confront کرتا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ سرکاری سکولوں کے اندر ایک یونیفارم کے حوالے سے میری information کے مطابق کوئی SOP موجود نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ لباس کی distinction تعلیم کے معیار کی اہمیت نہیں رکھتی کہ شلوار قمیض کو ہم یہاں پر distinction کر دیں کہ کوئی بھی ادارہ پینٹ شرٹ کو allow نہیں کر سکتا، یہ صریحاً غلط بات ہو گی اور پرائیویٹ اداروں میں تو عمومی طور پر 100 فیصدی بچے trouser and shirt پہنتے ہیں اور یہ ادارے تعلیم provide کرنے کے حوالے سے گورنمنٹ کو contribute کر رہے ہیں تو اس قسم کی قرارداد کے ساتھ پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے اندر ایسا message جائے گا کہ اس اسمبلی نے ایک ایسی رائے پاس کر لی ہے جو لباس کے حوالے سے ایک distinction create کرتی ہے تو کل کو ایک دوسری قرارداد آ جائے گی کہ اس ایوان کے اندر کوئی معزز ممبر suit یا trouser shirt پہن کر نہیں آ سکتا۔ میں ذاتی طور پر یہ سمجھتا ہوں کہ اس قرارداد میں کوئی substance موجود نہیں ہے اس لئے اس قرارداد کو reject ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت تمام سرکاری سکولوں میں طلباء کی یونیفارم پینٹ شرٹ کی بجائے شلوار قمیض رائج کرنے کے احکامات جلد از جلد صادر کرے۔"

(قرارداد نامنظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: پانچویں قرارداد سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔

بورے والا شہر میں ڈائلسز سنٹر کے قیام کا مطالبہ

سردار خالد سلیم بھٹی: میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر بورے والا شہر میں گردوں کے مفت علاج کے لئے ڈائلسز سنٹر قائم کیا جائے تاکہ بورے والا کے ایسے مریضوں کو علاج کی سہولت میسر آ سکے جو ڈائلسز کی سہولت نہ ہونے کے باعث مارے مارے پھرتے ہیں اور ان میں سے اکثر علاج کروانے کی سکت نہ رکھنے کے باعث انتقال کر جاتے ہیں۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر بورے والا شہر میں گردوں کے مفت علاج کے لئے ڈائلسز سنٹر قائم کیا جائے تاکہ بورے والا کے ایسے مریضوں کو علاج کی سہولت میسر آ سکے جو ڈائلسز کی سہولت نہ ہونے کے باعث مارے مارے پھرتے ہیں اور ان میں سے اکثر علاج کروانے کی سکت نہ رکھنے کے باعث انتقال کر جاتے ہیں۔"

MRS. SEEMAL KAMRAN: I oppose it.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بورے والا شہر کا مسئلہ ہے اس لئے میں اسے oppose نہیں کرتا بلکہ میں Chair کی information کے لئے یہ عرض کر دوں کہ بورے والا تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کو مزید upgrade کرنے کے لئے ایک سکیم بنائی گئی ہے جس کی لاگت کا تخمینہ 54.420 ملین روپے ہے۔ اس سکیم میں چار عدد ڈائلسز مشینیں شامل کی گئی ہیں۔ مزید برآں ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال وہاڑی جو کہ تقریباً 30 کلو میٹر کے فاصلے پر ہے وہاں پر گردوں کے ڈائلسز کی سہولت پہلے سے موجود ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ بورے والا تحصیل ہیڈ کوارٹر ہے کیوں نہ اسی قرارداد میں تمام تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں ڈائلسز کی سہولت

دینے کا جملہ شامل کر لیا جائے کہ جس طرح پہلے ہماری حکومت نے تمام ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتالوں میں ڈائلسز کا علاج شروع کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پہلے بورے والا میں ہونے دیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بورے والا کو distinction تو نہیں ہے۔ تمام تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال پورے پنجاب کے برابر ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: فاضل ممبر نے اپنے حلقہ انتخاب کے حوالے سے قرارداد پیش کی ہے۔ آپ اپنی قرارداد لے کر آ جائیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ ایسی سہولت ہے جو پنجاب حکومت نے دینی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منڈا صاحب! آپ پورے پنجاب کے حوالے سے قرارداد لے آئیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ صوبہ پنجاب کے تمام تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتالوں میں ڈائلسز کی سہولت دی جائے۔ جیسا کہ میں کہوں گا کہ فیروزوالا اور شرقپور میں بھی یہ سہولت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ وہاں کے لئے قرارداد لے آئیں۔ جی، سردار خالد سلیم بھٹی صاحب!

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میری اس میں گزارش ہے کہ بورے والا تحصیل تقریباً 15 لاکھ آبادی پر مشتمل ہے۔ ہمارے ہسپتال کی موجودہ پوزیشن یہ ہے کہ اس میں تقریباً دو سو مریض روزانہ ایمرجنسی میں چیک کئے جاتے ہیں اور ایک ماہ میں out door پرچی تقریباً 14 ہزار کے قریب ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! رانا صاحب نے بالکل ٹھیک کہا ہے کہ مجھے جنوبی پنجاب کی طرف سے اتنا فنڈ ملا ہے مگر ابھی وہ نقشے چل رہے ہیں اور بہت دیر ہے۔ اس کو مکمل ہوتے ہوئے کم از کم دو سے تین سال لگ جائیں گے۔ اس وقت اس منصوبے کی اشد ضرورت ہے۔ آپ عارف والا کو دیکھیں، وہ بھی تحصیل ہے اور وہاں پر بھی ڈائلسز سنٹر چل رہے ہیں۔ وہاڑی میں بھی ڈائلسز سنٹر چل رہے ہیں۔

جناب سپیکر! ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کا بھی یہ پروگرام تھا بلکہ اب بھی پروگرام ہے کہ جو آدمی اس بیماری میں مبتلا ہوتا ہے وہ بہت مجبور ہوتا ہے اس لئے رانا صاحب بھی مہربانی کریں اور وہ بھی ہمارے ساتھ agree کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے تو اسے oppose ہی نہیں کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو oppose نہیں کیا گیا اور جہاں پر oppose نہ کیا جائے تو اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! یہ تھوڑا سا لیٹ کر رہے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے oppose کیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ ساری قراردادوں کو دیکھ لیں اس میں جو ایک strong message صوبہ پنجاب کو دیا جا رہا ہے وہ discrimination کا ہے۔ ایک قرارداد میں یہ کہا جا رہا ہے کہ صرف ڈاکٹر اور اساتذہ کو protect کیا جائے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ صرف اس قرارداد کے حوالے سے بات کریں۔ سردار خالد سلیم بھٹی فاضل ممبر ہیں، آپ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ اگر انہوں نے بات کرنی ہے تو اپنے حلقہ سے متعلق بات کرنی ہے اور انہوں نے خصوصاً اپنے حلقہ انتخاب کے حوالے سے قرارداد دی ہے۔ اس کو اس تناظر کے اندر دیکھیں۔ اگر آپ سمجھتی ہیں کہ کوئی دوسری بات ہونی چاہئے تو آپ اپنی قرارداد لے آئیں اور اس پر بات کر لیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اس قرارداد کو ایک فاضل ممبر ہی صرف approve نہیں کرتا بلکہ پورے ہاؤس کی ایک sense ہوتی ہے اور اس کے مطابق قرارداد پاس ہوتی ہے یا مسترد ہوتی ہے۔ میں منڈا صاحب سے agree کرتی ہوں کیونکہ ہم یہاں پر صوبہ پنجاب کے عوام کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ میرا سرگودھا سے تعلق ہے، میں یہ کہوں گی کہ کیا سرگودھا میں لوگ ڈائلسز کے لئے مارے مارے نہیں پھر رہے اور انہیں ضرورت نہیں ہے لیکن منڈا صاحب نے صحیح بات کی ہے کہ ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر level پر یہ سہولت لوگوں کو فراہم کی جانی چاہئے۔ ہم صوبہ پنجاب کے عوام کو یہ تاثر کیوں دے رہے ہیں؟ آپ کا تعلق بورے والا سے ہے، میں آپ کا احترام کرتی ہوں۔ آپ کہیں کہ

بورے والا کے لوگوں کو ضرورت ہے تو میں کہتی ہوں کہ صوبہ پنجاب کے لوگوں کو ہیلتھ کی ضرورت ہے۔ ڈائلسز کی مفت سہولت تمام مستحق لوگوں تک پہنچنی چاہئے۔ ہم یہ پیغام کیوں دے رہے ہیں کہ ہمیں صرف بورے والا کے لوگوں کی فکر ہے، ہمیں صرف پی پی۔147 کی فکر ہے باقی پورے پنجاب کے ساتھ جو چاہے ہوتا رہے وہ خدا کے سہارے رہے۔ یہ ایک غلط پیغام ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر بورے والا شہر میں گردوں کے مفت علاج کے لئے ڈائلسز سنٹر قائم کیا جائے تاکہ بورے والا کے ایسے مریضوں کو علاج کی سہولت میسر آ سکے جو ڈائلسز کی سہولت نہ ہونے کے باعث مارے مارے پھرتے ہیں اور ان میں سے اکثر علاج کروانے کی سکت نہ رکھنے کے باعث انتقال کر جاتے ہیں۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب منڈا صاحب، پھر میاں رفیق صاحب، پھر اعجاز خان صاحب اور پھر محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ کو میں بات کرنے کے لئے وقت دوں گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آج کے اجلاس کا ایجنڈا ختم ہو گیا ہے اور وقت بھی ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس کل بروز بدھ مورخہ 13۔اکتوبر2010 صبح 10:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

720

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،13۔اکتوبر2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ اوقاف)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

سرکاری کارروائی

1۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 میں ترمیم

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب میں قبل بجٹ بحث سے متعلق مجوزہ ترمیم، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے قانون و پارلیمانی امور نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، کو فی الفور زیر بحث لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مجوزہ ترمیم منظور کی جائے۔

2۔ مسودہ قانون جنگلات (ترمیم) مصدرہ 2010 (مسودہ قانون نمبر20 بابت 2010)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون جنگلات (ترمیم) مصدرہ 2010، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے جنگلات وماہی پروری نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون جنگلات (ترمیم)مصدرہ2010 منظور کیا جائے۔

722

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا بیسواں اجلاس

بدھ،13۔اکتوبر2010

(یوم الاربعاء،4۔ذیقعد1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 45 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ
الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ
تُوعَدُونَ ﴿٣٠﴾ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ
وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ﴿٣١﴾
نُزُلًا مِنْ غَفُورٍ رَحِيمٍ ﴿٣٢﴾

سُوْرَۃُ حٰمٓ السجدۃ آیات30 تا32

جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ (اس پر) قائم رہے اُن پر فرشتے اُتریں گے (اور کہیں گے) کہ نہ خوف کرو اور نہ غمناک ہو اور بہشت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا خوشی مناؤ(30) ہم دُنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی (تمہارے رفیق ہیں) اور وہاں جس (نعمت) کو تمہارا جی چاہے گا تم کو (ملے گی) اور جو چیز طلب کرو گے تمہارے لئے (موجود ہو گی)(31)(یہ) بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہے(32)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

کملی والے تو طلب سے بھی سَوا دیتے ہیں
آئے منگتا تو وہ سلطان بنا دیتے ہیں
دیکھے کوئی تو صدا دے کے میرے مدنی کو
پل میں بگڑی ہوئی تقدیر بنا دیتے ہیں
خلق ایسا تو کسی اور نے پایا ہی نہیں
دشمن آ جائے تو چادر بھی بچھا دیتے ہیں
یاد کر لے جو کوئی دِل سے میرے آقا کو
طیبہ والے اُسے طیبہ میں بُلا لیتے ہیں
کملی والے تو طلب سے بھی سَوا دیتے ہیں
آئے منگتا تو وہ سلطان بنا دیتے ہیں

تعزیت

معزز ممبر اسمبلی محترمہ سکینہ شاہین کے ماموں اور معزز ممبر اسمبلی محترمہ سیمل کامران کی خوشدامن کی وفات پر دعائے مغفرت

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محترم ہماری ایک معزز ممبر آپا سکینہ شاہین خان صاحبہ کے ماموں جناب نظام الدین خان صاحب فوت ہو گئے ہیں، محترمہ سیمل کامران ایم پی اے صاحبہ کی خوشدامن بھی فوت ہو گئی ہیں ان کے لئے دعائے مغفرت کروادیں۔

(اس مرحلہ پر مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

سوالات

(محکمہ اوقاف)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے آج کے ایجنڈے پر محکمہ اوقاف سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ سب سے پہلا سوال وسیم قادر صاحب کا ہے آپ اس کا نمبر بولیں۔

جناب وسیم قادر: سوال نمبر 742 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔مادھولال حسینؒ دربار کی مرمت و دیگر تفصیلات

*742: جناب وسیم قادر: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مادھولال حسینؒ دربار باغبانپورہ لاہور قبرستان کی چار دیواری ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مادھولال حسینؒ دربار کی تعمیر وغیرہ کا کام کافی عرصہ سے نہیں ہوا؟

(ج) مادھولال حسینؒ دربار کی سالانہ آمدنی اور اخراجات کی تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) جی ہاں، یہ درست ہے کہ دربار مادھولال حسینؒ باغبانپورہ قبرستان کی چار دیواری ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔

(ب) جی نہیں۔ دربار حضرت مادھولال حسینؒ باغبانپورہ پر سال2004 میں مندرجہ ذیل تعمیراتی کام انجام پذیر ہوئے:۔

1)آرچیز کی تعمیر 2)راستہ کی تعمیر
3)قوالی سٹیج کی تزئین وآرائش 4)بجلی کا کام
5)پانی کا انتظام

(ج) مادھو لال حسینؒ دربار کی سالانہ آمدن مبلغ-/2,917,000روپے اور اخراجات مبلغ -/1,008,000روپے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب وسیم قادر: جناب والا جز(ج) میں جو رقم لکھی گئی ہے اس کے مطابق19لاکھ 9ہزار روپے سالانہ اس میں بچت ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ کہیں غلط تو نہیں پڑھا جارہا؟-/2,917,000روپے ہے۔

جناب وسیم قادر: میں عرض کرتا ہوں کہ 29لاکھ 17ہزار آمدن ہے اور اخراجات10لاکھ 8ہزار ہیں۔ یہ تقریباً19لاکھ 9ہزار روپے profit ہے یا اس میں جو آمدن ہوئی۔ میرا چونکہ دو سال پرانا سوال تھا کہ قبرستان کی جو چار دیواری ہے اس کو تعمیر کیا جائے۔ اگر اس منافع کو بھی شامل کر لیا جاتا تو اس کی آسانی سے تعمیر ہو سکتی تھی۔ دیکھیں آپ نے اور ہم سب نے اللہ کے ہاں جانا ہے اور یقین کریں کہ وہاں پر یہ پوزیشن ہے کہ دیوار نہ ہونے کی وجہ سے جانور تک قبرستان میں آجاتے ہیں اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ محکمہ کو یہ دیوار بنا دینی چاہئے تھی ابھی تک یہ دیوار کیوں نہیں بنی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر اوقاف!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): شکریہ۔ جناب سپیکر!۔ میرے بھائی ٹھیک کہتے ہیں اگر یہ دیوار پہلے بن جاتی تو کوئی حرج نہیں تھا اور جو ان کی تکلیف ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ جائز بھی ہے۔ اب ان کی اطلاع کے لئے یہ عرض ہے کہ ہم نے اس کے لئے بجٹ رکھا ہوا ہے دو چار دن میں اس قبرستان

کی دیوار بننا شروع ہو جائے گی اس کے علاوہ لائٹس اور دوسری وہ تمام چیزیں جو اس دربار کی ضروریات ہیں وہ سب کی سب انشاء اللہ ہم بنادیں گے۔

جناب وسیم قادر: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: اب تو آپ کو جواب سے مطمئن ہونا چاہئے۔

جناب وسیم قادر: اس کے علاوہ بات یہ ہے کہ یہ دربار جو ہے تقریباً ڈیڑھ سال پہلے ہم نے کوشش کی اور میاں محمد شہباز شریف صاحب نے مہربانی کی تقریباً 3 کروڑ 50 لاکھ روپے پنجاب گورنمنٹ نے دیئے اور دربار بننا شروع ہو چکا ہے۔ اب میرا جو concern ہے کہ وہاں پر چونکہ مسجد کا ایک حصہ شہید کر کے نئی مسجد بننی ہے اس لئے وہ دیوار گرادی گئی ہے اور وہاں پر خصوصی طور پر جمعہ والے دن سکیورٹی کی problem ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ وہاں پر مٹیریل بھی ناقص استعمال کیا جارہا ہے۔ وزیر موصوف اس کی تحقیقات کروالیں اور جہاں تک security concerned ہے اس کی دیوار جلدی بنوادی جائے۔

جناب سپیکر: جی، ایک تو سکیورٹی کو ٹھیک کروائیں۔ دوسرا وہاں پر بقول ان کے جو مٹیریل ناقص استعمال ہو رہا ہے اس کو چیک کرنے کے لئے آپ کسی کی ڈیوٹی لگائیں۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب والا! میں نے معزز ممبر کو دعوت دے دی ہے اور میں آپ کی موجودگی میں دعوت دے رہا ہوں۔ آپ اس کمیٹی میں بھی موجود رہیں۔ اگر غلط مٹیریل استعمال ہوا ہے تو نہ صرف ان کے خلاف کارروائی ہو گی بلکہ جو required specification ہے اور جو چیزیں اس میں لکھی گئی ہیں اس کے مطابق کام کیا جائے گا اور یہ خود بھی اس کی lookafter کریں۔ اگر یہ کہیں کمی محسوس کرتے ہیں تو یہ مجھے بتائیں تو پھر انشاء اللہ اس پر action بھی ہو گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

جناب وسیم قادر: بہت شکریہ۔ میں ان کے جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب تنویر ناصر شیخ: جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: اگلا سوال۔ اب آپ مہربانی کریں۔ دیکھیں سوال زیادہ ہوتے ہیں اس لئے دوسروں کا بھی خیال کریں۔ اگلا سوال جناب محمد نوید انجم کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے ان کا سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ دوسرا سوال بھی جناب محمد نوید انجم کا ہے۔

جناب تنویر ناصر شیخ: سوال نمبر1856۔On his behalf.اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے جناب محمد نوید انجم کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)
جناب سپیکر: جی،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

دربار حضرت میاں میرؒ لاہور کی تفصیلات

*1856: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) دربار حضرت میاں میرؒ لاہور کی سال07-2006اور08-2007 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل بیان کریں؟

(ب) اس دربار کی کتنی اراضی اور دکانیں کس کس جگہ پر واقع ہیں؟

(ج) یہ اراضی اور دکانیں سالانہ کرایہ /پٹہ /لیز پر کس طریق کار کے تحت دی جاتی ہیں؟

(د) اس مزار کی کتنی دکانوں اور اراضی پر کن کن افراد نے کب سے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) دربار حضرت میرؒ لاہور کی سال07-2006اور08-2007 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل فلیگ(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) دربار حضرت میاں میرؒ سے ملحقہ کوئی دکانات نہ ہیں۔دربار شریف سے ملحقہ کل اراضی تعدادی317 کنال7مرلہ اور19مربع فٹ ہے جس میں سے199 کنال2مرلے رقبہ ایل ڈی اے کو فروخت کر دیا گیا بقایا رقبہ کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

زرعی اراضی تعداد08 کنال07مرلہ واقع موضع اوپل
رقبہ تعدادی08 کنال19مرلے برائے تعمیر سکول کنٹونمنٹ بورڈ کو33 سالہ لیز پر الاٹ کی گئی۔
رقبہ تعدادی28 کنال برائے تعمیر ہسپتال سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو الاٹ کی گئی۔
رقبہ تعدادی20 کنال19مرلہ پنجاب ٹریننگ کمپلیکس کو تعمیر کے لئے فروخت کی گئی۔
رقبہ تعدادی52 کنال سیرت اکیڈیمی کے لئے الاٹ کی گئی۔

(ج) دربار شریف سے ملحقہ دکانات نہ ہیں تاہم وقف زرعی اراضی کو مشتری منادی بذریعہ اخبار و دستی اشتہارات بذریعہ نیلام عام لیز پر کاشت کے لئے دیا جاتا ہے۔

(د) مزار شریف سے ملحقہ کوئی دکان نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا تنویر احمد ناصر: جناب والا! جز(ب) کے بارے میں میرا ضمنی سوال ہے کہ اس میں جو اراضی رقبہ تعدادی 20 کنال 19 مرلہ پنجاب ٹریننگ کمپلیکس کی تعمیر کے لئے فروخت کی گئی کیا یہ lease پر نہیں دی جاسکتی تھی تاکہ دربار شریف کی جو اراضی ہے وہ intact رہتی۔اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ رقبہ 20 کنال 19 مرلہ پنجاب ٹریننگ کمپلیکس کی تعمیر کے لئے فروخت کی گئی ہے۔ایک تو یہ گورنمنٹ کی پیشگی منظوری سے فروخت کی گئی ہے دوسرا ہمارے محکمے کا جو قانون ہے اس کے تحت ہمیں اس بات کی اجازت ہے عوام کے مفاد میں کوئی چیز فروخت کرنا چاہیں تو کی جاسکتی ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! جو اراضی لیز کی گئی تھی کیا وہ مفاد عامہ کے لئے نہیں تھی،اس میں کچھ پراپرٹی لیز کی گئی ہے اور کچھ فروخت کی گئی ہے۔اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ گورنمنٹ کی پیشگی منظوری اور ہدایت ہے اس میں محکمہ زیادہ کیل مینخ نہیں نکال سکتا لیکن وہاں سے جو پیسا collect ہوا ہے وہ پبلک کی سہولت کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): وہ نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: یہ سوال of dispose کیا جاتا ہے۔اگلا سوال الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب کا ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! سوال نمبر 2295 ہے میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ اوقاف کی اراضی کی الاٹمنٹ کے لئے قواعد وضوابط

*2295: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ اوقاف مختلف کمرشل مقاصد کے کئی افراد اور این جی اوز کو پلاٹ الاٹ کر رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ دینی مدارس اور سکولز کے لئے بھی زمین الاٹ کرتا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کمرشل مقاصد اور دینی مدارس و سکولز کے لئے کن شرائط پر زمین الاٹ کرتی ہے، حکومت کی واضح پالیسی سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) یہ درست نہیں ہے کیونکہ محکمہ اوقاف کے زیر تحویل پلاٹس کمرشل مقاصد کے تحت عرصہ 30 سال کے لئے گڈول پریمیم (ناقابل واپسی) ماہانہ کرایہ داری پر بعد از وسیع تر مشتہری منادی جس میں قومی اخبارات میں اشتہار نیلام کی اشاعت بھی شامل ہے کے بعد بذریعہ نیلام عام دیئے جاتے ہیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے البتہ حکومت پنجاب کی پیشگی منظوری سے کالج یا سکول کے لئے وقف رقبہ تیس سالہ لیز پر دیا جاتا ہے جس کے کرائے میں ہر تین سال بعد حسب پالیسی محکمہ اوقاف 25 فیصد اضافہ کیا جاتا ہے اور سالم عرصہ لیز کا کرایہ مع اضافہ پیشگی وصول کیا جاتا ہے۔

(ج) کمرشل مقاصد کے تحت پلاٹس بذریعہ نیلام عام لیز پر دیئے جاتے ہیں جن کی شرائط برنشان (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ جبکہ سکولز اور حکومتی ادارہ جات کو پلاٹس حکومت پنجاب کی پیشگی منظوری کے بعد لیز پر دیئے جاتے ہیں جن کی شرائط برنشان (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! جز (الف) میں محکمہ اوقاف کی زمینیں لیز پر دینے کے لئے ایک قاعدہ اور قانون بتایا گیا ہے۔ میں اس قاعدے کو تسلیم کرتا ہوں اور میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جھمرہ روڈ پر ایک پٹرول پمپ بنایا گیا ہے ایسے ہی فیصل آباد روڈ پر بھی ایک پٹرول پمپ بنایا گیا ہے اس کے لئے جو اشتہار دیا گیا ہے اور ان کے لئے جتنی جتنی goodwill premium وصول کی گئی ہے اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! اگر مولانا صاحب کہیں تو میں ابھی ان کو اشتہار منگوا کر دے سکتا ہوں لیکن جو goodwill premium لیا ہے -/4,000 روپے ماہانہ کرائے پر دیا ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب!عینک لگالیا کریں۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں ابھی اس کا premium بتاتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): بوٹی لے لیں۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں ابھی بتاتا ہوں کہ ہم نے اس کا کتنا premium لیا ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ بغیر پڑھے بتا رہے ہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ بات نہیں ہے۔ میرے خیال میں 33 لاکھ premium ہے لیکن میں confirm کرنا چاہتا ہوں پھر آپ کو بتا دوں گا کہ ہم نے اس کا کتنا premium لیا ہے لیکن میں نے کرایہ بتا دیا ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! مجھے اطمینان بخش جواب تو نہیں ملا میرا سوال یہی ہے کہ دونوں پٹرول پمپ سے کتنا کتنا goodwill premium وصول کیا گیا ہے اور جس اشتہار کے ذریعے سے ان زمینوں کی نیلامی کی گئی ہے وہ بھی دیا جائے۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ اشتہار آپ کو دکھا دوں گا۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: لیکن premium کے بارے میں انہیں تھوڑی سی مشکلات آ رہی ہیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: میں انتظار کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ اور ضمنی سوال کر لیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: بس ایک ہی کافی ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: میرے دوسرے سوال کا نمبر 2296 ہے میری استدعا ہے کہ اس کا جواب بھی پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

چنیوٹ میں شیخ فضل الہیٰ ہسپتال سے ملحقہ وقف اراضی سے متعلقہ تفصیلات

*2296:الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیاوزیراوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) چنیوٹ میں شیخ فضل الہیٰ ہسپتال سے ملحقہ وقف اراضی کتنی ہے اور کمرشل پلاٹ کتنے ہیں، یہ کن شرائط پر الاٹ کئے گئے؟

(ب) مذکورہ رقبہ پر ناجائز قابضین کتنے ہیں ان کے نام اور پتاجات کیا ہیں؟

(ج) کیا حکومت نے وقف اراضی ملحقہ شیخ فضل الہیٰ ہسپتال کی مقبوضہ اراضی کے بارے میں ڈپٹی ڈائریکٹر اسٹیٹ سے انکوائری کروائی تھی؟

(د) اگر جز(ج) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کو مذکورہ اراضی کے بارے میں کی گئی رپورٹ کیا ہے اور اس رپورٹ کی روشنی میں محکمہ نے قابضین کے خلاف کیا کارروائی کی ہے، کیا قابضین سے مقبوضہ رقبہ واگزار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیراوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) بمطابق نوٹیفکیشن شیخ فضل الہیٰ ہسپتال چنیوٹ کا رقبہ 135 کنال 05 مرلے محکمانہ تحویل میں ہے۔جس میں ایک کمرشل پلاٹ ہے جس کا رقبہ 6 کنال 05 مرلے ہے۔یہ رقبہ پٹرول پمپ کی تنصیب کے لئے دیا گیا ہے۔شرائط لیز برنشان (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) وقف اراضی ملحقہ شیخ فضل الہیٰ پر اب کوئی ناجائز قابض نہ ہے۔اس سے پیشتر چند پرائیویٹ لوگوں نے رقبہ تعدادی 8 کنال 4 مرلے پر وومن پارک کے نام سے چار دیواری بنا رکھی تھی جواب ختم کروادی گئی ہے۔

(ج) محکمہ اوقاف نے شیخ فضل الہیٰ ہسپتال کی مقبوضہ اراضی کے بارہ میں ڈپٹی ڈائریکٹر اسٹیٹ سے کوئی انکوائری نہیں کروائی۔مذکورہ آفیسر صرف شیخ خورشید اسلم کے خلاف انکوائری کرنے گئے تھے۔جس کا ذکر جز(د) میں ہے۔

(د) ڈپٹی ڈائریکٹر اسٹیٹ اوقاف پنجاب کی رپورٹ برنشان (ب) کی روشنی میں شیخ خورشید اسلم کی کرایہ داری ناظم اوقاف سرگودھا زون نے مورخہ 08-12-04 کو منسوخ کر دی جس کے خلاف شیخ خورشید اسلم نے چیف ایڈمنسٹریٹر اوقاف پنجاب کے پاس اپیل دائر کر دی جس پر

اپیل کنندہ کے مؤقف کی سماعت کے بعد اس کی کرایہ داری مشروط طور پر بحال کر دی گئی اور جملہ بقایاجات وصول کرتے ہوئے نیا معاہدہ تحریر کروایا گیا ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! اس سوال کے جز(ب) میں بتایا گیا ہے کہ شیخ فضل الہیٰ ہسپتال سے ملحقہ اراضی پر ناجائز قبضہ ختم کروادیا گیا ہے لیکن اس وقت بھی وہاں ٹیکسی سٹینڈ نظر آتا ہے اور بیسیوں ٹیکسیاں کھڑی ہوتی ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس ٹیکسی سٹینڈ کو کون چلا رہا ہے، اس کی ماہانہ آمدنی کتنی ہے اور وہ کس محکمے کے کھاتے میں جا رہی ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! ہمارے محکمے کی طرف سے وہاں کوئی ٹیکسی سٹینڈ ہے اور نہ ہی ہم اس کی کوئی آمدن لے رہے ہیں۔ اگر میرے فاضل دوست یہ سمجھتے ہیں اور وہ صحیح سمجھتے ہوں گے کہ وہاں ٹیکسی سٹینڈ ہے تو پھر وہ ناجائز قابض ہیں اور ہم اس پر فوری کارروائی کریں گے اور وہ قبضہ واگزار کروا لیں گے۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب! آپ ان سے مل لیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم تو ان سے کوئی وصولی نہیں کر رہے لیکن اگر انہوں نے ناجائز بنایا ہو گا تو ہم انہیں نکال دیں گے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! یہی زیادتی ہے کہ ہماری مساجد اور مزارات جن کے بجلی اور گیس کے بل ادا نہیں کئے جاتے چونکہ ان کے لئے محکمے کے پاس پیسے نہیں ہوتے لیکن یہ اتنی favourable جگہ ہے جہاں سے ہزاروں نہیں تو کم از کم سینکڑوں میں تو ہر روز کی آمدنی ہو سکتی ہے اور محکمہ اوقاف اسے جمع کرے تو کسی اچھے مقصد کے لئے استعمال ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! انشاء اللہ ان کی تجویز پر عمل کیا جائے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر: میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری طرف متوجہ ہوں۔

جناب سپیکر: میں نے کان آپ کی طرف ہی کئے ہوئے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جس زمین کا چنیوٹی صاحب اور وزیر موصوف ذکر فرما رہے تھے یہ زمین متروکہ وقف املاک کی ہے یا پنجاب اوقاف کی ہے؟

جناب سپیکر: معزز ممبر پوچھ رہے ہیں کہ یہ زمین مسلم اوقاف کی ہے یا ہندو اوقاف کی ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میری معلومات کے مطابق شاید وہ زمین متروکہ وقف املاک بورڈ کی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جو زمین ان کی ملکیت ہی نہیں ہے تو پھر یہ goodwill premium اور باقی ساری چیزیں کیسے کریں گے؟

جناب سپیکر: جناب وہ زمین ان کی ملکیت ہی نہیں تو پھر وہ کر ہی نہیں سکتے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں بھی وہی عرض کر رہا ہوں کہ جب یہ زمین ان کی ملکیت ہی نہیں ہے تو یہ اس کی goodwill premium، اس پر ٹیکسی سٹینڈ کا اجراء اور اس کی آمدنی کا کیسے بتا سکتے ہیں، ابھی تک تو انہیں یہ بھی پتا نہیں کہ وہ زمین ان کی ملکیت ہے بھی یا نہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں نے کب کہا ہے کہ ہم وہاں سے کچھ لے رہے ہیں؟ میں نے تو کہا ہے کہ اگر کہیں سے لے رہے ہیں تو اپنی زمین سے لے رہے ہیں اور ایسے آرام سے ہمیں پیسے کون دے دے گا، لوگ تو ہماری زمین کھا جاتے ہیں تو کسی کی زمین پر ہمیں پیسے کون دیتا ہے؟

جناب سپیکر: ابھی ٹائٹل کا پتا نہیں ہے یا تو آپ دونوں صاحبان بتائیں کہ وہ مسلم اوقاف کی ہے یا ہندو اوقاف کی تاکہ بات صحیح طرح سامنے آجائے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! وہ زمین ہندو اوقاف کی ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! ان دونوں پٹرول پمپوں کو مسلم اوقاف نے زمین وقف کی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! محکموں کا آپس میں dispute چل رہا تھا کہ یہ کس کی ہے اب وہ فائنل ہو چکا ہے کہ وہ زمین ہندو اوقاف کی ہے۔ وہ رقبہ مسلم اوقاف کی ملکیت ہی نہیں ہے۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں پہلے تو حضرت چنیوٹی صاحب کو یقین سے کہہ سکتا لیکن مجھے تو ابھی احساس ہو رہا ہے کہ مجھے شاہ صاحب کی بات کو بھی دیکھنا ہے کہ کیا شاہ صاحب کی بات صحیح ہے۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: میں بھی حضرت ہوں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ابھی آپ کے پاس کوئی چٹ آئی ہے وہ دیکھ لیں کہ اس میں کیا ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ زمین ہندو اوقاف کی ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میں آپ کو شاباش دیتا ہوں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! اگر یہ زمین ہندو اوقاف کی ہے تو محکمہ مسلم اوقاف نے ان دونوں پٹرول پمپوں کے لئے زمین لیز پر کیسے دے دی؟

جناب سپیکر: جب تک ان کی entitlement clear نہیں ہوئی ہو گی اس وقت دے دی ہو گی۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! وہ ہماری زمین ہے جسے دیا ہے ورنہ آج کون اپنی زمین چھوڑتا ہے۔

جناب سپیکر: چنیوٹی صاحب! اب آپ کا معاملہ تو ختم ہو گیا ہے۔اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔احسان الدین صاحب! آپ یہ بتائیں کہ آپ نے یہ سوال پڑھا تھا یا نہیں؟ مجھے اس بات پر افسوس ہو رہا ہے۔مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ آپ کس طرح تیاری کرتے ہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! جونہی پڑھا تو اس کی تصحیح کی گئی شاید اس کی کاپیاں بھی ایوان کو بھجوا دی گئی تھیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! دراصل بات یہ ہے کہ جب ان کے پاس سوالات آتے ہیں تو ان کو چاہئے کہ یہ جائے وقوعہ پر جا کر انکوائری کریں کہ وہ کیا چیز ہے، کیا وہ زمین ہندو اوقاف کی ہے یا مسلم اوقاف کی؟

جناب سپیکر: جائے وقوعہ کون سا؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جیسے پڑھا ہوا قاعدہ آتا ہے یہ ویسے ہی پڑھا ہوا قاعدہ پڑھ کر سنا دیتے ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! سوال نمبر 3051 ہے۔

جناب سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جی، ہاں! اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے،

پی پی۔147اور148میں محکمہ کے مزارات و مساجد کی تفصیلات

*3051: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیاوزیراوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی۔147اور148لاہور میں کتنی مساجد اور مزارات محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہیں؟

(ب) متذکرہ حلقہ میں اوقاف کے زیر انتظام مزارات پر تعینات عملہ کے نام، عہدہ اور مدت تعیناتی کی تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیراوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف)

الیکشن کمیشن کی موجودہ حد بندی برائے حلقہ پی پی۔147اور148کے مطابق ان حلقوں میں 8مزارات اور9مساجد ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

حلقہ پی پی۔147

نمبر شمار	فہرست مزارات	نمبر شمار	فہرست مساجد
1۔	دربار بی بی پاکدامن گڑھی شاہو رلاہور	1	مسجد بی بی پاکدامن لاہور
2۔	دربار حضرت شاہ شمس قاری ریس کورس لاہور	2	مسجد شاہ شمس قاری ریس کورس لاہور
3۔	دربار حضرت شاہ علی رنگریز ریلوے ہیڈکوارٹر لاہور	3	مسجد شاہ رنگریز ریلوے ہیڈکوارٹر لاہور
4۔	دربار حضرت شاہ گدا ریلوے کالونی لاہور	4	مسجد شاہ گدا ریلوے کالونی لاہور
5۔	دربار میاں میر لاہور	5	مسجد قبرستان مسافر خانہ لاہور
6۔	دربار حضرت خواجہ بہاری لاہور	6	مسجد دربار حضرت میاں میرؒ
		7	مسجد صفدر سٹریٹ لاہور

حلقہ پی پی148

نمبر شمار	فہرست مزارات	نمبر شمار	فہرست مساجد
7۔	دربار حضرت شاہ جمال لاہور	8	جامع مسجد شاہ جمال لاہور
8۔	دربار حضرت شاہ کمال لاہور	9	جامع مسجد شاہ کمال لاہور
	کل مزارات 8عدد (PP147-148)		کل مساجد 9عدد (PP147-148)

(ب) ان مزارات پر تعینات عملہ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام مزار	نام اہلکار	عہدہ	عرصہ تعیناتی
1۔	دربار حضرت بی بی پاکدامن لاہور	پروین بی بی	لیڈی نگران	ڈیڑھ سال
		اشرف بی بی	لیڈی نگران	7 ماہ
		ظفر اقبال	نگران	7 ماہ
		محسن رضا	نگران	6ماہ
3۔	دربار حضرت شاہ شمس قاری ریس کورس لاہور	اسامی نہ ہے		
3۔	دربار حضرت شاہ علی رنگریز ریلوے ہیڈکوارٹر لاہور	اسامی نہ ہے		
4۔	دربار حضرت شاہ گدا ریلوے کالونی، لاہور	اسامی نہ ہے		
5۔	دربار حضرت شاہ جمال لاہور	عبدالرشید	نگران	1سال3ماہ
		محمد سلیم	چوکیدار	2سال6ماہ
		محمد شوکت	نگران	5ماہ
6۔	دربار حضرت شاہ کمال لاہور	محمد یعقوب	نگران	3سال2ماہ
		افضال بیگ	چوکیدار	4سال9ماہ
7۔	دربار حضرت میاں میر لاہور	فضل الہیٰ	نگران	5سال
		محمد ریاض	نگران	1سال
		محمد اشرف	ٹیوب ویل آپریٹر	5سال
		محمد ذیشان اصغر	چوکیدار	2ماہ
		محمد شفیع	خاکروب	1ماہ
		مشتاق احمد	لائبریری اٹنڈنٹ	2ماہ
8۔	دربار حضرت خواجہ بہاری	عبدالعلی	نگران	2سال

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں اپنا ضمنی سوال پوچھنے سے پہلے ایک گزارش کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! ابھی جب میں اسمبلی اجلاس کے لئے آ رہی تھی تو مال روڈ کے پاس سے، یہاں پر موجود ایک ڈی ایس پی صاحب کی گاڑی میرے بالکل قریب سے بڑی تیز رفتاری سے گزری ہے۔

جناب سپیکر: کس کی گاڑی؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: ڈی ایس پی کی گاڑی جو کہ آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے ہیں۔پتا نہیں کہ ان کو کیسی ایمرجنسی تھی کہ یہ میری گاڑی کے قریب سے تیزی کے ساتھ گزرے ہیں جیسا کہ یہ کسی ایمرجنسی ڈیوٹی پر جا رہے ہوں۔وہاں پر اچھی خاصی ٹریفک تھی۔یہ خود فرنٹ سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ان کا ڈرائیور اس قدر بیہودہ طریقے سے گاڑی چلا رہا تھا کہ میری گاڑی بڑی مشکل سے چند انچ کے فاصلے سے بچی ہے۔

جناب سپیکر: کچھ ہوا تو نہیں، اللہ کا فضل ہے کہ آپ بچ گئی ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اللہ کا فضل ہے کہ میں تو بچ گئی ہوں لیکن ان سے باز پُرس تو ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: جنہوں نے اس قسم کی حرکت کی ہے یہ اچھی بات نہیں ہے۔چلیں، اس کے بارے میں پھر دیکھتے ہیں، آپ پہلے اپنا ضمنی سوال کر لیں۔

سید حسن مرتضیٰ: محترمہ! آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہ Police Estate ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شاہ صاحب نے بالکل ٹھیک کہا ہے کہ یہ پولیس کا ملک ہے اور مجھے آگے سے ہٹ جانا چاہئے تھا لیکن مسئلہ یہ تھا کہ دونوں طرف ٹریفک تھی۔

جناب سپیکر: چلیں، اب آپ اپنا ضمنی سوال پوچھیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمہ کے قواعد کے مطابق رقبہ یا دکانیں کن شرائط پر الاٹ کی جاتی ہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! محکمہ کے رقبہ جات کو open auction کے ذریعے نیلام کر کے کرائے پر دیا جاتا ہے۔اس کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی ہے۔وہ کمیٹی اس کا auction کرتی ہے بلکہ آج کل ہم نے اس کمیٹی میں میڈیا کو بھی شامل کر لیا ہے تاکہ transparent طریقے سے auction ہو سکے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! مزارات کی جو تفصیل دی گئی ہے ان کے ساتھ واقع دکانوں کی سالانہ آمدن کتنی ہے یعنی ان مزارات سے سالانہ کتنی آمدن حاصل ہوتی ہے اور اس آمدن میں سے زائرین کی سہولتوں کے لئے کتنی رقم خرچ کی جاتی ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! انھوں نے اپنے سارے سوال میں کہیں پر بھی آمدن کا نہیں پوچھا۔ اب اگر یہ مجھے fresh question دے دیں تو میں انہیں ہر مزار کی آمدن اور اخراجات بتادوں گا۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ اس حوالے سے fresh question دے دیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں اپنا اگلا سوال یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ دربار حضرت شاہ شمس قاری ریس کورس لاہور میں ہے اور دربار حضرت شاہ گدا، ریلوے کالونی لاہور میں واقع ہے۔ کیا یہ دونوں مزار محکمہ اوقاف کے زیر انتظام ہیں یا نہیں، اگر یہ مزار محکمہ اوقاف کے زیر انتظام ہیں تو پھر یہاں پر محکمہ اوقاف کا کوئی ملازم تعینات کیوں نہیں کیا گیا؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! محکمہ کی طرف سے ان مزارات کے لئے کوئی اسامی منظور شدہ نہیں ہے، چونکہ ان مزارات کی آمدنی کم ہے اور یہ مزار ہم ٹھیکہ پر دیتے ہیں اس لئے یہاں پر ہمارا کوئی ملازم تعینات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب کہتے ہیں کہ ان دونوں مزارات پر محکمہ کا کوئی آدمی تعینات نہیں ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! کیوں نہیں ہے؟

جناب سپیکر: چونکہ ان مزارات کی آمدن کم ہے اس لئے وہ کوئی ملازم نہیں رکھ سکتے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: چلیں، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال طاہر اقبال چودھری صاحب کا ہے۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! سوال نمبر 3535 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پی پی۔236 محکمہ اوقاف کی زمین و دیگر تفصیلات

*3535: **جناب طاہر اقبال چودھری:** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔236 ضلع وہاڑی میں محکمہ اوقاف کی کتنی زمین ہے اور کہاں کہاں واقع ہے؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ مذکورہ حلقہ میں اوقاف کی زمین پر کچھ لوگوں نے ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے اگر ہاں تو تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ ناجائز قابضین مذکورہ زمین پر مکانات تعمیر کر کے بیچ رہے ہیں مگران کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہو رہی؟

(د) کیاحکومت محکمہ اوقاف کی زمین کو لیز پر دے کر غربا کو relief دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) حلقہ پی پی۔236 میں درج ذیل اراضی محکمہ اوقاف کی زیر تحویل ہے۔

1۔ وقف اراضی چک نمبر62/کے بی تحصیل وضلع وہاڑی رقبہ تعدادی2ایکڑ۔

2۔ وقف اراضی ملحقہ دربار حضرت دانا ابراہیم چک نمبر553/ای بی بوریوالہ ضلع وہاڑی رقبہ تعدادی14ایکڑ7کنال6مرلے۔

3۔ وقف اراضی ملحقہ دربار حضرت کریم شاہ موضع تجوانہ وہاڑی رقبہ تعدادی 9 ایکڑ 7 کنال 6 مرلے۔کل رقبہ =26ایکڑ6کنال12مرلے

(ب) حلقہ پی پی۔236 میں واقع محکمہ اوقاف کی وقف اراضی پر کسی کا کوئی ناجائز قبضہ نہ ہے۔

(ج) محکمہ اوقاف کی کسی بھی وقف اراضی پر ناجائز قبضہ نہ ہے۔

(د) حلقہ پی پی۔236 میں صرف 2 ایکڑ اراضی واقع چک نمبر62/کے بی وہاڑی محکمہ اوقاف ہر سال پٹہ پر نیلام کرتا ہے۔جبکہ وقف اراضی 14 ایکڑ 7 کنال 6 مرلے ملحقہ دربار حضرت دانا ابراہیم میں سے 13 ایکڑ 7 کنال 6 مرلے پر دربار شریف اور قبرستان واقع ہے۔بقیہ ایک ایکڑ رقبہ موقع پر بنجر قدیم ہے اور دوسرے ملحقہ رقبہ سے تقریباً 3 فٹ اونچا ہے اور ناقابل کاشت ہے۔وقف اراضی تعدادی 9 ایکڑ 6 مرلے ملحقہ دربار حضرت کریم شاہ تجوانہ میں سے 2 کنال 10 مرلے پر دربار شریف ہے جبکہ 6 ایکڑ قبرستان پر مشتمل ہے اور 3 ایکڑ 4 کنال 16 مرلے رقبہ جنازہ گاہ کے لئے استعمال ہو رہا ہے۔حکومت محکمہ اوقاف کی زمین کو باضابطہ لیز پر دے سکتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! میں اس سوال کے جواب سے مطمئن ہوں اور محکمہ کی کارکردگی سے بھی مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: ماشاءاللہ۔ بڑی بات ہے۔ مجھے تو اچھی کارکردگی نظر نہیں آئی۔اگلا سوال سیدہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!ان کے ایماء پر سوال نمبر3680۔(معزز خاتون ممبر نے سیدہ بشری نواز گردیزی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: کیااس کا جواب پڑھاہوا تصور کیا جائے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جی،ہاں۔اس کا جواب پڑھاہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے،اس کا جواب پڑھاہوا تصور کیا جاتا ہے۔

قرآن پاک کی اغلاط سے پاک پرنٹنگ کے لئے حکومتی اقدامات

*3680: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیاوزیراوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ آئین کے آرٹیکل 31(2)(بی) میں provided ہے کہ:-

"The State shall secure correct and exact printing and publishing of the Holy Quran?"

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو صوبہ پنجاب کی سطح پر حکومت نے مذکورہ objectives حاصل کرنے کے لئے پچھلے دوسالوں میں کیااقدامات اٹھائے ہیں؟

وزیراوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) جی ہاں۔آئین کے آرٹیکل 31(2)(بی) کی بجائے آرٹیکل 31(2)(اے) کے مطابق درست ہے۔

(ب) اشاعت قرآن (چھپائی اور ریکارڈنگ کی غلطیوں سے مستثنیٰ) ایکٹ 54 مجریہ 1973 کی دفعہ 3 کے تحت کوئی بھی ناشر جو کہ قرآن پاک شائع کرنے کا ارادہ رکھتا ہو یا کوئی بھی ریکارڈنگ کمپنی جو کلام پاک کی ریکارڈنگ کا ارادہ رکھتی ہو وہ اپنے آپ کو صوبائی حکومت کے محکمہ اوقاف میں جس کے دائرہ اختیار میں وہ اپنا کاروبار کر رہا ہو گا مبلغ ایک صد روپیہ اسٹیٹ بنک میں جمع کرواکر ہمراہ ضروری دستاویزات رجسٹر کروائے گا۔

مذکورہ بالا ایکٹ وفاقی حکومت کا جاری کردہ ہے اور صوبائی حکومتوں کو اس کی دفعہ 3 کے تحت رجسٹریشن کا اختیار حاصل ہے۔صوبائی حکومتیں مرکزی حکومت کی عدم مشاورت اپنے طور

پر کوئی قدم نہیں اٹھا سکتیں۔تاہم حکومت پنجاب نے گزشتہ دو سال میں قرآن پاک کی صحیح اور اغلاط سے مبرا چھپائی اور اشاعت کے حصول کے لئے وفاقی حکومت کی باہم مشاورت سے درج ذیل اقدامات اٹھائے ہیں:۔

I) 29۔فروری2008 کو 89 رجسٹرڈ ناشران قرآن مجید کے کوائف از سر نو مرتب کئے گئے۔ نشان (الف)ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

II) 15۔اپریل2008 کو جملہ رجسٹرڈ ناشران کو ہدایات بابت احتیاطی تدابیر برائے طباعت و اشاعت قرآن مجید جاری کی گئیں۔نشان(ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

III) 11۔جولائی2008 کو قرآن مجید کی طباعت و اشاعت کو معیاری نسخہ قرآن مجید کے مطابق کرنے کے لئے جملہ رجسٹرڈ ناشران اور پروف ریڈرز قرآن مجید کو ہدایات دی گئیں۔ نشان(پ)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں)

IV) 13۔دسمبر2008 کو اشاعت قرآن(چھپائی اور ریکارڈنگ کی غلطیوں سے مستثنیٰ)ایکٹ 54 مجریہ1973 کی دفعہ 3 کی وضاحت کی گئی جس کے تحت کوئی ناشر خود کو رجسٹر کروائے بغیر قرآن مجید کی اشاعت نہیں کر سکتا۔خلاف ورزی کی صورت میں مذکورہ ایکٹ کی دفعہ 6اور 7 کے تحت متعلقہ ناشر کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی، لہذا ایسے ناشران جو خود کو رجسٹر کروائے بغیر اشاعت قرآن مجید کر رہے ہیں ہدایت کی گئی کہ وہ خود کو یا اپنی فرم کو محکمہ ہذا کے پاس رجسٹر کروائیں۔وفاقی حکومت کے نوٹیفکیشن مورخہ 9۔اکتوبر1973 کے رول 4 کے تحت کوئی بھی ناشر قرآن مجید کی پرنٹنگ کے لئے 52 گرام نیوز پرنٹ کاغذ سے کم وزن کے کاغذ پر قرآن مجید کی طباعت نہیں کر سکتا لہذا حکومت پنجاب نے 13۔دسمبر2008 سے اس امر کو یقینی بنانے کے لئے ناشران قرآن مجید کو ہدایات جاری کی ہیں۔نشان(ت)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں نیز 25۔اپریل2009 کو ڈپٹی سیکرٹری اوقاف کی سربراہی میں ایک محکمانہ کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جو قرآن پاک کی اشاعت کو 52 گرام نیوز پرنٹ کاغذ پر یقینی بنانے کے لئے سرگرم عمل رہے گی۔نشان(ٹ)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

V) 10۔جنوری2009 کو قرآن مجید کی پروف ریڈنگ کا معاوضہ دو صد روپے سے بڑھا کر تین صد روپے فی پارہ کر دیا گیا جس کی ادائیگی متعلقہ ناشر پروف ریڈر کو ادا کرتا ہے۔نشان(ث) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

VI) 28۔جنوری2009 کو مذکورہ بالا ایکٹ کی دفعہ 3 کی خلاف ورزی کی صورت میں دفعہ 6 کے تحت دی جانیوالی سزا کے بارے میں طریق کار کی وضاحت جاری کی گئی۔نشان(ج)ایوان کی میز پر دیا گیا ہے۔

(VII) 4۔مارچ2009 کو ناشران قرآن مجید کو ہدایات جاری کی گئیں کہ مذکورہ بالا ایکٹ کی دفعہ 5(4)(بی) کے تحت قرآن مجید کے cover page پر متعلقہ پبلشر کی فرم کا نام، پرنٹنگ پریس کا نام اور سال اشاعت لازمی تحریر کیا جائے خلاف ورزی کی صورت میں قانونی کارروائی ہو گی۔نشان(چ)ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(VIII) قرآن مجید کی پروف ریڈنگ کے طریق کار کو بہتر بنانے کے لئے 4۔اپریل2009 کو محکمہ ہذا میں10 رجسٹرڈ حفاظ کرام پر مشتمل پروف ریڈنگ سیل برائے قرآن مجید تشکیل دیا گیا ہے۔نشان(ح)ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! جز(ب)part-II and III میں یہ لکھا گیا ہے کہ قرآن پاک کے صفحات جو کٹائی میں آتے ہیں یا غلط پرنٹ ہو جائیں تو ان کی احتیاطی تدابیر کے بارے میں اور یہ چیک کرنے کے لئے کہ غیر معیاری قرآن پاک جو کہ غلطی سے شائع ہو جاتے ہیں یا صفحے غلط ہو جاتے اس کی disposal کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی ہے۔نشان(ٹ) میں اس کی تفصیل دیتے ہوئے کہا گیا ہے کہ اس کمیٹی میں ڈپٹی سیکرٹری، سیکشن آفیسر (آئی بی ایم)اور سیکشن آفیسر (جنرل) ممبرز ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ان کے نام کیا ہیں؟ دوسرا مجھے یہ پوچھنا ہے کہ اس disposal check کرنے کی ٹیم کا کوئی Cell ہے اور ان کا procedure کیا ہے؟ چند دن پہلے لاہور میں بی آر بی نہر سے کئی ٹن غیر معیاری صفحات پر چھپے ہوئے قرآن پاک کے نسخہ جات نکلے تھے تو ان responsible لوگوں کے نام کیا ہیں؟ دوسرا انہوں نے اس کی disposal کا کیا طریق کار رکھا ہوا ہے؟ یہاں جواب میں صرف یہ لکھ دیا گیا ہے کہ بہت احترام وادب سے، شرعی تقاضوں کے عین مطابق اس کی disposal کی جاتی ہے۔تو یہ تین لوگ کون ہیں، ان کے نام کیا ہیں؟ دوسرا specially in reference لاہور کا جو case ہوا تھا اس کے بارے میں کیا کارروائی کی گئی تھی اور کیا dispose کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ ایک کمپنی نے اگر قرآن پاک غیر معیاری صفحات پر شائع کر دیا ہے تو وہ جا کر نہر میں اس کو dump کر دے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ تین لوگ کون ہیں اور انہوں نے disposal کا کیا طریقہ وضع کیا ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! محترمہ نے پہلا سوال یہ پوچھا ہے کہ ان تینوں آدمیوں کے نام کیا ہیں دوسرا قرآن پاک کے بوسیدہ اور غیر معیاری صفحات کو کس طریقے سے dispose of کیا جاتا ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ تو آپ نے مہربانی فرماتے ہوئے کچھ وضاحت کر دی ہے ورنہ ان کی تقریر سے تو کچھ سمجھ نہیں آیا کہ پوچھ کیا رہی ہیں؟ انہوں نے جو تین نام پوچھے ہیں

ان میں ایک ڈپٹی سیکرٹری،اللہ رکھا صاحب ہیں،دوسرے محمد ایوب بٹ، سیکشن آفیسر (آئی بی ایم) ہیں جبکہ تیسرے محمد اسماعیل صاحب، سیکشن آفیسر ہیں۔ان تینوں پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی ہے۔اگر کوئی ناشر غیر معیاری صفحات پر قرآن پاک کی اشاعت کرتا ہے تو ہم اس کو پکڑتے ہیں،ایسے دو تین cases میں ہم نے مقدمات درج کروائے ہیں۔ہماری طباعت 52 گرام کے کاغذ پر ہوتی ہے۔اگر کوئی غلط کرتا ہے تو ہم اسے پکڑتے ہیں۔اگر محترمہ کے علم میں کوئی ایسی بات ہے تو ہمیں اس ناشر کا بتائیں ہم اس کے خلاف کارروائی کریں گے۔ہم نے اپنے جواب میں تمام ناشران کی ایک فہرست بھی دی ہوئی ہے۔اگر ان کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ کہیں پر violation ہو رہی ہے تو اس کی نشاندہی کریں ہم اس کو قانون وقاعدہ کے مطابق گرفت میں لیں گے۔

جناب سپیکر!بوسیدہ اوراق کو dispose of کیا جاتا ہے۔اس کے لئے مساجد اور دوسری مختلف جگہوں پر یہ بوسیدہ اوراق اکٹھے کئے جاتے ہیں۔ان جگہوں سے ہماری گاڑی یہ اوراق جمع کرتی ہے۔فیصل آباد میں ایک فیکٹری کے ساتھ ہمارا معاہدہ ہوا ہے۔وہ تمام بوسیدہ اوراق وہاں جاتے ہیں اور وہاں پر بالکل علمائے کرام کے فتوے اور حکم کے مطابق ان مقدس اوراق کو dispose of کیا جاتا ہے۔جو لوگ نہر میں یہ مقدس اوراق پھینکتے ہیں وہ غلط کرتے ہیں کیونکہ بوسیدہ مقدس اوراق کو نہر میں ڈالنا گناہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔میرے خیال میں ان کی بات کافی وزنی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:

سمجھ سمجھ کے جو نہ سمجھے
میری سمجھ میں وہ ناسمجھ ہے

جناب سپیکر!میری باتیں کوئی اتنی الجھی ہوئی نہیں ہیں کہ سمجھی نہ جائیں۔میں نے یہی پوچھا ہے جو آپ نے جواب دیا ہے لیکن میں نے بی آر بی نہر لاہور سے جو بوسیدہ اوراق نکلے تھے اسی کی نشاندہی کی ہے کہ کیا ان لوگوں کو پکڑا گیا تھا اور اس کیس کا کیا بنا،کیا وہ کیس چل رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی،قریشی صاحب!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر!وہ بوسیدہ اوراق کس نے نہر میں ڈالے، محترمہ ان کی نشان دہی کریں انشاء اللہ ان کی گرفتاری کے احکامات جاری کروا دوں گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! وہ معاملہ اخباروں میں آیا، یہاں floor پر بھی discuss ہوا تو کیا محکمہ اوقاف اس سے بری الذمہ ہو رہا ہے، اس نہر سے کئی ٹن کاغذ نکلے تھے اس کے بارے میں انہیں کچھ پتا نہیں ہے؟

جناب سپیکر: قریشی صاحب! محترمہ کہہ رہی ہیں کہ وہاں سے کئی ٹن کاغذ نکلے تھے جن کے اوپر قرآن پاک کی آیات درج تھیں تو آپ نے اس کیس کو pursue ہی نہیں کیا اور اگر اس کیس کو pursue کیا ہے تو انہیں بتا دیں۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! کوشش کی گئی ہے لیکن کوئی بندہ trace نہیں ہو سکا تو جب کوئی بندہ trace نہیں ہو سکا تو میں ان کو کیسے کوئی غلط بات بتا دوں؟

جناب سپیکر: وزیر صاحب کہہ رہے ہیں کہ نہر میں وہ اوراق پھینکنے والا بندہ trace نہیں ہوا۔

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب کے جز (ب) کے ذیلی جز (III) میں قرآن مجید کے پروف ریڈرز کی لسٹ provide کی گئی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان کو appoint کرنے کا طریق کار اور ان کی qualification کیا ہے؟ دوسرا انہوں نے Cell کے بارے میں لکھا ہے The Cell will be supervised. جس کا مطلب یہ ہے کہ ابھی supervision نہیں ہو رہی؟

جناب سپیکر: محترمہ! پروف ریڈرز کسی قواعد و ضوابط کے مطابق ہی بھرتی ہوئے ہوں گے ایسے تو کوئی نہیں بھرتی ہو سکتا۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! محترمہ fresh question کریں میں ان کو پروف ریڈرز کی بھرتی کے قواعد و ضوابط بتا دوں گا۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! قرآن مجید کے اوراق کا مسئلہ واقعتاً اہم ہے۔ ہمیں کم از کم پنجاب کے حوالے سے سوچنا چاہئے اور اس مقصد کے لئے بڑے بڑے ڈویژنوں میں کوئی خاص جگہ ہونی چاہئے جہاں ان مقدس اوراق کو recycle کیا جائے۔

جناب سپیکر: چنیوٹی صاحب! انہوں نے بتا دیا ہے کہ انتظام کیا گیا ہے۔ قریشی صاحب! اگر کمپنی کے ساتھ آپ کا agreement ہو گیا ہے تو آپ اس کی تشہیر کریں کہ اگر کوئی مقدس اوراق ملتے ہیں تو ان کو اس جگہ پر بھجوایا جائے تاکہ کوئی ان اوراق کو نہر یا کسی غلط جگہ پر نہ پھینکے۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! عام طور پر یہ مقدس اوراق ہماری مسجدوں میں ہی جمع ہوتے ہیں لیکن اس کے لئے ہم مزید تشہیر کر دیں گے اور کوئی مخصوص جگہ بنا دیں گے کہ وہاں پر یہ اوراق دے دیں تاکہ وہاں سے ہماری گاڑیاں لے سکیں۔

جناب سپیکر: Next question No. 4819 چودھری طاہر محمود ہندلی صاحب کا ہے۔

جناب محمد اخلاق: جناب سپیکر! On his behalf question No. 4819 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ) کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سیالکوٹ، دربار امام علی الحق صاحب کی آمدن واخراجات

*4819: **چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ):** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) دربار امام علی الحق صاحب سیالکوٹ کتنے عرصے سے محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے محکمہ کی دربار پاک سے 2007تا2009 آمدنی ماہانہ اور سالانہ کتنی ہے؟

(ب) محکمہ نے ان سالوں کے دوران دربار امام علی الحق سیالکوٹ پر کتنا خرچ کیا ہے، زائرین کی سہولت کے لئے کیا کیا سہولیات ہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) دربار حضرت امام علی الحق سیالکوٹ 1960 سے محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے۔

I-ماہانہ آمدن

ماہ	آمدن ماہانہ سال 08-2007	ماہ	آمدن ماہانہ سال 09-2008
جولائی 2007	-/286,894 روپے	جولائی 2008	-/320,029 روپے
اگست 2007	-/317,836 روپے	اگست 2008	-/427,237 روپے
ستمبر 2007	-/378,177 روپے	ستمبر 2008	-/334,330 روپے
اکتوبر 2007	-/295,973 روپے	اکتوبر 2008	-/354,899 روپے
نومبر 2007	-/381,797 روپے	نومبر 2008	-/471,315 روپے
دسمبر 2007	-/433,063 روپے	دسمبر 2008	-/377,271 روپے
جنوری 2008	-/325,369 روپے	جنوری 2009	-/472,271 روپے

فروری2008	-/315,936روپے	فروری2009	-/351,043روپے
مارچ2008	-/466,554روپے	مارچ2009	-/430,109روپے
اپریل2008	-/380,077روپے	اپریل2009	-/392,827روپے
مئی2008	-/1,570,477روپے	مئی2009	-/581,165روپے
جون2008	-/3,714,472روپے	جون2009	-/11,630,579روپے

II-سالانہ آمدن

سال2007-08	سال2008-09
-/8906624روپے	-/16143166روپے

(ب)I-سال2007-08اور سال2008-09میں کئے گئے کل اخراجات

سال2007-08	سال2008-09	کیفیت
-/1,169,796روپے	-/3,445,679روپے	سال2008کے منظور شدہ تعمیراتی بجٹ کا کام(On going)

II-زائرین کی سہولت کے لئے کئے گئے اقدامات

1 سخت گرمی اور دھوپ یا بارش وغیرہ سے بچنے کے لئے شیڈ لگائے گئے ہیں چار عدد مزید شیڈ لگائے جا رہے ہیں۔
2 دربار شریف کے مین راستہ پر ٹف ٹائلز لگائی گئی ہیں۔
3 زائرین کے لئے پختہ لنگر خانہ موجود ہے۔
4 زائرین اور نمازیان کی سہولت کے لئے پندرہ سو گیلن کی پانی کی ٹینکی لگائی گئی ہے۔
5 سکیورٹی خدشات کے پیش نظر دربار شریف پر تین بڑے مضبوط اور آہنی دروازے لگائے گئے ہیں۔
6 دو عدد سکیورٹی گارڈز بھرتی کئے گئے ہیں۔
7 ٹھنڈے پانی کے کولر نصب شدہ ہیں۔

جناب محمد اخلاق: جناب سپیکر! اس سوال کے جز(ب) میں یہ پوچھا گیا ہے کہ ان سالوں کے دوران دربار حضرت امام علی الحق سیالکوٹ پر کتنا خرچ کیا گیا ہے اس کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ یہاں پر صرف سہولیات کے بارے میں بتایا گیا ہے، خرچ کی amount نہیں بتائی گئی؟

جناب سپیکر: جی، قریشی صاحب!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! حضرت امام علی الحق سیالکوٹ کے دربار پر جو تعمیرات اور خرچ کیا گیا ہے میں اس کی تفصیل بتا دیتا ہوں۔

-1	مرمت و تعمیر غسل خانہ اور منیجر آفس	:	-/96,260روپے
-2	تعمیر شیڈ، pure floor و آہنی دروازے	:	-/1,225,209روپے
-3	واٹر سپلائی کے انتظامات	:	-/134,300روپے
-4	مرمت و تزئین ٹائلٹ وغیرہ	:	-/163,700روپے
-5	مرمت چھت و امام بارگاہ	:	-/42,655روپے

اس طرح ہم نے وہاں پر -/1,693,100روپے خرچ کئے ہیں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ سوال کا جز (الف) ہے کہ محکمہ کی دربار پاک سے 2007 تا2009 تک ماہانہ اور سالانہ کتنی آمدنی ہے؟ 08-2007 اور 2009، تین سال بنتے ہیں لیکن انہوں نے وہاں پر 08-2007 اور 09-2008 اس طرح کر کے دو سال کی آمدن بتائی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہاں پر جو تفصیل دی ہوئی ہے اس میں جون 2008 کو -/3,714,472 روپے آمدنی ہے اور جون 2009 کو -/11,630,579 روپے آمدنی ہے۔ وزیر موصوف سے میرا سوال ہے کہ اس میں اتنا difference کیوں ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ آمدن زائرین کی طرف سے ہوتی ہے اگر انہوں نے کم نذرانہ ڈالا ہے تو ہم انہیں کچھ نہیں کہہ سکتے اگر وہ زیادہ ڈالتے تو پھر بھی کچھ نہیں کہہ سکتے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ 2008 میں کون سے افسر تھے جس کے پاس غلہ کھولنے کی ڈیوٹی تھی اور 2009 میں اس کام پر کس کی ڈیوٹی تھی؟ میری اطلاع کے مطابق اگر کوئی اچھا افسر آ جائے تو ہر مزار سے 60 to 50 فیصد آمدنی کے نکالنے میں فرق پڑ جاتا ہے اس لئے میں کہہ رہا ہوں کہ زائرین نے کم نذرانہ ڈالا یا زیادہ، یہاں پر تو نکالنے والے کا کمال ہے۔ کیا وزیر صاحب check کر کے بتا سکیں گے کہ اس دوران کون سے افسر تھے اور کیا ان کی وجہ سے کارکردگی بہتر تھی؟

جناب سپیکر: ان کے نزدیک تو تمام ہی دیانت دار ہیں تاوقتیکہ ان کے خلاف کوئی کیس نہ آئے۔ جی، وزیر صاحب!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! آپ پچھلا ریکارڈ check کر لیں اور الحمد للہ جب سے یہ charge میرے پاس ہے محکمے اور درباروں کی آمدنی ہر سال بڑھی ہے اور ہم نے کوشش کی ہے کہ اس کا foolproof انتظام ہو تاکہ یہ پیسا اِدھر اُدھر نہ ہو سکے۔ اس کے لئے نہ صرف ہمارا ہیڈ کوارٹر سے بھی آدمی جاتا ہے بلکہ انچارج منیجر موجود ہوتا ہے اور بنک کا افسر جاتا ہے اس کے باوجود اب ہم Electronic Cash Boxes رکھنے لگے ہیں تاکہ اگر کہیں مزید کوئی خرابی ہے تو اس کو بھی ختم کیا جا سکے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! وہاں پر کیمرے بھی لگوائے جائیں۔

جناب سپیکر: جی، سب کچھ لگے گا۔۔۔اللہ اکبر، ڈار صاحبہ ضمنی سوال کرنا چاہتی ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انھوں نے کہا ہے کہ زائرین کی سہولت کے لئے اقدامات کئے گئے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جو اقدامات کئے گئے ہیں ان میں کتنے فیصد صداقت ہے؟

جناب سپیکر: انھوں نے تو سو فیصد صداقت پر کئے ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: اگر سو فیصد صداقت پر ہے تو پھر وزیر صاحب فرمادیں کہ کیا ہم وہاں زیارت کے لئے جاسکتے ہیں اور پھر کیا بعد میں ہم سوال کر سکتے ہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! انھیں اجازت ہے، یہ خوشی سے جائیں اگر آپ مجھے حکم دیں گے تو میں بھی ساتھ چلا جاؤں گا۔

جناب سپیکر: اب محترمہ نگہت ناصر شیخ کا سوال ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! سوال نمبر 4944 ہے۔

بادشاہی مسجد کے خطیب کا اعزازیہ و مراعات کی تفصیلات

*4944: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں بادشاہی مسجد کے خطیب کو حکومت پنجاب کی طرف سے کیا کیا مراعات حاصل ہیں؟

(ب) ضلع لاہور میں بادشاہی مسجد کے خطیب کا ماہانہ اعزازیہ کتنا ہے نیز اعزازیہ کے علاوہ دیگر کون کون سے الاؤنسز وغیرہ دیئے جاتے ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ بادشاہی مسجد کا خطیب سرکاری ملازم ہے اگر ہے تو اس کا گریڈ کون سا ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) خطیب بادشاہی مسجد کی اسامی سکیل نمبر 18 میں منظور شدہ ہے اور حکومت پنجاب کے مروجہ قواعد کے مطابق خطیب بادشاہی مسجد کو سکیل نمبر 18 کی مراعات دی جاتی ہیں۔تاہم

اس وقت خطیب کی اسامی خالی ہے اور اس خالی اسامی کا اضافی چارج نائب خطیب امام سکیل نمبر17 کو دیا گیا ہے۔

(ب) خطیب بادشاہی مسجد کی اسامی سکیل نمبر18 میں منظور شدہ ہے اور حکومت پنجاب کے مروجہ قواعد کے مطابق خطیب بادشاہی مسجد کو سکیل نمبر18 کی مراعات اور الاؤنسز ادا کئے جاتے ہیں۔

(ج) خطیب بادشاہی مسجد کی اسامی سکیل نمبر18 میں منظور شدہ ہے اور وہ سرکاری ملازم ہوتا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو خطیب کی اسامی خالی ہے یہ کب سے خالی ہے اسے کب تک پُر کر لیا جائے گا اور خطیب یا مؤذن کی تعیناتی کے لئے کیا qualification required ہوتی ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ اسامی 09-03-1999 سے خالی ہے اس کے لئے ہم نے requirement کے مطابق اشتہارات دیئے تھے۔اس کے بعد جب ہمارے پاس کوئی نہ آیا تو ہم نے پبلک سروس کمیشن کو لکھا تو انھوں نے بھی اشتہار دیئے، کوشش کی کہ اس اسامی پر کوئی بندہ recruit کر لیں لیکن تاحال ابھی تک کوئی بندہ ہماری requirement کے مطابق نہ آیا ہے۔ انشاء اللہ جونہی کوئی معاملہ ٹھیک ہوا تو ہم بھرتی کر لیں گے۔

جناب سپیکر!خطیب کے لئے qualification یہ ہے کہ وہ کم از کم شہادۃ عالمیہ کا حامل ہو اور اس کے علاوہ بھی بہت سی باتیں ہیں۔اس کے علاوہ انھوں نے اپنے سوال میں qualification نہیں پوچھی تھی۔ سوال کے مطابق تو میں نے جواب دے دیا ہے۔مزید اگر میری بہن کچھ وضاحت چاہتی ہیں تو یہ میرے چیمبر میں تشریف لائیں تو میں تسلی بخش جواب دوں گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!انھوں نے اپنے جواب میں لکھا ہے کہ خطیب بادشاہی مسجد کی اسامی سکیل نمبر18 میں منظور شدہ ہے اور وہ سرکاری ملازم ہوتا ہے۔ گریڈ18 کا سرکاری افسر ہوتا ہے ملازم تو نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: افسر بھی سرکاری ملازم ہی ہوتا ہے۔جی، محمد نوید انجم صاحب!

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!04-2003 میں اس اسامی کے لئے پورا criteria بنا تھا۔اس اسامی کے لئے امتحانات ہوئے تھے،انٹرویو ہوئے تھے اور ایک صاحب جن کا نام مولانا آصف جلالی تھا انھوں نے qualify کیا تھا۔انھوں نے ان کو چارج نہیں دیا تھا۔وہ چارج کیوں نہیں دیا تھا وزیر صاحب اس کی وضاحت کر دیں؟

جناب سپیکر: کیا وہ پبلک سروس کمیشن کی طرف سے آئے تھے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر!ہم نے ان کی طرف سے بھی لکھا تھا،انھوں نے بھی کہا ہے کہ ابھی تک آپ کی مطلوبہ قابلیت کے مطابق آدمی نہیں آیا ہے۔

جناب سپیکر: انھوں نے آصف جلالی صاحب کے بارے میں پوچھا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!انھوں نے پبلک سروس کمیشن میں اب دیا ہے۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر!میں سمجھتا ہوں کہ ایسا کوئی واقعہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اصل میں بات یہ ہے کہ آپ recruitment نہیں کرتے وہ تو پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہی آنا ہے جس نے بھی آنا ہے۔اگلا سوال وسیم قادر صاحب کا ہے۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر!میرا سوال نمبر5022 ہے۔

حضرت داتا گنج بخشؒ کے دربار پر لنگر تقسیم کرنے کی تفصیلات

***5022: جناب وسیم قادر:** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حضرت داتا گنج بخشؒ کے دربار پر لنگر تقسیم کرنے والے تمام لوگ سیاسی ہیں جس کی وجہ سے لنگر عام غریب لوگوں کو ملنے کی بجائے سیاسی لوگوں اور آفیسروں کے گھروں کو بھیج دیا جاتا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت داتا گنج بخشؒ کے دربار سے سیاسی لوگوں کی ڈیوٹی ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) دربار حضرت داتا گنج بخشؒ لاہور میں محکمہ کی جانب سے روزانہ لنگر محکمانہ انتظامیہ پکوا کر بعد نماز مغرب اعتکاف ہال مسجد داتا دربار میں زائرین کو باقاعدہ دستر خوان بچھا کر باعزت

طریقے سے کھلایا جاتا ہے۔(زائرین کو بٹھا کر دستر خوان پر لنگر کھلانے کا سلسلہ پہلی بار گزشتہ آٹھ ماہ سے شروع کیا گیا ہے)سامان لنگر کی خریداری،پکوائی اور تقسیم کی تمام تر کارروائی کی نگرانی حاجی محمد اعظم ممبر امور مذہبیہ کمیٹی داتا دربار کرتے ہیں۔

علاوہ بریں دربار شریف پر ہزاروں زائرین اپنی گرہ سے زائرین میں لنگر تقسیم کرتے ہیں جن کی سیاسی حیثیت اور لگاؤ سے انتظامہ داتا دربار کا کوئی سروکار نہ ہے۔چونکہ دربار شریف پر آنے والے زائرین بلا تخصیص سیاسی تعلق ایک زائر کی حیثیت سے دربار شریف میں حاضری دیتے ہیں اور اگر اپنی طرف سے لنگر تقسیم کرنا چاہیں تو لنگر خانے میں یا اعتکاف ہال میں لنگر تقسم کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔

(ب) جواب جز(الف)مفصل ہے دربار شریف میں محکمانہ لنگر کی تقسیم کسی بھی سیاسی شخصیت کے ذریعے نہیں کی جارہی۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر!جواب میں بتایا گیا ہے کہ سب ٹھیک ہے لیکن ایسا نہیں ہے۔آپ آج بھی چلے جائیں تو آپ دیکھیں گے کہ زائرین جو وہاں پر پیسے یا دیگیں لنگر خانہ میں جمع کروا دیتے ہیں تو یہ وہاں-/1200 سے لے کر-/2,000روپے میں بکتی ہیں ایسا کیوں ہے؟

وزیر اوقاف(حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر!ایسا بہت کم ہے کہ کوئی زائر لنگر خانے میں پیسا دے،زیادہ تر ایسے ہوتا ہے کہ لنگر خانے کے لئے لوگ باہر سے دیگیں پکی پکائی خریدتے ہیں یا پکواتے ہیں۔وہ لنگر خانے میں آجاتی ہیں تو وہاں تقسیم ہوتی ہیں بلکہ کچھ لوگ تو باہر ہی تقسیم کر دیتے ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا۔اگر میرے بھائی کے علم میں ایسی کوئی بات ہے تو یہ میرے معزز ساتھی ہیں یہ مجھے بتائیں انشاء اللہ ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: یہ بات ریکارڈ پر نہیں لائی جاسکتی۔

جناب وسیم قادر: جناب والا!میں ثابت کر سکتا ہوں کہ بہت سے functions پر کھانا وہاں سے جاتا ہے۔اس کے علاوہ میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ بعض اوقات زائرین کم ہوتے ہیں اور کھانا زیادہ ہوتا ہے اور جو کھانا لنگر خانے میں بچ جاتا ہے اس کا یہ کیا کرتے ہیں؟

وزیر اوقاف(حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر!وہاں کوئی کھانا بچتا ہی نہیں۔اگر کوئی بچتا ہے تو وہ لنگر ہوتا ہے اس لئے ظاہر ہے کہ وہ تقسیم ہی ہوتا ہے۔ہم نے اس کا کیا کرنا ہے۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! داتا صاحب کے مزار کا رقبہ کتنا ہے؟

جناب سپیکر: آپ بھی کچھ تکلیف کر لیں اور پہلے سوال کریں اور پھر اس کا جواب لیں۔ شکریہ

اب جناب محمد محسن خان لغاری صاحب کا سوال ہے۔ جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: سوال نمبر 5124۔

دربار حضرت سخی سرورؒ کی تفصیلات

***5124: جناب محمد محسن خان لغاری:** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پچھلے 2 سال کے دوران دربار حضرت سخی سرورؒ ڈیرہ غازی خان پر چندہ کی صورت میں کتنی رقم وصول ہوئی؟

(ب) پچھلے 2 سال کے دوران مذکورہ دربار پر زائرین کو سہولت فراہم کرنے کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھائے گئے اور ان پر کتنے اخراجات ہوئے آگاہ کریں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) دربار حضرت سخی سرورؒ ڈیرہ غازی خان پچھلے دو سال کے دوران چندہ سے موصول ہونے والی رقم کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

سال 2007-08	5,275,758/- روپے
سال 2008-09	5,495,357/- روپے

(ب) سال 2007-08 میں دربار پر درج ذیل اخراجات کئے گئے:-

1-تعمیر وضو شیڈ	273,000/- روپے
2-تعمیر Steps/ Retaining Wall	987,000/- روپے
3-تبدیلی دروازہ و مرمت چھت دربار	60,000/- روپے
کل اخراجات	1,320,000/- روپے

سال 2008-09 کے دوران دربار حضرت سخی سرورؒ پر تعمیر و مرمت پر کوئی رقم خرچ نہ ہوئی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! سال 2007-08 میں 5,275,758/- روپے اور سال 2008-09 میں 5,495,357/- روپے آمدنی ہوئی ہے اور 2007-08 میں کل اخراجات

-/1,320,000روپے کے ہوئے ہیں۔ اس طرح اس سال کے -/3,955,758روپے بچے ہوئے ہیں اور -/5,495,357روپے 09-2008 کے بچے ہوئے ہیں جن کا ٹوٹل تقریباً ایک کروڑ روپیہ بنتا ہے تو حضرت سخی سرور رحمۃ اللہ علیہ کے دربار کا جو ایک کروڑ روپیہ آپ ڈیرہ غازی خان سے اٹھا کر لاہور لے آئے ہیں یہ کہاں رکھا ہوا ہے اور کس مقصد کے لئے استعمال ہو رہا ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میرے بزرگ لغاری صاحب۔۔۔

جناب سپیکر: یہ آپ کے بزرگ نہیں بلکہ آپ کے برخورداروں میں شامل ہیں۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ پیسا ہمارے ہیڈ کوارٹر آ جاتا ہے اور وہاں سے ہی نہیں بلکہ تمام پنجاب جہاں پیسا بچتا ہے وہ آ جاتا ہے۔ اس کے بعد ہم اسے پنجاب بھر میں جہاں اس کی ضرورت ہوتی ہے وہاں خرچ کرتے ہیں۔ ہم ڈویلپمنٹ کے کاموں پر خرچ کرتے ہیں۔ آج کے بعد میں نے یہ نوٹ کر لیا ہے کہ حضرت سخی سرور رحمۃ اللہ علیہ دربار پر ہم بہت کام کرنے لگے ہیں۔ ان کو خوشی ہو گی اور انشاء اللہ ان کی مشاورت اس میں شامل ہو گی۔

جناب سپیکر: آپ ان کی خوشی کی بات چھوڑیں۔ ان کو خوشی ہو گی یا نہیں ہو گی وہ مجھے پتا ہے، کیا آپ اس پر کچھ دھیان دے رہے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ یہ نوٹ کر لیں کہ یہ commitment کر رہے ہیں کہ حضرت سخی سرور رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر بہت سارا کام ہو گا۔ اس کام کا جو پلان ہے یہ اس کی تفصیل تو بتا دیں کہ انھوں نے کن چیزوں کی منصوبہ بندی کی ہوئی ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں ان کو تفصیل فراہم کروں گا۔ ویسے بھی یہ fresh question بنتا ہے لیکن میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ حضرت سخی سرور رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر جو کام ہو گا وہ ان کی موجودگی اور ان کی نگرانی میں ہم کروائیں گے۔ اس کے علاوہ ان کی مشاورت بھی اس میں شامل ہو گی۔

جناب سپیکر: آپ ذرا ان سے پوچھ لیں کہ وہ آپ کو اتنا وقت دے سکتے ہیں۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں ان کو مجبور کر دوں گا کیونکہ یہ میرے وسیب کے ہیں اور ان کو وقت دینا ہی پڑے گا۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ اگلا سوال انجینئر قمر الاسلام راجہ صاحب کا ہے۔ جی، راجہ صاحب!

انجینئر قمرالاسلام راجہ:جناب سپیکر!میرا سوال نمبر5254ہے۔

محکمہ کے زیرانتظام مزارات سے آمدن کی تفصیلات

*5254:انجینئر قمرالاسلام راجہ:کیاوزیراوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں کل کتنے مزار محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہیں اور ان سے گزشتہ مالی سال میں محکمہ اوقاف کو کل کتنی آمدن ہوئی ہے؟

(ب) بزرگان دین کے مزاروں کو محکمہ اوقاف کی تحویل میں دینے کے حوالے سے کیا معیار اور پیمانہ مقرر ہے اور کیا اس پیمانہ پر یکساں عمل ہوتا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ اوقاف مزاروں سے ہونے والی آمدنی کا خاطر خواہ حصہ وہاں آنے والے زائرین کو مختلف سہولیات فراہم کرنے پر خرچ کرتا ہے گزشتہ مالی سال میں اس ضمن میں محکمہ نے کل کتنے ترقیاتی اخراجات کئے؟

وزیراوقاف(حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) پنجاب میں محکمہ اوقاف کی تحویل میں 534مزار ہیں-ان سے گزشتہ مالی سال09-2008 میں محکمہ اوقاف کو مبلغ -/539,456,356روپے آمدن ہوئی، جس کی تفصیل برفلیگ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(ب) بزرگان دین کے مزارات کو وقف پراپرٹی آرڈیننس1979 میں درج شدہ طریق کار کے مطابق محکمانہ تحویل میں لیا جاتا ہے-البتہ حوالگی نوٹیفکیشن سے قبل محکمہ اوقاف کے ریونیو عملہ سے متعلقہ دربار کا ہر لحاظ سے مکمل سروے کرایا جاتا ہے مذکورہ دربار آمدن کے لحاظ سے خود کفیل ہو یا موقع پر نقص امن یا مذہبی انتشار کا اندیشہ ہو تو مفاد عامہ کے پیش نظر ایسے مزارات کو محکمانہ تحویل میں لے لیا جاتا ہے مزید برآں تمام مزارات کو محکمانہ تحویل میں لیتے وقت یکساں معیار پر عمل کیا جاتا ہے-

(ج) یہ درست ہے کہ محکمہ اوقاف مزارات سے ہونے والی آمدنی کا خاطر خواہ حصہ وہاں پر آنے والے زائرین کو سہولیات فراہم کرنے پر خرچ کرتا ہے-گزشتہ مالی سال09-2008 میں محکمہ اوقاف نے ترقیاتی کاموں پر مبلغ -/96,748,878روپے کے اخراجات کئے جن کی تفصیل برفلیگ(ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سوال میں کوئی ایسی چیز نہیں تھی جس کے لئے لاہور سے باہر کا data مطلوب ہوتا۔ یہ جواب تقریباً آٹھ نو ماہ بعد آیا ہے جس کی تاریخ 7۔اکتوبر2010 ہے لیکن اس میں پھر بھی معلومات نامکمل ہیں۔2008-09 کے اخراجات اور آمدن کا بتادیا گیا ہے لیکن سال 2009-10 جسے گزرے چار ماہ پھر ہو گئے ہیں لیکن اس کی تفصیل دستیاب نہیں ہے۔ سوال یہ کیا گیا تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ محکمہ اوقاف مزاروں سے حاصل ہونے والی آمدن کا خاطر خواہ حصہ وہاں آنے والے زائرین کو مختلف سہولیات فراہم کرنے پر خرچ کرتا ہے۔" انہوں نے مالی سال 2008-09 کے حوالے سے جواب دیا ہے کہ "کل آمدن 53 کروڑ 94 لاکھ 56 ہزار 356 ہے جس میں سے صرف 9 کروڑ 67 لاکھ 48 ہزار 878 روپے زائرین پر خرچ کئے گئے ہیں جو کل رقم کا صرف 16/17 فیصد بنتا ہے۔" باقی آمدن کیا محکمے کے اللوں تللوں اور آنیوں جانیوں پر خرچ ہوتی ہے یا اس کا کوئی اور بہتر مصرف بھی ہے کیونکہ پورے پنجاب میں صرف 17 فیصد آمدنی زائرین پر استعمال ہو رہی ہے لہذا باقی 83 فیصد کہاں استعمال ہوتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ ٹھیک کہتے ہیں کہ یہ رقم خرچ ہوئی ہے لیکن باقی ہمارا سٹاف، دفاتر اور پنجاب بھر میں بے شمار چیزیں ایسی ہیں جس میں ہمیں یہ پیسا خرچ کرنا پڑتا ہے۔ ہمارا جو بجٹ بنتا ہے اس کی کاپی میں انہیں فراہم کر دیتا ہوں جسے یہ پڑھ لیں کہ بقایا پیسا ہم کہاں خرچ کرتے ہیں۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ اگر 83 فیصد صرف محکمے پر خرچ ہوتا ہے تو کیا یہ زائرین کے ساتھ ناانصافی نہیں ہے؟

جناب سپیکر: وہ صرف اپنے محکمے کا نہیں کہہ رہے کہ سارے کا سارا 83 فیصد ہم خرچ کر دیتے ہیں بلکہ ان کے اور بھی اخراجات ہوتے ہیں اور یہ تمام اخراجات ان کے محکمے کے کاموں کے لئے ہی ہونے ہوتے ہیں مثال کے طور پر کسی جگہ پر کام ہو رہا ہے تو وہاں پر بھی ان کو پیسے دینے ہوتے ہیں۔ منسٹر صاحب! آپ خود ان کو بتائیں۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):جناب سپیکر!مساجد بھی ہمارے زیر کنٹرول ہیں۔ بے شمار مساجد ایسی ہیں جہاں سے ہمیں کوئی آمدن نہیں ہوتی تو یہ پیسا ان کی maintenance وغیرہ پر بھی ہمیں خرچ کرنا پڑتا ہے۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ:جناب سپیکر!انہوں نے اپنے محکمہ کے ترقیاتی خرچ کی کل تفصیل تو دے دی ہے لیکن اس کے علاوہ اور کون سے مزارات ہیں جن پر یہ پیسا خرچ کیا جاتا ہے، کیا کسی محکمے کی افادیت اس بات سے نہیں جانچی جا سکتی کہ جس مقصد کے لئے یہ محکمہ بنایا گیا ہے اس مقصد پر صرف 17 فیصد خرچ کیا جا رہا ہے اور 83 فیصد اسٹیبلشمنٹ، ٹرانسپورٹ اور تنخواہوں پر خرچ کیا جا رہا ہے تو کیا اس محکمے کو ختم کرنا مناسب نہیں ہو گا؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):جناب سپیکر!جو میں نے بتایا ہے اس کے علاوہ ہمارے پاس ہسپتال ہیں جہاں سے آمدنی نہیں ہوتی لیکن ہم وہاں پر خرچ کرتے ہیں اور جہیز فنڈ پر بھی خرچ کرتے ہیں۔ میں نے انہیں مکمل بتایا ہے لیکن اگر یہ ساری چیزیں دیکھنا چاہتے ہیں تو میں ان کو بجٹ کی کاپی دے دیتا ہوں اس میں سے یہ check کر لیں اور اس کے بعد اگر یہ مجھے کہیں تو میں انشاء اللہ اس کی تعمیل کروں گا۔

رانا محمد افضل خان:ضمنی سوال۔

جناب سپیکر:جی، فرمائیں!

رانا محمد افضل خان:جناب سپیکر!بزرگانِ دین کے مزارات کو Works Property Ordinance کے طریق کار کے مطابق تحویل میں لیا جاتا ہے اور اس کا مکمل سروے کیا جاتا ہے۔اس سوال کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ کوئی 44 کروڑ روپے کی رقم ہے جو کہ بچت کی صورت میں آ رہی ہے لہذا میرا وزیر موصوف سے یہ ضمنی سوال ہے کہ ان تمام مزارات کے ساتھ بے شمار اراضی بھی ہے تو کیا یہ ایسا ارادہ رکھتے ہیں کہ اس اراضی میں ایسے مدارس بنائے جائیں جن میں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ ماڈرن تعلیم بھی دی جائے تاکہ دوسرے مدارس کے ساتھ جو مسائل پیدا ہو رہے ہیں تو ہم ایک counter مدرسہ پروگرام ایسی جگہ سے لے کر آئیں جہاں ہمارے پاس فنڈز بھی موجود ہیں اور فالتو زمین بھی ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس کا جواب وہ نہیں دے پائیں گے۔ گزارش یہ ہے کہ جب pre-budget debates ہوں گی تب آپ اپنی تجاویز لے کر آئیں، اس کا بجٹ بنائیں اور اس کو پاس

کروائیں کیونکہ اس کے مطابق ہی اس پر عمل ہو سکتا ہے۔ منسٹر صاحب!آپ اس حوالے سے کچھ بتانا چاہتے ہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):جناب سپیکر!آپ مجھ سے سینئر ہیں اور آپ نے جو فرمایا ہے بالکل یہی جواب ہے۔ میرے مذہبی امور کے محکمے میں چار مسالک دیوبندی، بریلوی،اہل حدیث اور اہل تشیع ہیں اس لئے ہمیں انہی کے حساب سے ہی کرنا ہو گا کیونکہ اگر ہم نے کوئی بات اِدھر اُدھر کر دی تو پھر یہ محکمہ پر آئے گا اس لئے مناسب یہ ہے کہ جس طرح ابھی چل رہا ہے اس کو چلنے دیا جائے۔

رانا محمد افضل خان:جناب سپیکر!ہمیں کمپیوٹر سائنس اور ماڈرن علوم دینے ہیں اور اس پر تمام فرقوں کو اعتراض نہیں ہو سکتا۔ میرا ایک چھوٹا سا ضمنی سوال یہ ہے کہ تمام بزرگانِ دین کے مزارات کے جو مہتمم ہوتے ہیں یا مزارات کے حوالے سے کوئی اہم شخصیات ہوتی ہیں تو آج کل جب ان میں سے کوئی فوت ہو جاتا ہے تو ان کو بھی انہی مزارات میں دفن کر دیا جاتا ہے۔ جواب میں یہ لکھا ہوا ہے کہ سروے مکمل کرایا جاتا ہے اور مزار تحویل میں لیا جاتا ہے۔ کیا قانون اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ قبرستان کے باہر کسی مزار کے اندر کسی شخص کو دفن کیا جائے چاہے وہ کتنا ہی اہم کیوں نہ ہو؟

جناب سپیکر: یہ بتائیں کہ جو دفن ہو چکے ہیں ان کا اب کیا کریں گے، منسٹر صاحب!آپ ان کی بات کا جواب دیں جو وہ کہہ رہے ہیں۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):جناب سپیکر!جو دفن ہو چکے ہیں ہم ان کو واپس نہیں ہٹا سکتے لیکن آئندہ ہماری اجازت ہو گی تو وہاں پر مدفون ہو گی۔

جناب سپیکر:اب منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہم نے ایسی کوئی اجازت نہیں دی۔

رانا محمد افضل خان:جناب سپیکر!آج کل بھی روزانہ بے شمار دفن ہو رہے ہیں اور پچھلے اڑھائی سال میں اس طرح کے لوگ بغیر اجازت کے دفن ہو رہے ہیں تو یہ ان پر کیا کارروائی کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر:منسٹر صاحب!انہیں بتائیں کہ کیا مردے پر کوئی action ہو سکتا ہے،اس فانی دنیا سے جو چلا گیا ہے اس پر ہم کیا action کریں گے؟

رانا محمد افضل خان:جناب سپیکر!یہ معاملہ بہت سنجیدہ ہے۔ جو لوگ afford کرتے ہیں انہوں نے گلبرگ اور دوسری جگہوں پر اپنی کوٹھیوں میں اپنے والدین کو دفن کرنا شروع کر دیا ہے۔ ہمارے ملک میں ایسا کوئی کنٹرول نہیں ہے۔ لوگ تو اپنے شہروں کے اندر مرغی تک ذبح نہیں کرنے دیتے۔

جناب سپیکر: میں خود ہی پریشان ہوں تو میں آپ کی اس بات کا کیا جواب دوں؟ جی، اگلا سوال محترمہ سیمل کامران کا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، ابھی وقت ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: On her behalf سوال نمبر 5552۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز خاتون ممبر نے محترمہ سیمل کامران کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔داتا دربار پر ٹھیکیدار کی بے قاعدگیوں کی تفصیلات

*5552: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 2009 میں مزار حضرت علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ (داتا دربار) لاہور کی جوتیاں رکھنے والی جگہ کو کتنے ٹھیکہ پر دیا گیا ہے نیز ٹھیکے کی فی جوڑا قیمت کیا مقرر کی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ مزار پر ٹھیکیدار کے آدمی زائرین سے من مانی قیمت وصول کر رہے ہیں جس کی وجہ سے اکثر اوقات زائرین اور ٹھیکیدار میں بحث و تکرار ہو جاتی ہے اور بعض اوقات نوبت جھگڑے تک پہنچ جاتی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اوور چارجنگ کرنے والے ٹھیکیدار اور عملے کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات سے معزز ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) دربار حضرت داتا گنج بخشؒ لاہور میں حفاظت پاپوش کا ٹھیکہ مالی سال (یکم جولائی تا 30۔جون) کی بنیاد پر بذریعہ نیلام عام دیا جاتا ہے۔مالی سال 09-2008 کا زر ٹھیکہ مبلغ -/20,050,000 روپے تھا۔رواں مالی سال میں یکم جولائی تا 24۔اگست 2009 ٹھیکہ نیلام عام نہ ہونے کے باعث عارضی و محکمانہ انتظام کے تحت مبلغ -/2,459,859 روپے آمدن ہوئی، جبکہ 25۔اگست 2009 تا 30۔جون 2010 (10 ماہ 7 یوم) کا زر ٹھیکہ مبلغ -/14,500,000 حاصل ہوا۔اس طرح یکم جنوری تا 31۔دسمبر 2009 (ایک سال)

زر ٹھیکہ کی مد میں مبلغ -/18,504,930روپے محکمہ کو حاصل ہوئے نیز فی جوڑا اجرت حفاظت پاپوش -/2روپے مقرر شدہ ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ ٹھیکیدار کا عملہ کسی حد تک من مانی کرتے ہوئے زائد اجرت حفاظت پاپوش وصول کرتا ہے۔محکمانہ طور پر مؤثر کنٹرول کے لئے اقدامات کئے جاتے ہیں جن میں زائد وصولی اجرت کی شکایت موصول ہونے پر ٹھیکیدار کو حسب شرائط محکمہ اوقاف پنجاب مبلغ -/2,000روپے سے -/5,000روپے تک بلحاظ نوعیت فی شکایت جرمانہ کیا جاتا ہے۔ جہاں تک زائرین سے ٹھیکیدار کے کارندوں کے لڑائی جھگڑے کا سوال ہے تو اس سلسلہ میں انچارج پولیس چوکی داتا دربار کی رپورٹ کے مطابق اب تک زائرین کی جانب سے شکایت پر ٹھیکیدار کے خلاف حسب ضابطہ زیر دفعہ 141/3-2A کل 9 مقدمات درج کئے گئے ہیں۔

(ج) زائد وصولی اجرت حفاظت پاپوش کو کنٹرول کرنے کے لئے جامع اقدامات کئے گئے ہیں۔ہر گیٹ پر تعینات شدہ سکیورٹی گارڈ اپنی عمومی ڈیوٹی کے ساتھ ساتھ ٹھیکیدار حفاظت پاپوش کے عملہ پر بھی کڑی نظر رکھتے ہیں اور اس امر کو بھی یقینی بناتے ہیں کہ کوئی بورڈ الٹا یا کپڑا ڈال کر چھپایا نہیں گیا۔زائد وصولی اجرت حفاظت پاپوش کے سدباب کے لئے نہ صرف بذریعہ سپیکر اعلانات کئے جاتے ہیں بلکہ جابجا بورڈ آویزاں ہیں جن پر واضح تحریر ہے کہ اجرت حفاظت پاپوش -/2روپے فی جوڑا ہے زائد اجرت ہرگز ادا نہ کریں۔شکایت کی صورت میں دفاتر ایڈمنسٹریٹر و منیجر کے نمبرز بھی درج کئے گئے ہیں۔علاوہ ازیں منیجرز کی ڈیوٹی راؤنڈ دی کلاک 24 گھنٹے (تین شفٹوں) میں ہوتی ہے اور ہر منیجر کو سختی سے ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اپنی شفٹ کے دوران دربار شریف کے تمام داخلی دروازوں کا کم از کم تین مرتبہ تفصیلی معائنہ کرے۔زائد وصولی اجرت کی شکایت موصول ہونے پر ٹھیکیدار کو حسب شرائط محکمہ اوقاف، پنجاب مبلغ -/2,000روپے سے -/5,000روپے تک بلحاظ نوعیت فی شکایت جرمانہ کیا جاتا ہے۔جہاں تک زائرین سے ٹھیکیدار کے کارندوں کے لڑائی جھگڑے کا سوال ہے تو اس سلسلہ میں انچارج پولیس چوکی داتا دربار کی رپورٹ کے مطابق اب تک زائرین کی جانب سے شکایت پر ٹھیکیدار کے خلاف حسب ضابطہ زیر دفعہ 141/3-2A کل 9 مقدمات درج کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! پچھلے سال جوتوں کے ٹھیکے سے دو کروڑ50ہزار روپے آمدن ہوئی تھی اور رواں مالی سال میں یہ کم ہو کر ایک کروڑ69ہزار روپے رہ گئی۔ میرا وزیر محترم سے ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا پچھلے سال کی نسبت لوگوں نے کم جوتے پہننا شروع کر دیئے ہیں؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں وہ اس کا جواب پہلے بھی دے چکے ہیں اور آپ اس وقت موجود نہیں تھیں۔ بہر حال منسٹر صاحب بتاتے ہیں۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ ٹھیک کہتی ہیں کہ آمدنی میں کمی ہوئی ہے۔ جس طرح آج کل ملک میں دہشت گردی کی لہر دوڑ رہی ہے اس سے زائرین کی تعداد کم ہوئی ہے اور خاص طور پر داتا صاحب کے بہت سارے گیٹ ہم نے for security purposes بند کر دیئے ہیں جس کی وجہ سے ہمیں یہ آمدن کم ہوئی ہے۔

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ نہیں کر سکتے۔

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! میں نے ان سے اجازت لی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، ادھر سے ابھی اجازت نہیں ملی۔ جب ان کے ضمنی مکمل ہوں گے تو پھر آپ سے کہوں گا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! محکمے نے خود اقرار کیا ہے کہ اگر ہمارے notice میں آتا ہے کہ ٹھیکیدار وہاں پر جوتے جمع کرانے کی زائد قیمت وصول کر رہا ہے تو ہم خود بھی اس کو check کرتے رہتے ہیں۔ وزیر صاحب سے میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ 2009 میں کتنے ٹھیکیداروں کو جرمانہ کیا ہے، کتنی دفعہ جا کر اس طرح check کیا ہے اور لوگوں کو پکڑا ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! کیا ان کو پکڑنا منسٹر کا کام ہے؟ آپ محکمے کی بات کریں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر!ان سے مطلب محکمہ ہی ہے۔Individual حیثیت میں تو یہاں پر وہ سوال کا جواب نہیں دے رہے۔

جناب سپیکر: جی،منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر!2008-09 میں ہم نے تین لاکھ 15ہزار 800 روپے جرمانہ کیااور اسی طرح لڑائی جھگڑے کے واقعات پر ہم نے دو پرچے بھی درج کروائے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر!میں نے لڑائی جھگڑے کا نہیں پوچھا۔ میں نے کہا ہے کہ کتنے ٹھیکیداروں کو آپ نے جرمانہ کیاہےاور پکڑاہے میں صرف تعداد پوچھ رہی ہوں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر!جرمانہ ٹھیکیداروں کو ہی ہوتاہے۔ میں نے بتایا ہے کہ تین لاکھ 15ہزار 800 روپے جرمانہ کیاہے۔ یہ مجھ سے fresh question کی صورت میں دوبارہ تعداد پوچھیں تو میں انشاءاللہ تعالیٰ وہ بھی بتادوں گا کہ کتنے لوگوں کو ہوا ہے۔

جناب سپیکر: تین لاکھ کتنے ہزار ہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر!3 لاکھ 15 ہزار800 روپے جرمانہ ٹھیکیدار کو کیا ہے اور آدمی تو ایک ہوا نا تو کتنے آدمیوں کا میں کیا بتاؤں کیونکہ ٹھیکیدار تو ایک ہے جسے ہم نے مختلف شکایات موصول ہونے پر مختلف مواقع پر جرمانہ کیاہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!اس سوال کے جز(ب) میں درج ہے کہ دفعہ 141 کے تحت کل 9 مقدمات درج ہوئے تو یہ 9 مقدمات جن کا وزیر موصوف کو نہیں پتا تو کیا یہ مقدمات کافی ہیں کیونکہ وہاں پر جتنی بے قاعدگیاں ہوتی ہیں اور جس انداز سے وہاں لڑائی جھگڑوں کی رپورٹیں ہمیں بھی مل رہی ہوتی ہیں تو یہ صرف 9 مقدمات درج کئے گئے ہیں اور منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ انہیں نہیں پتا۔

جناب سپیکر: جی،منسٹر صاحب!

وزیراوقاف(حاجی احسان الدین قریشی):جناب سپیکر!9مقدمات درج ہوئے ہیں اور ہمارے notice میں یہی واقعات آئے جن کے خلاف مقدمات درج کروائے اور اگر میری بہن 200/100 مقدمات درج کروانا چاہتی ہیں تو یہ جھگڑے کروائیں تو ہم اتنے ہی مقدمات درج کروادیں گے۔

سیدہ ماجدہ زیدی:جناب سپیکر!منسٹر صاحب ایسا جواب دیتے ہیں جس پر clapping ہوتی ہے جو کہ مناسب نہیں ہے کیونکہ ہم ان سے ٹھیکیداروں کی تعداد کے بارے میں پوچھ رہے ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں کہ نہیں پتا تو یہ بات ختم ہو گئی لیکن ایک تو آپ جواب نہ دیں اور پھر اس کے بعد ضمنی سوال کا آپ مذاق اڑائیں تو یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔

جناب سپیکر:اگلا سوال جناب اعجاز احمد خان کا ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر:On his behalf جناب سپیکر!سوال کا نمبر 5885 ہے۔جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے جناب اعجاز احمد خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر:جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔حضرت پیر نصیر الدینؒ کے مزار کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*5885:جناب اعجاز احمد خان:کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور کے موضع شاہ پور خانپور میں حضرت پیر نصیر الدینؒ کے مزار کا کل رقبہ کتنا ہے؟

(ب) مزار سے ملحق قبرستان کا کل رقبہ کتنا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مزار اور قبرستان کی جگہ پر کچھ لوگ ناجائز طور پر قابض ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ مزار عرصہ دراز سے زیر تعمیر ہے؟

(ہ) اگر محکمہ مزار مذکورہ کی تعمیر کی تکمیل کا ارادہ رکھتا ہے تو کب تک؟

وزیراوقاف(حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) بمطابق نوٹیفکیشن مزار شریف واس سے ملحقہ کل رقبہ 87 کنال 6 مرلے ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

مزار شریف کا کل رقبہ 18 کنال 10 مرلہ ہے۔

مکانات	4K - 16M
مسجد و قبرستان	03K - 00M
زرعی زمین	02K - 09M
قبرستان	51K - 06M
ناجائز قبضہ	07K - 00M
کل رقبہ	87K - 06M

(ب) مزار سے ملحقہ قبرستان کا کل رقبہ 51 کنال 11 مرلے ہے۔

(ج) دربار شریف کی تقریباً 7 کنال جگہ پر کچھ لوگوں نے قبضہ کیا ہے۔

(د) مزار شریف کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔تاہم عقیدت مند دربار کی تزئین و آرائش کرتے رہتے ہیں۔

(ہ) مزار شریف کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے اس لئے سر دست مزید کوئی ارادہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اس سوال کے جز(ج) میں پوچھا گیا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ مزار اور قبرستان کی جگہ پر کچھ لوگ ناجائز طور پر قابض ہیں تو جواب یہ ہے کہ دربار شریف کی تقریباً 7 کنال جگہ پر کچھ لوگوں نے قبضہ کیا تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ قبضہ جائز ہے یا ناجائز اور اگر قبضہ ناجائز ہوا ہے تو اسے vacate کروانے کے لئے محکمہ نے اب تک کیا اقدامات کئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! قبضہ تو انہوں نے ناجائز ہی کیا ہوا ہے اور ہم اسے جائز کیسے قرار دیں اور ہم مانتے ہیں کہ وہ ناجائز قبضہ ہے۔ان سے متعدد بار قبضہ واگزار کروایا گیا ہے۔ جب یہ مزار takeover ہوا تھا تو اس سے پہلے کچھ ملنگ اور ان کے بہت زیادہ عقیدت مند یا ان کے متولی صاحبان میں سے وہاں کچھ لوگ قابض ہیں اور ہم نے کوشش کی ہے۔ اب چونکہ سیکرٹری صاحب نئے آئے ہیں اور ان کے ساتھ کل بھی میٹنگ ہوئی ہے تو انشاء اللہ یہ قبضہ جلد واگزار بھی کروائیں گے اور اس کی حفاظت کے لئے اس کی چار دیواری وغیرہ بھی کروائی جائے گی۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ مزار کا کل رقبہ 87 کنال 6 مرلے ہے اور دیئے گئے اعداد و شمار کا ٹوٹل 89 کنال 9 مرلے بنتا ہے تو اس میں سے کون سی figure درست ہے جبکہ یہاں پر قبرستان کا لکھا ہے کہ 51 کنال 11 مرلے اور اوپر لکھا ہوا ہے قبرستان 51 کنال 6 مرلے تو یہ پانچ مرلے کس کے پاس ہیں؟

جناب سپیکر: یہاں پر کوئی اور قبر بن گئی ہو گی۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ پانچ مرلے رقبہ قبرستان کے باہر مزار شریف کے ساتھ منسلک ہے اور یہ balance انشاء اللہ پورا ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات
(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور۔میاں میر سرکل میں مزارات و مساجد کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1855: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ اوقاف کے میاں میر سرکل میں کتنے مزارات اور مساجد ہیں، ان کے نام اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان مساجد اور مزارات کی سال 07-2006 اور 08-2007 کی آمدن اور اخراجات علیٰحدہ علیٰحدہ سال وار بتائیں؟

(ج) ان سالوں کے دوران مذکورہ سرکل میں مزارات کی تعمیر اور مرمت پر کتنی رقم خرچ کی گئی تفصیل مزار وار بتائیں؟

(د) ان سالوں کے دوران اس سرکل میں مساجد کی مرمت اور تزئین و آرائش پر کتنی رقم خرچ کی گئی تفصیل، مسجد وار علیٰحدہ علیٰحدہ بیان کریں؟

وزیراوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) دربار حضرت میاں میر سرکل میں14 مزارات اور 16 مساجد ہیں جن کی تفصیل فلیگ (الف)اور(ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) منسلکہ فہرست فلیگ(الف)اور(ب)میں آمدن واخراجات کے اعداد وشمار درج ہیں جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اخراجات تعمیر ومرمت کی فہرست فلیگ(ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اخراجات تعمیر اور تزئین وآرائش کی فہرست فلیگ(د)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع لاہور میں معلمین قرآن مسجد مکاتب کی تعداد ودیگر تفصیلات

*2060: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیاوزیراوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لاہور میں کتنے معلمین قرآن مسجد، مکاتب تعینات ہیں نیزان معلمین کا ماہانہ مشاہرہ کتنا مقرر کیاہوا ہے؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ حکومت ضلع لاہور میں معلمین قرآن مسجد مکاتب کو سرکاری تحویل میں لے کرانہیں گریڈ دینے کاارادہ رکھتی ہے؟

(ج) کیاحکومت معلمین قرآن کے ماہانہ مشاہرہ میں اضافہ کرنے کاارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیراوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) کسی بھی مسجد، مکتب کا اجرأ محکمہ اوقاف سے نہ ہوا ہے اور نہ ہی کسی ایسی سکیم کا تعلق محکمہ اوقاف سے ہے۔

(ب) ۔ایضًا۔

(ج) ۔ایضًا۔

فیصل آباد شہر میں مزارات ومساجد کی تعداد ودیگر تفصیلات

*5888: خواجہ محمد اسلام: کیاوزیراوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) فیصل آباد شہر میں محکمہ اوقاف کے مزارات اور مساجد کتنی ہیں؟

(ب) ان درباروں اور مساجد کی سال09۔2008اور10۔2009کی آمدن اوراخراجات بتائیں؟

(ج) ان مساجد اور مزارات پر کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(د) حکومت نے ان مزارات اور مساجد کی تعمیر/مرمت پر سال09-2008 اور10-2009 کے دوران کتنی رقم خرچ کی ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) فیصل آباد شہر میں محکمہ اوقاف کے کل10 عدد مزارات اور13 عدد مساجد ہیں جن کی تفصیل برفلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان درباروں اور مساجد سے محکمہ کو سال09-2008 میں مبلغ-/12654145 روپے آمدن ہوئی جبکہ ان پر محکمہ نے مبلغ-/7328081 روپے کے اخراجات کئے۔اسی طرح جولائی 2009 تا اپریل2010 ان مزارات و مساجد کی آمدن مبلغ-/8413350 روپے ہے جبکہ اخراجات مبلغ-/6883514 روپے ہیں جن کی تفصیل برفلیگ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان مساجد و مزارات پر کل 52 ملازمین فرائض ادا کر رہے ہیں جن کی پراپرٹی وار تفصیل برفلیگ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) محکمہ اوقاف حکومت پنجاب نے ان مزارات و مساجد کی تعمیر و مرمت پر سال09-2008 میں مبلغ-/1353626 روپے اور سال10-2009 میں مبلغ-/2099700 روپے کے اخراجات کئے ہیں، جن کی تفصیل برفلیگ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

فیصل آباد شہر میں مساجد کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5944: **خواجہ محمد اسلام**: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد شہر میں محکمہ اوقاف کی تحویل میں کتنی مساجد ہیں نیز ان مساجد سے ملحقہ کتنی دکانیں ہیں؟

(ب) ان دکانوں سے سالانہ کتنی آمدن ہوتی ہے؟

(ج) مالی سال10-2009 کے دوران ان مساجد کی تعمیر/مرمت پر کتنی رقم خرچ کی جا رہی ہے ان مساجد کے نام اور خرچ کردہ رقم کی تفصیل علیحدہ علیحدہ بتائیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) فیصل آباد شہر میں محکمہ اوقاف کے زیر تحویل 13 عدد مساجد ہیں اور ان مساجد کے ساتھ کل 381 دکانات ہیں تفصیل برفلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان دکانات سے سالانہ مبلغ -/6732204 روپے آمدن ہوتی ہے۔ تفصیل برفلیگ "ب" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان مساجد کی تعمیر و مرمت پر سال 10-2009 کے دوران مبلغ -/2099700 روپے خرچ کئے جا رہے ہیں۔ تفصیل برفلیگ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع اوکاڑہ، محکمہ اوقاف کے رقبہ سے متعلقہ تفصیلات

*6056: **محترمہ خدیجہ عمر**: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع اوکاڑہ میں صوبائی محکمہ اوقاف کا کل کتنا رقبہ ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ اوقاف کا زیادہ رقبہ بنجر اور خالی پڑا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ کا رقبہ زیادہ تر بارڈر کے ساتھ ہے، اس کی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع اوکاڑہ میں صوبائی محکمہ اوقاف کے زیر تحویل 622 ایکڑ 5 کنال 4 مرلہ زرعی رقبہ ہے جس کی تفصیل برفلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ محکمہ اوقاف کا تمام رقبہ آباد ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ محکمہ اوقاف ضلع اوکاڑہ کا رقبہ بارڈر کے ساتھ نہ ہے۔

داتا دربار لاہور۔نذرانے اور خطیب سے متعلقہ تفصیل

*6080: **محترمہ نسیم لودھی**: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کے عرس سال 2010 کے موقع پر کل کتنا نذرانہ اکٹھا ہوا؟

(ب) لاہور حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کی مسجد کے خطیب کون ہیں نیز ان کو ماہانہ کتنا اعزازیہ دیا جاتا ہے اور ان کو دیگر کیا کیا سرکاری سہولیات میسر ہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) دربار حضرت داتا گنج بخشؒ لاہور کے 966 ویں سالانہ عرس مبارک منعقدہ مورخہ 3 تا 5 فروری 2010 کے موقعہ پر کل نذرانہ مبلغ -/7137309 روپے تھا۔

(ب) جامع مسجد دربار حضرت داتا گنج بخشؒ لاہور میں مولانا مفتی محمد رمضان سیالوی خطیب ہیں۔ موصوف 3 سالہ کنٹریکٹ پر سکیل نمبر 18 کی اسامی کے محاذ پر تعینات ہیں موصوف کو ماہانہ مبلغ -/18719 روپے تنخواہ کے علاوہ سرکاری گاڑی اور سرکاری گھر بھی فراہم کیا گیا ہے۔

ضلع قصور۔مساجد ومزارات کی تعداد ودیگر تفصیلات

*6146: **محترمہ شگفتہ شیخ**: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع قصور میں کتنے مزارات اور مساجد محکمہ اوقاف کے زیر انتظام ہیں؟

(ب) ضلع قصور کے مزارات سے سال 10-2009 میں کتنی آمدن ہوئی ہے؟

(ج) محکمہ اوقاف کا ضلع قصور میں کتنا سٹاف ہے؟

(د) حضرت بابا بلھے شاہؒ کا مزار فروری 2002 سے تعمیراتی مراحل میں ہے جو کہ دو سال میں مکمل ہونا تھا ابھی تک مکمل نہیں ہو سکا اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع قصور میں محکمہ اوقاف کے زیر انتظام 12 دربار اور 5 مساجد ہیں۔ جن کی تفصیل فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع قصور کے مزارات سے سال 10-2009 میں مبلغ -/18334771 روپے آمدن ہوئی، جس کی تفصیل فلیگ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع قصور میں محکمہ اوقاف کے کل 31 ملازمین ہیں جن کی فہرست فلیگ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے۔البتہ یہاں یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ دربار حضرت بابا بلھےؒ شاہ قصور کا تعمیراتی کام سال 05-2004 میں شروع ہو کر اپنی دو سالہ مقررہ میعاد میں مکمل ہو گیا تھا۔

پنجاب میں سرکاری مساجد میں خطبہ کی تفصیلات

*6529: **میاں نصیر احمد**: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں جمعتہ المبارک کے موقع پر کسی مسجد میں سرکاری خطبہ دیا جاتا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو جن مساجد میں سرکاری خطبہ دیا جاتا ہے، ان کی فہرست ایوان میں پیش کی جائے؟

(ج) اگر درج بالا سوال کا جواب نفی میں ہے تو کیا حکومت تمام مساجد میں جمعتہ المبارک کے موقع پر سرکاری خطبے کے پیش کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے مکمل طور پر ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) جی نہیں۔پورے ملک کی طرح صوبہ پنجاب میں بھی جمعتہ المبارک کا ایک ہی طرز کا عربی خطبہ پڑھا جاتا ہے۔جہاں تک اردو تقریر (وعظ) کا تعلق ہے نہ تو محکمہ اوقاف و مذہبی امور پنجاب کی زیر تحویل کسی مسجد میں اور نہ ہی دیگر کسی مسجد میں اردو تقریر (وعظ) کے لئے کسی قسم کا مواد خطبہ مساجد کو حکومت پنجاب کی جانب سے فراہم کیا جاتا ہے۔

(ب) جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ حکومت پنجاب کی جانب سے کسی قسم کی اردو تقریر (وعظ) خطبۂ آئمہ مساجد کو فراہم نہیں کی جاتی۔

(ج) جی نہیں۔حکومت پنجاب اس قسم کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی، جہاں تک وجوہات کا تعلق ہے تو اس ضمن میں عرض ہے کہ ملک میں چار مسالک (دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث اور اہل تشیع) ہیں۔اگر مساجد میں جمعتہ المبارک کا سرکاری خطبہ دیا جائے تو متفقہ خطبہ کی ضرورت ہو گی، ملک میں جاری حالیہ دہشت گردی اور فرقہ واریت کی لہر کے پیش نظر سر دست ایسا ممکن نہ ہے۔

پنجاب میں سرکاری و نیم سرکاری مساجد میں امام، خطیب تعینات کرنے کا طریق کار و دیگر تفصیلات

*6531: **میاں نصیر احمد**: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا صوبہ پنجاب میں تمام سرکاری، نیم سرکاری و پرائیویٹ مساجد میں امام، خطیب اور مؤذن کو تعینات کرنے کا کوئی طریق کار رائج ہے تو تفصیلاً ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ خدمات ادا کرنے والے افراد کو کسی خاص سند یا سرٹیفکیٹ کی ضرورت ہوتی ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کون سی سند یا سرٹیفکیٹ ضروری ہے نیز اگر کسی سند یا سرٹیفکیٹ کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) محکمہ اوقاف و مذہبی امور پنجاب میں مساجد / مدارس میں عملہ کی تعیناتی کے لئے باقاعدہ قواعد ملازمت 2004 موجود ہیں اور عملہ مساجد کی تعیناتی ان قواعد کے تحت کی جاتی ہے۔دیگر سرکاری اور نیم سرکاری ادارے بھی اپنے قواعد کے مطابق تعیناتی عمل میں لاتے ہیں۔جہاں تک پرائیویٹ مساجد کا تعلق ہے تو ان کی انتظامیہ اپنے طور پر امام، خطیب اور مؤذن کی تعیناتی کرتی ہے۔

(ب) جی ہاں۔ محکمہ اوقاف و مذہبی امور پنجاب کے زیر انصرام مساجد میں خطیب، امام اور مؤذن / خادم کی تقرری کے لئے قواعد ملازمت 2004 کے تحت درج ذیل تعلیم / اسناد ضروری ہیں:۔

<u>خطیب کم امام سکیل نمبر 12</u>

I- شہادۃ العالمیہ (جید جداً) تنظیم / وفاق المدارس یا ایم اے اسلامیات / عربی (فرسٹ ڈویژن) کسی یونیورسٹی سے

II- سند تجوید قرآۃ وفاق / تنظیم المدارس

III- سند حفظ القرآن

ترجیح: I- علوم جدیدہ کے متعلق معلومات

ii- علما اکیڈمی کورس

iii- تجربہ خطابت 5 سال

iv- شادی شدہ

<u>نائب خطیب / امام سکیل نمبر 7</u>

I- شہادۃ العالمیہ (جید) وفاق / تنظیم المدارس یا ایم اے عربی / اسلامیات یا درس نظامی مع فاضل عربی

II- سند تجوید و قرآت (ملحق مدارس وفاق / تنظیم المدارس)

ترجیح: I) حافظ قرآن ii) علما اکیڈمی کورس

مؤذن / خادم

I- درجہ ابتدائیہ (تنظیم / وفاق المدارس)

ترجیح

i- سند حفظ القرآن (تنظیم / وفاق المدارس)

ii- خوش الحان

(ج) جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ محکمہ اوقاف و مذہبی امور پنجاب میں عملہ مساجد کی بھرتی قواعد ملازمت 2004 کے تحت عمل میں لائی جاتی ہے اور ان قواعد سے ہٹ کر کوئی تقرری نہیں کی جاتی ہے۔

ضلع قصور میں درباروں و مساجد کی تفصیلات

*7099: محترمہ انیلہ اختر چودھری: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں محکمہ کے تحت دربار اور مساجد کے نام اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان درباروں اور مساجد کی سال 09-2008 اور 10-2009 کی آمدن و اخراجات کی تفصیل سال وار بتائیں؟

(ج) ان درباروں اور مساجد کی مرمت و دیکھ بھال پر ان سالوں کے دوران کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(د) ان درباروں اور مساجد سے ملحقہ کتنی دکانیں ہیں؟

(ہ) ان درباروں سے ملحقہ زرعی اراضی کتنی ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع قصور میں محکمہ اوقاف پنجاب کے زیر تحویل 12 دربار اور پانچ مساجد ہیں جن کی تفصیل فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ ہذا کے زیر تحویل ان درباروں کی آمدن مالی سال 09-2008 میں مبلغ -/21833301 روپے تھی اور اخراجات مالی سال 09-2008 مبلغ -/2902671 روپے تھے اسی طرح آمدن مالی سال 10-2009 میں مبلغ -/18334771 روپے تھی اور اخراجات مالی سال 10-2009 میں مبلغ -/3504906 روپے تھے۔

جہاں تک مساجد کی آمدن کا تعلق ہے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ کل پانچ مساجد محکمہ اوقاف کے زیر انتظام ہیں جن میں سے تین مساجد دربار ہائے سے ملحقہ ہیں جن سے کوئی آمدن نہ

ہوتی ہے جبکہ ان پر اخراجات دربار شریف کے اخراجات کے میزانیہ میں ہی شامل ہیں نیز دو مساجد جامع مسجد غلہ منڈی رائے ونڈ کی آمدن مالی سال09-2008میں مبلغ -/267068روپے تھی اور اخراجات مبلغ -/382215روپے تھے جبکہ آمدن مالی سال 10-2009میں مبلغ-/267071روپے تھی اور اخراجات مبلغ-/490581روپے تھے- اسی طرح مسجد اہلحدیث واقع کھڈیاں قصور کی آمدن مالی سال09-2008 میں -/189674روپے تھی اور اخراجات مبلغ -/263258روپے تھے جبکہ آمدن مالی سال 10-2009میں مبلغ-/187674روپے تھی اور اخراجات مبلغ-/276179روپے تھے جن کی تفصیل فلیگ(ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(ج) ضلع قصور میں تین دربارہائے کی مرمت ودیکھ بھال پر اخراجات کی تفصیل فلیگ(ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(د) ان مساجد اور مزارات سے ملحقہ 103 عدد دکانات ہیں جن کی تفصیل فلیگ(د)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(ہ) محکمہ اوقاف کے زیر تحویل 12 دربارو ں میں سے صرف 3 دربارو ں سے ملحقہ 1022 کنال 5 مرلے زرعی اراضی ہے جبکہ باقی 9 دربارو ں سے ملحقہ کوئی وقف اراضی نہ ہے- جس کی تفصیل فلیگ(ح)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

ضلع قصور میں محکمہ کی زرعی و شہری اراضی کی تفصیلات

*7100: محترمہ انیلہ اختر چودھری :کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں محکمہ کی کتنی زرعی اور شہری اراضی کس کس جگہ کتنی کتنی ہے؟

(ب) اس اراضی سے سالانہ کتنی آمدن ہو رہی ہے؟

(ج) کتنی اراضی پٹہ / لیز/ ٹھیکہ پر ہے؟

(د) کتنی اراضی بنجر کس کس موضع میں پڑی ہوئی ہے؟

(ہ) کتنی اراضی پر کن کن افراد نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) محکمہ اوقاف کی ضلع قصور میں کل اراضی 3454 کنال 18 مرلے پر مشتمل ہے۔زرعی اراضی3356 کنال اور شہری اراضی واقع تحصیل چونیاں ضلع قصور میں مسجد محمد خان چونیاں سے ملحقہ 17 کنال18 مرلے پر مبنی جبکہ 81 کنال رقبہ قصور پبلک سکول کو سالانہ کرایہ داری پر الاٹ شدہ ہے جن کی تفصیل فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ جس اراضی پر ناجائز قابضین کے خلاف مختلف عدالتوں میں مقدمات زیر سماعت ہیں وہ اراضی اس میں شامل نہ ہے۔

(ب) ضلع قصور کی وقف اراضی سے کل آمدن برائے سال10-2009 مبلغ-/2443222روپے ہوئی۔

(ج) زرعی اراضی تعدادی3356 کنال کی زرپٹہ کی تفصیل فلیگ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) وقف اراضی میں سے کوئی اراضی بنجر نہ ہے۔

(ہ) وقف اراضی پر ناجائز قابضین کی تفصیل برفلیگ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

حضرت داتا گنج بخشؒ دربار پر بے قاعدگیوں کی تفصیلات

*7154: **خواجہ عمران نذیر**: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حضرت داتا گنج بخشؒ ہجویری کے لنگر خانے کے ملازم لنگر کا زیادہ حصہ اپنے رشتے داروں کو بانٹ دیتے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ دربار پر عورتوں کے لئے علیٰحدہ جگہ بنادی گئی ہے جبکہ سکیورٹی کے اہلکار اپنے ساتھ دوسرے مردوں کو بھی عورتوں کے حصے میں لے جاتے ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ داتا دربار گیٹ پر جوتے رکھنے والے ٹھیکیدار زائرین سے فی جوڑا-/20 روپے لے رہے ہیں جبکہ گورنمنٹ نے فی جوڑا-/2روپے مقرر کئے ہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) دربار حضرت داتا گنج بخشؒ لاہور میں محکمہ کی جانب سے روزانہ بنیاد پر لنگر پکوا کر بعد نماز مغرب اعتکاف ہال میں زائرین کو باقاعدہ بٹھا کر باعزت طریقے سے تقسیم کیا جاتا ہے۔علاوہ

ازیں مخیر زائرین کی جانب سے آمدہ لنگر خانہ میں ان کی موجودگی میں ہی لنگر خانہ میں موجود مرد وزن میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ لنگر خانہ میں عمومی طور پر دربار شریف کے ارد گرد موجود دیگوں والی دکانوں سے پکی پکائی دیگیں لاکر تقسیم کی جاتی ہیں۔جن میں تھوڑے سے ہی چاول ہوتے ہیں جبکہ لنگر تقسیم کرنے والے زائرین اپنے اہل خانہ اور قریبی رشتہ داروں کے لئے بھی لنگر انہی دیگوں سے لے جاتے ہیں جب کہ باقی ماندہ لنگر وہاں ان مخیر زائرین کی موجودگی میں پہلے سے قطار میں لگے زائرین و زائرات کو تقسیم کر دیا جاتا ہے لہذا یہ مؤقف قطعاً درست نہ ہے کہ لنگر خانہ کے ملازم لنگر اپنے رشتہ داروں کو بانٹ دیتے ہیں۔

(ب) دربار حضرت داتا گنج بخشؒ لاہور میں مردوں اور عورتوں کے لئے علیٰحدہ علیٰحدہ احاطہ جات اور راستے متعین شدہ ہیں۔احاطہ مردانہ میں کسی بھی عورت کو جبکہ احاطہ خواتین میں کسی بھی مرد کو جانے کی عمومی اجازت نہ ہے۔

تاہم یہ امر قابل ذکر ہے کہ دربار شریف آنے والے زائرین کی کثیر تعداد گرد و نواح کے دیہاتوں اور دور دراز علاقوں سے تعلق رکھتی ہے۔یہ لوگ اپنی خواتین کے ہمراہ سلام کے لئے آتے ہیں اور دروازوں پر علیٰحدہ علیٰحدہ احاطہ جات میں سلام کرتے ہیں۔واپسی پر اگر کسی کے ہمراہ آنے والی خاتون کسی نامعلوم وجہ سے بروقت واپس نہ آ سکے تو ایسی شکایت کی صورت میں زائر ڈیوٹی مینجر کے دفتر میں رجوع کرتا ہے جہاں سے اس کی شکایت پر اسے ہمراہ سکیورٹی گارڈ احاطہ خواتین میں اپنی خواتین کو لانے کے لئے بھجوا دیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ کسی بھی سکیورٹی گارڈ کو قطعاً کسی بھی غیر متعلقہ مرد کو احاطہ خواتین میں لے جانے کی اجازت نہ ہے اور نہ ہی کوئی ایسی شکایت دفتر ہذا میں قبل ازیں موصول ہوئی ہے۔

(ج) اس حد تک درست ہے کہ ٹھیکیدار کا عملہ کسی حد تک من مانی کرتے ہوئے زائد اجرت حفاظت پاپوش وصول کرتا ہے۔محکمانہ طور پر مؤثر کنٹرول کے لئے جامع اقدامات کئے گئے ہیں۔ہر گیٹ پر تعینات شدہ سکیورٹی گارڈ اپنی عمومی ڈیوٹی کے ساتھ ساتھ ٹھیکیدار حفاظت پاپوش کے عملہ پر بھی کڑی نظر رکھتے ہیں اور اس امر کو بھی یقینی بناتے ہیں کہ کوئی بورڈ الٹا یا کپڑا ڈال کر چھپایا نہیں گیا۔زائد وصولی اجرت حفاظت پاپوش کے سدباب کے لئے نہ صرف بذریعہ سپیکر اعلانات کئے جاتے ہیں بلکہ جا بجا بورڈ آویزاں ہیں جن پر واضح تحریر ہے کہ

اجرت حفاظت پاپوش /2روپے فی جوڑا ہے زائد اجرت ہر گز ادا نہ کریں شکایت کی صورت میں دفاتر ایڈمنسٹریٹر و مینجر کے نمبرز بھی درج کئے گئے ہیں۔علاوہ ازیں مینجرز کی ڈیوٹی راؤنڈ دی کلاک 24 گھنٹے (تین شفٹوں) میں ہوتی ہے اور ہر مینجر کو سختی سے ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اپنی شفٹ کے دوران دربار شریف کے تمام داخلی دروازوں کا کم از کم 3مرتبہ تفصیلی معائنہ کرے۔

زائد وصولی اجرت کی شکایت موصول ہونے پر ٹھیکیدار کو حسب شرائط محکمہ اوقاف، پنجاب مبلغ -/2,000روپے سے -/5,000روپے تک بلحاظ نوعیت فی شکایت جرمانہ کیا جاتا ہے۔

لاہور میں داتا دربار کی صفائی کے ٹھیکہ کی تفصیلات

*7156: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ داتا دربار کی صفائی کے لئے سالانہ ٹھیکہ دیا جاتا ہے اگر ہاں تو جس ادارے / ٹھیکیدار کو ٹھیکہ دیا گیا ہے، ان کی پچھلے پانچ سال کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(ب) موجودہ مالی سال میں کس ادارے / ٹھیکیدار کو داتا دربار کی صفائی کا ٹھیکہ دیا گیا ہے اس کے صفائی کرنے والے عملہ کی تعداد کیا ہے نیز ٹھیکیدار صفائی والے ملازمین کو ماہانہ کتنی تنخواہ دیتا ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے نجی شعبوں میں کام کرنے والے مزدوروں / محنت کشوں کی تنخواہیں کم از کم -/7,000روپے کرنے کا اعلان کیا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ داتا دربار میں صفائی کرنے والے تمام عملہ کی تنخواہ ابھی تک -/4,000روپے ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان کی تنخواہیں اپنے کئے گئے اعلان کے مطابق -/7,000روپے کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) یہ درست ہے کہ دربار حضرت داتا گنج بخشؒ لاہور کی صفائی کا انتظام محکمانہ طور پر صدر دفتر کی سطح پر سالانہ ٹھیکہ پر دیا جاتا ہے۔میسرز غلام حسین اینڈ سنز ٹھیکیدار صفائی داتا دربار سے ان کی گزشتہ پانچ سال کی تفصیل طلب کی گئی ہے جو برفلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) موجودہ مالی سال میں میسرز غلام حسین اینڈ سنز کو داتا دربار کی صفائی کا ٹھیکہ دیا گیا ہے۔ حسب شرائط ٹھیکیدار دربار شریف پر مجموعی طور پر تینوں شفٹوں میں 129 ورکرز مع صفائی سپروائزرز صفائی کرتے ہیں۔ٹھیکیدار کو حکومت پنجاب محکمہ فنانس کے نوٹیفکیشن نمبر FD-PC-2-1/2008 مورخہ 11-07-2008 رائج الوقت کے مطابق مبلغ -/5500 روپے فی جینیٹر / خاکروب تنخواہ کی ادائیگی کی جارہی ہے۔

(ج) لیبر پالیسی کا اطلاق محکمہ اوقاف، پنجاب پر نہ ہوتا ہے البتہ حکومت پنجاب محکمہ فنانس کے نوٹیفکیشن نمبر FD-PC-2-1/2008 مورخہ 11-07-2008 رائج الوقت کے مطابق مزدور / جینیٹر کو تنخواہ کی ادائیگی مبلغ -/5500 روپے ہے۔

(د) درست نہ ہے۔ٹھیکیدار صفائی حسب شرائط ٹھیکہ فی جینیٹر / خاکروب مبلغ -/5500 روپے ماہانہ ہے۔

(ہ) لیبر پالیسی کا اطلاق محکمہ اوقاف، پنجاب پر نہ ہوتا ہے البتہ حکومت پنجاب محکمہ فنانس کے نوٹیفکیشن نمبر FD-PC-2-1/2008 مورخہ 11-07-2008 رائج الوقت کے مطابق مزدور / جینیٹر کو تنخواہ کی ادائیگی مبلغ -/5500 روپے کی جارہی ہے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پوائنٹ آف آرڈر

سرگودھا ڈویژن میں ہائیکورٹ بنچ کے قیام کا مطالبہ

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان شکریہ۔جناب سپیکر! سرگودھا کو ڈویژن بنے کم و بیش 40 سال ہو گئے ہیں اور اس کے بعد بہاولپور کو ڈویژن بنایا گیا اور پھر وہاں ہائیکورٹ کا بنچ بھی بنا دیا گیا چونکہ

لاء منسٹر صاحب بھی اس وقت ایوان میں موجود ہیں تو فیصل آباد ڈویژن کے لئے لاہور ہائیکورٹ کے بنچ کے لئے ایک سمری move ہو رہی ہے تو ایک ڈویژن سرگودھا باقی رہ جاتا ہے۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ سرگودھا ڈویژن میں ہائیکورٹ کا بنچ بنایا جائے۔ وزیر اعلیٰ صاحب پچھلے دنوں سرگودھا تشریف لے گئے تھے تو انہوں نے فرمایا تھا کہ یہاں پر ہائیکورٹ کا سرکٹ بنچ بنایا جائے گا لیکن ابھی تک اس پر بھی عمل درآمد نہیں ہوا تو میری آپ سے دوبارہ گزارش ہے کہ آپ حکومت پنجاب کو ایک ruling pass کریں اور ہدایت جاری فرمائیں کہ سرگودھا ڈویژن میں بھی ہائیکورٹ کا بنچ بنایا جائے۔

جناب سپیکر: یہ میرے اختیار میں ہے کہ میں ابھی آپ کو order دے دوں؟ جنہوں نے بات سننی تھی انہوں نے سن لی ہے اس لئے آپ تشریف رکھیں اور کوئی طریق کار اپنائیں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان جناب سپیکر! آپ اس وقت Custodian of the House ہیں اور میں نے آپ سے یہ درخواست کی ہے کہ سرگودھا ڈویژن میں ہائیکورٹ کے بنچ کی اشد ضرورت ہے۔ وکلاء ہر روز ہڑتالیں کرتے ہیں اور عدالتوں کا بائیکاٹ کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے عوام پریشانی میں مبتلا ہیں۔ سرگودھا ڈویژن کی حد خیبر پختونخواہ صوبہ سے ملتی ہے لہذا اس پر خصوصی مہربانی فرمائیں اور وزارت قانون کو ایک ruling کے ذریعے خصوصی ہدایت جاری فرمائیں کیونکہ سرگودھا ڈویژن کے لوگ بڑی مصیبت اور مشکل میں ہیں۔

جناب سپیکر: اس وقت لاء منسٹر موجود نہیں ہیں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان جناب سپیکر! اس کے لئے پھر مجھے کل کا وقت دے دیں کہ میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر لوں۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! جہاں تک میرے علم میں ہے کہ جتنی ہماری ذمہ داری یا ڈیوٹی تھی تو پنجاب حکومت اپنی سفارشات پہلے ہی اس بنچ کے سلسلے میں بھجوا چکی ہے۔

جناب سپیکر: وہ کہتے ہیں کہ پنجاب حکومت نے اس سلسلے میں اپنی سفارشات بھجوا دی ہیں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان جناب سپیکر!میں اس پر بحث نہیں کرنا چاہتا بلکہ صرف گزارش یہ ہے کہ منسٹر صاحب نے آپ کو یہ جواب پیش کیا ہے تو اگر انہوں نے اس حوالے سے کوئی سمری move کی ہے تو اس کی یہ ایک کاپی عنایت فرمادیں۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر!وزیر اعلیٰ صاحب سرگودھا تشریف لے گئے تھے جہاں پر وکلاء ہڑتال پر تھے تو اسی وقت وزیر اعلیٰ صاحب نے وہاں پر باقاعدہ طور پر اعلان بھی کیا اور واپس آکر Law Department کے through اسی وقت Ministry نے اپنی سفارشات بھجوادی ہیں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب تین ماہ پہلے سرگودھا تشریف لے گئے تھے جہاں ہمارے سرگودھا کے وکلاء اور معزز ایم پی اے صاحبان نے وزیر اعلیٰ صاحب کے ساتھ ملاقات کی اور انہیں تفصیلی آگاہ کیا لیکن انہوں نے وہاں پر وعدہ فرمایا تھا کہ یہاں پر ہائیکورٹ کا سرکٹ بنچ بنے گا لیکن ابھی تک سرکٹ بنچ کے بارے میں بھی وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے یا ہائیکورٹ کی طرف سے سرگودھا کے وکلا، سرگودھا بار یا پنجاب بار کونسل کو کوئی ہدایت جاری نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب!اس کی latest position کا پتا کر کے پھر بات کریں۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر!بالکل ٹھیک ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔جناب سپیکر!میں آپ کی اور اس ایوان کی توجہ چند روز پہلے ہونے والے ایک واقعہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ گریڈ20 کے آفیسر شفقت الرحمن رانجھا صاحب جو کہ ایم ڈی ہیں، انہوں نے گریڈ19 کے پی سی ایس آفیسر اپنے سیکرٹری کو اپنے دفتر میں اپنے اہلکاروں سے پکڑوا کر اس کی خوب چھترول کروائی ہے۔یہاں پر میں کئی دفعہ گزارش کر چکا ہوں کہ یہ DMG گروپ اپنے آپ کو ہم ساروں سے افضل سمجھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ملک شاید انہی لوگوں کے لئے بنایا گیا۔اگر کوئی آدمی ان کے راستے میں رکاوٹ بنتا ہے تو اس کی اب یہ دفتروں میں پٹائی تک کر رہے ہیں۔اگر اس روش کو نہ روکا گیا اور انہیں discourage نہ کیا گیا تو یہ ایک دن ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرح اس ملک کو فتح کر لیں گے۔ اس PCS آفیسر صدیقی کا صرف یہ قصور ہے کہ اس نے یہ نشاندہی کی تھی کہ یہ سات گاڑیاں استعمال کر

رہا ہے، ان کا پٹرول لے رہا ہے اور یہ ریکارڈ میں موجود ہے کہ وہ آدمی دیمک کی طرح اس معیشت کو چاٹ رہا ہے۔ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کئی دفعہ یہ بات کر چکے ہیں کہ اخراجات کو کم کیا جائے کیونکہ ہمارا صوبہ afford نہیں کرتا، یہاں سیلاب آیا ہے اور اس سے تباہ کاریاں ہوئی ہیں۔ تمام صوبے کے ترقیاتی کام تک روک دیئے گئے ہیں لیکن یہ آفیسر اپنے ذاتی عیش وآرام کے لئے سات سات گاڑیاں استعمال کر رہے ہیں۔ لاہور جیسے بڑے ڈویژن کے کمشنر کا ایڈیشنل چارج، کتنی بڑی ستم ظریفی ہے کہ وہ چھ مہینے سے ایڈیشنل چارج پر ہیں، صرف اس لئے کہ انہیں oblige کیا گیا ہے۔ انہیں رنگ روڈ پر پراجیکٹ ڈائریکٹر لگایا ہوا ہے۔ وہاں سے وہ تنخواہ کی مد میں بے تحاشا پیسا لے رہے ہیں اور ادھر ایڈیشنل چارج پر کمشنر کا عہدہ دیا ہوا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جناب شاہ صاحب! آپ کی بات بہت لمبی ہے۔ میری بات سن لیں۔ آپ کوئی چیز لکھ کر لائیں اس طرح بات ٹھیک نہیں چلتی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پنجاب کی معیشت پر ڈاکا پڑ رہا ہے میں اس کی بات کر رہا ہوں اور آپ کہہ رہے ہیں کہ لکھ کر لاؤ۔ جب ایک چیز آپ کے سامنے موجود ہے۔۔۔

جناب سپیکر: پھر میں آپ کا کیا کروں؟ میں بار بار آپ کو کہہ رہا ہوں کہ کوئی چیز لکھ کر دیں، کیا آپ تقریر کے لئے پوائنٹ آف آرڈر لیتے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں تقریر نہیں کر رہا ہوں۔ میں بتا رہا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اس کے بارے میں جو رپورٹ ہو گی ابھی وہ پیش کریں گے جب آپ کوئی چیز لکھ کر دیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں ایک چیز کی نشاندہی کر رہا ہوں۔ ہمیں ترقیاتی فنڈ نہیں دیئے جاتے اور وہ بندہ سات سات گاڑیاں استعمال کر رہا ہے، پٹرول پی رہا ہے اور لاکھوں روپے کھا گیا ہے۔ میں آپ کو یہی کہہ رہا ہوں کہ اس کا نوٹس لیں۔

جناب سپیکر: نوٹس لیتے ہیں لیکن ابھی لاء منسٹر صاحب بھی یہاں نہیں ہیں اور آپ ان کی عدم موجودگی میں شروع ہو گئے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جب لاء منسٹر صاحب آئیں گے تو آپ اس وقت مجھے موقع دے دیجئے گا۔

جناب سپیکر: آپ دوبارہ پھر اسی تقریر کو شروع کر دیں گے۔ وہ آپ کی بات سن کر آئیں گے پھر ان سے پوچھ لیں گے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ شمیلہ اسلم: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ہاؤس کی توجہ ایک انتہائی اہم مسئلے کی جانب مبذول کرانا چاہتی ہوں۔ پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور میں bachelor ڈاکٹروں کے ہوسٹلوں کی صورتحال یہ ہے کہ وہاں چند مقامی ڈاکٹروں اور سٹاف نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے۔ حالانکہ ان کے فلیٹ بن چکے ہیں اور انہیں کمرے بھی الاٹ ہو چکے ہیں لیکن اس کے باوجود انہوں نے ہوسٹل کے چار چار کمروں کے ایک یونٹ بنا لئے ہیں اور ان کو تالے لگائے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے وہ ڈاکٹر جو دوسرے شہروں سے یہاں specialization کرنے آتے ہیں اور یہاں job کرنے آتے ہیں انہیں کمرے نہیں مل پاتے جس کی وجہ سے وہ proper طریقے سے اپنی ڈیوٹی سرانجام نہیں دے پاتے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اس کو note کریں پھر آپ کو اس کا جواب دینا ہو گا۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! جب اس سلسلے میں پرنسپل صاحب سے بات کی تو انہوں نے معذوری کا اظہار کیا۔ یہ بات چیف سیکرٹری کے نوٹس میں بھی لائی جا چکی ہے مگر ابھی تک اس پر کوئی ایکشن نہیں لیا گیا۔

جناب سپیکر: مہربانی، اب آپ تشریف رکھیں۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! محترم شاہ صاحب نے ابھی کمشنر لاہور کے بارے میں ذکر کیا۔ اگر وہ سات گاڑیاں استعمال کر رہے ہیں تو یقیناً اس کا احتساب ہونا چاہئے لیکن جہاں انہوں نے کہا کہ وہ رنگ روڈ سے بھی تنخواہ لے رہے ہیں اور ادھر سے کمشنر کا ایڈیشنل چارج ہے۔ اگر دو افسر تعینات کئے جائیں تو جو شخص رِنگ روڈ پر لگے گا وہ رِنگ روڈ کی ہی تنخواہ لے گا اور جو کمشنر ہو گا وہ کمشنر کی تنخواہ لے گا۔ اگر ایک شخص ایک تنخواہ میں دو کام کر رہا ہے تو پنجاب کیسے لوٹا جا رہا ہے؟ تحقیق کے ساتھ ہمیں بات کرنی چاہئے یہ ایوان ایک law making ادارہ ہے۔ ہمیں کسی کے اوپر الزام لگانے سے پہلے سوچنا چاہئے کہ

کیا ہو رہا ہے، وہ دو تنخواہیں لے رہا ہے یا ایک تنخواہ لے رہا ہے؟He is getting one salary and that salary is of Ring Road اور ان کے پاس ایڈیشنل چارج کمشنر کا ہے۔ اگر چیف منسٹر ان کے کام سے مطمئن ہیں تو کسی کو کیا اعتراض ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! مجھے اعتراض ہے۔ مجھے چیف منسٹر صاحب کے مطمئن ہونے سے فرق نہیں پڑتا۔ میں پنجاب کا باسی ہوں، میں ٹیکس دیتا ہوں اور میں اپنے ٹیکس کا حساب مانگ سکتا ہوں۔ کون کہتا ہے کہ میری کیا حیثیت ہے پوچھنے کی؟ انہوں نے جو بات میرے بارے میں کی ہے وہ غلط کہی ہے اور میں under protest ہوں۔ میں ایک دفعہ پھر ان کو یہ کہتا ہوں کہ میں پوچھنے کا حق رکھتا ہوں اور میں نے پوچھتے رہنا ہے۔ یہ DMG گروپ جو ہیں یہ لٹیرے ہیں، یہ ہمارے PCS افسران جو ہمارا اثاثہ ہیں، جو ہمارے اپنے ہیں اور یہ ہمارے گھر میں آ کر ڈکیتیاں کرتے ہیں۔ انہوں نے ہمارے افسران کو بے حیثیت کر دیا ہے اور یہ اس صوبے کو فتح کرنا چاہتے ہیں۔ میں اس کی پُرزور مذمت کرتا ہوں اور میں احتجاجاً واک آؤٹ کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں مرتضیٰ صاحب کا پورا احترام کرتا ہوں۔ میں نے ان کے سوال پوچھنے پر اعتراض نہیں کیا۔ پوائنٹ آف آرڈر پر اگر کوئی بات میری نظر میں غلط ہے تو اس کو point out کرنا میرا حق ہے۔ میں مرتضیٰ صاحب کے ذاتی احترام میں کوئی کمی لے کر نہیں آیا۔ میرا سوال صرف یہ ہے بلکہ مرتضیٰ صاحب خوش ہوں گے۔۔۔

جناب سپیکر: ملک اختر صاحب! آپ ذرا تکلیف کریں اور شاہ صاحب کو منا کر لائیں۔

رانا محمد افضل خان: اگر رنگ روڈ کا پراجیکٹ ڈائریکٹر مثلاً دو لاکھ روپے میں لگتا ہے اور کمشنر صاحب کی تنخواہ ایک لاکھ ہے تو جب دو افسران لگیں گے تو تین لاکھ روپے کا خرچہ ہو گا۔ اگر وہی افسر رِنگ روڈ پر دو لاکھ روپے لے رہا ہے اور ایڈیشنل چارج میں گورنمنٹ سے اضافی تنخواہ بھی نہیں لے رہا ہے تو میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ پنجاب حکومت کا فیصلہ پنجاب کے مالی مفاد میں ہے۔ یہاں بہت سارے افسران ہیں جو ڈبل ڈبل چارج پر کام کر رہے ہیں لیکن وہ دو تنخواہیں تو نہیں لے رہے ہیں۔ جہاں تک CSP آفیسرز کا تعلق ہے، PCS آفیسرز کا تعلق ہے تو وہ ایک ضابطہ اخلاق کے تحت کام کرتے ہیں اور ان کی ذمہ داریاں ہیں۔ اگر ان میں کوئی نقص ہے اور کوئی اپنی ذمہ داریوں سے تجاوز کرتا ہے تو آپ اس ایک شخص پر الزام لگائیں لیکن ایک service cadre پر الزام لگانا اس ایوان کے کسی ممبر کو زیب نہیں دیتا۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ساجدہ میر: شکریہ۔جناب سپیکر! یہ لاہور کا بہت اہم مسئلہ ہے۔partition سے پہلے ایک جان کی دیوی ہسپتال تھا جو کہ میں سمجھتی ہوں کہ لاہور کی گنجان آبادی میں کم از کم تین لاکھ لوگ وہاں پر جاتے تھے۔ بالخصوص خواتین کے لئے یہ ہسپتال ہے جہاں پر ڈلیوری فیس -/1500 روپے ہے لیکن یکدم حکومت پاکستان اور متروکہ اوقاف نے اس کو بند کر دیا ہے اس کی وضاحت طلب کی جائے کہ آخر اس کو بند کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ میری بات سنیں۔ کوئی طریق کار ہے آپ کیا کرتی ہیں؟ پوائنٹ آف آرڈر لیتے ہیں اور اس کے بعد تقریر شروع ہو جاتی ہے۔ کوئی طریق کار ہونا چاہئے آپ لکھ کر لائیں، کوئی چیز لائیں اور یہاں table کریں تاکہ اس پر کوئی ایکشن ہو۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ہم تحریک لے آتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہاتھ بھی دیئے ہیں، آنکھیں بھی دی ہیں اور تعلیم بھی دی ہے۔آپ کو پتا نہیں ہے کہ یہاں پر کس طریقے سے لے کر آئیں گے؟

جناب شاہ رخ ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، جناب شاہ رخ ملک!

جناب شاہ رخ ملک: جناب سپیکر! میری ایک humble request ہے کہ لاہور کے کمشنر صاحب کے پاس رِنگ روڈ کے پراجیکٹ ڈائریکٹر کا ایڈیشنل چارج بھی ہے اور میں کہنا چاہتا ہوں کہ ایک آدمی دو دو کام کرے تو ٹھیک نہیں ہے کیونکہ لاہور ایک بہت بڑا division ہے اور پنجاب کا دارالحکومت بھی ہے۔ اس کی ایڈمنسٹریشن کا کام سنبھالنا اور بطور پراجیکٹ ڈائریکٹر کام کرنا تو ایک ٹائم میں بیک وقت دو کام نہیں ہو سکتے۔ وہاں پر پراجیکٹ ڈائریکٹر کے لئے کوئی ٹیکنیکل آدمی جو انجینئرنگ جانتا ہو تو اس کو appoint کیا جائے، کمشنر صاحب اپنا کام کریں اور انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ اپنا کام کرے۔ میرا خیال ہے کہ ایک آدمی دو کام کبھی نہیں کر سکتا۔ میں خود وکیل ہوں اور میں اس وقت اپنے حلقے کی عوام کی نمائندگی کر رہا ہوں تو اس لئے میں بھی وکالت نہیں کر سکتا اور مجھ سے ایک وقت میں دو کام نہیں ہو سکتے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ تو دو کام کر رہے ہیں۔

جناب شاہ رخ ملک: جناب سپیکر! نہیں، میں صرف عوام کی خدمت کر رہا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ دو کام کر رہے ہیں کیونکہ آپ وکالت بھی کر رہے ہیں۔

جناب شاہ رخ ملک: جناب سپیکر! نہیں، میں صرف عوام کی خدمت کر رہا ہوں اور ہمارا کام ہے کہ عوام کی آواز کو اس معزز ہاؤس میں پیش کرنا تو اس سلسلے میں آپ تفصیل منگوالیں کیونکہ آپ Custodian of the House. ہیں۔

جناب سپیکر: اس ہاؤس کا تو یہ مسئلہ نہیں ہے۔

جناب شاہ رخ ملک: جناب سپیکر! یہ ہاؤس کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ تحریری طور پر کوئی چیز لے کر آئیں گے تو اس پر ایکشن ہو گا تو دوسری طرف سے بھی اس کا جواب آئے گا اور اگر آپ کی بات صحیح ہو گی تو اس کے مطابق عمل ہو جائے گا۔

جناب شاہ رخ ملک: جناب سپیکر! آپ اس کی تحقیق کروالیں اور اگر بات صحیح نہ ہو تو اس پر عمل نہ کریں۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی اور آپ کوئی طریق کار اختیار کریں۔

جناب طاہر اقبال چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

سکولوں اور کالجوں میں بورڈ آف گورنرز بننے کے خلاف احتجاج کرنے والوں کے خلاف حکومتی انتقامی کارروائی

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہ رہا ہوں کہ جس طرح بورڈ آف گورنرز کے حوالے سے ہمارے ملک کے جو لیکچرار، پروفیسرز، طلباء، ان کے والدین اور وائس چانسلر گزشتہ کئی دنوں سے احتجاج کر رہے ہیں اور گورنمنٹ نے آج کے لئے ان کو مذاکرات کا ٹائم بھی دیا ہے۔ میری صرف اس میں گزارش یہ ہے کہ یہ کس طرح کے مذاکرات ہیں کہ ایک لیکچرار ان کے جو عہدیدار ہیں وہ لیکچرار Punjab Lecturers Association کے جنرل سیکرٹری ہیں ان کا ملتان سے اٹک میں تبادلہ کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ جتنے ان کے عہدیدار ہیں ان کو شوکاز نوٹس دیئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں اس چیز کی بھرپور مذمت کرتا ہوں اور میں حکومت پنجاب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ لوگ جن کے ہاتھ میں ہمارے بچوں کا مستقبل ہے، جو ہمارے کل کے معمار ہیں اور جنہوں نے کل کو اس ملک کی بھاگ ڈور سنبھالنی ہے ان کے ساتھ حکومت پنجاب کی دہری پالیسی ہے کہ ایک طرف تو یہ مذاکرات کر رہے ہیں اور دوسری طرف ان کے خلاف انتقامی کارروائی ہو رہی ہیں۔ یہ گورنمنٹ کا روّیہ انتہائی قابل افسوس ہے اور گورنمنٹ کو اس پر نظر ثانی کرنی چاہئے۔ شکریہ

(اس مرحلہ پر سید حسن مرتضیٰ واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئے۔)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بورڈ آف گورنرز سے متعلق جو معاملہ ہے اس پر اس دن یہ بات طے ہوئی تھی کہ جو معزز ممبران اس سے متعلق کوئی reservations رکھتے ہیں تو ان کو سیکرٹری سکول اس بارے میں بریفنگ دیں گے اور جو بھی پروگرام یعنی positive or negative ہے تو اس پر discussion ہو جائے۔ آج اجلاس کے بعد سیکرٹری ہائر ایجوکیشن کو طلب کیا ہوا ہے اور جو معزز ممبران ان کے ساتھ بیٹھ کر بات کرنا چاہتے ہیں تو وہ آ جائیں اور وہاں پر discussion ہو جائے گی۔۔۔

جناب سپیکر: جی، کس جگہ پر سیکرٹری صاحب کے ساتھ discussion ہو گی اور کس وقت ہو گی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! after session کمیٹی روم (اے) میں ہو گی۔

جناب سپیکر: after session کمیٹی روم اے میں ہائر ایجوکیشن سیکرٹری، رانا ثناء اللہ صاحب اور ایجوکیشن منسٹر بھی ہوں گے۔ آپ تمام حضرات جو وہاں جانا چاہتے ہیں اور اس میں participate کرنا چاہتے ہیں وہ وہاں تشریف لے جائیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ٹائم کا بھی پتا ہونا چاہئے کہ سیشن کب ختم ہو گا اور کب میٹنگ ہو گی؟

جناب سپیکر: جب سیشن ختم ہوتا ہے تو سب کو پتا چل جاتا ہے کہ اب سیشن ختم ہو گیا ہے۔

محترمہ سکینہ شاہین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سکینہ شاہین:جناب سپیکر!بہت شکریہ۔ میں اس ہاؤس کی توجہ مقبرہ جہانگیر کی طرف مبذول کروانا چاہتی ہوں۔ یہ ایک عظیم شخص کا مقبرہ ہے جو کھنڈر کی صورت اختیار کرتا جارہا ہے اور میری گزارش ہے کہ اس کی طرف ذرا توجہ دی جائے۔

شیخ علاؤالدین:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی،اب کوئی کام کرلیں یا نہ کریں؟

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!میں بات نہیں کرتا، مجھے کل بھی پوائنٹ آف آرڈر نہیں دیا اور میری بات سنیں کہ اگر آپ مجھے نہیں بولنے دینا چاہتے تو آپ یقین کریں کہ میں آئندہ floor پر نہیں آؤں گا۔آپ نے کل سارا دن مجھے پوائنٹ آف آرڈر نہیں دیا۔آج میں صبح بیس دفعہ اٹھا ہوں اور آپ سے پوائنٹ آف آرڈر مانگا ہے۔اب اس وقت floor پر کوئی نہیں ہے تو آپ مجھے کہہ رہے ہیں کہ ہاں بھائی مجھے کام کرنے دیں تو ٹھیک ہے میں آپ سے floor پر بات نہیں کرتا۔ میں کوئی غلط بات نہیں کرتا اور میں وہ بات کرتا ہوں جس سے عوام کو عذاب پڑا ہوتا ہے۔اگر آپ کا مجھ سے ذاتی مسئلہ ہے تو آپ اس کو یہاں بتائیں اور سب کو بتائیں کہ میرے ساتھ آپ کا کیا مسئلہ ہے؟

MR. SPEAKER: Syed Hassan Murtaza! Hon' able member of this Hon' able House

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک):جناب سپیکر!آپ نے مجھے سید حسن مرتضیٰ کو منانے کے لئے بھیجا تھا تو معزز ممبر کو میں منا کر لے آیا ہوں۔ان کے ابھی guests آئے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ ابھی باہر چلے گئے ہیں۔۔۔

چودھری ندیم خادم:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:جی،تشریف رکھیں۔ابھی بات ہو رہی ہے۔۔۔

چودھری ندیم خادم:جناب سپیکر!اگر اس ہاؤس میں کوئی بھی بندہ آپ کے ساتھ جھوٹ بولتا ہے بلکہ آپ کے ساتھ بار بار بولتا ہے اور week میں تین چار دفعہ بولتا ہے تو آپ سے میری گزارش ہے کہ kindly ان کے بارے میں یہاں پر ruling دینی چاہئے اور یہ بات ہمارے لئے ناقابل برداشت ہے کہ کوئی بھی یہاں پر جھوٹ بولے۔۔۔

جناب سپیکر:میں سمجھ لیتا ہوں جو یہاں پر جھوٹ بولتا ہے۔جی،ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! ابھی حسن مرتضیٰ صاحب تشریف لائے تھے اور انہوں نے اپنا واک آؤٹ ختم کیا ہے۔ اب ان کے guests آئے ہیں تو اس لئے وہ دوبارہ guests کو ملنے باہر چلے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں! ان کی مہربانی اور آپ کا بھی بہت شکریہ

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ میں ادھر پہلے ٹائم دے دوں اور کچھ باتیں ایسی ہیں جو میں ایوان میں بتانے سے قاصر ہوں۔ جی، آپ بتائیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے کل یہاں floor پر بات کی تھی کہ فیصل آباد سے سات لڑکیاں پکڑی گئی تھیں جن کو زنجیروں سے باندھا ہوا تھا اور ان پر جنسی تشدد کیا جا رہا تھا۔ ان کو میں نے یہ بتایا تھا کہ ان کے بارے میں حکومت سے فوری طور پر پوچھا جائے کہ ان کو برآمد کیا ہے؟ کل ان کو عدالت میں پیش نہیں کیا گیا اور اس میں بھی علاقے کی پولیس involve ہے۔ میں نے کل یہ بات کی اور اگر کل ہی اس بات پر آپ توجہ دے دیتے تو کم از کم ان لڑکیوں کے ساتھ ہم کچھ نہ کچھ انصاف کر سکتے جو حوا کی بیٹیاں ہیں اور اسی ملک کی بیٹیاں ہیں۔ میری دوسری بات یہ ہے کہ جھنگ میں 42ہزار جعلی انجکشن پکڑے گئے ہیں اس کے لئے میں نے آپ کی توجہ چاہی تھی اور جب آپ کل تشریف لے گئے تو اس کے بعد بھی وہ بات نہیں ہو سکی کہ جو 42ہزار انجکشن پکڑے گئے ہیں وہ جعلی ہیں۔ محکمہ صحت بدترین کرپٹ محکمہ ہے اس کے لئے میں نے درخواست کرنی تھی کہ ایک دن اس موضوع کے لئے رکھ لیں اور اس پر بات کر لیں۔ اس کے علاوہ میں نے یہ کہنا تھا کہ۔۔۔ میں بول لوں؟۔۔۔

جناب سپیکر: کیا میں بھی آپ کے ساتھ بولنا شروع کروں۔ میں آپ کی بات سن رہا ہوں۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ لاء منسٹر صاحب کی طرف دیکھ رہے تھے تو میں نے سمجھا کہ شاید آپ انہیں ٹائم دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: کیا میرے دیکھنے پر بھی پابندی ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! نہیں، آپ پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ میں یہ کہہ رہا تھا کہ تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ میں نے floor پر یہ معاملہ اٹھایا تھا کہ پرائیویٹ کالجز اور سکولز جس طریقے سے لوگوں کو لوٹ رہے ہیں اب ان بچوں کے والدین سڑک پر آ گئے ہیں اور اس وقت بھی آپ نے یہی کہا تھا کہ اس کے لئے ہم

ایک کمیٹی بناتے ہیں اور حکومت کو کہتے ہیں کہ ان پرائیویٹ سکول والوں کو روکیں۔ یہ بجٹ سیشن کی بات ہے اور یہ تین issues ایسے ہیں اگر آپ اس پر کل توجہ دے دیتے تو شاید ان لڑکیوں کو پولیس عدالت میں پیش کر دیتی اور اگر آپ توجہ دے دیتے تو میں محکمہ ہیلتھ کی اور کارگزاری بتاتا کہ جو انہوں نے بدترین کرپشن کا بازار گرم کیا ہوا ہے۔ میں صرف یہ عرض کرتا ہوں کہ یہاں ہم لوگوں کی بھلائی کے لئے آتے ہیں تاکہ ان کو ریلیف دے سکیں۔ آپ اگر ہم پر توجہ دے دیتے ہیں آپ کی مہربانی۔ میں ایک لفظ out of context نہیں بولتا، صرف عوام کی بات کرتا ہوں، کوئی ذاتی مفاد نہیں، کوئی کچھ نہیں۔ میرا کوئی پوائنٹ آف آرڈر ایسا نہیں ہوتا جو irrelevant ہو، میرا پورا ریکارڈ نکال لیں۔ اس کے باوجود بھی مجھے ٹائم نہیں ملتا، کل بھی سارا دِن نہیں ملا اور آج بھی میں نے اتنی دفعہ آپ کی توجہ لینا چاہی، میں یہ چاہتا تھا کہ آپ کو رٹ ٹائم کے اندر اگر یہ آرڈر دے دیتے تو آج وہ اُن لڑکیوں کو پیش کر دیتے۔ ابھی تھوڑی دیر میں کورٹ ٹائم ختم ہو جائے گا اور وہ لڑکیاں کچھ بھی نہیں لے سکیں گی۔ جو ظلم ہو رہا ہے اس پر ایوان کے ہر ممبر کا فرض ہے کہ وہ اس معاملہ کو اُٹھائے۔

جناب سپیکر: تو آپ توجہ دلاؤ نوٹس لائیں، کوئی چیز لے کر آئیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری عرض سُن لیں جب میں توجہ دلاؤ نوٹس لاؤں گا، اب اس کی بھی ہسٹری سُن لیں۔ جب میں floor پر توجہ دلاؤ نوٹس لاتا ہوں تو آپ وزیر قانون سے پوچھتے ہیں اور اس کا جواب نہیں آتا یا آتا ہے تو اس پر کیا عمل ہوتا ہے یا وہ lapse ہو جاتا ہے۔ میرے کتنے notices lapse ہوئے ہیں ذرا پوچھ تو لیجئے۔ آپ کو کل کی بات عرض کرتا ہوں کل میں ڈپٹی سپیکر صاحب سے کہہ کر گیا ہوں کہ اب آپ Adjournment Motion تو نہیں لے رہے۔ انہوں نے کہا کہ نہیں لے رہے اور میرے جانے کے بعد انتہائی ضروری میری Adjournment Motion dispose of کر دی گئی۔ میں اپنا کس سے حال بیان کروں؟ آپ یہ دیکھیں کہ جب میں چلا گیا اور کہہ کر گیا کہ دو بج گئے ہیں، میں چلا جاؤں۔ اس کے بعد میری Adjournment Motion dispose of کی گئی۔ میں تو چاہتا ہوں کہ میں regulations according to rules and پر چلوں لیکن مجھے کوئی ایک میرا دوست، کوئی میرا colleague بتائے کہ میرا کوئی irrelevant point ہے، یہ کیا معاملات نہیں ہیں؟ جب رات کو آپ یا میں ٹی وی پر دیکھتے ہیں یا خبر پڑھتے ہیں کہ کس طرح حوّا کی بیٹیوں کو اس کام کے لئے رکھا گیا ہے۔ جب میں کہتا ہوں کہ گیسٹ ہاؤسز کو رجسٹرڈ کر دیا جائے، جب میں کہتا ہوں کہ اس کے اندر جو جو لوگ ملوث ہیں مجھے بھی پتا ہے اور اس ایوان میں بیٹھے ہوئے اور لوگوں کو بھی پتا

ہے کہ یہ ہو کیا رہا ہے، آپ کو بھی پتا ہے کہ محکمہ ہیلتھ کتنی بڑی کرپشن کا شکار ہے؟ کچھ نہیں مل رہا، آپ یہ کہتے ہیں کہ لاہور میں میرے اور آپ کے ضلع میں کچھ نہیں مل رہا۔ تمام ای ڈی اوز شاید ایک دو صحیح ہوں، تمام کرپٹ ہیں۔ کوئی ڈاکٹروں کو کام نہیں کرنے کو کہتا، کوئی availability نہیں ہے۔ میری ذاتی ambulances دن رات میرے حلقہ سے مریضوں کو اُٹھا کر لاہور لا رہی ہیں۔ مجھے تو اللہ اس کا اجر دے گا۔ میں on the floor of the House کہتا ہوں کہ الحمد للہ میں نے اپنی ذاتی ایمبولنس سروس چلائی ہے۔ تین ambulances دن رات کام کر رہی ہیں اور مریضوں کو لاہور لا رہی ہیں۔ کتنے لوگ ہیں جو اپنے حلقے کو یہ سروس دے سکیں گے؟ تو میں کہتا ہوں کہ اربوں روپیہ جو ہم ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو دے رہے ہیں ان کو بلایا جائے ان سے میری بات کروائی جائے اور پوچھا جائے کہ یہ ہو کیا رہا ہے؟ یہ میرے معاملات ہیں۔ اگر میں اس میں مجرم ہوں تو بے شک آپ out کر دیں لیکن یہ معاملات ہم یہاں discuss کرنے کے لئے بیٹھتے ہیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: اتنی جلدی آپ نے مجھے thank you کر دیا۔ کوئی اور بات کرنی ہے تو ابھی کر لیں۔

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: Mr. Speaker! This is a very valid point.

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر آپ میری کسی بات پر سمجھتے ہیں کہ یہ irrelevant ہے تو آپ کو اختیار ہے کہ آپ اس کو void قرار دے دیں۔

جناب سپیکر: اب آپ کو پوائنٹ آف آرڈر نہیں چاہئے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے کل سے آپ سے پوائنٹ آف آرڈر مانگا ہے اور آپ کو پتا ہے۔ آپ 12 بج کر 20 منٹ پر تشریف لے گئے آپ نے مجھے پوائنٹ آف آرڈر نہیں دیا۔ آج بھی میں صبح سے آیا ہوا ہوں اور میں نے یہی گزارشات کرنی تھیں۔

جناب سپیکر: اب پانچ منٹ اوپر ہو گئے ہیں۔ 12 بج کر 20 منٹ کی بجائے 25 منٹ ہو گئے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ آپ اگر لوگوں کو یا دوسرے معزز ممبران کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ بھئی! آپ میرے ساتھ، مجھے کم از کم اُتنا سلوک ضرور دیں جو میں as a MPA حق رکھتا ہوں۔ میں آپ سے کوئی extra چیز نہیں مانگتا اور اگر میں آپ سے extra چیز مانگوں گا تو خُدا کی قسم اس دن resign کر دوں گا۔ مجھے آپ سے کیا لینا ہے؟ میں نے لوگوں کا کام کر کے چلے جانا ہے میں سرکار

کی ایک چائے تک نہیں پیتا کوئی ثابت کر دے میرے پچھلے tenure میں بھی اور اس tenure میں بھی۔ میں کام کرنا چاہتا ہوں اور جس مقصد سے آیا ہوں، ایک انتہائی بزرگ کے کہنے پر میں سیاست میں آیا تھا میں تو بالکل اس میں نہیں آتا تھا۔ اللہ ان کے درجات بُلند کرے وہ پچھلے دِنوں دنیا سے چلے بھی گئے۔ اب آپ اگر سمجھتے ہیں کہ میں کام نہیں کرتا یا میرا floor پر بولنا غلط ہے تو میں نہیں بولوں گا۔

جناب سپیکر: حضرت! میں نے آپ کو یہ بات کب کہی ہے کہ آپ کام نہیں کرتے۔ مجھے آپ ایک دِن بتادیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرے یہ تین نکتے ہیں آپ ان میں سے ایک بتادیں کہ کیا مجھے تکلیف نہیں ہو رہی، کیا جب میں ان کے بارے میں پڑھتا ہوں، سوچتا ہوں تو تکلیف نہیں ہوتی؟ ایک دس سالہ بچے کو اغواء کیا گیا، ساتھ اس سے زیادتی کی گئی، ساتھ اسے قتل کر دیا گیا۔ یہ سب لوگوں کا کام ہے کہ یہاں ہم سر جوڑ کر بیٹھیں کہ یہ اغواء برائے تاوان کیوں ہو رہے ہیں، ہم پولیس کو اربوں روپیہ دے رہے ہیں یہ کہاں جا رہا ہے اور ہم ہیلتھ کو اربوں روپیہ دے رہے ہیں یہ کہاں جا رہا ہے؟ یہ floor اسی لئے ہے کہ ہم ان معاملات کو discuss کریں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بات ٹھیک ہے۔ آپ کا شکریہ

معزز ممبران حزب اختلاف: (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ نے desk کیوں بجائے، آپ کو کس نے کہا، آپ اتنی زیادتی کرتے ہیں؟ (قہقہے)

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! مجھے اس بات پر تعجب ہو رہا ہے۔ ہم نے ہمیشہ وہ بات کی ہے جو عوام کے فائدے کی ہو اور جب بھی کسی بھی بنچ سے کھڑے ہو کر کسی بھی ممبر نے کوئی اچھی بات کی ہم نے ساتھ دیا ہے۔ ہم نے کبھی بھی اس طرح کا روّیہ اختیار نہیں کیا۔ یہ بات ضرور ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ بس اب ہم تحاریک استحقاق کی طرف چلتے ہیں۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! ہمارے ایک دوست رانا منور غوث صاحب نے سرگودھا میں ہائیکورٹ کے بنچ کا ذکر کیا ہے اس وقت رانا صاحب نہیں تھے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب آگیا ہے۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! میرا ابھی اس سلسلے میں ایک سوال آیا ہوا ہے تو ہمارے پورے سرگودھا ڈویژن کے جو لوگ ہیں ان کو بڑی تکلیف ہے۔

جناب سپیکر: جی، وہ بات سُن لی ہے اس کا جواب بھی منسٹر صاحب نے دے دیا ہے۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: یہ تمام سرگودھا ڈویژن والوں کی پُرزور اپیل ہے کہ ہمیں یہ ہائیکورٹ کا بنچ دیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، کائرہ صاحب!

زرعی ترقیاتی بنک کی جانب سے قرضہ جات نہ ملنے کی وجہ سے پنجاب کے کاشتکار کو پریشانی کا سامنا

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! زرعی ترقیاتی بنک کے حوالے سے شیخ علاؤالدین صاحب نے ایک سوال کیا تھا۔ انہیں information چاہئے تھی اور آپ کی direction پر ان کے سوال کے ایک حصے کا جواب آگیا ہے۔ دوسرے کا اُنہوں نے کہا ہے کہ چند دِن میں مل جائے گا۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ سُنئے گا آپ کے فائدے کی بات ہو رہی ہے۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! شیخ صاحب کا سوال تھا کہ pesticides کی قیمت کافی زیادہ ہے اور ایک ہی کمپنی کو favour کیا گیا جس کا نام Ali Akbar Enterprises ہے۔ اس کے جواب میں زرعی ترقیاتی بنک نے یہ کہا ہے کہ کسان سپورٹ سروسز لمیٹڈ زرعی ترقیاتی بنک کی ایک subsidy ہے اور انہوں نے تین کمپنیوں کو رجسٹرڈ کیا اور رجسٹریشن کے لئے صرف تین کمپنیاں آئیں ان میں Aziz Group، Syngenta Pakistan اور تیسرا Ali Akbar Enterprises ہے۔ یہ تینوں reputed companies ہیں اور انہوں نے اپنی قیمتیں رجسٹرڈ اور approved کروائیں۔ جس میں Ali Akbar Enterprises کی قیمتیں باقی کمپنیوں سے کم ہیں۔ Ali Akbar Enterprises نہ صرف کوالٹی دوائیاں مہیا کرتی ہے بلکہ ساتھ ساتھ ان کا vast field network ہے جو کہ farmers کو دوسری services بھی پیش کرتی ہے اس لئے زرعی ترقیاتی بنک نے یہ کہا کہ ہم تینوں کمپنیوں سے دوبارہ approach کریں گے کہ جو ابھی flood کی devastation کی وجہ سے farmers کو نقصان ہوا یہ مزید اپنی کمپنیوں کی قیمتیں کم کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ معاملہ میں نے اٹھایا تھا اور میں آج بھی اس پر firm ہوں کہ میری بات بالکل صحیح ہے۔ فنانس منسٹر صاحب نے جو اس کا جواب دیا ہے میں یہ تو نہیں کہوں گا کہ وہ

technically complete failure ہے لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ میں اس کو ثابت کر سکتا ہوں کہ جو اس قسم کے contracts award ہوتے ہیں وہ کس طرح ہوتے ہیں۔ چونیاں سے صرف پتا کر لیا جائے، میں نے ان کو کہا تھا کہ زرعی ترقیاتی بنک ٹریکٹر کے قرضے نہیں دے رہا، ویسے بھی وہ جو پانچ لاکھ روپے تک قرضے دیتا تھا وہ بھی نہیں دے رہا، وہ محترم فنانس منسٹر صاحب skip کر گئے اور انہوں نے صرف pesticides کی بات کی۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! میں نے پہلے ہی ان کو یہ بتایا ہے کہ پہلے حصے کا جواب آ گیا ہے۔ دوسرے حصے کا جواب ابھی نہیں آیا کیونکہ زرعی ترقیاتی بنک کا سٹاف اس وقت flood hit areas میں تھا اور جب ہم نے ان کو فیکس کی تو فیکس کا ایک حصہ ان کو clear نہیں ملا اسی لئے میں نے کہا کہ دو تین دِن میں باقی جواب آنے والا ہے اور باقی جو قیمتیں ہیں وہ ہم اوپن مارکیٹ میں دیکھ سکتے ہیں کہ کوالٹی کے مطابق مختلف اشیاء کی مختلف قیمتیں ہیں جو شیخ صاحب نے point out کیں اس میں 5 to 10 percent price difference تھا۔ Pesticide کی کوالٹی ہم سب جانتے ہیں، سارے یہاں پر agriculturists ہیں کہ اس میں کتنا فرق ہوتا ہے، کوالٹی کا کتنا فرق ہوتا ہے، قیمت کا کتنا فرق ہوتا ہے لیکن زرعی ترقیاتی بنک اس کو handle کر رہا ہے اور وہی یہ قیمتیں مقرر کرتا ہے۔ انہوں نے جواب جو دیا وہ میں نے گوش گزار کر دیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ معاملہ جب میں نے اٹھایا تھا اور آج بھی اس پر affirm ہوں کہ میری بات بالکل صحیح ہے۔ فنانس منسٹر صاحب نے جو اس کا جواب دیا ہے وہ میں یہ تو نہیں کہوں گا کہ technically complete failure ہے لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ میں اس کو ثابت کر سکتا ہوں کہ جو اس قسم کے contracts award ہوتے ہیں وہ کس طرح سے ہوتے ہیں۔ چونیاں سے صرف پتا کر لیا جائے میں نے ان سے کہا تھا کہ زرعی ترقیاتی بنک ٹریکٹر کے لئے قرضے نہیں دے رہا ویسے بھی جو پانچ لاکھ روپے تک کے قرضے دیتا تھا وہ بھی نہیں دے رہا۔ محترم فنانس منسٹر صاحب وہ بھی skip کر گئے انہوں نے صرف pesticide کی بات کی۔۔۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب والا! میں وضاحت کر دوں۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں ابھی بات کر رہا ہوں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب والا! میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے ایک حصے کا جواب آ گیا ہے اور دوسرے حصہ کا جواب یہ ہے کہ زرعی ترقیاتی بنک کا سٹاف اس وقت flood hit areas میں تھا اس لئے میں نے کہا کہ دو تین دن میں باقی جواب آنے والا ہے۔ اس کے علاوہ جہاں تک قیمتوں کا تعلق ہے تو ہم open market میں یہ دیکھ سکتے ہیں۔ کوالٹی کے مطابق مختلف اشیاء کی مختلف قیمتیں ہیں، شیخ صاحب نے جو point out کیں ان سے پانچ یا دس فیصد قیمتوں کا difference تھا۔ Pesticide کی کوالٹی کا بھی ہم سب جانتے ہیں سارے یہاں پر agriculturists ہیں کہ اس میں کتنا فرق ہوتا ہے اور کوالٹی میں کتنا فرق ہوتا ہے اور قیمتوں میں کتنا فرق ہوتا ہے۔ اس کو زرعی ترقیاتی بنک handle کر رہا ہے اور وہی یہ prices fix کرتا ہے، انہوں نے جو جواب دیا ہے وہ میں نے گوش گزار کر دیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! وزیر موصوف اس بات پر بالکل agree کر گئے ہیں کہ پانچ سے دس فیصد کا فرق ہے، آپ بھی پانچ سے دس فیصد تک ریٹ کا فرق سمجھتے ہیں پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ میری بات صحیح ہے اور میں نے ان کو sheet بھی پیش کی تھی کہ جو چیز بازار میں -/820 روپے کی ہے علی اکبر والوں کے ہاں وہ چیز -/890 روپے کی بک رہی ہے اور ان کو forced کیا جا رہا ہے کہ وہاں سے خریدیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ان کو کہا جاتا ہے کہ 70 کلو میٹر دور جا کر علی اکبر والوں کا ڈپو ہے وہاں سے لیں۔ عملی طور پر وہ چیز 20 فیصد مہنگی پڑ رہی ہے۔ آپ اس پر فیصلہ کر دیں کہ میرا مؤقف صحیح ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: میں نے کب آپ کو غلط کہا ہے؟

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ I won the case.

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): شیخ صاحب کو میں باقی تینوں کمپنیوں کی قیمتیں بھی دے رہا ہوں۔ یہ باقی کمپنیوں کو بھی دیکھ لیں۔ ان کا جو یہ مؤقف تھا کہ ایک ہی کمپنی ہے یہ بات درست نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): تین کمپنیاں approved ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے competition موجود ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ صاحبان مجھے کام کرنے دیں گے یا نہیں؟ مجھے کیا کرنا چاہئے میں ہر ایک کو صبح سے accommodate کر رہا ہوں اور آپ پتا نہیں کہیں سے گھوم پھر کر اب آ گئے ہیں۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ آخر میں آ کر point of order raise کر دیا۔

جناب اعجاز احمد خان: آپ نے ایک بہت بڑی بات کر دی ہے۔ میں یہاں اسمبلی بلڈنگ میں ایک میٹنگ میں موجود تھا۔۔۔

جناب سپیکر: وہاں پر آپ مجھے پوائنٹ آف آرڈر کے لئے call کر لیتے، میں وہاں سے ہی آپ کو اجازت دے دیتا۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب والا! فنانس منسٹر صاحب نے جو یہاں پر زرعی ترقیاتی بنک کے حوالے سے بات کی ہے۔ جب یہ بات جناب شیخ صاحب نے یہاں پر کی تھی تو اسی وقت میں نے گزارش کی تھی کہ سارے financial institutions Industrial Loan advance نہیں کر رہے۔ اس حوالے سے بھی اس معزز ایوان میں بتایا جائے کہ یہ policy matter ہے کیا وجہ ہے کہ ہمارے پاس units دن بدن sick ہوتے جا رہے ہیں اور وہ advancement نہیں ہو رہی جس پر انہوں نے فرمایا تھا کہ House کو اس مسئلے پر اعتماد میں لیں گے؟ آج اگر اس بارے میں بھی کوئی وضاحت فرما دیں تو اس issue پر بھی financial institutions کی پالیسی سامنے آ جائے گی۔

جناب سپیکر: آپ کو اس بارے میں کوئی علم ہے؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): اس دن آپ نے جو فرمایا تھا وہ تو زرعی ترقیاتی بنک کے حوالے سے تھا لیکن جو معزز ممبر فرما رہے ہیں یہ درست ہے کہ ہمارا جو banking sector ہے اس میں جو Industrial Loans ہوتے تھے اور ان کے لئے انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بنک ہوتے تھے اب سوائے اس کے کہ Small and Medium Enterprises کے SMEs ہیں وہ اس پر financing کر رہے ہیں۔ اسی طرح پنجاب میں بھی ہمارے کچھ institutions ہیں۔ معزز ممبر اس مسئلے پر کوئی تحریری طور پر یا کوئی تحریک لے آئیں ہم اس کو فیڈرل گورنمنٹ کو بھجوا دیں گے۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: آپ کوئی چیز لکھ پڑھ کر ان کے پاس لائیں۔اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

ملک محمد عباس راں: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر آپ بے شک کل تک کے لئے pending فرمادیں اور مجھے کل کے لئے ٹائم دے دیں۔

جناب سپیکر: کون ساوالا؟اب آپ بولیں۔

ملک محمد عباس راں: شکریہ۔جناب سپیکر! میری پہلی گزارش تو یہ ہے کہ آپ نے بار بار یہی فرمایا ہے کہ آپ پوائنٹ آف آرڈر اٹھاتے ہیں اور اس پر آپ تقریر کرتے ہیں۔آج آپ پوائنٹ آف آرڈر کی تعریف کر دیں تاکہ تمام ممبران کو پتا چل جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

دوسری میری گزارش یہ ہے کہ محترم شیخ صاحب ہمارے بھائی ہیں ہمارے لئے قابل احترام ہیں وہ بہت ناراض ہو رہے تھے کہ مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر ٹائم نہیں مل رہا۔میں سمجھتا ہوں کہ ان دو اڑھائی سال میں جتنا ٹائم شیخ صاحب نے لیا ہے باقی ممبران نے کم ہی لیا ہو گا اور یہاں پر یہ جتنے بھی سوالات اور point of orders raise کرتے ہیں تو جناب! اغواء برائے تاوان یا ڈکیتیاں اس طرح کے واقعات ہمارے اضلاع میں بھی ہوتے ہیں۔پھر ہمیں بھی آپ اجازت دیا کریں کہ ہم بھی اس طرح کے جو مسائل ہیں وہ آپ کی خدمت میں پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے عرض کر سکیں۔ہم بھی وہی حق رکھتے ہیں جو شیخ علاؤالدین صاحب رکھتے ہیں، جس طرح شیخ صاحب اس معزز ایوان کے ممبر ہیں ہم بھی اسی طرح ممبر ہیں۔آپ ان کو اتنا ٹائم دیتے ہیں اور اتنا ٹائم دینے کے باوجود بھی میرے بھائی ناراض ہیں تو پھر آپ ہمیں بتائیں ہمارے لئے کیا حکم ہے کہ ہم پوائنٹ آف آرڈر پندرہ دن میں، بیس دن میں۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب آپ کا کام برابر ہو گیا ہے۔جتنی دیر انہوں نے لگائی اتنی آپ نے بھی پوائنٹ آف آرڈر پر لگالی ہے۔بہت شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں پھر یہ کہوں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔جناب! آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں بھی personal explanation پر بات کروں گا۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ personal explanation کی بات نہیں ہے۔تحریک استحقاق نمبر 32۔

ڈی ڈی او(آر)وہاڑی کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز روّیہ

سردار خالد سلیم بھٹی: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 26۔ مئی2010 کو ڈی سی او آفس وہاڑی میں ایک میٹنگ ہوئی جس میں تحصیل بورے والا کی 98 منظور شدہ ترقیاتی سکیمیں جن کی مالیت 52 ملین روپے ہے کو زیر بحث لایا گیااوران سکیموں کے پایۂ تکمیل پہنچانے کے لئے متفقہ طور پر یہ فیصلہ ہوا کہ:

The schemes were discussed and approved unanimously with the condition that the schemes will be completed with the consent of concerned MPA.

اس میں واضح طور پر فیصلہ ہے کہ سکیمیں متعلقہ ایم پی اے کی consent کے ساتھ مکمل کی جائیں گی لیکن ڈی ڈی او(آر)بورے والا مسٹر شاہد لک نے مجھ سے consent لئے بغیر ہی سکیموں کو مکمل کروانا شروع کر دیا جس پر میں نے ڈی ڈی او(آر) سے پوچھا کہ آپ نے یہ سکیمیں مجھ سے مشورے کئے بغیر کیوں شروع کروائیں، جس پر اس نے انتہائی بدتمیزی سے جواب دیا کہ آپ کون ہوتے ہیں مجھ سے پوچھنے والے، میں نے ہمیشہ اپنی مرضی کی ہے اور میں کسی کمیٹی کے فیصلہ کو نہیں تسلیم کرتا، جاؤ جاکر میری ڈی سی او سے شکایت کر دو، میں وہی کروں گا جو میں چاہوں گا۔ میں نے کہا کہ میں اس حلقہ کا نمائندہ ہوں، عوام کی بھلائی کے لئے ہم نے ترقیاتی سکیمیں منظور کروائی ہیں اور مجھے ان سکیموں کے بارے میں بہتر طور پر معلوم ہے۔اس پر موصوف آفیسر مزید سیخ پا ہوااور مجھے توہین، ہتک آمیز لہجہ میں دھمکی دی کہ میں آپ کو دیکھ لوں گا، آپ میرا کیا بگاڑ سکتے ہیں، مجھے کسی کی کوئی پروا نہیں ہے۔اس پر میں نے ڈی سی او کو تحریری طور پر درخواست دی جس پر ڈی سی او وہاڑی نے ایک مراسلہ نمبری No.ADLG/Vehari/07 کے تحت ایک کمیٹی بنادی جس کو ہدایت کی گئی کہ وہ وزٹ کر کے مورخہ 15.9.2010 تک رپورٹ دے لیکن صورتحال یہ ہے کہ کمیٹی نے visit کیا، کوئی رپورٹ دی اور نہ ہی ڈی ڈی او(آر) کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں لائی گئی ہے۔ میں اپنے حلقہ کا نمائندہ ہوں، لوگوں کے مسائل اور علاقہ کے ترقیاتی کاموں کو تکمیل کروانے کا کردار ادا کرنا پڑتا ہے جبکہ کمیٹی میں یہ فیصلہ ہو گیا تھا کہ تمام سکیمیں متعلقہ ایم پی اے کی consent کے ساتھ مکمل ہوں گی تو اس پر ڈی ڈی او(آر) نے نہ صرف کمیٹی کے تمام ممبران کی توہین کی بلکہ فیصلہ ماننے سے بھی انکار کر دیااور میرے ساتھ انتہائی

توہین آمیز لہجہ میں بات کی اور ناروا سلوک کیا۔ موصوف آفیسر کی اس غیر شائستہ حرکت اور روّیہ کے باعث میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب والا! میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ میرے پاس اس کے ثبوت ہیں اور اگر یہ ثابت ہو جائیں تو اس کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے اس کو نوکری سے بھی نکالا جائے۔

جناب سپیکر: اس کا جب جواب آئے گا اور جو اس کی fate ہو گی تو اس کے بعد کوئی فیصلہ ہو گا۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کا نوٹس مجھے آج ہی موصول ہوا ہے اس کے جواب کے لئے اس تحریک کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: کب تک؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا! آج ہی اس کا نوٹس موصول ہوا ہے اگلے ہفتے تک کے لئے اس کو pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: اگلے ہفتے تک کے لئے اس کو pending کیا جاتا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا! میری ایک تحریک استحقاق تھی اور میں نے گزارش کی تھی کہ اس کو out of turn لے لیا جائے۔

جناب سپیکر: وہ ابھی circulate نہیں ہوئی۔ ایک آدھ دن انتظار کر لیں اس کو دیکھ لیتے ہیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں نے پرسوں یہ تحریک جمع کروا دی تھی تو اسے کل circulate ہو جانا چاہئے تھا۔ میں نے آپ سے personally request اسی لئے کی تھی کہ پلیز آپ اس کو out of turn take up کر لیں۔

جناب سپیکر: وہ کل آ جائے گی یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہوا کیونکہ اب اور کوئی تحریک استحقاق موجود نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ ۔ جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے ایک بہت ہی اہم گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: کون سے ڈیپارٹمنٹ کے متعلق؟

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!میں ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ بلین روپے کی کھاد import ہوتی ہے اور یہاں بھی manufacture ہوتی ہے۔پچھلے دنوں میڈیا میں آیا تھا کہ بورے والا اور فیصل آباد کے کچھ کسانوں نے یہ کھادیں ٹیسٹ کے لئے بھیجی ہیں میں ان کی رپورٹ آپ کی نذر کروں گا تاکہ آپ وزیر زراعت کو دے دیں لیکن میں پہلے تھوڑی سی وضاحت کروں گا۔MOP, SOP اور DAP کھاد کے بارے میں انہوں نے گورنمنٹ کے اداروں سے رپورٹ لی ہے اس کے مطابق جہاں پر 18 فیصد required ہے وہاں پر12.8 فیصد strength نکلی ہے ، جہاں پر 60 percent required ہے وہاں پر 41.6فیصد نکلی ہے علیٰ ہذالقیاس جہاں50 فیصد required ہے وہاں پر36.8 فیصد ہے۔

جناب سپیکر!مجھے جناب کی توجہ چاہئے۔

جناب سپیکر: میں سن رہا ہوں۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!میں یہ رپورٹ آپ کو پیش کرتا ہوں تاکہ آپ ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ سے کہہ دیں ۔ یہ آلو کے کاشتکاروں کا دکھ اور رونا ہے۔سیلاب کی وجہ سے ہمارے 9 اضلاع میں گندم hit ہوئی ہے،یہ فصل کے لئے بنیادی ضرورت ہے لیکن یہ اتنی substandard آرہی ہے ان کی ٹیسٹوں کی original reports بھی میرے پاس پڑی ہیں۔ہم انہیں confront کرنے کے لئے تیار ہیں ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔میں وزیر زراعت اور وزیر اعلیٰ سے بھی گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں وزیر زراعت لابی میں یا اپنے دفتر میں ہوں گے، ذرا ہاؤس میں تشریف لائیں۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!میں جناب کی وساطت سے وزیر زراعت اور وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی گزارش کروں گا کہ یہ کسانوں کا صوبہ ہے اور یہاں پر 94 فیصد کسان 12 ایکڑ سے نیچے کے ہیں اور وہ بُری حالت میں ہیں،وہ اب بڑی مشکل سے سانس کا ناتا قائم کئے

ہوئے ہیں لہذا میری استدعا ہو گی کہ یہ جو اربوں روپے کی کھادimportہوئی ہے اور یہاں پر جو manufactureہو رہی ہے اور وہ بانگ دہلsubstandardدی جا رہی ہے اس کے خلاف کارروائی کی جائے۔بہت بہت شکریہ

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: راناصاحب!آپ نے ان کی بات سن لی ہے اور میں آپ کے پاس یہ کاغذ بھجوا رہا ہوں، یہ کاشتکاروں کے لئے بہت تکلیف دہ بات ہے۔آپ فوری طور پر اس پرactionکروائیں۔اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جناب سپیکر!اللہ اکبر پھر کہیں گے کہ میرا نام لے دیا۔لے لیتا ہوں پھر آپ کا نام۔جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!کل ایسا ہوا کہ میں یہاں سے اجازت لے کر گیا تھا۔وہ اس وقت بھی سن رہے ہوں گے انہوں نے کہا تھا کہ اب تحاریک التوائے کار نہیں آئیں گی تو میں دو بج کر کچھ منٹ پر چلا گیا تھا۔میری یہ تحریک التوائے کار نمبر2010/490منرل واٹر کے بارے میں تھی۔

جناب سپیکر: میرے پاس تحریک التوائے کار نمبر638ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!اس سے پہلے میں نے یہ عرض کرنا تھا کہ اگر آپ تحریک التوائے کار نمبر 490ایک نظر دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: وہ میرے پاس تو نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: وہ کلofdisposeکر دی گئی تھی۔

جناب سپیکر: اگر وہofdisposeہو گئی ہے تو پھر میں اسے کیا کر سکتا ہوں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!میں وہی عرض کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: وہChairکا فیصلہ ہے۔اب میں کچھ نہیں کر سکتا۔

شیخ علاؤالدین: آپreviewکر دیں۔

جناب سپیکر: ایسے نہیں۔

شیخ علاؤالدین:آج کل تو ویسے بھیreviewکازمانہ ہے۔

جناب سپیکر:نہیں،ایسے نہیں۔آپ تحریک التوائے کار نمبر638کے بارے میں بات کریں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!میں نے گزارش کی تھی کہ میری تحریک التوائے کار نمبر638پولیس کے بارے میں ہےاور میں نے یہ پڑھ دی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر:راناصاحب!آپ کے پاس اس کا جواب آگیا ہے؟

شیخ علاؤالدین:میں نے یہ کہا تھا کہ اس کو عام بحث پر رکھ دیا جائےاور یہ اسی لئےpendingہوئی تھی۔

جناب سپیکر:پھر اس کو عام بحث میں رکھ لیں؟

شیخ علاؤالدین:جی،شکریہ

جناب سپیکر:نہیں۔پہلے جواب آنے دیں۔

شیخ علاؤالدین:چلیں،ٹھیک ہے جیسے آپ کا حکم۔لاء منسٹر صاحب نے تو اس کا جواب دے دیا تھا لیکن میں عرض کر رہا ہوں کہ آپ پہلے ایک نظر اسے پڑھ لیں پھر اس کیgravityکااندازہ لگالیں کہ یہ کتنیimportantہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!میں نے اس تحریک التوائے کار کا جواب پڑھ دیا تھا۔یہ معاملہ لاء اینڈ آرڈر سے متعلقہ ہے۔میں نے کہا تھا کہ اگر شیخ صاحب اس میں کچھ مزید فرمانا چاہتے ہیں تو۔۔۔

جناب سپیکر:پھر اس کوof dispose کر دیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جی۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!ایسے تھوڑاof disposeہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر:میری بات سنیں۔جب لاء اینڈ آرڈر کی بحث ہو گی تو آپ اسے اس میں لے آئیں۔جی، تحریک التوائے کار نمبر633/2010چودھری ظہیر الدین صاحب کی طرف سے ہے۔

سیالکوٹ میں دو بھائیوں کی پولیس کی زیر نگرانی ہلاکت اور نعشوں کی بے حرمتی

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ

روز نامہ "نوائے وقت" مورخہ 23۔اگست 2010 کی خبر کے مطابق سانحہ سیالکوٹ کے حوالے سے انتہائی افسوسناک اور سنسنی خیز حقائق سامنے آئے ہیں۔ ان دونوں بچوں کے قتل میں اعلیٰ سطح کے پولیس افسروں اور کچھ سیاسی شخصیات کی آشیر باد شامل تھی۔حقائق سے پردہ اٹھنے کے خوف کی وجہ سے ہی انکوائری افسر ڈی آئی جی میجر ریٹائرڈ مبشر اللہ کو تبدیل کر کے ڈی آئی جی مشتاق سکھیرا کو انوسٹی گیشن ہیڈ مقرر کیا گیا۔باوثوق ذرائع کے مطابق سیالکوٹ کے دو بھائیوں 18 سالہ مغیث بٹ اور 15 سالہ منیب بٹ کو ڈی پی او وقار چوہان کے ساتھ ساتھ کچھ دیگر اعلیٰ پولیس افسروں اور علاقے کی با اثر شخصیات کے اشارے پر بہیمانہ تشدد سے قتل کیا گیا۔لوگوں نے ڈنڈے مار مار کر پہلے چھوٹے بھائی منیب بٹ کو قتل کیا اس کے بعد مغیث بٹ پر ڈنڈے برسانے شروع کر دیئے چھوٹے بھائی کی دردناک ہلاکت دیکھ کر مغیث بٹ نے ہاتھ جوڑ کر حملہ آوروں سے کہا کہ وہ اسے اس طرح مارنے کی بجائے گولی ماردیں مگر ظالم پولیس اہلکاروں اور حملہ آوروں نے ایک نہ سنی اور ڈنڈے مار مار کر ہی اسے ہلاک کر دیا۔بعد ازاں ریسکیو 1122 کے اہلکاروں نے رسیوں سے دونوں بھائیوں کی ٹانگیں باندھیں اور انہیں ایک ٹریکٹر ٹرالی پر لاد کر شہر کا چکر لگایا۔پولیس کی گاڑی اسے سکواڈ کرتی رہی، ٹریکٹر پر باوردی کانسٹیبل بیٹھا تھا۔اس واقعہ کی انکوائری کے لئے جب ڈی آئی جی میجر ریٹائرڈ مبشر اللہ سیالکوٹ پہنچے تو وہاں کسی بھی پولیس افسر یا ملازم نے ان سے بات کرنے سے انکار کر دیا۔میجر ریٹائرڈ مبشر اللہ کے پہنچنے کی اطلاع ملتے ہی آر پی او گوجرانوالہ بھی پہنچ گئے اور انہوں نے تمام وقت افسروں کو اپنے ساتھ رکھا۔باوثوق ذرائع کے مطابق پورے ضلع کی پولیس کو اوپر سے احکامات ملے تھے کہ انکوائری افسر سے بات نہ کی جائے۔اس کے بعد اعلیٰ پولیس افسروں نے انتہائی اہم ممبر قومی اسمبلی کی وساطت سے راتوں رات انکوائری کمیٹی ختم کرا دی اور میجر ریٹائرڈ مبشر اللہ کو انکوائری چھوڑ کر واپس پہنچنے کا حکم جاری کیا۔ڈی آئی جی سی آئی ڈی مشتاق سکھیرا کو تفتیشی ٹیم کا سربراہ مقرر کر کے اس واقعہ کی انکوائری کی بجائے تفتیش کرنے کے احکامات جاری کئے گئے ہیں۔باوثوق ذرائع کے مطابق اس افسوسناک واقعہ میں کئی اہم شخصیات کے ناموں سے پردہ فاش ہو سکتا تھا اسی لئے پولیس افسروں اور کچھ سیاستدانوں نے حقائق کو پوشیدہ رکھنے کے لئے انکوائری ختم کرا دی۔مقتولین کی پوسٹ مارٹم رپورٹ کے مطابق دونوں بھائیوں پر اس قدر ظالمانہ تشدد کیا گیا ہے کہ ان کے جسموں کی کوئی ایک ہڈی بھی سلامت نہیں رہی تمام ہڈیاں چور ہو چکی ہیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ جس دن ان بچوں کو قتل کیا گیا اس دن علاقے میں ڈکیتی کی کوئی واردات ہوئی تھی اور نہ ہی کسی مدعی کو سامنے لایا جا سکا۔اس کے علاوہ ابھی تک کوئی مضبوط وجہ سامنے نہیں آ سکی۔اہل علاقہ کا کہنا ہے کہ ڈی پی او وقار چوہان اور متعلقہ

ایس ایچ او نے اپنے ڈویژن میں پہلے سے قائم مثالوں کے مطابق نہ صرف ان بچوں کو ظالمانہ طریقے سے ہلاک کروایا بلکہ مجرم بنا کر نعشوں کو شہر میں پھرایا۔معلوم ہوا کہ اس واقعہ کے بعد آر پی او گوجرانوالہ ذوالفقار چیمہ سے سی پی او گوجرانوالہ کی سیٹ واپس لے کر ڈی آئی جی ٹریفک لاہور طارق مسعود یٰسین کو سی پی او گوجرانوالہ تعینات کیا جارہا ہے۔اس خبر سے عوام میں تشویش پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!چونکہ یہ وقوعہ میرے حلقے میں ہوا ہے اس لئے میں اس کی تھوڑی سی تفصیل بتانا چاہتا ہوں۔ان بچوں کے ساتھ جو ظلم وزیادتی ہوئی ہے جس طریقے سے ان کو مارا گیا اور پھر گھسیٹا گیا میں اس کی بھرپور مذمت کرتا ہوں لیکن اصل معاملہ یہ ہے کہ جو وقوعہ ہوا ان بچوں نے وہاں ڈکیتی کے دوران دو آدمی قتل کئے تھے۔۔۔

جناب سپیکر: اس کا جواب لاء منسٹر صاحب نے دینا ہے۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): میں تو صرف وضاحت کرنا چاہتا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس تحریک میں دو چیزوں کے اوپر زیادہ زور دیا گیا ہے۔ محکمہ کی طرف سے میں formal answer کو پڑھنے سے پہلے ان دو چیزوں کی وضاحت کرنی چاہوں گا، غالباً ہندلی صاحب بھی وہی بات کرنا چاہتے ہوں گے۔اس میں ایک بات تو یہ ہے کہ اس واقعے میں کسی بھی political personality کا دخل ہے انکوائری رپورٹ میں اور نہ ہی بعد کی investigation report میں کسی political personality کا دخل پایا گیا ہے۔دوسرا میجر (ریٹائرڈ) مبشر اللہ جو کہ ڈی آئی جی پولیس ہیں ان کے متعلق یہ جو غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ پہلے ان کو انکوائری دی گئی اور اس کے بعد پھر ان کو ہٹا دیا گیا، درست نہ ہے۔ہوا اس طرح سے تھا کہ پہلے پنجاب حکومت نے میجر (ریٹائرڈ) مبشر صاحب کو انکوائری آفیسر مقرر کیا تھا لیکن meantime سپریم کورٹ نے ڈی۔جی، انٹی کرپشن کاظم ملک صاحب کو انکوائری آفیسر مقرر کر دیا تو پھر ایسی صورت میں دو انکوائری آفیسر نہیں ہو سکتے تھے کہ ایک پنجاب حکومت کی طرف سے ہو اور دوسرا سپریم کورٹ کی طرف سے ہو تو اس صورت میں پنجاب حکومت نے اس انکوائری کمیشن کے فیصلے کو واپس لے لیا اور پھر ایک investigation team بنائی جس کی سربراہی مشتاق احمد سکھیرا صاحب نے کی ہے لیکن اس ٹیم میں بھی میجر (ریٹائرڈ) محمد مبشر اللہ شامل ہیں، وہ اس ٹیم کے ممبر تھے۔ سکھیرا

صاحب نے اس لئے سربراہی کی کیونکہ وہ senior تھے۔اس تحریک کا محکمہ کی طرف سے جو جواب موصول ہوا ہے اب میں وہ پڑھ دیتا ہوں۔

مورخہ 23-8-2010 کی خبر پر انحصار کرتے ہوئے تحریک التوا ہذا پیش کی گئی ہے۔ اصل حقائق اس طرح سے ہیں کہ دونوں بھائیوں کو ظالمانہ طریقے سے قتل کیا گیا۔واقعات کی سنگینی کے پیش نظر گورنمنٹ آف پنجاب،ہوم ڈیپارٹمنٹ لاہور نے بحوالہ حکم نمبر such and such کے تحت joint investigation team برائے تفتیش مقدمہ مورخہ 20-8-2010 زیر دفعہ such and such تھانہ صدر سیالکوٹ زیر نگرانی مسٹر مشتاق احمد سکھیرا،ایڈیشنل انسپکٹر جنرل آف پولیس (سی ٹی ڈی) پنجاب تشکیل دی۔ تفتیشی ٹیم میں درج ذیل ممبران شامل تھے۔

1) مسٹر مشتاق احمد سکھیرا،ایڈیشنل انسپکٹر جنرل آف پولیس
2) میجر (ریٹائرڈ) محمد مبشر اللہ،پرنسپل،پنجاب ٹریننگ سکول کانسٹیبلری
3) مسٹر عبدالرزاق چیمہ،ایس پی (پی پی او) آفس پنجاب
4) مسٹر تصدق حیات،ایس پی، سپیشل برانچ گوجرانوالہ رینج
5) ملک فیاض احمد،ڈی ایس پی، سمبڑیال

ممبران تفتیشی ٹیم نے حکومت پنجاب کی جانب سے جاری شدہ حکم موصول ہونے پر تفتیش مقدمہ موقع پر شروع کر دی اور ایسے تمام افراد جو کہ حقائق مقدمہ سے مکمل طور پر آگاہ تھے کے بیانات موقعے پر تحریر کئے۔یہ خبر بالکل بے بنیاد اور سراسر خلاف حقائق ہے کہ میجر (ریٹائرڈ) مبشر اللہ، پرنسپل پنجاب ٹریننگ سکول کو انکوائری سے روکا گیا ہے بلکہ وہ بدستور تفتیشی ٹیم کے ممبر ہیں۔افسران بالا پر مشتمل joint investigation team نے تمام واقعات کی تفصیلی تفتیش تقریباً مکمل کر لی ہے اور انہوں نے اپنی رپورٹ سپریم کورٹ میں پیش کر دی ہے جو کہ اخبارات میں بھی شائع ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر! joint investigation team نے فریق استغاثہ کی جانب سے نامزد کئے جانے والے تمام ملزمان اور پولیس ملازمین کو گرفتار کر لیا ہے اور اس وقت نامزد کئے جانے والے کسی ملزم کی گرفتاری بقایا نہ ہے۔ تحریک التواء ہذا میں پیش کئے جانے والے تمام امور بارے joint investigation team کی تفتیشی رپورٹ میں وضاحت کی جا چکی ہے۔

مقتولین کے جسم پر بمطابق پوسٹ مارٹم رپورٹ دونوں بھائیوں پر اس قدر تشدد کیا گیا ہے کہ ان کی ایک ہڈی بھی سلامت نہیں رہی،تمام ہڈیاں چکنا چور ہو چکی تھیں۔یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ

پوسٹ مارٹم رپورٹ کے مطابق منیب سجاد اور مغیر سجاد کے جسموں پر کل ضربات بالترتیب 12اور 18 لگنی تحریر کی گئی ہیں۔

جناب سپیکر! سپریم کورٹ نے اس کے دوبارہ پوسٹ مارٹم کے orders بھی کئے ہوئے ہیں۔اب اس case کی انکوائری مکمل ہو چکی ہے، تفتیش بھی مکمل ہو چکی ہے اور چالان Anti Terrorist Court میں داخل ہو چکا ہے۔انشاء اللہ جلد ہی اس کا فیصلہ ہو جائے گا۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری درخواست ہے کہ جو تفتیش مکمل ہو چکی ہے وزیر قانون صاحب وہ پڑھ کر ہاؤس کو سنا دیں۔یہ دونوں بھائی ڈکیت تھے اور انہوں نے ڈاکے کے دوران دو لڑکوں کو شہید کیا ہے چونکہ وہ غریب اور دیہاتی لوگ تھے اس لئے ان کا مؤقف سامنے نہیں آ سکا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! طاہر محمود ہندلی صاحب نے جو بات کی ہے میں اس بات سے اتفاق نہیں کرتا۔دیکھیں، معاملہ یہ ہے کہ جو انکوائری رپورٹ سپریم کورٹ میں پیش ہوئی ہے، جس انکوائری کو ڈی جی انٹی کرپشن نے مکمل کیا تھا انہوں نے ان دونوں بھائیوں کو بالکل بے گناہ تحریر کیا ہے۔اس کے بعد مقدمے کی جو تفتیش ہوئی ہے اس میں ان دونوں بھائیوں کا وہاں پر موجود ہونا اور بلال نامی آدمی کے ساتھ جھگڑا ہونے کا امکان پایا جانے کا ذکر ہے۔جس میں بلال قتل ہو گیا اور بعد کا واقعہ اسی اشتعال میں ہوا۔اس بات کا تفتیش میں ذکر ہے لیکن کیا بلال اور ان دونوں بھائیوں کا آپس میں پہلے جو جھگڑا ہوا ہے اور فائرنگ ہوئی، جس فائرنگ کے نتیجے میں بلال ہلاک اور ذیشان نامی بچہ زخمی ہوا اور بعد میں اس کی بھی ہلاکت ہو گئی۔کیا وہ ڈکیتی کی وجہ سے تھا یا ان کا کوئی آپس میں جھگڑا تھا یا وہ کرکٹ والی جو سٹوری ہے وہ درست تھی؟ اس بارے میں کوئی واضح طور پر evidence سامنے نہیں آئی۔باقی جب عدالت میں detail میں جا کر اس case کی سماعت ہو گی تو پھر اس بات کا تعین ہو سکے گا۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! صفحہ مثل پر ان کا جو مؤقف ہے وہ پڑھ کر سنا دیا جائے۔ان کے پاس سے دو پسٹل، سو گولیاں اور چوڑیاں کاٹنے والا کٹر ملا ہے۔اس کے علاوہ 30/35 لوگ وہاں پر پیش ہوئے ہیں جنہوں نے کہا کہ انہوں نے ڈکیتی کی ہے۔وہ ساری تفتیش مکمل ہو چکی ہے۔وزیر قانون صاحب وہ رپورٹ پڑھ کر سنا دیں تاکہ پوری دنیا کا mind clear ہو جائے کہ اصل

وقوعہ کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ان بچوں کے ساتھ ظلم ہوا ہے لیکن ان بچوں نے بھی ظلم کیا ہے۔ وہ پرانے ڈکیت تھے۔

جناب سپیکر: طاہر محمود ہندلی صاحب! یہ تو اب عدالت کا کام ہے۔ آپ اب اس بات کو چھوڑ دیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 519/10 محترمہ سیمل کامران کی طرف سے ہے۔ وہ موجود نہیں ہیں۔ اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ ویسے بھی یہ 85(c) کے تحت dispose of ہو رہی تھی کیونکہ یہ recent occurrence نہیں ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 520 بھی dispose of کی جاتی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 512 بھی dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار رانا تنویر احمد ناصر صاحب کی ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے تو یہ dispose of کی جاتی ہے۔ اس کے بعد محترمہ سیمل کامران کی تحریک ہے اسے بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک میاں طارق محمود صاحب کی ہے، تشریف فرما نہیں ہیں اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 527 محترمہ آمنہ الفت کی طرف سے ہے۔ یہ پڑھی جا چکی ہے اور جواب آنا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا لہذا اس کو next week تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اس تحریک کو next week تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار اعجاز احمد خان صاحب کی ہے۔

جناح ہسپتال لاہور کے ہاؤس آفیسر ڈاکٹر علی عبداللہ کو متعلقہ تھانہ میں اطلاع دیئے بغیر ایجنسی کا گرفتار کرنا

جناب اعجاز احمد خان: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 12۔ جولائی 2010 کی ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق جناح ہسپتال لاہور کے ہاؤس آفیسر ڈاکٹر علی عبداللہ ہسپتال سے گھر جاتے ہوئے لاپتہ ہو گئے اس کے لاپتہ اغواء کا مقدمہ تھانہ گارڈن ٹاؤن لاہور میں بذریعہ ایف آئی آر 10/484 درج ہوا ہے۔ اس کے لاپتہ ہونے میں ایک ایجنسی ملوث ہے۔ اس ایجنسی نے ان کو پکڑنے / گرفتار کرنے سے قبل متعلقہ تھانہ، متعلقہ ڈی ایس پی یا دیگر کسی بھی پنجاب پولیس کے متعلقہ آفیسر کو مطلع نہ کیا ہے اس طرح کسی بھی فرد کو گرفتار / پکڑا نہیں جا سکتا۔ اس بلا جواز

گرفتار اور پکڑنے پر عوام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مدعی مقدمہ ڈاکٹر سرفراز احمد سینئر میڈیکل آفیسر سروسز ہسپتال نے درخواست دی کہ میرا بیٹا ڈاکٹر علی عبداللہ جو کہ سرجیکل یونٹ جناح ہسپتال میں کام کر رہا ہے مورخہ 10-07-2010 کو ڈیوٹی کرنے کے بعد واپس جا رہا تھا یہ ڈیوٹی مورخہ 09-07-2010 بروز جمعہ کو رات 8 بجے شروع ہوئی تھی۔ میرا بیٹا موٹر سائیکل CD-70 رنگ سیاہ پر ڈیوٹی پر جاتا تھا۔ مورخہ 10-07-2010 قریب ایک بجے اس نے اپنی والدہ صاحبہ کو SMS کیا کہ میں کھانا گھر آ کر کھاؤں گا لیکن وہ تاحال گھر پہنچا اور نہ ہی اس نے کوئی رابطہ کیا ہے۔ اس کا موبائل فون مسلسل بند ہے جس کی تلاش آج تک میں نے اور میرے دوستوں نے ہر لحاظ سے کی ہے جو نہ مل سکا ہے۔ اب مجھے قوی شبہ ہے کہ میرے بیٹے کو نامعلوم افراد نے اغواء کر لیا ہے لہذا آپ سے گزارش ہے کہ کارروائی کی جائے اور میرے بیٹے کو برآمد کیا جائے۔ اس پر مقدمہ نمبر 484/10 مورخہ 11-07-2010 جرم 365 ت پ تھانہ گارڈن ٹاؤن لاہور درج رجسٹرڈ ہو کر مقدمہ کی تفتیش عمل میں لائی گئی ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! اس میں FIR although تو درج ہوئی ہے وہ تو ہم نے اپنی اس تحریک التوائے کار کے اندر ہی کہا ہے کہ FIR درج ہوئی ہے لیکن اس اغواء کے اندر ایک ایجنسی ملوث ہے اور بغیر کسی الزام کے اس ایجنسی نے ان کو اپنے کنٹرول میں لیا ہوا ہے جبکہ اس کا کوئی گناہ نہیں ہے۔ ایک اچھی فیملی اور ایک مذہبی گھرانے کے ساتھ تعلق ہے تو ایجنسی نے اس وجہ سے انہیں اپنی تحویل میں لیا ہوا ہے اس کی وجہ سے میں یہ تحریک التوائے کار لایا ہوں کہ اس کے حوالے سے dig out کیا جائے اور probe کر کے House کو بتایا جائے کہ اگر اس صوبے میں بسنے والے لوگوں کی آزادیاں اتنی بے وقعت ہو جائیں کہ کوئی جرم کئے جانے کے بغیر جو مرضی انہیں اٹھا لے تو میرے لئے صرف registration of case, purpose کو service نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: خان صاحب! جب case registered ہو گیا ہے تو اب آپ کے پاس عدالت کا forum موجود ہے تو اب آپ ادھر بھی جا سکتے ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر!معزز وزیر قانون اس perspective میں اگر فرمائیں کہ اس حوالے سے کوئی development ہوئی ہے یاان کے پاس کوئی information موجود ہے تو kindly House کواس کے بارے میں تفصیل سے بتائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میرے پاس اس بارے میں جو information موجود ہے۔ جناح ہسپتال میں جو دہشت گردی کی واردات ہوئی تھی اس کی joint investigation team نےinquiry and investigation کی ہے جس میں تمام agencies and law enforcing agencies کے لوگ موجود ہیں تو وہ اس معاملے کو investigate کر رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ جو leads ملی ہیں وہ verify نہ ہوں یاان کا کچھ حصہ verify ہو یا کسی حد تک اس ڈاکٹر صاحب کا کوئی عمل دخل بنتا ہو کیونکہ بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ جو terrorist اس قسم کی activities میں حصہ لیتے ہیں وہ ٹیلی فون پر مختلف لوگوں کے ساتھ واقفیت ہونے کے انداز میں اور otherwise بھی یہ صورتحال سامنے آئی ہے کہ وہ فون پر بات کرتے ہیں اور جب ان سے وہ فون پکڑے جاتے ہیں تو پھر جہاں جہاں بھی ان کا رابطہ ہوا ہو ان لوگوں کو interrogation for روکا جاتا ہے تو اس میں ابھی کوئی بات فائنل نہیں ہے لیکن ایک doubt ضرور موجود تھا جس کی بنیاد پر ان کو شامل تفتیش کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: خان صاحب!آپ پڑھے لکھے اور وکیل بھی ہیں۔آپ اس پر بحث نہیں کر سکتے۔انہوں نے جو بات کر دی ہے آپ پر ان کی بات کا کچھ اثر ہونا چاہئے.I am going to dispose it of میاں محمد رفیق صاحب کی تحریک تھی لیکن ان کے بیٹے کا کوئی accident ہوا ہے اور ان کی طرف سے request آئی ہے لہذا ان کی تحریک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک میجر(ر)عبدالرحمٰن صاحب!۔۔۔موجود نہیں،dispose of کی جاتی ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!پرسوں ڈپٹی سپیکر صاحب نے یہاں مجھے ایک تحریک التواء out of turn پیش کرنے کی اجازت دی تھی۔

جناب سپیکر: رانا صاحب!کچھ باتیں confidential طے ہوتی ہیں، ہم اپنی کمیٹی میں بیٹھ کر ان معاملات کو طے کرتے ہیں۔ تمام ممبران نے مجھ سے assurance لی ہے کہ آپ نے کوئی تحریک التوائے کار out of turn نہیں لینی۔ میں یہ بات آپ کو واضح طور پر بتانا چاہتا ہوں۔آپ طریقے سے آئیں آپ کی تحریک جلدی آجائے گی۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ مجھے out of turn تحریک پیش کرنے کی اجازت نہیں دی یا ویسے ہی reject کر دی ہے؟

جناب سپیکر: جی، مجھے چلنے دیں، ابھی پانچ منٹ رہ گئے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار راجہ شوکت عزیز بھٹی کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار 636 چودھری صاحب کی ہے۔ جسے محترمہ خدیجہ عمر پیش کریں گی۔

صوبہ میں کھلے آسمان تلے پڑی گندم کو محفوظ مقامات پر نہ رکھنے سے لاکھوں ٹن گندم خراب ہونے کا خدشہ

محترمہ خدیجہ عمر: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 23۔اگست 2010 کی خبر کے مطابق محکمہ خوراک پنجاب کی طرف سے گزشتہ ادوار اور موجودہ سال میں گندم کو سیلاب سے متاثرہ علاقوں سے دور محفوظ گوداموں میں منتقل نہ کرنے کے باعث 76 ہزار میٹرک ٹن گندم خراب ہو گئی ہے جبکہ 2 لاکھ سے زائد گندم خراب ہونے کا خدشہ پیدا ہو گیا ہے۔ تفصیل کے مطابق محکمہ خوراک کے افسران کی آرام پسندی اور کھلے مقامات پر ذخیرہ گندم کو بروقت محفوظ مقامات پر نہ پہنچانے کی وجہ سے مظفر گڑھ، لیہ، راجن پور، ملتان، ڈیرہ غازی خان، بھکر اور میانوالی میں پڑی کھلی گندم سیلابی پانی کی نذر ہو گئی جبکہ انہی متاثرہ علاقوں میں صرف گندم کو بروقت محفوظ مقام پر نہ پہنچانے سے 2 لاکھ میٹرک ٹن سے زائد گندم خراب ہونے کا خدشہ ہے۔ اس خبر سے عوام میں تشویش پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! اس کا پرسوں تک انشاء اللہ جواب آ جائے گا۔ آپ اس تحریک کو پرسوں تک pending کر دیں۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو جمعۃ المبارک تک pending کیا جاتا ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! کرپشن کے حوالے سے ایک تحریک التوائے کار دی تھی جسے technically knock out کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: راناصاحب! کیا آپ کو مجھ پر، وزیر قانون، قائد حزب اختلاف اور نور نیازی صاحب پر اعتماد نہیں ہے؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! ہمیں ہاؤس میں موقع دیا گیا تھا۔

جناب سپیکر: راناصاحب! آپ کو اس حوالے سے letter بھی جاری کیا گیا ہے۔ اسے پڑھ لیں گے اگر اس میں کوئی رکاوٹ ہے تو پھر آپ مجھ سے رابطہ کر لیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں فیصل آباد سے letter منگوا لیتا ہوں اور پھر انشاء اللہ آپ سے رابطہ کر لوں گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! پہلے کورم پورا کروالیں۔

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

(اذان ظہر)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا ہے۔

سرکاری کارروائی

MR SPEAKER: Now, we take up the proposed amendment in the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 regarding pre-budget discussion Minister for Law may move for the consideration of the amendment.

قواعد میں ترمیم
(جو زیر غور لائی گئی)
قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir I move:

> "That the proposed amendment in the Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab 1997 regarding pre-budget discussion as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the proposed amendment in the Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab 1997 regarding pre-budget discussion as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs be taken into consideration at once."

I think since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

> "That the proposed amendment in the Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab 1997 regarding pre-budget discussion as recommended by the

Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs be taken into consideration at once."

(The motion was unanimously carried)

MR SPEAKER: Now the proposed amendment is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is

"That the proposed amendment do stand part of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997."

(The motion was unanimously carried)

MR SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan):Sir I move:

"That the proposed amendment be passed."

MR. SPEAKER: The motion moved is:

"That the proposed amendment be passed."

The motion moved and the question is:

"That the proposed amendment be passed."

(The motion was carried.)

(The proposed amendment is passed.)

(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Forest (Amendment) Bill 2010. Minister for law may move the motion for consideration of the Bill.

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون(ترمیم)جنگلات مصدرہ2010

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan):Sir, I move:

> "That the Forest (Amendment) Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Forestry and Fisheries, be taken into consideration at once."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Forest (Amendment) Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Forestry and Fisheries, be taken into consideration at once."

لاء منسٹر صاحب!اس میں دو amendments propose کی گئی ہیں اور اس کا notice مورخہ 12-10-10 کو receive ہوا ہے۔ اب 105 کا rule بڑا clear ہے کہ If a notice of proposed amendment has not been given two clear days. اب آپ اس پر کچھ بتائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!یہ رپورٹ 6 تاریخ کو lay ہوئی ہے تو اس delay کا قطعی طور پر کوئی جواز نہیں بنتا اس لئے میں ان دونوں amendments کو oppose کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:اس کے اندر چونکہ rule بڑا clear ہے اور میں نے لاء منسٹر صاحب سے صرف یہی پوچھا تھا کہ اگر وہ اس کے اوپر اجازت دیتے ہیں تو ٹھیک ہے۔

> Otherwise rule is very much clear. Now, your both amendments because of this rule 105 sub clause 2, they can't be taken here. Now, the motion moved and the question is:
> "That the Forest (Amendment) Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Forestry and Fisheries, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE-2

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Bill clause by clause. Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-3

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-4

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-5

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-6

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-7

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-8

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-9

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-10

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-11

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-12

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-13

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-14

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-15

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-16

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-17

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-18

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 18 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-19

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 19 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-20

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 20 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-21

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 21 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-22

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 22 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-23

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 23 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-24

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 24 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-25

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 25 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-26

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 26 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 26 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-27

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 27 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 27 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-28

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 28 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 28 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-29

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 29 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 29 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-30

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 30 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 30 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-31

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 31 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 31 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-1

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR. DEPUTY SPEAKER: Now Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR. DEPUTY SPEAKER: Now Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

MR. DEPUTY SPEAKER: Minister for law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan):Sir, I move:

"That the Forest (Amendment) Bill 2010 be passed."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Forest (Amendment) Bill 2010 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Forest (Amendment) Bill 2010 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed)

(نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر سامیہ امجد:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔جناب سپیکر!میں مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ شاید یہ پنجاب اسمبلی کی تاریخ کا سب سے super fast Bill pass ہوا ہے جس میں آپ کے پڑھنے کا بہت زیادہ credit ہے۔آج میں جس پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑی ہوں اس کا مقصد یہ ہے کہ فاریسٹری میں جنگلات یا درخت واحد دوسری چیز ہے جو زندہ چیزوں میں شمار ہوتی ہے تو اس کی زندگی اور پرورش کے لئے جو بھی قانون پاس کیا جائے وہ کم ہے۔ان فاریسٹ کی مہربانی سے نہ صرف O Zone layer کی یہ چھتری موجود ہے بلکہ آکسیجن کا 23 فیصد atmosphere میں maintained ہوتا ہے جو کہ صحت کے لئے ضروری۔ ہمارے بنچ کی طرف سے بار بار request کر کے اور motions دے کر participate کیا تھا اور یہ emphasised کیا تھا کہ چار آنے،آٹھ آنے یا دس آنے جرمانے کم ہیں اور ہم شکر گزار ہیں کہ حکومتی بنچ نے ہماری اس بار بار کی request کو دیکھا اور اس بل کو consensus کے ساتھ لائے اور میری دعا ہے کہ آئندہ بھی ایسا ہی ہو کہ جب ہم as opposition benches اس معزز ایوان میں اس قسم کے مسائل لائیں تو انہیں مثبت طریقے سے ہی لیا جائے اور اسی طرح speedy انداز میں پنجاب اور

پاکستان کی بہتری کے لئے bills pass کئے جائیں۔ اس میں ہماری participation کو on record سمجھا جائے اور ہم شکر گزار ہیں I thank the government کہ اگر ہمارے benches سے بار بار reminders آئے تو انہیں honour اور بیچ میں engulf کر کے آپ یہ بل لائے جس پر ہم بہت شکر گزار ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! آج آپ نے جتنے "Ayes" کروائے ہیں تو اس میں ایک اچھی بات یہ تھی کہ آج اپوزیشن کی طرف سے بھی اس پر "Ayes" آئے ہیں اس لئے آج پورے ایوان کو آپ کھانا کھلائیں۔ (قہقہے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کھانے کا بالکل انتظام ہے کیونکہ ہمارا یہ خیال تھا کہ شاید اپوزیشن کی طرف سے ترامیم بروقت آئیں جنہیں discuss کیا جا سکے لیکن میرا خیال ہے کہ جن صاحب کو انہوں نے ترامیم move کرنے کے لئے رکھا ہوا تھا، انہیں پچھلے مہینے تنخواہ نہیں دی اور انہوں نے کام نہیں کیا جس کی وجہ سے ان کی ترامیم late ہو گئیں۔ بہر حال میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے آج یہاں پر بیٹھ کر گویہ consensus کا Bill تھا لیکن پھر بھی انہوں نے اسے روکنے کے لئے کورم point out کیا اور اگر یہ کورم کی نشاندہی نہ کرتے تو زیادہ بہتر ہوتا لیکن کھانا ان کا بنتا ہے اور اس کا انتظام بھی ہے اور میری طرف سے آپ کی وساطت سے انہیں دعوت ہے کہ وہ حکومتی ممبران کے ساتھ ہی کھانا کھائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آج لاء منسٹر صاحب کی طرف سے اپوزیشن ممبران کو کھانے کی دعوت ہے لہذا ان کے ساتھ آپ نے کھانا کھانا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! ہم انہیں اپوزیشن چیمبر میں کھانے کی دعوت دیتے ہیں جہاں پر ہم نے بھی انتظام کیا ہوا ہے۔

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شیر علی خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! جس طرح ڈاکٹر سامیہ امجد نے کہا کہ بہت اچھا ہوا کہ irrelevant قسم کے جرمانوں کو موجودہ زمانے کے حساب سے ٹھیک کیا گیا اور تنقید برائے تنقید نہیں

کرنی چاہئے۔ راناصاحب نے اسے بھی sarcastically لیا کہ ہم نے ترامیم نہیں دیں۔ ہم نے اس لئے ترامیم نہیں دیں کہ We agree these amendments(نعرہ ہائے تحسین)

میری ایک بڑی معصوم سی ترمیم تھی جسے سپیکر صاحب نے اپنے discretionary right استعمال کرتے ہوئے disallow کر دی۔ میں اب اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا کیونکہ وہ disallow ہو گئی ہے ایک انگریزی کا ایسا لفظ اس قانون میں استعمال ہوا ہے جو آج کے زمانے میں میرا خیال ہے کہ وہ slang بن چکا ہے اور وہ Its not a good english and a better law have been made by substituting سیکرٹری صاحب شاید اسی کا بتا رہے ہیں تو میں بتا دیتا ہوں کہ وہ word ass تھا

And at least ass should not have been used in this law. Donkey was the better word which could have been used

بہر حال آپ نے اسے مناسب نہیں سمجھا اور اسی کو اچھی انگریزی سمجھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیر علی صاحب!

MR. DEPUTY SPEAKER: Mr. Sher Ali Sahib! But you know there is still a difference between a donkey and an ass.

MR. SHER ALI KHAN: Mr. Speaker! Obviously there it is difference that what I wanted to say that ass can be a pain in this, so I don't want to get into that argument

میں صرف یہ گزارش کرنا چاہ رہا تھا کہ یہ بڑی معصوم سی ترمیم تھی لیکن اسے disallowed کر دیا گیا چونکہ اس میں اتنی زیادہ ترامیم ہوئی ہیں کہ یہ law ہی نیا بنا دیا جاتا تو بہتر تھا بہر حال جو کچھ ہو گیا یہ بھی بہت اچھا ہوا ہے اور میں لاء منسٹر صاحب کو بھی مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے ہماری ترامیم نہ دینے کو بھی تنقید کا نشانہ بنایا جس پر میں ان کا شکر گزار ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ایک تو جس لفظ کو کہتے ہیں کہ ass کی بجائے donkey ہونا چاہئے تھا تو یہ لفظ اسی Act میں پہلے سے موجود ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: different Acts کے اندر بھی ہے، Water Act میں بھی یہی لفظ ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): دوسرے صوبوں میں بھی Forest Act میں یہی لفظ استعمال ہوا ہے۔ دوسری بات جیسے میں نے کہا کہ ان کی amendment move کرنے والے صاحب اور ان کی کلاس لینے والے نے ان کی تیاری بھی نہیں کروائی۔ یہ ایک amendment bill انہوں نے خود move کیا تھا جس کی کاپی میرے پاس ہے Bill No 2 of 2008 جس bill کی یہ بات کر رہے ہیں کہ ہم نے بار بار یاد دہانی کروائی کہ Forest Act میں amendments ہونی چاہئیں تو یہ بات درست ہے اور یہ بل انہوں نے 2008 میں پیش کیا تھا اور اس میں بھی لفظ ass تھا اور یہ ان کے بل میں ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! جس نے بھی کیا تو یہ غلط ہے اور ہم اس چیز کو تسلیم کرتے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہم نے ہمیشہ مثبت کردار ہی ادا کرنے کی کوشش کی ہے اور ہم تنقید برائے تنقید کو بلامقصد استعمال کرنے کے حق میں نہیں ہیں۔ اس بل پر ترامیم کے بارے میں مجھے یاد ہے کہ جن شیخ سرفراز صاحب کا یہ ذکر کر رہے ہیں تو دو سال پہلے ان کے ساتھ میں نے خود بیٹھ کر تیار کی تھیں۔ دو سال قبل جب یہ نئی نئی اسمبلی آئی تھی اور یہ آٹھ آنے اور بارہ آنے اس سے دو سال پہلے ان کے ساتھ discuss ہوئے تھے۔ بات یہ ہے کہ اس پر ترامیم دو سال پہلے ہم نے بنائیں تھیں اور اس کے ایک ایک لفظ کو study کر کے اس کی تمام خامیوں کو اسی وقت point out کیا تھا لیکن ہم نے اس بل کو دوبارہ پڑھا جس میں ہمیں اتنی زیادہ ضرورت محسوس نہیں ہوئی کہ ہم ترامیم پر وقت ضائع کریں اور ویسے بھی آپ کو ہمیشہ یہ بات بُری لگتی ہے کہ ہم بلامقصد اس پر بحث کر کے ایوان کا وقت ضائع کرتے ہیں جو کہ ہمارا شیوہ نہیں ہے اور ہم نے دو ترامیم میں صرف یہ چاہا تھا کہ رائے لینے کا رواج ہمارے معاشرے سے ختم ہوتا جا رہا ہے حالانکہ اسلام بھی یہ کہتا ہے کہ جب آپ کوئی کام کرنے لگیں تو مشورہ کر لیں لیکن جب ہم کہتے ہیں کہ آمریت اور جمہوریت میں فرق ہے تو اس کا مقصد یہی ہے کہ جمہوریت میں بھی اگر آمریت کا ہی عنصر جھلکنا شروع کر دے کہ ہر چیز میں آپ ایک ایسا نکتہ نکال کر آمرانہ روّیہ اختیار کریں۔ اس میں صرف یہ تھا کہ لوگوں کی رائے، بہر حال یہ ایک اچھا بل ہے، عوام کے مفاد عامہ میں ہے اور forest کی ضرورت بھی ہے۔ ہم لوگوں کو آکسیجن بھی چاہئے، سیلاب میں بھی

ہمارے بہت سارے درخت بہہ گئے ہیں تو اس کو speedy ہونا چاہئے۔اس speed کو برقرار رکھنے کے لئے ہم نے amendments move کی ہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔رانا صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! بالکل صحیح کہا ہے کہ ان دونوں لفظوں میں تھوڑا سا فرق ہے لیکن اگر آپ بل کی context میں پڑھیں گے اور کوئی gentleman پڑھ رہا ہو تو کوئی فرق نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: صحیح ہے۔جی، محترمہ ثمینہ خاور حیات!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔جناب سپیکر!ابھی میرے معزز وزیر قانون رانا ثناء اللہ صاحب نے کہا ہے کہ تیاری نہیں کرائی ہے۔ ہم وہ ٹیم ہیں جو ہر وقت تیار رہنے والی ہے اور ہمیں تیاری کروانے کی ضرورت نہیں پیش آتی۔ ہم اس طرح سے تیار ہو کر آئے ہوتے ہیں کہ ہم نے آکر ہاؤس کو بھی تیار کروانا ہوتا ہے۔ بڑی مہربانی میں نے صرف یہ بتانے کے لئے آپ کا ٹائم لیا ہے کہ ہم تیار ہوئی ٹیم ہیں، ہمیں تیاری کروانے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 14۔اکتوبر2010 صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

824

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،14۔اکتوبر2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

صحت پر عام بحث

826

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا بیسواں اجلاس

جمعرات،14۔اکتوبر2010

(یوم الخمیس،5۔ذیقعد1431ھ)

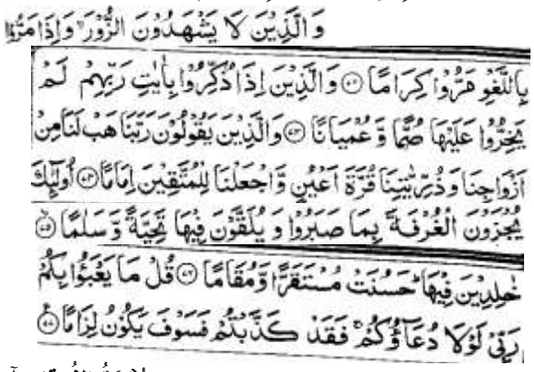
صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 11 منٹ پر زیر صدارت

جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ o



وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا
بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ
يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ
اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝ اُولٰٓئِكَ
يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ۝
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ
رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاۗؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ۝

سُوْرَۃُ الفُرقان آیات72 تا77

اور وہ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب ان کو بیہودہ چیزوں کے پاس سے گزرنے کا اتفاق ہو تو بزرگانہ انداز سے گزرتے ہیں(72)اور وہ کہ جب ان کو پروردگار کی باتیں سمجھائی جاتی ہیں تو اُن پر اندھے اور بہرے ہو کر نہیں گرتے (بلکہ غور و فکر سے سنتے ہیں)(73)اور وہ جو (اللہ سے) دعا مانگتے ہیں کہ اے پروردگار ہم کو ہماری بیویوں کی طرف سے (دل کا چین)اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا(74)ان (صفات کے) لوگوں کو ان کے صبر کے بدلے اونچے اونچے محل دیئے جائیں گے اور وہاں فرشتے ان سے دعا و سلام کے ساتھ ملاقات کریں گے(75)اس میں وہ

ہمیشہ رہیں گے اور وہ ٹھہرنے اور رہنے کی بہت ہی عمدہ جگہ ہے(76) کہہ دو کہ اگر تم (اللہ کو) نہیں پکارتے تو میرا پروردگار بھی تمہاری کچھ پروانہیں کرتا۔ تم نے تکذیب کی ہے سواس کی سزا (تمہارے لئے) لازم ہو گی(77)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

چوکھٹ نبیؐ کی چھوڑ کے جاتا کہاں کہاں
ان کا فقیر ٹھوکریں کھاتا کہاں کہاں
جیسے بیاں حضورؐ کی خدمت میں کر دیا
ایسے میں دل کا حال سناتا کہاں کہاں
ہوتی اگر نہ آپؐ کی چوکھٹ اسے نصیب
آنسو گنہگار بہاتا کہاں کہاں
اچھا ہوا دیار سخاوت پہ پڑا رہا
پھر کر صدا فقیر لگاتا کہاں کہاں

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ صحت سے متعلقہ سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال محترمہ عارفہ خالد پرویز کا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

وقفہ سوالات کے دوران متعلقہ سیکرٹری صاحبان کو آفیسرز گیلری میں بلانے کا مطالبہ

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!آپ سے ایک گزارش کرنی تھی کہ کیا سیکرٹری صحت صاحب تشریف لائے ہیں؟چونکہ میں انہیں پہچانتا نہیں ہوں اس لئے آپ سے دریافت کر رہا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر!آفیسرز گیلری میں سپیشل سیکرٹری (ہیلتھ) بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ سیکرٹری (ہیلتھ) تو فواد صاحب ہیں۔

جناب سپیکر: سیکرٹری (ہیلتھ) تو فواد صاحب ہی ہیں لیکن وہ اس وقت گیلری میں موجود نہیں ہیں۔

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر!گیلری میں سپیشل سیکرٹری (ہیلتھ) بھی موجود نہیں ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): پیر صاحب! سپیشل سیکرٹری (ہیلتھ) تو گیلری میں موجود ہیں۔

پیر محمد اشرف رسول: جی، نہیں۔جنہوں نے سپیشل سیکرٹری (ہیلتھ) کا چارج لیا ہے میں کل ان سے مل کر آیا ہوں،ان سے ایک کام کروا کر آیا ہوں۔ سپیشل سیکرٹری (ہیلتھ) وسیم صاحب ہیں۔آپ اس بات کو confirm کر لیں۔گیلری میں تو ایڈیشنل سیکرٹری (انتظامیہ) بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!یہ بہت زیادتی ہے،حکومت کو اسمبلی کے بزنس کو seriously لینا چاہئے۔آپ مہربانی کر کے کم از کم یہ ہدایات پاس کریں کہ محکمہ کے سیکرٹری خود یہاں آیا کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہٰی): جناب سپیکر! سیکرٹری (ہیلتھ) آج عدالت میں پیشی کے لئے ملتان گئے ہوئے ہیں۔ ملتان ہائیکورٹ میں کل سے ان کی پیشی تھی، وہ وہیں موجود ہیں اور آج آجائیں گے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر سعید الہٰی صاحب! آپ جو بات کہہ رہے ہیں اسے confirm کر لیں۔ اگر سیکرٹری صحت کی پیشی ملتان ہائیکورٹ میں نہیں ہے تو پھر اس ہاؤس کی طرف سے ان کے خلاف action لیا جائے گا۔ آپ ذرا یہ بات confirm کر لیں۔ ہمیں ایسے ہی پریشان نہ کریں۔ آپ اس حوالے سے صحیح جواب لے کر پھر مجھے بتائیں ایسے ہی نہ کہہ دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہٰی): جناب سپیکر! میں confirm کر لیتا ہوں۔ کل ان کی ملتان ہائیکورٹ میں پیشی تھی، وہ دو دن سے وہاں ہیں۔ اب میں check کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، check کر کے بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہٰی): جناب سپیکر! سیکرٹری (ہیلتھ) صبح واپس تشریف لے آئے ہیں اور ابھی کچھ دیر میں وہ ہاؤس میں آجائیں گے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر سعید الہٰی صاحب! آپ نے کیا فرمایا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہٰی): جناب سپیکر! آج صبح وہ لاہور واپس آ گئے ہیں اور تھوڑی دیر کے بعد یہاں ہاؤس میں آ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ہم اتنی دیر point of orders لیتے ہیں۔ جب تک سیکرٹری (ہیلتھ) تشریف نہیں لاتے میں آپ کو point of orders کی اجازت دیتا ہوں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو سوالات شروع کر دیتے ہیں اور اگر آپ نہیں چاہتے تو پھر ان کے آنے تک point of orders لیتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جیسے آپ کی مرضی ہے۔ اگر آپ سوالات شروع کرنا چاہتے ہیں تو ضرور کریں لیکن میری بار بار گزارش ہے کہ سیکرٹری صاحبان کو یہاں آنا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ نے جو بات کہی ہے میں اسے سمجھ گیا ہوں۔ اگر وہ نہ سمجھیں تو ان کی اپنی مرضی ہے، پھر یہ ہاؤس اپنی مرضی کر سکتا ہے۔

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! میری بات رہ گئی ہے کہ گیلری میں سپیشل سیکرٹری (ہیلتھ) بھی موجود نہیں ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب فرمارہے ہیں کہ سپیشل سیکرٹری (ہیلتھ) آئے ہوئے ہیں لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ بھی گیلری میں موجود نہیں ہیں۔ وہ اس وقت سیکرٹریٹ میں بیٹھے ایک میٹنگ کر رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! وزیر صحت جس کے پاس اس محکمے کا چارج ہے اور سیکرٹری صحت دونوں ہاؤس میں تشریف لائیں گے۔ وہ دونوں اس وقت وزیر اعلیٰ صاحب کے ساتھ ہیں۔ وہ دونوں آدھے گھنٹے میں آجائیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے بالکل صحیح فرمایا ہے کہ سوالات کو سیکرٹری صحت کے آنے تک رہنے دیں اور point of orders لے لیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں House کی sense کے مطابق ہی چلنا پڑے گا۔

جناب طاہر اقبال چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! دو تین دن پہلے اخبارات میں خبریں آتی رہی ہیں کہ جھنگ میں جو انجکشنز لگائے جاتے رہے ہیں وہ substandard تھے۔ اس حوالے سے پارلیمانی سیکرٹری سعید الٰہی صاحب کا بیان بھی آیا تھا۔ اس کے علاوہ ایک رپورٹ چلی ہے کہ جو کتے کے کاٹنے کے انجکشن ہیں وہ پنجاب کے اندر کسی بھی ہسپتال میں available نہیں ہیں۔ آج محکمہ صحت کے حوالے سے سوالات ہیں اور میرا خیال ہے کہ آج ہی صحت کے حوالے سے discussion بھی ہے لیکن اس کے باوجود یہاں پر سیکرٹری صحت موجود نہیں ہیں۔ لوگوں کو ہسپتالوں کے اندر ادویات نہیں مل رہیں یہ بڑی زیادتی ہے۔ ہمیں ڈاکٹر سعید الٰہی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی قابلیت اور ذہانت پر کوئی شک نہیں ہے۔ ہماری حکومت سے گزارش ہے کہ انہیں وزیر صحت کا عہدہ دے دیں تاکہ یہ معاملات صحیح انداز سے چل سکیں۔

جناب سپیکر: بات سنیں، آپ کی یہ ہمدردی کہیں ان کو لے نہ بیٹھے۔ (قہقہے)

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ اس وقت سرگودھا میں ڈینگی وائرس کا بہت بڑا حملہ ہوا ہے۔ اکثر دیہاتوں میں لوگوں پر ڈینگی وائرس کا attack ہو رہا ہے اور لوگ ہسپتالوں میں جا رہے ہیں۔ میری آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب سے یہ گزارش ہے کہ اس کی روک تھام کے لئے فوری طور پر اقدامات کئے جائیں۔ دیہاتوں اور

شہروں کے گلی محلوں میں ضروری سپرے کا اہتمام کیا جائے کیونکہ اگر یہ وباء زیادہ پھیل گئی تو اس سے پنجاب کے عوام کو بہت زیادہ نقصان ہو گا لہذا اس وباء کے پھیلنے سے پہلے پہلے فوری طور پر اس کا تدارک کیا جائے۔

ڈینگی مچھر کے خلاف ہونے والے سپرے میں جعلی ادویات کا استعمال

جناب محمد نوید انجم: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! میں اس ہاؤس کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ کل میرے حلقہ دھرم پورہ سے ڈینگی کے تین مریض نکلے ہیں۔رات کو جو ٹیم وہاں پر سپرے کے لئے آئی تھی اس کے سپرے کے ساتھ ایک مچھر بھی نہیں مر سکا۔

جناب سپیکر: یہ آپ نے کیسے نوٹ کیا ہے؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! جہاں پر میں بیٹھتا ہوں، عوام کو deal کرتا ہوں، جہاں پر میں نے پبلک سیکرٹریٹ بنایا ہوا ہے۔وہاں پر لائٹ کے سامنے بے تحاشا مچھر تھا۔سپرے ٹیم نے اس پر سپرے کیا ہے۔میں نے اس ٹیم کو ایک گھنٹہ تک بٹھائے رکھا لیکن وہاں پر ایک مچھر بھی نہیں مر سکا۔میں نے اس کا سپرے بند کروایا۔جب اس قسم کا سپرے کیا جائے گا تو پھر ڈینگی وائرس پر کیسے کنٹرول کیا جا سکے گا؟

جناب سپیکر: ڈاکٹر سعید الہیٰ صاحب! حضرت صاحب کی بات کا جواب دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! ڈینگی وائرس کے لئے ایک مہینے سے سپرے کیا جا رہا ہے۔چکوال اور ایک دو دوسرے اضلاع میں، جہاں پر ایسے واقعات ہوئے ہیں وہاں پر ای۔ڈی۔او ہیلتھ کو suspend بھی کیا گیا ہے۔اس کو ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے۔جہاں جہاں سپرے کرنا ہے یا جہاں پر ڈینگی مریضوں کو refer کرنا ہے اس حوالے سے حکومت کے انتظامات مکمل ہیں۔سپرے اور fogging لاہور کے علاوہ باقی اضلاع میں بھی جاری ہے۔اس کا پورا تفصیلی پروگرام اخبارات میں بھی شائع ہوا ہے۔میرے فاضل ممبر نے جو یہ کہا ہے کہ ان کو مچھر لڑا ہے تو میں اس پر معذرت خواہ ہوں اور کوشش کریں گے کہ آئندہ ان کو مچھر نہ لڑے۔

جناب سپیکر: وہ اپنا دفاع خود کر لیں گے آپ ان پر اتنی شفقت نہ فرمائیں۔وہ کہہ رہے ہیں کہ وہ جو سپرے کر رہے ہیں اس سے مچھر نہیں مرتا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہ ضروری نہیں ہے کہ سارے مچھر سپرے سے مر جائیں، اس کی ایک ہزار اقسام ہیں اور دنیا میں کہیں بھی سارے مچھر سپرے سے نہیں مرتے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب نے ارشاد فرمایا ہے کہ کسی ضلع میں ڈینگی کے patients نکلے تو ہم نے وہاں کے ای ڈی او (ہیلتھ) کو suspend کر دیا میں نے بتایا ہے کہ کل ڈینگی کے تین patients دھرم پورہ سے نکلے ہیں کیا لاہور کے ای ڈی او (ہیلتھ) کو suspend کیا گیا ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ میں نے پاکستان میں آموں کی قسمیں تو سنی تھیں جبکہ مچھروں کی قسمیں پہلی دفعہ سنی ہیں۔ دس بندے گواہ ہیں کہ سپرے کیا گیا ہے اور ایک مچھر بھی نہیں مرا۔ میں ڈاکٹر صاحب کو میڈیسن کی ایک بوتل پیش کر دیتا ہوں اس پر Expiry Date لکھی ہوئی ہے جبکہ اس کے اوپر نیا سٹکر paste کیا ہوا ہے جس کا وہ سپرے کر رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں House میں دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ مچھر کی مختلف stages ہوتی ہیں اور کئی stages میں سپرے نہیں کیا جاتا اور سپرے سے سارے مچھر مرتے بھی نہیں ہیں۔ انہوں نے دوسری بات کی ہے کہ تین کیس بھیجے گئے ہیں تو جب تک وہ کسی لیبارٹری سے confirm نہ ہوں ہم ان کو ریکارڈ نہیں کرتے کیونکہ refer کرنا کافی نہیں ہے اس کا established ہونا کافی ہے جب وہ established ہوں گے تو کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ جتنی ادویات ہسپتالوں میں جا رہی ہیں چاہے وہ emergency purchase ہے یا regular purchase ہے میں یہ بات دعویٰ سے کہتا ہوں کہ مل ملا کر وہ ادویات substandard دی جا رہی ہیں اور ان کا کوئی cross entry system نہیں ہے یعنی یہ check نہیں ہوتیں کہ یہ 10 ہزار tablets دی گئی ہیں تو یہ سٹور میں کتنی پہنچی ہیں؟ میں یہ بات بھی بتانا چاہتا ہوں کہ آج بھی unregistered medicines دھڑلے سے ٹی وی پر بھی advertise کر کے بک رہی ہیں، میں کچھ advertisements کے بارے میں بتانا نہیں چاہتا کہ وہ کس قسم کے ہیں وہ آپ بھی سمجھتے ہیں لیکن یہ unregistered medicines بھی بک رہی ہیں اور ان پر 5000 فیصد سے بھی زیادہ کا منافع ہے، وہ لوگوں کا بیڑا غرق کر رہے ہیں، ان سے sudden

deaths ہو رہی ہیں۔ میں دوائیوں کے حوالے سے چونیاں کا صرف ایک واقعہ بتانا چاہتا ہوں کہ میں ایک لڑکے کو خود چونیاں ہسپتال میں لے کر گیا، لڑکا بے ہوش تھا۔ایم ایس حسب معمول غائب تھا میں نے اس کو موبائل پر اطلاع دی کہ میں ہسپتال میں ہوں تم کہاں ہو؟اس وقت ڈیوٹی ڈاکٹر ایک خفیہ کمرے میں بیٹھے ہوئے ٹی وی دیکھ رہے تھے اور ہسپتال میں بالکل سناٹا تھا۔ میں نے ایم ایس سے کہا بھئی!یہ تمہارے ڈاکٹر کہتے ہیں کہ ان کے پاس ایکسرے فلم نہیں ہے تو وہ لڑکا بے ہوش ہے اس کے ایکسرے باہر سے کروالو تو انہوں نے کہا کہ نہیں سر، نہیں۔ میں ابھی ایکسرے فلم دیتا ہوں۔اگر ایک ایم پی اے کے کہنے پر ایکسرے فلم نکالی تو عام آدمی کا کیا حال ہو گا؟اس محکمے کا بیڑا غرق ہو چکا ہے خدا کی قسم ہر ایم پی اے کو اس کے حلقے سے لاکھوں بد دعائیں مل رہی ہیں اور وہ اس محکمے کے حال کی وجہ سے ہے۔

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب سپیکر!آپ House کی ایک کمیٹی بنادیں جو سیکرٹری صاحب کو ان کے دفتر سے لے کر آئے گی۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ایسا نہ کہیں۔

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب سپیکر!ہم سوال کرتے ہیں تو جواب غلط آتے ہیں، کوئی action نہیں ہوتا پھر کہتے ہیں کہ misprinting ہے، یہ ہے وہ ہے۔ جب تک آپ کوئی action نہیں لیں گے یہ لوگ ٹھیک نہیں ہوں گے۔ میرا یہ مطالبہ ہے کہ ان کے خلاف سخت action لیا جائے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!یہ محکمہ بالکل یتیم ہے کیونکہ اس محکمے کا وزیر بھی کوئی نہیں ہے اور سیکرٹری بھی کوئی نہیں ہے۔ کوئی حرج نہیں، آج کسی اور محکمے کے سوالات رکھ لیں۔اگر آج سیکرٹری صاحب کے پاس ٹائم نہیں ہے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔

جناب سپیکر: آجائیں گے، آجائیں گے، تھوڑا سا انتظار کریں۔

میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: جناب سپیکر!سیکرٹری صحت کب تشریف لائیں گے؟آئندہ ان سے ٹائم لے کر ان کا محکمہ رکھا جائے اس طرح تو House کا ٹائم ضائع ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔آج جو بات ہو گئی سو ہو گئی، میرا خیال ہے کہ آئندہ یہ ایسی بات نہیں دہرائیں گے۔ Let me proceed, please. جی، حاجی صاحب!

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر!پارلیمانی سیکرٹری صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہمارے ہسپتالوں کی حالت بڑی بہتر ہے اور وہاں علاج معالجے کی سہولیات اچھی ہیں۔ایک دفعہ رات 10 بجے میری طبیعت سخت

خراب ہو گئی تو میں میو ہسپتال کی ایمر جنسی میں چلا گیا، وہاں پر ڈاکٹروں کو ڈھونڈتے ہوئے مجھے کوئی آدھا گھنٹہ لگا اور جب مجھے ڈاکٹر ملا تو میں نے اسے کہا کہ آپ بخار چیک کرنے والے تھرمامیٹر کو دھولیں تو وہ کہنے لگے کہ اگر آپ کو پروٹوکول چاہئے تو کسی پرائیویٹ ہسپتال میں چلے جائیں یہاں تو ایسے ہی ہوتا ہے۔ ہمارے ساتھ وہاں پر ایسے ہو رہا ہے تو عام مریضوں کے ساتھ کیسا سلوک ہوتا ہو گا؟ وہاں پر مجھے ڈرپ دی گئی لیکن وہاں پر ڈرپ لگانے والا کوئی نہیں تھا۔ میں آخر کار وہاں پر ڈرپ چھوڑ کر واپس آیا اور پرائیویٹ ہسپتال میں جا کر اپنا علاج کروایا حالت تو یہ ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! اس معزز اسمبلی کی تاریخ میں آج کا دن ایک اہمیت کا حامل ہے کہ آج آپ اور سارا ایوان گیلری کے اندر متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کی نمائندگی نہ ہونے کی وجہ سے رُکا ہوا ہے جو اس ایوان کی اعلیٰ روایات کے منافی بات ہے۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ان کی غیر موجودگی میں بھی اجلاس آگے بڑھ سکتا ہے لیکن آپ کی ایک ruling ہے کہ جب وقفہ سوالات شروع ہو تو متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کی representation ہونی چاہئے۔ سیکرٹری preferably یا ایڈیشنل سیکرٹریز موجود ہوں۔ اب جبکہ آپ کی ruling record کا حصہ ہے تو اس کی violation ہو رہی ہے تو میری گزارش یہ ہو گی کہ اسمبلی کی روایات کو بچاتے ہوئے ہمیں وقفہ سوالات شروع کرنا چاہئے لیکن آج ہی ڈیپارٹمنٹ کے خلاف تادیبی کارروائی ہونی چاہئے تاکہ کسی بھی ڈیپارٹمنٹ کے official کو future میں یہ جرأت نہ ہو کہ جناب سپیکر یا ایوان کی ruling کو violate کر سکے کیونکہ یہ انتہائی serious معاملہ ہے اور ڈیپارٹمنٹس کی طرف سے یہ جو روش سامنے آ رہی ہے اسے پورا House condemn کرتا ہے اور گزارش کرتا ہے کہ وقفہ سوالات شروع کیا جائے اور ہمارے آج کے schedule کو متاثر نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس معاملے کو Privileges Committee کے سپرد کیا جاتا ہے اور یہ کمیٹی ایک ہفتے کے اندر اندر اپنی رپورٹ دے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سوالات

(محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

جناب سپیکر: وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔جی، محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ!

Sheikh Ala-ud-Din: Question No. 504. On her behalf

(معزز ممبر نے محترمہ عارفہ خالد پرویز کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

لاہور گورنمنٹ جناح ہسپتال کے ایک ڈاکٹر کی بے قاعدگیاں

*504: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ گورنمنٹ جناح ہسپتال کے پیتھالوجی ڈیپارٹمنٹ کے ایک ڈاکٹر عاشق رسول چند ماہ قبل سٹاف کی تنخواہوں، کمیٹیوں، ادھار اور لیبارٹری بنانے کا لالچ دے کر لاکھوں/کروڑوں روپے لے کر بھاگ گیاہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ ڈاکٹر عاشق رسول نے جناح ہسپتال کے پیتھالوجی ڈیپارٹمنٹ کو بھی کروڑوں روپے کانقصان پہنچایاہے؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ ڈاکٹر عاشق رسول کے خلاف کوئی انکوائری چلائی جارہی ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ڈاکٹر کے خلاف کوئی انکوائری مکمل کی گئی ہے،اگر ہاں تواس کے بارے میں تفصیل سے ایوان کوآگاہ کیاجائے نیز متاثرہ افراد کی دادرسی کے لئے محکمہ نے کیااقدامات کئے ہیں یاکرنے کاارادہ رکھتاہے،وضاحت فرمائی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) یہ درست نہ ہے۔تاہم مذکورہ ڈاکٹر کے خلاف بعض نااہلی کی شکایات موصول ہوئی تھیں جس کی ایک تفصیلی انکوائری کی گئی اور الزامات ثابت ہونے پر اسے اس کو عہدہ سے ہٹاکر محکمہ صحت بھیج دیا گیا۔ محکمہ صحت نے ڈاکٹر عاشق رسول کو 07۔07۔21 کو DHQ ہسپتال شیخوپورہ تعینات کیا۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) محکمہ صحت نے ڈاکٹر عاشق رسول کو DHQ ہسپتال شیخوپورہ تعینات کیا۔ بعدازاں DHQ ہسپتال شیخوپورہ سے مذکورہ ڈاکٹر کی غیر حاضری کی اطلاع پر Punjab Employees Efficiency Discipline & Accountability Act 2006 کے تحت کارروائی کی گئی اور مذکورہ ڈاکٹر کو ملازمت سے dismiss کر دیا گیا ہے۔

(د) تفصیلی جواب جزہائے (الف، ب) اور (ج) میں دے دیا گیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس میں یہ کہا گیا ہے کہ ڈاکٹر کے خلاف بعض نااہلی کی شکایات موصول ہوئی تھیں، تفصیلی انکوائری کی گئی اور الزامات ثابت ہونے پر اسے عہدہ سے ہٹا کر محکمہ صحت میں بھیج دیا گیا۔ جب نااہلی کی شکایات موصول ہوئیں، انکوائری کی گئی، الزام ثابت ہوا تو پھر اس کو محکمے میں واپس کیوں بھیجا گیا؟ اس کو وہاں there and then کیوں dismiss کیا گیا؟ اس کو extension دی گئی، وہ محکمے میں واپس گیا، اس نے وہاں جا کر manage کیا اور بغیر کسی سزا کے وہاں سے نکل گیا۔ میرا سوال یہ ہے کہ ایسا کیوں ہوا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! ڈاکٹر عاشق رسول کو برطرف کر دیا گیا ہے۔ اس کی کاپی میرے پاس ہے۔ ان ڈاکٹر صاحب کو انکوائری کے بعد نوکری سے برطرف کیا گیا ہے اور یہ فارغ ہیں ان کے خلاف پوری کارروائی کر دی گئی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب intentionally اس طرف نہیں آ رہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ جب وہ ہسپتال میں تھے اور ثابت ہو گیا کہ وہ نااہل ہیں۔ اب نااہلی بھی بڑی خطرناک بات ہے اور میں اس وقت تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ انھوں نے کہا کہ وہ نااہل ہے تو وہ کیا نااہل تھے؟ یہ بھی نہیں بتایا گیا۔ اس کے بعد اسے وہاں dismiss نہیں کیا گیا بلکہ وہ محکمے میں واپس گیا پھر وہاں سے شیخوپورہ گیا، وہاں سے اس نے manage کیا اور پھر وہاں سے بھاگ گیا۔ جب ثابت ہو گیا تھا کہ وہ مجرم ہے یا اس نے غلط کام کئے ہیں تو اسے وہاں کیوں dismiss نہیں کیا گیا، اس ذات شریف کا ہاتھ بتائیں جس نے اسے وہاں سے بچا کر وہاں پہنچایا، وہ خفیہ ہاتھ کس کا تھا؟ وہ بعد میں تو dismiss ہو گیا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! سرکاری ملازمین کو برطرف کرنے کا ایک طریقہ ہوتا ہے۔ یہ ایک پرائیویٹ کمپنی کے ملازم نہیں ہیں کہ صبح آئیں اور ان کو فارغ کر دیا جائے۔ اس کی مکمل انکوائری Accountability Act 2006 کے تحت ہوئی ہے۔ انکوائری میں

الزامات ثابت ہوئے اور انکوائری آفیسر نے major penalty refer کی تو اس پر عملدرآمد کرتے ہوئے اسے برطرف کر دیا گیا تھا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتادیں کہ اس سے انھوں نے کیا recovery کی؟ اس نے جو benefits اور privileges اس غریب قوم کے کھائے، ان میں سے کیا recovery کی گئی اور وہ کہاں باعزت طریقے سے بھاگ گیا یا چلا گیا اور اس کا نام تو عاشق رسول تھا وہ کدھر گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! ان پر corruption کا الزام نہیں تھا بلکہ misconduct کا الزام تھا۔ ان سے کوئی recovery نہیں کی جانی تھی۔ ان پر جو الزامات تھے ان کے مطابق کارروائی کر لی گئی ہے۔ ان سے کوئی recovery نہیں ہوئی کیونکہ ان پر recovery کا الزام نہ تھا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہی کہہ رہا ہوں کہ اس سے کوئی recovery نہیں ہوئی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہ چاہیں تو یہ پڑھ لیں کہ کیا کارروائی ہوئی ہے اور کیا الزامات تھے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہی تو بتا نہیں رہے کہ وہ نااہل کیا تھا، نااہلی میں تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کے پاس ایم بی بی ایس کی ڈگری نہیں تھی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! اس پر misconduct کے کیس تھے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! misconduct بہت بڑا subject ہے۔

جناب سپیکر: انھوں نے بتادیا ہے کہ E&D Rules کے مطابق اس کے خلاف کارروائی کی گئی ہے اور اس کو برطرف کیا گیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کوئی recovery نہیں ہوئی اور بندر بانٹ کی گئی ہے۔ اس کو معاف کیا گیا، اسے بھگا دیا گیا اور وہ باعزت بھاگ گیا۔ شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہ بالکل غلط ہے۔ اسے مکمل سزا دی گئی ہے۔

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! انھوں نے کہا ہے کہ ڈاکٹر مذکور کو محکمہ صحت میں واپس بھیج دیا گیا تو میرا سوال یہ ہے کہ اگر یہاں چیف سیکرٹری صاحب ہوتے تو جواب اچھا مل جاتا کہ جو لوگ نااہل یا نکمے ہوتے ہیں ان کو شیخوپورہ کیوں بھیج دیا جاتا ہے؟ کبھی ڈی پی او کی صورت میں، کبھی ڈی سی او کی صورت میں شیخوپورہ بھیج دیا جاتا ہے۔ میرا سوال بڑا لمبا ہے کہ نااہل بندوں کو آپ لوگ لاہور سے اٹھا کر ہمارے ضلع میں بھیج دیتے ہیں اور بعد میں کہتے ہیں کہ شیخوپورہ بڑا criminal area ہے۔ خدا کے لئے لاہور والو! ہم پر رحم کرو۔

جناب سپیکر: انھوں نے کہہ دیا ہے۔ ایک محاورہ "اوس بابو س دریائے شور" ہے۔ اس کا ترجمہ کسی پولیس والے سے پوچھ لیں وہ آپ کو بتادے گا۔

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! آپ ترجمہ بھی بتادیں۔ سارا ہاؤس سن لے گا۔

جناب سپیکر: میں آپ کو بتادوں گا۔ یہ سزا کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! کالا پانی انگریز بھیجا کرتے تھے۔ آپ تو پاکستانی ہیں۔

جناب سپیکر: اسی لئے ان کو شیخوپورہ بھیجا گیا۔

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! تحریک آزادی کے مجاہدوں کو کالے پانی بھیجا کرتے تھے۔ آپ کرپٹ لوگ بھیجتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ سب سے پہلے مبارکباد کے مستحق ہیں کہ آج آپ نے محکمے کی غیر موجودگی کا سنجیدگی سے ایکشن لیا اور میں سمجھتی ہوں کہ اس کے بعد ہمیں امید ہے کہ ان سے کوتاہی نہیں ہوگی۔

جناب والا! میں ایک بات یہ کہنا چاہتی ہوں کہ انھوں نے جو نکتہ اٹھایا ہے اور ڈاکٹر صاحب نے جو جواب دیا ہے اس میں انھوں نے کافی پہلو تہی سے کام لیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ دال میں کچھ کالا ہے۔ وہ کالا کیا ہے؟ وہ ان سے ضرور پوچھنا چاہئے کہ لوگ بچ بچ کر نکل جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: انھوں نے تو اپنا جواب دے دیا ہے۔ اگر آپ کے پاس کوئی اور ثبوت ہے تو آپ سامنے لائیں۔ جی، اعجاز خان صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری موصوف نے جز(الف) میں کہا ہے کہ اس کے خلاف انکوائری ہوئی اور الزامات ثابت ہو گئے۔ ابھی شیخ صاحب بھی اس پر focused تھے۔ اس کے بعد ان کو یہاں سے ہٹا کر شیخوپورہ لگا دیا گیا۔ اس کے بعد وہ وہاں پر غیر حاضر ہوئے اور ان کے خلاف absence پر تادیبی کارروائی ہوئی ہے۔ اس کے خلاف الزامات ثابت ہونے پر کارروائی initiate کرنے کا ڈیپارٹمنٹ ذمہ دار تھا۔ اگر قانونی طور پر discharge of duty نہیں کی گئی تو اس کا ذمہ دار کون ہے اور ذمہ داران کے خلاف انھوں نے کیا کارروائی کی ہے، اس کے پہلے جرم پر جب اس کے خلاف الزامات ثابت ہوئے تو اسے کیوں spare کیا گیا، کیا merely transfer and posting سزا ہے، کیا اس کے خلاف الزامات ثابت ہونے کے بعد کارروائی نہیں ہونی چاہئے تھی اور جن لوگوں نے کارروائی نہیں کی ان کے خلاف محکمہ نے کوئی action لیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! مذکورہ آفیسر کے خلاف absence, in disciplined and misbehavior کے الزامات تھے۔ اس پر embezzlement کے الزامات ثابت ہوئے اور نہ لگائے گئے اور ان الزامات کی بنیاد پر اسے برطرف کر دیا گیا ہے۔ اب اس کے بعد ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر: اب اگلا سوال محترمہ عارفہ خالد پرویز کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 505 ہے۔

لاہور۔جناح ہسپتال کے ڈاکٹر و دیگر اہلکاران کی بے قاعدگیاں

*505: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جناح ہسپتال پیتھالوجی ڈیپارٹمنٹ میں ڈاکٹر عاکف کے زیر سایہ تقی نامی سٹور کیپر اور عباس نامی لیب اسسٹنٹ کام کر رہے ہیں نیز مذکورہ ڈیپارٹمنٹ میں کام کرنے والے اہلکاران وافسران کنٹریکٹ و ریگولر کی مکمل فہرست نام، عہدہ اور تاریخ تعیناتی فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈاکٹر عاکف، تقی اور عباس کے ذریعے دیگر سٹاف سے اور عوام سے حیلوں بہانوں سے رقم بٹورتے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سٹاف سے -/200روپے فی کس کے حساب سے اکٹھے کئے گئے ہیں کہ آپ کو ترقی دلوائی جائے گی اور اس سلسلہ میں رسیدیں بھی جاری کی گئی ہیں، اگر ہاں تو مکمل فہرست فراہم کی جائے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈاکٹر عاکف، تقی اور عباس کے تنگ کرنے کی وجہ سے چند ملازمین اپنی نوکری چھوڑ کر چلے گئے ہیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ سٹور سے بھی ہسپتال کا سامان غائب کروایا ہے، اگر ہاں تو اس کے چیک کرنے کا کیا طریق کار ہے، وضاحت سے جواب دیا جائے؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ عباس دیگر سٹاف سے کھانے کھا کر اور روپے لے کر اپنے خاص لوگوں کو ان کی مرضی کے مطابق مختلف اوقات میں ڈیوٹیاں لگاتا ہے اور بعض کو ریسٹ بھی کرواتا ہے؟

(ز) اگر جزہائے بالا کے جوابات اثبات میں ہیں تو کیا محکمہ مذکورہ کرپٹ عناصر کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے انہیں وہاں سے تبدیل کر کے انکوائری کروانے کا ارادہ رکھتا ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) یہ درست ہے کہ پیتھالوجی ڈیپارٹمنٹ میں تقی اور عباس نامی لیب اسسٹنٹ کام کر رہے ہیں لیکن ان دونوں ملازمین کی ڈیوٹی مورخہ 16۔جولائی 2008 سے تبدیل کر دی گئی ہے اور حسن طارف لیب ٹیکنیشن کو سٹور کیپر بنایا گیا ہے۔ مزید برآں پیتھالوجی ڈیپارٹمنٹ میں ڈاکٹر عاکف کی جگہ نئی انچارج ڈاکٹر غزالہ شاہین (وومن پرنسپل میڈیکل آفیسر (BS-20) مورخہ 4-جون 2008 سے کام کر رہی ہیں جبکہ پروفیسر آف پیتھالوجی، علامہ اقبال میڈیکل کالج، ڈاکٹر فوزیہ بٹ پیتھالوجی ڈیپارٹمنٹ کی سپروائزر ہیں۔ نیز مذکورہ ڈیپارٹمنٹ میں کام کرنے والے اہلکاران وافسران کنٹریکٹ وریگولر کی مکمل فہرست بمطابق نام، عہدہ اور تاریخ تعیناتی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تاحال ایسی کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

(ج) ایضاً

(د) ہسپتال انتظامیہ کے مطابق یہ درست نہیں ہے۔

(ہ) یہ درست نہیں ہے کہ ہسپتال کا سامان غائب کیا گیا ہے۔پیتھالوجی ڈیپارٹمنٹ کے سٹور میں سامان مین میڈیسن سٹور سے آتا ہے جس کو باقاعدہ سٹاک رجسٹر میں درج کیا جاتا ہے اور باقاعدگی سے سامان کی physical inspection کی جاتی ہے پھر یہ سامان متعلقہ سیکشن کو جاری کیا جاتا ہے اور استعمال ہوتا ہے۔

(و) یہ درست نہیں ہے پیتھالوجی ڈیپارٹمنٹ کا ڈیوٹی روسٹر ماہانہ بنیادوں پر ڈاکٹر غزالہ شاہین (وومن پرنسپل میڈیکل آفیسر (BS-20) جو کہ پیتھالوجی لیبارٹری کی انچارج ہیں ۔ پروفیسر آف پیتھالوجی، ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ کی زیر نگرانی خود بناتی ہیں اور issue کرتی ہیں۔

(ز) جزہائے بالا کا جواب اثبات میں نہیں ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میں اپنے سوال کے جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: ماشاء اللہ۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جز(ہ) میں دیکھ لیں کہ پوچھا گیا ہے کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ سٹور سے بھی ہسپتال کا سامان غائب کروایا ہے، اگر ہاں تو اس کے چیک کرنے کا کیا طریق کار ہے؟ یہ سوال تھا اور اس کا جواب آیا ہے کہ انتظامیہ کے مطابق یہ درست نہ ہے۔ میرا اس میں سوال یہ ہے کہ کیا ان کے کسی ہسپتال میں کوئی cross inventory system ہے اگر ہے تو کیا وہ manual یا computerized ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! انھوں نے جو دو سوال پوچھے ہیں تو اس وقت ہمارے تقریباً سات ہسپتال computerized ہو چکے ہیں اور باقی میں computerization ہو رہی ہے، انشاء اللہ بہت جلد 37 ہسپتال computerized ہو جائیں گے۔

اس کے علاوہ محترمہ عارفہ خالد پرویز نے تو کہہ دیا ہے کہ وہ سوال کے جواب سے مطمئن ہیں اور یہ مطمئن نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: یہ ہاؤس کی پراپرٹی ہے اس لئے وہ سوال پوچھ سکتے ہیں۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ میں نے cross inventory system کے متعلق سوال کیا ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو یا تو سمجھ نہیں آ رہی کہ cross inventory کیا ہوتی ہے؟ وہ centralized store system ہوتا ہے۔ آپ کے پاس اگر ایک pen ہے تو اس کی ایک inventory یہاں اور ایک centre میں ان کے پاس system ہے اسی لئے چوریاں نہیں پکڑی جاتیں کہ وہاں سے وہ system کو corrupt کرتے ہیں، manual تو بڑے آرام سے ہوتا ہے لیکن ان کا کمپیوٹر بھی corrupt ہے کیا ان کے کسی ہسپتال میں کوئی system cross inventory ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہیٰ): جناب سپیکر! اس میں inventory system central level اور ہسپتال level پر بھی مکمل موجود ہے۔ جیسے میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ سات ہسپتالوں میں کمپیوٹرائزڈ ہو گیا ہے اور باقیوں میں ہو رہا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ بتا دیں کہ ان کا main یعنی central system کہاں چل رہا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہیٰ): جناب سپیکر! ہمارے پاس اس کا central system سیکرٹریٹ میں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں دعوے سے کہتا ہوں کہ سول سیکرٹریٹ میں inventory system نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہیٰ): جناب سپیکر! میں ان کو دعوت دوں گا کہ یہ خود وہاں پر جا کر دیکھ لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! چلیں، ان کے پاس جتنا بھی دوائیوں اور مال کا central system ہے اس پر ایک کمیٹی بنائیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے بتا دیا ہے، آپ اسے check کروا لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں مانتا ہوں کہ آپ تاریخ میں بہترین defender ہیں لیکن آپ مانتے تو ہیں جو میں کہہ رہا ہوں۔ جب تک central system نہ بنا آپ یہ چوری نہیں پکڑ سکتے۔ جاپانیوں نے یہ سسٹم 70 سال پہلے بنایا تھا۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ کی تجویز سن لی ہے، اب اس کو چھوڑ دیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں کیونکہ ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! ہمارے سنٹرل سٹور ڈپو میں cross inventory system موجود ہے اس کو ہم link up کر رہے ہیں۔ میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ سات ہسپتالوں میں یہ سسٹم کمپیوٹرائز ہو گیا ہے باقی بھی جلد ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: میں اب اس سوال سے آگے جا چکا ہوں، اب اس کو چھوڑ دیں۔ اگلا سوال محترمہ انجم صفدر کا ہے۔ انجم صفدر صاحبہ تشریف نہیں رکھتیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کیا آپ نے اسے dispose of کر دیا ہے؟

جناب سپیکر: شیخ صاحب! میں اور کیا کرتا، میں نے تین دفعہ بولا ہے، آپ کھڑے ہوئے ہیں اور نہ محترمہ خود آئی ہیں۔ اگلا سوال بھی محترمہ انجم صفدر کا ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: On her behalf سوال نمبر 1388 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے محترمہ انجم صفدر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع فیصل آباد میں بی ایچ یوز اور آر ایچ سیز سنٹرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1388: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد بی ایچ یوز اور آر ایچ سیز کی تعداد کیا ہے اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ضلع کی آبادی کے لحاظ سے بی ایچ یوز اور آر ایچ سیز کی تعداد کم ہے، اگر ہاں تو کیا آبادی کی مناسبت سے ان یونٹس اور سنٹروں کی تعداد بڑھانے کا حکومت کوئی ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) ضلع فیصل آباد میں کل بنیادی مراکز صحت کی تعداد 167 ہے اور رورل ہیلتھ سنٹرز کی تعداد 11 ہے بنیادی مرکز صحت چک نمبر 153/RB کو رورل ہیلتھ سنٹر کا درجہ دے دیا گیا ہے اور اسی طرح رورل ہیلتھ سنٹر چک جھمرہ کو تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کا درجہ دے دیا گیا ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ ضلع فیصل آباد میں آبادی کے لحاظ سے بی ایچ یو اور آر ایچ سی کی تعداد کم ہے کیونکہ ستمبر 2001 کے بعد یونین کونسل کی تعداد بڑھ گئی ہے اس لئے پندرہ ایسی یونین کونسلیں ہیں جہاں بنیادی مرکز صحت موجود نہیں ہیں ان یونین کونسلوں میں صحت کی سہولتوں کی فراہمی کے لئے محکمہ صحت فیصل آباد نے ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (F&P) فیصل آباد کو مراسلہ نمبر P&D/243 بتاریخ 2008۔03۔04 کے تحت کہا کہ اے ڈی پی پروگرام محکمہ صحت 09۔2008 میں درج ذیل مراکز صحت تعمیر کئے جائیں۔

نمبر شمار	یونین کونسل نمبر	چک نمبر
1	57	240/GB
2	84	448/GB
3	157	61/JB
4	14	187/RB
5	181	220/RB
6	79	391/GB
7	96	Tukra53/1
8	109	477/GB
9	140	242/GB
10	149	241/GB
11	152	276/GB
12	169	02/JB
13	177	204/RB
14	178	202/RB
15	179	119/JB

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ فیصل آباد نے سالانہ ترقیاتی پروگرام 09۔2008 کے بجٹ میں مذکورہ بالا بنیادی مراکز صحت کی تعمیر کی سکیمیں شامل نہیں کی ہیں لہذا محکمہ صحت نے ای ڈی او(ہیلتھ) فیصل آباد کو بذریعہ چٹھی نمبر SO(I)2-143/2008 مورخہ 09-01-19 ضلع فیصل آباد میں جہاں جہاں RHC/BHU نہ ہیں کے لئے ایکش پلان تیار کر کے محکمہ کو بجھوانے کی ہدایات جاری کر دی ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ BHUs اور RHCs میں صحت کی سہولیات round the clock فراہم کی جاتی ہیں یا صرف morning hours میں دی جاتی ہیں۔ اگر صرف morning hours میں ہیں تو کیا حکومت ان کی صحت کی سہولیات کو round the clock فراہم کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہیٰ): جناب سپیکر! RHCs میں 24 گھنٹے میڈیکل کی سہولت ہوتی ہے اور BHUs میں رات کے وقت ڈاکٹر on call ہوتے ہیں جو وہاں پر موجود ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! یہ میں کیسے مانوں؟ چلیں، اب میں خاموش ہی ہو جاتا ہوں کیونکہ اب آپ نے بات کر دی ہے۔ (قہقہے)

پیر محمد اشرف رسول: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! جس طرح یہ کہہ رہے ہیں کہ BHUs میں ڈاکٹر موجود ہوتے ہیں تو یہ پورے پنجاب کے کسی ایک BHU کی مثال دے دیں جہاں رات کو ڈاکٹر موجود ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: وہ RHC کی بات کر رہے ہیں۔

پیر محمد اشرف رسول: یہ اس حوالے سے بھی بتا دیں کہ وہاں پر ڈاکٹر موجود ہوتے ہیں یا نہیں۔ یہ کسی ایک کا نام بتا دیں تاکہ ان کا کھاتا تو پورا ہو جائے پھر یہ check کرتے رہیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! اس کا طریقہ یہ ہے کہ یہ check کر کے مجھے بتائیں کہ کہاں پر نہیں ہیں تاکہ ہم کارروائی کریں۔

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! یہ بتادیا جائے کہ پورے پنجاب میں کہاں ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں تو دعویٰ کر رہا ہوں کہ سب جگہ پر موجود ہیں لیکن جہاں پر نہیں ہیں مجھے اس کی نشاندہی کریں۔

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! میں تو open کہہ رہا ہوں کہ پنجاب کے RHCs میں سے کسی ایک کا نام بتادیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہ نشاندہی کریں گے تو ہم کارروائی کریں گے۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب بتائیں کہ کیا RHC مانانوالہ میں رات کی ڈیوٹی پر کوئی ڈاکٹر موجود ہوتا ہے کیونکہ وہاں پر تو ایک ڈسپنسر موجود نہیں ہوتا جو میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! انہوں نے جو بتایا ہے میں اس کی انکوائری کروالیتا ہوں کہ وہاں پر ڈاکٹر کیوں موجود نہیں ہوتا۔

رانا تنویر احمد ناصر: یہ کب تک بتادیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): 24 گھنٹوں میں بتادوں گا۔

ملک محمد عباس راں: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، راں صاحب!

ملک محمد عباس راں: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ گزارش ہے کیونکہ یہ فرمارہے تھے کہ RHCs میں ڈاکٹروں کی 24 گھنٹے ڈیوٹی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: راں صاحب! Colleagues کا بھی خیال کیا کیجئے، مہربانی ہوگی۔

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! میں وہ بات کر رہا ہوں جو public کے مفاد میں ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں یہ سوال کسی اور کو کرنے دیں، بہتر رہے گا۔ آپ اس کو چھوڑ دیں۔

جناب مہدی عباس خان: میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب مہدی عباس خان: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ پبلک سروس کمیشن کی طرف سے ملتان کے لئے کچھ ڈاکٹر بھیجے گئے۔

جناب سپیکر: آپ اس سوال سے متعلقہ بات کریں۔

جناب مہدی عباس خان: میں اسی سے متعلقہ کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال صرف اسی کے بارے میں ہی ہو سکتا ہے۔

جناب مہدی عباس خان: جناب سپیکر! پبلک سروس کمیشن کی طرف سے BHUs کے لئے بھیجے گئے ڈاکٹر اپنی تنخواہیں BHUs سے لے رہے ہیں اور ڈیوٹی نشتر ہسپتال ملتان میں دے رہے ہیں جو بہت بڑی زیادتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! کچھ سمجھے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہ ان کے نام بتائیں تو اس کو check کروا لیتے ہیں۔

جناب مہدی عباس خان: جناب سپیکر! کوئی چار ڈاکٹر یہاں پبلک ہیلتھ کی طرف سے BHUs کے لئے ضلع ملتان میں گئے ہیں لیکن وہ اپنی ڈیوٹی BHU کی بجائے نشتر ہسپتال میں کر رہے ہیں اور تنخواہ بھی BHU سے ہی لے رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! ان کے نام بتا دیں تاکہ ہم verify کر لیں۔

جناب مہدی عباس خان: جناب سپیکر! یہ ملتان میں وہاں کے ای ڈی او صاحب سے خود بھی پتا کر سکتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہ سوال تو انہوں نے کیا ہے اس لئے یہ ان کے نام بتائیں تو میں check کر لیتا ہوں کیونکہ routine میں ہوتا یہ ہے کہ BHUs & THQs سے کچھ ڈاکٹر ٹریننگ کے لئے ٹیچنگ ہسپتالوں میں بھیجتے ہیں شاید اس مقصد کے لئے وہ گئے ہوں گے لیکن اگر یہ ان کے نام بتائیں تو ہم confirm کر کے بتائیں گے کہ وہ کس بناء پر نشتر ہسپتال گئے ہیں۔

جناب مہدی عباس خان: جناب سپیکر! یہ ای ڈی او صحت سے بھی پتا کر سکتے ہیں۔ میں یہ بات on record کر رہا ہوں اور میں اس کا ذمہ دار ہوں۔ اس کے علاوہ میں ان کے نام بھی آپ کے سامنے پیش کر دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! سوال انہوں نے کیا ہے لیکن information بھی تو ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، آپ کی information correct ہونی چاہئے۔ اگر آپ نے یہ سوال کرنا تھا تو ان کے نام بھی آپ کے پاس ہونے چاہئیں تھے۔

جناب مہدی عباس خان: جناب سپیکر! میں ان کو پیش کر دوں گا۔

جناب سپیکر: جب ہاؤس ملتوی ہو جائے گا تو اس کے بعد آپ لے کر پھرتے رہیں تو اس کا کیا فائدہ ہو گا؟ اس بات کا ہاؤس کو بھی پتا ہونا چاہئے کہ آپ اس بارے میں accurate information رکھتے ہیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اس پر کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ BHUs, THQs اور RHCs کا جو مسئلہ ہمارے پنجاب میں آ رہا ہے اس کی بنیادی وجہ ہماری حکومت کی ایک پالیسی ہے جو سابقادور سے چلی آ رہی ہے کہ BHUs کے ڈاکٹروں کو ہم زیادہ تنخواہ دے رہے ہیں اور THQ or DHQ level پر ہم کم تنخواہ دیتے ہیں اسی وجہ سے وہ BHUs میں appointment لے لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ THQs اور DHQs میں ڈاکٹر available نہیں ہیں۔ ہمیں ان RHCs کو چلانے کے لئے وہاں سے بڑے شہروں میں شفٹ کرنا اور کرانا پڑتا ہے اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ حکومت کو یہ پالیسی

reconsiderکرنی چاہئے کہ DHQاور THQ کے ڈاکٹروں کو تنخواہ BHU level پر ہی ملے تو یہ مسئلہ پیدا نہیں ہو گا اس لئے ہمیں اصل problem کو discussاور sort outکرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! تنخواہ سب کو برابر ملتی ہے لیکن BHUs میں کام کرنے والوں کو سپیشل الاؤنس دیا جارہا ہے تاکہ ان کو incentive ملے اور وہ دور دراز علاقوں میں جاکر بھی کام کریں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ ایک BHU کے ڈاکٹر کو 37ہزار اور عام THQ یا DHQ میں 17ہزار روپے تنخواہ مل رہی ہے۔ ہم تو ڈاکٹروں کے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں اس لئے ہمیں اس پالیسی کو amendاور reconsiderکر لینا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی تجویز کو پارلیمانی سیکرٹری صاحب بھی سن رہے ہیں اور محکمہ بھی سن رہا ہے۔ اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ کا ہے۔ سوال نمبر پکاریں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: سوال نمبر 1958 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

چلڈرن ہسپتال لاہور میں پیرامیڈیکل سٹاف کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1958: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) چلڈرن ہسپتال لاہور میں کل کتنا پیرامیڈکل سٹاف ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) چلڈرن ہسپتال لاہور سال 2008 میں کتنے بچوں کا علاج کیا گیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ چلڈرن ہسپتال میں تمام ادویات مفت تقسیم کی جاتی ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ چلڈرن ہسپتال کے اہلکار دوائیوں کی فروخت میں ملوث پائے گئے مگر ان کے خلاف محکمانہ کوئی کارروائی نہ کی گئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) چلڈرن ہسپتال لاہور میں پیرامیڈیکل سٹاف کی تعداد 962 ہے۔

(ب) چلڈرن ہسپتال لاہور (جنوری 2008 تا اکتوبر 2008) کی آؤٹ ڈور میں 915، 51، 3 اور ایمرجنسی میں 759، 89، 1 اور مختلف وارڈز میں 952، 85 مریضوں کا علاج کیا گیا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ چلڈرن ہسپتال لاہور میں تمام ادویات فراہم کی جاتی ہیں۔

(د) چلڈرن ہسپتال میں کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا اور نہ ہی کوئی اہلکار دوائیوں کی فروخت میں ملوث پایا گیا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب 2۔اپریل 2009 کو موصول ہوا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس وقت چلڈرن ہسپتال میں کتنی پیرامیڈیکل سٹاف کی اسامیاں خالی ہیں اور ان کو کب تک پُر کر لیا جائے گا؟ اس کے علاوہ جز (ج) میں میرا سوال تھا کہ چلڈرن ہسپتال میں کیا تمام ادویات مفت فراہم کی جاتی ہیں جس کے جواب میں کہا گیا کہ "یہ درست ہے کہ چلڈرن ہسپتال لاہور میں تمام ادویات فراہم کی جاتی ہیں۔" میں سمجھتی ہوں کہ یہ جواب بالکل غلط ہے اور میں یہ بات ثابت کر سکتی ہوں کہ وہاں پر تمام ادویات مفت فراہم نہیں کی جاتیں۔

جناب سپیکر: آپ مجھے یہ بتائیں کہ آپ کا اس میں ضمنی سوال کیا بنا؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے ضمنی سوال یہ پوچھا ہے کہ اس وقت چلڈرن ہسپتال میں پیرامیڈیکل سٹاف کی کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! چلڈرن ہسپتال میں پیرامیڈیکل سٹاف کی کتنی اسامیاں خالی ہیں۔ دوسرا آپ نے جواب دیا ہے کہ وہاں پر مفت ادویات دی جا رہی ہیں، ان دونوں کا جواب بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! سب سے پہلے میں ان کو ادویات کے بارے میں جواب دوں گا کہ ابھی بھی ہمارا یہی مؤقف ہے کہ چلڈرن ہسپتال میں تمام ادویات مفت فراہم کی جا رہی ہیں اور جو ادویات فراہم نہیں کی جا رہیں اس حوالے سے نشاندہی کر دی جائے کہ کون سی دوائی نہیں مل رہی کیونکہ وہاں پر ایک لسٹ ہوتی ہے جس کے مطابق تمام ادویات داخل بچوں کو فراہم کی جاتی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، پیرامیڈیکل سٹاف کے بارے میں بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! جواب میں بھی پیرامیڈیکل سٹاف کی position بتائی ہے کہ 962 لوگ وہاں پر کام کر رہے ہیں اور اتنی تعداد میں آج بھی کام کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ وہاں پر کوئی خالی اسامی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ ان کی بات سے مطمئن ہو گئے ہیں؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: ان کا جواب ٹھیک ہے لیکن جو فہرست مجھے دی گئی ہے اس میں خالی اسامیوں کو mention کیا ہوا ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری موصوف نے کہا ہے کہ چلڈرن ہسپتال میں تمام ادویات مفت ہیں تو کیا یہ صرف ایمرجنسی میں ہیں۔۔۔؟

جناب سپیکر: میں پڑھتا ہوں کہ "یہ درست ہے کہ چلڈرن ہسپتال لاہور میں تمام ادویات فراہم کی جاتی ہیں۔" یہ انہوں نے قیمتاً یا مفت کی بات نہیں کی ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا صرف ایمرجنسی میں مفت ہیں یا آؤٹ ڈور اور وارڈز میں بھی مفت ہیں اور اگر وہاں پر بھی مفت ہیں اور اگر ہر طرح کی ادویات وہاں پر مفت فراہم ہوتی ہیں تو پھر وہاں پر ایم ایس جو فارمیسی چلا رہا ہے جس کی کروڑوں روپے کی sale ہے تو پھر وہ ادویات کون لوگ خریدتے ہیں؟

جناب سپیکر: کہاں لکھا ہے کہ مفت فراہم کی جاتی ہیں مجھے بتائیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! یہی تو سوال ہے کہ کیا وہاں پر مفت ادویات فراہم ہو رہی ہیں اور کیا صرف ایمرجنسی میں ہو رہی ہیں یا آؤٹ ڈور اور وارڈز میں بھی ہو رہی ہیں؟

جناب سپیکر: انہوں نے ادویات کی فراہمی کی بات کی ہے۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! چلڈرن ہسپتال میں indoor اور ایمرجنسی میں آپریشن کی تمام ادویات مفت فراہم کی جا رہی ہیں لیکن سوال آؤٹ ڈور کا ہے تو وہاں پر ہم مفت ادویات فراہم نہیں کرتے بلکہ لوگوں کو خود لینی پڑتی ہیں اور جس فارمیسی کی انہوں نے بات کی ہے تو وہ ہر ہسپتال میں لازمی ہے کہ وہاں پر ایک فارمیسی ہونی چاہئے جہاں سے لوگ discounted price پر ادویات خرید سکیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں یہ بات معزز ایوان کے علم میں لانا چاہوں گا کہ اس ہسپتال میں کسی tender سسٹم کے تحت فارمیسی نہیں دی گئی بلکہ ایم ایس خود چلاتے ہیں اور وہاں پر اپنی پسندیدہ فرموں سے ادویات خریدتے ہیں جس پر خود کمیشن لیتے ہیں اور لاہور شہر میں حکومت کی ناک کے نیچے اور اس اسمبلی کے سائے تلے کرپشن کا بازار گرم ہے۔

جناب سپیکر: وہاں تک اس اسمبلی کا سایہ نہیں ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! سایہ جاتا ہے اور بہت قریب ہے لہذا گزارش ہے کہ اس بارے میں ہمیں بتائیں کہ وہ کس پالیسی کے تحت ایم ایس خود فارمیسی چلا رہے ہیں اور اس پر House کی بڑی reservations ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! autonomous ہسپتالوں کو اپنی پالیسی بنانے کا اختیار ہے اور یہ جس فارمیسی کی بات کر رہے ہیں تو ہماری اکثر فارمیسی open tender پر ہوتی ہیں اور tender کے بغیر کوئی بھی فارمیسی نہیں چلتی اور tender باقاعدہ approve ہوتا ہے تو اس کے بعد ادویات ملتی ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! وہاں پر کوئی tender نہیں ہوتے بلکہ اس فارمیسی کو وہاں کے ایم ایس خود چلا رہے ہیں تو اس کے بارے میں یہاں پر رپورٹ طلب کی جائے اور یہ ایوان کو بتائیں کہ ایم ایس اس فارمیسی کو چلا رہا ہے کہ نہیں؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہ اپنے الزامات کو تحریری طور پر ہمیں دیں تاکہ ہم انہیں verify کر کے ان کو بتائیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے وہ آپ سے مل کر ایسا کر لیں گے۔ اگلا سوال بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میرے سوال کا نمبر 1960 ہے۔ میرے سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔نرسنگ سکول کا قیام و دیگر تفصیلات

*1960: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور میں نرسنگ سکول کب وجود میں آیااوراس میں کتناسٹاف کام کررہاہے، سٹاف کے نام، عہدہ مع گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ لاہور نرسنگ سکول میں داخلے کے لئے اوپن میرٹ کی بجائے خفیہ رائے شماری کے ذریعے داخلہ دیاجاتاہے؟

(ج) لاہور میں نرسنگ سکول میں داخلے کا طریق کار کیاہے، کیااس کے لئے باقاعدہ اخبار میں اشتہار دیاجاتاہے؟

(د) سال2007 میں نرسنگ سکول کا کیا میرٹ مقرر کیا گیا تھااور اس میں داخل ہونے والی طالبات کی کتنی تعداد تھی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) لاہور میں پبلک ہیلتھ نرسنگ سکول 1947۔08۔14 میں قائم ہوا۔ موجودہ سٹاف کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) داخلے صرف اوپن میرٹ پر ہوتے ہیں۔

(ج) داخلے کے لئے باقاعدہ اخبار میں اشتہار دیا جاتا ہے جس کے بعد میرٹ لسٹ بنتی ہے اور صرف میرٹ کی بنیاد پر داخلہ دیاجاتاہے۔

(د) داخل ہونے والی طالبات کی تعداد108 تھی۔داخلہ سیٹوں کے لئے میرٹ درج ذیل ہے:۔

نام ضلع	مخصوص سیٹوں کی تعداد	آخری میرٹ
تمام پنجاب	48	521
لاہور	28	567
گوجرانوالہ	12	493
شیخوپورہ	12	477
حافظ آباد	08	466
ٹوٹل سیٹیں	108	

جناب سپیکر: جواب کی تاریخ وصولی 7۔اکتوبر 2010 ہے اور مجھے سٹاف کی لسٹ اور نوٹس داخلہ اشتہار 08-09-19 کی تاریخ کا دیا گیا ہے جبکہ میں نے نرسنگ سکول میں نرسز کے داخلہ کے بارے میں پوچھا تھا جبکہ یہ اشتہار LHV کے متعلق ہے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! تمام نرسنگ سکولوں میں داخلے میرٹ پر ہوتے ہیں اور وہاں پر داخلہ کی بنیاد صرف اور صرف میرٹ ہے اور یہ اشتہار انہیں بتانے کے لئے لگایا گیا ہے کہ ہم تمام اشتہار اخبارات میں دیتے ہیں وہ داخلہ LHV کا ہو، LHW کا ہو یا نرس کا ہو تو تمام داخلے میرٹ پر کئے جا رہے ہیں اور میرٹ کی خلاف ورزی نہیں ہو رہی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! ایک اصول طے ہے کہ mover کے دو ضمنی questions ہوتے ہیں اور اس کے بعد ایک ضمنی سوال آپ کے House کا ہوتا ہے جو میری مرضی کے مطابق کوئی بھی ممبر کر سکتا ہے۔ جی، محترمہ! آپ مزید ضمنی سوال کرنا چاہیں گی؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال پوچھنے کا اپنا حق شیخ صاحب کو دیتی ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ جز (الف) میں ہے کہ "لاہور میں نرسنگ سکول کب وجود میں آیا؟" محکمہ کی طرف سے جواب ہے کہ 47-08-14 آپ غور فرمائیں۔ (قہقہے) جناب سپیکر! آپ حالات دیکھ لیں کہ یہ جواب دینے کے لئے کتنے sincere ہیں؟ میں ثابت کر سکتا ہوں کہ نرسنگ سکول لاہور میں 1893 میں میو ہسپتال کے اندر بنا اور 1871 میں میو ہسپتال بنا جبکہ 1902 میں نرسنگ ہاسٹل بنا۔ یہ 1947-08-14 کا جواب کہاں سے آیا کہ اس تاریخ کو نرسنگ سکول بنا۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! 1947-08-14 سے پہلے یہ حصہ بھی انڈیا تھا اور اس کا نام تبدیل ہو گیا تھا تو یہ کالج یا سکول پہلے سے قائم تھے لیکن اس کے بعد 1947 سے پنجاب حکومت نے باقاعدہ طور پر شروع کیا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ خود ہی فیصلہ کر لیں اور اپنا پیارا سا اشارہ کر دیں تو میں بیٹھ جاؤں گا۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ پہلے ہی چل رہا تھا جب انڈیا اور پاکستان اکٹھے تھے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ 1893 میں سٹیٹ آف نابھہ کے نواب نے نرسنگ سکول کے لئے donation دیا اور یہ ان کا subject ہے میرا نہیں ہے کیونکہ میں تو پہلے ہی ڈاکٹروں سے ویسے ہی پناہ مانگتا ہوں اور اللہ اس قوم کو ان سے پناہ میں رکھے۔ میں تو ویسے ہی کہہ رہا ہوں کہ 1947-08-14 کو نرسنگ سکول بن گیا۔(قہقہے)

جناب سپیکر: شیخ صاحب! پہلے یہ انڈیا کے پاس اور پھر پاکستان کے پاس آیا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں چیلنج کر رہا ہوں کہ یہ 1893 میں بنا اور میں صحیح کہہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ اس جگہ کا نام بھی انڈیا تھا جو 14۔اگست کو پنجاب حکومت کی عملداری میں یہ آیا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(الف) میں پوچھا گیا ہے کہ کتنا سٹاف کام کر رہا ہے تو بھیجی گئی لسٹ کے مطابق یہ تمام لوگ 106 بنتے ہیں اور جز(د) میں پوچھا ہے کہ طالبات کی تعداد 2007 میں کتنی تھی تو جواب میں 108 لکھا ہوا ہے۔ طالبات کی تعداد 108 ہے اور نرسنگ سکول میں کام کرنے والوں کی تعداد 106 ہے تو کیا یہ محکمہ فائدے میں ہے یا خسارے میں اور اس کے بعد ایک طالبہ کس قدر قابل بن کر یہاں سے نکلتی ہے اس کا بھی پوچھ لیا جائے؟

جناب سپیکر: کیا کہا ایک طالبہ؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! 106 کا سٹاف ہے اور 108 طالبات ہیں تو یہ تو کمال محکمہ ہے تو کیا یہ خسارے میں ہے یا فائدے میں اور یہاں پر کیا ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: یہ محکمے کوئی منافع کے لئے نہیں ہیں۔۔۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! 108 کی تعداد صحیح ہے بچیوں کے داخلے کے لئے؟

جناب سپیکر: بتائیں جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت(ڈاکٹر سعید الٰہی):جناب سپیکر!انہوں نے جو سوال کیا ہے میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ نرسنگ سکول میں داخلے میرٹ پر ہوتے ہیں اور وہاں پر سٹاف کی تعداد 106 نہیں بلکہ 88 ہے۔وہاں پر 106 سٹوڈنٹس پڑھ رہی ہیں اور یہ نقصان اور فائدے کی بات کر رہی ہیں۔ تمام کالج یا ہسپتال فائدے اور نقصان کی بنیاد پر نہیں ہوتے بلکہ حکومت ان کو فنڈز دے کر چلاتی ہے،ان سے پیسے نہیں کماتی۔

چودھری جاوید احمد(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال ہے۔۔۔

جناب سپیکر:چودھری صاحب!آپ خود محنت کیا کریں،اپنا سوال دیں پھر میں آپ کو موقع دوں گا۔یہ تو کوئی بات نہیں ہوئی۔۔

چودھری جاوید احمد(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!انہوں نے اپنے طور پر یہ پالیسی لاگو کی ہوئی ہے۔اس پالیسی کے نقص کو ہمارا ہاؤس ہی دور کرے گا۔ میں توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ یہ جو شرط لگائی ہوئی ہے کہ اگر کسی بچی کا نکاح ہو گیا تو وہ داخلہ نہیں لے سکتی، یہ ظلم ہے۔ میرے اپنے علاقے میں ایک بچی کے 918 نمبر آئے اور وہ میرٹ پر top of the list ہے۔۔۔

جناب سپیکر:بس، بڑی مہربانی۔اگلا سوال جناب محمد نوید انجم کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم:جناب سپیکر!میرا سوال نمبر 2012 ہے۔

جناب سپیکر:کیا اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب محمد نوید انجم:جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جنرل ہسپتال لاہور کو فراہم کی گئی رقم و دیگر تفصیلات

*2012:جناب محمد نوید انجم:کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مالی سال 07-2006 اور 08-2007 کے دوران ایل پی کی مد میں کتنی رقم جنرل ہسپتال لاہور کو فراہم کی گئی تفصیل سال وار فراہم کی جائے؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنی رقم ادویات کی لوکل پرچیز پر خرچ ہوئی؟

(ج) ان سالوں کے دوران ادویات کی لوکل پرچیز کن کن فرموں، کمپنیز اور میڈیکل سٹور سے کی گئی؟

(د) ادویات کی لوکل پرچیز کن کن مقاصد کے لئے کی جاتی ہے اور اس کی منظوری کون سی اتھارٹی دے سکتی ہے؟

(ہ) ان سالوں کے دوران جو رقم ادویات کی لوکل پرچیز پر خرچ ہوئی، اس کی تحقیقات (انسپکشن) ہوئی تو کتنی رقم ہر سال خُورد بُرد کرنے کا انکشاف ہوا؟

(و) خُورد بُرد کے ذمہ دار کون کون سے ملازمین قرار پائے نیز ان کے خلاف کیا کیا ایکشن لیا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) مالی سال 07-2006 میں ادویات کی لوکل پرچیز کی مد میں-/1,54,00,000 روپے مختص کئے گئے تھے جبکہ مالی سال 08-2007 میں اس مد میں مبلغ-/83,00,000 روپے مختص کئے گئے۔

(ب) مالی سال 07-2006 میں کل رقم-/1,50,89,581 روپے لوکل پرچیز پر خرچ ہوئی۔ مالی سال 08-2007 میں کل رقم-/83,00,000 روپے لوکل پرچیز پر خرچ ہوئی۔

(ج) ان سالوں کے دوران ادویات کی لوکل پرچیز علی میڈیکوز سے کی گئی۔

(د) ادویات کی لوکل پرچیز ان مقاصد کے لئے کی جاتی ہے:-

I) ایمرجنسی حالت کے لئے۔

II) ہسپتال کی سٹور سے شارٹ ہونے والے آیٹمز کے لئے

III) قیدیوں کے لئے

لوکل پرچیز کے لئے منظوری میڈیکل سپرنٹنڈنٹ اور پرنسپل دیتے ہیں۔

(ہ) ان سالوں کے دوران ادویات کی لوکل پرچیز پر خرچ کی گئی اس کی تحقیقات (انسپیکشن) کے دوران کسی قسم کی رقم کے خورد برد کا انکشاف نہ ہوا۔

(و) چونکہ اس مد میں تحقیقات (انسپکشن) کے دوران کسی قسم کی رقم خُورد بُرد کرنے کا انکشاف نہیں ہوا اور نہ ہی کسی ملازم کو خُورد بُرد کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہے لہذا کسی کے بھی خلاف کوئی ایکشن نہیں لیا گیا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! جنرل ہسپتال کو سال 07-2006 میں -/1,54,00,000 روپے لوکل پرچیز کی مد میں دیئے اور سال 08-2007 میں -/83,00,000 روپے دیئے۔ میرا سوال یہ ہے

کہ کیا اگلے سال مریض کم ہو گئے جس کی وجہ سے انہوں نے لوکل پرچیز کم کی یا انہوں نے لوکل پرچیز کے پیسے نکال کر وہی چیزیں import کی ہیں یا یہ الیکشن کا سال تھا اور اس کے پیسے نکال کر الیکشن میں استعمال کئے گئے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہیٰ): جناب سپیکر! انہوں نے جو سوال کیا 07-2006 میں تقریباً ڈیڑھ کروڑ روپیہ تھا جو کم کر کے 83 لاکھ روپے کیا گیا ہے کیونکہ سابقہ دور میں خورد برد ہو رہی تھی جس کی وجہ سے وہ کم کیا گیا۔ اب تمام ہسپتالوں میں لوکل پرچیز totally بند کر دی گئی ہے اور اس بات کو یقینی بنایا جا رہا ہے کہ تمام ادویات وہاں میسر ہوں جو فراہم ہو سکیں۔ اس وقت لوکل پرچیز totally ban کر دی گئی ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یہ بتایا گیا ہے کہ 08-2007 کی لوکل پرچیز بند کر دی گئی تاکہ چیزوں کی دستیابی رکھی جا سکے۔ ایمرجنسی کی تین گنا capacity بڑھائی گئی ہے اگر اس کا ریکارڈ نکالا جائے تو وہاں سب سے زیادہ اشد مسئلہ ventilators کا ہے۔ ایک سال پہلے بھی وہاں کی انتظامیہ نے ventilators کی کمی کی نشاندہی کی تھی اور جہاں پر ventilator نہیں ملتا پھر ان کا پرائیویٹ ہسپتالوں میں داخلہ کیا جاتا ہے۔ سابقہ دو سالوں میں اس لوکل پرچیز میں ventilator کیوں نہیں خریدے گئے جبکہ اس کی capacity تین گنا بڑھا دی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہیٰ): جناب سپیکر! یہ لوکل پرچیز ventilators خریدنے سے نہیں ہوتی، یہ صرف ادویات خریدنے سے ہوتی ہے۔ لوکل پرچیز کو جو کم کیا جا رہا ہے اور ultimately بند کیا جا رہا ہے تو ventilators کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں ان کے علم میں لے آؤں کہ پہلے ہمارے پاس ventilators کی shortage تھی اب ہم نے بڑے بڑے teaching hospitals میں نئے ventilators فراہم کئے ہیں لیکن اجتماعی طور پر بیڈز کی کمی ہے اس لئے ventilators بھی آبادی کے لحاظ سے کم ہیں۔ اب اس میں پچاس کا اضافہ ہو گیا ہے۔

میاں نصیر احمد: ہم نے ventilators کا خود لکھ کر دیا ہوا ہے، ڈیڑھ سال سے کوئی ventilator نہیں دیا اور اگر انہوں نے دیا ہے جیسا کہ یہ خود فرما رہے ہیں تو بتا دیں کہ جنرل ہسپتال کو پچھلے ایک سال میں کتنے ventilators دیئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہیٰ): جناب سپیکر! جیسا کہ انہوں نے بات کی ہے اگر demands بیس کی بھی ہو تو ہم ساری demands پوری نہیں کر سکتے۔ اگر تمام ہسپتالوں سے بیس بیس مانگے گئے تو سب کو بیس ventilators دینا ممکن نہیں ہے۔ جو ہمیں demand کی جاتی ہے اس کو ہم rationally فراہم کر رہے ہیں۔ جناح ہسپتال میں پندرہ نئے ventilators فراہم کئے گئے ہیں اور باقی جگہ بھی فراہم کئے جا رہے ہیں۔

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! میو ہسپتال لاہور میں، میں ابھی بھی گواہ ہوں کہ مجھے پچھلے دنوں رات تین بجے جانا پڑ گیا کیونکہ میرے حلقے میں فائرنگ سے جوان لڑکے injured serious تھے۔ ان کے آپریشن کے بعد ان کو بغیر ventilator کے رکھ دیا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا problem ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس صرف سات ventilators ہیں اور مریض زیادہ ہیں۔ آپ کا مریض بے شک بہت serious ہے لیکن ہم کسی مریض سے ventilator اتار نہیں سکتے۔ میو ہسپتال میں سات ventilators کے علاوہ کوئی موجود نہیں ہے اور اگر کوئی مریض بے چارہ بہت serious ہو تو اس کا کوئی پُرسان حال نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہیٰ): جناب سپیکر! میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ وہاں پر بیس کے قریب ventilators موجود ہیں۔ جو serious patient ہوتے ہیں اگر سرجیکل ICU میں ventilators نہ ہوں تو ان کو میڈیکل CCU میں یا ICU میں بھیج دیتے ہیں وہاں پر مکمل انتظامات ہوتے۔ میو ہسپتال میں سرجیکل ICU موجود ہے، میڈیکل ICU موجود ہے اور CCU ہے جہاں پر ventilators موجود ہیں۔ صرف اس صورت میں جب کوئی بم دھماکا ہو اور زخمیوں کی بہت بڑی تعداد آ جائے تو وہاں کمی محسوس ہوتی ہے روٹین میں وہاں ventilators موجود ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب!اس ہاؤس کے ایک معزز ممبر نے آپ کو یہ بات بتائی ہے کہ میری presence وہاں موجود تھی اور وہاں ventilator کی سہولت میسر نہیں آئی تو آپ اس بارے میں کیا کہیں گے ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! جن مریضوں کو ventilators پر ڈالنا ہے اس کا فیصلہ ایم پی اے نے نہیں کرنا بلکہ وہاں پر موجود ڈاکٹر یا انتظامیہ نے کرنا ہے اور جو بہتر ہو گا اس کو ڈال دیں گے۔

جناب سپیکر: یقیناً یہ ایم پی اے نے فیصلہ نہیں کرنا وہ ڈاکٹر نے ہی کرنا ہے۔

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! مجھے ایم ایس صاحب نے خود فرمایا میں نے رات ان کو پونے تین بجے اٹھایا ان کی مہربانی کہ وہ اٹھ گئے اور انہوں نے معاملات کو manage کیا۔ انہوں نے مجھے خود کہا کہ یہ ہمارا دیرینہ مسئلہ ہے ہمارے پاس صرف سات ventilators ہیں ۔ اگر کوئی مریض بہت serious ہو جائے تو ہم اس کے لئے کچھ نہیں کر پاتے۔ ان کو ventilators چاہئیں اور میری پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے درخواست ہے کہ اس کو re-inquire کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): بالکل یہ صحیح کہا ہے کہ ventilators فراہم کئے جا رہے ہیں اور میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ پہلے مرحلے میں جناح ہسپتال میں پچیس نئے ventilators فراہم کئے گئے ہیں اور لاہور کے تمام ہسپتالوں کو اتنی ہی تعداد میں ventilators فراہم کئے جا رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ڈھلوں صاحب!آپ کچھ خیال کریں، آپ کی مہربانی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! بہت اہم مسئلہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، اپنا مسئلہ تو آپ خود حل کیا کریں۔

ڈاکٹر زمردیا سمین رانا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے جیسا کہ جز(ج) میں بتایا گیا ہے کہ ادویات کی لوکل پرچیز علی میڈیکوز سے کی گئی۔ لوکل پرچیز کے لئے جو میڈیکل سٹور مقرر کیا جاتا ہے اس کو کس طرح سے منظور کیا جاتا ہے، یہ ایم ایس کی صوابدید ہوتی ہے یا کوئی fixed criteria یا پالیسی ہوتی ہے؟

جناب سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! لوکل پرچیز کے لئے ایک باقاعدہ SOP بنا ہوا ہے اس پر جو لوگ qualify کرتے ہیں انہیں میرٹ کی بنیاد پر دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: اب آپ نے اس کو ختم نہیں کر دیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! محترمہ لوکل پرچیز کے حوالے سے پرانی بات پوچھ رہی ہیں۔ لوکل پرچیز کے حوالے سے ان پارٹیوں کو جو مالی طور پر مضبوط ہوں اور پورے سال ادویات فراہم کر سکیں انہی میں سے کسی ایک کو میرٹ پر دیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! "مالی طور پر مضبوط" یہ بنک سٹیٹمنٹ کی بنیاد پر ہے، آپ خود پڑھیں کہ اس کا جواب 12۔ اکتوبر 2010 کو آیا اور لکھا ہے کہ ایمرجنسی حالت کے لئے، ہسپتال کے سٹور سے short ہونے والے items کے لئے۔ کسی بھی پارٹی کی financial position کی بنیاد کیا ہے، یہ اس کو کس طرح دیکھتے ہیں کہ یہ financially sound ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! اس کی دو بنیادیں ہیں۔ ایک تو یہی پارٹیاں دس دس سالوں سے ہسپتال میں سپلائی کر رہی ہوتی ہیں۔ پانچ سات بڑی پارٹیاں ہوتی ہیں اور ان کا ریکارڈ دیکھ لیا جاتا ہے کہ انہوں نے گزشتہ سال میں ایک کروڑ، دو کروڑ یا اڑھائی کروڑ کی ادویات دی ہیں، اگر وہ اس قابل ہوتے ہیں تو ہم ان کو consider کر لیتے ہیں۔ نیز لوکل پرچیز پر بھی میرٹ کو مدنظر رکھا جاتا ہے اور open tendering کی جاتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! open tender تو ایمرجنسی میں ہوتے ہی نہیں ہیں، وہ تو خود مانتے ہیں کہ ایمرجنسی پرچیز میں open tender نہیں ہوتا۔ جناب! اس میں contradiction آ رہا ہے آپ خود فیصلہ کریں یہ contradictory statement ہے۔ اوپر کہتے ہیں کہ ایمرجنسی پرچیز ہو رہی ہے

جبکہ ایمرجنسی میں تو ٹینڈر ہو ہی نہیں سکتا۔ پھر discretion چلی گئی۔ اب ڈیڑھ کروڑ روپے کی discretion میں purchase ہو رہی ہے اور ایک ہی پارٹی علی میڈیکوز سے ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ ان کی بات کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! انہوں نے جو گزارش کی ہے کہ اس میں جو ہسپتال ہیں ان کو خود مختار کر دیا گیا ہے، وہاں پر بورڈ آف مینجمنٹ اور کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں جو خود فیصلہ کرتی ہیں۔ ان کے پاس فنڈز موجود ہوتے ہیں وہ ایمرجنسی کی صورت میں ventilator سے لے کر اسپرین تک خود خرید سکتے ہیں اور ان کو ample funds فراہم کئے گئے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ اس پر کمیٹی بنا دیں اور میں یہ ثابت کر دوں گا کہ اس کے اندر local purchase میں جو کچھ ہو رہا ہے اور اگر میں ثابت نہ کر سکا تو استعفیٰ دے دوں گا۔

جناب سپیکر: یہ ٹھیک نہیں ہے اور ہم ایسا فیصلہ نہیں سننا چاہتے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ جو local or emergency purchase ہے اور جب emergency purchase میں tender نہیں دیا جاتا تو اس کا مطلب ہے کہ اس کے ہاتھ کھلے ہوئے ہیں اور وہ جو مرضی کرے۔ پھر وہ اس میں علی میڈیکوز لکھ رہے ہیں اور میں سیکرٹری صاحب سے سوال پوچھوں گا جو کہ میرا حق ہے کہ کیا یہ سیل ٹیکس میں رجسٹرڈ ہے اور اگر یہ رجسٹرڈ ہے تو کیا یہ فیڈرل گورنمنٹ کو inventory دے رہا ہے کہ میں نے یہ مال بیچا ہے؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس کو ہیلتھ کمیٹی کے سپرد کرتے ہیں اور آپ بھی اس میں شامل ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! شیخ صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے ایک بات پوچھنا چاہوں گا کہ۔۔۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! آپ یہ جو کمیٹی کے سپرد کر رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: اس میں نوید انجم صاحب کو شامل کیا جائے۔

جناب محمد نوید انجم:جناب سپیکر!اس میں یہ چیز شامل کر دیں کہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ ہم نے local purchase gradually بند کر دی ہے۔ میرے جواب میں جب میں نے کہا کہ 2006 میں پیسے زیادہ تھے اور 2007 میں کم کر کے الیکشن میں خرچ کر دیئے گئے ہیں۔اب ڈاکٹر صاحب نے کہا ہے کہ یہ gradually بند کر دی گئی ہے اور میرا دعویٰ ہے کہ یہ local purchase آج بھی چل رہی ہے اسے اس میں شامل کر دیں تاکہ اس کو بھی inquire کر دیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر:جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت(ڈاکٹر سعید الٰہی):جناب سپیکر!اس میں دو سوال ہوئے ہیں۔ پہلے تو شیخ علاؤالدین صاحب نے ان دو سال میں پندرہ دفعہ یہ کہا ہے کہ میں استعفیٰ دے دوں گا تو میں یہ چیلنج قبول کرتا ہوں اور ان کا یہ تکیہ کلام بن گیا ہے کہ میں استعفیٰ دے دوں گا۔ میری گزارش یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر:جی، نہیں۔ ہم لوگ ان پر پابندی نہیں لگائیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت(ڈاکٹر سعید الٰہی):جناب سپیکر!اس میں جو concrete الزامات ہیں جو یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ لکھ کر دیں، ہم اس کی تین دن میں inquiry کرائیں گے اور جو کرپٹ لوگ ہیں ان کو اٹھا کر باہر پھینکیں گے۔ دوسری بات local purchase کی ہوئی ہے اور اس کے بارے میں، میں نے یہ کہا ہے کہ اس کو ہم بند کر رہے ہیں اور 30 سے 35 فیصد local purchase ہو رہی ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!آپ ریکارڈ نکلوائیں کہ سیکرٹری صاحب نے کہا ہے کہ local purchase بند کر چکے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت(ڈاکٹر سعید الٰہی):جناب سپیکر!کچھ ہسپتالوں میں بند کی گئی ہے اور باقی جگہ 30 سے 35 فیصد local purchase کی جا رہی ہے۔۔۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!نہیں یہ after thought ہے،آپ فیصلہ کریں کہ یہ بالکل after thought ہے ،purchasing ابھی بھی ہو رہی ہیں اور discretionary purchasing ہو رہی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت(ڈاکٹر سعید الٰہی):جناب سپیکر!میں نے گزارش کی ہے کہ یہ کم کی جا رہی ہیں اور local purchase بند کی جا رہی ہے۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! چلیں! آپ ان کا آج کا بیان نکال لیں۔

جناب سپیکر: چلیں! انہوں نے کہا ہے کم کی جا رہی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ دیکھ تو لیں اور ابھی انہوں نے کہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میں نے دیکھ لیا ہے۔اب مہربانی کر کے بس کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! شیخ صاحب میری بات سے بُرا منا گئے ہیں اور میری گزارش یہ ہے کہ میں اپنے مؤقف پر قائم ہوں کہ جو انہوں نے الزام لگائے ہیں وہ ثابت کریں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اب آپ اس بات کو چھوڑ دیں اور آپ اپنے طور پر inquiry کروائیں۔۔۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! میں شیخ صاحب کی بات کو verify کرتا ہوں کہ ضلع ملتان کی Purchase Committee کا میں ممبر ہوں اور آج تک کبھی کمیٹی کا اجلاس نہیں ہوا ہمیں کوئی پتا نہیں ہے کہ کہاں سے یہ خریدتے ہیں اور کب خریدتے ہیں ؟ میری پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے گزارش ہے کہ خدا کے لئے جواب صحیح دیں اور محکموں کو بھی آپ ہدایت کریں کہ روایت نہ بنائیں کہ اسمبلی میں جو بھی سوال کا جواب آئے وہ جھوٹ پر مبنی ہو۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! اس میں معزز ممبر نے جو کہا ہے ان کو نہیں بلایا گیا تو انہوں نے آج ہی اس بات کا ذکر کیا ہے۔یہ اس سے پہلے سیکرٹری کو اطلاع کرتے، چیف سیکرٹری کو اطلاع کرتے، چیف منسٹر صاحب کو اطلاع کرتے یا ہمیں اطلاع کرتے کہ ان کو کیوں نہیں بلایا جا رہا۔اب ہم اس بات کو ensure کریں گے کہ جب میٹنگ ہو تو ان کو بلائیں کیونکہ یہ ان کا حصہ ہیں۔ آج ہی انہوں نے آواز اٹھائی ہے تو آج ہی انشاء اللہ اس پر ایکشن لیں گے۔

جناب سپیکر: مجھے معزز ممبر پر بھی افسوس ہے کہ آپ ایک ممبر ہونے کی حیثیت سے کمیٹی کی میٹنگ نہیں بلوا سکے یا اس میں شامل نہیں ہو سکے تو آپ کو پھر حق ہے۔۔۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! دیکھیں! میں۔۔۔

جناب سپیکر: بس، اب اس بات کو چھوڑ دیں۔I will not allow this.

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! ہم تو ہر بات آپ کو زبردستی سنا دیتے ہیں لیکن یہاں پر کوئی سننے والا ہے، کسی بات پر عمل ہوتا ہے اور نہ ہی کسی ممبر کی بات سنی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: آپ notice میں لے آئے ہیں۔ جی، اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین کا ہے۔۔۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! ابھی تو میرا دوسرا سوال رہ گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا سوال ابھی رہ گیا ہے؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! جی۔

جناب سپیکر: جی، یہ سوال تو بہت لمبا ہے اور میرے خیال میں آپ کا یہ سوال شیطان کی آنت جتنا لمبا ہے۔ ابھی نوید انجم صاحب کا سوال رہ گیا ہے۔ جی، محترم! سوال نمبر بولیں۔

جناب محمد نوید انجم: میرا سوال نمبر 2014 ہے۔

جناب سپیکر: پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب محمد نوید انجم: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

میو ہسپتال لاہور کو فراہم کی گئی رقم کی تفصیلات

*2014: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مالی سال 07-2006 اور 08-2007 کے دوران ایل پی کی مد میں کتنی رقم میو ہسپتال لاہور کو فراہم کی گئی، تفصیل سال وار فراہم کی جائے؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنی رقم ادویات کی لوکل پرچیز پر خرچ ہوئی؟

(ج) ان سالوں کے دوران ادویات کی لوکل پرچیز کن کن فرموں، کمپنیز اور میڈیکل سٹور سے کی گئی؟

(د) ادویات کی لوکل پرچیز کن کن مقاصد کے لئے کی جاتی ہے اور اس کی منظوری کون سی اتھارٹی دے سکتی ہے؟

(ہ) ان سالوں کے دوران جو رقم ادویات کی لوکل پرچیز پر خرچ ہوئی، اس کی تحقیقات (انسپکشن) ہوئی تو کتنی رقم ہر سال خُورد بُرد کرنے کا انکشاف ہوا؟

(و) خُورد بُرد کے ذمہ دار کون کون سے ملازمین قرار پائے نیز ان کے خلاف کیا کیا ایکشن لیا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) مالی سال07۔2006میں میوہسپتال لاہور میں ادویات کی لوکل پرچیز کے لئے 81,06,180/۔روپے مختص کئے گئے تھے جبکہ مالی سال08۔2007میں اس مد میں مبلغ 1,11,43,279/۔روپے مختص کئے گئے۔

(ب) مالی سال07۔2006میں کل رقم 81,06,180/۔روپے لوکل پرچیز پر خرچ ہوئی۔
مالی سال08۔2007میں کل رقم 1,11,43,279/۔روپے لوکل پرچیز پر خرچ ہوئی۔

(ج) ان سالوں کے دوران ادویات کی لوکل پرچیز یوسف اینڈ میڈیکوز اور سی ایس ایچ فارمیسی سے کی گئی۔

(د) ادویات لوکل پرچیز ہسپتال میں دوائی موجود نہ ہونے کی صورت میں داخل مریضوں اور آؤٹ ڈور مریضوں کے لئے کی جاتی ہے اور اسکی منظوری میڈیکل سپرنٹنڈنٹ دیتے ہیں اور اگر خریدی جانے والی ادویات کی قیمت ایک ہزار روپے سے کم ہو تو ایڈیشنل میڈیکل سپرنٹنڈنٹ (سٹور) کرنے کے مجاز ہیں۔

(ہ) ان سالوں کے دوران ادویات کی لوکل پرچیز پر خرچ کی گئی اس کی تحقیقات (انسپکشن) کے دوران کسی قسم کی رقم کے خُورد بُرد کا انکشاف نہ ہوا۔
آڈٹ رپورٹ 07۔2006 میں ایک اعتراض لگا جس کا جواب یہ ہے کہ قواعد کے مطابق ایم ایس سالانہ ادویات کا ریٹ کنٹریکٹ کرنے کا مجاز تھا اور فنانشلز پاور 2006 کی دفعہ 2 کے مطابق اخراجات کئے گئے۔

(و) چونکہ اس میں تحقیقات (انسپکشن) کے دوران کسی قسم کی رقم خُورد بُرد کرنے کا انکشاف نہیں ہوا اور نہ ہی کسی ملازم کو خُورد بُرد کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہے لہذا کسی کے بھی خلاف کوئی ایکشن نہیں لیا جاتا۔

جناب محمد نوید انجم: ڈاکٹر صاحب نے جو جواب دیا ہے میں پوری طرح اس سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: جی، very good. شاباش۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال۔

جناب طاہر اقبال چودھری:جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو جز(و)ہے اس میں خُورد بُرد کے ذمہ داران کون کون سے ملازمین قرار پائے گئے ہیں نیز ان کے خلاف کیا کیا ایکشن لیا گیا ہے ؟اس سے پہلے چلڈرن ہسپتال کے حوالے سے بھی یہی سوال تھا اور جنرل ہسپتال کے حوالے سے بھی یہی سوال تھا تو تینوں جواب مشترک ہیں۔اس میں کہا یہ گیا ہے چونکہ اس میں تحقیقات انسپکشن کے دوران کسی قسم کی خُورد بُرد کا انکشاف ہوا ہے اور نہ ہی کسی ملازم کو خُورد بُرد کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہے تو میری پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے گزارش ہے کہ ہسپتال کی حالت سب کے سامنے ہے تو یہ کون سی انسپکشن ٹیم ہے جنہوں نے لاہور کے تمام ہسپتالوں کو سرٹیفکیٹ جاری کر دیا ہے کہ وہاں پر کوئی کرپشن نہیں ہو رہی؟

جناب سپیکر:جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت(ڈاکٹر سعید الٰہی):جناب سپیکر!دیکھیں کہ اگر خُورد بُرد نہیں ہوئی تو ہم اپنی طرف سے تو ان کے اوپر نہیں ڈال سکتے۔اس میں CMITاور محکمہ صحت نے inquiries کی ہیں اور کسی کے خلاف کوئی الزام ثابت نہیں ہوا اس لئے کوئی کارروائی نہیں کی گئی اور اگر الزام ثابت ہوں گے تو مکمل کارروائی کی جائے گی۔

رانا محمد افضل خان:جناب سپیکر!ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر:اللہ اکبر،اب پتا چلے گا۔ڈاکٹر سعید الٰہیS/V کون؟جی۔

رانا محمد افضل خان:جناب سپیکر!شکریہ۔میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پرچیز تو ہو جاتی ہے اور جو medicines issues ہوتی ہیں ان میں بھی leakages ہوتی ہیں،فرضی ناموں پر issue ہو جاتی ہیں اور medicines باہر نکل جاتی ہے ان کو چیک کرنے کے لئے ان کے پاس کیا نظام ہے؟

جناب سپیکر:جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت(ڈاکٹر سعید الٰہی):جناب سپیکر!میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ ہمارے پاس فارمیسی،فارماسسٹ انتظامیہ کے لوگ موجود ہوتے ہیں جن کا باقاعدہ سو سال پرانا ادویات کا نظام ہے۔میرے بھائی کو شاید علم نہیں ہے کہ سو سال سے دوائیاں inventory اور۔۔۔

جناب سپیکر: جی،اگر ان کو بھی علم نہیں ہے تو پھر افسوس ہی ہے۔اس بات میں آپ نے تھوڑی سی exaggeration سے کام لیا ہے اور اگر ان کو علم نہیں ہے تو پھر ہمیں بھی اس بارے میں بڑی مشکل سے علم ہو گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں اس لئے گزارش کر رہا ہوں کہ باقاعدہ نظام موجود ہے۔یہ ہسپتال جو 50اور 60سال سے چل رہے ہیں وہاں پر ہر قسم کا نظام موجود ہے۔اس میں جو یہ فرما رہے ہیں کہ کرپشن اور دھاندلی والی چیزیں تو ہو سکتی ہیں لیکن اس کے باوجود بھی ایک نظام موجود ہے۔آپ دیکھیں کہ جو چوری ہوتی ہے یا جو embezzlement ہوتی ہے اس کو ہم پکڑتے ہیں اس پر inquiry ہوتی ہے اور اس میں سزائیں ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب آگے چلیں۔جی،اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین کا ہے اور سوال نمبر بولئے گا؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! شکریہ۔میرا سوال نمبر 2235 ہے اور جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ٹاؤن شپ لاہور میں سرکاری ہسپتالوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2235: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ٹاؤن شپ لاہور میں کتنے سرکاری ہسپتال ہیں یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ٹاؤن شپ لاہور میں پائے جانے والے سرکاری ہسپتالوں میں کل کتنا پیرا میڈیکل سٹاف ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے ٹاؤن شپ لاہور میں پائے جانے والے ہسپتالوں میں مریضوں کو مفت ادویات فراہم نہیں کی جاتیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) حکومت پنجاب محکمہ صحت ضلع لاہور کے زیر کنٹرول مندرجہ ذیل چار عدد فلٹر کلینکس بالکل تیار ہیں جن کو سٹاف کی منظوری کے بعد شروع کر دیا جائے گا۔

1۔ گورنمنٹ فلٹر کلینک ٹاؤن شپ II-A بلاک نمبر2، لاہور۔

2۔ گورنمنٹ فلٹر کلینک ٹاؤن شپ II۔B بلاک نمبر3، سیکٹرII۔B، لاہور۔
3۔ گورنمنٹ فلٹر کلینک ٹاؤن شپ سیکٹرI۔C، بلاک نمبر2، لاہور۔
4۔ گورنمنٹ فلٹر کلینک ٹاؤن شپ سیکٹرII۔C بلاک نمبر2، لاہور

(ب) مندرجہ بالا فلٹر کلینکس میں مندرجہ ذیل سٹاف کی منظوری ہو رہی ہے:۔

نمبر شمار	عہدہ/سکیل	نمبر شمار	عہدہ/سکیل
1	میڈیکل آفیسر 17۔BS ایک عدد	6	مالی 2۔BS ایک عدد
2	لیڈی ہیلتھ وزیٹر 9۔BS ایک عدد	7	چوکیدار 2۔BS ایک عدد
3	ڈسپنسر 6۔BS ایک عدد	8	واٹر کیریئر 2۔BS ایک عدد
4	مڈوائف 4۔BS ایک عدد	9	وارڈ سرونٹ 2۔BS ایک عدد
5	نائب قاصد 2۔BS ایک عدد	10	سنفری ورکر 2۔BS ایک عدد

سٹاف کی منظوری کا کیس محکمہ خزانہ کو مورخہ 09۔05۔11 کو بھیج دیا گیا ہے۔

(ج) مندرجہ بالا فلٹر کلینکس شروع کرنے پر مفت ادویات مریضوں کو گورنمنٹ پالیسی کے مطابق دی جائیں گی۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں کہا گیا ہے کہ چار عدد فلٹر کلینکس بالکل تیار ہیں جن کو سٹاف کی منظوری کے بعد شروع کر دیا جائے گا۔ اس کا جواب 30۔ مئی 2009 کو آیا تھا اور اس کی current position بتا دیں کہ کلینکس پر کتنا کام ہوا ہے؟

جناب سپیکر: جی، latest position بتائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہ جو انہوں نے فلٹر کلینکس پوچھے ہیں یہ تیار ہیں لیکن ان کے ابھی بجٹ allocate نہیں ہوئے اس لئے ابھی کام شروع نہیں کر رہے لیکن ان کو بنا دیا گیا اور یہ تیار ہیں۔ میرا خیال ہے کہ انشاء اللہ اسی مالی سال میں شروع ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ نے کوئی اور ضمنی سوال تو نہیں کرنا؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میرا اس میں ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، اعجاز احمد خان صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! اس میں جو سٹاف کی منظوری مانگی گئی ہے اس میں آپ غور کیجئے کہ یہ چار فلٹر کلینکس ہیں اور میرا پہلا سوال پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ ہے کہ ایک فلٹر کلینک کے اندر کتنے سٹاف کی ضرورت ہوتی ہے۔ انہوں نے ایک میڈیکل آفیسر BS-17 مانگا ہے، ڈسپنسر بھی ایک مانگا ہے، لیڈی ہیلتھ وزیٹر بھی ایک مانگی ہے اور اس کے ساتھ نائب قاصد اور مالی دو دو مانگے ہیں مطلب یہ ہے کہ یہ distribution چار فلٹر کلینکس کے حوالے سے نہیں ہے۔ میرے حلقے کے اندر ٹاؤن شپ اور وحدت کالونی بھی آتے ہیں اور وحدت کالونی کے اندر ایک فلٹر کلینک چل رہا ہے۔ جس کے اندر ایک میڈیکل آفیسر بھی ہے، اس کے اندر ڈسپنسر بھی ہیں اور مکمل سٹاف کی facility موجود ہوتی ہے تو جس سٹاف کی منظوری انہوں نے ڈیپارٹمنٹ سے مانگی ہے اس کی distribution چار فلٹر کلینکس کے حوالے سے سمجھ نہیں آ رہی۔ اس پر ذرا وضاحت دیں کہ ایک فلٹر کلینک کے لئے کتنا سٹاف required ہو گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): یہ جو فہرست دی گئی ہے یہ ایک فلٹر کلینک کی ہے جس میں دس قسم کے مختلف عہدے ہیں۔ اس میں سینٹری ورکر سے میڈیکل آفیسر تک سب کی تفصیل دی گئی ہے اور یہ چار فلٹر کلینکس کے حساب سے چالیس ہو جائیں گے۔ یہ ایک کی فہرست پیش کر دی گئی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ آ گئیں؟ ماشاء اللہ۔

محترمہ سیمل کامران: جی، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں معزز پارلیمانی سیکرٹری سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا یہ درست ہے کہ ہسپتالوں میں فری ادویات فراہم کی جا رہی ہیں؟ جز (ج) میں یہ کہا گیا ہے کہ ٹاؤن شپ لاہور میں پائے جانے والے ہسپتال میں مریضوں کو مفت ادویات فراہم نہیں کی جا رہیں تو میں بھی ان سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا یہ درست ہے کہ ہسپتالوں کی ایمرجنسی، ICU میں مریضوں کو مفت ادویات فراہم کی جا رہی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! گزشتہ دو برس میں ہسپتالوں میں مفت ادویات فراہم کی گئی ہیں اور یہ پالیسی اب تک جاری ہے۔ جو سوال یہ پوچھ رہی ہیں میرے خیال میں سوال یہ تھا کہ کئی ہسپتالوں میں یہ ادویات نہیں مل رہیں۔ انہوں نے indirectly سوال پوچھا

ہے۔ پالیسی جاری ہے لیکن چند ادویات کی فراہمی سیلاب کی وجہ سے اور financial constraints کی وجہ سے ابھی ممکن نہیں ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے یہ سوال اس لئے کیا تھا کہ جناح ہسپتال، سروسز ہسپتال، یہ میرا personal experience ہے، یہاں پر patients کو life saving drugs بھی نہیں ملتیں۔ میں معزز پارلیمانی سیکرٹری سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ ہسپتالوں والے جو دو ٹرک ادویات، تین ٹرک ادویات سیلاب زدگان کو بھجوا رہے ہیں وہ کس capacity سے بھجواتے ہیں، کیا وہ principal صاحب اپنی جیب سے بھجوا رہے ہیں یا وہ ہسپتال کے کھاتے میں سے بھجوائے جا رہے ہیں اگر ہسپتال کے کھاتے سے بھجوائے جا رہے ہیں تو وہاں پر patients کو life saving drugs کی ضرورت ہے۔ ان کو ICUs and Emergency میں دوائیاں کیوں نہیں ملتیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہ جو ادویات مختلف ایم ایس صاحبان یا پرنسپل بھجوا رہے ہیں ان کا اس ہسپتال سے کوئی تعلق نہیں ہے، یہ donations سے اکٹھی کی گئی medicines ہیں جو ڈاکٹرز، پیرا میڈیکل سٹاف، نرسیں اور دیگر donors نے دی ہیں۔ وہ اکٹھی کر کے وہاں بھیجتے ہیں کیونکہ مختلف ہسپتالوں کی ٹیمیں سیلاب زدہ علاقوں میں کام کر رہی ہیں تو وہ ادویات وہاں پر خود جا کر لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: اصل میں ان کو خدشہ یہ ہے کہ اس ہسپتال کا سٹاف وہیں سے تو ادویات ٹرک میں نہیں لاد دیتے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! نہیں۔ یہ بالکل نہیں ہو رہا۔ کسی ہسپتال کی دوائی وہاں سے باہر یا سیلاب زدہ علاقے میں نہیں جا رہی۔ وہ donations ہیں۔ میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ medical personnel and philanthropists اکٹھی کر کے بھیجتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، جناب ذوالفقار علی صاحب!

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! سوال نمبر 2316 ہے۔ اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بہاول وکٹوریہ ہسپتال بہاولپور میں ڈاکٹروں کی اسامیوں کی تعداد و تفصیل

*2316: حاجی ذوالفقار علی: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بہاول وکٹوریہ ہسپتال بہاولپور میں منظور شدہ ڈاکٹرز کی اسامیاں کتنی ہیں؟

(ب) اس وقت اس ہسپتال میں کتنے ڈاکٹرز کام کر رہے ہیں؟

(ج) ڈاکٹرز کی کس کس گریڈ کی اسامیاں کب سے خالی ہیں نیز خالی اسامیاں کب تک پر کر دی جائیں گی؟

(د) کتنے ڈاکٹر ایمرجنسی میں روزانہ کی بنیاد پر ڈیوٹی دیتے ہیں، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ہ) ایمرجنسی میں داخل ہونے والے مریضوں کو کیا کیا سہولیات فراہم کی جاتی ہیں؟

(و) کیا حکومت اس ہسپتال کی ایمرجنسی کو extend کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) بہاول وکٹوریہ ہسپتال بہاولپور میں منظور شدہ ڈاکٹرز کی اسامیوں کی تعداد 388 ہے۔

(ب) اس وقت بہاول وکٹوریہ ہسپتال بہاولپور میں 360 ڈاکٹرز کام کر رہے ہیں۔

(ج) بہاول وکٹوریہ ہسپتال بہاولپور میں گریڈ 18 کی 24 اسامیاں تقریباً 2 سال سے اور گریڈ 17 کی 4 اسامیاں تقریباً 2 ماہ سے خالی ہیں چونکہ ڈاکٹروں کی کنٹریکٹ پر تعیناتی کا سلسلہ فی الحال بند کر دیا گیا ہے اسی لئے ان کی مزید بھرتی اب بذریعہ PPSC ریگولر بنیادوں پر کرنے کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔

(د) ایمرجنسی میں روزانہ کی بنیاد پر گریڈ 19 میں 4، گریڈ 18 میں 5 اور گریڈ 17 میں 24 ڈاکٹر کام کرتے ہیں جن کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) ایمرجنسی اور وارڈز میں داخل ہونے والے مریضوں کو علاج معالجہ، ٹیسٹ اور آپریشن کی تمام تر سہولیات مفت فراہم کی جا رہی ہیں۔

(و) حکومت پنجاب کے تعاون سے ایمرجنسی میں مزید توسیع جاری ہے اور چار عدد آپریشن تھیٹر زیر تعمیر ہیں۔

جناب سپیکر: جی۔

حاجی ذوالفقار علی:جناب سپیکر !میں اس جواب کے جز(ب)سے مطمئن نہیں ہوں۔اس وقت بہاول وکٹوریہ ہسپتال میں جو ڈاکٹر موجود ہیں وہ292 ہیں اور یہاں لکھا ہے360 ہے۔

جناب سپیکر:یہ جب رپورٹ آئی ہے اس وقت کی بات ہو گی۔

حاجی ذوالفقار علی:جناب سپیکر!ہم نے تو موجودہ بات کرنی ہے اور بہاول وکٹوریہ ہسپتال میں مزید 200ڈاکٹروں کی جو requirement ہے۔یہ جواب تو غلط لکھا ہوا ہے یہاں 360 لکھا ہے اور 292 تعداد ہے۔

جناب سپیکر:جی،وہ جواب دے رہے ہیں۔آپ ان کی بات سُنیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):جناب سپیکر!اس میں گزارش یہ ہے کہ تمام ہسپتالوں میں ڈاکٹروں کی کمی موجود ہے۔نرسوں کی بھی،پیرامیڈیکل سٹاف کی بھی ہے اور خصوصاً بہاولپور،رحیم یار خان اور ملتان میں جو ڈاکٹروں کی کمی ہے اسے پورا کرنے کے لئے چیف منسٹر کی واضح ہدایات ہیں کہ پبلک سروس کمیشن سے پاس ہونے والے تمام Professors, Associate Professors, Medical Officers کو پہلے Southern Punjab میں بھیجا جائے اس کے بعد یہ یہاں آئیں اس لئے ان کی پالیسی کے مطابق جو وہاں کمی ہے اسے پورا کرنے کی مکمل کوشش کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر:وہ کیا بات پوچھ رہے ہیں،وہ بھی سمجھیں ناں۔وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ نے بتایا ہے کہ وہاں ڈاکٹروں کی تعداد360 ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):جناب سپیکر!اسامیاں روز تبدیل ہوتی ہیں ، ٹرانسفرز ہوتی ہیں، بھرتی ہوتی ہے،PPSC کی selection کے بعد لوگوں کو وہاں بھیجتے ہیں۔یہ جس تاریخ کا نمبر دیا گیا ہے وہ صحیح ہے لیکن یہ میں نے گزارش کی ہے کہ transfers, postings and new appointments کی وجہ سے یہ نمبر ہر روز تبدیل ہوتا رہتا ہے۔

حاجی ذوالفقار علی:جناب سپیکر!کیا ہر روز70 اسامیوں کے تبادلے ہو رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):نہیں۔shortage ہو سکتی ہے اور ٹرانسفر بھی ہوتی ہیں، نئی پوسٹنگ بھی ہوتی ہیں تو اگر یہ آج کی exact figure جاننا چاہتے ہیں تو ہم ان کو آدھے گھنٹے میں بتا دیں گے۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میں direct figures کی بات کر رہا ہوں اور میں بہاولپور کے اپنے ایک نمائندے سے پوچھ کر آیا ہوں وہاں 200 اسامیوں کی ضرورت ہے اتنا بڑا ہسپتال ہے۔ان کا جواب ہی غلط ہے۔ چلیں! یہ بتادیں کہ 200 اسامیاں جو باقی ہیں یہ کب تک پُر کر دیں گے ؟

جناب سپیکر: جی، بتائیں کیا وہاں پر 200 اسامیاں خالی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ سیکرٹری ہیلتھ یہاں پر بیٹھے ہیں وہ exact figure بتا رہے ہیں کہ 360 موجود ہیں۔

جناب سپیکر: جی، موجود ہیں؟

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میری اطلاع کے مطابق موجود نہیں ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! ان کی اطلاع غلط ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو خالی اسامیاں ہیں اس میں چونکہ حکومت نے کنٹریکٹ پر پابندی لگائی ہوئی ہے اور پچھلے سولہ سال میں جو لوگ کنٹریکٹ پر بھرتی ہوئے تھے انہیں regularize کیا گیا ہے۔اب تمام بھرتیاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے کی جا رہی ہیں جونہی بھرتی ہوتی ہے وہاں ڈاکٹرز بھیج دیتے ہیں۔ جہاں بہت ضرورت ہو وہاں پر ہم adhoc appointments بھی کر لیتے ہیں۔آہستہ آہستہ تمام ہسپتالوں میں through PPSC and adhoc appointments سے کمی پوری کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: اب آپ فرما رہے ہیں کہ 360 ہیں اور ہمارے معزز ممبر نے confirmation کی ہے وہ confirm کر کے مجھے بتا رہے ہیں کہ 292 ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! latest figure 360 ہے۔اس میں جو ڈاکٹر ریگولر بھرتی ہوئے ہیں وہ 1242 ہیں۔ریگولر نئے ڈاکٹر 275 ہیں۔adhoc male doctors 101 ہیں، 107 adhoc females doctors ہیں۔ ہمارے پاس یہ figures ہیں۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میں نے تو آج صبح confirm کیا تھا، میں صبح کی رپورٹ دے رہا ہوں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ انٹرنیٹ پر دیکھ کر بتادیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):جناب سپیکر!سیکرٹری ہیلتھ موجود ہیں میں ان کو ان کے ساتھ بھیج دوں گا یہ جا کر verify کر لیں۔

جناب سپیکر:انہوں نے figures دی ہیں میں ان کو غلط نہیں کہہ سکتا۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!سیکرٹری صاحب بہت اچھی بات کہہ رہے تھے کہ ڈاکٹروں کی کمی کو پورا کرنے کے لئے بہت کوشش ہو رہی ہے۔ میری گزارش ہے کہ کتنے ڈاکٹروں کو ابھی سعودی عرب کے لئے این او سی دیا گیا ہے یہ بتائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):جناب سپیکر!اس میں دو گزارشات ہیں کہ ایک تو سعودی عرب ہمارا برادر ملک ہے اور اعلیٰ سطح پر حکومت نے رابطہ کیا تھا کہ ان کو ڈاکٹروں کی ضرورت ہے تو اس میں باقاعدہ ایک سروے کرنے کے بعد، study کرنے کے بعد وہ شعبہ جات جہاں پر ہمارے پاس ample number of doctors موجود تھے ان کو این او سی دیئے گئے ہیں اور جہاں ہمارے پاس shortage ہے ان کو ہم نے این او سی جاری نہیں کئے اور وہ یہیں کام کر رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!میں ریکارڈ پر یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ میں برادر یا دشمن ملک کی بات نہیں کر رہا۔ میں صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ ہمارے عوام کو 35 سے 40 لاکھ روپے میں ڈاکٹر پڑتا ہے جو این او سی دیئے گئے ہیں وہ ظلم عظیم کیا گیا ہے۔ یہ ڈاکٹروں کی shortage کبھی نہیں پوری ہو گی اور کسی سیکٹر میں کوئی ڈاکٹر ہمارے پاس نہیں ہے اور ان کی shortage کی وجہ یہ ہے کہ حکومت نے اب پھر این او سی دیئے ہیں۔ یہ بات نہیں ہو رہی کہ برادر ملک ہے۔ وہ پانچ لاکھ روپے دے کر بھی ڈاکٹر لے سکتے ہیں وہ پہلے دوسرے ملکوں سے ڈاکٹر لیتے تھے، Central Asian Countries سے لیتے تھے، انگلینڈ سے لیتے تھے اب وہ یہاں سے ڈاکٹر لیتے ہیں ہمارے پاس ڈاکٹروں کی شدید کمی ہے اور میں یہ بات the floor of the House On لانا چاہتا ہوں کہ جب تک ان ڈاکٹروں کے این او سی نہیں بند کریں گے ان کے پاس shortage ختم نہیں ہو گی۔ ایک طرف خواتین ڈاکٹر شادی کے بعد کام نہیں کرتیں اور ایک طرف male doctors کو این او سی دیئے جا رہے ہیں یہ کبھی shortage پوری نہیں ہو گی۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا:جناب سپیکر!میری شیخ صاحب کی بات پر reservation ہے کیونکہ میں بھی ڈاکٹر ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ بیٹھیں۔آپ دو دفعہ سوال کر چکی ہیں،اب بیٹھ جائیں۔

ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا: جناب سپیکر!میں شیخ صاحب کی بات سے متفق نہیں ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: قواعد وضوابط کے مطابق آپ کا سوال اب نہیں آ سکتا۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔شیخ صاحب نے بالکل غلط بات کی ہے۔

ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا: جناب سپیکر!میری بات سُن لیں۔

جناب سپیکر: میں آپ کو کہہ رہا ہوں کہ بیٹھ جائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر!یہ جو شیخ علاؤالدین صاحب نے فرمایا ہے کہ شدید کمی ہے تو اس میں شدید کا لفظ کم کر لیں، کمی ہے اور گزارش یہ ہے کہ دشمن اور دوست میں تمیز کرنا بہت ضروری ہے۔ وہ دوست ملک جو ہم پر بُرے وقتوں میں احسان کرتے ہیں، وفاقی حکومت کو انہوں نے درخواست کی اور ان کی درخواست پر وہاں ڈاکٹر بھیجے جا رہے ہیں اور یہ ہمارے لئے فخر کی بات ہے کہ انڈیا، بنگلہ دیش، سری لنکا، نیپال، بھوٹان کے باوجود اس خطے سے صرف پاکستانی ڈاکٹروں کا انتخاب ہو رہا ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہمارے ڈاکٹر دُنیا کے بہترین ڈاکٹر ہیں اور انہیں اچھی تنخواہوں پر لے جایا جا رہا ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ specialties جن میں Anasthesia and Radiology ہے ان میں shortage ہے۔اس میں ہم نے این او سی جاری نہیں کئے جس specialty میں ہمارے پاس وافر ڈاکٹر موجود ہیں ان کو ہم نے NOC دیئے ہیں اور دوستوں دشمنوں میں تفریق بھی ضروری ہے۔ وہ ملک جو ہمارے دوست ہیں ہم پر احسان کرتے ہیں request کرتے ہیں وہ ہمیں ماننی پڑتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا!دوست اور دشمن کی بات نہیں ہے میرے اور آپ کے حلقے کو جو مسئلہ درپیش ہے،یہاں تو ائر کنڈیشنڈ کمروں میں بیٹھ کر باتیں ہوتی ہیں سرکاری گاڑیوں اور سرکاری ٹیلیفون پر باتیں بھی ہوتی ہیں اور ہمیں یہ باتیں بڑی اچھی لگتی ہیں۔آپ اس غریب آدمی کی بھی بات سوچیں جس کا بچہ بے چارہ بیمار ہوتا ہے اور-/50 روپے اس کی جیب میں ہوتے ہیں اور اس کو کہا جاتا ہے کہ referred to Lahore اور اس کا پھر جو حال ہوتا ہے میں کس برادر ملک کی بات کروں برادر ملک ایک حج کے لئے پانچ لاکھ روپے لیتا ہے۔یہاں پر برادر اور دشمن کی بات نہیں ہو رہی،آپ جواب دیں کہ آپ کے حلقہ میں کیا پوزیشن ہے؟

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں اس کا جواب دیتا ہوں۔ پنجابی میں کہتے ہیں کہ "پہلے پیٹ پوجا پھر کم دوجا" اگر آپ کے پاس ڈاکٹر وافر ہیں تو پھر ضرور دیں وہ ہمارے دوست ہیں ہم پر ان کے بہت احسانات ہیں اور اس میں کوئی شک کی بات نہیں ہے لیکن پہلے آپ اپنی requirement تو پوری کریں۔ اس کا کوئی طریق کار بنائیں اگر آپ سب ڈاکٹروں کو ادھر بھجوادیں گے تو پھر ہمارا کام کیسے چلے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں نے پہلے ہی یہ گزارش کی ہے کہ میرے بھائی استعفیٰ نہ دیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، اس کو آپ اپنے طور پر دیکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب والا! گزارش یہ ہے کہ ہم نے وہ ڈاکٹر بھجوائے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں اپنے حلقے کی بات کرتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ بھی میرے خیال میں اب اس بات کو نہیں چھوڑیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب والا! اس پر پوری brain storming کی گئی ہے۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں اپنے حلقے کی بات کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: اب یہ بات چھوڑ دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ خود فیصلہ کر لیں۔

جناب سپیکر: میں نے ان کو کہہ دیا ہے۔ اب آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب والا! مجھے بھی کچھ کہنے کی اجازت دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! آپ بات تو کرنے دیں۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ No supplementary question on this.

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): حکومت نے اس پر بڑی سوچ بچار کے بعد فیصلہ کیا ہے اور جن شعبہ جات میں ڈاکٹر ہمارے پاس وافر مقدار میں موجود تھے جیسا کہ سرجری اور میڈیسن

میں ہمارے پاس ہر وارڈ میں پچیس پچیس fellowships موجود ہیں، FCPS لوگ موجود ہیں وہاں سے ہم نے لوگ بھیجے ہیں اور جہاں پر ہمارے پاس کمی ہے میں نے گزارش کی ہے کہ جیسے Radiology ہے Anasthesia ہے وہاں پر ہم نے کوئی آدمی نہیں بھیجا جہاں ہمارے پاس extra numbers تھے ان کو ہم نے allow کیا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں بس ٹھیک ہے۔ محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر۔ سوال نمبر 2351 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ کے ہر ضلع میں برن یونٹس کا قیام

*2351: **محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ):** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں حکومت کے زیر کنٹرول صرف بڑے شہروں کے ہسپتالوں میں برن یونٹ قائم ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پسماندہ اضلاع میں برن یونٹ قائم نہ ہیں جس کی وجہ سے مریضوں کو مجبوراً لاہور یا ملتان لے جانا پڑتا ہے، جو کہ جلے ہوئے مریضوں کے لئے بڑی تکلیف دہ صورتحال ہوتی ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت صوبہ پنجاب کے تمام اضلاع کے ہسپتالوں میں برن یونٹ قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ برن یونٹ پنجاب کے بڑے ہسپتالوں میں قائم ہیں جن میں برن یونٹ میو ہسپتال، برن سنٹر جناح ہسپتال لاہور، برن سنٹر ملتان، برن سنٹر الائیڈ ہسپتال فیصل آباد، برن سنٹر ہولی فیملی ہسپتال راولپنڈی شامل ہیں۔

(ب) جی ہاں۔ یہ درست ہے۔

(ج) چونکہ برن مراکز کو چلانے کے لئے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور تربیت یافتہ افراد کی ضرورت ہوتی ہے جو کہ فی الحال ضلعی ہسپتالوں میں فراہم کرنا مشکل ہے اس کے علاوہ جلے ہوئے مریضوں کا

علاج خاصا مہنگا ہے اس کے باوجود ضلعی ہسپتالوں کے آپریشن تھیٹرز کو ضروری سہولیات مہیا کی جارہی ہیں تاکہ وہ جلے ہوئے مریضوں کا ابتدائی طور پر علاج کر سکیں۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال؟

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا! جز (ج) میں جواب دیا گیا ہے کہ Burn Units کو چلانے کے لئے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور تربیت یافتہ افراد کی ضرورت ہے۔ابھی میرے بھائی کہہ رہے ہیں کہ یہاں پر ابھی تک ڈاکٹروں کی خاصی تعداد موجود ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اگر ڈاکٹروں کی خاصی تعداد موجود ہے تو پھر یہ اس قسم کا جواب کیوں دے رہے ہیں کہ اس کے لئے تربیت یافتہ ڈاکٹر چاہیئں۔۔۔(شوروغل)

MR. SPEAKER: Order please, Order please.

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں آپ کی وساطت سے محترم بھائی سے پوچھنا چاہوں گی کہ مجھے یہ بتائیں کہ کیا آپ نے اس سلسلے میں کبھی یہ کوشش کی ہے کہ ہم دیکھیں کہ ڈاکٹروں کے لئے کتنی اسامیاں موجود ہیں اور کن کن کو ہم ان seats پر لا سکتے ہیں یا اس مسئلے کو حل کر سکتے ہیں۔ یہاں شہروں میں ڈاکٹر ڈگریاں لے کر پھر رہے ہیں۔ لاہور، اسلام آباد میں آپ نے کتنے لوگوں کو accommodate کیا ہے کتنے لوگوں کو آپ نے ملازمتیں دی ہیں اس کا جواب مجھے دیا جائے؟

جناب سپیکر: آپ جلدی جلدی جواب دیں ٹائم بہت تھوڑا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب والا! لاہور میں Burn Unit قائم کر دیا گیا ہے۔ ایک بلین روپے سے لاہور کے جناح ہسپتال میں Burn Unit قائم کر دیا گیا ہے اور اس وقت تمام ٹیچنگ ہسپتالوں میں Burn Units قائم ہیں اور وہاں پر تیس سے زائد لوگ پلاسٹک سرجری میں fellowship کر رہے ہیں تاکہ ان کو Burn Units میں لگایا جا سکے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ بس کافی ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں نے یہ نہیں پوچھا کہ Burn Unit ہے یا نہیں، اس کی تفصیل آچکی ہے۔ میں صرف یہ کہہ رہی ہوں کہ یہ جو انہوں نے جز (ج) میں جواب دیا ہے کہ اعلیٰ تربیت یافتہ لوگوں کی ضرورت ہے تو آپ مجھے بتائیں کہ ابھی بھی آپ کے پاس ڈاکٹروں کی کمی ہے کیونکہ انہوں نے فرمایا ہے کہ ہمارے پاس وافر مقدار میں ڈاکٹر موجود ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ آپ ان کو accommodate کیوں نہیں کر رہے آپ ان کو jobs کیوں نہیں دے رہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب والا! میں نے تو پہلے ہی یہ گزارش کی ہے کہ ہمارے پاس وافر مقدار میں ڈاکٹر موجود ہیں اور پچھلے چار ماہ میں سترہ سو ڈاکٹروں کو پنجاب میں ملازمتیں دی گئی ہیں۔۔۔

رائے محمد اسلم خان: جناب والا! میرا ایک بہت ہی ضروری سوال ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، تشریف رکھیں۔ میری بھی ضروری باتیں ہیں۔

رائے محمد اسلم خان: جناب والا! انتہائی ضروری سوال ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں وہ ان کے ضمنی سوال کا جواب دے رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): اس میں گزشتہ چار ماہ میں سترہ سو نئے ڈاکٹروں کو ملازمت دی گئی ہے اور انہیں دور دراز کے علاقوں میں بھیجا جا رہا ہے۔ میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ South میں اور ان علاقوں میں جہاں ڈاکٹروں کی کمی ہے selected ڈاکٹروں کو پہلے وہاں بھیجا جا رہا ہے۔ اس کے بعد ان کو بڑے شہروں میں لایا جا رہا ہے۔۔۔

رائے محمد اسلم خان: جناب والا! میری بھی ایک ضروری بات ہے۔

جناب سپیکر: مجھے ان کی بات سننے دیں آپ کیا کر رہے ہیں آپ اپنا question مجھے دیں۔ ایسے نہ کریں پلیز: جن کا سوال ہے انہیں ضمنی سوال پر بات کرنے دیں۔

رائے محمد اسلم خان: جناب والا! ہمارا جو DHQ ہسپتال ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اس وقت آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ سے بعد میں پوچھوں گا۔ آپ کی مہربانی۔

رائے محمد اسلم خان: جناب والا! آپ ہمارے ضلع کا حال بھی دیکھ لیں۔ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں چار سال سے ڈاکٹر نہیں ہیں۔ ہمارا ایم ایس تک نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ انہیں بات کرنے دیں۔ حضرت! اب آپ جانے دیں۔ آپ کی مہربانی۔ محترمہ ثمینہ نوید!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ کی مہربانی۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ بھی جلدی کریں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہم House میں اپنے حلقے کے مسائل آپ کو سنانے کے لئے آتے ہیں۔ آپ کو بتانے کے لئے آتے ہیں کہ آپ کی حکومت میں پنجاب میں کیا ہو رہا ہے۔ آپ ہماری بات کو سنا کریں اور اس کا جواب بھی واضح طور پر آنا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ آپ فرمائیں!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا! دو سال پہلے سوال کیا تھا اور آج جواب آ رہا ہے اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بتا رہے ہیں کہ۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: اتنی اہم بات ہو رہی ہے اور آپ پتا نہیں کیا کر رہے ہیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا! یہ تیاری کر کے آتے ہیں اور نہ ہی ان کے پاس جواب ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، محترمہ! وہ تیاری کر کے آتے ہیں۔ ایسے نہ کہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): محترمہ! ایسے ہی ناراض ہو گئی ہیں۔ میں نے گزارش کی ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: ان کو ناراض نہ ہونے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جی، میں ناراض نہیں ہونے دوں گا۔

جناب سپیکر: ابھی میں ان کو راضی کرتا ہوں۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب والا! میں کوشش کرتا ہوں کہ یہ ناراض نہ ہوں اور ان کی ساری خواہشات پوری ہو جائیں۔ اس میں، میں نے یہ گزارش کی ہے کہ پچھلے چار مہینے میں سترہ سو ڈاکٹروں کو بھرتی کیا گیا ہے۔ دو سو سپیشلسٹوں کے لئے اشتہار دے دیا گیا ہے اور جہاں پر ضرورت ہو وہاں پر سپیشل بورڈ کے ذریعے select کر کے ان کو ہم وہاں بھیجتے ہیں۔ جہاں جہاں ڈاکٹروں کی کمی ہے ان کو مرحلہ وار پورا کیا جا رہا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ڈاکٹر دور دراز کے علاقوں میں نہیں جاتے کیونکہ ان کو وہاں پر وہی مشکلات ہیں جو ایک عام آدمی کو ہیں۔ ہمارے معزز ممبران اپنے علاقے کا کوئی ڈاکٹر لے آئیں تو ہم اسی وقت ان کو وہاں پر لگا دیں گے۔

جناب اللہ رکھا: جناب والا! میں گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔ جلدی کریں، معاملہ خراب ہو رہا ہے۔

جناب اللہ رکھا: جناب والا! میرے حلقہ کی بات ہے، مجھے بھی موقع دیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ ان کے سوال پر آپ نہیں بول سکتے۔ اللہ رکھا صاحب پلیز آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ جلدی کریں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): سوال نمبر2352اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

مشرقی / شمالی لاہور میں بڑے ہسپتال کا قیام

*2352: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کے جنوبی اور غربی حصہ میں بہت سے اور جدید سہولتوں سے لیس ہسپتال موجود ہیں جو کہ حکومت پنجاب کے زیر کنٹرول ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور کے مشرقی اور شمالی حصہ میں شالامار ٹاؤن اور واہگہ ٹاؤن میں حکومت پنجاب کے زیر کنٹرول ایک بھی بڑا ہسپتال نہ ہے، بلکہ کوئی ضلعی یا تحصیل لیول کا ہسپتال بھی نہ ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت لاہور کے مشرقی / شمالی حصہ میں بھی کوئی جدید سہولتوں سے لیس ہسپتال قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) ہاں! یہ درست ہے کہ جنوبی لاہور میں جناح ہسپتال جدید سہولتوں کا حامل ہے اور حکومت پنجاب کا ہی ادارہ ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ بلکہ حکومت پنجاب کے زیر کنٹرول شالامار ٹاؤن میں گورنمنٹ کوٹ خواجہ سعید ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال۔II جدید سہولتوں کا حامل ہے جس میں مہیا کی جانے والی سہولتوں کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور چوبیس گھنٹے کام کر رہا ہے۔ واہگہ ٹاؤن میں بھی حکومت پنجاب کے زیر کنٹرول ایک دیہی مرکز صحت، برکی اور 6 بنیادی مراکز

صحت جو کہ i۔ کرول، ii بھسین، iii ڈوگرائے کلاں، iv مناواں، v منہالہ اور vi ہڈیارہ کام کر رہے ہیں۔

(ج) لاہور کے مشرقی اور شمالی حصہ میں حکومت کے زیر کنٹرول جدید سہولتوں سے آراستہ ہسپتال کام کر رہے ہیں۔ ان میں شالامار ٹاؤن میں گورنمنٹ کوٹ خواجہ سعید DHQ-II ہسپتال اور واہگہ ٹاؤن کے دیہی علاقہ میں آر ایچ سی برکی اور 6 بنیادی مراکز صحت شامل ہیں۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال؟

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا! جز (الف) میں کہا گیا ہے کہ لاہور کے جنوبی اور غربی حصہ میں جدید سہولیات سے لیس ہسپتال موجود ہیں میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ پنجاب کے دوسرے حصوں کا کیا قصور ہے کہ ان کو ignore کیا جا رہا ہے وہاں پر وہ ہسپتال جہاں پر جدید سہولیات ہوں وہ کیوں نہیں بنائے جا رہے۔ اس کا جواب انہوں نے کیا دیا ہے کہ ہاں یہ درست ہے کہ جنوبی لاہور میں جناح ہسپتال جدید سہولتوں کا حامل ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا یہاں پر ایک ہی ہسپتال ہے، کیا یہاں پر اور ہسپتال نہیں ہیں یا ان کے علم میں نہیں ہے یا یہ جاننا نہیں چاہتے۔ پنجاب کے دوسرے حصوں کو آپ دیکھیں کہ وہاں پر کوئی جدید ہسپتال نہیں ہے۔ ہسپتال بہاولپور میں ہیں ملتان میں ہیں راولپنڈی میں ہیں لاہور میں ہیں کیا عوام یہیں پر بستی ہے باقی لوگوں کا اس پر کوئی حق نہیں ہے ان کو مفت میڈیکل سہولیات دی جائیں؟

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب والا! اس میں سوال کچھ اور تھا اور معزز ممبر نے کچھ اور پوچھ لیا ہے۔ گزارش یہ ہے کہ میں ان کے علم میں یہ بات لے آؤں کہ پنجاب حکومت نے پچھلے دو سال میں ہیلتھ بجٹ کو چار گنا بڑھایا ہے اور فری میڈیسن کے لئے 6۔ارب روپے رکھا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس کے علاوہ پنجاب بھر کے 87 ہسپتالوں میں ائر کنڈیشنڈ اور جنریٹر لگائے گئے ہیں سوا دو بلین اس پر خرچ کیا گیا ہے۔ حکومت کی جو پالیسی ہے بالکل واضح ہے۔ ہم پاکستان کے پنجاب کے ہر شہر میں، ہر گاؤں میں اور ہر قصبے میں یہ کوشش کر رہے ہیں کہ بنیادی طبی سہولتیں فراہم کریں۔

جناب سپیکر: اچھا ایک بات بتائیں یہ سپیکر کہاں جائے؟(قہقہے)

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب والا! حکم فرمائیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب رہنے دیں، بعد میں بات کروں گا۔ محترمہ! آپ کا سوال آ گیا ہے اب مجھے انہیں کچھ سمجھانے دیں۔آپ منسٹر ہیں میں آپ کے لئے ایک آخری بات کرنا چاہتا تھا لیکن میرے خیال میں مجھے خاموشی ہی اختیار کر لینی چاہئے۔سوال نمبر 2359 ہے اس کا جواب آنا تھا۔آرڈر پلیز۔آپ بیٹھیں گی یا نہیں؟ پہلے میری بات سنیں۔چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا سوال ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 2359 ہے۔22 ماہ ہو گئے ہیں لیکن اس کا جواب ہی نہیں آیا۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! چیمہ صاحب کا سوال نمبر 2359 ہے۔کیا آپ کے پاس اس کا جواب آ گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! اس کی انکوائری ہو رہی ہے جونہی مکمل ہوتی ہے اس سے ایوان کو آگاہ کیا جائے گا۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! کیا دو سالوں میں انکوائری ہی نہیں ہوئی؟

جناب سپیکر: میں قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کے قاعدہ(2)54 کے تحت حاصل شدہ اختیارات کے تحت انکوائری کا حکم دیتا ہوں۔اس کی انکوائری کی جائے اور اس کی رپورٹ اس ایوان میں بھی پیش کی جائے۔اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات
(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

فیصل آباد کے سرکاری ہسپتالوں میں قائم ایچ آئی وی ایڈز کلینکس کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1387: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کیا فیصل آباد کے سرکاری ہسپتالوں میں ایچ آئی وی ایڈز کلینک یا یونٹ موجود ہیں، اگر ہیں تو اس کی تفصیل بتائی جائے نیز یہاں آنے والے مریضوں کی اوسط تعداد اور انہیں دی جانے والی طبی سہولیات کی تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

فیصل آباد کے سرکاری ہسپتال میں HIV/AIDS کے سنٹر/یونٹ موجود ہیں، پنجاب ایڈز کنٹرول پروگرام (PACP)، محکمہ صحت، پنجاب کے مختلف شہروں میں 12 تشخیصی سنٹروں میں سے ایک سنٹر الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں موجود ہے جو کہ ہسپتال کے Pathology Lab کے ساتھ منسلک ہے اس سنٹر کے انچارج ہسپتال کے پتھالوجسٹ ڈاکٹر محمد احمد شاہ صاحب ہیں۔ مذکورہ سنٹر میں HIV Test کی سہولت مفت فراہم کی جاتی ہے، پنجاب ایڈز کنٹرول پروگرام (PACA) اعلیٰ کوالٹی کی HIV Kits بذریعہ WHO/UNICIEF کے تعاون سے خرید کر مہیا کرتا ہے سنٹر کی رپورٹ کے مطابق رواں سال 08۔2007 میں اس سنٹر میں 536 HIV ٹیسٹ کئے گئے ہیں جن میں سے 104 خون کے نمونے Positive HIV پائے گئے۔

الائیڈ ہسپتال، فیصل آباد میں ایڈز کے ٹیسٹ اور کونسلنگ کے لئے Voluntary Counseling & Testing (VCT) سنٹر ایک مقامی سوشل تنظیم کے تعاون سے کام کر رہا ہے اس سنٹر میں فری ٹیسٹ کی سہولت کے علاوہ ایڈز کے بارے میں آگاہی کا مواد اور Kits پنجاب ایڈز کنٹرول پروگرام (PACA) فراہم کرتا ہے۔ اس سال کی کوارٹرلی رپورٹ (July-September 2008) کے مطابق 144 لوگوں سے رابطہ کیا گیا 81 لوگوں کا HIV ٹیسٹ کیا گیا جن میں سے کوئی ٹیسٹ ve+ نہیں تھا۔

اس کے علاوہ ، کیونکہ HIV/AIDsایک جنسی بیماری ہے الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں Sexually transmitted Infections(SITs) کلینکس کام کررہے ہیں مردوں کے لئے یہ سہولت Dermatologyڈیپارٹمنٹ جبکہ عورتوں کے لئے گائنی ڈیپارٹمنٹ میں موجود ہے ۔ STIsکے علاج کے لئے ان ڈیپارٹمنٹس میں پنجاب ایڈز کنٹرول پروگرام(PACP)ادویات خرید کر بلا معاوضہ فراہم کرتا ہے تاکہ یہ سہولت مریضوں کو مفت دی جائے۔

فیصل آباد میں الائیڈ ہسپتال اور سول ہسپتال میں بلڈ بنکس Blood Banks موجود ہیں جن کو بذریعہ ادارہ برائے انتقال خون پنجاب HIV & Hepatitis-Bکی سکریننگ کے لئےKitsپنجاب ایڈز کنٹرول پروگرام(PACP) خرید کر مفت فراہم کرتا ہے۔

مزید برآں کہ تشخیصی سنٹر میں اگر کوئی شخص Positiveآتا ہے تو اس کے لئے اس کو (HIV/AIDs Treatment & Care Center) سپیشل کلینک میں ریفر کر دیا جاتا ہے جو کہ میو ہسپتال لاہور، شوکت خانم ہسپتال لاہور، سروسز ہسپتال لاہور، ڈسٹرکٹ ہسپتال سرگودھا اور حال ہی میں جناح ہسپتال لاہور میں بنائے گئے ہیں یہاں ایڈز کا علاج ماہرین کرتے ہیں، کیونکہ اس کا علاج خاص تربیت یافتہ ڈاکٹروں کے ذریعے ممکن ہے۔یہاں ایڈز کے علاج کی مخصوص دوائیاں اور دیگر ادویات موجود ہیں جو کہ مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ پنجاب ایڈز کنٹرول پروگرام(PACP)اس طرح کے سنٹروں کی تعداد مرحلہ وار بڑھا رہا ہے اور عنقریب فیصل آباد اور ملتان میں اس طرح کے سنٹر بنانے کا ارادہ رکھتا ہے۔

ضلع بہاولپور میں بی ایچ یو، آر ایچ سیز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2442: حاجی ذوالفقار علی: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع بہاولپور میں کتنے بی ایچ یوز، آر ایچ سی اور تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں کے نام مع جگہ کی تفصیل بتائیں؟

(ب) ان میں ڈاکٹر کی کتنی اسامیاں کس کس جگہ اور کتنی کس کس گریڈ کی خالی ہیں؟

(ج) خالی اسامیوں پر تعیناتی کب تک متوقع ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع بہاولپور میں 71بی ایچ یوز ،10آر ایچ سیز اور 4تحصیل ہیڈکوارٹرز ہسپتال ہیں جن کی تفصیل (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع بہاولپور کے تحصیل ہسپتالوں، رورل ہیلتھ سنٹروں اور بنیادی طبی مراکز میں سپیشلسٹ ڈاکٹرز کی گریڈ18 کی(23)، میڈیکل آفیسرز کی(50)وومن میڈیکل آفیسرز کی (3)، جبکہ ڈینٹل سرجن کی(1)اسامی خالی ہے جن کی تفصیل (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) چونکہ ڈاکٹروں کی کنٹریکٹ پر تعیناتی کا سلسلہ فی الحال بند کر دیا گیا ہے اسی لئے ان کی مزید بھرتی اب بذریعہ PPSCریگولر بنیادوں پر کرنے کا اہتمام کیا جارہا ہے۔

انسٹیٹیوٹ آف پبلک ہیلتھ لاہور میں اسسٹنٹ پروفیسر کی میرٹ سے ہٹ کر ترقی کی تفصیلات

*2533:ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایسوسی ایٹ پروفیسر (بیکٹریالوجی)انسٹیٹیوٹ آف پبلک ہیلتھ لاہور میں بطور اسسٹنٹ پروفیسر میڈیکل انٹیالوجی اینڈ پیراسائیکالوجی کی 2001میں بھرتی ہوئی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 2004میں موصوفہ کو سیکرٹری ریگولیشن کی مخالفت کے باوجود اس وقت کے وزیر اعلیٰ نے رولز ریلیکس کرتے ہوئے اس کا کیڈر تبدیل کر کے اسسٹنٹ پروفیسر بیکٹریالوجی تعینات کر دیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ موصوفہ بیکٹریالوجی کے شعبہ کی نہ تو ڈگری کی حامل ہیں اور نہ ہی تجربہ رکھتی ہیں،اس کے باوجود اور بغیر ہارڈشپ کے اس کا کیڈر تبدیل کیا گیا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایسوسی ایٹ پروفیسر ترقی کے لئے متعلقہ شعبہ میں سات سال تجربہ بطور اسسٹنٹ پروفیسر ہونا ضروری ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ موصوفہ کا بیکٹریالوجی کے شعبہ میں صرف چار سال کا تجربہ ہونے کے باوجود اس کو 2004میں بطور ایسوسی ایٹ پروفیسر پروموٹ کر دیا گیا؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کو پروموٹ کرنے کے لئے دو مختلف شعبہ جات کا تجربہ اکٹھا کر کے اس کا تجربہ 7 سال کیا گیا؟

(ز) کیا یہ بھی درست ہے کہ موصوفہ کے پاس اس وقت چار مختلف عہدوں کا اضافی چارج ہے حالانکہ اس کے پاس جن شعبہ جات کا اضافی چارج ہے، اس کا ان شعبہ جات کے بارے میں کوئی علم یا تعلیم نہ رکھتی ہے اور نہ ہی تجربہ کی حامل ہیں؟

(ح) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت موصوفہ کی رولز میں نرمی کر کے ترقی دینے اور کیڈر تبدیل کی تحقیقات کروانے اور اس سے اضافی شعبہ جات کا چارج واپس لینے اور اس کو اس کی اصل پوسٹ پر تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ڈاکٹر زرفشاں طاہر مورخہ 2001۔12۔03 کو انسٹیٹیوٹ آف پبلک ہیلتھ لاہور میں بطور اسسٹنٹ پروفیسر میڈیکل اینٹالوجی اینڈ پیراسائیکالوجی بھرتی کیا گیا۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ موصوفہ کے اسسٹنٹ پروفیسر میڈیکل اینٹامالوجی اینڈ سائیکالوجی سے بیکٹریالوجی کیڈر تبدیل کرنے پر سیکرٹری ریگولیشن نے مخالفت کی تھی۔ دراصل سیکرٹری ریگولیشن نے رائے دی تھی کہ رول 3 اور 16 آف دی پنجاب سول سرونٹس اپائنٹمنٹ اینڈ کنڈیشن آف سروس رولز 1974 میں نرمی کر کے متعلقہ آفیسر کا کیڈر تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے مجاز اتھارٹی کی منظوری سے کیڈر تبدیل کیا گیا۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ موصوفہ ڈاکٹر صاحبہ کے پاس ایم فل مائیکروبیالوجی کی ڈگری ہے جو کہ مطلوبہ قانونی معیار کے مطابق درست ہے۔

(د) یہ بھی درست نہ ہے۔ قانون کے مطابق ایسوسی ایٹ پروفیسر کی ترقی آن ریگولر بنیاد کے لئے سات سال کی بجائے پانچ سالہ ٹیچنگ تجربہ درکار ہے۔

(ہ) مذکورہ ڈاکٹر صاحبہ کو بطور ایسوسی ایٹ پروفیسر ایکٹنگ چارج ترقی دی گئی نہ کہ ریگولر بنیاد پر یہ ایکٹنگ چارج ترقی 1974 Appointments & Condition Service Rules کے جز (A۔10) کے تحت دی گئی۔ جس کے لئے تجربہ مطلوبہ سروس کا 75 فیصد درکار ہوتا ہے جو کہ مذکورہ ڈاکٹر صاحبہ پورا کرتی تھی۔

(و) ایضاً۔

(ز) حکومت نے متعلقہ ڈاکٹر کو صرف بیکٹریالوجسٹ کے عہدے کا چارج دیا ہوا ہے کیونکہ متعلقہ شعبہ کا اور کوئی بھی موزوں ڈاکٹر موجود نہ ہے۔

(ح) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ مجاز اتھارٹی کی منظوری کے بعد قانون میں نرمی کر کے سیکرٹری ریگولیشن کی رائے کے مطابق کیڈر تبدیل کیا گیا ہے۔ اضافی چارج کے متعلق جز(ز) میں بیان کر دیا گیا ہے۔

پنجاب میں ٹی ایچ کیو ہسپتال کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2563: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں کتنے ٹی ایچ کیو ہسپتال ہیں؟

(ب) کیا ٹی ایچ کیو ہسپتال کا ایم ایس گریڈ19 کا ڈاکٹر لگنے کا اہل ہوتا ہے؟

(ج) کتنے ٹی ایچ کیو ہسپتالوں میں ایم ایس 19 گریڈ کے کون کون سے ہسپتالوں میں لگے ہوئے ہیں ان کے نام و تاریخ تعیناتی سے بھی آگاہ فرمائیں؟

(د) کتنے ٹی ایچ کیو ہسپتالوں میں 17 گریڈ کے ڈاکٹرز کو ایم ایس لگایا گیا ہے، ان کے نام و تاریخ تعیناتی سے بھی آگاہ فرمائیں؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ حکومتی پالیسی کی خلاف ورزی نہ ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پنجاب میں 75 ٹی ایچ کیو ہسپتال ہیں۔

(ب) ٹی ایچ کیو ہسپتال کا ایم ایس گریڈ19 اور DPH ہوتا ہے۔

(ج) پنجاب کے 57 ٹی ایچ کیو ہسپتالوں میں ایم ایس گریڈ19 کے کام کر رہے ہیں۔ تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) پنجاب کے 07 ٹی ایچ کیو ہسپتالوں میں ایم ایس گریڈ 17 کے تعینات ہیں۔ تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) حکومت پنجاب، محکمہ صحت THQ ہسپتالوں کے MS کے لئے اچھی شہرت کے حامل BS-19 کے آفیسران کو ترجیح دیتی ہے، تاہم گریڈ19 کے DPH/MPH کے ڈاکٹرز کی

شدید کمی کی وجہ سے بعض اوقات اچھی شہرت کے حامل گریڈ17یا18کے ڈاکٹر صاحبان کو MSلگایا گیا ہے نیز حکومت پنجاب کی یہ کوشش ہے کہ ہر THQہسپتال میں اچھی شہرت کے حامل اور MPH/DPHڈگریاں رکھنے والے ڈاکٹروں کو MSلگایا جائے۔

ٹی ایچ کیو ہسپتال ٹیکسلا کا بجٹ و دیگر تفصیلات

*2625: **جناب محمد شفیق خان:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ٹی ایچ کیو ہسپتال ٹیکسلا کو مالی سال08۔2007 اور09۔2008 میں کتنی رقم حکومت کی طرف سے سالانہ فراہم کی گئی؟

(ب) کتنی رقم تنخواہوں پر اور ٹی اے/ڈی اے پر خرچ ہوئی کتنی رقم ادویات و طبی آلات کی خرید پر خرچ ہوئی؟

(ج) کتنی رقم ان سالوں کے دوران ایم ایس کی تنخواہ ٹی اے/ڈی اے اور دفتر کی تزئین وآرائش پر خرچ ہوئی، تفصیل سال وار بتائیں؟

(د) مذکورہ عرصہ کے دوران کتنی رقم سے ایل پی کے ذریعے ادویات خرید کی گئیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سال 08۔2007 میں اس ہسپتال کو۔/2,33,50,000روپے دیئے گئے تھے ۔ سال 09۔2008 میں اس ہسپتال کو۔/2,05,99,185روپے دیئے گئے ہیں۔

(ب) سال08۔2007 میں تنخواہ پر۔/1,13,24,625روپے خرچ ہوئے جبکہ سال09۔2008 میں تنخواہ پر۔/77,80,639روپے خرچ ہوئے ہیں۔

سال 08۔2007 میں ٹی اے/ڈی اے کا خرچہ -/91,208روپے رہا جبکہ سال 09۔2008 میں ٹی اے/ڈی اے کا خرچہ کوئی نہیں ہوا۔

ادویات پر سال08۔2007 میں۔/19,98,771روپے خرچ ہوئے اور سال09۔2008 میں اب تک ادویات کا خرچہ۔/20,40,000روپے ہوا ہے۔

طبی آلات کی خرید پر خرچہ سال08۔2007 میں۔/11,790روپے رہا جبکہ سال 09۔2008 میں یہ خرچہ اب تک۔/90,000روپے ہوا ہے۔

(ج) ایم ایس کی تنخواہ کا سال08۔2007 کا خرچہ۔/5,15,765روپے رہا ہے جبکہ سال 09۔2008 میں یہ خرچہ۔/2,57,888روپے رہا ہے جبکہ ٹی اے /ڈی اے پر ایم ایس کا خرچہ 08۔2007،-/80,559روپے جبکہ مالی سال09۔2008 میں ابھی تک کوئی اس مد میں ایم ایس کو کوئی ادائیگی نہیں ہوئی۔

(د) 08۔2007 کے دوران ایل پی کی مد میں۔/3,59,000روپے سے ادویات خریدی گئیں۔ 09۔2008 کے دوران ایل پی کی مد میں۔/15,990روپے سے ادویات خریدی گئیں۔

تحصیل بھلوال آر ایچ سیز اور بی ایچ یوز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2630: **محترمہ زوبیہ رُباب ملک:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل بھلوال میں کتنے اور کس کس جگہ آر ایچ سیز اور بی ایچ یوز کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان ہیلتھ سنٹرز کے لئے مالی سال09۔2008 کے دوران کتنی رقم مختص کی گئی ہے، تفصیل سنٹر وار بتائیں؟

(ج) کس کس سنٹر میں ڈاکٹرز اور پیرا میڈیکل سٹاف کی اسامیاں کب سے خالی ہیں؟

(د) خالی اسامیاں کب تک پر کر دی جائیں گی؟

(ہ) کس کس سنٹرز کے پاس ایمبولینسز ہیں اور ان میں سے کتنی خراب ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تحصیل بھلوال میں ایک THQ، تین RHCs اور 19، BHUs ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

تفصیل آر ایچ سیز۔

نمبر شمار	نام آر۔ایچ۔سی	نام یونین کونسل
1	میانی	U/C No.4
2	بھیرہ	U/C No.8&9
3	پھلروان	U/C No.28

تفصیل بی۔ایچ۔یوز

نمبر شمار	نام بی۔ایچ۔یو	نام یونین کونسل	نمبر شمار	نام بی۔ایچ۔یو	نام یونین کونسل
1	چک سیدا	U/C No.2	11	پرانا بھلوال	U/C No.18
2	کلیان پور	U/C No.3	12	چک نمبر18/NB	U/C No.19
3	حضور پور	U/C No.6	13	چک نمبر10/NB	U/C No.20

4	ہاتھی ونڈ	U/C No.10	14	چبہ پرانا	U/C No.21
5	علی پور سیداں	U/C No.11	15	چک نمبر8/ML	U/C No.21
6	نبی شاہ خورد	U/C No.12	16	دھوری	U/C No.27
7	چک مبارک	U/C No.13	17	سالم	U/C No.29
8	رتو کالا	U/C No15	18	دیوال	U/C No.30
9	رکھ چراگاہ	U/C No.16	19	چک نمبر2/NB	U/C No.22
10	چک نمبر ML۔10	U/C No.17			

(ب) 2008۔09 کے دوران مختص کی گئی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام ہسپتال	مختص کردہ رقم
	تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال بھلوال	1,97,74,000/۔روپے
1	آر ایچ سی میانی	81,10,000/۔روپے
2	آر ایچ سی پھلروان	77,30,000/۔روپے
3	آر ایچ سی بھیرہ	88,37,000/۔روپے
	19 بی ایچ یوز کے لئے	3,22,30,004/۔روپے
	فی کس بی۔ایچ۔یو	16,96,316/۔روپے

(ج) تحصیل بھلوال میں بنیادی مرکز صحت رتو کالا ، حضور پور ، چک رمداس ، ہاتھی ونڈ ، 10ML،10/SB،18/NB، ہجن اور دھوری پر میڈیکل آفیسرز کی اسامیاں خالی ہیں۔

RHCs میں درج ذیل اسامیاں خالی ہیں:۔

نام آر۔ایچ۔سی	چارج نرس	ڈینٹل ٹیکنیشن	لیب ٹیکنیشن
پھلروان	1	1	1
بھیرہ	5	1	1
میانی	3	1	1

(د) بی ایچ یوز چک نمبر18/NB & 10/SB،10/ML پُر میڈیکل آفیسرز کی بھرتی کا کام مکمل ہو چکا ہے اور جلد ہی ان کو تقرری کے آرڈرز جاری کر دیئے جائیں گے۔ اس طرح سٹاف نرسز کی بھرتی آر ایچ سی پھلروان، بھیرہ اور میانی پر مکمل ہو چکی ہے اور اسی ہفتے تقرری آرڈرز جاری کر دیئے جائیں گے۔

تاہم لیب ٹیکنیشن اور ڈینٹل ٹیکنیشن کی اسامیوں کے لئے کسی بھی امیدوار نے درخواست نہ دی ہے لہذا ان اسامیوں کی دوبارہ تشہیر کی گئی ہے اور موزوں امیدواروں کی دستیابی کی صورت میں ان اسامیوں کو پُر کر لیا جائے گا۔

(ہ) تحصیل بھلوال میں ایمبولینسز کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام ہسپتال	تعداد ایمبولینسز
ٹی ایچ کیو ہسپتال، بھلوال	2
RHC میانی	2
RHC بھیرہ	2
آر۔ایچ سی پھلروان	1

تمام ایمبولینسز کام کر رہی ہیں اور کوئی بھی خراب نہ ہے۔

ٹی ایچ کیو ہسپتال بھلوال میں بستروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2631: **محترمہ زوبیہ رُباب ملک:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ٹی ایچ کیو ہسپتال بھلوال کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟

(ب) مالی سال 08۔2007 اور 09۔2008 میں اس ہسپتال کے لئے کتنی رقم سالانہ مختص کی گئی کتنی رقم عمارات کی تعمیر پر خرچ ہوئی؟

(ج) کتنی رقم سے طبی مشینری اور آلات خرید کئے گئے؟

(د) کتنی رقم سے اس ہسپتال کے لئے گاڑیاں/ایمبولینسز خرید کی گئیں؟

(ہ) اس وقت اس ہسپتال میں کون کون سی طبی مشینری کب سے خراب ہے اور خراب مشینری کو چلانے کے لئے کتنی رقم درکار ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ٹی ایچ کیو ہسپتال بھلوال 60 بیڈز پر مشتمل ہے۔

(ب) مالی سال 08۔2007 کے لئے -/1,84,89,000 اور 09۔2008 کے لئے -/1,97,74,000 روپے رقم فراہم کی گئی۔ مزید ضلعی حکومت سرگودھا نے ٹراما سنٹر کی بلڈنگ تعمیر کرنے کے لئے 19.435 ملین روپے کی منظوری دی جس میں عمارت کی تعمیر کے لئے 17.435 ملین روپے اور -/2.000 ملین روپے برائے طبی مشینری اور آلات فراہم کرنے کے لئے مختص کئے گئے۔ محکمہ ضلعی تعمیرات سرگودھا نے جون 2008 تک 9.312 ملین روپے عمارت کی تعمیر پر خرچ کئے ہیں۔ اب ضلع حکومت سرگودھا نے رواں مالی سال میں 6.450 ملین روپے عمارت کی تعمیر کے لئے فراہم کئے ہیں۔ کیونکہ عمارت کی چھتیں مکمل ہو گئی ہیں، اس

لئے تقریباً4.000 ملین روپے کا بل زیر غور ہے۔ رواں مالی سال میں بلڈنگ مع40مزید بستروں کی مکمل ہو جائے گی۔مزید یہ کہ THQ ہسپتال بھلوال کے ملازمین کی 5عدد رہائش گاہیں زیر تعمیر ہیں۔ کل رقم 11.123 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں اور ان میں سے 8.392 ملین روپے خرچ ہو گئے ہیں۔

(ج) 08۔2007 اور 09۔2008 میں 1.995 ملین روپے کی مشینری اور طبی آلات خریدے گئے تھے۔

(د) کوئی گاڑی/ایمبولینس نہ خریدی گئی ہے۔

(ہ) کوئی بھی مشینری خراب نہ ہے۔

پرائیویٹ ہسپتالوں میں فیسوں میں اضافہ کی تفصیلات واقدامات

*2635: محترمہ آمنہ الفت: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پرائیویٹ ہسپتال کمروں کے کرائے، ٹیسٹوں کی فیس اور ڈاکٹروں کی فیس وغیرہ کے ریٹ جب چاہیں اپنی مرضی سے بڑھا دیتے ہیں؟

(ب) اگر ہاں تو کیا حکومت ایسی اتھارٹی بنانے کو تیار ہے جو مذکورہ ہسپتالوں کو چیک کر سکے تاکہ عوام کو علاج معالجے کی سہولیات مناسب ریٹ پر دستیاب ہوں؟

(ج) کیا حکومت ہیلتھ کمیشن کو یہ اختیار دینے کا ارادہ رکھتی ہے کہ وہ پرائیویٹ ہسپتالوں کو اچانک چیک کر سکے اور وہاں مناسب فیس اور علاج معالجے کی سہولیات کا جائزہ لے سکے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پرائیویٹ ہسپتال کمروں کے کرائے، ٹیسٹوں کی فیس اور ڈاکٹروں کی فیس وغیرہ مارکیٹ کے حساب سے خود تعین کرتے ہیں اور وصول کرتے ہیں۔اس ضمن میں یہ بھی عرض ہے کہ ماضی میں پرائیویٹ ہسپتال کو ریگولیٹ کرنے کے لئے کوئی قانون سازی نہ کی گئی تھی، تاہم وزیر اعلیٰ پنجاب کی ذاتی کاوشوں سے اس ایوان نے ہیلتھ کیئر کمیشن ایکٹ 2010 منظور کیا ہے جس کے تحت ہیلتھ کیئر کمیشن قائم کیا جائے گا جس کو اس ضمن میں مناسب کارروائی کرنے کا اختیار ہو:

(ب) جی ہاں!حکومت کا پیش کردہ ہیلتھ کیئر کمیشن ایکٹ 2010اس ایوان نے منظور کر لیا ہے۔ اس ایکٹ کے تحت رولز بنانے کا عمل جاری ہے جس کی منظوری اور نفاذ کے بعد پرائیویٹ ہسپتالوں اور لیبارٹریز کے ریٹ کا تعین کرنا اور اس بات کو یقینی بنانا کہ یہ سہولیات مناسب ریٹ پر عوام کو دستیاب ہوں، ممکن ہو جائے گا۔

(ج) جی ہاں!ہیلتھ کیئر کمیشن ایکٹ 2010 کے تحت قائم کردہ ہیلتھ کیئر کمیشن کو یہ اختیار حاصل ہو گا کہ مناسب قانون سازی کے ذریعے پرائیویٹ ہسپتالوں کو چیک کر سکے اور فیسوں کے تعین اور علاج معالجہ کی سہولیات کے معیار کا جائزہ لے سکے۔

صوبہ کے ہسپتالوں میں حکیموں اور ہیومیوپیتھک ڈاکٹرز کی تعیناتی و دیگر تفصیلات

*2688:چودھری ظہیر الدین خان:کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت صوبہ کے ہسپتالوں میں حکیموں اور ہومیوپیتھک ڈاکٹروں کو تعینات کرنے پر غور کر رہی ہے؟

(ب) ہومیوپیتھک ڈاکٹروں کے لئے تعلیمی معیار کیا ہو گا پریکٹس کے تجربہ کی مدت کیا ہو گی نیز دیگر شرائط ملازمت کیا ہوں گی، تفصیل بتائی جائے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ ڈاکٹروں اور حکیموں کی تقرری صوبائی پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تمام سرکاری ہسپتالوں میں حکیم اور ہومیو ڈاکٹر تعینات ہیں۔

(ب) پیرا میڈیکل سروسز رولز 2003 کے تحت ہومیو ڈاکٹر بھرتی کرنے کے لئے تعلیم کا معیار درج ذیل ہے۔

(i) ایف ایس سی، پری میڈیکل، منظور شدہ بورڈ

(ii) ڈپلومہ آف DHMS منظم ہومیوپیتھک میڈیکل کالج سے

(iii) رجسٹریشن ہومیوپیتھک پٹیشنرز

(iv) کم از کم پانچ سالہ تجربہ متعلقہ فیلڈ اور تصدیق شدہ ہومیوپیتھک میڈیکل ایسوسی ایشن، منظور شدہ حکومت پنجاب

(ج) تمام ہومیوپیتھک ڈاکٹروں اور حکیموں کی تقرری پیرامیڈیکل سروس رولز2003 کے تحت ضلعی سطح پر کی جاتی ہے۔ نیز حکماء اور ہومیوپیتھک ڈاکٹروں کے سروس سٹرکچر میں بہتری اور upgradation کے لئے سروس رولز میں ترامیم زیر غور ہیں۔ جس کے لئے کیس محکمہ S&GAD کو بھجوایا جارہا ہے ۔ سروس سٹرکچر میں بہتری کی ترامیم اور پوسٹوں کی upgradation کے بعد بھرتی کے لئے کیس پنجاب پبلک سروس کمیشن بھیج دیا جائے گا۔

صوبہ کے ہسپتالوں میں استعمال شدہ سرنجوں کی ری سائیکلنگ کی تفصیلات

*2689: میاں شفیع محمد: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت صوبہ کے ہسپتالوں میں استعمال شدہ سرنجوں کی recycling کرنے والی فیکٹریوں کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) مذکورہ فیکٹریاں کن کن علاقوں میں واقع ہیں اور وہ کس نام سے کام کر رہی ہیں اور کب سے اس دھندے میں ملوث ہیں، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا حکومت اس معاملہ میں کوئی قانون بنانے کا ارادہ بھی رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ صوبہ پنجاب کے ہسپتالوں میں استعمال شدہ سرنجوں کی recycling کرنے والی کوئی بھی فیکٹری موجود نہ ہے۔ صوبہ پنجاب میں سرنجوں کی recycling کرنے والی کوئی بھی فیکٹری موجود نہ ہے لہذا ان کے خلاف کارروائی کا کوئی جواز نہ ہے۔ محکمہ صحت حکومت پنجاب کی طرف سے واضح ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ استعمال شدہ سرنجوں کو اس انداز سے ضائع کیا جائے کہ وہ دوبارہ استعمال کے قابل نہ رہیں۔ تاہم ہسپتالوں کے سینٹری سٹاف کے بارے میں یہ گمان پایا جاتا ہے کہ وہ تلف شدہ سرنجوں کو فروخت کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ہسپتال انتظامیہ خاطر خواہ اقدامات کرتی رہتی ہے۔

(ب) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ صوبہ بھر میں recycling کرنے والی کوئی فیکٹری موجود نہ ہے لہذا ان کے نام اور جگہ کی کوئی تفصیل نہ ہے۔

(ج) حکومت پاکستان وزارت صحت نے بحوالہ لیٹر نمبر2009/(1)866.SRO مورخہ 7۔اکتوبر2009 کے تحت غیر رجسٹرڈ سرنجوں کی تیاری و فروخت پر پابندی لگائی تھی۔ اس پر

عدالت عالیہ کی طرف سے فیصلے پر توسیع کر دی گئی البتہ حکومت پاکستان، وزارت صحت کی جانب سے جاری شدہ ہدایات کی روشنی میں محکمہ صحت پنجاب غیر رجسٹر شدہ سرنجوں کی فروخت وتیاری کی روک تھام کے لئے لائحہ عمل تیار کرلے گی۔

ٹی ایچ کیو ہسپتال میاں چنوں میں ڈاکٹرز کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2741: رانا بابر حسین: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) T.H.Q ہسپتال میاں چنوں میں ڈاکٹرز کی منظور شدہ اسامیاں گریڈ اور اسامی وار کتنی ہیں؟

(ب) اس ہسپتال میں کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی کب سے خالی ہیں؟

(ج) T.H.Q ہسپتالوں میں تعینات ڈاکٹرز کو مراعات کون کون سی دی جاتی ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ آر ایچ سی اور بی ایچ یوز میں تعینات ڈاکٹرز کو زیادہ مراعات دی جاتی ہیں؟

(ہ) کیا حکومت T.H.Q ہسپتال میں تعینات ڈاکٹرز کو بھی وہی مراعات الاؤنس دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ جو آر ایچ سی اور بی ایچ یو میں تعینات ڈاکٹرز کو حاصل ہیں اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال میاں چنوں میں ڈاکٹرز کی منظور شدہ اسامیوں کی گریڈ وار تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام اسامی گریڈ	تعداد اسامی	نمبر شمار	نام اسامی گریڈ	تعداد اسامی
1	ایم ایس 19	1	9	ناک، کان، گلہ سپیشلسٹ 18	1
2	19APMO	2	10	پتھالوجسٹ 18	1
3	19APWMO	1	11	انستھیٹسٹ 18	1
4	سرجن 18	1	12	میڈیکل آفیسر 17	5
5	پیڈیاٹریشن 18	1	13	ایمرجنسی میڈیکل آفیسر 17	3
6	گائناکالوجسٹ 18	1	14	وومن میڈیکل آفیسر 17	3
7	آئی سپیشلسٹ 18	1	15	ڈینٹل سرجن 17	1
8	ریڈیالوجسٹ 18	1			

(ب) ہسپتال ہذا میں خالی اسامیوں کی گریڈوار تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام اسامی	گریڈ	منظور شدہ اسامیاں	خالی اسامیاں	کب سے خالی ہیں
1	APWMO	19	1	1	05-12-2008
2	سرجن	18	1	1	15-11-2007
3	ناک،کان،گلہ سپیشلسٹ	18	1	1	20-10-2008
4	ریڈیالوجسٹ	18	1	1	01-07-2008
5	پتھالوجسٹ	18	1	1	01-07-2008
6	میڈیکل آفیسر	17	5	1	28-02-2009
7	وومن میڈیکل آفیسر	17	3	2	05-06-2008

(ج) ریگولر ڈاکٹرز کو درج ذیل الاؤنس دیئے جاتے ہیں:۔

1۔ بنیادی تنخواہ 2۔ ہاؤس رینٹ

3۔ سپیشل الاؤنس 15 فیصد 4۔ ریلیف الاؤنس 15 فیصد

5۔ سپیشل ایڈیشنل الاؤنس 20 فیصد 6۔ گزارہ الاؤنس 15 فیصد

کنٹریکٹ پر تعینات ڈاکٹرز کو درج ذیل الاؤنس دیئے جاتے ہیں:۔

1۔ بنیادی تنخواہ

2۔ ہاؤس رینٹ الاؤنس

3۔ سوشل سکیورٹی بینیفٹ الاؤنس 30 فیصد

(د) RHC اور BHUs میں تعینات ڈاکٹرز کو PHSRP کے تحت مبلغ۔/12,000 روپے جبکہ THQ ہسپتال میں تعینات ڈاکٹرز کو-/5,000 روپے ملتے ہیں اور RHC اور BHUs میں تعینات ڈاکٹرز کو PCA مبلغ-/1200 روپے جبکہ THQ ہسپتال میں تعینات ڈاکٹرز کو یہ الاؤنس نہیں ملتا۔

(ہ) حکومت پنجاب نے ہیلتھ سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت تحصیل ہیڈکوارٹرز ہسپتال کے لئے پہلے ہی HSRP الاؤنس برائے سپیشلسٹ ڈاکٹرز مبلغ-/15,000 روپے ماہانہ کا نوٹیفکیشن جاری کر دیا ہے۔

رحیم یار خان آر ایچ سی ظاہر پیر ٹاؤن تحصیل خانپور کی تعمیر کی گرانٹ و دیگر تفصیلات

*2744: میاں شفیع محمد: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ آر ایچ سی ظاہر پیر ٹاؤن تحصیل خانپور ضلع رحیم یار خان کی دوبارہ تعمیر کے لئے 4 ملین کی منظور شدہ گرانٹ پر این ایل سی کو تعمیر کا ٹھیکہ بھی دے دیا گیا ہے؟

(ب) کب مذکورہ گرانٹ کی منظوری ہوئی تھی اور کب ٹھیکہ الاٹ ہوا تھا، تفصیل سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

(ج) مذکورہ پراجیکٹ کی اصل مالیت کیا ہے اور اس کی تعمیر کب شروع ہو گی تعمیر شروع نہ ہونے کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا اس مفاد عامہ کے منصوبہ میں تاخیر کے ذمہ دار افسران واہلکاران کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) آر۔ایچ۔سی ظاہر پیر ٹاؤن، تحصیل خانپور، ضلع رحیم یار خان کی دوبارہ تعمیر کا کوئی بجٹ تا حال منظور ہوا ہے اور نہ ہی کسی کو ٹھیکہ دیا گیا ہے۔

(ب) آر ایچ سی ظاہر پیر ٹاؤن تحصیل خانپور، ضلع رحیم یار خان کی دوبارہ تعمیر کا کوئی بجٹ تا حال منظور ہوا ہے اور نہ ہی کسی کو ٹھیکہ دیا گیا ہے۔

(ج) مذکورہ پراجیکٹ کے لئے ابھی تک کوئی رقم مختص نہ ہوئی ہے۔ کیونکہ ای ڈی او (ہیلتھ) ای ڈی اوورکس اور این ایل سی نے اکٹھا معائنہ کیا اور اس بلڈنگ کو خطرناک قرار دیا جس کی وجہ سے اس سنٹر کی مرمت کا منصوبہ شروع نہیں ہو سکا۔

(د) اس پراجیکٹ کی ابھی تک کوئی رقم مختص نہ ہوئی ہے۔

میو ہسپتال لاہور میں چند فلورز (منزلوں) کو مسمار کرنے کا مسئلہ

*2753: انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ حکومت میو ہسپتال لاہور کے ایک بلاک کی کچھ منزلوں کو مسمار کرنے کا منصوبہ بنا رہی ہے، اگر یہ درست ہے تو اس بلاک کی تعمیر کس سال میں اور کتنی لاگت سے ہوئی تھی اور اس کو مسمار کرنے کا تخمینہ لاگت کیا ہے؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ وہ منزلیں ہسپتال کے لئے بیکار ہیں، اگر نہیں تو پھر اس کارآمد حصہ کو مسمار کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہیں ہے۔

(ب) یہ بھی درست نہیں ہے۔

ڈی ایچ کیو ہسپتال ضلع ساہیوال کے مسائل

*2837: ملک جلال الدین ڈھکو: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈی ایچ کیو ہسپتال ضلع ساہیوال میں شعبہ ایمر جنسی میں ہاؤس جاب کرنے والے ڈاکٹرز کی ڈیوٹی لگائی جاتی ہے اور کوئی سینئر ڈاکٹر ڈیوٹی سرانجام نہیں دیتا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈی ایچ کیو کا کارڈک وارڈ جو کہ رحمت اللعالمین کے نام سے قائم ہے میں ایمر جنسی کے وقت اور چھٹی کے دن یا آفس ٹائم کے بعد کوئی ماہر امراض قلب نہیں بیٹھتا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کارڈک وارڈ ساہیوال میں بجلی جانے کی صورت میں کوئی جنریٹر دستیاب نہ ہے اگر دستیاب ہے تو تیل کی عدم دستیابی کا بہانہ کیا جاتا ہے؟

(د) کیا متعلقہ انتظامیہ مذکورہ بالا مسائل کو حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے شعبہ ایمر جنسی میں سینئر میڈیکل آفیسر / میڈیکل آفیسر ڈیوٹی کرتے ہیں اور ان کی ڈیوٹی شفٹ وار ہوتی ہے، کسی بھی ہاؤس آفیسر کی ڈیوٹی شعبہ ایمر جنسی میں نہیں لگائی جاتی۔

(ب) ہسپتال ہذا میں صرف ایک ماہر امراض قلب تعینات ہے جو کہ ہسپتال کے اوقات کے دوران ڈیوٹی پر موجود ہوتے ہیں جبکہ اس کے بعد وہ چوبیس گھنٹے آن کال ہوتے ہیں اور ہسپتال میں ہی رہائش پذیر ہیں اور ایمر جنسی کی صورت میں فوری طور پر دستیاب ہوتے ہیں جبکہ ان کے ساتھ کام کرنے والے دونوں میڈیکل آفیسرز بھی شعبہ امراض قلب میں پوسٹ گریجویٹ ہیں اور امراض قلب کا وسیع تجربہ رکھتے ہیں۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ ہسپتال ہذا کا جنریٹر کام کر رہا ہے اور بجلی بند ہونے کی صورت میں تمام ہسپتال بشمول دل وارڈ کو بجلی مہیا کی جاتی ہے جبکہ دل وارڈ کا اپنا سٹینڈ بائی جنریٹر بھی ہے جو کہ ایمرجنسی کی صورت میں کام میں لایا جا سکتا ہے۔

(د) ہسپتال ہذا کی انتظامیہ پوری تندہی سے ہسپتال کے مسائل حل کرنے کے لئے کوشاں ہے۔ ہسپتال ہذا کے کارڈک وارڈ کو اپ گریڈ کیا گیا ہے اور وارڈ ہذا میں ای سی جی، ایکو کارڈیو گرافی، ای ٹی ٹی اور ٹیلی مانیٹرنگ کی سہولیات مہیا کر دی گئی ہیں۔ ڈی ایچ کیو ہسپتال ساہیوال کے لئے مزید دو عدد 250KVA جنریٹر خریدے جا رہے ہیں تاکہ ہسپتال ہذا میں بجلی کی سپلائی میں کسی بھی قسم کا تعطل پیدا نہ ہو مزید برآں میڈیکل آفیسرز کی بھی بھرتی کی جا رہی ہے، تاکہ عوام کو معیاری صحت کی سہولتیں فراہم کی جا سکیں۔

آر ایچ سی بارتھی تحصیل ٹرائیبل ایریا میں ایمبولینس کی فراہمی

*2840: سردار فتح محمد خان بزدار: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ آر ایچ سی بارتھی (Barthi) تحصیل ٹرائیبل ایریا کے لئے ایمبولینس خریدنے کے لئے 25 لاکھ کی گرانٹ منظور ہوئی تھی لیکن ابھی تک آر ایچ سی بارتھی کو منتقل نہیں ہوئی، اس کی کیا وجوہات ہیں؟

(ب) کیا حکومت ایمبولینس فوری فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں! آر ایچ سی بارتھی کے لئے 4x4 ائر کنڈیشنڈ ایمبولینس کی خریداری کے لئے 25 لاکھ روپے کی گرانٹ منظور ہوئی تھی جس کے لئے متعدد بار ٹینڈر بھی ہوئے، تاہم 4x4 ائر کنڈیشنڈ ایمبولینس کے لئے متذکرہ بالا رقم بہت کم تھی اس لئے ٹینڈر منظور نہیں ہو سکے۔ تاہم بعد ازاں حکومت پنجاب نے چار ایمبولینس (4x4wheel) کی خریداری کے لئے فنڈز جاری کئے ہیں جو کہ خرید لی گئی ہیں ان میں سے ایک آر ایچ سی بارتھی (Barthi) کے لئے ہے۔ جو کہ اس وقت موبائل میڈیکل یونٹ میں سیلاب متاثرین کے لئے فیلڈ ڈیوٹی پر ہے۔

(ب) ایضاً

تحصیل روجھان میں بنیادی مراکز صحت کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2841: سردار عاطف حسین مزاری: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل روجھان میں مرکز وار رورل ہیلتھ سنٹر اور یونین کونسل وار بنیادی مراکز صحت اور ڈسپنسریوں کی تفصیلات کیا ہیں نیز کیا مرکز وار اور یونین کونسل وار ہسپتالوں کی تعداد پوری ہے؟

(ب) درج بالا مذکورہ ہسپتالوں میں تعینات سٹاف کی تعداد نام، عہدہ اور تاریخ تعیناتی کیا ہے؟

(ج) ان میں کل کتنی اسامیاں منظور شدہ ہیں اور اس وقت کتنی اسامیاں خالی پڑی ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ہسپتالوں کی کمی کو پورا کرنے اور خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تحصیل روجھان میں مرکز وار ہیلتھ سنٹر اور یونین کونسل وار بنیادی مراکز صحت کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مرکز: رورل ہیلتھ سنٹر، بنگلہ اچھا، یونین کونسل کچہ میانوالی

بنیادی مراکز صحت:

1۔ سون میانی
2۔ شاہ والی
3۔ عمر کوٹ
4۔ میراں پور
5۔ کوٹلہ حسن شاہ
6۔ اوزمان، بنیادی مرکز صحت روجھان شرقی زیر تعمیر ہے۔

مرکز وار اور یونین کونسل وار ہسپتالوں کی تعداد پوری ہے۔

(ب) ان ہسپتالوں میں تعینات سٹاف کی تفصیل بمعہ نام، عہدہ اور تاریخ تعیناتی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان میں منظور شدہ اسامیوں کی کل تعداد 96 ہے جن میں سے 29 اسامیاں خالی ہیں۔

(د) بھرتی پر گورنمنٹ آف پنجاب کی طرف سے پابندی ہے۔ جیسے ہی پابندی ختم ہو گی خالی اسامیوں کو پُر کیا جائے گا۔

پنجاب میں پرائیویٹ میڈیکل کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2857:ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں کتنے پرائیویٹ میڈیکل کالجز ہیں؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ پرائیویٹ میڈیکل کالجز کے مالکان اپنی مرضی سے فیس لیتے ہیں؟

(ج) پرائیویٹ میڈیکل کالج کے ایک طالب علم سے اوسطاً کتنی فیس وصول کی جاتی ہے؟

(د) اس وقت کتنے طلباء ان کالجز میں زیر تعلیم ہیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ پرائیویٹ میڈیکل کالجز تعلیمی معیار کو ایک طرف رکھ کر donation کی بنیاد پر داخلہ دیتے ہیں؟

(و) کیایہ بھی درست ہے کہ ان کالجز کے داخلے پر حکومت کا کوئی مقرر کردہ معیار اور کنٹرول نہیں ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پنجاب میں اس وقت پرائیویٹ میڈیکل کالجز کی تعداد 19 ہے۔

(ب) پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل کے قوانین اور ریگولیشنز کے مطابق پرائیویٹ میڈیکل کالجز پانچ لاکھ فی کس سالانہ کے حساب سے فیس وصول کرتے ہیں۔

(ج) پرائیویٹ میڈیکل کالج میں ایک طالب علم سے اوسطاً پانچ لاکھ بارہ ہزار روپے سالانہ فیس وصول کی جاتی ہے۔

(د) یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز سے ملحقہ کالجز میں اس وقت زیر تعلیم طلبہ کی تعداد 4,770 ہے۔

(ہ) یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کے علم میں اس قسم کی کوئی بات نہ ہے۔ تمام میڈیکل کالجز بشمول پرائیویٹ میڈیکل کالجز میں داخلے کے لئے PMDC کے مقرر کردہ تعلیمی معیار کو ملحوظ خاطر رکھنا لازمی ہے۔ اس مقرر کردہ تعلیمی معیار کے مطابق صرف وہ طالب علم جس کے FSC میں 60 فیصد سے زیادہ نمبر ہوں، داخلے کا اہل ہوگا۔ اس کے علاوہ گورنمنٹ کا مقرر کردہ entry test پاس کرنا بھی لازمی ہے۔

(و) یہ تمام کالجز PMDC کے وضع کردہ طریق کار اور تعلیمی قابلیت کے معیار پر عمل کرنے کے پابند ہیں۔

ضلع اٹک میں قائم ہسپتالوں آر ایچ سیز اور بی ایچ یوز سے متعلقہ تفصیلات

*2861:جناب شیر علی خان:کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع اٹک میں کتنے ہسپتال،آر ایچ سی اور بی ایچ یو ہیں؟

(ب) ان کو سال08۔2007اور09۔2008کے دوران کتنی گرانٹ سالانہ فراہم کی گئی ہے؟

(ج) ان میں ڈاکٹرز کی کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(د) ان میں کتنی طبی مشینری کس کس قسم کی ہے؟

(ہ) کتنی طبی مشینری کس کس سنٹرز کی کب سے خراب ہے؟

(و) حکومت ڈاکٹرز کی یہ خالی اسامیاں کب تک پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع اٹک میں ایک ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال پانچ تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال، پانچ آر ایچ سی اور ستاون بی ایچ یوز ہیں۔

(ب) 08۔2007 میں 49.800ملین روپے اور09۔2008 میں 27.912ملین روپے کی گرانٹ فراہم کی گئی ہے۔

(ج) ضلع اٹک کے ہسپتالوں میں کل48ڈاکٹرز کی اسامیاں خالی ہیں جن کی ہسپتال وار تفصیل (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ضلع اٹک کے ہسپتالوں میں طبی مشینری مندرجہ ذیل ہے۔

i۔ 13ایمبولینسز

ii۔ 17ایکسرے مشینیں

iii۔ 5الٹراساؤنڈ مشینیں

Iv۔ 8ای سی جی مشینیں ہیں۔مشینری کی تفصیل(ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) ضلع اٹک کے ہسپتالوں میں مندرجہ ذیل طبی مشینری عرصہ دراز سے خراب ہے۔

i۔ ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال اٹک کی دوایکسرے مشینیں عرصہ پانچ سال سے خراب ہیں۔ایک ایکسرے مشین RHCرنگو سے عارضی طور پر DHQہسپتال منتقل کی گئی ہے۔

ii۔ تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال فتح جنگ کی ایک ایکسرے مشین عرصہ نو سال سے خراب ہے۔

iii۔ تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال حضرو کی ایک ایکسرے مشین عرصہ سات سال سے خراب ہے۔

iv۔ آر اینڈ سی72 کی ایکسرے مشین عرصہ چار سال سے خراب ہے۔
V۔ آر اینڈ سی گھٹیاں کی ایک ایکسرے مشین عرصہ تین سال سے خراب ہے۔

تمام ہسپتالوں کی مشینری کی مرمت کا کام HSRP/PDSSP کے فنڈز سے ہو رہا ہے۔

(و) محکمہ صحت کے سپیشل سلیکشن بورڈ کے ذریعے ڈاکٹروں کی ایڈہاک بنیادوں پر بھرتی کا کام جاری ہے جیسے ہی موذوں امیدوار دستیاب ہوں گے خالی اسامیاں پر کر دی جائیں گی۔

ڈی ایچ کیو ہسپتال اٹک سے متعلقہ تفصیلات

*2862: جناب شیر علی خان: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈی ایچ کیو ہسپتال اٹک کب تعمیر کیا گیا تھا؟
(ب) یہ کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟
(ج) اس میں کتنے شعبہ جات ہیں؟
(د) اس ہسپتال میں ڈاکٹرز اور پیرا میڈیکل سٹاف کی کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی خالی ہیں؟
(ہ) خالی اسامیاں حکومت کب تک پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ڈی ایچ کیو ہسپتال اٹک 1958 میں تعمیر ہوا۔
(ب) ڈی ایچ کیو ہسپتال اٹک 161 بیڈز پر مشتمل ہے۔
(ج) یہ ہسپتال مندرجہ ذیل شعبہ جات پر مشتمل ہے۔

(i)	میڈیکل ڈیپارٹمنٹ	(ii)	سرجیکل ڈیپارٹمنٹ
(iii)	گائنی ڈیپارٹمنٹ	(iv)	آئی ڈیپارٹمنٹ
v)	ای این ٹی ڈیپارٹمنٹ	(vi)	پیڈز ڈیپارٹمنٹ
(vii)	یورالوجی ڈیپارٹمنٹ		

(د) ہسپتال ہذا میں ڈاکٹرز کی 20 اسامیاں، نرسز کی 19 اسامیاں جبکہ پیرا میڈیکس کی 33 اسامیاں خالی ہیں۔ تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
(ہ) ڈاکٹروں کی اسامیاں فوری طور پر پُر کرنے کے لئے ایڈہاک کی بنیاد پر بھرتی کا عمل جاری ہے، جونہی موزوں امیدوار دستیاب ہوں گے۔ خالی اسامیاں پُر کر دی جائیں گی جبکہ دیگر

بھرتیوں پر حکومت پنجاب کی طرف سے پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ جیسے ہی پابندی ختم ہو گی پیرامیڈیکس کی خالی اسامیاں پُر کر دی جائیں گی۔

ٹی ایچ کیو ہسپتال شاہ پور سے متعلقہ تفصیلات

*2864: محترمہ شہزادی عمر زادی ٹوانہ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا میں ٹی ایچ کیو ہسپتال اگر ہے تو یہ کب تعمیر کیا گیا تھا؟

(ب) یہ کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟

(ج) اس میں کس کس مرض کے وارڈز ہیں؟

(د) اس میں روزانہ کتنے مریضوں کا علاج کیا جاتا ہے؟

(ہ) اس میں کون کون سی اسامیاں کب سے خالی پڑی ہیں نیز یہ اسامیاں کب تک پُر کر دی جائیں گی؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا میں موجود ٹی ایچ کیو ہسپتال 1940 میں بطور سول ہسپتال تعمیر ہوا تھا جو کہ بعد ازاں 2002 میں اپ گریڈ کر کے ٹی ایچ کیو ہسپتال بنا دیا گیا۔

(ب) یہ 40 بیڈز پر مشتمل ہے۔

(ج) اس میں بچہ وارڈ، سرجیکل وارڈ، میڈیکل وارڈ اور زچہ بچہ کی سہولت بھی موجود ہے۔

(د) اس میں اوسط روزانہ 200 مریضوں کا علاج کیا جاتا ہے۔

(ہ) خالی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔ APMO دو عدد APWMO دو عدد گائناکالوجسٹ ایک عدد اور M.O کی سات عدد اسامیاں گزشتہ ایک سال سے خالی پڑی ہیں، جبکہ سنٹری ورکرز کی 5 اسامیاں خالی پڑی ہیں تاہم ان کے فنڈز موجود نہ ہیں۔ باقی تمام خالی اسامیاں جلد ہی پُر ہو جائیں گی۔

تحصیل شاہ پور میں قائم بی ایچ یوز اور آر ایچ سیز سے متعلقہ تفصیلات

*2866: محترمہ شہزادی عمر زادی ٹوانہ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا کتنے آر ایچ سی اور بی ایچ یو کس کس جگہ کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان میں ڈاکٹرز اور پیرامیڈیکل سٹاف کی کتنی اسامیاں کس کس سنٹرز میں کب سے خالی ہیں؟

(ج) خالی اسامیوں پر کب تک تعیناتی کر دی جائے گی؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا میں ایک آر ایچ سی ہے جو کہ جھاوریاں کے اندر کام کر رہا ہے جبکہ گھنگوال ، خواجہ آباد ،کالرہ ،کوٹ بھائی جان، بکھربار ، عاقل شاہ، کنڈان ، مانگوال، جہاں آباد، صابوال اور موچیوال کے اندر بی ایچ یو کام کر رہے ہیں۔

بی ایچ یو جلال پور جدید عمارت تعمیر ہو گئی ہے اور سٹاف کی منظوری کے لئے گورنمنٹ آف پنجاب کو لکھ دیا گیا ہے۔ معاملہ محکمہ خزانہ میں زیر غور ہے کاپی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

چاچڑ شریف میں ایک بی ایچ یو کی عمارت زیر تعمیر ہے جو کہ رواں مالی سال کے دوران مکمل ہو جائے گی جس کی تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) آر ایچ سی جھاوریاں میں WMO کی پوسٹ مورخہ 08۔11۔05 سے خالی ہے۔

بی ایچ یو موچیوال میں MO کی پوسٹ مورخہ 07۔10۔01 سے خالی ہے۔

پیرامیڈیکل سٹاف کی کوئی اسامی خالی نہ ہے۔

(ج) ڈاکٹروں کی کنٹریکٹ پر تعیناتی کا سلسلہ فی الحال بند کر دیا گیا ہے اور ان کی مزید بھرتی اب بذریعہ PPSC ریگولر بنیادوں پر شروع سے البتہ ایمرجنسی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ایسی خالی اسامیوں پر adhoc تقرریاں کی جا رہی ہیں۔

ضلع سیالکوٹ میں ہسپتالوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2869: **رانا آصف محمود:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع سیالکوٹ میں کتنے ہسپتال کس کس جگہ کام کر رہے ہیں ان کے نام اور یہ کتنے بیڈز پر مشتمل ہیں، تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ دی جائے؟

(ب) ان ہسپتالوں کو سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ج) کیا یہ رقم ان ہسپتالوں کی ضرورت کے مطابق تھی اگر کم تھی تو کیا حکومت ان ہسپتالوں کو آئندہ سالوں کے دوران ان کی ضرورت کے مطابق ان کو فنڈز فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں چھوٹے بڑے کل 158 ہسپتال ہیں جو کہ 1109 بیڈز پر مشتمل ہیں، ان کے نام اور جگہوں کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان ہسپتالوں کو 08۔2007 میں -/40,96,55,000 روپے اور 09۔2008 میں -/45,56,96,000 روپے فراہم کئے گئے ہیں۔

(ج) جز (ب) میں دی گئی تفصیل سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ حکومت پنجاب نے ضلعی حکومت سیالکوٹ کو صحت کی مد میں سال 09۔2008 کے لئے جو بجٹ مختص کیا ہے وہ سال 08۔2007 سے 11.25 فیصد زیادہ تھا اور سال 10۔2009 میں مختص کیا گیا بجٹ سال 09۔2008 سے 22 فیصد زیادہ ہے۔

حکومت پنجاب کے اس اقدام سے صاف ظاہر ہے کہ ضلعی حکومت سیالکوٹ کو صحت کی مد میں ہر سال بجٹ میں خاطر خواہ اضافہ کر کے دیا گیا ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ضلع رحیم یار خان میں ڈسپنسریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

166: محترمہ مائزہ حمید: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع رحیم یار خان کے دیہی علاقوں میں کتنی ڈسپنسریاں قائم ہیں؟

(ب) کیا ان تمام ڈسپنسریوں میں سٹاف موجود ہے، اگر ہاں تو اس کی تعداد کتنی ہے؟

(ج) رحیم یار خان کے تمام سرکاری ہسپتالوں میں ہیپاٹائٹس (بی) اور (سی) کے کتنے کیس رپورٹ کئے گئے ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع رحیم یار خان کے 56 علاقوں میں ڈسپنسریاں قائم ہیں۔

(ب) جی ہاں! تمام ڈسپنسریوں میں سٹاف موجود ہے۔تفصیل تتمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جنوری2008 سے ستمبر2010 تک ضلع رحیم یار خان کے تمام سرکاری ہسپتالوں میں ہیپاٹائٹس (بی)اور(سی) کے مریضوں کی تعداد درج ذیل ہے:۔

سال	ہیپاٹائٹس "سی"	ہیپاٹائٹس "بی"
2008	392	12
2009	892	20
2010	893	40

جناح ہسپتال اور میو ہسپتال میں کنٹینوں کی آمدنی کی تفصیلات

169: میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) جناح ہسپتال لاہور اور میو ہسپتال لاہور کو سال07-2006 اور2008 میں اپنی اپنی کنٹینوں کے ٹھیکوں کی مد میں کتنی کتنی آمدنی حاصل ہوئی ہے؟

(ب) سال2009 میں ان ہسپتالوں کی کنٹینوں کے ٹھیکے کن کو دیئے گئے اور ان سے کتنی آمدن حاصل ہوئی؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جناح ہسپتال لاہور کی کنٹین کے ٹھیکے کی مد میں سال07-2006 میں مبلغ-/3910000 روپے اور مالی سال08-2007 میں مبلغ-/4301000 روپے آمدن ہوئی۔

میو ہسپتال لاہور کو کنٹینوں کے ٹھیکوں کی مد میں سال07-2006 میں مبلغ -/3232924 روپے اور مالی سال08-2007 میں ٹھیکوں کی مد میں مبلغ-/4031350 روپے کی آمدن ہوئی۔

(ب) جناح ہسپتال لاہور کی کنٹین کا ٹھیکہ 10-2009 میں منصور اینڈ کمپنی کو دیا گیا اور ٹھیکے کی مد میں مبلغ روپے-/5826000 روپے کی آمدن ہوئی۔

میو ہسپتال لاہور کو سال10-2009 میں کنٹینوں کے ٹھیکے مندرجہ ذیل ٹھیکیداران کو دیئے گئے:

I) محمد شہزاد ٹھیکیدار ایمرجنسی وارڈ کنٹین
II) شیراز بٹ، ٹھیکیدار چلڈرن وارڈ کنٹین
III) خرم شہزاد، ٹھیکیدار ڈاکٹرز کیفے ٹیریا
IV) عبدالقیوم، ٹھیکیدار، آئی وارڈ کنٹین

ان کنٹینوں کی مد میں مبلغ-/4996095 روپے کی آمدن ہوئی۔

راولپنڈی، ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال میں جعلی ڈگریوں پر بھرتی کئے گئے ڈاکٹرز کی تفصیلات

194: **چودھری سرفراز افضل**: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راولپنڈی کے ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال میں تقریباً 5 ڈاکٹرز جعلی ڈگریوں پر بھرتی کئے گئے، اگر ہاں تو ان ڈاکٹرز کے خلاف کیا کارروائی کی گئی؟

(ب) جو رقم سرکاری خزانے سے ان کو بطور تنخواہ اور الاؤنس دی گئی کیا ان کی ریکوری ہو گئی ہے؟

(ج) جن لوگوں نے یہ جعلی بھرتیاں کیں ان کے خلاف کیا اقدامات اٹھائے گئے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال راولپنڈی میں جعلی ڈگریوں پر بھرتی ہونے والے ڈاکٹروں کے خلاف تھانہ انٹی کرپشن راولپنڈی میں مقدمہ نمبر 24 مورخہ 17-10-09 کو درج کروادیا گیا ہے۔ملزمان کے خلاف قانونی کارروائی ہو رہی ہے اور ملزمان کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔

(ب) ان ملزمان سے مبلغ-/487512 روپے کی ریکوری کر کے سرکاری خزانہ میں جمع کروادی گئی ہے۔

(ج) جعلی بھرتیاں کرنے والوں کے خلاف انٹی کرپشن میں مقدمہ نمبر 09/24 درج کیا گیا ہے جبکہ باضابطہ کارروائی PEEDA ACT 2006 کے تحت ہو رہی ہے اور ان کی گرفتاری عمل میں لائی جا چکی ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! آج کے "Dawn" daily میں ایک بہت ہی alarming report چھپی ہے کہ Three millions weapons go missing from government stores اس کے اندر انہوں نے تفصیل دی ہے کہ 3454 گرنیٹس، 4490 کلاشن کوف، 43954 رائفلز،

66695 گنز اور اس کے علاوہ 30 لاکھ اور weapons گورنمنٹ سٹور سے غائب ہو گئے ہیں۔یہ بہت ہی alarming situation ہے۔انہوں نے یہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کی رپورٹ چھاپی ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ گورنمنٹ کے سٹور سے 31 لاکھ weapons غائب ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: کیا غائب ہو گیا ہے؟

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! اسلحہ غائب ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: کہاں سے گم ہوا ہے؟

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! گورنمنٹ کے سٹور سے گم ہوا ہے۔31 لاکھ weapons ہیں ان میں ساڑھے چار ہزار کلاشن کوفیں ہیں۔پہلے ہی دہشت گردی بہت زیادہ ہے۔

MR. SPEAKER: Minister for Law be care full please. Be attentive.

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! ان کی رپورٹ کے مطابق 31 لاکھ اسلحہ غائب ہے جس میں ساڑھے چار ہزار کلاشن کوفیں ہیں اور ساڑھے تین ہزار گرنیٹ ہیں۔پہلے دہشت گردی کی کیا حالت ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: منسٹر صاحبان جا کر آفیشل گیلری میں بات کر سکتے ہیں؟

MR. SPEAKER: Order please.

جناب محمد محسن خان لغاری: منسٹر صاحب کو واپس ان کی سیٹ پر بلائیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔رانا صاحب! ان کی بات سنئے گا یہ آپ کے سننے کی ہے۔جی، شیر علی صاحب! کیا مسئلہ ہے؟

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! اگر ہوم ڈیپارٹمنٹ کی رپورٹ درست ہے تو اس کے متعلق لاء منسٹر صاحب کیا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں چونکہ 31 لاکھ weapons غائب ہو گئے ہیں؟

جناب سپیکر: 31 لاکھ؟

جناب شیر علی خان: جی، یہ اتنی موٹی خبر ہے۔

جناب سپیکر: پہلی بات تو یہ ہے کہ اخبار اندر کیسے آیا ہے؟ اب مجھے یہ بھی سوچنا پڑے گا اور action لینا پڑے گا۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میں نے یہ پڑھا نہیں بلکہ صرف ثبوت کے لئے رکھا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آج ڈان میں یہ خبر چھپی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔ذوالفقار صاحب!.This is not good for you جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم شیر علی صاحب جس رپورٹ کا حوالہ دے رہے ہیں وہ روزنامہ "ڈان" میں چھپی ہے۔ میں اس سے متعلق ڈیپارٹمنٹ سے پوچھ لوں کہ آیا یہ درست بھی ہے یا نہیں لہذا میں اس پر کل ایوان میں عرض کروں گا۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب اس پر ایوان میں کل جواب دیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پہلے ادھر پوائنٹ آف آرڈر دینے دیں، وہ بڑی دیر سے تڑپ رہے ہیں۔صدا صدا میرے پاس آئی ہے پانی پانی صدا محسن لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ ہمارے پنجاب اور پاکستان کی معیشت کا دارومدار ہماری زراعت پر ہے اور زراعت پانی پر dependent ہے۔

جناب سپیکر: سینئر منسٹر راجہ صاحب کہیں ہیں تو مہربانی فرما کر ہاؤس میں تشریف لائیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہماری non primal نہریں 15۔اکتوبر تک بند ہو جائیں گی۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ہم سینئر منسٹر صاحب کا پتا کروا رہے ہیں جب وہ موجود ہوں اس وقت لغاری صاحب بات کریں تو یہ مناسب ہو گا۔میں manage کر رہا ہوں وہ تشریف لے آئیں گے آپ ان کے آنے پر یہ بات کریں۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! انشاء اللہ ان کے آنے پر آپ کی بات ضرور سنیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! بہت اہم چیز ہے لہذا ان کو بلوالیں۔

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: جی، بلوا لیتے ہیں۔اب میں نے خود کہہ دیا ہے۔آپ نے سنا نہیں ہے؟ مہر اشتیاق صاحب مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ 2010 اور نشان زدہ سوال نمبر 334 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر!

Punjab Local Government amendment Bill 2010 Bill No 21 of 2010 and Starred question No 334 asked by Syed Hassan Murtaza MPA PP-74.

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹیں پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: جی، اب چودھری جاوید احمد صاحب مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

نشان زدہ سوال نمبر 279 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): شکریہ۔جناب سپیکر!

Starred Question No 279 asked by Miss Arifa Khalid Pervez MPA

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر: اب جناب اعجاز احمد خان صاحب مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں دعوت دیتا ہوں کہ وہ تحریک پیش کریں اور اس کے بعد فیصلہ ایوان کرے گا۔

مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 2008 نمبر 15و17 آف 2008 اور نمبر 6 آف 2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (amendment) Bill 2008 (Bill No 15 of 2008) moved by Ch Aamar Sultan Cheema MPA PP-32. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (amendment) Bill 2008 (Bill No 17 of 2008) moved by Mrs Amna Ulfat MPA W-356 and the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (amendment) Bill 2009 (Bill No 6 of 2009) moved by Ch Muhammad Asad Ullah MPA PP-106

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (amendment) Bill 2008 (Bill No 15 of 2008) moved by Ch Aamar Sultan Cheema MPA PP-32. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (amendment) Bill 2008 (Bill No 17 of 2008) moved by Mrs Amna Ulfat MPA W-356 and the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (amendment) Bill 2009 (Bill No 6 of 2009) moved by Ch Muhammad Asad Ullah MPA PP-106

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (amendment) Bill 2008 (Bill No 15 of 2008) moved by Ch Aamar Sultan Cheema MPA PP-32. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (amendment) Bill 2008 (Bill No 17 of 2008) moved by Mrs Amna Ulfat MPA w-356 and the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (amendment) Bill 2009 (Bill No 6 of 2009) moved by Ch Muhammad Asad Ullah MPA PP-106

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ پہلے بھی پوائنٹ آف آرڈر لے چکی ہیں۔ڈاکٹر صاحبہ!آپ نے پوائنٹ آف آرڈر کہا تھا لیکن میں نے آپ سے کہا تھا کہ ذرا ٹھہر جائیں۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ابھی توجہ دلاؤ نوٹس آ رہے ہیں اس کے بعد آپ کی بات سنتے ہیں۔پلیز میں پہلے ڈاکٹر صاحبہ کی بات سن لوں۔جی،ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا: جناب سپیکر!سب سے پہلے تو آپ کی مہربانی کہ آپ نے مجھے time دیا۔میں صرف یہ درخواست کرنا چاہتی ہوں کہ ابھی وقفہ سوالات میں ہمارے ایک بہت ہی محترم ممبر صاحب نے آج اور پہلے بھی بارہا مرتبہ female doctors کے بارے میں بات کی ہے۔off and on جب بھی ہمارے محترم ممبر اٹھتے ہیں تو female doctors کے بارے میں کوئی نہ کوئی غلط remarks دیتے ہیں۔میں ان کی بہت عزت کرتی ہوں،احترام کرتی ہوں لیکن میں اس ہاؤس میں صرف یہ بتانا چاہتی ہوں کہ یہ حقیقت ہے کہ female doctors ہمیشہ male doctors کی نسبت

زیادہ کام کرتی ہیں۔یہ میری کوئی ذاتی رائے نہیں ہے۔آپ سب لوگ میری اس بات سے اتفاق کریں گے کہ female doctors ہمیشہ devoted اور dedicated ہوتی ہیں۔اگر داخلے female کو زیادہ ملتے ہیں تو وہ بھی انہیں open merit پر ملتے ہیں۔اگر ان کے نمبر زیادہ آتے ہیں تو یہ ان کی قابلیت کی وجہ سے آتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں،ایسی بات نہیں ہے۔ہم آپ خواتین کا بہت احترام کرتے ہیں،آپ فکر مت کریں۔ایسی بات کوئی بھی نہیں کر سکے گا۔اگر کسی نے کر دی ہے تو آپ اس کو چھوڑ دیں۔جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!میں ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا صاحبہ کی بات میں ایک اضافہ کرنا چاہوں گی کہ اگر انہیں کام کرنے کا موقع نہیں ملتا تو وہ بھی husbands کی وجہ سے ہے۔

جناب سپیکر: جی،آپ نے کیا کہا ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!میں نے ڈاکٹر زمرد صاحبہ کی بات کی تائید کرتے ہوئے یہ عرض کیا ہے کہ اگر female کو کام کرنے کا موقع نہیں ملتا[*******]تو اس میں ان کا کوئی قصور نہیں ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ!مجھے یہ الفاظ اچھے نہیں لگے۔ان کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!میں کسی اخبار کا حوالہ نہیں دوں گی بلکہ اپنا ایک personal experience on the floor of the House share کرنا چاہتی ہوں۔تمام علاقوں میں سیلابی اور بارش کے پانی کے لئے drains بنائی جاتی ہیں تو میں اس حوالے سے اپنی آنکھوں دیکھا واقعہ،اپنا personal experience بیان کرنا چاہوں گی۔میں یہاں یہ بات بھی کرتی چلوں کہ اس میں کوئی exaggeration نہیں ہے،یہ ایک حقیقت پر مبنی بات ہے۔میرے پاس اس کے ثبوت موجود ہیں اور اگر اس ہاؤس میں بیٹھا کوئی بھی معزز ممبر اس کو غلط ثابت کر دے تو میں یہاں resign کر دوں گی۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ resign کیوں کرتی ہیں؟میں پھر یہاں کیا کروں گا،آپ سب resign کی طرف چل پڑے ہیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ہمارے معزز سینئر منسٹر صاحب آبپاشی کے بھی منسٹر ہیں۔اسی وجہ سے ہی پنجاب کا پانی بند ہوتا ہے اور حقہ پانی بھی بند ہوتا ہے۔ان کے محکمہ کا یہ حال ہے کہ ابھی جو سیلاب آیا تھا تو ان کے محکمہ کے افسر صاحب اپنی بیگم کے ہمراہ وہاں پر drains کی صفائی اور maintenance کے کام کو monitor کرنے کے لئے گئے۔ میرے اپنے کزن کے پٹرول پمپ سے ان کی بیگم صاحبہ نے تین گاڑیوں میں پٹرول ڈلوایا۔اس کے بعد وہاں پر جو tuck shop تھی وہاں سے انہوں نے دودھ کے ڈبے اور دوسری جتنی بھی items وہ لے سکتی تھیں وہ انہوں نے حاصل کیں۔وہاں پر -/49985 روپے کا بل بنا۔ان کے ہمراہ جو ایس ڈی او صاحب تھے انہوں نے بھی بہتی گنگا میں ہاتھ دھوئے اور 20ہزار روپے ان سے cash مانگا۔ جس پر پٹرول پمپ والوں نے یہ کہا کہ وہ تو سامان ہے اس کے تو پیسے دینے ہیں،اس پر ہم کمیشن لیں گے اور ان کو پانچ ہزار روپے کمیشن ادا کی گئی۔اس طرح drains کی maintenance کے لئے جو کرین منگوائی گئی تھی اس کے ڈیزل کا 75ہزار روپے کا بل بنا۔ حیران کن بات یہ ہے کہ اس کرین میں ڈیزل ڈلوایا گیا ہے،اس کرین سے drain کی صفائی ہوئی ہے اور نہ ہی کوئی maintenance کی گئی۔ یہ تو ہمارے محکموں کا حال ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! جب سینئر منسٹر صاحب یہاں آئیں گے تو پھر آپ یہ بات کیجئے گا تاکہ وہ اس کا نوٹس بھی لیں سکیں۔

محترمہ سیمل کامران: سینئر منسٹر صاحب کب آئیں گے ؟

جناب سپیکر: اب آپ بیٹھیں،اس معاملے کو چھوڑ دیں۔جی، شاہ صاحب!

پوائنٹ آف آرڈر
ضلع جھنگ کے ترقیاتی منصوبوں کو بند کرنا

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت کی توجہ چاہوں گا۔ پچھلے دنوں بارشوں اور سیلاب سے تباہ کاریاں ہوئی ہیں۔ یہ تباہی پنجاب کے جن اضلاع میں ذرا زیادہ تھی وہاں پر حکومت کی پوری توجہ ہے جبکہ ہمارے اضلاع، جہاں پر کم سطح پر تباہی ہوئی ہے وہاں پر تمام ترقیاتی کام روک دیئے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ترقیاتی کام روکنے سے ان متاثرین کی بحالی عمل میں لائی جا سکتی ہے تو پھر ٹھیک ہے، ہمارے علاقے کے ترقیاتی کام بے شک رُکے رہیں۔ سیلاب سے

متاثرہ علاقوں کی بحالی کے لئے بھی کوئی خاص کام نہیں ہو رہا اور ہمارے اضلاع کے تمام ترقیاتی کام بھی روک دیئے گئے ہیں جس کی وجہ سے ہماری زندگیاں اجیرن ہو چکی ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں ہاؤس میں اپنے ضلع اور حلقے کی محرومیوں کا اکثر ذکر کرتا ہوں لیکن میری یہ بات سنی ان سنی کر دی جاتی ہے۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ ایک کمیٹی بنا دیں جو کہ ہمارے حلقے میں جا کر ترقیاتی کاموں کا جائزہ لے۔ یہ ہمارا کوئی جرم تو نہیں ہے کہ ہم پاکستان پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں۔ میں روزانہ اخبارات میں پڑھتا ہوں، ٹیلیویژن چینلز پر دیکھتا ہوں کہ وزیر قانون صاحب اور وزیر اعلیٰ صاحب مختلف ترقیاتی کاموں کا افتتاح کر رہے ہوتے ہیں۔ وہاں پر بورڈ آویزاں کئے جاتے ہیں کہ اتنے سکول upgrade ہو گئے ہیں، ان ہسپتالوں کو upgrade کر دیا گیا ہے اور اتنی پکی سڑکیں بن گئی ہیں۔ کیا ہمارا ان ترقیاتی سکیموں پر کوئی حق نہیں ہے اور کیا میرے علاقے کے لوگ ٹیکس نہیں دیتے؟ ہم بھی اس حکومت کا حصہ ہیں اور ہم بھی ٹیکس دیتے ہیں۔

جب قائد ایوان منتخب کیا گیا تھا تو میں نے بھی انہیں ووٹ دیا تھا۔ جب میں اپنے ووٹرز کی قدر کرتا ہوں تو پھر ہماری قدر کیوں نہیں کی جاتی؟ میں آج آپ کی وساطت سے آخری دفعہ اس حکومت کو ہاتھ باندھ کر کہہ رہا ہوں کہ ہماری محرومیوں پر نظر ڈالی جائے۔ خدا کی قسم ہے فیصل آباد کا گندا پانی میرے حلقے سے ہوتا ہوا دریائے چناب میں جاتا ہے۔ اور اس گندے پانی کی وجہ سے میرے حلقے کے ہزاروں بچے، مائیں، بہنیں اور بیٹیاں ہیپاٹائیٹس کا شکار ہو چکی ہیں۔ ہمارا نیچے والا جو میٹھا پانی ہے اس کا انہوں نے ایک ایک قطرہ نچوڑ کر فیصل آباد کو دے دیا ہے۔ آج تک ہمیں اس حوالے سے ایک پائی کی royalty نہیں ملی۔ میرے چناب کا پانی، میرے حلقے کا پانی واسا والے فیصل آباد کو دے رہے ہیں لیکن میرے حلقے کا واسا میں ایک آدمی Sweeper کے طور پر بھی بھرتی نہیں کیا گیا۔ میری حکومت سے استدعا ہے کہ ہماری ان محرومیوں کا ازالہ کیا جائے۔ آج اگر بلوچستان کے حالات ٹھیک نہیں ہیں تو اس کے پیچھے بھی اسی قسم کے کارنامے ہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ یہ Central Punjab جو جنت کا سماں پیش کرتا ہے بلوچستان بن جائے تو پھر یہ زیادتی ہمارے ساتھ ہوتی رہے۔

جناب سپیکر! میں بالکل serious ہو کر بات کر رہا ہوں۔ کل بھی میں نے یہاں پر بیوروکریسی کے حوالے سے بات کی تھی۔ وزیر قانون صاحب موجود ہیں۔ میرے لئے سارے بیوروکریٹس انتہائی محترم ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ میری کسی کے ساتھ کوئی دشمنی یا grudge ہے۔ میں نے کل بھی اصول کی بات کی تھی کہ اگر کمیشنر لاہور کے پاس dual charge ہو تو مجھے اس

پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ کمیشنر لاہور اگر کسی project کی نگرانی کرے تو مجھے کیا اعتراض ہے ؟اس سے تو کام بہتر ہو گا لیکن اگر وہ Project Director کی حیثیت سے تین، ساڑھے تین یا چار لاکھ روپے تنخواہ لے اور 40ہزار روپے والی سیٹ کا additional charge بھی رکھے تو پھر مجھے اعتراض ہے۔اگر میں غلط کہہ رہا ہوں تو وزیر قانون صاحب تشریف فرما ہیں وہ اٹھ کر کہہ دیں۔ میں نے بات کی تھی کہ ایک 19 گریڈ کے پی۔ سی۔ایس افسر کو دفتر میں جوتیوں سے مارا گیا اور وہاں پر گریڈ20 کے افسر کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ میں نے تو اصول کی بات کی تھی۔یہ ہماری حکومت ہے، یہ عوامی حکومت ہے۔اس حکومت کو لانے کے لئے ہم نے ڈکٹیٹروں کے جوتے کھائے ہیں۔ رانا صاحب گواہ ہیں، یہ ہمارے ساتھی ہوا کرتے تھے۔ خدا کی قسم ان لاہور کی سڑکوں کی تپش کو ہم نے اپنے خون اور پسینے سے ٹھنڈا کیا تھا، ہم political workers ہیں ہم نے ان آمروں کے خلاف لڑتے ہوئے پھانسیاں قبول کی ہیں۔ ہمارے قائدین نے جلاوطنیاں برداشت کی ہیں، کیا یہ سب کچھ اسی لئے کیا تھا کہ جب ہم برسر اقتدار آئیں گے تو یہاں پر حکمران بیوروکریٹس ہوں گے۔ میں اصول کی بات کر رہا ہوں، آپ خدارا یہاں وزیر قانون کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنائیں اگر کسی گنہگار کو سزا ملے گی تو یہاں پر حالات بہتر ہوں گے اور ہم بہتری کی طرف جائیں گے۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں اور میں آج توقع کرتا ہوں کہ آپ اس پر ضرور کوئی نہ کوئی کمیٹی بنا کر کارروائی فرمائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، ابھی وزیر قانون صاحب سے پوچھتے ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! اس وقت ایوان میں جو topic under discussion ہے میں اس پر ایک معمولی سی بات کرنا چاہتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ اگر تو کوئی serious matters ہیں تو انہیں کسی طریقے سے ایوان میں لایا جائے اس طرح سے نفرتیں پیدا کرنا کہ فیصل آباد ان کا میٹھا پانی پی گیا اور گندا پانی چنیوٹ کو بھیج دیا۔ شاہ صاحب بھی ہماری حکومت میں اس معزز ایوان کے ممبر ہیں ہم فیصل آباد والے چنیوٹ والوں سے بہت پیار کرتے ہیں۔ اب میں یہ کہوں کہ جی، ان کے ٹرک گزرتے ہیں، ہماری ہوا جاتی ہے یہ معاملات کوئی اچھی بات نہیں ہے اگر کوئی serious issue ہے تو اسے لکھ پڑھ کر لے آئیں ہم تو چنیوٹ والوں کو اپنے سے بھی بہتر سمجھتے ہیں۔ ادھر میٹھا پانی ہے اگر فیصل آباد کے اندر میٹھا پانی ہے، اب ہم نے نئے ٹیوب ویل اپنی نہروں پر لگانا شروع کر دیئے ہیں تاکہ خدانخواستہ کوئی ناراضگی پیدا ہو۔ کل یہاں پر میرے بھائی نے پوری CSP Class کو برا بھلا کہا میں نے اس House

میں کھڑے ہو کر صرف یہ کہا کہ اگر ان کے اندر کوئی ایک دو اشخاص کے اوپر آپ کو اعتراض ہے تو ہم بحیثیت جماعت کسی کو برا نہیں کہہ سکتے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! رانا صاحب میرے بھائی ہیں، محترم ہیں۔ میرے حلقے کے لوگ اکثر ان کے ہسپتال سے مستفید ہوتے ہیں اور یہ ہسپتال کے بل میں بھی کافی رعایت کرتے ہیں ہم پر ان کی بڑی مہربانیاں ہیں۔ فیصل آباد ہماری جان ہے ہمارا حصہ ہے مجھے اس بات پر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ وہ چنیوٹ سے پانی کیوں لے رہے ہیں اگر وہ ہم سے اچھا پانی لیتے ہیں تو انہوں نے گندا پانی بھی تو ہمیں ہی دینا ہے لیکن کسی حساب کا تو دیں اگر ہم Hepatitis سے مر رہے ہیں تو رانا صاحب کو چاہئے کہ اس کا کوئی تدارک کریں۔ میں یہ تو نہیں کہتا کہ وہ پینے والا پانی ہمارے سے نہ لیں لیکن وہ ہمیں جو بیماری دے رہے ہیں اس میں کچھ کمی ہو جائے۔ میں کب کہتا ہوں کہ فیصل آباد کو یہاں سے فارغ کر دو اور migrate کر کے کہیں اور بھیج دو۔

جناب سپیکر: وہ بیماروں کا علاج تو کر رہے ہیں اور کیا کریں۔ جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! حسن مرتضیٰ صاحب نے تین points اٹھائے ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ میں اس بات کو پورے دعوے سے کہتا ہوں کہ چنیوٹ بھی میرا شہر ہے اور فیصل آباد بھی میرا شہر ہے اور اسی طرح سے فیصل آباد بھی حسن مرتضیٰ صاحب کا شہر ہے اور چنیوٹ بھی ان کا شہر ہے اس میں قطعی طور پر کوئی ایسا معاملہ نہیں ہے۔ اڑھائی سال سے حسن مرتضیٰ صاحب اس اسمبلی کے ممبر ہیں انہوں نے جو بات آج کی ہے اگر کسی قرارداد یا کسی Adjournment Motion کے ذریعے سے لائی ہوتی تو آج تک اس کا proper انتظام جو یہ چاہتے ہیں وہ ہو چکا ہوتا یا میں اس کی صورتحال کے متعلق حقائق ایوان کے سامنے رکھنے کی پوزیشن میں ہوتا۔ جس طرح سے یہ اس مسئلے کو seriously لے رہے ہیں اب بھی اگر یہ اس مسئلے کو لے آئیں تو اس پر WASA and Housing Department سے جواب لے کر اس پر انشاء اللہ تعالیٰ پیشرفت کریں گے اور ہم اس کو out of turn بھی take up کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر! انہوں نے اپنے حلقے سے متعلق جو دوسری بات کی ہے آج ان کو موجودہ حکومت سے کتنا گلہ ہے، جس دن انہوں نے چنیوٹ ضلع بنوایا تھا اور میرے ساتھ ہیلی کاپٹر پر بیٹھ کر وہاں پر گئے تھے اس دن انہوں نے وہاں پر کیا تقریر کی تھی اگر حسن مرتضیٰ اب وہ تقریر یاد کر لیں انہوں نے کہا تھا کہ ہمیں تو ساری زندگی کوئی گلہ نہیں رہے گا۔ اب ایک نیا ضلع بننے کے اوپر جو اخراجات ہو

رہے ہیں میں اس کی مکمل تفصیل لاکر آپ کے سامنے رکھوں گا اور اس سے آپ کو اور اس معزز House کو یہ اندازہ ہو گا کہ چنیوٹ کو کس طرح سے فنڈز فراہم کئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! حسن مرتضیٰ نے تیسری بات یہ کی ہے کہ ایک واقعہ ہوا اور اس واقعہ میں ایک آفیسر نے alleged کیا ہے کہ اس کے سینئر نے اسے مارا ہے جبکہ سینئر نے کہا ہے کہ جناب! آپ مجھے یہاں سے ہٹا کر اس معاملے کی inquiry کریں۔ اگر آپ ہٹاتے نہیں ہیں تو میں چھٹی پر چلا جاتا ہوں تاکہ inquiry میں کوئی رکاوٹ نہ آئے اور independent inquiry ہو۔ Secretary level کے تین لوگ، جن میں Secretary Law, Secretary Regulation and Secretary Literacy انتہائی دیانت دار لوگ اس معاملے کی inquiry کر رہے ہیں اور اس inquiry کا جو result ہو گا اس میں جو آدمی قصور وار ہو گا اس کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے گی لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ کچھ لوگ اس مسئلے کو PCS and DMG کے درمیان لڑائی کا رنگ دے رہے ہیں۔

(اذانِ ظہر)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ دو ملازمین کے درمیان جھگڑا ہوا۔ اس بات کے قطع نظر کہ ان میں سے کون پی سی ایس ہے اور ڈی ایم جی کون ہے اس واقعے کی انکوائری کروائی جا رہی ہے۔ اس میں جو آفیسر قصور وار ہو گا اس کے خلاف سخت تادیبی کارروائی کی جائے گی لیکن اس مسئلے کے اوپر کچھ لوگ سیاست کر رہے ہیں اور پریس کانفرنسز کر رہے ہیں۔ میں on behalf of the Government انھیں warn کرتا ہوں کہ سروس رولز کے مطابق وہ اس قسم کی سیاست کرنے کے مجاز نہیں ہیں اور indiscipline کو قطعی طور پر برداشت نہیں کیا جائے گا۔ جہاں تک اس واقعے کا تعلق ہے اس کی انکوائری رپورٹ کے مطابق جو قصور وار ہو گا اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! رانا صاحب نے بڑی تفصیل سے بات کی ہے اور بتایا ہے کہ انکوائری کمیٹی بھی بنا دی گئی ہے۔ یہاں serious ہونے کے حوالے سے بات ہو رہی تھی تو میں واقعتاً serious ہوں۔ مجھے قسم ہے اس (چودھری عبدالغفور وزیر خوراک کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا) وزیر کے سر کی کہ اگر میں nonserious ہوں۔ یہ ہمارے بھائی ہیں اگر میں nonserious ہوں تو اللہ کرے یہ یہیں مر جائیں۔ (قہقہے)

جناب سپیکر! رانا صاحب نے جیسے فرمایا ہے۔۔۔

وزیر خوراک(چودھری عبدالغفور):پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی،چودھری صاحب!

وزیر خوراک(چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر!میں سمجھتا ہوں کہ پیر صاحب نے اس چیز کو proofکر دیا ہے۔آپ واقعی ٹھیک کہہ رہے تھے کہ ان کا نہ پتا لگتا ہے کہ یہ serious ہیں یا nonserious ہیں۔I think its totally wrong کہ اگر کسی ایسے serious matterپر یہ بات کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں یہ اسمبلی کا معزز ایوان ہے۔اس میں اس طرح کی jokeکسی صورت مناسب نہ ہے۔یہ پہلے تو کہہ رہے تھے کہ کسی ڈی ایم جی گروپ کے بندے نے پی سی ایس والے کو مارا ہے یا کیا کیا ہے۔ان کی کسی صحیح بات کا پتا لگتا ہے اور نہ غلط بات کا پتا لگتا ہے۔یہ اب نئی طرف بات کو لے کر چل پڑے ہیں کہ کریں یہ اور بھگتے کوئی وزیر،یہ کیسے ہو سکتا ہے ؟(قہقہے)

سید حسن مرتضٰی:جناب سپیکر!آپ میرے seriousہونے کا اندازہ لگالیں کہ سارے ہنسے ہیں لیکن میں نہیں ہنسا۔(قہقہے)

جناب سپیکر!مجھے جو چیز دنیا میں اور کائنات میں پیاری ہے میں نے اس چیز کی قسم اٹھائی ہے۔ اگر اس پر انھیں اعتراض ہے تو ان کی مرضی ہے۔(قہقہے)

جناب سپیکر!مجھے آپ کی توجہ چاہئے۔

جناب سپیکر:میرے کان آپ کی طرف ہی ہیں۔

سید حسن مرتضٰی:جناب سپیکر!مجھے آپ کا چہرہ چاہئے۔جب آپ دیکھتے ہیں تو قسم سے تھکاوٹ اتر جاتی ہے۔(قہقہے)

جناب سپیکر!وزیر اعلیٰ صاحب ہمارے نہایت محترم اور قائد ایوان ہیں۔ان کی مہربانیاں ہیں کہ انھوں نے ضلع بنایا اور رانا صاحب نے جیسے فرمایا ہے ہم بالکل اس کی قدر کرتے ہیں۔انھوں نے قطعاً ہمارے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی۔ میں تو کہہ رہا ہوں کہ جو کام ہمارے رکے ہوئے ہیں اگر انھوں نے ہمارا ضلع بنا دیا ہے تو باقی ہمارے کام انڈین پنجاب کے وزیر اعلیٰ نے تو نہیں کرنے وہ بھی انھوں نے ہی کرنے ہیں۔ میں اس کے لئے استدعا کر رہا تھا۔رانا صاحب کی بڑی مہربانی ہے کہ انھوں نے یقین دلایا ہے کہ آپ کے باقی مسائل بھی انشاء اللہ جلد حل ہوں گے۔

جناب سپیکر: لکھنے پڑھنے کی ذمہ داری تو آپ کی ہے۔

میاں نصیر احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں نصیر احمد!

صوبہ میں پرائیویٹ سکولوں کا فیسوں میں سو فیصد اضافہ کرنے سے والدین کو مالی پریشانی کا سامنا

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں ایک اہم معاملے کی طرف ایوان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ پچھلے سات دن سے میرے حلقے کے اندر سینکڑوں مجبور والدین اپنے بچوں سمیت پرائیویٹ سکولوں کے سامنے سراپا احتجاج بنے ہوئے ہیں۔ یہ سراپا احتجاج صرف لاہور کے ایک حلقے میں نہیں ہے بلکہ پچھلے ایک مہینے سے لاہور کے مختلف علاقوں، سیالکوٹ، قصور، فیصل آباد اور دوسرے شہروں میں مجبور والدین جو اپنے بچوں کی محبت اور چاہت کے ہاتھوں مجبور ہیں۔ ان تمام پرائیویٹ سکولوں نے اپنی فیسوں میں سو فیصد اضافہ کر دیا ہے اور سب سے بڑا ظلم یہ ہے کہ بچوں کی فیسوں میں جو سو فیصد اضافہ کیا گیا ہے یہ mid of the session کیا گیا ہے تاکہ یہ والدین اپنے بچوں کو ہٹا کر نہ کسی اور سکول کے اندر لے جا سکتے ہیں اور وہیں پڑھانے پر مجبور ہیں۔ ان کی مجبوری کا فائدہ یہ اٹھایا جاتا ہے کہ اب ان کو تحریری نوٹس بھیجے جا رہے ہیں کہ آپ کے بچوں کو سکول سے نکال دیا جائے گا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ گورنمنٹ نے آپ کی تنخواہوں میں 70 فیصد اضافہ کیا ہے تو ہم نے بھی اساتذہ کی تنخواہوں میں سو فیصد اضافہ کرنا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آج سے چند ماہ پہلے انہی پرائیویٹ سکولوں نے سکیورٹی کے نام پر بچوں سے لاکھوں کروڑوں روپے اکٹھے کئے۔ والدین کی جو یونین بنی انھوں نے بھی محکمہ تعلیم سے رابطے کئے لیکن محکمہ تعلیم کے افسران کے رشتہ داروں کے سکول ہیں اور خود بھی یہ کئی پرائیویٹ سکولوں کے مالک ہیں، انھوں نے اس کے خلاف کوئی action نہیں لیا۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ والدین کی محبت کا ناجائز فائدہ اٹھایا جا رہا ہے، ان کا معاشی قتل کیا جا رہا ہے اور ان کو mid of the session emotionally blackmail کیا جا رہا ہے کہ سو فیصد فیسیں بڑھا دی گئی ہیں۔ اگر آپ پچھلے دو سال کا ریکارڈ نکال کر دیکھیں تو ڈیڑھ سو فیصد سے زیادہ فیسیں بڑھائی گئی ہیں۔

جناب سپیکر!ان حالات میں جہاں پر معاشی طور پر کمانااور بزنس لانا مشکل ہو گیا ہے۔ان پرائیویٹ سکولوں نے فیسیں بڑھادی ہیں۔یہ اس لئے ہے کہ ان کو پتا ہے کہ والدین بچوں پر کسی بھی طرح کا compromise نہیں کریں گے اور پرائیویٹ سکولوں کے مالکان اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ میری وزیر قانون سے یہی گزارش ہے کہ اس پر فوری طور پر action لیا جائے تاکہ جذباتی blackmailing کو بند کیا جائے۔

جناب سپیکر: محکمہ تعلیم کے منسٹر صاحب کہاں ہیں؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!وہ موجود نہیں ہیں لیکن وزیر قانون موجود ہیں اس لئے میں نے ان کا نام لیا ہے۔

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس سلسلے میں ایک تحریک التوائے کار بھی pending ہے۔اس پر محکمہ جواب تیار کر رہا ہے کہ اس کے پاس کیا means ہیں کہ کس طرح سے اس صورتحال کو resolve کیا جا سکتا ہے۔اس کا نوٹس پہلے ہی حکومت لے چکی ہے۔اس کے اوپر ایک دو دنوں میں انشاء اللہ کوئی action لے لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

انجینئر شہزاد الٰہی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،انجینئر شہزاد الٰہی صاحب!

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر!آج جب صبح اجلاس شروع ہوا تو سیکرٹری صاحب ایوان میں حاضر نہ تھے۔آپ کی مہربانی ہے کہ آپ نے ممبران کے تقدس کو پامال نہ ہونے دیا اور آپ نے ان کی سرزنش کی۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے ان کو کچھ نہیں کہا۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر!آپ نے کہا اور تھوڑی دیر اجلاس رکا رہا۔یہ ان کی سرزنش ہی ہے۔اگر آپ نے ایک سیکرٹری کو تو یہ کہہ دیا لیکن جو آپ کی حکم عدولی کرے،جو اس ایوان کی حکم عدولی کرے تو اس کے لئے بھی آپ کچھ ارشاد فرما دیں کیونکہ پرسوں جو اجلاس ہوا اس میں محکمہ تعلیم کے سوالات والے دن وزیر صاحب نے کہا تھا کہ میں کل جواب دوں گا کہ جو ادارے واپس ہوئے ہیں۔ پنجاب

حکومت نے کہا تھا کہ ہم مشنری سکولوں کو واپس کر رہے ہیں۔ میں نے ایک سوال کیا تھا اور آپ نے بھی مجھے بٹھا دیا تھا کہ نہیں بھئی منسٹر صاحب نے جب کہہ دیا ہے تو آپ اس کا انتظار کریں۔ میں کل پورا دن انتظار کرتا رہا اور میں نے باقاعدہ اسلام آباد سے یہ فائل منگوائی ہے تاکہ منسٹر صاحب کو دکھا سکوں کہ سپریم کورٹ نے بھی یہ فیصلہ کیا ہوا ہے۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ بات منسٹر صاحب کے سامنے ہی کی جائے تو آپ ایک دن مقرر کر دیں کہ کل اگر منسٹر ایجوکیشن آ جائیں تو میں بھی ان کے سامنے اور اس ایوان کے سامنے وہ بات کر سکوں۔ انھوں نے خود کہا تھا کہ میں کل ایوان میں وہ رپورٹ پیش کروں گا لیکن انھوں نے نہیں کی۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ایک دن محکمہ تعلیم پر بحث رکھیں گے۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر پر عام بحث pending ہے کیونکہ سیلاب پر بحث extend ہو گئی تھی۔ آج صحت سے متعلق عام بحث ہے اور آج آبپاشی سے متعلق بھی اپوزیشن کی طرف سے کافی stress دیا جا رہا ہے کہ اس کے اوپر بھی بات کرنی ہے۔ تعلیم پر بحث کے لئے اگلے ہفتے میں کوئی دن مقرر کرنے کے لئے کوشش کریں گے لیکن اگر انھوں نے منسٹر ایجوکیشن سے بات کرنی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ آج ہی ان کی میٹنگ manage کروا دیتے ہیں۔ یہ ان کے ساتھ بیٹھ کر بات کر لیں اور پھر ان کو بھی پتا چل جائے کہ یہ کس بات کا جواب چاہتے ہیں تاکہ جس دن یہ بات ہاؤس میں ہو تو کم از کم دونوں فریق اس کے لئے تیار ہوں۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! اسمبلی میں باقاعدہ سوال کیا گیا ہوا ہے۔ انھوں نے اس سوال کا جواب دینا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! وہ question آج یا کل ایجنڈے پر تو نہیں ہے۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! ایجنڈے پر تو نہیں ہے لیکن منسٹر صاحب نے یہاں پر commit کیا تھا کہ میں کل اس کا جواب دوں گا اور سپیکر صاحب نے باقاعدہ آرڈر کئے تھے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ٹھیک ہے یہ ان سے چیمبر میں مل لیں۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! یہ اسمبلی کا سوال ہے اس کے متعلق آپ نے منسٹر صاحب سے کہا تھا کہ اس کا جواب آپ نے اسمبلی میں دینا ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب کو تو آنے دیں۔

انجینئر شہزاد الٰہی: وہ کب آئیں گے ؟میں توان کے انتظار میں صبح سے لے کر شام تک بیٹھا رہتا ہوں اور وہ نہیں آتے۔ مجھے بتادیں کہ وہ کب آئیں گے ؟آپ آرڈر کر دیں چاہے، وہ کل آ جائیں یا پرسوں آ جائیں میں اس دن حاضر ہو جاؤں گا۔

جناب سپیکر: ہم امید ہی کر سکتے ہیں کہ وہ کل آ جائیں گے۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! پھر اس صوبہ پنجاب کا تو اللہ ہی حافظ ہے۔ بیوروکریٹ ہیں تو وہ نہیں سنتے اور منسٹر ہیں وہ نہیں سنتے تو پھر غریب عوام کا تو اللہ ہی حافظ ہے۔ ہماری سننے والے صرف ایک آپ ہی ہیں۔

جناب سپیکر: وہ آ جائیں گے۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! راجن پور پولیس کے تین افسران کو ایف سی کے 45 آدمیوں نے پیٹا ہے۔ پنجاب پولیس کے ساتھ یہ انتہائی ظالمانہ سلوک ہوا ہے اور اس وقت پنجاب پولیس کے ان تین افسران کی حالت اچھی نہیں ہے۔ میں جناب کے توسط سے چاہوں گا کیونکہ لاء منسٹر صاحب کے علم میں یہ واقعہ ہو گا کہ ان تین افسران کا قصور صرف یہ تھا کہ انہوں نے ان لوگوں کو ایک عام شہری کو مارنے سے منع کیا تھا۔ میں اس پر آپ کی توجہ چاہوں گا کہ اسی طرح اگر پنجاب پولیس کے لوگوں کو مارا گیا تو پھر اس کا کیا action ہو گا؟

جناب سپیکر: آپ اس پر توجہ دلاؤ نوٹس وغیرہ لے کر آئیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یا تو آپ کہہ دیں کہ میں توجہ دلاؤ نوٹس لاؤں لیکن لاء منسٹر صاحب کو اس کا پتا ہے اور اس سے پولیس کا جو moral گرا ہے وہ بہت بڑی زیادتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس پر legal کارروائی ہو لیکن ہو تو سہی۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔ توجہ دلاؤ نوٹس اعجاز احمد کاہلوں صاحب کا ہے۔ جی، کاہلوں صاحب!

جناب اعجاز احمد کاہلوں: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر!آج لاء منسٹر صاحب اور پولیس کے افسران بھی موجود ہیں۔

شیخوپورہ،پولیس کی فائرنگ سے نوجوان کی ہلاکت ودیگر تفصیلات

جناب اعجاز احمد کاہلوں: کیاوزیراعلیٰ ازراہ بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیایہ درست ہے کہ ایک مؤقر اخبار کی خبر مورخہ 11-10-2010 کے مطابق فاروق آباد شیخوپورہ میں میلاد شریف میں شرکت کے بعد گھر جاتے ہوئے نوجوان ظفر اقبال ملک کو پولیس اہلکار نے فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ علاقے کے لوگوں نے لاہور سرگودھا روڈ بلاک کر دی اور ہسپتال کے باہر مظاہرہ کیا؟

(ج) کیامتعلقہ پولیس نے ملزم کو گرفتار کر کے مقدمہ درج کر لیا ہے۔اگر ہاں تو اس سلسلہ میں آج تک جو کارروائی کی گئی ہے مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!جواب یوں ہے کہ:

(الف) مورخہ 10-10-2010 کو بوقت 1:40 بجے رات ASI عبدالستار، شاداب اختر کانسٹیبل مسلح رائفل، انصر علی کانسٹیبل مسلح رائفل دوران گشت ظفر اقبال نامزد ملزم مقدمہ نمبر257/10 مورخہ 1-10-2010 جرم365/337H2/34ت پ تھانہ سٹی فاروق آباد کو گرفتار کرنے کے لئے نوکھر قدیم ریڈ کیا جو ملزم پولیس کو دیکھ کر فرار ہونے لگا۔جب پولیس پارٹی نے ملزم کو قابو کرنے کی کوشش کی تو ظفر اقبال نے پولیس پر فائرنگ کے لئے اسلحہ سیدھا کیا جس پر کانسٹیبل انصر علی نے فائر کیا جو ظفر اقبال کو ناف کے نیچے پیٹ پر لگا جس سے وہ مضروب ہو گیا اور بعد ازاں سول ہسپتال شیخوپورہ میں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جاں بحق ہو گیا۔موقع سے پسٹل 13 بور اور بندوق 12 بور درآمد ہوئی جو قبضہ میں لی گئی۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) وقوعہ درج بالا رونما ہونے پر مقامی پولیس نے ریڈنگ پارٹی پولیس ملازمین جن کا اوپر ذکر ہے، کے خلاف مقدمہ نمبر272/10 مورخہ 10-10-2010 جرم302/34ت پ تھانہ

سٹی فاروق آباد درج رجسٹر کر لیا ہے۔مزید مدعی مقدمہ نے دوران تفتیش مورخہ -10-10 2010 کو اپنے تتمہ بیان میں غلام مرتضیٰ مقدمہ 257/10 اور رانا مظہر کو مقدمہ ہذا میں نامزد کیا ہے۔ایس ایچ او کو ناقص supervision اور محرک تھانہ کو غفلت کی بناء پر معطل کر کے تبدیل لائن کر دیا گیا ہے اور اس مقدمہ کی تفتیش میرٹ پر کر کے چالان جلد عدالت میں پیش کیا جائے گا۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! یہ آپ روزانہ اس قسم کے واقعات سنتے بھی ہیں، دیکھتے اور پڑھتے بھی رہتے ہیں کہ پولیس اور پارٹی کے درمیان فائرنگ کا سلسلہ ہوا اور اس دوران ملزم ہلاک ہو گیا۔

جناب سپیکر: اگر اس میں آپ کوئی ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں تو پوچھیں لیکن اس کے علاوہ کوئی تقریر نہیں کر پائیں گے۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! اس میں پولیس کی دہشت گردی ہے کیونکہ اس قسم کا کوئی وقوعہ ہوا، موقع پر اس کو گرفتار کیا گیا اور نہ ہی تفتیش ہوئی ہے۔یہ کورٹ کا معاملہ تھا اس کو گرفتار کر کے اور تفتیش کر کے کورٹ میں بھیجتے تو کورٹ ہی trial کر کے اس کو سزا دیتی لیکن پولیس نے خود ہی اس کا murder کیا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، اب آپ کی بات ختم ہو گئی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ایک چھوٹی سی گزارش کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں صرف ایک چھوٹی سی بات پوچھنا چاہتی ہوں may be میری عقل بڑی limited ہے۔بدھ 6۔اکتوبر 2010 کو آبکاری و محصولات کے جوابات دیتے ہوئے میرے سوال کے جواب میں منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ میں تھوڑی دیر میں اس کا جواب دیتا ہوں۔آج میری mother-in-law کی فوت ہونے کے بعد پہلی جمعرات تھی لیکن اس کے باوجود میں یہاں پر اس لئے آئی ہوں کہ شاید منسٹر صاحب کی وہ تھوڑی دیر آج پوری ہو گئی ہو لہذا لاء منسٹر صاحب یا ہاؤس میں سے کوئی اور بتا دے کہ اب مجھے کس طرح سے پتا چلے گا کہ منسٹر صاحب کی وہ تھوڑی دیر پوری ہو گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، یہ کن کے متعلقہ سوال ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!6۔اکتوبر2010کو آبکاری و محصولات کے متعلق سوالات تھے۔

جناب سپیکر: محکمہ آبکاری و محصولات کن کے پاس ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!منسٹر صاحب کی وہ تھوڑی دیر میں آج 15تاریخ ہو گئی ہے لیکن پتا نہیں وہ تھوڑی دیر کتنے سالوں بعد آئے گی؟

جناب سپیکر: محترمہ!آپ 15تاریخ تک تھوڑی دیر تک انتظار ہی کرتی رہی ہیں۔یہ مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب کا محکمہ ہے جب وہ آئیں گے تو ہم ان سے پوچھ لیں گے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!پتا نہیں وہ کب آئیں گے؟

جناب سپیکر: میں ہاؤس میں ہی پوچھ سکتا ہوں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!ان کی ننھی سی جان پر جب اتنا زیادہ بوجھ پڑے گا تو وہ کیسے بتا پائیں گے؟ایجوکیشن والے اگلے دن بتائیں گے تو کہتے ہیں پتا نہیں ہے۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: جی،آپ کے یہ ساتھی ان سے پوچھ کر آپ کو سب بتا دیں گے۔اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر33 محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کی ہے۔

سیکرٹری سکولز کا معزز ممبر اسمبلی کا فون سننے سے انکار

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): شکریہ۔جناب سپیکر!میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مفاد عامہ کے سلسلے میں بطور عوامی نمائندہ سیکرٹری سکول سے ملاقات مقصود تھی۔بجٹ اجلاس اور جولائی اجلاس کے دوران متعدد بار سیکرٹری مذکور کے آفس گئی۔ عملہ نے ہر بار مجھے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ سیکرٹری موصوف میٹنگ میں مصروف ہیں یا دفتر سے باہر ہیں، ابھی تک دفتر نہیں آئے۔ ہر بار میں نے سیکرٹری آفس کے عملہ کو اپنا فون نمبر دیا مگر پھر بھی سیکرٹری موصوف نے مجھ سے رابطہ نہیں کیا۔ مورخہ 6۔اکتوبر2010 کو تقریباً2:15 پر میں دفتر جانے کی بجائے سیکرٹری آفس فون کیا تو عملہ نے بتایا کہ سیکرٹری صاحب میٹنگ میں ہیں تو میں نے اپنا فون نمبر دے دیا۔ایک گھنٹہ انتظار کے بعد پھر میں نے فون کیا تو عملہ نے بتایا کہ صاحب دفتر میں نہ ہیں،آپ کا

پیغام پہنچا دیا گیا ہے۔ پھر میں نے ایڈیشنل سیکرٹری جناب غلام عباس سرگانہ سے بات کی اور انہیں بھی بتایا کہ سیکرٹری صاحب مجھ سے رابطہ نہیں کر رہے تو انہوں نے بھی کہا کہ رابطہ کریں گے۔ مورخہ 7۔اکتوبر2010 کو دوپہر تک سیکرٹری کی طرف سے رابطہ نہ کرنے پر ایک بار پھر میں نے سیکرٹری آفس فون کیا تو معلوم ہوا کہ سیکرٹری صاحب میٹنگ میں مصروف ہیں۔ عملہ نے مجھ سے میرا فون طلب کیا اور میں نے فون نمبر دے دیا۔ مورخہ 8۔اکتوبر2010 کو 11 بجے تک سیکرٹری کی طرف سے کوئی رابطہ نہ ہوا تو میں نے ایک مرتبہ پھر سیکرٹری آفس فون کیا تو دفتر کے عملہ نے بتایا کہ صاحب میٹنگ میں ہیں جبکہ میں نے کسی اور ذریعہ سے معلوم کیا تو پتا چلا کہ وہ سیکرٹری آفس میں موجود ہیں۔ میں نے عملہ مسٹر حامد اور مسٹر عقیل سے دریافت کیا کہ میرا پیغام بھی سیکرٹری صاحب کو پہنچاتے ہو کہ نہیں تو انہوں نے کہا کہ آپ کا پیغام مسلسل سیکرٹری صاحب کو پہنچا رہے ہیں مگر پھر بھی آپ اپنا فون نمبر دوبارہ دے دیں تو میں نے اپنا فون نمبر تحریر کروا دیا تھا۔ اس معزز ایوان میں متعدد بار میں نے بھی اور اس معزز ہاؤس کے معزز ممبران نے بھی حکومت پنجاب کے افسران خاص طور پر سیکرٹری سکول کے بارے میں کہا کہ وہ ہم سے ملتے ہیں اور نہ ہی رابطہ کرتے ہیں جس پر جناب نے ایوان کو یقین دہانی کروائی، حکومت کو بھی ہدایات جاری کیں کہ اس بات کو لازم کریں اور جب افسران اپنے آفس میں موجود نہ ہوں اور جب اپنے آفس آئیں تو سب سے پہلے معزز ممبران سے رابطہ کریں اور آپ نے یہ رولنگ بھی دی کہ آئندہ اس معزز ایوان میں کسی معزز ممبر نے افسران کے بارے میں شکایت کی کہ وہ ہم سے ملتے ہیں اور نہ ہی واپسی فون پر رابطہ کرتے ہیں تو میں خود ایکشن لوں گا اور مجھے ایکشن لینا آتا ہے۔ اس معزز ایوان میں، آپ کی یقین دہانی دلانے، حکومت کو ہدایات جاری کرنے اور رولنگ دینے کے باوجود، سیکرٹری سکول کے آفس میں میرے جانے، فون پر رابطہ کرنے اور پیغام موصول ہونے کے بعد بھی سیکرٹری صاحب کا مجھ سے رابطہ نہ کرنے سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! میری شارٹ سٹیٹمنٹ یہ ہے کہ میڈیا یا سیاستدانوں کی کرپشن مع facts and figures تو بڑی واضح طور پر بتاتا ہے لیکن جب میں نے ہاؤس میں ایک محترمہ کے خلاف کرپشن کے cases کے ثبوت دیئے تو اس پر کوئی عمل نہ ہوا۔ اس کی فائل میں نے سیکرٹری سکولز کو دی تو اس نے کوئی action نہ لیا اور اسی سلسلے میں، میں مزید ان سے بار بار رابطے میں اسی لئے تھی اور پوچھنا چاہ رہی

تھی کہ آپ نے اس پر کیاactionلیا ہے لیکن اس کے باوجود اس پر کچھ نہیں ہوا۔آپ مزید دیکھیں کہ میں اسی بات پر وزیر تعلیم کے چیمبر میں تین بار گئی ہوں تو میں نے ان سے کہا کہ آپ متعلقہ سیکرٹری سے بات کریں لیکن منسٹر صاحب نے یہ کہا کہ وہ مجھ سے رابطہ نہیں کر رہے تو آپ سے کیا کریں گے ؟ مزید زیادتی دیکھیں کہ پرسوں میں آپ کے چیمبر میں اسی تحریک کے سلسلے میں گئی ہوں تو آپ نے کہا کہ سیکرٹری سکولز کو بلائیں لیکن جواب آپ کو یہ ملا کہ وہ میٹنگ میں ہیں۔ مجھے بتائیں کہ آپ اس کے subordinate ہیں یا وہ آپ کا subordinate ہے، جب وہ آپ کے حکم کو disobey کر سکتا ہے تو ایک عام ممبر کی حیثیت کیا ہے ؟آپ نے کس طرح ان لوگوں کو سَر پر چڑھایا ہوا ہے کہ وہ آپ کو بھی disobey کرتے ہیں، کیا آپ کی ان کے سامنے یہ حیثیت ہے ؟اگر آپ بیوروکریسی کی کانٹ چھانٹ اور احتساب نہیں کریں گے تو آپ حکومت اور یہ سسٹم کیسے چلائیں گے ؟ ہونا تو یہ چاہئے کہ جب تحریک استحقاق آئی ہے تو متعلقہ بندے کو اس وقت سامنے ہونا چاہئے تھا لیکن آپ اسے کمیٹی کے سپرد کر دیتے ہیں جو سالہا سال میٹنگیں ہی نہیں کرتے اور یہ پروا نہیں کرتے کہ کس آدمی کو بلانا ہے اور کس کو نہیں بلانا۔ جس ڈپٹی ڈی ای او کے خلاف میں نے کرپشن کے کیسوں کے ثبوت ہاؤس میں دیئے تھے اور جب اس بی بی کے خلاف انکوائری کی رپورٹ سامنے آئی تو اس کی فائل بھی میں نے سیکرٹری صاحب کو دی لیکن انہوں نے کوئی action نہ لیا اس کا مطلب یہ ہے کہ سیکرٹری صاحب اس کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔ سب سے زیادہ کرپشن آپ کے اسی محکمہ میں ہے کیونکہ وہ ایک دوسرے کو favour کرتے ہیں۔ اگر یہ ایک دوسرے کے خلاف action لیں تو میرے خیال میں پاکستان سے کرپشن ختم کی جا سکتی ہے لیکن جب تک آپ کی بیوروکریسی ان کو اسی طرح سے favour, oblige اور support کرتی رہے گی تب تک کبھی بھی یہ ممکن نہیں ہے کہ ہم پاکستان سے کرپشن ختم کر سکیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا notice مجھے ابھی موصول ہوا ہے لہذا آپ اسے next week تک pending فرما دیں اور ہم اس کا جواب منگوا لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! مجھے اس میں ایسی تو کوئی بات نہیں لگتی کہ آپ ان سے کچھ پوچھیں گے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں ویسے بھی تو کوئی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! وہ اپنے مزاج ٹھیک کر لیں تو بہتر ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں بات تو ہے کوئی نہیں لیکن ایک طریق کار ہوتا ہے کہ جب کوئی تحریک پیش ہو تو اس کا تقاضا یہ ہے کہ دوسرے فریق سے جواب لیا جائے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری بات سن لیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! راناصاحب کو بات کرنے دیں۔ آپ نے بہت لمبی بات کر لی ہے جو میں نے بھی سن لی ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر وہ آپ کو disobey کر سکتا ہے تو پھر ایک عام ممبر کی کیا حیثیت ہے اور کیا ابھی اس معاملے میں آپ کو کسی تصدیق کی مزید ضرورت ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ آپ نے بات کر لی ہے جو ہم نے سن لی ہے۔ راناصاحب! اس کو ہم next week تک pending کرتے ہیں اور اس ہاؤس کے تقدس کو بحال رکھتے ہوئے آپ کی طرف سے اس کا بہتر اور positive جواب آنا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر آپ مناسب سمجھیں اور اس واقعہ سے متعلق حکم فرمائیں تو متعلقہ officials کو بُلا لیتے ہیں اور محترمہ کو بھی آپ کے پاس آپ کے چیمبر میں بیٹھ کر اس معاملے کو resolve کروا لیتے ہیں ورنہ next week میں جو جواب آئے گا وہ ایوان میں پیش کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: نہیں، میں نہیں سنوں گا۔ I don't want to be biased راناصاحب! آپ اس کی تحقیق اپنے طور پر کریں اور پھر اس کی fate ہمیں بتائیں اس کے بعد جو فیصلہ ہاؤس کرے گا اس کے مطابق ہم چلیں گے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 641/10 محترمہ نگہت ناصر شیخ کی ہے۔ جی، محترمہ!

سنٹرل جیل کوٹ لکھپت لاہور میں قیدیوں کو دیئے گئے کھانے میں انسانی اعضاء کی موجودگی پر قیدیوں کا احتجاج

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق "سنٹرل جیل کوٹ لکھپت لاہور میں جیل میں سالن میں مبینہ طور پر انسانی پنجہ برآمد" تفصیل کچھ یوں ہے کہ سنٹرل جیل کوٹ لکھپت میں موجود قیدیوں نے افطاری کے وقت فراہم کئے جانے والے کھانے سے مبینہ انسانی ہاتھ کی انگلیاں برآمد ہونے پر جیل انتظامیہ کے خلاف شدید احتجاج کرتے ہوئے نعرے بازی کی، اس دوران انسانی اعضا ملا ناقص کھانا کھانے سے درجنوں قیدیوں کی حالت خراب ہو گئی اور قیدیوں نے احتجاجاً بھوک ہڑتال کر دی۔اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام اور خصوصاً جیل کے قیدیوں میں شدید تشویش اور غم وغصہ پایا جارہا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس پر rule 83 C applicable ہے کیونکہ اس بارے میں پہلے بات ہو چکی ہے اور یہ واقعہ recent nature کا نہ ہے لہذا اسے rule out کرتا ہوں اور اسے dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ کی ہی ہے۔

پنجاب حکومت کا کیٹل اینڈ پولٹری فیڈ ملز شاہ کوٹ کو سکریپ قرار دے کر فروخت کرنے کا فیصلہ

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق "پنجاب کا فیڈ ملز کو سکریپ قرار دے کر فروخت کرنے کا فیصلہ، سکریپ میں ملز 10 لاکھ کی بھی نہیں تاہم زمین کی قیمت ایک لاکھ روپے فی مرلہ ہے" پنجاب حکومت کو نقد رقم کی اشد ضرورت ہے اور یہ ضرورت پوری کرنے کے لئے بالآخر پنجاب نجکاری بورڈ نے پاکستان کی پہلی خودکار کیٹل اینڈ پولٹری فیڈ ملز شاہ کوٹ فیڈ ملز کو سکریپ قرار دے کر فروخت کا فیصلہ کر لیا ہے۔شاہ کوٹ فیڈ ملز 1970 کی دہائی میں قائم کی گئی تھی اور یہ ایک گھنٹے میں 10 میٹرک ٹن کیٹل فیڈ تیار کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔اب ملز ایک دن بھی نہیں چلی اور 26 سالہ زندگی کی مدت ختم ہونے

پر اس ملز کو سکریپ قرار دے کر فروخت کیا جارہا ہے۔اس ملز کا منصوبہ پنجاب لائیو سٹاک اینڈ پولٹری ڈویلپمنٹ بورڈ نے تیار کیا تھا اور جولائی 1977 میں پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ بورڈ پنجاب نے اس کی منظوری دی۔ منصوبے کے لئے دو کروڑ 28 لاکھ روپے کا نظر ثانی شدہ بجٹ مختص کیا گیا۔ جولائی 1978 میں کیٹل اور پولٹری کے دہرے مقاصد کے لئے پلانٹ ڈنمارک سے درآمد کیا گیا، منصوبے کے لئے پنجاب بورڈ آف ریونیو سے 34 کنال اور 5 مرلے زمین شاہ کوٹ کے مقام پر -/150 روپے فی کنال سالانہ لیز پر حاصل کی گئی۔ تمام ساز و سامان بشمول تین منزلہ ہاؤس، چار بڑے سٹوروں، ٹیوب ویل، پانی کی سپلائی کے سسٹم اور دیگر مشینری کا مکمل یونٹ 1984 میں نصب کر دیا گیا۔اس پلانٹ کو قائم کرنے کا مقصد جانوروں اور پولٹری کی نشو و نما کے لئے متوازن خوراک کی تیاری اور انسانوں کو ضروری پروٹینز فراہم کرنا تھا تاہم 8۔اگست 1985 کو پنجاب کے مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نے یک جنبش قلم لائیو سٹاک بورڈ کو تحلیل کر دیا اور اس کے تمام اثاثے لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ پنجاب کے حوالے کر دیئے گئے۔ 1986 میں اس وقت پنجاب حکومت نے شاہ کوٹ فیڈ ملز کی نجکاری کا فیصلہ کیا۔ پنجاب نجکاری بورڈ کے چیئرمین کے مطابق ضلعی پرائس اسسٹنٹ کمیٹی کے سربراہ مقامی ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو نے زمین کی قیمت کا تخمینہ 3 لاکھ روپے فی مرلہ لگایا ہے جو علاقے میں مارکیٹ ریٹ سے بہت زیادہ ہے۔انہوں نے بتایا کہ جب میں نے ملز نیلامی کے لئے پیش کی تھی تو پارٹیوں نے زمین کی قیمت 80 ہزار روپے فی مرلہ لگائی تھی لیکن ضلعی پرائس کمیٹی کے بلند ریٹ کی بدولت وہ یہ سودا مکمل نہیں کر سکے۔انہوں نے کہا کہ ایک سرمایہ کار جو اب بھی یہ ملز خریدنا چاہتا ہے، نے اس ملز کا معائنہ کیا اور اربوں روپے کے نقصان کی وجہ سے اس ملز کو بطور سکریپ صرف -/60 روپے فی کلو کے حساب سے خریدنا چاہتے ہیں۔ نجکاری بورڈ کے تخمینہ کار کے مطابق اس ملز کو کبھی جدید ترین یونٹ شمار کیا جاتا تھا لیکن اب یہ سکریپ میں 10 لاکھ روپے سے زیادہ کی نہیں ہے تاہم شاہ کوٹ کے رہائشی علاقے میں زمین کی قیمت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس ملز کی زمین ایک لاکھ روپے فی مرلہ تک فروخت ہو سکتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! میں دو باتیں کہنا چاہوں گی کہ اس مل کو قائم کرنے کے لئے بجٹ 28 کروڑ 86 لاکھ روپے تھا اور 1986 میں یہ منصوبہ مکمل ہوا تو اس وقت پولٹری کی demand اتنی زیادہ نہیں تھی لیکن آج اگر ہم پولٹری کی demand اور موجودہ حالات کو دیکھیں تو اس ملز کو سکریپ میں معمولی

داموں پر فروخت کرنے کی بجائے حکومت پنجاب اگر اس پر خصوصی توجہ دے اور اس ملز کو دوبارہ چالو کرے تو یہ بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر642 کا جواب یہ ہے کہ مذکورہ فیڈ ملز چونکہ ایک روز بھی نہ چل سکی اور چلائے جانے سے قبل ہی اسے فروخت کے لئے پیش کر دیا گیا۔ مزید برآں مختلف اوقات میں طلب کئے گئے ٹینڈرز کے جواب میں مناسب قیمت کی پیشکش نہ ہو سکی لہذا ملز مذکورہ کی تمام مشینری ناکارہ ہو چکی ہے اور اسے بطور سکریپ فروخت کئے جانے کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہے۔ موجودہ حکومت کے آنے پر یہ مسئلہ دوبارہ پنجاب پرائیویٹائزیشن کمیشن کے سپرد کیا گیا۔ چیف سیکرٹری پنجاب نے یہ 06-05-2009 کیس کو دوبارہ پرائیویٹائزیشن کمیشن کو بھجوا دیا۔ Privatization Board نے محکمہ سے مزید معلومات حاصل کرنے کے بعد دوبارہ اس کیس پر کام شروع کیا اور موجودہ اشتہار دیا گیا۔ اس میں 6۔اکتوبر2010 کی تاریخ نیلامی مقرر کی گئی تھی لیکن کسی فرد یا فرم نے اس کی بولی نہیں دی۔ یہ ابھی status co ہی ہے جس طرح سے یہ Adjournment Motion میں بیان کیا گیا ہے۔ اب اس کو دوبارہ revive کرنا تو مشکل ہے لیکن اس کو دوبارہ فروخت کرنے کے لئے Privatization Commission سے کہا جائے گا کہ اس کو دوبارہ اس انداز سے اور اس کی assessment ground realities کے مطابق کی جائے تاکہ اس کی value کے مطابق رقم بھی گورنمنٹ کو ملے اور یہ نیلام ہو جائے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب سپیکر! یہ کروڑوں روپے کی مل بنی تھی اور ایک دن بھی نہیں چل سکی۔ اب اس کو سکریپ کے طور پر فروخت کیا جا رہا ہے۔ یہ عوام کا پیسا ہے اور آج عوام کو ضرورت ہے۔ اگر حکومت پنجاب اس پر کوئی بجٹ کرتی ہے یا اس کو دوبارہ چالو حالت میں لاتی ہے تو پولٹری کی مصنوعات کی قیمتیں کم کرنے میں کافی اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے نوٹس لے لیا ہے Privatization Commission اس پر غور کر رہا ہے اس کے مطابق ہی اس پر عمل ہو گا۔ اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر643 سردار خالد سلیم بھٹی کی ہے۔

لاہور سے باہر ٹرانسفر ہونے والے افسران کو گھر رکھنے کی اجازت دینا، سول سیکرٹریٹ اور پنجاب اسمبلی وہائیکورٹ کے افسران کی الاٹمنٹ میں تضاد

سردار خالد سلیم بھٹی: شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ S&GAD نے ایک نوٹیفکیشن /(.No.4EO(S7GAD)Misc.2000(Prov Allotment Policy-1719 مورخہ 19۔اگست2010 کے ذریعہ سرکاری گھروں کی الاٹمنٹ پالیسی S&GAD 1997 میں یہ ترمیم کر دی ہے کہ کوئی بھی سرکاری آفیسر جس کا عہدہ سیکرٹری، ایڈیشنل سیکرٹری یا ڈپٹی سیکرٹری ہو وہ لاہور سے باہر ٹرانسفر ہو گیا ہے تو اس کے پاس سرکاری رہائش دو سال کے عرصہ تک رہ سکتی ہے یا اتنے عرصہ کے لئے جتنا اسے درکار ہے۔سرکاری رہائشوں کی صورتحال یہ ہے کہ پہلے ہی لاہور شہر میں سالہا سال سے سرکاری گھر خالی نہیں ہوتا اور ہزاروں آفیسر و ملازمین لائنوں میں لگے اپنی باری کا انتظار کر رہے ہیں اور ان کو کوئی سرکاری رہائش نہیں مل رہی اور اب محکمہ S&GAD نے افسر شاہی کو خوش کرنے کے لئے بدنیتی پر مبنی ایسا نوٹیفکیشن کر دیا ہے کہ جس سے ایک افسر کے پاس لاہور میں بھی رہائش رہے گی اور لاہور سے باہر بھی وہ رہائش لے سکتا ہے۔اس نوٹیفکیشن کے جاری ہونے سے تمام سرکاری ملازمین /افسران میں سخت تشویش پائی جاتی ہے۔اب ضرورت اس امر کی ہے کہ فوری طور پر اس نوٹیفکیشن کو منسوخ کر دیا جائے اور محکمہ S&GAD کا یہ تضاد اور غیر منصفانہ سلوک بھی ختم کیا جائے کہ اسمبلی سیکرٹریٹ اور لاہور ہائیکورٹ کے ایڈیشنل سیکرٹری اور ڈپٹی سیکرٹری کو C-type گھر دیا جاتا ہے جبکہ صوبائی حکومت کے ایڈیشنل سیکرٹری اور ڈپٹی سیکرٹری، ممبر انسپکشن ٹیم کو B-type گھر دیا جاتا ہے جبکہ ایڈیشنل سیکرٹری /ڈپٹی سیکرٹری کے سکیل اور حیثیت ایک جیسی ہوتی ہے تو پھر محکمہ S&GAD پنجاب اسمبلی اور لاہور ہائیکورٹ کے ساتھ یہ ناانصافی کیوں کرتا ہے؟ یہ تضاد بھی ختم کیا جائے اور اسمبلی کے افسران کو بھی B-type گھر الاٹ کئے جائیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ 643اور 644دونوں تحاریک کا ایک ہی subject ہے۔اس میں جس نوٹیفکیشن کو انہوں نے ہدف تنقید بنایا ہے وہ اس طرح سے نہیں ہے کہ یہ کوئی سہولت دی گئی ہے بلکہ قبل ازیں الاٹمنٹ پالیسی کے پیرا 33 سب کلاز (g) کے تحت وفاقی حکومت کے ملازمین کو یہ سہولت میسر تھی کہ وہ پنجاب سے تبادلہ کی صورت میں پانچ سال تک گھر رکھ سکتے تھے مگر موجودہ حکومت نے اس سہولت کو کم کر کے دو سال کر دیا ہے۔اسی طرح تمام ملازمین جو لاہور یا پنجاب سے باہر تبدیل ہو جائیں اور محکمہ جات سے تعلق رکھتے ہوں یکساں طور پر دو سال کے لئے سرکاری گھر رکھ سکتے ہیں۔یہاں یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ سرکاری رہائش گاہوں کی سہولت سرکاری ملازمین کے اہل خانہ کی فلاح و بہبود اور بچوں کی تعلیم جیسے پہلوؤں کو مدنظر رکھ کر مہیا کی گئی ہے تاکہ لاہور سے باہر تعینات آفیسر اور ان کے بچے اپنی تعلیم جاری رکھ سکیں۔نیز اسی دوران اگر ان کی تبدیلی واپس لاہور ہو جائے تو ان کو سرکاری گھر دوبارہ ڈھونڈنے اور الاٹ کروانے کی پریشانی نہ ہو تاکہ وہ اپنی تعیناتی کی جگہ پر اطمینان سے سرکاری فرائض انجام دے سکیں۔

جناب سپیکر! یہ پہلے پانچ سال تھی اس کو اب کم کر کے دو سال کیا گیا ہے۔یہ کوئی نیا نوٹیفکیشن جاری نہیں کیا گیا بلکہ پہلے سے جاری نوٹیفکیشن کو modify کیا گیا ہے اور اس عرصہ کو کم کیا گیا ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! اس میں دو باتیں ہیں۔اگر کوئی آفیسر ملک سے باہر چلا جاتا ہے ایک تو اس سے recovery ناممکن ہو جاتی ہے۔آپ دیکھیں کہ جو ملک سے باہر چلے گئے ہیں ان کے گھر یہاں پر موجود ہیں اور ان سے House Rent وصول نہیں ہو سکتا۔دوسرا یہ ہے کہ اسمبلی سیکرٹریٹ اور لاہور ہائیکورٹ کے ایڈیشنل سیکرٹری اور ڈپٹی سیکرٹری کو C-type گھر دیا جاتا ہے جبکہ اس کے مقابل میں پنجاب صوبائی حکومت کے ایڈیشنل سیکرٹری اور ڈپٹی سیکرٹری ممبر انسپیکشن ٹیم کو B-type گھر دیا جاتا ہے جبکہ سکیل دونوں کے ایک ہی ہیں۔اس کی ایک اور مثال بھی ہے کہ ہمارے یہاں پنجاب اسمبلی کے تین ایڈیشنل سیکرٹری ہیں۔ایک ایڈیشنل سیکرٹری کو انہوں نے B-type گھر دیا ہوا ہے اور باقی دو کے ساتھ اس طرح سلوک کیا جا رہا ہے کہ ان کو C-type گھر دیا جاتا ہے۔اس تضاد کو ختم کرنا چاہئے یہ آئین پاکستان کے آرٹیکل 25 کی خلاف ورزی بھی ہے۔

جناب سپیکر: بھٹی صاحب! آپ کی بات انہوں نے سن لی ہے اور انہوں نے نوٹیفکیشن کی بات بھی کر دی ہے۔۔۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! وہ تو انہوں نے دو سال کی بات کی ہے۔ میں نے کہا ہے کہ ایک تو وہ جو ملک سے باہر چلے جاتے ہیں ان سے House Rent وصول کرنا مشکل ہو جاتا ہے، دوسرا یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: حضور! میری بات سنیں۔۔۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میں نے main بات تو یہ عرض کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی بات انہوں نے سن لی ہے اب اس پر discussion کرنا تو میرے خیال میں قاعدے میں موجود ہی نہیں ہے۔ انہوں نے آپ کی بات سن لی ہے اور اس پر نوٹس لے لیا ہے۔ جو بات ہو سکتی تھی وہ انہوں نے کر لی ہے۔ اس کے علاوہ اب آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میں تو یہ کہتا ہوں کہ یہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 25 کی خلاف ورزی بھی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: پہلے تو آپ 6 کی کہہ رہے تھے اب 25 پر آ گئے ہیں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! چلیں، اس پر بات کر لیں۔ میں آپ کو آرٹیکل 25 پڑھ کر سنا دوں؟

جناب سپیکر: وہ پڑھ لیں گے، بیٹھ کر مشترکہ طور پر پڑھ لیں گے اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! اس پر پھر کوئی فیصلہ دیں۔ پنجاب اسمبلی کے ایک ایڈیشنل سیکرٹری کو تو B-type کی رہائش دی جاتی ہے اور بقایا دو کو C-type گھروں کی رہائش دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، اب میرے نوٹس میں بھی آ گیا ہے اور ان کے نوٹس میں بھی آ گیا ہے۔ اب اس کو چھوڑ دیں، مہربانی کریں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! پھر اس کا کچھ فیصلہ کر دیں۔

جناب سپیکر: ہم کریں گے جو کرنا ہو گا اور اچھے طریقے سے کریں گے۔ اس کو چھوڑ دیں یہ 644 بھی یہی ہے اس کو بھی چھوڑیں۔ اگلی تحریک 646 ہے اور اس میں تقریباً 22 ممبران ہیں۔ آگے محترمہ ثمینہ خاور حیات کی بھی تحریک آ رہی ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میری تحریک بھی ہے وہ بھی لے لیں۔

جناب سپیکر: اگر ٹائم ہوا تو۔ ابھی نہیں کیونکہ آٹھ دس تحاریک انہوں نے اور دے دی ہیں۔ میں کیا کروں بتائیں؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! تین چار دن سے یہ postpone ہو رہی ہے یہ بڑا اہم معاملہ ہے۔ یہ دو تین ارب روپے کی کرپشن کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، اس کو بھی ابھی دیکھتے ہیں۔ جی۔

ڈاکٹر فائزہ اصغر: شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 28۔اگست 2010 کی خبر کے مطابق سنٹرل جیل کوٹ لکھپت میں قیدیوں کو سحری میں دیئے گئے کھانے میں سے انسانی ہاتھ برآمد ہونے پر خوف وہراس پھیل گیا اور قیدیوں نے کھانے سے انکار کر دیا۔ معلوم ہوا کہ گزشتہ صبح سحری کے لئے جیل میں بڑا گوشت پکایا گیا۔ نئی جیل کی بیرک نمبر C-10 میں جیسے ہی لانگری نے قیدی فہیم رضا کی پلیٹ میں سالن ڈالا تو بوٹی کی جگہ ایک انسانی ہاتھ آ گیا۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے تو اس کو dispose of کر دیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 649 بھی dispose of کی جاتی ہے۔ جی، اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 655 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میری تحریک نمبر 655 ہے؟

جناب سپیکر: جی، اب تحریک التوائے کار نمبر 655 ہے۔

سیالکوٹ میں 15 سالہ نوجوان سے اوباشوں کی زیادتی اور رسیوں سے باندھ کر نہر میں پھینکنا

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 11۔اگست 2010 کے روزنامہ "خبریں" میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ سیالکوٹ میں 15 سالہ لڑکے سے تین اوباشوں کی زیادتی رسیوں سے باندھ کر نہر میں پھینک دیا۔

تفصیل یوں ہے کہ تین اوباشوں نے پندرہ سالہ لڑکے کے ساتھ زیادتی کرنے کے بعد اسے رسیوں سے باندھ کر نہر میں پھینک دیااور متوفی کی لاش ابھی تک نہیں مل رہی۔لاش کے حصول کے لئے متوفی کے لواحقین نے مقامی پولیس سے متعدد مرتبہ رابطہ کیا لیکن ٹال مٹول سے کام لیا جارہا ہے۔متوفی کے والد نے درخواست دی جس پر پولیس نے مقدمہ درج کر لیا ہے لیکن ایک ماہ سے زائد گزر جانے کے باوجود ابھی پولیس نے کوئی مثبت کارروائی کی ہے اور نہ ہی متوفی کی لاش کو برآمد کیا ہے۔لواحقین کے اصرار پر پولیس اپنی تفتیش کا دائرہ کار بڑھا کر اس معاملہ کو حل کرے لیکن متعلقہ ایس ایچ او کا کہنا ہے جتنی دیر تک لاش نہیں مل جاتی مزید کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی جا سکتی ہے۔آپ کا کام صرف مقدمہ درج کروانا تھا،وہ ہو گیا ہے آگے ہم اپنی مرضی سے کریں گے۔آپ خاموش بیٹھ جائیں۔یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک ماں اپنے بیٹے کی لاش دیکھنے کے لئے ترس گئی ہو اور متعلقہ تھانہ اور پولیس متوفی کے لواحقین کے ساتھ کوئی تعاون نہیں کر رہے ہیں اس لئے ضروری ہے یہ معاملہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔لاش نہ ملنے کی وجہ سے اہل علاقہ میں سخت غم و غصہ پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی،رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان):جناب سپیکر!اس واقعہ میں بشارت علی شاہ کی درخواست پر ملزمان کے خلاف مقدمہ نمبر 426 مورخہ 10/08/10 بجرم 364ت پ تھانہ صدر سیالکوٹ درج رجسٹرڈ ہوااور اس کی تفتیش ہو رہی ہے۔ان کے شبہ کے مطابق ملزمان ناصر،ثاقب رضااور عامر جو کہ ابتدائی رپورٹ میں نامزد ہیں ان کو گرفتار کر کے interrogation کی گئی جنہوں نے جرم تسلیم کیااور نہر مرالہ راوی لنک کی اس جگہ کی نشاندہی بھی کی جہاں انہوں نے عاقب عباس متوفی کو نہر میں پھینکا تھا۔ان ملزمان کو گناہ گار پایا گیااور ان کا چالان عدالت میں بھیجا جارہا ہے تاہم لاش کی تلاش کروائی گئی ہے لیکن فی الحال متوفی کی لاش نہیں مل سکی۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!میں ان کے جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: جی،اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 657 بھی آپ کی ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 2۔ ستمبر 2010 کو ایک نجی ٹی وی چینل نے یہ خبر نشر کی کہ حویلی لکھا ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں۔۔۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار پہلے ہو گئی ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ نے کہا ہے تو میں پڑھ رہی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: اس پر کافی لمبی چوڑی بات اور بحث ہو چکی ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میرے خیال میں، میں نے اس پر پہلے کبھی بات نہیں کی۔

جناب سپیکر: آپ کی بات نہیں ہوئی لیکن یہاں ہاؤس میں اس بارے میں مکمل بات ہوئی ہے اس کو بھی dispose of کیا جاتا ہے اور آپ فکر مت کریں ہم جو بھی کرتے ہیں اچھا کرتے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں مطمئن ہوں۔ آپ Custodian of the House ہیں، آپ جو کہہ رہے ہیں وہ صحیح کہہ رہے ہیں اور جو آپ کہیں گے وہ ٹھیک ہو گا کیونکہ آپ میرے father figure ہیں۔

جناب سپیکر: مہربانی اور بہت شکریہ۔ جی، شیخ صاحب! تحریک التوائے کار نمبر 658 پڑھیں۔

لاہور واپڈا اسٹی پر اجیکٹ سے سر آغا خان ٹرسٹ کی علیحدگی سے منصوبہ ختم ہونے کا خدشہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ سر آغا خان ٹرسٹ نے Lahore Walled City Project سے خود کو مکمل طور پر علیحدہ کر لیا ہے جس کی وجہ سے ایک انتہائی اہم اور ضروری منصوبہ ہمیشہ کے لئے ختم ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ سر آغا خان ٹرسٹ نے Lahore Walled City Project کے لئے دو سو ملین ڈالر دس سالہ منصوبہ بندی کے لئے دینے کا وعدہ کیا تھا جو کہ ایک قابل فخر قومی اثاثہ کی بہتری اور بچاؤ کے لئے بہترین موقع تھا۔ آغا خان ٹرسٹ نے دنیا بھر سے پانچ شہروں کو ان کی اصل شکل میں بحالی کے لئے منتخب کیا تھا جن میں سے

FEZ جو مراکو میں واقع ہے، مصر کا قاہرہ، شام کا دمشق، بھارت کا دہلی اور پاکستان سے لاہور کا انتخاب کیا گیا تھا۔ اندرون لاہور کو اپنی اصل شان و شوکت سے ہمکنار کرنے کے لئے منصوبہ پر فوری عمل نہایت ضروری ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس ضمن میں یہ وضاحت ضروری ہے کہ آغا خان ٹرسٹ برائے ثقافت نے معاہدہ کے تحت کوئی رقم حکومت پنجاب کو دینے کا وعدہ نہیں کیا تھا تاہم انہوں نے چند بنیادی سروے اپنے خرچے پر کروائے ہیں۔ یہاں یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ آغا خان ٹرسٹ برائے ثقافت نے دمشق میں تاریخی ورثہ کی بحالی کا کوئی کام نہیں کیا البتہ دہلی اور قاہرہ میں چند مخصوص تاریخی عمارتوں کی درست حالی کی اور قاہرہ میں انہوں نے الاظہر پارک بنایا۔ آغا خان ٹرسٹ برائے ثقافت اور پراجیکٹ مینجمنٹ یونٹ نے مل کر تمام مطلوبہ سروے اور سرچ مکمل کر لی ہیں۔ عالمی بنک نے اس کوشش کو سراہتے ہوتے پراجیکٹ کی میعاد میں دو سال کی توسیع کر دی ہے۔ حکومت پنجاب اور آغا خان ٹرسٹ کے درمیان معاہدہ کی میعاد ختم ہونے پر عالمی بنک اور حکومت پنجاب نے آغا خان ٹرسٹ کو یہ تحریر کیا کہ جب تک یہ پراجیکٹ مکمل نہیں ہو جاتا وہ تکنیکی معاونت کے لئے ساتھ رہیں۔ جس پر آغا خان ٹرسٹ نے آمادگی کا اظہار کیا ہے۔ اس وقت یہ صورتحال ہے اس میں مزید ان کے ساتھ بات چیت جاری ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر انہوں نے ان کو ٹیکنیکل اسسٹنٹ دینے کا وعدہ کیا ہے تو جو وہ فنانشل اسسٹنٹ دے رہے تھے، میری صرف اس میں آپ سے یہ گزارش ہے کہ فنانشل اسسٹنٹ جس وجہ سے انہوں نے discontinue کی ہے تو گورنمنٹ کو چاہئے کہ وہ اس کو continue کروائے کیونکہ اس کے بغیر یہ منصوبہ نہیں چل سکتا۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: بھائی! جو discontinue ہو گیا ہے اس کو continue کرانے کا طریقہ بنا لیں اور اس کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ جی، اگلی تحریک نمبر 666 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی ہے۔

جناب شیر علی خان: بہت dangerous number ہے۔

جناب سپیکر: dangerous ہے یا lucky ہے؟ (قہقہے)

پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سرگودھا کا فنڈز ملنے کے باوجود بند رورل واٹر سپلائی سکیموں کو بحال نہ کرنا

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ سال 10-2009 میں حکومت پنجاب نے تمام ممبران صوبائی اسمبلی کو چار سیکٹر پروگرام کے تحت 25 ملین روپے فراہم کئے جن کے لئے سکیموں کی نشاندہی کی گئی۔ پبلک ہیلتھ سیکٹر میں چار رورل واٹر سپلائی سکیموں کی بحالی کے لئے فنڈز مختص کئے گئے کیونکہ یہ چاروں واٹر سپلائیاں بند تھیں اور عوام کو پینے کے پانی کے حصول میں سخت دشواری تھی لہذا ان سکیموں کی بحالی عوام کے وسیع تر مفاد میں تھی۔ ان رورل واٹر سپلائی سکیم چک نمبر 96 جنوبی، چک نمبر 86 جنوبی، چک نمبر 31 جنوبی اور چک نمبر 87 جنوبی شامل تھیں۔ ان سکیموں کی ایڈمنسٹریٹو منظوری کے بعد محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سرگودھا کو فنڈز بھی ضلعی حکومت سرگودھا کی جانب سے بروقت جاری کر دیئے گئے جس پر محکمہ نے ٹینڈر وغیرہ بھی طلب کر لئے لیکن صرف ایک سکیم پر کام شروع کیا گیا اور تین سکیموں پر کوئی کام نہیں ہوا۔ اب سال 11-2010 کے بھی تین ماہ گزر چکے ہیں لیکن ابھی تک ان بقایا سکیموں پر کام شروع نہیں کیا گیا۔ جس کی وجہ سے عوام پانی کے حصول میں سخت دشواری کا سامنا کر رہے ہیں اور ان میں بہت زیادہ تشویش واضطراب پایا جاتا ہے۔ محکمہ سے رابطہ پر کوئی تسلی بخش جواب یا کارروائی ابھی تک عمل میں نہیں لائی جا رہی ہے۔ عوام کو پانی کے حصول میں مزید انتظار کی زحمت سے بچانے کے لئے ضروری ہے کہ اسمبلی دخل اندازی کرے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے جواب بھیجا ہے اس کے مطابق انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ مورخہ 23۔فروری 2010 کو محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے 5 ملین روپے ان سکیموں کی بحالی کے لئے ایم پی اے پی پی۔32 کی گرانٹ میں سے مختص کئے تھے اور محکمہ خزانہ پنجاب کو فنڈز جاری کرنے کے لئے کہا تھا جبکہ چک نمبر 96 جنوبی کی واٹر سپلائی سکیموں کے لئے بقایا فنڈز 4.962 بلین روپے پہلے سے ضلعی حکومت کے پاس موجود فنڈز میں سے خرچ کرنے کو کہا تھا۔ ان سکیموں پر 30۔جون 2010 تک 1.418 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

جبکہ چک نمبر96جنوبی کے بقایا فنڈز ضلعی حکومت کے پاس موجود ہیں اور محکمہ خزانہ کو بھی فنڈز کے اجراء کے لئے لکھا گیا ہے جونہی فنڈز دستیاب ہوتے ہیں تو ان سکیموں پر کام شروع کیا جائے گا۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!آپ نے مجھے اجازت دی تھی۔

جناب سپیکر: میرے بھائی!ابھی آپ کا اجازت نامہ دور ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر!میں گزارش کر سکتا ہوں؟

جناب سپیکر: جی۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر!ابھی منسٹر صاحب نے خود کہا ہے کہ فنڈز ضلعی حکومت کے پاس دستیاب ہیں۔ فنڈز تو ضلعی حکومت کے پاس ہیں، ضلعی حکومت وہاں پر کام نہیں کر رہی تو یہ گزارش ہے کہ ضلعی حکومت کو کوئی ہدایت جاری کر دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، ضلعی حکومت کو ہدایت جاری کر دی جائے۔It is disposed of رانا محمد افضل صاحب آپ کی تحریک التوائے کار کل آ رہی ہے آج نہیں آ رہی۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر !میری گزارش یہ تھی آپ نے کہا تھا کہ جب تک وزیر اریگیشن صاحب نہیں آتے، پانی کے سلسلے میں بات کرنے کے لئے آپ نے اس بات کو مؤخر کر دیا۔ وہ ابھی بھی نہیں آئے اور میری اطلاع کے مطابق شاید ان کی پارٹی کی اسلام آباد میں کوئی میٹنگ ہے وہ کل بھی نہیں آئیں گے۔ لہذا میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کو یہ direct تو کر دیں کہ وہ ہمیں اعداد و شمار بتا دے کہ ہمیں کتنے ملین ایکڑ فٹ اپنے خریف والے share میں سے ملا ہے،34.9 ملین ایکڑ فٹ پنجاب کا حصہ بنتا ہے۔ ہمیں کتنا پانی ملا ہے اور ہمارے پانی کا کتنا balance رہتا ہے، مہربانی کر کے اریگیشن ڈیپارٹمنٹ ہمیں کوئی تفصیل دے دے کہ ہمیں کتنا پانی ملنا ہے؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!آپ سُن لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں کل سیکرٹری اریگیشن سے محسن لغاری صاحب کی میٹنگ arrange کروا دیتا ہوں یہ ان کے ساتھ بیٹھ کر جو facts and figures

انہیں چاہیئں یہ بالکل لیں اور اس پر اپنا case، اپنی speech تیار کریں اور غالباً سینئر منسٹر صاحب اس وقت لاہور میں موجود نہیں ہیں میں نے پتا کروایا ہے۔ کل اگر وہ موجود ہوئے تو۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آج میں نے ان سے لابی میں request کی تھی انہوں نے کہا تھا کہ میں ہوں گا، پھر وہ نکل گئے۔ اس بات کا بہت افسوس ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ ایسے ہی وہ نہیں نکل گئے۔ اصل بات یہ ہے کہ ان کی اسلام آباد میں کوئی اہم میٹنگ ہے۔ Somebody called him.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ اسمبلی بھی بہت اہم ہے۔ اللہ ان کو جزائے خیر دے وہ آتے ہیں ایک سیاسی قسم کی نعرہ بازی کر کے چلے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: اب اس بات کو چھوڑ دیں۔ وہ سیکرٹری کو کل بلوا رہے ہیں۔ صبح آپ کی ان کے ساتھ میٹنگ کروائیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرا اپنا کوئی ذاتی مسئلہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ سارے پنجاب کی نمائندگی کریں گے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! اگر آپ مرحمت فرمائیں تو میں اس کے بارے میں عرض کر لوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب کی توجہ چاہتا ہوں۔ لاء منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ سیکرٹری اریگیشن تشریف لے آئیں گے اور معزز ممبران کے ساتھ بیٹھ جائیں تو وہ ان کو یہ اطلاع کر دیں۔ یہ جو اطلاع ہے اگر یہ کل معزز وزیر کے ہوتے ہوئے یا پارلیمانی سیکرٹری تشریف لے آئیں تو ہم اپنی معروضات ہاؤس کے اندر پیش کر دیں گے۔ ہماری استدعا ہمیشہ یہی رہی ہے کہ اس ایوان کو مطلع کیا جائے اور یہ ایک دو چیزیں جو لغاری صاحب نے فرمائی ہیں، انہوں نے چونکہ short بات کی ہے ایک تو جتنا پانی کا حصہ ہے، دوسرا اس دفعہ ربیع کے لئے چاروں صوبوں کو cut لگ رہا ہے، اس cut کے بارے میں بتایا جائے۔ ہمارے سندھی بھائی جن کو اس وقت تک reservoirs ہوتے تو کبھی cut نہ لگتا اب ان کو بھی cut لگ رہا ہے۔ سارا کا سارا وہ کل

بتائیں گے۔آپ کی وساطت سے میری جناب لاء منسٹر صاحب سے یہ استدعا ہو گی کہ یہ بات ہاؤس میں کرنے کی اجازت دی جائے اور گیلری میں بیٹھ کر سیکرٹری صاحب سُنیں اور اس پر عملدرآمد کریں۔

جناب سپیکر: اس طرح کر لیں کہ جب منسٹر صاحب یہاں ہوں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں مناسب یہ ہو گا، پانی کا مسئلہ واقعی بہت اہمیت کا حامل ہے۔اس پر بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں بھی بات ہوئی تھی تو اس پر ایک دِن کے لئے discussion رکھ لیتے ہیں۔اس دن سیکرٹری صاحب بھی موجود ہوں گے، منسٹر صاحب بھی ہوں گے تو اس پر بات ہو جائے گی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! ہمیں کوئی اعتراض نہیں، لاء منسٹر صاحب کی جو تجویز ہے اس پر ایک دِن رکھ لیا جائے۔

سرکاری کارروائی

بحث

صحت پر عام بحث

جناب سپیکر: جی، صحت پر بحث شروع کرتے ہیں۔گورنمنٹ کی طرف سے کون پالیسی سٹیٹمنٹ دے گا، راناصاحب آپ پالیسی سٹیٹمنٹ دیں گے یا منسٹر صاحب کہیں سے آ رہے ہیں؟ میرا خیال ہے کہ ابھی پارلیمانی سیکرٹری صاحب بھی نہیں ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کوئی بھی نہیں ہے۔یہ ہمارے صاحبِ اقتدار لوگوں کی seriousness ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ کوئی تو متعلقہ آدمی ہوتا، اس پر آپ کہہ دیں گے کہ collective responsibility ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب کہیں چھُپے بیٹھے ہوں گے۔ مجھے لگتا ہے کہ ابھی آ جائیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم ان کا انتظار کر لیں گے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ اپنے طور پر جاری رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!جب وہ ہیں ہی نہیں،ہیلتھ کا کوئی وزیر ہی نہیں ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری ابھیrecently appointہوئے ہیں۔ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کا بھی کوئی بندہ نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان):جناب سپیکر!میں ایک تجویز عرض کر دیتا ہوں کہ کسی نہ کسی طریقے سے جبChairکی طرف سے انتظامیdecisionلیا جاتا ہے اور لاء ڈیپارٹمنٹ جب اسےvetکرتا ہے تو پھر منسٹر صاحبان اس پر عملدرآمد کرنا شروع کر دیتے ہیں۔آج جب میں نے افتتاحی کلمات کہنے کے بعد اپنے ساتھیوں کوhandoverکرنا تھا، یہ کہہ دیا جانا کافی نہیں ہے کہ یہاں پر ایک منسٹر جو لاء منسٹر صاحب ہیں وہAll in oneہیں جو متعلقہ وزیر وہ یا پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ تو موجود ہوں۔

جناب سپیکر:امرت دھارا کس کو کہتے ہیں؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان):جناب سپیکر!میں اپنی معروضات پیش کر لوں۔ ایک تو کورم بھی بہت تھوڑا ہے لیکن ہم یہpoint outنہیں کرتے۔ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ کوئی نہ کوئی ذمہ داران کا سیکرٹری بھی یہاں پر بیٹھا ہونا چاہئے تھا۔سیکرٹری ہیلتھ بھی یہاں پر تشریف نہیں لائے۔ یہ آپ کل پر رکھ لیجئے گا ہم کل تک رکھ لیتے ہیں۔اس طرح بحث کرنا تو بے کار ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!اس میں معاملہ یہ ہے کہ آج چونکہ محکمہ صحت سے متعلقہ وقفہ سوالات بھی تھا،اس میں سیکرٹری صحت بھی موجود تھے، پارلیمانی سیکرٹری بھی موجود تھے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری تشریف لے آئے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):انہوں نے ان سوالات کے جواب بھی دیئے۔معاملہ یہ ہے کہ وہ دونوں چیمبر میں موجود تھے تشریف لے آئے ہیں وہ آپ کو ابتدائیstatementبھی دے دیتے ہیں اس کے بعد آپ اپنی بات کریں،آپ کی بات کوtake careکیا جائے گا۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب!آپ کے محکمے پر آجdiscussionہے۔آپ اس پرpolicy statementدینا چاہیں گے؟سیکرٹری صاحب میرے خیال میں پھر موجود نہیں ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):اصل میں ان کو روکا نہیں گیا تھا۔

جناب سپیکر:میں نے ان کو روکنا تھا؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! آج کا دن محکمہ صحت پر عام بحث کے لئے declared تھا اور کل ایجنڈا بھی issue ہو چکا تھا کہ محکمہ صحت پر عام بحث ہے اور ایجنڈا ہر محکمے کو چلا جاتا ہے۔ میں ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ ایک تو آپ ڈاکٹر ہیں اور پھر سعید الٰہی، ہم تو سفارش کرتے ہیں کہ آپ کو وزیر بنا دیا جائے۔ آپ اپنے محکمے میں دلچسپی لینا شروع کریں۔ جس محکمے کا وزیر ہی نہیں ہے اس کا سیکرٹری کیوں آئے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہ بات نوٹ کر لی گئی ہے، اگر آپ حکم کریں گے تو سیکرٹری صاحب کو دوبارہ بھی یہاں پر بلا لیں گے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ بھی کسی پر کوئی احسان کرنا ہے؟ بلائیں ان کو۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب والا! احسان والی بات نہیں ہے، آپ کا حکم ہے۔

جناب سپیکر: تماشا بنایا ہوا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): ابھی بلاتے ہیں۔

جناب سپیکر: بڑے افسوس کی بات ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب والا! آپ کے حکم کی تعمیل کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: آپ ایجنڈا نہیں پڑھتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب والا! ان کو پیغام دے دیا ہے۔ وہ واپس آ رہے ہیں۔ میری گزارش یہ بھی ہے کہ آج کی مختلف آراء اور سفارشات پیش کی گئی ہیں ان کو میں نے نوٹ کر لیا ہے اور اس سلسلے میں ممبران اسمبلی کا بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ہماری رہنمائی کی ہے اور ان کے مشوروں پر عملدرآمد کرتے ہوئے انشاء اللہ اس سلسلے میں جو بھی کہا گیا ہے اور مشورہ دیا گیا ہے اس کو نوٹ کیا گیا ہے اس پر عمل بھی کیا جائے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے کہا ہے کہ انہوں نے جو سفارشات کی ہیں ان پر عمل کیا جائے گا۔ ابھی تو اس پر discussion شروع ہی نہیں ہوئی، کیا انہوں نے ہمارے دلوں کے حال پڑھ لئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): میں اس سے پہلے کی بات کر رہا ہوں، جو بھی باتیں صبح ہوئی ہیں ان کے حوالے سے بات کر رہا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: وہ تو وقفہ سوالات تھا۔

جناب سپیکر: بات یہ ہے کہ آپ پہلے اپنا پالیسی بیان دیں، آپ کا ڈیپارٹمنٹ کیا کر رہا ہے، وہ پالیسی بیان دیں گے تو اس کے بعد discussion شروع ہو گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب والا! اجازت ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! آج چونکہ محکمہ صحت پر عام بحث تھی۔ یہ زیادہ appropriate ہو گا کہ متعلقہ افسران بھی آفیشل گیلری میں آئیں۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ سیکرٹری صاحب کو اطلاع دے دی گئی ہے اور وہ تھوڑی دیر میں آ جائیں گے۔ اگر ہم تھوڑی دیر کے لئے اس کو مؤخر کر لیں تاکہ وہ بھی آ جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں بحث شروع کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! دیکھیں اس میں معاملہ یہ ہے کہ آفیشل گیلری میں لوگوں کا موجود ہونا اتنا ضروری نہیں ہے۔ جن لوگوں نے جواب دینا ہے پارلیمانی سیکرٹری ہے یا منسٹر ہے ان کو assist کرنے کے لئے وہ ہوتے ہیں۔ آج عام بحث ہے اور عام بحث میں دونوں طرف کے ممبران جو کچھ فرمائیں گے ہمارے پارلیمانی سیکرٹری صاحب بیٹھے ہیں اس رہنمائی کو اس guidance کو وہ نوٹ کریں گے اور محکمے کو بھی پہنچائیں گے کیونکہ Chair نے یہ حکم دیا تھا کہ سیکرٹری صاحب کو آپ بلائیں، ان کو پیغام بھیج دیا گیا ہے، وہ بھی تشریف لے آئیں گے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ House کا وقت ضائع نہیں ہونا چاہئے، آپ حکم کریں اور شروع کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دوسری بات یہ ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے اس debate کو open کون کرے گا؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! ہم کر دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، پہلے تو پارلیمانی سیکرٹری صاحب کریں گے اس کے بعد پھر باقی لوگ کریں گے۔ ممبران اپنے نام دیتے جائیں، پانچ منٹ کا وقت ہے پانچ منٹ کے اندر اپنی بات مکمل کر لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا!وقت کی قدغن نہ لگائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب نام آتے ہیں تو پھر سب کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا!منتخب نمائندوں پر وقت کی قدغن نہ لگائیں۔ ہم یہاں پر بیٹھے ہیں،آپ بھی تشریف فرما ہیں، تھوڑی دیر کے لئے چائے پی آئیے گا، دوبارہ اور سہ بارہ بھی پی آئیے گا۔یہاں پر جو بات کرنے والے ہیں ان کو بات کرنے دیں۔ان debates پر قدغن نہ لگائیں،اگر لگائیں گے تو ہم اس کی تعمیل کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں! میں آپ کو ایک بات بتاؤں کہ بات یہاں پر وہ ہونی چاہئے جو to the point ہو اور جس کا کوئی مقصد ہو صرف بحث نہیں ہونی چاہئے۔ پانچ منٹ مختص کرنے کا یہ مقصد ہوتا ہے کہ floor پر معیاری بات ہو اور وہ سامنے آجائے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا!اچھی باتیں ہوں گی۔ اتنے تھوڑے سے ہم لوگ بیٹھے ہیں اگر ہم سب بھی بولیں گے تو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ کی اجازت سے پانچ منٹ کا ٹائم ہے اور پارلیمانی سیکرٹری صحت بحث کا آغاز کریں۔ جو ممبران بات کرنا چاہتے ہیں وہ سیکرٹری صاحب کے پاس اپنے نام لکھواتے جائیں جس طرح سے لسٹ بنے گی اسی طرح سے میں نام پکاروں گا کسی کا نام آگے پیچھے نہیں ہوگا اور پانچ منٹ کی قید ہے۔ کلو صاحب پانچ منٹ کی قید ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب والا!پھر یہ قید سب پر لاگو ہونی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سب پر لاگو ہے۔ پارلیمانی لیڈران پر نہیں ہوتی آپ کو پتا ہے باقی سب پر ہے۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر!اس حکومت کی اور ہمارے وزیر اعلیٰ کی جو پہلی ترجیح ہے وہ تعلیم اور صحت ہی ہے۔ میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ ہیلتھ کا بجٹ جو 07-2006 میں تقریباً دس سے بارہ بلین تھا اسے ان دو سالوں میں بڑھا کر ہم 45 بلین پر لے گئے ہیں۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمارا جو ہیلتھ بجٹ تھا وہ GDP کا 0.50 فیصد تھا جو تقریباً اب ایک فیصد ہو گیا ہے۔ ہم نے اس کو انشاء اللہ تین فیصد تک لے جانا ہے۔اس میں ہر سال اضافہ کر رہے ہیں،12 سے پہلے 24 ہوا تھا پھر 24 سے 36۔ارب 46 بلین ہے اور اس میں جو ہمارے 36

incentives ہیں وہ بڑے اہم ہیں۔ میں ان کو بیان کر دیتا ہوں۔ سب سے پہلے تو تمام ٹیچنگ ہسپتالوں میں، ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہسپتالوں میں اور THQs میں یہ یقینی بنایا گیا ہے کہ دو سالوں میں ان کو مفت ادویات فراہم کی جائیں۔ اس کے لئے ہم نے 6۔ارب روپے کا بجٹ مختص کیا تھا جو utilize کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ تمام ہسپتالوں میں جن کی تعداد 87 ہے وہاں پر جنریٹر اور ائر کنڈیشنرز لگائے گئے ہیں جن کی ٹوٹل amount 2.25 billion rupees ہے، اس وقت 7600 اے سی اور 87 جنریٹرز کام کر رہے ہیں۔ یہ تمام کے تمام عوام کو سہولت فراہم کرنے کے لئے لگائے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ Dialysis جو پچھلی حکومت میں بند کر دیا گیا تھا اس وقت ہماری 44 sites پر Dialysis ہو رہا ہے اور اس میں 67 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ آپ کے علم میں ہو گا کہ اس وقت ہمارے پاس دو Mobile Health Units آ گئے ہیں جو South میں 30۔اکتوبر سے اپنا کام شروع کر رہے ہیں۔ پچھلے دو سالوں میں جو سب سے بڑی achievement ہوئی تھی کہ ہمارے محکمہ صحت نے 1994 کے بعد permanent basis پر ملازمتیں فراہم نہیں کی تھیں، contract پر ملازمتیں دی گئی تھیں اس کی وجہ سے یہاں پر بے یقینی تھی، ڈاکٹر کام نہیں کر رہے تھے اور ورکرز ناخوش تھے۔ اس حکومت نے تقریباً چار ہزار میڈیکل آفیسرز کو دو ہزار Consultants کو ساڑھے سات ہزار نرسوں کو regularized کیا ہے اور ان کی تنخواہوں میں بھی اضافہ کیا ہے، نرسوں کی کمی ہے اس کمی کو دور کرنے کے لئے دو نئے کالج قائم کئے گئے ہیں اور پرائیویٹ سیکٹر سے بھی joint venture کی گئی ہے اور نرسوں کی تنخواہیں گریڈ 14 سے 16 میں بڑھائی گئی ہیں۔ پوسٹ گریجویٹ ڈاکٹر بھی اس وقت ہمارے ہسپتالوں میں ایک بہت بڑی force ہیں۔ آج سے دس سال پہلے ان کی تعداد چند سو تھی اب وہ تقریباً تین ہزار ہے۔ ان کی تنخواہ 15 ہزار روپے تھی جس کو بڑھا کر اب 22 ہزار اور 24 ہزار کر دیا گیا ہے جس کی وجہ سے بہت سے لوگ تنخواہ کے بغیر بھی کام کر رہے تھے وہ بھی اب تنخواہ پر کام کر رہے ہیں۔ میڈیکل کالجوں میں پوسٹ گریجویٹ جو ہماری seats تھیں اس میں بھی 30 فیصد اضافہ کیا گیا ہے اور اس کی distribution پورے پنجاب میں برابری کی بنیاد پر کی گئی ہے، اس سے پہلے لاہور میں زیادہ تھیں ملتان میں کم تھیں اور ان کو اب برابر کر دیا گیا ہے، سب کو برابر مل رہی ہیں۔ پہلے یہاں ایک سوال raise ہوا تھا کہ پچھلے دس سالوں میں کوئی نیا میڈیکل کالج قائم نہیں کیا گیا۔ اس وقت پبلک سیکٹر میں اس سال ہم نے چار نئے میڈیکل کالج قائم کئے ہیں اس سے ایک ہزار نشستوں کا اضافہ ہوا ہے جس کی وجہ سے میڈیکل کالجوں کی سیٹیں دو ہزار سے بڑھ کر تین ہزار ہو گئی ہیں۔ یہ ایک incentive دیا گیا

ہے اور اگلے سال چار اور میڈیکل کالج قائم کئے جا رہے ہیں جس سے 1200 سیٹوں کا اضافہ ہو گا۔ اس سے ہماری ڈاکٹروں کی جو کمی ہے اور جو international requirement ہے وہ ایک ہزار یا بارہ سو مریضوں کے لئے ایک ڈاکٹر ہے۔ ابھی ہم اس سے کچھ پیچھے ہیں لیکن ہم اس کو پورا کر رہے ہیں۔ اسی طرح سے نرسوں کی بھی کمی ہے، نرسوں اور ڈاکٹروں کی کمی پوری دنیا میں ہے۔ اس وقت امریکہ میں بھی نرسوں کی کمی ہے اور چند شعبہ جات ڈاکٹروں کے بھی ایسے ہیں ان کی بھی کمی ہے اس کے لئے بھی ہم پوسٹ گریجویٹ کلاسز، نئے کالج، سیٹوں میں اضافہ اور تنخواہوں میں اضافہ یہ سارے اقدامات کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ہماری میرٹ پالیسی ہے کہ نرسنگ میڈیکل کالجوں کے داخلے اور ملازمتیں تمام کام میرٹ پر ہو رہے ہیں۔ اس سلسلے میں ہمیں آج تک کوئی شکایت نہیں آئی۔ جعلی ادویات کے سلسلے میں پچھلی گورنمنٹ میں بھی اور اس دفعہ بھی چیف منسٹر کی بڑی special directions تھیں۔ پورے صوبہ میں ہم نے جعلی ادویات کے خلاف operation launch کیا ہے اور اس کے نتیجہ میں ساڑھے چار کروڑ روپے کی جو spurious drugs تھیں وہ ceased کی گئی ہیں اور 75 کروڑ روپے کا جو illegal raw material تھا برآمد کیا گیا ہے اور ہماری حکومت نے جرمانے کی مد میں تقریباً 27 کروڑ روپے وصول کئے ہیں۔ میں نے یہ چند چیزیں بیان کی ہیں۔ ہمیں موجودہ سیلاب میں بہت بڑی مشکل پیش آئی ہے، حکومت پنجاب نے اپنے فنڈز سے ایک مہینے میں ایک ارب روپے کی ادویات وہاں بھیج کر تقسیم کی ہیں۔ سیلاب کے دوران ہماری تقریباً 1800 ٹیمیں وہاں کام کرتی رہی ہیں، سیکرٹری ہیلتھ تیس دن تک ملتان اور مظفر گڑھ میں رہے ہیں، ڈی جی ہیلتھ آج بھی ڈیرہ غازی خان میں بیٹھے ہوئے ہیں، ہمارا ہیلتھ ڈائریکٹوریٹ اور سیکرٹری آفس ساؤتھ میں رہا ہے اور اب تک وہاں کام کر رہے ہیں۔ اس کے بارے میں میرے پاس تفصیل موجود ہے لیکن آپ نے مجھے پانچ منٹ دیئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کے لئے ٹائم کی کوئی قید نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہیٰ): جناب سپیکر! میں سیلاب کے متعلق عرض کرتا چلوں کہ حکومت پنجاب نے اپنے sources سے ایک ارب روپے کی ادویات generate کی ہیں اور تقریباً 7۔ ارب روپے کی ادویات donation ملی ہیں اور 12۔ ارب روپے کی international donors کی ادویات آئی ہیں جو روزانہ جا رہی ہیں اور ہم اس کا پورا آڈٹ کر رہے ہیں، اسے transfer کر رہے ہیں اور اس کی شفاف تقسیم کو یقینی بنا رہے ہیں۔

جناب سپیکر!اس وقت ہم نے جو نئے میڈیکل کالجز قائم کئے ہیں ان کے ساتھ ساتھ نرسنگ سکول اور پوسٹ گریجویٹ کالجز بھی قائم کر رہے ہیں۔اس وقت اللہ کے فضل سے پاکستان میں اٹھارہ ہزار لوگ کالج آف فزیشن میں پوسٹ گریجویشن کر رہے ہیں۔اس وقت سعودی عرب نے ہم سے تقریباً ایک ہزار کے قریب ڈاکٹر لئے ہیں اور ان کی مزید demand بھی آئی ہوئی ہے، آسٹریلیا سے demand آئی ہوئی ہے انہیں بھی ہمارے ڈاکٹر چاہیئں اور وہ ہمارے ڈاکٹر کو سات ہزار ڈالر ماہانہ تنخواہ offer کر رہے ہیں - ہمارے میڈیکل ایجوکیشن سٹینڈرڈ ، حکومت کی کوششوں اور ہم for the Undergraduate and Postgraduate Medical Education میں جو facilities provide کر رہے ہیں یہ ان کا جیتا جاگتا ثبوت ہے،-میری یہی چند گزارشات تھیں۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔جی،چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔جناب سپیکر!نہایت ہی اہمیت کے حامل شعبے پر یہاں ایوان میں بحث کرنے کے لئے آج کا دن مقرر کیا گیا تھا۔اس بات کے باوجود کہ یہ اپوزیشن کا حق ہوتا ہے اور اس کے پاس ایک ہی weapon ہوتا ہے کہ وہ ہم اپنے اپنے علاقوں اور اپنے اپنے حلقوں کے بارے میں جو کچھ کہہ رہے ہیں حکومتی ذمہ داران وہ سنیں لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج کورم پورا تو کیا تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے اس کے باوجود ہم بغیر کورم کے ہی اپنی معروضات پیش کریں گے اور میرے ساتھی بھی اس ڈیپارٹمنٹ کے بارے میں اپنی ٹیکنیکل باتیں کرنا چاہیں گے۔ابھی لاء منسٹر صاحب نے کہا کہ یہ ضروری نہیں کہ کوئی گیلری میں بیٹھا ہو۔1935 میں جب یہ بلڈنگ معرض وجود میں آئی تو فالتو نہیں بنائی گئی تھی، یہ آفیشل گیلری ہے ہی اسی لئے اور خصوصاً جب 1974 کے rules frame کر دیئے گئے تو ان میں منسٹر کے ہاتھ کاٹ کر سیکرٹری کو دے دیئے گئے ہوئے ہیں۔منسٹر ہے، نہیں سیکرٹری کا آنا ضروری نہیں تو کسے وکیل کریں، کس سے منصفی چاہیں اور کس کے ساتھ بات کریں؟ لیکن پھر بھی آپ کی ذات کو غنیمت جانتے ہوئے اس کرسی کو غنیمت جانتے ہوئے جو ہمارے پاس Custodian of the House ہے ہم اپنی معروضات آپ کو پیش کریں گے۔

جناب سپیکر!دنیا کے اندر چند ایک ویلفیئر سٹیٹس ہیں اور بقیہ جو اس طرف بڑھ رہی ہیں وہ اپنے عوام کے لئے دو شعبے free کر دیتی ہیں ایک ایجوکیشن اور دوسرا ہیلتھ -آپ سب ہمیشہ باہر تشریف لے جاتے رہتے ہوں گے وہاں پر کم از کم دو بنیادی چیزیں ایجوکیشن اور میڈیکل free ہوتی ہیں۔ میڈیکل free ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسپرین، ڈسپرین یا کسی بی ایچ یو کے ایک کمپاؤڈر کی حد تک

محدود ہوتی ہے بلکہ نوع انسانیت میں جو بیماری بھی قابل علاج ہے اس کا اس ویلفیئر سٹیٹ کے اندر سرکاری ہسپتالوں میں free علاج ہوتا ہے لیکن اگر کوئی اپنے طور پر پرائیویٹ اداروں سے کرانا چاہے تو وہ اور بات ہوتی ہے لیکن ہم نے ابھی اس طرف قدم نہیں بڑھایا۔ہم ایجوکیشن میں میٹرک تک تعلیم free کر کے قدم بڑھا چکے ہیں اور ایک step آگے جا چکے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ continuity ہونی چاہئے۔ ہم نے بھی چارج لیا تھا تو اسے آگے بڑھایا تھا تو پچھلی حکومت نے جو کچھ کیا اس کا چارج لینے کے بعد آگے بڑھاوا ہونا چاہئے تھا۔ پہلے ایک کارڈیک سنٹر تھا لیکن ہم نے چارج لینے کے بعد یہاں پر دو کارڈیک سنٹر functional کر کے اور دو کو تقریباً مکمل کر کے چھوڑ دیا انہیں آگے جانا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر!ایک دو ہسپتالوں میں برن یونٹ تو تھے لیکن برن سنٹر ایک بھی نہیں تھا ہم نے فیصل آباد میں ایک برن سنٹر بنایا تھا جس کی بلڈنگ پایۂ تکمیل تک پہنچ چکی ہے،اب تیسرا بجٹ expire ہونے کو ہے لیکن اس پر کچھ کام نہیں ہو رہا اور اس پر کام نہ ہونے کی بھی کچھ وجوہات ہیں شاید نیت ٹھیک ہو لیکن اگر کسی گاڑی کا کوئی instrument موجود ہو تو اسے چلانے کے لئے ڈرائیور چاہئے۔ کچھ لوگ محاورتاً کہتے ہیں کہ اگر انڈا ابالنے کا طریقہ سکھایا جانا ہے تو اس میں انڈے کا ہونا ضروری ہے۔ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو run کرنے کے لئے ہیلتھ منسٹر کا ہونا ضروری ہے، پہلے وہ تو ہو۔پتا نہیں اس کو اتنا غیر ضروری کیوں سمجھا گیا ہے اور ہم اس پر تین بار بحث بھی کر چکے ہیں اور ہر دفعہ کہتے ہیں کہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ ایک بہت بڑی empire ہے لیکن اسے ایک make shift arrangement کے ذریعے چلایا جا رہا ہے کبھی کسی کو کہتے ہیں کہ تم جا کر ایک ضلع کے BHUs دیکھو دوسرے کو کہتے ہیں کہ تم دوسرے ضلع میں جا کر دو چار suspend کر کے آؤ اور تین چار dismiss کر دو،اس سے کام نہیں چلتا۔

جناب سپیکر!میں عرض کرنا چاہتا ہوں پونے تین سال ہونے کو ہیں ہزاروں کی تعداد میں flight of medical talent ہو چکی ہے وہ باہر جا رہے ہیں،یہاں پر بھرتیاں نہیں کھولی جاتیں۔ ابھی پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا کہ ہمارے ہاں نرسوں اور ڈاکٹروں کی کمی ہے اور باہر بھی بہت کمی ہے۔میں عرض کرتا ہوں کہ بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن کی باہر بہت فراوانی ہے لیکن وہ یہاں پر بالکل نہیں ہیں۔ان کے پاس کمی اس لئے ہے کہ ان کے پاس manpower کی کمی ہے لیکن ہمارے پاس تو manpower کی کمی نہیں ہے۔ہم نرسز اور کمپاؤڈرز کے لئے ٹریننگ سنٹرز کھول سکتے ہیں اور یہاں پر جو ڈاکٹرز بنتے ہیں ان کے لئے ایک بہت ہی handsome salary ہونی چاہئے۔یہاں پر ڈاکٹر کو جو

salary offer کی جاتی ہے وہ یہاں رہنا بھی چاہے تو باہر سے جو offers ہوتی ہیں وہ اسے رہنے نہیں دیتیں۔یہ بات توجہ طلب ہے۔میں آپ کی وساطت سے نہایت ادب سے عرض کروں گا کہ اس وقت ایوان میں جو معزز حاضرین یہاں پر تشریف فرما ہیں ان کی بہت مہربانی ہے کہ وہ ہیلتھ کے مسائل میں دلچسپی لیتے ہوئے یہاں تشریف فرما ہیں۔میری استدعا ہے کہ اس پر خصوصی توجہ دی جانی چاہئے۔

جناب سپیکر!چولہے سے خواتین کے جلنے والے معاملات پر میڈیا نے بہت زیادہ کام کیا ہے۔ میڈیا ہمیشہ ایک vibrant media کے طور پر ان issues کو سامنے لاتا ہے اور میڈیا ہیلتھ پر بھی بہت کام کرتا ہے۔ برن سنٹرز بنانے کے لئے بجٹ میں کوئی چیز نہیں آتی حالانکہ یہ چیزیں آنی چاہئیں اور ہمیں on ground یہ چیزیں نظر آنی چاہئیں۔پچھلے ماہ ہسپتالوں کے انتظامی سربراہان کو ایک مراسلہ جاری کیا گیا ہے جو کہ black and white میں ہے اس میں یہ کہا گیا ہے کہ financial crisis کی وجہ سے آپ کچھ بھی نہیں خرید سکتے austerity drive کی بات تو کی جاتی ہے لیکن وہ نظر بھی آنی چاہئے۔ابھی اجلاس کچھ دن اور چلے گا ہم اس میں اپنی معروضات بتائیں گے کہ 1974 rules کے تحت کون کون سے ڈیپارٹمنٹ portfolios میں fall ہی نہیں کرتے لیکن ان پر کتنا پیسا لگایا گیا ہے ان چیزوں کو بند کیا جائے لیکن یہ دوائیاں بند نہ کی جائیں۔اگر وہ انتظامی سربراہ کچھ بھی purchase نہیں کر سکتے تو ان میں دوائیاں بھی ہیں۔یہ جو مراسلہ جاری کیا گیا ہے یہ اس بات کا متقاضی ہے کہ اس پر دوبارہ غور کیا جائے کیونکہ جو life saving drugs آفس سے خصوصی چٹوں کے ذریعے جاری ہونا شروع ہو گئی ہیں۔لوگ کب تک کسی دوائی کو لینے کے لئے سمٹتے، سمٹتے امیر المومنین کے جھروکے تک پہنچیں گے ؟اس کی بجائے یہ جو modern governance ہے اس کو spread کر کے district level پر یا BHU کے level پر چلا جانا چاہئے۔اس وقت کسی BHU اور RHC کے اندر کوئی دوائی نہیں مل رہی۔آبادی کی شرح میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے جس کی وجہ سے نئے ہسپتال قائم کرنے کی اشد ضرورت ہے۔آپ ضلع فیصل آباد کو دیکھ لیں کہ اس کی آبادی بلوچستان کے صوبے کے برابر ہو چکی ہے جبکہ وہاں پر پچھلے تین سالوں کے اندر on ground کوئی نیا ہسپتال شروع نہیں ہو سکا۔اگر یہ کہا جائے کہ چوتھے سال کے سالانہ بجٹ میں نئے ہسپتال کے لئے پیسے رکھے جائیں گے تو پھر مہربان یہ مہربانی کرتے کرتے بہت دیر ہو جائے گی۔

جناب سپیکر!میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ پنجاب میں مفاد عامہ اور health کے بہت سے کاموں اور منصوبوں کے حوالے سے باقاعدہ مہنگی مہنگی تشہیر کرنے کے بعد،اعلانات کرنے کے بعد

ان کو cap کر دیا گیا ہے۔ان میں سستی روٹی سکیم،انکم سپورٹس سکیم،ہیپاٹائٹس پروگرام اور گرین ٹریکٹر سکیم شامل ہیں۔یہ سارے پروگرام شروع کئے گئے،ان کے حوالے سے بہت زیادہ تشہیر کی گئی لیکن اب وہ سب سکیمیں cap کر دی گئی ہیں۔ابھی اخبارات کے ذریعے معلوم ہوا ہے کہ financial مجبوری کی وجہ سے ہیپاٹائیٹس کے علاج کو بھی cap کر دیا گیا ہے۔مالی سال 2010-11 کے بجٹ کے موقعے پر بھی میں نے یہ بات بتائی تھی کہ سرکاری ہسپتالوں میں Senior Doctors کی ستائیس سو اسامیاں خالی پڑی ہیں۔ان خالی اسامیوں کو fill نہیں کیا گیا اور اب ان خالی اسامیوں کی تعداد تین ہزار کے قریب ہو چکی ہے۔ہسپتالوں میں صرف مریض نظر آتے ہیں،ڈاکٹرز نظر نہیں آتے۔یہ اسامیاں خالی پڑی ہوئی ہیں حالانکہ ڈاکٹر موجود ہیں لیکن ان کو بھرتی نہیں کیا جا رہا۔اس skill پر اتنا زیادہ قومی سرمایہ خرچ کرنے کے بعد ان کو ہسپتالوں میں کام کرنے کا موقع کیوں نہیں دیا جاتا؟

جناب سپیکر! چار دن پہلے میڈیا کے اوپر، دنیا ٹیلیویژن پر میں نے ایک رپورٹ دیکھی تھی کہ جھنگ میں 46 ہزار جعلی انجکشن برآمد ہوئے ہیں۔اس واقعے کو چار پانچ روز ہو چکے ہیں لیکن اس حوالے سے وہاں پر کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔میں گزارش کروں گا کہ اس حوالے سے ضرور کارروائی کی جانی چاہئے۔

جناب سپیکر! محکمہ صحت کو بہتر طریقے سے منظم کیا جائے۔آپ جتنی قانون سازی کرتے ہیں اس میں سقم بھی ہوتے ہیں، میرے ساتھی اس حوالے سے نشان دہی بھی کرتے رہتے ہیں لیکن قانون سازی بھی تب ہی آگے بڑھ سکتی ہے جب Administratively اس کو کوئی support حاصل ہو۔ administrative steps کے علاوہ قانون سازی اپنی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتی۔میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ محکمہ صحت بہت زیادہ توجہ کا متقاضی ہے۔ایک صحت مند جسم ہی صحت مند دماغ مہیا کرتا ہے، صحت مند دماغ ہی ایک صحت مند قوم کو تشکیل دیتا ہے۔میں یہ گزارش کروں گا کہ Chief Executive of the Province اس پر خصوصی توجہ دیں۔صحت کے حوالے سے اپنی policies کو کاغذوں اور اپنی تقریروں کی حد سے نکال کر on ground لے کر آئیں۔بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔اب میں اس list کے حساب سے معزز ممبران کو تقریر کے لئے کہوں گا۔ہر معزز ممبر کے لئے پانچ منٹ کا وقت مقرر ہے اور جو ممبر موجود نہیں ہوں گے ان کی پھر آخر میں باری آئے گی تو سب سے پہلے میاں محمد اعظم چیلا صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!بہت شکریہ

ہم جیسا مفلس جہاں بھر میں کوئی نہ ہوگا
ہر اک جذبے سے کر گئی تہی اُداسی
بکھر کے سمٹا، سمٹ کے بکھرا مگر نہ سنبھلا
دل شکستہ پر وار کرتی رہی اُداسی

جناب سپیکر!یہ ہمارے تمام نظام کا بکھر بکھر کر سمٹنا اور پھر سمٹ کے دوبارہ بکھر جانا ہی ایک المیہ بنتا جارہا ہے۔ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ہم اپنے وسائل اور اپنی abilities کو اس قدر اچھا کر لیتے کہ یہ بکھرنے اور سمٹنے کا جو عمل تھا یہی ہمارے credit میں جاتا مگر ہم نے اپنی qualities کو improve کرنے کی بجائے اپنی ساری energy کو بیان بازی، بکھرنے اور سمٹنے پر لگا دیا ہے۔

جناب سپیکر!میں سب سے پہلے سیکرٹری صحت، فواد صاحب کی تعریف کروں گی، سیلاب کے حوالے سے پچھلے تین ماہ میں اس حکومت کی طرف سے فواد صاحب کی زیر نگرانی جو efforts ہوئی ہیں ان کو میں سچے دل کے ساتھ بہت زیادہ appreciate کروں گی۔صرف اس لئے کہ ان کی قیادت میں ان کے محکمے نے دن رات ایک کر کے سیلاب زدگان تک پہنچنے کی جو کوششیں کی ہیں،-re appropriations کی ہیں ان میں Health کو prioritized کیا گیا ہے وہ سب قابل ستائش ہے۔اگر میں اس کی تعریف نہیں کروں گی تو یہ صریحاً زیادتی ہو گی۔یہ effort اس چیز کو prove کرتی ہے کہ نیت موجود ہے، کاش وسائل بھی ہمارے پاس موجود ہوتے۔اس کے علاوہ میں Health Sector Reforms Programme کے تمام ڈاکٹروں کی خصوصاً شکر گزار اس لئے بھی ہوں کہ انہوں نے اپنی personal pocket سے تین سے چار لاکھ روپے کی ادویات اکٹھی کیں اور بذات خود مظفر گڑھ اور خانیوال میں جا کر ان ادویات کے عطیات دیئے ہیں۔میں ذاتی طور پر اس چیز کی گواہ ہوں۔مجھے یقین ہے کہ دوسری جگہوں پر جہاں جہاں ڈاکٹر بیٹھے ہیں انہوں نے بھی ایسی ہی efforts کی ہیں۔اس کے علاوہ Pakistan Academy of Family Physicians کی تنظیم نے ڈاکٹر طارق میاں کی سربراہی میں تقریباً92 کے قریب general practitioners نے سیلاب سے متاثرہ لوگوں کی خدمت کی ہے۔جن کے لئے اس حکومت کے دل میں کوئی جگہ نہیں ہے جس کا ثبوت Health Care Bill سے ملتا ہے۔اس حکومت نے ان ڈاکٹروں کی دشمنی مول لی ہے۔انہوں نے اس پر بڑا protest کیا لیکن حکومت نے ان کی کوئی بات نہیں مانی۔ان ڈاکٹروں نے سب سے زیادہ بڑھ چڑھ کر سیلاب سے

متاثرہ لوگوں کی خدمت کی ہے۔ چالیس ہزار general practitioners,doctors نے voluntarily جتنی خدمت کی ہے وہ قابل ستائش ہے۔ان ڈاکٹروں کی اگر تعریف نہ کی گئی تو یہ زیادتی ہو گی۔ میں ایک بات پر بار بار emphasize کر رہی ہوں کہ جب تک آپ اپنے general practitioners کو، وطن سے محبت کرنے والے ان ڈاکٹروں کو جو کہ ملک میں موجود ہیں، یہاں سے جانے کو تیار نہیں ہیں اپنے national and international programmes کے pool میں نہیں کھینچیں گے تو اس وقت تک آپ کے Health Sector Reforms کی ریڑھ کی ہڈی مضبوط ہو گی اور نہ ہی یہ sector کامیاب ہو سکے گا۔

جناب سپیکر!آج اس تھوڑے سے وقت کے اندر رہتے ہوئے میں اپنی بات point wise کروں گی۔ محکمہ صحت نے مختلف مدات میں تقریباً ایک ارب روپے سے زیادہ کی رقم ادا کرنی ہے۔ تنخواہیں، ادویات اور دوسری مختلف مدات کے زمرے میں محکمہ صحت کی طرف اس وقت ایک ارب روپے کی payments due ہیں لیکن محکمہ صحت کے بجٹ میں صرف 18 کروڑ روپے باقی ہیں تو اس رقم کا انتظام کیسے ہو گا، کہاں سے ہو گا؟ جب تک یہ حکومت، وفاقی حکومت یا donors اس طرف توجہ نہیں کریں گے اس وقت تک محکمہ صحت deliver کرنے کے قابل نہیں ہے۔ جب تک ان کو یہ وسائل مہیا نہیں کئے جاتے اس وقت تک وہ عوام کو صحیح deliver نہیں کر سکیں گے۔

جناب سپیکر!ابھی تھوڑی دیر پہلے ڈاکٹرز اور دوسرے staff کی بھرتی پر ban لگنے کی بات ہو رہی تھی۔یہ حقیقت ہے کہ اس وقت 25 فیصد اسامیوں پر ban لگا ہوا ہے۔ان میں ڈاکٹرز، Specialists اور Paramedics کی اسامیاں بھی شامل ہیں۔اس کا جواز یہ بنایا جاتا ہے کہ ہم ان کو regularize نہیں کر سکے۔ بات یہ کی جاتی ہے کہ یہ ban اس لئے لگایا گیا ہے کہ پہلے ہم contract پر رکھے گئے ڈاکٹروں کو regularize کر لیں پھر یہ نئی بھرتی کی جائے گی۔ میں کہتی ہوں کہ contract پر رکھے گئے ڈاکٹروں کو regularize کرنے کا مرحلہ ساتھ ساتھ چلتا رہے اور ان 25 فیصد اسامیوں کی بھرتی پر جو ban لگایا گیا ہے اس کو فوری طور پر ختم کئے جانے کی ضرورت ہے کیونکہ جو نئے ڈاکٹر بن کر نکل رہے ہیں ان میں سے کافی زیادہ باہر کے ممالک میں جا رہے ہیں۔ پچھلے دنوں میں ایک ہزار یا پندرہ سو کے قریب ڈاکٹر سعودی عرب جا چکے ہیں۔ابھی تھوڑی دیر پہلے ڈاکٹر سعید الہیٰ صاحب نے کہا ہے کہ آسٹریلیا والے ڈاکٹرز مانگ رہے ہیں۔ میری اطلاع کے مطابق U.K والے بھی ہمارے ڈاکٹرز کی demand کر رہے ہیں۔ ہم اپنی 25 فیصد اسامیوں پر ban اٹھانے کے لئے تیار نہیں

ہیں اور وہ ڈاکٹرز جن کو یہاں نوکریاں نہیں مل رہیں وہ باہر کے ممالک میں better pay package پر جانے کے لئے تیار ہیں۔ سعودی عرب میں جا کر ایک Specialist آٹھ لاکھ روپے تنخواہ لیتا ہے۔ ان کو یہاں کی تنخواہوں میں کیا interest ہو سکتا ہے؟ اس لئے اس کو review کرنا اور اس کو روکنے کے لئے بہت سارے اقدامات اٹھانے کی ضرورت ہے اور again وہی بات ہے کہ پیسے ہوں گے تو بات بنے گی۔ میں نے آپ سے time اس لئے ضرور لینا ہے کہ میرے پاس points ¾ ہیں جو بہت important ہیں البتہ میں انہیں short کر کے ضرور کہوں گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ 16۔ ستمبر کو ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے expenditures کے heads 14 پر ban لگایا ہے ان میں repair of buildings, purchase of medical lab equipments, purchase of computers, purchase of transport چلو ٹھیک ہے۔ کاریں نہ خریدو، purchase of ambulances پر ban لگا دیا گیا ہے، newspapers and books, research, seminars and workshops پر بھی ban ہے۔ یہ تو میں نے سات heads بتائے ہیں، فرنیچر وغیرہ کے بغیر تو گزارہ ہو جاتا ہے لیکن یہ وہ مدات ہیں جن کے اوپر قطعاً ban destructive ہے۔ نشتر میڈیکل کالج میں ابھی خبریں تھیں کہ الٹراساؤنڈ مشینیں کام نہیں کر رہیں لیکن ان کی repairing or repurchase پر ban لگا ہوا ہے۔ اسی طرح cardiology and life saving کی مشینیں ہیں جن میں میو ہسپتال کی مشینیں ہیں ان کی لسٹ میرے پاس ہے لیکن میں time short ہونے کی وجہ سے تفصیل میں نہیں جا رہی، اس ban کو left کیا جائے اور revise کر کے اس کی priority کو دوبارہ set کریں۔ ہم نے اپنے بجٹ میں ADP کے تحت سو سکیموں کی announcement کی تھی۔ ہمارے first quarter میں 13۔ ستمبر تک 3.2 ملین روپے release کئے گئے ہیں لیکن ان سو میں سے صرف سات سکیموں پر کام شروع ہو سکا ہے۔ اتنا ambitious budget دے کر اتنا کچھ کہنے کے باوجود ان سو سکیموں کو کس طرح proprieties کیا گیا ہے اور وہ کون سی سات lucky schemes ہیں جن کے اوپر اس first quarter میں پیسا release کیا گیا ہے اور وہ بھی ان سکیموں کو شروع کرنے کے لئے کیا گیا ہے۔ شروع تو سب کچھ ہو جائے گا، افتتاح کی تختیاں لگ جائیں گی لیکن These schemes will go down the drain. اس کا خیال کرنا بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں بہت ہی جلدی یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے بھی cheques clear نہیں ہو رہے۔ میں نے پہلے بھی contractors کے cheques کی بات کی تھی

کہ 30۔ارب روپے کے contractors کے cheques clear نہیں ہو رہے اور assignments کیا ہیں کہ ایک Accounts Officer, Treasury Officer سے اجازت لیتا ہے اور اس کے بعد فنانس ڈیپارٹمنٹ کا ایڈیشنل سیکرٹری فون کرتا ہے تو وہ cheque clear ہوتا ہے۔ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں بھی یہ بہت بڑا مسئلہ ہے اور اس سے بہت زیادہ complications پیدا ہو رہی ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم جو ایک بہت سستی فیکٹری جس کی ابھی سعید الہیٰ صاحب boast کر رہے تھے کہ تین ہزار ڈاکٹر increase ہو گئے اور بارہ سو اور increase ہو جائیں گے کہ یہ پرائیویٹ میڈیکل کالجوں پر گورنمنٹ آج credit کس طرح لے رہی ہے؟ اچھا تو یہ ہوتا کہ یہ جو بڑے بڑے white elephants بیٹھے ہوئے ہیں ان میں سیٹیں increase کی جاتیں اور وہ ڈاکٹر پبلک کی reach تک ہوتے۔ ہم نے نہ صرف پرائیویٹ میڈیکل کالج کھول کر کچھ احباب کو بہت زیادہ facilitate کر دیا کہ فی سٹوڈنٹ 50/50 لاکھ روپیہ لوگوں کی جیبوں سے جھاڑیں بلکہ ہم اس پر boast بھی کر رہے ہیں میں تو حیران ہوں کہ اس میں credit کی کون سی بات تھی ہم نے کیا increase کیا ہے، ایک cheap فیکٹری لگائی ہے جس میں ہم چالیس پچاس لاکھ روپے میں ایک ڈاکٹر بنائیں گے اور آسٹریلیا کو بھیج دیں گے مجھے ان کے ان الفاظ پر دکھ ہوا ہے It is not fair گورنمنٹ کو اپنے میڈیکل کالجوں میں سیٹیں increase کر کے اپنے teaching standards کو increase کرنے کی ضرورت ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ علی اصغر منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! صحت کے بارے میں ہماری حکومت کی priority کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے اپنی پہلی بجٹ تقریر میں Education and Health کو اپنی پہلی ترجیح قرار دیا اور اس کو پورا کرنے میں اپنے تمام ذرائع اور عملی طور پر اپنی تمام تر کوششیں کرتے ہوئے اس target کو کافی حد تک حاصل بھی کیا۔ آج آپ کسی بھی ہسپتال میں چلے جائیں، کسی بھی DHQ، کسی بھی teaching hospital یا کسی بھی THQ میں چلے جائیں تو میں دعوے سے یہ بات کروں گا کہ وہاں پر emergency and wards میں دوائیاں مفت مہیا کی جاتی ہیں۔ جس طرح صحت کے لئے بجٹ کو بڑھایا گیا یہ ہماری حکومت کی دلچسپی کا منہ بولتا ثبوت ہے، جس طرح ہسپتالوں کی تمام وارڈوں کو ائر کنڈیشن کیا گیا اور load shedding کے باعث ان میں جنریٹر لگائے گئے جہاں پر doctors and paramedical staff کی کمی تھی اس کو کافی حد تک پورا کیا گیا۔ بہتری کی گنجائش ہر جگہ موجود ہوتی ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے

کہ ہم نے اس میں تمام سہولیات مکمل طور پر پہنچادی ہیں، ہم کہتے ہیں کہ اس میں بہتری کے لئے جو چیزیں ابھی بقیہ ہیں ہم ان پر دن رات کام کر رہے ہیں۔ اچھے ڈاکٹر پیدا کرنے کے لئے اور ڈاکٹروں کی مطلوبہ ضرورت کو پورا کرنے کے لئے چار نئے میڈیکل کالجوں میں داخلے شروع ہیں اور کلاسوں کا اجراء کر دیا گیا ہے اور 2011 تک مزید چار نئے میڈیکل کالج کھول دیئے جائیں گے۔ پنجاب کی تاریخ میں پہلی دفعہ میڈیکل کالجوں میں داخلے کا انتظام کیا گیا ہے اس طرح راولپنڈی میں Institute of Cardiology کا قیام اور میں آج Assembly floor پر اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ 2011 تک ایک بہت بڑا Institute of Cardiology راولپنڈی شہر اور گردونواح کے علاقوں کے لئے اپنا کام شروع کر دے گا۔ اسی طرح راولپنڈی، ملتان اور بہاولپور میں نئے DHQs کی بلڈنگ کا کام مکمل ہو جائے گا۔ میں جو عرض کر رہا ہوں وہ انشاء اللہ ہم کر کے دکھائیں گے اور جس طرح محکمہ صحت پنجاب نے سوات آپریشن اور سیلاب کی آفت کے دوران پنجاب کے محکمہ صحت کے ڈاکٹروں اور دوسرے عملہ نے اپنی خدمات سرانجام دی ہیں۔ آپ یقین کریں وزیراعلیٰ پنجاب کے حکم پر میں سوات آپریشن کے لئے پنجاب حکومت کی طرف سے بھیجی گئی میڈیکل ٹیم کی خدمات کی inspection کے لئے مردان اور پختونخواہ گیا تو وہاں کے انتظام اور وہاں کی عوام کے تاثرات دیکھ کر میں حیران ہو گیا یقین کریں کہ میں وہاں پر لوگوں کے تاثرات کو اپنے الفاظ میں بتا نہیں سکتا۔ ان لوگوں نے یہ بات مانی کہ پنجاب کے محکمہ صحت نے یہاں آکر وہ خدمات سرانجام دی ہیں جو پختونخواہ صوبہ کے ڈاکٹر انجام نہیں دے سکے۔ اسی طرح سیلاب کے اندر وزیراعلیٰ پنجاب سے لے کر آخری worker تک اور سیکرٹری صحت سے لے کر محکمہ صحت کے آخری ملازم تک جو خدمات انجام دیں اور میں دعوے سے یہ بات کرتا ہوں، الزام برائے الزام اور مخالفت برائے مخالفت کی بات نہیں ہے محکمہ صحت پنجاب نے دکھی انسانوں کو صحت کی جو سہولت دی ہے وہ دوسرے صوبے provide نہیں کر سکے۔ میں وزیراعلیٰ پنجاب کے حکم پر عید کے روز ضلع دادو سندھ گیا ہوا تھا اور جناب والا کو بھی پتا ہے کیونکہ آپ بھی وہاں پر تشریف لے کر گئے ہوئے تھے۔ سیلاب کے دوران دین پناہ اور احسان پور کے علاقہ مظفر گڑھ میں بھی گیا تھا یہاں کے صحت کے انتظامات اور سندھ کے اندر محکمہ صحت کے انتظامات میں زمین آسمان کا فرق تھا تو ہم کوشش کر رہے ہیں کہ پنجاب کی اس دکھی انسانیت کے لئے زیادہ سے زیادہ بہتر سہولیات بہم پہنچائیں اور آئیں ہمارے ساتھ تعمیری کام میں حصہ ڈالیں کیونکہ بہتری کی گنجائش ہر جگہ موجود ہے۔ ہم محکمہ صحت میں بہتری کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک دینے کے لئے تیار ہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محمد محسن خان لغاری صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ رانا محمد افضل خان صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! اس اعتراف کے ساتھ کہ حکومت پنجاب پوری کوشش کر رہی ہے کہ میڈیکل کے شعبے میں بہتر سہولیات مہیا کی جائیں۔ میرے شہر فیصل آباد کے دونوں ہسپتالوں DHQ and Allied Hospital ائر کنڈیشنڈ کر دیئے گئے اور وہاں پر ادویات کی دستیابی کے حوالے سے بڑا بہتر کنٹرول ہے جس کی میں تعریف کرنا چاہتا ہوں لیکن کسی تفصیل میں جائے بغیر میں چند چیزوں کی نشاندہی کرنا چاہوں گا اور سیکرٹری صاحب ان چیزوں کو نوٹ فرمالیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: House کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! فیصل آباد میں ڈینٹل کالج اپنے دوسرے سال میں داخل ہو گیا ہے اور میں چاہوں گا کہ وہاں پر staff and equipments کی کمی فوری طور پر پوری کی جائے کیونکہ اگر وہاں فوری طور پر اچھے پروفیسرز اور equipments مہیا نہ کئے گئے تو ان کا نقصان ہو گا۔ اسی طرح سے Leader of the Opposition نے بھی نشاندہی کی، میں بھی وہی نشاندہی کرنا چاہوں گا کہ Burn Centre کو فوری طور پر مکمل کیا جائے اور اس کے لئے staff بھی appoint کیا جائے۔

جناب سپیکر! ان floods کے دنوں میں میری ڈیوٹی میانوالی اور عیسیٰ خیل میں لگی اور میں نہایت دکھ کے ساتھ اس House کے علم میں یہ بات لانا چاہوں گا کہ کالا باغ کا اتنا بڑا نام ہے وہاں چوبیس beds کا بہت بُرے حالات میں ایک ہسپتال ہے جس کے اندر بارہ beds خواتین کے لئے اور بارہ beds مردوں کے لئے ہیں لیکن وہاں پر گائنا کالوجسٹ بھی نہیں ہے۔ کالا باغ اتنا بڑا علاقہ ہے اور اگر وہاں پر 50 میل کا دائرہ بنایا جائے تو ہر طرف سے لوگ کالا باغ علاج کے لئے آتے ہیں اور وہاں چار posts of specialists پر صرف ایک young Eye Specialist ہے اور وہ ہسپتال کا MS ہے۔ وہاں پر اشد ضرورت ہے کہ اس ہسپتال کو upgrade کیا جائے، وہاں ڈاکٹرز کی رہائشیں بنا کر ڈاکٹرز مہیا کئے جائیں۔

جناب سپیکر! عیسیٰ خیل کا ہسپتال سڑک سے پانچ فٹ گہرا ہے اور flood سے تو اس نے ڈوبنا ہی تھا بلکہ وہ ہسپتال تو بارش میں ہی ڈوب گیا تو اس کو بند کر کے اس کے مریضوں کو ایک کالج کی عمارت میں shift کرنا پڑا۔ ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب سے میری گزارش ہے کہ اس کی چار دیواری کے ساتھ ساتھ ایک بند بنایا جائے تاکہ flood کا پانی اندر داخل نہ ہو اور اس کے اپنے بارش کے پانی کو نکالنے کے لئے اس

کے اندر sewer لگا دیا جائے۔ میں اس ہسپتال کی عمارت کو پورا چیک کر کے آیا ہوں، عمارت اس قابل ہے کہ وہ ابھی گزارہ کر سکتی ہے تو اگر عیسیٰ خیل میں یہ دو چیزیں فوری طور پر کر دی جائیں تو وہ ہسپتال ابھی ہمارے کام آ سکتا ہے۔

جناب سپیکر! یہ بات اخباروں میں اور بہت جگہ آئی کہ نئے پرائیویٹ میڈیکل کالج کھولنے پر پابندی لگائی جا رہی ہے اس پر لوگوں کی شکایات ہیں اور وہ جائز بھی ہوں گی حکومت جب میڈیکل کالج بناتی ہے تو وہ 100 کروڑ سے 200 کروڑ روپے میں بنتا ہے۔ آج بھی ہر سال ہزاروں طلبہ چائنا اور دوسرے ممالک میں میڈیکل کے شعبے میں جاتے ہیں اور اگر پاکستان میں پرائیویٹ میڈیکل کالج چار پانچ لاکھ روپے سالانہ فیس لیتے ہیں تو بیرون ملک اس سے بھی زیادہ خرچہ آتا ہے حکومت جہاں اپنی کاوشیں کر کے نئے میڈیکل کالج بنا رہی ہے وہاں میں سمجھتا ہوں کہ پرائیویٹ میڈیکل کالج جو اپنی رقم سے بن رہے ہیں اور وہ اپنے اخراجات پر قائم ہو رہے ہیں اور کسی کو ان کا نقصان بھی نہیں، انہیں حکومت regulate ضرور کرے لیکن ان کے بنائے جانے پر پابندی کو ختم کیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں ایک بہت اہم معاملے کی طرف توجہ دلانا چاہوں گا کہ trust hospitals فیصل آباد میں بھی بہت ہیں ہمارے دوسرے بڑے شہروں میں بھی بہت ہیں، نیک اور اچھے لوگ trust hospitals بناتے ہیں لیکن حالات یہ ہیں کہ وہ trust hospitals جو حکومت پنجاب یا حکومت پاکستان کی اربوں روپے کی ملکیت ہے وہ آج بغیر کسی کنٹرول اور چیک کے چل رہے ہیں۔ ان کی کروڑوں روپے کی sales ہیں، ان کے trustees ہیں۔ میں باوثوق طریقے سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر ان ہسپتالوں کی آمدن کو چیک کیا جائے تو ان trust hospitals کے اندر اتنی جان ہے کہ وہ بہترین ہسپتالوں میں convert ہو سکتے ہیں، ان میں equipment آ سکتا ہے اور ضرورت اس بات کی ہے کہ trustees کے boards کے اندر حکومتی نمائندے ہوں یا اگر حکومتی نمائندے لانا چاہتے ہیں تو اعلیٰ قسم کی چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ فرموں کو ملوث کیا جائے تاکہ trust hospitals میں اکٹھا ہونے والا پیسا چوری نہ ہو کیونکہ وہی پیسا انہی ہسپتالوں میں لگنے سے عوام کی سہولیات میں بغیر کسی حکومتی اخراجات کے ایک بہت بڑی تبدیلی آ سکے گی۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر تھوڑا سا divert ہوتے ہوئے ایک بات کروں گا کہ امریکہ میں ایک ڈاکٹر مقبول ارشد صاحب specialist ہیں میں House کے ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے

اپنی جیب سے فیصل آباد الائیڈ ہسپتال کو تین ventilators donate کئے ہیں یہاں سے میں ان کو بھی خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! پنجاب میں floods کے بعد پولیو ایک دفعہ پھر سامنے آیا، ڈینگی بخار سامنے آیا میری خواہش تھی کہ اس حوالے سے سیکرٹری صاحب نے جو خصوصی کاوشیں کی ہوں گی اس کا ذکر آیا ہو گا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وہ ضرور کاوشیں کر رہے ہوں گے لیکن یہ دو چیزیں فوری توجہ مانگتی ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ اس پر کام ہو گا۔

جناب سپیکر! فیصل آباد کے حوالے سے آخری بات کرتے ہوئے اور Leader of the Opposition نے بھی یہاں ذکر کیا کہ پنجاب میں کوئی نیا ہسپتال نہیں بنا میں ان کی اطلاع کے لئے بتانا چاہوں گا کہ فیصل آباد کے غلام محمد آباد کے area میں سو beds کا نیا ہسپتال تقریباً مکمل ہونے والا ہے اور میں محکمے سے درخواست کروں گا کہ اس ہسپتال کے لئے سٹاف اور دیگر ضروریات کے لئے پیسے مختص کئے جائیں۔ میں یہاں پر آخری بات کرتے ہوئے کہ فیصل آباد کا Institute of Cardiology جس کا پچھلے سال افتتاح ہوا آج پانچ سو سے زیادہ کامیاب open heart surgeries کر چکا ہے اور روزانہ out door میں ایک ہزار کے قریب دل کے مریضوں کا علاج ہو رہا ہے۔ میں یہاں پالیسی کے اوپر بات کرتے ہوئے صرف یہ کہنا چاہوں گا کہ rural areas مثلاً کالا باغ اور عیسیٰ خیل جیسی جگہوں اور اسی طرح کے دوسرے علاقوں میں انہیں اہمیت دیتے ہوئے ان کے doors پر اگر services نہیں پہنچائیں گے تو ہم لوگوں کو مجبور کر رہے ہیں کہ وہ rural areas سے urban areas میں migrate کریں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری پالیسی کا ایک بنیادی نکتہ ہونا چاہئے کہ ہم دور دراز اور غریب علاقوں کے اندر طبی سہولیات کو مہیا کریں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جناب شیر علی خان صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! صحت کا محکمہ بہت ہی important ہے جس کے متعلق آج بات ہو رہی ہے اور جس طرح پہلے بھی نشاندہی کی گئی اس میں دلچسپی کی ستم ظریفی یہ ہے کہ official gallery میں تو ایک شخص بھی موجود نہیں ہے اور حکومتی لوگ جنہوں نے یہ پالیسیاں بنانی ہیں ان کی دلچسپی کا حال بھی آپ کے سامنے ہے۔ میں نے اس میں کچھ گزارشات کرنی ہیں اور ہر دفعہ چونکہ ٹائم کی قدغن لگتی ہے تو میں سب سے پہلے اپنے ضلع سے متعلق مختصراً بات کروں گا۔ ضلع اٹک کے حوالے سے میرا صحت پر ایک سوال تھا لیکن اس کی باری نہیں آ سکی اور چونکہ یہ اسمبلی کے ریکارڈ کا حصہ ہے اس لئے

میں اسی سے quote کروں گا کہ 08-2007 میں ضلع اٹک کو 4کروڑ 98لاکھ روپے دیئے گئے اور 09-2008 میں وہ کم کر کے 2کروڑ 79لاکھ 12ہزار یعنی 2کروڑ 19لاکھ روپے کم کر دیئے گئے اور ہمارے دور دراز کے اضلاع کے ساتھ اس طرح کا سلوک روا رکھا گیا۔Vacancies کیpositionان کی شیٹ بتاتی ہے کہ کسی بھیBasic Health Unit میں کوئی ڈاکٹر نہیں ہے۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ یہاں پر ستاونBHU's ہیں اور کسی میں کوئی ڈاکٹر نہیں ہے۔ حتیٰ کہ فتح جنگ میری تحصیل ہے تو وہاں پر female میڈیکل آفیسر کی تین اسامیاں ہیں جو تینوں ہی خالی ہیں، اسی طرح پورے ضلع میں ڈاکٹروں کی اڑتالیس اسامیاں خالی ہیں۔ آخر پر یہ بھی کہہ دیا گیا کہ پالیسی بنائی گئی ہے کہ بھرتیوں پر حکومت پنجاب کی طرف سے پابندی عائد کر دی گئی ہے جیسے ہی پابندی ختم ہو گی پیرا میڈیکل سٹاف کی خالی اسامیاں پُر کر دی جائیں گی۔ اسی طرح ڈاکٹروں کے متعلق کہا گیا ہے کہ ان کی ایڈہاک بنیاد پر بھرتی کی جا رہی ہے اور جونہی موزوں امیدوار دستیاب ہوں گے تو وہاں پر تعینات کر دیئے جائیں گے۔ جس طرح رانا صاحب نے کالا باغ ڈیم کا ذکر کیا اس پر میں ان کا مشکور ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ جب لاہور میں بیٹھ کر یہ پالیسی بناتے ہیں تو یہ ذہن سے نکال دیتے ہیں کہ دور دراز علاقوں میں سہولیات دینی بھی ہیں یا نہیں۔ انہوں نے ان دور دراز علاقوں میں ڈاکٹروں کے جانے کے لئے کہا کہ ہم نے میڈیکل کالج بڑھا دیئے ہیں تو کیا یہ بتائیں گے کہ یہ سارے میڈیکل کالج کہاں پر بنے ہیں؟ یہ کالج لاہور، فیصل آباد یا شیخوپورہ میں بنے ہوں گے لیکن ہمارے علاقوں میں میڈیکل کالج تو دور کی بات ہے کوئی اور بھی اس حوالے سے سہولت نہیں دی جاتی۔ میں نے پہلے بھی یہاں پر گزارش کی تھی کہ اگر یہ وہاں پر میڈیکل کالج نہیں بنا سکتے تو کم از کم ہمارے دیہاتوں میں نرسنگ سکول ہی بنا دیئے جائیں۔ آپ آج بھی یقین کریں کہ CMH کے پیرا میڈیکل سٹاف میں سے اپنی ریٹائرمنٹ کے بعد جب وہ ہمارے گاؤں میں آتے ہیں تو ہم انہیں ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں اور لوگ انہی سے علاج کرواتے ہیں This is a hard fact of life. ان کو چاہئے کہ کم از کم نرسنگ سکولز تو ہمارے دور دراز کے اضلاع میں بنا دیں۔ ابھی یہاں پر منڈا صاحب نے کہا کہ کارڈیالوجی انسٹیٹیوٹ راولپنڈی میں بن رہا ہے۔ راولپنڈی میں تو سب سے اچھا Armed Forces کا انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی موجود ہے اور حکومت نے بھی وہیں پر بنانا شروع کر دیا ہے۔ راولپنڈی کی بجائے جہلم میں بنا دیتے، چکوال میں بنا دیتے یا اٹک میں بنا دیتے اور اگر اٹک میں بناتے تو فرنٹیئر اور خیبر پختونخواہ والوں کو بھی فائدہ ہو جاتا۔ اب وہ بے چارے علاج کے لئے اسلام آباد جاتے ہیں۔ آپ یقین کریں کہ Armed Forces کے انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی پر اتنا

pressure ہے کہ بندہ وہاں جاکر حیران ہو جاتا ہے کہ یہاں پر کیا صورتحال ہے۔جب پالیسیاں بنتی ہیں تو تمام چیزوں کا خیال رکھا جانا چاہئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اس حوالے سے میں ایک اور مثال آپ کو دوں گا جسے پڑھ کر میں حیران ہوا۔انہوں نے کہا کہ لاہور میں پبلک ہیلتھ نرسنگ سکول 14۔اگست 1947 کو قائم ہوا اور اِس کی تفصیل میں کہتے ہیں کہ داخل ہونے والی طالبات کی تعداد 108 ہے،اس کی آگے والی تفصیل سب سے دلچسپ ہے کہ تمام پنجاب کے لئے اڑتالیس سیٹیں،لاہور اور گوجرانوالہ ڈویژن کے لئے ساٹھ سیٹیں ہیں،بتائیں کہ یہ کہاں کا انصاف ہے؟میں خود لاہور سے پڑھا ہوں اور لاہور کے پڑھے ہوئے تو شاید میرٹ پر بھی آ جائیں گے لیکن اٹک یا جنڈ کے کسی آخری کونے سے پڑھا ہوا میرٹ پر نہیں آئے گا۔انہوں نے عجیب پالیسی بنائی ہے کہ پورے پنجاب جس میں جنوبی پنجاب سمیت چھتیس اضلاع ہیں اس میں دو اضلاع کو آپ ساٹھ اور باقیوں کو صرف اڑتالیس سیٹیں دے دیتے ہیں۔جب تک پیرامیڈکل سٹاف بنانے کے لئے کوشش نہیں کی جائے گی اور دو دو کروڑ روپے کا cut ہمارے اضلاع کے ہسپتالوں پر لگایا جائے گا تو ہم اسی طرح ہی رہیں گے۔اس کے علاوہ میں مشینری کی حالت بھی یہاں پر بتا دیتا ہوں جس کی انہوں نے تفصیل دی ہے کہ ضلع اٹک کے ہسپتالوں میں مندرجہ ذیل طبی مشینری عرصہ دراز سے خراب ہے۔ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال اٹک کی دو ایکسرے مشینیں عرصہ پانچ سال سے خراب ہیں اور رورل ہیلتھ سنٹر رنگو سے عارضی طور پر ایک ایکسرے مشین اٹھا کر ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال اٹک کو دی گئی ہے۔رنگو والے لوگ تو ایسے ہی رہ گئے جن کی یہ مشین اٹھا کر لے آئے ہیں۔تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال فتح جنگ کی ایک ایکسرے مشین عرصہ نو سال،تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال حضرو کی میں ایک ایکسرے مشین عرصہ سات سال،رورل ہیلتھ سنٹر 72 کی ایک ایکسرے مشین عرصہ چار سال اور رورل ہیلتھ سنٹر مگیاں کی ایک ایکسرے مشین عرصہ تین سال سے خراب ہے۔مشینری خراب رہنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ وہاں پر تعینات ڈاکٹر سرکاری مشینری کو ٹھیک بھی نہیں ہونے دیں گے چاہے حکومت کوشش بھی کر لے کیونکہ اگر وہ مشینری ٹھیک ہو جائے گی تو ان کے پرائیویٹ کلینکوں پر ایکسرے کروانے کون جائے گا۔ہمارے علاقے کا ایک بھی ڈاکٹر وہاں پر نہیں ہے سب باہر سے آئے ہیں۔یہاں کے نالائق ڈاکٹر وہاں پر جاکر بہت بڑے ڈاکٹر شمار ہوتے ہیں اور انہوں نے وہاں اپنے ہسپتال بنا لئے ہیں۔ایک ڈاکٹر صاحب ابھی بھی وہاں پر تعینات ہیں انہوں نے recently پچاس لاکھ روپے کی زمین خریدی ہے جس پر وہ باقاعدہ ہسپتال بنا رہے ہیں۔ہمارے غریب لوگ جو دیہاتوں میں رہتے ہیں انہی سے ان

ڈاکٹروں نے پیسے کمائے ہیں۔ محکمہ ان ڈاکٹروں کو regulatory authority کے تحت regulate کرے اور کم از کم آپ اُن ہسپتالوں میں تو بٹھائیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم کروڑوں روپے کی مفت ادویات فراہم کر رہے ہیں اور اب سیلاب والوں کو دے دی ہیں لیکن وہ بھی بند ہو جائیں گی اور جو دوائیاں کاغذوں میں آتی تھیں وہ بھی نہیں ملیں گی۔ صحت کو جب seriously نہیں لیا جائے گا، اس کو بجٹ کی top priority list میں تیسرے یا چوتھے نمبر پر نہیں لایا جائے گا تب تک یہ مسائل ختم ہوں گے اور نہ ہی ہمارے دیہاتوں میں صحت کے معاملات بہتر ہوں گے۔ چونکہ اب وقت ختم ہو چکا ہے لہذا میں انہی الفاظ کے ساتھ آپ سے اجازت چاہوں گا اور آخر پر میری حکومت سے یہ استدعا ہے کہ لاہور میں بیٹھ کر جب آپ پالیسیاں بنائیں تو ہم دور دراز علاقوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کا خیال ضرور رکھیں۔ بہت شکریہ۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: ملک محمد وارث کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب سے پہلے تو وہی شکوہ کہ اگر صحت پر عام بحث ہونی تھی تو آج یہ آفیسرز گیلری کا حشر دیکھ لیں کہ خالی ہے اور میں کہتا ہوں کہ اس وقت اس حال میں ہمارا یہاں بولنا بھی فضول ہے کہ جب ہمارے افسران ہی اس حد تک منہ زوری کا ثبوت دیں۔

جناب سپیکر! ریاست کی ذمہ داریوں میں سب سے اوپر صحت اور تعلیم آتی ہیں۔ ریاست ہمیشہ ٹیکس لگاتی ہے جن کی direct اور indirect بھرمار ہوتی ہے اور ٹیکس اسی لئے وصول کیا جاتا ہے کہ collectively وہ سہولیات عوام کو میسر کرنی ہیں جو کہ عام حالات میں میسر نہیں آ سکتیں۔ ان دونوں شعبوں پر ہمارے قائد میاں محمد شہباز شریف صاحب نے بھرپور توجہ دی اور صحت کا بجٹ بھی بڑھایا، ہسپتالوں میں air conditioners بھی لگوائے، ادویات مفت فراہم کروائیں، گردوں کے ڈائلیسز کا عمل دوبارہ سے شروع کروایا لیکن آج میں آپ کے توسط سے اور چونکہ اس وقت کیلے پارلیمانی سیکرٹری صاحب بیٹھے ہیں تو میں پورے وثوق کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ کرپشن جو کہ کینسر کی طرح ہمارے معاشرے کی رگ و پے میں سرایت کر گئی ہے۔ اس میں اگر عالمی transparency یا کوئی اور سروے کرنے والا ادارہ سروے کرے تو وہ جو خود کو مسیحا کہتے تھے تو سب سے زیادہ کرپشن محکمہ صحت میں ہے اور محکمہ صحت کا حال یہ ہے کہ انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے اور یہ کہیں سے کنٹرول میں نہیں آیا۔ ڈاکٹر سامیہ نے بھی کہا اور نئے سیکرٹری صاحب بڑی کوشش کر رہے ہیں جنہوں نے سیلاب کے دنوں میں بھی بڑی کوشش کی لیکن آج کا موضوع صرف سیلاب پر محیط نہیں ہے۔ کرپشن کا یہ حال ہے

کہ ادویات آتی ہیں، جتنے فنڈز raise ہوئے ہیں اور budgeting ہوئی ہے تو فنڈز جاتے ہیں تو وہ سارے فنڈز غریب عوام تک نہیں پہنچ پاتے اور وہ ان لوگوں تک نہیں پہنچ پاتے جن کے لئے یہ فنڈز دیئے جاتے ہیں جبکہ ہر ہسپتال کا یہی حال ہے جیسے میرے بھائی شیر علی خان صاحب فرما رہے تھے اور جس طرح آج ایجوکیشن کے بارے میں بات ہوتی رہی تو ادھر ڈاکٹرز کے پرائیویٹ ہسپتالوں کا ایک مافیا بن چکا ہے۔ میرے بھائی بیٹھے ہیں شاید یہ محسوس کریں کہ غریب لوگ سسک سسک کر مر رہے ہیں اور ان کے خون کا آخری قطرہ بھی direct اور indirect ٹیکسوں کی صورت میں نچوڑ رہے ہیں لیکن انہیں ریاست نے جو pay کرنا ہے وہاں پر وہ بے بس ہے۔یہاں سے اربوں روپے جاتے ہیں جو کہ ڈاکٹروں کی جیبوں میں چلے جاتے ہیں، ہسپتالوں کی جیبوں میں چلے جاتے ہیں جس سے کوئی L.P خرید رہا ہے، کوئی دو نمبر دوائی دے رہا ہے۔

جناب سپیکر! یقین مانئے کہ میں تو اس علاقے کا بندہ ہوں کہ ہمارے علاقے کے لوگ تو جیتے ہیں جب تک اللہ تعالیٰ نے انہیں زندگی دی ہے۔ ہم تو natural لوگ ہیں اور ہمارے ہاں تو کوئی ڈاکٹر بھی نہیں جاتا ہے جس کی وجہ سے ہسپتال خالی پڑے ہیں، B.H.U اور T.H.Q خالی ہیں اور مزے کی بات بتاؤں کہ تحصیل ہیڈکوارٹر میں صرف ایک ڈاکٹر ہے اور اگر کوئی مشینری گئی ہے تو وہ ویسے ہی پڑی ہے اور air conditioners ہیں تو وہ بھی خالی چل رہے ہیں لیکن کوئی تو ہو جو ادھر دیکھے اور کبھی تو اس پر توجہ دینی پڑے گی کیونکہ اس قوم کو ہم اس حال میں کب تک لے کر چلیں گے۔ میں آپ کے توسط سے یہی عرض کرتا ہوں کہ ایک تو پرائیویٹ ہسپتالوں پر enactment آنی چاہئے۔

جناب سپیکر! میں محرم کے دوران سرگودھا کے ایک ہسپتال میں گیا تو آپ یقین کریں کہ میں نے رجسٹر منگوایا تو اکیاون ڈاکٹر on role تھے جب ڈاکٹرز کو بلایا تو junior most ڈاکٹر اور پتا نہیں وہ ڈاکٹر تھے بھی کہ انہوں نے ایسے ہی وہ اوپر کپڑے پہنے ہوئے تھے، وہ دو سامنے آئے اور انچاس ڈاکٹرز ہسپتال میں نہیں ہیں اور پتا چلا کہ وہ اپنے اپنے ہسپتالوں میں بیٹھے ہیں۔ یہ حشر ہے تو اس پر enactment ہونی چاہئے اس کے لئے سیکرٹری صاحبان اور officials کی بھی ضرورت نہیں ہے اور میں آپ کے توسط سے request کروں گا پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو کہ وہ محکمہ صحت پر major surgery کریں اور میڈیکل کالجوں کو بھی کسی orbit میں لے آئیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ آپ کے ڈاکٹر خود میڈیکل کالجز بنائیں تو لوگ پیسے دینے کے لئے تیار ہیں۔ان چیزوں کو systemized کریں اور یہ اربوں روپے جو آپ لگا رہے ہیں بے شک اسے

دگنا کر لیں لیکن اس پیسے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا اور یہ پیسا غریب آدمی کے لئے نہیں جائے گا۔ میں نے ہسپتال کی ایمر جنسی میں ایک مریض کو بلا کر پوچھا کہ ادویات مل رہی ہیں تو اس نے بتایا کہ یہ ڈاکٹرز ہمیں کہتے ہیں کہ ڈسپرین بھی باہر سے خرید کر لائیں۔ عملی طور پر یہ صورتحال ہے کہ وہاں پر جتنی ادویات بھیجی جاتی ہیں وہ ڈاکٹرز حضرات ہی استعمال کر لیتے ہیں اور میں اپنے بھائیوں کو اس forum کی توسط سے یہ عرض کروں گا کہ یہ ہمیں بھی پکڑ لیتے ہیں اور دوسرے سیاست دانوں اور لوگوں کو لے کر چلے جاتے ہیں اور وہاں جا کر ہم ان ڈاکٹرز کو بچانے میں لگ جاتے ہیں۔ یہ ایک مافیا بن چکا ہے اور اس مافیا کو توڑنا ہمارا کام ہے اور میں یہ request کرتا ہوں کہ ہم نے enactment کرنی ہے ورنہ ہمارا ضلع خوشاب اتنا پسماندہ ہے کہ وہاں پر تو کوئی ہے ہی نہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر فائزہ اصغر صاحبہ!

ڈاکٹر فائزہ اصغر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! ابھی پارلیمانی سیکرٹری صاحب فرما رہے تھے کہ ہم نے بجٹ اتنا زیادہ بڑھا دیا ہے تو میرے خیال میں یہ بات اتنی صحیح نہیں ہے کیونکہ ایک بہت ہی سادہ سی چیز نظر آ رہی ہے کہ عورتوں اور بچوں کی صحت ہمارے ملک کے لئے بہت ضروری ہے لیکن میٹرنٹی ہسپتالوں کا بہت بُرا حال ہے اور کم number دیکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ جو چند میٹرنٹی ہسپتال ہیں وہاں پر ایک ایک بیڈ پر دو دو خواتین زچگی کی حالت میں ہوتی ہیں تو پھر بھی ان حالات کے باوجود ایک جان کی دیوی میٹرنٹی ہسپتال کو کیوں بند کر دیا گیا ہے؟ اگر ہماری ساری austerity derive کے لئے بجٹ ہم اسی طریقے سے کریں گے کہ جو تھوڑی بہت صحت کی سہولتوں کو بھی ہم بند کر دیں۔ بڑھائے گئے بجٹ کا کہاں پر استعمال ہو رہا ہے؟ ہر چیز کا الزام ہم سیلاب کے سر نہیں لگا سکتے کیونکہ یہ پچھلے اڑھائی تین سالوں کی problems چل رہی ہیں جن کی وجہ سے ہسپتال بند ہونے پر آ رہے ہیں تو میری محکمہ صحت اور وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ request ہے کہ جان کی دیوی ہسپتال کو دوبارہ revive کیا جائے اور یہ ساری austerity derive اپنے سیکرٹریٹ اور اس طریقے کی چیزوں پر چلائی جائیں جو کہ جانوں سے کھیلنے والی چیز نہیں ہے اور یہاں پر اتنے اہم ہسپتال کو بھی بند کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! 2007 تک ایمر جنسی میں مفت ادویات مل رہی تھیں جو آہستہ آہستہ پچھلے اڑھائی سالوں میں بالکل almost non available ہو گئیں۔ ابھی میں حال ہی میں سروسز ہسپتال میں کسی ایک غریب انسان کو لے کر گئی ہوئی تھی اور وہاں پر یہی ہو رہا تھا کہ چھوٹی چھوٹی چیز کے لئے ہمیں دوڑایا جا رہا تھا کہ یہ لے کر آئیں۔ تو بجٹ بڑھتا جاتا ہے لیکن ادویات کی مریضوں کو مفت

فراہمی کم ہوتی جاتی ہے۔ابھی cap لگایا گیا ہے کہ کسی بھی ہسپتال میں کسیequipment کی repair نہیں کی جائے گی اورlab equipment پر بھی ban لگایا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ خون کا ٹیسٹ بھی کوئی نہیں کروا سکے گا۔ابھی یہاں پر کلو صاحب کہہ رہے تھے کہ پرائیویٹ ہسپتالوں میں یہ ہوتا ہے اور وہ ہوتا ہے تو وہاں کم از کم چیزیں دستیاب تو ہوتی ہیں۔اب یہاں پر اگر آپequipment کو مرمت ہی نہیں کروائیں گے تو کسی غریب آدمی نے خون یا کوئی اور ٹیسٹ کروانا ہو تو وہ کہاں جائے گا؟کیا وہ کروانا چھوڑ دے یا پھر وہ مجبور ہو کر کسی پرائیویٹ ہسپتال میں جائے گا تو یہ سراسر حکومت کی نااہلی ان لوگوں کو derive کرتی ہے کہ یہ بجٹ صرف نام کا ہی بڑھتا ہے لیکن کام نہیں ہو رہا۔ڈائلیسز کا یہ کہہ رہے ہیں تو اس کے اوپر بھی دوبارہ cap لگی ہوئی ہے اور کہیں بھی کوئی مفت ڈائلیسز نہیں ہو رہا۔

جناب سپیکر!ہیپاٹائٹس کی مفت سہولتوں کا پروگرام پچھلی حکومت میں چل رہا تھا تو اس پر بھی اب cap لگ گیا ہے اور یہ بند ہو گیا ہے۔برن یونٹس بھی دیکھ لیں جو پچھلی حکومت نے بنائے تھے اور اب ان یونٹس کا یہ حال ہے کہ لاہور جیسے شہر میں صرف چلڈرن کے لئے میو ہسپتال میں ہے جہاں این جی اوز یہ request کر رہی ہیں کہ خدارا ہمیں ایک بلڈ پریشر آپریٹس لا دیں یا ہمیں دوائیاں لا کر دیں اور مجھے یہ اس لئے معلوم ہے کہ میں خود وہاں پر جا کر این جی اوز سے چیزیں دلوا کر آئی ہوں تاکہ اس ہسپتال کا برن یونٹ بنیادی سہولیات فراہم کر سکے۔بجٹ بڑھانے کی بات بالکل غلط ہے بلکہ یہ 400 ملین ڈالر ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک سے لئے گئے ہیں تاکہ اپنے ملازمین کی تنخواہیں پوری کرنے کے اور جو misgovernance کی وجہ سے اپنے لئے جو problem create کر لئے ہیں۔

جناب سپیکر!ابھی میرے بھائی نے فیصل آباد کارڈیالوجی سنٹر کی بات کی اور بتایا کہ وہ چل رہا ہے اور اتنی اچھی سہولیات وہاں فراہم ہیں تو کاش وہ یہ بھی mention کر دیتے کہ یہ چودھری پرویز الٰہی صاحب کا بنوایا ہوا ہے اور ان کی حکومت میں شروع کیا گیا کام ہے اور اس کا آؤٹ ڈور وارڈ بھی تب شروع ہو چکا ہوا تھا لیکن اسی کے ساتھ ساتھ وزیر آباد میں کارڈیالوجی سنٹر سابقہ حکومت نے شروع کروایا تھا اور جس کا 90 فیصد کام مکمل ہو چکا تھا تو اسے صرف اس وجہ سے کہ یہ سابقہ حکومت کی کاوش ہے اسے پس پشت ڈال دیا گیا ہے حالانکہ یہ کارڈیالوجی سنٹر پورے دوڈویژن کے لوگوں کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔جو چیزیں ہمارے پاس دستیاب ہیں انہیں تو کم از کم آگے چلائیں اور بجائے اس کے کہ یہ نئی چیزیں تو بعد میں آئیں گی لیکن جو ہیں انہیں تو مکمل کریں اور پھر دو اڑھائی سالوں سے ڈاکٹروں کی ریکروٹمنٹ پر ban لگایا ہوا ہے لیکن کم از کم کوئی اور ایکسپورٹ کی چیز پچھلے اڑھائی سالوں میں بنی نہیں تو شکر ہے کہ

ڈاکٹروں کی ایکسپورٹ ہی شروع ہو گئی ہے اور I wish اس سے ہمارے ملک کو بھی کوئی فائدہ ہو۔ ہماری اپنی جو positions ہیں وہ خالی پڑی ہوئی ہیں، سارے BHU ہسپتالوں میں جائیں وہاں کہیں جگہ نہیں اور ہم بڑے فخر سے کہہ رہے ہیں کہ ہم ڈاکٹرز اپنی friendly relations کو بھیج رہے ہیں۔ ہم اپنے ملک کے لوگوں کے ساتھ دوستی کیوں نہیں کرتے اور ہم اپنے عوام کے لئے friendly کیوں نہیں ہیں؟ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، طاہر سندھو صاحب!

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! میرے معزز بھائی نے اس چیز کا اظہار کیا کہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ سے گیلری میں کوئی بھی نہیں ہے۔ یہ بیوروکریسی کی ایک practical manifestation ہے کہ وہ اپنے آپ کو کسی کا accountable نہیں سمجھتے including this august House۔ public servant کی جو definition ہے اس میں سے بیوروکریسی کو نکال دینا چاہئے۔ ان کو یا king maker کہیں یا ruler کہیں یا ان کو palpitation کہیں لیکن میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ public servant نہیں ہیں۔ With the passage of time ہمارے ملک کی بدقسمتی ہے کہ یہاں اتنے مارشل لاء رہے ہیں جن میں بیوروکریسی نے پورا پورا کنٹرول کیا ہے اور پولیس نے free hand لیا ہے۔ اگر اس ملک کی قسمت بیوروکریسی اور پولیس نے سنوارنی ہوتی تو آج تک وہ سنور چکی ہوتی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑا المیہ ہے آپ کو اس کا نوٹس لینا چاہئے اور میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے بھی کہوں گا کہ وہ اس کو جس level پر ہو take up کریں میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے لئے بہت شرمندگی کا باعث ہے۔

جناب سپیکر! جہاں تک محکمہ صحت کی کارکردگی کی بات ہے تو میں مختلف میٹنگوں میں جاتا رہا ہوں۔ ہمارے محترم وزیر اعلیٰ صاحب نے بھی کافی کوششیں کی ہیں اور دن رات محنت کی ہے اس کے اثرات بھی کچھ سامنے آئے ہیں خاص طور پر لاہور اور فیصل آباد میں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب تک یہ ہر ڈسٹرکٹ level تک نہ ہو اور جتنی دیر تک ہم اس کی بنیادی وجہ کو address نہیں کرتے اتنی دیر تک ہمیں اس کے خاطر خواہ نتائج برآمد نہیں ہوں گے۔ ہمیں مقامی سطح پر اس کے treatment کو affectively دیکھنا ہے کہ جب ایک مریض چلتا چلتا لاہور تک پہنچتا ہے، پہلے تو وہ لاہور تک effort نہیں کر سکتا دوسرا یہ کہ لاہور پورے پنجاب کے لئے cater بھی نہیں کر سکتا۔ اس کو devolve کرنا پڑے گا تاکہ اس میں کوئی بہتری لائی جا سکے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے سابقہ چیف

سیکرٹری صاحب سے ایک دفعہ کہا جب میں نیا نیا ایم پی اے بنا تو اس شوق میں کہ جناب میرے گاؤں میں جہاں میں پیدا ہوا ہوں وہاں ڈاکٹر ہونا چاہئے لیکن میں وہاں بھی ڈاکٹر نہیں لگوا سکا۔ انہوں نے کہا کہ بس آپ چھوڑ دیں ہمیں چھ مہینے دے دیں۔ میرا خیال ہے کہ وہ بھی دو اڑھائی سال تک رہ کر گئے ہیں۔ ایک دن وہ مجھے ملے تو میں نے کہا کہ آپ نے چھ مہینے کا ٹائم مانگا تھا تو اب کیا خیال ہے تو انہوں نے کہا کہ آپ بتائیں کہ آپ کا گاؤں کون سا ہے؟ میں نے کہا کہ میرے گاؤں کو چھوڑیں آپ میرے حلقے کی بات کریں، آپ ڈسٹرکٹ سرگودھا کی بات کریں۔ میرے گاؤں میں اگر ڈاکٹر لگ جائے گا تو کیا وہ میرا حلقہ cover کر لے گا؟ میں آپ کو وثوق سے کہتا ہوں کہ میرا تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کوٹ مومن ہے آپ وہاں فون کر کے دیکھ لیں یا کسی کی ڈیوٹی لگا دیں وہاں اگر کوئی ڈاکٹر مل جائے تو میں ادھر ہی resign کر دوں گا۔ یہ حالات ہیں ہمارے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے اور یقین کریں کہ شرم آتی ہے۔ ڈاکٹروں کی اتنی کمی ہے اس مسئلے کو بجائے بیوروکریسی دیکھے ہم بیٹھیں اور قیادت بیٹھ کر اس کو address کرے۔ میں پچھلے دو سالوں سے پیچھے لگا ہوا ہوں، ایڑھیاں رگڑ رگڑ کر میں نے کوٹ مومن ہسپتال میں ڈاکٹروں کی سیٹیں منظور کرائیں لیکن دو سال ہو گئے ہیں establishment کو منظور کئے ہوئے لیکن ابھی تک انہوں نے ایک ڈاکٹر نہیں رکھا۔ سیکرٹری کے پاس جاتا ہوں تو سیکرٹری صاحب کہتے ہیں کہ آپ ڈاکٹر لے آئیں میں آرڈر کر دیتا ہوں، کیا ڈاکٹر لانا میرا کام ہے؟ اس طرح کے بنیادی مسائل کو ہمیں address کرنا چاہئے تاکہ ہمیں کوئی خاطر خواہ کامیابی حاصل ہو اور ہم کوئی dent create کر سکیں۔ ڈاکٹروں کی shortage ہے۔ میرے جن دوستوں نے brain drain کی بات کی ہے میں اس کو repeat نہیں کرنا چاہتا لیکن جو realities ہیں اس کے مطابق کریں۔ اگر ڈاکٹروں کی تنخواہیں کم ہیں تو بڑھائیں۔ ویسے یہ میں بتا دوں کہ جتنے بھی پروفیسرز ہیں یہ سارے پہلے اس level پر آتے ہیں، وہ سرکاری ہسپتال سے نام کماتے ہیں اور اس کے بعد وہ پرائیویٹ پریکٹس شروع کر دیتے ہیں۔ ہمیں کہتے ہیں کہ آپ جائیں جہاں بھی جانا ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات ہے کہ ہمارے قائد محترم نے spurious drugs کے متعلق کام شروع کروایا تھا لیکن میرے محترم بھائی ڈاکٹر سعید الہیٰ صاحب جو میرے دوست بھی ہیں، میرے بھائی بھی ہیں میں انتہائی احترام سے یہ عرض کروں گا کہ جب وہ figures بتا رہے تھے کہ اتنے کروڑ روپے کی دوائیاں لیں تو مجھے یاد آ رہا تھا جب میٹنگ میں پولیس والے کہتے ہیں کہ اتنے لاکھوں کا مال مسروقہ برآمد کر لیا، میں نہایت احترام سے کہوں گا کہ مجھے بھی یہ رپورٹ کچھ اسی طرح کی لگی ہے اس

لئے یہ ذرا دیکھ لیں۔ یقین کریں کہ quackeryاور spurious drugs کے حوالے سے یہ ہے کہ مجھے شرم آتی ہے جب میں بازاروں سے گزرتا ہوں۔ ایک دن میں گزر رہا تھا کہ ایک quack بچے کو انجکشن لگا رہا تھا۔ یقین کریں میرا دل کیا کہ میں اس سے بچے کو چھین لوں۔ یہ ہمارے حالات ہیں۔ مجھے بتائیں کہ تین سال ہو گئے ہیں یہ ساری بیوروکریسی کے سارے hold کے باوجود کیا ہماری قسمت بدلی ہے، کیا ہمارے حالات ٹھیک ہوئے ہیں اور کیا ٹھیک ہونے کی کوئی گنجائش ہے؟ Practical aspect سے دیکھیں کہ یہ کیا ہے؟ ایک دفعہ میں نے میٹنگ میں قائد محترم وزیر اعلیٰ صاحب سے عرض کیا تھا اور تجویز پیش کی تھی کہ یہ drug testing باہر کے ملک سے کروا لیں۔ یقین کریں کہ ہمارا جو Paraphernalia ہے اس کی cost۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ہم نے بھی بات کرنی ہے اور ہم نے جانا بھی ہے۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں اور آپ نے جو بات کرنی ہے باہر جا کر کر لیں۔ یہاں ہاؤس میں attentive ہو کر بیٹھیں۔ جی، بات ختم کریں۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ drug testing کے لئے جتنا ہم نے paraphernalia ادھر create کیا ہے اس کی cost آپ دیکھ لیں اور اگر باہر سے آپ drug testing کرا لیں جس کی reliability بھی ہو اور authenticity بھی ہو تو پھر دیکھیں کہ cost کس کی کم آتی ہے، کیا وہ affectively operate کرتی ہے یا نہیں کرتی؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ kindly اس طرف بھی خصوصی توجہ دیں۔

آخر میں، میں یہ عرض کروں گا جو میں نے مختلف میٹنگوں میں دیکھا ہے کہ ہماری گورنمنٹ کی پالیسی ہر وقت ماشاء اللہ بڑے keen ہوتے ہیں کہ کوئی نہ کوئی بہتری لائی جائے۔ لیبارٹریوں کے، پرائیویٹ کلینک کے، ڈاکٹروں کے اور ہسپتالوں کے professional standards کو maintain کرنے کی بات ہوئی تھی کیا ہم ان کو beet کر رہے ہیں، کیا اس میں کوئی بہتری آئی ہے یا ہم آج سے تین سال پہلے کی stage پر ہی کھڑے ہیں یا ہم نے کوئی فاصلہ طے کیا ہے؟ یہ آپ بھی سمجھتے ہیں اور میرے بھائی بھی سمجھتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم جہاں سے چلے تھے ہم ایمانداری سے اسی جگہ پر قائم ہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب!جو یہاں پر صورتحال ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج تو جو ہوا سو ہوا۔ ہیلتھ پر بحث ہو اور گورنمنٹ official ایک بھی موجود نہ ہو، یہ شرم ناک بات ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

یا تو آپ ابھی message دیں کہ یہاں پر کوئی official آکر بیٹھے۔آپ کا بیٹھا ہونا بالکل ٹھیک ہے لیکن یہ ذمہ داری ان کی بھی ہے لہذا ان کو یہاں پر موجود ہونا چاہئے۔لاء منسٹر صاحب!آئندہ کے لئے جب بھی کوئی general discussion رکھی جائے گی اگر اس سرکاری محکمے کا کوئی official یہاں پر موجود نہ ہوا تو پھر یہ ہاؤس اس پر strict action لے گا۔آپ اس کو آئندہ کے لئے ensure کریں۔ ٹھیک ہے یہاں پر منسٹر بیٹھے ہیں لیکن یہ ذمہ داری ان کی ہے کہ وہ بھی آکر یہاں پر عوامی نمائندوں کی رائے سنیں اور اس پر implement کریں۔یہ میں آپ کو بس بتا رہا ہوں۔آپ ابھی جتنی دیر یہاں پر بحث چل رہی ہے make it sure کہ یہاں پر کوئی موجود ہو۔اعجاز احمد خان صاحب!۔۔۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مستی خیل صاحب!اس میں پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے آپ تشریف رکھیں، میں آپ کو بعد میں floor دیتا ہوں۔ بہت شکریہ۔اعجاز احمد خان صاحب موجود نہیں ہیں۔جناب محمد آصف!

جناب محمد آصف ملک: شکریہ۔جناب سپیکر!سب سے پہلے میں قائد محترم میاں محمد شہباز شریف کو داد دینا چاہتا ہوں کہ جس طرح انہوں نے ہیلتھ پالیسی میں اپنی priority رکھی اسی حوالے سے انہوں نے ہسپتالوں میں ائیر کنڈشنرز اور ایمرجنسی کے لئے جو ادویات مفت فراہم کیں اور جنریٹروں کا انتظام کیا یقیناً وہ قابل داد ہے۔ جس طرح باقی میرے دوستوں نے اس پر بحث کی اور بتایا کہ ڈاکٹروں کی سرد مہری کی وجہ سے یقیناً مریض facility حاصل نہیں کر سکے جو ہماری گورنمنٹ کی پالیسی تھی اسی طرح میرے ڈسٹرکٹ خوشاب میں جو چودہ لاکھ آبادی کا ڈسٹرکٹ ہے اور اس میں واحد DHQ ہسپتال ہے جو کہ فعال ہے اس میں ڈاکٹرز کی اسامیاں خالی پڑی ہیں۔ میں نے چیف منسٹر صاحب سے ایک directive کروایا تھا جس میں انہوں نے اس میں 100 بستر کا اضافہ کیا تھا لیکن ایک سال گزرنے کے باوجود اس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہو سکا وہاں پر چونکہ دور دراز علاقے سے ڈاکٹر تعینات ہوتے ہیں ،وہاں پر رہائش گاہ کی کمی ہے اور ڈاکٹرز کی رہائش نہیں ہے اس پر بھی چیف منسٹر صاحب نے مہربانی کی تھی اور ان سے directive کروایا تھا اس کا PC-1 بھی تیار ہو چکا ہے لیکن ابھی تک اس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا۔ اسی طرح خوشاب شہر جو کہ تقریباً ڈیڑھ لاکھ آبادی کا شہر ہے اور وہاں THQ ہسپتال ہے

لیکن اس میں بھی ڈاکٹرز کی کمی ہے اور اسامیاں خالی پڑی ہیں۔اس کا کوئی پرسان حال نہیں ہے بار بار سیکرٹری ہیلتھ سے ملے ہیں اور یہاں سے directives بھی کروائے ہیں لیکن کوئی اس پر دھیان نہیں دے رہا۔ میری آپ کی وساطت سے گزارش ہے کہ DHQ اور THQ ہسپتال خوشاب میں ہیں ان پر خاص توجہ دی جائے اور 14 لاکھ کی آبادی کے اس ضلع میں جو کہ اس وقت تک لوگ بنیادی سہولیات سے بھی محروم ہیں تاکہ ان لوگوں کو سہولیات مل سکیں۔

جناب سپیکر! ہمارے ڈویژن کی میٹنگ کے دوران میں نے چیف منسٹر صاحب کو ایک تجویز دی تھی کہ کم از کم ہر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں CT-Scan Machine ہونی چاہئے کیونکہ جس طرح کے حادثات ہوتے ہیں ہمیں مریضوں کو خوشاب سے سرگودھا لے کر آنا پڑتا ہے اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں ایک CT-Scan Machine ہے لیکن اکثر وہ خراب رہتی ہے جس کی وجہ سے غریب لوگ CT-Scan نہیں کروا سکتے اور ان کو علاج کی سہولت نہیں ملتی ۔ میری آپ کی وساطت سے گزارش ہے کہ کم از کم پنجاب کے ہر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں CT-Scan کی سہولت ہونی چاہئے تاکہ غریب لوگوں کا وہاں پر علاج ہو سکے۔یہی میری گزارشات ہیں اور شفقت فرماتے ہوئے ان پر عملدرآمد کیا جائے۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ عارفہ خالد پرویز!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ۔ میں صرف اتنا کہنا چاہتی ہوں کہ مجھے بہت خوشی ہے کہ جہاں اور بہت سی باتیں ہوئی ہیں تو میں بھی ایک چیز آپ کے سامنے لانا چاہوں گی کہ ہم لوگوں نے یعنی اس پنجاب اسمبلی نے HIV پر بھی ایک کمیٹی بنائی جو کہ ہماری دوسری ہیلتھ کمیٹی کو refer ہو گئی ہے اور اس کے ذریعے بہت سارا کام کیا گیا جو کہ پہلے نہیں ہوا تھا۔اس کام میں ہم نے بہت سی میٹنگ attend کیں۔ Antiretroviral drugs ہم لوگ پنجاب میں فری دیتے ہیں اور ان کا چیک اپ بھی فری ہے جو لوگ بھی کروانا چاہیں اور اس کے مختلف points ہیں جہاں پر مریض جا سکتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ کسی بھی ترقی یافتہ ملک کے لئے یہ انتہائی ضروری قدم ہے کہ اس قسم کی چیزیں جو دنیا کے اندر ایک stigma سمجھا جاتا ہے ان پر کام کیا جائے۔ ہم ایک ترقی پذیر ملک ہیں اور اگر ہم نے ایچ آئی وی ایڈز پر کام شروع کیا ہے تو یہ ایک step forward towards development ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں یہ کہوں گی کہ آپ یہ دیکھئے کہ سوائے کینیڈا اور انگلینڈ کے کہیں بھی ہیلتھ سروس فری نہیں ہوتی لیکن ہمیں کسی حد تک بھی فری ہیلتھ کی سہولت مہیا ہے۔ میں

سمجھتی ہوں کہ ہمارے ملک میں بہت سی معاشی مشکلات کے باوجود ہیلتھ کی فری سہولت دینا It is a very big effort of Punjab Government.

جناب سپیکر! چیف منسٹر صاحب نے خود کئی visit کئے ہیں اور اپنے ایم پی ایز سے کروائے ہیں، میں بہت دفعہ خود گئی ہوں اور بہت دفعہ ایمرجنسی کے اوپر میری پوری پوری رات بھی گزری ہے۔ میں نے وہاں جاکر کام کیا ہے just for this notion کہ وہاں پر کیسے انتظام ہو رہا ہے۔ ہماری قوم کو بے حد ڈسپلن کی ضرورت ہے اور ہماری ایمرجنسی میں ایک ایک مریض کے ساتھ دس دس لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایک ایمرجنسی میں چار پانچ دن پہلے جب میں نے انہیں کہا کہ ایک مریض کے ساتھ دو لوگ کھڑے ہوں تو even کہ انہوں نے مجھے دھمکایا یہ overall ڈسپلن کی بات ہے۔ اس میں میڈیا بہت بڑا role play کر سکتا ہے کہ وہ قوم کو دکھائے کہ کس طریقے سے ایمرجنسی میں مریضوں کو attend کیا جاتا ہے اس میں ڈاکٹروں کی کوتاہی نہیں کہوں گی کیونکہ ڈاکٹر کم ہیں اس کے باوجود وہ ہر مریض کو attend کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ میں یہ بات add کرنا چاہتی ہوں کہ جیسے میں کہہ رہی تھی کہ سوائے کینیڈا اور انگلینڈ کے بہت سے ملک ہیں جہاں پر فری ہیلتھ سہولت نہیں دی جاتی اور اگر ہمارا ملک یہ سہولت فراہم کر رہا ہے، ہمارا یہ صوبہ سہولت فراہم کر رہا ہے تو It is a very big effort اس کو appreciate کرنے کی ضرورت ہے اگر کسی وجہ سے کچھ دوائیاں یا کچھ ایسی چیزیں جو ہم بالکل free میسر نہیں کر سکتے تو We are owing forward! ایسا نہیں ہے کہ ہماری طرف سے اس میں کوئی کوتاہی ہے یا ہم کرنا نہیں چاہتے، of course ہمارے فنڈز میں کچھ نہ کچھ مسائل ہیں، اس میں ہم اکیلے نہیں ہیں اور اس میں آپ کو history میں جانا پڑے گا۔ جب ایک ملک آمریت کے دور سے گزرتا ہے تو وہاں development ہوتی ہے نہ وہاں پر لیڈر شپ پیدا ہوتی ہے۔ Even انقلاب لانے کے لئے بھی لیڈر شپ کی ضرورت ہوتی ہے تو without leadership آپ انقلاب کی بات نہیں کر سکتے، چاہے وہ ایک بہترین انقلاب ہو۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم نے جتنے بھی ہیلتھ یونٹ ہیں اور جتنے بھی ہسپتال ہیں ان کے اندر ہر سہولت مہیا کی ہے۔ MRI-Scan کی ایک میں مثال دوں گی، اگر آپ کسی پرائیویٹ کلینک سے کروائیں تو 20 ہزار روپے دیتے ہیں اور اگر آپ جنرل ہسپتال سے کروائیں یا چلڈرن کمپلیکس سے کروائیں تو وہ فری میں ہوتی ہے تو اس free facilities میں آپ کی بہت سی بیماریوں کی نشاندہی ہو جاتی ہے تو میں صرف یہاں پر یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہم جو بھی steps لے رہے ہیں وہ toward development steps ہیں جبکہ میرے خیال میں اپوزیشن کو appreciate کرنا چاہئے اور کبھی کبھار انہیں یہ بھی کہنا چاہئے کہ کسی وجہ سے ان چیزوں کی ہماری

طرف سے کمی رہ گئی تھی آپ ان کو دور کریں کیونکہ آپ ایک جمہوری حکومت ہیں لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ اتنے پڑھے لکھے لوگ اپوزیشن میں موجود ہیں انہوں نے آج تک اتنے بڑے دل کا ثبوت نہیں دیا کہ وہ اٹھ کر یہ بات کریں کہ یہ کوتاہیاں ہماری وجہ سے ہوئیں اور ہم یہ چیزیں اس وقت پنجاب میں نہیں لا سکے اور یہ والی چیزیں ہسپتال میں بہت ضروری ہیں اب آپ مہیا کریں۔ This will be very healthy way of telling our government کہ آپ لوگ کس طریقے سے آگے بڑھیں۔ Rather than just sitting and criticizing یہ تو سب سے آسان کام ہے اور میرا نہیں خیال کہ اس وقت ہمارا ملک اتنے آسان کاموں کا متحمل ہو سکتا ہے۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ لاء منسٹر صاحب! میں آپ کا wait کر رہا تھا کہ آپ آجائیں۔ basically بات یہ ہے کہ جب ہم supremacy of parliament کی بات کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہم اس ہاؤس کی طاقت کی بات کرتے ہیں اور اس ہاؤس کی طاقت کے آگے یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ ہاؤس کے اندر ہیلتھ پر بحث ہو یا کسی بھی ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے بحث ہو اور ڈیپارٹمنٹ والے اس طرح سے show کریں کہ ان کی طرف سے کوئی بھی موجود نہیں ہے۔ اگر سیکرٹری صاحب کہیں مصروف تھے تو ان کو چاہئے تھا کہ وہ یہاں پر کسی اور کو بھیجتے جو proper طور پر یہاں ہاؤس میں آکر بیٹھتا۔ آج ہم لوگوں نے اس بات پر بالکل ایکشن بھی لینا ہے۔ Being Custodian of the House میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اس ہاؤس کی عزت نہیں کروا سکتے تو پھر ہمیں اس ہاؤس میں بیٹھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

میں آپ سے یہ کہوں گا کہ آپ اس پر باقاعدہ explanation call کریں اور وجہ بتائیں کہ اگر سیکرٹری صاحب نہیں آئے تو وہ کیوں نہیں آئے اور اگر وہ کسی وجہ سے مصروف تھے تو انہوں نے اپنی جگہ پر کسی کو کیوں نہیں بھیجا؟ This is very important. اور میں صرف آپ کا wait کر رہا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس میں آپ کی observation بالکل جائز اور rules کے مطابق ہے۔ جس وقت Question Hour چل رہا تھا تو سیکرٹری صاحب اس وقت گیلری میں موجود تھے تو میں نے پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو اس وقت confirm بھی کیا تھا کہ اس کے بعد اس ہاؤس میں آپ کے ڈیپارٹمنٹ کی عام بحث ہے تو آپ نے اپنی short statement بھی دینی ہے اور سیکرٹری صاحب بھی یہاں موجود رہیں۔ اب میرا خیال ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے یقیناً message بھیجنے کی کوشش کی ہو گی لیکن اس کے باوجود بھی اگر وہ

turn up نہیں ہوئے تو بالکل میں اس بات کو support کرتا ہوں کہ ان کو کل صبح with this explanation اور اس مؤقف پر کہ اگر وہ message نہیں ملا تو کیوں نہیں ملا اور اگر ملا تو اس کے باوجود وہ کیوں نہیں آئے؟ بالکل ان کی explanation جو ہے وہ صبح موصول ہونی چاہئے، انہیں خود آنا چاہئے اور اس situation کو explain کرنا چاہئے اور اس سے ایوان کو آگاہ کیا جائے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!۔۔۔

MR DEPUTY SPEAKER: No, let the Parliamentary Secretary respond to this.

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہ جو انہوں نے ابھی بات کی ہے اس کے بارے میں، میں نے سیکرٹری اور ایڈیشنل سیکرٹری کو inform بھی کر دیا تھا کہ وہ یہاں موجود رہیں اس کے بعد discussion ہونی ہے۔ میرے خیال میں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے، ان کو دوبارہ message convey کیا ہے اور میری اطلاع کے مطابق He is on the way back to Assembly.

جناب ڈپٹی سپیکر: Now this is not an appropriate time. اس کے اوپر جس طرح بات ہوئی ہے sense of the House سامنے ہے آپ ان سے proper explanation لے کر لاء منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ کر کل صبح ہاؤس کو اس بارے میں apprise کریں گے اور اس پر ہاؤس decision لے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جی، بالکل ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اب ڈاکٹر اسد اشرف صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، باری باری، جس طرح جس کا نام لکھا ہے اسی طرح بلا رہا ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں تو پارلیمانی سیکرٹری صاحب کے حوالے سے بات کرنا چاہ رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر کی میں اجازت اس لئے نہیں دے رہا کہ جن دوستوں نے نام لکھوائے ہوئے ہیں وہ اپنی باری پر ہی بات کر لیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو کیوں بولنے دیا گیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نہیں ان کو بٹھا دیا گیا تھا۔آپ بھی تشریف رکھیں۔جی!

ڈاکٹر اسد اشرف: جیسا کہ ابھی آپ نے کہا ہے کہ یہ ایوان کی عزت اور تقدس کا معاملہ ہے تو میں یہاں یہ بات کروں گا کہ سپیکر صاحب نے alreadyاس کا noticeلیا ہے اور انہوں نے اس معاملے کو تحریک استحقاق کمیٹی کے سُپرد کر دیا ہے۔آج صبح جب سیکرٹری صاحبان نہیں تھے، صرف ایڈیشنل سیکرٹری بیٹھے ہوئے تھے تو انہوں نے یہ دے دیئے۔یہاں پر دوستوں نے محکمہ صحت کے حوالے سے بڑی اچھی suggestionsدی ہیں۔ میں یہ کہوں گا کہ بہت ساری باتیں، ابھی ایک بھائی نے کہا کہ تمام ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں CT Scan ہونا چاہئے، بہت اچھی تجویز ہے۔ ہماری حکومت پنجاب کی preference Health and Educationہے اور جتنی meetings Health Departmentکی ہوئی ہیں وہ کسی اور ڈیپارٹمنٹ کی نہیں ہوئیں۔ ہمارا VIPکوئی ایم این اے، ایم پی اے، بیوروکریٹ یا جج نہیں ہے، ہمارا VIPہسپتال میں آنے والا ایک غریب مریض ہے اور تمام policiesانہی کو دیکھ کر بنائی گئی ہیں۔ چاہے وہ فری ادویات کی بات ہو، فری ڈائلیسز کی بات ہو۔آپ اس سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ ایک مریض کی حالت اور اس کے علاج کے لئے چیف منسٹر پنجاب کتنے concernedہیں کہ انہوں نے ایک میٹنگ میں اس بات کا کہا کہ ایک مریض اگر 104 بخار کے ساتھ، گرمیوں میں حبس کے دِن میں mattressپر لیٹے تو اس کو کسی بھی کوالٹی کی drugدے دیں یا ڈاکٹر کی سروس دے دیں، اس کی bodyاتنی stressمیں ہو گی کہ اس کو دوائی بھی اثر نہیں کرے گی کیونکہ body stressہو تو pharmacologyکے حساب سے drugکا affectوہ نہیں ہوتا۔مریض کے لئے اچھی صاف ستھری ہوا بھی ایک علاج کا طریقہ ہے اور انہوں نے کہا کہ پنجاب کے تمام ہسپتالوں میں جنرل وارڈز میں ACلگائے جائیں نہ کہ ایم ایس اور ڈاکٹر صاحبان کے کمروں میں لگائے جائیں۔

اس کے علاوہ فری ادویات کا جیسے ذکر ہوا، پہلے یہ EDO'sخود خریدتے تھے اور اس میں بڑی مختلف قسم کی جو چیزیں تھیں وہ ہو رہی تھیں جیسا کہ ہمارا کلچر ہے تو اس کے لئے centralized purchase systemبنایا گیا تاکہ اچھی، سستی اور کوالٹی ادویات ملیں جو standardizedہوں۔ یہاں پر spurious drugsکا بہت ذکر کیا گیا پچھلے دور میں بھی سی ایم پنجاب نے ایک Task Forceبنائی تھی اور اس دفعہ بھی ایک Central Task Forceبنائی گئی جس کا مجھے چیئرمین بنایا اور میرے ساتھ شاہ جہاں بھٹی صاحب ہمارے ایم پی اے تھے لیکن پھر اس کی severityدیکھتے ہوئے، اس کی اہمیت کی افادیت دیکھتے ہوئے انہوں نے کہا کہ یہ بہت اہم کام ہے۔انہوں نے 9 divisionsمیں

تین task forces بنائیں جن میں ایک کے چیئرمین ڈاکٹر فرخ جاوید تھے،ایک کے ہمارے چکوال والے بھائی ملک صاحب تھے اور تیسری کے سعید الہیٰ تھے۔انہوں نے جو کام کیا ہے کچھ تو میڈیا میں بہت سارا آ گیا ہے لیکن دوسرے ڈسٹرکٹ جہاں کام ہوئے وہ اتنا نہیں ہوا۔Spurious drugs کے بارے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہماری Pharmaceutical Companies جو ہیں یہ ماشاء اللہ 54 ممالک میں ایکسپورٹ کر رہی ہیں اور یہ ریکارڈ کی بات ہے ،آج تک ان ملکوں سے ان کی کوئی consignment واپس نہیں آئی کہ یہ spurious drugs ہیں۔major issues جو ہیں وہ یہاں پر across the board ہمارا ہمسایہ ملک بھارت دُنیا میں spurious drugs سب سے بڑا source ہے۔وہاں سے ادویات سمگل ہو کر پاکستان میں آ رہی ہیں اور ہماری مارکیٹ میں فروخت ہو رہی ہیں اور اس کے لئے بھی کام ہو رہا ہے۔ہمیں یہ کہا گیا ہے کہ 4ہزار سینئر ڈاکٹرز کی پوسٹیں خالی ہیں۔ میں آپ کو 2007 کی figures دیتا ہوں جو اسی اسمبلی میں پیش کی گئی تھیں،تب آپ بھی میرے ساتھ تھے، سینئر ڈاکٹرز میں سینئر رجسٹرار ہوتا ہے جس کی 127 پوسٹیں تھیں میں اس وقت کی بات کر رہا ہوں ، 68 اسسٹنٹ پروفیسر تھے ، 47 ایسوسی ایٹ پروفیسر تھے اور 25 پروفیسر تھے یہ 2007 کی figures ہیں۔اس کے بعد ہم نے regularly ان senior posts پر بھرتی کے اشتہار دیئے ہیں۔ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہر دو ماہ بعد اخبار میں اشتہار شائع ہو رہے ہیں اور آج بھی اگلے پندرہ دِنوں میں Cardiac Surgeons کی posts advertised ہوئی ہے ان کے انٹرویوز ہو رہے ہیں۔کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اتنی پوسٹیں بھی خالی نہیں ہیں ابھی majority posts fill ہو چکی ہیں اور جو رہ گئی ہیں وہ fill ہو رہی ہیں۔ایک سو دس female Medical Officers جو ہیں ان کا عنقریب پبلک سروس کمیشن میں انٹرویو ہونا ہے۔یہ ان لوگوں کے علاوہ ہیں جو چار ہزار کے قریب ہم نے ریگولر کئے ہیں۔اس میں general doctors, Professors, Assistant Professors, and Associate Professor تھے۔ایک اور طریقہ خالی پوسٹ کو fill کرنے کا جیسا کہ میرے کئی بھائیوں نے کہا ہے کہ سیکرٹری صاحب کہتے ہیں کہ آپ ڈاکٹر لائیں میں appointment letter دے دیتا ہوں۔DCO, District Recruitment Committee اور اس کے علاوہ محکمہ صحت میں ایک بورڈ بنا ہوا ہے جو weekly basis پر، جو جہاں کے لئے apply کرتا ہے ان کو بلا کر ان کے appointment letters issue کرتے رہتے ہیں۔یہاں پرائیویٹ میڈیکل کالجوں کی بات کی گئی ہے تو یہ واحد گورنمنٹ ہے جنہوں نے regulation of private medical colleges کی

اور جیسے آپ نے دیکھا میری بہن نے جنرل فزیشن کی بات کی تو یہ سب سے بڑی ڈیمانڈ پاکستان کے، پنجاب کے علاوہ یہ عطائی ڈاکٹروں کے خلاف general practitioners کی complaint تھی اور اس کو مدنظر رکھتے ہوئے Health Care Commission کا بل لایا گیا جو کہ anti quackery Bill ہے اور اس سے اس کا سدّباب ہو گا۔یہاں پر 36 اضلاع کے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز میں فری ڈائلیسز کی سہولت دی جارہی ہے اس کے علاوہ 9 تحصیلوں میں بھی فری ڈائلیسز کی سہولیات دی جارہی ہیں اب ہم نہ صرف یہ کمپیوٹرائزڈ کر رہے ہیں کہ کتنے مریض ہیں پنجاب کے ہسپتالوں میں تقریباً 35 فیصد مریض دوسرے صوبوں سے آرہے ہیں جو سندھ، بلوچستان اور فرنٹیئر۔

جناب سپیکر! میرے بھائی نے بہت اچھی بات کی کہ پنڈی میں کارڈیالوجی کی کیا ضرورت ہے ؟جنرل کیانی ایک Cardiac Surgeon ہیں وہ AFIC میں بہت پرانے ہیں اور سارے پیسے والے ان کے پاس جاتے ہیں کوئی غریب آدمی وہاں پر سی ایم ایچ میں bypass, Angiography, stress test stunt, ETT, نہیں کروا سکتا اس کے لئے وہاں اندر جانا منع ہے۔اسی وجہ سے یہ دیکھتے ہوئے ہم نے کہ اتنی دُور سے پشاور سے لے کر لاہور تک General Public کے لئے کوئی PIC کے level کا Cardiac Institute ہو۔ملتان انسٹیٹیوٹ، پرویزالہیٰ انسٹیٹیوٹ یا فیصل آباد انسٹیٹیوٹ ہو تو اس لئے ہم نے وہاں Cardiac Institute بنایا ہے، تھوڑی سی بات ایسی ہو جائے گی کہ اگر bomb blast میں بھی ہمارے لاہور کے شہری سی ایم ایچ میں چلے جائیں تو شام کو فون آجاتا ہے کہ اب یہ آپ اپنے ہسپتال میں شفٹ کروالیں۔کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ ہم نے غریب آدمی کے لئے کیا ہے۔ہیپاٹائٹس پروگرام بند نہیں کیا گیا۔19۔اکتوبر 2009 کو 22 کروڑ روپیہ کو release کیا گیا اور 36 ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں ہیپاٹائٹس کنٹرول پروگرام جاری ہے۔نہ صرف یہ بلکہ yearly ایک health calendar بنتا ہے اور ہر وہ بیماری جو آنے والی ہوتی ہے ہم دو ماہ پہلے اس کی صف بندی کرتے ہیں اور اس کے سدّباب کے لئے اقدامات کرتے ہیں کیونکہ جو seasonal health calendar ہے اس کو ہم الرٹ کرتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہم نے تمام EDO's کو ڈینگی وائرس کے آنے سے پہلے یہ ہدایات جاری کی تھیں کہ وہ اپنے اپنے طور پر جو بھی اقدامات ہیں وہ کریں اور جس نے نہیں کیا اس کی پھر accountability بھی ہو رہی ہے اور آپ نے دیکھا کہ صرف ایک کیس EDO چکوال کا تھا اور اس کو پوچھا گیا اور یہاں پر ہم Liver Transplant Centre بنا رہے ہیں۔جناح ہسپتال میں 2۔ارب روپے سے Burn Unit بن رہا ہے اس کا پراجیکٹ ڈائریکٹر بھی لگ

گیا ہے۔ باتیں کرنے سے زیادہ ہمارا اس چیز پر زور ہے کہ وہ غریب آدمی جس کو ہسپتال کے گیٹ میں داخل ہوتے ہوئے یہ نہیں پتا ہوتا کہ کہاں جانا ہے اس کو وہ treatment ملے جو ایک پیسے والے یا طاقتور شخص کو ملتا ہے۔ کچھ ہمارا attitude problem بھی ہے شافی تو اللہ ہے لیکن کرسی پر ڈاکٹروں کو بٹھایا گیا ہے۔attitude problem ہے اگر ایک مریض سے صبح دوپہر شام ہر ڈاکٹر اپنی ڈیوٹی پر آکر صرف اتنا ہی پوچھ لے کہ بابا جی آپ کا کیا حال ہے blood pressure temperature اور اس کی complaints کا ہی پوچھ لیں تو اس کی آدھی تکلیف رفع ہو جاتی ہے۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال اور تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کے ارد گرد آپ کو پرائیویٹ لیبارٹریاں ملیں گی یا آپ کو سرجن یا دوسرے ڈاکٹر ملیں گے وہی ڈاکٹر حضرات جو صبح کے ٹائم ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہیں کام کرتے ہیں۔ صبح کے ٹائم ایک مریض چیک نہیں کرتے اور شام کو ان کے پرائیویٹ کلینک پر ان کی لائن لگی ہوتی ہے۔ ایک ڈاکٹر تو اتنا طاقت ور تھا کہ اس نے ایک ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کا گیٹ جو ہے۔۔۔

(اذان عصر)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی تقریر کا وقت بھی ختم ہو گیا ہے۔ ایوان کا وقت آدھ گھنٹہ مزید بڑھایا جاتا ہے۔ رانا محمد ارشد صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! بڑی مہربانی۔ کافی معزز ممبران نے اس پر بحث کی ہے اور کافی چیزیں سامنے آئی ہیں۔ میں آپ کا زیادہ ٹائم نہیں لوں گا لیکن میں اتنا ضرور بتانا چاہوں گا کہ محکمہ صحت ایک ایسا محکمہ ہے جس پر ہر شہری کا حق ہے کہ اسے صحت اور تعلیم کی سہولیات مہیا کی جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے جس طرح سے اس محکمے پر خصوصی توجہ دی اور اچانک ہسپتالوں کے معائنے بھی کئے تاکہ جب بھی کوئی مریض ہسپتال پہنچے تو اس کو ہسپتال کی ایمرجنسی سے لے کر ہر وارڈ تک سہولت مہیا ہو۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑا اچھا تاثر پڑا اور اس سال حکومت پنجاب نے 6۔ارب روپے کی مفت ادویات فراہم کی ہیں اور یہ ادویات ان شہریوں کے لئے ہیں جو ایمرجنسی وارڈ میں پہنچیں گے تو ان کو فوری طور پر first aid دی جائے گی۔ ان کا کوئی وارث ان تک پہنچے یا نہ پہنچے اس کو first aid دی جائے اور یہ ایک بہت اچھی بات ہے جس کو ہم شہری یہ محسوس کرتے ہیں کہ خادم اعلیٰ پنجاب جو کہتے ہیں اس پر عمل بھی کر کے دکھاتے ہیں۔ اس کے علاوہ موجودہ حالات میں جو سیلاب آیا اور اس سیلاب میں جس طرح سے ادویات پہنچائی گئیں اور

جس طرح سے خصوصی طور پر پورے پنجاب کے ڈاکٹروں کی ڈیوٹی لگائی گئی وہاں پر ڈاکٹر حضرات نے flood areas میں ڈیوٹی کی اور سیلاب زدہ گیارہ اضلاع میں ڈاکٹر حضرات پہنچے اور اپنا فرض ادا کیا۔ اس کے علاوہ پہلی دفعہ متعلقہ افسران نے اس دفعہ عید بھی گھروں سے باہر کی۔ یہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان ملازمین کی مہربانی ہے لیکن جو خادم اعلیٰ پنجاب کی پالیسی تھی ان کے ساتھ ساتھ مسلم لیگ کے ایم پی ایز ایم این ایز تھے اور وزراء صاحبان نے بھی وہاں پر عید منائی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس طرح کی جو پالیسیاں ہیں یہ عوام دوست پالیسی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ جس طرح سے میاں محمد شہباز شریف صاحب نے تمام ہسپتالوں میں ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہسپتالوں میں Dialysis کے لئے جو احکامات صادر کئے ہیں وہ بہت احسن قدم ہے۔ میاں محمد شہباز شریف صاحب نے اپنے پچھلے tenure میں یہ ایک سہولت عوام کو دی تھی۔ ایک غریب آدمی جس کے پاس کھانے پینے کے لئے روٹی بھی میسر نہیں ہے تو وہ کہاں 4ہزار روپے روزانہ یا ہفتہ بعد dialysis کروائے گا۔ حکومت پنجاب کی یہ ایک ایسی achievement ہے جس پر سو فیصد عملدرآمد ہو رہا ہے لیکن میں اس کے باوجود بھی یہ سمجھتا ہوں کہ عوام کی توقعات بہت زیادہ ہیں اور ہم نے ابھی بہت کچھ کرنا ہے تاکہ عوام کو بنیادی سہولیات باہم پہنچا سکیں اور ان کی نگرانی بھی کر سکیں۔

جناب سپیکر! میں تو یہ بھی چاہوں گا کہ ہر ایم پی اے کو یہ ذمہ داری دی جائے کہ وہ اپنے حلقے کے جو Basic Health Centre ہیں یا Rural Health Centre ہیں اور جو THQ ہسپتال ہیں وہاں وہ جائیں اور ان کے جو اصل مسائل ہیں وہ سنیں اور موقع پر ہی ایم ایس اور سینئر آفیسرز کے ساتھ بیٹھ کر ان معاملات کا کوئی حل نکال سکے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح کی اصلاحات موجودہ حکومت نے شروع کی ہیں، جس طرح نوجوان ڈاکٹروں کو مستقل کیا گیا کیونکہ ڈاکٹروں کی یہ ایک ایسی پریشانی تھی جس کا حل نکلنا ضروری تھا۔ اس کے علاوہ ڈاکٹروں کی تنخواہیں بڑھائی گئیں اور ان کو مستقل کیا گیا۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری حکومت کی ایک ایسی پالیسی ہے جس کی وجہ سے ڈاکٹر پُرسکون ہو کر اپنی ڈیوٹی سرانجام دیں گے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ موجودہ حالات میں محکمہ صحت کے اندر حکومت کے جو اقدامات ہیں وہ بے مثال ہیں۔ انشاء اللہ being a Member of Parliament اپنی یہ opinion دینا چاہتا ہوں کہ جو کینسر کے مریض ہیں ان کے لئے بھی حکومت پنجاب کو مفت علاج کے احکامات صادر کرنے چاہئیں۔ اس کے علاوہ جن کے liver مکمل طور پر damage ہو چکے ہیں ان کو بھی

مفت علاج کی سہولت دینی چاہئے کیونکہ یہ بہت زیادہ مہنگا علاج ہے جو کہ عام آدمی کے بس کا روگ نہیں کہ وہ اپنا علاج کر پائے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ جس طرح ہسپتال میں ہر ڈاکٹر اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہا ہے ہم اس کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ جو عوام کی demands ہیں عوام کی requirements ہیں ہم نے ان کو بھی ہر حال میں پورا کرنا ہے۔ میں دوبارہ اپنے بھائی ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب کو بھی appreciate کرتا ہوں کہ جنہوں نے تمام ممبران کے سوالات کے جوابات دیئے لیکن محکمہ صحت کے افسران کا بھی یہاں پر ہونا ضروری تھا۔ ان کو چاہئے تھا کہ وہ اپنی ڈیوٹی نبھاتے ہوئے یہاں اس ایوان کے چیمبرز میں موجود ہوتے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ جو بھی یہاں سے سفارشات بھیجیں گے اس پر خادم اعلیٰ پنجاب سو فیصد عمل کروائیں گے۔ اللہ حافظ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! بہت شکریہ

محترمہ شہزادی عمر زادی ٹوانہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

محترمہ شہزادی عمر زادی ٹوانہ: جناب والا! ایک منٹ کی بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ پھر میں آخر میں آپ کو ٹائم دوں گا کیونکہ لسٹ لمبی ہے۔ I am sorry.

معزز ممبران: ایک منٹ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، اگر House کہتا ہے تو بات کر لیں اور جلدی سے اپنی بات ختم کریں۔

محترمہ شہزادی عمر زادی ٹوانہ: جناب والا! وقفہ سوالات میں میرا سوال بھی تھا لیکن اس کا جواب نہیں آ سکا۔ میں صرف on the floor of the House یہ assurance چاہتی ہوں کہ ہمارے شاہ پور میں ایک تحصیل میونسل ہسپتال ہے اس میں میڈیکل آفیسر کی سات اسامیاں خالی پڑی ہیں۔ جھاوریاں کی RHC جس میں وومن میڈیکل آفیسر کی پوسٹ تین سال سے خالی پڑی ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ BHUs میں میڈیکل آفیسرز کی پوسٹیں خالی پڑی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

محترمہ شہزادی عمر زادی ٹوانہ: مجھے صرف یہ assurance دلا دیں کیونکہ انہوں نے کہا ہے کہ ایڈہاک تقرریاں ہو رہی ہیں۔ میں کہتی ہوں کہ یہ نہیں ہو رہیں۔ اس معزز ایوان کے floor of the

House پر یہ assurance دلادیں کہ یہ خالی اسامیاں ساری نہیں تو تھوڑی سی پُر کر دیں گے اور یہ بھی بتادیں کہ کب تک پر کر دی جائیں گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب تشریف رکھتے ہیں آپ ابھی ان سے بات کر لیں۔ جلال الدین ڈھکو صاحب!

ملک جلال الدین ڈھکو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے صحت پر بحث کے لئے وقت دیا۔آج صحت پر بہت اہم بات ہو رہی ہے اور آپ نے بہت اچھا action لیا ہے اور میں اس action پر آپ کو appreciate کرتا ہوں۔یہاں پر محکمے کا کوئی آدمی موجود نہیں ہے لیکن آپ نے جو action لیا ہے مجھے امید ہے کہ وہ آئندہ حاضر ہوں گے۔منسٹر صاحب کا ہونا بھی ضروری تھا لیکن ہم سعید الہیٰ صاحب پر گزارہ کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر! جن ممالک میں صحت کی سہولیات مہیا نہیں کی جاتیں اور لوگ سسک سسک کر مر جاتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ان حکومتوں کو حکومت کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔میں اس ضمن میں یہ بات کروں گا کہ ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب کے دل میں تڑپ ہے اور انہوں نے اس صوبے کے ہسپتالوں میں کافی ڈویلپمنٹ کی ہے اور کافی سہولیات دی ہیں۔ میں خصوصی طور پر ڈائلیسز کا ذکر کر رہا ہوں غریب آدمی ڈائلیسز کروا ہی نہیں سکتا تھا لیکن اب وہ مفت ہو رہا ہے۔وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس بارے میں کافی دلچسپی لی ہے اور میرے خیال میں اب نظام بہتر ہے لیکن اس میں مزید بہتری کی ضرورت ہے اور وہ بہتری ہونی چاہئے چونکہ میں دیہات کا رہنے والا ہوں اور اس ملک کے 80 فیصد لوگ دیہاتوں میں آباد ہیں۔دیہاتوں میں جو RHCs اور BHUs ہیں وہاں کے نظام میں کافی خرابی ہے جسے دور کرنا مقصود ہے۔میں اس ضمن میں یہ بات کروں گا کہ ایک لفظ ہے سٹور کیپر۔جب دوائی سٹور کیپر کے پاس جاتی ہے وہ اول تو ڈاکٹر کی مدد اور اس کی حصہ داری سے ساری کی ساری دوائی بیچ دیتا ہے اور مریضوں کو بالکل معمولی حصہ دیا جاتا ہے ۔ میں استدعا کروں گا کہ ہر BHU میں ہر RHC میں ڈاکٹروں کی رہائشیں بنی ہوئی ہیں، ڈاکٹر حضرات ایک دو گھنٹے کے لئے آتے ہیں اور پھر واپس چلے جاتے ہیں وہاں پر کوئی ڈاکٹر رہتا ہے اور نہ ہی کوئی ڈاکٹر وہاں صبح شام مریضوں کو چیک کرتا ہے۔ میری استدعا ہے کہ خصوصاً BHUs اور RHCs کی اصلاح کے لئے کوئی فارمولہ طے کیا جائے۔ منسٹر ہیلتھ اور سیکرٹری ہیلتھ تو موجود نہیں ہیں لیکن پارلیمانی سیکرٹری صاحب موجود ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب کا تو حکم ہے کہ ہر جگہ پر اصلاح کی جائے اب ان کی ذمہ داری ہے کہ کم از کم دیہاتی

علاقوں کے BHUsاور RHCsکی اصلاح کریں۔آپ تو راولپنڈی،اسلام آباد،ملتان اور لاہور کے بڑے بڑے ہسپتالوں کے نام لے رہے ہیں لیکن جو غریب عوام دیہاتوں میں بستی ہے جس کی وجہ سے یہ ملک آباد ہے۔اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے وہ غریب عوام آپ کو روٹی دیتے ہیں،وہ گندم پیدا کرتے ہیں، چاول پیدا کرتے ہیں،گنا پیدا کرتے ہیں پھر بھی کیاان کو صحت کی بنیادی سہولتیں میسر نہیں آنی چاہیئں؟ میں تو کہتا ہوں کہ انہیں یہ سہولتیں پہلے نمبر پر حاصل ہونی چاہیئں لیکن وہ غریب لوگ یہ سہولتیں نہ ہونے کی وجہ سے تڑپ تڑپ کر مر جاتے ہیں۔

جناب سپیکر!یہ ایک عملی بات ہے اور شاید آپ کے بھی علم میں ہو کہ جب ایک مریض کو تکلیف ہوتی ہے وہ بیمار ہوتا ہے تو جب وہ BHU یاRHC میں پہنچتا ہے تو وہاں پر ڈاکٹر تو کیاڈسپنسر بھی موجود نہیں ہوتا پھر وہ غریب شہر کی جانب دوڑے گااور شہر تک پہنچتے پہنچتے راستے میں ہی دم توڑ دیتا ہے۔میں آج اس ایوان میں ببانگ دہل یہ بات کروں گا کہ جب تک آپ دیہاتوں کے 80 فیصد غریب عوام کی صحت کا خیال نہیں رکھیں گے آپ کے بڑے ہسپتالوں کا کوئی فائدہ نہیں ہے چاہے آپ جتنے بنا لیں۔ساری ادویات سٹوریکیپر کے پاس جاتی ہیں وہ اول تو ساری ادویات مکمل طور پر بیچ دیتا ہے اور اگر تھوڑی بہت بچ جاتی ہیں تو وہ کسی عزیز کو دے دیتا ہے۔لہذا میری استدعا ہے کہ particularly دیہاتوں کے لئے ان باتوں کاnotice لیں۔ان دیہاتوں میں BHUsاور RHCs موجود ہیں ان کی بلڈنگز موجود ہیں،وہاں پر کوارٹرز موجود ہیں بلکہ سب کچھ موجود ہے لیکن وہاں عملہ غائب ہے لہذا میری استدعا ہے کہ EDOsاور DHOs کو حکم دیں کہ وہ اب دفتروں میں بیٹھنا چھوڑ دیں،surprised visit کریں اور وہاں پر جو کچھ ہو رہا ہے وہ دیکھیں اور ان سے سختی سے نمٹیں اور غریب لوگوں کو علاج کی برابر کی سہولیات میسر ہونی چاہیئں۔یہ فائنل فیصلہ ہے اور آپ اس کے لئے notice لیں۔پارلیمانی سیکرٹری صاحب تشریف فرما ہیں میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ باقی تو سارا معاملہ ٹھیک ہے، میاں محمد شہباز شریف صاحب نے جو ڈویلپمنٹ، جو منصوبہ جات صحت، تعلیم اور زراعت کے بارے میں تیار کئے ہیں وہ قابل ستائش ہیں اور ہر آدمی کو پتا ہے کہ میاں محمد شہباز شریف نے سیلاب میں جو کام کیا ہے وہ خود پانی میں گزرتے رہے وہ ایک مثالی کردار ہے اور صحت کے بارے میں، بڑے بڑے ہسپتالوں میں بھی ان کا مثالی کردار ہے لیکن خدارا دیہاتوں کے ہسپتالوں کا بھی خیال کریں۔میری یہی استدعا تھی، شکریہ، مہربانی

جناب ڈپٹی سپیکر: محمد ثقلین انور سپرا صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!ان کی جگہ میں بات کر لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ صرف بات کریں لیکن تقریر اپنی باری پر کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!میں نے ایک دو باتیں کرنی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے ذرا follow کرنے دیں اول تو آپ نے اپنا نام لکھوایا ہی نہیں ہوا تھا لیکن میں آپ کو بلا لیتا ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!میں نے چٹ بھیجی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پھر آپ کی چٹ کہیں راستے میں ہی غائب ہو گئی ہے۔جی، ملک علی عباس کھوکھر صاحب!

ملک علی عباس کھوکھر: شکریہ۔جناب سپیکر!مہربانی فرما کر پہلے شاہ صاحب کی بات سن لیں، میں بعد میں بات کر لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی بات کریں۔

سید حسن مرتضٰی: جناب سپیکر!میں نے اسلام آباد جانا ہے آپ ہاؤس کی sense بھی دیکھ لیں،پلیز مجھے پہلے بات کرنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کھوکھر صاحب!آپ بات کریں۔

سید حسن مرتضٰی: جناب سپیکر!آپ ہاؤس کی sense لے لیں، ایک محترمہ کے علاوہ سب کہہ رہے ہیں کہ حسن مرتضیٰ بات کر لے۔

ڈاکٹر زمردیا سمین رانا: اپنی اپنی باری پر بات ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہاں اصول کی بات ہونی ہے۔باری پر ہی آپ کا نام آئے گا۔ شاہ صاحب!پلیز تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!سب اس ہاؤس کے برابر ممبر ہیں، جب سب کہہ رہے ہیں کہ حسن مرتضٰی بات کرے تو آپ بھی مہربانی فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سارے نہیں کہہ رہے پلیز آپ تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: میں محترمہ کی بڑی عزت کرتا ہوں۔ یہ ہماری بہنوں جیسی ہیں۔ یہ پہلے بات کر لیں ہم بیٹھے ہیں پلیز انہیں out of turn باری دے دیں۔

ڈاکٹر زمردیا سمین رانا: انہیں چاہئے کہ یہ خواتین کا احترام کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: ہم احترام ہی کر رہے ہیں کہ انہیں پہلے بات کرنے کا موقع دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! پلیز تشریف رکھیں، بڑی مہربانی۔جی، کھوکھر صاحب!

ملک علی عباس کھوکھر: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج جس محکمے کے لئے ایوان میں بحث ہو رہی ہے میں گزارش کروں گا کہ خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے محکمہ تعلیم اور صحت پر کافی توجہ دی ہے اور ان کے لئے کافی پلاننگ کی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جو وہ کر رہے ہیں اس کا اثر نیچے تک نہیں جا رہا۔ اگر واقعی ان تک کوئی serious بات پہنچانی ہے تو ان کو اصل حقیقت پہنچانی چاہئے کہ آپ جو کچھ کر رہے ہیں اس کا عمل نیچے تک نہیں جا رہا۔جب بحث شروع ہوئی تھی تو ڈاکٹر صاحب نے کہا تھا کہ غریب لوگوں کو مفت ادویات دینے کے لئے چھ ارب روپیہ رکھا گیا ہے۔ میں ڈاکٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ سوائے لاہور کے کسی بھی ہسپتال میں چلے جائیں، THQ میں چلے جائیں، DHQ میں چلے جائیں، BHU میں چلے جائیں اگر کسی بھی ہسپتال میں کسی مریض کو مفت ادویات مل رہی ہوں تو ڈاکٹر صاحب جو کہیں گے میں وہ ماننے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ ہم نے ہسپتالوں میں ائر کنڈیشنڈ لگوائے ہیں میں ان کی وہ بات مانتا ہوں کہ بالکل انہوں نے ائر کنڈیشنڈ لگوائے ہیں لیکن وہ ائر کنڈیشنڈ آج تک نہیں چلے۔ جس دن سے وہ لگے ہیں وہ اس دن سے لے کر آج تک چلے ہیں، کسی نے ان کو دیکھا ہے کہ وہ کیوں نہیں چلے؟ نہ ہی کوئی ان کی maintenance کی گئی ہے۔ وہ لگے ضرور ہیں لیکن بند پڑے ہیں۔

جناب سپیکر! میرے بھائی نے کہا ہے کہ ہسپتالوں میں جنریٹر مہیا کئے گئے ہیں لیکن ان کو چلانے کے لئے ڈیزل نہیں ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ آج کی بحث ایسے ہی ہے جیسا کہ کسی "بھینس کے آگے بین بجائی جائے" اس بحث سے ہمیں کیا حاصل ہے؟ یہاں اس وقت محکمے کا کوئی آدمی موجود نہیں ہے۔ اگر ان کے دفتر میں چلے جائیں تو ادھر بھی یہی حال ہے۔ کسی ہسپتال میں چلے جائیں، ایم ایس تو دور کی بات ہے وہاں پر کوئی سرجن بھی موجود نہیں ہوتا۔ میرے حلقے دیپالپور میں THQ ہسپتال ہے۔ عید والے دن کوئی خوشی کے ساتھ گھر سے اُٹھ کر ہسپتال نہیں جاتا۔ اگر کسی کو کوئی تکلیف ہوتی

ہے،ایمر جنسی ہوتی ہے تو تب ہی عید کے روز کوئی ہسپتال جاتا ہے۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ عید والے دن THQ دیپالپور میں جب مریض گئے تو وہاں پر نائب قاصد،Attendants اور Sweepers لوگوں سے زبردستی عیدی وصول کرتے رہے ہیں۔اس ہسپتال کے موجودہ ایم ایس کے پاس میں تین چار مرتبہ خود گیا ہوں،اسے کہا کہ آپ کچھ کنٹرول کریں لیکن ان پر کوئی اثر نہیں ہوا۔اگر اس سے کوئی یہ پوچھے کہ مجھے فلاں تکلیف ہے آپ اس کے لئے کوئی medicine بتادیں تو وہ آگے سے فون بند کر دے گا اور کہے گا کہ میں آپ کو پانچ منٹ میں واپس فون کرتا ہوں۔اسے خود معلوم نہیں ہے کہ کس بیماری کے لئے کون سی medicine دینی ہے۔ ہم ایسی پالیسیوں کا کیا کریں کہ جب غریب آدمی کو ہسپتال میں کوئی سہولت ہی میسر نہیں ہونی؟آپ بے شک 6۔ارب کی بجائے 12۔ارب روپے medicines کے لئے رکھ لیں لیکن پھر بھی غریب لوگوں کو ہسپتال میں ادویات نہیں ملیں گی۔ میں ڈاکٹر سعید الہیٰ صاحب کو ساتھ لے جا کر اپنے اس THQ ہسپتال کا آج ہی visit کروانے کے لئے تیار ہوں۔اگر ان کو وہاں ایمر جنسی میں ایک pain killer بھی مل جائے تو میں ہر سزا کے لئے تیار ہوں۔چند ایک points میں نے ڈاکٹر سعید الہیٰ کے آگے رکھ دیئے ہیں۔اس پر زیادہ بحث کرنے کا فائدہ اس لئے نہیں ہے کہ اس وقت گیلری میں محکمے کا کوئی آدمی موجود نہیں ہے۔ صرف ڈاکٹر سعید الہیٰ صاحب بیٹھے ہیں اور وہ بھی میری طرح مجبور ہیں، کچھ نہیں کر سکتے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ڈاکٹر زمردیا سمین رانا صاحبہ!

ڈاکٹر زمردیا سمین رانا: جناب سپیکر!بہت شکریہ۔ Health is needed beyond races and boundaries. غریب،امیر، سکھ،عیسائی اور مسلم سب کے لئے صحت ضروری ہوتی ہے۔ مجھ سے پہلے اس حوالے سے بہت سی تقاریر ہو چکی ہیں، کسی نے اس محکمے کی بہت زیادہ تعریف کی ہے بلکہ تعریفوں کے پُل باندھ دیئے ہیں اور کسی نے بہت زیادہ برائیاں کی ہیں۔ بات یہ ہے کہ ہم لوگوں کو حقیقت پسند ہونا چاہئے۔اس محکمے میں کام کرنے والے لوگ بھی ہمارے ہی معاشرے کا حصہ ہیں۔ ہماری policies میں کچھ خرابیاں ہیں،ان کی implementation میں definitely کچھ flaws ہیں جن کو ہمیں correct کرنا ہے۔اس محکمے میں جہاں پر غلطیاں ہیں ان کی درستی کے لئے ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔اسی طرح حکومت عملی طور پر جو جو بہتر اور positive کام کر رہی ہے ان اقدامات کو بھی لازمی طور پر ہمیں appreciate کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر!M.M.R(maternal mortality rate)اورinfant mortality rate شروع سے یہ ترقی پذیر ممالک کا ایک سب سے بڑاissue رہا ہے۔شاید ہمارے ہمسایہ ممالک اور دوسرے ترقی پذیر ممالک بھی اس کو کنٹرول نہیں کر سکے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری زیادہ آبادی دیہاتوں میں رہتی ہے۔وہاں پر ہماری عورتوں کو دوران زچگی بہت سے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔وہ bleed کر رہی ہوتی ہیں جبکہ ان کے لئے ہسپتال میں پہنچنا مشکل ہوتا ہے یہاں تک کہ بعض اوقات تو RHC تک رسائی بھی ان کے لئے مشکل ہوتی ہے کیونکہ موبائل کے units ہی available نہیں ہیں۔اس وقت ہماری حکومت نے اس حوالے سے ایک بہت ہی positive قدم اٹھایا ہے۔بے شک یہ اس کی ابتداء ہے۔یہ fully equipped mobile services units کا منصوبہ ہے۔ابھی اس منصوبے کے تحت صرف بارہ mobile units مہیا کئے جانے کا پروگرام ہے۔ان میں سے کچھ مہیا کر دیئے گئے ہیں اور باقی اس مہینے میں مہیا کر دیئے جائیں گے۔شعبہ صحت کے حوالے سے ہم ترقی پذیر ممالک کا شاید سب سے بڑا مسئلہ یہی ہے کیونکہ ہمارے ہاں وہ عورتیں جو زچگی کے دوران فوت ہو جاتی ہیں ان کی percentage بہت زیادہ ہے۔اسی طرح وہ بچے کہ جن کی اموات دوران پیدائش ہوتی ہیں ان کی percentage بھی بہت زیادہ ہے۔اس وقت سیلاب کی تباہ کاریوں کے بعد تو یہ شرح شاید پوری دنیا سے بڑھ گئی ہو گی۔حکومت کا یہ step یقیناً positive ہے۔میں وزیر اعلیٰ صاحب سے درخواست کروں گی اور ہمارے پارلیمانی سیکرٹری صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ان سے بھی عرض ہے کہ اس منصوبے کے لئے maximum بجٹ دیا جائے۔

جناب سپیکر!quality treatment مہیا کرنے کے لئے appropriate medication انتہائی ضروری ہے۔ہمارے ہاں عام طور پر جعلی اور غیر معیاری ادویات فروخت کی جاتی ہیں۔یہ ایک گھناؤنا کاروبار ہے۔اس کی روک تھام کے لئے سابقہ حکومتوں نے بھی کام کیا ہے،اس موجودہ حکومت نے بھی بہت زیادہ efforts کی ہیں لیکن چاہنے کے باوجود جس طرح سے اس پر کنٹرول ہونا چاہئے تھا وہ نہیں ہو سکا۔

جناب سپیکر!اس حکومت کی طرف سے ایک positive کام کیا گیا ہے کہ پہلے اگر کبھی جعلی ادویات فروخت کرنے والوں کو پکڑا جاتا تھا تو انہیں صرف اور صرف جرمانہ کیا جاتا تھا۔آپ سوچیں کہ اگر کسی نے سو جعلی ٹیکے بنا دیئے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس نے سو لوگوں کو مار دیا ہے۔اس ایک آدمی کو تو سو مرتبہ پھانسی ہونی چاہئے۔اس حکومت نے یہ کیا ہے کہ اب ان کو سزائیں بھی دی جا رہی ہیں۔میں

اب بھی یہ کہوں گی کہ اس حوالے سے قانون سازی ہونی چاہئے کہ جعلی اور غیر معیاری ادویات کی فروخت میں ملوث لوگوں کو قرار واقعی سزا دی جانی چاہئے۔اس گھناؤنے کاروبار کو ختم کرنے کے لئے یقینی طور پر پوری کوشش کی جانی چاہئے۔

جناب سپیکر!ہمارے ہاں اگر خدانخواستہ کسی غریب اور متوسط طبقہ کے آدمی کو کینسر ہو جائے یا گردے کی بیماری لگ جائے تو اس کے لئے ممکن ہی نہیں ہے کہ وہ اس کا علاج کروا سکے۔یہ اتنا مہنگا علاج ہے کہ عام درمیانے درجے کے شہری کے لئے اس کا علاج کروانا ممکن ہی نہیں ہے۔Dialysis کا ایک دن کا خرچہ اتنا زیادہ ہے کہ اگر ایک عام شخص کی پوری تنخواہ بھی لگ جائے تو تب بھی وہ ایک دن کے لئے Dialysis نہیں کروا سکتا۔ہفتے میں دو مرتبہ Dialysis کروانا ہوتا ہے،duration different ہو سکتا ہے لیکن اسے Dialysis کروانا تو پڑے گا۔اس حکومت کا یہ ایک بہت بڑا قدم ہے کہ Dialysis free کر دی گئی ہے۔ہو سکتا ہے کہ اس میں کچھ flaws ہوں گے،اس میں مزید بہتری لائی جا سکتی ہے لیکن Dialysis free ہونا میرے حساب سے بہت ہی بڑا قدم ہے۔

جناب سپیکر!اسی طرح liver transplantation کے منصوبے کا اعلان بھی اس حکومت کا ایک احسن اقدام ہے۔ایسے مریض جو جگر کے کینسر میں مبتلا ہوتے ہیں،پاکستان میں اس کے علاج کے لئے کوئی سہولت میسر نہیں ہے۔اگر وہ بیرون ممالک جاتے ہیں تو اس پر اخراجات اتنے زیادہ آتے ہیں کہ مریض afford نہیں کر سکتے۔پاکستان کا سب سے پہلا liver transplantation کا سنٹر پنجاب حکومت کی طرف سے بنایا جا رہا ہے۔اس صوبے کے لئے یقیناً یہ ایک بہت ہی اہم بات ہے۔

جناب سپیکر!میں آخر میں صرف چند تجاویز عرض کرنا چاہوں گی۔مجھے معلوم ہے کہ وقت بہت کم ہے۔ہمارے جو Tertiary Care Hospitals, Tertiary Care Centres ہیں وہ عام طور پر ایسی جگہوں پر بنائے گئے ہیں کہ جہاں پر سڑکوں پر بہت زیادہ رش ہے۔اگر خدانخواستہ کسی کو heart attack ہو گیا ہے تو مریض کے لئے تو وہ approachable ہی نہیں ہوتا۔اگر یہ کر دیا جائے کہ ان Tertiary Care Centres کے آس پاس کوئی دو دو،تین تین میڈیکل ایمرجنسی یونٹس بنا دیئے جائیں جہاں سے patients analyzed ہو کر وہاں تک پہنچیں۔جن patients کو ضرورت ہو وہ اس ہسپتال میں refer کر دیئے جائیں اور باقی مریضوں کو ایمرجنسی کی سہولت دے کر وہیں سے ہی واپس بھیج دیا جائے۔

جناب سپیکر!ایک آخری درخواست یہ کرنا چاہوں گی کہ گنگا رام ہسپتال میں ٹی۔بی کا سنٹر O.P.D کے باہر بنایا گیا ہے۔ابھی دو دن پہلے میرا وہاں پر جانے کا اتفاق ہوا ہے۔مجھے دیکھ کر حیرت ہوئی ہے کہ وہاں پر انہوں نے ایک کیفے ٹیریا اس کے بالکل ساتھ بنا دیا ہے۔اب ٹی۔بی اس طرح کی infectious disease ہے جو ویسے بھی لگ جاتی ہے،وہاں پر وہ patient جب باہر نکلے گا تو اس کے جراثیم سے لگ سکتی ہے۔یہ جراثیم تو ہوا میں پھیلے ہوں گے وہاں پر اگر کھانے پینے کی اشیاء فروخت کی جائیں گی تو یہ بڑی عجیب سی بات ہے۔میری آپ سے درخواست ہے کہ جتنی جلدی ہو سکے اس کیفے ٹیریا کو وہاں سے shift کیا جائے کیونکہ ہسپتال میں جتنے مریض آتے ہیں ان کا resistance تو ویسے ہی کم ہو گا،وہ تو diseases کے لئے ویسے ہی perceptible ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر!ہمیں یہ کوشش کرنی چاہئے،ایسے اقدامات اٹھانے چاہئیں کہ ہمارے جو RHCs اور BHUs ہیں ان میں round the clock health facilities مہیا کی جا سکیں تاکہ grass root level پر بہتری آ سکے۔بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر:جی،بہت شکریہ۔محمد ثقلین انور سپرا صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔جناب اخلاق احمد صاحب!

جناب اخلاق احمد:جناب سپیکر!آج کا دن صحت کے حوالے سے بحث کے لئے مخصوص تھا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آج Parliamentarians کی صحت check کی گئی ہے کہ کون کہاں تک بیٹھ سکتا ہے۔میرے پاس چند ایک تجاویز ہیں،میرا خیال ہے کہ وہ میں ڈاکٹر سعید الہیٰ صاحب کو personally ویسے ہی دے دوں گا۔میں House کا مزید وقت نہیں لینا چاہتا کیونکہ already time ختم ہو چکا ہے۔میں آپ کا بڑا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا ہے۔ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب ویسے بھی بڑے محنتی ہیں اور ہمارے لئے بڑے ہی قابل احترام ہیں۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر:شکریہ۔چودھری جاوید احمد صاحب!

چودھری جاوید احمد(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میرے سارے بھائی ڈاکٹر سعید الہیٰ صاحب کی سمع خراشی کر چکے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ انہیں اپنی تجاویز written ہی دے دوں گا کیونکہ میں ان کی مزید سمع خراشی نہیں کرنا چاہتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔اب آج کے اجلاس کا ایجنڈا بھی مکمل ہو گیا ہے اور وقت بھی ختم ہو گیا ہے لہذا اجلاس بروز جمعتہ المبارک مورخہ 15۔اکتوبر2010 صبح 9-00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

995

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،15۔اکتوبر2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ داخلہ)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

سرکاری کارروائی

ضروری اشیاء کی مہنگائی پر عام بحث

997

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا بیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک،15۔اکتوبر2010

(یوم الجمع،6۔ذیقعد1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 15 منٹ پر زیر صدارت

جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ
لَا تُلۡهِكُمۡ أَمۡوَٰلُكُمۡ وَلَآ أَوۡلَٰدُكُمۡ عَن ذِكۡرِ ٱللَّهِۚ
وَمَن يَفۡعَلۡ ذَٰلِكَ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡخَٰسِرُونَ ۝٩ وَأَنفِقُواْ
مِن مَّا رَزَقۡنَٰكُم مِّن قَبۡلِ أَن يَأۡتِيَ أَحَدَكُمُ ٱلۡمَوۡتُ فَيَقُولَ
رَبِّ لَوۡلَآ أَخَّرۡتَنِيٓ إِلَىٰٓ أَجَلٖ قَرِيبٖ فَأَصَّدَّقَ وَأَكُن مِّنَ
ٱلصَّٰلِحِينَ ۝١٠ وَلَن يُؤَخِّرَ ٱللَّهُ نَفۡسًا إِذَا جَآءَ أَجَلُهَاۚ
وَٱللَّهُ خَبِيرُۢ بِمَا تَعۡمَلُونَ ۝١١

سُوْرَۃُ المنَافِقون آیات9 تا11

مومنو! تمہارا مال اور اولاد تم کو اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دے۔ اور جو ایسا کرے گا تو وہ لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں(9) اور جو (مال) ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے اس (وقت) سے پیشتر خرچ کر لو کہ تم میں سے کسی کو موت آ جائے تو (اس وقت) کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار تو نے مجھے تھوڑی سی اور مہلت

کیوں نہ دی تاکہ میں خیرات کر لیتااور نیک لوگوں میں داخل ہو جاتا(10)اور جب کسی کی موت آ جاتی ہے تواللہ اس کو ہر گز مہلت نہیں دیتااور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خبر دار ہے(11)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

بنے ہیں دونوں جہاں شاہ دو سرا کے لئے
سجی ہے محفلِ کونین مصطفیٰؐ کے لئے
حضور نور ہیں محمود ہیں محمدؐ ہیں
جگہ جگہ نئے عنوان میں ثنا کے لئے
بنے ہیں دونوں جہاں شاہ دو سرا کے لئے
سجی ہے محفلِ کونین مصطفیٰؐ کے لئے
میرے کریم میرے چارہ ساز و بندہ نواز
تڑپ رہا ہوں تیرے شہر کی ہوا کے لئے
گدائے کوئے مدینہ ہوں کس کا منہ دیکھوں
انہی کی بخششیں کافی ہیں مجھ گدا کے لئے
بنے ہیں دونوں جہاں شاہ دو سرا کے لئے
سجی ہے محفل کونین مصطفیٰؐ کے لئے

سوالات

(محکمہ داخلہ)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ داخلہ سے متعلقہ سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال سیدہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ کا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 996، میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز خاتون ممبر نے سیدہ بشریٰ نواز گردیزی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

تھانہ خیرپور ٹامیوالی میں مقدمات کی تفصیل

*996: **سیدہ بشریٰ نواز گردیزی:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تھانہ خیرپور ٹامیوالی بہاولپور میں سال2000 سے آج تک چوری، ڈکیتی، راہزنی، قتل، اقدام قتل،زناء بالجبر،اغواء اور تیزاب پھینکنے کے کتنے مقدمات درج ہوئے؟

(ب) مذکورہ بالا تھانے میں سال2000 سے آج تک کتنے مردوں اور کتنی خواتین کے غیرت کے نام پر قتل کے مقدمات درج ہوئے؟

(ج) مذکورہ بالا تھانے میں سال2000 سے آج تک دوران تفتیش کتنی اموات ہو چکی ہیں نیز کتنے افراد نے دوران تفتیش اقدام خودکشی اٹھائے، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان):

(الف)

درج شدہ مقدمات	2000	2001	2002	2003	2004	2005	2006	2007	2008	کل
چوری	30	35	50	67	36	49	88	90	19	464
ڈکیتی	-	-	03	04	01	01	05	-	01	15
راہزنی	05	07	21	15	11	19	14	12	07	111
قتل	10	10	14	11	07	11	09	03	06	81
اقدام قتل	16	21	13	11	18	17	14	08	06	124

زنا بالجبر	07	03	09	14	13	05	11	18	06	86
اغواء	06	01	02	03	07	09	27	17	12	84
تیزاب پھینکنا	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-

(ب)

1۔ مقدمہ نمبر 07/323 مورخہ 07-05-31 بجرم 302 ت پ تھانہ خیر پور ٹامیوالی (مقتولہ شازیہ) (ملزم محمد عباس ولد محمد رمضان سکنہ چیلے واہن مقتولہ سے رشتہ بھائی)

2۔ مقدمہ نمبر 08/213 مورخہ 08-04-30 بجرم 302 ت پ تھانہ خیر پور ٹامیوالی (مقتولہ حسینہ مائی) (ملزم عبدالرشید عرف شیدا ولد علم دین سکنہ اظہر آباد اسرانی مقتولہ سے رشتہ خاوند)

(ج) تھانہ ہذا میں دوران تفتیش نہ کوئی شخص فوت ہوا ہے اور نہ ہی کسی نے اقدام خود کشی کی کوشش کی ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! انہوں نے جز(ب) میں جواب دیا ہے کہ تیزاب پھینکنے کا ایک مقدمہ درج ہوا ہے، اس کا نام بھی دیا گیا ہے اور اس کا رشتہ بھائی بتایا گیا ہے۔ میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا اس کی گرفتاری عمل میں آئی ہے اور ابھی تک اس کو کیا سزا دی گئی ہے؟

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جز(ب) میں پوچھا گیا تھا کہ مذکورہ بالا تھانے میں سال 2000 سے آج تک کتنے مردوں اور کتنی خواتین کے غیرت کے نام پر قتل کے مقدمات درج ہوئے ہیں اور اسی کے مطابق acid throwing اور غیرت کے نام پر جو مقدمات درج ہوئے ہیں ان کے متعلق information دی گئی ہے۔ ان کا ٹرائل عدالت میں ہوا، عدالت سے کوئی سزا ہوئی یا نہیں ہوئی یا ملزمان کی گرفتاری کے متعلق information نہیں پوچھی گئی تھی اس لئے وہ جواب میں درج نہیں ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہاں جواب میں لکھا گیا ہے کہ چوری کے واقعات میں کمی واقع ہوئی ہے۔ میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا واقعی چوری کے واقعات میں کمی ہوئی ہے، علاوہ ازیں جواب میں بتایا گیا ہے کہ سال 2007 میں سب سے زیادہ چوری کے مقدمات درج کئے گئے، کیا یہ پولیس کی negligence تھی یا پھر کوئی اور وجوہات تھیں؟

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مختلف سالوں میں جو مقدمات درج ہوئے ہیں ان سے متعلق یہ تفصیل دی گئی ہے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک مخصوص علاقے میں کوئی گینگ بن جاتا ہے اور جب تک وہ پکڑا نہ جائے تو وارداتیں ہوتی رہتی ہیں۔ جب وہ gang burst ہو جائے، capture

ہو جائے تو پھر کچھ عرصے کے لئے یقیناً جرائم میں کمی بھی آ جاتی ہے۔یہ figures ایک general trend کو ظاہر کر رہی ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی سیدہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ کا ہے۔

MR SHER ALI KHAN: Sir, on her behalf, Question No.999.

(معزز ممبر نے سیدہ بشریٰ نواز گردیزی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

MR SHER ALI KHAN: Yes, answer may be taken as read.

جناب سپیکر: ٹھیک ہے،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع بہاولپور میں تھانوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*999: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع بہاولپور میں تھانوں کی کل تعداد کیا ہے، یہ کہاں کہاں واقع ہیں نیز نام، پتے اور ٹیلیفون نمبر بھی فراہم کئے جائیں؟

(ب) مذکورہ بالا تھانوں کی حدود میں دسمبر2007 سے آج تک چوری، ڈکیتی، راہزنی، زناء بالجبر اور اغواء کے کتنے مقدمات درج ہو چکے ہیں؟

(ج) مذکورہ بالا تھانوں میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد اور موجودہ عملے کی تعداد کیا ہے؟

(د) مذکورہ بالا تھانوں میں سب سے زیادہ کرائم کس تھانے کی حدود میں ہوئے اور سب سے زیادہ برآمدگیاں کس تھانے کے عملے نے کیں؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ضلع ہذا میں کل 22 پولیس سٹیشن ہیں نام و پتا اور ٹیلیفون نمبر ز ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ضلع ہذا میں سب سے زیادہ کرائم تھانہ اوچ شریف میں ہوئے۔تھانہ میں یکم جنوری 2008 تا 15۔ ستمبر 2008 درج شدہ مقدمات کی تعداد 824 ہو چکی ہے۔

ضلع ہذا میں سب سے زیادہ برآمد گیاں تھانہ صدر احمد پور شرقیہ نے کی ہیں جس کی کل مالیت -/5295470روپے ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

MR SHER ALI KHAN: No, supplementary question.

جناب سپیکر: شیر علی خان صاحب کوئی ضمنی سوال نہیں پوچھنا چاہتے۔اگلا سوال شفیق احمد گجر صاحب کا ہے۔

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر!ان کے ایماء پر سوال نمبر2788۔(معزز ممبر نے جناب شفیق احمد گجر کے ایماء پر طبع سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: کیااس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

خواجہ عمران نذیر: جی،ہاں۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ایلیٹ پولیس سکول بیدیاں روڈ لاہور میں بھرتیوں کی تفصیلات

*2788: جناب شفیق احمد گجر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 2004تا2007تقریباً سات سو ملازمین ایلیٹ پولیس سکول بیدیاں روڈ لاہور میں بھرتی کئے گئے؟

(ب) ان ملازمین کو بھرتی کرنے کے لئے اگر اشتہار دیا گیا تو کس اخبار میں اگر نہیں دیا گیا تو کیا قواعد و ضوابط کے تحت اشتہار کے بغیر بھرتی کی جا سکتی ہے تو متعلقہ قانون کی کاپی بھی لف کریں؟

(ج) مذکورہ بھرتی کس اتھارٹی کے حکم سے ہوئی؟

(د) مذکورہ سکول میں جو غیر قانونی بھرتیاں کی گئیں کیا موجودہ حکومت ان کی انکوائری کرنے کو تیار ہے؟

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ 2004تا2007تقریباً سات سو ملازمین ایلیٹ پولیس ٹریننگ سکول بیدیاں روڈ لاہور میں بھرتی کئے گئے جبکہ 2004تا2007صرف 501ملازمین بھرتی کئے

گئے جن میں سے148 ملازمان کو فیملی کلیم رولزA-17 کے تحت بھرتی کیا گیا باقی ملازمین کو قواعد وضوابط کو پورا کرتے ہوئے بھرتی کیا گیا۔کا پی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ ملازمین کو بھرتی کرنے کے لئے باقاعدہ اخبارات میں اشتہارات دیئے گئے جن کی تفصیل ذیل ہے:۔

(1)روزنامہ "جنگ" مورخہ 25-08-2004 کا پی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(2)روزنامہ "پاکستان" مورخہ 22-08-2004 کا پی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(3)روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 15-03-2006 کا پی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

اس کے علاوہ بحوالہ انگریزی چٹھی نمبری SOR.III 2-42/92 مورخہ 18-02-1997 جاری شدہ سیکشن افسر R-III گورنمنٹ آف دی پنجاب سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ کی جاری کردہ ہدایات کے تحت بھرتی کی گئی، متعلقہ آرڈر کی کا پی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ بالا ملازمین کی بھرتی مندرجہ ذیل اتھارٹیز کی اجازت سے کی گئی:۔

(1) جناب آئی جی پنجاب کے اجازت نامہ 13446/F-I مورخہ 10-12-2003 کا پی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(2) جناب آئی جی پنجاب کے اجازت نامہ SE-III/10060-10100/VIII مورخہ 09-08-2004 کا پی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(3) جناب آئی جی پنجاب کے اجازت نامہ SE-III/10239-41V/III مورخہ 11-08-2004 کا پی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(4) جناب آئی جی پنجاب کے اجازت نامہ SE-III/1358/II مورخہ 02-02-2007 کی کا پی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) مذکورہ سکول میں کوئی بھی غیر قانونی بھرتی نہ کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! جز(الف) میں جواب دیا گیا ہے کہ "یہ درست نہ ہے کہ 2004 تا2007 میں تقریباً سات سو ملازمین ایلیٹ پولیس ٹریننگ سکول بیدیاں روڈ لاہور میں بھرتی کئے گئے ہیں۔2004 تا2007 کے عرصے میں صرف پانچ سو ایک ملازمین بھرتی کئے گئے ہیں اور ان میں تمام قواعد وضوابط کا بھی خیال رکھا گیا ہے" مجھے اپنی اور ایوان کی information کے لئے صرف یہ معلوم

کرنا ہے کہ پولیس ملازمین کی بھرتی کے وقت مختلف procedures کے بعد جب آخر میں انٹرویو ہوتا ہے تو ہماری اطلاع کے مطابق اس میں صرف یہ پوچھا جاتا ہے کہ آپ کا نام کیا ہے اور آپ نے پولیس میں کس لئے بھرتی ہونا ہے تو اس میں merit کیسے بنتا ہے؟ جب آخر میں چند سو لوگ رہ جاتے ہیں، ان میں سے چند درجن لوگوں کو بھرتی کرنا ہوتا ہے اور باقی لوگوں کو فارغ کرنا ہوتا ہے تو اس میں کیا merit اختیار کیا جاتا ہے، کیا طریق کار adopt کیا جاتا ہے، اس کے لئے merit کیا ہوتا ہے؟

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے انٹرویو کے بارے میں کہا ہے کہ وہ کوئی اتنا مشکل نہیں ہوتا تو ان کی یہ بات درست ہے اسی لئے موجودہ حکومت نے اس مرتبہ نہ صرف پولیس بلکہ باقی محکموں میں بھی بھرتی کے حوالے سے انٹرویو کے نمبر minimum کر دیئے ہیں۔ بعض جگہوں پر پہلے تو انٹرویو کے 20 یا 30 تک نمبر تھے لیکن اب ان کو کم کر کے 10 سے 5 تک کر دیا گیا ہے تاکہ جو merit otherwise بنے اس میں کوئی زیادہ فرق نہ آئے۔ دوسرا ایلیٹ فورس اور پولیس کی عام بھرتی میں general rules ہی کارفرما ہیں، صرف 148 ملازمین جن کا family claim بنتا تھا اس میں ایک طریق کار ہے جو اختیار کیا گیا ہے، اس rule کا حوالہ بھی یہاں جواب میں دے دیا گیا ہے وہ Rule 17(A) ہے تو اس rule کے تحت ان کا otherwise ایک right بنتا ہے جس کے تحت ان کو concession دی جاتی ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے ابھی فرمایا ہے کہ انٹرویو کے نمبر minimum کر دیئے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پولیس میں بھرتی کے لئے ہمارے ہاں suitability determine کرنے کا کوئی طریق کار نہیں ہے کہ آیا وہ شخص جو پولیس میں بھرتی ہونے جا رہا ہے اس کا کیا background ہے، آیا اس کا ذہن پولیس کے لئے suitable ہے یا نہیں اور زندگی میں اس کی ترجیحات کیا ہیں؟ اگر ہم نے دوڑیں لگوانی ہیں یا written test لینا ہے اور انٹرویو کے نمبر بھی ہم نے minimum کر دینے ہیں تو پھر اس کی psychological judgement کیسے ہو گی جو کہ ایک آفیسر کی discretion ہونی چاہئے؟ یہ کیسے judge کیا جائے گا کہ آیا وہ شخص پولیس میں جا کر کل کو رشوت خور نہیں بنے گا، خود ڈاکو نہیں بن جائے گا جو کہ آج کل بنتے جا رہے ہیں تو ہم اس aspect کو کیوں ignore کر رہے ہیں، اس کے لئے ہم کیا کر رہے ہیں اور میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ suitability for police جو کہ انٹرویو کے ذریعے یا psychological test کے ذریعے determine ہونی ہوتی ہے اس کے لئے ہم کیا کر رہے ہیں؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!رانا صاحب نے جو بات کی ہے وہ درست ہے لیکن اس کا طریق کار یہ ہے کہ جو بھی آدمی پولیس میں بھرتی ہوتا ہے خواہ اس کا کوئی بھی rank ہو، کانسٹیبل ہو یا above rank کا آدمی جب پولیس میں بھرتی کیا جاتا ہے تو اس سے متعلق intelligence reports لی جاتی ہیں۔ نہ صرف اس کی background بلکہ اس کی family background بھی معلوم کی جاتی ہے، متعلقہ تھانے سے رپورٹ لی جاتی ہے کہ وہ کسی offence میں ملوث تو نہیں رہا تو اس طریق کار کے مطابق اس بھرتی ہونے والے شخص کی background کو check کیا جاتا ہے کہ اس کی کوئی criminal background تو نہیں ہے، اس کی family کا وہاں پر کس قسم کا مقام ہے تو ان ساری چیزوں کو پوری احتیاط سے check کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی شفیق احمد گجر صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!ان کے ایماء پر سوال نمبر2789۔(معزز ممبر نے جناب شفیق احمد گجر کے ایماء پر طبع شدہ سوال درفت کیا۔)

جناب سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

میاں نصیر احمد: جی، ہاں۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ایلیٹ فورس سکول بیدیاں روڈ لاہور کا قیام، زمین و دیگر تفصیلات

*2789: جناب شفیق احمد گجر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ایلیٹ فورس سکول بیدیاں روڈ لاہور کے قیام کے لئے کتنی زمین حاصل کی گئی اس وقت کتنی زمین پر کاشت کی جارہی ہے؟

(ب) گزشتہ پانچ سال میں کاشت کی جانے والی زمین سے سال وار کتنی آمدنی حاصل کی گئی، سال وار ہونے والے اخراجات اور آمدنی کی تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ایلیٹ فورس ٹریننگ سکول کا کل رقبہ 201 ایکڑ پر مشتمل تھا جو کہ بحوالہ آرڈر نمبری B-II/90-1689 مورخہ 07-07-07 مجاریہ آئی جی صاحب 70 ایکڑ اراضی پنجاب کانسٹیبلری، ٹریفک پولیس، ہائی وے پٹرولنگ، سپورٹس کمپلیکس اور فرانزنک سائنس

لیبارٹری اور ہاؤسنگ کالونی کو الاٹ ہو چکا ہے۔بقیہ رقبہ 130ایکڑEPTS سکول کی ملکیت ہے جس پر سٹوڈنٹس ہو سٹل، ٹریننگ شیڈ، فائرنگ رینج،CQBایڈمن سٹاف ہو سٹل، آفیسرز کالونی وٹیکٹس ایریا پر مشتمل ہے بقیہ25ایکڑ رقبہ زیر کاشت ہے۔

(ب) سال وار آمدنی کی تفصیل

سال	آمدن
2004	197860/-روپے
2005	296400/-روپے
2006	240000/-روپے
2007	341711/-روپے
2008	342360/-روپے

تمام رقم خزانہ سرکار میں داخل ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!اس کے جز(الف)میں یہ سوال پوچھا گیا ہے کہ "کل کتنی اراضی ایلیٹ فورس سکول بیدیاں روڈ کے پاس ہے۔"اس کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ "ایلیٹ فورس ٹریننگ سکول کا کل رقبہ 201ایکڑ پر مشتمل ہے۔"اس کے بعد اس کی تفصیل میں بتایا گیا ہے کہ 70ایکڑ اراضی پنجاب کانسٹیبلری ٹریفک پولیس کو دی گئی ہے،بقایا130 ایکڑ ایلیٹ پولیس ٹریننگ سکول کے پاس ہے اور 25ایکڑ رقبہ زیر کاشت ہے۔جواب میں زمین کی کل ملکیت 201ایکڑ بتائی گئی ہے اس کے بعد تفصیل میں بتائی گئی زمین کو جمع کریں تو وہ225ایکڑ بنتی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ سرکار کی قیمتی زمین201ایکڑ ہے یا پھر225ایکڑ ہے؟

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!ریکارڈ کے مطابق یہ رقبہ 201ایکڑ پر ہی مشتمل ہے۔اس میں سے 70 ایکڑ اراضی پنجاب کانسٹیبلری، ٹریفک پولیس،ہائی وے پٹرولنگ، سپورٹس کمپلیکس، سائنس لیبارٹری اور ہاؤسنگ کالونی کو الاٹ ہو چکی ہے بقیہ رقبہ 130ایکڑایلیٹ پولیس ٹریننگ سکول کی ملکیت ہے جس پر سٹوڈنٹس ہو سٹل،ٹریننگ شیڈ وغیرہ بنائے گئے ہیں۔اس میں سے 25 ایکڑ رقبہ زیر کاشت ہے جس کا غالباً معزز ممبر نے ذکر کیا ہے۔یہ25ایکڑ رقبہ اسی ملکیت میں سے ہے جو کہ پہلے اوپر درج ہے۔یہ علیحدہ سے نہیں ہے۔

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!جواب میں بڑاcategoricallyبیان کیا گیا ہے کہ 70ایکڑ میں یہ چار ڈیپارٹمنٹ کام کر رہے ہیں۔130ایکڑ میں پولیس ٹریننگ سنٹر ہے اور25ایکڑ زیر کاشت ہے۔اس25 ایکڑ کی محکمہ کو پچھلے چار سال سے کمائی بھی آ رہی ہے اور اس سے حاصل ہونے والی رقم بھی لکھ دی گئی ہے تو یہ وضاحت فرمادی جائے کہ آیا یہ زمین201ایکڑ ہے یا پھر225ایکڑ ہے؟

جناب سپیکر:منسٹر صاحب نے بتایا ہے کہ یہ زمین201ایکڑ ہی ہے۔شاید آپ نے سنا نہیں ہے۔اس میں سے محکمہ نے25ایکڑ زمین کاشت کے لئے رکھی ہوئی ہے۔

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!وہ کاشت کے لئے زمین لیز پر لی گئی ہے یا خریدی گئی ہے؟

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!یہ 25ایکڑ علیحدہ سے زمین نہیں ہے۔یہ اسی زمین میں سے25ایکڑ زیر کاشت ہے۔ایلیٹ ٹریننگ فورس سکول کی انتظامیہ ہی اس کو کاشت کرواتی ہے اور اس سے جو آمدنی حاصل ہوتی ہے وہ خزانے میں جمع کروائی جاتی ہے۔اس کی تفصیل بھی یہاں جواب میں درج کی گئی ہے۔

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!آپ جز(الف)کو دیکھ لیں،یہاں بتایا گیا ہے کہ "بحوالہ چٹھی نمبری 1689-90/B-IIایلیٹ فورس کا ملکیتی رقبہ201ایکڑ ہے۔اس کی تفصیل میں70ایکڑ،130ایکڑ اور 25ایکڑ رقبہ بتایا گیا ہے جو کہ 225ایکڑ بنتے ہیں۔

جناب سپیکر:نہیں،انہوں نے ٹوٹل201ایکڑ رقبہ بتایا ہے۔

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!اس میں سمجھنے کی بات یہ ہے کہ یہ جو25ایکڑ زمین ہے یہ علیحدہ سے نہیں ہے۔70ایکڑ اور 130ایکڑ زمین میں سے زیادہ تر خالی پڑی ہے اور اس خالی میں سے 25ایکڑ زمین زیر کاشت ہے۔

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!منسٹر صاحب یہ فرمادیں کہ یہ225ایکڑ ملکیت ہے یا201ایکڑ ہے؟

جناب سپیکر:انہوں نےcategoricallyیہ لکھا بھی ہے اور کہا بھی ہے کہ یہ زمین201ایکڑ ہے۔اس میں کچھ رقبہ زیر تعمیر ہے اس کے بعد بقایا25ایکڑ رقبے پر کاشت ہوتی ہے۔اللہ اللہ خیر سلا۔

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!اس کو اگر جمع کریں تو70ایکڑ،130ایکڑ اور25ایکڑ،یہ225ایکڑ بنتے ہیں۔ اگر225ایکڑ ان کی ملکیت ہے تو جز(الف)میں جو201ایکڑ کا حوالہ دیا گیا ہے تو وہfigureٹھیک ہے یا وزیر موصوف جو بعد میں فرمارہے ہیں یہfigureٹھیک ہے؟

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! وہاں پر یہ کوئی Housing Colony ہے اور نہ ہی وہاں پر کوئی property dealing کا کاروبار ہو رہا ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ 70 ایکڑ ہیں یا 130 ایکڑ ہیں، 130 ایکڑ میں سے ہی 25 ایکڑ زیر کاشت ہیں۔

جناب سپیکر: یہی میں کہہ رہا ہوں اور وہ سمجھ نہیں پا رہے۔ وہ پھر کہتے ہیں کہ یہ 25 ایکڑ علیحدہ ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں نے ایک line پڑھنی ہے اس کے بعد آپ خود فیصلہ کر لیجئے گا۔ بقایا رقبہ 130 ایکڑ EFT School کی ملکیت ہے جس پر Students Hostels, Training Sheds, Firing Range, CQB, Admin Staff Hostel, Officers Colony area پر مشتمل ہے۔ بقایا 25 ایکڑ پر کاشت ہو رہی ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ 70 ایکڑ علیحدہ ہے، 130 ایکڑ پر یہ سارے کام ہو رہے ہیں اور بقایا 25 ایکڑ جس کی یہ پچھلے چار سال کی کمائی بتائی گئی ہے وہ علیحدہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری ذمہ داری ہے کہ میں میاں نصیر صاحب کی confusion کو دور کروں تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ 130 ایکڑ میں Students Hostel, Training Sheds, Firing Range, Admin Staff Hostel, Officers Colony ہے، 130 ایکڑ میں سے جو بقیہ 25 ایکڑ بچتے ہیں اس پر کاشت ہو رہی ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں ہار گیا۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ہارنے یا جیتنے والی بات نہیں ہے۔ آپ نے جو بات پوچھی ہے وہ انہوں نے بتا دی ہے اور اگر آپ satisfied ہیں تو بات ختم ہو گئی اس میں جیتنے یا ہارنے کی کیا بات ہے؟

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! اس سوال کا جز (ب) ہے کہ گزشتہ پانچ سال میں کاشت کی جانے والی زمین سے سال وار کتنی آمدن حاصل کی گئی، سال وار ہونے والے اخراجات اور آمدنی کی تفصیل سے آگاہ فرمایا جائے؟ اس کے جواب میں اس کی آمدنی کو تو ظاہر کر دیا گیا ہے جبکہ اس کے اخراجات کو ظاہر نہیں کیا گیا تو وزیر موصوف سے درخواست ہے کہ وہاں پر جو اخراجات ہوئے ہیں ان کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کر دیں؟

جناب سپیکر: جی،راناصاحب!

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس میں جو آمدن ظاہر کی گئی ہے وہ اخراجات کو منہا کرنے کے بعد ہی ظاہر کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: راناصاحب!جس طرح سے جواب مانگا گیا تھا اس کا جواب تو واقعی اس طرح سے نہیں آیا۔

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!25ایکڑ کی آمدن درج ہے اگر یہ چاہتے ہیں کہ جو اخراجات ہوئے ہیں وہ بھی بتائے جائیں تو ان اخراجات کی تفصیل بھی فراہم کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: Next Question No. 3003 محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔

لاہور۔پولیس چوکی غالب مارکیٹ کی بلڈنگ، تعمیر اور درج مقدمات سے متعلقہ تفصیلات

*3003: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پولیس چوکی غالب مارکیٹ لاہور کی عمارت کس جگہ کتنے کمروں پر مشتمل ہے؟

(ب) یہ جگہ کس کی ملکیت ہے؟

(ج) اس کی بلڈنگ کب تعمیر ہوئی اور اس پر کتنی لاگت آئی؟

(د) اس چوکی میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، پتاجات اور ڈومیسائل بتائیں؟

(ہ) اس چوکی میں یکم جنوری2008 سے آج تک کتنی ایف آئی آر درج ہوئی ہیں؟

(و) اس وقت اس چوکی میں کتنے ملزمان مفرور ہیں اور یہ کس کس مقدمہ میں مطلوب ہیں؟

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان):

(الف) چوکی غالب مارکیٹ، ورکشاپ چوک غالب مارکیٹ میں ہے اور چار کمروں پر مشتمل ہے۔

(ب) یہ جگہ ہائی وے ڈیپارٹمنٹ کی ملکیت ہے۔

(ج) اس بلڈنگ کی تعمیر فروری2004 کو ہوئی اس پر تقریباً5لاکھ روپے لاگت آئی۔

(د) چوکی تھانہ غالب مارکیٹ میں تعینات افسروں وملازمان کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) چوکی تھانہ غالب مارکیٹ میں کل465 مقدمات درج ہوئے۔

(و) چوکی تھانہ غالب مارکیٹ میں 31 ملزمان مفرور ہیں جن کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (الف) میں عمارت کی detail اور جز (ب) میں ملکیت کے بارے میں پوچھا گیا ہے۔ پولیس والوں نے چوکی غالب مارکیٹ قبضہ کر کے بنائی ہے، یہ جگہ High Way department کی ملکیت ہے۔ جب محافظ خود قبضے کریں گے تو لوگوں کے قبضے کون چھڑائے گا؟ جز (ب) میں یہ واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ یہ جگہ پنجاب پولیس کی ملکیت نہیں ہے جبکہ یہ جگہ High Way department کی ملکیت ہے۔

جناب سپیکر: یہ government to government ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! اگر government to government بھی ہے، اگر ہم ایک زمین Health department سے لے کر Education department کو دیتے ہیں تو اس کا باقاعدہ notification ہوتا ہے اور اس کی transfer of land ہوتی ہے تو یہ زمین transfer کیوں نہیں کروائی گئی؟ اگر یہ زمین transfer کروالیتے تو معاشرے میں یہ تاثر نہ جاتا کہ پولیس قبضے کرتی ہے، اگر وہ زمین transfer نہیں کروائی گئی تو اب کروالیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ان کو بتائیں کہ یہ زمین transfer کروانا چاہتے ہیں یا ایسے ہی یہ کام چلتا رہے گا اور اس طرح تو جس محکمے کی ملکیت ہے وہ تو اسی کی ہی ملکیت رہے گی۔

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سرکاری اراضی کے خانہ ملکیت میں صوبائی حکومت یا وفاقی حکومت کا ہی نام ہوتا ہے اس کے بعد وہ زمین مختلف departments کو use کے لئے دی جاتی ہے اور اس میں کوئی بھی department itself جگہ کا مالک نہیں ہوتا بلکہ provincial government اس کی مالک ہوتی ہے۔ یہ جگہ ابتدائی طور پر Highway Department کو دی گئی تھی لیکن بعد میں وہاں پر پولیس چوکی تعمیر ہو گئی تو اس میں Highway Department نے آج تک کوئی complaint نہیں کی اور باقی اس کی فرد کی درستی کروالی جائے گی۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں تو بتایا گیا ہے کہ ایک محکمے کی زمین ہے اور دوسرے محکمے نے قبضہ کیا ہوا ہے۔ میرے حلقے سبزہ زار میں ایک one way سڑک ہے، سکیورٹی کے

نام پر تھانے والوں نے ایک طرف سے پوری سڑک پر قبضہ کیا ہوا ہے تو وہاں پر تو ایک محکمہ دوسرے محکمے کو وہ سڑک transfer نہیں کر سکتا۔ حکومت وہ سڑک واگزار کرانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مہر اشتیاق احمد صاحب نے جس encroachment کا ذکر کیا ہے اگر وہ اس کی تفصیل مجھے دے دیں تو میں اس کی on ground پوزیشن حاصل کر کے اس کا جواب بھی عرض کر دوں گا اور دوسری بات یہ ہے کہ encroachment تو بہر حال encroachment ہے کوئی پرائیویٹ پارٹی کرے یا کوئی گورنمنٹ کا ڈیپارٹمنٹ کرے اس کو remove ہونا چاہئے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف کو بتا رہا ہوں کہ تھانہ سبزہ زار والوں نے پوری سڑک پر قبضہ کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: مہر صاحب! آپ راناصاحب کو کچھ لکھ کر دے دیں تاکہ وہ بھی اس پر action کرنے والے ہوں۔ Next question No. 3186 بھی نوید انجم صاحب کا ہے۔

لاہور میں ریٹی گن روڈ، ڈیرہ مہر سراج و دیگر علاقوں میں رہائش پذیر جرائم پیشہ افغانوں کی تفصیلات

*3186: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ داتا دربار لاہور کے علاقہ جات ریٹی گن روڈ، ڈیرہ مہر سراج اور شفیق آباد میں کافی تعداد میں افغان باشندے رہائش پذیر ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان میں اکثریت افغان باشندے جرائم پیشہ ہیں جن کے خلاف علاقہ کے تھانہ میں مختلف جرائم کے مقدمات درج ہیں؟

(ج) حکومت اس علاقہ میں رہائش پذیر غیر قانونی افغان باشندوں کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان):

(الف) داتا دربار لاہور کے علاقہ ریٹی گن روڈ، ڈیرہ مہر سراج میں کافی تعداد میں افغان باشندے جو کہ غیر قانونی رہائش پذیر ہیں۔ ان کے خلاف افسران بالا کے حکم سے ان کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے مورخہ 09-04-09 کو نور محمد کے خلاف مقدمہ نمبر 09/486 جرم 14 فارنر

ایکٹ تھانہ لوئر مال اور ضیاء الحسن کے خلاف مقدمہ نمبر 09/487 بجرم 14 فارنر ایکٹ تھانہ لوئر مال جبکہ گرینڈ آپریشن کے دوران مورخہ 09-05-24 کو نواب علی وغیرہ 10 کس کے خلاف مقدمہ 09/760 جرم 14 فارنر ایکٹ تھانہ لوئر مال درج رجسٹر کئے گئے مزید نگرانی جاری ہے۔اگر کوئی غیر قانونی افغان باشندہ رہائش پذیر پایا گیا تو اس کے خلاف بھی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ایس پی سٹی کی رپورٹ کے مطابق انہوں نے اپنے علاقہ میں غیر قانونی رہائش پذیر افغانیوں کے خلاف مقدمہ نمبر 09/475 جرم 14 فارنر ایکٹ تھانہ شفیق آباد درج رجسٹر کیا گیا۔

(ب) افغان باشندوں پر کڑی نگرانی جاری ہے۔جہاں ان کی آبادیاں ہیں وہاں پر سفید پارجات میں بھی ڈیوٹی لگائی جاتی ہے۔اگر یہ افغان باشندے کسی بھی جرائم میں ملوث پائے جاتے ہیں تو ان کے خلاف متعلقہ تھانہ میں مقدمات درج کئے جاتے ہیں۔

(ج) حکومت افغان باشندوں کے خلاف جو کہ غیر قانونی طور پر کسی بھی جگہ آباد ہیں ان کے خلاف قانونی کارروائی کر رہی ہے اور غیر قانونی طور پر آباد افغان باشندوں کے خلاف جرم 14 فارنر ایکٹ کے مقدمات درج کئے گئے ہیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!افغانستان کے جو باشندے لاہور میں رہائش پذیر ہیں ان کے بارے میں پوچھا گیا تھا انہوں نے تیرہ افغان باشندوں کے خلاف FIR کاٹی ہے، آیا وہ تیرہ افغان باشندے deport کر دیئے گئے ہیں یا وہ ابھی بھی لاہور میں ہیں؟

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس سوال میں یہی پوچھا گیا تھا کہ افغان باشندے یہاں پر رہائش پذیر ہیں اور مختلف جرائم میں ملوث ہیں تو ان کے خلاف کیا کیا کارروائی ہوئی ہے؟اس کارروائی کی مکمل تفصیل دی گئی ہے اس سے further action کے حوالے سے چونکہ سوال میں پوچھا نہیں گیا تھا اس لئے اس کی تفصیل نہیں ہے لیکن محترم نوید انجم جو چیز inquire کر رہے ہیں اس کی تفصیل میں ابھی department سے لے کر انہیں دے دیتا ہوں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!نور محمد کے خلاف 2009-04-09 کو لوئر مال تھانے میں مقدمہ درج کیا گیا، ضیاء الحسن کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا اور نواب علی بشمول دس عدد اور افراد تھے جن کے نام ظاہر نہیں کئے گئے۔یہ تین مقدمے foreign act کے تحت درج کئے گئے جب یہ بندے پکڑے

گئے اور پتا چل گیا کہ یہ افغان باشندے تھے تو میرا سوال یہ ہے کہ آیا ان کو deport کیا گیا یا ان کو چھوڑ دیا گیا؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں معزز ممبر کا concern بالکل درست ہے لیکن اس میں یہ ہے کہ جب مقدمہ درج ہوتا ہے تو پھر اس آدمی کو جیل جانا ہوتا ہے اس کے بعد اس مقدمے میں ضمانت، سزا یا اس مقدمے کے dispose of ہونے کے بعد کسی ملزم کو وہاں سے deport کرنے یا expel کرنے کا سوال پیدا ہوتا ہے تو یہ مقدمات ابھی زیر سماعت ہیں یا ان کو کوئی سزا ہوئی ہے تو وہ اپنی سزا پوری کر رہے ہیں تو اس کے متعلق تفصیل میں ابھی department سے لے کر انہیں پہنچا دیتا ہوں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب کے جز (ب) میں کہا گیا ہے کہ افغان باشندوں پر کڑی نگرانی جاری ہے جہاں ان کی آبادیاں موجود ہیں۔ جب افغان باشندوں کا مسئلہ بنا تو بارڈر کے قریب ان کے کیمپ بنائے گئے تھے اور اس کے بعد بھی ان کو وہیں تک محیط کرنے کی کوشش بھی رہی ہے تو وزیر موصوف سے میرا سوال یہ ہے کہ ان کے ریکارڈ کے مطابق جو افغان باشندے لاہور میں رہ رہے ہیں تو کیا یہ قانونی طور پر یہاں رہ رہے ہیں اور اگر یہ قانونی طور پر نہیں رہ رہے تو کیا ان کو نکالنے کے لئے کوئی effort کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کوئی شخص چاہے وہ افغان ہو یا کسی اور ملک سے تعلق رکھتا ہو بغیر اجازت کے نہیں رہ سکتا۔ اس کے علاوہ foreigner act 14 ہے اور یہ باقاعدہ ایک جرم ہے اس کے تحت جو بھی آدمی پکڑا جائے گا اس کے خلاف مقدمہ درج ہو گا اور وہ جیل جائے گا اور عدالت اسے کسی بھی طرح کی سزا دے سکتی ہے۔ یہ بھی کر سکتی ہے کہ اسے صوبے سے باہر بھیج دیا جائے یا قید کی سزا دی جا سکتی ہے اس لئے کسی بھی آدمی کا بغیر قانونی اجازت رہنا جرم ہے۔

جناب سپیکر: کیا foreigner آپ کے ملک میں جائیداد خرید سکتا ہے؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آگے ایک سوال ہے اس کی تفصیل میں بتا دوں گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اگر وہ رہ ہی نہیں سکتے تو پھر نگرانی کس چیز کی کی جاتی ہے؟

جناب سپیکر: انہوں نے بتایا ہے کہ قانونی اجازت کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! لاء منسٹر نے فرمایا ہے کہ کوئی ایسا باشندہ جس کے پاس ویزہ ہے اور نہ حکومت پاکستان نے اجازت دی ہے وہ رہ ہی نہیں سکتا۔

جناب سپیکر: جی، وہ اجازت کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اسے اجازت ملی ہو گی۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! کیا منسٹر صاحب فرمائیں گے کہ حکومت پنجاب کے پاس ایسا اختیار ہے کہ وہ حکومت کی اجازت کے ساتھ لاہور میں رہ رہے ہیں۔ افغانی ہزاروں کی تعداد میں لاہور میں رہ رہے ہیں۔ وہ مختلف مارکیٹوں میں کام کر رہے ہیں اور مختلف اداروں میں کام کر رہے ہیں۔ کیا وہ یہ سارے کام لاہور میں قانونی طور پر کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: انہوں نے کہا ہے کہ غیر قانونی طور پر کوئی نہیں رہ سکتا۔

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قبائلی علاقوں کے لوگ یہاں پر قانونی طور پر قیام پذیر ہو سکتے ہیں۔ ان کی اور افغانیوں کی زبان اور شکلیں ملتی جلتی ہیں۔ انتظامیہ کو نگرانی اس بات کی رکھنی پڑتی ہے کہ ان کی آڑ میں کوئی آدمی نہ رہ رہا ہو۔ اس کے علاوہ جو Alien Registration Authority وفاقی ادارہ ہے وہ ان لوگوں کو جن کا تعلق افغانستان سے ہے، ان میں سے کچھ لوگوں کو انہوں نے یہاں رہنے کی اجازت دی ہوئی ہے لیکن اس کا تعلق پنجاب حکومت سے نہیں ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ دیبا مرزا صاحبہ!

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! میری اطلاع کے مطابق افغان باشندے بہت بڑی تعداد میں تھانہ سبزہ زار کے علاقہ ڈبن پورہ میں رہائش پذیر ہیں۔ اسی وجہ سے اس تھانہ کے تمام علاقوں میں جرائم کی شرح انتہائی زیادہ ہے میں یہ سمجھتی ہوں کہ متعلقہ تھانے کے ایس ایچ او کو information ہونی چاہئے اور ان کے خلاف action ہونا چاہئے اور انہیں چیک کیا جانا چاہئے جیسا کہ تھانہ لوئر مال میں تیرہ افغانیوں کے خلاف پرچے درج کئے گئے، کیا تھانہ سبزہ زار میں ایسی کارروائی نہیں ہونی چاہئے؟

جناب سپیکر: جہاں کہیں بھی کوئی جرم ہو گا تو کارروائی ہو گی۔

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بات درست ہے کہ ایسے لوگ جن کا قبائلی علاقوں سے یا صوبہ خیبر پختون خواہ سے تعلق ہے وہ یہاں لاہور میں کافی تعداد میں رہ رہے ہیں لیکن ان کا ایک جائز آئینی حق ہے کہ وہ پاکستانی شہری ہونے کے ناتے جہاں بھی رہنا چاہیں رہ سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ دہشتگردی کی موجودہ لہر کے پیش نظر ان آبادیوں میں بہت زیادہ سرچ آپریشن کئے گئے ہیں۔ میں اب کافی حد تک کہہ سکتا ہوں کہ وہاں اس قسم کے لوگ نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ ماجدہ زیدی صاحبہ کا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: سوال نمبر 3302۔

اضافی کوالیفکیشن کے حامل پولیس کانسٹیبلز کے لئے ایڈوانس انکریمنٹ کا مسئلہ

*3302: سیدہ ماجدہ زیدی: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کیا حکومت ایف اے، بی اے اور ایم اے پاس پولیس کانسٹیبلز کو ان کی اضافی کوالیفکیشن کی وجہ سے ایک ایڈوانس انکریمنٹ دینے کو تیار ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):

حکومت پاکستان نے سال 2001 میں revised پے سکیل جاری کرتے وقت اضافی تعلیم کی بنیاد پر دی جانے والی اضافی / ایڈوانس انکریمنٹ ختم کر دی ہے ان ہدایات کا اطلاق پنجاب کے تمام محکموں (بشمول پنجاب پولیس) پر لاگو ہوتا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! سوال کے پہلے حصے میں، میں نے پوچھا تھا کہ اضافی qualification پر حکومت increments دینے کو تیار ہے۔ اس کا جواب تو نہیں آیا لیکن انہوں نے جو اس کو بند کیا ہے اس کی وجہ لکھی ہے۔ اس پر میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ 2001 میں جو revised pay scale جاری کیا گیا تھا وہ تو تمام ملازمین کے لئے تھا۔ اس میں اضافی تعلیم پر increment کو کیوں بند کیا گیا تھا؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! حکومت پاکستان نے سال 2001 میں revised pay scale جاری کرتے وقت اضافی تعلیم کی بنیاد پر دی جانے والی اضافی ایڈوانس increment ختم کر دی ہے۔ اس کا اطلاق بشمول پنجاب پولیس ڈیپارٹمنٹ پر بھی ہوتا ہے۔ اس میں معاملہ یہ تھا کہ ایک وقت تھا کہ اس بات کی ضرورت تھی کہ پڑھے لکھے لوگ اس طرف راغب ہوں۔ ان کے لئے incentive رکھا

گیا تھا۔اب صورتحال یہ ہے کہ ایک کانسٹیبل کے لئے میٹرک تک تعلیم لازمی ہے لیکن لڑکے ایم اے اور بی اے آرہے ہیں اس لئے اب اس incentive کی ضرورت نہیں ہے لہذا یہ چیز ختم کر دی گئی ہے اور حکومت پنجاب کا اسے دوبارہ سے شروع کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو اضافی تعلیم کے حامل ملازمین وہاں پر ہیں ان کی ترقی کے لئے بھی کوئی علیحدہ طریق کار ہے یا وہ سنیارٹی کی بنیاد پر ہی ترقی پاتے ہیں؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو پوری طرح سے debate کیا گیا ہے اور یہ advisable نہیں ہے کہ آپ اس بنیاد پر ان کو ترقی کے مواقع دیں کیونکہ آخر جن لوگوں نے میٹرک کیا ہے انہوں نے بھی تو کہیں نہ کہیں ملازمت اختیار کرنی ہے، اگر اضافی تعلیم والے لوگ وہاں پر آ جائیں گے تو پھر وہ لوگ کہاں جائیں گے ؟

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب محمد شفیق خان صاحب کا ہے۔

جناب محمد شفیق خان: سوال نمبر 3305۔

تحصیل ٹیکسلا سے غیر قانونی رہائش پذیر افغان مہاجرین کے خلاف کارروائی

*3305: **جناب محمد شفیق خان:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 16۔اپریل 2009 کی ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق جمیل آباد، ٹیکسلا اور چوک سرائے کالا تحصیل ٹیکسلا (راولپنڈی) کے سٹاپوں پر کھڑے کافی ملازم پیشہ افراد کو صبح کے وقت سات مسلح افراد نے لوٹ لیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تحصیل ٹیکسلا میں افغان مہاجرین کی بھرمار ہے جس کی وجہ سے یہ علاقہ غیر محفوظ ہے اور آئے دن ڈکیتی و چوری کی وارداتیں روزانہ کا معمول بن چکی ہیں؟

(ج) کیا حکومت اس علاقہ میں رہائش پذیر غیر قانونی افغان مہاجرین کے خلاف کارروائی کرنے اور چوری و ڈکیتی کی روک تھام کے لئے اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان):

(الف) خبر زیر بحث میں کوئی صداقت نہ ہے کیونکہ کسی شخص نے زبانی یا تحریری طور پر مقامی پولیس تھانہ ٹیکسلا کو اس وقوعہ کے بارے میں کوئی اطلاع نہ دی ہے۔ایس ایچ او تھانہ ٹیکسلا نے اپنے طور پر پتا جوئی کی لیکن وقوعہ کی تصدیق نہ ہو سکی ہے۔

(ب) گزشتہ ماہ تھانہ ٹیکسلا کی حدود میں چند وارداتیں ہوئی ہیں جن کے ملزمان پٹھان تھے جن کو گینگ کے سرغنہ معروف شاہ کے ہمراہ گرفتار کر کے چالان عدالت کیا گیا ہے۔

(ج) انہی وارداتوں کے پیش نظر ایلیٹ فورس و دیگر بھاری نفری پولیس کے ذریعے سرچ آپریشن کیا گیا ہے جس کی وجہ سے تھانہ ٹیکسلا میں اس قسم کی وارداتوں پر قابو پالیا گیا ہے۔

جناب محمد شفیق خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت کا افغان مہاجرین کو کیمپوں تک محدود رکھنے کا کوئی پروگرام ہے اور کیا جو افغان مہاجرین کیمپوں سے باہر دیگر علاقوں میں ہوتے ہیں ان کے خلاف foreign act کی دفعات کے تحت حکومت پنجاب کوئی کارروائی کرتی ہے؟

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں legal position بالکل واضح ہے کہ Alien Registration Authority جن لوگوں کو سمجھے اور اپنا کارڈ جاری کرے وہ لوگ تو رہ سکتے ہیں لیکن اس کے علاوہ کوئی بھی فرد خواہ اس کا تعلق کسی بھی ملک سے ہو تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ اس کا کوئی legal right ہے کہ وہ رہ سکے۔

جناب محمد شفیق خان: جناب سپیکر! میں نے ایک سوال یہ بھی کیا ہے کہ جو لوگ بغیر سفری کاغذات کے دیگر علاقوں میں گھوم پھر رہے ہوتے ہیں، ہماری تحصیل ٹیکسلا میں تو یہ حالت ہے کہ آپ کو افغانستان معلوم ہو گا۔اسی وجہ سے ہمارے علاقے میں بہت زیادہ جرائم ہو رہے ہیں۔ میں یہ سوال کرتا ہوں کہ اگر ان افغان مہاجرین کے خلاف جو کہ بغیر سفری دستاویزات کے علاقوں میں پھر رہے ہیں foreign act کے تحت کارروائی کی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ لوگ اپنے علاقوں کی طرف اور اپنے کیمپوں کی طرف چلے جائیں گے۔

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جیسا کہ معزز ممبر نے کہا ہے کہ وہ لوگ بغیر سفری اجازت یا دستاویزات کے وہاں پر گھوم پھر رہے ہیں تو یقیناً وہ جرم ہے اور متعلقہ حکام کی ذمہ داری ہے کہ ان کے خلاف قانونی کارروائی کریں۔ اس کے علاوہ انہوں نے جس علاقے کا خاص طور پر ذکر کیا ہے اس کے

متعلق حکومت ہدایات جاری کرے گی کہ وہاں پر اس قانون کی عملداری کو مؤثر کیا جائے۔یہاں پر ہوم سیکرٹری صاحب تشریف فرماہیں میں ان سے کہوں گا ویسے انہوں نے نوٹ بھی کر لیا ہو گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: سوال نمبر3345۔

لاہور۔یکم جنوری تا یکم مئی2009 خواتین پر تیزاب پھینکنے و جلانے کی تفصیلات

*3345: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری تا یکم مئی2009لاہور میں کتنی خواتین کو زندہ جلانے کے خلاف کتنے لوگوں پر مقدمات چلائے گئے؟

(ب) یکم جنوری تا یکم مئی2009لاہور میں کتنی خواتین پر تیزاب پھینکنے والوں کے خلاف کتنے مقدمات چلائے گئے؟

(ج) جلائی جانے والی خواتین اور جن خواتین پر تیزاب پھینکا گیا کتنے لوگوں کو سزا یافتہ قرار دے کر جیل بھجوایا گیا، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) عرصہ متذکرہ کے دوران مقدمہ نمبر09/574 مورخہ 09-06-10 جرم302 ت پ تھانہ نشتر کالونی برخلاف بوٹا عرف وکی درج ہوا جبکہ دوسرا مقدمہ نمبر09/389 مورخہ 09-03-16 جرم302 ت پ تھانہ گجر پورہ بر خلاف شہزاد اللہ درج ہوا۔ تیسرا مقدمہ نمبر09/43 جرم 34/324/302 ت پ تھانہ گرین ٹاؤن درج رجسٹر ہوا۔ درج شدہ مقدمات کی تفتیش بذریعہ انوسٹی گیشن ونگ عمل میں لائی جارہی ہے۔

(ب) ماہ جنوری تا یکم مئی2009میں مقدمہ نمبر09/133 مورخہ 09-02-27 بجرم109/324 ت پ تھانہ گارڈن ٹاؤن لاہور درج رجسٹر ہوا۔

(ج) مقدمہ نمبر09/389 جرم302 ت پ تھانہ گجر پورہ میں ملزم شہزاد اللہ مورخہ 09-04-08 کو چالان ہوا اور مقدمہ زیر سماعت عدالت مجاز ہے جبکہ مقدمہ نمبر09/574 بجرم302 ت پ تھانہ نشتر کالونی زیر تفتیش ہے اور تیسرا مقدمہ نمبر09/43 مورخہ 09-01-15 جرم 34/324/302 ت پ تھانہ گرین ٹاؤن لاہور درج رجسٹر ہوا۔جس میں دوران تفتیش ملزم

مسمی حاکم علی ولد عاشق سکنہ بھٹہ نمبر2 باگڑیاں گرین ٹاؤن لاہور کو حسب ضابطہ گرفتار کر کے اور صحیح گنہگار پاکر حوالات جوڈیشل بھجوایا گیا۔تاہم مقدمہ ہذا میں مورخہ 09-02-11 چالان مرتب ہوا جو جنرل نمبر71DPP مورخہ 09-03-09 کو بغرض سماعت عدالت مجاز میں جمع ہو چکا ہے جس کی سماعت جاری ہے۔ مقدمہ نمبر09/133 مورخہ 09-02-27 بجرم149/324 ت پ تھانہ گارڈن ٹاؤن رجسٹر ہوا۔ملزم محمد افضل کو مقدمہ ہذا میں گنہگار پایا گیا۔ملزم تاحال گرفتار نہ ہوا آئندہ ملزم مذکورہ کے خلاف اشتہار حاصل کر کے مقدمہ کو یکسو کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں اس جواب کے جز(الف)اور(ب) سے مطمئن نہیں ہوں۔ میرے خیال میں اس کا جواب درست نہیں ہے کیونکہ اس میں جلنے والی خواتین کے صرف تین مقدمات اور تیزاب پھینک کر جلنے والی خواتین کا صرف ایک مقدمہ بیان کیا گیا ہے جبکہ اگر ہم عورت فاؤنڈیشن کی رپورٹ دیکھیں تو اس کے مطابق اس طرح کے مقدمات کہیں زیادہ ہیں۔ میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(الف) کے آخری پیرا میں کہا گیا ہے کہ درج شدہ مقدمات کی تفتیش بذریعہ انوسٹی گیشن ونگ عمل میں لائی جارہی ہے۔ سوال کے جواب کو موصول ہوئے تقریباً ایک سال دو ماہ ہو گئے ہیں اس لئے میرا سوال یہ ہے کہ کیا ان مقدمات کی تفتیش مکمل ہو گئی ہے،اگر ہو گئی ہے تو اس کی کیا رپورٹ ہے؟

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب! بتائیں کہ ابھی تک تفتیش مکمل ہو گئی ہے یا نہیں؟

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان کی تفتیش مکمل ہو گئی ہے اور ان کے چالان عدالت کے سپرد ہو چکے ہیں۔ جہاں تک محترمہ نے یہ بات کی ہے کہ یہ figure درست نہیں ہے تو رجسٹرڈ شدہ کیسوں کے مطابق یہ figure بالکل درست ہے۔ باقی اگر کوئی victim تھانے میں رپورٹ نہ کرے اور اپنے علاج معالجے کے لئے کسی NGO کو رپورٹ کرے یا NGO اپنے لئے اس figure کو بڑھائے تو وہ علیحدہ معاملہ ہے لیکن جو مقدمات درج ہوئے ہیں ان کی تعداد یہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال دو حصوں پر مشتمل ہے۔ ایک یہ کہ جز(ج) کے آخر میں کہا گیا ہے کہ جرم ثابت ہو گیا ہے لیکن ملزم محمد افضل گرفتار نہیں ہو سکا کیا وہ ملزم

اب گرفتار ہو چکا ہے، دوسرا یہ کہ جو خواتین جل جاتی ہیں یا جن پر تیزاب پھینکا جاتا ہے کیا حکومت ان کی rehabilitation یا ان کو روزگار فراہم کرنے کے لئے کوئی اقدامات کر رہی ہے ؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ وزیر اعلیٰ صاحب کے حکم سے میری زیر صدارت ایک سب کمیٹی ہے اس میں heinous offences جن میں اغواء برائے تاوان، terrorism اور acid throwing یا اس قسم کے cases ہوتے ہیں اُن کا ہم monthly review لیتے ہیں اور آج سے کوئی سات آٹھ ماہ قبل یہ trend پایا گیا کہ acid throwing کے مقدمات بہت زیادہ ہو رہے ہیں۔ اس کمیٹی نے ایک فیصلہ کیا جس کو بعد میں حکومت نے approve کیا کہ acid throwing کے مقدمات میں ATA-7 کا اطلاق کیا جائے اور ساتھ اس بات کو ensure کیا گیا کہ ایسے مقدمات میں اگر کوئی ملزم within week گرفتار نہیں ہوتا تو متعلقہ SHO اور SDPO کے خلاف محکمانہ کارروائی کی جائے۔ ATA-7 کا اطلاق اس لئے کیا گیا کیونکہ ان cases میں بعد میں 100 فیصد compromise ہو جاتا ہے۔ ان cases میں بہت سارے ملزمان گھر کے لوگ ہوتے ہیں یعنی کسی مقدمے میں خاوند، کسی میں بھائی یا کسی میں کوئی اور ہوتا ہے۔ ATA-7 کا اطلاق اس لئے کیا گیا تاکہ اس طرح کا مقدمہ بعد میں compromise نہ ہو سکے۔ جتنے مقدمات کو compromise کر کے فائل کیا گیا تھا ان کو دوبارہ سے کھولا گیا اور کہا گیا کہ اُن ملزمان کو چالان کیا جائے۔ اس وقت position یہ ہے کہ recent month میں کوئی case رپورٹ نہیں ہوا اور اس بارے میں جب action لیا گیا تو اُس کے بعد ان cases کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے۔ ساتھ ہی ساتھ وزیر اعلیٰ صاحب نے اس کمیٹی کی recommendation پر یہ اعلان کیا اور اب تک بھی یہ commitment ہے کہ کوئی بھی خاتون تیزاب پھینکنے یا جلنے کی وجہ سے disable ہو جائے گی تو حکومت اس کو گزارا الاؤنس دے گی اور اگر اس خاتون کی پلاسٹک سرجری یا مزید علاج معالجے کی ضرورت ہو گی تو سارا خرچہ چاہے اندرون ملک ہو یا بیرون ملک وہ حکومت پنجاب برداشت کرے گی۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! اب ٹائم ختم ہو چکا ہے۔ اگلا سوال محمد یار ہراج صاحب کا ہے۔

جناب شیر علی خان: On his behalf سوال نمبر 3548 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز ممبر نے جناب محمد یار ہراج کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع خانیوال میں پولیس سٹیشن کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3548: جناب محمد یار ہراج: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع خانیوال میں کل کتنے پولیس سٹیشن اور پولیس چوکیاں ہیں اور ان میں کتنی پولیس نفری موجود ہے، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا ضلع خانیوال میں پولیس نفری مکمل ہے یا کم، ہر پولیس سٹیشن کے مطابق نشاندہی کی جائے؟

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان):

(الف) ضلع خانیوال میں 17 پولیس سٹیشن اور 02 چوکیات ہیں۔ان میں تعینات شدہ کل نفری کی تفصیل ذیل ہے:-

Const/525 HC/70 ASI/74 SI/83 Insp/20

(ب) ضلع خانیوال میں موجود پولیس نفری مکمل نہ ہے۔کمی نفری کی تفصیل ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام تھانہ	Const	H C	ASI	SI	Insp
1	تھانہ سٹی خانیوال	19	05	04	-	01
2	تھانہ صدر خانیوال	- -	- -	01	- -	- -
3	تھانہ خانیوال کہنہ	- -	- -	02	- -	- -
4	تھانہ کچا کھوہ	- -	- -	02	01	- -
5	تھانہ مخدوم پور	- -	- -	02	- -	- -
6	تھانہ سٹی کبیر والا	12	03	04	- -	- -
7	تھانہ صدر کبیر والا	- -	- -	02	- -	- -
8	تھانہ نواں شہر	- -	- -	04	- -	- -
9	تھانہ عبدالحکیم	- -	- -	04	01	- -
10	تھانہ سرائے سدھو	- -	01	03	01	- -
11	تھانہ حویلی کورنگا	- -	- -	04	- -	- -
12	تھانہ سٹی میاں چنوں	14	04	05	- -	01
13	تھانہ صدر میاں چنوں	- -	- -	03	- -	- -
14	تھانہ تلمبہ	- -	- -	03	- -	- -
15	تھانہ چھب کلاں	- -	01	04	- -	- -
16	تھانہ جہانیاں	- -	- -	05	- -	- -
17	تھانہ ٹھٹھہ صادق آباد	36	04	05	03	02

18	چوکی عاقل تھانہ کچا کھوہ	03	- -	02	- -	- -
19	چوکی بٹہ کوٹ تھانہ صدر کبیر والا	07	01	02	01	- -
	کل میزان	91	19	61	07	04

نوٹ: تھانہ ٹھٹھہ صادق آباد حال ہی میں منظور ہوا ہے جس کی نفری ابھی منظور نہ ہوئی ہے جبکہ دیگر تھانہ جات سے نفری تعینات کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! مختلف تھانوں میں کانسٹیبلان اور باقی نفری کی جو کمی بتائی گئی ہے کیا یہ اب تک پوری کر دی گئی ہے؟ اس کا جواب 27۔ جولائی 2009 کو آیا ہے اور جواب میں بھی لکھا ہے کہ کمی پوری کر دی جائے گی۔ میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ انسپکٹر سے نیچے سب انسپکٹر SHO تعینات نہیں ہو گا تو جن تھانوں میں انسپکٹر نہیں ہیں کیا وہاں پر انسپکٹر تعینات کر دیئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم شیر علی خان صاحب نے جہاں تک کمی سے متعلق بات کی ہے تو موجودہ حکومت بتدریج کمی کو پورا کرنے کے لئے نئی اسامیاں create کر کے بھرتی کا عمل شروع کئے ہوئے ہے جس میں اے ایس آئی صاحبان اور انسپکٹر صاحبان کی بھرتی کے لئے پبلک سروس کمیشن کو کہا گیا ہے اور کانسٹیبلان کی بڑے شفاف طریقے سے بھرتی کی جا رہی ہے۔ بہر حال ابھی general shortage تقریباً تمام اضلاع میں ہے لیکن اسے عنقریب پورا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جہاں تک انسپکٹر اور سب انسپکٹر کا معاملہ ہے تو پولیس آرڈر 2002 میں کہا تو یہ گیا کہ اس کو بڑا سادہ اور اختیارات کو devolve کیا جا رہا ہے لیکن ہوا یہ کہ انہوں نے administrative structure کو اتنا heavy کر دیا کہ جو ضلع ایک SSP سے چلتا تھا اب وہاں پر چار چار DIG ہیں اور SP حضرات کا کوئی حساب ہی نہیں ہے اسی لئے جہاں پر کمی ہے وہاں پر سیٹیں بھی خالی ہیں۔ اب موجودہ حکومت پولیس آرڈر 2002 کو amend کرنے اور انشاء اللہ تعالیٰ ایک نیا پولیس ایکٹ 2010 لانے کا ارادہ رکھتی ہے جس پر کام ہو رہا ہے لہذا اس میں ان چیزوں کو take care کیا جائے گا۔ بہر حال موجودہ پولیس آرڈر میں کچھ چیزیں ایسی ہیں کہ فلاں جگہ پر DIG رینک کا آدمی لگے گا، فلاں جگہ پر SP یا انسپکٹر رینک کا آدمی لگے گا اس لئے ہم کچھ amendments بہت جلد لا رہے ہیں جن سے یہ صورتحال بہتر ہو جائے گی۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر!ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ تھانوں میں جیسے حوالدار، اے ایس آئی یا سب انسپکٹر ہیں ان کی تعداد بہت کم ہے اور ان سے چوبیس گھنٹے کام لیا جاتا ہے۔ جب ان سے چوبیس گھنٹے کام لیا جائے گا تو ظاہر ہے کہ ان کی progress slow ہو گی، کیا حکومت اس پر غور کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: رانا صاحب!ان کی تجویز بہت اچھی ہے لہذا آپ اس کو rules کے اندر incorporate کروائیں اس سے بہتری آئے گی۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! بہاولپور میں ماشاء اللہ ہماری پولیس نے ایک progress کی ہے کہ بڑے خطرناک مجرم پکڑے ہیں جن کے لئے وزیر قانون صاحب سے گزارش ہے کہ وہ انہیں کوئی incentive وغیرہ دیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں وہ اس سے ہٹ کر بات کر رہے ہیں۔

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں معزز ایوان کو اس بات سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں صورتحال کوئی اتنی زیادہ مایوس کن بھی نہیں ہے بہر حال اب position یہ ہے کہ دنیا میں 350 افراد کے اوپر ایک پولیس آفیشل کی ratio ہے جبکہ پاکستان میں 523 اور انڈیا میں 438 ہے یعنی ہم دنیا سے تھوڑا زیادہ لیکن انڈیا کے قریب قریب ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اگلے دو سال میں اس ratio کو بتدریج بین الاقوامی سطح پر لانے کا موجودہ حکومت کا پروگرام ہے جس کے لئے بھرتی کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: سوال نمبر 3591۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

تھانہ کڑانہ ضلع سرگودھا میں ایس ایچ اوز کی تعیناتی وتبدیلی ودیگر تفصیلات

*3591: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا کے تھانہ کڑانہ میں گزشتہ ایک سال سے اب تک کون کون بطور ایس ایچ او تعینات رہا ہے؟

(ب) ہر ایک ایس ایچ او کی عرصہ تعیناتی کتنا ہے؟

(ج) کیا وجہ ہے کہ ایک سال کے عرصہ میں اتنے ایس ایچ او صاحبان تعینات ہوتے رہے ہیں اور بہت ہی کم عرصہ میں ان کو تبدیل کیا جاتا رہا ہے؟

(د) کیا اس اکھاڑ پچھاڑ کی وجہ سے ہی جرائم کو کنٹرول نہیں کیا جا سکا ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس پالیسی کو تبدیل کر کے قواعد کے تحت میعاد پورا کرنے کی اجازت دے گی تاکہ تھانہ کی کارکردگی بہتر ہو سکے اور عوام کو جلد انصاف مہیا ہو سکے؟

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان):

(الف)

1) ایس آئی عارف حسین S/288
2) ایس آئی اعجاز احمد S/57
3) انسپکٹر امیر جنان S/52
4) انسپکٹر محمد رفاقت S/295
5) ایس آئی منظور حسین S/65
6) انسپکٹر صفدر عباس S/131
7) انسپکٹر خان امیر S/266

(ب)

1) ایس آئی عارف حسین S/288 6-10-08تا3-7-08
2) ایس آئی اعجاز احمد S/57 6-11-08تا6-10-08
(بحکم عدالت عالیہ مقدمہ درج ہوا جس پر ٹرانسفر ہوا)
3) انسپکٹر امیر جنان S/52 18-2-09تا19-11-08
(بحکم عدالت عالیہ مقدمہ درج ہوا جس پر ٹرانسفر ہوا)
4) انسپکٹر محمد رفاقت S/295 25-04-09تا15-4-09
(ذاتی استدعا پر تبدیل ہوا)
5) ایس آئی منظور حسین S/65 8-5-09تا25-4-09
(بمطابق نوٹیفکیشن جناب IGP تبدیل ہوا)

6) انسپکٹر صفدر عباس S/131 8-5-09تا10-7-09
(بحکم عدالت عالیہ مقدمہ درج ہوا جس پر ٹرانسفر ہوا)
7) انسپکٹر خان امیر S/266 21-7-09تاحال

(ج) عدالت عالیہ کے حکم پر جن افسران کے خلاف مقدمات درج ہوئے وہ تبدیل کئے گئے۔اس کے علاوہ سب انسپکٹر صاحبان IGP صاحب پنجاب کے نوٹیفکیشن کے مطابق "سب انسپکٹر عہدہ کے افسران کو SHO تعینات نہ کیا جائے" پر تبدیل کئے گئے۔

(د) یہ غلط ہے کہ جرائم کنٹرول نہ کئے جا سکے ہیں۔اس عرصہ کے دوران تھانہ کڑانہ میں 14 اشتہاری ملزمان کیٹیگری A اور 69 ملزمان کیٹیگری B گرفتار کئے گئے۔430 مقدمات کے چالان داخل عدالت کئے گئے۔11 گینگ کی سرکوبی کی گئی۔11 ملزمان گرفتار کئے گئے۔ 19 مقدمات ٹریس کئے گئے اور -/7,25,050 کا مال مسروقہ برآمد کیا گیا۔گزشتہ سال کے عرصہ میں 62 مقدمات اسلحہ کا اندراج کیا گیا اور 62 ملزم گرفتار کئے گئے،08 رائفلیں،19 بندوقیں،31 پسٹل،02 ریوالور،02 کاربائن اور 195 کارتوس برآمد ہوئے۔اسی عرصہ میں منشیات کے 62 مقدمات درج ہوئے، 64 ملزمان گرفتار ہوئے، 10334 گرام ہیروئن، 13968 گرام چرس،120 گرام افیون،588 لیٹر شراب اور 08 چالو بھٹیاں برآمد ہوئیں۔

(ہ) SHOs کی بار بار ٹرانسفر حکومت کی پالیسی کے مطابق نہ کی گئی ہے بلکہ عالت عالیہ کے حکم کے مطابق جن افسران کے خلاف مقدمات درج ہوئے وہ تبدیل کئے گئے۔اس کے علاوہ سب انسپکٹر صاحبان آئی جی صاحب کے نوٹیفکیشن کے مطابق کہ سب انسپکٹر عہدہ کے افسران کو ایس ایچ او تعینات نہ کیا جائے، کو تبدیل کیا گیا ہے حکومت کی کوئی ایسی پالیسی نہ ہے کہ ایس ایچ او صاحبان کو بار بار تبدیل کیا جائے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں نے اس سوال میں ضلع سرگودھا کے تھانہ کڑانہ کے حوالے سے پوچھا تھا کہ وہاں پر SHO صاحبان کی تعیناتی کا عرصہ تین چار ماہ سے زیادہ نہیں ہے۔انہوں نے جز(ب) میں سات بندوں کا بتایا ہے جبکہ اب تک مزید دو بندے کم عرصہ تعیناتی پر change کر دیئے گئے ہیں۔ان کا جواب 16۔جون 2010 تک ہے جو نامکمل ہے اور مزید بندے کم عرصہ تعیناتی پر انہوں نے change کر دیئے ہیں بلکہ زیادہ تر بحکم عدلیہ ہی مقدمات درج

ہوئے جن پر ان کو تبدیل کر دیا گیا تو انہیں ایسے اچھے افسران نظر نہیں آ رہے تھے جن کی تعیناتی کی جائے اور جن پر عدلیہ کے مقدمات بار بار درج نہ ہوں۔

دوسرا یہ ہے کہ عدلیہ کی طرف سے مقدمہ درج ہوا تو کیا اس پر انہیں کوئی سزا ہوئی ہے یا انہیں بری الذمہ قرار دے دیا گیا ہے؟

تیسرا یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ اس سوال کے جز(ج) میں جرائم کے حوالے سے بتایا گیا ہے کہ کافی حد تک کنٹرول کیا ہے جبکہ وہاں پر بہت سارے ایسے مقدمات بھی ہیں جن کے پرچے درج نہیں کئے جاتے حالانکہ موجودہ حکومت کی پالیسی ہے کہ پرچے free درج کئے جائیں لیکن اس پالیسی کو بھی نظر انداز کیا جا رہا ہے اور یہاں پر خاص طور پر منشیات کے مقدمات کے حوالے سے دیئے گئے اعداد و شمار میں بھی تضاد ہے اور یہ صحیح معنوں میں نہیں ہے اور کیا ان مقدمات کا چالان عدالت میں داخل ہو گیا ہے، کیا ان ملزمان کو سزا ہو چکی ہے، اگر ہو چکی ہے تو وہ کتنی ہوئی ہے اور اس سلسلے میں محکمہ نے اب تک کیا کارروائی کی ہے؟

جناب سپیکر! اس حوالے سے میرے علم میں آیا ہے کہ اکثر لوگ بری ہو چکے ہیں اور جب بری ہو جائیں تو پھر محکمہ اپنے اس متعلقہ افسر کے خلاف action لیتا ہے جس نے منشیات کا مقدمہ بنایا ہوتا ہے اور اپنی کارروائی مکمل کرنے کے لئے اکثر منشیات کے جھوٹے مقدمات بنائے جاتے ہیں کیونکہ پولیس کو targets دیئے جاتے ہیں کہ اتنے مقدمات ناجائز اسلحہ اور اتنے منشیات کے بنائے جائیں تو کیا اس سوال کے جواب میں یہ واضح نہیں ہو رہا ہے کہ یہ جرائم کنٹرول نہیں کر پا رہے جس کی وجہ سے پولیس کے افسران کی تعیناتی کا عرصہ کم سے کم رکھا گیا ہے تو میرا یہی ایک سوال ہے؟

معزز ممبران: جناب سپیکر! اس میں سوال تو کوئی پوچھا ہی نہیں گیا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں نے آخر میں سوال پوچھ لیا ہے کہ کیا اسی جواب میں یہ واضح نہیں ہو گیا کہ عرصہ تعیناتی کی کم وجہ کیا ہے کیونکہ میں نے یہی پوچھا تھا کہ عرصہ تعیناتی کم اس لئے ہے کہ افسران تبدیل ہو جاتے ہیں جن کی وجہ سے جرائم کنٹرول نہیں ہو رہے تو انہوں نے کہا ہے کہ ایسی وجہ نہیں ہے تو میں نے ضمنی سوال میں تفصیل کے ساتھ یہ پوچھا ہے اور یہ چیز واضح کی ہے اور ثبوت دیا ہے کہ یہی وہ وجوہات ہیں جن کی وجہ سے وہاں پر جرائم کنٹرول نہیں ہو رہے تو اس سلسلے میں کیا لاء منسٹر صاحب اپنی پالیسی واضح فرمائیں گے؟

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ نے ضمنی سوال میں ہی پورا ٹائم گزار دیا ہے اس لئے اب اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں ہو گا۔ جی، رانا صاحب!

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم عامر سلطان چیمہ صاحب نے ایک general observation دی تو بہر حال میں ان سے اس بارے میں اختلاف نہیں کرتا کہ بعض افسران کی general performance درست نہیں ہوتی جس وجہ سے انہیں پھر بعد میں سروس میں بھی اور عدالتوں میں بھی complications آتی ہیں لیکن اس کا ایک general view اس طرح سے ہے کہ 2010 میں درج شدہ مقدمات کی تعداد دو لاکھ 59 ہزار 375 ہے اور ان میں سے ایک لاکھ 85 ہزار 790 مقدمات چالان ہو کر عدالتوں میں سماعت کے لئے گئے ہیں جبکہ اس دوران ایک لاکھ 10 ہزار 126 مقدمات کا فیصلہ سنایا گیا جن میں سے 57 ہزار 467 جو کہ 52 فیصد بنتا ہے، مقدمات میں ملزمان کو سزا ہوئی اور 48 فیصد مقدمات میں ملزمان بری ہوئے لیکن بری ہونے والے مقدمات میں سے overwell تعداد یہ ہے کہ وہاں پر گواہ اپنے بیان سے منحرف ہو گئے یا فریقین کا compromise ہو گیا۔ گواہوں کا انحراف بھی اسی وجہ سے ہوتا ہے کہ جو offence compromiseable ہوتے ہیں ان میں compromise داخل ہو جاتا ہے اور جو compromise نہیں ہونے ہوتے تو وہاں پر پھر گواہوں کو منحرف کرا دیا جاتا ہے تو اس طرح سے یہ general performance اتنی مایوس کن نہیں ہے لیکن بہر حال جن observations کا انہوں نے اظہار کیا ہے تو حکومت پوری کوشش کر رہی ہے کہ انشااللہ تعالیٰ پولیس کی کارکردگی کو بہتر سے بہتر بنایا جائے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب شیر علی خان صاحب کا ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 3695 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پولیس ویلفیئر فنڈ کے منصوبہ جات کی تفصیلات

*3695: جناب شیر علی خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پولیس ویلفیئر فنڈ سے اس وقت صوبہ میں کون سے منصوبے چلائے جا رہے ہیں اور کون کون سے زیر تکمیل ہیں ان کے نام، تخمینہ لاگت اور دیگر تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) مذکورہ فنڈز سے دوران ملازمت معذور اور شہید ہونے والے ملازمین کی 08-2007 میں کتنی امداد دی گئی؟

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان):

(الف) پولیس ویلفیئر فنڈز سے بنائے جانے والے منصوبہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1۔ پولیس ویلفیئر فنڈز سے 1953 سے پولیس ویلفیئر پٹرول پمپ لاہور میں چلایا جارہا ہے جس کی آمدنی فلاحی منصوبہ جات پر خرچ کی جاتی ہے۔

2۔ مندرجہ ذیل اضلاع میں پنجاب پولیس ویلفیئر فنڈ سے پولیس ملازمین اور پبلک کے بچوں کی بہتر تعلیم کے حصول کے لئے بیکن ہاؤس سکول سسٹم کے اشتراک سے دی ایجوکیٹرز پولیس پبلک سکولوں کے منصوبے چلائے جارہے ہیں جن کی تفصیل اور تخمینہ لاگت حسب ذیل ہے:-

I	ڈیرہ غازی خان	8050000/-
II	ملتان	6470000/-
III	بہاول پور	419500/-
IV	سرگودھا	6850000/-
V	فیصل آباد / جھنگ	4010000/-
VI	راولپنڈی	2510000/-

پولیس ویلفیئر فنڈز سے ملازمین کے بچوں کی اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے سکالرشپ میں نمایاں اضافہ کیا گیا ہے تاکہ یہ بچے ملک کے مفید شہری بنیں اور ملک وقوم کی خدمت کر سکیں۔

3۔ گزارا الاؤنس: پولیس ویلفیئر فنڈز سے تقریباً 4 ہزار بیوگان اور معذور پولیس ملازمین کی ماہانہ امداد کے سلسلہ میں حال ہی میں بڑھتی ہوئی مہنگائی سے نمٹنے کے لئے اپنے محدود وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے نمایاں ماہانہ اضافہ -/2000 سے بڑھا کر -/3000 کر دیا گیا ہے۔

4۔ جہیز فنڈ: پولیس اپنے ملازمین کی بیٹیوں کی شادی پر اس فنڈ سے مالی امداد فراہم کرتی ہے جن کی سالانہ تعداد تقریباً -/3000 سے زائد ہے اور ان پر 7 کروڑ سے اخراجات کئے جاتے ہیں ریٹ درج ذیل ہیں۔

I-حاضر سروس ریٹائرڈ ملازمین	25000/-
II-بیوگان	35000/-

5۔ کفن دفن / فوری امداد: حاضر سروس ملازمین میں سے اگر کوئی ملازم وفات / شہادت پا جاتا ہے تو ان کے ورثا کو فوری طور پر پنجاب پولیس ویلفیئر فنڈز سے مبلغ -/25000 روپے دیئے جاتے ہیں۔

6۔ ایک اضافی تنخواہ بطور انعام بوقت ریٹائرمنٹ: محکمہ ہذا اپنے ملازمین کی حوصلہ افزائی کے لئے بوقت ریٹائرمنٹ ایک مکمل تنخواہ(بنیادی تنخواہ مع الاؤنسز)بطور انعام دیتا ہے۔

7۔ مالی امداد برائے علاج معالجہ:۔پولیس ویلفیئر فنڈ اپنے محدود وسائل میں رہتے ہوئے اپنے ملازمین کو علاج و معالجہ کی سہولیات بہم پہنچانے میں سرگرم عمل ہے۔اس ضمن میں وہ ملازمین واہلکاران جو مختلف مہلک امراض مثلاً کینسر،امراض دل،ہیپاٹائٹس و دیگر عوارض میں مبتلا ہونے کی بناء پر مہنگی ادویات کے اخراجات کو اپنی قلیل تنخواہ میں علاج کی سکت نہ رکھتے ہوں ان کو مستند ڈاکٹرز کی ہدایات کی روشنی میں قواعد وضوابط کے مطابق مناسب مالی امداد کی جاتی ہے۔

(ب) دوران ملازمت معذور اور شہید ہو جانے والے پولیس ملازمین لواحقین کو پنجاب پولیس ویلفیئر فنڈز سے فوری امداد /کفن دفن کی مد میں مبلغ-/25000روپے اور اس کے علاوہ کمپنسیشن رولز1989 سے بیشتر شہیدا کو مبلغ-/3000روپے ہر ماہ گزارا الاؤنس کی مد میں ویلفیئر فنڈ سے دیئے جاتے ہیں علاوہ ازیں حکومت پنجاب کے احسن اقدامات سے ایک انتہائی مثبت اور اچھا قدم یہ ہے کہ دوران ڈیوٹی شہید ہونے والے ملازمین کے لواحقین کی امداد کو مبلغ 5لاکھ سے بڑھا کر 20لاکھ کی گرانٹ مع مکمل تنخواہ جات 60 سال کی عمر تک اور بعد ازاں بیوہ کو مکمل پنشن (زندہ ملازمین کے مطابق)اور جبکہ معذور ہونے والوں کو کمپنسیشن 2لاکھ سے بڑھا کر 5 لاکھ دیئے جانے کا ہے۔علاوہ ازیں ان شہدا کے بچوں کو ابتدائی تعلیم سے ہائر ایجوکیشن کے تمام اخراجات حکومت پنجاب نے اٹھانے کا ذمہ لیا ہے۔دوران ملازمت شہید ہونے و معذور ہونے والوں کی تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

جناب شیر علی خان:جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ یہاں کہا گیا ہے کہ لواحقین کی امداد کے لئے پانچ لاکھ روپے کی گرانٹ کو بڑھا کر 20 لاکھ روپے کر دیا گیا ہے تو یہ کب سے لاگو ہوا ہے کیونکہ ان کی طرف سے دی گئی فہرست میں ہے کہ 13تاریخ کو شہید ہونے والے کانسٹیبل کو5لاکھ روپے دیئے ہیں اور 22تاریخ کو شہید ہونے والے کو 20لاکھ روپے دیئے گئے ہیں تو یہ اسی مہینے میں at least شہید ہونے والوں کو ایک جیسی compensation ملنی چاہئے تھی۔

دوسرا انہوں نے جواب دیا ہے کہ پولیس ویلفیئر فنڈ سے صرف لاہور میں 1953 سے ایک پولیس ویلفیئر پٹرول پمپ چل رہا ہے تو پولیس کے باقی اضلاع میں چلنے والے پمپ کس حیثیت میں چلائے جارہے ہیں؟ ہمارے ضلع اٹک میں بھی پولیس کا ایک پمپ ہے اور اسی طرح میرے علم میں ہے

کہ راولپنڈی میں بھی ایک پٹرول پمپ ہے اور ہو سکتا ہے کہ باقی اضلاع میں بھی ہوں گے لیکن یہاں پر صرف ایک پٹرول پمپ کا ذکر ہے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے بھائی نے ذکر کیا ہے کہ کسی جگہ پر شہید ہونے والے پولیس آفیسر کو ایک ہی مہینے میں ایک جگہ پر پانچ لاکھ اور دوسرے کو20لاکھ دیا گیا ہے، اگر ایسا ہوا ہے تو وہ میرے notice میں لائیں کیونکہ ایسا بالکل نہیں ہے بلکہ پانچ لاکھ روپے پہلے تھا اور موجودہ حکومت نے آتے ہی اس رقم کو بڑھا کر 20لاکھ روپے کیا اور اس کے بعد شہید ہونے والے کی سروس کے مطابق اس کے بچوں کو تنخواہ کے علاوہ ان کی تعلیم کا خرچہ اور اگر اس کی بیوہ یا کوئی بیٹا ملازمت کے قابل ہو تو اسے نوکری دی جاتی ہے اور یہ ایک پورا package ہے جسے میں سمجھتا ہوں کہ ایک شہید ہونے والے کی فیملی کو اس کا نعم البدل یا اس sense میں compensate نہیں کیا جا سکتا لیکن ان کی دنیاوی ضروریات کے حوالے سے یہ package کافی بہتر ہے۔

جہاں تک انہوں نے یہ کہا کہ ایک پٹرول پمپ کا ذکر ہے تو یہ اس طرح سے ہے کہ پولیس ویلفیئر فنڈ سے لاہور میں صرف ایک پٹرول پمپ چل رہا ہے جبکہ پنجاب کے مختلف اضلاع میں انیس پٹرول پمپ ڈسٹرکٹ ویلفیئر فنڈ سے چل رہے ہیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! ایوان کی میز پر رکھی گئی تفصیل میں اسی کا ذکر ہے کہ ایک ہی ماہ میں شہید ہونے والے کسی کانسٹیبل کو پانچ لاکھ اور کسی کو20لاکھ روپے دیئے گئے ہیں اور یہ ان کا اپنا ریکارڈ ہے اور اسے یہ چیک کر لیں۔ یہ بہت اچھا package ہے لیکن سب کو ایک جیسا ملنا چاہئے۔ شکریہ

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ واضح کر دوں اس سوال کے جواب میں ذکر پانچ لاکھ روپے سے بڑھا کر20لاکھ روپے کی گرانٹ کے package جس میں معہ مکمل تنخواہ60سال کی عمر تک اور بعد ازاں بیوہ کو مکمل پنشن زندہ ملازمین کے مطابق جبکہ معذور ہونے والوں کو compensation وغیرہ تو یہ بالکل سب کے لئے ہے اور اگر کسی جگہ پر اس کی خلاف ورزی ہوئی ہے تو میں ان سے figure اور information لے لیتا ہوں اور پھر اس کا ازالہ کروایا جائے گا۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! پولیس ویلفیئر کے پٹرول پمپ چاہے وہ ڈسٹرکٹ پولیس کے پاس ہیں یا پنجاب پولیس کے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ایک تو پولیس جو خود پٹرول خریدتی ہے وہ ان پمپوں سے نہیں لیتی اور باہر کے پمپوں سے contract کرتی ہے۔ دوسرا اس میں discretionary power DPO کے پاس ہے کہ وہ جسے مرضی ٹھیکہ دے دے کیونکہ یہ ویلفیئر کا پیسا ہے اور چونکہ یہ پمپ پنجاب حکومت کی زمین پر لگے ہوئے ہیں تو ان کے پنجاب level کے اوپر ٹھیکہ جات دینے کا ایک نظام ہونا چاہئے۔ میرا منسٹر صاحب سے ضمنی سوال یہی ہے کہ کیا وہ ایک ایسا مرکزی نظام لانا چاہتے ہیں جس میں شفاف طریقے سے ان پمپوں کے contract کی نیلامی کی جائے اور دوسرا پولیس اپنا پٹرول اپنے ویلفیئر پٹرول پمپوں سے خریدے بجائے اس کے کہ باہر ٹھیکے دیئے جائیں؟

جناب سپیکر: راناصاحب کی بات بہت اچھی ہے۔ جی، راناصاحب!

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان): محترم بھائی نے جن دو points کی نشاندہی کی ہے یہ بالکل درست اور جائز ہیں، اس کے متعلق اول تو سسٹم موجود ہو گا لیکن جیسا انہوں نے کہا کہ اسے provincialize کیا جائے تو اس پر حکومت غور کرے گی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ کا ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3696 ہے۔

جناب سپیکر: کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ضلع لاہور میں پولیس انسپکٹروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3696: **محترمہ عائشہ جاوید:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اس وقت ضلع لاہور کی پولیس میں کل کتنے انسپکٹر صاحبان تعینات ہیں؟

(ب) افسران مذکورہ بالا میں سے کتنے کے خلاف محکمانہ تحقیقات ہو رہی ہیں گزشتہ دو سال میں کتنے افسران کو معطل اور برطرف کیا گیا؟

(ج) کتنے پولیس افسران ایسے ہیں جن کو عدالت سے سزا ہوئی مگر آئی جی نے بحال کر دیا؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ضلع لاہور میں اس وقت کل 273 انسپکٹر صاحبان تعینات ہیں جن میں سے 13 انسپکٹر زیر تبادلہ لاہور سے ضلع غیر و دیگر نوٹس ہائے ہیں جبکہ 5 انسپکٹران کو بعد پروموشن ضلع لاہور الاٹ نہ ہوا ہے۔

(ب) 5 انسپکٹروں کے خلاف محکمانہ تحقیقات ہو رہی ہیں نیز پچھلے 2 سال میں 37 انسپکٹر معطل اور 7 انسپکٹر کو ملازمت سے برطرف کیا گیا ہے۔

(ج) آپریشن ونگ میں تعینات انسپکٹران میں سے نہ تو کسی کو عدالت کی طرف سے سزا ہوئی ہے اور نہ ہی بحال کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میرا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

I am satisfied with the answer.

جناب سپیکر: شکریہ

SH. ALA-UD-DIN: Mr. Speaker Sir! She is satisfied but I am not satisfied.

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، آپ سوال کریں۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا DPO انسپکٹر کو suspend کر سکتا ہے؟

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ suspension کے لئے کہہ سکتا ہے، کر تو نہیں سکتا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کو بھی پتا ہے کہ یہ میں کیوں پوچھ رہا ہوں، پھر میں آگے بتاؤں گا۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ مختلف ranks کے مطابق مختلف آفیسروں کی اتھارٹی ہوتی ہے۔ اس ڈسٹرکٹ کا DPO اگر DIG rank کا ہو جس طرح لاہور، فیصل آباد، ملتان یا راولپنڈی میں ہیں تو وہ خود suspend کر سکتا ہے اور بصورت دیگر وہ اپنے RPO کو recommend کر سکتا ہے۔ عموماً there and then اس کی سفارش پر عملدرآمد کر دیا جاتا ہے۔ میں یہاں پر اس معزز ایوان کو اس بات سے آگاہ کرنا چاہوں گا کہ 2010 میں کرپشن اور فرائض میں غفلت پر محکمانہ کارروائی

کرتے ہوئے اٹھارہ DSPs، 751 انسپکٹر، 4019 سب انسپکٹر،20204 اسسٹنٹ سب انسپکٹرزور 698 ہیڈ کانسٹیبلان کو نوکری سے برخاست، عہدہ کی تنزلی یا بنیادی تنخواہ میں کمی جیسی سخت سزائیں دی گئی ہیں۔اس کے علاوہ کرپشن کے 571 مقدمات پولیس ملازمین کے خلاف درج ہوئے اور 22 مقدمات ٹارچر کی وجہ سے درج کئے گئے ہیں۔پولیس میں اس وقت سزا اور جزا کا طریق کار کافی active بھی ہے اور perfect بھی ہے اس لئے اگر جو بھی کوئی آفیسر اپنے سینئر کی نظر میں غلطی کا مرتکب ہو رہا ہے تو اس کے خلاف ایکشن لینے میں کوئی امر مانع ہے اور نہ ہی کوئی لمبا طریق کار ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!لاء منسٹر صاحب نے جس طرح floor of the House کہا ہے کہ انسپکٹر کو DPO کچھ نہیں کہہ سکتا سوائے ایک show cause دینے کے۔یہی وجہ ہے کہ DPOs کا اپنے ضلع میں پولیس آفیسران پر کوئی hold نہیں ہے۔وہ جب show cause دیتا ہے اور وہ show cause جب DIG تک جاتا ہے تو کوئی نہ کوئی سفارش اڑ جاتی ہے۔میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس کا فوری طور پر کوئی حل کیا جائے اسی لئے جب DPO مجبوری میں کوئی سب انسپکٹر لگاتا ہے تو سب انسپکٹر اتنا competent نہیں ہوتا اور انسپکٹر کو وہ کچھ کہہ نہیں سکتا۔

جناب سپیکر: آپ نشاندہی کریں کہ کون سا DPO ایسا ہے جس کی انسپکٹر نہیں مانتے اور وہ ضلع کو چلا رہا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!میں حلفاً کہتا ہوں، مجھے خود DPO نے کہا ہے کہ ہمارا یہ حال ہے کہ ہم انسپکٹر کو کچھ نہیں کہہ سکتے۔میں ایک اور بات بتادوں کہ میں بغیر وجہ کے کوئی بات نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!بات سن لیجئے، خود آپ کے ضلع میں یہ حال ہے۔

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں محترم شیخ صاحب کی apprehension کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ کسی بھی انسپکٹر یا سب انسپکٹر کا جو سب سے بنیادی معاملہ ہے وہ ایس ایچ او شپ ہے، suspension یا دوسری چیزیں نہیں ہیں۔DPO جو ہے وہ SHO کی تعیناتی کا competent forum ہے اگر انسپکٹر بطور SHO وہاں تعینات ہے اور وہ اس کی نہیں مان رہا ہے تو وہ within second لائن حاضر کر سکتا ہے اور SHO کو تبدیل کر سکتا ہے۔How it is possible کہ وہ

SHOاپنے DPOکی بات نہیں مانے گا؟ میرا خیال ہے کہ جس DPOصاحب نے شیخ صاحب کو حلفاً یہ بات بتائی ہے اگر یہ اس کا نام میرے کان میں بتادیں تو میرا خیال ہے کہ ان کے متعلق جو ہے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ کان میں نہیں، وہ تو سارے جہان کو بتا چکے ہیں، میں کیا کروں؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر وہ پورے جہان کو بتا چکے ہیں تو پھر اس بات کو probe کرنا پڑے گا کہ شیخ صاحب کا ان کے ساتھ کوئی "ہل بل" تو نہیں ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ لاء منسٹر۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں "ہوئے تم دوست جس کے، دشمن اس کا آسماں کیوں ہو" شیخ صاحب! جانے دیں، رہنے دیں پلیز۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! لاء منسٹر اپنے طور پر بات کرتے ہیں اور یہاں پر جو facts ہیں وہ facts ہی ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، ٹھیک ہے۔ آپ کی مہربانی ہے، بہت شکریہ اور نشاندہی کا بھی شکریہ۔ اگلا سوال جناب محمد شفیق خان کا ہے۔

جناب محمد شفیق خان: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3701 ہے۔

جناب سپیکر: کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب محمد شفیق خان: جناب سپیکر! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ضلع راولپنڈی میں تھانہ جات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3701: **جناب محمد شفیق خان:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی میں کتنے تھانہ جات ہیں؟

(ب) یکم جنوری 2009 سے آج تک ان میں تھانہ وار کتنے مقدمات کس کس سلسلہ میں درج ہوئے؟

(ج) ان مقدمات میں کتنے ملزمان گرفتار ہوئے، کتنے ملزمان مفرور ہیں؟

(د) کتنے مقدمات میں مال مسروقہ برآمد ہوا اور کتنے مقدمات میں مال مسروقہ برآمد نہ ہوا؟

(ہ) کتنے مقدمات موٹر سائیکل اور گاڑیاں چھیننے کے درج ہوئے، کتنے موٹر سائیکل اور گاڑیاں برآمد ہوئیں؟

(و) جن مقدمات میں ابھی تک ملزمان گرفتار نہ ہوئے ہیں ان کو کب تک گرفتار کرنے کا حکومت ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان):

(الف) ضلع راولپنڈی کے کل 25 تھانہ جات ہیں۔

(ب) ضلع ہذا میں یکم جنوری 2009 سے 30۔جون 2009 تک کل 8234 مقدمات درج رجسٹر ہوئے تفصیل تھانہ وار Annexure "A" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جن میں سے قتل کے 138، اقدام قتل 172، ضرر 415، بلوہ 34، مزاحمت پولیس 31، مزاحمت دیگر 20، مہلک حادثات 69، غیر مہلک 117، اغواء 224، زناء 26، ڈکیتی 11، رابری 170، زیر دفعہ 382 ت پ 85، نقب زنی 273، مویشی چوری 37، وہیکلز چوری 650، سرقہ عام 350، 411 ت پ 197، منشیات 1831، اسلحہ 1082، جواء 94 اور متفرق 208 مقدمات درج رجسٹر ہوئے۔

(ج) کل 8296 ملزمان گرفتار ہوئے جبکہ 5621 ملزمان کی گرفتاری بقایا ہے۔

(د) 554 مقدمات میں مال مسروقہ برآمد کیا گیا جبکہ 1219 مقدمات میں برآمدگی بقایا ہے۔

(ہ) موٹر سائیکل اور گاڑیاں چھیننے کے کل 59 مقدمات درج رجسٹر ہوئے جن میں سے 18 موٹر سائیکل اور گاڑیاں برآمد ہو چکی ہیں۔

(و) ضلع ہذا کی پولیس بقیہ ملزمان کی گرفتاری کے لئے دن رات کوشاں ہے بہت جلد بقیہ ملزمان کو گرفتار کر لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد شفیق خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ تھانہ چونترا میں قتل کے کتنے واقعات ہوئے، ان میں کتنی گرفتاریاں عمل میں لائی گئیں اور جو گرفتاریاں نہیں ہوئیں ان کے لئے پنجاب گورنمنٹ کیا اقدامات کر رہی ہے؟ دوسرا یہ کہ تھانہ ٹیکسلا کی حدود میں اغواء برائے تاوان، کار لفٹنگ، ڈمپر لفٹنگ کے کتنے واقعات ہوئے، کتنے مقدمات درج ہوئے اور ان کی واپسی کے لئے حکومت کیا کارروائی کر رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر!

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ سوال نمبر 3701 ہے اور اس میں وہ ساری تفصیل جو محترم نے پوچھی ہے وہ درج ہے۔ ضلع راولپنڈی کے کل 25 تھانہ جات ہیں۔ ضلع ہذا میں یکم جنوری 2009 سے 30۔جون2009 تک کل 8234 مقدمات درج رجسٹر ہوئے۔تفصیل تھانہ وار annexure "A" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔اگر آپ مناسب سمجھیں تو آپ اس سے استفادہ کر لیں اور اگر اس تفصیل میں کوئی چیز نہ ہو یا نامکمل ہو تو آپ حکم کریں وہ بھی میں آپ کو فراہم کر دوں گا۔

جناب سپیکر: ایسا ضمنی سوال کریں جس کا جواب آپ کو مل نہ رہا ہو۔

جناب محمد شفیق خان: جناب سپیکر! میری ایک چھوٹی سی request ہے کہ ہمارے تھانہ ٹیکسلا میں آئے دن اغواء برائے تاوان، ڈمپر لفٹنگ اور کار لفٹنگ کے واقعات ہو رہے ہیں جن کی ایف آئی آر درج نہیں ہوتی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کس مرض کی دوا ہیں؟

جناب محمد شفیق خان: جناب سپیکر! میرے پہلے سوال میں بھی تھا کہ وہاں پر افغانیوں کی بھرمار ہے اور حکومت ان کو کوئی چیک نہیں کر رہی ہے۔ ہماری مقامی آبادی اس وجہ سے بہت زیادہ تنگ ہے۔آئے دن کار لفٹنگ، ڈمپر لفٹنگ ہوتی ہے اور پھر وہ علاقہ غیر میں لے جاتے ہیں۔وہاں سے سودا طے کرتے ہیں، deal کرتے ہیں پھر لوگ اپنے ڈمپر اور بندے واپس لاتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ آپ جواب دیں گے یا مجھے دینا پڑے گا؟

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے پہلے بھی ٹیکسلا کے حوالے سے بات کی ہے اور اس کو نوٹ کر لیا گیا ہے۔ باقی بھی ان کے پاس جو grievances ہیں میرے علم میں لائیں انشاء اللہ تعالیٰ ان کو redress کروایا جائے گا۔

جناب سپیکر: شفیق خان صاحب! آپ لاء منسٹر صاحب سے رابطہ کر لیں اور ان کے ساتھ بیٹھ کر میٹنگ کر لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ نے کتنے ضمنی سوال کئے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ابھی ایک ہی کیا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جز(ج) میں جو details بتائی گئی ہیں انہوں نے کہا کہ 8296 ملزمان گرفتار ہوئے ہیں جبکہ 5621 کی گرفتاری باقی ہے۔5621 ایک اچھا خاصا huge number ہے جس کی ابھی گرفتاری باقی ہے۔اسی طرح صرف 554 مقدمات میں مال مسروقہ برآمد کیا گیا ہے اور 1219 مقدمات کی برآمدگی بھی ابھی باقی ہے۔ جز(ہ) میں 59 مقدمات موٹر سائیکل اور گاڑیوں کے چھیننے کے ہیں۔صرف 18 موٹر سائیکلیں اور گاڑیاں برآمد ہوئی ہیں، 41 کی برآمدگی ابھی باقی ہے۔ میں honourable لاء منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جو گاڑیاں برآمد ہوئی ہیں although وہ بہت کم ہیں لیکن ان میں سے کتنی گاڑیاں مالکان کے سپرد کر دی گئی ہیں اور کتنی گاڑیاں پولیس استعمال کر رہی ہے؟ دوسرا میں تھانہ چونترا کے حوالے سے یہ سوال پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہاں پر crime rate باقی تھانوں کی نسبت کچھ ضرورت سے زیادہ ہی ہے تو ایسے وہ کون سے بااثر افراد ہیں، ایسی وہ کون سی سیاسی شخصیات ہیں جو ان criminals کی پشت پناہی کر رہی ہیں کیونکہ آپ راولپنڈی کا حال دیکھیں وہاں لگتا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! اس کا جواب میرے خیال میں آپ شفیق صاحب سے خود ہی لے لیں تو بہتر رہے گا۔

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے جو یہ کہا ہے کہ وہ کون سی ایسی سیاسی شخصیات ہیں جو وہاں پر ان جرائم پیشہ لوگوں کی مدد کرتی ہیں تو وہ ساری کی ساری سیاسی شخصیات پچھلے الیکشن میں ہار چکی ہیں اور اس لئے اب وہاں پر کسی بھی ایسی سیاسی شخصیات کا کوئی عمل دخل نہ ہے۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات کا وقت ختم ہوتا ہے۔

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز رکھ دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات
(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور گلبرگ میں پرائیویٹ ہوسٹلز کی تفصیلات

*3709: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور گلبرک میں موجود مکہ کالونی، ماڈل کالونی اور ملحقہ آبادیوں میں قائم مرد و خواتین کے ہوسٹلز کے متعلق علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان ہوسٹلز میں رہائش رکھنے والے مرد و خواتین کا مکمل ریکارڈ مرتب کیا جاتا ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ریکارڈ مرتب کرنے کے لئے اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) بروئے رپورٹ مہتمم پولیس، ماڈل ٹاؤن ڈویژن تحریر ہے کہ گلبرگ میں موجود ماڈل کالونی، فردوس مارکیٹ (ملحقہ آبادی) میں قائم مرد و خواتین کے ہوسٹلز کے متعلق رپورٹ درج ذیل ہے جبکہ مکہ کالونی میں ہوسٹل موجود نہ ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

فہرست ہوسٹلز ماڈل کالونی (بوار) تھانہ نصیر آباد

نمبر شمار	نام ہوسٹلز	نام مالک	ٹیلیفون نمبر	کیفیت
1	ہاشم خان ہوسٹل G/15 ماڈل کالونی	ہاشم خان	0333-4972105	
2	گوہر اقبال ہوسٹل ماڈل کالونی	گوہر اقبال	0346-4020513	
3	رحمان ہوسٹل ماڈل کالونی	طالب حسین	0300-4509151	
4	فاخر ہوسٹل H/82 ماڈل کالونی	صفدر علی	0302-4098692	
5	وارث ہوسٹل H/19 ماڈل کالونی	عثمان	0333-4973337	
6	ارشد ہوسٹل ماڈل کالونی	ارشد	0300-4544251	
7	فرمائش ہوسٹل H/69 ماڈل کالونی	شکیل احمد	0306-7421323	

فہرست ہوسٹلز فردوس مارکیٹ (بوار) تھانہ نصیر آباد

نمبر شمار	نام ہوسٹلز	نام مالک	ٹیلی فون نمبر	کیفیت
1	النور ہوسٹل فردوس مارکیٹ	چودھری منیر احمد	0300-8127008	
2	صاحب جی ہوسٹل فردوس مارکیٹ	چودھری فرمان علی	0321-9462063	
3	الکرم ہوسٹل نوری مسجد والی گلی فردوس مارکیٹ	لالہ رشید خان	0300-9455256	

4	بلال ہوسٹل نوری مسجد والی گلی فردوس مارکیٹ	حاجی محمد افضل	0346-4049558
5	نورانی ہوسٹل نوری مسجد والی گلی فردوس مارکیٹ	قاری زوار بہادر	0300-9466935
6	الخیر ہوسٹل نوری مسجد والی گلی فردوس مارکیٹ	محمد اعجاز	0301-4625968
7	محمود ہوسٹل نوری مسجد والی گلی فردوس مارکیٹ	محمود احمد	0300-4501838
8	کاشانہ قادریہ نوری مسجد والی گلی فردوس مارکیٹ	افتخار احمد	0333-4877128

فہرست ہوسٹلزJ/102 گلبرگIII(برائے خواتین) تھانہ نصیر آباد

نمبر شمار	نام ہوسٹلز:	نام مالک	ٹیلی فون نمبر	کیفیت
1	المریم ہوسٹل خانزادہ سٹریٹ	-	-	-

(ب) ہوسٹل میں رہائش رکھنے والے مرد و خواتین کا مکمل ریکارڈ رکھا جاتا ہے۔

(ج) ہوسٹل میں رہائش رکھنے والے مرد و خواتین کا مکمل ریکارڈ رکھا جاتا ہے اور چیک کیا جاتا ہے کہ ان میں کوئی مشکوک تو نہیں ہے۔

چائلڈ پروٹیکشن بیورو کورٹس میں ججز کی تعیناتی

*3710: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چائلڈ پروٹیکشن بیورو کی اپنی کورٹس ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جب عوام کی طرف سے کسی بچے پر تشدد کرنے کے حوالے سے درخواست موصول ہو تو انکوائری ٹیم اس درخواست پر کارروائی کرنے کے لئے کورٹ سے اجازت نامہ لیتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان کورٹس میں پہلے ججز تعینات تھے لیکن اب نہیں ہیں جس کی وجہ سے محکمہ کو کارروائی کرنے کے لئے مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے؟

(د) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان کورٹس میں ججز تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ لاہور چائلڈ پروٹیکشن بیورو کی اپنی کورٹ ہے اور باقی اضلاع جیسے گوجرانوالہ، ملتان، فیصل آباد اور راولپنڈی میں چائلڈ پروٹیکشن کورٹ کے اختیارات اس ضلع کے ایڈیشنل سیشن جج ایک کو دیئے گئے ہیں۔

(ب) ہاں! یہ درست ہے چائلڈ پروٹیکشن کی ٹیم کوئی بھی کارروائی کرنے سے پہلے عدالت سے اجازت نامہ لیتی ہے۔ تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) یہ درست نہیں ہے کیونکہ مورخہ 23۔ مئی2009 سے چائلڈ پروٹیکشن کورٹ لاہور کے پریزائیڈنگ آفیسر کی تبدیلی علی پور ہو گئی تھی تتمہ (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جس کی وجہ سے بیوروکے کیسز کو ایڈیشنل سیشن جج1 دیکھتے تھے لیکن مورخہ 27۔ جولائی2009 کو چائلڈ پروٹیکشن کورٹ لاہور کے پریزائیڈنگ آفیسر نے چارج لے لیا ہے۔تتمہ (ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔باقی تمام اضلاع میں ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

(د) ۔ایضًا۔

سول ڈیفنس لاہور۔ڈویژن میں خالی اسامیوں کی تعداد و تفصیل

*3760: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور ڈویژن جو خالی پڑی ہیں ان میں ڈویژنل وارڈن ہی موجود ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ خالی ڈویژن میں ڈویژنل وارڈن کی جگہ ڈپٹی ڈویژنل وارڈن ہی ڈیوٹیاں سرانجام دے رہے ہیں؟

(ج) لاہور میں سول ڈیفنس میں خالی ڈویژن کی اسامیوں کو کب تک پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) محکمہ سول ڈیفنس کے پاس لاہور میں کتنی ایمبولینس موجود ہیں؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ ایک کروڑ لاہور کی آبادی کے لئے محکمے کے پاس صرف ایک ایمبولینس موجود ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ اعزازی عہدہ ہے۔تین لاکھ بیس ہزار کی آبادی پر ایک ڈویژنل وارڈن ہوتا ہے۔لاہور میں کل 11 ڈویژن ہیں جن میں 4 پوسٹیں خالی ہیں۔

(ب) 4 خالی پوسٹوں پر ڈپٹی چیف وارڈن اور ڈپٹی ڈویژنل وارڈن تنظیم امور کی ڈیوٹیاں سرانجام دے رہے ہیں۔

(ج) جناب ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر لاہور بہت جلد ان خالی پوسٹوں پر موزوں، صاحب حیثیت اور تعلیم یافتہ مخیر حضرات کو اعزازی طور پر مقرر فرمائیں گے۔

(د) محکمہ سول ڈیفنس لاہور میں 6 ایمبولینس موجود ہیں۔

(ہ) نہیں۔محکمہ سول ڈیفنس لاہور کے پاس 6 ایمبولینس موجود ہیں۔

فیصل آباد شہر کے تھانہ جات میں درج مقدمات سے متعلقہ تفصیلات

*3770: خواجہ محمد اسلام: کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری2009تاحال فیصل آباد شہر کے تھانہ جات میں قتل،اغواء برائے تاوان،ڈکیتی، راہزنی اور چوری کے کل کتنے مقدمات درج ہوئے؟

(ب) درج مقدمات میں ابھی تک کل کتنے ملزمان گرفتار ہوئے اور کتنے ملزمان کس کس مقدمہ میں تاحال مفرور ہیں،مقدمہ کا نمبر اور تھانہ جات کی تفصیل بتائیں؟

(ج) کتنے مقدمات کے ملزمان کا پولیس سراغ نہ لگا سکی ہے،ان مقدمات کے نمبر اور تھانہ جات بتائیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد شہر میں اغواء برائے تاوان کی وارداتیں بہت بڑھ گئی ہیں جس کی وجہ ملزمان کا گرفتار نہ ہونا ہے؟

(ہ) کیا حکومت اغواء برائے تاوان کی بڑھتی ہوئی وارداتوں کا قلع قمع کرنے کے لئے ملزمان کو جلد از جلد گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچانے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر ہاں تو کب تک،اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یکم جنوری2009تا09-07-23 فیصل آباد شہر میں قتل کے 194،اغواء برائے تاوان کے 11،ڈکیتی کے 90،راہزنی کے 631اور چوری کے 1447 مقدمات درج ہو چکے ہیں۔

(ب) درج مقدمات میں ابھی تک 1437 ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں اور مفرور ملزمان کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اب تک پولیس 200 مقدمات کا سراغ نہ لگا سکی ہے،جن کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) شہر فیصل آباد میں اغواء برائے تاوان کے کل 11 مقدمات درج ہوئے ہیں جن میں کل 19 ملزمان گرفتار اور ایک ملزم دوران پولیس مقابلہ ہلاک ہوا ہے۔

(ہ) حکومت کی طرف سے جرائم کے قلع قمع کے لئے واضح ہدایات ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ایسی وارداتوں میں ملوث ملزمان کو جلد از جلد گرفتار کر کے عدالت کے کٹہرے میں لایا جائے گا۔

تھانہ گلبرگ فیصل آباد میں درج مقدمات کی تفصیل

*3772: خواجہ محمد اسلام: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری2009 تاحال تھانہ گلبرگ فیصل آباد میں کتنے مقدمات کس کس جرم کے درج ہوئے؟

(ب) اس عرصہ کے دوران اغواء برائے تاوان کے کتنے مقدمات درج ہوئے، ان مقدمات کے نمبر کیا ہیں؟

(ج) کتنے ملزمان اغواء کے مفرور ہیں اور کتنے گرفتار ہوئے ہیں، مفرور ملزمان کب تک گرفتار کر لئے جائیں گے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تھانہ گلبرگ ضلع فیصل آباد میں یکم جنوری سے آج تک 541 مقدمات درج ہوئے ہیں جن میں سے قتل کے 5، اقدام قتل 4، اغواء برائے تاوان 1، اغواء 6، ضرر 21، ملک حادثہ 1، غیر ملک حادثہ 1، سڈومی 2، پولیس مقابلہ 2، ڈکیتی 2، راہزنی 27، 382 ت پ 2، کار چھیننا 1، موٹر سائیکل چھیننا 9، کار چوری 14، موٹر سائیکل چوری 30، دیگر وہیکلز چوری 2، نقب زنی 6، سرقہ عام 35، سرقہ مویشی 2، اسلحہ 24، منشیات 76 اور متفرق کے 264 مقدمات ہیں۔

(ب) تھانہ گلبرگ ضلع فیصل آباد میں اغواء کا ایک مقدمہ درج ہوا ہے جس کا مقدمہ نمبر 351 مورخہ 09-05-28 جرم 365-A ت پ تھانہ گلبرگ ہے۔

(ج) مقدمہ ہذا میں 5 کس ملزم نامزد FIR ہیں جن میں سے دو کس کو گرفتار کر کے حوالات جوڈیشل بھجوایا جا چکا ہے۔ بقایا ملزمان اشتہاری کی گرفتاری کے لئے ہر ممکن کوشش جاری ہے۔ عبدالقدیر معنوی مقدمہ ہذا بغیر تاوان ادا کئے برآمد ہو چکا ہے۔

لاہور۔ریلوے سٹیشن کے گرد و نواح میں قائم ہوٹلز میں بدکاری کے دھندے کی تفصیلات

*3832: محترمہ عائشہ جاوید: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ لاہور ریلوے سٹیشن کے گرد ونواح میں قائم ہوٹلزرات کے اوقات میں فحاشی اور بدکاری کے اڈے بن جاتے ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیاحکومت مذکورہ ہوٹل سے فحاشی وبدکاری کے مکمل خاتمے کے لئے ہوٹل sealاور فحاشی وبدکاری ختم کرنے کاارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تواس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) مجاہد سکواڈ،ٹائیگر سکواڈ، موبائل سکواڈاور تھانہ نولکھاکی گاڑی خصوصاًبیٹ افسران ہوٹلزہائے کی کڑی نگرانی کرتے ہیں اور سکیورٹی ڈیوٹی کے لئے سفید پارجات میں ملازمان مامور کئے جاتے ہیں۔ہوٹل کی گاہے بگاہے چیکنگ کی جاتی ہے۔ہوٹلوں کی جانچ پڑتال اور سکیورٹی خدشات کے مدنظر ہوٹل مالکان سے میٹنگ کی گئی ہے جنہوں نے یاددہانی کروائی ہے کہ جب مشکوک اشخاص یاعورتیں وغیرہ ہوٹل ہائے میں ٹھہریں گے تواس بارے میں فوری مقامی پولیس کواطلاع دی جائے گی۔اس کے علاوہ نادراکے کمپیوٹرائزڈشناختی کارڈچیک کرنے کے بعد ہوٹل میں ٹھہرنے کی اجازت دی جاتی ہے تاہم مخبر خاص مقرر کئے گئے ہیں۔سال رواں ریلوے سٹیشن کے گردونواح وغیرہ سے کریک ڈاؤن کے دوران32 مقدمات درج کئے اور100 ملزمان کو گرفتار کر کے چالان عدالت کیا گیا۔آئندہ بھی کڑی نگرانی اور چیکنگ جاری رہے گی۔اگر کوئی ہوٹل فحاشی یابدکاری میں ملوث پایا گیاتواس کے خلاف بلاامتیاز کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جائے گی۔

(ب) ہوٹل انتظامیہ سے میٹنگ کر کے ان کو ہدایت کی گئی ہے کہ اگر کسی ہوٹل میں فحاشی یا بدکاری ہونا پایا گیاتو ویسے ہوٹل کو باقاعدہ طور پر افسران بالا کو تحریری طور پر ہوٹل کو سیل کرنے کے متعلق رپورٹ بھجوائی جائے گی۔

صوبہ پنجاب میں گمشدہ اور گھر سے بھاگے بچوں کی تفصیلات

*3956: محترمہ سیمل کامران: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں گمشدہ اور گھر سے بھاگے ہوئے بچوں کے لئے کوئی ادارہ باقاعدہ کام کر رہاہے اور یہ کن شہروں میں واقع ہیں؟

(ب) 2007 سے2009تک کتنے بچے ان اداروں میں لائے گئے؟

(ج) ان اداروں میں بچوں کی فلاح کے لئے کس قسم کی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں مکمل تفصیلات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں گم شدہ، لاوارث، گھروں سے بھاگے ہوئے، عدم توجہی کا شکار، نشے کی لعنت میں ملوث اور بھیک مانگنے والے بچوں کے لئے پنجاب میں ایک ادارہ چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کام کر رہا ہے اور اس ادارے کے دفاتر گوجرانوالہ، ملتان، فیصل آباد اور راولپنڈی میں بھی واقع ہیں۔

(ب) ان اداروں میں 2007 سے 30۔ ستمبر2009تک 10542 بچے لائے گئے ہیں۔

(ج) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو پنجاب کے پانچ شہروں لاہور، گوجرانوالہ، فیصل آباد، ملتان اور راولپنڈی میں لاوارث اور عدم توجہی کے شکار بچوں کے لئے سرگرم ہے ان اداروں میں عدم توجہی کے شکار بچوں کو قانونی تحفظ اور درج ذیل سہولیات دی جاتی ہیں۔

1۔ حفاظتی تحویل: بیورو لاوارث، گھروں سے بھاگے ہوئے، گم شدہ، بھیک سے وابسطہ بچوں کو اپنی تحویل میں لینا ہے اس کے علاوہ بچوں کو NGOs کی غیر قانونی تحویل سے بھی بازیاب کرا کے حفاظتی تحویل میں لیا جاتا ہے۔

2۔ والدین کی تلاش:۔بیورو حفاظتی تحویل میں لئے گئے تمام بچوں کے والدین کو تلاش کر کے چائلڈ پروٹیکشن کورٹ کے ذریعے بچوں کو والدین کے حوالے کرتا ہے

3۔ چائلڈ پروٹیکشن انسٹیٹیوشن:۔بچوں کی تعلیم و رہائش کے لئے چائلڈ پروٹیکشن قائم کئے گئے ہیں۔ان انسٹیٹیوشنز میں طے شدہ معیار کے مطابق رہائش، تفریحی اور فنی تعلیم کا بندوبست کیا گیا ہے۔

4۔ نفسیاتی مشاورت:۔عدم توجہی کے شکار بچوں کی بحالی کے لئے نفسیاتی مشاورت کا انتظام موجود ہے۔

5۔ طبی سہولیات: حفاظتی تحویل میں لئے گئے ہر بچے کا مکمل طبی معائنہ کیا جاتا ہے اور بنیادی طبی سہولیات مہیا کی جاتی ہیں۔اس کے علاوہ ضرورت کے مطابق بچوں کا مکمل علاج بھی کرایا جاتا ہے۔ہر بچے کو Hepatitis "B" Tetanus سے بچاؤ کے حفاظتی ٹیکے لگائے جاتے ہیں اور چھ سال سے کم بچوں کو پولیو سے بچاؤ کے حفاظتی قطرے پلائے جاتے ہیں۔

6۔ بچوں کو ہیلپ لائن: فوری مدد اور حفاظتی تحویل کے لئے چائلڈ ہیلپ لائن لاہور، فیصل آباد اور گوجرانوالہ میں قائم کی گئی ہے۔ یہ ہیلپ لائن 24 گھنٹے بچوں کے لئے سرگرم عمل ہے۔

7۔ تفریحی سہولیات: چائلڈ پروٹیکشن انسٹیٹیوٹ میں رہائشی بچوں کے ذہنی اور جسمانی نشو و نما کے لئے مناسب تفریحی سہولیات میسر ہیں ان میں کھیل اور مختلف تہوار منانے کا انتظام شامل ہے۔

8۔ لاوارث اور عدم توجہی کے شکار بچوں کے خاندانوں کی مالی امداد: بیورو میں رجسٹرڈ بچوں کے حوالے سے 10250 غریب خاندانوں کے لئے مالی امداد اور فنی تربیت کا انتظام کیا گیا ہے۔

صوبہ میں بم ڈسپوزل کے لئے سٹاف بھرتی کرنے اور خالی اسامیاں پُر کرنے کی تفصیلات

*3994: **جناب محمد یار ہراج:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ عوامی مقامات پر دھماکا خیز مواد ہٹانے کے لئے صوبہ میں صرف ایک بم ڈسپوزل کمانڈر اور تین بم ڈسپوزل technician ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب کے 30 اضلاع میں بم ڈسپوزل کا کوئی عملہ نہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ صرف 16 اضلاع میں daily wages پر عملہ کام کر رہا ہے جبکہ اس وقت بم ڈسپوزل کمانڈر کی 34 اسامیاں خالی پڑی ہیں اور technician کی 49 اسامیوں میں سے 40 خالی پڑی ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت صوبہ کے تمام اضلاع میں خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اس وقت عوامی مقامات پر دھماکا خیز مواد ہٹانے کے لئے صوبہ میں 5 بم ڈسپوزل کمانڈر اور ایک بم ڈسپوزل ٹیکنیشن مستقل طور پر کام کر رہے ہیں جبکہ باقی اضلاع میں ڈیلی ویجز پر بم ڈسپوزل کا عملہ کام کر رہا ہے۔

اس کے علاوہ پنجاب کے تمام اضلاع میں موجودہ حالات اور بم بلاسٹ کے بڑھتے ہوئے واقعات کے پیش نظر بم ڈسپوزل کے عملہ کی تعداد میں درج ذیل اضافہ تجویز کیا گیا ہے۔

بم ڈسپوزل کمانڈر	63
بم ڈسپوزل ٹیکنیشن	276

اس کے علاوہ بم ڈسپوزل عملہ کے لئے جائے حادثہ پر فوری طور پر پہنچنے کے لئے گاڑیاں مع ڈرائیورز اور بم ڈسپوزل کا جدید تر سامان خریدنے کے لئے ایک سمری برائے منظوری جناب وزیر اعلیٰ پنجاب، ہوم ڈیپارٹمنٹ کو بھجوائی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے بلکہ 30 اضلاع میں daily wages پر بم ڈسپوزل کا عملہ کام کر رہا ہے تاہم اس وقت بم ڈسپوزل کمانڈر کی 30 اسامیاں خالی پڑی ہیں اور بم ڈسپوزل technician کی 49 مستقل اسامیوں میں سے 48 خالی پڑی ہیں اور خالی اسامیوں پر بھرتی کے لئے از سر نو اشتہار دیا جا رہا ہے۔

(ج) درست نہ ہے بلکہ پنجاب کے 5 اضلاع میں مستقل عملہ جبکہ دیگر اضلاع میں ڈیلی ویجز عملہ بم ڈسپوزل ڈیوٹی کر رہا ہے۔اس وقت بم ڈسپوزل کمانڈر کی 30 اور بم ڈسپوزل technician کی 48 اسامیاں خالی پڑی ہیں اور خالی اسامیوں پر بھرتی کے لئے از سر نو اشتہار دیا جا رہا ہے۔

(د) خالی اسامیوں پر بھرتی کے لئے صوبے کے تمام اضلاع میں بم ڈسپوزل کا عملہ بھرتی کرنے کے لئے دوبارہ اشتہار دیا جا رہا ہے۔

فتح جنگ میں جرائم کی شرح بڑھنے کی تفصیلات

*3995: جناب شیر علی خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فتح جنگ میں غیر قانونی طور پر مقیم افغانیوں کی تعداد میں خطرناک حد تک اضافہ دن بدن ہو رہا ہے اور یہ افغانی نواحی علاقوں کے علاوہ فتح جنگ شہر میں آباد ہو گئے ہیں اور انہوں نے وہاں جائیدادوں کی خریداری تیز کر دی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پابندی کے باوجود فتح جنگ میں انتقال اور رجسٹریاں منظور ہو رہی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ باشندوں کی موجودگی سے جرائم کی تعداد علاقہ ہذا میں بہت بڑھ گئی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ شہریوں کی طرف سے مسلسل شکایات کے باوجود پولیس روائتی غفلت اور تساہل کا شکار ہے بلکہ رشوت ستانی کا بازار مزید گرم کر رہی ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو پرامن اور شریف شہریوں کے تحفظ اور امن وامان کو یقینی بنانے کے لئے حکومت کوئی ٹھوس اقدامات جلد از جلد اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں، مکمل تفصیل سے معزز ایوان کو مطلع کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ غلط ہے کہ غیر قانونی طور پر مقیم افغانیوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے بلکہ جو افغان زیادہ تر فتح جنگ کے گردونواح میں موجود ہیں ان کے پاس افغان نیشنل ہونے کے پاکستانی شناختی کارڈ موجود ہیں اور جن پٹھانوں نے فتح جنگ اور صدقال وغیرہ میں زمین کی خریداری کی ہے تو ان کے پاس قومی شناختی کارڈ موجود ہیں اور وہی لوگ زمین کی خریداری کر رہے ہیں جن کے پاس قومی شناختی کارڈ موجود ہیں۔

(ب) DDO(R) فتح جنگ کے مطابق فتح جنگ میں قومی شناختی کارڈ کی پڑتال بذریعہ نادرا اور جس علاقے کے لوگ رہائشی ہوں اس علاقے سے پولیس کی تصدیق کے بعد ہی رجسٹریاں اور انتقال کئے جا رہے ہیں۔

(ج) سال2008 کے دوران افغان باشندوں کے خلاف 8 مقدمات مختلف جرائم میں درج رجسٹر ہوئے جبکہ سال2009 کے دوران 9 مقدمات کا اندراج ہوا۔

(د) یہ بالکل غلط ہے کہ شہریوں کی طرف سے مسلسل شکایات کے باوجود پولیس روائتی غفلت اور تساہل کا شکار ہے بلکہ جب بھی کسی افغان نیشنل یا قومی شناختی کارڈ رکھنے والے شخص کے خلاف شکایت ہوتی ہے تو پولیس ہر وقت کارروائی کرتی ہے آج تک کوئی ایسی مثال موجود نہ ہے کہ عوام کی جانب سے شکایت کی گئی ہو اور اس پر کارروائی نہ کی گئی ہو اور اگر کسی پولیس ملازم کے خلاف رشوت کی شکایت ہوتی ہے تو اس کے خلاف بھی بروقت کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

(ہ) تمام SDPOs/SHOs کو ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ وہ پرامن شہریوں کے تحفظ کو یقینی بنائیں۔

پنجاب میں بم ڈسپوزل سکواڈ کے دفاتر کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4040: راؤ کاشف رحیم خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب بھر میں بم ڈسپوزل سکواڈ کے دفاتر کی تعداد کتنی ہے اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) بم ڈسپوزل سکواڈ کے دفاتر میں بم ڈسپوزل کمانڈر کی کتنی پوسٹیں ہیں، تعینات کمانڈروں کے نام، عرصہ تعیناتی اور گریڈ کیا ہیں نیز خالی پوسٹوں پر کب تک کمانڈروں کی تعیناتی کا ارادہ ہے؟

(ج) مذکورہ دفاتر میں بم ڈسپوزل ٹیکنیشن کی کتنی پوسٹیں ہیں، تعینات ٹیکنیشنوں کے نام، عرصہ تعیناتی اور گریڈ کی تفصیل بتائی جائے نیز خالی پوسٹوں پر ٹیکنیشنوں کی تعیناتی کا کب تک ارادہ ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پنجاب کے تمام اضلاع میں ڈسٹرکٹ سول ڈیفنس بم ڈسپوزل سکواڈ کے دفاتر کی تعداد 36 ہے اور پنجاب کے 36 اضلاع میں واقع ہیں۔

(ب) پنجاب ڈسٹرکٹ آفس سول ڈیفنس کے دفاتر میں بم ڈسپوزل کمانڈر کی 36 پوسٹیں ہیں تعینات کمانڈروں کے بارے میں تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	کمانڈر کا نام	عرصہ تعیناتی	سٹیشن کا نام	گریڈ
1	محمد اقبال قمر	08-07-1990	گوجرانوالہ	15
2	راجہ ظفر اقبال	24-05-1993	ساہیوال	15
3	محمد صابر	13-07-1995	اوکاڑہ	15
4	مشتاق حسین	30-01-1996	بہاولپور	15
5	مقصود احمد	12-12-2009	ملتان	15
6	محمد جمیل	26-12-2009	حافظ آباد	15
7	حبیب حسین	01-01-2010	سیالکوٹ	15
8	محمد اقبال	04-01-2010	لودھراں	15
9	ریاض احمد	27-01-2010	بھکر	15
10	ذوالفقار علی زاہد	11-02-2010	وہاڑی	15
11	ظفر علی	18-02-2010	پاکپتن	15
12	محمد اشفاق ساقی	08-04-2010	فیصل آباد	15
13	خالق داد خان	20-04-2010	میانوالی	15
14	منیر احمد ضیا	26-04-2010	ٹوبہ ٹیک سنگھ	15

12-05-2010 سے بھرتی پر ban لگا ہوا ہے جب ban ختم ہو گا پھر باقی پوسٹوں پر بھرتی کی جائے گی۔

(ج) مذکورہ دفاتر میں بم ڈسپوزل ٹیکنیشن کی 52پوسٹیں ہیں۔تعینات ٹیکنیشنوں کے بارے میں تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	ٹیکنیشن کا نام	عرصہ تعیناتی	سٹیشن کا نام	گریڈ
1	محمد جمیل	11-08-2009	گوجرانوالہ	12
2	لیاقت علی	23-12-2009	حافظ آباد	12
3	نصیر احمد	24-12-2009	نارووال	12
4	محمد اسلم	01-01-2010	سیالکوٹ	12
5	خلیل احمد	02-01-2010	ساہیوال	12
6	محمد آصف	04-01-2010	لودھراں	12
7	محمد اشرف	01-02-2010	گجرات	12
8	محمد اقبال	12-02-2010	ملتان	12
9	محمد اکرم	12-02-2010	وہاڑی	12
10	محمد اصغر علی	16-02-2010	پاکپتن	12
11	خضر حیات	08-05-2010	فیصل آباد	12

12-05-2010 سے بھرتی پر ban لگا ہوا ہے جب ban ختم ہو گا پھر باقی پوسٹوں پر بھرتی کی جائے گی۔

سال2008اور2009، میں ضلع رحیم یار خان میں
اغواء برائے تاوان کی وارداتوں کی تفصیلات

*4105: **میاں شفیع محمد:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال2008 اور2009 میں ضلع رحیم یار خان میں اغواء برائے تاوان کی کتنی وارداتیں ہوئیں؟

(ب) گزشتہ 4ماہ میں رحیم یار خان میں اغواء برائے تاوان کی کتنی وارداتیں ہوئیں،اب تک کتنے آدمیوں کو بازیاب کرایا گیا۔کتنا تاوان ادا کیا گیا کتنے پولیس نے بازیاب کرائے اور کتنے آدمی خود تاوان ادا کر کے بازیاب ہوئے، مکمل تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ضلع میں خاص طور پر پنجاب سندھ کے درمیانی بارڈر پر کچے کے علاقہ میں گزشتہ تقریباً4ماہ میں اس قسم کی وارداتوں میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے؟

(د) پنجاب اور سندھ کے درمیانی بارڈر ایریاز خاص طور پر کچے کے علاقہ میں بڑھتی ہوئی وارداتوں اور امن عامہ کی صورتحال بہتر بنانے کے لئے حکومت نے آئندہ کے لئے کیا لائحہ عمل طے کیا ہے؟ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سال2008 کے دوران کل10 مقدمات اغواء برائے تاوان کے درج رجسٹر ہوئے اور سال2009 میں یکم جنوری2009 سے لے کر آج تک کل9 مقدمات درج رجسٹر ہوئے۔

(ب) گزشتہ 4ماہ میں 7 مقدمات درج رجسٹر ہوئے ان میں 10 اشخاص کو تاوان کی خاطر اغواء کیا گیا ان میں سے ایک شخص کو قتل کیا گیا بقایا9 معغویان خود بخود تاوان ادا کر کے واپس آئے۔

(ج) یہ درست ہے۔

(د) ان وارداتوں کی روک تھام کے لئے 10 دریائی چیک پوسٹیں قائم کی جارہی ہیں جن پر خصوصی ٹریننگ کے حامل جوان اور افسران تعینات کئے جائینگے۔ سردست ضلع پولیس اور PC کی نفری ان جگہوں پر ڈیوٹی دے رہی ہے اور مقامی پولیس دن رات مسلح گشت کر رہی ہے۔اس جرم میں ملوث مجرمان کی گرفتاری کے لئے مختلف اوقات میں ان کی کمین گاہوں پر ریڈ کئے جارہے ہیں۔

پنجاب میں آتشبازی کے کارخانوں کی تفصیلات

*4236: سیدہ ماجدہ زیدی: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گنجان آبادیوں میں آتشبازی کے کارخانے لگانے پر قانوناً پابندی ہے؟

(ب) پنجاب کے کس کس علاقے میں مذکورہ کارخانے قائم ہیں اور اس کی اجازت کس اتھارٹی نے دی ہے اگر یہ غیر قانونی ہیں تو ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ گنجان آبادیوں میں آتشبازی کے کارخانے لگانے پر قانوناً پابندی ہے۔

(ب) اس وقت پنجاب کے کسی بھی گنجان آباد علاقے میں آتشبازی کا کوئی بھی کارخانہ موجود نہ ہے۔ تاہم آتشبازی کے کارخانے کی اجازت DCO صاحبان دیتے ہیں۔تاہم اس سلسلے میں کوئی بھی شخص قواعد کی خلاف ورزی کرے یا بغیر اجازت اس کا کاروبار کرے تو اس کے خلاف فوری ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔اس سلسلے میں ضلع شیخوپورہ میں 101، ضلع اوکاڑہ میں50اور ضلع سرگودھا میں 06اشخاص کے خلاف مقدمات درج کئے گئے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ DPO صاحبان کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اپنے علاقے میں آتشبازی کا سامان تیار کرنے والوں پر کڑی نظر رکھیں اور ان کے خلاف قانونی کارروائی کریں۔

سال2009،لاہور میں درج قتل کے مقدمات کی تفصیلات

*4260:چودھری ظہیر الدین خان:کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رواں سال کے پہلے چھ۔ماہ کے دوران لاہور میں 188 قتل ہوئے، تفصیل کے مطابق جنوری میں28، فروری میں32، مارچ میں33، مئی35 اور جون میں31افراد قتل ہوئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ قتل کے واقعات میں سٹی ڈویژن کا پہلا، صدر ڈویژن کا دوسرا، ماڈل ٹاؤن کا تیسرا اور سول لائن کا آخری نمبر رہا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کتنے کیس مقدمات ٹریس ہوئے، کتنے عدالتوں میں pending ہیں اور کتنے کیسز میں سزائیں ہوئیں؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع لاہور میں جنوری میں 36، فروری45، مارچ میں46، اپریل میں39، مئی56 اور جون میں45 قتل کے مقدمات درج ہوئے۔

(ب) سٹی میں 71، صدر میں 66، کینٹ میں 53، ماڈل ٹاؤن میں36، اقبال ٹاؤن میں 23اور سول لائن میں18 مقدمات قتل کے درج ہوئے ہیں۔

(ج) 195 مقدمات trace ہوئے اور165 مقدمات عدالتوں میں pending ہیں اور ایک مقدمہ میں سزا ہوئی ہے۔

سال2009، تحصیل بھلوال میں قتل کی تفصیلات

*4305: **محترمہ زوبیہ رباب ملک**: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری2009 سے آج تک تحصیل بھلوال میں قتل کی کتنی ایف آئی آر درج ہوئی ہیں تھانہ وار تفصیل بتائیں؟

(ب) ان میں کتنے ملزمان گرفتار ہوئے ہیں اور کتنے مفرور ہیں مفرور ملزمان کے نام، پتاجات اور مقدمہ نمبر کی تفصیل بتائیں؟

(ج) اس عرصہ کے دوران کتنی ایف آئی آرز خواتین کے قتل کی درج ہوئی ہیں ان کے مقدمہ نمبر اور مقتول خواتین کے نام وپتاجات بتائیں؟

(د) ان میں کتنی خواتین کو غیرت کے نام پر قتل کیا گیا؟

(ہ) خواتین کے کتنے قاتل مفرور ہیں ان کے نام وپتاجات اور مقدمہ جات بتائیں نیز ان کو کب تک گرفتار کرلیا جائے گا؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تحصیل بھلوال میں قتل کے مقدمات کی تفصیل تھانہ وار درج ذیل ہے:-

1-تھانہ بھلوال

مقدمات	چالان	خارج	عدم پتا	زیر تفتیش	ملوث	گرفتار	P O
18	8	–	–	10	30	16	3

2- تھانہ بھیرہ

مقدمات	چالان	خارج	عدم پتا	زیر تفتیش	ملوث	گرفتار	P O
8	4	1	1	2	13	8	4

3-پھلروان

مقدمات	چالان	خارج	عدم پتا	زیر تفتیش	ملوث	گرفتار	P O
10	7	-	-	3	43	17	4

4-تھانہ میانی

مقدمات	چالان	خارج	عدم پتا	زیر تفتیش	ملوث	گرفتار	P O
5	5	–	–	-	13	12	1

(ب) تھانہ بھلوال میں قتل کے مقدمات کے کل16 کس ملزمان گرفتار ہوئے 3 کس مفرور ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔ مقدمہ نمبر435 مورخہ 09-05-16 بجرم 109/302 ت پ تھانہ بھلوال، نام محمد نذیر ولد مانک قوم پنجھوتھہ سکنہ پرانہ بھلوال

2۔ مقدمہ نمبر576 مورخہ 09-06-22 بجرم 149/148/302 ت پ بھلوال نام رب نواز ولد محمد اسلم قوم ورک وسکنہ چک 24 شمالی امان اللہ ولد محمد صفدر تھانہ بھیرہ۔

تھانہ بھیرہ:

تھانہ بھیرہ میں قتل کے مقدمات میں 8 کس ملزمان گرفتار ہوئے، 4 کس مفرور ہیں، جس کی تفصیل ذیل ہیں:۔

مقدمہ نمبر642 مورخہ 09-11-18 بجرم 34/302 ت پ تھانہ بھیرہ 1۔ مصطفیٰ ولد منیر قوم مسلم شیخ سکنہ گھگیانی 2۔مرتضیٰ ولد منیر قوم مسلم شیخ سکنہ گھگیانی 3۔خالد ولد منیر قوم مسلم شیخ سکنہ گھگیانی 4۔منیر نذر قوم مسلم شیخ سکنہ گھگیانی

تھانہ پھلروان:

تھانہ پھلروان میں قتل کے مقدمات میں 17 ملزمان گرفتار ہوئے ہیں جبکہ 4 کس مفرور ہیں تفصیل ذیل ہے:۔

1۔ مقدمہ نمبر51 مورخہ 09-02-20 بجرم 34/109/302 ت پ تھانہ پھلروان، 1۔اسد امیر ولد محمد امیر قوم پڑھار سکنہ رتو کالا 2۔انتظار حسین ولد بشیر حسین قوم راجپوت سکنہ رتو کالا 3۔نذر محمد ولد علی محمد قوم تارڑ سکنہ رتو کالا 4۔محمد امیر ولد صالحوں محمد قوم پڑھار سکنہ رتو کالا

تھانہ میانی

تھانہ میانی میں قتل کے مقدمات میں 12 ملزمان گرفتار ہوئے ہیں جبکہ ایک مفرور ہے۔

1۔ مقدمہ نمبر99 مورخہ 09-03-22 بجرم 109/34/302 ت پ تھانہ میانی ساجد تنویر ولد محمد خان قوم لوہار سکنہ مونہ سیداں ضلع منڈی بہاؤالدین

(ج) تھانہ میانی

1۔ مقدمہ 334 مورخہ 09-09-25 بجرم 34/109/302 ت پ تھانہ میانی نام مقتولہ سمیرا بی بی زوجہ تصور قوم گوندل سکنہ چک سیدا

تھانہ بھیرہ

1۔ مقدمہ 153 مورخہ 09-04-02 بجرم 302 تھانہ بھیرہ نام مقتولہ ریاض بی بی زوجہ سلطان محمود قوم گوندل سکنہ جہان پور

2۔ مقدمہ 587 مورخہ 09-10-18 بجرم 34/302 تھانہ بھیرہ مقتولہ شازیہ بی بی دختر ملازم حسین

تھانہ پھلروان

1۔ مقدمہ 342 مورخہ 09-10-25 بجرم 302 ت پ تھانہ پھلروان نام مقتولہ رفعت وحید دختر فضل احمد قوم مسلم شیخ سکنہ سالم

تھانہ بھلوال

1۔ مقدمہ نمبر 124 مورخہ 09-02-02 بجرم 302 ت پ تھانہ بھلوال مقتولہ امتیاز نورین زوجہ جہانگیر قوم پنجھوتھ سکنہ پرانہ بھلوال

2۔ مقدمہ نمبر 435 مورخہ 09-05-16 بجرم 34/109/302 مقتولہ کوثر بی بی زوجہ لیاقت علی قوم تارڑ سکنہ پرانہ بھلوال

3۔ مقدمہ نمبر 580 مورخہ 09-06-23 بجرم 302 رخشندہ دختر غلام مصطفیٰ قوم جرا سکنہ دیوال

4۔ مقدمہ 747 مورخہ 09-08-19 بجرم 149/148/302 ت پ مقتولہ نصرت بتول دختر دیوان شاہ قوم سید سکنہ نبی شاہ بالا

5۔ مقدمہ 828 مورخہ 09-09-25 بجرم 302 ت پ حاکم بی بی زوجہ مولا بخش قوم مسلم شیخ سکنہ 8 شمالی

6۔ مقدمہ 925 مورخہ 09-11-12 بجرم 149/148/201/302 مقتولہ ریاض بی بی دختر محمد رمضان سکنہ گھنولہ بھلوال

7۔ مقدمہ 674 مورخہ 09-07-29 بجرم 34/304/302 ام کلثوم دختر محمد اسلم سکنہ 10/ML

(د) تھانہ بھلوال میں غیرت کے نام پر کوئی قتل نہ ہوئی، تھانہ بھیرہ میں غیرت کے نام پر ایک عورت قتل ہوئی، تھانہ پھلروان ایک عورت غیرت کے نام پر قتل ہوئی، تھانہ میانی ایک عورت غیرت کے نام پر قتل ہوئی۔

(ہ) تھانہ بھلوال میں خواتین کے قتل میں ایک مفرور ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔
مقدمہ نمبر435 مورخہ 09-05-16 بجرم 34/109/302 ت پ تھانہ بھلوال محمد نذیر ولد مالک قوم پنجھوتھہ سکنہ پرانہ بھلوال، تھانہ بھیرہ خواتین کے قتل میں کوئی مفرور نہ ہے۔ تھانہ پھلروان خواتین کے قتل میں کوئی مفرور نہ ہے۔ تھانہ میانی خواتین کے قتل میں کوئی مفرور نہ ہے۔

تحصیل بھلوال میں تھانہ جات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4306: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔
(الف) تحصیل بھلوال میں کتنے تھانہ جات ہیں ان کے نام اور جگہ بتائیں؟
(ب) ہر تھانہ میں منظور شدہ اسامیاں گریڈوار کتنی ہیں؟
(ج) کتنی اسامیاں خالی پڑی ہیں اور کتنی پُر ہیں؟
(د) کس کس تھانہ کے انچارج انسپکٹر ہیں اور کس کس تھانہ کے انچارج سب انسپکٹر ہیں؟
(ہ) کس تھانہ کی عمارت اپنی نہ ہے؟
(و) کس تھانہ کی عمارت خستہ حالت میں ہے؟
(ز) کیا حکومت خستہ حالت میں اور بغیر عمارات کے تھانہ جات کی عمارات تعمیر کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):
(الف) تحصیل بھلوال میں کل چار تھانہ جات ہیں۔

1- تھانہ بھلوال
2- تھانہ بھیرہ
3- تھانہ میانی
4- تھانہ پھلروان

(ب،ج) تھانہ میں منظور شدہ نفری و اسامیوں کی تفصیل تھانہ وار درج ذیل ہے:۔

تھانہ بھلوال

افسر و ملازمان	INSPECTOR	S I	ASI	H C	F C
منظور نفری	1	4	6	6	37

موجودہ نفری	1	3	6	5	70
کمی نفری	-	1	-	1	-

تھانہ بھیرہ

افسر وملازمان	INSPECTOR	S I	A S I	HC	F C
منظور نفری	1	3	7	4	48
موجودہ نفری	Nil	2	7	2	19
کمی نفری	1	NIL	NIL	Nil	22

تھانہ میانی

افسر وملازمان	INSPECTOR	S I	A S I	H C	F C
منظور نفری	1	1	3	2	18
موجودہ نفری	NIL	2	3	2	21
کمی نفری	1	NIL	NIL	NIL	NIL

تھانہ پھلروان

افسر وملازمان	INSPECTOR	S I	A S I	H C	F C
منظور نفری	1	2	3	3	29
موجودہ نفری	NIL	3	3	2	28

(د) تھانوں میں تعینات انسپکٹر، سب انسپکٹر انچارج صاحبان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1۔ تھانہ بھلوال۔انسپکٹر

2۔ تھانہ بھیرہ۔سب انسپکٹر

3۔ تھانہ میانی۔سب انسپکٹر

4۔ تھانہ پھلروان۔سب انسپکٹر

(ہ) تحصیل بھلوال کے تھانہ جات کی عمارت ہائے سرکاری ہیں۔

(و) تھانہ میانی کی عمارت سال1903 کی تعمیر شدہ ہے جس کی حالت خستہ ہو چکی ہے۔

(ز) محکمہ پولیس تھانہ میانی کی نئی عمارت تعمیر کرنے کا تحرک کر رہی ہے۔

27 مئی2009، ون فائیو لاہور کے آفس پر خود کش دھماکے کی تفصیلات

*4313: رانا بابر حسین: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مورخہ 27۔ مئی2009،ون فائیو لاہور کے آفس پر ہونے والے بم بلاسٹ میں کتنے افراد زخمی اور کتنے ہلاک ہوئے،ان کے نام،ولدیت،پتاجات اگر گورنمنٹ ملازم ہیں تو نام، محکمہ عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ب) اس حادثہ میں ہلاک اور زخمی ہونے والے افراد کو حکومت نے کیا مالی امداد دینے کا اعلان کیا تھا؟

(ج) آج تک محکمہ پولیس کے علاوہ سویلین اور گورنمنٹ ملازمین کو جو مالی امداد دی گئی اس کی تفصیل مع نام، عہدہ، گریڈ اور پتاجات بتائیں؟

(د) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ اس حادثہ میں ہلاک و زخمی محکمہ پولیس کے علاوہ دیگر گورنمنٹ ملازمین اور سویلین کو ابھی تک مالی امداد نہیں ملی،اس کی وجوہات کیا ہیں کیا حکومت اپنے وعدہ پر عملدرآمد کروانے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) مورخہ 27۔ مئی2009 ون فائیو لاہور کے آفس پر ہونے والے بم بلاسٹ میں جتنے پولیس ملازمین زخمی اور ہلاک ہوئے،ان کی تفصیل (flag-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس حادثہ میں ہلاک اور زخمی ہونیوالے پولیس ملازمین کو جو مالی امداد دی گئی ہے ان کی تفصیل (flag-B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) حکومت پنجاب نے اس واقعہ میں سویلین اور گورنمنٹ ملازمین کو مندرجہ ذیل مالی امداد دی، مورخہ 27-08-2009

2- ISI سویلین کے لئے	0.600ملین
2- ISI کے لئے	3.400ملین
17-شہید پولیس پرسنل کے لئے	33.100ملین
کل رقم	37.100ملین

مورخہ 16-12-2009

پراپرٹی کے نقصان کے لئے	3,95,45,429/-روپے
پولیس آفیسرز کے لئے	26,40,800/-روپے
گاڑیوں کے لئے	1,26,05,850/-روپے
کل رقم	5,47,94,079/-روپے

مورخہ 19-01-2010

محمد ارشد (سویلین) کے لئے 0.300ملین

محمد بشیر (سویلین) کے لئے 0.300ملین

کل رقم 0.600ملین

(د) محکمہ پولیس کے علاوہ دیگر گورنمنٹ ملازمین اور سویلین کو بھی مالی امداد دے دی گئی ہے جس کی تفصیل جز(ج) میں درج کر دی گئی ہے۔

ضلع حافظ آباد۔مختلف جرائم کے مقدمات کی تفصیلات

*4367:چودھری محمد اسد اللہ: کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع حافظ آباد میں گزشتہ تین سالوں میں ڈکیتی، زناء بالجبر اور گینگ ریپ کے کتنے مقدمات درج ہوئے، کتنے ملزمان گرفتار ہوئے، کتنے ملزمان کو سزا ہوئی، کتنے مقدمات کے چالان عدالتوں میں زیر سماعت ہیں اور کتنے مقدمات کے ابھی تک چالان مکمل نہ ہوئے ہیں علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) ضلع حافظ آباد میں گزشتہ تین سالوں میں چولہا پھٹنے یا آگ لگنے کی وجہ سے ہلاک یا زخمی ہونے کے کتنے مقدمات کا اندراج ہوا ہلاک ہونے والوں کے نام کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) گزارش ہے کہ ضلع حافظ آباد میں گزشتہ تین سالوں میں ڈکیتی کے کل 83 مقدمات درج رجسٹر ہوئے اور 248 ملزمان گرفتار ہوئے ان میں سے کسی بھی ملزم کو ابھی تک کسی عدالت سے سزا نہ ہوئی ہے اور 40 مقدمات عدالتوں میں زیر سماعت ہیں اور ایک مقدمہ زیر تفتیش ہے۔زناء بالجبر کے 117 مقدمات درج رجسٹر ہوئے اور 58 ملزمان کو گرفتار کیا گیا۔ان میں سے ایک مقدمہ میں ملزم کو سزا ہوئی اور 28 مقدمات عدالتوں میں زیر سماعت ہیں اور 6 مقدمات زیر تفتیش ہیں۔گینگ ریپ کے 18 مقدمات درج رجسٹر ہوئے اور 29 ملزمان کو گرفتار کیا گیا۔ان میں سے کسی بھی ملزم کو کسی عدالت سے سزا نہ ہوئی ہے اور 2 مقدمات عدالتوں میں زیر سماعت ہیں اور ایک مقدمہ زیر تفتیش ہے۔

(ب) ضلع ہذا میں گزشتہ تین سالوں کے درمیان چولہے پھٹنے اور آگ سے جھلس کر مرنے اور زخمی ہونے کا کوئی مقدمہ درج رجسٹر نہ ہوا ہے۔

تحصیل پنڈی بھٹیاں میں ڈکیتی کی وارداتوں کی تفصیلات

*4369: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

تحصیل پنڈی بھٹیاں ضلع حافظ آباد میں سال2008 میں ڈکیتی کی کتنی وارداتیں ہوئیں ان میں ملوث کتنے ملزمان کو گرفتار کر لیا گیا ہے ڈکیتیوں کو روکنے کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

گزارش ہے کہ تحصیل پنڈی بھٹیاں ضلع حافظ آباد میں سال2008 میں ڈکیتی کے کل 18 مقدمات درج رجسٹر ہوئے اور 97 ملزمان کو گرفتار کیا گیا۔

اگر حکومت اس بارے میں کوئی مزید قانون یا ہدایات نافذ یا جاری کرے گی تو اس پر سختی سے عملدرآمد کیا جائے گا۔

ہائی وے کرائم کی روک تھام کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*4391: ملک جہانزیب وارن: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے روڈز اور ہائی وے کرائم کی روک تھام کے لئے صوبہ میں پٹرولنگ چیک پوسٹیں قائم کی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان چیک پوسٹوں پر تعینات فورسز کے ملازمین کے پاس جرائم پیشہ افراد کے خلاف کوئی ایکشن لینے کا اختیار نہ ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ چیک پوسٹوں کو تھانہ یا چوکی کا درجہ دینے اور ان کے ملازمین کو بھی ایف آئی آر کے اندراج اور جرائم پیشہ افراد کے خلاف کارروائی کرنے کا اختیار دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں۔اس وقت صوبہ بھر میں 274 پٹرولنگ پوسٹیں روڈز اور ہائی وے کرائم کی روک تھام کے لئے کام کر رہی ہیں جن کی وجہ سے شاہراہوں پر کرائم میں خاطر خواہ کمی واقع ہوئی ہے جبکہ 71 پٹرولنگ پوسٹیں زیر تعمیر ہیں جو کہ جلد کام شروع کر دیں گی۔علاوہ ازیں مسافروں کو مختلف نوعیت کی امداد فراہم کی جاتی ہے۔تیز رفتار اور اوور لوڈ گاڑیوں کے خلاف قانونی

کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔روڈ ایکسیڈنٹ کی صورت میں زخمیوں کو ابتدائی طبی امداد فراہم کی جاتی ہے اور شدید زخمیوں کو فوری طور پر ہسپتال منتقل کیا جاتا ہے شاہراہوں پر ملنے والے لاوارث یا گمشدہ بچوں کو ان کے ورثاء کے حوالے کیا جاتا ہے اور شاہراہوں پر ناجائز تجاوزات کا خاتمہ کیا جاتا ہے۔

(ب) نہیں۔یہ بات درست نہ ہے بلکہ پوسٹوں پر تعینات ملازمین کے پاس جرائم پیشہ افراد کو گرفتار کرنے کا اختیار حاصل ہے جنہیں بعد از گرفتاری برائے مزید قانونی کارروائی مقامی پولیس کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔بعض سنگین صورتوں میں پولیس مقابلہ کا اختیار بھی حاصل ہے۔

(ج) جناب عالی! یہ سوال دفتر ہذا سے متعلقہ نہ ہے۔

ضلع گوجرانوالہ میں خواتین پولیس سٹیشن کا قیام

*4451: **جناب قیصر اقبال سندھو**: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع گوجرانوالہ میں خواتین پولیس سٹیشن کا قیام تاحال عمل میں نہیں لایا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومتی پالیسی اور اعلان کے مطابق صوبہ کے تمام اضلاع میں خواتین پولیس سٹیشن کا قیام عمل میں لایا جائے گا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اپنی پالیسی کے پیش نظر خواتین پولیس سٹیشن کا قیام عمل میں لانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع ہذا میں تاحال خواتین پولیس سٹیشن کا قیام عمل میں نہیں لایا گیا ہے۔

(ب) اس وقت محکمہ میں خواتین کے لئے ہر ضلع میں علیٰحدہ پولیس سٹیشن قائم کرنے کی کوئی بھی تجویز زیر غور نہ ہے۔

(ج) اس وقت محکمہ میں خواتین کے لئے ہر ضلع میں علیٰحدہ پولیس سٹیشن قائم کرنے کی کوئی بھی تجویز زیر غور نہ ہے۔

قصور، تحصیل کوٹ رادھا کشن کے تھانوں میں مقدمات کی تفصیلات

*4491: **ملک اختر حسین نول**: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل کوٹ رادھا کشن ضلع قصور میں یکم جنوری2008 سے آج تک زناء بالجبر اور خواتین پر تشدد کے کتنے مقدمات کس کس تھانہ میں درج ہوئے، ان مقدمات کے نمبر، تھانہ وار بتائیں؟

(ب) ان مقدمات میں کتنے ملزمان گرفتار ہوئے ہیں؟

(ج) کتنے ملزمان مفرور ہیں، ان کے نام، پتاجات اور مقدمہ نمبر بتائیں نیز مفرور ملزمان کو کب تک گرفتار کیا جائے گا؟

(د) ان مقدمات کے تفتیشی افسران کے نام، عہدہ، گریڈ بتائیں؟

(ہ) مفرور ملزمان کو گرفتار نہ کرنے پر کتنے پولیس ملازمین کے خلاف قانونی محکمانہ کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تھانہ راجہ جنگ 1 مقدمہ زناء، تھانہ رائیونڈ 12 مقدمات زناء، 12 مقدمات تشدد (تفصیل Annexure "A & B" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ب) 8 ملزمان زناء کے مقدمات اور 22 ملزمان تشدد کے مقدمات میں گرفتار ہوئے۔

(ج) کوئی بھی ملزم مفرور نہ ہوا ہے۔

(د) ان مقدمات کے تفتیشی افسران کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل (Annexure "A & B") ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) کوئی بھی ملزم مفرور نہیں تھا لہذا کسی بھی پولیس ملازم کے خلاف محکمانہ کارروائی نہ کی گئی ہے۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

سگیاں پل سے لاہور میں داخل ہونے والی سڑک کو پولیس دفاتر کے قریب بند کرنے سے طالبعلموں اور مسافروں کو پریشانی کا سامنا

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! شکریہ۔یہ میرا پوائنٹ آف آرڈر بڑا اہم ہے ۔ اب یہاں پر ہوم سیکرٹری صاحب اور پولیس کے آفیسران بھی تشریف فرما ہیں تو میں آپ کو بتاتا ہوں کہ سگیاں پل کے ذریعے شیخوپورہ سے لاہور آنے کے لئے ایک راستہ بنایا گیا ہے کیونکہ دوسرے تمام راستے بہت زیادہ مصروف ہوتے تھے اور اس راستے کے اندر بھی اب ایک obstacle create کر دیا گیا ہے۔(شوروغل)

MR. SPEAKER: Order please, order. This is not good.

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! سگیاں پل سے بہت ساری ٹریفک لاہور شہر میں داخل ہوتی ہے تو اس پر ایک ڈبل روڈ ہے جس کے ذریعے SSP لاہور اور DIG (Operation) کے دفتر کے سامنے سے گزر کر مال روڈ پر داخل ہونا پڑتا ہے۔ وہ ڈبل روڈ دو رویہ بنائی گئی، اس پر ایک پل بنایا گیا اور اس راستے پر اربوں روپے خرچ کئے گئے۔ اس روڈ پر پولیس آفیسران کے دفتر کے سامنے ان کی حفاظت کی خاطر اس روڈ کو one way کر کے انہوں نے بلاک کر دیا ہے۔ اگر صبح 8 بجے لاہور میں کسی نے enter ہونا ہو یا 2 سے اڑھائی بجے لاہور سے باہر نکلنا ہو تو وہ obstacle or bottleneck جو بنایا گیا ہے اس پر 15 سے 20 منٹ ٹریفک جام ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! ان دفاتر کی ہمیں ضرور حفاظت کرنا چاہئے لیکن میری یہ درخواست ہو گی کہ SSP (Operation) or DIG (Operation) اپنے احاطے کے اندر ایک اور ڈبل دیوار بنالیں کیونکہ ان کی بلڈنگ سڑک سے ویسے ہی 20 سے 25 فٹ پیچھے ہے یا وہاں پر لوہے کی کوئی شیٹ لگا دیں کیونکہ لاکھوں لوگوں کو ہر روز صبح، شام اور بالخصوص سکول کی چھٹی کے ٹائم وہاں سے پندرہ سے بیس منٹ تک کافی دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! آپ کو اس پوائنٹ آف آرڈر کا جواب دینا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! ہم لوگ جب دوسرے شہروں سے لاہور میں داخل ہوتے ہیں تو ہمارے لئے وہاں سے گزر کر لاہور میں آنا ایک مسئلہ ہے تو مہربانی کر کے اس کا کوئی تدارک کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! رانا صاحب نے جو نشاندہی کی ہے اس کے متعلق معلومات حاصل کر کے ان سے عرض کروں گا اور انہوں نے جس مشکل کا ذکر کیا ہے اس کو حل کروائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، معلومات حاصل کرنی ہیں تو ہم سے حاصل کر لیں۔ اگر implementation کروانی ہے تو پھر وہ آپ کروائیں۔

جناب محمد یٰسین سوہل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد نوید انجم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سوہل صاحب!

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب سپیکر! اس سوال سے متعلق میرا بھی ایک سوال ہے کہ والٹن روڈ پر ایک تھانہ ہے اس کی نہ تو اپنی بلڈنگ ہے، وہ کینٹ کا سب سے بڑا تھانہ ہے اور پانچ مرلے میں وہ تھانہ قائم ہے۔ انہوں نے والٹن روڈ کے حصہ پر قبضہ کیا ہوا ہے اور سروس روڈ بند کی ہوئی ہے، ساتھ ہی ایک کالج ہے وہاں سے لوگوں کا گزرنا محال ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ اس کو بھی اس کے ساتھ شامل کر لیں، اس کو بھی دیکھ لیں تاکہ وہ روڈ بھی کھل جائے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں، سوہل صاحب! اجلاس کے بعد رانا صاحب سے آپ اور رانا افضل صاحب بھی میٹنگ کر لیں۔ جی، حضرت صاحب!

پی پی۔145 لاہور کے تھانوں کی پولیس کا ڈکیتی کی وارداتوں کو چوری میں تبدیل کرنا

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! چونکہ آج کا دن محکمہ داخلہ کے حوالے سے ہے تو میں اس حوالے سے ایک بات آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں۔ میرے علاقے میں دو تھانے، تھانہ ہر بنس پورہ اور تھانہ باغبانپورہ ہیں۔ نویں اور دسویں مہینہ کی تیرہ درخواستیں میرے ریکارڈ پر ہیں، ان کو آدھا مہینہ گزر گیا ہے لیکن کوئی ایکشن نہیں ہوا۔ لوگ گن پوائنٹ پر لٹے جاتے ہیں اور جب پولیس کو درخواست جاتی

ہے تو پولیس ڈکیتی کی بجائے چوری کی FIR درج کرتی ہے۔ میرے پاس تیرہ درخواستیں ریکارڈ پر ہیں اگر آپ کہیں تو میں پیش کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ نے ڈکیتی اور چوری کی کبھی definition پڑھی ہے کہ کس طرح سے ہوتی ہے اور کیا ingredients ہیں؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! ڈکیتی وہ ہوتی ہے جو forcefully چھین لی جائے اور چوری وہ ہوتی ہے جو چپکے سے کی جائے اور جس کا پتا نہ چلے۔

جناب سپیکر: نہیں، اس بارے میں کسی اور سے پوچھیں، آپ کے ساتھ تین وکیل بیٹھے ہوئے ہیں ان سے پوچھ کر پھر بتائیں؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میری جو اگلی اہم بات ہے وہ یہ ہے کہ میرے ادارے کی پرنسپل سکول سے چھٹی کے وقت باہر نکلی تو ان سے گن پوائنٹ پر موبائل، بیگ اور پیسے چھین لئے گئے اور ان کو بیس سے پچیس دن ہو گئے ہیں ابھی تک تھانہ ہربنس پورہ نے ان کی FIR درج نہیں کی، وہ ان کے گھر چلے جاتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم چوری کا پرچہ درج کر دیتے ہیں اور یہ گن پوائنٹ کے الفاظ اس میں سے نکالیں۔

جناب سپیکر! یہ محکمہ داخلہ والے کب تک ہماری عوام کے ساتھ ایسا کرتے رہیں گے؟ میری درخواست ہے کہ عوام کے ساتھ جیسے ہوتا ہے یا جیسے وہ درخواست move کرتے ہیں اور یہ پولیس والے ویسے اس پر عمل کریں۔ اگر وہ غلط یا جھوٹ۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ PPC میں amendment لائیں تو پھر آپ کو صحیح پتا چلے گا کہ کیا ہونا چاہئے۔ جی، لاء منسٹر صاحب! ان کی جو grievances ہیں ان کو دور کرایا جائے۔ آپ ان کو علیٰحدہ مل لیں اور وہ ساری تفصیل لے کر بتا دیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں ابھی پوری تفصیل منگوا لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ پھر منگوا لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس دن سے اجلاس شروع ہوا ہے اس دن سے حاجی صاحب روز مجھے مل رہے ہیں لیکن ابھی تک انہوں نے یہ بات نہیں کی اور آج کی ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ آج ہی اس کو حل کروا دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

سید حسن مرتضیٰ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، حسن مرتضیٰ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اور محترم رانا صاحب کی اجازت سے عرض کروں گا کہ پنجاب میں کچھ عرصہ پہلے سیلاب اور پانی کی زیادتی کی وجہ سے تباہی آئی تھی۔ اب بیجائی کا موسم آرہا ہے اور ایک دفعہ پھر ہمیں پانی کی کمی کا سامنا ہوگا۔ میری اس ہاؤس اور اس حکومت سے یہ گزارش ہے کہ قبل از وقت اس کا ہمیں تدارک کرنا چاہئے تاکہ ہماری گندم ٹائم پر کاشت ہو سکے۔ میرا خیال ہے کہ اس پر ہماری حکومت نے کوئی کام نہیں کیا اور اگر انہوں نے اس بات کو بھی مذاق میں ٹال دیا تو پھر زراعت کا بہت بڑا نقصان ہوگا۔

جناب سپیکر: آپ کے ساتھ کون مذاق کرتا ہے؟ میں یہ سن کر حیران ہوں کہ آپ کے ساتھ کوئی مذاق کر سکتا ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ پیر پگاڑا صاحب کتنی serious بات کرتے ہیں لیکن وہ وقتی طور پر مذاق نظر آتا ہے اور بعد میں جب اس کے اثرات مرتب ہوتے ہیں تو پھر قوم کو پریشانی لاحق ہوتی ہے۔ میں بھی جو بات کر رہا ہوں یہ بڑی serious ہے، اس پر ہمدردانہ غور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ ابھی تو ایگریکلچر منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے تھے، اب پتا نہیں کہاں چلے گئے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں irrigation کی بحث سے متعلق بات ہوئی تھی، اس کے علاوہ اس پر کل بھی بات ہوئی تھی اور ایک دن پہلے بھی بات ہوئی تھی اگر آج قائد حزب اختلاف تشریف لے آتے ہیں کیونکہ قائد حزب اختلاف اور سینئر منسٹر صاحب سے بات ہو جائے اور اس میں ان کی حاضری ضروری ہوگی تو اس کے بعد آپ مناسب سمجھیں تو بے شک اس پر Monday کو general discussion رکھ لیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ابھی سینئر منسٹر صاحب تشریف نہیں لا سکے ہیں اور ان سے رابطہ کر کے پھر ہی ٹائم بنائیں گے کیونکہ یہی بہتر رہے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جونیئر منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر:ان کواس بات کاعلم نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!اگر کائرہ صاحب اس بات کو ensure کر دیں کہ Monday کو سینئر منسٹر صاحب تشریف لے آئیں گے تو میرا خیال ہے کہ Monday کو اس انتہائی اہمیت کے حامل معاملے پر general discussion رکھ لیں۔

جناب سپیکر:Monday کو نہ رکھیں،اس کو کسی اور دن لے جائیں گے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!اس کے بعد پھر بدھ کو legislation ہے۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!general discussion سے اس پر کوئی اثر نہیں پڑے گا،حکومت کو خود چاہئے کہ اس پر کوئی فیصلہ کرلے اور اس سے پہلے کتنی دفعہ عام بحث ہوئی ہے۔اس میں آپ معزز ممبران کی دلچسپی دیکھ لیں،کل ہیلتھ پر بحث تھی اور ڈیپارٹمنٹ کا کوئی بندہ موجود تھا،نہ کوئی منسٹر موجود تھا،یہاں پر صرف دس آدمی بیٹھے ہوئے تھے جو عام بحث میں حصہ لے رہے تھے۔اسی طرح آپ ایجوکیشن کو دیکھ لیں،ہماری تعلیم بک رہی ہے اور غریب آدمی سے تعلیم کا حق چھینا جارہا ہے۔ہم یہاں committees اور discussions میں پڑے ہوئے ہیں۔اس حوالے سے ہمارے پاس اتنا ٹائم نہیں ہے کہ اس کو عام بحث کے لئے رکھا جائے۔اس میں یہ خود کوئی فیصلہ کرلیں،ہمیں ان پر مکمل اعتماد ہے۔

جناب سپیکر:جی،نہیں۔ہم نے پہلے بحث کے لئے کہا ہوا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ کل جب عام بحث ہوئی تو اس وقت نو یا دس آدمی بیٹھے تھے لیکن وہ تمام بحث اور وہ تمام نکات جو معزز ممبران نے یہاں ہاؤس میں اٹھائے وہ آج تمام اخبارات کی بھی زینت بنے ہیں اور میڈیا نے بھی ان کو pick کیا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب نہیں بلکہ پورے پاکستان میں اس بات کی sense موجود ہو گی کہ وہاں ہاؤس میں یہ discussion ہوئی ہے اور ان چیزوں پر concern show کیا گیا ہے اس لئے جہاں تک عام بحث کا تعلق ہے اس کا ایک اپنا فائدہ ہے۔

جناب سپیکر: جی،اپناimpactہوتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): باقی جہاں تک انہوں نے یہ بات کی ہے "تعلیم کے بکنے والی" یہ بالکل غلط بات اور پروپیگنڈہ ہے۔یہ بات پہلے یہاں ہاؤس میں discussہوئی تھی اس کے بعد میں نے ان معزز ممبران سے جنہوں نے اس کے اوپر بات کی یہ عرض کی تھی،اس میں اپوزیشن کی طرف سے بھی ممبران تھے، باقاعدہ میٹنگ arrangeکروائی اور اس میٹنگ میں تقریباً دواڑھائی گھنٹے تک discussionہوئی۔اس میں جو پروفیسر اور لیکچرر ایسوسی ایشن احتجاج کر رہی ہے ان کے تقریباً دس لوگوں نے شرکت کی۔اس میں ایک ایک چیز کو debateکیا گیااور آخر میں ان کے صرف دو concern تھے۔ایک یہ کہ فیسیں نہ بڑھائی جائیں اور دوسرا یہ کہ ہماری نوکری کا تحفظ کیا جائے۔ اس کے علاوہ باقی ہر چیز کے ساتھ انہوں نے اتفاق کیااور مجھے افسوس ہے کہ حسن مرتضیٰ صاحب جو اس دن پیش پیش تھے اس دن جب میٹنگ ہوئی تو ہم ان کو ڈھونڈتے رہے یہ ہمیں اس دن نہیں ملے اور وہ معاملہ resolveہو چکا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرے والد بیمار تھے وہ hospitalized تھے۔

جناب سپیکر: چلیں،بس ٹھیک ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: راناصاحب کو اس بات کا پتا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں،ان کو پتا نہیں ہو گا۔

سید حسن مرتضیٰ: میں اس لئے نہیں آیا تھا، میں نے requestکی تھی کہ ان کا آپریشن ہے اور میں حاضر نہیں ہو سکتا تو آپ ایک آدھ دِن آگے پیچھے کر لیں۔یہ راناصاحب کے علم میں ہے اور انہوں نے میری غیر حاضری کا کہا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات genuineہے۔جی،ملک اعتبار صاحب!

ملک اعتبار خان: جناب سپیکر!ایک چیز observe کی گئی ہے کہ 2008 کے سوالوں کا جواب 2010 میں وصول ہو رہا ہے اور 2010 بھی اب ختم ہونے کو ہے۔میرے خیال میں جس ڈیپارٹمنٹ سے بھی متعلقہ سوال کیا جاتا ہے تو وہ سوال دو سال میں یا ڈیڑھ سال میں اپنی افادیت کھو بیٹھتا ہے تو کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ time limit کر دیا جائے تاکہ اس کا جواب اسی سیشن کے دوران یا اس سیشن کے دوران نہیں تو کم از کم اگلے سیشن میں وصول ہو جائے۔

جناب سپیکر: جی،time limitرکھی ہوئی ہے،آپ کو پتا ہونا چاہئے۔

ملک اعتبار خان: جناب سپیکر !دیکھیں !2008 میں جو سوال کئے گئے ہیں ان کا جواب 2010 کے اختتام پر وصول ہو رہا ہے۔ میرے خیال میں اتنے عرصے میں تو وہ اپنی افادیت بھی کھو بیٹھتا ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: ایک تو میں نے جواب کے بارے میں یہ کہا ہوا ہے کہ تین مہینے کے اندر اندر اس کا جواب لازمی طور پر آنا چاہئے۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ ایسے ہوتا ہے کہ ممبر صاحبان اپنے دس دس، بیس بیس اور تیس تیس سوالات دے دیتے ہیں تو ایک ممبر کے دو سے زیادہ سوالات نہیں آ سکتے اس لئے یہ معاملات delay ہو جاتے ہیں۔

ملک اعتبار خان: جناب سپیکر !آج کل کون سی مشکل ہے، ایک ڈیپارٹمنٹ نے مثال کے طور پر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے مختلف اضلاع سے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کے تین تین سال جواب نہ آئیں تو اس سے تو بہتر ہے کہ تین مہینے کے اندر ہر صورت جواب آنا چاہئے۔ میرے خیال میں اس میں بہتری آئے گی۔ آپ تشریف رکھیں۔ شکریہ

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق کی طرف چلتے ہیں۔اویس اسلم مڈھانہ صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔ رانا صاحب!اس کا کیا بنا؟

ایس ایچ او مڈھ رانجھا کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رّویہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر !مڈھانہ صاحب کی جو تحریک استحقاق تھی، میں نے ان کی میٹنگ اپنے آفس میں arrange کروا دی تھی اور یہ معاملہ resolve ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، مڈھانہ صاحب!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔اس کا کیا کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر !اس کو dispose of کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: انہوں نے لاء منسٹر صاحب کو کہا ہے، مجھ سے تو انہوں نے بات نہیں کی۔ میرے خیال میں کیا ان سے پوچھ لینا بہتر نہیں ہے بجائے اس کے کہ dispose of کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!اس کوof dispose کر دیا جائے۔
MR. SPEAKER: It is disposed of.

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر:اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں اس کے بعد price hike پر بحث ہو گی۔چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر667 ہے۔

نوری گیٹ تا سلانوالی سرگودھا روڈ کی تعمیر بند ہونے سے عوام کو پریشانی کا سامنا

چودھری عامر سلطان چیمہ:جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ سرگودھا سٹیpackage کے تحت وائیڈننگ /امپرووومنٹ / تعمیر سڑک از نوری گیٹ تا سلانوالی معہ missing link دونوں اطراف نہر لوئر جہلم کارپٹ روڈ از 85 جھال تا پل نہر لوئر جہلم کینال نار درن برانچ سرگودھا منظور ہوئی تھی جس پر کل لاگت کا تخمینہ 643.196 ملین روپے تھا اور 30۔جون 2010 تک اس پر مبلغ 345.552 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں۔سال 11-2010 کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں اس منصوبہ کے لئے مبلغ 40 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں جن کا جی ایس نمبر 1808 اور ایس ایس نمبر 54 ہے۔ٹھیکیدار نے کافی عرصہ سے اس پر بلاوجہ کام بند کر رکھا ہے اس تاخیر کی وجہ سے جہاں اخراجات میں اضافہ ہوتا جائے گا وہیں پر صرف شدہ کثیر عوامی سرمایا بھی ضائع ہو جائے گا۔عدم تکمیل کی وجہ سے عوام کو بہت تکلیف کا سامنا ہے مگر محکمہ اس منصوبہ کو مکمل کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں لے رہا ہے۔جو محکمہ پراونشل ہائی ویز سرگودھا کی negligence کو ظاہر کرتا ہے جبکہ ٹھیکیدار دانستہ کام نہیں مکمل کر رہا ہے۔اس منصوبہ کی جلد اور بلا مزید تاخیر تکمیل کو یقینی بنانا بہت ضروری ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر:جی،راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!یہ درست ہے کہ اس سڑک کی وائیڈننگ /امپرووومنٹ / تعمیر سڑک از نوری گیٹ تا سلانوالی مع missing link دونوں اطراف نہر لوئر جہلم منظور ہوئی تھی اور اب اس کی موجودہ position یہ ہے کہ یہ سکیم سال 11-2010 میں

زیرADP نمبر 1808 شامل ہے اور حکومت نے 40 ملین روپے کی allocation کی ہے ۔ مگر پہلی سہ ماہی میں ترقیاتی فنڈز کا کچھ حصہ سیلاب زدہ علاقے کی بحالی کے لئے مختص کیا گیا تھا۔ تاہم دوسری سہ ماہی جو quarter اب شروع ہو رہا ہے تو اس میں اس کے فنڈز جاری کئے جائیں گے اور اس سڑک کے اوپر کام شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، It is disposed of. اب next بھی چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 668 ہے۔

کوٹ مومن بھاگٹانوالہ تالاہور روڈ اور دورویہ روڈ مین بازار تکمیل سے قبل ہی ٹوٹ پھوٹ کا شکار

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ میں وائیڈننگ / امپروومنٹ / تعمیر 24 فٹ سڑک از کوٹ مومن، بھاگٹانوالہ روڈ تا گٹانوالہ، مٹھالک معظم آباد سڑک براستہ چک نمبر 71 جنوبی، چک نمبر 72 جنوبی، چک نمبر 75 جنوبی بشمول extension, missing line وائیڈننگ / امپروومنٹ / تعمیر سڑک تا لاہور روڈ معہ دو رویہ سڑک مین بازار بھاگٹانوالہ منظور ہوئی تھی جس پر لاگت کا تخمینہ 327.577 ملین روپے تھا اور اس پر 30۔ جون 2010 تک 206.995 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ اس کو سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے سال 11-2010 میں بھی شامل کیا گیا ہے اور جی ایس نمبر 1812، ایس ایس نمبر 58 کے تحت مبلغ 45.056 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں تاکہ یہ سڑک مکمل ہو سکے۔ سڑک تکمیل سے قبل ہی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکی ہے جو اس کی ناقص تعمیر کی نشاندہی کرتی ہے۔ ٹھیکیدار اور محکمہ نے اس کی بروقت اور مطابق تصریحات مکمل کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں لی اور اس طرح کثیر عوامی سرمایا ضائع کیا جا رہا ہے۔ محکمہ نے بازار بھاگٹانوالہ کی دورویہ سڑک پر لائٹس بھی نصب نہیں کی ہیں۔ یہ نہایت اہم عوامی مسئلہ حل کیا جائے اور عوامی سرمایا کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!یہ سکیم سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے سال 2010-11 میں شامل ہے۔اس کا GS No. 1812اور SS No 58 ہے اور اس کے تحت 20 ملین روپے کی رقم مختص کی گئی ہے جو اس کالائننگ وغیرہ کا بقایا کام رہتا ہے اس کو کروایا جائے گا اور یہ رقم جو ہے اس کا TMA بھاگٹانوالہ نے NOC جاری کرنا ہے اور اس کے NOC جاری ہونے کے بعد اسی مالی سال میں بقایا کام بھی مکمل کروادیا جائے گا۔ جہاں تک انہوں نے اس سڑک کی حالت کے بارے میں کہا ہے کہ اس کی حالت خستہ ہے یا ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکی ہے محکمہ کا جواب تو یہ ہے کہ یہ اچھی حالت میں ہے اور اس وقت یہ چل رہی ہے۔اگر ان کو اس بارے میں complaint ہے تو اس کو دوبارہ چیک کروالیتے ہیں اور اگر ایسی صورت پائی گئی تو متعلقہ ٹھیکیدار اور محکمہ کے جو ذمہ داران ہوں گے ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 669 بھی چودھری عامر سلطانہ چیمہ صاحب کی طرف سے ہے۔

مٹھالک مائنز از 47 شمالی تا سرگودھا بائی پاس سڑک کی تعمیر بند اور عوام کے احتجاج کے باوجود محکمہ کی عدم دلچسپی

چودھری عامر سلطان چیمہ :جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ وائیڈننگ/امپروومنٹ/تعمیر سڑک دونوں اطراف مٹھالک مائنز از 47 شمالی تا سرگودھا بائی پاس تا مٹھالک، معظم آباد ہمراہ مٹھالک مائنز دونوں اطراف منظور کی گئی تھی جس پر لاگت کا تخمینہ مبلغ 327.577 ملین روپے تھا اور سال 10-2009 کے اختتام تک اس پر مبلغ 156.357 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ سال 11-2010 میں اس سکیم کے لئے جی ایس نمبر 1814 اور ایس ایس نمبر 60 ہے کے تحت مبلغ 40 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں۔اس سڑک پر کافی عرصہ سے کام بند پڑا ہے۔ محکمہ سے متعدد بار رابطہ کرنے کے باوجود اس کی تکمیل میں محکمہ نے کوئی کارروائی نہیں کی ہے۔اس سکیم میں محکمہ نے تجاوزات دور کرنے کے لئے بھی کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا اور اس طرح عوامی سرمایا کو ضائع کیا جارہا ہے۔ جس مقصد کے لئے یہ سکیم منظور ہوئی تھی وہ بھی محکمہ کی عدم دلچسپی کی وجہ سے معرض التواء میں پڑا ہوا ہے حالانکہ عوام اس سڑک کی تکمیل کے لئے متعدد بار احتجاج بھی کر چکے ہیں اور محکمہ نے ہر

دفعہ عوام کو یقین دہانی کے باوجود منصوبہ کی تکمیل کے لئے کوئی دلچسپی نہیں لی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں بھی یہی گزارش ہے کہ اس سکیم کے لئے 2010-11 میں 40 بلین روپے کے فنڈز مختص ہیں اور پہلی سہ ماہی میں سیلاب کی وجہ سے وہ funds release نہیں ہو سکے۔ اس سہ ماہی میں یہ funds release کر دیئے جائیں گے اور اس پر کام شروع ہو جائے گا۔ جہاں تک ناجائز تجاوزات کا معاملہ ہے اس سلسلے میں TMA سرگودھا سے رابطہ کیا جا رہا ہے کہ وہ تجاوزات کو وہاں سے ہٹائیں تاکہ یہ کام شروع ہو کر مکمل ہو۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 676/10 چودھری ظہیر الدین خان صاحب اور ان دوسرے صاحبان کی طرف سے ہے۔ یہ میرے خیال میں اس دن پیش نہیں ہو گئی تھی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! اس میں ایک identical adjournment motion تھی جس پر اس دن یہاں پر بات ہوئی پھر اس کے بعد یہاں پر ایک کمیٹی بنی تھی اور اسمبلی کے باہر جو پروفیسر صاحبان protest کر رہے تھے ان سے ملاقات کر کے آئے اور پھر اس کے مطابق یہاں پر آپ نے ایک کمیٹی بھی تشکیل دی جس نے ان کے ساتھ بیٹھ کر تفصیل کے ساتھ بات کی اور یہ معاملہ کم و بیش resolve بھی ہو چکا ہے۔ اس میں محترمہ آمنہ الفت صاحبہ بھی شامل تھیں، جناب اشرف سوہنا صاحب بھی شامل تھے اور ان کے علاوہ کچھ اور ممبران بھی شامل تھے۔ اس دن یہ سارا issue discuss ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس میں اب بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد جناب نوید انجم صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 677/10 ہے۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اس تحریک التوائے کار کو میں ایک منٹ کے لئے pending کرتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ کسی کام کے لئے وہ یہاں پر بیٹھے ہوں۔ وہ ایک دم بھاگ کر داخل ہوں گے اور اگر ایک منٹ کے اندر اندر وہ تشریف نہ لائے تو یہ تحریک پھر otherwise dispose of تصور ہو گی۔ اس کے بعد

محمد اشرف چوہان صاحب کی تحریک التوائے کار ہے ان کے آنے کا امکان بھی نہیں ہے اس لئے اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 679/10 ہے۔

صوبہ کی جیلوں میں قیدیوں کو ناقص اور غیر معیاری کھانے کی فراہمی اور ماہانہ کروڑوں روپے عملہ وافسران کی جیبوں کی نذر

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت نے قیدیوں کے لئے جیلیں تعمیر کی ہوئی ہیں۔ ان جیلوں میں بند قیدیوں اور حوالاتیوں کو کھانے پینے اور دیگر سہولیات کی فراہمی پر سرکاری خزانہ سے سالانہ اربوں روپے خرچ کئے جاتے ہیں مگر ان قیدیوں کو جو کھانے پینے کی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں وہ معیاری نہیں ہوتیں بلکہ بالکل poor کوالٹی کی ہوتی ہیں جن کے کھانے سے قیدی طرح طرح کی مضر صحت بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ یہ اشیاء کوالٹی میں ناقص ہونے کے علاوہ وزن میں بھی کم ہوتی ہیں۔ سالن جو فراہم کیا جاتا ہے وہ گرم پانی ہوتا ہے جس میں نمک اور مرچ ڈال کر گرم کر دیا جاتا ہے۔ روٹی ناقص، غیر معیاری ہوتی ہے اور وزن میں بھی کم ہوتی ہے۔ اس طرح ماہانہ کروڑوں روپے ان مدات میں جیل انتظامیہ خُورد بُرد کر رہی ہے۔ اس کاروبار میں جیل کے ادنیٰ ملازم سے لے کر محکمہ جیل خانہ جات کے اعلیٰ افسران تک ملوث ہیں۔ اس طرح ان کے خلاف کوئی قانونی اور محکمانہ کارروائی نہیں کی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 679 کا جواب آیا ہے یا نہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب والا! اس کا جواب آ گیا ہے۔

جناب سپیکر: نوید انجم صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 677/10 کو dispose of کیا جاتا ہے۔ جی، وزیر جیل خانہ جات!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب والا! محکمہ نے جو جواب دیا ہے وہ میں پڑھ دیتا ہوں۔ پنجاب کی تمام جیلوں میں قیدیوں اور حوالاتیوں کو گورنمنٹ آف پنجاب ہوم ڈیپارٹمنٹ کے نوٹیفکیشن نمبر 26-07-2008 کے تحت منظور شدہ سکیل کے مطابق کھانا دیا جاتا ہے جس کو پہلے میڈیکل آفیسر اور سپرنٹنڈنٹ جیل روزانہ باقاعدہ طور پر چیک کرتے ہیں جو بالکل معیاری ہوتا ہے اور اس کا وزن بھی

سکیل کے مطابق ہوتا ہے نیز جیل کے کھانے سے کبھی کوئی قیدی بیمار نہیں ہوا۔ قیدیوں کی خوراک کی مد میں کوئی بجٹ خُورد بُرد نہیں ہوتا بلکہ اس سلسلے میں کسی ملازم یا آفیسر کی معمولی سی کوتاہی بھی پکڑی جائے تو اسے قانون کے مطابق سزا دی جاتی ہے۔ مزید برآں اعلیٰ افسران اچانک دورے بھی کرتے ہیں اور کھانا چیک بھی کیا جاتا ہے۔ ان کی رپورٹ کے مطابق کھانا بالکل معیار کے مطابق ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جناب ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج بھی ایک ماہ میں دو بار جیلوں میں معائنہ کے دوران ان کا کھانا چیک کرتے ہیں اور کبھی کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی۔ اس سلسلے میں مختلف اضلاع کے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج صاحبان نے اپنے دوروں کے دوران جیلوں کے کھانے کو تسلی بخش قرار دیا ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! سیشن جج صاحب تو چھ ماہ یا سال میں دورہ کرتے ہیں اس دن تو واقعی ٹھیک ہو جاتا ہو گا مگر میں اس کے مستقل علاج کے لئے عرض کروں گا کہ قیدیوں کو جو خوراک فراہم کی جاتی ہے اس میں کوالٹی کو مدنظر نہیں رکھا جاتا۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے آپ کو ساری باتیں بتادی ہیں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میری بات تو سنیں۔

جناب سپیکر: حضرت! آپ قاعدہ 86 پڑھیں، قاعدہ 85 اور 82 بھی پڑھیں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ قیدیوں کی جو خوراک چیک کی جاتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔ اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 680 محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کی طرف سے ہے۔

فائرنگ اور آتش بازی پر پابندی کے باوجود بلال پارک سنگھ پورہ لاہور میں باراتیوں کی فائرنگ سے تیرہ سالہ بچہ ہلاک

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت کی جانب سے فائرنگ اور آتش بازی پر مکمل پابندی ہونے کے باوجود محلہ اربن کوارٹرز نزد بلال پارک مسجد سنگھ پورہ میں ایک شادی کی تقریب میں باراتیوں نے شراب پی کر ہلڑ بازی کی اور اسلحہ سے بھری گاڑی کی بھرپور نمائش کے ساتھ ساتھ دولہا کے بھائی ننھا گجر نے فائرنگ کی جس کے نتیجے

میں تیرہ سالہ افضال ولد عبدالعزیز شدید زخمی ہو گیا۔جب ننھا گجر کو بتایا گیا کہ بچے کو تمہاری گولی لگ گئی ہے تو اس نے کہا کہ بچے کو کرنٹ لگا ہے اور کچھ نہیں ہوا، اپنا جشن مناؤ، بچے کی ماں چیختی چلاتی رہی لیکن ننھا گجر اور اس کے ساتھیوں نے مدد نہ کی محلے کے لوگوں اور ریسکیو1122 کے اہلکاران نے بچے کو ہسپتال پہنچایا جہاں وہ زخموں کی تاب نہ لاکر مورخہ 5۔اکتوبر 2010 کو جاں بحق ہو گیا۔حکومت کی فائرنگ پر پابندی کے باوجود پولیس اور متعلقہ اداروں کی جانب سے فائرنگ کی روک تھام میں ناکامی کی وجہ سے ایک اور انسانی جان چلی گئی جس کے باعث حلقہ کے عوام میں شدید بے چینی، غم وغصہ اور اضطراب پایا جاتا ہے۔لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے ۔شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا استدعا ہے کہ اسے اگلے ہفتے تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔جی یا شیخ! آپ کی تحریک التوائے کار نمبر 10/684 ہے، آپ اسے پڑھیں۔

ڈی او (آر) بھکر کا خلاف پالیسی محکمہ جنگلات کی دو ہزار ایکڑ اراضی کی الاٹمنٹ

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ حکومت کے ایک انتہائی اہم اور اچھے فیصلے کو کس طرح بدنیتی سے کرپشن کی نذر کیا گیا ہے کی ایک مثال ایسے ہے کہ ضلع بھکر میں ڈسٹرکٹ ریونیو نے قواعد وضوابط کو قطعی نظر انداز کرتے ہوئے جنگلات کی دو ہزار ایکڑ زمین ایسے لوگوں میں تقسیم کر دی جو کسی صورت اس کے مستحق نہ تھے۔حکومتی فیصلہ کے مطابق یہ زمین ایسے گریجویٹس کو دی جانا چاہئے تھی جو ایگریکلچر یا فارسٹری میں گریجویٹس ہوں۔ڈسٹرکٹ آفیسر نے ڈی سی او بھکر کی ہدایات کو نظر انداز کرتے ہوئے تقریباً اسّی لوگوں کو جنگلات کی یہ زمین الاٹ کی اور اس طرح وزیر اعلیٰ پنجاب کی ایک اچھی سکیم کو تباہ کر دیا۔جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ نوجوان گریجویٹس کے لئے یہ سکیم بنیادی طور پر اس لئے بنائی گئی کہ جو ایگریکلچرسٹ، فارسٹری، لائیوسٹاک یا اینیمل ہسبینڈری اور ویٹرنری ڈسپنسرز کے گریجویٹ ہوں۔وہ لوگ جو کسی پرائیویٹ یا گورنمنٹ ادارہ میں ہوں وہ ان زمینوں سے اس وقت تک مستفید نہیں ہو سکتے جب تک وہ اپنی ملازمت سے مستعفی ہو کر باقاعدہ ثبوت

پیش نہ کر دیں۔ یہ امر اس معزز ایوان کے ہر ممبر کے لئے انتہائی حیرت کا باعث ہو گا کہ ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو نے چوبیس ایسے لوگوں کو بھی زمینیں الاٹ کر دیں جو حکومت کے مختلف اداروں میں اب بھی ملازمتیں کر رہے ہیں۔پورے پنجاب میں اس سکیم کے تحت دی گئی زمینوں کا across the board سخت سکروٹنی ہونا انتہائی ضروری ہے تاکہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی اس اچھی کوشش کے بہتر نتائج سامنے آ سکیں ورنہ یہ زمینیں اصل حقداران کو کبھی نہ مل سکیں گی لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس کے بارے میں جو قانون بنا ہے آپ نے وہ نہیں پڑھا؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! قانون بعد کی بات ہے لیکن اس نے جو الاٹمنٹس کر دی ہیں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر اس میں واقعی کوئی violence ہوئی ہے تو یہ بڑا serious matter ہے لہذا اسے اگلے ہفتے کے لئے pending فرما دیں، اس کا جواب آتا ہے تو پھر اس پر discuss کریں گے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: کیا؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اس پر نہیں بولوں گا۔ مجھے پتا ہے کہ آپ اجازت نہیں دیں گے۔ میں ایک اور مسئلے پر آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ آپ نے ایک تحریک التوائے کار کو بہت important تصور کرتے ہوئے پچھلے اجلاس میں فرمایا تھا کہ اس کو pending کرتا ہوں اور اس پر detail جواب آئے گا۔ وہ تحریک التوائے کار نمبر 10/490 منزل واٹر کے بارے میں تھی۔

جناب سپیکر: اسے چیک کیا جائے اور اگر اس پر میرا آرڈر ہے تو پھر لائیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری humble submission تو سن لیں۔ ہوا یہ کہ 12 تاریخ کو۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! جن کا ٹائم ہے انہیں کیوں نہیں دے رہے؟ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 686 رانا محمد افضل خان صاحب کی ہے۔

پنجاب حکومت کا شاہراہ پنجاب یونیورسٹی تا اکبر چوک لاہور پر واقع اربوں روپے کی اٹھائیس کنال اراضی پر نیسپاک کے دفاتر اور ایل ڈی اے کے فلیٹس این ایف سی کو الاٹ کرنا

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے اٹھائیس کنال رقبہ بر لب شاہراہ پنجاب یونیورسٹی لاہور تا اکبر چوک بجوار دفاتر NESPAK اور LDA فلیٹس جن کی مالیت آج 2۔ارب روپے سے زیادہ ہے NFC کو دفاتر و رہائش ملازمین بنانے کے لئے الاٹ کی۔NFC تمام کھاد فیکٹریاں فروخت کر دینے کے بعد اب کوئی manufacturing کا کام نہیں کر رہا جبکہ اس کے 95 فیصد ملازمین گولڈن ہینڈ شیک اور اپنے تمام تر مفادات حاصل کر لینے کے بعد فارغ ہو چکے ہیں۔NFC کے موجودہ چیئرمین اس قیمتی اراضی کو ایک اشتہار کے ذریعہ جو"The News"اخبار میں25۔ ستمبر2010 کو شائع کیا گیا ایک ایسی عمارت اور فلیٹ تعمیر کرنے کے لئے Expression of Interest طلب کر رہے ہیں جس کے ذریعہ وہ یہ عمارت سابقہ ملازمین کو فلیٹ الاٹ کر کے تقسیم کریں گے۔یہ فعل فراڈ کے زمرے میں اس لئے آتا ہے کہ کسی بھی قانون کے تحت یہ مفادات کسی بھی محکمہ کے سابقہ ملازمین کو دیئے نہیں جا سکتے جبکہ وہ خود ان کا نام استعمال کر کے زمین پر قبضہ، بلڈنگ کی تعمیر میں خُورد بُرد اور کمرشل حصہ جات ہڑپ کرنے کے درپے ہیں۔آج ملک میں سیلاب کی تباہی کے بعد حکومت ایک ایک پیسے کے لئے پریشان ہے اور گنجان آباد لاہور شہر میں عوام کی سہولیات کی شدید قلت ہے۔حکومت پنجاب کو بغیر کوئی وقت ضائع کئے اس پلاٹ کی الاٹمنٹ کینسل کرنی چاہئے کیونکہ NFC کا ادارہ کھاد بنانے کا کام بند کر چکا ہے اور یہ غریب قوم مزید لوٹ کھسوٹ برداشت نہیں کر سکتی نیز یہ کہ اس زمین پر کوئی نقشہ پاس کیا جائے اور نہ ہی اس کے کسی حصہ کا کوئی انتقال کیا جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میری ایک شارٹ سٹیٹمنٹ ہے۔

جناب سپیکر: اس میں شارٹ سٹیٹمنٹ ہو ہی نہیں سکتی۔

رانا محمد افضل خان: شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار صاحبزادی نرگس ظفر صاحبہ کی ہے، وہ تشریف نہیں رکھتیں لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔انہوں نے بڑی محنت سے یہ کروائی تھی اب پتا نہیں کیا ہو گیا ہے؟

شیخ علاؤالدین: وہ بڑی خوش قسمت ہیں کہ آپ انہیں appreciate کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 10/688 شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے ہے۔شیخ صاحب! جائیں میدان میں دیکھی جائے گی۔

صوبہ میں ملکی و غیر ملکی دواساز کمپنیوں کی لوٹ کھسوٹ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں کہہ رہا تھا کہ وہ خوش قسمت ہیں جن کو آپ appreciate کر رہے ہیں۔

میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ ملکی و غیر ملکی pharmaceutical کمپنیوں کی لوٹ کھسوٹ اور ناقابل یقین حد تک عوام کش پالیسیز اور ان کمپنیوں کے باہمی مافیا کی طاقت کا اندازہ اس طرح لگایا جا سکتا ہے کہ ان میں سے کوئی بھی کمپنی 100 فیصد سے لے کر 1000 فیصد سے کم منافع پر کام نہیں کر رہی۔یہ کمپنیاں 25 فیصد تک declared commission اپنے ایجنٹوں کو دے رہی ہیں جس سے ان کے اصل منافع کا اندازہ لگانا بھی مشکل نہ ہے۔ان کمپنیوں کے ہتھکنڈوں میں سے ایک کامیاب ہتھکنڈا (Research and Development(R&D کی شکل میں عوام کی جیبوں پر ڈاکا ڈالنا ہے۔جب کوئی بھی کمپنی کوئی نئی دوا مارکیٹ میں لانا چاہتی ہے تو فرض کریں اس کی اصل قیمت base price اگر -/200 روپے فی پیکٹ ہے تو وہ کمپنی مل ملا کر R&D کے لبادے میں اس base price یعنی بنیادی قیمت پر منافع کا 1000 فیصد تک قیمت بڑھا لیتی ہے یعنی -/200 روپے کی دوائی -/2000 روپے تک مارکیٹ کی جاتی ہے۔R&D کے تحت زیادہ سے زیادہ

validity period دس سال ہے۔ایسی کمپنیاں نو سال تک عوام کو ناجائز طور پر اربوں روپے سے محروم کرتی ہیں اور دسویں سال میں داخل ہوتے ہی اس دوا کی مارکیٹنگ بند کر دیتی ہیں اور کسی دوسری کمپنی کو اس کے rights خفیہ یا اعلانیہ جیسا موقع ملے بیچ دیتی ہیں اور وہ دوا عوام کو پھر اسی قیمت پر ملتی رہتی ہے جس قیمت پر وہ متعارف کروائی گئی تھی۔آج حالت یہ ہے کہ عوام انتہائی مہنگے داموں پر Polycrol, Mucaine, Calpol, Brufen اور Motallium جیسی روزمرہ استعمال ہونے والی دوائیں بھی انتہائی مہنگے داموں خریدنے پر مجبور ہیں۔جان بچانے والی ادویات کی فراہمی اور قیمت میں ان کمپنیوں کا کردار ایک علیحدہ داستان الم ہے۔اس کے ساتھ ساتھ تقریباً تمام بچوں کے لئے ضروری vaccines بھی مارکیٹ میں نایاب ہیں اور منہ مانگے داموں فروخت کی جارہی ہیں۔معزز ایوان کے ہر ممبر کو یہ حقیقت جان کر دکھ ہو گا کہ ایک کمپنی نے پچھلے سات ماہ میں 7۔ارب روپے کا ناجائز منافع surgical sutures جو کہ حادثات میں زخمی مریضوں کے گہرے زخموں کو stitch کرنے کے لئے ضروری ہوتی ہے سے کمایا اور جب یہ معاملہ میڈیا میں آیا تو کمپنی نے یک لخت 350 فیصد قیمت کم کر دی۔اس سے ان کمپنیوں کے اصل شرح منافع کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ایک طرف تو عوام کو یہ کمپنیاں بُری طرح لوٹ رہی ہیں اور دوسری طرف بہت سی pharmaceutical کمپنیاں غیر معیاری اور جعلی ادویات بھی بنا رہی ہیں، حقیقت یہ ہے کہ اس وقت drug policy کا عملاً کوئی وجود قطعاً کہیں نہ ہے جو عوام کے مفاد اور حقوق کو تحفظ دے سکے اور ویسے بھی یہ تب تک ممکن نہ ہے جب تک ارباب اختیار سے free medical facilities جن پر اربوں روپیہ خرچ کیا جاتا ہے کی ناجائز مراعات واپس نہ لے لی جائیں پھر انہیں اندازہ ہو سکے گا جب وہ یہ ادویات جیب سے خریدیں گے کہ عوام کو اس کا کیا سامنا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! مزید ایک sentence کی اجازت دے دیں، just one sentence کی اجازت دے دیں۔ میں صرف آپ کی توجہ کل کے "ڈان" اخبار کی طرف دلاؤں گا۔ "ویاگرا" نام کی ایک دوائی کے حوالے سے اس کے اندر ایک آرٹیکل لکھا گیا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں گے تو میں Monday کو اسے پڑھ دوں گا۔ اس سے اندازہ ہو گا کہ کتنا بڑا منافع کمایا جا رہا ہے، یعنی اس سے بڑا منافع ہی دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ آپ اس کو ضرور پڑھیں۔

جناب سپیکر: بس، اب آپ بیٹھ جائیں۔اس تحریک کو ہم next week تک کے لئے pending کرتے ہیں۔اگلی تحریک بھی آپ کی ہے۔اس کو بھی اب آپ بعد میں پڑھیں گے۔رانا صاحب! کیا آپ شیخ صاحب کی تحریک کا جواب دینا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین صاحب نے یہ جو تحریک پیش کی ہے اس کو next week تک کے لئے pending فرمادیں لیکن جو انہوں نے آپ کو حکماً کہا ہے کہ آپ فلاں چیز ضرور پڑھیں، اس پر مجھے اعتراض ہے۔

جناب سپیکر: وہ میں نے already next week کے لئے pending کر دی ہے۔باقی انہوں نے حکماً نہیں کہا بلکہ برادرانہ طور پر کہا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! رانا صاحب ویسے ہی مجھے آپ سے لڑانا چاہتے ہیں حالانکہ ایسی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، ایسی بات نہیں ہے۔اللہ خیر کرے گا۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر689 بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔اس سے اگلی تحریک التوائے کار نمبر690 بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ان دونوں کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک محترمہ شگفتہ شیخ صاحبہ کی ہے۔

پنجاب بنک میں کرپشن کو بے نقاب کرنے والے افسران کو جھوٹے مقدمات میں پھنسانا

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "خبریں" اور روزنامہ "اوصاف" لاہور مورخہ 6۔اکتوبر 2010 میں چھپنے والی اس خبر کی طرف توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ پنجاب بنک کروڑ پتی سکیم کے 9 کروڑ روپے کی کرپشن بے نقاب کرنے والے چار افسران کو جھوٹے مقدمہ میں پھنسانے کی تیاریاں کی جارہی ہیں، ان چاروں افسران نے سابق حکومت کے دور کے ایک ایڈیشنل ڈائریکٹر جنرل تعلقات عامہ کو آرڈیننس کی کرپشن کو بے نقاب کیا تھا جس پر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے ان چاروں افسران کو ساٹھ ساٹھ ہزار روپے کے انعامات سے نوازا تھا مگر اب بااثر مافیا ان افسران کو جھوٹے اور جعلی مقدمات میں پھنسانے میں مصروف

ہے۔کیا کرپشن پکڑوانا جرم ہے، کیا بااثر افسران اتنے ہی طاقتور ہیں کہ کروڑوں کی کرپشن کر کے کھلے عام پھر رہے ہیں اور بدنام سیاستدانوں کو کیا جاتا ہے؟ایڈیشنل ڈائریکٹر جنرل کی کرپشن کا ریکارڈ انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ کے پی اینڈ سی سیکشن میں محفوظ تھااس کو آگ لگوا کر راکھ کر دیا گیا مگر متعلقہ کسی افسر یا اہلکار کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہوئی۔پنجاب بنک سکینڈل پہلے ہی منظر عام پر آ چکا ہے اب یہ بھی پنجاب بنک کا ایک اور سکینڈل ہے جس میں کروڑوں کی کرپشن ہوئی ہے اور کرپشن کرنے والے کھلے عام پھر رہے ہیں،جنہوں نے اتنے بڑے کرپشن سکینڈل کو پکڑوایا اب ان کو تنگ کیا جارہا ہے۔جن نادیدہ قوتوں نے ایڈیشنل ڈائریکٹر جنرل کو آرڈیننشن تعلقات عامہ پنجاب کی انکوائری کو دبوایا ہوا ہے ان کو منظر عام پر لایا جائے اور جن ایماندار افسران نے اپنا فرض پورا کر کے کرپشن پکڑوائی ہے ان کو تحفظ دیا جائے۔ کروڑوں روپے کرپشن کے مرکزی کردار کو بے نقاب کیا جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان):جناب سپیکر! اس تحریک کو بھی آپ next Mondayتک کے لئےpendingفرمادیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔اس تحریک کو بھیnext weekتک کے لئےpendingکیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی ہے۔

بلاک نمبر3، گلی نمبر1 میں واقع امام بارگاہ قیصر ابی طالب سرگودھا پر اسسٹنٹ پبلک پراسیکیوٹر فیصل آباد کا ناجائز قبضہ

چودھری عامر سلطان چیمہ:جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق امام بارگاہ قیصر ابی طالب پلاٹ نمبر 314 گلی نمبر1 بلاک نمبر3 سرگودھا جو سید اقبال محمد صوفی نقوی کی موروثی جائیداد پر واقع ہے اور جس کے سید محمد طاہر عباس نقوی و دیگر وارثان برابر کے حصے دار ہیں اس پر علی حماد اسسٹنٹ پبلک پراسیکیوٹر ضلع فیصل آباد ولد محمد حسین وغیرہ نے امام بارگاہ ہذا پر ناجائز طور پر قبضہ کر کے بدنیتی سے تالابندی کی ہوئی ہے اور امام بارگاہ مذکورہ پر ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت مجالس عزا کا انعقاد زبردستی روک رکھا ہے۔نیز علی

حماد مذکورہ نے امن کمیٹی سرگودھا کے ارکان کو ہٹ دھرمی سے امام بارگاہ کے تالے کھولنے سے انکار کر دیا ہے اور دھمکیاں دینی شروع کر دی ہیں کہ آئندہ امام بارگاہ ہذا میں مجالس منعقد نہ کی جائیں۔امن کمیٹی ضلع سرگودھا کے ممبر نے وزیر اعلیٰ پنجاب سے اپیل کی ہے کہ مذکورہ ناجائز کارروائی کو جلد از جلد ختم کرنے کے احکامات جاری کئے جائیں ورنہ محرم الحرام کے دوران جو عنقریب شروع ہو رہا ہے شدید امن وامان کا مسئلہ پیدا ہونے کا امکان ہے۔اس خبر سے ضلع سرگودھا کے عوام میں بالعموم اور اہل تشیع میں بالخصوص بے چینی،اضطراب اور تشویش کے جذبات پائے جاتے ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر!اس تحریک کو next week تک pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے،اس تحریک کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک چودھری ظہیر الدین خان ،سردار محمد یوسف خان لغاری اور دوسرے معزز ممبران کی طرف سے ہے۔اس کو کون صاحب پڑھیں گے ؟

صوبہ کے مختلف علاقوں میں ڈینگی وائرس سے عوام ڈینگی بخار میں مبتلا اور مطلوبہ ادویات کی عدم فراہمی

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 5۔اکتوبر2010 کی خبر کے مطابق موسم کی تبدیلی کے بعد شہر کے مختلف علاقوں میں مچھروں کی بہتات شروع ہو گئی ہے جس میں ڈینگی وائرس کے مچھروں نے بھی پرورش پانا شروع کر دی ہے اور ڈینگی وائرس کے ابتدائی آٹھ شکار مریض لاہور کے چار بڑے ہسپتالوں میں رپورٹ کئے گئے ہیں۔اس صورتحال سے نمٹنے کے لئے لاہور کے کسی بھی ہسپتال میں ڈینگی وارڈ بنائے گئے اور نہ ہی مطلوبہ ادویات میسر ہیں۔میو،جنرل،گنگارام،سروسز،چلڈرن،جناح اور دیگر ہسپتالوں میں ڈینگی کے شبہ میں آنے والے مریضوں کو عام وارڈ میں رکھا جا رہا ہے۔میو ہسپتال میں تین،

گنگارام میں دو،جناح میں دواور سروسز ہسپتال میں ایک مریض کا ڈینگی ٹیسٹ کیا گیا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس تحریک کو next week تک کے لئے pending فرمادیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!میری غیر موجودگی میں ابھی Law Minister صاحب نے Board of Governors کے ساتھ پروفیسر ایسوسی ایشن کی طرف سے جو نمائندے اس issue پر بات کرنے کے لئے آئے تھے ان کے ساتھ جو مذاکرات ہوئے ان کا احوال پیش کیا۔ میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ کمیٹی میں نے بنوائی،اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ہم راناثناء اللہ صاحب کو بڑے تردّد کے ساتھ مذاکرات کی table پر لے آئے،اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ رانا صاحب نے ان کے ساتھ مذاکرات کئے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ان کے نمائندے وہاں پر موجود تھے اور انہوں نے Secretary Higher Education کی موجودگی میں one by one اپنے تمام تحفظات ان کے سامنے پیش کئے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ انہوں نے کچھ چیزوں کے اوپر وعدہ بھی فرمایا لیکن یہ کہنا درست نہیں ہے کہ معاملہ resolve ہو چکا ہے۔ یہ معاملہ اس وقت resolve ہو گا کہ 1960 کے ایکٹ کے مطابق Board of Governors کے پاس یہ اختیار موجود ہے کہ وہ فیسیں بڑھا سکتا ہے،اس کے پاس یہ اختیار بھی موجود ہے کہ وہ اساتذہ کے تبادلے کر سکتا ہے، اس کے پاس یہ اختیار بھی موجود ہے کہ وہ property sale کر سکتا ہے۔اس قانون میں ترمیم کرنے کا اختیار اگر کسی کے پاس ہے تو وہ صرف اسمبلی کے پاس ہے تو یہ مسئلہ اس وقت resolve ہو گا جب اسمبلی میں اس ایکٹ میں ترامیم ہوں گی اور اس مسئلے کو یہاں پر بحث کے لئے رکھا جائے گا اور اس کے علاوہ ان کا ایک مطالبہ تھا کہ انتقامی کارروائیاں کرتے ہوئے جن پروفیسروں کے تبادلے ہوئے ان کو واپس لیا جائے گا اور اس چیز کا وعدہ راناثناء اللہ صاحب نے کیا۔ رانا صاحب نے جو وعدہ فرمایا وہ بھی ابھی تک جوں کا توں وہیں ہے یعنی ابھی تک تبادلے واپس نہیں ہوئے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ جب تک قانون میں ترامیم لا کر انہیں اس کے اوپر مکمل طور پر satisfied نہیں کر لیا جاتا اس وقت تک ہم اس مسئلے کو resolve نہیں کہہ سکتے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!آپ اس میں کیا کہنا چاہیں گے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ محترمہ آمنہ الفت کی اپنی سمجھ ہے کہ وہ اس معاملے کو resolve سمجھیں یا نہ سمجھیں لیکن یہ معاملہ اس دن مذاکرات میں میری حد تک resolve ہو چکا ہے، اس کے لئے کسی قانون میں amendment کی ضرورت نہیں ہے اور جہاں تک انتقامی کارروائیوں کا تعلق ہے ان چیزوں کا جائزہ لیا جارہا ہے ان میں سے جو کارروائی انتقامی کارروائی کے زمرے میں آئے گی اسے withdraw کروایا جائے گا اور جو کارروائی انتقامی کی بجائے انتظامی کارروائی کے زمرے میں آئے گی اس کو قطعی طور پر withdraw نہیں کیا جائے گا کیونکہ آخر department نے ایک discipline کے ساتھ چلنا ہے۔

جناب سپیکر: اسمبلی کی مجالس میں ترمیم کے حوالے سے وزیر قانون تحریک پیش کریں کہ وہ کیا چاہتے ہیں؟

مجالس قائمہ برائے ترقی خواتین، سماجی بہبود اور بیت المال کی چیئرپرسن کے استعفے سے خالی ہونے والی نشست کو پُر کرنے کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ(1)150 کے تحت قائد ایوان، سینئر وزیر اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے سٹینڈنگ کمیٹی برائے ترقی خواتین، سماجی بہبود اور بیت المال میں محترمہ شبینہ ریاض، ایم پی اے، W-344 کے استعفیٰ سے خالی ہونے والی نشست پر جناب قیصر اقبال سندھو، ایم پی اے، پی پی۔99 کو منتخب قرار دیا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ(1)150 کے تحت قائد ایوان، سینئر وزیر اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے سٹینڈنگ کمیٹی برائے ترقی خواتین، سماجی بہبود اور بیت المال میں محترمہ شبینہ ریاض، ایم پی اے، W-344 کے استعفیٰ سے خالی ہونے والی نشست پر جناب قیصر اقبال سندھو، ایم پی اے، پی پی۔99 کو منتخب قرار دیا جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ(1)150 کے تحت قائد ایوان، سینئر وزیر اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے سٹینڈنگ کمیٹی برائے ترقی خواتین، سماجی بہبود اور بیت المال میں محترمہ شبینہ ریاض، ایم پی اے، W-344 کے استعفیٰ سے خالی ہونے والی نشست پر جناب قیصر اقبال سندھو، ایم پی اے، پی پی۔99 کو منتخب قرار دیا جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میں نے کل یہاں پر ایک نشاندہی کی تھی کہ "ڈان" اخبار میں ایک رپورٹ چھپی تھی جس میں رانا ثناء اللہ صاحب نے کہا تھا کہ 31 لاکھ weapons گورنمنٹ سٹور سے غائب ہو گئے ہیں، اگر وہ رپورٹ ہوم ڈیپارٹمنٹ کی ہے تو رانا صاحب اس پر کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! بتائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کی رپورٹ آ گئی ہے میں نے وہ رپورٹ منگوانے کے لئے اپنا folder بھجوایا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وہ رپورٹ folder میں ابھی آ جاتی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے یہاں پر ایک گزارش کی تھی جس پر آپ نے آج کے لئے کہا تھا کہ وزیر اریگیشن آئیں گے تو وہ اس پر بات کریں گے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب آئے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: آپ نے کہا تھا کہ وہ نہیں بھی آئیں گے تو اس پر بات ہو گی۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ میں نے یہ نہیں کہا تھا۔ دیکھیں، میری بات کو اس طرح نہ کیا کریں۔ میں نے یہ کہا تھا کہ جب بھی وزیر صاحب آئیں گے تو آپ کی بات کا جواب دیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اللہ وزیر صاحب کو جزائے خیر دے، وہ آتے ہیں اور ایک سیاسی قسم کا بیان دے کر دو منٹ بیٹھتے ہیں اور پھر اٹھ کر چلے جاتے ہیں، انہوں نے کب کوئی serious

بات کی ہے، آپ اس بات کا انصاف کریں کہ انہوں نے کب ہماری اریگیشن پالیسی پر یا ہمارے پانی کے مسئلہ پر کوئی سنجیدہ بات کی ہے؟

جناب سپیکر: ہم نے ان کے مشورے سے ایک دن اریگیشن پر رکھنا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے کل ایک اور گزارش کی تھی کہ اریگیشن ڈیپارٹمنٹ ہمیں یہ بتادے کہ ہماری خریف کی فصل کے لئے پانی کا حصہ جو 34 ملین ایکڑ فٹ تھا اس میں سے کتنا ہمیں ملا تھا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے تو یہ عرض کیا ہے کہ اگر sense of House ہے تو آپ Monday کو اس پر بحث کے لئے دن رکھ دیں۔ اس دن سیکرٹری اریگیشن بھی آجائیں گے اور وزیر صاحب سے بھی گزارش کریں گے کہ وہ بھی تشریف لے آئیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! وزیر صاحب کو بھی پابند کریں کہ وہ بھی تشریف لے آئیں۔

جناب سپیکر: انہی کے لئے تو رانا صاحب کہہ رہے ہیں، انہیں اس دن موجود رہنا پڑے گا۔ آج میرے پاس price hike پر بحث کے لئے جو نام آئے ہیں، میاں نصیر صاحب، شیخ علاؤالدین صاحب، رانا محمد افضل صاحب، رانا محمد ارشد صاحب، یٰسین سوہل صاحب۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! price hike پر بحث کے لئے وزیر خوراک چودھری عبدالغفور پالیسی سٹیٹمنٹ دیں گے۔ میں شیر علی صاحب کی بات پر answer کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے اس کا پورا ریکارڈ معلوم کیا ہے تو یہ انتہائی افسوس کی بات ہے کہ "ڈان" جیسے اخبار میں یہ خبر شائع ہوئی۔

جناب سپیکر: اجلاس کا وقت آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): خبر یہ تھی کہ "3 ملین، یعنی 30 لاکھ ہتھیار مال خانے سے غائب ہو گئے ہیں۔" ایک بات تو یہ ہے کہ ان دس سالوں میں ٹوٹل اٹھائیس لاکھ پچاس ہزار آٹھ سو اڑتالیس weapon recover by the Punjab Police ہوئے ہیں۔ یہ قابل ذکر بات ہے کہ ان 28 لاکھ میں سے 23 لاکھ 16 ہزار 750 گولیاں اور کارتوس ہیں۔ آپ ان معنوں میں کارتوس کو ہتھیار نہیں کہہ سکتے۔ اگر یہ 23 لاکھ نکالیں تو باقی پانچ لاکھ ہتھیار بنتے ہیں، 3 ہزار 317 گرنیڈز ہیں، 5 ہزار 607 کلاشنکوفیں ہیں، 49 ہزار 823 رائفلیں ہیں، 77 ہزار 366 گنیں ہیں اور 3 لاکھ 10 ہزار 951

ریوالور ہیں اور 70ہزار کاربین ہیں اور باقی 23لاکھ صرف کارتوس اور گولیاں ہیں۔اس حساب سے یہ کہنا کہ 5لاکھ میں سے 30لاکھ missing ہوں گے وہ بالکل بے بنیاد خبر ہے اور اس میں کوئی صداقت نہیں ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! انہوں نے باقی تو بتا دیا ہے اور بڑا اچھا clear کر دیا ہے لیکن یہ بھی بتا دیں کہ اس میں سے غائب کتنے ہوئے ہیں، اگر 30لاکھ نہیں ہوئے تو کتنے غائب ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مال خانے کی رپورٹ کے مطابق کوئی بھی ہتھیار غائب ہونے کی رپورٹ نہیں ہے۔

سرکاری کارروائی

بحث

ضروری اشیاء کی مہنگائی پر عام بحث

جناب سپیکر: ہتھیار غائب ہونے کی کوئی رپورٹ نہیں ہے۔اب وزیر خوراک پالیسی بیان دیں گے، اس کے بعد ادھر سے اپوزیشن لیڈر شروع کریں گے۔جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! یقیناً مہنگائی کے لئے کوئی دو رائے نہیں ہے کہ یہ ایک بڑا sensitive مسئلہ ہے لیکن اس کے پیچھے بہت سی وجوہات ہیں جو میں انشاء اللہ عرض کروں گا۔ ایک تو یہ gradually بڑھی ہے اور اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ نے مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ اپنی efforts کی ہیں۔کہیں پر Price Control Committee سے لے کر Consumer Courts تک کام کر رہی ہیں، کہیں پر رمضان بازاروں سے لے کر اتوار بازار تک ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں کہ ہر غریب سے غریب شخص تک price control کر کے ان کو facilitate کیا جائے۔اس سے پچھلے رمضان شریف میں بھی باقاعدہ طور پر رمضان بازار لگائے گئے اور اس دفعہ بھی رمضان بازار لگائے گئے ہیں۔اس کے علاوہ اس کی اور بھی کافی وجوہات ہیں۔مثال کے طور پر اگر تیل مہنگا ہوتا ہے تو اس کا اثر ہر چیز پر پڑتا ہے۔اگر بجلی مہنگی ہوتی ہے تو اس کا اثر بھی ہر چیز پر پڑتا ہے، اگر گیس مہنگی ہوتی ہے تو ہر چیز پر اس کا اثر پڑتا ہے۔اس کے ساتھ اگر import ہونے والی چیزوں میں

delay ہوتا ہے تب بھی قیمتوں پر اس کا اثر پڑتا ہے۔ پاکستان ایک زرعی ملک ہے لیکن جب ہم مہنگی چیزیں منڈی میں دیکھتے ہیں تو اس پر یہ سوچ ضرور پیدا ہوتی ہے کہ ایک زرعی ملک میں پیاز، ٹماٹر، آلو اور اس قسم کی چیزیں مہنگی کیوں ہیں؟ اس کے لئے چیف منسٹر پنجاب کی پچھلی گورنمنٹ میں بھی انہوں نے جعلی ادویات پر پابندی لگائی، زمیندار کو زیادہ سے زیادہ facilitate کیا اور اس دفعہ بھی چیف منسٹر کی main priority پر زراعت کو رکھا گیا ہے۔ ہم نے ہر زمیندار کو facilitate کیا ہے اور مزید ان کو انشاء اللہ تعالیٰ facilitate کریں گے۔ چیف منسٹر نے دس ہزار ٹریکٹر دو لاکھ کی سبسڈی کے ساتھ زمینداروں کو دیئے تاکہ زیادہ سے زیادہ زمیندار کو فائدہ ہو، زمیندار کام کرے اور جب زمینوں پر proper کام ہو گا تو وہ چیز منڈیوں میں provide ہو گی۔

جناب سپیکر! ذخیرہ اندوزی بھی مہنگائی کی ایک وجہ ہے۔ ہم اس پر بھی کوشش کر رہے ہیں کہ زمیندار کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے۔ جب ایک سبزی ایک دیہات سے چلتی ہے تو اس کی قیمت کچھ اور ہوتی ہے لیکن جب وہ منڈی میں آتی ہے تو درمیان میں ایک شخص ایسا آتا ہے جو زیادہ سے زیادہ منافع کماتا ہے اور اس کا سارا بوجھ ultimately عوام پر پڑتا ہے۔ یقیناً یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ مہنگائی صرف پاکستان میں ہی نہیں بلکہ internationally بڑھی ہے۔ روپے کا devalue ہونا بھی ایک وجہ ضرور ہے لیکن گورنمنٹ کی پوری کوشش ہے اور اس سے ہم بالکل چشم پوشی نہیں کر رہے ہیں۔ مہنگائی gradually بڑھی ہے، یہ ایک دن میں بڑھی ہے نہ ایک سال میں بڑھی ہے بلکہ یہ مہنگائی یہاں تک کئی سالوں میں آئی ہے۔ اس کے لئے ہم پوری کوشش کر رہے ہیں کہ ہم اپنی عوام کو ہر لحاظ سے facilitate کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جیسے میں ذخیرہ اندوزی کی بات کر رہا تھا میں اپنی بات کو تھوڑا سا بڑھانا چاہوں گا۔ یقیناً ذخیرہ اندوزوں کا مہنگائی کرنے میں main role ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے ذخیرہ اندوزی پر maximum کنٹرول کیا ہے۔ اگر ہم چائنا کی بات کریں تو انہوں نے پہلے ذخیرہ اندوزوں کو warn کیا وہ اس سے باز نہیں آئے، second time پھر ان کو warn کیا گیا وہ پھر اس سے باز نہیں آئے، تیسری بار انہوں نے ذخیرہ اندوزوں کو چوکوں میں پھانسی چڑھا دیا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب وقت آ گیا ہے کہ سزا اور جزا کا ایک سسٹم بنے اور وہ سسٹم انشاء اللہ تعالیٰ بنے گا۔ اس میں جو لوگ involve ہیں وہ ذخیرہ اندوزی کر کے مہنگائی کرتے ہیں۔

جناب سپیکر!اگر کوئی چیز import کی جاتی ہے اور اگر import میں delay ہو جائے تو وہ بھی مہنگائی کی ایک main وجہ بنتی ہے اس کے لئے رمضان شریف سے پہلے بھی چیف منسٹر نے فیڈرل گورنمنٹ کو بار بار لکھا کہ آپ timely چونکہ آگے رمضان شریف آ رہا ہے چینی اور اس طرح کی دوسری اشیاء جو import کرنے والی ہیں ان کو فوری import کریں تاکہ مہنگائی پر کنٹرول کیا جا سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ صوبائی حکومت کے علاوہ مرکزی حکومت کا اس میں بڑا اہم role ہے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر اور مشاورت کے ساتھ اچھے طریقے سے اس کو manage کریں گے اور پنجاب حکومت اس پر کام کر بھی رہی ہے۔ ہم عوام کو مزید maximum facilitate کریں گے۔ ہماری ہر ممکن کوشش ہے کہ مہنگائی نہ بڑھے اور ہم ہر ایک شخص کو facilitate کریں۔ شکریہ

جناب سپیکر: اب چاول کا سیزن آنے کو ہے، ذرا کاشتکار کا خیال کریں۔ اس بارے میں بھی جلد از جلد پالیسی بنا کر لوگوں کو بتا دیں۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جناب لیڈر آف دی اپوزیشن! باقی صاحبان کو تین منٹ سے زیادہ ٹائم نہیں ملے گا کیونکہ آج جمعہ ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنی معروضات تھوڑے وقت میں مکمل کرنے کی کوشش کروں گا تاکہ میرے اپوزیشن کے جو ساتھی ہیں ان کو آپ زیادہ ٹائم دے سکیں۔ مہنگائی کے بارے میں حکومتی ارکان کو کچھ کہنا نہیں ہے، اگر وہ کوئی اپنی تجاویز دینا چاہیں تو وہ لکھ کر بھی گورنمنٹ کو دے سکتے ہیں اور پارلیمانی پارٹی میں بھی بات ہو سکتی ہے۔ آج چونکہ وقت تھوڑا ہے میری استدعا ہے کہ اپوزیشن والوں کو time دیا جائے اور اگر time بڑھایا جا سکتا ہے تو اگلے دن تھوڑی دیر کے لئے لے جائیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ اگلے روز منسٹر صاحب conclude فرمالیں گے۔

جناب سپیکر!آج کا جو موضوع مہنگائی ہے وہ اپنے اس لفظ سے ہی منہ سے بولتا ہے اور آج حسب روایت جب کوئی debate شروع ہونی ہوتی ہے تو honourable منسٹر جو اس portfolio کے ہوتے ہیں انہوں نے اپنی پالیسی سٹیٹمنٹ دینی ہوتی ہے۔ مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج منسٹر صاحب کے ارشادات میں حکومت پنجاب کی کوئی پالیسی کہیں پر نظر نہیں آئی سوائے اس mission کے کہ ہاں! مہنگائی ہے اور مہنگائی ہے۔ آخر پر انہوں نے اپنی پالیسی سٹیٹمنٹ میں ایک لفظ

کہا کہ وفاقی حکومت بھی اس کی ذمہ دار ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وفاقی حکومت بھی ذمہ دار ہے تو اس کے ساتھ رابطے میں وزیر اعلیٰ صاحب سے بہتر کوئی نہیں ہے اور ہر وقت وہ ان سے رابطے میں ہوتے ہیں حتیٰ کہ جب ان کے MNA صاحبان کی طرف سے ایک تقریر کی جاتی ہے تو پھر بھی وزیر اعلیٰ صاحب ہی معذرت کے لئے وزیر اعظم کے ساتھ فوری طور پر رابطے میں ہوتے ہیں۔ان کے جتنے بھی سیاسی مسائل ہوتے ہیں وہ سارے ناشتوں، لنچ اور ڈنر پر discuss ہوتے رہتے ہیں لیکن مہنگائی کے اوپر کبھی کوئی میٹنگ نہیں ہوئی۔ لانگ مارچ سیاسی طور پر announce ہو جاتے ہیں لیکن مہنگائی کے لئے لانگ مارچ وفاقی حکومت کے خلاف کبھی announce نہیں کیا گیا کہ وفاقی حکومت ہماری بات نہیں سن رہی اس لئے ہم اپنے صوبہ پنجاب کے عوام کے لئے مہنگائی کے خلاف بھی ایک لانگ مارچ کریں گے جو اسلام آباد کو جائے گا۔ منسٹر صاحب کے ارشاد کے مطابق کہ وہاں سے ہمیں relief نہیں مل رہا اس لئے ہم اس مہنگائی کو ختم کرنے کے لئے یہ لانگ مارچ شروع کر رہے ہیں جو کبھی بھی حکومت پنجاب کی طرف سے announce نہیں ہوا۔ میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مہنگائی کا جن اور اس کا تکلیف دہ عمل جو جاری ہے اس کی شدت بہت زیادہ بڑھ رہی ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں وہ یہ بات کر کے آپ کو احساس دلا رہے ہیں۔ چودھری صاحب! حکومت کو نہیں بلکہ آپ کو خود پہلے لانگ مارچ کرنا چاہئے تھا اسی لئے آپ کا یہ کام کسی اور نے کرنا شروع کر دیا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں آپ کے ارشادات اور احکامات کی تکمیل کے بعد استفادہ کروں گا اور اس پر انشاء اللہ عمل بھی کروں گا۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مہنگائی تو بڑھی ہے لیکن مہنگائی کا احساس اس لئے زیادہ بڑھ رہا ہے کہ آج سے تین سال پہلے جب الیکشن ہوا تو اس الیکشن کی ساری کی ساری تقاریر تحریر کی شکل میں اخبارات اور میڈیا میں موجود ہیں۔ جب دو پارٹیوں کی طرف سے خصوصاً پنجاب کی بڑی پارٹی کی طرف سے کہا گیا کہ ہم 1997 والی قیمتیں واپس لے کر آئیں گے۔ 2007 میں یہ کہا جا رہا تھا کہ ہم 1997 کی قیمتیں واپس لے کر آئیں گے اور لوگ اسے نہیں سمجھے۔ یہ ایک decoy تھا اور camouflage کر کے ایک کڑوی گولی دی جا رہی تھی جس میں عوام trap ہو گئے جو سمجھے کہ شاید یہ جو کہہ رہے ہیں وہ کرنا چاہتے ہیں لیکن اب عوام یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ انہوں نے ایسا کیا ہے اور نہ کرنا چاہتے ہیں۔ اگر کرنا بھی چاہتے ہیں تو ان میں کرنے کی اہلیت نہیں ہے کیونکہ مہنگائی پر کنٹرول ان کے بس سے نکل چکا ہے۔ سب کو معلوم ہے کہ آج مہنگائی سے صوبے کے

اندر کیا کیا ہو رہا ہے اور لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بھی اسی سے ہی پیدا ہو رہی ہے۔ میں ضروریات زندگی کی مختلف چیزوں میں اضافے جناب کے گوش گزار کر دوں کہ 2007 کے بعد آٹے کی قیمت میں 100 فیصد اضافہ، چینی کی قیمت میں 168 فیصد اضافہ، مرغی کے گوشت میں 50 سے 80 فیصد اضافہ، مٹن فی کلو کی قیمت میں 100 فیصد اضافہ، بیف میں 80 فیصد اضافہ اور دودھ کی فی لیٹر کی قیمت میں 90 فیصد اضافہ ہوا ہے جو بچوں کی ایک خوراک ہے کیونکہ بچوں کا سانس کا ناتا جوانی تک لے جانے کے لئے دودھ بہت ضروری ہے۔ اسی طرح انڈوں اور مرغیوں میں تو بڑی بڑی شخصیات اس ٹریڈ میں آ چکی ہیں، بجلی کی قیمتوں میں 100 فیصد اضافہ اور گیس کی قیمتوں میں مجموعی طور پر 50 فیصد اضافہ ہوا ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ یہ دونوں محکمے وفاق کے ہیں جیسا کہ جناب منسٹر صاحب نے ارشاد فرمایا کہ وفاق کے حصے میں بھی کچھ آتا ہے لہذا یہ دونوں چیزیں بھی انہی کے حصے میں آتی ہیں۔ میں ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ یہ لوگ تقابل کب کرتے ہیں؟ میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ لکھی پڑھی چیز سے تو انکار نہیں ہے کہ جو آدمی آج سے دس دن پہلے کوئی چیز اپنی جیب سے خرید چکا ہوتا ہے اور دس دن بعد کسی اور شکل میں اسے pay کرنا پڑتا ہے تو دس دن پہلے والی قیمتیں اسے یاد آتی ہیں۔ 2007 میں آٹے کی قیمت -/16 روپے کلو تھی اور 2010 میں -/32 روپے کلو ہے۔ میں یہ تقابل آپ کے حضور اور میڈیا کی سماعت کے لئے بھی عرض کرتا ہوں کہ چینی کی قیمت -/28 روپے کلو تھی اور آج -/75 روپے کلو ہے۔ اسی طرح چینی کو آج کی اخبارات کی زینت بھی بنایا گیا ہے کہ آج -/60 روپے فی من قیمت بڑھ گئی ہے جبکہ منسٹر صاحب یہاں پر اپنی پالیسی سٹیٹمنٹ دے رہے ہیں جنہیں شاید یہ علم تھا۔ میری یہ خواہش تھی کہ وہ کم از کم آج کی قیمتیں لے کر آتے اور انہیں صرف پڑھ لیتے تو پالیسی سٹیٹمنٹ میڈیا کی سمجھ میں بھی آ جاتی اور میڈیا کے ذریعے لوگوں تک بھی چلی جاتی۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مرغی کا گوشت -/100 روپے کلو تھا اور آج -/170 روپے کلو ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! یہ چیزیں روزانہ ٹی وی پر بھی بتائی جاتی ہیں اور اخبارات میں بھی بتائی جاتی ہیں۔ کون سا ایسا شخص ہے جس کو اس بات کا پتا نہیں ہے؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! روزانہ اموات ہوتی ہیں اور اگلے دن اسی طرح کی خبر پھر آتی ہے۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! مرغی کا گوشت -/170 روپے نہیں بلکہ -/135 روپے فی کلو ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! یہ بات منسٹر صاحب اپنی wind up speech میں بتا دیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ روزانہ خودکشیاں ہوتی ہیں لیکن اگلے دن اخبارات میں پھر خبر آتی ہے کہ آج خودکشیاں ہوئی ہیں۔ مہنگائی کے حوالے سے یہ چیزیں دہرانے والی ہیں۔ میں اب ایک پسندیدہ موضوع کی طرف آجاتا ہوں کہ یوریا کھاد -/550 روپے تھی لیکن اب آپ کو پتا ہے کہ -/1000 روپے سے بھی cross کر چکی ہے۔ ڈی اے پی کی قیمت -/1500 روپے تھی اور آج -/2800 روپے میں بک رہی ہے۔ اسی طرح لوڈ شیڈنگ 16 گھنٹے اور بے آرامی 24 گھنٹے ہے اور یہ بھی وفاق کے حصے میں آتی ہے۔ اس کے علاوہ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ چیزیں اس لئے بھی زیادہ تکلیف دہ ہوتی ہیں کہ ہمیں تین بجٹ مل چکے ہیں۔ آپ یہاں پر منصف اور custodian of the House کے طور پر تشریف فرما ہیں اور میں اپنے اپوزیشن کے ساتھیوں کی طرف سے آپ کا بڑا مشکور ہوں کہ آپ تحمل سے ہمیں سننے کے بعد ہماری راہنمائی بھی فرماتے ہیں اور ہماری آواز میڈیا اور عوام تک پہنچانے کی اجازت بھی دیتے ہیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دو بجٹ استعمال ہو چکے ہیں اور تیسرا استعمال ہو رہا ہے۔ خزانے، عوام کے ٹیکسوں اور divisible pool سے لیا گیا پیسا اس حکومت کی kitty میں جا چکا ہے اور اب حکومت نے دو کا استعمال کر لیا ہے اور ایک کا کر رہے ہیں جو 1400۔ارب روپے ہے۔ دیکھا جائے تو on ground ایسا کون سا نیا پراجیکٹ ہے جو public welfare کے لئے اس 1400۔ارب روپے میں سے بنا ہے۔ اب ایک خوشحال صوبہ مقروض صوبہ ہو گیا ہے اور سٹیٹ بنک کو اب نہیں جھٹلایا جا سکتا کہ 100۔ارب روپے سے زیادہ کا OD اور loan ہے۔ جب اس حکومت نے takeover کیا تو پچھلی حکومت نے 76۔ارب روپے خزانے کی kitty میں چھوڑے تھے جو ledgers بتاتی ہیں۔ یہ ساری amount ملائیں تو 1600۔ارب روپے سے زیادہ بن جاتے ہیں۔ اب 1600۔ارب روپے خرچ کرنے کے بعد عوام بجا طور پر پوچھتے ہیں کہ اس کے باوجود ہماری قسمت میں مہنگائی کیوں ہے؟ یہ بہت اہم سوال ہے اور ہر بات کسی وجہ سے ہوتی ہے۔

بات بے بات ہو نہیں سکتی، بات مشکل سے بات ہوتی ہے
بات ہیرا ہے بات موتی ہے بات خنجر کی کاٹ ہوتی ہے

جناب سپیکر!اس حوالے سے بات کرنے کے لئے حکومتی بنچوں یا دوسرے ساتھیوں کی طرف سے کہا جائے کہ پچھلے سال آپ نے یہ بات کر لی تھی لیکن پچھلے سال کے بعد آج اگر حالات میں کوئی تبدیلی ہو گئی ہوتی تو پھر یہ پچھلی بات ہیرا اور موتی ہوتی لیکن اگر نہیں ہے تو آج کی بات خنجر کی کاٹ ہوتی ہے جسے سننا پڑتا ہے۔ میں یہ بتا دوں کہ مہنگائی کی وجہ سے جرائم میں 50 فیصد اضافہ ہوا ہے جو نوجوان کر رہے ہیں۔ نوجوانوں کے پاس صرف دو راستے بچے ہیں یا تو وہ جرائم کریں یا خودکشی کریں اور اللہ نہ کرے ایسا موقع ہو۔ حکومت کے پاس ابھی دو بجٹ باقی ہیں تو ان کے پاس موقع ہے کہ یہ 1997 کی قیمتوں پر قیمتیں واپس لے آئیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ 1997 کی قیمتیں نہیں بلکہ 2006 یا 2007 کی قیمتیں لے آئیں کیونکہ نوجوان بھی یہی مانگتے ہیں۔ ہر ڈویژنل ہیڈ کوارٹر کے ریکارڈ کے مطابق صرف اگست اور ستمبر 2010 میں ڈکیتی کی 1000 سے 1200 ماہانہ وارداتیں ہوئی ہیں، ان ڈکیتیوں کی بڑی وجہ مہنگائی ہے اور مہنگائی کی وجہ سے نوجوانوں کا اپنے بس سے باہر ہو جانا ہے۔ وہ اپنا bread and butter چلانے، اپنے گھر والوں، بوڑھے ماں باپ، دادا، دادی اور اپنے بچوں کے سانس کا ناتا قائم کرنے کے لئے یہ وارداتیں کرتے ہیں۔ جب مہنگائی کنٹرول میں نہیں رہتی، جب بے روزگاری کے اوپر ایک لکیر کھینچی ہوئی ہے، جب نوکریوں کو تالے لگے ہوئے ہیں تو پھر یہ خودکشیاں ہوتی ہیں یا پھر جرائم ہوتے ہیں۔ پنجاب کے آٹھ ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز میں ہر ماہ شہریوں سے اوسطاً 170 کروڑ روپے چھینے جا رہے ہیں اور یہ ایک recorded اور printed بات ہے۔ موٹر سائیکل اور کار چوری کی وارداتوں میں 60 فیصد اور موبائل چوری میں 70 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ مہنگائی میں مجموعی اضافہ 110 فیصدی ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ فیصد ہی کو کم کر دیں اور percentage کم کرنے کے لئے اپنی پالیسی یا statement دے دیں کیونکہ مہنگائی میں 110 فیصدی اضافہ ہے اور ایک data کے مطابق گزشتہ ماہ عام شہری کی قوت خرید میں 50 فیصدی کمی ہوئی ہے۔ پنجاب میں ہر ماہ صرف غربت کی وجہ سے ڈیڑھ سو سے 180 تک خودکشیاں ہو رہی ہیں۔ مہنگائی اور غربت، اخلاقی اقدار پر بھی منفی اثرات مرتب کرتی ہے اور مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پورے پاکستان میں بچوں کے خلاف ہونے والے جرائم کا 70 فیصدی پنجاب میں ہے جو کہ بڑے دکھ کی بات ہے کیونکہ چھوٹے چھوٹے بچے اپنا پیٹ بھرنے کے لئے نوکریاں کرتے ہوئے چھوٹی چھوٹی چوریوں کے لئے باہر نکل پڑتے ہیں۔

جناب سپیکر!میں یہ عرض کروں گا کہ پنجاب میں سیاسی طور پر سبز باغ دکھانے والوں نے اسے کالا باغ اور کالا پانی بنا دیا ہے جیسے دونوں چیزیں متروک ہوتی ہیں جن کا نام لینا بھی یہاں پسند نہیں کیا

جاتا۔ حکومت پنجاب کے اقدامات کے بارے میں عرض کرتا ہوں کہ ملازمت پر پابندی ہے، پنجاب انکم سپورٹ سکیم بند کر دی گئی ہے، زکوٰۃ کی تقسیم بند، Consumer Courts کے فنڈ بند، Price Control Courts آج تک نہیں بنیں، آخری امید کی کرن لوکل گورنمنٹ تھی جو ضلعی اور مقامی سطح پر لوگوں کو کم از کم انہیں انصاف مہیا کرنے کے لئے arrest کرتی تھی اور ایک کونسلر صبح سے شام تک اپنی کسی ماسی اور پھوپھی کو لے کر کسی تھانے میں چلا جاتا تھا، وہ بھی ختم ہو گیا ہے اور نام نہاد سستی روٹی سکیم بھی ختم کر دی گئی ہے۔ یہ ساری چیزیں بند ہیں تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ملازمتوں پر سے پابندی ختم کی جائے اور مصنوعی مہنگائی کو ختم کرنے کے لئے قوانین اور ریاستی مشینری کا بے رحمی سے استعمال کیا جائے، Consumer Courts کے فنڈز بحال کئے جائیں اور ان کا دائرہ کار تحصیل کی سطح تک بڑھایا جائے۔ پنجاب حکومت اعلان کردہ اشیائے خورد و نوش کی قیمتوں میں فروخت کو یقینی بنائے اور میں پھر وہی بات کروں گا کہ حکومت پنجاب مہنگائی اور بدامنی کے خلاف عوام کے حق میں ایک لانگ مارچ کا اعلان کرے۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس سے پچھلے سال کے بجٹ میں کہا گیا اور وہ سکیم بڑی اچھی تھی کہ ہر سبزی منڈی کے قریب حکومت اپنے بڑے بڑے cold storage بنائے گی تاکہ perishable commodities وہاں پر preserve ہوں اور آسان قیمتوں پر فراہم ہو سکیں۔ اس بات کا اندازہ لگائیں کہ اب انڈیا سے آلو یہاں آ رہا ہے اور گو بھی تک آ رہی ہے اور یہاں پر باغبان پورہ کے عظیم لوگوں کے ہوتے ہوئے پیاز وہاں سے آ رہا ہے تو مجھے دکھا دیا جائے کہ تین سالوں کے دوران ایک cold storage بنایا گیا ہو جبکہ یہاں پر لکھ کر حکمرانوں نے پڑھا اور وہ کاپی ابھی بھی میرے پاس ہے اور آپ بھی اپنے record سے دیکھ سکتے ہیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج جب مہنگائی پر بحث کرنے کے لئے مجھے وقت دیا گیا اور میرے ساتھی بھی اپنی معروضات پیش کریں گے تو میں یہ عرض کروں گا کہ administratively بھی پنجاب کو بہتر طریقے سے لیا جائے، مہنگائی کے مارے ہوئے، Law & Order کے مارے ہوئے جب انتقامی کارروائیوں کے ساتھ الجھتے ہوئے انتظامیہ کے سامنے ہیں جو کہ بہت تکلیف دہ بات ہے اور انصاف کیا جائے، مہنگائی کو کم کیا جائے اور آئندہ جھوٹے وعدے اور سیاسی الیکشن کی جھوٹی تقاریر نہ کرنے کا عہد کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ کا بھی بہت شکریہ۔ میاں نصیر صاحب! آپ کے پاس پانچ منٹ ہیں اور سب کے لئے پانچ منٹ ہیں اس میں اپوزیشن نے بھی بولنا ہے۔

میاں نصیر احمد: شکریہ۔جناب سپیکر!مہنگائی پر بحث کے حوالے سے آج وقت کی قلت کی بنیاد پر پیش کئے گئے facts & figures اور تقابلی جائزے کو پیش نہیں کرنا چاہتا اور یہ نہیں کہنا چاہتا کہ اگر آج مہنگائی،آج افراط زر کا 20 inflation rate سے 25 فیصد ہے تو آج سے دس سال پہلے بھی یہی تھا اور اس سے دس سال پہلے بھی یہی تھا اور غریب کی زندگی،اس کے معاشی حالات آج سے کئی دہائیاں پہلے بھی یہی تھے اور آج بھی یہی ہیں۔

قبل ازیں یہاں پر محکمہ داخلہ کے قوانین بنانے کے حوالے سے بحث ہوئی تو میں ایک بات سوچ رہا تھا کہ آپ جتنے جی چاہیں مشکل اور سخت قوانین بنائیں لیکن ایک وہ غریب آدمی،وہ غریب خاندان جس کے گھر میں بھوکے،غریب اور صحت کی سہولتیں نہ ملنے کی وجہ سے اس کے بوڑھے والدین اور اس کے گھر میں اس کے بچے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے باقی رشتہ دار اگر دو وقت کی روٹی بھی نہیں کھا سکیں گے اور اگر وہ اپنے بچوں کی سکول کی فیس نہیں دے سکیں گے تو میرے خیال میں اس چور اور ڈاکو کو آپ کی سوسائٹی کے بنائے ہوئے کسی قانون سے کوئی غرض نہیں اور پچھلے سال کے اعداد و شمار بتائے گئے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو خودکشیاں پاکستان کے اندر ہوئی ہیں وہ تقریباً 1500 کے قریب ہوئیں،اس سے پہلے 1100 تھیں۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ وہ خودکشیاں ہیں جو رجسٹرڈ ہوئی ہیں اور جو رجسٹرڈ نہیں ہوئیں ان کا پتا ہی نہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج غریب آدمی کی زندگی مشکل ہے جو کہ ہماری elite class کے لئے ایک سوالیہ نشان ہے کہ جن کے کپڑے بھی لندن،پیرس اور نیویارک کے بوتیک سے آتے ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سوالیہ نشان ہے ہماری اس کلاس کے لئے جو پاکستان کے عام آدمی کی زندگی کی مشکلات کو سمجھنے سے قاصر ہے۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر 1980 کی دہائی میں چائنا نے بحیثیت قوم کوئی ایسے فیصلے کئے کہ آج چائنا پوری دنیا کے اندر معاشی طاقت کا نشان سمجھا جاتا ہے تو ہمیں بھی آج پاکستان کے اندر ایسے اجتماعی فیصلے کرنے پڑیں گے کہ اس قوم کو مہنگائی کے اس "جن" جس نے ایک عام آدمی کو پریشان کیا ہوا ہے اس سے نکالا جا سکے۔شکریہ

جناب سپیکر: سیمل کامران صاحبہ!تین منٹ میں بات کرنی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔جناب سپیکر!دنیا کے کسی بھی خطے میں قائم حکومتیں عوام کو ریلیف دینے کے لئے کام کرتی ہیں اور وہ good governance کی بہترین مثالیں پیش کرتی ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور یاد آتا ہے جب انہوں نے فرمایا تھا کہ "دریائے فرات کے کنارے اگر ایک کتا بھی پیاسا مر جائے گا تو اس کی ذمہ داری میرے کندھوں پر ہے۔" کچھ اسی طرح

کی good governance کے بلند و بانگ دعوے ہمارے صوبہ پنجاب میں بھی تین سال سے کئے جا رہے ہیں مگر یہاں پر عالم یہ ہے کہ ان جمہوری حکمرانوں کی good governance سے تنگ آ کر آج لوگ خودکشیاں کرنے پر مجبور ہو چکے ہیں۔ خود تو کیا اپنی پیدا کی ہوئی اولاد کو بھی موت کی آغوش میں دینا ہی فقط حل سمجھتے ہیں۔ اس good governance کے باعث صوبہ پنجاب کا یہ حال ہو چکا ہے کہ [********]

جناب سپیکر: یہ [*****] الفاظ حذف کئے جائیں۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ ایک fact ہے اور اس کی تحریک التوائے کار بھی اسی ایوان میں آئی تھی۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ میں آپ کو ایسے الفاظ استعمال کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرا جو ٹائم اس طرح ضائع ہوا ہے اسے میرے ٹائم میں kindly add نہ کیجئے گا۔ گندم کا دانہ کبھی حضرت آدم علیہ السلام نے بھی چکھا ہو گا اور اس وقت بھی گندم کا بیج بویا ہو گا، گندم اگائی ہو گی، اسے لوگوں کے گھروں تک پہنچایا گیا ہو گا، اس وقت پیسوں اور سکوں کی بھی کوئی قیمت ہوتی ہو گی۔ گندم ہزارہا سال سے لے کر آج تک اگائی جا رہی ہے۔ گندم کی 70 فیصد procurement صوبہ پنجاب کی ہے مگر آج ہمارے کسانوں اور کاشتکاروں کا حال یہ ہے کہ گندم بھی رو رہی ہے اور گندم کو procure کرنے اور اس کی کاشت کرنے والا بھی رو رہا ہے۔

جناب والا! صوبے میں کہیں بھی writ of the Government نظر نہیں آتی، مہنگائی، غربت و افلاس اور بے روزگاری کے ہاتھوں لوگ مرنے اور مارنے پر مجبور ہو چکے ہیں اور آج بابا ابوذری (مرحوم) کا یہ شعر مجھے یاد آتا ہے کہ:

ہوتے ہیں میرے شہر میں ہر روز دھماکے
رہتی ہے میرے شہر میں شب برات مسلسل

جناب سپیکر! معزز وزیر موصوف نے بھی ذکر کیا تھا اور ہر چیز کا ملبہ انہوں نے وفاقی حکومت پر ڈالنے کی کوشش کی تھی تو میں ان چیزوں کی طرف نہیں جاتی ہوں مگر جو چیزیں ہم درآمد کرتے ہیں وہ تو ٹھیک لیکن جو چیزیں ہم یہیں پر procure کرتے ہیں انہیں ان پر بھی کچھ پالیسی statement دینی

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

چاہئے تھی۔آج تو یہ عالم ہے کہ دال روٹی اور لوگوں سے ان کے جینے کا حق بھی چھین لیا گیا ہے۔

جناب والا!جب ہم چھوٹے ہوتے تھے تو یہ سنتے تھے کہ سول سیکرٹریٹ میں گورنمنٹ ہوتی نظر آتی ہے۔آج آپ سول سیکرٹریٹ میں چلے جائیں تو وہاں نائب قاصد سے لے کر سیکرٹری تک ہر اہلکار یہ پوچھتا نظر آتا ہے کہ گورنمنٹ کہاں ہے؟آج لوگ نام لے کر یہ کہنے پر مجبور ہو چکے ہیں کہ چودھری پرویز الہیٰ کا دور بہتر تھا کیونکہ اس دور میں کم از کم گورنمنٹ تو نظر آتی تھی، کم از کم کام تو ہو رہے تھے اور کم از کم لوگوں کو روزگار تو مل رہا تھا۔وہی صوبہ ہے، وہی وسائل ہیں اور وہی عوام ہیں مگر حکومت کہیں نظر نہیں آتی۔

جناب سپیکر: جی،آپ کی مہربانی، بہت شکریہ

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!ان تین سالوں میں good governance کی وجہ سے دال مسور۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی۔

محترمہ طیبہ ضمیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ کو پتا نہیں ہے کہ آج دن کیا ہے؟ بار بار مجھے interrupt کر رہی ہیں۔آپ اپنی سیٹ پر جائیں،آپ یہاں سے بول بھی نہیں سکتیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میری speech کے دوران تھوڑی سی interruption ہوئی تھی اگر آپ مجھے تھوڑا سا موقع اور دے دیں۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس کو ایسا کرتے ہیں کہ اب چونکہ وقت ختم ہونے والا ہے۔ Monday کو جو باقی صاحبان رہ گئے ہیں وہ بات کر لیں۔ محترمہ سیمل کامران صاحبہ بول چکی ہیں۔۔۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!ابھی میں نے بات مکمل نہیں کی۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے۔اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 18۔اکتوبر2010 سہ پہر 3:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

1099

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،18۔اکتوبر2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

1۔ مسودہ قانون (ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 2010 (مسودہ قانون نمبر 21 بابت 2010)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 2010، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے مقامی حکومت ودیہی ترقی نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 2010 منظور کیا جائے۔

2۔ ضروری اشیاء کی مہنگائی پر عام بحث جاری رہے گی اور بعد ازاں اس کا اختتام کیا جائے گا۔

1101

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا بیسواں اجلاس

سوموار،18۔اکتوبر2010

(یوم الاثنین،9۔ذیقعد1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 4 بج کر 45 منٹ پر زیر صدارت

جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ oo

أَوَلَمْ يَسِيرُوا
فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ
وَكَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعْجِزَهُ مِن شَيْءٍ
فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَلِيمًا قَدِيرًا ﴿٤٤﴾ وَلَوْ
يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلَىٰ ظَهْرِهَا مِن دَابَّةٍ
وَلَٰكِن يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۖ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ
فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِعِبَادِهِ بَصِيرًا ﴿٤٥﴾

وَالْعَصْرِ ﴿١﴾ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ﴿٢﴾ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا
الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿٣﴾

سُوْرَةُ فَاطِر آیات44 تا45

سُوْرَةُ العَصر آیات1 تا3

کیاانہوں نے زمین میں سیر نہیں کی تاکہ دیکھتے کہ جو لوگ اُن سے پہلے تھے اُن کا انجام کیا ہوا حالانکہ وہ ان سے قوت میں بہت زیادہ تھے اور اللہ ایسا نہیں کہ آسمانوں اور زمین میں کوئی چیز اس کو عاجز کر سکے وہ علم والا (اور) قدرت والا ہےo اور اگر اللہ لوگوں کو اُن کے اعمال کے سبب پکڑنے لگتا تو رُوئے زمین پر ایک چلنے پھرنے

والے کو نہ چھوڑتا لیکن وہ اُن کو ایک وقت مقرر تک مہلت دیئے جاتا ہے، سو جب اُن کا وقت آ جائے گا تو (اُن کے اعمال کا بدلہ دے گا) اللہ تو اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہےo

عصر کی قسمo کہ انسان خسارے میں ہےo مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور آپس میں حق بات کی تلقین اور صبر کی تاکید کرتے رہےo

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسولِ مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

درِ نبی پر جبیں ہماری جُھکی ہوئی ہے جُھکی رہے گی
ہمارے سینے سے سنہری جالی لگی ہوئی ہے لگی رہے گی
خدا ہے ذاکر میرے نبی کا کبھی نہ یہ ذکر ختم ہوگا
ازل سے میرے نبی کی محفل سجی ہوئی ہے سجی رہے گی
میرے لبوں پر نبی کی نعتیں نبی کے لطف وکرم کی باتیں
کرم سے اُن کے ہی بات میری بنی ہوئی ہے بنی رہے گی
چلو ری سکھیو نبی کے در پر بڑا سخی ہے وہ غریب پرور
مدینے والے کی دھوم گھر گھر مچی ہوئی ہے مچی رہے گی

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں،آج کے ایجنڈا پر محکمہ جات جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھیں، میری بات سنیں آپ وقفہ سوالات کے بعد اپنا point of order اٹھا لیجئے گا۔ جی،اب House نے کہہ دیا ہے تو میں آپ کو وقت دے دیتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جیو، دنیا اور وقت چینلز کا معزز ممبر اسمبلی کے خلاف جھوٹی خبر کا نشر کرنا

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں انتہائی افسوس کے ساتھ یہ بات آپ کی وساطت سے اس House کے سامنے پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ میں نے جب سے وہ معرکۃ الآراء تحریک پیش کی تھی اس کے بعد مجھے ہر لحاظ سے personal vendetta کی بنیاد پر humiliation کرنے کی ناکام کوشش کی جا رہی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس House کے custodian ہیں اگر آج ہم یہاں elect ہو کر آئے ہیں تو ہمارے پیچھے عوام کے نوے نوے ہزار ووٹوں کی طاقت ہے اور ہم یہاں پر پانچ لاکھ عوام کی نمائندگی کرنے کے لئے آئے ہیں۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ یہ میڈیا والے ہمارے بھائی ہیں لیکن 13۔اکتوبر کو میرے خلاف "جیو"، "دنیا" اور "وقت" چینلز پر صبح 9:30 پر ایک ticker چلا جس میں یہ کہا گیا کہ ہائیکورٹ میں جعلی ڈگری کی بنیاد پر ثناء اللہ مستی خیل کو کورٹ نے اشتہاری قرار دے دیا ہے، میں آپ کی وساطت سے کہہ دینا چاہتا ہوں کہ اگر کورٹ میری ڈگری جعلی قرار دے گی تو خدا کی قسم میں MPA ship نہیں، سیاست چھوڑ دوں گا اور میں آپ سے یہ کہوں گا کہ مجھے پھانسی پر لٹکا دیا جائے۔

جناب سپیکر: نہیں، ہم آپ کی ایسی بات نہیں سنتے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ مجھے کسی honourable Court نے طلب نہیں کیا، میرے یہاں پر تحریک پیش کرنے کے بعد میرے خلاف وہاں پر writ file کی گئی اس میں تین پیشیاں پڑی ہیں۔ایک 10-09-07، دوسری 10-09-20اور تیسری 10-10-13، جس میں کونسل نے خود adjournment seek کی ہے اور مجھے ابھی تک call بھی نہیں کیا گیااور میں court sheet اور اپنے خلاف کی گئی writ بھی ساتھ لایا ہوں اس میں لکھتے ہیں:

> Mr. Muhammad Zafar, advocate, seek for adjournment on account of his illness, re-list after four weeks.

جناب سپیکر!ان کا وکیل خود کہتا ہے کہ میں بیمار ہوں میں پیش نہیں ہو سکتا اور اس کو four weeks کے بعد re-list کیا جائے۔ان تین چینلز پر میرے خلاف ticker چلا ہے کہ ثناء اللہ مستی خیل کو عدالت نے اشتہاری قرار دیا ہے میں 5فٹ 8 انچ کا آدمی کھڑا ہوں، اللہ کا شکر ہے 90kg میرا weight ہے میں اشتہاری کیسے ہو سکتا ہوں؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے میری بہت بڑی insult ہوئی ہے لیکن پھر بھی آپ نے اور اس پورے House نے ہمارے honourable colleagues اور میڈیا کے honourable دوستوں کی ایک کمیٹی بنائی تھی کہ اگر اس قسم کی کوئی خبر آئے گی تو وہ اس کمیٹی میں پیش کریں گے میں آپ سے request کرتا ہوں کہ آپ رانا ثناء اللہ صاحب کو حکم دیں کہ وہ کمیٹی کو call کریں اور جن کے خلاف میں نے بات کی ہے ان صحافیوں کو بلایا جائے اور یہ بتایا جائے کہ کورٹ شیٹ میں مجھے call نہیں کیا گیا تو انہوں نے کیسے ticker چلا دیا؟اس کے بعد میں اپنا استحقاق بھی محفوظ رکھتا ہوں کہ میں دعوی کروں۔بہت مہربانی۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔آپ کا یہ معاملہ میڈیا سے متعلق بنی ہوئی کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر!اس کی رپورٹ کب آئے گی؟

جناب سپیکر: یہ fortnight میں اس کی رپورٹ ہمیں دیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بسرا صاحب!

تعزیت

کراچی میں جمہوریت کے لئے شہید ہونے والوں
اور محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) کے لئے دعائے مغفرت

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!18۔اکتوبر کو شہید قائد محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ جب کراچی تشریف لائی تھیں تو وہاں دھماکے ہوئے تھے جن میں بہت سارے لوگ شہید ہو گئے اور بہت سارے لوگ زخمی ہوئے۔ وہ لوگ پاکستان پیپلز پارٹی کے لئے شہید نہیں ہوئے بلکہ انہوں نے جمہوریت کے لئے شہادت قبول کی۔ آج ان شہیدوں کی وجہ سے پاکستان میں جمہوریت ہے۔ شہید قائد محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے شہادت دی۔ ان کے علاوہ بہت سارے لوگ شہید ہوئے۔ میری یہ درخواست ہے کہ ان لوگوں کے لئے دعائے مغفرت کروائی جائے۔ اس طرح ہم ان شہیدوں کو خراج تحسین پیش کر سکتے ہیں جو جمہوریت کے شہید ہیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر کراچی میں بم دھماکوں میں شہید ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر!آپ نے fortnight کہا ہے۔ چودہ دن زیادہ ہیں، میری یہ گزارش ہے کہ اس کے لئے کوئی دو تین دن رکھ دیں کیونکہ اجلاس ختم ہو جائے گا۔ اس طرح عزت دار کی پگڑی اچھلتی رہے گی تو یہ پگڑی آپ کی پگڑی ہے اور اس ہاؤس کی پگڑی ہے۔

جناب سپیکر: ابھی لاء منسٹر صاحب ادھر نہیں ہیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر!آپ دو تین دن رکھیں۔ چودہ دن زیادہ ہیں۔ کون جیئے گا، کون مرے گا؟ جب تک لاء منسٹر صاحب نہیں آتے، اس وقت تک اس معاملے کو pending کر دیں۔

سوالات

(محکمہ جات جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، جب لاء منسٹر صاحب آتے ہیں تو ہم اس پر دوبارہ بات کر کے دیکھ لیتے ہیں۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اوران کے جوابات دیئے جائیں گے۔وقفہ سوالات 5 بج کر 2 منٹ پر شروع ہوتا ہے اور 6 بج کر 2 منٹ پر ختم ہوگا۔پہلا سوال ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ کا ہے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: On her behalf Question No. 1135 (معزز خاتون ممبر نے ڈاکٹر سامیہ امجد کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

بہاولپور، رحیم یار خان اور بہاولنگر میں جنگلات کی تعداد ودیگر تفصیلات

*1135: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) بہاولپور، رحیم یار خان اور بہاولنگر میں کتنے رقبہ پر کس کس جگہ جنگلات ہیں جنگل کتنے کتنے ایکڑ پر ہے اوران میں کس کس قسم کے درخت لگے ہوئے ہیں؟

(ب) گزشتہ پانچ سال میں آج تک ان جنگلات سے حکومت کو سالانہ کتنی آمدنی ہوئی ہے اور ان پر حکومت کی طرف سے ہر سال کتنا خرچ کیا گیا آمدن اور خرچ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) 2003 سے آج تک ان جنگلوں سے سالانہ کتنی لکڑی فروخت کی گئی ہے نیز یہ لکڑی کن کن افسران کی زیر نگرانی فروخت کی گئی، ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کریں؟

(د) کیا یہ لکڑی فروخت کرنے سے قبل ان کی فروخت کے سلسلہ میں اشتہار اخبار میں مشتہر ہوا اگر ہاں تو ان اخبارات کے نام، تاریخ اور نقل فراہم کی جائے؟

(ہ) اس لکڑی کی نیلامی میں جن جن پارٹیوں نے حصہ لیا، ان کے نام، پتا جات اور نیلامی کے سلسلہ میں بولی کی رقم کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(و) ان جنگلات میں کہاں کہاں ڈپو اور بلاک ہیں، ان کی تفصیل جنگل وار بیان کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(پیر محمد اشرف رسول):

(الف)

ضلع	فارسٹ ڈویژن	نام جنگل	رقبہ (ایکڑ)	قسم درخت
بہاولپور	بہاولپور	بہاولپور	1223.36	شیشم، کیکر، سفیدہ وغیرہ
		شاہی والا	944.00	شیشم، کیکر اور سفیدہ وغیرہ
بہاولنگر	بہاولنگر	دودھلاں	714.00	کیکر، جنڈ وغیرہ
رحیم یار خان	رحیم یار خان	عباسیہ	4420.00	شیشم، کیکر اور سفیدہ وغیرہ
		عباسیہ ایکسٹینشن	2050.00	شیشم، کیکر اور سفیدہ وغیرہ
		1L/عباسیہ	1671.00	شیشم، کیکر اور سفیدہ وغیرہ
		قاسم والا	3000.00	شیشم، کیکر اور سفیدہ وغیرہ
		ولسار	4200.00	شیشم، کیکر اور سفیدہ وغیرہ
بہاولپور	لال سوہانرا	لال سوہانرا	18429.92	شیشم، کیکر اور سفیدہ وغیرہ

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و)

ضلع	ڈویژن	نام بلاک/ڈپو	نام سیل ڈپو
بہاولپور	بہاولپور	بلاک نمبر1 احمد پور روڈ	بہاولپور سیل ڈپو
رحیم یار خان	رحیم یار خان	بلاک نمبر5 سیل ڈپو، لیاقت پور	سیل ڈپو لیاقت پور
بہاولپور	لال سوہانرا	بلاک نمبر4 سیل ڈپو، حاصل پور روڈ، لال سوہانرا	سیل ڈپو، لال سوہانرا

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جانووالہ کا علاقہ بھی بہاولپور میں آتا ہے اور اسی سوالات کی کاپی کے صفحہ نمبر23 پر بتایا گیا ہے کہ جانووالہ کا رقبہ تقریباً دس ہزار ایکڑ ہے۔اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اس پورے علاقے میں اب تک کوئی بھی شجر کاری نہیں کی گئی تو میری یہ درخواست ہو گی کہ وزیر صاحب فرمادیں کہ اب تک یہ علاقہ بنجر کیوں پڑا ہوا ہے اور کب یہاں شجر کاری کی جائے گی؟

جناب سپیکر: جب آگے سوال آئے گا تو اس کا جواب لے لیا جائے گا۔آپ اس سوال کے متعلقہ ضمنی سوال کریں۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر!ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ نے یہی سوال پوچھا ہے اور میں اس سے متعلق ضمنی سوال پوچھ رہی ہوں کہ بہاولپور کے جنگلات کی پوری تفصیل بتادی گئی ہے۔یہی سوال آگے جاکر repeat ہو رہا ہے تو میرے خیال میں متعلقہ وزیر صاحب پوری تیاری کر کے آئے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، جانووالہ کے بارے میں بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (پیر محمد اشرف رسول): جناب سپیکر! ان کا ضمنی سوال اس سوال سے متعلقہ نہیں ہے۔یہ اگلے کسی سوال سے متعلق پوچھ رہی ہیں اور صفحہ نمبر 23 کا بتارہی ہیں۔یہ irrelevant question کر رہی ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بات تو ٹھیک ہے لیکن وہ اس ضلع کے بارے میں سوال کر رہی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (پیر محمد اشرف رسول): جناب سپیکر! جب وہ سوال آئے گا تو اس وقت ضمنی سوال کر لیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے ضلع کے بارے میں تفصیل پوچھی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (پیر محمد اشرف رسول): جناب سپیکر! ضلع کے بارے میں ساری تفصیل اس میں لکھی ہوئی ہے۔اس کے علاوہ جس کا یہ پوچھ رہی ہیں یہ چولستان کا رقبہ ہے، وہ سارا صحرا ہے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! جانووالہ بھی بہاولپور کے اندر ہی آتا ہے۔

جناب سپیکر: جب ہم اس سوال پر آئیں گے تو آپ ضرور پوچھیں۔ محترمہ! شاید آپ میری بات کو سمجھ نہیں رہیں؟

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! اگر ان کو اس سوال کا جواب نہیں آتا تو میں دوسرا ضمنی سوال پوچھ لیتی ہوں، یہ بتادیں کہ لال سوہانرا کی زمین میں سے کتنا رقبہ ناجائز قابضین کے پاس ہے اور حکومت اس سلسلے میں کیا اقدامات کر رہی ہے؟

جناب سپیکر: اس بارے میں بھی میرے خیال میں سوال کا جواب اس کاپی میں کہیں موجود ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(پیر محمد اشرف رسول):جناب سپیکر! انہوں نے جو پہلا سوال پوچھا ہے تو وہ رقبہ چولستان کا ہے،وہاں پر پہلے ہی جنگل میں پودے اُگے ہوئے ہیں۔وہاں نئی شجر کاری نہیں ہو سکتی کیونکہ پہلے ہی سے ہے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی:جناب سپیکر!عرب ممالک میں اتنے وسیع صحراؤں میں اگر شجر کاری ہو سکتی ہے تو بہاولپور کی زمین میں کیوں نہیں ہو سکتی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(پیر محمد اشرف رسول):جناب سپیکر! وہاں جنگلی پودے اگ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ نے لال سوہانرا کے بارے میں بھی پوچھا ہے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی:جناب سپیکر!یہ کسی بھی بات کا جواب نہیں دے رہے۔میں نے بہاولپور کے جنگل کے بارے میں ہی ضمنی سوال پوچھا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(پیر محمد اشرف رسول):جناب سپیکر! ناجائز قابضین کے حوالے سے جو سوال پوچھا گیا ہے تو250ایکڑ رقبہ رینجرز کے قبضہ میں ہے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی:جناب سپیکر!کیا رینجرز والے کسی قسم کا کرایہ حکومت پنجاب کو دیتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(پیر محمد اشرف رسول):جناب سپیکر! محکمہ نے ریونیو بورڈ اور کمشنر بہاولپور کو خط لکھا ہوا ہے اور ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے۔ہم یہ چاہتے ہیں کہ وہ ہمارا رقبہ واپس کر دیں لیکن آگے ابھی کوئی بات نہیں چلی۔

جناب سپیکر:جی،ہندلی صاحب!

چودھری طاہر محمود ہندلی(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جو جواب آیا ہے کہ بہاولپور اور رحیم یار خان میں اتنا جنگل ہے اور اس میں شیشم،کیکر اور سفیدہ کے درخت ہیں تو اس میں میری درخواست یہ ہے کہ سفیدہ درختوں سے متعلق تحقیق ہو چکی ہے کہ یہ درخت سو فٹ تک پانی کو نقصان پہنچا رہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر:آپ تجاویز علیحدہ دیں۔یہ درست بات نہیں ہے۔آپ ضمنی سوال کریں۔جی،اعجاز صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! جز(الف) سے لے کر جز(د) تک کی تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ اب یہ وہsubstantial questions ہیں جن کے جواب کے لئے اس معزز ہاؤس کو واقف ہونا چاہئے اور آپ جانتے ہیں کہ ایوان کی میز پر رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہمارے سامنے ہو لیکن وہ ہمارے سامنے نہیں ہیں وہ سیکرٹریٹ کے پاس ہیں۔

جناب سپیکر: کیا کسی نے آپ کو دیکھنے سے منع کیا ہے؟

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! کیاarrangements ہیں کہ ہم ان کوconsult کر سکیں؟ اس پر رولنگ آنی چاہئے کہ اس قسم کے سوالات کا جواب شامل ہو گا۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ تشریف رکھیں۔ آپ کا سوال نہیں بنتا۔ اعجاز صاحب آپ تشریف رکھیں اور اس کو پڑھ لیں۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! جنوبی پنجاب کا حق مارا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ ایسی بات جنوبی پنجاب اور شمالی پنجاب کی مت کیا کریں۔ پلیز تشریف رکھیں اور ایسا نہ کیا کریں۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ اس وقت لال سوہانرا پارک میں گرے ہوئے درختوں کی خشک لکڑی کروڑوں روپے کی تعداد میں پڑی ہوئی ہے لیکن اس کو حکومت اٹھانے کا کوئی ارادہ نہیں کر رہی اور اب اس لکڑی کو سی وی لگ رہی ہے۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں یہ کیا اقدامات کر رہے ہیں کیونکہ وہاں کروڑوں روپے کی لکڑی ضائع ہو رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! کیا لال سوہانرا پارک میں لکڑی پڑی ہوئی ہے؟

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! آپ visit کروائیں اور جا کر دیکھیں تو پتا چلے گا کہ اگر اس سوکھی لکڑی کو فروخت کیا جائے تو وہ کروڑوں روپے کی بنتی ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ہمارے سوال کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: جی، میں نے ان کی بات سن لی ہے اور دو سوال انہوں نے کر لئے ہیں، اس کے بعد اجازت نہیں دوں گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس سوال کا جواب تو دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ دے رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(پیر محمد اشرف رسول): جناب سپیکر! اس کے لئے جلد auction کا بندوبست کیا جارہا ہے۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! اتنی دیر تک تو وہ لکڑی ضائع ہو جائے گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(پیر محمد اشرف رسول): وہ ضائع نہیں ہوتی اور ٹائم پر auction ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: جب ان کے notice میں یہ بات آئی ہے تو اسی وقت انہوں نے کہہ دیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(پیر محمد اشرف رسول): جناب سپیکر! یہ میرے notice میں ہے اور انشاء اللہ یہ لکڑی بالکل ضائع نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: سوال نمبر 2502 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں مرغابی اور تیتر کا شکار کرنے کی شرائط ودیگر تفصیلات

*2502: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں مرغابی اور تیتر کے شکار پر سال میں کن کن مہینوں میں پابندی لگائی جاتی ہے؟

(ب) مرغابی اور تیتر کے شکار کی اجازت کے لئے کن کن شرائط کو مدنظر رکھا جاتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مرغابی اور تیتر کے شکار پر پابندی کے باوجود اہم سیاسی اور غیر ملکی شخصیات کو شکار کرنے کی چھوٹ دے دی جاتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(پیر محمد اشرف رسول):

(الف) پنجاب میں مرغابی کے شکار پر 16۔فروری سے 14۔اکتوبر تک اور تیتر کے شکار پر 16۔فروری سے 14۔نومبر تک پابندی لگائی جاتی ہے تاہم اس سال ہر قسم کے شکار پر 26۔جنوری 2009 سے پابندی عائد کر دی ہے۔

(ب) مرغابی اور تیتر کے شکار کی اجازت کے لئے موسمی حالات اور پرندوں کی تعداد کا خیال رکھا جاتا ہے۔

(ج) جی نہیں۔ مجوزہ قوانین کا اطلاق ملکی و غیر ملکی شخصیات پر یکساں لاگو ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ شکار کا اجازت نامہ کس کی صوابدید پر ہوتا ہے اور وہ اجازت نامہ کون دیتا ہے نیز جو لوگ غیر قانونی شکار کرتے ہوئے پکڑے جاتے ہیں ان کے خلاف کیا کارروائی کی جاتی ہے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! محترمہ کہہ رہی ہیں کہ شکار کا لائسنس کون جاری کرتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (پیر محمد اشرف رسول): جناب سپیکر! ڈی جی وائلڈ لائف یا محکمہ کرتا ہے لیکن ابھی اس پر ban ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے لیکن محترمہ کہہ رہی ہیں کہ جو لوگ اس کی violation کرتے ہیں ان کے لئے کیا سزا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (پیر محمد اشرف رسول): جناب سپیکر! قانون کے حساب سے کارروائی کی جاتی ہے، violation کی صورت میں ان کو قید کی سزا بھی دی جاتی ہے اور جرمانہ بھی کیا جاتا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اس کا تو پتا ہے کہ پکڑ کر ان کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے لیکن میں یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ کتنا جرمانہ یا کتنی سزا ہوتی ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! تمام جرائم کی ایک سزا تو نہیں ہوتی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (پیر محمد اشرف رسول): جناب سپیکر! جرم کے حساب سے ہی سزا ہوتی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! غیر قانونی شکاروں میں کس قسم کے جرائم شامل ہیں مثلاً پرندوں کے غیر قانونی شکار میں جو لوگ پکڑے جاتے ہیں ان کو کون سی اور کتنی سزا یا زیادہ سے زیادہ اور کم سے کم کتنا جرمانہ کیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب!وہ پوچھ رہی ہیں کہ جرمانہ زیادہ سے زیادہ اور کم از کم کتنا ہو سکتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(پیر محمد اشرف رسول):جناب سپیکر!یہ تو fresh question بنتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔یہ fresh question نہیں بنتا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(پیر محمد اشرف رسول):جناب سپیکر! میں ان کو detail معلوم کر کے بتادوں گا۔

جناب سپیکر: نہیں،ایسا نہیں ہو گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(پیر محمد اشرف رسول):جناب سپیکر! اس حوالے سے پورا ایک code of procedure ہے جو معلوم کر کے میں ان کو سب بتادوں گا کہ کتنے جرمانے ہوتے ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر! میرا تو بالکل عام سا سوال ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب!آپ بعد میں نہیں،ابھی بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(پیر محمد اشرف رسول):جناب سپیکر! پتا کر کے ہی بتا سکتا ہوں۔

جناب سپیکر:آپ اس حوالے سے جو کہنا چاہتے ہیں انہیں بتائیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار:جناب سپیکر!ان کا جواب ہی ٹھیک نہیں ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(پیر محمد اشرف رسول):جناب سپیکر! انہوں نے شوٹنگ لائسنس کی فیس پوچھی ہے جو 2000 ہے اور تیتر کی 2500 ہے۔اس حوالے سے مختلف فیسیں ہیں لیکن ابھی تو ممنوع ہے۔اگر کوئی شکار کرتا ہے تو وائلڈ لائف ایکٹ کے تحت سزا ہو سکتی ہے۔دراصل سزا کی مدت کا مجھے ابھی علم نہیں ہے میں پتا کر کے کل بتادوں گا۔

جناب سپیکر: یہ بتائیں کہ کتنی سزا ہو سکتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(پیر محمد اشرف رسول):جناب سپیکر! مجھے ابھی پتا نہیں ہے میں پتا کر کے بتا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! بڑے افسوس کی بات ہے بہر حال اب آپ کی جان چھڑاتے ہیں۔ میرے خیال میں جو چیزیں code میں شامل ہوں ان کا جواب دینا کوئی ضروری نہیں ہوتا۔

لیفٹیننٹ کرنل(ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

لیفٹیننٹ کرنل(ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! یہ سوال 30۔دسمبر 2008 کو کیا گیا تھا جس کا جواب 29۔جنوری 2009 کو آیا اور اس کے 9 مہینے بعد یہ اسمبلی میں پیش ہو رہا ہے۔اس کے جز(ب) پر غور فرمائیے گا کہ "مرغابی اور تیتر کے شکار کی اجازت کے لئے کن کن شرائط کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔"اس کا جواب دیا گیا ہے کہ "مرغابی اور تیتر کے شکار کی اجازت کے لئے موسمی حالات اور پرندوں کی تعداد کا خیال رکھا جاتا ہے۔" محکمہ اور پارلیمانی سیکرٹری اس ہاؤس کو یہ سمجھتے ہیں کہ ہم لوگ اَن پڑھ ہیں؟ Why are they wasting our time... کیا یہ شرائط کا جواب ہے؟ شرائط یہ ہوتی ہیں کہ holidays gazetted ہوں، اسلحہ کا لائسنس ہو، repeater gun استعمال نہ کی جائے اور dog کے لائسنس ہوں۔ ابھی خود اندازہ لگائیں کہ یہ محکمے اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبان اس august House کو کتنا serious لیتے ہیں؟ میرا آپ سے یہ سوال ہے اور پہلے بھی کرتے رہے ہیں کہ جتنے بھی محکمے اور بیوروکریسی ہے They are not taking seriously this House. Please do something sir ورنہ آپ وقفہ سوالات ختم کر دیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: یہ تو آپ کا کوئی ضمنی سوال نہیں بنا۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! اس کا جواب غلط ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، اس کا غلط جواب نہیں ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل(ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! ایک تو سوال کا جواب پونے دو سال بعد ہاؤس میں آتا ہے۔

جناب سپیکر: حضرت! پونے دو سال بعد باری آئے گی تو پھر ہی وہ جواب دیں گے۔

لیفٹیننٹ کرنل(ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! کم از کم یہ سوال کا جواب تو ٹھیک دیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے اپنی طرف سے ٹھیک جواب دیا ہے۔اگر غلط ہے تو بتائیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! انہوں نے جواب موسمی حالات کا دیا ہے۔ وضاحت تو یہ کرنی چاہئے کہ کون سے موسمی حالات میں اجازت دی جا سکتی ہے اور کون سے موسمی حالات میں نہیں دی جا سکتی؟ موسمی حالات کہہ دینے سے تو جواب پورا نہیں ہوتا۔ دوسری بات انہوں نے یہ کہی ہے کہ پرندوں کی تعداد کے مطابق ہم اجازت دیتے ہیں۔انہیں یہ بتانا چاہئے تھا کہ پرندوں کی اتنی تعداد ہو تو ہم اجازت نہیں دیتے اور اس سے زیادہ اتنی تعداد ہو تو اجازت دے دیتے ہیں یا کم پر اجازت دیتے ہیں اور زیادہ پر نہیں دیتے۔ جز(ب) کا جواب اصل میں دیا ہی نہیں گیا۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ گزارش ہے کہ ان دو باتوں کا جواب دیں کہ کس موسم میں اجازت ہے اور کس میں نہیں ہے؟

جناب سپیکر: دیکھیں، آپ کو اس بات کا پتا ہے کہ جس موسم میں تیتر انڈے بچے دیتے ہیں اس موسم میں یہ شکار منع ہوتا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اگر ہمیں اس کا علم ہو تو ہم ان سے یہاں کیوں پوچھیں، ہم یہی تو پوچھ رہے ہیں کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ وضاحت کریں کہ کس موسم میں اجازت ہے اور کس میں نہیں ہے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ اس کا کیا جواب دیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (پیر محمد اشرف رسول): جناب سپیکر! پرندوں کی نقل مکانی کے موسم کے وقت اجازت نہیں دی جا سکتی اور یہی ان کو سمجھایا گیا ہے اور اس کی ہم نے تاریخ بھی لکھی ہے۔ موسم کی اس وقت ضرورت ہوتی ہے جب تاریخ نہ لکھی جائے۔ ہر بندے کو پتا ہے کہ جنوری سے مارچ تک کون سا موسم ہوتا ہے، جون سے اکتوبر تک کون سا ہوتا ہے اور دسمبر کو کون سا موسم ہوتا ہے؟ ہم نے اس کا بالکل سیدھا سا جواب دیا ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں تیتر کا شکار تو ویسے بھی بند ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (پیر محمد اشرف رسول): جناب سپیکر! جی، بالکل۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!اگر اس ہاؤس میں ایک بات پوچھی جائے تو معزز پارلیمانی سیکرٹری یہ کہیں کہ اس کا ہر بندے کو پتا ہے، کیا یہ جواب sufficient ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(پیر محمد اشرف رسول):جناب سپیکر! میں نے کہا ہے کہ موسم کا سب کو پتا ہے۔

جناب سپیکر: موسم کا سب کو پتا ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(پیر محمد اشرف رسول):جناب سپیکر! میں انہیں دوبارہ جواب پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!انہیں یہاں پر یہ logic بھی بتانی چاہئے کہ فلاں موسم میں اگر محکمہ شکار کرنے کی اجازت دیتا ہے تو کیوں اور اگر فلاں موسم میں شکار کی اجازت نہیں دیتا تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر: جی،پیر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(پیر محمد اشرف رسول):جناب سپیکر! سوال میں تو یہ پوچھا نہیں گیا کہ ہمیں یہ logic بتائی جائے۔ سوال کا ہو بہو صحیح جواب دیا گیا ہے اور اس میں باقاعدہ تاریخیں بھی درج ہیں۔

جناب سعید اکبر خان:جناب سپیکر!ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ عموماً season کی dates اس لئے دی جاتی ہیں کیونکہ ایک period آتا ہے جس میں بچے اور انڈے دیئے جاتے ہیں لیکن مرغابی کی تو ہمارے ملک میں breeding ہوتی ہے اور نہ ہی اس کے انڈے ہوتے ہیں کیونکہ یہ تو دو تین ماہ کے لئے migration کر کے یہاں آتی ہے اور پھر واپس چلی جاتی ہے تو دی گئیں dates میں اگر اس ایوان کی تسلی کے لئے یہ صرف تھوڑی سی وضاحت فرما دیتے کہ یہ dates ہیں چونکہ یہاں particular تیتر اور مرغابی کے بارے میں سوال ہے اور یہ سوال overall شکار کے بارے میں نہیں ہے اور جب particular question ہو گا تو اس کا جواب بھی اسی انداز میں دیا جائے گا جس انداز میں سوال کیا

جائے گا تو میری آپ سے یہ request ہے کہ آپ direction ضرور دیں کہ جو سوال جس نوعیت کا ہو اسی کے مطابق جواب دینا چاہئے تاکہ معزز ممبر کا اس ایوان میں سوال کرنے کا مقصد پورا ہو۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ موسمی حالات اور پرندوں کی تعداد کا خیال رکھا جاتا ہے اور اس کی بناء پر اجازت دی جاتی ہے تو اجازت کا پتا کیسے چلتا ہے، کیا اس کی تشہیر اخبار میں کی جاتی ہے یا شکار کرنے والوں کو کیسے اطلاع ہوتی ہے؟

جناب سپیکر: جسے ضرورت ہو وہ خود approach کرتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (پیر محمد اشرف رسول): جناب سپیکر! اخبارات میں تشہیر کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 3263 ہے۔ اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

چڑیا گھر لاہور میں خریدے گئے جانور و دیگر تفصیلات

*3263: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) چڑیا گھر لاہور میں یکم جنوری 2009 کے دوران کتنے جانور خریدے گئے؟

(ب) متذکرہ عرصہ کے دوران خریدے گئے جانوروں کے نام ان کی قیمت اور کہاں سے خریدے گئے تفصیل سے آگاہ کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (پیر محمد اشرف رسول):

(الف) جنوری 2009 کے دوران کوئی جانور نہ خریدا گیا ہے۔ چڑیا گھر میں جانوروں کے اضافہ کی تجویز زیر غور ہے۔

(ب) جانور نہ خریدے گئے ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جز(الف) میں چڑیا گھر میں جانوروں کے اضافے کی تجویز زیر غور ہے تو اس سوال کا جواب موصول ہوئے پورا ایک سال ہو چکا ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جانوروں کی زیر غور تجویز کہاں تک پہنچی ہے اور کیا جانوروں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے، جانوروں کی حفاظت اور افزائش کے لئے کیا اقدامات کئے جاتے ہیں اور اس کے لئے کتنے فنڈز مختص کئے جاتے ہیں؟

جناب سپیکر: پانچ چھ سوال ایک ہی دفعہ آپ نے کر دیئے ہیں جو کہ صحیح نہیں ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! آپ دوبارہ تو سوال کرنے ہی نہیں دیتے۔

جناب سپیکر: آپ particular ایک سوال کر کے اس کا جواب پوچھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (پیر محمد اشرف رسول): جناب سپیکر! چڑیا گھر ابھی تک زیر مرمت ہے اور فی الحال کوئی ایسی تجویز نہیں ہے کہ مرمت کا کام مکمل ہونے کے بعد جانوروں کی تعداد بڑھائی جائے گی۔

جناب سپیکر: مجھے سمجھ نہیں آئی کیا جواب دیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (پیر محمد اشرف رسول): جناب سپیکر! انہوں نے سوال میں پوچھا ہے کہ چڑیا گھر لاہور میں جانوروں کو بڑھانے کی کوئی تجویز زیر غور ہے تو میں نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ لاہور چڑیا گھر میں اس وقت مرمت کا کام ہو رہا ہے جس کے بعد جانوروں کو بڑھانے کی کوشش کی جائے گی۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے تو یہ سوال ہی نہیں کیا بلکہ یہ تو ان کا جواب ہے کہ تجویز زیر غور ہے۔

جناب سپیکر: جانوروں کے اضافے کی تجویز زیر غور ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہ تو ان کا اپنا جواب ہے اور میں نے یہ بات پوچھی ہی نہیں۔

جناب سپیکر: جی، پیر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (پیر محمد اشرف رسول): جناب سپیکر! اس وقت تو کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے بلکہ وہاں پر تو اس وقت مرمت کا کام ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: کیا ہو رہا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (پیر محمد اشرف رسول): جناب سپیکر! وہاں پر construction کا کام ہو رہا ہے اس لئے کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔

جناب سپیکر: پیر صاحب! آپ نے لکھا ہے کہ تجویز زیر غور ہے اور یہ کیا کر رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (پیر محمد اشرف رسول): جناب سپیکر! میں نے کہا تھا کہ زیر غور ہے اور مرمت کے بعد اس کو شامل کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: مرمت کے بعد؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (پیر محمد اشرف رسول): جی، جناب!

جناب سپیکر: اچھا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرے سوالوں کا حشر دیکھ لیں کیا حال ہوتا ہے اور مجھے کوئی proper جواب ملتا ہی نہیں ہے تو اب اس کا کیا جواب ہے؟

جناب سپیکر: انہوں نے جواب دے دیا ہے اور آپ کیا چاہتی ہیں؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا جواب دیا ہے؟

جناب سپیکر: انہوں نے کہا ہے کہ وہ زیر مرمت ہے اور جانوروں کی تعداد بڑھانے کا مسئلہ زیر غور ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہ تو ایک سال سے زیر غور ہے، یہی جواب دے دیں کہ اور کتنے سال زیر غور رہے گا؟

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! یہ تو 2006 سے مرمت کا کام ہو رہا ہے اور پتا نہیں کب تک جاری رہے گا؟

جناب سپیکر: جی، پیر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (پیر محمد اشرف رسول): جناب سپیکر! اس مالی سال میں 30۔جون تک مکمل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: اس مالی سال میں مکمل ہو جائے گا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! وہاں مرمت کا کام ہو جائے گا یا جانوروں کی تعداد میں اضافے کا کام مکمل ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: جی،پیر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(پیر محمد اشرف رسول):جناب سپیکر! وہاں پر مرمت کا کام مکمل ہو جائے گا اور پھر اگلے مالی سال میں جانوروں کے لئے پیسے رکھے جائیں گے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جانوروں کی خرید میں internationally tendering ہوتی ہے اور جانوروں کو خریدنے کے لئے کیا criteria ہے اور ٹینڈر کس طرح دیئے جاتے ہیں اور جانور کیسے خریدے جاتے ہیں؟

جناب سپیکر: کون سے جانوروں کے خریدنے کا criteria پوچھا ہے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!سارے جانوروں کے بارے میں۔

جناب سپیکر: دیکھیں،ہر جانور کا علیحدہ criteria ہو گا۔جی،پیر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(پیر محمد اشرف رسول):جناب سپیکر! جانوروں اور پرندوں کی خریداری کے لئے باقاعدہ طور پر اخبار میں اشتہار دیئے جاتے ہیں اور پھر اس کے بعد حصہ لینے والی فرم کے rates کو local & international مارکیٹ سے موازنہ کرنے کے بعد متعلقہ فرم کا ZMC case میں شامل کر کے چیئرمین سے منظوری حاصل کرنے کے بعد فرم کو supply order دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر:آئندہ اتنا لمبا جواب پڑھا نہیں جائے گا اور آپ نے جواب دینا ہے تو طریقے سے دیں۔

رائے محمد شاہجہاں خان:جناب سپیکر!ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

رائے محمد شاہجہاں خان:جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت پنجاب اس tenure میں مستقل وزیر جنگلات بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟(قہقہے)

جناب سپیکر: یہ ضمنی سوال نہیں بنتا Ruled out

جناب اعجاز احمد خان:جناب سپیکر!ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری موصوف سے یہ سوال ہے کہ چڑیا گھر کے اندر time to time مرنے والے جانوروں کی replacement کا کیا طریق کار ہے کیونکہ ہم نے اکثر اخبارات میں خبریں پڑھی ہیں کہ شیرنی مر گئی ہے، فلاں جانور مر گیا ہے تو نئے جانور خریدنے کی گنجائش پیدا ہوتی ہے تو ایسے حالات میں خریداری کے حوالے سے ان کے کیا parameters ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پیر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (پیر محمد اشرف رسول): جناب سپیکر! یہ fresh question بنتا ہے اور اگر آپ کہتے ہیں تو میں جواب دے دیتا ہوں۔ (قہقہ)

جناب سپیکر: نہیں یہ fresh question نہیں بنتا بلکہ آپ ذرا سوچ سمجھ کر جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (پیر محمد اشرف رسول): جناب سپیکر! میں نے ابھی پہلے ٹینڈر کا طریقہ بتایا ہے کہ جب ہم نے کوئی جانور خریدنا ہو تو اس کے لئے اخبار میں ٹینڈر دیا جاتا ہے اور اگر جانوروں کی کمی ہو جائے تو اس کی کو پورا کرنے کے لئے ٹینڈر دیا جاتا ہے اور جس فرم کا rate کم ہو تو اسی سے ہم جانور خرید لیتے ہیں لیکن فی الحال چونکہ بجٹ میں پیسے موجود نہیں ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے خوراک کے بارے میں بھی پوچھا ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! یہ بالکل لغو جواب ہے اور کوئی relevancy نہیں ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ جب ایک جانور مر جاتا ہے تو اس کے بعد کتنی دیر میں یہ replacement کرتے ہیں اور ان کے parameters کیا ہیں، یہ تھوڑا ہے کہ پانچ پانچ سال replacement ہی نہ کریں؟

جناب سپیکر: جی، جو جانور مر جائیں اس کی replacement کتنے عرصے میں کرتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (پیر محمد اشرف رسول): جناب سپیکر! اس کی replacement reasonable time میں کر دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: reasonable time میں کر دی جاتی ہے، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر سامیہ امجد کا ہے، وہ تشریف نہیں رکھتیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! On her behalf (معزز خاتون ممبر نے ڈاکٹر سامیہ امجد کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: سوال کا نمبر پکاریں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! سوال نمبر 3337 ہے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

صوبہ میں چراگاہوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3337: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لائیو سٹاک کی پروموشن کے لئے صوبہ میں کتنی چراگاہیں کس کس ضلع میں ہیں، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) جن اضلاع میں چراگاہیں موجود نہیں، کیا حکومت ایسے اضلاع میں چراگاہیں مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (پیر محمد اشرف رسول):

(الف) صوبہ میں کل 32 چراگاہ ہیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جن اضلاع میں چراگاہیں نہ ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ ان اضلاع میں محکمہ جنگلات کے پاس اس مقصد کے لئے رقبہ نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! انہوں نے ایک detail ساتھ بھیجی ہے جو ایوان کی میز پر ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میں معزز ارکان سے گزارش کر رہا ہوں، مجھے ان کا سوال سننے دیں، میں نے اس کا جواب لینا ہے، آپ کی مہربانی۔ Order please

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! اس میں لکھا ہے کہ کون سے اضلاع میں چراگاہیں موجود ہیں؟ detail میں آیا ہے کہ گجرات، منڈی بہاؤالدین، جہلم، چکوال، خوشاب، اٹک، بھکر اور ڈی جی خان میں

چراگاہیں موجود ہیں۔ میں یہ سوال پوچھنا چاہتی ہوں کہ کون سے اور کتنے ایسے اضلاع ہیں جہاں پر چراگاہیں موجود نہیں ہیں؟

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! جن اضلاع کے نام دیئے گئے ہیں کہ وہاں وہاں چراگاہیں موجود ہیں اور جو بقایا ہیں۔۔۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! نوانی صاحب کسی سوال کا جواب نہیں دے سکتے۔ سوال کا جواب منسٹر صاحب دے سکتے ہیں یا پارلیمانی سیکرٹری دے سکتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں جواب نہیں دے رہا ہوں۔ I am on point of order۔

جناب سپیکر: وہ جواب نہیں دے رہے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے اور بڑا valid point of order ہے۔(شوروغل)

جناب سپیکر: ان کی بات سنیں۔۔(شوروغل)

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میرا بڑا valid point of order ہے اگر آپ سن لیں گے تو مطمئن ہوں گے۔ نولاٹیا صاحب شرارت کر رہے ہیں۔(شوروغل)

(اذانِ مغرب)

جناب سپیکر: اب نماز کا وقفہ کیا جاتا ہے۔6 بج کر 5 منٹ پر ہم دوبارہ ملیں گے۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لئے ایوان کی کارروائی ملتوی کی گئی)

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد 6 بج کر 16 منٹ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: میرے خیال میں ابھی سوالوں کا آدھ گھنٹہ رہتا ہے۔

معزز ممبران: ختم ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: کون کہتا ہے کہ ختم ہو گیا ہے، آپ کیا کرتے ہیں؟ غالباً ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ کا سوال نمبر 3337 تھا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جی، ابھی تو میرے پہلے ضمنی سوال کا جواب بھی نہیں آیا۔

جناب سپیکر: وہ بھول تو نہیں گئے؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: پلیز آپ بیٹھیں، کیا کرتے ہیں؟ ادھر سے ضمنی سوال آئیں گے۔ بعد میں ایک سوال ہو گا وہ جس صاحب کو دینا ہو گا بتاؤں گا۔ پلیز آپ تشریف رکھیں۔ ویسے بھی آپ دو دفعہ سوال کر چکے ہیں اس لئے اب کر بھی نہیں سکتے۔ جی، محترمہ!

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! شاید پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو میرا سوال یاد ہو گا، نہیں تو میں دہرا دیتی ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (پیر محمد اشرف رسول): سوال دہرا دیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! انہوں نے جو جواب کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی ہے اس کے مطابق گجرات، منڈی بہاؤالدین، جہلم، چکوال، خوشاب، اٹک، بھکر اور ڈیرہ غازی خان میں چراگاہیں موجود ہیں۔ میں نے ضمنی سوال میں پوچھا تھا کہ کون سے ایسے اضلاع ہیں جن میں چراگاہیں موجود نہیں ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (پیر محمد اشرف رسول): جن اضلاع میں چراگاہیں موجود ہیں ان کے نام یہاں درج ہیں اور جن اضلاع کے نام نہیں لکھے ہوئے ان میں چراگاہیں موجود نہیں ہیں۔ چونکہ وہاں پر محکمہ جنگلات کی زمین موجود نہیں ہے اس لئے ہم وہاں چراگاہیں نہیں بنا سکتے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! understood کچھ نہیں ہوتا۔ سوال ہاؤس کی property ہے اس لئے آپ کو اس کا accurate جواب دینا چاہئے۔

جناب سپیکر: محترمہ! انہوں نے آپ کے سوال کا جواب دے دیا ہے۔ اب آپ کیا پوچھنا چاہتی ہیں؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر!انہوں نے کہا ہے کہ آپ باقی سوچ لیں کہ کتنے اضلاع میں چراگاہیں نہیں ہیں۔یہ understood تو کچھ نہیں ہوتا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(پیر محمد اشرف رسول):جناب سپیکر! جن اضلاع میں چراگاہیں موجود ہیں ان کے نام درج کر دیئے گئے ہیں، باقی اضلاع میں چراگاہیں نہیں ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی:تعداد بتادیں۔

جناب سپیکر:آپ نے ان کی بات نہیں سنی؟ وہ کہہ رہے ہیں کہ جن جن اضلاع میں چراگاہیں ہیں ان کے نام دے دیئے ہیں لیکن جن اضلاع میں نہیں ہیں ان کے نام کیسے لکھتے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر!یہاں صرف آٹھ اضلاع کی تفصیل بتائی گئی ہے۔یہ تو بالکل آسان سوال ہے، تعداد بتادیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(پیر محمد اشرف رسول):آٹھ اضلاع میں چراگاہیں موجود ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتائیں کہ پنجاب کے کتنے اضلاع ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(پیر محمد اشرف رسول): چھتیس اضلاع ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: پھر آٹھ minus کر کے بتادیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(پیر محمد اشرف رسول): میں نے بتایا ہے کہ اٹھائیس اضلاع میں چراگاہیں موجود نہیں ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: چلیں، یہ آپ کا ایک echo test تھا، یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں تھی۔یہ سب سے آسان سوال تھا۔ میرا خیال ہے کہ اس سے زیادہ آسان سوال ہو ہی نہیں سکتا۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب اتنے چھوٹے سے سوال کا جواب نہیں دے سکے تو ان سے اور کیا امید کی جا سکتی ہے؟اب میں اگلا سوال پوچھ لیتی ہوں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب!آپ جو کچھ فرمائیں اس کی مجھے بھی سمجھ آنی چاہئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(پیر محمد اشرف رسول):جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ بتیس چراگاہیں موجود ہیں اور ان کے ناموں کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔اب انہوں نے پوچھا ہے کہ کہاں پر چراگاہیں موجود نہیں ہیں تو میں نے اس کے جواب میں کہا ہے کہ جن کے نام اس فہرست میں نہیں ہیں وہاں پر چراگاہیں موجود نہیں ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی:جناب سپیکر!یہاں جواب میں بتایا گیا ہے کہ "جن اضلاع میں چراگاہیں نہ ہیں،اس کی وجہ یہ ہے کہ ان اضلاع میں محکمہ جنگلات کے پاس اس مقصد کے لئے رقبہ نہ ہے"تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا حکومت نے یہاں پر چراگاہیں بنانے کے لئے کوئی حکمت عملی طے کی ہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(پیر محمد اشرف رسول):جی، بالکل محکمہ جنگلات کی خواہش ہے کہ ہر ضلع میں چراگاہیں ہونی چاہیئں لیکن فنڈز کی کمی اور زمین دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے ایسا فوری طور پر ممکن نہیں ہے۔اگر کوئی پرائیویٹ طور پر چراگاہ بنانا چاہتا ہے تو ہم اس کو welcome کرتے ہیں، حکومت ان کے ساتھ تعاون کرنے کے لئے بھی تیار ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی:جناب سپیکر!چراگاہیں ہمیشہ سرکاری طور پر بنائی جاتی ہیں۔میرا خیال ہے کہ پرائیویٹ طور پر تو چراگاہیں نہیں بنتی ہیں۔

جناب سپیکر:محترمہ!اب تشریف رکھیں۔اب ہم اگلے سوال کو لیتے ہیں۔اگلا سوال جناب محمد یار ہراج صاحب کا ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!میں ان کے ایماء پر سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر:جی، کر لیں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!ان کے ایماء پر سوال نمبر3453۔

محترمہ سیمل کامران:جناب سپیکر!ہراج صاحب ہماری پارٹی کے ممبر ہیں اس لئے شیخ صاحب ان کے ایماء پر سوال نہیں کر سکتے۔آپ مہربانی کر کے اس بات کو clarify کر دیں،اس طرح تو ہمیں بھی ابہام رہتا ہے۔

جناب سپیکر:چلیں، رہنے دیں۔میرے خیال میں آپ خاموشی اختیار کر لیں۔

محترمہ سیمل کامران:جناب سپیکر!ہراج صاحب ہماری پارٹی کے ممبر ہیں اس لئے یہ ہمارا حق ہے کہ ہم ان کے ایماء پر یہ سوال کریں۔

جناب سپیکر: چلیں، میں اس سوال پر آپ کو بھی ایک ضمنی سوال کرنے کی اجازت دے دوں گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ سوال مجھے ہراج صاحب کے ایماء پر take up کرنے کی اجازت دی جائے۔آپ پہلے یہ فرما چکے ہیں کہ ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ جس پارٹی کے ممبر کا سوال ہو گا اسی پارٹی کے ممبران اس کو take up کریں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔آپ نے مجھے floor پہلے دے دیا تھا لیکن محترمہ کھڑی ہو گئیں تو میں نے کہا کہ وہ پہلے بول لیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب!آپ رہنے دیں۔آپ کو بعد میں موقع دے دوں گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! نہیں، کیا آپ اپنی ruling reverse کر سکتے ہیں؟آپ اپنی ruling کو review کر ہی نہیں سکتے۔آج کل تو سپریم کورٹ بھی review نہیں سن رہی۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب!آپ نے یہ کہاں سے پڑھا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!آپ نے مجھے سوال کرنے کی اجازت دے دی تھی۔

جناب سپیکر:.I can review it میں اس کو review کرتا ہوں اور محترمہ کو ہراج صاحب کے ایماء پر سوال کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔شیخ صاحب!آپ مہربانی کر کے بیٹھ جائیں۔میں آپ کو بعد میں time دوں گا۔

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔جناب سپیکر!ان کے ایماء پر سوال نمبر3453۔(معزز خاتون ممبر نے جناب محمد یار ہراج کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ سیمل کامران: جی، ہاں۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ایک لاکھ ایکڑ رقبہ پر شجر کاری کے حکومتی منصوبہ کی تفصیلات

*3453: جناب محمد یار ہراج: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیایہ درست ہے کہ حکومت پنجاب ایک لاکھ ایکڑ رقبہ پر پودے لگانے کے منصوبہ پر عمل کر رہی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو اس مقصد کے لئے کتنے فنڈز مختص کئے گئے ہیں؟

(ج) یہ بھی بتایا جائے کہ پہاڑی علاقوں میں کتنے اور نہری علاقوں میں کتنے نئے پودے لگائے جائیں گے؟

(د) یہ بھی بتایا جائے کہ حکومت نے اس منصوبہ کو کامیاب بنانے کے لئے کون سے خصوصی اقدامات اٹھائے ہیں؟

(ہ) پودوں کی خریداری کس طرح کی جائے گی کیا اس کے لئے ٹینڈر طلب کئے جائیں گے نیز ملکی اور غیر ملکی پودوں کی خریداری کے لئے کیا کوئی کمیٹی بنائی گئی ہے مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (پیر محمد اشرف رسول):

(الف) جی ہاں! پنجاب کے ایک لاکھ ایکڑ رقبہ پر شجر کاری کرنے کی منصوبہ بندی کی گئی ہے۔

(ب) پراجیکٹ 3۔ارب 676 کروڑ کا ہے اور فنڈز وفاقی حکومت مہیا کر رہی ہے۔

(ج) اس پراجیکٹ کے تحت پہاڑی علاقوں میں ایک کروڑ 31 لاکھ اور نہری علاقوں میں 5 کروڑ 8 لاکھ پودے لگائے جائیں گے۔

(د) اس منصوبہ کو کامیاب بنانے کے لئے self evaluation تھرڈ پارٹی محکمہ کے اندر اور تھرڈ پارٹی محکمہ کے باہر کا نظام لایا جارہا ہے مزید مانیٹرنگ و ونگ پلاننگ کمیشن اسلام آباد کی ٹیمیں بھی انسپکشن کریں گی۔

(ہ) پودے محکمہ جنگلات خود نرسریوں میں اگائے گا پولی تھین ٹیوبوں کی خریداری بذریعہ ٹینڈر کی جائے گی اور سکیم میں indigenous پودوں سے ہی شجر کاری کی جائے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں محترم پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے دو ضمنی سوال پوچھنا چاہوں گی۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ یک دم دو ضمنی سوال نہ کریں۔ایک ایک کر کے پوچھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جواب میں بتایا گیا ہے کہ پنجاب کے ایک لاکھ ایکڑ رقبہ پر شجر کاری کرنے کی منصوبہ بندی کی گئی ہے اور اس پر لاکھوں روپے خرچ بھی کئے جا رہے ہیں۔ان کا محکمہ سال میں دو مرتبہ شجر کاری کی مہم چلاتا ہے لیکن in the end یہی دیکھنے میں آیا ہے، سروے میں بھی یہی بات سامنے آئی ہے کہ دن بدن جنگلات کم ہو رہے ہیں تو میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا یہ پودے لگانے کی مہم صرف کاغذوں میں ہوتی ہے اگر واقعی عملی طور پر پودے لگائے جاتے ہیں تو کیا ان پودوں کی دیکھ بھال بھی کی جاتی ہے یا نہیں، کیا محکمہ کے پاس کوئی ایسا mechanism ہے کہ جس کے تحت ان کی maintenance پر بھی توجہ دی جائے، آیا جو پودے لگائے جاتے ہیں وہ پروان چڑھ رہے ہیں یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (پیر محمد اشرف رسول): جناب سپیکر! محکمہ کی شجر کاری کی وجہ سے جنگلات اور درختوں کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔دوسرا جو پودے لگائے جاتے ہیں ان کی دیکھ بھال بھی کی جاتی ہے۔وہاں پر ہمارے forest guard اور دوسرے لوگ موجود ہوتے ہیں جو ان کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔دوسرا یہ ایک mega project ہے اور اس کے لئے وفاقی حکومت funds مہیا کر رہی ہے۔پچھلے تین سالوں میں ہمیں صرف 10 فیصد funds ملے ہیں۔ہمیں funds کی availability پوری نہیں ہے۔ہمیں جتنے funds ملے ہیں اس لحاظ سے ہم نے کام زیادہ کیا ہے۔محکمہ جنگلات کو international standard کے مطابق ایک سال میں ایک ایکڑ کے لئے ایک ہزار روپے چاہئے ہوتے ہیں لیکن اس وقت محکمہ جنگلات کو ایک ایکڑ کے لئے صرف -/160 روپے ملتے ہیں۔اتنی قلیل رقم کے ساتھ ہی ہم کام کرتے ہیں۔اگر محترمہ اس حوالے سے improvement دیکھنا چاہتی ہیں تو میں ان کو عملی طور پر visit کروا کر دکھا سکتا ہوں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ابھی پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے کہا ہے کہ ان کو funds sufficient نہیں ملتے ہیں جبکہ یہاں جواب میں ان کے محکمہ کی طرف سے کروڑوں روپے کے figures بتائے گئے ہیں۔یہاں جواب کے جز(ب) میں بتایا گیا ہے کہ "یہ پراجیکٹ 3۔ارب 676 کروڑ روپے کا ہے" اور آگے جز(ج) میں کہہ رہے ہیں کہ "اس پراجیکٹ کے تحت پہاڑی علاقوں میں ایک کروڑ 31 لاکھ اور نہری علاقوں میں 5 کروڑ 8 لاکھ پودے لگائے گئے" اگر میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے کروڑوں کے zero پوچھوں گی تو شاید abruptly وہ بھی نہیں بتا سکیں گے۔میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔میں اپنا دوسرا ضمنی سوال پوچھنا چاہتی ہوں۔جواب کے جز(ہ) میں

کہا گیا ہے کہ "indigenous پودوں سے ہی شجر کاری کی جائے گی"تو شیشم بھی indigenous درخت ہے اور اس کی لکڑی بہت کارآمد ہوتی ہے۔ کچھ عرصہ قبل ہمارے ملک میں شیشم کے بہت زیادہ درخت پائے جاتے تھے لیکن اب یہ درخت تباہ ہو چکے ہیں،ان کو کیڑا لگ چکا ہے کیاان کا محکمہ شیشم کے درخت کی revival کا کوئی پروگرام بنا رہا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(پیر محمد اشرف رسول):جناب سپیکر! شیشم کے درخت کی تباہی خوش قسمتی سے ہمارے دور میں نہیں ہوئی ہے۔ پچھلے سالوں میں واقعی شیشم کے درخت بہت زیادہ خراب ہوئے ہیں اور ہم اس کو improve کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں۔ ہمیں جو funds available ہیں ان کے اندر رہتے ہوئے ہم یہ درخت لگا رہے ہیں۔ شیشم کے درخت میں جو مخصوص بیماری آئی تھی اب تقریباً وہ ختم ہو چکی ہے۔

محترمہ سیمل کامران:جناب سپیکر! پہلے ہمارے صوبے میں شیشم کے درخت بہت زیادہ تعداد میں موجود تھے لیکن پچھلے چند سالوں میں یہ شیشم کے درخت ایک خاص بیماری کی وجہ سے تباہ ہو چکے ہیں کیاان کے محکمے نے اس کے revival کے لئے کوئی منصوبہ بنایا ہے؟ شیشم کے درخت کی لکڑی بڑی کارآمد ہوتی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(پیر محمد اشرف رسول):جناب سپیکر! اس حوالے سے محکمے کے پاس ایک منصوبہ زیر غور ہے۔ ہمیں funds کی کمی کا سامنا ہے۔ان کو بھی علم ہے کہ صوبے میں سیلاب نے تباہ کاریاں کی ہیں، جیسے ہی ہمیں funds available ہوں گے اس منصوبے پر عملدرآمد کیا جائے گا۔

محترمہ سیمل کامران:جناب سپیکر!اب شیشم کے درخت کا سیلاب کے ساتھ کیا تعلق ہے۔یہ تو"سوال گندم اور جواب چنا"والی بات ہے۔ میں نے جو سوال پوچھا ہے kindly اس کا جواب دیں۔اگر جواب نہیں دے سکتے تو کوئی بات نہیں، ہم صبر کر لیں گے۔یہ روز کی بات ہے، یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔یہ ان کا روز کا معمول ہے۔ان کی تیاری ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ کے نزدیک تو کسی کی بھی تیاری نہیں ہوتی۔جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر! جز(الف)میں کہا گیا ہے کہ "ایک لاکھ ایکڑ رقبہ پر شجر کاری کرنے کی منصوبہ بندی کی گئی ہے۔"یہ 18۔جون2009 کا معاملہ تھا۔اس کے بعد ایک financial year ختم ہو گیا ہے۔آگے جز(ب)میں بڑا مزیدار جواب دیا گیا ہے۔آپ یہ دیکھیں،اس میں لکھا ہے

کہ "پراجیکٹ 3۔ارب 676 کروڑ روپے کا ہے" تو 676 کروڑ روپے کا مطلب یہ ہوا کہ 6۔ارب 76 کروڑ روپے۔ یہ اس طرح کس نے لکھا ہے؟ اس figure کی مجھے سمجھ نہیں آ سکی۔ 3۔ارب 676 کروڑ کون سا figure ہوا، یہ figure کہاں سے آیا؟ جناب! یہ 676 کروڑ کا مطلب ہے کہ 6۔ارب 76 کروڑ روپے۔ 3۔ارب 676 کروڑ، میں نے تو زندگی میں کبھی ایسے figures نہیں دیکھے۔ یہ کہاں سے آئے ہیں اور یہ وہی ہے کہ جیسے 14۔اگست 1947 کو نرسنگ سکول قائم ہوا تھا۔ یہ 3۔ارب 676 کروڑ کیا figure ہے اور financial year ختم ہو گیا میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے پوچھ رہا ہوں کہ کیا یہ ایک سال میں ایک لاکھ ایکڑ پر پودے لگے اور کیا Federal Government نے ان کو یہ پیسا دیا؟ یہ بڑے simple سے دو تین سوال ہیں، میرے تو سوال ہی معصوم ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (پیر محمد اشرف رسول): جناب سپیکر! شیخ صاحب نے صحیح نشاندہی کی ہے، اصل میں یہ 3۔ارب اور 76 کروڑ روپے ہے۔ باقی انہوں نے جو دوسری بات کی ہے کہ ہمیں Federal Government سے کتنا فنڈ ملا ہے تو 08-2007 میں ہمیں 170 ملین روپے ملنا تھا لیکن اس سال ہمیں کوئی پیسے نہیں ملے ہیں، اس کے بعد next year 755 million rupees ملنا تھا جس میں سے ہمیں صرف 170 ملین روپے ملے ہیں اب تک ہمیں total 10 million rupees کے قریب پیسے ملے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ ایک لاکھ ایکڑ پر درخت لگائے گئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (پیر محمد اشرف رسول): جناب سپیکر! اس کی planning کی گئی ہے، پورا فنڈز ملے گا تو ہم درخت لگائیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ہم نے تو انڈیا میں بھی درخت لگانے کی planning کی ہوئی ہے، یہ planning کو چھوڑیں اور بتائیں کہ practically کیا ہوا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (پیر محمد اشرف رسول): جناب سپیکر! شیخ صاحب کو انڈیا سے کوئی محبت ہے تو وہاں پر جا کر درخت لگا لیں، میں تو انڈیا میں درخت لگانا بالکل پسند نہیں کروں گا، ان کو شوق ہے تو یہ وہاں پر درخت لگائیں اور ان کا بارڈر بھی ملتا ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!یہ مجھے planning کے چکر میں رکھیں،نہ millions کے چکر میں رکھیں، میں millions کے بارے میں بہت سمجھتا ہوں۔17 ملین روپے کہاں اور 3۔ارب 76 کروڑ روپے کہاں؟ میں نے بڑا simply پوچھا ہے کہ کیا ایک لاکھ ایکڑ پر پودے لگے ہیں اور دوسرا یہ پوچھا ہے کہ Federal Government سے total amount کتنی آئی؟

جناب سپیکر:جی،سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(پیر محمد اشرف رسول):جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی جواب دیا ہے کہ یہ چھ سالوں کا منصوبہ ہے اور 3۔ارب 76 کروڑ روپے اس کی total feasibility بنی ہے۔انہوں نے تو یہ پوچھا ہی نہیں ہے کہ یہ منصوبہ کتنے سال کا ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!سوال دیکھیں کہ پنجاب کے ایک لاکھ ایکڑ رقبہ پر شجر کاری کرنے کی منصوبہ بندی کی گئی ہے۔سوال کرنے والے نے کوئی نہیں پوچھا کہ کتنے سال میں یہ پودے لگا رہے ہیں؟ انہوں نے چھ سال کا ابھی کہا ہے تو ان کو Federal Government سے total کتنا پیسا ملا ہے؟

جناب سپیکر:جی،پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(پیر محمد اشرف رسول):جناب سپیکر! ہمیں Federal Government سے 09-2008 میں 38 ملین روپے ملے تھے،10-2009 میں 170 ملین روپے ملے ہیں جبکہ ہمیں 893 ملین روپے دیئے جانے کا وعدہ تھا۔ہم نے اس میں سے 5700 ایکڑ پر شجر کاری کی ہے اور ایک لاکھ ایکڑ رقبہ چھ سالوں میں مکمل ہونا تھا۔

(اس مرحلہ پر قائد ایوان،ایوان میں تشریف لائے)

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!مجھے صرف ایک بات کہنے کی اجازت دیں کہ practically کہیں پر بھی ان کے پودے نہیں لگ رہے اور اگر کہیں پر وہ پودے لگ رہے ہیں اور جیسے یہ بتا رہے ہیں کہ اتنی growth ہو رہی ہے، موقع پر کوئی growth نہیں ہو رہی۔

جناب سپیکر:جی،پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(پیر محمد اشرف رسول):جناب سپیکر! شیخ صاحب ہمیشہ کہتے ہیں کہ ثابت کریں،یہ میرے ساتھ ٹائم رکھیں، میں ان کو ہر چیز ثابت کرنے کو تیار ہوں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب شیر علی خان صاحب کا ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! Question No. 3517

فتح جنگ ضلع اٹک میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر فشریز کے دفتر میں بدعنوانی کی تفصیلات

*3517: جناب شیر علی خان: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فتح جنگ ضلع اٹک میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر فشریز کے دفتر میں سرکاری اراضی پر گندم کاشت کر کے لاکھوں روپے کے گھپلوں کا حال ہی میں انکشاف ہوا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ اراضی مچھلیوں کے لئے بنائے گئے ponds کے لئے مخصوص ہے جس کا رقبہ 134 کنال ہے مگر اس سرکاری اراضی پر مذکورہ افسر کے ایماء پر بدعنوانی ہو رہی ہے اور حکومت کو لاکھوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر فشریز کی بدعنوانی کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (پیر محمد اشرف رسول):

(الف) درست نہ ہے البتہ ایک شکایت اسسٹنٹ ڈائریکٹر فشریز سیڈ نرسنگ فارم فتح جنگ ضلع اٹک کے خلاف بابت کرپشن آئی تھی جس کی باقاعدہ انکوائری کروائی گئی اور آفیسر کو بے قصور پایا گیا۔ دوران سال 09-2008 سیڈ نرسنگ فارم فتح جنگ ضلع اٹک پر موجود خالی جگہ کو استعمال میں لاتے ہوئے سبز چارہ اور گندم کی کاشت عمل میں لائی گئی جس کا بنیادی مقصد مچھلیوں کے لئے درکار سبز چارہ اور اضافی خوراک کا حصول تھا۔ سبز چارہ گراس کارپ مچھلی کی خوراک میں استعمال ہو گیا جبکہ گندم کی کل پیداوار 46 من ہوئی۔ 3 من گندم بطور جزو اضافی خوراک استعمال کی گئی جبکہ بقایا 43 من گندم بحساب۔/950 روپے فی من فروخت کر کے مبلغ۔/40850 روپے خزانہ سرکار میں جمع کروا دی گئی۔

(ب) اس پراجیکٹ پر گندم اور سبز چارہ وغیرہ کی کاشت برائے استعمال خوراک مچھلی صرف 16 کنال خالی بے کار جگہ پر کی گئی جبکہ تالابوں کے لئے موجود جگہ کو صرف مچھلی اور بچہ مچھلی پالنے کے لئے استعمال میں لایا گیا۔ اوپر بیان کردہ اضافی آمدن کو حسب ضابطہ خزانہ سرکار

میں جمع کروادیا گیااس ضمن میں مذکورہ آفیسر کی بدعنوانی کے بابت حقائق جاننے کے لئے fact finding انکوائری کروائی گئی (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)اور آفیسر کو بے قصور پایا گیا۔

(ج) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ fact finding انکوائری کے بعد یہ پتا چلا ہے کہ آفیسر مذکورہ کے خلاف اس ضمن میں بدعنوانی کا الزام ثابت نہ ہوا ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! وہ میرے سوال کا جواب گول مول کر گئے ہیں کہ چھیالیس من گندم ہوئی جس میں سے ہم نے تین من گندم خوراک میں use کی اور بقیہ تنتالیس من گندم بیچ کر پیسا خزانے میں جمع کرادیا۔ میرا سوال تھا کہ total pond area کتنا ہے اور اس فارم کا باقی رقبہ کتنا ہے؟

جناب سپیکر: جی، pond area کا رقبہ کتنا ہے اور باقی رقبہ کتنا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (پیر محمد اشرف رسول): جناب سپیکر! 25 کنال رقبہ خالی ہے جس میں سے 16 کنال پر گندم کاشت کی گئی تھی، 70 کنال پر اس کا structure ہے اور باقی 760 کنال pond area ہے۔ وہ گندم -/40850 روپے میں بیچی گئی تھی اور پیسے خزانے میں جمع کرادیئے گئے ہیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! یہ جو جواب دے رہے ہیں کیا یہ اس سے مطمئن ہیں؟ یعنی یہ جواب درست ہے کیونکہ اس سے اگلے سوال میں یہ شاید اسی figure کی نفی کر دیں اور انہوں نے جو facts finding report دی ہے اگر یہ آپ پڑھ لیں تو اتنی ridiculous report نہیں ہو سکتی جس میں انہوں نے اس کو exonerate کر دیا کہ وہاں پر کوئی گندم کاشت نہیں ہوئی جبکہ میرے پاس اس گندم کی تصاویر اور اخبار کے تراشے موجود ہیں جن سے میں ابھی prove کر سکتا ہوں کہ ان ponds کے اندر بھی گندم کاشت تھی اور ان کی facts finding report بالکل غلط ہے اور ایک آفیسر کو بچانے کے لئے یہ frivolous قسم کا کام کر کے prove کرنا چاہتے ہیں، انہوں نے گورنمنٹ کا اتنا نقصان کیا ہے اور آپ زمیندار ہیں، آپ ہی مجھے بتائیں کہ تنتالیس من گندم کتنے رقبے میں ہوتی ہے؟

جناب سپیکر: تنتالیس من فی ایکڑ گندم اچھے کاشتکار کی ہوتی ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! چلیں، بُرے کاشتکار کی بھی بیس من فی ایکڑ گندم تو ہوتی ہو گی۔ یہ مجھے بتائیں کہ اس گندم کا بھوسہ کدھر گیا؟ ہمارے علاقے میں ایک لاکھ 20 روپے کا بھوسے کا ٹرک بکتا رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (پیر محمد اشرف رسول): جناب سپیکر! پہلے بھی دو دفعہ انکوائری کرائی گئی ہے، اگر یہ مطمئن نہیں ہیں تو ہم تیسری دفعہ بھی انکوائری کرنے کو تیار ہیں۔ ایک دفعہ محکمہ نے انکوائری کرائی تھی، دوسری دفعہ منسٹر صاحب کے حکم سے انکوائری ہوئی ہے اگر یہ مطمئن نہیں ہیں تو تیسری دفعہ انکوائری کرا دیتے ہیں اگر اس میں کوئی چیز ثابت ہو گی تو اس کو اس کی مکمل سزا دی جائے گی۔

جناب سپیکر: وہ آپ سے ایک اور بات پوچھ رہے ہیں کہ اس گندم کا بھوسہ کدھر گیا، وہ کہیں مچھلیوں کو تو نہیں ڈال دیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (پیر محمد اشرف رسول): جناب سپیکر! اس گندم کا بھوسہ -/4500 روپے میں نیلام ہوا تھا اگر یہ انکوائری کرانا چاہتے ہیں تو وہ ہم کرا لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میں انکوائری نہیں کروانا چاہتا۔ آپ انکوائری رپورٹ ضرور پڑھئے گا۔ میں آپ کو بعد میں رپورٹ دوں گا۔ کسی آفیسر کی اتنی fabulous report ہو ہی نہیں سکتی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی آپ ہی کا ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3702 ہے۔

ضلع اٹک محکمہ ماہی پروری کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*3702: جناب شیر علی خان: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع اٹک میں محکمہ ماہی پروری کا کتنا رقبہ کس کس جگہ ہے؟

(ب) کتنے تالاب ہیں اور کتنا رقبہ خالی پڑا ہے؟

(ج) یکم جنوری2008 سے آج تک اس ضلع میں کتنا پونگ تیار کیا گیا اور کتنا فروخت کیا گیا؟

(د) اس ضلع میں محکمہ ہذا کے کتنے ملازمین تعینات ہیں؟

(ہ) یکم جنوری2009 سے آج تک کن کن ملازمین کے خلاف کس کس بناء پر شکایات موصول ہوئیں اور کن کن کے خلاف انکوائریاں کس کس بناء پر ہوئیں؟

(و) کتنے ملازمین کو کیا کیا سزائیں دی گئیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (پیر محمد اشرف رسول):

(الف) ضلع اٹک میں محکمہ ماہی پروری کے پاس رقبہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام پراجیکٹ	رقبہ
1	مہاشیر فش ہیچری موضع گھڑیالہ	135کنال4مرلہ
2	فش سیڈ نرسری فتح جنگ	786کنال
3	فش سیڈ نرسری یونٹ حطیاں	39کنال18مرلہ
4	واچ اینڈ وارڈ ہٹ جبلاٹ	8مرلہ

(ب) محکمہ ماہی پروری کے کل 68 عدد تالاب ہیں جبکہ 29 کنال پر دفاتر، سٹور روم، لیبارٹریاں قائم ہونے کے علاوہ بقایا رقبہ پر مچھلیوں کے لئے چارہ کاشت کیا جاتا ہے۔

(ج) یکم جنوری 2008 سے آج تک کل 37لاکھ 9ہزار پونگ تیار کیا گیا جس میں سے 6لاکھ 69ہزار پونگ نجی شعبہ میں قائم فش فارموں کو فروخت کیا گیا جبکہ بقایا بچہ مچھلی قدرتی پانیوں میں چھوڑا گیا۔یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ شمالی پنجاب کے نیم پہاڑی علاقوں کے قدرتی پانیوں میں ماضی میں کثرت سے پائی جانے والی مشہور مچھلی مہاشیر جو کہ ناپیدگی کے خطرے سے دوچار تھی اس کی برصغیر میں فش سیڈ نرسری یونٹ ہٹیاں ضلع اٹک پر پہلی دفعہ مصنوعی نسل کشی کامیابی سے کروا کر ان علاقوں کے پانیوں میں چھوڑا جارہا ہے جس سے ان پانیوں میں اس مچھلی کی نسل تیزی سے بڑھ رہی ہے۔

(د) اس ضلع میں محکمہ ماہی پروری کے ملازمین کی کل تعداد 46 ہے۔

(ہ) یکم جنوری2009 سے آج تک اسسٹنٹ ڈائریکٹر فشریز فش سیڈ نرسری فتح جنگ کے خلاف سٹاف ممبران نے ان سے اچھا سلوک نہ کرنے اور ایک شہری کی شکایت کی بناء پر جبکہ فشریز سپروائزر اور بیلدار کے خلاف مسلسل غیر حاضر دینے پر انکوائریاں کی گئیں۔

(و) ایک فشریز بیلدار کو نوکری سے برخاست کیا گیا جسے مجاز اتھارٹی نے بحال کر دیا۔ علاوہ ازیں ایک فشریز سپروائزر کے خلاف جرم ثابت ہونے پر قانونی کارروائی عمل میں لاتے ہوئے اسے ملازمت سے جبری ریٹائر کر دیا گیا۔ جبکہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر کے خلاف جرم ثابت نہ ہو سکا

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! یہ پہلے سوال سے pertain کرتا ہے۔ یہ پھر کہیں گے کہ میں repeat کر رہا ہوں کہ انہوں نے اس میں جواب دیا ہے کہ فتح جنگ کے فارم کا رقبہ 786 کنال ہے اور انہوں نے مزید کہا ہے کہ ہم نے صرف 16 کنال پر گندم کاشت کی اور باقی 700 کنال پر بقول ان کے ponds ہیں، جب یہ خشک ہوتے ہیں تو تمام فارموں پر یہ پالیسی ہے کہ وہاں پر چارہ کاشت کیا جاتا ہے۔ اس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اس چارے کا پیسا جمع نہیں کیا گیا، اس گندم کا پیسا سرکار کے خزانے میں جمع نہیں کرایا گیا۔ میں نے تو اس کی نشاندہی کی ہے۔ اگر یہ چاہتے ہیں کہ سرکار کے پیسے اسی طرح افسروں کی جیب میں جاتے رہیں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (پیر محمد اشرف رسول): جناب سپیکر! سرکاری خزانے میں جمع کروائے گئے ہیں، اس کا voucher موجود ہے۔ یہ مجھے مل لیں میں ان کو تمام کاغذات دکھا دوں گا۔ وہ پیسے خزانے میں جمع ہیں اور اس کی تاریخ تبدیل نہیں کی جا سکتی۔ یہ آج یا کل جمع نہیں کروائے گے۔ وہ پیسے انکوائری کے بعد جمع نہیں کروائے بلکہ پہلے کے جمع کروائے ہوئے ہیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میری یہی گزارش ہے کہ اس وقت انہوں نے کہا ہے کہ 16 کنال کے اوپر چھیالیس من گندم ہوئی ہے باقی 700 کنال میں آپ خود ہی فرما دیں کہ کتنی گندم ہوتی ہے۔ یہ 16 کنال گندم کا بتا رہے ہیں باقی رقم کہاں گئی۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ 40 ہزار روپیہ جمع نہیں ہوا۔ میں اس سے انکاری نہیں۔ چھیالیس من والی بات غلط ہے اور چارے کا ذکر ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: وہ چارہ مچھلیوں کو پھینکتے ہیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! 700 کنال پر جو چارہ ہوتا ہے کیا وہ سارا خوراک میں جاتا ہے تو یہ بتا دیں۔ آپ کہتے ہیں تو میں مان لیتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (پیر محمد اشرف رسول): جناب سپیکر! دو دفعہ انکوائری کروائی جا چکی ہے۔ میں انہیں offer دے رہا ہوں کہ یہ خود بیٹھ کر انکوائری کروالیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال جناب محمد طارق امین ہوتیانہ صاحب کا ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!On his behalf question No. 4046(معزز ممبر نے جناب محمد طارق امین ہوتیانہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

شجر کاری مہم کو مؤثر بنانے کے لئے عوامی شرکت

*4046:جناب محمد طارق امین ہوتیانہ :کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب محکمہ جنگلات ہر سال کروڑوں روپے شجر کاری پر خرچ کرتی ہے، مگر عملی طور پر کوئی فائدہ نہیں ہوتا کیونکہ آدھی سے زیادہ رقم خورد برد ہو جاتی ہے؟

(ب) کیا حکومت شجر کاری پر خرچ کردہ رقم کسانوں کو معاہدہ کے تحت دینے کے لئے تیار ہے تاکہ وہ شجر کاری کریں اور دس سال تک درخت نہ کاٹیں، اس طرح صوبہ میں درختوں کی تعداد میں اضافہ بھی ہوگا اور کروڑوں روپے کی بچت بھی حکومت کو ہوگی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری(پیر محمد اشرف رسول):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ محکمہ کو مختص کئے گئے فنڈز میں کوئی خورد برد ہوتی ہے۔ گورنمنٹ کی طرف سے مختص شدہ فنڈز منظور شدہ سالانہ پروگرام کے مطابق خرچ کئے جاتے ہیں۔

(ب) محکمہ گاہے بگاہے زمینداروں کے لئے ترقیاتی سکیمیں جاری کرتا رہتا ہے۔ رواں مالی سال میں بھی ایک ترقیاتی سکیم "Enhancing Tree Cover Through Farmers in the Punjab" جاری ہے جس میں زمینداروں سے ان کی زمین ایک معاہدہ کے تحت پانچ سال کے لئے حاصل کر کے اس میں جنگل لگا دیا جاتا ہے اور اس جنگل لگانے کا تمام خرچ ماسوائے آبپاشی کے محکمہ برداشت کرتا ہے اس سکیم کے تحت اب تک پنجاب بھر میں 5050ایکڑ رقبہ پر جنگل لگائے گئے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جز(الف) میں تو پوچھا گیا تھا کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب محکمہ جنگلات ہر سال کروڑوں روپے شجر کاری پر خرچ کرتی ہے مگر عملی طور پر کوئی فائدہ نہیں ہوتا کیونکہ آدھی سے زیادہ رقم خُورد بُرد ہو جاتی ہے اور جواب آیا کہ یہ درست نہ ہے کہ محکمہ کو مختص کئے گئے فنڈز میں کوئی خُورد بُرد ہوتی ہے۔ گورنمنٹ کی طرف سے مختص شدہ فنڈز منظور شدہ سالانہ پروگرام کے مطابق خرچ کئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! میرا سیکرٹری صاحب سے یہ سوال ہے کہ تقریباً چار لاکھ ایکڑ رقبہ جنگلات کے پاس ہے۔انہوں نے جواب دیا ہے کہ زمینداروں کا رقبہ لے کر جنگل لگا رہے ہیں تو ان کا جو اپنا چار لاکھ ایکڑ رقبہ ہے،اگر اس کو straight away ٹھیکے پر دے دیا جائے تو 8۔ارب روپیہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تجویز نہ کریں اور ضمنی سوال کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ جو پیسا یہ دے رہے ہیں، جو یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے ایک معاہدے کے تحت دیا ہے تو ان کے اپنے جنگل سے out put تو آ نہیں رہی یہ باہر پیسا کیوں دے رہے ہیں اور باہر کیوں جنگل لگوا رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (پیر محمد اشرف رسول): یہ منصوبہ تین سال پہلے پانچ سالوں کے لئے شروع کیا گیا تھا۔اس میں 5050 ایکڑ پر جنگلات لگائے گئے ہیں۔ جہاں تک ہمارے چار لاکھ ایکڑ زمین کی بات کر رہے ہیں تو اس میں ہم شجر کاری کر رہے ہیں۔ میں نے ان سے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ یہ ہمیشہ اعداد و شمار کی بات کرتے ہیں، ملین اور بلین کی بات کرتے ہیں۔ ہماری حکومت کے پاس ملینز، بلینز نہیں ہیں۔ان کو چاہئے کہ ہماری امداد کریں۔اب نیا Forest Act آ چکا ہے،اس کے بعد گورنمنٹ اور پرائیویٹ افراد کی پارٹنر شپ ہو سکتی ہے۔اس میں آ کر یہ ہماری مدد کریں۔ ہمارے پاس اگر پیسے ہوتے تو ہم ضرور چار لاکھ ایکڑ پر شجر کاری کرتے۔ایک لاکھ ایکڑ کی پہلے بات ہوئی ہے اس کے پیسے ہمیں ابھی تک وفاق سے نہیں ملے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اس بات کی تصحیح کرنا چاہتا ہوں۔ جس Forest Act کی ترمیم کی بات سیکرٹری صاحب کر رہے ہیں وہ اسی خاکسار کا لکھا ہوا بل ہے۔ یہ اپنے محکمے سے پوچھ لیں کہ وہ ترمیم سارا دن بیٹھ کر کس نے لکھی ہے؟اس کے علاوہ ابھی سیکرٹری صاحب نے بات کی ہے کہ ہم چار لاکھ ایکڑ پر کام کر رہے ہیں،آپ خود انصاف سے بتائیں کیا کر رہے ہیں؟ چھانگا مانگا جنگل کی ریلوے لائن تک چوری ہو گئی ہے۔ وہاں پر ایک درخت نہیں رہنے دیا گیا۔ میں نے اس پر بیٹھ کر کام کیا ہے۔

جناب سپیکر: کیا چوری ان کے دور میں ہوئی ہے؟

شیخ علاؤالدین: نہیں۔ بات یہ نہیں بلکہ یہ ہے کہ یہاں قومی اثاثے کی بات ہو رہی ہے۔انہوں نے کہا ہے کہ میں مدد کروں تو الحمدللہ میں نے تو وہ ترمیم لکھی ہے۔یہاں بات یہ ہو رہی ہے کہ اس اثاثے کو بچایا کیسے جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے بات کر لی ہے۔جی، میاں نصیر صاحب!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!کہا گیا ہے کہ ایک ترقیاتی سکیم "Enhancing Tree Cover Through Farmers in the Punjab" چلائی گئی تھی اور تقریباً50ہزار ایکڑ پر اس سکیم کے تحت یہاں پودے لگائے گئے اور کہا گیا کہ بڑی کامیابی کے ساتھ یہ سکیم چل رہی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ 50ہزار ایکڑ جنگلات پنجاب کے کن علاقوں میں اگائے گئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (پیر محمد اشرف رسول): جناب سپیکر! پنجاب کے مختلف علاقوں میں لگائے گئے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!ایک ایک ایکڑ میں پودے نہیں لگائے گئے۔ مجھے پتا چلا ہے کہ ایک ہزار سے زیادہ جگہ لی گئی اور وہاں پر لگائے گئے ہیں۔ یہ اضلاع کا بتادیں کہ کہاں پر لگے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (پیر محمد اشرف رسول): جناب سپیکر! اٹک، راولپنڈی، چکوال، جہلم، گجرات، میانوالی، ساہیوال اور دوسرے اضلاع میں لگے ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (پیر محمد اشرف رسول): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ڈیرہ غازی خان کے کوہ سلیمان ایریا میں درختوں کے بیج کا ائریل سپرے کی تفصیلات

*4109: جناب محمد محسن خان لغاری: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈیرہ غازی خان کے کوہ سلیمان ایریا میں درختوں کے بیج کا ariel spray کیا گیا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کس قسم کے درخت کے بیج کا سپرے کیا گیا ہے اور کتنے علاقے پر؟

(ج) کتنا بیج سپرے کیا گیا ہے، وزن بتایا جائے نیز بیج کی کوالٹی اور نمبر سے بھی ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) مذکورہ بیج کے سپرے کے لئے جو جہاز استعمال کیا گیا ہے اس پر کتنے اخراجات ہوئے ہیں تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ہ) کیا بیج پھینکنے کے لئے کوئی ٹیکنیکل ایکسپرٹ موجود تھے اگر ہاں تو ان کے نام اور عہدے سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں! یہ تجرباتی طور پر کیا گیا۔

(ب) تقریباً ایک ہزار ایکڑ پر سنتھا اور پھلائی کے بیج کا سپرے کیا گیا۔

(ج) اچھی کوالٹی کے 200 کلو گرام بیج کا سپرے کیا گیا۔

(د) جو جہاز بیج کے سپرے کے لئے استعمال کیا گیا اس پر کوئی اخراجات نہیں ہوئے جناب احسن اقبال کمشنر ڈیرہ غازیخان کی کاوشوں سے Air craft of civil Aviation Authority Headquarter CAA old terminal–I. Jinnah International Airport, Karachi. نے free of cost قومی فریضہ سرانجام دیا۔

(ہ) جی ہاں محکمہ جنگلات کے سینئر آفیسر سید محمد اجمل رحیم ناظم جنگلات ڈیرہ غازیخان کی زیر نگرانی اور فیلڈ عملہ فورٹ منرو بیج جہاز کے ذریعے پھینکا گیا۔

لاہور۔ جلو وائلڈ لائف پارک / بریڈنگ سنٹر جلو کی آمد واخراجات ودیگر تفصیلات

*4172: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) جلو وائلڈ لائف پارک / بریڈنگ سنٹر جلو لاہور کی سال 08-2007 اور 09-2008 کی کل آمدن اور اخراجات سال وار بتائیں؟

(ب) اس پارک / بریڈنگ سنٹر کی آمدن کے ذرائع کون کون سے ہیں؟

(ج) اس میں کون کون سے جانور رکھے گئے ہیں؟

(د) سال08۔2007اور09۔2008کے دوران اس پارک / بریڈنگ سنٹر کے لئے کون کون سے جانور کس کس ملک سے کتنی مالیت میں خرید کئے گئے؟

(ہ) اس سنٹر میں کن کن جانوروں کی بریڈنگ کی جاتی ہے؟

(و) اس سنٹر سے سالانہ کتنے جانور بریڈ ہوتے ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف)

عرصہ	آمدن	اخراجات
2007۔08	۔/491100روپے	۔/8097594روپے
2008۔09	۔/594500روپے	۔/10812525روپے

(ب) بریڈنگ سنٹر کی آمدن کے ذرائع:۔
فروختگی جانوران وپرندگان۔

(ج) رکھے گئے جانوران کا جدول (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(د) جی نہیں۔ دوران سال 08۔2007 اور 09۔2008 میں کسی بھی ملک سے کوئی خریداری نہیں کی گئی۔

(ہ) اس سنٹر میں بریڈ ہونے والے جانوروں کا جدول (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(و) سالانہ بریڈ ہونے والے جانوروں کا جدول (ج) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

لاہور۔چڑیا گھر کمیٹی تشکیل نہ پانے کی وجوہات ودیگر تفصیلات

*4205: **محترمہ خدیجہ عمر:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نئی Zoo کمیٹی تشکیل نہ پانے کی وجہ سے ٹھیکہ جات نہ دینے کے باعث چڑیا گھر لاہور کو لاکھوں روپے کا نقصان برداشت کرنا پڑ رہا ہے ابھی تک کمیٹی تشکیل نہ پانے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) اگر کمیٹی تشکیل پا چکی ہے تو چیئرمین، وائس چیئرمین اور ممبران کمیٹی کے نام اور عہدے بتائے جائیں نیز سابقہ کمیٹی کی میعاد کب ختم ہوئی تھی؟

(ج) کمیٹی کی عدم موجودگی میں چڑیا گھر کے انتظامی امور از قسم جانوروں کی خوراک، چڑیا گھر کی maintenance، ترقیاتی کاموں کا جائزہ اور zoo سفاری کے تمام انتظامی معاملات کس کی منظوری اور کس قانون کے تحت انجام دیئے جارہے ہیں؟

(د) محکمہ وائلڈ لائف اور چڑیا گھر انتظامیہ کے مابین coordination بہتر بنانے کے لئے حکومت کون سے اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ عبوری zoo کمیٹی تشکیل نہ پانے ٹھیکہ جات نہ دیئے جانے کے باعث چڑیا گھر لاہور کی آمدنی میں کوئی نقصان برداشت کرنا پڑا اور نہ ہی نئی کمیٹی کی تشکیل میں کوئی غیر ضروری تاخیر ہوئی بلکہ تقریباً ایک ماہ کے اندر مجاز اتھارٹی سے منظوری حاصل ہوتے ہی نئی کمیٹی تشکیل دے دی گئی۔

(ب) Zoo Maintenance Committee تشکیل پاچکی ہے جس کے چیئرمین اور ممبران کے نام درج ذیل ہیں۔ سابقا Zoo Maintenance Committee مورخہ 05۔08۔2009 کو ختم ہوئی۔

آفیشل ممبرز

1	ڈائریکٹر جنرل وائلڈ لائف اینڈ پارکس پنجاب	چیئرمین
2	سینئر چیف (ایگریکلچر) پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ	ممبر
3	نمائندہ فنانس ڈیپارٹمنٹ (جو کہ ڈپٹی سیکرٹری کے رینک سے کم نہ ہو)	ممبر
4	نمائندہ ایڈمنسٹریٹو ڈیپارٹمنٹ (جو کہ ڈپٹی سیکرٹری کے رینک سے کم نہ ہو)	ممبر
5	نمائندہ یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینمل سائنسز لاہور (جو کہ اسسٹنٹ پروفیسر کے رینک سے کم نہ ہو)	ممبر
6	نمائندہ زوالوجی ڈیپارٹمنٹ، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور (جو کہ اسسٹنٹ پروفیسر کے رینک سے کم نہ ہو)	ممبر
7	کنزرویٹر نیشنل کونسل فار کنزرویشن آف وائلڈ لائف اسلام آباد	ممبر
8	ڈائریکٹر چڑیا گھر لاہور	نان ممبر سیکرٹری

نان آفیشل ممبرز

1	مسٹر تنویر اسلم ملک۔ ایم۔پی۔اے پی پی۔21 چکوال	چیئرمین
2	ڈاکٹر محمد افضل۔ ریٹائرڈ چیف کنزرویٹر آف فارسٹ DHA لاہور	ممبر
3	مسٹر عضنفر علی خان لنگاہ۔ ریٹائرڈ ڈپٹی ڈائریکٹر وائلڈ لائف رائے ونڈ روڈ لاہور	ممبر
4	مسٹر اسامہ طارق خان۔ چیف ایگزیکٹو طارق گارڈن لاہور	ممبر
5	مس عظمیٰ خان WWF پاکستان	ممبر
6	ڈاکٹر رفعت سلیمان بٹ۔ U۔159 سٹریٹ نمبر، فیز II، DHA لاہور	ممبر

(ج) گورنمنٹ کے نوٹیفکیشن نمبر63/(Agri)III۔SOAH،14۔XI مورخہ 1969۔06۔05 کے تحت چڑیا گھر کمیٹی کی عدم موجودگی میں چڑیا گھر کے انتظامی امور، جانوروں کی خوراک، چڑیا گھر کی maintenance ترقیاتی کاموں کی نگرانی ڈائریکٹر چڑیا گھر لاہور، ڈائریکٹر جنرل وائلڈلائف اینڈ پارکس پنجاب اور ایڈمنسٹریٹو ڈیپارٹمنٹ نے کی۔

(د) لاہور چڑیا گھر کی انتظامیہ اور محکمہ تحفظ جنگلی حیات پنجاب میں مؤثر coordination موجود ہے۔

جلو پارک لاہور سے کروڑوں روپے کے جانور و پرندوں کی چوری کی تفصیلات

*4320: **جناب محمد نوید انجم**: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 26۔ ستمبر 2009 کی ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق جلو پارک لاہور سے کروڑوں روپے کے 97 جانور اور پرندے چوری کر لئے گئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کے ذمہ دار اسسٹنٹ ڈائریکٹر اور ڈپٹی ڈائریکٹر کے خلاف کوئی محکمانہ قانونی کارروائی نہ ہوئی ہے؟

(ج) کیا حکومت اس کی تحقیقات اعلیٰ افسران سے کروانے اور ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) اخبار کی خبر شرانگیز اور حقائق کے منافی ہے۔ جلو پارک سے کوئی جانور چوری نہیں ہوئے۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ کسی سرکاری افسر کے خلاف اس بناء پر کوئی کارروائی نہ ہوئی ہے کیونکہ اب کوئی واقعہ رونما نہیں ہوا ہے۔

(ج) چونکہ ایسا واقعہ رونما نہیں ہوا ہے اس لئے کوئی کارروائی زیر عمل نہ ہے۔

ضلع خوشاب۔ محکمہ جنگلات میں بھرتی کی تفصیل

*4439: **ملک محمد جاوید اقبال اعوان**: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جنوری2008 سے آج تک ضلع خوشاب محکمہ جنگلات میں کتنے افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل اور پتا جات بتائیں؟

(ب) اس عرصہ کے دوران بھرتی ہونے والے ملازمین سے کتنے عارضی اور کتنے ریگولر بھرتی ہوئے؟

(ج) یکم جنوری2008 سے آج تک کتنے عرصہ ملازمت پر ban رہی؟

(د) کیا پابندی کے دوران بھی کسی کو بھرتی کیا گیا؟

(ہ) اگر پابندی کے دوران بھی بھرتی کی گئی تو اس کی وجوہات نیز اس کے ذمہ دار کون ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یکم جنوری2008 سے آج 09۔12۔18 تک کل 12 افراد کو بھرتی کیا گیا جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ	تعلیمی قابلیت	ڈومیسائل	پتا
1	نصرت خان	فارسٹ گارڈ	05	میٹرک	خوشاب	چک نمبر45ایم بی، خوشاب
2	قیصر عباس	فارسٹ گارڈ	05	بی۔اے	خوشاب	پنجہ، تحصیل و ضلع خوشاب
3	اسد اقبال	فارسٹ گارڈ	05	ایم۔اے	خوشاب	آدھیکوٹ، تحصیل نورپور ضلع خوشاب
4	اسد الرحمان	فارسٹ گارڈ	05	ایف۔اے	خوشاب	کھگلی، خوشاب
5	غلام جیلانی	فارسٹ گارڈ	09	ایف۔اے	خوشاب	34ڈی بی، خوشاب
6	محمد رؤف	فارسٹ گارڈ	09	ایم۔اے	خوشاب	محلہ بادشاہ والہ، خوشاب
7	محمد عرفان	جونیئر کلرک	07	بی۔کام	خوشاب	محب پور، خوشاب
8	محمد رمضان	جونیئر کلرک	07	بی۔اے	خوشاب	محلہ توحید آباد خوشاب
9	عمر دراز	ٹریکٹر ڈرائیور	05	مڈل	خوشاب	کرپالکہ، خوشاب
10	مبشر عباس	جونیئر کلرک	07	ڈی۔کام	بھکر	وراڈ نمبر4محلہ سٹھیانوالہ بھکر
11	محمد عباس	ٹریکٹر ڈرائیور	01	پرائمری	خوشاب	ڈیرہ مندیال، خوشاب
12	سید غلام رضا شاہ	نائب قاصد	01	پرائمری	خوشاب	محلہ فاضلہ آباد خوشاب

(ب) چھ ملازمین نمبر (1تا6) مستقل اور چھ ملازمین نمبر (7تا12) عارضی (کنٹریکٹ) پر بھرتی ہوئے۔

(ج) گورنمنٹ پنجاب ایس اینڈ جی اے ڈی لیٹر نمبر SOR-IV(S&GAD)10-1/2003 مورخہ 2009-02-03 کے تحت سکیل نمبر ایک تا پانچ کی ملازمت پر پابندی اٹھائی گئی لیکن بعد میں بذریعہ لیٹر نمبر SOR-IV(S&GAD)10-1/2003 مورخہ 2009-02-26 کے

تحت لگادی گئی اور پھر بذریعہ نمبری2003/1۔10(SOR۔IV(S&GAD مورخہ 2009۔04۔10 کے تحت اٹھالی گئی اس طرح ملازمتوں پر تقریباً ڈیڑھ ماہ پابندی رہی۔

(د) پابندی کے دوران کسی کو بھرتی نہیں کیا گیا۔

(ہ) پابندی کے دوران نہ کوئی بھرتی کی گئی اور نہ کوئی اس کا ذمہ دار ہے۔

بہاولپور میں پارک بنانے کا مسئلہ

*4488: حاجی ذوالفقار علی: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولپور شہر سے دو ایکڑ کے فاصلہ پر کافی رقبہ پر جنگل ہے جو کہ شہر سے مل چکا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ جنگل جرائم پیشہ افراد کی پناہ گاہ بن چکا ہے؟

(ج) کیا محکمہ جنگلات اس جگہ پارک بنانے کا ارادہ رکھتا ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) جنگل جرائم پیشہ افراد کی پناہ گاہ نہ ہے۔

(ج) محکمہ جنگلات وسائل کی دستیابی پر پارک بنانے کی تجویز پر غور کر سکتا ہے۔

صوبہ میں جنگلی حیات کے تحفظ کے لئے فراہم کی گئی اراضی کی تفصیلات

*4916: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب حکومت نے صوبے میں وائلڈ لائف (جنگلی حیات) کے تحفظ اور فروغ کے لئے چالیس ہزار ایکڑ اراضی پرائیویٹ سیکٹر کو لیز پر دینے کا فیصلہ کیا ہے اگر ہاں تو اس اراضی کی location کی تفصیل کے بارے میں ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) مذکورہ اراضی کن کن کو لیز پر دی گئی ہے اور اس کی شرائط کیا ہیں تفصیل سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست نہ ہے اور یہ بات محکمہ کے علم میں نہیں۔

(ب) محکمہ نے کوئی اراضی کسی کولیز پر نہیں دی نہ ہی ایسی کوئی تجویز زیر غور ہے۔

فیصل آباد گٹ والا پارک سے متعلقہ تفصیلات

*5032: جناب علی حیدر نور خان نیازی: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گٹ والا پارک فیصل آباد 04۔2003 میں شروع کیا گیا تھا؟

(ب) مذکورہ منصوبہ پر اب تک کتنے اخراجات ہو چکے ہیں؟

(ج) مذکورہ منصوبہ تکمیل کے کن مراحل میں ہے اور یہ کب تک مکمل ہو جائے گا؟

(د) پارک ہذا میں عوام الناس کی تفریح کے لئے کون کون سی سہولیات فراہم کی گئی ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست نہ ہے! یہ منصوبہ 85۔1984 میں شروع ہوا تھا۔

(ب) اس منصوبہ کی تکمیل پر ایک کروڑ 56 لاکھ روپے خرچ ہوئے۔

(ج) یہ منصوبہ سال 92۔1991 میں مکمل ہو گیا تھا۔ تاہم محکمہ تحفظ جنگلی حیات و پارکس نے ایک اور سکیم شروع کی ہے جو 30۔جون 2011 تک مکمل ہو جائے گی۔

(د) پارک میں عوام الناس کو تفریح کے لئے درج ذیل سہولیات فراہم کی گئی ہیں: سیر و تفریح کے لئے گھاس والے لان، بے شمار زیبائشی پودہ جات اور رنگا رنگ قسم کے درخت، ریفر شمنٹ کے لئے تین عدد کنٹین ہائے، چلنے پھرنے کے لئے ٹریک، بچوں کے لئے جھولے وغیرہ جنگلی جانور جن میں مور، اڑیال، ہرن، نیل گائے، بندر اور مگر مچھ وغیرہ موجود ہیں۔ اس کے علاوہ سیر و تفریح کے لئے آبی جھیل و کشتیاں موجود ہیں۔ جناب وزیر اعلیٰ کی طرف سے انٹری پارکنگ فری ہے۔ بیٹھنے کے لئے لکڑی کے بنچ، دو عدد toilet، دو ایکڑ پر بانس کی فصل، زیبائشی پودہ جات کی نرسری، پارک میں روشنی کے لئے بجلی کے پول لائٹس وغیرہ، پانی پینے کے لئے دو عدد ہینڈ پمپ، ایک عدد فوارہ، کوڑا کرکٹ ڈالنے کے لئے ڈسٹ بن۔ اس کے علاوہ عوام الناس کی سہولت کے لئے دس عدد خوبصورت چھتریاں بھی موجود ہیں۔ مزید پارک

میں حکومت پنجاب عوام کی تفریح کے لئے الیکٹرک جھولے اور آبشار بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

میانوالی،09-2008، لکڑی چوری سے متعلقہ تفصیلات

*5033:جناب علی حیدر نور خان نیازی:کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع میانوالی میں سال09۔2008 سے لے کر اب تک لکڑی چوری کے کتنے مقدمات درج ہوئے کتنے افراد نامزد کئے گئے اور کتنے گرفتار ہوئے؟

(ب) لکڑی چوری روکنے کے لئے محکمہ مزید کیا کیا اقدامات اٹھا رہا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع میانوالی میں سال09۔2008 سے لے کر اب تک لکڑی چوری کے 75 مقدمات مختلف پولیس تھانوں میں درج کئے گئے ہیں۔270افراد نامزد کئے گئے جن میں سے 176افراد گرفتار ہوئے۔مزید برآں تین عدد ملازمین کے خلاف لکڑی چوری کے پرچے درج ہوئے۔ اس کے علاوہ فاریسٹ ایکٹ کے تحت 1341افراد کے خلاف 632ڈیمج رپوٹس کاٹی گئیں اور ان میں سے 236 کیس compound ہوئے جن سے۔/3655805روپے جرمانہ وصول ہوااور 202 کیس عدالتوں میں زیر سماعت ہیں اور 194 بقایا کیسز کے سلسلے میں 75عدد FIRs درج کرائی گئی ہیں۔

(ب)

(i) محکمہ نے جنگل کی چوری روکنے کے لئے خاطر خواہ اقدامات کئے ہیں اور سخت حفاظتی تدابیر اختیار کی ہیں۔جہاں تک کہ اگر کوئی ملازم بھی ملوث پایا گیا اس کے خلاف سخت کارروائی کی ہے۔ حال ہی میں میانوالی میں لکڑی چوری کی رپورٹس پر باقاعدہ انکوائری کرائی گئی اور اس انکوائری کی بنیاد پر ایکشن لیتے ہوئے مسٹر ظہور احمد ڈی ایف۔او میانوالی، دو ایس ڈی ایف اوز، دو فارسٹرز اور تین فارسٹ گارڈز کو معطل کر کے باقاعدہ انکوائری کا حکم جاری کر دیا گیا ہے۔معطل شدہ فارسٹرز اور فارسٹ گارڈز کو میانوالی فاریسٹ ڈویژن سے نکال کر ناظم اعلیٰ جنگلات راولپنڈی کے دفتر attach کر دیا ہے۔ محکمہ پولیس کے تعاون سے لکڑی چوروں پر کڑی نگاہ رکھی جارہی ہے۔دفعہ 42/41 کے تحت لکڑی کی فری موومنٹ پر پابندی لگائی گئی ہے اور اس سلسلے میں پرمٹ سسٹم کو مزید مؤثر بنانے کے لئے بھی اقدامات اٹھائے جارہے ہیں۔لکڑی

چوری کے خلاف فاریسٹ ایکٹ 1927 کے تحت کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔اس سلسلے میں موبائل ٹیمیں تشکیل دی گئی ہیں جو کہ مؤثر گشت کر کے درختوں کی چوری کو روکنے میں دن رات مصروف ہیں۔

(ii) فاریسٹ سٹاف کو محدود بجٹ کے باوجود موٹر سائیکلیں فراہم کی جارہی ہیں اس سال ضلع میانوالی میں چار عدد نئی موٹر سائیکلیں فراہم کی گئی اور فاریسٹ سٹاف کو اسلحہ فراہم کرنے کے لئے بھی مؤثر اقدامات زیر غور ہیں۔

(iii) فاریسٹ ایکٹ 1927 کا ترمیم شدہ مسودہ جو کہ منظوری کے آخری مراحل میں ہے جس میں جنگلات کے جرم کے سلسلے میں سخت سزائیں اور مؤثر کنٹرول کے پہلو موجود ہیں امید ہے کہ اس کے لاگو ہونے سے بھی لکڑی چوری روکنے میں کافی مدد ملے گی۔

چڑیا گھر لاہور میں تعمیر ومرمت کے کام کی تفصیلات

*5071:انجینئر قمرالاسلام راجہ :کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیایہ درست ہے کہ چڑیا گھر لاہور میں تعمیر ومرمت کا کام جاری ہے، کیایہ بھی درست ہے کہ مقرر کردہ میعاد گزرنے کے باوجود ابھی تک کام ختم نہیں ہوا، اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) اس میں غیر ضروری التواء کے ذمہ داروں کے خلاف کوئی انضباطی کارروائی کی گئی؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ لاہور چڑیا گھر میں تعمیر ومرمت کا کام جاری ہے کام کی تکمیل میں تاخیر کی وجوہات درج ذیل ہیں:۔

1۔ لاہور چڑیا گھر کے تعمیراتی کاموں کے لئے فنڈز بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ پنجاب کو جاری ہوئے جنہوں نے یہ کام اپنی نگرانی میں مورخہ 2006۔02۔15 کو شروع کروائے۔

2۔ تعمیراتی کاموں کے دوران اس وقت کے سیکرٹری فارسٹ ،وائلڈلائف و ماہی پروری ڈیپارٹمنٹ پنجاب نے اپنے دورہ لاہور چڑیا گھر کے دوران جانوروں اور پرندوں کے پنجروں کو قدرتی ماحول کے مطابق بنانے کے لئے ماسٹر پلان میں چند تبدیلیاں کروانے کی غرض سے مورخہ 2006۔10۔03 کو تعمیراتی کام بند کروادیئے اور consultant کو تبدیلیوں کے بارے میں آگاہ کیا۔

3۔ consultant نے ماسٹر پلان میں تجویز کردہ تبدیلیاں کیں اور منظوری کے لئے مورخہ 12۔07۔2007 کو P&D میں میٹنگ ہوئی جس میں نیا پلان زیر بحث آیا۔ P&D ڈیپارٹمنٹ نے ریپٹائیل ہاؤس کو ڈبل سٹوری کی بجائے سنگل سٹوری اور واک تھروایوری کو چھوٹا کرکے چار سرکل میں بنانے کی تجویز کو مان لیا اور دوبارہ تعمیراتی کام مورخہ 27۔11۔2007 کو شروع کروادیئے۔اس تمام کارروائی کی وجہ سے کام بند رہے اور کاموں کی تکمیل میں تاخیر ہوئی تعمیر ومرمت کا کام حسب ضرورت ہوتا رہتا ہے۔اس وقت چڑیا گھر میں ریپٹائیل ہاؤس ،جنگل کیفے ، واٹر فاوئیل ایریا، شیر گھر، بندر گھر سمال کیٹ سیکشن، چیمپینیزی ہاؤس اور ریچھ گھر کا ایک حصہ بالکل مکمل ہوچکا ہے۔بقیہ کام جن میں برڈایوری، آفس بلاک ولیبارٹری، پارکنگ پلازہ،انٹری گیٹس کی تعمیر نو،پبلک ٹوئیلٹ، لیپر ڈہاؤس کا کام ہونا باقی ہے جو کہ آئندہ مالی سال میں شروع ہوں گے۔

(ب) ماسٹر پلان کی تکنیکی تبدیلی کی وجہ سے وقت درکار تھا اور اس کے لئے مختلف محکموں کی آراء اور منظوری درکار تھی اس لئے اس کام کی تکمیل میں تاخیر ہوئی اور کوئی فرد واحد اس میں بلاواسطہ ذمہ دار نہ تھا لہذا انضباطی کارروائی کا جواز موجود نہ تھا۔

محکمہ جنگلی حیات کے عملہ کی تعداد ودیگر تفصیلات

*5109:انجینئر قمرالاسلام راجہ :کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ جنگلی حیات کا کل عملہ کتنے افراد پر مشتمل ہے اور سال10۔2009 کے بجٹ میں اس کے لئے کل کتنی رقم مختص کی گئی ہے نیز اس مالی سال میں محکمہ کو اپنے وسائل سے کتنی رقم ملنے کی توقع ہے؟

(ب) غیر قانونی شکار پر سال09-2008 میں محکمہ نے کل کتنے افراد کا چالان کیا اور اس عرصہ میں کل کتنے افراد سزایاب ہوئے؟

(ج) محکمہ نے جنگلی حیات کے تحفظ کے لئے موجودہ مالی سال میں کسی قسم کی آگہی مہم چلانے کا پروگرام بنایا ہے اگر بنایا ہے تو اس کی نوعیت کیا ہے اور اس کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ جنگلی حیات کا کل عملہ 1,864افراد پر مشتمل ہے۔ سال10۔2009 کے بجٹ میں اس کے لئے۔/25,39,10,000روپے رقم مختص کی گئی ہے اور اس سال محکمہ کو اپنے وسائل سے کوئی رقم نہ ملتی ہے۔ موصول ہونے والے محاصل سرکاری خزانہ میں چلے جاتے ہیں۔

(ب) سال2008(ازیکم جنوری تا31۔دسمبر)کے دوران3794افراد کا چالان کیا گیا اور کل 22افراد بذریعہ عدالت سزایاب ہوئے۔

سال 2009(ازیکم جنوری تا 31۔دسمبر)کے دوران3818افراد کا چالان کیا گیا اور کل 115افراد بذریعہ عدالت سزایاب ہوئے۔

(ج) جاری مالی سال میں بذریعہ اخبارات (پرنٹ میڈیا)عوامی آگاہی /اشتہاری مہم میں مقامی جنگلی حیات کے تحفظ /کنزرویشن ،اور ان کی نسل کشی روکنے کے لئے عوام کو قوانین پر عملدرآمد کی ترغیب دی گئی ہے اور غیر قانونی شکار کی روک تھام کے لئے اطلاع عام اور انتباہ کے اشتہار جاری کئے گئے اور اس کے لئے15لاکھ روپے مختص کئے گئے۔ علاوہ ازیں براہ راست رابطہ عوام مہم بھی جاری ہے جس میں جانوروں کے تحفظ اور فروغ کے لئے عوام الناس کوآگاہ کیا جاتا ہے۔

مداریوں کے نئے لائسنسز کے اجرأ پر پابندی کی وجوہات

*5345: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

کیا یہ درست ہے کہ سال2009 میں محکمہ جنگلی حیات نے مداریوں پر نئے لائسنس جاری کرنے پر پابندی عائد کر رکھی تھی، نئے لائسنس جاری کرنے پر پابندی کن وجوہات کی بناء پر عائد کی گئی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

بندر اور ریچھ کی نسل میں کمی کے باعث نئے لائسنس جاری کرنے پر 1991 سے پابندی عائد کی گئی تھی جس پر پچھلے 20 سال سے عمل ہو رہا ہے اور سال2009 میں بھی پابندی برقرار تھی تاکہ ان کی نسل کو بچایا جاسکے۔

لاہور، جنگلات کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*5473: جناب وسیم قادر: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور میں محکمہ جنگلات کا کل کتنا رقبہ کس کس جگہ ہے اس وقت کتنے رقبہ پر جنگل ہے کتنا رقبہ خالی پڑا ہے اور کتنا رقبہ کن کن ناجائز قابضین کے پاس ہے؟

(ب) محکمہ جنگلات لاہور کو 2009 میں کتنی آمدن ہوئی؟

(ج) 2009 کے دوران لاہور میں لکڑی چوری کے کتنے کیسز کا اندراج ہوا اور اس میں کتنے ملازمین ملوث پائے گئے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ناجائز قابضین سے قبضہ لینے اور جنگلات کی قیمتی لکڑی چوری کرنے والے ملازمین کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر رکھتی ہے تو کب تک نہیں تو وجہ بیان فرمائی جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) لاہور میں محکمہ جنگلات کا کل رقبہ = 2343 ایکڑ ہے۔

(1) جلو فارسٹ =456 ایکڑ

(2) شاہدرہ فارسٹ =1615 ایکڑ

(3) اینو بھٹی (Anno bhethi) =272 ایکڑ

جلو فارسٹ 456 ایکڑ پر فارسٹ پارک بنایا گیا ہے۔

شاہدرہ فارسٹ 678 ایکڑ رقبہ میں سے 75 ایکڑ پر جنگل ہے۔
اور 601 ایکڑ خالی ہے۔ 2.5 ایکڑ پر قبرستان بنا ہوا ہے۔

کرول جنگل 545 ایکڑ رقبہ میں سے 50 ایکڑ پر جنگل ہے۔
495 ایکڑ خالی ہے۔

جھگیاں جنگل 392 ایکڑ میں سے 70 ایکڑ پر جنگل ہے۔
اور 322 ایکڑ خالی ہے۔

اینو بھٹی 272 ایکڑ رقبہ میں سے 202 ایکڑ پر جنگل اور رقبہ پر کوئی ناجائز قابض نہ ہے۔

(ب) 2009 کے دوران محکمہ جنگلات کو دو کروڑ چھہتر لاکھ اٹھتر ہزار روپے آمدن ہوئی۔

(ج) 2009 کے دوران لاہور میں لکڑی چوری کے 41 عدد کیس اندراج ہوئے جس میں محکمہ جنگلات کا کوئی ملازم ملوث نہ پایا گیا۔

(د) لکڑی چوری میں کوئی ملازم ملوث نہ پایا گیا ہے۔

فش فارمنگ کے لئے قرضہ حاصل کرنے کا طریق کار و دیگر تفصیلات

*5476:جناب وسیم قادر:کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت فش فارمنگ کے لئے آسان شرائط پر قرضہ دے گی جو 2 فیصد مارک اپ پر دیا جائے گا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ قرضہ زیادہ سے زیادہ اور کم سے کم ایک فرد کو کتنا دیا جائے گا اور اس کا طریق کار کیا ہو گا؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی نہیں۔2 فیصد مارک اپ پر قرضہ دینے کی کوئی سکیم فی الحال حکومت کے زیر غور نہیں ہے۔

(ب) متعلقہ نہ ہے۔

محکمہ ماہی پروری کی آمدن کے ذرائع و دیگر تفصیلات

*5771:ڈاکٹر محمد اشرف چوہان:کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ ماہی پروری کی آمدن کے ذرائع کیا ہیں؟

(ب) محکمہ ماہی پروری اپنی آمدن میں اضافہ کے لئے مزید کیا کیا اقدامات اٹھا رہا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ ماہی پروری پنجاب کی آمدن کے ذرائع درج ذیل ہیں۔

1۔ قدرتی پانیوں کی نیلامی (leases)
2۔ بچہ مچھلی کی فروخت
3۔ اجراء لائسنس برائے شکار مچھلی۔

(ب) محکمہ ماہی پروری پنجاب نے اپنی آمدن میں اضافہ کے لئے ہیچریوں اور نرسریوں پر کئی ترقیاتی سکیمیں شروع کی ہیں جن کا مقصد مچھلی اور بچہ مچھلی کی زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کرنا ہے۔ان ترقیاتی سکیموں کے نام درج ذیل ہیں۔

1. Improvement and Renovation of Existing Hatcheries
2. Reactivation of Retrieved Nursery Units
3. Promotion of Shrimp Culture in Saline & Brackish Waters
4. Estt. Of Biodiversity Hatchery at Chashma
5. Est. Mahseer Fish Hatchery in Semi Cold Water
6. Studies on physiological/reproductive behaviour of Carnivorous fish species

ضلع چنیوٹ محکمہ جنگلات کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*5773: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع چنیوٹ میں محکمہ جنگلات کا رقبہ کتنا ہے اور کس کس جگہ ہے؟

(ب) کتنے رقبہ پر جنگلات ہے اور کس کس جگہ ہے؟

(ج) اس ضلع میں یکم جنوری2009 سے آج تک کتنی لکڑی فروخت کی گئی؟

(د) اس ضلع میں مذکورہ عرصہ میں کتنے لکڑی چور پکڑے گئے؟

(ہ) اس عرصہ میں لکڑی چوری میں ملوث کتنے سرکاری ملازمین پائے گئے، ان کے نام، عہدہ، گریڈ بتائیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) کل رقبہ = 1500ایکڑ

چک سرکار =

چک مھترومہ=

بیلہ منگھینی =

(ب) 1500ایکڑ کل رقبہ ہے۔ خالی پڑا ہے اور دریا کا پاٹ ہے۔ جنگلوں کا نام چک سرکار، چک مھترومہ، منگھینی ہے۔

(ج) 116درخت فروخت ہوئے۔3591.23 شیشم یونٹ رقم۔/8,78,936روپے۔

(د) لکڑی چوری میں45ملزمان پکڑے گئے۔

(ہ) آٹھ ملازمین لکڑی چوری میں ملوث پائے گئے جن کے نام وعہدہ درج ذیل ہیں:

نمبر شمار	نام ملازم	عہدہ	گریڈ
1	غلام حیدر	فارسٹر	11
2	محمد اکرم	فارسٹ گارڈ	9
3	اعجاز حسین	فارسٹ گارڈ	9
4	اکبر علی	فارسٹ گارڈ	9
5	ثناءاللہ	فارسٹ گارڈ	9
6	رضوان بشیر	فارسٹ گارڈ	9
7	محمد اعجاز	فارسٹ گارڈ	9
8	محمد نواز	فارسٹ گارڈ	9

چڑیا گھر لاہور ملازمین سے متعلقہ تفصیلات

*6071: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) چڑیا گھر لاہور میں کل کتنے ملازمین ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ چڑیا گھر لاہور میں بیشتر ملازمین ڈیلی ویجز پر کام کرتے ہیں، ان کو کب تک ریگولر کر دیا جائے گا؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) لاہور چڑیا گھر میں کل 150 ملازمین کام کر رہے ہیں جن میں 79 ریگولر 5 کنٹریکٹ اور 66 ڈیلی ویجز پر کام کر رہے ہیں۔

(ب) لاہور چڑیا گھر میں 66 ڈیلی ویجز پر کام کر رہے ہیں حکومت پنجاب کی طے شدہ / منظورہ شدہ پالیسی کے تحت ہی ان ملازمین کو ریگولر کیا جائیگا۔

مداریوں کو نئے لائسنس جاری کرنے کی تفصیلات

*6256: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیاوزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں سال2000 میں محکمہ جنگلی حیات نے مداریوں پر نئے لائسنس جاری کرنے پر پابندی عائد کردی تھی؟

(ب) مذکورہ پابندی کن وجوہات کی بناء پر عائد کی گئی؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ مداریوں پر نئے لائسنس جاری کرنے پر پابندی 1991 میں نافذ کی گئی تھی۔

(ب) محکمہ نے بندر اور ریچھ کی نسل کو بچانے کے لئے یہ پابندی عائد کی۔

ضلع قصور۔ شجر کاری مہم کے دوران لگائے گئے پودوں کی تفصیلات

*6321: محترمہ شگفتہ شیخ: کیاوزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال2007-08، 2008-09، 2009-10 میں ضلع قصور میں کتنے پودے لگائے گئے اور ان سالوں میں شجر کاری مہم کے لئے کتنا بجٹ خرچ کیا گیا؟

(ب) مذکورہ عرصہ میں لگائے گئے پودے اب کس پوزیشن میں ہیں محکمہ ان پودوں / درختوں کی حفاظت کے لئے کیا اقدامات اٹھاتا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) سال2007-08، 2008-09، 2009-10 میں جو پودے لگائے گئے اور ان پر جو بجٹ خرچ ہوا سال وار تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	جگہ / مقامی شجر کاری	تعداد پودا جات	خرچ
2007-08	نہری ذخیرہ چھانگا مانگا پلانٹیشن	217800	653400
2008-09	نہری ذخیرہ چھانگا مانگا پلانٹیشن شجر کاری برلب انہار	464054	2363745
		323861	
2009-10	نہری ذخیرہ چھانگا مانگا پلانٹیشن شجر کاری برلب انہار	439656	1848068
		175700	
	میزان	1621071	4863213

(ب) مذکورہ عرصہ میں لگائے گئے پودوں کی شرح کامیابی90 فیصد ہے پودوں کی حفاظت کے لئے باقاعدہ عملہ تعینات ہے اور پودوں کی بہتر نشوونما کے لئے ان کی حسب ضرورت آبپاشی اور جڑی بوٹیوں کی تلفی کی جاتی ہے۔

مظفر گڑھ، جنگلات کے رقبہ اور قابضین سے متعلقہ تفصیلات

*6329: **ملک بلال احمد کھر**: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) مظفر گڑھ میں محکمہ جنگلات کا کتنا رقبہ ہے جس پر جنگلات کے درخت موجود ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل کوٹ ادو کے جنگلات عیسن والا، ڈانڈیوالہ، بیٹ زینی پر مقامی لوگوں نے قبضہ کیا ہے، اگر قبضہ کیا ہے تو محکمہ نے کیا کارروائی کی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) مظفر گڑھ فارسٹ ڈویژن کے 11910 ایکڑ رقبہ پر جنگلات موجود ہیں۔

(ب) عیسن والا جنگل کے تقریباً 50 ایکڑ رقبہ پر مقامی لوگوں نے قبضہ کیا ہوا ہے۔ ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو مظفر گڑھ نے محکمہ کی کوشش پر ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو کوٹ ادو کی سربراہی میں عملہ ریونیو و جنگلات پر مشتمل رقبہ کی حد براری اور واگزار کئے جانے کی بابت کمیٹی تشکیل دی ہے۔ بوجہ آمد سیلاب فی الحال کارروائی ملتوی کی گئی ہے۔ صورتحال کے معمول پر آنے پر ناجائز تجاوزات واگزار کرائی جائیں گی۔

ڈانڈے والا جنگل ضلعی گورنمنٹ مظفر گڑھ کے چارج میں ہے۔ جنگل مذکور کی ریونیو ڈیپارٹمنٹ نے حد براری مکمل کر لی ہے اور ان کی مدد سے 120 ایکڑ رقبہ واگزار کرا لیا گیا ہے۔ اس وقت اس جنگل میں کوئی ناجائز قابض نہ ہے۔

بیٹ سوہنی زینی جنگل کے 100 ایکڑ رقبہ پر ملحقہ زمیندار ان قابض تھے جو ان سے واگزار کرا لیا گیا ہے۔ سال 09-2008 میں 50 ایکڑ اور 10-2009 میں 50 ایکڑ رقبہ پر شجر کاری کر دی گئی ہے۔

صوبہ میں قائم نیشنل پارکس سے متعلقہ تفصیلات

*6363: **محترمہ زوبیہ رباب ملک**: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں کتنے نیشنل پارک کہاں کہاں ہیں؟

(ب) ان پارکوں کا رقبہ کتنا ہے؟

(ج) ان پارکوں کی دیکھ بھال پر سال09-2008اور10-2009کے دوران کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(د) ان پارکوں میں عوام الناس کے لئے کیا کیا سہولیات فراہم کی گئی ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) صوبہ میں تین نیشنل پارک ہیں۔ جن میں لال سوہانرا، مری/کوٹلی ستیاں/کہوٹہ اور کالاچٹا نیشنل پارک ہیں جو بالترتیب ضلع بہاولپور، راولپنڈی اور اٹک میں واقع ہیں۔ ان تینوں میں سے تفریح کے طور پر لال سوہانرا نیشنل پارک بہاولپور استعمال ہوتا ہے۔ جبکہ مری/کوٹلی ستیاں، کہوٹہ اور کالاچٹا نیشنل پارک ماحولیاتی آلودگی اور ہر طرح کی نباتات کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے نوٹیفائی کیا گیا ہے۔

(ب) لال سوہانرا نیشنل پارک162568ایکڑ، کالاچٹا نیشنل پارک 91,342ایکڑ جبکہ مری/کوٹلی ستیاں/کہوٹہ تحصیل مری کہوٹہ صرف142285ایکڑ پر مشتمل ہے۔

(ج) لال سوہانرا نیشنل پارک کی دیکھ بھال کے لئے سال09۔2008اور10۔2009میں جو رقم خرچ کی گئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

	2008۔09	2009۔10
دیکھ بھال(غیر ترقیاتی)	-/10526695روپے	-/7190312روپے
برائے اضافی سہولیات(ترقیاتی)	-/7016000روپے	-/1263334روپے
میزان:	-/17542695روپے	-/8456646روپے

(د) لال سوہانرا نیشنل پارک میں عوام کے لئے مندرجہ ذیل سہولیات فراہم کی گئی ہیں۔

1۔چلڈرن پارک
2۔چھوٹا چڑیا گھر(Mini Zoo)
3۔گراسی لان
4۔زیبائشی پودے
5۔Rose Garden
11۔بچوں کے لئے جھولے
12۔bamboo۔ہٹ
13۔میز کرسیاں اور بنچ
14۔کنٹین
15۔پینے کا ٹھنڈا پانی

6۔کشتی رانی	16۔پبلک پارکنگ
7۔TDCP موٹل	17۔پبلک ٹائلٹ
8۔کالے ہرنوں کی افزائش گاہ	18مسجد
9۔روشنی کاانتظام	19۔ڈسٹ بن
10۔آبشار	

پنجاب میں شجر کاری مہم کے دوران لگائے گئے پودوں کی تفصیلات

*6433:چودھری ظہیر الدین خان:کیاوزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال09-2008اور10-2009 میں شجر کاری مہم کے دوران محکمہ جنگلات نے پنجاب میں مختلف مقامات پر پیپل اور بوہڑ وغیرہ کے پودے لگائے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو لگائے گئے پودوں کی قسم مع کل تعداد اور شجر کاری مہم پر کل خرچ ہونے والی رقم کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی، ہاں یہ درست ہے کہ سال 09۔2008 اور10۔2009 کی شجر کاری مہم کے دوران لاہور شیخوپورہ فارسٹ ڈویژن اور قصور فارسٹ ڈویژن نے بالترتیب800اور350پودے پیپل اور بوہڑ کے لگائے۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

نام ڈویژن	جگہ شجر کاری	سال	تعداد پودہ جات
لاہور شیخوپورہ فارسٹ ڈویژن	(i)جلو پارک	09۔2008	بوہڑ:250
	(i)گرین بیلٹ میڈین داروغہ والا سے واہگہ	10۔2009	پیپل:200
			بوہڑ:200
	(ii)جلو پارک	10۔2009	پیپل:50
			بوہڑ:50
	(iii)لاہور قصور روڈ	10۔2009	بوہڑ:50
قصور	(i)چھانگا مانگا	09۔2008	بوہڑ:200
فارسٹ ڈویژن	(i)لاہور قصور روڈ میڈین	10۔2009	بوہڑ:150
ٹوٹل:1150			

(ب) لاہور شیخوپورہ فارسٹ ڈویژن اور قصور فارسٹ ڈویژن میں لگائے گئے پیپل اور بوہڑ کی کل تعداد1150 ہے اور ان کی شجر کاری پر-/120000 روپے خرچ ہوئے۔

صوبہ میں وائلڈلائف پارکوں کی تعداد ودیگر تفصیلات

*6439: سیدہ ماجدہ زیدی: کیاوزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ جنگلات نے صوبہ کے کتنے مقامات پر کل کتنے وائلڈلائف پارک قائم کر رکھے ہیں؟

(ب) ان پارکوں میں عام طور پر کون کون سے جنگلی پرندوں اور جانوروں کی حفاظت اور افزائش کی جاتی ہے نیز ان پر اٹھنے والے سال 09-2008 اور 10-2009 کے اخراجات کی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) صوبہ پنجاب میں اس وقت دس وائلڈ لائف پارکس اور چار وائلڈلائف بریڈنگ سنٹر قائم ہیں۔ تفصیل جدول نمبر1 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان پارکوں میں عام طور پر جنگلی جانورں جن میں نیل گائے، کالاہرن، چنکارہ، پاڑہ، چیتل، گوڑل، شیر، بندر، اور اڑیال جبکہ جنگلی پرندوں میں مور مختلف اقسام کے فیزنٹ، طوطے، کبوتر، گینی فاؤل، کونجیں، مگ اور مرغابیاں وغیرہ کی حفاظت اور افزائش کی جاتی ہے نیز ان پر اٹھنے والے سال 09۔2008 اور 10۔2009 کے اخراجات کی تفصیل جدول نمبر2 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع بہاولپور میں محکمہ جنگلات کے رقبہ سے متعلقہ تفصیلات

*6465: جناب محمد یار ہراج: کیاوزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع بہاولپور میں محکمہ ہذا کا کتنا رقبہ ہے، کتنے رقبے پر کس کس جگہ جنگل ہے کتنا رقبہ خالی اور کتنا زیر کاشت ہے؟

(ب) سال 2007 سے آج تک اس ضلع میں واقع جنگلات سے آمدن اور اخراجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) سال 2007 سے آج تک اس ضلع میں کس کس جگہ کتنے ایکڑ پر جنگل لگایا گیا اور کون کون سے درخت لگائے گئے ہیں؟

(د) اس وقت اس ضلع میں محکمہ ہذا کا کتنا رقبہ ناجائز قابضین کے قبضہ میں ہے ناجائز قابضین کے نام، ولدیت، پتاجات اور رقبہ مع جگہ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) اس ضلع میں آئندہ سال حکومت کتنے رقبے پر مزید جنگل لگانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع بہاولپور میں محکمہ ہذا کا رقبہ 1,78,113.78 ایکڑ ہے۔ رقبہ اور جگہ جہاں جنگل ہے کی تفصیل درج ذیل ہے۔

جگہ جنگل	کل رقبہ	زیر کاشت (نہری ذخیرہ)	رقبہ قدرتی صحرا	خالی رقبہ
1۔لال سوہانرا پلانٹیشن	20974	8409.28	12,564.72	--
2۔لاڈم سرپلانٹیشن۔I	98,414	5810.74	92,603.26	--
3۔لاڈم سرپلانٹیشن۔II	43,180	4209.90	38,970.10	--
4۔بہاولپور پلانٹیشن	1316.78	991.78	NIL	325.00
5۔چک کٹورہ	1250.00	700.00	-	550.00
6۔شاہی والا پلانٹیشن	2,979.00	944.00	2035.00	NIL
7۔جانوالہ	10,000.00	Nil	10,000.00	NIL
میزان ضلع بہاولپور	1,78,113.78	21,065.70	1,56,173.08	875.00

(ب) ضلع بہاولپور میں 2007 سے آج تک ہونے والی آمدنی اور اخراجات کی سال وار تفصیل

2007-08 (ملین)

	آمدن	خرچہ
لال سوہانرا نیشنل پارک	4.20	25.94
بہاولپور	0.35	1.86
شاہی والا	NIL	0.26
چک کٹورہ	2.50	0.43
میزان	7.05	28.49

2008-09 (ملین)

	آمدن	خرچہ
لال سوہانرا نیشنل پارک	18.56	33.20
بہاولپور	0.09	0.95
شاہی والا	NIL	0.33
چک کٹورہ	--	0.78
میزان	18.65	35.26

2009۔10(ملین)

	آمدن	خرچہ
لال سوہانرا نیشنل پارک	27.78	36.34
بہاولپور	0.45	0.94
شاہی والا	NIL	0.31
چک کٹورہ	5.97	0.27
میزان	34.20	37.86

2010۔11(July،2010)(ملین)

	آمدن	خرچہ
لال سوہانرا نیشنل پارک	1.17	1.06
بہاولپور	NIL	0.04
شاہی والا	NIL	0.02
چک کٹورہ	NIL	NIL
	1.17	1.12

(ج) ضلع بہاولپور میں سال 2007 سے آج تک 428.60ایکڑ رقبہ پر جنگل لگایا گیا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	جگہ جہاں جنگل لگایا گیا	رقبہ کاشت کیا گیا	قسم درخت جو لگائے گئے
2007۔08	بہاولپور پلانٹیشن	165ایکڑ	شیشم، کیکر وغیرہ
2008۔09	لاڈم سر۔IIپلانٹیشن	100ایکڑ	شیشم، کیکر وغیرہ
2009۔10	لاڈم سر۔IIپلانٹیشن	125ایکڑ	شیشم، کیکر وغیرہ
2008۔09	چک کٹورہ	2ایکڑ	کیکر
2009۔10	چک کٹورہ	36.6ایکڑ	(کیکر، شیشم، سفیدہ)
	میزان	428.6ایکڑ	

(د) ضلع بہاولپور میں لال سوہانرا نیشنل پارک کا250ایکڑ رقبہ پر ڈیزرٹ رینجر بہاولپور نے قبضہ کیا ہوا ہے یہ رقبہ لاڈم سر۔IIجنگل کی مستطیل نمبر351کا ہے۔

(ہ) ضلع بہاولپور میں 2010۔11 سال 497.20ایکڑ پر جنگل لگانے کا پروگرام ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

جگہ جہاں جنگل لگانے کا پروگرام	رقبہ ایکڑ
بہاولپور پلانٹیشن	375.00
لاڈم سر۔IIپلانٹیشن	75.00
چک کٹورہ	47.20
میزان:	497.20

ضلع منڈی بہاؤالدین میں محکمہ جنگلات کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*6771:جناب آصف بشیر بھاگٹ :کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں محکمہ جنگلات کا کل رقبہ کتنا ہے اور کس کس موضع / شہر گاؤں میں ہے؟

(ب) کتنے رقبے پر درخت ہیں اور کتنا رقبہ بنجر غیر آباد پڑا ہوا ہے؟

(ج) سال09۔2008اور10۔2009 کے دوران مذکورہ ضلع میں کتنی رقم سالانہ شجر کاری پر خرچ ہوئی کتنے درخت کس کس قسم کے لگائے گئے؟

(د) ان سالوں کے دوران اس ضلع میں محکمہ جنگلات کو کل کتنی رقم کس کس مد میں فراہم کی گئی؟

(ہ) کیا حکومت نے مذکورہ ضلع میں ان سالوں کے دوران شجر کاری پر خرچ کردہ رقم کی تحقیقات کروائی ہیں ہاں تو اس کی رپورٹ فراہم کریں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں محکمہ جنگلات کا کل رقبہ درج ذیل ہے:۔

(1) Compact Forest

Reserve Forest11734 ایکڑ (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(2) Linear Plantation

انہار572 میل

سڑکات146 کلو میٹر

(ب) 7120 ایکڑ پر درخت موجود ہیں جبکہ 4614 ایکڑ رقبہ خالی پڑا ہے۔

(ج) سال09۔2008 میں ضلع منڈی بہاؤالدین میں سالانہ شجر کاری پر مبلغ ایک کروڑ ستاون لاکھ اکسٹھ ہزار روپے خرچ ہوئے اور کل چھ لاکھ چون ہزار پودے از قسم سفیدہ، شیشم اور کیکر لگائے گئے۔

اس طرح 10۔2009 میں اس ضلع میں سالانہ شجر کاری پر مبلغ ایک کروڑ پینتیس لاکھ پچیس ہزار اور کل چار لاکھ چار ہزار پودے از قسم سفیدہ، شیشم اور کیکر لگائے گئے۔

(د) سال09۔2008میں محکمہ جنگلات کو درج ذیل مد میں جو رقم فراہم کی گئی تفصیل یہ ہے۔

(1) شجر کاری350ایونیو میل(کینال سائیڈ)58.82لاکھ روپے

(2) شجر کاری522ایکڑ50.11لاکھ روپے (Daphar Plantation)

(3) خرید ٹریکٹر دو عدد20لاکھ روپے

(4) خرچ تیل برائے پیڑا انجن17.73لاکھ روپے

ٹوٹل 146.66لاکھ روپے

خرچ maintenanceشجر کاری08۔2007 10.95لاکھ روپے

کل رقم157.61لاکھ

اس طرح10۔2009میں محکمہ جنگلات کے درج ذیل مد میں جو رقم فراہم کی گئی تفصیل یہ ہے

a. شجر کاری58ایونیو میل(کینال سائیڈ) 3.48لاکھ روپے

(2) خرچہ maintenanceسال 09۔2008 2.45لاکھ روپے

(3) خرچہ maintenanceسال 08۔2007 8.40لاکھ روپے

(4) خرچہ تیل13.12لاکھ روپے

(5) شجر کاری518ایکڑ62.26لاکھ روپے

(ڈفر جنگل، بیلہ مرید)

(6) خرچہ maintenanceسال09۔2008 23.49لاکھ روپے

کل رقم135.25لاکھ روپے

(ہ) جی ہاں !ان دو سالوں کی گورنمنٹ نے evaluationکروائی ہے جس کی رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

منڈی بہاؤالدین، ڈفر پلانٹیشن کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*6772:جناب آصف بشیر بھاگٹ :کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) منڈی بہاؤالدین میں ڈفر پلانٹیشن کا کل رقبہ کتنا ہے؟

(ب) کتنے رقبہ پر درخت ہیں اور کتنے رقبہ پر جڑی بوٹیاں ہیں؟

(ج) ان میں کتنے بلاک ہیں، ہر بلاک کا رقبہ اور درختوں کی تفصیل بتائیں؟

(د) اس کا کتنا رقبہ کس کس ادارے / شخص کو کس کس مقصد کے لئے کب دیا گیا؟

(ہ) اس کی دیکھ بھال کے لئے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(و) اس جنگل کی سال09۔2008اور10۔2009کی آمدن /اخراجات بتائیں؟

(ز) اس جنگل میں اس وقت کتنی لکڑی سوختہ کہاں کہاں پڑی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ڈفر پلانٹیشن کا کل رقبہ 7212ایکڑ ہے۔

(ب) 2800ایکڑ رقبہ پر درخت موجود ہیں جبکہ 3113ایکڑ رقبہ پر مسکٹ، کانام موجود ہے۔

(ج) ڈفر جنگل میں چار بلاک ہیں ہر بلاک کا رقبہ اور درختوں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام بلاک	کل رقبہ	تعداد درختاں (لاکھ)
1	بلاک نمبر1	1806ایکڑ	5.60
2	بلاک نمبر2	1823ایکڑ	3.14
3	بلاک نمبر3	1865ایکڑ	4.12
4	بلاک نمبر4	1718ایکڑ	3.28
	کل بلاک4	7212ایکڑ	16.14لاکھ

(د) اس کا رقبہ کسی ادارے کو نہ دیا گیا ہے۔ تاہم سال09۔2008 میں 70۔163ایکڑ رقبہ ایگروفارسٹری کے لئے ٹھیکہ پر دیا گیااور اس طرح سال10۔2009 میں بھی 116.67ایکڑ رقبہ ایگروفارسٹری کے لئے ٹھیکہ پر دیا گیا تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) کل 18سرکاری ملازمین اس کی دیکھ بھال کے لئے کام کر رہے ہیں۔

(و) اس جنگل کی سال09۔2008اور10۔2009کی آمدن /اخراجات حسب ذیل ہیں۔

1۔سال09۔2008

آمدن	اخراجات
انہتر لاکھ اڑتیس ہزار روپے	اکیاسی لاکھ اکانوے ہزار روپے

2۔سال10۔2009

آمدن	اخراجات
باسٹھ لاکھ انچاس ہزار روپے	ایک کروڑ تیئس لاکھ پچانوے ہزار روپے

(ز) اس وقت سیل ڈپو ڈفر میں 2791مکسر فٹ ٹمبر اور 2375مکسر فٹ بالن موجود ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

صوبہ بھر میں جنگلات میں اضافہ کے لئے کئے گئے اقدامات کی تفصیل

12:راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ):کیاوزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) موجودہ حکومت صوبہ بھر میں جنگلات کے اضافہ کے لئے کیااقدامات اٹھارہی ہے؟

(ب) اس وقت ضلع وار کل کتنے رقبہ پر جنگلات ہیں؟

(ج) پچھلے پانچ سالوں میں ضلع وار جنگلات کے رقبہ میں کل کتنااضافہ کیا گیا؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) صوبہ پنجاب میں جنگلات کے اضافہ کے لئےEnhancing Tree cover in Punjabکے نام سے ایک سکیم چلائی جارہی ہے تاکہ صوبہ میں جنگلات میں اضافہ کیاجاسکے۔اس سکیم کے تحت لگائے گئے جنگلات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

خوشاب	میانوالی	بھکر	اٹک	چکوال	جہلم	میزان
75ایکڑ	375ایکڑ	25ایکڑ	117ایکڑ	190ایکڑ	137ایکڑ	919ایکڑ

اس کے علاوہ جنگلات میں اضافہ کے لئے مختلف ترقیاتی سکیمیں تیار کی جاچکی ہیں اور یہ منظوری کے مراحل سے گزر رہی ہیں تفصیل ضمیمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) شمالی زون راولپنڈی میں لگائے گئے جنگلات کی ضلع وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

ضلع	جنگلات رقبہ ایکڑوں میں	جنگلات رقبہ A.V.Mile
سرگودھا	86	1463
خوشاب	25488	427
میانوالی	20080	740
بھکر	5889	1115
راولپنڈی	148237	544
جہلم	95654	200
چکوال	155766	375

(ج) پچھلے پانچ سالوں میں جنگلات کے رقبہ میں کئے گئے اضافہ کی ضلع وار تفصیل (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

صوبہ میں ریشم کے کیڑوں کی پرورش اور پیداوار سے متعلقہ تفصیلات

149:چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا محکمہ جنگلات ریشم کے کیڑوں کی پرورش کے لئے شہتوت کی شجرکاری کا کوئی منصوبہ بنانے کے لئے تیار ہے،اگر ہاں تو وضاحت فرمائیں؟

(ب) کیا صوبہ میں اس وقت ریشم کے کیڑوں کی پرورش کے ذریعے ریشم حاصل کیا جارہا ہے، اگر ہاں تو کون کون سی جگہ اور کتنی مقدار میں؟

(ج) کیا حکومت ریشم کے کیڑوں پر تحقیقات کے لئے جدید طرز کی تجربہ گاہیں بنانے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر ہاں تو کب اور کہاں پر؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ جنگلات شعبہ ریشم سازی کے زیر انتظام توت کی شجرکاری کے لئے ایک ترقیاتی منصوبہ پہلے ہی سے زیر عمل ہے ۔ اس منصوبے کے مطابق 300ایکڑ سرکاری رقبہ پر بحساب 140ایکڑ چھانگا مانگا ضلع قصور،100ایکڑ ڈفر ضلع منڈی بہاؤالدین اور 60ایکڑ چیچہ وطنی ضلع ساہیوال میں توت کی شجرکاری رواں سال میں کر دی گئی ہے۔ علاوہ ازیں 1000ایکڑ نجی رقبہ جات پر توت کی شجرکاری کا پروگرام جاری ہے جو سال 2010 میں مکمل ہو جائے گا۔

(ب) صوبہ پنجاب میں اس وقت ریشم کے کیڑوں کی پرورش کے ذریعے قدرتی ریشم حاصل کیا جارہا ہے۔اس وقت 300پیکٹ ریشم کے کیڑوں کے انڈوں کی پرورش چھانگا مانگا، منڈی بہاؤالدین، سرائے عالمگیر، سرگودھا، خوشاب، فیصل آباد، گوجرانوالہ، چیچہ وطنی، میاں چنوں اور بہاولپور وغیرہ کے دیہی علاقوں میں پرورش کی گئی ہے۔اس سے 9000کلوگرام قدرتی ریشم تیار ہوا ہے جس کی مالیت تقریباً ستائیس لاکھ سے زائد ہے۔

(ج) چار سالہ ترقیاتی منصوبہ کے تحت اعلیٰ قسم کے ریشم کے کیڑوں کے انڈوں کی پیداوار کے لئے مری، ضلع راولپنڈی اور جوہر آباد ضلع خوشاب میں بالترتیب 4200مربع فٹ اور 4500 مربع فٹ کی جدید طرز پر تجربہ گاہیں تعمیر ہو چکی ہیں۔ان تجربہ گاہوں میں 3000سلک سیڈ پیکٹ کی تیاری کا ایک جامع منصوبہ زیر عمل ہے۔

لال سوہانرا نیشنل پارک میں پودوں اور جانوروں کی سہولیات کی تفصیلات

150:چودھری اسد اللہ: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لال سوہانرا نیشنل پارک بہاولپور کتنے رقبے پر محیط ہے اور اس میں پودوں کی کتنی اقسام ہیں؟

(ب) کیا مذکورہ پارک میں ہر سال پودوں کی شجر کاری کی جاتی ہے، اگر ہاں تو 2007 سے اب تک ہر سال کتنی شجر کاری کی گئی ہے اور اس پر کتنی رقم خرچ کی گئی؟

(ج) کیا مذکورہ پارک میں کوئی جانور بھی رکھے گئے ہیں اگر ہاں تو ان کی اقسام اور تعداد کیا ہے؟

(د) کیا حکومت مذکورہ پارک میں عوام کی سہولت کے لئے کوئی ریسٹ ہاؤس قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) لال سوہانرا نیشنل پارک بہاولپور کل 162568 ایکڑ رقبہ پر محیط ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

پلانٹنگ ایریا	=	18304 ایکڑ
ڈیزرٹ ایریا	=	139484
تالاب ایریا	=	4780 ایکڑ
میزان	=	162568 ایکڑ

لال سوہانرا نیشنل پارک ایریا میں شیشم، کیکر، سفیدہ کی اقسام کے درخت لگائے ہیں۔اس کے علاوہ جنڈ، بیری، اجال وغیرہ کی اقسام موجود ہیں۔

(ب) لال سوہانرا نیشنل پارک کے ایریا میں ہر سال شجر کاری نہیں کی جاتی۔

(ج) نیشنل پارک میں جنگلہ جات کے اندر درج ذیل قسم کے جانور رکھے گئے ہیں جن کی تعداد درج ذیل ہے۔

کالے ہرن	=	482
چنکارہ ہرن	=	88
نیل گائے	=	23
گینڈے	=	02
چیتل ہرن	=	03

بندر	=	03
نیلے مور	=	111
کومن ڈکس	=	57
کیرولین ڈکس	=	93
طوطے	=	04
میکاؤطوطے	=	02
آسٹریلوی طوطے	=	01
راج ہنس	=	18
گنی فاؤل	=	04
کوئل	=	02
کونج	=	02

(د) عوام کی سہولت کے لئے لال سوہانرا نیشنل پارک میں برجی نمبر50 پر ایک ریسٹ ہاؤس بنایا گیا ہے جس میں دو کمرے اچھی حالت میں ہیں باقی دو انتہائی چھوٹے اور پرانی طرز کے بنے ہوئے ہیں جو کہ عوام کی سہولت کے لئے استعمال ہو رہے ہیں۔

تحصیل جڑانوالہ، جنگلات سے متعلقہ تفصیلات

191: میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل جڑانوالہ میں کل کتنا رقبہ محکمہ جنگلات کے زیر استعمال ہے تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) اس رقبہ پر محکمہ جنگلات نے پچھلے پانچ سال میں کتنے درخت لگائے؟

(ج) آج اس رقبہ پر کتنے درخت ہیں اور اس رقبہ پر پچھلے پانچ سال میں آمدن اور خرچ کی تفصیل بتائی جائے؟

(د) اس رقبہ پر تعینات عملہ کی تعداد اور تفصیل بتائی جائے؟

(ہ) اس رقبہ میں سے جو رقبہ ناجائز قابضین کے قبضہ میں ہے اس کی تفصیل بتائی جائے؟

(و) رقبہ کو ناجائز قابضین سے واگزار کروانے کے لئے کیا کوششیں کی گئیں؟

(ز) اس رقبہ میں سے فوج کو کتنا رقبہ دیا گیا ہے، کیا اس میں سے کسی رقبہ پر فوج کا قبضہ بھی ہے اس کی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) تحصیل جڑانوالہ میں رقبہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

جنگلات	سڑکات	نہریں
940ایکڑ	107کلومیٹر	19.80کلومیٹر

(ب) صوبائی محکمہ جنگلات نے پچھلے5سالوں میں جڑانوالہ میں تقریباً 98000پودوں کی شجرکاری کی ہے۔

(ج) صوبائی محکمہ جنگلات کے رقبہ پر کل25991درخت ہیں اس رقبہ پر پچھلے پانچ سالوں میں آمدن اور خرچہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

خرچہ	آمدن
10,08,310/۔	2,90,05,000/۔

(د) صوبائی محکمہ جنگلات میں اس وقت رقبہ کی دیکھ بھال کے لئے عملہ کی تعداد اور تفصیل درج ذیل ہے۔

عہدہ	تعداد
ایس ڈی ایف او	1
بلاک آفیسر	2
فارسٹ گارڈ	23
کل تعداد	26

(ہ) صوبائی محکمہ جنگلات کے اس رقبہ میں سے صرف چکور یزروائر میں 6ایکڑ رقبہ پر ناجائز قبضہ ہے۔

(و) رقبہ واگزار کروانے کے لئے کیس ممبر ریونیو بورڈ پنجاب فیصل آباد کی عدالت میں زیر سماعت ہے عدالت نے ناجائز قابض کے حق میں Stay Order جاری کیا ہوا ہے اس کی آئندہ پیشی 16۔7۔2010 مقرر ہوئی ہے۔

(ز) محکمہ جنگلات نے جڑانوالہ سے پاک فوج کو کوئی رقبہ ابھی تک الاٹ نہیں کیا ہے مگر پاک فوج نے کمپارٹمنٹ نمبر 26,B26۔Aاور27 کے90ایکڑ اس کے علاوہ ہائی لیول راجباہ برجی نمبر82تا104 بائیں اور دان گلی راجباہ برجی نمبر15تا37دائیں پر بھی شجرکاری رچنادوآب پراجیکٹ فیزII کے تحت کی ہے۔

جناب سپیکر:اب جناب منور احمد گل صاحب مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ اربن ڈویلپمنٹ وپبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

نشان زدہ سوال نمبر1619اور2211کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ،اربن ڈویلپمنٹ وپبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب منور احمد گل:بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر 1619 پیش کردہ میاں نصیر احمد اور نشان زدہ سوال نمبر 2211 پیش کردہ رانا محمد افضل خان کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ وپبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر:یہ تحریک پیش کی گئی ہے:

"نشان زدہ سوال نمبر1619 پیش کردہ میاں نصیر احمد اور نشان زدہ سوال نمبر 2211 پیش کردہ رانا محمد افضل خان کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ وپبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر 1619 پیش کردہ میاں نصیر احمد اور نشان زدہ سوال نمبر 2211 پیش کردہ رانا محمد افضل خان کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ وپبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: پیر ولایت شاہ کھگہ صاحب مجلس قائمہ برائے زراعت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

نشان زدہ سوال نمبر1749 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

پیر ولایت شاہ کھگہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر1749 پیش کردہ جناب محمد حفیظ اختر چودھری ایم پی اے، پی پی۔223 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر1749 پیش کردہ جناب محمد حفیظ اختر چودھری ایم پی اے، پی پی۔223 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر1749 پیش کردہ جناب محمد حفیظ اختر چودھری ایم پی اے، پی پی۔223 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں پچھلے تین چار سیشن سے ایک گزارش کرتا آیا ہوں کہ ہمارے ہاں پانی کا بڑا serious issue pending چلا آ رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی متوجہ ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے گزارش کی تھی کہ ہمیں یہ پتا کروا کر دیں کہ خریف کی فصل کا تقریباً37 ملین ایکڑ فٹ پانی تھا اس میں سے ہمیں کتنا پانی ملا کیونکہ سیلاب کی وجہ سے نہریں جولائی کے مہینے میں ہی بند کر دی گئی تھیں۔ اب ہم سن رہے ہیں کہ ربیع کی فصل کے لئے 15 فیصد پانی کی کٹوتی ہو گی۔ جو علاقے پہلے ہی سیلاب میں ڈوب گئے ہیں اب وہ پانی کی کٹوتی سے پیاسے مر جائیں گے لہذا مہربانی فرما کر مجھے وزیر صاحب سے پوچھ دیں کہ حکومت پنجاب کا اس پر کیا مؤقف ہے، ارسا کی جمعہ کو میٹنگ ہونی تھی لیکن شکر ہے کہ وہ نہیں ہوئی کیونکہ اس دن تو ہمارا کوئی ممبر ہی نہیں تھا۔ ہم پانی کے اتنے اہم معاملے کو seriousکیوں نہیں لے رہے ؟[*********]

جناب سپیکر: لغاری صاحب! یہ بات تو آپ کی ٹھیک نہیں ہے۔ اس ہاؤس کے وہ معزز ممبر بھی ہیں اور سینئر منسٹر بھی ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ بے شک پرانا ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ الفاظ ٹھیک نہیں ہیں۔ ان کے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! انہوں نے انتہائی غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، میں نے سن لیا ہے اور الفاظ کارروائی سے حذف کروا دیئے ہیں۔ راجہ صاحب! وہ پوچھ رہے ہیں کہ ربیع کی فصل کے لئے پانی میں 15 فیصد کٹوتی ہو رہی ہے؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ جناب محترم میرے بھائی لغاری صاحب! کیا میں عرض کر سکتا ہوں؟

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ مجھ سے مخاطب ہوں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): انتہائی ادب، انتہائی غلامانہ طریقے کے ساتھ کیا میں عرض کر سکتا ہوں، اگر وہ کہیں تو میں عرض کروں؟

جناب سپیکر: وہ کیسے کہیں گے ؟ یہ تو میں آپ سے کہہ رہا ہوں کہ آپ ان کی بات کا جواب دیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ بڑے سردار تھے اور وہی عادت ان کو پڑی ہوئی ہے۔ یہ سچ سننے کے عادی نہیں ہیں۔ میں نے کہا کہ اگر یہ اجازت دیں تو میں غلامانہ طریقے کے ساتھ عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ فرمائیں کیونکہ میں آپ سے کہہ رہا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ کام کی حد تک بات کریں تو مناسب ہو گا۔ یہ بتائیں کہ 37 ملین ایکڑ فٹ پانی جو خریف کا تھا اس میں سے ہمیں کتنا دیا گیا اور ابھی ربیع کی فصل میں سے 15 فیصد کٹوتی کی خبریں آ رہی ہیں لہذا میری ان سے یہ گزارش ہے کہ مجھے بتائیں کہ حکومت پنجاب کا اس پر کیا مؤقف ہے؟ وہ علاقے جو سیلاب میں ڈوب گئے جن کی کپاس اور گندم کی فصلیں ڈوب گئی ہیں اب ربیع کی فصل کے لئے گندم اگانے کے لئے بھی ان کے پاس پانی نہیں ہو گا لہذا منسٹر صاحب مہربانی کر کے اپنی پالیسی کے متعلق ہمیں مستفید فرمائیں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! وہ 15 فیصد کٹوتی کے حوالے سے پوچھنا چاہ رہے ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ بجا فرما رہے ہیں کہ سیلاب کی وجہ سے جب نہریں بند ہوئیں تو کچھ وہ علاقے جہاں سیلاب نہیں تھا وہاں بھی ہم پانی نہیں دے سکے۔ اس دفعہ پنجاب کے ممبر کی باری تھی اور اب پنجاب سے ہی چیئرمین ارسا appoint ہو گئے ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ ہم اپنا پورا حصہ لیں گے۔ پچھلی دفعہ بھی وزیر اعلیٰ اور میں نے یقین دہانی کرائی تھی اور آج بھی میں یہ یقین دہانی کراتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم ارسا کے شیڈول کے مطابق اپنے پورے حصے کا پانی لیں گے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پوائنٹ آف آرڈر

ڈی سی او، ڈی پی او و دیگر افسران کا معزز ممبران اسمبلی سے استحقاق کے مطابق پیش آنے کا مطالبہ

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ صاحب کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک بہت اہم بات کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ آج ہمیں ایم پی اے بنے اڑھائی سال ہو گئے ہیں۔ پنجاب کے اندر اگر سستی روٹی سے بھی کوئی سستی چیز ہے تو وہ پنجاب کا ایم پی اے ہے۔ میں بہت اہم بات کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کے اندر جتنے D.C.Os اور DPOs لگائے گئے ہیں ان کے منہ سے آج بھی دودھ کی خوشبو آ رہی ہے لیکن ہماری عزت بھی محفوظ نہیں ہے۔ آج چونکہ وزیر اعلیٰ صاحب یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں تو میں floor کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کہوں گا کہ پہلے بھی ہم بہت دفعہ کہہ چکے ہیں کہ اگر ہم DCO,DPO یا DSP کو فون کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ڈکیتی میں بندہ مطلوب ہے لیکن بعد میں پتا چلتا ہے کہ بیس ہزار لے کر وہ بندہ چھوڑ دیا گیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اگر پورے نو سال ہم لوگوں نے ڈکٹیٹر کا مقابلہ کیا ہے، کوڑے کھائے ہیں اور جیلیں بھگتی ہیں تو اِس دن کے لئے نہیں بھگتی تھیں۔ خدا کی قسم پنجاب کے اندر ایم پی اے کا دوسرا نام گالی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہم لوگ اڑھائی اڑھائی لاکھ لوگوں کے ووٹ لے کر آئے ہوئے ہیں اور استحقاق کے مطابق ہم 21ویں گریڈ کے لوگ کہلائے جاتے ہیں لیکن ہمارا کوئی فون اٹھانا تو درکنار ring back کرنا بھی برداشت نہیں کرتا۔ آج مجھے یہ بات کہنے دیجئے بے شک میں حکومتی بنچوں پر بیٹھا ہوا ہوں لیکن جو بندہ ضمیر کی بات نہیں کرتا اس سے بڑا منافق اور بے ضمیر کوئی نہیں ہوتا۔ آج پنجاب کے اندر ڈاکے پڑ رہے ہیں، رشوت اپنے عروج پر ہے، پولیس نے دھندے شروع کئے ہوئے ہیں اور جس طرح لوگوں پر ظلم ہو رہا ہے تو یہ تاریخ ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آج 25 بلین روپے رِنگ روڈ کے لئے رکھ دیئے گئے لیکن اس کسان کا کیا قصور ہے جو یہاں پانی کی بوند بوند کو ترس رہا ہے؟ اگر آج ہم ایک جگہ دانش سکول بنا رہے ہیں تو دوسری جگہ تعلیم کو نجکاری کی طرف لے جا رہے ہیں۔ میں صرف اتنی گزارش کرتا ہوں کہ ہمارا feed back کیوں نہیں لیا جاتا اور ہم یہاں ہاؤس میں کس لئے بیٹھے ہوئے ہیں؟ آج پنجاب کے اندر چند بیوروکریٹس کا راج

ہے۔وزیر اعلیٰ صاحب ہمارے ووٹوں سے منتخب ہوئے ہیں اور اگر آج وہ وزیر اعلیٰ ہیں تو ہمارے ووٹوں کی وجہ سے ہیں،اگر ہم ان کو ووٹ نہ دیتے تو خدا کی قسم یہ آج وزیر اعلیٰ پنجاب نہ ہوتے۔

جناب سپیکر: چلیں،آپ کی مہربانی ہے۔تشریف رکھیں۔(قطع کلامیاں)

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء،ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!آج چونکہ وزیر اعلیٰ یہاں موجود ہیں اس لئے میں اپنی بات پوری کر کے بیٹھوں گا۔آج ہماری خوش قسمتی ہے کہ وہ یہاں پر موجود ہیں۔ہم نے یہاں پر کتنی ماریں اور کتنے کوڑے کھائے ہیں پھر بھی اگر ہم لوگ ان قوتوں کے ہاتھوں میں کھیلیں گے تو اس جمہوریت کا کیا فائدہ ہے،آج پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ(ن)اس ملک کی دو بڑی جماعتیں ہیں تو آج کیا تماشا لگا ہوا ہے کہ ہم پھر اداروں کو لڑانا اور کمزور کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب!بڑی مہربانی۔پلیز تشریف رکھیں۔اب لاء منسٹر صاحب کی بات سنیں۔(قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ہمارے بھائی محترم بسراء صاحب نے آپ سے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت لے کر ایک لمبی چوڑی تقریر فرمائی ہے۔میں On the floor of the House یہ بات دعوے سے کہتا ہوں کہ ہاؤس کے Rules of Procedure میں یہ بات طے ہے کہ اگر کسی ایم پی اے کو کسی بیوروکریٹ یا کسی بھی آفیسر سے کوئی گلہ ہو کہ وہ ٹیلیفون نہ سنے،کسی کی جائز بات پر respond نہ کرے تو Rules of Procedure میں باقاعدہ ایک طریق کار دیا گیا ہے جس کے تحت ممبر کو باقاعدہ تحریک استحقاق پیش کرنے کا حق ہے۔میں on record یہ کہتا ہوں کہ پچھلے اڑھائی سالوں میں جتنے معزز ممبران خواہ ان کا تعلق حکومتی بنچوں،اپوزیشن بنچوں،پیپلز پارٹی یا مسلم لیگ (ن) سے تھا،جس ممبر نے بھی تحریک استحقاق پیش کی کہ فلاں آفیسر کو میں نے فون کیا اور اس نے میرا فون نہیں سنا یا اس نے میرے ساتھ فون پر بدتمیزی کی ہے تو تمام کی تمام تحاریک استحقاق یہاں سے accept ہو کر استحقاق کمیٹی کے سپرد ہوئی ہیں لیکن کوئی ممبر کمیٹی میں جا کر انہیں معاف کر دے تو پھر اس کا علاج نہ اس معزز ایوان کے پاس ہے نہ کسی اور کے پاس ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب کی صرف ایک بات کا جواب دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، اب آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ اگر انہوں نے بات کی ہے تو ہماری بات بھی سنیں اور اس طرح سے یہ بحث نہ کریں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں بات کرتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ ان کو بٹھائیں۔ انہوں نے جتنی دیر بات کی ہے ہم نے خاموشی کے ساتھ سنی ہے۔ ہمارے کچھ ممبران نے اٹھ کر جواب دینے کی کوشش کی تو میں نے ان کو بھی منع کیا ہے۔ بسراء صاحب کو اڑھائی سال ہو گئے ہیں، اگر یہ اتنے سستے ہو گئے ہیں اور ان کی اتنی بار بے عزتی ہوئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب رہنے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس بات کو on record آنے دیں۔ اگر ان کا اتنی بار کسی آفیسر نے ٹیلی فون نہیں سنا تو انہیں کس نے privilege motion دینے سے روکا۔۔۔

جناب سپیکر: میں پوچھتا ہوں، میں پوچھتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): دوسری بات یہ ہے کہ ان کے ضلع کے DPO سے انہیں معاملہ تھا تو ان سے پوچھیں کہ یہ میرے پاس آئے اور اس معاملے کو میں نے resolve کیا اور جیسے انہوں نے کہا اسی طرح سے ان کی direction پر عملدرآمد ہوا۔ یہ کہانیاں، یہ قصے، یہ تقاریر، یہ رشوتوں کے حوالے، یہ کوڑے کھانے اور تشدد برداشت کرنے کی بات کر رہے ہیں تو پچھلے پانچ سالوں میں ڈکٹیٹر شپ کے خلاف جدوجہد میں انہوں نے کتنی بار تشدد برداشت کیا ہے اور کتنی بار انہوں نے کوڑے کھائے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں دس دفعہ جیل میں گیا ہوں۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب! اس بات کو چھوڑیں اور تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہاں پر تشدد برداشت کرنے والے لوگ بھی بیٹھے ہیں اور آپ تو صرف کہانی کے طور پر رنگ بھرنے کے طور پر کہتے ہیں کہ تشدد، آپ کو تو پتا ہی نہیں ہے کہ تشدد کیا چیز ہوتی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اگر رشوت پر بحث کرنی ہے اور اگر کرپشن پر بحث کرنی ہے تو پھر پنجاب ہی نہیں بلکہ پورے پاکستان پر ہو گی اور جس دن یہ چاہیں یہ ٹائم رکھیں، limited time رکھیں گے، ہم بحث کے لئے تیار ہیں، ہم ہر سوال کا جواب دینے کے لئے بھی تیار ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بسراء صاحب! آپ تشریف رکھیں اور مجھے بتائیں کہ میری بات سنیں گے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں میں آپ کو اس کی اجازت نہیں دیتا کیونکہ آپ پہلے میری بات سنیں۔

(اذان عشاء)

جناب سپیکر: بسراء صاحب! دیکھیں، اس معزز ایوان کی طرف سے تمام محکمہ جات کو ہدایات جاری ہو چکی ہیں کہ اگر کوئی بھی معزز ممبر کسی افسر کو ٹیلی فون کرتا ہے تو اس کا respond اسے کرنا چاہئے اور اس کے بارے میں اگر کسی صاحب کو کوئی شکایت ہے تو میں کس لئے بیٹھا ہوں۔ میں نے سب کو یہ ہدایت جاری کی ہے اور اگر آپ کا کوئی معاملہ ایسا ہے اور کوئی افسر آپ کے ساتھ اچھے طریقے سے پیش نہیں آیا تو آپ کے پاس ایک privilege موجود ہے جسے آپ اس House میں لائیں اور اس کے بعد دیکھیں کہ ہم اس کا کیا کرتے ہیں۔ مجھے تو افسوس ہو رہا ہے کہ آپ نے ایسی بات کر دی ہے جو میرے خیال میں آپ کے House کے تقدس کو پامال کرنے والے کو معافی مشکل سے ملتی ہے اور تمام محکمہ جات کو یہ ہدایات جاری ہو چکی ہیں کہ کسی بھی افسر کے پاس کسی بھی معزز ممبر کا ٹیلی فون جائے گا تو اسے اس کا respond کرنا پڑے گا باقی بات وزیر اعلیٰ صاحب خود کرتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قائد ایوان (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت عنایت فرمایا۔ محترم بسراء صاحب اس ایوان کے انتہائی معزز ممبر ہیں اور میرے دل میں ان کا اتنا ہی احترام ہے جتنا باقی تمام ممبران کا ہے۔ انہوں نے آج اپنے ضلع کے حوالے سے ڈی پی او یا ڈی سی او کے بارے میں بات کی اور بہت جذباتی انداز میں شکایت کی تو میں ان کے جذبات کا بھی احترام کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرتا ہوں گو کہ محترم لاء منسٹر صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اور بسراء صاحب کو یقین دہانی کروائی ہے لیکن میں آپ کے توسط سے بسراء صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ میرے لئے انتہائی قابل احترام ہیں، ان کی انتظامیہ کے حوالے سے جو بھی شکایت ہے تو میں انہیں گزارش کروں گا کہ وہ کل تشریف لائیں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جو بھی ان کی شکایت ہو گی اس کا انشاء اللہ ازالہ کیا جائے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ بسراء صاحب نے رشوت کی بات کرتے ہوئے کہا کہ پولیس اور پنجاب میں رشوت ستانی کا بازار گرم ہے تو یقیناً رشوت محکموں میں لی جاتی ہے اور ماضی کے پچھلے دس سالوں میں اس ملک کے اندر رشوت کا جو بازار گرم ہوا، میں اس صوبے کی بات نہیں کر رہا اور رشوت کے جو انبار لگائے گئے وہ بد قسمتی سے ہماری تاریخ کا حصہ ہیں اور آج یہی وجہ ہے کہ جہاں پر غربت اور بے روزگاری کی دوسری وجوہات ہیں تو وہاں پر کرپشن اور لوٹ کھسوٹ نے اس ملک کے اندر غربت کو انتہا تک پہنچا دیا ہے مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان اڑھائی سالوں میں رشوت کے خاتمہ کے لئے یا اس میں کمی لانے کے لئے میری حکومت نے اور ہماری حکومت نے کیا اقدامات کئے۔ اس ایوان میں اس کے اوپر آپ کوئی دن مقرر کر لیں تو میں تفصیل سے اپنی معروضات پیش کروں گا مگر فی الحال اس issue کو conclude کرنے کے لئے دو مثالیں عرض کروں گا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ میں حالیہ مہینوں میں اپنے کسی نجی دورے پر لندن میں تھا جو کہ چند ماہ پرانی بات ہے، وہاں پر "ڈان" اخبار کا تراشہ میں نے پڑھا جس میں لکھا تھا کہ فیصل آباد کے ایک ٹھیکے میں ٹھیکیدار اور متعلقہ لوگوں نے وہاں پر رشوت لی اور کاغذوں میں دو اڑھائی کروڑ روپے کے ٹھیکے کے پیسے لے لئے اور حقیقت میں یعنی اصل میں وہاں پر کوئی کام نہ ہوا۔ میں خود نمائی کے حوالے سے یہ بات نہیں کر رہا ہوں بلکہ میں آپ کو بڑی عاجزی سے عرض کرتا ہوں کہ میں تین دن تک اس کیس کو لندن سے follow کرتا رہا۔ جب میں پاکستان واپس آیا تو جب تک وہ ٹھیکیدار اور متعلقہ لوگ گرفتار نہیں ہوئے میں چین سے نہیں بیٹھا۔(نعرہ ہائے تحسین)

پورے پاکستان نے ان کی تصاویر اخبارات کے پہلے صفحے پر دیکھیں۔ میں اس حوالے سے زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ میں دوسری مثال آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ راجہ ریاض سینئر منسٹر میرے لئے انتہائی قابل احترام ہیں اور یہاں کابینہ کے قابل احترام ممبران بیٹھے ہیں۔ لوکل گورنمنٹ میں جو لوٹ کھسوٹ ہوئی، میں ہر لوکل گورنمنٹ کے ضلع یا TMA کی بات نہیں

کرتا مگر جن میں ہوئی اس میں پاکستان کے آڈیٹر جنرل سے رپورٹیں بنوائی گئیں۔ یہ ادارہ ایک وفاقی ادارہ ہے یہ پنجاب کا ادارہ نہیں ہے۔ اس کے علاوہ پنجاب میں فنانس ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ ایک ملحقہ ادارہ ہے اس میں بھی رپورٹیں تیار کی گئیں۔ یہ بات کوئی ایک سال پرانی ہے۔ پھر ان رپورٹوں کو جمع کر کے کیبنٹ میں بات کی گئی اور فیصلہ کیا گیا کہ اس پر کارروائی کی جائے۔ آپ یقین کیجئے گا کہ اس میں ہمارا پولیٹیکل recomenization کا دور دور تک شائبہ نہیں تھا۔ صرف اور صرف یہی ایک بات پیش نظر تھی کہ اس قوم کی خون پسینے کی کمائی جو لوٹی گئی ہے اس کو واپس آنا چاہئے اور ہمیں لانا چاہئے جس کے لئے محترم بسراء صاحب نے بات کی کہ آٹھ سال جیلیں کاٹیں، سزائیں بھگتیں اور محترم رانا ثناء اللہ صاحب نے بھی بات کی کہ تشدد برداشت کیا۔ یہ وہ شخص تھا جن کی پشت پر کوڑے برسائے گئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے کہ پیپلز پارٹی کے ورکروں اور لیڈر شپ نے بھی تشدد برداشت کیا، کوڑے کھائے، جیلیں کاٹیں اور جلاوطنیاں برداشت کیں۔ مسلم لیگ(ن) نے اس میں بھرپور حصہ لیا، صرف رانا ثناء اللہ ہی نہیں ہے بلکہ اس میں اور بھی بڑے جید محترم لوگ ہیں جنہوں نے کوڑے کھائے مگر انہوں نے اپنی وفاداریاں نہیں بدلیں۔ بس یہی سوال میرا آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کی خدمت میں ہے کہ کیا ہم نے کوڑے، جیلیں اور جلاوطنیاں اس لئے برداشت کیں کہ یہ جو اربوں کھربوں روپے کی لوٹ کھسوٹ ہوئی، جب ہم نے مشترکہ فیصلہ کیا کہ یہ لوٹ کھسوٹ کا پیسا ان خائنوں کے پیٹوں سے نکال کر واپس عوام کی جھولی میں ڈالا جائے گا تو کس طریقے سے ان اقدامات کو روکا گیا اور کن ایوانوں میں روکا گیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

مجھے اچھا نہیں لگتا کہ میں یہاں پر بات کروں اس لئے کہ پھر بات بہت دور تک نکل جائے گی۔ بس میں یہاں اس ایوان میں آپ کے توسط سے صرف اتنی عرض کروں گا کہ آئیے کرپشن، لوٹ کھسوٹ کے مسئلے پر اکٹھے بیٹھیں اور مجھے خود راجہ ریاض صاحب نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ پورا تعاون کریں گے۔ بیٹھیں اور بیٹھ کر فیصلہ کریں۔ میں یہاں پر بڑی ذمہ داری سے عرض کرتا ہوں کہ جو فیصلہ ہم بیٹھ کر کریں اس پر پھر من وعن عمل ہونا چاہئے اور کسی کو اس میں رکاوٹ نہیں بننا چاہئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں ان معروضات کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے پھر معزز ممبر کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کی جو دلآزاری ہوئی ہے میں اس کا بھرپور نوٹس لوں گا اور انشاء اللہ کل ان سے

ملاقات کر کے جو بھی اقدامات کئے ہوں گے میں آپ کے نوٹس میں لے کر آؤں گا۔ آپ کا بہت شکریہ۔(نعرہ ہائے تحسین)

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): ٹھیک ہے۔ لغاری صاحب! پہلے آپ بات کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں راجہ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ راجہ صاحب! آپ کی بہت مہربانی۔ میری گزارش تھی کہ یہ ruling coalition کی دو جماعتیں ہیں جب ان کے کوئی مسائل ہوں تو بجائے ان کو اسمبلی کے floor پر لایا جائے بہتر ہے کہ جب ان کی ruling coalition party کی میٹنگ ہو تو وہاں ان issues کو زیر غور لایا جائے۔ بجائے چیف منسٹر صاحب یہاں کھڑے ہو کر ان کو مطمئن کرنے کی کوشش کریں ان معاملات کو میٹنگوں میں حل کیا کریں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے محترم لغاری صاحب کی اس بات پر سخت اعتراض ہے۔ ٹھیک ہے، بات چاہے بیس جگہ پر ہو سکتی ہے لیکن یہ معزز ایوان basic forum ہے۔ اس معزز ایوان کا ممبر چاہے وہ ادھر بیٹھے یا ادھر بیٹھے اس کے بات کرنے کے حق کو آپ نہیں روک سکتے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری خواہش تھی کہ چیف منسٹر صاحب یہاں بیٹھتے اور پھر میں ان سے یہ پوچھتا کیونکہ آج لوکل گورنمنٹ کا بل بھی آیا ہوا ہے۔ لوکل گورنمنٹ کی کرپشن کے بارے میں اتنا زیادہ اخباروں میں لکھا گیا اور اشتہارات چھاپے گئے۔ لوکل گورنمنٹ میں disbursing officer کی اتھارٹی D.C.Os کے پاس ہوتی تھی اور وہ سارے D.C.Os آج بہترین جگہوں پر لگے ہوئے ہیں۔ اگر وہ اتنے کرپٹ اور اتنے خراب تھے تو آج ان کو کیوں apprised posting دی جا رہی ہے؟

جناب سپیکر: جب وہ ٹائم آئے گا پھر بات کرنا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کاش یہاں پر لوکل گورنمنٹ کے منسٹر جواب دے دیتے۔ انگلیاں اٹھانا تو بہت آسان ہے۔۔۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی، تشریف رکھیں۔جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میرے معزز بھائی شوکت بسراء صاحب نے جس طرف نشاندہی کی ہے میری خواہش تو تھی کہ وزیر اعلیٰ پنجاب ہاؤس میں ہوتے لیکن میرے قابل احترام بھائی محسن لغاری صاحب نے کہا کہ مجھے ٹائم دیا جائے تو میں خاموش ہو گیا۔ شوکت بسراء صاحب نے جس طرف نشاندہی کرنی چاہی اور وہ جو بات ہاؤس میں لانا چاہتے تھے دراصل وہ جذباتی ہو گئے تھے۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ ہماری قیادت کا یہ حکم ہے کہ ہم نے تمام معاملات افہام و تفہیم سے چلانے ہیں اس لئے جو مشورہ ہمارے بھائی محسن لغاری صاحب نے دیا ہے اس مشورے پر عمل کرتے ہوئے ہم خاموشی سے بیٹھ کر یہ تمام چیزیں حل کر لیں گے۔ چونکہ یہ بات شروع ہوئی ہے تو میں اپنے لاء منسٹر رانا ثناء اللہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ جس چیز کی نشاندہی شوکت بسراء صاحب نے کی ہے وہ وزیر اعلیٰ صاحب سے ضرور بات کریں۔ وہ تمام ایم پی ایز کو بٹھا کر اس پر تفصیلی بات کریں، اصل حقائق کو جاننے کی کوشش کریں اور اندھیرے میں نہ رہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اصل حقائق اس سے بالکل مختلف ہیں لیکن ہم بیٹھ کر اس پر کیبنٹ میں بھی اور میاں صاحب سے بھی بات کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کو حل کریں گے۔ دوسرا جو میاں محمد شہباز شریف نے کرپشن کے حوالے سے بات کی ہے تو میں نے پہلے دن انہیں یہ یقین دلایا تھا، آج پھر اس ہاؤس کے سامنے پاکستان پیپلز پارٹی کی طرف سے، یہاں میرے میڈیا کے بھائی موجود ہیں اور پورا ہاؤس یہاں موجود ہے میں یہ بات دعوے سے کہہ رہا ہوں کہ پچھلے اڑھائی سالوں میں پنجاب کابینہ میں پاکستان پیپلز پارٹی کے جو وزراء ہیں ان کے خلاف ایک آنے کا بھی سکینڈل سامنے نہیں آیا۔ انشاء اللہ ہم فخر سے کہتے ہیں کہ ہم اس میں میاں محمد شہباز شریف کے شانہ بشانہ ہیں، وہ جو بھی احتساب کریں، جو بھی لوگ جنہوں نے پچھلے دور میں لوٹا ہے، جنہوں نے لوٹ مار کی ہے وہ ان کے خلاف ایکشن کریں پاکستان پیپلز پارٹی ان کے شانہ بشانہ چلے گی اور میں اپوزیشن کو بھی دعوت دیتا ہوں۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!ہمارے بھی پوائنٹ آف آرڈر ہیں اور ہمیں ٹائم نہیں دے رہے۔۔۔

MR. SPEAKER: No cross talk. Please no cross talk.

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی(راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!میں اپوزیشن کو بھی یہ دعوت دیتا ہوں کہ وہ کسی جگہ مناظرہ رکھ لیں اور اگر پاکستان پیپلز پارٹی کے پنجاب کے وزراء پر کسی قسم کا بھی چارج ہو تو وہ جہاں بلائیں، پریس کلب یا ریگل چوک پر مناظرہ رکھ لیں۔اللہ کے فضل وکرم سے ہم وہاں جائیں گے اور سرخرو ہو کر آئیں گے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر:جی، شکریہ۔بہت مہربانی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:جی،وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!سینئر منسٹر محترم راجہ صاحب نے جو بات کی ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ ان کی پارٹی کی یہ پالیسی ہے کہ معاملات کو افہام وتفہیم سے چلایا جائے اور ان کا حل کیا جائے۔میں ان کی اس بات پر ان کا اور ان کی پارٹی قیادت کا بھی نہ صرف شکریہ ادا کرتا ہوں بلکہ ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ یہ ان کی بہت اچھی سوچ ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!جہاں تک شوکت بسراء صاحب کی بات ہے تو وہ شوکت بسراء صاحب کی بات ہو یا کسی اور معزز ممبر کی بات ہو مجھے جہاں تک یاد پڑتا ہے کہ محترم راجہ ریاض صاحب نے ہمیشہ جو بھی معاملہ چیف منسٹر صاحب کے نوٹس میں لائے ہیں اس پر فوری طور پر کارروائی ہوئی ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ جب چاہیں، جس وقت بھی چاہیں اور اگر اس قسم کی complaint پیدا ہوتی ہے یا وہ حالات جن کے متعلق وہ سمجھتے ہیں کہ حکومت کو صحیح طور پر ادراک ہونا چاہئے اور کسی غلط فہمی میں نہیں رہنا چاہئے تو وہ جب بھی مناسب سمجھیں ہمارے ساتھ بیٹھ کر ہماری راہنمائی کریں اور ہم اس مقصد کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر!میں ان کی اس بات کی بھی تائید کرتا ہوں کہ پنجاب میں واقعی حکومتی سطح پر اڑھائی سالوں میں کرپشن کا کوئی scandal سامنے نہیں آیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

آپ نے جو پیپلز پارٹی کے وزراء کی بات کی ہے آپ کی یہ بات بالکل درست ہے اور اگر آپ اس میں کابینہ کے باقی ممبران کو بھی شامل کر لیں تو یہ بات بھی درست ہے اور اتنی ہی درست ہے کہ اس کو پورا

میڈیا ہی تسلیم کرتا ہے لیکن محترم راجہ صاحب سے میں یہ نہیں کہتا کہ یہ حقیقت ہے یا نہیں ہے لیکن کاش!آج آپ یہاں پر کھڑے ہو کر یہ بات بھی کہنے کے قابل ہوتے کہ وفاقی وزراء کے خلاف بھی دو اڑھائی سال میں کوئی scandal سامنے نہیں آیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!میں صرف ایک منٹ کی بات کرتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: یہ ان کا معاملہ ہے،آپ اس بات کو چھوڑیں۔ہم پنجاب کی بات کر رہے ہیں۔۔۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!یہ کوئی یتیموں کی پارٹی نہیں ہے،یہاں پر ضرور بات ہو گی۔۔

جناب سپیکر:یہاں پر پنجاب کی بات ہو رہی ہے۔۔۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!میں اپنے بھائی۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!ہم نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنی ہے،ہمیں موقع دیں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ!ہم آپ کے points بھی سنتے ہیں ،آپ کا تو کام بنا بنایا ہے، آپ کو کیا ہو رہا ہے ؟آپ تشریف رکھیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!میں اپنے بھائی لاء منسٹر صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی جو وفاقی حکومت ہے اس کے بارے میں انہوں نے خود کہہ دیا ہے کہ جو scandals آئے ہیں، میں عرض کروں گا کہ "جیو"ٹی وی کے ایک کامران خان ہیں اس نے پانچ سو اسی پروگرام کئے ہیں اور پانچ سو اسی پورے کے پورے پروگرام جناب آصف علی زرداری کو ٹارگٹ بنا کر کئے ہیں۔اسی طرح انصار عباسی نے چار سو کچھ کالم لکھے اور اس نے ایک کالم صرف neutral لکھا باقی سارے کے سارے آصف علی زرداری کے خلاف لکھے ۔ یہ میڈیا میں پاکستان کی جمہوری حکومت اور established کے خلاف جماعت اور پاکستان پیپلز پارٹی کے خلاف ایک organized پراپیگنڈہ ہے اور یہ وہ scandals ہیں جن کی میرے بھائی نشاندہی کر رہے تھے۔ یہ کامران خان جیسے لوگ پھیلا رہے ہیں جو انڈیا کے ایجنٹ ہیں اور وہ پاکستان میں جمہوریت کو چلنے نہیں دینا چاہتے۔(نعرہ ہائے تحسین)

وہ چاہتے ہیں کہ پاکستان میں جمہوری ادارے کمزور ہوں،وہ چاہتے ہیں کہ پاکستان کے سیاست دان دنیا میں کرپٹ مشہور ہوں، پاکستان کے سیاست دانوں کی دنیامیں عزت نہ ہواور پاکستان کے سیاست دانوں کو باہر نفرت کی نگاہ سے دیکھا جائےاس لئے جس طرح سے انڈیانے دوسرے محکموں میں اپنے ایجنٹ کھڑے کئے ہیں اسی طرح سے کامران خان جیسے لوگ ہیں یہ میڈیامیں انڈیاکے ایجنٹ ہیں۔

جناب سپیکر: جی،اب انڈیا کو جانے دیں، بہت مہربانی ہو گی۔۔۔

سینئر وزیر /وزیر آبپاشی وقوت برقی(راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!یہ ایجنٹ ہماری وفاقی حکومت کے خلاف سازشیں کرتے ہیں، یہ جمہوریت کو ختم کرنا چاہتے ہیں، جو جمہوری اداروں کو تباہ کر کے رات کو روز سوتے ہیں، جو رات کو عدالتیں لگواتے ہیں میں ان کو کہنا چاہتا ہوں کہ تم اس جمہوریت کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، تم صدر زرداری کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے جتنی مرضی کیچڑاچھال لو تم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب رہنے دیں،آپ کی بڑی مہربانی ہو گی۔۔۔

سینئر وزیر /وزیر آبپاشی وقوت برقی(راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!ہم نے افہام وتفہیم کی سیاست کی قسم اٹھار کھی ہے۔ عدالتیں اگر ہمیں صبح بلائیں گی تو ہم صبح جائیں گے ،اگر دوپہر کو بلائیں گی تو ہم دوپہر کو جائیں گے ،اگر شام کو بلائیں گی تو ہم شام کو جائیں گے اور اگر رات کو بلائیں گی تو ہم رات کو جائیں گے لیکن میں کامران خان کو کہنا چاہتا ہوں کہ تم جو ٹھیکیدار بنے ہوئے ہو، جو تم نے "جیو" میں زرداری صاحب کو ٹارگٹ کیا ہوا ہے، آؤ آج مجھ پر کیچڑاچھالو ،انشاءاللہ پاکستان پیپلز پارٹی کے جیالے، آپ ان پر جتنی مرضی الزام لگائیں اور سارے جیالوں پر کیچڑاچھالو تمھارا مقابلہ کریں گے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ میری بات سنیں!۔۔۔

سینئر وزیر /وزیر آبپاشی وقوت برقی(راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!میری ایک بات سن لیں کہ جتنا نشانہ میڈیااور کامران خان اور "جیو" نے جناب آصف علی زرداری صدر پاکستان کو بنایااور جس حوصلے اور ہمت کے ساتھ انہوں برداشت کیامیں اس پر اس ہاؤس کی طرف سے انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے جس حوصلے اور ہمت کا مظاہرہ کیااس پر میں انہیں سلام پیش کرتا ہوں۔ یہ جو انڈیا کے ایجنٹ ہیں یا جو انڈین لابی جمہوری اداروں کے خلاف سازش کر رہی ہے میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ انشاءاللہ ہم مل کر افہام وتفہیم کے ساتھ اس ملک میں تمام اداروں کو مضبوط کریں گے اور جمہوریت کو مضبوط کریں گے۔

(اس مرحلہ پر پاکستان پیپلز پارٹی کے ممبران کی طرف سے ایک زرداری سب پر بھاری کے نعرے)

جناب سپیکر: بھائی! یہ نعرہ بازی ایک side پر جاکر کریں۔آپ کی مہربانی ہوگی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): چور چکاری ہائے زرداری۔(قطع کلامیاں)

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! انہوں نے ہمارے قائد کے متعلق نازیبا الفاظ استعمال کئے اور یہ اس پر معافی مانگیں۔

جناب سپیکر: میں نے نہیں سنا۔آپ تشریف رکھیں۔(قطع کلامیاں)

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! انہوں نے ہمارے قائد کے متعلق نازیبا الفاظ استعمال کئے ہیں جب تک یہ ایوان میں معافی نہیں مانگیں گے ہم نہیں بیٹھیں گے اور ہم نے کبھی بھی ان کے قائدین کے متعلق غلط الفاظ نہیں کہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کچھ بات کا تو خیال کریں کیونکہ آپ اس ہاؤس کے معزز ممبر ہیں اور اس قسم کی بات آپ کے منہ سے جچتی نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جب تک یہ ہاؤس میں معافی نہیں مانگیں گے ہم ہاؤس نہیں چلنے دیں گے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں! میں انہیں کہہ رہا ہوں کہ اس پر وہ معذرت کریں۔ معزز ممبر میں آپ کو بار بار کہہ رہا ہوں کہ آپ ایسی باتوں سے اس ہاؤس کا ماحول خراب کرنا چاہتے ہیں، میں انہیں کہہ رہا کہ وہ معذرت کریں۔(قطع کلامیاں)

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہم نے کبھی بھی اس ایوان میں ان کے قائدین کے بارے میں غلط الفاظ استعمال نہیں کئے اور یہ اپنے نازیبا الفاظ کی معافی مانگیں۔ جب تک یہ اس ایوان میں معافی نہیں مانگیں گے تو اس وقت تک ہم ہاؤس کو نہیں چلنے دیں گے۔(قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: Order please, order please. I say order.

میں آپ کو کہہ رہا ہوں کہ آپ لوگ خاموشی اختیار کریں، آپ اس بات کو ختم کریں۔آپ تشریف رکھیں، میں اس بات کا نوٹس لے رہا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: مجھے بڑاافسوس ہے کہ آپ ایک بڑے منجھے ہوئے انسان ہوتے ہوئے آپ نے اس ہاؤس کے تقدس کو پامال کیا ہے۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! مجھے بات کرنے کا موقع تو دیں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ ایک ممبر کو بات تو کرنے دیں اس کے بعد میرا خیال ہے کہ آپ کو افسوس کے اظہار کی ضرورت نہیں رہے گی۔۔۔

محترمہ ثمینہ خار وحیات: جناب سپیکر! راناثناء اللہ خان کیوں بول رہے ہیں، اب یہ آپ کو بتائیں گے کہ ہاؤس کس طرح چلانا ہے؟۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ جی، مغل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! آپ اس ماحول کے چشم دید گواہ ہیں۔ حالات اور صورتحال اس طرح کی پیدا ہوئی کہ ایک جذباتی سی کیفیت پیدا ہو گئی، سب دوستوں نے اپنے اپنے جذبات کا اظہار بھرپور انداز میں کیا۔ یہ الگ بات ہے کہ مجھ سے شاید تجاوز ہو گیا ہو جس کے لئے میں معذرت خواہ ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: چلیں! بس ٹھیک ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ بہت دیر سے پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب محمد اعجاز احمد خان: اب ایجنڈا شروع کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں، میں آپ کو اجازت نہیں دے رہا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میرا بہت ہی relevant point of order ہے۔

جناب سپیکر: No please. آپ تشریف رکھیں۔ سُلجھے ہوئے طریقے سے سُلجھی ہوئی بات کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ توجہ دلاؤ نوٹس شروع کریں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر تو چلتے رہیں گے۔

جناب سپیکر: میں لے رہا ہوں۔ جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! آپ نے مجھے floor دیا ہوا ہے۔ یہاں اتنی دیر سے شکوہ اور جواب شکوہ چل رہے ہیں۔ لاء منسٹر صاحب سے کہیں کہ ہماری بات بھی سُن لیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ یہ بھائی بھائی جو ہیں پہلے یقین دہانی کراتے ہیں پھر لڑتے ہیں۔ یہ Tom & Jerry show بند کریں اور ہاؤس کا ٹائم ضائع مت کریں۔ بہت مہربانی۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی، آپ کا شکریہ۔ اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔ محترمہ ساجدہ میر صاحبہ کا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 554 ہے۔ جی، پڑھیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! شکریہ۔ (شور وغل)

MR SPEAKER: Order please, order please.

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں اس ایوان کی توجہ شیخوپورہ ڈکیتی کے دوران شہری کی ہلاکت اور تفصیلات کے بارے میں دلانا چاہتی ہوں کہ کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 14۔اکتوبر 2010 کی ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق شیخوپورہ لونا پارک کے رہائشی شمشاد کے گھر ڈاکوؤں نے۔۔۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ہاؤس کی proceedings نہیں چل سکتیں۔ کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، کورم point out ہو گیا ہے۔ گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: جی، گنتی کی جائے (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے۔ کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: جی، محترمہ! بات کریں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! شکریہ۔ کورم بھی پورا ہے، تسلی بھی ہو گئی اور الیکشن کمیشن بھی نہیں گئیں۔

شیخوپورہ، ڈکیتی کے دوران شہری کی ہلاکت کی تفصیلات

محترمہ ساجدہ میر: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیایہ درست ہے کہ مورخہ 14۔اکتوبر2010 کی ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق شیخوپورہ لونا پارک کے رہائشی شمشاد کے گھر ڈاکوؤں نے گھس کر دوران ڈکیتی مزاحمت پر شدید زخمی کر دیااور بعدازاں وفات پاگیااور ڈاکو پانچ لاکھ مالیت کی اشیاء اور رقم لوٹ کر لے گئے۔

(ب) اس کا مقدمہ کس تھانہ میں اور کن کن دفعات کے تحت درج ہوا، یہ مقدمہ کتنی تاخیر سے درج ہوا؟

(ج) آج تک کتنے ملزمان گرفتار ہوئے؟

(د) اگر کوئی ملزم گرفتار نہیں ہوا تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) اس مقدمہ کی تفتیش کس کس پولیس ملازم نے کی؟

(و) کیاڈی پی او متعلقہ، جو شیخوپورہ میں موجود ہیں انہوں نے اس کی تفتیش کی یا نہیں؟ (شوروغل)

جناب سپیکر: Order please, order please. جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!

(الف) اصل صورتحال یہ ہے کہ مورخہ 10-10-13 کو بوقت دو تین بجے رات چار کس نامعلوم ملزمان لونا پارک محلہ غریب آباد کے رہائشی شمشاد کے گھر چھت کے ذریعے داخل ہوئے اور شمشاد علی کو ڈنڈوں سے زخمی کر کے اس سے موبائل فون اور ملحقہ دکان سے نقدی 32ہزار روپے اور سگریٹ کے پیکٹ چھین کر فرار ہو گئے۔ مضروب شمشاد علی اس روز ہسپتال سے علاج معالجہ کے بعد فارغ ہو کر گھر واپس آگیااور اس کے فوت ہونے کے متعلق جو اخبار میں خبر تھی یہ بالکل غلط ہے وہ خیریت سے ہے اور ڈی پی او شیخوپورہ آج جب اس سوال کا جواب دینے آئے تو انہوں نے خود اس کو بلا کر اس کے ساتھ ملاقات بھی کی ہے تاکہ اس میں کوئی ابہام نہ رہے۔

(ب) وقوعہ کی رپورٹ موصول ہونے پر اسی روز بلا تاخیر مقدمہ نمبر 1034/2010 مورخہ 13-10-2010 بجرم 394ت پ تھانہ سٹی بی ڈویژن شیخوپورہ درج کر لیا گیا ہے۔ اندراج مقدمہ میں کوئی تاخیر نہ ہوئی۔

(ج) مقدمہ نامعلوم ملزمان کے خلاف درج ہوا ہے اور دوران تفتیش گرد ونواح کے مشتبہ افراد کے کوائف حاصل کئے گئے ہیں اور تین سابقہ ریکارڈ یافتگان کو مقدمہ ہذا میں شامل تفتیش کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں مقدمہ درج کر لیا گیا ہے اور موبائل نمبر بھی trace کر لیا گیا ہے۔ انشاء اللہ جلد ملزمان کا سراغ لگا کر مقدمہ کو حقائق پر یکسو کیا جائے گا۔ اس میں جو موبائل فون استعمال ہوا تھا اس کی تفصیل late ملی ہیں یعنی آج موصول ہوئی ہیں تو انشاء اللہ اس پر working کے بعد یہ مقدمہ sort out ہو جائے گا۔

(د) نامعلوم ملزمان کے خلاف مقدمہ درج ہوا جس کو trace کرنے کی بھرپور کوشش ہو رہی ہے۔

(ہ،و) مقدمہ کے درج ہونے پر تفتیش کے لئے محمد نواز ایس آئی کو مامور کیا گیا ہے جس کے علاوہ منظور احمد انسپکٹر ایس ایچ او طارق ظفر ڈی ایس پی سٹی سرکل شیخوپورہ نے موقع پر مقدمہ کی تفتیش کی ہے۔ ایس پی انوسٹی گیشن supervise کر رہے ہیں اور ڈی پی او صاحب بھی اس مقدمے کو ذاتی طور پر دیکھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ ساجدہ میر!

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! وزیر قانون اس بات کی وضاحت کر دیں کہ ایس پی انوسٹی گیشن اس تفتیش کو کتنے عرصہ میں مکمل کر لیں گے؟ (شور وغل)

MR SPEAKER: Order please.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): اس میں کیونکہ موبائل نمبرز trace ہو گئے ہیں اس لئے hopefully within a week انشاء اللہ اس مقدمہ کے ملزمان گرفتار ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال جناب محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔

لاہور، گڑھی شاہو میں ڈکیتی کے دوران دو افراد کے قتل کی تفصیلات

555 جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 15۔اکتوبر 2010 کی ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق گڑھی شاہو لاہور میں ڈاکوؤں نے دوران ڈکیتی باپ اور بیٹے کو قتل کر دیا اور لاکھوں روپے کی اشیاء اور نقدی لوٹ لی، مقتولین کے نام بتائیں؟

(ب) اس سلسلہ میں کیا پیشرفت ہوئی ہے؟

(ج) اس کا مقدمہ کس تھانہ میں درج ہوا؟

(د) اس میں کتنے افراد کو شامل تفتیش کیا گیا، کیا کوئی گرفتاری باضابطہ عمل میں لائی گئی اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):

(الف) جی ہاں! مدعی انعام اللہ نے درخواست دی ہے کہ اس کے بھائی سیف اللہ کے گھر بوقت شب چار کس نامعلوم مسلح افراد داخل ہوئے اس کے بھائی سیف اللہ اور اس کے والد محمد نذیر کے گلے چھری سے کاٹ کر قتل کر دیا اور جاتے ہوئے گھر سے نقدی طلائی زیورات اور موبائل فون چھین کر فرار ہو گئے۔

(ب) اس سلسلہ میں پولیس نے کارروائی کرتے ہوئے نامعلوم ملزمان کے خلاف مقدمہ نمبر 615/10 مورخہ 10-10-15 بجرم 302,392 ت پ تھانہ مصری شاہ لاہور درج کر لیا گیا ہے۔ مقتولین کی لاش کا پوسٹ مارٹم کروایا۔ لاش ہائے بغرض کفن دفن ان کے ورثاء کے حوالے کی گئی۔ مقتولین کے معدہ کے مواد کا تجزیہ بھی کروایا گیا ہے اور مقتولین کے موبائل فون کے ریکارڈ کے حصول کے لئے بھی تحرک کیا گیا ہے۔ سر دست اس واقعہ کو واردات کا رنگ دینا معلوم ہوتا ہے جبکہ وقوعہ کسی ذاتی رنجش کا شاخسانہ لگتا ہے۔ مضبوط شہادت موصول ہونے پر مقدمہ کو حقائق پر یکسو کیا جائے گا۔

(ج) اس وقوعہ کا مقدمہ تھانہ مصری شاہ لاہور میں درج ہوا ہے۔

(د) سر دست اس واقعہ کو واردات کا رنگ دینا معلوم ہوتا ہے جبکہ وقوعہ کسی ذاتی رنجش کا شاخسانہ لگتا ہے۔ مضبوط شہادت آنے پر مقدمہ کو حقائق کے مطابق یکسو کیا جائے گا۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ سیمل کامران!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!ابھی تھوڑی دیر پہلے جناب شوکت بسراء صاحب جو بات کر رہے تھے میں ان سے بالکل agree کرتی ہوں۔ڈی پی او تو بہت بڑی بات ہے، ہسپتالوں کے ایم ایس بھی فون سننا تو دور کی بات وہ ویسے بھی ہماری بات سننے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔

جناب سپیکر: میرے نوٹس میں لے آئیں۔

محترمہ سیمل کامران: دوسری میں یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ یہاں House میں جب کوئی چھوٹی سی بات ہوتی ہے تو سب لوگ اس بات کو اس طرح سے خراب کرتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ میرے نوٹس میں لائیں یا پھر تحریک استحقاق پیش کریں۔ ایسے بات نہیں ہو گی۔آپ کی بڑی مہربانی تشریف رکھیں۔ جب آپ کو اجازت ہی نہیں ملی تو کیوں بول رہی ہیں ؟تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا صاحب!تشریف رکھیں۔ مجھے پتا ہے جہاں سے آپ بولیں گے۔آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب والا!ایک منٹ کی بات ہے۔

جناب سپیکر: آپ بیٹھ جائیں۔آپ تشریف رکھیں۔(قطع کلامیاں)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب سپیکر!میں آپ کے توسط سے آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتی ہوں کہ کل تقریباً ساڑھے چھ بجے کوٹ دینہ ناتھ کے قریب ایک ٹرک الٹ گیا جس میں سامان لوڈ تھا،اس کا wheel کھل گیا۔اس کھڑے ہوئے اور گرے ہوئے ٹرک کے پیچھے ایک سرکاری گاڑی آ کر لگی اور وہ ایس ایس پی صاحب کی گاڑی تھی۔ان کا نام میں آپ کے ریکارڈ میں لانا چاہتی ہوں کیونکہ وہ بے چارے کنڈیکٹر اور ڈرائیور کو تھانے میں لے گئے ہیں،اس چوکی کا انچارج کہہ رہا ہے کہ آپ ہمیں پیسے دیں پھر ہم آپ کو چھوڑیں گے کیونکہ یہ ایس ایس پی صاحب کی گاڑی کا نقصان ہوا ہے اور وہ ایس ایس پی منظر عباس صاحب کی گاڑی ہے۔ میں آپ کے توسط سے رانا صاحب کی خدمت میں گزارش کرتی ہوں کہ وہ اس کنڈیکٹر اور ڈرائیور جو already مرے ہوئے ہیں۔ان کی دادرسی کروائیں۔

جناب سپیکر: جی،ان کے نوٹس میں آ گیا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! وہ کنڈیکٹر اور ڈرائیور جو پہلے ہی وہاں پر مرے پڑے ہیں ان کو اور نہ ماریں اور چوکی انچارج سے request کر کے ان کو وہاں سے release کروائیں۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی بس اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں نے بہت ضروری بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، تحریک استحقاق لینے دیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔

جناب سپیکر: جی۔

پوائنٹ آف آرڈر

سپریم کورٹ بار کے صدر کی جانب سے اسمبلیوں اور معزز ممبران کے خلاف نازیبا زبان استعمال کرنے پر مشترکہ قرارداد لانے کا مطالبہ

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں رانا ثناء اللہ صاحب، نیازی صاحب اور اگر چیمہ صاحب مہربانی کریں تو، پرسوں سپریم کورٹ بار کے صدر قاضی انور صاحب نے اپنی تقریر میں یہ کہا کہ ان اسمبلیوں سے ہم تصحیح کروائیں جو کرپٹ لوگ ہیں، جعل ساز ہیں اور چور ہیں، یہ بے شک ریکارڈ نکال لیں۔ میری اس ہاؤس کی تمام جماعتوں سے گزارش ہے کہ انہوں نے اسمبلیوں کے معزز ممبران کے خلاف جو الفاظ استعمال کئے ہیں اس پر ان کے خلاف متفقہ قرارداد لائی جائے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، علی حیدر نور خان نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! پرسوں سپریم کورٹ بار کے صدر قاضی انور صاحب کی تقریر تمام ٹی وی چینلز پر سُنی گئی جس میں انہوں نے یہ کہا کہ یہ اسمبلیاں چوروں، ڈاکوؤں اور لٹیروں پر

بنی ہیں۔ ہم تمام ممبران کی طرف سے اس کی مذمت کرتے ہیں۔اس ملک میں جو عدلیہ آزاد ہوئی ہم اس عدلیہ کی آزادی کے supporters ہیں، ہم اس ملک میں Rule of Law کو support کرتے ہیں اور ہم ان لوگوں کو یاد دلانا چاہتے ہیں کہ وہ صرف وہ لوگ نہیں تھے جو اس ملک میں عدلیہ کی آزادی کے لئے سڑکوں کے اوپر آئے۔ وکلاء کے ساتھ ساتھ میڈیا اور سیاستدانوں کا بھی اس ملک میں عدلیہ کی آزادی اور Rule of Law کے لئے بہت بڑا کردار ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان کالی بھیڑوں سے جو وکلاء کے اندر، وکلاء بھی ہمارے بھائی ہیں، میڈیا والے بھی ہمارے بھائی ہیں لیکن وکلاء کے اندر اس قاضی انور جیسی کالی بھیڑیں بیٹھ کر اس ملک میں جمہوریت کے خلاف جو سازشیں کر رہی ہیں، میں اس کالی بھیڑ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس کے کردار سے سارا پاکستان واقف ہے اور یہ اسمبلیاں اس ملک کے اٹھارہ کروڑ لوگوں کی نمائندہ اسمبلیاں ہیں۔ اس ملک میں بیٹھے ہوئے نمائندے اس ملک کے اٹھارہ کروڑ عوام کے نمائندے ہیں اور اگر آج کے بعد اس طرح کی زبان کسی شخص نے استعمال کی تو ہم اُسے اُسی کی زبان میں جواب دینا جانتے ہیں۔ میں یہ لاء منسٹر صاحب سے بھی request کروں گا کہ اس کے خلاف اس کی مذمت کے لئے ایک مشترکہ قرارداد اسمبلی میں لائی جائے تاکہ یہ message بھی ملے کہ اگر کوئی اس طرح ہمیں گالیاں دے تو ہم خاموش بیٹھنے والے نہیں ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو بات میرے محترم بھائی سینئر منسٹر راجہ ریاض صاحب نے کی ہے، ٹھیک ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بطور ادارہ چاہے وہ پارلیمنٹ ہو، بار کا ادارہ ہو، بنچ ہو، عدلیہ ہو، بطور ادارہ کسی بھی ادارے کو condemn کرنا ٹھیک نہیں کیونکہ جو institutions ہیں یہ اس ملک کی جمہوریت کی بنیاد ہیں۔ اگر کسی بھی ادارے کا فرد کسی دوسرے ادارے کے فرد کے خلاف اس قسم کی بات کرتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ بات قابل مذمت ہے۔ جس آدمی نے یہ بات کی ہے اس کی ذات کی حد تک یہ بات کریں تو ہم ان کے ساتھ ہیں۔ راجہ صاحب نے قاضی انور صاحب کے متعلق بات کی ہے لیکن مجھے ابھی ابھی یہ information ملی ہے اور الیکٹرانک میڈیا پر بھی یہ خبر چل رہی ہے کہ بابر اعوان صاحب انہیں دس لاکھ روپے کا چیک پیش کر رہے ہیں۔ کیا انہوں نے جو کل تقریر کی ہے اس پر بطور انعام یہ دس لاکھ کا چیک پیش کیا گیا ہے؟ راجہ صاحب اس خبر کی تصدیق کر لیں اگر یہ خبر غلط ہے تو پھر ٹھیک ہے لیکن اگر یہ خبر صحیح ہے تو پھر مذمت میں ان دونوں کا ذکر ہونا چاہئے کہ انہوں نے یہ چیک کس بنیاد پر دیا ہے؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں محترم بھائی راناثناء اللہ صاحب کی بات سے بالکل متفق ہوں کہ ہمیں اداروں کے خلاف بات نہیں کرنی چاہئے۔ اگر بابر اعوان صاحب نے وہ رقم ان کے ذاتی اکاؤنٹ میں دی ہے تو پھر یہ جو حکم کریں گے میں تسلیم کروں گا لیکن اگر انہوں نے یہ رقم بار کو دی ہے تو پھر وہ خود کہہ رہے ہیں کہ ہمیں اداروں کے بارے میں بات نہیں کرنی چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں ذاتی اکاؤنٹ کی بات نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بابر اعوان صاحب بطور protest نائب صدر کو بلا کر یہ چیک دیتے اور اس بات پر resentment show کرتے کہ اس آدمی نے ایک دن پہلے یہ بات کیوں کی ہے؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ابھی راناثناء اللہ صاحب نے بات کی ہے کہ ہمیں اداروں کو نہیں چھیڑنا چاہئے۔ سپریم کورٹ بار ایک ادارہ ہے۔ ہم تو قاضی انور کی ذات کی بات کر رہے ہیں کہ انہوں نے یہ زبان استعمال کی ہے کہ یہ چور، ڈاکو اور لٹیرے ہیں اس میں تمام ممبران آتے ہیں، چاہے وہ وفاقی ہیں یا صوبائی، اگر انہوں نے یہ برداشت کرنا ہے تو پھر ہم خاموش ہو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ آپس میں بیٹھ کر اس بارے میں کوئی مشورہ کر لیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! اس شخص نے چاہے دس لاکھ روپے ادارے کے لئے لئے ہیں لیکن اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ سب چور ہیں، ڈاکو ہیں اور لٹیرے ہیں تو پھر ایسے شخص کو چور ڈاکوؤں سے دس دس لاکھ روپے لینے بھی نہیں چاہئیں تھے۔ ہمیں اس چیز کو seriously لینا چاہئے میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ وکلاء بھی ہمارے بھائی ہیں اور میڈیا والے بھی ہمارے بھائی ہیں۔ ہم قاضی انور کے اس بیان کی بات کر رہے ہیں اور میرے خیال میں تمام پارٹیوں کی طرف سے اس بارے میں کوئی مذمتی بیان جاری کرنا چاہئے تھا تاکہ کل کو کوئی اور شخص اس قسم کی زبان استعمال نہ کرے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اعجاز احمد خان صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! یہ بڑا سنجیدہ معاملہ ہے۔ میں ریکارڈ کی درستی کر دوں کہ قاضی انور نے ذاتی حیثیت میں نہیں بلکہ انہوں نے بطور صدر سپریم کورٹ بار یہ بات کی ہے۔ میں خود اس بار کا

ممبر ہوں انہوں نے اتنی غیر ذمہ دارانہ اور افسوسناک بات کی ہے جس پر ہمارے سر شرمندگی سے جھکے ہیں۔ہم اداروں کے بارے میں اس قسم کی گمراہ کن اور غیر سنجیدہ بات کی مذمت کرتے ہیں لیکن اگر ہم formally کوئی قرارداد لے کر آئے تو پھر جس غیر سنجیدگی کا مظاہرہ صدر سپریم کورٹ بار نے کیا ہے ہم بھی اس میں شامل ہوں گے۔معزز ایوان کے سامنے میری گزارش ہے کہ یہاں پر سب پارٹیوں کے ممبران نے مذمت کی ہے اور پورا ایوان اس کی مذمت کرتا ہے لیکن اس پر formally قرارداد لانے کی ضرورت نہیں ہے۔پارلیمنٹ اس ملک کا بڑا ادارہ ہے،ان کے اس بیان کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

وزیر خوراک(چودھری عبدالغفور):جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:جناب منسٹر صاحب!جانے دیں۔خدا کے لئے مجھے آگے چلنے دیں۔آپ کیا کرتے ہیں؟

وزیر خوراک(چودھری عبدالغفور):جناب سپیکر!میں ایک منٹ میں بات مکمل کر لوں گا۔یہاں پر ایک مسئلے کو point out کیا گیا اس کا جواب آیا لیکن مجھے اس کا انتہائی افسوس ہے کہ جناب بابر اعوان صاحب جو بارز میں چیک بانٹتے پھر رہے ہیں جس قوم کے لوگ بھوک سے مر رہے ہیں، جس قوم کے بچوں کے پاؤں میں جوتی نہیں ہے۔۔۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر:آپ کے پاس بہت سارے forum ہیں لیکن اس کو یہاں discuss نہ کریں پلیز آپ بیٹھیں ۔سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی تحریک استحقاق پڑھی گئی تھی آج اس کا جواب آنا تھا۔

ڈی ڈی او(آر)وہاڑی کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز روّیہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میرے محترم بھائی سردار خالد سلیم بھٹی صاحب نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے اس میں انہوں نے جو مسئلہ discuss کیا ہے یہ privilege کا نہیں بنتا۔یہ معاملہ لوکل ایڈمنسٹریشن کے ساتھ ڈویلپمنٹ سکیموں کا ہے،یہ میرے پاس تشریف لے آئیں۔۔۔(شوروغل)

جناب سپیکر:آرڈر پلیز۔مجھے ان کی بات سننے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):میں ان کا مسئلہ resolve کروا دیتا ہوں یا پھر یہ question کی صورت میں لے آئیں چونکہ انہوں نے کہا ہے کہ:

> The schemes were discussed and approved unanimously with the condition and schemes will be completed with the consent of the concerned MPA.

کسی جگہ پر بھی یہ کوئی قانون ہے نہ rule ہے بلکہ یہ mutual understanding ہے کہ ممبران کی mutual consent کے ساتھ یہ چیزیں ہوتی ہیں لہذا میں سمجھتا ہوں کہ یہ privilege کا معاملہ نہیں بنتا۔

جناب سپیکر:کچھ باتیں off the record ہوتی ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!یہ میرے پاس آئیں ان کا معاملہ resolve کروا دیتے ہیں۔

سردار خالد سلیم بھٹی:جناب سپیکر!یہ مجلس استحقاق کے سپرد کی جائے۔وہ تو صلح کے لئے بار بار میرے پاس آ رہا ہے کہ مجھے معاف کر دیں۔ڈی سی او صاحب بھی مجھے مجبور کر رہے ہیں اور ابھی وزیر اعلیٰ صاحب نے بھی یہی بات کی ہے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی(راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!ہمارے معزز ممبر نے یہ لکھا ہے کہ "جس پر اس نے انتہائی بدتمیزی سے جواب دیا کہ آپ کون ہوتے ہیں مجھ سے پوچھنے والے میں نے ہمیشہ اپنی مرضی کی ہے اور میں کسی کمیٹی کے فیصلے کو تسلیم نہیں کرتا، جاؤ جا کر میری ڈی سی او سے شکایت کر دو"میں راناصاحب سے کہوں گا کہ مہربانی کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!دراصل یہ معاملہ ڈویلپمنٹ سکیم کا ہے لیکن اگر معزز ممبر اس بات پر زور دیتے ہیں کہ انہوں نے ان کے ساتھ misbehave کیا ہے تو پھر ٹھیک ہے اس point کو thrash out کرنے کے لئے آپ اسے کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر:جی،یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی:شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ!آپ کی تحریک استحقاق پڑھی گئی تھی؟

سیکرٹری سکولز کا معزز ممبر اسمبلی کا فون سننے سے انکار

(۔۔۔جاری)

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! already یہ تحریک استحقاق move ہو چکی ہے، آج اس کا جواب آنا تھا۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو گیا ہے آپ اسے کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر: تحریک استحقاق نمبر 33 بھی کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): شکریہ

جناب سپیکر: اگلی تحریک استحقاق سید حسن مرتضیٰ صاحب کی طرف سے ہے، وہ نہیں ہیں؟ انہوں نے مجھے بتایا نہیں کہ وہ کیوں نہیں آئے؟

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! آپ اپنی discretionary powers استعمال کرتے ہوئے اسے pending فرما دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! دونوں طرف ایک جیسا سلوک ہونا چاہئے۔ اگر ممبر غیر حاضر ہو اور اس کی prior intimation نہ ہو تو Chair کا یہی طریق کار ہے کہ آپ dispose of کرتے ہیں۔ اگر آپ اس طرف کی dispose of نہیں کریں گے تو پھر دوسری طرف بھی کرنا مناسب نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک استحقاق dispose of کی جاتی ہے۔ ویسے آپ نے یہ زبردستی dispose of کروائی ہے۔

رائے محمد شاہجہاں خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں استحقاق کے حوالے سے تھوڑی سی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: بغیر کسی لکھے پڑھے کے استحقاق کے حوالے سے کوئی بات نہیں سنی جائے گی۔

رائے محمد شاہجہاں خان: جناب سپیکر! میری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: جی نہیں۔آپ لکھ پڑھ کر لائیں۔ایسے نہیں۔

رائے محمد شاہجہاں خان: جناب سپیکر!میں لاء منسٹر صاحب کی وساطت سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر:آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے۔اب اجلاس کل بروز منگل19۔اکتوبر2010بوقت صبح10.00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2010

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2010

(منگل19، بدھ20، جمعرات21، جمعتہ المبارک،22۔اکتوبر2010)

(یوم الثلاثہ10، یوم الاربعاء11، یوم الخمیس12، یوم الجمع13۔ذیقعد1431ھ)

پندرھویں اسمبلی: بیسواں اجلاس

جلد20(حصہ سوئم): شمارہ جات 11تا14

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

بیسواں اجلاس

منگل،19۔اکتوبر2010

جلد 20:شمارہ 11

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1۔	ایجنڈا	1198
2۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	1200
3۔	نعت رسول مقبول ﷺ	1201
	سوالات (محکمہ جات سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن)	
4۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات	1202

5۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات (جوایوان کی میز پر رکھے گئے) ----------	1241
6۔	غیر نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات ----------	1254

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	پوائنٹ آف آرڈر	
7۔	سرگودھا میں ہائیکورٹ بنچ کے قیام کا مطالبہ (۔۔۔جاری) ----------	1257
8۔	محکمہ مال کا حلقہ پی پی۔113 میں سرکاری اراضی فروخت کرنا ----------	1261
	تحاریک التوائے کار	
9۔	شمالی لاہور میں عوام کی سہولت کے لئے روٹ جاری کرنے اور بسیں چلانے کا مطالبہ (۔۔۔جاری) ----------	1263
10۔	وزیر اعلیٰ کی جانب سے صوبہ میں امتحانی فیس -/350 روپے کی معافی اور تعلیمی بورڈوں کا انرولمنٹ کی مد میں -/700 روپے وصول کرنے سے طلباء وطالبات کو پریشانی کا سامنا (۔۔۔جاری) ----------	1264
11۔	صوبہ میں سیکنڈری سکول ٹیچر کے لئے اعلان کردہ پیکج کے مطابق لاہور کے ایس ایس ٹی ٹیچرز کو ترقی نہ دینا (۔۔۔جاری) ----------	1266
12۔	پنجاب میں جنگلات حکومتی عدم توجہی کی بناء پر بُری طرح متاثر اور جنگلات کی زمینوں پر غارت گروں کا قبضہ (۔۔۔جاری) ----------	1269
13۔	مجلس قائمہ برائے زراعت کی خالی ہونے والی نشست کو پُر کرنے کی تحریک ----------	1271
	پوائنٹ آف آرڈر	
14۔	جیو ،دُنیا اور وقت چینلز کا معزز ممبر کے خلاف جھوٹی خبر کا نشر کرنا (۔۔۔جاری) ----------	1274
	تحاریک التوائے کار (۔۔۔جاری)	
15۔	چنیوٹ کی ایک مل میں سینکڑوں بچوں کا بطور چائلڈ لیبر کا انکشاف اور متعلقہ وزیر کی یقین دہانی کے باوجود محکمہ کا ایکشن نہ لینا ----------	1279

16۔	پارلیمنٹیرین کی طرح میڈیا میں کام کرنے والوں کا بھی احتساب کرنے کا مطالبہ غیر سرکاری ارکان کی کارروائی قرار دادیں (مفاد عامہ سے متعلق)	---------- 1281
17۔	نشہ آور اشیاء جو منہ کی بیماریوں اور کینسر کا سبب بن رہی ہیں پر پابندی کا مطالبہ	---------- 1286

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
18۔	تفریح کی آڑ میں ہندوانہ رسم ورواج پھیلانے کا ذریعہ بننے والے پوگو چینلز کو بند کرنے کا مطالبہ	---------- 1292
19۔	سیلاب زدہ علاقوں میں کاشتکاروں کو مالی معاونت کا مطالبہ	---------- 1309
20۔	صوبہ میں اسلامی زرعی نظام نافذ کرنے کا مطالبہ	---------- 1322
21۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	---------- 1327
	بدھ، 20۔اکتوبر2010	
	جلد 20: شمارہ 12	
22۔	ایجنڈا	---------- 1330
23۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	---------- 1332
24۔	نعت رسول مقبول ﷺ	---------- 1333
	سوالات (محکمہ جات صنعت، کانکنی ومعدنیات)	
25۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات	---------- 1334
26۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات (جوایوان کی میز پر رکھے گئے)	---------- 1370
	پوائنٹ آف آرڈر	
27۔	یواے ای حکومت کی جانب سے camel jockeys کے لئے دی گئی رقم کے چیکوں کا زائد المیعاد ہونا	---------- 1398

28۔	ایوان میں میڈیا کے خلاف کی گئی تقریر کی کاپی برائے تصحیح فراہم کرنے کا مطالبہ	1400
29۔	تحصیل روجھان کی یونین کونسل نمبر2 کے سات گاؤں کے 232 خاندانوں کو ملنے والے وطن کارڈز کا منسوخ ہونا	1403
30۔	جماعت نہم کے داخلے کے لئے فارم (ب) کی لازمی شرط اور داخلے کی 25۔اکتوبر آخری تاریخ سے طالبعلموں کو پریشانی کا سامنا	1403
31۔	وزیراعلیٰ کے اعلان کے مطابق ڈینٹل کالج کے ڈاکٹروں کو Additional Pay Package دینے کا مطالبہ	1404
	رپورٹ (میعاد میں توسیع)	
32۔	مسودہ قانون گھریلو ملازمات کا تحفظ مصدرہ2010 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے محنت وانسانی وسائل کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	1406
	پوائنٹ آف آرڈر	
33۔	راوی پل لاہور کی مرمت میں تاخیر سے عوام الناس کو پریشانی کا سامنا	1417
	تحاریک التوائے کار	
34۔	ڈی او (آر) بھکر کا خلاف پالیسی محکمہ جنگلات کی2000 ایکڑ اراضی کی الاٹمنٹ (۔۔۔جاری)	1425
35۔	صوبہ میں ملکی وغیر ملکی دواساز کمپنیوں کی لوٹ کھسوٹ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا (۔۔۔جاری)	1430
36۔	ریٹی گن روڈ پر واقع Bradlaugh Hall جہاں آزاد ہندوستان کی قرارداد پاس ہوئی کو قومی مفاد میں مصرف کا مطالبہ	1432

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

31۔	وزیراعلیٰ کے اعلان کے مطابق ڈینٹل کالج کے ڈاکٹروں کو Additional Pay Package دینے کا مطالبہ	1404
	رپورٹ (میعاد میں توسیع)	
32۔	مسودہ قانون گھریلو ملازمات کا تحفظ مصدرہ2010 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے محنت وانسانی وسائل کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	1406
	پوائنٹ آف آرڈر	
33۔	راوی پل لاہور کی مرمت میں تاخیر سے عوام الناس کو پریشانی کا سامنا	1417
	تحاریک التوائے کار	
34۔	ڈی او (آر) بھکر کا خلاف پالیسی محکمہ جنگلات کی2000 ایکڑ اراضی کی الاٹمنٹ (۔۔۔جاری)	1425
35۔	صوبہ میں ملکی وغیر ملکی دواساز کمپنیوں کی لوٹ کھسوٹ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا (۔۔۔جاری)	1430
36۔	ریٹی گن روڈ پر واقع Bradlaugh Hall جہاں آزاد ہندوستان کی قرارداد پاس ہوئی کو قومی مفاد میں مصرف کا مطالبہ	1432

37۔	انگریزی کی بجائے اردو زبان کو ہر سطح پر اولیت دے کر قومی اداروں میں لازمی قرار دینے کا مطالبہ	1434	سرکاری کارروائی
	بحث		
38۔	امن عامہ پر عام بحث	1438	

جمعرات، 21۔اکتوبر2010

جلد 20: شمارہ 13

39۔	ایجنڈا	1475

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

40۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	1477
41۔	نعت رسول مقبول ﷺ	1478
	تعزیت	
42۔	سابق صدر سردار فاروق احمد خان لغاری کی وفات پر دعائے مغفرت	1479
	سوالات (محکمہ ہائر ایجوکیشن)	
43۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	1479
44۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	1519
	پوائنٹ آف آرڈر	
45۔	پنجاب اسمبلی کے ایوان کی کارروائی کے حوالے سے "جنگ" اور "جیو" گروپ کا غلط رپورٹنگ کی اشاعت کرنا	1535
	توجہ دلاؤ نوٹس	
46۔	فیصل آباد، جیولرز کے سونے کی چوری اور ڈکیتی سے متعلقہ تفصیلات	1543
47۔	معزز ممبران اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت	1547
	پوائنٹ آف آرڈر	
48۔	امن وامان کے لئے ایک دن مزید مختص کرنے کا مطالبہ	1551

	تحاریک استحقاق	
49۔	(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)	1555
	تحاریک التوائے کار	
50۔	تعلیمی بورڈوں کی جانب سے مبلغ -/450روپے برائے اجراء اسناد مقرر کرنے سے طلباء وطالبات کو پریشانی کا سامنا(۔۔۔جاری)	1557
51۔	صوبہ میں کھلے آسمان تلے پڑی گندم کو محفوظ مقامات پر نہ رکھنے کی وجہ سے ہزاروں ٹن گندم خراب ہونے کا خدشہ(۔۔۔جاری)	1558
52۔	صوبہ کے مختلف علاقوں میں ڈینگی وائرس سے عوام ڈینگی بخار میں مبتلااور مطلوبہ ادویات کی عدم فراہمی(۔۔۔جاری)	1559
53۔	سیلاب زدہ علاقوں میں بلدیاتی ادارے ٹیکسز کی وصولی نہ ہونے کی وجہ سے مالی مشکلات کا شکار	1560
	پوائنٹ آف آرڈر	
54۔	معزز ممبران کی پیش کردہ تحاریک التوائے کار کوان کی عدم موجودگی کی بناء پر موخر کرنے کا مطالبہ	1562
55۔	سرگودھا میں اریگیشن ورکشاپ کا قبضہ واگزار کرواکر نیلام کرنے کا مطالبہ	1563
56۔	الیکشن کمیشن میں سالانہ گوشوارے جمع نہ کرانے والے معزز ممبران اسمبلی کے اسمبلی عمارت میں داخلہ پر پابندی	1565
57۔	تحصیل منکیرہ میں لائیوسٹاک فارم ماہنی کی ہزاروں ایکڑاراضی پر لینڈ مافیا کا قبضہ	1566
	سرکاری کارروائی	

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
52۔	صوبہ کے مختلف علاقوں میں ڈینگی وائرس سے عوام ڈینگی بخار میں مبتلااور مطلوبہ ادویات کی عدم فراہمی(۔۔۔جاری)	1559
53۔	سیلاب زدہ علاقوں میں بلدیاتی ادارے ٹیکسز کی وصولی نہ ہونے کی وجہ سے مالی مشکلات کا شکار	1560
	پوائنٹ آف آرڈر	
54۔	معزز ممبران کی پیش کردہ تحاریک التوائے کار کوان کی عدم موجودگی کی بناء پر موخر کرنے کا مطالبہ	1562
55۔	سرگودھا میں اریگیشن ورکشاپ کا قبضہ واگزار کرواکر نیلام کرنے کا مطالبہ	1563
56۔	الیکشن کمیشن میں سالانہ گوشوارے جمع نہ کرانے والے معزز ممبران اسمبلی کے اسمبلی عمارت میں داخلہ پر پابندی	1565
57۔	تحصیل منکیرہ میں لائیوسٹاک فارم ماہنی کی ہزاروں ایکڑاراضی پر لینڈ مافیا کا قبضہ	1566
	سرکاری کارروائی	

	مسودہ قانون(جوزیر غور لایا گیا)	
58۔	مسودہ قانون(ترمیم)لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ2010	---------- 1568

جمعتہ المبارک،22۔اکتوبر2010

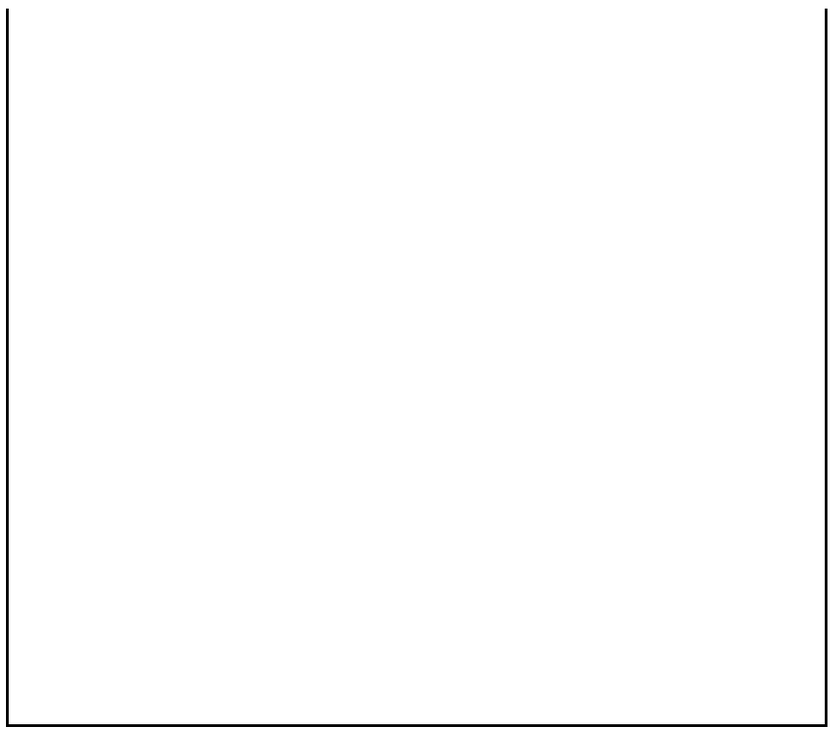
جلد 20:شمارہ 14

59۔	ایجنڈا	---------- 1597
60۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	---------- 1599
61۔	نعت رسول مقبول ﷺ	---------- 1600
	سوالات(محکمہ جات محنت وانسانی وسائل)	
62۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات	---------- 1601

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
63۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)	---------- 1641
	پوائنٹ آف آرڈر	
64۔	پنجاب کے ہسپتالوں میں ڈینگی بخار کے تدارک کے لئے ٹھوس اقدامات کا مطالبہ	---------- 1672
65۔	تحصیل منکیرہ میں لائیوسٹاک فارم ماہنی کی ہزاروں ایکڑاراضی پر لینڈ مافیا کا قبضہ(۔۔۔جاری)	---------- 1675
66۔	ایس ایچ او تھانہ اقبال ٹاؤن لاہور کا اختیارات سے تجاوز اورامام مسجد کے خلاف جھوٹے مقدمے کا اندراج	---------- 1679
	تحاریک استحقاق	
67۔	(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)	---------- 1679
	تحاریک التوائے کار	
68۔	طیب ٹیکسٹائل مل چنیوٹ کا لیبر اور چائلڈ لیبر قوانین کی خلاف ورزی	---------- 1680
69۔	پنجاب میں ٹیکس اکٹھا کرنے والے اداروں کو دیئے گئے ہدف میں ناکامی	---------- 1689

70۔	ترقیاتی سکیموں کے لئے جاری کئے گئے چیکوں کا کیش نہ ہونا	1690
71۔	لاہور میں ایل ڈی اے کے زیر کنٹرول بننے والی اکثر رہائشی کالونیوں کی تعمیر میں بلڈنگ بائی لاز کی خلاف ورزی	1691
72۔	متحدہ عرب امارات کی جانب سے اونٹ ریس میں استعمال ہونے والے بچوں کو جاری کئے گئے چیکوں کا محکمہ داخلہ پنجاب کی غفلت سے زائد المیعاد ہونا	1692
73۔	سیلاب زدگان کے لئے ٹینڈر کے بغیر خریدی گئی ادویات سے حکومتی خزانے کو کمیشن کے ذریعے کروڑوں روپے کا نقصان	1693
74۔	فیصل آباد میں پاور لومز بند ہونے کی وجہ سے احتجاج کرنے والے مزدوروں کی ریلی پر پولیس کی شیلنگ اور فائرنگ (۔۔۔جاری)	1694
75۔	محکمہ اریگیشن تحصیل بھلوال کے چک نمبر6،ایس ڈی کی ورکشاپ میں واقع سرکاری اراضی پر ناجائز قبضہ	1695
76۔	ہڑپہ میوزیم کی سینکڑوں ایکڑ اراضی پر لینڈ مافیا کا قبضہ	1697

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
77۔	آبپاشی پر عام بحث	1702
78۔	اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ	1710
79۔	انڈکس	



1198

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،19۔اکتوبر2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں)

1. خواجہ محمد اسلام: یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ مضر صحت نشہ آور اشیاء مثلاً پان، چھالیا، سپاری، تمباکو اور گٹکا اور اسی طرح کی دیگر اشیاء جو منہ کی بیماریوں اور کینسر کا باعث بن رہی ہیں، کی فروخت پر فوراً پابندی لگائی جائے۔

2. محترمہ ثمینہ خاور حیات: یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ کیبل نیٹ ورک پر چلنے والے ٹی وی چینلز کارٹون نیٹ ورک اور پوگو چینلز بچوں کی تفریح کی آڑ میں بچوں کے ذہنوں میں ہندوانہ رسم و رواج، ہندو مذہب اور ہندوانہ تہذیب کو ہنومان، چھوٹا بیم اور اس طرز کے دیگر پروگراموں کے ذریعے نمایاں طور پر اجاگر کر رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے ننھے منے بچوں کے ذہنوں میں ہندوانہ رسم ورواج اور ہندو مذہب کے نقوش بیٹھتے جا رہے ہیں اور معاشرے میں برے اثرات پیدا ہو رہے ہیں۔ اس کی روک تھام کے لئے ضروری ہے کہ حکومت فوری طور پر کارٹون نیٹ ورک، پوگو چینلز اور ایسے تمام پروگرامز جن کے ذریعے ہندوانہ رسم ورواج، ہندوانہ مذہب اور ہندوانہ تہذیب مزید پھیلنے کا اندیشہ ہو، کو چلانے پر پابندی عائد کرے تاکہ بچوں کے ذہن ہندوانہ کلچر سے محفوظ ہو سکیں۔ نیز مجاز اتھارٹی، خلاف ورزی کرنے والوں کا سختی کے ساتھ محاسبہ کرے۔

3. محترمہ سیمل کامران: اس ایوان کی رائے ہے کہ وفاقی حکومت توانائی کے حالیہ بحران سے نمٹنے کے لئے Turbine Steam کے ذریعے سستی بجلی پیدا کرنے کے لئے ضروری اقدامات کرے۔

1199

4. جناب محمد محسن خان لغاری: اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت ایسے کسانوں / کاشتکاروں کی مالی معاونت کرے جن کی کاشت شدہ فصلات سیلاب کی نذر ہو گئی ہیں۔ ان کسانوں نے اپنی فصلات کی کاشت کے لئے آڑھتی، کمیشن ایجنٹ یا تھرڈ پرسن سے ادھار رقم سود پر حاصل کی تھی۔ اب ان کسانوں سے آڑھتی، کمیشن ایجنٹ یا تھرڈ پرسن اپنی رقومات مع سود کا مطالبہ کر رہے ہیں اور ان کو مختلف حیلے بہانے سے پریشان بھی کر رہے ہیں۔ حالانکہ The Punjab Prohibition of Private Money Lending Act 2007 کے تحت ساہوکاری کی ممانعت ہے۔ ان کسانوں کے پاس گندم کی فصل کاشت کرنے کے لئے وسائل بھی نہ ہیں اور نہ ہی کسی سے ملنے کی امید ہے لہذا ایسی صورتحال میں حکومت سیلاب کی نذر ہو جانے والی فصل کا معاوضہ اور آئندہ کاشت ہونے والی فصل کے اخراجات کے لئے ان کی مالی معاونت کرے اور کھاد بیج کا انتظام بھی کرے۔

5. محترمہ حمیرا اویس شاہد: اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ پنجاب میں بیج سالم (اسلامی زرعی نظام، مشارکہ اور مضاربہ) کا نظام نافذ کیا جائے۔ یہ نظام نہ صرف ریونیو اکٹھا کرنے کا ایک موثر ذریعہ ہو گا بلکہ چھوٹے کاشتکاروں کو سودی قرضوں سے نجات کا باعث بھی ہو گا۔ علاوہ ازیں اس نظام کے ذریعے ذخیرہ اندوزی کا خاتمہ ہو گا، قیمتوں میں استحکام آئے گا اور غربت اور بے روزگاری کے خاتمے میں مدد بھی ملے گی۔ اس نظام سے نفع و نقصان میں شراکت کے اسلامی اصولوں کی حقیقی روح کو فروغ ملے گا۔

1200

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا بیسواں اجلاس

منگل،19۔اکتوبر2010

(یوم الثلاثہ،10۔ذیقعد1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بج کر7منٹ پر زیر صدارت

جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

قُلۡ إِن كُنتُمۡ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِى يُحۡبِبۡكُمُ ٱللَّهُ وَ
يَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوبَكُمۡ‌ۗ وَٱللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝٣١ قُلۡ أَطِيعُواْ ٱللَّهَ
وَٱلرَّسُولَ‌ۖ فَإِن تَوَلَّوۡاْ فَإِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ ٱلۡكَـٰفِرِينَ ۝٣٢

سُوۡرَةُ آل عِمرَان آیات31 تا32

(اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمھارے گناہ معاف کردے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے(31) کہہ دو کہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اگر نہ مانیں تو اللہ بھی کافروں کو دوست نہیں رکھتا(32)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

ہاتھ اٹھنے سے پہلے ہی دیکھو بھر دیا میرا دامن یہ خالی
جن کو کہتے ہیں شافع محشر جن کے کاندھے پر کملی ہے کالی
تیرگی ڈھل گئی روشنی میں لطف آنے لگا زندگی میں
ہر نظر میں ہوا معتبر میں ایسی نظر کرم مجھ پر ڈالی
میرے عیبوں کی سب کو خبر ہے پھر بھی آقا کی مجھ پر نظر ہے
میں نہ حسانؓ انصار و کرنی اور نہ میں خاک عشقِ بلالی
بن کے مہمان وہ معراج کی شب عرش پر خدا سے ملے جب
کچھ نہ مانگا نبی نے خدا سے آدھی امت فقط بخشوا لی
زیست غم سے بری ہو گئی ہے دل کی کھیتی ہری ہو گئی ہے
کر لئے گردشوں نے کنارے جب سے ان کا بنا ہوں سوالی

سوالات

(محکمہ جات سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈا پر محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے۔تشریف رکھتے ہیں؟

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر!.On his behalf(معزز ممبر نے چودھری محمد اسد اللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولئے گا۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! سوال نمبر 4185 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ملازمین کو انشورنس کی رقم بوقت ریٹائرمنٹ دینے کی تفصیلات

*4185: **چودھری محمد اسد اللہ:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب ملازمین کی تنخواہ میں سے گروپ انشورنس کی مد میں کٹوتی کرتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت مذکورہ مد میں سے فوتیدگی کی صورت میں ملازمین کے لواحقین کو انشورنس کی رقم مہیا کرتی ہے؟

(ج) کیا حکومت سٹیٹ لائف انشورنس کی طرح فوتیدگی کی صورت میں رقم دینے کے علاوہ پالیسی کی مدت تکمیل ملازم کی ریٹائرمنٹ مقرر کرنے کو تیار ہے اور جمع شدہ رقم متعلقہ ملازم کو بوقت ریٹائرمنٹ دینے کا ارادہ ہے؟

(د) کیا حکومت نے مذکورہ منصوبہ / تجویز کسی بیمہ کمپنی کو پیش کی ہے اگر ہاں تو اس کی تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان):

(الف) جی ہاں!

(ب) جی ہاں! ویسٹ پاکستان (اب پنجاب) ایمپلائز ویلفیئر فنڈ آرڈیننس 1969 وقتاً فوقتاً (ترمیم شدہ) اور اسٹیٹ لائف انشورنس کارپوریشن آف پاکستان کے ساتھ معاہدہ کے مطابق حکومت پنجاب کے تمام ملازمین کی ماہانہ تنخواہ سے مقرر کردہ شرح سے کٹوتی کی جاتی ہے۔حکومت پنجاب اپنے سالانہ بجٹ سے سکیل نمبر ایک سے 4 تک کے ملازمین کا 25 فیصد پریمیم خود ادا کرتی ہے۔مجموعی رقم اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب کے دفتر سے محکمہ خزانہ کی وساطت سے پیش کئے گئے بل کے ذریعے متذکرہ انشورنس کمپنی کو منتقل ہو جاتی ہے۔اس رقم سے انشورنس کارپوریشن سروس کے اندر یا ریٹائرمنٹ کے بعد 5 سال کے اندر فوت ہونے والے سرکاری ملازم کے لواحقین کی درخواست متعلقہ دفتر/محکمہ کی معرفت پیش کرنے پر انشورنس کی مخصوص رقم ادا کرتی ہے۔پے گروپ وائز ماہانہ premium اور sum assured کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

B.P.S	Sum Assured	Annual Premium	Monthly Premium
1-4	Rs. 1,50,000	Rs. 719	Rs. 60
5-10	Rs. 1,75,000	Rs. 838	Rs. 70
11-15	Rs. 3,00,000	Rs. 1437	Rs. 120
16	Rs. 4,50,000	Rs. 2156	Rs. 180
17	Rs. 6,00,000	Rs. 2874	Rs. 240
18	Rs. 8,75,000	Rs. 4191	Rs. 349
19	Rs.10,50,000	Rs. 5030	Rs. 419
20 & above	Rs. 12,50,000	Rs. 5988	Rs 499

(ج،د) جی نہیں۔آئندہ ریٹائر ہونے والے ملازمین کو ان کی ریٹائرمنٹ پر ان کی کٹوتی کے عوض رقم کی ادائیگی قابل عمل نہ ہے کیونکہ ریٹائرمنٹ پر انشورنس کی رقم دینے کے لئے اگر انشورنس کے وقت ملازم کی عمر 25 سال تصور کی جائے تو مندرجہ ذیل شرح سے پریمیم ادا کرنا ہو گا جو ملازمین کی دسترس سے باہر ہے۔

B.P.S	Sum Assured	Annual Premium	Monthly Premium
1-4	Rs. 1,50,000	Rs. 7,500	Rs. 625
5-10	Rs. 1,75,000	Rs. 8,750	Rs. 729
11-15	Rs. 3,00,000	Rs. 15,000	Rs. 1250
16	Rs. 4,50,000	Rs. 22,500	Rs. 1875
17	Rs. 6,00,000	Rs. 30,000	Rs. 2500
18	Rs. 8,75,000	Rs. 43750	Rs. 3646
19	Rs. 10,50,000	Rs. 52500	Rs. 4375
20 & Above	Rs. 12,50,000	Rs. 62,500	Rs. 5208

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو ملازمین کو انشورنس دی جاتی ہے کیا یہ fix ہے یا گریڈ کے حساب سے دی جاتی ہے اور یہ کتنی بنتی ہے؟ مطلب یہ ہے کہ اگر اس کی ملازمت دس سال ہو یا بیس سال ہو تو یہ اس کے بعد کتنی fix بنتی ہے یعنی درجہ چہارم سے لے کر گریڈ22 تک کیا اس کی categories ہیں اور یا گروپ انشورنس ہے؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس میں لکھا ہوا ہے۔ آپ نے جواب نہیں پڑھا۔

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کے جواب میں درج ہے کہ basic pay scale 1-4 اس میں جو sum insured 15000 ہے اور اسی طرح سے آگے چلتے چلتے گریڈ20 اور اس سے اوپر یہ 125000 ہو جاتا ہے۔ اس میں جو premium monthly ہے وہ بھی -/60 روپے سے لے کر پھر -/499 روپے تک چلا جاتا ہے اور اس میں اس کی پوری تفصیل دی ہوئی ہے۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! اس میں فرض کریں کہ ایک ملازم دو سال ملازمت کرتا ہے اور دو سال کے بعد اس کی موت ہو جاتی ہے تو کیا اس کے لواحقین کو ٹوٹل Fix انشورنس دی جائے گی یا اس کی جتنی بنتی ہے اس کے مطابق دی جائے گی؟

جناب سپیکر: جی، راناثناء صاحب!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں انشورنس کا تو مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ جب آدمی insured ہو جاتا ہے اور وہ اس کی installment دینی شروع کر دیتا ہے تو پھر اس کے بعد during service یا سروس کے پانچ سال بعد اس کی جو conditions ہیں اگر during this period اس کی death ہو گی تو اس کو جو sum insured ہے وہ اسے ملے گی۔

جناب سپیکر: جی، next

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال جز(ج) سے متعلق ہے کہ گروپ انشورنس ملازمین کے ریٹائرمنٹ تک اگر ملازم زندہ رہتا ہے یا اس کے پانچ سال کے عرصہ تک بھی زندہ رہتا ہے تو اس سے جو رقم کٹوتی کی صورت میں کی جاتی ہے نہ تو اس کو وہ رقم ملے گی جو ہر ماہ اس کی تنخواہ سے اس سلسلے میں کٹوتی کی جاتی ہے کیونکہ جب ایک سول آدمی کسی کمپنی سے انشورنس کرواتا ہے تو بیس سال

یا پچیس سال کی ایک میعاد مقرر ہو جاتی ہے جب بیس اور پچیس سال کے بعد وہ آدمی زندہ رہتا ہے تو اس کی دی ہوئی رقم بمعہ interest واپس کر دی جاتی ہے جبکہ ملازمین کے حوالے سے گروپ انشورنس کے خلاف چیز جاتی ہے کہ اگر وہ آدمی اپنی ریٹائرمنٹ تک زندہ رہتا ہے یا اس کے پانچ سال بعد بھی زندہ رہتا ہے تو اس کی جو کٹوتی کی رقم ہے وہ اس سے محروم ہو جاتا ہے۔اس سے تو ایسے ترغیب ملتی ہے جیسے اس کے بچوں کو کہا جائے کہ میاں!اگر بابا65 سال کا ہو گیا ہے اس کو قتل کر دو تو اس کی رقم مل جائے گی۔اس میں تھوڑا جو فرق ہے وہ ملازمین کا ہے اس کا حق ہوتا ہے،اس کی تنخواہ بھی کاٹی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: ایسی کوئی مثال آپ کے پاس ہے کہ کسی نے ایسے کہا ہو کہ بابے کو قتل کر دو اور رقم مل جائے گی۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر!ایک آدمی کی رقم اس کی تنخواہ سے لی جاتی ہے۔جیسے عام آدمی کی insurance ہوتی ہے۔۔۔

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!معزز ممبر نے جو بات کی ہے میں اس کو سمجھتا ہوں۔معاملہ یہ ہے کہ insurance کے premium کے تعین کے تحت ہی اس چیز کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔اب جو وہ بات کر رہے ہیں کہ اسے کسی نہ کسی stage پر پیسے ملنے چاہئیں اگر اس طرح سے insurance ہو تو پھر اس کا premium Class I to IV, 625/- rupees بنتا ہے جبکہ اس کے تحت صرف -/60 روپے ہے۔مقصد یہ ہے کہ اس میں وہ صرف risk covered ہے اور اسی لئے اس کا premium بہت کم ہے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،جناب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ

جناب سپیکر: bell ہو گئی ہے یہ دیکھ لیں۔

شیخ علاؤالدین: میرے لئے تو bell پہلے ہی بج جاتی ہے۔

جناب سپیکر: یہ bell آپ کو ہی نہ دے دیں، جب آپ کا دِل کرے بجا دیں جب دِل کرے بند کر دیں۔(قہقہے)

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ کون سی insurance company ہے جو insurance cover دے رہی ہے اور total premium per year کتنا دیا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، بتائیں!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چونکہ سوال میں insurance company کا نام نہیں پوچھا گیا تھا میں اس کو ابھی معلوم کر کے بتا دیتا ہوں لیکن میرا خیال ہے کہ یہ State Life Insurance Company ہی ہو گی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر یہ پنجاب گورنمنٹ اپنی insurance company بنالے تو سو فیصد سے زیادہ۔۔۔

جناب سپیکر: یہ suggestions آپ بعد میں دے دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری عرض تو سُن لیں۔

MR SPEAKER: This is no supplementary question my dear!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! چلیں! آپ عوام کے مفاد میں سُن لیں کہ یہ جو premium ہے یہ بہت بڑی تعداد میں ہے اور اس کا فائدہ لوگوں کو نہیں ہو رہا، ہمارے ملازموں کو نہیں ہو رہا۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی! اب اگلا سوال بھی اسد اللہ صاحب کا ہے۔ تشریف فرما ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! On his behalf.

جناب سپیکر: یہ آپ کے دو سوال ہو گئے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: پتا نہیں میرے واسطے تو میٹر بھی تیز چل پڑتا ہے، ابھی تو ایک ہوا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ، ایک ضمنی سوال کر چکے ہیں۔ آپ کے جو اپنے سوال ہیں وہ چلے جائیں گے، یہ دیکھ لیں آپ؟

شیخ علاؤالدین: کہاں چلے جائیں گے؟ ٹھیک ہے پھر میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، اسد اللہ صاحب موجود نہیں ہیں۔ It is disposed of.

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! سیکرٹری صاحب اللہ ان کو جزائے خیر دے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، مجھے پتا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ چودھری محمد طارق گجر صاحب! تشریف فرما ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!.On his behalf(معزز ممبر نے چودھری محمد طارق گجر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر:جی،سوال نمبر بولئے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر !سوال نمبر4397ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:جی،اس کا جواب پڑھاہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں ٹاسک فورسز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4397:چودھری محمد طارق گجر:کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں کل کتنی ٹاسک فورس کام کر رہی ہیں؟

(ب) ٹاسک فورس بنانے کا اختیار کس کے پاس ہے؟

(ج) ان ٹاسک فورسز کے چیئرمین اور ممبران کے نام وپتاجات بتائیں؟

(د) کتنی ٹاسک فورس کے چیئرمین ایم پی اے اور ایم این اے ہیں ان کے نام علیٰحدہ فراہم کریں؟

(ہ) کتنی ٹاسک فورس کے چیئرمین غیر منتخب افراد ہیں اور کون کون سی ٹاسک فورس کے چیئرمین ایم پی اے اور ایم این اے کا الیکشن ہارے ہوئے ہیں؟

(و) ہر ٹاسک فورس کے چیئرمین اور ممبران کو کیا کیا مراعات حاصل ہیں؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن(رانا ثناء اللہ خان):

(الف) صوبہ میں اس وقت 27ٹاسک فورسز کام کر رہی ہیں۔

(ب) ٹاسک فورسز بنانے کا اختیار وزیراعلیٰ کے پاس ہے۔

(ج) ان ٹاسک فورسز کے چیئرمین کے نام اور پتاجات ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(د) 15ٹاسک فورسز کے چیئرمین جناب وزیراعلیٰ،ایم پی اے اور ایم این اے صاحبان ہیں جن کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) 12 ٹاسک فورسز کے چیئرمین ٹیکنیکل، غیر منتخب افراد ہیں اور ان میں سے کوئی بھی ایم پی اے یا ایم این اے کا الیکشن نہیں ہارا ہوا، ان کی تفصیل ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) ٹاسک فورسز کے چیئرمین و ممبران کو دی گئی مراعات کی تفصیل ضمیمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس کا جواب چونکہ پہلے کا آیا ہوا تھا۔ جواب موصولی کی تاریخ 21۔اپریل 2010 ہے اور ٹاسک فورس ایسی چیز ہے جس کا نمبر روز اوپر نیچے ہوتا جاتا ہے تو آج اس کی کیا پوزیشن ہے، آج کتنی ٹاسک فورسز ہیں؟

جناب سپیکر: ابھی آپ کی تسلی کرواتے ہیں۔ جی، بتائیں!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو ہے یہ ٹوٹل، ویسے تو بات یہ ہوتی رہی ہے کہ پتا نہیں کتنی ٹاسک فورسز بن گئی ہیں اور کچھ صاحبان کو باقاعدہ ٹاسک فورس فوبیا ہو گیا تھا جیسے کچھ لوگوں کو سستی روٹی فوبیا ہو گیا تھا۔ کل تک ان کا بہت extreme figure بھی رہا ہے تو کل 28 ٹاسک فورسز بنائی گئیں ان میں سے ایک ٹاسک فورس دسمبر 2009 میں de-notify ہو گئی اور اس کے بعد یہ 27 ٹاسک فورسز تھیں جن میں سے 7 ٹاسک فورسز ایسی تھیں جن کے چیئرمین صاحبان کو اعزازیہ یا تنخواہ دی جاتی تھی اور تقریباً 20 کے قریب ایسی تھیں جو کوئی تنخواہ نہیں لے رہے تھے اور اعزازی طور پر کام کر رہے تھے۔ اب جب سیلاب کی وجہ سے صوبائی خزانے پر constrain آیا تو محترم وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے ان 7 ٹاسک فورسز کو جو تنخواہ یا اعزازیہ لے رہے تھے ان کو ختم کر دیا اور جو باقی 20 تھیں ان میں سے 2 کو merge کر دیا اس وقت 18 ٹاسک فورسز کام کر رہی ہیں اور ان کے چیئرمین صاحبان میں سے کسی کو بھی کوئی تنخواہ یا اعزازیہ نہیں دیا جا رہا وہ free کام کر رہی ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اب تک میں جو سمجھا ہوں وہ یہ ہے کہ ٹاسک فورسز 27 سے کم ہو کر 18 ہو گئی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وہ 18 ہو گئی ہیں۔

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): جی، 18 ہو گئی ہیں اور اس میں سے کسی بھی ٹاسک فورس کے چیئرمین کو جن کو پہلے تنخواہ دی جاتی تھی کسی کو کوئی اعزازیہ یا تنخواہ نہیں دی جا رہی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری ایک گزارش ہے کہ یہ جو ساری ٹاسک فورسز ہیں ان کی کوئی رپورٹ، کوئی compilation وغیرہ کہیں ہو رہی ہے کہ ہمیں پتا لگے، مثال کے طور پر ہمارے بھائی منڈا صاحب ہیں آج نظر نہیں آ رہے۔ یہ گائے چوری کرنے کی ٹاسک فورس کے انچارج ہیں۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: جی، کاہے کے انچارج ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ cattle theft کے انچارج ہیں تو انہوں نے کتنی cattles recover کروائی ہیں؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں کہ ٹاسک فورسز کی جو روزمرہ کی کارروائی ہے یا جو انہوں نے کام کیا ہے اس کے متعلق اس سوال میں نہیں پوچھا گیا تھا ورنہ اُن کی بھی ساری کارگزاری ایوان کی میز پر رکھ دی جاتی۔ معاملہ یہ ہے کہ ایک پولیٹیکل گورنمنٹ اور ایک ایسی گورنمنٹ جو آمریت پر چل رہی ہو اس میں فرق ہوتا ہے۔ پولیٹیکل گورنمنٹس جو ہیں وہ صرف اور صرف منتخب ممبران پر ہی نہیں بلکہ اُن کارکنوں کو بھی وہ اپنے گورنمنٹ کے آفیشل کاموں میں شامل کرتی ہیں جن لوگوں نے ہمیں منتخب کروایا ہوتا ہے۔ ان کا بھی پولیٹیکل گورنمنٹس پر ہاتھ ہوتا ہے۔ ان ٹاسک فورسز میں منتخب اور غیر منتخب دونوں لوگ شامل ہیں۔ جس کے مطابق جو تمام حکومتی معاملات ہیں جیسے مثال کے طور پر انہوں نے cattle theft کا نام لیا ہے۔ دیہی علاقوں میں جانوروں کی چوری بہت زیادہ ہے تو مؤثر طریقے سے اس کو فوکس کرنے کے لئے اور پولیس کو enforce کرنے کے لئے تاکہ وہ بہتر سے بہتر کام کرے وہ ٹاسک فورس بنائی گئی ہے۔ وہ اپنے اپنے علاقوں میں باقاعدہ جو پولیس افسران ہیں ان کے ساتھ میٹنگز کرتے ہیں جو ان کا وہاں پر cattle theft figure ہے اس کو وہ discuss کرتے ہیں اور اس کے بعد چیف منسٹر آفس کو S&GAD through

Departmentرپورٹ کرتے ہیں تو ان کی رپورٹس موجود ہیں آپ جس کے متعلق بھی چاہیں وہ آپ کو اس کی کارگزاری سے متعلق آگاہ کر دیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کس بنیاد پر ٹاسک فورس کا انچارج بنایا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، جو اس کا اہل ہو۔ اہلیت کی بنیاد پر ٹاسک فورس کا انچارج بنایا جاتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ نے فرمایا ہے کہ اہلیت کی بنیاد پر ٹاسک فورسز کا انچارج بنایا گیا ہے مجھے جو سمجھ آئی ہے۔

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): معاملہ یہ ہے کہ اس میں مہارت کی بات نہیں ہے۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: اس میں سپورٹس کی ٹاسک فورسز جن میں سے دو کا ذکر ہے۔

(1) Task Force on Promotion of Sports 16.12.2008.

(2) Task Force on Promotion of Sports 28.01.2009.

ایک 2008 میں اور ایک 2009 میں بنائی ہے۔ میں بھی اسی صوبے میں رہتا ہوں مجھے تو کوئی خاطر خواہ ترقی یا بہتری نظر نہیں آئی کہ sports میں کیا بہتری آئی ہے؟ اس میں پھر Task Force on Pakistani Communities in UK ہے تو UK کے لئے کیوں ہے امریکہ کے لئے کیوں نہیں ہے؟ UAE میں تو زیادہ پاکستانی ہیں، اسی طرح دُبئی، اُردن، سعودی عرب میں بھی پاکستانی ہیں۔ میری گزارش یہ تھی کہ ان ٹاسک فورسز کو بنانے کے لئے کیا طریق کار ہے اور اس کی ضرورت کیسے ہوتی ہے؟ کئی ایسی چیزیں ہیں جن کے اوپر non-elected لوگوں کی ٹاسک فورس ہے اس میں دو سپورٹس کی ٹاسک فورسز ہیں۔ اسی طرح اور بھی چیزیں ہیں جن کے اوپر یہ training Task Force on female teachers ہے مس سارہ افضل تارڑ، ایم این اے۔ کیا ایجوکیشن کے اندر ان کی کوئی expertise ہے، کیا وہ اس میں بہت زیادہ qualification رکھتی ہیں، یہ ایم این اے ہیں، کیا ہمارے ایم پی ایز میں سے کسی کو اس بارے میں نہیں بنایا جا سکتا تھا، میرا مقصد صرف اس چیز کی نشاندہی کرنا ہے کہ یہ جو ٹاسک فورسز ہیں ان کی بجائے اگر ان کے جو منسٹرز ہیں، آخر محکموں کے منسٹرز بھی تو ہیں ان سے کیوں نہیں کام لیا جا رہا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں میرے بھائی محسن لغاری صاحب نے کچھ تجاویز دی ہیں ان کا ضمنی سوال تو کوئی نہیں ہے۔ وہ ہمارے معزز ممبر ہیں میں ان کی تجاویز کو simply rule out نہیں کرتا۔ انہوں نے جو بات کی ہے ٹھیک ہے ان کی تجاویز پر بھی غور کیا جائے گا۔ باقی معاملہ یہ ہے کہ جو political workers ہوتے ہیں، جو منتخب نمائندے ہوتے ہیں ان کی expertise یہی ہوتی ہے کہ لوگوں کے جو معاملات اور مسائل ہوتے ہیں ان کے متعلق ان کا ایک wisdom ہوتا ہے، ان کو ایک experience ہوتا ہے تو اس کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ اس معزز ایوان میں بیٹھا ہر آدمی کسی معاملے میں expert ہی ہو گا تو پھر ہی اسے اس سلسلے میں کام دیا جائے گا۔ یہ تمام لوگ political workers ہیں، سیاسی لوگ ہیں یا عوام کے منتخب لوگ ہیں تو جس کسی کا جس field میں interest ہے اس کے مطابق اس کو وہاں مقرر کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: درست ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب والا! میرا ابھی اس سلسلے میں ضمنی سوال ہے۔۔۔

جناب سپیکر: I am sorry اس سوال کے لئے وقت ختم ہو گیا ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب والا! مہربانی فرمائیں۔

جناب سپیکر: آپ اگلے سوال پر بات کر لیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب والا! انتہائی ضروری سوال ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہر محکمے کی ایک ٹاسک فورس قائم کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے تو burden ختم کر دیا ہے، وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ تمام لوگ voluntarily کام کر رہے ہیں۔۔۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب والا! ہر محکمے کے لئے وزراء اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبان ہیں اس کے علاوہ سٹینڈنگ کمیٹیاں بھی موجود ہیں۔ یہ بتا دیں کہ منسٹر صاحبان اس بات کے اہل نہیں ہیں اور کام کرنے کے لئے ٹاسک فورسز بنائی جاتی ہیں۔ دوسرا انہوں نے کہا ہے کہ ہارے ہوئے ایم پی ایز، ایم این ایز بھی مقرر کئے گئے ہیں یہ غلط ہے۔ ہارے ہوئے ایم پی ایز اور ایم این ایز ٹاسک فورس کے کمانڈر ہیں جو نان ٹیکنیکل محکمے ہیں ان کے لئے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ ضمنی سوال نہیں بنتا اس کے لئے suggestions آپ علیحدہ دیں۔ ملک اختر حسین نول صاحب!

رانا تنویر احمد ناصر: جناب والا! On his behalf.

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ On his behalf آپ نہیں کر سکتے کیونکہ وہ خود تشریف رکھتے ہیں۔

ملک اختر حسین نول: سوال نمبر 4439 اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع قصور۔کرپشن کے مقدمات کے اندراج کی تفصیلات

*4493: ملک اختر حسین نول: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ انٹی کرپشن ضلع قصور میں سال 2007 تا 2009 کرپشن کے کتنے مقدمات درج کئے گئے؟

(ب) مذکورہ عرصہ میں کتنے مقدمات کا چالان عدالتوں میں پیش کیا جا چکا ہے کتنے مقدمات ابھی زیر تفتیش ہیں اور کتنے مقدمات کے فیصلے ہو چکے ہیں نیز ملزمان کے نام، ایف آئی آر نمبرز اور ملزمان کے پتا جات فراہم کئے جائیں؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) محکمہ انٹی کرپشن ضلع قصور میں سال 2007 تا 2009 کرپشن کے کل 208 مقدمات درج کئے گئے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

	سال	تعداد مقدمات
1	2007	26
2	2008	82
3	2009	100

Annex "A" ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) مذکورہ عرصہ میں 38 مقدمات کے چالان عدالتوں میں پیش کئے جا چکے ہیں۔

ان مقدمات میں سے 84 مقدمات ابھی تک زیر تفتیش ہیں جبکہ اب تک 124 مقدمات کے فیصلے ہو چکے ہیں۔

مذکورہ مقدمات میں شامل ملزمان کے نام، ایف آئی آر نمبرز اور ملزمان کے پتا جات کی تفصیل Annexure "B" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ملک اختر حسین نول: جناب والا! میرا ان سے ضمنی سوال یہ ہے کہ اب تک کتنے ملزموں کو سزا ہو چکی ہے یا کتنے ان میں سے بری ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر سرو سزا اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سوال کے جز(ب) میں یہ پوچھا گیا تھا کہ مذکورہ عرصہ میں کتنے مقدمات کا چالان عدالتوں میں پیش کیا جا چکا ہے، کتنے مقدمات ابھی زیر تفتیش ہیں اور کتنے مقدمات کے فیصلے ہو چکے ہیں نیز ملزمان کے نام، ایف آئی آر نمبرز اور ملزمان کے پتا جات فراہم کئے جائیں؟ اس میں سزا یا بریت سے متعلق نہیں پوچھا گیا تھا جو پوچھا گیا تھا اس کے مطابق جواب دے دیا گیا ہے کہ ان مقدمات میں سے 84 مقدمات ابھی تک زیر تفتیش ہیں جبکہ اب تک 124 مقدمات کے فیصلے ہو چکے ہیں۔ ملزمان کے نام ایف آئی آر نمبرز پتا جات ایوان کی میز پر Annexure "B" کے طور پر رکھے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا ضمنی سوال؟

ملک اختر حسین نول: جناب والا! جن مقدمات کے فیصلے ہوئے ہیں ان میں سے کسی کو سزا بھی ہوئی ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، انہوں نے اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی ہے، وہ آپ پڑھ سکتے ہیں، دیکھ سکتے ہیں۔

ملک اختر حسین نول: مہربانی۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب والا! جواب کے جز(ب) میں بتایا گیا ہے کہ 84 مقدمات ابھی تک زیر تفتیش ہیں۔ یہ سوال 8۔اپریل 2010 کو موصول ہوا اب اس کو چھ ماہ گزر چکے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان میں سے کتنے مقدمات کے چالان عدالتوں میں بھیجے جا چکے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر سرو سزا اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو 84 مقدمات ہیں وہ ابھی زیر تفتیش ہی ہیں کیونکہ ان مقدمات کی نوعیت کچھ ایسی ہوتی ہے یعنی projects کے متعلق مقدمات ہوتے ہیں کہ کوئی بلڈنگ بنی ہے، کوئی سڑک بنی ہے اور اس کی رپورٹ لیبارٹری کے ذریعے

آنی ہوتی ہے۔ یہ اس کا ایک process ہے، کبھی اس میں نیسپاک کو involve کرنا پڑتا ہے، کبھی کسی اور کو کرنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے اس کا process کافی لمبا ہوتا ہے جس میں عرصہ لگ جاتا ہے اس لئے ملزمان کے guilt کے تعین کے لئے ان رپورٹوں کے انتظار میں pending ہیں۔ جہاں تک محکمہ انٹی کرپشن کا تعلق ہے انہوں نے اپنی proceedings مکمل کی ہوئی ہیں جونہی وہ رپورٹیں ملیں گی یہ چالان عدالت میں بھیج دیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال راجہ قمرالاسلام صاحب کا ہے۔

صوبہ پنجاب میں کمشنرز، ڈی سی اوز کو خصوصی الاؤنس دینے کی تفصیلات

*4603: انجینئر قمرالاسلام راجہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا صوبہ پنجاب میں کمشنرز، ڈی سی اوز اور ڈی ڈی او آر کو کوئی خصوصی الاؤنس دیا جاتا ہے، اگر دیا جاتا ہے تو مندرجہ بالا عہدوں کے حامل افراد کو ماہانہ کتنا الاؤنس دیا جاتا ہے؟

(ب) یہ خصوصی الاؤنس کن وجوہ کی بناء پر دیا جاتا ہے اگر اس کی وجہ فیلڈ تعیناتی ہے تو کیا ای ڈی اوز اور تحصیلدار حضرات کو بھی ایسا الاؤنس دینے کی کوئی تجویز زیر غور ہے؟

(ج) کیا سالانہ بجٹ میں اس مد میں کچھ رقم مختص کی گئی تھی اور اگر نہیں کی گئی تھی تو کون سی مد سے اس کی ادائیگی کی جارہی ہے؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ سوال میں درج شدہ افسران کو خصوصی الاؤنس دیا جاتا ہے۔ محکمہ خزانہ پنجاب کے حکم نامہ مورخہ 14-11-2009 (جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) کے تحت ان افسران کو دیئے جانے والے الاؤنس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

(i) کمشنر مبلغ-/50000 روپے ماہانہ الاؤنس

(ii) ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر مبلغ-/30000 روپے ماہانہ پراجیکٹ الاؤنس

(iii) ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو مبلغ-/20000 روپے خصوصی ماہانہ الاؤنس

(ب) یہ خصوصی الاؤنس ان افسران کے کام کی نوعیت کی بنیاد پر دیا جاتا ہے تاہم حکم نامہ مورخہ 07-01-2010 جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے فی انتقال پٹواری حلقہ فیس انتقال میں سے-/100 روپے، قانونگو حلقہ-/50 روپے، ریونیو آفیسر حلقہ-/50 روپے دینے کے احکامات جاری کئے گئے ہیں۔ چونکہ Local Government Ordinance

میں تبدیلی / ترمیم حکومت کے زیر غور ہے اور ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو اور ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو کے عہدوں کی بابت فیصلہ ہونا ہے لہذا اس بابت قانون میں ترمیم کے بعد ہی کوئی فیصلہ کیا جائے گا۔

(ج) ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر اور ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو کو اس الاؤنس کی ادائیگی ضلعی بجٹ سے کی جاتی ہے تاہم کمشنروں کو اس الاؤنس کی ادائیگی صوبائی بجٹ سے کی جاتی ہے۔ چونکہ اس الاؤنس کی ادائیگی کی منظوری بجٹ کی منظوری کے بعد دی گئی اس لئے اس کی ادائیگی کے لئے بجٹ میں کوئی رقم مختص نہ کی گئی تھی تاہم محکمہ خزانہ کو اس رقم کی فراہمی کے لئے رجوع کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وہ کون سی خصوصی خدمات ہیں جو کمشنر /ڈی سی او زاور ڈی ڈی (آر) ہی وہ خدمات سرانجام دیتے ہیں اور جو ای ڈی او زہیں یا ڈسٹرکٹ آفیسرز ہیں یا باقی پنجاب گورنمنٹ کے اضلاع میں خدمات سرانجام دینے والے افسران ہیں وہ اس قسم کی خدمات سرانجام نہیں دیتے جس کی وجہ سے ان خدمات کے عوض ان افسران کو 50ہزار اور 30ہزار کا الاؤنس دیا جاتا ہے۔ وہ کون سی خصوصی خدمات ہیں؟

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ وہ کون سی خصوصی خدمات ہیں جن کے لئے پچاس ہزار روپے دیئے جاتے ہیں۔

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں کوئی خصوصی خدمات نہیں ہیں عمومی خدمات ہی ہیں جو وہ سرانجام دیتے ہیں۔ یہ ساری field postings ہیں کیونکہ field postings میں burden اور stress زیادہ ہوتا ہے، زیادہ کام ہوتا ہے اور بعض اوقات سارا سارا دن یا چوبیس گھنٹے بھی کام کرنا پڑتا ہے۔ اس extra burden کی وجہ سے یہ خصوصی الاؤنس ان افسران کو دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: تاکہ کارکردگی میں بہتری آئے۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب والا! میرا سوال یہ تھا کہ جو ڈسٹرکٹ آفیسر زریونیو اور ای ڈی اوز ہیں وہ بھی فیلڈ افسران ہیں۔ اس کے علاوہ جو انجینئرنگ کے مختلف محکمہ جات ہیں جن میں ای ڈی او (ورکس) ہیں، ڈسٹرکٹ آفیسر (ورکس) ہیں وہ بھی چوبیس گھنٹے کی خدمات سرانجام دیتے ہیں، وہ بھی odd hours میں ڈیوٹی سرانجام دیتے ہیں، وہ بھی field postings ہیں ان میں بھی دشوار گزار علاقوں میں آنا جانا ہوتا ہے اور ان کے اوقات بھی ایسے ہی ہیں، ان کو یہ الاؤنس کیوں نہیں دیا جاتا ہے؟ صرف یہ جو حکومت کے امرت دھارے ہیں جن کو ہمیشہ سے حکومتیں پالتی رہی ہیں ڈسٹرکٹ کمشنر کی صورت میں، ڈسٹرکٹ کو آرڈینیٹر آفیسر کی صورت میں اور تمام مسائل کا حل ان کو ہی سمجھا جاتا ہے۔ یہ الاؤنس صرف انہی کو کیوں دیا جاتا ہے اور کیا کسی دوسرے افسر کو بھی یہ الاؤنس دیئے جانے کی تجویز زیر غور ہے؟

جناب سپیکر: دیکھیں! ایڈمنسٹریٹو کنٹرول انہی صاحبان کا ہوتا ہے جو میری سمجھ میں آ رہا ہے اس کا جواب تو رانا صاحب دے دیں گے۔ جی، وزیر قانون!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان کا جو job ہوتا ہے وہ multidimensional ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے نہ صرف ایڈمنسٹریشن کو چلانا ہوتا ہے بلکہ بہت سارے جو projects ہیں ان کو بھی دیکھنا ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک محکمے کے لوگ اگر اپنے محکمے کے projects کو دیکھ رہے ہیں اور وہ development projects ہیں as DCO, as Commissioner انہوں نے بھی ان کو دیکھنا ہوتا ہے اور اگر وہ اس محکمے سے متعلق نہ بھی ہوں تب بھی دیکھنا ہوتا ہے اس لئے ان کی ڈیوٹی قدرے دوسرے افسران سے مختلف اور زیادہ burden ہوتا ہے تو اس لئے انہیں اس بات کے لئے justify سمجھا گیا ہے کہ ان field posts پر extra allowance دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کو تو appreciate کرنا چاہئے۔ شکریہ۔ اگلا سوال یا شیخ!

سرکاری کالونیوں میں فلیٹس کی الاٹمنٹ استحقاق کے مطابق کرنے کی تفصیلات

*4846: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرکاری کالونیوں میں مکانات / فلیٹس کی الاٹمنٹ باری پر اور بمطابق استحقاق کی جاتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ استحقاق سے زائد کوارٹر / فلیٹ کی الاٹمنٹ نہیں کی جا سکتی، اگر ہاں تو کوارٹر نمبر2-O، 11-Bاور12-Lچوبرجی گارڈنز اسٹیٹ لاہور کے رہائشیوں کی کیا حیثیت ہے؟

(ج) کیا حکومت زائد از استحقاق ان سرکاری رہائش گاہوں کے مکینوں سے ان رہائش گاہوں کو خالی کروانے اور اصل استحقاق کے حامل سرکاری ملازمین کو ان کی الاٹمنٹ کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے کہ استحقاق سے زائد الاٹمنٹ پالیسی کے پیرا17 کے تحت نہیں ہو سکتی۔

1۔ کوارٹر نمبرCGE/2-O یہ کوارٹر وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنے صوابدیدی اختیارات کے تحت قاسم عدیل، کانسٹیبل پولیس(BS-5) کو والدین رعائتی سکیم میں نرمی کر کے الاٹ کیا ہے جبکہ یہ کوارٹر ایک درجہ الاٹی کے استحقاق سے زیادہ ہے لہذا زائد از استحقاق ہونے کی وجہ سے الاٹی سکیل13 کی maximum تنخواہ کا دس فیصد بطور اضافی کرایہ ادا کرنے کا پابند ہے۔

2۔ کوارٹر نمبرCGE/11-B کے الاٹی نے سرکاری گھر کرایہ پر دیا ہوا تھا اور خود نہیں رہتا تھا۔ شکایت پر انکوائری کے بعد اس کی الاٹمنٹ کینسل کر دی گئی۔تاہم الاٹی نے عدالت سے حکم امتناعی حاصل کر لیا ہے جس کا فیصلہ ہونا ابھی باقی ہے۔یہ کوارٹر بدستور سابقہ الاٹی کے قبضہ میں ہے۔

3۔ کوارٹر نمبرCGE/12-L:اس کوارٹر کا الاٹی 28-06-2004 کو فوت ہو گیا تھا۔مرحوم کا بیٹا سید وسیم حیدر نقوی محکمہ S&GAD میں ڈسپیچ رائڈر(DR) سکیل(BS-4) میں بھرتی ہو گیا، اس نے مذکورہ کوارٹر کی الاٹمنٹ کے لئے وزیر اعلیٰ کو درخواست دائر کی، مذکورہ کوارٹر دو درجہ اس کے استحقاق سے زیادہ تھا۔تاہم وزیر اعلیٰ نے الاٹمنٹ پالیسی میں نرمی کرتے ہوئے کوارٹر نمبرCGE/12-L مرحوم کے بیٹے کے نام الاٹ کر دیا تاکہ مرحوم کی فیملی بے گھر نہ ہو۔مگر پالیسی کے مطابق وہ13 سکیل کی maximum تنخواہ کا دس فیصد بطور اضافی کرایہ ادا کرنے کا پابند ہے۔

(ج) نہیں۔کیونکہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے الاٹمنٹ پالیسی میں نرمی کرتے ہوئے، سرکاری ملازمین کے مسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے مذکورہ سرکاری گھر الاٹ کئے ہیں اور الاٹی ملازمین قانون کے تحت اضافی کرایہ بھی ادا کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: صرف ضمنی سوال ہوگا۔

شیخ علاؤالدین: جو مزاج یار میں آئے جناب!

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میرا اس میں سوال یہ ہے اور آپ جز(ب) میں دیکھیں کہا گیا ہے کہ اگر کوئی شکایت ہوتی بھی ہے تو عدالت سے اس نے stay لے لیا۔

میرا سوال یہ ہے کہ کتنے لوگ اس وقت status quo کی وجہ سے موجود ہیں اور کتنے ایسے لوگ ہیں جن کو یہاں سے ٹرانسفر ہوئے کافی عرصہ ہو گیا ہے لیکن انہوں نے سرکاری رہائش گاہیں نہیں چھوڑیں اور یہ status quo کئی کئی سالوں سے چل رہے ہیں۔ میں وہ ثابت بھی کر دوں گا لیکن پہلے میں پوچھ لوں کہ کتنے لوگ ہیں جو stay پر چل رہے ہیں؟

جناب سپیکر: کتنے لوگ ہیں جو status quo پر چل رہے ہیں؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): جناب والا! جز(ب) میں یہ پوچھا گیا تھا کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ استحقاق سے زائد کوارٹر/فلیٹ کی الاٹمنٹ نہیں کی جا سکتی، اگر ہاں تو کوارٹر نمبر O-2، B-11 اور L-12 چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ لاہور کے رہائشیوں کی کیا حیثیت ہے؟

اس سوال کے مطابق اس کا بڑا مفصل جواب ہے کہ کوارٹر نمبر O-2/CGE یہ کوارٹر وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنے صوابدیدی اختیارات کے تحت قاسم عدیل، کانسٹیبل پولیس (BS-5) کو والدین رعائتی سکیم میں نرمی کر کے الاٹ کیا ہے جبکہ یہ کوارٹر ایک درجہ الاٹی کے استحقاق سے زیادہ ہے لہذا زائد از استحقاق ہونے کی وجہ سے الاٹی سکیل 13 کی maximum تنخواہ کا دس فیصد بطور اضافی کرایہ ادا کرنے کا پابند ہے اور دوسرا جو انہوں نے پوچھا تھا کہ کوارٹر نمبر B-11/CGE کے الاٹی نے سرکاری گھر کرایہ پر دیا ہوا تھا اور خود نہیں رہتا تھا۔ شکایت پر انکوائری کے بعد اس کی الاٹمنٹ کینسل کر دی گئی۔ تاہم الاٹی نے عدالت سے حکم امتناعی حاصل کر لیا ہے جس کا فیصلہ ہونا ابھی باقی ہے اور یہ حکم امتناعی 14-11-2007 کو اس نے حاصل کیا ہے اور ابھی تک یہ معاملہ subjudice ہے اور اس کی next date of hearing 15-11-2010 ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب والا! میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جن کا سوال ہے وہی ضمنی سوال کریں گے آپ نے کبھی سوال دیا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب والا!وزیر قانون کی قابلیت پر کوئی شک نہیں لیکن میں اس معاملے کو minimize کرنے کے لئے آپ کی توجہ چاہوں گا کہ آپ جز(الف) کی طرف چلیں کیا یہ درست ہے کہ سرکاری کالونیوں میں مکانات / فلیٹس کی الاٹمنٹ باری پر اور بمطابق استحقاق کی جاتی ہے؟اس کا جواب آیا کہ درست ہے، میں نے اسے جز(ب) کے ساتھ reference کیا اور بڑا simple سوال کیا کہ کتنے لوگ status quo پر ہیں-یہ لوگ تو سالہا سال سے status quo پر چل رہے ہیں اور اس وجہ سے اصل ملازمین کو گھر نہیں مل رہے-لوگوں کو transfer ہوئے بھی کئی کئی سال ہو گئے ہیں لیکن انہوں نے لاہور سے سرکاری رہائشیں نہیں چھوڑیں اور یہ سب لاء منسٹر صاحب کے علم میں ہے-میں نے particularly اس کو چھوڑ کر سب کے فائدے کے لئے اپنے سوال کی wide range کی اور اسے جز(الف) سے ملایا اور آپ اس بات کو سمجھ رہے ہیں-آپ کی مسکراہٹ ہی سب کچھ بتاتی ہے تو میں بیٹھ جاتا ہوں-

جناب سپیکر: میں آپ کو کیا کہہ رہا ہوں؟جی، رانا صاحب!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شیخ صاحب درست فرما رہے ہیں- پہلے اس طرح تھا کہ جب کوئی آفیسر لاہور سے یا صوبے سے باہر ٹرانسفر ہوتا تھا تو وہ سرکاری رہائش گاہ پانچ سال تک کے لئے retain کر سکتا تھا-اب اس category میں جائیں تو پھر تمام لوگوں کا معاملہ regularize ہو جاتا ہے-اس کے بعد ایک اور چیز ہے کہ ان شرائط میں نرمی کر کے وزیر اعلیٰ پانچ کی جگہ چھ سال کی concession دے سکتے تھے اور اس طرح سے یہ ساری چیز manipulate ہو گئی ہوئی تھی-اب وزیر اعلیٰ صاحب نے ہاؤس الاٹمنٹ کی پالیسی پر جائزہ لینے کے لئے ایک کمیٹی بنائی تھی اب اس پانچ سال کی مدت کو دو سال کر دیا گیا ہے اور جو لوگ over stay ہیں انہیں notice serve کئے گئے ہیں اور اگر اب انہیں کسی عدالت سے stay نہ ملا تو ان سے قبضہ بھی حاصل کیا جائے گا-

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!آپ اس کی gravity سمجھ گئے ہیں-میں چاہتا ہوں کہ اگر ان لوگوں نے status quo کی وجہ سے نہیں نکلنا تو کیا حکومت ایسا ارادہ رکھتی ہے کہ ان سے مارکیٹ value کے لحاظ سے کرایہ وصول کیا جائے-چاہے amendment ہو یا کچھ بھی ہو لیکن ان سے کہا جائے کہ اگر آپ

اس میں رہ رہے ہیں تو market rental value کے حساب سے یہ rent ہو گا اور یہ under the rent ordinance بھی کہا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: کمیٹی بنی ہوئی ہے اور وہ کام کر رہی ہے۔

شیخ علاؤالدین: نہیں۔اگر کوئی stay میں جاتا ہے تو گورنمنٹ Rent Restriction Ordinance کے اندر کہہ سکتی ہے کہ اس کا کرایہ یہ لگایا جائے اور کیس چلتا رہے۔اگر وہ گھر بیس ہزار روپے مہینے کا ہے تو وہ بیس ہزار روپے مہینہ دے تاکہ لوگوں کو حق تو ملے کیا حکومت کا ایسا کرنے کا کوئی خیال ہے؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کیا Rent Restriction Ordinance کا اطلاق گورنمنٹ اور ملازمین کے درمیان پایا جاتا ہے یا نہیں، یہ دیکھنے والا معاملہ ہے۔ اس بارے میں جو میرا knowledge ہے اس کے مطابق حکومت ملازمین کی سہولت کے لئے انہیں رہائش فراہم کرتی ہے اس لئے شاید وہ Rent Restriction Ordinance میں cover نہ ہوتا ہو۔ جو لوگ stay میں چلے جاتے ہیں اور اپنے استحقاق سے باہر hold کرتے ہیں انہیں جرمانہ کیا جاتا ہے لیکن اس جرمانے کی وصولی میں بھی پھر وہی stay حائل ہوتا ہے اور اس کے vacate ہونے تک حکومت کوئی قدم نہیں اٹھا سکتی چونکہ معاملہ sub-Judice ہوتا ہے۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میں ایک سوال کرنا چاہتا ہوں کہ بہاولپور میں لوگوں کو درخواستیں دیئے ہوئے پانچ پانچ سال ہو گئے ہیں لیکن ابھی تک انہیں گھروں کی الاٹمنٹ نہیں ہوئی چونکہ گھر خالی ہی نہیں ہو رہے۔کیا حکومت کا ان کالونیوں کی تعداد بڑھانے کا ارادہ ہے تاکہ لوگ accommodate ہو سکیں؟

جناب سپیکر: راناصاحب! بہاولپور میں سرکاری کالونیوں کی تعداد بڑھانا چاہتے ہیں؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بالکل مکانات کی بڑی acute shortage ہے اور اس سلسلے میں گورنمنٹ کا ارادہ ہے کہ فنڈز کی availability پر ان کالونیوں میں اضافہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال چودھری ظہیر الدین صاحب کا ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں مگر آپ نے فرمایا کہ جو ممبر سوال کرے گا وہی ضمنی سوال کر سکتا ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ انڈیا کی پارلیمنٹ، پاکستان کی سینٹ اور نیشنل اسمبلی کی روایات ہیں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ آج پہلے دن آئے ہیں اس لئے آپ کو ان باتوں کا پتا نہیں ہے۔ مستی خیل صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ اللہ کے فضل سے آپ کا تو کبھی سوال ہی نہیں آیا۔دوسری بات یہ ہے کہ تمام پولیٹیکل پارٹیز نے ہمارے ساتھ بیٹھ کر یہ فیصلہ کیا ہے اور اس کے مطابق عمل ہو رہا ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! یہ parliamentary practices کے خلاف ہے۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو بولنے کی اجازت ہی نہیں دی اس لئے آپ جو بات کر رہے ہیں یہ بھی جمہوریت کے خلاف ہے۔ پلیز! آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 4913 ہے میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز خاتون ممبر نے چودھری ظہیر الدین خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سگریٹ نوشی پر پابندی کی تفصیلات

*4913: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے دفاتر، پبلک مقامات پر سگریٹ نوشی پر پابندی لگائی ہوئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پابندی کے باوجود سرکاری دفاتر میں سگریٹ نوشی کا سلسلہ جاری ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ قانون پر سختی سے عملدرآمد کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔

(ج) پنجاب اسمبلی سے سگریٹ نوشی پر پابندی کے قانون کی منظوری کے بعد حکومت پنجاب نے سرکاری دفاتر میں جابجا "No smoking" "سگریٹ نوشی منع ہے" smoking is an offence کے بورڈ آویزاں کروائے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! جز(ب) میں تھا کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پابندی کے باوجود سرکاری دفاتر میں سگریٹ نوشی کا سلسلہ جاری ہے تو جواب آیا ہے کہ یہ درست نہ ہے۔میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہیں کس طرح پتا چلا ہے کہ یہ درست نہ ہے کہ وہاں ابھی تک سگریٹ نوشی continue ہو رہی ہے، کیا یہ چیک کرنے کے لئے کوئی سپیشل ٹاسک فورس بنائی گئی ہے، کیا اس کی کوئی special basis ہیں یا کوئی خفیہ وجوہات ہیں کیونکہ انہوں نے کہا کہ یہ درست نہ ہے، انہوں نے کیسے چیک کر کے بتایا ہے؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ہم نے اس سوال کا جواب دینے سے پہلے پوری تسلی کی ہے اور ان کی یہ بات درست نہ ہے کہ سرکاری دفاتر میں smoking ہوتی ہے۔اس سلسلے میں آگاہی مہم چلائی گئی ہے، اس سلسلے میں تمام آفیسرز کو aware کیا گیا ہے اور جو لوگ دفاتر میں جاتے ہیں انہوں نے اس بات کو observe کیا ہو گا کہ اب اس سلسلے میں کافی حد تک عمل ہو رہا ہے۔اگر کوئی آدمی اس کی violation کرے اور اس کے خلاف کوئی تحریری شکایت ہو تو پھر اس کے خلاف Prohibition of Smoking Act کے تحت تادیبی کارروائی کی جا سکتی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہی تو میرا سوال ہے کہ انہوں نے کس طرح تسلی کی ہے، انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے پوری تسلی کی ہے، کیا یہ ہر آفس میں گئے ہیں یا کوئی ایسا حاضری رجسٹر ہے جس میں لکھا جاتا ہے یا وہاں پر کوئی انچارج ہے جو چیک کرتا ہے، انہوں نے کیسے تسلی کی ہے اور اس کی penalty کیا ہے، کیا smoking کرنے کی کوئی penalty ہے کوئی سزا ہے، انہوں نے جز(ج) میں لکھ دیا ہے کہ smoking is an offence اور no smoking کے بورڈ آویزاں کر دیئے گئے ہیں انہوں نے کتنے بورڈ لگائے ہیں اور کہاں کہاں لگائے ہیں؟

جناب سپیکر: سارے پاکستان کے بورڈ کیسے گنوا سکتے ہیں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں نے تسلی کر لی ہے کا مطلب یہ ہے کہ رانا صاحب خود گئے ہیں اور انہوں نے تسلی کی ہے لہذا یہ اس کا جواب بتائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے بورڈوں کی تعداد اور وہ کہاں کہاں پر آویزاں ہیں کے متعلق تو نہیں پوچھا۔ دفاتر اور public places پر smoking ایک offence ہے اور Prohibition of Smoking Act کے تحت اس پر سزا اور جرمانہ بھی ہے اور جس کسی کے خلاف کوئی شکایت ہوتی ہے اس کے خلاف کارروائی بھی کی جاتی ہے۔لوگوں کو اس بات سے آگاہ کر دیا گیا ہے اور اب اس میں پوزیشن کافی بہتر ہوئی ہے۔ محترمہ نے جو بات کی ہے انہوں نے بھی اپنے طور پر ملاحظہ کیا ہو گا کہ آیا اس پر عمل ہو رہا ہے یا نہیں لیکن ہم نے بھی اپنے طور پر متعلقہ دفاتر اور محکموں میں observe کیا ہے کہ اب اس پر پابندی کی جا رہی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: مجھے حیرت ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! یہ سوچ لیں آگے آپ کا سوال بھی ہے لیکن پھر مجھے نہ کہنا اور میں آپ کو اجازت نہیں دوں گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 5065 ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ برائے سال 2007 کی تفصیلات

*5065: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ برائے سال 2007 ایوان میں پیش کی جا چکی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا رپورٹ میں دی گئی سفارشات پر حکومت نے عملدرآمد کیا ہے اگر ہاں تو اس کے کیا نتائج برآمد ہوئے ہیں، تفصیل سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) جی ہاں! پنجاب پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ برائے سال 2007 مورخہ 02-02-2009 کو پنجاب اسمبلی میں پیش کر دی گئی ہے۔

(ب) رپورٹ میں مندرجہ ذیل سفارشات کی گئی تھیں:۔

1۔ تمام محکمے piecemeal requisitions نہ بھیجیں۔

2۔ میڈیکل آفیسرز اور وومن میڈیکل آفیسرز کی بھرتی کمیشن کے ذریعے کی جائے۔

3۔ تعلیم کا معیار بہتر کیا جائے اور مختلف یونیورسٹیز میں یکساں امتحانی نظام متعارف کروایا جائے۔

مندرجہ بالا سفارشات پر عمل کیا جارہا ہے۔جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

(a) چیئرمین پنجاب پبلک سروس کمیشن نے مختلف محکموں کے سیکرٹریز کو ایک حالیہ میٹنگ میں تاکید کی ہے کہ piecemeal requisitions نہ بھیجیں۔ چیف سیکرٹری نے بھی چیئرمین پنجاب پبلک سروس کمیشن سے ایک میٹنگ کی ہے جس کی روشنی میں ریگولیشن ونگ ایس اینڈ جی اے ڈی نے تمام محکموں کو ہدایات جاری کر دی ہیں کہ piecemeal requisitions نہ بھجوائی جائیں۔(کاپی ضمیمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(b) محکمہ صحت پنجاب نے مندرجہ بالا ہدایات کی روشنی میں سال2010میں پروفیسرز کی25، میڈیکل آفیسرز کی1260اور وومن میڈیکل آفیسرز کی274اسامیوں پر بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن بھرتی کی ہے۔مزید برآں میڈیکل آفیسرز کی235اور وومن میڈیکل آفیسرز کی101 اسامیوں پر بھرتی کی ریکوزیشن پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھجوائی گئی ہے۔کاپی ضمیمہ (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(c) محکمہ تعلیم پنجاب معیار تعلیم کو بہتر کرنے اور یونیورسٹیز اور کالجز کے لئے یکساں امتحانی نظام کو متعارف کروانے کے لئے کوششیں کر رہا ہے۔کاپی ضمیمہ (ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! جز(ب)کے نمبر 3(c) میں جواب دیا ہے کہ ضمیمہ (ج)ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔اس ضمیمہ میں انہوں نے لکھا ہے کہ معذوروں کے دو فی صد کوٹے کے حساب سے بنیادی سکیل18 میں15 سیٹیں اسسٹنٹ پروفیسر (مرد) کی اور 36 سیٹیں minorities کی رکھی ہیں اسی طرح عورتوں کے لئے معذور کوٹا کے لئے11 اور 26 posts were female minorities ہیں۔میں منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا یہ سیٹیں fill ہو چکی ہیں اور اس وقت ان کا کیا status ہے۔انہوں نے 26۔اپریل کو کہا ہے کہ ہم piecemeal نہیں کریں گے تو مجھے ان دو چیزوں کا جواب دیں کہ اب اس کا کیا status ہے ؟انہوں نے تو rules and regulations کا ضمیمہ دے دیا ہے۔

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!سوال کے جز(الف)میں پوچھا گیا ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ برائے سال2007ایوان میں پیش کی جاچکی ہے؟"اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ "رپورٹ پیش کی جاچکی ہے"آگے جز(ب)میں پوچھا گیا ہے کہ "اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا رپورٹ میں دی گئی سفارشات پر حکومت نے عملدرآمد کیا ہے؟"اس کے بارے میں جز(ب)نمبر3کے sub number(a),(b) and(c) میں جواب دے دیا گیا ہے۔یہ سفارش تھی کہ ان اسامیوں کا کوٹار کھا جائے تو وہ رکھ دیا گیا ہے۔اب جو present position ہے کہ آج ان میں سے کتنی seats fill ہو چکی ہیں اور کتنی نہیں ہو سکیں،اس حوالے سے چونکہ سوال میں پوچھا نہیں گیا تھا اس لئے یہ چیز جواب میں شامل نہیں ہے۔اگر ڈاکٹر صاحبہ چاہتی ہیں تو میں انہیں یہ information آج ہی لے کر provide کر دوں گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!سوال میں یہی تو پوچھا گیا ہے کہ "اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کے نتائج کیا برآمد ہوئے ہیں؟"میں نے یہ نتائج ہی تو پوچھے ہیں۔انہوں نے rules تو دے دیئے،بہت اچھا کیا،اس پر proceed کیا اور accordingly سفارشات بھی دی گئیں لیکن سوال کا جواب تو نہیں آیا۔میں نے اپنے سوال میں یہی پوچھا تھا کہ اس کے کیا نتائج برآمد ہوئے ہیں؟ابھی وزیر قانون صاحب فرمارہے ہیں کہ اگر ڈاکٹر صاحبہ چاہتی ہیں تو میں یہ information لے لیتا ہوں۔آپ اس سوال کو pending کر دیں اور وزیر قانون صاحب اس کا جواب لے کر مجھے دے دیں۔انہوں نے rules and regulations بنائے ہیں،وہ ٹھیک ہے،بہت اچھے ہیں لیکن میرا سوال ہی یہی تھا کہ اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کے کیا نتائج برآمد ہوئے ہیں؟یہاں rules بتا دیئے گئے ہیں جبکہ اس کا جواب نہیں ہے۔آپ اس سوال کو pending فرمادیں اور منسٹر صاحب مجھے طریقے سے بتائیں کہ یہ جو disabled and minorities کی گریڈ18,19اور20کی seats خالی ہیں ان کے بارے میں بتائیں کہ اس وقت latest position کیا ہے،یہاں سوال کچھ پوچھا گیا تھا جبکہ جواب کچھ اور دیا گیا ہے،میں درخواست کرتی ہوں کہ مجھے اس کی latest position کے بارے میں بتائیں؟اس سوال کو pending کریں اور ٹھیک سے جواب دیں۔

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!یہاں جواب کے جز(ب)نمبر3کے sub number (b) میں لکھا گیا ہے کہ "محکمہ صحت پنجاب نے مندرجہ بالا ہدایات کی روشنی میں سال2010میں پروفیسرز کی25،میڈیکل آفیسرز کی1260اور خواتین میڈیکل آفیسرز کی

274اسامیوں پر بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن بھرتی کی ہے۔مزید برآں میڈیکل آفیسرز کی 235 اور خواتین میڈیکل آفیسرز کی 101 اسامیوں پر بھرتی کی requisition پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھجوائی گئی ہے "تو یہی پبلک سروس کمیشن کی سفارشات تھیں۔ان کے اوپر عمل کیا گیا ہے اب یہ جو requisition پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھیجی گئی ہے،اس حوالے سے انہوں نے کن اسامیوں پر کتنے لوگوں کے بارے میں واپس لکھا ہے کہ ان کو ہم نے clear کر لیا ہے لہذا انہیں بھرتی کر لیں یا appointment letter جاری کر دیں۔اگر محترمہ اس تفصیل میں جانا چاہتی ہیں تو یہ تفصیل اس سوال میں نہیں پوچھی گئی لیکن اگر اس کے علاوہ وہ یہ information چاہتی ہیں تو میں ان کو یہ provide کرنے کو تیار ہوں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال رانا بابر حسین صاحب کا ہے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: On his behalf سوال نمبر 5081 (معزز ممبر نے رانا بابر حسین کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جی،ہاں۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع خانیوال، بہبود فنڈ، سکالرشپ، جہیز فنڈ کی درخواستوں پر کارروائی کی تفصیلات

*5081: **رانا بابر حسین:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع خانیوال میں یکم جنوری 2007 سے تاحال بہبود فنڈ سے سکالرشپ، میرج گرانٹ اور دیگر مالی امداد کے لئے کتنی درخواستیں جمع ہوئی ہیں؟

(ب) کتنی درخواستوں کے چیک جاری ہو چکے ہیں اور کتنی درخواستیں ابھی پینڈنگ ہیں؟

(ج) پینڈنگ درخواستیں کس کس کی ہیں اور یہ کس مقصد کے لئے دی گئی تھیں؟

(د) کیا حکومت پینڈنگ درخواستوں پر فوری کارروائی کرتے ہوئے اس کے چیک متعلقہ افراد کو جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان):

(الف) سال واراور مدوار تفصیل درخواست ہائے موصول شدہ درج ذیل ہے:۔

تفصیل مدوار

نمبر شمار	نام سال	ماہانہ امداد	تجہیز وتکفین	شادی گرانٹ	سکالرشپ	کل
1	2007	112	309	213	1142	1776
2	2008	135	378	293	1081	1887
3	2009	155	380	297	1176	2008
	میزان	402	1067	803	3399	5671

(ب) سال واراور مدوار تفصیل درخواست ہائے جن کو چیک جاری ہو چکے ہیں:۔

تفصیل مدوار

نمبر شمار	نام سال	ماہانہ امداد	تجہیز وتکفین	شادی گرانٹ	سکالرشپ	کل
1	2007	93	283	191	1083	1650
2	2008	111	357	280	1003	1751
3	2009	102	347	280	1074	1804
	میزان	306	987	751	3160	5204

(ج) تفصیل زیرالتوادرخواست ہائے جن کو امداد جاری نہ ہوئی ہے:۔

تفصیل مدوار

نمبر شمار	نام سال	ماہانہ امداد	تجہیز وتکفین	شادی گرانٹ	سکالرشپ	کل
1	2007	19	26	22	59	126
2	2008	24	21	13	78	136
3	2009	53	33	17	102	205
	میزان	96	80	52	239	467

نوٹ: جملہ زیرالتواء درخواست ہائے نامکمل تھیں جس کی بناء پر ان کو ضلعی بہبود فنڈ بورڈ نے منظور نہ کیا ہے۔

(د) درخواست گزاران کو کاغذات کی تکمیل کے نوٹس جاری کئے جا چکے ہیں جیسے ہی درخواست ہائے مکمل ہوں گی ان کو بعد از منظوری ضلعی بہبود فنڈ بورڈ بلا تاخیر امدادی چیک جاری کر دیئے جائیں گے۔تفصیل درخواست ہائے زیرالتواء علیحدہ شامل کر دی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! جواب کے جز(الف)،(ب)اور(ج) میں جو تفصیل بتائی گئی ہے یہ ساری figures تقریباً ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں۔اگر محکمہ والے اس کو تھوڑا درست کر لیتے تو بہتر ہوتا۔

جناب سپیکر: کس طرح درست کر لیتے؟

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! اس کے جواب میں doubling کی گئی ہے۔ ساری تفصیلات جو 08-2007 کی ہیں، جز(الف)اور(ب)میں جو جوابات دیئے گئے ہیں، محکمہ کی طرف سے جو چیک جاری کئے گئے ہیں ان میں مختلف اوقات میں ایک طرح کی ہی تفصیل بتائی گئی ہے اگر محکمہ والے اس کو تھوڑا سا درست کر لیتے تو زیادہ بہتر ہوتا۔

جناب سپیکر: یہ تو آپ کی تجویز ہے۔آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! ضلع خانیوال کے حوالے سے انہوں نے تفصیل بتائی ہے کہ تجہیز و تکفین کے لئے 309، شادی گرانٹ کے لئے 213 اور سکالر شپ کے لئے 1142 درخواستیں موصول ہوئیں۔اس میں انہوں نے رقم کا نہیں بتایا کہ ان کو کتنی رقم دی گئی ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ شادی گرانٹ اور تجہیز و تکفین کے لئے کتنی رقم حکومت دیتی ہے؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو سوال پوچھا گیا تھا اس کے مطابق یہی تھا کہ تجہیز و تکفین، شادی گرانٹ اور سکالر شپ کے لئے کتنے لوگوں نے apply کیا اور کتنے لوگوں کو یہ امداد دی گئی ہے تو اس کے مطابق جواب تفصیل کے ساتھ دے دیا گیا ہے۔یہ امداد گریڈ کے حساب سے differ کرتی ہے۔یہ امداد سب کو equal figure میں نہیں دی جاتی بلکہ گریڈ کے مطابق دی جاتی ہے۔سوال میں درخواستوں کے حوالے سے پوچھا گیا تھا لہذا اس کا پوری تفصیل کے ساتھ جواب دے دیا گیا ہے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! سوال یہ کیا گیا تھا کہ "ضلع خانیوال میں بہبود فنڈ، سکالر شپ اور جہیز فنڈ کی درخواستوں پر کارروائی کی تفصیلات سے آگاہ کیا جائے؟" جب آپ کارروائی کرتے ہیں تو اس کے ultimate result کے بارے میں بھی محکمہ کو جواب دینا چاہئے۔میری صرف یہ گزارش ہے کہ جہیز فنڈ، تجہیز و تکفین اور شادی گرانٹ کے لئے جو رقم جاری کی گئی ہے وہ کتنی ہے؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!شادی گرانٹ کی رقم گریڈ ایک سے پندرہ تک-/6000روپے ہے۔ سکالرشپ مختلف classes کے لئے مختلف ہے۔اب انہوں نے جو سوال پوچھا تھااس کے مطابق توپوری تفصیل دی گئی ہے،باقی اگر ایک جگہ پر درخواستیں کم ہیں تو اسی حساب سے وہاں پر امداد دی جائے گی اور اگر کسی جگہ پر درخواستیں زیادہ ہیں وہ پھر اسی حساب سے امداد تقسیم ہو گی۔یہ فنڈ صوبائی سطح پر تقسیم ہوتا ہے ضلع کی سطح پر اس کی تقسیم نہیں ہوتی۔

میجر(ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی،فرمائیں!

میجر(ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا:جناب سپیکر!پہلے یہ طریق کار تھا کہ کسی بھی سوال پر کوئی بھی معزز ممبر ضمنی سوال پوچھ سکتا تھا۔اب اس کو شاید party wise کر دیا گیا ہے،یہ coalition government کے اندر کیوں فرق آیا ہے اور کیا یہ کوئی Advisory Committee میں فیصلہ ہوا ہے،اس کی ذرا وضاحت کر دیں؟

جناب سپیکر:اس کی وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔آپ تشریف رکھیں۔اگلا سوال انجینئر قمرالاسلام راجہ صاحب کا ہے۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ:جناب سپیکر!سوال نمبر5107۔

جناب سپیکر:کیااس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

انجینئر قمرالاسلام راجہ:جی،ہاں۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:ٹھیک ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گورنر ہاؤس لاہور و دیگر اعلیٰ عہدیداران کی رہائش گاہوں کی فالتو زمین کو بہتر استعمال میں لانے کی تفصیلات

*5107:انجینئر قمرالاسلام راجہ:کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنر ہاؤس سمیت لاہور میں آفیسرز کی سرکاری رہائش گاہیں ایکڑوں پر محیط ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پرائیویٹائزیشن بورڈ نے لاہور میں ایسی رہائش گاہوں کے رقبے کو کم کرنے اور فالتو زمین کا بہتر استعمال کرنے یا فروخت کرنے کی سفارش کی ہے کیا حکومت اس زمین کا کوئی بہتر استعمال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر رکھتی ہے تو اس کا خاکہ کیا ہے؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان):

(الف) جی ہاں۔یہ درست ہے۔

(ب) پنجاب پرائیوٹائزیشن بورڈ نے ایسی کوئی سفارش کی ہے اور نہ ہی ایسی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! جز(الف) میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ گورنر ہاؤس سمیت لاہور میں آفیسرز کی سینکڑوں رہائش گاہیں ایکڑوں پر محیط ہیں، بہت بڑی بڑی رہائش گاہیں ہیں اور اس economic crunch کے دور میں جب ملک اور صوبہ مالی طور پر مسائل کا شکار ہے تو ان رہائش گاہوں کا کوئی بہتر استعمال کیوں نہیں کیا جاتا؟ میں نے اس میں سوال یہ کیا تھا کہ کیا حکومت اس کا کوئی بہتر استعمال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ لاہور شہر میں مختلف دفاتر کے لئے کروڑوں روپے کرایہ کی مد میں دیئے جا رہے ہیں۔ کیا حکومت اس سینکڑوں ایکڑ زمین پر سرکاری ملازمین کے لئے low cost houses یا دفاتر بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ایسی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے تو اس کی کیا وجہ ہے اور پرائیویٹائزیشن کمیشن صوبے میں باقی زمین کی تو نیلامی کر رہا ہے اس سینکڑوں ایکڑ زمین کے بہتر استعمال کے لئے ابھی تک کوئی تجویز کیوں زیر غور نہیں ہے؟

جناب سپیکر: یہاں لاہور کا ایک قلعہ بھی ہے، اس میں بھی کافی زمین پڑی ہوئی ہے۔

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مختلف عمارتوں اور جگہوں کی ایک اپنی تاریخی حیثیت اور اہمیت ہے۔ جس طرح سے آپ نے بھی ابھی ایک جگہ کا ذکر کیا ہے اسی طرح گورنر ہاؤس کی بھی اپنی ایک position ہے اس لئے سردست اس معاملے میں کوئی ایسی تجویز پیش کی گئی ہے اور نہ ہی زیر غور ہے۔ باقی انہوں نے جو پوچھا ہے اس کے مقابلے میں گورنمنٹ کی رہائش گاہوں میں سے کافی ایسی ہیں جو کہ رقبے کے لحاظ سے بڑی ہیں۔GOR-I اور Upper Mall پر کافی بڑی بڑی رہائش گاہیں موجود ہیں تو کسی بھی لمحے یا وقت ان چیزوں کو زیر غور لایا جا سکتا ہے لیکن اس کے لئے

بھی اگر اس سارے علاقے کو commercialize کرنا ہے تو پھر اس میں ٹریفک کا کیا سسٹم ہو گا اور یہ کوئی اتنا چھوٹا منصوبہ نہیں ہے اس کے اوپر ایک بڑے منصوبے کے طور پر غور ہو سکتا ہے بہر حال سر دست گورنمنٹ کے زیر غور ایسی کوئی تجویز نہیں ہے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! میرا سوال commercialization کے متعلق اتنا نہیں تھا، میرا مقصد تھا کہ سرکاری حوالے سے ہی اس کا کوئی بہتر استعمال کیا جا سکے جیسے پنجاب کے مختلف اضلاع میں سینکڑوں کنال پر محیط کمشنروں، ڈپٹی کمشنروں اور ڈی پی اوز کے زیر استعمال بڑے بڑے گھر ہیں اسی طرح لاہور میں بھی یہ گھر ہیں ان کا سرکاری حوالے سے کوئی بہتر استعمال کیا جائے۔ سرکاری افسران نے اس سے باہر جو گھر یا دفاتر لئے ہوئے ہیں تو حکومت پنجاب کا ان پر بہت زیادہ خرچہ ہو رہا ہے میری یہ گزارش بھی اسی حوالے سے تھی۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں جو modern view prevail ہو رہا ہے کہ اگر ایک جگہ پر ایک congested آبادی ہے تو اس آبادی کے ساتھ یا اس آبادی میں ایسی جگہ ہونی چاہئے کہ جس کے اوپر آپ plantation کر سکیں۔ اب آپ دیکھیں کہ مال روڈ پر باغ جناح بھی بہت بڑی اور بہت قیمتی جگہ ہے تو اس لئے ہر چیز کو اس کی original space سے اٹھا کر کسی اور جگہ پر لے جانے کو یہ کہا جا سکتا ہے کہ اب پارک باہر بنا دیا جائے کیونکہ یہ بڑی قیمتی جگہ ہے یہاں پر مارکیٹیں بن جائیں۔ اب تو معاملہ یہ ہے کہ ہر آبادی کے ساتھ اتنی جگہ خالی ہونی چاہئے کہ وہاں پر plantation ہو تاکہ فضا آلودہ نہ ہو اور اگر آلودہ ہو تو یہ درخت pollution کو دور کرنے کا سبب بنتے ہیں تو کسی بھی آبادی کو more congested نہ کرنے کا جو نظریہ ہے وہ بھی اس وقت under discussion ہے تو اس لئے سر دست ان جگہوں کو تبدیل یا convert کرنے سے متعلق کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، Next question جناب محمد نوید انجم کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! سوال نمبر 5117۔

جی او آر۔5 لاہور کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*5117: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جی اوآر۔5 نزد جناح ہسپتال لاہور کتنے رقبہ پر مشتمل ہے؟

(ب) اس میں کتنی سرکاری رہائش گاہیں ہیں، ہر رہائش کا کتنا رقبہ ہے، کتنا رقبہ کورڈ ہے اور ہر رہائش گاہ کتنے کمروں پر مشتمل ہے؟

(ج) اس میں کتنی رہائش گاہیں خالی ہیں ان کے نمبر بتائیں؟

(د) کتنی رہائش گاہیں کس کس کے ناجائز قبضہ میں ہیں، ان کے نام، ولدیت اور محکمہ، نیز یہ کب سے ناجائز قابضین ہیں؟

(ہ) حکومت کب تک ناجائز قابضین سے رہائش گاہیں خالی کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(و) کیا حکومت ان ناجائز قابضین کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان):

(الف) جی اوآر۔5 باقاعدہ چار دیواری کے اندر نہیں ہے۔یہ کل 100 رہائش گاہوں پر مشتمل ہے جن میں سے 25 رہائش گاہیں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ پول پر ہیں جبکہ 75(S&GAD) پول پر ہیں۔

(ب) جی اوآر۔5 کل سو گھروں پر مشتمل ہے اور ہر گھر کا رقبہ تقریباً 10 مرلہ جبکہ کورڈ ایریا 2140 مربع فٹ بنتا ہے۔تمام رہائش گاہیں اے بلاک فیصل ٹاؤن میں مختلف جگہوں پر واقع ہیں اور ہر رہائش گاہ میں تین بیڈ رومز ہیں۔

(ج) کوئی گھر خالی نہیں ہے۔

(د) تین گھروں پر ناجائز قابض ہیں جن کی فہرست ضمیمہ (الف) درج ذیل ہے:۔

DETAIL OF UNAUTHORIZED OCCUPANTS IN GOR-V FAISAL TOWN, LAHORE

SR. NO	HOUSE NO.	NAME OF ALLOTTEE	DESIGNATION	DEPT.	UN-AUTHORIZED SINCE
1	A-185	S.M Iqtidar-ul-Hassan Bukhari	Ex-District & Session Judge	Judiciary	27-05-2007
2	A-186	Mr. Zafar Hussain Bhatti	Ex-Addl. District & Session Judge	Judiciary	05-04-2004
3	A-232	Mr. Ijaz Ahmad Chaddar	Ex-Addl. District & Session Judge	Judiciary	05-07-2003

(ہ) ناجائز قابضین نے عدالتوں سے حکم امتناعی حاصل کیا ہوا ہے جیسے ہی عدالتیں فیصلہ کریں گی گھر خالی کروالئے جائیں گے۔

(و) جیسا کہ جز(ہ) میں ہے۔

جناب محمد نوید انجم:جناب سپیکر!GOR-V کے رقبے کی detail، اس کے اندر جو رہائش پذیر اور قابضین کی detail مانگی گئی تھی اس میں انہوں نے بتایا ہے کہ یہ تین سابقہ جج ہیں جو ناجائز قابض ہیں۔ ان رہائش گاہوں پر جج قابض ہیں اور دوسری side سے جج ہی stay دے رہے ہیں۔انہوں نے اپنے جواب میں جو دوسرا A-186 پر قابض بتایا ہے اس کا نام محمد ظفر حسین بھٹی ہے یہ تو آج بھی علی پور میں جج تعینات ہیں تو یہ قابض کیسے ہو گئے اور یہ EX کیسے ہو گئے؟

جناب سپیکر:جی،راناصاحب!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!یہ درست ہے کہ جواب میں جو ایس ایم اقتدار الحسن بخاری ہیں یہ Ex-District & Session Judge ہیں اور یہ اس گھر پر 27-05-2007 سے ناجائز قابض ہیں، مسٹر ظفر حسین بھٹی Ex-Addl. District & Session Judge ہیں یہ 2004 سے اس گھر پر ناجائز قابض ہیں اور مسٹر اعجاز احمد چدھڑ بھی Ex-Addl. District & Session Judge ہیں اور یہ اس گھر پر 2003 سے ناجائز قابض ہیں۔ان کی یہ گھر رکھنے کی entitlement کی dates ختم ہو گئی ہیں اس کے بعد یہ معاملہ stay پر چل رہا ہے اور آیا ان کو Judicail Service سے ریٹائر ہونے کی وجہ سے یہاں پر EX لکھا گیا ہے یا یہ واقعی سروس سے ریٹائر ہو چکے ہیں تو یہاں پر اسی طرح کی کوئی بات درج نہیں ہے لیکن ان dates کے بعد ان کی entitlement expired ہو چکی ہے اور اب یہ without entitlement صرف stay orders کے سہارے ان گھروں میں بیٹھے ہیں اور ان کا status ناجائز قابضین کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم:جناب سپیکر!اس سوال کے جواب کے جز(ب) میں GOR-V کے اندر گھر 10/10 مرلے کے mention کئے گئے ہیں۔ یہ گھر independent ہیں یا flats ہیں اگر یہ گھر independent ہیں تو ان کی repair and maintenance کے اوپر سالانہ کتنا خرچہ آ رہا ہے؟

جناب سپیکر:جی،راناصاحب!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!GOR-V میں کل 100 گھر ہیں اور ہر گھر کا رقبہ تقریباً 10 مرلہ ہے جبکہ covered area 2140 square feet ہے اور یہ رہائش گاہیں اے بلاک فیصل ٹاؤن میں ہیں اور ساتھ ساتھ نہیں ہیں بلکہ تھوڑا scattered ہیں اور

چونکہ question میں annual repair and maintenance کے خرچے کے بارے میں پوچھا نہیں گیا تھا تو اس لئے یہ information یہاں پر درج نہیں ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! ہماری پنجاب حکومت پر rent and maintenance کی مد میں اتنے زیادہ expenses ہیں تو اگر ہم سال یا دو سال کے اندر کوئی ایسے projects لے آئیں کہ ان کو پانچ پانچ، چھ چھ منزلہ فلیٹس بنا دیئے جائیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ آپ کی تجویز ہو سکتی ہے، یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔

رانا تنویر ناصر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں ناجائز قابضین کا کہا گیا ہے تو new judicial policy کے تحت تو stay applications کا فیصلہ ایک ماہ کے اندر ہونا ہوتا ہے تو یہاں پر اعجاز چدھڑ صاحب 2003 سے قابض ہیں تو اس نئی پالیسی کے تحت ان کا فیصلہ کیوں نہیں کروایا گیا؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ higher judiciary کی طرف سے directions تو ہیں کہ stay order کا فیصلہ چھ ماہ یا ایک سال میں کر دیا جائے لیکن یہ فیصلہ کرنا پھر اسی متعلقہ عدالت کا ہی کام ہے جہاں پر وہ معاملہ already چل رہا ہوتا ہے۔ اگر اس پر عمل نہیں کیا گیا تو اس کے متعلق عدلیہ سے ہی رجوع کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، next question بھی نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! Question No. 5118، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

جی او آر۔4 ماڈل ٹاؤن لاہور کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*5118: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جی او آر۔4 ماڈل ٹاؤن لاہور کتنے رقبہ پر مشتمل ہے اور اس میں کتنی سرکاری رہائش گاہیں ہیں؟

(ب) کتنی خالی ہیں اور کتنی سرکاری ملازمین کو الاٹ ہیں؟

(ج) ان الاٹیوں کے نام، عہدہ، گریڈ اور محکمہ بتائیں؟

(د) یہ رہائش گاہیں کس اتھارٹی نے الاٹ کی ہیں؟

(ہ) کتنی رہائش گاہیں میرٹ پر الاٹ ہوئیں اور کتنی بغیر میرٹ کے الاٹ ہوئی ہیں؟

(و) بغیر میرٹ کے الاٹ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ز) کیا حکومت بغیر میرٹ کے الاٹ کردہ رہائش گاہیں میرٹ پر الاٹ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے کیوں کہ یہ اس گورنمنٹ کی پالیسی بھی ہے؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان):

(الف) جی او آر۔4 ماڈل ٹاؤن لاہور کا رقبہ 17.228 ایکڑ ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

کل رقبہ جس پر رہائش گاہیں تعمیر کی گئی ہیں:	6.463 ایکڑ
خالی رقبہ جس پر لان / سڑکیں وغیرہ واقع ہیں:	10.765 ایکڑ
	17.228 ایکڑ

جی او آر۔4 میں درج ذیل رہائش گاہیں تیار کی گئی ہیں۔

غزالی فلیٹس	60 عدد
"خوشنما فلیٹس"	
پرانے فلیٹس	60 عدد
نو تعمیر شدہ	120 عدد
ٹوٹل	240 عدد

(ب) صرف چار رہائش گاہیں خالی ہیں باقی 236 رہائش گاہیں سرکاری ملازمین کو الاٹ ہیں۔

(ج) درکار تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) الاٹمنٹ پالیسی S&GAD کے مطابق ایڈیشنل چیف سیکرٹری صاحب ہی سرکاری گھر الاٹ کرنے کی مجاز اتھارٹی ہے۔

(ہ)

میرٹ پر الاٹمنٹ	:	218
آؤٹ آف ٹرن الاٹمنٹ	:	18

(و)

i۔ ایسی الاٹمنٹس یا تو پالیسی کے مطابق "ہارڈ شپ" کی بنیاد پر، ہارڈ شپ کمیٹی کی سفارشات پر ہوئی ہیں، یا

ii۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کے صوابدیدی اختیارات استعمال کرتے ہوئے، جاری کئے جانے والے احکامات کی روشنی میں ہوئی ہیں۔

(ز) کیونکہ ملازمین مجاز اتھارٹی کی منظوری سے الاٹ شدہ سرکاری رہائش گاہوں میں رہ رہے ہیں اس لئے حکومت انہیں بے گھر کرنے کی کسی تجویز پر غور نہیں کر رہی ہے تاہم دیگر رہائش گاہیں میرٹ پر الاٹ کی جارہی ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! حکومت GOR-1 کو گرا کر فلیٹ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، راناصاحب! اس کا بتادیں۔

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! فی الحال حکومت ایسا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ سے پہلے راجہ صاحب نے سوال کیا تھا تو اس کا جواب اس کے سوال میں آ چکا ہے لہذا اس پر ٹائم نہ ضائع کریں۔ بس، آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال محترمہ زوبیہ رباب کا ہے۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتیں۔ اس لئے یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد ڈاکٹر محمد اشرف چوہان صاحب کا سوال ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اس لئے یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اگلا سوال محترمہ نسیم لودھی کا ہے۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتیں۔ اس لئے یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ سیمل کامران کا ہے۔ جی، محترمہ سیمل کامران!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 5678 ہے۔

مشیروں اور معاونین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5678: **محترمہ سیمل کامران:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) وزیر اعلیٰ اور مختلف محکموں کے لئے مقرر کردہ منتخب و غیر منتخب مشیروں اور معاونین کی تعداد، محکمہ جات، تعلیمی قابلیت، تنخواہوں، اضافی فوائد اور رہائشی سہولیات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا ان تمام افراد کو قومی پرچم لگانے کی اجازت بھی دی گئی ہے اگر ہاں تو کس قانون کے تحت؟

(ج) ان مشیروں میں کتنے مشیر بغیر تنخواہ و اضافی فوائد کے کام کر رہے ہیں، ان کے نام اور محکمہ جات کی تفصیل سے معزز ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان):

(الف) محکموں کے لئے مقرر کردہ منتخب و غیر منتخب مشیروں اور معاونین کی تعداد، محکمہ جات، تعلیمی قابلیت، تنخواہوں، اضافی فوائد اور رہائشی سہولیات کی تفصیل ضمیمہ (الف) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) وفاقی حکومت کے جاری کردہ فلیگ رولز مجریہ 13۔اپریل1989 کے مطابق کسی مشیر یا معاون کو قومی پرچم لگانے کی اجازت نہ ہے۔

(ج) سینیٹر پرویز رشید، معاون برائے وزیر اعلیٰ، بغیر کسی تنخواہ اور اضافی فوائد اعزازی طور پر کام کر رہے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! انھوں نے جز(الف) کا جواب دیا ہے کہ منتخب و غیر منتخب مشیروں اور معاونین کی تعداد اور محکمے بتائے ہوئے ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے ایک اجلاس میں دو معزز خواتین ممبران نے ایک ہی وقت میں کہا تھا کہ وہ جیل خانہ جات کی ٹاسک فورس کی چیئرپرسن ہیں۔ میں ابھی دیکھ رہی تھی کہ جو جواب محکمے نے دیا ہے اس میں دونوں موصوفات کا نام نہیں ہے۔ یہ بات on the floor of the House کی گئی تھی اور دو معزز خواتین ممبران نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ وہ جیل خانہ جات کی ٹاسک فورس کی چیئرپرسن ہیں جبکہ ہماری معلومات کے مطابق جیل خانہ جات کی ٹاسک فورس کے چیئرمین جناب حمزہ شہباز شریف تھے براہ مہربانی اس کی وضاحت کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انھوں نے جو سوال نمبر پکارا ہے یہ بتائیں کہ انھوں نے اس کے کس جز پر ضمنی سوال کیا ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے سوال پوچھا تھا کہ وزیر اعلیٰ اور مختلف محکموں کے لئے مقرر کردہ منتخب و غیر منتخب مشیروں اور معاونین کی تعداد، محکمہ جات، تعلیمی قابلیت، تنخواہوں، اضافی فوائد اور رہائشی سہولیات کی تفصیل فراہم کی جائے؟ اس کے جواب میں، میں نے منسٹر صاحب سے پوچھا ہے کہ جیل خانہ جات کے محکمہ سے متعلق جب یہاں سوالات کا جواب دیا جا رہا تھا تو ہماری معزز ممبر

محترمہ ثمینہ خاور حیات نے اس وقت جو محکمہ جیل خانہ جات کے وزیر چودھری عبدالغفور صاحب سے یہ سوال کیا تھا کہ اس محکمہ کی ٹاسک فورس کی چیئرپرسن کون ہیں؟اس کے جواب میں حکومتی بنچوں پر بیٹھی ہوئی دو خواتین نے دعویٰ کیا تھا کہ ہم اس ٹاسک فورس کی چیئرپرسن ہیں جبکہ ہماری معلومات کے مطابق جناب حمزہ شہباز شریف اس ٹاسک فورس کے چیئرمین ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اپنے سوال سے relevant رہیں۔ Be relevant to your question آپ اس سوال سے متعلقہ ضمنی سوال پوچھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ relevant نہیں ہیں۔اب آپ کو اجازت نہیں۔مہربانی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرا سوال ہے۔

جناب سپیکر: کوئی relevancy نہیں بنتی۔بڑے افسوس کی بات ہے۔آپ کے سوال کے جواب میں محکموں کے لئے مقرر کردہ منتخب و غیر منتخب مشیروں اور معاونین کی تعداد، محکمہ جات، تعلیمی قابلیت، تنخواہوں، اضافی فوائد اور رہائشی سہولیات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔اب یہ بات ختم ہو گئی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: انھوں نے جواب دے دیا ہے؟

محترمہ سیمل کامران: کیا جواب دیا ہے؟

جناب سپیکر: آپ ایوان کی میز سے پڑھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ایوان کی میز پر نہیں میرے ہاتھ میں جواب ہے۔اس میں ایسی کوئی تفصیل نہیں ہے۔ہماری معلومات یہ ہیں کہ جناب حمزہ شہباز شریف ایم این اے ٹاسک فورس کے چیئرمین ہیں اگر یہ معلومات غلط ہیں تو ہمیں بتادیں اور مجھے صرف وضاحت چاہئے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!جب ٹاسک فورسز سے متعلق سوال پر بات ہو رہی تھی اگر محترمہ اس وقت یہاں پر موجود ہوتیں تو وہ اس سوال کو اٹھاتیں تو میں اس کا جواب دے دیتا۔اب وہ سوال گزر چکا ہے تو اس وقت محترمہ موجود نہیں تھیں۔

جناب سپیکر:اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔جی، چودھری صاحب!محترمہ اب آپ تشریف رکھیں۔میں نے چودھری صاحب کو floor دیا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ:جناب سپیکر!میرا سوال نمبر 5724 ہے۔

پنجاب میں ڈیلی ویجز ملازمین کو ریگولر کرنے کا معاملہ

*5724:چودھری عامر سلطان چیمہ:کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے تمام کنٹریکٹ ملازمین کو مستقل کرنے کے احکامات جاری کئے ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت تمام daily wages ملازمین کو بھی ریگولر قرار دینے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن(رانا ثناء اللہ خان):

(الف) درست نہ ہے۔تاہم وزیر اعلیٰ پنجاب کے احکامات کے تحت سکیل نمبر 1 تا 15 میں کام کرنے والے کنٹریکٹ ملازمین کو چند شرائط کے تحت ریگولر بنیاد پر ملازمت دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں نوٹیفکیشن نمبری DS(O&M)5-3/2004/Contract(MF) dated 14th October, 2009 جاری کیا گیا ہے۔(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) تاہم اس فیصلے / نوٹیفکیشن کا اطلاق ایسے کنٹریکٹ ملازمین جو مختلف پراجیکٹس، پروگرامز، پی ایم یوز، پی ایم اوز اور اس طرح کی دوسری وقتی ترقیاتی سرگرمیوں میں مختلف پوسٹوں پر کام کر رہے ہیں، نہیں ہو گا۔

(ب) حکومت ڈیلی ویجز ملازمین کو ریگولر قرار دینے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی، کیونکہ ڈیلی ویجز ملازمین کو روزانہ اجرت کی بنیاد پر کام پر رکھا جاتا ہے اور ان کی اجرت اس مخصوص کام میں وضع کی جاتی ہے۔(Their wages are charged to the work) اور ان کی مستقل بنیادوں پر تعیناتی کا کوئی قانونی جواز نہیں ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ بتایا جائے کہ contract appointment and regular appointment کی تنخواہوں میں جو فرق ہے وہ کیا ہے؟ سکیل ایک سے سکیل 15 تک کے ملازمین جن کو regular کیا گیا ہے کیا ان کی تنخواہوں میں فرق آ گیا ہے نیز یہ بتایا جائے کہ social security benefits کیوں regular appointment پر دیئے جا رہے ہیں؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم چیمہ صاحب نے جو سوال کیا ہے وہ میں پڑھ دیتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ جو بات پوچھ رہے ہیں وہ آپ بتا دیں۔

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ضمنی سوال اصل سوال سے متعلق ہی ہونا ہے۔ انھوں نے سوال یہ کیا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے تمام کنٹریکٹ ملازمین کو مستقل کرنے کے احکامات جاری کئے ہیں اور اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت تمام daily wages ملازمین کو بھی ریگولر قرار دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر! اس سوال پر یہ جو ضمنی سوال کر رہے ہیں اگر کوئی relevancy بنتی ہے تو میں اس کا جواب دینے کو تیار ہوں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! انھوں نے جو جواب دیا ہے تو میں نے اس جواب پر ہی سوال کیا ہے۔ ان کا جو notification جاری کیا گیا اور میری میز پر جواب رکھا گیا ہے میں نے اسی میں سے ضمنی سوال پوچھا ہے اس میں واضح لکھا ہوا ہے کہ:

> They will however not be entitled to the payment of 30 percent social security benefits in lieu of the pension or any other pay package been drawn by them.

میں نے یہی پوچھا ہے کہ contract ملازمین اور regular ملازمین کی تنخواہوں میں فرق کیا ہے؟

جناب سپیکر: اگر فرق ہے تو بتا دیں۔

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جن contract ملازمین کو regular کر دیا گیا ہے ان کو جس basic pay scale میں regular کیا گیا ہے ان کی تنخواہ میں اور

otherwise regular ملازمین کی تنخواہوں میں کوئی فرق نہ ہے۔ وہ as such treat ہوں گے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اسی میں ہے کہ ان کو social security benefit نہیں دیا جا رہا یہ notification میں ہے۔ اگر منسٹر صاحب اسے پڑھ لیں تو واضح ہو جائے گا۔ منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ contract and regular ملازمین کی تنخواہوں میں کوئی فرق نہیں ہے جبکہ میرے ہاتھ میں جو notification ہے اس میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ:

They will however not be entitled to the payment of 30 percent social security benefits in lieu of the pension or any other pay package been drawn by them.

اس طرح منسٹر صاحب کا جواب واضح تو نہ ہوا۔

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ contract ملازمین اور regular ملازمین کی بات کر رہے ہیں تو جو ملازم regular ہو گیا ہے اس میں اور دوسرے میں کیا فرق ہو گا لیکن regular ملازم اور contract ملازم میں تو فرق ہے۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

دفتر صوبائی محتسب کا قیام و دیگر تفصیلات

*4186: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبائی محتسب پنجاب کا ادارہ کب قائم ہوا تھا اس میں اب کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں ان میں کتنے ریگولر اور کتنے کنٹریکٹ یا دوسرے محکمہ جات سے ہیں ان کے نام اور عہدہ جات کیا ہیں؟

(ب) کیا کنٹریکٹ ملازمین کو ریگولر کر دیا گیا ہے اگر ہاں تو کب؟

(ج) کیا ادارہ ہذا کے فیصلہ جات پر عملدرآمد نہ ہونے کی صورت میں حکومت کوئی اقدامات اٹھاتی ہے اگر ہاں تو وہ کیا ہیں؟

(د) ادارہ ہذا کو سال 2007تا31۔دسمبر2008 کتنی شکایات موصول ہوئیں اور اس عرصہ میں کتنی شکایات کا فیصلہ ہوا؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) دفتر صوبائی محتسب پنجاب کا ادارہ 3۔ستمبر1996 میں قائم ہوا اس میں 231 ملازمین کام کر رہے ہیں۔ان میں سے 142 ملازمین ریگولر ہیں 82 ملازمین کنٹریکٹ پر ہیں اور 07 ملازمین دوسرے محکمہ جات سے ہیں۔

(ب) 142 ملازمین کو 2009-10-14 سے وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم کے مطابق ریگولر کر دیا گیا ہے۔ 18 ملازمین کو زائد العمر ہونے کی بناء پر ریگولر نہ کیا جا سکا ان کا کیس قواعد میں نرمی کے لئے چیف سیکرٹری صاحب کو بھیجا گیا ہے۔

(ج) صوبائی محتسب پنجاب جن فیصلہ جات میں حکومت پنجاب کے محکموں کو ہدایات جاری کرتے ہیں اور ان پر عملدرآمد میں تاخیر ہو تو حکومت پنجاب ہر ممکن اقدامات اٹھاتی ہے۔چیف سیکرٹری پنجاب صوبائی محتسب پنجاب کی مشاورت سے وقتاً فوقتاً مختلف محکمہ جات کو تحریری اور براہ راست احکامات جاری کرتے رہتے ہیں جس کے خاطر خواہ نتائج سامنے آتے رہتے ہیں۔اس سلسلہ میں حکومت پنجاب کا تعاون اور رہنمائی نہ صرف تسلی بخش ہے بلکہ ادارہ محتسب پنجاب کے لئے حوصلہ افزا ہے۔

(د) ادارہ ہذا کو 2007 اور 2008 میں درخواستوں کی وصولی اور ان پر کارروائی کے نتیجے میں تکمیل کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

(الف) 2007

-1	2006 کی زیر التوا درخواستیں	2965
-2	2007 میں نئی وصول شدہ درخواستیں	13681
-3	2007 میں نمٹائی جانے والی درخواستیں	13860

(ب) 2008

-1	2007 کی زیر التوا درخواستیں	2786

-2	2008میں نئی وصول شدہ درخواستیں	8997
-3	2008میں نمٹائی جانے والی درخواستیں	5155

ضلع سرگودھا۔مالی امداد، سکالرشپ اور میرج گرانٹ کی وصول ہونے والی درخواستوں کی تفصیلات

*5148: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا سے یکم جنوری2009 سے آج تک صوبائی بنیوولینٹ فنڈ کے دفتر لاہور کو کتنی درخواستیں مالی امداد، سکالرشپ اور میرج گرانٹ کی موصول ہوئیں؟

(ب) ان درخواست دہندگان کے نام اور پتاجات بتائیں؟

(ج) کتنی درخواستیں مسترد ہوئیں اور کس کس بناء پر ہوئیں؟

(د) کتنی درخواستوں پر مالی گرانٹ جاری کی گئی؟

(ہ) کتنی درخواستیں ابھی pending ہیں اور یہ کس کس بناء پر pending ہیں؟

(و) کیا حکومت pending درخواستوں پر عملدرآمد کروانے اور مالی گرانٹ جاری کرنے کاارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف،ب،ج،د،ہ اور و) ضلع سرگودھا میں یکم جنوری2009 سے 31۔دسمبر2009 تک جو درخواستیں وصول ہوئیں، منظور / مسترد کی گئیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

گرانٹ	کل موصولہ درخواستیں	منظور ہوئیں	نامنظور ہوئیں
ماہانہ امداد	150	150	
تعلیمی وظائف	1715	1578	137 نمبر کم ہونے کی وجہ سے مسترد ہوئیں۔
شادی گرانٹ	687	687	

تمام درخواست دہندگان کے نام اور پتاجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ای ڈی او(ریونیو) ضلع گوجرانوالا میں گریڈ17
اور اوپر کی اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5565:ڈاکٹر محمد اشرف چوہان:کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) دفتر ای ڈی او (ریونیو) ضلع گوجرانوالا میں گریڈ17 اور اوپر کی کتنی اسامیاں ہیں، کتنی اسامیاں پُر ہیں اور کتنی خالی ہیں؟

(ب) ان اسامیوں پر کام کرنے والے ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ بتائیں؟

(ج) کتنے ملازمین اس ضلع میں تین یا اس سے زائد عرصہ سے ملازمت کر رہے ہیں؟

(د) کتنے ملازمین کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ اور قانونی کارروائیاں کس کس بناء پر چل رہی ہیں؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) دفتر ای ڈی او(ریونیو) ضلع گوجرانوالا میں گریڈ17 اور اوپر کی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام اسامی	گریڈ	تعداد	پر شدہ	خالی
1	ای ڈی او(ریونیو)	19	01	01	-
2	ڈی ڈی او(سٹاف)	17	01	-	01

ضلع گوجرانوالا میں محکمہ ریونیو کے دیگر گریڈ17 اور اوپر کی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام اسامی	گریڈ	تعداد	پر شدہ	خالی
1	ڈی او(ریونیو)	18	01	01	-
2	ڈی ڈی او(ریونیو)	17	05	05	-
3	ڈی ڈی او(کنسالیڈیشن)	17	01	-	01
4	ڈی ڈی او(جنرل)	17	01	-	01
5	ڈی ڈی او(رجسٹریشن)	17	02	01	01

(ب) ان اسامیوں پر تعینات افسران کے نام، عہدہ اور گریڈ درج ذیل ہیں:-

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ	تاریخ تعیناتی
1	اقبال حسین خان	ای ڈی او(ریونیو)	18	27-04-2010
2	سید سبط حسن	ڈی او(ریونیو)	18	12-09-2008
3	مس نادیہ ثاقب	ڈی ڈی او(ریونیو) گوجرانوالا صدر	17	01-02-2010

4	مس مریم کیانی	ڈی ڈی او(ریونیو) گوجرانوالا سٹی	17	01-02-2010
5	مس سائرہ رشید	ڈی ڈی او(ریونیو)وزیر آباد	17	01-02-2010
6	علی ارشد	ڈی ڈی او(ریونیو)کامونکی	17	27-07-2009
7	وسیم عباس	ڈی ڈی او(ریونیو)نوشہرہ ورکاں	17	19-04-2008
8	علی اکبر	ڈی ڈی او(رجسٹریشن)گوجرانوالا صدر	17	21-05-2010

(ج) کوئی آفیسر ریونیو ڈیپارٹمنٹ گوجرانوالا میں عرصہ تین سال یا اس سے زائد عرصہ سے تعینات نہ ہے۔

(د) محکمہ ریونیو گوجرانوالا میں تعینات افسران میں سے کسی افسر کے خلاف کوئی انکوائری زیر کارروائی(pending)نہ ہے۔

صوبائی بہبود فنڈز بورڈ کے افسروں کے لئے پٹرول / ٹیلی فونز کالز تعین کرنے کی تفصیلات

*5640: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے صوبائی بہبود فنڈز کے افسروں کے لئے پٹرول اور ٹیلی فون کالز تعین کر کے نوٹیفکیشن جاری کر دیا ہے؟

(ب) کیا سیکرٹری بہبود فنڈ کو ماہانہ 175 لٹر پٹرول اور 900 کالز کی سہولت فراہم کی گئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبائی بہبود فنڈز کے افسر انتظامیہ کو 150 لٹر پٹرول اور 600 کالز کی سہولت فراہم کی گئی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبائی بہبود فنڈر کے ایڈمنسٹریٹر الفلاح کو ماہانہ 150 لٹر پٹرول اور 600 کالز کی سہولت فراہم کی گئی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) صوبائی بہبود فنڈ بورڈ ایک خود مختار ادارہ ہے جس نے اپنے افسران کے لئے پٹرول اور ٹیلیفون کالز متعین کرنے کی منظوری دی ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) درست ہے۔

صوبہ میں مختلف پراجیکٹس پر کام کرنے والے اعلیٰ افسران کی تفصیلات

*5789: محترمہ سیمل کامران: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں گریڈtwenty and above افسران اپنی اصل postingکے علاوہ صوبے میں جاری مختلفprojects پر کام کر رہے ہیں؟

(ب) ایسے افسران کی تعداد کیا ہے،ان کے نام اور عہدہ پراجیکٹ کی تفصیل، حاصل کی جانے والی مراعات کی مکمل تفصیل سے معزز ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں!صوبہ پنجاب میں جاری مختلفprojects پر گریڈtwenty and above کے کچھ افسران کام کر رہے ہیں۔

(ب) اس وقت صوبہ پنجاب میں جو افسران مختلف Projects پر اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں ان کی تعداد چھ ہے جن کی فہرست پرچم (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
جہاں تک ان کی مراعات کا تعلق ہے ان کی تفصیل پرچم (ب) تا (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سرکاری رہائش گاہوں میں غیر قانونی قابضین کی تفصیلات

*5822: محترمہ آمنہ الفت: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا حکومت پنجاب کی طرف سے سرکاری رہائش گاہوں میں غیر قانونی قابضین کے خلاف مہم جاری ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت پنجاب نے ایسی الاٹمنٹس کینسل کی ہیں جہاں الاٹی کے بجائے اس کا کوئی رشتہ دار یا کوئی کرایہ دار رہتا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا جی او آر III شادمان میں GA۔19/20 میں سوئی گیس کا ملازم عرصہ دراز سے رہ رہا ہے یہ سرکاری رہائش کس کو الاٹ ہے اور اس سرکاری رہائش کو حکومت خالی کرانے اور ذمہ داران کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) رہائش گاہ نمبر20+19 GA جی او آر –III ڈاکٹر خالدہ شفیق ملازمہ گنگا رام ہسپتال کو 28-06-1995 سے الاٹ شدہ ہے۔26-01-2010 کو الاٹمنٹ پالیسی کے مطابق اسٹیٹ آفیسر S&GAD سپیشل جوڈیشل مجسٹریٹ S&GAD اور سب ڈویژنل آفیسر بلڈنگ جی او آر۔III پر مشتمل ٹیم نے انکوائری کی، انکوائری کے مطابق الاٹی موقع پر موجود پائی گئی رپورٹ تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔رپورٹ کی روشنی میں کسی قسم کی کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

ضلع قصور میں انٹی کرپشن کے ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6136: محترمہ شگفتہ شیخ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:–

(الف) محکمہ انٹی کرپشن نے ضلع قصور کے کتنے سرکاری ملازمین کے خلاف سال2008اور2009 میں کتنے مقدمے درج کئے، کتنے گرفتار کئے اور کتنے ملازمین کے چالان عدالتوں میں زیر سماعت ہیں؟

(ب) ضلع قصور میں کتنے انٹی کرپشن کے افسران و ملازمین تعینات ہیں اور کس کس گریڈ اور کس کس محکمہ سے ڈیپوٹیشن پر آئے ہوئے ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ انٹی کرپشن نے ضلع قصور میں سال2008 اور 2009 میں 183 مقدمات درج کئے اور 17 ملازمین کو جرم ثابت ہونے پر حسب ضابطہ گرفتار کیا۔20 ملازمین کے خلاف چالان سپیشل جج/انٹی کرپشن لاہور کی عدالت میں زیر سماعت ہیں۔

(ب) ضلع قصور میں انٹی کرپشن کے کل افسران و ملازمین کی تعداد 14 ہے جن کے گریڈ اور محکمانہ تفصیل درج ذیل ہے:۔

از دفتر ڈپٹی ڈائریکٹر انٹی کرپشن قصور

نمبر شمار	نام	عہدہ	سکیل	محکمہ
1	ڈاکٹر محمد ظفر اقبال شاکر	ڈپٹی ڈائریکٹر	18	ایس اینڈ جی اے ڈی

2	چودھری انعام الحق	سرکل آفیسر	16	پولیس
3	عابد علی	سٹینوگرافر	12	انٹی کرپشن
4	محمد ظہور الحق	سینئر کلرک	9	انٹی کرپشن
5	فیاض احمد	جونیئر کلرک	7	انٹی کرپشن
6	محمد رمضان	نائب قاصد	1	انٹی کرپشن
7	اسد عبداللہ	نائب قاصد	1	انٹی کرپشن
8	گل شیر خان	چوکیدار	1	انٹی کرپشن
9	محمد سلیم	ڈرائیور	4	انٹی کرپشن
10	غلام احمد بھٹی	کانسٹیبل	5	پولیس
11	امجد علی	کانسٹیبل	5	پولیس
12	محمد امجد	کانسٹیبل	5	پولیس
13	محمد جہانگیر	کانسٹیبل	5	پولیس
14	لڈو چوہان	خاکروب	1	انٹی کرپشن

ضلع وہاڑی، انٹی کرپشن کے عملہ کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6291: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع وہاڑی میں محکمہ انٹی کرپشن کا کتنا عملہ کام کر رہا ہے؟

(ب) محکمہ انٹی کرپشن ضلع وہاڑی میں سال 09-2008 اور 10-2009 کے اخراجات بتائیں؟

(ج) محکمہ ہذا کے وہاڑی میں کتنے تھانہ جات ہیں؟

(د) یکم جنوری 2009 سے آج تک ضلع ہذا کے کتنے ملازمین کے خلاف محکمہ انٹی کرپشن کے کس کس تھانہ میں مقدمات درج ہوئے؟

(ہ) کرپشن میں ملوث کتنے ملازمین کو گرفتار کیا گیا اور کتنے ملازمین کو گرفتار نہیں کیا۔ جن کو گرفتار نہیں کیا گیا ان کے نام، عہدہ، گریڈ بتائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ انٹی کرپشن ضلع وہاڑی میں کل 16 ملازمین کام کر رہے ہیں۔

(ب) محکمہ انٹی کرپشن ضلع وہاڑی میں سال 09-2008 اور 10-2009 کے اخراجات کی تفصیل:-

سال	بجٹ	اخراجات
2008-09	3643000/-	3561143/-
2009-10	3301700/-	2979533/-

(ج) محکمہ انٹی کرپشن کا ضلع وہاڑی میں ایک ہی تھانہ ہے۔

(د) یکم جنوری2009 سے آج تک ضلع ہذا کے 122 ملازمین کے خلاف مقدمات درج ہوئے۔ 121 ملازمین کے خلاف مقدمات تھانہ انٹی کرپشن وہاڑی میں درج ہوئے جبکہ ایک ملازم کے خلاف تھانہ انٹی کرپشن ملتان ریجن میں مقدمہ درج ہوا۔

(ہ) کرپشن میں ملوث 24 ملازمین کو الزامات ثابت ہونے پر گرفتار کیا گیا جبکہ ایک ملازم تنویر احمد انسپکٹر پولیس (BS-14) کی گرفتاری کی کوشش کی جارہی ہے۔

محکمہ انٹی کرپشن ضلع منڈی بہاؤالدین، ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6300: جناب آصف بشیر بھاگٹ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں محکمہ انٹی کرپشن کا کتنا عملہ کام کر رہا ہے؟

(ب) مذکورہ ضلع میں محکمہ انٹی کرپشن کے سال 09-2008 اور 10-2009 کے اخراجات بتائیں؟

(ج) محکمہ ہذا کے مذکورہ ضلع میں کتنے تھانہ جات ہیں؟

(د) یکم جنوری2009 سے آج تک ضلع ہذا کے کتنے ملازمین کے خلاف محکمہ انٹی کرپشن کے کس کس تھانہ میں مقدمات درج ہوئے؟

(ہ) کتنے ملازمین کو گرفتار کیا گیا ہے ان کے نام عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں اس وقت بارہ (12) افراد پر مشتمل عملہ کام کر رہا ہے۔

(ب) مذکورہ ضلع میں سال 09-2008 اور 10-2009 میں اب تک کئے گئے اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سال 09-2008 -/1815816 روپے

سال 10-2009 -/2149535 روپے (31۔مئی 2010 تک)

(ج) ضلع منڈی بہاؤالدین میں محکمہ انٹی کرپشن کا صرف ایک تھانہ ہے۔

(د) ضلع انٹی کرپشن منڈی بہاؤالدین میں یکم جنوری2009 سے آج تک مختلف محکمہ جات کے ملازمین کے خلاف اندراج شدہ مقدمات کی تعداد 17 ہے۔

(ہ) دو ملازمین کو گرفتار کیا گیا ہے جن کا عہدہ، گریڈ اور نام درج ذیل ہیں:

1۔ شاہد شعود رنداواھاڈسٹرکٹ آفیسر پاپولیشن گریڈ17

2۔ سید ضمیر حسین سیکرٹری یونین کونسل گریڈ05

سرگودھا میں محکمہ انٹی کرپشن کے دفاتر، ملازمین اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*6357: محترمہ زوبیہ رُباب ملک: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ کے کون کون سے دفاتر کس کس جگہ چل رہے ہیں؟

(ب) ان میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ج) محکمہ انٹی کرپشن کے کن کن ملازمین کے خلاف اس وقت محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے؟

(د) کتنے ملازمین ڈیپوٹیشن پر کام کر رہے ہیں؟

(ہ) ڈیپوٹیشن پر کام کرنے والے ملازمین کا تعلق کس کس محکمہ سے ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) انٹی کرپشن پنجاب کے ضلع سرگودھا میں مندرجہ ذیل دو دفاتر ہیں:-

1۔ دفتر ریجنل ڈائریکٹر، انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ، سرگودھا واقع ضلع کونسل سرگودھا۔

2۔ سرکل آفس، انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ، سرگودھا واقع میلہ منڈی روڈ سرگودھا۔

(ب) ان میں 77 ملازمین کام کر رہے ہیں۔

(ج) کسی کے خلاف کوئی محکمانہ کارروائی نہیں ہو رہی ہے۔

(د) محکمہ انٹی کرپشن میں ڈپوٹیشن پر کام کرنے والے ملازمین کی تعداد 28 ہے۔

(ہ) محکمہ انٹی کرپشن ضلع سرگودھا میں ڈپوٹیشن پر کام کرنے والے ملازمین کا تعلق مندرجہ ذیل محکموں سے ہے:-

محکمہ مال	4
محکمہ قانون	2
محکمہ لوکل گورنمنٹ	1
محکمہ پولیس	21

پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کا قیام و دیگر تفصیلات

*6522: میاں نصیر احمد: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کا قیام کب عمل میں لایا گیا؟

(ب) تمام صوبائی ملازمین کی تنخواہ سے اس مد میں سکیل وار کتنی کٹوتی کی جارہی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سرکاری ملازم کی وفات کے بعد اس کی بیوہ یا لواحقین کو بغیر کسی معاوضے کے گھر فراہم کیا جائے گا اگر ہاں تو ان کے لئے کیا طریق کار اختیار کیا جاتا ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کا قیام ایکٹ X آف 2004 کے تحت 10۔ مارچ 2004 کو عمل میں آیا۔

(ب) ایسے صوبائی ملازمین جنہوں نے فاؤنڈیشن کی ممبر شپ اختیار کی ہوئی ہے ان کی تنخواہ سے ماہانہ کٹوتی مئی 2005 سے کالم (الف) میں دی گئی شرح سے کی جا رہی ہے۔فاؤنڈیشن کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی منظوری کے بعد کٹوتی کی ماہانہ شرح مارچ 2010 سے بڑھا دی گئی ہے۔ آئندہ سے کٹوتی کالم (ب) میں دی گئی شرح سے کی جائے گی۔جس کے لئے اکاؤنٹنٹ جنرل اور تمام ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس افسران کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔

(الف)		(ب)	
بنیادی سکیل	ماہانہ کٹوتی	بنیادی سکیل	ماہانہ کٹوتی
1تا4	-/500روپے	1تا4	-/800روپے
5تا7	-/600روپے	5تا7	-/800روپے
8تا12	-/700روپے	8تا12	-/1200روپے
13تا15	-/900روپے	13تا15	-/1500روپے
16	-/900روپے	16	-/2000روپے
17تا18	-/1200روپے	17تا18	-/2400روپے
19تا22	-/1800روپے	19تا22	-/3600روپے

(ج) یہ درست نہیں ہے۔پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن ایکٹ 2004 کے سیکشن 17(5) کے تحت مکان کی پوری قیمت وصول کرنے کے بعد ہی الاٹی ممبر کو مکان کا قبضہ دیا جائے گا۔قانون میں حاضر سروس یا ریٹائرڈ سرکاری ملازم کی وفات کے بعد اس کی بیوہ یا لواحقین کو بغیر کسی معاوضہ کے گھر فراہم کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کا قیام و دیگر تفصیلات

*6612: محترمہ نسیم ناصر خواجہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کا قیام کب عمل میں لایا گیا؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ جو ملازمین مذکورہ فاؤنڈیشن کے ممبر ہیں،ان کی تنخواہ سے کٹوتی کی جارہی ہے؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ حاضر سروس یاریٹائرڈ سرکاری ملازم کی وفات کے بعد اس کی بیوہ یا لواحقین کو بغیر کسی معاوضے کے گھر فراہم کیا جائے گا؟

(د) اگر جواب اثبات میں نہ ہے تو کیا حکومت اس بات کا ارادہ رکھتی ہے کہ وفات پانے والے حاضر سروس یاریٹائرڈ سرکاری ملازمین کی بیواؤں کو بلا معاوضہ گھر فراہم کرے گی،اگر ہاں تو وفات کے بعد کتنے عرصے میں گھر فراہم کرے گی،اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کا قیام ایکٹX آف 2004کے تحت 10۔مارچ2004کو عمل میں آیا۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔

(د) پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن ایکٹ2004 کے سیکشن (5)17 کے تحت مکان کی پوری قیمت وصول کرنے کے بعد ہی الاٹی ممبر کو مکان کا قبضہ دیا جائے گا۔قانون میں حاضر سروس یاریٹائرڈ سرکاری ملازم کی وفات کے بعد اس کی بیوہ یا لواحقین کو بغیر کسی معاوضہ کے گھر فراہم کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

سیکشن آفیسرز کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کی تفصیلات

*6790:ڈاکٹر سامیہ امجد:کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ایس اینڈ جی اے ڈی میں سیکشن آفیسرز کی اسامیاں کس فارمولے کے تحت پُر کی جاتی ہیں؟

(ب) 1997 سے 2007تک سیکشن آفیسرز کی کتنی خالی اسامیاں پُر کی گئیں؟

(ج) 1997 سے 2007تک پُر کی گئی اسامیوں میں سے کتنی by promotionاور کتنی پبلک سروس کمیشن کے ذریعے پُر کی گئیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ اسامیوں کو پُر کرتے وقت (50/50) کوٹا کو قواعد کے تحت مدنظر نہ رکھا گیا؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضابطے کی خلاف ورزی پر متاثرہ اشخاص نے درخواستیں دی تھیں؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈیپوٹیشن، ٹریننگ اور چھٹیوں کے لئے مخصوص نشستوں پر بھی بعض افراد کو بطور سکیشن آفیسر ترقی دی گئی؟

(ز) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے مذکورہ درخواستوں پر اب تک کیا کارروائی کی ہے اور اگر کوئی کارروائی نہیں کی گئی تو اس کی وجوہات کیا ہیں نیز جن افسران واہلکاران نے مذکورہ اسامیاں پُر کرتے وقت قواعد وضوابط کی خلاف ورزی کی ان کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے اگر کوئی کارروائی نہیں کی گئی تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) S&GAD میں سیکشن آفیسرز کی اسامیاں سیکشن آفیسرز سروس رولز1962اور پنجاب پراونشل مینجمنٹ سروس رولز (PMS)2004 کے تحت پُر کی جاتی رہی ہیں جس میں مندرجہ ذیل کوٹا طے کیا گیا ہے جس کی کاپی ایوان کی میز پُر رکھ دی گئی ہے۔

Direct	50%
Promotion	50% {Tehsildar 20% Superintendent/ Private Secretary 20%, Ministerial 10%}

(ب) 1997 سے 2007 تک سیکشن آفیسرز کی کل 577 اسامیاں پُر کی گئیں۔

(ج) 1997 سے 2007 تک 323 اسامیاں promotion by پُر کی گئیں اور 254 اسامیاں پبلک سروس کمیشن کے ذریعے پُر کی گئیں۔

(د) یہ درست نہیں ہے بلکہ مذکورہ اسامیوں کو پُر کرتے وقت جز (الف) میں درج کوٹا اور رولز کو مدنظر رکھا جاتا رہا ہے۔

(ہ) نہیں یہ درست نہ ہے کیونکہ کسی ضابطے کی نہ تو کوئی خلاف ورزی کی گئی اور نہ کوئی شخص متاثر ہوا اور نہ ہی کسی نے اس کے متعلق درخواست دی۔

(و) یہ درست نہیں ہے کہ ڈیپوٹیشن، ٹریننگ اور چھٹیوں کی مخصوص نشستوں پر کسی فرد کو بطور سیکشن آفیسر انفرادی طور پر ترقی دی گئی بلکہ یہ پوسٹیں فنانس ڈیپارٹمنٹ کے نوٹیفکیشن کے

تحت cadre strength میں شامل کر دی گئی تھیں لہذا یہ پروموشن کے لئے بھی شمار ہوتی تھیں۔متعلقہ نوٹیفکیشن کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ز) اوپر بیان کئے گئے حقائق کی روشنی میں جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ کسی افسر اور اہلکار نے مذکورہ اسامیاں پُر کرتے وقت کسی قاعدے اور ضابطے کی کوئی خلاف ورزی نہ کی ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ضلع ننکانہ صاحب میں پولیس بھرتیوں کی تفصیلات

53:جناب شاہجہاں احمد بھٹی:کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ننکانہ صاحب کو ضلع کا درجہ دینے کے بعد اس ضلع میں پولیس میں کتنی بھرتیاں کی گئیں، ان کے نام، عہدہ، تعلیمی قابلیت اور ڈومیسائل کی تفصیل بیان کریں؟

(ب) ان بھرتیوں کے میرٹ کا طریق کار کیا تھا؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ننکانہ صاحب ضلع مورخہ 01-07-2005 کو بنااور ضلع بننے کے بعد ننکانہ صاحب میں ایک ہی بھرتی مورخہ 30-06-2006 کو ہوئی جس میں

کانسٹیبل	286
لیڈی کانسٹیبل	3
ڈرائیور	10

ٹوٹل امیدوار 299 بھرتی ہوئے جن کے نام، عہدہ، تعلیمی قابلیت اور ڈومیسائل کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) بھرتی سٹینڈنگ آرڈر کے مطابق ہوئی۔سب سے پہلے اخبار میں اشتہار دیا گیا۔جن امیدواران نے حصہ لیاان کی فزیکل میرمنٹ اور دوڑ کے بعد جو امیدواران کامیاب ہوئے ان کو تحریری ٹیسٹ میں شامل کیا گیااور تحریری ٹیسٹ میں کامیاب امیدواران کے انٹرویو کے بعد لسٹ لگائی گئی اور کامیاب امیدواران کے میڈیکل کے بعد فائنل بھرتی لسٹ لگائی گئی۔

الفلاح بلڈنگ لاہور کی دکانوں کی تفصیلات

79: محترمہ زیب جعفر: کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) الفلاح بلڈنگ لاہور گراؤنڈ فلور کی دکانات کتنے کرایہ پر لوگوں کو دی گئی ہیں الگ الگ تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) یہ دکانیں کتنے عرصہ کے لئے لوگوں کو دی گئی ہیں؟

(ج) ان دکانات کو کرایہ پر دینے کا کیا طریق کار تھا، نیز ان دکانات کی اگلی نیلامی کرایہ کب ہو گی؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) صوبائی بہبود فنڈ بورڈ حکومت پنجاب بہبود فنڈ آرڈیننس 1960 کے تحت وجود میں آیا اور الفلاح بلڈنگ 1962 میں بورڈ نے تعمیر کروائی۔

صوبائی بہبود فنڈ بورڈ کے تمام اخراجات حکومت پنجاب کے ملازمین کی تنخواہوں میں سے کی جانے والی بہبود فنڈ کی کٹوتی اور بلڈنگ کے کرایہ سے ملنے والی رقوم سے پورے کئے جاتے ہیں۔یہ فنڈز حکومت پنجاب کے ملازمین اور ان کے اہل خانہ کی فلاح و بہبود کے لئے بہبود فنڈ قوانین کے مطابق استعمال کئے جاتے ہیں اور حکومت پنجاب اس سلسلے میں کوئی فنڈ، گرانٹ یا بجٹ فراہم نہیں کرتی نیز یہ بھی قابل ذکر ہے کہ حکومت پنجاب کے ملازمین کی تمام ایسوسی ایشنوں/یونینز کے نمائندے اس بورڈ کے مستقل ممبر ہیں اور بورڈ کی تمام آمدن واخراجات بورڈ ممبران کی باقاعدہ منظوری کے بعد بنائے جاتے ہیں۔

الفلاح بلڈنگ کے گراؤنڈ فلور پر کل 52 دکانیں ہیں جن کی تفصیل منسلکہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ تمام دکانیں/دفاتر Punjab Autonomous Immovable property Ordinance, 1961 as amended by Punjab ordinance No. III of 1978 کے مطابق لیز پر دی گئی ہیں اور اسی قانون کے مطابق دی جاتی ہیں اور یہ lease قابل تجدید ہے۔

(ج) جیسا کہ جز(ب) میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ تمام دکانیں اور دفاتر Punjab Autonomous Immovable property Ordinance,1961as amended by Punjab ordinance No. III of 1978 کے مطابق lease پر دی گئی ہیں اور اسی قانون کے

مطابق دی جاتی ہیں اور lease قابل تجدید ہے۔مزید برآں اس سلسلے میں اخبارات میں باقاعدہ اشتہار بھی دیا جاتا ہے جہاں تک اگلی نیلامی کا تعلق ہے فی الحال گراؤنڈ فلور پر کوئی دکان دستیاب نہ ہے۔

پنجاب میں ٹاسک فورسز کی تعداد و دیگر تفصیلات

170:جناب امجد علی میو:کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

پنجاب میں کتنی ٹاسک فورسز ہیں اور ان کے چیئرمین اور ممبران کی ماہانہ مراعات کی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

حکومت پنجاب کے زیر نگرانی 28 ٹاسک فورسز کام کر رہی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1. 18 ٹاسک فورسز کے چیئرمین بغیر تنخواہ کے کام کر رہے ہیں تاہم ان کو صرف سرکاری گاڑی مع ڈرائیور کی سہولت مہیا کی گئی ہے۔(جناب شجاع خانزادہ، ایم پی اے تین ٹاسک فورسز کے چیئرمین ہیں تاہم وہ صرف ایک سرکاری گاڑی استعمال کر رہے ہیں)
2. 3 ٹاسک فورسز کے چیئرمین صاحبان مکمل اعزازی طور پر کام کر رہے ہیں۔
3. سپورٹس، آئی ٹی، انڈسٹریز، ایس اینڈ جی اے ڈی اور ماحولیات کے محکمہ جات کی ٹاسک فورسز کے سات چیئرمین صاحبان (پروفیشنلز) کو اعزازیہ بھی دیا جاتا ہے۔(تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

جناب محمد نوید انجم:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی، فرمائیں!

جناب محمد نوید انجم:جناب سپیکر! میں نے اخبار میں پڑھا ہے کہ ایوان کے معزز ممبران کو پنجاب اسمبلی میں آنے سے روک دیا گیا، کیا یہ درست ہے؟

جناب سپیکر:کن کو رُوکا گیا ہے؟

جناب محمد نوید انجم:جناب سپیکر! یہ آج کے ایک اخبار میں چھپا ہوا ہے کہ انہیں گوشوارے جمع نہ کرانے پر روکا گیا ہے۔

جناب سپیکر:جی، یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

پوائنٹ آف آرڈر

سرگودھا میں ہائیکورٹ بنچ کے قیام کا مطالبہ

(۔۔۔جاری)

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، جلدی جلدی فرمائیں لیکن relevant بات کریں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میں relevant بات کروں گا۔ میں آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ سرگودھا ڈویژن کو بنے ہوئے کم از کم چالیس سال ہو گئے ہیں اور اس کے بعد بننے والے شہروں میں لاہور ہائیکورٹ کا بنچ بنا دیا گیا ہے لیکن سرگودھا میں ابھی تک لاہور ہائیکورٹ کا بنچ نہیں بنا۔ میری لاء منسٹر صاحب سے یہ گزارش ہے کہ جس طرح فیصل آباد میں ہائیکورٹ کا بنچ بنانے کے لئے ایک summary move ہوئی ہے تو سرگودھا ڈویژن کا بھی حق بنتا ہے کیونکہ سرگودھا ڈویژن چار اضلاع پر مشتمل ہے جس میں خوشاب، سرگودھا، میانوالی اور بھکر آتا ہے اور سرگودھا ڈویژن کی سرحدیں صوبہ خیبر پختونخواہ سے ملتی ہیں۔ لوگوں کو دور دراز سفر کر کے انصاف کے لئے لاہور آنا پڑتا ہے۔ میری آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب سے یہ گزارش ہے کہ سرگودھا ڈویژن میں بھی لاہور ہائیکورٹ کا بنچ بنایا جائے۔ جب پچھلے دنوں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب سرگودھا تشریف لے گئے تھے تو انہوں نے سرکٹ بنچ بنانے کا وعدہ فرمایا تھا لیکن ابھی تک سرکٹ بنچ بنانے کا وعدہ پورا نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: جی، اب بس کریں۔ آپ کی بات سن لی ہے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے گزشتہ جمعہ والے دن food items پر خصوصی مہربانی فرماتے ہوئے مہنگائی پر بحث رکھی تھی لیکن جب جمعہ کی نماز کا وقت ہو گیا تو دو چار معزز ممبران نے صرف slaughtering قسم کا اظہار کیا تھا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ مہنگائی جیسے انتہائی burning issue پر آپ بحث کروائیں کیونکہ اس پر بہت اہم تجاویز ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے اس کو دیکھیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے اس دن خود فرمایا تھا کہ میں ٹائم دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، میں نے دیا تھا اور اس پر کل کا دن اسی لئے رکھا تھا لیکن کل آپ نے خود ٹائم ضائع کر دیا تھا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے تو کوئی ضائع نہیں کیا۔ چلیں، آج اس پر ٹائم رکھ لیں کیونکہ یہ انتہائی burning issue ہے۔

جناب سپیکر: اگر اس کی کوئی adjustment ہو سکتی ہے تو دیکھتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں ایک اہم پوائنٹ پر بات کرنا چاہتا ہوں اور میرے بات کرنے سے اگر کسی دوست کی دل آزاری ہو تو اس کے لئے میں پہلے معذرت خواہ ہوں۔ میں نے کل کے اخبار میں یہ خبر پڑھی ہے کہ وزیر قانون رانا ثناء اللہ صاحب کو قتل کرنے کے لئے گورنر صاحب اور رحمٰن ملک صاحب نے ان کی تصویریں گامے شاہ کربلا کے وقوعہ کے بعد عالم دین کو دیں کہ رانا ثناء اللہ صاحب کی اور سپاہِ صحابہ کی تصویریں اکٹھی ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب political workers کے ساتھ اس طرح کے معاملات ہوں گے تو میں وزیر اعظم پاکستان سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اس معاملے کی تحقیق کروائیں اور اگر ایک خبر اخبار میں چھپتی ہے تو اس کی پوری تحقیق کرنی چاہئے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کن کو کہہ رہے ہیں اور کون تحقیق کرے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): پوری تحقیق کرنی چاہئے تاکہ اگر کوئی غلط فہمیاں ڈالنے کی کوشش کرتا ہے تو اس کو بھی ہمیں کنٹرول کرنا چاہئے۔ آخر ہم نے بھی ووٹ لئے ہوئے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے کو ہاؤس میں debate کرنے کا کوئی مقصد نہیں بنتا۔ اگر میرے بھائی کو اس سلسلے میں کوئی تشویش ہے تو وہ میرے ساتھ علیحدہ بیٹھ کر بات کر لیں۔ میں ان کو اس بارے پوری طرح سے آگاہ کر دوں گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے آپ علیحدہ بیٹھ کر بات کر لیں۔ رانا ارشد صاحب! آپ کو بھی بات سمجھ آ گئی ہے اور مجھے بھی آ گئی ہے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں نے دو تین دفعہ آپ سے پوائنٹ آف آرڈر پر گزارش کی ہے لیکن لاء منسٹر صاحب کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! آپ سرگودھا والوں کی بات بھی سن لیں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! سرگودھا ڈویژن کا یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔ ہم سرگودھا ڈویژن کے سارے ایم پی ایز آپ سے گزارش کرتے ہیں کہ لاء منسٹر صاحب اس پر اپنی کوئی سٹیٹمنٹ ضرور دیں تاکہ ہمیں پتا چلے کہ سرگودھا ڈویژن میں لاہور ہائیکورٹ کا بنچ بن رہا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: رانا صاحب! یہ لاہور ہائیکورٹ کا بنچ بنوانا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معاملہ یہ ہے کہ فیصل آباد میں ہائیکورٹ بنچ بنانے کا مطالبہ کافی عرصے سے کیا جا رہا ہے اور حکومت پنجاب نے ایک ریفرنس چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ کو بسلسلہ consultation establishment of bench, High Court Bench at Faisalabad بھیجا جس کو ہائیکورٹ نے hold کیا اور فرمایا ہے کہ اس سلسلے میں ایک رٹ پٹیشن sub-judice ہے، جب تک اس کا فیصلہ نہیں ہو جاتا اس وقت تک ہم اس پر consultation دینے کی position میں نہیں ہیں۔ اب وہ معاملہ ہائیکورٹ کی ہدایت کے تحت sub-judice ہے۔ سرگودھا کا معاملہ اس انداز میں اٹھایا جا رہا ہے تاکہ ہر طرف سے شور پڑ جائے کہ فلاں شہر میں بھی بنچ بننا چاہئے، فلاں شہر میں بھی بننا چاہئے تاکہ کہیں بھی نہ بنے۔

جناب سپیکر: پہلے فیصل آباد والوں کا بن لینے دیں اس کے بعد آپ کی باری بھی آ جائے گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! فیصل آباد میں بنچ بنانے کا معاملہ under process ہے اور اس پر چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ کی consultation آنے دیں اس کے بعد سرگودھا کے معاملے کو بھی take up کر لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ میرے خیال میں اب تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ بھی فرمالیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!13۔فروری 2009 کو وقفہ سوالات میں میاں نصیر صاحب نے GOR-III میں گرین بیلٹ کے اوپر کوارٹر کی تعمیر کے حوالے سے ایک question raise کیا تھا اس پر رانا ثناء اللہ صاحب سے بھی میٹنگ ہوئی۔ انہوں نے ہاؤس میں کہا تھا کہ وہاں گرین بیلٹ پر کسی بھی بندے کو کوارٹر بنانے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ میں نے دوبارہ 15۔جون 2009 کو یہ مسئلہ ایوان میں اٹھایا جس پر پھر یہ یقین دہانی کرائی گئی کہ اگر کوئی ہمسایہ شکایت کرے گا تو اس پر action لیا جائے گا۔

جناب سپیکر! اس وقت موجودہ صورتحال یہ ہے کہ تمام تر یقین دہانیوں کے باوجود وہ کوارٹر وہاں پر تعمیر ہو چکا ہے اور شامی نامی آدمی جس کے لئے یہ سرونٹ کوارٹر تعمیر کروایا جا رہا تھا اس نے ہائر ایجوکیشن سے ایک انکوائری کمیٹی تشکیل کروائی۔ اس انکوائری آفیسر نے اپنی رپورٹ میں محکمہ کو complaint کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس میں صریحاً محکمہ کی غلطی ہے اور وہاں پر کوارٹر نہیں بننا چاہئے تھا۔ انکوائری آفیسر نے پروفیسر ادریس کے حق میں فیصلہ دیتے ہوئے اپنی رپورٹ میں یہ تجویز کیا ہے کہ higher level کی ایک کمیٹی بنائی جائے جو اس کا فیصلہ کرے اور یہ کوارٹر ملک ادریس کو دیا جائے کیونکہ اُس کے پاس کوارٹر نہیں ہے اور جو بندہ وہاں پر تعمیر کروا رہا تھا اس کے پاس already موجود ہے۔ یہ کوارٹر چونکہ پروفیسر ادریس کے بالکل سامنے ہے اور ان کے پاس کوارٹر بھی نہیں ہے لہذا انہیں دیا جائے۔ اب انکوائری کمیٹی کی رپورٹ میں آپ کے توسط سے منسٹر صاحب کو دینا چاہتی ہوں کہ یہ اس کو کمیٹی کے سپرد کریں اور اس کو اس کا حق دلوائیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں مزید ایک بات آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتی ہوں کہ میرا آج سوال 5822 آنہیں سکا لیکن اس کا جواب بالکل غلط ہے اس کے لئے میں آپ کی اجازت سے ایک تحریک استحقاق جمع کروانے جا رہی ہوں کیونکہ اس کا جواب بھی اسی حوالے سے ہے کہ غیر سرکاری رہائش گاہوں پر غیر قانونی قبضے ہیں۔ جس خاتون کے حوالے سے میں نے یہ سوال کیا تھا اس کا بھائی وہاں پر رہ رہا ہے اور محکمہ نے بالکل غلط لکھا ہے۔ میں خود وہاں گئی تھی اور دیکھ کر آئی تھی کہ وہاں پر اس خاتون کا بھائی رہ رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ طریق کار کے مطابق چلیں اور آپ کی تحریک استحقاق آنے پر اسے دیکھتے ہیں۔

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! حکومت پنجاب کی پالیسی کے مطابق گریڈ 1 سے 15 تک کے ملازمین کو regular کیا گیا ہے جو کنٹریکٹ پر تھے۔ اسی طرح BHUs کے اندر انہوں نے supervisor nutrition کنٹریکٹ پر رکھے ہوئے ہیں جو سارے MA/MBA پاس لڑکے ہیں اور وہ پنجاب کے تقریباً اڑھائی ہزار BHUs میں کام کر رہے ہیں مگر انہیں ریگولر نہیں کیا گیا تو کیا رانا صاحب اس کے متعلق کوئی ارادہ رکھتے ہیں کہ انہیں بھی اسی طرح ریگولر کیا جائے گا؟

محکمہ مال کا حلقہ پی پی۔113 میں سرکاری اراضی فروخت کرنا

میاں طارق محمود: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرے حلقہ پی پی۔113 گجرات میں 2423 کنال اراضی کا بڑا اہم issue ہے جسے بلاوجہ محکمہ ریونیو نے اس کا اندراج آسائش دیہہ چراگاہ سے تبدیل کر کے شاملات دیہہ کر دیا ہے اور پھر اس کے پہلے ہونے والے انتقالات کو غیر مؤثر قرار دیا گیا ہے لیکن اس کے باوجود وہاں پر اسی طرح وہ لوگ کالونیاں بنا کر estate land کو فروخت کر رہے ہیں اور یہ جگہ road پر ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اس کا notice لیں کیونکہ یہ 2423 کنال رقبہ حکومت کا ہے جسے لوگ پلاٹ بنا کر فروخت کر رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ اس بارے میں تحریری طور پر دیں کیونکہ محکمہ کی طرف سے جواب آنے کے بعد ہی کچھ عرض کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: مجھے تو لگتا ہے کہ محکمہ اس حوالے سے fail ہو گیا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! اس حوالے سے میرا سوال بھی تھا لیکن اس دن وقت ختم ہو گیا اور میرے سوال کا نمبر نہیں آ سکا۔ اس حوالے سے مکمل تفصیلات میرے پاس ہیں جن کے مطابق وہاں پر

بہت زیادہ گڑ بڑ ہوئی ہے اور محکمہ ریونیو نیچے سے لے کر اوپر تک اس میں ملوث ہے اور یہ اربوں روپے کی پراپرٹی حکومت کے کام آنے کے علاوہ عوام کی فلاح و بہبود کے لئے بھی استعمال ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر: آپ اپنی تفصیلات رانا صاحب تک پہنچا دیں۔

میاں طارق محمود: جی، مہربانی۔

میاں نصیر احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! آمنہ الفت صاحبہ نے گرین بیلٹ پر ناجائز گھر بنانے سے متعلق بات کی تھی جس کے بارے میں ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی بنائی گئی کمیٹی نے رپورٹ پیش کی ہے تو اس بارے میں فیصلہ کرنے کے حوالے سے بھی آپ رپورٹ لے لیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! وہ پوچھ رہے ہیں گرین بیلٹ پر بنے گھر کی کیا رپورٹ آپ کے پاس ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ رپورٹ ابھی انہوں نے مجھے دی ہے تو میں اسے دیکھ کر کچھ عرض کروں گا۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 10/544 سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی ہے جس کا جواب آنا ہے۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا ابھی جواب نہیں آیا لہذا اسے اگلے ہفتے تک pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 10/559 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے جو کہ پڑھی جا چکی ہے اور اس کا بھی جواب آنا ہے۔ جی، رانا صاحب!

شمالی لاہور میں عوام کی سہولت کے لئے روٹ جاری کرنے اور بسیں چلانے کا مطالبہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثنا اللہ خان): جناب سپیکر!اس کا جواب ایسے ہے کہ اربن ٹرانسپورٹ سسٹم کے تحت جتنی بھی ٹرانسپورٹ کمپنیاں بسیں چلا رہی ہیں،ان سب کو باقاعدہ طور پر جانچ پڑتال اور تمام قانونی ضابطے پورے کرنے کے بعد اجازت دی گئی ہے۔یہ بات سچ ہے کہ لاہور شہر کے تمام روٹوں پر بسیں دستیاب نہ ہیں لیکن اس کی وجہ اربن ٹرانسپورٹ کا مسلسل خسارہ ہے جو کہ ڈیزل کی قیمت میں اضافہ سے کئی گنا بڑھ گیا ہے۔حکومت ٹرانسپورٹ سیکٹر کو منافع بخش بنانے کے لئے مختلف سکیمیں متعارف کروا رہی ہے جس کے تحت نئی بسوں پر 20 فیصد پیشگی سبسڈی اور اس کے ساتھ ساتھ آپریشنل سبسڈی بھی مہیا کی جائے گی۔حکومت نے پہلے سے موجود بسوں کے لئے 2006 کی باقی ماندہ آپریشنل سبسڈی بھی ادا کر دی ہے اور -/1250 روپے فی بس روزانہ کے حساب سے تمام اربن بس آپریٹرز کو آپریشنل سبسڈی دینے کا ارادہ رکھتی ہے جس سے ان کے مالی مسائل میں کمی واقع ہو گی اور ٹرانسپورٹ کا نظام مزید بہتر ہو گا۔مزید لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی لاہور کے مختلف روٹوں پر بتدریج ضرورت کے مطابق بسیں چلانے پر کام کر رہی ہے۔تین مزید کمپنیوں کے ساتھ معاہدے تقریباً تکمیل ہونے کو ہیں جس کے بعد بسیں مختلف روٹس پر چلائی جائیں گی جس سے لاہور کے اربن ٹرانسپورٹ کے مسائل حل ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: اس تحریک کو Rule 83-c کے تحت dispose of کیا گیا ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 10/588 چودھری علی اصغر منڈا صاحب کی ہے جس کا جواب آنا ہے۔جی،لا منسٹر صاحب!

وزیر اعلیٰ کی جانب سے صوبہ میں امتحانی فیس -/350روپے کی معافی اور تعلیمی بورڈوں کا انرولمنٹ کی مد میں -/700روپے وصول کرنے سے طلباء وطالبات کو پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم کے مطابق تمام سرکاری سکولوں کے طلباء وطالبات کی سیکنڈری سکول کے امتحانات میں رجسٹریشن و سپورٹس اور داخلہ فیس ختم کر دی گئی ہے تاہم پرائیویٹ اور الحاق شدہ اداروں کے امیدواروں کو یہ فیس ادا کرنا پڑتی ہے اور متذکرہ بالا اقدام کی وجہ سے تمام بورڈز کی آمدنی میں خاصی کمی واقع ہوئی ہے۔ اوسطاً فی امیدوار امتحانی اخراجات حاصل شدہ فیس سے زیادہ ہیں۔ مزید برآں بورڈز میں مختلف امتحانی ڈیوٹی سرانجام دینے والے اساتذہ کرام کے معاوضہ جات میں بھی جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے 50 فیصد اضافہ کر دیا ہے۔ مزید یہ کہ حکومت پنجاب فنانس ڈیپارٹمنٹ نوٹیفکیشن نمبر such & such dated 15-7-2010 کے مطابق بورڈ ملازمین کی 50 فیصد تنخواہوں میں اضافہ کیا گیا جس کی وجہ سے بورڈ کے اخراجات مزید بڑھ گئے۔ تمام امتحانی بورڈز کو اپنے اخراجات بشمول ملازمین کی تنخواہیں خود اپنے ذرائع سے پورے کرنے ہوتے ہیں۔ واضح رہے کہ بورڈ کو حکومت کی طرف سے کسی قسم کی کوئی گرانٹ نہیں دی جاتی۔ مالی مشکلات اور مہنگائی میں روز افزوں اضافہ کی وجہ سے بورڈ کو دیوالیہ ہونے سے بچانے اور امتحانات کے مناسب انتظامات کرنے کے لئے مورخہ 28-05-2010 کو پنجاب بورڈز کمیٹی آف چیئرمین کے اجلاس میں فیسوں میں اضافہ کا فیصلہ کیا گیا۔ اگر یہ فیسیں نہ بڑھائی جاتیں تو بورڈ کے لئے امتحانات کا انعقاد کرانا انتہائی مشکل تھا۔ جہاں تک اسناد کے اجراء کا تعلق ہے اس کے لئے یہاں یہ ذکر کرنا برمحل ہے کہ اسناد کے اجراء کے لئے یونیورسٹیاں فیس وصول کرتی ہیں جبکہ حکومت کی جانب سے ان یونیورسٹیوں کو باقاعدہ گرانٹس بھی ملتی ہے۔ علاوہ ازیں وزیر اعلیٰ کی معاف کردہ رجسٹریشن فیس قطعی طور پر کسی بھی بورڈ میں کسی بھی نام سے وصول نہیں کی جارہی۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔جناب سپیکر! کل یہاں پر میں نے کامران خان کے بارے میں کہا تھا کہ یہ جمہوریت کے خلاف اس ملک میں سازش کر رہا ہے جو کہ بھارتی ایجنٹ ہے۔ میری یہ بات کرنے سے آج کامران خان ٹی وی پر روئے جا رہا ہے کہ بڑے سخت الفاظ کہہ دیئے ہیں۔ پچھلے اڑھائی سال سے قائد آصف علی زرداری کے بارے میں ہر روز ایک پروگرام کرتا ہے۔ ہر روز انہوں نے جھوٹے اور بے بنیاد الزامات لگائے، میں نے تو سچ ہی بات کی ہے کہ یہ انڈیا کا ایجنٹ ہے۔ میں آج پھر دہراتا ہوں کہ یہ انڈیا کا ایجنٹ ہے، اس نے پیسے لئے ہوئے ہیں اور یہ جمہوریت کے خلاف سازش کر رہا ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ اس ملک میں جمہوریت رہے اور نہ جمہوری ادارے رہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ جمہوری ادارے بھی رہیں گے، صدر زرداری بھی اپنی سیٹ پر صدر رہیں گے اور وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی بھی رہیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: محترم راجہ صاحب! بات ٹھیک ہے لیکن تحریک التوائے کار چل رہی تھیں اس کے بعد بات کر لیتے۔ منڈا صاحب! لاء منسٹر صاحب کا جواب آگیا ہے، اب آپ تشریف رکھیں۔ this is disposed of ۔ اب اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 490 شیخ علاؤالدین کی تھی اور یہ بھی pending کی گئی تھی۔ جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا۔ اس کو آپ جمعرات تک کے لئے pending فرمادیں میں اس کا جواب منگوالیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک جمعرات تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے نمبر 512 محترمہ انجم صفدر کی ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں۔ لاء منسٹر صاحب! کیا اس کا جواب آگیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب آگیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، اس کو بھی پھر جمعرات تک کے لئے pending کیا جاتا ہے کیونکہ وہ موجود نہیں ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 516 میاں محمد رفیق کی ہے اور یہ بھی pending کی گئی تھی۔ اس کا جواب آگیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول نہیں ہوا اس کو بھی آپ pending فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو بھی جمعرات تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 527 محترمہ آمنہ الفت کی ہے۔ کیا اس کا جواب آیا ہے؟

صوبہ میں سیکنڈری سکول ٹیچر کے لئے اعلان کردہ پیکج کے مطابق لاہور کے ایس ایس ٹی ٹیچرز کو ترقی نہ دینا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب آ چکا ہے۔ صوبہ پنجاب میں تعینات بشمول سیکنڈری سکول ٹیچرز SST کی ترقی کے لئے ایک پیکج کا اعلان کیا گیا تھا اور اس فارمولے کے تحت مورخہ 01-09-2007 کو pay package کے مطابق گریڈ دیئے گئے تھے۔ جن SST اساتذہ کے بوجہ نامکمل کوائف ریکارڈ رہ گئے تھے ان کے کیس زیر غور ہیں اور نئی بھرتی کی وجہ سے تعداد میں جو اضافہ ہوا ہے ان کو پیکج دینے کا مسئلہ زیر غور ہے اور pay package کی تفصیل درج ذیل ہے۔

کل SST ٹیچرز میں مردوں کی تعداد 889 اور خواتین کی تعداد 1250 ہے۔ جو اساتذہ بنیادی سکیل 16 پر ہیں ان میں مرد 442 اور خواتین 625 ہیں۔ جن اساتذہ کو سکیل نمبر 17 میں ترقی دی گئی ہے ان میں مرد ٹیچر کی تعداد 311 اور خواتین کی تعداد 437 ہے۔ جن اساتذہ کو سکیل نمبر 18 میں ترقی دی گئی ہے ان میں مرد ٹیچرز کی تعداد 133 اور خواتین کی تعداد 188 ہے۔ مورخہ 27-07-2010 کو SST کا چیف منسٹر package کے حوالے سے PP-E میٹنگ رکھی گئی جس کی کاپی لف ہے۔ جس میں گورنمنٹ کی آمدہ پالیسی کے تحت تاریخ آرڈر سے pay package معاملہ پر تفصیلی غور و خوض کیا گیا۔ تاہم تمام ممبران نے متفقہ طور پر SST اساتذہ کو pay package دینے کی تجویز سے اتفاق کیا۔ مورخہ 01-12-2009 تک کی تعداد کو pay package دے دیا گیا ہے جس میں ان کی تعداد اس طرح سے ہے۔

SST مرد 1132 اور خواتین 1581 ہیں۔ گریڈ 16 میں مرد 566 اور خواتین 790 ہیں۔ گریڈ 17 میں مرد 396 اور خواتین 553 ہیں۔ گریڈ 18 میں مرد 170 اور خواتین 237 ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں نے جو مسئلہ اٹھایا تھا وہ basically یہ تھا کہ SSTs کے لئے 2009 میں جو فیصلہ ہوا تھا اس میں یہ تھا کہ تمام ضلعوں میں جتنے بھی SSTs ہیں ان کو مرحلہ وار گریڈ وار ترقی دی جائے گی۔ اس میں problem یہ آ رہی ہے کہ لاہور کے علاوہ باقی تمام اضلاع میں ترقیاں دی جا رہی ہیں، meetings ہو رہی ہیں اور کام بھی ہو رہا ہے۔ صرف اور صرف لاہور میں، میرے پاس اس وقت کاغذات نہیں ہیں میں آپ کو complete report دینے کی پوزیشن میں ہوں۔ ان لوگوں کے نام اور تمام ضلعوں کی رپورٹ میرے پاس موجود ہے۔ جہاں جہاں SSTs ٹیچروں کو ترقیاں دی جا رہی ہیں لیکن سوائے لاہور کے۔ لاہور میں چند افسران بالا جن کے اپنے کچھ ذاتی مفادات ہیں جس کی بناء پر وہ لاہور میں ترقیاں نہیں ہونے دے رہے ہیں۔ میرا منسٹر صاحب سے جو سوال ہے وہ basically لاہور کے حوالے سے ہے کہ لاہور میں کیوں روکا گیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ نے point out کیا اور اس پر انہوں نے بتا بھی دیا ہے۔ جس طرح انہوں نے بتایا ہے کہ اس کو phase wise کر رہے ہیں۔ اس میں محکمے کی یونیفارم پالیسی ہی ہوتی ہے۔ وہ آپ نے point out کر دیا ہے اور وہ اس کو دیکھیں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! باقی ہر جگہ ہو رہی ہے یہ صرف لاہور میں کیوں روکی ہوئی ہے باقی جگہوں سے ہمیں کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن لاہور کو کیوں نشانہ بنایا جا رہا ہے؟ اس چیز پر ذرا غور کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! میرا خیال ہے کہ آپ کا point raise ہو گیا ہے اور اس کا جواب بھی آ گیا ہے۔ اب اس کے بعد اس پر بحث تو ہو نہیں سکتی آپ کو بھی rules کا پتا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس کو کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں معاملہ کمیٹی کے سپرد نہیں کیا جاتا۔ جب انہوں نے ایک بات بتا دی ہے کہ اس میں already phase wise مختلف کمیٹیاں کام کرتی رہی ہیں۔ اس میں rules بڑے واضح ہیں اس کا جواب چونکہ آ گیا ہے اس لئے اب میں اس کو آپ کی اجازت سے dispose of کرتا ہوں۔ اب آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میری بات سنیں، جب تک منسٹر صاحب کی طرف سے ان SSTs کے بارے میں تسلی بخش جواب نہیں آ جاتا۔ اگر منسٹر صاحب کہتے ہیں تو میں ان کو تمام اضلاع کی

رپورٹ دینے کے لئے تیار ہوں کہ وہاں تمام ٹیچروں کے لئے کام ہو رہا ہے لیکن لاہور میں اس بارے میں ایک بھی میٹنگ نہیں ہوئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ!اب یہاں پر اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔اس کا ایک طریق کار باقاعدہ rules میں لکھا ہوا ہے۔لاء منسٹر صاحب!یونیفارم پالیسی تمام جگہوں پر چلنی چاہئے اور لاہور میں بھی اسی طرح چلنی چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!یہ یونیفارم پالیسی ہے اور ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے جو SST ٹیچرز ہیں وہ لاہور میں ہوں یا شیخوپورہ میں ہوں اس میں کوئی difference نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ گورنمنٹ کی floor of the House assurance آ گئی ہے it is sufficient۔بہت شکریہ۔تشریف رکھیں۔ This is disposed of. This is no way۔براہ مہربانی تشریف رکھیں تحریک التوائے کار کا مخصوص ٹائم ہوتا ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، تحریک التوائے کار میں no point of order پلیز، تشریف رکھیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 609 چودھری ظہیر الدین خان، سردار محمد یوسف خان لغاری اور باقی سب کی طرف سے ہے۔یہ پیش ہو چکی ہے، یہ pending کی گئی تھی۔لاء منسٹر صاحب!اس کا جواب آ گیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بھی پھر جمعرات تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 612 جو چودھری ظہیر الدین خان اور سردار محمد یوسف خان لغاری کی طرف سے ہے۔ یہ بھی جمعرات تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 584 شیخ علاؤالدین کی طرف سے ہے۔یہ پیش ہو چکی تھی اور یہ pending کی گئی تھی۔

پنجاب میں جنگلات حکومتی عدم توجہی کی بناء پر بری طرح متاثر اور جنگلات کی زمینوں پر غارت گروں کا قبضہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب یہ ہے کہ پنجاب میں جنگلات بری طرح سے تباہ کر دیئے گئے ہیں۔ اصل صورتحال یہ ہے کہ پنجاب کے کل رقبہ کے تین فیصد حصے پر جنگلات قائم ہیں جو کہ 16 لاکھ 86 ہزار 804 ایکڑ رقبہ پر مشتمل ہے۔ اگر پرائیویٹ رقبہ پر کھڑے 17 درخت فی کس فی ایکڑ کو شامل کر لیا جائے تو یہ رقبہ بڑھ کر تقریباً پانچ فیصد حصہ پر مشتمل ہو جاتا ہے۔ صوبہ بھر میں جنگلات کی ترقی اور فروغ کے لئے محکمہ جنگلات پنجاب موجودہ وسائل کے اندر رہتے ہوئے تسلی بخش کام کر رہا ہے جس سے موجودہ جنگلات کا رقبہ تو نہیں بڑھ رہا لیکن ان کی حالت کو تسلسل بنیادوں پر برقرار رکھا ہوا ہے جو معاشی اور ماحولیاتی طور پر سود مند ہیں۔ درخت کا کاٹنا ایک فطری عمل ہے جس کے تحت عمر کی حد بڑھنے سے معاشی اہمیت میں کمی ہوتی ہے تاہم ساتھ ہی شجر کاری کے عمل سے پیدا شدہ کمی کو پورا کیا جاتا ہے۔ اس کی واضح جھلک مختلف شجر کاری کے جاری منصوبوں اور شجر کاری مہموں میں ہونے والی سرگرمیوں کے ذریعے دیکھی جا سکتی ہے۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ جنگلات صرف کاغذوں میں نہیں لگائے جاتے بلکہ موزوں دستیاب زمین پر لگا کر بڑھتی ہوئی لکڑی کی ڈیمانڈ اور ماحولیاتی آلودگی کی شدت میں کمی کا ذریعہ بنایا جاتا ہے۔ مزید رقبہ اس کے لئے نہیں بڑھ سکتا کہ محکمہ کے پاس افرادی و مالیاتی وسائل اتنے نہیں ہیں جتنے اس مقصد کے لئے درکار ہیں ایک اندازہ کے مطابق ایک فیصد رقبہ بڑھانے کے لئے پانچ لاکھ ایکڑ زمین چھ ہزار کیوسک پانی اور 10۔ارب روپے درکار ہیں۔ تاہم یہ بات قابل ذکر ہے کہ محکمہ اب MDGS-2015 کے vision کے تحت ایک فیصد رقبہ بڑھانے کی جدوجہد میں مصروف ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میری اس میں صرف ایک گزارش ہے کہ ایوان میں بیٹھا ہوا کوئی بھی معزز ممبر یہ بتا دے کہ جو جنگلات کا حال ہے اور چونکہ چھانگا مانگا جنگل میرے حلقے میں آتا ہے میں یہ پوری ذمہ داری سے عرض کر رہا ہوں کہ باقی جنگلات کا بھی آپ کو پتا ہے، مری کے جنگلات کا بھی پتا ہے کہ جو حال ہوا لیکن چھانگا مانگا کا جنگل تباہ ہو چکا ہے۔ وہاں کچھ نہیں ہے اور حالات یہ ہیں کہ جو لوگ

daily wages میں وہاں پر کام کرتے ہیں میں ان کو اپنی ان آنکھوں سے دیکھتا ہوں کہ سائیکلوں پر پانچ سے سات من لکڑی روزانہ فی آدمی چوری کر کے لے جاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ جنگل ختم ہوتا جارہا ہے۔

جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ آنے والی نسلوں پر آپ ایک احسان فرمائیں کہ اس کو general discussion کے لئے admit کر لیں اور اس پر دوسرے معزز ارکان بھی رائے دیں۔ میں اس میں بالکل پوری ذمہ داری کے ساتھ کہہ رہا ہوں اور آپ اور دوسرے ممبران بھی سن رہے تھے کہ جو محکمہ جنگلات نے جواب میں یہ کہا ہے کہ ہم اس کا رقبہ بڑھا نہیں سکتے۔ میں ثابت کر سکتا ہوں کہ محکمہ دھڑا دھڑ رقبہ لیز آؤٹ کر رہا ہے، foreigners کو بھی دے رہا ہے اور لوکل کو بھی دے رہا ہے بلکہ اسی طرح بے شمار رقبہ abundant پڑ گیا ہے۔ ایک اور المیہ ہے کہ اس محکمہ کو پانی عام لوگوں سے یعنی مجھ اور آپ سے سو فیصد زیادہ ملتا ہے یعنی اگر میرا اور آپ کا ایکڑ ایک ساتھ لگتا ہے تو ہمیں فرض کریں کہ دس منٹ ملے گا اور ان کو دو گھنٹے ملتا ہے اس کے باوجود انہوں نے تباہی مچائی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! میں ایک اور بات بتانا چاہتا ہوں جو کہ ایک منٹ میں سمجھ میں آجائے گی۔ چار لاکھ ایکڑ زمین اس وقت ان کے پاس جنگلات کے لئے ہے، عام زمین کا فی ایکڑ بیس ہزار روپیہ کم از کم ٹھیکہ ہے، میں بالکل ماٹھی زمین کی بات کر رہا ہوں اور ویسے تو چالیس ہزار روپے فی ایکڑ ٹھیکہ بھی ہے جو سبزیاں اگا رہی ہیں تو آپ اس کو 8۔ارب روپیہ سے ویسے ہی calculate کر سکتے ہیں۔ پنجاب میں اس محکمہ نے بالکل ملک کی economy کا بیڑا غرق کر دیا ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ اس کو general discussion کے لئے admit کریں اور آنے والی نسلوں پر رحم کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے رانا صاحب! ابھی بھی جو سیلاب آیا ہے اس کی ایک جو وجہ بتائی گئی ہے کہ وہ environment change ہے اس میں جنگلات کا بہت بڑا role ہے اور اس میں کوئی دوسری بات بھی نہیں ہے کہ جو جنگلات کا حال ہے وہ سب دیکھ رہے ہیں تو اس کے اندر میرے خیال میں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو محکمہ کی طرف سے جواب موصول ہوا ہے کہ انہوں نے شروع ہی یہاں سے کیا ہے کہ یہ جنگلات بری طرح سے اس وقت تباہی کا شکار ہیں اور اس میں یقیناً جو محکمہ کی کارکردگی ہے جیسا کہ شیخ صاحب فرما رہے ہیں اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے۔ اگر اس پر آپ بحث کروانا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اور آپ اس پر بحث کے لئے کسی دن کا انتخاب کر لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کا اور لاء منسٹر صاحب کا بہت شکر گزار ہوں، مہربانی کر کے اس کو admit کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے اس کے لئے بجائے اس کے کہ یہاں پر voting کروائیں اس کو بزنس ایڈوائزری کمیٹی کے سامنے رکھ کر وہاں پر ایک دن مقرر کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ بزنس ایڈوائزری کمیٹی کو refer کر دیں وہاں پر اس کے لئے کوئی ٹائم طے ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ادھر refer کی جاتی ہے تاکہ اس پر proper محکمہ بھی موجود ہو اور پھر یہاں پر ہاؤس میں بحث ہو۔ اس observation کے ساتھ یہ dispose of کی جاتی ہے۔ اب باقی تحریک التوائے کار نہیں لی جا سکتیں۔۔۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ، میں آپ کی طرف بھی آتا ہوں کیونکہ پہلے منڈا صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر مانگا تھا اور اس کے بعد آپ کی باری ہے۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ابھی ٹائم تھا لیکن ویسے آپ کی مرضی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! نہیں۔۔۔

جناب ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں نے کل ایک اہم point کی طرف توجہ دلائی تھی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں آپ کی طرف بھی آتا ہوں۔ اسمبلی کی مجالس کی ترمیم کی تحریک آئی ہوئی ہے تو وزیر قانون تحریک پیش کریں۔

مجلس قائمہ برائے زراعت کی خالی ہونے والی نشست کو پُر کرنے کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 150-sub(1) کے تحت تجویز کیا جاتا ہے کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 150-A کے تحت قائد ایوان، سینئر وزیر اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے

سٹینڈنگ کمیٹی برائے زراعت میں رانامبشر اقبال صاحب ایم پی اے ،پی پی۔160 کے استعفیٰ سے خالی ہونے والی نشست پر ملک سیف الملوک کھوکھر ایم پی اے، پی پی۔160 کو منتخب قرار دیا جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ (1)sub-150 کے تحت تجویز کیا جاتا ہے کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ A-150 کے تحت قائد ایوان، سینئر وزیر اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے سٹینڈنگ کمیٹی برائے زراعت میں رانامبشر اقبال صاحب ایم پی اے،پی پی۔160 کے استعفیٰ سے خالی ہونے والی نشست پر ملک سیف الملوک کھوکھر ایم پی اے، پی پی۔160 کو منتخب قرار دیا جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ (1)sub-150 کے تحت تجویز کیا جاتا ہے کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ A-150 کے تحت قائد ایوان، سینئر وزیر اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے سٹینڈنگ کمیٹی برائے زراعت میں رانامبشر اقبال صاحب ایم پی اے،پی پی۔160 کے استعفیٰ سے خالی ہونے والی نشست پر ملک سیف الملوک کھوکھر ایم پی اے، پی پی۔160 کو منتخب قرار دیا جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منڈا صاحب! اب بتائیں کہ آپ کا کیا پوائنٹ آف آرڈر تھا؟ آپ ماشاءاللہ وکیل بھی ہیں اور سمجھتے بھی ہیں کہ جب تحریک التوائے کار کا ٹائم چل رہا ہو تو اس وقت آپ خود خیال کر لیا کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اب میرے پاس کوئی point نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کچھ نہیں ہے تو بیٹھ جائیں، تشریف رکھیں۔ جی، محترمہ سیمل کامران!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! سینئر منسٹر صاحب ابھی تشریف لے جائیں گے تو میں یہاں پر صرف ایک بات کی وضاحت کرنا چاہتی ہوں کہ کل میں نے میڈیا میں یہ دیکھا کہ سینئر منسٹر صاحب کی طرف سے کوئی ticker چل رہے تھے۔انہوں نے اپوزیشن پر یہ الزام لگایا ہے کہ اپوزیشن کی طرف سے ہمارے جو معزز وزراء ہیں ان پر کرپشن کا کوئی الزام لگایا گیا ہے تو میں on the floor of the House یہ کہتی ہوں کہ چاہے وہ وزراء پیپلز پارٹی کے ہیں یا پاکستان مسلم لیگ (ن) گروپ کے ہیں وہ ہمارے لئے بہت قابل احترام ہیں۔ان کی محکموں کی کارکردگی کے بارے میں ہمیں reservations ضرور ہو سکتی ہیں لیکن ہماری پوری اپوزیشن نے ان پر کرپشن کے حوالے سے کبھی کوئی ایسی بات نہیں کی۔ہم سیاسی لوگ ہیں اور ہم الزام تراشی کی سیاست نہیں کرتے ہیں اگر سینئر منسٹر صاحب نے ایسی کوئی statement دی ہے تو انہیں اپنے الفاظ واپس لینے چاہئیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سینئر منسٹر صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں اپوزیشن کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اللہ کا فضل ہے کہ اس کابینہ کو آج یہ اعزاز حاصل ہو گیا ہے کہ اس کابینہ پر اپوزیشن کو اطمینان ہے اس پر میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور کل میں نے اپوزیشن کے بارے میں یہ ریمارکس نہیں کیے۔ میں نے کہا تھا کہ اپوزیشن نے بھی ہم پر آج تک انگلی نہیں اٹھائی جو کہ آج انہوں نے اس کی تائید کی ہے تو میں ان کا مشکور ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں سینئر وزیر راجہ ریاض اور معزز اپوزیشن ممبر کا بھی شکر گزار ہوں کہ راجہ صاحب نے کل پنجاب کابینہ پر کرپشن کا کسی قسم کا الزام نہ ہونے کی بات کی تھی اور آج اپوزیشن نے تائید کی ہے تو میں اس کابینہ کے لیڈر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو پورے ایوان کی طرف سے بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس ہاؤس کے consensus پر Chair بھی مبارکباد پیش کرتی ہے۔جی، مستی خیل صاحب!

پوائنٹ آف آرڈر

جیو، دُنیااور وقت چینلز کا معزز ممبر کے خلاف جھوٹی خبر کانشر کرنا

(۔۔۔جاری)

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔سب سے پہلے میں اپنی اپوزیشن کی بہن سیمل کامران کا مشکور ہوں کہ جب انہوں نے پنجاب حکومت کی Cabinet پر اعتماد کیا تو اس سے مراد انہوں نے چیف منسٹر اور حکومت پنجاب پر اعتماد کیا ہے کہ پنجاب میں کسی قسم کی کرپشن نہیں ہو رہی۔ میں ان کا دِل کی اتھاہ گہرائیوں سے مشکور ہوں۔

دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے آج پھر انتہائی افسوس کے ساتھ یہ بات کرنی پڑ رہی ہے کل بھی میں نے سپیکر صاحب کے سامنے یہ مسئلہ put up کیا تھا۔ پچھلی میری قرارداد سے میرے بھائی ناراض ہوئے تھے۔ میری ان سے کوئی ذاتی عداوت نہیں ہے اور میری ان سے کوئی vested interest کی جنگ نہیں ہے۔ میں بھی عوام کا خادم ہوں، مجھے بھی عوام اللہ کے فضل سے elect کرتے ہیں۔ پچھلی دفعہ ایم این اے کے الیکشن میں عوام نے مجھے 97000 ووٹ دیا، اس دفعہ میں 83000 ووٹ لے کر بطور ایم پی اے جیت کر آیا ہوں۔ میرا کردار کھلی کتاب کی مانند ہے اور میرا سیاسی پس منظر بھی کھلی کتاب کی مانند ہے۔ مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ ایک دفعہ پھر آپ کے سامنے یہ مسئلہ پیش کرنا پڑ رہا ہے کہ جس بنیاد پر پنجاب اسمبلی میں یہ قرارداد پیش ہوئی تھی اور ہمارے میڈیا کے بھائی ناراض ہو گئے تھے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے؟

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ مورخہ 13۔اکتوبر 2010 کو ساڑھے نو بجے Geo، City42 اور Dunya Channels پر دس منٹ تک ایک ticker چلایا گیا کہ hon'able High Court نے مسلم لیگ (ن) کے ثناء اللہ خان مستی خیل کو یہ حکم جاری کیا ہے کہ اگر آپ اگلی پیشی پر پیش نہیں ہوں گے تو آپ کو اشتہاری قرار دے دیا جائے گا۔ مجھے ابھی تک کسی معزز عدالت نے notice کیا ہے اور نہ ہی summon کیا ہے، through Speaker Punjab Assembly, through Secretary Punjab Assembly، نہ میرے گھر کے address پر کیا

گیا ہے۔ جب یہ ticker چلا تو میں نے اپنے وکلاء کو engage کیا اور میں نے ان سے request کی کہ براہ مہربانی وہ رِٹ کی کاپی نکلوائی جائے۔ جب میں نے رِٹ کی کاپی نکلوائی تو میری معرکۃ الآراء تحریک جو میں نے پیش کی تھی اس کے بعد چند لوگوں کے ذہن میں شاید یہ بات تھی، میں ان کو یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ "اللہ تعالیٰ دی ذات نہ مارے تے دنیا دی کوئی طاقت نئیں مار سکدی" اس کی ذات کا کرم ہونا چاہیئے۔

کون کہتا ہے کہ موت آئی تو مر جاؤں گا
میں تو دریا ہوں سمندر میں اُتر جاؤں گا

جناب ڈپٹی سپیکر: اب وہ کورٹ آرڈرز کیا ہیں؟

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں میڈیا کا انتہائی احترام کرتا ہوں۔ یہ ہمارے بھائی ہیں۔ ہمارا ان سے کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ میں نے آج order sheet نکلوائی ہے جن میں hon'able Justice Shiekh Azmat Saeed صاحب کے پاس یہ کیس ہے۔ مجھے summon نہیں کیا گیا اور ان کو تین پیشیاں لگی ہیں جن میں ان کے کونسل نے خود adjournment seek کی ہے اور جس دِن میرا ticker چلایا گیا اس دِن 13۔اکتوبر2010 کو

Mr Muhammad Zafar Chaudhary, (Advocate) seeks adjournment on account of his ailment, re-list after four weeks.

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کس کے وکیل ہیں، آپ کے؟

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: نہیں۔ جناب سپیکر! میرے مخالف کے وکیل ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بس مجھے آپ کی بات سمجھ آ گئی ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: انہوں نے مجھے call نہیں کیا اور انہوں نے کہا کہ میں بیمار ہوں اور پیش نہیں ہو سکتا لیکن جب ticker چلایا گیا کہ ثناء اللہ مستی خیل کو عدالت نے کہا کہ اگر آپ اگلی پیشی پر پیش نہیں ہوں گے تو آپ اشتہاری declare ہوں گے۔ اس سے میں سمجھتا ہوں کہ میری بہت زیادہ insult ہوئی ہے، اس ہاؤس کی insult ہوئی ہے۔ آپ ہمارے حقوق کے Custodian ہیں۔ میرا دامن صاف ہے اور میں اپنے آپ کو پیش کرتا ہوں اگر دُنیا کی کوئی طاقت میری ڈگری جعلی ثابت کر دے گی تو میں اس اسمبلی سے استعفیٰ نہیں دوں گا میں سیاست سے استعفیٰ دوں گا۔ میرا خاندان یہ field چھوڑ

دے گا۔ میں آپ کو گواہ بنا کر کہہ رہا ہوں کہ مجھے پھانسی پر لٹکا دیا جائے لیکن میں آپ سے یہ request کرتا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ مستی خیل صاحب! آپ کی بات ہو گئی۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب والا! میرے جن بھائیوں نے غلط ticker چلایا ہے ان کے رپورٹرز کو، ان کے چینلز کے Executive Directors کو اور ان کے مالکان کو بُلایا جائے اور میرا معاملہ اس کمیٹی کو refer کیا جائے اور اگر انہوں نے اتنی دیر تک میری معذرت کا ticker نہ چلایا تو میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میں تحریک استحقاق پیش کرنے کا حق رکھتا ہوں، میں damages claim کرنے کا حق رکھتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی مستی خیل صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! اسے immediate grounds پر tackle کیا جائے۔ میری گزارش ہے کہ session سے پہلے آپ ان کو بلائیں، کمیٹی میں put up کریں۔ میں بھی ثبوت پیش کروں اور وہ بھی ثبوت پیش کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جب ایک قرارداد کے حوالے سے معاملہ در پیش ہوا تھا تو اس وقت mutual understanding کے ساتھ ایک arrangement طے ہوا تھا اور اس میں ایک کمیٹی کا وجود موجود ہے۔ ہماری پریس گیلری کے معزز صحافی بھائی بھی اس کے ممبر ہیں اور اس ہاؤس کے معزز ممبران بھی اس کے ممبر ہیں۔ مستی خیل صاحب کے پاس جو کورٹ کا ثبوت ہے، اس کی کاپی اور ایک application Chair کو پیش کر دیں تو اس کمیٹی کا اجلاس بُلا کر انشاء اللہ تعالیٰ کوشش کی جائے گی کہ ان کے ساتھ جو زیادتی ہوئی ہے اس کا ازالہ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں پرسوں ہی کمیٹی کا اجلاس بُلا لیں تاکہ ہاؤس۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر یہ application آج ہی موصول ہو جاتی ہے تو میں آج ہی ان سے بات کر کے پرسوں کا ٹائم رکھ لیتا ہوں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جی، میں درخواست دے رہا ہوں ابھی دے رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آج ہی application Chair کو دے دیں، بہت شکریہ۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

محترمہ ثمینہ خاور حیات:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر:میں نے پہلے ڈاکٹر صاحب کو کہا ہوا ہے اس کے بعد میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک):جناب سپیکر!شکریہ ابھی تھوڑی دیر پہلے forest کی بات ہو رہی تھی تو میری request یہ ہے کہ پہلے بھی ہم نے ایک تحریک التوائے کار اس کے لئے جمع کروائی تھی کہ جو محکمہ انہار کے درخت ہیں وہ محکمہ انہار کو واپس کر دیئے جائیں ان کی دیکھ بھال وہ کر سکتے ہیں ان کے پاس پورا انفراسٹرکچر ہے۔ محکمہ جنگلات والے اپنے جنگلات کا خیال نہیں رکھ سکتے تو محکمہ انہار کے جنگلات کا کیا خیال کریں گے۔اس کو بھی شامل کیا جائے تو اس میں بہتری ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر:میرا خیال ہے کہ جب ہم discussion رکھ رہے ہیں تو وہاں پر ساری discussion ہو گی اس میں ساری باتیں ہوں گی تو وہ جو دِن ہے اس میں بلکہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں آپ بھی ہیں اور اسی week میں رکھوالیں۔Order in the House.

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک):جناب سپیکر!میں ایک منٹ اور لوں گا۔دو تین دِن پہلے کچھ لوگوں نے ماحول کا جو منظر بنایا اس سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ پوری قوم اضطراب کا شکار رہی اور جو لوگ political environment یا ملک کے حالات خراب کرنے کی کوشش کر رہے ہیں میں ان کی پُرزور مذمت کرتا ہوں اور میں ان سے یہ request کروں گا کہ آپ ملک کی خدمت کریں، ملک کے ساتھ دشمنی کیوں کرتے ہیں؟چند لوگ ملک کے ساتھ دشمنی کر رہے ہیں۔ایسے ماحول میں کون investor باہر سے یہاں invest کرے گا،ایسے ماحول میں کون پاکستانی یہاں پر رہنا پسند کرے گا؟میں سمجھتا ہوں کہ دو تین دن پہلے جو ماحول create کیا گیا وہ کوئی سمجھداری کا ماحول نہیں تھا Hon'able Court and political forces کے درمیان کچھ چینلز نے، کچھ لوگوں نے خبریں چلائیں میں اس کی پُرزور مذمت کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:میری آپ سے ایک عرض ہے کہ یہ sub-judice matter ہے۔دیکھیں!اس پر کورٹ نے notice لے لیا وہ sub-judice ہے اس پر اب ہاؤس میں بات نہ کریں تو بہتر ہے۔آپ تشریف رکھیں۔

جناب شاہ رُخ ملک:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر:محترمہ نے پوائنٹ آف آرڈر مانگا ہوا ہے اس کے بعد میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔جناب سپیکر!ابھی ہاؤس میں یہ بات ہو رہی تھی کہ میرے معزز وزیر قانون صاحب نے کہا ہے کہ کچھ عرصہ قبل ایک کمیٹی بنائی گئی تھی جو mutual understanding کے ساتھ بنی تھی میں on record یہ بات لانا چاہتی ہوں براہِ مہربانی!اس کمیٹی میں سے میرا نام delete کر دیا جائے۔کیونکہ مجھے اس کمیٹی میں دھوکے سے بلایا گیا تھا مجھے یہ فون کیا گیا تھا کہ خواتین کے اوپر ان کی تذلیل کے حوالے سے جو پروگرامز بن رہے ہیں اس حوالے سے آپ کی رائے لینی ہے تو براہِ مہربانی جو mutual understanding کے ساتھ کمیٹی بنائی گئی تھی اس میں اپوزیشن کے کچھ لوگ بھی تھے ان میں سے میرا نام نکال دیا جائے۔مجھے میڈیا سے کوئی شکایت ہے اور نہ میں اس کمیٹی کا حصہ بننا چاہتی ہوں۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی، شاہ رُخ ملک صاحب!بس مختصر رہئے گا تاکہ میں ایجنڈے کی طرف آ جاؤں۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب شاہ رُخ ملک: جناب سپیکر!ہم لوگ جو منتخب ہو کر آئے ہیں ہماری اس دفعہ eligibility Graduation تھی۔اس کے علاوہ جتنے بھی Technocrats ہوتے ہیں ان کی بھی eligibility ہوتی ہے۔جس نے انجینئرنگ کرنی ہوتی ہے وہ انجینئرنگ کالج سے پڑھتا ہے اور جس نے ایل ایل بی کرنا ہوتا ہے وہ لاء کرتا ہے اس کے بعد جس نے سی ایس ایس یا پی سی ایس کرنا ہوتا ہے اس کا بھی ایک طریق کار ہوتا ہے۔میری الیکٹرانک میڈیا اور جو ہمارا دوسرا میڈیا ہے ان سے گزارش یہ ہے کہ اس میں بھی ایسے لوگ رکھے جائیں جو کہ layman نہ ہوں ان کی بھی eligibility ہو۔بندہ eligibility کی بات کرتا ہے تو کیا ان کی بھی eligibility کے لئے کوئی ایجوکیشن کا سسٹم مقرر ہے یا نہیں ہے؟ایجوکیشن کے point of view سے ضرور ہماری eligibility check کی جائے،بیوروکریسی کی check کی جائے،Lawyers کی check کی جائے مگر میڈیا والے بھی،کیا انہوں نے M.A Mass Communication کیا ہوا ہے یا گریجویشن میں انہوں نے Mass Communication کا subject پڑھا ہوا ہے؟ میری یہ humble request ہے کہ اس طرح کی خبریں دینے سے،ہم سب نے مل کر اس ملک کو درست کرنا ہے اس میں چاہے میڈیا ہے،پولیٹیکل لوگ ہیں،اس میں بیوروکریسی کے لوگ ہیں اور اس میں نہ ہی ہمیں کسی کو criticize کرنا چاہئے بلکہ مل بیٹھ کر ملک کے متعلق سوچنا چاہئے کہ جو آج کل ملک کے

حالات ہیں، جو مہنگائی کی situation ہے اس کا کوئی ذکر نہیں کرتا، ایک دوسرے پر الزام تراشیاں کرنے سے پہلے individual طور پر ہر کسی کو اپنی ذات کو پہلے ٹھیک کرنا پڑے گا۔ جب تک میں ٹھیک نہیں ہوں گا میں کسی پر بات نہیں کر سکتا، یہ میری humble request ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری عرض بھی سُن لیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، حسن مرتضیٰ صاحب، پھر آمنہ الفت صاحبہ، پھر آپ۔ اس کے بعد کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ پھر ہم نے غیر سرکاری ممبران کی کارروائی شروع کرنی ہے۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! حسن مرتضیٰ صاحب آپ کے زیادہ لاڈلے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ میں نے پہلے کہا تھا۔ آپ تشریف رکھیں۔

تحاریک التوائے کار

(۔۔۔جاری)

چنیوٹ کی ایک مل میں سینکڑوں بچوں کا بطور چائلڈ لیبر کا انکشاف اور متعلقہ وزیر کی یقین دہانی کے باوجود محکمہ کا ایکشن نہ لینا

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں، مختصر بات کروں گا۔ پچھلے دِنوں میرے شہر میں بارود فیکٹری میں ایک لڑکا جل گیا تھا جس پر میڈیا کی مہربانی سے منسٹر صاحب وہاں تشریف لے گئے اور انہوں نے اس کی دادرسی بھی کروائی اور اس کا مفت علاج بھی کروایا۔ اسی دوران وہاں پر پتا چلا کہ ایک مل کے اندر چھوٹے بچے کام کر رہے ہیں یعنی child labour۔ منسٹر صاحب کی سربراہی میں جب ہم وہاں گئے تو وہاں تقریباً 200 بچہ جن کی عمریں بارہ تیرہ سال تھیں موجود تھے اور تمام فیکٹری ورکر چار ہزار روپے پر کام کر رہے تھے۔ منسٹر صاحب نے وہاں پر ان مزدوروں کو یقین دلایا کہ آپ کی تنخواہ بھی کم از کم سات ہزار ہو گی اور میں child labour پر بھی کارروائی کروں گا آج دو مہینے ہو گئے ہیں۔ سات ہزار روپے کی بجائے مزدوروں کا معاوضہ ساڑھے تین ہزار روپے کر دیا گیا ہے اور بچوں کی تعداد بھی تین سو ہو گئی ہے۔ میں اس لیبر ڈیپارٹمنٹ سے پوچھتا ہوں کہ یہ کہاں پر سویا ہوا ہے۔

ایک فوج بھرتی کی ہوئی ہے لیبر آفیسرز ہیں، ڈائریکٹر سوشل سکیورٹی ہیں، فلاں ہے۔ میرے ادھر ضلع میں کوئی سوشل سکیورٹی ہسپتال ہے نہ مزدوروں کو کوئی protection ہے۔ مل میں جب کام کر رہے ہیں اور جب ایک نشاندہی ہو گئی ہے اگر وزیر صاحب یہاں پر موجود ہوتے تو میں ان کو بتاتا وہ مزدور کل میرے پاس روتے تھے کہ ہم سمجھتے تھے کہ آپ ہمارے لئے رحمت بن کر آئے ہیں لیکن آپ ہمارے لئے زحمت ثابت ہوئے ہیں ہماری تنخواہیں پہلے سے بھی کم کر دی گئی ہیں ہماری چائلڈ لیبر میں بھی تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ اگر وزیر محنت تشریف نہیں رکھتے تو وزیر قانون صاحب اس کا جواب دیں کہ ان کے خلاف کب تک کارروائی ہو گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا پوائنٹ آف آرڈر آ گیا ہے ۔ وزیر قانون صاحب یہ واقعی بڑا gravel issue ہے اس کو دیکھ کر respond کیجئے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ان سے ٹائم لے لیں کہ یہ کب تک ہو گا کیونکہ وہاں پر وہ مزدوروں کو physically مارتے ہیں۔ میں ان مزدوروں کو بھی یہاں لا کر پیش کر سکتا ہوں۔ مجھے بتا دیں کہ وہ کب تک اس کا جواب دے دیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھیں during the sitting of this session ہی بتانا ہے۔ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتی ہوں کہ اسمبلی کے ملازمین کے لئے آپ نے ایک کمیٹی بنائی تھی اور اس میں اسمبلی کے وہ ملازمین جن کے گھر گرنے والے ہیں خاص طور پر پیپلز ہاؤس کے وہ گھر جو بالکل خستہ حال ہیں ۔ اس کے ساتھ ساتھ میں نے آپ سے یہ request بھی کرنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آزمائش ہم پر آئی، سیلاب آیا جس سے دو کروڑ لوگ متاثر ہوئے ہیں۔ اسی سیلاب میں ہماری اس اسمبلی کے ملازمین بھی شامل ہیں اور ایسے لوگ بھی ہیں جن کے گھر اس سیلاب میں بہہ گئے ہیں اور پورے کے پورے خاندان اس کی نذر ہو گئے ہیں۔ میری آپ سے استدعا ہے اور ایک دفعہ پھر آپ سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ آپ نے ہمیشہ میری اس بات کو سنا بھی ہے اور اس پر عملی طور پر بھی بھرپور مظاہرہ کیا ہے کہ یہاں پر ایسے ملازمین موجود ہیں جن کو ابھی تک وطن کارڈ بھی جاری نہیں کیا گیا جن کے پورے کے پورے گھر بہہ گئے ہیں۔ ان کے پورے کے پورے خاندان متاثر ہوئے ہیں وہ سفید پوش لوگ ہیں وہ ٹھیک سے یہ بات کہہ بھی نہیں سکتے یہ چراغ تلے اندھیرے والی بات ہو گی۔ جس طرح سے model village بنائے جا رہے ہیں، یہ لوگ

بھی متاثرین میں سے ہیں براہ مہربانی ان کی ایک لسٹ مرتب کی جائے اور اس لسٹ کا بے شک وہاں پر سروے کروالیا جائے۔ان کو بھی وہاںmodel village typeکے متبادل گھر بنا کر دیئے جائیں ورنہ کم از کم وطن کارڈ ضرور جاری کئے جائیں اور یہی میری آپ سے گزارش ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں یہ عرض کروں گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پہلے میری عرض سن لیں، میں نے عظمیٰ بخاری صاحبہ کو ٹائم دیا ہے اس کے بعد دیکھوں گا۔ محترمہ عظمیٰ بخاری!

پارلیمنٹیرین کی طرح میڈیا میں کام کرنے والوں کا بھی احتساب کرنے کا مطالبہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔پہلی بات تو یہ ہے کہ کل رات کو الیکشن کمیشن نے پنجاب اسمبلی کے 71 ممبران کی رکنیت معطل کی ہے۔ میں نے ابھی سیکرٹری صاحب سے دریافت کیا تھا بہت سارے ایسے ممبر جو اس وقت ہاؤس میں موجود ہیں جن کی رکنیت معطل کی گئی ہے۔ سیکرٹری صاحب کے بقول کہ ان کو ابھی اس notificationکی کاپی نہیں ملی اس لئے ان کو شاید ابھی روکا نہیں گیا۔پہلی بات میں آپ کے نوٹس میں یہ لانا چاہتی تھی۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے گوشوارے اور ہماری جو liabilitiesہیں وہ ساری دنیا کے سامنے آتی ہیں اور ابھی ایک معزز ممبر نے بڑی حق بجانب بات کی کہ میرٹ بھی ہونا چاہئے۔ جس طرح تمام اداروں کے اندر کام کرنے والے لوگوں کا میرٹ ہونا چاہئے اسی طرح میڈیا کے اندر کام کرنے والے لوگوں کا میرٹ بھی ہونا چاہئے اور plusیہ بھی چیک ہونا چاہئے کہ کس کس ادارے کے اندر کس کس کمپنی کے sharesموجود ہیں۔ اگر جیو کے اندر بجاج کمپنی جو انڈین کمپنی ہے اگر اس کے sharesموجود ہیں تو کیا ہم یہ کہنے میں حق بجانب نہیں ہیں کہ وہ جو ایک انڈین لابی ہے اور پاکستان کے اندر instabilityجو createکی جارہی ہے وہ ان کے کہنے پر کی جارہی ہے۔ جب انہیں پھر بھارتی ایجنٹ کہتے ہیں تو رویا کیوں جاتا ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ انصار عباسی صاحب۔۔۔

(اذان ظہر)

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! پوائنٹ آف آرڈر کو پوائنٹ آف آرڈر ہی رکھئے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت وامور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری):جناب والا!پوائنٹ آف آرڈر ہی ہے،آپ ٹائم دیکھ لیں، میں نے کتنے منٹ بات کی ہے اور باقی لوگوں نے کتنے منٹ بات کی ہے اگر میں ان سے زیادہ بات کروں گی تو یقیناً۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ اپنی بات مکمل کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت وامور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری):جناب والا!میں نے جیسا کہ پہلے کہا کہ ہر ٹی وی چینل کے sharesکا بھی public at largeکو معلوم ہونا چاہئے کہ کون کون سے ادارے ہیں اور ان کے اندر کون کون سی لابیاں کام کر رہی ہیں۔پھر سب سے اہم بات یہ ہے کہ اگر ہم گوشوارے جمع کروا سکتے ہیں اگر صدر پاکستان، وزیراعظم پاکستان اپنے گوشوارے جمع کروا سکتے ہیں وہ liableہیں وہ دنیا کے سامنے اپنی liabilityدکھا سکتے ہیں تو انصار عباسی صاحب کی آج سے دس سال پہلے مالی پوزیشن کیا تھی اور حامد میر صاحب نے جب service joinکی تھی تو وہ کون سی Kawasakiپر آیا کرتے تھے، ان کے پاس یہ تمام چیزیں کہاں سے آئیں، ان کی کوٹھیاں جائیدادیں کہاں سے آئیں اور یہ کس کس کے pay rollپر کام کر رہے ہیں؟ اس کی investigationبھی ہونی چاہئے اس ملک میں کوئی مقدس گائے نہیں ہے۔اگر پارلیمنٹ جوابدہ ہے تو پھر تمام ادارے جوابدہ ہیں اور ہمارا گریبان وہ پکڑے جس کا خود ہاتھ صاف ہو اور وہ پہلے اپنی liability showکریں۔انصار عباسی صاحب کو کرپشن پر بات کرنے کا بہت شوق ہے براہ مہربانی انصار عباسی صاحب اپنا بھی بتائیں اور میں زیادہ نہیں کہتی جب انہوں نے یہ jobشروع کی تب سے آج تک بتادیں کہ ان کے پاس کیا جائیداد موجود ہے اور وہ کہاں سے آئی ہے؟ کامران صاحب نے جب joinکیا تھا اس وقت ان کی مالی پوزیشن کیا تھی، حامد میر صاحب کہاں ہوا کرتے تھے؟ لہذا ان لوگوں کو بھی سامنے آنا چاہئے اور یہ تب بات کریں جب ان کے ہاتھ صاف ہوں۔ہم تو ہمیشہ liableہیں، ہم عوام کے سامنے، نیب کے سامنے اور میڈیا کے سامنے بھی liableہیں لیکن اس ملک میں کوئی بھی مقدس گائے نہیں ہے اور ہر ایک کا احتساب ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی، بہت شکریہ۔پہلے چنیوٹی صاحب پھر شیخ صاحب بات کریں لیکن بات مختصر کرنی ہے، میں نے بزنس کی طرف بھی آنا ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: شکریہ۔جناب سپیکر!آج کل ڈینگی وائرس کا مسئلہ چل رہا ہے اور اس میں ملوث مریضوں کے بہت سارے اعداد و شمار آرہے ہیں۔پرسوں چنیوٹ کے ہسپتال میں 175آدمی بخار

کے مرض میں رجسٹرڈ ہوئے ہیں لیکن وہاں اعداد و شمار جمع کرنے والا کوئی نہیں آ رہااور وہاں دوائیوں کا بھی کوئی بندوبست نہیں ہے ، مچھر مار سپرے کا بھی کوئی بندوبست نہیں ہے۔وہاں لوگوں کا کہنا ہے کہ پچاس فی صد سے زیادہ لوگ اس بخار میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ لہذا میری استدعا ہے کہ جیسے اسلام آباد اور لاہور میں اس پر کام کیا جارہاہے اسی طرح ہماری آبادیوں پر بھی وہ سپرے کریں اور جو ادویات لاہور ، اسلام آباد اور راولپنڈی کو مہیا کی جارہی ہیں وہی ادویات چنیوٹ کی غریب عوام کو بھی مہیا کی جائیں۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ شیخ صاحب!

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز تشریف رکھیں، میں بزنس مکمل کر کے floor دوں گا۔یہ تھوڑی دیر کا کام ہے۔ اس طرح بہت لمبا ہو گیا ہے۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! مجھے صرف ایک منٹ دے دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب!پلیز تشریف رکھیں Let the Chair decide جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب سپیکر! میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ آپ ہاؤس کے بزنس کو چلادیں، میری ایک بہت important Resolution ہے۔ہفتے کی چھٹی نے حشر کر دیا ہے۔ میں آج اس پر قرارداد لا رہا ہوں کہ کم از کم بنکوں اور مالیاتی اداروں کو exempt کر دیں، اس چھٹی نے لوگوں کا برا حال کیا ہے لہذا میں چاہتا ہوں کہ آپ ہاؤس بزنس کی طرف آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پھر اس طرح تو پوائنٹ آف آرڈر ختم ہی نہیں ہوں گے۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! میں پہلے کھڑا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے کرنل صاحب ان کے بعد محترمہ آپ بات کر لیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا، میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے کافی عرصہ سے ایک وتیرہ بن گیا ہے کہ میڈیا اور اخباروں میں معزز لوگوں کی عزت اچھالی جائے اور تضحیک کی جائے تو شاید نام بڑے ہو جاتے ہیں۔سارا میڈیا غلط نہیں ہے، میڈیا میں بڑے اچھے اچھے پروگرام آتے ہیں بڑی اچھی اچھی باتیں ہوتی ہیں، بڑی معتدل باتیں ہوتی ہیں اور اس سے پاکستان کی عوام کو بڑا فائدہ ہوتا ہے لیکن چند نام ہیں جنہوں نے میڈیا کا بیڑا غرق کرنا شروع کیا ہوا ہے اور اس کا نام بدنام کرنا شروع کیا ہوا ہے۔اگر آپ دیکھیں تو انہیں پچھلے ایک سال یا چھ ماہ سے کوئی اور کام نہیں ہے۔میڈیا کی ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے لہذا اسے activate، کیا جائے تاکہ اس چیز کو دیکھا جائے اور وہ چند نام سامنے لائے جائیں۔ابھی میڈیا کی دیکھا دیکھی کچھ وکلاء صاحبان نے بھی باتیں شروع کر دیں، قاضی انور صاحب صدر سپریم کورٹ بار نے بھی پرسوں میڈیا پر بات کی اور وہ کل بھی بات کرتے رہے اور وہ اسمبلی کی تضحیک کر رہے ہیں، وہ کہہ رہے ہیں کہ بوگس اسمبلی ہے، بوگس ڈگریوں والے لوگ ہیں۔مجھے یہ بتائیں کہ اگر ہم لوگ بوگس ہیں، ہم لوگوں کی ڈگریاں بوگس ہیں تو اس اسمبلی کا کیا قصور ہے، یہ اسمبلی تو بوگس نہیں ہو سکتی۔ایک شخص جو دیوانہ ہے جسے لوگ دیوانہ کہتے ہیں اگر وہ دیوانہ اٹھ کر یہ کہنا شروع کر دے تو کیا یہ ساری کی ساری اسمبلیاں بوگس ہو جائیں گی؟

جناب سپیکر! یہ بہت توجہ طلب مسئلہ ہے، میں جناب کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں اور جناب کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں، میں جناب قائد ایوان کی توجہ بھی اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ اگر آج ہم serious نہ ہوئے تو کل کو یہ کامران خان، یہ دوسرے خان، یہ تیسرے خان، یہ میر صاحبان اس سے بڑی بڑی باتیں شروع کر دیں گے اور جیسے راجہ صاحب نے بات کی ہے ان کی چیزوں کو دیکھا جائے کہ آیا واقعی ان کے links انڈیا کے ساتھ ہیں، ان کے links اسرائیل کے ساتھ ہیں یا کس ایجنسی کے ساتھ ہیں جو ان کو آگے لے کر چل رہے ہیں اور یہ تضحیک کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ایک سوال ہے کہ جیسے گورنمنٹ کی پالسی ہے کہ سکیل ایک سے لے کر پندرہ تک کے کنٹریکٹ ملازمین کو مستقل کیا جا رہا ہے تو کیا اس میں پاپولیشن ڈیپارٹمنٹ آتا ہے؟ بہاولنگر کے پاپولیشن ڈیپارٹمنٹ کے ملازمین سے ایک ہزار روپیہ ماہانہ deduction کی جا رہی ہے۔میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ جب پنجاب کے دوسرے اضلاع میں یہ

deduction نہیں کی جارہی تو بہاولنگر میں جو ایک ہزار روپے ماہانہ کٹوتی کی جارہی ہے یہ کس مد میں کی جارہی ہے ؟پلیز اس پر notice لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب!ذرا دیکھ کر اس بارے میں بتائیے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں یہ بات کہنا چاہوں گا کہ جن معزز ممبران نے میڈیا کے حوالے سے بات کی ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ بطور ادارہ میڈیا کا، عدلیہ کا، پارلیمنٹ کا اور صوبائی اسمبلی کا بھی سب کو احترام کرنا چاہئے اور ہم سب کو ایک دوسرے کا احترام کرنا چاہئے،اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے۔ اگر کوئی ایک ادارہ یا اس ادارے میں بیٹھے کچھ لوگ کسی دوسرے ادارے کو بدنام کرنا چاہتے ہیں اور اس کے خلاف بات کرنا چاہتے ہیں یا پارلیمنٹ کے خلاف بات کرنا چاہتے ہیں تو ہم اپنے ان بھائیوں کے ساتھ ہیں لیکن میں یہاں پر ایک عرض ضرور کروں گا کہ وہ کامران خان ہو یا کوئی دوسرا ہو جو بات specifically کی جائے،اگر میری ذات کے حوالے سے بات کی جائے کہ میں نے فلاں پراپرٹی ڈیڑھ ارب روپے میں خریدی ہے اور باقاعدہ اس جگہ ،اس چیز کا نام ہو اور specifically focus ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ پارلیمنٹ کو بھی یہ چاہئے کہ اپنے ان ممبرز کو،اپنے اس حصے کو جس پر specifically الزام لگتا ہے،اگر ہم نے پارلیمنٹ اور سیاست کے ان اداروں کی عزت کو بڑھانا ہے اور ان کی عزت کو محفوظ کرنا ہے تو ہمیں ان چیزوں کا specifically جواب دینا پڑے گا۔ ہمیں اس بات کو clear کرنا پڑے گا،ہمیں ان کو ثابت کرنا ہو گا کہ بھائی آپ نے جو ایاز نیازی کے متعلق بات کی ہے یہ بات اس طرح سے نہیں بلکہ اس طرح سے ہے،آپ نے جو فلاں بات کی ہے وہ اس طرح سے نہیں بلکہ اس طرح سے ہے۔بالکل ہمیں بھی اس بات پر تشویش ہے، جمہوری ادارے، سیاست اور پارلیمنٹ اس ملک کی بنیاد ہیں،یہ سسٹم کی بنیاد ہیں۔ اگر ان پر کوئی الزام لگتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ نہ صرف اس حصے بلکہ پوری پارلیمنٹ اور پورے سسٹم کے لئے نہ صرف بدنامی کا باعث ہے بلکہ خطرے کا باعث ہے۔ہمیں اس چیز کو بھی باور کرنا چاہئے اور ہمیں یہ بھی چاہئے کہ جب اس وقت ایک فضا قائم ہو گئی ہے اور ہر آدمی دوسرے پر الزام لگا رہا ہے اور بعض صورتوں میں تو کرپٹ لوگ دوسروں پر زیادہ کرپشن کے الزامات لگا رہے ہیں۔ہمیں چاہئے کہ ہم اس ہاؤس میں بیٹھ کر سوچیں اور پارلیمنٹ میں بھی سوچیں کہ ہمیں کون سی چیز روک رہی ہے ؟ہم احتساب بل کی صورت میں،احتساب ایکٹ کی صورت میں ایک ایسا transparent اور ایک ایسا functional operational system لے کر آئیں، ایک ایسا ایکٹ لے کر آئیں جس کے بعد اگر کوئی آدمی کسی کے خلاف کرپشن کی بات کرے تو ہر آدمی اسے

کہے کہ اس ملک میں سسٹم موجود ہے آپ پہلے اس سسٹم میں جا کر ثابت کریں جب ثابت ہو جائے گا تو جو مجرم ہو گا اسے سزا ملے گی اور جو بے گناہ ہو گا وہ بے گناہ ہو گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اپنی ذمہ داریوں سے پہلو تہی نہیں کرنی چاہئے۔ ٹھیک ہے جہاں پر گلہ کرنے کی بات ہے ہمیں بالکل وہ کرنا چاہئے لیکن ساتھ ساتھ ہمیں اپنی ذمہ داریاں بھی پوری کرنی چاہئیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

قرار دادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز تشریف رکھیں۔ میں نے ان سے کہہ دیا ہے۔ آپ ان سے بات کر لیں۔ اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں ہیں مفاد عامہ سے متعلق پہلی قرارداد خواجہ محمد اسلام صاحب کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

نشہ آور اشیاء جو منہ کی بیماریوں اور کینسر کا سبب بن رہی ہیں پر پابندی کا مطالبہ

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

> "یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ مضر صحت نشہ آور اشیاء مثلاً پان، چھالیا، سپاری، تمباکو، گٹکا اور اسی طرح کی دیگر اشیاء جو منہ کی بیماریوں اور کینسر کا باعث بن رہی ہیں کی فروخت پر فوراً پابندی لگائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

> "یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ مضر صحت نشہ آور اشیاء مثلاً پان، چھالیا، سپاری، تمباکو، گٹکا اور اسی طرح کی دیگر اشیاء جو منہ کی بیماریوں اور کینسر کا باعث بن رہی ہیں کی فروخت پر فوراً پابندی لگائی جائے۔"

RANA MUHAMMAD AFZAL KHAN: Sir, I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس قرارداد کو oppose تو نہیں کرتا لیکن میں اس پر گورنمنٹ کا مؤقف دینا چاہتا ہوں کہ قانون کے تحت ملک بھر میں ہر قسم کی تمباکو نوشی بشمول گٹکا پر already پابندی عائد ہے۔ حکومت پنجاب نے مضر صحت و نشہ آور اشیاء کی فروخت پر پابندی کے لئے Prohibition of Smoking and Protection of Non Smoker Ordinance,2002 پاس کیا ہے۔ اس قانون کے تحت تمام سرکاری دفاتر، پبلک مقامات، ہسپتال، ہوٹل، ریسٹورنٹ اور ٹرانسپورٹ میں تمباکو نوشی پر پابندی عائد ہے۔ اس ضمن میں حکومت پنجاب تمام صوبائی محکموں اور ماتحت اداروں کو وقتاً فوقتاً ضروری ہدایات جاری کرتی رہتی ہے۔ اس قانون کے تحت متعلقہ ادارے کے سربراہ پر لازم قرار دیا گیا ہے کہ وہ اپنے ادارے میں اس قانون کی سختی سے پابندی کروائے اور نمایاں جگہوں پر "تمباکو نوشی منع ہے" کے بورڈ آویزاں کرے۔ اس قانون کی خلاف ورزی پر ایک ہزار روپے سے لے کر ایک لاکھ روپے تک جرمانہ کیا جا سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! انہوں نے یہ بات کی ہے کہ ان مضر صحت نشہ آور اشیاء پر پابندی لگائی جائے اور آپ نے فرمایا ہے کہ already پابندی لگی ہوئی ہے۔ فاضل محرک یہ گٹکا اور دوسری چیزیں بازار سے خرید کر لائے ہیں یہ اس وقت آسانی کے ساتھ مارکیٹ کے اندر available ہیں۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر نے شاپر میں موجود چیزیں لہرا کر دکھائیں)

تو اس کا مطلب یہ ہے کہ implementation کا مسئلہ ہے۔ اگر rules موجود ہیں اور ان پر implementation نہیں ہو رہا تو یہ بڑی افسوسناک بات ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے بھی یہی بات indicate کی ہے کہ پابندی ہے، قانون موجود ہے، معاملہ implementation کا ہے۔ یہاں قرارداد میں لکھا گیا ہے کہ "پابندی لگائی جائے" تو عرض یہ ہے کہ پابندی تو already لگی ہوئی ہے۔ یہ تو implementation کا معاملہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب جو بات آپ نے کہی ہے اس کے مطابق ان کی قرارداد as per rules infructuous ہو جاتی ہے۔ اب implementation کی بات ہے۔ یہ بہت ہی sensitive issue ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس پر حکومت کو فوری طور پر action لینا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر معزز محرک اس میں اس طرح سے ترمیم کر لیں کہ "اس سلسلے میں پابندی کا جو قانون موجود ہے اس کی implementation کو مؤثر بنایا جائے، اس پر عملدرآمد کروایا جائے" تو پھر یہ قرارداد قابل قبول ہو سکتی ہے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ میں نے آپ کی خدمت میں جو گٹکا پیش کیا ہے یہ چھوٹے بچوں اور بچیوں کے سکولوں کے پاس سے آسانی سے مل رہا ہے۔ اس نشہ آور گٹکے سے فیصل آباد میں سینکڑوں لوگ متاثر ہو رہے ہیں۔ ہمارے فیصل آباد میں اسلامیہ ہائی سکول اور گورنمنٹ مسلم گرلز ہائی سکول کے پاس یہ گٹکا سر عام فروخت ہو رہا ہے۔ آپ موٹروے، ہائی وے یا پھر کسی بھی سٹور پر چلے جائیں یہ آپ کو آسانی سے مل جائے گا۔ میں نے ہزاروں روپے ان فروخت کرنے والے لوگوں کو دیئے ہیں کہ خدا کے لئے اس کی فروخت بند کر دیں۔ اصل میں بچوں کو تو پتا نہیں ہوتا کہ اس میں کیا ہے یا کیا نہیں ہے۔ میں نے یہ جو آپ کی خدمت میں پیش کیا اگر کوئی بھی نشہ کرنے والا آدمی اسے استعمال کرے گا تو وہ 24 گھنٹے کے اندر بے ہوش ہو جائے گا۔ یہ one to one اور دوسرے نشہ آور گٹکے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس نشہ سے میری نسل کو خراب کیا جا رہا ہے۔ ان معصوم طالب علموں کو تو معلوم بھی نہیں ہوتا کہ اس میں کیا ہے؟ وہ اپنی معصومیت میں خرید لیتے ہیں۔ یہ لوگ ہوس زر میں پڑے ہوئے ہیں تو میری درخواست ہے کہ گٹکا کی فروخت پر فوری طور پر پابندی لگائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خواجہ صاحب! میں آپ کی بات سمجھتا ہوں اور میں آپ کے ساتھ ہوں۔ آپ ذرا اپنی قرارداد پکڑیں۔ اس کے اندر جہاں پر یہ لکھا ہوا ہے کہ "اور کینسر کا باعث بن رہی ہیں" اس کے بعد یہ کر لیا جائے کہ "ان کی فروخت پر پابندی کے قانون پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے" اس طرح یہ قرارداد زیادہ بہتر ہو جائے گی۔ کیوں لاء منسٹر صاحب! اگر اس میں یہ تبدیلی کر کے خواجہ صاحب House میں پیش کر دیں تو پھر ٹھیک ہو جائے گا، قانون تو already موجود ہے، اس پر اب عملدرآمد کروانا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جی، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے رانا افضل صاحب بات کر لیں کیونکہ انہوں نے اس کو oppose کیا ہے ان کے بعد پھر شیخ علاؤالدین صاحب بات کریں گے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! خواجہ صاحب نے بالکل قابل قدر بات کی ہے لیکن قانون سازی کرنے یا پابندی لگانے کے لئے ہمیں یہ سوچنا چاہئے کہ کیا ہمارے پاس اس کو implement کرنے کی capacity موجود ہے اگر ہم اس پر implement کرنے کی capacity نہیں رکھتے تو پھر ایسی پابندی لگانے کا کیا فائدہ ہو گا؟ مثلاً خواجہ صاحب نے پان کا ذکر کیا ہے۔ ایک بہت بڑی community ہے جو پان کھاتی ہے تو ہم ان سب کو کیا پیغام دیں گے کہ ہم ان کا پان بند کرنا چاہتے ہیں؟ نشہ آور چیزوں پر پابندی لگانے کی حد تک تو میں خواجہ صاحب کے ساتھ متفق ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس قرارداد کو redraft کرنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ on part of government اور منتخب نمائندوں کے حوالے سے بھی واقعی ایک criminal negligence ہے کہ اس طرح کی نشہ آور چیزیں ہمارے بچوں کے پاس جا رہی ہیں۔ پان اور چھالیا کو چھوڑ دیا جائے اور گٹکا کے حوالے سے قرارداد کو redraft کر لیا جائے تو بہتر ہو گا۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں صرف یہ چاہوں گا کہ خواجہ اسلام صاحب نے جو بات کہی ہے وہ واقعی بڑی important ہے۔ اس میں جو چھالیا استعمال ہو رہا ہے وہ کیڑے والا third class ہوتا ہے۔ سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ اس کے اندر gums استعمال ہو رہی ہیں۔ وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے کہ اس پر پابندی already لگی ہوئی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ نقلی سگریٹ ہمارے ملک میں ہی تیار ہو رہے ہیں، صوبہ سرحد سے آ رہے ہیں۔ رانا افضل صاحب نے ابھی کہا ہے کہ اس پر ہم implement نہیں کروا سکتے تو میں House کے علم میں صرف ایک بات لانا چاہتا ہوں کہ سنگاپور میں کوئی آدمی سگریٹ نکال بھی نہیں سکتا، پینا تو دور کی بات ہے وہاں پر تو کوئی آدمی جیب سے سگریٹ نکال بھی نہیں سکتا۔ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ اس کا حشر کر دیتے ہیں۔ یہاں ہمارے ہاں تو لوگ parks میں بھی سگریٹ پیتے ہیں۔ میں دانستہ طور پر پورا نام نہیں لے رہا، اس میں جو gums استعمال ہو رہی ہیں اس کی وجہ سے لوگوں کے گردے فیل ہو رہے ہیں۔ بات صرف عملدرآمد کی ہے اگر ہم یہ فیصلہ کر لیں کہ ہم نے implement کرنا ہے تو یہ ممکن ہے۔ اس میں اربوں روپے کا ٹیکس کھایا جا رہا ہے کیونکہ یہ گھروں میں بن رہا ہے۔ یہ سب چیزیں گھروں میں بن رہی ہیں۔ اس کا chemical available ہے اور افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس کا chemical بھی انڈیا سے آ رہا ہے تو اس کی implementation

ہونی چاہئے اور اس طرح سے ہونی چاہئے جیسا کہ سنگاپور میں ہوتی ہے۔ وہاں سگریٹ پینا تو درکنار کوئی سگریٹ کو جیب سے باہر نکال بھی نہیں سکتا۔ شکریہ

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں خواجہ محمد اسلام صاحب کی اس قرارداد کی تائید کرتا ہوں۔ آج کل "شیشہ" کے نام سے ایک نشہ عام ہو گیا ہے، اس کو بھی اس قرارداد میں شامل کیا جائے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! ہمارے معزز ممبر خواجہ اسلام صاحب نے جس spirit کا اظہار کیا ہے وہ قابل تحسین ہے لیکن جس قانون کا حوالہ وزیر قانون صاحب نے دیا ہے اس میں اس کی فروخت پر پابندی نہیں ہے اس کے public place پر استعمال پر پابندی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کس کی بات کر رہے ہیں؟

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! تمباکو نوشی کے حوالے سے عرض کر رہا ہوں کہ اس کی فروخت پر پابندی نہیں ہے البتہ public place پر تمباکو نوشی نہیں ہو سکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، آپ گٹکا کے حوالے سے specific رہ کر بات کریں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں عرض کرنے لگا ہوں کہ معاملہ اتنا سادہ نہیں ہے۔ اس قرارداد میں پان اور چھالیا کو بھی نشہ آور اشیاء کہا گیا ہے جبکہ پان اور چھالیا traditionally ہمارے ہاں کھایا جاتا ہے۔ رانا افضل خان نے ٹھیک کہا ہے کہ کراچی اور بہت سارے دوسرے شہروں کے اندر 80 فیصد لوگ اس کو استعمال کرتے ہیں۔ اس کی quality کو ensure کرنا درست بات ہے۔ اگر آپ اس کی فروخت پر پابندی لگاتے ہیں تو اس حوالے سے کوئی قانون موجود نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اعجاز احمد خان صاحب! آپ یہ بتائیں کہ گٹکا کے حوالے سے کیا قانون ہے؟

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! یہ ایک ایسی چیز ہے کہ جس کے اندر سونف ہوتی ہے اور باہر sugar coated liquid کو dry کر کے لگایا جاتا ہے۔ یہ مارکیٹ میں available ہے۔ اس کے بارے میں کسی لیبارٹری سے آج تک یہ رپورٹ نہیں آئی کہ جو گٹکا فروخت ہوتا ہے وہ نشہ آور commodities میں شامل ہے۔ گٹکا کے بارے میں کسی لیبارٹری کی ایسی رپورٹ نہیں ہے کہ یہ نشہ آور چیز ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، میرے خیال میں ایسی بات نہیں ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! پان اور چھالیہ جیسی چیزوں کی فروخت پر اگر آپ پابندی لگائیں گے تو یہ بنیادی حقوق سے confront کرے گا اور آپ کی یہ قرارداد کبھی قابل عمل نہیں ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پان اور چھالیہ کی آڑ میں گٹکے کو کیوں بچانا چاہ رہے ہیں، آپ سب کو پتا ہے کہ گٹکے کے حوالے سے اس وقت کیا صورتحال ہے؟

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! آپ اس کے اوپر رپورٹ مانگ لیں ہم اگلے ہفتے اس کو دوبارہ take up کر لیں گے کہ گٹکا کوئی نشہ آور چیز ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آج سے کوئی بیس بائیس سال پہلے یہ گٹکا انڈیا سے ہمارے ملک میں داخل ہوا تھا اور آج بھی بازار میں یہ کھلے عام بک رہا ہے اور اس کے اندر تمباکو، سپاری اور چند ایک کیمیکل ٹائپ کی چیزیں ڈال کر تیار کیا جاتا ہے اور ہم جیسے لوگ تو اس کو زبان پر بھی نہیں رکھ سکتے اور یہ گھر گھر بچوں کے پاس easily available ہے۔ گھر کے جتنے ملازم اور ڈرائیور ہیں سب اس نشے کا شکار ہیں۔ میرا اپنا چوکیدار گٹکا کھا لیتا ہے اور اس کے بعد بے ہوش پڑا رہتا ہے۔ یہ عجیب و غریب چیز ہے اور اس کی کوئی روک تھام نہیں ہے کیونکہ اسے کسی بھی برائی کے زمرے میں شمار نہیں کیا جاتا، اس کو ہر کوئی فخریہ استعمال کر رہا ہے۔ جس طرح سے چرس اور افیون ہے یہ اسی category میں fall ہوتا ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ اس کے اوپر انتہائی سنجیدگی کے ساتھ ban ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہم اس کے اوپر جتنی مرضی بحث کر لیں ایک بات پر تو House کا consensus ہے کہ گٹکا مضر صحت ہے اور میرا خیال ہے کہ مارکیٹ سے اس کے کچھ samples حاصل کر کے پہلے laboratory tests کروائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں معاملہ یہ ہے کہ جہاں تک smoking کا تعلق ہے تو اس کے متعلق قانون موجود ہے اور اس میں جس حد تک پابندی ہے اس حد تک ہی ہے اس سے آگے اس کو enforce نہیں کیا جا سکتا۔ باقی جہاں تک پان اور سپاری کا معاملہ ہے تو بعض شہر ایسے ہیں کہ جہاں کی 99 فیصد آبادی یہ چیزیں استعمال کرتی ہے اس لئے اس کے متعلق کوئی قانون نہیں بنایا جا سکتا۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ سپاری کے ساتھ انہوں نے کوئی نشہ آور چیز شامل کر کے گٹکا بنایا ہے تو جو چیز نشہ آور ہو گی تو اس کے لئے تو امتناع منشیات کا قانون ہی علیحدہ ہے اس کا پھر اس سے تو کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:اس میں ایک چیز اور بھی ہے کہ Pure Food Act ہے اب ایک چیز بن رہی ہے اور اگر اس کے ingredients مضر صحت ہیں تو ان کے خلاف اس act کے تحت کارروائی تو ہو سکتی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!Pure Food Act ملاوٹ کو کنٹرول کرے گا اور نشہ آور چیز something more than that وہ تو امتناع منشیات کے تحت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ دیکھیں ناں! یہ چیزیں بچوں کے سکولوں کے باہر کی دکانوں سے لے کر آ رہے ہیں تو آج ہم اپنے نونہالوں کا مستقبل محفوظ نہیں کریں گے تو کب کریں گے ؟میں سمجھتا ہوں کہ ان کا laboratory test کروا کر ایک کمیٹی بنا کر اس کے اوپر باقاعدہ ہمیں legislation کرنی چاہئے۔ میرا خیال ہے کہ اس observation کے بعد فی الحال اس قرارداد کی ضرورت نہیں ہے لیکن House کی ruling کے مطابق کمیٹی بنا کر اس کی باقاعدہ رپورٹ منگوائیں گے اور جو ممبران اس کمیٹی میں آنا چاہتے ہیں وہ اپنے نام سیکرٹری صاحب کو نوٹ کروا دیں۔اس کے بعد دوسری قرارداد محترمہ ثمینہ خاور حیات کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

تفریح کی آڑ میں ہندوانہ رسم و رواج پھیلانے کا ذریعہ بننے والے پوگو چینلز کو بند کرنے کا مطالبہ

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!شکریہ

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ کیبل نیٹ ورک پر چلنے والے ٹی وی چینلز کارٹون نیٹ ورک اور پوگو چینلز بچوں کی تفریح کی آڑ میں بچوں کے ذہنوں میں ہندوانہ رسم و رواج، ہندو مذہب اور ہندوانہ تہذیب کو ہنومان، چھوٹا بیم اور اس طرز کے دیگر پروگراموں کے ذریعے نمایاں طور پر اجاگر کر رہے ہیں جس کی وجہ سے ننھے منے بچوں کے ذہنوں میں ہندوانہ رسم و رواج اور ہندو مذہب کے نقوش بیٹھتے جا رہے ہیں اور معاشرے میں برے اثرات پیدا ہو رہے ہیں۔اس کی روک تھام کے لئے ضروری ہے کہ حکومت فوری طور پر کارٹون نیٹ ورک، پوگو چینلز اور ایسے تمام پروگرامز جن کے ذریعے ہندوانہ رسم و رواج، ہندوانہ مذہب اور ہندوانہ تہذیب مزید پھیلنے کا اندیشہ ہو، کو چلانے پر پابندی

عائد کرے تاکہ بچوں کے ذہن ہندوانہ کلچر سے محفوظ ہو سکیں۔ نیز مجاز اتھارٹی، خلاف ورزی کرنے والوں کا سختی کے ساتھ محاسبہ کرے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ کیبل نیٹ ورک پر چلنے والے ٹی وی چینلز کارٹون نیٹ ورک اور پوگو چینلز بچوں کی تفریح کی آڑ میں بچوں کے ذہنوں میں ہندوانہ رسم و رواج، ہندو مذہب اور ہندوانہ تہذیب کو ہنومان، چھوٹا بیم اور اس طرز کے دیگر پروگراموں کے ذریعے نمایاں طور پر اجاگر کر رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے ننھے منے بچوں کے ذہنوں میں ہندوانہ رسم ورواج اور ہندو مذہب کے نقوش بیٹھتے جا رہے ہیں اور معاشرے میں برے اثرات پیدا ہو رہے ہیں۔اس کی روک تھام کے لئے ضروری ہے کہ حکومت فوری طور پر کارٹون نیٹ ورک، پوگو چینلز اور ایسے تمام پروگرامز جن کے ذریعے ہندوانہ رسم و رواج، ہندوانہ مذہب اور ہندوانہ تہذیب مزید پھیلنے کا اندیشہ ہو، کو چلانے پر پابندی عائد کرے تاکہ بچوں کے ذہن ہندوانہ کلچر سے محفوظ ہو سکیں۔ نیز مجاز اتھارٹی، خلاف ورزی کرنے والوں کا سختی کے ساتھ محاسبہ کرے۔"

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! I oppose it

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اس قرارداد کی مخالفت تو نہیں کرتا لیکن میں فاضل ممبر سے ایک وضاحت چاہتا ہوں کہ اس کے اندر انہوں نے جو بات کہی ہے تو جو پروگرام انہوں نے دیکھنے ہیں اس کے لئے یہ کیبل چلنے دیں اور جب بچوں کا ٹی وی دیکھنے کا وقت ہوتا ہے تو اس وقت اگر یہ اپنی کیبل بند کروا دیں یا اتار دیں یا انڈین چینلز کو disconnect ہی کر دیں تو کیا وہ ممکن نہیں ہے یہ اس کی ذرا وضاحت کریں ناں، پھر ہم اس پر بات کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، زعیم قادری صاحب!

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! بچوں کے چینلز کے جتنے بھی پروگرام ہیں وہ اب سارے انڈیا میں تیار ہو رہے ہیں اور وہ جب انڈیا میں تیار ہو رہے ہیں تو وہ اس میں اپنے مذہب اور اپنے نظام کو واقعی

ڈال رہے ہیں جو کہ ہمارے بچوں کے لئے ٹھیک نہیں ہیں۔ ہمیں اس کا کوئی اس طرح کا انتظام کرنا چاہئے اور میں کوئی اسلام کی بات نہیں کر رہا یعنی یہ کوئی religious issue نہیں ہے لیکن اس میں Indian religions میں portray کرنا اور ان کارٹونوں میں ان کے منت اور ہنومان کی داستانیں سنانا میرے خیال میں ہمارے لئے socially ایک problem create کرے گا اور ہمارے بچے اس religion کو واقعی صحیح سمجھنے لگ جائیں گے جبکہ وہ religion نہیں، mythology ہے اس mythology کو ہمارے پر نہ سوار کیا جائے اس کے لئے حکومت کو یقیناً کوئی اقدامات اٹھانے چاہیئں۔ اب آپ دیکھیں ناں کہ کل ہم نے ایک بہت بڑا اقدام اٹھایا کہ ہم نے انڈیا سے آنے والی فلموں کو منع نہیں کیا بلکہ ان پر 65 فیصد ٹیکس لگایا اس کا فائدہ ہوا ہے۔ اسی طرح ہی اگر ہم نے ان کو check نہ کیا تو یہ بہت بڑی problem ہو گی بچوں کے ذہنوں میں ہنومان بیٹھ جائے گا اور اگر یہ ان کے لئے problem نہیں ہے تو یہ میرے لئے problem ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا افضل صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں اس قرارداد کی مخالفت پھر ایک بار اسی بنیاد پر کر رہا ہوں کہ ہم جس قانون کو implement نہ کریں اور بعد میں قوانین کا مذاق اڑے۔ آپ آج سیٹلائیٹ ٹی وی چینلز کو بند نہیں کر سکتے۔ اس کے لئے دوسرے حل موجود ہیں۔ ہمارے اپنے ملک کے اندر ایسے پروگرام بنانے والے ادارے اور میڈیا کا وہ حصہ جو اس قسم کے پروگرام تیار کرتا ہے۔ ہمیں انھیں اپنے معاشرے کے مطابق پروگرام تیار کرنے کے لئے support کرنا چاہئے۔ ہمیں اپنے تعلیمی نظام کو مضبوط کرنا چاہئے اور ہماری families کو اپنے بچوں کو کنٹرول کرنا چاہئے کہ وہ کون سے پروگرام دیکھتے ہیں اور کس وقت دیکھتے ہیں۔ آپ اس کے اوپر قرارداد لے آئے ہیں، آپ قانون بنا دیں لیکن سیٹلائیٹ ٹی وی ہر گھر کے اندر گھس چکا ہے اور آپ اس پر پابندیاں لگا کر نہیں روک سکتے۔ اس بنیاد پر میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ میجر ذوالفقار علی گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! شکریہ۔ اس قرارداد میں ٹی وی چینلز کی بات کی گئی ہے۔ اس میں کچھ باتیں رانا صاحب نے بڑی درست فرمائی ہیں۔ اس میں بڑے اور چھوٹے بچوں کو تربیت دینے کی ضرورت ہے۔ وہ وقت آ رہا ہے کہ جب کیبل نیٹ ورک سے ہٹ کر صرف براہ راست سیٹلائیٹ سے آپ کے چینلز چلیں گے اور ہو سکتا ہے کہ اس میں جو دکھایا جا رہا ہے، وہ اس سے کچھ زیادہ

ہو جو ہم نہیں دیکھنا چاہتے۔اگر ہماری تربیت اچھی نہیں ہے تو اس وقت تک ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔اگر ہنومان اور اسی طرح کے دوسرے چینلز کا ذکر فاضل ممبر اسمبلی میں نہ لائے ہوتے تو ہمیں پتا بھی نہیں ہے کہ اس طرح کے چینلز پاکستان میں چل رہے ہیں یا نہیں چل رہے۔آپ نے اپنی قوم کے اندر نیشنلزم کو ابھارنا ہے، پاکستانیت کو ابھارنا ہے اور اپنے اندر اعتماد پیدا کرنا ہے۔ہم کو بجائے دوسروں سے ڈر کر اپنے پروگرام بند کرنے چاہئیں۔پاکستان میں بننے والے بہت سے پروگرام جہالت پھیلا رہے ہیں اور بہت سارے ٹی وی اسلام کے اوپر ہر فرقے کا علیحدہ علیحدہ ٹی وی ہے جو بغیر کسی تحقیق، تجزیے اور authenticity کے پروگرام چلا رہے ہیں۔آپ ان سارے پروگراموں کو روک نہیں سکتے لیکن اچھی تربیت، اچھی ماؤں، اچھی بہنوں، اچھے والدین اور اچھے ماحول کے ذریعے روک سکتے ہیں اور ایسے پروگراموں کا بائیکاٹ کر سکتے ہیں۔ہر چیز پر پابندی لگا کر اور اس طرح کے issues create کر کے اسمبلی کا وقت نہ خراب کیا جائے۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! شکریہ۔یہ قرارداد جو پیش کی گئی ہے بہت اچھی قرارداد ہے۔میں سمجھتی ہوں کہ کوئی بھی ایسا شخص نہیں ہوگا اور خاص طور پر کوئی ماں ایسی نہیں ہوگی جو اس کو مسترد کرنے کی پوزیشن میں ہو۔اس میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ معاشرے میں ان ٹی وی چینلز کی وجہ سے ہندوستان کی ثقافت کی یلغار ہو گئی ہے اور ہمارے بچوں کے ذہنوں پر منعکس ہو رہی ہے۔اس کے علاوہ اس میں vulgarity کا بھی ایک حصہ ہے۔انھوں نے یہ جو بات کی ہے کہ بچوں کو دیکھنے نہ دیا جائے، سوئچ نکال دیں۔ہمارے بچے آج کل اتنے technical minded ہیں کیا ہم انھیں روک سکتے ہیں؟ ہمیں تو operate کرنا نہیں آتا اور بچے ہمیں سوئچ لگا کر operate کر کے دیتے ہیں۔ ہمیں موبائیل فون کی سمجھ نہیں ہے اور بچوں کو سمجھ ہے۔ہمارے بچے تو کمپیوٹر کے دور کے بچے ہیں وہ ہر چیز تک خود ہی پہنچ جاتے ہیں۔اس وقت بات تو یہ ہے کہ ہم نے اس کا سدباب کس طرح کرنا ہے۔اس کا سدباب صرف ایک طریقے سے ہو سکتا کہ ہماری حکومت ہمارے production houses کو support کرے، ان کو نئی ٹیکنالوجی فراہم کی جائے، انھیں قرضہ جات دیئے جائیں تاکہ وہ بچوں کے لئے بہت اچھے پروگرام بشمول کارٹون خود بنائیں، ہم اپنے culture کے مطابق بنائیں اور اس کے بعد ہمارے میڈیا کے ذریعے اپنی production اپنے بچوں کو دکھائی جائے۔

جناب والا! ہندوستان کی ثقافتی یلغار کا مقابلہ ہم خود کر سکتے ہیں۔آپ کو یاد ہو گا کہ پی ٹی وی کے بنائے ہوئے ڈرامے کتنے صاف ستھرے ہوتے تھے اور وہ پوری دنیا میں بہت مقبول ہوتے تھے۔ان ڈراموں کی کیسٹیں انڈیا میں لے جائی جاتی تھیں اور وہاں دیکھی جاتی تھیں۔ان ڈراموں کے چربے وہاں تیار ہوتے تھے۔ ہمارے ہاں بھی skill کی کمی نہیں ہے۔ ہم نے بڑا صاف ستھرا اور بڑا معیاری کام کیا ہوا ہے۔یہاں بات صرف اتنی سی ہے کہ ہم اپنے اداروں پر اعتماد نہیں کرتے اور اپنے production houses کو support نہیں کرتے اور ہم ان کو facilitate نہیں کرتے پھر مجبوراً ہمیں اپنا پیٹ بھرنے کے لئے کیا کرنا پڑے گا، بچوں نے کارٹون بھی دیکھنے ہیں، ڈرامے بھی دیکھنے ہیں۔ ہم جب خود کوئی اچھی production نہیں کر رہے تو باہر سے ہی material آئے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی، نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! جو قرارداد محترمہ نے پیش کی ہے، میرا مطمع نظر اس کے حق میں یا مخالفت میں نہیں ہے۔ میں سب سے یہی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ سب سے خوف ہمیشہ مسلمانوں کو ہے۔اگر کوئی ہندوؤں کا پروگرام ہے تو ہمارے مسلمان خراب ہو رہے ہیں، کسی بھی مذہب کی بات ہو تو کیا ہم اپنے عقیدے یا اسلام پر اتنے کمزور ہیں کہ ہر چیز ہمیں damage کرنے کے لئے کی جا رہی ہے۔ ہمیں اپنا احتساب کرنا ہو گا کہ ہم کیوں اتنے خوفزدہ ہیں کہ اگر ہندوؤں کا کوئی پروگرام یا کارٹون آتا ہے تو ہمارے بچے تباہ ہو جائیں گے، اسلام ختم ہو جائے گا اور اسلام کو تباہ کیا جا رہا ہے۔اصل بات یہ نہیں ہے بلکہ اصل بات یہ ہے جیسا کہ میجر صاحب نے کہا کہ ہمیں جیسا اسلام پر تقویٰ ہے یا جس طرح ہم اسلام کو مانتے ہیں اس پر عمل کرنے سے کامیاب ہوں گے۔ ہم جب اسلام پر عمل کریں گے تو پھر ہمیں کسی چیز سے خوف نہیں ہو گا۔ ہم اس عمل کے ذریعے جتنی بھی سازشیں ہوں گی ان کا ہم سامنا کر سکتے ہیں۔ ہمیں اپنی تربیت کو بہتر کرنا ہے، اپنے گھر کے ماحول کو بہتر کرنا ہے۔اس طرح جو بھی ٹی وی چینل آئے گا ہمیں اس سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ہمیں اتنی کمزوری بھی نہیں دکھانی چاہئے کہ اگر ایک کارٹون آئے گا تو ہماری نسل خراب ہو جائے گی۔اس وقت سب سے بہترین لوگ چاہے وہ کسی بھی مذہب کے ہیں ان کا اگر analysis کیا جائے اور جائزہ لیا جائے تو وہ مسلمان ہیں کہ جن کی تربیت بھی ٹھیک ہے جو دوسرے تمام مذاہب کی یلغار کا سامنا بھی کر رہے ہیں اور ان کی حالت بھیساروں سے بہتر ہے۔ ہمیں اس طرح خوفزدہ نہیں ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔چودھری علی اصغر منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!میں اس قرارداد کی محسن لطیف کی طرح مکمل طور پر تائید کرتا ہوں اور اس میں دو باتیں شامل کروں گا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور سرکار مدینہ کی یہ حدیث اور سنت ہے کہ برائی کو دل سے، زبان سے، طاقت سے روکو اور نیکی و فلاح کا کام کرو اور اس کا مشورہ دو۔اسی طرح میں آپ کے توسط سے ہاؤس کو گزارش کروں گا کہ تھوڑا سا ماضی میں جا کر دیکھیں تو تاریخ ہندوستان میں اکبر بادشاہ نے جو ایک نیا دین متعارف کروایا تھا وہ بھی اسی طرح کی ملتی جلتی مثال تھی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ irrelevant بات ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!وہ بھی اسی طرح تھا کہ ہندوؤں میں شادیوں کو جائز قرار دے دیا گیا اور ہندوانہ رسموں کو عام کر دیا گیا تھا اور اس پر ایک مہر لگا دی گئی تھی۔ میری اس میں گزارش یہ ہے کہ اس پر باقاعدہ کسی پڑھے لکھے طریقے سے کام کرنا چاہئے جو اس طرح کے پروگرام جو ہندوانہ رسموں کو ترویج دے رہے ہیں ان کو condemn کرنا چاہئے۔ اس کے علاوہ اپنے بچوں کی تربیت بھی کرنی چاہئے لیکن ایسے پروگراموں کو بند کرنے کے لئے ہمیں movement کرنی چاہئے کیونکہ اس وقت اسلام کے خلاف جو forces ہیں وہ ہماری اخلاقی اور اسلامی اقدار پر حملہ کر رہی ہیں، وہ بھرپور طریقے سے حملہ کر رہی ہیں، ہمیں ان کو پوری طاقت کے ساتھ روکنا چاہئے اور اس پر مثبت انداز سے سوچنا چاہئے نہ کہ ان کو ترویج دینی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے پاس نام لکھے ہوئے ہیں، میں اسی حساب سے ممبران کو بات کرنے کا موقع دوں گا۔ محترمہ نگہت ناصر شیخ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!میں اس قرارداد میں صرف دو باتیں کرنا چاہوں گی کہ اس میں جو بچوں کے کارٹون کو بند کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے تو میرا سوال یہ ہے کہ باقی کے جو چینلز چل رہے ہیں ان سے نہ صرف بچے، نوجوان اور حتیٰ کہ ہمارے بزرگوں پر بھی جو اثرات مرتب ہو رہے ہیں اور جس طریقے سے ہندوانہ رسومات ہمارے functions میں اور ہماری رسومات میں شامل ہو گئی ہیں۔آج ہم اپنی شادیوں کے functions دیکھ لیں کہ ہمارا جو اسلامی طریق کار ہے وہ کہیں نظر نہیں آتا لیکن ہندوانہ رسمیں آگے آگے ہیں اور ہم سب ان میں شامل ہوتے ہیں۔یہاں پر کارٹون کے چینلوں پر پابندی لگانے پر بات کی گئی ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ بچوں پر کنٹرول کرنا ہماری اپنی ذمہ داری ہے۔ میرے

خیال میں میرے والدین، بزرگوں اور آپ کے بزرگوں نے کبھی اپنے بچوں کو کسی اچھے کام کی ترغیب دینے اور برے کام سے روکنے کے لئے کسی حکومت کی مدد طلب نہیں کی۔ یہ تربیت گھر میں ہوتی ہے اور آج میں سمجھتی ہوں کہ ہم مائیں اتنی مصروف ہو گئی ہیں اور میں خود بھی اتنی مصروف ہو گئی ہوں کہ جس طرح میری ماں نے اچھی باتوں کے بارے بتایا کہ اس کام کو کرنا ہے اور برے کام سے منع کیا لیکن میں آج اُس طرح سے اپنے بچوں کو اتنا ٹائم نہیں دے پا رہی۔ میں یہ ساری ذمہ داری حکومت پر ڈال کر نہیں سمجھتی کہ ہم اپنے فرض کو پورا کر رہے ہیں بلکہ یہ ہماری اپنی ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے بچوں کو بتائیں کہ آپ نے کون سے پروگرام دیکھنے ہیں اور کون سے نہیں۔ اگر اس قسم کے چینلوں پر کارٹون دکھائے جا رہے ہیں تو ہمارے بچوں کی بنیاد اسلامی طرز پر اتنی مضبوط ہونی چاہئے کہ وہ ان چینلوں سے خود avoid کریں۔ اگر ہم چینلوں پر پابندی لگا دیں گے تو وہ بچے انٹرنیٹ پر توجہ دیں گے اور ہم پھر انٹرنیٹ یا دوسری چیزوں پر پابندی کی بات کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ آپ کا point آ گیا ہے۔ اعجاز خان صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! اس قرارداد کے اندر یہ بات کی گئی ہے کہ کارٹون نیٹ ورک اور pogo چینل پر پابندی لگائی جائے گویا کہ mover یہ چاہتی ہیں کہ بھارت کے چینلوں پر پابندی لگائی جائے ویسے تو ہاؤس میں موجود سب informed ہیں لیکن میں جناب کے سامنے گزارش کروں گا کہ سپریم کورٹ آف پاکستان نے تمام بھارتی چینلوں پر پاکستان میں پابندی already لگا رکھی ہے اس لئے اب میرے خیال میں infructuous ہے جبکہ سپریم کورٹ آف پاکستان نے already پابندی لگا رکھی ہے۔ جب پنجاب اسمبلی اس پر سفارشات دے گی تو پھر یہ بے معنی ہو گا کیونکہ already وہ چینلز نہیں آ رہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ ثمینہ نوید!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! ہم اس خوف سے کہ ہندوانہ رسمیں ہمارے پاکستانی مسلمان بچوں میں آ رہی ہیں تو میرے خیال میں وہ بعد کی بات ہے لیکن پہلے ہمیں اپنے پاکستانیوں کو دیکھنا چاہئے۔ آپ نے tip top چینل دیکھا ہو گا جہاں ہماری اپنی مسلمان بچیاں، بہنیں، بیٹیاں فحش گانے گاتی ہیں، فحش ڈانس کرتی ہیں اور سٹیج ڈرامے ہمارے ہاں ہی ہوتے ہیں۔ پنجاب اسمبلی کے ساتھ ہی الحمرا ہے جہاں پر یہ سٹیج ڈرامے ہوتے ہیں۔ ہم باہر کے ممالک کی بات کرتے ہیں لیکن ہم اپنے گھر کا صفایا کیوں نہیں کرتے اور اپنی غلطیوں کو کیوں نہیں دیکھتے؟ ہم دوسروں کو

مورد الزام ٹھہراتے ہیں لیکن ہمیں پہلے اپنا احتساب کرنا چاہئے، اپنی غلطیوں کو ماننا چاہئے اور اپنی اصلاح کرنی چاہئے پھر ہم دوسروں کی ذمہ داری لیں۔ سب سے پہلے ہمیں چاہئے کہ ہم پاکستان میں ان چیزوں پر پابندی لگائیں کہ فحش گانے، فحش ڈانس اور ذومعنی جملے جو سٹیج ڈراموں میں استعمال کئے جاتے ہیں ان کو ختم کیا جائے پھر دوسروں کی بات کریں۔ جو سٹیج پر آکر فحش ڈانس کرتی ہیں وہ ہماری ہی بیٹیاں اور مائیں ہیں لیکن ان کو تو کوئی نہیں روکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، خواجہ عمران نذیر صاحب!

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! اس قرارداد سے میں مکمل agree کرتا ہوں لیکن اس کے دو مختلف قسم کے points بنتے ہیں۔ اس میں جو point raise کیا گیا ہے کہ کارٹون نیٹ ورک یا اس طرح کے دوسرے چینلوں کی آڑ میں بچوں کے اندر ہندوانہ رسوم promote ہو رہی ہیں۔ بچے بڑے معصوم ہوتے ہیں اور ان کے ذہن بالکل خالی ہوتے ہیں ان کے ذہنوں میں جو مرضی feed کر دیا جائے اس کا output وہی آتا ہے۔ مجھے بھی دو چار دفعہ اس طرح کے چینل دیکھنے کا اتفاق ہوا اور خصوصی طور پر میں نے اسی point of view سے دیکھے ہیں۔ کارٹون کی ڈبنگ مکمل طور پر انڈیا سے ہوئی ہوتی ہے اور وہ اپنے تمام الفاظ "رام، سیتا، لکشمن وغیرہ وغیرہ" کو promote کرتے ہیں جس کی وجہ سے ہمارے چھوٹے چھوٹے بچے یہی سمجھتے ہیں کہ شاید یہ ہمارے اپنے ہی بندے ہیں۔ صرف یہ کہہ دینا بھی ضروری نہیں ہے کہ ان چینلوں کو بند کر دیا جائے تو پھر وہ معصوم بچے جن کے پاس اور کوئی تفریح نہیں ہے کیونکہ آج کل ملک کے لاء اینڈ آرڈر کے حالات کی وجہ سے بچوں کی تفریح کے لئے متبادل arrangement بھی چاہئے تو ہمارے میڈیا گروپس میں اتنے بڑے بڑے چینل موجود ہیں تو وہ اس بارے میں کیوں نہیں سوچتے کہ ہمیں اپنی ڈبنگ کر لینی چاہئے۔ ہم بڑے ہو گئے ہیں لیکن پاکستان میں بدقسمتی سے ہم اپنے کارٹون نہیں بنا سکے اور ہمارے ہمسایہ ملک نے ٹیکنالوجی بنا لی ہے۔ ہمارے پاس ماشاء اللہ بڑے بڑے talented قسم کے میڈیا گروپس موجود ہیں اور ان کے پاس پیسے کی کمی بھی نہیں ہے اس لئے میری ان سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ خدارا! انڈین چینلوں اور انڈین رسم و رواج کو promote کرنے کی بجائے اپنے پاکستانی بچوں کے مستقبل کو focus کیجئے۔ جہاں تک میری بہن نے بات کی ہے میں اس سے 100 فیصد agree کرتا ہوں۔ آپ کسی بھی کیبل نیٹ ورک کو کھولیں تو انڈین چینل چل رہے ہیں، کیا ان کے چلنے سے بڑے بڑے میڈیا گروپس ہندوانہ کلچر کو promote نہیں کر رہے؟ آپ کوئی بھی ٹی وی ڈرامہ tune کر کے دیکھ لیں آپ کو اول تو اس میں انڈین ڈرامے repeat telecast کے طور پر نظر

آئیں گے،اگر نہیں بھی آئیں گے توآپ اپنے بڑے بڑے میڈیا گروپس کے پروگراموں اور ڈراموں کو دیکھ لیں اس میں مکمل طور پر ہندو کلچر promote ہو رہا ہے جس کا نقصان یہ ہو رہا ہے کہ ہمارے گھر میں بیٹھنے والی بہو بیٹیاں اسی کام پر لگی ہوئی ہیں۔ سٹار پلس پر ڈراموں میں دکھایا جاتا ہے کہ ساس بہو کی لڑائیاں چل رہی ہیں اور آج تمام گھروں میں یہی کچھ ہو رہا ہے۔انڈیا نے تو پاکستان کو تسلیم ہی نہیں کیا تھا بلکہ وہ تو چاہتے ہیں کہ آپ کے گھروں میں ہم چھپ کر بیٹھ جائیں اور پہنچ جائیں۔آپ کو خود آگے آنا چاہئے کیونکہ تمام میڈیا گروپس کو اللہ نے بڑا نوازا ہوا ہے لہذا وہ انڈیا کے ڈراموں کو promote کرنے کی بجائے اپنے بنائیں۔ ایک پروگرام "نچ بلئے "چلتا تھا تو ان لوگوں کو شرم آنی چاہئے جو اس پروگرام کی طرز پر ہمارے ملک کی بہو بیٹیوں کو ٹی وی پر غیر مردوں کے ساتھ نچوا کر اس طرح کا پروگرام arrange کرتے ہیں،اس وقت ہمارے ان بھائیوں کا اعتراض کہاں جاتا ہے لہذا ان کو اس کے خلاف بھی لکھنا چاہئے ؟ ہم میں غلطیاں ہیں اور ہم اپنی غلطیاں سدھارنا چاہتے ہیں۔ ہمارے یہ بڑے پیارے اور بہترین صحافی بھائی ہماری اصلاح کرتے ہیں جس پر ہم ان کو salute کرتے ہیں لیکن خدارا اپنے مالکان سے یہ بھی کہیں کہ آپ جس طرح ہندو کلچر promote کر رہے ہیں اور "نچ بلئے "کی طرز پر ہماری بہو بیٹیوں کو غیر مردوں کے ساتھ نچا کر انعام دے رہے ہیں اس کلچر کو بھی ختم کریں اور کوئی alternate پیدا کریں،اپنے ڈراموں کی اصلاح کریں لیکن اگر نہیں کر سکتے تو پھر جو اس ملک میں ہو رہا ہے اس کو ہونے دیں پھر کسی کو اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ سیمل کامران!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!میں خواجہ عمران نذیر صاحب کی ہر بات کو 100 فیصد endorse کرتی ہوں۔ محترمہ نے بالکل ایک genuine problem کے حوالے سے یہ قرارداد پیش کی ہے۔ I am a mother of four kids اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔آپ یقین کریں کہ ایک دن جب میں گھر گئی تو میری بیٹی مجھے کہتی ہے "نمستے ماما"۔ بچوں کے ذہن بڑے معصوم ہوتے ہیں اور یہ ساری چیزیں بچوں کو influenced کرتی ہیں۔ جس کارٹون نیٹ ورک کا ریفرنس میری محترمہ بہن نے اپنی قرارداد میں دیا ہے، محترمہ نے تو صرف دو نام لکھے ہیں لیکن میرے گھر میں mostly یہ کارٹون نیٹ ورک چل رہا ہوتا ہے تو pogo چینل پر "جے شری کرشنا" کے علاوہ ہندوؤں کے جو خدا ہیں اس طرح کے دوسرے پروگرام چلتے ہیں۔ ہمارا کون سا ایسا پاکستانی چینل یا پی ٹی وی ہے جس پر بزرگان دین یا مذہب کے بارے میں کوئی information provide کی جا رہی ہے۔ ان تمام چیزوں کی وجہ سے

ہماری فلم انڈسٹری بھی تباہ ہو چکی ہے اور جہاں 1500 فلمیں بنا کرتی تھیں اب صرف 100 فلمیں بنتی ہیں۔انڈیا میں پاکستانی فلم کے خلاف اتنا strong reaction آتا ہے کہ اگر پاکستانی فلم وہاں پر چلے تو وہ سینما گھر جلا دیئے جاتے ہیں اور بالکل بھی وہاں پر پاکستانی فلم دیکھنے نہیں دی جاتی۔یہاں پر عالم یہ ہے کہ ان کی فلموں پر ٹیکس بھی معاف کر دیا گیا ہے۔آپ ان کو اتنا زیادہ facilitate اور ہندوانہ رسم وراج کو promote کر رہے ہیں کہ جو بچے "جے شری کرشنا" دیکھ رہے ہیں تو جب وہ کرشنا کے کرامات دیکھیں گے تو ظاہر ہے کہ بچے اس سے influenced ہوتے ہیں۔اس سے کوئی deny نہیں کر سکتا کہ بچوں کے ذہنوں پر affect نہیں ہوتا۔نگہت ناصر شیخ صاحبہ نے بہت اچھی بات کی ہے کہ آج حالات ایسے ہیں کہ ماں باپ دونوں جب تک کام نہیں کرتے گزارا نہیں ہوتا۔ پہلے والا دور نہیں ہے کہ ماں کا مکمل focus اپنے بچوں پر ہوتا تھا۔ ہمیں ان چیزوں کو realize کرنا چاہئے کہ اگر سٹار پلس، زی ٹی وی یا colours چینل بند ہو سکتے ہیں تو pogo چینل اور کارٹون نیٹ ورک کیوں نہیں بند ہو سکتے۔یہ چینل ہماری نسلوں کو تباہ کر رہے ہیں اور بے راہ روی پھیلا رہے ہیں۔ معزز ممبر نے یہ کہا کہ آپ اپنے ٹی وی کو بند کر دیں لیکن ہم اپنے ٹی وی پر کیا چلائیں کیونکہ پاکستانی پرائیویٹ چینلوں اور پی ٹی وی کو دیکھیں تو ان میں بھی خاصا فرق آگیا ہے۔ کسی زمانے میں پی ٹی وی ایک بہت سلجھا ہوا اور مہذب قسم کا چینل سمجھا جاتا تھا لیکن اب آپ کا کوئی پاکستانی ڈرامہ ایسا نہیں ہے جسے آپ اپنی فیملی کے ساتھ بیٹھ کر دیکھ سکیں۔ انگلش کارٹونز کے چینلز پر چلنے والے کارٹون میں سے کوئی ایسا نہیں ہوتا کہ جسے آپ بچوں کو دکھا سکیں۔

جناب سپیکر! تھیٹرز کے ڈراموں کی language اتنی vulgar ہوتی ہے اور خواجہ صاحب بہت اچھی طرح سے جانتے ہیں۔ میں یہ بات دعوے کے ساتھ کہہ سکتی ہوں کہ پورے پنجاب میں آپ کا کوئی کیبل آپریٹر اسے بند کرنے کو تیار نہیں ہے۔آپ بے شک انہیں کہہ لیں کہ ہم تمہاری complaint کر دیں گے لیکن وہ کیبل آپریٹر اس چینل کو switch off نہیں کرتا۔اس وقت یہ کہتے ہیں کہ سپریم کورٹ نے بھارتی چینلز بند کئے ہوئے ہیں تو میں انہیں چیلنج کرتی ہوں کہ یہ کسی بھی علاقے میں چلے جائیں تو وہاں پر movie 1, movie 2 اور مختلف ناموں سے ایک وقت میں دس، دس جگہ پر بھارتی فلمیں دکھائی جا رہی ہیں تو سپریم کورٹ کا آرڈر کہاں گیا۔ یہ ہمارے اور ہمارے بچوں کے مستقبل کا سوال ہے اور خدارا اسے تنقید برائے تنقید کے طور پر نہ لیا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: حسن مرتضیٰ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو یہ عرض کروں گا کہ یہ قرارداد بالکل ناقابل عمل ہے اور ہمارے اس معاشرے کے double standard ہیں کیونکہ ہم یہاں پر بیٹھ کر پابندی کی باتیں کرتے ہیں لیکن ہم اپنے گھروں اور اپنی پرائیویٹ محفلوں میں وہ سارا کچھ کرتے ہیں جس کی ہم یہاں پر مخالفت کر رہے ہوتے ہیں۔ ابھی بات ہو رہی تھی کہ بھارتی کلچر ہم پر مسلط ہو رہا ہے اور بھارتی مذہب اسلام میں endorse ہو رہا ہے۔ ہمارے عقیدے اتنے کمزور کیوں ہیں کہ ہم کوئی چیز دیکھتے ہیں اور اسے adopt کر لیتے ہیں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک لاکھ 24 ہزار پیغمبر آئے ہیں جن میں کوئی بھی برصغیر میں نہیں آیا۔ ہم نے سن کر اسلام قبول کیا ہوا ہے اور اب بھی ہم سنی سنائی پر عمل کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! کیا یہ گانا "کنڈی نہ کھڑکا سوہنیا سدھا اندر آ" یہ ہمیں انڈیا نے دیا ہے؟ ہمارے دل اور دماغ کی عکاسی کرتے ہیں۔ آج میرے بھائی خواجہ صاحب یہاں پر کہہ رہے تھے کہ ہمیں فحاشی روکنی چاہئے تو کل میں نے ان سے تھوڑی لفٹ لی ہے تو انہوں نے گانا لگایا ہوا تھا کہ "منی بدنام ہوئی ڈارلنگ تیری لئے" آج یہاں پر کھڑے ہو کر کہہ رہے ہیں کہ یہ نہیں ہونا چاہئے۔ (قہقہہ)

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ اس کو serious لیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا ہوں اور کیا یہ گانا نہیں ہے کہ "منی بدنام ہوئی ڈارلنگ تیرے لئے"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ پاکستانی گانا نہیں ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ چیزیں ہر گھر میں چل رہی ہیں اور ہر میوزک سنٹر پر چل رہی ہیں تو کیوں انہیں روکا جا رہا ہے۔ ہمیں اپنے آپ کو اتنا مضبوط کرنا چاہئے، ہمارا کریکٹر اتنا مضبوط ہونا چاہئے کہ کوئی چیز اسے affect کر ہی نہ سکے۔ میں اس قرارداد کی شدید مخالفت کرتا ہوں اور اس ایوان سے میری یہ گزارش ہے کہ ایسے issues کو اس ایوان کے اندر لا کر اس ایوان کا قیمتی وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے بلکہ یہ اپنے گھر کی اصلاح ہے جو ہمیں اپنے گھر میں بیٹھ کر کرنی چاہئے۔ شکریہ

KH. IMRAN NAZIR: Mr. Speaker! Point of personal clarification

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

خواجہ عمران نذیر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس چیز کو واضح کرنا چاہتا ہوں کہ حسن مرتضیٰ صاحب ہمارے بھائی ہیں لیکن یہ ہر وقت مذاق کی tone میں رہتے ہیں تو یہ اسمبلی مذاق کی جگہ نہیں ہے۔

بیشک بہت سارے لوگوں کی حرکتوں کی وجہ سے یہ مذاق بن گئی ہے، انہوں نے مجھ سے کوئی لفٹ لی ہے، ان سے میری کوئی ملاقات ہوئی ہے اور زندگی میں نہ ہی کبھی یہ میری گاڑی میں بیٹھے ہیں۔ ویسے ہی کوئی بات quote نہیں کرنی چاہئے اور یہ مذاق ملک کے ساتھ بنایا ہوا ہے تو اس کو خدارا اسمبلی میں نہ لے کر آئیں، پہلے وہ اپنا مزاج درست کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں تو صرف یہ بات کرنا چاہ رہا ہوں کہ محترمہ نے جو قرارداد پیش کی ہے تو اگر صرف یہ خواتین اس قرارداد کی بنیاد پر آج فیصلہ کر لیں کہ وہ انڈین articles استعمال نہیں کریں گی، جتنی جیولری اس وقت لاہور میں فروخت ہو رہی ہے وہ ساری انڈین ہے، جتنا میک اپ کا سامان فروخت ہو رہا ہے اور ابھی ایک معزز خاتون ممبر نے پان منڈی کا ذکر کیا ہے تو جتنا انڈین کپڑا پان منڈی میں فروخت ہو رہا ہے وہ میں اور آپ نہیں پہنتے۔ وہ کون پہنتا ہے اس کے بارے میں بھی یہ بتائیں اور اس پر 2 ہزار فیصد تک منافع لیا جا رہا ہے اور یہ بھارتی پازیبیں کون پہنتا ہے؟ سب سے پہلے یہ خواتین اپنے آپ پر پابندی لگائیں کہ ہم بھارت کی کوئی چیز استعمال نہیں کریں گی تو ہمیں خود اپنی self accountability کرنی ہے۔

جناب سپیکر! آج یہاں پر آپ اس ایوان سے ایک فیصلہ لیں کہ ہم اپنے اوپر یہ بات لاگو کریں کہ بھارت کی کوئی چیز استعمال نہیں کریں گی۔ اگر کوئی ہمیں بھارتی ڈرائی فروٹ دے دیتا ہے تو میں intentionally نام نہیں لے رہا تو خدا کی قسم لوگ اتنے خوش ہوتے ہیں کہ "وہاں سے آیا ہے" اور نام لے کر کہتے ہیں کہ فلاں لے کر آیا ہے۔ آپ یہ کیوں نہیں سوچتے کہ ہم نے ان کی کوئی چیز استعمال نہیں کرنی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: مخدوم محمد ارتضیٰ صاحب!

مخدوم محمد ارتضیٰ: شکریہ۔ جناب سپیکر! اگر آپ کی اجازت ہو تو تھوڑا اسے general side پر لے کر جانا چاہوں گا اور مختصراً ہی بات کروں گا اور آپ کو پتا ہے کہ میں مختصر ہی بات کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! اس ایوان میں پچھلے دو تین سالوں سے جو بھی قراردادیں آ رہی ہیں ان میں سے بہت ساری اس طرز کی آئی ہیں کہ جس میں مختلف چیزوں پر پابندی کی بات کی گئی ہے۔ میری

گزارش یہ ہے کہ ہم اپنی زندگی کے ہر سیکٹر میں حکومت کی ریگولیشن کیوں چاہتے ہیں؟ ہم چاہتے ہیں کہ سینما ہاؤس یا فلم انڈسٹری کو بھی حکومت چلائے، سپورٹس کو بھی حکومت چلائے، ہمارے شادی بیاہ کے اخراجات پر بھی حکومت آکر کوئی regulate کرے تو ہم کتنی دیر تک حکومت کی regulation پر چلتے رہیں گے۔ ہمارے اندر خود سے اتنا discipline ہو کہ جو چیز ہمیں harmful نظر آ رہی ہے ہم اس سے پرہیز کر لیں ہر بار حکومت کو ہر چیز میں involve کرنے سے مجھے سمجھ نہیں آ رہی اور میرے خیال میں یہ صرف اس ایوان کے قیمتی وقت کا ضیاع ہے۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: اس قرارداد پر ابھی عائشہ جاوید صاحبہ، نسیم لودھی صاحبہ، نوشیر لنگڑیال صاحب، طیبہ ضمیر صاحبہ، رائے اسلم صاحب، ساجدہ میر صاحبہ اور آخر میں محرکہ نے بھی بات کرنی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ٹائم کافی ہو گیا ہے میرا خیال ہے کہ آگے چلیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیونکہ Technically it is not an Indian Channel بلکہ اس کے اندر کچھ پروگرام انڈین آ رہے ہیں۔ جی، ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: شکریہ۔ جناب سپیکر! جہاں پر میں رہتی ہوں وہاں پر دو مندر اور ایک گوردوارہ ہے۔ ہم بچپن سے اور میرا خیال ہے کہ میاں محمد نواز شریف صاحب کا بھی حلقہ ہے، شہید گنج میں مندر مولچند اور ایک گوردوارہ ہے جہاں پر ہزاروں سکھ اور ہندو آکر اپنی مذہبی رسومات ادا کرتے ہیں لیکن یہ قرارداد کیا 371 ارکان کے بچوں کے لئے آئی ہے۔ آپ بتائیں کہ 9 کروڑ کی آبادی میں سے کتنے لوگوں کے گھروں میں ٹی وی ہیں اور کتنے اضلاع میں مندر پائے جاتے ہیں اور وہ اپنی مذہبی رسومات ادا کرتے ہیں؟ ہر بندے کو اپنی مذہبی آزادی ہونی چاہئے اور میں بھی وہاں پر پلی پڑھی ہوں تو ہم نے تو کبھی رام اور سیتا کا نام نہیں لیا، ہم نے تو کبھی نہیں کہا کہ ہنومان کون تھا، ہم تو اللہ اور رسول ﷺ پر ایمان رکھنے والے مسلمان ہیں۔ ہمیں اپنے عقیدے پر یقین ہونا چاہئے اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ 371 لوگ کل آپ کو کہیں گے کہ پنجاب سے مندروں کو بھی ختم کر دیں اور پنجاب سے گوردواروں کو بھی ختم کر دیں تو یہ سراسر غلط قرارداد ہے اور میں بھی اس کی مخالفت کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رائے اسلم صاحب!

رائے محمد اسلم خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! بلاشبہ بعض ٹی وی چینلز نہ کہ صرف بچوں کے بلکہ نوجوانوں اور بوڑھوں کے ذہن بھی خراب کر رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

لیکن اس پاک سرزمین کا بیٹا ہونے کے ناتے ہمیں (ایوان میں لگے سبز ہلالی پرچم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) اس عظیم پرچم کو بلند رکھنا ہے، اس کے سبز رنگ کا بھی احترام کرنا ہے اور اس کے سفید رنگ کا بھی احترام کرنا ہے۔ پاکستان میں بہت سی اقلیتیں ہیں تو ہمیں مختلف قراردادوں کے ذریعے ان کی دلآزاری بھی نہیں کرنی چاہئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اگر یہ پروگرام بند کر دیئے جاتے ہیں تو کیا بچے جو ٹی وی پروگراموں میں فحش ڈانس ہو رہا ہے اسے دیکھ کر ان کے ذہنوں کو کچھ نہیں ہو گا؟ نیوز چینلز پر جہاں لوگوں کو بغاوت کا درس دیا جاتا ہے وہ دیکھ کر ان کے ذہن تبدیل نہیں ہوں گے؟ اگر ہم نے اس پر پابندی لگانی ہے تو اس کے علاوہ سٹیج ڈرامے، مختلف ٹی وی چینلز اور بہت سی ایسی رسومات ہیں جو ہمارے معاشرے میں رچ بس چکی ہیں۔ میری صرف یہی گزارش ہے کہ ایسی Resolutions اس مقدس ایوان میں زیر بحث لا کر وہ جن کی خاطر اس پرچم میں سفید رنگ رکھا گیا تھا میرے ان بھائیوں کی دلآزاری نہ کی جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محترمہ طیبہ ضمیر!

محترمہ طیبہ ضمیر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس Resolution کی حمایت کرتی ہوں اور شدید حمایت کرتی ہوں۔ اس کا احاطہ اگر وسیع کر لیا جائے یہ معمولی بات نہیں، میں افسوس سے کہوں گی کہ اسمبلی کے floor پر جو بھی proposition آتی ہے اس کی اصل روح ختم ہو جاتی ہے۔ ہمارا اپنا اسلامی تشخص ہے، ہم پاکستانی ہیں اور اس سے پہلے الحمد للہ ہم مسلمان ہیں۔ ہمارا تشخص اور ہمارا کلچر ہماری پہچان ہے۔ ہم اعلیٰ روایات کے امین ہیں۔ یہ روز روشن کی طرح سچ ہے کہ انڈین کلچر کی فحاشی اور عریانی نے پاکستان کی جڑوں کو دیمک کی طرح چاٹا ہے۔ ہمارے وہ معصوم بچے جن کی تربیت، نپولین نے کہا تھا آپ پڑھی لکھی ماں دو میں پڑھی لکھی قوم دوں گا۔ قوم کو سنوارنے کے لئے ان کی تربیت پانچ سال تک ہوتی ہے۔ ہماری ثقافت پر یہ بنیا اپنی مکاری اور عیاری کے ساتھ حملہ آور ہوا ہے۔ آج ہم جس دھانے پر کھڑے ہیں اور جو ہیجانی کیفیت ہو چکی ہے آج اگر تربیت ہوتی تو راجہ ریاض کل نوبل اینکر کامران کو کبھی بھی انڈیا کا ایجنٹ نہ کہتے۔ آج ہمیں نواز شریف کے اس vision کی ضرورت ہے جو انہوں نے 25 سال کا ایجنڈا دیا ہے۔ آج وہی تربیت کا اثر تھا جس کی بدولت شہباز شریف سیلاب کی تباہ کاریوں کا مقابلہ کرتے ہوئے پانیوں کا راکھا قرار دیئے گئے۔ آج بھی سناواں، کوٹ ادو، محمود کوٹ، ڈیرہ دین پناہ میں جب بچوں سے پوچھا جائے کہ آپ مستقبل میں کیا بنیں گے؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم شہباز شریف بنیں گے۔ یہ ہوتی ہیں روایات اور یہ ہوتی ہیں values۔ لکھا ہوتا ہے کہ values ناپید ہو رہی ہیں۔ انڈین کلچر ہمارے

معاشرے کو انحطاط پذیر ہی نہیں کر رہا ہے بلکہ یہ ہمیں سیلاب اور زلزلے سے زیادہ تباہ کر رہا ہے۔ ہمارے اپنے ٹی وی چینلز کو promote کیا جائے historical charters، Islamic characters محمد بن قاسم، خالد بن ولید جیسے تاریخی کردار سامنے آنے چاہئیں۔ ادارہ تب مضبوط ہو گا جب اس قوم کی تربیت اسلامی تشخص کے مطابق ہو گی۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ یہ قرارداد ثمینہ خاور حیات کی ہے۔ میں تمام ممبران کو سننے کے بعد صرف اتنی بات کرنا چاہوں گا کہ ہم سب نے بات تو کر لی، ہم سب نے کہہ دیا، کسی نے کہا کہ یہ پروگرام بند ہونا چاہئے، کسی نے کہا کہ چلتے رہنا چاہئے لیکن اس ہاؤس میں کسی نے یہ احساس نہیں دلایا کہ یہ ذمہ داری بنیادی طور پر والدین کی ہے۔ ایک گھر کے اندر جو basic مسئلہ ہے وہ یہ ہے کہ آج وہ سوشل سٹرکچر، وہ fabric، گھر کا ایک discipline اور جو value system ہوتا تھا وہ ختم ہوتا جا رہا ہے۔ آج ضرورت اس امر کی ہے،۔ یہاں ایک معزز ممبر نے بات کی اور بالکل ٹھیک بات کی کہ ہم ہر چیز کی ذمہ داری حکومت پر ڈالنا شروع ہو گئے ہیں اور اپنی ذمہ داریوں سے آنکھیں بند کرنا شروع ہو گئے ہیں۔ آج ہمیں اپنی ذمہ داری کا احساس پہلے کرنا ہے اور اب دنیا ایک Global Village بن چکی ہے اس لئے آپ پابندی نہیں لگا سکتے۔ جس طرح انڈیا کے specific channels پر پابندی لگ گئی اور وہ نہیں آ سکتے۔ جتنا مجھے معلوم ہے کہ جو یہ کارٹون نیٹ ورک اور پوگو ٹوٹل انڈین چینلز نہیں ہے۔ اس میں کچھ پروگرام انڈین ہیں اس لئے اس پر اس طرح سے پابندی نہیں لگ سکتی۔ اس پر ہمیں اپنی ذاتی ذمہ داری کا احساس کرنا ہے۔ ایک اور بڑی بات جو کسی نے point out نہیں کی وہ یہ ہے کہ میں جو سمجھتا ہوں کہ جو سب سے بڑا نقصان اس میں ہو رہا ہے۔ اگر آپ کے گھر کا social اور moral fabric ٹھیک ہو گا تو آپ کے بچوں کو کچھ نہیں ہو گا لیکن اگر آپ بچوں کو بالکل آزاد چھوڑ دیں گے اور ان کو وہیں سے guidance ملے گی تو وہ بالکل اس کا اثر لیں گے۔ جو سب سے بڑا نقصان ہو رہا ہے، جو سب سے بڑی casualty ہو رہی ہے وہ ہماری قومی زبان کی ہو رہی ہے۔ مثلاً جو ہمارے بچوں کو اس کے ذریعے سے "سن سکرت" سکھائی جا رہی ہے اور آج ہم نے اپنی قومی زبان کو بھی داؤ پر لگایا ہوا ہے۔ یہ بنیادی ذمہ داری والدین کی ہے۔

دوسری بات میں سیکرٹری اسمبلی سے بھی کہوں گا کہ اس طرح کی اگر کوئی قرارداد آتی ہے تو اس پر basic law اور basic rule کو بھی ہاؤس کے سامنے رکھا جائے۔ اگر ہم یہاں سے ایک قرارداد منظور کر کے بھیج دیں کہ اس پر پابندی لگائی جائے اور اگر اس طرح کا کوئی قانون موجود نہ ہو تو پھر

ہم اس ہاؤس کی عزت میں بھی کمی کرتے ہیں۔ کوئی قرارداد آنے سے پہلے اس پر basic law دیکھ لیا جائے پھر اس کے مطابق اس کو ہاؤس میں پیش کیا جائے۔ میں محترمہ ثمینہ خاور حیات کو کہوں گا کہ وہ اس پر بات کر لیں کیونکہ اس طرح سے ہم پابندی شاید نہیں لگا سکتے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج جو Resolution میں نے اس مقدس ایوان میں پیش کی ہے اگر آپ غور سے دیکھیں تو اس میں، میں نے ہندوانہ کلچر کو فروغ دینے سے روکنے کی بات کی ہے۔ ہندوانہ رسومات تو already ہماری مہندیوں، ہماری شادیوں میں آپ نے دیکھی ہی ہیں۔ Sub continents سے جو روایات، جو تہذیب اور جو کلچر چلتا آ رہا ہے ہم اسی طریقے سے اس کلچر کو adopt کئے ہوئے ہیں۔ مزید ان کارٹون کے ذریعے ہمارے بچوں میں جیسے یہاں میری کچھ خواتین بہنوں نے کہا کہ ہمارے گھر میں ہمارے والدین نے تربیت کی تھی۔ میں ان کو معذرت کے ساتھ کہوں گی کہ ہمارے دور میں کیونکہ میری اور ان کی age شاید same ہی ہو۔ ہمارے دور میں اس طرح کے کارٹون چینلز ہوتے ہی نہیں تھے جو ہمارے والدین ہمیں روکتے۔ ہم لوگ تو ساڑھے نو بجے خبر نامہ دیکھنے کے بعد گھروں کو تالے لگا دیتے تھے۔ آج کا زمانہ different ہو چکا ہے، آج کل تو ساڑھے نو بجے کے بعد گھروں کی activities start ہوتی ہیں۔ ہم اپنے دور کو اس دور سے compare بالکل نہیں کر سکتے۔ ہماری مائیں جو ہمیں تربیت دے چکی ہیں شاید آپ صحیح کہہ رہے ہیں ہم وہ تربیت اپنے بچوں کی نہیں کر پا رہے ہیں۔ یہ غلط بات ہے جو انہوں نے کہی ہے کہ ہمارے دور میں ہماری ماؤں نے جو تربیت کی تھی، آج کے دور کے بچے وہ نہیں ہیں جیسے ہم تھے۔ میں جو بات focus کرنا چاہ رہی ہوں وہ یہ ہے کہ ہم نے صرف اور صرف ہندوانہ کلچر کو adopt کیا ہوا ہے گانوں کے ذریعے، TV کے ذریعے اور movies کے ذریعے۔ جو انڈین فلمیں لگتی ہیں اس کو زیادہ importance دی جاتی ہے اور پاکستانی سنیماؤں کو نہیں دیکھا جاتا کیونکہ وہاں پر پاکستانی فلمیں لگی ہوئی ہیں۔ پاکستان میں کیوں نہیں production کو فروغ دیا جا رہا ہے؟ پاکستان مووی بنا سکتا ہے، کارٹونز بنا سکتا ہے اور ہم ٹی وی چینلز پر پروگرام بنا سکتے ہیں لیکن ہم ہندوؤں اور انڈین کو prefer کر رہے ہیں۔ میرا مقصد تھا کہ ان پروگراموں کو فروغ نہ دیا جائے جس پر بہت سی باتیں نکلی ہیں۔ اگر آپ اس کو غور سے دیکھیں تو میں نے اس میں اپنی زبان اور اپنے کلچر کو فروغ دینے کی بات کی ہے۔ ابھی آپ نے بات کی کہ ایسی resolutions لے کر نہ آئیں، تو اس resolution میں ایسی کیا چیز ہے جو اس ایوان کے مقدس ممبران کو پسند نہیں آ رہی ہے؟ اس میں یہی کہا گیا ہے کہ ہمارے بچے ان کی languages سیکھ رہے ہیں۔ ہم تو سیکھ چکے ہیں۔

ہماری محترمہ نے بات کی کہ ہم مندروں پر بات کریں گے۔ نہیں، ہم نے minorities کا خیال رکھنا ہے۔ میں یاد دلانا چاہتی ہوں کہ قرآن شریف کی ایک آیت وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ ہے جس کا مطلب ہے کہ اچھائی کا حکم کر اور برائی سے روک v۔اگر یہ براکام ہے،اگر میں نے اس پر پابندی لگانے کا کہا ہے تو آپ مجھے کہہ رہے ہیں کہ ایسی Resolution کیوں اسمبلی میں پیش کی گئی ہے اس میں کیا غلطی ہے؟ پھر سیکرٹری صاحب کو بھی پیش کریں،آپ بھی پیش ہوں اور اسمبلی کا قانون بھی آئے تو پھر یہ بات کریں کہ اس پر کارروائی کیوں نہیں ہو سکتی؟

جناب سپیکر!اس میں برائی کی بات نہیں ہے اگر اس میں کسی کی دل آزاری ہوئی ہے تو میں خود معذرت کرتی ہوں لیکن اس میں دل آزاری کی باتیں نہیں ہیں اور میرے ایک معزز ممبر نے بات کی کہ پان بازار میں خواتین جاتی ہیں تو معزز ممبر شیخ علاؤالدین صاحب سے میری مؤدبانہ درخواست ہے کہ وہ اپنی پانچ بہنوں اور ایک بیوی کو پان بازار کے چکر لگوانے بند کریں کیونکہ انڈین پراڈکٹ خریدنے کے لئے ہم اپوزیشن میں سے کوئی ممبر پان بازار اور انارکلی کے چکر نہیں لگاتی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں جی،personal نہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!انہوں نے بات کی ہے تو میں نے کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں نہیں،انہوں نے overall ایک بات کی ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!anyway اس پر اکثریت کا جو point آیا ہے وہ یہی ہے کہ واقعی اس کو consider کیجئے یا آپ اس پر کوئی کمیٹی بنائیں اور میں آپ کی شکر گزار ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو اس کے بعد میں floor دیتا ہوں۔یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

> "یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ کیبل نیٹ ورک پر چلنے والے ٹی وی چینلز کارٹون نیٹ ورک اور پوگو چینلز بچوں کی تفریح کی آڑ میں بچوں کے ذہنوں میں ہندوانہ رسم ورواج، ہندو مذہب اور ہندوانہ تہذیب کو ہنومان، چھوٹا بیم اور اس طرز کے دیگر پروگراموں کے ذریعے نمایاں طور پر اجاگر کر رہے ہیں جس کی وجہ سے ننھے منے بچوں کے ذہنوں میں ہندوانہ رسم و رواج اور ہندو

مذہب کے نقوش بیٹھتے جارہے ہیں اور معاشرے میں برے اثرات پیدا ہو رہے ہیں۔اس کی روک تھام کے لئے ضروری ہے کہ حکومت فوری طور پر کاٹون نیٹ ورک،پوگو چینلز اور ایسے تمام پروگرامز جن کے ذریعے ہندوانہ رسم ورواج، ہندوانہ مذہب اور ہندوانہ تہذیب مزید پھیلنے کا اندیشہ ہو کو چلانے پر پابندی عائد کرے تاکہ بچوں کے ذہن ہندوانہ کلچر سے محفوظ ہو سکیں۔نیز مجاز اتھارٹی، خلاف ورزی کرنے والوں کا سختی کے ساتھ محاسبہ کرے۔"

(قرارداد نامنظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے بعد تیسری قرارداد محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ اس قرارداد کو pending فرما دیں کیونکہ جو میں نے قرارداد جمع کرائی تھی اس میں word Gas Turbine تھا لیکن یہاں پر Steam Turbine ہے تو I have to find it out کہ یہ typographic error کہاں پر ہوا تو آپ سے میری گزارش ہے کہ اس کو next weak کے لئے pending فرماد یجئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ next Private Members Day تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اس کے بعد چوتھی قرارداد جناب محمد محسن خان لغاری صاحب کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

سیلاب زدہ علاقوں میں کاشتکاروں کو مالی معاونت کا مطالبہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت ایسے کسانوں/اشتکاروں کی مالی معاونت کرے جن کی کاشت شدہ فصلات سیلاب کی نذر ہو گئی ہیں۔ان کسانوں نے اپنی فصلات کی کاشت کے لئے آڑھتی، کمیشن ایجنٹ یا تھرڈ پرسن سے ادھار رقم سود پر حاصل کی تھی۔اب ان کسانوں سے آڑھتی، کمیشن ایجنٹ یا تھرڈ پرسن اپنی رقومات مع سود کا مطالبہ کر رہے ہیں اور ان کو مختلف حیلے بہانوں سے پریشان بھی کر رہے ہیں۔ حالانکہ The Punjab Prohibition of Private Money Lending Act-2007 کے تحت ساہوکاری کی ممانعت ہے۔ان کسانوں کے پاس گندم کی فصل کاشت کرنے کے لئے وسائل ہیں اور نہ ہی کسی

سے ملنے کی امید ہے لہذاایسی صورتحال میں حکومت سیلاب کی نذر ہو جانے والی فصل کا معاوضہ اور آئندہ کاشت ہونے والی فصل کے اخراجات کے لئے ان کی مالی معاونت کرے اور کھاد بیج کا انتظام بھی کرے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت ایسے کسانوں/اشتکاروں کی مالی معاونت کرے جن کی کاشت شدہ فصلات سیلاب کی نذر ہو گئی ہیں۔ان کسانوں نے اپنی فصلات کی کاشت کے لئے آڑھتی، کمیشن ایجنٹ یا تھرڈ پرسن سے ادھار رقم سود پر حاصل کی تھی۔ اب ان کسانوں سے آڑھتی، کمیشن ایجنٹ یا تھرڈ پرسن اپنی رقومات مع سود کا مطالبہ کر رہے ہیں اور ان کو مختلف حیلے بہانوں سے پریشان بھی کر رہے ہیں۔ حالانکہ The Punjab Prohibition of Private Money Lending Act-2007 کے تحت ساہوکاری کی ممانعت ہے۔ان کسانوں کے پاس گندم کی فصل کاشت کرنے کے لئے وسائل ہیں اور نہ ہی کسی سے ملنے کی امید ہے لہذاایسی صورتحال میں حکومت سیلاب کی نذر ہو جانے والی فصل کا معاوضہ اور آئندہ کاشت ہونے والی فصل کے اخراجات کے لئے ان کی مالی معاونت کرے اور کھاد بیج کا انتظام بھی کرے۔"

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہمارے ملک میں جو اس سال فلڈ آیا ہے وہ ہماری history میں unprecedented ہے اور میری محدود تحقیق کے مطابق اور جو مجھے figures ملے ہیں پنجاب کے اندر 5.2 ملین ایکڑ رقبہ متاثر ہوا اور 67 بلین روپے فصلوں کا نقصان ہوا ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ ہمارا جو چھوٹا کاشتکار ہے جس کو زرعی ترقیاتی بنک سے مالی معاونت نہیں ملتی کیونکہ وہ ایک incumbus process ہوتا ہے تو وہ ایک آڑھتی اور مڈل مین کے ساتھ کمیشن ایجنٹ کے ساتھ ہوتا ہے ۔ اس نے کھاد لینی ہے اس سے جا کر لے گا ،اس نے بیج لینا ہے تو اس سے جا کر لے گا۔ ابھی ادھر کاٹن کی فصل تھی اور کاٹن کی فصل میں pesticide آپ کی input کے اندر ایک major component ہوتا ہے اور وہ pesticides لینے کے لئے pesticide کے ڈیلر کے پاس جاتا ہے۔

جناب سپیکر!جب فلڈ آیا تو اس کی فصل ڈوب گئی اور اس کو نقصان ہوا۔اب اس کے پاس اپنا پرانا ادھار اتارنے کے لئے بھی پیسے نہیں ہیں اور اس کے سود کا to use a term meter down ہے۔اب اس پر سود در سود لگنا شروع ہو جائے گا اور وہ ایک spiral کے اندر پھنس جائے گا جس سے اس کے لئے نکلنا ناممکن ہے۔ حکومت کے اعلانات آئے ہیں کہ زرعی ترقیاتی بنک کے قرضے معاف کر دیئے جائیں گے،زرعی ترقیاتی بنک کے سود معاف کر دیئے جائیں گے لیکن جتنا بڑا credit مارکیٹ میں زرعی ترقیاتی بنک کا ہے اس سے کم از کم دس گنا زیادہ credit informal section کا ہے جس میں ایک فصل کے لئے چالیس چالیس،پچاس پچاس اور ساٹھ ساٹھ فیصد سود لیا جاتا ہے۔اس تین چار مہینہ کے cycle کے لئے لوگ قرضے ساٹھ ساٹھ فیصد سود پر لے رہے ہیں۔ان لوگوں کی مالی معاونت کرنے کے لئے حکومت کو کوئی اقدامات کرنے چاہئیں۔ حکومت کی طرف سے وطن کارڈ کے اجراء کا ایک نظام واضح کیا گیا ہے، بڑا اچھا ہے اور لوگوں کی مدد ہو رہی ہے لیکن اس نظام کے اندر کی جو قباحتیں بھی ہم روز ہنگاموں اور ہڑتالوں کے اندر دیکھ رہے ہیں۔ میں اور کسی کی بات نہیں کرتا اور میں خود اس چیز سے گزرا ہوں۔ میرا جہاں پر رقبہ ہے میرا شناختی کارڈ اس موضع کا نہیں ہے۔ میرا شناختی کارڈ ایک دوسرے موضع کا ہے، میرا رقبہ دوسرے موضع کے اندر ہے۔ میرا اگر رقبہ ڈوب گیا ہے تو چونکہ میرے شناختی کارڈ پر اس موضع کا پتا نہیں لکھا ہوا تو اس compensation کے لئے میں eligible نہیں ہوں۔مطلب میرے ساتھ شیر علی خان بیٹھے ہیں ان کا اگر شناختی کارڈ اٹک کا بنا ہوا ہے اور ان کا اگر رقبہ چکوال میں ہے اگر ان کا کوئی نقصان ہوا ہے تو یہ بھی eligible نہیں ہیں۔

جناب سپیکر!وہ جو ایک سکیم بنی ہے اس کے ساتھ جو ایک hot ban ہو رہا ہے میں اپنے علاقے کی ایک مثال دے رہا ہوں کہ میرے علاقے سے جو لوگ روزگار کی تلاش میں پچھلے بیس سال سے کراچی گئے ہیں۔اب یہاں پر ان کا کوئی رقبہ رہ گیا اور نہ ہی ان کی وہاں پر رہائش ہے لیکن چونکہ ان کا اور ان کے باپ دادا کا شناختی کارڈ وہاں کا بنا تھا تو ان لوگوں کے لئے وطن کارڈ کے اجراء ہو کر آ گئے ہیں۔ وہ لوگ جن کا شناختی کارڈ ساتھ والے موضع کا ہے اور اس موضع کے اندر ان کا رقبہ ہے وہاں پر وہ کاشتکاری کر رہے ہیں ان کے لئے وطن کارڈ نہیں آئے۔یہ سکیم جو گورنمنٹ کی ابھی چل رہی ہے اس کے ذریعے جس آدمی کا نقصان ہوا ہے اور جو ڈوبا ہوا ہے ان کو وطن کارڈ نہیں مل رہا اور جس کا نقصان نہیں ہوا اس کو مل رہا ہے تو بجائے اس کے کہ حکومت ان کے زخموں پر مرہم رکھے یہ ان کے لئے مزید ایک مشکلات کا سامنا ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہماری پنجاب اسمبلی کے باہر بھی ڈیرہ غازی خان اور راجن پور

کے لوگ آئے ہوئے تھے اور ہم روز ٹی وی پر خبریں دیکھ رہے ہیں کہ وطن کارڈ کے اجراء کے لئے لوگوں پر لاٹھی چارج ہو رہا ہے، لوگ زخمی ہو رہے ہیں اور یہ نظام صحیح نہیں چل رہا تو اس نظام کو بجائے اس کے کہ ہم ایک computer data کے ساتھ مثلاً اگر ABC موضع کا شناختی کارڈ ہے تو آپ کو وطن کارڈ ملے گا اگر آپ کا پتا وہاں کا نہیں ہے تو آپ کو نہیں ملے گا اس کی بجائے اگر ایک on ground evaluation کر کے کہ کون وہ لوگ ہیں جن کے نقصان ہوئے ہیں ان کے لئے کوئی مالی معاونت کا انتظام کیا جائے اور جو لوگ اس سودی نظام کے اندر پھنسے ہوئے ہیں ان کو اس نظام سے نکلنے کے لئے کوئی متبادل راستہ دیا جائے۔ ان کی فصل جو ڈوب گئی ہے اور اوسط کے حساب سے تقریباً 20 سے 25 ہزار روپے ایک کپاس کے ایکڑ پر فصل لگاتے ہیں آپ کی اس سے input ہوتی ہے جب ایک آدمی کا وہ سب کچھ ڈوب چکا ہے کیونکہ سیلاب اس وقت آیا جب فصل کے اندر input آ چکی تھی۔ اب یہ وقت تھا کہ فصل پکے گی اور ان کو اس کا return ملے گا اور اس کے آنے سے پہلے سیلاب آ گیا۔ اب وہ لوگ پھنسے ہوئے ہیں ان کے لئے خصوصی انتظامات کرنے کی بہت سخت ضرورت ہے۔ مجھے تو حیرانی ہے کہ منسٹر صاحب کس منہ سے ان غریب آدمیوں کی امداد کی مخالفت کر سکتے ہیں۔ اللہ ان کے دل کو نرم کرے اور اللہ تعالیٰ ان کے دل میں کوئی رحمت ڈالے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ثناء اللہ خان مستی خیل صاحب!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! چونکہ میرا تعلق بھی جنوبی پنجاب سے ہے اور میرے بھکر میں بھی سیلاب آیا ہے تو اس میں جو ایک دو باتیں ہیں میں سردار محسن خان لغاری صاحب کو second کروں گا۔ کل عبدالرحمٰن خان بلی جو عبدالحفیظ خان نیازی، ایم پی اے کے بڑے بھائی ہیں وہ بھی مجھے ملے ہیں وہاں چیف منسٹر صاحب تقریباً دس دفعہ میانوالی عیسیٰ خیل گئے ہیں۔ مجھے بھی اپنی constituency، اپنے ڈسٹرکٹ اور میرے دوستوں سے جن سے میری بات ہوئی ہے یہ پتا چلا ہے کہ وطن کارڈز میں واقعی یہ problems آ رہے ہیں۔ اس میں میری درخواست یہ ہے کہ اس کی غلطیوں کو sort out کیا جائے اور جہاں تک محسن خان لغاری صاحب نے یہ کہا کہ اس میں گورنمنٹ plan کرے کہ flood areas میں ان کو بیج وغیرہ دے تو میں ان کی اطلاع کے لئے عرض کئے دیتا ہوں کہ اس میں پنجاب حکومت نے اور غالباً فیڈرل حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تمام flood affected areas کو land up till 25 acres میں feed, fertilizers جو ہیں وہ free of cost دیئے جائیں گے۔ اس میں میری بھی یہ درخواست ہے باقی جو انہوں نے بات کی ہے کہ third

person رقوم لیتے ہیں اس میں میری آپ کی وساطت سے یہ درخواست ہو گی کہ زرعی بنک کے قرضے، جو فیڈرل گورنمنٹ کا subject ہے اس میں جو باقی لوگوں نے پرائیویٹ بنک سے بھی قرضے لئے ہوئے ہیں ایگریکلچر کے لئے ان کو بھی، فیڈرل گورنمنٹ کو بھی درخواست کی جائے کہ جو State Bank کے under ہیں وہ banks بھی براہِ مہربانی ان کے قرضے معاف کریں اور جو پنجاب کوآپریٹو بنک ہے اگر ان سے کسی نے قرضے لئے ہیں تو وہ بھی براہِ مہربانی ان کے قرضے معاف کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔اب شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤ الدین: شکریہ۔ جناب سپیکر!میں نے Private Money Lending کے اوپر Adjournment Motion move کی تھی اس کی کل اتفاق سے میٹنگ ہے اور میرے خیال میں یہ جناب محسن خان لغاری صاحب اور محترمہ حمیرا اویس شاہد صاحبہ دونوں کی Resolutions کل ہم نے وہاں discuss کرنی ہیں لیکن میں صرف ایک دو باتیں آپ کے علم میں لانا چاہوں گا۔تقریباً چھ سو ارب روپیہ non-banking sector سے کسانوں کو ملتا ہے اور یہ آج سے نہیں مل رہا، یہ اگر آپ ایک ہزار سال پہلے البیرونی کو 'کتاب الہند' میں پڑھیں تو وہاں بھی اس کا ہندو ساہو کار پیسے دے رہا ہے اور اس پر وہ interest لے رہا ہے۔ ہمارے بھائی لغاری صاحب نے جو کہا ہے کہ وہ pressurize کر رہا ہے میں نہیں سمجھتا کہ کبھی pressurize کرے گا کیونکہ ساہو کاروں کی جو ہسٹری ہے وہ یہ ہے کہ اپنے لوگوں کو پیسا بھی دیتے ہیں اور یہ اس racket کو آج تک کوئی حکومت نہیں توڑ سکی اگر کوئی اس قسم کی شکایت آ رہی ہے تو اس کا ایک طریق کار ہے جہاں تک گورنمنٹ کا تعلق ہے گورنمنٹ نے اپنے loans میں exemption دے دی ہے۔Banks نے بھی ان flooded areas میں دے دی ہے۔ ہم یہاں سے جب کوئی Resolution پاس کرتے ہیں تو میرا بنیادی مقصد ہمیشہ سے یہ رہا ہے کہ وہ ایسا ہونا چاہئے جس پر کوئی مذاق نہ اُڑایا جائے، Resolution پاس ہو تو اس پر عمل بھی ہو۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اگر آج ہم یہ Resolution پاس کر دیں کہ آڑھتی اور grower کا link توڑ دیں تو ہم کبھی نہیں توڑ سکتے وہ اس لئے کہ بنک ان کو جس شرط پر پیسے دیتا ہے بنک جو collateral لیتا ہے، آڑھتی ان کے گھر پیسے دے آتا ہے اور آڑھتی ان کی شادی بیاہ، مرگ ہر وقت ان کے ساتھ چلتا ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ کوئی ایسی شکایت کر سکتے ہیں اور اگر ایسی کوئی شکایت ہے تو Law is there وہ لائیں تو سہی اگر کوئی شکایت ہے۔ جو وطن کارڈز والا مسئلہ ہے وہ اس قرارداد کے تحت irrelevant ہے۔اس کا یہاں

کوئی تعلق نہیں ہے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ یہاں سے کوئی ایسی قرارداد پاس نہ کی جائے جس پر ہم implementہی نہ کر سکیں۔بہت شکریہ

میجر (ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر:بہت شکریہ۔آخر پر میں آپ کی طرف آؤں گا۔جی،ڈاکٹر زمرد صاحبہ!

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا:شکریہ۔جناب والا!Rules of Procedureکے مطابق کوئی بھی ایسی Resolutionجو ایک سے زیادہissuesکو coverکرے اس کے اوپر debateنہیں کی جا سکتی۔یہ میرے ہاتھ میں پنجاب اسمبلی کیRules of Procedureکی کتاب کا صفحہ نمبر82ہے۔یہ میں آپ کی خدمت میں پیش کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:یہ میرے پاس ہے،آپ پڑھیں۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا:جناب سپیکر!اس کے Rule 116 (a) section IVمیں یہ واضح طور پر لکھ دیا گیا ہے:۔

It shall be clearly and precisely expressed and shall raise substantial one definite issue.

یہاں پرone definite issueکہا گیا ہے اور جب ہم اس قرارداد کو پڑھتے ہیں تو اس میں تین باتیں کہی گئی ہیں۔ایک فصل کا معاوضہ دینے کی،دوسری آئندہ فصل کی کاشت کے لئے ان کی مالی معاونت کے لئے اور تیسری کھاد اور بیج کے انتظام کی۔اس لحاظ سے یہ قرارداد debatableہی نہیں ہے۔اب میں اپنے بھائی میرے لئے بہت ہی محترم ہیں جن علاقوں میں سیلاب آیا ہے وہ بھی انہی علاقوں میں رہائش پذیر ہیں اور وہاں پر جو زیادہ تر زمیندار ہیں وہ لغاری خاندان اور ان جیسے ہی بڑے بڑے زمیندار ہیں۔اب مجھے اس قرارداد سے تو یہ بات لگتی ہے کہ وہ اپنا اور اپنے بڑوں کا کوئی فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں اگر اس قرارداد میں یہ بات کر دی جاتی کہ چھوٹے زمینداروں کے لئے،25ایکڑ سے کم جن کے پاس زمین ہو ان کے لئے یہ بات کر دی جاتی تو شاید یہ زیادہ مناسب ہوتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،personal attackنہیں۔بہت شکریہ

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل:جناب سپیکر!میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

میجر (ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل:پوائنٹ آف آرڈر۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! کسانوں کو بھی ٹائم دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کسان کو ٹائم دیتے ہیں پہلے محترمہ کو ٹائم دے دیں۔ پھر اس کے بعد آپ کو بلاتے ہیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ۔۔۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں اُن کی بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مستی خیل صاحب! میں آپ کو floor دیتا ہوں ۔ محترمہ !آپ ذرا ایک منٹ تشریف رکھیں۔ گوندل صاحب پھر آپ کی باری ہے۔ جی، مستی خیل صاحب!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے دوبارہ موقع دیا میری بہن یا میرے بھائیوں کے ذہن میں جو یہ بات آ رہی ہے قطعاً اس قرارداد کا مقصد یہ نہیں ہے۔ آپ نے جو کہا ہے کہ 'کاروبار ٹھپ کرنا' ان کا مقصد یہ ہے کہ ان غریب لوگوں نے ان سے قرضے لئے ہوئے ہیں چاہے وہ بنک کی شکل میں ہوں، چاہے وہ ہمارے یہاں جو اللہ تعالیٰ معافی دے، شریعت کے منافی سود کا سلسلہ چل رہا ہے، ان لوگوں کو وہ اتنے غریب لوگ ہیں کہ ان کے قرضے معاف کئے جائیں اور ان flood affected لوگوں کو بیج اور کھاد دیئے جائیں اس میں اور کوئی بات نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں لغاری صاحب کا شکر گزار ہوں کہ وہ ایک بہت اچھی قرارداد لائے ہیں اور جو ہم کسان لوگ ہیں اس میں ہر دور میں جب اچھی فصل ہو تب بھی آڑھتیوں کے ہاتھوں لوٹے جاتے ہیں اور خراب موسم ہو تو قدرت کی طرف سے سیلابوں کی نذر ہوتے ہیں تو اکثر ہمارے بھائی جو ٹھنڈے کمروں میں بیٹھتے ہیں، بڑی بڑی چیمبرز کے ممبر ہیں اور بڑے بڑے ٹیلیفونک خطاب فرماتے ہیں اور اکثر کہتے ہیں کہ زرعی ٹیکس لگایا جائے اور زمینداروں کو ٹیکس نیٹ کے اندر لانا چاہئے تو ہم ان کو جو کسان دوست ہیں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہر دور میں ہم نے ٹیکس بھی دیا ہے مالی اور آبیانے کی صورت میں بھی اور اس کے علاوہ اور بہت سے ٹیکسز ہیں جو ہم سے indirectly وصول کئے جاتے ہیں تو میں یہ تجویز دینا چاہتا ہوں کہ چاہے اس قرارداد کو re-phrase کر لیا جائے اور اس میں جو تین issues ہیں ان کی علیحدہ علیحدہ تین Resolutions پیش کر لی جائیں تو تمام کسان چاہے، flood affected areas کا تو ایک special case ہے اس کو تو ہر صورت میں ہونا چاہئے

Provincial and Federal Government مل کر flood affected areas کے کسانوں کو ریلیف مہیا کریں لیکن اس کے علاوہ I would request you کہ جتنی کسانوں کی فصلیں ہیں ان کو ensure کیا جائے تاکہ آنے والے وقت میں بارش کی وجہ سے، سیلاب کی وجہ سے یا گرمی کی وجہ سے جب بھی کسان کی فصل کسی وجہ سے یا ژالہ باری کی وجہ سے خراب ہو تو اس میں اس کو رقم ادا کی جا سکے اور اس صورت میں ہم پوری حمایت کریں گے کہ کسانوں پر بھی بے شک ٹیکسز بڑھا دیئے جائیں لیکن اس سے پہلے زراعت کو انڈسٹری declare کیا جائے اور اس میں جو انڈسٹری کو ملنے والی رعایتیں ہیں وہ پوری کی جائیں۔ پہلے phase میں جو flood affected areas ہیں اس میں جو کسان آئے ہیں یا بارشوں کی وجہ سے جن کی فصلیں خراب ہوئی ہیں ان کو آئندہ فصل کے لئے بیج مہیا کیا جائے اور زرعی بنک کے اور باقی بنکوں نے جو قرضے دیئے ہیں ان کو affectively write off کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ہاؤس کی sense لے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اسی طرف آ رہا ہوں، آپ تشریف رکھیں۔ جی محترمہ!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا! میرا تعلق ضلع بہاولنگر سے ہے اور سیلاب کے حوالے سے جو صورت حال آپ کے سامنے آئی ہے اس میں ہمارا ضلع بہاولنگر بھی involve ہوا ہے۔ اس دفعہ انڈیا نے بھی دریائے گھاگھرا جس کا فورٹ عباس میں راستہ بنتا ہے وہاں بھی اس نے پانی چھوڑا ہے۔ اس کے علاوہ آفاقی طور پر بھی نقصان ہوا ہے کیونکہ وہاں بارشیں بھی بہت ہوئی ہیں۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جو غریب کاشتکار ہے جس کی زمین 25 ایکڑ سے کم ہے ان کو مالی معاونت کی ضرورت ہے کیونکہ انہوں نے تو بیج بھی ادھار لیا ہوتا ہے، spray وغیرہ بھی ادھار پر کروایا ہوتا ہے اس کے علاوہ کھاد بھی ادھار پر لیتے ہیں۔ یہ صورتحال جو آپ کے سامنے ہے کم از کم ان لوگوں کو آپ ضرور support کریں اور ان کا ٹیکس بھی معاف کیا جائے اگر اور کوئی کمی کر سکتے ہیں تو وہ بھی کی جائے۔ اس کے علاوہ ان کو جو رقم آپ سود پر دیتے ہیں اس کی شرح سود میں بھی کمی کی جائے کیونکہ پنجاب کے 72 فیصد لوگ زراعت پر depend کرتے ہیں اور خاص طور پر ڈسٹرکٹ بہاولنگر میں وزیر اعلیٰ صاحب نے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات ہو گئی۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا! میری یہ گزارش ہو گی کہ پہلے میری بات کو سن لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، میں ممبران کو جو بولنے کا موقع دے رہا ہوں حالانکہ جب ایک قرارداد پیش ہوتی ہے تو rules یہ ہیں کہ قرارداد پیش ہوئی ہے اور اس میں sense of the House لے لی جائے۔اس کے باوجود میں تو آپ کو بات کرنے کا موقع فراہم کرتا ہوں اب آپ اپنی بات کو ختم کرنے کی طرف آئیں۔اس کے بعد اب مزید بات نہیں ہو گی اور sense of the House لی جائے گی۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا! وزیر اعلیٰ نے ڈسٹرکٹ بہاولنگر کا visit کیا تھا تو وہاں پر دھان کی فصل سب سے بہتر قرار پائی تھی جس کے لئے انہوں نے ایک ریسرچ سنٹر بھی قائم کیا تھا۔ مہربانی فرما کر ان کاشتکاروں کی مالی معاونت کی جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی یہ رائے ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! وزیر موصوف نے oppose کیا ہے انہوں نے بھی بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی. I am sorry وزیر صاحب رہ گئے ہیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں تھوڑی سی بات کرنا چاہتا ہوں۔ اس سلسلے میں قرارداد بھی پیش کی گئی ہے اور میں نے اس قرارداد کو oppose کیا ہے اور mover نے مجھے کہا کہ یہ کیسے بات کر رہے ہیں؟

جناب والا! پنجاب حکومت زمیندار کے ساتھ تعاون کر رہی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ جو علاقہ disturb ہوا ہے اس کو آفت زدہ قرار دیا ہے۔ تمام معزز ممبران بھی یقیناً اس کے شاہد ہیں اور یہ لوگ خود بھی وہاں پر گئے ہیں، اس سے بھی بڑھ کر سب کو پتا ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب خود اس پورے operation کو monitor کر رہے ہیں اور اس کی نگرانی کر رہے ہیں۔ایوان کی اطلاع کے لئے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس وقت جو علاقہ سیلاب سے متاثر ہوا ہے اس میں 11 لاکھ 76 ہزار 511 ایکڑ زرعی اراضی متاثر ہوئی ہے۔اس کا باقاعدہ سروے کیا گیا ہے اور اس کے بعد اس کا ایک تخمینہ لگایا گیا ہے۔ جیسا کہ یہ بتا رہے ہیں کہ چھوٹے کاشتکار کو کسی جگہ سے کوئی سہولت نہیں مل رہی اس میں زیادہ ذکر اسی بات کا تھا تو اس لئے یہ بتانا ضروری ہے کہ پنجاب حکومت اس پر پوری working جاری رکھے ہوئی ہے اور ہر

لحاظ سے وہ کوشش کر رہی ہے کہ چھوٹا زمیندار جو متاثر ہوا ہے، جس کی فصلات تباہ ہو گئی ہیں اور آئندہ فصل کے لئے ان کو پیسوں کی ضرورت ہے یا کچھ چیزوں کی ضرورت ہے تو اس کے لئے باقاعدہ ایک policy declare کر دی گئی ہے۔اس کا تخمینہ لگایا گیا ہے کہ 11لاکھ 76ہزار 511ایکڑ زرعی اراضی متاثر ہوئی ہے۔اس کا تخمینہ لگانے کے بعد چھوٹے کاشتکاروں کو زیادہ سے زیادہ ساڑھے بارہ ایکڑ تک ایک بوری بیج گندم، ایک بوری یوریا کھاد فی ایکڑ دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے اور اس میں یہ بھی سمجھا جا رہا تھا کہ یہ کوئی خاص رقم نہیں ہے لیکن میں یہ وضاحت کر دوں کہ اس سارے procedure کے اندر 2۔ارب 76کروڑ روپے مالیت کی 58ہزار 826ٹن کھاد بیج متاثرہ کسانوں میں تقسیم کیا جائے گا اور یہ امداد جو دی جا رہی ہے یہ پنجاب حکومت کی طرف سے ہے۔ایک لاکھ فی متاثرہ خاندان کی امداد جو کہ وفاقی حکومت کی طرف سے دینے کا وعدہ کیا گیا ہے اس سے ہٹ کر دی جا رہی ہے۔اس لحاظ سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی کاوش ہے جو پنجاب حکومت اپنے محدود وسائل میں رہتے ہوئے کر رہی ہے اور اسی لئے میں نے اس کو oppose بھی کیا تھا کہ یہ تاثر نہ دیا جائے کہ پنجاب حکومت کچھ نہیں کر رہی۔اگر آپ اس point پر یہ قرارداد لے کر آئے ہیں کہ ان کو امداد ملنی چاہئے تو اس پر already working ہو رہی ہے اور اس کی distribution بھی انشاء اللہ فوری طور پر شروع کر دی جائے گی۔اس میں کچھ اور بھی add کرنا چاہتا ہوں کہ وطن کارڈ کے سلسلہ میں یہاں پر بات کی گئی اور خاص طور پر مستی خیل صاحب نے بات کی اور مجھے اس بات پر افسوس ہے کہ میں بھکر میں ہی تھا اور میری ڈیوٹی بھی وہیں پر ہی تھی اور مستی خیل صاحب اس کمیٹی کے بھی ممبر ہیں جہاں پر ہم نے اس پر already work کیا اور وہاں پر وزیر اعلیٰ صاحب بھی موجود تھے، وہ خود بھی وہاں پر تشریف لائے اور انہوں نے خود وہاں پر اعتماد کا اظہار بھی کیا لیکن اس کے باوجود میں ان کی بات کو رد کرنا نہیں چاہتا بلکہ یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جہاں کہیں بھی وطن کارڈ کے اجراء کے سلسلہ میں کوئی کمی بیشی آ رہی ہے وہاں پر باقاعدہ Complaint Cells بنے ہوئے ہیں اور ان Complaint Cells کو ہدایت ہے کہ ایک ماہ کے اندر اندر وہ ان complaints کو دور کریں گے اور facts کے ساتھ جو چیزیں سامنے آئیں گی اگر کسی کا حق بنتا ہے تو اس کو دیا جائے گا۔ اب تک 5۔ارب 61کروڑ روپے وطن کارڈ کے ذریعے تقسیم کیا جا چکا ہے۔

جناب سپیکر! جہاں تک پنجاب حکومت کا تعلق تھا جہاں پر 40فیصد یا اس سے زیادہ کا علاقہ متاثر ہوا تھا اس کو آفت زدہ قرار دینے کے بعد اس کا مالیہ، آبیانہ معاف کر دیا گیا اور یہ بھی پنجاب حکومت نے کیا۔اس کے علاوہ لغاری صاحب نے زرعی ترقیاتی بنک کے قرضہ جات کے حوالے سے بات کی ہے

۔ان کو بالکل پتا ہو گا لیکن شاید وہ یہ بتانا بھول گئے کہ یہ فیڈرل ادارہ ہے اور وہی اس کو deal کرتے ہیں۔ البتہ ان سے یہ کہا ضرور جا سکتا ہے کہ وہ اس پر نظر ثانی کریں اور فیڈرل گورنمنٹ بھی اس میں اپنا کردار ادا کرے تاکہ چھوٹے زمیندار کو سہولت دی جا سکے۔ لہذا میں یہ بتانا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ پنجاب حکومت ہر لحاظ سے اپنا کام سر انجام دے رہی ہے اور چھوٹے زمیندار جو problems face کر رہے ہیں اس کے لئے کھاد بیج اور دیگر پیسے جو دیئے جا سکتے ہیں وہ ان کو maximum دیئے جا رہے ہیں۔ میں نے اسی لئے اس تحریک کو oppose کیا تھا اور میں یہ امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ اس سے ہاؤس مطمئن ہوا ہو گا کہ لمحہ بہ لمحہ اس کے لئے کام کیا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ زمیندار کو اکیلا نہیں چھوڑا جائے گا بلکہ پوری پنجاب حکومت اس کے ساتھ ہے اور یہ پورا House اس کے ساتھ کام کرے گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت ایسے کسانوں/کاشتکاروں کی مالی معاونت کرے جن کی کاشت شدہ فصلات سیلاب کی نذر ہو گئی ہیں۔ ان کسانوں نے اپنی فصلات کی کاشت کے لئے آڑھتی، کمیشن ایجنٹ یا تھرڈ پرسن سے ادھار قم سود پر حاصل کی تھی۔ اب ان کسانوں سے آڑھتی، کمیشن ایجنٹ یا تھرڈ پرسن اپنی رقومات مع سود کا مطالبہ کر رہے ہیں اور ان کو مختلف حیلے بہانے سے پریشان بھی کر رہے ہیں۔ حالانکہ The Punjab Prohibition of Private Money Lending Act 2007 کے تحت ساہوکاری کی ممانعت ہے۔ ان کسانوں کے پاس گندم کی فصل کاشت کرنے کے لئے وسائل ہیں اور نہ ہی کسی سے ملنے کی امید ہے لہذا ایسی صورت حال میں حکومت سیلاب کی نذر ہو جانے والی فصل کا معاوضہ اور آئندہ کاشت ہونے والی فصل کے اخراجات کے لئے ان کی مالی معاونت کرے اور کھاد بیج کا انتظام بھی کرے۔"

(قرارداد نامنظور ہوئی)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! یہ بے ایمانی کر کے ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ This is no way. اور House کے اندر ایک چیز بڑی clear آئی ہے، گورنمنٹ کا اس پر ایک mandate آیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا!mandate نہیں آیا ہے.I challenge it مجھے اس بات پر بھی حیرانگی ہے کہ منسٹر صاحب نےoppose کہا ہے یا نہیں کہا، پھر اس کوoppose بھی کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ ہم مالی معاونت کر رہے ہیں اور یہ سارا کچھ کر رہے ہیں لیکن ہم اس قرارداد کو oppose کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں! گورنمنٹ کا point of view آ چکا ہے۔ گورنمنٹ اس پر جو action لے رہی ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں ایک بات کرنے کی آپ سے اجازت لوں گا۔ میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب پنجاب حکومت یہ کام کر رہی ہے اور اس کی تفصیلات بھی آپ کو مہیا کر دی گئی ہیں اسی بات کو ہم نےoppose کیا ہے اور اگر یہ کام نہ ہو رہا ہوتا تو پھر آپ یہ قرارداد لائیں اور یا کوئی کمی ہے تو مزید ہمیں بتائیں لیکن جب کام ہو رہا ہے تو پھر اس پر قرارداد لانے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! یہی تو اہم فیصلے ہوتے ہیں۔ ایوان یہ فیصلے کرے، ایک آدمی نہ کرے اور یہی تو میں بار بار پیٹتا ہوں۔ ہمارے ہاں یہ ایوان کس لئے ہے؟ اس ایوان میں سے کوئی سفارش نہیں جا سکتی۔ یہ فیصلے اس ایوان میں ہونے چاہیئں تھے کہ یہ کام کیسے ہوں۔ شہباز شریف صاحب بڑا اچھا کام کر رہے ہیں انہوں نے بہت دورے کئے ہر وقت خوشی کے ڈھول بجا رہے ہیں کہ ان کے اتنے دورے ہیں، اتنے دورے ہیں۔ بالکل ہیں لیکن کام کس طرح سے کرنا ہے اس کا فیصلہ اس ایوان نے ہی کرنا ہے۔ چند بیوروکریٹس کے ساتھ بیٹھ کر چیف منسٹر سیکرٹریٹ کے اندر بیٹھ کر یہ فیصلے ہونے والے نہیں ہیں۔ یہ ایوان اس بات کا فیصلہ کرے کہ کیسے ان کی مالی معاونت کرنی ہے، یہ ایوان اس کو monitor کرے اور اس ایوان کے ممبران اس کو monitor کریں۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس پر division کروادیں تاکہ یہ بات سامنے آ جائے کہ کون حمایت میں ہے اور کون مخالفت کر رہا ہے۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! یہ جو مظلوم کاشتکاروں کا مسئلہ ہے اس قانون اور ٹیکنیکل چیزوں کی نذر نہ کیا جائے۔ میری یہ گزارش ہے کہ بلاشبہ سیلاب زدگان کے لئے پنجاب حکومت اور فیڈرل حکومت بہت سی خدمات سرانجام دے رہی ہیں اور اہم فیصلے کر رہی ہیں۔ میری اپنے بھائی لغاری صاحب سے گزارش ہے کہ وہ اس Resolution میں کچھ ترمیم کر لیں۔ حکومت نے جو اقدامات اٹھائے ہیں ان کا شکریہ بھی ادا کر دیں تاکہ ان کا بھی ذکر ہو جائے اور باقی جو اس میں خامیاں رہ گئی ہیں، بلاشبہ اس میں کمی

ہے پنجابی وچ کہندے نیں کہ "ڈھادیاں خبر آں پچھ انہاں توں کدھی تے گھر جناں دے"چھوٹے کاشتکاروں کی فصل جب تباہ ہو جاتی ہے انہوں نے بلاشبہ آڑھتی سے بھی قرضہ لیا ہوتا ہے بنک سے بھی قرضہ لیا ہوتا ہے اور ان کا بال بال مقروض ہوتا ہے اور چھ ماہ کے بعد امید ہوتی ہے کہ فصل آئے گی تو وہ قرضے اتاریں گے اور اپنے بال بچوں کو روزی روٹی دیں گے لیکن جب وہ فصل تباہ ہو جاتی ہے تو اس کا کیا حال ہوتا ہو گا؟ لہذا لغاری صاحب سے میری گزارش ہے کہ اس میں کچھ ترمیم کر کے اسے بہتر انداز میں ہاؤس میں پیش کیا جائے اور یہ متفقہ طور پر منظور ہونی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! آپ نے اس قرارداد میں یہ بھی mention نہیں کیا کہ آپ کا مطالبہ مرکزی حکومت سے ہے یا صوبائی حکومت سے؟ اب وطن کارڈ میں بھی دونوں حکومتیں مل کر حصہ دے رہی ہیں۔ اس پر دونوں طرف سے ہی emanate آنے ہیں۔ اس میں یہ بھی clear نہیں کہ آپ کا مطالبہ کس سے ہے؟ دوسری یہ بات ہے کہ اگر آپ اس میں کچھ بنیادی تبدیلیاں کر لیں تو بہتر ہے ورنہ میں دوبارہ ہاؤس سے پوچھ لیتا ہوں۔ This is very much clear

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر ہاؤس اسے oppose کرنا چاہتا ہے تو ضرور کرے۔ چھوٹے کاشتکار جو سود کے چنگل میں پھنسے ہوئے ہیں میں تو ان کے لئے مالی معاونت مانگ رہا ہوں۔ اگر یہ ہاؤس اسے oppose کرتا ہے تو میں اکیلا آدمی تو کچھ نہیں کر سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خالی اس کی بات نہیں ہے۔ آپ نے اس میں overall کافی issues take up کئے ہیں، آپ یا تو خالی سا ہو کاری پر لے آئیں اور اس پر بات کر لیں۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! لغاری صاحب سے میری استدعا ہے کہ اسے انا اور سیاست کی نذر نہ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اسے amend کر کے لائیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: آپ اسے reject کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس نے کرنا ہے۔ میں نے کیا کرنا ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: یہ آپ کی مرضی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ہاؤس کی مرضی ہے، میری نہیں۔ اس پر sense of the House ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرے خیال میں voice ہمارے حق میں تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر:No۔ میں ابھی دوبارہ ووٹنگ کروادیتاہوں،اس میں کیامسئلہ ہے؟

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!مجھے ایک بات کرلینے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!ایک منٹ کے لئے فرض کریں کہ ہاؤس اس قرارداد کو منظور کرلیتاہے تو پھر اس کا مقصد یہ ہواکہ پنجاب حکومت نے جس کے یہ خود بھی معترف ہیں اس نے کچھ نہیں کیا،کوئی ریلیف نہیں دیا،کوئی پیسا نہیں دیااور کوئی کام نہیں کیاautomaticallyاس کامطلب وہ ہوگا یاتواسے amendکرلیں ورنہ اس کاطریق کار کیاہوگا؟اس قرارداد کیgistیہ کہتی ہے کہ پنجاب حکومت نے کچھ نہیں کیااور یہ بڑی زیادتی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!یہ ایک طریق کار ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:ہاؤس کاوقت پندرہ منٹ بڑھایاجاتاہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!یہ اس وقت کی بات ہے جب یہ قرارداد جمع کروائی گئی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر:لغاری صاحب!میرے خیال میں بڑی اچھی بات ہے اگر آپ اس میں کوئی تبدیلی لاناچاہتے ہیں اور آپ کابھی بنیادی نظریہ یہی ہے کہ بہتری آئے لیکن اس قرارداد کی وہsenseنہیں بن رہی جوآپ چاہ رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین:اس فلڈ میں پنجاب حکومت نے تاریخی خدمات انجام دی ہیں یہ اسےacknowledge کرلیں توابھی قرارداد لے آئیں لیکن اگر اس طرح یہ پاس ہوتی ہے تو پھرtotal denialہوگیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر:میرے خیال میںalreadyہاؤس کیsenseآچکی ہوئی ہے اور یہ قرارداد نامنظور ہوئی۔اب اس کے بعد پانچویں قرارداد محترمہ حمیرااویس شاہد صاحبہ کی ہے وہ پیش کریں۔

صوبہ میں اسلامی زرعی نظام نافذ کرنے کا مطالبہ

محترمہ حمیرااویس شاہد:جناب سپیکر!میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ پنجاب میں بیع سالم(اسلامی زرعی نظام،مشارکہ اور مضاربہ)کانظام نافذ کیاجائے۔یہ نظام نہ صرف ریونیواکٹھاکرنے کاایک مؤثر ذریعہ ہو گابلکہ چھوٹے کاشتکاروں کو سودی قرضوں سے نجات کا باعث بھی ہوگا۔علاوہ ازیں اس

نظام کے ذریعے ذخیرہ اندوزی کا خاتمہ ہو گا قیمتوں میں استحکام آئے گا اور غربت اور بے روزگاری کے خاتمے میں مدد بھی ملے گی۔اس نظام سے نفع ونقصان میں شراکت کے اسلامی اصولوں کی حقیقی روح کو فروغ ملے گا۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ پنجاب میں بیع سالم (اسلامی زرعی نظام، مشارکہ اور مضاربہ) کا نظام نافذ کیا جائے۔یہ نظام نہ صرف ریونیو اکٹھا کرنے کا ایک مؤثر ذریعہ ہو گا بلکہ چھوٹے کاشتکاروں کو سودی قرضوں سے نجات کا باعث بھی ہو گا۔ علاوہ ازیں اس نظام کے ذریعے ذخیرہ اندوزی کا خاتمہ ہو گا قیمتوں میں استحکام آئے گا اور غربت اور بے روزگاری کے خاتمے میں مدد بھی ملے گی۔اس نظام سے نفع و نقصان میں شراکت کے اسلامی اصولوں کی حقیقی روح کو فروغ ملے گا۔"

DR. ZAMURAD YASMEEN RANA: I oppose it Sir.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ حمیرا صاحبہ نے جو بات کی ہے کہ یہ ایک نظام ہے اور اس نظام کو نافذ کرنے سے یہ سارے مسائل حل ہو جائیں گے، ذخیرہ اندوزی ختم ہو جائے گی، قیمتوں میں استحکام آئے گا، غربت اور بے روزگاری کا خاتمہ ہو گا لیکن انہوں نے اس نظام کا structure ساتھ نہیں لگایا۔میں سمجھتا ہوں کہ وہ نظام کتابوں میں موجود ہو گا اور یقیناً انہوں نے کسی نہ کسی جگہ اسے detail سے پڑھا ہو گا اور انہیں اس بارے میں علم ہو گا لیکن مناسب ہو گا کہ وہ اس نظام کے structure اور طریق کار کو اس قرارداد کے ساتھ لگائیں یا کسی صورت میں اس ہاؤس کے معزز ممبران کے علم میں لائیں تاکہ اس ہاؤس میں اس پر debate ہو سکے۔کوئی ایسی کمیٹی بنے جس میں تمام stakeholders جنھوں نے اس زد میں آنا ہے ان کے ساتھ بات ہو سکے اور اس کے بعد اگر ہاؤس کی sense ہو یا اس کمیٹی کی recommendations ہوں کہ یہ نظام ہے، اس میں یہ یہ steps ہوں گے اور اس میں سب stakeholders کی یہ رائے ہے اس کے بعد یہ معزز ایوان کسی نظام کو accept کرنے اور موجودہ نظام کو reject کرنے سے متعلق قرارداد پاس کرے تو وہ زیادہ مناسب ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! یہ نظام فصل کو ایڈوانس خریدنے پر focus کرتا ہے۔اس میں نبی پاک ﷺ کے بتائے گئے بنیادی مشارکہ اور مضاربہ کی وہی شقیں ہیں جن پر حضرت امام شافعی

نے بھی کام کیا ہوا ہے۔رانا صاحب کی تجویز بہت صحیح ہے کہ اس کا structure پانچ یا دس منٹ میںdiscuss نہیں ہو سکتا، اس کی financial workingsہیں، اس کی accounting workings ہیں۔ یہ نظام حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نافذ کیا تھا اسےcontent ray economic shapeلانے کی بات ہو رہی ہے۔میں چاہوں گی کہ یہ قرار دادpendingہو جائے تاکہ میں اس کے ساتھ structureلگا سکوں۔یہاں پر اس کی ہر شق اور باریکی بیان نہیں کی جا سکے گی لہذا اس کے لئے ایک خصوصی کمیٹی بنادی جائے جو اس پرworkکرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں یہ ایک بڑی اچھیsuggestionہے۔

رائے محمد شاہجہاں خان: جناب سپیکر! میں اس پرinputدینا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب کمیٹی بن رہی ہے تو اس پرinputکی ضرورت ہی نہیں ہے۔

رائے محمد شاہجہاں خان: میں اس پر کوئی بات کرنا چاہتا ہوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ وہ بات کمیٹی میں کیجئے گا۔کیا آپ کمیٹی میں اپنیinputنہیں دینا چاہتے اور آپ مجھے ایک بات بتائیں کہ آپinput کمیٹی میں دینا چاہتے ہیں یا ہاؤس میں؟

رائے محمد شاہجہاں خان: جناب سپیکر! میں ہاؤس میںinputدینا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں۔

رائے محمد شاہجہاں خان: شکریہ۔جناب سپیکر! میرے بھائی محسن خان لغاری صاحب نے جو قرار داد دی ہے اس میں بھیProhibition of Private Money Lending Actکی بات کی گئی ہے اور میری بہن نے بھی جو قرار داد دی ہے اس میں بھی اسلامی بنکنگ سسٹم کی بات کی گئی ہے۔ حضور ﷺ نے اپنے آخری خطبہ میں دو چیزوں پر main stressکیا تھا، ایک تھا کہ میں اپنے چچا عباس کا سود حرام قرار دیتا ہوں اور یہ بڑھتا چڑھتا سود حرام ہے اور دوسرا انہوں نے فرمایا کہ کالے کو گورے پر اور گورے کو کالے پر، عربی کو عجمی پر کوئی فوقیت حاصل نہیں گویا انہوں نے نسلی تفریق کی نفی کی تھی۔آج ان قرار دادوں میں یہ دونوںproblems reflectہو رہے ہیں اور ہم اس وجہ سے اس وقت ملک میں مشکلات کا شکار ہیں کہ ہم جس سرمایہ دارانہ نظام کے اندر زندہ رہ رہے ہیں اس کے حساب سے تو اس قرار داد کو اورrefineکرنے کی ضرورت ہے۔میں اپنی بہن سے استدعا کروں گا کہ انہوں نے ہمارے ملک میں ذخیرہ اندوزی اور قیمتوں کے استحکام کے بارے میں جو بات کی ہے اس

کے پیچھے یہی سودی نظام والے ہیں، یہی کمرشل بنک ہیں انہوں نے ہی cartel بنائے ہیں، یہی چیزوں کی shortage پیدا کرتے ہیں اور یہی عوام کی چمڑی ادھیڑ رہے ہیں اور یہی عوام کو لوٹ رہے ہیں۔سودی کاروبار کرنے والوں کے لئے بنک ہیں، ان کے لئے عدالتیں ہیں، ان کے لئے قوانین ہیں، ان کے پاس mortgage کا قانون موجود ہے اور جو بنک کو پیسے دینے میں default کر جاتے ہیں انہیں کہا جاتا ہے کہ یہ قومی دولت کے لٹیرے ہیں اور انہیں عدالت کے کٹہرے میں لایا جاتا ہے لیکن ان بنکوں سے بھی تو کوئی پوچھے، ان اداروں سے بھی تو کوئی پوچھے کہ جو منافع آپ عوام الناس کی چمڑی ادھیڑ کر کماتے ہیں، روز مرہ کی چیزوں کی ذخیرہ اندوزی کے لئے فنانس مہیا کر کے کماتے ہیں وہ کس زمرے میں آتا ہے؟ میں اس اسمبلی کی وساطت سے استدعا کرتا ہوں کہ State Bank رپورٹ منگوائے کہ کمرشل بنکوں نے اس سال کتنا منافع کمایا ہے، ان کے منافع کا volume کتنا ہے، ان کی trade کا volume کتنا ہے اور انہوں نے قومی خزانے میں کتنا tax جمع کروایا ہے؟ میں عدالتوں سے بھی استدعا کرتا ہوں کہ از خود نوٹس لینے سے پہلے، لوگوں کو یہ کہنے سے پہلے کہ انہوں نے قومی دولت لوٹی ہے ان اداروں سے بھی پوچھا جائے کہ انہوں نے عوام کے تن کا کپڑا، ان کے منہ کا نوالا کیوں چھینا ہے اور ایسے business میں کیوں investment دی ہے جو کہ لوگوں کے لئے باعث زحمت ہے؟ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس قرارداد کو refine کیا جائے۔ چونکہ میری بہن کا ایک media group سے بھی تعلق ہے، اس لئے میں ان سے کہتا ہوں کہ مسلم کمرشل بنک کے مالک میاں منشاء اور دوسرے کمرشل بنکوں کے مالکان سے بھی پوچھا جائے، ان کو بھی عدالتوں میں گھسیٹا جائے کہ ضروریات زندگی کی چیزوں میں انہوں نے cartelization کیوں کی ہے؟ Monopoly Commission سے بھی پوچھا جائے اور ان اداروں سے بھی پوچھا جائے کہ جنہوں نے Monopoly Commission کے کئے ہوئے جرمانوں کے خلاف ان بڑے بڑے ساہوکاروں کو stay دے رکھا ہے۔ ان سے بھی پوچھا جائے، ان کی پگڑیاں بھی اچھالی جائیں، ان کو بھی عدالتوں میں لایا جائے اور ان کے بارے میں یہاں پر قراردادیں پیش کی جائیں۔

میری استدعا ہے کہ ہمیں اس سودی نظام سے بچایا جائے، اسلام کا مکمل نظام موجود ہے۔ اگر اسلام کے نظام پر عمل نہیں کر سکتے تو اس حکومت کو ہمیں بتا دینا چاہئے۔ اگر ہم ان سود کا کاروبار کرنے والوں کو روک نہیں سکتے، اگر انہی کے اوپر ہمارا دارومدار ہے تو پھر حکومت مارکیٹ کے اندر مکمل مقابلہ ہی رائج کر دے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہجہاں صاحب!اس پر تقریر نہیں ہونی،اب آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ حمیرا اویس صاحبہ!وزیر قانون صاحب نے اس حوالے سے جو تجویز دی ہے میرے خیال میں وہ سب سے best ہے۔اس پر مزید بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر!میں یہ بات کرنا چاہتی ہوں کہ alternate نظام موجود ہے۔ ہماری economy کا structure interest based ہے۔ میں وزیر قانون صاحب کا شکریہ ادا کرتی ہوں،ان کی بات بالکل صحیح ہے کہ اس کو پہلے detailed طریقے سے study کرنا پڑے گا اور پھر ہاؤس میں پیش کیا جائے گا۔ تو میری آپ سے گزارش ہے کہ اس بارے میں ایک کمیٹی تشکیل فرمادیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ اس قرارداد کو pending کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جس متبادل نظام کے بارے میں حمیرا اویس صاحبہ فرمارہی ہیں یہ اس کو in detail میرے حوالے کریں، مجھے دیں۔ میں متعلقہ محکمے کے ساتھ ان کو بٹھا کر discuss کرواؤں گا اور اس بارے میں متعلقہ محکمے کا point of view بھی لے لیا جائے گا۔اس کے بعد میں خود آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ House کی کمیٹی بنائیں۔ یہ کمیٹی اس نظام کو دیکھنے کے بعد،اس کی practicability کا جائزہ لینے کے بعد کہ وہ کس طرح سے practicable ہے اپنی رپورٹ پیش کرے گی۔اگر یہ practicable ہوا تو پھر اس کے بعد گورنمنٹ کو کوئی hesitation نہیں ہوگی کہ اس نظام کو نافذ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، محترمہ حمیرا اویس صاحبہ!آپ وزیر قانون صاحب کو اس حوالے سے مل لیں،ان سے مشاورت کرلیں۔اگر ضرورت پڑے گی تو پھر ہم House کی کمیٹی بھی بنادیں گے۔

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جی، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ علاؤالدین،ایم پی اے صاحب نے قواعد انضباط کارِ صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ234 کے تحت قاعدہ115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کرکے بنکوں اور مالیاتی اداروں میں ہفتہ کی چھٹی کی وجہ سے ملک بھر کی معیشت کا بے پناہ نقصان ہو چکا ہے اس لئے ہفتہ کی چھٹی منسوخ کرنے کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ115اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے بنکوں اور مالیاتی اداروں میں ہفتہ کی چھٹی کی وجہ سے ملک بھر کی معیشت کا بے پناہ نقصان ہو چکا ہے اس لئے ہفتہ کی چھٹی منسوخ کرنے کے حوالے سے ایک قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ115اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے بنکوں اور مالیاتی اداروں میں ہفتہ کی چھٹی کی وجہ سے ملک بھر کی معیشت کا بے پناہ نقصان ہو چکا ہے۔اس لئے ہفتہ کی چھٹی منسوخ کرنے کے حوالے سے ایک قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے"

MR MUHAMMAD SANA ULLAH KHAN MASTI KHEL: Sir, I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: ثناء اللہ خان مستی خیل صاحب نے اس کو oppose کیا ہے۔ ہاؤس کا وقت 15 منٹ مزید بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری آپ کی وساطت سے مستی خیل صاحب سے گزارش ہو گی کہ شیخ علاؤالدین صاحب نے قرارداد پیش کرنے کے لئے جو تحریک پیش کی ہے وہ اس کی مخالفت نہ کریں۔ قرارداد پیش ہونے دیں، اس کو پیش ہونے کے بعد pending کر دیا جائے تاکہ اس کے اوپر حکومت کا point of view بھی سامنے آ جائے۔ اس کے بعد اگر کسی ممبر نے اس قرارداد کو oppose کرنا ہو تو بالکل ٹھیک ہے وہ کرے۔ یہ تو ہاؤس کی discretion ہے کہ وہ اس قرارداد کو پاس کرے یا reject کرے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جی، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، مستی خیل صاحب بھی agree کر رہے ہیں۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے بنکوں اور مالیاتی اداروں میں ہفتہ کی چھٹی کی وجہ سے ملک بھر کی معیشت کا بے پناہ نقصان ہو چکا ہے۔اس لئے ہفتہ کی چھٹی منسوخ کرنے کے حوالے سے ایک قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری بات تو سن لیں، میں آج اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ خدا کی قسم اس House کے ممبران کو عوام کا خیال نہیں ہے، اپنے کاروباری طبقے کا خیال نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! یہ ہاؤس کی sense ہے اس لئے آپ کی تحریک منظور نہیں ہو سکی۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں اپنے بھائی محترم شیخ علاؤالدین صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ وہ اتنا دل برداشتہ نہ ہوں۔ وہ اس قرارداد کو routine میں لے آئیں ہم اس کو take up کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔اب آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس کل بروز بدھ مورخہ 20۔اکتوبر2010 صبح 10-00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

1330

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،20۔اکتوبر2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات صنعت، کانکنی ومعدنیات)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

سرکاری کارروائی

امن عامہ پر عام بحث

1332

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا بیسواں اجلاس

بدھ،20۔اکتوبر2010

(یوم الاربعاء،11۔ذیقعد1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 23 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ
الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ۝١ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا
عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ق
وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝٢ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا
يَلْحَقُوا بِهِمْ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝٣ ذٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ
مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝٤

سُوْرَةُ الجُمُعَة آیات 1تا4

جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو چیز زمین میں ہے سب اللہ کی تسبیح کرتی ہے جو بادشاہ حقیقی پاک ذات زبردست حکمت والا ہے(1) وہی تو ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے (محمد ﷺ کو) پیغمبر (بناکر) بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھتے اور ان کو پاک کرتے اور اللہ کی کتاب اور دانائی سکھاتے

ہیں اور اس سے پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے(2) اور ان میں سے اور لوگوں کی طرف بھی (ان کو بھیجا) ہے جو ابھی ان (مسلمانوں) سے نہیں ملے۔ اور وہ غالب حکمت والا ہے(3) یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے(4)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

روک لیتی ہے آپؐ کی نسبت
تیر جتنے بھی ہم پر چلتے ہیں
یہ کرم ہے حضور ﷺ کا ہم پر
آنے والے عذاب ٹلتے ہیں
وہی سنتے ہیں بولیاں سب کی
وہی بھرتے ہیں جھولیاں سب کی
آؤ بازار مصطفیٰ ﷺ کو چلیں
کھوٹے سکے وہیں پر چلتے ہیں
اب کوئی کیا ہمیں گرائے گا
ہر سہارا گلے لگائے گا
ہم نے خود کو گرا دیا وہاں
گرنے والے جہاں سنبھلتے ہیں

سوالات

(محکمہ جات صنعت، کانکنی ومعدنیات)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات صنعت، کانکنی ومعدنیات سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب کا پہلا سوال ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر !.On his behalf(معزز ممبر نے الحاج محمد الیاس چنیوٹی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر !سوال نمبر 1431 ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

چنیوٹ میں لوہے کے ذخائر کی دریافت

*1431: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر کانکنی ومعدنیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چنیوٹ کی سبزی منڈی کے آس پاس لوہے کے وسیع ذخائر دریافت ہوئے ہیں جو لمبی مدت تک ملکی ضروریات کی کفالت کر سکتے ہیں اور ملکی معیشت میں ایک مثبت اضافہ کا سبب بن سکتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 2002 کی صوبائی اسمبلی پنجاب یہ لوہا نکالنے کے لئے چنیوٹ سٹیل ملز لگانے کے لئے 3۔ارب روپے مختص کر چکی ہے، اس سلسلے میں کیا پیشرفت ہوئی ہے کیا حکومت یہاں سٹیل ملز قائم کر کے فی الفور لوہا نکالنا چاہتی ہے، اگر جواب اثبات میں ہے تو کب تک اور اگر جواب نفی میں ہے تو کیوں؟

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد):

(الف) محکمہ ہذا کی حاصل کردہ سرکاری معلومات بذریعہ جیالوجیکل سروے آف پاکستان اور پنجاب معدنی ترقیاتی کارپوریشن (Punjmin) کی ابتدائی تحقیقات کے مطابق چنیوٹ اور رجوا کے گردونواح میں زیرزمین قریباً 72 تا 170 میٹر کی گہرائی میں اعلیٰ کوالٹی لوہے کے وسیع ذخائر دریافت ہوئے ہیں یہ ذخائر خام لوہے کی ملکی ضروریات کو پورا کرنے میں کلیدی کردار ادا کر سکتے ہیں۔ان میں آئرن کی مقدار 33 فیصد سے 86 فیصد تک موجود ہے اور یہ دنیا کے بہترین ذخائر میں سے ہیں۔چنیوٹ میں مذکورہ بالا ملنے والے لوہے کے ذخائر کا اب تک کی تحقیقات کے مطابق تخمینہ 610 ملین ٹن ہے۔جیالوجیکل تحقیقات کے مطابق یہ ذخائر دنیا کے بہترین لوہے کے ذخائر برازیل، روس (کوہ قاف) اور بھارت (گووا) کے ہم پلہ ہیں۔

(ب) 2002 میں مختص کردہ بجٹ کے بارے میں محکمہ ہذا کو علم نہ ہے، تاہم تمام تر تحقیقات مکمل ہونے پر (پانچ سال تک) پرائیویٹ سیکٹر کے لئے ایک منی سٹیل مل لگانے کے روشن امکانات موجود ہیں۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمہ سے پوچھا گیا کہ 2002 میں چنیوٹ سے لوہا نکالنے کے لئے جو 3۔ارب روپے مختص ہوئے تھے ان کا کیا بنا تو محکمہ جواب دیتا ہے کہ ہمیں یہ علم نہیں ہے کہ مختص ہوئے تھے یا نہیں ہوئے تھے؟ یہ عجیب وغریب پوزیشن ہے کہ محکمہ صنعت کو یہ نہیں پتا کہ پیسے مختص ہوئے تھے یا نہیں ہوئے تھے۔ میں منسٹر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کیسی بات ہے کہ اُنہیں اپنے محکمے کے بارے میں یہ نہیں پتا کہ 3۔ارب روپے جیسی خطیر رقم مختص کی گئی تھی یا نہیں کی گئی تھی یعنی اس کا علم نہ ہونا یہ ہمارے سوال کا جواب نہیں ہے۔ محکمہ کے پاس ریکارڈ ہو گا کہ مختص ہوئے ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی!

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! جب میں بریفنگ لے رہا تھا تو میں نے بھی جواب میں یہ point out کیا تھا۔ واقعی میں ان کی بات کی تائید کرتا ہوں کہ یہ جواب اس طرح نہیں دینا چاہئے تھا۔ میں اپنے بھائی سے یہ عرض کروں گا کہ یہ پیسے نہیں رکھے گئے تھے لیکن محکمے

کو چونکہ پتا نہیں تھا۔محکمے کو واضح جواب دینا چاہئے تھا کہ یہ پیسے نہیں رکھے گئے کیونکہ پیسے فنانس ڈیپارٹمنٹ نے رکھنے ہوتے ہیں، یہ محکمے تک نہیں آئے۔ میں اب یہ بتا رہا ہوں کہ یہ رکھے بھی نہیں گئے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا بھی ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! دوسرا ضمنی سوال بھی اسی میں ہے۔اس میں یہ ہے کہ 2002 سے پہلے ذخائر کا علم ہو چکا ہے، یہ محکمہ تسلیم کرتا ہے کہ دُنیا کے کوالٹی کے اعتبار سے اعلیٰ ترین اور quantity کے اعتبار سے بہت زیادہ ذخائر موجود ہیں۔

جناب سپیکر: بڑی خوش آئند بات ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: یعنی یہ موجود ہیں۔اس میں افسوسناک پہلو یہ ہے کہ آٹھ، دس سال گزرنے کے باوجود ابھی تک وہاں پر کوئی پرائیویٹ سیکٹر سے یا گورنمنٹ سیکٹر سے سٹیل مل لگانے کے لئے ایک فیصد بھی کام نہیں ہوا اور آج سے چھبیس ماہ پہلے 19۔اگست 2008 کو یہ سوال کیا گیا تھا کہ آپ کیا اقدامات کر رہے ہیں اور آج بھی جواب یہ ہے کہ تحقیقات مکمل کی جا رہی ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمہ کم از کم ایک تاریخ ضرور بتا دے کہ مزید ہمیں کتنا وقت لگے گا، ان تحقیقات کو مکمل کر کے دُنیا کی اعلیٰ ترین کوالٹی کا لوہا اور زیادہ ترین quantity کا لوہا ہم کتنے جلدی سے جلدی وقت میں نکال سکیں گے؟ شکریہ

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میرے بھائی نے جو بات کی ہے یہ بجا ہے۔ پچھلی حکومت میں ایک پرائیویٹ کمپنی سے یہ معاہدہ کیا گیا جس پر موجودہ حکومت نے یہ اعتراض اٹھایا کہ مناسب معاہدہ نہیں ہوا اس سے حکومت پنجاب کو کافی زیادہ نقصان ہے اور اس وجہ سے ہم ہائیکورٹ میں گئے اور 16۔اگست کو ہائیکورٹ نے اس کمپنی کا stay خارج کیا۔اب محکمہ کے پاس وہاں پر 20 بور ہونے تھے وہ انشاء اللہ جلد ہو جائیں گے یا خود وہاں پر سٹیل مل لگانے کے بارے میں فیصلہ کریں گے۔ پہلے ہم ایک دفعہ فیصلہ کر لیں اور میں یہ بھی بتا دوں کہ رجوا میں 500 ملین ٹن اور چنیوٹ میں 110 ملین ٹن کے ذخائر موجود ہیں۔ان کی بات واقعی ٹھیک ہے کہ بہت اعلیٰ قسم کا لوہا موجود

ہے اور اس پر ہم کام کر رہے ہیں۔تاریخ تو میں ابھی نہیں بتا سکتا لیکن انشاء اللہ جلد اس کے نتائج سامنے آئیں گے۔

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!یہ بڑی بد قسمتی کی بات ہے،آپ نے فرمایا کہ یہ خوش آئند ہے،یہ جو وہاں پر ذخائر ہیں یہ 2002 میں دریافت نہیں ہوئے،یہ اعلیٰ کوالٹی لوہے کے ذخائر پاکستان بننے سے پہلے کے وہاں پر موجود ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب سے یہ محکمہ وجود میں آیا ہے اس سے بڑی اس کی negligence کوئی نہیں ہے کہ 2002 کی اسمبلی کے اندر بھی یہاں پر لوہا نکالنے کی بحث ہوئی اور آج وزیر موصوف نے بڑے طریقے سے یہ کہا کہ ان کو پتا نہیں چل سکا کہ 3۔ارب روپے کی رقم مختص ہوئی تھی یا نہیں ہوئی تھی؟آج 63 سال گزر گئے ہیں ہم ان سے فائدہ حاصل نہیں کر سکے؟ان 63 سالوں کے اندر اس محکمے نے وہاں پر لوہا نکالنے کے لئے کیا پلاننگ کی ہے؟آج بھی جواب کے اندر یہ بتایا جا رہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر:میری ایک بات سُن لیں۔میں تمام معزز ممبران سے یہ گزارش کروں گا کہ ضمنی سوال ضرور کیا کریں،تقریر میں آئندہ نہیں سُنوں گا۔میں سب کو بتا رہا ہوں۔

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جس منصوبے کی منسٹر صاحب نے بات کی ہے اس کی تکمیل کا کیا وقت دیا ہے،وہ منصوبہ کب شروع ہو جائے گا؟

جناب سپیکر:وہ تو آپ کو بتا چکے ہیں۔

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!یہ جس منصوبے کی بات کر رہے ہیں وہ یہاں پر نہیں دیا گیا۔یہ بتائیں کہ وہ کتنے سال کے لئے ہے؟

جناب سپیکر:بتا دیں جی،بس ان کی ذرا تسلی کروا دیں۔

راؤ کاشف رحیم خان:جناب سپیکر!میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر:جی،نہیں۔اس پر تین سوال ہو چکے ہیں۔بس آپ ان کی بات کا جواب دے دیں جو یہ دوبارہ پوچھنا چاہتے ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!میرے بھائی نے جو بات کی ہے اسی طرح اس ملک میں ڈیم نہیں بنے اور اب جو پانی آیا ہے اس سے سیلاب بھی آیا،ہمارا نقصان بھی ہوا اور ہم نے پانچ سال کا پانی ضائع کیا ہے۔اسی طرح ہم یہ بات جو بار بار کہتے ہیں کہ اس ملک میں آمریت کی وجہ سے اور آمریت کے گماشتوں کی وجہ سے جو مشکل ترین حالات آئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: سیدھی بات کریں جو وہ پوچھ رہے ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں اسی طرف جانے لگا ہوں۔ آمریت کے گماشتوں کی وجہ سے۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: نہیں، یہ مناسب نہیں ہے۔

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جو مناسب فیصلے تھے وہ نہیں کئے گئے، میں وہی بات کرنے لگا ہوں اور ان کی بات ٹھیک ہے کہ اس میں دیر ہوئی ہے لیکن میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ اب اس ملک میں آمریت آئی گی نہ اس کے گماشتے آئیں گے اور مناسب وقت میں مناسب فیصلے ہوں گے۔

جناب سپیکر: مناسب وقت سے کیا مراد ہے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! جواب میں بھی تقریر نہیں ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! جواب میں تقریر آ رہی ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! ان سے کہیں کہ کوئی ٹائم فریم دے دیں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! ان کو کوئی تاریخ بتا دیں کہ کب تک آپ وہ منصوبے شروع کر سکیں گے، صرف اتنی سی بات ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! یہ ٹھیکہ گوجرانوالا کی ایک پارٹی کے مالک 'ارشد وحید' کو دیا گیا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے ٹھیکے کی انکوائری کروائی اور وہ منسوخ کروایا اور ڈپٹی ڈائریکٹر انٹی کرپشن نے اس کی انکوائری کی ہے، اس میں اربوں روپے کا گھپلا ہے۔ میرا منسٹر صاحب سے یہ ضمنی سوال ہے کہ جو اربوں روپے کا گھپلا پکڑا گیا ہے ان کے ذمہ داران کے خلاف کیا کارروائی ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، ان کی بات کا جواب دینے دیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال سُن لیں۔

جناب سپیکر: جی، پلیز! No supplementary question on it.

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں ہاؤس کا ماحول خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔ یہ پچھلی حکومت کا ایک بہت بڑا کارنامہ تھا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ پچھلی حکومت کو چھوڑیں۔

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): پچھلی حکومت میں یہ ایک بہت بڑا فراڈ ہوا تھا۔

جناب سپیکر: دیکھیں، بات سنیں، ماضی کی باتوں کو چھوڑیں۔۔۔

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): میں بھی نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن میرے بھائی نے بات کی ہے تو میں اس کا جواب دے رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ اس سے سبق سیکھیں اور مستقبل روشن بنانے کے لئے جو بات کرتے ہیں وہ کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! یہ ہمارے سوال کا جواب دیں۔

جناب سپیکر: کوئی تاریخ بتادیں۔

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اس پر بورنگ ہو رہی ہے اور final result آنے کے بعد وزیر اعلیٰ صاحب فیصلہ کریں گے کہ یہ حکومت نے خود کرنا ہے یا ٹھیکہ پر دینا ہے۔ میں اپنے بھائیوں سے یہ گزارش کروں گا کہ اس سلسلے میں اگر کوئی تاریخ دوں گا تو وہ مناسب نہیں ہو گا۔ یہ فیصلہ وزیر اعلیٰ صاحب نے کرنا ہے کہ اس کو ٹھیکہ پر دینا ہے یا خود کرنا ہے لیکن جلد اس کی final report آجائے گی۔

میاں نصیر احمد: جناب والا! یہ پچھلے کئی سالوں سے ایسا ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: ان کو بات تو کرنے دیں۔ تشریف رکھیں۔

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب والا! جیسے ہی یہ بورنگ مکمل ہو گی اس کے ساتھ ہی ہم وزیر اعلیٰ کو رپورٹ submit کریں گے، وہ اس پر جو بھی فیصلہ کریں گے اس پر عمل ہو گا، ہم انشاء اللہ کوشش کریں گے کہ اس کو جلد از جلد کیا جائے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! آپ اس سوال کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: کس لئے pending کر دیں؟ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

میاں نصیر احمد: جناب والا! اس کے آغاز اور تکمیل کا کوئی پتا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب ایک اور بات انہوں نے انٹی کرپشن والی پوچھی تھی کہ اس کمپنی کا کیا ہوا؟ وہ بتا رہے ہیں کہ گوجرانوالا کی کوئی پارٹی تھی۔۔۔

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اس کمپنی نے ابھی کام شروع نہیں کیا تھا کہ محکمہ اس سے پہلے ہائیکورٹ میں چلا گیا اور محکمے کے حق میں فیصلہ ہو گیا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کے حقائق بھی بتا دوں۔

جناب سپیکر: نہیں، بس چھوڑیں۔ آپ یہ بتائیں کہ کب تک وہ انکوائری مکمل ہو گی۔۔۔

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): ابھی وہاں پر عملی طور پر کوئی کام شروع نہیں ہوا تھا لیکن ایک فراڈ کے ذریعے یہ ٹھیکہ دے دیا گیا تھا جو وزیر اعلیٰ صاحب نے cancel کر دیا ہے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ابھی کسی اور انکوائری کی ضرورت نہیں ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ محکمہ انٹی کرپشن نے اس کی انکوائری فائنل کر دی ہے۔ سیکرٹری مائنز اور اس وقت کے تین چار افسران کے خلاف کارروائی کا حکم دیا ہے اور اس کا کیس NAB میں گیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کے خلاف کارروائی کیوں نہیں ہو رہی۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس وقت یہ ٹھیکہ نگران حکومت نے rules relax کر کے دیا تھا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب محمد نوید انجم! اپنے سوال کا نمبر بولئے گا، اس سوال پر چار ضمنی سوالات ہو چکے ہیں۔

جناب محمد نوید انجم: سوال نمبر 2277۔

جناب سپیکر: یہ pretty numbers آپ کو کہاں سے ملتے ہیں؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرے اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور میں قائم انڈسٹریل اسٹیٹس سے متعلقہ تفصیلات

*2277:جناب محمد نوید انجم:کیاوزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں کتنی اور کس کس جگہ انڈسٹریل اسٹیٹ ہیں؟

(ب) ہر انڈسٹریل اسٹیٹ کب کتنے رقبہ پر قائم کی گئی تھی؟

(ج) ہر انڈسٹریل اسٹیٹ میں کتنے پلاٹ کس کس سائز کے بنائے گئے؟

(د) اس وقت کون کون سی انڈسٹریل اسٹیٹ شہری حدود میں آچکی ہیں؟

(ہ) کتنی انڈسٹریل اسٹیٹ کو شہری آبادی سے باہر منتقل کیا جارہا ہے؟

(و) اس وقت کس کس انڈسٹریل اسٹیٹ میں پلاٹ خالی ہیں،ان انڈسٹریل اسٹیٹ کے نام اور ان میں خالی پلاٹوں کی تفصیل تفصیلاً بیان کریں؟

وزیر صنعت(چودھری عبدالغفور):

(الف) لاہور میں مندرجہ ذیل چار مقامات پر انڈسٹریل اسٹیٹ قائم کی گئی ہیں:-

1) قائداعظم انڈسٹریل اسٹیٹ ٹاؤن شپ لاہور
2) سندر انڈسٹریل اسٹیٹ سندر رائیونڈ روڈ لاہور
3) سمال انڈسٹریز اسٹیٹ کوٹ لکھپت فیروزپور روڈ لاہور
4) سمال انڈسٹریز اسٹیٹ سندر رائیونڈ روڈ لاہور

(ب)

نام انڈسٹریل اسٹیٹ	قائم کردہ سال	رقبہ
I)قائداعظم انڈسٹریل اسٹیٹ ٹاؤن شپ لاہور	1964	565ایکڑ
ii)سندر انڈسٹریل اسٹیٹ سندر رائیونڈ روڈ لاہور	2004	1602ایکڑ
III)سمال انڈسٹریز اسٹیٹ کوٹ لکھپت فیروزپور روڈ لاہور	1961-62	9.75ایکڑ
IV)سمال انڈسٹریز اسٹیٹ سندر رائیونڈ روڈ لاہور	2003-04	910کنال10مرلہ

(ج)

I) قائداعظم انڈسٹریل اسٹیٹ ٹاؤن شپ لاہور میں 469پلاٹ ہیں-ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

پلاٹ سائز	تعداد
14مرلہ	16
15مرلہ	01

ایک کنال	62
دو کنال	149
چار کنال	88
ایک ایکڑ	102
1.5ایکڑ	4
2ایکڑ	25
3ایکڑ	9
5ایکڑ	9
6ایکڑ	1
7ایکڑ	1
9ایکڑ	1
23ایکڑ	1
میزان	469

II) سندر انڈسٹریل اسٹیٹ سندر رائیونڈ روڈ لاہور میں 667 پلاٹ ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

پلاٹ سائز	تعداد
4کنال	147
ایک ایکڑ	346
2ایکڑ	90
3ایکڑ	36
5ایکڑ	27
6ایکڑ	9
10ایکڑ	8
14ایکڑ	2
20ایکڑ	2
میزان	667

III) سمال انڈسٹریز اسٹیٹ کوٹ لکھپت فیروز پور روڈ لاہور میں 40 پلاٹ ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

پلاٹ سائز	تعداد
2کنال	12
ایک کنال	19
10مرلے	9
میزان	40

IV) سمال انڈسٹریز اسٹیٹ سندر، رائیونڈ روڈ لاہور میں 344پلاٹ ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

پلاٹ سائز	تعداد
4کنال	55
2کنال	110
ایک کنال	170
10مرلے	9
میزان	344

(د) اس وقت مندرجہ ذیل انڈسٹریل اسٹیٹس شہری حدود میں آچکی ہیں:-

I) قائداعظم انڈسٹریل اسٹیٹ ٹاؤن شپ لاہور

II) سمال انڈسٹریل اسٹیٹ نمبر 1 کوٹ لکھپت فیروزپور روڈ لاہور

(ہ) کسی بھی انڈسٹریل اسٹیٹ کو شہری آبادی سے باہر منتقل نہیں کیا جارہا ہے۔

(و) قائد اعظم انڈسٹریل اسٹیٹ ٹاؤن شپ لاہور، سندر انڈسٹریل اسٹیٹ سندر رائیونڈ روڈ لاہور، سمال انڈسٹریز اسٹیٹ کوٹ لکھپت فیروزپور روڈ لاہور میں تمام پلاٹ الاٹ ہو چکے ہیں اور کوئی پلاٹ خالی نہ ہے۔ جبکہ سمال انڈسٹریز اسٹیٹ سندر، رائیونڈ روڈ لاہور میں تمام پلاٹ قیمت کی ادائیگی پر بک ہو چکے ہیں۔سول ورکس تقریباً مکمل ہو چکا ہے۔صرف بجلی کا کام ابھی باقی ہے۔جس کے بعد قرعہ اندازی کے ذریعہ ان درخواست دہندگان کو پلاٹ الاٹ کئے جائیں گے جنہوں نے پلاٹ بک کرائے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سندر انڈسٹریل اسٹیٹ میں کتنے یونٹ کام کر رہے ہیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور): اس وقت ایک سو دس units کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: بس اتنا جواب ہی ٹھیک ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! ٹوٹل units لگنے کتنے تھے؟

جناب سپیکر: ٹوٹل کتنے units لگنے تھے؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! سندر اسٹیٹ میں تقریباً 692 ٹوٹل پلاٹ تھے اور کافی لوگوں نے بڑے عرصہ سے اس پر کام شروع نہیں کیا تھا۔ اس پر وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک detail meeting کی اور اس میں ہم نے 326 لوگوں کے پلاٹ جنہوں نے اب تک اس پر کام شروع نہیں کیا تھا ان کو منسوخ کر دیا تھا۔ اس کے بعد ان لوگوں نے ہم سے رابطہ کیا تو پھر 246 لوگوں سے ہم نے چیک کی صورت میں surety لی اور اس پر انہیں ایک specific time دیا گیا ہے، انہوں نے ڈویلپمنٹ کا کام شروع کر دیا ہے اور انشاء اللہ بہت جلد پوری سندر انڈسٹریل اسٹیٹ پر کام ہو گا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! آپ دیکھ لیں کہ اس کو اب ساتواں سال جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: کیا فرمایا ہے؟

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! 2004 میں سندر انڈسٹریل اسٹیٹ بنی تھی اور اب 2010 ہو گیا ہے۔ اب تک 692 میں سے ایک سو کچھ یونٹ کام شروع کر سکے ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ ان لوگوں نے بنیادی طور پر یونٹ لگانے کے لئے پلاٹ نہیں لئے۔ میری وزیر صاحب سے یہ گزارش ہے کہ جن لوگوں نے پلاٹ صرف قیمتیں بڑھانے کے لئے خریدے ہیں کیا حکومت ان لوگوں کے پلاٹ فی الفور منسوخ کر کے کسی اور کو دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور): جناب والا! جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک بڑا bold step لیا اور اس میں ہم نے یہ پلاٹ cancel کر دیئے تھے جس میں سے 246 لوگ واپس آ گئے ہیں اور 29 لوگوں نے کہا ہے کہ ہم اس میں کام نہیں کر سکتے۔ انہوں نے اپنے plots withdraw کر دیئے اور withdrawal کے بعد ہم نے ان پلاٹوں کا باقاعدہ طور پر اشتہار دیا، ان کا auction کیا اور جن لوگوں نے یہ پلاٹ خریدے تھے ان کو ہم پیسے بھی واپس کر رہے ہیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! یہ کب تک سارے unit working condition میں لے آئیں گے؟

وزیر صنعت(چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر!حکومت کی پالیسی انڈسٹریز کے حوالے سے بڑی clear ہے اور معزز ممبر نے جو یہ فرمایا کہ اس میں delay ہوئی ہے اور اتنے سال ہو گئے ہیں یہ وہ سارے سال ہمارے ذمہ تو نہ ڈالیں، جیسے ہی ہماری حکومت آئی ہے ہم نے اس پر serious action لیا ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب ان کو ensure کروا رہے ہیں کہ بہت جلد باقی units پر بھی کام شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ کب تک ان کی تکمیل ہو جائے گی؟

وزیر صنعت(چودھری عبدالغفور): جناب والا!بہت جلد اور بڑی تیزی سے اس پر کام ہو رہا ہے۔ایک دو چیزیں تھیں جن کی وجہ سے وہاں پر رکاوٹ آ رہی تھی لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اگلے سال تک یہ سب complete ہو جائے گا۔

جناب محمد نوید انجم: شکریہ۔جناب والا!یہ ٹائم دے دیں کہ کب تک ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: اب تو انہوں نے کہہ دیا ہے کہ اگلے سال تک مکمل ہو جائے گا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب والا!اڑھائی سال تو ان کو بھی ہو گئے ہیں۔انڈسٹری کسی بھی ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: اگلے سال کا انہوں نے ٹائم دے دیا ہے۔

وزیر صنعت(چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر!انشاء اللہ تعالیٰ جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ اگلے سال تک یہ پایہ تکمیل تک پہنچ جائے گی۔یہ بہت بڑی انڈسٹریل اسٹیٹ ہے،نومبر2011 تک انشاء اللہ ہم اس کو مکمل کر لیں گے۔

جناب محمد نوید انجم: شکریہ

جناب اعجاز احمد خان: جناب والا!میں اس پر ضمنی سوال کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: اب اس پر ضمنی سوال نہیں ہو گا۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب والا!انہوں نے دو ضمنی سوال کئے ہیں،ایک میں کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: انہوں نے تین سوال کئے ہیں آپ کیسے کہتے ہیں دو سوال کئے،ویسے bell بھی ہو گئی ہے۔ اگلا سوال بھی جناب محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: سوال نمبر1707۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔دریائے راوی سے ریت نکالنے کی تفصیلات

*1707: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر کانکنی و معدنیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور کی حدود میں دریائے راوی سے کس کس جگہ ریت نکالنے کی اجازت ہے؟

(ب) ان جگھوں سے ریت نکالنے کا ٹھیکہ کب کتنی مالیت میں نیلام ہوا تھا؟

(ج) ریت نکالنے کے لئے کن کن کو ٹھیکہ جات دیئے گئے ہیں؟

(د) یہ ٹھیکیدار فی ٹرالی کتنی رقم وصول کرنے کے مجاز ہیں؟

(ہ) کتنے ٹھیکیداروں سے رقم ٹھیکہ کی وصولی کر لی گئی ہے اور کن کن سے ابھی وصول کرنی ہے؟

وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد):

(الف) پنجاب معدنیات (ممنوعہ علاقہ جات میں منسوخی ریت پٹہ جات) آرڈیننس (NO.VII) مجریہ 1984 کے تحت دریائے راوی کے شاہدرہ ریلوے پل سے دو میل بالائی جانب اور دو میل زیریں جانب کے علاقہ کو نکاسی ریت و عطائیگی پٹہ جات کے لئے ممنوع قرار دیا گیا ہے جبکہ باقی ماندہ دریائے راوی میں ضلع لاہور کی حدود میں 14 پٹہ جات برائے نکاسی ریت عطا شدہ ہیں جبکہ ایک عام ریت بلاک خالی ہے جن کی تفصیل ہمراہ فہرست پٹہ جات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جواب ایوان کی میز پر رکھی گئی فہرست پٹہ جات کے کالم 3 اور 5 میں بالترتیب موجود ہے۔

(ج) جواب ایوان کی میز پر رکھی گئی فہرست پٹہ جات کے کالم 4 میں درج ہے۔

(د) پنجاب معدنی مراعات قوانین مجریہ 2002 کے تحت نکاسی ریت کا فی ٹرالی کوئی ریٹ مقرر نہ ہے اور اس کا انحصار مالیت پٹہ اور علاقہ میں ریت کی طلب و رسد پر ہے تاہم ضلع لاہور کی حدود میں پٹہ داران کی طرف سے دریائے راوی کے مختلف پٹہ جات سے ہونے والی نکاسی ریت کا فی ٹرالی ریٹ کم سے کم مبلغ -/50 روپے اور زیادہ سے زیادہ مبلغ -/300 روپے وصول کیا جاتا ہے۔

(ہ) یہاں یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ پنجاب معدنی مراعات قوانین مجریہ 2002 کے تحت معدنی پٹہ جات برائے نکاسی عام ریت بذریعہ نیلام ہائے عام عرصہ دو سال کے لئے عطا کئے جاتے ہیں اور زر نیلام کی قسط اول بوقت نیلام بصورت زر چہارم وصول کی جاتی ہے جبکہ بقیہ اقساط ششماہی بنیادوں پر واجب الادا ہوتی ہیں تاہم دریائے راوی کے ضلع لاہور کے پٹہ کی زر ہائے نیلام، وصول شدہ اقساط اور مستقبل میں واجب الادا اقساط کی تفصیل ہمراہ فہرست پٹہ جات جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے کے کالم نمبر 6 میں درج ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! میں نے یہ پوچھا ہے کہ ریت نکالنے کے ٹھیکے کن کو دیئے گئے ہیں اور ریت کہاں کہاں سے نکلتی ہے؟ مجھے ابھی ابھی ضمیمہ ملا ہے اس کے مطابق 9 ٹھیکے صرف ایک ہی بندے کے پاس ہیں۔

جناب سپیکر: جو highest bidder ہو گا اسے ہی ملے گا، چاہے 9 ہوں یا 15 ہوں۔

جناب محمد نوید انجم: میں کہتا ہوں کہ یہ ملی بھگت کی ایک نشانی ہے، آپ highest bidder کی بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ان کو بتائیں یہ کہہ رہے ہیں کہ 9 ٹھیکے ایک ہی شخص کے پاس چلے گئے ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! جس طرح آپ نے بھی فرمایا ہے وہاں پر نیلامی ہوتی ہے اور نیلامی میں جو سب سے زیادہ ریٹ بھرتا ہے اس کو ٹھیکہ دیا جاتا ہے۔ اس بات کی کوئی پابندی نہیں ہے کہ کوئی آدمی ایک سے زیادہ ٹھیکہ نہیں لے سکتا۔ اس کام کے لئے پوری ایک کمیٹی ہے وہ کمیٹی نیلامی کرواتی ہے اگر یہ چاہیں تو اگلی نیلامی میں ان کو میں دعوت دوں گا یہ بھی اس میں شرکت کر لیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! انہوں نے یہ ٹھیکے 2007 میں دو سالوں کے لئے دیئے تھے اور یہ 2009 تک تھے اب اس کی نیلامی کا ٹائم ختم ہو چکا ہے۔

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! جب نیلامی کا ٹائم ختم ہو جاتا ہے تو اشتہار دے کر دوبارہ نیلامی کی جاتی ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! نیلامی ختم ہوئے ایک سال ہو گیا ہے لیکن وہ ابھی بھی ریت نکال رہے ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جن ٹھیکہ جات کی نیلامی ختم ہو گئی ہے وہ واپس ہو گئے ہیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! ایک کمیٹی بنا دیں جو side visit کر لے، آج بھی وہی ٹھیکیدار وہاں سے ریت نکال رہا ہے۔

جناب سپیکر: کمیٹی بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ آپ کو صحیح بات بتا رہے ہیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! اس پر لکھا ہوا ہے کہ 2009-11-13 کو ان کا ٹھیکہ ختم ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: ابھی وہی وصولی کر رہے ہیں؟

جناب محمد نوید انجم: جی، وہی ریت نکال رہے ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! پہلی نیلامی 09-06-09 کو دوسری 09-06-09 اور تیسری نیلامی بھی 09-06-09 کو ہوئی ہے۔ ابھی تو یہ ٹھیکے 2011 تک چلنے ہیں، پتا نہیں ان کے دو سال کس طرح پورے ہو گئے ہیں؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! جو لسٹ مجھے دی گئی ہے اس میں نیلامی کی تاریخ 20-10-2007 تھی۔

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میرے معزز بھائی یہ لسٹ دیکھیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! ان کی لسٹ اور ہے اور جو مجھے دی گئی ہے وہ اور ہے، اس میں قصور تو میرا ہی ہوا کہ میں نے غلط لسٹ لے لی ہے؟

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): آپ نے یہ لسٹ کہاں سے لی ہے؟

جناب محمد نوید انجم: مجھے ابھی ابھی یہ لسٹ اسمبلی سے دی گئی ہے۔

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ ٹوٹل 15 پٹہ جات ہیں جن میں سے 11 پٹہ جات 2009 کو دیئے گئے، چار خالی ہیں اور وہ ابھی نیلامی کے procedure میں ہیں۔ لہذا معزز ممبر یہ لسٹ پڑھ لیں اس کے بعد کوئی اعتراض ہو تو پھر بتائیں۔

جناب محمد نوید انجم: میرے پاس جو لسٹ ہے یہ تو مجھے expire لگتی ہے۔ مجھے نئی لسٹ پڑھنے کا ٹائم دیا جائے۔

جناب سپیکر: دیکھ لیں لیکن اتنے میں کوئی ضمنی سوال کر لیں اس کا جواب آ جائے گا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہی ہے کہ یہ ٹھیکے ملی بھگت سے دیئے گئے ہیں۔ ایک شخص کے پاس 9 ٹھیکے ہیں، ایک کے پاس دو اور ایک شخص کو ایک ٹھیکہ ملا ہوا ہے۔

جناب محمد مسعود لالی: جناب سپیکر! پہلے 2007 کی لسٹ پیش کی گئی ہے اور پھر 2009 کی آئی ہے لہذا آپ کو اس مسئلے میں دیکھنا پڑے گا۔

جناب سپیکر: آپ بیٹھیں، وہ دیکھ رہے ہیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! یہ لسٹ تو entirely different ہے۔ مجھے یہ ابھی ایوان کی میز سے ملی ہے۔

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! [*******]

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں fake کام کرتا ہوں اور نہ کرنے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسے نہیں۔

جناب محمد نوید انجم: میں یہ لسٹ گھر سے بنا کر نہیں لایا بلکہ مجھے یہاں floor پر دی گئی ہے۔ اگر میں نے یہ fake لسٹ بنائی ہے تو پھر مجھے اس ہاؤس میں رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ میں احتجاج کرتا ہوں اور راجہ صاحب اپنے الفاظ واپس لیں۔ میں نے fake لسٹ بنائی ہے نہ میں ایسے کام کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: ہم اس کو کارروائی کا حصہ نہیں بنائیں گے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! راجہ صاحب نے میرے بارے میں جو الفاظ کہے ہیں وہ واپس لیں۔

جناب سپیکر: وہ الفاظ کارروائی کا حصہ نہیں بنیں گے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں fake کام نہیں کرتا لہذا وہ floor پر معذرت کریں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! ان کو کوئی غلطی لگی ہے تو آپ کہہ دیں کہ درستی کروادیں گے۔

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں نے list fresh اپنے بھائی کو دے دی ہے وہ اسے پڑھ لیں اگر اس میں کوئی اعتراض ہے تو بتادیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! راجہ صاحب نے کہا ہے کہ میں نے لسٹ خود بنالی ہے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ اتنی بات کہہ دیں کہ انہوں نے خود سے نہیں بنائی۔

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ میرے بھائی ہیں۔ میرا مقصد یہ تھا کہ انہیں کہیں سے یہ غلط لسٹ مل گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! انہوں نے معذرت نہیں کی، یہ floor ہے یا مذاق ہے؟

جناب سپیکر: راجہ صاحب! ذرا اچھے الفاظ میں مہربانی کریں۔ انہوں نے floor سے جو لسٹ لی ہے وہ آپ کے محکمے کی طرف سے آئی ہوئی ہے، اگر وہ لسٹ غلط ہے تو محکمے کی طرف سے معذرت کرنا ہو گی۔

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): اگر یہ لسٹ محکمے نے دی ہے تو میں معذرت کرنے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): پہلے مجھے یہ بتائیں کہ انہوں نے یہ لسٹ کہاں سے لی ہے؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! یہ انکوائری کریں کہ مجھے یہ لسٹ کس نے دی ہے؟ مجھے تو وقفہ سوالات شروع ہونے سے ایک منٹ پہلے یہ دی گئی ہے۔

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ سوال 2008 میں ہوا تھا اس وقت محکمے نے جو لسٹ مہیا کی وہ 2007 سے 2009 والے ٹھیکہ جات کی ہے لیکن آج 2010 میں یہ سوال آیا ہے لہذا list fresh میرے پاس تھی لیکن محکمے نے جو لسٹ 2008 میں دی تھی میرے بھائی

کے پاس وہ ہے۔وہ پرانی لسٹ ہے،وہ ٹھیکہ جات2009میں ختم ہو چکے ہیں۔گیارہ نئے ٹھیکہ جات دیئے جا چکے ہیں اور چار ابھی تک procedure میں ہیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!راجہ صاحب نے کہا ہے کہ پہلے لسٹ کی تحقیق کی جائے کہ مجھے کہاں سے ملی ہے۔وہ کہتے ہیں کہ میں یہ لسٹ گھر سے بنا کر لایا ہوں۔انہوں نے مجھ پر الزام لگایا ہے لہذا وہ معذرت کریں۔

جناب سپیکر: آپ پر کوئی اتنا بڑا الزام نہیں لگا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!یہ سارے ہاؤس نے سنا ہے اور ریکارڈ کا حصہ ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی ہے،آپ اپنا کام تھوڑا سا نرم رکھیں۔

جناب محمد نوید انجم: راجہ صاحب کبھی اپوزیشن پر الزام لگاتے ہیں اور اب انہوں نے مجھ پر بھی الزام لگا دیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ پڑھے لکھے انسان ہیں،تھوڑا سا احتیاط کیا کیجئے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!یہ کوئی طریقہ نہیں کہ انہیں سوالوں کے جواب ٹھیک نہیں آتے اور الزام ہم پر لگا دیتے ہیں۔مجھے آپ کے سٹاف کی طرف سے اس ہاؤس سے لسٹ ملی ہے اور میں نے وہ آپ کو مہیا کر دی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کسی کی بات نہیں سنتے،وہ آپ سے کہہ رہے ہیں کہ جب آپ کے سوال کا جواب آیا تھا تو اس وقت اور پوزیشن تھی اور میں اب آپ کو latest position بتا رہا ہوں۔جی، مہر اشتیاق صاحب ضمنی سوال پر ہیں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر!سوال کے جز(د) میں لکھا ہے کہ ٹھیکیدار ٹرالی کی کتنی رقم وصول کرنے کے مجاز ہیں؟اس کے جواب میں لکھا ہے کہ پٹے دار-/50 سے لے کر-/300روپے تک وصول کرتا ہے۔میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جس طرح دوسرے ٹھیکوں میں ہوتا ہے مثلاً کار پارکنگ میں-/10 یا-/5روپے لے سکتا ہے کیا انہوں نے اس کے لئے بھی کوئی حد مقرر کی ہے؟یہ تو بڑا عجیب سا جواب ہے کہ-/50 سے لے کر-/300روپے تک وصول کرتا ہے۔

جناب سپیکر: جی،راجہ صاحب!یہ سوال کا آخری حصہ ہے۔

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! پہلے ریٹ مقرر نہیں تھا لیکن اب محکمے نے سو مکعب فٹ کا -/250 روپے ریٹ مقرر کیا ہے اور سب کو پابند کیا جا رہا ہے کہ آپ اس ریٹ پر بیچیں اور جو لوگ خلاف ورزی کرتے ہیں ان کے خلاف محکمہ action کرتا ہے لیکن اس کے باوجود لوگ خلاف ورزی کرتے ہیں اور ہر ٹھیکیدار کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ مہنگے سے مہنگا بیچوں لیکن محکمہ یہ کوشش کرتا ہے کہ ان سے جو معاہدہ طے ہے اس کے تحت بیچے اور ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ٹھیکیدار اس معاہدے کی پابندی کرے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! جنہوں نے معاہدے کی خلاف ورزی کی ہے محکمے نے ان کے خلاف کوئی کارروائی کی ہے؟ چونکہ انہوں نے تو کوئی طریق کار ہی نہیں رکھا۔ یہاں پر تو لوٹ کھسوٹ چل رہی ہے مرضی کے پیسے لے کر بیچے جا رہے ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ہم پوری کوشش کرتے ہیں کہ معاہدے کے مطابق ٹھیکیدار سو مکعب فٹ -/250 روپے میں بیچے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! سوال میں ٹرالی کا ریٹ پوچھا ہوا ہے لیکن راجہ صاحب سو مکعب فٹ کا کہہ رہے ہیں۔ راجہ صاحب بتائیں کہ ایک ٹرالی میں کتنے مکعب فٹ آتے ہیں؟

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ایک ٹرالی میں تقریباً اڑھائی سو مکعب فٹ آتے ہیں۔

مہر اشتیاق احمد: اس طرح تو ایک ٹرالی 7.5 روپے میں پڑے گی لیکن یہاں تو -/50 سے -/300 روپے تک لکھا ہے۔

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ٹرالی کے مختلف سائز ہیں۔ ریڑھی کا اور سائز ہوتا ہے اور ٹرالی کا اور سائز ہوتا ہے۔ یہ پہلے ٹرالی لے آئیں پھر میں انہیں بتا دوں گا کہ اس میں کتنے مکعب فٹ ریت آتی ہے۔

مہر اشتیاق احمد: انہوں نے ابھی بتایا ہے کہ سو مکعب فٹ کا -/250 روپے ریٹ مقرر کر دیا ہے۔ اس طرح تو یہ 7.5 روپے بن جائیں گے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! محکمے کی طرف سے کوئی پالیسی نہیں ہے، کوئی ریٹ مقرر نہیں ہے۔ یہ ہائیکورٹ میں بھی کئی دفعہ چیلنج ہو چکا ہے۔ اس بات پر لوگ مر چکے ہیں۔ کوئی تو پچاس

روپے لیتا ہے اور کوئی دو سے تین ہزار روپے بھی لیتا ہے، پورے پنجاب میں محکمہ سوائے اسے ٹھیکہ grant کرنے کے کہ یہ ٹھیکہ آپ کے نام ہوااور کوئی معاہدہ نہیں کرتااور اس کے بعد ٹھیکیدار من مرضی کرتا ہے۔اسی نام پر محکمہ میں بھی کرپشن ہے اور اسی نام پر معاشرے میں بھی کرپشن ہے۔یہ استحصال تو عوام کا ہوتا ہے۔وہ ٹھیکیدار اپنی بدمعاشی کی وجہ سے تین تین ہزار روپے ٹرالی کے لیتے ہیں۔اس سے cost of construction بڑھ جاتی ہے اور دیگر مسائل بھی پیدا ہوتے ہیں۔ محکمہ اس بارے میں اپنی پالیسی کیوں وضع نہیں کرتا؟

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! پہلے محکمہ کی طرف سے کوئی پابندی نہیں تھی اور کوئی rate بھی fix نہیں تھا۔پچاس سے لے کر تین سو، سات سو اور ہزار روپے تک ریت کی ٹرالی فروخت ہوتی تھی۔اب محکمے نے ان کے ساتھ میٹنگ کر کے 100 مکعب فٹ ریت کا rate اڑھائی سو روپے مقررہ کیا ہے۔ ٹھیکیدار تو کوشش کرتے ہیں کہ ہم اس میں زیادہ سے زیادہ کمائی کر سکیں۔ محکمہ اپنے طور پر پوری کوشش کر رہا ہے کہ اس مقررہ rate سے زیادہ رقم کوئی ٹھیکیدار وصول نہ کرے۔ معزز ممبر کی بات بالکل ٹھیک ہے کہ اس مقررہ rate پر عملدرآمد کروانے کے لئے محکمہ کو مزید فعال کیا جائے گا اور ٹھیکیداروں کو پابند کرنے کے لئے اگر ہمیں قانون سازی بھی کرنا پڑی تو وہ بھی کریں گے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!آپ نے مجھے نئی لسٹ پڑھنے کے لئے time دیا تھا اب میں وہ پڑھ چکا ہوں۔

جناب سپیکر: جی،آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! پرانی فہرست کے اندر جس شخص کے پاس جو ٹھیکے تھے، جس علاقہ کا ٹھیکہ تھا نئی فہرست میں بھی اسی کے پاس ہی وہ ٹھیکہ ہے، کیا انہیں revise کیا گیا ہے یا یہ محکمہ کی ملی بھگت ہے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں اپنے بھائی کی اس بات کو second کرتی ہوں۔

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! جب ایک ٹھیکہ ختم ہوتا ہے تو اس کے بعد پھر نئے سرے سے نیلامی ہوتی ہے اور اس حوالے سے کوئی پابندی نہیں ہے کہ جس کے پاس پہلے کوئی ٹھیکہ رہا ہے تو وہ دوبارہ اس میں حصہ نہیں لے سکتا۔سب ٹھیکوں کی دوبارہ fresh نیلامی

ہوئی ہے۔نیلامی کمیٹی میں متعلقہ محکمہ ،ریونیو، محکمہ انہار کے لوگ اور ڈی سی او کا نمائندہ شامل ہوتا ہے،اگر معزز ممبر کو کسی نیلامی پر کوئی اعتراض ہے تو اس کی نشاندہی فرمائیں میں اسے دور کرنے کے لئے تیار ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!میں منسٹر صاحب اور آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔کیاان کے جتنےauctions ہوتے ہیں وہ sealed bids کے ذریعے سے ہو رہے ہیں یا پھر open auction کیا جاتا ہے؟منسٹر صاحب یہ بھی بتائیں کہ اس میں کل کتنی biding parties شامل ہوئی ہیں،اگر یہ sealed bids سے auctions ہو رہے ہیں تو biding کی seal کون کھولتا ہے اور اس process میں کتنے لوگ شامل ہیں؟

جناب سپیکر: شیخ صاحب!آپ کو ان ساری باتوں کا already علم ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!آپ اس طرح اس کو overrule نہ کریں۔

جناب سپیکر: پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ کس طرح بول رہے ہیں جبکہ میں نے آپ کو اجازت ہی نہیں دی ہے؟ مجھے آپ پر افسوس ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!آپ مجھے بات کرنے کا موقع تو دیں، مجھے time دیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ میں آپ کو time نہیں دوں گا۔آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: اگر آپ مجھے time نہیں دیتے، بات کرنے کا موقع نہیں دیتے تو پھر میں احتجاجاً walkout کروں گا۔

جناب سپیکر: جی،آپ کی مرضی ہے۔آپ walkout کر لیں۔اس طرح میں آپ کو time نہیں دوں گا۔آپ کی مرضی ہے،اگر آپ جانا چاہتے ہیں تو جائیں،اگر آپ نہیں جائیں گے تو میں اپنا طریقہ اختیار کروں گا۔آپ کمال کرتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!میں آپ کے اس روّیے کے خلاف ہاؤس سے walkout کرتا ہوں۔یہ کیا طریقہ ہے؟

جناب سپیکر: ٹھیک ہے،آپ جائیں۔

شیخ علاؤالدین: میں جا رہا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر شیخ علاؤالدین احتجاجاً House سے walkout کر گئے)

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل:پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!شیخ علاؤالدین صاحب blood pressure کا شکار ہیں اس لئے غصے میں آ گئے ہیں۔ مہربانی فرما کر کسی کو بھجوائیں تاکہ ان کو واپس لایا جا سکے۔

جناب سپیکر:آپ جا کر ان کو لے آئیں، مجھے کیا کہتے ہیں؟ یہ تماشا بناتے ہیں کہ ہر بات پر بلاوجہ،اجازت کے بغیر کھڑے ہو جاتے ہیں۔اب اگلا سوال محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے۔

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد):پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!میرے بھائی شیخ علاؤالدین صاحب نے آپ کے ساتھ جو روّیہ اختیار کیا ہے میں اس پر آپ سے معذرت چاہتا ہوں۔ میں اپنے معزز بھائی شیخ علاؤالدین صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ ہمارے ساتھ جو بھی سلوک کریں ہم اسے برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن سپیکر صاحب ہم سب کے لئے قابل احترام ہیں،ان کے منصب کا تقاضا یہ ہے کہ ہم سب ان کے سامنے سر تسلیم خم رہیں۔اس کے ساتھ ہی میری ایک گزارش ہے کہ مجھے ایک انتہائی ضروری میٹنگ میں اسلام آباد جانا ہے۔ میرے محکمہ کے ابھی تین چار سوال رہتے ہیں اگر ان کو pending فرما دیں تو آپ کی مہربانی ہو گی۔ میری فلائٹ ہے اس لئے مجھے اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر:چلیں، ٹھیک ہے۔

جناب اعجاز احمد خان:پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!اگر پارلیمانی سیکرٹری صاحب موجود ہیں تو منسٹر صاحب کی جگہ پر وہ بقیہ سوالات کے جوابات دے دیں۔ان سوالات کو اس طرح سے pending نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر:آپ تشریف رکھیں۔ میری ان سے بات ہوئی ہے۔آپ ایسا نہ کیا کریں، کسی بات کا خیال بھی کر لیا کریں۔

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!میرے محکمہ سے متعلقہ چار سوالات بقایا ہیں،ان کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر:آپ ذرا ان سوالات کے نمبر بول دیں۔

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! پہلا سوال نمبر 3971، دوسرا سوال نمبر 5577، تیسرا سوال نمبر 6116 اور چوتھا سوال نمبر 6383 ہے۔ یہ چار سوالات ہیں، آپ ان کو pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، یہ چاروں سوالات pending کئے جاتے ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! بہت شکریہ

(اس مرحلہ پر معزز ممبر شیخ علاؤالدین واک آؤٹ ختم کر کے ہاؤس میں واپس تشریف لے آئے)

جناب سپیکر: شیخ صاحب کو ہاؤس میں واپس لانے والوں کا بہت شکریہ، آنے والے کا بھی شکریہ۔ اب زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا سوال take up کرتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پچھلے اور اس tenure میں کوئی ثابت کر دے کہ میں ایک لفظ بھی irrelevant بولا ہوں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! میری بات سن لیں۔ دیکھیں، جو اصول وضع کئے جاتے ہیں وہ سب کے لئے ہوتے ہیں۔ وہ میرے لئے بھی ہیں اور آپ کے لئے بھی ہیں۔ بس ذرا ان چیزوں کی احتیاط کیجئے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کو ایک بات بتاتا ہوں کہ جب آپ میرے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ "اس نے تماشا بنایا ہوا ہے" یہ جو الفاظ آپ نے بولے ہیں یہ پورے ہاؤس کی insult ہے۔ آپ مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت نہیں دیتے، آپ مجھے ضمنی سوال پوچھنے کی اجازت نہیں دیتے۔ آپ مجھے ایک ہی دفعہ کھل کر کہہ دیں کہ مجھے نہیں بولنا تو میں نہیں بولوں گا۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ آپ مجھے time پر بولتے ہوئے خوبصورت لگتے ہیں، اس کے بغیر جب آپ بات کرتے ہیں تو مجھے اچھا نہیں لگتا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کو کبھی بھی خوبصورت نہیں لگتا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، جیسے آپ کی مرضی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں صرف اپنا فرض ادا کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ نے اپنا غصہ نکال لیا اور میں نے اپنا نکال لیا، اب برابر ہو گئے ہیں۔ تشریف رکھیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر!ان کے ایماء پر سوال نمبر3316۔(معزز خاتون ممبر نے محترمہ زوبیہ رباب ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: کیااس کا جواب پڑھاہوا تصور کیا جائے؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جی،ہاں!اس کا جواب پڑھاہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے،اس کا جواب پڑھاہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع سرگودھامیں قائم صنعتوں کی تعداد و تفصیل

*3316: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیاوزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھامیں محکمہ صنعت کے ریکارڈ میں کتنی فیکٹریزاور کارخانہ جات ہیں؟

(ب) ان فیکٹریوں/کارخانہ جات سے محکمہ ہذا کو کتنی گرانٹ سالانہ کس مد میں وصول ہوتی ہے؟

(ج) ان فیکٹریوں/کارخانہ جات کو حکومت کیا کیا سہولیات اور مالی معاونت فراہم کرتی ہے؟

(د) اس وقت کتنی فیکٹریاں/کارخانہ جات اس ضلع میں غیر قانونی کام کر رہے ہیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) ضلع سرگودھامیں450 صنعتی یونٹ کام کر رہے ہیں۔

(ب) محکمہ ہذا کو کسی مد میں کارخانہ جات سے کوئی گرانٹ نہیں ملتی۔

(ج) ان فیکٹریوں/کارخانہ جات کو محکمہ ہذا کے توسط سے کوئی سپیشل سہولیات یامالی معاونت کا پیکج میسر نہ ہے۔

(د) چونکہ حکومت پنجاب کی صنعتی پالیسی لبرل ہے لہذا کسی NOC کے بغیر کوئی صنعتی یونٹ نیگٹو ایریاکے باہر لگایا جاسکتاہے دفتری ریکارڈ کے مطابق ضلع سرگودھامیں کوئی فیکٹری/کارخانہ غیر قانونی کام نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر!اس سوال کے جواب کی تاریخ وصولی 29اگست 2009 ہے۔ یہاں جز(الف)کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ "ضلع سرگودھامیں 450 صنعتی یونٹ کام کر رہے ہیں"لیکن میری اطلاع کے مطابق اس عرصے میں بیشتر units بند ہو چکے ہیں اور ان کی جگہ پر

ہاؤسنگ کالونیاں بن چکی ہیں۔ میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس وقت کتنے units functional ہیں اور ان کا current status کیا ہے؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! معزز ممبر نے اپنے سوال میں پوچھا تھا کہ وہاں پر کل کتنے units ہیں تو اس کا بڑا واضح جواب دیا گیا ہے کہ وہاں پر 450 صنعتی یونٹ کام کر رہے ہیں۔ بجلی کے بحران کی وجہ سے نہ صرف ضلع سرگودھا بلکہ پورے پنجاب اور پورے ملک میں ہماری صنعتیں واقعی disturb ہیں، اس میں تو کوئی دو رائے نہیں ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں نے یہ پوچھا ہے کہ اس وقت current status کیا ہے، اس وقت وہاں پر کتنے units functional ہیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! جو سوال پوچھا گیا تھا اس کا جواب دے دیا گیا ہے۔ current situation کے حوالے سے information لے کر میں معزز ممبر کو provide کر دوں گا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (د) کے جواب کے حوالے سے میرا ضمنی سوال ہے کہ چونکہ اس پر حکومت پنجاب کی liberal policy ہے اور NOC جاری کئے بغیر negative area میں بھی یہ units بنائے جاتے ہیں، وزیر صاحب بتائیں کہ یہ کس طرح اندازہ لگاتے ہیں کہ یہاں پر کوئی غیر قانونی کام نہیں ہو رہا؟

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب! check and balance ہے؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! حکومت پنجاب کی regarding industries بڑی liberal policy ہے اس کے لئے ہم نے free کیا ہے کہ جو شخص چاہے without NOC industry لگا سکتا ہے لیکن کچھ صنعتیں لگانے پر پابندی ہے ان میں Arm Ammunition, Security Printing یعنی کرنسی نوٹ وغیرہ، الکوحل اور شوگر انڈسٹری لگانے پر پابندی ہے اس کے علاوہ کچھ negative areas ہیں جن کا تعین متعلقہ DCO کرتا ہے وہاں پر بھی انڈسٹری لگانے کی اجازت نہیں ہے، otherwise کوئی بھی شخص جس وقت چاہے بغیر NOC کے انڈسٹری لگا سکتا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! ان کے پاس کیا criteria ہے کہ وہاں پر کوئی غیر قانونی کام نہیں ہو رہا یعنی جب ان کا محکمہ NOC جاری نہیں کر سکتا تو یہ ان کو کیسے check کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! اس ملک کے اندر کوئی اندھا قانون تو نہیں ہے کہ کوئی یہاں پر آ کر انڈسٹری لگا لے اور کسی کو پتا نہ ہو کہ وہاں پر کیا ہو رہا ہے۔ اگر ایک گارمنٹس کی انڈسٹری ہے تو اس میں خدانخواستہ کوئی الکوحل تو نہیں بنا رہا اور اگر کوئی الکوحل بناتا ہے تو اس کی باقاعدہ checking ہوتی ہے اور اس طرح نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر: جی، رانا افضل صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال بھی جز (د) اور liberal policy کے متعلق ہی ہے۔ پاکستان میں ایک liberal policy, CNG stations کی وجہ .بنی اور ایک ایک سڑک پر سینکڑوں CNG stations لگ گئے اور آج foreign exchange میں کروڑوں اربوں روپے کی investment گھاٹے اور مندے کا شکار ہے۔ اسی طرح ان کی liberal policy کی وجہ سے پنجاب کے اندر 300 فیصد زیادہ Floor Mills ہیں یعنی پاکستان کی ضرورت سے زیادہ یہ ملیں صرف پنجاب کے اندر ہیں تو پاکستان کے سرمائے کی غلط طرف investment ہو رہی ہے تو کیا یہ اپنی liberal policy کو درست کرنے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: چودھری صاحب! اسی طرح hospitals کی بھی کوئی اچھے طریقے سے پالیسی بننی چاہئے۔

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! معزز ممبر کا بڑا important question ہے۔ میں عرض کرتا چلوں کہ پاکستان کا آئین permit کرتا ہے کہ کوئی بھی شخص کسی کو اس کے کام سے نہیں روک سکتا، اگر کوئی کہتا ہے کہ میں نے Floor Mill لگانی ہے تو پاکستان کے آئین کے مطابق اس کو آزادی ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! یہ جواب غلط ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، رانا صاحب! اب اس کا جواب آ گیا ہے۔ جی، نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! اگر آئین کے حوالے سے کوئی غلط تاویل دے تو اس کی correction کرنا صحیح ہے۔ آپ رانا صاحب اور چودھری جاوید صاحب کو موقع دیں تاکہ اس کی ابھی correction ہو جائے۔ وہ دونوں معزز دوست پہلے floor پر آئے ہوئے ہیں، otherwise میں بھی

گزارش کر سکتا ہوں، آپ ان کو بات کرنے کی اجازت دیں۔اس floor پر جب بھی غلط بات کی جائے گی یا اس کے غلط معنی لئے جائیں گے تو اس House کا فرض ہے کہ وہ اس کی correction کرے۔

جناب سپیکر: اگر وہ غیر آئینی بات ہے تو ہم اس کو کارروائی کا حصہ نہیں بنائیں گے۔جی، رانا صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! ابھی تھوڑی دیر پہلے موصوف وزیر صاحب نے فرمایا کہ ایک negative list ہے اگر پنجاب کے اندر ایک انڈسٹری ضرورت سے 300 فیصد زیادہ لگ گئی ہے اور لوگ بے وقوفوں کی طرح اس کے اندر ہی گھستے جا رہے ہیں تو کیا اس کو negative list میں شامل نہیں کیا جا سکتا اور اس میں آئین کہاں سے آ گیا؟

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! جب بھی Floor Mill یا کوئی اور انڈسٹری لگتی ہے تو اس کے لئے مختلف departments سے پوچھنا پڑتا ہے اور اس کے بعد ایک process سے گزرنا پڑتا ہے، for example جیسے شوگر ملز لگی ہیں جو وہ ضرورت سے زیادہ ہیں اسی لئے گورنمنٹ نے ان پر پابندی لگا دی ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں Floor Mills لگانے پر بھی پابندی ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! دنیا کے کسی ملک میں یہ نہیں ہو سکتا کہ کسی انڈسٹری کے raw material، اس کی consumption اور اس کی تمام ضروریات کی calculation کے بغیر کوئی انڈسٹری نہیں لگائی جا سکتی اسی لئے گورنمنٹ NOC رکھتی ہے اور NOC کا مقصد اس کی ضرورت اور اس کی consumption کو assess کرنا ہے اور اس میں آئین کہیں بھی involve نہیں ہوتا۔ اگر کہیں پر آئین involve ہو تو لوگ اس کو آئین کے تحت چیلنج کریں تو اسی وقت courts اسے ختم کر دیں لہذا آئینی بات غلط ہے۔اس وقت پنجاب میں شوگر ملز لگانے پر پابندی ہے اس لئے کہ لوگوں نے شوگر ملز زیادہ لگائیں جس کی وجہ سے گنے کی پیداوار زیادہ ہو رہی تھی اور گندم کی پیداوار کم ہو رہی تھی اسی لئے اس پر NOC کی پابندی لگائی گئی۔

جناب سپیکر: جی، سردار خالد سلیم بھٹی صاحب!

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! سوال نمبر 4330۔

جناب سپیکر: یہ سوال تو pending ہو گیا ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال چودھری ظہیر الدین صاحب کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! On his behalf, Question No. 4206 (معزز خاتون ممبر نے چودھری ظہیر الدین خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

محکمہ صنعت کا ترقیاتی بجٹ و دیگر تفصیلات

*4206: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مالی سال 09-2008 کے دوران ترقیاتی بجٹ کا صرف 18 فیصد خرچ کرنے پر پنجاب حکومت نے 10-2009 کے لئے محکمہ صنعت کا ترقیاتی بجٹ 1300 ملین روپے سے کم کر کے صرف 350 ملین روپے کر دیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ چھوٹی صنعتوں اور ہنر مند افراد کو ایک ارب روپے کے قرضے دینے کا منصوبہ بھی سمال انڈسٹریز کارپوریشن کی طرف سے گزشتہ سال فنڈز خرچ نہ کرنے کے باعث ختم کر دیا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ فیصل آباد، لاہور اور ملتان کی انڈسٹریل اسٹیٹ میں treatment plant لگانے کے منصوبوں کے لئے بھی فنڈز نہیں دیئے گئے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب سمال انڈسٹریز کی ناقص پلاننگ کے باعث ضرورت مند افراد قرضہ کے حصول سے محروم رہے۔ گزشتہ سال ایک ارب روپے میں سے صرف 20 کروڑ روپے سمال انڈسٹریز نے ریجنل دفاتر کو منتقل کئے، جو ابھی تک تقسیم نہیں ہوئے جس کے باعث مالی سال 10-2009 کے دوران یہ منصوبہ ختم کر دیا گیا ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ کے مجموعی ترقیاتی بجٹ میں سے 740 ملین روپے کے فنڈز خرچ ہی نہیں کئے گئے جو سرنڈر کر دیئے گئے؟

(و) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو محکمہ صنعت کی ناقص پالیسیوں کی اصلاح کے لئے حکومت کون سے خصوصی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، آگاہ فرمائیں؟

وزیر صنعت(چودھری عبدالغفور):

(الف) پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے لئے سال09-2008 میں ڈویلپمنٹ بجٹ کے ضمن میں1214.000 ملین روپے کی رقم مختص کی گئی جس کے تحت محکمہ خزانہ پنجاب نے 714.339 ملین کی رقم جاری کر دی، پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن نے714.339 ملین میں سے424.339 ملین روپے خرچ کر دیئے باقی ماندہ رقم 290.000ملین سال 10-2009 کے لئے سرنڈر کر دیئے گئے ہیں۔

(ب) یہ درست نہیں ہے۔پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کو ایک ارب میں سے500 ملین کی دو سکیمیں دی گئی تھیں جن میں سے ایک200 ملین کی سکیم جون2009 تک مکمل کر لی گئی اور 300 ملین کی سکیم ابھی جاری ہے جو جون2010 تک مکمل ہو گی، 500 ملین کی سکیم بنک آف پنجاب کو دی گئی جس کاMOU تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔

(ج)

I) فیصل آباد انڈسٹریل اسٹیٹ ڈویلپمنٹ اینڈ مینجمنٹ کمپنی کے تحت قائم کردہM-3 انڈسٹریل سٹی میںtreatment plant لگانے کے لئےPC-I تیار کیا گیااورP&D ڈیپارٹمنٹ میں منظوری کے لئے پیش کیا گیا لیکن اسے منظور نہ کیا گیا۔

II) پنجاب انڈسٹریل اسٹیٹس ڈویلپمنٹ اینڈ مینجمنٹ کمپنی کے زیر انتظام انڈسٹریل اسٹیٹس میں treatment plant لگانے کے منصوبوں کے لئے فنڈز فراہم کرنے کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

a۔ سندر انڈسٹریل اسٹیٹ، لاہور:۔سندر انڈسٹریل اسٹیٹ کے لئے اپریل2007 میں298 ملین کاPC-I منظور کیا گیا تھااور60 ملین روپے مالی سال09-2008 میں ریلیز کئے گئے تھے۔مالی سال10-2009 کے لئے78 ملین روپے مختص کئے گئے تھے اور اب تک19.5 ملین جاری کئے گئے ہیں۔موجودہ سال کے لئے منصوبہ کی مالی ضروریات400 ملین روپے ہیں۔اگست2008 میں840 ملین روپے مالیت کا نظر ثانیPC-I پہلے ہی حکومت پنجاب کو جمع کروادیا گیا ہے۔

b۔ ملتان انڈسٹریل اسٹیٹ، ملتان:۔انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ کے ذریعے پنجاب گورنمنٹ کو فیزیبلٹی سٹڈی اور1-PC، 7۔جولائی2009 کو جمع کروادیا گیا جو ابھی تک منظور نہیں کیا گیا۔1-PC کی مالیت730 ملین روپے ہے۔

c۔ قائداعظم انڈسٹریل اسٹیٹ لاہور:۔ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی تحویل میں زمین ابھی تک انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ /PIEDMC کو منتقل نہیں کی گئی جس کے نتیجہ میں PC-1 فائنل ہونے کے باوجود منظوری کے لئے پیش نہیں کیا جا سکا۔ محکمہ صحت کی جانب سے زمین انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ /PIEDMC کو ٹرانسفر ہونے کے بعد PC-1 فائنل کر کے منظوری کے لئے جمع کروادیا جائے گا۔PC-1 کے مطابق تخمینہ 1300 ملین روپے ہے۔

(د) مالی سال2008-09 میں پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن نے تین ہزار پانچ سو چھبیس پارٹیوں کو324.080 ملین رقم قرضہ کی صورت میں تقسیم کی۔

(ہ) یہ درست نہیں ہے۔740.000 ملین کی رقم میں سے پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن نے 290.000 ملین برائے مالی سال2009-10 کے لئےcarry forward کی درخواست کے ساتھ سرنڈر کئے تھے، جس کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:

ایس ایم ای300.000 ملین کی سکیم منظور ہوئی تھی جس کے فنڈز اپریل2009 میں محکمہ خزانہ پنجاب نے جاری کئے جبکہ سال ختم ہونے میں دوماہ رہ گئے تھے جن میں 300.000 ملین کی رقم قرض خواہوں میں تقسیم کرنا ناممکن تھا اس لئے پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن نے300.000 ملین میں سے 10.00 ملین خرچ کر لئے اور بقایا290.000 ملین اگلے مالی سال2009-10 کے لئےcarry forward کی درخواست کے ساتھ سرنڈر کر دیئے۔

500.000 ملین کے قرضہ جات جو کہ بنک آف پنجاب نے دینے تھے اس میں سے 50.00 ملین کی رقم محکمہ خزانہ کی طرف سے جاری ہی نہیں کی گئی جبکہ 450.000 ملین برائے مالی سال2009-10 کے لئے carry forward کی درخواست کے ساتھ سرنڈر کر دیئے جن میں سے70.00 ملین کی رقم اس سال جاری کر دی گئی ہے۔

(و) درج بالا وضاحت کی روشنی میں یہ غیر متعلقہ ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے فنڈز کی تفصیل بتائی ہے تو میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے زیر انتظام کتنی industries non functional ہیں اور اس کی وجہ کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! ہمارے پورے پنجاب میں 21 سمال انڈسٹریل اسٹیٹس ہیں اور ہم کچھ نئی سمال انڈسٹریل اسٹیٹس بھی بنانے جا رہے ہیں۔ محترمہ نے جو non

functional کی بات کی ہے میں ایک مثال دینا چاہتا ہوں کہ جیسے ٹیکسلا کے اندر ہماری انڈسٹریل اسٹیٹ موجود ہے لیکن اس کو ہم non functional اس لئے نہیں کہہ سکتے کہ اس سے پہلے وہاں پر گیس کا مسئلہ تھا، بجلی کا مسئلہ تھا اور یہ ان بنیادی سہولتیں نہ ملنے کی وجہ سے تھا لیکن چیف منسٹر صاحب کی ہدایت پر ہم نے وہاں پر visit کر کے ensure کیا ہے کہ ان کو مکمل facilitate کیا جائے تاکہ جو لوگ اپنے units لگانا چاہیئں وہاں پر کام ہو سکے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ سیمل کامران!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے ابھی جو جواب دیا ہے تو میں نے ان سے پوچھا تھا کہ کل کتنی انڈسٹریل اسٹیٹس فنکشنل اور کتنی نان فنکشنل ہیں۔ میری معلومات کے مطابق صرف فیصل آباد اور گجرات کی انڈسٹریل اسٹیٹس مکمل طور پر فنکشنل ہیں۔ سرگودھا میں تیس سال پہلے ایک انڈسٹریل اسٹیٹ قائم کی گئی تھی۔ آج بھی پلاٹ خالی پڑے ہیں اور وہاں پر کچھ نہیں ہو رہا تو کیا گورنمنٹ کے پاس کوئی لائحہ عمل ہے۔ اس وقت ہمارے ملک اور خاص طور پر صوبے میں بے روزگاری اور غربت ہے تو یہ انڈسٹریل اسٹیٹس لوگوں کو روزگار فراہم کریں گی، کیا گورنمنٹ کی ترجیحات میں کوئی ایسی حکمت عملی شامل ہے کہ جو تیس تیس سال سے انڈسٹریل اسٹیٹس قائم ہیں اور فنکشنل نہیں ہو سکیں ان کے لئے کوئی لائحہ عمل تیار کیا جائے؟ انہوں نے اپنے جواب میں خود ہی وجوہات بیان کی ہیں، کہیں PC-I بنا ہوا ہے، منظور نہیں ہوا اور کہیں پر treatment plant کے لئے انہیں زمین نہیں مل رہی۔ انہوں نے جو وجوہات بیان کی ہیں تو تین سال سے انہی کی حکومت ہے یہ ان وجوہات پر کب overcome کریں گے اور کب اس کے لئے مناسب حکمت عملی تیار کریں گے؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میری معزز بہن کا بہت اہم سوال ہے اور انہوں نے خود ایک شہر گجرات کا نام لیا ہے۔ میں معزز ایوان کے علم میں یہ لانا چاہتا ہوں کہ وہاں پر ہماری انڈسٹریل اسٹیٹ کے لئے جگہ موجود ہے جو بڑی prime location پر ہے لیکن unfortunately اس پر قبضہ مافیا کا قبضہ ہے اس کے لئے باقاعدہ طور پر میں اپنے محکمے کو کہہ چکا ہوں۔ انشاءاللہ بہت جلد اس کا قبضہ حاصل کر کے وہاں ایک نئی انڈسٹریل اسٹیٹ گجرات کے اندر بنائی جائے گی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! بڑے افسوس سے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ منسٹر صاحب کا دھیان پتا نہیں کہاں پر ہے۔ میں نے اپنے ضلع سرگودھا کو point out کیا ہے کہ وہاں تیس سال پہلے ایک انڈسٹریل

اسٹیٹ قائم ہوئی تھی، میں نے یہ گزارش کی تھی کہ گجرات اور فیصل آباد کی انڈسٹریل اسٹیٹس پھر بھی فنکشنل ہیں لیکن سرگودھا میں تیس سال سے خالی پلاٹ پڑے ہوئے ہیں۔

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! سرگودھا میں سلانوالی کے اندر ہم ایک نئی ہینڈی کرافٹ کی بڑی جدید انڈسٹریل اسٹیٹ بنا رہے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے سلانوالی کے متعلق سوچا میں انہیں سلام پیش کرتی ہوں۔ یہ آج وہ جگہ دیکھ کر آئے ہیں، تیس سال پہلے یہ جگہ اور پلاٹ اسی جگہ موجود تھے۔ اسے کوئی نہیں اٹھا کر لے گیا چاہے وہ migrate بھی ہو کر آئے تھے۔ میں نے یہ پوچھا ہے کہ یہ کب اس کو فنکشنل کریں گے؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر سرگودھا کی انڈسٹریل اسٹیٹ کے بارے میں یقیناً پلاٹ خالی ہیں اس میں کوئی دو رائے نہیں، جیسے سندر انڈسٹریل اسٹیٹ سے متعلق وزیر اعلیٰ صاحب نے ایکشن لیا ہے اس پر بھی ہم ایکشن لیں گے اور آپ دیکھیں گے کہ بہت جلد ہم اسے شروع کریں گے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! سندر اسٹیٹ کا نظر ثانی PC-I جو ہے وہ 2008 میں 840 ملین کا حکومت کو جمع ہوا کیا وہ منظور ہوا؟ اس کے علاوہ بھی جو انڈسٹریل اسٹیٹس کا ذکر انہوں نے کیا ہے، اس میں سے ہر ایک کی ناکامی کی کوئی نہ کوئی وجہ بتا دی گئی ہے۔ کہیں یہ محکمہ ہیلتھ سے زمین نہیں لے سکے، کہیں PC-I منظور نہیں ہو سکا۔ ان کی ترجیحات کیا ہیں، یہ سمال انڈسٹریز کو اس طرح ignore کیوں کر رہے ہیں، بے روزگاری اور غربت نے لوگوں کا جینا حرام کیا ہوا ہے۔ یہ چھوٹے ادارے روزگار پیدا کرتے ہیں اور ان کی ترجیحات کیا ہیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں اپنی بہن کو پھر عرض کرتا چلوں کہ یقیناً انڈسٹری لگانا ہماری حکومت کی اور میری قیادت کا vision ہے۔ ان کو یہ یاد ہو گا کہ ہمارے پچھلے دور حکومت میں ڈیوٹی فری زون بنائے گئے تھے اور انڈسٹری کو promote کیا گیا تھا۔ اس کے بعد بھی اسی طرح چل رہا ہے۔ انہوں نے سرگودھا سے متعلق سوال کیا ہے تو 254 کل پلاٹ ہیں، 251 الاٹ ہو چکے ہیں اور 73 فنکشنل ہیں۔ اگر میری بہن مناسب سمجھیں تو میں ان کو اپنے visit کے دوران دعوت دوں

گا کہ یہ تشریف لائیں، اگر اس کی بہتری کے لئے یہ کوئی تجویز دینا چاہیں تو ہماری گورنمنٹ اس کے لئے تیار ہو۔

جناب سپیکر: اب ہم اگلے سوال پر چلتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کل آپ نے مجھے اجازت نہیں دی تھی اور فوراً کہا تھا کہ آپ کا آگے سوال آ رہا ہے۔ میں آپ کو آگے سوال کرنے کی اجازت نہیں دوں گا۔ آپ نے مجھے وہیں پر اسی وقت روک دیا تھا۔ اب آپ بتائیے کہ محترمہ ابھی جو سوال کر رہی تھیں میں نے ان کو پورے دس سوال کرنے دیئے ہیں۔ اس کے بعد میں آپ کی توجہ کروا رہا ہوں کہ میرے لئے آپ نے حکم دیا تھا کہ میں آپ کو اپنے سوال نہیں کرنے دوں گا تو میں بیٹھ گیا تھا، یہ discrimination ہے۔ اب آپ دیکھیں۔

جناب سپیکر: آپ کا مطلب کیا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کل راکٹ کی طرح اٹھ کر سیکرٹری صاحب نے آپ کو بتایا تھا۔

جناب سپیکر: آپ کا مطلب کیا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے ثابت کر دیا ہے کہ میرے ساتھ آپ کا سپیشل سلوک ہے۔ میں نے کل ایک ضمنی سوال کیا تھا تو آپ نے کہا تھا کہ آگے شیخ صاحب آپ کا سوال آ رہا ہے وہ چلا جائے گا۔ میں نے کہا کہ کہاں چلا جائے گا؟ میں بیٹھ گیا۔ آج آپ نے محترمہ سیمل کامران کو دس سوال کرنے دیئے اور ان کا آگے سوال بھی آ گیا ہے۔

جناب سپیکر: وہ کون سے دس سوال ہیں جو انہوں نے کئے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: وہ on the behalf of Ch Zaheer ud Din کر رہی تھیں۔

جناب سپیکر: کیا یہ ہاؤس گونگا بہرہ ہے؟ کیا آپ ہی سنتے ہیں، اور کوئی بات کو سنتا ہی نہیں؟ آپ کی مہربانی اب آپ بیٹھیں۔ ان کا سوال جب آئے گا پھر بات کریں گے۔ اب محترمہ سیمل کامران کا سوال ہے۔ جی، محترمہ سیمل کامران!

محترمہ سیمل کامران: سوال نمبر 4281۔

سال2009،ڈپلومہ آف انجینئرنگ میں ناقص رزلٹ کی وجوہات

*4281: محترمہ سیمل کامران: کیاوزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کیایہ درست ہے کہ فنی تعلیمی بورڈ پنجاب کے زیر اہتمام ہونے والے ڈپلومہ آف انجینئرنگ کے سالانہ امتحان2009 میں شریک طلبہ کی بڑی تعداد فیل ہوئی ہے اس کی وجوہات کی مکمل تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر صنعت(چودھری عبدالغفور):

جی ہاں!یہ درست ہے کہ ڈپلومہ آف ایسوسی ایٹ انجینئرز (DAE)کے امتحانات منعقدہ 2009کے نتائج تسلی بخش نہیں ہیں۔

فنی تعلیمی بورڈ پنجاب لاہور کے زیر انتظام ڈپلومہ آف ایسوسی ایٹ انجینئرز (DAE)کے امتحانات منعقدہ 2009 میں مجموعی طور پر127217 طلباء شریک ہوئے جن میں سے 50495پاس اور76722فیل ہوئے۔اس امتحان کی پاس40فیصد رہی۔

متذکرہ امتحانات میں ٹیکنیکل اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی (TEVTA)کے زیر انتظام اداروں میں سے46488 طلباء امتحان میں شریک ہوئے جن میں سے20876پاس اور 25612فیل ہوئے۔اس طرح پاس45فیصد رہی جبکہ نجی شعبہ میں قائم اداروں میں سے اس امتحان میں80729طلباء شریک ہوئے جن میں سے29619 پاس اور51110فیل ہوئے۔اس طرح پاس37فیصد رہی۔

ان نتائج کو پیش نظر رکھتے ہوئے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کی خصوصی توجہ سے ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی(TEVTA)کے تحت چلنے والے اداروں میں بہتری کے لئے اقدامات اٹھائے جارہے ہیں نیز ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی اپنے اداروں کا انتظام مزید بہتر بنانے کے لئے کوشاں ہے اور اس کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب کی منظوری کے لئے ایک جامع لائحہ عمل تیار کیا جارہا ہے جس کی منظوری کے بعد فنی تعلیم میں مزید بہتری آسکے گی۔

جن اقدامات کو سنجیدگی سے توجہ دی جارہی ہے وہ درج ذیل ہیں:-

1۔ اصلاح نصاب

2۔ اساتذہ کی معیاری تقرری اور ان کی تربیت

3۔ ورکشاپ / لیبارٹریز میں جدید آلات کی فراہمی

4۔ معیاری امتحانی نظام وغیرہ

مزید برآں ان نتائج کو پیش نظر رکھتے ہوئے نجی شعبہ میں قائم فنی تعلیمی اداروں کے معیار کو بہتر بنانے کے لئے بھی مؤثر اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ نجی شعبہ میں قائم فنی تعلیمی ادارے فنی تعلیمی بورڈ پنجاب لاہور سے الحاق شدہ ہیں۔فنی تعلیمی بورڈ پنجاب لاہور نجی شعبہ میں قائم فنی تعلیمی اداروں کو الحاق دینے سے قبل ان کا تفصیلی معائنہ کرتا ہے اس نظام کو بھی مزید بہتر بنایا جا رہا ہے تاکہ نجی شعبہ میں قائم فنی اداروں کا معیار بہتر ہو سکے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرے اس پر دو ضمنی سوال ہیں۔

جناب سپیکر: آپ صرف ایک ضمنی سوال کر سکتی ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں معزز منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ فنی بورڈ کے زیر انتظام انہوں نے جو بھی امتحان کروائے ہیں 40 فیصد سے زیادہ پرفارمنس اس ادارے کی نہیں رہی، کہیں پر 40 فیصد، کہیں پر 37 فیصد ہے اور اقدامات بھی بے تحاشا ہو رہے ہیں۔اس صورتحال میں انہوں نے یہ کہا ہے کہ یہ بہتری کے لئے اساتذہ کی معیاری تقرری اور ان کی تربیت کر رہے ہیں۔ میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ان کی اس بات سے مجھے یہ لگتا ہے کہ اب تک جو انسٹرکٹر وہاں پر تھے وہ un-skilled تھے اس کے بعد میں ایک اور بات یہ کرنا چاہتی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ صرف ایک سوال کر سکتی ہیں۔ جی، وزیر صاحب!

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میری معزز بہن کا جو سوال ہے ہم نے اس کا بڑا تفصیلی جواب دے دیا ہے لیکن میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کی percentage پرائیویٹ اداروں میں 37 اور گورنمنٹ کے اداروں میں 40 ہے۔ میں اپنی بہن کے علم کے لئے عرض کرتا ہوں کہ ڈپلومہ ایسوسی ایٹ انجینئرز کے حوالے سے ہماری percentage اس وقت بھی almost 62.3 ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ جی، چودھری صاحب!

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! اس میں جو اقدامات کا ذکر کیا گیا ہے کہ جن اقدامات پر سنجیدگی سے توجہ دی جا رہی ہے وہ درج ذیل ہیں کیونکہ جو رزلٹ آیا ہے وہ 40 فیصد تک آیا ہے۔اس

میں اصلاح نصاب، اساتذہ کی معیاری تقرری اور ان کی تربیت کی بات ہماری سمجھ میں آ رہی ہے، ورکشاپ / لیبارٹریز میں جدید آلات کی فراہمی کی بات بھی سمجھ میں آ رہی ہے لیکن معیاری امتحانی نظام وغیرہ اس کی ہمیں سمجھ نہیں آ رہی کہ یہ کون سا نظام لانا چاہ رہے ہیں۔ کیا یہ کوئی relaxation دیں گے، کوئی بوٹی کا طریق کار وضع کریں گے، یہاں معیاری سے کیا مراد ہے؟

جناب سپیکر: آپ کی معیاری سے کیا مراد ہے؟ جی، وزیر صاحب!

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! جس percentage کی یہ بات کر رہے ہیں اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ پہلے امتحانات انہی تمام اداروں میں ہوتے تھے اس کے بعد انہوں نے امتحانی سنٹرز دوسری جگہ پر شفٹ کئے ہیں۔ جو بچے اپنے اپنے اداروں میں امتحان دیتے تھے اس حوالے سے میں یہی سمجھ سکتا ہوں کہ شاید وہ نقل کے چکر میں ہوتے تھے۔ جب سنٹرز تبدیل ہوئے ہیں تب percentage کم ہوئی ہے۔ اس کو باقاعدہ طور پر ہم دیکھ رہے ہیں اور جہاں جہاں بھی کمی ہے اس کو یقیناً ہم انشاء اللہ پوری کریں گے۔ چونکہ ہماری گورنمنٹ کی یہ priority ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ وہ بچے پیدا کریں جن کے ہاتھ میں ہنر ہو۔

معزز ممبران: منسٹر صاحب کیا کہنا چاہ رہے ہیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں ان طالب علموں کی بات کر رہا ہوں کیونکہ وہ تو میری قوم کے بچے ہیں۔ میں ہنر مند بچوں کی بات کر رہا ہوں، بے ہنر بچوں کی بات نہیں کر رہا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! 1999 میں ٹیکنیکل ایجوکیشن دینے کے لئے یہ ٹیوٹا (TEVTA) بنایا گیا تھا اس وقت بھی وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف صاحب تھے انہوں نے چار سو دو اداروں کو سات مختلف محکموں کے ساتھ اکٹھا کر دیا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ ضمنی سوال کریں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال ہی کر رہی ہوں۔ اس وقت بھی میاں شہباز شریف صاحب کی حکومت ہے تو 1999 میں کامرس ایجوکیشن کو ٹیوٹا (TEVTA) میں لایا گیا جبکہ آج اس کو general education میں لایا جا رہا ہے اور اس کے لئے پنجاب اسمبلی میں قانون سازی کرنے کی

کوشش کی جارہی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ان کا اُس وقت کا فیصلہ ٹھیک تھا یا آج کا فیصلہ ٹھیک ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ اس حوالے سے کوئی تحریک لائیں یا کسی طریقے کے مطابق پوچھیں لیکن اس سوال کا جواب اس میں نہیں ہے۔

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! کوئی محکمہ ہو یا کوئی بھی جگہ ہو تو وہاں پر بہتری کی ہر وقت گنجائش موجود ہوتی ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے اگر یہ step لیا ہے تو ٹیوٹا(TEVTA) اسی وجہ سے علیحدہ کیا جارہا ہے تاکہ وہ اپنا سسٹم اور معاملات خود چلائیں اور اس پر مزید بہتری کی کوئی گنجائش موجود ہو۔ ٹیوٹا(TEVTA) کے زیر اہتمام ابھی تک تقریباً کوئی چار سو اسّی ادارے کام کر رہے ہیں لیکن میں اپنی بہن سے عرض کروں کہ کامرس سے related ادارے تقریباً ایک سو اٹھارہ بنتے ہیں ان کو ہم ٹیوٹا(TEVTA) کے under نہیں دے رہے بلکہ ہائر ایجوکیشن کے under دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات
(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)
فیصل آباد-ٹیوٹا(TEVTA) میں بھرتی کی تفصیلات

*4289: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ٹیوٹا ضلع فیصل آباد میں کتنے افراد کو یکم جنوری 2008 سے آج تک ملازمت فراہم کی گئی، ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور پتا جات بتائیں؟

(ب) کتنے افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھرتی اخبارات میں تشہیر کر کے کی گئی ہے تو ان اخبارات کی نقل فراہم کی جائے؟

(د) ان افراد کو بھرتی کرنے والے کمیٹی کے ممبران کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) یکم جنوری2008 سے آج تک 40افراد کو ملازمت دی گئی، تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) کوئی نہیں۔

(ج) جی ہاں! اخبارات کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع وہاڑی میں ٹیکنیکل اداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4330: **سردار خالد سلیم بھٹی:** کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع وہاڑی میں کتنے ٹیکنیکل ادارے کس کس جگہ چل رہے ہیں؟

(ب) ان اداروں میں منظور شدہ اسامیاں ادارہ وار اور گریڈ وار بتائیں؟

(ج) ان اداروں میں خالی اسامیوں کی تفصیل گریڈ وار بتائیں؟

(د) کتنے اداروں میں سربراہ کام کر رہے ہیں، کس کس ادارے میں سربراہ کی اسامیاں خالی ہیں؟

(ہ) ان اداروں میں خالی اسامیوں پر کب تک تعیناتیاں کر دی جائے گی؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) ضلع وہاڑی کی تینوں تحصیلوں میں 10 ٹیکنیکل ادارے ٹیوٹا کے زیر نگرانی چل رہے ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے:-

تحصیل وہاڑی

1۔ گورنمنٹ کالج آف کامرس، نزد سٹی پولیس سٹیشن وہاڑی

2۔ گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (خواتین) دانیوال وہاڑی

3۔ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ، خانیوال روڈ وہاڑی

تحصیل بورے والا

4۔ گورنمنٹ پولی ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ چک نمبر EB/507 بورے والا

5۔ گورنمنٹ کالج آف کامرس، چونگی نمبر 5 ملتان روڈ بورے والا

6۔ گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (خواتین) عظیم آباد بورے والا
7۔ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر، میاں ٹاؤن بورے والا

تحصیل میلسی

8۔ گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس، مائنیر روڈ میلسی
9۔ گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ خواتین، گلی مہاراں والی میلسی
10۔ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر، سائفن روڈ میلسی

(ب) منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل (ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) خالی اسامیوں کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ضلع وہاڑی کے 17 اداروں میں سربراہ موجود ہیں جبکہ مندرجہ ذیل اداروں میں سربراہ کی اسامی خالی ہے تاہم وہاں پر انچارج سربراہ کام کر رہے ہیں۔

1۔ گورنمنٹ پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ بورے والا
2۔ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر بورے والا
3۔ گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس میلسی

(ہ) کل 111 خالی اسامیوں میں سے 91 اسامیوں کے بجٹ کے حصول کے لئے TEVTA نے ایک سمری فنانس ڈیپارٹمنٹ کی ہدایت کے مطابق مرتب کر کے بغرض منظوری مجاز اتھارٹی کو بھیجی تھی جو 24-11-2009 کو منظور ہو گئی ہے۔ تفصیل (تتمہ "ب") ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ فنانس ڈیپارٹمنٹ سے بجٹ ملتے ہی تعیناتیوں کا عمل شروع کر دیا جائے گا جبکہ باقی اسامیوں پر پروموشن کے مطابق تعیناتیاں کر دی جائیں گی۔

تحصیل بھلوال میں ٹیکنیکل اداروں کی تفصیلات

*4659: **محترمہ زوبیہ رباب ملک**: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل بھلوال میں کتنے ٹیکنیکل ادارے کس کس جگہ چل رہے ہیں؟

(ب) ان اداروں میں کن کن شعبوں میں ٹیکنیکل تعلیم دی جا رہی ہے؟

(ج) ان اداروں میں کل کتنے طالب علم زیر تعلیم ہیں، تفصیل ادارہ وار بتائیں؟

(د) ان اداروں میں زیر تعلیم طالب علموں سے ماہانہ / سالانہ کتنی فیس وصول کی جاتی ہے؟

(ہ) ان اداروں کے سربراہوں کے نام، عہدہ، گریڈ بتائیں کس کس ادارے کے سربراہ نہ ہیں اور اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صنعت(چودھری عبدالغفور):

(الف) تحصیل بھلوال میں ٹیوٹا کا کوئی ٹیکنیکل ادارہ کام نہیں کر رہا ہے۔

(ب) ۔ایضًا۔

(ج) ۔ایضًا۔

(د) ۔ایضًا۔

(ہ) ۔ایضًا۔

ضلع گوجرانوالا میں ٹیکنیکل اداروں کی تفصیلات

*4802:ڈاکٹر محمد اشرف چوہان:کیاوزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گوجرانوالا میں کس کس جگہ ٹیکنیکل ادارے چل رہے ہیں؟

(ب) ہر ادارے کی عمارت کتنے کمروں اور کتنے رقبہ پر مشتمل ہے؟

(ج) ان اداروں میں کس کس ہنر کی تعلیم دی جاتی ہے؟

(د) ان اداروں میں زیر تعلیم بچوں کی تعداد ادارہ وار بتائیں؟

(ہ) ان اداروں میں زیر تعلیم بچوں سے کتنی فیس وصول کی جاتی ہے؟

(و) ان اداروں سے سالانہ کتنے بچے تعلیم حاصل کر کے فارغ ہوتے ہیں؟

وزیر صنعت(چودھری عبدالغفور):

(الف) گوجرانوالا میں ایک ٹیکنیکل ادارہ ہے جس کا نام گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف ٹیکنالوجی ہے اور یہ شریف پورہ جی ٹی روڈ گوجرانوالا پر واقع ہے۔

(ب) گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف ٹیکنالوجی آٹھ کلاس روم، چار لیبز اور دو ورکشاپس پر مشتمل ہے اور اس کا رقبہ دس کنال ہے۔

(ج) اس ادارے میں الیکٹریکل، الیکٹرانکس، مکینیکل اور انسٹرومنٹیشن ٹیکنالوجی میں تربیت دی جاتی ہے۔

(د) اس ادارہ میں تقریباً400 طلباء زیر تربیت ہیں۔

(ہ) اس ادارے میں ہر بچے سے مبلغ-/1440 روپے سالانہ بطور فیس وصول کئے جاتے ہیں۔

(و) اس ادارے میں سے تقریباً100 بچے تعلیم و تربیت حاصل کر کے فارغ ہوتے ہیں۔

انسٹیٹیوٹ آف لیدر ٹیکنالوجی گوجرانوالا کی تفصیلات

*4803:ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیاوزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) انسٹیٹیوٹ آف لیدر ٹیکنالوجی گوجرانوالا کب بنایا گیا؟

(ب) اس میں کس کس ہنر کی تعلیم دی جاتی ہے اس وقت اس میں زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد بتائیں؟

(ج) ان بچوں سے فی کورس کتنی فیس وصول کی جاتی ہے؟

(د) اس ادارے میں منظور شدہ اسامیاں گریڈ اور اسامی وار بتائیں؟

(ہ) اس ادارے کے سال 08-2007 اور 09-2008 کے آمدن اور اخراجات بتائیں؟

(و) اس ادارے کی اپ گریڈیشن کی سکیم کب منظور ہوئی اور کب تک یہ کام مکمل ہوگا؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) انسٹیٹیوٹ آف لیدر ٹیکنالوجی 1949 میں قائم ہوا۔

(ب) ادارہ ہذا میں 3 سالہ کورس ڈی اے ای لیدر ٹیکنالوجی اور ایک سالہ کورس فٹ ویئر ٹیکنالوجی کی تعلیم دی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں مذکورہ شعبہ جات میں مختصر دورانیے کے کورسز بھی کروائے جاتے ہیں۔

طلباء کی تعداد کلاس وار (تعلیمی سال 10-2009) درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	کورس کا نام	دورانیہ	سال اول	سال دوم	سال سوم
1	ڈپلومہ کورس لیدر ٹیکنالوجی	3 سال	47	38	38
2	سرٹیفکیٹ کورس لیدر ٹیکنالوجی	ایک سال	2		
3	شوڈیزائننگ اینڈ ماڈلنگ	ایک سال	22		

(ج) زیر تعلیم طالب علموں سے وصول کی جانے والی سالانہ فیس درج ذیل جدول میں ملاحظہ فرمائیں:-

فیس کی مد	3 سالہ ڈپلومہ کورس لیدر ٹیکنالوجی			شوڈیزائننگ اینڈ ماڈلنگ	سرٹیفکیٹ کورس لیدر ٹیکنالوجی
	سال اول (Rs.)	سال دوم (Rs.)	سال سوم (Rs.)	ایک سالہ (Rs.)	ایک سالہ (Rs.)
داخلہ فیس	600	-	-	600	600
سکیورٹی فیس	500	-	-	500	500

کورس فیس	8400	8400	8400	10800	14400
ٹریننگ مٹیریل	-	-	-	700	-
ویلفیئر فنڈ	400	-	-	400	400
سپورٹس فنڈ	100	-	-	100	100
فرسٹ ایڈ فنڈ	50	-	-	50	50
مسجد فنڈ	50	-	-	50	50
ٹوٹل	10100	8400	8400	13200	16100
فیس تصدیق اسناد (متعلقہ بورڈ)	300	-	-	300	-
پی بی ٹی ای رجسٹریشن فیس	150	-	-	150	-
پی بی ٹی ای سپورٹس فنڈ	50	-	-	50	-

(د) اس ادارے میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد مع گریڈ درج ذیل ہے:۔

گریڈ	تعداد
19	1
18	3
17	2
16	6
15	6
14	3
12	2
11	1
8	12
6	2
5	2
1	9
کل تعداد	49

(ہ)

2007-08	آمدن۔/3168722	اخراجات۔/9933619
2008-09	آمدن۔/3427649	اخراجات۔/10672999

(و) ادارہ ہذا کی اپ گریڈیشن کی سکیم سال2008 میں منظور ہوئی، ابتدائی کام مکمل ہو چکا ہے اور یہ سکیم 2011 میں مکمل ہو جائے گی۔

سال2009 ٹیوٹا کے زیر انتظام کورسز اور امتحانات سے متعلقہ تفصیلات

*5375: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ ٹیوٹا نے سال2009 میں کتنے کورسز کے امتحانات لئے؟

(ب) محکمہ ٹیوٹا نے سال2009 میں کون کون سے مضامین کے امتحانات لئے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ شیف انسٹیٹیوٹ آف پاکستان میں ٹیوٹا کے زیر اہتمام امتحانات لئے جا رہے ہیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) ٹیوٹا (TEVTA) کے زیر انتظام فنی تعلیمی بورڈ پنجاب نے سالانہ امتحان 2009 میں 238 کورسز کے امتحانات لئے۔ تفصیل درج ذیل ہے:-

1. ڈپلومہ آف ایسوسی ایٹ انجینئر (DAE) 36 کورسز (ستمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔
2. ڈپلومہ آف ڈریس ڈیزائننگ اینڈ ڈریس میکنگ (ڈی ڈی ایم) 01 کورس ستمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔
3. ڈپلومہ ان کامرس (ڈی کام) 01 کورس ستمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔
4. ڈپلومہ ان بزنس ایڈمنسٹریشن (ڈی بی اے) 01 کورس ستمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔
5. ووکیشنل / شارٹ کورسز 199 ستمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) ٹیوٹا (TEVTA) کے زیر انتظام فنی تعلیمی بورڈ پنجاب نے سالانہ امتحان 2009 میں 1187 مضامین کے امتحانات لئے:

1. ڈپلومہ آف ایسوسی ایٹ انجینئر (DAE) 622 مضامین ستمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔
2. ڈپلومہ آف ڈریس ڈیزائننگ اینڈ ڈریس میکنگ (ڈی ڈی ایم) 21 مضامین ستمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔
3. ڈپلومہ ان کامرس (ڈی کام) 34 مضامین ستمہ (س) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔
4. ڈپلومہ ان بزنس ایڈمنسٹریشن (ڈی بی اے) 21 مضامین ستمہ (ص) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔
5. ووکیشنل / شارٹ کورسز 489 مضامین ستمہ (ط) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ شیف انسٹیٹیوٹ آف پاکستان کا امتحان فنی تعلیمی بورڈ نہ لے رہا ہے۔

فنی تعلیمی بورڈ کے سیکرٹری کی مدت ملازمت میں توسیع و دیگر تفصیلات

*5657:انجینئر قمرالاسلام راجہ:کیاوزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ پنجاب میں فنی تعلیم کے تمام اداروں اور محکموں کو مدغم کر کے ٹیوٹا (TEVTA)کے زیر انتظام کر دیا گیاہے، کیایہ درست ہے کہ اس ادغام کے بعد اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود ابھی تک ٹیوٹا کے افسران اور ملازمین کی جامع سنیارٹی لسٹ ابھی تک تیار نہ کی جا سکی ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ فنی تعلیمی بورڈ کے سیکرٹری کی مدت ملازمت میں دو سال کی توسیع کی گئی ہے کیایہ توسیع فنی تعلیمی بورڈ ایکٹ کی سیکشن 15 کے تحت دی گئی ہے اور اگر نہیں تو اس توسیع کی وجوہات کیاہیں؟

وزیر صنعت(چودھری عبدالغفور):

(الف) ٹیوٹا کے قیام کے بعد پنجاب میں فنی تعلیم کے مختلف اداروں اور محکموں کے تمام سرکاری ملازمین کو ٹیوٹا میں مدغم نہیں کیا گیا بلکہ ان تمام سرکاری ملازمین کو ڈیپوٹیشن پر ٹیوٹا کے زیر انتظام دے دیا گیاان تمام اداروں کے افسران اور ملازمین مختلف کیڈر کے ہونے کی وجہ سے اپنی علیحدہ حیثیت اور شناخت کی وجہ سے مروجہ قوانین کے تحت اپنی الگ الگ سنیارٹی رکھتے ہیں جس کی وجہ سے ان کو ایک دوسرے میں یکجا مدغم نہیں کیا جا سکتا وہ اپنے اپنے کیڈر میں ہی قوانین کے تحت پروموشن اور دیگر مراعات حاصل کرتے ہیں۔

(ب) پروفیسر محمد طارق کو بورڈ کے سیکشن (3)15 کے تحت سیکرٹری کے عہدہ پر ڈیپوٹیشن پر بھیجا گیا تھا جس کے بعد S&GAD نے ان کی بطور چیئرمین (PBTE)تقرری کر دی۔ان کی بطور چیئرمین (PBTE) تقرری کو عدالت نے کالعدم قرار دے دیا اس لئے انہیں دوبارہ نئے سرے سے ڈیپوٹیشن پر اس وقت کی کنٹرولنگ اتھارٹی نے سیکرٹری (PBTE)مقرر کیا تھا بعد ازاں مختلف اعتراضات کے موصول ہونے پر موجودہ کنٹرولنگ اتھارٹی نے پروفیسر محمد طارق کو سیکرٹری (PBTE)کے عہدہ سے ہٹا کر واپس ادارے میں بھیج دیا ہے۔

ضلع میانوالی، نئی انڈسٹری لگنے کی تفصیلات

*5705:جناب علی حیدر نور خان نیازی:کیاوزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 2005 سے اب تک ضلع میانوالی میں کتنی انڈسٹری لگی نیو انڈسٹری کی تعداد، نام اور مالکان کے نام سے آگاہ کریں؟

(ب) مذکورہ عرصہ میں جس جس انڈسٹری نے این او سی حاصل کیا اس کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) کیا حکومت نے این او سی حاصل نہ کرنے والوں کے خلاف قانونی کارروائی کی اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) 2005 سے اب تک ضلع میانوالی میں چھ نئے انڈسٹریل یونٹ لگے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:۔

نام انڈسٹریل یونٹ	سال	نام مالک
1)احمد کاٹن ملز، حافظ والا، میانوالی	2005-06	رفیق خان
2)رحمان دال ملز 10ML پیپلاں	2005-06	اعجاز احمد
3)المیزان سٹیل ملز، میانوالی	2006-07	عمران احمد خان
4)فتح کاٹن ملز، سرگودھا روڈ گلیمری	2008-09	عزیز الرحمان
5)مراد کاٹن ملز، ہرنولی موڑ پیپلاں	2008-09	ذوالفقار
6)عارف کاٹن ملز، ناگنی واں بچراں	2009	محمد عارف

(ب) کوئی NOC جاری نہیں ہوا۔

(ج) حکومت کی موجودہ پالیسی (30۔ستمبر2002) لبرل ہے سرمایہ کار کو صوبہ پنجاب میں کسی قسم کی صنعت قائم کرنے کے لئے

ماسوائے:۔

a) Arms & Ammunition.
b) Security Printing, Currency & Mint.
c) High Explosive.
d) Radio Active Substances.
e) Alcoholic Beverage or Liquors.
f) Sugar Industry

محکمہ صنعت سے Location Clearance Certificate/ No Objection Certificate لینے کی ضرورت نہ ہے۔

ضلع میانوالی،انڈسٹریل اسٹیٹ کی تفصیلات

*5706:جناب علی حیدر نور خان نیازی:کیاوزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع میانوالی میں کس کس جگہ انڈسٹریل اسٹیٹ ہیں؟

(ب) ہر انڈسٹریل اسٹیٹ کتنے رقبہ پر کب بنائی گئی؟

(ج) کتنے پلاٹ کس کس انڈسٹریل اسٹیٹ میں کب سے خالی پڑے ہیں؟

(د) انڈسٹریل اسٹیٹ میں کس کس قسم کی فیکٹری/کارخانہ جات ہیں؟

وزیر صنعت(چودھری عبدالغفور):

(الف) ضلع میانوالی میں کوئی انڈسٹریل اسٹیٹ نہیں ہے۔

(ب) متعلقہ نہ ہے۔

(ج) متعلقہ نہ ہے۔

(د) متعلقہ نہ ہے۔

لاہور۔فیکٹری کو آبادی سے باہر منتقل کرنے کا معاملہ

*6019:محترمہ خدیجہ عمر:کیاوزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور شہر کے اندر کتنی فیکٹریاں کام کر رہی ہیں اور کس کس جگہ پر واقع ہیں اور کس کس قسم کی فیکٹریاں ہیں؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ گلبرگ۔IIIلاہور میں بچوں کے کپڑے تیار کرنے والی فیکٹری واقع ہے جس کے شور اور پلوشن کی وجہ سے آبادی کے لوگ بہت پریشان ہیں؟

(ج) کیاحکومت اس فیکٹری کو آبادی سے باہر منتقل کرنے کاارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صنعت(چودھری عبدالغفور):

(الف) لاہور شہر کے اندر مختلف اقسام کے 2737 صنعتی یونٹس یاکارخانے ہیں جن کا نام،پتااور قسم ایوان کی میز پر رکھ دیا گیاہے۔

(ب) سوال میں چونکہ کسی کارخانہ کے نام کاذکر نہ تھااس لئے ارشد الیاس زیدی(DDO(E&IP لاہور نے محترمہ خدیجہ عمر سے موبائل پر رابطہ کیاتو پتاچلاکہ گلبرگ۔III غوث الاعظم کالونی میں گارمنٹس کاایک کارخانہ ہے جس کامالک کمال نامی شخص ہے۔مزید موقع ملاحظہ کرنے

پر پتا چلا کہ کارخانہ کا نام نیو ایج پرائیویٹ لمیٹڈ ہے جس کے مالک کا نام آصف کمال ہے۔ انسپکشن کرنے پر پتا چلا کہ کارخانہ عرصہ چھ ماہ سے بند ہے اور کارخانہ میں اب کسی قسم کی کوئی مشین نصب نہ ہے۔(بل بجلی، سیلز ٹیکس کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں)

(ج) کسی بھی کارخانہ کو آبادی سے باہر منتقل کرنے کا اختیار محکمہ صنعت کے پاس نہ ہے۔

انڈسٹریل اسٹیٹ ویلیو ایڈیشن (سٹی) فیصل آباد کی تفصیلات

*6111: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) انڈسٹریل اسٹیٹ ویلیو ایڈیشن "سٹی" فیصل آباد کب اور کتنے رقبہ پر بنائی گئی؟

(ب) اس میں پلاٹ کس کس سائز کے ہیں؟

(ج) اس میں کس کس قسم کی انڈسٹری لگی ہوئی ہے؟

(د) سال 09-2008 اور 10-2009 میں حکومت نے اس انڈسٹریل اسٹیٹ پر کتنی رقم کس کس کام پر خرچ کی ہے؟

(ہ) حکومت کو اس انڈسٹریل اسٹیٹ سے ان دو سالوں کے دوران کتنی آمدن ہوئی، تفصیل سال وار بتائیں؟

(و) اس انڈسٹریل اسٹیٹ میں محکمہ کے کل کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) اس کی سال 2005 میں ابتدا ہوئی جبکہ کل رقبہ 225 ایکڑ ہے۔

(ب) اس میں ½1 ایکڑ، 1 ایکڑ اور 2 ایکڑ کے پلاٹ بنائے گئے ہیں۔

(ج) ادویات، کیمیکل، special concrete وغیرہ وغیرہ

(د) 09-2008 میں کل 45.8 ملین روپے خرچ ہوئے جو کہ پانی کی فراہمی، گرڈ سٹیشن، کمرشل ایریا اور concrete paveer پر خرچ ہوئے۔

10-2009 میں 4.3 ملین روپے خرچ ہوئے جو کہ کنسلٹنٹ کی فیس اور tuff tiles وغیرہ پر خرچ ہوئے۔

(ہ) FIEDMC ایک غیر منافع بخش ادارہ ہے جو کہ کمپنی آرڈیننس 1984 کی شق 42 کے تحت رجسٹرڈ ہوا ہے اس لحاظ سے صرف خرچ کردہ رقم ہی وصول کی جاتی ہے۔

(و) اس انڈسٹریل اسٹیٹ میں اس وقت کل 15 ملازمین کام کر رہے ہیں۔

لاہور۔مغل پورہ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر میں اساتذہ، سٹاف کی تعداد و تفصیل

*6175:ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر مغل پورہ لاہور میں لیکچرارز کی کتنی منظور شدہ اسامیاں ہیں، کتنی اسامیاں اس وقت خالی ہیں۔حکومت ان خالی اسامیوں کو کب تک پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) مذکورہ انسٹیٹیوٹ میں کتنے لیکچرارز تین سال سے زائد عرصہ سے تعینات ہیں؟

(ج) مذکورہ ٹریننگ سنٹر میں سکیل ایک تا16 آفیشل سٹاف کی کتنی تعداد ہے، گریڈ اور عہدہ وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(د) گریڈ ایک تا16 کے سٹاف میں جو عرصہ تین سال سے زائد سے تعینات ہیں، ان کی عہدہ اور گریڈ وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ مغل پورہ لاہور میں انسٹرکٹرز کی منظور شدہ تعداد 105 ہے جن میں سے 86 پر ہیں اور 19 خالی ہیں۔خالی اسامیوں میں سے 2 انسٹرکٹرز کی ریکروٹمنٹ کا عمل جاری ہے اور ان میں جلد تقرری کا حکمنامہ جاری کر دیا جائے گا۔کچھ پوسٹیں پروموشن کی ہیں جن کے لئے کارروائی کی جا رہی ہے جبکہ باقی پوسٹیں آئندہ مالی سال میں بجٹ مہیا ہونے کے بعد پُر کر دی جائیں گی۔

(ب) ادارہ ہذا میں کوئی لیکچرار نہیں ہے بلکہ چیف انسٹرکٹرز(BS-17) سینئر انسٹرکٹرز(BS-16) اور انسٹرکٹرز (BS-14) ہوتے ہیں ان میں سے جو صاحبان 3 سال سے زائد عرصہ سے انسٹیٹیوٹ میں کام کر رہے ہیں وہ درج ذیل ہیں:-

1۔	چیف انسٹرکٹرز	(Bs-17)	02
2۔	سینئر انسٹرکٹرز	(BS-16)	34
3۔	انسٹرکٹرز	(Bs-14)	44

(ج) مذکورہ ٹریننگ سنٹر میں سکیل نمبر ایک تا16 آفیشل سٹاف کی تفصیل لسٹ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) گریڈ ایک تا16 کا سٹاف جو عرصہ 3 سال سے زائد اس ادارہ میں تعینات ہے ان کی لسٹ (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع لاہور۔گزشتہ تین سالوں میں شروع کئے گئے صنعتی منصوبوں کی تفصیلات

*6176: جناب شیر علی خان: کیاوزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لاہور میں گزشتہ تین سالوں میں کتنے نئے صنعتی منصوبے شروع ہوئے اور کتنے نئے منصوبے ان تین سالوں میں شروع ہو کر مکمل بھی ہوئے اور ان میں کون کون سے صنعتی منصوبے شامل تھے؟

(ب) حکومت نے سینکڑوں کی تعداد میں بند صنعتوں کے دوبارہ شروع کرنے کے لئے کیااقدامات اٹھائے ہیں اور ان اقدامات کے نتیجے میں لاہور میں کتنے بند صنعتی کارخانوں نے کام کرنا شروع کر دیاہے؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) حکومت پنجاب کا صنعتی منصوبہ سندر انڈسٹریل اسٹیٹ 2003 میں شروع کیا گیا جو مکمل ہو چکاہے۔اس کے بعد کوئی صنعتی منصوبہ شروع نہ کیا گیاہے تاہم پرائیویٹ سیکٹر میں لاہور میں 2008 سے اب تک 43 صنعتی یونٹس لگائے گئے ہیں جن کے نام، پتااور قسم ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیاہے جبکہ 50 صنعتی یونٹس بند ہوئے جن کے نام، پتااور قسم ضمیمہ (ب)ایوان کی میز پر رکھ دیا گیاہے۔

(ب) یہ کام محکمہ صنعت پنجاب کے دائرہ اختیار میں نہ ہے بلکہ یہ کام وفاقی حکومت کے دائرہ اختیار میں ہے۔حکومت پنجاب بجلی کی تسلسل سے فراہمی اور دیگر مسائل کے حل کے لئے وفاقی حکومت سے رابطہ میں ہے۔

لاہور۔گورنمنٹ پرنٹنگ پریس میں حالات کار سے متعلقہ تفصیلات

*6178: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیاوزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ پرنٹنگ پریس پنجاب نے گزشتہ تین سالوں میں کتنا نفع کمایا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ پریس میں ہنر مند افراد کی شدید قلت ہے جس کی وجہ سے سرکاری امور کی انجام دہی اور پرنٹنگ وجلد بندی میں بہت مشکلات کا سامناہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ افرادی قوت اور ساز و سامان مثلاً کاغذ، کمپیوٹر اور کیمرے کی فلمیں وغیرہ پریس کو مہیا نہیں کی گئیں جس کی وجہ سے سیکرٹریٹ کا بہت زیادہ کام پریس مذکورہ کو پرائیویٹ پریس سے کروانا پڑتا ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ جز(ج) میں مندرج صورتحال کی وجہ سے کام مہنگے داموں اور تاخیر سے ہوتا ہے اور اس میں بدعنوانی کے عناصر شامل ہونے کے بھی مواقع بڑھ جاتے ہیں؟

(ہ) کیا حکومت فی الفور مذکورہ پریس میں کمپیوٹر، کاغذ، کیمرے کی فلمیں و دیگر ضروری سامان اور افرادی قوت مہیا کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(و) پرائیویٹ پریس سے کام کرانے پر حکومت نے 2007 سے 2009 تک کتنا خرچہ کیا، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) گورنمنٹ پرنٹنگ پریس پنجاب نے گزشتہ تین سالوں میں کاغذ اور خام مال کی خرید کے عوض جو نفع کمایا اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

سال	کاغذ اور خام مال کے لئے مختص رقم	کل آمدنی	منافع
2006-07	30.00 ملین روپے	68.35 ملین روپے	38.35 ملین روپے
2007-08	60.00 ملین روپے	78.30 ملین روپے	18.30 ملین روپے
2008-09	31.50 ملین روپے	71.86 ملین روپے	40.36 ملین روپے

(ب) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ پرنٹنگ پریس میں ہنر مند افراد بالخصوص جلد سازوں کی کمی ہے جس کی وجہ سے سرکاری امور کی انجام دہی اور پرنٹنگ و جلد بندی میں مشکلات کا سامنا ہے۔ اس وقت پریس ہذا میں صرف پچیس بائنڈر کام کر رہے ہیں جو کہ موجودہ حالات کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے ناکافی ہیں۔

(ج) یہ درست ہے کہ افرادی قوت اور ساز و سامان بالخصوص کاغذ کی کمی کی وجہ سے سیکرٹریٹ کا کچھ کام پریس مذکورہ کو پرائیویٹ پریس سے کروانا پڑتا ہے۔

(د) جز(ج) میں مندرج کام فنانس ڈیپارٹمنٹ کے منظور شدہ ریٹس کے مطابق اور مارکیٹ سے نسبتاً سستے ریٹس پر کروایا جاتا ہے اور اس میں بدعنوانی کا کوئی عنصر شامل نہیں ہوتا۔

(ہ) گورنمنٹ پرنٹنگ پریس لاہور اور بہاولپور کو کاغذ اور خام مال کی خرید کے لئے گزشتہ کئی سالوں سے تقریباً تین کروڑ روپیہ سالانہ مختص کیا جا رہا ہے جو کہ موجودہ حالات میں ناکافی ہے

لہذا خام مال کی خرید کے لئے مختص کی گئی رقم میں اضافہ کرنا اشد ضروری ہے تاکہ حکومت کے زیادہ سے زیادہ کاموں کی طباعت کا کام کیا جاسکے۔

(و) سال2007 سے 2009تک پرائیویٹ پریس سے جتنا کام کروایا اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

30-6-2008تا1-07-2007	9.84ملین روپے
30-6-2009تا1-7-2008	4.35ملین روپے
ٹوٹل	14.19ملین روپے

پی پی۔154 لاہور میں فیکٹریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6188: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔154 لاہور میں قائم شدہ فیکٹریوں کی تعداد، نام اور مقام بیان فرمائیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ فیکٹریوں کے قیام کے لئے کسی مجاز اتھارٹی سے NOC لینا پڑتا ہے نیز جن فیکٹریوں نے NOC حاصل کیا ہے ان کی تفصیلات سے آگاہ کیا جائے نیز کون سی صنعتوں کے لئے حکومت کی اجازت لینا ضروری ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پی پی میں رہائشی علاقوں میں فیکٹریاں کام کر رہی ہیں، کیا حکومت ان کو رہائشی علاقوں سے باہر منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) پی پی۔154 لاہور میں قائم فیکٹریوں کی تعداد 550 ہے۔جن کے نام و پتا جات کی لسٹ ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) حکومت پنجاب کی موجودہ صنعتی پالیسی 30۔ ستمبر 2002 کے تحت نئی انڈسٹری لگانے کے لئے اس ڈائریکٹوریٹ سے NOC لینے کی ضرورت نہ ہے تاہم حکومت کی اجازت کے بغیر مندرجہ ذیل صنعتیں لگانے کی اجازت نہ ہے۔

I) آرمز اینڈ ایمونیشن
II) سکیورٹی پرنٹنگ کرنسی اینڈ منٹ
III) ہائی ایکسپلوسو
IV) ریڈیو ایکٹو سسٹمز
V) الکوحک بیوریج یا لیکرز

VI) شوگر ملز لگانے اور اس کی توسیع کرنے پر پابندی ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ فیکٹریاں رہائشی علاقوں میں کام کر رہی ہیں۔ان فیکٹریوں کو رہائشی علاقوں سے باہر منتقل کرنے کی تجویز اس ڈائریکٹوریٹ کے زیر غور ہے اور نہ ہی یہ اس کے دائرہ اختیار میں ہے۔

ضلع گجرات، ٹیکنیکل ایجوکیشن کے اداروں اور سٹاف سے متعلقہ تفصیلات

*6428: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں ٹیکنیکل ایجوکیشن کے کل کتنے ادارے ہیں اور کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ضلع گجرات میں ٹیکنیکل ایجوکیشن میں کل کتنا سٹاف ہے؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) ضلع گجرات میں، ٹیکنیکل ایجوکیشن کا صرف ایک ہی ادارہ ہے جس کا نام سویڈش پاکستانی انسٹیٹیوٹ آف ٹیکنالوجی ہے۔یہ رحمان شہید روڈ پر واقع ہے۔

(ب) ٹیکنیکل ایجوکیشن کے اس ادارے میں سٹاف کی کل تعداد 216 ہے۔

پی ایس آئی سی کے قرضہ پر شرح سود، ڈیفالٹر سے متعلقہ تفصیل

*6457: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن اس وقت قرض کی ادائیگی پر کس شرح سے سود وصول کرتی ہے، نئے منصوبہ جات پر سالانہ سود کیا ہے؟

(ب) کیا صوبہ کے تمام اضلاع میں قرض پر ایک ہی شرح سود وصول کیا جاتا ہے یا کچھ اضلاع میں مختلف ہے ان اضلاع کے نام اور شرح سود کیا ہے؟

(ج) کیا اضلاع گوجرانوالا اور حافظ آباد میں ڈیفالٹرز ہیں اگر ہاں تو ان کی تعداد کیا ہے اور کتنی اقساط ادا نہ کرنے والے کو ڈیفالٹر قرار دیا جاتا ہے؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) قرض کی ادائیگی کے متعلق تمام سکیمز کی شرح سود کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) کریڈٹ سکیم برائے سمال انڈسٹریز (سی ایس ایس آئی) کی شرح سود مختلف ہیں جس کی تفصیل نیچے بیان کی گئی ہے۔

لاہور / راولپنڈی / گوجرانوالا اور فیصل آباد ریجن	8فیصد (برائے نیو پراجیکٹ)
	9فیصد (بی ایم آر / ایکسپینشن)
	12فیصد (ورکنگ کیپیٹل)
ڈی جی خان / بہاولپور / ملتان اور سرگودھا ریجن	7فیصد (برائے نیو پراجیکٹ)
	8فیصد (بی ایم آر / ایکسپینشن)
	11فیصد (ورکنگ کیپیٹل)

(ج) ضلع گوجرانوالا اور حافظ آباد میں ڈیفالٹرز کی تفصیل

(i) ضلع گوجرانوالا 14 کیسز

(ii) ضلع حافظ آباد 2 کیسز

دو اقساط کی عدم ادائیگی پر قرض خواہ ڈیفالٹر ہو جاتا ہے۔

صوبہ میں ہنر مند بے روزگار خواتین کے لئے انڈسٹری کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6508: **سیدہ ماجدہ زیدی:** کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب کے کس کس شہر میں پڑھی لکھی اور ہنر مند بے روزگار خواتین کے لئے محکمہ صنعت کے زیر انتظام انڈسٹری موجود ہے؟

(ب) جن شہروں میں مذکورہ انڈسٹری موجود نہ ہے ان میں کب تک مطلوبہ انڈسٹری قائم کر دی جائے گی؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) پڑھی لکھی اور ہنر مند بے روزگار خواتین کے لئے محکمہ صنعت کے زیر انتظام انڈسٹری موجود نہ ہے۔

(ب) محکمہ صنعت کسی بھی شہر میں اپنے زیر انتظام انڈسٹری نہیں لگا رہا۔

فیصل آباد-کھرڑیانوالہ، روڈ پر ٹیکسٹائل ملز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6583: **محترمہ انجم صفدر:** کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد میں کھرڑیانوالا جڑانوالا روڈ پر کتنی ٹیکسٹائل ملیں کتنی capacity کی، کب سے قائم ہیں؟

(ب) مذکورہ روڈ پر ان ملوں سے نکلنے والا کیمیکل شدہ پانی کہاں ڈالا جاتا ہے اور اس پانی کے نکاس کے لئے کھالہ کچا ہے یا پکا، اس کی لمبائی، چوڑائی کتنی ہے اور یہ کس کس کی زمین سے گزرتا ہے؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) فیصل آباد میں کھرڑیانوالا جڑانوالا روڈ پر واقع 34 ملیں ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جڑانوالا روڈ پر واقع تمام فیکٹریز اپنا ویسٹ واٹر سیوریج پائپ کے ذریعے مندرجہ ذیل ڈرینز میں ڈالتی ہیں۔

(i) مدومدھوآنہ ڈرین

(ii) اواگت ڈرین

ان ڈرینز میں جانے والا ویسٹ واٹر آگے جاکر مین سمندری ڈرین میں جاگرتا ہے۔

منڈی بہاؤالدین، ٹیکنیکل اداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6773: جناب آصف بشیر بھاگٹ: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) منڈی بہاؤالدین میں محکمہ صنعت کے کتنے ٹیکنیکل ادارے کس کس جگہ چل رہے ہیں؟

(ب) ان اداروں میں زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد کلاس اور ادارہ وار بتائیں؟

(ج) ان اداروں کے سال 09۔2008 اور 10۔2009 کے سالانہ اخراجات اور آمدن بتائیں؟

(د) ان اداروں میں خالی اسامیوں کی تفصیل گریڈ وار بتائیں؟

(ہ) ان اداروں میں کون کون سی missing facilities ہیں حکومت ان کو فراہم کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں ٹیکنیکل ایجوکیشن کا صرف ایک ہی ادارہ ہے جس کا نام گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی، رسول ہے۔ یہ جہلم۔ بہاؤالدین روڈ پر واقع ہے۔

(ب) بی ٹیک (پاس)، کنسٹرکشن اینڈ ہائی وے ٹیکنالوجی، فرسٹ ایئر 10، سیکنڈ ایئر 16

بی ٹیک (پاس) پبلک ہیلتھ ٹیکنالوجی فرسٹ ایئر 10، سیکنڈ ایئر 15

بی ٹیک(آنرز)، کنسٹرکشن اینڈ ہائی وے ٹیکنالوجی، فرسٹ ایئر11، سیکنڈ ایئر17
بی ٹیک(آنرز)پبلک ہیلتھ ٹیکنالوجی، فرسٹ ایئر12، سیکنڈ ایئر08
ڈی اے ای(سول)فرسٹ ایئر397، سیکنڈ ایئر345، تھرڈ ایئر294
ڈی اے ای(سول)سیکنڈ شفٹ فرسٹ ایئر296
ڈی اے ای(سول)نان سبسیڈائز سیکنڈ ایئر550، تھرڈ ایئر601
کوانٹٹی سرویئر ایوینگ شفٹ211
سرویئر ٹریڈ سیکنڈ بیچ،600

(ج)

Financial Year	2008-09	2009-10
Expenditure	Rs.24274562	Rs.25926938
Income	Rs.47108334	Rs.46689490

(د)

نام اسامی مع گریڈ	تعداد اسامی
گریڈ19	04
گریڈ18	13
گریڈ17	13
گریڈ16	01
گریڈ14	08
گریڈ12	01
گریڈ9	01
گریڈ7	01
گریڈ6	02
گریڈ5	02
گریڈ4	01
گریڈ1	34

(ہ) اس ادارے میں بی ٹیک کاcurriculum چار سال کا کر دیا گیا ہے جس کے لئے مشینری ایکوپمنٹ اور لیب کی کمی تھی۔ حکومت نے(ADP2009-10) کے تحت79.617 ملین کی رقم allocate کی ہے۔10 ملین کی رقم مہیا کر دی گئی اور بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ لیب اور کمرے تعمیر کر رہا ہے۔ باقی رقم 2010-11 میں مہیا کی جائے گی اور بقیہ کام بھی مکمل ہو جائے گا۔

جبکہ ایکوپمنٹ مشینری اور فرنیچر / فیکسچر وغیرہ (ریونیو کمپونٹ) کی رقم 11۔2010 میں فراہم کی جائے گی جس کو PC-I کے مطابق خرچ کر دیا جائے گا۔

ٹیکنیکل بورڈ لاہور میں بے قاعدگیوں کی تفصیلات

*6874: **مہر اشتیاق احمد**: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مختلف ادوار میں ٹیکنیکل بورڈ کے تین مختلف چیئرمینوں نے اس بورڈ میں تعینات ایک سسٹم اینالسٹ کی سالانہ رپورٹ میں اسے کرپٹ اور ناموزوں برائے ملازمت قرار دیا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اسی سسٹم اینالسٹ کی انکوائری سیکرٹری کو آپریٹو نے کی اور اپنی انکوائری رپورٹ میں اسی بورڈ میں مسلسل ملازمت کے لئے انتہائی خطرناک قرار دیا اور اس کے خلاف ملازمت سے برخاستگی کے قانون کے تحت کارروائی کی سفارش کی؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ گورنر انسپکشن ٹیم کے سربراہ نے بھی اپنی انکوائری رپورٹ میں اسی سسٹم اینالسٹ کی بورڈ میں ملازمت کو بورڈ کے معاملات کے لئے خطرناک قرار دیا اور اس کے خلاف کارروائی کی سفارش کی اگر ہاں تو ان سفارشات پر کیا عملدرآمد کیا گیا؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سسٹم اینالسٹ 1988 میں گریڈ سترہ میں کمپیوٹر پروگرامر کے طور پر چھ ماہ کے لئے عارضی طور پر بھرتی کیا گیا جبکہ یہ تین سالہ تجربہ کی شرط کو پورا نہیں کرتا تھا؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ اس کی عارضی تقرری کے چھ ماہ بعد، Appointment and Conditions of Service Rules 1974 کے قانون نمبر 17 کی خلاف ورزی کرتے ہوئے، پوسٹ کو مشتہر کئے بغیر ناجائز دباؤ پر اسے ریگولر کر دیا گیا؟

(و) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ملازم نے اپنی ACR میں درج adverse ریمارکس ختم کروانے کے لئے اپنی representations میں Government Standing Instruction on Writing ACRs کی شق 65 میں تحریف کی، اس طرح فراڈ اور دھوکا دہی کا مرتکب ہوا؟

(ز) کیا یہ درست ہے کہ ملازم مذکور نے میڈیکل اخراجات کی مد میں -/97000روپے کی خُورد بُرد کی اور لاہور ہائیکورٹ کے حکم پر انکوائری میں انٹی کرپشن حکام نے اسے مجرم قرار دیا؟

(ح) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ شخص گزشتہ کئی سال سے عسکری ہاؤسنگ9 ضرار شہید روڈ کے ایک عالی شان بنگلہ میں رہائش پذیر ہے؟

(ط) کیا یہ بھی درست ہے کہ ملازم مذکورہ کا والد محکمہ ریلوے کا ریٹائرڈ ملازم تھا مگر یہ ملازم اپنے والد کے میڈیکل اخراجات کی مد میں -/54000روپے بورڈ سے وصول کر چکا ہے؟

(ی) کیا حکومت مذکورہ بالا حقائق کی روشنی میں قانون/قاعدہ کے تحت اس ملازم کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) درست ہے۔

1۔ سالانہ خفیہ رپورٹ برائے سال1998 میں چیئرمین بورڈ جناب عبدالقیوم لودھی نے مذکورہ آفیسر کے بارے میں ریمارکس دیتے ہوئے لکھا، "شاذونادر ہی وقت پر کام مکمل کرتے ہیں۔انتظامیہ کو نیچا دکھانے کے لئے پریشر گروپ بنا رکھا ہے"

2۔ سالانہ رپورٹ برائے سال1999 میں اسی چیئرمین نے رپورٹنگ آفیسر سے عدم اتفاق کرتے ہوئے لکھا"وہ اپنے آفیسرز کی حکم عدولی کرتا ہے اس کے اختیارات کو چیلنج کرتا ہے اور سرکاری ڈیوٹی دینے سے انکار کرتا ہے اور نتائج کے اعلان کو مؤخر کروانے کے لئے ہتھکنڈے استعمال کرتا ہے"

3۔ سالانہ رپورٹ برائے سال2000 میں چیئرمین بورڈ نے لکھا کہ "وہ مسلسل اپنے افسران کی حکم عدولی جاری رکھے ہوئے ہے اور اپنے افسر کے ساتھ غلیظ زبان استعمال کرنے کا مرتکب ہے اور اس کے اختیار کو چیلنج کرتا رہتا ہے"

4۔ سالانہ رپورٹ برائے سال2001 میں چیئرمین بورڈ عبدالقیوم لودھی نے لکھا کہ "وہ اپنے سینئرز کے ساتھ تعاون نہیں کرتا اور اس کا رویّہ اور کارکردگی انتظامیہ کے حوالے سے ناموافق اور مسلسل مسائل کی وجہ ہے۔"

5۔ سالانہ رپورٹ برائے سال2001 ہی میں ایک دوسرے چیئرمین میاں شان احمد نے لکھا کہ "اپنے ذاتی مفادات کو سامنے رکھ کر ہی سرکاری امور سرانجام دیتا ہے۔مبینہ طور پر بدعنوان ہے۔"

6۔ سالانہ رپورٹ برائے سال2002 میں چیئرمین بورڈ جناب شان احمد نے لکھا کہ "جذباتی طور پر عدم توازن کا شکار ہے۔قنوطیت اور اذیت پسند اپنا وقت اور توانائی ساتھیوں اور دوسروں کو اذیت دینے میں خرچ کرتا ہے۔" "ناقابل اصلاح"اور "مبینہ طور پر کرپٹ" ہے۔

7۔ سالانہ رپورٹ برائے سال2003 میں چیئرمین سید انور پرویز نے لکھا کہ "شروع میں اس کی کارکردگی تسلی بخش رہی لیکن سال کے آخر تک اس کی کارکردگی بورڈ میں گروہی سیاست میں ملوث ہونے کی وجہ سے گرتی چلی گئی۔" "غیر مفید" "مبینہ طور پر کرپٹ"

8۔ سالانہ رپورٹ برائے سال2004 چیئرمین جناب انور علی پرویز نے لکھا کہ "ذوالفقار احمد چیمہ اخبارات کو غلط رپورٹنگ کرنے کی غیر صحتمندانہ سرگرمیوں میں ملوث رہے، ادارے کی بدنامی کا باعث بنے اور بورڈ کے عملہ کو ہڑتال پر لانے کا سبب بنے۔دوسرے سٹاف ممبران کے ساتھ جھگڑتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے دوسرے افراد اپنے کام پر توجہ دینے کی بجائے خود کو بچانے میں مصروف رہتے ہیں۔" "غیر مفید" "مبینہ طور پر کرپٹ"

9۔ سالانہ رپورٹ برائے سال2005 میں لکھا کہ "غیر مفید" "مبینہ طور پر کرپٹ"کاپی "تتمہ ج" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) درست ہے۔مذکورہ اہلکار کی شکایت پر چیئرمین بورڈ جناب عبدالقیوم لودھی کے خلاف میاں خدا بخش سیکرٹری کو آپریٹوز نے انکوائری کی، اپنی سفارشات میں انکوائری آفیسر نے شکایت کنندہ کے بارے میں مندرجہ ذیل سفارش کی "سینئر کمپیوٹر پروگرامر ذوالفقار احمد چیمہ مسائل کی مستقل جڑ ہیں۔دفتری نظم وضبط کا خوگر نہیں ہیں۔دفتری معاملات کے لئے اس کی دفتر میں موجودگی خطرناک ہے۔اس کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے۔کاپی تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) درست ہے۔سینئر ممبر گورنر انسپکشن ٹیم نے ذوالفقار احمد چیمہ کی شکایت پر چیئرمین بورڈ جناب عبدالقیوم لودھی کے خلاف prob کرتے ہوئے لکھا" شکایت کنندہ ذوالفقار احمد چیمہ کا روّیہ بورڈ کی کارکردگی کے لئے ضرر رساں پایا گیا۔اس کا بورڈ ملازمت پر تسلسل بورڈ کے لئے سخت خطرناک ہے۔ مجاز اتھارٹی اس کے خلاف تادیبی کارروائی عمل میں لا سکتی ہے۔کاپی تتمہ (ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

اس وقت پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن کی کنٹرولنگ اتھارٹی سیکرٹری ٹو گورنمنٹ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ تھے۔معاملہ چونکہ کنٹرولنگ اتھارٹی یعنی سیکرٹری ایجوکیشن سے متعلقہ

تھا۔کنٹرولنگ اتھارٹی نے اس پر کوئی عمل نہیں کیااور نہ ہی بورڈ کی طرف سے اس طرح کی تحریک ہوئی۔

(د) درست ہے۔مذکورہ پوسٹ میں تین سالہ تجربے کی شرط تھی کوئی بھی امیدوار مطلوبہ تجربہ کا حامل نہ تھا۔مگراس کے باوجود ذوالفقاراحمد چیمہ کو عارضی طور پر چھ ماہ کے لئے تعینات کر لیا گیا۔"کاپی تتمہ (د)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) درست ہے۔پوسٹ کو ریگولر تقرری کے لئے مشتہر نہیں کیا گیا تھا۔اس ناجائز تقرری کا ادراک کرتے ہوئے چیئرمین عابد جاوید صاحب نے یہ معاملہ مورخہ 17-03-2010 کو بورڈ میں پیش کیا جس میں بورڈ کا مؤقف تھا کہ اس معاملہ میں واقعی بے قاعدگی ہوئی لیکن معاملہ چونکہ بہت پرانا ہے اسے دوبارہ نہ کھولا جائے۔تاہم کنٹرولنگ اتھارٹی بورڈ کے اس فیصلہ کوreviewکرنے کا حق محفوظ رکھتی ہے۔کاپی(تتمہ "ر"ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(و) درست ہے۔

مذکورہ ملازم نے اپنیrepresentationمیں متعلقہ رولز کی شق65میں تحریف کی۔بورڈ میں معاملہ پیش ہوا جس نے قانونی رائے کے لئے معاملہ کنٹرولنگ اتھارٹی کو ریفر کر دیا۔ کنٹرولنگ اتھارٹی نے مزید معلومات کے لئے معاملہ چیئرمین بورڈ کو ریفر کیا ہے۔کاپیاں تتمہ (ز)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ز) ذوالفقاراحمد چیمہ کے خلاف اپنی بیماری کے حوالہ سے مبلغ-/97003روپے جعلی میڈیکل بل کے ذریعہ وصول کرنے کا کیس بورڈ میں زیر غور رہا۔بورڈ نے اس ادائیگی کو باقاعدہ قرار دیا۔بعد ازاں رٹ پٹیشن نمبر97/25944کے حوالے سے لاہور ہائیکورٹ لاہور کے احکامات پر انٹی کرپشن لاہور ریجن لاہور سے انکوائری کی جس میں ذوالفقاراحمد چیمہ، سینئر کمپیوٹر پروگرامر کی طرف سے حاصل کردہ رقم مبلغ -/97003روپے کو غیر قانونی قرار دے دیا گیا۔اس پر 14-12-2004 کو بورڈ کی طرف سے ایڈیشنل ڈائریکٹر انٹی کرپشن لاہور کو ایف آئی آر درج کر کے قانونی کارروائی کرنے کی درخواست کی گئی تتمہ (ق)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ح) درست ہے۔مذکورہ اہلکار عسکری ہاؤسنگ کمپلیکس نمبر9 ضرار شہید روڈ لاہور کینٹ میں گزشتہ کئی سالوں سے رہائش پذیر ہے۔اہلکار کی طرف سے دفتر کو دیئے گئے تفصیل اثاثہ جات کے مطابق یہ بنگلہ اس کی ساس کی ملکیت ہے۔تتمہ (ل) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ط) درست ہے۔بورڈ / مجاز اتھارٹی نے اپنی میٹنگ مورخہ 24-02-2003 میں میڈیکل کے اخراجات کی مد میں ادائیگی کی منظوری دے دی۔بعد میں فنانس ڈیپارٹمنٹ اور اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب سے راہنمائی مانگی گئی جس میں یہ کہا گیا کہ ایک ریٹائرڈ ملازم کو اپنے محکمہ سے اخراجات حاصل کرنے چاہیئں۔اس پر بورڈ نے -/54000 روپے کی مذکورہ اہلکار سے ریکوری کا حکم دیا۔بعدازاں فنانس ڈیپارٹمنٹ نے اپنی ایڈوائس والا لیٹر واپس لے لیا اور بورڈ نے اخراجات کی منظوری دے دی۔تتمہ (م) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ی) جی ہاں۔سوال کے جز (الف اور (د) کے تحت معاملات مجاز اتھارٹی کے پاس برائے مناسب کارروائی زیر غور ہیں۔سوال کے اجزء (ب،ج) کے تحت مذکورہ آفیسر کے خلاف کارروائی کی سفارش کی گئی تھی تاہم اس وقت کی مجاز اتھارٹی نے کوئی ایکشن نہ لیا۔سوالے جز (ہ) پر بورڈ اپنا فیصلہ دے چکا ہے تاہم کنٹرولنگ اتھارٹی کے حکم پر اس کا از سر نو جائزہ لیا جا سکتا ہے۔

مزید برآں مذکورہ اہلکار کے خلاف peeda,2006 کے تحت "Unauthorized Access to/ Tampering in Financial Data" کے لئے تادیبی کارروائی جاری ہے۔اس کے علاوہ اہلکار کے زیر استعمال کمپیوٹر کی ہارڈ ڈسک کا ایک کمیٹی سے معائنہ کروایا گیا جس میں دفتری لحاظ سے قابل اعتراض مواد پایا گیا۔یہ معاملہ بھی مجاز اتھارٹی کو پیش کیا جا رہا ہے۔

ٹیکنیکل بورڈ لاہور میں سسٹم اینالسٹ کی بے قاعدگیوں کی تفصیلات

*6987: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن میں فرضی رول نمبرز اور بعد از امتحان رزلٹ کا اجراء کیا جاتا ہے یا کیا جاتا رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سسٹم اینالسٹ کو جعلی رولنمبر کے اجراء پر مجرم بھی ثابت کیا گیا تھا؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بورڈ کے سسٹم اینالسٹ کے خلاف سابقہ سیکرٹری کوآپریٹو نے انکوائری کے بعد رپورٹ جاری کی تھی کہ ایسا شخص بورڈ کے لئے خطرناک ہے؟

(د) کیایہ بھی درست ہے کہ گورنر انسپکشن ٹیم کے سربراہ نے بھی سسٹم اینالسٹ کو بورڈ کے معاملات کے لئے خطرناک قرار دیا تھا؟

(ہ) کیایہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سسٹم اینالسٹ کی سالانہ رپورٹس میں بھی adverse remarks درج ہیں؟

(و) کیایہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بورڈ کے سسٹم اینالسٹ کے خلاف۔/97000روپے کا جعلی میڈیکل بل وصول کرنے کا ایک کیس لاہور ہائیکورٹ لاہور نے محکمہ انٹی کرپشن کو ریفر کیا تھا جس میں مذکورہ بورڈ کا سسٹم اینالسٹ مجرم قرار پایا تھا؟

(ز) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن کے سسٹم اینالسٹ کے خلاف آج تک کیا کارروائی کی ہے، اس کے متعلق مکمل وضاحت سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے۔اگر کارروائی نہیں کی گئی تو کب تک کارروائی کرنے کا ارادہ ہے؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن میں امیدواران کے اصلی رول نمبرز کو خفیہ رکھنے کے لئے فرضی رولنمبرز کا اجراء ہوتا ہے کہ امیدواران کی امتحانی جوابی کاپیوں کی مارکنگ شفاف طریقے سے کروائی جا سکے۔Fictitious رول نمبروں کا اجراء امتحانی نظام کو خرابیوں سے پاک رکھنے کے لئے ایک ناگزیر مرحلہ ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔

(ج) درست ہے۔مذکورہ اہلکار کی شکایت پر چیئرمین بورڈ جناب عبدالقیوم لودھی کے خلاف میاں خدا بخش سیکرٹری کوآپریٹوز نے انکوائری کی، اپنی سفارشات میں انکوائری آفیسر نے شکایت کنندہ کے بارے میں مندرجہ ذیل سفارش کی "سینئر کمپیوٹر پروگرامر ذوالفقار احمد چیمہ مسائل کی مستقل جڑ ہیں۔دفتری نظم وضبط کا خوگر نہیں ہیں۔دفتری معاملات کے لئے اس کی دفتر میں موجودگی خطرناک ہے۔اس کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے"کاپی تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) درست ہے۔ سینئر ممبر گورنر انسپکشن ٹیم نے ذوالفقار احمد چیمہ کی شکایت پر چیئرمین بورڈ جناب عبدالقیوم لودھی کے خلاف probe کرتے ہوئے لکھا "شکایت کنندہ ذوالفقار احمد چیمہ کارِوّیہ بورڈ کی کارکردگی کے لئے ضرر رساں پایا گیا۔اس کا بورڈ ملازمت پر تسلسل بورڈ کے لئے سخت خطرناک ہے۔ مجاز اتھارٹی اس کے خلاف تادیبی کارروائی عمل میں لا سکتی ہے" کاپی تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔اس وقت پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن کی کنٹرولنگ اتھارٹی سیکرٹری ٹو گورنمنٹ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ تھے۔ معاملہ چونکہ کنٹرولنگ اتھارٹی یعنی سیکرٹری ایجوکیشن سے متعلقہ تھا، کنٹرولنگ اتھارٹی نے اس پر کوئی عمل کیا اور نہ ہی بورڈ کی طرف سے اس طرح کی تحریک ہوئی۔

(ہ) درست ہے۔

1۔ سالانہ خفیہ رپورٹ برائے سال 1998 میں چیئرمین بورڈ جناب عبدالقیوم لودھی نے مذکورہ آفیسر کے بارے میں ریمارکس دیتے ہوئے لکھا، "شاذونادر ہی وقت پر کام مکمل کرتے ہیں۔ انتظامیہ کو نیچا دکھانے کے لئے پریشر گروپ بنا رکھا ہے"

2۔ سالانہ رپورٹ برائے سال 1999 میں اسی چیئرمین نے رپورٹنگ آفیسر سے عدم اتفاق کرتے ہوئے لکھا "وہ اپنے آفیسرز کی حکم عدولی کرتا ہے اس کے اختیارات کو چیلنج کرتا ہے اور سرکاری ڈیوٹی دینے سے انکار کرتا ہے اور نتائج کے اعلان کو مؤخر کروانے کے لئے ہتھکنڈے استعمال کرتا ہے"

3۔ سالانہ رپورٹ برائے سال 2000 میں چیئرمین بورڈ نے لکھا کہ "وہ مسلسل اپنے افسران کی حکم عدولی جاری رکھے ہوئے ہے اور اپنے افسر کے ساتھ غلیظ زبان استعمال کرنے کا مرتکب ہے اور اس کے اختیار کو چیلنج کرتا رہتا ہے"

4۔ سالانہ رپورٹ برائے سال 2001 میں چیئرمین بورڈ عبدالقیوم لودھی نے لکھا کہ "وہ اپنے سینئرز کے ساتھ تعاون نہیں کرتا اور اس کارِوّیہ اور کارکردگی انتظامیہ کے حوالے سے ناموافق اور مسلسل مسائل کی وجہ ہے۔"

5۔ سالانہ رپورٹ برائے سال 2001 ہی میں ایک دوسرے چیئرمین میاں شان احمد نے لکھا کہ "اپنے ذاتی مفادات کو سامنے رکھ کر ہی سرکاری امور سرانجام دیتا ہے۔ مبینہ طور پر بدعنوان ہے۔"

6۔ سالانہ رپورٹ برائے سال 2002 میں چیئرمین بورڈ جناب شان احمد نے لکھا کہ "جذباتی طور پر عدم توازن کا شکار ہے۔ قنوطیت اور اذیت پسند اپنا وقت اور توانائی ساتھیوں اور دوسروں کو اذیت دینے میں خرچ کرتا ہے۔" "ناقابل اصلاح" اور "مبینہ طور پر کرپٹ" ہے۔

7۔ سالانہ رپورٹ برائے سال2003 میں چیئرمین سید انور پرویز نے لکھا کہ "شروع میں اس کی کارکردگی تسلی بخش رہی لیکن سال کے آخر تک اس کی کارکردگی بورڈ میں گروہی سیاست میں ملوث ہونے کی وجہ سے گرتی چلی گئی۔" "غیر مفید" "مبینہ طور پر کرپٹ"

8۔ سالانہ رپورٹ برائے سال2004 چیئرمین جناب انور علی پرویز نے لکھا کہ "ذوالفقار احمد چیمہ اخبارات کو غلط رپورٹنگ کرنے کی غیر صحتمندانہ سرگرمیوں میں ملوث رہے اور ادارے کی بدنامی کا باعث بنے۔۔۔بورڈ کے عملہ کو ہڑتال پر لانے کا سبب بنے۔دوسرے سٹاف ممبران کے ساتھ جھگڑتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے دوسرے افراد اپنے کام پر توجہ دینے کی بجائے خود کو بچانے میں مصروف رہتے ہیں۔" "غیر مفید" "مبینہ طور پر کرپٹ"

9۔ سالانہ رپورٹ برائے سال2005 میں لکھا کہ "غیر مفید" "مبینہ طور پر کرپٹ" کاپی "تتمہ ج" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) ذوالفقار احمد چیمہ کے خلاف اپنی بیماری کے حوالہ سے مبلغ-/97003 روپے جعلی میڈیکل بل کے ذریعہ وصول کرنے کا کیس بورڈ میں زیر غور رہا۔بورڈ نے اس ادائیگی کو باقاعدہ قرار دیا۔بعد ازاں رٹ پٹیشن نمبر 97/25944 کے حوالے سے لاہور ہائیکورٹ لاہور کے احکامات پر انٹی کرپشن لاہور ریجن لاہور سے انکوائری کی جس میں ذوالفقار احمد چیمہ، سینئر کمپیوٹر پروگرامر کی طرف سے حاصل کردہ رقم مبلغ-/97003 روپے کو غیر قانونی قرار دے دیا گیا۔اس پر 14-12-2004 کو بورڈ کی طرف سے ایڈیشنل ڈائریکٹر انٹی کرپشن لاہور کو ایف آئی آر درج کر کے قانونی کارروائی کرنے کی درخواست کی گئی۔تتمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ز) جی ہاں۔سوال کے اجزائج، د کے تحت مذکورہ آفیسر کے خلاف کارروائی کی سفارش کی گئی تھی تاہم اس وقت کی مجاز اتھارٹی نے کوئی ایکشن نہ لیا۔سوال کے جز(ہ) کے تحت معاملہ مجاز اتھارٹی کے پاس برائے مناسب کارروائی زیر غور ہے۔

مزید برآں مذکورہ اہلکار کے خلاف peeda, 2006 کے تحت "Unauthorized Access to/ Tampering in Financial Data" کے لئے تادیبی کارروائی جاری ہے۔اس کے علاوہ اہلکار کے زیر استعمال کمپیوٹر کی ہارڈ ڈسک کا ایک کمیٹی سے معائنہ کروایا گیا جس میں دفتری لحاظ سے قابل اعتراض مواد پایا گیا۔یہ معاملہ بھی مجاز اتھارٹی کو پیش کیا جارہا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:نہیں، پہلے مجھے اعجاز خان صاحب کوfloor دینے دیں کیونکہ یہ پہلے سے کہہ رہے تھے۔

جناب اعجاز احمد خان:جناب سپیکر!وقفہ سوالات کے دوران آج سینئر وزیر نے معدنیات کا جواب دیتے ہوئے اپنی ذاتی مصروفیت کی وجہ سے ہاؤس سے جانے کے لئے چار سوالات pending کروائے ہیں۔ میں نے اس وقت بھی یہ point out کیا تھا کہ جب اس محکمے کے پارلیمانی سیکرٹری موجود ہوں یا کابینہ کا کوئی بھی ممبر موجود ہو تو کابینہ کی یہ collective responsibility ہے کہ ہاؤس میں سوالات کے جواب دیں۔ جناب نے میرے سوال کو bulldoze کیا تھا تو میں آپ سے بڑے ادب کے ساتھ گزارش کروں گا کہ یہاں پر کسی بھی وزیر کی ذاتی مصروفیت پر جبکہ پارلیمانی سیکرٹری موجود ہوں تو سوال pending نہیں ہو سکتے۔اس پر اُس وقت بھی جناب کی ruling درکار تھی اور اب بھی میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ اس پر ruling دیں۔

جناب سپیکر:جی،اب ٹائم گزر گیا ہے لہذا مہربانی کریں۔

میجر (ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل:پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!میں صرف 30 سیکنڈ لوں گا۔

جناب سپیکر:جی،میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل:جناب سپیکر!نوید انجم صاحب کے سوال نمبر 1707 کی تاریخ وصولی ستمبر 2008 تھی اور ابھی اکتوبر 2010 ہے۔دو سال میں جب سوال کا جواب آتا ہے تو نوید صاحب کے پاس کوئی اور جواب ہوتا ہے اور منسٹر صاحب کے پاس کوئی اور ہوتا ہے۔ میں تمام پارٹیوں سے اور خصوصی طور پر آپ سے یہ request کروں گا کہ آپس میں مل بیٹھ کر وقفہ سوالات کا procedure بدلا جائے اور time limit رکھا جائے جس کے اندر سوال کا جواب آنا چاہئے۔

جناب سپیکر:جی،اس کا اعلان ہم پہلے ہی کر چکے ہیں لیکن آپ نہ سنیں تو میں کیا کروں؟

میجر (ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل:جناب سپیکر!صرف ایک سیکنڈ چاہئے۔

جناب سپیکر:جی،آپ کے 30 سیکنڈ سے 38 سیکنڈ ہو گئے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل:جناب سپیکر!ہم قومی اسمبلی کا procedure precedent کے طور پر use کر سکتے ہیں کیونکہ وہاں پر جب اجلاس ختم ہوتا ہے تو fresh questions دیئے جاتے ہیں اور انہی کے جوابات اگلے اجلاس میں آتے ہیں۔اس طرح کے obsolete questions جو دو سال

بعد آتے ہیں مثال کے طور پر اگر اس طرح کے حالات رہیں تو پھر مزید کسی ممبر کو سوال جمع کرانے کی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ جب تک ان کے سوالوں کے جواب آئیں گے تب تک نئے الیکشن کا وقت آ چکا ہو گا۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے گا۔

ڈاکٹر فائزہ اصغر: پوائنٹ آف آرڈر۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! مجھے اس پر آپ کی ruling چاہئے۔

جناب سپیکر: وہ میں پہلے دے چکا ہوں، اسے آپ پڑھ لیں۔ جی، محترمہ!

ڈاکٹر فائزہ اصغر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اہم بات پر دلانا چاہتی ہوں کہ حکومت پنجاب کی نیک نامی پر حرف آ رہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: پہلے تو یہ بتائیں کہ آپ یہ اخبار کا تراشا کیسے لے کر آ گئیں؟

ڈاکٹر فائزہ اصغر: جی، میرے پاس evidence ہے۔

جناب سپیکر: اگر evidence ہے تو لکھ پڑھ کر میرے پاس لائیں۔ ایسے میں آپ کو ٹائم نہیں دوں گا۔

ڈاکٹر فائزہ اصغر: جناب سپیکر! حکومت کی نیک نامی پر حرف آ رہا ہے کیونکہ تقریباً، چھ، ساڑھے چھ سو expired cheques ہوم ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے camel jockeys کے بچوں کو distribute کر دیئے گئے ہیں اور کل دو اخباروں میں آدھے آدھے صفحے کی بڑی adds آئی ہیں۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! آپ محترمہ کی بات سنیں پھر آپ کو اس کا جواب دینا ہو گا۔

پوائنٹ آف آرڈر

یو اے ای حکومت کی جانب سے camel jockeys کے لئے دی گئی رقم کے چیکوں کا زائد المیعاد ہونا

ڈاکٹر فائزہ اصغر: جناب سپیکر! وہ interested ہی نہیں ہیں۔ پچھلے دنوں Government of UAE نے camel jockeys بچوں کو compensation میں تقریباً آٹھ سو دس cheques حکومت پاکستان کو دیئے تھے۔ یہاں سے camel jockeys بچے جو سمگل ہو کر جاتے تھے، جب وہ واپس آئے تو ان میں سے کئی بچوں کو چوٹیں لگی ہوئی تھیں یا کسی problem کا شکار تھے، ان کے لئے

UAE کی طرف سے آٹھ سو دس cheques جنوری میں آئے تھے جس کی کل رقم 1.13 ملین ڈالر تھی۔ اب وہ cheques پچھلے مہینے distribute کئے گئے ہیں جس بناء پر وہ expired ہو گئے ہیں حالانکہ بڑی محنت سے یہ کام کیا گیا تھا۔ رحیم یار خان کے جن بے چارے مظلوم بچوں کے ساتھ already تشدد اور زیادتی ہو گئی ہوئی ہے اب وہ سب calls کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ہمیں expired cheques دیئے گئے ہیں۔اس کے باوجود ہوم ڈیپارٹمنٹ نے کل کے بڑے اخباروں میں اتنی بڑی بڑی adds دی ہیں جن کا خرچہ میرے خیال میں پچاس ساٹھ ہزار روپے فی اخبار آیا ہو گا۔اخبار کے اوپر heading ہے کہ "متاثرین اونٹ ریس متوجہ ہوں"اخبار میں مزید سو سے زیادہ بچوں کے نام اور پتا جات دیئے گئے ہیں کہ آپ کے cheques پڑے ہوئے ہیں اور آ کر وصول کر لیں۔ اب expired cheques کی advertisement دی جا رہی ہے لیکن جب وقت تھا اس موقع پر تقسیم نہیں کئے گئے۔جب چیف جسٹس سپریم کورٹ کی طرف سے انہیں بلایا گیا اور ان کی ہدایت پر انہوں نے وعدہ پورا کیا تو مجھے بتائیے کہ یہ کتنی غلط بات ہے۔ان بچوں کا کیا قصور ہے جن کے لئے یہ cheques آئے تھے ؟ویسے تو ہماری حکومت کے پاس پیسے نہیں ہیں لیکن مجھے تو لگتا ہے کہ اس میں کوئی نیک نیتی ہی نہیں تھی کیونکہ خاصی بڑی amount ہے جو تقریباً ساڑھے نو کروڑ روپے بنتے ہیں۔بتائیں کہ یہ وقت پر distribute کیوں نہیں کئے گئے اور اب کیوں کئے جا رہے ہیں؟بہت شکریہ

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب!کیا آپ کو ان کی بات سمجھ آ گئی ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جس معاملے کی نشان دہی کی ہے اس میں ایک برادر ملک کا بھی ذکر ہے اور اس کے بعد انہوں نے اس اشتہار کی بات بھی کی ہے جو حکومت پنجاب کی طرف سے دیا گیا ہے تو یہ اپنے تمام documents مجھے دے دیں تاکہ میں محکمہ سے جواب لے کر انہیں اور معزز ایوان کو بھی آگاہ کر سکوں۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب اعجاز احمد کاہلوں: شکریہ۔جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ سرگودھا کی تحصیل میونسپل کارپوریشن کی طرف دلانا چاہتا ہوں جہاں تحصیل آفیسر کی دو بڑی اہم سیٹیں عرصہ دراز سے خالی پڑی ہوئی ہیں، پورے شہر کا سسٹم تباہ ہوا پڑا ہے، وہاں کے TMO کی ابھی ڈائریکٹر انٹی کرپشن آفس میں انکوائری چل

رہی ہے جو کہ بڑا کرپٹ ہے اور پہلے ہی پنڈی بھٹیاں میں سرکاری ریکارڈ جلانے کے الزام میں معطل ہوا اور اسے سزا بھی ہوئی لیکن آج اس نے بطور TMO پورے سرگودھا شہر کا سسٹم تباہ کر دیا ہے اور میری آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب سے یہی التماس ہے کہ کیا اس طرح کا کرپٹ اور بدعنوان آدمی تحصیل سرگودھا کا TMO چاہئے اور کیا یہ good governance ہے؟

جناب سپیکر: یہ بات ایسے کرنے کی نہیں ہے۔آپ تشریف رکھیں۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ایوان میں میڈیا کے خلاف کی گئی تقریر کی کاپی برائے تصحیح فراہم کرنے کا مطالبہ

سید ناظم حسین شاہ: شکریہ۔جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں نے یہاں پر میڈیا کے خلاف ایک تقریر کی تھی جس کی کاپی correction کے لئے مجھے ابھی تک نہیں ملی لہذا میری آپ سے استدعا ہے کہ مجھے اس تقریر کی کاپی دی جائے۔With all authority, with all confidence, I did it and I don't regret اور مجھے اس پر کوئی war of attrition نہیں ہے اور آج بھی میں وہ بات کرتا ہوں کہ:

> It must be given to me otherwise it's my privilege I know your power as well sir. But I don't want to challenge your power, but I can request to the Chair.

کہ House کا یہ جو بھی ہے میری ذمہ داری ہے۔ میڈیا والے جانیں اور میں جانوں۔اس وقت رانا صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اور انہوں نے بھی ماشاء اللہ بڑا tribute کیا تھا and whole of the Assembly gave me the tribute. I failed to understand کہ اس پر کون سی ایسی بات ہے کہ اس پر پابندی لگادی گئی ہے کہ وہ تقریر issue نہ کی جائے۔ میرا آپ کے ساتھ بہت پرانا رشتہ بھی ہے اس لئے میں اس سے زیادہ کوئی اور بات نہیں کرنا چاہتا تو rules کا آپ کو بھی پتا ہے اور مجھے بھی آپ کی power کا پتا ہے لیکن I will request that speech کہ بالکل جس طریقے سے ہے it should be given to me میڈیا والے جانیں اور میں جانوں۔۔۔

جناب سپیکر: میں اسے دیکھتا ہوں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! یہاں حالت یہ ہے کہ پچھلے دنوں ملتان میں ایک واقعہ ہوا ہے۔ ہائیکورٹ کے چیف ایگزیٹو علی رضا گردیزی کے لئے 2010-9-21 کا order ہے مگر وہاں پر 19 ویں گریڈ کا ایم ایس ہائیکورٹ کے order کو implement نہیں کرتا اور وہ کمرے کو تالا لگا دیتا ہے۔ یہاں ایک طرف بات ہوتی ہے عدلیہ کے احترام کی اور دوسری طرف What we see what we witness کہ وہاں پر عملی طور پر کیا ہوا ہے۔ اگر آپ کہیں گے تو میں کل آپ کو کاپی بھی پیش کر دوں گا اور پورا ایوان دیکھ لے کہ فرخ جاوید صاحب جج نے contempt move کر دی ہے۔ میں شاید اپنا privilege motion بھی دیتا مگر چونکہ sub-judice matter ہے اس کے بعد میں اپنا privilege motion بھی دوں گا کہ M.S. doesn't have the authority to lock the room of chief executive sir ان دونوں چیزوں کا آپ notice لیں اور مہربانی فرمائیں کیونکہ میں نے بارہا کہا ہے کہ, You are the person who are making the history, making the precedent یہ آپ کے بعد ہر آدمی پڑھے گا کہ اسمبلی میں رانا صاحب سپیکر تھے جنہوں نے ruling دی تھی It is becoming a history I can expect کیونکہ I have relations with your father اور آپ سے مجھے یہ توقع ہے کہ آپ ایک اچھی تاریخ مرتب کر کے جائیں نہ کہ ایسی تاریخ ہو جس کا لوگ کسی اور طریقے سے حوالہ دیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میں چیک کرتا ہوں، اگر اس میں objectionable بات ہوئی تو یہ سپیکر کے اختیار میں ہے کہ اسے ٹھیک کروایا جائے۔

خواجہ عمران نذیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! مختصر سی بات کروں گا کہ کچھ دن پہلے ہمارے بھائی شیخ علاؤالدین صاحب نے بلوچستان میں پنجابیوں کی target killing کے حوالے سے بات کی تھی تو آج لاہور میں ایک ہمارے کسی بھائی کی نعش کراچی سے آئی ہے جو کہ ہمارا پنجابی بھائی تھا تو مجھے اس ایوان کے توسط سے صرف اتنی عرض کرنی ہے[*******]

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: آپ ایسے الفاظ استعمال نہ کریں۔آپ تشریف رکھیں، چونکہ آپ کا مؤقف غلط ہے لہذاان الفاظ کو حذف کیا جاتا ہے۔

جناب وسیم افضل گوندل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر![****] یہ الفاظ خالی گورنر سندھ کے بارے میں نہیں ہیں بلکہ اور بھی کئی[****] ہیں اور[****] ادھر آئے ہوئے ہیں۔اس وقت گیلری میں کئی[****] ہیں جس پر میں اس ایوان سے ٹوکن واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر جناب وسیم افضل گوندل ایوان سے ٹوکن واک آؤٹ کر گئے)

(اس مرحلہ پر معزز ممبر جناب وسیم افضل گوندل کے ساتھ پیپلز پارٹی کے معزز ممبران بھی ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز ممبر خواجہ عمران نذیر نے بالکل غیر ضروری بات کہی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس بات کا کوئی جواز نہیں بنتا تو گورنر سندھ کے متعلق الفاظ کو حذف کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: وہ میں نے پہلے ہی حذف کروا دیئے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر جناب وسیم افضل گوندل سمیت دیگر ممبران اسمبلی واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

تحصیل روجھان کی یونین کونسل نمبر2 کے سات گاؤں کے 232 خاندانوں کو ملنے والے وطن کارڈز کا منسوخ ہونا

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!وزیر خوراک یہاں پر تشریف فرما ہیں تو میں ان کے علم میں صرف یہ بات لانا چاہتی ہوں کہ راجن پور کی تحصیل روجھان کی یونین کونسل نمبر2 میں سروے کے بعد سات مختلف بستیوں کے 232 خاندانوں کو "وطن کارڈز" جاری کئے گئے اور جب ڈی سی او کے دفتر میں وہ "وطن کارڈز" لینے کے لئے گئے تو انہیں پتا چلا کہ ان کے کارڈز cancel ہو گئے ہیں جس پر وہ 232 خاندان بے چارے مارے مارے پریشان اور دربدر خوار پھر رہے ہیں تو منسٹر صاحب کی خدمت میں ان کی تفصیل پیش کر دیتی ہوں، براہ کرم ان کا کچھ حل نکالیں۔

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!میں سمجھتا ہوں کہ کل بھی وضاحت کی گئی تھی کہ "وطن کارڈز" کے سلسلے میں ایک شکایات سیل بنایا گیا ہے جہاں پر آنے والی شکایات کو identify کر کے اور دیکھ کر حقائق کے مطابق deal کیا جاتا ہے۔ اگر ان کے پاس کوئی ایسی شکایت ہے جو ابھی تک resolve نہیں ہوئی تو مجھے پہنچا دیں میں انشاء اللہ وہاں سے کروا دوں گا۔ شکریہ

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!جب سروے میں ان کے "وطن کارڈز" approve ہوئے ہیں تو پھر کس authority کے تحت ان کے کارڈ cancel کئے گئے۔ یہ تو مرے ہوؤں کو اور مارنے والی بات ہے یعنی اب آپ انہیں شکایات سیل کے چکروں میں ڈال رہے ہیں۔

جناب اویس قاسم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جماعت نہم کے داخلے کے لئے فارم (ب) کی لازمی شرط اور داخلے کی 25۔اکتوبر آخری تاریخ سے طالبعلموں کو پریشانی کا سامنا

جناب اویس قاسم خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! جماعت نہم کے داخلے بھجوانے کی 25۔اکتوبر آخری تاریخ ہے اور داخلے کے لئے شرط ہے کہ فارم (ب) ساتھ ہو۔ فارم (ب) یونین کونسل کے پیدائشی سرٹیفکیٹ کے مطابق جاری کیا جاتا ہے اور بعض اوقات یونین کونسل میں اگر کسی کا نام وسیم احمد لکھا ہوا

ہے تو سکول میں محمد وسیم لکھا ہوا ہے۔اس کی تصحیح کے لئے کافی وقت درکار ہے تو سینکڑوں طالبعلم نادرا کے دفتروں کے چکر لگا رہے ہیں۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ ایک ہدایت فرمائی جائے کہ 25تاریخ کی جو dead line ہے اس کو extend کیا جائے تاکہ سارے طالب علموں کے فارم(ب) حاصل کرنے کے بعد ان کے داخلے جا سکیں۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب! بچوں کے داخلے کا معاملہ ہے، آپ نے 25تاریخ دی ہے اور فارم(ب) بن نہیں رہے ہیں، کیا آپ اس کو extend کروا سکتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے غالباً وہ بات کی ہے جو فارم (ب) کی شرط بچوں کے داخلے کے لئے تھی وہ تو ختم ہو چکی ہے اور میرا خیال ہے کہ یہ ان کے علم میں نہیں ہے۔

جناب اویس قاسم خان: جناب سپیکر! طالبعلموں نے رابطہ کیا ہے کہ سکولوں میں یہ ابھی بھی جاری ہے۔ نارووال سے بھی یہ بات آئی ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر ان کے پاس کوئی لسٹ ہے تو مجھے فراہم کر دیں ویسے یہ شرط ختم ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: آپ راناصاحب سے بعد میں مل لینا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر سامیہ امجد!

وزیر اعلیٰ کے اعلان کے مطابق ڈینٹل کالج کے ڈاکٹروں کو Additional Pay Package دینے کا مطالبہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ نشتر میڈیکل کالج کے ڈاکٹر آپ کے احسان مند ہیں کہ آپ نے مجھے یہ پوائنٹ آف آرڈر کرنے کا موقع دیا ہے۔ بات اس طرح ہے کہ south of Punjab کے ڈاکٹروں کو ایک additional pay package دیا گیا تھا تاکہ میڈیکل کالجوں میں اسامیاں پُر ہو جائیں۔ یہ additional pay package ویسے تو چودھری پرویز الہیٰ نے announce کیا تھا جس کی وجہ سے رحیم یار خان اور بہاولپور کے میڈیکل کالجوں میں ٹیچروں کی تعداد پوری ہو گئی ہے۔

میاں محمد شہباز شریف صاحب نے یکم اپریل2009 میں ڈینٹل کالج ملتان کا افتتاح کرتے ہوئے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ نشتر میڈیکل کالج میں بھی یہ package additional pay دیا جائے گا اب اگر آپ دیکھیں تو اس وقت نشتر میڈیکل کالج کے ٹیچرز پچاس فیصد ہیں اور پچاس فیصد نہیں ہیں جس کی وجہ سے ڈاکٹروں کی تعلیم میں بہت حرج ہو رہا ہے، kindly جب میاں محمد شہباز شریف صاحب نے وعدہ فرمایا تھا تو پتا کر دیں کہ نشتر میڈیکل کالج کے MOs، رجسٹرار، اسسٹنٹ پروفیسرز اور پروفیسرز کا addition pay package کب شروع کیا جائے گا؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! اس کا جواب آپ دیں تو بہتر رہے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اب اس میں معاملہ یہ ہے کہ جو محترمہ نے بات کی ہے اگر وہ اس کا ہاؤس میں جواب لینا چاہتی ہیں تو وہ کوئی چیز تحریری طور پر دیں تاکہ متعلقہ ڈیپارٹمنٹ سے جواب لے کر ان کی خدمت میں عرض کی جا سکے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تحریری طور پر دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر: اس کے بعد پھر آپ ذرا میرے پاس آئیں گے، اب آپ اپنا پوائنٹ آف آرڈر کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ نشتر کالج کی بات ہو رہی ہے تو وہاں پر کوئی چار پانچ سو daily wages پر لوگ کام کر رہے تھے اور ابھی تک کر رہے ہیں۔ ان کے daily wages کے charges رکے ہوئے ہیں اور وہاں پر احتجاج ہو رہا ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ کوئی ان کا پرسان حال بنے اور ان کی مدد کی جائے کیونکہ ان کی تین چار مہینوں کی تنخواہ ہے۔

جناب سپیکر: آپ تو خود گورنمنٹ ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! میرے ملتان ضلع کا مسئلہ ہے اور میں پوائنٹ آف آرڈر پر point out کرنا چاہتا ہوں۔ میں چاہوں گا کہ آپ لاء منسٹر صاحب یا کسی کے ذمہ لگائیں اور اس کو حل کروایا جائے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ خود جائیں اور ساتھ کسی اور دوست کو بھی لے جائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر!ان کی payment کا مسئلہ ہے اور یہاں پر ہی حل ہونا ہے، یہ ملتان حل نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: فنانس کی منسٹری بھی آپ کی ہی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر!میں چاہتا ہوں کہ آپ کے حکم سے ہو تو اس پر زیادہ بہتر طریقے سے کام ہو گا۔

جناب سپیکر: اچھی بات ہے، جو اچھا کام ہے آپ ضرور کریں۔ میں کب آپ کو کہتا ہوں کہ نہ کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر!میں یہ request کرتا ہوں کہ آپ کسی منسٹر کی ڈیوٹی بھی ساتھ لگا دیں تاکہ اس معاملے کو حل کیا جا سکے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری جو ہوتے ہیں میرے خیال میں وہ next minister ضرور ہوتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر!آپ کی مرضی ہے۔

جناب طاہر اقبال چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ پہلے بھی بہت پوائنٹ آف آرڈر لے چکے ہیں، آپ کی مہربانی۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر!میں نے پنجاب ہاؤس کے بارے میں بہت اہم بات کرنی ہے۔۔۔

رپورٹ

(میعاد میں توسیع)

مسودہ قانون گھریلو ملازمات کا تحفظ مصدرہ 2010 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے محنت وانسانی وسائل کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب سپیکر: آپ کوئی لکھ کر بات لائیں، پوائنٹ آف آرڈر پر یہ باتیں نہیں ہوتیں۔ آپ کی بات میں بعد میں سنوں گا۔ ملک فیاض احمد مجلس قائمہ برائے محنت وانسانی وسائل کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

ملک فیاض احمد: شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"In House working women protection Bill 2010 (Bill No 12 of 2010)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے محنت وانسانی وسائل کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"In House working women protection Bill 2010 (Bill No 12 of 2010)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے محنت وانسانی وسائل کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"In House working women protection Bill 2010 (Bill No 12 of 2010)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے محنت وانسانی وسائل کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت وامور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر!میں بھی ہاؤس کی ممبر ہوں اور میں نے بھی کئی دفعہ گزارش کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ بڑی مشکل سے کل سے آنا شروع کیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت وامور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری) جناب سپیکر!سچی بات floor پر پوچھنا چاہیں گے یا میں floor کے بعد آپ سے عرض کروں؟اگر تو سچی بات یہاں پوچھنا چاہیں گے تو میں نہیں سمجھتی کہ وہ ہاؤس کے حوالے سے مناسب ہو گی۔میں اس وقت کچھ اور بات کرنا چاہتی ہوں۔ایک میں پوائنٹ آف آرڈر لینا چاہتی ہوں اور دوسرا point of self explanation ہے۔ پہلا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ہماری پریس گیلری میں جو میڈیا کے لوگ موجود ہیں میں ان کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتی ہوں کہ آج ایک نام نہاد قسم کا احتجاج باہر ہو رہا ہے۔جس طرح کی "جیو" سیاست

کرتا ہے، جس طرح کی broadcasting کرتا ہے اسی طرح کا احتجاج ہوا ہے۔ پریس گیلری میں احتجاج کے پوسٹر اور پمفلٹ ان کی طرف سے organize کئے گئے جو غلط ہے۔یہاں تمام میڈیا کے لوگ موجود ہیں انہوں نے واک آؤٹ تو کیا نہیں، احتجاج کرنا تو بعد کی بات ہے۔ میں اپنے تمام باشعور اور غیور میڈیا کے لوگوں کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتی ہوں جو بلیک میل نہیں ہو رہے ہیں۔ یہ لوگ صحافت کی اقدار کو بلند کئے ہوئے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! دوسری بات self explanation کی یہ ہے کہ کل میں نے ہاؤس کے اندر بات کی تھی جس پر میں آج بھی قائم ہوں۔ میں نے اس میں کسی پر کوئی الزام نہیں لگایا تھا بلکہ میں نے پاکستان کی ایک شہری ہونے کے حوالے سے کچھ گزارشات پیش کی تھیں۔ جس طرح تمام لوگوں کو اپنے اثاثہ جات declare کرنے چاہئیں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! repetition کی ضرورت نہیں ہے۔پلیز، بڑی مہربانی، آپ کی بات سن لی ہے۔ بہت شکریہ۔آپ تشریف رکھیں۔آپ کی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت وامور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری) میں نے صحافیوں کے اثاثہ جات کے بارے میں پوچھا تھا مجھے نہیں بتایا گیا۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! پلیز، آپ تشریف رکھیں۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت وامور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری) میں یہ بات وثوق سے کہتی ہوں کہ میں نے حامد میر صاحب سے کبھی سفارش کرانے کی کوشش کی ہے اور نہ مجھے ان کے پروگرام میں جانے کا کوئی شوق ہے کیونکہ جس قسم کا پروگرام وہ کرتے ہیں میں اس کے خلاف ہوں۔ میں پھر بھی ان کے ظرف کی داد دیتی ہوں کہ کم از کم انہوں نے اپنے آپ کو liable سمجھا اور جواب دیا۔ جن دو tycoon حضرات نے جواب نہیں دیا ان کے بارے میں تو پھر یہی کہا جا سکتا ہے کہ آخر کچھ تو ہے جس کو چھپانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ یہ لوگ سب دیکھ رہے ہیں اور میں میڈیا کے لوگوں کو سلام پیش کرتی ہوں جنہوں نے "جیو" کی طرف سے جو بلیک میلنگ کی سیاست ہے یہ کوئی نئی نہیں ہے۔ میں آپ کے سامنے کچھ گزارشات یہ کرنا چاہتی ہوں کہ 4 اور 5۔ نومبر کی رات کو جب آصف علی زرداری صاحب کو گورنر ہاؤس سے arrest کیا گیا تب بھی کامران خان کی طرف سے شام غریباں سجائی گئی تھی اور جو الزامات لگائے گئے تھے وہ بارہ اور پندرہ سال گزرنے کے باوجود آج تک ان کو ثابت نہیں کر سکے۔

جناب سپیکر!دوسری بات یہ کہ کل چودھری نثار صاحب نے کامران خان کے شو میں آکر بڑی عجیب وغریب ہمدردی کا اظہار فرمایا ہے اور میں صرف ان کو یہی یاد دلانا چاہتی ہوں کہ یہ وہی کامران خان ہیں جنہوں نے نواز شریف کو اسامہ بن لادن کا ساتھی قرار دیا تھا تو مجھے یہ بتادیں کہ وہ "جیو" کی سچ کی سیاست ہے یا کل وہ سچ بول رہے تھے یا آج وہ سچ بول رہے ہیں؟۔۔۔

جناب سپیکر: جی، یہ تقریر ہے یا پوائنٹ آف آرڈر ہے، میں اس کو کیا سمجھوں؟آپ کی بڑی مہربانی ہو گی، آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بسراء صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جب کل راجہ ریاض صاحب نے، یہاں پر کھڑے ہو کر statement دی تھی ۔ ہم نے، پاکستان پیپلز پارٹی نے "جیو اور جنگ گروپ" کا بائیکاٹ کیا ہے لیکن یہاں پر تقریر کرنے کے بعد جس طرح سے اور جو ہمارا نقطہ نظر اور جو ہم بات کہتے تھے اس کو انہوں نے پھر کل سچ ثابت کر دکھایا۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہم نے statement دی ہے اور آپ statement کو criticize کریں لیکن وہاں کیا ہو رہا ہے، وہاں پتلے اور کارٹون دکھائے جا رہے ہیں۔ یہ وہ "جیو" ہے جہاں پر نجومی بٹھا لیتے تھے، وہاں پر طوطے بٹھا لیتے تھے کہ آج حکومت جا رہی ہے، کل حکومت جا رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب! آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے اپنی بات پوری کرنے دیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، میں آپ کو اجازت نہیں دے رہا، آپ کی بڑی مہربانی ہو گی کہ آپ تشریف رکھیں۔ آپ کسی کے ساتھ personal نہ ہوں اور وہ بھی اس ملک کے باسی ہیں۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ وہی کامران خان ہے جس کا background۔۔۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب! اب آپ جانے دیں اور آپ مہربانی کریں۔ باہر جا کر جو مرضی کریں یہ ایوان میں کیا کر رہے ہیں؟ ان کا مائیک بند کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب !آپ تشریف رکھیں۔ لاء منسٹر صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں اپنے پیپلز پارٹی کے دوستوں، بھائیوں اور اپنی بہن سے یہ گزارش کروں گا کہ اگر آپ نے اس معزز ایوان کو اس لڑائی کے لئے ایک اکھاڑہ بنانا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس معزز ایوان کی توہین ہے۔ یہ اس کی عزت میں کوئی اضافہ کرنے کی بات نہیں ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ آپ کے خلاف کیا پروپیگنڈا ہو رہا ہے ،وہاں پر کیا شام غریباں ہو رہی ہے تو بات یہ ہے کہ اس کا جواب اگر آپ یہاں دینا چاہتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر آپ کو اس کے جواب سے جو سوال پیدا ہو گا تو اس کا بھی جواب دینا ہو گا ورنہ آپ کو چاہئے کہ آپ کے پاس پورا ملک اور پورا forum پڑا ہے آپ اس کے اوپر جواب دیں۔[*****] (نعرہ ہائے تحسین)

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء ،ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے راناثناء اللہ خان کے الفاظ پر سخت اعتراض ہے۔ یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): اب سنیں ذرا!اب یہ کامران کی اس بات کا کیوں جواب نہیں دیتے؟۔۔۔

جناب سپیکر: راناصاحب! نہیں،آپ ایسا نہ کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر![******]

جناب سپیکر: جی،آپ ایسا نہ کریں۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران پیپلز پارٹی اپنی نشستوں سے کھڑے ہو گئے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!ہم ان کے اس روّیہ کی مذمت کرتے ہیں [*****]اور ہم ان کے ان الفاظ کی بھی مذمت کرتے ہیں جو انہوں نے کامران خان،انصار عباسی اور حامد میر کے متعلق استعمال کئے ہیں۔(قطع کلامیاں)

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: اس ایوان میں جو بھی کسی نے غلط الفاظ استعمال کئے ہیں ان کو کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے، تمام الفاظ جو توہین آمیز ہیں ان تمام کو کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہمارا مائیک بھی کھولا جائے۔۔۔(قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: Order please order.

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر![******](قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: Order please, order in the House.

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ خان نے مائیک کھلوا کر بات کی تو ہمارا مائیک بھی کھولا جائے اور جب تک ہم بات نہیں کریں گے، نہیں بیٹھیں گے۔۔۔

جناب سپیکر: ماشاء اللہ! آپ آئے ہیں تو آپ کے آنے کے بعد تمام معاملات بگڑے ہیں۔ آپ کی بڑی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! عدلیہ کے ساتھ ان کی لڑائی ہے اور میڈیا کے ساتھ ان کی لڑائی ہے۔ یہ dictation لے کر آئے ہیں اور ہم ان کو ایسا نہیں کرنے دیں گے۔ ہم انہیں کسی کو ایجنٹ نہیں کہنے دیں گے۔۔۔(قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کوئی case settle کرنے کے لئے ہم اس ایوان کو استعمال نہیں کرنے دیں گے۔ کامران خان ایک محب وطن ہے، حامد میر محب وطن ہے اور ان کو انہیں [****] کہنے کا کسی کو کوئی حق نہیں پہنچتا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اگر ایوان میں کسی نے بھی کسی کو [****] کہا ہے تو اس کو کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔ آپ لوگ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جب تک آپ ہمیں بات نہیں کرنے دیں گے ہم یہاں پر کھڑے رہیں گے۔۔۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میڈیا والوں نے مال روڈ پر جلوس نکالا ہوا ہے، یہ بھی باہر جائیں، وہاں پر جاکر جلوس نکالیں، وہاں پر جاکر یہ نعرے لگائیں یعنی کرپشن بھی کی جارہی ہے، اربوں روپے کھائے بھی جارہے ہیں اور اوپر سے ہمارے کندھے پر بندوق رکھ کر چلانا بھی چاہتے ہیں۔۔۔(شوروغل)

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ راناصاحب! ذرا آپ بھی تھوڑا سا خیال کریں اور بسراء صاحب! آپ کو بھی کہہ رہا ہوں کہ آپ لوگ بھی اس ہاؤس کے تقدس کا کچھ خیال کریں۔ میں دونوں حضرات کو کہہ رہا ہوں کہ خاموشی اختیار کریں۔(قطع کلامیاں)

Order please, order in the House.

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جب تک ہمیں راناثناء اللہ خان کی بات کا جواب نہیں دینے دیں گے ہم نہیں بیٹھیں گے اور ایوان کو نہیں چلنے دیں گے۔۔۔

MR. SPEAKER: Basra Sahib! Order please order.

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہمیں ایوان میں بات کرنے کا موقع دیں۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: اب مجھے بات کرنے دیں. Order please, order کسی کے لئے نازیبا الفاظ کہنا ناجائز ہے اور میں ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کرنے کا حکم دیتا ہوں۔(شوروغل)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): یہ چور چوری بند کریں، اس کے بعد پھر اس ایوان میں آکر بات کریں۔ اس کے بغیر ہم ان کو یہاں پر بات نہیں کرنے دیں گے۔(شوروغل)

جناب سپیکر: آپ بولیں جی، آپ بات کریں۔ حاجی اسحاق صاحب!۔۔۔ حاجی اسحاق صاحب کو بولنے دیں۔ حاجی صاحب میں آپ کو floor دے رہا ہوں۔(قطع کلامیاں)

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے ٹائم ملے گا تو بیٹھوں گا۔ میں floor پر بات کرنے کا پورا حق رکھتا ہوں۔ مجھے کیوں نہیں بولنے دیا جارہا؟(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: یہ بات چھوڑیں، ایسی بات نہ کریں۔ میں آپ کو floor دوں گا۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! بسراء صاحب کو کس نے اجازت دی ہے کہ وہ بولیں۔

جناب سپیکر: جی،آپ بیٹھیں، تشریف رکھیں، کیا کرتے ہیں؟ کوئی سمجھداری کا کام کریں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے کی اجازت دیں، میں بولوں گا۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: خُدارا کلو صاحب!آپ کی مہربانی۔ بسراء صاحب!آپ بھی تشریف رکھیں، مہربانی کریں۔ آرڈرپلیز،آرڈرپلیز!(شوروغل)

جناب سعید اکبر خان: اُن کی بات سُن لیں۔۔۔

جناب سپیکر: ایک طرف کی بات سُن لیں ۔کیا آپ نے مچھلی بازار بنادیا ہے ۔ یہ live transmission بند کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری(چودھری شوکت محمود بسراء،ایڈووکیٹ):.No, no ہمیں بات کرنے دیں۔ ہمیں بات کرنے کا موقع دیں پھر ہم بیٹھیں گے۔(قطع کلامیاں)

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! یہ کیوں اس طرح سے بول رہے ہیں؟ان کو چپ کروائیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔پلیز!خواجہ صاحب تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو): کرپشن کا جواب دو، ورنہ استعفیٰ دو۔

جناب سپیکر: ایسے نہ کریں۔آپ کیا کر رہے ہیں؟آپ تماشا نہ بنیں۔آپ کی مہربانی۔

خواجہ عمران نذیر: حاجی اسحاق صاحب بولیں۔

جناب سپیکر: جی، حاجی اسحاق صاحب!

وزیر مال وکالونیز(حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! معاملات۔۔۔

جناب سپیکر: ان معاملات کو ٹھیک کریں، یہ مناسب نہیں ہیں۔ میں ایک بات کرلوں؟

وزیر مال وکالونیز(حاجی محمد اسحاق): جی۔

جناب سپیکر: دونوں طرف سے جو بھی بات ہوئی ہے میں اس کو کسی صورت بھی اچھا نہیں سمجھتا۔ یہ آپ نے دونوں طرف سے ماحول کو خراب کرنے کی کوشش کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری(چودھری شوکت محمود بسراء،ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہمیں بات کرنے کا موقع دیا جائے تو ہم بیٹھ جائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، دیتے ہیں، دیتے ہیں، حضرت! آپ بیٹھیں۔ جی، حاجی صاحب بات کریں گے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! یہ اس ایوان کی توہین ہے۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ پہلے جمہوریت کو تو مضبوط کریں پھر ہی اس ایوان کی عزت ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! آپ نے منسٹر صاحب کو floor دیا ہوا ہے، یہ کیوں بول رہی ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! جہاں تک۔۔۔ (شور وغل)

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر!۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: کلو صاحب! ٹھیک نہیں ہے۔ یہ بات مناسب نہیں ہے، مہربانی کریں۔ کلو صاحب! مہربانی فرمائیں!

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! یہ ہر ممبر کے جذبات ہیں۔۔۔ (شور وغل)

محترمہ شہزادی عمر زادی ٹوانہ: جناب سپیکر! میں حامد میر اور انصار عباسی کو سلام پیش کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ کلو صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! جہاں تک اس ایوان کے تقدس کی بات ہے تو ہر بندے کو چاہئے کہ اس کا احترام کرے اور جہاں تک ممبران کا تعلق ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میرے لئے بہت قابل احترام ہیں۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! میری گزارش اگر سُن لیں گے تو شاید ماحول کچھ بہتر ہو جائے۔

جناب سپیکر: جی، اللہ کرے۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ہر بندے کو یہاں پر حق ہے کہ وہ اپنی رائے دے، آپ نے ruling بھی دی تھی کہ کوئی سیکرٹری آپ کی بات نہیں سُنتا۔ آپ نے ruling دی تھی کہ وہ پہلے ٹیلیفون پر آئے۔ کل بھی اسی ہاؤس میں سوہنا صاحب اور لاء منسٹر صاحب کے

درمیان بات ہوئی تو ہر بندے نے کہا کہ وہ رائے دینے کا حق رکھتا ہے۔ ہمارے سینئر منسٹر صاحب نے اگر "جیو" یا" جیو" کے ساتھ "related جنگ" کے متعلق کوئی کلمات کہے ہیں تو یہ ہماری اپنی رائے ہے، ہمارا اپنا فیصلہ ہے، ہماری اپنی پارٹی کا decision ہو گا لیکن آپ کی Chair اس پر فیصلہ کر سکتی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

آپ ایڈوائزری کمیٹی میں بیٹھ جائیں، اپنے چیمبر میں بیٹھ جائیں یا آپ ان کے الفاظ حذف کر سکتے ہیں، pending کر دیں، suspend کر دیں، جو کر دیں یہ Chair کا فیصلہ ہے لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ لاء منسٹر ہم سے سینئر ہیں اور اس ہاؤس کو بہت اچھی طرح چلا رہے ہیں، میں ان سے یہ بھی گزارش کرنا چاہوں گا کہ ہمارے جذبات سے بھی کھیلنے کی کوشش نہ کی جائے۔ ہم ایک پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں، sorry sir!, اگر وہ national insurance کا ذکر نہ کرتے تو یہ ہاؤس چل رہا تھا ابھی ان کے جواب میں ہے۔ میں اپنے colleague اور معزز ممبر شوکت بسراء سے گزارش کروں گا کہ وہ ایک منٹ سے زائد بات نہ کریں اور ہم اس ہاؤس کے coalition partner ہیں، کلو صاحب کو چاہئے کہ وہ سینئر ہونے کا ثبوت دیں۔ ایسے ہی صرف اپنا نام لکھانے سے کچھ نہیں ہو گا۔ شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کا ممنون ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ .we are coalition partners لیکن اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ رانا ثناء اللہ صاحب کو لاء منسٹر ہونے کا فائدہ دیا جائے، ان کے mike کھول دیئے جائیں اور ہمارے mike بند کر دیئے جائیں۔ اب میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر پنجاب اسمبلی میں جو قرارداد آئی تھی میڈیا کے خلاف، اس وقت تو کسی کو میڈیا کا خیال نہیں آیا۔۔۔

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! وہ مشترکہ تھی، یہ جھوٹ بولتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): وہ قرارداد مانا مشترکہ تھی۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: اس میں سارا ہاؤس شامل تھا، یہ جھوٹ بولتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): اس قرارداد کی خالق (ن) لیگ تھی آج رانا ثناء اللہ صاحب نے جو بات کی ہے۔ میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں، میں اپنی بات کر کے بیٹھوں گا۔(قطع کلامیاں)

(اذان ظہر)

جناب سپیکر: جی، آدھا گھنٹہ وقفہ نماز کرتے ہیں، اس کے بعد ہم ملیں گے۔

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کے لئے ایوان کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کی گئی)

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 2 بج کر 23 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: اب تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! جس subject پر ابھی میں بات کرنے لگا ہوں اس پر پہلے بھی ایک دفعہ اس ایوان میں بات کر چکا ہوں جسے نوانی صاحب نے second کیا تھا۔ لوگوں کو بڑی پریشانی ہے کہ non prohibited bore weapon کے لائسنس کے assignation کرنے کے لئے جو کہ اتنا لمبا procedure ہے کہ جو آدمی naturally لائسنس مانگتا ہے یا request کرتا ہے وہ ایک اچھا شہری اور law binding citizen of Pakistan ہے، وہ اپنے گھر کو، اپنے بچوں کو defend کرنا چاہتا ہے، self protection میں وہ weapon کے لئے request کرتا ہے لیکن اس کی request کا channel اتنا complicated ہے، اتنا لمبا اور اتنا corrupt system ہے کہ وہ سال بھر بھی اگر محنت کرے تو اسے لائسنس نہیں ملتا۔ میرے اپنے حلقہ اٹک میں کتنی بار ڈی سی او سے میں نے کہا ہے جو کہ بڑا cooperate کرتا ہے لیکن وہ کہتا ہے کہ یہ جو بندہ آپ کا میرے پاس آیا ہے ان کا انکم ٹیکس نمبر نہیں ہے۔

جناب سپیکر! مجھے بتائیں کہ دیہاتی علاقے میں کتنے لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے پاس انکم ٹیکس کا نمبر ہوتا ہے، کیا وہ پاکستان کے شہری نہیں ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس corrupt procedure کو ہم نے اتنا لمبا کیا ہے تو اسے short term کیا جائے اور یہ powers ایم پی ایز کو دی جائیں کیونکہ اسے اپنے حلقے کے لوگوں کا پتا ہوتا ہے تو وہ جسے بھی recommend کرے اس کے مطابق non prohibited bore کا لائسنس جس کی کسی نے request کی ہو وہ اسے مل سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب تو اس وقت یہاں موجود نہیں ہیں تو آپ اس کے اوپر کوئی ruling دے سکتے ہیں تو ضرور دیں۔

جناب سپیکر: جب تک لاء منسٹر صاحب کا مؤقف سامنے نہیں آ جاتا میں کیسے کوئی رائے دے سکتا ہوں؟

پوائنٹ آف آرڈر

راوی پل لاہور کی مرمت میں تاخیر سے عوام الناس کو پریشانی کا سامنا

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک انتہائی مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ پنجاب سے لاہور آنے کے لئے دریائے راوی پر تین پل ہیں جن میں سے ایک پل مرمت کے لئے بند کیا گیا ہے جس کی وجہ سے وہاں پر گھنٹوں ٹریفک بند رہتی ہے۔ میں نے یہ دیکھا ہے کہ پچھلے ایک ہفتے سے وہاں پر کام شروع ہے لیکن کام کی رفتار بہت آہستہ ہے تو کیا متعلقہ محکمہ کے وزیر بتا سکتے ہیں کہ اس پل کی مرمت کب تک مکمل ہو جائے گی تاکہ پورے پنجاب سے آنے والے عوام کو گھنٹوں وہاں انتظار کرنے کی جو کوفت اٹھانی پڑتی ہے اور قیمتی وقت بھی ضائع ہوتا ہے تو وہاں تین شفٹوں کی بنیاد پر کام کیوں نہیں ہو رہا، کیا یہ اس حوالے سے کام کرنے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں؟ اگر ہاں تو کوئی time period دے دیں تاکہ لوگوں کا قیمتی وقت بچایا جا سکے۔

جناب سپیکر: میجر صاحب! بات یہ ہے کہ یہ وقفہ سوالات ہے اور نہ ہی اس بارے میں کوئی تحریک ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! یہ ایک عوامی نوعیت کا انتہائی اہم مسئلہ ہے جس کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں تو یہ کہہ سکتا ہوں کہ اس کام کو جلد از جلد کروایا جائے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! متعلقہ محکمہ بتا دے کہ وہ اسے کب تک مکمل کروائیں گے؟

جناب سپیکر: کوئی متعلقہ منسٹر ہوتا تو پھر ہی آپ کو بات کرنی چاہئے تھی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! کسی وزیر کی ڈیوٹی لگا دیں۔

جناب سپیکر: تین چار وزراء صاحبان بیٹھے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! آپ کسی ایک کی ڈیوٹی لگادیں کیونکہ اس طرح تو سارے ایک دوسرے پر ذمہ داری ڈال دیں گے۔

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! معزز ممبر نے جو بات کی ہے ہم اسے ensure کروائیں گے اور وزیر اعلیٰ صاحب کو بھی convey کریں گے، ہم اس چیز کی ضمانت دیتے ہیں کہ واقعی یہ بڑا اجائز مسئلہ ہے تو انشاء اللہ یہ جلد ہی مکمل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: کرنل صاحب! چونکہ لاء منسٹر صاحب ابھی ایوان میں موجود نہیں ہیں اس لئے ان کے آنے پر اس کا جواب لیں گے۔

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! اجلاس کے business میں price hiking پر discussion پچھلے تین دن سے defer کر رہے تھے اور House adjourn ہو رہا تھا تو آج جبکہ law & order پر discussion ہے تو کیا اس پر سپیکر صاحب کی ruling آ گئی ہے کہ price hiking پر جن ممبران نے اپنے نام دیئے تھے اور جو بات کرنا چاہ رہے تھے اور مہنگائی کی بڑھتی ہوئی رفتار کو کنٹرول کرنے کے لئے حکومت کو تجاویز دینا چاہ رہے تھے اس پر آپ کی کوئی ruling نہیں آئی اور سرکاری ایجنڈا تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اس پر آپ مہربانی کر کے فرمائیے کہ کیا وہ اب ختم ہو گیا ہے یا دوبارہ سے take up ہو گا؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ نے اس پر دو دن تو لئے ہیں پھر آپ دو دنوں میں کام نہیں کر سکے تو میں کیا کروں؟

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! نہیں، ایسا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کی طرح، جس طرح آپ لگے ہوئے ہیں اسی طرح معزز ممبران پوائنٹ آف آرڈر پر چلتے ہیں تو میرا تو اس میں کوئی قصور نہیں ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! اس میں ناراضگی والی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، میں ناراض نہیں ہو رہا اور مجھے ناراض ہونا بھی نہیں چاہئے۔ اگر ہمارے پاس وقت ہوا تو ہم ضرور اس پر بحث کریں گے لیکن آج ہمیں اپنے ایجنڈے کے مطابق چلنا ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: میں یہ عرض کر رہا ہوں، آپ میری طرف دھیان کریں، ادھر کیا باتیں کر رہے ہیں؟ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اگر ہمارے پاس ٹائم نکلے گا تو انشاء اللہ، میں آپ کی بات کو بڑی اہمیت دیتا ہوں۔ واقعی وہ مسئلہ اہمیت کا حامل ہے لیکن ہم ایجنڈے کے مطابق اس کو کہیں نہ کہیں adjust کرنے کی کوشش کریں گے۔ شکریہ

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سردار صاحب!

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! وقفہ نماز سے پہلے ہاؤس میں کچھ تلخیاں پیدا ہوئیں۔ بنچوں سے کچھ ایسے الفاظ کہے گئے جس سے کچھ ممبران کی یقیناً دلآزاری ہوئی ہو گی۔ بحث ایسی تھی جس میں ہمیں الجھنا نہیں چاہئے اور خاص طور پر اس ہاؤس کو اکھاڑا نہیں بنانا چاہئے۔ سارے ملک کی نظریں ہاؤس پر جمی ہوئی ہوتی ہیں جب ہم سیشن میں ہوں یا سیشن سے باہر بھی ہوں۔ مجھے ایک پرانی بات یاد آتی ہے۔ میں نے پہلے بھی آپ کی وساطت سے اسی ہاؤس میں عرض کیا تھا کہ میں پہلے ڈکٹیٹر سے لے کر آخری ڈکٹیٹر تک کی اسمبلی بھگتا چکا ہوں۔ میں یہاں اس طرف لابی میں بیٹھا تھا اور وہ 1962 والا میرا پہلا سیشن تھا۔ کچھ بزرگ جو مجھ سے پہلے کئی مرتبہ اس ہاؤس کے ممبر بن چکے تھے اور وہ سگریٹ پینے کی غرض سے باہر لابی میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس ڈکٹیٹر کی اسمبلی کے بارے میں ان میں سے ایک فاضل محترم ممبر نے کہا۔ میں آپ سے پنجابی میں بولنے کی اجازت چاہوں گا۔ انہوں نے کہا کہ "ایہہ وی کوئی اسمبلی اے؟ اسیں ممدوٹ دی اسمبلی ویکھی، اسیں قزلباش دی اسمبلی ویکھی، اسیں دولتانے دی اسمبلی ویکھی۔ ایہہ وی کوئی اسمبلی اے؟"

جناب سپیکر! ہم کیا روایات چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ ہمیں تو اس سے سبق سیکھنا چاہئے جو ڈکٹیٹر کے دور میں ہوا ہے اور یہ تو منتخب ہاؤس ہے۔ ہم تو یہاں سارے پارٹی کے ووٹوں سے آئے ہوئے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے سارے ہاؤس سے خواہ وہ ٹریژری بنچ ہو یا اپوزیشن بنچ ہو، یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ ہم اس ہاؤس کے تقدس کا خیال رکھیں۔ ایک دوسرے کو مخاطب ہوتے ہوئے تو ہم یہی کہتے ہیں کہ میں فاضل ممبر کو یہ کہتا ہوں، میں محترم ہمشیرہ ممبر کو یہ کہتا ہوں لیکن دراصل ہم ایک دوسرے کا احترام کر رہے ہیں اور نہ ہی اس ہاؤس کا احترام کر رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ ہم ایک بہت مشکل دور سے گزر رہے ہیں۔ ہمیں لڑانے والے تو بہت سے لوگ ہیں مگر جوڑنے والے کوئی نہیں ہیں۔ اگر ہم خود بھی جُڑ کے نہیں بیٹھیں گے تو پتا نہیں پھر ہمارا انجام کیا ہو گا اور ان electedاداروں کا انجام کیا ہو گا؟ میں آپ کی وساطت سے سارے ہاؤس سے پرزور اپیل کرتا ہوں کہ براہ مہربانی ایک دوسرے کا احترام تو لازماً کریں اور اس سے بڑھ کر اس ادارے کا احترام کریں کیونکہ یہ بہت مقدس ادارہ ہے۔ جن فرائض کی انجام دہی کے لئے لوگوں نے آپ کو یہاں منتخب کر کے بھیجا ہے یہ نہیں ہے کہ ہم یہاں ہنگامہ آرائی کریں یا ہم اس کو اکھاڑا بنالیں۔ جس میڈیا کے خلاف اگر کوئی بات ہوتی بھی ہے تو ہر طبقے میں اچھے برے لوگ موجود ہیں۔ ہم یہ قسم بھی نہیں کھا سکتے کہ ہم میں کوئی قصوروار نہیں ہو گا۔ ہم یہ قسم کھانے والے نہیں ہیں۔ ان میں بھی نقائص ہوں گے اور وہ اپنی تصحیح کریں لیکن پہلے ہم اپنی تصحیح کریں۔ پھر کسی سے توقع کریں کہ ہمارے بارے میں بھی اچھے تاثرات آئیں گے۔

جناب والا! میں آپ کے توسط سے اپنے ساتھیوں سے توقع کرتا ہوں کہ وہ میری اس اپیل پر نہ صرف آج کے اجلاس میں بلکہ ہر آنے والے اجلاس میں توجہ دیں گے۔ بار بار اس ایوان کے وقار کو اس طرح سے گلی بازار کا topic نہ بنایا جائے۔ ہم اپنے وقار کو بھی دیکھیں تاکہ جب ہم گھر جائیں تو وہاں بھی کچھ کہنے کے قابل بن سکیں کہ ہم نے ملک کے لئے یہ خدمات انجام دی ہیں۔ صوبہ پنجاب ملک کا سب سے بڑا صوبہ ہے اور ہم کیا مثال پیش کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: سردار صاحب! یہ دونوں طرف سے ہوا ہے، ایک طرف سے تو نہیں ہوا ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! آپ میرے الفاظ پر توجہ دیں میں نے دونوں طرف کا کہا ہے۔ ٹریژری بنچوں کا بھی کہا ہے اور اپوزیشن بنچوں کا بھی کہا ہے۔ میں آخر میں آپ کی اجازت سے یہ کہوں گا کہ اگر کسی وزیر کے کسی الفاظ سے کسی کی دلآزاری ہوئی ہے تو میں سارے ہاؤس سے معذرت چاہتا ہوں اور ان خواتین و حضرات سے آپ کی وساطت سے معذرت چاہتا ہوں جن کی دل آزاری ہوئی ہے۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اس اسمبلی میں میرے خیال میں سب سے سینئر ترین عمر کے لحاظ سے، عہدے کے لحاظ سے اور تجربے کے لحاظ سے بھی یہ ہیں۔ یقین جانیں معذرت وہ کر رہے تھے اور شرم مجھے آ رہی تھی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں آپ سے ملتمس ہوں اور میری آپ سے پُرزور اپیل ہے کہ اس معزز ہاؤس کے آپ معزز ممبران ہیں۔آپ اپنی عزت اور اپنے وقار کو بڑھائیے اس میں کمی نہ لائیں۔آج کل جو حالات ہیں جنہیں آپ دن رات دیکھ رہے ہیں، سن رہے ہیں اور آپ کی مستقبل پر نظر بھی ہے۔اگر خدانخواستہ اس جمہوریت کو نقصان پہنچ گیا تو جمہوریت کا نقصان اس ملک کے لئے بہت بڑا نقصان ہو گا۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنے وقار کو بلند کیجئے، اپنی عزت کو اور زیادہ بڑھائیے۔ بجائے اس کے کہ آپ لوگوں کے سامنے تماشا بنیں مہربانی فرمائیں، ایک تو کسی قیادت کے بارے میں بُرا مت کہا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اس معزز ممبران کا احترام ایک دوسرے پر لازم ہے پھر ہی آپ اپنا وقار بلند کر سکتے ہیں۔اگر آپ نے اس کو سیاسی اکھاڑا بنانے کی کوشش کی یا یہاں پر نعرہ بازی کرنے کی کوشش کی تو میں اجازت بھی نہیں دوں گا اور اپنے نزدیک اچھا بھی نہیں سمجھوں گا۔ باقی یہ ہاؤس آپ کا ہے اور آپ تمام دوستوں بھائیوں نے مجھ پر اعتماد کر کے مجھے یہاں بٹھایا ہے۔ مہربانی فرما کر میری بات مانا کیجئے، میں آپ کا شکر گزار ہوں گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو سردار صاحب کا بے حد مشکور ہوں۔ہم 1970 سے ان کے ساتھ ہیں۔ جو بڑے پن کا مظاہرہ ہوتا ہے، ہمیشہ بڑا وہی ہوتا ہے جو چھوٹوں کی ناجوازیاں برداشت کرے۔آج انہوں نے جو گفتگو کی ہے وہ قابل ستائش ہے۔ میں یہاں سب بھائیوں سے یہ بھی کہوں گا کہ یہ بھی پہلے اپنا تجزیہ کریں۔ حضرت علی کا فرمان بھی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جو کسی اور کو educate کرے اور تربیت دے وہ پہلے اپنے آپ کو تربیت دے۔یہاں پر ہر معزز ممبر جو بیٹھا ہے وہ سات آٹھ لاکھ آبادی کا ممبر ہے۔ سات آٹھ لاکھ لوگوں نے اس کو اپنا لیڈر منتخب کر کے یہاں بھیجا ہے۔ ان کو بھی اختلاف رائے ہوتا ہے، ہمارا بھی اختلاف رائے ہے مگر اس ہاؤس کا ایک decorum بھی ہے۔ ہماری اپنی تہذیب بھی ہمیں اجازت نہیں دیتی کہ کیا ہم اس طریقے سے یہ کردار ادا کریں۔ میں آپ کی وساطت سے سردار صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے جو کہا ہے اور میں اپنے بھائیوں سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ آئندہ اس قسم کا مظاہرہ کریں کہ اختلاف رائے ضرور ہو مگر ایک دوسرے کا ادب احترام ہو اور وہ لازم ہونا چاہئے۔ اگر ہم خود ہی اپنا ادب احترام نہیں کریں گے اور خود ہی ایک دوسرے کو respect نہیں دیں گے تو پھر ہمیں کون respect دے گا؟ انسان سب سے پہلے اپنی عزت خود کرتا

ہے۔جب وہ اپنی عزت کرتا ہے تو دوسرے بھی اس کی عزت کرتے ہیں اس لئے میری یہ سب بھائیوں سے گزارش ہے اور میں سردار صاحب کا پھر شکر گزار ہوں کہ آج جو انہوں نے فرمایا ہے اور آپ نے بھی جو کلمات کہے ہیں ہم پر لازم ہے کہ ہم آپ کی بات بھی مانیں اور اس ہاؤس میں ایسی مثالیں بنائیں کہ آنے والے لوگ ہماری تقلید کریں۔یہ نہ ہو کہ آنے والے ہمیں نشانہ بنائیں کہ وہ ایسے تھے۔شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! میں شاہ صاحب کی بات کو endorse کروں گا کیونکہ وہ ہمارے بڑے ہیں۔پہلے ہمارے ایک بڑے سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب نے بات کی۔اس میں کوئی شک نہیں کہ جو آج event ہوا ہے یہ اچھا نہیں ہوا۔میں سمجھتا ہوں کہ ایک ہی بات ہے کہ کیا ہم لوگوں نے یہ ثابت کرنا ہے کہ کیا ہم اس اہل ہیں کہ یہ democratic system ہم چلا سکتے ہیں، ہم نے یہ ثابت نہیں ہونے دینا کہ ایک ڈکٹیٹر تو اسمبلی کی مدت پوری کروا سکتا ہے لیکن جمہوری لوگ یہ مدت پوری نہیں کروا سکتے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کے لوگوں کی طرف سے سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ہمیشہ بڑے پن کا مظاہرہ کیا اور ہمیں ہمیشہ ان سے یہی امید رہتی ہے۔میں انہی الفاظ کے ساتھ آپ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے بھی اس میں بہت بڑا role ادا کیا۔بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! یہاں پر بیٹھے ہوئے سب struggle کرنے والے لوگ ہیں اور 9 سالہ آمریت کے خلاف سب نے ڈٹ کر قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اور آج میں سمجھتا ہوں کہ بہت سے لوگ ہم سے بہت سی توقعات رکھتے ہیں، جن لوگوں نے 18۔فروری 2008 کو ہمارے اوپر اعتماد کیا اب ان کی نظریں ہمارے اوپر لگی ہوئی ہیں اور اگر ہمارا مثبت role ہوگا، ہم عوام کو facilitate کریں گے، عوام کی مشکلات کو حل کرنے کی کوشش کریں گے تو وہ ہمیں بالکل سراہیں گے۔ہمیں ایک دوسرے کی قیادت کا احترام کرنا چاہئے کیونکہ جو لیڈر شپ

مسلم لیگ (ن) کی ہے یا پاکستان پیپلز پارٹی کی ہے ان کی قربانیوں کی داستانیں بہت لمبی ہیں اور انشاء اللہ جمہوریت کے سسٹم کو مضبوط کرنے کے لئے مسلم لیگ (ن) کا جو role ہے وہ positive ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہاں جمہوریت چلنی چاہئے۔ جمہوریت آمریت سے سو درجے بہتر ہے کیونکہ جب بھی آمریت آئی ہے اس نے پاکستان کو نقصان پہنچایا ہے اور پاکستان کی بنیادیوں کو کھوکھلا کیا ہے۔ انشاء اللہ ہم مسلم لیگ (ن) کے جو ممبرز ہیں آج اگر ہم ایم پی اے بھی ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم اس ملک کے آئین کے لئے، استحکام کے لئے اور اپنا مثبت role ادا کرنے کے لئے اپنے قائد میاں محمد نواز شریف کی قیادت میں حاضر ہیں۔ انشاء اللہ یہ جمہوریت چلے گی اور ہم اس سسٹم کو derail نہیں ہونے دیں گے۔ بہت شکریہ

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: شاباش، مہربانی۔ جی، آپ بھی فرمالیں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ خواتین کی طرف سے بھی کہ۔۔۔(شوروغل)

MR. SPEAKER: Order please, Order, order.

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! ہمیں اپنے آپ کو مزید deteriorate نہیں کرنا، ہم نے اپنے آپ کو یہ established کرنا ہے کہ ہم ایک اچھے ممبران اسمبلی ہیں جو جمہوریت کی طرف اس ملک کو لے کر جائیں گے اور ہمیں ہر صورت میں ایک دوسرے کے ساتھ corporate کر کے، میڈیا کے ساتھ اور ہم سب نے ایک دوسرے کے ساتھ عزت کے ساتھ آگے چلنا ہے۔ یہاں پر میں اپنے معزز ممبران سے یہ بھی درخواست کروں گی کہ سب خواتین ان کی بے حد عزت کرتی ہیں اور ہمیں یہی امید ہے کہ ہمارے بھائی بھی ہمارے ساتھ اسی عزت کے ساتھ آگے چلیں گے۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب تحریک التوائے کار لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر584/10ہے۔لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب میرے پاس موجود نہیں ہے، آپ اس کو pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ویسے بھی اس پر بحث ہو چکی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے پاس folder میں نہیں ہے اور شاید یہ آج کے لئے نہیں بلکہ کسی اور روز کے لئے pending ہوئی تھی۔

جناب سپیکر: جی، اس کو کب تک pending کیا جائے؟ شیخ صاحب! اس کو pending کی ضرورت ہے؟ میرے خیال میں اس پر بحث ہو گئی ہے اور یہ ایڈوائزری کمیٹی کو refer ہو چکی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ ایڈوائزری کمیٹی کو refer ہو چکی ہے اور میں آپ کی توجہ چاہوں گا کہ جو اور pending ہیں ان کو آپ دیکھ لیجئے۔ ایک تحریک التوائے کار نمبر490 بھی pending چلی آ رہی ہے---

جناب سپیکر: جی، ابھی آگے چلتے ہیں اور دیکھتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر680 محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کی ہے۔ راناصاحب! اس کا جواب آگیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی، pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر684 ہے اور یہ پڑھی جا چکی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر684 کا جواب میرے پاس موجود ہے۔

جناب سپیکر: جی، تحریک التوائے کار نمبر684 کا جواب آگیا ہے۔

ڈی او (آر) بھکر کا خلاف پالیسی محکمہ جنگلات کی 2000 ایکڑ اراضی کی الاٹمنٹ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!جناب وزیراعلیٰ پنجاب نے یہ سکیم بے روزگار نوجوانوں،ایگریکلچر اور لائیوسٹاک گریجویٹ کو روزگار فراہم کرنے کے لئے شروع کی تھی۔ اس سکیم کے تحت حکومت پنجاب کے پاس جو زمینیں قابل کاشت ہیں اور قبل ازیں لوگوں کو عارضی کاشت کے لئے سالانہ بنیاد پر پٹہ پر دی جاتی ہیں وہی زمینیں زرعی گریجویٹ سکیم کے تحت ساڑھے بارہ ایکڑ لاٹ کی شکل میں مذکورہ گریجویٹ کو دی جانی تھیں۔اسی طرح محکمہ جنگلات کا تقریباً23ہزار ایکڑ رقبہ جو کہ ضلعی حکومتوں کے زیر انتظام تھا وزیراعلیٰ نے forestry graduate کے لئے مختص کر دیا اور25ایکڑ رقبہ لاٹ کی شکل میں یہ پندرہ سالہ لیز پر ایسے بے روزگار نوجوان forestry graduate کو دیا جارہا ہے جن کی عمر35سال سے کم ہے۔ان زمینوں پر صرف جنگل اگانے کی اجازت ہو گی۔البتہ شروع کے چند سال لیز ہولڈر درختوں کے درمیان چارہ وغیرہ اگا سکیں گے۔

جناب سپیکر: گپ شپ کے لئے لابی موجود ہے،وہاں تشریف لے جائیں جنہوں نے گپ شپ لگانی ہے۔مہربانی کریں اور سنیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!جب جنگل جوان ہو جائے گا تو اس کی آمدن کا60فیصد حصہ اس کا ہو گا اور باقی 40فیصد حکومت پنجاب کا ہو گا لیکن ضلع بھکر میں ڈی او(آر) بھکر نے وزیراعلیٰ کی پالیسی کے برعکس محکمہ جنگلات کی2050ایکڑ زمین زرعی گریجویٹ کو الاٹ کر دی جس میں واقع 24لوگ ایسے ہیں جو سرکاری و نیم سرکاری اداروں میں ملازمت کرتے ہیں۔اس الاٹمنٹ کا ڈی او(آر) بھکر قطعاً مجاز نہ تھا۔محکمہ جنگلات کو جب اس خفیہ الاٹمنٹ کے بارے میں علم ہوا تو اس نے بورڈ آف ریونیو سے اس غیر قانونی الاٹمنٹ کی منسوخی کی درخواست کی۔ڈی او(آر) بھکر کا یہ اقدام غیر قانونی ہے کیونکہ بورڈ آف ریونیو کے اپنے قانون کے مطابق بھی چراگاہ کا رقبہ زرعی و دیگر مقاصد کے لئے الاٹ نہیں کیا جا سکتا۔ڈی او(آر) بھکر نے نہ صرف 2050ایکڑ رقبہ بلکہ اس سے پہلے محکمہ جنگلات کے زیر انتظام چراگاہوں کا تقریباً45ہزار ایکڑ رقبہ بھی عارضی کاشت پر ڈال دیا تھا جس کے بارے میں محکمہ کو بھی اعتماد میں نہ لیا گیا تھا۔اسی رقبہ پر حکومت پنجاب نے Asian Development Bank کے تعاون سے لاکھوں روپے خرچ کر کے 235ایکڑ رقبہ پر شجر کاری اور 700ایکڑ رقبہ پر posture development کی ہے۔اس غیر قانونی الاٹمنٹ کی وجہ سے ضلع بھکر کے غریب

مقامی عوام نہ صرف بھیڑ، بکریوں کو پالنے سے محروم ہو جائیں گے بلکہ ماحول کو بھی ناقابل تلافی نقصان پہنچے گا تو اس سے بڑھ کر یہ Forest Act 2010 کی اصل روح کے بھی خلاف ہے۔

MR SPEAKER: Order please.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): تو یہ جو غیر قانونی الاٹمنٹس ہوئی ہیں ان کو منسوخ بھی کر دیا گیا ہے یہ ان کی latest position ہے اور ڈی او (آر) بھکر کے خلاف تادیبی کارروائی کے لئے regular inquiry عمل میں لائی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ یہ بھکر کا مسئلہ ہے میں بھی اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اگر آپ کو اتنی تکلیف تھی تو یہ خود کر لیتے۔

MR MUHAMMAD SANA ULLAH KHAN MASTI KHAIL: Mr. Speaker! I am on point of order.

جناب سپیکر: No you can't speak on it. قواعد و ضوابط آپ کو اجازت نہیں دیتے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں اس کی latest figures بتانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ بات تو admit ہو گئی، لاء منسٹر صاحب نے کہہ دیا کہ اس کے اندر گڑبڑ ہوئی ہے اور اس میں انکوائری بھی ہو رہی ہے۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ آپ بھی اس کو کمیٹی کے سُپرد کر دیں، چاہے جنگلات کی کمیٹی کے سپرد کر دیں، چاہے اس کمیٹی کے سُپرد کر دیں جس بارے میں آپ نے دو دِن پہلے جو ruling دی ہے لیکن اس پر رپورٹ ضرور آنی چاہئے ورنہ یہ معاملہ بیٹھ جائے گا۔ یہاں نوانی صاحب بیٹھے ہیں ان کا بھی ڈسٹرکٹ ہے۔

جناب سپیکر: آپ میری بات سُنیں۔ جو بات لاء منسٹر صاحب نے کہہ دی ہے میرے خیال میں اس کے بعد اب کوئی اور گنجائش نہیں رہتی۔ مناسب ہے، وہ کارروائی کر رہے ہیں، جس افسر نے یہ کام کیا ہے اس کے خلاف بھی کارروائی کر رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!دیکھیں، بات یہ ہے کہ جب میں نے یہ adjournment motion move کی اور آپ نے اس کو admit کیا تب ہی یہ floor پر آئی ہے، نہ تو مجھے یہ کریڈٹ جاتا ہے کہ میں نے یہ معاملہ highlight کیا۔

جناب سپیکر:جی، ہم آپ کو اس کا 100 فیصد کریڈٹ دیتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین:وہ تو ٹھیک ہے، آپ کی مہربانی لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ معاملہ دَب نہ جائے اگر آج یہ اسی طرح آپ نے dispose of کر دی without any direction and instruction تو یہ معاملہ دَب جائے گا۔یہ میرے کان میں نوانی صاحب بول رہے ہیں ان کو اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر:دیکھیں!دو ہی چیزیں ہوتی ہیں۔نمبر ایک pressed نمبر دو not pressed۔میرے خیال میں آپ اس کا۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!اس میں باقاعدہ جس آفیسر نے اپنے اختیارات سے تجاوز کیا ہے اس کے خلاف disciplinary proceedings چل رہی ہیں، اس کو اس کے عمل کی سزا ملے گی اور رقبہ جو ہے وہ منسوخ ہو چکا ہے اس کے علاوہ اس میں کوئی required action ہے ہی نہیں۔

جناب سپیکر:شکریہ

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل:جناب سپیکر!میں اس میں بہت اہم clarification کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر:جی نہیں، اب آپ کی بات نہیں سُنی جا سکتی۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل:جناب سپیکر!میں بہت اہم clarification کرنا چاہتا ہوں۔جو رانا صاحب نے فرمایا ہے وہ latest position نہیں ہے۔چیف منسٹر پنجاب نے وہ زمین زرعی گریجویٹس کو الاٹ کی ہے، میں معزز لاء منسٹر صاحب اور شیخ صاحب کو گزارش کروں گا کہ اس میں چھیاسی زرعی گریجویٹس کو جو رقبہ دیا گیا ہے وہ چیف منسٹر پنجاب کی پالیسی کے تحت الاٹ کیا گیا ہے اس کی latest report and facts یہ ہیں کہ ڈی او(آر) بھکر نے زمین کی merits on رپورٹ بنا کر Forest Department کی کالونی ڈیپارٹمنٹ کو بھجوائی اور اس پر کالونی ڈیپارٹمنٹ نے عمل کیا۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!لاء منسٹر ایک ذمہ دار شخصیت ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ واقعی اس کے اندر گڑبڑ ہوئی ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل:میں latest figures بتارہا ہوں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!اب latest لاء منسٹر صاحب کو زیادہ پتا ہے یا مستی خیل صاحب کو پتا ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل:شیخ صاحب!میری بات سُن لیں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!میں نے آپ کو کہا ہے کہ of dispose کر دیں اور After the disposal from the speaker how can he speak on the subject?

جناب سپیکر:وہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

شیخ علاؤالدین:.point of order is not related to this matter now بات یہ ہے کہ اگر تو یہ of dispose ہو چکی ہے تو یہ اپنی Adjournment Motion لے آئیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل:یہ ہمارے ضلع کا بہت بڑا مسئلہ ہے اور چیف منسٹر پنجاب کی prestige کا مسئلہ ہے۔چیف منسٹر پنجاب نے ایک ایسی پالیسی شروع کی جسے زرعی گریجویٹس نے بہت سراہا۔میری گزارش یہ ہے کہ جو شیخ صاحب نے point out کیا ہے کہ یہ 1994 میں Forest Department کا رقبہ Estate Department کو انتقال ہو گیا اور اس بنیاد پر چوبیس لوگوں کو ڈی او(آر) نے وہ نہیں دیا۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!اگر انہیں مسئلہ ہے تو یہ اپنی Adjournment Motion لے آئیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل:شیخ صاحب!بات تو سُن لیں۔میں یہ کہہ رہا تھا کہ کل میں وہ سمری دیکھ کر آیا ہوں،آٹھ ہزار کنال رقبہ Forest Department کا چیف منسٹر پنجاب نے زرعی گریجویٹس کو دے دیا ہے اور اس کے بدلے حکم دیا ہے کہ Estate Department کا رقبہ ان کو دیا جائے۔میں latest بتارہا ہوں۔

جناب سپیکر:جی،آپ کی بہت مہربانی۔رانا محمد افضل خان صاحب!۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتے۔اس کو pending کیا جاتا ہے۔اس کا جواب تو آپ کے پاس آگیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!یہ move ہو چکی ہے؟

جناب سپیکر: جی، یہ move ہو چکی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): اس کا جواب میرے پاس ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: وہ آئے ہی نہیں ہیں جن کو آپ نے جواب دینا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): چلیں! ٹھیک ہے اس کو pending کر دیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میری Privilege Motion تھی تو میری عدم موجودگی میں وہ dispose of ہو گئی۔ آپ ہی نے فرمایا تھا کہ میں نے یہ precedent نہیں set کرنا۔

جناب سپیکر: اب یہ Privilege Motion کا وقت ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اسے kindly dispose of نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کی of dispose نہیں ہوئی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پھر میں نہایت ادب اور معذرت سے عرض کروں گا کہ یہ جانبداری ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی کب of dispose ہوئی ہے؟ وہ ابھی آئے گی، کل آئے گی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری تو چلی گئی ہے، اب کسی اور کی آنی ہے، آئے یا نہ آئے۔ میری تو Privilege Motion dispose of ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، یہ move ہو چکی تھی۔ اس کا جواب ان کے پاس موجود ہے۔ یہ پڑھی جا چکی ہے۔ اب شیخ علاؤالدین صاحب آپ کی تحریک التوائے کار نمبر 688 ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب آ گیا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، بس پھر آپ پڑھ دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار نمبر 688 کا جواب ابھی نہیں آیا۔

جناب سپیکر: نہیں، آ گیا ہے۔

صوبہ میں ملکی وغیر ملکی دواساز کمپنیوں کی لوٹ کھسوٹ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!اس کا جواب میرے پاس ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر688 ہے۔ادویات کی امپورٹ /ایکسپورٹ /رجسٹریشن /لائسنسنگ اینڈ پرائسیسنگ وغیرہ1976 Drug Act اور اس کے تحت بنائے گئے rules کے مطابق regulate کی جاتی ہے۔ 1976 Drug Act کے مطابق ادویات کی لائسنسنگ /رجسٹریشن /امپورٹ /ایکسپورٹ / اشتہارات,manufacturing and price fixation کے اختیارات وفاقی حکومت کے پاس ہیں جبکہ صوبائی حکومت کے پاس صرف ادویات کی sales کو regulate کرنے کے اختیارات ہیں۔ادویات کی قیمتوں کا تعین کرنا اور ان میں کمی بیشی کرنا صوبائی حکومت کے دائرہ اختیار میں نہ ہے اور یہ وفاقی وزارت صحت کا کام ہے۔ وفاقی حکومت نے اس سلسلہ میں Drugs Processing Committee قائم کی ہوئی ہے جو کہ ایک طے شدہ فارمولا کے مطابق ادویات کی قیمت کے تعین کے متعلق سفارشات مرتب کر کے رجسٹریشن بورڈ کی منظوری کے لئے بھیجتی ہے اس کے علاوہ وفاقی سطح پر Drugs Monitoring Board قائم کیا گیا ہے جو ادویات کی مقرر کردہ قیمتوں سے زائد قیمت پر فروخت کی شکایات کا جائزہ لے کر کارروائی کر سکتا ہے۔R&D funds بھی وزارت صحت وفاقی حکومت کے دائرہ اختیار میں ہے اور اس میں بھی صوبائی حکومت کا کوئی اختیار نہ ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ یہ تمام ادویات بشمول سرجیکل وغیرہ کی قیمت کا تعین کرنا وفاقی حکومت کی ذمہ داری ہے اور اس میں صوبائی حکومت کا کوئی عمل دخل نہ ہے۔البتہ محکمہ صحت جعلی ادویات کی تیاری وفروخت کی بیخ کنی کے لئے ڈرگ ایکٹ اور rules کے تحت دیئے گئے اختیارات کے تحت دِن رات کوشاں ہیں اور جو کوئی بھی شخص اس کام میں ملوث پایا جاتا ہے اس کے خلاف سخت کارروائی کی جاتی ہے۔یہ عمل بھی قابل ذکر ہے کہ موجودہ بجٹ میں حکومت نے اربابِ اختیار سرکاری افسران کی فری لوکل ادویات کی purchase پر پابندی لگا دی ہے اور اس کے عوض ان کو میڈیکل الاؤنس دیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!یہ معاملہ جو ہے آپ بھی جانتے ہیں کہ R&D میں جو پیسا لیا جا رہا ہے اور جو لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ کے اختیار میں ہے لیکن میں نے آپ کی توجہ اس دن

بھی اس پر دلائی تھی کہ R&Dکاperiodدس سال ہوتا ہے اگرProvincial Governmentنہ کرے، میں آپ کی توجہ یہ بھی چاہوں گا کہ سپریم کورٹ نے پچھلے سال چاروں ہیلتھ سیکرٹریز کو، میں ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں، بُلا کر یہ کہا تھا کہ آپsale prices controlکرنے کے ذمہ دار ہیں تو سپریم کورٹ کی وہjudgementبھی کیونکہ یہ جو پنجاب کے نوکر وڑ عوام ہیں یہ لوٹے جا رہے ہیں میں نے اس دِن بھی آپ کی توجہ اس بات پر کروائی تھی اور ایک آرٹیکل کا بھی حوالہ دیا تھا کہ دس سال پورے ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر!146کمپنیوں نےfor local sale of Viagraکے لئےapplyکیا ہے وہ لوٹ کہاں پڑے گی، وہ لوٹ عوام پر پڑے گی۔

146 companies have applied for just one medicine.

تو یہ جوmedicinesہیں جن کو دس سال میں R&Dکا پیسا بھی مل گیا، اربوں روپیہ کما لیا اس کے بعد پھر بھی اسی قیمت پر عوام کو ملتی ہے۔ میں نے اس لئے یہissue highlightکیا ہے کہ اس پر ہمیں پنجاب گورنمنٹ کو یہ کرنا چاہئے کہ ان کمپنیوں کیsales controlکریں کہ اگر ایک قیمت-/200 روپے تھی اور وہR&Dسے نکل گئی تو اسے practically 20 rupees پر آجانا چاہئے۔ یہ میراissue mainتھا اب آپ ادھر جیسے چاہیں کر لیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ان کی بات سُنیں۔ جب تحریک پیش ہو رہی ہو تو آپ مہربانی کیا کریں، آپ ان کو کسی اور کام میںengageکر لیتے ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ادویات جو ہیں وہ ایک سو روپے کی آٹھ سو یا ہزار روپے میں بِک رہی ہیں اس پر آپ کیا کریں گے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!اس میں جو ادویات کی قیمتوں کی fixation کا معاملہ ہے جیسا کہ جواب میں عرض کیا گیا ہے کہ وہ وفاقی حکومت کے ماتحت ہے۔ ادارہ جو یہ کام کرتا ہے، صوبائی حکومت کا تو اس پر کوئی اختیار نہیں ہے اگر شیخ صاحب اس بارے میں کوئی reservationsرکھتے ہیں تو یہ اس Houseمیں ایک resolutionلے آئیں تو ہم ان کی reservationsپر مبنیresolutionکو پاس کروا کر بھجوا دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس کو پھر اس طرف لے جائیں۔

شیخ علاؤالدین: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ .Not pressedاس تحریک کو dispose ofکرتے ہیں۔اگلی تحریک التوائے نمبر689/10 بھی آپ کی ہے۔

ریٹی گن روڈ پر واقع Bradlaugh Hallجہاں آزاد ہندوستان کی قرارداد پاس ہوئی کو قومی مفاد میں مصرف کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ Bradlaugh Hallریٹی گن روڈ جس کا اس مملکت خداداد کی آزادی میں ایک بہت بڑا نام ہے کی حالت زار پر فوری توجہ دی جائے۔Charles Bradlaugh کی عظیم شخصیت جو آئرلینڈ پارلیمنٹ کے ممبر تھے اور ہندوستان کی آزادی کے بہت بڑے علمبردار گزرے ہیں، جنہوں نے Bradlaugh Hallکی تعمیر کے لئے پلاٹ اپنی گرہ سے خریدا اور برطانوی حکومت کے غیض وغضب کا شکار ہو گئے، ان کو اسی جرم میں ہندوستان سے نکال دیا گیا، ان کی عدم موجودگی میں 30۔اکتوبر1900 کو محترم سورندر ناتھ بینرجی نے اس کا افتتاح کیا۔ یہ وہ شخصیت تھی جو کلکتہ سے لاہور آئے اور انڈین نیشنل ایسوسی ایشن کی بنیاد رکھی جو بعد میں انڈین نیشنل کانگرس کی شکل میں سامنے آئی۔Bradlaugh Hall ہی وہ جگہ ہے جہاں نیشنل کالج لاہور کی بنیاد رکھی۔ لالہ لاج پت رائے نے نیشنل کالج لاہور کے طلبہ میں سے ایک عظیم نام محترم بھگت سنگھ بھی تھے۔ یہ بھی انتہائی اہم تاریخی حقیقت ہے کہ Bradlaugh Hallمیں محترم محمد علی جناح، محترم جواہر لال نہرو، محترم مولانا ظفر علی خان، محترم لالہ لاج پت رائے اور یہاں تک کہ جناب کرم چند موہن چند گاندھی بھی اکثر تشریف لاتے رہے۔Bradlaugh Hall وہ جگہ ہے جہاں کانگرس کی طرف سے آزاد ہندوستان کی قرارداد پاس ہوئی۔ وہ Bradlaugh Hall جو اگست 1947 تک انڈین نیشنل کانگرس کا مرکزی دفتر رہا ہے لیکن اس کے بعد Bradlaugh Hall کی تباہی کی داستان شروع ہوتی ہے۔ پہلے وہاں ایک سکول بنایا گیا پھر ایک ورکشاپ بنائی گئی جو بعد میں قریبی کباڑ خانے کے پرانے لوہے کو پگھلانے کی بھٹیوں کی شکل اختیار کر گئی۔ علاقے کے لوگوں کے مطابق Bradlaugh Hall سے آج کل داتا دربار سے اغواء شدہ عورتوں کو چھپانے کا کام لیا جا رہا ہے اور وہ Bradlaugh Hall جو Charles Bradlaughنے ہندوستان کی آزادی کے لئے بنایا تھا آج کسم پرسی کی حالت میں اس معزز ایوان کے ہر ممبر سے سوال کرتا ہے کہ وہ قومیں جو اپنی تاریخ کے اہم ادوار

اور نشانات کو خود ملیا میٹ کرتی ہیں، ان کا اپنا مستقبل کیا ہوگا؟ کیا اس عظیم عمارت کا کوئی اور قومی مفاد میں مصرف نہ ہو سکتا ہے؟ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔(شور وغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ میں نے آپ سے کہا ہے کہ اگر آپ نے گپ شپ لگانی ہے تو لابی حاضر ہے۔ شاہ صاحب پلیز!

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! میں تو بات ہی نہیں کر رہا، بات کوئی اور کر رہا ہے اور ڈال مجھ پر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جو کر رہے ہیں وہ سارے ہی سن رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! اس سلسلے میں صرف ایک sentence کی اجازت لوں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کو موخر فرمادیں اس کا جواب آنے پر محترم شیخ صاحب جیسے فرمائیں گے تو کر لیں گے۔

جناب سپیکر: اجلاس کا وقت آدھ گھنٹہ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں صرف یہ عرض کروں گا کہ یہ ایک اہم بات ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اس کا ابھی جواب نہیں آیا۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! اس میں صرف میری عرض سن لیں۔ اگر اس ہال کو صرف سنبھال لیا جائے تو بے شمار ایسے سکول ہیں جن کے پاس auditorium نہیں ہے ان کو یہ auditorium گھنٹہ دو گھنٹے چار گھنٹے کی بنیاد پر بھی دیا جا سکتا ہے تاکہ لوگوں میں کچھ تقریری مقابلے ہوں، کچھ مباحثے ہوں اور کچھ تو ہو۔ وہاں پر جو اس وقت کام ہو رہا ہے اسے اس سے بچایا جائے۔ شکریہ

میاں محمد رفیق: جناب والا! میں نے بھی ایک تحریک التوائے کے بارے میں گزارش کرنی ہے جس کا نمبر ہے 529/10 وہ پتا نہیں کہاں پڑی ہے؟ آپ تو بہت آگے نکل گئے ہیں اور میں دیکھتا رہا کہ میری کل باری آئے گی پرسوں آئے گی لیکن کتنے ہی دن گزر گئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کی تحریک التوائے کار آئی تھی لیکن آپ تشریف نہیں رکھتے تھے۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! میری اس دن چھٹی تھی میں دو دن کی چھٹی لکھ کر آپ کو دے کر گیا ہوں۔

جناب سپیکر: ہم نے اسی لئے اس کو pending کیا تھا۔ان کی تحریک التوائے کار نمبر 529 ہے۔رانا صاحب اس کا جواب آ گیا ہے۔؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): نہیں جناب! اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: اس کو ابھی pending کیا جاتا ہے۔رانا صاحب کب تک pending کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اگلے ہفتے تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: اس کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

میاں محمد رفیق: آپ نے میری تحریک التوائے کار پھر pending کروا دی ہے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب ہی نہیں آیا تو کیا کیا جائے۔

میاں محمد رفیق: کب تک اس کا جواب آ جائے گا؟

جناب سپیکر: اس کا جواب آ جائے گا آپ تشریف رکھیں۔اب تحریک التوائے کار نمبر 690/10 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! کافی لمبی تحریک ہے اس کو پڑھنے کے لئے ٹائم ہے؟

جناب سپیکر: جی، ٹائم ہے آپ پڑھیں۔

انگریزی کی بجائے اردو زبان کو ہر سطح پر اولیت دے کر قومی اداروں میں لازمی قرار دینے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ انگریزی زبان کے تباہ کن اثرات ہی وہ وجہ ہے جس کی وجہ سے ہماری قوم اور ملک آج بے پناہ مسائل کا شکار ہے اور یہی وہ وجہ ہے کہ قوم گورے صاحبوں کے جانے کے بعد کالے صاحبوں سے چھٹکارا پا سکی اور نہ ہی ملک حقیقی ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکا۔اس وقت حالات یہ ہیں کہ پوری دنیا میں افریقہ کے چند پسماندہ ممالک اور پورا پاکستان یا ہندوستان کا کچھ حصہ ہی انگریزی زبان کے زیر اثر رہ گیا ہے بقایا تمام اقوام نے انگریزی سے عرصہ دراز ہوا نجات حاصل کر لی ہے۔اگر ہم صرف ایران کی مثال سامنے رکھیں کہ

کس طرح انہوں نے چند سالوں میں اپنی قومی زبان فارسی کو تمام جدید علوم میں اس طرح ڈھالا کہ آج الحمدللہ ایران میں کسی نہ کسی شعبہ میں اس کا کوئی نہ کوئی سائنسدان ہر سال اپنا لوہا منوا رہا ہے جس کی سادہ سی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے تمام دنیا کے علوم کو فارسی زبان میں اپنے عوام کے سامنے ایک جنگی طریقہ سے پیش کیا لیکن ہم آج تک یہ بات نہیں سمجھ سکے کہ بڑے سے بڑے اہم ادیب اور سائنسدان کی کوئی بھی کتاب جو انگریزی میں ہو زیادہ سے زیادہ پچاس یا سو کی تعداد میں منگوائی جاتی ہیں اور وہ بھی صرف چند لائبریریوں کے لئے جہاں مخصوص لوگ ان کو پڑھ کر لوگوں پر رعب ڈالتے ہیں۔تاریخ کے اوراق سے یہ امر واضح ہے کہ مسلمانوں نے جو ترقی ساتویں سے گیارہویں صدی تک کی اس کی وجہ جدید علوم کا ان کی مادری اور عام فہم زبان میں ملنا تھا۔وہ کیا عظیم مسلمان تھے جنہوں نے جنون کی طرح پوری دنیا کا علم اپنی زبان میں ترجمہ کیا اور اس علم کو مسلسل تحقیق کے ذریعہ نہ صرف بے مثال ترقی کی بلکہ پوری دنیا سے داد حاصل کی۔دوسری طرف انگریزوں نے ان تمام حالات کو دیکھتے ہوئے پوری دنیا اور اپنے بدترین مخالف جرمنی اور فرانس تک تمام علم کو انگریزی میں تبدیل کر دیا اور آج عالم یہ ہے کہ کسی بھی موضوع پر وافر کتابیں صرف انگریزی میں ہی مل سکتی ہیں۔بو علی سینا عربی میں ملے نہ ملے، چانکیا ہندی میں ملے نہ ملے لیکن یہ سب کچھ انگریزی میں مل جائے گا۔محرک نے جاپان میں 80 کی دہائی میں خود دیکھا کہ انگریزی بولنے والا ہزاروں میں ایک تھا اور تمام جاپانی جدید ترین ٹیکنالوجی، میڈیسن اور ایرو ناٹیکل تک تمام کی تمام جاپانی زبان میں تھیں اور یہی نتیجہ ہے کہ آج ایک عام جاپانی انتہائی فخر سے یہ بات بتاتا ہے کہ ان کی تمام ٹیکنالوجی اور جدید علوم ان کی اپنی زبان میں موجود ہیں، صرف جاپان کی جدید علوم اور ٹیکنالوجی میں ترقی کا سوچیں اور ان کے نوبل انعامات پر نظر ڈالیں تو عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ ایک ہم ہیں کہ روز دیکھتے ہیں کہ ہماری تمام عدالتوں میں یہاں تک کہ ہائیکورٹ اور سپریم کورٹ میں 95% Petitionsانگریزی میں ہوتی ہیں لیکن ان تمام پر عام بحث اکثر اردو میں ہو رہی ہوتی ہے، ان حقائق کے باوجود ہم انگریزی کے اثر سے نکل نہیں پا رہے۔ان حالات کی وجہ سے ہر گلی محلے میں ایسے سکول، کالج اور اکیڈمیاں کھل گئی ہیں جو ٹیڑھا منہ کر کے انگریزی بولنے والے بچے دھڑا دھڑ پیدا کر رہی ہیں۔ان بچوں کی نشوونما اور نفسیاتی حالات اس قسم کے کر دیئے جاتے ہیں کہ ان کا آئیڈیل یورپ اور امریکہ ہو جاتا ہے اور وہ بچپن میں خواب بھی وہاں کے دیکھنا شروع کر دیتے ہیں۔جب ان کروڑوں بچوں میں سے اس غریب ملک کے وسائل کی بناء پر کوئی ڈاکٹر، انجینئر یا سائنسدان بن جاتا ہے تو اس کی پہلی خواہش یہ ہوتی ہے کہ وہ یورپ، امریکہ اور کینیڈا پہنچ جائیں۔اس طرح یورپ، امریکہ، آسٹریلیا

اور کینیڈا مجرمانہ طریقے سے ہمارے ملک کا brain drain کر رہے ہیں۔ان بچوں کا کوئی قصور نہ ہے، ہم سب روزانہ یہ دیکھ رہے ہیں اور آج تک سنجیدگی سے یہ نہ سمجھ پائے ہیں کہ یہ کروڑوں بچے اصل میں ہمارا مستقبل ہیں، پاکستان کا مستقبل ہیں، یہ چند بچے جو کہ ان حالات میں پڑھ کر پہلے موقع پر ہی ملک چھوڑ جاتے ہیں قطعاً ہمارا مستقبل نہ ہیں اور آج حالات یہ ہیں کہ ہمارے ہسپتال اور تعلیمی ادارے یورپ اور امریکہ کے لئے تجربہ گاہیں بن چکے ہیں اور یورپ، امریکہ اور آسٹریلیا کے ادارے ہسپتال اور لیبارٹریاں ہمارے نوجوانوں کی وجہ سے نام اور بے پناہ پیسا کمارہے ہیں۔تمام دنیا کے psychologist اس امر پر متفق ہیں کہ مادری زبان وطن سے محبت کا جذبہ پیدا کرتی ہے۔ویسے بھی آئین پاکستان کی دفعہ 251 کے تحت یہ کہا گیا تھا کہ پندرہ سال کے اندر یعنی 1988 تک تمام معاملات وامور صرف قومی زبان میں ہوں گے۔کاش! اتنی سی بات آج بھی ہم سمجھ پائیں اور انگریزی کے سراب سے نکل سکیں۔صرف میڈیکل کے شعبے میں اگر تمام کتابیں اردو میں کر دی جائیں تو پانچ سالوں میں ملک میں ڈاکٹروں کی قطعاً کمی نہ رہے گی چاہے جتنے مرضی تعداد میں ڈاکٹر باہر بھی چلے جائیں۔اسی طرح دوسرے شعبہ جات میں بھی انقلاب لایا جا سکتا ہے۔ذرا سوچیں کہ کیا حکیم اجمل خان انگریزی جانتے تھے جو صرف شکل دیکھ کر مرض بتا دیتے تھے۔کیا مرزا غالب انگریزی جانتے تھے جن کے پائے کا شاعر آج تک کوئی نہ پیدا ہو سکا۔ آج بھی ہمارے انگریزی بقراط وسقراط اپنا صحیح ماضی الضمیر بیان کرنے کے لئے کیوں مرزا غالب کا سہارا لیتے ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کیا کرتی ہیں؟ مجھے بات کرنے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ بھی مجھے ٹائم دیں۔شیخ صاحب! آپ نے بہت اچھی تحریک التوائے کار دی ہے۔میں آپ سے ایک سوال کر لوں؟

شیخ علاؤالدین: جی، کریں۔

جناب سپیکر: آپ مجھے بتائیں کہ اردو میں لاؤڈ سپیکر کا کیا ترجمہ کریں گے؟

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!میں نے لاؤڈ سپیکر پر کچھ کہہ کر مولویوں سے مرنا ہے؟میں نے اسی ملک میں رہنا ہے۔

جناب سپیکر:نہیں،نہیں۔میں یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ اس کا اردو میں کیا ترجمہ کریں گے؟(شوروغل)

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!ہاؤس کو order in کر لیجئے میں پھر بات کروں گا۔

MR. SPEAKER: Order please.

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!آپ میرا ساتھ دیں یا نہ دیں لیکن میں نے جو جاپان میں دیکھا ہے اسے اپنی قوم پر implement کرانا چاہتا ہوں۔اب آپ لاؤڈ سپیکر کی بات کر رہے ہیں،لاؤڈ سپیکر کے علاوہ بہت سے الفاظ ایسے ہیں جو اردو میں نہیں ملیں گے۔

جناب سپیکر:پھر؟

شیخ علاؤالدین:اسے ہم نے create کرنا ہے۔آپ کو بھی یاد ہو گا کہ ہم نے ڈاکٹر عبداللہ صاحب کو کیوں اتنا بنایا تھا؟اسی لئے بنایا تھا کہ ہم نئے الفاظ تلاش کریں اور ہم نے بہت سارے نئے الفاظ بنائے۔اگر آپ 1858 کی اردو ڈکشنری نکالیں تو پھر آج مرزا غالب کی شاعری کی تو سمجھ ہی نہیں آنی چاہئے۔ہمیں وہ کیوں سمجھ آ جاتی ہے وہ اس لئے آ جاتی ہے کہ وہ دل پر جا کر ٹھاہ کر کے لگتی ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:مولانا صاحب!نہیں۔آپ تشریف رکھیں۔جی،رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!فی الحال محکمے کی طرف سے اس کا جواب میرے پاس نہیں پہنچا اسے اس شرط پر pending فرما دیں کہ جس دن یہ دوبارہ پیش ہو تو اس دن شیخ صاحب قومی لباس میں آ کر پیش کریں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر:.pending till next session تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

سرکاری کارروائی

بحث

امن عامہ پر عام بحث

جناب سپیکر: اب ہم لاء اینڈ آرڈر پر بحث شروع کرتے ہیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ مہربانی کریں۔اس ہاؤس میں یہ میرا اور آپ کا حق نہیں ہے بلکہ دوسروں کا بھی ہے۔ لاء منسٹر صاحب بحث کا آغاز کریں گے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ بالآخر آپ نے میرا مائیک کھول دیا۔ میں آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب کی توجہ چاہتا ہوں کہ فیکٹو شوگر ملز دریا خان ضلع بھکر کی طرف لوگوں کے پچھلے سال کے تقریباً 20 کروڑ روپے pending ہیں۔

جناب سپیکر: آپ ان کی لسٹ لے کر میرے پاس آئیں پھر میں آپ کو بتاؤں گا کہ کیا کرنا ہے۔جی، لاء منسٹر صاحب بحث کا آغاز کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: کیا آپ نے لاء اینڈ آرڈر پر بحث نہیں ہونے دینی؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری بات دو لفظوں میں ختم ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: جی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے کل استدعا کی تھی کہ۔۔۔

جناب سپیکر: پہلے تو مہربانی کر کے کاغذات کو ذرا صحیح طریقے سے رکھا کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے کل استدعا کی تھی کہ میرے حلقے میں مزدوروں کے ساتھ بڑی زیادتی ہو رہی ہے اس وقت لاء منسٹر صاحب موجود تھے اور ڈپٹی سپیکر صاحب نے کہا تھا کہ یہ کل تک بتائیں گے۔وہاں child labour کو بہت زیادہ promote کیا جا رہا ہے اور ایک مل میں آٹھ سال عمر کے تین سو بچے کام کر رہے ہیں لیکن حکومت کی طرف سے مقرر کردہ سات ہزار تنخواہ بھی انہیں نہیں

مل رہی اور وہاں پر مزدوروں کو physically مارا جاتا ہے لہذا آپ مہربانی فرما کر حکومت سے کہہ دیں کہ ایک آدھے دن میں اس کا کوئی حل نکالیں۔

جناب سپیکر: آپ کوئی چیز لکھ کر دیں۔ایسے میں کس پر کروں؟انہوں نے آپ کی بات سن لی ہے لیکن آپ طریق کار کے مطابق چلیں اور کوئی چیز لکھ کر لائیں۔رانا صاحب!آپ لاء اینڈ آرڈر پر بحث کا آغاز کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں تمام ممبران کی مشاورت سے یہ طے ہوا تھا کہ ہاؤس میں لاء اینڈ آرڈر سے متعلق عام بحث ہو تاکہ معزز ممبران کی قیمتی آراء حکومت کو حاصل ہو سکیں اور ہم اس سلسلے میں ممبران سے ملنے والی رہنمائی کے پیش نظر پولیس ڈیپارٹمنٹ اور لاء اینڈ آرڈر سے متعلقہ دوسرے اداروں کی کارکردگی کو بہتر کر سکیں۔اس سلسلے میں جو facts and figures ہیں میں صرف وہی اس معزز ایوان کے سامنے رکھنے تک ہی اکتفا کروں گا تاکہ ان سے knowledge لیتے ہوئے معزز ممبران اپنی قیمتی آراء سے حکومت اور ڈیپارٹمنٹ کو آگاہ کریں۔

جناب سپیکر!ستمبر2010 تک کی یہ figures ہیں اس وقت تک 2,91,273 مقدمات درج ہوئے ان میں سے crime against person 41370 اور crime against 72816 property ہیں اور اسی period میں 2009 میں ان مقدمات کی تعداد 2,92,391 تھی۔اس طرح سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ crime ratio کم ہوا ہے باوجود اس کے کہ حکومت نے ایک F.I.R free registration policy اپنائی ہے اور ہم نے اس بات کو manage کیا ہے،ensure کیا ہے کہ جو بھی جرم ہو اگر اس کا complainant اپنے مقدمہ کے اندراج کے لئے آئے تو اس کا مقدمہ درج کیا جائے۔

جناب سپیکر!اس کے ساتھ پنجاب بھر میں عوام کی طرف سے بڑھتی ہوئی لوڈشیڈنگ کے نتیجے میں 1033 احتجاجی مظاہرے ہوئے۔اس لوڈشیڈنگ کی وجہ سے بیروزگاری میں اضافہ ہوا ہے۔یہ ہماری assessment ہے کہ صنعتی مزدوروں کے بے روزگار ہونے کی وجہ سے street crime میں اضافہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر!یہ 291273 مقدمات درج ہوئے ہیں اور اس سال اس بات کو بھی ensure کیا گیا ہے کہ جو مقدمات درج ہوں ان کا بروقت چالان عدالت میں submit ہو تو اس طرح سے ان

291273 مقدمات میں سے 210387 مقدمات کا چالان well in time عدالتوں میں پیش کر دیا گیا ہے اور یہ تناسب کے حساب سے 72 فیصد بنتا ہے۔اسی سال عدالتوں سے 136515 مقدمات کے فیصلے صادر ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر!اسی طرح ایک اور heinous offence کی figure ہے۔دہشت گردی کی وجہ سے پچھلے سالوں میں اغواء برائے تاوان کا جرم کافی زیادہ بڑھا ہے۔اس سال 2010 میں اغواء برائے تاوان کے 122 مقدمات درج ہوئے ہیں جبکہ پچھلے سال اسی period میں ان کی تعداد 170 تھی۔پولیس اور Law Enforcing Agencies کی بہتر کارکردگی کی وجہ سے ان مقدمات میں کمی ہوئی ہے۔ان 122 مقدمات میں سے 73 مقدمات کے چالان عدالتوں میں پیش کئے گئے ہیں۔اس سال Prosecution Department نے بہتر طور پر معاملات کو پیش کیا ہے جس کی وجہ سے اغواء برائے تاوان کے 102 مقدمات کے عدالتوں کی طرف سے فیصلے دیئے گئے۔ان میں سے 64 مقدمات میں ملزمان کو سزا ہوئی ہے جبکہ 38 مقدمات میں ملزمان بری ہوئے ہیں۔بری ہونے والے مقدمات میں سے 81 فیصد ایسے مقدمات ہیں کہ جن میں compromise ہوا ہے یا پھر compromise کے باعث گواہ منحرف ہو گئے۔

جناب سپیکر!اسی طرح سے دہشت گردی بھی ایک ایسا معاملہ ہے جو کہ اس وقت ہمیں ایک challenge کے طور پر درپیش ہے تو اس سال 2010 میں دہشت گردی کے 32 واقعات ہوئے ہیں۔ان واقعات میں civilian ہلاک شدگان کی تعداد 257 ہے جبکہ پولیس کے 24 جوان شہید ہوئے۔اسی طرح civilian زخمیوں کی تعداد 812 ہے اور پولیس کے زخمیوں کی تعداد 66 ہے۔ان میں سے 6 مقدمات trace out ہوئے ہیں trace out سے مراد یہ ہے کہ ان مقدمات میں ملوث ملزمان کو گرفتار کیا گیا ہے۔باقی مقدمات بھی اس حد تک trace ہو چکے ہیں کہ یہ لوگ کہاں سے آئے اور کس طرح سے انہوں نے موقعے پر آکر دہشت گردی کے واقعات کئے ہیں؟وہ لوگ جنہوں نے ان دہشت گردوں کو facilitate کیا، کس نے ان کو ٹھہرایا، کس نے ان کو racky کروائی یا کوئی اور قسم کی سہولت فراہم کی تھی، تو اس سلسلے میں 66 کے قریب لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے۔دہشتگردی کی اس مصیبت اور مشکل کے اوپر مؤثر طریقے سے کام کرنے کے لئے جو اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔ان میں ایک fourth schedule ہے۔اس میں وہ لوگ شامل کئے جاتے ہیں کہ جن کے متعلق ثابت ہو کہ یہ لوگ کسی نہ کسی طرح سے کسی زمانے میں دہشت گردی کی کسی کارروائی میں ملوث رہے ہیں یا اس

حوالے سے انہیں کوئی سزا ہوئی تھی اور اب یہ اپنی سزا کاٹنے کے بعد باہر آ چکے ہیں۔2151افراد ایسے ہیں کہ جن کو fourth schedule میں رکھا گیا ہے۔ان کی 24 گھنٹے اس طرح سے نگرانی کی جاتی ہے کہ ان کو متعلقہ تھانے میں اپنی حاضری کو ہر وقت ensure کرنا ہوتا ہے۔جن لوگوں نے اس fourth schedule کے procedure کی خلاف ورزی کی ہے ان کے خلاف 57 مقدمات under section 11-E(ATA) درج کئے گئے ہیں۔اسی طرح سے 2360 افغان trained boys اور 461 ایسے افراد جو کہ افغانستان کی جیلوں سے رہا ہوئے تھے ان کو بھی زیر نگرانی رکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر!اسی طرح سے ban شدہ تنظیموں کی طرف سے چندہ اکٹھا کرنے پر 29 مقدمات درج کئے گئے ہیں اور اس بات کو پوری طرح سے ensure کیا گیا ہے کہ یہ تنظیمیں کسی قسم کا چندہ اکٹھا نہ کر سکیں۔ان تنظیموں کی طرف سے جو شر انگیز مواد تقسیم کیا گیا ہے اس کے اوپر 8 مقدمات درج کئے گئے ہیں۔اسی طرح جو لوگ دوسرے صوبوں، خاص طور پر صوبہ سرحد سے یہاں پنجاب میں آ کر اپنی روزی کمانے یا کاروبار کے لئے آباد ہوتے ہیں ان کی تعداد 81424 ہے۔81424 لوگوں کو law enforcing agencies نے فرداً فرداً چیک کیا۔ان میں سے 1591 لوگوں کو گرفتار کیا گیا اور ان کے خلاف 517 مقدمات درج کر کے ان کو جیل بھیجا گیا ہے۔

جناب سپیکر!لوگوں سے جو اسلحہ اور دھماکہ خیز مواد برآمد ہوا ہے اس میں خود کش جیکٹس 9 عدد، دھماکہ خیز مواد 27967 کلو گرام، bombs 25، handgrenade-72، mines-4، راکٹ لانچر 12، پسٹل 4، گولیاں 2419، میگزین 37 اور بال بیرنگ 4 کلو گرام برآمد ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر!پولیس اور Law Enforcing Agencies کی کارکردگی میں ہمیشہ perfection and improvement کی گنجائش رہتی ہے۔موجودہ حکومت کا یہ یقین ہے، وہ اس بات کے اوپر ایمان رکھتی ہے کہ Law Enforcing Agencies کی کارکردگی کو بہتر سے بہتر بنایا جائے اور وہ ideal صورتحال پیدا کی جائے جو کہ کسی بھی ملک میں امن وامان کی ہو سکتی ہے۔امن وامان کی صورتحال کو بہتر کرنے کے لئے ایک ایسی Law Enforcing Agency کا وجود عمل میں لایا جائے جس میں کام کرنے والے لوگوں کو بھی آسودگی ہو، ان کی working conditions بہتر سے بہتر ہوں اور اس کے نتیجے میں ان کی delivery بہتر ہو تاکہ معاشرہ امن کا گہوارہ بن سکے۔اس کے لئے پولیس جو کہ main Law Enforcing Agency ہے اس کے آفیسرز اور جوانوں کی تنخواہ میں one time اضافہ کیا گیا ہے۔اس کے علاوہ ان کے حالات کار کو بہتر کرنے کے لئے ایک بڑی رقم

مختص کی گئی ہے۔پولیس کو یہ ساری سہولتیں بہم پہنچانے کے لئے اس معزز ایوان کی منظوری کے بعد تقریباً50۔ارب روپے کے قریب بجٹ دیا گیا ہے۔وزیر اعلیٰ پنجاب نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر دوران سال بھی پولیس کی کوئی ایسی گرانٹ یا مطالبہ ہو گا کہ جس کی وجہ سے ان کی کارکردگی بہتر ہو سکے گی تو اسے بھی پورا کیا جائے گا۔

جناب سپیکر!یہاں پر یہ امر بھی بڑا ضروری ہے کہ کسی بھی ادارے میں سارے لوگ اچھے ہوتے ہیں اور نہ ہی بُرے ہوتے ہیں۔یہ بات اس ہاؤس میں متعدد بار ہو چکی ہے کہ کسی بھی ادارے کو as institution blame کرنا کبھی بھی مناسب نہیں ہوتا تو میں سمجھتا ہوں کہ پولیس نے جو کارکردگی دکھائی ہے اس کی ستائش بھی ہونی چاہئے اور جہاں جہاں اس میں کمی ہے اسے دور کرنے اور improve کرنے کے لئے تجاویز بھی دی جانی چاہئیں۔اگر کسی جگہ پر کوتاہی ہے تو اس کی سرزنش بھی بالکل ضروری ہے۔پولیس کی کارکردگی کے حوالے سے جو main points ہیں وہ میں بتا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر!2010 میں 1791 gangs میں شامل 6178 ملزمان گرفتار ہوئے ہیں۔یہ ایسے ملزمان ہیں کہ اگر ان کی اوسط نکالی جائے تو کم از کم ہر آدمی 6/7/8 ڈکیتیوں، قتل اور ڈکیتی کے دوران ریپ میں ملوث ہیں۔

جناب سپیکر:House کا وقت آدھا گھنٹہ اور بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!ان سے 11567 مقدمات کا سراغ لگا کر تقریباً680 ملین روپے کا مسروقہ مال برآمد کیا گیا ہے۔اسی طرح سے 35 انتہائی خطرناک اشتہاری مجرمان کی head money ہے ان کو گرفتار کیا گیا اور ان میں سے 17 مجرمان پولیس مقابلوں میں ہلاک ہوئے اور 52 اشتہاری مجرمان کے اوپر ایک کروڑ 91 لاکھ اور 50 ہزار روپے کی head money مقرر تھی۔اسی طرح سے 2010 میں 68159 اشتہاری ملزمان کو گرفتار کیا گیا۔ان میں 4782 اشخاص قتل، 3521 ڈکیتی، 5336 اشخاص راہزنی، 295 تاوان اور 27 دہشت گردی کے offences میں ملوث تھے۔

جناب سپیکر!اسی طرح میں اس معزز ایوان کے سامنے ایک اور معاملے کے facts and figures رکھ کر اپنی بات کو ختم کروں گا اور اس کے بعد پھر معزز ممبران اپنی تقاریر میں جن چیزوں کی نشاندہی کریں گے تو میں کوشش کروں گا کہ جب اس بحث کو conclude کروں تو ان کا جواب دوں۔ پولیس مقابلوں کے متعلق وقتاً فوقتاً یہ بات کی جاتی رہی ہے یقیناً کسی نہ کسی جگہ پر کوئی ملازم یا کوئی پولیس

آفیسر اپنے اختیارات سے تجاوز کر سکتا ہے لیکن ایک بات پیش نظر رہنی چاہئے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس بات کا شعوری طور پر knowledge ہونا چاہئے کہ judicial کی death in custody ہے اور اس وقت inquiry under the rules and under the law must judiciary محکمہ پولیس یا پنجاب حکومت کے ماتحت نہیں ہے بلکہ judiciary independent ہے اور جو جج صاحبان inquiry کرتے ہیں وہ باقاعدہ طور پر ہائیکورٹ کے ماتحت کام کرتے ہیں، جتنے بھی پولیس مقابلے ہوئے ہیں ان کی there and then judicial inquiry قائم کی گئی ہے اس کی تفصیل میرے پاس ہے اور ان میں سے جہاں جہاں بھی کسی کا کوئی تجاوز پایا گیا ہے تو ان کے خلاف مقدمات بھی درج کئے گئے۔ سال 2010 میں 212 پولیس مقابلے کے مقدمات درج ہوئے اور ان میں 168 ملزمان ہلاک ہوئے جبکہ 221 ملزمان گرفتار بھی ہوئے ہیں اور ان پولیس مقابلوں میں 32 پولیس ملازمان نے جام شہادت نوش کیا اور 57 پولیس ملازمان معذوری کی حد تک زخمی ہوئے۔ میرے پاس کچھ مقدمات کی تفصیل ہے اگر ضروری ہوا تو میں اس کو پیش کر دوں گا۔ ان ملزمان میں جاوید عرف جیدی ڈکیتی، قتل اور ڈکیتی کے دوران ریپ کے 16 مقدمات میں ملوث تھا، اسی طرح سے باؤ جٹ 30 مقدمات میں ملوث ہے تو یہ وہ لوگ ہیں جو پانچ پانچ، دس دس سال سے اشتہاری تھے اور پولیس ان کی طرف جانے سے خوف کھاتی تھی لیکن موجودہ حکومت اور پولیس کی موجودہ leadership نے اس بات کو ممکن بنایا کہ پولیس نے بڑا active role ادا کیا اور اس طرح سے یہ gangs اور اس قسم کے اشتہاری ملزمان کو گرفتار کیا گیا۔

جناب سپیکر! میں معزز ایوان کو اس بات کی یقین دہانی کرواتا ہوں کہ موجودہ حکومت کی یہ پوری کوشش ہے کہ محکمہ پولیس کی کارکردگی کو بہتر سے بہتر بنایا جائے اور بدنام زمانہ تھانہ کلچر کو بہتر بنانے کے لئے زیادہ سے زیادہ کام کیا جائے تاکہ لوگوں کو تھانے میں انصاف مل سکے۔ اس مقصد کے لئے موجودہ rules میں inspections اور دوسرے tools فراہم کئے گئے ہیں ان کے اوپر پوری طرح سے عمل کیا گیا ہے اور باقی اس کے اوپر Police Order 2010 ترتیب دیا جا رہا ہے اور جب اسے legislation میں لایا جائے گا تو discussion کے بعد اس معزز ایوان کی قیمتی آراء کو شامل کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! میں آخر میں Prosecution Department کی کارکردگی کے متعلق چند figures پیش کروں گا کیونکہ پولیس کی investigation کے بعد Prosecution Department کی کارکردگی بھی اتنی ہی اہمیت کی حامل ہے کیونکہ اس کے بغیر ملزمان کو سزا دلانا ممکن نہیں ہے۔ یکم

جنوری2010سے 30۔ ستمبر2010تک کیfiguresکے مطابقtotal criminal decided cases 136515 ہیں اور ان میں سےconviction 68746 cases میں ہے اور یہ 77 فیصد بنتا ہے اور اگر آپ اسconviction rate کاinternationallyبھی باقی ملکوں سے اس کا تقابل کریں تو یہ ایک بڑاsatisfactory rate ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ بعض چیزیں بالکل پراپیگنڈے کی شکل میں آگے سے آگے چلتی رہتی ہیں لیکن حقائق کے اوپر توجہ نہیں دی جاتی اور21053 cases acquit ہوئے ہیں اور ان21053 کیسوں میں سے20728 کیس اس لئےacquittal ہوئے ہیں کہ گواہوں نےresign کر دیا ہے یعنی وہwitnesses سے منحرف ہو گئے ہیں اور witnesses سے منحرف اسی وقت ہوتے ہیں جبcompromise کی کوئی صورت بنتی ہے۔

جناب سپیکر! میں اسی طرح سے Anti Terrorist Courts کی کارکردگی اور وہاں پر prosecutionکا کردار بھی معزز ایوان کے نوٹس میں لانا چاہوں گا۔اس میں total decided 307 cases ہیں اور203 کیسوں میںconvictionہوا ہے اور یہ66% conviction rate ہے ان میں سے 104 cases acquit ہوئے ہیں تو اس پر کافی توجہ دی گئی ہے۔اس کی ایک ماہ میں ایک میٹنگ چیف منسٹر صاحب خودchairکرتے ہیں اور ایک میٹنگ میںchairکرتا ہوں اور ہم اس میں نہ صرف ایک ایک کیس کو دیکھتے ہیں بلکہ اس حد تک بھی اس بات کوmonitorکرتے ہیں کہ کتنے گواہ آئے، کتنے گواہوں کے بیانات ہوئے، کتنے گواہ منحرف ہوئے اور اگر وہ منحرف ہوئے تو ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے اور وہاں پرprosecutorنے اپنے فرائض منصبی کو ادا کیا یا نہیں کیا، ان 307 کیسوں میں سے203 کیسوں کیconvictionمیںawarded number of persons death sentence 103 ہے اور 121 مجرمان کو life imprisonment دی گئی اور یہ conviction rate 66 percent satisfactory ہے لیکن ہم کوشش کریں گے کہ اس کو بھی مزید بہتر سے بہتر کیا جائے تو اس طرح سے police, watch and ward, investigation and prosecution وغیرہ تمام fieldsکے اوپر بھرپور توجہ دی جا رہی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہماری کوشش ہے کہ ہم Law Enforces Agencies کی کارکردگی کو بہتر بنا کر اس صوبے میں امن وامان کی صورتحال کو مزید بہتر کریں۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: قائد حزب اختلاف کہاں ہیں؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں ان کی طرف سے موجود ہوں۔

محترمہ آمنہ الفت:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت:جناب سپیکر!لاء اینڈآرڈر کے اتنے اہم issue پر صرف آدھے پونے گھنٹے کے لئے تقاریر رکھوادی گئی ہیں۔جناب منسٹر صاحب نے اپنے تمام اعداد وشمار بتانے تھے،انہوں نے موقع سے فائدہ اٹھایاہےاور باتیں ساری کی ساری رہ جائیں گی۔یہ لاء اینڈآرڈر کی بات کر رہے ہیں تولاء بھی خراب ہے،آرڈر بھی خراب ہےاور لاء منسٹر صاحب کی وجہ سے ہاؤس کے اندر کا ماحول بھی خراب ہے۔

جناب سپیکر:آپ مہربانی کریں۔آپ کاپوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میرے خیال میں محترمہ نے اپنے سوا باقی سب کو کہہ دیاہے کہ سارے ہی خراب ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت:جناب سپیکر!میں واک آؤٹ کرتی ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز خاتون ممبر محترمہ آمنہ الفت واک آؤٹ کرتے ہوئے ایوان سے باہر چلی گئیں)

جناب سپیکر:محترمہ!ایسا نہ کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!معاملہ یہ ہے کہ لاء اینڈآرڈر پر بحث آج کے دن کے لئے مقرر تھی۔اس مقصد کے لئے باقاعدہ طور پر آج سے تین دن پہلے ایجنڈے کااعلان کر دیا گیا تھااور قائد حزب اختلاف کو باقاعدہ طور پر آگاہ کر دیا گیا تھا۔اگر آج قائد حزب اختلاف یہاں پر موجود ہوتے توانہیں چاہئے تھا۔۔۔

جناب سپیکر:انہیں کوئی کام ہوگا جو جلدی میں چلی گئی ہیں۔انہیں منالائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!انہوں نے کسی ضروری کام سے جانا ہوگا تو معاملہ یہ ہے کہ میں ان کی بات کے جواب میں یہ بات کہنے والا تھا کہ جس معزز ممبر نے بھی بات کرنی ہے انہیں آج وقت دیں۔اگر آج وقت کم پڑ جائے تو اس میں ایسی کوئی بات نہیں کہ آپ اس بحث کو جمعۃ المبارک یا سوموار کے ایجنڈے پر دوبارہ رکھ لیں۔

جناب سپیکر:آج جتنے صاحبان آئیں گے،ہم ان سب کو سنیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو معزز ممبر بات کرنا چاہے گا میں اس کی بات سننے کے لئے یہاں پر موجود ہوں۔

جناب سپیکر: بحث کا آغاز کرنے والے کے لئے دس منٹ ہیں اور باقیوں کے لئے پانچ منٹ ہیں۔ جی، چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی شکریہ ادا کرتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا تو نام بھی یہاں نہیں ہے۔۔۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! چودھری صاحب مسلم لیگ کی میٹنگ میں گئے ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں ابتدا کروں گا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! آج قائد حزب اختلاف بھی نہیں ہیں اور وقت بھی کم ہے۔ آپ لاء اینڈ آرڈر پر بات کرنے کے لئے ہر آدمی کو پانچ منٹ دے رہے ہیں تو بہتر ہے کہ آپ اس بحث کو کل تک لے جائیں۔ آپ پانچ منٹ کی قدغن نہ لگائیں۔ پانچ منٹ میں کوئی آدمی اپنا مدعا بھی بیان نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر: چلیں، ان کی بات سننے دیں۔ اس کے بعد فیصلہ کریں گے۔ جی، چودھری صاحب! اب قائد حزب اختلاف نہیں بول پائیں گے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب قائد حزب اختلاف مسلم لیگ کی میٹنگ میں گئے ہیں اس لئے میں ان کے behalf پر بات کروں گا۔

جناب سپیکر: کیا میٹنگ ضروری ہے یا اسمبلی کا اجلاس ضروری ہے؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس کے علاوہ انہوں نے سابقہ صدر سردار فاروق لغاری صاحب کے جنازے میں بھی شرکت کرنا تھی۔

جناب سپیکر: آپ کو دس منٹ کا وقت دے دیتے ہیں اور قائد حزب اختلاف کو بھی کل سن لیں گے۔ جی، چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! آج لاء اینڈ آرڈر پر منسٹر صاحب نے بحث کا آغاز کیا اور جو اعداد و شمار اس معزز ایوان کی میز پر رکھے انہوں نے بتایا کہ کتنی بہتر کارکردگی حکومت پنجاب دکھا رہی ہے۔

جناب سپیکر! محکمہ پولیس میں اگر کمیاں اور خامیاں ہیں تو اس میں بہتری بھی ہے۔ اس کے علاوہ بحیثیت ادارہ اس پر تنقید کرنا صحیح نہیں ہے لیکن ادارہ کسی کے ماتحت کام کرتا ہے اور کسی پالیسی کے تحت کام کرتا ہے یعنی حکومت وقت کی جو پالیسیاں ہوتی ہیں، ترجیحات ہوتی ہیں ان پر ان اداروں نے کام کرنا ہوتا ہے۔ یہاں دکھ کی بات تو یہ ہے کہ ہماری حکومت کو تقریباً پونے تین سال ہو چکے ہیں، پہلے بجٹ سے لے کر تیسرے بجٹ تک اور آج لاء منسٹر صاحب کی تقریر سن کر اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی کل کی پاسنگ آؤٹ پریڈ کے حوالے سے ایک خبر آج کے اخبارات میں ہے اسے دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ تین سالوں سے یہ یہی کہتے آ رہے ہیں کہ یہ ہو جائے گا، وہ ہو جائے گا۔ ہم نے پولیس آرڈر کو تبدیل کرنا ہے، ہم نے تھانہ کلچر کو بہتر کرنا ہے، ہم نے اس میں یہ اضافہ کرنا ہے، کرنا ہے، ہونا ہے اور یہی گردان ہم سنتے آ رہے ہیں۔ اس پونے تین سال میں کچھ ہوتا ہوا نظر نہیں آیا۔ آج وزیر قانون نے کچھ اعداد و شمار ایوان کے سامنے رکھے تو میں بھی مختصراً وہ اعداد و شمار اس معزز ایوان کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ پولیس کے بجٹ میں سو فیصد اضافہ کر دیا گیا لیکن اگر دیکھا جائے، میں اپنے پچھلے دور سے موازنہ نہیں کروں گا بلکہ ان کے اس سال یعنی 2010 کا پچھلے سال 2009 سے موازنہ کروں گا۔ اس میں دیکھا جائے تو جرائم میں بھی 50 فیصد اضافہ ہو گیا۔ یہ اب کہتے ہیں کہ ہم نے free FIR درج کرنے کے اختیارات دے رکھے ہیں اس وجہ سے جرائم میں اضافہ ہو رہا ہے اور FIRs زیادہ درج ہو رہی ہیں۔ اگر ایک چھوٹی سی چیز کو غور سے دیکھا جائے تو پھر بہت سارے لوگ عدالتوں سے احکامات کیوں لے کر آتے ہیں کہ ہمارے مقدمات پولیس درج نہیں کر رہی؟ یہ جیتا جاگتا ثبوت ہے کہ free registration نہیں ہے۔ وہاں پر تھانے بک رہے ہیں۔ لاہور جو ایک مرکزی شہر ہے اور وزیر اعلیٰ کے زیر سایہ پورا پنجاب ہے لیکن لاہور بالکل ان کی ناک کی نوک پر ہے۔ یہاں کے کسی تھانے میں چلے جاؤ مدعی اور ملزم کی بولی لگتی ہے اور جو بولی زیادہ دے دے اس کے حق میں فیصلہ ہو جاتا ہے۔ اس پر سننے اور پوچھنے والا کوئی نہیں ہے۔ یہاں زمینوں پر قبضے ہو رہے ہیں، لوگوں کے گھر چھینے جا رہے ہیں اور کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔

جناب والا!اگر آپ دیکھیں تو ہر ماہ ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پر تیس سے چالیس وارداتیں ڈکیتی کی ہو رہی ہیں۔ پورے پنجاب میں ہر ماہ نو ہزار ڈکیتی کی وارداتیں ہو رہی ہیں۔ اگر اس کو غور سے دیکھا جائے تو 240 کروڑ روپیہ شہریوں سے ان وارداتوں کے ذریعے چھین لیا گیا ہے۔ میں یہ وہ اعداد و شمار دے رہا ہوں جو اس سال اور پچھلے سال انہی کی حکومت کے دوران کے ہیں۔ جنوری سے ستمبر 2010 تک 41366 جرائم ہوئے ہیں اور گزشتہ سال 40370 جرائم ہوئے تھے یعنی ابھی دو ماہ باقی ہیں۔ انہی کے دو سالوں کو دیکھا جائے تو پچھلے سال سے اس سال جرائم میں اضافہ ہو گیا ہے۔ گینگ ریپ کے کیسوں میں 17 فیصد اضافہ ہو چکا ہے اور اس کے 183 واقعات اب تک ہو چکے ہیں جو کہ گزشتہ سال بارہ ماہ میں 157 واقعات ہوئے تھے۔ اغواء برائے تاوان کے واقعات میں 14 فیصد اضافہ ہو چکا ہے۔ اس میں ہو کیا رہا ہے کہ جب بتایا جاتا ہے لیکن سننے والا کوئی نہیں ہے۔ میرے پاس صرف ضلع رحیم یار خان کی ایک فہرست ہے جس میں لوگوں کے نام ہیں، ان کو اغوا کر لیا گیا لیکن پوچھنے والا کوئی نہیں ہے۔ یہاں لاہور میں ایک تاجر کو اغوا کر لیا گیا اور آج کم از کم اس واقعہ کو چار سے پانچ ماہ کا عرصہ ہو گیا ہے لیکن اس کا کوئی پوچھنے والا نہیں ہے کہ وہ تاجر کہاں ہے۔ وہ تاجر ماڈل ٹاؤن سے اغوا ہوا تھا تو اب تک کسی کو معلوم نہیں کہ اس کا کیا ہوا ہے جبکہ وہ ایک higher authority کا رشتہ دار بھی تھا۔ اس کا ابھی تک کچھ پتا نہیں چلا۔ اگر آپ دیکھیں تو اب تک 10482 واقعات ہوئے ہیں لیکن گزشتہ سال جو واقعات ہوئے تھے وہ صرف 9206 تھے یعنی کتنا اضافہ ہوا ہے، یہاں تک کہ ان کی تنخواہوں میں اضافہ کیا گیا جو بڑی اچھی بات ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہاں پر پولیس کی تنخواہوں میں اضافہ صرف اس لئے کیا گیا کہ ان کی کارکردگی کو بہتر کیا جائے اور میں اس معاملے میں حق بجانب ہوں کہ یہ بہتر چیز تھی۔ ہم نے ہمیشہ کہا کہ جو بہتر ہے اس کو بہتر کہیں گے، جو بُرا ہے اس کو برا کہیں گے کیونکہ اگر ہم نے ان چیزوں کی نشاندہی نہیں کرنی تو اور کس نے کرنی ہے تاکہ ان معاملات کو سامنے رکھتے ہوئے حکومت اپنی کارکردگی کو بہتر بنا سکے لیکن بتائیں کہ کیا پولیس کی کارکردگی میں اضافہ ہوا ہے، کیا آج بھی تھانوں میں جرائم کم ہو چکے ہیں، کیا آج بھی تھانے نہیں بِک رہے اور کیا تھانوں کی نفری میں اضافہ ہو چکا ہے؟ ابھی پچھلے دنوں جب محکمہ داخلہ کے سوالات تھے تو اس میں اکثر سوالات کے جوابات میں بتایا گیا کہ نفری کم ہے اور ہم

تقرریاں کر رہے ہیں۔ کہیں انسپکٹر نہیں ہے، کہیں سب انسپکٹر نہیں ہے۔یہاں تک کہ کانسٹیبلان کی تعداد بھی پوری نہیں ہے۔پولیس کا بجٹ بڑھایا گیا لیکن وہ کہاں لگا دیا گیا کیونکہ پولیس کے پاس اسلحہ نہیں ہے اور ہمارے کانسٹیبلان چوکوں پر بے سہارا کھڑے ہوئے ہیں لیکن الٹا اُن کو مار دیا جاتا ہے۔یہاں پر منسٹر صاحب نے کہا کہ ہم نے فلاں لوگوں کو پکڑا اور جوڈیشل انکوائریاں کی گئیں اور ان کو پولیس مقابلوں میں مار دیا گیا جبکہ یہ جھوٹے پولیس مقابلے ہوتے ہیں۔ ٹھیک ہے کہ جوڈیشل انکوائری کی گئی ہے اور ان کو سزا بھی ہو گی لیکن کیا عدالتوں تک یہ انصاف جا رہا ہے ؟یہاں پر پراسیکیوشن ڈیپارٹمنٹ کی تعریف کی گئی کہ ہم نے اتنی تعداد میں لوگوں کو سزا دلوائی ہے۔اگر سزا دلوائی ہے تو ہم نے آج تک سزا نہیں سنی کہ جو دہشت گرد پکڑے گئے ہیں ان کو کیفر کردار تک پہنچایا گیا ہے بلکہ اکثر دہشت گرد بے گناہ ہو کر چھوٹ جاتے ہیں۔ پچھلے دنوں مناواں میں ایک دہشت گرد پکڑا گیا تھا لیکن وہ بھی حکومت پنجاب کے پراسیکیوشن ڈیپارٹمنٹ کی نالائقیوں کی وجہ سے بری کر دیا گیا۔اب حکومت پنجاب نے اس کے خلاف Higher Court میں اپیل کی ہوئی ہے۔ لاء منسٹر صاحب کہتے ہیں کہ اس سلسلے میں ایک میٹنگ روزانہ وزیر اعلیٰ صاحب لیتے ہیں اور ایک میں لیتا ہوں اور ہم پراسیکیوشن ڈیپارٹمنٹ کی کارکردگی check کرتے ہیں۔کیا یہ اس طرح کی میٹنگیں کرتے ہیں کہ ایک دہشت گرد رنگے ہاتھوں پکڑا گیا جسے میڈیا نے بھی دکھایا لیکن اس کو بری کر دیا گیا کیونکہ evidence مکمل نہیں ہو سکی تھی۔اس ادارے کو ہم سب نے مضبوط کرنا ہے کیونکہ یہی وہ ادارہ ہے جس کی بہتری کی وجہ سے ہم اپنی حکمت عملی بہتر کر سکتے ہیں اور حکومت اپنی force کو منوا سکتی ہے۔اگر اس ادارے کا تقدس ہم نے بحال نہیں کرنا تو یقیناً ہمیں آج یہی نقصان ہو گا کیونکہ آج یہ ہو رہا ہے کہ وکلاء اس ادارے کی وردی کو ہاتھ سے پکڑ رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ آج ایک وردی کو نہیں پکڑا جا رہا، ایک وردی کو کھینچے ہوئے میڈیا پر دکھایا نہیں جا رہا بلکہ اس ادارے کی توہین ہو رہی ہے۔اگر حکومت نے اس ادارے کی لاج نہیں رکھنی تو پھر کس نے رکھنی ہے۔ حکومت کے پاس یہی ایک ادارہ ہے جس کے وقار میں اگر حکومت اضافہ کرے تو اس ادارے کی وجہ سے حکومت کی کارکردگی بہتر ہو سکتی ہے۔آج کہا جاتا ہے کہ ہم نے اس کو سیاست سے پاک کر دیا ہے لیکن کیا ٹرانسفر پوسٹنگ آئی جی صاحب اپنی منشاء کے مطابق کر پا رہے ہیں لیکن میرے خیال میں ایوان وزیر اعلیٰ سے جو احکامات آتے ہیں انہی پر ہی عمل ہوتا ہے۔ پچھلے دنوں وکلاء برادری پر تشدد ہوا جس پر چیف جسٹس سپریم کورٹ نے suo motu action لیا تو اس حوالے سے اخباروں میں رپورٹ آئی جس میں کہا گیا تھا کہ ہمیں کسی بڑی اتھارٹی نے حکم دیا تھا کہ ہم یہ کام کریں۔جب بڑی اتھارٹی ہی قانون پر

عملدرآمد کرنے کے لئے نہ کہے گی، جب بڑی اتھارٹی ہی ایسے احکامات جاری کرے گی تو پھر ان اداروں کا تقدس کیسے بحال ہو گا؟ ان اداروں کا تقدس حکومت نے ہی بحال کرنا ہے۔ میں پولیس پر تنقید نہیں کر رہا لیکن حکومت سے یہ ضرور کہوں گا کہ حکومت اپنی ایسی پالیسیوں کو نمایاں اور بہتر کرے جس سے اس ادارے کا تقدس بحال ہو اور یہ ادارہ اپنی بہتر کارکردگی دکھا سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب! اب wind up کریں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں wind up ہی کر رہا ہوں۔ اگر اس ادارے کی کارکردگی بہتر ہو گی تو naturally بھی سب ٹھیک ہو سکے گا اور ہم بھی سب محفوظ ہو سکیں گے۔ ہمیں بتائیں کہ کیا آج ہم سب محفوظ ہیں؟ جب ہم اپنے گھروں سے نکلتے ہیں تو ہمارے گھر والے پریشان ہوتے ہیں کہ پتا نہیں آپ خیر خیریت سے واپس آ جائیں گے یا نہیں؟ ہم محفوظ اس لئے نہیں ہیں کیونکہ اس ادارے کا تقدس پامال کیا گیا ہے بلکہ میں کہوں گا کہ تمام ادوار میں پامال کیا گیا ہے۔ آج وقت ہے کہ ہم اس ادارے کا تقدس بحال کریں اور اس کی خامیوں اور کمیوں کو حکومت اپنے بجٹ سے پورا کرے۔ حکومت نے اگر بجٹ دیا ہے تو اس کو چیک بھی کرے کہ کیا وہ بجٹ گاڑیوں کی خرید و فروخت، پولیس کے اعلیٰ افسران کے پروٹوکول یا پولیس کے اعلیٰ افسران کے بچوں کو pick and drop پر تو نہیں خرچ ہو رہا یا واقعی صحیح معنوں میں تھانے کی پٹرولنگ پر خرچ ہو رہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب! آپ کا بہت شکریہ۔ آپ کے لئے 10 منٹ ٹائم رکھا تھا لیکن دو منٹ اوپر بھی ہو گئے ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اسی طرح پٹرولنگ پوسٹ کو organize کیا جائے تاکہ ڈکیتی اور دوسری وارداتیں کنٹرول ہوں پھر یقیناً یہ ادارہ اپنے بہتر نتائج دے سکے گا۔ بہت بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جس طرح سپیکر صاحب نے فرمایا تھا کہ ہر ممبر کے لئے پانچ منٹ ہیں۔ اب ایک تو ٹائم کا بھی خیال رکھنا ہے کیونکہ کل کا دن قانون سازی کے لئے مختص ہے جو حکومت کی طرف سے آنی ہے اس لئے امن وامان پر بحث کے لئے جن ممبران کے نام آئے ہیں تو ہم کوشش کریں گے کہ آج ہی اس کو مکمل کریں۔ باقی اگر کوئی مزید بات ہوتی ہے تو ہم بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں مشورہ کر کے اسے آگے کسی اور دن بھی رکھا جا سکتا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا:پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر!میں نے سپیکر صاحب سے request کی تھی کہ پانچ منٹ ناکافی ہیں۔اگر کل قانون سازی کرنی ہے تو اس سے اگلا دن بھی ہے کیونکہ آج اگر آپ نے پانچ منٹ کی restriction کر دی تو پھر اگلے دن کا کیا فائدہ ہو گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! بات یہ ہے کہ Chair کچھ دیکھ کر ہی فیصلہ کرتی ہے۔آپ ذرا کوشش کریں کہ اپنی articulate بات کریں۔پلیز تشریف رکھیں۔ رانا محمد افضل خان صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔احسن رضا خان صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔اعجاز احمد خان صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر!وقت کی کمی کے باعث میں صرف points کو زیر بحث لاؤں گا۔آج شماریات کا لاء منسٹر صاحب نے ذکر کیا ہے اس سے حوصلہ بالکل بلند ہوا ہے کہ پولیس بہتر انداز میں جرائم کے خاتمے کے لئے پنجاب میں کام کر رہی ہے۔پولیس نے سیلاب کے دوران ایک تاریخی کردار ادا کیا ہے جس کے لئے یہ محکمہ مبارکباد کا مستحق ہے۔ میری اپنی ڈیوٹی میانوالی میں تھی جہاں پر میں نے دیکھا کہ DPO اور اس کی پوری ٹیم نے جس طرح شب و روز کام کیا ہے، ہم اگر آج ان کو appreciate نہ کریں تو یہ محکمہ پولیس کے ساتھ زیادتی ہو گی۔ دہشت گردی ایک بڑا پیچیدہ issue ہے اس میں پولیس شب و روز کام بھی کر رہی ہے۔یہاں اسمبلی کے floor پر بھی انسداد دہشت گردی کے لئے علیحدہ force کے قیام کے لئے بات ہوئی تھی جس کا جناب وزیر اعلیٰ نے pick کرتے ہوئے announce بھی کیا تھا۔اب ضرورت اس امر کی ہے کہ full fledged دہشت گردی کو deal اور counter کرنے کے لئے ایک force کا قیام فوری عمل میں لایا جائے تاکہ وہ یہ دیکھیں کہ کون سے گروہ اور غیر ملکی قوتیں اس میں شامل ہیں،ان کی کمین گاہیں کہاں ہیں اور ان کے network کو توڑنے کے لئے کس طرح کے اقدامات کئے جانے ضروری ہیں۔اس کے علاوہ انٹیلی جنس کی sharing کے لئے وہ لوگ شب و روز کام کریں تاکہ ان کی کمین گاہوں تک پہنچ کر دہشت گردوں کا خاتمہ کیا جائے۔ یہاں پر اعلیٰ اقدامات کی بات کی گئی لیکن آج ہمیں ایک challenge نظر آتا ہے جو ہمارے سامنے street crimes کا ہے۔ بدقسمتی سے street crimes دن بدن بڑھتے جا رہے ہیں کیا اس کی وجہ تھانوں کے اندر پولیس فورس کا محدود ہونا ہے، کیا اس کی وجہ وہاں پر تعینات ملازمین کا چوبیس گھنٹے کام کرنے کی وجہ سے discharge of duty کا کمزور ہونا ہے یا کیا علاقے کے اندر گشت کی کمی ہے لہذا یہ وہ areas ہیں جن کے لئے پولیس کو اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔اس کے علاوہ تھانوں کے اندر محکمہ پولیس گاڑیوں کو فروخت کر رہا ہے۔ مجھے افسوس سے یہ بات کرنی پڑتی ہے کہ میرے علاقے کی

پولیس اپنی گاڑیوں میں پٹرول ڈلوانے کے لئے جرائم پیشہ لوگوں اور ٹاؤٹوں سے رابطہ کرتی ہے۔ کیا 50۔ارب روپے کی خطیر رقم کے ساتھ اس صوبے کے تھانوں کے اندر چلنے والی گاڑیوں کو پٹرول فراہم نہیں کیا جاتا، کیا یہ فنڈز افسران تک محدود رہتے ہیں یا gross route تک پہنچتے ہیں؟ حکومت اور آئی جی پولیس کو اس بات کا notice لینا چاہئے کہ اس قسم کے واقعات سامنے آتے ہیں کہ پولیس اپنی گاڑیوں میں پٹرول ڈلوانے کے لئے ایسے لوگوں کے ساتھ روابط رکھتی ہے جن کی علاقے کے اندر اچھی شہرت نہیں ہوتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: House کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! unwarranted use of force بھی ایک ایسا area ہے جس کے حوالے سے بہت serious notice لینے کی ضرورت ہے۔ میرے حلقے کے اندر علامہ اقبال ٹاؤن کے ایک SHO فیصل شریف نے پچھلے دنوں مسجد میں عربی خطبہ پڑھا جارہا تھا کہ فوری طور پر اس دوران مسجد میں جاکر انتظامیہ سے کہا کہ عربی خطبہ لاؤڈ سپیکر پر نہیں ہونا چاہئے جس پر مسجد انتظامیہ نے کہا کہ ہم لاؤڈ سپیکر بند کر دیتے ہیں لیکن اس SHO نے فوری طور پر امام مسجد کو گرفتار کر کے تھانے میں جاکر اس کے خلاف پرچہ درج کیا اور مسجد کے اندر نماز جمعہ نہیں ہو سکی۔ ایسے معاملات تو social contact کے ساتھ resolve ہو جاتے ہیں اس کے لئے unwarranted use of force کو condemned کیا جانا چاہئے۔ اگر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پولیس کی نفری کم ہے تو 24 گھنٹے تھانوں میں ذمہ داری سرانجام دینے والے عملہ کی discharge of duty affect ہوتی ہے تو ہمیں تھانوں کے اندر شفٹ سسٹم کو پولیس کی کارکردگی کو بہتر کرنے کے لئے introduce کروانا چاہئے۔

(اذان عصر)

پچھلے سال جب Law & Order پر بات ہوئی تو میں نے یہ کہا تھا کہ investigation کے شعبے کی کارکردگی بہتر اور معیاری بنانے کے لئے اکیڈمی بنانے کی ضرورت ہے لیکن تاحال وہ اکیڈمی معرض وجود میں نہیں آئی اور investigating officers کو وہاں پر trained کرنے کا سلسلہ شروع نہیں ہوا۔ میں اقبال ٹاؤن کے اندر ایس ایچ او اور پولیس آفیسر کی handedness high کے نتیجے میں ہونے والی ایف آئی آر 1318/10 کی کاپی ساتھ لایا ہوں جو کہ جھوٹ کا پلندا اور اختیارات سے تجاویز کی بدترین مثال ہے جو اس ایس ایچ او نے استعمال کئے ہیں۔ اگر اس روش کے اوپر head of the department نے ذاتی طور پر اپنی توجہ مرکوز نہ کی تو پھر وہ نتائج نہیں مل سکتے جو وزیراعلیٰ پنجاب میاں

محمد شہباز شریف کا vision ہے، اس کو implement کرنے کے لئے پولیس کے اندر احتساب کے سسٹم کو مربوط کرنے کی ضرورت ہے اور unwarranted use of force کو روکنے کی ضرورت ہے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: علی اصغر منڈا صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ڈاکٹر اسد اشرف صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، رانا محمد ارشد صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، ملک جہانزیب وارن صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے Law & Order پر بات کرنے کا موقع دیا جو کہ ایک اہم موضوع ہے۔ کوئی شک نہیں ہے کہ اس وقت صوبہ پنجاب financially اور administrative collapse کر چکا ہے اور صوبہ O.D پر چل رہا ہے اور سونے پر سہاگہ یہ کہ Law & Order کی situation ایسی ہے کہ میں کیا کہہ کر اور کہاں سے بات شروع کروں لیکن آپ کی اجازت سے کچھ figures آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر! ادارہ ہمیشہ تبھی مضبوط ہوتا ہے جب حکمران اچھی پالیسی تیار کرتے ہیں اور حکمران حکومت سے چلتے ہیں۔ ہر بات پر تنقید برائے تنقید کر دینا یا میں پولیس ڈیپارٹمنٹ کو برا کہہ دوں تو یہ غلط ہو گا۔ میں ڈیپارٹمنٹ کی correction کرنا چاہتی ہوں۔ یہاں پر آئی جی پولیس طارق سلیم ڈوگر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں تو اگر ان کا personal conduct دیکھا جائے تو یہ جس سیٹ پر بیٹھے ہیں تو اس قابل ہیں کہ اس سیٹ پر بیٹھیں اور ان جیسا آفیسر واقعی اس قابل ہے کہ وہ آئی جی پنجاب کہلائے۔ اگر میں ان کی تعریف کروں گی تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں اپوزیشن میں ہوں تو حکومت کے ساتھ مل گئی ہوں بلکہ میں نے ان کے personal conduct کی بات کی ہے۔

جناب سپیکر! ان کے نیچے جو آوے کا آوا حکمران بنا بیٹھا ہے یا ان کے نیچے جو ملازمین ہیں اور یہ اتنے بڑے department کو run کر رہے ہیں تو اس آوے کے آوے کو بدلنے کی ضرورت ہے۔ تمام کے تمام کو ایک دم سے ہم بدلیں گے تو انقلاب آئے گا ورنہ میں جو figures آج بتا رہی ہوں کہ بجٹ تو پولیس کا ہم نے سو فیصد بڑھا دیا لیکن کارکردگی صفر ہے۔ یہ صرف میرے کہنے پر نہیں ہے بلکہ آپ خود بھی مانتے ہوں گے، اس چیز کو بے شک جس منصب پر آپ بیٹھے ہیں تو ابھی آپ اس سے اتفاق نہیں کریں گے لیکن پونے تین سالوں میں 48 فیصد جرائم میں اضافہ ہو چکا ہے، no doubt کہ مویشی چوری میں 50 فیصد اضافہ ہوا ہے اور مئی 2010 میں صرف لاہور کے شہریوں سے 180 ملین روپے

لوٹے گئے ہیں اور فیصل آباد گھنٹہ گھر کے قریب جیولری شاپس میں کروڑوں روپے کی ڈکیتیاں دن دہاڑے ہو جاتی ہیں اور اس کی رپورٹ یہاں پر صفر ہے۔ یہ تو ایک figure ہے اور سانحات پر سانحات ہو رہے ہیں تو کون ان سانحات کی ذمہ داری لیتا ہے؟ میں اگر سانحات گنوانے لگوں تو سانحہ کربلا گامے شاہ، سانحہ داتا صاحب، ماڈل ٹاؤن سانحہ، اقبال ٹاؤن سانحہ، مال روڈ سانحہ، مناواں سانحہ، کینٹ کا سانحہ، گڑھی شاہو سانحہ، ایف آئی اے بلڈنگ مال روڈ کا سانحہ تو سانحات پر سانحات ہیں ان کی ذمہ داری کس پر ڈالیں، یہ عوام کسے پوچھے گی؟

جناب سپیکر! مجھے تو یہ شرم آتی ہے کہ میں پارلیمنٹیرین ہوں۔ مجھے کہا جاتا ہے کہ میں مخصوص سیٹ پر ہوں اور میں نے الیکشن لڑنے کی ٹھان لی ہے کہ الیکشن لڑ کر اپنے male پارلیمنٹیرین کی برابری کرنی ہے تو وہاں پر لوگوں کے کیا issues ہیں؟ یہی issues ہیں کہ رشوت لئے بغیر پولیس والے ایف آئی آر نہیں درج کرتے اور رشوت چل رہی ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے کہہ دیا کہ تھانہ کلچر تبدیل کرنا ہے تو پولیس مقابلوں کے اضافے شروع ہو گئے ہیں اور مجھے بے حد افسوس اس وقت ہوا جب وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ کہا کہ پولیس ناکام ہوئی ہے، حکومت ناکام نہیں ہوئی ہے، پولیس ایک ادارہ ہے اور ایسا ادارہ ہے جو ہمارا تحفظ اور ہمارا خیال کرتا ہے۔ جو الزام ہم نے لگانا ہوتا ہے وہ ہمیشہ پولیس پر آتا ہے کہ اس نے صحیح نہیں کیا ہو گا اس لئے یہ ناکامی ہوئی ہے۔ چیف منسٹر صاحب نے یہ کیسے بیان دے دیا، کیا ان کو اپنے ادارے پر بھروسا نہیں ہے، جو انہوں نے اپنے ہاتھ پر ایک بیڑا اٹھایا ہوا ہے کہ میں نے اس پولیس نظام کو ٹھیک کرنا ہے تو کیا ان کو اس پر بھروسا نہیں ہے؟ میں اپنی تقریر کو conclude کرتے ہوئے کہ مجھے ہرگز پولیس پر اعتراض ہے اور نہ اس پر کہ یہ محکمہ اچھا کام نہیں کر رہا ہے۔ محکمے سے اچھا کام کیسے کروانا ہے یہ ہمارے حکمران کو سوچنا ہے۔ ہمیں ایسی پالیسی مرتب کرنی چاہئے کہ ہم محکمے کو خود guide کریں اور ہمارے تمام معزز ممبران اس میں اپنی involvement کریں۔ اس ادارے کی اگر کمزوری ہے تو اس کو ہم سب نے مل کر ٹھیک کرنا ہے۔ میں آخر میں یہی کہوں گی کہ ادارے اس وقت ناکام ہوتے ہیں جب حکمران نااہل اور ناکام ہوں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ سیمل کامران!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ سیدہ ماجدہ زیدی!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ ساجدہ میر!

محترمہ ساجدہ میر: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج کا امن عامہ کا مسئلہ بڑا اہم مسئلہ تھا اور میں بھی صبح سے اسی انتظار میں تھی۔ کچھ چیزوں کی نشاندہی لاء منسٹر صاحب نے کی کہ اتنے لوگوں کو سزا ہوئی، اتنی

ایف آئی آر درج ہوئیں، لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے سٹریٹ کرائم میں اضافہ ہوا۔ میں سمجھتی ہوں کہ سٹریٹ کرائم اس وجہ سے بڑھا ہے کہ ایک تو پولیس کے پاس نفری بہت کم ہے اور دوسرا دہشت گردی کی آڑ میں پولیس کے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ وہ گلیوں محلوں میں جائے اور تیسرا بنک ڈکیتی کی وجہ سے ان کو نفری وہاں لگانی پڑتی ہے۔ میں خوشامد نہیں کروں گی لیکن ایک بات کروں گی کہ پولیس آج کے نظام میں کس کو جوابدہ ہے اور کس کو پولیس نے بتانا ہے؟ جو RPO صاحبان ہیں جو آپ کے DPO صاحبان ہیں۔ آپ یہ سسٹم ویسے ہی لائیں جیسے پہلے ڈپٹی کمشنر کا نظام تھا اگر اس نظام کے تحت اس کو لایا جائے تو سٹریٹ کرائم میں، میں سمجھتی ہوں کہ جو دن بدن اضافہ ہو رہا ہے یہ کم ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات لاء منسٹر صاحب نے جرائم بڑھنے کی بات کی لیکن انہوں نے خواتین کے متعلق کوئی بات نہیں کی۔ اگر کسی تھانے میں عورتیں جاتی ہیں بالخصوص بڑے شہروں میں، آپ یقین کریں کہ گوجرانوالا، سرگودھا، فیصل آباد، سیالکوٹ اور لاہور میں اگر آپ ریکارڈ ایف آئی آرز کچھ تو منظر پر آتی ہیں اور کچھ لوگ اپنی عزت کی وجہ سے اس کو درج نہیں کراتے۔ پولیس خواتین کی بات تو سنتی ہی نہیں ہے اور خواتین پولیس کی نفری اتنی کم ہے۔ اگر آپ female پولیس سٹیشن نہیں بنوانا چاہتے اور آپ کے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں تو پھر آپ کے پاس جو female S.H.O ہیں ان کو مرد ایس ایچ او کے ساتھ تعینات کریں تاکہ خواتین کے جو بڑھتے ہوئے جرائم ہیں جن میں assod burning, owner killing اور domestic violence ہیں۔ دیہات کی عورت ہو یا شہر کی عورت ہو میں سمجھتی ہوں کہ اس کے ساتھ مار کٹائی جیسا سلوک ہوتا ہے لیکن male S.H.O ان کی بات سننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ان کی کوشش ہوتی ہے کہ جو پارٹی پیسے والی ہے اس کی بات سنیں۔ پولیس والوں کے اتنے فنڈز بڑھائے ہیں اگر یہ رشوت لینا چھوڑ دیں تو لوگ جرم کرنا چھوڑ دیں گے۔ ان کی بھی reform کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! تیسری بات یہ ہے کہ ہمیں اپنی خود احتسابی بھی کرنی چاہئے کہ ہم ایم این اے، ایم پی اے اور پارلیمنٹیرین آج یہ کہیں کہ آئی جی صاحب بہت اچھے ہیں اور بڑے ذمہ دار ہیں تو پھر بات تو وہی ہو گئی کہ ہمارے کہنے پر ہی ساری باتیں ہوں گی۔ ہمیں کسی چور ڈاکو کے پیچھے نہیں جانا چاہئے۔ کسی جرائم پیشہ افراد کی پشت پناہی نہیں کرنی چاہئے۔ کسی ایس ایچ او کو تعینات کرانے کے لئے سفارش نہیں کرنی چاہئے۔ اگر آپ اس نظام کو بہتر کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے آپ کو بھی درست کرنا چاہئے اور یہی میرا خیال ہے کہ چیف منسٹر صاحب سے بھی درخواست کروں گی۔ میرا اس کمیٹی میں نام ڈالیں تاکہ میں

چیف منسٹر صاحب سے کہوں گی کہ یہ پرانے والا نظام بہتر تھا اس میں پولیس جواب دہ تھی لیکن آج پولیس کسی کو بھی جواب دہ نہیں ہے۔آپ دیکھیں کہ پولیس کے پاس اتنا ٹائم ہی نہیں ہے اور آبادی اتنی زیادہ ہے اور پولیس کی تعداد اتنی کم ہے اس لئے پہلے پولیس کی تعداد کو بڑھائیں۔ دوسری پٹرولنگ کی بات ہے کہ وہ بنکوں کی ڈیوٹی دیں یا گلی محلوں کے سٹریٹ کرائم پر قابو پائیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ ہماری حکومت کی اولین ترجیحات میں شامل ہونا چاہئے اور بالخصوص خواتین کے حوالے سے میں کہوں گی کہ اتنی بڑی آبادی میں اگر نو دس ہزار female پولیس ہے تو یہ بہت کم تعداد ہے۔اس کی تعداد بڑھانی چاہئے۔

جناب سپیکر!یہاں پر تھانہ کلچر کی بات کی گئی تو میں سمجھتی ہوں کہ ان کی ایجوکیشن کے لئے بھی پروگرام ایسا مرتب کیا جائے کہ کوئی شریف آدمی آج تھانے کے لئے تیار نہیں ہے۔چوری، ڈکیتی ہو یا اس کی بیٹی کی عزت لوٹ لی جائے لیکن وہ ڈرتا ہے کہ پولیس مجھ سے الٹے سیدھے سوال کرے گی اور میرے ساتھ بدتمیزی سے پیش آئے گی۔ میں سمجھتی ہوں کہ ان کو ایک course language کروادیا جائے اور ایک نیا سوشل سٹرکچر ڈویلپ کریں کہ عوامی نمائندے اور پولیس مل بیٹھ کر عوام کی بہتری کے لئے کام کریں۔ جس طرح محرم میں امن کمیٹیاں بنوالیتے ہیں عید پر یہ کہتے ہیں کہ نماز عید کے لئے عوام نے یہاں آکر ہمارے ساتھ کام کرنا ہے اسی طریقے سے یہ عوام کو ساتھ ملا کر کام کریں گے تو شاید بہتری آئے گی۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ یہ اپنا رویّہ تبدیل کریں اور پیسے لینے چھوڑ دیں پھر لوگ جرم کرنا چھوڑ دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ راحیلہ خادم حسین!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ خواجہ عمران نذیر!

خواجہ عمران نذیر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!میں آپ کا ایک بار پھر مشکور ہوں کہ آپ نے اتنے اہم مسئلے پر مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔یہاں لاء اینڈ آرڈر پر مختلف قسم کی آراء آئی ہیں۔ کچھ لوگوں نے تعریف میں بات کی اور کچھ لوگوں نے نشاندہیاں کیں۔ بہتری کی گنجائش ہر وقت اور ہر جگہ موجود رہتی ہے۔الحمدللہ میں یہ نہیں کہتا کہ پنجاب کی پولیس نے بہت بڑا کارنامہ کر دیا ہے اگر آپ حقائق پر بات کریں تو آپ پچھلے ادوار کو بھی ذہن میں رکھیں اور اس دور کو بھی یاد رکھیں۔ جو بنیادی تبدیلیاں پالیسیوں میں آئی ہیں ہمیں ان تبدیلیوں کا خراج تحسین آج کی موجودہ حکومت کو ضرور دینا پڑے گا۔

جناب سپیکر!آپ اس اسمبلی کے ممبر تھے آپ کو یاد ہوگا کہ آپ سمیت ہمارے بہت سے اپوزیشن کے ممبران جب یہاں احتجاج کر کے جایا کرتے تھے جس طرح آج کے ہمارے ساتھی کرتے ہیں

لیکن ان کے ساتھ الحمدللہ وہ کچھ نہیں ہوتا جو آپ لوگوں کے ساتھ پولیس کے ذریعے کروایا جاتا تھا۔ آپ کو بسوں میں ٹھونسا جاتا تھا، آپ پر ڈنڈے اور لاٹھیاں اس پولیس کے ذریعے برسائی جاتی تھیں۔ آج یہ میاں محمد شہباز شریف خادم اعلیٰ پنجاب کا یہ کریڈٹ ہے کہ آج کی پولیس کو ہم اپنے ذاتی، سیاسی مقاصد کے لئے استعمال نہیں کر رہے ہیں۔ میاں محمد شہباز شریف صاحب کا یہ کریڈٹ ہے کہ آج کی پولیس لوگوں کو لوٹا بنانے کے لئے استعمال نہیں کی جارہی ہے۔ یہ میاں محمد شہباز شریف صاحب کا کریڈٹ ہے کہ آج کی پولیس پراپرٹی ڈیلر کا کردار ادا نہیں کر رہی ہے جس طرح ماضی میں پولیس سے پراپرٹی ڈیلر کا کردار ادا کروایا جاتا رہا ہے۔ ہمیں اس پر فخر ہے کہ الحمدللہ پنجاب میں آج کوئی ایک شخص اٹھ کر یہ نہیں کہہ سکتا، کوئی ایک سیاسی پارٹی کا کا ممبر اٹھ کر یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے بھینس چوری یا مجھے جلوس جلسہ نکالنے کے جرم میں ناجائز طور پر اندر کر دیا گیا۔ آپ دہشت گردوں کے مقدمات face کرتے رہے ہیں، میں face کرتا رہا ہوں اور یہاں میرے سیاسی colleague بیٹھے ہیں یہ دہشت گردی کے مقدمات face کرتے رہے ہیں۔ ہم لوگ کئی کئی مہینوں اپنے گھروں میں سو نہیں پاتے تھے۔ آج ہماری گورنمنٹ کی پالیسی ایسی نہیں ہے اور آج ان ساتھیوں کے ساتھ ایسا کوئی معاملہ پیش نہیں آتا اور اللہ نہ کرے کہ آئندہ بھی پیش پیش آئے۔

جناب سپیکر! جہاں تک بات لاء اینڈ آرڈر اور حالات کی ہے تو میں اتنی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو ملک کا آپ کا current status چل رہا ہے، جس طرح سے آپ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں اپنے آپ کو کئی سال پہلے جھونک چکے ہیں اور اس وقت کی جو حکومت تھی میں نام نہیں لیتا ان کی جو پالیسی تھی اس کا رزلٹ جو ہم آج تمام بھگت رہے ہیں اور خاص طور پر ہماری پولیس ان معاملات کے لئے trained نہیں تھی۔ پولیس کا کام دہشت گردوں کو پکڑنا نہیں ہوتا لیکن آج میں سلام کرتا ہوں ان ماؤں کے بچوں کو کہ جنہوں نے خودکش بمباروں کو پکڑتے ہوئے اپنی جانیں جان آفرین کے سپرد کر دیں اور سرخرو ہو گئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

آج میں سلام پیش کرتا ہوں ان لوگوں کو جن کے اندر ایک will آئی ہے اور جن کے اندر ایک حوصلہ آیا ہے۔ آج پولیس کی نوکری کرنے کو کوئی تیار نہیں ہے۔ آپ کسی ناکے پر جا کر دیکھیں جو ایک کانسٹیبل دہشت گردوں کی تلاش میں کھڑا رہتا ہے، اس کا حوصلہ ہے، اس کو داد دینی چاہئے اور ہر وقت کی تنقید بھی اچھی نہیں لگتی لیکن حقیقت ہے کہ بہتری کی بہت گنجائش موجود ہے اور بہت ساری جگہوں پر خرابیاں ہیں لیکن انشاء اللہ ہماری direction درست ہے، ہم نے صحیح جانب اپنا سفر شروع کر دیا ہے۔

انشاء اللہ آنے والے وقت میں جب ہم تمام یہ چاہیں گے اور ہماری یہ political will بن جائے گی کہ ہم نے اس معاشرے کو بہترین معاشرہ بنانا ہے اور اپنے لاء اینڈ آرڈر کو مل کر improve کرنا ہے تو ضرور ہم اس پر عمل کر پائیں گے اور انشاء اللہ کامیابی بھی ہو گی۔ میں پورے دعویٰ سے کہتا ہوں کہ آج بھی الحمد للہ اس ملک پاکستان کے جو دیگر صوبے ہیں اگر ان سے آپ صوبہ پنجاب کا موزانہ کر لیں تو آج بھی ہمارا لاء اینڈ آرڈر الحمد للہ سب سے بہترین ہے۔ آج کسی پنجاب کے علاقے سے کسی بلوچی سندھی یا پٹھان بھائی کی لاش ٹارگٹ کلنگ میں نہیں جاتی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

آج کسی بھی جگہ ہمارے کسی بھائی کو کوئی گزند نہیں پہنچتی لیکن ہمیں لاشیں وصول ہوتی ہیں۔ شالامار کالونی کا ہمارا ایک بھائی جس کی لاش آج کراچی سے وصول ہوئی ہے اور کوئٹہ سے بھی پنجابیوں کی لاشیں آتی ہیں لیکن الحمد للہ ہماری پولیس اور حکومت وقت کا کریڈٹ ہے کہ ہمارے صوبے میں یہ issue نہیں ہے۔ باقی جہاں تک suicide attack اور دہشت گردی کا تعلق ہے تو وہ بدترین پالیسی جو پچھلے دور میں بنائی گئی تھی اس کا خمیازہ تو ہم سب بھگت رہے ہیں۔ آج ہمیں سکیورٹی حصاروں میں پھرنا پڑتا ہے اور جیسے میرے بھائی چیمہ صاحب فرما رہے تھے کہ ہمارے گھر والوں کو پتا نہیں ہوتا کہ ہم واپس آئیں گے کہ نہیں آئیں گے۔ تو وہ شاید یہ بھول گئے ہیں کہ یہ دہشت گردی اور خودکش حملوں کا تحفہ قوم کو کس نے دیا، انہوں نے دیا جو دس دس سال تک وردی میں اس اسمبلی سے ایک ڈکٹیٹر کو elect کرانے کی بات کرتے تھے، یہ تحفہ ہم نے نہیں دیا۔

جناب سپیکر! آج ہم street crime کی بات کرتے ہیں اور street crime کو کنٹرول کرنا بے شک پولیس کا کام ہے لیکن ہمیں ایسی پالیسیاں بھی وضع کرنی ہیں کہ جس کی وجہ سے street crime رُک جائے۔ جب آپ کا بجلی کا بل 25 ہزار آئے گا، جب آپ کے ملک میں لوڈشیڈنگ کا یہ عالم ہو گا، جب آپ کے ملک میں لوگوں کی آمدنی ختم ہو جائے گی اور مہنگائی کا یہ عالم ہو گا کہ ڈیزل پٹرول روزانہ بڑھے گا تو کیا لوگ street crime کرنے پر مجبور نہیں ہوں گے لیکن اس کے باوجود ہماری پولیس نے الحمد للہ جو black book ہوتی ہے، جس میں most wanted لوگ آتے ہیں اس میں 233 لوگوں میں سے 17 کو انہوں نے encounters میں مارا ہے اور real encounters میں ہمارے پولیس کے ملازمین شہید اور زخمی بھی ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ 35 سے زیادہ ایسے لوگ گرفتار کئے گئے ہیں کہ جن کی head money بہت زیادہ تھی، اس کی مد میں کروڑوں روپے الحمد للہ پنجاب پولیس کے ان افسروں کو انعام بھی دیا گیا ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس سال کے پہلے 9 ماہ کے

دوران68159 ملزمان جو مختلف cases میں مطلوب تھے ان کو پنجاب پولیس نے گرفتار کیا ہے اور قتل کے 4782، ڈکیتی کے 3521 اور راہزنی اور اغواء برائے تاوان کے 5336 ملزمان پچھلے نو اور دس ماہ میں اس پولیس نے الحمدللہ گرفتار کئے ہیں۔ آج چیک اینڈ بیلنس بھی موجود ہے، آج تمام معاملات بہتری کی طرف جارہے ہیں۔ میں آپ کو بتاؤں کہ پانچ انگلیاں برابر نہیں ہوتیں اور جہاں خرابیاں ہیں وہاں ہمارے افسران بھی ان کا نوٹس لیتے ہوں گے۔ آج disciplinary action بھی ہوتے ہیں اور 600 سے زائد افراد کے خلاف ایکشن ہوا ہے۔ باقی جہاں تک تھانہ کلچر کا معاملہ ہے تو انشاء اللہ اس will کے ساتھ کام کریں گے اور میاں محمد شہباز شریف کے ہاتھ مضبوط کریں گے تو مجھے اس پر پورا یقین کامل ہے کہ انشاء اللہ، اللہ کی ذات مدد کرے گی اور ساری دنیا جانتی ہے کہ خادم اعلیٰ پنجاب کی نیت کتنی نیک ہے۔ وہ سچ بولنے کے عادی ہیں وہ ایسا نہیں کرتے کہ ملک پولیس سٹیٹ بنا رہے اور کہتے رہیں کہ سب ٹھیک ہے اور سب امن ہے۔ الحمدللہ میری دعا بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام بھائیوں کو بھی اپنی امان میں رکھے اور ہم اس ملک کو ایک صاف ستھرا معاشرہ دینے میں کامیاب ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! صرف دو خواتین باقی رہ گئی ہیں، کچھ تو مہربانی کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں، جن جن کا نام لکھا ہوا ہے انشاء اللہ سب کو باری ملے گی۔ میاں نصیر احمد صاحب!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! امن عامہ کے حوالے سے جو یہاں پر بحث کا آغاز ہوا ہے اس میں یقیناً پولیس کا کردار بہت اہم ہے۔ میں یہاں پر پولیس کے کردار کے حوالے سے وہی بات کروں گا جس کا میں خود چشم دید گواہ ہوں اور آپ بھی کسی نہ کسی صورت میں وہاں پر ہمارے ساتھ شامل رہے ہیں۔ آج سے دو مہینے پہلے جب پنجاب میں سیلابی آفت کی آمد آمد تھی تو خادم اعلیٰ پنجاب نے ہماری ڈیوٹی ضلع راجن پور میں لگائی، وہاں پر پہنچنے کے بعد میں یہ تصور کرتا تھا کہ اس آفت زدہ ماحول کے اندر اگر ہمیں سب سے زیادہ جس ڈیپارٹمنٹ کی شکایت آئے گی تو وہ شاید یقیناً پولیس ہو لیکن میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس آفت زدہ ماحول کے اندر جن جن علاقوں میں ہم گئے، جس گاؤں میں گئے، جس گلی میں گئے وہاں جا کر لوگوں سے پوچھا کہ آپ کی مدد کے لئے کون پہنچا ہے تو میرے لئے یہ بڑی حیرانگی کی بات تھی کہ وہاں پر یہی کہا گیا کہ پنجاب پولیس کے جوانوں نے آکر اس آفت زدہ لوگوں کی مدد کی ہے اور ان جوانوں نے مدد کی جن کے اپنے گھر بھی ڈوبے ہوئے تھے، وہ جوان جن کے اپنے بیوی بچے گھروں کی چھتوں پر تھے اور ان کا سامان اور گھر سیلاب کے پانی میں ڈوبا ہوا تھا لیکن ان جوانوں نے وہاں پر دن رات محنت

کی۔جب میاں محمد شہباز شریف وہاں آئے تو وہ ان گلیوں اور بازاروں میں گئے جہاں پر دس دس فٹ پانی کھڑا تھا۔پولیس کے نوجوان اور افسر کسی قسم کی تفریق کئے بغیر وہاں پر کھڑے رہے ہیں۔مجھے یاد ہے جب جام پور کے اندر لوگوں کا ایک بہت بڑا اکٹھ اور اجتماع تھا جس کے اندر وہاں کے پولیس آفیسر کو مجبور کیا گیا کہ یہاں پر لاٹھی چلانے اور آنسو گیس چلانے کی اجازت مانگی گئی اور اسے کہا گیا کہ یہ کام کرو لیکن میں اس پولیس آفیسر کو سلام پیش کرتا ہوں کہ جس نے وہاں پر ایک بڑی عقلمندی اور دانشمندی کے ساتھ ان لوگوں کے ساتھ مل کر ان کے مسائل حل کئے۔

جناب سپیکر!دوسرا میں یہاں پر آپ کی اور اس ہاؤس کی توجہ اس طرف بھی دلانا چاہتا ہوں کہ جو 1934 میں rules بنائے گئے تھے پنجاب کے اندر آج بھی وہی rules implement کئے جارہے ہیں ۔اس وقت اس خطے کی آبادی جہاں پر آج ہم موجود ہیں دو کروڑ کے قریب تھی اور اس وقت یہاں کی آبادی کے حساب سے ساڑھے چار سو افراد فی کس پر ایک پولیس نوجوان تعینات تھا لیکن اگر آج یہی اوسط دیکھی جائے تو تقریباً اس خطے کے اندر پندرہ سو افراد پر ایک نوجوان کی ڈیوٹی بنتی ہے۔آج یہ سوا نو کروڑ کی آبادی کا صوبہ جس کے اندر کرائم کی نوعیت بدل چکی ہے، جس کے مسائل بدل چکے ہیں، جس میں دہشت گردی بھی ہے اور جس میں خود کش حملے بھی ہیں اور جس میں جدید نوعیت کے کرائم بھی ہیں لیکن اس کے باوجود آج ساڑھے نو کروڑ کی آبادی والے اس صوبہ کے اندر جس کی پولیس کو 50۔ارب روپے کی سالانہ گرانٹ ملی ہے اور اس سال 50۔ارب روپے دیئے گئے ہیں۔اگر سوا نو کروڑ کی آبادی کو اس پر تقسیم کیا جائے اور 365 دنوں کا حساب لگایا جائے تو یہاں کے ایک شخص کی سکیورٹی کے لئے ایک روپیہ 70 پیسے بنتے ہیں اور آج چائے کا ایک کپ بھی -/12 روپے کا ہے۔وہ ایک روپیہ 70 پیسے جو ہم ایک آدمی کی سکیورٹی پر خرچ کرتے ہیں تو اگر دوسرے صوبوں سے comparison کریں تو اس سے ڈبل پیسے خرچ ہوتے ہیں۔اگر سندھ کا موازنہ کرتے ہیں تو وہاں پر -/4 روپے ایک شخص کی سکیورٹی پر خرچ ہوتے ہیں اور اتنا پیسا پولیس کو دیا جاتا ہے لیکن آپ کے سامنے حالات ہیں کہ وہاں وقت کے حاکم فوج اور رینجرز کو بلانے پر مجبور ہیں،وہاں کی پولیس ہاتھ جوڑتی ہے کہ ہم آبادیوں میں نہیں جاسکتے اور ہم crimes نہیں روک سکتے۔ہر روز درجنوں شہادتیں ہوتی ہیں،روزانہ درجنوں dead bodies اٹھائی جاتی ہیں اور پولیس نے ہاتھ اٹھادیئے ہیں کہ ہم ان crimes پر کنٹرول نہیں کر سکتے لیکن ہمارے ہاں اللہ کا شکر ہے کہ آج بھی ایک روپیہ 70 پیسے فی اوسط کے ساتھ بھی ہم اس نوعیت اور اس حد پر نہیں پہنچے کہ ہمیں رینجرز یا فوج کو بلانا پڑے اور اس کے ساتھ ساتھ پرسوں بھی یہاں پر

بات ہوئی تھی کہ ہم کمشنرز اور ڈی سی اوز اور ڈی ڈی او(آر) وغیرہ میں سے کسی کو پچاس ہزار اعزازیہ دیتے ہیں، کسی کو فیلڈ ورک کرنے کے لئے 30ہزار روپے دیتے ہیں اور کسی کو20ہزار روپے دیتے ہیں لیکن مجھے بتایا جائے کہ وہ ڈی پی اوز، آر پی اوز جو کام کرتے ہیں جن کے فیلڈ کا موازنہ قطعی طور پر کسی ڈی ڈی او(آر) اور ڈی سی او اور کمشنر کے ساتھ نہیں کیا جا سکتا، ان کو کیوں نہیں اعزازیہ دیا جاتا؟ جن کی فیلڈ ورک جو ہمیشہ گولی کی نوک پر ہوتی ہے ان کو کیوں نہیں فیلڈ ورک دیا جاتا؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس قسم کی تفریق کو بھی ختم ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! دوسرا جب جان بچانے کی بات آتی ہے تو ایک اور یونیفارم ادارہ بھی ہے، میں مانتا ہوں، ان کی شہادتوں کو بھی مانتا ہوں۔ وہ جس شہر میں جاتے ہیں گھر بھی ملتے ہیں، پلاٹ بھی ملتے ہیں ، بچوں کے لئے تعلیم بھی ملتی ہے۔ گالف کھیلنے کے لئے گراؤنڈز بھی ملتے ہیں تو مجھے بتائیں کہ پولیس کا وہ آفیسر جو پنجاب کے ایک کونے میں نوکری کرتا ہے اس کے بچوں کو فری تعلیم کی کوئی سہولت دی جاتی ہے، رہنے کے لئے گھر دیا جاتا ہے اور نہ اس کو دوسری سہولیات دی جاتی ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس تفریق کو بھی ختم ہونا چاہئے۔ یہ دس بیس یا تیس لاکھ جو ہم کسی نوجوان کی شہادت کے بعد دیتے ہیں اس کی بجائے اگر ہم ان کے بچوں کی مفت تعلیم کا بندوبست کریں۔ اسی طرح پنجاب میں بھی جو جام شہادت نوش کرتے ہیں ان کو پلاٹ دینے چاہئیں اگر وہ یونیفارم ادارہ شہادت حاصل کرتا ہے، East Pakistan کی خدمت کرتے ہوئے تو یہ لوگ بھی شہادت کے مقام کو پہنچتے ہیں اسی لئے ان کو بھی تمام سہولتوں سے نوازنا چاہئے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ آصف منظور موہل صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ خواجہ سلمان رفیق صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ شیخ علاؤالدین صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ افتخار احمد بابر کھیتران صاحب!

جناب افتخار علی کھیتران المعروف بابر خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ لاء اینڈ آرڈر حکومت کی ایک بنیادی ذمہ داری ہے جہاں بھی گورنمنٹ ہے وہاں لاء اینڈ آرڈر اس کا بنیادی فرض ہوتا ہے۔ میں عام آدمی کے نقطہ نظر سے لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پر گفتگو کرنا چاہوں گا۔ ایسے وقت کے اندر جب ملک میں دہشت گردی اور معمول کے جرائم کی شرح بڑھ رہی ہے تو یقیناً سٹیٹ کے وہ factor ، وہ stakeholder جن کی ذمہ داری بنتی ہے اس کو کنٹرول کرنا ان کے اوپر بے تحاشا pressure ہے۔ ہماری پولیس فورس جواں مردی سے اور اپنی استعداد سے بڑھ کر performance ادا کر رہی ہے

لیکن میں یہ واضح کرنا چاہوں گا کہ لاء اینڈ آرڈر صرف پولیس کی ذمہ داری نہیں ہے۔ یہ اکیلا ادارہ لاء اینڈ آرڈر کا ذمہ دار نہیں ہے۔ کسی بھی معاشرے کے اندر قانون کی عملداری یا امن وامان جو ہے، جو بھی حکومتی ادارے ہیں خواہ ان کا تعلق revenue department سے ہو، خواہ ان کا تعلق urban planning سے ہو، خواہ اور شعبے ہیں بیروزگاری ہے، کرپشن ہے، یہ تمام چیزیں لاء اینڈ آرڈر پر اثرانداز ہوتی ہیں۔ لاء منسٹر تشریف رکھتے ہیں، اگر ایک آدمی کو روزمرہ کے کاموں میں تکلیف کا سامنا ہو اور وہ امتیاز کا شکار ہو تو یقیناً اس معاشرے کے اندر لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا ہو گا اور اس کو counter کرنے کے لئے اداروں کی کارکردگی ایک بنیادی ذمہ داری ہے۔ اگر ہمارے ادارے proper طریقے سے کام نہیں کریں گے اور عام آدمی ریلیف محسوس نہیں کرے گا تو میں نہیں سمجھتا کہ اکیلا پولیس کا ادارہ لاء اینڈ آرڈر کو کنٹرول کرے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت ہمیں مل کر یہ تمام چیزیں سوچنی چاہئیں اور reforms لانی چاہئیں جس سے عام آدمی کو بہتر زندگی گزارنے کے مواقع مل سکیں۔ چونکہ لاء اینڈ آرڈر کے اندر پولیس کو ہی اصل ذمہ دار محسوس کیا جارہا ہے اور گفتگو ہو رہی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے اندر بہت سی چیزوں کی اصلاح ہونے والی ہے۔ ہم جس معاشرے کے اندر رہ رہے ہیں وہاں آئین اجازت دیتا ہے کہ آزادانہ ایف آئی آر درج ہونی چاہئے، اگر کسی آدمی کو کوئی تکلیف محسوس ہوتی ہے یا اس کا کوئی مسئلہ ہے تو اسے حل ہونا چاہئے لیکن جس طرح آزادانہ ایف آئی آر درج ہوتی ہے کیا اسی طرح، اسی انداز میں آسانی سے اس کا اخراج بھی ہوتا ہے، فرض کریں اگر وہ جھوٹی ایف آئی آر ہے تو کیا اس کا اخراج بھی اسی طرح ہوتا ہے؟ ہمیں اپنی پریکٹیکل زندگی کا تجربہ یہی بتاتا ہے کہ ایف آئی آر درج ہونے کے بعد خواہ کتنی ہی جھوٹی ہو اس کے اخراج کے لئے لوگوں کو بہت پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں۔ اس کی اصلاح بہت ضروری ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر ایک آدمی پر ایف آئی آر درج ہو جاتی ہے اور وہ بے گناہ ہے تو اسے ہمیشہ اس چیز کے خوف کا شکار کر دیا جاتا ہے کہ ایف آئی آر درج ہونے کے بعد گرفتاری ضروری ہے خواہ جتنا مرضی بے گناہی کا ثبوت دے دے اس کے اوپر مستقل دباؤ رہتا ہے کہ جب نام آ گیا ہے تو گرفتار ضرور ہو گا۔ معاشرے کے اندر یا پولیس کے قوانین کے اندر جہاں اس طرح کے نقائص ہیں کم از کم یہ ضرور دور ہونے چاہئیں۔ یہ اس وقت کی ضرورت ہے اور میرے نزدیک یہی چیز رشوت کا سبب بن رہی ہے۔ اسی طرح IO's کی اچھی کارکردگی کہ وہ scientific بنیادوں پر تفتیش کر سکیں اور probe کر سکیں کہ کس شخص نے کرائم کیا ہے۔ اس کے لئے ان کی knowledge، ان کی skills، ان کی تربیت عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق ہونی چاہئے اور خصوصاً اس پولیس ڈیپارٹمنٹ کے اندر

check،systemہو،اگر ایک IOکرپٹ یانااہل ہے تو اس کوcheckہونا چاہئے اور اسے اس چیز کا ڈر ہونا چاہئے کہ اگر میں غلط تفتیش کروں گا تو پولیس آرڈر کے تحت وہ بااختیار ہے اور ڈی پی او بھی اس کی investigationکے اندر مداخلت نہیں کر سکتا تو اسے وہ ڈر ہونا چاہئے اور میں محسوس کرتا ہوں کہ وہ ڈر اس قدر نہیں ہے جس قدر اس معاشرے کے اندر ضرورت ہے تو اس لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے میں محسوس کر رہا تھا کہ ساری ذمہ داری پولیس ڈیپارٹمنٹ پر ڈالی جا رہی تھی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ لاء اینڈ آرڈر کی ذمہ داری اس ایوان پر عائد ہوتی ہے۔اس پنجاب کے نمائندہ لوگوں کے ایوان پر عائد ہوتی ہے۔اگر یہ اسمبلی، یہ فورم، اپنی کارکردگی اور اپنے فرائض بہتر طور پر انجام دے گا تو پنجاب کے اندر لاء اینڈ آرڈر بہتر ہو گا۔اگر یہاں پر ہم ذمہ داری کا اظہار نہیں کریں گے، ان نقائص اور gapsکو fillنہیں کریں گے تو لاء اینڈ آرڈر صرف پولیس کی ذمہ داری نہیں ہے اس ایوان کی بھی ذمہ داری ہے اور آخر میں ایک کہاوت ہے کہ "جہاں پر ناانصافی ہو گی وہاں دو بھائی بھی اکٹھے نہیں بیٹھیں گے اور جہاں انصاف ہو گا سارا زمانہ ایک نکتے پر اکٹھا ہو جائے گا۔"Thank you.

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی، نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آج اس موضوع پر اظہار خیال کے لئے آپ نے مجھے بھی وقت دیا۔ جن مشکل حالات میں، جس دہشت گردی کی لہر میں ہماری اس حکومت نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی تو اس وقت مجھے یاد ہے کہ ہمارے چیف منسٹر پنجاب نے اپنی پہلی تقریر میں یہ کہا تھا کہ ہم شاید اس صوبے کے اندر دودھ اور شہد کی نہریں تو نہ بہا سکیں لیکن ہم جو کام کریں گے وہ ہم صاف نیت، ایمانداری اور صدقِ دل کے ساتھ کریں گے۔ بے شک آج ہم دودھ اور شہد کی نہریں تو نہیں بہا سکے لیکن اس صوبے میں امن وامان کے قیام کے لئے، اس صوبے کی ترقی کے لئے جس طرح دن رات چیف منسٹر پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی کوششیں ہیں وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں اور جس طرح بیماری کے عالم میں بھی دِن رات انہوں نے اس صوبے کو ایک تباہی سے بچانے کے لئے، جو ایک دہشت گردی کی لہر پورے ملک میں دوڑ چکی تھی، جس طرح سینکڑوں دہشت گرد اس صوبے کے اندر اس صوبے کو تباہ و برباد کرنے کے لئے داخل ہو چکے تھے وہ میرے خیال میں اس کا سارا creditوزیر اعلیٰ پنجاب اور ان کی ٹیم کو جاتا ہے۔ان کی ٹیم نے جس طرح دن رات کوششیں کیں ان کو creditضرور دینا چاہئے اور جس طرح ہماری اپوزیشن کی بہنیں اور بھائی آج اس ایوان کے اندر پولیس

افسران کی تعریفیں کر رہے تھے تو میں یہ کہنا چاہوں گا کہ آج وہ خود اس بات کا اعتراف کر رہے تھے کہ ایماندار آئی جی پنجاب اس صوبے کے اندر تعینات ہے۔ وہ خود تسلیم کر رہے ہیں یہ اس will کا اظہار کرتا ہے جو صوبے کی چیف ایگزیکٹو کی ہے کہ ہم ایماندار لوگوں کو آگے لے کر آئے ہیں تاکہ اس صوبے کے اندر سے وہ گند صاف کر سکیں جو ایک ڈکٹیٹر اپنے پچھلے آٹھ سالہ دور حکومت میں ڈال گیا ہے۔ جس طرح پچھلے آٹھ سال کے اندر اس صوبے میں تھانے بکتے تھے ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ اس صوبے کے اندر قاتلوں کو دندناتے پھرتے ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ آج یہ چیز سب کے سامنے ہے کہ ہر شخص کو یہ پتا ہے کہ اگر وہ کوئی جرم کرے گا تو چاہے اس کا جو بھی status ہے وہ اس جرم سے بچ نہیں سکے گا۔ یہ احساس جب اس معاشرے کے اندر پیدا ہو کہ اگر ہم کوئی غلط کام کریں گے تو ہمیں کوئی پوچھنے والا موجود ہو گا تو اس معاشرے سے جرائم آہستہ آہستہ ختم ہو جائیں گے۔ اس کے علاوہ بات کی گئی سیاسی مداخلت کی، یہ بات پورا ایوان اور تمام سیاست دان اور پورا صوبہ جانتا ہے کہ میاں محمد شہباز شریف کے دور میں سیاسی مداخلت اس طرح سے نہیں ہے جس طرح پچھلے ادوار میں ہوا کرتی تھی۔ اس طرح سے اضلاع نہیں بیچے جا رہے بلکہ میں یہ بات دعویٰ سے کہتا ہوں کہ پنجاب کے تمام اضلاع میں ڈی پی او نہایت ایماندار تعینات کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی ایماندار پولیس افسران تعینات کئے گئے ہیں۔ دہشت گردی کو روکنے کے لئے جو اقدامات جناب چیف منسٹر پنجاب اور پنجاب پولیس نے کئے وہ سب کے سامنے ہیں جس کی وجہ سے دہشت گردی کے اندر کافی کمی آئی ہے۔ ورنہ جس speed سے پنجاب میں دہشت گرد داخل ہوئے تھے اور جس تعداد میں داخل ہوئے تھے اگر اس کا شب و روز محنت کر کے تدارک نہ کیا جاتا تو شاید میں اور آپ آج یہاں پر سکھ کا سانس نہ لے رہے ہوتے۔ میرے اپنے ضلع میانوالی کے اندر دہشت گردی سے چوکیاں اڑا دی گئیں اور نہتے پولیس والے شہید ہوئے۔ میں اس ایوان اور تمام لوگوں کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ دہشت گردی کو روکنے میں ناکامی ہوئی تو یہ غلط کہہ رہے ہیں۔ ہمارے ضلع میں جو blast ہوئے ہماری پولیس نے دن رات کام کر کے within some days ان ملزموں کو trace کیا۔ دہشت گردوں کا جو نیٹ ورک تھا اسے break کیا گیا اور تمام لوگوں کو گرفتار کر کے اور تو اور ان کے cases کے بھی فیصلے ہو چکے ہیں۔ مخالفت برائے مخالفت میں صرف یہ کہہ دینا کہ یہ نہیں ہو رہا، وہ نہیں ہو رہا۔ میرے خیال میں ہم تمام لوگوں کو، اس تمام ایوان کو اگر کوئی شخص اچھا کام کر رہا ہے، کوئی شخص اس صوبے کی ترقی کے لئے، اس صوبے کو بچانے کے لئے دن رات ایک کر رہا ہے تو ہمیں اسے appreciate کرنا چاہئے۔ ہم میاں محمد شہباز

شریف کی ان کاوشوں کو اور جو ایماندار لوگوں کو انہوں نے تعینات کیا ہے ان کی ٹیم کو سلام پیش کرتے ہیں اور انشاء اللہ ہم توقع کرتے ہیں کہ ان کی قیادت کے اندر پنجاب امن وامان کا گہوارا بنے گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ!

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب والا! یہ بڑی زیادتی ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔Chair پر اس طرح کے سوال نہ کریں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں آپ کی بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔آئی جی صاحب تو تھک کر چلے گئے ہیں۔آپ دیکھ لیں جن کو سنانا تھا وہ تو چلے گئے ہیں۔اب ہمارے لاء منسٹر صاحب بیٹھے ہیں اور ان کو بھی شاید نیند آ رہی ہے دیکھ لیں، ان کو بھی alert ہو جانا چاہئے۔(قہقہے)

جناب والا! انہوں نے مقدمات کی اتنی بڑی لسٹ پیش کی اور بتایا کہ اتنے مقدمات نمٹائے۔یہ سارے کے سارے انہوں نے اعداد و شمار پیش کئے، میں کہتی ہوں کہ انہوں نے بالکل ٹھیک بتائے ہیں مگر میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ مجھے تھوڑا سا بتا دیں کہ ان میں عورتوں کے کتنے جرائم تھے جو انہوں نے نمٹائے ہیں۔ عورتوں کے ساتھ اتنا ظلم ہوا جس کی کوئی حد نہیں، کسی کی آنکھوں میں تیزاب ڈالا گیا، کسی کے جسم کے اعضاء کاٹے گئے، کسی کو گھر سے نکال دیا گیا، کسی نے دریا میں چھلانگ لگا دی اور کسی نے خود سوزی کر لی۔ ایسے جرائم کے بارے میں انہوں نے ایک نشاندہی بھی نہیں کی۔اب میں خود دو کی نشاندہی ان کو کر دیتی ہوں تاکہ یہ اس کے اوپر غور کر لیں۔

جناب والا! میں صرف اصلاح کے لئے بولوں گی میں ان پر تنقید نہیں کر سکتی کیونکہ یہ کام بہت اچھا کرتے ہیں۔ کبھی تو یہ ہمارا کام نمٹا دیتے ہیں اور کبھی نرمی سے ٹال دیتے ہیں۔ابھی تین مہینے پہلے کی بات ہے ایک غریب عورت کرسچئن عورت کو جھاڑو لگانے کی ملازمت ملی۔اس کے رشتہ داروں نے jealous ہو کر اس کے گدھے کو یعنی کھوتے کو زہر کا گولا دے دیا اور اس کو قتل کر دیا۔ وہ میرے پاس آئی میں نے تھانے میں ایف آئی آر درج کروانا چاہی تو انہوں نے نہیں کاٹی۔ میں نے سی پی او صاحب سے بات کی تو انہوں نے کہا کہ اس عورت کو میرے پاس بھیجیں۔ وہ عورت ان کے پاس گئی انہوں نے کہا اب اس تھانے میں دوبارہ جائیں۔ فیصل آباد بٹالہ کالونی کا تھانہ ہے، اقبال ناگرا صاحب وہاں کے ایس ایچ او تھے، اب پتا نہیں وہاں پر ہیں یا کہیں اجڑ گئے ہیں۔جب وہ ان کے پاس آئی تو وہ فون پر فون کر رہے ہیں، اندر بیٹھے ہوئے ہیں، کہتے ہیں کہ میٹنگ میں بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم call back کریں گے اور بعد میں کال ہی نہیں کرتے۔ وہ عورت دوبارہ اپنے رشتہ داروں کے پاس

گئی کہ آپ نے میرے گدھے کو کیوں زہر دیا؟ ہمارے لئے تو وہ گدھا گاڑی ہے، اس غریب کے لئے تو وہ چاند گاڑی ہے، اس سے وہ روزی کماتے ہیں اور گدھے کا کیا قصور جس کو زہر دے دیا گیا ہے؟ وہ ایس ایچ او مجھے کہنے لگا کہ آپ اتنی گرم کیوں بولتی ہیں؟ میں نے کہا آٹھ دن ہو گئے ہیں آدھے کپڑوں میں وہ عورت پھر رہی ہے، اس کی طرف آپ کی نظر نہیں جاتی۔ جب بھی آپ کے پاس آتی ہے تو کہتے ہیں "کھوتے نوں باہر سُٹو تے گولے نوں سنبھال لو" میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ وہ عورت کس کے پاس انصاف کے لئے جائے؟ اس کو تین مہینے ہو گئے ہیں ابھی تک اس کو اپنے گدھے کا انصاف نہیں ملا، کیا گدھے کا قتل، قتل نہیں ہے؟ اس بے چاری کی روزی پر جو لات ماری گئی ہے اس کا حساب کہاں سے ملے گا؟ (قطع کلامیاں)

ایک اور واقعہ کی طرف میں آپ کو نشاندہی کروا دیتی ہوں۔ یہ مرد اپنی باتیں کرتے رہتے ہیں ہماری جب باری آتی ہے تو ان کو یہی تکلیف ہو جاتی ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: یاران کو بولنے دو۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: مستانہ خیل، مستانہ خیل ہی ہوتا ہے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر! فیصل آباد کی زاہدہ سلیمی جس کی نشاندہی ایکسپریس چینل نے اپنے پروگرام "کوئی دیکھے نہ دیکھے شبیر تو دیکھے گا" اس عورت کو انگلینڈ میں آٹھ دن کے اندر اندر انصاف مل گیا مگر پاکستان میں تیس سال سے وہ روزے سے پھر رہی ہے اس بے چاری کو انصاف نہیں ملا۔ اس کی دھوکے کے ساتھ ایک ڈرگ مافیا کے ساتھ شادی کر دی گئی وہ وہاں سے بھاگا اور پاکستان میں دندناتا پھر رہا ہے اس کو کوئی پکڑ ہی نہیں رہا، ادھر ڈرگ مافیا کا وہ بادشاہ ہے جو کراچی میں موجود ہے اور اس سے پتا نہیں کتنے ڈرگ مافیا نے جنم لیا ہو گا۔ پولیس والوں کے پاس جب ایک عورت جاتی ہے تو ایف آئی آر کیوں درج نہیں کرتے؟ کہتے ہیں کہ بی بی ایف آئی آر درج کروائیں، درخواست لکھ کر دیں، وہ غریب عورت جس کو درخواست بھی لکھنی نہیں آتی، وہ باہر سے درخواست لکھوا کر آتی ہے، جمع کرواتی ہے تو اگلے دن پھر کہتے ہیں کہ "تو کچھ دے کے وی نہیں گئی" میں اپنے وزیر قانون سے کہتی ہوں کہ یہ جو چیزیں ہیں ان کو بھی غور سے دیکھا کریں۔ عورتوں کے حوالے سے اپنے روّیہ پر نظر ثانی کریں۔ میں زیادہ لمبا نہیں بولنا چاہتی اتنا ہی کافی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا! مجھے بھی بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کو بھی موقع دوں گا۔جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ ڈار صاحبہ نے جو بات کی ہے میں اس سلسلے میں یہ بات on record لانا چاہوں گا کہ واقعی تیزاب پھینکنے کے واقعات کا پچھلے سال میں یک دم بہت اضافہ ہوا ہے اس لئے حکومت پنجاب نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ان تمام مقدمات میں، جن میں خواتین کے اوپر تیزاب پھینکا جائے تو اس کے اوپر ATA 7 کا اطلاق کیا جائے اور اس سلسلے میں اکتوبر 2009 میں سرکلر جاری کیا گیا اور اس کے بعد جتنے بھی مقدمات acid throwing کے ہوئے ان میں ATA7 کا اطلاق ہوا تاکہ اس میں compromise نہ ہو سکے اور ملزموں کو سزا ملے۔اس میں دو مقدمات کا ذکر کروں گا۔ملتان کے مقدمہ نمبر 254/2009 میں ملزم کو بیس سال قید اور ایک لاکھ روپے جرمانہ ہوا۔اسی طرح سے مقدمہ نمبر 341 جو کہ لاہور کا مقدمہ ہے اس میں بھی ملزم کو سات سال قید اور 10 لاکھ روپے جرمانہ ہوا جو کہ اس خاتون کو اس کے علاج کے لئے دیا جائے گا۔دوسرا ایک قصور کا مشہور مقدمہ تھا غالباً انہوں نے اسی کا حوالہ دیا ہے جس میں ایک ملزم نے ایک خاتون کا ناک اور کان کاٹ دیا تھا۔اس پر بھی دہشت گردی ATA7 کا اطلاق کیا گیا اور اس میں ملزم کو 7 لاکھ روپے جرمانہ جو کہ مضروبہ کو دیا جائے گا اور اس کے ساتھ ہی ملزم کو عمر قید کی سزا بھی ہوئی ہے۔اس کا بہتر انداز میں نوٹس لیا گیا ہے باقی انہوں نے جو گدھے کے قتل کا مقدمہ درج نہ ہونے کا کہا ہے تو یہ مجھ سے رابطہ کریں انشاء اللہ گدھے کے قتل کا مقدمہ بھی درج ہو جائے گا۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں نے پہلے نام بھجوایا تھا، مجھے بھی بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! تشریف رکھیں۔میں آپ کو بھی بلاتا ہوں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا! مجھے بھی پھر ان کی طرح احتجاج کرنا پڑے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، انہوں نے بالکل احتجاج نہیں کیا۔آپ مجھے House کو چلانے دیں آپ کا نام جہاں پر لکھا ہے میں آپ کو اس سے پہلے ہی بلاؤں گا۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں نے پہلے نام یہاں سے بھجوایا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو لسٹ میرے پاس جس طرح نیچے سے آئی ہے مجھے House کو اس طرح سے چلانے دیں لیکن میں آپ سے یہ کہہ رہا ہوں کہ میں آپ کو پہلے بلاؤں گا۔ابھی آپ تشریف رکھیں، میں آپ کو بلاتا ہوں۔ڈاکٹر محمد اختر ملک صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! شکریہ

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! یہ پارلیمانی سیکرٹری ہیں میرا نہیں خیال کہ انہیں rules اجازت دیتے ہیں کہ یہ تقریر کر سکیں۔لاء منسٹر صاحب کے سر ہلانے سے rules نہیں بنتے۔یہ نہیں بول سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر نے اس بات کا سر ہلایا ہے کہ یہ درست ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری نہیں بول سکتا۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری وقفہ سوالات میں سوال نہیں کر سکتا اور اگر کوئی سرکاری بحث چل رہی ہے تو وہ اس میں اس لئے حصہ نہیں لے سکتا چونکہ وہ گورنمنٹ کا حصہ ہے۔یہ تو ہمارے جیسے جو گورنمنٹ سے باہر ہیں ان کا حق بنتا ہے۔اگر یہ کہیں کہ گورنمنٹ کی لاء اینڈ آرڈر کی پالیسی غلط ہے تو یہ کس کو کہیں گے؟ یہ تو اسی کا حصہ ہیں۔پھر یہ فنانس کے پارلیمانی سیکرٹری ہیں۔ اگر یہ کہیں کہ پولیس خراب ہے تو ان کو سارا بجٹ یہی دے رہے ہیں۔اگر پولیس خراب ہے تو ان کو بجٹ کیوں دیتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نوانی صاحب! وہ بات ہو گئی ہے۔لاء منسٹر صاحب نے جو سر ہلایا تھا وہ حسن مرتضیٰ صاحب کو غلط فہمی ہوئی تھی۔دراصل انہوں نے اسی بات کا سر ہلایا تھا کہ پارلیمانی سیکرٹری نہیں بول سکتا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے مجھے وضاحت کی ہے کہ وہ تجاویز دینا چاہتے ہیں لہذا انہیں اس کی اجازت دی جائے اور آپ اس بارے میں لاء منسٹر صاحب سے بھی پوچھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ اپنی تجاویز in writing دے دیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! تجاویز بھی concern minister دے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز، آپ تشریف رکھیں۔راؤ کاشف رحیم خان صاحب!

راؤ کاشف رحیم خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو پنجاب پولیس کے ان نوجوانوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے دہشت گردی کی جنگ میں اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے۔ میں ان لوگوں کی بھی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں کہ آج سے تقریباً دو سال پہلے پنجاب کے خادم اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے ان کی تنخواہوں میں اضافے کے وقت ان سے حلف لیا تھا کہ ہم پنجاب پولیس میں سے ان کالی بھیڑوں کا احتساب کریں گے جو انصاف میں رکاوٹ ہیں۔ میں خوشامد کرنے کا عادی نہیں ہوں لیکن اگر ایمانداری سے جائزہ لیا جائے اور پاکستان کے چاروں صوبوں کی پولیس کو مدنظر رکھ کر ان کا موازنہ کیا جائے تو باقی صوبوں سے پنجاب پولیس کی کارکردگی سب سے بہتر ہے لیکن میں اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ پنجاب پولیس کے افسران کا عوام کے ساتھ روّیہ دیکھا جائے اور خصوصاً تھانہ کی سطح پر ان لوگوں کا روّیہ یکسر مختلف ہے۔ یہ پہلے تو کہتے تھے کہ سیاسی مداخلت بہت زیادہ ہو چکی ہے لیکن میں فیصل آباد کی حد تک کہتا ہوں اور یقین بھی دلاتا ہوں کہ ضلع فیصل آباد میں شاید ہی کوئی ایس ایچ او کسی ایم پی اے کی مرضی سے لگا ہو اس لئے ہم فیصل آباد کی پولیس سے یہ توقع رکھتے تھے کہ یہ جرائم پر کنٹرول کریں گے لیکن میں نے ان دو مہینوں میں دیکھا کہ پولیس آرڈر 2002 جو کہ رائج الوقت قانون ہے اس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پورے ضلع میں شعبہ انوسٹی گیشن کو عملاً ختم کیا گیا۔ میں کل ایک کام کے سلسلے میں ایس پی صدر کے پاس گیا تو ان کا روّیہ دیکھ کر مجھے انتہائی دکھ ہوا۔ میں نے ایس پی صاحب سے کہا کہ فلاں مقدمہ میں cross version غلط درج ہوا ہے تو ان کا کہنا تھا کہ ہائیکورٹ اور سیشن کورٹس بھی غلط مقدمات درج کرتے ہیں؟ میں نے کہا کہ آپ اس طرح کی بات نہ کریں۔ پولیس آرڈر 2002 کا مقصد یہی تھا کہ واچ اینڈ وارڈ اور تفتیش کو علیحدہ کیا جائے خدانخواستہ اگر متعلقہ ضلع کا ایس پی غلط پرچہ کروائے گا یا غلط cross version درج کروائے گا تو جس آدمی کے خلاف cross version درج ہو وہ کدھر جائے گا؟ لہذا میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے گزارش کرتا ہوں کہ ضلع فیصل آباد میں واچ اینڈ وارڈ اور انوسٹی گیشن کو دوبارہ فعال کیا جائے اور انوسٹی گیشن شعبہ میں ایسے ایماندار آفیسر لگائے جائیں جن کی دیانتداری پر کوئی شک نہ ہو۔ جب فیصل آباد میں پولیس آرڈر 2002 پر عمل درآمد ہو گا تو انشاء اللہ تعالیٰ فیصل آباد کی حد تک جرائم کا خاتمہ ہو گا۔ ہمیں یہ بات بھی مدنظر رکھنا ہو گی کہ جرائم میں اضافے کی وجہ کیا ہے؟ آپ سب لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ جس ملک میں 235 سیٹوں کے لئے 35 ہزار امیدوار ہوں، جس میں اتنی بے روزگاری ہو، اتنی مہنگائی ہو تو امن وامان قائم کرنا صرف پولیس کا کام نہیں بلکہ ہم سب کا فرض بنتا ہے کہ مخصوص حالات کے پیش

نظر پولیس سے تعاون کریں اور بلا خوف وڈران تمام عناصر کی نشاندہی کریں جو امن وامان میں رکاوٹ بنتے ہیں۔

جناب سپیکر! چونکہ میں دیہاتی حلقے سے منتخب ہوا ہوں لہذا میں اس سلسلے میں چند تجاویز دینا چاہتا ہوں کہ رورل ایریاز میں پنچائتی سسٹم نافذ کیا جائے، چھوٹے چھوٹے مقدمات کی ایف آئی آرز ہونے سے پہلے وہ پنچائتی سسٹم کے ذریعے ختم کئے جائیں۔ میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ پٹرولنگ پولیس کو active کیا جائے اور جن دیہی علاقوں میں پٹرولنگ پولیس نہیں وہاں نئی چیک پوسٹیں قائم کی جائیں۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: پٹرولیم پولیس نہیں، پٹرولنگ پولیس کہیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب! میں پٹرولنگ پولیس ہی کہہ رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Chair کو مخاطب کر کے بات کریں۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں شاہ صاحب کے کہنے پر بس کرتا ہوں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری اخلاق صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے پولیس کی کارکردگی ایک حوالے سے آپ کے notice میں لانا چاہ رہی ہوں کہ 10-2009 کی درمیانی شب سفید کپڑوں میں چادر اور چاردیواری کے تقدس کو پامال کیا گیا، بغیر قانونی جواز کے اہلخانہ سے بدتمیزی کی گئی اور مزاحمت کرنے پر پولیس نے فائرنگ کر کے ایک نوجوان لڑکے کو قتل کر دیا، جب اس کے باپ نے اپنے بیٹے کو مرتے ہوئے دیکھا تو اس نے یہ سمجھا کہ یہ ڈاکو آئے ہوئے ہیں تو جب باپ نے جوابی کارروائی کی تو چار پولیس والے قتل ہو گئے۔ پھر کیا ہوا؟ ایلیٹ فورس بلا لی گئی اور یہ اعلان کیا گیا کہ اگر آپ ہتھیار پھینک دیں تو آپ سے زیادتی نہیں کی جائے گی بلکہ قانونی کارروائی کی جائے گی۔ جب اس لڑکے کے باپ نے ہتھیار پھینک دیئے تو اسے گرفتار کر کے اس پر فائرنگ کر کے اسے بھون دیا گیا۔ اس واقعہ پر ابھی تک پولیس کے خلاف کارروائی نہیں ہوئی بلکہ یہ خبر دی گئی کہ ڈاکوؤں سے مقابلے میں دو ڈاکو ہلاک کر دیئے گئے اور چار پولیس والے شہید ہوئے ہیں۔ پھر ڈی آئی جی نے پولیس نوجوانوں کے لئے انعام کا بھی اعلان کیا ہے۔ پورے شہر نے احتجاج کرتے ہوئے اپیل کی ہے کہ اس واقعہ کی جوڈیشل انکوائری کروائی جائے اور اس کی جو بھی رپورٹ آئے اس پر من وعن عملدرآمد کروایا جائے۔

جناب سپیکر!رات کو ٹیلی ویژن پر خبر چل رہی تھی کہ فیصل آباد میں کانسٹیبلز کی بھرتی کے دوران ایک لڑکا فوت ہو گیا۔ کانسٹیبل کی بھرتی کے لئے جو دوڑ رکھی ہوئی ہے اس کا فاصلہ صرف اور صرف ایک کلو میٹر کا ہوتا ہے لیکن انہوں نے جو کل دوڑ لگوائی ہے وہ ایک کلو میٹر سے زیادہ تھی اور اس دوڑ میں ایک لڑکا حفیظ اللہ جو سیکنڈ ایئر کا طالب علم تھا وہ دوڑ کے دوران بے ہوش ہوا اور پھر اس کی death ہو گئی۔اس کے علاوہ پانچ اور امیدوار بھی بے ہوش ہو گئے۔یہ کوئی طریق کار نہیں ہے۔اگر آپ لوگوں کو jobs نہیں دے سکتے تو انہیں اس طرح سے مارنے کا کوئی جواز نہیں بنتا۔کیا ایک کلو میٹر سے زیادہ فاصلے کی دوڑ کی permission کسی قانون کے تحت دی گئی ہے یا انہوں نے اپنی مرضی سے وہ فاصلہ بڑھایا ہے ؟اس کی انکوائری کر کے ذمہ دار لوگوں کے خلاف کارروائی کی جائے تاکہ ان کو پتا چلے۔جب دوڑ لگوائی جاتی ہے تو کم از کم آپ ان کو ایمبولینس تو فراہم کریں تاکہ ان کو بر وقت طبی امداد دی جا سکے کیونکہ ایسا کوئی بھی وقوعہ کسی بھی وقت ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر!ضلع بہاولنگر میں منچن آباد کا تھانہ سو فیصد بکا ہوا ہے۔صرف جاگیر داروں، سرمایہ داروں اور زمینداروں کے کام ہوتے ہیں کیونکہ انہوں نے ان تھانوں کو خریدا ہوا ہے۔یہ لوگ ان کی پشت پناہی کرتے ہیں۔یہ لوگ چوروں اور رسہ گیروں کی پشت پناہی کرتے ہیں۔ڈھاباں والا کے ساتھ تالیاں اور چشتیاں کے ساتھ ایک گاؤں نو گجیانی ہے وہاں سے اگر آپ مغرب کے بعد گزریں تو پھر آپ کو خالی ہاتھ واپس آنا پڑے گا۔وہاں پر موبائل، سامان اور روپیہ پیسا سب کچھ چھین لیا جاتا ہے تو وہاں کی پولیس کیا کر رہی ہے،وہ کہاں پر اپنی ڈیوٹی دیتی ہے ؟اس علاقے کی پولیس اپنی ذمہ داری پوری نہیں کر رہی،اس جانب توجہ دی جائے۔خصوصی طور پر جہاں پر پولیس سٹیشن نہیں ہے،وہاں ڈکیتی کی واردات ہو رہی ہیں تو ان جگہوں پر پولیس سٹیشن قائم کئے جائیں تاکہ جرائم کی روک تھام ہو سکے اور لوگوں کو اپنی جان و مال کا تحفظ فراہم کیا جا سکے۔

جناب سپیکر!امن و امان کو قائم رکھنے کی ذمہ داری صرف پولیس کی نہیں ہے۔اس حوالے سے میرا ایک مشورہ ہے کہ اگر آپ سول سوسائٹی کے لوگوں کو اس میں شامل کریں تو اس سے بہت اچھے اور مثبت نتائج برآمد ہوں گے۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر:بہت شکریہ۔جس طرح آپ کو معلوم ہے کہ آج ہاؤس کا وقت تین بجے تک تھا۔ہم نے صرف بحث کے لئے دو مرتبہ وقت بڑھایا ہے۔ابھی بھی کافی زیادہ ممبران کی list موجود ہے۔وزیر قانون صاحب!جس طرح پہلے بات ہوئی تھی کہ اس معاملے کو بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں رکھ کر فیصلہ

کیا جائے اور امن وامان کے حوالے سے بحث کے لئے کوئی ایک دن اور fix کیا جائے۔ میرے پاس ابھی بھی کوئی تیس سے زیادہ دوستوں کی فہرست موجود ہے اور ان میں سے زیادہ تر یہاں پر تشریف فرما بھی ہیں اس لئے اس بحث کے لئے ہم ایک دن اور رکھ لیں گے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! اس وقت ہاؤس میں جو معزز ممبران تشریف فرما ہیں وہ اسی وجہ سے موجود ہیں کہ اس بحث میں حصہ لے سکیں۔ اب اگر آپ اجلاس adjourn کرتے ہیں تو جب دوبارہ اس حوالے سے بحث ہو گی تو ان سب ممبران کو جو کہ یہاں پر اس وقت موجود ہیں پہلے time دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل اس وقت میرے پاس جو فہرست موجود ہے ان کو ہم پہلے time دیں گے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اس وقت ہاؤس میں جو لوگ موجود ہیں ان کے نام نوٹ کر لئے جائیں تاکہ ان کو next time پہلے وقت دیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں امن وامان پر بحث کے لئے ہم ایک اور دن کا تعین کر لیں گے، اس دن بحث ہو جائے گی لیکن جو صاحبان اس وقت ہاؤس میں موجود ہیں، جنہوں نے انتظار کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ان کے نام آپ identify کر لیں اور اس دن ان کو پہلے موقع دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں identify کر لیتا ہوں۔ میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا صاحب! موجود ہیں۔ رائے صفدر عباس بھٹی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جاوید حسن گجر صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ رائے شاہجہاں کھرل صاحب! موجود ہیں۔ خواجہ اسلام صاحب! موجود ہیں۔ طاہر اقبال سندھو صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ معین وٹو صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ مسعود لالی صاحب! موجود ہیں۔ وسیم افضل چن صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ صاحب! موجود نہیں ہیں۔ احمد حسن ڈیہر صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ رائے محمد اسلم کھرل صاحب! موجود ہیں۔ طاہر اقبال صاحب! موجود ہیں۔ رانا تنویر ناصر صاحب! موجود ہیں۔ جلال الدین ڈھکو صاحب! موجود ہیں۔ ملک علی عباس کھوکھر صاحب! موجود ہیں۔ حسن مرتضیٰ صاحب! موجود ہیں۔ الیاس چنیوٹی صاحب ابھی مجھے بتا کر گئے ہیں اس لئے ان کا نام اس میں شامل کر لیا جائے۔ طاہر خلیل سندھو صاحب موجود ہیں لیکن وہ پارلیمانی سیکرٹری ہیں اس لئے تقریر نہیں کر سکتے۔ ثناء اللہ مستی خیل صاحب!۔۔۔

ابھی تھوڑی دیر پہلے تک تو بیٹھے تھے،ان کا نام بھی شامل کر لیا جائے۔سعید اکبر نوانی صاحب!موجود ہیں۔شاہ رخ ملک صاحب!موجود ہیں۔مخدوم محمد ارتضیٰ صاحب!موجود ہیں۔اس کے بعد احمد خان بلوچ صاحب اور شیر علی خان صاحب کا نام شامل کیا جائے کیونکہ یہ دونوں تشریف فرما ہیں۔ملک جہانزیب وارن اور علی اصغر منڈا صاحب بھی تشریف فرما ہیں ان کے نام بھی نوٹ کر لئے جائیں۔میاں محمد رفیق صاحب بھی تشریف فرما ہیں اس لئے ان کا نام بھی شامل کیا جائے۔میاں صاحب!آپ کا نام تو اس فہرست میں نہیں تھا لیکن آپ اس وقت موجود ہیں اس لئے آپ کا نام شامل کیا جاتا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!میں نے باقاعدہ لکھ کر اپنا نام بھجوایا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں،اب آپ کا نام شامل کر لیا گیا ہے۔اب آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 21۔اکتوبر2010 صبح 10-00 تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

1475

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،21۔اکتوبر2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ ہائرایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

توجہ دلاؤنوٹس

سرکاری کارروائی

1۔ مسودہ قانون(ترمیم)مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 2010(مسودہ قانون نمبر21بابت 2010)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)مقامی حکومت پنجاب مصدرہ2010، جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے مقامی حکومت ودیہی ترقی نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، کوفی الفورزیر غورلایاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)مقامی حکومت پنجاب مصدرہ2010 منظورکیاجائے۔

1477

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا بیسواں اجلاس

جمعرات، 21۔اکتوبر2010

(یوم الخمیس، 12۔ذیقعد1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 40 منٹ پر زیر صدارت

جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ oo

قُلۡ صَدَقَ ٱللَّهُۗ

فَٱتَّبِعُواْ مِلَّةَ إِبۡرَٰهِيمَ حَنِيفٗاۖ وَمَا كَانَ مِنَ ٱلۡمُشۡرِكِينَ ﴿٩٥﴾
إِنَّ أَوَّلَ بَيۡتٖ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكٗا وَهُدٗى
لِّلۡعَٰلَمِينَ ﴿٩٦﴾ فِيهِ ءَايَٰتُۢ بَيِّنَٰتٞ مَّقَامُ إِبۡرَٰهِيمَۖ وَمَن
دَخَلَهُۥ كَانَ ءَامِنٗاۗ وَلِلَّهِ عَلَى ٱلنَّاسِ حِجُّ ٱلۡبَيۡتِ مَنِ
ٱسۡتَطَاعَ إِلَيۡهِ سَبِيلٗاۚ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ ٱللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ
ٱلۡعَٰلَمِينَ ﴿٩٧﴾

سُوۡرَةُ آل عِمرَان آیات95 تا97

کہہ دو کہ اللہ نے سچ فرمادیا پس دین ابراہیمؑ کی پیروی کرو جو سب سے بے تعلق ہو کر ایک (اللہ) کے ہو رہے تھے اور مشرکوں سے نہ تھے (95) پہلا گھر جو لوگوں (کے عبادت کرنے) کے لئے مقرر کیا گیا تھا وہی ہے جو مکے میں ہے بابرکت اور جہاں کے لئے موجبِ ہدایت (96) اور اس میں کھلی ہوئی نشانیاں

ہیں جن میں سے ایک ابراہیمؑ کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے جو شخص اس (مبارک) گھر میں داخل ہو اس نے امن پالیااور لوگوں پر اللہ کا حق (یعنی فرض) ہے کہ جو اس گھر تک جانے کا مقدور رکھے وہ اس کا حج کرےاور جو اس حکم کی تعمیل نہ کرے گا تو اللہ بھی اہل عالم سے بے نیاز ہے(97)

وماعلینا الالبلاغo

نعتِ رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعتِ رسول مقبول ﷺ

خاک سُورج سے اندھیروں کا ازالہ ہوگا
آپ ﷺ آئیں تو میرے گھر میں اُجالا ہوگا
عشقِ سرکار کی اِک شمع جلا لو دل میں
بعد مرنے کے لحد میں بھی اُجالا ہوگا
حشر میں ہوگا وہ سرکار کے جھنڈے کے تلے
میرے سرکار کا جو چاہنے والا ہوگا
حشر میں اُس کو بھی سینے لگائیں گے حضور ﷺ
جس گنہگار کو ہر ایک نے ٹالا ہوگا
صلہ نعتِ نبی ﷺ پائے گا جس دن خالد
وہ کرم دیکھنا تم دیکھنے والا ہوگا

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

تعزیت

سابق صدر سردار فاروق احمد خان لغاری کی وفات پر دعائے مغفرت

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! سردار فاروق احمد خان لغاری، سابق صدر وفات پا گئے ہیں۔ ان کے لئے دعائے مغفرت کروائی جائے۔

جناب سپیکر: سردار فاروق احمد خان لغاری جو اس ہاؤس کے غالباً قائد حزب اختلاف بھی رہے ہیں اور اس کے بعد صدر پاکستان بھی رہے ہیں ان کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

سوالات

(محکمہ ہائر ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: میرے علم میں آیا ہے کہ یہاں سپیکر گیلری میں قومی اسمبلی کے ممبر رانا محمد اسحاق صاحب تشریف فرما ہیں میں اس ہاؤس کی طرف سے ان کو خوش آمدید کہتا ہوں۔

اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے کے مطابق محکمہ ہائر ایجوکیشن سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ سب سے پہلا سوال سیدہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: On her behalf Question No.1000 (معزز خاتون ممبر نے سیدہ بشریٰ نواز گردیزی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

بہاولپور خواتین ڈگری کالجز کے لئے ٹرانسپورٹ کی فراہمی

*1000: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بہاولپور شہر میں واقع خواتین ڈگری کالجز کے لئے حکومت نے کتنی بسیں فراہم کر رکھی ہیں تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) مذکورہ بالا خواتین ڈگری کالجز میں سے کتنے کالجز میں ہوسٹل کی سہولت موجود ہے نیز ان میں طالبات کے ٹھہرانے کے لئے کتنی گنجائش موجود ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) بہاولپور شہر میں خواتین ڈگری کالجز کے لئے حکومت نے پانچ بسیں فراہم کر رکھی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ گورنمنٹ صادق ڈگری کالج فار گرلز بہاولپور 03 بسیں

2۔ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین د.ئی محل روڈ بہاولپور 02 بسیں

(ب) بہاولپور شہر میں درج ذیل خواتین ڈگری کالجز کو حکومت کی طرف سے ہوسٹل کی سہولیات فراہم ہیں

نمبر شمار	نام کالج	تعداد ہوسٹل	ہوسٹل میں طالبات کے ٹھہرانے کے لئے گنجائش
1	گورنمنٹ صادق ڈگری کالج فار گرلز بہاولپور	02	225 طالبات
2	گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین د.ئی محل روڈ بہاولپور	01	100 طالبات

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ بہاولپور میں گورنمنٹ ڈگری کالجز برائے خواتین بہاولپور کے لئے پانچ بسیں فراہم کی گئی ہیں۔ جو تعداد کے لحاظ سے کم ہیں، کیا حکومت اتنی ہی مزید بسیں یا ان سے زیادہ تعداد میں بسیں خریدنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: کیا آپ مزید بسیں خریدنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! گورنمنٹ صادق ڈگری کالج فار گرلز بہاولپور کو تین بسیں اور گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین د.ئی محل روڈ بہاولپور کو دو بسیں فراہم کی گئی ہیں۔ ان کی بات کسی حد تک بجا ہے کہ طالبات کی تعداد کے حوالے سے دیکھا جائے تو بسوں کی تعداد کم

ہے۔ ہم نے یہ بسیں بھی حال ہی میں فراہم کی ہیں اگر پرنسپل صاحبہ ہمیں لکھ کر بھیجیں گی تو حکومت مستقبل میں نئی بسیں فراہم کرنے کا بالکل ارادہ رکھتی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!اگر منسٹر صاحب تعداد واضح کر دیں تو بہت ہی اچھا ہو گا اور بسیں جلد فراہم کرنا طالبات کے لئے اچھا ہو گا کیونکہ بچیوں کے لئے ٹرانسپورٹ کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال اسی زمرے میں ہوسٹلز کے بارے میں ہے کیونکہ بہاولپور کے گورنمنٹ کالجز بہت بڑے علاقے کو cater کرتے ہیں، جہاں بچیاں دور سے آکر تعلیم حاصل کرتی ہیں۔ کیا حکومت ارادہ رکھتی ہے کہ ہوسٹلز کی تعداد جو ایک اور دو لکھی ہے کیا طالبات کے لئے حکومت نئے ہوسٹلز بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک یہ ممکن ہو گا کیونکہ وہاں پر بھی ہوسٹلز کا بہت مسئلہ ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! گورنمنٹ صادق ڈگری کالج فار گرلز بہاولپور میں دو ہوسٹلز ہیں اور اس میں کل 82 کمرے ہیں جن میں اس وقت 225 طالبات رہائش پذیر ہیں۔ اس وقت ہوسٹل کے کمروں میں دو سے چار طالبات کمرے کے سائز کے مطابق رہائش پذیر ہیں۔ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین دبئی محل روڈ بہاولپور میں ایک ہوسٹل ہے۔ اس کے کمروں کی تعداد 35 ہے اور ان میں ایک سو طالبات رہائش پذیر ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین سیٹلائیٹ ٹاؤن میں نئے کالج اور ہوسٹل کی عمارت کی بھی تعمیر ہو رہی ہے۔ اسی طرح جن کالجوں کا خصوصی طور پر اس سوال میں پوچھا گیا ہے ان کے بارے میں اگر وہاں کی ضرورت کے تحت پرنسپل جو ایڈمنسٹریٹو انچارج ہوتی ہیں وہ ہمیں لکھ کر بھیجیں گی تو ہم ہوسٹل کے لئے اگلے ADP میں فنڈز ضرور رکھیں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: On her behalf Question No. 1815 (معزز خاتون ممبر نے محترمہ ثمینہ خاور حیات کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

قصور۔گرلز/بوائز کالجز میں لیکچرار کی خالی اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1815: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

قصور میں کتنے گرلز/بوائز کالجز ہیں جہاں پر strength کے مطابق Lecturers نہ ہیں، نام اور خالی اسامیوں کی تعداد سے آگاہ کریں نیز کب تک خالی اسامیاں پُر کر دی جائیں گی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

اس وقت ضلع قصور میں چھ بوائز کالجز اور پانچ گرلز کالجز ایسے ہیں جہاں پر منظور شدہ strength کے مطابق لیکچرار میسر نہ ہیں۔ان کالجوں کے نام اور خالی اسامیوں کی گریڈ وار مکمل تفصیل Annex-C ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔تاہم مذکورہ کالجوں میں مختلف مضامین کی پروفیسر گریڈ20 کی ایک ،ایسوسی ایٹ پروفیسر گریڈ19 کی دس،اسسٹنٹ پروفیسر گریڈ18 کی 52اور لیکچرار گریڈ17 کی 38اسامیاں خالی ہیں۔ محکمہ تعلیم نے اساتذہ کی کمی کے پیش نظر گریڈ20،19،18 میں بھرتی کے لئے ریکوزیشن پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھجوادی ہے جہاں پر آج کل انٹرویو ہو رہے ہیں۔ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سفارشات موصول ہوتے ہی خالی اسامیاں پُر کر دی جائیں گی۔ نیز گریڈ 17 میں خالی اسامیوں پر بھرتی کے لئے سمری جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کو ارسال کی جاچکی ہے۔خالی اسامیاں جلد از جلد پُر کرنے کی خاطر محکمہ تعلیم نے مختلف مضامین میں کالج ٹیچر انٹرنیز کی بھرتی کا شیڈول بھی جاری کر دیا ہے جس کے مطابق کالج ٹیچر انٹرنیز اسی ماہ کے آخر تک اپنی ذمہ داریاں سنبھال لیں گے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!اس میں تاریخ ترسیل 7۔نومبر 2008 ہے۔ سوال یہ پوچھا گیا تھا کہ کتنی اسامیاں خالی ہیں اور کب تک پُر کر دی جائیں گے تو اس میں انہوں نے اسی طرح لکھ دیا ہے کہ خالی اسامیاں جلد از جلد پُر کرنے کی خاطر محکمہ تعلیم نے مختلف مضامین میں کالج ٹیچر انٹرنیز کی بھرتی کا شیڈول بھی جاری کر دیا ہے۔ مجھے یہ پوچھنا ہے کہ latest position کیا ہے، کیا اس میں ابھی تک خالی اسامیاں اور انٹرنیز ٹیچر ہی چل رہی ہیں یا کیا محکمے نے پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ان اسامیوں کو پُر کرنے کا انتظام کیا ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!ان کا سوال یہ تھا کہ قصور میں کتنے گرلز/ بوائز کالج ہیں جہاں پر strength کے مطابق lecturers نہ ہیں، نام اور خالی اسامیوں کی تعداد سے آگاہ کریں نیز کب تک خالی اسامیاں پُر کر دی جائیں گی؟اس کا جواب یہ ہے کہ ضلع قصور میں چھ بوائز کالج اور پانچ گرلز کالج ایسے ہیں جہاں پر منظور شدہ strength کے مطابق lecturers میسر نہ ہیں۔ان کالجوں

کے نام اور خالی اسامیوں کی گریڈ وار مکمل تفصیل Annex-C ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جو میں معزز ممبر کو بتا دیتا ہوں کہ قصور کے کالجوں کی ٹوٹل sanctioned strength 376 ہے۔

جناب سپیکر: آپ کالجوں کی تعداد بتا رہے ہیں یا لیکچرار کی تعداد بتا رہے ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں لیکچرار کی تعداد بتا رہا ہوں۔ قصور میں بوائز اور گرلز کے ٹوٹل 11 کالج ہیں جن میں طلباء وطالبات کی تعداد 12099 ہے۔ وہاں پر اساتذہ کرام کی sanctioned strength 376 ہے۔ اس وقت in working 276 ہیں اور 103 خالی اسامیاں ہیں۔ اس سوال کا اگر جواب دیکھا جائے تو محکمہ تعلیم نے اساتذہ کی کمی کے پیش نظر گریڈ 18,19 اور 20 میں بھرتی کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو requisition بھجوا دی ہے جہاں پر آج کل انٹرویو ہو رہے ہیں۔ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سفارشات موصول ہوتے ہی خالی اسامیاں پُر کر دی جائیں گی۔ نیز گریڈ 17 میں خالی اسامیوں پر بھرتی کے لئے سمری جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کو ارسال کی جا چکی ہے اور خالی اسامیاں جلد از جلد پُر کرنے کی خاطر محکمہ تعلیم نے مختلف مضامین میں کالج ٹیچر انٹرنیز کی بھرتی کا شیڈول بھی جاری کر دیا ہے۔ جو CTI کالج ہیں وہاں پر locally internee Teacher recruit کر سکتے ہیں جس کا کل کے ایکسپریس اخبار میں اشتہار آ چکا ہے اور اس کے مطابق اس ماہ کے آخر تک یا اگلے ماہ کے شروع میں وہاں کے اساتذہ کی کمی کو بھی پورا کر لیں گے۔ اس کے علاوہ ٹوٹل 2024 اساتذہ کرام پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہمارے پاس تشریف لا رہے ہیں جن کے آج کل انٹرویو ہو رہے ہیں ان میں 1271 اسسٹنٹ پروفیسرز جو گریڈ 18 کے ہوں گے، 726 ایسوسی ایٹ پروفیسرز جو گریڈ 19 کے ہوں گے اور 27 پروفیسرز جو گریڈ 20 کے ہوں گے اس طرح ٹوٹل 2024 اساتذہ اگلے تین سے چھ ماہ کے دوران پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے آ جائیں گے جو ہمارے کالجوں میں اساتذہ کرام کی کمی کو پورا کریں گے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال بڑا اہم ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! منسٹر صاحب بتائیں کہ کیا محکمہ گریڈ 18,19 اور 20 میں پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے direct بھرتی کر سکتا ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں وہی عرض کر رہا تھا کہ ہمارے پاس approved ہے کہ ہم پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے اساتذہ کرام کی گریڈ 20 میں direct بھرتی کریں، دراصل گریڈ 20 کا 27 سیٹوں کا shortfall تھا اس لئے ہم direct بھرتی کر سکتے ہیں۔ پچھلے کئی سالوں سے shortfall ختم نہیں ہوا تھا اس لئے اب ہم دوبارہ پبلک سروس کمیشن کے ذریعے 18,19 اور 20 گریڈ میں direct بھرتی کر رہے ہیں جو اگلے تین سے چھ ماہ کے دوران ہمارے کالجوں میں آ جائیں گے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے بہت مفصل جواب دیا ہے اور سارا وقت انہوں نے جواب پڑھنے پر ہی لگا دیا ہے۔ مجھے ان کے منہ سے کہلوانا ہی یہی تھا کہ چھ یا آٹھ مہینے مزید لگیں گے۔ بات یہ ہے کہ بظاہر 2008 لیکن یہ سیٹیں شاید اُس سے بھی پہلے سے خالی ہیں اور اب 2010 آ چکا ہے تو ابھی بھی وہ fill نہیں ہو سکیں۔ وزیر موصوف نے اپنے منہ سے کہا ہے کہ ابھی چھ، سات یا آٹھ مہینے اور لگیں گے۔ اگر آپ غور کریں تو اس تتمے میں انہوں نے submit کیا ہے کہ گورنمنٹ اسلامیہ گرلز کالج قصور میں 22 منظور شدہ اسامیوں میں سے اسسٹنٹ پروفیسر کی صرف 13 سیٹیں خالی ہیں جس کا مطلب ہے کہ انگلش، اکنامکس، جغرافیہ، ہیلتھ، فزکس، سیاسیات اور اردو جیسے اہم مضامین کے دو تین سال یا پتا نہیں کتنے سالوں سے اساتذہ ہی نہیں ہیں اور اس کے بعد ابھی بھی وزیر موصوف کہہ رہے ہیں کہ مزید آٹھ مہینے لگیں گے۔ تتمے میں آگے بھی کافی لمبی لسٹ ہے جو میں پڑھ سکتی ہوں۔ اب بچے بچیوں کی تعلیم کا معاملہ ہے لیکن پبلک سروس کمیشن کا امتحان اور بچوں کا اس قدر وقت ضائع کرنا ہی تشویش کا باعث ہے۔ میری آپ سے سفارش ہے کہ آپ انہیں تاکید فرمائیں کہ یہ اسے expedite کروائیں۔ باقی پنجاب کی حالت تو اس سے بھی تشویشناک ہے۔ یہ انتہائی اہم بات ہے کہ منسٹر صاحب نے اپنے منہ سے کہا ہے کہ مجھے ابھی مزید سات آٹھ ماہ کا ٹائم چاہئے۔

جناب سپیکر: محترمہ! جب سے یہ محکمہ ان کے پاس ہے اُس period کا حساب ہم ان سے لیتے ہیں لیکن اگر یہ سیٹیں پہلے سے خالی ہیں تو پھر اُس کا حساب میں کس سے لوں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ اڑھائی تین سال سے ہیں اور اب یہ مزید ٹائم مانگ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! بتائیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!معزز ممبر نے بار بار ایک word use کیا ہے کہ منہ سے بات کر رہے ہیں۔ میں ان کو بتانا چاہوں گا کہ انسان منہ سے ہی بات کرتا ہے۔ میں نے اپنے منہ سے ہی بات کرنی ہے اور ان کا جواب دینا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں،انہوں نے کہا ہے کہ میرا مقصد ان کے منہ سے ہی کہلوانا تھا۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر! میں وضاحت کرتا ہوں کہ اس وقت ہمارے پاس پنجاب کے کالجوں میں تقریباً ساڑھے چار ہزار لیکچراروں کی کمی ہے کیونکہ یہ بھی پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے آتے ہیں۔ پچھلے کئی سالوں سے گریڈ 18,19 اور 20 گریڈ کی سیٹیں خالی تھیں جن کو پُر کرنے کے لئے ہم نے پبلک سروس کمیشن کو کہا ہے جس کے ذریعے ٹوٹل 2024 اساتذہ اگلے چھ ماہ میں آ جائیں گے۔ اس کے علاوہ میں نے جواب کے آخر میں بھی محترمہ کو یہ بتایا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! میرے خیال میں آپ اس کو expedite کروائیں اور بس کریں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر! میری گزارش سن لیں کہ ہم نے کل "ایکسپریس" اخبار میں CTI کا اشتہار دیا ہے،CTI کالج کے پرنسپل خود recruitment کر سکتے ہیں کیونکہ اس سے فوری طور پر shortfall ختم ہو سکتا ہے۔ ایک سال کے لئے ہم ان کو recruit کریں گے جس کا already کل اشتہار آ چکا ہے۔ پورے پنجاب میں جہاں جہاں بھی ٹیچروں کی کمی ہے ہم CTI کے ذریعے پُر کر لیں گے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ نسیم ناصر خواجہ صاحبہ کا ہے۔ جی، سوال نمبر پکاریں۔

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: سوال نمبر 2090 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گورنمنٹ علامہ اقبال ڈگری کالج برائے خواتین سیالکوٹ کی تفصیلات

*2090: محترمہ نسیم ناصر خواجہ: کیاوزیر ہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ علامہ اقبال ڈگری کالج برائے خواتین سیالکوٹ میں کل کتنی لیکچرار، اسسٹنٹ پروفیسروں، ایسوسی ایٹ پروفیسروں اور پروفیسروں کی منظور شدہ اسامیاں ہیں، کتنی ابھی تک خالی پڑی ہیں۔

(ب) کیامذکورہ کالج میں پرنسپل تعینات ہے، اگر تعینات ہے تو اس کا نام اور تاریخ تعیناتی سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے اگر کوئی پرنسپل تعینات نہ ہے تو کب تک پرنسپل تعینات ہو جائے گی؟

وزیر ہائرایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ علامہ اقبال کالج برائے خواتین، سیالکوٹ میں ٹیچنگ سٹاف کی کل تعداد 21 ہے جن میں لیکچراروں کی تعداد 15 ہے اور ان میں سے سات خالی ہیں۔ گورنمنٹ آف پنجاب کی نئی بھرتی پالیسی کے تحت ٹیچنگ اسسٹنٹس کی چار سیٹیں پُر ہو چکی ہیں جبکہ فارسی، تاریخ اور کمپیوٹر سائنس کی سیٹیں خالی ہیں۔ اسسٹنٹ پروفیسروں کی تعداد تین ہے جن میں سے اسلامیات اور اردو کی سیٹیں خالی ہیں۔ ایسوسی ایٹ پروفیسر کی ایک سیٹ خالی ہے اور پروفیسر کی کوئی سیٹ منظور نہ ہے۔

(ب) گورنمنٹ علامہ اقبال کالج برائے خواتین، سیالکوٹ میں مستقل پرنسپل تعینات ہے جس کا نام مسز اختر جمیل ہے اور جس کی تاریخ تعیناتی 15-07-2008 ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے گورنمنٹ علامہ اقبال ڈگری کالج برائے خواتین سیالکوٹ کے حوالے سے بتایا ہے کہ وہاں پر ٹیچنگ سٹاف کی کل تعداد 21 ہے جن میں لیکچراروں کی تعداد پندرہ اور سات اسامیاں خالی ہیں۔ مجھے منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا ہے کہ یہ کب تک خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ذرا جلدی سے بتادیں۔ اس کو لمبا چوڑا نہ پڑھئے گا کیونکہ انہوں نے پڑھا ہوا تصور کر لیا ہے۔

وزیر ہائرایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: انہوں نے جو سوال پوچھا ہے مہربانی کر کے اتنا ہی جواب دے دیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں بتا دیتا ہوں۔ انہوں نے پوچھا ہے کہ اکیس میں سے سات خالی اسامیاں کب تک پُر ہو جائیں گی جس کا جواب یہی ہے کہ CTI کے ذریعے ہم اس کو پُر کریں گے اور باقی جب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے direct recruitment ہو جائے گی تو ان اساتذہ کو تمام کالجوں میں بھیج دیا جائے گا۔

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب کے جز(ب) میں کہا گیا ہے کہ گورنمنٹ علامہ اقبال کالج برائے خواتین سیالکوٹ میں مستقل پرنسپل تعینات ہے جس کا نام مسز اختر جمیل ہے اور اس کی تاریخ تعیناتی 15-07-2008 ہے۔ مجھے ان سے یہ پوچھنا ہے کہ یہ محترمہ تو ریٹائر ہو چکی ہیں جن کو 2009 میں dismiss کیا گیا تھا اور پورا سال غائب رہی ہیں۔ اس کے بعد مسز اختر جمیل کی جگہ ایک ایڈیشنل پرنسپل صاحبہ آئیں جو ابھی تک کام کر رہی ہیں۔ جواب میں مسز اختر جمیل صاحبہ کا نام لیا گیا ہے لیکن وہ آج کل پرنسپل نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ درست فرما رہی ہیں اور میں پہلے عرض کرنے لگا تھا لیکن آپ نے مجھے کہا کہ مختصر جواب دیں تو بتانا مقصود یہ تھا کہ اس سوال کا جواب اسمبلی میں 13-02-2009 کو بھیجا گیا تھا۔ اس وقت latest position different ہے جس کی میں وضاحت کرنا چاہتا تھا لیکن آپ نے مجھے کہا کہ مختصر جواب دیں۔ پرنسپل صاحبہ جن کا نام انہوں نے جز(ب) میں دیا ہے کہ مسز اختر جمیل کو 26 کالجز جن کا رزلٹ 10 فیصد کم آیا تھا تو اس سلسلے میں انہیں معطل کیا گیا، پھر یہ بحال ہوئیں اور 07-08-2010 کو ریٹائر ہو گئیں۔ اس وقت وہاں پر مسز طلعت امتنان اسسٹنٹ پروفیسر گریڈ 18 کی بطور پرنسپل 08-08-2010 سے خدمات انجام دے رہی ہیں اور حال ہی میں 18 سے 19 گریڈ میں ترقی پانے والے افسران کی بطور مستقل پرنسپل تعیناتی کا معاملہ زیر غور ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی محترمہ آپ ہی کا ہے۔

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 2091 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین سیالکوٹ کی تفصیلات

*2091: محترمہ نسیم ناصر خواجہ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین حاجی پورہ سیالکوٹ میں کل کتنی لیکچرار، اسسٹنٹ پروفیسروں، ایسوسی ایٹ پروفیسروں اور پروفیسروں کی منظور شدہ اسامیاں ہیں اور کتنی ابھی تک خالی پڑی ہیں؟

(ب) کیا مذکورہ کالج میں پرنسپل تعینات ہے اگر کوئی پرنسپل تعینات نہ ہے تو کب تک پرنسپل تعینات ہو جائے گی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ کالج برائے خواتین، حاجی پورہ، سیالکوٹ میں ٹیچنگ سٹاف کی کل تعداد 28 ہے جن میں لیکچرار کی تعداد 24 ہے اور ان 24 میں سے 11 خالی ہیں۔ گورنمنٹ آف پنجاب کی نئی بھرتی پالیسی کے تحت اعزازی ٹیچنگ اسسٹنٹس کی چھ سیٹیں پُر ہو چکی ہیں اور اب پانچ سیٹیں (اسلامیات، مطالعہ پاکستان، فارسی، سوشل ورک، اور جغرافیہ) خالی ہیں۔ اسسٹنٹ پروفیسرز کی تعداد دو ہے جو کام کر رہی ہیں۔ ایسوسی ایٹ پروفیسر اور پروفیسر کی کوئی اسامی منظور نہ ہے۔

(ب) گورنمنٹ کالج برائے خواتین حاجی پورہ، سیالکوٹ میں گریڈ 19 کی پرنسپل کی سیٹ 13-11-2004 سے خالی پڑی ہے۔

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: جناب سپیکر! میرا سوال اس میں پھر وہی ہے کہ 11 خالی سیٹوں کو حکومت کب تک fill کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 13-11-2004 سے پرنسپل کی سیٹ خالی ہے جس کی وجہ سے وہاں پر بچے پڑھ نہیں پا رہے اور پرائیویٹ کالجوں میں جانے کو ترجیح دیتے ہیں تو اتنے عرصہ سے خالی سیٹوں پر کب تک تعیناتی کا ارادہ رکھتے ہیں اور 13-11-2004 سے لے کر اب تک وہاں پر کوئی پرنسپل کیوں تعینات نہیں کی گئی؟

جناب سپیکر: یہ 2004 سے پرنسپل کی سیٹ خالی پڑی ہے تو میں اس کا جواب کس سے لوں؟ (قہقہہ)

معزز ممبران: جناب سپیکر! اپوزیشن بنچوں پر بیٹھے ہوئے ممبران سے لیں جو اس وقت حکومت میں تھے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! بالکل ہم اس کا جواب دیں گے۔

جناب سپیکر: مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! 2004 میں جب یہ سیٹ خالی تھی تو اس وقت یہاں پر قائم مقام پرنسپل کام کرتی رہی ہیں اور اس وقت وہاں مستقل طور پر مسز روبینہ گیلانی بطور پرنسپل 08-10-11 سے کام کر رہی ہیں اور جب 2008 میں ہماری حکومت آئی تو 08-08-11 سے مسز روبینہ گیلانی کو مستقل پرنسپل تعینات کیا ہے؟

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ روبینہ گیلانی صاحبہ کو شاید اتنے اختیارات نہیں ہیں کیونکہ جب بھی ان کے پاس کوئی کام کے سلسلے میں جائے تو ان کا جواب ہوتا ہے کہ میں مستقل پرنسپل نہیں ہوں بلکہ میں ایڈہاک یا ایڈیشنل ہوں تو حکومت کب تک اس سیٹ پر مستقل تعیناتی کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ check & balance رہے کیونکہ جن اداروں میں ذمہ داری کا سلسلہ مکمل نہیں ہوتا تو وہ ادارے کامیاب نہیں ہوتے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! محترمہ درست فرما رہی ہیں اور گریڈ 19 میں جیسے ہی promotions ہو جائیں گی تو ہم وہاں پر مستقل پرنسپل لگا دیں گے مگر روبینہ گیلانی اس وقت وہاں پر بطور پرنسپل تعینات ہیں جن کے پاس اس ادارے کو چلانے کے لئے پورے اختیارات ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! شکریہ۔ پورے پنجاب میں کالجوں کے پروفیسرز اور لیکچرارز کی سیٹیں خالی ہیں اور میرے خیال میں آج سے دو سال قبل ایک سوال پر منسٹر صاحب نے جواب دیا تھا کہ ہم بہت جلد ایسی سیٹوں کو fill کر لیں گے۔ اس کے بعد میرے ضلع چنیوٹ کے کالج سے سیٹیں shift کی گئی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس پر ضمنی سوال نہیں کر سکتے کیونکہ یہ غیر متعلقہ ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اگر غیر متعلقہ ہو تو آپ بتادیں۔

جناب سپیکر: میں آپ سے اور کیا کہوں کیونکہ میں نے اسے غیر متعلقہ کہہ دیا ہے اس لئے کہ جب اس کا جواب آ رہا تھا تو آپ تشریف فرما نہیں تھے اور منسٹر صاحب نے اس کا تفصیلی جواب دیا ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ ہم نے اخبار میں اشتہار بھی دے دیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ اسی سوال سے متعلقہ ہے اور آپ سن لیں کہ کب تک یہ خالی اسامیوں کو fill کرنے یا نئی بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں کیونکہ یہ انہوں نے پہلے بتا دیا ہے اور اس کی repetition نہیں ہو سکتی۔ آپ ان کا جواب پڑھ لیں۔ اگلا سوال چودھری ظہیر الدین صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر محمد افضل: جناب سپیکر! On his behalf Question No. 2109 (معزز ممبر نے چودھری ظہیر الدین خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

ضلع فیصل آباد میں گورنمنٹ کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2109: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع فیصل آباد میں گورنمنٹ انٹر میڈیٹ اور ڈگری کالجز برائے مرد و خواتین کی کل تعداد کیا ہے؟

(ب) مذکورہ کالجوں میں کتنے ایسے کالج ہیں جن میں مستقل بنیادوں پر پرنسپل تعینات نہیں ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ کالجوں میں سٹاف مطلوبہ تعداد سے بہت کم ہے، حکومت یہ کمی کب تک پوری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع فیصل آباد میں مردانہ ڈگری کالجز کی کل تعداد 12 اور خواتین ڈگری کالجز کی کل تعداد 16 ہے۔ مزید ازاں ضلع میں کوئی انٹر میڈیٹ کالج نہ ہے۔

(ب) درج ذیل کالجز میں پرنسپل صاحبان مستقل بنیادوں پر تعینات نہیں ہیں۔

1۔ گورنمنٹ مسلم ڈگری کالج نمبر 41/ج ب فیصل آباد
2۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین ڈجکوٹ
3۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین گلشن کالونی فیصل آباد

4۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین جڑانوالا
5۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین تاندلیانوالا
6۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین مریدوالا
7۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین ساہیانوالا

(ج) سٹاف مطلوبہ تعداد سے کم ہے۔اس کی تفصیل (Annex-C)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جہاں تک کمی کو پورا کرنے کا تعلق ہے تو گورنمنٹ نے ان اسامیوں پرHonorary Teaching Assistants بھرتی کر کے کمی کو کافی حد تک پورا کر دیا ہے علاوہ ازیں گورنمنٹ لیکچرارز کی اسامیوں پر تقرریاں کی جا رہی ہیں جو پنجاب پبلک سروس کمیشن کی طرف سے منتخب ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر محمد افضل: جناب سپیکر!وزیر موصوف جز(ب)کا جواب پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: جی،منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): درج ذیل کالجز میں پرنسپل صاحبان مستقل بنیادوں پر تعینات نہیں ہیں:

1۔ گورنمنٹ مسلم ڈگری کالج نمبر41/ج ب فیصل آباد
2۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین ڈجکوٹ
3۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین گلشن کالونی فیصل آباد
4۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین جڑانوالا
5۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین تاندلیانوالا
6۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین مریدوالا
7۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین ساہیانوالا

ڈاکٹر محمد افضل: جناب سپیکر!16 ڈگری گرلز کالجز میں سے سات خواتین کے ایسے کالجز ہیں جن کی پرنسپل نہیں ہیں اور موصول ہونے والے(Annex-C)میں لکھا ہوا ہے کہ unattractive posts ہیں اور -/650 روپے ماہانہ انہیں دے رہے ہیں جس کی وجہ سے پرنسپل نہیں لگ رہیں اور حکومت کا ارادہ ہے کہ پانچ ہزار روپے ماہانہ کر دیں تو وزیر موصوف سے میرا سوال ہے کہ کیا پانچ ہزار روپے کر دینے سے یہ posts attractive ہو جائیں گی اور یہ پانچ ہزار روپے کافی ہوں گے ؟

جناب سپیکر: جی،منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): پرنسپل کا already گریڈ19 ہوتا ہے اور محکمہ ہائر ایجوکیشن میں پبلک سروس کمیشن کے ذریعے جو میں نے پہلے بھی بتایا کہ ہمارے پاس گریڈ19 کی اسامیاں آ رہی ہیں تو جیسے ہی promotion ہو گی تو انہیں وہاں پر مستقل تعینات کر دیں گے۔

ڈاکٹر محمد افضل: جناب سپیکر! موصول ہونے والے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ -/650 روپے ماہانہ and we are trying to increase it up to Rs 5000/- per month

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ کون سا پڑھ رہے ہیں؟

ڈاکٹر محمد افضل: یہ Annex-C میں ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): آپ نے یہ بولا نہیں تھا اور میں سمجھا کہ آپ جز(ب) میں ہی پوچھ رہے ہیں اور یہ جز(ج) میں تھا کہ جہاں تک کمی کو پورا کرنے کا تعلق ہے تو گورنمنٹ نے ان اسامیوں پر Honorary Teaching Assistants بھرتی کر کے کمی کو کافی حد تک پورا کر دیا ہے علاوہ ازیں لیکچرارز کی اسامیوں پر تقرریاں کی جا رہی ہیں جو پنجاب پبلک سروس کمیشن کی طرف سے منتخب ہوئے ہیں۔ اس میں اب -/650 اور -/5000 روپے والا کیا پوچھ رہے ہیں؟

ڈاکٹر محمد افضل: جناب سپیکر! محکمہ کی طرف سے تحریری جواب آیا ہوا ہے۔ میں اسے پڑھ دیتا ہوں اگر کہیں تو میں اس کی کاپی آپ کے پاس بھجوا دیتا ہوں۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ -/650 روپے ماہانہ تھا اور۔۔۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): یہ کاپی مجھے بھجوا دیں۔ میں اسے دیکھ لیتا ہوں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! وزراء کو کہیں کہ وہ تیاری کر کے آیا کریں۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ تیاری کا حل نہیں ہے بلکہ یہ سوال کا حل ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! انہوں نے annex پڑھا ہی نہیں ہے اس لئے میں نے کہا کہ وہ پڑھ کر آیا کریں۔

جناب سپیکر: یہ کیا کر رہی ہیں؟ آپ اپنا سوال کریں اور وہ اس کا جواب دیں گے۔ یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس میں ناراض ہونے والی کوئی بات نہیں ہے اور یہ باقاعدہ ہو رہا ہے کہ وزراء تیاری کر کے نہیں آتے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ یہ زیادتی کر رہی ہیں، تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: انہیں پتا ہی نہیں ہے کہ بات کیا ہے؟

جناب سپیکر: نہیں، ایسی بات نہیں ہے بلکہ بات بتانے والا اگر بات نہ بتائے تو اس میں وزیر کا کیا قصور ہے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! مودبانہ درخواست ہے کہ annex پر تو غور ہی نہیں کیا اور میرا مقصد یہ نہیں ہے کہ منسٹر صاحب کی سبکی کی جائے بلکہ ہم صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جب annex میں ہائر ایجوکیشن کمیشن خود کہہ رہا ہے کہ یہ post unattractive ہے کہ -/650 روپے دے رہے ہیں اور اب -/5000 روپے کر دیں گے۔ باہر کے ممالک میں دیکھیں کہ وہاں پر پانچ پانچ اور آٹھ آٹھ لاکھ روپے کیا ہوا ہے۔ یہ ایسے خواتین کی یہ سیٹیں fill نہیں ہوں گی۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ساڑھے چھ سو کا بتائیں اس کا آپ نے کیا پھڑ ڈال دیا ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ بالکل ہمارا گورنمنٹ کا نوٹیفکیشن ہے کہ:

> Vacant post of regular Principal is unattractiveness of post due to only rupees 650 per month is paid and we are trying to increase it upto rupees 5000.

اس کے اوپر بالکل حکومت نے فیصلہ کیا ہے اور ہم اس کو ساڑھے چھ سو سے بڑھا کر پانچ ہزار کرنا چاہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال مس ناظمہ جواد ہاشمی کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! On her behalf (معزز خاتون ممبر نے محترمہ ناظمہ جواد ہاشمی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: سوال کا نمبر پکاریں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! سوال نمبر 2335 ہے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ ساجدہ میر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

راولپنڈی فاطمہ جناح ویمن یونیورسٹی بھرتیوں کی تفصیل ودیگر تفصیلات

*2335: محترمہ ناظمہ جواد ہاشمی: کیاوزیر ہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فاطمہ جناح ویمن یونیورسٹی راولپنڈی میں لیکچرار کی بھرتیاں کس طریق کار پر کی جاتی ہیں؟

(ب) فاطمہ جناح ویمن یونیورسٹی میں لیکچرار کو بھرتی کرنے کے لئے ان کی اہلیت کیا ہے، تفصیل سے بیان فرمائیں؟

وزیر ہائرایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) فاطمہ جناح ویمن یونیورسٹی کے ایکٹ 1999 کے مطابق 17 گریڈ اور اس سے اوپر کے گریڈ بمع لیکچرار کی بھرتی کے لئے تمام اسامیاں بذریعہ اخبار مشتہر کی جاتی ہیں اور سلیکشن بورڈ کی سفارشات پر سنڈیکیٹ سے حتمی منظوری کے بعد تقرری کے احکامات جاری کئے جاتے ہیں۔

(ب) فاطمہ جناح ویمن یونیورسٹی میں لیکچرار کو بھرتی کرنے کے لئے اہلیت درج ذیل ہے جو کہ ہائرایجوکیشن کمیشن کے مطابق ہے۔

1۔ گورنمنٹ ہائرایجوکیشن کمیشن کے منظور شدہ ادارے سے First Division میں ایم اے /ایم ایس سی کی ڈگری کا حامل ہونا ضروری ہے۔

2۔ تعلیمی دور میں کبھی تھرڈ ڈویژن نہ ہو۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اس میں لکھا ہوا ہے کہ گورنمنٹ ہائرایجوکیشن کمیشن کے منظور شدہ ادارے سے first division میں ایم اے /ایم ایس سی کی ڈگری کا حامل ہونا ضروری ہے نیز تعلیمی دور میں کبھی third division نہ ہو۔ کیا پبلک سروس کمیشن پر یہ rule لاگو ہے کہ وہ گریڈ 17 کی پوسٹ کے لئے بھی ان کا criteria یہی ہوگا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائرایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پبلک سروس کمیشن کے پاس گورنمنٹ آف پنجاب کا criteria ہوتا ہے اور لیکچرار کے لئے throughout first division ضروری نہ ہے۔ البتہ ایم اے /ایم ایس سی میں first division ہو اور کسی بھی career میں third division نہ ہو۔ اس کا criteria ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ہوتا ہے۔ پبلک سروس کمیشن کے امتحان کا criteria ہوتا ہے جس کے مطابق ٹیچروں کی recruitments ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!منسٹر صاحب نے یہ کہا لیکن پبلک سروس کمیشن کا امتحان اگر third divisionوالا دیئے جائے اور وہ پاس ہو جائے تو کیا وہ لیکچرار بھرتی نہیں ہو سکتا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!میں نے جو عرض کی ہے کہ لیکچرار کے لئےfirst division throughout ضروری نہ ہے۔ البتہ ایم اے، ایم ایس سی میںfirst divisionہو اور کسی بھیcareer میں third division نہ ہو بلکہ سیکنڈ ڈویژن ہو۔ یہ criteria ہمارے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کا ہے اور پنجاب پبلک سروس کمیشن باقاعدہ written test لیتا ہے، انٹرویو لیتا ہے اور اس کے بعد وہrecruitment through merit ہو کر ہمارے پاس آتی ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی محترمہ ناظمہ جواد ہاشمی کا ہے۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتیں لہذا یہ dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محترمہ جوئیں روفن جولئیس کا ہے۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر!On her behalf(معزز ممبر نے خاتون ممبر محترمہ جوئیں روفن جولئیس کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، سوال کا نمبر پکاریں۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر!سوال نمبر 2481 ہے۔

گارڈن کالج اور مرے کالج سیالکوٹ کی ڈی نیشنلائزیشن

*2481: محترمہ جوئیں روفن جولئیس: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 1972 میں نیشنلائز کئے گئے مشنری تعلیمی اداروں کو بعد ازاں بنائی گئی پالیسی کے مطابق ڈی نیشنلائز کیا جانا تھا اگر ہاں تو اب تک کتنے مشنری ادارے ڈی نیشنلائز کئے جا چکے ہیں، ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گارڈن کالج اور مرے کالج سیالکوٹ ابھی تک ڈی نیشنلائز نہیں کئے گئے، مذکورہ ادارے کب تک ڈی نیشنلائز کر دیئے جائیں گے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں۔ یہ درست ہے کہ 1972 میں چند کالجز کو نیشنلائز کیا گیا تھا۔ بعد ازاں بحوالہ نوٹیفکیشن NO.SO(R&B)1-18/90-A-III مورخہ 2002۔01۔08 کے تحت اداروں کے ٹرانسفر/ڈی نیشنلائزیشن کے لئے ایک سکیم منظور کی گئی۔ ہائر ایجوکیشن کے دو کالجز جن میں ایف سی کالج اور کنیئرڈ کالج لاہور شامل ہیں کو ڈی نیشنلائز کر دیا گیا۔

(ب) جی ہاں۔ یہ درست ہے کہ گارڈن کالج اور مرے کالج سیالکوٹ کو ڈی نیشنلائز کرنے کے لئے کوئی پیشرفت نہیں ہو رہی اور نہ ہی ڈی نیشنلائز کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! جز (الف) میں تفصیل مانگی گئی تھی کہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے لیکن اس کے جواب میں محکمہ نے کہا کہ چند کالجوں کو نیشنلائز کیا گیا تھا۔ ان چند میں بھی انہوں نے دو کالجوں کا حوالہ دیا جس میں ایف سی کالج اور کنیئرڈ کالج شامل ہیں کہ ان کو denationalize کر دیا گیا، اگر ایوان میں تفصیل دی گئی ہے تو وہ ہمیں فراہم کر دی جائے۔ میں آپ کی وساطت سے ان سے سوال کرنا چاہوں گا کہ رنگ محل لاہور میں ایک مشن ہائی سکول ہے جس کو محکمہ تعلیم نے بغیر کوئی اختیار رکھے اور بغیر کوئی پالیسی بنائے denationalize کر کے اس کو nationalize کر دیا جبکہ اس سکول کو denationalize کرنے کا حکم محترم میاں محمد شہباز شریف نے 1998 میں بطور وزیر اعلیٰ حکم کیا تھا۔ اس سکول کو کیسے اور کس پالیسی کے تحت محکمہ نے واپس لیا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ہائر ایجوکیشن!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ جو رنگ محل لاہور کے بارے میں ان کا سوال ہے۔ چونکہ آج کے سوالات میں ہائر ایجوکیشن کے سوالات تھے اور اس میں سکول کا ذکر نہیں ہے صرف کالجوں کا ذکر کیا گیا ہے اس کے لئے یہ fresh question کر دیں۔

جناب سپیکر: آج ہائر ایجوکیشن کے سوالات ہیں۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! یہ تقریباً دو سال سے مسئلہ چل رہا ہے۔ دوسرا انہوں نے جواب دیا ہے کہ دوسرے سکولوں کو denationalize نہیں کیا جا رہا ہے جبکہ یہ پراپرٹی مسیح قوم کی ہے مشنری اداروں نے زیادہ وقت اور سرمایہ خرچ کر کے اس ملک کو بہترین تعلیمی ادارے فراہم کئے

ہیں جنہوں نے اس ملک کو بہترین قائدین، لیڈران اور بہت بڑے لوگ دیئے ہیں اور محکمہ اس سکول کو کیوں denationalize نہیں کر رہا ہے؟

جناب سپیکر: میری بات سنیں! آج جس محکمے کا دن ہے اس بارے میں آپ ضرور سوال پوچھیں لیکن جو آپ کا grievance ہے آپ منسٹر صاحب کے ساتھ علیحدہ بیٹھ جائیں وہ آپ کو ساری بات بتا دیں گے۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! آپ کی بات بجا ہے میں جز(ب) کے بارے میں گزارش کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جز(ب) کے بارے میں پوچھیں۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! جز (ب) میں انہوں نے لکھا ہے کہ denationalize کرنے کے لئے کوئی پیشرفت ہو رہی ہے اور نہ ہی denationalize کیا جا رہا ہے۔ میرا آپ کی وساطت سے سوال ہے کہ کیوں نہیں کیا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ ان کا fresh question بنتا ہے۔ ہمارے پاس جو تفصیل ہے اس کے مطابق پنجاب کے تمام پرائیویٹ کالجوں کو 01-09-1972 سے ایک نوٹیفکیشن کے ذریعے نیشنلائز کیا گیا تھا۔ میں یہ کہوں گا کہ بہت سارے کالج جو ہمارے کرسچئن کمیونٹی کی پراپرٹیز تھیں ان کو denationalize کر دیا گیا تھا اور جز(الف) میں کنیئرڈ کالج اور ایف سی کالج کا ذکر آ چکا ہے۔ جہاں تک گارڈن کالج اور مرے کالج سیالکوٹ کا تعلق ہے ہمارے پاس ابھی اس بارے میں کوئی تفصیل نہیں آئی ہے کہ ان کو دوبارہ سے denationalize کرنا ہے۔

انجینئر شہزاد الہیٰ: جناب سپیکر! رنگ محل سکول پچھلے پاکستان مسلم لیگ کے دور حکومت میں انہوں نے یہ ادارہ Presbyterian ایجوکیشن بورڈ کو واپس کر دیا تھا لیکن پچھلے تین ماہ سے ایجوکیشن سیکرٹری اور ای ڈی او نے جا کر زبردستی خالی کرایا ہے۔ یہ میرے پاس سپریم کورٹ کا باقاعدہ آرڈر ہے۔ اس دور حکومت میں کہا جا رہا ہے کہ ہم عدلیہ کی بحالی چاہتے ہیں اور عدلیہ کے حکم کو حکم آخر سمجھتے ہیں لیکن یہاں پر دیکھیں کہ سپریم کورٹ کا باقاعدہ آرڈر ہے سپریم کورٹ کے آرڈر کو روندا گیا ہے اور سیکرٹری ایجوکیشن اور ای ڈی او نے زبردستی جا کر خالی کرایا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، تشریف رکھیں، ان کے نوٹس میں بات آ گئی ہے۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ ان تمام معاملات کو دیکھنے کے لئے یہاں ایک کمیٹی بنادیں تاکہ minorities کے معاملات کو دیکھا جائے۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! میری بات سنیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کیا کر رہے ہیں؟ میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! پھر مجھے اٹھوا کر باہر پھینکوا دیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، آپ کا کوئی سوال نہیں ہے۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! معزز ممبر ٹھیک بات کر رہے ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ ان تمام معاملات کو دیکھنے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دے دیں تاکہ جتنے بھی minorities کے معاملات ہیں ان کا جائزہ لیا جائے۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کس پر بول رہے ہیں اور کیا کر رہے ہیں؟

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! آپ مجھے اجازت دیں۔۔۔

جناب سپیکر: میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔۔۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! یہ سوال ہماری (ق) لیگ کی ممبر کا ہے اور یہ سوال ہماری طرف سے ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا کوئی سوال نہیں ہے، وہ ایک علیحدہ بات ہے اور ابھی میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! یہ میرے معزز ممبر ٹھیک بات کر رہے ہیں اور میں یہ گزارش کروں گا کہ ان تمام معاملات کو دیکھنے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دے دیں تاکہ بار بار یہ جو معاملات آ رہے ہیں ان کو دیکھا جا سکے۔۔۔ (قطع کلامی)

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کیا کر رہے ہیں؟ مجھے ان سے جواب لینے دیں۔

انجینئر شہزاد الٰہی:جناب سپیکر!آپ جب تک مجھے floor نہیں دیں گے تو میں اس وقت تک نہیں بیٹھوں گا۔۔۔

جناب سپیکر:جی،میں آپ کو ایسے floor نہیں دوں گا۔آپ کو ایسے floor نہیں دیا جائے گا۔ دیکھیں!یہ ان کی طرف سے ایک تجویز آئی ہے کہ اگر یہ معاملات ہم ایک کمیٹی کے سپرد کر دیں تو کیا آپ اس کو endorse کریں گے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!پہلی چیز تو یہ ہے کہ اگر آپ مجھے ٹائم دیں تو میں ان کو یہ تفصیل فراہم کر سکتا ہوں کہ اس کی کیا وجہ ہے یا یہ مجھ سے پہلے مل لیں otherwise اگر آپ کی کوئی۔۔۔

جناب سپیکر:نہیں،ہم اس کو ایجوکیشن کمیٹی میں بھیج دیتے ہیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!اگر آپ ایجوکیشن کمیٹی کو refer کرنا چاہیں تو بے شک آپ refer کر دیں۔

جناب سپیکر:جی،اس کو ایجوکیشن کمیٹی کو refer کیا جاتا ہے۔

رانا آصف محمود:جناب سپیکر!اقلیتوں کے educational institutions کے تحفظ کے لئے وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک کمیٹی بنائی ہوئی ہے اور کامران مائیکل اس کے چیئرمین ہیں تو معاملہ اس کمیٹی کو دے دیا جائے۔

جناب سپیکر:جی،کامران مائیکل صاحب ادھر موجود ہیں؟۔۔۔وہ موجود نہیں ہیں۔

انجینئر شہزاد الٰہی:جناب سپیکر!۔۔۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:جی،ان کو بولنے دیں۔آپ کیا کر رہے ہیں؟ایک منٹ آپ تشریف رکھیں اور ان کو بات کرنے دیں۔جی،منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!میرے معزز بھائی جس کمیٹی کو refer کروانا چاہتے ہیں تو آپ چاہیں تو بے شک اس کو refer کر دیں۔

جناب سپیکر:جی،کامران مائیکل صاحب کے under ایک کمیٹی ہے۔۔۔

جناب پرویز رفیق:جناب سپیکر!جس کمیٹی کی رانا صاحب بات کر رہے ہیں۔ I am very sorry to say کہ اس کی پارلیمانی حیثیت کوئی نہیں ہے،وہ تو ایک علیحدہ باڈی بنائی گئی ہے تو آپ اس کو ہاؤس کی کمیٹی کے سپرد کریں۔

جناب سپیکر:پھر میں اسے ایجوکیشن کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!میری request یہ ہو گی کہ ایجوکیشن کمیٹی کو refer کر دیں اور ساتھ ان ممبران کو بھی اس میں شامل کر دیں۔

جناب سپیکر:جی،ٹھیک ہے۔اب اگلا سوال نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم:جناب سپیکر!میرا سوال نمبر 2487 ہے۔اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:جی،اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گلبرگ کالج آف ہوم اکنامکس لاہور کا قیام و دیگر تفصیلات

*2487:جناب محمد نوید انجم:کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گلبرک کالج آف ہوم اکنامکس لاہور کب قائم ہوا؟

(ب) اس میں کس کلاس تک اور کس کس subject میں تعلیم دی جاتی ہے؟

(ج) سال 2005 سے آج تک اس کو سالانہ کتنی گرانٹ فراہم کی گئی؟

(د) ان سالوں کے دوران کالج کی بلڈنگ کی مرمت پر سالانہ کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ہ) ان سالوں کے دوران کتنی رقم کی خُورد بُرد پکڑی گئی اور اس کے ذمہ دار کون ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ کالج آف ہوم اکنامکس گلبرگ 1955 میں قائم ہوا تھا۔

(ب) کالج ہذا میں بی ایس سی چھ سالہ پروگرام ایم ایس سی پارٹ ون اور ٹو نیز ایم فل لیڈنگ ٹو پی ایچ ڈی تک تعلیم دی جاتی ہے۔

(ج)

2005-06	/-Rs.50416000
2006-07	/-Rs.37106400
2007-08	/-Rs.42905150
2008-09	/-Rs.46572900

2009-10 /-Rs.62472000

(د)

2005-06 /-Rs.12,00,000
2006-07 /-Rs.30,00,000

(ہ) ان سالوں کے دوران فنڈز کے استعمال کے لئے کسی قسم کی خُورد بُرد نہ ہوئی ہے اس لئے اس کی ذمہ داری کسی پر عائد نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال بتائیں؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں اس کے جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: اللہ اکبر۔ جی، یہ شاباش آپ کو دوں کہ ان کو دوں؟ محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر!.on her behalf (معزز ممبر نے محترمہ نگہت ناصر شیخ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولئے گا؟

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! سوال نمبر 2495 ہے، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور کالج برائے خواتین کی تفصیلات

*2495: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور کالج برائے خواتین شادمان کو کب یونیورسٹی کا درجہ دیا گیا؟

(ب) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی میں کل کتنا سٹاف ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی میں طالبات کو دو شفٹوں میں پڑھائی کرائی جاتی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایوننگ کلاسز میں پڑھنے والی طالبات کو پریکٹیکل کے لئے اتوار کو بلایا جاتا ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) لاہور کالج برائے خواتین شادمان کو یونیورسٹی کا درجہ 10۔ ستمبر 2002 کو دیا گیا۔

(ب) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی میں اس وقت سٹاف کی کل تعداد 854ہے جس میں ٹیچنگ سٹاف کی کل تعداد 444اور نان ٹیچنگ سٹاف(گزیٹڈ اور نان گزیٹڈ) کی کل تعداد 410ہے۔مزید تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی میں صرف انٹر میڈیٹ (سائنسی مضامین) کی طالبات کے لئے محکمہ تعلیم حکومت پنجاب کی ہدایت پر سیکنڈ شفٹ کی کلاسز لی جارہی ہیں جو2بجے دوپہر سے شام7بجے تک جاری رہتی ہیں۔

(د) یہ درست ہے کہ ایوننگ کلاسز کی پری میڈیکل اور پری انجینئرنگ کی طالبات کو پریکٹیکل کے لئے اتوار کو بلایا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ load sheddingکی وجہ سے لیبارٹریوں میں کیمیکل کے استعمال کے دوران حادثات کا خطرہ ہو سکتا ہے۔

تمام طالبات کے والدین کے مشورے سے 5بجے سے7بجے شام تک پورے ہفتے کے پریکٹیکل اتوار کو شفٹ کئے گئے ہیں تاکہ کسی بھی قسم کی حادثاتی صورتحال سے بچا جاسکے اور طالبات بروقت گھروں کو پہنچ سکیں۔مارچ2009میں تعلیمی سیشن ختم ہونے پر اتوار کو کلاسز کا سلسلہ بھی ختم کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! سوال کے جواب کے جز(د) میں یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ درست ہے کہ ایوننگ کلاسز کی پری میڈیکل اور پری انجینئرنگ کی طالبات کو پریکٹیکل کے لئے اتوار کو بلایا جاتا ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ لوڈشیڈنگ کی وجہ سے لیبارٹریوں میں کیمیکل کے استعمال کے دوران حادثات کا خطرہ ہو سکتا ہے تو میں نے ایجوکیشن منسٹر صاحب سے پوچھنا ہے کہ کیا اتوار والے دن جو اساتذہ کرام ڈیوٹی پر آتے ہیں اور اتوار کے دن جو ایڈیشنل ڈیوٹی دیتے ہیں ان کو کوئی ایکسٹرا الاؤنس دیا جاتا ہے؟ میری دوسری بات یہ ہے کہ جب studentsکو pick and dropکیا جاتا ہے تو کیا سکول کی ٹرانسپورٹ اتوار کے دن ان کے pick and dropکے لئے استعمال ہوتی ہے؟

جناب سپیکر: مجھے آپ کی بات کی سمجھ نہیں آئی۔

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! میں پھر دوبارہ repeatکر دیتا ہوں کہ اتوار والے دن جو پریکٹیکل کے لئے طالبات کی ایکسٹرا کلاسز ہوتی ہیں جس کی وجہ انہوں نے یہ بتائی ہے کہ لوڈشیڈنگ کی وجہ سے Laboratoriesمیں کیمیکل کے استعمال کے دوران حادثات کا خطرہ ہو سکتا ہے تو میں نے منسٹر

صاحب سے یہ پوچھنا ہے کہ اتوار کے دن جو طالبات کی پریکٹیکل کے لئے کلاسز لگائی جاتی ہیں تو اس کے کوئی ایڈیشنل چارجز ٹیچرز کو pay کئے جاتے ہیں اور جو یونیورسٹی کی pick and drop کے لئے ٹرانسپورٹ ہے اگر وہ ٹرانسپورٹ اتوار کے دن استعمال کی جاتی ہے تو کیا اس کے چارجز وصول کئے جاتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! کلاسز کے حوالے سے جواب پہلے اسمبلی میں آیا تھا۔ اب اس وقت اتوار کی کلاسز کا سلسلہ بند کر دیا گیا ہے اگر یہ چاہتے ہیں کہ میں انہیں پچھلے ٹائم کے حوالے سے تفصیل بتاؤں اگر آپ حکم کریں تو میں بتا دیتا ہوں۔ میں latest position بتا رہا ہوں کہ ویسے اس وقت اتوار کو کلاسز نہیں ہو رہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی۔

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان دنوں اگر کچھ pay کیا جاتا تھا تو میرا اتنا سا سوال تھا کہ ان دنوں جنریٹر استعمال کیوں نہیں کیا گیا میرے کہنا کا صرف اتنا سا مقصد تھا۔ اگر کلاسز بند کر دی گئی ہیں تو بس ٹھیک ہے کوئی بات نہیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: ابھی ان کے ضمنی سوال کا جواب آنے دیں۔ جی، وزیر موصوف!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یونیورسٹی کو جنریٹر مہیا کئے گئے ہیں اور اسی وجہ سے جو اتوار کو کلاسز ہوتی تھیں وہ بند کر دی گئی ہیں اور اب routine wise کلاسز ہو رہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ کا ضمنی سوال ہے؟

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جواب کے جز (ج) میں انہوں نے بتایا ہے کہ لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی میں صرف انٹرمیڈیٹ (سائنسی مضامین) کی طالبات کے لئے محکمہ تعلیم حکومت پنجاب کی ہدایت پر سیکنڈ شفٹ کی کلاسز لی جا رہی ہیں جو 2 بجے دوپہر سے شام 7 بجے تک جاری رہتی ہیں تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا اسی طرح سے دوسرے کالجز میں آپ سیکنڈ شفٹ کی اجازت دیتے ہیں یا نہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: نہیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بھائی! یہ نہیں والی کیا بات ہوئی۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! یہ بات نامناسب ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری دوسری بات یہ ہے کہ آج تک آپ نے کتنے کالجز بنائے ہیں، آپ ذرا یہ دیکھیں کہ جب سے پاکستان بنا ہے آج تک اس کے بعد آپ نے کتنے کالجز بنائے ہیں، کتنی یونیورسٹیاں بنائی ہیں، آپ طالبات کی تعداد تو دیکھیں اگر آپ نئے کالجز، نئی یونیورسٹیاں نہیں بنا سکتے تو کم از کم اتنا تو کر سکتے ہیں کہ آپ وہاں پر سیکنڈ شفٹ لگانے کی اجازت دیں تاکہ ہم اس مسئلہ کو حل کر سکیں۔

جناب سپیکر: جی۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پچھلے دور میں بہت سارے کالجز یونیورسٹی بنے ہیں، جہاں تک ان کا یہ سوال ہے تو لاہور میں بہت سارے کالجز میں already سیکنڈ شفٹ چل رہی ہے، جہاں پر طالبات کی تعداد زیادہ ہو تو وہاں پر کالجز میں سیکنڈ شفٹ کی اجازت بالکل دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر پنجاب کے کچھ کالجوں میں سیکنڈ شفٹ کی اجازت دی گئی ہے تو باقی کالجوں میں بھی سیکنڈ شفٹ کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: انہوں نے آپ کی بات سن لی ہے۔ جی۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس میں ایک criteria ہوتا ہے کہ سٹوڈنٹ کی تعداد کتنی ہے کیونکہ سیکنڈ شفٹ کے لئے پورے کالج کے سٹاف کو engage کرنا پڑتا ہے جو کہ کلاسز ہو رہی ہوتی ہیں۔ جہاں پر طلباء کی تعداد زیادہ ہے وہاں پر ان تمام کالجوں میں آپ کو سیکنڈ شفٹ ملے گی، حتیٰ کہ آپ کو پرائیویٹ سیکٹر کے کالجوں میں بھی جہاں پر تعداد زیادہ ہے سیکنڈ شفٹ کی کلاسز ملیں گی۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا دوسرا سوال ہے۔ محترمہ نگہت ناصر شیخ موجود ہیں؟۔۔۔ نہیں ہیں تو ان کے دوسرا سوال نمبر2496 کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر2639 جناب شاہجہاں احمد بھٹی صاحب کا ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر!.On his behalf Question No.2639 (معزز ممبر نے جناب شاہجہاں احمد بھٹی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولئے گا؟

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! سوال نمبر2639 ہے اور اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گورنمنٹ ڈگری کالجز (بوائز و گرلز) ننکانہ صاحب میں پاس و فیل ہونے والے طالب علموں کی تفصیلات

*2639: جناب شاہجہاں احمد بھٹی: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ ڈگری کالج فار بوائز اور گرلز ننکانہ صاحب کے ایف اے / ایف ایس سی اور بی اے کے کتنے طالب علم 2007 اور 2008 میں بورڈ اور یونیورسٹی کے امتحانات میں appear ہوئے؟

(ب) ان سالوں کے دوران کلاس وار پاس اور فیل ہونے کی شرح کیا رہی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ ڈگری کالج ننکانہ صاحب (بوائز اینڈ گرلز) میں appear ہونے والے طلباء و طالبات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام کالج	گروپ	تعداد2007	تعداد2008
گورنمنٹ ڈگری کالج بوائز ننکانہ صاحب	ایف اے	315	269
	ایف ایس سی	44	67
	بی اے	74	115
گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین ننکانہ صاحب	ایف اے	201	177
	ایف ایس سی	35	37
	بی اے	82	132

(ب) مذکورہ سالوں کے دوران پاس اور فیل ہونے کی شرح کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام کالج	گروپ	تعداد 2007	تعداد 2008	پاس 2007	پاس 2008	فیل 2007	فیل 2008	شرح فیصد 2007	شرح فیصد 2008
گورنمنٹ ڈگری کالج بوائز ننکانہ صاحب	ایف اے	315	263	171	69	114	194	54.29	26.23
	ایف ایس سی	44	67	28	36	6	31	63.64	53.73
	بی اے	74	115	12	22	62	93	16.22	19.13
گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین ننکانہ صاحب	ایف اے	201	177	159	66	42	111	79.00	37.29
	ایف ایس سی	35	37	33	33	02	04	95.46	93.55
	بی اے	82	132	28	41	54	91	34.00	31.06

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! جز(ب) کے بارے میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جس میں جو شرح فیصد بتائی گئی ہے اس کے مطابق 2008 میں گورنمنٹ ڈگری کالج بوائز ننکانہ صاحب میں بڑی low شرح سے لڑکے پاس ہوئے ہیں۔ اسی طرح گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین میں بھی یہی صورتحال ہے تو کیا ان پرنسپلز کے خلاف کوئی تادیبی کارروائی کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پچھلی دفعہ 26 کالجز جن کا رزلٹ دس فیصد سے کم تھا ان کے پرنسپلز صاحبان کے خلاف حکومت نے کارروائی کی تھی اور اس کی وجہ سے اس سال ہمارے کالجز کے رزلٹ پچھلے سال کے مقابلے میں بہتر ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اب سوال نمبر 2735 جناب محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! سوال نمبر 2735 ہے۔ اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور کا قیام و دیگر تفصیلات

*2735: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور کب قائم کی گئی تھی؟

(ب) اس میں کس کس شعبہ میں کہاں تک تعلیم دی جارہی ہے؟

(ج) یہ یونیورسٹی کتنے رقبہ پر مشتمل ہے؟

(د) اس میں کتنے بلاک ہیں؟

(ہ) اس میں کتنی لیب اور ورکشاپس ہیں؟

(و) کیا اس یونیورسٹی کی لیب اور ورکشاپ میں عالمی معیار کے مطابق equipments موجود ہیں؟

(ز) کیا حکومت اس یونیورسٹی کو عالمی معیار کے مطابق لانے کے لئے مزید فنڈز اور سہولیات دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور یکم نومبر 1961 میں قائم ہوئی تھی۔

(ب) یونیورسٹی ہذا میں دی جانے والی تعلیم کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) 1۔ یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور 172 ایکڑ رقبہ پر مشتمل ہے۔

2۔ یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کالا شاہ کاکو کیمپس 310 ایکڑ پر مشتمل ہے۔

3۔ یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی فیصل آباد کیمپس 209 ایکڑ رقبہ پر مشتمل ہے۔

4۔ رچنا کالج آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی گوجرانوالہ 73 ایکڑ رقبہ پر مشتمل ہے۔

(د) 1۔ یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور میں 49 عمارات / بلاک ہیں۔

2۔ یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کالا شاہ کاکو کیمپس میں 7 عمارات کی تکمیل ہو چکی ہے جبکہ 3 عمارات زیر تعمیر ہیں۔

3۔ یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی فیصل آباد کیمپس میں 7 عمارات کی تکمیل ہو چکی ہے جبکہ 2 عمارات زیر تعمیر ہیں۔

4۔ رچنا کالج آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی گوجرانوالہ میں 5 عمارات / بلاک ہیں۔

(ہ) 1۔ یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور میں 176 لیبارٹریز / ورکشاپس ہیں۔

2۔ یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کالا شاہ کاکو کیمپس میں 30 لیبارٹریز / ورکشاپس ہیں۔

3۔ یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی فیصل آباد کیمپس میں 29 لیبارٹریز / ورکشاپس ہیں۔

4۔ رچنا کالج آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی گوجرانوالہ میں 22 لیبارٹریز / ورکشاپس ہیں۔

(و) جی ہاں۔ یونیورسٹی ہذا اور دوسرے کیمپسز کی لیبارٹریز / ورکشاپس میں تدریسی / تجرباتی ضروریات کے مطابق عالمی معیار کے equipments موجود ہیں۔

(ز) دور جدید کی علمی وتدریسی ضروریات کے پیش نظر یونیورسٹی انتظامیہ تعلیمی معیار کو بہتر بنانے میں مصروف عمل ہے۔اس حوالے سے ورلڈ رینکنگ میں یونیورسٹی ہذا کا نام 281 نمبر پر آنا یونیورسٹی انتظامیہ کی کاوشوں کا ثبوت ہے۔یونیورسٹی کے تعلیمی معیار کو بہتر بنانے کے لئے یونیورسٹی ہذا کو فنڈز اور سہولتیں درکار رہتی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ ہمارے پاس یونیورسٹیز کی تعداد بہت کم ہے۔کیا ہم انجینئرنگ یونیورسٹی کی سیٹیں بڑھا کر ڈبل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تاکہ اسے ڈبل یا ٹرپل شفٹ کے اوپر چلا کر اسی عمارت کے اوپر ہم اپنے زیادہ بچوں کو پڑھا کر انجینئر بنا سکیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں پوچھنا چاہوں گا کہ معزز ممبر نے کون سے جز میں سے سوال کیا ہے؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں نے تو UET کے بارے میں سوال کیا ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! UET کے بارے میں تو مکمل تفصیل اس جواب میں دے دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، اسے پھر نیا سوال consider کیا جاتا ہے۔اس کو آپ نئے سوال میں رکھیں۔ اب اگلا سوال محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ کا ہے۔اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! ایسے ہی کر لیں۔سوال نمبر 2967۔

اساتذہ کے کنٹریکٹ میں اضافہ کی تفصیلات

*2967: محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہائر ایجوکیشن کی سفارشات پر کالجز میں صرف ایک سال کے کنٹریکٹ پر اساتذہ کو بھرتی کیا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ اساتذہ کو ایک سال کے بعد فارغ کر دیا جاتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ اساتذہ ایک سالہ کنٹریکٹ کی وجہ سے تعلیمی سرگرمیوں میں دلچسپی ظاہر نہیں کرتے جس کی وجہ سے امتحانی نتائج خراب آتے ہیں اور انہیں اس خراب کارکردگی کا ذمہ دار بھی نہیں ٹھہرایا جاتا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت تعلیمی معیار کو بہتر کرنے کے لئے ایک سالہ کنٹریکٹ کے حامل اساتذہ کے سروس کنٹریکٹ میں اضافہ / مستقل کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست نہیں ہے بلکہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سفارشات کے ذریعے پانچ سال کے لئے کنٹریکٹ دیا جاتا ہے۔ جسے بعد میں extend کر دیا جاتا ہے۔

(ب) درست نہیں ہے۔

(ج) درست نہیں ہے۔

(د) کنٹریکٹ پر رکھے گئے اساتذہ کو ریگولر کرنے کے متعلق کسی طرف سے کوئی ہدایات موصول نہیں ہوئیں جونہی اس قسم کی کوئی ہدایات موصول ہوئیں تو اس پر عمل کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا اس پر کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! جز(ب) اور (ج) میں انہوں نے کہا ہے کہ درست نہیں ہے، درست نہیں ہے۔ اگر ایک لائن میں وضاحت کر دی جائے تو بہت اچھی بات ہو گی۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جز(ب) میں یہ پوچھا گیا ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ اساتذہ کو ایک سال کے بعد فارغ کر دیا جاتا ہے؟ اگر میں جز(الف) کا جواب دوں کہ پانچ سال کے کنٹریکٹ پر جن کو رکھا گیا تھا ان کا کنٹریکٹ extend نہیں کیا گیا بلکہ گورنمنٹ جن کے پانچ سال پورے ہو جاتے ہیں اور جن کی ACRs اور تمام کاغذات مکمل ہوں ان کو regularize کر رہی ہے۔ اس کا جز(الف) میں جواب آ گیا ہے اور جز(ج) میں یہ پوچھا گیا ہے کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ اساتذہ ایک سالہ کنٹریکٹ کی وجہ سے تعلیمی سرگرمیوں میں دلچسپی ظاہر نہیں کرتے جس کی وجہ سے امتحانی نتائج خراب آتے ہیں اور انہیں اس خراب کارکردگی کا ذمہ دار بھی نہیں ٹھہرایا جاتا؟ یہ ایک سالہ کنٹریکٹ والے جو CTI's ہیں جن کی ایک سال کے لئے recruitment ہوتی ہے۔ CTI's کا ایک سال کا ہی کنٹریکٹ ہوتا ہے اور انہوں نے ایک سال کے لئے ہی پڑھانا ہوتا ہے۔ وہ further extend ہو سکتا ہے جب تک ہمارے پاس کالجز میں اساتذہ کی کمی ہے اس لئے ہم CTI's رکھتے ہیں۔

MRS RIFAT SULTANA DAR: No more questions. Thank you.

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اب اگلا سوال نمبر 3169 محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پہلے کر لیتیں، میں اگلا سوال announce کر چکا ہوں۔ اس وقت کسی نے بھی نہیں کہا۔ تشریف رکھئے گا۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا محترمہ ڈار صاحبہ کے behalf پر سوال ہے اور یہ بہت ہی ضروری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب آپ کو سرکاری ملازمین permanent مل سکتے ہیں تو آپ کو کیا ضرورت ہے کہ آپ contract basis پر پانچ سال کے لئے لیکچرار رکھیں، اس کی وجہ کیا ہے، آپ permanent کیوں نہیں رکھتے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، تشریف رکھئے گا۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! انہوں نے بہت اچھا سوال کیا ہے۔ میں نے پہلے بتایا ہے کہ محکمہ ہائر ایجوکیشن میں تقریباً ساڑھے چار ہزار کے قریب لیکچرار حضرات کا shortfall ہے۔ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے جب اساتذہ کرام یا لیکچرار حضرات کی بھرتی ہوتی ہے تو اس کا پورا ایک طریق کار ہے جس میں تقریباً آٹھ مہینے سے ایک سال لگ جاتا ہے، جب وہ recruit ہو کر ہمارے پاس آتے ہیں تو یہ CTI's جو ہم نے ایک سال کے لئے ابھی شروع کیا ہے یہ arrangement stop gap ہے، فوری طور پر ایک سال کے لئے ہم کسی بھی کالج میں ٹیچرز کی کمی کو دور کرنے کے لئے CTI's رکھ لیتے ہیں۔ یہ پانچ سالہ کنٹریکٹ کا سلسلہ پچھلے دور حکومت میں شروع ہوا تھا مگر ہماری حکومت نے یہ کہا ہے کہ جن لیکچرارز کو پانچ سال پورے ہو گئے ہیں اور جن کی ACRs اور تمام documents پورے ہو گئے ہیں ان کو ہم regular کر رہے ہیں اور ان کو اب regular Lecturers میں consider کیا جا رہا ہے کیونکہ وہ بھی پانچ سال کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے آئے تھے۔ یہ جو CTI ہم رکھ رہے ہیں وہ کالج انتظامیہ میں کالج میں ایک کمیٹی بنے گی جو جس subject کا ٹیچر ہے، اس سلسلے میں ہم نے کل اخبار میں بھی اشتہار دیا ہے، "ایکسپریس" اخبار میں اس کی تفصیلات ہیں اس کے مطابق ان کو recruit کیا جائے گا۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلی بات تو یہ ہے کہ decorum of the House ہوتا ہے کہ جب ایک فاضل ممبر اور منسٹر بات کر رہا ہو تو اس کی بات بیٹھ کر سُنی جاتی ہے، کھڑے ہو کر نہیں سُنی جاتی۔اب اگر اس پر آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے تو بتادیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جی، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب آپ کہہ رہے ہیں کہ کنٹریکٹ پر آپ پانچ سال کے لئے لیکچرار رکھتے ہیں اور اس کے بعد جب پانچ سال پورے ہو جاتے ہیں تو پھر انہیں extend کرتے ہیں تو میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کن شرائط کے تحت آپ ان کو extend کرتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے بتادیا ہے کہ ACRs کی بنیاد پر کرتے ہیں۔ میرے خیال میں انہوں نے کافی اچھا explain کیا ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں دوبارہ بتا دیتا ہوں کہ پہلے یہ contract extendable تھا۔ ہماری حکومت نے یہ کیا ہے کہ جنہوں نے محکمہ تعلیم میں پانچ سال as a Lecturer serve کیا ہے ان کی اگر ACRs اور تمام documents complete ہوں تو انہیں ریگولر کر دیا جائے گا۔ان اساتذہ کی وزیر اعلیٰ پنجاب سے یہ درخواست تھی اور ان کا delegation بھی وزیر اعلیٰ سے ملا کہ ہمیں regularize کر دیا جائے تو اس سلسلے میں notification جاری ہو چکا ہے اور جن کو پانچ سال ہو گئے ہوئے ہیں اور جن کے تمام کاغذات مکمل ہیں ان کو بڑی تیزی سے بلکہ بہت سارے لوگوں کو ہم نے regularize کر دیا ہے اگر یہ fresh question لائیں تو میں ان کو exact detail بھی دے سکتا ہوں کہ کتنے لوگ regularize ہو چکے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔اب محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا سوال نمبر 3169 ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! سوال نمبر 3169 ہے اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب یونیورسٹی میں ایم ایس سی سمسٹر سسٹم کی تفصیلات

*3169: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب یونیورسٹی میں ایم ایس سی سٹوڈنٹس کے لئے سمسٹر سسٹم کب سے رائج ہے؟

(ب) متذکرہ سمسٹر سسٹم رائج کرنے کی منظوری کس اتھارٹی نے دی؟

(ج) کیا متذکرہ سمسٹر سسٹم یونیورسٹی سے الحاق شدہ کالجز پر بھی لاگو ہوتا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت یونیورسٹی کی طرح اس کے affiliated کالجز میں بھی ایم ایس سی کے سٹوڈنٹس کے لئے سمسٹر سسٹم رائج کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پنجاب یونیورسٹی میں ہائر ایجوکیشن کمیشن (HEC) کی ہدایت پر ملک بھر کی یونیورسٹیز کی طرح سمسٹر سسٹم کا اجراء 2005 سے کیا گیا ہے۔

(ب) ہائر ایجوکیشن کمیشن (HEC) کی ہدایت پر وائس چانسلر نے منظوری دی۔اس کا فیصلہ پنجاب یونیورسٹی کی اکیڈمک کونسل کے اجلاس میں سنڈیکیٹ کی منظوری سے ہوا۔

(ج) متذکرہ سمسٹر سسٹم یونیورسٹی سے الحاق شدہ کالجز پر لاگو نہیں ہوتا۔تاہم حکومت پنجاب کے ایماء پر پنجاب یونیورسٹی نے الحاق شدہ کالجز میں سے صرف پانچ الحاق شدہ کالجز میں بی ایس (چار سالہ) پروگرام میں سمسٹر سسٹم کی منظوری دی ہے۔

(د) ضروری معاملات جو کہ سمسٹر سسٹم امتحان کے لئے درکار ہیں جن میں اساتذہ کی تعداد، کمپیوٹر لیب، لائبریری کتب اور جدید لیبارٹریز پوری نہیں ہوتیں علاوہ ازیں قابل اعتماد داخلی امتحانی نظام جس میں مقامی اساتذہ ہی ممتحن ہوتے ہیں اور مارکنگ کرتے ہیں اس وقت تک سمسٹر سسٹم رائج نہیں کیا جا سکتا۔مزید برآں پنجاب یونیورسٹی کی اکیڈمک کونسل نے تمام شعبہ جات کو اختیار دے دیا ہے کہ وہ واپس سالانہ نظام اختیار کر سکتے ہیں جس کی وجہ سے اکثریتی شعبہ جات میں سال 2009 سے سمسٹر سسٹم کی بجائے دوبارہ سالانہ سسٹم رائج کیا جا رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں جواب سے مطمئن ہوں۔ No supplementary question.

جناب ڈپٹی سپیکر: اب جناب اعجاز احمد خان کا سوال نمبر 3435 ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3435 ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب یونیورسٹی لاہور میں منسٹریل سٹاف کی بھرتی و دیگر تفصیلات

*3435: جناب اعجاز احمد خان: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2006 تا 10۔ مئی 2009 پنجاب یونیورسٹی لاہور میں جن افراد کو منسٹریل سٹاف میں بھرتی کیا گیا ان کے نام، عہدہ جات اور تعلیمی قابلیت بیان فرمائیں؟

(ب) مذکورہ بھرتی میں محکمانہ اور براہ راست کوٹا کی تفصیل بیان کریں؟

(ج) مذکورہ بھرتی میں محکمانہ کوٹا پر کتنے افراد کو محکمانہ طور پر کس کس پوسٹ پر بھرتی کیا گیا ان کے نام، عہدہ جات اور تعلیمی قابلیت بیان کریں؟

(د) اگر محکمانہ کوٹا پر عملدرآمد نہیں کیا گیا تو ذمہ داران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یکم جنوری 2006 تا 10۔ مئی 2009 پنجاب یونیورسٹی میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام، عہدہ جات اور تعلیمی قابلیت کی مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب)

(i) منسٹریل سٹاف میں سے جونیئر کلرک، جونیئر کے پی اوز، سینئر کے پی اوز کی بھرتی کے لئے کوٹا مقرر نہیں ہے۔ ان سیٹوں کو پُر کرنے کے لئے اخبارات میں اشتہارات دیئے جاتے ہیں۔ اشتہار نوٹس بورڈ پر بھی آویزاں کیا جاتا ہے اور بذریعہ سر کلرز جامعہ ہذا میں کام کرنے والے ملازمین کو درخواستیں دینے کے لئے بھی مطلع کیا جاتا ہے اور ان درخواست دہندگان میں سے ٹیسٹ میں کامیاب ہونے والے امیدواران کو بھرتی کیا جاتا ہے۔

(ii) اس کے علاوہ جامعہ ہذا میں کام کرنے والے ملازمین کو ان کے صدور صاحبان شعبہ جات کی recommendation پر کسی ملازم کو ٹائپ کا ٹیسٹ لے کر بھی بھرتی کیا جاتا ہے یا تین ماہ کی ٹائپنگ ٹیسٹ پاس کرنے کی شرط پر رکھا جاتا ہے۔

(iii) محرران کبیر، معاونین اور افسر انتظامیہ کی ترقی سنیارٹی کی بنیاد پر پنجاب یونیورسٹی کے کیلنڈر کے مطابق کی جاتی ہے دوسری صورت میں بذریعہ اشتہار باہر سے براہ راست بھرتی کی جاتی ہے یا سینئر ملازمین میں سے سنیارٹی / کم موزونیت کی بنیاد پر ان کی کارکردگی کے مطابق بعد از انٹرویو تقرری کی جاتی ہے۔

(ج) کوٹا کی بنیاد پر کوئی بھرتی نہیں ہوئی ہے۔ پنجاب یونیورسٹی ملازمین میں سے موزوں (ٹیسٹ پاس کرنے والے) افراد کو اہلیت کی بنیاد پر اگلے گریڈ (درجہ) میں بھرتی کیا گیا ہے۔ ایسے تمام دیگر امیدواران سال بھر پنجاب یونیورسٹی میں درخواستیں دیتے رہتے ہیں۔

(د) چونکہ بھرتیاں / ترقیاں قواعد وضوابط کے عین مطابق ہوتی رہتی ہیں اس لئے کسی کے خلاف کارروائی کی ضرورت پیش نہیں آئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں نے جز(ب) میں یہ سوال کیا تھا کہ مذکورہ بھرتی 09-2006 میں محکمانہ اور براہ راست کوٹا کی تفصیل دی جائیں تو اس کے جواب میں انہوں نے کہا ہے کہ کوٹا کی بنیاد پر کوئی بھرتی نہیں ہوتی۔ حالانکہ Syndicate کا فیصلہ ہے جس کی رو سے 50 فیصد یونیورسٹی کے ملازمین کا کوٹا ہے، 50 فیصد یونیورسٹی کے باہر سے لئے جاتے ہیں اور انتظامیہ beyond this settlement نہیں جا سکتی۔ مورخہ 02-04-2007 کو پنجاب یونیورسٹی نے دس پوسٹوں کی advertisement دی جبکہ مورخہ 11.08.2008 کو 27 سیٹوں پر بھرتی کی گئی اور کوئی ایک کوٹا یونیورسٹی کے ملازم کو نہیں دیا گیا تو یہ جواب بالکل facts سے ہٹ کر پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے آیا ہے۔ وزیر موصوف مہربانی کر کے اس کی وضاحت فرمائیں کہ یہ کوٹا جو Syndicate کے آرڈرز کے تحت دیا گیا ہے اس کو کیوں suppress کیا گیا ہے، پنجاب یونیورسٹی کے ذمہ داران کے خلاف وزیر موصوف کیا کارروائی کرنا چاہیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں کوئی محکمانہ کوٹا ہوتا ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس میں سٹاف کی تعداد کے بارے میں ان کو annexure ساتھ دیا گیا ہے انہوں نے دیکھ لیا ہو گا اور انہوں نے سوال یہ پوچھا تھا کہ 09-2006 تک، اس میں منسٹریل سٹاف جو ہے وہ اس کا کوٹا تو نہیں ہوتا لیکن اگر یہ ان کے جواب سے مطمئن نہیں ہیں تو آپ اسے ایجوکیشن کمیٹی کو refer کر دیں تاکہ وہ in detail اس کو دیکھ لے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کوٹا والا issue ایسا issue ہے کہ اس کو دیکھا جانا چاہئے تو یہ معاملہ ایجوکیشن کمیٹی کے سُپرد کیا جاتا ہے وہ اس کو in probe کر کے ہاؤس کو رپورٹ کرے گی۔ اب اگلا سوال بھی جناب اعجاز احمد خان کا ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 3436 ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب یونیورسٹی لاہور میں ٹیچنگ سٹاف کی بھرتی و دیگر تفصیلات

*3436: جناب اعجاز احمد خان: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2006 تا 10۔ مئی 2009 پنجاب یونیورسٹی لاہور میں جن افراد کو ٹیچنگ سٹاف میں بھرتی کیا گیا ان کے نام، عہدہ جات اور تعلیمی قابلیت بیان فرمائیں؟

(ب) مذکورہ بھرتی میں محکمانہ اور براہ راست کوٹا کی تفصیل بیان کریں؟

(ج) مذکورہ بھرتی میں محکمانہ کوٹا پر کتنے افراد کو محکمانہ طور پر کس کس پوسٹ پر بھرتی کیا گیا ان کے نام، عہدہ جات اور تعلیمی قابلیت بیان کریں؟

(د) اگر محکمانہ کوٹا پر عملدرآمد نہیں کیا گیا تو ذمہ داران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پنجاب یونیورسٹی میں یکم جنوری 2006 تا 10۔ مئی 2009 کے عرصہ کے دوران ٹیچنگ سٹاف کی جو تقرریاں عمل میں لائی گئیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پنجاب یونیورسٹی میں ٹیچرز کی بھرتی کے لئے تمام اسامیاں بذریعہ اخبار مشتہر کی جاتی ہیں اور سلیکشن بورڈ کی سفارشات پر سنڈیکیٹ سے حتمی منظوری کے بعد تقرری کے احکامات جاری کئے جاتے ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی میں ٹیچنگ سٹاف کی بھرتی کے لئے کوئی محکمانہ کوٹا مخصوص نہیں ہے۔

(ج) پنجاب یونیورسٹی میں ٹیچنگ سٹاف کی بھرتی کے لئے کوئی محکمانہ کوٹا مخصوص نہیں ہے اور نہ ہی کوئی تقرری عمل میں لائی گئی ہے۔

(د) پنجاب یونیورسٹی میں ٹیچنگ سٹاف کی بھرتی کے لئے کوئی محکمانہ کوٹا مخصوص نہیں ہے اور نہ ہی کوئی تقرری عمل میں لائی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،اعجاز احمد خان!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر!اس میں بھی میں نے جو یونیورسٹی کے اندر ٹیچنگ سٹاف ہے اس کے حوالے سے سوال کیا تھا جو لیکچرار، اسسٹنٹ پروفیسر، ڈائریکٹ اسسٹنٹ پروفیسر لئے جاتے ہیں اس کے حوالے سے یہ سوال کیا ہے اور اس کے اندر پنجاب یونیورسٹی انتظامیہ نے again concealment of the fact دیا ہے لہذا اس کے اوپر بھی معزز وزیر موصوف وضاحت فرمادیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!اس میں جو تفصیلات دی گئی ہیں وہ ہمیں یونیورسٹی سے فراہم کی گئی تھیں اور میں خود بھی اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں تو یہ جواب بھی کمیٹی کے سُپرد کر دیں جو آپ نے پنجاب یونیورسٹی کے حوالے سے بنائی ہے تاکہ یہ دونوں چیزیں جو ہیں ان کو ہم thoroughly probe کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو صرف کمیٹی کے سُپرد نہیں کیا جاتا بلکہ اس پر باقاعدہ کمیٹی انکوائری کرے گی، اگر یہ جواب غلط ثابت ہوا تو پھر اس پر اسمبلی ایکشن بھی لے گی۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ معاملہ بھی کمیٹی کے سُپرد کیا جاتا ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر!اس کو پارلیمانی ایجوکیشن کمیٹی کے سُپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اسی کے سُپرد کیا گیا ہے۔ ہماری ایجوکیشن کی جو سٹینڈنگ کمیٹی ہے یہ اس کے سُپرد کیا گیا ہے۔اب اگلا سوال ملک جہانزیب وارن صاحب کا ہے ۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ It is disposed of. اس کے بعد اگلا سوال 3622 جناب محمد شفیق خان صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ It is dispose of. اس کے بعد اگلا سوال خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3774 ہے۔اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد شہر کے کالجز میں خالی اسامیوں کی تفصیل

*3774: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد شہر میں کتنے کالجز (بوائز و گرلز) ہیں؟

(ب) ان میں خالی اسامیوں کی تفصیل گریڈ وار کتنی ہے؟

(ج) خالی اسامیاں کب تک پُر کر دی جائیں گی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) فیصل آباد میں زنانہ / مردانہ کالجز کی تعداد16 ہے۔

(ب)

نمبر شمار	نام اسامی بمعہ گریڈ	تعداد اسامی
1	پروفیسر BS-20	04
2	ایسوسی ایٹ پروفیسر BS-19	35
3	اسسٹنٹ پروفیسر BS-18	76
4	لیکچرار / لائبریرین BS-17	23
5	ڈیمانسٹریٹر / لائبریرین BS-16	03
6	ہوسٹل وارڈن BS-14	01
7	سٹینوگرافر BS-12	01
8	کیئر ٹیکر BS-09	07
9	لیکچرار اسسٹنٹ BS-07	30
10	جونیئر کلرک BS-07	15
11	لائبریری کلرک BS-07	10
12	لائبریری اسسٹنٹ BS-06	01
13	کلاس فور BS-01	93
14	کلاس فور ڈرائیور BS-04	01
	کل تعداد	300

(ج) 1 سے16 گریڈ تک DPI کالجز کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ وہ ٹائم شیڈول کے مطابق خالی اسامیوں پر بھرتی کے عمل کو مکمل کرے۔

گریڈ17 سے20 تک بھرتی پبلک سروس کمیشن کی سفارشات اور بذریعہ پروموشن کی جاتی ہے۔ محکمہ تعلیم آج کل پنجاب پبلک سروس کمیشن سے منتخب لیکچرارز کو مختلف کالجز میں تعینات کر رہا ہے۔ تاہم فوری طور پر اساتذہ کی کمی پوری کرنے کے لئے محکمہ تعلیم نے تمام پرنسپلز کو ہدایات جاری کر دی ہیں کہ وہ خالی اسامیوں پر عارضی طور پر Internee Teacher رکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

خواجہ محمد اسلام :جناب سپیکر !میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جز(ج)میں کہا ہے کہ 1سے 16گریڈ تک DPIکالجز کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ وہ ٹائم شیڈول کے مطابق خالی اسامیوں پر بھرتی کے عمل کو مکمل کرے جبکہ وہ یہاں پر کہہ رہے ہیں کہ اس پر banلگا ہوا ہے،جب lift banہو گا تو اس کے بعد ہی پُر کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!جس طرح سے خواجہ صاحب نے خود ہی جواب پڑھ دیا ہے کہ گریڈ1سے 16تک DPIکالجز کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ وہ ٹائم شیڈول کے مطابق خالی اسامیوں پر بھرتی کے عمل کو مکمل کرے۔ جیسے جیسے ان اسامیوں کے لئے اشتہارات آ رہے ہیں ان اسامیوں کو پُر کرتے جا رہے ہیں۔اس وقت ہماری جو existing positionہے اس میں floodکی وجہ سے banلگایا گیا تھا۔اب سیلاب کے بعد جہاں ہمیں ضرورت ہے وہاں پر lift banکرنا ہو گا، جیسے ہی ہم lift banکریں گے ان جگہوں پر دوبارہ recruitmentشروع ہو جائے گی۔

خواجہ محمد اسلام: جناب والا!جز(ج)میں انہوں نے فرمایا ہے کہ گریڈ17سے20تک بھرتی پبلک سروس کمیشن کی سفارشات اور بذریعہ پروموشن کی جاتی ہے۔ محکمہ تعلیم آج کل پنجاب پبلک سروس کمیشن سے منتخب لیکچرارز کو مختلف کالجز میں تعینات کر رہا ہے۔تاہم فوری طور پر اساتذہ کی کمی پوری کرنے کے لئے محکمہ تعلیم نے تمام پرنسپلز کو ہدایات جاری کر دی ہیں کہ وہ خالی اسامیوں پر عارضی طور پر Internee Teacherرکھ لیں۔اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ میرا سوال 11۔جولائی 2009کو کیا گیا اس کا جواب 18۔اکتوبر2010کو آیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کے اس دوران انہوں نے کتنے لیکچرارز بھرتی کئے ہیں اور یہ جو Internee Teacherرکھ رہے ہیں جب مستقل بنیادوں پر لیکچرار پبلک سروس کمیشن سے selectہو کر آئیں گے تو پھر یہ جو Internee Teacherرکھے ہوئے ہیں ان کا statusکیا ہو گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر:وزیر تعلیم!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!شروع کے جو تین سوالات تھے ان میں گریڈ17اور ان سے اوپر کی بھرتی کے بارے میں بڑی تفصیل کے ساتھ بتایا گیا تھا اور shortfallکا بھی بتایا تھا اور جہاں تک Internee Teacherکا تعلق ہے تو میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ یہ stop

gap arrangement ہے اور ان کے contract میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ یہ ایک سال کے لئے ہے اور وہ جو ہمارے CTI ہیں اس میں تقریباً 60 فیصد نے پنجاب پبلک سروس کمیشن کا امتحان دیا اور پچھلے سال جو ہم نے لوگ رکھے ہیں ان میں سے 60 فیصد ایسے ہیں جنہوں نے وہ امتحان پاس کر لیا۔ جہاں تک ہائر ایجوکیشن کمیشن میں گریڈ 17 اور اس سے اوپر recruitment کا طریق کار ہے وہ پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہی ہے۔ یہ صرف stop gap arrangement ہے اور اس کے اشتہار میں بھی واضح طور پر ایک سال کے لئے لکھا گیا ہے اور ان کو بھی یہ پتا ہوتا ہے کہ یہ اسامی ایک سال کے لئے ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

قصور گرلز / بوائز کالجز میں ایم اے کی کلاسز کے اجراء کا مسئلہ

*1816: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) قصور میں کتنے گرلز / بوائز کالجز ہیں جن میں ایم اے کی کلاسز کا اجراء ہو چکا ہے اور کتنے ایسے کالجز ہیں جن میں ابھی تک ایم اے کی کلاسز کا اجراء نہیں کیا گیا؟

(ب) قصور میں ایسے کتنے کالجز ہیں جن میں حکومت کے واضح احکامات کے باوجود ایم اے کی کلاسز شروع نہ کی گئی ہیں اور کیوں نیز ان کالجز میں ایم اے کی کلاسز کا کب تک اجرا کر دیا جائے گا آگاہ کریں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع قصور میں ایک گرلز کالج، گورنمنٹ کالج برائے خواتین قصور میں ایم اے (انگلش، اسلامیات اور سیاسیات اور دو بوائز کالجز، گورنمنٹ اسلامیہ کالج قصور میں ایم اے (انگلش، معاشیات اور ریاضی) اور گورنمنٹ کالج پتوکی میں ایم اے انگلش کی کلاسز کا اجراء ہو چکا ہے۔ چار گرلز کالجز اور چار بوائز کالجز میں ابھی تک ایم اے کی کلاسز کا اجراء نہیں کیا گیا۔

(ب) قصور میں ایسا کوئی کالج نہیں جس میں حکومت کے واضح احکامات کے باوجود ایم اے کی کلاسز شروع نہ کی گئی ہوں۔ حکومت کے واضح احکامات ملنے کے بعد متعلقہ کالجز میں ایم اے کی کلاسز کا اجراء کر دیا جائے گا۔

جہلم، گورنمنٹ کالج برائے خواتین کی پرنسپل سے والدین کی ملاقات کا مسئلہ

*1869: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین جہلم میں پرنسپل اور سٹاف سے بسلسلہ کام ملاقات کے لئے آنے والے والدین کے لئے کوئی انتظار گاہ نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کالج کی پرنسپل طالبات کے پریشان حال والدین سے بسلسلہ کام ملاقات سے گریزاں رہتی ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پرنسپل مذکورہ سے ملاقات کے اوقات کار کا بورڈ کالج گیٹ پر آویزاں کرانے اور مجبور والدین سے پرنسپل کی ملاقات کو یقینی بنانے اور مناسب انتظار گاہ کے انتظام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست نہ ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔

(ج) کام سے آنے والے والدین کے لئے کالج ہذا میں انتظار گاہ موجود ہے اور ملاقات کے اوقات کار کا بورڈ بھی پہلے سے ہی موجود ہے۔

جہلم، گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین میں فائن آرٹس کی طالبات کے مسائل

*1870: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین جہلم میں شعبہ فائن آرٹس کا قیام کب عمل میں آیا؟

(ب) اس وقت مذکورہ شعبہ کی ہیڈ اور دیگر ٹیچرز کے نام، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل اور کالج میں عرصہ تعیناتی بیان فرمائیں؟

(ج) کیایہ درست ہے کہ فرسٹ ایئر سے ہی فائن آرٹس کے اختیاری مضمون کا اجراء کر دیا گیا ہے؟

(د) اس وقت 1st ایئر تا 6th ایئر فائن آرٹس بحیثیت اختیاری مضمون پڑھنے والی طالبات کی تعداد کلاس وار بیان کریں؟

(ہ) کیایہ درست ہے کہ ہر کلاس میں فائن آرٹس پڑھنے والی طالبات کی تعداد ٹیچرز کی تعداد کے مقابلے میں نہ ہونے کے برابر ہے پھر بھی طالبات کو مذکورہ مضمون تبدیل کرنے پر زور دیا جاتا ہے، اس وقت فرسٹ ایئر، تھرڈ ایئر اور ففتھ ایئر کی کتنی طالبات کے فائن آرٹس کا مضمون ٹیچرز کے کہنے پر تبدیل کیا گیا؟

(و) کیا حکومت ٹیچرز کے اس روّیہ کی انکوائری کروانے اور ذمہ داروں کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

(ز) کیا حکومت عرصہ تین سال سے زائد تعینات فائن آرٹس کی ٹیچرز کو قواعد کے مطابق ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) شعبہ فائن آرٹس کا قیام 1960 میں عمل میں آیا۔

(ب) مذکورہ شعبہ کی ہیڈ اسسٹنٹ پروفیسر مسز شمسہ شاہد عرصہ 27 سال سے تعینات ہیں ان کی تعلیم ایم اے فائن آرٹس اور ڈومیسائل جہلم کا ہے۔

2۔ محترمہ صائمہ اصغر لیکچرار، ایم اے فائن آرٹس، ڈومیسائل گجرات کا اور عرصہ پانچ سال سے تعینات ہے۔

(ج) جی ہاں۔

(د) فرسٹ ایئر 08 سیکنڈ ایئر 08

تھرڈ ایئر 04 فورتھ ایئر 08

ایم اے کی کلاس موجود نہ ہے۔

(ہ) درست نہ ہے۔ فائن آرٹس کی ٹیچرز اپنے ورک لوڈ کے مطابق کام کر رہی ہیں۔ نتائج سے ثابت ہوتا ہے کہ مذکورہ شعبہ کی کارکردگی بہت بہتر ہے۔ بعض اوقات کچھ طالبات عدم دلچسپی، والدین کے معاشی مسائل کی وجہ سے یہ مضمون جاری نہیں رکھ سکتیں جس کی وجہ سے انہیں یہ مضمون چھوڑنا پڑ جاتا ہے۔

(و) اگر کسی بھی ٹیچر کے روّیہ کے خلاف کوئی تحریری شکایت موصول ہوئی تو محکمہ تعلیم اس کے خلاف قانون کے مطابق انضباطی کارروائی عمل میں لائے گا۔

(ز) کسی ٹیچر کو بغیر کسی قسم کی شکایت کے ٹرانسفر نہیں کیا جاتا تاہم حکومت جب چاہے کسی بھی ملازم کو ٹرانسفر کر سکتی ہے۔

فاطمہ جناح ویمن یونیورسٹی میں اسسٹنٹ رجسٹرار کی بھرتی کا طریق کار و دیگر تفصیلات

*2336: محترمہ ناظمہ جواد ہاشمی: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فاطمہ جناح ویمن یونیورسٹی راولپنڈی میں اسسٹنٹ رجسٹرار کی بھرتی کا طریق کار کیا ہے؟

(ب) فاطمہ جناح ویمن یونیورسٹی کی اسسٹنٹ رجسٹرار کا نام اور تعلیمی قابلیت بیان فرمائیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) فاطمہ جناح ویمن یونیورسٹی میں 17 گریڈ اور اس سے اوپر کے گریڈز بمعہ اسسٹنٹ رجسٹرار کی بھرتی کے لئے اخبار میں اشتہار شائع ہوتا ہے۔ تمام درخواستیں سلیکشن بورڈ کے سامنے پیش کی جاتی ہیں اور جو اہل امیدوار ہوتے ہیں ان کا انٹرویو ہوتا ہے اور سلیکشن بورڈ کی سفارشات سنڈیکیٹ کو پیش کی جاتی ہیں اور سنڈیکیٹ کی منظوری کے بعد تعیناتی لیٹر جاری کیا جاتا ہے۔

(ب) فاطمہ جناح ویمن یونیورسٹی کی اسسٹنٹ رجسٹرار کی مطلوبہ تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام	تعلیمی قابلیت
1	فرزانہ اختر	ایم فل (ہیومین ریسورس مینجمنٹ ویسٹ منسٹر یونیورسٹی، UK)
2	نسیم اختر	ایم اے ایجوکیشن
3	سائرہ بانو	ایم اے انوائرمنٹل سائنسز
4	جویریہ افتخار	ایم اے Behavioral Sciences
5	سیدہ سعدیہ حنا	ایم اے ایجوکیشن

ٹاؤن شپ لاہور میں لڑکے و لڑکیوں کے کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2496: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ٹاؤن شپ لاہور میں لڑکوں کے کتنے کالجز ہیں نیز یہ کالجز کہاں کہاں واقع ہیں، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ٹاؤن شپ لاہور میں لڑکیوں کے کتنے کالجز ہیں نیز یہ کالجز کہاں کہاں واقع ہیں، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ٹاؤن شپ لاہور میں صرف لڑکوں کے لئے کوئی علیٰحدہ سے کالج نہ ہے البتہ ایک پوسٹ گریجویٹ کالج ہے جس میں لڑکوں اور لڑکیوں کو تعلیم دی جاتی ہے اس میں انٹر میڈیٹ سے لے کر ایم اے تک تعلیم دی جاتی ہے۔

(ب) ٹاؤن شپ لاہور میں گورنمنٹ کالڑکیوں کے لئے صرف ایک ہی کالج ہے۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین ٹاؤن شپ لاہور۔

پی پی۔269 بہاولپور بوائز و گرلز ڈگری کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3462: **ملک جہاں زیب وارن:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔269 بہاولپور میں کتنے بوائز و گرلز ڈگری کالج کہاں کہاں ہیں، ان میں کلاس وار طالب علموں کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) اس علاقہ میں مزید کتنے ڈگری بوائز و گرلز کالجز بنانے کی ضرورت ہے؟

(ج) حکومت یہ کالجز کب کہاں کہاں بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پی پی۔269 بہاولپور میں کوئی بوائز یا گرلز ڈگری کالج نہ ہے۔

(ب) اس علاقہ میں کم از کم بوائز اور ایک گرلز ڈگری کالج بنانے کی ضرورت ہے۔

(ج) محترم وزیر اعلیٰ پنجاب نے بہاولپور ڈویژن کا تین روزہ دورہ مورخہ 2010۔03۔01 تا 2010۔03۔03 کو کیا اور اس دوران اس علاقے کی ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے پی پی۔269 میں ایک گرلز کالج کے قیام کی منظوری دی جو ہتھجبی کے مقام پر تعمیر کیا جائے گا اور اس سکیم کو وزیر اعلیٰ پنجاب نے منظور کر دیا ہے۔ اس کالج کی تعمیر کا کام اسی مالی سال 2010۔11 میں شروع کر دیا جائے گا۔

ضلع راولپنڈی میں (مرد و خواتین) کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3622: جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی میں گورنمنٹ انٹر میڈیٹ کالج برائے (مرد و خواتین) اور گورنمنٹ ڈگری کالج برائے (مرد و خواتین) کی کل تعداد کیا ہے تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

(ب) مذکورہ کالجوں میں سے کتنے ایسے ہیں جن میں مستقل بنیادوں پر پرنسپل تعینات نہیں ہیں تفصیل بتائی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ضلع راولپنڈی کے کالجوں میں سٹاف منظور شدہ تعداد سے بہت کم ہے حکومت یہ کمی کب تک پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع راولپنڈی میں انٹر میڈیٹ بوائز و گرلز کالج نہ ہے۔ گورنمنٹ ڈگری کالج فار بوائز 10 اور گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین 25 ہیں تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع راولپنڈی کے 4 بوائز اور 8 گرلز کالجوں میں مستقل بنیادوں پر پرنسپل تعینات نہ ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ ضلع راولپنڈی کے کالجوں میں سٹاف منظور شدہ تعداد سے کم ہے جس کو CTI کے تحت پورا کیا جا چکا ہے۔ محکمہ ہائر ایجوکیشن نے گریڈ 18، 19، 20 میں ریکروٹمنٹ کے لئے ریکوزیشن پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھجوا دی ہے جبکہ گریڈ 17 میں لیکچرار کی بھرتی کے لئے سمری برائے منظوری جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھجوا دی ہے تاکہ خالی اسامیوں کو جلد از جلد مستقل بنیادوں پر پر کیا جا سکے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع بہاولنگر میں بوائز و گرلز کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3784: جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع بہاولنگر میں قائم بوائز و گرلز کالجز کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان کالجز میں گریڈ وار منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں؟

(ج) ان کالجز میں کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی خالی ہیں اور ان کو کب تک پر کر دیا جائے گا؟

وزیر ہائرایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع بہاولنگر میں6بوائزاور6خواتین12کالجز قائم ہیں۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔

1۔ تحصیل بہاولنگر میں ایک بوائزاور ایک خواتین پوسٹ گریجویٹ کالج ہے۔
2۔ تحصیل چشتیاں میں ایک بوائزاور ایک خواتین پوسٹ گریجویٹ کالج ہے۔
3۔ سب تحصیل ڈاہرانوالہ میں ایک بوائزاور ایک خواتین ڈگری کالج ہے۔
4۔ تحصیل ہارون آباد میں ایک بوائزاور ایک خواتین ڈگری کالج ہے۔
5۔ تحصیل فورٹ عباس میں ایک بوائزاور ایک خواتین ڈگری کالج ہے۔
6۔ تحصیل منچن آباد میں ایک بوائزاور ایک خواتین ڈگری کالج ہے۔

(ب) ان کالجز میں گریڈوار منظور شدہ اسامیاں سکیل نمبر1تا20کی تعداد902ہے۔
منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل ضمیمہ نمبر1ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان کالجز میں گریڈوار خالی اسامیوں کی تعداد247ہے۔
خالی اسامیوں کی تعداد کی تفصیل ضمیمہ نمبر2ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
پبلک سروس کمیشن میں گزٹیڈاسامیوں پر بھرتی کا سلسلہ جاری ہے۔
پبلک سروس کمیشن کی سفارش پر محکمہ اعلیٰ تعلیم ان اسامیوں کو درجہ بدرجہ پر کرتا رہے گا نیز نان گزیٹڈاسامیوں کو حکومت کی ہدایت پر پُر کر دیا جائے گا۔

تحقیقی کام کرنے والوں کے لئے پی ایچ ڈی ڈاکٹرز کی یقینی نگرانی کا مسئلہ

*3900: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیاوزیر ہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحقیقی کام (ریسرچ ورک) کو بین الاقوامی معیار پر جانچنے کے لئے ضروری ہے کہ ہر شعبے اور ادارے کا سربراہ اور ہر faculty کا dean خود پی ایچ ڈی ہو، جو خود تحقیقی کام کے پورے عمل سے گزر چکا ہو؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈاکٹرز، نان ڈاکٹرز کی ماتحتی میں کام کرتے ہوئے احساس محرومی کا شکار رہتے ہیں نیز نان ڈاکٹرز تحقیقی کام کی بہتر طور پر نگرانی بھی نہیں کر سکتے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا پنجاب یونیورسٹی انتظامیہ مذکورہ ضرورت پر توجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) تحقیقی کام کو بین الاقوامی معیار پر جانچنے کے لئے ضروری ہے کہ اس شعبے کا سربراہ Ph.D ہو جو خود تحقیقی کام کے عمل سے گزر چکا ہو۔

(ب) درست ہے اور یہ بھی درست ہے کہ نان ڈاکٹرز تحقیقی کام کی بہتری نگرانی نہیں کر سکتے۔

(ج) پنجاب یونیورسٹی انتظامیہ کی اس امر پر مکمل توجہ ہے اور یونیورسٹی میں ہر ادارے کا سربراہ ماسوائے ایک چیئرپرسن /ڈین کے تمام پروفیسرز ڈین پی ایچ ڈی ہیں تاہم پنجاب یونیورسٹی انتظامیہ تحقیقی کام کے معیار کو بہتر بنانے پر خصوصی توجہ دیتی ہے۔پی ایچ ڈی کا تحقیقی کام ہمیشہ پی ایچ ڈی ڈاکٹرز کی زیر نگرانی ہی کروایا جاتا ہے۔

ملتان ڈویژن میں بوائز و گرلز کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3908: جناب عبدالوحید چودھری: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ملتان ڈویژن میں کتنے کالجز بوائز و گرلز ہیں؟

(ب) ملتان ڈویژن کے کالجز کو مالی سال 09-2008 کے دوران کتنی رقم فراہم کی گئی تھی؟

(ج) گزشتہ مالی سال کے دوران اس ڈویژن کے کن کن کالجز کی عمارات کتنی لاگت سے تعمیر کی گئیں؟

(د) مالی سال 10-2009 میں اس ڈویژن میں کالجز کی بلڈنگ کی تعمیر کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی نیز اس سے کس کس کالج کی بلڈنگ تعمیر کی جائے گی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف)

ملتان ڈویژن میں بوائز کالجز کی تعداد	=	22
گرلز کالجز کی تعداد	=	28
کل تعداد	=	50

(ب) ملتان ڈویژن کے کالجز میں 09۔2008 میں M۔159.301 کی رقم فراہم کی گئی۔

(ج) ملتان ڈویژن کے کالجز میں 09۔2008 میں جن کالجز کی تعمیر پر جو لاگت آئی درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	کالج کا نام	تعمیر پر کل لاگت
1۔	گورنمنٹ کالج آف ہوم اکنامکس	73.650-M
2۔	گورنمنٹ کالج خانیوال	36.983-M
3۔	گورنمنٹ کالج قادرپور ملتان	21.263-M
4۔	گورنمنٹ گرلز کالج عبدالحکیم خانیوال	21.598-M
5۔	گورنمنٹ گرلز کالج تلمبہ ضلع خانیوال	24.763-M
6۔	گورنمنٹ گرلز کالج ماچھیوال ضلع وہاڑی	32.021-M
7۔	گورنمنٹ بوائز کالج ٹبہ سلطان پور ضلع وہاڑی	31.769-M
8۔	گورنمنٹ بوائز کالج لڈن ضلع وہاڑی	29.897-M
9۔	گورنمنٹ گرلز کالج گگو ضلع وہاڑی	38.944-M
10۔	گورنمنٹ گرلز کالج ٹبہ سلطان پور ضلع وہاڑی	31.769-M
11۔	گورنمنٹ گرلز کالج شیخ فاضلکا ضلع وہاڑی	39.689-M
12۔	گورنمنٹ ملت کالج ممتاز آباد ملتان	18.976-M
13۔	گورنمنٹ کالج کہروڑ پکا ضلع لودھراں	10.00-M
	کل میزان =	421.890-M

(د) 10۔2009 میں ملتان ڈویژن کے کالجز کی بلڈنگ کی تعمیر پر88.512-M کی رقم مختص ہوئی جس سے ایک کالج کی تعمیر مکمل کی گئی۔کالج کا نام درج ذیل ہے۔

1۔ گورنمنٹ کالج خانیوال

یونیورسٹی اساتذہ کی طرح کالج اساتذہ کے سکیل اپ گریڈ کرنے کا معاملہ

*4076: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ قیام پاکستان سے آج تک یونیورسٹی اور کالج کے اساتذہ کے سکیل برابر تھے مگر تین سال قبل یونیورسٹی اساتذہ کے سکیل اپ گریڈ کر دیئے گئے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کالج کے اساتذہ کے سکیل بھی اپ گریڈ کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔وزیر اعظم پاکستان کی ہدایت پر وفاقی وزیر تعلیم /چیئرمین ہائر ایجوکیشن کمیشن اسلام آباد پاکستان میں بذریعہ چٹھی مورخہ 2006۔10۔19 یونیورسٹی اساتذہ کے سکیل

اپ گریڈ کر دیئے تھے۔نوٹیفکیشن "Annex "C برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) اساتذہ کی مختلف تنظیموں کی جانب سے پیش کردہ مطالبات (جن میں سکیل اپ گریڈ کرنے کا معاملہ سر فہرست تھا) کا جائزہ لینے کے لئے مورخہ 2009۔06۔18 کو وزیر اعلیٰ پنجاب کی سربراہی میں ایک نمائندہ اجلاس ہوا تھا جس میں مطالبات کا جائزہ لینے والی کمیٹی نے ہر ایک مطالبہ پر علیٰحدہ علیٰحدہ غور کیا جہاں بہت سارے مطالبات مان لئے گئے وہاں اساتذہ کے سکیل یونیورسٹی اساتذہ کے برابر کرنے کا مطالبہ مندرجہ ذیل وجوہات کی بناء پر مسترد کر دیا گیا تھا۔

1. کالج اور یونیورسٹی اساتذہ کی تعلیمی قابلیت میں واضح فرق ہے عموماً یونیورسٹی اساتذہ بہتر تعلیمی استعداد کے حامل ہوتے ہیں۔
2. کالج ٹیچرز کو دوسرے سرکاری ملازمین کی طرح ترقی کے مواقع میسر ہیں جبکہ یونیورسٹی اساتذہ کو اگلے گریڈ میں ترقی کے مواقع میسر نہیں۔
3. تمام یونیورسٹیز اپنے اخراجات ہائر ایجوکیشن کمیشن سے ملنے والی گرانٹ کے علاوہ اپنے وسائل سے خود پورا کرتی ہیں۔ یونیورسٹیز کی مالی معاونت میں حکومت پنجاب کا حصہ بہت محدود ہے۔
4. اگر کالج اساتذہ کے اس مطالبہ کو مان لیا جائے تو اس کے اثرات دیگر محکموں پر بھی منتج ہوں گے اور ان میں کام کرنے والے ملازمین بھی استفادہ کرنے کا مطالبہ کریں گے۔حکومت پنجاب اپنے محدود تعلیمی بجٹ کی وجہ سے ایسا کرنے سے قاصر ہے۔
5. حکومت پنجاب نے یکم جولائی 2010 سے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں 50 فیصد اضافہ کیا تھا جبکہ یونیورسٹی اساتذہ کی تنخواہوں میں اضافہ کا فیصلہ یونیورسٹی سنڈیکیٹ وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے کرتی ہے وہ حکومت پنجاب کے فیصلہ کی پابند نہیں۔
6. ایسی کوئی تجویز فی الحال زیر غور نہ ہے۔

لیکچرار کے لئے ٹائم سکیل ترقی کا فارمولا بنانے کا معاملہ

*4077: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کالج کا لیکچرار 17 سکیل میں بھرتی ہو کر 18 گریڈ میں 20 یا 22 سال کے بعد ترقی کر کے ریٹائر ہو جاتا ہے یا چند کیسز میں ریٹائرمنٹ سے 2 یا 3 سال قبل گریڈ 19 میں چلا جاتا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کالج کے لیکچرار کے لئے ٹائم سکیل ترقی کا فارمولا بنانے کے لئے تیار ہے تاکہ ایک خاص عرصہ ملازمت کے بعد انہیں اگلے سکیل میں ترقی مل سکے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست نہ ہے۔

(ب) حکومت پنجاب کے تمام محکمہ جات کی طرح محکمہ ہائر ایجوکیشن میں بھی اگلے درجہ میں ترقی سنیارٹی کم فٹنس کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ٹائم سکیل کے تحت ترقی پنجاب کے کسی بھی محکمہ میں رائج نہ ہے۔اس وقت محکمہ ہذا میں کام کرنے والے اساتذہ کرام کی تعداد اور اگلے درجہ میں ترقی کے لئے دستیاب سیٹوں کی تعداد اس طرح ہے:۔

Designation	Sanctioned Strength	Promotion Seats	Working strength	Seats Vacant
Assistant Professor (Male)	3351	2148	2513	365
Assistant Professor (Female)	2507	1880	1599	281
Associate Professor (Male)	1478	1035	870	165
Associate Professor (Female)	1106	774	621	153
Professor (Male)	98	78	69	09
Professor (Female)	74	59	59	-

اگلے درجہ میں ترقی کے لئے ڈیپارٹمنٹل پروموشن کمیٹی کے اجلاس باقاعدگی سے ہو رہے ہیں۔ رواں سال میں ڈیپارٹمنٹل پروموشن کمیٹی کے اجلاس مورخہ 17-02-2009 اور 17-06-2009 کو منعقد ہوئے جس میں 64 خواتین لیکچرار کو بطور اسسٹنٹ پروفیسر ترقی دی گئی، 7 خواتین کو گریڈ 17 سے 18 میں اور 23 خواتین کو 18 سے 19 میں 92 مرد 18 سے 19 میں اور 8 مرد کو 17 سے 18 میں موو اوور دیا گیا۔ مورخہ 08-6-2009 کو پراونشل سلیکشن بورڈ-II کے اجلاس میں 105 خواتین اسسٹنٹ پروفیسر کو بطور ایسوسی ایٹ پروفیسر ترقی دی گئی۔

محکمہ ہائر ایجوکیشن 19-10-2009 کو ڈیپارٹمنٹل پروموشن کمیٹی کا اجلاس منعقد کر رہا ہے جس میں اسسٹنٹ پروفیسر کی خالی اسامیاں پُر کرنے کے لئے اہل لیکچراروں کی پروموشن بطور اسسٹنٹ پروفیسر کر دی جائے گی۔ایسوسی ایٹ پروفیسر کی خالی اسامیاں پُر کرنے کے لئے محکمہ نے اسسٹنٹ پروفیسرز کی پروموشن کا کیس صوبائی سلیکشن بورڈ کو بھیجا ہوا ہے جس کا اجلاس جلد متوقع ہے۔ پروفیسر کی خالی اسامیاں پُر کرنے کے لئے دفتر ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن پنجاب کو ورکنگ پیپر تیار کرنے کے لئے ہدایات جاری کر دی ہیں۔

پنجاب یونیورسٹی کے تمام شعبوں میں یکساں ایڈمشن پالیسی لاگو کرنے کی تفصیلات

*4079: محترمہ عائشہ جاوید: کیاوزیر ہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کے کچھ شعبہ جات میں ایڈمشن کے لئے انٹری ٹیسٹ کی شرط لاگو ہے اگر ہاں تو وہ شعبہ جات کون کون سے ہیں اور مذکورہ ٹیسٹ لینے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ یونیورسٹی کے تمام شعبوں میں یکساں ایڈمشن پالیسی لاگو کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر ہائرایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں۔ جن شعبہ جات میں داخلہ کے لئے انٹری ٹیسٹ لیا جاتا ہے ان کی فہرست اور وجوہات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پنجاب یونیورسٹی انتظامیہ نے متذکرہ بالا مسئلہ ایڈمشن کمیٹی کے سامنے رکھنے کے احکامات جاری کئے۔ایڈمشن کمیٹی نے این ٹی ایس کے ذریعے ٹیسٹ کو یکسر مسترد کرتے ہوئے فیصلہ کیا کہ آئندہ سے پنجاب یونیورسٹی انٹری ٹیسٹ خود لے گی۔question paper بناتے وقت اس امر کا خاص خیال رکھا جائے گا کہ سوالات نصاب میں سے ہوں تاکہ کتابوں یا اکیڈمی وغیرہ سے مدد لینے کی ضرورت نہ پڑے اور انٹری ٹیسٹ پر وسیسنگ فیس بھی کم سے کم رکھی جائے تاکہ والدین پہ مالی بوجھ کم پڑے۔یونیورسٹی اپنی ان کوششوں میں کامیاب رہی۔
پنجاب یونیورسٹی ایڈمشن کمیٹی نے انٹری ٹیسٹ کی اہمیت کے حوالہ سے غور و خوض کیا۔ ایڈمشن کمیٹی کے کچھ ممبران نے انٹری ٹیسٹ کو غیر ضروری قرار دیتے ہوئے اسے ختم کرنے کا مطالبہ کیا لیکن اتفاق رائے سے یہ طے پایا کہ یہ کام ہر شعبہ کی متعلقہ ایڈمشن کمیٹی پر چھوڑ دیا جائے۔ لہذا اس آپشن کی شعبہ جات کے درمیان تشہیر کر دی گئی۔اکثر شعبہ جات نے دوران سیشن 2010 ماسٹر پروگرام میں انٹری ٹیسٹ نہیں لیا جبکہ انڈر گریجویٹ پروگرام کے تحت بھی اکثر شعبہ جات نے انٹری ٹیسٹ نہیں لیا انہی وجوہات کی بناء پر یکساں ایڈمشن پالیسی لاگو نہیں کی جاسکتی۔

فیصل آباد شہر میں گرلز و بوائز کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4152: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد شہر میں کتنے کالجز برائے خواتین و بوائز کس کس جگہ چل رہے ہیں؟

(ب) ان کالجوں کو سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران کتنی گرانٹ سالانہ حکومت کی طرف سے وصول ہوئی؟

(ج) ان کالجوں کی ان سالوں کی اپنے ذرائع سے کتنی آمدن سالانہ ہوئی اور یہ ذرائع کون کون سے ہیں؟

(د) ان سالوں کے دوران مذکورہ کالجوں کی بلڈنگز کی تعمیر کے لئے کتنی رقم حکومت نے فراہم کی؟

(ہ) کس کس کالج کی بلڈنگ طالب علموں کی تعداد کے مطابق نہ ہے؟

(و) کیا حکومت طالب علموں کی تعداد کے مطابق ان اداروں میں مزید کمرے بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) فیصل آباد شہر میں زنانہ / مردانہ کالجز کی کل تعداد 16 ہے اور یہ کن کن جگہوں پر واقع ہیں اس کی تفصیل Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) دونوں مالی سال میں حکومت نے جو گرانٹ ان اداروں کو دی اس کی تفصیل سال وار اور کالج وار Annex-B ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) دونوں مالی سال میں ان کالجز کو جو سالانہ آمدنی ہوئی۔ اس کی تفصیل سال وار اور کالج وار Annex-C ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہ آمدنی سٹوڈنٹس کی داخلہ فیس اور ٹیوشن فیس کی مد میں حاصل ہوتی ہے۔

(د) جی ہاں۔ ماسوائے گورنمنٹ کالج ستیانہ روڈ کیونکہ اس کالج کی بلڈنگ زیر تعمیر ہے۔

(ہ) حکومت نے بلڈنگز کی تعمیر کے لئے مندرجہ ذیل کالجز کو رقم فراہم کی۔

(i) گورنمنٹ کالج ستیانہ روڈ 08۔2007، 09۔2008

30.000(M) 3۔984(M)

(ii) گورنمنٹ کالج برائے خواتین کارخانہ بازار (M)896۔1

(iii) گورنمنٹ کالج برائے خواتین مدینہ ٹاؤن(M)304۔9

(و) بلڈنگ طلباء / طالبات کی تعداد کے مطابق تعمیر کرنے کاارادہ رکھتی ہے۔

انٹر میڈیٹ اینڈ سیکنڈری بورڈ ملتان کا قیام ودیگر تفصیلات

*4208:جناب عبدالوحید چودھری:کیاوزیرہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بورڈآف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن ملتان کب قائم ہوا؟

(ب) اس کی سال08۔2007اور09۔2008کی آمدن اوراخراجات بتائیں؟

(ج) اس میں گریڈ17اوراوپر کی منظور شدہ اسامیاں کس کس گریڈ کی ہیں؟

(د) ان اسامیوں پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈاور پتاجات بتائیں؟

(ہ) ان ملازمین کے سال08۔2007اور09۔2008کے تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے کے اخراجات بتائیں؟

وزیرہائرایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) سال1968

(ب)

2007-08

آمدن: -/354678773روپے

اخراجات -/251703440روپے

2008-09

آمدن -/441604520روپے

اخراجات -/355651602روپے

(ج) گریڈ17اوراس کے اوپر کی منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1	چیئرمین گریڈ20	01
2	سیکرٹری گریڈ19	01
3	کنٹرولرامتحانات گریڈ18	01
4	آڈٹ آفیسر گریڈ18	01
5	ڈپٹی سیکرٹری /کنٹرولر گریڈ18	03
6	سسٹم انالسٹ گریڈ18	01
7	آفیسر کنفیڈنشل پریس گریڈ18	01
8	اسسٹنٹ سیکرٹری /کنٹرولر گریڈ17	07

9	ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن (زنانہ) گریڈ17	01
10	ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن (مردانہ) گریڈ17	01
11	کمپیوٹر پروگرامر گریڈ17	01
12	لائبریرین گریڈ17 (پرسنل)	01
13	ریذیڈنٹ انجینئر گریڈ17	01
14	سینئر ڈیٹا انٹری سپروائزر گریڈ17	01
15	اسسٹنٹ آفیسر کانفیڈینشل پریس گریڈ17	01
16	سپروائزر کانفیڈینشل پریس گریڈ17	01
	کل اسامیاں	24

(د) مطلوبہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) مطلوبہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب والا! میری دوسری گزارش یہ ہے کہ ایک کمیٹی یہاں پر تشکیل دی گئی تھی آپ سے پہلے جناب سپیکر یہاں پر تشریف فرما تھے تو انہوں نے مشنری اداروں کے بارے میں ایک کمیٹی تشکیل دی تھی۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس کمیٹی میں پرویز رفیق صاحب جو ہمارے minority کے ممبر ہیں، اسی طرح رانا آصف صاحب، جوئیل عامر سہوترا صاحب اور انجینئر شہزاد الٰہی صاحب کو بھی اس میں شامل کر لیا جائے کیونکہ یہ فرما رہے ہیں کہ ہم نے ایجوکیشن کمیٹی کے آگے case present کرنا ہے اور مشنری سکول کے حوالے سے بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر موصوف نے جو نام دیئے ہیں ان کو بھی کمیٹی میں شامل کیا جاتا ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! میں گزارش کروں گا کہ خواجہ اسلام صاحب کو بھی اس کمیٹی میں شامل کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خواجہ اسلام صاحب کو بھی اس کمیٹی میں شامل کیا جاتا ہے۔ وقفہ سوالات ختم ہونے سے پہلے ڈاکٹر صاحب نے ایک چٹ دی تھی وہ پہلے بات کر لیں۔ اس کے بعد جناب بسراء صاحب اور اس کے بعد چنیوٹی صاحب!

ڈاکٹر طاہر علی جاوید: جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ۔ میں اس ایوان کی اور پنجاب کے عوام کی توجہ اس معاملے پر مرکوز کروانا چاہتا ہوں۔ آج کے اخبار میں ایک خبر چھپی ہے کہ سپریم کورٹ آف پاکستان میں جسٹس افتخار محمد چودھری، جسٹس رمدے خراج تحسین کے مستحق ہیں۔ یہ خبر اخبار "دی نیوز" میں

چھپی ہے۔اس میں سپریم کورٹ نے FBRاور سٹیٹ بنک کو directionsدی ہیں کہ پاکستان کے ساتھ اصل میں کن لوگوں نے دھوکا کیا ہے؟

جناب والا!وہ proceedingsچل رہی ہیں those are based on a sue mote action 2007میں جو loan defaultersہوئے ہیں۔ وہاں پر احمد رضا قصوری اور عبدالحفیظ پیرزادہ نے بتایا ہے کہ تقریباً300 بلین روپے کے loanاب تک کچھ industrialistsنے اور کچھ بنکوں نے معاف کروائے ہیں۔ ہم ہر وقت سیاست دانوں پر تنقید کرتے ہیں لیکن facts of the matterیہ ہیں کہ یہ1972 سے لے کر آج تک 300۔ارب روپے بنکوں نے اور صنعتکاروں نے لوٹے ہیں۔ ہم flood victimsکے لئے پائی پائی کے لئے محتاج ہیں۔ سپریم کورٹ کے آرڈر ہیں کہ ان کو جیل میں رکھا جائے،ان کی جو جائیداد ہے وہ نیلام کی جائے۔اس میں جو خوفناک بات ہے وہ یہ ہے کہ اس300 بلین روپے کو اگر آپ inflationسے correctکریں کیونکہ 1972 میں جو ایک ارب روپیہ تھا آج شاید وہ پانچ دس ارب کے برابر ہو اور interestedبات ہے کہ جب آپ نام دیکھیں تو آپ کو خود ہی پتا چل جائے گا۔ میں آپ کی خدمت میں کچھ نام پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دو چیزوں کا خیال رکھئے گا کیونکہ Houseکے اندر اخبار لے کر آنا اور پڑھنا منع ہے۔ اس میں آپ اس کو mentionکر دیں۔

ڈاکٹر طاہر علی جاوید: جناب والا!میں اس مل کا بھی نام نہیں لیتا، کوئی گولڈن ہے، کوئی گلیمر ہے ایک کا نام راشی ٹیکسٹائل مل ہے۔آپ اندازہ کریں یہ وہ نام ہیں اور یہ justایک exampleہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ان لوگوں نے اور بنکوں نے کیا کیا؟جب وہ قرض معاف کرتے ہیں تو بنک جو profitلیتا ہے وہ کہتا ہے کہ ہم نے تو already defaultersکو قرضہ دیا ہے تو اس طریقے سے وہ اپنا ٹیکس بچاتا ہے۔ یہ کوئی300۔ارب روپیہ نہیں ہے یہ تو کوئی سات آٹھ سو ارب روپیہ ہے جو پاکستان کی عوام سے لوٹا گیا ہے۔ میں یہ صرف آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا تھا۔ میں سپریم کورٹ آف پاکستان اور میڈیا کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس issueکو raiseکیا۔ شکریہ

پوائنٹ آف آرڈر

پنجاب اسمبلی کے ایوان کی کارروائی کے حوالے سے "جنگ" اور "جیو" گروپ کا غلط رپورٹنگ کی اشاعت کرنا

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بسراء صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں اور میں آپ کی توجہ انتہائی اہم معاملے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ آج کا جو جنگ اخبار ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پھر اخبار لے کر آ گئے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب والا! اس کے اندر خبر ایسی لگی ہوئی ہے جو House کے متعلق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس کا صرف حوالہ دے دیں۔ آپ نے پڑھنا نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب والا! اس میں پنجاب اسمبلی کی heading ہے اور اس کے ساتھ یہ ہے کہ "پاکستان پیپلز پارٹی ناکام" اور اس کی جو تفصیل ہے وہ میں آپ کو سنا دیتا ہوں۔ اس کی جو تفصیل ہے اس میں یہ لکھا ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے ممبران "جنگ" اور "جیو" کے خلاف پنجاب اسمبلی میں ایک Resolution پیش کرنا چاہتے تھے جس کو مسلم لیگ (ن) نے سخت oppose کیا اور جناب سپیکر نے وہ قرارداد پیش کرنے کی اجازت نہیں دی۔

جناب سپیکر! انتہائی شرمناک اور افسوسناک بات ہے کہ جو بات ہم پہلے دن سے کرتے چلے آ رہے ہیں۔ میں "جنگ" اور "جیو" کے علاوہ تمام میڈیا کو سلام پیش کرتا ہوں، ان کی عظمت کو سلام پیش کرتا ہوں، کل جب انہوں نے یہ ticker چلایا کہ جو پریس کے ممبران پنجاب اسمبلی کی پریس گیلری میں بیٹھتے ہیں انہوں نے بھی پنجاب اسمبلی کا بائیکاٹ کر دیا ہے That was a disinformation and that was a wrong news. آج انہوں نے جو خبر چلائی آپ مجھے جناب سپیکر بتائیں کہ ہم سب لوگ یہاں بیٹھے ہیں کسی پیپلز پارٹی کے ممبر نے کیا کوئی قرارداد لانے کی کوشش کی؟ اگر قرارداد لانے کی کوشش کی ہے یا تو "جیو" اور "جنگ" گروپ آج کے بعد اس بات کا اعلان کریں کہ ہم یہ جو

blackmailing کرتے ہیں، منتخب نمائندوں کے خلاف جس قسم کا پروپیگنڈا کرتے ہیں، دراصل اس کے پیچھے اور بات ہے جو ہم کل کہنا چاہتے تھے کہ آٹھ نو سال کی ڈکٹیٹر شپ کے بعد ہم جو سسٹم لے کر آئے ہیں جس کے لئے ہم نے کوڑے کھائے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بسراء صاحب! میری بات سنیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے بات کرنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے تحمل کے ساتھ میری بات سنیں۔آپ نے جو point raise کیا اگر کہیں حقائق کے منافی رپورٹنگ ہوئی ہو گی تو یہ ہاؤس بالکل اسے condemn کرے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت وامور نوجواناں (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! میرا نام استعمال ہوا ہے لہذا مجھے بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عظمیٰ بخاری صاحبہ! پلیز ایک منٹ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): لاء منسٹر ان کے وکیل بن کے کھڑے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں لاء منسٹر کی بات سن کر آپ کو بات مکمل کرنے کے لئے موقع دیتا ہوں۔یہ ان کا right ہے، rules کے مطابق وہ بات کر لیں پھر میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ معزز ایوان کسی بھی یکطرفہ پراپیگنڈے کے لئے نہیں ہے۔اگر یہاں پر بات ہونی ہے تو consensus کے ساتھ ہونی ہے۔کون جمہوریت لے کر آیا اور کس کس نے جمہوریت کے لئے قربانیاں دیں؟ ٹھیک ہے اس میں شوکت بسراء صاحب کی بھی قربانیاں ہوں گی، ان کی پارٹی کی بھی قربانیاں ہوں گی اور باقی سیاسی جماعتوں کی قربانیاں بھی ہوں گی لیکن اس میں ہماری قربانیاں بھی ہیں۔میں کسی ایک کا نام لے کر اسے مخصوص نہیں کرتا لیکن میڈیا کے بھی تقریباً ہر فرد کا اس میں role ہے انہوں نے بھی سڑکوں پر ڈنڈے کھائے ہیں اور انہوں نے بھی ماریں کھائی ہیں اور انہوں نے بھی اپنے چینلز off کروائے ہیں۔جمہوریت کے آنے کا کوئی ایک آدمی چیمپیئن نہیں بن سکتا، کوئی ایک جماعت یا کوئی ایک طبقہ چیمپیئن نہیں بن سکتا اس کی حفاظت کی ذمہ داری بھی سب پر ہے اور انشاء اللہ سبھی اپنی ذمہ داری نبھائیں گے۔معاملہ یہ ہے کہ اس معزز ایوان کے اندر میڈیا

کے حوالے سے ایک معاملہ ہوا۔میں اب اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا کہ اس میں کس نے کیا کیا، کون آگے تھا، کون پیچھے تھا اور پھر کون اپنے پاؤں پر کھڑا نہیں رہا لیکن اس کے بعد میڈیا کی تمام قیادت جس میں پریس گیلری اور اس کے علاوہ بھی تمام لوگ ہمارے ساتھ بیٹھے، اس میں پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت بھی میرے ساتھ تھی اور وہاں پر بیٹھ کر متفقہ طور پر ایک لائحہ عمل طے ہوا کہ آئندہ اگر کسی طرف سے بھی کوئی access ہو گی تو اس کا طریق کار یہ ہو گا۔اس معزز ایوان میں بیٹھے کسی ممبر یا کسی جماعت کو کوئی گلہ ہے تو اس کا ایک طریق کار ہے اس کے لئے باقاعدہ ایک کمیٹی ہے اور اس کمیٹی کی سربراہی بھی تنویر اشرف کائرہ صاحب کے پاس ہے۔جب ہم نے ایک طریق کار طے کر لیا ہے تو پھر اگر ہم خود ہی اس سے انحراف کریں تو یہ مناسب نہیں ہے۔اگر شوکت بسراء صاحب کو کوئی مسئلہ ہے کہ کسی چینل یا کسی پرنٹ میڈیا سے کسی جگہ غلط رپورٹنگ ہوئی ہے، ساری ذمہ داری تو ہمارے اوپر نہیں ہے لیکن اگر اس معزز ایوان سے متعلق کوئی غلط ہو رہا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں پہلے وہ طریق کار اختیار کرنا چاہئے۔تنویر اشرف کائرہ صاحب بیٹھے ہیں یا تو وہ اس بات کی تردید کریں کہ کیا ہمارے درمیان یہ بات طے نہیں ہوئی تو پھر ہمیں خود ہی اس طریق کار سے انحراف نہیں کرنا چاہئے بلکہ اس کے مطابق آگے چلنا چاہئے۔اگر وہاں بیٹھ کر کوئی معاملہ resolve نہیں ہو گا تو پھر اس پر بات کرنے کے لئے شوکت بسراء صاحب بھی آزاد ہیں اور باقی دوست بھی آزاد ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بسراء صاحب !آپ اپنی بات wind up کریں اس کے بعد میں عظمیٰ بخاری صاحبہ کو floor دوں گا۔معزز ممبران سے گزارش ہے کہ Chair دیکھ رہی ہوتی ہے کہ کس نے بات کرنی ہے لہذا اپنی باری پر کھڑے ہو کر بات کریں اور جب کوئی دوسرا معزز ممبر بول رہا ہو تو بیٹھ کر بات سنیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!میں اپنی بات wind up کرتا ہوں۔جو پنجاب اسمبلی کی کارروائی رپورٹ ہوئی ہے میں نے اس کے متعلق بات کی ہے۔یہاں مدعی سست اور گواہ چست ہے۔میری صرف اتنی گزارش ہے کہ اگر ایک رپورٹ غلط ہوئی ہے تو اب اس کا کیا طریق کار ہے، کیا اس کا طریق کار یہ ہے کہ میں اس پر بات ہی نہ کروں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بسراء صاحب!نہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری(چودھری شوکت محمود بسراء،ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں اپنی بات ختم کر رہا ہوں۔ہمارے ان بھائیوں کو یہ تنبیہہ کریں۔وزیر قانون میرے لئے بہت محترم ہیں میں ان سے گزارش کروں گا کہ یہ اس سسٹم کو wind up کرنے میں "جنگ"اور "جیو"کا حصہ نہ بنیں۔یہ ان کا حصہ بن رہے ہیں اور جب یہ جمہوریت ختم ہو گی تو ہم سب کو ڈنڈے کھانا پڑیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!۔۔۔

سید زعیم حسین قادری:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خلیل سندھو صاحب!تشریف رکھیں۔پہلے عظمیٰ بخاری صاحبہ بات کریں گی ان کے بعد میں آپ کو floor دیتا ہوں۔ عظمیٰ بخاری صاحبہ!آپ نے مختصر بات کرنی ہے اور پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر نہیں ہو گی۔اگر اسی سے related ہے تو وہ بات آچکی ہے اور اس پر کمیٹی بھی موجود ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت وامور نوجواناں(محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری):جناب سپیکر!مجھے صرف یہ بتادیں کہ کیا اس ہاؤس میں تمام ممبر برابر ہیں؟جتنی بات رانا ثناء اللہ صاحب نے کی ہے ٹائم کے حساب سے کر لیں اتنی بات میں کروں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر:ان کے ساتھ نہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت وامور نوجواناں(محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری):کیوں نہیں؟وہ بھی اس ہاؤس کے ممبر ہیں اور یہ ہاؤس پلازہ نہیں ہے،یہاں سب ممبران کو بات کرنے کی اجازت ہے۔میں نے بھی یہی کہا ہے کہ اس خاص specific خبر میں میرا نام بھی استعمال ہوا ہے کہ میں نے قرار داد پیش کرنے کی کوشش کی جو ناکام بنادی گئی۔میرے پاس کل کے ہاؤس کی پروسیڈنگ موجود ہے اس میں کہیں قرار داد کا لفظ دکھادیں،حیرت انگیز بات یہ ہے کہ میں نے ٹیلیویژن میں خبر دیکھی کہ میں نے قرار داد پیش کرنے کی کوشش کی۔ہمیں چوری چھپے وار کرنے کی عادت نہیں ہے۔اگر کوئی ایسا کام کرنا پڑا تو ہم بالکل سامنے سے آکر کریں گے،یہ چوری چھپے کرنے والی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر!میں بار بار پہلے بھی کہہ رہی تھی کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ یہ معاملہ میڈیا کمیٹی کو refer کریں اور جو غلط پرنٹ کیا گیا ہے ان کے مالکان کو کمیٹی کے سامنے بلایا جانا چاہئے تاکہ انہیں معلوم ہو کہ وہ بھی کسی کو جواب دہ ہیں۔میں جو بار بار کہہ رہی تھی اس پر مجھے فخر ہے کہ میری بات پر تصدیق کی مہر ثبت ہوئی ہے کہ ایک specific ایسا چینل ہے اور ایک specific ایسا گروپ ہے جو غلط رپورٹنگ

کرتا ہے، جو misstatement کرتا ہے۔اب کل یہاں کوئی بات ہوئی اور اخبار میں کچھ اور چھپا اس سے سب عیاں ہے کہ بات کیا ہوئی ؟ جب ان سے ٹیکس کی بات کی جائے۔ میرے پاس 98-1997 کا پورا ریکارڈ موجود ہے نواز شریف صاحب کے دور میں بھی جب "جیو گروپ" سے ٹیکس کی بات کی گئی تو انہوں نے ان کے خلاف جو پراپیگنڈا کیا اس کے میرے پاس چھیالیس پوائنٹس ہیں لیکن میں نہیں چاہتی کہ controversy میں پڑوں چونکہ ہمیں مفاہمت کے ساتھ آگے چلنا ہے لیکن "جیو گروپ" نے نواز شریف صاحب کے دور میں ان کے خلاف بہت کچھ کیا چونکہ ان کا قصور بھی یہ تھا کہ وہ ٹیکس مانگ رہے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا بہت شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت وامور نوجواناں (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): آج "جیو" کی طرف 3.75۔ارب روپے کا ٹیکس due ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ ہمارا اور پاکستان کے ہر شہری کا حق ہے کہ جہاں باقی رقم کی بات کرتے ہیں تو اس ٹیکس کی بات بھی کی جائے اور یہ ٹیکس ادا ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عظمیٰ بخاری صاحبہ! آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر جو بات رجسٹر کروانی تھی وہ رجسٹر ہو گئی۔اب آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت وامور نوجواناں (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! میں نے بڑی respect کے ساتھ اور بڑے نپے تلے انداز میں اثاثوں کے متعلق چند سوالات raise کئے تھے۔ میں نے اس میں کسی کی insult کرنے کی کوشش نہیں کی حالانکہ کل جس طرح سے میرے بارے میں خبریں چلائی گئیں میں سمجھتی ہوں کہ وہ insulting ہیں لیکن جب وہ میڈیا کمیٹی میں پیش ہو گا تو مجھے اپنا کیس لڑنا آتا ہے۔ میں نے کسی کی insult نہیں کی لیکن میں یہ پوچھنے میں حق بجانب ہوں کہ کسی کے پاس اثاثوں کی تعداد کیا ہے ؟ جس کا جواب مجھے آج تک نہیں ملا اور جب تک مجھے یہ جواب نہیں ملے گا میں بار بار اس ہاؤس میں اثاثوں کی بات کروں گی اور ہمیں اثاثوں کا جواب ملنا چاہئے جس طرح ہر ایک کے اثاثوں کا جواب ملنا چاہئے اسی طرح سے کامران خان اور انصار عباسی جیسے لوگوں کے اثاثوں کا حساب بھی ملنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔تشریف رکھیں۔جی، زعیم قادری صاحب! میں آپ کی بات سے پہلے صرف ایک بات کر دوں کہ لاء منسٹر صاحب! اگر کل کی رپورٹنگ کے حوالے سے بسراء صاحب اور عظمیٰ بخاری صاحبہ کچھ لے کر آتے ہیں تو اسے کمیٹی میں رکھ کر probing کر لیجئے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معاملہ یہ ہے کہ اگر اس ہاؤس میں اس طرح کے سوالات اٹھانے ہیں تو پھر یہ ان اٹھارہ سوالوں کا جواب بھی دے دیں۔ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ آپ اس معاملے میں نہ پڑیں، انکم ٹیکس recovery پنجاب اسمبلی نے نہیں کرنی۔اگر یہاں پر سوال اٹھانے ہیں تو پھر سارے سوالوں کا جواب دیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: لاء منسٹر صاحب وہ اٹھارہ سوال بتا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کرنل صاحب! میری بات سنیں۔زعیم قادری صاحب! میری بات سنیں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! میں پہلے سے کھڑا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: This is no way. Decorum of Chair کا خیال رکھیں۔ Let the chair decide

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت وامور نوجواناں (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): کیا ٹیکس کی بات پنجاب اسمبلی میں نہیں ہو سکتی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل ہو سکتی ہے۔آپ تشریف رکھیں۔مجھے اس کا جواب دینے دیں۔زعیم قادری صاحب! پہلے مجھے جواب دینے دیں پھر آپ بات کر لینا۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس سادگی پر میں مر نہ جاؤں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بسراء صاحب!. This is no way پلیز Chair کے decorum کا خیال رکھیں۔ہم سب نے مل کر اس ہاؤس کو چلانا ہے اور ہم سب نے مل کر اس ہاؤس کی عزت کا خیال کرنا ہے۔ آپ تشریف رکھیں، مجھے بات کر لینے دیں۔بسراء صاحب! This is no way کرنل صاحب! تشریف رکھئے گا۔جی، زعیم قادری صاحب!

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: پھر آپ نے مجھے ٹائم دینا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل میں آپ کو ٹائم دوں گا۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! میں نے یہ کہنا ہے کہ شاید میرے فاضل ممبر کو اس بات کا علم نہیں ہے کہ کل یہ بات طے ہو گئی تھی اب اس کو دوبارہ ایوان میں اٹھانا مناسب نہیں ہے، میرے خیال میں اس وقت پھر تلخی پیدا کرنے کی جو کوشش ہو رہی ہے وہ نہیں ہونی چاہئے۔ دوسرا میں اس بات پر شدید احتجاج کرتا ہوں کہ انہوں نے راناثناء اللہ صاحب کے بارے میں جو یہ فرمایا ہے کہ وہ جمہوریت کو derail کرنے کی سازش میں مددگار ثابت ہو رہے ہیں۔ مہربانی فرما کر یہ الفاظ expunge کئے جائیں۔ راناثناء اللہ اور پاکستان مسلم لیگ کا کوئی آدمی ایسا سوچ بھی نہیں سکتا۔ ہماری قیادت کی طرف سے یہ بیان on record ہے کہ ہم کسی back door diplomacy پر یقین نہیں رکھتے، ہم کسی سازش کا حصہ نہیں بنیں گے اور ہم غیر آئینی اور غیر جمہوری طریقے سے کسی بھی حکومت کو نہیں گرنے دیں گے۔ We are very clear on that. لہذا رانا صاحب کے بارے میں یہ جو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں ان کو expunge کیا جائے۔ راناثناء اللہ مجاہد جمہوریت ہیں، ان کا مار کھانا اور جیل جانا سب کو یاد ہے۔ جہاں تک کسی ایک media group کے ساتھ پیپلز پارٹی کے معاملے کا تعلق ہے تو اس حوالے سے یہ بات طے ہو گئی تھی کہ ہاؤس میں اس حوالے سے جو بھی کارروائی ہو گی وہ consensus کے ساتھ ہو گی۔ پیپلز پارٹی کے لوگوں کے لئے سڑکیں اور دوسرے available forums ہیں، یہ ساری باتیں وہاں پر کی جا سکتی ہیں۔ اس ہاؤس کے حوالے سے یہ بات طے ہوئی تھی کہ یہاں پر جو بھی بات ہو گی وہ consensus کے ساتھ ہو گی۔ میں ایک مرتبہ پھر appeal کرتا ہوں کہ خدارا آپس میں جھگڑ کر اس ہاؤس کے تقدس کو پامال نہ کریں۔ ہمارے ہاؤس کی طرف سے یہ پیغام نہیں جانا چاہئے کہ ہم لوگ جمہوریت afford نہیں کرتے۔ اس آپس کی لڑائی کو بند کیا جائے۔ سینئر مشیر سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ نے بھی کل استدعا کی تھی کہ مہربانی فرما کر اس ہاؤس پر رحم کیا جائے اور ایک consensus کے ساتھ اس House کو چلایا جائے۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کرنل صاحب! ابھی تشریف رکھیں، میں آپ کو تھوڑی دیر میں floor دیتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ ہاؤس کا بزنس بھی ساتھ ساتھ چلاتے جائیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! میرا ابھی بات کرنے کا استحقاق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل آپ کا استحقاق ہے۔ میں ابھی آپ کو time دیتا ہوں۔

کرنل(ریٹائرڈ)نوید اقبال ساجد:جناب سپیکر!میں بھی اپنے حلقے کے لوگوں کا نمائندہ ہوں۔ہمیں بھی بات کرنے کا حق حاصل ہے۔آپ نے پانچ لوگوں کوtimeدیا ہے اس لئے مجھے بھیtimeدیں۔یہ میرا حق ہے،آپ مجھے میرے حق سے محروم تو نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:چلیں،آپ پہلے فرمالیں،کیا کہنا چاہتے ہیں؟

کرنل(ریٹائرڈ)نوید اقبال ساجد:جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ جس طرح کل سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ نے فرمایا ہے کہ احترام سب پر لازم ہے۔احترام اچھی چیز ہے لیکن باہمی احترام ہونا چاہئے۔جب تک ایک شخص کسی کا احترام نہیں کرے گا تو دوسرے پر لازم نہیں ہوتا کہ وہ اس کا احترام کرے۔اس وقت قانون ٹوٹ جاتے ہیں۔یہ جمہوریت کسی ایک مجاہد کی وجہ سے نہیں آئی بلکہ سب کی مشترکہ قربانیوں سے آئی ہے۔اللہ کا شکر ہے،الحمد للہ ہم سب نے اپنا اپنا حصہ ڈالا ہوا ہے۔یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ کوئی اٹھارہ سوالوں کی بات کر دے،کوئی چودہ سوالوں کی بات کر دے۔وہ سوال کوئی لائے تو سہی،کوئی بات تو کرے۔یہ نہیں ہے کہ آپ استعارے استعمال کریں،آپ تشبیہات استعمال کریں اور اس میں اپنے آپ کو یہ ظاہر کریں کہ جی میں بہت بڑا آدمی ہوں۔یہ بالکل مناسب نہیں ہے۔بات یہ ہے کہ یہاں ہر ممبر کا حق ہے،آپ ہر ممبر کو بات کرنے دیں۔وزیر قانون کا جتنا حق ہے ہمارا بھی اتنا ہی حق ہے۔اگر آپ ادھر timeدیتے ہیں تو ہمیں بھی مہربانی کر کے timeدیا کریں۔یہ ہمارا حق ہے کہ ہم کوئی چیز point outکریں۔یہ مقدس ایوان ہے۔سردار صاحب نے کل اس ایوان کے تقدس کی بات کی ہے۔آپ بھی اس ایوان کا حصہ ہیں اور اس ایوان کے سپیکر کو میڈیا پر نمبر دار تک کہا گیا۔اس کے کارٹون چلائے گئے جس پر عوام نے point outکیا،خواتین نے point outکیا کہ مہربانی کر کے ایسے کارٹون مت چلائیں کیونکہ ان سے بچوں کا اخلاق خراب ہو رہا ہے۔معاشرے کا اخلاق تباہ ہو رہا ہے کیا ہم اس بارے میں یہاں اس ایوان میں بات نہ کریں؟

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب ڈپٹی سپیکر:کرنل صاحب!بہت شکریہ۔آپ نے بات کر لی ہے۔تشریف رکھیں۔اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔خواجہ محمد اسلام صاحب کا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر560ہے۔جی،خواجہ صاحب!

فیصل آباد، جیولرز کے سونے کی چوری اور ڈکیتی سے متعلقہ تفصیلات

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 14/15۔اکتوبر2010 کی درمیانی شب فیصل آباد کے بارونق علاقہ ریل بازار میں ڈاکو نوید جیولرز کی عقبی دیوار توڑ کر اندر داخل ہوئے اور گیس کٹر و دیگر آلات سے سیف کے تالے کاٹ کر ساڑھے تین کروڑ روپے مالیت کا سونا چوری کر کے فرار ہو گئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گزشتہ ماہ محمد سلیم نامی زرگر جب گاڑی میں جا رہا تھا تو دن دہاڑے مسلح ڈاکوؤں نے اس سے ساڑھے چار کروڑ روپے مالیت کا سونا لوٹ لیا اور موقع سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے مگر مقامی نااہل پولیس تاحال ڈاکوؤں کی گرفتاری عمل میں نہ لا سکی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ فیصل آباد میں ڈکیتی، چوری، قتل، راہزنی اور دیگر سنگین نوعیت کی وارداتوں میں بے پناہ اضافہ ہو چکا ہے مگر پولیس کی کارکردگی نہ ہونے کے برابر ہے جس پر فیصل آباد کے شہری بالخصوص تاجر برادری سراپا احتجاج ہیں مگر مقامی ضلعی انتظامیہ بڑھتے ہوئے جرائم کی بیخ کنی میں بری طرح ناکام اور بے بس نظر آ رہی ہے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ ڈکیتی کی بدترین وارداتوں کے درج مقدمات میں اب تک ہونے والی پیش رفت سے ایوان کو آگاہ کیا جائے نیز کیا حکومت امن و امان کی مخدوش صورتحال پر مقامی نااہل انتظامیہ کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں لانے اور فیصل آباد میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو بہتر بنانے کے لئے فوری نوعیت کے ٹھوس اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مورخہ 14/15۔اکتوبر 2010 کی درمیانی شب فیصل آباد کے بارونق علاقہ ریل بازار میں چور نوید جیولرز کی دکان کے اندر داخل ہوئے اور گیس کٹر و دیگر آلات سے سیف کے تالے کاٹ کر ساڑھے تین کروڑ روپے مالیت کا سونا چوری کر کے فرار ہو گئے لیکن یہ درست نہ ہے کہ چور نوید جیولرز کی عقبی دیوار توڑ کر اندر داخل ہوئے بلکہ چور نوید

جیولرز کی تیسری منزل پر واقع چھت والی آہنی جالی کاٹ کر اندر داخل ہوئے۔اس چھت تک آنے کے لئے ساتھ والی دکان کی چھت استعمال کی گئی۔اس چھت تک رسائی دو راستوں سے ہوئی۔دونوں راستوں پر آہنی تالے لگے ہوئے تھے جو کہ ٹوٹے ہوئے نہ پائے گئے۔ایک تالا مندر بازار والی سائیڈ پر لگا ہوا تھا جو کہ ٹوٹا ہوا نہ پایا گیا ہے۔مدعی جمعرات کو دکان بند کر کے گیا اور ہفتے کی صبح جب دکان کھولی تو واردات کا انکشاف ہوا۔اس حوالے سے مقدمہ نمبر 731 مورخہ 10-10-2010 بجرم 380/457 ت پ، تھانہ ریل بازار درج رجسٹر ہوا۔مقدمہ کو trace کرنے کے لئے درج ذیل اقدامات کئے گئے ہیں:۔

(1) ایس۔پی۔لائل پور ٹاؤن کی زیر نگرانی ایک special team تشکیل دی گئی ہے۔

(2) Sniffer Dogs اور کھوجی کی مدد سے موقعے پر آنے والے ملزمان کا کھرا تصدیق کیا گیا جو کہ زمان جیولرز کی چھت تک پہنچا جبکہ Sniffer Dogs زمان جیولرز کی دکان کے اندر تک نشان دہی کرتے ہوئے گئے۔زمان جیولرز سے متعلقہ اسد زمان جو کہ بیشتر ازیں مختلف مقدمات میں مجرم اشتہاری ہے کی گرفتاری کے لئے چھاپے مارے جا رہے ہیں۔

(3) ملزمان کے فنگر پرنٹس موقعے سے حاصل کر کے نادرا تھارٹی اسلام آباد کو بھجوائے گئے ہیں۔

(4) دوران تفتیش متعلقہ چوکیدار جس کے پاس جنگلے کی چابیاں تھیں کو شامل تفتیش کیا گیا اور اسی مناسبت سے اس کے بیٹے کو بھی شامل تفتیش کیا جا رہا ہے۔

(5) مدعی کے نامزد کردہ لوگوں کو بھی شامل تفتیش کیا جا رہا ہے جس میں اس کے کچھ قریبی اشخاص اور سابقہ ملازمین بھی شامل ہیں۔

(6) اس طرح کی واردات کرنے والے ایک اہم اشتہاری کو ٹیکسلا سے گرفتار کیا گیا ہے جس سے تفتیش جاری ہے۔

(7) دکان کی سیڑھیوں کے ساتھ جن لوگوں کے گودام واقع ہیں ان کو بھی مقدمہ ہذا میں شامل تفتیش کیا جا رہا ہے۔

(8) تمام مشتبہ افراد کے cell phones کی location اور CDR کی پڑتال بذریعہ معاون ایجنسی کرائی جا رہی ہے۔

(9) ایس ایچ او ریل بازار کو کوتاہی برتنے پر معطل کیا گیا۔

یہ درست ہے کہ گزشتہ ماہ مورخہ 10-09-24 کو محمد اسلم جیولر کے ملازمین نعیم رضا وغیرہ جو کہ بغرض سپلائی زیورات بذریعہ گاڑی لاہور جا رہے تھے تو مسلح ڈاکو لال حمید ہارڈ ویئر سٹور حاجی آباد کے نزدیک ان سے طلائی زیورات مالیت 4 کروڑ 36 لاکھ روپے اسلحہ کے زور پر لوٹ کر فرار ہو گئے۔اس حوالے سے مقدمہ نمبر 1036 مورخہ 10-09-24 بجرم 395 ت پ تھانہ سرگودھا روڈ درج رجسٹر ہوا تھا۔تاہم یہ درست نہ ہے کہ مقامی

پولیس تاحال اس case کو trace کرنے میں کامیاب نہ ہو سکی ہے، بلکہ مقامی پولیس نے چند ہی دنوں کی محنت سے اس سنگین واردات کو trace کر لیا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

ایس پی لائل پور ٹاؤن کی زیر نگرانی ایک special team تشکیل دی گئی، ملزمان trace ہو چکے ہیں اور ان کی نشاندہی کی جا چکی ہے۔ واردات میں چھینے گئے دونوں موبائل فون recover ہو چکے ہیں جن ملزمان سے recover ہوئے ہیں ان کی تفتیش جاری ہے۔ واردات کی نشاندہی کرنے والے شخص کا پتا لگایا گیا ہے اور اس کو شامل تفتیش کیا جا رہا ہے۔ واردات کی منصوبہ بندی کرنے والے اور اسے پایہ تکمیل تک پہنچانے والے تین ملزمان کو حراست میں لے لیا ہے جن کے نام صیغہ راز میں رکھے جا رہے ہیں بقیہ ملزمان کی گرفتاری کے لئے نہ صرف پنجاب بلکہ صوبہ خیبر پختونخواہ میں بھی raid کئے گئے ہیں، recovery کے لئے ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے اور امکان ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس میں جلد کامیابی ہو گی۔

جناب سپیکر! توجہ دلاؤ نوٹس کا دوسرا جز درست نہ ہے کہ فیصل آباد میں ڈکیتی، چوری، قتل، راہزنی اور دیگر سنگین وارداتوں میں بے پناہ اضافہ ہو چکا ہے بلکہ پولیس جرائم کی بیخ کنی کے لئے بھرپور طریقے سے کوشش کر رہی ہے اور پچھلے تین ماہ کا crime figure میرے پاس موجود ہے اور اسے ایوان کی میز پر بھی رکھ دیا گیا ہے تو یہ data show کرتا ہے کہ پچھلے تین ماہ میں مقامی RPO اور ان کی team کی کوششوں سے crime figure کم ہوا ہے اور ان دونوں کیسوں کی تفتیش انتہائی جدید اور dedication کے ساتھ جاری ہے، انشاء اللہ تعالیٰ اس میں کامیابی ہو گی اور مال مسروقہ recover کر کے مدعیوں کے حوالے کیا جائے گا۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! FIR درج ہونے سے لے کر آج تک ان کیسوں میں کافی پیش رفت ہو چکی ہے جس سے مدعی بھی satisfied ہیں اور میں بھی satisfied ہوں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! ابھی خواجہ صاحب کا توجہ دلاؤ نوٹس زیر بحث تھا تو میں اس سلسلے میں یہ کہوں گا کہ پچھلے دنوں چنیوٹ میں بھی سناروں کے ہاں اسی طرح کی ایک واردات ہوئی جس میں ایک حافظ قرآن سنار قتل بھی ہو گیا اس واردات کا ایک ڈاکو پکڑا بھی گیا ہے اور باقی دو ملزمان کا کوئی پتا نہیں

چل رہااور جس دن فیصل آباد میں یہ بڑاواقعہ ہواہے اسی دن جھنگ میں بھی ایک واردات ہوئی ہے جس میں میری معلومات کے مطابق چار کلو سونے سے وہ لوگ بے دست و پاہو گئے تو اس قسم کی وارداتیں ہمارے لئے ایک لمحہ فکریہ ہیں،ان پر ہماری forces کو خصوصی توجہ دینی چاہئے۔

جناب سپیکر!میں اس بات پر point of order لینا چاہ رہا تھا آج کی "نوائے وقت" کی خبر کے مطابق برطانیہ میں دنیا کی مختلف فوجوں کی مشقیں ہوئی ہیں تو پوری دنیا میں پاکستان کی فوج کو سب سے زیادہ بہادر اور جفاکش قرار دیا گیااور ان کو گولڈ میڈل دیا گیاہے میں اس ایوان کی وساطت سے پاک فوج کو مبارک باد پیش کرتاہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،راناتنویر ناصر صاحب!

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر!میں خواجہ اسلام صاحب کے توجہ دلاؤ نوٹس کے سلسلے میں بات کرنا چاہوں گا کہ فیصل آباد میں امن وامان کی صورتحال انتہائی خراب ہے اور میرے نقطہ نظر میں اس کی وجہ وہاں پر پولیس کی high ups کا اپنے ماتحتوں کے ساتھ روّیہ justified نہ ہے۔ میں راناثناء اللہ صاحب کے knowledge میں ایک بات لانا چاہوں گا کہ وہاں پر ایک انسپکٹر محمد وکیل SHO جھنگ بازار تھے جن کا تعلق میرے حلقہ سے ہے ان کے خلاف SP لائل پور ٹاؤن نے Under Section 201 PPC and 155 C, Police Order 2000 کے تحت ایک مقدمہ درج کروایا جس میں تھانہ جھنگ بازار نے ان کو arrest کیااور جب اگلے دن Judicial magistrate کے سامنے پیش کر کے چودہ دن کا judicial remand مانگا تو Judicial magistrate نے پولیس کی FIR سے اتفاق نہ کرتے ہوئے ملزم انسپکٹر کو discharge کر دیا۔ اس دوران اس کے show cause notice کی hearing RPO, Faisalabad نے کی تو RPO نے اس انسپکٹر کو اس FIR کی بنیاد پر جس میں court اس کو discharge کر چکی تھی نوکری سے dismiss کر دیا جبکہ بہت سارے ایسے انسپکٹرز موجود ہیں جن کے خلاف چالان عدالتوں میں pending ہیں اور جن کی ہائیکورٹ سے ضمانتیں منظور ہوئیں ان کے show cause notices داخل دفتر کر دیئے گئے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ discrimination ہے اس لئے وزیر قانون صاحب اس فائل کو منگوا کر دیکھیں کہ فیصل آباد میں قانون کی بالادستی کیوں نہیں ہے، عدالتوں کے فیصلوں کو کیوں نہیں مانا جارہااور کیا پولیس میں ایسے عناصر موجود ہیں جو عدالتوں کے فیصلوں کو نظر انداز کر رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب!اس معاملے کو ذرا دیکھ لیجئے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بات میرے علم میں تو نہیں ہے جو یہ کہہ رہے ہیں کہ انسپکٹر کو arrest کیا گیا اور اسے عدالت میں پیش کیا گیا اور وہاں سے وہ انسپکٹر discharge ہو گیا۔ اگر وہ انسپکٹر ان کے حلقہ سے ہے تو یہ معاملہ میرے notice میں لے آئیں تو اس میں دیکھ لیا جائے گا اور کوئی بھی فرد خواہ اس کا تعلق کسی department سے ہو یا وہ private ہو میں سمجھتا ہوں کہ اس کو انصاف ملنا چاہئے اور انہوں نے جن عدالتی فیصلوں کا ذکر کیا ہے کہ عدالت کے فیصلوں کے اوپر عملدرآمد نہیں ہو رہا تو اگر ان کے پاس کوئی فیصلے ہیں تو وہ ان کو identify کریں میرا نہیں خیال کہ اس طرح کی کوئی بات ہو۔

جناب سپیکر! چنیوٹی صاحب نے جو بات کی یہ درست ہے کہ law and order کی overall صورتحال میں اس قسم کی وارداتوں کا ہونا پایا جا رہا ہے لیکن ان کو trace بھی کیا جا رہا ہے۔ کل میں نے جو facts and figures پیش کئے میں سمجھتا ہوں کہ جہاں پر ہمیں اس بات پر توجہ کرنی چاہئے کہ یہ وارداتیں ہو رہی ہیں وہاں پر جو لوگ ان وارداتوں کو روکنے میں commitment کے ساتھ کام کرتے ہیں ان کی اگر appreciation کی جائے گی تو law and order کی صورتحال میں زیادہ بہتری ملے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہاں House میں ایجوکیشن کے حوالے سے ایک کمیٹی بنی تھی تو اس میں جو ئیس روفن جو لئیس کا نام بھی ڈال دیا جائے۔ سیکرٹری صاحب! ایجوکیشن کمیٹی کے اندر خلیل طاہر سندھو صاحب کا نام بھی لکھ لیجئے گا۔ اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

معزز ممبران اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت

جناب عمران اشرف

سیکرٹری اسمبلی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ معزز ممبران اسمبلی کی طرف سے رخصت کی کل دس درخواستیں موصول ہوئی ہیں۔ پہلی درخواست جناب عمران اشرف، ایم پی اے، پی پی۔123 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"گزارش ہے کہ بیرون ملک کاروباری مصروفیات کی وجہ سے پنجاب اسمبلی کے session میں مورخہ 16۔ جولائی 2010 سے 22۔ جولائی 2010 تک حاضر نہیں ہو سکا۔ مذکورہ بالا ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب محمد معین وٹو

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست جناب محمد معین وٹو، ایم پی اے، PP-193 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"Sir, respectfully submitted that I want to go to Turkey for private visit. Kindly grant me 4 days leave from 5th to 8th October 2010 for the said purpose."

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ فوزیہ بہرام

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست محترمہ فوزیہ بہرام، ایم پی اے، ڈبلیو۔333 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"جناب عالی! میں respectfully یہ state کرتی ہوں کہ میرا آبائی حلقہ جہاں سے میں تین مرتبہ خدا کی مدد سے general elections میں کامیاب ہوئی ہوں۔ میں national election ہونے کی وجہ سے یہ اجلاس مزید attend کرنے سے قاصر ہوں اس لئے مجھے موجودہ اجلاس سے leave دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

مخدوم سید علی رضا شاہ

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست مخدوم سید علی رضا شاہ، ایم پی اے، پی پی۔89 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"Sir, respectfully submit that I have an urgent piece of work. Kindly grant me 11 days leave from 11th to 21st October 2010 for the said purpose."

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ شمسہ گوہر

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست محترمہ شمسہ گوہر، ایم پی اے، ڈبلیو۔319 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"Sir, I am proceeding to USA on invitation of USA Government as a young parliamentarian. It is, therefore, requested that kindly grant me leave w.e.f. 12th October 2010 till the end of current session."

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب عمران اشرف

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست جناب عمران اشرف، ایم پی اے، پی پی۔123 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"گزارش ہے کہ بوجہ بیرون ملک کاروباری مصروفیات پنجاب اسمبلی کے جاری session میں مورخہ 7تا13۔اکتوبر2010 تک حاضر نہیں ہو سکا۔مذکورہ بالا ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

میاں محمد رفیق

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست میاں محمد رفیق، ایم پی اے، پی پی۔90 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"آج مورخہ 13۔اکتوبر 2010 دوران کارروائی اجلاس بوقت وقفہ سوالات مجھے پیغام ملا کہ آج صبح مورخہ 13۔اکتوبر 2010 میرے بیٹے کا سکول جاتے ہوئے ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے، پیغام ملنے پر میں آج کے اجلاس کی کارروائی درمیان میں چھوڑ کر گھر واپس روانہ ہو رہا ہوں۔ بوجہ حالات مندرجہ بالا آپ سے التماس ہے کہ اجلاس اسمبلی میں شرکت سے معذور ہوں اس لئے رخصت برائے دو یوم 14 اور 15۔اکتوبر 2010 منظور فرمائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب عامر حیات خان روکھڑی

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست جناب عامر حیات خان روکھڑی، ایم پی اے پی پی۔44 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"Sir, I could not attend the Assembly Session for the five days from 7th to 11th October 2010 due to sad demise of my beloved mother. Kindly accept my absence as leave."

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب عمران اشرف

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست جناب عمران اشرف، ایم پی اے، پی پی۔123 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"گزارش ہے کہ بوجہ کاروباری و نجی مصروفیات پنجاب اسمبلی کے جاری session مورخہ 14تا22۔اکتوبر2010 میں حاضر نہیں ہو سکتا۔ مذکورہ بالا ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب محمد یار ہراج

سیکرٹری اسمبلی: اگلی اور آخری درخواست جناب محمد یار ہراج، ایم پی اے، پی پی۔215 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"Sir, I am out of the country in connection with a study course kindly grant me leave for the entire session commencing from 15th October 2010."

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

پوائنٹ آف آرڈر

امن وامان کے لئے ایک دن مزید مختص کرنے کا مطالبہ

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں ایک گزارش آپ کی وساطت سے کرنا چاہتا ہوں جبکہ لاء منسٹر صاحب بھی یہاں پر تشریف فرما ہیں۔یہاں پر کل امن و امان پر لاء منسٹر

صاحب نے بریفنگ دی تھی اور ہماری طرف سے جناب عامر سلطان چیمہ صاحب نے بحث کا آغاز کیا۔ میں کل اپنی ایک ذاتی مصروفیت کی وجہ سے حاضر نہیں ہو سکا تھا لیکن ہماری پارٹی کی participation اس میں ہوئی۔ اس اجلاس کے دوران جب ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہوئی تھی تو جناب کی موجودگی میں ہم نے لوگوں کے مسائل بتانے اور تجاویز دینے کے لئے چند محکمہ جات پر بحث کے لئے دن منظور کروائے اور وہ رکھے گئے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے بھی وعدہ فرمایا تھا لیکن بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ بحث کو آخر پر شروع کیا جاتا ہے اور موضوع پر سیر حاصل گفتگو نہیں ہو پاتی۔ اب سیلاب اور مہنگائی پر inclusive debates ہوئیں انہیں conclude نہیں کیا گیا کیونکہ اس طرح حکومت کی سوچ سامنے آتی ہے کہ ہماری تجاویز کو صحیح طریقے سے لیا ہے اور حکومت اس پر کچھ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

جناب سپیکر! امن وامان کے حوالے سے بھی ممبران اسمبلی نے اپنی تجاویز دینی ہیں۔ میرے علم میں آیا ہے کہ آپ نے کہا بھی ہے کہ آج تو legislation day ہے، کل ہمارے ممبران اور دوسرے ممبران کی بھی لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے تجاویز لے لی جائیں گی تو میں جناب لاء منسٹر صاحب کو آپ کی وساطت سے کہنا چاہوں گا کہ مہنگائی اور سیلاب پر بحث کو conclude کیا جائے اور لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے تھوڑا سا وقت دیا جائے کیونکہ یہ صوبے کا اس وقت sore point بنا ہوا ہے۔ میں نے یہی گزارش کرنی تھی اگر لاء منسٹر صاحب اس پر کچھ ارشاد فرمادیں تو میں مشکور ہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جتنے بھی موضوع پر عام بحث کے لئے اتفاق ہوا تھا تو ان سب کے لئے وقت مقرر کیا گیا۔ اب اس میں یہ ہے کہ کوئی اور معاملہ hot debate اس دن کی بن جائے اور اس میں زیادہ وقت ضائع ہو جائے، اگر کل بھی لاء اینڈ آرڈر پر بحث کے لئے وقت کم بچا تھا تو اس میں قطعی طور پر ہماری نیت کا دخل نہیں کہا جا سکتا کیونکہ بدھ کا دن قانون سازی کے لئے مخصوص تھا لیکن ہم نے قانون سازی آج پر منتقل کی اور امن وامان پر بحث کروائی۔ امن وامان کی بحث کے لئے نہ صرف آئی جی، ہوم سیکرٹری بلکہ آر پی او کو بھی یہاں طلب کیا گیا تھا تاکہ معزز ممبران بات کریں اور وہ اس بحث سے راہنمائی حاصل کریں۔ میں نے تقریباً تین دن پہلے سیکرٹری صاحب کو کہا تھا کہ یہ ایجنڈا circulate کر دیں، کل قائد حزب اختلاف اپنی کسی مصروفیت کی وجہ سے یہاں پر موجود نہیں

تھے لیکن کل بڑی valuable تجاویز اپوزیشن کی طرف سے اور حکومتی بنچوں کی طرف سے آئی ہیں۔ میرے خیال میں بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں بیٹھ کر ہم اس پر کوئی اور دن بھی مقرر کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ پہلے ہی فیصلہ کیا گیا تھا کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں اس معاملہ پر بحث کے لئے ایک دن اور رکھ لیں گے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! اگر اس ہاؤس نے چلنا ہے تو پھر تو بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہو گی نہیں تو کل کا دن آپ کے پاس ہے اور کل ہی کا دن رکھ لیا جائے، اگر آپ کے plans آگے ہیں تو پھر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میری معروضات کو اس لئے درخور اعتناء نہ سمجھا جائے، اگر کل اجلاس کا آخری دن ہے تو پھر کل لاء اینڈ آرڈر پر تجاویز لے لی جائیں۔ یہ burning issues ہیں۔ میری ایک تجویز یہ بھی ہو گی اور گورنمنٹ کے لئے بھی اچھی بات ہے کہ جو debates conclude نہیں ہو پائیں ان کو لاء منسٹر صاحب خود ہی conclude کر لیں تاکہ mind of government سامنے آسکے اس مقصد کے لئے کل کا دن رکھ لیا جائے کیونکہ گورنمنٹ بزنس بھی نہیں ہے۔ میری یہ تجویز ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آج کا بزنس جب ہو جائے گا تو میں قائد حزب اختلاف سے بات کر لوں گا۔ اگر کل کو کوئی اور بزنس نہ ہوا تو کر سکتے ہیں لیکن کل پھر وہی بات ہو گی کہ وقت بہت کم ملا ہے کیونکہ کل جمعہ ہے اس لئے اگر کل نہ ہو سکا تو ہم next session week میں لے کر جا رہے ہیں تو Monday کو بھی ہو سکتا ہے۔ میں اس کے بعد ان سے بیٹھ کر بات کر لیتا ہوں۔

چودھری رضا نصر اللہ گھمن: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری نصر اللہ گھمن صاحب!

چودھری رضا نصر اللہ گھمن: جناب سپیکر! خواجہ اسلام صاحب نے فیصل آباد سے متعلق ایک توجہ دلاؤ نوٹس پیش کیا تھا میں اس کی روشنی میں بات کرنا چاہتا ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ لاء اینڈ آرڈر کے سلسلے میں بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ کل کا ٹائم دینے کو کہتے ہیں تو پھر میں اپنی بات کو کل تک pending کر لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب!آپ بات کرلیں۔

چودھری رضانصر اللہ گھمن: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ہم جو لاء اینڈ آرڈر کی بات کرتے ہیں اور ہمیشہ ہمارا focal point یہی ہوتا ہے کہ یہ پولیس کی inefficiency ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ پولیس کی inefficiency ہوتی بھی ہے لیکن ہم نے کبھی دوسرے زاویے سے اس چیز کو نہیں دیکھا کہ پولیس ڈیپارٹمنٹ کے مسائل کیا ہیں، انہیں بھی کبھی highlight کرنا چاہئے۔ ہمارے لاء منسٹر، سینئر منسٹر اور ہمارے اپوزیشن لیڈر سب کے سب فیصل آباد سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ ہماری تقریباً بیس سے پچیس ہزار پولیس نفری کم ہے۔ اگر اس صورتحال میں ہم ان کے نقطہ نگاہ سے دیکھیں تو لامحالہ ان کے پاس بہت genuine excuse موجود ہے۔ اس وقت تقریباً 28 ہزار درخواستیں سپاہی بھرتی ہونے کے لئے آئی ہیں اور فیصل آباد میں صرف 220 سیٹیں ہیں جبکہ ہمیں بیس سے پچیس ہزار سپاہیوں کی مزید ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اپنے چیف ایگزیکٹو صاحب اور لاء منسٹر صاحب کو بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اس چیز میں interest لیں کیونکہ فیصل آباد لاہور کے بعد پنجاب کا دوسرا بڑا ضلع ہے۔ اس وقت اس کی صورتحال یہ ہے کہ اُدھر کہیں نہ کہیں ٹریفک جام ہوا ہوتا ہے اور لوگ اعتراض اور agitate کر رہے ہوتے ہیں۔ جب ہم یہ بات پولیس سے کرتے ہیں تو اُن کے بھی کچھ genuine مسائل ہیں اور ہمیں ان کو بھی دیکھنا چاہئے۔ میری آپ سے یہ request ہے کہ یہ چیز چیف ایگزیکٹو صاحب کے نوٹس میں لانی چاہئے اور ہمیں اس کو سنجیدگی سے لینا چاہئے، otherwise کل اس طرح کے کوئی بڑے mishaps ہوں گے جو ہمارے کنٹرول سے باہر ہو جائیں گے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

رانا منور غوث المعروف رانا منور غوث خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راناصاحب!

رانا منور غوث المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ایک اہم مسئلہ کی طرف لاء منسٹر صاحب اور پنجاب انتظامیہ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ ہفتہ اور اتوار کی درمیانی شب میرے حلقے کے چک نمبر 128 جنوبی تحصیل سلانوالی ضلع سرگودھا میں ایک بڑا المناک واقعہ پیش آیا ہے کہ ایک زمیندار جس کا نام محمد ارشد ارائیں تھا وہ اپنے ڈیرے پر مال مویشیوں کے ساتھ موجود تھا

اوران کی حفاظت کے لئے رات کو اپنے ڈیرے پر سویا ہوا تھا۔ایک بین الاضلاعی گروہ اس کے ڈیرے پر آیااوراس بے چارے کوانہوں نے باندھ کر بڑےhammerکے ساتھ اُس کے سَر اور چہرے کو مسخ کر کے ہلاک کر دیا۔اس کے بعد اُس کے تمام مویشی جو لاکھوں روپے کی مالیت کے تھے اُن کوانہوں نے بڑے ٹرک میں ڈال دیا۔ وہ جس ضلع میں بھی نئی واردات ڈالتے ہیں وہ ٹرک کی نمبر پلیٹ تبدیل کر لیتے ہیں۔انہوں نے مال مویشیوں کو کسی اور جگہ پر چھوڑ دیااور اپنے ٹرک کو خالی کر کے کسی دوسرے تھانے کی حدود میں چھوڑ گئے اور خود وہاں سے غائب ہو گئے۔ جب پولیس کو اطلاع ہوئی تو اُس وقت طلوع فجر ہو رہی تھی۔ چونکہ وہ گاؤں میری رہائش کے ساتھ تھااس لئے اُن لوگوں نے مجھے صبح سویرے آ کر اٹھایااور مکمل اطلاع دی۔ میں نے فوراً پولیس کو اطلاع کی جس بناء پر پولیس موقع پر گئی اور انہوں نے کوشش کر کے مال مویشیوں کو برآمد کروایا پھر ٹرک کو برآمد کیا۔اب پولیس کوشش کر رہی ہے کہ ان لوگوں کو پکڑا جائے۔جناب وزیر اعلیٰ نے دو ٹاسک فورسز بنائی ہیں جوcattle liftingپر کام کر رہی ہیں اور لاء منسٹر صاحب بھی اُن معاملات کو دیکھ رہے ہیں میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ فوری طور پر پنجاب پولیس کو ایک ہدایت جاری کی جائے کہ اس طرح کے بین الاضلاعی گروہوں کو فوری طور پر گرفتار کریں اور اُن لوگوں کو کیفر کردار تک پہنچائیں۔ اس کے علاوہ ان لوگوں کو سزا دلوانے کے لئے ہمارا لاء ڈیپارٹمنٹ اُسproceedingمیں اہم کردار ادا کرے۔ شکریہ

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب نے اس کو noteکر لیا ہے،آپ ان سے مل لیں وہ اس پر respondکر دیں گے۔اب ہم تحاریک استحقاقtake upکرتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر35 سید حسن مرتضیٰ صاحب کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں،pendingکی جاتی ہے۔چونکہ تحریک استحقاق ایک ہی تھی۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر:اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! میری ایک تحریک التوائے کار چھ مہینے سے چل رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا نمبر کیا ہے؟

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! اس کا نمبر نہیں ہے لیکن اس کی proceeding میرے پاس ہے جو 5۔ مئی سے چل رہی ہے۔ یہ تحریک 13۔ جولائی 2010 کو with the remarks and observation dispose of ہوئی تھی کہ سیکرٹری ہیلتھ تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال کھوٹہ کی انکوائری کر کے اس اجلاس میں پیش کریں گے۔ 5۔اکتوبر کو جب اجلاس شروع ہوا تو میں نے لاء منسٹر صاحب سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ابھی تک اس کا جواب نہیں آیا۔ 5۔اکتوبر کو لاء منسٹر صاحب نے مہربانی کر کے remarks لکھے کہ سیکرٹری ہیلتھ کو بولیں کہ وہ اس کی رپورٹ پیش کریں۔ 5۔اکتوبر کے بعد دو ہفتے گزر گئے ہیں لیکن اس Monday سے میں مسلسل لاء منسٹر صاحب کے دفتر جا رہا ہوں شاید وہ مصروف ہیں لیکن لاء منسٹر صاحب اور ان کا سٹاف پوری کوشش کر چکا ہے مگر اس کا جواب نہیں آ رہا۔ لاء منسٹر صاحب چونکہ مصروف ہیں اس لئے میں کہتا ہوں کہ اس کو Assurance Committee میں بھیج دیں تاکہ وہاں وہ خود ہی اس کو deal کر لیں۔ دراصل یہ تحریک بہت اہم ہے لیکن سیکرٹری ہیلتھ اس پر کوئی بات سن ہی نہیں رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس تحریک کا نمبر کیا ہے؟

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! اس کا نمبر میرے پاس نہیں ہے لیکن ساری proceeding میرے پاس ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کرنل شبیر صاحب نے بالکل درست بات کی ہے کہ ان کی یہ تحریک کافی دیر سے pending ہے۔ اس میں جواب موصول نہ ہونے کی وجہ یہ بنی کہ سیکرٹری ہیلتھ flood duty کے سلسلے میں پچھلے ہفتے سیلاب زدہ علاقے میں تھے۔ انہوں نے مجھے یہ بتایا کہ میں نے EDO ہیلتھ سے تفصیلی رپورٹ منگوائی تھی لیکن وہ مجھے موصول نہیں ہو سکی۔

اگر کرنل صاحب اس پر Assurance Motion لے آئیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔آپ بے شک اس کو Assurance Committee کے سپرد کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کرنل صاحب!آپ سیکرٹری اسمبلی سے مل کر motion لے آئیں پھر ہم اس کو اُس حساب سے deal کر لیں گے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اب تحریک التوائے کار نمبر 490/10 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے جو آج کے لئے pending کی گئی تھی لیکن شیخ صاحب موجود نہیں ہیں اس لئے یہ اگلے اجلاس تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ محترمہ انجم صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمب 512/10 آج تک کے لئے pending کی گئی تھی۔۔۔وہ موجود نہیں ہیں اسے dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمب 557/10 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے۔۔۔وہ موجود نہیں ہیں اسے dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک 609/10 چودھری ظہیر الدین صاحب اور باقی اپوزیشن کے ممبران کی طرف سے ہے جو آج کے لئے pending کی گئی تھی۔جی،لاء منسٹر صاحب!

تعلیمی بورڈوں کی جانب سے مبلغ -/450 روپے برائے اجراء اسناد مقرر کرنے سے طلباء وطالبات کو پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن کے نام سے پنجاب بھر میں آٹھ تعلیمی بورڈ کام کر رہے ہیں جو مالی طور پر خود مختار ادارے ہیں۔ تعلیمی بورڈوں کو اپنے تمام تر اخراجات پورے کرنے کے لئے وسائل خود پیدا کرنے ہوتے ہیں۔حکومت کی طرف سے کسی قسم کی مالی امداد یا گرانٹ جاری نہیں کی جاتی لہذا بورڈوں کے ذرائع آمدن مختلف مدات کی فیسوں تک محدود ہیں۔یہ درست ہے کہ بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن لاہور نے سند سرٹیفکیٹ کے اجراء کے لئے مبلغ -/450 روپے فیس مقرر کی ہے۔واضح رہے کہ لاہور بورڈ بشمول پنجاب کے تمام تعلیمی بورڈوں میں یہ فیس مبلغ -/450 روپے مقرر کی گئی ہے۔دراصل امتحانی ڈیوٹی سرانجام دینے والے اساتذہ کرام کے معاوضہ جات میں مجاز اتھارٹی کی اجازت سے 50 فیصد اضافہ کیا گیا ہے۔مہنگائی میں روزافزوں اضافہ ہو رہا ہے جبکہ بورڈوں نے گزشتہ دس سال سے فیسوں میں کوئی

اضافہ نہیں کیا تھا۔ حکومت نے ماہ جولائی2010 میں ملازمین کی تنخواہوں میں50 فیصد اضافہ کر دیا جس سے اخراجات میں مزید اضافہ ہو گیا۔ میٹرک کے امتحان میں سرکاری سکولوں کے طلباء و طالبات کی رجسٹریشن سپورٹس اور داخلہ فیس کی وصولی ختم کر دی گئی جس کی وجہ سے بورڈوں کی آمدنی میں کمی واقع ہو گئی۔ مندرجہ بالا اسباب کے نتیجہ میں بورڈوں کو پیش آنے والے مالی خسارہ پر قابو پانے اور امتحانات کے شفاف انتظامات کے لئے پنجاب بورڈز آف چیئرمین جو کہ پنجاب بھر کے آٹھوں تعلیمی بورڈوں میں ہم آہنگی اور یکسانیت کو قائم کرنے اور برقرار رکھنے کے لئے تمام معاملات ایک مشترکہ فورم کی سطح پر طے کرتے ہیں، نے اپنے اجلاس مورخہ 28۔ مئی2010 میں سند سرٹیفکیٹ کے حصول کی فیس میں اضافہ کیا ہے۔ یہ امر واضح کرنا بھی ضروری ہے کہ بورڈ سرٹیفکیٹ فیس امتحان پاس کرنے کے بعد صرف ایک دفعہ وصول کی جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس کا جواب آ گیا ہے لہذا اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر636/10 چودھری ظہیر الدین خان صاحب اور باقی ممبران کی طرف سے تھی جو pending کی گئی تھی۔ رانا صاحب! اس کا جواب آ گیا ہے؟

صوبہ میں کھلے آسمان تلے پڑی گندم کو محفوظ مقامات پر نہ رکھنے کی وجہ سے ہزاروں ٹن گندم خراب ہونے کا خدشہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موجود ہے۔ روزنامہ "نوائے وقت" میں شائع شدہ خبر حقائق پر مبنی نہ ہے کیونکہ مرکز خریداری گندم موچھ ضلع میانوالی میں ذخیرہ گندم کو سیلابی پانی نے متاثر نہ کیا جس کی وجہ بروقت حفاظتی انتظامات تھے جبکہ لیہ، ملتان اور بھکر میں بھی سٹاک گندم کو سیلابی پانی نے متاثر نہ کیا۔ جہاں تک ڈی جی خان اور راجن پور کا تعلق ہے تو ان اضلاع میں سیلابی پانی پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ اتنی شدت سے آیا کہ اس سے شہری اور دیہاتی آبادی بُری طرح متاثر ہوئی۔ تمام تر حفاظتی اقدامات کے باوجود سیلابی پانی سے حفاظتی بند زیادہ دیر تک نہ ٹھہر سکے لہذا سیلابی پانی آٹھ مراکز میں داخل ہوا جن میں سے پانچ مظفر گڑھ، ایک ڈی جی خان اور دو راجن پور میں ہیں جہاں75 ہزار477 میٹرک ٹن گندم ذخیرہ شدہ تھی۔ اب تک اس میں سے51 ہزار 987 میٹرک ٹن صحت مند گندم کی چھانٹی کر کے محفوظ کر لی گئی ہے اور مختلف مقامات پر ترسیل کر دی

گئی ہے۔ متاثرہ شدہ گندم سے صحت منداور خراب گندم کو چھانٹی کرنے کا عمل ذمہ دار افسران کی نگرانی میں ہر سنٹر پر علیحدہ علیحدہ جاری ہے جن کی نشاندہی پر اب تک 15083 میٹرک ٹن متاثرہ گندم برآمد ہوئی جسے بذریعہ نیلام عام فروخت کیا جاچکا ہے جبکہ محکمہ نے شادن لنڈ ضلع ڈی جی خان، جام پور، نور پور، محمد پور ضلع راجن پور میں سیلابی پانی سے بروقت حفاظتی اقدامات کر کے ذخیرہ شدہ گندم کو بچالیا۔ اگرچہ ان علاقوں میں پانی آیا لیکن سٹاک گندم محفوظ رہی۔ مذکورہ آٹھ خریداری مراکز پر کل 75ہزار 477 میٹرک ٹن گندم ذخیرہ تھی لہذا یہ کہنا کہ دو لاکھ میٹرک ٹن سے زائد گندم خراب ہونے کا اندیشہ ہے یہ درست نہ ہے بلکہ جو گندم خراب ہوئی ہے اور جسے چھانٹی کر کے صحت مند گندم سے علیحدہ کیا گیا ہے اس کی مقدار 15083 میٹرک ٹن ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا بھی جواب آ گیا ہے تو اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 10/693 محترمہ چونکہ عارضی طور پر معطل ہیں اس لئے یہ pending کی جاتی ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمب 10/694 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی ہے جس کا جواب آنا تھا۔ جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب ابھی نہیں آیا اسے آئندہ سیشن تک pending کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اسے اگلے اجلاس تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 10/696 چودھری ظہیر الدین خان صاحب اور باقی سب کی طرف سے ہے، اس کا جواب آنا ہے۔

صوبہ کے مختلف علاقوں میں ڈینگی وائرس سے عوام ڈینگی بخار میں مبتلا اور مطلوبہ ادویات کی عدم فراہمی

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اخبار "نوائے وقت" مورخہ 10-10-05 میں ڈینگی بخار اور اس کو پھیلانے والے مچھروں کی افزائش سے متعلق خبر درست ہے لیکن یہ درست نہ ہے کہ ہسپتالوں میں علیحدہ وارڈ نہیں بنائے گئے۔ لاہور کے تمام تدریسی اور غیر تدریسی ہسپتالوں میں ڈینگی بخار کے مریضوں کے علاج معالجہ کے لئے خصوصی انتظامات کئے گئے ہیں جن کے تحت ہر مریض کو ایک دوائی لگی مچھر دانی مہیا کی جاتی ہے تاکہ مچھر آگے بیماری نہ پھیلا سکیں۔ ڈینگی کے عام مریضوں کا

علاج علامتی ہے جو کہ پیراسیٹامول سے ہی کیا جاتا ہے۔اگر مریض کی حالت اچھی نہ ہو تو پھر لاہور کے تمام ہسپتالوں میں مناسب علاج کا بندوبست موجود ہے۔انسٹیٹیوٹ آف پبلک ہیلتھ پنجاب میں ایک Bacteria logical Laboratory ہے جہاں ڈینگی کے مریضوں کے خون کا معائنہ کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں حکومت کے ہسپتالوں اور چند پرائیویٹ ہسپتالوں میں ڈینگی کے نمونہ جات کا معائنہ کرنے کا بندوبست ہے۔ مچھروں کی افزائش کو روکنے کے لئے لاروی سائیڈنگ کمروں کے اندر سپرے کیا جاتا ہے۔آج کل E.D.O ہیلتھ لاہور اور ڈسٹرکٹ آفیسر پبلک ہیلتھ لاہور کے دفاتر کے عملہ پر مشتمل ٹیمیں مرحلہ وار یہ کام سرانجام دے رہی ہیں اس کے علاوہ عوام الناس کو ہیلتھ کے عملہ کے ذریعے بیماری سے بچاؤ کے طریقوں کے متعلق آگاہ کیا جارہا ہے جس میں بیماری پھیلانے والے مچھروں کو تلف کرنا شامل ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 10/703 رانا محمد افضل خان صاحب کی ہے ان کی طرف سے لکھا ہوا آیا ہے کہ اسے pending کیا جائے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 10/704 علی حیدر نور خان نیازی صاحب کی ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار کا بھی جواب آنا تھا تو مجھے بتائیں کہ اس کا ذکر نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ابھی سیکرٹری صاحب سے پوچھ کر بتاتا ہوں۔جی، نیازی صاحب!

سیلاب زدہ علاقوں میں بلدیاتی ادارے ٹیکسز کی وصولی نہ ہونے کی وجہ سے مالی مشکلات کا شکار

جناب علی حیدر نور خان نیازی: شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ میانوالی، بھکر، مظفر گڑھ، ڈیرہ غازی خان، راجن پور اور رحیم یار خان میں سیلاب کی تباہ کاریوں نے جہاں زندگی کے مختلف شعبہ ہائے زندگیوں کو شدید نقصان پہنچایا وہاں بلدیاتی اداروں کو ٹیکسز وصولی میں بھی کروڑوں روپے کے نقصان کا سامنا کرنا پڑا۔ متاثرہ اضلاع میں بلدیاتی اداروں کے

مالی سال 11-2010 کے لئے صرف منڈی مویشیاں کی مد میں تقریباً60 کروڑ روپے کے ٹھیکہ جات نیلام ہوئے۔ سیلاب اور بارشوں سے حکومت پنجاب کے ٹیکسز/ فیس وصولی کی بجائے مذکورہ اضلاع میں زندگی بھی مفلوج ہو کر رہ گئی، تمام آمدورفت کے راستے بند ہو گئے، متاثرین کے مال مویشی سیلاب کی نذر ہو گئے اور تمام علاقوں کو آفت زدہ قرار دے دیا گیا۔ وہاں ٹھیکہ جات کی وصولی کیسے ممکن ہو سکتی تھی یا انعقاد منڈی مویشیاں کیسے ہو سکتا تھا۔ مزید یہ کہ نیلام کردہ منڈی مویشیاں / بکر منڈیوں کے مقامات پر عیدالاضحیٰ کے موقع پر (فری سیل پوائنٹ) کی وجہ سے بلدیاتی اداروں کے ذرائع آمدن مزید تباہی و بربادی کے شکار ہو گئے۔ مذکورہ بالا صورتحال کے پیش نظر مشکل کی اس گھڑی میں حکومت نے منڈی مویشیاں کے ٹھیکیداران کے لئے متاثرہ علاقوں کے ٹھیکہ جات کے سلسلے میں کوئی کارروائی، تعاون یا رعایت نہ دی گئی لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اسے اگلے ہفتے تک کے لئے pending کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، اسے اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 706/10 جناب محمد نوید انجم صاحب کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 708/10 خواجہ محمد اسلام صاحب کی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 708 اسی واقعہ سے متعلق ہے جس کا توجہ دلاؤ نوٹس پر جواب دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ اس پر بات ہو چکی ہے اس لئے اسے بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 712/10 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں اس لئے dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 713/10 میاں نصیر احمد صاحب کی ہے، چونکہ ان کی رکنیت معطل ہوئی ہے اس لئے اسے pending کیا جاتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

معزز ممبران کی پیش کردہ تحاریک التوائے کار کو ان کی عدم موجودگی کی بناء پر مؤخر کرنے کا مطالبہ

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پیش ہونے والی تحاریک التوائے کار کو محرک کافی محنت کر کے یہاں لے کر آتے ہیں لیکن ان کی عدم موجودگی میں انہیں chance دیئے بغیر dispose of کر دیا جاتا ہے تو میرے خیال میں ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ اس حوالے سے میری دو گزارشات یا سفارشات ہیں۔ ایک تو یہ کہ جس ممبر کی تحریک پیش ہونی ہے اسے پیشگی اطلاع کا بندوبست کیا جائے یا کم از کم اس کی عدم موجودگی کی وجہ سے اسے pending کرنے کا ایک chance دیا جائے اور dispose of نہ کیا جائے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اچانک وہ کسی ضروری کام یا کسی مجبوری کی وجہ سے نہ آ سکے ہوں تو dispose of ہونے کی وجہ سے ان کی محنت رائیگاں جاتی ہے اور تحریک دینے کی وجہ سے نتائج سے عوام بھرپور فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! اس کا باقاعدہ ایک proper طریق کار موجود ہے اور محرک کو House میں موجود ہونا چاہئے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ اگر ہم اسے amend کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ اس طرح سے amend نہیں ہو گا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! ضروری نہیں ہے کہ آپ اسے dispose of کریں بلکہ pending کر سکتے ہیں اور آپ کے پاس یہ صوابدیدی اختیار ہے تو اگر اسے practice بنا لیا جائے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ کی تجویز کو دیکھتے ہیں پھر اس پر بات ہو گی۔ تشریف رکھیں۔

جناب طاہر احمد سندھو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

سرگودھا میں اریگیشن ورکشاپ کا قبضہ واگزار کروا کر نیلام کرنے کا مطالبہ

جناب طاہر احمد سندھو: شکریہ۔ جناب سپیکر! لاء منسٹر بھی تشریف فرما ہیں تو میں آپ کی وساطت سے اس ایوان کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ میرے حلقہ پی پی۔30 میں ایک Irrigation Workshop ہے جس کا رقبہ 105 ایکڑ ہے جس پر محکمہ کی ملی بھگت سے encroachments بھی ہو رہی ہیں اور اسے open auction کے ذریعے transparent طریقے سے پٹا یا ٹھیکہ پر نہیں دیا جا رہا ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ ایک full-fledge انکوائری کی جائے اور اگر اس کی میرٹ پر auction ہوئی ہے تو وہ public auction ہو، transparent ہو اور in accordance with law ہو تاکہ اس سے جو گورنمنٹ کو نقصان ہو رہا ہے یا encroachments ہو رہی ہے اس کو فی الفور بند کروایا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! میری بات سن لیں پہلے جو میں نے عرض کیا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سندھو صاحب! آپ نے بات کر لی ہے مجھے اس پر respond تو کرنے دیں۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! respond کریں، پہلے اس کو respond کریں پھر بعد میں دوسری چیزوں کو take up کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سندھو صاحب! This is no way آپ نے بات کر لی ہے، kindly آپ چیئر کو dictate نہ کریں اور تشریف رکھیں۔ لاء منسٹر صاحب! جو بات ہوئی ہے اس کو ذرا دیکھ لیجئے گا اور ان کی بات سن کر اس کو respond بھی کر دیجئے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میں نے لاء منسٹر صاحب کے متعلق ایک بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: باقی ممبران بھی بیٹھے ہیں۔۔۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میں جو بات کرنا چاہتا ہوں وہ پنجاب کی عوام کے لئے نہایت ضروری ہے بلکہ ہر ممبر کے لئے ضروری ہے۔ by chance اس وقت بھی آپ کی زیر صدارت

اجلاس ہو رہا تھا اور پولیس رولز 2002 کی بات شروع ہوئی تھی۔ اڑھائی سال گزر گئے ہیں۔ اس rule سے جتنی خلق خدا کو تکلیف اور پریشانی ہے وہ آپ بھی سمجھتے ہیں اور سب ممبران بھی سمجھتے ہیں۔ جب ایک investigation کے لئے رحیم یار خان، بہاولپور، لودھراں سے جب لوگ صرف درخواست دینے کے لئے اللہ جانتا ہے کہ وہ غریب لوگ کتنے پریشان ہو کر جاتے ہیں اور investigation تبدیل کرنے کی درخواست کو تین ماہ تک لگتے ہیں۔ آپ نے سارے کام کئے ہیں لیکن ایک پولیس آرڈیننس 2002 کو تبدیل نہیں کیا۔ اڑھائی سال ہو گئے ہیں جبکہ پہلے ہی اجلاس میں جناب سے وزیر قانون نے وعدہ کیا تھا کہ اس سال کے end میں اس کو ہم pass کر دیں گے۔ وہ آج تک pass نہیں ہو سکا۔ اس سے لوگوں کو بہت تکلیف ہے، لوگ بہت پریشان ہیں، ناانصافیاں ہو رہی ہیں۔ ڈی ایس پی اور ایس ایچ او تک ہاتھ کھڑے کر دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ investigation چاہے اے ایس آئی کرے اور وہ جو چاہے کرے ہم رکاوٹ نہیں ڈال سکتے اس لئے بے گناہ چالان ہو رہے ہیں، گنہگار پیسے دے کر کرپشن کر کے بری ہو رہے ہیں اور کرپشن کا ایک راستہ کھلا ہوا ہے اس لئے مہربانی کریں اور انصاف کے لئے اسے جلد از جلد ختم کیا جائے۔ ہم سن رہے ہیں کہ پولیس رولز 2010 آ رہا ہے لہذا اس کو جلدی pass کرایا جائے یہ خلق خدا کی بہت بڑی خدمت ہو گی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو جزاء ملے گی۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ محکمہ صحت کے ابھی حال ہی میں سیلاب زدگان کو دوائیاں دینے کے سلسلے میں ٹینڈر ہوئے ہیں۔ دس کروڑ روپے کی دوائیاں خریدی گئی ہیں اس میں ٹینڈر float کئے گئے اور نہ کسی اخبارات میں دیئے گئے ہیں بلکہ ایک ہی فرم سے کوٹیشنز لے لی گئی ہیں اور دس کروڑ روپے کی ادویات سیلاب زدگان کے لئے بھیجی ہیں جبکہ ان کی اصل قیمت صرف تین کروڑ روپے بنتی ہے۔ اگر پیراسیٹامول کی گولی کا پتا -/15 روپے میں ملتا ہے تو اس کی قیمت انہوں نے -/100 روپے کی لکھی ہے۔ میں آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا تھا، میرے پاس documents بھی جو میں آپ کو دیتا ہوں۔ آپ لاء منسٹر صاحب کو کہیں کہ وہ اس کو دیکھ لیں۔ ایک جلال بھٹی صاحب اور دوسرے حامد بھٹی صاحب جو کنٹریکٹرز ہیں انہی کو سارا سپلائی آرڈر دے دیا ہے اور ان کی monopoly کی وجہ سے حکومت کو سات آٹھ کروڑ روپے کا نقصان ہو رہا ہے۔ میرے نوٹس میں یہ بات آئی تھی تو میرا یہ فرض بنتا تھا کہ میں اس معزز ایوان کے نوٹس میں لاؤں تاکہ حکومت

اس چیز کو دیکھے۔ یہ بہت بڑا فراڈ ہو رہا ہے اور وہ بھی سیلاب زدگان کے نام پر ہو رہا ہے۔ اس حوالے سے اگر آپ نوٹس لے لیں تو بڑی مہربانی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب! اس پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ جتنی important بات آپ کر رہے ہیں اس کو rules and procedure کو دیکھ کر باقاعدہ تحریک کی شکل میں لے آئیں۔ اگر آپ اس کو تحریک کی شکل میں لے کر آئیں تو اسمبلی اس کو دیکھے گی۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

الیکشن کمیشن میں سالانہ گوشوارے جمع نہ کرانے والے معزز ممبران اسمبلی کے اسمبلی عمارت میں داخلہ پر پابندی

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ایک اہم بات کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ الیکشن کمیشن نے ان ایم پی ایز کو جنہوں نے گوشوارے جمع نہیں کرائے ان کی ایم پی اے شپ suspend کر دی ہے لیکن یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ ان کے نام اور تصویریں سکیورٹی والے لے کر مال روڈ پر کھڑے ہوئے ہیں۔ وہ چیک کر رہے ہیں کہ یہ ایم پی ایز اندر نہیں جائیں گے۔ جب دوسرے لوگ اسمبلی کی عمارت کے اندر آ سکتے ہیں تو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ ہم نے باہر نہیں کھڑے کئے ہوئے ہیں بلکہ مین گیٹ پر۔۔۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): میں ابھی آئی ہوں۔ جب میں آئی ہوں تو میں نے دیکھا ہے کہ وہ مع تصویریں لے کر کھڑے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں چیک کر لیتا ہوں اور جو آپ نے point out کیا ہے اس کو دیکھ لیتے ہیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ ایک قابل تضحیک طریقہ ہے۔ ٹھیک ہے کہ آپ انہیں ایوان میں نہ آنے دیں لیکن کم از کم اسمبلی کی عمارت کے اندر تو آنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، اس کو دیکھ لیتے ہیں۔ ابھی آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): بس میں یہی کہنا چاہ رہی ہوں کہ جب کوئی عام بندہ اندر آ سکتا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ!آپ کی بات آ گئی ہے،آپ نے اچھاپوائنٹ رجسٹر کروایا ہے اس کو ہم دیکھ لیتے ہیں اوراس پر ایکشن لیتے ہیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،مستی خیل صاحب!

تحصیل منکیرہ میں لائیو سٹاک فارم ماہنی کی ہزاروں ایکڑاراضی پر لینڈ مافیا کا قبضہ

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر!میں آپ کا مشکور ہوں۔ میں آپ کی اوراس ہاؤس کی توجہ انتہائی اہم مسئلہ کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت اور چیف منسٹر پنجاب کےvisionاورgovernance good پر بہت بڑی زد پڑرہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پنجاب حکومت کے لئے بہت بڑاچیلنج ہے۔لائیو سٹاک فارم ماہنی جس کا رقبہ ہزاروں ایکڑ ہے۔ محتاط اندازے کے مطابق لائیو سٹاک کے تقریباًدس ہزار ایکڑ پر مافیا نے ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے۔ میں نے جناب چیف منسٹر پنجاب کو بھی یہ point out کیا تھا۔اس وقت تک پنجاب حکومت نے کسی کو ناجائز قبضہ یا کاشت نہیں کرنے دی۔ابھی مجھے وہاں سے ٹیلیفون آرہے ہیں کہ اس رقبہ پر غنڈے اور قبضہ مافیا تیس چالیس ٹریکٹر لے کر آئے ہیں اور سرکار کے رقبے کو ہڑپ کرنے کے لئے وہاں کاشت کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر پنجاب حکومت نے بروقت نوٹس نہ لیا تو پنجاب حکومت کیgood governance پر یہ بہت بڑادھبہ ہوگااور چیف منسٹر پنجاب کیvision کی پالیسی کے خلاف ہوگا۔ میں آپ سے گزارش کرتاہوں کہ خدارا کراچی میں لوگ بات کرتے ہیں کہ وہاں قبضہ مافیا ہے۔ وہاں بڑے بڑے واقعات ہورہے ہیں۔یہاں بھکر میرے ضلع کے اندر، میں گزارش کروں گا کہ لاء منسٹر صاحب یا کیبنٹ کا کوئی ممبر اس پر بات کرے اوران کو قبضہ نہ کرنے دیں۔اتنی حد تک حالات جاچکے ہیں کہ وہاں کی سرکاری بلڈنگوں پر بھی لوگوں نےencroachment کرلی ہے۔ میری گزارش ہوگی کہ خدارا پنجاب کی اس قیمتی پراپرٹی کو قبضہ گروپ سے بچایا جائے۔ جہاں تک میری information ہے کہ لوگوں نےstant man رکھے ہوئے ہیں اور وہ قبضہ کر رہے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ لاء منسٹر کوdirect کریں اوران سے ابھی بات کر کے قبضہ واگزار کروایا جائے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مستی خیل صاحب!آپ کی بات آ گئی ہے لاء منسٹر صاحب اس پر respond کریں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں نے ان کا point note کر لیا ہے۔ یہ مجھے مل لیں اور اس سے متعلقہ ساری details دے دیں۔انشاء اللہ تعالیٰ اس پر کارروائی کروا دیں گے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چنیوٹی صاحب!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر!میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مستی خیل صاحب!لاء منسٹر نے جواب دے دیا ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر!یہ میری ذات کا سوال اور میری ذات کا مقصد نہیں ہے۔ مجھے کوئی مرلع الاٹ نہیں ہونا ہے، میرا قد کاٹھ نہیں بڑھے گا بلکہ یہ ان کے خلاف ایکشن لے کر ہاؤس کو بتائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ہاؤس کو ہی بتائیں گے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر!وہ کہہ رہے ہیں کہ مجھے ملیں جبکہ وہ ہاؤس کو بتائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب آپ ان سے ملیں گے اور آپ ان کو پوری تفصیل دیں گے تو پھر ہی وہ کارروائی کریں گے اور ہاؤس کو بھی بتائیں گے۔ تشریف رکھیں۔ جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر!ابھی بلوچ صاحب نے پولیس آرڈیننس 2002 کے بارے میں بات کی ہے تو میں بھی کل امن و امان کی بجٹ میں اس کے متعلق بحث کرنا چاہتا تھا لیکن موقع نہیں ملا۔ یہ حقیقت ہے کہ ایسے rules بنائے گئے ہیں کہ جن میں تفتیش کی تبدیلی بڑا مشکل مرحلہ بنا دیا گیا ہے۔ میرے علم میں آیا ہے کہ ہمارے چنیوٹ میں ایک بے گناہ بندہ جو کوڑا کرکٹ باہر پھینک رہا تھا اور اس کے والد سے پرانی دشمنی کا بدلہ لینے کے لئے اس کو ایک ناجائز مقدمے میں پھنسایا گیا ہے۔ ایک سال ہو گیا ہے وہ جیل میں پڑا ہوا ہے۔ ابھی ایک مہینہ پہلے ہم نے تفتیش تبدیلی کے آرڈر کروائے لیکن ابھی تک اس پر بھی کوئی عمل نہیں ہو رہا ہے۔ میری یہ گزارش ہے اور ہمارا پورا ایوان چاہتا ہے کہ اس پولیس کے rules میں ضرور ترمیم کی جائے اور اس قسم کے بے گناہ لوگ جو سالہا سال سے جیلوں میں پڑے ہوئے ہیں ان کی رہائی کا بندوبست کیا جائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ابھی باقی ممبران نے ٹائم مانگا ہوا ہے، میں ان کو بھی floor دیتا ہوں لیکن اگر ہم ساتھ ساتھ گورنمنٹ بزنس بھی کرتے جائیں۔

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔آج کے ایجنڈا پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔

The Punjab Local Government (Amendment) Bill 2010(Bill No.21 of 2010)

مسودہ قانون(ترمیم)لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ2010

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir I move:

> "That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once."

There are two amendments in this motion. The first amendment is from Ch. Zahir-ud- Khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Ch. Aamir Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Najaf Abbas Khan Sial, Mr

Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Mr. Munawar Hussain Munj, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Qamar Aamir Ch. Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Zobia Rubab Malik, Mst. Humaira Awais Shahid and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

DR SAMIA AMJAD: I move:

> "That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be circulated for the purposes of eliciting opinion thereon by 15th December 2010."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be circulated for the purposes of eliciting opinion thereon by 15th December 2010."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں اس ایوان کی توجہ ایک کتاب کی طرف دلانا چاہتی ہوں جو ڈاکٹر ایم محی الدین قاضی (ایڈووکیٹ) سپریم کورٹ آف پاکستان نے Punjab Local Ordinances 2001 پر لکھی ہوئی ہے اور اس کی ٹیکسٹ بک میں جو لوکل گورنمنٹ کی تعریف کی گئی ہے اس کی ایک line پڑھوں گی۔ انہوں نے لکھا ہے کہ:

"Local Government creates distinguishing between savagery and civilization without Local Government or Municipal Administration. There will be little civilization without civilization. There can be little Municipal Government."

دوسری بات میں ایک اور تعریف کی طرف دھیان دلاؤں گی کہ انہوں نے ایک elected member کے لئے کہا ہے جس کا میں ایک جملہ پڑھوں گی۔

"A less qualified less trained and less virtual less virtues selected man would still be better than the member of bureaucracy although he may be a better than the above qualifications."

تیسرا ایک ہی جملہ ہے کہ direct election on the basis of adult franchise جو ہے کہ وہ ہر طریقے سے superior ہے Article 148 of Constitution or Article 32 پر بار بار ہم لوگ point out کرتے رہے ہیں کہ ایک لوکل گورنمنٹ موجود ہونی چاہئے وہاں پر ایک اور Local Government Ordinance 2001 کے section 159 کی طرف بھی توجہ آپ کی دلاؤں گی کہ جس میں یہ لکھا ہے کہ:

"Provided that a Local Government notwithstanding the expiry of its terms of office shall continue to hold office until the successor Local Government assumes office."

جناب سپیکر! ان تمام definitions کے reference سے میں اپنی بات کروں گی۔ یہ بات بار بار یہاں پر کی جا چکی ہے کہ لوکل گورنمنٹ الیکشن کی جو اہمیت ہے وہ اتنی ہی ہے جتنی ایک civilizations or civilized world کی اہمیت ہے۔ اس کے بعد یہ بھی Clause 159 میں repeat ہوا ہے کہ جب ایک elected Local Government چلی جائے گی تو اس کو succeed ایک اور لوکل گورنمنٹ کرے گی اور اس وقت تک پچھلی لوکل گورنمنٹ will continue its office مگر افسوس کہ اس حکومت میں یہ ممکن نہیں ہوا اور ایڈمنسٹریٹرز کو اس پر appoint کیا گیا، ایک وعدہ کیا گیا کہ ہم الیکشن اتنے دنوں میں کرا دیں گے۔ آج پھر دوبارہ اس میں یہ کہا جا رہا ہے کہ ہمیں time کی extension چاہئے یا ہم date بتا دیں گے۔ اس کے علاوہ اس وقت بھی اس اسمبلی میں

ہمارےforumسے بار بار تقاریر کی گئیں کہ Election Commission is authorized to hold the election.اور یہConstitutionکے مطابق ہے مگر ضد کے مارے آپ کی گورنمنٹ کی طرف سے جو بل پیش کیا گیا اور لاء منسٹر صاحب کے ہاتھ کے اشارے سے یہاں پر ''ہاں'' کی گئی کہ لوکل گورنمنٹ اتھارٹی بنائی جائے گی۔ صد افسوس کہ آج ان دونوں باتوں پر ان کو پیچھے جانا پڑا اور آج پھر اس بات کوre-amendکر کے یہ بات لے آئے کہ نہیں اب لوکل اتھارٹی نہیں بلکہ الیکشن کمیشن ہی ٹھیک ہے۔ چلیں! دیر آید درست آید لیکن جوembarrassmentاور ٹائم ضائع ہوا اور کلاز (159) لوکل گورنمنٹ۔۔۔

(اذانِ ظہر)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں یہ کہہ رہی تھی کہ اس میںconfusionہے کہ لوکل اتھارٹی بنے گی یا الیکشن کمیشن بنے گا۔ اب ہم ''ہاں'' کریں یا ''ناں'' کریں، اب ایڈمنسٹریٹر آ گئے ہیں اور اب بیوروکریسی آ گئی ہے اور ہوا صرف یہ ہے کہ Clause 159 breachہوئی ہے اور جب اس چیز میں commitmentہے اورlawموجود ہے کہ ایکelected Local Governmentاس وقت تک بیٹھی رہے گی جب تک اگلیelected bodyنہیں آ جاتی تو اس چیز کو بھیbreachکیا۔ یہ ساری باتیں لوگ دیکھ رہے ہیں کیونکہ جو کچھ بھی ہے لوکل گورنمنٹ سسٹم وہgrass root systemتھا جس نے پنجاب اور پورے پاکستان میںdeliverکیا اور جو بہت سے مسائل تھے وہ حل ہوئے۔ میں اس کی تفصیل میں نہیں جاؤں گی۔

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اگر آپ لوکل گورنمنٹ کی ہسٹری 1835 سے آج تک کا مطالعہ کریں تو شروع میں برٹش راج نے اس لوکل گورنمنٹ کو جس نیت سے شروع کیا اور پاکستان بننے کے بعد بھی جب یہ لوکل گورنمنٹ سامنے آئی تو اس میں جوperiodسامنے آتا ہے وہ دس کاperiodپیپلز پارٹی کی گورنمنٹ کا آتا ہے اور جب ان کی گورنمنٹ آتی ہے تو وعدے ہوتے رہتے ہیں کہ اب ہم لوکل گورنمنٹ بنا رہے ہیں، اب اسordinanceکو بہتر کر رہے ہیں، اب promulgate کر رہے ہیں اور اب rewriteکر رہے ہیں لیکن لوکل گورنمنٹ کا الیکشن ہونے دیا گیا اور نہ ہیestablished ہوا۔ چالیس سال تک لوکل باڈیز چلتی رہیں لیکن اب دوبارہ وہی چیزrepeatہونا شروع ہو گئی ہے۔ پچھلے اڑھائی سال میں وہ کون سیimprovementہے جو انہوں نے کی ہیں؟ آج آپ یہ مسودہ

اٹھائیں جوانہوں نے یہاں پر amendment کے لئے پیش کیا ہے اس میں صرف چار کلازوں میں اپنی پچھلی اور اگلی باتوں کو discuss کیا ہے۔ کیا انہوں نے لوکل گورنمنٹ کی دستاویزات کو اٹھا کر اس میں کسی قسم کی improvement کی؟ یعنی جو لوکل گورنمنٹ پہلے establish ہوئی یا نہیں، انہوں نے اس کی طرف دیکھا ہی نہیں۔ یہ گورنمنٹ کے محکمے پتا نہیں کیا کرتے رہے ہیں کہ ایک تو انہوں نے اس کو consider نہیں کیا۔ ہاں اسی کو کبھی آگے لے گئے اور کبھی پیچھے لے گئے اور اس سے پھر مکر جاتے ہیں کہ ہاں جی، اب الیکشن اتھارٹی کروائے گی یا الیکشن کمیشن کروائے گا۔ گورنمنٹ سوائے اپنی بدنیتی کے کچھ show نہیں کر رہی ہے۔ اس میں میں بہت ادب احترام سے اور بغیر یہ چیز کہے کہ میں تنقید کر رہی ہوں میں یہ example پہلے quote کر چکی ہوں کہ جب شہباز شریف کی جگہ گورنر راج لگا تھا تو ہماری اسمبلی نے اس کو بہت oppose کیا اور بڑا شور شرابا ہوا اور گورنر راج کو توڑ کر گرایا گیا یہ کہہ کر کہ ہم نے بیوروکریسی کے under کام نہیں کرنا۔ ہمیں وہ گورنر راج منظور نہیں ہے، یہ انگریزوں کا راج ہے ایک elected شہباز شریف یا چیف منسٹر کے ہوتے ہوئے ہمیں elected government چاہئے۔ میرا اس دن بھی یہ سوال تھا، میں آج بھی یہ سوال پوچھ رہی ہوں کہ جب ایک rule شہباز شریف کے لئے ٹھیک تھا کہ ہاں جی! بیوروکریسی نہیں بیٹھے گی، گورنر نہیں بیٹھے گا تو ناظموں کے لئے یہ کیسے غلط ہو گیا کہ ناظموں کو ہٹا دو، بیوروکریٹس اور ایڈمنسٹریٹرز آ جائیں؟ یہ میرا آپ سے سوال ہے۔ آپ لوگ پوری ایک elected authority کو پیچھے لے گئے میں آج ان ہزاروں ناظموں کی طرف سے اس چیز کو یہاں voice کر رہی ہوں اور اس ایوان سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ elected لوگوں کو پسِ پشت ڈال کر ان delaying tactics سے آپ کو کیا حاصل ہو گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، محترمہ! بحث نہیں، آپ amendment کے اوپر بات کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: میں amendment کے اوپر ہی بات کر رہی ہوں۔ آپ اسے public opinion کے لئے circulate کریں۔ میں آپ تک public opinion ہی پہنچا رہی ہوں۔ اس public opinion میں نہ صرف لوگ شامل ہیں بلکہ ناظم بھی شامل ہیں جن کو اس بے دردی سے ہٹایا گیا اور آج پھر اس میں تو سیج مانگی جا رہی ہے کہ ہم اور مزید اتنے دِنوں کے بعد الیکشن announce کریں گے۔ نہیں، elections immediately ہونے چاہئیں۔ بیوروکریسی کو اس طرح کی اتھارٹی نہ دیں۔ ایڈمنسٹریٹرز کو اس طرح جب آپ power دے رہے ہیں تو پھر آپ دوبارہ British Rules لائیں۔ یہی میری معروضات ہیں۔ یہی پبلک کی آواز ہے اگر آپ آج بھی اس بِل کو circulation کے

لئے بھیج دیں گے تو آپ دیکھیں گے کہ آپ کے اوپر جو elected members یہاں موجود ہیں، آج جو روز democracy کی آواز اٹھانے والے لوگ موجود ہیں یہ ان کی ذمہ داری ہے۔ آج جو یہ بیوروکریسی کو یا ایڈمنسٹریٹرز کو extension لے کر دینے کی بات کر رہے ہیں اس کے لئے پوری پبلک ان کے خلاف بولے گی اور آئندہ آنے والے الیکشن میں یہ ووٹ ڈھونڈتے پھریں گے کیونکہ میں یہ بات دعوے سے کہتی ہوں کہ اگر ناظم کو ایک قدم پیچھے دھکیل دیا گیا ہے تو ان کی جست اگلی دفعہ اس سے آگے ہو گی وہ چھلانگ لگائیں گے اور وہ آپ کو support نہیں کرنے لگے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں محترمہ نے یہ amendment دی ہے کہ اس بل کو public opinion کے لئے circulate کیا جائے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو معزز ایوان ہے یہ پنجاب کے نوکروڑ عوام کا نمائندہ ایوان ہے اور اس ایوان کی جو رائے ہے وہ پنجاب کے نوکروڑ عوام کی رائے ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس ایوان میں یہ بل پیش ہوا ہے اور اس ایوان کی کمیٹی نے اس پر غور و خوص کیا ہے اس لئے اس کو further publish کرنے کی بالکل ضرورت نہیں ہے اور اللہ نہ کرے کہ اس ایوان میں جو لوگ جمہوریت کے لئے جدوجہد کر کے کامیاب ہو کر بیٹھے ہیں ان پر 18۔فروری جیسا ٹائم آئے جس طرح اُس دن (ق) لیگ والے ووٹ ڈھونڈتے پھرتے تھے کہ وہ ووٹ ڈھونڈتے پھریں۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be circulated for the purposes of eliciting opinion thereon by 15th December 2010."

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: The second amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Ch. Aamir Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd.) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Sher Ali

Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Najaf Abbas Sial, Mr. Khurram Nawab Khan, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Mr. Munawar Hussain Munj, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Qamar Aamir Ch. Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mst. Humaira Awais Shahid and Engineer Shahzad Elahi. Any mover except the one, who has moved earlier, may move it.

MS SEEMAL KAMRAN: Sir I move:

> "That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be referred to a Select Committee, consisting of the following members with instructions to report by 30th December 2010:
>
> 1) Mr Shahid Mehmood Khan, M.P.A
> 2) Malik Muhammad Aamir Dogar, M.P.A
> 3) Dr Farukh Javed, M.P.A
> 4) Malik Khurram Ali Khan, M.P.A
> 5) Mr Shahan Malik, M.P.A
> 6) Qazi Ahmed Saeed, M.P.A
> 7) Malik Muhammad Nawaz, M.P.A
> 8) Ms Fouzia Behram, M.P.A
> 9) Mrs Amna Ulfat, M.P.A
> 10) Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, M.P.A

MR DPEUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be referred to a Select Committee, consisting of the following members with instructions to report by 30th December 2010:

1) Mr Shahid Mehmood Khan, M.P.A
2) Malik Muhammad Aamir Dogar, M.P.A
3) Dr Farukh Javed, M.P.A
4) Malik Khurram Ali Khan, M.P.A
5) Mr Shahan Malik, M.P.A
6) Qazi Ahmed Saeed, M.P.A
7) Malik Muhammad Nawaz, M.P.A
8) Ms Fouzia Behram, M.P.A
9) Mrs Amna Ulfat, M.P.A
10) Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, M.P.A

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:**Sir! I oppose

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں اپنی بات اس شعر سے شروع کرتی ہوں کہ:

خداوند تیرے سادہ دِل بندے کدھر جائیں
درویشی میں بھی عیاری ہے سلطانی میں بھی عیاری ہے

معزز ممبران: واہ، واہ، مکرر، مکرر۔

محترمہ سیمل کامران: شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: .This is no way جی، بات کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!اس کی وجہ یہ ہے کہ آج مجھے معزز لاء منسٹر صاحب کے منہ سے یہ بات سُن کر بہت اچھا لگا کہ یہ عوام کے کروڑوں لوگوں کا منتخب ایوان ہے۔ مگر افسوس صد افسوس کہ یہ عوام کے منتخب نمائندے اٹھارہویں ترمیم کے لئے مجبور ہیں۔اگر عوام کے منتخب نمائندے اسی عوام کے دل ودماغ کی آواز سُنتے تو پچھلی دفعہ جب یہ لوکل گورنمنٹ بِل آیا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ!ایک منٹ میری بات سُن لیں۔آپ نے جوamendmentدی ہے آپ نے اس کی وجہ بتانی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!If you could let me kindly finishمیں یہ کیوں چاہتی ہوں کہ آپ یہ بل سٹینڈنگ کمیٹی کوreferکریں کیونکہ بات یہ ہے کہ عوام کے منتخب نمائندے اگر عوام کا درد نہیں جانیں گے، نہیں سمجھیں گے تو پھر کیا فائدہ ہوا ان راگوں کو الاپنے کا کہ ہمیں عوام نے منتخب کر کے یہاں بھیجا ہے؟ ووٹ ہم لوگوں سے لے کر آئیں اور تحفظ کریں بیوروکریٹس کے مفادات کا اور وہ بیوروکریٹسjn resultیہاں پر جو معزز ممبران کا حال کرتے ہیں روز کوئی نہ کوئی ممبر چیخ وپکار کر رہا ہوتا ہے پھر بھی افسوس صد افسوس کہ یہی حکمران اپنے ممبر کےrights protectکرنے کی بجائے اس بیوروکریٹ کوprotectکر رہے ہوتے ہیں۔یہ جوfloodآیا ہے یہ اس چیز کا جیتا جاگتا ثبوت ہے کہ اگر بلدیاتی اداروں پر موجودہ جمہوری حکومت شبِ خون نہ مارتی تو شاید نقصانات بہت کم ہوتے۔ پچھلی دفعہ بھی جب ہاؤس میں اس بل پر بحث ہو رہی تھی تب بھی ہم نے یہ گزارشات کی تھیں کہ خُدارا جمہوری لوگ، جمہوریت کے دعویدار اس طرح نہیں کرتے ہیں اور جمہوریت پر شبِ خون نہیں مارتے۔ الیکشن اتھارٹی کی باتیں ہوئیں ہم نے opposeکیا، ہم نے کہا کہ نہیں، آپ کے پاس expertiseنہیں ہیں صرف الیکشن لڑنا مقصد نہیں ہوتا یہ لوکل گورنمنٹ ایک پورا سسٹم ہے۔الیکشن بھی ہونا ہے، لوگوں نے ووٹ بھی ڈالنے ہیں، جعلی ووٹ بھی castہونے ہیں، لوگوں کو ,notify denotifyبھی کرنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اصل میں محترمہ سیمل کامران صاحبہ میں خود ایکstudent of lawہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے جو amendmentدی ہے اچھی بات ہے کہ آپ تیاری کر کے آتے ہیں، بہت اچھی بات ہے لیکن زیادہ اچھی بات ہو کہ آپ جوamendmentدے رہی ہیں اس کی وجہ بتائیں۔ Basicallyیہ اس لئے ہے کہ اس کیreasoningیہاں پر ہونی چاہئے کہ آپ یہamendment کیوں لے کر آئی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں آپ سے یہ درخواست کروں گی کہ ہم ویسے ہی بہت کم لوگ ہیں جو اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے لئے آپ بہت محترم ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: ہماری amendments بھی بہت کم ہیں۔ So if you can bear us. آپ مجھے میری بات مکمل کر لینے دیں تو شاید لاء منسٹر صاحب جنہوں نے اُس وقت میری اُسی بات کے جواب میں کہا کہ اتھارٹی نہیں، الیکشن کمیشن کو الیکشن کروانا چاہئے انہوں نے مجھے بہت ساری باتیں سُنائی تھیں اور ہمارا جو hon'able staff ہے جنہوں نے یہ amendments دی تھیں ان کے بارے میں بھی یہ کہا گیا تھا کہ ان کو کرسی سے نیچے بٹھا دینا چاہئے تو آج میں سمجھتی ہوں کہ میرا یہ حق ہے کہ میں آج ان کو یہ یاد کراؤں کہ ہم نے یہی کہا تھا کہ الیکشن اتھارٹی جو ہے اس کے ذریعے آپ results نہیں لے سکتے ہیں، الیکشن اتھارٹی کسی فرد واحد کے تحت کام کرنے کے لئے مجبور ہو گی۔ ہم آج کیوں کہہ رہے ہیں کہ آپ کی اس amendment کو ہم نے کیوں propose کیا ہے؟ یہ تو ہمیں خوش ہونا چاہئے کہ آج آپ وہی بات کر رہے ہیں جو ہم کل کر رہے تھے، جس کو کل آپ نے reject کیا اور آج آپ مجبور ہو گئے اور آپ اپنی کہی ہوئی بات کو amend کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ! اب آپ ترمیم کی طرف آئیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس بل کو سلیکٹ کمیٹی کو کیوں refer کیا جائے۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ قوانین وہ ہوتے ہیں جو لوگوں کو facilitate کرنے کے لئے بنائے جائیں۔ قوانین اس لئے نہیں بنائے جاتے کہ وہ لوگوں کی مشکلات اور miseries میں اضافہ کر دیں۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے اور میں بڑے افسوس سے یہ بات کہتی ہوں کہ موجودہ حکومت کو تین سال کا عرصہ گزر گیا ہے لیکن unfortunately آج تک یہ ڈرافٹ تیار نہیں کر سکے کہ لوکل گورنمنٹ سسٹم کیا ہو گا۔ انہیں یہی نہیں پتا کہ یہ سسٹم کیسے چلے گا؟ تین سال گزر گئے پچھلی دفعہ بھی میں نے یہ چیلنج کیا تھا آج میں آپ کی اجازت سے پھر چیلنج کرتی ہوں کہ یہ سب حیلے بہانے ہیں یہ delaying tactics ہیں، پہلے اتھارٹی آئی اس کے بعد اب اٹھارہویں ترمیم آ گئی چھ مہینے کے بعد کوئی اور وجہ آ جائے گی۔ یہ حکومت اپنے اس tenure میں لوکل گورنمنٹ الیکشن نہیں کروائے گی۔ میں on the floor of the House یہ چیلنج کرتی ہوں کہ یہ حکومت نہیں کروائے گی۔ اس بل کو سلیکٹ کمیٹی کو refer کیا جائے because یہ

بل جس طرح ہے اس بل کا انہوں نے بیڑا غرق کیا، کچھ لوگوں کو پیسے دے کر ان ضروری طاقتوں سے انہوں نے ایک ڈرافٹ تیار کروالیا اور پھر اپنے بڑے بڑے ہسپتالوں کے جو ایم ایس اور پرنسپلز تھے ان کی تجاویز لے کر اس کی amendments کر دی گئیں اور باقی جو ڈاکٹر stakeholders ہیں وہ سڑکوں پر روتے رہے اور ان کی کسی نے نہیں سنی۔ لوکل گورنمنٹ کے ساتھ بھی یہی ہو رہا ہے۔ لوگ گورنمنٹ سسٹم کے جو main stakeholders تھے وہ ناظمین، وہ نائب ناظمین، وہ present workers، وہ minorities اور وہ women Councilors جو اس نظام کا حصہ رہ چکے ہیں جنہوں نے اس نظام میں کام کیا ہے، وہ donors جن کے پیسے سے ہمارے پاکستان کی غریب عوام ان کی donation سے facilitate ہوتی گئی ہے جو چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے کہ اس نظام کو ختم نہیں کرنا چاہئے، کسی نے بھی ان کی نہیں سنی۔ وہ NGOs جو لوکل گورنمنٹ پر کام کر رہی تھیں even ہمارے منسٹر صاحب مجھے نہیں پتا کہ اب ان کا محکمہ تبدیل ہوا ہے یا نہیں ہوا سردار دوست محمد کھوسہ صاحب، انہوں نے floor of the House یہ announce کیا تھا اور ہمیں یہ بتایا گیا تھا کہ اپوزیشن کو بھی ان میٹنگوں میں شامل کیا جائے گا جن میں محسن لغاری صاحب، سامیہ امجد صاحبہ اور میرا نام لیا گیا تھا۔ آج تک لوکل گورنمنٹ کی کسی میٹنگ میں ہمیں نہیں بلایا گیا۔ میں کیسے یہ بات مان لوں کہ تمام stakeholders کو آپ نے اس میں involve کیا ہے؟ ان کی مشاورت سے آپ decisions لے رہے ہیں۔ جس صوبہ میں یہ حال ہے کہ جہاں پر کابینہ کی میٹنگیں بھی نہیں ہوتی ہیں وہاں پر بلدیاتی نظام اور اس سے جو متعلقہ محکمے تھے ان لوگوں کو کون بلائے گا؟ یہاں پر تو reconciliation کا سسٹم ہی نہیں ہے۔ روز ہم اس House میں مفاہمت کو دیکھتے ہیں اس لئے ہم آپ کے توسط سے یہ گزارش کرتے ہیں کہ اس کو یہ جو House کے elected members ہیں اس بل کو ان کے پاس refer کریں اور ان stakeholders کو ہم on board لیں، اس پر debate کریں جو محکمے اس میں involve ہیں ان کو debate کیا جائے۔ آپ آناً فاناً پہلے ایک چیز لے آتے ہیں اس کے بعد کوئی دوسرا آدمی کچھ کہتا ہے تو آپ اس پر چلنا شروع کر دیتے ہیں. this is not owned یہ صوبہ پنجاب کے کروڑوں عوام کا مستقبل ہے جس کو اس طرح سے نہیں اچھالا جا سکتا۔

جناب سپیکر! لوکل گورنمنٹ سسٹم پر جو سب سے بڑی مخالفت کی گئی تھی وہ کرپشن کی وجہ سے کی گئی تھی اور معزز وزیر اعلیٰ صاحب بھی کچھ دن پہلے floor پر یہ کہہ کر گئے ہیں کہ آڈیٹر جنرل

پنجاب کی رپورٹ میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ کرپشن ہوئی ہے۔ I can prove and I do have the document with me کہ آڈیٹر جنرل آف پاکستان نے اپنی observation میں یہ declare کیا ہے کہ لوکل گورنمنٹ میں جو بھی کسی کی reservations ہیں you can't call it corruption. کیونکہ ناظمین سے لے کر کونسلر تک کو پیسا خرچ کرنے کا اختیار نہیں تھا۔ وہ لوگ صرف اپنی سکیمیں دے سکتے تھے، پیسے کی جو بھی disbursement ہے وہ ان کی بیوروکریسی کے ہاتھ میں تھی اور آج اسی بیوروکریسی کو انہوں نے ان عوامی نمائندوں کے سر پر لاکر بٹھا دیا ہے۔ براہ کرم اب بھی ہوش کے ناخن لیں، اب بھی یہ تھوڑا سا سوچ بچار کریں اور اس بل کو آناً فاناً اس طرح سے پاس کروانے کی کوشش نہ کریں۔ اس کو عوام کے منتخب نمائندوں کی اس سلیکٹ کمیٹی کے پاس بھیجیں تاکہ وہ اس کو review کرے۔ اس کے بعد اگر کوئی decision لینا ہے تو لیں کیونکہ majority is authority لیکن خدارا لوگوں کا بھی سوچیں جنہوں نے آپ کو یہاں تک پہنچایا ہے۔ آپ اس چیز سے بالکل insecure نہ ہوں، آپ جب عوام میں جائیں گے تو آپ کی poor performance کی وجہ سے آپ نے جو حشر لوگوں کا کیا ہے اس کی وجہ سے لوگ آپ کے ساتھ نہیں چلیں گے basically this is the insecurity کیونکہ ان کو پتا ہے کہ لوکل گورنمنٹ کا الیکشن جب بھی ہوگا تو اس وقت دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ خدیجہ عمر!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب والا! میرے ساتھیوں نے اس پر سیر حاصل گفتگو کی ہے میں صرف دو جملوں میں ہی بات کروں گی کہ خدارا پاکستان اب اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ اس میں ہم بار بار تجربات کریں، غلطیاں کریں اور ان کو دھرائیں اور پھر معافیاں مانگیں۔ آپ کی بڑی مہربانی اس کو سلیکٹ کمیٹی کے پاس بھیجا جائے۔ کسی بھی چیز پر سوچ سمجھ کر فیصلے کئے جائیں کیونکہ جن حالات میں اب ہم ہیں ان میں ہم afford نہیں کر سکتے۔ اگر ہم نے پھر سے اس طرح کی حرکتیں شروع کیں اور ہم تجربات ہی کرتے رہے تو اللہ نہ کرے ہم پہلے ہی بہت نقصان میں جا رہے ہیں اس لئے خدانخواستہ پاکستان کو کوئی بہت بڑی مشکل پیش نہ آ جائے۔ مہربانی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! ایک شعر عرض ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شعر بعد میں۔ This is no way آپ بیٹھیں، تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:

"یہی انداز ہے میرا سمندر فتح کرنے کا"

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ alreadyبات کر چکی ہیں اس لئے اب آپ بول نہیں سکتیں،تشریف رکھیں۔

معزز ممبران:شعر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شعر میں ان سے بعد میں سن لوں گا۔ وزیر قانون صاحب!آپ نے اس پر respondکرنا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!اس میں محترمہ نے جوamendment moveکی ہے کہ اس بل کو سلیکٹ کمیٹی کے حوالے کیا جائے جبکہ انہوں نے اس کے لئے کوئی جواز پیش نہیں کیا کہ جو سٹینڈنگ کمیٹی ہے جس نے اس پر پورا غور و خوض کرنے کے بعد اس کوclearکر کے ایوان میں بھیجا ہے اس میں ایسا کیا نقص رہ گیا ہے جو سلیکٹ کمیٹی پورا کرے گی اس لئے یہ ترمیم بے سود ہے اور وقت کا ضیاع ہے۔

MR. DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be referred to a Select Committee, consisting of the following members with the instructions to report by 30th December 2010:-
>
> 1- Mr. Shahid Mehmood Khan, M.P.A
> 2- Malik Muhammad Aamir Dogar, M.P.A
> 3- Dr. Farukh Javed, M.P.A
> 4- Malik Muhammad Nawaz, M.P.A
> 5- Malik Khurram Ali Khan, M.P.A
> 6- Mr. Shahan Malik, M.P.A

7- Qazi Ahmed Saeed, M.P.A

8- Mrs. Fouzia Behram, M.P.A

9- Mrs. Amna Ulfat, M.P.A

10- Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, M.P.A

(The motion was lost)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once."

(The motion was carried)

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب قانون سازی ہو رہی ہو تو پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

Now, we take up the Bill Clause by Clause.

CLAUSE-2

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr. Sher Ali Khan and Mrs Humaira Awais Shahid. Any mover may move it.

MRS. HUMAIRA AWAIS SHAHID: I move:

That in the Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed section 150 of the Principal Ordinance, for sub-section (2), the following be substituted:-

"(2) The Election Commission may require any person or authority to perform such functions or render such assistance for the purpose of elections, including preparation of electoral rolls and disposal of election petitions and other disputes under this Ordinance as deemed fit.

(3) The Election Commission may authorize the Chief Election Commissioner, a member of the Election Commission or any of its officers to exercise any of his functions under this Ordinance.

(4) In this Ordinance:-

(a) "Chief Election Commissioner" means the Chief Election Commissioner and includes an acting Chief Election Commissioner, appointed under the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan; and

(b) "Election Commission" means the Election Commission constituted under Article 218 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That in the Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed section 150 of the Principal Ordinance, for sub-section (2), the following be substituted:-

(2) The Election Commission may require any person or authority to perform such functions or

render such assistance for the purpose of elections, including preparation of electoral rolls and disposal of election petitions and other disputes under this Ordinance as deemed fit.

(3) The Election Commission may authorize the Chief Election Commissioner, a member of the Election Commission or any of its officers to exercise any of his functions under this Ordinance.

(4) In this Ordinance:-

(a) "Chief Election Commissioner" means the Chief Election Commissioner and includes an acting Chief Election Commissioner, appointed under the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan; and

(b) "Election Commission" means the Election Commission constituted under Article 218 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ حمیرا اویس صاحبہ!

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! یہ جو آرٹیکل 218 ہے اس کے سیکشن (اے) میں لکھا ہے کہ:

Commissioner will be the Chairman of the Commission.

سیکشن 2 بات کرتا ہے کہ چار ممبرز ہوں گے جو ہائیکورٹ کے جج ہیں اور from each province ہیں۔ ان کی appointment کے اوپر کلاز 2 اور 2(b) ہے، اس کا جو سیکشن 3 ہے اس میں بات ہو رہی ہے mode and manner to conduct the election اس میں یہ کہیں نہیں بتایا گیا کہ الیکشن conduct کون سی اتھارٹی یا کون سی باڈی کرے گی یا اس کا implementation

mechanismکیا ہوگا۔ So I believe کہ اس lawمیں technical flawہے کہ وہ specifyنہیں کرتا اور اس میں ambivalenceہے۔ ہم نے یہ کلاز اس لئے forwardکی ہے کہ یہ الیکشن کمیشن کو empowerکر رہا ہے کہ وہ کسی بھی personیا اتھارٹی کو یہ ڈیوٹی performکرنے کی permissionدے چاہے، وہ electoral roleہوں، چاہے وہ disposal of election petitionsہوں، جو بھی الیکشن کا process ہے believe I کہ اس میں ابہام ہے ، اس میں ambivalenceہے اس لئے اس میں elaboration کی ضرورت ہے۔ یہ سارا کون conduct کرے گا؟ یہ اس میں specifyنہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی اور بات کرنا چاہیں گے ؟۔۔۔جی، محترم لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!ہم نے ہاؤس میں جو original Bill layکیا تھا اس میں یہ amendment موجود تھی لیکن جب یہ بل سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس گیا تو سٹینڈنگ کمیٹی کے ممبران کی اکثریت نے یہ فیصلہ کیا کیونکہ آئین کے آرٹیکل 220 کے تحت الیکشن کمیشن کو alreadyیہ اختیارات حاصل ہیں کہ وہ اپنے اختیارات کسی بھی آفیسر کو تفویض کر سکتا ہے اور تمام انتظامی ادارے اس بات کے پابند ہیں کہ وہ الیکشن کمیشن کے احکامات کو بجالائیں تو انہوں نے کہا کہ یہ غیر ضروری ہے۔ سٹینڈنگ کمیٹی کی اس رائے کو احترام دیتے ہوئے ہم اس میں amendment نہیں لائے اور اس کے فیصلے کو تسلیم کیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ہمیشہ سے کہا جاتا ہے کہ سٹینڈنگ کمیٹی کو جو بھیج دیں اس میں ماسوائے full stop and commaکے کسی چیز پر غور نہیں ہوتا، کوئی چیز تبدیل نہیں کی جاتی، وہاں کوئی discussion نہیں ہوتی، کوئی deliberationنہیں ہوتی، سٹینڈنگ کمیٹی کی رائے کا احترام نہیں کیا جاتا اور ہمیشہ اپوزیشن کی طرف سے یہ point raise کیا جاتا رہا ہے جبکہ اس مرتبہ سٹینڈنگ کمیٹی نے اپنی جس رائے کا اظہار کیا ہے یہ border line caseہے۔ اگر اس طرح سے ہو تب بھی ٹھیک ہے لیکن جو سٹینڈنگ کمیٹی کا viewہے وہ بھی ٹھیک ہے اس لئے ہم نے سٹینڈنگ کمیٹی کے viewکو respectدی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

The amendment moved and the question is:

That in Clause 2 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development in the proposed section 150 of the

Principal Ordinance, for sub –section (2) of the following be substituted.

2) he Election Commission may require any person or authority to perform such functions or render such assistance for the purpose of elections including preparation of electoral rolls and disposal of election petitions and other disputes under this Ordinance as deemed fit.

3) He Election Commission may authorize the Chief Election Commissioner, a member of the Election Commission or any of its officers to exercise any of its functions under this Ordinance

4) In this Ordinance

(a) Chief Election Commissioner means the Chief Election Commissioner and includes an acting Chief Election Commissioner, appointed under the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan; and

(b) Election Commission means the Election Commission constituted under Article 218 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-3

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration there is an amendment in it, the amendment is from Ch Zahir-Ud-Din Khan, Ch Moonis Elahi, Col (Retd)Muhammad Abbas Chaudhary, Mr Muhammad Shafiq Khan, Mr Najaf Abbas Khan Sial, Mr Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Mr Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Mr Munawar Hussain Munj, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs Seemal Kamran, Mrs Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr Faiza Asghar, Mrs Samina Khawar Hayat, Mrs Qamar Aamir Ch, Mrs Embesat Hamid, Mrs Zobia Rubab Malik and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

DR SAMIA AMJAD: Sir I move:

> "That in Clause 3 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development in proposed section 164 of the Principal Ordinance the following proviso be added.
>
> "Provided that a copy of the notification of the result shall be laid before the Assembly by the Minister for Local Government in terms of Article 130(6) of the Constitution."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 3 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development in proposed section 164 of the Principal Ordinance the following proviso be added.
>
> "Provided that a copy of the notification of the result shall be laid before the Assembly by the Minister for

Local Government in terms of Article 130(6) of the Constitution."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! Constitution میں بڑا واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ:

The Assembly shall collectively be responsible about matters pertaining to the public.

جس وقت لوکل گورنمنٹ کے رزلٹ کا نوٹیفکیشن جاری ہو گا بہتر ہو گا کہ وہ ہماری صوبائی اسمبلی کے سامنے بھی lay ہو جائے۔ اس کی main وجہ یہ ہے کہ یہاں پر جتنے بھی ایم پی ایز موجود ہیں جب وہ اپنے حلقوں میں جاتے ہیں تو ان کا direct interaction ناظموں اور لوکل گورنمنٹ کے ساتھ ہوتا ہے۔ لوکل گورنمنٹ سسٹم لانے کا مقصد ہی یہ تھا کہ ایک connection رہے اور ایک continuity of devolution of power ہو جب لوکل گورنمنٹ کے نمائندے منتخب ہوتے ہیں تو انہیں پر base کر کے اگلا الیکشن بھی ہوتا ہے اور یہ اسمبلی معرض وجود میں آتی ہے اور جو نمائندے منتخب ہو کر آتے ہیں وہ انہی devolved لوگوں کو ساتھ involve کر کے لاتے ہیں۔ جب ان کے الیکشن کے results اور ان کے نوٹیفکیشن study کرنے کی اتھارٹی اس forum پر لائی جائے گی تو یہ continuity of devolution of power کے لئے ایک اہم قدم ثابت ہو گا۔

جناب سپیکر! آپ کو پتا ہے, from President to the National Assembly, National Assembly to the Provincial Assemblies then to the District Assemblies or councils power derive ہوتی ہے۔ یہ natural chain ہے۔ اگر آپ درمیان میں سے ایک چیز نکال دیں اور دوسرے کی بات کو guide اور guard نہ کر سکیں تو اس سے ہی ساری گڑبڑ شروع ہوتی ہے۔ پچھلی دفعہ بھی ہمیں اسی وجہ سے مشکلات کا سامنا ہوا کہ اگر پیسے فیڈریشن سے آ رہے تھے تو لوکل گورنمنٹ کو چلے گئے اور صوبہ پیسے دے رہا تھا تو اسے حساب لینے کی اتھارٹی نہیں تھی۔ اسی طرح کے اور بھی بہت سارے flaws موجود تھے جن میں discontinuation یعنی between the natural Assemblies Provincial to District Assemblies یا لوکل گورنمنٹ کے جتنے بھی representatives تھے ان کے درمیان جب تک law موجود نہیں ہو

گااس کی meaningless functioning ہو گی، disjointed ہو گی اور ایک لڑائی کا موجب بھی بنے گی۔اسی چیز کو emphasize کرنے کے لئے یہ ایک آگے قدم ہے کہ لوکل گورنمنٹ کے الیکشن کے results کو guard یا اس کی responsibility صوبائی اسمبلی بھی share کر رہی ہے اور اس کے علم میں بھی ہے لہذا میری استدعا ہے کہ یہ ایک انتہائی مثبت addition ہو گی کہ اس august House میں collectively بھائی چارے کے طور پر لوکل گورنمنٹ کے الیکشن کا نوٹیفکیشن پیش کیا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی، محترم لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! 164 Article under یہ الیکشن کمیشن کا اختیار ہے اور الیکشن کمیشن اس معزز ہاؤس کو جواب دہ نہیں ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ نوٹیفکیشن public document ہے اور ہر کوئی اس کی کاپی لے سکتا ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 3 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development in the proposed section 164 of the principal ordinance the following proviso be added.
>
> "Provided that a copy of the notification of the result shall be laid before the Assembly by the Minister for Local Government in terms of Article 130 (6) of the Constitution."

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-4

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration there are 3 amendments in it. The first amendment is from

Ch Zahir-Ud-Din Khan, Ch Moonis Elahi, Col (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr Muhammad Shafiq Khan, Mr Najaf Abbas Khan Sial, Mr Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Mr Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Mr Munawar Hussain Munj, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs Seemal Kamran, Mrs Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr Faiza Asghar, Mrs Samina Khawar Hayat, Mrs Qamar Aamir Ch, Mrs Embesat Hamid, Mrs Zobia Rubab Malik and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MRS KHADIJA UMAR: I move:

> "That in Clause 4 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development in proposed sub-section 6 of section 179(A) of the Principal Ordinance for the word "365" days the words "90 days" be substituted."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 4 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development in proposed sub-section 6 of section 179(A) of the Principal Ordinance for the word "365" days the words "90 days" be substituted."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اس Bill میں ایک سال کے اندر لوکل باڈیز کے الیکشن کرانے کی تجویز پیش کی گئی ہے جو کہ ایک بہت ہی لمبا عرصہ ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ حکومت ایک specific date کیوں نہیں دے رہی؟ آپ دیکھیں کہ جب الیکشن کمیشن کوئی الیکشن announce کرتا ہے یا

ضمنی الیکشن ہوتے ہیں تو وہ within 90 days ہوتے ہیں۔ پہلے ہی اس لوکل باڈیز سسٹم کو ختم ہوئے دس بارہ مہینے ہو چکے ہیں۔اب انہوں نے مزید ایک سال کا وقت مانگا ہے اور اس میں بھی کوئی specific date نہیں دی گئی۔یہ صوبہ one man show کے ذریعے تو نہیں سنبھل سکتا،اس میں آپ کو ایک پوری ٹیم کی ضرورت ہے۔اگر آج ہمارے صوبہ میں لوکل باڈیز سسٹم موجود ہوتا تو ہمیں سیلاب کے حوالے سے اتنی مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑتا تو میری یہ گزارش ہے کہ کوئی specific date ضرور دے دی جائے۔اس کو delay کرنے کا ایک ہی مقصد نظر آ رہا ہے کہ یہ حکومت لوکل باڈیز کے الیکشن نہیں کروانا چاہتی اور ان کی نیت میں کوئی خلل ہے۔اگر وزیر قانون صاحب اس کو delay کرنے کی وجہ بتا دیں تو مہربانی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!۔۔۔ڈاکٹر صاحبہ! پہلے آپ شعر سنا دیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں شعر سنا دیتی ہوں لیکن آپ کی اجازت سے reference اُدھر ہی ہے۔

یہی انداز ہے میرا سمندر فتح کرنے کا
میرے کاغذ کی کشتی میں کئی جگنو ہوتے ہیں

اس وقت میں Select Committee کو ان جگنوؤں سے مشابہت دینا چاہتی ہوں جو کہ اندھیرے میں جگمگاتے ہیں۔وہ پہلے بھی کہتے تھے کہ :

دن کی روشنی میں جگنو کو پرکھنے کی ضد کریں
بچے ہمارے عہد کے چالاک ہو گئے

جناب سپیکر! سوال تو یہی ہے کہ کیا پہلے بجھ کر پھر جگنو جلتا ہے یا پہلے جل کر پھر بجھتا ہے تو یہ بجھنے اور جلنے کا جو فلسفہ ہے اسی کو میں اس وقت emphasize کرنا چاہتی ہوں۔یہ ہماری کاغذ کی ہی ایک کشتی ہے کہ جس میں ہم ایک Select Committee بنانا چاہتے تھے۔

جناب سپیکر! اب میں اس amendment کی طرف آتے ہوئے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ پورا ایوان رانا ثناء اللہ صاحب کے ہاتھ دکھانے پر vote کر دیتا ہے۔معذرت کے ساتھ "ہاتھ دکھانا" اس لئے کہہ رہی ہوں کیونکہ اس کی وجہ سے Local Government System establish ہونے میں مزید delay ہو رہا ہے۔یہ تو immediately ہونا چاہئے۔اس کے لئے کم از کم time رکھنا

چاہئے، پہلے بھی ایک سال غلط مانگا گیا،اس سال میںAdministratorsکو تعینات کیا گیا یعنی Britishراج کی باقیات کو لایا گیا۔ میں یہ کہوں گی کہ اس Britishراج کی باقیات کو نکال دیں۔وزیر قانون صاحب کے ہاتھ دکھانے کے باعث یہاں سے جو voteآ رہے ہیں اس پر بھی میں دوبارہ appealکروں گی، تمام ممبران سے درخواست کروں گی کہ صرف ان کا ہاتھ نہ دیکھیں بلکہ اپنے ذہن سے بھی سوچیں۔کیا یہ logicalہے کہ اتنا لمبا عرصہ دیا جائے، پہلے ایک سال دیا گیا، پھر تین مہینے مزید دیئے گئے اور اب پھر اسے مزید delayکیا جارہا ہے۔یہ حکومت کب تک یونہی ہاتھ دکھاتی رہے گی اور یہ ایوان voteکرتا رہے گا؟میں اب بھی appealکرتی ہوں کہ ہماری اس amendmentکو incorporateکریں اور اس time periodکو ایک سال کی بجائے تین مہینے پر لے آئیں بلکہ میں تو کہتی ہوں کہ لوکل باڈیز کے الیکشن کی فوری طور پر date announceہونی چاہئے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر!معزز ممبران کہہ رہے ہیں کہ شعر کا جواب شعر میں آنا چاہئے۔ میرے شعر کا مخاطب کوئی نہیں ہے، میرے ذہن میں تو ویسے ہی یہ ایک شعر آگیا ہے کہ:

نہیں ضرورت سمندر اکٹھا کرنے کی،اتنا جتن کرنے کی
ڈوب مرنے کے لئے تو چِلّو بھر پانی ہی کافی ہوتا ہے

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!یہ اس چِلّو بھر پانی سے وضو کرلیں تو بہتر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ!آپ نے بات کرلی ہے،اب ان کو جواب دینے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر!اس لوکل گورنمنٹBillکو legislateکرنے کے لئے ہم نے جو مہلت مانگی ہے یہ زیادہ سے زیادہ ہے،یعنیnot 365 days does mean کہ یہ ایک ایسی قدغن ہے کہ آپ 365 daysتک یہ قانون نہیں بنا سکتے۔ میری بہن کو اس بارے میں غلط فہمی ہوئی ہے۔ ہم نے365 daysکیlimitاس لئے رکھی ہے کیونکہ یہ مسودہ اس وقت زیر غور ہے اور ہم سوسائٹی کے تمام segmentsکے ساتھ اس بارے میں مشاورت کررہے ہیں۔اس مشاورت کے بعد یہ Billاس معزز ایوان میں آئے گا۔اس معزز ایوان کو چاہئے کہ وہ اس بارے میں پوریdiscussionکرے،Standing Committeeبھی اس پر غور و خوض کرے گی بلکہ ہم نے

یہ سوچا ہے، ہماری یہ رائے ہے کہ ہم Standing Committee کو یہ درخواست کریں گے کہ وہ بھی اس حوالے سے تمام لوگوں کو سنے، جن کو اس مسودہ کے حوالے سے کوئی عذر یا اعتراض ہو گا ان کو بلائے اور ان کے ساتھ مکمل concentration کے بعد ایک ایسا نظام لایا جائے جو کہ آنے والے سو سال تک ایک basic document کی حیثیت رکھتا ہو۔ روایات ہمیشہ continuity with بنتی ہیں۔ آپ آئے روز نظام کو تبدیل کر کے اچھے results نہیں لا سکتے۔ اسی مقصد کے لئے ہم نے اس میں maximum time رکھا ہے لیکن اگر یہ مشاورت اس سے پہلے تین ماہ میں مکمل ہو جائے، اسّی نوے دنوں میں مکمل ہو جائے تو اس میں کوئی قدغن نہیں ہے کہ ہم نے لازماً 365 دنوں کو observe کرنا ہے۔

MR. DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed sub-section (6) of Section 179(A) of the Principal Ordinance, for the words "365 days", the words "90 days" be substituted."

(The motion was lost.)

MR. DEPUTY SPEAKER: The second amendment is from Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr Sher Ali Khan and Mst Humaira Awais Shahid.

Since this amendment is substantially identical to the amendment which has been lost, therefore, the same is inadmissible under Rules 106 sub Clause (b) and 198 sub-Clause (4) and it is ruled out of order.

The third amendment is from Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr Sher Ali Khan and Mst Humaira Awais Shahid. Due to loss of previous two amendments, this amendment has become in fructuous in terms of Rule 199 sub Clause 2 and is ruled out of order.

Now, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-5

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2010 be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2010 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2010 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill was passed)

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں راناثناء اللہ صاحب کو مبارکباد دیتی ہوں کہ ان کی حس جاگی ہے اور وہ literature کی طرف آئے ہیں لیکن شعر ہمیشہ حسبِ حال ہوتے ہیں۔انہوں نے تجربے کی بناء پر "چِلّو بھر پانی میں ڈوبنا" کہا ہے تو یہ نہ ڈوبیں بلکہ اس چلو بھر پانی کو وضو کے لئے استعمال کر لیں کیونکہ جب میں چِلّو بھر پانی استعمال کرتی ہوں تو دن میں پانچ مرتبہ وضو ہو جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اب محترمہ خدیجہ عمر!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! آج ہمیں 365 days مجبوراً اسی لئے واپس دینا پڑے کہ ہمیں پہلے بھی ایک date ملی تھی جو six months تھی اور اس میں وہ فیصلہ نہیں ہو سکا اور یہ اگلی date ملی ہے تو اس پر ہمارا emphasize ہے کہ ہمیں exact date بتائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ سیمل کامران!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! پہلے کی طرح آج پھر بل پاس ہو گیا لیکن میں آج بھی یہ بات سمجھتی ہوں اور یہ میرے دل کی آواز ہے چونکہ میں اس نظام کا حصہ رہ چکی ہوں، یہ اس صوبہ کے کروڑوں عوام اور لوکل گورنمنٹ کے ان نمائندوں کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے جو اس نظام کے تحت لوگوں کو facilitate کرتے رہے ہیں۔ میں ان بلدیاتی نمائندوں سے اظہار یک جہتی اور حکومت کے اس غلط اقدام کے خلاف احتجاجاً walkout کرتی ہوں۔

(اس مرحلہ پر محترمہ سیمل کامران کے ساتھ دو اور معزز خواتین ممبران محترمہ خدیجہ عمر اور ڈاکٹر سامیہ امجد بھی ایوان سے walkout کر گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا:جناب سپیکر!میں نے کل یہاں ایوان میں ایک مسئلہ پیش کیا تھا کہ دریائے راوی پر سگیاں پل کی مرمت کی وجہ سے عوام کو بہت تکلیف ہو رہی ہے اور وہاں پر ٹریفک گھنٹوں جام رہتی ہے۔

جناب سپیکر نے صوبائی وزیر چودھری عبدالغفور صاحب کی ڈیوٹی لگائی تھی کہ وہ ڈیپارٹمنٹ سے پوچھ کر House کو بتائیں گے کہ وہ مرمت کب تک مکمل ہو جائے گی۔اس پل کی مرمت کو تیز کرنے اور وہاں پر ٹریفک کو کنٹرول کرنے کے لئے کوئی بہتر انتظام کیا جائے تو اگر اس سے متعلق کوئی اطلاع ہے تو وزیر موصوف یہاں ایوان میں بتادیں کیونکہ اس سے عوام بہت پریشان ہیں۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور):جناب سپیکر!کل میجر صاحب نے یہ بات کی تھی،میں نے C&W Department کو لکھ کر بھجوادیا ہے تو انشاءاللہ تعالیٰ اس پر جلد ہی عمل ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،محترمہ!جلدی سے بات کر لیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!میں آج اپنے بیٹے کو لے کر ہسپتال گئی تھی،ڈینگی وائرس کا ایک اہم مسئلہ ہے جو میرے خیال میں پہلے بھی یہاں پر discuss ہوا ہے۔ہسپتال ڈینگی وائرس کے مریضوں سے بھرا ہوا ہے،ڈاکٹروں نے مجھ سے request کی کہ آپ اسمبلی جا رہی ہیں تو آپ اس issue کو اٹھائیں کیونکہ اس کا کوئی علاج نہیں ہے سوائے اس کے کہ مچھروں کو ختم کیا جائے تو میں آپ سے صرف یہ گزارش کروں گی کہ آپ متعلقہ محکمے کو سختی سے ہدایت کریں کہ وہ سپرے کرے اور صفائی کا بندوبست کرے کیونکہ parks اتنے گندے ہیں جو مچھروں کی آماجگاہ بنے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:محترمہ!آپ کی غیر موجودگی میں already اس معاملے پر بات ہو چکی ہے۔اب آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز جمعۃ المبارک مورخہ 22۔اکتوبر2010 صبح 9 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

1597

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،22۔اکتوبر2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات محنت وانسانی وسائل)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

سرکاری کارروائی

آبپاشی پر عام بحث

1599

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا بیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک،22۔اکتوبر2010

(یوم الجمع،13۔ذیقعد1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 13 منٹ پر زیر صدارت

جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

ٱللَّهُ وَلِيُّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ يُخۡرِجُهُم مِّنَ
ٱلظُّلُمَٰتِ إِلَى ٱلنُّورِ وَٱلَّذِينَ كَفَرُوٓاْ أَوۡلِيَآؤُهُمُ ٱلطَّٰغُوتُ
يُخۡرِجُونَهُم مِّنَ ٱلنُّورِ إِلَى ٱلظُّلُمَٰتِ أُوْلَٰٓئِكَ أَصۡحَٰبُ ٱلنَّارِ
هُمۡ فِيهَا خَٰلِدُونَ ۝ أَلَمۡ تَرَ إِلَى ٱلَّذِي حَآجَّ إِبۡرَٰهِـۧمَ فِي
رَبِّهِۦٓ أَنۡ ءَاتَىٰهُ ٱللَّهُ ٱلۡمُلۡكَ إِذۡ قَالَ إِبۡرَٰهِـۧمُ رَبِّيَ ٱلَّذِي يُحۡيِۦ وَ
يُمِيتُ قَالَ أَنَا۠ أُحۡيِۦ وَأُمِيتُۖ قَالَ إِبۡرَٰهِـۧمُ فَإِنَّ ٱللَّهَ يَأۡتِي
بِٱلشَّمۡسِ مِنَ ٱلۡمَشۡرِقِ فَأۡتِ بِهَا مِنَ ٱلۡمَغۡرِبِ فَبُهِتَ ٱلَّذِي كَفَرَۗ
وَٱللَّهُ لَا يَهۡدِي ٱلۡقَوۡمَ ٱلظَّٰلِمِينَ ۝

سُوۡرَةُ البَقَرَة آیات257 تا258

لیکن جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کا دوست اللہ ہے کہ اُن کو اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لے جاتا ہے۔اور جو کافر ہیں ان کے دوست شیطان ہیں کہ ان کو روشنی سے نکال کر اندھیرے میں لے جاتے ہیں۔یہی لوگ اہل دوزخ ہیں کہ اس میں ہمیشہ رہیں گے(257) بھلا تم نے اس شخص کو نہیں دیکھا جو اس (غرور کے) سبب سے کہ اللہ نے اس کو سلطنت بخشی تھی ابراہیمؑ سے پروردگار کے بارے میں جھگڑنے لگا۔جب ابراہیمؑ نے کہا میرا

پروردگار تو وہ ہے جو جلاتا اور مارتا ہے وہ بولا کہ جلا اور مار تو میں بھی سکتا ہوں۔ابراہیمؑ نے کہا کہ اللہ تو سورج کو مشرق سے نکالتا ہے آپ اسے مغرب سے نکال دیجئے (یہ سن کر) کافر حیران رہ گیا۔اور اللہ بے انصافوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا(258)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

ان کے دربار اقدس میں جب بھی کوئی غم زدہ آگیا تشنہ کام آگیا
غم غلط ہو گئے معصیت دُھل گئی مغفرت عافیت کا پیام آگیا
دل کو لذت ملی چشم پر نم ہوئی جسم و جاں آ گئے عالم وجد میں
ضبط صدقے ہوا ہوش قرباں ہوئے جب زباں پر محمدؐ کا نام آگیا
لاڈلے تھے خدا کے کلیم خدا پر فرق ہے کلیم اور محبوب میں
وہ کلام حق کا سننے گئے طُور پر ان کے گھر خود خدا کا کلام آگیا
کشتی نوح میں نار نمرود میں بطن ماہی میں یونس کی فریاد میں
آپ کا نام نامی اے صلی علیٰ ہر جگہ ہر مصیبت میں کام آگیا

سوالات

(محکمہ جات محنت وانسانی وسائل)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب ہم وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات محنت وانسانی وسائل سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اوران کے جواب دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کا ہے۔

جناب شیر علی خان: On her behalf جناب سپیکر! سوال نمبر 1933 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے محترمہ ثمینہ خاور حیات کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

قصور میں سی این جی سٹیشنز کی تعداد ودیگر تفصیلات

*1933: **محترمہ ثمینہ خاور حیات:** کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) قصور میں کتنے سی این جی سٹیشن ہیں نیز کہاں کہاں واقع ہیں، ان کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا سال 08-2007 میں مقررہ ریٹ سے زائد سی این جی فروخت کرنے والوں کے خلاف کارروائی عمل میں لائی گئی نیز کتنے افراد کو جرمانہ اور سزائیں دی گئیں، سال وار تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) قصور میں سی این جی سٹیشنز کی تعداد کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سی این جی کی قیمتوں کا تعین اور نگرانی محکمہ محنت وانسانی وسائل حکومت پنجاب کے دائرہ اختیار میں نہ ہے۔ قیمتوں کا تعین اوگرا (آئل اینڈ گیس ریگولیٹری اتھارٹی) کی ذمہ داری ہے جو کہ وفاقی حکومت کی وزارت پٹرولیم کے تحت کام کرتی ہے۔ قیمت کی پڑتال DCO صاحبان کے ذمہ ہے جو کہ بذریعہ مجسٹریٹ پرائس چیکنگ کراتے ہیں اوراس بارے میں تفصیل ہوم ڈیپارٹمنٹ کو فراہم کرتے ہیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ب) میں پوچھا گیا تھا کہ 2007-08 میں مقررہ rate سے زائد پر سی این جی فروخت کرنے والوں کے خلاف کارروائی عمل میں لائی گئی، نیز کتنے افراد کو جرمانہ اور سزائیں دی گئیں تو جواب میں کہا گیا ہے کہ اوگرا price determine کرتی ہے لیکن price check یہ خود کرتے ہیں اور قیمت کی پڑتال ڈی سی او صاحبان کے ذمہ ہے جو کہ بذریعہ مجسٹریٹ price checking کرتے ہیں۔اس کی تفصیل فراہم نہیں کی گئی۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! جب کبھی کسی سوال کا نامکمل، غلط یا تاخیر سے جواب آتا ہے تو میرے معزز ممبران ساتھی تلخی کا اظہار کرتے ہیں لیکن میں آپ سے عرض کروں کہ اتنی محنت سے محکمہ جات جواب تیار کرتے ہیں جس میں کئی ہفتے لگ جاتے ہیں تو بعض معزز ممبران زحمت بھی نہیں کرتے کہ آکر اپنے جواب ہی وصول کر لیں یا answer سن لیں۔ یہ کوئی دہری ذمہ داری نہیں ہے کہ آج دیکھئے کہ جتنے لوگوں کے سوالات ہیں ان میں سے آدھے بھی ادھر موجود نہیں ہیں تو اس حوالے سے اس ایوان کے معزز ارکان کی بھی تو کچھ ذمہ داری ہے۔اگرچہ میرے دوستوں کو اس وقت یہ بات اچھی نہیں لگ رہی لیکن سچ تو یہی ہے۔

جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کا جواب عرض کرتا ہوں کہ قیمتوں کے تعین اور اس کی جانچ پڑتال کی ذمہ داری لیبر ڈیپارٹمنٹ کی نہیں ہے اس لئے اس کا میرے پاس جواب نہیں ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! انہوں نے خود ہی لکھا ہے کہ بذریعہ مجسٹریٹ price check کرتے ہیں تو اگر یہ اس کی تفصیل بھی دے دیتے تو اس میں کوئی حرج نہیں تھا۔

جناب سپیکر: انہوں نے جو بات کر دی ہے اس سے آپ کی تسلی نہیں ہوئی؟

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! لیبر والے سی این جی سٹیشنز کو check کرتے ہیں، یا تو یہ کہہ دیں کہ 2007-08 میں انہوں نے کسی کو جرمانہ نہیں کیا تو میں ان کے جواب سے مطمئن ہو جاؤں گا۔

جناب سپیکر: یہ جرمانہ نہیں کرتے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! لیبر ڈیپارٹمنٹ والے جب check کرتے ہیں تو چالان بھی کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! دو چیزیں ان کے گوش گزار کرتا ہوں اور ویسے میں اپنے معزز ممبران کے لئے کبھی کبھی اس طرح کا کام بھی کرتا ہوں کہ چیزوں میں تھوڑے سے فرق کو بھی بتا سکوں۔ قیمتوں کے تعین کا اختیار ہمارے پاس نہیں ہے لیکن اس کی پیمائش کا اختیار ہمارے پاس ہے کہ فروخت ہونے والی چیز پوری بھی ہے اور اس کی پیمائش بھی پوری ہے یا نہیں۔ ہم نے پچھلے مالی سال کے اندر 4 لاکھ 30 ہزار 700 روپے جرمانے کئے، 2784 inspections کی ہیں اور اس کی prosecution کے لئے 1144 cases عدالتوں کو بھیجے جن میں سے 988 کا فیصلہ ہو چکا ہے اور 4 لاکھ 30 ہزار 700 روپے جرمانہ وصول کیا ہے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

مہر اشتیاق احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! منسٹر صاحب آج ماشاء اللہ کچھ زیادہ ہی frank ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ (قہقہہ)

میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یقیناً قیمتوں کا تعین اوگرا کرتی ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ بعض سی این جی پر 25 فیصد discount، کہیں پر 22 فیصد اور کہیں پر اس سے کم جس کا مطلب یہ ہے کہ profit کا rate اس سے بھی کہیں زیادہ ہے جو کہ شاید 35 فیصد ہو گا۔ یہاں پر لوگ بڑی مشکل میں ہیں تو کیا حکومت پنجاب وفاقی حکومت کو advice کرنا چاہے گی کہ وہ قیمت یا margin کو کم کرے؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں ان کا competition ہوتا ہو گا کہ وہ اس کے مطابق منافع لیں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! اس کا مطلب تو یہ ہے کہ اس میں بہت بڑا margin ہے اور لوگ آج بہت تنگ ہیں اور جو 25 فیصد discount دے رہے ہیں انہیں پھر بھی کچھ نہ کچھ تو بچتا ہو گا؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں وہ competition ہوتا ہو گا تو اس کے مطابق وہ منافع کچھ زیادہ لیتا ہے۔۔۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! اس کا مطلب یہ ہے کہ اس میں اتنا بڑا margin ہے، لوگ آج بہت تنگ ہیں، میرا خیال ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہو گا اگر حکومت پنجاب اس پر اقدامات کرے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! ان کو بتائیں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر!25 فیصد discount دے رہے ہیں،ان کو پھر بھی کچھ نہ کچھ بچتا ہو گا۔

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر!اگر ہاؤس اس قسم کی درخواست فیڈرل گورنمنٹ کو کرنا چاہتا ہے تو ہم بھیجنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب رمضان صدیق: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے؟

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ question is complete.

جناب رمضان صدیق: جناب سپیکر! میرا ایک چھوٹا سا سوال ہے جو سی این جی کے حوالے سے ہے،اگر آپ اجازت دے دیں تو مہربانی ہو گی؟

جناب سپیکر: بھٹی صاحب!آپ زبردستی اجازت لینا چاہتے ہیں۔ چلیں! کبھی کبھی آپ بات کرتے ہیں تو آپ کو اجازت دے دیتے ہیں۔

جناب رمضان صدیق: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں اور میری گزارش ہے کہ CNG-Station پر پریشر کا ایک 200 بارز کا پیمانہ ہوتا ہے اور اگر اس سے زیادہ پریشر ہو تو سلنڈر پھٹ جاتا ہے۔ کیا اسے چیک کرنا لیبر ڈیپارٹمنٹ کے under آتا ہے، اگر آتا ہے تو اب تک انہوں نے کتنے لوگوں کے خلاف کارروائی کی ہے؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر!یہ پریشر جس کا انہوں نے تذکرہ کیا ہے تو compressor جب گیس کو liquid شکل دیتا ہے تو ایک پیمانہ وہاں پر ہوتا ہے جو فیڈرل گورنمنٹ کے under ایک تنظیم او گرا ہے جو اسے چیک کرتی ہے۔ ہم تو وہ گیس جو customer کو dispenser سے اس کی کار کے سلنڈر میں دیتے ہیں ہم اس کو چیک کرتے ہیں۔ ہم اس کا پریشر چیک نہیں کر سکتے، صرف اس کی quantity چیک کر سکتے ہیں اور وہی ہم کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2131 ہے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

لاہور۔سوشل سکیورٹی ہسپتال میں کیٹرنگ کے ٹھیکہ کی تفصیلات

*2131: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سوشل سکیورٹی ہسپتال میں کیٹرنگ کا ٹھیکہ دینے کے لئے ٹینڈر کھولنے کی تاریخ 6۔اکتوبر2008 رکھی گئی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ ہسپتال میں ایم ایس کو یہ اختیار ہے کہ وہ جسے چاہے کیٹرنگ کا ٹھیکہ دے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ ہسپتال میں ٹھیکیدار ایم ایس کا قریبی ساتھی ہے جسے نواز نے کے لئے وہ کم ریٹ والے ٹھیکیدار کو کیٹرنگ کا ٹھیکہ نہیں دیتا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ ہسپتال میں موجودہ ٹھیکیدار کے علاوہ کم ریٹ دینے والی کمپنیوں نے بھی ٹینڈر جمع کروائے تھے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ ہسپتال میں کم ریٹ دینے والی کمپنیوں کو بغیر وجہ بتائے ان کے ٹینڈر منسوخ کر دیئے گئے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ سوشل سکیورٹی ہسپتال میں کیٹرنگ کا ٹھیکہ دینے کے لئے ٹینڈر کھولنے کی تاریخ 6۔اکتوبر2008 رکھی گئی تھی تاہم نواز شریف سوشل سکیورٹی ہسپتال ملتان روڈ لاہور کی کنٹین کے سالانہ ٹھیکہ برائے سال 09-2008 دینے کے لئے روزنامہ "جنگ" میں مورخہ 9۔جون2008 کو ایک اشتہار دیا گیا تھا جس کے جواب میں موصول پندرہ ٹینڈرز کو مذکورہ ہسپتال کی پرچیز کمیٹی کے اجلاس میں ٹینڈررز دہندگان یا ان کے نمائندگان کی موجودگی میں مشتہر کردہ تاریخ مورخہ 18-06-2008 کو کھولا گیا تھا۔

(ب) یہ بھی درست نہ ہے کہ نواز شریف سوشل سکیورٹی ہسپتال، ملتان روڈ لاہور میں ایم ایس کو یہ اختیار ہے کہ وہ جسے چاہے کیٹرنگ کا ٹھیکہ دے۔مذکورہ ہسپتال میں پرچیزز، ریپیرز، ریٹ کنٹریکٹ، ٹینڈرز اور دیگر ٹھیکہ جات دینے، ان میں توسیع کرنے یا منسوخ کرنے کے لئے مجاز اتھارٹی کے احکامات کے تحت قائم پرچیز کمیٹی مجاز ہے جو کہ درج ذیل افسران پر مشتمل ہے:۔

چیف ایگزیکٹو	چیئرمین
میڈیکل سپرنٹنڈنٹ	ممبر

ایڈیشنل میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ممبر
ایڈیشنل ڈائریکٹر(ایف اینڈاے) ممبر
ڈپٹی میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ممبر
ایکco-opted ممبر ممبر

(ج) اس بات میں کوئی صداقت نہیں ہے۔قواعد وضوابط کے مطابق نواز شریف سوشل سکیورٹی ہسپتال، ملتان روڈلاہور کی کنٹین کا سالانہ ٹھیکہ ہسپتال مذکورہ کی پرچیز کمیٹی اس ٹینڈر دہندہ کو دیتی ہے جو کہ کنٹین کا ماہانہ کرایہ سب سے زیادہ آفر کرتا ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ متذکرہ ہسپتال میں موجودہ ٹھیکیدار کے علاوہ کم ریٹ والی کمپنیوں نے بھی ٹینڈر جمع کروائے تھے مگر جس ٹینڈر دہندہ نے سب سے زیادہ کرایہ کی آفر دی تھی اسے قوانین کے مطابق منظور کیا گیا تھا۔

(ہ) یہ درست نہ ہے کہ متذکرہ ہسپتال میں کم ریٹ دینے والی کمپنیوں کو بغیر وجہ بتائے ان کے ٹینڈرز منسوخ کر دیئے گئے تھے جیسا کہ جز(الف) میں بیان کیا گیا ہے تمام موصول شدہ ٹینڈرز،ٹینڈرز دہندگان یاان کے نمائندگان کی موجودگی میں کھولے گئے تھے اور جن کمپنیوں کی کرایہ کی پیشکش کم تھی ان کو قوانین کے مطابق قبول نہیں کیا گیا تھااور متعلقہ ٹینڈرز دہندگان کواس بارے میں مطلع بھی کر دیا گیا تھا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ یہاں جوPurchase Committeeکا بتایا گیا ہے یہ کس نے بنائی تھی،اس کے ممبران کا انتخاب کس طرح کیا گیا تھااور اس کا کیاcriteria تھا؟

جناب سپیکر: جی،وزیر موصوف!

وزیر محنت وانسانی وسائل(جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر!سوال نمبر 2131 کے اندر میری بہن نے تذکرہ نہیں کیا کہ یہ کس ہسپتال کے متعلق سوال ہے۔ میرے پاس بارہ سے زیادہ ہسپتال ہیں لیکن انہوں نے تذکرہ نہیں کیا کہ کس ہسپتال کے متعلق ان کا سوال ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ایک آدمی کے بارے میں انہوں نے کچھ پوچھا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!میں نے نواز شریف ہسپتال کے بارے میں پوچھا ہے اور جز(ب)کے جواب میں بھی نواز شریف سوشل سکیورٹی ہسپتال ملتان روڈ لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر:جی۔

وزیر محنت وانسانی وسائل(جناب محمد اشرف خان سوہنا):جناب سپیکر!میں اس بات سے اتفاق نہیں کرتا کیونکہ انہوں نے ہسپتال کا نام نامزد ہی نہیں کیا لیکن ڈیپارٹمنٹ curtsey کے طور پر جواب لے آیا ہے۔ہر ہسپتال میں اس طرح کی activity کے لئے ہیڈآفس سے کمشنر سوشل سکیورٹی کمیٹی کا تعین کرتے ہیں۔وہ کمیٹی ڈیپارٹمنٹ سے متعلق لوگوں پر مشتمل ہوتی ہے اور ان کو یہ سارے اختیار دیئے جاتے ہیں۔کمشنر سوشل سکیورٹی Purchase Committee اور ٹینڈر کمیٹی تشکیل دینے کے بااختیار ہے۔Purchase Committee کمشنر سوشل سکیورٹی کمیٹی کے سامنے ہی جواب دہ ہے۔

جناب سپیکر:جی۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ نواز شریف سوشل سکیورٹی ہسپتال کا جو 09-2008 کا ٹھیکہ دیا گیا وہ کتنے میں دیا گیا؟

وزیر محنت وانسانی وسائل(جناب محمد اشرف خان سوہنا):جناب سپیکر!یہ جواب بھی ڈیپارٹمنٹ نے تحریر نہیں کیا اس لئے میں اس وقت جواب دینے کی پوزیشن میں نہیں ہوں کیونکہ یہ جو کچھ پوچھنا چاہ رہی ہیں وہ سوال میں مختص نہیں کیا گیا تھا اور یہ سارا کچھ نواز شریف سوشل سکیورٹی ہسپتال کے متعلق پوچھنا چاہ رہی ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!میرا اگلا سوال بھی نواز شریف سوشل سکیورٹی ہسپتال کی کنٹین کے متعلق ہے اور آپ دیکھ لیں کہ وہ بھی کنٹین کے ٹھیکہ سے متعلق ہے۔

جناب سپیکر:جی۔

وزیر محنت وانسانی وسائل(جناب محمد اشرف خان سوہنا):جناب سپیکر!آپ فیصلہ کیجئے کہ سوال میں کہیں ہسپتال کا تذکرہ ہے جو میں اس کا جواب دوں؟

جناب سپیکر:جی،انہوں نے تذکرہ تو کیا ہے کہ "یہ بھی درست نہ ہے کہ نواز شریف سوشل سکیورٹی ہسپتال ملتان روڈ میں ایم ایس کو یہ اختیار ہے کہ وہ جسے چاہے contract دے دے۔"

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! یہ اختیار تو اس کو نہیں ہے لیکن میرا بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ اب اگر سوال دال کے متعلق ہے تو میں جواب چنا کے متعلق کیسے دے دوں؟

جناب سپیکر: وہ جز(ب) کے متعلق پوچھ رہی ہیں۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! آپ سوال پڑھیں کہ اس میں سوشل سکیورٹی ہسپتال میں کنٹین کے ٹھیکے کی تفصیلات پوچھی گئی ہیں لیکن کون سا ہسپتال ہے یہ زحمت کسی نے بھی نہیں کی۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے اپنے ضمنی سوال میں پہلے ہسپتال کا نام لیا ہے اور پھر سوال کیا ہے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی نہیں۔ پلیز! ان کو بات کرنے دیں ابھی ان کا سوال چل رہا ہے۔ منسٹر صاحب! وہ پوچھ رہی ہیں کہ یہ کتنے میں ٹھیکہ ہوا اور کس کو دیا گیا؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! جب یہ مجھ سے specifically پوچھیں گی نئے سوال کی صورت میں کہ فلاں ہسپتال میں کتنے کا ٹینڈر دیا گیا ہے تو میں specific جواب لے کر آؤں گا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں specifically پوچھ رہی ہوں کہ نواز شریف سکیورٹی ہسپتال ملتان روڈ کی کنٹین کا 09-2008 کا ٹھیکہ کتنے میں ہوا؟

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! اگر ان کو اس وقت specifically ہسپتال کے نام کا ذکر نہیں کیا گیا تو اس کا انہوں نے جواب کیوں دیا؟

جناب سپیکر: وہ اس بات کو سمجھ رہے ہیں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! وہ نہیں سمجھ رہے ہیں، وہ کہہ رہے ہیں کہ سوال میں اس کا ذکر ہی نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ غلط جواب دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: وہ سمجھ رہے ہیں، یہ غلط جواب نہیں ہے۔ جو جواب انہوں نے دیا ہے وہ ٹھیک دیا ہے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں وہ جواب تو نہ ہوا۔

جناب سپیکر: وہ ضمنی سوال کا جواب دے رہے ہیں۔جی، وزیر موصوف!

وزیر محنت وانسانی وسائل(جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! جون 2008 سے جولائی 2009 کنٹین کا ٹھیکہ -/140,000 روپے میں دیا گیا تھا۔ خدا کے لئے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ سوال غلط ہے۔ پھر اسمبلی سیکرٹریٹ نے اس کی طرف توجہ نہیں دی کہ یہ کس ہسپتال کے متعلق سوالات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اسمبلی سیکرٹریٹ نے تو وہی لکھنا ہے جو کچھ انہوں نے دینا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! پھر تو ان کے محکمہ کی طرف سے یہ جواب ہونا چاہئے تھا کہ آپ کس ہسپتال کے متعلق سوال پوچھ رہے ہیں یا وہ یہ کہتا کہ آپ کا سوال درست نہیں ہے لیکن محکمہ نے باقاعدہ پورا جواب دیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، بس ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! منسٹر صاحب خود کہہ رہے ہیں کہ ڈیپارٹمنٹ نے جواب غلط دیا ہے تو منسٹر صاحب اس سلسلے میں کیا کریں گے؟

جناب سپیکر: جی، نہیں۔انہوں نے کب کہا ہے کہ غلط جواب دیا گیا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ابھی انہوں نے خود یہی کہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔یہ انہوں نے نہیں کہا، انہوں نے کہا ہے کہ محکمہ نے بذات خود ہی ساری بات کر دی ہے۔وہ چھپانے کی بات تو نہیں کر رہے۔اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ان کو ایک لیٹر لکھیں کہ سوال دے کر کیوں نہیں آتے؟ اگلا سوال محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا سوال نمبر 3303 ہے۔جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بونڈڈ لیبر ایکٹ 1992 پر عملدرآمد کی صورتحال

*3303: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بونڈڈ لیبر ایکٹ 1992 میں نافذ ہوا تھا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ایکٹ کے اغراض ومقاصد کیا تھے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ قانون کے باوجود بھٹہ اور کھیت مزدوروں سے جبری مشقت لینے کے اقدامات ابھی تک جاری ہیں اور حکومت مذکورہ قانون پر صحیح معنوں میں عملدرآمد کرانے میں مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ قانون پر کب تک عملدرآمد کرانے کا ارادہ رکھتی ہے اس ضمن میں کئے جانے والے خصوصی اقدامات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) جی ہاں۔

(ب) بونڈڈ لیبر ایکٹ کا نفاذ بونڈڈ لیبر سسٹم کے خاتمے کے لئے کیا گیا تاکہ اس ملک میں لیبر کلاس کے معاشی وجسمانی استحصال کو روکا جاسکے اور ایسے تمام معاملات جو اس سے متعلق ہوں یا مشابہ ہوں۔

(ج) اس ضمن میں تحریر ہے کہ بھٹہ اور کھیت مزدور رواجات کے تحت اور ان شعبوں میں جاری حالات کے تحت خفیہ طور پر آجر سے پیشگی لے کر زبانی معاہدہ کرتے ہیں تاکہ بونڈڈ لیبر ایکٹ کی گرفت سے بچا جاسکے اور جب بھی سرکاری ادارہ یا ایجنسی اس ضمن میں چھان بین کرتی ہے تو آجر اور اجیر دونوں جبری مشقت لئے جانے سے انکار کرتے ہیں۔تاہم جب کبھی آجر اور اجیر میں کسی مسئلہ پر تنازع پیدا ہوتا ہے تو جبری مشقت لئے جانے کا دعوی کیا جاتا ہے۔جہاں تک کسی سے قید یا حبس بے جا میں رکھ کر کام لئے جانے کا تعلق ہے تو وہ تعزیرات پاکستان کی خلاف ورزی ہوتی ہے جو کہ بونڈڈ لیبر ایکٹ کے زمرہ میں نہیں آتا۔

(د) وفاقی حکومت کے تعاون سے ابتدائی طور پر-/3355000 کی رقم سے صوبائی حکومت نے ایک لیگل ایڈ سروس یونٹ (LASU) قائم کیا۔یہ ادارہ 2005 میں قائم کیا گیا۔اس ادارے کا مقصد بونڈڈ لیبر سسٹم ایبولشن ایکٹ 1992 کے مقاصد کو پورا کرنا اور جبری مشقت سے منسلک افراد و خاندانوں کو فوری و معیاری قانونی امداد فراہم کرنا ہے نیز جبری مشقت سے متعلق آجر واجیر میں شعور اجاگر کرنا ہے۔

اس ادارے کو اب تک 202 شکایات موصول ہوئی ہیں جن میں سے 196 شکایات کا ازالہ کر دیا گیا ہے۔352 مقدمات اتھارٹی کی عدالت میں داخل کئے گئے ہیں جن میں سے 100 کیسز کا اتھارٹی نے The Payment of Wages Act, 1936 کے تحت فیصلہ کیا۔مزید یہ کہ عدالتوں نے۔/1871328 کی رقم مزدوروں کے حق میں ڈگری کی۔اس کے علاوہ 196 بھٹہ جات کے 1172 چالان عدالتوں میں داخل کئے گئے۔لاء آفیسر نے NGOs کی مدد سے عدالتوں کے ذریعے 51 لوگوں کو حبس بے جا سے رہائی دلوائی۔بونڈڈ لیبر ایکٹ کے تحت اضلاع میں ڈسٹرکٹ ویجیلینس کمیٹیوں کی تشکیل نو کی گئی اور لاء آفیسر نے ضلع قصور، اوکاڑہ، لاہور، سیالکوٹ اور نارووال میں DVCs کے ٹریننگ کورس کروائے۔ مزید یہ کہ حال ہی میں (LASU) نے تمام ضلعی لیبر افسران سے ان کی کارکردگی کے بارے میں استفسار کیا ہے۔(LASU) عارضی طور پر کام کر رہا ہے اور اس کی میعاد 29-04-2011 کو ختم ہو جائے گی جبکہ وفاقی حکومت نے صوبائی حکومت کو یہ ہدایت کی ہے کہ اس ادارہ کو مستقل بنیاد پر چلا جائے اور اس ضمن میں ورکنگ پیپر حکومت پنجاب کے زیر غور ہے۔

بونڈڈ لیبر ایکٹ 1992 میں موجود قوانین میں ترامیم کی ضرورت ہے اس سلسلہ میں ہوم ڈیپارٹمنٹ اور سنٹرل گورنمنٹ کو مطلع کر دیا گیا ہے اور ترمیم کی تجویز بھجوادی گئی ہے۔اب جب قانون بونڈڈ لیبر اٹھارہویں ترمیم کے تحت صوبہ پنجاب کو تفویض کر دیا گیا جس میں موجودہ حالات کے مطابق ترامیم تجویز کر دی گئی ہیں اس کے منظور ہونے پر بونڈڈ لیبر قانون کو مؤثر طور پر نافذ کیا جا سکے گا۔بھٹہ مزدوروں کے قانون میں دیئے گئے مفادات کے لئے 3863 بھٹے رجسٹرڈ کئے جا چکے ہیں اور نادرا کی موبائل ٹیموں کی مدد سے 18117 شناختی کارڈ بھٹہ مزدوروں کو جاری کئے جا چکے ہیں نیز ان کے بچوں کی بنیادی تعلیم کے لئے پنجاب کے تمام اضلاع میں جہاں جہاں بھٹہ جات کی کثرت ہے غیر رسمی لٹریسی سکولوں کے قیام کی تجویز بھی صوبائی حکومت کے زیر غور ہے اور اس میں تمام ابتدائی کام کیا جا چکا ہے۔

قصور اور لاہور کے اضلاع میں بھٹوں پر جبری مشقت کے خاتمے کا منصوبہ محکمہ محنت نے سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت ستمبر 2008 میں منظور کیا۔یہ منصوبہ بارہ کروڑ تیس لاکھ کی لاگت سے چار سال کے لئے شروع کیا گیا ہے جس کا مقصد بھٹہ مزدوروں اور ان کے افراد کنبہ کے معاشرتی حالات بہتر کر کے مفید شہری بنانا۔ان کے تقریباً 10500 بچوں کو

غیر رسمی پرائمری تعلیم دینا۔انہیں بلا سود قرضے دینا، ان کے خاندانوں کے افراد کے کمپیوٹرائزڈشناختی کارڈ بنوانا،ان کے نام ووٹر لسٹوں میں درج کروانااور گھریلو جانوروں کے پالنے کے لئے حیواناتی سہولیات مہیا کرناتاکہ وہ اپنے معاشی حالات کو بہتر بنا سکیں۔اس سلسلہ میں دو ووٹرنری اسسٹنٹ بھٹوں پر جاکر مزدوروں کے جانوروں کا علاج کر رہے ہیں انہوں نے112 جانوروں کو109 بھٹوں پر ابتدائی علاج کیا ہے۔

محکمہ محنت کا پنجاب رورل سپورٹ پروگرام کے ادارہ سے ایک معاہدہ بھی ہوا ہے جس کے تحت مذکورہ اداروں نے بھٹہ جات کے مزدوروں کو بلا سود قرضے دینے کے لئے چار کروڑ روپے مختص کر دیئے ہیں۔جو پنجاب رورل سپورٹ پروگرام کو جاری کر دیئے گئے ہیں اور مذکورہ ادارہ نے۔/31477000روپے1722 بھٹہ مزدوروں کو تقسیم کر دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!میں نے اس سوال کے جز(ج) میں پوچھا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ قانون کے باوجود بھٹہ اور کھیت مزدوروں سے جبری مشقت لینے کے اقدامات ابھی تک جاری ہیں اور حکومت مذکورہ قانون پر صحیح معنوں پر عملدرآمد کرانے میں مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہے،اس کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے اس بات سے اتفاق کیا ہے کہ بھٹہ مزدور اور بھٹہ مالکان کے درمیان زبانی معاہدہ ہو جاتا ہے کیونکہ اسے پکڑا نہیں جاسکتا لیکن جب لڑائی جھگڑا بڑھتا ہے تو اس وقت یہ معاملات سنجیدگی اختیار کر لیتے ہیں۔اس میں اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ جب کوئی بھاگنے کی کوشش کرتا ہے تو اسے جبری مشقت کے لئے زنجیروں سے باندھا جاتا ہے۔منسٹر صاحب کی طرف سے جو جواب آیا ہے اس میں یہ ہے کہ جہاں تک کسی سے قید یا حبس بے جا میں رکھ کر کام لئے جانے کا تعلق ہے تو وہ تعزیرات پاکستان کی خلاف ورزی ہوتی ہے جو کہ Bonded Labour Act کے زمرہ میں نہیں آتا۔اس کا مطلب ہے کہ یہ ان کے محکمے کی صوابدید میں نہیں ہے کہ اگر وہ قید میں ہے تو اسے چھڑا سکیں یا اس پر کوئی کارروائی کرا سکیں،کیا اس قسم کے معاملات کو حل کرنے کے لئے ان کے پاس کوئی منصوبہ زیر غور ہے،یہ بڑا سنجیدہ مسئلہ ہے کیونکہ انہیں باندھ کر رکھا جاتا ہے،انہیں مارا پیٹا جاتا ہے اور انہیں آزاد نہیں کیا جاتا۔

جناب سپیکر: جی،بہت سی تنظیمیں اس پر کام کر رہی ہیں اور بہت سی تنظیموں نے اس بارے میں نوٹس بھی لیا ہے۔میرے خیال میں اب آپ یہ تفصیلی جواب پڑھ لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ بڑا سنجیدہ مسئلہ ہے، اکثر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگوں کو باندھ دیا جاتا ہے تو وزیر محترم سے میری یہ گزارش ہے کہ انہوں نے بڑا تسلی بخش جواب دیا ہے، میں ان کی ممنون بھی ہوں کہ ان کی محنت نظر آ رہی ہے۔

جناب سپیکر: جہاں کوئی ایسا کیس ہوتا ہے تعزیرات پاکستان کے تحت اس پر عمل ہو جاتا ہے۔ جی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! تو کیا حکومت کی طرف سے اس سلسلے میں قانون بنانے کی کوئی تجویز زیر غور ہے؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! اس طرح کے cases جن میں تعزیرات پاکستان کو دخل دینا ہے وہاں پر معنوی افراد کے لئے لیبر ڈیپارٹمنٹ کے اندر ایک Legal Cell موجود ہے۔ وہ Legal Cell شکایت پر ایکشن لیتا ہے پھر اس طرح کے issues پر عدالتوں میں کیسز بھی دائر کرتا ہے اور اس کو ساری legal support مہیا کی جاتی ہے۔ اس سلسلے میں 202 شکایات ہمارے پاس تھیں اور 196 شکایات کا ازالہ، 392 مقدمات اتھارٹی کی عدالت میں داخل کئے، 100 کیسز کا عدالت نے فیصلہ کیا۔ اس طرح کے بہت سارے issues پر سپریم کورٹ کے حکم پر ہم نے لیبر ڈیپارٹمنٹ کے اندر ایک Legal Cell قائم کیا ہوا ہے، ٹیلیفون کال اور تحریری درخواست کے ذریعے سے جو شکایات موصول ہوتی ہیں ان پر بھرپور ایکشن لیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ ایک ادارہ قائم کیا ہوا ہے کہ اگر اس طرح کے واقعات کا پتا چل جائے تو وہ باقاعدہ ایکشن لیتے ہیں۔ میرے خیال میں دو ماہ سے بھی شاید زیادہ عرصہ ہو گیا ہے کہ پریس کلب کے سامنے کوئی سو کے قریب لوگ بیٹھے ہوئے ہیں لیکن ابھی تک متعلقہ ادارہ ان تک نہیں پہنچا اور وہ وہیں پر احتجاجاً دن رات بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ کے بجائے جواب تو سب لوگوں نے سن لیا ہے۔ کیا خیال ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل(جناب محمد اشرف خان سوہنا):جناب سپیکر!سو کے قریب لوگ وہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں، میں کہہ رہا ہوں کہ بیٹھے ہوئے ہیں اور جواب تو مجھے دینا ہے۔

جناب سپیکر:جی، ٹھیک ہے، جواب دیں۔

وزیر محنت وانسانی وسائل(جناب محمد اشرف خان سوہنا):جناب سپیکر!یہ ٹھیک ہے کہ وہ ایک ماہ سے بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر:پھر آپ نے کیا کیا ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل(جناب محمد اشرف خان سوہنا):جناب سپیکر!یہ سولوگ جو ایک مہینہ سے احتجاج پر بیٹھے ہوئے ہیں یہ زمینداروں کے ڈسے ہوئے لوگ ہیں،ایگریکلچر میں کام کرنے والے مزدوروں کے لئے اس وقت ہمارے پاس لیبر قوانین میں کوئی provision نہیں ہے۔ میں اور میری حکومت ان کی مدد کرنے میں بے بس ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر:جی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!ہم یہ جانتے ہیں کہ لیبر ڈیپارٹمنٹ اور اس کی بہت ساری ذمہ داریاں recently devolved ہوکر Federation سے Provincial Assembly میں آئی ہیں جس کی وجہ سے ابھی وزیر صاحب نے کہا کہ میں بے بس ہوں۔ اس میں بار بار یہ لکھا گیا ہے کہ جو کچھ devolved ہوا ہے اس ضمن میں working paper حکومت کے زیر غور ہے اور LASU ان کا جو لیگل ایڈوائزر ہے ان کے بھی زیر غور ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب یہ ترمیم یا دوبارہ یہ سفارشات جو پنجاب میں مرتب ہو رہی ہیں اس کے لئے کیا کوئی کمیٹی پنجاب اسمبلی کو بھی اس میں involve کرنے کے لئے تیار ہے؟اس اہم topic پر پنجاب اسمبلی میں discussion کے لئے specific labours bounded اور خاص طور پر خواتین کے حوالے سے کیا ہمیں involve کرنے کے لئے کوئی پروگرام زیر غور ہے کیونکہ یہ انتہائی بے چارے لوگ ہیں؟

جناب سپیکر:جی۔

وزیر محنت وانسانی وسائل(جناب محمد اشرف خان سوہنا):جناب سپیکر!اس میں تین چیزیں ہیں اور ایک تو میری بہن کو معلوم ہے کہ IRA اس وقت Standing Committee کے پاس موجود ہے،

خواتین اور domestic کام کرنے والے لوگوں کا ایک پرائیویٹ بل اس وقت Standing Committee میں موجود ہے اور اٹھارہویں ترمیم کے بعد جو issues بھی صوبوں میں آئیں گے یقیناً اسی اسمبلی نے ان کو approve کرنا ہے تو اس سے پہلے کہ ان میں sub-amendments کی جائیں، ہر ایک issue Standing Committee میں جائے گا اور میں اپنی ڈاکٹر بہن کو وہاں پر مدعو کروں گا تاکہ یہ اپنی out put وہاں دے سکیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ! دوسرا سوال بھی آپ کا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا سوال نمبر 3574 ہے، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔آٹا کم تولنے والوں کے چالانوں کی تفصیلات

***3574: محترمہ آمنہ الفت:** کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کم تولنے والوں کا چالان کس قانون کے تحت ہوتا ہے؟

(ب) لاہور شہر میں سال 08-2007 میں آٹا کم تولنے والوں کے کتنے چالان کئے گئے اور ان کو کیا سزا دی گئی، تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) کم تولنے والوں کا چالان پنجاب اوزان وپیمائش (عالمی نظام) مجریہ 1975 کے تحت کیا جاتا ہے۔

(ب) لاہور شہر میں سال 08-2007 میں آٹا کم تولنے پر 23 چالان کئے گئے اور مجاز عدالت کی طرف سے انہیں مبلغ -/35000 روپے جرمانہ کی سزا دی گئی۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ویسے تو یہ مختصر سا سوال ہے اور اس کا مختصر جواب ہے، اصل issue یہ ہے کہ کم تولنا اور غیر معیاری اشیا کو فروخت کرنا تو اس میں وزیر موصوف صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کم تولنے والوں کے پورے پنجاب بھر میں صرف 23 چالان کئے گئے ہیں جنہوں نے آٹا کم تولا ہے اور یہ تو جواب میں بھی اس انداز سے لکھا گیا ہے کہ مبلغ -/35000 روپے جرمانہ کیا گیا جو کہ انتہائی ناکافی ہے۔ یہ مسئلہ بڑا ہی گھمبیر ہے اور ہر جگہ یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ آٹا کم تولا جاتا ہے۔ اس پر گورنمنٹ کی طرف سے سنجیدگی کبھی بھی نظر نہیں آئی۔ ہم نے سستا رمضان بازار میں بھی یہ دیکھا کہ لوگوں کو کم

تول کر دیا گیا، دام بھی زیادہ وصول کئے گئے اور غیر معیاری اشیاء بھی دی گئیں۔اس مصیبت سے عوام کو نکالنے کے لئے محکمہ کب سنجیدگی سے اس پر عمل کرے گا، کیا لائحہ عمل اختیار کرے گا کیونکہ یہ ایک میرا سوال نہیں ہے، یہ میرے خیال میں ہر پاکستانی کا مسئلہ ہے اور ہر عورت کا مسئلہ ہے کہ کم تولا جاتا ہے۔ پہلے زمانے میں ہم ایک کلو کوئی بھی چیز تول کر لاتے تھے تو وہ مقدار میں زیادہ ہوتی تھی لیکن اب تو کوئی حال نہیں ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت ہی سنجیدہ issue ہے اس سلسلے میں محکمہ کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور کس حد تک سنجیدگی سے اس مسئلہ سے عوام کو نکالنے کی کوشش کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں خود ایک شہری ہونے کے ناتے یہ محسوس کرتا ہوں کہ اس طرح کا جو چیکنگ سسٹم ہے اس کو زیادہ فعال بنانے کی ضرورت ہے تو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہم اس پر اپنی activities میں اضافہ کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال بھی چودھری اسداللہ صاحب کا ہے۔ چودھری اسداللہ صاحب موجود ہیں۔۔۔؟ نہیں ہیں۔ جی، یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ جی، اب اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا سوال نمبر 4516 ہے اور اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صنعتی مزدوروں کی تنخواہیں بڑھانے کی تفصیلات

*4516: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت پنجاب صنعتی مزدوروں کی تنخواہ کس شرح سے دیتی ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا حکومت پنجاب ہر سال بڑھائی جانے والی سرکاری ملازمین کی تنخواہوں کے قانون کو صنعتی مزدوروں پر بھی لاگو کر کے ان کی تنخواہوں میں بھی اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) صنعتی مزدوروں کی تنخواہوں کی کم از کم شرح درج ذیل قوانین کے تحت مقرر کی جاتی ہے:

(i) Pakistan Minimum Wages (for Unskilled Workers) Ordinance, 1969.

(ii) Minimum Wages Ordinance, 1961.

غیر ہنر مند مزدوروں کی تنخواہ Pakistan Minimum Wages (for Unskilled Workers) Ordinance, 1969 کے تحت مقرر کرنے کا اختیار وفاقی حکومت کو ہے۔ سال2008 میں یہ شرح مبلغ-/6000 روپے ماہانہ مقرر کی گئی اور اس کا اطلاق یکم جولائی2008 سے کیا گیا جبکہ نیم ہنر مند اور ہنر مند مزدوروں کی تنخواہ مقرر کرنے کا اختیار Minimum Wages Ordinance, 1961 کے تحت کیا گیا جبکہ نیم ہنر مند اور ہنر مند مزدوروں کی تنخواہ مقرر کرنے کا اختیار Minimum Wages Ordinance, 1961 کے تحت حکومت پنجاب کو حاصل ہے۔اس قانون میں دیئے گئے مروجہ طریق کار کے مطابق Punjab Minimum Wages Board کی سفارشات پر ان تنخواہوں کی شرح مقرر کی جاتی ہے سال2008 میں نوٹیفکیشن نمبر SO(D-11/6-29/2001 مورخہ یکم ستمبر2008 کو 51 مختلف انڈسٹریز میں کام کرنے والے نیم ہنر مند اور ہنر مند مزدوروں کی کم از کم تنخواہیں مقرر کی گئی تھیں جو تاحال نافذالعمل ہیں ان نوٹیفکیشنز کی کاپیاں بطور ضمیمہ (الف) اور (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) صنعتی مزدوروں کی کم از کم اجرتوں / تنخواہوں کے تعین کے متعلق قوانین کا سرکاری ملازمین کی تنخواہوں سے کوئی تعلق نہ ہے جیسا کہ جز(الف) کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ مزدوروں کی تنخواہوں کی کم از کم شرح مقرر کرنے کے متعلق ایک لیبر قوانین موجود ہیں۔ جن کے تحت آزادانہ طور پر مروجہ طریق کار کو اپناتے ہوئے وفاقی حکومت اور صوبائی حکومت مزدوروں کی کم از کم تنخواہوں /اجرتوں کا تعین کرتی ہے۔ Minimum Wages Ordinance 1961 کی دفعہ 7(1) کے تحت کم از کم اجرتوں کی مقرر شدہ شرح پر نظر ثانی عرصہ ایک سال اور تین سال کے درمیان کی جاسکتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اس کے جز(الف) میں کہا گیا ہے کہ سال2008 میں جو اجرت کی شرح تھی وہ 6ہزار روپے ماہانہ مقرر کی گئی اور اس کا اطلاق یکم جولائی2008 سے کیا گیا۔ میرا ضمنی سوال

یہ ہے کہ جو تنخواہیں 6ہزار مقرر کی گئی تھیں کیا صنعتی اداروں میں وہ مزدوروں کو مل رہی ہیں، آیا محکمہ اس بات کو چیک کرتا ہے اگر چیک کرتا ہے تو کس طرح؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میری معزز ممبر نے اچھا سوال کیا ہے اور میں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، کون سا بُرا سوال ہے؟ سارے کے سارے اچھے سوال آ رہے ہیں۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! نسبتاً اچھا سوال ہے اور میں اس کے لئے ہاؤس کی توجہ چاہوں گا کہ Minimum Wages پر پنجاب میں عملدرآمد نہیں ہو رہا اور بہت سی جگہوں پر 7ہزار روپے تنخواہ نہیں دی جا رہی، مزدور کے اوقات کار پر عملدرآمد نہیں ہو رہا اس کی سب سے بڑی وجہ political will کا نہ ہونا اور سیاسی قیادت کا اس موضوع پر غیر سنجیدہ ہونا ہے۔ یہ اس جمہوری دور کے اندر ایک انتہائی تکلیف دہ عمل ہے اور تین چار بُرے experiences ہوئے۔ میں نے کوشش کی کہ میں خود جا کر کم از کم اجرت 7ہزار روپیہ دلا سکوں لیکن اس استحصالی نظام جس میں شاید سیاسی قیادت استحصالی لوگوں کے ساتھ کھڑی ہے۔ پنجاب کے مزدوروں کو سات ہزار روپے تنخواہ دلانا اس وقت قانون کے بس میں نہیں ہے اور لیبر انسپکشن نہ ہونے کی وجہ سے میرا ڈیپارٹمنٹ عضو معطل ہے اور کہیں پر ہم کسی کو چیک نہیں کر سکتے۔ میں خود ایک فیکٹری میں گیا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: یہ تو پرانی بات ہے۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! یہ ابھی نئی بات ہے اور میں چاہتا تھا کہ کوئی سوال آئے تو میں ہاؤس کو اعتماد میں لوں۔ میں خود گیا تھا، میرا ڈیپارٹمنٹ گیا تھا ہمیں فیکٹری مالک نے اندر نہیں جانے دیا پولیس بلانی پڑی، پولیس ہمیں اندر لے کر گئی۔ ہم نے check کیا، کسی شخص کو 7ہزار روپے تنخواہ نہیں مل رہی تھی۔ 12 گھنٹے ڈیوٹی لی جا رہی تھی۔ کسی کے پاس سوشل سکیورٹی کارڈ نہیں تھے اور labour laws پر کوئی عملدرآمد نہیں ہو رہا تھا۔ مجھے approach کیا گیا پاکستان کی سب سے بڑی سیاسی جماعتوں کے سب سے بڑے لیڈران کی طرف سے اور مجھے کچھ تلخی کا بھی سامنا کرنا پڑا لیکن میرے پاس کوئی ممبر اسمبلی، کوئی سیاسی بندہ ان مزدوروں کی مدد کے لئے نہیں آیا۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے شیم، شیم کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: اس میں آپ بھی شامل ہیں، شیم کیوں کہہ رہے ہیں؟ انہوں نے سب ایم این ایز، ایم پی ایز کی بات بھی کی ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! منسٹر صاحب ایک ہی دفعہ جواب دے دیں۔ میں اس میں ایک چیز add کرنا چاہتی ہوں۔ جیسا کہ منسٹر صاحب بتا رہے ہیں، صنعتی مزدوروں میں خواتین بھی آتی ہیں کیا ان کی تنخواہ پنجاب گورنمنٹ کے Wages Ordinance کے برابر ہے، دوسری بات یہ ہے کہ کیا بذریعہ cheque ان کو تنخواہ دی جاتی ہے یا ان کا سپروائزر خود بیٹھ کر تنخواہ دے دیتا ہے؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! ہماری ایک خواہش تو ہے کہ ہم ہر مزدور کو کم از کم بذریعہ بنک اکاؤنٹ تنخواہ دیں جیسے کہ سرکاری ملازمین کو ملتی ہے اور اس پر پچھلی کیبنٹ میٹنگ میں، میں نے چیف منسٹر صاحب سے درخواست کی تھی اور اس پر ابھی کیبنٹ سے بریفنگ آنے والی ہے اور میں خواہش کرتا ہوں کہ اس کے اوپر عمل ہو لیکن مجھے ایسا احساس ہے میں ہاؤس میں کہہ رہا ہوں، آپ کے سامنے کہہ رہا ہوں، مجھے احساس ہے کہ ہم نہیں چاہتے کہ مزدوروں کو 7 ہزار روپے تنخواہ ملے۔

جناب سپیکر: آپ نہیں چاہتے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جی، میری حکومت نہیں چاہتی۔

جناب سپیکر: اچھا جی، افسوس۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، اب اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں ہو گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ابھی جو منسٹر صاحب نے on the floor of the House. جواب دیا ہے کیا ان کا یہ جواب بنتا ہے؟ ان کو چاہئے تھا کہ کیبنٹ میٹنگ

میں یہ بات کرتے اور اگر فیڈرل گورنمنٹ باقی صوبوں میں عملدرآمد کروا رہی ہے تو اس صوبے میں بھی عملدرآمد ہونا چاہئے۔مزدور کی مزدوری تو ملنی چاہئے لیکن یہاں آج وقفہ سوالات ہے اس میں جواب دینے کا تو کوئی تک نہیں بنتا،اگر منسٹر صاحب بے بس ہیں تو پھر ان کا جواب کچھ اور ہونا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر: جی،بس ٹھیک ہے۔اس بات کو چھوڑیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی،آپ بولیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!منسٹر صاحب نے جو اتنی لمبی تقریر کر دی اور اپنے دِل کی بھڑاس بھی نکال لی تو میں ان سے پوچھوں گی کہ ابھی کچھ دِن پہلے ضلع چنیوٹ کے متعلق میرے معزز بھائی نے یہاں بات کی اور منسٹر صاحب خود اس فیکٹری میں گئے وہاں child labour اور تشدد کے واقعات بھی دیکھے تو میں ان سے یہ ضمنی سوال کروں گی کہ کیا یہاں پر child labour اور جو تشدد ہوتا ہے اس پر بھی کوئی قانون ہے اور اگر ہے تو منسٹر صاحب نے جہاں کا خود انہوں نے visit کیا اس کے لئے کیا اقدامات کئے اور وہاں پر جو مزدوروں کو کم تنخواہیں مل رہی تھیں ، بچوں سے مزدوری کروائی جاتی تھی تو منسٹر صاحب نے اس کے لئے کیا کیا جس کا قانون موجود ہے؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر !اس کے لئے میں آپ سے عرض کروں گا کہ اب اس سے زیادہ بڑھ کر ایک منسٹر کیا کر سکتا ہے کہ خود اپنی عزت کو، وقار کو خطرے میں ڈال کر کسی فیکٹری کے گیٹ پر چلا جائے کہ وہاں سے ایک مزدور نے خط لکھا ہے کہ ہمیں 7ہزار روپے تنخواہ نہیں مل رہی ایک وزیر تو یہی کر سکتا ہے۔اب میرا ایسا کرنے سے یہ ہوا ہے کہ یہ میرے انڈسٹریل دوست عدالت میں چلے گئے ہیں۔ہائیکورٹ میں مجھے بلوایا ہے۔ میں ہائیکورٹ میں بھی جاؤں گا۔مزدوروں کو ساتھ لے کر جاؤں گا جنہیں 4ہزار روپے تنخواہ مل رہی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال اقدامات کے حوالے سے ہے۔

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر !میں اس سے زیادہ اور کیا کر سکتا ہوں؟میں خود ان کی مدد کے لئے گیا ہوں۔یہ حسن مرتضیٰ میرے ساتھ تھے، ہم فیکٹری کے اندر گئے ہیں، فیکٹری مالک نے مجھ سے 200 بچے کسی جگہ پر چھُپا لئے۔یہ حسن مرتضیٰ صاحب پتا نہیں کیسے ان کو نکال کر میرے سامنے لے آئے۔ میں یہ باتیں اپنے چیف منسٹر صاحب کے سامنے کر رہا ہوں، میں

نے اس دِن بھی اسمبلی میں کھڑے ہو کر آپ کے سامنے بات کی اور میں نے اپنی حکومت کو request کی کہ اس کے اوپر توجہ دیں۔اب اگر میری حکومت توجہ نہیں دیتی تو مجھے تو نہیں شوق کہ میں یہاں جھوٹ بولوں اور دعوے کروں کہ میں نے 7ہزار روپے ماہانہ تنخواہ دلوادی ہے، میں نے لیبر قوانین کے اوپر عملدرآمد کروادیا ہے۔ایوان کے اندر تسلی و تشفی دینے کا یہ اعزاز کوئی اور حاصل کرے۔ میں تو آپ کے ساتھ سچ بات کر رہا ہوں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال یہ نہیں ہے جو یہ جواب دے رہے ہیں۔میں کچھ اور سوال کر رہی ہوں۔

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): اس فیکٹری کا جس کا میری بہن تذکرہ کر رہی ہیں ہم وہاں گئے ہیں۔ ایک limit تک ہم ان کے چالان کر سکتے ہیں۔ عدالتیں کہتی ہیں کہ پہلے inspection policy بحال کرو پھر inspection کرو۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں رہنے دیں، اب اس پر سوال نہ کریں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اگر منسٹر صاحب بے بس ہیں، اگر وہ deliver نہیں کر سکتے تو ایک کام یہ بہت اچھا کر سکتے ہیں میں ان کو کہتا ہوں کہ یہ resign کر دیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: وہ کیوں resign کر دیں؟ ان کو powers دی جائیں۔

جناب سپیکر: چھوڑ دیں، بڑی مہربانی۔آپ کا بہت شکریہ

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔(قطع کلامیاں)

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! وہ کیوں resign کریں؟ جو منسٹر جھوٹ بولتے ہیں ان کو resign کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: چھوڑیں، ان باتوں کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں، جن کا سوال ہے مجھے ان سے پوچھنے دیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ)محمد شبیر اعوان:جناب سپیکر !یہ clarificationکریں کہ وہ کیوں resignکریں؟

جناب سپیکر:جی،چھوڑیں اس بات کو آپ کیا کرتے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر !مجھے بات کرنے کی اجازت دے دیں۔اگر ایک سوال میں میرا نام آیا ہے تو مجھے بھی بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر:کون سے سوال میں؟

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!اسی سوال میں کہ میں لیبر منسٹر کے ساتھ تھا۔

جناب سپیکر:انہوں نے ساری بات بتادی ہے،اب کیا ضرورت ہے؟

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!میری عرض تو سُن لیں ناں،بتایا نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر! I am on a point of order.

جناب سپیکر:جی،آپ پوائنٹ آف آرڈر پر آ گئے ہیں۔دیکھیں!اس میں پوائنٹ آف آرڈر ہوتا نہیں ہے۔

جناب محمد نوید انجم:جناب سپیکر!وقفہ سوالات میں پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر:آپ کی مہربانی،آپ پھر کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!میں بیٹھ جاتا ہوں لیکن کسی ممبر کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ اُٹھ کر آپ کو یہ کہے کہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا ،یہ آپ کاrightہے۔

جناب سپیکر:جی،جی،میں آپ سےrequestکر رہا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر ! requestنہیں آپ کا حکم ہے۔Thank you very much.

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جیسے منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ میں بے بس ہوں اور میرے بھائی کہہ رہے تھے کہ ایک کام بہت آسان ہے کہ یہ resign کر دیں۔ یہ resign کیوں کر دیں؟ پھر آپ کی گورنمنٹ جو ہے وہ resign کر دے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

قانون سازی آپ نہیں کرتے اور پھر کہتے ہیں کہ منسٹر resign کر دے، ایک منسٹر جا کر visit کرنے کی کوشش کرتا ہے، لوگوں کا مسئلہ حل کرنے کی کوشش کرتا ہے اس کو یہ جواب ملتا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ بیٹھیں، آپ کی مہربانی۔ بہت اچھے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! ان کا اس سیٹ پر کیا حق ہے کہ اگر یہ کچھ نہیں کر سکتے؟

جناب سپیکر: No sir please!. جی، نہیں۔ I'll not allow anybody.

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! ان کو کس نے یہ حق دیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ آپ کی مہربانی۔ میں آپ کی بات نہیں سُن رہا۔ سب کے mike بند کر دیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

مہر اشتیاق احمد: میں اپنے الفاظ واپس نہیں لینے والا۔ یہاں پر بے بسی کے اظہار کرنے کا کیا مطلب ہے؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! انہوں نے تو جو سچ ہے وہ کہا ہے۔ جو منسٹر جھوٹ بولتے ہیں پہلے ان کو resign کرنا چاہئے سچ بولنے والوں کے بارے میں ایسی بات نہیں کرنی چاہئے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرے ضمنی سوال کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! چھوڑیں۔ اب ہم اگلے سوال پر چلتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد اشرف چوہان صاحب کا سوال ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!. On his behalf (معزز ممبر نے ڈاکٹر محمد اشرف چوہان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولئے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! سوال نمبر 4601 ہے۔ اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گوجرانوالہ، رجسٹرڈ فیکٹریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4601: **ڈاکٹر محمد اشرف چوہان:** کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ محنت سے رجسٹرڈ فیکٹریوں کی تعداد کتنی ہے ؟

(ب) ان فیکٹریوں میں کتنے مزدور کام کر رہے ہیں؟

(ج) ان فیکٹریوں سے محکمہ محنت ماہانہ اور سالانہ کتنی رقم وصول کرتا ہے اور یہ رقم کس کس مقصد کے لئے وصول کرتا ہے ؟

(د) محکمہ محنت ان فیکٹریوں کے رجسٹرڈ مزدوروں کے لئے کیا کیا سہولیات فراہم کرتا ہے ؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) محکمہ محنت (ڈسٹرکٹ آفس لیبر) گوجرانوالہ میں رجسٹرڈ فیکٹریوں کی تعداد 934 ہے۔

(ب) مذکورہ بالا رجسٹرڈ فیکٹریوں میں 28580 مزدور کام کر رہے ہیں۔

(ج) پنجاب ایمپلائز سوشل سکیورٹی انسٹیٹیوشن گوجرانوالہ (محکمہ محنت) میں رجسٹرڈ فیکٹریوں کی تعداد 5342 ہے جن میں 33225 رجسٹرڈ مزدور کام کر رہے ہیں۔یہ فیکٹریاں ادارہ ہذا کو ماہانہ -/7085737 روپے اور سالانہ -/85028844 روپے کنٹری بیوشن کی مد میں ادا کر رہی ہیں۔یہ رقم مزدوروں کی فلاح و بہبود اور سوشل سکیورٹی ہسپتالوں میں مزدوروں اور ان کے اہل خانہ کے علاج معالجے میں خرچ کی جاتی ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے :-

1. بیماری کی صورت میں کارکنان کو سال میں 121 دن تک اجرت کے 75 فیصد معاوضہ کی ادائیگی۔
2. ٹی بی اور کینسر کے مریضوں کو سال میں 365 دن اجرت کے صد فیصد معاوضہ کی ادائیگی
3. خاتون کارکنان کو دوران زچگی 12 ہفتے تک اجرت کے صد فیصد کے مساوی ادائیگی
4. کارکنان کے انتقال پر کم از کم -/2000 روپے بطور اخراجات برائے تجہیز و تکفین۔
5. کارکنان کے لواحقین کے انتقال پر -/5000 ہزار روپے بطور اخراجات برائے تجہیز و تکفین۔
6. دوران کار زخمی ہونے یا پیشہ وارانہ بیماری ہونے کی صورت میں اجرت کے مساوی سال میں 180 دن تک معاوضہ کی ادائیگی۔
7. دوران کار زخمی ہونے پر 20 فیصد معذوری کی شرح تک یکمشت گریجویٹی کی ادائیگی۔
8. دوران کار زخمی ہونے پر 20 فیصد سے زائد معذوری کی صورت میں معذوری کی پنشن کی ادائیگی

9. دوران کار زخمی ہونے کے نتیجے میں انتقال کی صورت میں اجرت کے مساوی بیوہ اور بچوں کو پنشن کی ادائیگی۔بیوہ کو یہ سہولت تاحیات حاصل ہو گی۔تاہم عقد ثانی کی صورت میں یہ سہولت ختم ہو جاتی ہے۔اسی طرح بچوں کو بھی یہ سہولت ان کی شادی تک حاصل رہتی ہے۔
10. بیوی بچوں کی عدم موجودگی میں پسماندگان کی پنشن، متوفی کارکنان کے ماں باپ یا بہن بھائی کو ادائیگی۔
11. پنشن یافتہ کارکنان کے زیر کفالت لواحقین کو ان کی ریٹائرمنٹ کے بعد اور متوفی کارکنان کے پسماندگان کو فوتیدگی کے ایک سال بعد تک طبی سہولتوں کی فراہمی

(د) محکمہ محنت (ڈسٹرکٹ آفس لیبر) گوجرانوالہ پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کی اعانت سے ان رجسٹرڈ فیکٹریوں کے مزدوروں کے لئے مندرجہ ذیل سہولتیں فراہم کرتا ہے۔

1. میرج گرانٹ: فیکٹری کا ممبر جس کی نوکری تین سال ہو چکی ہو اس کو ہر بیٹی کی شادی کے لئے -/70000روپے دیئے جاتے ہیں۔
2. ڈیتھ گرانٹ:دوران کار موت کی صورت میں تین لاکھ روپے مزدور کے لواحقین کو دیئے جاتے ہیں۔
3. ٹیلنٹ سکالرشپ:مزدوروں کے بچوں کو میٹرک سے لے کر اعلیٰ تعلیم کے لئے سکالرشپ دیئے جاتے ہیں۔
4. مزدوروں کے لئے رہائشی و تعلیمی سہولتیں:مزدوروں کے لئے لیبر کالونیوں کی شکل میں رہائشی سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں۔ورکرز ویلفیئر سکولوں میں مزدوروں کے بچوں کے لئے مفت تعلیم کا بندوبست کیا گیا ہے۔ضلع گوجرانوالہ میں مزدوروں کے بچوں کو تعلیم دینے کے لئے چار سکول کام کر رہے ہیں جن میں دو سکول لڑکوں کے لئے اور دو سکول لڑکیوں کے لئے قائم کئے گئے ہیں۔جن میں بچوں کو نرسری سے کلاس دہم تک مفت تعلیم دینے کے علاوہ تعلیمی مواد مثلاً یونیفارم، کتابیں اور کاپیاں مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ان سکولوں کا معیار کسی لحاظ سے بھی اعلیٰ سکولوں سے کم نہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا منسٹر صاحب سے ضمنی سوال یہ ہے کہ جو contribution لی جا رہی ہے۔۔۔(شور وغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز!آرڈر پلیز!جی، مجھے ان کی بات سُننے دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جو contribution لی جا رہی ہے اور جو مزدوروں کو salaries دی جا رہی ہیں کیا اس میں صرف cheque payments accept کی جا رہی ہیں یا محکمہ cash

payments بھیacceptکر رہا ہے؟ یعنی جن مزدوروں کوبغیرchequesکےcash paymentsدی جاتی ہیں کیا محکمہ ان کوas it is acceptکر رہا ہے،اگر کر رہا ہے توکیوں؟

وزیر محنت و انسانی وسائل(جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر!میں معزز ممبر سے ملتمس ہوں کہ ذرااپناسوال دُہرادیں، میں سمجھ نہیں سکا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!salary payکرنے کے دو طریقے ہوتے ہیں۔ایک طریقہ یہ ہے کہ ملازم کوchequeدیا جائے اور ایک طریقہ یہ ہے کہ cashدیا جائے۔ محکمہ جوcontributionلے رہا ہے یاجوsocial security collectکر رہا ہے وہ جوcash paymentہو رہی ہے آپ سمجھ رہے ہوں گے کہ جوtraceableنہیں ہے۔ میں اپنے کسی ملازم سے کہہ دوں کہ میں اسے دس ہزار روپے دے رہا ہوں اور declareکر دوں کہ چار ہزار روپے دے رہا ہوں کیا محکمہ جو وہdeclareکر رہے ہیں اس کوacceptکر رہا ہے یاصرف چیک پرpayment acceptکر رہا ہے۔

وزیر محنت و انسانی وسائل(جناب محمد اشرف خان سوہنا):جناب سپیکر!معزز ممبر کی دو چیزیں میں سمجھ سکا ہوں۔ایکsocial security contributionہے جو صنعتی ادارے سوشل سکیورٹی کوادا کرتے ہیں، وہ ہم دونوں صورتوں میں وصول کر رہے ہیں۔ چیک کی صورت میں بھی اور کیش کی صورت میں بھی اور جو تنخواہ کی صورت میں مزدوروں کو صنعت کار paymentsکر رہا ہے وہ definitely cashکی صورت میں ہوں گی اس کے متعلق تو میں نہیں بتا سکتا اس لئے کہ وہ private transactionہے جو مالک مزدور کوpayکر رہا ہے وہ یقیناً کیش کی صورت میں ہوں گی۔ بعض جگہ پر ممکن ہے کہ جہاں سات ہزار روپے تنخواہ دی جارہی ہو وہ چیک کی صورت میں بھی ہو لیکن ہم جوcontributionوصول کر رہے ہیں، کاروباری اداروں سے سوشل سکیورٹی کی مد میں وصول کر رہے ہیں وہ ہم چیک اور کیش دونوں صورتوں میں وصول کر رہے ہیں۔ہمارے پاس ایک بڑا صاف ستھرا نظام ہے کہ جوcashہمارےdirectorate officeمیں وصول کیا جاتا ہے اس کیproper رسید جاری کی جاتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!میرے خیال میں آپ سمجھ گئے ہیں، منسٹر صاحب بات کو نہیں سمجھ رہے۔

جناب سپیکر:آرڈر پلیز۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!ایک employer کے پاس فرض کیجئے 100 employees ہیں اور ان سو میں سے وہ پچاس کی تنخواہ دے رہا ہے by cheque اور یہ بڑی اہم بات ہے جو میں بتا رہا ہوں اور پچاس کی وہ تنخواہ دے رہا ہے cash میں۔ Cash declare کر رہا ہے کہ میں چھ ہزار سے above دے رہا ہوں۔اب وہ رجسٹر پر اس کے انگوٹھے لگواتا ہے کہ میں تمہیں چھ ہزار یا آٹھ ہزار یا نو ہزار دے رہا ہوں۔ یہ اس رجسٹر کی بنیاد کے اوپر اپنی contribution لے رہے ہیں یا صرف چیک کی بنیاد پر لے رہے ہیں۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر!کوئی کاروباری ادارہ جتنے اپنے ملازمین show کرتا ہے اس کی تنخواہ کے تناسب سے ہم contribution لے رہے ہیں۔ یہ ہمارے لئے تعین اور چیک کرنا مشکل ہو رہا ہے کہ کیا اتنے ہی لوگوں کا contribution دیا جا رہا ہے جو in original وہاں پر کام کر رہے ہیں۔یہی میری بات پچھلی ساری گفتگو سے منسوب ہے کہ یہ اتھارٹی اس وقت suspend ہے۔ ہم یہ چیک نہیں کر سکتے کہ کتنے لوگ کام کر رہے ہیں اور کتنوں کا contribution آ رہا ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب!آپ کے دو سوال ہو گئے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا!آپ میری عرض سن لیں۔آپ بھی سمجھ رہے ہیں میں کیا کہہ رہا ہوں۔ میں مزدوروں کی بہتری کے لئے کچھ کہنا چاہ رہا ہوں۔اگر یہ بار بار کہتے ہیں کہ اتھارٹی کی بات،اتھارٹی ان کے پاس ہے جب انکم ٹیکس میں ریکارڈ جاتا ہے تو اس کے ساتھ expense sheet لگتی ہے کہ اس میں اتنی salaries دی گئیں۔ یہ صرف ان salaries کی بنیاد پر اپنی contribution کریں تو یہ معاملہ سیدھا کر سکتے ہیں۔اتھارٹی بھی تو وہی آدمی استعمال کرے گا جو چاہے گا۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ جتنے ادارے ہیں جن کی تین لاکھ سے زیادہ آمدنی ہے وہ return دے رہا ہے اور اگر تین لاکھ نہیں بھی ہے تو پھر بھی BTL دے رہا ہے یعنی below taxable limit دے رہا ہے۔اس کو وہاں سے کیوں نہیں پکڑتے جو انکم ٹیکس میں سے deduction مانگ رہا ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر!یہ ایک اچھی proposal ہے، کسی بھی کاروباری ادارے کی سوشل سکیورٹی کو contribution دینے کو cross check کرنے کے لئے شیخ صاحب کی ایک اچھی proposal ہے اس کے اوپر ہم پیشرفت کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: اس میں تو تین ضمنی سوال ہو گئے ہیں۔ ویسے ٹائم بھی ختم ہو گیا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! انتہائی اہم سوال ہے۔ اس سوال کے اندر۔۔۔

جناب سپیکر: ویسے سوال کا ٹائم ختم ہو چکا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جز(ج) میں لکھا ہے کہ 5342 رجسٹرڈ فیکٹریاں ہیں اور ان کے اندر رجسٹرڈ مزدوروں کی تعداد 33ہزار 225 ہے۔ فی فیکٹری سات افراد بنتے ہیں۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ گوجرانوالہ میں کیا صرف 33ہزار مزدور فیکٹریوں میں کام کرتے ہیں؟ بات اصل میں یہ ہے کہ تین چار لاکھ کے قریب لوگ فیکٹریوں میں کام کرتے ہیں۔ کارخانہ داروں کو سوشل سکیورٹی کی مد میں رقم کٹوانا پڑتی ہے اس کو کم سے کم کرنے کے لئے یہ اندراج مکمل نہیں کرتے۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ صرف دس فیصد مزدوروں کا اندراج ہے اور نوے فیصد مزدوروں کا اندراج ہی نہیں ہے اور یہ اندراج نہ ہونے کی وجہ سے مزدور تمام فوائد سے محروم رہتے ہیں۔ کیا یہ سچ ہے کہ دس فیصد مزدوروں کا اندراج ہے اور نوے فیصد کا نہیں ہے، اگر یہ سچ ہے تو اس میں بہتری کے لئے وزیر موصوف کیا کرنا چاہتے ہیں؟ شکریہ

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے۔ اس کو آپ رہنے دیں، اس کا جواب پہلے ہی آ گیا ہے۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! اگر آپ مجھے House سے نہ نکالیں تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو دھاندلی مزدوروں کے خلاف ہو رہی ہے آپ بھی اس میں شامل ہو گئے ہیں اور مجھے اس کا جواب ہی نہیں دینے دیا۔ اڑھائی کروڑ افراد پنجاب کے اندر بحیثیت مزدور کام کرتے ہیں لیکن ہمارے پاس صرف سات لاکھ مزدور رجسٹرڈ ہیں اور معاشرے میں معاشی ناانصافی کی یہی وجہ ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں یہ بات دہرا دیتا ہوں کہ یہ معاشی ناانصافی ختم نہیں ہو گی جب تک معاشی ناانصافی کو ختم کرنے کے لئے اس میں political will نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال ملک محمد عامر ڈوگر صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے ان کے سوال کو disposed of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی ملک محمد عامر ڈوگر صاحب کا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر:جناب سپیکر!On her behalf

جناب سپیکر:یہ آپ نے اس بے چارے کو کیا کر دیا؟ محترمہ!on her نہیں ہوگا۔آپ نے ان کو مونث بنادیا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا!کل میں نے his کہا تھا تو آپ نے her کہہ دیا اور اگر آج میں نے her کہہ دیا ہے تو آپ his کہہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر:آپ الٹ کیوں کہتی ہیں؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا!آپ مجھے confuse تو نہ کریں ۔آپ تو Custodian of the House ہیں اگر کوئی چھوٹی موٹی غلطی ہو جائے تو آپ کو ignore کرنا چاہئے اور موقع دینا چاہئے۔

جناب سپیکر:چلیں،مان لیا آپ کی غلطی ہے۔

محترمہ ساجدہ میر:جناب والا!محکمے نے اس میں جواب دیا ہے کہ گھریلو صنعتیں ہیں،اس میں خواتین کو رجسٹرڈ کرنے کی تفصیلات۔Home Based Industry میں جو سوشل سکیورٹی کا نظام ہے۔۔۔

جناب سپیکر:نہیں،آپ پہلے سوال نمبر بولیں۔

محترمہ ساجدہ میر:سوال نمبر4710 ہے.On his behalf(معزز خاتون ممبر نے ملک محمد عامر ڈوگر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

ملتان، گھروں میں قائم چھوٹی صنعتوں میں کام کرنے والی عورتوں کو رجسٹرڈ کرنے کی تفصیلات

*4710:**ملک محمد عامر ڈوگر**:کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ملتان شہر میں گھروں میں قائم چھوٹی صنعتوں میں کام کرنے والی عورتوں کو سوشل سکیورٹی میں رجسٹر کرنے کے لئے محکمہ کیا سہولیات فراہم کرتا ہے؟

(ب) اس وقت ملتان شہر میں چھوٹی صنعتوں میں کام کرنے والی کتنی عورتوں کو رجسٹر کیا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ان خواتین کو پنشن اور دیگر اولڈ ایج بینیفٹ حاصل نہیں ہیں، اگر جواب اثبات میں تو سال2008 میں جن عورتوں نے اس سہولت سے استفادہ کیا،ان کے ناموں وپتاجات سے آگاہ کریں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) ملتان شہر میں گھروں میں قائم چھوٹی صنعتوں میں کام کرنیوالی خواتین کارکنان کو سوشل سکیورٹی سکیم کے تحت رجسٹرڈ کروانے کی ذمہ داری متعلقہ آجر پر عائد ہوتی ہے۔ سماجی تحفظ کے قوانین کے مطابق مذکورہ سکیم ان تمام صنعتی و تجارتی اداروں پر نافذالعمل ہے۔ جہاں پانچ یا اس سے زائد ملازمین کام کرتے ہیں۔ ان قوانین کے تحت مذکورہ اداروں کے مالکان پر عائد ہوتی ہے اور ادارہ ہذا ان کارکنان کو رجسٹرڈ کرنے کا پابند ہے جن کے کوائف متعلقہ آجرین ادارہ کو فراہم کرتے ہیں۔ تمام قانونی تقاضے پورے کرنے کے بعد مطلوبہ رجسٹریشن کارڈ حاصل کر کے متعلقہ کارکنان سوشل سکیورٹی قوانین کے مطابق طبی سہولیات ومالی فوائد ودیگر مراعات سے مستفید ہو سکتے ہیں۔

(ب) اس وقت ملتان شہر میں سوشل سکیورٹی سکیم کے تحت رجسٹرڈ خواتین کارکنان کی کل تعداد 2050 ہے۔

(ج) یہ بات درست نہ ہے کہ تحفظ یافتہ کارکنان کو سوشل سکیورٹی سکیم کے تحت پنشن کی سہولت حاصل نہ ہے۔ سوشل سکیورٹی سکیم کے دائرہ کار میں آنے والے تمام مرد و خواتین کارکنان دوران کار زخمی ہونے کی صورت میں قوانین کے مطابق علاج معالجہ اور مالی فوائد کے علاوہ معذوری کی پنشن کے بھی حقدار ہیں۔ علاوہ ازیں دوران کار زخمی ہونے کے نتیجے میں خدانخواستہ رجسٹرڈ کا ممبر کی موت واقع ہونے کی صورت میں اس کے ورثاء کو ادارہ سوشل سکیورٹی کی جانب سے لواحقین کی پنشن بھی ادا کی جاتی ہے اولڈ ایج بینیفٹ کے حوالے سے ملنے والی مراعات سے متعلق تفصیلات متعلقہ محکمہ سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! انہوں نے جواب کے جز(ب) میں فرمایا ہے کہ اس وقت ملتان شہر میں سوشل سکیورٹی سکیم کے تحت رجسٹرڈ خواتین کارکنان کی کل تعداد 2050 ہے۔ اس میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کیا 2050 کی تعداد درست ہے یہ ایک ضلع کی بات ہے ایک ضلع کا سوال ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ آیا سوشل سکیورٹی کا ان کے پاس کیا طریق کار ہے کہ جس کے تحت یہ ان مزدوروں کو رجسٹرڈ کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ home based چھوٹی صنعتوں میں خواتین کام کرتی ہیں محکمے کے پاس ان کی مارکیٹنگ کا طریق کار کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر محنت!

وزیر محنت و انسانی وسائل(جناب محمد اشرف خان سوہنا):جناب والا!کوئی بھی ایسا business point فیکٹری، دکان، ہوٹل، دفتر اور پٹرول پمپ جہاں پر بھی بلا امتیاز خواتین و حضرات پانچ یا اس سے زیادہ لوگ کام کرتے ہیں، ملازمت کرتے ہیں اور جن کی تنخواہ دس ہزار روپے سے کم ہے ان کو سوشل سکیورٹی آرڈیننس کے تحت رجسٹرڈ کروانا اس کاروبار کے مالک کی قانونی ذمہ داری ہے اور سوشل سکیورٹی کی طرف سے اس میں کوئی رکاوٹ ہے، کوئی litigation ہے اور نہ ہی اس کو رجسٹرڈ کرنے میں کوئی problem ہے۔ ہر وہ کاروباری ادارہ جس میں پانچ یا پانچ سے زیادہ لوگ کام کرتے ہیں ہم انہیں رجسٹرڈ کرتے ہیں اور وہاں ان ملازمین کی تنخواہ کے چھ فیصد کے برابر contribution اس مالک کو ادا کرنا ہوتی ہے۔ ہم اس کے عوض انہیں علاج، تعلیم، شادی گرانٹ، death grant اور لیبر زکالونیوں میں گھر دیتے ہیں۔ کوئی بھی مزدور تنخواہ کا صرف چھ فیصد contribution ادا کر کے زندگی کی بنیادی سہولتوں سے مستفید ہو سکتا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر:جناب سپیکر! میرے علم کے مطابق ابھی تک ان خواتین کو سوشل سکیورٹی کا حق ملا ہی نہیں۔ جن گھروں میں چھوٹی انڈسٹری لگی ہوئی ہے اور وہاں دس سے زیادہ کام کرنے والی خواتین ہیں اگر وہ بیمار ہوں تو ان کے پاس علاج کی کوئی ایسی سہولت نہیں ہے۔ اگر دوران کام کسی کو heart attack ہو جائے یا ایکسیڈنٹ ہو جائے تو لیبر ڈیپارٹمنٹ ان کی کچھ مدد نہیں کرتا۔

وزیر محنت وانسانی وسائل(جناب محمد اشرف خان سوہنا):جناب سپیکر! کسی بھی خاتون / مرد مزدور کو علاج کی سہولتیں مہیا کرنے کے لئے اس کا ہمارے پاس رجسٹرڈ ہونا بڑا ضروری ہے۔ کوئی ایسا کا ممبر جو ہمارے پاس رجسٹرڈ ہے اور ہم نے اسے طبی سہولتیں نہ دی ہوں تو پھر میں ذمہ داری لینے کے لئے تیار ہوں۔ سوشل سکیورٹی کے پاس ہر بڑے شہر میں بہت اچھے اور پوری طرح سے وسائل یافتہ ہسپتال موجود ہیں اور ہماری علاج کی سہولتیں کہیں بہتر ہیں۔

انجینئر شہزاد الہیٰ:جناب سپیکر! میں ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ سوال کے جز(ج) میں پوچھا گیا ہے کہ یہ ادارے صنعتی مزدوروں کو کیا کیا سہولتیں فراہم کر رہے ہیں جس کے جواب میں انہوں نے کہا ہے کہ ملازمین کو جہیز فنڈ، death grant تعلیمی وظائف وغیرہ دیئے جاتے ہیں۔ ہر بڑی فیکٹری میں تین category کے ملازمین ہوتے ہیں، ایک regular, daily wages and piece work کیا تینوں categories کے workers کو یہ سہولتیں فراہم کی جا رہی ہیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! ہم تینوں قسم کی categories کو یہ سہولتیں مہیا کرتے ہیں اور کر سکتے ہیں لیکن شرط وہی ہے کہ اگر اس کا employer اسے سوشل سکیورٹی کا کارڈ بنا دے۔ جس کے پاس بھی کارڈ ہے چاہے وہ daily wages پر ہے کنٹریکٹ پر ہے یا مستقل ہے قانون سب کے لئے ایک جیسا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: اب نہیں۔ اگلا سوال محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر: On her behalf سوال نمبر 4733 ہے (معزز خاتون ممبر نے محترمہ زوبیہ رباب ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع سرگودھا۔ محکمہ محنت کے ادارہ جات سے متعلقہ تفصیلات

*4733: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ محنت کے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ب) اس ضلع کو سال 08-2007 اور 9-2008 کے دوران کتنی رقم وصول ہوئی؟

(ج) یہ رقم کن کن اداروں اور منصوبہ جات پر خرچ ہوئی؟

(د) اس ضلع میں کہاں کہاں محکمہ محنت کی ڈسپنسریاں اور ہسپتال چل رہے ہیں؟

(ہ) اس ضلع میں مزید کس کس جگہ ڈسپنسریاں اور ہسپتال بنانے کی ضرورت ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) ادارہ پنجاب سوشل سکیورٹی کے زیر انتظام ضلع سرگودھا میں ادارہ ہذا کے دفاتر اور ہسپتالوں اور دیگر طبی مراکز میں کام کرنے والے ملازمین کی کل تعداد 126 ہے۔

(ب) ضلع سرگودھا میں سماجی تحفظ کی سکیم کے تحت رجسٹرڈ صنعتی و تجارتی اداروں سے سوشل سکیورٹی کنٹری بیوشن کی مد میں سال 08-2007 کے دوران۔/21868907 روپے جبکہ مالی سال 09-2008 کے دوران اس مد میں۔/31219773 روپے کی رقم وصول ہوئی۔

(ج) سماجی تحفظ کے قوانین کی رو سے صوبہ پنجاب میں قائم صنعتی و تجارتی اداروں میں کام کرنے والے ملازمین اور ان کے لواحقین بشمول والدین کو مکمل طبی سہولیات اور بیماری، دوران کار زخمی ہونے، زچگی اور فوتیدگی کی صورت میں نقد معاوضہ جات کی ادائیگی ادارہ سوشل سکیورٹی کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ان کارکنان اور ان کے لواحقین کو مفت علاج معالجہ مہیا کرنے کی غرض سے ادارہ سماجی تحفظ نے پنجاب کے تمام بڑے اضلاع میں 11 بڑے، 6 چھوٹے ہسپتال اور 264 ڈسپنسریاں اور ایمرجنسی سنٹرز قائم کر رکھے ہیں۔ زیادہ پیچیدہ بیماریوں کے علاج کے لئے ان مریضوں کو سوشل سکیورٹی ہسپتالوں میں ریفر کر دیا جاتا ہے جہاں پر طبی مشاورت کے علاوہ ان ڈور اور آؤٹ ڈور علاج معالجہ کی جامع طبی سہولیات مفت فراہم کی جاتی ہیں۔مزید برآں تحفظ یافتہ کارکنان اور ان کے لواحقین کو نقد معاوضہ جات کی ادائیگی بھی کی جاتی ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

- بیماری کی صورت میں کارکنان کو سال میں 121 دن تک اجرت کے 75 فیصد کی شرح سے ادائیگی۔
- کا ممبر کے انتقال پر (یومیہ معاوضہ بیماری 30X) شرح سے جبکہ کارکنان کے لواحقین کے انتقال پر پانچ ہزار روپے بطور اخراجات تجہیز و تکفین کی ادائیگی
- خاتون کا ممبر کے بیوہ ہونے کی صورت میں دوران عدت 100 فیصد اجرت کے مساوی معاوضہ کی ادائیگی
- دوران کار زخمی ہونے پر جزوی معذوری 20 فیصد سے زائد ہو تو مخصوص شرح سے معذوری کی پنشن کی ادائیگی
- دوران کار زخمی ہونے پر معذوری کی شرح 66 فیصد سے زائد ہو تو اجرت کے 100 فیصد مساوی پنشن کی ادائیگی۔
- دوران کار زخمی ہو کر انتقال کر جانے کی صورت میں اجرت کے 100 فیصد مساوی پسماندگان کو پنشن کی ادائیگی۔
- بیوی بچوں کی عدم موجودگی میں مرحوم کا ممبر کے ماں باپ یا بہن بھائیوں کو پسماندگان پنشن کی ادائیگی۔
- پنشن یافتہ معذور کارکنان، ان کے زیر کفالت لواحقین اور مرحوم کارکنان کے پسماندگان کو بلا معاوضہ ساری زندگی مکمل طبی سہولیات کی فراہمی
- کارکنان اور ان کے لواحقین کے لئے معذوری یا پسماندگان کی پنشن کے لئے کم از کم ماہانہ شرح -/770 روپے مقرر کر دی گئی ہے۔

❖ سوشل سکیورٹی ہسپتالوں میں داخل مریضوں کو خرچہ خوراک –/100 روپیہ روزانہ کے حساب سے ادائیگی۔

(د) ادارہ ہذا کے زیر انتظام ضلع سرگودھا میں 2 میڈیکل سنٹرز، 4 ڈسپنسریاں اور 3 ایمرجنسی سنٹرز قائم کئے گئے ہیں جن کی تفصیل مع پتاجات درج ذیل ہیں:-

نمبر شمار	نام ڈسپنسری/میڈیکل سنٹر وغیرہ	پتا
1	سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر	29 ٹیل سرگودھا
2	سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر	بھلوال
3	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری	سٹی ایریا سرگودھا
4	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری	عبداللہ شوگر ملز شاہ پور
5	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری	نیشنل شوگر انڈسٹری سیال موڑ سرگودھا
6	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری	چشتیہ شوگر ملز فروکہ ضلع سرگودھا
7	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر	تیمور سپننگ ملز لاہور روڈ سرگودھا
8	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر	رحمان پورہ سرگودھا
9	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر	اویس قرنی سپننگ ملز سرگودھا

(ہ) حکومت پنجاب کے وضع کردہ criteria کو مدنظر رکھتے ہوئے ادارہ ان علاقوں میں اپنے ہسپتال قائم کرتا ہے جہاں تحفظ یافتہ کارکنان کی معقول تعداد موجود ہوتی ہے۔ہسپتال و دیگر طبی مراکز کے قیام کے لئے تحفظ یافتہ کارکنان کی درج ذیل کم از کم تعداد کو مدنظر رکھا جاتا ہے:-

نمبر شمار	طبی مراکز	مقرر کردہ کم از کم تعداد
1	ایمرجنسی سنٹر	250
2	ڈسپنسری	750
3	میڈیکل سنٹر	1500
4	25 بستروں کا ہسپتال	5000
5	50 بستروں کا ہسپتال	10000
6	100 بستروں کا ہسپتال	25000

ضلع سرگودھا میں 50 بستروں پر مشتمل ایک سوشل سکیورٹی ہسپتال کی تعمیر کا منصوبہ پہلے ہی زیر غور ہے اور اس ہسپتال کی تعمیر کے لئے قطعہ اراضی حاصل کرنے کے لئے ضروری اقدامات کئے جارہے ہیں۔علاوہ ازیں مستقبل میں جب بھی تحفظ یافتہ کارکنان کی تعداد میں اضافہ کی بدولت طبی مراکز قائم کرنے کی ضرورت محسوس ہوگی،ادارہ اس ضمن میں ضروری اقدامات کرے گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!ابھی وزیر موصوف نے ذکر کیا ہے کہ تمام بڑے شہروں میں سوشل سکیورٹی کے ہسپتال موجود ہیں اور بڑی اچھی حالت میں ہیں۔میں اپنے علاقے سلانوالی شہر کا ذکر کرنا چاہتی ہوں۔انہوں نے جز(ہ) کے جواب میں criteria بتایا ہے کہ 250 پر ایمرجنسی سنٹر ہوتا ہے،750 پر ڈسپنسری،1500 پر میڈیکل سنٹر اور 5000 پر 25 بستروں کا ہسپتال ہوتا ہے لیکن ادھر کی آبادی تقریباً چھتیس ہزار ہے،وہاں پر سوشل سکیورٹی کا ایسا کوئی سنٹر،ایمرجنسی سنٹر یا ہسپتال کچھ بھی موجود نہیں ہے۔وہاں پر ہینڈی کرافٹ،مائنز اینڈ منرل کے کام میں بہت زیادہ لوگ involved ہیں،کیا انہیں سوشل سکیورٹی کی ضرورت نہیں ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر!اگر سلانوالی میں چھتیس ہزار رجسٹرڈ ورکرز ہیں تو کل ہی وہاں جاکر ہسپتال کا سنگ بنیاد رکھتے ہیں۔وہاں پر چھتیس ہزار تعداد نہیں ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!میں نے سلانوالی کا آبادی بتائی ہے اور وہاں پر جو کام ہو رہا ہے، وہاں پر جو انڈسٹریز functional ہیں،ان کا بھی ذکر کیا ہے۔یہ منسٹر ہیں،میں نہیں ہوں۔مجھے یہ نہیں پتا کہ ان میں سے کتنے لوگ بطور ورکر رجسٹرڈ ہیں۔ہینڈی کرافٹ،مائنز اور منرل ایسی انڈسٹریز نہیں ہیں کہ لوگ گھر بیٹھ کر مائنز نکال رہے ہیں، مٹی پتھر بجری گھر بیٹھ کر نہیں نکالے جاتے،obviously وہ ورکر ہی ہیں۔ان چیزوں کو دیکھنے کے لئے ان کا محکمہ کیا کر رہا ہے،اگر ایک علاقے میں انڈسٹریز چل رہی ہیں اور وہاں پر رجسٹریشن نہیں ہو رہی تو محکمہ اس سلسلے میں کیا لائحہ عمل اختیار کر رہا ہے؟

جناب سپیکر!انہوں نے جز(ہ) کے جواب میں لکھا ہے کہ ضلع سرگودھا میں پچاس بستروں پر مشتمل ایک سوشل سکیورٹی ہسپتال کی تعمیر کا منصوبہ پہلے ہی زیر غور ہے تو یہ منصوبہ پایہ تکمیل تک پہنچنے میں کتنے سال لے گا،اس کی کوئی deadline بھی دے دیں کہ یہ منصوبہ کب سے زیر غور ہے اور کب ختم ہو گا،انہوں نے فرمایا ہے کہ ان کے پاس پیسے نہیں ہیں،انہیں پیسے کس نے دینے تھے،آیا وہ پیسے حکومت پنجاب نے دینے تھے یا وفاقی حکومت نے دینے تھے اس کی بھی وضاحت کر دیں۔

جناب سپیکر: جی،منسٹر صاحب!

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر!میں نے کسی سوال کے جواب میں یہ نہیں کہا کہ میرے پاس پیسے نہیں ہیں،میں یہ بات اعزاز سے کہہ سکتا ہوں کہ شاید میں واحد وزیر ہوں جو یہ نہیں کہتا کہ پیسے نہیں ہیں،ہمارے پاس بہت پیسے ہیں۔ہم سرگودھا میں پچاس بیڈز کا ہسپتال

بنانا چاہ رہے ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ ہم دسمبر تک اس کے لئے زمین حاصل کر لیں گے، ورکرز ویلفیئر فنڈز اسلام آباد ہمیں اس کی تعمیر اور اسے دو سال چلانے کے لئے پیسے دینا چاہتا ہے، انشاء اللہ ہم جنوری تک اس کا سنگ بنیاد رکھیں گے۔ میری بہن جو کہہ رہی تھیں کہ چھتیس ہزار لوگ ہیں، یقیناً ہوں گے۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے چھتیس ہزار آبادی کہا ہے۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں ہاؤس کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ سوشل سکیورٹی ایک Autonomous Body ہے اور اپنے وسائل خود پیدا کرتی ہے۔ کسی سے donation نہیں لیتی، کوئی حکومت grant نہیں دیتی، ہم contribution کے ذریعے پیسے اکٹھے کرتے ہیں اور ہمیں جن علاقوں سے contribution آتا ہے ان علاقوں میں ترجیحاً اپنی ذمہ داریاں پوری کرتے ہیں۔ اگر ادھر سے contribution کی اتنی amount آ رہی ہے تو میں سلانوالی میں بھی کوئی میڈیکل سنٹر یا ڈسپنسری ضرور قائم کرنے کے لئے تیار ہوں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! پوچھا یہ گیا تھا کہ اس ضلع میں کس کس جگہ پر ڈسپنسریاں اور ہسپتال بنانے کی ضرورت ہے۔ محترم وزیر جو floor پر جواب دے رہے ہیں اگر یہ دے دیتے تو میں کبھی یہ سوال نہ کرتی۔ انہوں نے خود جواب دیا ہے کہ اگر 250 ہوں گے تو ہم ایمرجنسی سنٹر بنائیں گے، 750 ہوں گے تو ڈسپنسری بنائیں گے، 1500 ہوں گے تو میڈیکل سنٹر بنائیں گے یا تو یہ کہہ دیتے کہ چونکہ اس علاقے سے ہمیں کچھ نہیں مل رہا اس لئے وہاں ورکر کا بھی کوئی حق نہیں ہے۔ یہ تو irrelevant جواب ہوا۔ وزیر موصوف نے جو دسمبر اور جنوری کی deadline دی ہے اگر اس کے ساتھ سال بھی بتا دیں تو میں بڑی مشکور ہوں گی۔

جناب سپیکر: آپ نے سنا نہیں، وہ اسی سال کا بتا رہے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! انہوں نے مہینہ specify کیا ہے لیکن سال نہیں بتایا۔ وہ اس مہینے کا سال بھی بتا دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! وہ اسی سال کی بات کر رہے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! چونکہ میرا علاقہ ہے اس لئے میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: علاقے تو نزدیک نزدیک ہیں۔ جی، رانا صاحب!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! سلانوالی میں مائنز اینڈ منرل کا بہت بڑا کاروبار ہو رہا ہے جہاں سے لاکھوں بے روزگار لوگوں کو روزگار مل رہا ہے اور وہاں پر مزدور occupied ہیں اور کام کر رہے ہیں۔ وہاں سے ہینڈی کرافٹ پورے ملک اور انٹرنیشنل سطح پر برآمد کی جاتی ہے۔ کیا منسٹر صاحب یا ان کا محکمہ ایسا ارادہ رکھتا ہے کہ وہاں کے مائنز اور منرل کے مزدوروں اور ہینڈی کرافٹ کے مزدوروں کو educate کیا جائے تاکہ وہ اس سہولت سے فائدہ اٹھا سکیں اور کیا کوئی ایسا ارادہ رکھتے ہیں کہ وہاں سلانوالی شہر میں کوئی سوشل سکیورٹی ہسپتال بنا دیا جائے جس سے وہاں کے مزدوروں کو فائدہ ہو؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! ہم نے پنجاب بھر میں قطع نظر اس کے کہ ہر تحصیل کے اندر مزدور کی کیا تعداد ہے بلا امتیاز جدھر ہمارے اپنے سکولز نہیں ہیں وہاں پرائیویٹ سکولوں کے ساتھ ہمارے agreement کا process مکمل ہوا چاہتا ہے۔ جیسے اگلے پندرہ بیس دن میں یہ process ہو جائے گا تو پنجاب میں جدھر بھی کوئی مزدور اپنے بچوں کو پڑھانا چاہے گا تو میرا لیبر آفیسر جا کر اس کی تعلیم کے تمام اخراجات اس کی تحصیل میں اس سکول میں ادا کرے گا۔ ان کی یونیفارم، ان کی ٹرانسپورٹ، ان کی کتابوں اور فیسوں کا انتظام لیبر ڈیپارٹمنٹ نے کرنا ہے اور میں سب دوستوں کو offer کر رہا ہوں کہ یہ بھی بچوں کو DPS، ایجوکیٹرز، City School میں داخل کرائیں۔ میں ایجوکیشن کی مد میں رجسٹریشن کی شرط کو بھی ختم کر رہا ہوں۔ ہم ہر بچے کو پہلی کلاس سے ایم اے تک محکمہ کے اخراجات پر تعلیم دلوائیں گے، خواہ وہ بیرون ملک جا کر پڑھنا چاہتا ہو، خواہ وہ انجینئر یا ڈاکٹر بننا چاہتا ہو، ہر رجسٹرڈ مزدور کے بچے کی تعلیم کے اخراجات لیبر ڈیپارٹمنٹ اپنے ذمہ لے رہا ہے۔ ہم نے اس حوالے سے پالیسی، طریق کار اور دوسری چیزیں طے کر لی ہیں اور اب ہم منتظر ہیں کہ سوال کرنے والے دوست مجھ سے کتنے بچوں کے admission کے لئے کہتے ہیں؟

جناب سپیکر: معزز ممبر نے ایک اور بات پوچھی ہے کہ کیا آپ سلانوالی میں کوئی ہسپتال بنانا چاہتے ہیں یا نہیں؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! ہسپتال کے حوالے سے یہ عرض ہے کہ وہاں پر رجسٹرڈ مزدوروں کی تعداد دیکھ کر ہی میں اپنے بھائی کو بتا سکوں گا کہ آیا وہاں پر ہم ایمرجنسی سنٹر بنا سکتے ہیں یا میڈیکل سنٹر بنا سکتے ہیں۔ البتہ ان کے ضلع میں تو ہم 50 beds کا ہسپتال بنانے جا رہے ہیں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! یہ مزدور لوگ ان پڑھ ہیں اور صبح سے شام تک مزدوری کرتے رہتے ہیں۔ وہ کوئی اخبار نہیں پڑھتے، انہیں معلوم ہی نہیں ہے کہ کس طرح سے رجسٹرڈ ہونا ہے اور اس کا کیا طریق کار ہے؟ منسٹر صاحب اپنے محکمہ کے لوگوں کی وہاں پر ڈیوٹی لگا دیں جو کہ ان مزدوروں کو رجسٹرڈ کریں۔ وہاں پر پتھر اور handicraft کی بڑی اچھی مارکیٹ ہے۔ لیبر ڈیپارٹمنٹ کے آفیسر وہاں پر جا کر ان مزدوروں کو اس پالیسی کے بارے میں آگاہ کر دیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب نے آپ کی بات نوٹ کر لی ہے، تشریف رکھیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جب میں سوال کرنے کے لئے اٹھتی ہوں تو bell بج جاتی ہے، آپ میرا سوال نہیں لیتے۔ میری باری ہی نہیں آ رہی جبکہ میں نے بڑے اہم سوال پوچھنے ہیں۔ بچوں کو سکول میں داخل کروانے کے حوالے سے ابھی منسٹر صاحب نے ذکر کیا ہے۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اگر کوئی مزدور کا بچہ کسی پرائیویٹ سکول میں پڑھ رہا ہے تو کیا یہ اس پرائیویٹ سکول کی فیس ادا کرنے کا بھی ذمہ لیں گے یا صرف سرکاری سکول میں ہی مزدور کے بچوں کو پڑھائیں گے؟

جناب سپیکر: محترمہ! منسٹر صاحب نے تو بڑا واضح طور پر کہا ہے کہ ایجوکیٹر، سٹی سکول یا کسی بھی پرائیویٹ سکول میں مزدور کے بچے کو داخل کروا سکتے ہیں اس کی فیس وغیرہ سب کچھ ان کا محکمہ pay کرے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہی ہوں کہ جن مزدوروں کے بچے پرائیویٹ سکولوں میں پڑھ رہے ہیں کیا ان کی فیس بھی ان کا محکمہ ادا کرے گا؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں بڑے سادہ الفاظ میں عرض کرتا ہوں کہ مزدور کا بچہ جدھر بھی پڑھ رہا ہے یا پڑھنا چاہتا ہے وہ پڑھے اس کے تعلیمی اخراجات ادا

کرنا ہماری ذمہ داری ہوگی۔ پرائیویٹ سکول یا سرکاری، اس وقت جدھر بھی بچہ پڑھ رہا ہے یا پڑھنا چاہتا ہے اس کے اخراجات ادا کرنا محکمہ کی ذمہ داری ہے۔ اس حوالے سے ہمارے پاس وسائل موجود ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! پتوکی میں ایک بھٹہ مزدور کے بچے کو فیس نہ دینے کی بناء پر پرائیویٹ سکول سے نکال دیا گیا ہے۔ اس کی ایک ماہ کی فیس -/600 روپے ہے۔ پچھلے پانچ ماہ سے اس کے والد فیس ادا نہیں کر سکے جس کی وجہ سے بچے کو سکول سے نکال دیا گیا ہے۔ اس کی والدہ میرے پاس آئی تھی، میں منسٹر صاحب کو آج ہی اس بچے کے حوالے سے سارے particulars دے دوں گی اور امید کروں گی کہ اس بچے کی فیس ان کا محکمہ ادا کر دے گا۔

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! محترمہ مجھے اس بچے کے حوالے سے پوری تفصیل دے دیں اس کی فیس انشاء اللہ تعالیٰ صبح ادا کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، کر لیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! منسٹر صاحب میرے حلقے میں تشریف لے گئے تھے۔ وہاں پر تقریباً 20 کے قریب factories ہیں۔ انہوں نے وہاں پر فرمایا تھا کہ چونکہ یہاں پر مزدوروں کی تعداد کافی زیادہ ہے اس لئے میں یہاں پر ایک ہسپتال کے قیام کا اعلان کرتا ہوں، آپ اس کے لئے زمین تلاش کریں۔ ہم زمین تلاش کر چکے ہیں۔ اب منسٹر صاحب on the floor of the House ہمیں بتا دیں کہ وہ کب اس ہسپتال کا افتتاح فرما رہے ہیں؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میرے بھائی شاہ صاحب نے میری کہی ہوئی بات میں تھوڑا سا فرق ڈال دیا ہے۔ میں نے یہ کہا تھا کہ آپ زمین donate کر دیں تو یہاں پر ہسپتال بنا دیا جائے گا۔ اب یہ جس دن زمین donate کریں گے میں اگلے دن ہسپتال کا سنگ بنیاد رکھ دوں گا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ زمین donate کر دیں، دیکھا جائے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! انہوں نے یہ نہیں کہا تھا لیکن اگر یہ کل ہسپتال کا افتتاح کرتے ہیں تو میں زمین donate بھی کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، مہربانی۔ بس آپ کا کام بن گیا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اب منسٹر صاحب کوئی تاریخ تو دیں کہ کب افتتاح کریں گے ؟

جناب سپیکر: نہیں، ایسے تو وہ تاریخ نہیں دے سکتے۔ پہلے آپ ان کے محکمے کے نام زمین انتقال کروائیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں on the floor of the House commit کر رہا ہوں۔

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! جیسے ہی مناسب زمین لیبر ڈیپارٹمنٹ کے نام منتقل ہونے کے کاغذات آپ کے پاس پہنچیں گے اگلے ہی گھنٹے ہم دونوں سنگ بنیاد رکھنے جائیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اب میں نے زمین اٹھا کر لیبر ڈیپارٹمنٹ کے حوالے تو نہیں کرنی۔ ان کے لیبر افسر مفت کی تنخواہیں لے رہے ہیں۔ منسٹر صاحب ان کو میرے پاس بھجوائیں میں اگر زمین نہ دوں، انکار کروں تو پھر آپ کو آ کر بتائیں۔

جناب سپیکر: چلیں، جس دن آپ انتقال کروا دیں گے اسی دن آپ کے ہاں ہسپتال کا افتتاح منسٹر صاحب کر دیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں تو صبح زمین ان کے محکمہ کے نام منتقل کروانے کے لئے تیار ہوں۔ لیبر ڈیپارٹمنٹ کا کوئی آدمی میرے پاس آئے تو سہی۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اپنے محکمہ کے کسی آدمی کو شاہ صاحب کے پاس بھیجیں۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جی، بہتر ہے۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

ملازمین دفتر روزگار کے لئے سروس رولز / سروس سٹرکچر کا اجراء

*2963: چودھری محمد اسد اللہ: کیاوزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ دفتر روزگار ایک فعال ادارہ تھا جو آجر اور اجیر کو مفت خدمات دیتا تھا؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ اس ادارہ کو یکم جون 1994 کو بند کر دیا گیا تھا؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ حکومت پنجاب نے اس ادارے کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے یکم جولائی 2000 سے بحال کر دیا مگر ایک ادارے کے طور پر ابھی تک بحال کیا گیا اور نہ ہی کوئی علیٰحدہ سروس رولز وغیرہ وضع کئے گئے ہیں؟

(د) کیا حکومت دفتر روزگار کے ملازمین کے سروس رولز / سروس سٹرکچر بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) جی ہاں۔

(د) حکومت دفتر روزگار کے ملازمین کے سروس رولز اور سٹرکچر بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔اس سلسلے میں پہلے مرحلے پر تمام موجودہ مینجر ایمپلائمنٹ ایکسچینج کو سکیل نمبر 16 سے سکیل 17 میں اپ گریڈ کر دیا گیا ہے۔

پنجاب میں ورکرز ویلفیئر بورڈ کی کالونیوں کی تعداد ودیگر تفصیلات

*4292: چودھری محمد اسد اللہ: کیاوزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

پنجاب میں ورکرز ویلفیئر بورڈ کی کالونیوں کی تعداد کیا ہے اور یہ کہاں کہاں ہیں نیز ان کالونیوں میں پلاٹوں، گھروں اور فلیٹس وغیرہ کی تفصیل کیا ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

پنجاب میں لیبر کالونیوں کی تعداد 27 ہے۔ان کالونیوں میں پلاٹوں، گھروں اور فلیٹس وغیرہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ملتان، محکمہ کے اداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4709: **ملک محمد عامر ڈوگر:** کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ملتان میں مزدوروں کی ویلفیئر کے کل کتنے ادارے کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان اداروں میں کل کتنے ملازمین ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں؟

(ج) یہ ادارے صنعتی مزدوروں کو کیا کیا سہولیات فراہم کر رہے ہیں؟

(د) ملتان میں محکمہ کے زیر کنٹرول کتنی فیکٹریاں و کارخانے رجسٹرڈ ہیں ان میں کتنے کتنے مزدور اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں اور ان میں سے کتنے مزدوروں کو محکمہ سہولیات فراہم کر رہا ہے، آگاہ فرمائیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) ملتان میں مزدوروں کی ویلفیئر کے لئے درج ذیل 5 ادارے کام کر رہے ہیں۔

1. ضلعی دفتر لیبر ویلفیئر
2. محکمہ سوشل سکیورٹی (جو ضلعی آفیسر لیبر کے ماتحت نہ ہے)
3. ورکرز ویلفیئر بورڈ کے ماتحت سکول مردانہ / زنانہ
4. ورکرز ویلفیئر بورڈ کے ملازمین
5. ایمپلائز اولڈ ایج بینیفٹ (وفاقی محکمہ)

(ب) ضلعی دفتر ویلفیئر ملتان میں بشمول ملازمین ورکرز ویلفیئر بورڈ کی کل منظور شدہ تعداد 58 ہے جبکہ سوشل سکیورٹی کے اداروں میں 576 ملازم ہیں۔ ورکرز ویلفیئر بورڈ کے دو سکولوں میں سٹاف کی تعداد 145 ہے۔

(ج) ضلعی دفتری لیبر ویلفیئر ملتان رجسٹرڈ فیکٹری کے ملازمین کو جہیز فنڈ ڈیتھ گرانٹ، تعلیمی وظائف، مزدوروں کے بچوں اور بچیوں کے لئے مفت تعلیم اور ان کے آمد و رفت و یونیفارم کی سہولیات مہیا کرتا ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے۔ سماجی تحفظ کی سکیم کے تحت سہولیات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے

جنوری2008 تا نومبر2009

(1)مستفید ہونے والے مزدوروں کی کل تعداد			668
(2)میرج گرانٹ		کارکنان کی تعداد	تقسیم شدہ رقم
		397	39,20,000
(3)	ڈیتھ گرانٹ	46	11100000
(4)	تعلیمی وظائف	225	44,70,749
کل ورکرز		668 کل تقسیم شدہ رقم	1,94,90,749

(د) ضلع ملتان میں رجسٹرڈ فیکٹریوں کی کل تعداد 412 ہے جن میں کل 30057 مزدور کام کر رہے ہیں۔ تاہم ورکرز کی تعداد میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے اور اہل ورکرز کو جو درخواست دیتا ہے وہ ضلعی سکروٹنی کمیٹی میں پیش کی جاتی ہے۔ بعد از منظوری کیس ورکرز ویلفیئر بورڈ کو ارسال کر دی جاتی ہے۔ مستفید ہونے والے کارکنان کی کل تعداد 668 ہے۔

ضلع فیصل آباد۔ محکمہ کے ہسپتال وڈسپنسریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5126: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ کے تحت کتنے ہسپتال اور ڈسپنسریاں چل رہی ہیں؟

(ب) ان کو سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران کتنی رقم دی گئی؟

(ج) ان میں ڈاکٹرز کی کتنی اسامیاں خالی ہیں، خالی اسامیاں پُر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا حکومت اس ضلع میں مزید ہسپتال اور ڈسپنسریاں بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) ادارہ سماجی تحفظ برائے ملازمین پنجاب کے زیر انتظام، ضلع فیصل آباد میں ایک بڑا ہسپتال اور تیئس سوشل سکیورٹی ڈسپنسریاں قائم ہیں۔ ان کے نام اور پتا جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع فیصل آباد میں قائم طبی مراکز کا انتظام چلانے اور رجسٹرڈ صنعتی و تجارتی اداروں میں کام کرنے والے تحفظ یافتہ کارکنان اور ان کے لواحقین کو مفت علاج معالجہ کی فراہمی کی مد میں مالی سال 08۔2007 اور مالی سال 09۔2008 کے دوران بالترتیب 2,62,61,223/- اور 2,34,85,381/- روپے دیئے گئے جبکہ سوشل سکیورٹی ہسپتال، فیصل آباد کو اس مد میں

مالی سال08۔2007 اور مالی سال09۔2008 کے دوران بالترتیب ۔/17,64,61,095 اور ۔/20,15,89,265 روپے کی رقم فراہم کی گئی۔

(ج) مذکورہ طبی مراکز سوشل سکیورٹی ہسپتال، فیصل آباد میں ڈاکٹرز کی خالی اسامیوں کی تفصیل مع تعداد اور گریڈ درج ذیل ہے:۔

طبی مراکز میں خالی اسامیاں:

نمبر شمار	عہدہ	پے سکیل گروپ	خالی اسامیوں کی تعداد
1	میڈیکل آفیسر (Medical Officer)	PPG-12	02
2	وومن میڈیکل آفیسر (Woman Medical Officer)	PPG-12	02
	ٹوٹل		04

سوشل سکیورٹی ہسپتال، فیصل آباد میں خالی اسامیاں:۔

نمبر شمار	عہدہ	پے سکیل گروپ	خالی اسامیوں کی تعداد
1	ہسٹوپتھالوجسٹ (Histopathologist)	PPG-14	01
2	اسنتھیٹیسٹ (Anesthetist)	PPG-13/14	02
3	انکالوجسٹ (Oncologist)	PPG-13/14	01
4	ٹی بی سپیشلسٹ (T.B Specialist)	PPG-13/14	01
5	نیفرالوجسٹ (Nephrologists)	PPG-13/14	01
6	ڈینٹل سرجن (Dental Surgeon)	PPG-13/14	01
7	میڈیکل آفیسر (Medical Officer)	PPG-12	10
	ٹوٹل		17

ادارہ ہذا نے مذکورہ بالا اسامیوں پر بھرتی کے لئے کئی مرتبہ اشتہارات شائع کروائے ہیں تاہم چونکہ اسامیوں پر بھرتی کنٹریکٹ کی بنیاد پر کی جانی مقصود تھی جس کی بناء پر ڈاکٹرز حضرات ادارہ ہذا کی ملازمت اختیار کرنے میں ہچکچاہٹ ظاہر کرتے تھے۔اب حکومت پنجاب کی طرف سے ڈاکٹرز کو ریگولر کرنے کے بعد، محکمہ ہذا میں بھی ان اسامیوں پر ریگولر کی بنیاد پر بھرتی کا عمل کیا جائے گا اور یہ امید کی جاتی ہے کہ ان اسامیوں پر جلد از جلد تعیناتی مکمل ہو جائے گی۔

(د) ادارہ ہذا کے ہسپتال اور ڈسپنسریاں حکومت پنجاب کے قائم کردہ معیار کے مطابق، ان علاقوں میں قائم کی جاتی ہیں جہاں تحفظ یافتہ کارکنان اور ان کے لواحقین کی کافی تعداد موجود ہو۔ فی الوقت ضلع فیصل آباد میں قائم ہسپتال اور دیگر طبی مراکز موجودہ تحفظ یافتہ کارکنان اور ان کے لواحقین کو طبی سہولیات مہیا کرنے کے لئے کافی ہیں تاہم مستقبل میں کارکنان کی تعداد

میں اضافہ کی صورت میں ادارہ ہذا یقیناً ان کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے مزید طبی مراکز قائم کرنے کے لئے ضروری اقدامات عمل میں لائے گا۔

محکمہ کے تحت رجسٹرڈ فیکٹریوں اور کارخانوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5129: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ محنت کے تحت کل کتنی فیکٹریاں اور کارخانہ جات رجسٹرڈ ہیں؟

(ب) ان میں کل کتنے ورکرز کام کر رہے ہیں اور ان سے سالانہ کتنی رقم ورکرز ویلفیئر فنڈز کے تحت موصول ہوتی ہے؟

(ج) محکمہ بورڈ کو سال 08-2007 اور 09۔2008 کے دوران کتنی رقم ملی؟

(د) ان سالوں کے دوران ورکرز کی ویلفیئر کے لئے کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ہ) ان سالوں کے دوران کس کس جگہ کون کون سے ادارے قائم کئے گئے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) محکمہ محنت پنجاب میں فیکٹریز ایکٹ کے تحت 31۔مارچ 2010 تک کل 10275 فیکٹریاں رجسٹرڈ ہیں۔

(ب) ان میں کل 656788 ورکرز کام کرتے ہیں۔

(ج) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کو مذکورہ سالوں میں مندرجہ ذیل رقم ملی ہے:۔

نمبر شمار	سال	بجٹ گرانٹ
1	2007۔08	1,235.400 ملین روپے
2	2008۔09	1,795.750 ملین روپے
	میزان	3,031.150 ملین روپے

(د) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ نے مذکورہ سالوں میں مندرجہ ذیل رقم خرچ کی ہے:۔

نمبر شمار	سال	اخراجات
1	2007۔08	1,155.258 ملین روپے
2	2008۔09	1,767.074 ملین روپے
	میزان	2,922.332 ملین روپے

(ہ) ان سالوں کے دوران مندرجہ ذیل ادارے قائم کئے گئے۔

نمبر شمار	ادارے کا نام	جگہ کا نام
1	ورکرز ویلفیئر سکول (بوائز)	فیصل آباد
2	ورکرز ویلفیئر سکول (گرلز)	فیصل آباد
3	ورکرز ویلفیئر سکول (بوائز/گرلز)	سیالکوٹ

4	ورکرز ویلفیئر سکول(بوائز/گرلز)	سرگودھا
5	ورکرز ویلفیئر کمپلیکس	ڈیفنس روڈلاہور
6	لیبر کالونی	مظفر گڑھ
7	ورکرز ویلفیئر سکول(بوائز/گرلز)	قصور

ضلع سیالکوٹ، محکمہ محنت کے ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5226:رانا آصف محمود:کیاوزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سیالکوٹ محکمہ محنت میں منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں، کتنی خالی ہیں؟

(ب) اس ضلع میں محکمہ ہذا نے لیبر کی سہولیات اور فلاح و بہبود کے لئے کون کون سے منصوبے شروع کر رکھے ہیں؟

(ج) اس ضلع میں محکمہ ہذا سے رجسٹرڈ لیبر کی تعداد کتنی ہے؟

(د) اس ضلع میں محکمہ ہذا سے رجسٹرڈ صنعتوں اور کارخانوں کی تعداد کتنی ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل(جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) ضلع سیالکوٹ محکمہ محنت میں منظور شدہ25اسامیاں ہیں جن میں5اسامیاں خالی ہیں۔

(ب) ضلع سیالکوٹ میں محکمہ ہذا نے لیبر کی سہولیات اور فلاح و بہبود کے لئے لیبر کالونیز،بچوں کی تعلیم کیلئے4سکول،کارکنان کی بچیوں کی شادی کے لئے گرانٹ،بچوں کی تعلیم کے لئے تعلیمی وظائف اور کارکنان کی فوتیدگی پر ورثاء کو ڈیتھ گرانٹ دی جاتی ہے۔اس کے علاوہ علاج کے لئے سوشل سکیورٹی ہسپتال اور ڈسپنسریاں قائم کی گئی ہیں۔

(ج) ضلع سیالکوٹ میں محکمہ ہذا سے رجسٹرڈ لیبر کی تعداد27072ہے۔

(د) ضلع سیالکوٹ میں محکمہ ہذا سے رجسٹرڈ صنعتوں اور کارخانوں کی تعداد554ہے۔

ضلع سیالکوٹ، سال09-2008اور10-2009کا بجٹ و دیگر تفصیلات

*5227:رانا آصف محمود:کیاوزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سیالکوٹ محکمہ محنت کو سال09۔2008اور10۔2009 کے دوران کتنی رقم سالانہ وصول ہوئی؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنی رقم سے کون کون سے نئے منصوبے کس کس جگہ کتنی لاگت سے شروع کئے گئے؟

(ج) کتنی رقم ان سالوں کے دوران ضلع میں محکمہ ہذا کے سکولوں پر خرچ ہوئی نیز سکولوں کے نام اور خرچ کردہ رقم کی تفصیل بتائیں؟

(د) کتنی رقم ان سالوں کے دوران اس ضلع میں محکمہ ہذا کے ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں پر خرچ ہوئی؟

(ہ) کتنی رقم محکمہ کے ملازمین کی تنخواہوں، ٹی اے/ڈی اے اور ان کے زیر استعمال گاڑیوں پر خرچ ہوئی؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) محکمہ محنت ضلع سیالکوٹ وسال 09۔2008 کے دوران بجٹ کی مد میں 44,78,000اور سال10۔2009 کے دوران میں۔/45,47,000وصول ہوئی۔

(ب) ان سالوں کے دوران محکمہ محنت سیالکوٹ کی طرف سے کوئی منصوبہ شروع نہ کیا گیا۔

(ج) اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر	سکول کا نام	خرچہ(2008-09)	خرچہ(2009-10)
1	قائداعظم پبلک سکول(طلباء)	13793617	8420734
2	قائداعظم پبلک سکول(طالبات)	14626105	8313408
3	ورکرز ویلفیئر بورڈ سکول(طلباء)	312550	2192354
4	ورکرز ویلفیئر بورڈ سکول(طالبات)	217293	2093886

(د) اس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

طبی مراکز/ہسپتال	جولائی2009-فروری2010	2008-09
ڈسپنسریاں	Rs. 17,99,988/-	Rs. 25,69,047/-
ہسپتال	Rs. 4,40,44,249/-	Rs. 4,55,73,856/-

(ہ) محکمہ محنت سیالکوٹ کے ملازمین کو سال09۔2008میں تنخواہوں کی مد میں مبلغ 42,00,389/-ملازمین کوٹی اے/ڈی اے کی مد میں مبلغ۔/34,652روپے اور گاڑیوں پر مبلغ۔/1,28,528روپے خرچ کئے گئے اور سال10۔2009 میں تنخواہوں کی مد میں مبلغ۔/42,84,076ملازمین کوٹی اے/ڈی اے کی مد میں مبلغ۔/14,280روپے اور گاڑیوں پر مبلغ۔/1,18,342روپے خرچ کئے گئے۔

ضلع خانیوال، محکمہ کے سکولوں میں ٹیچرز کی بھرتی کی تفصیلات

*5481: رانا بابر حسین: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 2009 سے اب تک ضلع خانیوال محکمہ محنت کے سکولوں میں کتنے ٹیچرز کو کس کس پوسٹ پر بھرتی کیا گیا ہے ان کے نام، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل بتائیں؟

(ب) لیبر ویلفیئر سکول میاں چنوں میں کتنے ٹیچرز کو بھرتی کیا گیا ہے، ان کے نام، عہدہ، تعلیمی قابلیت بتائیں؟

(ج) ان ٹیچرز کی اسامیوں کے لئے کتنے افراد نے درخواستیں جمع کروائیں ان کے نام، ولدیت، تعلیمی قابلیت اور ڈومیسائل بتائیں؟

(د) یہ بھرتی کس مجاز اتھارٹی نے کی، اس کا نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) 2009 سے اب تک ورکرز ویلفیئر سکول (طالبات) میاں چنوں میں 05 ایس ایس ای اور 01 عربی ٹیچر بھرتی کی گئی ہیں۔جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام	ولدیت	عہدہ	تعلیمی قابلیت	ڈومیسائل	جوائننگ جارج	ورکنگ	جوائن ورکنگ	استعفیٰ	ٹرمینیٹ
1)	فاخر شاہد	شاہد جاوید اختر	ایس ایس ای	M.Sc (Bio)	خانیوال	03-05-09	-	-		31-08-09
2)	آمنہ کنول	غلام رسکھیم	ایس ایس ای	M.Sc (B.Ed.)	"	11-05-09	ورکنگ	-	-	-
3-	بشریٰ طہور	طہور حسین	ایس ایس ای	M.A B.Ed.	-	12-05-09	03-11-09	جوائن ورکنگ	-	4-11-09
4)	روبینہ یاسمین	بشیر احمد	عربی ٹیچر	M.A B.Ed.	"	15-05-09	"	"	"	02-09-09
5)	طیبہ سلیم	محمد منشا سلیم	ایس ایس ای	M.Sc B.Ed	"	18-05-09	"	"	02-09-09	-
6)	فوزیہ کوثر	محمد اشرف	ایس ایس ای	M.Sc B.Ed	"	جوائننگ نہیں دی	-	-	-	-

(ب) لیبر ویلفیئر سکول میاں چنوں میں 2007 سے اب تک 14 ٹیچرز بھرتی کئے جا چکے ہیں جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان ٹیچرز کی اسامیوں کے لئے 2007 سے اب تک کل 348 درخواستیں موصول ہوئیں، جن کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د)

نمبر شمار	سال	نام مجاز اتھارٹی	عہدہ	گریڈ
1)	2007-08	محمد علی گردیزی	چیئرمین پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ	20
2)	2008-09	عبدالرؤف	چیئرمین پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ	20

ضلع خانیوال، محکمہ کی ڈسپنسریوں، ہسپتالوں وسکولوں کی تعداد ودیگر تفصیلات

*5482: رانا بابر حسین: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ محنت کے ضلع خانیوال میں سکولوں / ہسپتال اور ڈسپنسریوں کے نام اور یہ کس کس جگہ چل رہے ہیں؟

(ب) ان اداروں کے سال 09-2008 اور 10-2009 کے اخراجات بتائیں؟

(ج) ان اداروں میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(د) ان اداروں میں کتنی اسامیاں کس کس جگہ کس کس گریڈ کی خالی ہیں؟

(ہ) ان اداروں میں خالی اسامیاں کب تک پر کر دی جائیں گی؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) محکمہ سماجی تحفظ کے ملتان میں قائم کردہ مقامی ڈائریکٹوریٹ آف سوشل سکیورٹی کے زیر انتظام ضلع خانیوال میں محکمہ کا کوئی ہسپتال نہ ہے تاہم اس علاقہ میں چار سوشل سکیورٹی ڈسپنسریاں اور ایک سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر قائم ہیں ان کے نام اور پتاجات کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام ڈسپنسری/ایمرجنسی سنٹر	پتاجات
1	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری کالونی شوگر ملز	چک نمبر15L/84 کچا کھوہ
2	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری میاں چنوں	مکان نمبر44 بلاک نمبر10 نزد کلینک ڈاکٹر مشتاق احمد میاں چنوں
3	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری خانیوال	مکان نمبر5 بلال کالونی خانیوال
4	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری کبیر والہ	سٹریٹ نمبرA/16 محلہ اسلام آباد، جھنگ روڈ کبیر والہ
5	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر منووال	اندرون منووال ٹیکسٹائل ملز لاہور، ملتان روڈ میاں چنوں

(ب) مذکورہ بالا طبی مرکز میں رجسٹرڈ صنعتی و تجارتی اداروں میں کام کرنے والے تحفظ یافتہ کارکنان اور ان کے لواحقین کو مفت علاج معالجہ کی فراہمی کی مد میں سال 09۔2008 میں 55,94,768/۔ روپے جبکہ جولائی2009 تا فروری2010 کے دوران اس مد میں 43,18,050/۔ روپے خرچ کئے گئے۔

(ج) ضلع خانیوال میں قائم ان ڈسپنسریوں اور ایک سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر میں ملازمین کی کل تعداد25 ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ڈسپنسری/ایمرجنسی سنٹر	ملازمین کی تعداد
1	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری کالونی شوگر ملز	06
2	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری میاں چنوں	05
3	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری خانیوال	09
4	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری کبیر والہ	03
5	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر منووال	02
	ٹوٹل	25

(د) ان اداروں میں خالی اسامیوں کی تفصیل بمع تعداد اور گریڈ درج ذیل ہے۔

نام ڈسپنسری/ایمرجنسی سنٹر	نام خالی اسامی	تعداد	گریڈ
سوشل سکیورٹی ڈسپنسری کالونی شوگر ملز کچا کھوہ	میڈیکل آفیسر	01	17
۔ایضاً۔	چوکیدار	01	01

سوشل سکیورٹی ڈسپنسری خانیوال	ڈسپنسر	01	06
۔ایضاً۔	چوکیدار	01	01
سوشل سکیورٹی ڈسپنسری میاں چنوں	ڈسپنسر	01	06
سوشل سکیورٹی ڈسپنسری کبیر والہ	میڈیکل آفیسر	01	17
۔ایضاً۔	نائب قاصد	01	01
۔ایضاً۔	دائی	01	02
۔ایضاً۔	خاکروب	01	01
سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر منووال	نائب قاصد کم چوکیدار	01	01

(ہ) خالی اسامیوں حکومت پنجاب کی وضع کردہ پالیسی کے مطابق جلد از جلد پر کی جائیں گی۔

جبری مشقت کے مقدمات کے اندراج کی تفصیلات

*5498: محترمہ دیبا مرزا: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں جنوری2008 سے دسمبر2009 تک جبری مشقت Abolition Act 1992 کے کل کتنے مقدمات درج ہوئے؟

(ب) صوبائی حکومت نے جبری مشقت جیسی معاشرتی برائی کے خاتمہ کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

(ج) Vigilance committees نے اس سلسلہ میں کیا کام کیا ہے اگر نہیں تو کیا اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) بانڈڈ لیبر ایکٹ 1992 وفاقی حکومت کا قانون ہے جس میں 2002 میں ضلعی حکومتوں کے قیام کے بعد تبدیل شدہ صورتحال کے مطابق وفاقی حکومت نے ترمیم نہ کی جس کی وجہ سے بانڈڈ لیبر ایکٹ کے تحت مختلف اطلاق سے متعلق اتھارٹیز کا نوٹیفکیشن نہ ہو سکا اس لئے بانڈڈ لیبر ایکٹ کے تحت کوئی مقدمہ درج نہ ہو سکا۔

محکمہ ہذا کی طرف سے موجودہ صورتحال کے تحت وفاقی حکومت کو ترامیم سے متعلق تجویز بھیجی جا چکی ہے اور ہوم ڈیپارٹمنٹ کو بھی اس ضمن میں اقدامات کے لئے تحریر کیا جا چکا ہے جس کے جواب میں ہوم ڈیپارٹمنٹ نے تجویز دی ہے کہ پرانا کمشنری سسٹم بحال کیا جا رہا ہے اور مکمل نافذ ہونے تک اس معاملے کو ملتوی کر دیا جائے تاکہ نئے نظام کے تحت اقدامات کئے جا سکیں۔

(ب)

1۔ ضلع لاہور اور قصور کے لئے "ADP" سکیم کا ایک پراجیکٹ brick kilns میں بانڈڈ لیبر کا خاتمہ 123.367 ملین روپے کی رقم سے شروع کیا گیا ہے جس میں سے 41.9 ملین روپے خرچ کئے جا چکے ہیں اور جس کے تحت سات ہزار بچوں کو غیر رسمی تعلیم دی جائے گی۔ ILO کی طرف سے ان اضلاع میں 60 غیر رسمی سکول کام کر رہے ہیں جن میں 1250 بچوں کو تعلیم دی جا رہی ہے اور یہ سکول بھی مذکورہ سکیم میں لئے جانے ہیں۔ مذکورہ اضلاع میں بھٹہ مزدوروں کے 12000 شناختی کارڈ بنائے جانے ہیں جن میں 2664 شناختی کارڈ بنائے جا چکے ہیں۔ مائیکرو فنانس کے تحت اب تک 14 ملین روپے PRSP کے ذریعے 925 خاندانوں کو بلا سود قرضہ دیا جا چکا ہے اور مذکورہ سکیم میں بھٹہ مزدوروں کو لائیو سٹاک کے لئے بھی اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

2۔ وفاقی حکومت کے فنڈ سے قائم شدہ لیگل ایڈ سروس یونٹ (LASU) کی میعاد 2009 میں ختم ہو گئی تھی جس میں دو سال کی توسیع کروائی گئی تاکہ بھٹہ جات کے مزدوروں اور مالکان کی شکایات کے لئے سپیشل فورم کام کرتا رہے۔ 60 شکایات موصول ہوئیں جن میں سے 54 شکایات کا میرٹ پر فیصلہ کیا گیا اور 06 زیر سماعت ہیں۔ کم اجرت کی ادائیگی پر 196 بھٹہ جات کے 1172 چالان فسٹ کلاس مجسٹریٹ کی عدالت میں جمع کروائے گئے اور پیشگی کے ضمن میں کٹوتی اور کم ادائیگی اجرت کے 372 کیس اتھارٹیز انڈر پیمنٹ آف ویجز ایکٹ کے تحت دائر ہوئے جن میں سے ایک سو مقدمات کا فیصلہ اتھارٹیز نے کیا اور۔/1871328 روپے کی رقم ڈگری کی گئی۔

3۔ 2009 میں 190 brick kilns رجسٹرڈ کئے گئے جن کی رجسٹریشن کی کل تعداد 3708 ہو گئی ہے اور زیادہ تر بھٹہ جات پنجاب میں رجسٹرڈ کئے جا چکے ہیں۔

4۔ بھٹہ مزدوروں کے شناختی کارڈ نہ ہونے کی وجہ سے پیش آمدہ مسائل کے حل کرنے کے لئے 2262 شناختی کارڈ نادرا کی موبائل سے جاری کروائے گئے جو کہ اب تک 15230 شناختی کارڈ جاری کر چکے ہیں۔

5۔ بانڈڈ لیبر پر انڈسٹریل ریلیشنز انسٹیٹیوٹ میں ٹریننگ کورس منعقد کروائے گئے تاکہ بانڈڈ لیبر ایکٹ سے آگاہ کروایا جا سکے۔ علاوہ ازیں محکمہ کی طرف سے اب تک بھٹہ جات پر feasibility report غیر رسمی لٹریسی سکول قائم کرنے کے لئے 595 مکانات پر لٹریسی feasibility report لٹریسی ڈیپارٹمنٹ کو بھجوائی جا چکی ہے جو کہ زیر غور ہے۔ عزت مآب چیف جسٹس صاحب کے حکم سے تمام ویجلنس کمیٹیوں کو فعال کیا گیا ہے اور ان کو از سر نو تشکیل دیا گیا ہے۔

(ج) ویجلنس کمیٹیوں میں بانڈڈ لیبر سے متعلق تمام صورتحال زیر بحث لائی جاتی ہے اور متعلقہ محکمہ جات کو اس ضمن میں ورکرز کے مختلف مسائل پر عملی اقدامات کرنے کی ہدایت کی جاتی ہے اور اس میں متعلقہ محکمہ جات اپنا اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ جن میں بھٹہ جات کے مزدوروں کی تنخواہوں کی ادائیگی کٹوتی ان کے لئے مختلف مسائل مثلاً کم تنخواہ کی ادائیگی، کٹوتیاں،ان کی تعلیم وغیرہ سے متعلق اقدامات کئے جاتے ہیں۔

جیسا کہ مذکورہ سوال کے پیرا(ب) کے جواب میں ذکر کیا جاچکا ہے تاہم بانڈڈ لیبر ایکٹ میں ترامیم موجودہ صورتحال کے مطابق اور قانون کے تحت ترامیم اور اتھارٹیز کی نوٹیفکیشن نہ ہونے کی بناء پر بانڈڈ لیبر ایکٹ کا موثر نفاذ نہ ہے۔

ضلع سیالکوٹ میں اینٹوں کے بھٹوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5919: چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سیالکوٹ میں اینٹوں کے بھٹوں کی کل تعداد کیا ہے؟

(ب) 10-2009 کے دوران غیر رجسٹرڈ بھٹوں کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں اینٹوں کے بھٹوں کی کل تعداد 135 ہے جس میں سے 129 بھٹہ جات فیکٹریز ایکٹ 1934 کے تحت رجسٹرڈ ہیں۔

(ب) تمام غیر رجسٹرڈ بھٹہ جات کو رجسٹر کروانے کے لئے تحریری نوٹس بھٹہ مالکان کو جاری کئے جاچکے ہیں اور ہر ممکن کوشش کی جارہی ہے کہ غیر رجسٹر شدہ بھٹوں کے مالکان بھی انہیں فیکٹریز ایکٹ 1934 کے تحت رجسٹر کروائیں۔

ضلع سیالکوٹ، بچوں سے جبری مشقت کروانے کے خلاف کارروائی کی تفصیلات

*5920: چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں بچوں سے مزدوری کروانے پر کیا قانونی کارروائی کی جاتی ہے،ان کی تفصیل بیان کریں؟

(ب) 2008-09 میں ضلع سیالکوٹ میں بچوں سے جبری مشقت کروانے کے خلاف کتنے مقدمات درج ہوئے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف)

1۔ ایمپلائمنٹ آف چلڈرن ایکٹ 1991 کی دفعہ 14 کے تحت بچوں کی غیر قانونی ملازمت کروانے پر آجر کو ایک سال قید یا دس ہزار روپے جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جا سکتی ہیں۔

2۔ ویسٹ پاکستان شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ آرڈیننس مجریہ 1969 کی دفعہ 27 کی ذیلی دفعہ 2 کے تحت پہلے جرم پر زیادہ سے زیادہ -/250 روپے جرمانہ کیا جا سکتا ہے جبکہ دوسرے جرم پر -/500 روپے جرمانہ یا تین ماہ قید یا دونوں سزائیں بیک وقت دی جا سکتی ہیں۔

3۔ فیکٹریز ایکٹ 1934 کی دفعہ 60(e) کے تحت مینجر اور مالک کو -/500 روپے تک جرمانہ کیا جا سکتا ہے اور اگر دونوں بیک وقت مجرم قرار پائیں تو یہ جرمانہ کل -/500 روپے ہوگا۔

(ب) ضلع سیالکوٹ میں بچوں سے مشقت کروانے والے آجروں کے خلاف دوران سال 2008-09 میں 105 چالان مرتب کر کے مجاز عدالتوں کو بھجوائے گئے جبکہ -/13750 روپے جرمانہ عائد کیا گیا۔

پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کی تفصیلات

*6013: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے پاس اس وقت کتنی رقم ہے اور یہ کس کس بنک میں اور کس کے اکاؤنٹ میں جمع ہے؟

(ب) اس بورڈ کے تحت کتنے سکول صوبہ میں چل رہے ہیں؟

(ج) اس بورڈ کے تحت کتنے ہسپتال صوبہ میں کس کس ضلع میں چل رہے ہیں؟

(د) اس بورڈ کے تحت صوبہ میں کتنی ڈسپنسریاں چل رہی ہیں؟

(ہ) ان سکولوں، ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کے سال 08-2007 اور 09-2008 کے اخراجات بتائیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کا سالانہ بجٹ ورکرز ویلفیئر فنڈز اسلام آباد منظور کرتا ہے اور فنڈ ہر سہ ماہی کے لئے جاری کئے جاتے ہیں۔ورکرز ویلفیئر بورڈ پنجاب نے کسی سکیم میں اس رقم کی سرمایہ کاری نہ کی ہے۔مزید ماہانہ خرچے کی تفصیل ہر ماہ ورکرز ویلفیئر فنڈ اسلام آباد کو جاری کی جاتی ہے۔(ماہ اپریل 2010 تک تفصیلی رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ب) اس بورڈ کے تحت پنجاب میں 46 سکول چل رہے ہیں۔

(ج) متعلقہ نہیں ہے۔

(د) متعلقہ نہیں ہے۔

(ہ) ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کے حساب کتاب پنجاب ویلفیئر ورکرز بورڈ سے متعلقہ نہیں ہیں البتہ سکولوں کے اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	اخراجات
2007-08	266ملین
2008-09	368ملین

محکمہ محنت وانسانی وسائل کے ملازمین کی تعداد ودیگر تفصیلات

*6048: رانا محمد افضل خان: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ کے پنجاب میں کل کتنے ملازمین ہیں اور کتنی اسامیاں خالی ہیں، گریڈ کے مطابق تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) کم عمر بچوں کی ملازمت اور مشقت کے تدارک کے لئے محکمہ کیا اقدامات اٹھا رہا ہے اور اس کے انسپکٹرز کی کیا ذمہ داریاں ہیں؟

(ج) 2008-09 میں کل کتنے اشخاص کے خلاف چائلڈ لیبر کے قوانین کے مطابق مقدمات درج کئے گئے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) محکمہ پنجاب میں ملازمین کی کل تعداد 920 ہے اور 240 اسامیاں خالی ہیں۔گریڈ کے مطابق تفصیل (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) کم عمر بچوں کی ملازمت اور مشقت کے تدارک کے لئے محکمہ نے مندرجہ ذیل اقدامات کئے ہیں:۔

وزارت محنت حکومت پاکستان نے بچوں کی مشقت کے خاتمے کے لئے قومی پالیسی اور حکمت عملی 2001 کا اجراء کیا۔اس پالیسی کے تحت بچوں کی تعلیم کے فروغ کے ذریعے ان کو لیبر مارکیٹ سے دور رکھنا ہے نیز انہیں فنی تربیت کے مواقع فراہم کرنا ہے۔علاوہ ازیں دیگر اقدامات پر بھی زور دیا گیا ہے۔اس میں حکومتی اداروں کے ساتھ ساتھ این جی اوز (NGOs) ٹریڈ یونینز اور عالمی اداروں پر بھی زور دیا گیا ہے کہ وہ بچوں کی مشقت کے خاتمے کے لئے تعاون کریں۔

1. فٹبال کی صنعت سے بچوں کی مشقت کے مکمل خاتمے کے لئے حکومت نے ILO اور دوسری بین الاقوامی ایجنسیوں کے ساتھ مل کر ایک پروگرام سیالکوٹ میں شروع کیا جس کے تحت 10572 مزدور بچوں کو کام کے ساتھ ساتھ تعلیم دینے کا غیر روایتی طریقہ اپنایا گیا ہے اور ان میں سے 5838 بچوں کو روایتی تعلیم کے لئے عام سکولوں میں داخل کرایا گیا۔

فٹبال کی صنعت سے بچوں کی مشقت کے مکمل خاتمے کے لئے درج ذیل دیرپا اقدام اٹھائے گئے:۔

i. مزدور بچوں کو تعلیم دینے کے لئے غیر روایتی مراکز کا قیام
ii. مزدور اکثریتی علاقوں میں واقع عام سکولوں کی استعداد کار میں اضافہ اور سکولوں میں زیادہ بچوں کے داخلے کو ممکن بنایا۔
iii. ایک خود مختار ادارے (IMAC) کا قیام جو کہ اس بات پر نظر رکھتا ہے کہ فٹبال انڈسٹری میں بچے مشقت نہ کریں۔

2. پاکستان میں بچوں کی مشقت کے بدترین اقسام کے خاتمے کا محدود مدتی پروگرام شروع کیا گیا ہے جس کے تحت آلات جراحی کی صنعت میں ILO- IPEC کے تعاون سے سیالکوٹ میں ایک بڑے منصوبے کا آغاز کیا گیا ہے تاکہ اس صنعت میں بچوں کی مشقت کا سدباب ہو سکے جس کے تحت 1500 بچوں کو کام کے ساتھ ساتھ غیر روایتی سکولوں میں تعلیم دلوانے کا بندوبست کیا گیا۔مزید برآں مندرجہ ذیل اقدام بھی کئے گئے۔

1. ضلعی حکومت کو بچوں کی مشقت کی بدترین اقسام سے روشناس کرانے کے لئے اجلاس اور ورکشاپ منعقد کرنا۔
2. بچوں کے لئے فنی تربیت کا بندوبست کرنا۔

3. صنعتوں کے ساتھ رابطہ کر کے خطرناک مزدوری میں لگے ہوئے بچوں کی صحت اور جسمانی حفاظت کا خاطر خواہ اور سماجی کا ممبر اور محکمہ محنت کے ملازمین کو بچوں کی مشقت کی بدترین اقسام کا مقابلہ کرنے کی تربیت شامل ہیں

4. ضلع قصور میں چمڑہ سازی کی صنعت میں کام کرنے والے بچوں کے متعلق محدود مدتی پروگرام کے تحت بنیادی سروے کیا گیا ہے اور اس سروے سے حاصل ہونے والی معلومات کے تحت ILO- IPEC کے ساتھ مل کر ایک بڑا منصوبہ شروع کیا گیا ہے جس کے تحت 250 مزدور بچوں کو تعلیم دلوانے کا منصوبہ شروع کیا گیا جس میں سے 50 کو فنی تعلیم دلوائی گئی۔ منصوبے کے اہم عناصر یہ ہیں:-

1- بچوں کی مشقت کے خاتمے کے لئے تعلیم و تربیت

2- چمڑہ سازی کے شعبہ میں پیشہ وارانہ صحت و سلامتی کے مسائل کے متعلق رائے عامہ اور معاشرتی بیداری۔

3- مقامی صلاحیت، استعداد اور علم میں اضافہ

4- قالین بافی کی صنعت میں بچوں کی مشقت کے خاتمے کے لئے ایک بڑا منصوبہ شروع کیا گیا ہے جس کے تحت 30 ہزار کے قریب بچوں کو مزدوری سے نکال کر تعلیمی اداروں میں تربیت دی جارہی ہے۔

5- محکمہ محنت کی ضلعی ادارے میں قالین بافی میں بچوں کی صحت کو درپیش خطرے کے خاتمے کے لئے ایک جدید کھڈی تیار کی گئی ہے جس کو ایک عالمی مقابلے میں اعلیٰ ترین ایوارڈ دیا گیا ہے۔

6- حکومت پنجاب 12 جون کو بچوں کی مشقت کے خاتمے کو عالمی دن کے طور مناتی ہے۔اس دن بچوں کی مشقت کے خلاف آگاہی اور معلومات کے لئے ورک شاپس اور سیمینار منعقد کئے جاتے ہیں۔

7- محکمہ محنت حکومت پنجاب نے ایک چائلڈ لیبر ریسورس سنٹر قائم کیا ہے جس کے تحت تمام فریقوں کی استعداد میں اضافے کے لئے تربیت مہیا کی جاتی ہے تاکہ تمام افراد جو بچوں کی مشقت کے خاتمے کی کوشش میں بالواسطہ یابلاواسطہ تعلق رکھتے ہیں فائدہ اٹھا سکیں۔

محکمہ محنت کے لیبر انسپکٹران کے فرائض میں اس قانون کے عملدرآمد کو یقینی بنانا شامل ہے جہاں قانون مذکورہ کی خلاف ورزی پائی جاتی ہے لیبر انسپکٹر قانونی کارروائی کرتے ہیں۔

(ج) 2008-09 میں 8796 اشخاص کے خلاف چائلڈ لیبر کے قوانین کے مطابق مقدمات درج کئے گئے ہیں۔

محکمہ محنت کے تحت سکولوں کے قیام کا جواز

*6049:رانا محمد افضل خان: کیاوزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیایہ درست ہے کہ ورکرز ویلفیئر بورڈ محکمہ محنت کا ذیلی ادارہ ہے اور یہ حکومت پنجاب کے مہیاکردہ وسائل سے سکول چلارہاہے؟

(ب) ان سکولوں کو چلانے کے لئے اس شعبہ کا سربراہ کون ہے اور اس شعبہ میں کتنے ملازمین کام کرتے ہیں؟

(ج) کیا محکمہ محنت وانسانی وسائل، تعلیم کے معاملات میں محکمہ تعلیم حکومت پنجاب کو ایک پالیسی ساز اور سپلیمنٹ محکمہ تسلیم کرتا ہے، اگر ہاں تو پھر محکمہ محنت کو علیٰحدہ سکول بنانے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟

(د) کیا محکمہ سکولوں اور بچوں کی بہتری کے لئے ان سکولوں کو محکمہ تعلیم کے حوالے کرنے کاارادہ رکھتاہے،اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ محکمہ محنت کے تحت ایک خود مختار ادارہ ہے اور یہ ورکرز ویلفیئر فنڈ اسلام آباد، ورکرز کے فنڈ سے جمع شدہ رقم سے جاری شدہ بجٹ سے سکول چلارہاہے۔

(ب) یہ تمام سکول پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے تحت چلائے جاتے ہیں۔سیکرٹری لیبر اس بورڈ کے چیئرمین ہیں۔پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کی ایک گورننگ باڈی ہے جس کے ممبران میں، فیکٹریوں کے مالکان اور مزدوروں کے نمائندے بھی شامل ہوتے ہیں۔

اس شعبے میں کام کرنے والے ملازمین کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1) ڈائریکٹوریٹ آف ایجوکیشن ورکرز ویلفیئر سکولز

کل مختص سیٹیں	2154
36	
کام کرنے والے ملازمین	1549
20	

2) ورکرز ویلفیئر سکولز ٹیچنگ نان ٹیچنگ کل تعداد

کل مختص سیٹیں	1263	891	2154
کام کرنے والے ملازمین	1003	546	1549

(ج) محکمہ محنت وانسانی وسائل تعلیم کے معاملات میں محکمہ تعلیم حکومت پنجاب کو بگ پالیسی ساز اور سپلیمنٹ محکمہ تسلیم نہیں کرتا ہے، کیونکہ یہ ورکرز ویلفیئر فنڈ کی گورننگ باڈی اور پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کی گورننگ باڈی کی پالیسیوں اور منظوری سے چلائے جاتے ہیں اور ان سکولوں میں ورکرز کے بچوں کو تمام ضروریات تعلیم (کتابیں، کاپیاں، سٹیشنری، یونیفارم اور ٹرانسپورٹ) مفت مہیا کی جاتی ہیں۔

(د) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ اپنے قائم کردہ سکولوں کو محکمہ تعلیم کے حوالے کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا ہے کیونکہ یہ سکولز ورکرز کے فنڈ سے حاصل ہونے والی رقم سے چلائے جارہے ہیں اور انہی کی ملکیت ہیں۔

ضلع قصور۔ محکمہ کے دفاتر، ہسپتال اور سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6143: محترمہ شگفتہ شیخ: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع قصور میں محکمہ محنت وانسانی وسائل کے کتنے دفاتر، ہسپتال اور سکول کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان میں کل کتنا سٹاف تعینات ہے اور کتنے سٹاف کی کمی ہے، کیا حکومت سٹاف کی کمی کو پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) ضلع میں کتنی لیبر کالونیاں ہیں کہاں کہاں اور کتنے کتنے پلاٹوں پر مشتمل اگر نہیں ہیں تو کیا حکومت لیبر کالونی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) کیا قصور سوشل سکیورٹی ہسپتال کو اپ گریڈ کرنے کا کوئی منصوبہ ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) ورکرز ویلفیئر بورڈ کے زیر انتظام ضلع قصور میں چلنے والے ورکرز ویلفیئر سکولوں کی تعداد دو ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- ورکرز ویلفیئر سکول (طلباء) قصور

2- ورکرز ویلفیئر سکول (طالبات) قصور

ضلع قصور کے علاقے میں قائم صنعتی و تجارتی اداروں میں کام کرنے والے تحفظ یافتہ کارکنان اور ان کے لواحقین کو سہولیات بہم پہنچانے کی غرض سے یہاں پر ادارہ سماجی تحفظ کے زیر انتظام 2 ذیلی دفاتر، (1) سب آفس قصور اور (2) سب آفس پھولنگر قائم کئے گئے ہیں۔ ضلع قصور میں تحفظ یافتہ کارکنان کی تعداد ادارہ کی وضع کردہ پالیسی کے مطابق اتنی نہ

ہے کہ وہاں ہسپتال قائم کیا جائے۔تاہم یہاں پر قائم صنعتی و تجارتی اداروں میں کام کرنے والے تحفظ یافتہ کارکنان اور ان کے لواحقین بشمول والدین کو طبی سہولیات کی فوری فراہمی کے لئے 13 طبی مراکز قائم کئے گئے ہیں جن میں 7 ڈسپنسریاں، 3 میڈیکل سنٹرز اور 3 ایمرجنسی سنٹرز شامل ہیں۔جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام طبی مرکز
1	سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر رائے ونڈ
2	سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر روسہ
3	فسوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر جمبر موڑ
4	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری مصطفیٰ آباد
5	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری قصور
6	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری دینا ناتھ
7	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری پھول نگر
8	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری حبیب آباد
9	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری نفیسہ ٹیکسٹائل ملز
10	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری پتوکی شوگر ملز
11	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر بلھے شاہ پیپر ملز
12	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر لیگلر نفیس
13	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر برادرز شوگر ملز

محکمہ محنت کے دفاتر کی تفصیل بطور ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ ورکرز ویلفیئر سکولوں کے قیام کے وقت ہی ان میں تدریسی و غیر تدریسی عملہ کی اسامیاں منظور کر دیتا ہے۔جو بعد میں ضرورت کے مطابق وقتاً فوقتاً پُر کر لی جاتی ہیں۔ضلع قصور میں ورکرز ویلفیئر سکولوں کا قیام 2009 میں ہوا اور ان میں باقاعدہ کلاسوں کا آغاز موجودہ تعلیمی سال 11-2010 سے شروع ہوا اس لئے ان سکولوں میں طلباء کی کل تعداد (232) ہے۔اس لئے طلباء کی کم تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ نے ضرورت کے مطابق تدریسی و غیر تدریسی عملہ بھرتی کر لیا ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام سکول	طلباء کی تعداد	مختص اسامیاں		کام کرنے والے عملہ کی تعداد		خالی اسامیاں	
			تدریسی	غیر تدریسی	تدریسی	غیر تدریسی	تدریسی	غیر تدریسی
1)	ورکرز ویلفیئر سکول (طلباء) قصور	135	41	23	14	13	27	10
2)	ورکرز ویلفیئر سکول (طالبات) قصور	97	41	23	13	12	28	11

جہاں تک ورکرز ویلفیئر سکولز (طلباء وطالبات) قصور عملہ کی کمی کا تعلق ہے تو اس ضمن میں بیان کیا جاتا ہے کہ فی الوقت ان سکولوں میں کسی بھی قسم کے عملہ کی کمی نہ ہے۔البتہ جیسے جیسے طلباء کی تعداد بڑھے گی تو ضرورت کے مطابق عملہ بھرتی کر لیا جائے گا۔

سوشل سکیورٹی کے دفاتر میں مختلف اسامیوں پر تعینات ملازمین اور خالی اسامیوں کی تفصیل بطور ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جبکہ ضلع مذکورہ میں قائم طبی مراکز میں تعینات ملازمین اور خالی اسامیوں کی تفصیل بطور ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔مزید برآں خالی اسامیوں پر بھرتی کے متعلق عرض ہے کہ حکومت پنجاب کی طرف سے سکیل ایک تا15 پر پابندی ہے جونہی یہ پابندی ختم ہو گی تو خالی اسامیوں پر بھرتی کا عمل مکمل کر لیا جائے گا۔علاوہ ازیں ڈپٹی ڈائریکٹر سب آفس پھول نگر کی ریٹائرمنٹ کی بناء پر مذکورہ اسامی خالی ہے جو جلد ہی پر کر دی جائے گی۔

(ج) ضلع قصور میں کوئی لیبر کالونی نہیں ہے، البتہ حکومت لیبر کالونی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اس سلسلے میں جگہ کا بھی تعین کر لیا گیا ہے۔

(د) فی الوقت مریضوں کی ناکافی تعداد کے پیش نظر ضلع قصور میں ادارہ سوشل سکیورٹی کا کوئی ہسپتال نہ ہے جسے اپ گریڈ کیا جا سکے۔

لاہور۔پنجاب سوشل سکیورٹی ہسپتال کی تفصیلات

*6186: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب سوشل سکیورٹی ہسپتال لاہور میں employees کو تمام میڈیکل سہولیات مہیا کی جاتی ہیں؟

(ب) مذکورہ ہسپتال سے مستفید ہونے کا طریقہ کیا ہے نیز کس گریڈ تک کے افسران / عملہ اس ہسپتال سے علاج کی سہولیات حاصل کر سکتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس ہسپتال میں خواتین افسران کے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھا جاتا ہے اور خواتین ملازمین اپنے بچوں اور والدین کا علاج نہیں کروا سکتیں، اگر ہاں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) جی ہاں۔یہ درست ہے کہ ادارہ پنجاب سوشل سکیورٹی کے زیر انتظام ضلع لاہور میں قائم نواز شریف سوشل سکیورٹی ہسپتال ملتان روڈ لاہور، سوشل سکیورٹی ہسپتال کوٹ لکھپت فیروز پور روڈ لاہور اور سوشل سکیورٹی ہسپتال شاہدرہ میں تمام تحفظ یافتہ کارکنان اور ان کے لواحقین بشمول والدین کے علاوہ ادارہ پنجاب سوشل سکیورٹی کے employees کو بھی علاج معالجہ کی تمام سہولیات مہیا کی جاتی ہیں۔اگر سوشل سکیورٹی ہسپتالوں میں کسی علاج کی سہولت میسر نہ ہو تو ان مریضوں کو دوسرے گورنمنٹ ہسپتالوں میں ریفر کیا جاتا ہے۔

(ب) مذکورہ سوشل سکیورٹی ہسپتالوں میں علاج معالجہ کی سہولیات سے استفادہ کرنے سے قبل مجاز میڈیکل آفیسر مریض کو ابتدائی طبی معائنہ کے بعد قریبی سوشل سکیورٹی ہسپتال میں متعلقہ سپیشلسٹ کے پاس ریفر کر دیا جاتا ہے۔جہاں مریض مذکورہ کو سپیشلائزڈ ٹریٹمنٹ کی سہولت فراہم کی جاتی ہے۔اس کے علاوہ مختلف امراض کی تشخیص کے لئے اگر کسی مریض کے لیبارٹری ٹیسٹ وغیرہ کی ضرورت محسوس کی جائے تو اس عمل کے لئے بھی مریضوں کو ادارہ کے ہسپتالوں میں بھجوایا جاتا ہے۔مزید برآں تمام سوشل سکیورٹی ہسپتالوں میں علاج معالجہ کی تمام سہولیات بلا تخصیص فراہم کی جاتی ہیں اور ان کے علاج معالجہ پر اٹھنے والے اخراجات ادارہ برداشت کرتا ہے۔

(ج) یہ بات درست نہ ہے کہ ادارہ ہذا کی خواتین افسران کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جاتا ہے۔ادارہ سوشل سکیورٹی کے مرد اور خواتین ملازمین کو علاج معالجہ کی یکساں سہولیات حاصل ہیں۔

ضلع سرگودھا۔ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6223: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ کے کتنے ہسپتال اور ڈسپنسریاں کام کر رہی ہیں؟

(ب) ان اداروں میں ڈاکٹرز کی کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(ج) ان اداروں کے سال 09-2008 اور 10-2009 کے اخراجات بتائیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) ضلع سرگودھا میں ادارہ سوشل سکیورٹی کے زیر انتظام 50 بستروں پر مشتمل ایک ہسپتال کی تعمیر کا منصوبہ زیر غور ہے اور اس منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے زمین کی حصولی کے لئے مناسب اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ فی الوقت ضلع سرگودھا سے تعلق رکھنے والے تحفظ یافتہ کا ممبر جن کو ہسپتال کی سطح سے علاج معالجہ کی ضرورت پیش آتی ہے انہیں ادارہ کے زیر انتظام جوہر آباد اور فیصل آباد میں قائم ہسپتالوں میں بھجوایا جاتا ہے تاہم مذکورہ علاقے میں موجود تحفظ یافتہ صنعتی کارکنان اور ان کے لواحقین کی تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے فی الوقت یہاں پر 2 میڈیکل سنٹرز، 4 ڈسپنسریاں اور 2 ایمرجنسی سنٹرز کام کر رہے ہیں جبکہ ایک سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر تیمور سپننگ ملز سرگودھا نے حالیہ دنوں میں کام کرنا شروع کیا ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام ڈسپنسری / میڈیکل سنٹر	مکمل ایڈریس / پتاجات
1	سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر	ایس ٹی ایم سرگودھا
2	سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر	بھلوال سرگودھا
3	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری	سٹی ایریا سرگودھا
4	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری	چشتیہ شوگر ملز فروکہ
5	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری	نیشنل شوگر ملز سرگودھا
6	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری	عبداللہ شوگر ملز شاہ پور
7	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر	رحمان پورہ سرگودھا
8	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر	اویس قرنی سپننگ ملز سرگودھا
9	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر	تیمور سپننگ ملز سرگودھا

(ب) ضلع سرگودھا میں قائم مذکورہ بالا طبی مراکز میں سے صرف سوشل سکیورٹی ڈسپنسری چشتیہ شوگر ملز فروکہ میں ڈاکٹر کی ایک اسامی خالی ہے۔

(ج) ادارہ ہذا کے قائم کردہ طبی مراکز میں مالی سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران بالترتیب مبلغ -/4930587 اور -/5640380 روپے کی رقم خرچ ہوئی۔

پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کی تفصیلات

*6272: جناب آصف بشیر بھاگٹ: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے پاس کل کتنی رقم ہے اور یہ کس کس بنک میں کس کے اکاؤنٹ میں جمع ہے؟

(ب) اس بورڈ کے تحت کل کتنے سکول صوبہ میں چل رہے ہیں؟

(ج) اس بورڈ کے تحت کل کتنے ہسپتال صوبہ میں چل رہے ہیں؟

(د) اس بورڈ کے تحت صوبہ میں کل کتنی ڈسپنسریاں چل رہی ہیں؟

(ہ) ان سکولوں، ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کے سال08۔2007اور09۔2008کے اخراجات بتائیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل(جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے پاس کوئی فکسڈ ڈیپازٹ نہیں ہیں البتہ ورکرز ویلفیئر فنڈ اسلام آباد بورڈ کا سالانہ بجٹ ایک چوتھائی یعنیquarterly basis پر جاری کرتا ہے اور یہ بنک آف پنجاب علامہ اقبال ٹاؤن کی برانچ میں بنام چیئرمین، پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے رکھا ہوا ہے اور یہ بجٹ گورننگ باڈی ورکرز ویلفیئر فنڈ، اسلام آباد کی منظوری اور پری آڈٹ کے بعد استعمال کیا جاتا ہے۔

(ب) اس بورڈ کے تحت اس وقت چلنے والے سکولوں کی تعداد46 ہے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے تحت کوئی ہسپتال اس صوبہ میں نہیں چل رہا ہے۔

(د) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے تحت کوئی ڈسپنسری اس صوبہ میں نہیں چل رہی ہے۔

(ہ) ان سکولوں کے سال08۔2007اور09۔2008کے اخراجات درج ذیل ہیں:۔

1) اخراجات2008۔2007
266.00 Millions

2) اخراجات2009۔2008
244.523 Millions

منڈی بہاؤالدین، فیکٹریوں وکارخانوں کی تعداد ودیگر تفصیلات

*6275:جناب آصف بشیر بھاگٹ:کیاوزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) منڈی بہاؤالدین میں محکمہ محنت کے تحت کتنی فیکٹریاں اور کارخانے ہیں؟

(ب) ان کارخانوں اور فیکٹریوں میں کل کتنے مزدور کام کر رہے ہیں؟

(ج) کارخانوں اور فیکٹریوں سے پنجاب لیبر ویلفیئر بورڈ کو سالانہ کتنی گرانٹ وصول ہوئی ہے؟

(د) یہ گرانٹ کس کس مد سے وصول کی جاتی ہے؟

(ہ) یہ گرانٹ کس کس مد پر خرچ کی جاتی ہے؟

(و) محکمہ ان فیکٹریوں اور کارخانوں میں کام کرنے والے مزدوروں کو کیا مراعات فراہم کرتا ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) اس ضلع میں کل 70 کارخانے رجسٹرڈ ہیں۔

(ب) مذکورہ کارخانوں میں 4048 مزدور کام کر رہے ہیں۔

(ج) ورکرز ویلفیئر فنڈ ایک وفاقی محصول ہے جو کہ سنٹرل بورڈ آف ریونیو اکٹھا کرتا ہے اور اس کی تقسیم کے لئے ورکرز ویلفیئر فنڈ کی گورننگ باڈی مجاز ادارہ ہے۔ پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کو اس کی وصولی کے بابت اطلاع نہیں کی جاتی۔

(د) جواب جز (ج) ملاحظہ ہو۔

(ہ) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کو دی جانے والی رقم صنعتی کارکنان کی بچیوں کے لئے میرج گرانٹ بحساب -/70000 روپے فی کس دوران سروس وفات پانے والے صنعتی کارکنان کے لواحقین کو ڈیتھ گرانٹ بحساب -/300000 روپے فی کیس اور صنعتی کارکنان اور ان کے بچوں کو تعلیمی وظائف بحساب درج ذیل شرح ادا کرنے پر خرچ ہوتی ہے۔ گرانٹ کی تقسیم کے لئے اہلیت و دیگر شرائط ورکرز ویلفیئر فنڈ کی گورننگ باڈی طے کرتی ہے۔

وظائف کی شرح

تمام تعلیمی اخراجات بشمول ہاسٹل میس و ٹرانسپورٹ اخراجات کے علاوہ درج ذیل درجہ بندی کے حساب سے وظیفہ دیا جاتا ہے:۔

درجہ بندی	تعلیمی معیار	وظائف کی شرح
درجہ۔1	الف) کیڈٹ کالجز/پبلک سکولز جو کہ وفاقی حکومت کے زیر انتظام چلتے ہوں ب) انٹر میڈیٹ یا مساوی تعلیم، وفاقی و صوبائی تعلیمی بورڈ یا ادارہ جو کہ وفاقی و صوبائی حکومت سے الحاق شدہ ہوں۔ ج) صوبائی تکنیکی اور فنی تربیتی تعلیمی بورڈ/صوبائی (TEVTA) تکنیکی تعلیم اور فنی تربیتی ادارہ/(NTB) قدمی تربیتی ادارہ/(NEVTEC) قومی فنی تربیتی اور تکنیکی تعلیمی کمیشن سے منظور شدہ تکنیکی تربیتی ادارے	-/1900 روپے ماہوار

درجہ۔11 گریجویشن ڈگری(دو یا چار سالہ دورانیہ)سرکاری یا غیر سرکاری یونیورسٹی یا کالج/ادارہ سے جو کہ ہائرایجوکیشن کمیشن سے الحاق شدہ ہوں۔ -/2500روپے ماہوار

درجہ۔111 الف)پوسٹ گریجویشن ڈگری (دو یا چار سالہ دورانیہ)سرکاری یا غیر سرکاری یونیورسٹی یا کالج/ادارہ سے جو کہ ہائرایجوکیشن کمیشن سے الحاق شدہ ہوں۔ -/3500روپے ماہوار

ب)میڈیکل کالج/انجینئرنگ یونیورسٹی سے حاصل کردہ ڈگری جو کہ ہائرایجوکیشن کمیشن سے الحاق شدہ ہونے کے ساتھ ساتھ پاکستان انجینئرنگ کونسل یا پاکستان میڈیکل اور ڈینٹل کونسل سے بھی الحاق شدہ ہوں

(و) محکمہ ان فیکٹریوں اور کارخانوں میں کام کرنے والے مزدوروں کو مندرجہ ذیل سہولتیں فراہم کرتا ہے:

1۔	جہیز فنڈ کی فراہمی	2۔	ڈیتھ گرانٹ کی ادائیگی
3۔	بچوں کو تعلیمی وظائف	4۔	رہائشی سہولتیں اور پلاٹ
5۔	سکولوں میں مفت تعلیم،یونیفارم کی فراہمی	6۔	سفری سہولیات

صوبہ میں چائلڈلیبر پر پابندی کی تفصیلات

*6551: **میاں نصیر احمد**:کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں چائلڈلیبر پر پابندی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بچوں سے مزدوری کروانے پر یا مزدوری پر رکھنے والے کو سزا بھی دی جاسکتی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو2008 سے یکم مارچ2010تک کل کتنے کیسز حکومت کے ریکارڈ میں آئے ہیں؟

(د) چائلڈلیبر کے حوالے سے حکومت کی حکمت عملی کیا ہے اس سے بھی ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل(جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) صوبہ پنجاب کے تمام صنعتی ادارے جن میں بچوں کی صحت وتندرستی کو متاثر کرنے والے کام ہوتے ہیں۔ان اداروں میں قانون ملازمت اطفال 1991 کی دفعہ(3)کے تحت بچوں کے کام کرنے پر مکمل پابندی ہے جبکہ دوسرے اداروں میں بچوں کی ملازمت کو باقاعدہ بنایا گیا ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے۔ بچوں سے ممنوعہ عملیات کروانے والا آجر قانون ملازمت اطفال مجریہ 1991 کی دفعہ (1)14 کے تحت ایک سال قید یا 20 ہزار روپے تک جرمانہ یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہو گا۔ البتہ تمام کارخانوں میں بچوں کی شرائط ملازمت کی جو کوئی خلاف ورزی کرے گا وہ دفعہ 14(7)(3) کے تحت ایک ماہ کی قید محض یا دس ہزار روپے تک جرمانہ یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہو گا۔

(ج) محکمہ محنت پنجاب کے لیبر انسپکٹران نے بچوں سے مشقت کے تدارک کے لئے قانون اطفال 1991 کے تحت 2008 تا یکم مارچ 2010 تک کل 139397 معائنہ جات کئے اور اس قانون کی خلاف ورزی پر 2955 چالان متعلقہ عدالتوں میں جمع کروائے جبکہ مبلغ -/190165 روپے جرمانہ عائد کیا گیا۔

(د) حکومت پنجاب نے چائلڈ لیبر کی روک تھام کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے ہیں:۔

وزارت محنت حکومت پاکستان نے بچوں کی مشقت کے خاتمے کے لئے قومی پالیسی اور حکمت عملی 2001 کا اعلان کیا۔ اس پالیسی کے تحت بچوں کی تعلیم کے فروغ کے ذریعے ان کو لیبر مارکیٹ سے دور رکھنے سے متعلق بچوں کو فنی تربیت حاصل کرنے کے مواقع فراہم کرنے اور دیگر اقدامات پر زور دیا گیا ہے۔ اس میں حکومتی اداروں کے ساتھ این جی اوز (NGOs)، ٹریڈ یونینز اور عالمی اداروں کا بچوں کی مشقت کے خاتمے کے لئے تعاون پر زور دیا گیا ہے۔

1. فٹبال کی صنعت سے بچوں کی مشقت کے مکمل خاتمے کے لئے حکومت نے ILO اور دوسری بین الاقوامی ایجنسیوں کے ساتھ مل کر سیالکوٹ میں ایک پروگرام شروع کیا جس کے تحت 10572 مزدور بچوں کو کام کے ساتھ ساتھ تعلیم دینے کا غیر روایتی طریقہ اپنایا گیا ہے اور ان میں سے 5838 بچوں کو مزید تعلیم کے لئے عام سکولوں میں داخل کرایا گیا۔

فٹبال کی صنعت سے بچوں کی مشقت کے مکمل خاتمے کے لئے درج ذیل دیرپا اقدام اٹھائے گئے:۔

- ❖ مزدور بچوں کو تعلیم دینے کے لئے غیر روایتی تعلیمی مراکز کا قیام
- ❖ مزدور اکثریتی علاقوں میں واقع عام سکولوں کی استعداد کار میں اضافہ اور سکولوں میں زیادہ بچوں کے داخلے کو ممکن بنانا۔
- ❖ ایک خود مختار ادارے (IMAC) کا قیام جو کہ اس بات پر نظر رکھتا ہے کہ فٹبال انڈسٹری میں بچے مشقت نہ کریں۔

2۔ پاکستان میں بچوں کی مشقت کے بدترین اقسام کے خاتمے کا محدود مدتی پروگرام شروع کیا گیا ہے۔ جس کے تحت آلات جراحی کی صنعت میں ILO- IPEC کے تعاون سے سیالکوٹ

میں ایک بڑے منصوبے کا آغاز کیا گیا ہے تاکہ اس صنعت میں بچوں کی مشقت کا سدباب ہو سکے جس کے تحت 1500 بچوں کو کام کے ساتھ ساتھ غیر روایتی سکولوں میں تعلیم دلوانے کا بندوبست کیا گیا۔مزید برآں مندرجہ ذیل اقدام بھی کئے گئے:۔

- ضلعی حکومت کو بچوں کی مشقت کی بدترین اقسام سے روشناس کرانے کے لئے اجلاس اور ورکشاپ منعقد کرنا۔
- بچوں کے لئے فنی تربیت کا بندوبست کرنا۔
- صنعتوں کے ساتھ رابطہ کر کے خطرناک مزدوری میں لگے ہوئے بچوں کی صحت اور جسمانی حفاظت کا خاطر خواہ اور سماجی کا ممبر اور محکمہ محنت کے ملازمین کو بچوں کی مشقت کی بدترین اقسام کا مقابلہ کرنے کی تربیت شامل ہیں۔

3۔ ضلع قصور میں چمڑہ سازی کی صنعت میں کام کرنے والے بچوں کے متعلق محدود مدتی پروگرام کے تحت بنیادی سروے کیا گیا ہے اور اس سروے سے حاصل ہونے والی معلومات کے تحت ILO-IPEC کے ساتھ مل کر ایک بڑا منصوبہ شروع کیا گیا ہے۔جس کے تحت 250 مزدور بچوں کو تعلیم دلوانے کا منصوبہ شروع کیا گیا جن میں سے 50 کو فنی تعلیم دلوائی گئی۔منصوبے کے اہم عناصر مندرجہ ذیل یہ ہیں:۔

- بچوں کی مشقت کے خاتمے کے لئے تعلیم و تربیت
- چمڑہ سازی کے شعبہ میں پیشہ وارانہ صحت، سلامتی کے مسائل کے متعلق رائے عامہ اور معاشرتی بیداری
- مقامی صلاحیت، استعداد اور علم میں اضافہ

4۔ قالین بافی کی صنعت میں بچوں کی مشقت کے خاتمے کے لئے ایک بڑا منصوبہ شروع کیا گیا ہے۔جس کے تحت 30 ہزار کے قریب بچوں کو مزدوری سے نکال کر تعلیمی اداروں میں تربیت دی جا رہی ہے۔

5۔ محکمہ محنت کی ضلعی ادارے میں قالین بافی میں بچوں کی صحت کو درپیش خطرے کے خاتمے کے لئے ایک جدید کھڈی تیار کی گئی ہے جس کو ایک عالمی مقابلے میں اعلیٰ ترین ایوارڈ دیا گیا ہے۔

6۔ حکومت پنجاب 12 جون کو بچوں کی مشقت کے خاتمے کو عالمی دن کے طور مناتی ہے۔اس دن بچوں کی مشقت کے خلاف آگاہی اور معلومات کے لئے ورک شاپس اور سیمینار منعقد کئے جاتے ہیں۔

7۔ محکمہ محنت حکومت پنجاب نے ایک چائلڈ لیبر ریسورس سنٹر قائم کیا ہے۔جس کے تحت تمام فریق کی استعداد میں اضافے کے لئے تربیت مہیا کی جاتی ہے۔تاکہ تمام افراد جو بچوں کی مشقت کے خاتمے کی کوششوں میں براہ راست یا بلواسطہ تعلق رکھتے ہیں فائدہ اٹھا سکیں۔

صوبہ میں قائم لیبر کالونیوں کی تعداد و تفصیل

*6619: سیدہ ماجدہ زیدی: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) پنجاب میں ورکرز ویلفیئر بورڈ کی طرف سے تعمیر کردہ لیبر کالونیوں کی تعداد کیا ہے اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) مذکورہ کالونیاں کب تعمیر کی گئیں، ضلع وار تفصیل بتائی جائے؟

(ج) کیا سال 2007 سے 2009 تک بھی کالونیاں بنائی گئیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) پنجاب میں ورکرز ویلفیئر بورڈ کی طرف سے تعمیر کردہ لیبر کالونیوں کی تعداد 27 ہے اور ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سیریل نمبر	کالونی کا نام	تحصیل و ضلع	تاریخ تکمیل
1	مدینہ لیبر کالونی	گجرات	31-05-2000
2	کلیم شہید لیبر کالونی	فیصل آباد	1997
3	حسین شہید سہروردی لیبر کالونی	فیصل آباد	N.A
4	جوہر لیبر کالونی	فیصل آباد	1997
5	محمد بن قاسم لیبر کالونی	فیصل آباد	N.A
6	ٹیپو سلطان لیبر کالونی	فیصل آباد	N.A
7	راجہ غضنفر لیبر کالونی	فیصل آباد	N.A
8	آئی آئی چندریگر لیبر کالونی	فیصل آباد	1997
9	512 ملٹی سٹوری فلیٹس	فیصل آباد	1978
10	علامہ اقبال لیبر کالونی	سیالکوٹ	15-04-2004
11	272 ملٹی سٹوری فلیٹس اقبال ٹاؤن	لاہور	17-02-1999
12	نشتر لیبر کالونی	لاہور	1994
13	گلشن لیبر کالونی	گوجرانوالہ	1984
14	لیبر کالونی	رحیم یار خان	07-11-2003
15	شیر بنگال لیبر کالونی فیز 1	شیخوپورہ	31-11-2001
16	شیر بنگال لیبر کالونی 11	شیخوپورہ	10-09-2004
17	لیبر کالونی کالا شاہ کاکو	شیخوپورہ	N.A

18	ساہو کی ملیاں لیبر کالونی	شیخوپورہ	1985
19	قاسم پور لیبر کالونی	ملتان	1993
20	لیبر کالونی جہلم	جہلم	1993
21	ورکرز سٹی میاں چنوں	خانیوال	15-06-2006
22	گلبہار لیبر کالونی	بورے والا	N.A
23	لیبر کالونی ساہیوال	ساہیوال	1997
24	گلگشت لیبر کالونی	سرگودھا	N.A
25	لیبر کالونی	ٹوبہ ٹیک سنگھ	1997
26	لیبر کالونی کمالیہ	ٹوبہ ٹیک سنگھ	N.A
27	لیبر کالونی جھنگ	جھنگ	N.A

(ب) جواب جز(الف)ملاحظہ ہو۔

(ج) ان سالوں کے دوران کوئی لیبر کالونی نہیں بنائی گئی۔اس کی وجہ یہ تھی کہ گورننگ باڈی کے فیصلے کے مطابق10 کلو میٹر کے فاصلے پر کالونی ہونی چاہئے لیکن جگہ کی فراہمی نہ ہونے کی وجہ سے یہاں کالونیاں نہیں بنائی گئیں تاہم2 لیبر کالونیاں مظفر گڑھ اور ڈیفنس روڈ پر حال ہی میں شروع کی گئی ہیں۔

پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے اجلاسوں اور ہونے والے فیصلوں سے متعلقہ تفصیلات

*6620:**جناب شیر علی خان:** کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جنوری2007 سے جنوری2010 تک پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے کتنے اجلاس منعقد ہوئے،ہر سال کی الگ الگ تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

(ب) ہر اجلاس میں کئے گئے فیصلوں کی تفصیل سے بھی ایوان کو آگاہ کیا جائے نیز یہ بھی بتایا جائے کہ قواعد کے تحت کتنے عرصے کے بعد بورڈ کا اجلاس بلایا جانا ضروری ہے؟

(ج) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے ارکان کی تعداد کیا ہے اور ان کو کتنے عرصے کے لئے کس کی سفارش پر تعینات کیا جاتا ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) مبینہ مدت میں پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے کل9 اجلاس منعقد ہوئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سال2007

نمبر	اجلاس	منعقدہ
1	70th بورڈ میٹنگ	11-09-2007
2	71st بورڈ میٹنگ	15-12-2007

سال2008

3	72nd بورڈ میٹنگ	25-02-2008
4	73rd بورڈ میٹنگ	30-03-2008
5	74th بورڈ میٹنگ	27-10-2008

سال2009

6	75th بورڈ میٹنگ	27-01-2009
7	76th بورڈ میٹنگ	05-09-2009
8	77th بورڈ میٹنگ	21-11-2009

سال2010

9	78th بورڈ میٹنگ	09-08-2010

(ب) مندرجہ بالا اجلاس میں کئے گئے فیصلوں کی تفصیل کے لئے ان اجلاسوں کے minutes ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔نیز یہ کہ بورڈ قواعد 1978 کے تحت بورڈ کا اجلاس ہر تین ماہ بعد منعقد ہونا چاہئے۔

(ج) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے کل ارکان کی تعداد نو ہے۔(جن میں تین حکومتی عہدیداران، تین صنعتی کارکنان اور تین صنعتی مالکان کے نمائندہ شامل ہوتے ہیں)حکومتی عہدیداران مستقل ارکان کے طور پر کام کرتے ہیں جبکہ بقیہ چھ غیر حکومتی ارکان عرصہ دو سال کے لئے منتخب ہوتے ہیں۔

دفاتر روزگار اور فراہم کردہ ملازمتوں سے متعلقہ تفصیلات

*6621:چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ پنجاب میں دفاتر روزگار کتنے اور کس کس شہر میں ہیں؟

(ب) کیا یہ دفاتر ہنر مند افراد کو صوبہ اور ملک سے باہر ملازمتیں فراہم کرنے میں بھی کوئی کردار ادا کر رہے ہیں یا حکومت نے کوئی منصوبہ بنایا ہے کہ ان دفاتر کے ذریعے بیرون ملک ہنر مند اور غیر ہنر مند افراد کو روزگار کی فراہمی کے لئے تعاون فراہم کیا جائے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) دفاتر روزگار پنجاب کے تمام ضلعی ہیڈ کوارٹر ماسوائے چنیوٹ کے قائم ہیں۔کل ملا کر 35 بنتے ہیں۔

(ب)

I۔ دفاتر روزگار ہنر مند افراد کو صوبہ پنجاب میں پرائیویٹ سیکٹر میں ملازمتیں فراہم کرنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ پرائیویٹ سیکٹر سے انہیں انتہائی کوشش کے بعد بھی معمولی تعداد میں کچھ اسامیاں موصول ہوتی ہیں جن پر موزوں افراد کو بھیجا جاتا ہے۔

II۔ دفاتر روزگار کے پاس کوئی اختیار نہ ہے کہ وہ کسی بے روزگار کو بیرون ملک بھجوا سکے اس کے لئے پہلے ہی ایک ادارہ وفاقی حکومت کے ماتحت کام کر رہا ہے۔

ضلع قصور۔ بھٹہ جات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6748: **محترمہ ثمینہ خاور حیات:** کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع قصور میں بھٹوں کی کل تعداد کیا ہے ان میں سے کتنے بھٹے رجسٹرڈ اور کتنے غیر رجسٹرڈ ہیں، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) سال 09۔2008 اور 10۔2009 کے دوران ضلع قصور میں کتنے غیر رجسٹرڈ بھٹوں کا چالان کیا گیا اور چالان کے بعد کیا کارروائی ہوئی، کتنے چالان عدالتوں میں زیر سماعت ہیں اور کب سے، تفصیل بتائی جائے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) ضلع قصور میں کل 210 بھٹہ جات ہیں ان میں سے 172 بھٹہ جات فیکٹریز ایکٹ 1934 کے تحت رجسٹرڈ ہیں جبکہ بقایا 38 بھٹہ جات غیر رجسٹرڈ ہیں جو کہ بند ہیں۔

(ب) لیبر ڈیپارٹمنٹ قصور کی جانب سے سال 09۔2008 میں 18 غیر رجسٹرڈ بھٹوں کو چیک کیا گیا اور 5 غیر رجسٹرڈ بھٹوں کے چالان فیکٹریز ایکٹ 1934 کے تحت عدالتوں میں دائر کئے

گئے اور سال 10۔2009 کے دوران 63 بھٹوں کو چیک کیا گیا اور 20 غیر رجسٹرڈ بھٹوں کے عدالتوں میں دائر کئے گئے جو کہ تاحال زیر سماعت ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

پنجاب کے ہسپتالوں میں ڈینگی بخار کے تدارک کے لئے ٹھوس اقدامات کا مطالبہ

جناب طاہر اقبال چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!کل یہاں ہاؤس میں ڈینگی بخار کے حوالے سے ایک تحریک التوائے کار take up ہوئی تھی اس کا جواب دیتے ہوئے رانا ثناء اللہ صاحب نے فرمایا تھا کہ پنجاب کے اندر جتنے بھی ہسپتال ہیں ان سب میں ڈینگی بخار کے test ہو رہے ہیں اور مریضوں کا proper علاج بھی ہو رہا ہے۔میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ لاہور کے اندر جتنے بھی ہسپتال ہیں وہاں پر ڈینگی بخار کے test نہیں ہو رہے۔مجھے کل بھی ایک بچہ "یاسر" ملا ہے۔وہ سرگنگا رام میں دو دن تک جاتا رہا ہے لیکن اس کا وہاں پر کوئی test ہوا اور نہ ہی اس کا کوئی proper علاج ہو سکا ہے۔آج بھی ایک قومی اخبار میں آیا ہے کہ احسان الدین قریشی، صوبائی وزیر اوقاف بھی شاید ڈینگی بخار میں مبتلا ہیں اور کسی ہسپتال کے اندر زیر علاج ہیں۔آج کے جنگ اخبار میں یہ خبر چھپی ہے۔اس اخبار میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ڈینگی بخار میں مبتلا مریضوں کی تعداد بہت زیادہ ہے لیکن حکومت اصل تعداد کو چھپا رہی ہے۔یہ ایک بڑا اہم مسئلہ ہے لہذا اس حوالے سے محکمہ صحت کے ذمہ داران کو کوئی ہدایات جاری کی جائیں۔اس مرض کا proper تدارک کیا جائے۔شکریہ

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس وقت متعلقہ منسٹر صاحب موجود نہیں ہیں۔رانا صاحب!طاہر اقبال چودھری صاحب نے ڈینگی بخار کے حوالے سے point out کیا ہے،اس حوالے سے آپ کوئی وضاحت کرنا چاہیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!ڈینگی بخار سے متعلق خبریں آ رہی ہیں۔حکومت کی طرف سے یہ ہدایات دی گئی ہیں کہ نہ صرف لاہور بلکہ پنجاب کے باقی اضلاع میں جہاں جہاں سے اس قسم کی کوئی شکایت موصول ہو رہی ہے وہاں پر اس بخار سے متعلق test اور علاج کی سہولتیں میسر کروائی جائیں اس سلسلے میں سیکرٹری صحت نے آج لاہور کے بعض ہسپتالوں کا خود visit بھی کیا ہے۔اسی طرح کے visits وہ صوبہ کے باقی اضلاع کے ہسپتالوں کا بھی کریں گے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ڈینگی بخار کی main وجہ تازہ پانی ہے جو کھڑا رہتا ہے۔ میری وزیر قانون سے درخواست ہے کہ جہاں محکمہ صحت اس کے لئے کام کر رہا ہے وہاں محکمہ ہارٹیکلچر والوں کو بھی ہدایت کی جائے کیونکہ جب وہ باغات میں پانی لگاتے ہیں اور اس کو کھڑا رکھتے ہیں تو وہاں پر یہ ڈینگی مچھر پرورش پاتا ہے۔ ہارٹیکلچر والوں کو پابند کیا جائے کہ جہاں پر بھی وہ باغوں میں پانی لگا کر کھڑا رکھتے ہیں اس کو drain out کریں یا پھر پانی کی quantity کم رکھیں ورنہ اس بخار کو کنٹرول کرنا مشکل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یونین کونسلوں میں ڈینگی وائرس کے لئے جو سپرے کیا جاتا ہے وہ دھویں کی شکل میں ہوتا ہے اس سپرے کے لئے جو ادویات آ رہی ہیں انہیں محکمہ صحت کہاں لے کر جا رہا ہے، اس دھویں سے مچھر نہیں مر رہا اور لوگ سانس کی بیماریوں میں مبتلا ہو رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے پچھلے اجلاس میں آپ کی توجہ دلائی تھی کہ PTCL بغیر کسی اجازت کے سڑکیں کھدوا رہا ہے اور آپ نے مجتبیٰ شجاع الرحمٰن سے کہا تھا کہ میں نے جو بات کی ہے اس پر مجھے رپورٹ کریں تو وہ رپورٹ آج تک نہیں آئی لہذا میں اس پر آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ آپ کی instructions تھیں اور ہوتا یہ ہے کہ ٹھیکیدار پندرہ بیس لاکھ روپے کا pay order بنواتے ہیں، گڑھے کھود کر لائن بچھاتے ہیں اور پھر یہ گڑھے چھوڑ دیتے ہیں۔ پورے لاہور اور پنجاب کے ہر بڑے شہر میں ان گڑھوں میں پانی کھڑا ہو جاتا ہے جس سے سڑکیں بھی تباہ ہوتی ہیں اور یہ مچھر انہی گڑھوں میں پھیل رہے ہیں جب تک وہ گڑھے fill نہیں ہوں گے ان مچھروں کو قابو نہیں کیا جا سکتا۔

دوسری بات یہ ہے کہ ڈینگی وائرس کے لئے جتنی دوائی آتی ہے آپ آج ہی اس کو check کرانے کا حکم دیں تو یہ پکڑی جائے گی اور اس سے واقعی مچھر نہیں مر رہے۔ آپ PCSIR یا کراچی کی ایک اچھی لیبارٹری ہے اس سے اس کا لیبارٹری ٹیسٹ کروا دیں اور میرا خیال ہے کہ اس ایوان کے کسی معزز ممبر کو پنجاب کی کسی لیبارٹری پر اعتماد بھی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! شیخ صاحب کہہ رہے ہیں کہ ڈینگی وائرس پر سپرے کے لئے جو دوائی آئی ہے وہ inaffective ہے اس کا لیبارٹری ٹیسٹ کروایا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شیخ صاحب نے جو نشاندہی کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ بڑی important ہے میں اس بارے میں سیکرٹری ہیلتھ سے بات کرتا ہوں اور اگر واقعی کوئی ایسی پوزیشن ہے تو اس کا لیبارٹری ٹیسٹ ہونا چاہئے اور اگر وہ inaffective ہے تو جس کمپنی نے بھیجی ہے اس سے بات کر کے اس دوائی کو واپس کرے اور affective medicine حاصل کر کے اس کا سپرے کیا جائے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! تمام شہروں کے ٹاؤنوں کو آپ ہدایات دیں کہ وہ گڑھے بھر دیں۔ میں نے آپ سے اس دن بھی عرض کیا تھا کہ PTCL نے اس قوم کا کروڑوں روپیہ کھایا ہے، یہ پیسا ٹاؤن ناظمین کے پاس جمع نہیں ہوا، آپ inquiry کریں کہ یہ پیسا کیوں نہیں جمع ہوا؟

جناب سپیکر: جی، ان کی بھی inquiry کروائیں۔ رانا محمد ارشد صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ہم شیخوپورہ، ننکانہ صاحب اور فیصل آباد کے اضلاع کے MPAs نے گزارش کی تھی کہ BOT کے تحت جو شیخوپورہ فیصل آباد نیا روڈ بنا ہوا ہے اس پر بہت زیادہ تحفظات تھے جس پر C&W اور LEFCO سے ہماری کافی میٹنگیں ہوئی ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ شاہ کوٹ کے چوک پر daily accidents ہوتے ہیں اور کم از کم چار پانچ سال میں سو سے زائد اموات ہو چکی ہیں۔ وہاں کا visit ہو چکا ہے اس کی ایک due meeting ہے میں چاہتا ہوں کہ وہ میٹنگ ہو جائے تاکہ جو غریب حادثات کا شکار ہو رہے ہیں اس کی کوئی منصوبہ بندی کی جا سکے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اس کے بارے میں C&W کو ہدایت کی جائے۔ جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے یہاں پر ایک اخبار کے اشتہار کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جس میں گورنمنٹ آف پنجاب کے ایک ادارے کی تعریف کی گئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جائز تعریف کی گئی ہے۔ آج اس ادارے کو اپنے چھ سال پورے کرنے پر بھی مبارکباد دی گئی ہے اور میں بھی اس ادارے کے ڈی جی کو مبارکباد دیتا ہوں اور میں اس initiative کو یہاں پر launch کرنے والی حکومت اور اس وقت کی قیادت چودھری پرویز الٰہی کو بھی مبارکباد دیتا ہوں۔ اس اخبار میں ریسکیو 1122 کے بارے میں یہاں لکھا گیا ہے کہ یہ سات منٹ کے ریسکیو ٹائم کے اندر 7 لاکھ 33 ہزار افراد کی جان بچا چکا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت پنجاب کا ایک مثبت قدم ہے

کہ انہوں نے چودھری پرویزالہیٰ کے initiative کو appreciate کیا ہے اور اخبار میں اشتہار کے طور پر اس کو لکھا ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! ہمیں کیا اعتراض ہے، آپ اخبار میں ہر روز اشتہار دے دیا کریں۔ جو شخص اچھا کام کرے اس کو سب ہی اچھا کہیں گے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں یہی عرض کرنا چاہتا تھا کہ new projects and new initiatives شروع کر کے ایک visionary government کی ایک چیز کو admit کیا گیا۔

جہانِ تازہ کی افتادِ تازہ سے ہے نمود
سنگ و خشت سے ہوتے نہیں جہاں پیدا

جناب سپیکر! دوسری چیز Child Protection Bureau اور اس کی legislation ہے۔ ایک وقت آئے گا کہ جیسے صوبے کے عوام چودھری پرویزالہیٰ کو یاد کر رہے ہیں یہ حکومت اس کے بھی یہاں اشتہار دیا کرے گی۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، مستی خیل صاحب!

تحصیل منکیرہ میں لائیو سٹاک فارم ماہنی کی ہزاروں ایکڑ اراضی پر لینڈ مافیا کا قبضہ

(۔۔۔جاری)

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! ہم دیکھ رہے ہیں کہ لائیو سٹاک فارم ماہنی تحصیل منکیرہ ضلع بھکر میں پنجاب حکومت کی ایک کنال نہیں، دو کنال نہیں بلکہ دس ہزار کنال اراضی پر لینڈ مافیا نے قبضہ کر لیا ہے۔ مجھے وہاں کے افسروں کے ٹیلی فون آ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: تو آپ اس پر کوئی چیز لکھ کر لائے ہیں؟

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! کل ڈپٹی سپیکر صاحب نے Law Minister صاحب کو direction دی تھی کہ آپ محکمے سے رابطہ کریں اور میں لکھ کر بھی لایا ہوں جو میں آپ کے حضور پیش کرتا ہوں۔ میری آپ سے دست بستہ التجا ہے کہ خدارا پنجاب کی اس زمین کو قبضہ مافیا کے

چنگل سے نکال کر آزاد کروایا جائے کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ یہ پنجاب حکومت کے لئے ایک بہت بڑا سکینڈل بن جائے۔

جناب سپیکر:Revenue Ministerاس کا نوٹس لیں۔اب میں آپ کی تقریر نہیں سنوں گا،آپ کی بڑی مہربانی۔اب ہم تحاریک استحقاق کی طرف چلتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر35۔ سید حسن مرتضیٰ کی ہے۔

وزیر مال (حاجی محمد اسحاق):جناب سپیکر!یہ معاملہColony Department کا ہے لیکن یہ چونکہ لائیو سٹاک کے فارم کی زمین ہے اس لئے یہ معاملہ ریونیو سے متعلقہ نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!ثناء اللہ خان مستی خیل صاحب نے کل جس معاملے کی نشاندہی کی تھی اس کا نوٹس لیا گیا ہے اور آج اس پر جو بھیon ground کارروائی ہوئی ہے میں اس سے متعلق ان کو آگاہ کروں گا۔یہ معاملہ کل وزیر اعلیٰ پنجاب کے نوٹس میں لایا گیا ہے اس کے متعلق رپورٹ آج موصول ہو گی تو میں انہیں اس سے آگاہ کر دوں گا۔

جناب اعجاز احمد خان:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں۔ انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر لیا ہوا ہے۔آپ مہربانی کریں۔ جی، مستی خیل صاحب!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل:جناب سپیکر!یہاں متعلقہ منسٹر صاحب بھی آ گئے ہیں۔ میں کل آپ کے علم میں یہ بات لایا تھا کہ دس ہزار کنال جو کہ تھوڑی زمین نہیں ہے،انہوں نے اس پر قبضہ کر لیا ہے،خدارا اسے بچایا جائے۔یہ ملک پر زیادتی نہ کریں،سپریم کورٹ آزاد ہو چکی ہے۔یہsuo-moto action پر نہ جائیں جس سے ہماری بھی سبکی ہو،آپ کی سبکی ہو اور پنجاب حکومت کی بھی سبکی ہو۔

وزیر زراعت(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!وہاں پانچ ہزار ایکڑ کے قریب جگہ لائیو سٹاک کی ہے، وہاں لائیو سٹاک کا فارم ہے اور اس میں لوگ کئی سالوں سے کاشت کرتے آ رہے ہیں۔اب ایک پالیسی بنائی جا رہی ہے کہ اس زمین کو کس طرح کرایہ پالیٹہ پر دینا ہے۔

جناب سپیکر:وہ تو کہہ رہے ہیں کہ کوئی قبضہ کر کے بیٹھ گیا ہے۔

وزیر زراعت(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!وہاں پر مقامی لوگ کئی سالوں سے کاشت کرتے آ رہے ہیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر!اس کا مطلب یہ ہے کہ معزز وزیر صاحب یہ تسلیم کر رہے ہیں کہ پنجاب حکومت کمزور ہے اور قبضہ مافیا سے قبضہ واگزار نہیں کروا سکتی۔انہوں نے میری بات کی تائید کر دی ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!اب وہاں پر کاشت نہیں ہو رہی۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر!دس ہزار کنال رقبہ مافیا کے قبضہ میں ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ پنجاب حکومت قبضہ واگزار کروانے میں ناکام ہو گئی ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!اس وقت وہاں کوئی کاشت نہیں ہو رہی اور لوگوں کو کاشت سے روکا ہوا ہے۔وہاں پہلے کاشت ہوتی رہی ہے لیکن اب کاشت نہیں ہو رہی۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر!میں تازہ ترین رپورٹ بتا رہا ہوں کہ کل صبح نماز کے بعد بیس پچیس ٹریکٹر وہاں پہنچے اور انہوں نے کاشت کی ہے۔مجھے بار بار وہاں سے ٹیلیفون آ رہے ہیں کہ خدارا آپ عوام کے نمائندے ہیں، ہماری آواز آگے پہنچائیں کہ یہ حالات ہو گئے ہیں کہ جو سرکاری دفاتر ہیں ان کو بھی انہوں نے encroach کر لیا ہے اور ان کے گزرنے کا راستہ بھی نہیں چھوڑا گیا۔معزز وزیر صاحب میرے بھائی ہیں، یہ شریف اور عزت دار آدمی ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس معاملہ میں مستی خیل صاحب کے مؤقف اور دوسری طرف سے جو ابتدائی معلومات ہیں ان میں کافی تضاد ہے۔مستی خیل صاحب کہہ رہے ہیں کہ اب قبضہ ہو رہا ہے جبکہ وہاں پر کافی زمین پر کچھ لوگ پہلے سے کاشت کر رہے ہیں اور کچھ لوگ اس رقبے میں تھوڑا اضافہ کرنے کی کوشش میں ہیں جس پر مستی خیل صاحب فرما رہے ہیں کہ اب قبضہ ہو رہا ہے۔اس سلسلے میں جو بھی on ground reality ہے آج ڈی سی او صاحب اپنی رپورٹ بھیجیں گے اور اس کے مطابق جو بھی وہاں پر اگر تجاوز ہو رہا ہے یا اس وقت قبضہ ہو رہا ہے تو اس کو روکا بھی جائے گا اور واگزار بھی کروایا جائے گا لیکن اگر کوئی پانچ دس سال سے بیٹھا ہے اور وہ دس ایکڑ یا پندرہ ایکڑ پر کاشت کر رہا تو پھر اس کے لئے جو نیا طریق کار ہے اس کے مطابق اس کا حق بنتا ہے کہ اس کو نئی سکیم کے مطابق زمین الاٹ کی جائے۔اس معاملے کو ذرا deeply جا کر دیکھنے کی ضرورت ہے کیونکہ

مقامی سیاسی لوگوں کی معلومات یا مؤقف میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔جناب مستی خیل صاحب جو بات کہہ رہے ہیں،ان سے دوسرے منتخب نمائندوں کا مؤقف otherwise ہے لیکن ہم ان کو بٹھا کر اس معاملے کو حل کریں گے۔ میرے خیال میں ہاؤس میں اس سے زیادہ بات نہیں ہو سکتی۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر!میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس بنیاد پر حکم دیں اور کمیٹی بنادیں۔

جناب سپیکر: آپ کو دو منسٹر صاحبان بار بار یقین دہانی کروا رہے ہیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر!دس ہزار کنال زمین کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: اس میں کمیٹی بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!آپ مستی خیل صاحب اور جناب سعید اکبر نوانی صاحب کی دو رکنی کمیٹی بنادیں۔یہ دونوں میرے پاس آجائیں تو میں یہ مسئلہ حل کروادوں گا۔

جناب سپیکر: کیا ڈنڈے یہاں سے دیئے جائیں یا اپنے آپ لے لیں گے؟

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر!راناثناء اللہ خان صاحب بڑے بھائی ہیں۔وہ اس بات کو مذاق میں نہ لے جائیں۔

جناب سپیکر: آپ فکر نہ کریں۔حکومت notice لے رہی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم (جناب احسن رضا خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔جی،احسن رضا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم (جناب احسن رضا خان): جناب سپیکر! پتوکی سے کنگن پور کی مین روڈ پر پتوکی سے الہ آباد تک کا حصہ مکمل ہو چکا ہے۔ میرے حلقہ نیابت کا حصہ الہ آباد سے کنگن پور مکمل طور پر ضلع قصور اور لاہور سے cut off ہے۔ میں سیکرٹری مواصلات و تعمیرات سے بھی ملا ہوں، میں نے وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی ملاقات کی ہے لیکن ٹھیکیدار آدھا کام کر کے باقی آدھا چھوڑ گیا ہے اور میرا پورا حلقہ پنجاب سے cut off ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس معاملہ پر خصوصی توجہ دی جائے۔

جناب سپیکر: اس کا notice لیں اور سیکرٹری سی اینڈ ڈبلیو کو یہ معاملہ بھجوائیں۔

ایس ایچ او تھانہ اقبال ٹاؤن لاہور کا اختیارات سے تجاوز اور امام مسجد کے خلاف جھوٹے مقدمے کا اندراج

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، جناب اعجاز احمد خان!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! پرسوں امن وامان پر ہاؤس میں بحث ہوئی تھی۔ میں نے اس دوران اپنے حلقہ میں مفاد عامہ کی بابت ایک معاملے کو اٹھایا تھا کہ علامہ اقبال ٹاؤن تھانے کے ایس ایچ او فیصل شریف کی high handedness کی وجہ سے میرے حلقے میں ایک جامع مسجد کے اندر نماز جمعہ نہیں ہو سکی، عربی خطبے کے دوران مولوی صاحب کو گھسیٹ کر لے جایا گیا اور تھانے میں چار گھنٹے تک بند رکھا گیا۔ بعد ازاں ایس ایچ او نے ایک fake FIR بھی اس خطیب کے خلاف درج کروائی۔ وہاں پورے علاقہ کی عوام سراپا احتجاج ہے۔ میں نے اس معاملے کا اپنی امن وامان کی بحث میں بھی ذکر کیا تھا لیکن اس پر تاحال کوئی تادیبی کارروائی نہیں کی گئی۔ میری گزارش یہ ہے کہ لاء منسٹر صاحب ہاؤس کو یہ بتائیں کہ اس ایس ایچ او کے خلاف کیا تادیبی کارروائی کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! اس ایس ایچ او علامہ اقبال ٹاؤن کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اعجاز خان صاحب نے یقیناً اس دن یہ معاملہ اٹھایا تھا اور اس دن گیلری میں جو متعلقہ پولیس افسران موجود تھے انہوں نے اس بات کو نوٹ بھی کیا تھا لیکن اس پر کیا کارروائی ہوئی ہے وہ فی الحال میرے notice میں نہیں ہے۔ یہ FIR کی کاپی مجھے فراہم کر دیں اور میرے دفتر میں آ جائیں تو اس کے اوپر اگر کوئی action نہیں بھی ہوا تو میں اس پر یقین دلاتا ہوں کہ action ہو گا۔

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ سید حسن مرتضیٰ صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 35 ہے۔ جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضٰی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت نے مل مزدور کی تنخواہ کم از کم سات ہزار روپے۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! یہ وقت تحاریک استحقاق کا ہے۔ آپ کیا پڑھ رہے ہیں؟ آپ کی تحریک استحقاق نمبر35 ہے۔

سید حسن مرتضٰی: جناب سپیکر! میں آپ سے اجازت لے کر آیا ہوں۔

جناب سپیکر: وہ بعد میں آئے گی۔ ابھی اس کا وقت نہیں آیا۔

سید حسن مرتضٰی: جناب سپیکر! میں اپنی تحریک استحقاق نمبر35 پیش نہیں کرنا چاہتا۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ اب تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر727 سید حسن مرتضیٰ صاحب کی ہے۔ اس کا جواب آیا ہے یا ابھی تک پڑھی ہی نہیں گئی؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ابھی تک پڑھی ہی نہیں گئی؟

جناب سپیکر: چلیں، پھر اس کو پڑھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جہاں ختم کی تھی وہاں سے شروع کروں یا پھر شروع سے پڑھوں؟

جناب سپیکر: جہاں سے آپ کا جی چاہے۔ پہلے تو میں خود پریشان تھا کہ میں ہی غلط ہوں یا پھر کیا بات ہو گئی ہے؟ میں تحریک استحقاق کے بارے میں ہی کہہ رہا تھا لیکن آپ نے تحریک التوائے کار شروع کر دی تھی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! غلطی ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، پڑھیں۔

طیب ٹیکسٹائل مل چنیوٹ کا لیبر اور چائلڈ لیبر قوانین کی خلاف ورزی

سید حسن مرتضیٰ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ حکومت نے ملز

مزدور کی تنخواہ کم از کم سات ہزار روپے مقرر کی ہوئی ہے اور 18 سال سے کم عمر کے بچوں کی لیبر پر بھی پابندی لگائی ہوئی ہے لیکن طیب ٹیکسٹائل ملز چنیوٹ میں 12 سے 14 سال کی عمر کے بچے مزدوری کر رہے ہیں اور انہیں چار سے ساڑھے چار ہزار روپے ماہانہ تنخواہ دی جارہی ہے اور پھر انہیں باقاعدگی سے تشدد کا نشانہ بھی بنایا جاتا ہے۔ ان تمام شکایات کا جائزہ لینے کے لئے پچھلے دنوں لیبر منسٹر اور لیبر ڈیپارٹمنٹ کے افسران نے وہاں visit کیا تھا اور انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اس ملز میں 18 سال سے کم عمر کے بچے سینکڑوں کی تعداد میں وہاں ملازمت کر رہے ہیں اور انہیں تنخواہ بھی چار سے ساڑھے چار ہزار روپے دی جارہی ہے۔ مزید برآں وفد نے ان معصوم مزدور بچوں پر باقاعدہ تشدد کے نشانات بھی دیکھے۔ یہ سب کچھ دیکھنے کے بعد لیبر ڈیپارٹمنٹ نے کہا کہ ہم اس معاملے میں کارروائی کریں گے لیکن اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود ابھی تک ان معصوم، مظلوم مزدوروں کی تنخواہ بڑھائی گئی ہے اور نہ ہی کوئی اور action لیا گیا ہے بلکہ ان کے visit کے بعد ان پر ہونے والے تشدد میں بہت اضافہ ہو گیا ہے۔ ایک طرف تو یہ بہت زیادتی ہے اور پھر حکومتی احکامات، قانون اور رولز کی بھی خلاف ورزی کی جا رہی ہے۔ اس سے سارے علاقے میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک التوائے کار کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ابھی تو میرے خیال میں اس کا جواب بھی موصول نہیں ہوا ہو گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا نوٹس آج ہی موصول ہوا ہے اس کو آپ pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار pending کی جاتی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ آپ نے آئندہ اجلاس کے لئے pending کی ہے یا کب تک کی ہے؟

جناب سپیکر: جب بھی آئندہ اجلاس ہو گا تب تک کے لئے pending کی ہے۔ اگر اجلاس کل پرسوں، ترسوں یا جس دن بھی ہو گا تب جواب آجائے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری اس ضمن میں عرض ہے کہ منسٹر لیبر ملز میں تشریف لے گئے تھے، انہوں نے اپنی آنکھوں سے یہ سارا حال دیکھا ہے اس لئے جواب بھی آپ نے ڈیپارٹمنٹ سے ہی لینا ہے لیبر منسٹر صاحب یہاں پر بیٹھے ہیں، اگر ایک لفظ بھی میں نے غلط کہا ہے تو وہ فرمادیں اور اسی وقت

میری تحریک کو ختم کر دیا جائے لیکن اگر یہ باضابطہ درست ہے تو پھر اس پر آج کارروائی کے احکامات جاری کئے جائیں۔ وہ بڑے معصوم بچے ہیں جن کے بارے میں یہ تحریک ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! طریق کار کے مطابق چلنے دیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں شارٹ سٹیٹمنٹ تو دے سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: راناثناء اللہ صاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ منسٹر صاحب سے اس کا جواب لے لیں کیونکہ وہ دونوں صاحبان موقع پر وہاں گئے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محکمہ نے جو بھی جواب دینا ہے وہ منسٹر صاحب سے vet ہو کر ہی آنا ہے لیکن یہاں پر طریق کار یہی ہے کہ اگر تحریک التوائے کار آئے تو اس کا جواب بعد میں ہی آتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، بالکل جواب بعد میں ہی آتا ہے۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں کچھ عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! اس ساری صورتحال میں اگرچہ لیبر قوانین کی بات کی گئی ہے لیکن بنیادی انسانی حقوق کی بات بھی ہے۔ اگر آپ اس حوالے سے کوئی کمیٹی بنائیں جو visit کر کے آپ کو رپورٹ پیش کرے اور اُدھر سے محکمے کا جواب بھی آئے تو ایک اچھا فیصلہ ہم کر سکتے ہیں۔ کمیٹی بننی چاہئے جو visit کر کے آپ کو صحیح صورتحال سے آگاہ کرے۔ آج چونکہ لیبر پر مفصل باتیں ہو رہی ہیں اس لئے یہ ہاؤس کچھ تو لوگوں کو relief دے۔ ایک ایم پی اے اپنے personal visit کی بات کر رہے ہیں، کوئی سنی سنائی بات نہیں کر رہے اس لئے آپ مہربانی کر کے اس پر ایک کمیٹی بنا دیں۔

جناب سپیکر: راناصاحب! آپ اس پر کچھ بتائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس معاملے میں کسی کی بھی دلآزاری نہیں کرنا چاہتا لیکن اس سلسلے میں جو قوانین لیبر کے معاملات کو governed کرتے ہیں لیبر منسٹر صاحب بھی میری اس بات کو endorse کریں گے کہ ان میں تھوڑا نہیں کافی سارا تضاد ہے۔ ان کو implement کرنے کے لئے جب ایک لیبر ڈیپارٹمنٹ کا انسپکٹر فیکٹری کے اندر جا کر visit ہی نہیں کر

سکتا، جا کر چیک ہی نہیں کر سکتا تو پھر وہ کس طرح سے اندازہ لگائے گا کہ وہاں پر پانچ آدمی کام کر رہے ہیں یا پچاس کر رہے ہیں؟ ان laws میں amendments کی ضرورت ہے۔ اب اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک کمیٹی بنائی تھی، اس کمیٹی نے جب اس کے اوپر تھوڑا غور و خوض شروع کیا تو پھر اس میں آجر اور اجیر کے درمیان رشتے کو بھی ملحوظ خاطر رکھنا تھا، ایک طرف فیکٹری والے لوگ ہیں اور دوسری طرف لیبر کے نمائندے ہیں تو اس میں کوئی consensus نہ بن سکا۔ اب اس میں صورتحال یہ ہے کہ یہاں پر جتنی مرضی ہم جذباتی تقاریر کرتے رہیں اور اس کے بعد ہم چیزوں کو admit کرتے رہیں کہ یہ بھی ہو رہا ہے اور وہ بھی ہو رہا ہے لیکن معاملہ یہ ہے کہ جو غلط ہو رہا ہے اگر اس کے لئے ہم کوئی تدارک نہیں کریں گے اور کوئی راستہ نہیں اپنائیں گے تو اس وقت تک صورتحال جوں کی توں رہے گی۔ اب laws کے اوپر اگر گورنمنٹ consensus پیدا کر کے کوئی بل ابھی تک نہیں لا رہی تو میں اس پر سمجھتا ہوں کہ یہ ڈیپارٹمنٹ کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ یہاں پر اس ہاؤس میں بیٹھے معزز ممبران کو کسی نے نہیں روکا، وہ ان laws اور rules کا مطالعہ کریں اور اس کے بعد وہ پرائیویٹ ممبرز بل کے طور پر لے آئیں یعنی جب تک ان قوانین کو ہم کسی نہ کسی طرح سے practicable نہ کریں گے تو اس وقت تک یہی صورتحال ہو گی۔ اگر منسٹر صاحب خود بھی visit کرنے کے لئے جائیں گے تو جو صورتحال ان کو درپیش ہو گی وہی کمیٹی کو بھی درپیش ہو گی اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ سٹینڈنگ کمیٹی چونکہ موجود ہے اور کمیٹی در کمیٹی بنانے کا کیا فائدہ؟ جب سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس کوئی کام ہی نہیں ہے تو اس معاملے میں بڑا ضروری ہے کہ منسٹر صاحب بیٹھیں اور خود ایک پالیسی بنائیں کیونکہ پالیسی انہوں نے خود بنانی ہے اور بنانے کے بعد اس کو کابینہ میں لے کر آئیں۔ میں یہ بات دعوے سے کہتا ہوں کہ کابینہ کے پچھلے یا اُس سے پچھلے اجلاس میں منسٹر صاحب نے کوئی بل یا کچھ بھی move نہیں کیا کہ ان laws میں یہ یہ خلا ہے اس لئے میں یہ بل cabinet میں پیش کر رہا ہوں لہذا اس کی منظوری دی جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر تو معاملہ صرف جذبات سے ہی کھیلنا ہے تو پھر اس کا کوئی otherwise حل نہیں ہے لیکن proper حل اس کا یہی ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس کے اوپر کام کرنا چاہئے کیونکہ واقعی مزدوروں کے حقوق صحیح طور پر اُن تک نہیں پہنچ رہے۔

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں خوش ہوتا اگر وزیر قانون صحیح information اس ہاؤس کو بتاتے۔ یہ قانون سازی کا issue ہی نہیں ہے۔ ایک inspection policy کے اوپر سابقہ حکومت نے پابندی لگائی، ہم نے وہ پابندی ختم کر دی جو administrative

فیصلہ ہے اس پر وزیر اعلیٰ صاحب نے تین طرح کی مسلسل کمیٹیاں بنائیں، تینوں کمیٹیوں نے ایک سال سے اپنی recommendations وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کو بھجوادی ہیں۔ اب اُس پر تین چار دفعہ میٹنگ طے ہوئی اور ہمیشہ میٹنگ postpone ہوئی۔ جب ہم سابقہ حکومت کے ایک بُرے فیصلے کو واپس نہیں لے رہے تو ایک غلط impression جا رہا ہے اور اُس غلط impression نے کاروباری طبقے کو یہ حوصلہ دیا ہے کہ وہ لیبر قوانین کی پرواہ نہ کریں۔ اسے اسمبلی یا میں نے نہیں کرنا بلکہ یہ وزیر اعلیٰ صاحب کے آفس میں pending ہے کیونکہ انہوں نے ایک میٹنگ لینی ہے۔

جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ یہ پنجاب کا ایک واحد ڈیپارٹمنٹ ہے جہاں پر اگر کہیں زیادتی ہو رہی ہے اور قانون کی خلاف ورزی ہو رہی ہے تو کوئی اتھارٹی ہی نہیں ہے کہ وہ جا کر چیک کرے۔ اب اگر میں سچ بول رہا ہوں اور جذبات میں بول رہا ہوں تو original shape میں بول رہا ہوں بہر حال وہ میٹنگ ابھی pending ہے۔ اب اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ اگر ہم inspection کریں تو ہم کسی کے خلاف inspection کر رہے ہیں یا کسی کو نقصان پہنچانا چاہ رہے ہیں یا کسی کو گنہگار بنا رہے ہیں۔ یہ تو بالکل ایک simple صورتحال ہے کہ ایک کمیٹی بنائیں وہ اس شکایت پر کہ جو بھی شخص زیادتی کر رہا ہے اور دوسرے فریق کی بھی اس کمیٹی نے بات سننی ہے اور وہ دوسرے فریق آجر کی بات بھی سنے۔ وہ بھی اس ایوان کے علم میں لائی جائے کہ آجر اس معاملے پر کیا کہتے ہیں اور انہیں کیا خدشات اور تکالیف ہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ایک inspection ہوئی آپ مہربانی کر کے ایک کمیٹی بنائیں اور میں پنجاب کے غریبوں کی بات کر رہا ہوں، میں اپنے کسی رشتہ دار کی بات تو نہیں کر رہا بلکہ پنجاب کے محنت کشوں کی بات کر رہا ہوں اور جب محنت کشوں کی بات کریں گے تو ہم جذباتی انداز میں بات کریں گے کیونکہ ہماری ان کے ساتھ وابستگی جذباتی ہے۔ ہماری ان کے ساتھ commitment ہے اور پنجاب کے غریبوں کے ساتھ وفاداری ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اب اگر آپ اسے جذباتی کہیں اور آپ کہیں کہ اس commitment کے جذبات سے باہر نکلیں تو کوئی وفاداری بغیر جذبات کے نہیں ہو سکتی، کوئی commitment جذبات کے بغیر نہیں ہو سکتی اس لئے میں آپ سے کہتا ہوں کہ میں جو چیخ رہا ہوں اور اس دن بھی میں ادھر کھڑا چیخ رہا تھا کہ خدا کے لئے اس ایوان کو حقائق تو بتائیں کہ پنجاب کے اندر مزدوروں اور محنت کشوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ اس میں آپ کو کوئی عار نہیں ہونی چاہئے اور آپ اپنی پسند کی کمیٹی بنائیں اور وہ بتائے کہ ایک معزز ممبر جو

خود گیا ہے جس نے سو سے زائد بچوں کو وہاں سے آزاد کروایا ہے تو وہ آ کر بتائے تو سہی کہ ان بچوں کو کس نے سزا دی ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کو عرض کروں کہ یہ صرف آجر کا قصور نہیں ہے بلکہ درمیان میں ایک contractor middleman ہے جو بہت بڑا exploiter ہے۔ شاید کاروباری طبقہ اتنا بڑا exploiter نہ ہو جتنا بڑا middleman ہے اور وہ ان کی تنخواہوں میں سے اپنے پاس پیسے رکھ لیتا ہے اور وہ contractor آجر سے کمیشن لیتا ہے اور مزدوروں سے بھی لیتا ہے۔ آپ ایک کمیٹی بنائیں جس کی میٹنگ ہو گی تو کمیٹی آپ کو رپورٹ دے گی۔ اس آجر کی بات سننی پڑے گی کہ انہیں کیا تحفظات اور خدشات ہیں تو خدا کے لئے اس کام کو آگے لے کر چلیں، خدا کے لئے کچھ کریں لیکن میرے چیف منسٹر روز کہتے ہیں اور ٹھیک کہتے ہیں کہ غریب اور امیر کے درمیان بڑھتا ہوا فاصلہ ملک میں انقلاب لے آئے گا۔ میرے چیف منسٹر ٹھیک کہتے ہیں اور اس خونی انقلاب کو ہم روک سکتے ہیں اور نہ ہی یہ ایوان روک سکتا ہے اور وہ جو کہتے ہیں کہ ہم اسے soft طریقے سے لانا چاہتے ہیں تو آئیے چیف منسٹر کے بازو بنیں اور اس طرح کے اقدامات کر کے ایک soft انقلاب کی بنیاد رکھیں۔ مہربانی کریں، ایک کمیٹی تشکیل دیں جو چنیوٹ ضلع کے ارکان اسمبلی پر مشتمل ہو۔

جناب سپیکر: چلیں، اس بارے میں دیکھتے ہیں، ذرا مجھے تھوڑا سا ٹائم دیں، میں اس بارے میں سوچوں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم سوہنا صاحب کا جذباتی لگاؤ دیکھیں اور ان کی commitment دیکھیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! میری بات سنیں اور دوسرے صاحبان کا بھی ٹائم ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! وہ گلہ کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ایک اور کمیٹی بنا دیں یعنی یہ مسئلہ کمیٹی در کمیٹی چلتا رہے اور حل نہ ہو۔ میں انہیں آج یہ دعوت دیتا ہوں کہ ابھی اجلاس کے بعد میرے ساتھ چلیں، وزیر اعلیٰ پنجاب کے ساتھ بیٹھیں اور بتائیں کہ اس معاملے کو کس طرح سے حل کرنا ہے۔ لیبر کی طرف سے بھی بہت سارے معاملات ہیں لیکن دوسری

طرف سے بھی بہت سارے معاملات ہیں۔ فیصل آباد سب سے بڑا صنعتی شہر ہے یعنی بات کی جاتی ہے کہ شاید مل مالکان کی بات ہو رہی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ وہاں پر جس آدمی نے چار یا آٹھ لومز لگائی ہوئی ہیں وہ بھی مزدور ہی ہے اور وہاں پر اس قسم کے معاملات ہیں کہ جب تک آپ دونوں کو سامنے رکھ کر redress نہیں کریں گے تو اس وقت تک معاملات حل نہیں ہوں گے۔ اب اگر اس فیصلے کو اس بنیاد پر کیونکہ پچھلی حکومت نے کیا تھا رد کر دیا جائے تو معاملہ یہ ہے کہ لیبر انسپکٹر بھی بہت کرپٹ ہے اور وہ بھی مزدوروں کی آڑ میں اپنی دہاڑی لگانا شروع کر دیتا ہے اور یہ بھی ایک اور طرح کی خرابی ہے اس لئے ان ساری چیزوں کو دیکھنے کے لئے دونوں فریقین کو بٹھا کر اس کا کوئی ایسا consensus کے ساتھ حل نکالنا ہو گا۔ باقی میں سمجھتا ہوں کہ commitment غریبوں اور مزدوروں کے ساتھ سب کی ہے لیکن الفاظ سے آگے نکل کر اسے عملی صورت دینی چاہئے اس کے لئے میں تیار ہوں اور جو مدد اور assistance یہ مجھ سے چاہتے ہیں میں دینے کے لئے تیار ہوں لیکن کچھ کریں بھی تو آگے تین کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں اور ایک اور کمیٹی بنا دیں۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! رانا صاحب نے معاملے کو حل کرنے کے لئے بڑی direction طے کر دی اور ایک راستہ بنا دیا ہے۔ بس آپ مجھے وزیر قانون سے وقت لے دیں کہ وہ کب لیبر ڈیپارٹمنٹ پر ایک بریفنگ کا انعقاد کروائیں گے کیونکہ میں تو کہہ کہہ کر سینئر منسٹر کو تھک گیا ہوں اور لکھ لکھ کر تھک گیا ہوں اور میں ریکارڈ بنا رہا ہوں کہ میں نے کتنی دفعہ لکھا ہے کہ آپ وقت دیں، میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ رانا صاحب مہربانی کر کے آج کل دو دنوں میں وقت لے دیں کہ کب مجھے چیف منسٹر کے پاس جانا ہے اور ہم نے مل کر ایک متوازن پالیسی کا اعلان کرنا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سوہنا صاحب سے میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ تین دنوں میں انہیں میں ٹائم لے کر دوں گا لیکن یہ بھی میرے ساتھ وعدہ کریں کہ جب چیف منسٹر صاحب سے ملیں تو جس قسم کی یہ باتیں کیا کرتے ہیں وہ باتیں نہ کریں بلکہ صرف مزدوروں کی بات کریں۔

جناب سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جب ہم ایڈوائزری کمیٹی میں بیٹھتے ہیں تو وہاں پر بارہا یہ بات ہو چکی ہے کہ جب تحاریک التوائے کار پیش ہوتی ہیں تو آخری فقرہ ہوتا ہے "لہذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کی اجازت دی جائے"۔ اگر جناب اجازت دے دیں تو بحث ہوتی ہے ورنہ اس پر short statement ہوتی ہے اور نہ کوئی رائے۔

جناب سپیکر: جی، بالکل۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! تو ان دو وزراء صاحبان نے باقاعدہ اس پر بحث کی ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! میری بات سنیں۔ جہاں تک رانا صاحب کا تعلق ہے تو انہیں میں نے جواب کے لئے ٹائم دیا لیکن سوہنا صاحب اور شاہ صاحب جو اپنی statement جاری کرتے رہے ہیں تو انہیں بھی پتا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تحریک التوائے کار پڑھی جانے کے بعد جب لاء منسٹر صاحب نے یہ کہہ دیا کہ میرے پاس اس کی رپورٹ نہیں آئی ہے۔ اس House نے انشاء اللہ دو سال اور چلنا ہے اور اگلا سیشن بھی آنا ہے تو اگر اسے rules کے مطابق بحث کے اندر لایا جاتا ہے تو اس کے لئے ایک لا متناہی اور unlimited time ہوتا۔ اب rules موجود ہیں تو جب منسٹر ہی rules کو flout کر رہے ہوں گے تو اس وقت افسوس ہوتا ہے۔ ان کے پاس privilege ہے۔ لاء منسٹر صاحب نے یہ کہہ دیا کہ میرے پاس رپورٹ نہیں آئی ہے، آپ نے فرما دیا pending کیا جاتا ہے۔ عوامی مسئلہ کی بہت زیادہ اہمیت ہے اور اتنی زیادہ اہمیت کے معاملے کو rules کے مطابق چلایا جاتا تو زیادہ بہتر تھا۔ بحث تو ساری کر لی گئی اگر اس طرح آپ کی موجودگی میں چونکہ آپ Custodian of the House ہیں، rules لکھے ہوئے ہیں اور انہیں سامنے رکھ کر flout کیا جاتا رہے گا تو یہ مناسب بات نہیں ہو گی اس لئے میری گزارش ہے کہ rules کے مطابق چلایا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اسے میں نے 85 rules کے مطابق pending کر دیا ہے اور اب اس پر بحث نہیں ہو گی۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! صرف آدھے منٹ میں بات کرتا ہوں اور آپ کے توسط سے ایک شعر اشرف سوہنا صاحب کی نذر کرتا ہوں کہ انہوں نے انقلاب کی بات کی ہے:

پل بھر کا ہے مہمان اندھیرا
کس کے روکے رکا ہے سویرا
بہت شکریہ

جناب سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر730 ڈاکٹر فائزہ اصغر صاحبہ کی ہے۔

ڈاکٹر فائزہ اصغر: شکریہ۔ جناب سپیکر صاحبہ! (قہقہے)

جناب سپیکر: اس عمر میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ (قہقہہ)

ڈاکٹر فائزہ اصغر: جناب سپیکر! معذرت چاہتی ہوں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار نمبر715 کا اس سے پہلے نمبر ہے جسے آپ نے پکارا نہیں اور آگے چلے گئے ہیں۔ میرے پاس اس کی کاپی ہے لیکن میرے ساتھی کا بھی یہ privilege ہے کہ انہیں بھی وقت دیا جائے لیکن میرا نمبر اس سے پہلے ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! پہلے ڈاکٹر صاحبہ پڑھ لیں پھر میں پڑھ لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، ہمیں پھر ادھر جانا پڑے گا۔ اب ہم تحریک التوائے کار نمبر715 لیتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! اگر آپ کی convenience ہے تو اس کے مطابق میں کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! میرے خیال میں بہتر یہی رہے گا کہ آپ اپنی تحریک پیش کریں۔ تحریک التوائے کار نمبر715 چودھری ظہیر الدین خان کی ہے۔ وہ اسے پڑھیں۔

پنجاب میں ٹیکس اکٹھا کرنے والے اداروں کو دیئے گئے ہدف میں ناکامی

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کردی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 19۔اکتوبر2010 کی خبر کے مطابق لاہور پنجاب میں ٹیکس اکٹھا کرنے والے ادارے رواں مالی سال 11-2010 میں ابتدائی دو ماہ (جولائی سے اگست) کے لئے پنجاب حکومت کی جانب سے صوبائی محاصل کی وصولی کے لئے مقرر کردہ 15۔ارب،26 کروڑ،31لاکھ،44ہزار روپے کے صوبائی ریونیو کا ہدف حاصل کر سکے جو مقررہ ہدف کے مقابلے میں 9۔ارب،67 کروڑ،31 لاکھ،38ہزار روپے63.38 فیصد کم ہے۔اس خبر سے عوام میں پنجاب حکومت کی کم کارکردگی اور ریونیوcollection میں ناکامی سے عوام میں تشویش پائی جاتی ہے لہذااستدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر!ویسے میں نے یہ پڑھ دی ہے اورrules کے مطابق اس پر بات کرنے کی اجازت تو نہیں ہے لیکن اگر آپ اجازت مرحمت فرمائیں تو کیا میں بات کرلوں؟

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اگر اس میں سے ایک لفظ نکال دیا جائے تو کیا بات بہتر نہیں رہے گی؟ آپ اس کو بحث کے لئے منظور کروائیں۔اس میں ایک لفظ "ناقص" اچھا نہیں لگتا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!اگر آپ حکم فرماتے ہیں تو اس کو کاٹ دیں۔

جناب سپیکر: اس کو تبدیل کردیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!"کم کارکردگی" کر لیتے ہیں کیونکہ پیسا کم ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!اس تحریک کا کیا کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس کو pending فرمادیں کیونکہ اس کا نوٹس کل موصول ہوا ہے۔

جناب سپیکر: اس کو pending کیا جاتا ہے اور اگلے اجلاس میں اس کو لیا جائے گا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیرالدین خان): جناب سپیکر!میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ Advisory Committee میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ اگلے اجلاس کے لئے تحاریک pending نہیں کی جایا کریں گی، کیا یہ اگلے اجلاس تک pending رہے گی؟

جناب سپیکر: چونکہ اس کا جواب نہیں آیا اس لئے یہ اگلے اجلاس کے لئے pending رہے گی۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر716 صاحبزادی نرگس ظفر کی ہے۔

ترقیاتی سکیموں کے لئے جاری کئے گئے چیکوں کا کیش نہ ہونا

صاحبزادی نرگس ظفر: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میں خواتین مخصوص نشست پر ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب منتخب ہوئی ہوں۔ PDP فنڈ سے ہماری ترقیاتی سکیموں پر کام مکمل ہونے کے بعد محکمہ لوکل گورنمنٹ پنجاب کے ڈائریکٹر جنرل نے Government Contractor کو جو چیک جاری کئے تھے وہ cash ہو سکے اور نہ ہی حکومت پنجاب نے فنڈ بحال کئے ہیں جس کی وجہ سے ان ٹھیکیداروں میں شدید بے چینی پائی جاتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ Government Contractor پنجاب حکومت کے خلاف احتجاجی کیمپ لگا کر بیٹھ گئے ہیں جس کی وجہ سے جناب وزیراعلیٰ کی Good Governance کی پالیسی متاثر ہو رہی ہے۔ان ٹھیکیداروں میں سیلاب سے متاثرہ علاقوں کے Government Contractor بھی شامل ہیں۔ ایک طرف قدرتی آفت نے تباہی کر کے ان لوگوں کو آزمائش میں مبتلا کر دیا تو دوسری طرف حکومتی اور محکمانہ خاموشی سے یہ Contractors پریشان ہیں کیونکہ ترقیاتی کام مکمل ہوئے تین ماہ گزر گئے ہیں لیکن ان کو محکمہ لوکل گورنمنٹ پنجاب نے بلوں کی ادائیگی کی اور نہ ہی افسران بالا کی جانب سے کوئی تسلی بخش جواب دیا گیا۔ آئے روز قومی اخبارات میں اس حوالہ سے خبریں شائع ہو رہی ہیں جس کی وجہ سے حکومت پنجاب کے خلاف عوام میں بد گمانی پیدا ہو رہی ہے اور اعتماد ختم ہو رہا ہے جو نیک شگون اور اچھی روایت نہ ہے۔ لہذا ترجیحی بنیادوں پر اس عوامی issue کا سد باب کیا جائے اور محکمانہ طریق کار میں تبدیلی لائی جائے تاکہ مستقبل میں ایسے مسائل پیدا نہ ہوں جس کی وجہ سے حکومت اور ممبران اسمبلی کی credibility متاثر ہو لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس کو اگلے اجلاس تک کے لئے pendingفرمادیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ یہ next session تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر725 سردار خالد سلیم بھٹی کی ہے۔

لاہور میں ایل ڈی اے کے زیر کنٹرول بننے والی اکثر رہائشی کالونیوں کی تعمیر میں بلڈنگ بائی لاز کی خلاف ورزی

سردار خالد سلیم بھٹی: شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ ایک مؤقر اخبار کی مورخہ 20۔اکتوبر 2010 کی خبر کے مطابق "غیر قانونی عمارات کی تعمیر اور کمرشل سرگرمیوں نے مکینوں کی زندگی اجیرن بنادی" تفصیل یوں ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور میںLDA کے زیر کنٹرول متعدد رہائشی آبادیاںBuilding By Laws کے خلاف بنا دی گئیں۔ان سینکڑوں غیر قانونی عمارات کی تعمیر اور کمرشل سرگرمیوں نے مکینوں کی زندگی اجیرن بنا دی اور ان عمارات سے شہر کا حسن تباہ ہو چکا ہے۔یہ عمارات گارڈن ٹاؤن، فیصل ٹاؤن کے رہائشی علاقوں میں بنائی گئی ہیں۔یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ان رہائشی علاقوں میں غیر قانونی تعلیمی ادارے اور ہاسٹلز بنا دیئے گئے ہیں۔ان ہاسٹلز میں جرائم پیشہ افراد کی آمد و رفت ہے جو شہر کا امن و امان تباہ کرنے کے لئے دہشت گردی کی سرگرمیاں سرانجام دینے کے لئے منصوبہ بندی کرتے ہیں اور ان غیر قانونی ہاسٹلز میں کسی بھی جانچ پڑتال کے بغیر کمرے الاٹ کر دیئے جاتے ہیں۔یہ معاملہ اس قدر سنگین ہے کہ اس پر فوری کارروائی عمل میں لانا بے حد ضروری ہے لہذا اسمبلی فوری دخل اندازی کر کے غیر قانونی عمارات کی تعمیر اور ہاسٹلز میں جرائم پیشہ افراد کی آمد و رفت کی فوری طور پر انکوائری کرائے، بہتر یہی ہو گا کہ ممبران اسمبلی پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو تمام حقائق ایوان کے سامنے لائے اور اس کی رپورٹ پیش کرے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ بھی next session تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر730 ڈاکٹر فائزہ اصغر کی ہے۔

متحدہ عرب امارات کی جانب سے اونٹ ریس میں استعمال ہونے والے بچوں کو جاری کئے گئے چیکوں کا محکمہ داخلہ پنجاب کی غفلت سے زائد المیعاد ہونا

ڈاکٹر فائزہ اصغر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ متحدہ عرب امارات کی حکومت نے اونٹ ریس میں استعمال کئے جانے والے 810 بچوں کے معاوضے کے چیک جن کی مالیت 1.13 ملین ڈالر جو تقریباً 9 کڑور روپے بنتی ہے وفاقی حکومت کو 21۔جنوری 2010 کو دیئے تھے کہ وہ چیک بچوں تک پہنچا دے۔ وفاقی وزیر داخلہ رحمان ملک نے وہ چیک جب محکمہ داخلہ پنجاب کو دیئے تو نامعلوم وجوہات کی بنا پر وہ تمام چیک واپس کر دیئے گئے۔ بعدازاں جناب چیف جسٹس آف پاکستان کے استفسار پر کہ یہ چیک متاثرہ بچوں تک کیوں نہیں پہچائے گئے تو جواب میں اٹارنی جنرل نے عدالت کو بتایا کہ متاثرہ بچوں کے پتاجات نہیں تھے اور ریکارڈ بھی مکمل نہ تھا۔ اب ہم investigate کر رہے ہیں۔ حالانکہ حقائق یہ ہیں کہ ہر بچے کا مکمل پتا چائلڈ پروٹیکشن ویلفیئر بیورو کی فائلوں میں موجود تھا۔ جب یہ اطلاع جناب چیف جسٹس آف پاکستان کو ملی تو انہوں نے حکم جاری فرمایا کہ پندرہ دن کے اندر اندر تمام متاثرہ بچوں کو یہ چیک مل جانے چاہئیں۔ اس کے بعد محکمہ داخلہ پنجاب نے چھ سو پینٹھ بچوں کو چیک بھجوا دیئے لیکن یہاں افسوس کی بات یہ ہے کہ چیک جاری ہونے کی تاریخ 21۔جنوری 2010 تھی اور چھ ماہ کے بعد وہ چیک expire ہو گئے تھے لیکن محکمہ داخلہ پنجاب نے دانستہ طور پر وہ expired چیک بچوں کو بھجوائے یا بلا کر دیئے جو کہ آج تک cash ہی نہ ہو سکے ہیں۔ اس کے علاوہ سب سے قابل ذکر بات یہاں یہ ہے کہ چائلڈ پروٹیکشن بیورو، ہوم ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب، انگوری باغ سکیم، شالامار لنک روڈ، لاہور کی جانب سے معروف اخبارات جیسے نوائے وقت، جنگ، ایکسپریس، خبریں اور دیگر میں بہت بڑے اور مہنگے اشتہارات شائع کروائے گئے جن میں ایک سو سے زائد بچوں کے نام، ولدیت اور پتاجات بھی موجود تھے۔ ان اشتہارات کی وساطت سے بچوں کو چیک وصول کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ جیسا کہ اشتہارات سے ظاہر ہے کہ بچوں کے پتاجات محکمہ داخلہ پنجاب کے پاس موجود تھے اور یہ بھی معلوم تھا کہ چیک expired ہو چکے ہیں تب بھی اشتہارات پر پیسے ضائع کئے گئے۔ اس معاملہ پر میں نے خصوصی طور پر ڈائریکٹر جنرل چائلڈ پروٹیکشن ویلفیئر بیورو کو اطلاع بھجوائی کہ expired چیک بچوں کو دے کر ان کا مذاق نہ بنایا جائے لیکن ڈائریکٹر جنرل چائلڈ پروٹیکشن

بیورواور محکمہ داخلہ پنجاب نے اس اہم معاملہ پر ذرا توجہ نہ دی جس بنا پر محکمہ داخلہ حکومت پنجاب کی بدنیتی واضح طور پر نظر آتی ہے۔اس بناء پر متاثرہ بچوں اور ان کے خاندان کے علاوہ تمام ذی شعور عوام میں انتہائی اضطراب، بے چینی اور غم وغصہ پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی،next session کے لئےpending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی ہے۔

سیلاب زدگان کے لئے ٹینڈر کے بغیر خریدی گئی ادویات سے حکومتی خزانے کو کمیشن کے ذریعے کروڑوں روپے کا نقصان

چودھری عامر سلطان چیمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ صحت پنجاب میں کرپشن اور بے قاعدگیوں کی انتہا ہو چکی ہے اور سیکرٹری صحت اس کرپشن اور بے قاعدگیوں کی پوری طرح سرپرستی کر رہے ہیں۔اس کی ایک روداد کا ذکر کر رہا ہوں کہ سیکرٹری صحت نے سیلاب زدگان کے نام پر تین کروڑ کی دوائیاں دس کروڑ روپے کی خریدیں، جس کی خرید کے لئے کوئی ٹینڈرز کروائے گئے، اشتہار دیا گیا اور نہ ہی بولی کروائی گئی اور خفیہ طور پر جلال بھٹی اور حامد بھٹی نامی اشخاص کو under hand deal کے ذریعے لاکھوں روپے کمیشن وصول کر کے کنٹریکٹ دے دیا گیا جس سے حکومت کے خزانے کو کروڑوں روپے کا جان بوجھ کر نقصان پہنچایا گیا۔مذکورہ صورتحال کے پیش نظر صوبہ کی عوام میں حکومت کے خلاف شدید غم وغصہ، بے چینی پائی جا رہی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، تحریک التوائے کارpending کی جاتی ہے۔رانا صاحب!میاں محمد رفیق صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر516/10 کا جواب آگیا ہے؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!میرے لئے کیا حکم ہے؟

جناب سپیکر: جی،آپ کو اس کا جواب دے رہے ہیں۔

فیصل آباد میں پاور لومز بند ہونے کی وجہ سے احتجاج کرنے والے مزدوروں کی ریلی پر پولیس کی شیلنگ اور فائرنگ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! حکومت پنجاب نے مورخہ 26۔جولائی 2010 پر عملدرآمد کے لئے مالکان اور نمائندہ labours movement کے درمیان مورخہ 25۔اگست 2010 کو زیر قیادت D.C.O میٹنگ ہوئی اور باہمی گفت وشنید کے بعد خواجہ محمد اسلام ایم پی اے کی موجودگی میں 13.50 فیصد ریٹ پاور لومز ورکرز طے ہوا اس پر عملدرآمد ہونے کے بعد مختلف علاقے یعنی غلام محمد آباد، فیض آباد جھنگ روڈ سدھار ڈوھڈی والا اور سرگودھا روڈ پر امن چل رہے ہیں اور پاور لومز ورکرز کو کوئی شکایت نہ ہے۔تاہم اس سے قبل لیبر قومی موومنٹ کے لیڈروں کی سرکردگی میں مورخہ 20۔جولائی 2010 کو ایک جلوس نکالا تھا اس دوران سدھار میں فضل محمد ویو فیکٹری کو چند ورکرز نے آگ لگا دی تھی جس میں محمد اکرم، محمد ارشاد، محمد سرور، محمد اشرف مالکان فیکٹری زخمی ہوئے تھے۔پولیس نے مبینہ توڑ پھوڑ کرنے والے ورکرز کے خلاف نمبر such & such زیر دفعہ 397، 436، 440، ت پ درج کروائی تھی۔ موجودہ صورتحال کے مطابق ایف آئی آر نمبر 486 میں چار ملزمان زیر حراست ہیں جن کے خلاف مقدمہ ہذا میں نامکمل چالان مرتب کر کے ڈسٹرکٹ اٹارنی کے دفتر میں بھجوایا گیا ہے اور 20۔جولائی کو فیکٹری میں نقصان پہنچانے والے ملک فضل الٰہی، راجہ ارشد، اکبر علی، ریاض عرف راجو وغیرہ کے خلاف مقدمہ درج کرایا تھا۔مزید برآں موجودہ صورتحال پاور لومز انتہائی پر امن ہے اور ورکرز کو ادائیگی اجرت کی کوئی شکایت نہ ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کو پتا ہے کہ اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! میں اپنی تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، طاہر احمد سندھو!

محکمہ اریگیشن تحصیل بھلوال کے چک نمبر6،ایس ڈی کی ورکشاپ میں واقع سرکاری اراضی پر ناجائز قبضہ

MR TAHIR AHMAD SINDHU: Mr. Speaker! Thank you. I seek the leave of this august House for introduction of this Adjournment Motion in the interest of general public which is very urgent and important in its nature. That a piece of land measuring almost 1.05 acre owned by the Provincial Government and possessed by the Machinery Circle Mughalpura, Irrigation Department, Government of the Punjab situated at Chak No. 6 SD Tehsil Bhalwal Distt. Sargodha near Bhalwal city is being grabbed and encroached illegally possessed and occupied by certain persons. Almost for the last five years or so which is not justified in any manner whatsoever. It is pertinent to mention for the knowledge of this august House that the said land is located near the Bhalwal city and is a valuable property worth millions. The loss is being crossed to the public exchequer with the connivance and collision of the Government functionaries belonging to the Irrigation Department. The matter required is thorough probe and inquiry in the larger public interest for the action in the matter. The collusive lease a fanny should be cancelled and the same may be conducted transparently in a free and fair manner in accordance with law and rules. Thank you, Mr. Speaker.

جناب سپیکر: یہ تحریک next session کے لئے pending کی جاتی ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! ہمیں اس کی انگریزی سمجھ نہیں آئی، اس کا اردو میں ترجمہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں۔ ویسے آپ وکیل بھی ہیں اور میں نے آپ کو ٹوکا نہیں ہے اور پہلے تو قانون اور قاعدہ کے مطابق آپ نے یہ تحریک التوائے کار جس زبان میں پڑھی ہے اس میں یہ پڑھی نہیں جانی چاہئے تھی۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! آپ نے ہی اجازت دی ہے۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو یہ کہا تھا کہ آپ اپنی تحریک پڑھیں اور مجھے نہیں پتا تھا کہ آپ نے یہ انگریزی میں لکھی ہوئی ہے۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! آئندہ آپ کا حکم سر آنکھوں پر لیکن میرے خیال میں انگلش زبان بھی ہمارے ہاؤس میں چلتی ہے۔

جناب سپیکر: آپ آئندہ محتاط رہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار نمبر 587 تھی، وہ skip کر گئے ہیں اور میری جو تحاریک التوائے کار پڑھی جا چکی ہیں اس کے لئے حکم دے دیجئے کہ وہ پھر اگلے اجلاس میں چلی جائیں۔

جناب سپیکر: جی، ان کی کون کون سی تحاریک پڑھی جا چکی ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار جو skip کر گئے ہیں اگر آپ اجازت دے دیں تو میں پڑھ دوں۔

جناب سپیکر: دیکھتے ہیں۔ اب آپ کون کون سی تحاریک کا جواب لینا چاہتے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں جواب نہیں لینا چاہتا اور میں چاہتا ہوں کہ کچھ تحاریک التوائے کار ایسی ہیں جن کا جواب ابھی نہیں آیا اور آج تک نہیں آیا۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ وہی تحاریک اگلے اجلاس تک چلی جائیں۔ ایک تحریک نمبر 587 جو skip ہو گئی ہے اسے مجھے پڑھنے کی اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ دوبارہ تو نہیں دے رہے جو پہلے ایک دفعہ dispose of ہوئی ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 587 تو آئی ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! اگر dispose of ہو گئی ہے تو پھر آپ احتیاط کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ یہ dispose of نہیں ہوئی بلکہ یہ skip ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب! آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

ہڑپہ میوزیم کی سینکڑوں ایکڑاراضی پر لینڈ مافیا کا قبضہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!.I am grateful میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہڑپہ جو پوری دنیا میں انتہائی قدیم تہذیب کا ایک مانا ہوا شہر ہے کی تین سو اٹھاون ایکڑ زمین جو کہ ہڑپہ میوزیم پر مشتمل ہے ناجائز قبضہ گروہوں کے قبضہ میں چلی گئی ہے۔ ہڑپہ کا شہر 1921 میں دریافت ہوا اور محکمہ آثار قدیمہ نے 1927 ہی میں اس کی زمین کو (Protected Heritage of Land Under the Land Acquisition Act) اور باقاعدہ نوٹیفکیشن کے ذریعہ حکومتی ملکیت میں لے لیا تھا۔ یہ اہم حقیقت بھی ریکارڈ پر موجود ہے کہ اس نوٹیفکیشن کو Antiquity Act 1975 کا تحفظ بھی حاصل ہے جس کے تحت یہ واضح کیا گیا ہے کہ:

> No private citizen, public institution or local residence can buy, transfer, dig or occupy both lands without the prior permission of Director General.

1992 میں ہڑپہ کی زمین پر قبضے شروع کئے گئے جس پر محکمہ آثار قدیمہ نے کوئی توجہ نہ دی۔ ان قابضین نے ہڑپہ کی اس تاریخی زمین کو اپنی ملکیت ثابت کرنے کے لئے محکمہ کے خلاف قانونی جنگ شروع کر دی۔ گو محکمہ آثار قدیمہ ایک لمبی litigation کے بعد اپنا مؤقف منوانے میں کامیاب ہو گیا لیکن پھر نامعلوم ہاتھوں کی وجہ سے انہی قابضین کے لئے دوبارہ ڈسٹرکٹ پرائس کمیٹی سے اس زمین کی valuation کا کہا گیا جو کہ 1894 کے Acquisition Act کی بھی خلاف ورزی ہے۔ محکمہ آثار قدیمہ کی تمام جائیدادوں کا across the board سروے ہونا انتہائی ضروری ہے جو کہ اپنے اصل اثاثہ اور ملکیت سے محروم ہو چکی ہیں اور یہ اب کوئی راز نہ ہے اور وہ تمام جائیدادیں اور مقابر وغیرہ جو وفاقی حکومت سے پنجاب حکومت کو منتقل ہوئے ہیں کی اصل حیثیت کا جاننا بھی بہت ضروری ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کو next session کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میری ایک تحریک التوائے کار نمبر544 ہے۔اس کا جواب ابھی تک نہیں آیا اس کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، جس کا جواب انہوں نے نہیں دیا وہ خود بخود pending ہو جائے گی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے بہت ضروری بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، دیکھیں، ٹائم بہت کم ہے، اب میں ٹائم بڑھانا نہیں چاہتا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں آدھے سیکنڈ میں اپنی بات مکمل کر لوں گی۔

جناب سپیکر: جی، مجھے بات کرنے دیں۔ جب میں بولتا ہوں پھر آپ بولنا شروع کر دیتی ہیں۔This is not good. آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں صبح سے آپ سے request کر رہی ہوں، بہت ضروری بات ہے۔آپ براہ مہربانی ایک چھوٹا سا پوائنٹ آف آرڈر دے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں دوں گا، ابھی نہیں، مجھے بات کرنے دیں۔ گزارش یہ ہے کہ آج کا دِن ہم نے اریگیشن پر بحث کے لئے رکھا تھا لیکن اچانک مجھے یہ اطلاع دی گئی ہے کہ سینئر منسٹر صاحب اسلام آباد چلے گئے ہیں اور جو پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ ہیں ان کو ڈینگی بخار ہو گیا ہے۔ بخار کوئی ہوا ہے پتا نہیں ڈینگی ہوا ہے یا کون سا ہوا ہے لہذا اس بحث کو اب ہم آئندہ اجلاس میں رکھیں گے۔ہاؤس کی کارروائی کا وقت پانچ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر آبپاشی کے اوپر جو بحث ہے منسٹر صاحب یا پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ کے نہ ہونے کی وجہ سے نہیں ہو رہی۔ اگر وہ موجود نہیں ہیں تو ہماری طرف سے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا اس کو pending نہ کیا جائے۔ ہم نے جو چند تجاویز دینی ہیں ان تک پہنچا دی جائیں اور ان کو ڈینگی بخار بالکل نہیں ہو گا کیونکہ ڈینگی مچھر جو ہے وہ پانی پر پلتا ہے۔ پانی کہیں ہے ہی نہیں اس لئے کوئی اور بخار ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، پانی ہے۔ پنجاب میں بہت پانی ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! ہم اپنی معروضات پیش کرنے کے لئے تیار ہیں۔یہاں پر دو منسٹر صاحبان، ان کی مہربانی ہے کہ وہ تشریف فرما ہیں ہمارا print out لے کر ان کو دے دیا جائے اور وہ next session میں wind up کر لیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ ہی بولیں گے بس کیلئے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): چلیں! آپ کی مرضی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بالکل ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ قائد حزب اختلاف نے جو فرمایا ہے ویسے تو ان کی speech کا brief کائرہ صاحب کے پاس موجود ہے لیکن جیسا کہ قائد حزب اختلاف نے کہا ہے کہ وہ کچھ تجاویز دینا چاہتے ہیں تو آپ بے شک ہاؤس کا ٹائم ایک بجے تک بڑھا کر ان کو بات کرنے کا موقع دے دیں۔

محترمہ آمنہ اُلفت پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ہم آپ کو موقع دیں گے۔ ابھی تک تو میں نے پانچ منٹ کا ٹائم بڑھایا ہوا ہے۔ پانچ منٹ کے بعد ایک بجے تک کا ٹائم دیں گے اور meanwhile point of orders سے پر ہیز کیا جائے۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! میں نے ایک بہت اہم بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتی تھی کہ میں نے ایک تحریک التوائے کار جمع کروائی تھی جس کا جواب ابھی آنا باقی ہے۔ وہ یہ تھی کہ شادی کی تقریب میں فائرنگ سے ایک بچہ مر گیا تھا۔ ایف آئی آر بھی کٹ چکی ہے اور ملزمان گرفتار بھی کئے گئے ہیں لیکن اب مجرم آزادانہ گھوم رہے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے وزیر قانون کے نوٹس میں یہ لانا چاہتی ہوں کہ وہ مجرم گرفتار ہوئے تھے مگر اب وہ آزادانہ گھوم رہے ہیں، اُن کو تنگ کر رہے ہیں اور انہیں صلح کرنے کے لئے مجبور کیا جا رہا ہے۔ اس کا جواب ابھی آنا باقی ہے اس عرصے میں تو وہ انہیں بہت زیادہ پریشان کر دیں گے۔

جناب سپیکر: آپ تھوڑی تکلیف کریں ناں، آپ یہ ٹائم بچائیں اور مہربانی کریں یہ رانا صاحب کے نوٹس میں لے آئیں وہ سُن ہی رہے ہیں۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جی، ٹھیک ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں صبح سے پوائنٹ آف آرڈر مانگ رہی ہوں مگر مجھے پوائنٹ آف آرڈر نہیں دیا گیا۔

محترمہ طیبہ ضمیر:جناب سپیکر! میرا بھی ایک بہت اہم پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر:جی، دیکھیں میری بات سُنیں۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی، پہلے طیبہ ضمیر صاحبہ کا پوائنٹ آف آرڈر پھر ان کا، پھر آپ کا۔اس کے بعد چودھری صاحب تقریر کریں گے۔

محترمہ طیبہ ضمیر:جی، ٹھیک ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر:اس کے بعد کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوگا۔

رانا منور حسین غوث المعروف رانا منور غوث خان:جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر بھی ہے۔

جناب سپیکر:نہیں ہوگا۔ حضرت!اب میں بات نہیں سُنوں گا۔

جناب طاہر احمد سندھو:جناب سپیکر!میں بھی عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر:آپ کی مہربانی ہے۔ میں نے پہلے کہہ دیا ہے۔

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر! پانی پر بحث کے لئے تو اجازت ملے گی ناں؟

جناب سپیکر:جی،اگر ٹائم ہوا تو آپ کو ضرور اجازت دیں گے۔

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر!کیا فائدہ ہوا پھر بحث ہی نہ رکھوائیں۔

محترمہ طیبہ ضمیر:جناب سپیکر! یہ matter بہت ہی اہمیت کا حامل ہے۔ میں سرگودھا ڈویژن میں ہائیکورٹ کے بنچ کے قیام کے حوالے سے بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر:جی، پہلے یہ باتیں ہو چکی ہیں،آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ طیبہ ضمیر:الحمد للہ وہاں جا کر۔۔۔

جناب سپیکر:آپ کی مہربانی۔ سرگودھا والے بات کریں۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں:جناب سپیکر! میرے سرگودھا کے اس وقت تمام معزز ممبران موجود ہیں، لاء منسٹر صاحب موجود ہیں۔ الیکشن کے دوران میرے بھائی لاء منسٹر صاحب نے سرگودھا ڈویژن میں ہائیکورٹ کے بنچ کے انعقاد کا اعلان کیا تھا اور باقاعدہ سمری جاری کی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: جی، جب وہ فیصل آباد میں بنے گا اس کے بعد دیکھیں گے۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! میری عرض سُن لیں۔۔۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی، ان کا mike بند کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں ان چار لائنوں کا مطلب آپ سے پوچھنا چاہتی ہوں۔ میں یہ چار لائنیں پڑھنے جا رہی ہوں۔ آپ میرے بڑے بھی ہیں اور Custodian of the House. بھی ہیں۔ میں آپ سے ان کا مطلب جاننا چاہتی ہوں۔ وہ چار لائنیں یہ ہیں کہ:۔

(1) A member shall be entitled to visit Hospitals, Dispensaries, Health Centres, Social Welfare Offices, Educational Institutions for boys located within his constituency with previous intimation.

(2) After such visit the member may submit his report to the Minister-in-charge.(Interruptions)

MR. SPEAKER: Order please, Order please.

میں آپ کی کوئی بات نہیں سُن پایا ہوں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں اپنی بات کی طرف آتی ہوں۔

جناب سپیکر: کیا پڑھا ہے، کوئی reference تو دیں ناں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ Provincial Assembly of the Punjab Privileges Act 1972 ہے۔ اس میں یہ provision ہے کہ as a member میرا یہ privilege ہے کہ میں کسی بھی ہسپتال میں female سے related جو وارڈز ہیں، ڈسپنسریاں ہیں ان کو visit کر سکتی ہوں۔ 28۔ ستمبر کو میں نے جناح ہسپتال کے گائنی اور آپریشن تھیٹر کے بارے میں ایک رپورٹ submit کی۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسے نہیں۔ آپ تحریری طور پر کچھ لے کر آئیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں تحریری طور پر بھجوا چکی ہوں۔ اگر محکمہ ہیلتھ کے منسٹر ہی نہیں ہیں تو میں کیا کروں؟

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب آپ بات شروع کریں۔

محترمہ سیمل کامران: اگر اس پر عملدرآمد نہیں ہو سکتا تو آپ rules amend کریں۔

جناب سپیکر: جی نہیں، ضرورت ہی نہیں ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ اس میں amendment کریں۔ جس ہسپتال کے آپریشن تھیٹر میں بلیاں گھوم رہی ہوں گی، وہاں کے مریضوں کا کیا حال ہو گا؟

سرکاری کارروائی

بحث

آبپاشی پر عام بحث

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ بحث کا آغاز کریں۔ ہاؤس کی کارروائی کے لئے 1.00 بجے تک وقت بڑھایا جاتا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر!۔۔۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! میری بات سُن لیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہو گیا ہے۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! میں بھی ہائیکورٹ بنچ کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ بیٹھیں۔ قائد حزب اختلاف کی بات سُنیں، اُن کو بولنے دیں۔ کائرہ صاحب! آپ ان کے notes لیں۔ جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! جب ہمارا اجلاس شروع ہوا تو آپ کی صدارت میں، آپ کے آفس کے اندر ہم اور پارلیمانی پارٹی کے لیڈران کرام سب حاضر ہوئے تو اس میں بیس اکیس دِن کا ایجنڈا طے ہوا اس کے اندر گورنمنٹ بزنس کے ساتھ ساتھ ہم سے تجاویز مانگی گئیں۔ ہم نے چند ایک جو ڈیپارٹمنٹ تھے جن کی وجہ سے صوبے کے اندر بہتر انتظام وانصرام ہو

سکتا تھااور جو burning issues تھے ہم نے وہ تمام کے تمام ان کو یہاں پر لکھوائے۔آپ نے اس پر کمال مہربانی کرتے ہوئے اس کو پسند فرمایااور vet کیا۔دوسری پارٹی کے لوگ، مجھے نہایت افسوس سے یہ کہنا پڑتاہے کہ سارے سیشن کے درمیان صرف ایک دِن کی legislation لے کر آئے اور باقی کے جو انیس بیس دِن تھے وہ اپوزیشن کی طرف سے تجویز کردہ تھے ان پر ہم نے speeches کیں۔

جناب سپیکر: یہ irrigation پر بحث ہو رہی ہے؟ Irrigation پر بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف کا counter part ہوں، ان کے یہاں پر بات کرنے کے جو privileges ہیں وہی میرے ہیں۔اس صوبہ کی عوام کے لئے اور میڈیا کی consumption کے لئے جو کچھ میں یہاں محسوس کروں میں آپ کی اجازت سے، اگر آپ اجازت دیں تو میں یہاں پر بیان کرنے کا حق دار ہوں۔

میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج یہ چوتھی بحث ہے جس پر بحث ہونے کے بعد conclude کئے بغیر آج ہاؤس ختم ہو جائے گا۔یہ رویہ؟ میں نے پانی کی بہتری کے لئے کہنا ہے۔لاء اینڈ آرڈر پر تقریباً ہماری 70 فیصد بحث پڑی ہوئی ہے جس کا لاء منسٹر صاحب کی طرف سے وعدہ فرمادیا گیا ہے کہ جب وہ conclude کریں گے تو اس سے پہلے وہ ہم سے تجاویز بھی لیں گے اور ہمیں بات بھی کرنے کی اجازت دیں گے۔اسی طرح جو مہنگائی ہے اس مہنگائی کے اوپر کچھ نہیں بتایا گیا کہ گورنمنٹ کا mind کیا ہے اور نہ ہی سیلاب کے بارے میں جو ہم نے باتیں کیں ان کے اوپر بھی کچھ نہیں بتایا گیا کہ گورنمنٹ کیا کرنا چاہتی ہے۔میں اس لئے عرض کر رہا ہوں کہ پانی کے بارے میں آج بات کرنا چاہتا ہوں۔ہمارا صوبہ پنجاب 80 فیصد زرعی commodities produce کرتا ہے کیونکہ upper riparian area کا یہ صوبہ ہے اس کے لئے یہ پلاننگ کی جاتی ہے کہ نیچے والے جو علاقے ہیں ان کو زیادہ پانی جا سکے اور یہ بھی محروم نہ رہیں۔

جناب والا! بڑے افسوس کے ساتھ مجھے یہ کہنا پڑتا ہے بلکہ افسوس کا کہنے سے پہلے میں شکریہ ادا کرتا ہوں جناب وزیر خزانہ تنویر اشرف کائرہ کا اور وزیر مال حاجی اسحاق صاحب کا کہ وہ اپنی دلچسپی کا اظہار کرتے ہوئے حکومت کی ساکھ کو تھوڑا سا سہارا دینے کے لئے آج تشریف فرما ہیں۔ورنہ دیکھنے والے یہ دیکھتے ہیں کہ سارے کے سارے پانی کے اوپر پلنے والا صوبہ۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔وہ تو ٹھیک ہے لیکن اپوزیشن کیا کر رہی ہے؟ وہ اسے دیکھے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! اپوزیشن اس پر بات کر رہی ہے۔

جناب سپیکر: اپنی طرف سے دیکھیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب! میں بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں۔آپ اکیلے ہی ہیں اور کون ہے؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! اپوزیشن نے تو یہ باتیں آپ تک پہنچانی ہیں اور یہ اپوزیشن ہی بول رہی ہے۔

جناب سپیکر: شیر علی خان صاحب اور آپ دونوں ہیں، بس۔یہ آپ کی دلچسپی کا حال ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! ہمیں تو لوگ اس دور حکومت کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ:

"ان کے عہد شباب میں جینے والو! تمہیں ہوا کیا ہے؟"

آپ بولتے کیوں نہیں ہیں، بات کیوں نہیں کرتے؟ میں یہ کہنا چاہتا ہوں بلکہ میں تجاویز دوں گا، میں اس وجہ سے صرف تجاویز دوں گا کہ اس پر عملدرآمد ہو جائے اور دوسرا آپ کا وقت بچ جائے۔

میں یہ وعدہ لوں گا کہ اگلے اجلاس کے اندر ان تمام چیزوں پر جو یہاں مباحثہ ہوا ہے، آپ حکم فرما دیا کریں اس پر عمل ہو جائے گا۔ ہمارے جو respected Minister ہیں اس پر تیاری کر کے آئیں اور اس کو conclude کریں اور mind and plan of the Government بتائیں۔

جناب والا! منگلا مرالہ لنک کینال جو کہ بہت سال پہلے plan کی گئی تھی اور اس کو واپڈا نے بنانا تھا لیکن وہ ابھی تک نہیں بنی کیونکہ اس لنک کینال سے گوجرانوالہ، حافظ آباد، سیالکوٹ اور نارووال کی rice belt نے سیراب ہونا تھا۔ میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ واپڈا اس کو کبھی تعمیر نہیں کرے گا۔ میری تجویز یہ ہے کہ حکومت پنجاب اسے اپنے اختیار میں لے اور اس بہت ہی اہم لنک کینال کو بنایا جائے۔ پانی ضائع ہو رہا ہے اور یہ جو paddy crop area ہے میں جناب تنویر اشرف کائرہ سے یہ استدعا کروں گا کہ وہ اس سلسلے میں تھوڑے سے notices لیتے جائیں ورنہ اس کا print out بھی معزز منسٹر کو بھیج دیں گے۔اس کے بعد میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: رپورٹر صاحبان! چودھری ظہیر الدین صاحب کی تقریر کی کاپی فوری طور پر اریگیشن منسٹر صاحب کو بھجوا دیں، جتنی بھی تجاویز یہاں پر پیش کی گئی ہیں آپ نے مکمل طور پر ان کو پہنچانی ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان):جناب والا!میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں اور بعض اوقات حقائق بیان کرنے پڑ جاتے ہیں لیکن وہ طبع نازک پر گراں گزرتا ہے۔ میں bad managementکی بھی بات نہیں کرتا جیسا کہ آپ نے کہا کہ ناقص کارکردگی کالفظ استعمال نہ کریں، ہم نے کہا سست روی یا کم کا استعمال کر لیں۔ الفاظ وہ اپنی مرضی کے رکھ لیں لیکن ہماری معروضات پر کان ضرور دھریں۔

میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ساری دنیا کے اندر دو چیزیں ضروری ہوتی ہیں ایک تو irrigationکی ضرورت ہوتی ہے اور دوسرا پینے کے لئے پانی کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ ساری دنیا میں دو rechargingکے sourcesہیں ۔ ایک rainsاور دوسرا flood waterہے۔اس کے علاوہ water tableکی rechargingکا تیسرا دنیا میں کوئی ذریعہ نہیں ہے۔اب بارشیں تو global warmingکی وجہ سے یا monsoonکے routs divertہونے کی وجہ سے ہم سے روٹھ چکی ہیں۔ ہمارے پاس اب floodsہیں جن سے rechargingہو سکتی ہے لیکن ہمارے جو تین دریا ہیں ان کے اوپر بند بننے کی وجہ سے sufficient rechargingکے لئے پانی نہیں آ سکتا۔ایک دریائے ستلج جو کہ ہمارے چولستان کو، پہلے روہی کی سیراب کرتا تھا اس کو کئی سو سال replaceکیا لیکن بند بننے کے بعد دوسرا راوی اور تیسرا چناب رہ گیا ہے۔اس کا جو دنیا میں متبادل بنایا جاتا ہے وہ water zonesہوتے ہیں۔انڈیا نے اپنے sourcesہونے کے باوجود water zonesبنائے ہیں۔ میں انڈیا کا یہاں پر ایک مثال کے طور پر نام نہیں لینا چاہتا اس کی وجہ یہ ہے کہ پاکستان کے visionaryلوگ یہاں پر موجود ہیں۔ اب ہمیں پہیہ ایجاد کرنے کی ضرورت نہیں ہے جو دنیا میں بنا بنایا مل جاتا ہے، جو modelبنے ہوئے ہیں ان کے بارے میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے دو تین دریاؤں کے اندر جب floodsآتے ہیں تو دریائے کابل اور سندھ مل کر تباہی مچاتے ہیں۔اس کے بعد جہلم میں پانی آتا ہے تو اس کی لنک کینال جو ہے اس پر توجہ دینی چاہئے۔ اس سے سیلاب کی تباہ کاریوں سے بھی بچا جا سکے گا اور rechargingبھی ہو جائے گی۔جب پانی نہیں ہوتا تو وہ canalsبند رہیں گی لیکن جب over wateringہو جائے گی،جب low lying areasکے لوگ ڈوب رہے ہوں گے،جب تباہی آ رہی ہو گی اور اس وقت یہ issues ariseنہیں ہوں گے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ water zonesپر کام کیا جائے اور اس کے لئے long term planningکی ضرورت ہے لیکن کہیں سے شروع تو کیا جانا چاہئے۔ کئی projectsایسے ہیں جن کی بنیاد رکھ دی گئی ہے جیسا کہ Child

Protection Bureau تھا اس کی بنیاد رکھ دی گئی تھی اور اب وہ بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ ہم نے چھ سات اضلاع کے اندر Rescue 1122 کی بنیاد رکھی اب خادم اعلیٰ پنجاب نے چودھری پرویز الٰہی کے اس vision کو پینتیس اضلاع میں پھیلانے کا عزم کیا۔ آپ بھی اس کو خود کریں، کوئی ایسا کام شروع کریں جس پر آنے والی حکومتیں بھی کام کر سکیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے، اگر آپ مسجد بنائیں گے تو وہ کہے گا کہ اس کو "ڈھا" دو۔ اچھا کام جو بھی کرے گا اسے appreciate کیا جائے گا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! appreciate کرنے پر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میری یہ تجویز ہے کہ link cannels بنائی جائیں اور flood water کے لئے بنائی جائیں اور recharging کے لئے water zones ان علاقوں میں آئے جہاں زیر زمین brackish water بن رہا ہے اور پانی نیچے سے نیچے چلا جا رہا ہے۔ کسان کو پانی pump out کرنا مشکل ہے اور اگر وہ پانی کڑوا ہو رہا ہے brackish water بن رہا ہے اس سے اس کی recharging بھی sweet water سے ہو گی۔ پینے کے پانی کی بھی سہولت ہو گی اور زراعت کے پانی کی بھی اس کو سہولت میسر ہو گی۔

جناب والا! میں نے یہ ایک تجویز دینی تھی اس کو technically بھی monitor کر لیا جائے۔ یہ feasible ہے اور دنیا میں یہ چیزیں چل رہی ہیں۔ کسان اس سطح تک آ چکا ہے، آپ نے مہربانی فرمائی اور ٹائم ایک گھنٹہ بڑھا دیا تو میں آپ سے تھوڑا سا ٹائم ضرور لوں گا۔

جناب سپیکر: نہیں، ایک گھنٹہ نہیں بڑھایا، آدھ گھنٹہ بڑھایا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! یہ جو ملک ہے اس بارے میں چند حقائق ہیں۔ یہ جو خطہ ہے پاکستان کا علاقہ ہے 1947 میں ویسٹ پاکستان تھا اور اس کی تین، ساڑھے تین کروڑ آبادی تھی اور سارے دریا اس کے اندر بہتے تھے۔ پانی وافر مقدار میں تھا اور آبادی صرف ساڑھے تین کروڑ تھی اور 1952 میں گندم import ہوئی تھی، بعد میں میکسی پاک کے نام سے وہاں سے seed بھی منگوایا گیا تھا لیکن آج یہی خطہ سولہ کروڑ ہونے کے بعد تین دریا بھی بند ہو گئے ہیں پھر بھی surplus گندم پیدا کر رہا ہے۔ کسان صرف ایک چیز مانگتا ہے مجھے پانی دے دو یا پانی کے وسائل مہیا کرنے کے لئے مجھے کوئی subsidy دے دو۔ میں ایک کسان کی جو چیخ و پکار ہے وہ اس ایوان کے ذریعے خادم اعلیٰ کے کانوں تک پہنچانا چاہتا ہوں کہ جہاں پر پانی نہیں پہنچ سکتا وہاں پر ٹیوب ویلوں کے پانی pump out

کرنے کے لئے بجلی کے ٹیوب ویل کے لئے subsidy دی جائے۔ یہ میری ایک تجویز ہے اور water zones کے اوپر خصوصاً کام کیا جائے۔

جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ چشمہ جہلم لنک کینال بند پڑی ہے اسے اس کے حصہ کا پانی دیا جائے کیونکہ جنوبی پنجاب کے ساتھ جو آٹھ اضلاع ہیں ان کا انحصار چشمہ جہلم لنک کینال کے پانی پر ہے جو کہ 1991 کے Accord کے مطابق ہے کیونکہ وہ کینال Indus Water Treaty کے تحت انڈیا کے پیسوں سے بنی تھی۔ میں کہنا چاہتا ہوں کہ پنجاب حکومت کو ارسا کے اندر اپنا معذرت خواہانہ رویہ ترک کرنا چاہئے۔ جب پانی لینے کا وقت آتا ہے تو اس وقت اس کی تشکیل، اس کی نمائندگی یا absence کا جھگڑا کھڑا ہو جاتا ہے۔ 1991 کے Water Accord کے مطابق 80 فیصد زرعی اجناس صوبہ پنجاب پیدا کرتا ہے اور یہ تسلیم شدہ بات ہے لیکن تسلیم شدہ حصے کا پورا پانی دیا جانا ارسا کا کام ہے اور تسلیم شدہ حصہ لینا حکومت کا کام ہے۔ یہ بالکل سامنے کی بات ہے کہ ارسا دو سال سے پنجاب کے پانی کو cut لگا رہا ہے۔ ہم قربانی دینے کے لئے تیار ہیں، قربانی دیتے ہیں اور دیتے رہیں گے لیکن اگر قربانی کے نام پر کھال اترتی رہے گی تو پھر جسم پر جو تھوڑا گوشت رہ جائے گا وہ بھی ختم ہو جائے گا اور ہڈیاں رہ جائیں گی۔ اب پنجاب کے کسان سے مزید قربانی نہ مانگی جائے، اسے پانی دیا جائے اور ارسا کے اندر معذرت خواہانہ رویہ بند کر کے اپنی نمائندگی مضبوط کی جائے۔

جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حالیہ سیلابوں نے ہمیں ایک پیغام دیا ہے اور جو تباہی مچی ہے یہ آپ کے لئے ایک امرت کا کام بھی دے سکتا ہے اس کے لئے ڈیموں کی ضرورت ہے، اس کے لئے reservoirs کی ضرورت ہے۔ ڈیموں کے لئے ناموں پر نہیں لڑنا چاہئے کہ اس کا نام کالا باغ ڈیم ہے۔ اس کا نام بدل دیں۔ اس اسمبلی نے یہاں پر اس کے لئے قرارداد منظور کی ہے۔ بھاشا ڈیم کی بات ہو رہی ہے۔ کون کہتا ہے بھاشا ڈیم نہ بنایا جائے؟ priorities fix کر کے سارے ڈیم شروع کر دیئے جائیں۔ بھاشا ڈیم ایک ایسی height پر ہے جس میں سوات، چترال، کابل اور سواں کا پانی جا ہی نہیں سکتا اس کی ایسی altitude ہے کہ پانی اڑ کر اوپر نہیں جا سکتا۔ اس کا سارے کا سارا catchment area کالا باغ ڈیم کے اندر ہے۔ آپ ساری دنیا کے انجینئرز بلا لیں، نوشہرہ کیسے ڈوب سکتا ہے جس کی altitude ہی اس سے زیادہ ہے، کبھی پانی اوپر کو جایا کرتا ہے؟ جب نیچے والے ڈوب رہے ہیں تو انہیں بھی یہ سمجھایا جا سکتا ہے، آج سندھ کو ربیع کی فصل کے لئے پانی کی سخت ضرورت ہے۔ وہ پانی کہاں ہے؟ اگر آج پانی موجود ہوتا تو دو چیزیں ہوتیں، جب پانی چھوڑا جاتا تو وہاں ملتا اور ان ٹربائنوں کے ذریعے بجلی بنتی۔ اگر یہاں

پر سستی بجلی نہیں ہو گی تو نہ صرف صوبہ بلکہ ملک بہت بڑی بڑی مشکلات کا شکار ہونے والا ہے کیونکہ بے روزگاری دروازے پر کھڑی دستک دے رہی ہے۔ بجلی کے بغیر کوئی انڈسٹری چل سکتی ہے نہ ہی کسی قسم کا کوئی کام ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر!اس وقت کی طاقتور اتحادی حکومت حالیہ سیلاب میں مظفر گڑھ لنک کینال کو سیاسی بنیادوں پر توڑنے والے واقعہ کی جوڈیشل کمیشن کی رپورٹ سامنے لائے اور ذمہ داریوں کا تعین کرے، چونکہ ابھی حکومت اور دو سال چلنی ہے، اللہ نہ کرے سیلاب آئیں لیکن ان سیلابوں کے وقت کم از کم یہ ایک line draw ہو جائے گی کہ ہم نے پچھلی دفعہ بند توڑ کر جنہیں ڈبویا تھا ان پر کام ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر!میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ سیلاب سے پانچ متاثرہ اضلاع راجن پور، مظفر گڑھ، رحیم یار خان اور ڈیرہ غازی خان میں اریگیشن سسٹم مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے اور اس سسٹم کے تباہ ہونے سے گندم کی بوائی پر نہایت ہی برا اثر پڑ رہا ہے اور اس کی پیداوار بھی کم ہونے کا خدشہ ہے۔ حکومت پنجاب priority پر ان اضلاع میں کھال اور مائنرز کی مرمت کروائے۔ کہیں اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کی سست روی کی وجہ سے سامنے بیٹھے میرے بھائی کے ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کو شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب ایک زرعی صوبہ ہے مگر اس میں آبی ماہرین پیدا کرنے کے لئے کوئی تربیتی ادارہ نہیں ہے۔اس وقت چار وزراء صاحبان تشریف فرما ہیں وہ اس پر غور فرمائیں اور صوبہ کے چیف ایگزیکٹو تک یہ بات پہنچائیں کہ واٹر مینجمنٹ میں specialist create کرنے کے لئے ایک ادارہ قائم کیا جائے، جو brackish water زمینوں کو تباہ کر رہا ہے ان کے لئے قانون سازی کی جائے اور جہاں sweet water area ہے انہیں سبسڈی یا علیٰحدہ excessive system دینے کے بعد وہ پانی brackish water area میں divert کر دیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ brackish water areas کی more than 45 percent lands بے آباد پڑی ہے وہ آباد ہو سکے لہذا اس کے لئے ایک تربیتی ادارہ بنایا جائے۔

جناب سپیکر!ایم کیو ایم نے زرعی اصلاحات کے لئے مرکز میں بل پیش کیا چونکہ یہ related بات ہے اس لئے یہاں کر رہا ہوں کہ اٹھارہویں ترمیم کے بعد یہ سبجیکٹ صوبوں کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ صوبوں کو اپنے کام سے روکنے کے لئے اگر واٹر مینجمنٹ کا مسئلہ آ جائے تو مرکز کی طرف سے ارسا میں دخل اندازی ہوتی ہے۔یہاں پر چھوٹا کسان تو اپنے سانس کا ناتا قائم

نہیں رکھ سکتا۔ایک cooperative spirit کو بڑھاتے ہوئے اس پر قانون سازی صوبوں کا حق ہے اور صوبوں کے پاس ہی رہنے دی جائے تاکہ وہ واٹر مینجمنٹ کریں اور اپنی land management کریں ۔پختہ کھالوں کا پروگرام بند پڑا ہے اور اس سے پانی کا ضیاع ہو رہا ہے۔میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پختہ کھال کے پروگرام کو priority دی جائے۔میرے خیال میں اس بجٹ سے کافی پیسا surplus ہو جائے گا کیونکہ کہیں استعمال تو ہو نہیں رہا۔ میری تجویز ہے کہ اگلے بجٹ میں پکے کھال بنانے کا پروگرام شامل کیا جائے اور محکمے کو activate کیا جائے اور اسے فنڈز دیئے جائیں۔اب پرانے پختہ کھال ٹوٹ گئے ہیں لہذا پرانے کھالوں کی مرمت کے لئے بھی ایک provision رکھی جائے۔

جناب سپیکر!میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کے پانی کی ضروریات پوری کرنے کے لئے اریگیشن سسٹم ناکارہ ہو چکا ہے لہذا اسے reconstitute کرنے اور اسے rebuild کرنے کے لئے ہاؤس کی ایک کمیٹی بنائی جائے اور اس کمیٹی میں متعلقہ وزیر کے ساتھ ساتھ اسے legal شکل دینے کے لئے لاء منسٹر،ایگریکلچر منسٹر اور فنانس منسٹر بھی اس میں شامل ہوں اور اس کمیٹی کا target زیادہ سے زیادہ رقبہ آباد کرنا ہو۔اریگیشن کا موجودہ سسٹم deliver نہیں کر پا رہا چونکہ اس میں کرپشن کا سسٹم زیادہ ہے۔ ہمیں مسائل کو وسائل کے ساتھ couple کرنے کے لئے ایک brain stone cabinet کی ضرورت ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کھالوں کے اوپر مائنرز راجباہیں اور نہریں ہوتی ہیں ان میں ایک specified cusec delivery system دیا گیا ہے۔ اسے block کرنے کے لئے جنہیں پٹڑیاں کہتے ہیں، جن میں strengthen power ہوتی ہے وہ calculate کرنے کے بعد اس میں پانی چھوڑا جاتا ہے اور پھر یہ ensure ہوتا ہے کہ اس میں جتنے کیوسک پانی چھوڑا ہوتا ہے اسی حساب سے آگے کسانوں کو دیا گیا ہوتا ہے کہ ہم نے اس راجباہ میں 120 کیوسک پانی دینا ہے اور اس کے آگے دو مائنرز ہیں اور انہیں اسی حساب سے پانی جائے گا،لوگ بھی اسی حساب سے accept delivery کئے ہوتے ہیں لیکن ناقص دیکھ بھال کی وجہ سے وہ پٹڑیاں کمزور پڑ چکی ہیں، breaches ہوتے ہیں اور ان breaches سے avoid کرنے کے لئے ایک نہایت ہی نالائقی والا طریقہ اختیار کیا گیا ہوا ہے کہ اس میں کیوسک کم چھوڑے جاتے ہیں۔500 کیوسک والی نہر میں 400 کیوسک پانی چھوڑ دیا جاتا ہے۔ میرا بھی تھوڑا سا رقبہ ہے، جس مائنر سے وہ سیراب ہوتا ہے اس میں 120 کیوسک پانی چھوڑا جانا چاہئے لیکن اس میں 80 کیوسک سے زیادہ پانی نہیں چلتا۔ علیٰ ہذا القیاس اب جو minor پکے ہو گئے ہیں اگر ان کی پٹڑیاں properly repair نہیں ہوتیں تو یہ پکے minor،پکی نہریں بھی break ہو جاتی ہیں اس لئے ان

کی پٹڑیوں کی اہمیت کو کم نہیں کیا جا سکتا۔پٹڑی، مٹی، پانی اور بوندوں کی باتیں کرنا دیکھنے میں تو یہ چھوٹی چھوٹی باتیں لگتی ہیں لیکن یہ پانی ہم کسانوں کی زندگی ہے اسی وجہ سے میں عرض کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے آخر میں یہ عرض کروں گا کہ پانی کی تقسیم کے لئے ایک جامع قسم کی قانون سازی کی جانی چاہئے اور اس پانی کو tails تک پہنچانے کے لئے management کرنا، brain storming کرنا اور think tank بنانا بہت ضروری ہے۔ پنجاب ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہے لیکن پنجاب قربانی دینے کے لئے زندہ بھی رہنا چاہتا ہے۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ تمام حضرات کا بہت شکریہ۔ ماشاءاللہ آپ نے بھی اپنی پوری باتیں کر لی ہیں۔ آپ جو تھوڑا سا غصہ کرتے ہیں کہ فلاں منسٹر نہیں ہے تو آج حزب اقتدار کے لوگوں کو بھی موقع مل گیا ہے کیونکہ آج ماسوائے آپ دونوں کے اپوزیشن کے دوسرے ممبران موجود نہیں ہیں۔ بہر حال میں سب ممبران کا بہت شکر گزار ہوں۔ ماشاءاللہ آپ نے بڑے اچھے طریقے سے اس اجلاس کو نبھایا ہے۔ اب آج کے اجلاس کا وقت ختم ہوتا ہے لہذا اب اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(87)/2010/283. Dated 28th October, 2010 The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

> In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Salmaan Taseer**, Governor of the Punjab hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab w.e.f. October 25, 2010 (Monday) on the conclusion of sitting on that day.

Dated Lahore, the 22nd October, 2010

SALMAAN TASEER
GOVERNOR OF THE PUNJAB